

ترجمہ

جلد چہارم طلسم ہوش با

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نئی دہلی

منجملہ ہفت ہفتہ

دستان امیر حمزہ صاحبقران  
جسکو

مدیبت خوش الحان گلزار سخندان طوطی شکر نشان شکرستان جاو و بیاسے  
بندہ پایگاہ سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بجمال خوبی و لطف بیانی عبارت رنگین و مسجع ہر رنگ فناء عجائب منجانب  
مطبع او وہ اخبار ترجمہ کیا

مطبع نوری کشور کا پرنس پامام بھکرو انڈیا کنسٹ ایچ پی اے



# اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست میں ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اعلیٰ حالات کتب معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کی مثال بیچ کر تین سو روپے میں بعض کتب و نثر اردو کی بیچ کر تین سو روپے میں اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو گاہی ذریعہ

## قصہ جاست نثر اردو

الف لیلہ بالقصیر۔ مترجمہ سخنور سحر  
ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خاں  
حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہریانہ  
تلمیذ امیر الشعر امیر مینائی لطف یہ ہے کہ  
ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہے جس سے  
اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے اور قصا  
بھی اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت  
عمدہ کشید قابل دیدین۔

ایضاً بالقصیر۔ مترجمہ مولوی محمد رفیع الصمد  
مجموعہ افسانہ و لطیفہ۔ حسین حسین و نسائے  
دلچسپ ہیں کہ جو کتاب انگریزی میں سو  
ٹیس فرام معروف پریس ٹیلز مصنفہ  
صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد  
احسان اللہ صاحب زیب بارت سلیس  
عام فہم ترجمہ کیا جن سے تالچ سود مشغل  
حکایات لقمان حکیم جلوہ نمایاں لطف یہ

کہ ہر ایک قیمت کی لوح و ہندسہ و خانہ  
جدا گانہ ہے

طلسم و شربا۔ کامل سات جلدوں  
بے نظیر افسانہ ہے جو آج تک لوگوں کی نظر  
نہ گذرا تھا بیچ تو یہ ہے کہ شاہی خزانہ  
مخفی ہونے سے نام بھی نہ سنا ہوگا مطبع  
صرف زر کش سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا  
کل جلدیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں جا  
تشریح کی نہیں ہے تفصیل کل جلد  
حسب ذیل ہے

(جلد اول)

(جلد دوم)

(جلد سوم)

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

(جلد ہفتم)

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چار درویش



# بین چمن سیر کی و مکان و کار فرمای شاہ کاٹ

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحرناثیر و ہوش ربا سے جاوہ  
تقریباً عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنی



تصنیف نامہ ممتاز زمانہ داستان گوئی شیریں بیان سخن سنج مصائب آن سندر  
محالیں امیرن آریسان سرد اہل کمال سخنور بقیال مرزا گاہ سید محمد حسین تخلص بجاہ

## مطبع نامی منشوری فک شوکان لکھنؤ طبع محلی مولی



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کسان سے لاؤں میں ایسی بنا  
گرچہ غرق بحر عصیان ہو مگر ناپاک نہ بن  
ہاں ذرا آب ندامت پڑھ کے لطیفانی دکھا  
ہما کہ آؤ جوش میں دریا و رحم کر دگر کار  
پاک و صاف ایسا ہو یہ میرا لباس ندرتی  
خانہ دل میں مرد و دشمن نور شمع و سن  
اگر جنت او سکاجب ہو تو میں نہ ہو کر بن  
بحر عالم میں اوسی کا بھرہ ہرین دم جاب  
ہو زبان موج دریا پر اوسی حق کی آشنا  
ایسی اوست چشم زر گیس میں عطا کی روشنی  
ہو اوسی کو عشق کا دیکھو گل لالہ میں داغ  
سطر و دیکھو اوسی کی نشان آتی ہو نظر

ہما کہ ہوا اوس سے ادا محمد خدای دو جہاں  
اور یہ میری حقیقت ہے کہ مشت خاک ہوں  
جوش بحر اشک کو مجھ کو دلو دینی کو آ  
وٹھو گئے میرے کہ بظرا دین و دنیا میں پنا  
ہما کہ ہر ساعت بجا لاؤں خدا کی بندگی  
رحم فرما ہر گھڑی ہو مجھ پر رب العالمین  
حمد اس خالق کی اللہ کر دے کچھ کچھ بیان  
موج اوسی کی یاد میں کھاتی ہے ہر دم پتیا  
اور لب ساحل بھی تر ہیں ذکر میں اوس کا سدا  
صفت صالح جو وہ عالم کو ہو دکھلا رہی  
ہو اوسی کے وہ بیان میں استاد سراک نہ رہے  
ہو اوسی خالق کی ہر اک شے میں مدد ملے



ہو سکے گی کیا بیان اور جاہ توصف خدا | ماعزفا رحمۃ للعالمین نے جب کہا |

کل نیری عند لیب حامی کی لغت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب |  
عالم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین میں

سرور دین محبوب عالمین	یعنی ختم المرسلین صباح نرم شرع و دنیا	اپنی فیلمین پایہ زینت عرش خدا
سوجب لیکن دطر افتخارا بنیا	آپ ہادی سل میں رہنما و جود دل	مقتدا ای ہر رسل میں گلشن بیان
باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی رحم	تمیز اسمیل و آدم صاحب جود و کرم	آپ ایسی ہیں جلیل ہر خادم و جبریل
آپ ہیں سردار یگانہ دل و فرزند خلیل	تجہ و کسب طر ہوگی جاہ ہر نعت و کلمی	جوہن ممدوح آلہ سرج رستہ کی میں

منقبت خوانی نقیب بان کی لشکر توصیف منظر العجائب و منظر نواب حضرت اسماعیل و اسحاق  
سبکدوش عالمی میں ابی طالب علیہ السلام میں و صفت ائمہ ہدی علیہ النجۃ و الشفا

سنبھل ای حامی پیر جوش میں	دیان ممدوح ذکر نچتن ہو	جبیں ہر رات دودن شتاق کسک
سبکدوش عالمی میں ابی طالب علیہ السلام میں	شمار غوب ہو دل کو غلی کی	صفت لکشا ہون میں جس کو دنی
علی فرمان روای ملک ایمان	لکھون اک منقبت اسجا بہت خوب	علی شکاکشای جرم و انسان
جو گستی ہیں انہیری بکھون کیا	علی شیر خدا شاہ دو عالم	علی ہیں رونق بنیاد آدم
بلا ہر گرسین منکر کو اقرار	وہ عین ذات ہو یہ بھی ہو زیبا	دکھا دی سچوئی محال میں کھاس
کیا است پہ فرزندون کو تریان	بجایا قمر سے خالق کے سب کو	بجھایا آتش غیظ و غضب کو
رواکین عاجتین سائل کی کیا کیا	ذرا دیکھو مرے سولا کا احسان	یکے راہ خدا میں آپ سولا
نہن ہر مدح کا یار ازبان کو	فدا و نام اقدس کیون نہو جان	مری سولا کے ہیں عالم پر احسان
کسان اتنا ہی سامان و دو عالم	کمان دست ہو اسدرجہ بیان	کہ لکھ و صفت سلطان و دو عالم
ہر بیشک ذات ادنیٰ نور احجام	سیاہی ہو اگر یہ سار کے دریا	خود تحریر و صفت ذات اصلا
وہی ہیں رونق ایمان ہمارے	ادب و نین پہرے حساب خلق اتھام	وہی ہیں شافع عصیان ہمارے
ہر ذات عالمہ مختار جنت	وہی ز معج قبول پار ساہین	کہ خیلے نام پر جانیں فدا ہیں
نہن ادنیٰ کسی صورت جلدانی	اوہنیں پہ منحصر ہو کار جہت	ہن میں اور حسین آپس میں بھائی
	یہی ہیں نچتن میں اپنے تریان	مری سولا مرے مارک میں ہر آن



یہ سب نور خدا ہیں میرے	امام و پیشوا ہیں سب مرد ہاں	پس اس کے بعد تمام مدعی دریاں
اشہادت کو جس نالہ دہن کو	مجھے ماتم ہے ہر دم نچیں کا	لہ تھا مثل اونکا اور اب ہی نوکا
اگر ہو اس کے غم سے مثل گل خاک	رہا کرتی ہو سرگور غمت خاک	

دست سناجات پیر گاہ قاضی الحاجات اوٹھانا اور تبصرع تمام گڑ گڑانا

مٹا دل کی ہر جواد سلو برلا	سدا دل سے مرے ہر طرح کا غم	لطیف ان کے ای رت و عالم
کری جو اجڑے گھر کو میری آباد	عطا کر چنے والی ٹھیکو اولاد	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
بہت کچھ رنج تنہائی اوٹھا دی	مرد دل کی ہو سب امید پوری	خدا یاد رکھ کر دی رنج دوری
نہ دیکھا شام فرقت کا سوہا	اکیلا پاس کے غم نے خوب گھیرا	تعلی لاکھوں طرح کے پیش آؤ
نہ آیا شکر بہت زبان پر	سنایا آہ دل نے شور اپنا	کیا نا لگاتی نے زور اپنا
موا فرزند جب وہ ہم نہیں ہیں	بڑی بتیا ریاں دل کی سی ہیں	رہا شاکر بلا کے آسمان پر
ہر تروا میں زاری کی جگہ	کلیا میں طبیعت کے سب ارمان	انہیں آنکھوں سے دکھلا پھر وہ سان
جگر دل دنیا میں خاک ہو جان	مرد دشمن اتنی خاک ہو جائیں	بڑھو رعیت دل انگاری کی
مرد مالک مری فریاد سن کر	نہوں قید مصیبت سے وہ آزاد	نیک شکل نقش پا سجا میں حسد
رہوں درمت سے بچھٹو نہیں ای	رہوں دنیا میں یارب آبرو سے	تو میری دوستوں کو شاد کر دی

گمان تک جاہ طہار تمنا : فکر تحریر اشعار تمنا : قلم کو روک ضبط آرزو کر : نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کی خاتمہ تک بقیہ داستانوں کا تھا

بیان جلد سیوم یاں تلک ہے	نہو نے پاؤ جس سے ضبط مطلب	سب لہن ناظرین داستان سب
ہو پھر قید جو رسا حران سے	پھر شکر کوادر رنج ہی میں تھی	طلسمی کر کے قاسم مہر طو
طلسمی داستان ہے اس طرح پر	لقا کے ظلم سے ہے وہ پرانہ وہ	جہان شکر تھا مژدہ کا سر کوہ
شہ اندر سیاب ہے باقی قید	اسد اور رہ جبین بھی ہیں ابھی	ہوئی ہے قید بران دلاور
کرین عیار یاں سب ملکی باہم	تردو میں ہیں عیاران فرخ	مقابل فوج حیرت سے ہے مہرج
ہنر عیار یوں کے کچھ دکھائیں	کی صورت سے بران کو چھوڑائیں	دکھائیں اپنی جانبازی کا عالم
طلسم نور افشان پر جہانگیر	مقابل میں ہیں دونوں سمت تیر	کسی صورت سے شکر ناظموں کی



گئے ہیں تو رنے او سکوت بیدار	وزیر باد شہ جو باغبان ہر	لکھڑ جس سے شاہ طرہین ہر
نساد او س جو ہو گا باد شہ	بیان او سکا کیا جائیگا آگے	اسی صورت سے ہر اکستان کا
بیان واقعی موقع پر ہو گا	پتہ اس واسطے یہ لکھ دیا ہے	تسلل کو نہیں جانے دیا ہے

کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو گا گاہ | سمجھ میں آئے تا مضمون نل خواہ

جاد و طرازی خامہ رنگین بان بیان دستان لستان میں یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا  
 بیاری سیارہ عمار اور اپنے لشکر میں اگر مارنا گو ہر سداک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر  
 سحر سے اور عیاری کرنا برق قزلی کا مہیب پلٹن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے  
 اور یانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا لڑکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات  
 میں اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا بجران شمشیر زن کا اور لڑنا ناظران  
 طلسم ہوش رہا کا مالکان در بند طلسم کو ایک اور عیاریا عیاریون اور عیاریون کا  
 باہم و دیگر حالات متعلق اس طرح استان کے مولفہ

ساتی ساتی ہمارے ساتی	چو تھا یہ دور پیارے ساتی	کیونست و فکر کیا تجھے ہر
کیا شدہ و خم میں ہو نہیں	رذاق در حیم ہے وہ معبود	سب کچھ ہے کرم میں او کو موج
اٹھ شیشہ کو بزم میں لا	ہو پیر معان کا بول بالا	اے زینت بزم میگساران
وے خضر طریق بادہ خواران	ای مرہم زخم جان مجروح	دے دے کہ پھر آد جسم من روح
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی	پھر بیل باغ چھسائی	شادی جو عروس باغ گئی ہے
گلشن میں بھی بزم موحی ہر	سوسن سے بہار شام پیدا	روشن ہر وہاں چراغ گل کا
سبزہ کا جوش ہے زمین پر	وہ طلسم سپر ہے بہتر	منگیرہ ابر بھی تنائے
طاؤس چین میں ناچتا ہر	گل شاہر گلبدن کی صورت	غنجہ ہے ہر اک دہن کی صورت
گلشن میں چٹک ہی ہیں کیا	لیتے ہیں جا ہی بادہ خواران	ہر کوئی چیز جو ہے یاں کم
ہر پیالہ گل شراب شبنم	ہے موج ہوا کہ ساد کا تار	نغمون سے بھرا ہوا ہے گازار
قمری ہر سرو پہ راگ گاتی	بیل گل کے سہاگ گاتی	صیاد کا مٹ گیا ہے جنجال
گلشن میں ہر اک ہر فارغ آیا	ہین طایر باغ سب نواں	صیاد کا غم خزان کا نہ رنج



اس باغ میں اب بہین خزان ہے  
 اس باغ سے سب نے ہو لگا لگا  
 ہاں اسے مرے غمگسار ساتی  
 زاہد کے بھر آئے منہ میں پانی  
 رندوں کا ہر زاہد و بین قول  
 دروازہ تو یہ کونہ کر بند  
 ہر دولت زہد گرتے پاس  
 اپنے ہی برائے نگے مطالب  
 کچھ مل گیا تو ہے نشہ پانی  
 راضی ہیں رہنا یہ تو کہ ہم ہیں  
 ہاں ساقیا تو بھی اب کرم کر  
 میخوار تو ہاں وہی ترا ہے  
 جو بنت غنم کے آشنا ہیں  
 میخانہ وہی وہی ہے محفل  
 سبزے کی ہنار و نہر کی سیر  
 دنیا میں رہیں ہمیشہ وہ خوش  
 ساتی کی ہر جا ہر مہربانی

ساتی یہ ہر جا وادان ہے  
 آراستہ تو بھی بزم سے کر  
 ہم مفلسون کی ہر ساتی  
 یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہے  
 تو یہ میخوار گی سے لاجول  
 مستون کو ستا کے کیا ملیگا  
 یاں رحمت رب کی ہر ہمیں اس  
 تو دولت زہد پر ہے مغرور  
 بے مے کے و گرنہ سر گرائی  
 سن سن کے یہ قول زندہ مست  
 جلسہ ندون کا پھر ہر کرم  
 جلسہ ہی بادہ کش وہی ہیں  
 پابندی شرع سے جدا ہیں  
 کیا ہو گا جو محتسب خفا ہے  
 اس فصل کی مانگتا ہو نہیں خیر  
 زندہ رہیں وہ بجاہ و اقبال  
 پھیر دن میں بھی نئی کہانی

گلچین کے بھی منہ کو کر کے کالا  
 یہ میخانے کا کھول ساقیا در  
 ہوشی سے کی وہ روانی  
 جو ہے مے سرچ پر فندہ ہر  
 رندوں کو ڈرا کے کرنے پابند  
 کیا سمجھا ہے تو حنفہ ایلگا  
 تو طالب زر میں مہر کا طالب  
 یاں خدمت میکشان ہر منظور  
 شا کر ہو خدا یہ تو کہ ہم ہیں  
 زاہد کا ہوا ہے ناطقہ بند  
 ہر چند کہ دور یہ نیا ہے  
 جو ہوتے ہیں می پاشی ہی ہیں  
 سب ہیں ہی میکدے میں داخل  
 زندون کا بھی ساقیا خدا ہے  
 جو ہیں موداستان کے سرخوش  
 پڑھتے ہیں جو داستان حال  
 اسے جو ہری بیان عالی

در رشتہ نگرش لالی جرعہ چشان ساغر عنایت و سرخوشان بادہ مرآت مخموران  
 بادہ حسن خوبی و بیوشان سائیکس عاشقی و محبوبی سرشاران میخانہ عیاری و درد کشان پیانہ سادری  
 و مکاری شیشہ طلسمی میں شراب نیرنگی پیکر تماشائے افسون پردازی اسطرح فرماتی ہیں۔ اور توسن  
 نشہ شجاعت پر سوار ہو کر عرصہ جنگاہ نیرنگ بازی میں جو ہر شمشیر زبان یون دکھاتی ہیں کہ جب لشکر  
 امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہر ایک بکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحرہ فرستہ  
 اخرا سیاب خود سر ہزار کو محصور کر کے تنہا بارگاہ میں جا کر عیاران لشکر اسلام پر ہر کرنے میں مصروف



تھا اسکو اسی حال میں چھوڑ کر ذکر کیا گیا تھا کہ تیرہ باطن چادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کر کے بزرگ تخت پر ڈال کر جانب او یا سیاہ پلے تھے چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور روانہ ہوئے تو سیارہ عیارہ شہزادہ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اور سبھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر ہائی شہزادہ میں نیچے نیچے اوس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اوسی تخت سے جڑھل کر ایک درہ کوہ کے صورت اپنی مثل ایک شہزادہ جلیل القدر کے بنائی لباس ریزر مکمل بہ در و گنہ جسم انور میں پہنا اور اپنے تئیں بستر خاک پر گرا کر تلج شہر یاری کو ایک طرف پھینکا یا پھر ہن فرما کر اور قبای بادشاہی کو جابجا سے چاک چاک کر کے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجا سے اڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہے آنکھوں میں جلتے پرکھین سانس آہستہ چلتی ہو چہرہ پر عینار صحر اڑا ہوا ہی سارا بدن گرد میں اٹا ہوا ہی غرض اسی ہستہ ہی زمین پر لوٹا اور کراہتا تھا اور جان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب و درد شہزادہ گزرتھا چھوٹا سا مثل خاطر پریشان ابھی ہو میں عفریہ کے بانوں کی پریشانی دکھاتی تھیں شبیہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھایان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھیں اوس مقام پر یہ عیارہ کراہتا اور کہتا تھا کہ اے آئندہ دور وند واسطہ اپنے دین مذہب کا میری مدد کو پہنچو ہو سکے تو مجھ کو تھوڑا سا پانی پلا دو مجھ کو چمشیہ بھلا کرے اے میرا کام تمام ہو چکا ہے اس وقت بد میں میرے کام آوا میں ہی بیمار و حزن سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا نہ میں کو ادنی گرمی محبت سے بخار غمہ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس شست میں تھرتا تھا ۵

جیل میدان میں وہ پڑا تھا	لہر زان دل مہر سے تھا	پانی نہ تھا کو دین سے جاری
کرتا تھا پہاڑ اس کباری	ہر خار تھا اسکے حال پر زار	ترکس کی طرح تھے بھول بیمار

یہ اس حال میں پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن صرصر عیارہ اُدھر سے ہو کر لگا اصداء حزن نالہ غمگین اس بیمار کا ادون دونوں کے کان میں پہنچا صرصر ہر چند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت قلب اوسکا اس کو سنکر یچین ہو گیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ یہ کوئی ستم رسیدہ اس جنگل میں دل سے روتا ہے ذرا تخت اوتارو تو دیکھیں کہ یہ کون فلک کا ستایا ہے تیرہ باطن نے اس کے کہنے سے تخت کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوب روز جی بحال تباہ خاک و خون میں غلطان



پایا دل میں خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اوتارا اور ساحر و عیارہ قریب مجروح آؤ صرصر نے سرا و سکا اور چکا  
 اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہاں یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہے یوں خاک پر پڑا لڑتا ہے ساحر بھی قریب و سکا بیٹھ گیا  
 اوس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم واکیا یہ ظاہر تھا کہ سبب ضعف نقاہت کے آنکھیں نہیں کھل سکتی  
 ہیں غرض آنکھیں کھول کر بیمار نے اون دونوں سے کہا کہ سامری تمہارا بھلا کرین کہ تم نے مجھ خاک افتادہ کی اگر  
 خبر لی اب تھوڑا پانی مجھ کو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہے صرصر نے کہا کہ اے تیرہ باطن حنی کو پیاس بہت  
 ہوتی ہے اور پانی دینا اُسکو مضر ہوتا ہے اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری میں کچھ سیوہ ہے اور سکا  
 عرق اس کے حلق میں ٹپکاؤ یہ کھکر سیوہ نکال کر عرق اور سکا علق میں ادھر ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اوس بیمار کو کچھ ہوش  
 آیا چاہا کہ اٹھ بیٹھوں اوس نے قسم دی کہ ابھی نہ اٹھو اور حال پنا بیان کرو اوس نے کہا کہ یہاں کچھ دور پر  
 ایک قلعہ ہے کہ میں ہان کے حاکم کا بیٹا ہوں اکیلا وہاں نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اوسے جھکوز حنی کیا  
 اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا ہے کہ اس پہاڑ میں جا کر گر گیا ہوگا اور یقین ہے کہ مر گیا ہو میں بھی فرط  
 جواہت سے چور چور ہوں بہت مجبور ہوں کہ اپنے ملک تک نہیں جاسکتا ہوں اور یقین تھا کہ سیطرح اس وقت  
 پر خطر میں ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھ پر ہان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھ پر احسان  
 کیجئے کہ کسی سواری پر مجھ کو لٹا کر میرے قلعہ میں پہنچا دیجئے تو گویا زندہ کر دیجئے تیرہ باطن نے کہا کہ اے  
 شخص ہم دونوں ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہیں یہ عیارہ ہے اور میں ساحر ہوں نام اس عیارہ کا  
 صرصر شمشیر زن ہے اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونوں میرہ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے  
 اور سکو قید کر کے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہیں اتنی مہلت ہمیں کہاں ہے جو ہم جھکوتیرے ملک میں لے جائیں  
 یہ سنکر اوس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھ کو وہاں پہنچا دیجئے میری  
 جان بچ جاتی اب جو آپ کو فرصت نہیں ہے تو جائے اتنا ہی اسان کیا کم ہے جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر  
 بے قرار ہوئی اور کہا اے تیرہ باطن شہنشاہ کہی ناراض ہوں جو ایسے مقدمہ میں دیر ہوگی تم ضرور اس  
 شاہزادے کو اسکے گھر پہنچا دو بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہنچا نیک حال اگر سننگے تو ناراض ہوں گے یہ کہہ کر صرصر  
 اور ساحر دونوں نے اوس مجروح کو اٹھا کر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ پیٹھ کے نیچے آؤ لگا دی  
 کہ تکیہ لگا کر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزدل سحر دان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تمہارا ملک کس طرف ہے اور  
 ایک سمت ہاتھ دہنا کر تھا یا کہ اطرقت ہے وداوی طرف چلے اور کچھ ہی دور گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے



کہا بھائی صاحب زرا ٹھہرنا انھوں نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجے میں ابھی اچھا ہوں دیکھیے وہ درخت جو  
 سامنے چشمہ کے کنارے پر ہے ذرا اگھڑ لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتارا عیار وہی اوتری حسب نشاندہی اس  
 درخت کے پاس نون گڑ دیکھا کہ ایک شجر جاب عکس سے سیلاب کیا ہوا اور ہوا عیاری سے پرورش یافتہ کر  
 کستان نون ہزار سے کا بودہ ہے جسکا ہر برگ مجاز ہے ثمر جسکا خدا ساز ہے بیخ عکس کی خوشی شہر سے ظاہر سر سر ہر  
 نشوونما پذیر ہے زمینی کے اچھے ہونیکے سراسر تدبیر و بیان شیر زبان بھلا وہیں لگے ہیں تپے سر کس طرح  
 کول بنے ہیں پھلوں کا رنگ لال ہے درخت زر گل سے مالا مال ہے ایسا بھلا و نھوں نے کبھی گلشن و ہرین  
 نہ دیکھا تھا بہت خوش ہو کر اسکو زمین سے اگھڑا اور تعریف کرتے ہوئے لیکر چلے پھلوں کے اسکو خوشبو آتی  
 تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونوں نے زمینی کے پاس پہونچکر  
 کہا شہزادہ یہ کون درخت ہے جس میں ایسی خوشبو آتی ہے اسنے کہا نام اس فست کا زخم حیات ہے اسکو لگا کر  
 زخم بھی اچھے ہو جائینگے اور اسکو سونگھنے سے طاقت جو نائل ہو گئی ہو آجاتی ہے تو جوانی کا لطف  
 خوشبو اسکی دکھاتی ہے اور اسکو کھانسیے عمر انسان ٹرہ جاتی ہے اور بہت کچھ اسکو فوائد ہیں تم اسکو  
 پیسکر میرے زخموں پر لگا دو اگر یہ چاہو تو امتحان کر لو سونگھ کر دیکھو کہ طاقت جسم میں آتی ہے یا نہیں  
 ان دونوں نے بے اختیار اسکو پھلانگو سونگھا راستے ہی سے اسکی خوشبو دماغ میں بس رہی تھی  
 اوماپنے آپ میں نہ تھے اب سونگھنے سے تھینکیں مار کر بیہوش ہو گئے ستیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا  
 زرا تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد بر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلہ دار ڈگیر برپا ہوا ستیارہ  
 نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اور اپنے باپ کا سنا ہوا اس جہ سے اسکو قتل نہ کیا اور  
 دستور عیار ان بھی نہیں کہ عیار کو بیہوش کیے مار ڈالیں اسنے صرصر کو اٹھا کر ایک درخت کے  
 پانہ چا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کر کے تیتہ گوہر گار نذر پکڑا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار  
 کر کے سلام کیا اور کہا استانی امان عیاری اسکو کہتے ہیں منم غلام خواجہ عمر و سیارہ بن عمرو  
 اب کچھ دیر آپ یہاں بندھی رہیے اور طئمہ دو دو دام صحرائی بنیے میں ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہوں صرصر  
 نے جو یہ کلام انکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم میں مصروف پایا ہوش اور گئے دل سے  
 کہ فرزدان عمر و بد بلا ہیں اور کیا بے لگا و اعتبار کی تمہیں اب معلوم ہوا کہ یہ زمینی شہزادہ نہ تھا  
 عیار تھا غرض کہ بھلا ہے ستیارہ کو اسنے کچھ جواب نہ دیا تکمیل نہی کر لیں درستیارہ شہزادہ



یسرے چلا کچھ دور چل کر ایک شہزادہ تلاش کر کے جنگل سے لایا اور سوار کر کے شہزادہ کو لشکر میں لے کر پہنچا  
پھر وہاں سے مجسم و مذم شہزادہ ذی ہم لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اور شاہ جادو ان فراسیاب  
بے ایمان نے رقبہ جمشیدی میں جال صرصر دیکھا کہ دیکھو قاسم کو وہ لاتی ہے یا نہیں غرض جملہ ماجرا  
معلوم کر کے کہ اس طرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت میں بندھی ہوا و سنیچہ سحر بھجا کہ وہ اگر صرصر کو اٹھا  
لیگا جب یہ سنا پہونچی شاہ ذی او سکی زبانی تمام حقیقت سن کر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کو لشکر کے قریب پہونچا ہوا  
میں ملنا اسکا دشوار ہے یہ کہ کتاب سامری منگوائی اور او میں دیکھا کہ عقب قاسم میں خود جاؤں کہ سچی اپنے  
ملازم کو بھیجوں کتاب میں معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کر چکے ہیں کہ گھر سلک قتل کیا جاوے چنانچہ اگر  
خداوند کی تقدیر کرنے میں فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قیامت ہے خبردار قدم جادو اعتدال سے  
آگے نہ بڑھانا جب تک خداوند مدد نہ دے آپ طلب کریں نہ کیسکو بھیجنا آپ جانا یہ حکم کتاب میں معلوم  
کو کہ منقص ہو کر کیا کہوں ایسے سحرے خداوند کو کہ اپنے محبوبان رفیقوں کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہے  
کہتا ہوا باغ عیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کروں تو ایمان میں  
فرق آتا ہے خیر جو مرئی اسکی کیا چارہ ہے اس طرح یہ تو باغ مذکور میں آکر غصہ میٹھا اور ہر ص کو عالم خراب آباد کا  
محاصرہ ظلمت شبے موقوف کیا اور وہ کوہ جادو سے بعد مرات عیار ہر تابان جانب عرفہ فلک نظر

کہ جب شب ہوئی آنکھوں کے نیلے	و کھایا صبح نے اک تازہ سامان	افراز آسمان سے نور پر
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا	ہنگام سحر گھر سلک رگاہ سے سحر آ رہتے کر کے نکلا لشکر بہادران میں	
طبل بولش بجا تھا بھی میلان جنگی پر تخت رکھو کر سوار ہوا سنبانی باختری مشتری حصار و غیرہ کی صف	باندھی شور کرناے کو افلاک پر زلزلہ ڈال دیا عیاروں نے گھاٹیاں پہاڑ کی مستحکم کین اس طرف ملک صبا	
جادو جو بخوف عیاران رکھو ہوا پر ہتی ہے اور اتبک جنگ میں آکر شریک ہوئی تھی ہی ستم دیکھتی تھی کہ	کچھ صورت بہتری کی نظر آئے تو میں جاؤں اباد سے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانوں کا خاتمہ ہے پس اس	
مقام پراوٹی ہوئی آئی اور خداوند کو اگر سلام لقاے کہا اور بندگی قدرت تو کمان غائب تھی خیر اچھے	وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنوں کے غارت ہو نیکا ہوا دے کما اسی ثواب میں شریک ہونی کا دین ہی	
آئی ہوں گھر سلک سے ملائی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کر کے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑنا	اگر خداوند بھی منکے حال پر رحم کریں تو نمانتا اور بغیر قتل باز نہ آنا حاصل سامروں میں گل جلا جھٹکے	



ہونے لگے سب جوج کا سامری کے غل مچایا عورتوں نے اہل اسلام کے گرو اپنے وارثوں کے  
 حلقہ باز ہلکے بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکا یک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج  
 کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گہر سلک سحر اس طرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے  
 آئیں آگے بڑھا، نوز عیار و ن پھر اثر کرنے بنایا تھا کہ دہن دشت پر از غبار ہو اور بختار کے ہاتھی  
 پر کھڑے ہو کر کہا اے گہر سلک بھڑنا ذرا اس غبار کو دیکھنا اوسنے کہا سب نے کچھ دیر میں مطلع  
 صاف کیے دیتا ہوں یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا **فطسم**

زگر دسواران و جوش سہران	گرا سیدن گرز ہاے گران	دل سنگ خار ہے پر دریا
کے رومی خورشید تابان یہ	سیاہی ہیرا ز اہل اسلام روم	کہ پیدا ہوا از بے ہسپ بوم
تو گفتمی مگر خاک جو شان شد آ	ہوا بر سر او خروشان شد آ	ہا مہون کشیدند یکسر ز شہر
ہراز جنگ سزدل پراز کین زہر	بقلب شد قاسم نیک زاد	کیے ترک رومی سر بر ہناد
نگارندہ جوین نگارے ندید	زمانہ جو او شہر یارے ندید	شہزادہ قاسم نے ہا ہی ہو

دیران سنکر بہت اپنے تئیں قریب سے لشکر عذار کے پہونچایا اور ساحروں کو پہاڑ کی طرح سے لٹکا کر  
 لٹکارا کہ با شیدا و غیرہ سہران بختیار ک شہزادہ کو دیکھ کرنا چنے لگا اور اذان کہتا تھا کبھی آپ ہی آپ  
 پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کہتا تھا بہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تپسی کی حرا زادہ مانتا ہی نہیں ہم  
 کے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو بہت عاجز کر نہیں سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائیں دور سے لیتا کہ  
 میں صدقے اس عین وقت پر آئیے کبھی کہتا تھا قربان اس آئینے کے یہ تو اس دل لگی میں تھا او دھر  
 شہزادہ گھوڑا ڈال کر قریب صبا سے بد گھر ہوئی اوس بجیا ز چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر صبا  
 سحر کو اثر پذیر نہ پایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اثر و سحر پر سے اوڑھی شہزادہ ڈھانچہ جوتلواری کا  
 بند کیا چاک تیغ گہر نگاری اوپر پڑی سحر بھونک سامنے شہزادہ کے یہ قہر گرمی اور جاہتی تھی کہ  
 سنبھل کر ارکروں اتنے عرصہ میں اس شیریشہ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سراوسکا کٹ کر  
 دور گرا غصہ گیر و دار برپا ہوا اوسوقت فوج ساحران شہزادہ پر آگری گھسان کی تلوار چلنے  
 لگی اور گہر سلک عین غصہ میں آکر لٹکارتا ہوا آگے بڑھلکا او بے ادبہ شخص جو مرنا نہیں چاہتا  
 اوسکو تو کیا مرگ سے ڈرتا ہے اور اوسکے سامنے تلوار چمکتا ہی یہ کہک شہزادہ پیرا و سحر کیا یعنی ایک نیک



مارادہ بسبب تینہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب اودھا اسکے اثر سے ملا کر اودھ کو ہر  
کمر کو بستلا کر سر پاد کے مارا اشعار

کیا کروں میں زور بازو اس قوی تن کا بیان	کیا بتاؤں جس قدر اسکی برکت کی ہولناکی
گوے نہ گردون ساجکے سر کا پوسے اتھو	روز میدان سامنے آئے گراں تن کا عود
موسے سر سے ناخن پاتکٹ ٹھہرے درمیاں	جب کمر سے کھینچ کر مارے وہ اسکی فرق پر
کاٹ کر اودھ کو کھٹے ہمرہ نہ آسان	دھار پانی کی دہن لپٹے زمین فقر کو

غرض کہ سلاک بھیا کے مع مرکب چار پرکالے ہوئے غریب لشکر کفار میں بلند ہوا شور محشر آشکار تھا برکت  
بڑی آگ برسی آمدنی سیاہ آئی بعد دیر کے صدایہوں نے سنا کہ مارا کہ سلاک لقا کر گیا اس بند  
کو بھی ہمارے غور ہو گیا تھا کہ میں مرنا نہیں چاہتا ہوں کیوں دیکھا ای بندگان قدرت میں کیا جلد میرے  
قہنا اسکی پیدا کردی دیکھے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت میں دخل دیتا تھا خداوند نے قہنا  
کی عود اسکا قاتل ہی تھا یہ کہ لشکر کو ہلکا کر کے ہان لینا اس خیرہ قدرت کو کہ بہت بے ادب  
ہو گیا اور فوج ساحران و لشکریان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تھیں  
کھینچ کر آگری اودھ ہر عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ کہ سلاک مارا گیا سر داران اسلام کو اودھوں نے  
ہوشیار کر دیا بادشاہ اور تمام سردار اور ٹھکانے کے نیچے اودھ سے پھر تو لشکر دن میں قیامت برپا ہوئی  
اوسط وہ فوج جو پتھر کی ہو گئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اودھ کر چلی اودھ امیر کشور کو  
جو عقب میں اس دن سحر کے گئے تھے جب وہ دن خوب و صحرا میں پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر  
اودھ کو اس کے قریب آئے پر وہ اودھ امیر کے گلے لپی اودھوں نے اسم اعظم فراموش کیا اور اس سے  
اختلاف کرنے لگے اور بسبب بندہ جو اسم اعظم کے مزاج ہایوں پر اودھ کی طاری ہوئی مثل ہوشوں  
تھیں سنگ پر لٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بھی رہی اسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ کہ  
کہ کہ سلاک مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی اس عورت کے سر میں سے آگ لگی اور جلا کر خاک ہو گئی امیر کو ہوش  
آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہو کر چلا اور دم بھر میں لشکر میں آکر پہونچے نعرہ شیرانہ بلند کر کے  
تینہ عقب سلیمانی کھینچ کر گئے اب تو یہ حال ہوا کہ سلطان قہنا نے قلیتہ تیغ روشن کر کے اسے  
ہستی کو جسم ساحران پر سے اودھ لیا بڑے بڑے سرکشوں کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ



نقش حیات متاویں طلسم اربع عناصر کو بگاڑ دینے میں نیشن ان آئین شجاعت نے کوئی کسر باقی نہ رکھی  
ملت زندگی کے قطر کو بگاڑ دینے میں جو اس محاسبہ کے محسوس کو ترتیب تبدیل کر کے اس شجاعت کے  
مدرس میں تمام اپنا بلند کیا بہادری کو تقویٰ جان بنایا یہ نقشہ ہوا ان طلسم

نہ خاکست پیدائہ دریائہ کوہ	زلیں تیغ داران ارادت گرد	بدوسوسے لشکرش در راہ بود
کہ نگار تختن راہ کوتاہ بود	پس شب رواند آمد سیاہ	ستارہ شد از بہر دیکان سیاہ
بختند خرطوم فیضان تیسر	ز خون شد در و دشت چون آبگیر	سیاہ اند آمد پس پشت فیصل
زمین شد بگردار دریائے نیل	ہمہ برگ رفتہ یکسر فروکش	زمین پر فروش و ہوا پر ز جوش
ز گشتہ چو دریائے خون بہرین	بہر گوشہ ماندہ اسے پرین	غرضکہ لشا و بان سے بھاگ کر

جانب کو عیسیٰ چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہاں تک کہ بارگاہ پر قبضہ کفار ان میں تھی  
وہاں آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کا فریاد تھا کہ مسلمانوں نے اسے مقام پر قبضہ کیا اور  
پھر تعجب میں آئے کہ گھوڑے اڑھائے میدان جنگی سے گزیر کر لشکر تھا کہ پڑا اور آکر تلوار چلی پڑا  
مگر کہ پڑا آخر تاقتا دست ساحر و کافر نہ لاسکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی  
مال عدو کو لوٹ کر پھر سے خیام و بارگاہ دشمن جلادے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہاں مقتولوں  
کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیوں کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفا خانہ میں بھجوا یا پھر بارگاہ میں آکر  
داخل ہوئے شہستان میں محلات محذرات کو یہو بخا کر آستکی دیانی بارگاہ میں نصیب میں جے عہد ہوا  
امان کا پٹا عایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازار میں گھامین گھامین شروع ہوئی سردار غل کر کے  
بارگاہ میں آکر جلوہ گر ہوئے بادشاہ سریر جہاں بانی پر تشریف فرما ہوئے ساقی و رقاص حاضر  
ہوئے ملت عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا مولہنہ

ہوئی نرم بھر تہ بزم خم	توشتی سے ہوئے بادکش بھر بھر	دلہنیں شہی سے تھا پیدا فروش
و تو طلعت ہوا کست جوش	اسطون لغار نجد و ویریشان	قلعہ عیسیٰ میں آکر تلوار میں اوتر

لشکر زمینی و حشر کی چھاؤنی پڑی اور خیموں نے فطرنج سے شراب و کیاب سب ترک کیا اب ان  
لشکر کو تو اس حال میں رکھے لیکن حال فرا سیاب بفضال سنے  
داستان ہائی بران قی طلمسات سے و حال عیاری عیاران و جنگ



اوجہ ال تا طمان طلسم ہوش با و تو را نشان و غیرہ ملولہ

کہ گفت کن نگارندہ دہستان نو لیسندہ نامہ شہروان بہ شیرین بیانی و زنگین قلم  
چنین کردین حال درستم نو لیسندگان در آن عجائب مہرمان قصہ و بچسپ غرائب تیرگی  
اس طرح دکھا دیہن کہ افراسیاب خانہ خراب کمر سلاک کو بھیکر اپنے باغ سید بین چلا گیا جہاں  
جسبہ کچھ رنج و اطم و سکون کم ہوا تو پیر عازم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمر و جبار گاہ مہرچ میں آیا  
تھا جب اس نے سنا کہ خواجہ عمرو بن ایسہ پیر بزرگوار قہدا افراسیاب بکارت رہا ہو پست بارگاہ سے  
اویٹا کہ میں بھی چل کر کوئی کار نمایان کروں غرض کہ کسی طریقہ سے صحرائین قریب دریا خون و ان شہر احوالی کا  
ذکر ہو گا لیکن شاہ طلسم جب دیدیا سے اس طرف آیا دوسرے ایک سارے یوتوار کو باناج شہر پاری صحرائین نے  
پایا اویٹا طرف یہ بھی چلا جب قریب اس سارے پہونچا دیکھا کہ برہمن روہین من پیر بھائی حیرا اور کب  
کا ہر بادشاہ ذکر نے ہنس کر اس سے پوچھا کہ ای برہمن آج یہاں کیوں آئے ہو اس کا کہ ای باد  
مین کو کسی ناراض ہو کر یہاں آگیا تھا اب اپنے گھر جائیو تھا آپ کو آتے دیکھا تھہر گیا ہون  
بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار و قادار کو کب کو چھوڑ کر میرے یہاں ہو تو جو کچھ میرے حاضر ہوا اور اگر غم  
کر تو کچھ ہم میں اور دوسرے فرق نہیں ہوا ایک نکتے کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک در کے دو داغ  
ایک کلہن کے دو شجر ایک شجر کے دو مہرین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی اطاعت میں کیا انحراف تھا  
ع شاہان عجیب گریز از نگار را یہ لکھا اٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سہرا دسکا اوشا کر سنے  
سے لگایا برہمن نے منہ میں ہنوف بیوشی بھونکا کہ بادشاہ کھینک مار کر زمین پر گرا اور وقت برہمن نے غزوہ کیا  
کہ منم چالاک بن عمر و اور خیر کھینچ کر چلا تھا کہ سر کاٹ لہن اور وقت پشت پر سے غزوہ ہوا کہ باش باش  
ماہم رسیدیم صبار قمار عیاری بہت جلد قریب کے پہونچی اور خیر کھینچ کر حملہ آور ہوئی چالاک بھی لڑنے  
لگا لیکن صبار قمار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیوشی کے دفع کا منہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ  
کو بھی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھ کر حسرت کنان بھاگ کر در کا کوہ میں مخفی ہوا اور صبار قمار  
نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ بران بھی کار نمایان کیا تھا اور  
اب بھی وقت پر پہونچی دونوں مرتبہ کا انعام تھا وین بارگاہ حیرت میں چل کر دو گاہ کیونکہ دونوں مرتبہ  
سامری نے جھکو باعث تیر سے بچا لیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور حل میں بھی آتا ہوں



عیارہ شہنشاہ کے روانہ ہوئی اور شاہ بھی اسی طرف چلا اور ہر چالاک فکر عیاری میں اور روانہ ہوا اور سکا  
 بھی ذکر آئندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ چادوان بیان ہوتا ہے کہ یہ اس صحرے سے بڑا سحر و جادو کنان  
 لشکر حیرت میں آیا ملک حیرت اور مصور و صورت نگار و غیرہ نے بارگاہ سے ٹکڑا استقبال کیا اور اندر مار گئے  
 کے لاکر بغلت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ امیر شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود رکھے اور  
 مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن سوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہے شاہ  
 پہلے کوئی تبریر قتل کچھ امان رد سیاہ بھڑائی تھی اب اس میں کچھ فرق پڑ گیا یہ ماجر کیا ہو کہ ترونگ بھی ارضاد  
 فرما لے کہ آپ کی خوشی سے ہم بھی خوشی کریں اور اونسے بچنے کے شامل ہیں بہر صورت دہن گھاسی اور  
 مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سن کر اک آہ کی اور کہا کیا کون سی رتبہ جو میں آیا تھا تو تیرا  
 دختر کو کسب کو زندان طلسمات میں قید کر آیا تھا اور ہر تہ بھی سامری نے مجھ کو بچایا تھا وہ ناشرفی لڑکی  
 بلائی جتنی بڑی دیر تک لڑی اور سبب اختر مرور ایک کے مجھ پر غالب آئی تھی وہ تو صبار قتار عیارہ وقت  
 پر پہونچی اور اونسے بیوش کیا میں اس کو قید کر آیا اب عرض سحر شہم جو اس کی بڑی حمایتی اور طرفدار اور  
 اور کو کسب روشنفیر بابا دسکا اس کو ایک داغ تازہ سینے میں لگا دیکھو تو کیونکر وہ میرے زندان  
 طلسمات سے بچتا رہتا ہے اور میرا کیا کر سکتا ہے جب تو بران بہت اچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی میں نے  
 اس کو قید کیا ہے اب دم مجھ سے عمر و کا بھڑنا اس کو معلوم ہو گا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اقس  
 جو میں ادھر آتا تھا تو راہ میں اس طرح برہن بنا ہوا چالاک بیٹا عمر و کا مجھ کو ملا اور اونسے مجھ کو بیوش کر  
 چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبار قتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اونسے میری جان بچائی میں آج  
 کون یہ چالاک عیارہ ہے کہ اس نے میرا بچایا ہے نہ کہ وہ سے اس مقام تک بہت عیاریاں اور  
 مجھے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کر آیا سلطان و سرشار وغیرہ کو مقام عیاری  
 کر کے مجھ کو ذلیل ہمیشہ دار کو اسرار حب میں اس چالاک کو دیکھتا ہوں خون آنکھوں میں اترتا ہے  
 اور وہ بھی ایسی برصہ عیاری کرتا ہے کہ سامری مجھ کو بچاتا ہے یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سنے  
 کہا حضور پر سے نقد اترود افقی موسے دشمن تو لگے ہی رہتے ہیں سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ  
 کے آئے آج ہن آج جو کچھ نہ صدقہ اوتارا جاوہ کم ہر حیرت نے یہ منکر حکم دیا کہ اسے نقد  
 لکے لاؤ لنگر جاری کر دو سب سامری کی اقلیت سمجھ کرین حسب حکم ملازم عمل میں لائے تو جتنے



لازم تھے سب صدقہ اوتارنے لگے کوئی تیل لاش لایا کوئی سکے صدقہ کے لایا حیرت زبران کر تید  
 ہوئی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش میں آیا سب مصروف عیش و نشاط ہو  
 اہلکار لشکر مہر خ کے جو بر خیر بیان حاضر رہتے ہیں وہ جملہ ماجرا معلوم کر کے سامنے مہر خ کے آگے یہاں  
 رہائی پائیے خواجہ عمر کے ہر ایک خوشنود و متحابہ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب چلتا تھا نایاب  
 ہوتا تھا کہ ہنگاموں سے لڑکر مہر گاہ یہ سے تسلیم کی اور دعا و ثنا سے بادشاہی بجالائے کہ نظم

ناخن فیروزوں کے گمانیں کھل گئیں	قیری سخا جو باد سحر کی نموسے یار	ایمانہ جہان میں گرم شہر نہیں
کوئی مشکستہ حال بجز توبہ خار	برساترا سحاب کرم یان نہیں کہ اس	ہوتا ہر رنگ لاش یا قوت ابرا

بعد اسے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جاو ان کے ساتھ عرض کیا اس خبر کے سننے سے  
 ہر اک بد ہوا میں ہوا طاری عالم یاس ہوا جلیہ عشرت در ہم صحبت عیش برہم کہ شہار

ہوئی وہ بزم شادی بزم مالم	علین خانہ دل ہو گیا غم	شرار غم نے کی آخر شرارت
بدن میں یکہ یکہ کی حرارت	بہم ملتے تھے سب نموسے ہمت	تھے ناگاہ اس کے کیا یہ بات

برق و صہر فاقہ عیار کی یہاں موجود تھے جب نھون مہر خ و بہار کو رونے دیکھا بہت بوجہ  
 اونکی تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراؤ نہیں ہم ہمیشہ تھے کہتے آئے ہیں کہ مرنا برق ہو کوئی  
 قیامت تک نہ رہ نہیں رہا ہے پھر غم کیوں کریں ہاں غم اس وقت کرنا چاہیے کہ جب بیوفی کا  
 سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہے کہ نام کر کے مر جائے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید موجب ملیت

کمان میں شجاعان خمیر گزارا	نقطہ نام نیک و کا ہے یادگار
----------------------------	-----------------------------

بلکہ ہم جانتے ہیں اور ہو سکتا ہے تو بڑا ان عالی شان کو رہا کر کے لائے ہیں یہ کہہ دو فون عیار طرا  
 قنطور سے اور پیتاوسے باہناس عیاری سے آہستہ ہو کر روانہ ہوئے ابھی خواجہ عمر و جو بہا ہوئے ہیں  
 تو بارگاہ میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور لگا حال بیان ہو گا لیکن یہ دونوں عیار سب بارگاہ سے اپنی سبک  
 آپس میں مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدا بخوات اگر بڑا ان زندان میں ہلاک ہو گئی تو بڑی بدنامی  
 ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہو کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان میں پڑے  
 مر جائے اور میرے کچھ نہ ہو سکے پس لازم ہو کہ نظر عنایت رب اکبر کر کے مردانہ وار کام کریں اور  
 دامن مضبوط باز ہو کر گرین مرین آگ اگر ہو تو اوسیں بھی گر گرین اور ملک الموت کا بھی سامنا



تو نہ دینے و تمہیں اگر قوت نگہبان قوتیرست ہے بے موت آئے اور ریت کے دان چکر کیے کوئی  
 دتا نہیں یہ ہم خوب جانتے ہیں السعی منی من الاتمام ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت بدست  
 کی بارگاہ میں ٹھہریں اور ذکر مذکور سنیں یہ یحییٰ کہ کیا کیفیت ہے پھر وہاں سے پتہ لگا کر دندان کی طرف  
 یہ مشورہ کر کے دونوں الگ الگ دانہ ہوئے اقل ضرر غلام شیر دل ملکہ حیرت کے لشکر میں ایک  
 ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جو یا اپنے مطلب پھر لگا یہاں دیکھا تو لشکر ناظران طلسم  
 کو سون تک دتا ہوا وہی بڑی کھانگم ہے حال میں لشکر کی زینت کا اقل بیان ہو چکا ہے فی الجملہ لشکر میں  
 بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکر کی زبانی سننے میں آئی کہ اس طرح بڑا ان شاہ سے لڑی اور عیار و ذبیہ و شمشیر  
 اب یہ قید زمان طلسمات ہو بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا بڑا ان کا دشوار ہے بعض کہتے تھے  
 کہ اچھی ایسے تماشے تو نہاروں مرتہ دیکھ چکے ہیں سن لینا کہ عمر و عیار رہا ہو چکا ہے وہ دندان طلسمات  
 میں ہو چکا اور بڑا ان کو چھڑا لیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمر و عیار ہوتا تو اس  
 کو آج تک گند نہ رہے چھڑا نہ کیجاتا غرض عیار مذکور یہ یا نہیں سننا اور دسے کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر  
 چلکر ٹھہرو اور ایک دن کسی ترکیب سے یہاں ہو شاید کوئی محافظان زمان و غیرہ کے پاس نامہ وغیرہ  
 آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جائے تجویز کر کے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہاں جنم ام بادشاہ غفور  
 ٹھہرے ہوئے تھے بڑا اندام تھا اور متصل خیم و بارگاہ حیرت اہل علم کی بارگاہ میں اور حیمہ وغیرہ  
 استادہ تھے کہیں امرا و وزرا کی بارگاہ میں کسی جاشکوہ زرین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ  
 یا قوت جو دوسری و دیر نادی حیرت کی ہو قیام پذیر تھی عیار مذکور یا قوت کی بارگاہ کے قریب آکر  
 بارگاہ حیرت میں جا بیٹھ کر کہنے لگا اور وہاں استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ دربارگاہ پر جو  
 بیٹھے تھے اولے ساز کر نیکا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ و ناہی ڈیوڑھی کا پردہ اوٹھا کر ایک خواص نے  
 جھانکا اور کہا اب یہ میان کوئی ارسام بن کر کھڑا ہوا آدمی آیا جو ضرر غلام پہلے تو چپ رہا  
 کہ دیکھو کوئی آئے اب تیار ہو یا نہیں جب کسی نے جواب یا اس وقت دوبارہ اس کے پکاسے پر آکر کہا  
 حضور میں یہ سے یہاں ٹھہریں کوئی میری خبری آپ تک نہیں کرتا ہے اس نے کہا تم ارسام بن کر سرگم کے  
 یہاں جو تو شکنجے کے دار و غم ہیں ان کو پہچانتے ہو اور ان کے بیٹے کو جانچو ہو ان کو کیا خوب میں ادب  
 لڑکچن کا ملازم ہوں اور میں ہی نہیں پہچانتا حضور میں یہ تو دن رات ایک جا رہے ہیں بلکہ میں تو اس



ہوں کہ وہ مجھ بڑی عنایت فرماتے ہیں اور مجھ سے سب ملازم جلتے ہیں غار کھاڑ ہیں اور میں تو  
ایک جانٹا قالب ہیں اس رات نے یہ باتیں سن کر کہا اچھا آؤ پر دیکھے پاس آؤ یہ عیار آؤ بڑھا تھا کہ دریا بڑا  
نے کہا بی بیو تو کیا تمہاری بڑی عادت ہے کہ ہر ایک کو پر دیکھے پاس بلاتی ہو انکو پر دیکھے پاس بلاؤ سرکار  
کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اور لکھا حکم ہے کہ کوئی زانیہ ڈیوڑھی پاس نہ لے کوئی عورت  
مرد سے وہاں بات کرے بات کرنا ہی تو ہم سے جاتی ہیں آپ باہر اگر بات کر لیں آپکا کچھ نہ جائیگا ہمیں غصہ  
آئیگی جرمانہ ہو گا یا نوکری جائیگی اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جابے سے باہر ہو گئی اور کہا لو جس  
میں کسی بھڑے چھنال سے دسے کی نہیں کیا مجھ کو ان سو روٹوں نے چھنال مقرر کیا ہے جو بات  
کر نیکی ممانعت کرتے ہیں اپنا عہدہ بھی پر تو جتنا ہے جس میں یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہیں عہدہ بھی ہیں پانچویں  
سواروں میں ہمارے موڈ اپنے حواس درست کر دئے ہوا دیکھ کسی بھڑے چھنال کا ڈر ہے جو یہاں بیٹھا  
نہ کروں میں کیسی ماما یا مغلانی ایر سے غیرے پچکلیان کی نوکر نہیں ہوں اور نہ کسی کی لونڈی ہوں  
میں ایسے کی نمک پروردہ ہوں جو حیرت کی روح و جان ہر تم سب جب چاہو آؤ دیکھو اپنے اپنے جی  
کا ارمان نکالی لو جو تمہارے جی میں ہو نیک بڑا بھی مری جو چاہو وہ میرے لیے ملے سے کہلا بھیجیو یا خود  
کو دیکھو تو کہ اوسکا کیا ملتا ہے اور میرے لیے مزا جرمانہ کھڑکی جھڑکی ہوتی ہے یا تم سب پر غصہ آتی ہے  
کہ تو ابھی تم سب کو نکلوا دوں میں نے ہزار بار کہا ہے کہ ذرا میرے منہ نہ لگنا کیا تم نے مجھ کو کوئی دبوڑ لکھو  
مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہے کہ میرا صاحب سی بہانہ سے لاؤ اسکو بکواؤ اسے میں بھی اپنے نام کی ہوں تو  
جاؤ بھڑو تمہاری ایسی تیزی کی آج جو تمہاری گت نہ بنوائی تو نام اپنی بی بیو تو کیا یہ کلمات سن کر  
آپس میں سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے کہ ارمیاں تہنہ ناحت اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے  
ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہیں تو بیشک بیعت ہر کریم سب لگا دے  
جائیں غرض یہ باتیں آپس میں کر کے گویا ہوسے کہ بی بیو تو جیسا ہوتا ہے ملکہ کے تابع زبان لیے آپ کے  
آپ سب کو چاہیں اندر محل کے بلا لیا میں نے تو ایک قاعدے کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے ہمیں بڑی  
تمہی آپ خفا ہوں جو مزاج میں آئے وہ کیسے یہ کھڑکیا سے کہا میں جاؤ پروردہ کے پاس جو بی بی صاحب  
فرمائیں وہ سن آؤ ضرر غلام فوراً سب ڈیوڑھیان ملے کر کے قریب پردہ کے پہنچا اس رندی  
نے پردے کے اندر اپنے پاس بلا لیا اس نے وہاں جا کر دیکھا تو گھونٹ زانیہ ڈیوڑھی کے



پروے کے پاس عقب میں جاوے اور اس طرف محلات کی عورتیں بولی ہی ہنسی کھا کھنکی کی صدا آتی ہے  
 اور پاس ہنازین عنبرین ہو کھڑی ہیں یقین تھا کہ یہ ہوش ہو جاوے اور اسکی سادی سادی وضع غارگر  
 صبر و شکیب بیک کرشمہ عجب تھا جو دل کھو جائے اپنے سے پرایا ہو جا سبزہ رنگ جوں بھوین ایک  
 ایک کہتی حسن بھری دوسری طائر دل کے صید کرنے پر جی ہونی چہرہ میں وہ نمک کہ جان شیریں عشاق  
 خدا کرین بوسہ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھوسے کا نون میں ایک ایک لاپڑا بالابالا گال پہ ہلکے فریاد آتا  
 تاک میں کیل حسن و عشق کے مقدمہ میں کیل سینہ او بھرا ہوا اچھا توٹے انجھاروں کا دلیں سو باغ کر نیکی  
 ارادہ پیٹ وہ نرم گل سا کمر نادک کوٹے لے قطار پیڑ و ابھرا ہوا اریشہ بھری بھری گول سانچے کی دھلی  
 پائی جامہ گلبدن کا کچھ دار پہنے پانچواں کے کٹانی پر پڑے میں شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیاری  
 رکنا ہوا اور اسے موقع و مناسب ہلکا ہلکا زیور پہنے تراکت سے ہر بار تیوریوں پر بل ڈالتی دلتی  
 دیار حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلیری کی ماہ تھی مستزس

شکل اس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی	پیاری باتوں نے گرہ غنچہ دل کھولی
وہ پہلی وہ نکلت اور وہ بولی بھولی	جست انگلیا کی کٹوری تھی تو ادنی چولی

پنچی آنکھیں جھفت زکس بستان ہر دم  
 غنچہ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم

عنبر ہر عضو سے کہتا ہے کہ کیتا ہونین	بند سے بند کا ہے قول کہ فتنہ ہونین
ہر ہتھلی کا اشارہ یہ دیکھنا ہونین	لب سے لب کا یہ مقولہ کہ میسا ہونین

رمز آنکھوں کا کہو زکس شہلا ہمسکو
قول زلفون کا کہو سبک دو بالامونین

اس بر قوش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس آئے آیا تو ہنس کر کہا کہ ارسام بن مرسم جاو خیمہ میں  
 جو رہتا ہے تو کیا کیا کرتا ہے میں جانتی ہوں کہ دن رات رندی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رندی مولا تاتا ہوگا  
 ضرغام سوچا کہ یہ رندی معلوم ہوتی ہے کہ اس نطفہ حام ارسام سے آسانی رکھتی ہے اور اسی کے خیال میں قمر  
 رہتی ہے اور اویس کا آدمی تجھ کو سمجھ کر اسے بلایا ہے تو بھی ایسی باتیں کر کہ اسکو یقین ہو اسکی ملازمت کا آج  
 یہ سوچ کر اس نے بناوٹ کر کے کہا کہ اے بی بی جو تمہارا بی چاہے وہ تمہارے پاس بیٹھا ہے یہ رکھو وہ



ایک ہی لکیر کا قیر نیا ہوا بیٹھا رہتا ہے نہ گھر سے کہیں اڑ نہ جائے نہ کسی کو بلا دینے تو آج تک کسی سے  
ہنسی کے بھی بات کرتے نہیں کیا اس قمار عالم نے کہا تم تو اوسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی کہی  
متفنی ہر بیان میری پاس بیٹھ سوین پانچوین آتا ہے تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھ دیکھ کے  
سکیان بھرتا ہے میری آنکھوں کے سامنے ہاے جانی کتا ہے اور لگا وٹین کرتا ہے تنے کہا اور پیٹے مانا  
کرا بے ہودھا کے مصلے پر چڑھا ہے بھلا تم تو کہتے ہو کہ میں اولکادیت کا دوست ہوں یہی سب کچھ  
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہاں کیا باتیں کرتا ہے کبھی میرا ذکر کرتا ہے مجھ کو یاد کرتا ہے یا یہاں کی خوبصورت  
نام لیتا ہے ضرغام نے کہا صاحب میں کسانام لون اب تم میرا کتا تو مانتی نہیں ہوا اور میری یہ طاقت نہیں جو  
مفصل حال کہوں پسند آئے کہ انتہیں میری قسم تمہیں اپنا بیان کی قسم تم جسے پیار کرتے ہو جس سے  
ہوا اوس کے سر کی قسم میرا غلو اکھا سے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہاں کس کو پیار کرتا ہے چھیا و  
نہیں تمہیں ڈر کسا ہے میں تو تمہارے پاس کھڑی ہوں وہ تمہارا کر گیا کیا کوئی خدا ہے جو روٹی نہ تین  
نہیلیکی با بیان خود جیتک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی تکلیف ہوگی ضرغام نے کہا آئی صابریک  
اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہیں لیکن کیا کہوں ایک کی تو جان جاتی ہے اور آپ  
یہ باتیں بناتی ہیں اوسنے کہا او چھاجی میں اب بھر گئی سامری کی قسم جھوٹ جھوٹ کی قسم رتی بھر  
سچ نہیں لسی می کوئی مالزادی ہوگی جو اوسکی دوستی کا اعتبار کر لگی اگر وہ میرے گھر چلتا اور  
زندگی بازی کہ آگ لگاتا تو ایسا چین کراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالو کلالا ہتا اوسکو سنات کی کمی  
رہتی وہ تو اسکو عارضہ کجنت چھنا لیکارہ جیسے بدکار کو لیکتا ہوا اچھا بتاؤ تلو کو کیوں بھیجا ہے و سو کہا آج  
میری فیتن کین کہ تم ذرا جا کر ادھر ادھر دیکھ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اونی خیر تین مجھے لا دو  
اوس آفت جان نے یہ سنکر ایک تمہارا اور کہا خوب اب بھی حق مجھ کو ٹوری کی یاد آئی اسے کجنت کہو  
میرے کہے پر کیوں نہیں چلتا گھر میں وہ بیٹھے تو میں اوسکی لونڈی کی لونڈی بنی رہوں ہر وقت پاس  
رہوں کوئی دم خدا نہوں اچھا تم اب جا کر یہ کہو کہ اس بگاہ کے پھوٹے ایک موٹا بلبل ہے اوس  
باغ سے نکلا ایک جھیل ہے اوسکے کنارے کچال کا درخت ہے وہاں آجائے اور مجھے دو دو باتیں کہو  
اگر میرا کہا ماننے کا اقرار کرے تو فیر نہیں میں کمان اور وہ کمان ضرغام نے کہا نہیں تم ایسی  
باتیں نہ کرو وہ تمہاری درد دہانی میں مرتے ہیں ہر وقت ادکا یہ حال ہے اب



قابو میں نہیں ہے دل زار	آنکھیں ہیں ہر ایک درخشاں	فرصت نہیں نالہ و فغان سے
کتاب ہے وہ کچھ کا کچھ زبان	ہر وقت ہے بخود ہی کا عالم	اب قول ہی ہے اونکا ہر دم
الغت تجھے خوب جانتا ہوں	ای حضرت عشق مانتا ہوں	وہ گل و سنکر باغ باغ ہو گئی

اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوہ کو جہان کا شیعہ دیا ہر لے آ: ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر  
 آؤ گی اور سن نہیں لے کہا مجھے کیا دیر ہے تم گئے اور میں ہاں مختار ہے جانیسے پہلے آ جاؤنگی ضرغام  
 یہ سکر دس سے رخصت ہوا اور شیت بارگاہ پر اگر آموں کا باغ سے نخل کر چھیل کے کنارہ کپال کے  
 درخت کے تلے کھڑا ہوں دم بھر کے بعد سر و خوشی قار خرامان خرامان بناؤ واداسانے سے پیرا ہوں  
 اور پکاری کیوں جی کہ صبر ضرغام نے اونکی اپنے لبوں پر رکھ کر شیت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا  
 کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کر وہ گفام اس اشارے بھیجی اور بھیجی کہ کوئی میری پیچھے کھڑا ہے  
 یہ سمجھ کر او سر پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس صحن میں اپنے سکا گیا اور او سر پھر نے میں  
 کندہ ماری وہ ادھر پھری تھی کہ باب ہوشی مارا وہ چھینک کر ہوش ہو گئی اسنے اس کے کپڑے لیے اور  
 اس کو لیا کر ایک غار میں ڈال دیا آپ ننگ و عن عیاری کا نکال کر اسکی ایسی صورت بنا اور وہاں کے رہا  
 ہو کر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یا قوت کے آیا دیکھا کہ بہت چیمچوں میں ہر ایک عمل کی عورتیں بیٹھیں  
 کوئی اپنا سنگار کرتی ہو کوئی مٹی لگاتی ہو کوئی طوطی کو حبشہ جی پڑھاتی ہو کوئی کھانا پکانی ٹکریں ہو کیسکا  
 حمان آیا ہو اسکی خاطر میں مصروف ہو پلنگریان بھی جو کے تختے کے لگے ہیں مامین ہر ایک کے بار چننا نہ کو  
 گرم کر رہی ہیں یہ کیترون اور خواصون کو تجویز کر کے اس کے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یا قوت  
 کیا دربار میں گئی ہیں اون لوگوں نے کہا ایسی سوتی کیا توڑ کچھ نشہ کھایا ہو ملکہ عالم تین دن سے در دہن  
 پڑی لوٹ رہی ہیں کئی دفعہ تجھ کو پکار چکی ہیں کہ اسے صندل ذرا سا گرہ کر لگا دے تو نہیں معلوم کہاں  
 جا کر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہیں ہے یہ کسی رہی تھیں کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اسے سیوٹی سوتی ذرا  
 یہاں آ کے بیٹھ لکھا بھل کہاں تو اب لگتی ضرغام نے یہ سکر کہا ای بی بی قربان گئی میں آئی اور دوڑ کر  
 اور صر گیا دیکھا ایک پلنگری پر ملکہ یا قوت جا دو صندل لگائے پڑی ہو نیچے پلنگ کے سنبہ بھی ہے  
 چنگیرین جو کھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرایش میا ہو اور یا قوت اوٹھ اوٹھ کے در دہن گراہ رہی ہو کہ  
 ضرغام نے سر ہانے آ کر بیٹھا ہاتھ میں لیا اور کہا ای میری بی بی مختار ہے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ



کہا اب تو کچھ نہیں کہتی سندن لگانیکو بکارتی تھی وہ کوئی اور اگر لگا گئی اسے سیوتی اب ترادینو مانی ہو گیا  
 نہیں معلوم گمان اوڑ گئی تھی ضرغام نے کہا بی بی میں تو ادھر ہی او دھر تھی اور تو کہیں نہیں گئی تھی  
 حاضر ہوں میں بخاؤنگی فرمائیے جو کچھ فرماتا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی اور کو بارگاہ حیرت میں  
 بھیج کر دریافت کر کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت میں ہیں یا تشریف لیکے اور ملکہ مذکور محکو تو یا  
 نہیں کرتی ہیں سیوتی نقالی نے یہ سکر کنیز کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئیں اور  
 وہاں سے پھر کر آئیں کہا حضور بادشاہ عالم بپاہ بھی بیٹھے ہیں اور از بسکہ ملکہ حیران سے اور حیران  
 سے سامنا ہوا تھا اور حیران غالب آئی تھی اور صبار قہار عیارہ نے ہر اکرا و سکو ہوش کیا اور  
 دوبارہ عیار کے ہاتھ سے شہنشاہ کے دشمنوں کو زک پہنچی اور سامری نے بچا لیا تو اب جتنے ملازم  
 شاہی ہیں اور ملازمان ملکہ ہیں وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اوتار رہے ہیں ضرغام نے سارا  
 حیران دیا لاک کا بصورت سیوتی او کی زبانی سنا اور ملکہ یا قوت (یہ خبر سکر فرمایا کہ ہمارے پاس  
 بھی پانچ سیر تیل میں بھرناش سو روپیہ کے ٹکے سینی میں لگا کر بھجوا دے اور جو لیکر جا میری جانب  
 بعد اواب و تیلہات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر میں شدت سے درد ہو درتہ میں حاضر ہوتی  
 اب تیکر اس دست ہوں اور یہ تھکارہ جا تو حاضر ہوں کہ سیوتی یہ سکر حیران ہوئی کہ میں روپیہ  
 اور تیل میں کسے مانگوں لیکن اور کنیز دے اب ہی کہا کیوں ہیں سیوتی تم کو تو ہم تصدق کا سامان  
 لے آئیں سیوتی ذکا اب پوچھنا سکا کیا ملکہ تو فرما چکیں مجھ کو ٹھری کا بھی کچھ کہنے میں کہنا کنیز میں  
 یہ سکر روانہ ہوئیں اور سات سینو میں ناں اور سات سینو میں سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے باد  
 میں پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خان پوش ڈال کر سامنے لائیں سیوتی ذکا مزدوریوں کے سر پر رکھواؤ  
 اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ تصدق مروادینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہے عرض کر کے جلدی  
 چلی آؤ دیر نہ لگانا کنیز میں سب سامان مزدوریوں کے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئیں اور بارگاہ حیرت میں  
 سامنے آ فراسیاس کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کر کے شہر میں شاہ ذکا کو دیکھ کر حیرت ہو گیا  
 کہ یہ کے علاقے لوگ ہیں جو تصدق لاؤ ہیں حیرت ذکا قرانت شوم ملکہ یا قوت جا دو کہ سکر کنیز  
 ذکا پھر عرض کیا کہ ملکہ یا قوت ذکا تسلیم عرض کی ہو اور کہا کہ کنیز کے سر میں شدت سے درد  
 میں جھپٹ ہوا اور طاقت اٹھنے کی پاؤں تو نذر فرم لیکر حاضر ہوں فراسیاس نے کہا اچھا تصدق



بانٹ دو اور یا قوت کو میری طرف سے دعا کہ دنیا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار فرمایا سامی  
 تیرا دوسرا دور کرے یہ مرعات سلطانی جو حیرت ڈاؤس کے حال پر سبزل از جانب شہنشاہ یکم غن  
 ہوئی گاہ شہنشاہ یا قوت و زمرہ دونوں میری جان تارین اور خیر خواہ ہیں جو کام دولتخواہی اور  
 دل ستوری کا یہ دونوں کرتی ہیں اور جیسی کہہ کہ امید مجھے ان دونوں سے ہر اپنے پیٹ کی اولاد سے  
 نہیں چھوڑ بھی کسی کو خبر کے لیے ان کے پاس بھیج دین تو بہت ان سے ع شاہان چہ عجب گرنواز نگار  
 بادشاہ فرمایا کہ بعد برخواست دربار میں خود اوٹھکر اس کے دیکھنے کو جاؤ گنا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ  
 کی گردن میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا یہ مکان کسا ہے اور وہ مکان کسا ہے سب کشتی خانہ حضور ہی کہ ہیں  
 اگر آپ تکلیف فرمائیں گے تو کینہ پروری اور عین غی وندی ہے اس کا کلیہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا آبر و بڑہ جائیگی  
 آپ کی کسر شان نہو گی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پروری کہ آؤ  
 لوندی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخواست کرو ماکہ نے کہا شام ہی آپ کے  
 ایک مرتبہ دربار برخواست ہو گا یہ کہہ کثیران یا قوت سے کہا جا کر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ بر عیادت تشریف  
 لاتے ہیں کثیران یہ سنکر جلد خدمت یا قوت میں آئیں اور سیوٹی سے کہانی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ  
 مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں یا قوت جو لیٹی ہوئی تھی اوسے پوچھا کیا ہے  
 سیوٹی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہیں سینا تھا کہ وہ گھبرا کر اوٹھ بیٹھی اور کہا اری سیوٹی تجھے  
 خدا کی ماری ہوئی غارت ہوئی مالزادی اسے جلدی فرش غیر آرامتہ کر کیوں میری ناک کٹوایا جاہتی ہر کشتیا  
 نذر کے لیے جو اہر کی لاؤ تو تو ایسا بھی ہے جیسے چلے کی بھینس اسے موٹی تو اڑ کیوں جاتی ہر مالزادی  
 گھورتی ہو یہاں بند بچا کر کیے گرد میرے لگا دے کہ میں بھی پلنگ سے اوتر کر بیٹھوں یہ حکم سنکر ضرغام  
 نے کینتران گیر سے رہائی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا اوٹھوئے جلد جلد کشتیاں شراب کی قرینہ  
 سے لا کر چینیں اور فرش مکلف آراستہ کیا مسدین بچا دین فرش کی آرایش دیکھ کر اطلس صرخ شرم  
 سے عجب نہیں جو قطع ہو جا مسدوں کے بوٹوں پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جا بجا  
 آویزان کیا اوس بارگاہ کو نور افشان کیا چنگیر میں اور میوؤں کی ڈالیاں گلستہ وغیرہ سامنے رکھے  
 فرش کے گرد گلستہ لگا دیے بارگاہ کا حسن مثل شاہ حسین و جواہر پوش تھا بنا و سنگار کے بزرگ  
 عروس شب اول نشہ حسن درود یار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت وہ ایوان تھا مسدوں



نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زینب	سجھ متاب سے دیکھے تو کے صلے
فرش گل رنگ تو پر دون میں بنا کار طلا	سجھ پھولوں کی بھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے کے گلوں سے بھرے رکھے تھے  
ہار پھولوں کے چنگیر وں میں دھرے رکھے تھے

اسی آرائش و زیبائش کرنے میں وہ دن بھی تمام اور خیمہ دہر میں چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو  
ماہ بارگاہ آسمان میں ہوئی کہ لفظ ششم

فروغ مہر نے دامن اٹھایا	ہجوم شام کا اک رنگ آیا	جس میں شمع نے پیدا کیا نور
ہوئی اردشیر نے قرب اور دو	شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اٹھا	حیرت نے دربار پر فدا

کر دیا آپ بھی سج چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یا قوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی  
زہر دجاوود دوسری وزیر زادی بھی ساتھ علی سبب اپنے سناں گاہ میں پہنچے سیوتی یعنی ضرغام نے  
آرائش کرنے میں بارگاہ کے اپنا کام ہی کر رکھا تھا یعنی یا قوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھا دیا تھا اور  
کئی خوان شرفیوں روپیہ غیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چنگیر وں اور پھولوں کی ڈالیاں میوہوں کی کستیوں  
شراب کی گلابیان سبب غشتہ بہ دار و بیوشی کر دی تھیں اور پھر اک چیز کو اپنی دشکاری سے عطر بیوشی  
سے موطر کیا تھا اور شراب کو اولٹ پلٹ کر کے مخلوط با روپیہ بیوشی کیا تھا غرض ایک لونا نخل کا بیوشی بھرا  
تیار کر کے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا میں بادشاہ تشریف فرما ہوا یا قوت ہر چند کہ طویل تھی لیکن بنا بر تقییم  
بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جھبک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا اسی یا قوت  
میٹھ جاؤ تقییم معاف یا قوت نے کہا میں ادنیٰ کنیز حضور کی ہوں کیا مجال جو بیٹھ سکوں شاہ طلمسم اور  
حیرت دونوں مسند پر اگر جلوہ گر ہوئے اور اشارہ کیا کہ اے یا قوت اب تو اپنے عہدے کے موافق بیٹھو  
یا قوت سلام کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئی نوکستیان جواہر اور شرفیوں کی سیوتی نے یا قوت  
کی طرف سے پیش کنین شاہ نے ہر چہ فرمایا کہ اسی یا قوت نے میں نے نذر تجھے معاف کی یا قوت نے نہ مانا  
اور بہت کچھ غدر کیا اور کہا صبر ذرا پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہو جو یہ قبول فرمائی جائیں شاہ  
نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواہوں کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کر کے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیر وں  
اور ڈالیاں میوہوں کی آگے بڑھائیں اور گلابیان شراب کی ٹہلنے رکھیں شاہ نے فرمایا



کہ دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولوں کی اسین سے الگ کر کے سیر  
 پاس لکھو باقی تم سب خواہوں وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ کہ ایک پیالہ شراب کا بھر کے شاہ نے حیرت کو  
 اور کامیر سے سر کی قسم ہو ملک تم ہو میں بھی نہ پوچھا اور مچھو اس ڈالی میں سے ایک سیب پھیل کر دو حیرت  
 نے عرض کیا کہ انار کے دانے قلاب میں لگے کھے ہیں آپ نوش جان فرمائیں اور میں فیض آپ کے شراب کو  
 فرمائے کا ہیکو نیے لگی افراسیاب سے کہا مگنا حق کی ضد ہو یہ کہ پیالہ شراب کا کھدیا اور تھوڑے دانے  
 انار کے کھا ڈا اور ایک خواہے کئی سیب پھیل کر قاشین طشتریوں میں لگا کر سامنے رکھ دیں حیرت نے  
 بھانکیں کئی سیب کی کھائیں اور افراسیاب سے کہا ہوا قوت انار کے دانہ تو دردمر کو نقصان کرے  
 بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہے گا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی یہ کہ کراؤ کی طرف  
 طشتری بڑھائی یا قوت نے اوٹھ کر شاہ کی بلایں لیں اور تسلیم کر کے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک  
 پھانک سیب کی کھائی حیرت زود کو لے اوٹھا کر زمرہ جادو کو دیے اس نے سلام کو لے لیا اور قوت  
 نے حکم دیا کہ اسے ہمارے بحرئی طایفون کو بلاؤ کینز سامری اور ماو جاگرا اور جمشید باندی رملیان کا  
 ہیں اور قشیر لاؤ شہنشاہ کے سامنے کہہ گائیں بھالیں یہ حکم پا کر کنیزوں نے ہر ایک پر پوش زہرہ کر دیا  
 رنڈیوں کو سامنے لا کر حاضر کیا پہلے سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجیب گہرا گرم رنڈی تھی کہ باوجود  
 سرگردانی اور دھڑ دھوکے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ حصار عورت پر وہ فانوس عالم میں نہ لکھی تھی  
 سڑیا کے لکھنے میں طول ہو کا مختصر سا اور سکا یہ حلیہ سے کہ بیت

رنگ سافلا پیٹ ملائم اور کیون پر ممتی ہو | اچھائی سے لے نافت ملک اک صندل کی سی ممتی ہو  
 اور اسکی صورت زیبا کو دیکر تماش بینوں کا یہ قول تھا کہ اے مایہ ناز بھوجے باغی

گو حسن کا بیان نہیں کیا توڑا	خوبان جان سے چنے پر کٹہ مٹوا	ہر چند کہ تھا تماش بینی پر مزاج
پرستے نے تو چنے سب کو چھوڑا	اس ناہ دش نے بھدر کر شہر و خوش کھانی سے	سگاہ شاہ کے
تا چنا شروع کیا اہل کین کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بھل کی طرح	دل کو رقا ص بنا دیا سامنے اور ہی	
لطف لکھا یا خاطر عشاق سے دسا زہوا آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ٹٹہ سے واہ وا کا تار	بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سننے لگا کہ نظر	

اشکوں کی تھی آئی رخ پر سیا	ایسا وہ لاپی تھی ایسا	بندھتی تھی کبھی جو پیرج کی دھن
----------------------------	-----------------------	--------------------------------



سن سن کے سب اہل فہم تھے سن	بھرون کا جو نرم میں تھا چرچا	بھرون کے تاجے عجب کیا
ہر راگ روان تھا صورت رو	بھوسالی دکا ٹھراو کا مود	جب شاہ جادوان ہکا

گانا سنکر محو ہوا اس وقت اس بری مثال نے اس غل کو گایا کہ غزل

ازل سے گر قمار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا فریاد پیدا ہوا ہے	کراہا جو میں تو یہ رک کر وہ بولے
کمان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے	خدا در ملک اس کے دیکھو تماشا	عجب نقشش دیوار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پہنان	وہ جب سے تمکا پیدا ہوا ہے	موی جس کے گل گل کے مجنون ہوا ہے
ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے	مرے سخت دل دیکھو اتیکے دان ہیں	یہ دریا میں گلزار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو جسے نہ بولے	کمان کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے	جو کیسے کہ لو نقد دل تو یہ بولے

بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے اس عرصے میں بھولوں کی خوشبو ایسی سیلی کہ سبکی کیفیت دگر گون ہو

یہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی فراسیا پت حیرت و یاقوت و زمر و جادو وغیرہ سب اپنے آپ میں نہ رہے اور ہر کنیز و نکو بھی بادشاہ ڈو ڈالی عنایت کی تھی انھوں نے بھی حصہ بانٹ کر کے میوہ کھایا تھا وہ سب سگ نے پراپسین حول حیکہ استانی ہو کر لڑنے لگیں کسی نے کسی کوئی پکڑ کر کچھ پختی کسی نے کسی کا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ بیادے لکڑیٹ گئی اولین حیرت کھاؤ شہنشاہ اپنے پیالہ شراب کا ناقص بھر کر رکھ دیا آپ پتے ہیں زمین پھر شراب کا یہاں کھایا ضرور شاہ نے کہا اگر ہماری خوشی و توہین ہی پہلے پتا ہوں یہ کھکر چاہا کہ پیالہ منہ سے گلاؤں اس وقت ایک بیجنہ نے پیدا ہو کر تھکی دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا اے یاقوت ہائیں یہ شراب کیسی تھی

جسکو میرا سحر پینے سے مانع ہوا یا قوت خود عالم محویت میں تھی جواب کون دے ادھر لو نڈیوں نے تراق تراق چھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگیں حیرت نے چاہا کہ افراسیاب کچھ کے کہ نہیں لکنت آگئی اشارے کا شہنشاہ ہوشیار ہو گیا شراب نہ پینا یہوشی کا اثر معلوم ہوا شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا اتنا تو کہا جلا اور قہر یا قوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کر کے یہ حرکت کی جو یہ کھکر چاہتا تھا کہ اسے ٹھٹھے چکر کھا زمین پر گرا حیرت و زمر وغیرہ ان ان کر کے جو اور ٹھٹھین یہ بھی گرین اور ہوش ہو میں یہوشی نے ضرر غلام شیر دل نے خوش خوش جب مع زنا صون وغیرہ سب کو بیہوش دیکھا اور ٹھٹھ کر تکر بارگاہ میں لگایا اور خضر کھینک کر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ کر ہر کاٹ لے اس وقت کسی نے بڑے زور سے اسکو دھکیل دیا



کہ یہ یاروں شاذیت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کسے بھٹک ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر حیرت کر کے  
 افراسیاب کے قریب آیا پھر کہنے لگا کہ پکڑ کر او سکودوڑا دیا اس وقت یہ سمجھا کہ تو نے یہ تو فی کی جو اس کے  
 قتل کا غم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہے مارا بنیگا پس یہ سوچ کر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ فوج کرے  
 تاکہ افراسیاب کے منہ پر ایک پکاری رکھو اسے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ او سکودوڑا  
 ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ سیونی لونڈی یا قوت کی خیر کھینچنے حیرت کو فوج کیا جا رہی ہے دیکھتے ہی  
 بیان برق چمک کر ضرغام بر آیا اور سحر اسیر کر کے او سکودوڑا کر گیا اور باران سحر برسیا کہ سکودوڑا ہوش آیا تب  
 حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوئے شاہ نے کہا اے ملکہ تم پہلے اس حیار کو بارگاہ سے باہر لجا کر کسی جگہ  
 باندھو اور ایک گولا سحر کا مار کر او سکودوڑا کر دے یہ سحر حیرت اور یا قوت دوڑ کر قدم پر بادشاہ کے  
 گری اور عرض کیا کہ لونڈی کا کچھ قصور نہیں تھا میں بالکل مقصور ہوں حضور قلم عفو میرے برا بھلا  
 و خطا پر پھیریں شاہ نے اس کے عذر کرنے سے رخصت کر دی باز اسے کھول کر اس میں سب کیفیت حیرت کے  
 بیان آئیں معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیونی کینز فلان غار میں پڑی ہے اور یہ حقیقت گدڑی ہے یا قوت کی  
 کوئی خطا نہیں ہے بارہا تیری بی بی نے اور تو نے خود حیاروں کے ہاتھ سے دھوکھا کھایا ہے فریب و  
 لکڑے انسان چار ہے یہ دریافت کر کے شاہ نے کہا اے یا قوت سچ ہے کہ تو بیٹھا ہے اور تیری کینز فلان  
 مقام پر پڑی ہے اور اسے یہ حال سحر کا بھیج کر سیونی کو اوٹھوا منگوایا اور اسے آکر جیتے شیار ہوئی  
 لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر حکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور دست  
 سے او سکو باندھ کر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اوٹھ کر بارگاہ میں حیرت کی چلا گیا اور پلنگی پر لیٹا کہ  
 اب حیرت بھی قتل کر کے عیار کو آئیں اسی کے ساتھ آج سور ہوٹھا یا قوت کی بیان سب کینزوں پر  
 عتاب آیا یا قوت نے سیکو سزا دی کہ بالزادو اس وقت میری دہتھاری سبکی جان گئی تھی تاکہ کئی تھی  
 سامری نے بڑا رم کیا ایسی تم ستانیان ہو کہ کچھ خبر نہیں کہتیں کہ کون خیمہ میں آیا ہے خبردار اب  
 کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام بیان تو یہ ماجرا ہے اور حیرت ضرغام کو قتل کیا جا رہی ہے او سکو اسی حال  
 میں چھوڑ کر شہ حال ہتر برق فرنگی سننے کہ ہوا ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف وہ  
 ہوا تھا چنانچہ بیکر عیاری یہ سحر میں آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھا اور سیر ہو گیا اور ایک گاہ پہنچے لگا  
 ایک جانب لشکر عظیم جنگل میں اور دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ بارگاہ و سرائی و سردار پردہ وغیرہ نصب ہیں



راویان کند فی تجوہ اسکین قلندر یان مارکیان استادہ ہین بانارین فلی ہین خیمون اطراف میں  
 شکرین بنی ہین تھے آبیاشی کر رہے ہین یہ دیکھ کر برق دہان ہوئے لشکر کی طرف چلا اور ساحر تو بنایا ہی ہوا  
 تھا داخل لشکر ہو کر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق و جھنڈے گنج کے استادہ ہین ساحران زبردست خیموں  
 کے سامنے تختوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہین مندرے کنڈل افکے کانون میں پر رہے ہین ہوم غاڑا  
 ہین بنگالے اور کانون دیس کے جادوگر ڈومر بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول و پتول اون کے سنے  
 گرٹے ہین بارادھین لپٹے ہین جادوگر نیاں جوان جوان بازاروں میں بھرتی ہین کہیں سواروں کی  
 لین پڑی کر کہیں سیادے او ترے ہین بستر جے ہین آپس میں جھڑپاٹھو رہی ہوں وہ لوگ ستار

نسبتے ہین سب شاد و خرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب ابیات

فوج کا تیرے کر سکے نہ شمار	گو عطار و حسابان ہوئے	کثرت اکی جوب تو ہو و سوار
بسکہ برگرد آسمان ہوئے	آنکھیں مل مل میں ہر ہوئے نور	جیسے شیشے پتہ ایمان ہوئے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طباب	نصفت او سکی نہ ککشان ہوئے	پچھے اوس بارگہ میں جوب مسد
رشک صد تحت خسروان ہوئے	قالین دسکے ہر ایک پانڈا	بہتر از باغ و بوستان ہوئے
دیکھیے تب تجھے کہ تو اوس دم	بیٹھ کر اوسپہ حکمران ہوئے	اور سرگردہ جتنے ہین اونہن
کوئی نواب کوئی خان ہوئے	دست بستہ مطیع فرمان کا	روبر و وزیر سامان ہوئے

اوس لشکر کثیر کو اور اوسکی عظمت شوکت کو برق نے دیکھ کر دلے کہا ان کا فون نے بھی بڑی سونگی  
 اور رفعت منزلت پائی ہوا برق یہ سب جگہ مک افکی خاک میں ملا دینا چاہیے غرض کہ کچھ ایسا فکر میں  
 عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آفر ایک گوشے میں ٹھہر کر ریلے کی ایسی صورت بنا آنگو چھا گاڑی  
 کا سر پہ بانڈھا کسل کندھے پر تولے دھوئی بانڈھے ننگے پانون ہوا لاٹھی ہاتھ میں لیکر اوسی سمت چلا  
 کہ جدھر کوئی گا فون بساتا یہ قودت سے یہاں آیا ہوا ہے سب مقامات جانتا ہی اس گا فون میں  
 جا کر ایک جھپٹ کر کسی گزریے سے مول لی اور اوسکو کانڈھے پر رکھ کر بہت جلد اوس لشکر میں آیا اور  
 لشکریوں سے جا کر مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کہاں ایک جمعہ لانے پیا ہوں کہ کہا کہ لشکر حبیب سیر سوا  
 سیلیتن جو بیٹا ملک حیرت جادو کو بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو فرما ہو کہ پہلے یہاں آیا تھا  
 اور رار گیا اوسیکایہ بڑا بیٹا شیر دل سیلیتن بن حبیب بیران سوار جادو ہوا اپنے باپ کے مارے جانیکا



بلائیے آیا ہر ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمارے لایا ہر ایک صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دای  
 ملکہ حیرت سے ملکہ مصرح وغیرہ نکھامون اور سرکشوں سے لڑا گیا اور سارا نکھامون کا لایا زندہ گرفتار کر لیا گیا  
 نے یہ کلمات سن کر بھیڑ کو کندھے پر سے اوتاڑا اور کہا گیان تے تو ایسی خبر سنانی کہ میں بہت خوش ہوں  
 اور اب چھی طرح سے شہر کر اس میں جبر سے کوئی لو لگا تو آگے جاؤ لگا تھک بھی گیا ہوں غم بھی نے لو لگا  
 اور حال بھی سنو لگا کیونکہ ان سلمانوں نے تو وہ گافون بھی لوٹ لیا ہر جہین یہ غلام مختار راستہ  
 میرا بھی گھرا لٹ گیا ہے سامری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اونکے طرفدار مارے جائیں غرض یہ کہ گریس  
 اوس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نکھامون کا لایا گیا  
 تو میری سمجھ میں نہ آتا کہ کیونکر سر کا لایا گیا کس لیے کہ باغیوں کے پاس بھی تو بڑی فوج ہے اور اس کے ہمراہ تو کل  
 سو لاکھ ساحر ہیں یہ کیا سب سے کہ لاکھوں ساحروں کو اندھا کر کے پکڑ لیا اس طرف بہار جادو  
 تا فرمان مخمور اختر بن سہیلان قتل زور کو کب لیا بادشاہ ایران ایسی شہزادی ہے ایسے بڑے  
 بڑے نامی اور زبردست ساحر و لکا یکا یک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور علاوہ ان ساحران  
 کے دو چار کار عیار بھی ہیں ان لوگوں کا ذوق قتل ہوتا تعجب کی بات ہے ہزاروں نامی گرامی ساحر  
 افراسیاب کے ملازم یہاں آڈا قتل ہو گئے اور شاہ نے بیٹھا فوج ساتھ کر کے سحران طلسم کو بھیجا  
 لیکن کوئی فوجیاب نہوا اس لیے کہ عیاروں نے راہ میں انکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہیں گیا  
 پھر کیا وہ جادوگر نہیں تھے جو ہلاک ہو گئے اور لکا فتح پانا باغیو پیر میری تو سمجھ میں نہیں آتا ہاں کوئی شخص  
 طلسم اونکے پاس ہو گا ٹھکرتا تو کہ یہ کیا بات ہے اس حیدار نے کہا اور زمین اور آسمان  
 کا ذوق ہے انکی پاس دو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر بادشاہ ساحران بھی اکیلا رو لگا سامنا کرے تو سارا اپنا  
 سحر بھولے اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنیٰ و علیٰ شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہے جب شہنشاہ  
 ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا میان صاحب نے کوئی ہتھیار ہو گا جواب کام دیتا ہو گا یا کوئی جادو  
 کا پیر ہو گا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہو گا وہ حیدار بولا کہ اسے مسخرے تو کیا جانے  
 ناحق بک بک کے منفر پھرایا ہے جا اپنے کام لگ ہیں ان چیزوں کے بتانے کا حکم نہیں اوسنے کہا ہم  
 چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ میں سمجھ گیا اونکے پاس عمل ہو گا اوسکی روشنی میں یہ سب کو بیہوش کرتے ہیں  
 وہ حیدار رہنما اور بولا کہ اے واہی اونکے پاس خاک حبشی سی کا ڈبہ ہے اور ایک در سفید محمدی



کی ہے کہ جہاں یہ اوسکو اور حدیث شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج میں اڑا دیا  
 وہ فوج ہوش ہو جائے اور اسے اس صلاح دے میں زور و طاقت ایسا ہی کہ قبل ست سائے آجائے تو یہ  
 جادو اور سپر نہ کریں اور اپنی طاقت اوسکو پکڑ لیں اور انکی ہاں ملکہ جاموش فیل خور اور انکو دونوں  
 مامون قولاد اثر درخوار اور گز مار زبان جادو ایسے زبردست ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہ سے کچھ  
 ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شکاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت  
 سحر ساز اپنے چارون وزیر و نکو بارہ لاکھ سپاہ سا حمان زبردست اور پیر بیکار جاکر بطور شہنشاہ  
 انکو پکڑ لائیں اور یہ صاحبزادے ان نون میں بہت مغرور تھے لیکن پھر بھی قولاد اثر درخوار نے ابریق  
 کو اور گز مار زبان سحر مایہ کو پکڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد میں کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا چاہے  
 کوس بڑی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر و شہنشاہ سے بے خبر و اطلاع  
 مصالحہ کر کے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہزار طرح چاہا کہ انکو گرفتار کر دے لیکن  
 نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اوسکے سب عزیز دار تھے اوسے آکر آپس میں صفائی کرائی اور وزیر و نکو عظیم دیا  
 یہ بھر کبھی بادشاہ طلسم نے انکی جاگیر میں جو صلہ کی مہتی کر نیکانہیں کیا برق نے جب یہ ماجرا سب و سن جمہار  
 کی زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دل سے کہا کہ اے برق خوب کر پہنچ اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ  
 خدا تعالیٰ اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی مصرت پہنچگی دل سے تو یہ کہا اور اس جمہار  
 سے پھر تجاہل کر کے کہا کہ میرا صاحب آپ نے جو یہ فرمایا یہ سب سچ ہی مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دو  
 روپیہ کا ہوگا جمہار نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اوسکے سر پر لگائی اوسنے سر اٹھایا کہ ہاتھ خالی  
 گیا اور اوسنے کہا گیان خانا ہوا چھاتین سور و پیہ کی مالیت سہی اوسنے کہا لے اب جا واپی کہین کا آہے  
 وہ لاکھوں روپیہ کا مال ہی بلکہ لاکھوں خرچ کیے سے بھی نہیں ملتا ایسی بزمین کرور و نکو بھی دستیاب نہیں  
 ہوتی تو سو دو سو لے پھرتا ہی سلطنتیں اور سپر زبان کی بھین تو اپنی بھڑوں کی قیمت سمجھا کہ سو دو سو کوکتا  
 ہے تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو میں بارہ روپیہ کا تر صدار  
 ہوں ایک بھیر و زگو ہانے سے لاکر میان ادھر ادھر بھینچا ہوں جو کسی سخی کا سامنا ہو گیا تو دن بھر  
 میں چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہنچا دی نفع اپنے جو رو رو کون میں صرف کیا اسی طرح پیٹ  
 پاتا ہوں میں سحر کیا جافون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہیں جمہار نے کہا جیل آج تیری بھیر



ہم فقہ سے بکوا دین برقی نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع مل جائیگا تو آپ کو دوا دو لگا نہیں لوں گے میرا ارادہ ہے کہ اسکو گھر لیا کر ذبح کروں گوشت الگ سری پاڑ الگ کھال علیحدہ کلیجی پھنی علیحدہ اور جھڑی چھڑے وغیرہ الگ بچکر بہت سا فقع اور ٹھاؤں اٹسنے کہا تو بقر نقاب پر اٹسنے خواب یا نہیں صاحب میں تو چرواہا ہوں لیکن کیا کروں پیٹ کے لیے نقصانی بنا بھی کروں گا اور سنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو اور ٹھاہمارے ساتھ چل داروغہ باور چٹانہ کے ہاتھ بکوا دین برقی نے اسوقت اس مجددار کے پانوں چھو سے کہا واہ بیان کیا بات ہے چلو جلدی اور میان اس وزگار میں اب کچھ نہیں ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہیں مجھے کام لین نوکر رکھ لیں تو میں ہوں نہیں روز بھی سے بھیڑ بکری منگایا کریں لادیا کروں گا مجددار نے کہا اب بھیڑ کی قیمت بتا امنے کہا ڈیڑھ روپیہ مجددار نے کہا نہیں ایک روپیہ کھرا کھرا ہم تجھکو دلاؤنگے دستوری سے بھی کچھ مطلب نہیں اٹسنے کہا نہیں صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جو رولر کے آج او پاس کر بیٹھے میں سرکار کے باور چٹانہ میں نہ پھونکا اور سنے کہا ابے وہاں تک چل تو سہی کچھ نقصان نہ ہوگا نہ جو رولر کے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کر دینا وہ تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی جواک دینگے برقی نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہیں وہ ہی سہی غرض مجددار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باور چٹانے کی طرف آیا برقی نے دیکھا دور تک قناتین کھنچی ہیں دیگیں گولون پر چڑھی ہیں باورچی صافیان ہاتھ میں لپٹے دیگیں کانک ڈوے سے نکال کر چکھ رہے ہیں ایک طرف تخت بچھے ہیں اور سپر ترکاری پھل رہی ہے صاف فون کو پکڑے چاواون کو سپید دیتے ہیں پلاؤ کی بعض دیگیں دم پر لگی ہیں کھیر گھٹ رہی ہے گرم مصالح پتا ہے باون دستہ میں ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہے دہی پتیلیوں میں رکھا ہے ایک طرف اوسی صا رہیں ایک نمیر چھوٹا سا استادہ ہے وہاں فرش بچھا ہے درخیمہ پر کرسی بکھی ہے داروغہ باور چٹانہ بیٹھا ہے سامنے اوسکے پڑیاں لٹکا لایا ہے زعفران مشک وغیرہ کی باگی کے لیے رکھی ہیں حوالہ ایک طرف پنے ہیں ظروف طلائی تقرتی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہیں طاس برے بڑے اور لکڑی پانی سے لبریز رکھے ہیں وہ سامان ہے کہ ایسیات

کافی وان زیر سے کو محصول نہو کرمان کا

حاصل ہندی سے پورا نہ پڑے آہین نمک

بجھ و کھار کو صرف سے ہے دہشت دانگی

آپ کو پاکے مشابہ یہ پیادوا درک

غرض وہ مجددار برقی کو سامنے داوود کے لایا اور کہا داروغہ صاحب بہت محتاج ہے اگر آپ اس



کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کریں یہ لادیا کر گیا یہ بچارہ غریب بہت ہی بھٹیر چلا گیا دیکھتے بہت قریب ہی  
ایک دیر کو اس سے ٹھہری دوسرے کار میں لگا دیکھتے تو لے لیجے در نہ ہم سب ملکر لے لیں اور اسے ام دین  
حصہ بانٹ کر لینگے اور آج تو رہا کھائینگے داروغہ نے ایک ذبیہ برق کو حوالہ کیا اور بھیڑ کو باور چھانہ کے  
باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ بے جا بیگیا یا ٹھہر گیا اوسنے کہا خداوند آپ کو سامری سلامت رکھیں  
میرے پیٹ کی خبر لیے جا بیگیا میں روز آیا کرونگا اور بھیڑ لادیا کرونگا آج بھی مجھے جمدار نے بھر دیا  
تھا کہ تجھے کھانا مل جائیگا داروغہ نے کہا کہ اگر تو پھر چار گھڑی ٹھہر تو میں بہت سا کھانا تجھے دلا دوں  
نے کہا ملک میرے میں بیٹھا ہوں کہاں جاؤنگا یہ کہہ برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھ کر  
دیک کر بیٹھا جسمیں یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ پڑے کہا ابے او مزدور ذرا  
چلم پراگ رکھ دے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باور چھانہ میں جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار دیکوں  
میں اوسنے بیوشی ملا دی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیک کے  
شیخے آہستہ آہستہ آئیں گے اور وہیں بیٹھا رہ برق یہ سن کر وہاں جا بیٹھا اور وہاں قریب قریب بٹھنے  
کھانے اور سالن تھے سب میں بیوشی کو ملتا رہا اس میں وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ ابے بھیڑ والے کھانا  
میں خاصہ کھلو کر حضور کو کھلاؤ آؤں تو تجھے کھانا دوں اور باورچیوں سے کہا کہ جلد کال کر چیک اور  
باتی ہر ایک کھانکی مجھے لا کر چکھاؤ پاورچی اور خاصہ پروں نے چشک کے خوان لگاے اور وہ کھانا  
لجھانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق  
جو وہ خوان لیکر چلا راہ میں اوس سب کو خوب بیوشی آمیز کر کے اوس خیمہ میں آیا کہ جس میں داروغہ تھا  
تھا چنانچہ وہ اسوقت اپنی پینکڑی پر بیٹھا ہوا گڑ گڑی پی رہا تھا کہ اُس نے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ  
نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہے آج تو نے بڑی محنت کی ہے اب میں چشک  
چکھ لوں تو سرکار کو کھانا کھلاؤں پھر تم کو اس قدر کھانا دوں گا کہ تو لیجانے سیکھا چھا بیٹھ جا برق  
سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھول کر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اٹھا کہ اب چل کر خاصہ کے  
خوان ہمراہ لیکر جاؤں میں جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھا کر گرا برق نے تنہائی پا کر اوسکو  
اٹھایا اور خوب سا بیوش کر کے پینک کے نیچے درمی میں لپیٹ کر چھپا دیا اور اوسکا پیر میں لیکر  
آپ پنا اور اوسکی ایسی صحت بنگر گئی کہ پیر ہی بانڈھ کر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے کے کال چکے تھے



سب کو اگر دیکھا اور جو طریقہ درستی کا باقی رہ گیا تھا او سکواپ درست کیا پھر مکر درست کرنے میں بیہوش  
 ملا گیا غرض وہ کھانا مزدور دینے لگا اور کھوا کر بارگاہ شاہی میں لایا مزدوروں کو حضرت کر کے صیغہ میں  
 خوان کھول کر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک فوجوان صیب فلیٹن بیرسوار کہ  
 بیٹھے دیکھا کہ سپرہ برس کا سن ہو جوانی کے دن ہیں قانون میں سونیکے کنڈل پڑے ہیں سانپ  
 کھلے سے اس کے لپٹے ہیں ہر بن ہو سے اس کے شعلہ آتش نکلتے ہیں اور دونوں ماموں اس کے بڑے خونخوار  
 نظر آتے ہیں دل ترک فلک بھی دہلاتے ہیں خبیثہ اونے پناہ مانگے ڈپٹ سے اونکی شیطان بھاگے  
 زبان دیو قوی ہیکل بد صورت صیبا اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوئے دھان  
 مانگن سانپ کڑیلے کالے سرخ پیٹالے گلے سے لپٹے ہوئے مندر سے جواہر کے قانون میں پڑے  
 کھوسیدہ ور کے لگائے آنکھیں لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی متقلون کی طرح دہکتی ہوئیں  
 کان ناک سے چنگاریاں اوڑتی ہوئیں ساری باندھے کرتے پہنے جھولیاں کھاروسے کی کندھوں پر  
 ڈالے آرد بنولے رائی سرسوں مٹکی آگ دھتورے دو نامورے کی پتی اونین بھری پیمبری لنگیان  
 باندھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور گرداؤن کے ساتھ ستر ساحر جلیل القدر اونکے عزیز گیانے بڑے بڑے  
 زبردست خونخوار صورتیں بنائے حاضر ہیں اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دی مغل کی ہے  
 اس میں کچھ رنڈیاں جادو گر بنیاں جلسین ڈالے بیٹھی ہیں ادنیٰ ج میں مان اونکی چاموش فلز  
 بیٹھی ہے العیاذ باللہ عجیب شکل اس لکارت کی ہے کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہے کیا بتیوں  
 کو بھگاتی ہے چریلوں کو اردلی میں دوڑاتی ہے یہ شکل اس کی ہے ایسی است

نہایت اک کینز کہنتہ عصر	کہ دیکش نظم جو جسی ہراک نشر	جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زل
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا مال	صیغہ سے کروں امکی میں کیا بات	کہ جسے کی تھی بڑھیا آگ کی بات
جبکا تھا بسکہ پیری سے وہ تھا	تھی سر پر بٹھو کر دیکھت قیامت	غرض اس ڈول پر یہ کار دانی
تھی گویا مادر گیتی کی نانی	اور ساحر کم اور اس کے دونوں ماموں یہاں اثر در دمان	

خونخوار دل آزار تھے یہ لفظے اونکے ہشکار تھے کہ نظم

وہ تھی افسروں میں مگر کبر سخت	تو انا قوی ہیکل و حیرہ بخت	شجاعت میں نامی گرامی شہر
تو مند مانند سپیل شہر	سے رو تمکار و پر مکر کیس	کر کے سحر سے اپنے رستم کو قید



برق اذنی صورتین دیکھ کر ڈاکٹر نظر بفضل خلاق مجبور کر کے دسترخوان بچھا کر سامنے مہیب کے آیا اور  
 عرض ساہو کہ حضور خاصہ تیار ہے اوسنے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بیکھو و برق نے سوسنے  
 چاندی کے تھالوں میں کسی قدر کھانا نکال کر اندر چلیوں کے دیا وہاں بھی دسترخوان بچھا کر مہیب نے  
 ماموٹوں اور عزیزوں سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا  
 لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اونکو اشاریے الگ بلا کر دیا اور کہا یا روہم ہمارے دوست ہیں  
 جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی پو پھر تقسیم ہو گا کھانا اسوقت ملیگا او سکوتری دیر ہے جیتک کچھ  
 ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہو گئے اور سلامت رہن سلامت رہن کہہ کر کابیان پلا دو غیرہ  
 کی لیکر کونے میں بیٹھ کر کھانے لگے اتنے غصے میں اندر باہر سب جگہ بیوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنیٰ و اعلیٰ  
 زن و مرد جو سرگھومنے سے کھرا کر اٹھا زمین پر گرا اور بیوش ہو اخدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض  
 پکارے یا روقیامت آئی یہ کہہ کر گرنے لگے آخر سب بیوش ہو گئے کھانے نے گویا اونکو کھایا سب  
 خوان و دسترخوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تکو نصیب ہو گا تو زفلک سے بس یہی روٹی آخری  
 تھی اب خواص شیرینی کے تلخی مرگ کا مزہ اچکھو اور طہر شمشیر دشمن بنو اب مختاری ہڈیاں زمین  
 کھائیگی گورین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے مختار ابھو کا تھا اسلئے مختار کے واسطے  
 کھلا مختار روزگار خدا مختار سے لیے بھوکا تھا جو بال بال مختار سے ہی جان کا کال ہو گیا مادردہرہ  
 ڈاکٹر نے کہ اب مختار سے ہی کھینچے کھائیگی ہڈیاں دیا بیگی نظر

آن میرا شہر را کہ سپردند زیر خاک | خاکش چنان بخورد که زو دستخوان نماند

حاصل مرام جیب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کر کے بیوش ہو سکے اور قضا نے اونپر تھانہ  
 کرنا چاہا اپنا مرتبہ کاپن ظاہر کیا برق نے دروازہ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیوش ہیں تکر دروازہ  
 میں لگایا اور پہلے مہیب اور اسکے ماموٹ وغیرہ کی جیبوں کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک جمشیدی کھا  
 کہ جب کابیان جمدار سے سنا تھا ڈھونڈ کر لے لیا اور اندر بارہ صی محفل کے جا کر جاموش  
 کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ مجتہد او سکوتر وقت اوڑھے رہتی تھی او تار کر آپ اوڑھی اور  
 خنجر کینچی قتل کا لگا لگا دیا پہلے سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اسکے ماموٹ  
 کا سر کاٹا خنجر بان برق نے دشمنوں کا لہو چاٹا غل و شور مارتی ہو گئی صدا ہائے مہیب آنے



لکین یلین برت کی گرنے لکین آتشباری شروع ہوئی بیرونے لگے ہندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ  
سیاہ ہو گیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑے گا ایسی مہیب آواز میں آتی یقین کہ اشعار

پونج جلدی واد گون بخت ظلم	اولتتا ہر گردون کو اب تحت ظلم	میا کر سب باب ادبار کے
تفاق اب پڑے گھرین کفار کے	جب لے ہر سردار نیلی حصا	قیامت کا برپا ہوا اب گیر دوا
چٹا خیمہ و شکر و بارگاہ	جہان میں نہ تھی کافر و نکو پنا	بہائم و وحوش و طیور جہان
ملک یو و حور و پری امن و جان	جہان میں جان پر ہر جہا مضر	خروشان ہیں وہ اکھڑا کھڑ
کف مرتش کی طرح بالیقین	مہابت سے تھی کا بستی و ان	نہیں اس سے چلتی فریٹ بدل
اجل کو بھی آتا ہے کر و غل	لکھی بسکی ہوتی ہر جہا قصتا	وہاں کھینچ لاتی ہر ادسکو دغا
غضب ساحر و نکو دیا ہر فریب	خود آئے اجل گاہ پر ناشیکب	بھلا کچھ بھی غفلت کی ہر انتہا
وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی	برق نے مثل شیر گرسنے کے پھر کر خبر بان کو نیمہ ظلم کی طرح روان کیا	

اور جلد جلد بہت سے ساہران خدار کے سر کاٹ ڈالے غفلت گیر و دار سکر لشکر ساحر بیکار ہو کر جانب رکھا  
شاہی دورے یہاں آکر سگامہ قیامت زار پادکھا بعض نے کہا شاید یامون بھانجے میں فساد ہوا اندر سحر  
کی لڑائی ہو رہی ہے بعض نے کہا نہیں اس فراسیاسے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود اگر اندر لڑا ہے بعض نے کہا  
کو کب آگیا ہر غرض لوگوں نے کہا اندر تو جہا بہت سے ساحر گویا ہوئے ہمارے یان کی یہ لڑائی ہوئی نہیں  
ہم نجانے بعض جو وہاں پہلے انھوں نے سالوں میں خیر دی کہ اسے میان بڑی آفت آئی ہے سو  
بھاگنے کے کچھ چارہ نہیں ہے یہ جو لوگوں نے سنا گھبرا کر رونا ہزار لائے بازار میں بند ہوئے لکین بد معاشان  
لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پا کر اوستا شروع کیا کیسے اب تلوار چلی اگر کسی جاشور و شیون کی  
صدائیں ہوتی کسی جابھک پڑی مال اسباب مچوٹ گیا کوہ دھماکی طرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے  
ادھر جو شخص جو ان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سرانچے بھاڑ کر آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح  
چمکتا ہے خیر خوشچکان اوسکے ہاتھ پر چڑھا ہوا اور سیاہے خون بارگاہ میں بہ رہا ہے فرش تمام لہو میں  
دوبارہ تماشے رفت و سبل باگاہ میں ہو رہا ہے کہیں اشیں پڑی ہیں بسل پھرتے ہیں ہاتھ پاؤں کو  
پتے ہیں نہیں اتنا کمر دھن رہے ہیں کہ اسے ظالم ذرا سایا بی دے کوئی ہچکیاں لیتا ہے کوئی  
رم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھ کر اون ساحروں نے برق کو لکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہے



تو کہ جسے یہ آفت برپا کی اور برق تو جانتا تھا کہ پھر سحر اثر نہ کرے گا ان کے لکارنے کو کچھ خیال میں نہ لایا اور  
 سرکالے گیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اسکے آئے اور وقت برق نے سحر کڑا کر دینے بھی حملہ کیا اور ہنسنے سحر  
 پر ہلکے پھونکا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب آنے دیتا تھا اور کندھے پر  
 چڑھ کر خنجر سے دودھ چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگیں کاٹتا تھا ان کے مرنے سے بیرون کے شور کا  
 ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور ان ساحروں کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہو کر بلوہ کر کے برق  
 کے پکڑ لینے کی فکر میں ہوئے برق بھی تمام سے دران بارگاہ کے سرکاٹ چکا تھا اس لیے لشکر میں  
 لڑنا بے فائدہ سمجھ کر واپس لایا اور اس وقت آذھیون کی تاریکی بہت تھی ساحروں نے مشعلوں  
 سحر جلا دیں اور لینا لینا کرنا جانے نہ دینا کہتے ہوئے چلے باز و لوط قرقے وغیرہ سحر کے جانوروں  
 پر سوار ہو کر بعض نے نقشب کیا اور بعض نے زمین پر دو ہتھ مار کر کہا کہ اے زمین ظلم مہیب  
 فیلمتن کا قاتل جانے پائے اور کے پانوں پکڑ لینا جانے نہ دینا ہر حیدان سب نے بیرون کو یاد کیا  
 غضب کا سحر چھا کر اس چادر کے باعث اثر پذیر نہ ہوا بلکہ اونکا سحر اونچیں پر لپٹ کر آیا اس سے  
 میں سدا لشکرہ و بالا ہو گیا لشکر ایک طرف باز دی ایک سمت سب بھاگ گئے جو کوئی کچھ بوتا تھا  
 کہ بیان کیا ہوا کوئی کتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کتا ہوا اسے میان عمرو  
 لگیا کوکب آگ کوئی یہ کتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پٹیتا اسی طرح گریہ کرنا کہ وہ دشت  
 کی طرف روان تھے اور ہزاروں بے سمجھے بونچھے آپس میں لڑنے تھے اور بہت سا حیران  
 زبردست نقشب برق میں جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا تھا  
 کہ چلکے آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا اور نہیں اگر نہ پایا تو طلسمات میں کھسکا فنی سحر وغیرہ کو  
 مار کر تیراں کو پھراؤنگا فی الجملہ اسی ہمت سے یہ قریب بارگاہ حیرت بدسیرت پہنچا سب دیکھا کہ  
 ایک ساحر کنین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون میں ڈوبا ہوا خنجر سے خون اوپر  
 پکٹا ہوا کنینوں سے لہو بہتا ہوا آئیں سرخ بارگاہ کی طرف جاتا ہوا اس کے پیچھے مجمع ساحروں کا  
 گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کتا ہوا آتا ہی تمام لشکر کی گھبراہٹ اور اس ہمت سے برق کو  
 دیکھ کر کہتے بھاننا میں بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے  
 لشکر والے اسکے تحت اس سے بگڑ گئے ہیں یہ بھی خوب لڑا ہے ایسی آبرو بجا کر بلکہ حیرت کے پاس



پناہ میں آیا ہر بعض نے کہا شاید کسی خاندان میں فساد ہو اہی یہ بچارہ اکیلا لو بھر کر آپ بھاگ کر شہنشاہ  
 پاس آیا ہر یہ سب اسکے مدعی اسکے پیچھے آتے ہیں غرض ایسا کچھ بھکر برق سے تونہ بولے وہ جو ساحت پیچھے  
 آئے تھے اونکے سدرہ ہوے اور کہا ایسا مناسب نہیں کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمہیں حاکم ہو  
 اونھوں نے کہا ارے میان یہ قاتل ہر ہمارے افسر کو اسنے مارا ہر اونھوں نے کہا آخر یہ کون ہر کیا ہم نے  
 جانتے اونھوں نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہیں یہ کمر بارگاہ حیرت کی طرف متوجہ ہوئے  
 اس غصہ میں برق قریب بارگاہ یا قوت پہنچا یہاں وہ دقت ہر کہ ضرغام دخت ہر باہر بارگاہ کے  
 بندھا کھڑا ہر اور حیرت کو لا کر کالیے قتل کیا چاہتی ہر اور از بسکہ غفلت قتل ضرغام جو بند ہوا تھا تو ملکہ  
 صورت نگار و مصور شہاب جادو کیسوسے بن شہاب شکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی  
 کئی سو نفر بن ملازمان فرا سیاب سیر دیکھنے کو حیرت کو پاس آ گئے ہیں اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کرتا  
 ہے کہ اے کس بکیان وای خداوند کون و مکان مجھ کو شر سے اس ظالم کے نجات دے کہ ایسا

الہی مرے حال پر جسم کر	مری بیکی پر ذرا کر نظر
بدکر مری خالق کائنات	حیرت او سکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کچھ

میں اوسکے پہنچا ٹھہر گئی اور اسی طرف دیکھنے لگی اس اثنا میں برق قریب حیرت پہنچا اور اوسکو ملکہ  
 کہ اری قحبہ حیرت اگر ایک دیان بھی میرے بھائی ضرغام کا یہلا ہو گیا تو آج میں تیری ناک کاٹ کر دی  
 خواری سے تجھے ہلاک کر دوں گا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم ہر افراد سے کھڑے ہیں اوسنی کہ تو کہ اب  
 تو بھلا مجھ کوئی سحر کرینا رے او قتل سنہل جا کہ میں پہنچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس ضرغام کے ہٹی اور  
 ساحر و سحر کما لینا اس سکو ساحر چلے برق پر مگر یہ مثل برق جندہ اونکے پیچ میں جا ہی تو پرا اونھوں نے سحر  
 اسیر کھینچا اترنوا اور اسے خنجر بازنا شروع کیے بہت گھبرا کر اڑے بعض زمین میں سما گئے حیرت تو جانتی ہر کہ عیا  
 غضب کے ہیں یہ بھی ارگئی برق نے جلد چادر کا کونا اوس سج جو ضرغام کے بندھی تھی مسن کر دیا اس  
 سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ میں حیرت کا سر کاٹ کر  
 آتا ہوں یا اپنی جان دیکھا ضرغام نے کہا کبھی مجھے یہ نہوگا کہ میں اپنی جان بچا کر نکل جاؤں اور تم کو اس  
 بلا میں چھوڑ دوں یہ کمر اسنے بھی خنجر کھینچا اس غصہ میں وہ ساحر لشکر ہی جو اس ماجرے کو دریافت کرنے  
 آئے تھے انھوں نے اب اوسکو باغی جانکر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین میں سما گئے تھے وہ بھی



نکلا کسی نے ناسخ اور کسی نے گولا سحر کا اور بار فلفل اور پیکان غیر برق پر مارے برق نے خنجر مکر اور  
 اوپر حملہ کیا اور نکاح سحر تو اسیر اثر پذیر ہوا اور اس نے دو چار کو مارا گرایا یہاں بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا اور  
 حیرت نے لشکر میں اپنے حکم دیا چور چلیں اور دن ہتا بن روشن ہوئیں اور فوج میں غیر سحر کھنکھلی  
 سا حیرت ہو کر چلے آفراسیاب پلنگ پر لٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغا سپاہ اس نے سنا اور گھبرا کر  
 اٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہر خ فوج لیکر آگئی ہیں بھئی تیر یہ بھی جلاکتا ہو گا اگر ایمان  
 خود آج سب باغی ہو گئے نام صفحہ ہستی سے زبان حرف غلط مشاد و لگا لاشوں کو بے گور و کفن خاک میں  
 سلا دو لگا دو ہر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور ہزار ہا گولا سحر کا ادبیر نے لگا اور ہر جوان کچھے  
 سویوں کی بو چھار کی طرح پڑتے تھے سحر کے تیر و نکامینہ برستا تھا تلواریں سحر کی بجلی شبے گری تھیں چشم  
 ترک دہر میں آشوب اتر آیا تھا اس طرح بادل لال لال جا دو کا گھرا آیا اور بزمک بدیدہ رہد رسیدہ مینہ کا دھلکا  
 لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کی زبان ترہ حار تھی دل و جگر کو ارض ہر کے جلاتی تھی فلک نے  
 خوب بخارات اپنے دل کے فاسد نکالے تھے اجڑے روزگار میں افراط فاسد آگے تھے حرارت آتش  
 سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفا خانہ ساحری و نباضان مطب جادو گری و فنون پر دوار  
 بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہونہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان ان  
 کافرون کی لیتا تھا جب اس نے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہوا سو وقت ڈتہ سے تھوڑی خاک نکال کر  
 فوج کے درمیان میں اس نے اڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر میں اڑنے سے  
 تمام لشکریوں پر یہ حیرت و مصور اور جو جو دن میں تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر  
 گرے پھر تو یہ حالی ہوا کہ مثنوی

دہن میان سے لیکے خونی سا	ہوا سر پر اوکے وہ گرم خرام	پڑا تیغ کا آن واحد میں ہا
کے کٹے لب لعلیوں کے سر ایک سا تھا	ہر اک کے جو بالین یہ پو پچا دلیر	ہوے پھر نہ سونے وہ گبر سیر
رکھے رہ گئے اسلحہ سر کے پاس	وہ تھر خواب خرگوش میں بدحواس	نہ چونکے وہ گردن پہ تھیں چلین
وہ بیہوش تھے کروٹیں تک لہر لہر	ہوے جبے ہ فی التا زبے لیر اس	جلا یہ وہاں بس حیرت کے پاس

ضرغام ایک طرف بچ کر آتا تھا اور برق ایک طرف سرکاٹ رہا تھا ڈھیر لاشوں کا لگا دیا تھا ترک فلک کا  
 ہم دہر اس ٹاری تھا فلک کی عقل چرخ میں تھی جھکا ہوا اس کے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کہتا تھا



ایک سر جھکا کر ہوا اس کے سر کی نہ تھا وایسا ہوا ایک تھہ یہ ادھر بھی چھوڑے آج قویات اوہ نے  
 کر دی واپسی جان پر غرض قتل کیا ہوا برق حیرت کے پاس پہنچا اور خیر ادھر مارا پیسے پیدا  
 ہو کر نہ بڑھ گیا اس نے ایک چٹکی خاک کی پیچ پر بھی ناری کہ وہ جگیا پھر اس نے خیر اس مجھے پارا اور وقت  
 ایک شہر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اس کے ڈکارنے سے شعلے منہ سے نکلے اور اوپر آ کر اوپر بھی ایک  
 چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جگیا اب اس نے خیر کار گر اگلے پر حیرت کے دیا حیرت کا  
 دوست یہ عالم تھا کہ ماسے پر پسینا نکلا ہوا درپہ دور پڑا ہوا چھاتی پر دھک کی پڑی چکی تھی زلف دنیا  
 پر لہرا ہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی فرج کرتے وقت روتا تھا اور رک رک کر  
 خیر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصوٰر آفرینش نے کیا  
 تصویر عیال و سکی مرقدہ دہر میں گھینچی تھی واہ واہ واکیا صفت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ میں  
 آخر دشمن ایمان سمجھا اس نے زور سے خیر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی دست نہ کٹا اور  
 کا چیرا کچھ چیل کر رہ گیا تب برق سمجھا کہ یہ مجھے بھی روئیں تن و اس کے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھا اس نے  
 ناک کان غیر پر خیر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اس وقت اس نے ناچار ہو کر چوٹی اس کی کاٹ لی اور ادھر  
 تو یہ اس کے سینہ پر سوار ہو کر خیر کے رگڑے دے رہا تھا ادھر دمدم زمین سے پتلیاں نکلتی تھیں اور  
 کہتی تھیں ہر ہی شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی اسے موسے ظالم ذرا تو اس کے حال پر  
 رحم کر کوئی کہتی اسے اوپر جم ہو شیار کے فرج کر کوئی کہتی تھی اسے ہاے شہنشاہ افراسیاب کے کوئی  
 نہیں کہتا کہ تھارے جانڈ کو خاک میں ملائے دیتا ہے ابرقائین جیالے دیتا ہے برق ایک کی بھی نہ تھا  
 تھا آخر اس کی چوٹی کاٹ کر افراسیاب کے کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے پھر وغیرہ مارے بھی نہ مری اور مجھے  
 اس کے قتل کی تبرید اس نے کی اور بہر قتل مصوٰر وغیرہ چلا اس عرصہ میں ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی  
 کو قتل کر چکا تھا اور ابرق دزیر کی چھاتی پر آ کر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خیر اسے ناگاہ آواز کرے اور اس کی  
 سنی اس کے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہیں اسوہ سے ابرق کو چھوڑ کر اسے ہوا برق نے کہا اسے  
 ضرغام آیا افراسیاب معلوم ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم نکلاؤ اس نے کہا افراسیاب کیسا سام کو  
 بھی آجائے تو میں تم کو اکیلا چھوڑ کر اسے وقت میں نہ جاؤنگا یہ کہی رہا تھا کہ غرہ ہو نہ سم  
 افراسیاب جادو تمام درخت وہاں کے جھونے لگے پتے ہزاروں زمین سے نکل آئے یہ کار



دشمن سامری اب کہاں جا گیا خداوند سا حراں آگیا ضرغام تو بہت کر کے علیحدہ ہوا اور برق مہم کو یا تو فوج کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادو وان کی آنکھیں غصہ سرخ تاج سر میں کھڑے ہو گناہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اترتا جسے ہی وہ زمین پر اترتا اور اس نے اسکو دیکھا یہ خبر پکڑ کر اسے جا ہی توڑا اور پکارا کہ اوبد ذات حراں فرد سے آج کب چھوڑتا ہوں میں تجھ کو یہ لکھ کر قریب پہنچا کہ ایک خنجر ہاں چار تپے خنجر سے لپٹ گئے اور اسے اس جلدی میں چادر کا کونا پنچون پر ڈالا کہ وہ پہنچے غائب ہو کر اور شاہ ساحراں نے بڑی غضب کی نگاہ سے اسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اس نگاہ سے دیکھتا تو فوراً ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا ابے گھورتا کیا ہے اور اسباب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے آج تو یہ کچھ سحر سیکھ کر آیا ہے غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزار ہا سردار لشکر کے بیوش پڑے ہیں اور حیرت کی گردن پر رکڑ خنجر کے معلوم دیتے ہیں چوٹی کٹی ہوئی رانیں کھلی ہیں حسرت سینہ میں بھری ہے آنکھیں بند بند میں سحر کی بیوش ہو رہی ہے اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھ کر یہ سب کو قتل کر رہا ہے بھاگ گئی ہے کو سون تک سناٹا معادوم دیتا ہے جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لیا ہے نہ پہاڑ نہ چوکی ہے بازار میں ویران ہو گئی ہیں نیچے سناٹا ہیں سر پر دے ویران ہیں ہر خمیہ سان پست مصیبت زدگان پست خم کیے ہیں زمین قناٹوں کا بلبلہ منہ پر لیے پر سادے رہی ہے نخل ماتم ہر ایک سنتری ہے قیامت کی گھڑی ہے یہ حال دیکھ کر دسے چاہا کہ میں اڑ جاؤں اور بازی تازہ بروے کار لاؤں لیکن برق نے ایک ٹپکی خاک کی اوپر بھیجی کہ یہ بھی بیوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہو سکے تو سرخیں سکا کاٹ لوں پس خنجر پکڑ کر اسکے قریب تر آیا اسی وقت دو شیر آتشیں زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوئے اس نے خاک اوند ساحرون بھی بھینکی کہ وہ غائب ہوئے لیکن ساتھ ہی ان کے غائب ہونے کے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد فرسایا پھر نے لگے برق سمجھا کہ اب شیر ذن کے برباد کرنے میں ساری خاک ڈوبے کی صرف ہو جائیگی اور ابھی اس خاک سے بڑے کام لینا ہے یہ تو شاہ ظلم ہے ماریا بگایا گیا ہر بیکار ہے خاک کا صنایع کرنا یہ سمجھ کر ہر متوجہ افسل ساحراں ہوا اس عرصہ میں فوج مصور و صورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اسے لٹنے لگا تب یہ عالم ہے کہ ہر ایک منہ کی فوج تیار ہو کر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت ہی تیار ہو کر آنے لگا اول جو آیا وہ بیوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلوں تک اترتا ہوا لاکھوں ساحرین سٹ آیا تھا باقی اب نے لگا اور غضب ہوا کہ عیاں بچیان جو بالادوی کو گئی تھیں لشکر میں آئیں اور یہ ہنگامہ گیر و دار پیا دیکھ کر خنجر پکڑ کر



دوڑیں قریب برق جیسا کہ شاہ جادو وان اور صہرت وغیرہ مع ایک لشکر  
 کے بیہوش پڑے ہیں اور برق و صہر غام قتل عام کر رہے ہیں شہشاہ کے گرد و شیریں حفاظت پر  
 رہے ہیں صہر نے یہ حال دیکھ کر جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اوس کے کہا کہ ہاں سحر کے اس سحر کو قید کر  
 او انھوں نے ہزار در ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہ ہوئے اور برق نے جو گروہ کے آگے بڑھا دیا تھا اور سپر بھی کر  
 کو اڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صہر نے دیکھا کہ اوپر کسی کا سحر نہیں اڑتا بلکہ یہ خود ایسا فسون  
 بڑھتا ہے کہ سب کو بیہوش کر دیتا ہے بس یہ دیکھ کر غم کھینچ کر چاروں طرف سے عیار بھونکنے اور دونوں عیاروں کو گھیر لیا  
 برق بھی اٹھنے لڑنے لگا غمخواری کی ہتھکیاں ملنے لگیں آواز بھنکار کی بلند ہوئی گندین چاروں طرف  
 بڑھنے لگیں عیار صہرت کے سناٹے بھر کر نکلتے لگے کہی مہینہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار اور گورہ کے  
 تھے غلغلے میں بارگاہ قریب دور بڑھتے تھے لیکن بھرتے سحر و فیر الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ قطع  
 ہم گتھ گئے دونوں وہ زمیند | کھلے ایک ہی آب میں زہر و قند | لگے نیچے چلنے آفت کے ساتھ  
 قیامت کے پڑتے تھے سمیت ہاتھ | کندھوں کے ملتے وہ حقونکی بارہ | برستے تھے یوں جیسے بڑا ساڑہ  
 غضب تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں | یہ غالب کبھی تھا کبھی تھا وہ مست | دیا اسے دھوکا کیا اسے من  
 بہانے تھے چلے تھے دھوکا جتن | صہر غام اور برق کہتے تھے کہ استانی آج بغیر تھتا شہشاہ کے سر  
 کاٹے میں نہ جاؤنگا اور غزالہ کندانداز جب قریب جاتی تھی یہ ایسا ہیچ باندھنا کہ اس کے گرد میں پہونچ کر  
 اوسکے لیتا وہ شہر مار کر کوسے لگتی صہر صہر پھر کر سکراتی اور دلے کہتی کہ یہ عیار سب کو کیا حرام اڑا رہا ہیں  
 اور یہی کیفیت صہر غام اپنی معشوق سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت میں ہرہ و مرغ سے مقابلہ  
 ہو رہا ہے خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی برج حمل سے دانست نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبرا کر  
 بند و زحل کو پکارتا کہ بھائی ہشیا رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکا نہ کھانا عیار بھونکے تو یہ معرکہ اٹھا ہو  
 تھا مگر اُدھر شاہ جادو وان کی بھی ایک ٹیلی سہری نگ کی کپڑے بھی از غوانی پہنے تھے چمک چمک رہی یوز میرج سے  
 نکلی گل اشرفی کی طرح زمین سے وہ گل عیار اوگی اور چمک چمک رہی اسنے منہ بہا شہشاہ کے لگائی کہ او سکو ہوش آگیا  
 اور اٹھنے یہ ماجرا کہ عیار بھیان برق اور صہر غام عیار سے لڑ رہی ہیں گرد میرے ہزار ہا لاش پڑی ہیں اور  
 تمام فسران فوج کی فوجیں مسلح و کھل ہو کر اس جگہ آئی ہیں لیکن کسی کا بس دن عیاروں سے نہیں  
 چلتا ہے اور جو آگے بڑھتا ہے عیار او سکو بیہوش کرتا ہے بہت گروہ حالت بیہوشی میں ہیں یہ دیکھ کر



اوسنے بہت جلد باران سحر برپا کیا کہ حیرت انگیز صورت لگا روغیرہ بیوش شکران بنی کو ہوا  
 آیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادو ان کے ہر حال اور کیا کرادی صرصرہ چہ کہ تو نے بہت بڑی تمکالی کی  
 جو اس وقت آکر اس عیار کو تو نے گھیر لیا اب ہٹ جائیں اسکو پرشے لیتا ہوں دیکھو تو کہ یہ کیسا جادو ہے کہ  
 آیا عیار بچیان کنارے ہوئیں اور شاہ ظلم نے ایک گولا فولادی اپنے جوش سے نکالا یہ گولا بہت جگہ  
 سحر ہے کہ اس کے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہ ہو غرض کہ وہ گولا اوسنے تاک کر سینہ برق پر مارا لیکن بھرتہ  
 سمجھ و بصیرت جادو ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہو کہ گولا بھی اودا شاہ جادو ان کی طرف پر گیا یاد  
 نے جب اپنے سحر کو پلٹنے دیکھا فوراً دھکائی کہ وہ گولا زمین میں سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہو کر خاک ہا  
 سے اودھکا کر ایک طیار او سکا بنایا اور اسکو بزور زندہ کر کے پوچھا کہ بیان کر اس بیان کر اس عیار پر سحر  
 کیون نہیں اثر کرتا اس طیار نے جملہ حقیقت چاموش و عیب غیر کے مارے جانے اور وہ یہ خاک کے  
 پانا اور جادو کا سب بیان کیا یہ حال سن کر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے ٹھہرنے لگا اور جوش غضب  
 میں آکر ایک گولہ سات سو سو یون کا برق پر اوسنے مارا برق پر چبکا بھی کچھ اثر نہ ہوا تیغ پیکر کر بادشاہ  
 اسپر تھپٹا اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اسپر وار کے برق نے پھر چٹکی خاک کی اور پھر چٹکی کہ بیوش ہو کر  
 گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریوں پر پھینکی کہ کچھ لوگ اودن میں کے بیوش ہوئے اوسنے  
 بہر قتل کرنا شروع کیا عیار بچیان پھر غصہ و کندی پیکر کر آگرین اور پکارین کہ اوسے موے  
 آج یہ کیا ترے جی میں سمائی ہے جو تو ہزاروں کو مارے ڈالتا ہے ہاے غضب یہ کیون  
 آج تو سمجھ گیا مردوے حواس میں آتا دور ظلم بھی اچھا نہیں ہوتا آج ہم جانتے ہیں کہ تیری  
 رتی زور پہ لے اب بھی خیر ہے کہ یہاں سے کل جاو رہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی  
 جیتا نہیں بچا ہے برق نے کہا اوستانی تم تو ستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج  
 سرکشت آما دہ مرگ و مہاے تھنا ہو کر آئے ہیں بلیت

آج وان نیچ و کفن باندھے ہو جاتا ہوں | عذر میرے قتل کرنے میں وہاں نیچے کیا  
 اور اس وقت استاد کے سکی قسم مجھ کو غصہ بہت ہی میل چھپا کرنا تمکو لازم نہیں ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان پر  
 مختارے چل چکا پھر مجھ کو الزام نہ دینا کہ اوستانی بھی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے کہ اوستانی  
 میرے مدت ہوئی کہ اجازت دیکھتے ہیں کہ جہاں کہیں تمکو صرصرہ شامیرا پاس نہ کرنا وہ بانہ روت



میں دھچکتی پھرتی ہوا اور لونڈوں گھیری بھی ہے تم فوٹا ناکا دسکی کاٹ لینا میں دسکیا میں اپنی نہر سے  
 میں نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگی تو گھوڑوں کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصرہ نے سننے کو نہ سنی  
 کادے مرے غارت گئے وہ تیرا استاد موڈی کاٹا سامری کرے مارا جاسے دسکیا از فیضی گوئی لکے تیری  
 جو استانیان ہوں مومے اونکی تاک چوٹی سامری کرے کاٹی جائے وہ گھوڑوں کا دانہ دینے یہ لکھتی ہوئی  
 پھر خبر زنی میں مصروف ہوئی اور کہتی تھی بڑی شرم کی بات ہے کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے دنا بیچ کر  
 کھلیا میں اور ہمارے مالک کے سامنے ہزاروں ساجوں کو بیچ کر ڈالیں اور جسے کچھ نہ ہو سکے  
 ہوتا اس طلسم میں منہ دکھانے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہولوگ کھینکے کہ عیاروں سے بچیان پھنسی  
 ہوئی ہیں جیب تو انکے ساتھ طرح دے لیٹن بس ہم نہ بھی آوارہ مشہور تھے تو ہو جائینگے غرض غیب  
 آپس میں لڑائی ہونا آغاز ہوئی ادھر تو دن میاں بھوننے ان دنوں کو گھیرا اور ادھر آفت ہوئی  
 کہ مصوٰر وغیرہ جو ہوشیار ہوئے انھوں نے افسران لشکر کو لکھا کہ کیا کھڑے منہ دیتے ہو اگر سحر نہیں کارگر  
 ہوتا ہے تو واردہ کے حربے اوپر کر کے گرفتار کر لو فرج نے بھی یورش کیا اور ستر برق نے قسم دی کہ اس قدر ظلم  
 اب تم ضرور کھل جاؤ میں بھی اس کھلیاؤنگا ضرغام سب وغیرہ کے ایک طرف چلا میاں بھوننے رہے نہ دیا  
 کیونکہ انکو منظور اؤنگا قتل ہو جانا بھی نہیں ہر حال میں رام یہ تو کھلی گیا اور برق نے دوبارہ خبر کھینچ کر حملہ آور  
 ہوا اس اثنا میں شاہ جادووان کو پھر تیلیوں نے سحر کی اگر ہوشیار کر دیا اب برق پر میاں بھون کے  
 خنجر نیچے حلقے کندون کے بیٹھے بیہوشی کے پٹنے لگے اور لاکھوں جاگر جادو گر خیان افراسیاب  
 مصوٰر وغیرہ کے اور شکوہ صورت نگار اور برق دسکر مایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھیرے تھے  
 اور باقی ماندہ فوج حبیب فیلمتن کی بھی گھیرے تھی کہ اسے ہمارے مالک کو بیچ کیا ہو اور ان سے  
 رولا تھا برق بھیجے ہٹا اور بستین کرتا تھا جب زیادہ یورش ہو جاتا تو خاک اڑا دیتا تھا کہ وہ گرد  
 کو بیوش کر دیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر کر دیتا تھا کہ برق اس طرح بیوش کرتا ہوا جاتا ہے چنگ گرن  
 بیوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کر دیتا تھا اور تھکے برق کے وہ بھی آتا تھا جان برق  
 پر اینٹ تھیر غلے ڈھیلے برجھی گئے سحر کے بیٹھے بیہوشی کے ناریل تار تار تیغ وغیرہ پڑے تھے یہ بیچارے  
 سر اک آفت کو جھیلنا پیچھے بھاگتا ہوا تھا اب وہ ڈوب کی خاک کا منہ سستا ہوا ڈالی کہ باقی نہ رہی صرف چادر  
 رہی اور شاہ جادووان لکھتا تھا وہ آگے بڑھا حیرت فریاد سن کر کہا کہ اے شہنشاہ آپ بارہوش



ہو چکے ہیں یہ مردے عیا بہت بہت چھٹ ہیں آپ اس کے سامنے نہ جائے شاہ نے فرمایا کہ اے ملک  
کچھ مخبر عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی بیان کا تحفہ وہ پا گیا ہے اسوجہ اس نے یہ آفت برپا کر دی مگر  
اب تم بیان سے جانب بارگاہ جاؤ لائین مقبول کی اوٹھو و بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرادین  
ابھی اس عیار کو پکڑے لاتا ہوں غرض حیرت بدسیرت مع مصور وغیرہ کے وہاں نے مراجعت کر کے بارگاہ  
کی طرف آئی اور حسب احکام بادشاہ کا رند کورین مشغول ہوئی بیان افراسیاب مع فوج و عیار بچیوں کے  
لکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق ابخت بہت ہو چکا تھا کھلانی کی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا  
رات کا وقت تھا ساحر بن نے اس قدر روشنی کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن  
تھی چار سمت سے برق کو گھیرا تھا ہزار ہا حریر پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ لفظ

تماشای طلب نام کے ہین دینک	یلون پر ہجرات ادایون چنک	یہ آویرش برق و کفنا رخوار
تھی نیزک رزم و قرار تہرار	مبارز بشر تھا کہ دیو و ملک	ویا کینہ جو تھے زمین و فلک
کرامت مناکبہ و دیر ہے	سادت شقاوت کا یہ پیر ہے	امان غیر ممکن تھی جز شور و شر
بلا کا تھا درپیش زیر و زبر	دو عالم یہ چھائی تھی یہ برہمی	مزلزل کی ہر سو تھی صورت جی
حکایات سن سکے اڑتے ہین ہوش	ٹھکتا ہر پڑھنے دلیری کا جوش	نی بجھ برق بچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا اور دھر لشکر مخرج میں طلا یہ دار پیر کے والے بیدار کئے باقی دربار برخواست ہو چکا تھا  
سب آرام میں تھے جب یہ غوغا سے ساحران ساحرون نے ناشکرا پنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفار و  
بین کچھ فساد باہمی ہوا ہے ایسا نہ کہ بیان بھی کوئی آفت آئے کیس کو یہ معلوم نہیں کہ برق ذیہ آفت  
دھانی ہوتی کا وقت تھا ساحرون کے سورہنے سے طایران سحر بھی سوہے تھے قاعدہ ہر کہ صاحب  
سوتا ہر سحر بھی اس کا سوتا ہر عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین ادنین سے قران مغل میں تھا چالاک  
جسٹن کیا ہو حال اس کا سان جو کا عمر و کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام جانسور بیان بھنے ہوئے تھے  
ہیسا اور بیان ہوا کسی نے اس طرح کی ہین رہا کو اطلاع نہیں کی مگر غوغا سن کر سب خواب سے  
بیدار ہو کر مستدر زم و پیکار ہوئے تھے کہ ضرغام جو بیان کھل کر کیا تو سیدھا صحرائین آیا اور زلزل  
عیاری اٹھنے بجائی جانسور بالادوی کو آیا تھا اور اس غوغا کو شکر و بھی بدحواس تھا لیکن ثابت  
نہ ہوتا تھا کہ یہ کس لڑائی ہو رہی ہے کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی



اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر کیا آدمی کیوں سطح جمع ہوگا اب تصور ضرغام  
 نے سب جاکھا جائے گا کہ کیا بقیہ لشکرین چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برقی کی کرے ضرغام نے کہا  
 نہیں برقی بھی اب کل آئیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں لشکرین آؤ بہار وغیرہ کے پاس جا کر سب  
 ماجرا بیان کیا انھوں نے قصہ کیا کہ لشکر تیار کر کر برقی کی مدد کو یائین ضرغام نے منع کیا کہ چھٹان  
 وہاں جانکی نہیں سب عیاری برقی کی برباد جائیگی کہ اتنی یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے آنا برا ہوگا مارا اور  
 جب تم لوگ جا کر شریک ہو گئے تو وہ بات نہ ہوگی سب کہیں گے کہ ہاں لڑائی ہوئی دو فوجیں بہم لایا  
 برقی نے کہا کیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برقی قید ہو جائیگا تو ممکن نہیں اس کے پاس شیطان جو  
 ہن ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برقی کے اس کا نام پر ہر ایک کو حیرت تھی  
 اور حال دولت و شہرت ہر ایک شاد و غم تھا کہ یہ نہ جانتے تھے کہ قلعہ

اگرے نفس بد کو رہائی قریب | پھٹا چاہتا ہوں کوئی نالیسب | سر رہ بچھا یا ہے ظالم نے جال  
 سلامت گذرنا ہے یا نہ محال | وہ کیا یعنی جب چار طرف سے لشکر سحران اور عیاز بھیونے برقی  
 کو گھیرا اور آفراسیاب نے خراب تہ سحر کر کے پھرا دیا اور برقی نے اپنے مقام پر سے پھیلے پانوں سے  
 کی ضرورت سے ایک طرف سے بچھا اور برقی نے وہ جہت کر کے خالی دیا کہ ساتھ ہی کند کا پتھا صبار قناری  
 پھینکا برقی زمین پر نہ اترتا تھا کہ کیا ایک درخت میں پہنچ کر پھر پھینکی پانوں کی دیکر اڑا دیا اور آفراسیاب نے  
 تیغ بار برقی سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہو گیا اب جو ہارنے اوتارنے لگا دھاوا بچا رہا پر ہو گیا کسی  
 طرف غلہ کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے علقہ کند پڑے کہ زمین پر اترتے ہی اترتے  
 پھر سب جہت کی اس طرح یہ جہت کرتا تھا کہ باد صبا کی حیران تھی جیسے عینک سے گاہ جاتی تو یا تو گول ہو جاتا  
 شگوفہ سے باہر آتی تو اور جب زمین پر اترتا تھا ہزار ہا حربہ اور پیر پڑتا تھا اسی جہت خیز میں ایک مقام پر  
 بہت بڑا دباؤ اور پیر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا راستہ نہ ملا اوسنے جی داری کر کے ایک طرف شلنگا بھرا اور  
 چاہا کہ اس طرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر کل جاؤں قصار اس نوکر شلنگا بھرنے سے ایک جہت  
 کا شٹنا سر میں لگا کہ سر خنجر کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اور سوت دو چار ساحر و ن سنے  
 کلیان اسیر دوڑ دوڑ کر ڈالین پھر تو یہ حال ہوا کہ بیت

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رہا | سوزن بھر لاکھوں عمر کو بیٹی رہے | ایک باب زخرم و کوثر سفید زخرا نکرو



حکیم بخت کسی اگر یافتہ سیاہ | بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھوں کے سامنے  
 آیا رہزن فلک سے کملی ڈالی متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ بچارہ ادس کمل میں ایسا لپٹا کہ نکل نہ سکا  
 ہر چند چاہا کہ زور کر کے کمل بھاڑوں یا ٹخیر سے چاک کر کے نکلون مگر ممکن نہ ہوا اور بھکر رہ گیا ساحر نہارون  
 ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ بکڑ لیا افراسیاب بیکار رہا تھا کہ خبردار چوڑا نہیں ساہوکاروں نے فوراً  
 مشکین باندھ لہین اور مارتے ہوئے سامنے افراسیاب کے لڑکھینے کہا اسکو خوب مارو کسی نے کہا  
 طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق ڈکھا اگر تھے جھکوز دو کو بکی یہ سمجھ لیتا کہ آج کے روز فرما  
 اگر تم سبکو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہو کر مار پیٹے باز آؤ اور شاہ جادووان نے حکم دیا کہ اسکے پاس  
 یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا پھین لو بعد ازاں جو میں حکم دوں وہ کرنا اور سب جادوگروں  
 نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اتار لیے اور ایک لنگوٹ بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض  
 ہوئے کہ اب کیا حکم ہوتا ہے شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اس میں تھی کچھ خاک بھی پٹا پٹا  
 برباد ہو چکی تھی پس اسے غصہ میں آکر خوب اپنا سحر برق پر کر دیا اسوقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب  
 آگاہ ہو جائیے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہے بغیر اس کے قتل کیے کسوت اسکی نہیں مچھینتے لازم ہے کہ کسوت  
 عیاری جتیک میں زندہ ہوں میرے حوالے کر دیجیے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ نے کہا کسوت اب میرے  
 کس کام کی ہے یہ کہہ کر کسوت میرے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب جادو  
 کو حکم دیا کہ اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے شاہ جادووان  
 بھی پھر کر بارگاہ حیرت میں آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسی مقام پر رکھا کہ جس کوئی آگاہ نہوا  
 شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو  
 باتیں کرنے لگا اسوقت شاہ نے اس تیلے کی مشکین باندھ دیں اور ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس  
 برق فرنگی مجرم کو جسے تمام خاندان سحر آج بچراغ کر دیے صبح کو سامنے خیر خواہوں یعنی مہرخ وہاں  
 وغیرہ کے بعد اب اہم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑکوتا تھی کے پانوں  
 میں باندھ کر تمام لشکر میں اپنے کھینچو انا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر میں نہایت خوش ہوئی اے بادشاہ  
 موسے کے قید ہونے کے اسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہے غرض کہ برق لٹکی کو سپرد ملکہ حیرت کر کے کچھ  
 رات باقی تھی کہ شاہ جادووان برق اصلی کو لیکر سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف



روانہ ہوا یہاں حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون میں باندھ کر کئی ہزار ساحرون  
پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہاں شاہ جادو وان نے بھی جاکر برق کو سحر سے ہوش کر کے اپنے  
سامنے ستون بارہوی سے باندھ کر طلسمی تیلیوں کو پہرے پر مقرر کر کے سرستبر خواب پر کھایا تک  
کہ وہ نمانہ آیا کہ سینہ مشرق سے شعلہ آدھکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فری آفتاب  
تابن بقرار و قیاب سینہ دہرین اضطراب دکھانے لگا کہ اسباب

سحر پردہ شب سے باغ و جاہ | عیان جب ہوا ہر زین کلاہ | انمایاں ہوئی جانب آسمان  
سیدی سحر کی بعد غروشان | وقت سحر اس طرف حیرت اور ہر افراسیاب بدیرت بستر خواب  
سے اونے پلا فراسیاب نے اوٹھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اوس آندھی سے ایک حر عذار  
تیرہ خام دزدون شکاریا ہوا بعض نفاق کا تیلہ تھا حسد و کینہ ستر بیا نقشہ شقی ازلی وابدی تاک بھون  
یتیمی پھر ہی سامنے شاہ کے آکر گردن بے تسلیم ادسنے خمر کی شاہ نے اس خطاب کیا کہ امی شہر میں  
اشملر جادو تم اس وقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندان خانہ طلسمات میں ایجا کر افعی سحر  
اور اثر در غلامانی کے سپرد کر آدھ کیلے کہ تم خواص میں بدلتا اور مقرب گاہ ہوا ورتے بہتر کوئی اس راہ کے  
بجالاتی نہیں ہو اور ساحر جلیل تقدیر بھی ہو یہ کما ایک گجرا پھولونکا اپنی بیج کا اوپر اوٹھا کر اوپر ایدیا  
اور کہا یہ غلت کسکو آج تک ممکن نہیں ہوا ہزاروں طاقتور اسکی تمارکتے ہیں کہ بادشاہ کو سونکھ کر ہو  
بھول ہوں کہ میں اس ساحر نے یہ غلت پاک زردی اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ امی بادشاہ عادل جان غلتا  
میں ایسا اندھیرا ہے کہ رستہ جاننا مشکل ہے اور اوس تاریکی میں ابھی نہیں سوچتی ہے قیدی کا ساتھ ہے ہر  
میں کیونکر بھلائی اسکو لیا سکتا ہوں مگر کوئی تحفہ ایسا مجھ کو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماراں طلسم و  
تاریکی سے میں محفوظ رہوں یہ غلام کہی کہی ہنور کے ساتھ ہاں گیا ہوا باقی یوں میرا وہاں کام ہی کیا تھا  
جو جانا اس سبب سے راستہ بھی اچھی طرح نہیں جانتا ہوں شاہ نے یہ سن کر خضر وارید جو بران شمشیر زن  
سے ہمیں لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شہر کے ہاتھ میں دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی  
جانے نہ پائے کہیں اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ میں کہیں شہرنا کوئی ملجائے تو اسکو ہاتھ  
نہ آنے دینا یہ امانت ہے جو میں خجکو دیتا ہوں بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے  
کر کے اس قیدی کو وہاں پہونچا کر پھر مجھی کو لا کر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھ لیا



منزل ہا منزل تک دشتی ہو جائیگی اسکے سامنے کوئی سحر نہیں ملتا یہی موتی گنبد میں مری کے قہر  
 بڑی مشکل سے بزرگان کو کب نے دہانے پایا اب اسی کی بی بی بران کے پاس چلتا تھا میں نے اسی سے  
 پھینا یہ وہ تو چھو کری ہو جیسی نایاب چیز کی قدر نہیں کرتی ہو اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے لیے پھرتی ہو  
 اور میں جانتا ہوں کہ ادسے مسلمانوں کی اعانت کرنے میں جو اس موتی سے کام لیا ہو اسی سے  
 روح سامری اس کے خفا ہوئی ہو جو یہ اس کے پاس میرے پاس آ گیا ہو ورنہ اس موتی کا ہاتھ انا و شو  
 تھا اور صاحب گوہر پر غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جا آتی سحر اور اثر و ظلمانی سحر کہیدنا  
 کہ شہنشاہ نے دعا کی ہو اور فرمایا ہو کہ ہم تم سے بہت خوشنود ہو گئے خوب حالت بران کی کی ہو اس  
 قیدی کو بھی اسی مقام پر اور اسی تہ خانہ میں کہ جہاں وہ چھو کری قید ہو قید کرو اور تھوڑے چنے  
 بھونے ہوے اور ایک کوزہ آبا سکو بھی کھانیکو دینا زیادہ اس کے خبردار خبردار کہی ندینا کھنڈھایا پانی  
 گری میں ان دونوں قیدیوں کو نہ ملے اور کبھی مزیدار کھانا یہ نہ پائیں آرام سے نہ سوئیں قیدی میں  
 روئیں پٹین کراہیں یہ حکم محکم قضائیم اس محبس مجسم کا سکر مشریر خنزیر بازو برق کا پکرہ کر روانہ ہوا خضر  
 کو تو مضبوط اوٹنے چادر سے اپنی باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ  
 حضور محل پر سے اپنا آپ اوتار لیں بادشاہ فرما دیا سپر سے اپنا اوتار لیا اوسو سحر اپنا برق پر کر کے  
 پنجے میں اوسکو دایا اور اوڑھ کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب کے برق بیوش تھا اب ہوشیار ہوا لیکن  
 دیکھا کہ نیچے عقاب میں دبا ہوں اور وہ مجھ کو لیے ہوئے اوڑھاتا ہو پس غاموش ہو رہا اور پھر متوج  
 ہوا سے بیوش ہو گیا یہاں تک کہ شریں شتر اقریب ایک رۂ کوہ کے پہونچا کہ وہ درۂ تارک شل شب  
 زجور تھا یہ اندر وہ کے رو سے ہوا سے اوتر کر داخل ہوا اوسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شریں  
 عقاب کے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہاں اس قدر تاریکی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں پہنچ جاتا  
 دیتا ہے گور جودان پر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے یہ بختوں کے بخت  
 سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر دھن آئی تھی تو درخ اوس  
 جگہ کو کتنا زیبا تھا چاہ بابل ایک اونے اوس مقام کا نمونہ تھا ابیات

اندھیرا سحر کا تھا اوس کے تینا	عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنک
اوس اندھیر کا بستی ہو سکتا تھا	اوس تاریکی میں برق دیکھا کہ اس سے ایک خضر نکلا کہ اپنے کف



پر کہ لیا کو سون تک ہ ظلمات منور و روشن ہو گیا روشن ہو نیسے احوال روشن ہوا کہ ایک سحر سے  
 کر یہ نظر مجھ کو گرفتار کیے لیے جاتا ہوا اور اس درہ کوہ سے جب ہ سحر کے قد فرن ہوا دیکھا کہ درخت  
 کو سون تک لگے ہیں مگر برگ باران کے سب سیاہ ہیں تاثیر زحل اکٹھا ہوا کیسی جگہ آئی ہو تمام عالم کی  
 ایک با سیاہی ہو جو چیز وہ سیاہ ہی پہاڑ زمین سب لکل سیاہ ہیں شاید پیر دہرا در زان دنیا کے غم میں  
 یہ پوش ہیں غم خانہ غم کے بادہ نوش ہیں نہیں معلوم کس نوح جوان کا ماتم ہو جو لباساں رضی غیرہ سیاہ ہے  
 دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی ادا سکا بھی کالا ہی کالا پانی گویا قید برق کی بھی گئی ہو اور  
 ظریف ظلم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہمت چھائی ہو دوسرے ڈراونی صورت زال کستی  
 نے بنائی ہو درختوں میں بھل جو لکے ہیں زلیان آدم خوار کے سر گئے ہوئے لگے ہیں خون تازہ اوپر  
 بہتا ہو وہ خون بھی سیاہ ہو سودا کی ترقی ہو حرارت کا غلبہ ہے سودا مزاج تمام صحرا ہے درہ ہاے کوہ  
 دیو کی طرح منہ کھولے ہیں بگولے کالے کالے اڑتے ہیں دیو نیکہ ڈراتے ہیں جانوران صحرا مثل فلان  
 دمان و خراسان سیاہ ہیں انہی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہو ہمت پھرتے ہیں سانپ نے ہرا و گلتے ہیں اثر  
 آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہو مسموم ہو جو ذرہ ہو زہر کا ایک صحرا ہو جو درخت ہو درہ بس کی گانٹھ  
 ہے جو پتھر پہاڑ کا ہے وہ شیشہ زہر بلابل کی ڈانٹ ہو ہر قطرہ دریا کا قطرہ زہر جانکداز ہے ہمت جانی  
 کا انداز ہے یہ اس صحرا سے آفت کا حال ہو کہ اسات

لگا کر ماہ سے اور تابماہی	نظر میں چھا گئی یک سو سیاہی	نظر آیا عجب صحرا لقا و دق
کہ دیکھے سے جگر ہوشیر کا شق	عجب وہ موضع خوف و خطر ناک	دیا او سکود کھائی زیر افلاک
بیابان تھا وہ ایسا دشت انگیز	کہ دشت جسکی تھی عالم کی خونریز	نہ جائے چغدی اوس ہمت آد
کرے چنداں سرف منہ کر نہیروا	برق کا اوس مقام ہوں خیز کو دیکھ کر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قبا	
سے پرواز کر جای لیکن دل کو مضبوط کر کے نظر بزم کریم کار ساز رکھ کر خاموش تھا اور شریرا و سکو گرفتار		
کیے روان تھا از بسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست دیا کو کہ قابو میں نہ تھے اونے اوں		
بے اختیاری میں بھی تو سن زبان کو عرصہ مکر میں جولان کیا اور صبا سے کلام کو عینستان عیاری میں		
وزان کیا یعنی ایک ہر دہلیر دوسے او سے بھری آنکھوں میں آنسو بھرا لایا اور شہر عاشقانہ بڑھتی لگا		
ہو انالان وہ فرقت کا الم سے	شکایت تھی فلک کی آہ غم سے	کہنے گردون دون یہ کیا کین







کہ یہ عیار ایسی توقید میں گرفتار ہے کہ چھوٹا سا ذکر دشوار ہے لیکن اسکو کچھ خیال سیری نہیں معشوقہ  
 کے عشق کا دم بھرتا ہے اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہیں کرتا دوسرے لوگ کا ملین چین معلوم ہو توین کہ جل  
 حال سے عشق کا اسکو ہویدا اور ظاہری برق سے اوپر کی باتیں ظاہری جو لازم و ملزوم بر محبت ہوتی ہوتی  
 خطا با قدم کے اس کے کہی تھیں یہ اسکو سنکر برق کو خفا کیا اے اعجاز بھیا کیونکہ پشیر لہر اسباب  
 کی دیکھتے لعل سخندان ہر ادبی وزیر زادی یعنی ملک اختر سبز پوش کے وزیر احمد سرخ قباہی جادو کی دست  
 ملک شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہو گیا اسقدر لیاقت نہیں رکھتا ہے کہ پیام اسکی شادی کا اسکو باپ  
 کو اپنے ساتھ لے گئے دے ہنگام عشق میں اپنے ہمہ بدن میں سے ایک عورت کو اس سے بہت کچھ دیکر اس  
 کا اسیدوار کیا ہے کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے دل پر راضی کر دو تو میں تم کوئی لاکھ روپیہ دینگا اور بھیا کہ جب  
 مجھے اور معشوقہ کو دیکھو اسے آفتابی ہو جائیگی اور اس کے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کر دینے  
 کے دیکھو اور کچھ میں نہ آئیگا غرض برق کو بہت برا کامل دیکھ کر گرم سخن ہوا کہ آپ نے جان میں عشق پہاڑ  
 تو اب بھی حال آپ کو معلوم ہو گا یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ دن بھر میں اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو  
 دیکھ آئے تو یہ ممکن نہیں کیسے کہ وہ دختر نیک اختر و شور و عظم ملک اختر سبز پوش ہر برق نے  
 کہا ہاں تو مجھے کتا ہے یہی ملک اختر جو اسباب کا خضر ہے لعل سخندان کا باپ ہی کی تو  
 وزیر زادی ہر سیر تو فریفتہ ہے میںے مشکایات کی کہ دن بھر میں میں تیرے تو دیکھ سکتا ہے کیونکہ درمیانی جو  
 عورت ہے وہ کسی عیار سے تیری مشرق کو صحرایں لاسکتی ہے وہاں تو جاسکتا ہے دور سے نظارہ جمال کر سکتا ہے  
 بس آگے سنکر برق کو زمین پر رکھ دیا اور سارے قلم پر رکھا اور کہا یہ تو جیسا ہے کہ آپ کو کسے میری معشوقہ  
 کی کیفیت سنائی ہے اور کس طرح آپ نے جانا کہ میں وزیر زادی پر لعل سخندان کی عاشق ہوں برق نے  
 کہا کیا خوب ہے اور پردہ جو کچھ مختارہ حال ہے ہم سب جاہلین بھلا یہ تو کہو کہ درمیانی کوئی عورت دلالہ  
 یا نہیں اور اسکو تم بہت کچھ دیکھتے ہو اور دینے کا نئے وعدہ کیا ہے اور اسے ایک تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے  
 بھی دیا تھا ورنہ جو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے تو دلالہ بھی ضرور مقرر کرتا ہے اور ایک دو مرتبہ  
 اس طرف جانا بھی ہوا کرتا ہے بس برق نے اسی معاملہ کے طرز پر اسکو بتا جو دیا اب وہ اسکو گرد پھر نیلکا  
 اور گویا ہوا مجھ کو یقین کامل ہے کہ واقعی آپ سب اس سے میرے آگاہ ہیں اب کچھ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے  
 کہ میں کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کروں برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو اس قدر آگاہ ہے کہ اسے دیا اور



کچھ دینے کو کہا ہوا اور مجھ کو آپ قید کیے لیے جا رہے ہیں اور مفت ہی میں ترکہ وصال کو پوچھنا چاہتے ہیں  
 دست و پا میرے عجیب حرکت ہیں بدن کو کھٹاک نہیں سکتا اپنے حواس میں تو میں ہوں نہیں بھلا ہوں  
 تدبیر وصال کیا جانوں اوسنے جلد یہ کلمات سن کر ایسا سحر ٹپکا کہ اوسکے دست و پا قابو میں آگئے مگر  
 بناوٹ کی راہ سے اوسنے کہا اے عزیز کیوں اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے اور ایسا بگڑا  
 رہا کر دینا سنے گا تو بہت تجھ پر خطاب کرے گا تو مجھ کو زندان ظلمات میں پہنچا کر سیدہ دار و نعمہ زندان  
 میری یکر بادشاہ کو پہنچا دیں تو خوب سمجھ لے کہ سہلو گ کیسے قید نہیں ہو سکتے تم لیا کر قید کرادو ہم مجھ کو  
 جیل خانہ لشکر میں آئیے تم اوس وقت ہمارے پاس آنا ہم تم کو تدبیر وصال بخاری مشقہ کی تباہی کے وہ حرا اپنے  
 دل میں اوسکے کلام کو سن کر سوچا کہ جیل اوس وقت اسکو غرض لاحق ہے کہ قید میں ہی جیلے بتاتا نہیں ہوا ہو کر اسکو  
 کیا غرض ہے جو میرے کام میں پڑ گیا پس یہ سوچ کر منت کرنے لگا کہ آیکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ  
 میرا کام کر دیجیے میں آپکو چھوڑے دیتا ہوں شہنشاہ کے پاس جا کر کہہ دوں گا کہ وہ قیدی مجھے چھوٹ گیا ہے  
 عیار و فکی جالا کی تو بادشاہ جانتا ہے یقین کرے گا کہ ضرور چھوٹ گیا ہو گا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک  
 حال ہو گے اوسنے کہا میں آپسے مقابلہ کرنے نہ آؤں گا باقی مسلمان ہو گا برق نے اوسکو سیاہ غلبہ کیلے  
 خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اوسکے مسلمان ہونے کی نسبت نہ کرنا چاہیے اپنا مطلب کو معلوم ہو گیا کہ اوسکو غرض  
 ملاقات مطلوبہ ہر اسلئے منت کرتا ہے پس سوچ کر برق نے فرما کر بادشاہ کو کتاب سامری یا اپنے سحر دیا منت  
 کہ تھے خود مجھ کو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اوس وقت تم مجرم ہو جاؤ گے یہ مناسب نہیں کہ مجھ کو ہا  
 کر وین تمکو ہمیرا دسکی جب ہا ہو لگا تو تہلادو لگا بلکہ تہلانا کیسا معشوقہ کو بخاری سے ملو ادو لگا اوسنے  
 کہا اگر بادشاہ سحر سے مختار اچھوڑ دینا میری نسبت دریافت کرے گا تو میرا کچھ نہیں کر سکتا ہے میں  
 عملداری میں ملک اختر کے رہتا ہوں اور جان بادشاہ کو یہ دریافت ہو گا کہ اوسنے مجرم کو چھوڑ دیا  
 وہاں یہ بھی دریافت ہو گا کہ میری دشمنی کی راہ سے اوسنے نہیں ہا کیا ہے بلکہ اپنے مطلب کے لیے اسکو  
 ایک بار رہا کر دیا ہے وہ میرا دشمن نہیں ہے اور میں صاف صاف کہہ دوں گا کہ اے بادشاہ میری جان  
 جاتی تھی اپنے کام کے لیے سینے میں مہر کو رہا کر دیا میں آپ کا دشمن نہیں ہوں آپ جو چاہیے مجھ کو  
 سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنایا یقین ہے کہ میری خطا صاف کر دے اب آپ  
 تامل نہ فرمائیے مجھ کو وہ راہ تہلائیے اور چلیے میں آپ کو باہر اس ظلمات کے کر دوں برق



اسکی تقریر سن کر اپنے دل میں خوب ہنسنا کہ ایچھی بھکوتے ایچھے کام کے لیے بھکوا لیکھا چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے دشمن ہو جائینگے غرض جیاد سے بہت کچھ منت کی اور سوقتا سنتے کہا کہ اے برادر! جھا جو تمھاری سی خوشی تو میں بھی تمھارے کام میں کوتاہی نہ کرونگا لو آؤ بیٹھ جاؤ یہ کہہ کر ایک مقام پر پہنچ گیا وہ بھی ساتھ اور سیکے بیٹھا اوسنے کہا ایچھ عزیز میں کبھی کسی ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن قیاسی جگہ ہو کر آیا ہوں کہ بیان کے بہا ہونیکے بھکوا مید نہ تھی اسلئے خیر تمھارا بتاتا ہوں بیسے پاس عطر کی کہ سیر موہنی پڑھی ہوئی ہر تم اس عطر کو اپنے سینے میں پرل اور تمھارے ہر ظلمات کے نکال کر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور وہو کے تو اپنی صورت مشوقہ کو اپنی کھانیا اور اگر منہ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلاؤ گے ہاتھ مشوقہ کے پاس بھیج دیا وہ اوسکو سوکھتے ہی تمھارے پاس آئی اور وہ خواہاں صال ہو گئی پھر تمھارے ساتھ فرے اور آنا اور اوسکو اپنے گھر سے جانے دینا اوسکے پاس کہہ دیا کہ ابھی تو میرے بیان آئی ہیں اور تمھیں عاشق ہیں میں نے آپ کی آبرو کا خیال کر کے اذکو تمھے نہیں لکھا جو اب اگر وہ آپ کے گھر آنے پر راضی ہوں تو آپ خود آکر لیجیے اور اگر نہ راضی ہوں تو بذریعہ کی شہرت ہو نیکایا خیال فرما کر مجھے منع کر دیجیے باپ کو اوسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور میں کو آکر چمکا لگا مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت کا ہاتھ نہ اٹھائیگا اوس وقت ناچار ہو کر وہ تمھارے ساتھ شادی کر دیگا میں اتنا تو میں کر سکتا ہوں اور اگر فرق میرے اس کلام میں پانا تو میں نے خون اپنا تمکو معاف کیا طلسم سے باہر تو میں جاتا نہیں ہوں جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤں تو اُسے جس عذاب سے چاہتا ہوں ہلاک کرنا اور اوسکے علاوہ میں کسی لاکھ روپیہ کا جو اہر تمکو دیتا ہوں اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جو اہر عنایت کر لینا اور اگر مطلب تمھارا ہوگا تو میرا مال مجھکو بیو بیو دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی مجھکو کچھ دینا ورنہ خیر تمھارا کام ہی نکلا سہی اس سچے نے کہا نہیں جو اہر آپ کیوں میں مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام ضرور دینگا کس نے کہا کہ آپ لوگ ملکوں ملکوں پھرنے والے عیاطر آرا آپکے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم بیان سے نکال نہ دو گے تو اوسکا منتر جو ہر دو دین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اوسنے کہا کبھی ایسا نہ ہوگا کہ میں عطر کے خلاف کروں مگر ان یہ تو بتائیے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور مالک کے دل سے عشق میرا اور تر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اٹلس ہم میں کوئی عامل علوی عملیات کا نہیں ہے اور بھلوگ سحر نہیں کرتے ہیں مگر ان عملیات عادی کرتے ہیں یہ ایک بڑے کامل فقیر نے مجھکو پڑھ دیا ہے کسی سحر سے رد اس عمل کا نہ ہوگا



ہلو گون کا افراسیاب بھی نہیں رد کر سکتا دیکھو جنہ ایک سم اعظم جانتا ہے پھر وہ غل ایسا ہے کہ تمام ساحل  
زمانہ اس کے عافیت میں اور اوپر غلبہ نہیں پاتے ساحر نے کہا ہاں یہ بات تو آپ سے کہتے ہیں اچھا عطر مجھ کو دیکھیے  
اور یہ ساقی جیسے برق نے خوب اوسکو پکار کر کے اور بھیجے ایک شیشی عطر ہوشی کی کسوٹ نکال کر  
اوسکو دی اوسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سیاہ گ کا پتھر شیشی میں بھرا ہے اور ایسی خوشبو اسکی ہے  
کہ شیشی کے نکلنے سے دشت میں خوشبو پھیل گئی ہے پس برق نے فقیر اس عطر دوسری شیشی میں رکھ کر  
اوسکو دیا اور کہا اوسکو پہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا عمل بھی ہمیں تعلیم کروں اوسنے وہ عطر لیکر اپنے  
چہرے پر ملا پس خوشبو اسکی بخوبی ناک میں گئی اوسکو چھینکین آئین اور گر کر ہوش ہو گیا برق نے  
اول وہ اختر وارید کہ جو پران کا شاہ جاوہان نے اوسکے سپرد کیا تھا لیا اور اوسکے کپڑے  
اوتار لیے اور آب رنگ و عن عیاری کا کٹا لکڑا اسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہر چہ کوئی تیز کرے مگر نہ پہچان  
سکے اس صورت پر تیار ہو کر بموجب ع یا تمت یا نصیب یا بخت پڑا اور اوسکو دوش پر اپنے لاد کر  
ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گروتو دیسلی صحرا ہے ہول خیر و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال بیان کیا  
ہے اور چچ میں اس صحرا کے ایک سرتہ بطور ٹرک کے بنا تھا کنارے کنارے اوس ٹرک کے مامان  
سیاہ کپڑے برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیل سا کھود غیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے بادِ سموم  
ٹھنڈے اونکے جھلس گئے تھے اون درختوں پر گدا اور چیلین بیٹھے تھیں کہ چلچلاتی تھیں تاریکی میں غل و شوا  
مچاتی تھیں اونکے چلچلانے سے بگولہ زمین سے اڑ کر بچیاں کھاتے تھے دیو سیاہ بنکر ڈراتے تھے آواز میں  
ہر سمت سے آتی تھیں الیا ذی اللہ الی حضرت اللہ ستم بھی اگر اس دشت میں آجاتا سینہ فوط خوف کے حشراتا  
اسفندیار و بہمن برز و کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دل میں سمجھا کہ یہی ٹرک رہتہ زندان کا معلوم ہوتا  
اوسی طرف تجھ کو چلنا چاہیے غرض یہ اوسی ٹرک پر اس ساحر کو لے کر روانہ ہوا اور اوسکے اختر وارید ہاتھ  
میں لیے تھا تو اوسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہاں کی بلیات اذیت  
نہ پہنچاتی تھی انشاء اللہ تمام علامات کی سیر شاہزادہ اسد جیوٹ کر جب کر نیلے تو بیان کیجا نیکی  
اوسی جگہ حکیم قسط اس حکمت بھی قید میں اور افراسیاب جو آکر تباہی تو اوسکے رہنے کی جگہ ہی سرگاہ  
بڑے بڑے نامی سامہیان ہتے ہیں عزیزداران بادشاہ اسی مقام پر سکین گتے میں ماہی زمر و رنگ  
وغیرہ کے مکان کا نہیں رہتہ ہر باغبان کی عمارت بہت کچھ ہے غرض تمام کیفیتیں انشاء اللہ آیت



بشرط حیات بیان کی جائیگی حاصل مرام ب جو برق اس ہنرک پر روانہ ہوا کہی کہیں رہے طور کے ایک  
ایسے تمام پر پہونچا کہ وہاں پہاڑیاں جھوٹی بنی تھیں اور اوپر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے بہت  
دور تک ہر اسے قلب تھا کہ وہاں درختوں کے سایہ سے کوسوں تک سیاہی پھیلی تھی اپنے ادن درختوں  
کے دھوان اٹھ ہوا تھا باکل ظلمت سرادہ مقام تھا اور ان پہاڑیوں کے بیچ میں دو قصر سیاہ رنگ کے بزرگ  
بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مفصل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق سے ادن درختوں  
کے قریب جا کر کہا کہ کہاں ہر افنی سحر اور از در ظلماتی کہ میں فرستادہ شاہ جادو وان افراسیاب  
ایا ہوں وہ ساحر یہ منکرانہ دوسرے کے گئے اور کچھ عرصے میں اگر گویا ہوئے کہ چلیے آپ کو اثر در دافنی  
بلاتے ہیں برق ساحر کو لا کر اندر قصر کے کیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہیں کہ جنہر استرکاری  
سیاہ رنگ کی ہر سنگ موسی جا بجا لگے ہیں اور دالان کے کونوں میں از دہے منہ کھولے بیٹھے ہیں چھتین  
ہزار ہا گھڑے سنگ ہیں برق جیسے ہی انہر گیارہ سب گھڑے آپسے آپ بٹنے لگے جو کار کا سامری جی  
کے غلغلہ بلند ہوا از در وں قلاب آتشین چھوے برق اور آگے بڑھا دیکھا ایک دالان میں پتھر سیاہ رنگ  
کے زمین پر نصب ہیں اور دیواروں میں ہزاروں نقویریں لگی ہیں ادن پتھروں پر چوکیاں آہنوس کی  
بیکھی ہیں اوپر نوچا کر نیکا سامان کھاہی کنول کے پھول بہت ڈھیر ہیں گھنٹان رکھی ہیں سلوٹان  
موجود ہیں اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہر کہستون میں اس کے درون کے کار سی نیلم کی کی ہر  
اور دالان میں فرش مکلف قالین ہا گھارہ خوش رنگ بچھاہی اور اس فرش پر پلنگریان چاندی کی  
لگی ہیں اور نوآر سے بنی ہیں تو شک اور چادر سفید و سپرستہ ہر ڈوریوں سے نیچے ہیں تکیے نفیس و نہر  
کھمے ہیں ادن پلنگون پر از در سحر اور افنی سحر دونوں بیٹھے ہیں سامنے کشتیان شراب کی اٹاویں  
برگزک کباب کی مینروں پر لگی ہیں جام زلیخاں ادن ونون کے ہاتھ میں ہے ہنستے جاتے ہیں اور شراب  
پیتے ہیں میوہ کھاتے ہیں اور جیسے سر کے دالان کی طرف مست ہو کر دیکھتے ہیں اور خود طرح طرح کے باجے  
نیچے کی صدا آتی ہر اور مشوقان پر پھر گان کی آوازیں گانگی سنائی دیتی ہیں دونوں ساحر جام می  
عشرت سے سرشار ہیں ہر آخر می سے دل باغیغہ ہر ہوا مسرت سے خاطر گلزار ہیں ہر چند کہ صورت  
میں زشت و خوشنوا اور مسرت میں تاہن ہار وید کردار ہیں منہ سے مثلہ ہاے آتش نکلنے موٹھے ٹھوڑی  
ہمک نیچے کے لگے ہوئے اوپر کے پرہ مینی سے گذرے ہوئے دونوں کی صورتیں مثل اثر کے



و طر مثل انسان قوی کے ہیں لیکن اوس دولت و ثروت میں مست و لا عقل بنے ہوئے بڑی عیش و عشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہیں

مسلم تھے وہ ساجز شست قام بارالیش جسروانہ متام انکارین زرہ پر تحائف کسر  
 مربع گلو بند اکیل زرا تھے اس طرح وہ آرا وہ تعین تخت لیار اوزگیت و کتین  
 تھے مشکل خضر و شوریدہ ہر نظر میں تھا دونوں کے سم کا اثر برق سے اونکی صورتیں دیکھ کر  
 دل میں خوف کھایا پناہ برحمت خدا اکبر لایا مگر دل کڑا کر کے سلنے کیا اون دونوں نے اوسکو نصیحت  
 شرمین اشعار خواص غاص شہنشاہ افراسیاب یکسر تعلیم کی بہرہ قبالی اپنے مقام پر سے اوتھے  
 اور ہاتھ پیر کے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپ نے سرفراز فرمایا جسے پیشتر خبر کی ہوئی تھی سواری  
 اور بارام تمام آپ کو بیان کئے آئے خیار جو آپ تشریف فرما ہوئے بہت اچھا کیا لیکن اس لحظہ میں  
 کیا ہے اور باعث تشریف آوری ہر طرح سے کیا باعث ہی برق سے کہا کہ میں بہت دنوں سے متنازع  
 ملاقات محبت سات الفت آیات کاشاق تھا اگر ظلمات میں آفکا کوئی سبب پایا تھا سامری کو  
 ہے کہ دل تڑپ کر رہ جاتا تھا بارے آج پاسب پیرا ہوا کہ برق فرنگی حیار شاگرد عمر و بن امیر صمیری  
 جبری تلاش و کوشش سے گرفتار بہت شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم ظلم نے تو پراغضت حایا تھا کہ ہر  
 ساحر کو قتل کیا تھا اور گرہ گرہ ہندگان سامری کو بیوش کر کے بے بس بنا کر مار ڈالا کسی طرح ہاتھوں  
 نہ آتا تھا ڈیہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پا گیا تھا یہ کمر تمام ماجرا اپنے اور جو گزر چکا تھا عیب فلیتین  
 قتل کرنے میں وہ سب بیان کر کے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے بلا کر بھکوا فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے  
 بھکوا ظلمات میں بہر ملاقات اور غہ زندان بھیجے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ ان سے ملاقات بھی کرنا اور اسکو  
 اونکے سر دیکھ کے تاکہ ایک بہر حفاظت کر دینا چنانچہ میں اسکو بڑی دقت سے یکہ و تنہا لیکر بیان آیا ہوں  
 فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی سینے ساتھ نہیں لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ سجاے اب شہنشاہ  
 کا حکم ہر کہ اسکو بھی اوسی مقام پر کہ جان پران شمشیر زن قید ہے گرفتار کر دوں و دونوں سختی شریک  
 تاکہ قید ہی میں ہلاک ہو جائیں ایک وقت بھونے چنے اور ایک وہ آب کھانے پینے کو دینا خیر دار کوئی  
 رعایت اون دونوں کے حال پر نہ کیے اور یہ عیار بڑا چرب زبان و مکار ہے ایسے سینے او سکوا دین  
 کوتار سے باندھ دیا ہر کہ بات نہ کر سکے جسوقت تم اوسکو آب غذا دینا اوسو دانت اسلے کھولنا اور



یہ کھانے اور سوخت تک تم سامنے بیٹھے رہنا اگر اسکی باتوں کو نہ سننا ذرا زبان میں سکی کہ تاثیر کلام ہو کر  
سات تکو فریب کے کر مار ڈالے گا اور آپ کھل جائیگا افعیٰ اور اثر دور کرنے کا اچھا اب اسکو ہوشیار کر دو اور ہوشیار  
سے نکالو اور سزا دے کہ وہ اپنے آپکو اس قدر سمجھایا پھر بھی آپکے کچھ سماعت نہ فرمایا بہت سہل اسکا ہوشیار کرنا سمجھ  
ای صاحب ہوشیار ہو تو یہ آفت برپا کر دیگا مجھ کو اور آپکو مار کر کھل جائیگا مفت کی بنامی ہے مہوگی اور جان بھگا  
ایسا صاحب راہجو دیکھ کے بات کیا بھیے انھوں نے کہا زمانا آپ کا بجای لیکن اب کیا ہم بالکل ملو ہیں  
تو یہ کھل جائیگا ایسا بیان خود بیان کھلانا کو کب تو دشوار ہے یہ کھلے گا تو کیا کرے گا دیکھ کر یہ کہ کرنا اور کیا  
کام ہے اب ہم ایسے یو قوف بھی نہیں کہ سرچا سب جلا سننے جاتے ہیں اور پھر اس کے فریب میں آئیں گے بر  
نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہے جب شہنشاہ ایسے سادہ کو اسنے دھوکے دیے اور انھوں نے  
جان بوجھ کر فریب کا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہے بارہا انھوں نے گرفتار کیا اور قتل کر کے یہ باتیں بنا کر  
چھوٹ گیا ایسا بھائی یہ سب عیار بکرا اور آفت روزگار ہیں انکی آنکھوں میں عیاری ہے ہاتھ پالون بلکہ  
روشن رو میں عیاری ہے تم میرا کہنا اذ تو اسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی متقارب جی چاہتا ہے تو اس  
تھانہ میں وہاں لچلو کہ جہاں جہاں قید و دہن اسکو قید بھی کر دینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام  
ایسا ہوگا کہ یہ کل نہ سیکے گا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہے ایک مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہو جائی  
یہ کلام برق کا سکر وہ دونوں اپنے مقام پر سے اٹھے اور کہا خیر صبا آپ فرماتے ہیں ہی کیا جلتا ہے  
اپنے چلے برق نے پھر اسکا اشارہ اٹھالیا اور اسنے کے ہمراہ ہوا وہ اس مکان سے نکل کر دوسرے مکان  
دروازہ پر کہ جبکہ برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجائے مقفل ان سیاہ بظہر حلقہ بانہ سے اس میں  
اس سے لپٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے اور انھوں نے سحر ٹپھا کہ وہ ماراں سیاہ کند  
سے چھوڑ کر انکے گریے اور بانی ہو کر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ دونوں ان کے برے سحر ٹپھا کہ دروازے  
سے دو تک ہزار ہا اثر دروازہ تھے کہ وہ سب کچھ سے ہدی اور تاریکی سے روشنی ہوئی اور اس وقت پکارے کہ  
اسے شہر میرے قشریف لائے برق سہم اندر دل میں کہلا کر قدمزن ہوا خدا مہر کھلے جو مکان طرح  
طرح کے عذاب سے بہرہ و اجہنم سے تباہ کرتا ہوا نظر ٹپا حال دسکا اول میں بیان ہو رہی اور اب ہی  
اور شہر دیکھا کہ ہر طرف تہ خانہ درو دیوار سے سیاہی سونکی طرح جیسی ہے اور اٹھا ہو کر سیاہ بجائی ہوئی  
دیوار و زمین کالی کالی بنی ہیں کہ دیکھ دیوار سے چھو کر مجسم ہوتی ہیں رنہ سے شعلہ چھوڑتی ہیں



ڈرائی ہن گوشہ گوشہ میں مکان کو آواز میں ہولناک آتی ہن وہ تصویر میں جیتا زمین جا کر نقش ہوتی ہن  
تو آپس میں بائیں کرتی ہن نہ کلام بھی دیکھو اسے خوفناک ہونے میں کہ جسکا سننے کی ساحتاب نہیں لاسکتی ہن ہوی  
بر مرد کو شرجانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہر اور اردھون سانپوں کی تو گنتی نہیں ہر ہشمار ہن کسی جگہ طوق زنجیر  
آتش اتنا ہن کہ وہ آپس مجرم کی گردن و کمر میں لپٹے ہن اور اسکو جگر ڈھین بصدق خذوہ غلوہ تم کچھ فلسفہ کا  
بایر عیان ہر خدا تعالیٰ ہر سہل انکس البسم سے کیا کہ جو وہاں ہر باد چوڑاں کی گرمی اسقدر ہو کہ دوزخ باد جگہ کہ

رنگ یا قوت کارمانی ہے	ابیات آب آتش کی زندگی ہے
بادشاہوں کی بادشاہی ہے	اگیا بیتال کی دوبائی ہے
بسکہ گرمی کی آن پانی ہے	شرم سے آگ پانی پانی ہے
آگ سے دن کی جھلکی تھی رات	لی تھی وہ سیاہی سے کے وہاں
تشنگی سے تھا قہیون کا یہ حال	طفل کو مشک و دھواں کو پچاں
تو بھی نیت اونھوں کی بھرتی نہیں	پیا سے مرتے ہن پیاس مرنی نہیں
پانی کیسا ہی پیٹ میں ہوا ب	شکل آئینہ خشک رہتے ہن لب
چھوڑ کر حلق کو زبان کے خار	نکلے گدی سے طرح گل کے پار
اس مکان میں بیان کردن کیا اب	رذر محشر کی دھوم تھی ہر شب
تھی بلاؤں کی ایسی قال و قیل	اگو یا پھکتا ہے صور اسرافیل

برق کو زمین وہاں قدم رکھتی ہی کھڑی ہو گئی اور لکڑیہ دشت ہونے کے پائوں تھمنا مشکل ہوا ہر دل کو  
مضبوط کر کے آگ بڑھایا مکان کا ایک تھانہ نظر آیا کہ اسکو سندھ بہت بھاری تھپھر نصب تھا قہی ذبح ہو وہ تھ  
دھایا اندھیرا مثل چاہ تا ایک نظر آیا مشعل سے جلا کر اونھوں ذروشنی کی اور اوسمیں آتری برق ہی اترا سنا  
اگر جو دیکھا تو گورنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوری بچھا تھا اوپر وہ پردہ و مہمانہ دھم شہنشاہ کشور  
و آرام نازک بدن کلفام گلا و گلستان عالم کی جان یعنی ملک باریق سے من جگر دی ہوئی بھی تھی در اندھیر میں نکھڑ  
بھڑ بھار کی طرح دیکھتی تھی آنکھوں کو خواب خوش اسکو سحر و دشت رم کر گیا تھا چہرہ رنگ برنگ طائر بوستان گیا  
تھا ایک کھینکس بیا تھیں انہیں ہر با تھیں بن کا سلا کچلا تھا ہر من بھی گریبان اس گل کی بکلی چاک کو تھا ہر گل  
تا باریان سحر و دنی کی طرح اور گورنگ تھی تن میں طاقت تھی نہ توانائی تھی نیت جان شریک نہ تھی تنائی تھی حال تھا



یہ تھا گرم یہ آنکھوں سے نمون ناب ایات کہ تھا گردا گرد اک آتش کا گروہ

کر دیتی گریہ سے تڑپیں مہتاب  
ہمیشہ گریہ و زاری سو تھا کام  
گئے چون نرگس منور بہار  
نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی  
کہ یارب مجھ کو دنیا سے ادھار  
خداوند اتو ہے آگاہ ہر راز  
کرم کر اس دل اندوہ گین پر  
وگر نہ جان دین میں ہی صدائی

جگر غازی کے منہ اندر پردہ مہتاب  
نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام  
بزرگ زلف گہ آشفستہ اطوار  
بہت کھینچی تھی اوس دکھ درداری  
کبھی گھر کے کسی بھی خدا سے  
کبھی کتنی تھی وہ سرمایہ ناز  
ترجم کر میری جان حشرین پر  
عطا کر اسے خدا مجھ کو رہائی

برق کو یہ کیفیت اور سپارہ کی دیکھ کر آنسو گل آؤں شوری ضبط گریہ کر کے برق نقلی کو پتارہ کو زمین  
رکھا اور سانسو میراں اوسکو کھوا اوسو اڑو سحر ادر افعی ظلماتی ڈیلمہ بران بقایہ خطاب کیا کہ اوسو  
نہایت کا حال پر لال پر روتی ہے اب جبکہ جان جگر کے برابر سمجھتی تھی اوسکا حال پر آنسو بہا دیکھ تو یہ کون پر کر  
آیا و نصیب کسکو اس قید سخت میں لایا ہے بران جو اوسکو کسوی غور کر کے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور  
دسوی کہا کہ داہ قسمت کی خوبی اب میدان با لکن جاتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بیاری ذیبتا لگا کر سیطرح میان  
انیکا قصہ کیا ہو گا میری رہائی کی فکر میں آیا ہو گا یہ بھی گرفتار رہا عظیم سوادا صدی انا تو کسا کا دانی سحر  
کیا تو مجھ کو دکھاتا ہے کیا میں سچا پتی سینن یہ شاگرد شید عمر دینا یہ ضمری ہے متر برق فرنگی ارع نام درمزد ہو گیا  
تو اتا ہے سپارہ ان عالم کا کام ہی ہے آج یہ قید ہو کر آیا ہے کل انشاء اللہ تجھ کو مار کر بیان سے جائیگا ہر کو چھڑائیگا اتر رہی شکر  
ہنس اور کہا اوس مالک ابھی تک دسوی تیر واریان رہائی نہیں گیا ارع نادان ماندی ماندی دوریتا ہمیں جانا مذہم  
اتیا نہت عمر فراق نعم میں جان کیلے کر یونین بھی دیا کر بران کیا جو کچھ تقدیر دکھا ڈی کیا چارہ ہے مصرعہ کوئی  
انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو میں + خدا تعالیٰ کو لیکن امید ہو سکتا ہے بڑی کو برائی میں دیا پھر  
تو ہم کو مالک بیان سے جائیگا افعی ڈی کسا اگر تم کو تو ہم ہوشیار کر ڈی تھا رہے سامنوی کرین یہ ہمارا مروت کیا کر گیا  
ملکہ ڈی کسا بیان نہیں اگر میدان ہو چکا کہ اوسکو ہوشیار کر ڈی تھا رہے سامنوی کرین یہ ہمارا مروت کیا کر گیا  
سودی کاٹو مجھ کو عورت مجھ کو دکھا ڈی ہو اگر میں قید میں عر کے نہوتی تو اس بات کا تجھ کو جواب دیتی اوسو



افعی نے طالعہ طرم پاتھا تھا کہ ملکہ کا کام ڈسالتہ ہے اور بانہ کلام کرد اور وقت شہر برقی یعنی برق فرنگی  
 کیا اور افعی سرور اثر و طلسماتی اس خرفات و اہیات گفتگو اور اس عورت زبان دریدہ  
 چھوڑی تا شایستہ زبان سے بخت کا کیا فائدہ ہے اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو میں دانت بھی کھوسے  
 دیتا ہوں اور ملکہ بران شمشیر زن اور تمہارے مطلب دلی کا خلاصہ اسی کی زبان سے قبول کراؤ دیتا  
 ہوں یہ کمر برق فرنگی ڈیگر بجا ہر افسون پڑھ کر پانی کا پھٹیا منہ پر سر برینی برق نقالی کے  
 مارا اور دانت او سکاتی اٹھتے تھے یا نہ دے تھے وہ بھی کھول دے اور پوچھا کہ ای برق اب تبلا  
 کہ کس حال میں آئے تین پانچ شہر پر گھبرا کر اٹھا اور شیوہ چار طرف آنکھیں بھاڑ بھاڑ کر دیکھ لگا کہ اس  
 زمانہ خراب میں کیونکر کمال زور نہ رہا ہوا میں آیا ہوں عرض خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا  
 ایسا بنا ہوا پاپا پس قیابا نہ پکارا کہ ای افعی سحر میں خواص خاص بادشاہ سحران افرا سیاه  
 کاشیر بن اشہار محاورہ ہوں تم شہنشاہ برق فرنگی کی قید دے اس طرف کو بھیجا تھا بس راہ  
 میں اس مغتری نے جکود و جکود کر لیا اور آپ سیری صورت بنکر اور بھی اپنی صورت بنا کر بیان لائی  
 واسطہ سہا سہری کا تم دھوکھا نہ کھا یہ کلمات سنکر اثر و راہ افعی گھبرائے لیکن برق نے کہیں  
 میں نہ کشتا تھا کہ ہوشیار ہو کر ہی آفت ڈھائیگا دیکھا تو کہ کیا کرے اسنے کیا ہی افعی نے کہا بھلا ہم  
 کب سا کہنے کو مانے ہیں یہ لاکھ کیا کرے شہر میں نے کہا ای نا لایق تو تم اتنا بھی کیا نہیں جانتے ہو کہ برق  
 سحر میرے حال کو دریافت کرے کہ میں شہر میں ہوں یا یہ شخص جو میرا جزا دہا ہے کھڑا ہے یہ سکراب اثر دے  
 اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتی تھی اور کبھی شہر میں کو اور ہونوڑا خون ڈھیر سے شہر  
 کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کر کے یہاں سے کلہاں اور اس گفتگو کو سنکر بران نے بھی بغور برق یعنی  
 شہر برقی کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ بیشک برق فرنگی ہے پس اشارے سے منع کیا کہ ای برق کیا غضب  
 کیا جو تو نے اس مغتری بد ذات کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہے اب بھی اگر لگات جھکو  
 تو بیان نکلیں تو تو بیان تک اگر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اور وقت برق ڈھیر سے  
 مردار پر کمر نہ کھال کر ہاتھ میں لیا اور ایک ہاتھ میں بھر کھینچ کر نوزہ کیا کہ شاید ای کا فران منہ شہر برق  
 فرنگی شاگرد ریش تراشندہ کا فران دسر بزدل جادوگران عودین امیہ قہری دیکھا تو قدرت جہا  
 احبیت کو کہ گیز کر بیان تک مجھ کو اس شہر کلم نزل نے پوچھا اور ملکہ بران کو کس خوبی سے اس قیدی



افرا سیاب سے اور تھاری چوکی پر عرصہ میں کائنات اس ظلمات میں آیا اب تم کوئی میرا اور مالک  
کچھ نہیں کر سکتے ہو یہ کائنات جو ان ساحران نامکار ذہن نے گھبرا گئی اور بے ہوشی سے دھڑکنے لگی کہ  
شیر بن اشتر اب بھی قابلِ سحر کرنے کے ہو جاوے تو مصروفِ سحر خوانی ہو کہ برقِ ذچک کر اپنے  
ستین قریب تراون و دونوں کو پہونچایا اور وقت انھوں نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزار ہا سانپ پیدا ہو کر  
برق پر آیا لیکن سبب اشتر مردار کے قریب آکر وہ ماراں سیاہ پائی ہو گئی اور برقِ قریب  
کو پہونچ ہی گیا تھا وہ بیضہ ہوشی کو ایک ناک پرا فعی سحر کے اور دوسرا شیر بن اشتر کے کہ وہ  
بھی چھوٹا قریب ترا گیا تھا مارا کہ دونوں چکر مار کر زمین پر گرے اور اثر و ظلماتی جہت کر کے الگ ہوا  
برق بساں برق جہنہ کہ وہ دکر اوسکا برابر ہی تو پہونچا اس عرصہ میں بران پکاری کا ہی برق  
اختر نمودی کہ وہ چکر خوب کام دیکھا میں و مارا و ن برد شوارون کا نکال دیا اور اس قید سے چھوٹا  
برقِ ذکرا و ملکہ یہ اثر در ابھی بیوش نہیں ہوا و سیاہ و تلک کچھ ضرر پہونچا اس سے ابھی تلک دیکھنے  
و ملکہ نے کہا کہ برق یہ اثر در کیا سنگ بنس سے افرا سیاب بھی اب تلک سے پاک سبقت نہیں لیا  
سکا اور افرا سیاب کا پائی میں نہیں دیتی برقِ ذقرب ملکہ کے پہونچ کر وہ گوہر حوالہ کیا اور  
چاہا کہ افعی سحر کو اور شیر بن مارا و دونوں اوسوقت اثر در نہ سحر کر کے دستک دی کہ برق کا ہاتھ نہ  
گیا اور بران سے کہا کہ ملکہ بیان نہ کلجنا سبب مشکل و خبر دار نہ پایہ کیا ایک تیغ ملکہ پر بھی کھینچ مارا  
ملکہ بران نے کہا ادبائی بلکہ اوچ تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہلکور دیکھ لگااری جیسے میرا پ کو لازم  
و سحر ہی افرا سیاب سے ککرافت جو کی کو وہ نارج تیغ میں اگر صیٹ گیا برق تو جہت کر کے الگ ہو  
اور آدھا تیغ اوسکا گوئے کی طرح پلٹ کر اثر و ظلمات کو سینہ پار ہو گیا کہ وہ سیدھا جہنم میں پہونچا  
اور آدھا نارج اوس زندان کی دیواروں پر پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ جلنے لگیں اور  
سے اللہ  
کیونکہ چند یون افعی سحر کے جسم پر جا کر گرین کہ وہ جلنے لگا اور برقِ ذقرب بن اشتر کو فوج کر ڈالا وہ  
تھا سحر کا اگر جانبِ فلک گیا باہر جو ساحر کہ چوکی سے پھر پھر کچھ بھاگ گئی کہ یار دایسی آفت کبھی نہ انجانہ میں  
تہائی تھی ہم تیری بیان بہر دین پر تو کہ میں لیکن کبھی ایسی واردات نہیں دیکھی دو چار نے جو پیمان کو کھائی  
دیکھا کہ کو کا قہر کیا ملکہ نے اختر کی یون کا مگر اشارہ کیا کہ اون سب کے درکار ہو گئی پھر تو عہدا گیا کہ وہ درکار



بلند ہوتی ظلمات میں اور ظلمات چھا گئی ہر دن شور میں کان ٹہری آواز نہ سنائی دیتی تھی ہر روز دیکھو لا  
 اڑو رافعی اور شیریں انٹھارے لیکر یعنی گہرا نیکو اور لاٹھو ٹکاؤ اڑاؤ ہو کر جانب افرا سیاسیاب  
 شراب روانہ ہو کر اور ملکہ ٹیران شمشیر زن نرور سحر عقاب تیز پرواز دیکر برقی کو بیچہ میں داب کہ  
 روانہ ہوتی اور از بسکہ مرگ سحر محافظان زندان کو وہ راستہ بھی قریب ہو گیا تھا کیونکہ راستہ زندان  
 ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سے کہ حال اسکا بیان ہو گا اور ظلمات کو یہ معنی  
 ہیں کہ زمین طلمس کے نیچے بھی ساحر و کیستی و اور بیان کہ ساحر خدا کی نپاہ او کو سحر سے بچنا ساحر ان  
 زبردست کا ممکن نہیں تفسیر داہ حال ظلمات ہر وقت سیر شہزادہ اسید وغیرہ اور ہر وقت فتاحی  
 طلمس بیان ہو گا انشاء اللہ غرض کہ ٹیران اس اختر کی وجہ کچھ دیر میں اس درہ کوہ میں کہ جدھر انٹھار  
 برقی کو لایا تھا نکلی اور برقی کو کہا کہ میں اب سحر تیار کر ڈیجائی ہوں اور اس بھڑوے افرا سیاسیاب کو  
 جیسا تو ادنیٰ مجھ قید کیا تھا ویسا ہی مرا چکھائی ہوں اگر پل پر نیرا دون میں ڈا کر نہ توڑا تو نام اپنا بنا  
 مگر مجھ کو گنبد ساعری پر جانا پڑ گیا اور وہاں تکھ لانا پڑ گیا جب وہ پل ٹوٹ گیا اب تم بیان سحر و شکر کیطرت  
 جاؤ مگر افرا سیاسیاب پاس لائین محافظان زندان کی پہونچنگی کو وہ تمھاری فکر ضرور تر کر گیا ذرا  
 بچے رہنا اور میری خیریت خواجہ سحر اور سب کے دنیا اور ملازم سحر کا ظہمان در نہا اگر تمھاری شکر  
 کے ملحق اتری ہوں تو ادنیٰ کو کنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس میں سحر ساتھ آئے تھے کہ ہم قید  
 ہو گئے اور تم کو کچھ ہاتھ پانوں نہ ہلا ڈا اب یا تو اس بھڑوے افرا سیاسیاب کو قتل کر دیا اپنی جان دو نہیں تو  
 اپنی ملک کیطرت جاؤ جب میں آؤنگی تو ادنیٰ کو سقت جو کچھ جسے جان نثاری کی ہوگی اسکو دریا  
 کر کے علی قدر مراتب سرفراز کر دنگی اور جو کوئی رز و مرز و دراہو گا ملک مال اسکا ضبط کیا جائیگا  
 ڈا کہا ای ملک میں تیرے قید میں افرا سیاسیاب کو تھا اسوجہ کچھ کا پیرا سا ہوں اب نہ رادم لیلون تو جاؤ  
 ملکہ نے یہ شکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درہ کوہ میں نرور سحر فرش بچھایا اور کچھ شکر یہ برقی کا ادنیٰ  
 ادا کیا کہ واقعی امی برقی وہ کار نمایان تم کو کیا ہے کہ کبھی کبھی نہ کیا ہو گا میں تمکو ایسا خوش کر دنگی کہ عالم  
 عالم اور دنیا دنیا تمھاری رتبہ اور مرتبہ پر رشک کر لگی یہ کہہ کر ادنیٰ سحر چاہا کہ سحر سے کچھ ساحر دن کو یلا  
 برقی کو کسوٹ کچھ سیوہ اور کچھ کباب نکال کر بلکہ کو بھی کھلا ڈا اور آپ بھی کھا ڈا جب آسودہ ہو چکے  
 اگلابی شراب کی کال کر دماغ باوہ ناب سحر گرم کیا اور خوب اراہم کرتے رہے یہاں تک کہ سحر خوش و سیراب



ہو کر بران شمشیر زن ایک طرہ اور برق ایک سمت لور دانہ ہوا اب یہ دونوں تو اپنی اپنی فکر میں  
 ہیں حال انکا بیان ہو گا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہے کہ شاہ طلسم بصورت برق ایک تپلا  
 بنا کر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تک خیر برق کو لیکر جانب طلسمات گیا اور جو سو کہ کہ بیان ہو چکا  
 برق پر گذرا اسوقت تک بیان ملکہ حیرت ذی قوت و زہر و وغیرہ اپنی خواہشوں کو بلا کر حکم دیا کہ  
 رات بھر منہ اس موڑی کاڑ کا پہاڑ دیا اب صبح ہوئی سو تم سب اس سو کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے  
 لیے بی حرمتی کی اولاد نہیں رہی اس کو مار ڈالتا تھا چھوٹی تک میری کٹ گئی میں ایسی سلطنت  
 سے طلسم کی درگدزی آبرو کا ایک پیشہ بہت ہوتا ہے اور دیر مہنی کے لاکھ روپہ بینن اچھو اب میں اپنا  
 منہ اس طلسم میں دکھانے کے قابل بینن رہی مگر کیا کروں وہی مثل ہو کہ ٹوڑ یا غلہ گل خنڈری پڑی تم  
 جا کر فوج کو تیار کرادو اور اس کو عیار پر کر دو اور برق ناہنجا کو سامنے لشکر مرتع بنا بجا کر کے قتل کرو  
 پس بموجب فرمان واجب اللذعان ملکہ عالی شان پھر سحر کو دم ملا ہوا رہا ساحر کہ یا نہ ہکا اور جو دگر  
 مسلح و مکمل ہو کر میدان میں جاؤ لگین پرا جاؤ لگین شور و غوغا کی گوند گردان سپہ کی سقت کو ہلایا  
 آفتاب کو ہکا اور یادہ لشکر دن کی آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل اور مرحون کا ہار ہوم خا  
 فیضان جنگی پر لہری اوپر ساحران ارجمند بیٹھے کھڑے سینہ در و جہان کو تمام جسم پر لگو مندرہ کا زون  
 کے ہاتھ جاؤ آتہ در پیکار کی طائران سحر آؤ چلیں منڈلا تین ساحرون کو سحر سے دریا پیدا ہو کر تین  
 مارے فلک سے ستارے ٹوٹے اندھیرا گھٹ ہوا جاتا اوسین سورج نکل آتا متاب سحر کی روشنی سے چاندنی  
 کھل جاتی دن کو رات ہو کر دنیا نیرنگی دکھائی آفت غطیم برپا کہ بموجب بیات

<p>ہوا دوسری دن جو وقت سحر          سلا پورا انجام داد بارادج          صفت آرا ہو درن بین مانند کو          قدم کا پتے ہوا ادھاتے ہو          ذرا مجھ سے اونکی حکایت تو سن          علی الزعم بجا گینگے سب نوک دم          چھڑائی ہن رن میں تماشہ تو دیکھ</p>	<p>کیا ساحرون کی غضب شروع ہوا          غضب انہیٹے شکل مار سیاہ          جھکے جنگ پر سب بیدین گریہ          غرض ہو پوچھ رن میں دکھائی قرا          ہوا حال بھر کیا روایت تو سن          نہ میدان کر خنگے نہ نیزہ نہ تیغ          گینگے وہ سب تو بھی ہیں آتو دیکھ</p>	<p>یہ بچہ نہ ملکہ وہ سب اہل فوج          طے فوج نیکر سوے روزمگا          گھٹکے گھٹے میدان آؤ ہر          مگر حط تن جو غرم سرار          رو گیا عیلا کون سبے ہشتلم          فراری ابھی ہو خنگے سب          وہ تیرہ وہ جرات اب وغیرہ</p>
---	---	--



ذرا تک پکڑو تو ہونگے روان | الحاصل یہ سب فوج شہادت موج جبکہ اگر میدان میں قائم ہوتی  
 جادو گر اور ساحر نیاں بعض زمین میں ساگیکن کہ طبقات ارض کی خبر رکھیں اور بعض بالآہودا جادو  
 قائم ہوئیں کہ اوپر کوئی نہ آؤ پاؤ جب یہ درستی ہو چکی جلاو آ رہ کش تہ کش وغیرہ طلب ہو اوستا  
 لشکر معرچہ کو ایک بہت بڑا لکڑی میں نصب کیا اور داراوسکی برابر گاردی چوترا نکبت کا ناپا اذنیہ  
 فلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لا کر اس پورے پر بٹھایا پیرت بہ سیرت بھی تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی  
 اوسکی سواری کی گرد پیش ہزار ہا علم کھلے ہوئے چاند اور پھر سر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بیان قمر فلک دیتے تھے  
 سواری جہان کی گزرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہو جاتی تھی صبر ہا گھنٹہ اور گھنٹان بچہ تھو کہ جسکی صدائے  
 گوش فلک کرتا شور کرنا و طبقات ارض وغیرہ میں زلزلہ ڈالنا تھا یہ غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان پستہ نگین  
 حصار اور اطراف طلسم کے ساکنین کی گوش نہ ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار لشکر معرچہ  
 حرا آج قتل ہوتا ہے بس یہ حال شکردہ سب کا فریاد تھا شاردانہ ہوئی اور سیردیکھتو اس میدان میں آؤ  
 آؤ لگے بہت ساحر کاناں بلند پر جا کر ٹھہرے بہت سے اڑ کے بالائی ہوا ہو گئے کہ یہاں سے اس ماجری کو دیکھنے  
 گئے بہت سے درختوں پر چڑھ گئے اب جہان تک نگاہ کام کرتی ہے سوا سے آدمی ہی آدمی کو اور طائران  
 سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور و محشر آشکار تھا بعض اونچیں خوشی مناؤ تو ترانہ عشرت  
 گاتے تھے کہ ان عیاروں کی بری سرکشی تباہی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شمشاد کوٹری  
 بے غرق سے قتل کیا تھا اور میان ان عیاروں کیسے لیسو الو الخرم ساحر ذکیو اور کسی کیسی کیسی  
 فرماندار دگل سپہن جادو گریوں کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلا کر اور مقام ہزار میں منجھ چلا  
 کر ہلاک کیا ہے اب آخر تباہ کیا اس ظلم کی یہی انتہا ہے دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہو کر عذاب الیم سے  
 قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس عذاب سے اوسکو ہمارے وہ تھوڑا ہے بعض ان کلمات کو شکر کہتے تو میان  
 سامری کو یاد کر ڈھبشید نہ کرے جو کوئی عالیشان گرامی قدر اس طرح گرفتار نہ تھا تو قضا و قدر ہوا اور ان کو  
 کہ جسکو ہمیشہ وہ مثل شہر و ملک کے سمجھا گیا ہوا وہ کچھ ہاتھ سے دولت ادا تھا مگر یہ بھی اسواران تقدیر ہی ہیں  
 اور ہمیشہ سے اس پر غدار اور فلک کے مار کا یہی نقشہ ہے یہ سفلہ خراج و دام سے عالی ہوتو کا دشمن ملک  
 پھر پھر ناسور و نگوہی ہزاران دولت و غوری کو قتل کر لیا ہے خاک میں ملا لیا ہے کیا قصہ ہمیشہ بکریا  
 نہیں کہ کیسا نامی نامور جاگتی جوت کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کر کے کر دیتا تھا تخت آدمی کا



دوست و یوان پر رکھا جاتا تھا اور بالآخر جاکر جلوس قریب آیا تھا اپنے عہد میں کیا کیا چیزیں اوست  
 نین پیدا کیں کشتی دریا میں اوستے چلائی کپڑا بننا لوگوں کو سکھان کر سیکو عمارتیں بنائی عمارت  
 بنانا اوستے خلق فرما کر سیکو بربادی سے بچایا صومالی پریشانی کے سب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکنوں  
 میں آکر آرام تمام سکونت گزین ہوئے تمام عالم میں اس کی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ  
 سکی فدائی ایسی کرتا تھا کہ آج تک ہلوگ اس کی پرستش کرتے ہیں اور اس کو اپنا سبب و برحق  
 جانتے ہیں گو اس کا ایسا فیض اتنا جاری ہے لیکن باوجود ایسی شوکت و عظمت و قدرت مافی  
 کے ضحاک ماراں ایک شخص دنی بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اوست خداوند کو کس نہایت  
 خواری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دی کر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کر کر اور خداوند کو  
 قید کر لیا اور پھیلی کی ہڈی کا آڑہ بنا کر چر دا ڈالا اور ایک خداوند کے دو کراڈا سے اسی طرح سے قتل  
 سفر پروردنی طبیعت کے ایک دیرہ پر اس کا مزاج مین رہتا ہے گا ہی جان گا ہی چنن ہمیشہ دشمن

جان نامور ان کے نظم	ہینمت جان (ظالم یہ تو دم	کہ عرصہ اس ہوا گا ہی بہت کم
نین رکشا چرخ عیش بنیاد	نظر آتا ہے زیر دامن باد	خوشی کا جھلکے ہے جس بادہ میں رنگ
سہا مینا ہے اس کا سورہ درنگ	جو کرتا ہے تلون دہر کا گل	کمان ساغر کہ ہر شیشہ کہاں مل
نہ پھر پھیل ہی نہ گل نہ یہ بلغ	بہر پیر و فغان اور دل پہ ہوا غلغ	ارے ای گردش افلاک بے مہر
ملا در خاک میں کیا کیا تو مہ چہر	یہ کس بنی نے مہر ایسا اٹھایا	نہ جسکو خاک میں تو نے ملایا
کوئی پاکیزہ گوہر بیان نہ چھوڑا	جسے شک جفا سے تو نہ توڑا	تیرے ہاتھوں سے بیل نالہ کش ہے
تجھی سے گل سہا آشت دشن ہے	عرض بیان تو یہ تنگامہ قتل برق پر پاتا تھا اور دھر حال سینہ کو	

جاسوسان لشکر مہرج جو بیان موجود تھے اوستوں کے مضطرب و بدحواسی کرانی تین خدمت ملکہ	نہ کو رہن ہو نچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا و ثنا بادشاہی بجالا کر کہا کہ ابیات	
یعنی اسے بادشاہ دی غرت	تیری شیشہ فرق دشمن دین	رفت جو دوست سے تیرے
دامن خلق کا یہ ہے آتین	نیو آفتاب سے جس طرح	بہر دور ہو ہمیشہ ردی زمین
کشتن دہر میں چار طہر	ایک نفس جو دھونڈی ہو نین	پتہ کے بھی گرہ میں بند کیا
تیری بخشش دشت کے تین	دست و پا اپنی گم کر کے ہے عہد	یاد کر تیری تیغ و خنجر کین



بوچھا ہے ہر ایک کی سچ کہ سر میر انگریزوں میں ہر کہ نہیں اور ملک دوران و نصف نشان  
 بہتر بہتر ان و بہتر بہتر ان یعنی برق فزنی عالیشان کو حیرت بد سیرت قتل کر ڈلاتی ہے میرات  
 میں لشکر نظر پر حضور و فوراً در کے تمام ساحروں کی چڑھائی اور صف آرائی ہو یہ کمر کمر  
 تو کنارہ ہو اور ملک مہر کی آنکھوں کی آنسو کل پڑی تمام سر دار سالار سب ڈنگے پھر ملک  
 نیر سحر کو دم دیا خدا نیر سنتے ہی دلا اور جو بیٹھے بیٹھے ادب گڑھے اور مشتاق رزم تھو وہ تھو  
 بناسن و فخر خاک ہو کر کمر کمر کے لکے پلٹوں اور رسالوں میں تار و خلی اور کرنا کا شور بلند ہو اعلیٰ  
 جلد طائر اور اور عقاب و قیل آتشن وغیرہ پر تھو تھو کمر کمر اثر دھون پر کاٹھی کھجکھی معنی جا دو گریو  
 کے لہو قیلان سحر پہلے موتیوں کے آراستہ ہو کر ہر ایک کی سواری کے ہزار ہا ساحر و جادو گر نیاں رال  
 دگو گل کے شعلے اڑاتے لباس تیر نکلف زیب جسم کیے روانہ ہو کر گھنٹے درنا قوس بجز زمانہ شور و  
 قریب آیا اسن داناں دبان سحر گریز کی روح سامری زیر زمین تھرائی حبشید کی روح بخش گوشہ  
 لحد میں کھرائی زردشت کے دلو ایسی لگی کہ بھائی نہ بھی آتش غنا و فساد وہ شعلہ در ہوئی کہ جسے  
 آتشکندہ فرودی کو اپنے روبرو سرد کر دیا دنیا ذوہ سرد مری دکھائی کہ سب گرجو شہی کو دلا در  
 میں در کچھ نہ گوری نہ تھائی نہ سر کشیدہ لبان شعلہ جوالہ ہو سنا نون چنگار یان خرمن جان  
 عدو میں چھوڑنا شروع کین تیر دن کے وہ لگائی بھائی کی کہ آب و تاب شجاعت دشمن شاتی دوپون  
 میں آگ لگائی گرز وہ کل زنی کر ڈھو کہ پڑی پڑی کلا سکنو نکو جواب دندان شکن دین پر تیار تھو تیر دن کی  
 زبان سحر گالیوں کی بوچھاڑ نکلتی تو عجب نہ تھا گرز دن کے دھن سے لکارنے کی صدا پیدا ہوئی  
 تو بید نہ تھا کمانین بھی آج سر جھکا ڈیشت تم کی سیٹھی چھری بنی ہوئی یقین منت کش ہو کر دلیں  
 حیرد کا گھر کیا چاہتی یقین کرک کرک کر دھکائی یقین دلا ورنکو لہنے کے لہ کر دکاتی تھیں سداں  
 میں تو یہ شور و شر تھا ساحر دن میں علیحدہ ذکر فتح و ظفر تھا برون کو جان عدو لہنے کی تدبیر تھی  
 ہر ایک بون جس پناہ پانی شکل ساحر دن کے شیر خوار کیا بیتا نون جدا اپنا فروغ دکھایا تھا  
 سیدان رزم آتش مبار بنایا تھا اڑدہ زہرا و گلتی تھو کہ جسم زال دنیا درم کر گیا تھا چنشان دھن  
 بن بنین پھولا تھا جسم گاشن پر درم آگیا تھا جادو گر نیوں کی زلفین جو کھل گئی یقین کمر پڑی تھی  
 یقین جادہ راہ عدم بنی یقین کانی بلاتین تھو پڑی یقین ہر ایک سلسلہ رخسار تھی یاد



نرم آل گرد ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ لہری حرکات فلک سرکشیدہ ہونا خانہ پیر  
 میں آگ لگوانا کا دھڑکا وہ اندھینوں کا سحر کے زور کا فلک بھی اپنی سات پھیروں کی خیر مانگتا تھا بیان  
 سات پھیروں کا پھوس سر کرنے کو مانگا باتا تھا تمام عالم میں شور شور قیامت برپا تھا کہیں ابر سر چھا  
 تھی کہیں برقی طپان تھی کہیں گشا میں سور چھلکا رتی تھی کہیں ادسی کالی مٹی میں سانب برس  
 جاتا تھا آج تو آسمان نیلگوں بھی ایک طاف میں سر معلوم ہوتا تھا جیسے فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا  
 جسکے ہر ایما و زمانہ میں حادثہ آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ فسطاط کو پکڑ کر آج سواری ہوں کسی  
 اگر کسی سپر پر کاٹھرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اسکو بھی بیکار میں پکڑوں ہر ایک ساحرہ آفت روزگار  
 مستند دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ مہار کے حسن کی کیفیت حسن خیکا ہر ابھرتا جگر ترچھا سر پر رکھا جو  
 بانو کا بندھا گویا ہزار بلاؤں کو اس آفت زمانہ کا قلعہ میں کیا تھا یا بلاؤں کی لہر وہ کالا جلیانہ تھا خفا  
 مانتا فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور میں وہ مقام کیا کشور دل عشاق بتیاب میں بھی نور تاب تھا  
 وہ لباس جوانی اسکا خاطر دہر میں آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سیاہ دلیری کا ستراج بنا ہوا قامت رعنا  
 قیامت ڈھاتا ہوا اسی طرح مہرچشم کی شہادت دشان پر عالم عالم قربان تاج شاہی و انور میں مہا  
 فرمانروائی و جسم نازک محراب قبت شہنشاہی و عروس سلطنت کو جو بن اسطرح مخمور مہرچشم نشہ  
 شجاعت میں چور بادہ حسن و خوبی و سرشار و مخمور وہ اسکا اٹھلا کرتا ہوا چلنا نشہ عشاق کے ہر  
 کرتا ہر غمزہ و ناز اسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرنا دیا حسن میں تاراج کرنا اسی طرح ہر ایک ساحرہ  
 کی عظمت و صورت حسین و تمکین پر نشانہ تھیں آرائش و تزئین یہ سب عرصہ شجاعت کی بل گمانہ دہر دریا  
 جلاوت کنگ طرفہ تر باغ ستبری کی گل آسمان لادری کو انجم بے تامل نرم حسن و ناز کی مل اپنی اپنی  
 پر لبیدہ چشم سوار ہو کر آگے بڑھیں صد اردانگی شکوہ میں دنیا سمور ہو گئی وہ غفلت بلند ہوا کہ رستم اپنی  
 کو دشت پر تیز باز نذران سمجھا سہرا و سیاہ کی شوکت ابگاہ عمر میں بھولا یہ عالم تھا کہ ہوجیا بدلت

اڑا کر ستور ستودہ سیر	علی شلہ و ش فرق کفار	بس و شور غوغا و تہ دیر بس
یہ تہیر ہے سوئے تفتیر بس	و غامین نہ امت و کب ہو سر آؤ	سین پارت لگتی ہو کاغذ کی ناؤ
مست ہو کہوں اس مغرت کو دیکھ	در افوج حیرت کی شامت کو دیکھ	بس و سطوت سر ہو پا لچال
دورادیکھ گردان کا دین کا جلال	لڑائی میں ہمت ہو ایسی بڑ خبر	دکھائی خدا کو ہر جرأت کی سیر



مقرب ہے صرف گرم گسری	کہ جاتی ہو لڑنے کو مہرخ چندی	اس کے گب بھلا ہو کے وہ کیا نام
ہو راہ خدا میں ہر کچھ ہی حسام	و تار دے نہ جب تک ہزاروں کسر	اسے رن پہ چڑھنے کی کیا ضرورت
جہان میں جو تلوار کہہ میں دینی	وہ بین زخم تیرا جل سے غنی	شہ نامور مہرخ تھا جدار
ہوئی پھر ہے آمادہ کار دانا	تہران کیا اوستے جنگی زون	پے قتل کفار دل پر ہوس
ردانہ ہوئی سوی میدان شمشیر	ہر اک ساحرہ ساتھ تھی کامیاب	ابن جانب سے تو یہ لشکر ظفر بیکر

ہوا اگر حیرت کو بھی بران سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دیو پر آمادہ آتی ہے بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سن کر حیرت کے اپنے ساتھ کئے ملازموں کے کہا کہ جلد جا کر جلا دھو کا بھی رہا نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود مہر یہ حکم سن کر اڑا اور برق بکر ردی ہوا اس مہر برق نقلی پر گرا جلا دھو تیغہ پھینک کر علیحدہ ہوا مگر مہر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہو گئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت ڈھک دیا کہ طبل شادمانی بجی لگا اور کار پر دازون ڈ جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پای فیل میں باندھ کر روان کیا اور مہر کو اوس بی پر چو میدان میں نصب رہی اور ان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگوں میں خون تازہ جاری تھا اور آنکھیں برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھیں گویا چشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سوا گوشہ مرقم اور کیا ہوتا ہے وہی کوتاہی خاک ڈر سنا اور بچھوٹا ہالی بھور بھور اسکے خون میں رنگین ہو گئی تھی گویا مشعل اجل نے اوس بہادر مجاہد کی ریش و موی سر کو خا آلود کیا تھا اور اس مہر سے آگاہ فرمایا تھا کہ اسی واسطے کا مرناسکو نصیب ہوتا ہے تو سرخروئی جاوید باگیا شہید نہیں اپنا نام لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان میں شکر بایں مہرخ کہ بھی ہوئی مہرخ تریب لشکر کینہ جو عہد پہنچ چکی تھی کہ طائران سحر رہے ہو آڈ اور عرض کیا کہ ایسا کام مہر برق فرنگی کا نام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران

حیرت میں خوشی ہو رہی ہو گیا	خوشی سے بچاے ہیں سب لیا	نیارنگ ڈھین نکبت نشان
ہوا شوریں اہل اسلام میں	پڑا تلکدہ مجمع عمام میں	خبر سننے پہ بے غم اندو گین
گریبان مہرخ ڈ پھاڑا دین	ملکہ بہار و محمود ز بھی انہی گریبان چاک	یو اور شور و نالہ دگر یہ اوس لشکر

میں بلند ہوا یا کو وہ زمین آرائش بھیاب اس فوج کی تھی یا ایسی چمکی تھی کہ فوج اندوہ یاسن چڑھائی لشکر علم گھیر لیا ان بیکسوں نے شاکست فوج الم کی پانی علم ایسا کچھ پریشان ہو کہ بال اپنے سر کے کھولے جھانکین



کنت افسوس ملو لیکن طہم دل سر پہنے لگا اور چوب غم و یقین تھا کہ سراسر بچاؤ ڈالین گھوڑے شکر کے تھی گئے  
 گئے بال بال کا اس طرح اذکار کھل گئے کہ جیسے زن سوگوار با سو پریشان گریان ہوتی ہے افسوس آنکھوں سے مرکبوں  
 کہ بھی روان تھی تیرا جیسے چپ دشمن تھی کہ سن سن چلنا بھول کر زون فریاد است و حیرت سے سر قہ کا لہو ہر علم  
 کی شکل نکل مایہ نئی نوح میں ابتری ہوئی پلٹیں ہلے لیکن رساڑ میدان جنگ کو بھول کر کسالی کما بین یا راندہ  
 سے پست خم ہو گئیں ترکش ہسان و تنگ تھی شانوں پر طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر برق کٹا اور تھے  
 کچھ نہ ہو سکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے سوار سوگوار ہو کر جان خرین سے تنگ تھی جیسا تنگ و عا  
 نہ تھے لہر طرے ہی ذکر و تذکرہ تھا افسوس اس مہر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اس کی نیک سیرت وہ بے  
 عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار وہ دوست پرور افسوس نہرا افسوس کہ ایسی بھی صورتیں حضور زگار  
 و مرتع و ہر شے ہن قلم قضا ایسے نام بھی دفتر مہتی سے کاٹ دیتا ہے ای روزگار بے مہر یہ کیا تیرا تیرہ  
 ہے کبھی تو کسی کو خوش و خرم دیکھ ہی نہیں ہے ہاں اس نو بادہ گلشن عیاری و ہروری کو تو فریون دست برد  
 حراں مرگہ کیا حیف صد حیف اوس آفتاب سپر گرم گسری کو تو نے پون عاب اہل میں چھپایا کیا بیات

بہ رنگ گل گریبان چاک و مضطر	ہر اک اوس فوج میں حیران و	کوئی کرتا تھا تن پر پرہیز چاک
کوئی ڈالے تھا سر پر خاک	تھے غم و آن سب اس غم سے کتنی	نہ تھا بھولوتے منہ پر مطلقاً رنگ
ہوا جو سر اس حالت سے آگاہ	نہا ستر تا قدم وہ صوت آہ	پھر آخر حیطہ طرح سے رسم و آئین
لے کرتے ادھونکی لوگ تسکین	کہ گو کیجیے ہزاروں نالہ و آہ	نہیں وہاں گئے کو اس طرف راہ
ہے بیان دم مارنیکا کس کو یاد	نہیں نہ بد کیو صبر از صبر چارہ	اگر صد سال باشی در بیک روز
بیاد رفت زین کاخ دل افرو	نہ جان اشکال عالم دیر باہن	یہ سب سہیلے خوردست قضا میں
بگائیں ہن ہزاروں روی و کاکل	نہا اس جن کا سنبھل و گل	یہ جتنا تختہ روی زمین ہے

ہر ایک خطہ بیان اک ناز میں ہے

ایک روز روی گور دیکھنا ہے پھر نام ہی کر کے کیوں نہ مر جائیں جب نہا ایسا رفیق مہر شفیق جہان سے

گھر جاتی تو زندگی بیکار ہے اب ہم کیا سنتھ خواجہ اور رفران کو دکھائینگے لازم ہے کہ آج بغیر قتل کو حیرت کے

میدان زرم سے نہ بچیں اور خون برق قرنگی کا عو عن جان دیکر اس غیبانی حیرت سے لین افسوس جب

ہے ہر خام ز اگر حال جلاؤ عیاری مہر مہر مہر بیان کیا تھا جب ہی ہکواؤ کی مدد کیلئے جانا چاہئے تھا







یہوتی نیکر یا قوت کی سیان گیا اور فراسیاب کو عیاری کر کے بیہوش کیا مگر بکریا وہاں بھائی سا  
 یعنی برق ڈبا کر گڑیا بکروار و فہ مبلخ خانہ حبیب کو بیہوش کر کے اوسکی سورت بکر حبیب کو اور انکو  
 دونوں مامون اور اوسکی مان جاسوس کو مارا اور چادر اور دینہ خاک کا لیکر اوسکے شکر کو قتل کر ڈسکے  
 انکو مارا تو ہو حیرت کی شکر میں آڈ اور حیرت کو مع اوسکی رفیقو کی بیہوش کر کے بھکھو چڑایا پھر حیرت  
 کی چوٹی کاٹنی اور بہت ساحر و نکو قتل کیا میں اوسوقت تک شرمیک حال تھا پھر فراسیاب آیا اوسکو  
 بھی بیہوش کیا اور بہت ساحر و نکو مارا آخر صرصر وغیرہ عیاز بچوں کے آکر روکا اور ہر طرف سے بکرا فراسیاب  
 اوپر ترغہ ہوا اوسوقت اوسنوں نے مجھ سے کہا کہ اب میں بھی میان سے نکلتا ہوں تم نکل جاؤ میرے پاس چادر  
 کی سحر اشرنین کرتا ہوں تم بکریا جو جاؤ گے میں اذکر کنسی سے نکل آیا اور اذکر نکل ڈالکر بسبب عیاز بچوں کی سحر و  
 ڈبکریا پھر کچھ نہیں معلوم کہ اوپر کیا گذری اب میں بہت نادم ہوں کہ کیوں اذکر ساتھ چلا آیا کاش اذکر  
 ساتھ میں بھی قید ہو جاتا عمر و قران کی ضرغام کی بہت قرین کی اور کسا عیاری کا فن بھی ہی ہے کہ ایک  
 پھنسا ہوا سر نکل جا اور اوسکی مرد کی تنہ بہت اچھا کیا جو چلا آڈ ہلکے پھین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو  
 حواس رست نمودن وہ زندہ ہے ضرغام کی اب میں جاتا ہوں بن پڑتا ہے تو خبر لاتا ہوں اور عیاری  
 کرتا ہوں اسی بایان خود اگر بھائی صاحب جنت نیشن ہو تو بغیر اذکر قاتلوں کے ماری چین نہ دیگا  
 عمر و ڈکسایں اپنا بھی ارادہ ہے غرض یہ تینوں بھی اوسی لشکر کی طرف روانہ ہوئے اوس صرح جو فوج کی کر علی  
 تھی اور قریب لشکر حیرت ہوئی تھی بس اس لشکر ضلالت اشر بہو بچتی سی حرمیاء سحر پاکر گرری اتبویا  
 ہوا دریا فوج میں شمشیر بران کی چمک اور خیر جانسان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بجز خار پر قہر موج مار رہا  
 تھا ڈھالوں کا ابر سیرن میں چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر میں کلنک کا ٹیکا بکرا ہر ساحر کے  
 ماتھو پر لگے ہیں سر جوچ ہیں دنیا کی سپا بدل گئی ہے تیرون کی بوجھار پڑتی ہے تیغ و قہر بہر کے شن شن جلنے  
 کی ہوا جو پیہر پہنی ہے اسی جگہ سب جمع ہوئی ہے دریا خون ریزان تھا روح کے ساتھ جسم سا حوان  
 بھی اس ریامین ردان دوان تھا سر حباب کی طرح بہت نظر آڈ تھی یاد اس دریا کی سرسرا سرنیڈھو تھی  
 تیغ و خنجر آج نیلہ لڑا تے تھے نہیں نہیں شعلہ تیغ کی لپک دو پٹوں آگ لگائی تھی جان بچتی نظر نہ تھی  
 تھی زور قہر حیات کی سلامتی کا کٹارہ و در تھا تیری بخت سے فردغ اقبال کا رنگ مثل صبح کا فور تھا  
 آفت غیظم بر باجی بہادر وں میں تو یہ آفت تھی ساحر وں اور ہی قیامت ڈھائی تھی آگ ہر سا کر بھر لقاوت



سج میں آگ لگائی تھی کسی نے دریا سے آتش پیدا کر کے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگا کر پانی کو دوڑا تھا بیرجان لینے کی تدبیر میں تھو خون کلیم کا چاٹتے تھے کار و سحر دل و جگر کاٹتی تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اوس ہوا میں تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑ کر کہیں مسکن نہ ملتا سوا سے دوزخ و جسم کے کہیں گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نشتہ تھا کہ اپنی بات

ہو سب لیران دین اٹھ کر	یہ ایک صفت کفر پر جا پڑے	ادھا شور تکیہ مردان دین
لگی کانپے ساری رن کی بن	پڑھے سندھ پہ تلوار کے خلیج	لگے کٹنے مرنے جری چارو
کہیں تیغ چمکی کسیا ستان	کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طیان	یہ کافر ہٹا اور وہ غازی ٹہرا
یہ مرکب کٹا اور راکب گرا	کسی پر تختہ کسی پر تختہ شان	کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
قیامت کی چالس تھی آفت کا زک	بلی بہن و سام و رستم کی گو	گری لاش پر لاش اور سر پر سر
بھری تھو فیتلون و سب شت	جری سبے خون میں نہاڑی ہو	گرجتے تھو گھوڑی ادھاڑ ہو
بڑھتی تھی جو ساحر سوی فوج دین	وہ سب بھاڑا آخر کو اک سو دین	قدم ڈگ گئے ہو گئے بیہ ناکہ
نخوت آڑا زلی سہریہ خاک	ہجوم عدو دین پڑا انتشار	سیاہ ہر دکھا کر ہو سب فرا

اوس وقت حیرت بر سیرت اوس شکر میں نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اوس وقت وہ از بسکہ نازک و مانع بہت ہو ایک لاکھ ساحر و نکا پیرہ اوس بلی پر کہ جسمیں سر برق کا لکایا تھا مقرر کر کے اور ایک لاکھ ساحر و نکو اوس نیل کی نگہبانی پر کہ جسمیں سر برق کا جھنڈا سر بندھوا کر حکم قشیر دیا تھا مقرر کر کے آپ اغل بارگاہ نکبت استباہ ہوئی تھی بیان مہر خ نامور ذراون دو لاکھ ساحران غدار کو مار کر بھگا دیا بہتے کنارے جنم کے گڑبست رو بفر لاڈ اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت خصال زار دگر بایں مہر خ ذیلی پر سر برق کو اوتار کر اپنی سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلود ایسا کیا کہ فلک پر جم بھی یقین تھا اشک حونی روڈ لگو مہر خ سے بہاڑ لیکر وہ سرانور سینہ سے چپان کیا اور اسی طرح باری باری سے ہر ایک ساحر علیل لہر رگودین اوس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر پوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی منہ سے منہ لیتی اور کہتی کہ ای عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہیں اور تمہاری لاش کو ایسا بیکس دےں گے غار اعدا و کھینچیں رو اور کو پاؤں نیل میں بندھوا کر قشیر کریں اور کوئی اوس لاشہ کا نیل نہ کوئی کستی کہ اسیل گریہ آج اس طرح اندکرا کہ پستہ چرخ گردون کوئی بیان کرتی کہ ای بکرا شک ایسی آج طغیانی دکھا کر تباہ برش بڑھ جا کسی کا بیان تھا



کراچی آہ نار سناج تو گنگرہ عرش ہلا دای دیدہ نمناک عالم کو دبا د کوئی سر ہرق سو غلط کر بیان کرتی کہ  
 انسو میں تنہا کچھ طلمس میں اگر راحت نہ پائی جیسا کہ آؤ سو بیخ و گزند کیا کر دہی سو راحت آئینہ عیش میں  
 تہ نہ دیکھا اسی طرح زار و نزار مازندار ہمارے چین مار مار گرسب رو رہو سواری قمع اور افسران سیا  
 اور ہمارے غیرہ جملہ سردار و صابن مار گری ہو اور بڑا اختیار صرف نشیون نشین تھو ناں جانسو کا دود آہ ایسا  
 ہو کہ آج تک سیا ہی نجت نہ کرے قسم تو کج سا تھی اتار او نہیں کا خاک بادل فراتار لیا ہو ہوا تک برستا ہو کہ بقول مولانا  
 کون یہ رہنا ازل رو دیا تھا نالان ہو کر اشک ہر سال بستے ہیں جو باران ہو کر  
 دہائی ناوشیدہ کی کیفیت کیا بیان کیا ہی ہر شخص دل نگین ہر شخص اشک گین یہ ہیں کرتا تھا اور یہ حال اوسکا تھا کہ ایسا

پیان تھی جس طرح خشکی میں مٹی  
 کبھی چن گل کرے نھے ہر جن چاک  
 کبھو نالان تھو فسرت کے الم سو  
 گیا ہے کس امیدوں سا محروم  
 دے افز و دہ تھا ہر لحظہ وہ دور

ہر اک کا حال تھا ہر دم تبسائی  
 نسیم آسا اوٹا سنے تھو کبھو خاک  
 کبھی نہ بچے تھی سر کے بال غم سے  
 کبھی کتھو تھو ہے ہے یہ غم سلوم  
 دماغ اپنا جلا سنے تھو زن و مرد

یہ تو ہر طرح مصروف تھو و بکا بن اور دہر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر رو بفرار لائے  
 حیرت کی بارگاہ و دوس پر توفی ہی بہت جلد قریب تر اوسکے پہنچ گئے اور پکا دے کرای  
 ملکہ دہائی ہر فوج عدو کی چڑھائی پر حیرت پر نہایت ذہیب مدد استفادہ و گریہ آنکی سنی سامنے آنکو  
 بلایا اور پوچھا کہ تلو کسے ستایا او نہوں تو ملکہ مخرج کا اگر کرنا اور رہنا اور بھاگنا اور ہرق کا سر اوتار  
 ملکہ نہ کوہ کار دنا سب عرض کیا حیرت جادو و بیان شواہد کے یہ حال نہ کر بھرک اویسے اور پکاری  
 کرای یا قوت جادو و نیز کرای فوج میں یہ کرا ہے تحت پر سوار ہوئی اور یا قوت و زمر و ملکہ شمس  
 انکے ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب ریا باری اور سیل تبارہ پیشانی و  
 ملکہ اشر تک مای خوار خرچیک نفی سوار و غیرہ ساٹھ شہر باشا ہرادیونکو جو ہری بڑی جادو گر نیاں  
 اور ناظر طلمس میں اور غیب و کمالکون ساحر و کئی مالک میں اون سکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جادو کراچ  
 میں باغیوں کے نام و نشان کو مشاہدہ کی یہ کم سوچنا تھا کہ زمین و زمانہ میں تزلزل آشکار ہو گیا  
 ہر لشکر میں طبل و بوق سوجی کر دیونکہ آپس میں کہا کہ اب ہمارا رہنما بھی عالم بالا پر ہو رہی ہو نہ ہو



اور اصل تو یہ ہے کہ قدم مکتوم معلوم نہیں ہوتا پھر اب ان آسمانوں کے چراند جیو پڑون کو چھوڑ کر کہاں جاتے  
 سچ تو یہ ہے کہ اپنی کڑیا چھوڑی نہیں جاتی ہر آسمان کے کہاں خود سر پر پانوں رکھ ہوں بھاگنے کا ٹھکانا  
 دھونڈتا ہوں اگر دوزخ میں جاؤں تو کفاروں کے وہ جگہ بھری ہوتی ہے کہیں تل لکھنے کا ٹھکانا  
 نہیں اگر جوار رحمت ایزدی میں جائیں تو وہاں اہل اسلام کا جہاد ہے مگر خدا کی رحمت سب بڑی ہے  
 پس دسپہ نظر کر کے شہرین ہن فلک پر تو یہ حال تھا زمین پر پیدا پھو سچاں تھا طبقات ارض بل  
 رہی تھی تو زمین گھبرا رہی تھی سر پہنیکا چاہتی تھی بہوت ارض بحر اضطراب میں غوطہ مار کر بھاگنا چاہتی  
 تھی وہ بل چل پڑی تھی کہ انقلاب دہر کو ہو گیا تھا اسی دن زمانہ انقلاب کرنا لکھا ہے پچیس لاکھ  
 ساحر اور میں لاکھ جادو گر نیاں ان مقام پر سے سوار ہو کر جب چلین گا تو زمین بکارتی کہ میں کھلی الحفیظ  
 والا مان تپا یا زرد سبحان جہنم یا ان استدر اڑتی تھیں کہ ایک دروی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے  
 عنایت کی تھی روی ہوا تک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ دزد و ملون تھا نہیں نہیں سرخ جہنم  
 سے یہ ثابت تھا کہ دل پر مخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریاں اوس کے کلک اڑتی تھیں ترسول منسول استدر بلند  
 تھی کہ پشت سہی دہر میں کاٹے تلے تو نہیں نہیں خار حسرت سینے جگہ نگاہان سے کلک روی ہوا پر جمع  
 ہو گئی تھی یا عقرب فلک زینش ان کا ڈھنگ تھا بے ترخ تاریل ایسے پھلتے تھے کہ چرخ شکر گز یہ شہر ہر آنور  
 آسا ساکنان دنیا کو دے تھے جہد ہر نگاہ جاتی تھی دنیا دن بھلون سے ملو نظر آتی تھی طاہران سحر  
 نے خانہ دنیا کو اپنا گھونسل بنالیا تھا پھر ہی دل اٹھاتا کہ اگر آتی تھی سو ادون جانورون کو اد  
 کسی کو رہا دینا میں دشوار تھا کہ ہوا جانور نہ ہو بھرا تھا روی گیتی ساحر و فسی پر ہوا تھا اذ درون کی  
 پھسکا تھی یا دہر خدا نے نقش زہر الود بھرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صورا سر فل ہی اس شکر کا ایکس شنگا  
 تھا شور جھٹلایا تھا جیسے کوئی تلخیر میں چک چکے راز گستاخ اوس غلغلہ کے سامنے غوغا فتنہ و فساد و ہمای  
 میں بات گزرتی کہ ہر تھادہ شکر دن کی روانگی و آتش کا باران وہ آندھین کا طوفان یہ معلوم ہوتا  
 تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس تپا کا اور ہی کچھ نقشہ ہو خاکدان و ہریرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہی صنف  
 دہر اور ورق حیات کتاب سحر و رسالہ نیزنگ بر قہر و کسان تک بیان ہو یہ اس شکر کا ہنگا تھا کہ ابیات

دہر شکر دہ تھا وحشت کلساں	جسے دل دیکھ کر ہوتا پریشان	تھی راحت سے شل نیت مجبور
امید نیست اس کے منز لون دہ	پڑے وہ سحر ہر جادو مکین نے	لیش دوزخ کی پیدا کی زمین نے



ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا	پڑا نعل ہر طرف کو آندی	مگر مرنے پہ بھی ہر اک ڈہانڈی
نہایت تیرہ دل بد خوش نگار	قوی مانند کودہ و سخت خوشنوا	جنہیں تھا یاد خوشنوا ری کا لیکھا
بشکل ہر تائبہ پری رو	حسین و شوق و طرار و ستار	ہر اک تھی جادو گر فی ماد پیکر
نہایت زشت پیکر اور بد خو	اکوئی او نہیں تھی انسان سیو	نہایت عشوہ گرد و خواہ و دل خوا
تمام فوج ناہنجا جب قریب لشکر	جلا مہرچ سے لڑنے کو تیکرار	عرض یہ لشکر خوشنوار و مکار

مہرچ نیک کردار بیوی طارن سحر اور جاسوسان فوج ملک مہرچ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پینا موتوں  
 کر رہو شیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو و لکھ کھا سحر اور پری پری سحران فسر اور سرداران نامی اور  
 کاشکریے آماوہ رزم و پیکار آتی ہیں مہرچ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی  
 اور گرد اس درجہ چھا گئی کہ خاک کسکو سوجھائی نہیں دیتا اور کوس نامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے  
 اور کمریان ساحر و دکنی اور غول جادو گر نیون کے اور علم اور شانوں کو پھر پری کھلے ہو و زمین اور آسمان  
 ہر جا طرف سے آتے معلوم ہو مہرچ نے پھر فیض کو دم دیا کہ تمام لشکر صحت کھینچ کر اور ساحرین و آسمان  
 اتر کر ایک طرف کو لکھا ہو کر قائم ہو کر اسی جگہ و جہاں میں اور آمد لشکر میں وہ دن تمام ہو چکا تھا  
 اور وہ زمانہ آتا تھا کہ شل سہرہ برق قرمزی آفتاب آغوش فلک سے نکلا گورستان منوب میں گیا اور  
 ہندو تائبان پائیل ظلت شب میں نہ ہلکے شان کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

بشکل رنگ و تاب رہو ہر اک	کھلا آخر سہاڑ لٹ شب کا	بڑھا ایسا کہ آنکھوں سے نظر کم
لما آرام کا ہر اک کو تباہو	سرخام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر	نہ تھا نہ بت کمان ہم اور کمان ہم

ہمارا کثیر ہزار عیار و نکا لشکر مہرچ میں انتظام دیا ہوا کہ ہمارے لشکر میں جانتظامی پیدا اور آپس میں  
 لڑائی ہونے لگے پس منسلب ہو کہ آج اس آئینہ کو اسی جگہ اتر کر چار طرف سے اس لشکر مقصور دشمن کو گھیر لیا اور  
 بسل جنگ بچا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائیں کہ ہنگام ہو گرم بازاری ملک الموت کی ہے اور حیرت  
 فتح جان کی ہے وہ سب بھی راستہ ہو رہیں یہ کہنے کو نہ کہ بہک و غفلت میں مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان  
 رزمی کا قاصد پھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرچ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار  
 رہیں اور باری باری پھر ادین اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہون ہم بھی بغیر جان دم



اور قصاص میں بہتر نصرت اور برق عالیشان کا دیسیان پہننے کو نہیں یا جان کے یا جان کے جی تیغ و  
 اوس کی دیگ ہی یا تو طلسم خالی کرالیا تمام مسدود کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر میں تقید ہو گیا  
 حکم دیا کہ تسکین دلا ساد ہی کروا سیکر کہ جمیت دشمن کی یادہ دی ایسا ہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جائے اس  
 حکم حکم قطعی ہم کو سرداران فوج لشکر اوسی وقت اوسی جگہ دستر لگا دی ہزاروں کیا لاکھوں ساحر مسلح و  
 کمل ہزار ہا ہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پہرہ پر ہیں بعد دو پہر کے ہم آسودہ ہو کر تم بھرا دیتا او  
 اے ہر اور ان ابھی آرام و آسودگی دلو گمان ہی جب تک کار حریف ناکام تمام نہ کر لیں اگر ایک راٹھور صحت  
 گزین ہو سہی انشاء اللہ کل یا تو خواجگاہ ہدم میں یا تون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا آرام اپنی خواجگاہ  
 میں آکر آرام کریں گے یا دشمنوں کو خاک گور میں قتل کرنا بیٹھے ہیں یہی مشورہ کر کے سب مسکن گزین ہو  
 طلسم بھر گدگد مسما حاضر باش ناظر باش بلند ہوئی اس طرف تیرت جو قیام پذیر ہوئی اوسے حکم دیا کہ بل  
 بزرگ بچہ فوراً ہزار ہا فوج کو دم ملا اور صدر بالوق و بل بزرگ شورش و محشر آشکار تھا معراج ذب صد بل و  
 بوق سستی ان لشکر میں بھی حکم نواخت بلبل بزم دیا اور بھی شورش و قیامت را کیا بلکہ غلغلہ مشر کو گرو دیا  
 ہزاروں کا سر کاٹ کر گھونٹاں ہو گئیں دم نہ ہو تین کینہ خون کو گھر گھر بیان دلا اور عرصہ شب کے حامل ہوئے  
 سے آگاہ گئے تو دعا سمجھ کر مکی مانگے تھے گرجا آج شب کو جو لوگ کہ خواب میں مسرور تھے وہ بھی خون  
 اچھل اچھل پڑے تھے کہ دیکھو کل جان بختی ہو یا نہیں خواب میں بھی سترن سے اترتے دیکھتے تھے کہ جان  
 لشکر دیکھتے تھے کہ شرنانج رہے تھے صد بلبل نہ تھے بلبل کی اواز تھی روح روان روانی ملک حکم  
 دمساز تھی طلسم روح آشیانہ سینہ سے کل کر نائل پر واز تھی اوہر تو فوج میں یہ حال تھا مگر لشکر حیرت سے  
 جب تا کہ دیکھ رہے آگاہ او سوقت طایران سحر نے جا کر خبر ناظران طلسم نور افشاں کو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا  
 تھا بلکہ آفت کی زد آئی ہے یہ تم سب جانے ہو بلکہ بران ہم تن شریک عیاران مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر  
 وغیرہ سب آگاہ ہو تو پھر ملک بران تم سب میں کیا کہیں گے اور کسے طرفدار بنکر لڑو انیکہ یثین سے کہ ملک مال تھا  
 غنیمت ہو جائے رحمت خیر الزام پیراں لازم ہے کہ جا کر شریک حال مہرخ خوشخصال ہو اور تھا بلکہ فوج دشمن سے کر د  
 تاکہ مالک تمہاری تیر خوشنود ہو یہ کلمات اوسوں نے جب مشورہ کیا کہ یہ کتنا انجاذبہ میں بہت درست اور  
 میسر ہو گا بھی چلو ضرور شریک ہو نا لازم ہے ہر وقت تمام لشکر ناظران میں بل و بوق بھر لگو انجمن غاہر اک تیغ  
 شان زکرم کی رن چڑھو کی گرجو سیاں بختین بختین جو بہرہ اس طرح نہستی تھیں کہ یساک زمانین کل آدین



جوش بر طبع مرگ گئی محی ظفر و نصرت بکارتی تھی کہ بان ای شکست نصیب عدو و بھل جاوے نہ اتر و نہ  
 سب کو کل جائیگا ماہی شمشیر دریا شجاعت میں اچھلے لگی نقتہ و آشوب جو عدل شاہان عادل کو  
 کل گیا تھا وہ پھر ایکجا ہو کر اسی جگہ آ گیا تمام ناگمان زبانی اپنی سواریوں پر سحر کے سوار ہو اور جب فتح  
 امرہ المرد و یا خدا کے کھڑے ہو کر بھل بوق کو بھی رسو سکھا ہو گیا شاہان روز زمین کے سر سے تاج شل جا کر گیا  
 خیز و تن حلقہ تمام دہر کا کر لیا ہر چیز کو لٹکا ڈکا اندیشہ پیدا ہوا میخ و نعل فلک پر نقتہ و شمشیر باز آ کر کہ  
 ایسا شوہرین باغی شہر زمین یہ لشکر زمین پر چھرائی کر دے غور شنید و مسرت تیغ و سپر و ہاتھ و رکھدی مست  
 و زوال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ چرخوں میں کیاں چھنے لگیں در زمین صحرای چھنے لگا فلک پر بھی یہ عیم ہر  
 طاری ہوا کہ سحر گین چاہتا تھا پوشیدہ ہو جائوں و پیا چاہتا تھا کہ قطر زمین ساؤن یہ سب سطح خوف  
 ہو کر سرایت پیش و صوفی تھی کہ صبیہ ایک ل میں لاکھوں آرزو میں ہوتی ہیں نہر لہا منزل تک نوج  
 ہی نوج نظر آتی تھی دنیا گھبراتی تھی وہ اتر و رون پر کاٹھی کھی ہوتی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلا میں کمر باندھ کر  
 لڑنے جلی میں پشت نیلان پر بگلے رکھی ہو کر گویا فلک ستارے نسل طائر بفریدہ دے تھی جسے پنجہ مستند  
 تامل خلق پیدا ہوتا تھا جادو گر نیاں ایک ایک سر پارہ کم سن لصبہ باز واد او نہیں سوار تھیں جلو  
 میں بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھیں آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتا تھا بیزل چھائے  
 و الیاں برنجی ہاتھوں پر سحر و دن کے بلند تھیں سورج کی طرح جگمگاتی تھیں بھٹیں برون  
 جسد متناہی جاتی تھیں نایل ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دہر سحر کا کارخانہ تھا نرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ  
 برہم کا فرکیس دست نیرنگ ساحری لی تیلیاں نوبت نہ ہر جگہ نکھوتیں نکل میں عجایب پیدا کر تین عالم ہو کر نظم  
 ہرچہ انسون جو پھونکے سحر اشجا  
 چلے کرتے ہو کر آپس میں جھک  
 پھر آیا ایک ابر سرج ناگاہ  
 ہو کر پھر اتر دھے ہر سونمایان  
 تو آگ کر سبار اپنی دکھاؤ  
 عجیب اک باغ ہو جاتا تھا طیار  
 اور ملکہ نادر پان زخمہ پردانہ و ملکہ قمر پھر پنجم پاہ اور ملک بہرام مریخ صولت ملک قلاب دریا بار بار شمشیر

ہو کر پیدا وہاں مرغان جو شمشیر  
 تودہ طائر اڑے آسجا سحر باہم  
 یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر نہاں  
 صدا آتی کہ اب جاتا کمان ہو  
 یہ سنتے ہی صدا آگئے تھر اشجا

صدا آئی کہ ہم سب ان میں لیا  
 پھر سحر او پھر بھی کچھ الفاظ ادب دم  
 وہ معشوقین ہمیں بولیں کہ ادھر  
 پھر سحر لہر اک جب وہ اک طرف کو  
 ہو سب خسل او پھل پھول لہاؤ

غرض ایسی طرح ملکہ شہزادہ اسلم سکانت و ملکہ شہزادہ شیم جیل دست جادو  
 اور ملکہ نادر پان زخمہ پردانہ و ملکہ قمر پھر پنجم پاہ اور ملک بہرام مریخ صولت ملک قلاب دریا بار بار شمشیر



و ملک سہراب تاجدار جاوید و ملک ہیر سوار تاجدار و ملک مجر شاہ ملک مجر شاہ و فیروز خان  
 و غیرہ جو نام کہ او پر بیان ہو چکا وہ سب ناظم اور ناظم ہری اقصا و ملکنت و جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئے  
 اور از سیکہ اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ میں کئی کوس ہر ایک دامن کوہ سیاہ و غیرہ میں اترے تھے  
 اسوجہ اسوجہ پہونچے میں وہاں عرصہ سے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہوا بہتہ روانہ ہوا یہ لشکر  
 اور ہر روانہ ہوا وہاں بلبل خجک چکا ہر ساحر و مہر دار آمادہ مرگ تھارات کو تیاری آلات حربیاب  
 و دونوں جانب آغاز ہوئی کہ اہیان و دونوں جانب چڑھ گئیں کلچریان بھینٹ بھینٹ میں دسے گئے  
 منتر دن کو چاہ شروع ہوئی کلاوا بھرون نار سنگ کی بھینٹ دیکر دھولانا جھایا دیے جوت کو چلا  
 ہوئے ہوم خاڑ روشن ہوئے گوگل مرچین جلنے لگیں بچہ ہاڑ نوک جھکا ہوئے لگا آواز قین پین کی بلند  
 ہوئی زحل جہنم بھی ایک ہیران ساحر و کائنات کا بیچو نہ کر سب پر آتا تھا ساڑھ سستی پین کی نجوست دکھاتا تھا  
 بدھ دانی کو منگل کر اٹھا و نوکی گردش آگے لانا تھا سورج خانہ مہرخ میں آگیا تھا جلال و سکابھی بڑھا ہوا تھا  
 درہرہ تاثرانی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ مثال ارز و جنگ جلال کھتی تھی راس و دھن و صا و ہوا  
 کہ انہی کے سہجائی کی فکر میں تھا ساحر و نوکی تو یہ کیفیت تھی بھادرون تیغ تیر کی ابداری کی تھی دشمن کی  
 بد نظر تھی اسلئے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ و ضرب ہیکر سکھ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا تقدیر  
 دشمنان کو کسال میں ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زہر قلب مقرر کر کے جسد کے چلن کو ٹکڑا  
 تھا ویدہ جو ہر جوہری بن آشکار فرمایا تھا نامرد و مرد کی پرکھ چلیج تھی ہر اک کو ٹوٹ لے تھی کہ تیری کمر  
 کو کھوٹا ہوا یا کہ کھرا ہو تو وارحب نیام نہ کھلتی ہر روشنی اسکی چمک کی تیرہ باطن کو روشن دل نیاتی تھی

نہیں خوف کی چاہے دوسرے دیر	یہا کا فر و نکو سنیں اب ہر دیر	نہیں قتل سوائے اب بندہ
خدا کو کر دے رضا مست دھم	جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا	کر جو ہو ممکن تمہیں ڈر ہے کیا
تھاری جو ہمراہ ہیں سب دیر	تم انسر ہوا تیرا کردار اب نہ دیر	بڑھو حق کر گیا تمہیں کامیاب
پہونچ جاؤ گے سو دشمن مست	نہ تاخیر ہوا اب یہ ساعت ہر نیک	ار و صبح کو ایک کے بعد ایک



ابھی کھینچ کر تیغ کو میان سے  
 چلو مار ڈالو او نہیں جان سے  
 شجاعت کے یکسر بڑھو دل و تیغ  
 ایک طرف تو تھیں اس طرح دل بڑھا کر تھے ایک سمت ساحر و تنک  
 ہر مل چاسے تھے بہادر تیغ دہر کھڑکھڑا کر اسے تھے شور و غوغا سہی کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی  
 تھی رات بھر اسی ہنگام میں بسر مونی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوت بہار زان سے ساحرہ شب و  
 گریز لائی اور سحر جو مثل دلاوران بہر ویر خبک نہ جہاں تھی تیغ اہر چال کر کے سپر زریں آفتاب  
 لگا کر عرصہ عالم میں آئی قطع  
 آٹھ پھر رنگ شمع آسمانی  
 ہوا رخ فق حسد کی تھی شانی  
 ہنگام سحر مہرچ نامور تحت شمت  
 پر بعد غفلت سوار ہو کر برآمد ہوئی تو جہین ہنس و طلاس پر سوار ہو کر میدان رزم گاہ پر سویرہ ہو کر  
 جا چکی تھیں مہرچ کے کھتے ہی ایک طرف سے مالک بہار اپنے نیچے سے کالی عجب شوکت و شان اوس مشہور  
 عاشق پرور کی تھی تیغ چوٹی کے تیغ تیغ تھی انکھیں تھیں کہ ترکان چشم دہری سر پہ بیان باندھ رہی  
 تھی تھکے تھے بین بین نیرنگ فسون سازی کا وہ گھر تھیں اوستاد افسونگر تھیں بلکہ تھیں کہ پشین  
 ترکوں کی پرچار تھیں رخسار پر نور پر چڑھ کر آئی تھیں ملک حلب میں ترکوں کا راجہ جو لب لعلین تھا یا  
 ملک بخشان حلب میں برابر اتحاد امتوں کی برابر سلاک گوہر کی طرح ہونے سے بخشان میں گورون کی  
 حیدر متا کا چہرہ تھانار و اندازی میں دیسا رنجرہ دادا حیات دین پر طیار دامن زر کو تیغ و طغر سینھاڑا  
 را کو بیان لباس ازغوانی اوس قتال کے زینت تن ہر طرح کا جو بن تخت پر سوار ہو کر گامیہ باندھ کر  
 مرد تخت کے چکر تاج دلیری سر پر رکھ کر کئی ہزار کثیران حوزہ چکر حلقہ میں نسیان فیم گلشن جانب گلستان  
 بن روانہ ہوئی کہ مسدس  
 ہوتا تھا کوئی مشوق عباد ابائے  
 شکر عشوہ انداز ادا میں گھر جا  
 موکہ گرمی آتا تو آدیر بنین  
 سی میدان پر ہی گوری جی گان  
 لی تھا خجگاہ میں بہار دن کا نقشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن ادا دکھاتی لباس دھاتی تن پر آراستہ کیے  
 یخوار و نگوں شہرہ گاتانی بہار دلائی جوش طبع زیادہ ہٹا ہی خون خیر کیفیت سودا ز دکان صحرای زرم کی تھی



پذیرہ جتنی گشتی حسن کی بزمی ہی ہستی کی کیفیت شاہ کلفام کو کچھ کی سہارا نکھین بان دنیا لہ سرمد کی کتب کہ یہ  
 سیرہ زار بھی دیکھ رکھ پھر کاہیکو دیکھنا نصیب ہو گا بوجب شل سادہ اندھ کو ہمیشہ ہر اہر سو جھاو گیا چشم بکس  
 کے اشارہ سی تھی کہ دیکھ ایسی بھی ای لالہ باغ جام و پیاد ہوئے ہیں نمود ان نشہ حسن کا نشہ آن خسار دن کی  
 سامنے کر گرا جام آفتاب غیرت کے مثل چراغ جلتا وہاں تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا پنچہ یا بشکل وہاں  
 مر و ارید دندان کی اللہ اللہ کیا صفائی تو رساگ گوہر کی آبرو خاک میں جھونکے ملائی سینہ پر جھاتیان  
 دو تمقرہ بادہ نشاط و خرمی سے بھرے ہوئے یہ از تیرا پاؤں حسن کی سہارو بھوبنی و خوبی ہو شر شاہ کی

سنا حسن میں دس بڑی نادانی	سار آفاق میں ہو کوئی نہ جگہ	عرق آلودہ دکھائے وہ از پیا
شمع سوزان کی طرح دل بھلا کر پانی	زیت شکل ہو ملاطمت میں سفینہ آری	عرق ہوئی بین سب پسنا آری
تیر پر تیر جو بلکوں کو لگاؤ وہ ماہ	سینہ زخموں کی چھت تو وہ بناؤ وہ ماہ	سینہ آبرو کی بھی جو ہر جہ دکھاؤ وہ ماہ
سنگون پانویہ ہو کچھ بن آؤ وائے	وار پر وار دوستی دم خگ کری	اک کیسی نہ چلو وہ تو جو رنگ کری

اسی طرح ہر ایک ساحرہ و نشان طاہر و سحر از ان سرخ سو و شکیں کا کل کشا و غیرت تحت طاہر و سحر  
 سحر پر سوار ہو کر جانب جگاہ چلین و ہنر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان وہ نقیبوں کا  
 خوش الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑوں کی تھل بل ہاتھوں کے خور کا چلتا شمع و چراغ کا بھلا نا سحر میں  
 کلون کی خندہ زنی طاہر و سحر کا چھپانا گھوڑوں کی شہر بھرنا اسلحے کی چھا چاقی سحر و ن کے تختوں پر ابر  
 چھایا ہوا مور و سین چنگا رشتے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ لکھ

تور سے تھے سب رزم ساز	تج یا ب ہونے کے تھے سب جہا	کیا قصہ مرگ کو وہ دراز
کہ خود مرگ تھی طرہ حیرت طراز	ملک جیسے جنت کی گلشت میں	چلے پھر مبارز اسی دشت میں
ذرا گرم بان گرمی طعن و ضرب	کہ پھر سامنے اب ہو میرا جہا	سنان ناخ و تیغ و زرد میں تلین
پڑی سن دیرونگی دل کچھ کھلین	تج عوٹے ہر استخوان کا دم	لگاتا ہر اب کون بڑھ بڑھ تیغ
ظفر دیکھ لین کس کا دیتی ہر ساتھ	یہ میدان رہتا ہر اب کس کے ہاتھ	لگاتا ہر اب کون بڑھ بڑھ تیغ
نہیں کس کو دین کی جان نریغ	ہزاروں میں یاں کوئی نہ نام	پڑی کارگر کسکی فونی حسام
کہ پھر دونوں شکار بن بشت جنگ	پھر تو میں دیکھ طلسمی غمگ	حاصل مراد وہ تیغ بصد غرت و

جاہ میدان زرگاہ میں ہو پنی اس طرف کی حیرت بصد نکبت پیری دل اپنے ہمراہ لیے وار و وشت



قتال ہوئی ہوا آزمائی کی برل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اوڑا لیکتی ہوا کچھ بیکار چوہے  
 غایت و کرم کے ساتھ جھونکا تھو گھٹائیں آگیتن رحمت اپنی دکھا گیتن ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوہا رہی  
 بٹکے بٹکی غبار صحرا بیٹھا غبار و لونکا کلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہو چکا صفت آراؤن کی نکل کر  
 صفت آرائی کی برابر برابر پلٹنیں رساؤں جگے ساحر ایک سمت پر ابانہ حکم گم گم شور و غوغا ہی لشکر تمام  
 عالم میں پھرتا تھا اس زمانہ میں جو مولود کہ لطن مادر میں تھا جب پیدا ہوا تو بھرا ہوا ہمیشہ پھیکر بات سنتا  
 تھا اسی شور کا عادی مان کے پیٹ سے ہو رہا تھا عرض بہہ صفوت آرائی جانین نصیب اور  
 روکت اور چاؤش ساحر جو تھ میدان میں کھلے اور پکاری کر کمان ہن ساحران کا شغ و کاشمیر اور  
 کہہ کر بنگاؤں اور کافور و دیس کے بڑی بڑی جادو گر اور کون بھین ملکہ و مامہ اور شہامہ اور کمان  
 ہن فرعون و عمرو و شاہ اور ساحر شمش اور چہرہ اشکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعویٰ  
 خدائی کا کرتے تھے بس آج کے روز کون ایسا بسا اور جادو گر ہو کہ سامری حبشہ کا نام لیکر اس جنگاہ  
 میں آؤ اور معرکہ جہاں قتال میں قسم اپنا جائز اور کچھ کرتا ہے سحر و ساحری کی دکھلاؤ اور نام  
 اپنی باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادو گروں کا نام صفحہ ہستی پر لکھ اپنے نام کے  
 آگے شادے دو ہا لو ہا لو ہا سب کین اور لو ہا ٹری بلاؤ ، پگ آگو پت رہے اور پگ پاچھے  
 پت جاؤ عرض جب نصیب کنارہ ہوئی دونوں شکرون میں گھنٹ گھڑیاں ناقوس جھانچو دف  
 نقارہ و ترنا خرن کا شور و غل ہوا اور ہزاروں دھول اور نقارہ پٹنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف  
 ایک بادشاہ ہادی قلعہ طلسم کی مالکہ خرقیاں اٹھی سوار اپنی انہی کو اور اگر سامری حیرت کے آکر آجائے  
 خواہ میدان حرب میں جانیکی ہوئی حیرت نہ فرمایا کہ جاؤ تمہیں سپرد خداوند سامری حبشہ کیا  
 ملکہ خرقیاں اجازت پا کر ہزاران ناز و انداز جانب جنگاہ چلی سن و سال میں بیس اکیس کی سنہرہ  
 رنگ جی بھین رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن طبع کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کی نمک  
 چھرتی بال سر کے کھوے بلاتین اپنے جلو میں لے رہی ہستی ہوتی دھاتی جوڑا گلے میں پہن کشت زار  
 حسن کو سر سبز کیے یہ اس کے حسن جان نواز و دلبر کا نقشہ تھا کہ منظر

پھر رخسار تو وہ ابروی خمدی لال	چک انجم کی دکھاتا تھا بچ صاف	مری ہر ہر درخشندہ خورشید جلال
ککشان کیو اگر مانگ کو ہی ٹھیک لال	ایسی جہدم فلک حسن کی زیبائی	چکے نقشہ سحر جہم جو تماشائی



شراب زمرہ رنگ ایک گلابی میں بھر دینے ہاتھ میں وہ گلابی میں بائیں ہاتھ میں ایک ترنج بنہرا  
 اپنی انہی پر لہرائی سراپا دکھائی بیچ میدان میں آئی اور خوب نیرنگیاں سر کی دکھا کر للکاری کرای  
 مخرج تو شہنشاہ ساحران کی کینر کی برابری بھی نہیں کر سکتی نہ کہ توڑ ملکہ حیرت ملکہ طلسم و شہا جان  
 اور سیاب سے مقابلہ کرنا چاہا جو اس بادشاہ کو سامنے اور زمام سحر و ساحری سے فقط خداوندی  
 کینر پروری شہنشاہ کی ہر جو آجک و سو تھکا لایق مقابلہ سمجھ کر چوڑ دیا اور تصور و منصوب نہ کیا کچھ  
 بدلا سرکشی کا نہ لیا اتنا اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجا امتحان کر دیکھ کہ میں ادنیٰ بونڈی اسی شہنشاہ  
 کی ہوں کس عذاب الیم سے اوسکو مارتی ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسکے حال زار پر وہ  
 اور مجبور حم نہ آئی یہی یہ کلہ خرچک کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مخرج کو دست چپ کیطرت سے  
 ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانہ طلسم ہو شرابا ڈا اپنے ہنس کو اڑا دیا اور سامنے تخت ملکہ مخرج کو آکر  
 اجازت دیا یہ ہوتی کہ اب مجھکو ان باتوں کے سننے کی تاب نہیں ہے اس بیودہ زبڈی نے کیا کیا کلمہ  
 میں جناب قدر قدرت حضرت جان پناہی ملکہ منظر کے کہ میں اور کینر سے بدتر خطاب کیا ہے پس مجھکو  
 اجازت حرب عنایت ہو کہ جا کر سزا اوسکی کنار میں رکھوں ملکہ مخرج نے ایک غلعت گرانما یہ منگا کر ملکہ  
 نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار کر عطا فرمائی جبکی غلعت تھی کہ نظم

مانند سہیل ہے وہ عالم	خوشبو ہونہ کیون ادیم عالم
افتداری تلکین کی آبداری	بے قسزم فیض من جاری

یہ انگشتی قبر حشید پر کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگوں میں چڑھائی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی  
 مان کو ملی اور بہر خفا ظلت مخرج کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پا کر زبان حلقہ انگشتی  
 تسلیم جم کیا مخرج نے فرمایا کہ جاؤ تمھیں سپرد خدا پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہے ذرا سمجھو مجھکو اڑنا ملکہ نافرمان  
 فرمان اجازت حاصل کر آؤ ہنس سوار ہوتی اور اس طرح غضبناک ہو کر چلی کہ جیسے بوفایا رجا ہر تیوی  
 چڑھاؤ تلوار برو کی بل کھائی تر بھی نظر تر نگاہ دوسر رنگ رخسار بھیو کا سینہ ابھرا ہوا چوڑا مسخ ہے  
 سراپا زور جو ہر کار سے آراستہ من کا جو بن بہار تل تھا ہوا رخسار پر کسی سیہ قسمت کا دل جگر رکھیا یا قبول

میری سیاہ بخشی جو آئی بہار	حال سیاہ جا کے بنی ردی یار
پستوا ز سنبھالتی ہنس آن اور ادا دکھائی کینیت	بہار جوانی کی نظر آتی کہ بویب مسدس



ادکی پوچھ نہ کوئی شرم دیا کاجو  
 اپنی نظروں میں کر دیا سارا زمانہ پامال  
 سر دھری پہ جوا جاکھی دسکائی  
 جسکو دیکھ کر گرم سے آفت ہوئی  
 آنکھ بھر دیکھ ادس کوئی کسی ہی  
 آنکھ میں ایسی بھری ادس کی تشریف

غرض یہ پارہ و دلربا ہنس کو اڑا کر سامنے خرچک افعی سوار کے پہنچی ادس نے بعد گفتگو و لا طائل ہی  
 تارخ سیر جو ادس کے ہاتھ میں تھا کھینچ کر ادس گل اندام پر مارا ادس نے انگلی کلر کی اس تارخ کی طرف کر کے  
 کہا کہ جو کرانت پڑت قصہ زمین بر سر زمین تو جہان سے آیا ہے وہیں جا کر تماشہ دکھا اور بھوکا پیاسا منہ  
 بھوکا دکھا کر تماشہ دنا مراد بجا میں تیری دعوت دی چکی ہوں اتو جا کر اپنا پیٹ بھر چاہے مارا مارا پھر  
 یہ کلمات ایسے پر اثر سحر کے تھے کہ وہ تارخ پلٹ کر خرچک افعی سوار کی طرف چاڑھا خرچک مع اپنی  
 افعی کے دو تیر کے پر تاب پر جا کر گری سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا ادس کا مشکل ہوا جب یہ پیٹ  
 گئی تارخ دو ٹکڑی ہو گیا اور ادس کے بھینٹ نہ پانی تھی اسوجہ سے ایک ٹکڑا ادس کا لگا وہ تلوار سحر  
 کی کھینچ کر کٹا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤ نکالی یہ کٹا ہوا تلوار میں مار ڈالگا اور ساحرون کو دو دو  
 ٹکڑے کر کے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھا ڈالگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پتیا  
 تھا اور نہ ہار دن ساحر اور سپر تارخ تارخ مار ڈالگا کیسکا حربہ اس پر اثر نہ کرتا اور ملک نا فرمان کھڑی تھی  
 الگ ہنس ہی تھی عجب طرح کی قتالہ تھی کہ ہر دوسرے دشمن کے چلو چلو خون پلوانی بھی سحر کے کار بار میں اپنی  
 سحر و قی قباتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والوں کو مار ڈالوئیاں  
 کھا ڈالے اور خون پتو پھرنے لگا اور ابرق کوہ شکاف ڈیر بھی اس خبک میں شریک تھا وہ ادس کے ہاتھ کے  
 برابر اگر ہوئے اور تلوار میں ہاتھ پر مار ڈالگا اور نہ ہار دن ساحرون کو ادھون ڈال کر بھگا دیا تھا ابرق  
 غصہ میں اگر لنگار لگا ادس خرچک چلے اندر سحر کو رد کرنے اگر ہم میں سے کوئی ادس کا رد کر چکا تو تیری  
 جان رہنا مشکل ہے جب تو مار بجا لگی تب یہ سحر اتر چکا اسے مناسب ہے کہ تو ہی رو کر اس سحر کو دوا  
 دشمن کو اور زیادہ ہنس کا موقع ملیگا کہ ادس کا سر دار ادھری والوں کے ہاتھ سے مارا گیا خرچک ڈکھا  
 ان چالیس ساحرون میں میرا تو کوئی نہیں ملکہ حیرت کسب ملا دم ہن اور بغیر ان چالیس کے قتل ہو  
 یہ سحر نہ اتر چکا جو ادس کا گادہ آدھا کرنا جو تارخ کا باتنی سے ادس کا جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا چل  
 معلوم نہ تھا کہ ان نمک حراسون میں بھی ایسی زبردست ساحرین اسوجہ کے سمجھے ایسا زبردست سحر  
 ہنسی ان باتوں میں ہاتھی ابرق کا وہ ساحر سحر شدہ زخمی کر چکا قیل حیرت مار کر گرا ابرق کو دوا وہ چالیس



ساحر ابریق پر دو راہ بریق ذ ایک کچھ سوئو کا مارا کہ جس ساحر کے سونی لگی برہی کی طرح پار  
 کلکٹی سینہ توڑ کر گزر گئی چالیسوان جاو و حیرت کے داخل جنم ہوئے اور سوتت حیرت ذ پکار کر  
 کسا اے خرچک انعی سوار بری بول کا سر نہا ہوا اگر ایسی ہی روانی تم لڑو گی تو میری فوج سب منت  
 میں ہلاک ہو جائیگی اب سمجھ جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگر چینی ٹی کے  
 برابر تو وہ شل اثر و رد مان و فیل زبان کے ہر کبھی سکھتے نہ جانتا خرچک انعی سوار نہایت  
 دلیل ہو کر آگے بڑھی اور مہر مہر ذ اور خلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف پکار کر کی کراہی ملک واد  
 وادہ واکیا کہنا نافرمان تسلیم کر کے پھر بہر مقابلہ علی اب دونوں چاند کے ٹکڑ کا جھوم کر چلنا اور  
 غصہ میں پتر ابدنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرچک انعی سوار غصہ تمام مثل شعلہ جوالہ چک کر ائی  
 انعی پر سوئے آتر پڑی نافرمان ذ جوڑی سے اپنا ناریل نکال کر اوپر مارا دس کسا اے نافرمان جڑی  
 بوئی خزان رسید کے کام لیتی کیا کام نکال گا وہ ناریل سوکھ کر ان کلمہ خزان رسیدہ ہو کر ایک جانب  
 گر پڑا اور خرچک فخر سے کھینچ کر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونوں کپاچوں میں گرہ لگی ہوئی  
 تھی دیوتی گائیان بندھی آسمان زرم میں دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ ساتھ اونکی طرف تماشاکار برقی

بخیر و بیکتی تھی عالم تھا کہ لفظ یہ	یہ کمر ہو میں دونوں محو تیر	غضب کی تھی آدینش مرگ فخر
یہ آئی وہ ہوئی یہ چلی ادڑی	وہ ہمٹی وہ بلی شش کی مری	جو خوش تھی وہ تھی دلربا دلفریب
نباوٹ دم رزم قاتل فریب	روش آرزوی دل کامیاب	تصور ہوا اور برآئی مشتاب
ہوئی گرداں دوسرے کے جری	دکھا ذ لگی لطف چاشکری	کھلے رن میں نیزہ دری کہ ہری
جود اسنے تاکا تو اسنے جگر	عجب گھات میں تھی ہم زود گشت	یہ سینہ پر آئی تو وہ سو پشت
سان اسنے جوڑی تو اسنے نظر	شکم اسنے باندھا تو اسنے کمر	ہنر سے نہ قالی تھی دونوں کے دا
بہاہ رقبہ ہو گئے بے قرار	خوف جب خوب تیشہ زنی اور نیزہ دری ہوئی وہ چوڑ چوڑ	

نیزہ وہ کلائیان گوری گوری وہ دار نیار کے دار خوب چلے اور سوتت دونوں پسینہ پسینہ ہو گئیں کلا  
 پر اس پر گئی گویا آفتاب کے چشمہ میں آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینہ میں تر  
 ہو تو یہ عالم تھا مولف عرق آلودہ سینہ میں تیرے دل کے روتے ہیں میری پریشانی پر کمر  
 ایک جگہ ٹھہر کر دونوں دم لیا اسنو نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ تیشہ سحر کی بجلی گرائیگی



اسی طرح ہتھیاروں کی لڑکی اور خرچیاں دیکھ کر زمین پر دو ہتھ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم ہو شہر با اسی  
 ہی اور اسیاب سے متحرک ہو کہ یہ باغی کیا کیا بددستی دکھاتی ہیں مگر تو بھی نہیں خبر ہوتی چلو گے ملازم  
 شہنشاہ کے ذیل سے ہیں جلد وہ سحر جو عالم میں انتخاب ہوا زمین سے ظاہر کرے کہنا تھا کہ دو سیاہ  
 گوش زمین شق ہو کر نکلے اور سانسے خرچیاں کراڈاؤ سنی چھنگایا کا ٹکڑے خون چکایا کہ ادھون نے  
 چاٹ لیا اوستی کھا جا اور اس حریفہ کا کام تمام کر یا پھر لالا اوستی سے عمدہ ساحر کے سحر سے دونوں سیاہ  
 گوش فوراً چھٹے اور آدھی نافرمان ڈگر دہو پھر چلا اور ہوی نافرمان ڈگر ہر چند وہ سحر ٹھہرا مگر مانگ  
 نواسیاب کا اوستی کو بد مانگ کر اوستی کی نافرمان طلسم سے سحر بلایا تھا یہ سحر کب بلیٹو والا تھا پس وہ سیاہ  
 گوش نافرمان کے لپٹ گئی اور ایک ڈیچہ بند پر نافرمان ڈگر کھدیا کہ منہ پر قفل لگ گیا اور دوسرے ذعلق  
 نافرمان کا پکڑ لیا اور مکہ دیا کہ یہ پشت پر آگئی پس وہ لاد کر اوستی سے خرچیاں کراڈاؤ اور کراڈاؤ  
 حاضر ہوا سنی پھر سحر ٹھہرا کہ دیکھو طوق زنجیر سے ہو پڑا ہوا نافرمان کو مطلق و مسلسل کر کے خرچیاں  
 کراڈاؤ لیا اوستی اسکو ملکہ حیرت کو پاس بھیج دیا اور صرخ کی شکر کے سانسے اگر بلکاری کا اوستی صرخ تو بھر پور  
 مقام پر ڈاڑھ اور ہم اپنی ریت پر ہیں مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے بھیج اور کسب  
 میرے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس ڈاڑھ طاؤس کو میدان میں نکالا اور سانسے صرخ کراڈاؤ اور عرض  
 کہ اوستی شہنشاہ عالی پایگاہ آپ دیکھتی ہیں کیسی کیسی بے ادبیان یہ کر رہی ہے مجھ کو اجازت دیجیے کہ جا کر  
 سنا اسکو دون صرخ ڈاڑھ ایک ٹیکہ سینہ پر کا اوستی کا ہاتھ پر اپنی ہاتھ سے دیا اور کسا جادو تھیں بھی کریم خیم کے  
 پھر کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہو کر اپنی حسن کی کیفیت دکھانی سسر پاد سے گھٹا چھائی سوار و سین چھلکار ڈی  
 نھی نھی بدندان بڑھتے اور اوجڑا یہ معشوقہ بھی سنی گھٹا آفتاب جیسی چھائی ہوئی سے ہزار دن ناز وین  
 سانسے اوستی سنا کہ خرچیاں کراڈاؤ اور بلکاری کراڈاؤ کیا نسبت بندگان دارا اور بان شاہی کے کلمات  
 لا طائل بکئی ہوا کہ میدان مردان عالم اوستی ہنس کر کہا کہ تجھے یہ بوقوتی ہوئی جو پہلے میں نافرمان ڈگری  
 سے اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان کے آفرین پیش آتی یہ کسکھ اوستی زمین پر دو ہتھ مار کر وہی سحر  
 کریں پیدا ہو اوستی طاؤس کے خمر سے پکڑ کر ان سیاہ گوشوں کو آڈی دیکھ کر حلقہ کیا اور کئی خیر و نیکو مار ڈگر  
 نہیں معلوم کہ وہ اشدھات کون ہو اور نہ کچھ اثر ہوا اور اسکے بھی وہ دونوں لپٹ گئی اور اسی طرح ایک سے  
 بچہ بند پر کھڑا قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پٹھیر لاد کر جست کی اور بے تین سانسے



خرچنگ کے ہونچا یا زمین پر اوسکو ڈال دیا اوسنے نیچے سے طوق و زنجیر اوسکو بچھا کر سامنے  
حیرت کے بھجوا دیا حیرت نے ایک خلعت موافی قلعہ کا خرچنگ کو بھیجا اور تعزیت کرا بھیجی اور ان  
دونوں شہزادوں کو قید کیا اور خرچنگ نے پھر افنی پر سوار ہو کر سامنے لشکر مہرخ کے ہونچا کر آواز دی  
کہ کہیں اسی خیرہ سر تباہ روزگاہ دیکھا تو نے ہندوگان شہنشاہ اور سیاس کو اب بھی کچھ سنیں کیا  
سہے اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اوسکی باتوں کا جواب دیا مگر اور ایک  
ساحرہ جلیل القدر نے اجازت حرب بلکہ مہرخ کے لیکر اسکے مقابلہ میں اپنی یقین ہونچا یا مگر بوجہ مثل سے

ایہ طرفہ ہر فلک نے مجھایا ہر اندھیر

اوسکو بھی سیاہ گوش پکڑ کر سامنے اوس رو بہ جلا ساز کے لاؤ اور شفا لطیف نے پنچون سے

قید بچھا کر اوسکو بھی سامنے حیرت کو بھی حیرت کی طرف اوسکے حال پر دہیدم رعایت سلطانی

یڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان میں کھڑی ہوتی تو وہاں من من مبارز بکار رہی تھی شیران پیشہ سجا

سامنے جا کر تمکار سیاہ گوشان پہنچے قریب دس سہواران نامی کے سامنے اوس لکھ کے جا کر

دام مزدور بن اوسکا اسیر ہو اور دست و پیرت پاس اوسکو بھی قید کرایا اور آپ میدان کھڑی ہو کر لان

دکرات کرنا شروع کیا اور ہر بار لکھ رنی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگام کو دیکھ کر عہد و ہر

جو پہاڑ کر ہوا کہ چوٹ کر آچکے ہیں اوسکو تباہ باقی رہی اور رہدے کما انی جان میں کو جا کر ایک چچ

مارتا ہوں کہ کان کے پردے اوس قبیح کے بھٹ جائیں میری ذکا جائیں بھی آتی ہوں رہدے جان

کھڑا تھا وہیں عرق زمین ہو گیا اور برق کرڈ کر اکر صفت لشکر سے اڑی اور چپ کر بند ہو گئی عبادت

بھی اوتھوں نے مہرخ کو نہیں کی اور یکایک رہدے قریب خرچنگ پہنچ کر بٹاسا از میں آگیا اور آ

کان پر ہاتھ رکھ کر بڑے روڑاؤں میں چھ ماری یعنی پکارا کہ اری ازادی رہدے کو جائیں تیری جان کا

لکھ الموت آہو نچا ایسی آواز اوسکی صیب تھی کہ خرچنگ بھری ہو کر زمین پر افنی سے گر پڑی اور

سے برق جو کرک کر گری اسکو کا ٹکر زمین میں اتر گئی شوردارو گر بایں سلوا بدھی آتی ہر دکن صدستان

کر مارا خرچنگ افنی سوار جادو کو وہ دونوں سیاہ گوش زمین میں نہ گئے نہ دیکھا تو جل کر خاک ہو گیا خرچنگ

افنی چلی تھی کہ ہم خبگ مخلوبہ کر دین برق اڑی تر چھی ہو کر فوج پر گر کر لگی خرمین جان مدعیان کے

ہچمین مارڈ لگا ملکہ حیرت ڈاؤن لشکر خرچنگ کو منع کیا کہ خبگ مخلوبہ کرنا ابھی مابہ دولت کو منظور نہیں



وہ لوگ بھرے برق بھی اپنے لشکر کی طرف بھری افسران لشکر خریچاگ ذی لاشہ خریچاگ اور  
 اولاد کے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہو کر فرمان جو سحر میں اوسکے مع دس سحر  
 کے گرفتار ہوئی تھی اوسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہیں شمشیر سحر کھینچ کر سرداروں کے کمرے  
 حیرت کناکلی ڈو دین میں ایک آن واحد میں ان سب کو خاک میں ملا ڈیتی ہوں عرض بھی سب  
 شکر منج میں آنڈ مہر خ ذی برق کی بہت توفیق کی اور رعد کو بھاتی د لگایا کہ شاہین بھڑاکام  
 کیا اب میں میدان جنگاں د پھرون تو بہت بھاری خلعت تھو دون عرض اور تو سب خوشی کرتے  
 لگے اور اوسط حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اوسکے رنجیدہ ہوئے ملکہ ارژنگ ماہی خواہ  
 طلسم نو سرخاب کو اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم میں داری آپ کی ملازمت  
 کرے خریچاگ ایک کینز تھی جو آپ پر سے نثار ہو گئی تو نڈی غلام ہو کر کس دن کیلئے ہیں وہ میری  
 رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر میں سچ کون سرکار کے کام میں جو ماری کی تو مجھ کو کچھ اوسکے مرنے کا  
 کاربج نہیں ہوا ہمارا سراسی کام کا ہے جو کام کا ہے جو کام میں سرکار کے آدے آپ اس  
 کینز کو اجازت جنگ تاکر نا اوت نا کاران غدار کے سر سے لکا لون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے  
 کالون حیرت ذی اوسکو خلعت سے مخلص کر کے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تیوی چڑھائے سرخاب  
 اور اڈی بڑی غیظ و غضب د جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر نور اوسکا ارژنگ نگار خانہ چین خاطر و ش  
 و کار و لہری رکھتا تھا کینز تو بیٹی الف کمر شیدہ کیجا صا و چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال  
 نقطہ دین کچھ چپا کے داغ صفور رخ پر حیرت تحریر معلوم دیا ابرو بیان مدسم الشتر تھو پلکین تھین کہ صحافت  
 قدرت ذی ہوشک و دندان لوح رخسار پر لگی تھی جو کھڑی میں آنکھ کے مردم چشم کی تصویر معصوم قدرت ذی کھینچی  
 اور اس میں سفیدی و سیاہی بھری تھی صفور رخ بالکل مٹا تھا اور ہر اعضا اوسکا گواہی دیتا تھا کہ میں نہیں  
 لیتا ہوں کینز طرز انوکھ قدرت ذی وہن میم کا طرز لکھا تھا اوس میں سر کے دندان کو اس طرح کھپایا تھا  
 کہ دندان وہن نہایت لیا س حسانی یہ قتالہ پتو سرخاب پر سوار بھری آن و بان میدان میں آئی کہ سر

شوخی طراز قیامت چالاک	سعدن حسن و لطافت بیباک	وہ جوانی کہ وہ عالم ہوں ہلاک
نئے انداز نرالی پوشاک	خشم تھا حسن نزاکت ادب	بانکین اور قیامت ادب
رگ جان خنجر ابرو کا لے	راہ کو انہی گیسو کا لے	وہ ادھر زلف حسن لو کا لے



دست افسوس ادھر تو کائے اوکلی نگھی سے پریشان نہ دیکھے وہ آئینہ حیران  
 ہزاروں تازا ایک ایک انداز میں دکھاتی جان عاشقان پر نجاتی جب زلف چہرہ پر لہرائی غرض جب  
 شوخ طہاز میدان میں پہنچی اڑ لیکہ بین کے مرڈے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کسان دودھ قہجہ بازار  
 سوئی شہن برق جادو آؤ تو میری سامنے ابھی سارا اوسکا چمکنا کال ددن یہ صدایتی ہی رہے  
 مہر خ کے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتیں کر رہا تھا برق کو ان باتوں کی تاب نہ آئی اور صفت شکر میں جمک  
 کر ادھری ترسپ تڑا دیکھے پونچر کاری کہ خبردار موباد سوئی شفتل اپنے دھکے سے افراسیاب  
 برائتائی دے میں آ پہنچی یہ کہہ جاہتی تھی کہ ادھر سے برگری ادسے ایک ہمارے گلے سے اتار  
 کے اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اوجھال دیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق بھی ہو چکی تھی  
 اوسکی یہ ہار بھی ایک شعلہ آفتاب بنکر اڑ ستر پالپٹ گیا کہ برق جس حرکت ہو کر دم سے سانس اڑ نہ گیا  
 کے گر پڑی اوسے وہ ہار لو ہاتھ بڑھا کر اوسکی جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق پہنچو ڈنگال کر اوسکے  
 گلے میں ڈال چالیں سارے دنگو بلا کر حکم دیا کہ اوسکی شکیں باندھ لو اور بیڑیاں اس کے پاتوں میں پٹا کر  
 پسین میر پاس استادہ رکھو تاکہ میری لڑنیکا یہ مارا دی تماشادیکھی اور تڑپ تڑپ کر رہی اور کچھ بنائے  
 نہ بے چالیں سارے برق کو پکڑ کر بیڑیاں بچھا دی گئے یہ تمام ماجرا عددی اپنی مقام سے دیکھا بس ہای  
 امان جان ہای امان جان کسکر جو دڑا میدان پونچر غرق زمین ہوا اور اون چالیسوں ساروں  
 کے ج میں آکر نکلا ایک چچ اس زور سے ادسے ماری کہ بھلائی چراغ اودن کسان جاؤ گے میری ہاتھ  
 سے اتنی سیب صدا تھی کہ چالیسوں جادو گروں کے کان کے پردے پھٹ گئے اور اڑ رنگ اپنے  
 کالوں میں اڑ نکلیاں دکر کھڑی تھی لیکن صدرا عددی سوسن چکی تھی اور یہی اوسکا سحر ہے کہ اودن  
 جو سناٹا اوسکا دکر دین میں تو بیہوش ہو جاتیں تھی تھم سکی بیہوش ہو گئی برق جادو نے جو ساروں  
 کو مرنے کی بیہوش دیکھا تڑپتی کہ وہ بیڑیاں اور طوق ٹوٹ کر الگ گراؤ رہے چمک کر فلک پر گئی وہاں کڑکڑ  
 جو گری اڑ رنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ سارے بیہوش ہوئے دھڑکتے مگر رعد  
 جکڑا دیکھا اونہیں پیدا ہو کر چخا کہ وہ بیہوش ہو اس صہ میں اڑ رنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور و  
 گیر ہوا ہوا غلغلہ ہوا کہ دے مارا اڑ رنگ ماہی خوار جادو کو آنرھی پانی آگ چھر برے لشکر دھڑک پڑا  
 اڑنگا لیکر بغیر حکم صیرت جنگ منلو بہ سب باز رہی برق جادو رعد کو لیکر بیڑیاں لشکر میں آکر داخل ہوئی اور



اور حضرت کا بیج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اور سوت ملکہ سیل پشانی ناظرہ طلمس اپنے ہنس  
 اور اگر سانس حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ دریاں تیری بلایج کر دے ایسے بہت سی لونڈی غلام  
 کام آئیگی اور ہنگو بڑی فخر کا مقام دے کہ تجھ ایسا مالک جہنگو گونگو ہمیشہ بجای فرزندوں کے رکھو اور آپ  
 ہمارے مزینکار بیج کرتی ہیں واری مشیت جسدی میں کیا چارہ ہے آپ نے دیکھا کہ از رنگ فرہنگ  
 اس قہر برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے میں بیٹا اوسکا اگر چہ آخروہ خدادند کی بہشت میں گئے اب  
 اس کینز غریب کو اجازت دیجو کہ میں جا کر با تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر شمار کروں یا ان ہنگو  
 کو خاک و خون میں سلاؤں اور لٹاؤں حیرت اور سکو بھی غمت دیکر کتا جھگو سامری کی مہارت  
 میں دیا جا اور کام ان لوگوں کا تمام کر سیل ہنس پر چکتی ہوتی اپنے مکس خسار سے مندل گون  
 رہیں بساط کو خوشبودار ادم بنائی ہوئی میدان میں آئی پشانی میں اوسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ  
 سری طرح چمکتا ہوا گویا آسمان حسن پر ہرہہ در طلوع کیا ہے اوس کے بھون خمار  
 جسے یہ انکار کہ ستارہ و بنالہ دار ہے آنکھیں دنگس غمور خسار اوسکے دو گلاب بھول یا قلیک حسن  
 کے ہر ماہ از سر تپا آفت جان غصت کا مکڑ آفت کی پر کالہ نبی ہوئی غصہ خباتی میدان میں آئی کہ نظر  
 میسب ہن با کہ ہی ہن وہ ناہیستیا یا لگو نخل تنہا میں یہ دو پل خردا ہر دو پڑ کر غم پر درد گل کا دامن  
 طوطی حسن کیتا عیان راجہ بیانا شکار ہے عجب حسن جوانی کا فوسل مدھ بھر پوری جو بن ہے شہر معبود  
 حاصل مرام اس لالہ قام نے لکار کر کہا کہ امی صبح دام وادہ مکلف ملکہ برق جادو اور عدد جادو  
 لمجانا باعث زندگی کا ہوا ہے سودہ بیجاری اکیلی کنا تک چین پٹن کے اور کس کسکو تمہاری شکر کے  
 مزینان کے روئیگی آخروہی مثل ہے کہ بکری کی مان کتبک خیر نہائیگی آخرا یک نہ ایک دن چہری کے  
 تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے میں پھنس سی جائیگی آنکی غرت اور جان پر نجائیگی بھر تم وہی عصمت  
 بی بی از بے چادری رہی اڈگی اور بھاگ کھری ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی آتما ہے کہ وہم بھر  
 کیسا سامنا کرے اور لڑی مری خیر تمہارا حوصلہ نہ رہی برق ہی کو اب بھی بھیج دو اور کوئی ہو کون تمہارا  
 میان اوسکو نہ بھیجی تو اور کسکو بھیجی تو اور کسکو بھیجی یہ کلمات سنگر فلک بلال سحر افکن کے گریہ  
 بکاری کہ اسی ملکہ سیل جگہ گفتگو و اہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہو کر پور یہ باتیں کر کے مجھ کو بھی تمہاری  
 باتوں سے بڑا تعجب ہے اسے بی سنو حریت کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے



جس کا کام بنی اور دوسرے رعد بھی چھو کر اسی اسکو ستر تک تو یاد نہیں ملکہ برق کچھ جادو گر نیون  
 میں ایسی جہان مشہور نہیں اور زبردست نہیں اس کے نام سے تو تمہاری فوج میں تھلکہ سا بڑ گیا ہے  
 ایک کا چھوٹ گیا ہے تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکو گی یہ میلا جمع کر کے جو حیرت چڑھ آئی  
 ہے ایک تو یہی تم لوگوں کی جو انمردی اور بہادری ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فوج کے کے ہلوگوں کے  
 جنہیں آدمی ترین سمجھتی ہو مقابلہ میں پیش آئی ہو اور اوسپر ایسی شخی بگھارتی ہو اچھا دیکھو تو  
 کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو درکنار بھی سے سامنا کر لو یہ کبک ملکہ مہر خ سے اجازت لیکر  
 یہ ماہ پارہ بھی چلی اوسوقت اوسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیا کا  
 خط نہک لکھ کر تھی اور اپنی پرستش کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسوں آدمی  
 کلیسا کی بختیں آنکھیں بختیں مردم دیدہ بہر پرستش آذ تھی رخسار نازک اور سرخ دوسریب  
 لکری دہن تنگ تنگ شکریات ہر ایک نبات متراپا اوسکا حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسد

گوئی کہ رز سہین رخسار ملائم از لب  
بل در برہ شکری پرتابی جانی کار  
عمر بھر بوئہ دلچسپ کی ہو چکی ہو  
دیکھ کر کتہ بہین صورت کو ملک صلی علی

جب اونی ساسی یہ ماہ پارہ پونجی سمیل نے جھنجھلا کر بیضہ عقاب سحر دم کر کے مارا ہلال فرسکر ہا صلیلا  
اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہین بیضہ برآرد پر دیال ۲ وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر  
لگا اور شق ہو گیا اوسین کے ایک جانور خوش رنگ کلک کر خلیکھاڑتا ہوا پھر جانب سمیل چلا سہیل نے  
نوسا رد سحر ٹرہا کہ وہ طائر زمین پر گر کر خلیکھا اور اوسے بیضہ دوسرا نکال کر ہلال پر مارا ہلال فر  
پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہے بچہ نہ دیگا یہ ککر اوسکو ہاتھ پر رک لیا اور ایک اپنی کینز کو  
دیا کہ اس انڈیکو کو تو تل کر کمالینا سمیل نے جو یہ زیر دستیان ہلال کی دیکھین اور دوسرا بچہ  
رد ہوئی دیکھ اور ادھر ہلال فر پکار کر کہا کہ اے ملکہ سمیل اتمو تم باندہ ہو گیتن لاؤ اور کچھ دوسیل نے  
غضبناک ہو کر گولا نولا دکا نکال کر سحر دم کر کے سینہ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو  
۲ سن نہیں ہے کہ تم سوم کی گولیاں بنانا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی روائی سحر کی ہے یہ کلمات پر اثر  
تھی وہ گولا بھی سوم کا ہو گیا اوسوقت سمیل نے کہا کہ اے ہلال ماشاء اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب  
کی جوتو کا صدقہ ہے چہرہ کی بولتی ہو چھاب کچھ تم بھی بنا کر تب دکھاؤ ہلال فر کہا خبردار ہو جاؤ یہ ککر اپنے



سے بالی تیرا اور ایک نکال کر اوپر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بیشکل کمان اصل ہو گیا اور کمان  
ایک تنکار کھڑک پاری کہ اسی تیر سحر جادو کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسے کمان حسن میں  
بصد حسن تیر ناز کھڑک مارا ہر چند سہیل نے وہ سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹھیکا  
جو ستارہ سامان تھا پر تھا اوپر آکر وہ تیر لگا کہ اوس میں سحر بجای خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل حرج مارا  
اپنی فوج کی طرف چلی بس جسکے بدن پر لو اس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اٹھا کیا گریا گری ہلائی نہ  
سرد مہری کر کے اس نار یہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اسکی جلائی اور ہر طرف  
وہ آگ دوری یعنی جسکے بدن میں لو اسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لہا اسکی لگی واہ موجب  
مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے پڑ صیاد ہا تھلے چن میں نکل گیا پڑ پڑ  
ملکہ موجب ۶ آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جل گیا۔ اب سہیل نے بیٹھی کی طرح حرج کھانا شروع  
کیا اور شکر میں اس کے لاکھوں سحر دکن ہر ہن اور سر میں آگ لگی اور شکر کو اس کے کرہ ناز باندھا  
سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھی خفا بھیس میں اس جالو کے پھوڑی شکاری گویا بالکل میا پھوس  
تھر کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے آف آف کی صدا بلند تھی گویا دریا آتش میں جاب پھوڑی تھی دل  
کی لگی ہلال نے خوب بھائی خوب دمیون کیا سو پٹیون آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات  
رہ نور و دن کی چال کا تھا یہ حال جون بھاتے ہن آگ چل ابرم سایہ کی تیرگی پہ کر کے نگاہ  
دوب سے آگ کے ہوا تھا سیاہ ہاتھ اوٹھا کر کے تھوٹا ہنجا رہا وقتا رہا عذاب النار  
حیرت اور تمام سحر دکن ہزار دن سحر اس آگ کے بھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال  
نے کیا ہی یہ ایسا سحر تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادو گر نیون تو دو ایک سحر شاہ جادو ان او  
نامی سحر ان طلسم سے ایسی ہی یاد کر رہے ہیں کہ اوٹکار دہونا شاہ جادو ان کے بھی ممکن نہیں اور یہ سحر  
ایسی ہی وقت کیلئے اوٹھوں تو اوٹھا رکھیں کہ جب کوئی سوک پڑے بہت بڑا تو اسکو کرین سکر حرج  
میں ہر سمت سے صدرا واہ واہ کی بلند تھی اور شرر ماتھ سے سہیل کے بلند تھو اور وہ حرج  
مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شمر

بھول جائیگی بیٹھی کا ہلانا بجلی	یار بھرا نیلے گرائے شر یار کے لٹھ
حیرت غریب تھا کہ بر جو اس ہو کر طین باز گشت بجا دی اور میدان سے پھر جاے اس وقت ملکہ سحر	



دریا باری اندر تخت پر سے چم کو دی اور کالی گٹھا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آتی اور کہا  
 ملک یہ سحر بڑا آفت کا ہلال ڈکایا لیکن اس کا توڑ میں ہی خوب جانتی ہوں دیکھو تو کس طرح اسکے  
 رد میں آگ لگا کر پانی کو دھرتی ہوں اجازت کی اسید وار ہوں حیرت ڈکائی تم سب سے میرا  
 سینماں بگھاڑ بگھاڑ کر لٹنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی دلوائی ہو آج کل ان ملک حراموں میں  
 پڑا ہے دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہے نیسے شاہد کہ لاکھوں روپیوں کا ہوم بنائے میں سامان کو  
 نیا ہوتا ہے اور بھینٹ لاکھوں کی دیجاتی ہے اور ہلوگ سب عیش و نشاط میں مشغول ہو کر کچھ بھی نہیں  
 کرتے صرف نام کے ساحر بگڑے ہیں سو دوسری جان اس کا نام تو کرتے ہیں کہ سب سے تب ہو جا چکا جاؤ ہمیشہ  
 تمہاری مدد کرے اور اس آتش فساد کو بچاؤ سبحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس  
 معشوقہ کے ساتھ ساتھ گٹھا سر پہلتی تھی اور جانور اس میں خوش فغا کرتے تھے گرد تخت کے نہرین  
 سبز رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف دون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھیں اور  
 عائب ہو جاتی تھیں نہرین بیلے جو ادھرتے تھے صاف شنی بگھاڑ کی گواہی دیتے تھے صحن میں تھی یہ صحن  
 بحر صحن و گوہر کی تھی غیبی ہم قلمم مجبونی تھی جو عاشق کو اس کا عشق کے نہرین آ جاؤ غرت سے  
 ڈوب مری بحر طافت کی موج اس کی زلف پھیر تھی حلقہ گیسو گرہاب بلا تھا غرق حسین جان عسا  
 زار تھی اسکے چہرے خدا کی پناہ طہریت کو نہ لہرائی کہ جان مفت ترہ ترہ کر کے جاتی آتانی  
 حسین کی جان کی خواستگار ہو کب عشاق کا بیڑا دس منہ صاف سے پار ہے چاہ اس کی انسان کو باہ  
 کر کے مثل یوسف کنون جھنگائی نہالہ فرصت نہ دینا ندی اشکوں کی آنکھوں سے بہ جاتی کہ ایسا  
 شام کا رنگ جوستی کی آؤدائیں تھا اور سپہ لانی جو لگائی تو شفق بھول گیا لایا باہر جو زبان کو وہ جان لاکھ  
 پھول لاکھ ایمان غمخوار میں ہوا ہنس برادہ گل رعنا تو تماشادیکھا گرو نیل دیا قوت کو اکھا دیکھا  
 پس وہ مخدوم و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان میں آتی ہے میدان کا زرار میں آتی اور لے ی  
 اور ایک لاسو توڑ کا توڑ کر چاروں گواہ کے جانب آسمان پھینکے بعد اس کی پکاری کا ای ملک ہلال سحر  
 کتنا خوبصورت اور پیا پسچہ ہوا ہے اور کیا اچھا رنگ و رنگ تمہاری لڑائی کا ہے واہ واہ آخر تم کس  
 شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ سادراں عالم پر بھلا سیل شاہرہ پیشانی کو تھے مقابلہ عباد کی  
 عجب کسان تھی اور نسبت ہی اس کو تمہاری کیا ہے نہرا لڑائی کا تو یہاں دے سے لے لے لے اور پھر ہر



حال بڑی بہا کا کھلتا ہے اچھا اب کوئی شکا اور شجہہ اور جو کچھ یاد ہو تو لایں بھی دکھاؤ کہ تمہارے ہر  
 سر پر دل اپنا لوٹ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہم کردار کریں اسلو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ ہلال ذیہ شکر بوا  
 دیا کہ بی ہوش میں آؤ عقل کے ناخون لوجب مجھ شجہہ پوچھنا یہ سب تعریف جو ملیج جو میری نسبت  
 آپ ذکی میں کیا نھی ہوں جو سمجھتی نہیں اب دیر کیا ہے یہی گوہی میدان پر بیان زبان کے موکل  
 اور تقریر کے بیرون کے تو کام چلنے کا نہیں زبان شمشیر سے بات کر دتے سنا ہوگا مصرع کہ جاؤ سخن  
 منیت اندر مصاف اب انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمہارا حریہ اور وار ہوا استاد کے اقبال اور خدا  
 کے افضال سے جو کچھ ہم ہو گا وہ بھی دیکھ لیتا اسکا کتنا سننا ہی کیا ہے حساب دریا باری ذی کما  
 جبردار ہو جاؤ اس دریا خیال کے طعمہ اولیٰ سے بچو اور تنگ اجل کی طمہ نبواتنا کتنا تھا حساب کا  
 کہ دیکھا آسمان گھسایہ رہوتا رہا ہو کر تنہا بڑی قیامت کا برسے لگا اور اس منہ میں تپھر دو دوسن کا  
 مہر خ کو شکر پر کرنے لگا فلک و در ہر خدا گویا حال پر پہیل کے ٹپلگا لمحہ بہرین دریا موج زخار دیا  
 ہوا کہ جو تیرہ وہ دار تھا ہزار دن ساحر آن واحد میں ادسین دین لگے اور ہزار دن کے پہر تھر و نس شگاف  
 ہر دے منہ جو حوت تھا اس کے ساتھ یہ سنگی بھی سر ہوئی سختی زمانہ کی بیش آنی گویا شامت اعمال جو  
 شکر تو کی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر مہر پرستی لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان منہ پرستا تھا  
 اور اس کے ساتھ تپھر پرستی آدمی جان بچاؤ کو ترستی تو ایک لمحہ بھر میں یہ حال ہوا مہر ہی جسم میں ہر انسان  
 کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زلال دنیا کو مانگو پر کیا شرم سے تمام  
 اندام میں عرق آگیا طوفان نوح اس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق تباہ ہو کر رویا تھا  
 حور شید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے شل دریا کو سوج مارتا تھا یعنی کا پتا تھا چرخ کی طلسم  
 قبا لیتین تھا کہ اس پانی میں تر ہو جاؤ وہ سارا طلسم اس وقت زمین کا شیمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کہہ مہر پر  
 معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک پر تہ تھا پر فلک تاباں کیسے انگلیٹھی سلگا دی گود میں یہ تھا پانی کی  
 چھو ہار پرتی تھی دل دہر من جو غبار تھا وہ بوجھار کی طرح کل رہا تھا نہیں نہیں آسمان کے  
 منہ سے یہ بھاب نکلتی تھی ہار دہانگو تھی ہار دہان کو سب پا بدمن تھی لیکن دامن سمیٹا جاسے  
 چار دیوانہ دنیا کی مٹھ جاؤ کا خوف تھا کہ دن کے سیلاب کی رسائی تمام عالم میں ہو چکی تھی بوجھ کل  
 بھی خیل میں سمٹ کر غنچہ میں گھڑی ہو کر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی یاد صبا بھی دم سر د بھرتی تھی سر دی



مان گئی تھی ورنہ سب شہر ابور کھڑے تھے چتے فوار دن کی طرح بیاوری نسیم میں ہر محو  
یا بہار نے دیواروں میں اپنے کاغذ کے پرتاؤ لگا دیے تھے بیلین اور طائران صحرا اگر کمرے کے چھتے  
تھوڑے آشیانہ چھروں سے اوجھڑ گئے تھے میڈھا کئی کئی ہاتھ بجز بحر کا اوجھلتا تھا زندگی گھاٹ کر گئی  
تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر شکر میں پھیلی تھی کھجلی اور سن میں ہوش ہو کر گری و ذبحوں  
پیدا ہو کر اس تین کو اس بجز بحر میں بچھایا یعنی غوطہ دیدیا کہ وہ آگ مانتی ہو گلتا موقوف ہوئی قسمت جو  
بجی تھی اوسکو کھنڈھا علی ایسا جس بجز بحر کی طغیانی خدا کی نپاہ جبر کھینچ پانی ہی پانی اوس کے شکل تھی پانی کی

بر سر سردی کے ہاتھ گرم خردش	ایات	ابر و دوشس ہوا پہ بالا بوش
برفت پڑتی تھی یا فلک ندا		بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فسرط اسرار سے دیکھے جسکو		دست زیر بغل تھا مثل سب
کوئی اب جا سے بل نہیں سکتا		صفت سے باہر نکل نہیں سکتا
غرض ایسی ہی کچھ بڑھی تھی ٹھنڈ		مٹ گیا دم سے پر کا بھی کھنڈ

تمام فوج مہرج کی تھوڑا ہونی بڑی بڑی ساحران نامی جو تھوڑے مثل بہار و مخمور و غیرہ خصوصاً  
ڈنیکے وغیرہ بزرگ سر نہا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سڑی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منتقل باغ و سرگودہ  
میں لے جاتے تھے اور باقی ماندہ لشکریوں کو سر چھروں سے جو فکار ہو گئے تھے اور نہرا دن سر جوشق ہو کر  
خون تازہ سے گلزار تھے تو یہ طاہر تھا کہ اس گھٹا اور سنہ میں شفق پھوٹی ہو اب ایتن تھا کہ لشکر میں بھگد  
پڑا اوسو ہلال سحر افگن نے ایک قفقہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اوس قفقہ  
سے پیدا ہوئی بس یہ ملک بکاری کہ جو گرہین ہیں وہ برہنیکے کیا منہ کے کھانے کی عکاسی ہو کر گرج جا اور  
جاء ایسی سحاب دریا یاری واہ تم بھی کن سو کھ کھاؤں کھڑی ہو کچھ بھی دیکھنا رہا کا تھی سحر نہ کیا  
کچھ تمکو وار پار کا نیال نہ رہا تو تمھاری حجاز لشکر رہا ہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہر بادیاں سحر ٹوٹ گئے  
اور گرداب عالم میں تم چھپین اب یہ شہری سوا جہنم کی آگ کہ اور کین تمھاری نہ مینگی یہ کھڑک پاری  
کہ اس ناخدا حقیقی عمرو کا ناخدا کیا ہم لوگوں کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی پس اتنا کہہ کر ایک لکیر چڑھ  
نازک سے لشکر حیرت کیلوت کھینچی گویا اوس قلم حسن نے نہر نبادی کہ پانی اودھ کھلی اور پھر سحر  
اوس لکیر مروجہ کے گویا ہونی غور کردہ را در مان چیت و جلی بلا اسی کر مارگ جاٹے لوہار جاتا



دھوکہ دہا کی بجائے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا  
 اسی طرف بھاڑا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنا لگا اور پھر  
 بھی برسے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب نجلت میں تو ڈوب رہے تھے ہی  
 اس دریا ڈوبی ڈوبایا اب سارا لشکر اوسکاٹا اوپر ہو گیا ہزاروں دھوپ کر مرے اور ہزاروں  
 داخل جہنم ہوئے کشتوں کو گھڑیاں مگر وغیرہ دریائی جانوران نے طوفان ہر چند سیلاب درباری نے  
 سحر کے چاہا کہ اس دریا کو روکوں اور روک کر وہاں نہ ہو اور وہ بحر ہر قہر جب بہت طغیانی  
 پر آیا تو فوج ناگمان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کر کے سب جھڑٹ کھٹکے مقام ہر بندر جا کر  
 ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور بھاریوں پر سکون گزین ہو اور وہاں کی کیفیت ملک سیلاب دریا کی  
 کی دیکھتے تھے اور سیلاب دریا باری کے لشکر میں تلاطم تھا سب افسر اور لشکر غرق دریا ہو  
 تھے اور ڈوب جاتے تھے سیلاب دریا باری بجان واحد اس پانی میں کھڑی رہے پھر پڑے ہی تھے اور  
 پانی اوسکی جہاتی تک آگیا تھا بس اوسوقت اوسکو یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریلہ سوجن کا آیا  
 تو میں بہ جاؤنگی پانوں میں نہن ٹھہرتا ہوں یہ پانی بڑھتا آتا ہے غرق ہو کر اسیر سلسلہ موج الم ہونگی  
 میں اوسے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اوسکی ڈونگی نہا کر سحر پڑھا کہ وہ اس میں  
 ڈونگی کی صورت ہو گئی پس یہ اس ڈونگی پر سوار ہوئی اور چاری گاہ ڈونگی تو بھکوپا ریل  
 ڈونگی نہرتی ہوئی چلی اور دستہ چاہا کہ میں دریا کے پار جا کر ساحل سے ہمکنار ہوں اور طرہ لال نے  
 اپنے سحر کو بھڑور دیا کہ پروانی ہوا کے جھکوری آڈ لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی بارش  
 اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کی طرح اڈ لگی اور باد مخالفت و سبب اوجھل کر ایک ٹھنڈی جا کر  
 ہر چند سیلاب سڑکا اور سحر کر کے چاہا کہ ڈونگی بھڑور سے نکلی مگر کچھ قابو نہ چلا کر ورون ساحر دور اس سے  
 کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اس ڈونگی نے چرخ مارا گھومتی گھومتی دریا میں ڈوب گئی پس اوسوقت نہرین  
 دریا کی زنجیریں نیکر دست دیا و کمزین سیلاب دریا باری کے لپٹیں اترے دریا میں کھینچا لپٹیں  
 سب دیکھا کہ دوسرا اس پار لشکر مہر خ کی طرف دریا سے نکلا کہ جو سیلاب دریا باری کی  
 شکستہ باندھ ہوئے تھے زنجیریں گلین پڑی تھیں اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس پھیلاؤ میں ہو گئی  
 میں کی ہزار سا دریا و گر نیان بندھی ہوئی ایک ایک لنگی اوسے بندھی نکلا و ٹھہرے ساحر اور ہر محافظ



لیکر سانسو ہلال کے آذ ہلال فی اشارہ کیا کہ سانسو بادشاہ عالم نیاہ کے لیجا و وہ ساحر سانسو مہر ج کے  
اون سیکورڈ آذ اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آپ فرمایا تو ہم انکو قتل کریں اور فرمایا تو قید رکھیں بلکہ  
حکم دیا کہ ان سیکورڈ کو قید کر دیکھو لیجا جائیگا اور حیرت فرمایا ماجر اسحاق کے قید ہونیکا اور اسکا لشکر  
کے ڈیو کا دیکھا پس غضب تمام تر اپنی فوج کے افسر و فوجیوں پر اتر گیا اور کہا صاحبو انھیں دیکھو  
کیلیے تم سب لڑنے آؤ کچھ کہ ان نمک حراموں کو ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت نہیں  
بچتی ہو اچھا اب میں خود جا کر کام ان حریفوں کا تمام کرتی ہوں یا اپنی جان دیتی ہوں یہ کلمہ زمانی  
حیرت کو شک و ناظر طلسم یعنی ملک شمسہ سحر افکن اور ملک صندل آتش بدن جادو صفت شکر  
سوالگ ہوئیں دریا بندھ کر سانسو ملک کو آئین عرض رسا ہوئیں داری فرمانا آپ کا بہت بجا ہے لیکن ہم آپ کا  
جانتا ہی کرتے ہیں اور اس ریا کو شکر کام حریفہ ناکام انجام کو پہونچا دیں حیرت ذرا ہر دوں پر درو  
بھر کر کہا کہ صاحبو میں لکھو اجازت دوں اور کسکو رکھوں جو کچھ ہوتی ہو تصور کو تباہی نہ کرو اچھا جادو سیر  
سامری کیا یہ دونوں ساحر شعلہ جوالہ بھی ہوئیں سر پانک لباس سرخ پتہ بال بھی کے سر نہری ہر تن شعلہ  
بدن آگ کی طرح دونوں چمکتا کنڈن ان لالہ فام پر صدمہ ہوتا اپنی عشوہ و ناز سے دل دہر میں یہ آگ  
لگائیں گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھیں ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اس قدر غضب و خور  
وہ اونکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر خد کہ سیانا ہو مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہے سیرج کی کرن چاند سا  
بدن لالہ فام درناکین ادا دست پائین مری ہو خفا کہ مسد بس

<p>مطلع مہر تجلی ہے جہین پر نور زرد و ہر مارے خجالت کو رخ شعلہ طور گل خورشید گلستان میا دہر و جہین ذری افشان کو درخشان نہیں پیشانی الف آسا جو کھینچا ہو سر خط تشقہ زور ذری افشان کی جہین پر جو دلتے دیکھو</p>	<p>کور ہے دیدہ خورشید فلک خجالت دیکھو گر شمع پنج حور و پری ہو کا فور آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جہین شعلہ آتش عارض سوزی ہیں یہ شر خطر دہری ہے دفتر خورشید و مفر اختر طالع خورشید چمکتے دیکھو</p>
---	---

بس یہ دونوں آتش غدار حیرت ہو کر دار و اجازت لیکر جو روانہ ہوئیں پنج میں دریا  
سے حاصل تھا مقابلہ حریفہ میں کیونکر جاتیں پس اپنی اپنی سوار یوں سے او تر کر زمین پر لوئیں اور زبان تھل  
ہوا اچھا کر جانب فلک گئیں دہر سے کھڑا ہوا تھا اوئیں بجلی کی طرح جا کر ترپن انکو ترپنے سے وہ ابر



کر دے کر ٹو ہوا اور ابر کے شق ہو کر وہ آواز میں پیدا ہوئی کہ بہت سی ایسی دیسی ساحر جانیہیں غش کھا کر  
 گر پڑے اور ملکہ شمسہ و راتش بدن اسید طح بجلی بنی ہوئیں اوس دریا زخار و قمار پر گرین سب دیکھا  
 کہ دریا کی بجلی چکی پھر جو دیکھا برقین چمک کر دریا میں گرین اور دریا میں طوفان ہوا یا نسون اوسکا پانی  
 اونچا ہو گیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بولمہ کے روغن کی طرح وہ سب پانی جلنے لگا اور بحق سے ابر کر  
 دہوان ہو کر جاتا رہا گھٹا گھٹل گئی مطلع صاف ہوا کو سون تک میدان خشک چٹیل نظر آ لگا اور یہ دونوں  
 برقین پھر بہت اصل اوسی طرح زنانہ طلعت نکلا اپنے اپنے ہنس آتشا سوار ہو کر سامنے ہلال سحران  
 کر سوچین ملکہ حیرت و تعریف اذکر سحر کی بہت کچھ کی اور وہ طلعت بہت بھاری روانہ کی کہ وہ آنھوں  
 ڈیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب جانب ہلال ہو کر باوازا بند پکارین کہ اے ہلال سحر افکن کیا کنسا سامری  
 کی قسم کیا پاکرہ جادو ٹکوا آذہن سحر تو یہ سحر کہ میں ہم تم ایک ہی تھیلی کے پٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے  
 تابع فرمان و نوکر تم بھی پھر ملک کی اسی طلسم میں بادشاہ راوی اور ہم میں وہ تو سامری پکارین اذکر  
 کہ جھونے گوشت کو ناخونون سے جدا کرالیا ورناس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم میں  
 کوئی ادمہ نہ تھا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رہے شہنشاہ ساحران و خوشی میں آکر جیکو سرفراز کیا ہمہ سامری  
 اوسکو بنادیا ایسا سحر تبادیا کہ اب آج اذکر جواب دنیا شکل ہے لیکن اے بہن حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے  
 خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہیں کہ جس بادشاہ نے ایسے سحر ٹکوسکھا آذہن  
 تو وہ رداور توڑی اوسکے جانتے ہونگے اذکر معشوقہ حیرت سے لڑ کر چاہتی ہو کہ تم سربر ہو تو ممکن نہیں  
 اچھا آداب بہن اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمہارے حذر سے آنکھوں سے اذکر ٹھانگے جو تمہارے قسم سے  
 سامری کی اذکر ٹھانہ رکنا ہلال ڈکھا اسے بی ہو یہ سننے سے کما کہ ہم تم ایک ہی بہن لیکن شاید  
 یہ مثل تمہیں سنیں کہ گیا سوپ کے جای چھاج ہی میں رہتے ہیں اور چراغ سے چراغ جلتا ہے آ یا ہے  
 ایک ڈوسر کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاو کر گیا ویسا ہوگا اور جو تم کہتی ہو کہ ملکہ  
 حیرت سے لڑ کر سربر ہوگی تو سچ ہے کہ کمان ہم کمان حیرت خاص پہلوی بادشاہ کی سونیوالی مگر ہلو  
 تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہیں جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں مثل چلی آتی ہے کہ جب اذکر  
 میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر سلاستی رہے خواجہ عمر و کی وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آتی  
 ہو ہکو ڈرائی ہو تو سچ ہے کہ ایک تو بیچ پر تمہاری شہزادی طلسم لی مالک کھڑی ہیں اور دوسرے



تم دو دو میں کیا مگر تم کو قسم ہے کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کیلئے بلا لے اور مجھے مقابلہ کر دیا بنی نہ دیو لو نہیں نہیں  
اور نہ کچھ ایسی نوم کی ہے جو تم لنگل ہوگی تم دو جو مل کر آئیں خوب کیا بندھی بھی حاضر ہوا چھا ضرب کر دیہ سنتی  
ملکہ خورشید آتش بدلت اپنی بڑی بہن ملکہ شمشہ کے کہ اگر باجی امان یہ بات اسوہ کی ہر کو خیال نہ رہا  
کہ سبھی دونوں چلا آئے باجی تم شہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اس کے تماشا دیکھو جب کوئی امر نوع دیگر دیکھنا اور  
تم نے کیا ارادہ کرنا اور میدان میں آئی کی کلیت فرمانا شمشہ یہ کلمات سنکر شہر کی بلکہ دہانسی بھی ہلکے شہر کی اور  
ملکہ خورشید آتش بدلت مات میدان میں آکر زمین پر ابتری ایک بچہ جو کہ جھوٹی بین سن کال کر دے  
کیا ارادہ سے خون سے زمین کو لپیٹ کر چکا دیا پھر پاش کا آٹا نکالا اور اس کے گوندھ کر ایک شہر اور  
ایک پہلایا کے اوپر سر دھم کیا کہ وہ پہلا ایک ساحر کر یہ منظر ہو گیا اور شیر بھی دی روح ہو کر ڈکرائے لگا  
اور وہ پہلا اس شیر پر سوار ہو کر ایک تلوار لگی کھینچا ملکہ خورشید آتش بدلت کو گیا ہوا کہ اعتراف  
مالک اور خالق کیا آچکا حکم ہوتا ہے اور ڈکرا ہلکے سو دی کا زمین ڈکرائے کی بنایا ہے اور کیا بین تیرے صورت  
کو آگ لگے ونگی پہاڑ کا پیر میری خوراک گمان ہے اور اس شیر کا پتہ کیونکر ملے گا ساحر وہ ڈکرا تو اندھا ہے اور  
تیرے ساتھ لاکھوں ساحر مخرج کا اور یہ حریف اپنی فوج کی ہلال سحر افکن کھڑی ہے اور پھر ریت بہن ملیگا  
جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ پھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھر گیا اس لیے تو میرے عین وقت پر کچھ بلایا ہے  
یہ سننا تھا کہ وہ پہلا شیر کو اڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مخرج فلک تہا ہے یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہو کر  
اڑے چلا تھا وہ ہونٹھ لے کے بڑی بڑی تختہ شہر فنا کرنا کرنا تھا بیت و راز اور پٹ چٹ انتہا کی گستاخ پانوں شہر  
در از حق کہ عین عشق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ میں تیغ یاڑھ دار لے آئے تھیں لافینہ غضب کمال جا شکر

بڑھا جب کہ وہ کافر محسوس ہوا	ابیات	ترپنے لگا مثل محسوس ہوا
بے پیسے آندھی سے شاخ دور		وہ یوں جھومتا جاتا تھا تیرہ نخت
غرا زیل سے کم نہ تھے اس کا کام		غرا زیل بھی بھاگے سن جو نام
اگرانی مثل محسوس ہوا		خوست جو اس میں نہ تھی بوم میں

ادھر گھر سے ابرہہ کو رواد تو خوار سیر کو اڑا کر روان ہوا اس طرف خورشید آتش بدلت نے چار کر کہا کہ اس  
عالی مقدار ان لاکھوں ساحر کا ہر تیرے ساتھ کھڑی ہیں خون ان سب کا منہ تھکاوٹ کیا خوب پیٹ اپنا اور  
اپنے شیر کا بھڑا اور ہلال کا کچھ آپ کھانا گوشت بدلت کا شیر کو کھانا لیکن سراسر اس کا چارے واسطی لیتا آنا



سوار نے کہا بہت خوب درسدھاتین علم کی آہی تو پڑا ملک ہلال کا اوسکی صورت دیکھ کر یہ حال ہوا کہ  
 ہو گیا رنگ پھرہ کا بسان طائر رنگ خاجیم کا لہو خشک نہجہ او تر گیا رنگ سفید ہوا ریشہ تن میں پڑا  
 دل کو کہا بچانا اور عمر و ک خدا اور اس عرصہ میں اوس تپانے صفت لشکر ساحران میں پہونچ کر شمشیر زنی  
 آغاز کی فوج ہلال کی آگ بڑھی ہما شاخک نے مالک کا دیکھ رہی تھی اوس فوج پر یہ اگر انہی اذیالہ  
 جسکے دوڑ کے اوسے تینہ مارا دوڑ کرے اسکے ہو کر اسے کلیہ اوسکا کھایا اور شیر ذگوشت اوسکا کھایا  
 فوج میں تمام برہمی اور درہمی ہوئی من چل بہادر ملواریں سحر کی ادسپر مارتے تھے اور ہزاروں سحر کرتے  
 تھے مگر ادسپر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور ادسپر تھلکہ ڈال دیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذرا پھر آج پھر گز زمین  
 پر او تر آیا ہوا ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون میں ملارہا ہے تیغ کی چمک آئینہ جان میں جا کر عروہ  
 مرگ کو جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر ماری بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعہ شہر و جبلہ سحر ہو تو اس تپا کی بڑی  
 پناہ پڑنے لگی اور چاہے سحر دین گھر کر ادسپر حریہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہ بن آیا تو تیغ و ترسول  
 وغیرہ پھر کر یہ بھی آگے کہ ٹکڑ ٹکڑ اوسکا کر دینا قیامت کی روانی ہوئی لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا بہت

پریشان و ترسان سر اپا ہراس	عصب ہانپتی کانپتی بدحواس
نہ پاؤں میں سوزی نہ سر پر کلاہ	قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
پڑے تیغ کے آن واحد میں ہاتھ	کئے ساحر دن کے جو سہرا یک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اوسے کھا	دیا گوشت اوس شیر کو بس کھلا

جان خرب پر نام ساحر دن کے تھر خدا نازل تھا بلا و مہر نازل ہوئی تھی مرگ سے دوچار تھے مجبور قیامت  
 تھی یا تو اس گلستان فوج میں عنادل دار اپنی ماکہ کی لڑائی دیکھ کر باغ یاغ ہو رہے تھے یا شمل اوراق گل  
 پر نشان اور تیر ہو گئے تیغ کی ہوا باغ حزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آنے کسی دیکھی ہوگی کہ کیا یک  
 بیج نبیاد نخل سستی کٹے ہو گئی آخر جب ان بیمار دن کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرج میں  
 جا کر مل گئے بقدرت خدا و سوقت وہ تپا کہ بھٹیٹ پار ہا تھا اور لہو اوسکا سنہن لگا تھا بھلا وہ کب آنکھ کھولا  
 تیغ علم کی یہ بھی لشکر مہرج پر اگر ادھر نہ جاتا اور پٹ کر ہلال پر آتا تو ادسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر  
 مہرج پر جو اسوقت نمودار مہرج چشم مشوقہ شہزادہ نور الدین ہر ذاکر بھلا کھا کہ اے مالک مہرج ہلال نے آج  
 پڑے کار نمایان کی اور یہی دیکھ بیان داری کر رہی ہے مگر آپ بس تپا کے ہاتھ سے یقین ہے کہ مار ڈالی جا



لازم ہے کہ اوسکی مدد کے لیے کسیکو بھی معرج نہ کیا کہ وہ سوار تو اسی طرف آگیا اگر تم سے ہو سکتا تو  
 روکوا و سکودر نہ میں ایک سحر سوج رہی ہوں بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو تباہ کیا تھا اور  
 منتر کا ایک بول مجھکو یاد سنیں آتا ہے اسی سوج میں اتنا عرصہ بھی ہوا اور نہ اتنا کب کا میں اوس  
 سوار کو سین سے بیٹھ بیٹھ غارت کر دیتی محمور نہ کیا پھر آپ اجازت دیتی ہن میں حاون لرنیکو معرج نہ  
 کیا بسم اللہ سو وقت تو اوس گل باغ خوبی اور بادۂ خوشننگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل  
 ہی کر چکی تھی اپنے تحت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ پہلا جیسی ہی صفت لشکر پر آگرا تھا کہ یہ سحر پڑھ کر  
 اسکو سورہ کو ہاموم کے یا ماش ڈاڈ کے تیلے تجھے بھی یہ طاقت ہوتی کہ ہمارے سامنے آتا ہے اور نہ ٹیکر  
 ایک سانپ جو بجای چاہا یک دست نازک میں لیو تھی دوڑ کر اس تپو پر مارا اور دوسرا اوس شیر پر لگایا  
 اور کہا اچھیر تفت ہے تیری اس نامردی پر تجھے تو ایک کتا اور بنی زیادہ غیرت رکھتے ہن مالایق اور  
 کمزور کا بھی ہوا تو آیا ہے اور میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے یہ کلمات ایسے تھے کہ پہلا تو اوس  
 طمع سوم کا یا آرد ماش کا ہو گیا اور گر گر کر ایں اسکو گرتے ہی ملکہ بلال افغان کو ہوش آگیا اور یہ بھی  
 صنبھل کر اوسکو اور محمور نہ اوس شیر کو تیرا چاہا یک سانپ کا پھر لگایا اور کہا اے شیر میں تجھے کیا کارہ  
 میں نہ تیری جان بخشی کی اور زمین تجھو وہ خیر دیتی ہوں جو کبھی کسیکو بے سرائی ہوگی شیر طلسمی کو  
 یا تودہ ملی تھی یا اب تجھو دی گئی یہ کمرودہ ڈبیا جہین سنیدور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سنیدور اوسکو  
 مقام بیابان آتش نشان میں کہ جب عمر و کو بہ جانب کو کپ لیکر گئی تھی تو ملا تھا اور اسکو  
 کے مالک کو اسی سنیدور سے اوسکو قتل کرایا تھا حال اسکا جلد دوم میں اسی طلسم کے ذکر ہو چکا ہے  
 اس سنیدور کو اوسکو لگا کر ایک ٹیکا مانچو پر اوس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش میں کو  
 پکڑ لا وہ سنیدور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی اوسکو دیکھ اوسکی غرت کی تھی تو اوس شیر کے جو سحر  
 بدلتے بنا ہے کیا حقیقت جو بس فوراً دھڑکا مارا اور ڈکراتا ہوا یہ پھر ادھر محمور نہ بلال سے کہا کہ اے  
 ملکہ ماشا اللہ کیا کتنا خوب دین واہ واہ میں سح کمون یہ سحر آتش میں کا کسی سے رد نہوتا ہے  
 پاس اگر سنیدور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر اخلاص میں اگر بادشاہ نہ مجھکو تباہ کیا تھا  
 وہی اسوقت کام آیا ورنہ اوس تپو سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی لہذا کچھ اسمین نے غرتی سنیں جواب نہ  
 پھر کر دم لو اور مجھکو میدان میں جاؤ دو یہ کمراد اوسکو سمجھا کر اوسکو جانب صفت لشکر پھر اوسکو ہزاران نارنج



جنگاہ رخ کیا اور سوقت اوس ماہ پارہ کی کیفیت صن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھیں  
 زیادہ صرخ ہو گئیں یقین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادہ احر سے لبریز و سرشار ہیں انھیں آنکھوں  
 کی نرگس شہلا ہمار میں اور بادام ہزار جان کے شمار ہیں جو کوئی بادہ خوار اون ساغر چشم کا تام و تو  
 ست ہو جا اور آنکھوں پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالوں کا لہراتا او نیر آ جانا دہنی کیفیت  
 دکھاتا تھا یعنی سچانہ پر گھٹا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہر خید کہ وہ جام آنکھوں کا شراب حسن کی بھری تھی  
 مگر سر قاتل بھی اونہیں گھلاتا تھا جسے کہ ایک بار بھی اس جام کی چرس اور فرا ویدار گلیا بس مارا  
 پڑا زندگی کی ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادہ فنا سے اوسے لبریز کیا اور اوسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دوسرے  
 ست سچانہ پر بھکی ہوئی ہیں رخسار تابان کا کیا بیان ہوا اظہر من الشمس ایک بات جو عیان را حید  
 مگر بھولا پن اونہیں غضب کا دو آئینہ مسکنہ راز و کی پیش نظر ہو قربان جنکی صفائے آئینہ شمش و قمر تھی  
 تلک و آئینہ فائزہ میں آئینہ ہادی شمش و قمر کو لگایا مگر بھی ایسی صورت دلپذیر کا اوسکو جلوہ نظر  
 نہ آیا دہن تنگ و تنگ کہ جامی سخن اس میں کسان شرم کی سنہ چراتی مگر ایسی صورت کہیں چھپتی ہے  
 صاف روشن ہو کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن غزن کی کان جو اہل و سین پوشیدہ ہو یہی اسکی  
 باتوں کا نقشہ ہے موند و نگر و عقیق میں کدانت رشک و در عدن کی کمانیک بیان کردن ایات

ساغر بادہ گل رنگ جو آنکھوں پر تیار	لستی حسن کے سر پہ ہر ہشیار	دور کی آنکھوں میں جن جنج ہو میں
صاف ہو چہرہ رنگین گیت کی بیا	مست مجھ میں جو آنکھیں نظر آئیں کالی	گھر کی آتی ہیں گلستان میں گلشن گالی
راست مثل الف بسکہ و قدلا	دل میں جیسو انت و میں ہو لون کرا	دل بناو دل کو ہو دال کہ ہون خد
شک نہیں ثابت اس دل کے تصور کیا	دل ہوید ہی تو پھر رنگ نہ لائے کچھ	جانکی خیر نہیں دال میں کالاکھ

اس ناز و اداسی وہ سہ پارہ عار تگر صبر شکیبائی سخت سحر پر سوار ہو کر آنکھوں کا دوپٹہ نیچا لیتی بائیں  
 آگے پانچو آگے دھیر کی حور اتر چھا بانڈی مسکراتی ہوتی سامنے خورشید آتش بدین کی آتی آتھر  
 میں اوس شیر کو جو پکا سیند و طلسمی کا دیکر اوسنے پھر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا لنگہ خورشید  
 آتش من پر آیا خورشید نے اوسوقت رد و پھر ایک دو چہر زمین پر مارا کہ اسی شیر تو  
 اپنی بھینٹ پا چکا اب اسی طرح ماش کا آگاہ ہو جائیے کہ مانت پر پیکا سیند و طلسمی کا دیا ہوا تھا  
 وہ کب پھرتا تھا بس اوس آتی ہی ایک طمانچہ خورشید پر بار خورشید فرط مانچہ اسکا رد کر کے اپنی



تین ہزار کرزین کے اندر پہنچایا اور وہاں پشت شیر پر کھڑی اور ایک ترسول او سکے پیٹ پر او ستر  
 بار شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دی کر اپنی پیچھے پر لا کر چلا  
 اوستو شمشیر او سکی بڑی بین الگ کھڑی ہوتی تھی اوستو یہ حال اپنی جھوٹی بین کا دیکھ کر بتیا بانہ  
 اپنی تین قریب او اس شیر کے پہنچایا اور او سکے پاس ایک گولا تو لا دیا اس کا ایسا ہر کہ جس کسی صاحب  
 منصب اور محل کے مالک پر لگاؤ تو کام او سکا تمام کر دیس وہ ہی گولا اوستو نکال کر او اس شیر پر مارا از  
 بسکہ وہ شیر نہایا بلکہ خورشید آتش میں کا تھا اور اوستی کی طرف سے وہ بھی اس سحر کا ایسی اشیاء  
 زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا او اس شیر پر چڑھا کر وہ زمین پر گرا اور اوستی طرح ماش کا آٹا ہوتا  
 بلکہ خورشید اس کے پیچھے سے جھوٹی اور ہوشیار ہوتی بیان پر بعض داستان گو یوں نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلاک  
 سحر افکن سیلاب دریا پاری اور خورشید آتش بدن سے نین لڑی ہر ملکہ اختر بنیت  
 سیلان فیل زور جتنی کو کسب شہنشاہ کی اسطے دریافت حال ملکہ پر ان آجانی سے اور وہ  
 مقابلہ کرتی سے اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی سے تو مخمور اگر ہشتاتی سے اور آپ مقابلہ  
 میں آتی سے مگر بعض داستان گو یوں نے ابھی فوج پر ان کا مقابلہ کرنا مناسب نہیں جانا کہ سب فوج  
 تو مہرچ کی لڑتی سے ایک ایک کی اختر کر لڑی کچھ حسن بیان نہیں اس سے ہی بہتر ہے کہ ایک ہی لشکر کی نسبت  
 اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر مہرچ میں بھی قوت سحر و ساحری  
 زیادہ سے صرف عیار دن کے بھر سے پر یہ لشکر نہیں لڑتا ہے اگر لڑائی پریگی تو بڑی مار ہوگی اور مار لگان  
 در بند ہوش رہا آج تک مہرچ کو دلیل و خیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مریم ملکہ  
 مخمور لالہ فام جب میدان میں پہنچی اور وہ شیر طلسمی سنید و رکیوہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور  
 خورشید کو لشکر کی طرف پھر کر آپ مقابلہ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تم کو بڑا زور پیدا  
 کیا ہے مخمور نے کہا میں کمزور کسہن تھی اور سحر کب بگئی تھی اور ہاتھ تمہارے سامنے کسہن میں ہا ہر  
 تھو جو آج بڑا زور میرا تم اگلی آئی ہو ان التبتہ تم لوگوں کی میں ڈیری و صوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ  
 جب بھی یہی غفلت سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناطقہ بڑی زبردست ہیں لیکن دور و حول سہاویہ براہرم ہی ہرم  
 تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا ہرم کھل گیا اہل دین بکھین کہ تم کیونکر محسوس ہو رہی ہو خورشید کو جو پھر کبھی  
 ہو گیا وہ زندہ ہو گئی اور تو یہ سنید و طلسمی جس کے گناہ تھا او سکا لٹا پچھل چکی سے او سکا پچھل شکل سے شمشیر لٹا



مخمور اب زیادہ سکہ نہ پڑھو زخم نہ چھڑ کو لو اور سکا نرہ چھو یہ کسرا ایک تمترانی جھولی سے نکالا کہ اس تمتر  
 میں خاک قبر ہمیشہ بھری ہوتی ہے جس سے تمتر سینہ پر ملکا مخمور کے مارا مخمور اس تمتر کو دیکھ کر سمجھ گئی تھی  
 کہ اس میں خاک قبر ہمیشہ بھری ہے اس سے تمتر آدہ دیکھ کر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جا کر ٹھہری تمتر خانی گیا اور خاک  
 جہاں وہ تھی نکل کر اسی جو ساحر کا آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی وہ بیوش ہو گئی مخمور نے فوراً باران سحر بربایا کہ وہ خاک  
 دیکھی اور آپ زمین پر اترتی اور پکاری کہ اس شمسہ پر غرت کی بات ہے ملکوک بادشاہ ہندوستان طلسم کی اور طلسم  
 اور تہذیب کی بڑی بڑی صاحب منصب جاگیر دار ہو کر خاک ہمیشہ کی کھجور پر لٹتی ہو اور مالک کو ایسی ہی  
 لیاقت میں سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہے دیکھو سحر اس کی ہن یہ کسرا ایک دیبا اپنی بالوں سے لٹکانی کہ ایک  
 ڈال یا قوت احمر کی ترشی ہوتی تھی اور اس کو داکر کے چالیس تہا یا قوت کر کے برابر انگشت کے تھوٹکاے  
 اور اونکی ہاتھوں میں تنکا اوٹھا کر دیے اور کہا یہ تلواریں پنجاب میں آمد کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ تہا سب مثل  
 انسان مبارز کے قہر اور ہوا اور وہ تنگی تلواریں ہو گئیں بس ان تہلوں کے جاندار سو کر عرض کیا کہ فرما  
 کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ ساسی جو یہ چھو کر بیان کھڑی ہیں اور بہت بڑا ہجوم کسی ہن اونکی سرکات  
 لاؤ بس وہ چالیس تہا تلوار علم کر کے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہو شمسہ ہر خنڈ چاہا کہ اونکو ڈکون مگر وہ کب  
 کبھی ہن جب وہ تہا اوپر آئے سمجھی کہ میں گھر جاؤنگی اور مار ڈانی جاؤنگی بس فوراً کچھ سے لگی اور سحر بڑی  
 ہوتی بھاگ کر لشکر حیرت میں جو فوج کو اسکی تھی وہیں پہنچی آئی تہا اس کے نقب میں جو آڑ تھے  
 وہ بھی قریب پہنچ کر فوج پر حملہ آور ہو اور زیر تیغ اونھوں کے ساحروں کو بکھیر دیا بکھیر دیا شورش و غوغا  
 بلند ہوا بہت تن بے سہر ہو شکار اہل صفت شکن و ضعیف رہو وہ چالیس تہا نقب کے تھ کہ دم بھر  
 میں مار تلواروں کے انھوں کے تھلک ڈال دیا تیغ تیز کے جو ہر دکھا دیے ہزاروں مار کر گرا دیے لاش پر لاش  
 دھڑ دھڑ مردہ پر مردہ دم بھر میں اونھوں کے گرا دیا اور زبیر کروڑوں فوج ناٹھان طلسم کی تھی اور  
 ان چالیس تہلوں کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی روانی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب  
 خفیف ہے یہاں تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بھر پیل میں نظم کیا کہ جس کو جان سے بدل کر خدمت کیا تھا قیام  
 ہر ایک کا تنگ تھا فقری تیغ کے بہت گرام گرم تھی نظم جان کا انتظام کچھ نہ کرتا تھا نہ مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم  
 کو پسند کرتے تھے تو سحر مضارع میں شعر نظم کرتی یعنی ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض سیفی کا سبق  
 کو موت پڑھاتی تھی سبب و دنیا دہ لاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ ایسا



تہن پر تھا ہر سمت جو غل و گار  
ہوا یہ بے خون نہ اٹھتی تھی گرد  
رین پر گرتی سی اڑاڑ کے سر  
ہوئی آج بچان ہزاران ہزار

لب زخم ہوا سائل جو ہمار  
وہ آٹھتی اوسکی کہ طوفان مرگ  
ہوا سے درختوں کے جیسے ٹھٹھ  
اڑ پ کر گرے خاک پر وہ تعین

بیمری ہوئی خاک وشت نہر  
برش تھی ضامنہ ارسان مرگ  
سوار و پیادہ بوقت شہانہ  
گئے جانب اسفل السافلین

شکران حیرت اون تیلون پر بھی عقاب کے گولے فولاد کے نارنج تریج کچھ سوئیون کے تلوارین  
وغیرہ ہتھیاروں کے وار اور سحر کے حربے لگا دی تھی لیکن کوئی حربہ اوپر اثر نہ کرنا تھا اور قریب  
بارہ سو جادو گروں نے اوتھونے مار ڈالا تھا اب ایک غوغا عظیم برپا ہوا اور حیرت کے لشکر  
نے سانس کی ان تیلون کے جھرمٹ کھایا سمٹ کر جب وہ سب ادھر آئے کہ جہان حیرت اتناہوئی  
تیلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلائے تھے اور ناٹھان درمید بڑے بڑے  
تھا ہرادی اور شاہزادیاں حیران کا بھتین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت  
حیرت نے انگریزانی لی اور کہا کہ اپنا کام کچھ اپ ہی خوب ہوتا ہے کیونکہ اب میں ہاتھ پاتوں نہ ہلاؤں  
تو قتل ہو جاؤں گے سوا اور کیا ہے کیونکہ یہ تیلے اگر مجھ بھی تو ذلیل کر نیگے ارے صاحبو یہ کیسی غیبت بھاری  
ہے کہ اذاد نے کے سحر سے رو نہیں ہو سکتے اسوقت ایریق وزیر اپنی ہاتھی سے کود کر میں  
پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھ کر آئے تھے اب آپ فرمائیے تو اس محمور کی کیا  
حقیقت ہے اور ان تیلون کی بنیاد ہے ابھی دم بھر میں انکو غارت کر دوں اور محمور کو پکڑ کر ساڑی  
حاضر کروں محمور نے کہا اب جانتے ہیں کہ یہ کون سحر لیا ہے یہ وہ سحر ہے جو شہنشاہ نے روز نور و زایل ایک  
ہم سکودہ اجداد تعلیم فرمایا تھا ہکو اور کچھ بتایا تھا اور اوسکو یہ دیا دی تھی معلوم ہوا کہ اوس نے بیان  
یہی کیا تھا جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کو عطا کرنا وہ پہلے غضب ہی کے پہلو تھے جو دیئے تھے جنھوں نے آج  
تملکہ ڈال دیا ہے لیکن کچھ پروا نہیں ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کے کسلائی ہیں اور تعلیم اور پرورش  
یافتہ اوسکو میں یہ چھوڑی محمور کو کیا ہے مہرخ اور اوسکی حمایتی کو کلب ایران کو ہم جواب دینو  
میں نے اوسکو لایا ہے یہ لکڑا بریق سات لاکھ جادو گر اپنی ہمراہ لیکر آگئے تھے ایک ریا تھا کہ سحر مار نیلگا  
ہر ایک نارنج تریج اوٹھاتا تھا اوس نے بیان کیا جاب معلوم دیتی تھی کہ تیرے غرض تیرے غرض تو سچ مار کر لڑتی  
ہوئی اوسکو چلی اور وہ مقابلہ تیلان سحر ہو چکا تھا کہ لوندی کا حکم فی فی کے حکم سے تھا نہیں تار کے اذاد



کھڑی ہیں اور تم بے ادب بن چکے آئے ہو میں ادب کی قدم اڑھاؤ جب طرح تم پاؤت کے پڑ گئے  
 دیے ہی اب تمہاری منہ پر یہ کہ موم کے تیلے نہ جاؤ کیونکہ جسے نہ مارنا کہ مخمور کے سپرد کیا تھا اور  
 بی بی کا تھنے پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنیٰ کینز کا یہ کہ ایک دو ہزار دسے زمین پر مارا کہ وہ  
 تیلے یا تو خونی کر کے لڑتے چلے آتے تھے یا اسی طرح کہ گھر اور زمین سے شعلے آگ کے کھڑے  
 اور ان تیلوں پر پڑے کہ وہ تیلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلے چلے اور وہ تیلے پھیل گئے  
 بعد اس سے کہ ابرہہ علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم بھولی سے سر کی مکانی کہ کچھ تر  
 جملہ اٹھائی۔ کے ادسیر لکھ اور اپنے لشکر کے ایک علم میں باندھ کر مخمور سرخ چشم کے مقابلہ میں وہ  
 علم لکھ آیا اور چاراکہ اوچھ کر شہنشاہ کی صد زمین سر و ساحری سیکھ ساہو بنی اور معشوقہ شاہ  
 لکھ حیرت علیحدہ کا کچھ لحاظ پاس نہیں کیا کہ توسع کہا کہ کہنہ اپنی اصالت پر جاتا ہو جو بے مثل بہت  
 انکی کرنا بدون ہو ایسی ہے | جیسے نیکون سے کی بدی تو نے |

تو اپنے ذات کو چہرہ دکھاتی ہو اور اپنی اوقات پر جاتی ہو مخمور نہ یہ شکر بھندہ کہا کہ بھڑو تو اپنی تو  
 پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات مناد کو لکھتا تو ایسا کہان کا کھڑ بن کر آیا ہو ہی مثل و کھڑ  
 سے جو کھوٹا دسکو عرش کا ٹوٹا موڑی کاٹے لڑنے آیا ہے یا ذات کا بیان کرتا ہے میں کس  
 بھڑو کی لونڈی ہوں سنو کچھ خریدو تو البتہ سنو ہوں کہ ذات کا کبڑا ہو اس طلسم میں امان تیری  
 تیرے افسوس بھتی بھرتی ہی میرے امان اسرار جادو کہا کرتی تھیں کہ سندریا کبڑن ابرہہ کی  
 لاف اچھا سو والا ہی ہو اور جیسے تو وزیر ہوا ہو اسوقت سے بھی تہا جارہی ہو غرت اور جان بھائی مرلی  
 شری شادی جب ہوئی تھی تو چھوڑ کی ہی کون دیتا تھا ہمیں تون تھون ڈا اور امی جان قسم کہا  
 کہ کہنا کہ نہیں یہ کبڑا نہیں ہو کیونکہ تھو یاد ہو ابرہہ کی باتیں سن کر کھٹکا اور بہت ترش رہا ہوا لڑکی  
 سو دانت کھڑ ہو گئی غیرت ہو درخت کی طرح زمین میں گر گیا اسی غیرت میں اس ایک روئی کا گاڑا  
 ہو نکال کر سر اسپر دم کر کے جانب آسمان اڑایا کہ وہ پہنچے بھر میں ایک کوہ پر شکوہ نہ کر مخمور کے سر پر آیا  
 اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ دوار شہرین نے اس کوہ دیکھ کر سر ہلکا دوات جو کی وہ پھار روئی کا  
 چیرنگیا اور ہلکے ہو ہی ہو کر اڑ گیا اور ابرہہ کی کھا بڑا زور تو نہ پیرا گیا ہو یہ بھی شہنشاہ کی غیبت  
 کہ وہ ہمیشہ سے کچھ فریفتہ تھے نہیں معلوم کیا بنا ہو کہ مخمور نہ کہا بھڑو سے پھر وہی باتیں تو نے



کالین تو یہ بھی جانتا ہے کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہے یہ ذات کی کون ہے اسے ہم مطلع تہنشا  
عیاران عمرو بن امیہ بن یہ اوس کا اقبال ہے جو ہم کا فردن پر قیاس ہے ہون اور سونگے اور کم زور  
کس دن تجھ جو آج زور پیدا کیا ہے نہ جب ہی تجھ سے دے اب اچھا اب سبھل جا یہ کہہ کر ایک ناریل انگیا  
سینے کالایہ ناریل اگر اترایا اب یہ بھی لگاتی تو کام دیتا ابریق گھرایا اور ادھر اوس ناریل کو خرچ  
دیکر اس پر بار ابریق اوس کا آئے دیکھ کر زمین اڑا وہ ناریل پاؤں پر ادس کے لگ کر زمین پر گر پاتا تو  
اوس کا زخمی ہوا باقی بچ گیا ناریل اٹھا کر لڑکھاتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھلا اٹھا اور ترسول  
سحر کا کر کرد وڑا مہمور بھی ہوجہ پھر کر چلی لیکن دست پر پھر ترسول کھینچ کر مارا کہ وہ مہمور کے کندھے پر  
اوس سحر پڑھ کر ہاتھ جو مارا ترسول کندھے پر لگ کر زمین میں گر گیا مگر شانہ اوس کا بھی زخمی ہوا اور  
تازک بدن نے شاہانہ نشانہ ہونے سے تیوری چڑھائی اور ہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا  
تھا طغرائین بسیم اکثر کاتب قدرت نے معصیت رخسار پر لکھی ہے غرض کہ بلطیش غضب تھامتر  
اچھا چور لا کھوستی ہوئی آگے بڑھی اور سوخت حیرت کھڑی اس خنک کا تماشا دیکھ رہی تھی اور  
اچھ گئے سہ ما لا تو کر زمین پر پھینکا اور بکاری کرا دے جا اس مہمور کو پکڑا وہ آکر سامنے مہمور کے گرا  
اور اڑیاں اوسکی ٹوٹ گئیں ہوتی سب بکھر گئی ابریق ڈکھیا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا بس دست بھی اپنی  
قوت و شوکت دکھا کر کھار کر کھا کر اوس مہمور یہ دانی موتیوں کے جن نے مہمور سحر حیرت اوس نے  
کے سامنے بھرنے سے ہو چکی تھی وہ دانہ چنے لگی اور ناز زمین کا ناک بھون چڑھا کر پا سحر اٹھا کر جب بلط  
سوتی چٹنا اوس ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرہ قلک حسن و حیات سارون پر جھکی تھی اور تار آسار  
توڑ رہی تھی اور تو وہ مدتی چنڈ لگی اور دھر اوس نے ابرو یعنی ابریق نے کندھ سہر ماری کہ گردن کر میں  
اوس کے پسند پڑی اور ہوش ہو کر گری ابریق نے دھر کھینچا اور ترب تر لا کر شکن اوسکی اوس کی کند  
سے باندھیں اور لیکر حیرت کو جا کر درودن اور غرض گردن کرا دے ملکہ آپسے خیال سے اور سحر پڑھ  
ہونے سے پنجہ میرا سپر قابض ہوا اور تو یہ اسکو لیکر چلا سانسو یہ ماجرا ملکہ بار جادو نے خود دیکھا تا ب ضبط  
ترب ہی پیشہ قدر ہار بادشاہ شکر اسلام سعد بن قبا و شہر یزید تخت انجا آگے چڑھا کر چلی بس بادشاہ  
اسلامیان اور اس کے راجہ شہنشاہی پہنچتی ہے اسکو سہر ہیشا نکھنچن آنسو پوری دیوانہ پن فراج میں سما  
ہوا دل نپا تھا وہ پرایا ہوا مبارکی خواہان رہتی ہے گل بلبل کی بحث پر جی دیوانہ ہے درد زبان یار کا افسانہ



اوست جو نیکو کلی عجب کیفیت اس کے من کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نواز ترہ سرفری کرتے سانسو کچھ جن گھٹا خوش رنگ کا از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتا یہ معشوقہ اپنی زلفوں کو پریشان کر کے گھٹا کانی ملانی زلف پر ادسکی سنبھستان دہری کے ساتھ جان ہو جاتی سنبھ زنگ سنبھ نجان زمانہ کو سنبھ قدم خطاب پیکر سامنی کالہ تیا سنبھ راجستان عالم کو عشق میں اپنا پا مال کرتا آنکھوں میں سر دنیال وار دیا ہوا اس کے ملا ہوا حلقہ تبا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر من پر ادس حسینہ کے دو ہر اصاد کیا ہو چکا یہ طوق محبت آہو چھان زمانہ کیلئے پیدا ہوا ہو یا آہوان چین و ختن کو پابند کیا ہو صفحہ رخ پر مٹی کا ہونا ظاہر تھا کہ ملک طلب کر بیچ میں ایک دیوار کھینچا اس ملک کو دو حصہ کیا ہو بیل ادس گل رخسار کو دیکھ کر ملو کی طرح دیر آئینہ بیٹھ کر نقش بریوار بننا چاہتی باد گل مالکن بھول جاتی لیون پر سی ادس کی لگی ہوئی پشانی پر آئینہ جانی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جا ہوا جو رادھانی گلے میں پڑا سینہ پر چھاتیون کا ادبنا السراشرا سر ہا با وہ جمال وہ جھکرا اک مسل مسل مسدس

جہا تیان بھری ہوئی اور وہ جوانی کی سیا  
انے پستان بن ترنج شمع طرست یا  
کچھ چھلکے جو دو پر مٹی کے تہہ سے دیکھے  
گول گول اس کے سرین اور ہلو سی را  
پتہ لیان دیکھ کر جاؤ نہ کیونکر اسان  
لاتون ادس گل کے ان ہاتھوں کی یادوں کیا کیا

جسکو بن دیکھے ہونا محرومی جان نہا  
کھٹے ہو جاہن جسو دیکھے حیت کا نا  
پھاتی بھرتے یہ حیرت کی نگہ سو دیکھے  
آئے دیکھو سوتن عاشق بجان میں جان  
جمع حسن میں پر دانہ میں جلی پر مان  
شمار دیو کو جو نسخ پوچھو جلاؤن کیا کیا

بس وہ سہارہ قریب ایرلق ہو چکر بکاری کہ بیت

بہا بانی فساد خون کی تیر سر کرے ہن

اسی موسم میں دیوانہ کو سب بھکر کر دیا

اے ایرلق تھرد پھول سہار گلستان محبت سے چھٹا جا آہو اس کا کتنا تھا کہ تمام شکر اور ہر یک سر دار  
دنا سو دیکھا کہ نسیم سہار چلنے لگی اور ملکہ سہار جادو کو تخت پر جو گلہ ستی ہوئی رکھی تھی اسی طرح کی ہزاروں  
گل میدان میں کھا اور کیر دن چین سالان چہر دار اور سایہ دار پر نظر آؤ لو جو من میں بشارین جاری ملکہ کھا  
طائران خوش رنگ اور شیرین زبان مرغوں کی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب زینت کا تھا اور اس نے ان  
کی تھی کہ جان اور خوشی تھی یہی بلبل نگر اور دین روح روضہ صدف عشق تھی تھی ن کام کی بھی چھٹا



لانا تھی نہ تھی جو اہر کے درخت لگو تھی ہر شجر ایسا پیر از رنگین و بہار تھا کہ رشک و قامت یار تھا ہر برگ دیوان کا کف  
 رنگین نہ لدا تھا کسی جا غلاب پہ آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پر ہون پر  
 فائق نظر آتا خون چشم عشاق و اپنی عشق میں رہو اتنا کسی جاسنبل تر گیسوی غمہ نشان کا ہر کمر میں تر گیسوی  
 تماشا تھی کو حیران کا رہتا ہر گم سن میں انداز تخی صفا ہانی یا یا جاتا لالہ بادل خونی خونین جگر ان جہن لفت  
 سے برابری کرتی تھی تیار تھا لیکن بہتر از خسار بار تھا درخت بھو کوں کے گرد و لہن کی طرح زلیخہ پر شرم سے جیسے  
 عروس جھکتی ہو او سیطرے جھکے جاتے طاووسان خوش فعلیاں کر کے ناچتے چتر طاووس فلک بلا گردان سوسن  
 زبان کی او داہٹ دکھا کر نیل بوسے زسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل سے گریبان چاک کر نیکی دہون میں  
 حاش ہانی جاتی تھی شہر شاد سی قاسمان دہر کو ایسا شہر تھی کہ وہ غلامی و بھی آزاد فرما دے کیسین بلبلان  
 کش کمر قمری کا دل ہر دہش نوک ہر غار زبان نگہ دہوی نا الہیہ کرتی نوک سبرہ بصورت زبان ہر مبارک  
 بھی تکرار کرتی ترکان یار کو شہر ساز کرتی جہر اور نہرین او سہین بے تاب یاری شہر سندرہ او سہین شہر  
 شمس قمری آباری نہرین لطافت نیر و عفا لیکن درایت نگہ کا بندہ دست عقد شریا کو شرم خیر خلاصہ

کہ ہر طرف دران باد بہاری عروس بہار کے جو بن کی بڑی تیاری کہ ابیات

باغ تیار ہوا واسطے اسکے نایاب	فصل سبر کہ سبرہ و دسون پر شاداب
نہرین و زمین ردان چشمہ خورشید کہ	ریشمین کا بکشان بھول بزنک مستاب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوار دیر	نوٹے رضوان بھی جسے دیکھ کر انکار دیر
رشک گلزار خیابان جوش تیرات ہو چہن	جایا نترن دسون دسورین و سہن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح روشن	چشم تر گیس گل خورشید کو بھی چشمک زن
رنگ میں جے کے چہرہ کی رخ گل افکار	زلف غلامان کسین گیسوی سنبل ہر ہلکار
گرد بھو کوں کے عنادل کے ترا کوں کا سامان	قرمان بیٹھی ہوئی سر پہ سر گرم نقان
اب کو دیکھ کے طاووس گلستان رقصان	اپنی محبوبت میں سب کے زیادہ سہان
چھوے دیکھ ہر ایک زفرہ بردار کے ساتھ	جس طرح ساز کی آواز سے ساز کی ساتھ

اوس باغ میں بہار لہندہ ناز و انداز داخل ہوئی اور چوتہ بلور بر جا کر استادہ ہوئی کینتران خوش تما  
 و رنگین ادا گردا دس ماہ لقا کا حلقہ کسان اور اس سر و باغ کو حسن کا او سو وقت عجب لہنتہ تھا کہ دوجہ انجل بلو کا  
 اور پانچا کے پانچ کلائی پر پانچا سلوٹن دیر سین برابران کو پرن کرتی پیک ادنی سینا و ہر ہوا پانچا پانچا



چشم پر بار گران ہو ایسی کاجل کا بوجھ	دوش سے اونکے سنبھلتا نہیں نکل کا بوجھ	دور ہوا اونکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ایسی نازک مین کا دھتتا نہیں بلکہ کاشا	تا بکب سا رزناکت کو وہ لاسکتی ہیں	ہاتھ کب مندر کی نگت کو اوٹھا سکتی ہیں
ہر سلا پویشا تو ہر آفت چھل بل	ایسی خیار چھٹا دکا بھی لجا دیکھ	نازک ایسی ہو کر علتے مین کھاتی ہیں
وہ لگا دت کر مین انداز کہ دل ہو گیل	رنگ لائیک غصب طبع مین لگتی ہیں	دور ابھی نام خدا و بیان خودی ہیں

ہر ایک جھونکون کے خوشبو جو اون بھونوں کی ابر لوق کوہ شکات اور نا طمان طلسم کے تاک مین گتی  
 پس یکایک جھونکی کمر اور ہر ہوش سے بھر ہوش مین آرا گویا از خود فراموش ہو یعنی نوحہ عاشقانہ ہر  
 کو اور ہر مشرق بہار طر حدار کتر اشار پڑتے اس باغ کی طر چل ہاتھ سے منجہ رکھو پڑ دیا سات لاکھ  
 سپاہ ہر لیکر ابر لوق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکر کی بیان چاک کیے اور ہر پر خاک اور آواز دیوانہ  
 بادل ہر تراریہ اشار پڑتے چلے آذر تو غزل

دچار آنکھ مین مین کوٹھو یہ آج اک یا جانی ہو	خدا محفوظ رکھی ہر بلا کے آسمانی سے
تیری آنکھوں کی کیفیت ہے یہ جوشن صوفی مین	کوئی ساغر بھرے جیسے شراب زعفرانی سے
سنایا نیسے حال زار جب اپنا توجہ بولے	میں اب سو قوت رکھو دل بھرا یا اس کی طرح
یقین ہے گردش چشم حسین کے نہ چھوٹے گا	اگر پنج بھی گیا کوئی بلا سی آسمانی سے
مر در د سے بھر کی اور دلیں آتش الفت	خلط مشہور ہے یہ آگ بھجھ جاتی ہے پانی سے
خیال مین یار کے چھوڑ مین فلک نہ پٹیا چھوٹا	عرض دونوں یہ عاجز آد میری سخت جانی سے
ہم ایسے چار بھی گریان ہے آجائیکے موش مین	بھجے گی آتش دوزخ تمام اشکو کی پانی سے
وہ درد آئینہ باتین مین چلتے وقت کندی مین	بھرا یا اوٹھا دل بھرا مہ پیغام زبانی سے

درد و غم نہ نا طمان بند جن ملک خوشبو ہو پچی چھی مست و محبت مینا رو کر یہ کہتی تالیان بجا آذر تو غزل

اگر مینون رکھو بیابان کو سواری تیار	آج کل چلتے کو ہے باد بیماری تیار
دل تو کستا ہے نکل چلتے کو پر چلتے وقت	پیشتر دل سے ہوئی جان ہمارا تیار
سرمہ اندھیر خاطر قیامت نسی	قتلہ گیزر کیا کہ مین مین ساری تیار
بار پھول رنگا سینے ہو تو میری خاطر	بدھی زخون کی کر دینے تمہاری تیار
تیرے دیوانہ کی دشت ہے زیادہ ہر	پیران ہوتی مین ہر مرتبہ بیماری تیار



یہ سب جمع لاکھوں دیناروں کا قریب دس کشتن افسون بنک جب نچا سامنے پہاڑ چوڑی پر کھڑی تھی اوسکی  
 صورت دیکھ کر ہر ایک نے ہکا کر کہا کہ اس فصل میں تو بہت شورش خون و درو لوہ خون ہے جی چاہتا  
 تھا اس طرح افراسیاب کا کام کو ایسا کچھ نیا ہو کہ ہولی کا بھڑوا کر دیکھو اور بہار حسن گلزار سحر کی اسکو بھی سیر نہ رہا  
 دیکھا کر دیوانہ کر دیو اور رنگ بیل آگے گل خبا کی طرح سہرائی میں نغمہ سرائی کیچو اور پکے ہوا خواہ اور عاشق  
 تیرے گلا کر اور چاہو واد مشور ہو چکا اور اگر دشمنوں کو ایسا خار عم دیکھ کر سب پھوک پھوک کر مر جائیں اور ہر طرح  
 انکا کالا ہو جا اور اس طلسم کے یوم کی طرح تالیان بجا کر اذکنو کالہ بکھر غرض کہ لکھ تم تو آپ کے گل رخسار  
 کے بیل میں یار نے قریب پندرہ ابریق کو بلا کر کہا کہ اس عاشق تن بیل سہر جانی ہوتا ہے تم ابھی سیر  
 سامنے اس طرح چھو کر تے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر میں ہوا پھر جاسکی اور جی  
 نالا اور شیدوں کرو گے اور کسے دام محبت میں گرفتار ہو کر نئی فریاد زبان پر لاؤ گے بھو تمہارا  
 قول فعل کا اعتبار نہیں اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت میں تم افراسیاب چند دل کو قریب اپنا  
 سمجھتے ہو اور سیری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتی ہو تو بھو رسوانہ کرو سیر انام زبان نہ لو آہ و فغان لک  
 دلاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگادو اور اس کلچڑی کنجی یعنی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے  
 سلطنت طلسم کا تخت پر بیٹھی ہو دولت و خواری کیساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے گرد و ابریق نے کیا  
 ای ملکہ میر دل بھیر صہ اور جان سیری تیرے ناخن پا پر سے تار ہے یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو  
 کسی افراسیاب تو کیا سحر ہے ہم تو تیرے حکم سے سامی سوار نے کو حاضر ہیں کہ بہت  
 ہے پر درش سخن کی تری مہکویان ملک چلنا زمین کا کیا ہے اڑدن آسمان ملک

یہ ککر ابریق بھر ملو اور سحر کی بنا کر بھرا چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر سے بھی یہ خلعت سرکار مہا  
 کا ہے پتے جادو یہ فرما کر ایک گجرا پھو لو نکا اپنے ہاتھ سے اتار کر اس نافر جام کے ہاتھ میں دے  
 لالہ فام تے بازہ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ شکر لوت کے ہاتھ میں ایک پھول اس گلستان سحر کا تر  
 خود آگیا کہ وہ سب سگو سنگھڑ لگا آگے آگے ابریق اوپر چھو چھو وہ سب فوج و طریق بھری ابریق  
 افسانہ شکر سے پوچھا یعنی کہ تو تم سب کا کیا ارادہ ہے افراسیاب سوار ہو گے یا نہیں سب نے کہا کہ ہم اس  
 حرامی کو سب افراسیاب کے اور دوسرے حیرت کو کیا سمجھتے ہیں اونکا تابع حکم تو سوا ہے بھی بات نہ ہی ملک  
 پہاڑ کے بان نہ اڑدن میں آج ہے اس ملک کے حکم سے آپ جس سے روٹنے پہلے ہسم جانا ڈی



کرنیکے اور تلوارین مارنیکے نمک خوارون کا کام ہی ہے کہ تلوارین کھائین اور عاشقوں کا دست و پائی  
رہا محبوب کے لیے سہرا پائیا کٹائین ابریق ڈکھا شاہ اش سے جو اندر ان عرصہ ہر عاشقی ہی چاہے  
این کار از تو آید و عاشق چنین کند

بہتر ہے دیر نہ کرو افراسیاب تو بیان نہیں ہے پہلے اسی لکاتے گیسو بربہ حیرت بد سیرت کو  
تو کر کے سانسے ملکہ بہار کے بچپلو اور اوپر قربان کر کے ذبح کر ڈالو سب فوج حرم ہاے سحر کر  
ہمراہ ابریق لینا لینا کسکر چلی حیرت بادشاہ طلمس کی زوجہ جو اور بڑی ساحرہ جو اس سحر کو دیکھ کر  
بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال میں آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہے کہ کل ظلمات جو آتی تھی او سکو  
تو ڈبلا یا تھا اور سو کیا کیا نئی ظلمات کی قتل کی تیر کی آخر عیاروں کے او کے طرفداروں نے  
کام اوس بیوا کا تمام کیا اور پھر تیرا گھر پھر ملک مال برقرار رہا اور حیرت دولت ملکہ بہار کی بھی  
نہیں تمام ناظران طلمس پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہے کہ بہن ملکہ طلمس کی ایسی زبردست  
ہو ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچ کر یہ تو بچکے کھڑی رہی در جو ناظران طلمس کہ مسخوڑ ہوئے  
یہ سحر وہ سحر چکرانہ تین بچاؤ لگا اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہے کہ نصرت فوج حیرت کی مسخوڑ ہوا  
ہو اور نصرت باقی رہی کہ مسخوڑ شدہ لوگ اوسے لڑیں اسوجہ وہ ناظم مسخوڑ نہوڑ تھو اور بعض نے  
خاک جیشہ ناک میں لگانی تھی کہ خوشبو لکھا دیا غ سحر اونگی ناک میں جو آتی تھی سوتا پھرنے کرتی تھی  
مگر اوپر بھی یہ کہتے تھو کہ دیکھو بھائیونی اخصیقت آج بہار جلاوے کے من کی عجب بہار ہے ملکہ حیرت  
جادو اسکی بوڑھی معلوم دیتی ہے کون ایسا مردنگ دل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب کی  
جو ملکہ بہار کو پار نہ کر لگی بعض عورتیں جو قریب بادشاہ کے کھڑے تھو اوسے کہتی تھیں کہ بھئی تم کو بھیا کسکر نہو  
لیکن تمہاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن زیادہ کہتی ہیں اور دوست بازی اور ایسے افسلاطرد گرد  
جھکڑے نفرت و عار ہمیشہ ہلو دے مرد کی محبت کا کیا کتنا گودہ مرا تو نہیں ہوتا مگر جی بھر جاتا ہے لیکن  
اسوقت خاک میں ڈالو یہ فرا اور آگ لگا اس باجری کہنہ مست دیکھو بہار کا جو بن دیکھو بار بار یہی جی چاہتا  
ہے کہ دوڑ کر اسکو لگا دے لگائین اور پٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہلو  
روڈ تو ملین اور لڑکے مر جائین اور جان اپنی دین یا اسکی جان لیلین مرد او کو جواب دے تو کہہ دے ملکہ  
سچ کہتی ہو ہلو بھئی بہار کی مسخوڑ چن دیتی ہے پچا جان جا یا رہی مگر اپنا تو یہ قول ہے کہ بہت



عشق وہ کچھ جس میں کوئی بھان نہ جائے	بیت جان جاؤ تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے
-------------------------------------	---

ہم سچ کہیں ملک حیرت جادو دوسکی دشمنی را فراسیاب جادو دوسکا تشنہ خون ہے اور ہم قدیم ہن  
 اس سرکار کے ہیں اور ملک بہار جادو اور حیرت متقابلہ دشمن شاہ کمر داردن در غریب دن سوز  
 ہی مگر وہاں آداب عشق اور بیان پاس تک پس اس سبب کہم خاموش ہیں نہ ادھر بلکہ ہن اور  
 اوسط کھڑے تماشا دیکھتے ہیں بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اٹھاتا ہے ہماری بلا حیرت کیطرت  
 سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب فی اور دسویں بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ تلو ٹہرا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت  
 کو اسٹو مار لیا تو ہم خوش ہوگا اور میل دسکی اطاعت کر نیگے اور بہار کے ہلاک ہو میں ہم بھی نیگے کاٹ کاٹ  
 حیرت و افراشیہ تو یہ کہ کھلم کھلا ہن تی با پی جانیر اختیار ہو گیا او یہ غزل جو حسب حال ہے لکھ

حیرت ہے ہونہ زلفت رخ یار سے بگاڑ	غزل رہتا ہے در نہ کا فر و نیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہون چمن روزگار میں	گل سے بناؤ نہ مجھے خار سے بگاڑ
اوس سہ کی مہربانی سے اپنی ہونہ گی	غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہن وہ ہوسہ لب کے سوال پر	شیرنی کے پوے تک توار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے	زیبا نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اسے بحسب حسن لہریہ کیا آتی ہونکھے	رکتا ہے اپنے تشنہ دیدار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہن ہم	دہت ہونی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

اگر کل مشکری جو کہ ہوشیار بھی تھی اونکی تو کیفیت ہونی تھی اوسط فرسار بیت ذی ہر ہکڑی ہر ہکڑی ہر ہکڑی  
 کے نزدیک ہونا اگر اڑا اور شکر حیرت پر گرا دیہ فرہاد منش عشق میں اوس شیرین غدار ملک بہار کو خود ہی جان  
 دہریہ تیار تھی اوس آفت آسمانی کے آئینہ ناچار جان بچانیکلئے یہ شعر جو ہے ہر کہ بکر کر اوس فوج کیطرت جا کہ

بہاری میں بی بجاری زیادہ کج و محن تو لکھا	بیت ہمیں قیمت ہی ہے یار و خزان میں ہمیں جن دکھا
تو دونوں فوجیں باہم لکھیں تیغ سحر جلنے لگی	ہوا دسکی صرصر تہر بلکی نکل جسم کٹنے لگے رنگ آہن بھی
آج بہر آئینہ جان سبزہ زنگاری بنا ابرگر گھر آیا گلشن دہر میں تار کی موت پھل گئی تاملہ بڑ گیا باؤ خزانہ	نیاشکو قہ پھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جو ہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش ہمیشہ و خیر سہ گاتان حیات
میں آگ لگی برق سرگزار مان نہ ملتی تھی زخمون کا چپے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کندن	



کن میں سبیل باغ بنکر پریشانی دکھاؤ لگین ہر برگ جان بیل کے یہ سلسلہ خجک میں نشتر نہا آسید  
 بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اوس باغ میں بیل بنکر زمرہ منج ہوئی رخ زرد گیندی کا پھول نہا نہت  
 سیاہ مبارزان زلف سبیل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خیر عریان شاخ گل تو تھے  
 زخم جسم پر بربنگ گل خندان تھے ایسا خون روان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار نہا تھا تیر من سن  
 جلا سیم صبا کی رفتار گلشن زرم میں دکھاؤ تھو اوس حیرت کے شکر پر پڑ گئی تھی رگ ابر جان  
 کے لیے نیک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی صفیر گلبدان یا سمن پیکر ناظم طلسم تھیں وہ  
 خون میں شمر لور ہو کر گلنا پر پوش تھیں راحت فراموش تھیں گنج شہیدان مقدون کو تھا کہ انار  
 چستان خجک میں بھلا اور علاوہ تیغ و تبر و شمشیر وغیرہ جلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہو رہے تھے کسی نے  
 کہ کیو جلا یا تھا کہینے دریا بنایا تھا منہ برسا یا تھا بیر خون پیتے تھے چوٹیں جلتی تھیں منتر جتر پڑھو جاؤ  
 تھو بیرون کے آنے کے سانسے ہوا باغ سحر کے جلنے کا پتا دیتے یوں جلتے تھے کہ نسیم وزان تھی  
 تاریخ ترنج کے چمن کے چمن ہر طرف لگی تھی اوس سواریج کے اور کیا حاصل تھا بکا زام اذکا نارنج  
 رکھا تھا نخل تن بربنگ چار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی پچی پڑی تیغ تیر	شہای امان تھی نہ پای گیر	برستے نہ تھے تیر پر تیر سب
نصا بھتی تھی طلب پر طلب	ادھو وہ تو کا نہ ہونہ پٹھو حل	چلے دو قدم گر پڑے سر کب
ادھو قدم کو گردہ لسیں	پکرتی تھی پانوں کورن کی بن	دہن تیغ کی دیکے گردن میں ہا
وہیکلا جسم میں اندا کے ساتھ	وہ حاصل حل کو تھا اونہن سوخ	بہت دب گئی زیر سنگ کلوخ
ہوا منقطع کا زو کا شبات	کئی اکیم میں دور وزہ جیٹا	امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
برن کنا جان آوس سر کی خیر	جب اوس خجک کو طول ہوا اور ہزاروں ساحر حیرت کا	

رکڑ داخل جہنم ہوا ملک مہار قتالہ و سفاک یکہ تھا اوس باغ میں کھری ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور او  
 محمور کو جو ہاتھ سے ابریق کو چھوٹ گئی تھی اٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پھرا فسوں ملک حیرت  
 کا ادھر سے روکر کے اوسکو ہوشیار کیا وہ بھی صفت شکر مہرچ نین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی  
 تھی اور شکر بیان مہرچ کو زبان سے احسنت مر جا سحر پر بہار کے جاری تھے یہاں کا اوسوقت  
 یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان مر جا رہا تھا کاشوراد کے نسبت بلند تھا اوراد کے حسن پر ہر ایک



جی تیار تھا جس سے دوستو چاہا کہ طلمس باز گشت بجاؤں در پھر جاؤں لیکن خیال گذرا کہ اب سیر چہر جا  
سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسو رہے ہر بہار ہو گئے ہن وہ ہوش میں کسی طرح نہ آئیں گے جب تک کہ مسو  
بہار نہ دیکھا جائے ناچار اب مجھ کو لڑنا چاہیے کیونکہ سب کثرت سپاہ ابریق اور ادس کا لشکر  
مسو شدہ تھے تک پہنچا نہیں ورنہ اب تک وہ سب بچھڑا پڑتے اور پھر کب تک آخر لڑتے پھر  
اگر وہ تھے تک پہنچ گئے تو بہت برسی دولت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچ کر اسے اشارہ کیا  
کہ تمام لشکر کے جواو کے جلو میں ہمراہ رکاب تھا اس کے علم جلوہ گری پر اسے اور ہزار ہا لشکر  
بکھلے اس وقت عمر ز اور قسراں وغیرہ عیار جو ہر برقی کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علیحدہ کھڑے  
ادس لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے اور انھوں نے آپس میں کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑ  
آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم کی یقینی سحر بہار رد کر دیگی اور سحر کے رد ہو سے بہار ہوش  
ہو جائیگی اور سوقت مہرخ لڑائی کی ایک ہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی طلسم سے سامنا نہیں  
کر سکتی ہاں لڑائی البتہ بڑی گھسان کی ہوگی پھر ادس سے نایزہ ہی کیا ہے سوای اسکا کہ ہمارے  
لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضائع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کر بن عمرو نے کہا اچھا میں  
عیاری کر کے حیرت کو روکتا ہوں یہ کھنگر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور ہون مکاری عرصہ عیاری میں  
وڈراڈ ہنوز یہ کچھ کرتے پائے تھا کہ وہاں ابریق مع لاکھوں ساحر و جن کے حیرت کو اور  
افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا لشکر کو لڑا تماشہ قتل کرتا مارتا ہوا قریب حیرت پہنچا  
اور مہرخ نے قصہ کیا کہ اب حملہ کر کے ناظم ان طلسم کے بڑا ڈیر جائیگا اور انکی خیم و بارگاہ کو جلاد  
مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بھانا آپ تدبیر سے نہ ہو سکے اور  
چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے پس پا کر کے جانب ہم پہنچا کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوای حیرت کے کسی  
ناب جنگ باقی نہیں ہے سب ہوش میں ہیں وقت بڑا لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے  
اپنے اردو میں تھے ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقین چمکین اور رنگ بونگ کی سہر و سہر بجلیان کو ندنے  
لگین اور موتی برسنے لگا اور شہنشاہ جادو ان افراسیاب ایمان کو دیکھا کہ تخت نکست ہر سوار پر نیراں  
طلسم تخت کا ندھ پڑا تھا آگے آگے ویسا ہی تجل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اسکا چار لاکھ جادو  
سامری وقت باب ساحری کے پیر ہمراہ رکاب شہنشاہ عالی شان پیدا ہوا اور بادشاہ نے پست ابریق کا دیکھا



اور تمام لشکر کو اپنے سمندر پر نظر جوئی تو ملک بیمار کو گلشن سرزمین کھڑی دیکھا یکسور ہاتھ رکھ لیا آہ سر  
جری اور اسی طرف چلا بس قریب سو بجڑ ہی ہوا ہی باغ سر جوئی سر پایا معشوقہ دیکھ کر جبین تو  
ہو گیا تھا ہی ہوا باغ سر اور بھی یاد ہو محبت جری اور یہ شعر عاشقانہ زبان پر جاری کہ ایسا ت

بہان بلند شد سر دانا پر درام	ایک سر دانا تو اندھن برادر	از تو بہار رخس آفت خزان داور
ہو نہ سر نہ کشید دست بہنہ ترا	بیا زم آن فرہ شمع را کہ دوختی	بہان نہ کرد کہ حادث شود بہ خیر او
بیم جربہ کہ ز برمش اتفاق افتد	روغت ست مرا رہشت کو خیر او	جو گفتای بلالی پوہست گیارہ

یہ لالہ زسیرن کشید قتران یہ اشعار پڑھ کر بیمار کی طرف مسرور ہو کر چلا تھا کہ کچا ایک ایک طائر  
خوش رنگ ایک طرف ہوا اڑتا ہوا ایا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ شنشام ساحران  
یہ باغ سر جو کہ جہان آپ جا تو میں بیٹھنے اس وقت گل رخسار معشوقہ بیمار بالکل تھارہ سمجھو درہ  
وہ آسیب خزان سوچو گا کہ کبھی بیماری اس طلسم میں نہ آئیگی دشمنوں کی آگے جان جانی طائر  
یک کر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آ گیا اور چاراکر با شیداری نمک اس پر اٹھتے کیا تو ذکر سب  
لشکر میرا مسرور کیا ملک بیمار کا رنگ سفید ہو گیا بیمار من پر خزان آئی غنچہ سر سبز کہ طرح تھولی ہو کر  
مرحباں اور بادشاہ نے ان کو کیا ایک شعلہ آگ کا نکل کر جہان بیمار میں گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا  
دل بیمار چین آگ لگی گل ہر ایک آگاہ ہو گیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سبب و صوفیہ کی  
شکل نیلی زکس کی آنکھ میں وہ دھوان لگا کہ اندھی ہو گئی تحت چن سے گل منہ دل ہو افوج بلبان  
شکست کھائی خزان کے شکر نے گھیر لیا سترین مثل چشم اعی کور ہو گئیں نور و رونے لگے  
غنچہ مسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل نعم سو خون ہوا سر وٹے سر کو پر از خاک کیا  
دم بھر میں یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بسے اس باغ گلارین کے ناک ہی  
خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا وہ بہرہ کی تراوت نہ لکھا بہت نہ خوش فعلی نہ زمرہ سرائی مرغان  
بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بابل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز  
پڑھتے تھے چارہ حال گلشن پر ہسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مستند

نخل باقم ہو ذب نخل جلی صرصر	بہرہ تھانگ در طاعت آئینہ سحر	ایرا ندوم سے تار یک ہوا گلشن دہر
پو پچی اس خوش تلامہ کی ہوتی شہر	شام چھوڑا نہ خرابی کو نہ کو قہر	طرقت اس باد خزان نے یہ شگوفہ چھو



مروج ہندو متی کہ تدار تھا اوس گلشن میں رفت کل خون گنار تھا اوس گلشن میں لیز کیا تو کہا بازار تھا اس گلشن میں  
 جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن میں تپتے تپتے کو کی خیر مران نہیں جو انار دسہین دم گنج سید  
 ملکہ بہار طینے سے اوس گلشن حیر کے بیوش ہوئی اوسکو تو کینرین ہوا اور پڑا لکڑی جانب خیام و بارگاہ  
 لیکسین اور بادشاہ ذی دنا کہ ٹھہر تو سہی مگر امود دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ نعرہ کر کے آسمان کی طرف  
 اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر پرستے لگا وہ جو ابر برق کے ساتھ لوگ ہر بلوار میں کھینچے  
 گالیان دیتے چلے آئے تھے وہ ایک ہی مقام پر پاگل ہو کر رہ گئے اور ابر برق کو بعد دم بھر کے بیوش  
 آیا اور جتنے سردار ناظم و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہو کر پھول جو ہاتھ میں تھے اور گرجا کلا  
 میں ابر برق کے بندھا تھا وہ سب پھول مر جھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاحکال دیکھ کر  
 کمال ہی مجرب اور صاحب انفعال ہو کر قرق انفعال میں نہا گئے اور فرط ندامت سے شہر منہ  
 ہو کر منہ فگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور سیلاب ذی اپنے ساتھ والوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہی معلوم  
 کیا کہ یہ آفت سیر شکر پر کے سرے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھینا صاحب کا سحر تھا  
 دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا اور قریب حیرت اگر جو دیکھا تو حیرت آنکھوں آنسو بھر دیال کے  
 کھوے چپ اور سن تخت پر بیٹھی اس نے اپنے تخت پر اوسکو بلا کر گلے سے لگایا اور کہا رنج  
 نہ کرو تمہاری ہی بہن کا تو کرتوت یہ تھا اے ملکہ بڑے بڑے ساحر جو میان تھے اذکا کیا حال اس سحر  
 میں گذر تھا ملکہ نے کہا اے شہنشاہ آپ باتوں باتوں میں جو تیاں نہ مارا کچھ میں کیا جانوں کہ  
 نکوڑی بہن کیسی اور خال کیسی ابر برق زیر آ پکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظر تو خوب خوب رہیں  
 اب لگ صم کلم نبی ہوئی کھڑی تھیں یہ ابر برق تھا رابر پتیا اور ہر ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام  
 لشکر بہار کے عشق میں جوش و خروش کرتے تھے قتل پر آمادہ آ پکو ہر اہل کشتے آئے تھے شاہ ذی کما  
 کچھ قصور تھا وہ سب مجبور اور سحر ہو کر بھلا اب تو انسی بلا کر بچو ملکہ ذی کما جو ہوتا تھا وہ ہو چکا اب بچنے کو  
 کیا نایہ اسی طرح امیدیں سب ملکہ مجھ مار ڈالینگے اور اب کسی گناہ کا قصور نہ تھا قصور کیون نہ تھا یہ  
 بھڑوہ ساحر کیون کھلا ذی بہن جو ایک چھوڑی کسمر میں اس طرح دیوانی ہو جائیں نام بڑا دشمن تصور ہو گیا  
 حیرت نہیں آتی اور سحر ساحر ہی سیکھتے نہیں عیش میں بھڑوہ بڑے گئے بہن حرام کی روئی کھا ذی بہن شاہ  
 ابر برق اور افسر فوج کی طرف دیکھ کر کہا عجب سنا ہے کہ ملکہ طلمس کیا فرماتی ہیں اب تمہیں عورت



پاسے لڑکے سامنے غدر کر دیا اور اپنی سبکی اور مجبوری بیان کر کے تعقیر سعاد کے ہوا کو میں سب  
 کے سب سردار دوز کر ملک حیرت جادو کے آگے رو رو عجز و اور غدر کرنے لگے کہ غلاموں  
 کا کچھ جرم دانستہ نہ تھا ہم سب خود فراموش اور سحر میں بہار کے بیہوش اور مہوش تھے اسی ملک یہ  
 اپنا اپنا وارہی سحر کا اگر ہمارا سحر پہلے بہار پر جل جائیگا تو کیا مجال ہے جو وہ سحر ہو جا غرض یہ تو خطا  
 سعاد کرنے لگے اور افراسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آکر گرا اور پہلے ہی پہلے میں ہر دوسرے  
 سب کو سحر کیا یعنی ایک نایخ آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جا کر شق ہوا اور ایسی آواز سب آئی کہ گاد  
 زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہو جا اور کیا ایک آسمان سے ستارے جھرنے لگے گویا آسمان سحری بادشاہ فرما رہی  
 تو اس ستارہ قسمت لشکران مہرخ گردش میں آیا تھا اور اسی کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے  
 تاج ہو کر شکاریوں کے سر پر آ گری ہر ایک فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادو ان بھرے لگا  
 سوارین سحر کے اوتار کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر ہر ایک العفو العفو سے شہشاہ ساحران  
 کتا ہوا چلا اور وقت شاہ جادو ان حکم دیا کہ ساحران نامی جا کر بارگاہ دیار اور زمانہ دشمن  
 پر قبضہ کر لین مگر ابھی کسی کو قتل نہ تھا نہ زاری اور پڑاؤ پر کی فوج بھسٹا اور پریشان  
 ارادہ بھاگنے کا رکتی تھی کہ یکایک لاکھوں ساحر گردا گرد چار طرف سے آ گئے اور انکو محاصرہ کر لیا  
 بچا رہی سب لڑان و ترسان درگاہ خدا میں دعا کرنے لگے کہ پروردگار شمر سے اس ظالم پر کرنے  
 کے ہمکو بچا شاہ ظلم نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیان کو  
 اپنے پہرہ زمین کر لو اور آج دن بہت قلیل ہے رات میرا کی حفاظت کرو مجھ کو سب کو راہ فساد کھاؤ گا  
 ہر چند کہ خلافت آئین ظلم یہ بات ہے کہ یکایک مجرم کو قتل کر دی مگر میں ان سب ایسا جلا ہوں کہ ہنر سے  
 نہ چھوڑ دیکھتا تم لوگ عیاروں کے ہوشیار رہنا اور عیار و دیکھ کہ مارنے کے شے اتنا بڑا لشکر اونٹنی فست  
 کو مقرر کیا ہے غرض یہ انتظام کر کے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اور وقت یکایک آسمان پر آواز  
 دنا کی آئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹیں خوشبودار کی تازی لگیں کبھی شہر پھول آسمان  
 سے کبھی نین رنگ کر گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلائی متلون کی ہو کر سوتیل کی بارش ہوئی  
 آواز خوش آئند آئی پھر ایک آواز بہت سخت اور ہتھیاک پیدا ہوئی کہ اسے بندہ خاص میں افراسیاب  
 کچھ بجا خبر دی کہ ہم کون ہیں تمام لشکر ناظران ظلم کا اور ملک حیرت کا آغا آسمان دیکھنے لگا تو سب کو یہ معلوم ہوا کہ بارش کی



آسمان زمین تک ہر اور کچھ نظر نہیں آتا ہر دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہوا آسمان کی کمان  
 یہ تو کسی خداوند کی آمد کا طور ہے ایسی وجہ پھیلا ہوا یہ نور ہے کہ کمر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام  
 سجدہ میں گرے اور جو جگہ کا سامری کے شور مچا یا طر فہا جہاں سو وقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ میں  
 سر جھکا کر جو تر آسمان کی طرف اٹھا کر تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دیتا ہے انقلاب کر دیا تھا  
 کہ سر نیچے ہاتھ نہیں اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام شکر تو ہاتھ باندھ کر اور ہاتھ کو اٹھا کر لب  
 بجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کر کے ہر در سو کچھ  
 دور گیا اور عرض رہا ہوا کہ جو بزرگان دین ہیں خداوند یا اوس کے نائب وغیرہ تشریف لائے ہیں  
 وہ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف لائیں اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائیں یہ غلام دیرینہ اور تو  
 کچھ مقدرت نہیں رکھتا مگر آنکھیں اپنی فرش راہ کر گیا اور اپنے سر پر اوس صاحب کو بھائی لگا اس  
 عرض کرنے سے ایک آواز مقصود کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے آفراسیاب ہم جب تشریف  
 لائیں گے کہ جب سوا من سونا جاری نام پر تودان کر گیا ورنہ کچھ ضرورت ہمارے کی نہیں ہے تو خود چلا آ  
 درشن تو اپنے ہم نہ کھلائیے مگر جو کچھ ہوا کہتا ہے وہ کہ شاہ شہ جادو ان یہ ستر نیچے آ رہا  
 اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا اوس کے نائب تشریف لائے ہیں سوا من سونا مذکر کرنا چاہیے  
 وہ پاس بلا لائے ہیں نہیں معلوم کہ کیا تقدیر غصہ میں آکر کر جائیں تم جانتی ہو دیا لیا ہر جگہ کام آتا ہے  
 جب رہنا ہائیں گے فضا ہو جائیں گے نیز در کام نہ نکلیگا اور یا فرض تقدیر میری بھی نکرین تو یہ کس کام کی  
 بات ہے کہ خداوند یا اوس و درشن بھی نہیں اوپر ہی اوپر چلو جائیں سوا من سونا کیا بات ہے جلد ننگا نا چاہیے  
 ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابریق جلد سوا من ناسک کے جو ہر نیچے جا کرے آ ابریق دوڑا ہوا گیا اور جلد طبر  
 سوا من سونا اٹھا کر لایا شاہ نے اوس وقت تخت اپنا بلند کر کے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوا من سونا حاضر ہے پس کہتیا  
 تھا کہ یکایک بجلی سی کونڈی اب جو دیکھا تودہ نور ہو چھایا ہوا تھا شگافہ ہوا اور ایک تخت اوس میں سے سدا ہوا  
 کہ تمام جواہر اعلیٰ اور بیش قیمت اوس میں چڑھا اور سر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ میں ایک تصویر مثل شاہ کے  
 چہرہ پر بیدار تھی اور گرد اس کے جیسے شکار گاہ لڑکے بنا دین سطح ایک چرخ لگی تھی اور اس چرخ میں  
 تصویر تین کھاتی تھیں جہاں جلد کھوتی تھیں جس وقت یکایک میں پراہ تر آیا اور قریب اس سے ہو چکا کہ  
 تصویر میں ایک پیر ہوا اور سو پر وہ چہرہ پراہ تر ہوا وہ سب اپنا لیا اور اس تصویر کو پوچھ کر وہ سونا لیا اور جو کار کا



کفار میں پھر غلام ہوا اور اذانی کہ اے نبیگان قدرت خداوند منہ ہر شکل خرچ گردان دیکھاتے مہر قدرت  
 بنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعہ ہم سا کرتے تھے کہ خداوند ہر شکل خرچ گردان کو ہر پر خرچ ہر شکل  
 کا پھر تہا ہی چنانچہ جو کچھ ہم نے سنا تھا آج اوسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھوں سے دیکھا اور سیلاب نے دھڑ کر سجدہ  
 کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گنہ گئی ہکو پوڑی دو سو خداوند کو پریش کرتے ہوئی مگر کچھ ہماری امداد  
 کوئی نہیں کرتا خداوند نے یہ سکر ایک صد اہستہ بنا کر دیکھا کہ اے نبیہ قدرت تیری ایمان میں فتور  
 آگیا ہے حلیہ تو یہ کراری تو نہیں جانتا کہ ایک زمانہ میں ہے اور اسی عمر میں فساد ہوا تھا ہمارے پیرو  
 یعنی ملک مردارید سرخ پوش لال قبا پہننے ان مسلمانوں کو بیت کچھ سمجھا یا اور سر  
 خداوند نے حمزہ کو عرش اعلیٰ پر بلا کر دعوت کی آسمانوں کی سیر کر آئی زندہ اپنی بشت میں بھیجا تو فتح کو  
 دکھایا۔ جو مگر کہ حمزہ کے بیان کے تھے اور انھوں نے اگر مثل قیاد اور مہر نگار اور سیر و یہ بن حمزہ  
 وغیرہ سب خداوند کے دین کی گوہی دی کہ ہر شکل خرچ گردان ہر حق پر یہ سب امور اسلئے  
 منے کیے تھے کہ یہ لگ راہ راست پر آئیں آخر جب ان سب نے ہکو نما نا تو اور ایک حمزہ ہم نے  
 قدرت سے پیدا کیا اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہم نے خلق فرمایا کہ جیسا سامان  
 و سردار اس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارا اس حمزہ کو سرداروں کو پکڑ پکڑ کے مچھپو نکو اور گھڑیاؤں  
 کو کھلایا کہ شاید اب بھی ڈر کر حمزہ ہکو سجدہ کر دے اس حمزہ نے نہ مانا اور موت منے عمر و ایسی قدرت  
 عنایت فرمائی کہ وہ محبوب بری چہرہ مشوقہ قدرت کی شکل نہ کر قدرت کے پاس آیا اور بڑا دبی  
 کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائیگا پس عمر و قدرت کو پکڑ کر لیا قدرت جب اسے  
 غمزدہ کر گئی تو فرمایا کہ اے علی بنے ہر چہ چاہا کہ تو راہ راست پر آئی مگر تو گمراہ ہی رہا اب حلیہ جلاد کو بلا کر  
 قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلیٰ پر جائیں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو ابھی  
 قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نہ مانا اور جلاد کو بلا یا پس اتنا کلمہ دیکھ کر سب نے ان تصویروں کے آئینے  
 وہ شعلہ جویع میں تھا کانا اور آواز رونکی آئی آخر سیلاب اور تمام سردار مع حیرت نابجا کے حال پر  
 خداوند ہر شکل خرچ گردان کے رونے لگے کلام لگیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت  
 آپس و رنجیدہ دنیا میں تھی کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلیٰ پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ اے حمزہ  
 پہلے اب تو تمام عمر اسی بلچہ بن میں رہیگا اور میں تقدیر کی جاتا ہوں کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست



نہ اختیار کر گیا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے توڑ گیا اور آپ کو قتل کر کے خون بیکناہ اذکا اپنی گردن پر  
 لٹکیا اور وہ بچارے سبب ہمارے بہشت میں ہمارے پاس آئیں گے اور تیری فریاد کریں گے اور  
 بھکواں جنم نصیب ہو گا ہماری بہشت نہ لٹکیں گی پس یہ بدو عادیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو  
 ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہیں پونے دو سو اپنے بھائیوں کے ساتھ شراب پیتے  
 ہیں خفتیان کھاتے ہیں کیونکہ ہم جب چاہتے ہیں جب عورت بنتے ہیں جب چاہتے ہیں جب مرد  
 بنتے ہیں اسوجہ سے جس کے فراح میں آیا وہ مرد بگیا اور ایک بھائی کو عورت بنا لیا با ہم عیش کیا جس  
 بندے کے گھر میں جی چاہا چلے گئے وہ ہی خاطر سے پیش آیا اور اسیا اب جب قدرت خود حمزہ  
 سے ناراض ہو کر اور اس کے ہاتھ دکھ اٹھا کر عرش اعلیٰ پر چلے گئے تو بھرتی کیا حقیقت سے اور ایک کچھ  
 ہم ہی نہیں عرش اعلیٰ پر گئے اور حمزہ کو ہاتھ سے قتل ہو خداوند بلکہ دم خدیشہ جو پہلی خداوند تھیں اور بندہ یا  
 کے گیس میں طسم نارنج میں خدائی کرتی تھیں وہ عمرو کے ہاتھ سے قتل ہوئیں پھر خداوند مینار نشین  
 پھر قبای زین تن جو ملک فرنگ میں خدائی کرتے تھے اس کے بعد ملک مغرب میں خداوند شمر آ  
 سنہ گو کیسی جاگتی جوت کے خداوند ہمارے برادر مکرم و عظیم تھے وہ ماری گئے سو ذکر اذکی خدا یوں کا  
 سورنوں نے لکھا ہے اور نام اس کتاب کا نوشیروان نامہ رکھا ہے تو منسکا کر دیکھ بے ان سب  
 خداوندوں کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر عظمیٰ آباد باختر میں تھی اس طرح کہ انتک بیان  
 زبرجد شاہ فرعون شاہ عمرو و شاہ وغیرہ کے پاس تھا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلیٰ  
 پر ہیں تو کراؤ کا ایسج نامہ اور باختر وغیرہ میں ہے اب دیکھ خداوند تھا کو کہ اپنے بندوں کو سمجھاؤ ہیں اور  
 ان کے ہاتھ سے کیسی کیسی دکھ اٹھاؤ ہیں جب یہ بندے اذکا کنا نہ مانیں گے اس وقت وہ بھی عرش پر  
 آئیں گے اور اسیا اب بھکواں بندے سب برادر ہیں ہم اذکو پیار کرتے ہیں کیونکہ ایک دن تو وہ تھا  
 کہ ہم نے اذکو پیدا کیا تھا اور اس طرح اذکی نشوونما کی تھی کہ جیسے مالی درخت ہوتا ہے اور اسکی پرورش  
 سوا کرتا ہے پھر اس درخت کو کاٹتے ہیں اس معلوم ہوتا ہے اس طرح بھکواں دھین گیارہ رنج معلوم ہوتا ہے  
 اور افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمیں تھکایا ہے اور اس شکر سے کہ خداوند کی مدد کرتا ہے اور ہمارے  
 ہمارے تھکے و مرتبہ خداوند سا حراں کھلاتا ہے تیرے دم نام سامری جیست زمانہ میں باقی ہے تو قدرہ جاننا  
 ساون ہے اور زمرہ دو مان فسونگران ہے تعریف جو بادشاہ و زبانی خداوند اپنی نسبت سے فرط عشرت کے



کل تکلفتہ ہوا اور محبت خداوند کی ایک صحتی اب سو صحتی ہوگی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر  
 عرض پیرا ہوا کہ میں ایک بندہ تجس تیرا یا خداوند ہوں یہ سب تیری ہی قدرت نہائی ہے کہ جو تو فی  
 اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رہا دیا ہے خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہے  
 کہ نہ لایق آدمیوں کے خداوند کا کسی کا بس نہیں چلتا ہے یا خداوند میان بھی عہد کو بندہ گرفتار کر کے  
 ایسا ایسا سمجھایا ہے کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہے لیکن کس طرح ادنی کننا میرا نہانا پس معلوم ہوا کہ  
 آپ آئیے خداوند کی بھیکاران سب بھیکار یہ کس طرح راہ راست پر نہ آئیں گے عرض ایسا کچھ سمجھا کر  
 خداوند فرمایا کہ اے شاہ جاودان ہم اب جاؤ ہیں شاہ ذی سجدہ کر کے کہا کہ یا خداوند بارگاہ میں  
 تشریف لیجئے اور انہی بندہ نکو دشمن اپنا دیکھو خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ میں بنجائیں گے اسلئے کہ بہت سے  
 بندہ ہمارے وقت بھوکا رہے ہیں اور ہر فرشتگان مقرب انکا حال کد رہے ہیں اور دریا رحمت  
 ہمارا جوش زن ہے ہم تیرے سبب سکوت کر رہے ہیں اور انکی فریاد کو نہیں پہنچ رہے ہیں اب جو ہم بارگاہ میں  
 جائیں گے اور وہاں وہ بندہ قید ہو کر آئیں گے اور بھوکا دیکھ کر طالب اعانت ہونگے پھر وہ بردان بندہ  
 کے بھوکے شرم آئیں گے ہم سبکو چھوڑ دینگے اور اے افراسیاب بھوکا کیا جب ہم اس طرف چلے تھے تو سامی  
 اور جمشید کو رحم اوں بندوں پر آچکا تھا ہم کو جاتے ہیں کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہو  
 ہیں بھوکے جائیں گے اور انکی مرد کو شکر بران کا آیا چاہتا ہے اپنی مقام سے چل چکا ہے وہ اگر آفت ڈھائیں گے اور  
 خداوند کا درشتہ کنی بار سامری پاس چکا ہے کہ خداوند تمہارے چھوڑے جہانی ذہنت کہا ہے کہ طلسم میں بندہ ہمارے  
 ہو گئے ہیں اب تقدیر انکی رہائی کی کر دیجو بیش سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھو ہم تو خداوند کا کیڑا  
 رہ گئے ہیں اور خداوند باغیوں کی طرف داری کرتے ہیں یہ کہی رہی رہا تھا کہ یکایک آسمان پر رونے پینے کی صدا  
 آئی اور کچھ ساحر سر پہنڈاڑے ہوئے سامی بادشاہ کا آڈ بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہیں پس مقبرا  
 ہو کر پوچھا کہ اے راجہ تباؤ کیوں رہ رہے ہو آڈ ہو کیا سانحہ گزرا ہے اور بھونکے کہا آ بادشاہ مہتر برق منگی  
 زندہ نہ تھا نہ طلسمات تھیں گیا اور دوسری سعی اور ارشاد ظلماتی کو مارا اور بران کو چھڑا لیا زندہ نہ تھا نہ تمام بر باد ہو گیا  
 یہ سنتا تھا کہ خداوند ہر شکل کے ایک مقدمہ مارا اور کہا اے افراسیاب کی شفا میں سامری قبول کرنی وہ تو  
 میرا سامی ہے پیام سلام پہنچا ہے اب ان اپنی فوج لیکر آئیں گے سبکو چھڑا لیں گے علاوہ اسکے واکر چھوڑ کر دیا کچھ نہ بچا  
 نہ ہو گا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانوں کی اب خداوند اعانت فرمائیں گے تو پھر ہمارا رونا



بیکار و خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہو خواہ لڑیا نہ لڑا تو فرمایا کہ کیا نہیں ہے تو نے نہیں بتایا اب  
 عمر و کا یہ قول ہے کہ یا تو خداوند نادیرہ کی پرستش کرو نہیں تو مجھے مقابلہ کر پھر ہم کیا مسلمان ہو جائیں  
 خداوند نے کہا پھر تباہی پادار و اپنی دین کو تو مقابلہ کرنا ہی خداوندوں پر کیا احسان و فرمایا کہ  
 کہا اس وقت سب باغی آپ فرمائی ہیں کہ رہا ہوا چاہتی ہیں بس میں آپ ہی کی سیوا کرتا ہوں تو  
 ہاؤ کو چھوڑ دیجیے یا اونکی حفاظت کیجئے خداوند نے کہا یہ مجھے نہوگا تو فرمایا کہ اصرار کیا اس وقت  
 خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر مع مزخ کو مع مزخ کو سامنے طلب کر اور سب سے اپنا سحر اتار دیجیے  
 و نگو اپنی حفاظت میں کہیں گے شاہ و اس وقت ساحر و نگو حکم دیا کہ جادو افسران لشکر نگو امو نگو لاد  
 ساحر بلکہ مزخ اور مخمور اور بہار و طاؤس و نافرمان و زلزلا و لرزان و غیرہ کو کہ سب مسخ  
 ہلا کر لادو کہ چلے تم کو شاہ جادو ان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا ان فرمایا کہ پھر ہی تھو فوراً  
 ساحر و نگو کہنے سے حاضر خدمت شاہ ہو سب دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہیں اور آپ میں نہیں  
 ہیں بس جب وہ سامنے آئے خداوند نے فرمایا کہ اپر سے سحر دفع کرو شاہ نے سب پرستے سحر کو رد کر دیا  
 اب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ ان فرمایا کہ در حیرت اور تمام سردار اس کے اور سپاہ ایک مقام پر  
 ستادہ ہیں اور ایک تخت پر ایک شعلہ جھپکتا ہے اور گرد اس کے ہزار تصویریں چرخ مار رہی ہیں اور ہر سمت نور ہوا  
 خداوند ہر شکل چرخ گردان لینڈی بہار و کان میں مزخ کو کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمر و کی ہے  
 اس وقت مناسب ہے کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ رخسار فرمائی اس کو قبول کرنا مزخ نے کہا مجھ کو بھی کچھ طور ایسا ہی  
 معلوم ہوتا ہے عرض بیان خداوند نے کیا ایک فرمایا کہ ای نیدان قدرت تم قید میں شہنشاہ جادو ان کے  
 تھیں میں نے تیرے سحر رد کر کے گاہبانی میں تم کو لیا ہے اب تمہارا لشکر مسخ و نہیں ہے جبہ دار بھاگنے کا ارادہ  
 نہ کرنا اور کوئی سرکشی نہ جنانا جو مجھ کو خداوند سحران کو حوالہ کر کے چلا جاؤں اس وقت تم کو اختیار ہے  
 مزخ و غیر سب یہ بابتیں شکر فاسوش کھڑی رہیں اور ولین سمجھ گئیں کہ ہمیں خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہے اب  
 وقت پا کر دست و پا ہلانا اور نکل جانا غرض بیان خداوند نے فرمایا کہ ان فرمایا کہ اب ہمارا سطح ظاہر  
 بیان ٹھہرنا اچھا نہیں ہم غائب ہو رہے ہیں اور ان باغیوں نے آج کی رات کو محافظہ ہینگے جو مجھ کو اختیار  
 ہے خواجہ تجھے کوئی چھڑائی یا تو انکو قتل کرے ان فرمایا کہ اب آپ تو بارگاہ میں چلے کو کہتے تھے کیا نہیں  
 وہاں جائیں گے ان فرمایا کہ کچھ ترک ہی ہو دست پا کرے ہو دیو بھی تاکہ ہم عمرانی زیادہ پائیں مال و حکومت کی



ترتی ہو خداوند فرمایا اچھا کچھ شراب شربت منگواؤ ہم اپنے اگیاری کی خاک اسین ڈال دین سب شرنگو  
کوہ تقسیم کر اور آپ بھی پی لے جو من کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پیے گی بارہ برس کی ہو جائی  
حسن میں اپنی تین بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پیے گا رات بھر میں سوا منہری سے بھوک کر گیا اور نازہ  
شوگا اور عاوسکی ہزار برس کی ہو جائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی ختم شراب کے اور کئی شکر  
شراب کے منگواؤ خداوند نے شکرے کرے تریا نے منگوا کر نیچے قدرت اپنا شکر کے پاس سے نکالا سب دیکھا  
کہ ایک پنجہ نہایت ہی خوبصورت ہو کہ تیلی تیلی از گلیان جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہو  
ویسی ہی ہر ایک اذ گلی ہو اور منہری ہاتھ میں لگی ہو چریان خداوند پہنچے ہن پس وہ پنجہ جب نکلا ایک  
بہت بڑا تھا اس پر سے کو اس کی شکی من ڈال دیا اور اس طرح شراب کے خون میں بھی خاک اگیاری کی  
ڈالی گئی اور اس میں سے اول دو جام افراسیاب نے پیے اور دوحیرت نے پھر کو مصور صورت نگار  
ابریق کوہ سگات اور اس طرح ناطقہ در بند اور ناظران ملک نے شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر بعد  
ان کے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پکڑی اور افراسیاب نے حیرت سے کہا  
کہ اے ملکہ اس وقت تو مردین اور میں عورت ہوں خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھو اور اے  
ملکہ تو مجھے جفتی کھا ملکہ نے کہا اے شاہ تم کہتے کیا ہو میں تو مرد ہو گئی ہوں تم خداوند سے کہہ کر  
اسے تین عورت بنو الو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آ کے بڑھ کر چاہا تھا کہ خداوند سے کہی مجھ کو عورت  
بنادیکھو پس چلا تھا کہ طمانچہ بیوشی نے مارا تیرے مانگیں اوپر ہو گئیں حیرت دوری کہاری عورت بنا  
سین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہے پس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری اجو لگا لگ گیا جتنے افسان فوج  
اور ناظم وغیرہ بھی سب بیوش ہو کر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کر کے شکر کو اور  
چرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نچا کر کے یکایک پوتین ظاہر کیا اور نرہ کیا کہ منم عمر بن امیہ ضمری  
اسی مہرخ کیا میرا کھڑی منہ دیکھ رہی ہو پس سننا تھا کہ ساحران نامی نے ناریل تیرے گوہر قولاد  
کے مارنا شروع کیا اور عمر و زینر کھینچ کر بیوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیا بولشکر کہ بیوش ہو  
تھا وہ تلواریں پکڑ کر دورا اور دھڑلے کر مہرخ نور ہا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نرہ اپنے مالک کے  
سنگر حریر سحر کے پکڑ کر اگر اور ملکی گھسان کی مار ہو دم بھر میں سیل خون جاری ہوتی شروع  
غوغا مابہ گنبد آسمان ہو نچا ہر سنیے شور افتاد بلند تھا جدھر دیکھو لاش لاش اور وہ پھر



تڑپ رہا تھا ملواری ہی ملواری علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پر  
پڑ رہی تھی روح روان کے سکے کا چلن تھا دنیا مکسال بادشاہ مرگ کی تھی کابیات

وہاں تھو جو سب بانی دشمنی	قیامت کی تھی محو تیرا فکری	کمانوں سے تھو صفت نوح قدیر
روان تھا ہم تیرے بعد تیر	عمرو ذوہان پر نہ کی اعتنا	بڑھا کہہ کے تجبیر بہر دعا
رکھا ہاتھ جب قبضہ تیغ پر	قضا یہ پکاری سوی اہل شر	کراے کا فرو جلد مانگو امان
سرک جاؤ سر کی ہی خیر اب کمان	جڑھے منہ یہ ملواری کے خلیجیو	لگے کٹتے مرنے جری چار سو
کسین تیغ حکمی کسی جاشان	کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طیان	یہ کافر ہٹا اور وہ نمازی پڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا	گری لاش پر لاس اور سر یہ سر	بھرے تھے قیلون سے شہشت دو
جری سب تھو خون میں نہاؤ ہو	اگر جتے تھو گھوڑی اوٹھاؤ ہو	عمر و نئے اس وقت حبت کر کے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اوسکا تمام کروں اس وقت چند تیلیان پر نیردان  
طلسم شمشاد شمشاد کستی ہوئی پیدا ہوئیں اور بادشاہ کو اوٹھا کر لیجلیں اور چند بیرون ڈاکر  
حیرت کو بھی اوٹھایا اس وقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اوٹھا کر رو بفرار لائی دلیرون  
ڈولعاقب گیا پراو پر بھی پڑتے ندیا مال اسباب خزانہ بازارین سب بوٹ لین خمیوں میں آگ لگاؤ  
لیکن تیلیوں کے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کر کے عرض کیا کہ داری اس طرح آپ بیہوش تھیں ہم  
کنیزین نہ اوٹھاؤ تو دشمن ہلاک ہو جاتے ملکہ یہ شکر وہاں سے رنجیدہ خاطر اڑی اور قریب اپنی  
بارگاہ کے جب پہونچی نہنگامہ کا یاد آگرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشدای نالایقان تنہ بیان بھی بچا پنچ  
مہرخ وغیرہ ڈوجو حیرت کو اوسجگہ دیکھا طبل باز گشت بجا دیا اور بیچ فرزدی مراجعت فرمائی  
اور اپنی بارگاہ میں آڈی سردار بھی داخل خیام ذوی الاحرام ہو کر شکر تے کر کھولی آسودہ ہو  
عمر و بھی بارگاہ میں آیا مہرخ سے فردہ سنایا کہ اسے ملکہ ہم رنجیدہ ہو بلکہ خوشی کرو برف فرنگی زندہ  
ہے اور اسے جا کر زندان ظلمات میں ملکہ بران کو قید سے چھڑایا اب وہ اور بران دونوں  
ملکریان آیا جاتے ہیں اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ ڈی سجدہ شکر خدا ادا کے حکم ترتیب انجمن عشرت  
دیا ساقی و مطرب حاضر ہو کر داد عیش و نشاط دینی لگی یہ سب سردار تو بشرت تمام بیان ٹھہری  
اودھر برف فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول شکر ناظمان نور افشان کیلین



کسرت آیا وہ فوج لیکر حل چکے تھے برق ڈاونے آکر راہ میں ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ فرمایا تھا  
 وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کر کے تھڑ گئے اور کہا ای برق اینجو  
 تو ہم بغیر شریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپ گئی برق فرمایا اچھا اب اتنا تم تو قوت کرو  
 کہ ملکہ سحر کرنے لگی ہیں وہ آئین تو جانا اور مقابلہ کرنا انھوں نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزدہ ہو گئی ہیں  
 نے کہا اتنا ہی گئی ہیں اگر آزدہ ہیں تو ضرور ناراض ہو گئی اگر خوش ہیں تو ہو گئی جہاں اتنا تو قوت  
 کیا ہے اور تو قوت کرو اب خلافت راہی ملکہ پیشقدمی کرنا اچھا نہیں غرض کہ یہ کتنی ہی برق کے انتظار میں ملکہ  
 ایک مقام پر ٹھہری حال ادبیکان ہو گا کہ بروقت ٹوٹنے پل پر نیا دون کے یہ سب کیا جاننا ہی کر ڈ  
 ہیں اور افراسیاب کو جو پر نیا دان طلسم لگی ہیں صحرائیں لجا کر ہوشیار کیا یعنی ایک پری  
 رنگ منہ پرا افراسیاب کے چہرہ کا اور ایک پری فراتو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پاتون دیا  
 لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اونٹ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر جھکولائیں اونٹوں نے عرض کیا کہ اسے  
 افراسیاب وہ سواغرو آپکو قتل کیا جاتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑی قوت کی حکم  
 تھی کہ اوہر تو سارا لشکر ناریج طرح آپکو تاک کر رہا تھا اور ادھر وہ عیار قیر لگاتا تھا ہنر بخیاں  
 اسکے کے آگے دشمنوں کو کوئی مغرت نہ پہونچو وہاں سے آپکو ادھالیا اور میان سے آڈ بادشاہ نے  
 یہ سنکر اونکو رخصت کر دیا اور آپ وہاں سے بغضب تمام تر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر ان  
 لشکر ہونگی کہ دن میان ملکہ حیرت جب فوج صرح کے پاس آئی تو اوں کو بارگاہ اپنی درست کرانی اور  
 لشکر فزاری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج و غم گانا سب سو قوت کرایا آخر  
 سرور ہی فوج نے اگر عرض کیا کہ ای ملکہ رنج آپکا جاسی ہیجا نہیں لیکن ہم جانبارون نے بھی تو کوئی  
 دقیقہ جان نزاری میں باقی نہیں رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق و چست کرتے ہیں جگہ  
 ہیں اگر سامری فرچاہا تو ان باغیوں کو ماری لیتو ہیں آپ کیونکر گھبراتے ہیں اور یہ بھی مقدمات تقدیر  
 کے ہیں نہیں معلوم سامری کو کیا منظور ہے کہ غبی ہوئی لڑائی لگ جاتی ہے دیکھے شہنشاہ نے آئے  
 ہی سب باغیوں کو قید کر لیا تھا اور سوقت عمر و ہزار شکل نیکر آیا اور دھوکا دیکر لکھا ای ملکہ ہم یہیر  
 ہیں کہ یہ ایسی صورت کیونکر نکلتا ہے ملکہ نے کہا کہ اس کے پاس بھی ایک تخت ایسا ہے کہ وہ آہٹا ہے  
 وہی تخت پر وہ سوار ہو کر اور گام اور ہر شعلہ جلا کر اس شعلہ پر چرخ لگا کر آیا اور قہ ہا ہی نفی



اور دیکھو کہ جسکے سبب آگ برسی اور موتی اور سبز سبز بعض حقون میں آواز پیدا ہوتی ہے اس کے  
 شق ہونے سے وناٹا ہوتا ہے وہ اسے شق کیے اور اندر ان حقون کے خوشبو بھری ہوتی  
 اور روغن ایسے ایسے اس کے پاس ہیں کہ اسکو آتش بازی کے حساب کی طرح جب وہ کام میں  
 لاتا ہے نور ہی نور پھیل جاتا ہے پس یہ کرسٹمہ اسنے اپنی عیاری کا ہمو دکھا کر فریب دیا سر دار کو  
 عرض کیا کہ افسوس ہے ہم اسکی ان باتوں سے آگاہ ہیں اور فریب کھا کر ہیں ملکر نہ کیا جب وہ طلسم  
 میں آیا ہے بہت سی اسکی ایسی باتیں کہ ہم اس آگاہ ہو رہے ہیں لیکن وہ ہمیشہ ڈر طرز پر عیاری  
 کرتا ہے اور ہم آگاہ ہو رہے ہیں اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہے کہ ہم پہچان جاتے ہیں لیکن وقت میں کہ یہ عمر  
 ہے یا کوئی اور عیاری دور نہ پہلے تو ان سے عیاری و نکلی شناخت نہ ہو سکتی تھی یہ ہمارے شکر کی عیاری  
 سنو کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اور نکو یاد ہے وہ بھی کبھی بن پرتی ہے یہ عیاری کو بلا کر بد آواز آفت  
 ہیں اگر طلسم میں نہ آئے تو اب تک کب کا شہنشاہ تمام باغیوں کو قتل کر چکے خیر اب دیکھا جائے  
 کہ کیا ہوتا ہے غرض کئی سو سر داروں کی اسنے ناظران در بند کی خطائیں معاف کیں اور انکو دربار  
 آنے کی اجازت دی پھر ساقی مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئی ادھر ناظران در بند  
 ولیمین اسنے خیال کیا کہ واقعہ میں غصہ ملکہ کا جاس تھا ہمو غیرت لازم ہے اب ہم بھی عمدہ عمدہ کرتیا  
 کریں کہ فیکا کوئی جواب نہ دے دیکھو اسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سر فر دشی اسنے  
 مالک کے ساتھ کرتی ہیں اور سیران کا زرارہ میں گوی سبقت لے جاتی ہیں پھر جو وہ ہیں وہی ہم  
 وہ بھی اسے طرح قلو دار اس طلسم کی ہتھکن اور ملازم بادشاہ تھیں اب شریک عمر ہو گئی ہیں لیکن  
 یاد نکلی محنت کا نتیجہ ہے کہ انکو معلوم ہے کہ جسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہے کہ جو خداوند ساحر ان سے پھر  
 ایسی محنت کریں کہ بادشاہ سے نہیں تو اسکی فوج سے لڑنے کے قابل نہ ہو جائیں غرض ایسا کچھ سوچ کر پھر  
 شاہزادے چشمہ سامری میں نہانے اور سحر تیار کر نیکو روانہ ہوئے اور بعض شہر داؤد یہ کی طرف بعض  
 الاؤ پر شہید کے بعض بیابان ہستی کی طرف چلے اور بعض نے یہاں شتر دن کی جا پ شروع  
 کرانی بنگالی کا نور و دیں کے ساحر دریا کے کنارے بھیجے کہ وہ دھڑ بجا کر شتر جگانے لگے ہوم جادو  
 ہو گئے بھینٹیں چڑھنے لگیں جھٹکے ہوئے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہیں اور دونوں لشکر  
 ہوئے ہیں ادھر برق فرنگی بھی لشکر میں اپنے آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھ کر نہایت خوشنود



نہ تیرا ہوا سرخ ز کلا لگایا بہار ذلقہ اترا دیا مخمور گلین باہن ڈالکر ونیلی کہ بیا تھاری صورت  
 ہو پھر خدا دکھائی تیرا بار دہر کا صدقہ اتر گیا عمر و ز سب سر دار و نسو کما کار و تم سب کیوں یاں کو ضائع  
 کر دے جو کچھ دنیا ہو مجھ کو دی ڈالو کر میں خانہ کعبہ میں بھیج دو نگار بان عورت غریبا اور مساکین جو تقسیم  
 ہو جائیگا سب عمر و کی باتوں پر ہر تھوہریق کو بہت بھاری خلعت سب دے دو عمر و ذکا لایا میں انہیں  
 رکھ بیٹھو رن عید لقمہ کو پہننا تو خراب کر ڈالے گا برق ذمہ دار و نسو اشارہ کیا کہ انھوں نے عمر و کو سامنے بھر کچھ  
 ندیا کھنی طور پر مالامال کر دیا عمر و کو بھی بہت کچھ ملا عمر و ذکا اب میں تلاش بران میں جاتا ہوں بوقت  
 ڈسٹ حال زندہ نجات کا کہ اس طرح مجھ کو اتر سیاب ذقید کر کے بھیجا ایسا مقام صعبتے بنو دیکھا آخر کس سبب  
 راہ میں کچھ ضرر نہ ہو نچا آخر یوں افعی اور اژدر کو مار کر میں بران کو بھڑایا اب بران اپنا سحر تیار کر دے  
 کسی ہن یا کیونہ لینا کی نہیں معلوم کہ کس صحرا میں اپنے طلسم کے ہونگا آپ تو وقت فرماؤ عمر و یہ سکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا  
 پھر جب تک ادھر دھڑکی سیری کرن غرض عیاں ایک نوٹھم ڈنہیں میں اپنی فکر میں کبھی ارگاہ میں کبھی صحرا میں کبھی لشکر  
 دشمن میں آؤ جاؤ میں کہ حال انجا بیان لگا کر ایسے کہ کو بیان چھو کر حال ملکہ بران شہر زن بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا

ذرا اب سنو سحر کی داستان  
 لکھنا ہے مہر خ کے پھر بند و بست  
 ذرا بان سنان زبان پھر سنھل  
 ہوا صید لاغر سے جو دل نہ سیر  
 کسی صید پر پھر کرنیکے یہ چوٹ  
 سنھل اب زبان تسلیم پھر ذرا  
 سخن منقصہ ملکہ خوش صفات  
 روان جب ہوتی برق کے ساتھ  
 کہ چلے سوئے گنبد سامری  
 ہوتی یہ روانہ اوسی سمت کو

یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان  
 مبارک ہو حیرت کو کامل شکست  
 کہ تاکے ہے کفار کو پھر راجل  
 بیستان میں پھر گو بختے ہیں یہ شیر  
 شکار افگنی پر نہایت ہن لوٹ  
 کہ لکھتا ہے مجھ کو نیا ماجرا  
 وہ بران عالی گسرنیک ذات  
 تو دل میں خیال اوسکے یہ آگے  
 ملے واسے تحفہ تو ہو بہتری  
 یہ تھا دلین دشمن کو سلت تیرا

ملکہ زبور ایک آن اصدین شاہ مارا کر اپنے طلسم کی سرحد میں پہنچی اور قلعہ مفت لگ میں نہ گئی کہ عمر و گارہ کا مکر  
 اوسی سمت کی راہ لی کہ جہان گنبد سامری ہوا اور شاہ اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہے حیرت بھی اپنے طلسم



کے چرسے ہفت بلا کوٹھے کر کے انگوٹھی ہشتی کی لینے گئی تھی وہ مقام ہشتی کی تھا لیکن اسی  
 کے متصل ایک مقام پر کاوسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہیں اول زمانہ میں طلمس ہوشربا اور نورافشان  
 اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلمس تھا اور حاکمان طلمس ہوشربا اور نورافشان دوستی کا برابر رہتا  
 تھا نورافشان طلمس اتنا بڑا نہیں ہے کہ مقابل طلمس ہوشربا ہو اسوجہ سے حاکمان طلمس نورافشان بادشاہ  
 ہوشربا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کارہ کو تھا کہ  
 جیسا بادشاہ لاچہرین تاجدار جادو طلمس ہوشربا کا تھا اسی بادشاہ کو گرفتار کر کے آفراسیاب  
 نے حکومت طلمس کی اور شہنشاہ ساحران بنایا جو اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف  
 طلمس کے کیا ہے اور اس کے اطاعت اختیار کی ہے اور کو کسب بھی پر بھائی اوسکا تھا اور ہشتی اس  
 دیتا تھا اور عمرو کے باعث سے اوسنے سرکشی کی ہے حاصل مطلب یہ کہ طلمس نورافشان کو بھی  
 راہ جانیکی بیان ہستی اور الاؤ ہشتی کی ہے اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہے جب کوئی اس  
 طلمس سے چلے تو پنج میں یہ مقامات مذکور یلنگے اسکے بعد طلمس ہوشربا یلیگا اور جو کوئی طلمس ہوشربا  
 سے چلے تو اول یہ مقامات یلنگے اسکے بعد نورافشان یلیگا پس تیران کو پہلے ہوشربا سے نورافشان  
 میں جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھ کر مغربی دروازہ طلمس کی طرف سے چلی کہ اب پہا بیابان ہستی اور صحرائی  
 عجائبات اتنا ہی راہ گنبد سامری مل لین تو ہوشربا میں پہونچ کر غرض یہ مسافر صحرائی نیزنگ  
 وسیاح دشت افسون و غرائب جب سرحد طلمس پہونچے مغرب کی طرف کے پہونچی تو اودھ سے  
 پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤں اور اودھ سے پھر ہوشربا میں چلی جاؤنگی خیال یہ  
 طلمس سے اپنے آگے بڑھی ایکاشت ہول خیز و دشت انگیز میں گذر ہوا یہ پروردہ مہدناؤ و نعم  
 وہ صحرائی پر آفت و ستم ہوش و دھواں اس دشت کو دیکھ کر اسکے بچانہ سے مگر دل کو اکر کر  
 کہ خدا تعالیٰ اسیر انگلیان کے آگے کور و اندہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ اے جانے والی اب  
 جنگل میں کوئی بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتا ہے مسافر خیال بھی گذر نہیں سکتا ہے کیون اپنی جان  
 خرب پرستہ کرتی ہے بازگشت دیر ہوئی پھر جاری اور نوجوان یہ بڑی غضب کی جاہی ملکہ نے ان  
 باتوں کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم بہت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزوں تک زمین میں جادو  
 و نیزنگ کے فرش بھی جو بلندی تھی پانی خیال میں ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کر دیا جتے تھے



شعلے تابلاک جلتے تھے خیال کرنے سے پانوں میں دہم کے چھالے نکل آتے تھے زبانہ شعلہ

تابلاک سرکشیدہ شعلہ

زمین آگ کی آسمان آگ کا | جدھر دیکھے اک سماں آگ کا

جو غارتھا دعویٰ انا جنم کرتا تھا اپنی جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو گہر دشت  
میں اُرتا تھا وہ ایک میل آتش کا بنجاتا تھا اور ادھم سے دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا مردی جو ساحران  
نامی کے مرگئے تھے وہ اس دشت میں نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگاری اوچھالو تھے اور کھاڑے  
تھے سامری کے نام پر جو پیشی ہو کر مر گئے تھے اونکا اسی دشت میں گذر تھا ہر ٹیلہ اور ٹیکری پر جنگل  
آگ کے بے نظر آتے تھے پھر وہ غول بنجاتے تھے ابھی زمین پر پانوں رکھا ابھی پانوں کے نیچے  
دریا کی سبز رنگ پیدا ہو گیا آگے چلتا دھوا رہا اس دریا میں غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو دیکر کر  
کنارے پر پہنچایا پھر جو قدم اٹھایا اپنے تئیں دہن اڑ درین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی  
بیکسی پر آنے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اڑ در پاپا اور نہ دشت و در دیکھا مگر ایک مختصر  
سادیران گھر دیکھا کرنے کا جھوٹے ڈھنگ کا بنا ہی دیوار نہ در و دشت کا گذر آرام اس سے  
منزلوں دور ساکن اسفل السافلیں بھی نفور جو کوئی مقام مکان کی طرح کا پایا اسکی چھت چھت  
غائب دیکھی کوٹھریاں ڈھنی ہوئی نظر آئیں کین دو چار گز کا چوتھرہ چار پانچ پھر کا اور پرانے  
بانس کا چھپر جھکا ہو پڑا مگر ادھم سے بونڈ لاڑ کر بلا بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی نہیں آیا سامری  
نے میرا کھانا نہ بھجوا یا بہت بھوکا ہوں اس گھر کے صحن کے خون کا پیسا ہوں پونچھو والا  
وہان کا حیران رہتا ہے کہ اس بلا کی ایک ہی نوالہ کیا اس بیچاری نے تن بھر کر دیا پھر خدا نے بچایا  
آنکھ کھلی تو اپنی ٹہنیں ایک باغ میں جادو کے پایا کہ ہر تھا اوسکا اعجاز تھا ہر شاخ میں جادو کا سا  
تھا آہ رسا سے بڑھ کر ہر ایک شمشاد مری کو کلیجہ کھاڑے کی ترکیب یاد دیدہ رنگ نشان ہر ایک نہر نہر  
اسکی خدا کا قمر سبز وہان کا زہر عم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کیلئے خار خدا کی نیاہ نخل  
کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر ایک شاخ کف افسوس ہر ایک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خار  
سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو پیدا رنگس میں رنگ چشم عدد ہویدا سرکشی سر دلب جو کو آتی  
پھول وہان کے سیا خون کے حق میں کاٹے ہوئے مرغمان چمن لودہ دشیون کرتے حال سیاران



باغ پر رونے مسدس

بہر لہر نہ تھرا رون سے بین مانند چار  
فاختہ صورت مسطور تو شمشاد ہو دار  
راہ وحشت ہی میں جم جاتی ہیں ہر با قدم  
ہو ہی سے نہ کبھی شکل ہی جسد نہ  
بغ نارنج سے حاصل ہے حاصل فرا  
خون انگر کے دانتوں کو ٹپکتا ہے سیا  
کبھی خاموش نہیں اس چہستان کے لیور  
تو کہ ہر خار زبان ارنی گو سر طو  
نما جب کرتے ہیں اک آگ لگا دیتے ہیں

شاخ عرعر ترے بے غری سے پر بار  
یہ صنوبر کو لگا گھن کر ہوا سوکھے غار  
بہر مجنون سے بھی بڑھ کر ہیں قدم چار قدم  
سیب کو دیکھو تو اس سیب کا دیتا ہے تیار  
منہ لگاؤ کوئی میٹھے کو تو کھائے کھٹا  
تاک میں جو اردن کو کانٹا سا ٹھکاتا ہے بیان  
نالہ کش نکل پے ہیں دار پر جیسے منصو  
لب شیون سے گل شمع بجلی کا طور  
ہر شہر میں یہ فلک دم میں جلا دیتے ہیں

ملکہ تیرا اس باغ میں جب پہونچی بلبل روح اداس کی نفس تن میں گہرائی کہ یکایک ایک آنکھ  
سیاہ آنکھ چار طرف سے لہجہ گھیر لے کر لے کر کاشور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلام میں آیا خدا کی سیاح و طوفان  
سیاح کہ طوفان نوح بھی ایسا نہوگا لہذا اس طوفان کے ایک دیو قوی ہیکل اس نہر سے ٹکرا سکے  
قریب آیا اور بچے قوی جانب اس کے بڑھایا منہ بھاڑ سا کھول دیا اس کو ٹکھانا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس  
کو مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگوں کی زبانی سنتی چلی آتی ہے کہ بیابان عجائبات میں جب قدم رکھو تو دہانگی  
بلا میں سب فرشتے ہر سامری کے پجاری ہیں اور کوئی زمین سکتا چپکا کھڑا ہے وہ جیسا کہ  
آزار پہونچائیں دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتیں جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچے گا اور اگر  
نور بھی پاتھ بانوں ہلائیگا تو اون بلاؤں کا طہر ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل  
عراو پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہاں جائیگا قصد کرے جو کوئی تحفہ اس گنبد کا پہلے سے  
اپنے پاس رکھتا ہوں ورنہ غیر شخص نہ جاسکے گا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہے کہ یہ ایسا عاشق نام سامری  
ہے کہ باوجود مصیبت ادھانڈے کے اور ایک بار یہاں آنکے پھر بھی خداوند کے درشن کا شاق ہو کر  
بیان آیا ہے اس کو گنبد تک پہونچانا چاہیے پس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوچے خاموش کھڑی رہی وہ  
دیو اس کو بزرگ دہن میں رکھ کر نکل کھینچا نہ ہو سکتا ہے جو اس مجبور نیاز کے اندام کو جسم ناک اور روح



لطیف برصہ گزرا وہ موت کا آنکھوں کے سامنے بھر جانا وہ اوس دیو کی شکل مصیبت زدہ اور کھنڈ میں  
جا کر زندگی کو ہاتھ دھونا اگر اس طرح کا انسان خواب دیکھ تو یقین ہے اوس خوف کی سونا ترک کر دے  
اور لیٹے تو اس خیال میں اچھل اچھل کر اوس آرام بیان عاشقان نے اوس مصیبت مرگ کو بھی  
اپنے اوپر اختیار کیا لیکن طلاق طلسم عالم نے یہ خلعت حیات دو پارہ عطا فرمایا یعنی سبب  
اوس اختر مردار کے جو اس کے پاس ہر شکم دیو میں زندہ رہی اور آنکھ جو اوس کی نودہ دیو دیکھا  
نہ دباغ نظر آیا ایک شست پر خمار و مردم آزار کو سون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیا ست

وہ تھا کہ وقت وحشت خیز ویران	انہر و ن جبین تھر آئینہ سار	درازی اوس کی سرحد عدم تک
شہر و قیس کا جبین قدم تک	مصیبت زرا یہ شکل ہر جانان	زیادہ قلب مضطرب و پریشان
ستی راحت کی مثل بخت مجبور	اصیدریت اس کی منزلوں و	وہاں تقدیر نے اوس کو ملایا
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا	کیے یعنی وہ اسیر دام تقدیر	تمنا جلی تھی شایان تقدیر
عجب سے سر نہ اٹھو رہے تھے	رخ گلگون کے آنسو دھو رہے تھے	طیش و دوزخ کی پیر تھی زمین سے
عرق بہتا تھا اوس کی جبین کا	چراغ حسن ستاق فنا تھا	کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آئے ہیں چراغ زندگی کو بجھایا جاتے ہیں درخت سر جھار منہ سپاڑ بننا  
کھڑے ہیں گویا بلائیں زمین کی اوس کی نی گردش فلک کی ہے کہ ہر قدم پر آزار ہے ہر جگہ فرش  
خار ہے کانٹے تلودن سے پار ہوتے ہیں پشت پانک و گار ہوتے ہیں اس آسمان حسن کے  
ستارہ قسمت کو فلک نے خاک میں ملایا ہے خاک صحرا پر جم گئی تھی پوشاک صلی ملگنی ہوئی تھی  
تپا پسینہ کا زمین پر بنجاتا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی  
تھی کہیں سے شہر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہیں کوئی بلا زمین کی کلک ڈراتی تھی اثر و سہمہ  
سنی کھوئے بیٹھے تھے زہرا گل رہے تھے فلک سے آگ پرستی تھی زمین لوہے اور تانبے کی سطح  
پتی تھی اسی عالم میں یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیا ست

بشکل ابراہی کھپہ سیاہی	لگے فریاد کرنے مرغ وہاں	ہجوم اشک سے واسن ہوا
بیت سینہ میں ترپا قلب مضطرب	یکایک مثل بخت ناتوان میں	ہوا خورشید بھی محتاج تمکین
زمین کی تالک چھاتی سیاہی	بلا اک سامنے کافی سی آئی	بجاری وہ ادھر آتے گھڑا دن



یہ محنت خاک میں تیری ملاؤں کسی فرشتہ پر سے دی یہ آؤں نظر آئیگی صورت بہتری کی بڑھی دانس جب آگے کو یہ کیس تھی راہ اور تھی وہ راہ آتش کنوین میں آگ کے لا کر ڈھکیلا کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی	وسے دیکھا تو گہرائی یہ دلدار نہ گہرا اس قدر اسے مایہ ناز پکاری یہ دو دہائی جو دو دہائی بہت مجبور و مضطر سخت ہیں بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے ہوا سب جسم جگر اور سکا کولا اوس تاریکی میں یہ ماہتابان جب روانہ ہوئی اختر مر وارت کا لگا	عرض بھائی وہاں کے ناچا دہائی جلد سے تو سامری کی بلا وہ اسکے پھر چھپے نہ آئی نظر آیا اوسراک چاہ آتش اوٹھا کر پھل اوسکو زمین سے کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی
---	---	--

ہاتھ پر رکھ لیا کہ جب سب کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اوٹھاتے ہوئے چلی جاتی تھی  
دل سے یاد خدا کرتی تھی گز زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا  
یا نام خدا سے نہ سے نکلتا جسم و جان میں تفرق پڑ جاتا وہاں کی بلا پھر زندہ پھوٹتی یہ  
زبان اپنی سنہا لے ہوئے مضطر بانہ روانہ تھی کہ اس بات

نظر پھر آئی کچھ طاؤس ان چند بدن میں ہر طرف سے آ کے لیٹے اڑے اک سمت کو اور یوں پڑے مگر مسیدھا ہو قسمت کا وہ پھر ہوڑ سب زخم تن پھر اسکا اچھو پڑے اس وار پر دیکھ گنگار ہزار دن رنگ کے دیو ستمگار ہو اور بھیدہ اوسکا قلب مضطر ہو کر گل اور ٹھری اس میں پیدا نہ یہ وقت کبھی تھی آدمی میں روان تھی برفسون میں مچھلی چلی آگے کو لیکن سخت حیران	نہایت تیز پر غلطوہ و خرسند کیا شکار ہو کر سے بدن کو کہ ہم اوسامری صدقہ تھارے کہ بھراک اڑ دیا پاس اسکے آیا تھی دانس چلی پھر روتی آگے خدر مانگا و مانسے اور آگے مقابل آ کے کرتا اپنے تھو دار جب آیا ہوش دیکھا میں شجر ہون شجر کی طرح تھیں شاخیں ہویدا شجر سے پھر ہو دریا ی زخاں کناری جا کے پھر دریا کے پہونچا کئی دن تک رہی گردش سفر کی	ہو وہ سدرہ اسنا زمین کے پیا پھر خون تن اور دلیں خوش ہو رہی بیہوش یہ نازک بہت و گنگرا اسکو پھر حوا اوس ذی انگلا کٹری پھر اوس دیکھی اک جگہ دا بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھی گری یہ خاک پہ بیہوش ہو کر زمین میں گرہ کی بار آور ٹھہر نہ تھا یہ ہوش میں انسان تھی ٹھہر نی دریا سے پھلی خوب تیار نی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان نظر آئی نہ کچھ صورت سفر کی
--	---	---



غرض بعد از گذاردشت ہامون  
 سر اسیر پریشان دل جگر خون  
 نظر آسا وہ اک جانب کو ہونچا  
 کہ جادو کی سر اسیر وہ مین تھی  
 یعنی وہ ماہ و ش گل اندام اس طرح کی اندامین اور خنیاں سفر  
 کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سر سبز و شاداب تھی اور چاروں  
 اوس قلعہ گلزار کے چاروں دریا بہت تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ یا بل کا نمونہ تھا  
 زمین فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم و سنج و مخزن دھوئین کا تھا سینہ زمین  
 بہار و اسکو کنار روانہ ہر جسم آفتاب مین ایسا دھوان : ہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہو گیا تھا منزل  
 فلک کی چیت مین کا جل جاتا تھا دنیا سیہ خاتہ تھی کا جل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین دھوان  
 کھلکھل پتیا ب کھانا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کا کل سج کھاتی تھی یا  
 عجوزہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو بیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دور یا مین مین  
 ادسی دھوئین کی اوٹتی تھیں کندافت بہر عاشقان زلفت نظر آتی تھیں یہ عالم تھا کہ ایسا  
 سب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن دھوئین شب و پیرایہ روشن سب مثل نصیب تیرہ اٹھتان  
 بلا کالی بھی تھی اس پریشان ایک طرف کو اس زمین تربت الگین کے دریامی آتش تھا  
 زمین و آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اس آگ کا اڑ کر جاتا تھا عفریت کے  
 جو آتش سر پیرا ہے اس سے خوف کھاتا تھا ہوا تھا مین وہ شرار و ن اڑ کر جاتا اور پتیا ب  
 کھانا عیاذ ابالہ آسمان کو اپنے جھوٹے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی  
 بھر کر کنز کے لیے بیج و نو کے ڈول کو چھڑھوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انکار و بڑے بڑے  
 چھوٹی چھوٹی چنگاریوں کو کھاجاتے تھے اترد ہے کی طرح ہر سائل اسکا منہ کھولے نظر آتا تھا  
 دل اترد ہر گاہ ہلاتا تھا کہ ایسا

فلک و برستی تھی ادسجا پاگ  
 زمین کا ارادہ تھا جاؤ نہیں گل  
 زمانہ کی سب مہیاں ان تھیں بیچ  
 جلا تھا اوسی خوف و دل شمع  
 ایک طرف کو ہمیشہ تربت قرین کے دریا آب تھا جس کے بحر عالم کو  
 خوف غرقاب تھا ساحل اذکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اور سکی ہمار کوہ کے  
 مٹتی ہر حباب گیند اذلاک سا سوجھن خنجر سے زیادہ تیز نظر آتین جاتین خوف سے دیکھ کر اسکو  
 مٹ جاتین جبرم اس کے کنارے پر قدم کوئی رکھ شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جا کر مل جاتے



اکشتی بلال کو ڈوب جانے سے فلک بجاڑ بہت آسمان نیلگون دوی جہاز نبائیے کہ ایسات  
 ہو اپانی ایسا شور پیدا لب ساحل سے تھا اک شور پیدا ہر اک موج ادسکی آفت درہم آفت  
 جسے دیکھے درستم کی اڑین ہوں اور ایک جانب دس صحرائی پر بہار وادی بے خار کے دریای  
 سیلاب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان وزمین نے پارا پلایا ہر  
 یا پار کی کان وہ دریا بنایا ہر لہرین ادسکی جب دھٹی چاندی کے تہرے نظر آتے جاب اس کے  
 سورج کی ایسی چمک دکھاؤ زمین کا بوجھ بھارا دس بحر زار کے ہونے سے بڑھ گیا تھا ایک ایک  
 موج ادسکا ادٹھکرو دیو اسباب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے  
 اوس بحر کے روی ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پھلک لہرین لیتا تھا  
 گویا چشمہ جوشید لہراتا تھا کہ ایسات

کین چکرین یون پارا تھا اوجا مہوس جسطرح ہر چرخ دنیا اکبھی تھی بحر آفت خیر ادھٹی  
 چمک جی تھی تاج چرخ جاتی اون دریاؤں کے بیچ میں وہ بیشہ فرحت آگین تھا عجب بہار  
 جانفرا دس صحرائی تھی کہ شجر پر از فرشل اہل تواضع سر جھکاؤ پھولوں کے درخت تلکنت خالق مجسم  
 انسان نظر آتے پھل و رختوں کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتا نہرین  
 بہ آب و تاب جاری وزان ہر سو باد بہاری جن کی طرح پیرایہ روشن کی بہر روشن نہایت خوش  
 قطع نہین عروس باغ کی مانگ کلی ہوتی قریب ادسکا ہری ہری گھانس لگی جوکان زمرہ کو بھی  
 شرماتی رہتک سے ہیرا کھلاتی نہروں میں نوار د جاری بلبلون پر بقراری طاری پانی کی کشانی  
 پر گمان چشمہ ماہ و مہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نقدہ سخی کی دھوم ہر طائر  
 خوش آسمان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلس شیراز کی طرح ادسادی کا دم پھرتا  
 خوشبو گلون کی تمام وشت مسکاتا روح لطیف اہل دلان کا ادسکا مسکن پاک طینتوں کا ٹھکانا  
 قسیم و صبا عشر نشان ہر گل عطردان کی طرح کھلکھلا ہوا شگوفہ لعل کی صورت بنا سوا ہمت وہان فصل ہا  
 اور فضا ہر تھخہ چمن نیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پر ہر طرح کا جو بن ہر فصل کے پھول لگو ہو ہو  
 تیار بلس دل سوجان سے اوس باغ پر نثار خزان کو دہان سخت خار تختہ چمن سر بر حکومت شاہ زمین  
 کین بہتر جنگی سر زمین میں رعایا سبز و خرم ہر ایک شمال ماور و ہر دودھون شاد پوتون بھلے



شاخ شاخ سے شاقون کی طرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلابی چلی موتیا سو گرانسریں و فستق  
 بار دار اشجار و ن من سبب وہی دانار و ناشپاتی پر جو بن گین سنبل و افغ پریشانی کہیں  
 نرگس رفع کی حیرانی کیسی سو سن خزان کو آنکیں دکھاتی یا بتان قدرت کی مرج زبان گان  
 سے فسر ماتی ہر طرف نسیم ستانہ وار لکھاتی کہیں طاؤس رقص سے مانوس کہیں گلگون  
 بڑی ہوئی اوس کہ ابیات

نظر آئے نہال سہر و خرم	جب دیکھے سے دل ہو شاد خرم	خرمین اس طرح پیدا تھا جو بن
کہ جیسے عارض دلدار روشن	پڑا ہر سمت سببہ دلہانا	ہوا چلتی تو اک جو بن دکھاتا
اگر غنچوں پہ دان کی چشم واک	گرہ کھلتی تھی دل کو مدعا کی	نظر ہو پچی اگر سو سے گل تر
تو یہ دل محو تھا دی گل تر	سار عمر تھی سنبھل میں پیدا	مرا جو جاسے ہر محل میں پیدا
کہیں بھولوں کا عکس از غوانی	بنا تھا مثل مسر آسمانی	ملکہ غنچہ دہن اوس بیشہ فرحت

آئین میں کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب  
 اور تاپا پاپا اور وہی چارون دریاؤں کو دیکھا کہ گرد اوس صحرا ہی بہشت آئین کی سوچ رہا  
 ہن جب کنارے پر اوس بیشہ فرحت آگین کے گزرا ہوا دیکھا کہ صحرا ہی بہشت آئین تو اس  
 جنگل سے زیادہ سرسبز و شاداب ہو لیکن اون چارون دریاؤں کے بدلے چار نہریں نہایت  
 عمدہ اور شفاف پانی کی روان تھیں اور کنارے اون نہروں کے نیچے جواہر نگار بنے تھے جو  
 بروج آسمان کو اپنی خوبی کے آگے نہر مادی تھے اون نیگلوں برج طلائی تعمیر تھے سرسری کی لہرو  
 تھے اونہیں تخت جواہر نگار گسترہ تھے اون تختوں پر سامری کی بجاری ساحران ذی غرت  
 با تو قیر علو فرما تھے کوئی شیر پکڑتا کوئی چہرہ انسان کا دھڑیل زبان کا رکھتا تھا کوئی سنگ  
 کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا تھا ہر ایک ساحر و عمار بہتین نرانی شکلیں کافی کافی کہیں  
 شیر کا مسخہ جسم انسان کا کیسے دس بارہ سر دھڑیل نکا کوئی اژدہا کوئی فیل دندان  
 کیسی کا تیل اگر گدان کا کوئی دیو پکڑ کوئی اژدہا بدن کوئی شرافشان کوئی آدھا انسان اور  
 نصف جان ہزاروں ساحر ایک ایک زیر فرمان نیگلوں کی گردن دھیان ڈال رہے ہو اپنی  
 اپنی گردی یا دمن کنور مہدین کی لگاؤ آنکھیں بند کیے متعلین آئین سلگاؤ تلسی کی اد



مڑیوں کی مردوں کے ماسے بنائے چپ بیٹھے تھے سامنے موم سلگ رہا تھا دھون ہوم کا تابہ جرج  
 ودار جاتا تھا آفتاب بھی وہیں سے جوگی کا چلا تھا جو پیش کرتا تھا ہر زحل وہیں کے جیساں  
 کا دم بھرتا ہر سو فلک کا نون میں وہیں کا کنڈل ڈالے رہتا ہر معلقہ ہر ماہ سے حلقہ بگوشی  
 کرتا ہر زمین کے دم دم وہاں کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اوس سے پیدا ہوتی تھی جوگی ہاں  
 بیانی تھی اور زمین سامری کو گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل و رختوں کے بشکل انسان  
 تھو لگاؤ تھی ہنگام تھو جانور منہ سے کلک اڑ جاتا تھی پھر شاخون پر بھیکر قرلیٹ سامری کی زبان  
 پر لا دیتے تھو نہروں پر یا قوت و زبرد کو بل بڑھتی اونکی اپرورجو اور شہ نشین قیصر تھین سر اسر نظیر  
 تھین اونپر تصویرین پھر کی اور جواہر کی لہر قرو تھین رکھی تھین سامری اون تصویر ونگو جوگی  
 صندل کی بھی تھین انہر اسباب عیش و نشاط دھڑا تھا دن کو وہ تصویرین تھین راکو پر یان  
 بنکر گاتی سجاتی تھین سندھ سے اون تصویرین کے ہنگام تکلم سوتی گرتے تھے بالونسی نیلم کے ٹکڑے  
 جھڑتے تھے وہ سب دریا میں جا کر بہتے تھے پھر پھیلیاں بنکر ادبھرتے تھے اور جے جے کا سامری  
 کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر مبار تھا کہ نظم

طلسی تھو وہاں کے کارہائے	جہرہ و کھیر تھو جادو کو ٹھکانا	ورختوں میں بھرا افسون نیک
ہر اک پتھر سے ظاہر سر کا ڈھنگ	کوئی پھل شکل میں مثل یہی تھا	کوئی گل نقشہ جادو گری تھا
تھر کی جاگہ سب میں نمودار	چمک تھون جیسے عارض یار	گلون سے آتی تھی آواز دلکش
سے انسان اگر اسکو تو غش	صد اغنچون سے تھی غمون کی آتی	سر ہر شاخ تھی ندی بہا تھی
زمین سے دم دم اوٹھتا بگولہ	پری کی شکل بنکر ناجتا تھا	کھین سے اڑ کر کچھ آتے تھے طائر
بہم سب جنبتیان کھاتی تھے طائر	اوسیدم ہلکے سب دیتے تھے بیٹھے	نکالتے تھے اونھین بیضونسی نیچے
وہ پھر اڑ کر پھر تھگولون پہ جاتی	بھجن سب سامری کو دان پہ جاتی	ملکہ سار مقام عجائب و سیاح

غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی خد قدم اور آگے بڑھتی تھی کہ سامری ایک گنبد طلائی  
 نظیر تراشے در پر ہزار ہا بجاری بیٹھا تھا اور وہ ہوا پر ہزار ہا گھنٹا ٹکا تھا جانور جواڑے تھے اوس  
 گنبد کو گرد پھرتے تھے قرلیٹ سامری کی گاتی تھے اور وہی ہوا پر سب سے تخت استادہ تھے کہ اوس پر یان  
 سوار تھین وہ سب چور با تھین یو اوس گنبد کی مروجہ جنبتی کر رہی تھین ہزار ہا تار اوس گنبد



ٹوٹا تھا اور اب رنگ برنگ کے وہیدم اطراف سے آتی تھیں اور اس گنبد پر موتی اور پھول برسائی  
 جاتے تھے پھر تارے سنہری روپوں کو لکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور انہیں سے بھی طائر خوش رنگ  
 نکلتے اور گرد گنبد پہرتے ہر بار گھنٹے بجتے تو قوس بھٹکتے اندر گنبد کو چودہ چاند اور تپ رہا  
 سورج گھومتی جبکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگار معلوم ہوتا درختوں کو نیچے ہزار ہا جادو  
 کپاٹ اور کم سن ایسی کہ چار سو برس سے عمر میں کم نہ تھیں آسمان بچاؤ سامری کے وہیان  
 میں بھی پوچھا پٹ کر رہی تھیں سامری کے نام پر جوگ سادھو تھیں بلکہ مذکور نے پہلے سامری گنبد  
 کے جا کر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل چوکت پر او سکی پڑھاؤ پھر وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کے  
 نیچے آکر آسمانی جواہر کی بچائی اور بیچ کر پوچھا کرے میں مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت  
 پرستش میں دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا سا صبر بناتی تھی تین پہر کامل اسو جین  
 سانی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی چوتھی پہر میں یکایک ہزاروں گھنٹے گنبد پر سج اور خوپڑ  
 جادو گنبد پر پر بیان جھلنے لگیں اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کو کب روشن فیروز بادشاہ طلسم  
 نور افشان کی ہماری سرکار میں آئی ہو اسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کہ حال اسکا شکر اسکو  
 داد دین اور مراد کو پہنچائیں یہ حکم خداوند سامری کا شکر لاکھوں منت اور جادو گر سجدے میں پڑے  
 اور دین ہو یا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یا قوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اوس چوکی کے گرد ہزار  
 ساحر چور بال ہما کے ہاتھ میں نیو نا قوس پہنکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوئے اکتارہ چھپر  
 سامری بران کے آؤ اور پکارے کہ اری بھی تجھ پر بری سامری کی دیا ہو چل جھکو اپنی سرکار طلب  
 کیا ہے یہ کھر بران کو اوس چوکی پر یا قوت کی بٹھایا اور اوس چوکی کو اپنے کا ندھو پر لیکر شکہ پہنکتے  
 چھن گاتے لیکر چلے چور دم ہرم ملکہ کے سر پر ہوتی تھی اسی طرح سامری اوس گنبد کے لائی اور  
 ہاتھ باندھ کر سجدہ کر کے عرض رسا ہوئی کہ یا خداوند یہ بیٹی کو کب کی حاضر ہو آواز آئی کہ اری بران تو  
 شریک عمر و عیار کی ہو بیان کیوں آئی ہے کہے ہاتھ سے از خود رفتہ ہو گھرائی ہو بران نے سجدہ کر کے  
 کہا خداوند خوب واقف ہیں کہ میں اور سیر باپ نے عمر کی شراکت کی ہے مگر دین خداوندی کو نہیں  
 بدلا ہے آپ ہی کرئیں براہی میں قائم رکھا ہے یہ کہتا تھا کہ خدا مہیب آئی اور سنائی دیا ہے  
 جھوٹ بونی اری تو یہ گرا اور جا جلد نخل قدرت کو نیچے مٹھ کر سوا پر خداوند کے نام کا جاپ کر



پرانما اور سچی بات زبان پر لانا بران کو وہاں کے ساحر بھر چوکی پر سو اٹھا کر ایک درخت کے نیچے  
 لائے کہ جہن پہل بصورت انسان لگتے تھے اون بھلون پر آواز ممتنع کی آئی اور افضون سے  
 آپس میں کہا بھائی خداوند فرما چکا اسی پر پیدا کیا ہے کہ جتنے جھوڑے ہیں اون سب کے باپ ہم ہیں  
 یہ نکر وہ سب ہی نام سامری چنے لگا اور ملک بھی سامری پکاری جب سوا بھر گزر گیا پھر ساحر  
 اور باد و گر خان جو کی لیکر حاضر ہوئی اور ملک کو سوار کر کے بڑی تزک اور احتشام سے ملے  
 گہنہ کے لائے ملک نے پھر اتر کر سجدہ کیا آواز آئی کہ اے نبی قدرت باپ فریاد الہیہ  
 ہمارا ترک نہیں کیا اور تو کو تو طلسم آئینہ میں جا کر شہزادہ یا مرج سے عشق قبا کر کلمہ پڑھا اور  
 ساتھ شراب پی عمر و حیرت بیان مرقوں صمان رہا تو اس کے ساتھ کھانا کھائی اور ہماری سامنے  
 بھوٹ بولتی ہو ملک فرمایا خداوند بھر آگے تو سب حال روشن ہو میں عشق کے پھندے میں پڑ  
 نا چار ہو گئی اب میری خطا معاف کیجئے آواز آئی کہ اے ملک ہم عمر و کی تعریف سامری نامہ اپنی کرتا  
 میں لکھا آؤ میں کچھ اسکی ملاقات میں پرائی نہیں مگر تلو دین ہمارا بچھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ  
 اگر یونہی عمر و کے ساتھ سب ہو جائیے تو ہمارا دین کا ہیکور مہکا اچھا اب جو تو اس مشقت سے  
 کو اپنا اور پرگوار کر کے بیان آئی ہو کیا حاجت رکھتی ہو اور کیا دلیں ٹھانی ہو بران نے  
 رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپ کی سرکار کا سیر و پاس ہو کہ جسکے سبب آج تک میں شہنشاہ  
 پر فتحیاب ہوئی تھی اب آپ واقف ہیں کہ آخر اسباب ایسے ساحر ہو اور میرا آپ اور مجھے مقابلہ  
 پڑا ہے پھر یہ چاہتی ہوں کہ کوئی تحفہ آپ کی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ میں جا کر اس اپنے دشمن کو  
 ماروں اور فتح اوپر پانوں یہ کتنا تھا کہ آواز مہیب آئی اور شانی دیا کہ اے بران تو شریک عمر و  
 کی ہو اور افسوس کیا ہے ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہے ہم کیونکہ کوئی تحفہ دیکر اسکو تیرے ہاتھ سے  
 مغلوب کرادیں اور علاوہ اس ہر بھگڑے کو اے ملک بادشاہ آپس میں ہمیشہ لڑا کرتے ہیں کہ بہت

ہفت اقلیمی گیسر بادشاہ	ہچنان در بند اقلیمی و گر
------------------------	--------------------------

پس وہ دونوں بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بند ہوئے ہیں اور ہکوان پر بند رہا برہن ہم کسی کو  
 مغلوب اپنی طرف سے نہیں کرا سکتے ہاں اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہیں کہ جسکی تقدیر میں روز ازل سے  
 شکست لکھی ہو اسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہو اسکو لطف حاصل ہوگی پس ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے



جب وقت شکست تھا ارا یا افراسیاب کا آئیگا اوسوقت ہم نے دیرنی کر نیگے ایک کو غالب  
کرونگے اور ایک کو مغلوب بنادینگے بران یہ سنکر روتی اور عرض کیا کہ یا خداوند بھریہ بندہ ہی تیری  
تیری سہ کار سے کروم پھر جا آواز آئی کہ بران زیادہ ہوس نہ کرو وہاں سے جب تو چلی متی تو دیکھ  
دنیت کر کے چلی متی کہ میں سہ کار سامری سے کوئی تحفہ لیا جا کر لاؤں کہ جس سے چلی پر نرا وہاں  
توڑوں اور دریا سے خون روان خشک کر دوں اب جو تو ہمارے سرکار میں بھروسہ تمام کر رہی  
تو بانوں توڑ پھیلادے اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہوا تیرے سب برابر ہیں ہر چند کہ تو بچھاؤ تو  
ہو گئی ہے مگر پھر بھی دریا جوت ہمارا جوش میں ہے اگر سامان دریا سے تجارت کرنے اور چل توڑی  
کا کام ہے تو البتہ ہم عطا کریں باقی اور کچھ ہم نہ کھونہ دینگے بران نے سمجھ کر کے عرض کی کہ آج  
فرمانا چکو قبول ہو جان سے یہ کہ یہی نیست دلو کر کے گھر چلی متی بس اتنا کہتا تھا کہ آواز آئی کہ  
یہاں سے اوٹھ کر سامنے نہ قدرت کو داہنی جانب کو چوروان سے جا اور اوس نہر میں نگی ہو کر نہا چکو  
سروہ عنایت ہو گا جس سے تو چل توڑ دیکھی اور دریا تجارت کر دیکھی بران یہ شکر شادان و فرحان  
اوس نہر کی طرف چلی اوسوقت پھر نہارون کھنڈے اور نہا قوس بچو لگی اور غلغلہ سامری کی جو کا بلند ہوا  
اور ملک کے سر پر نہارون طائر ان خوش رنگ اگر اپنی پردہ سے سایہ فلک سے ہو اور ملک کنارے اس نہر کو آئی  
دیکھا اوس نہر میں سیکڑوں سورج جگمگا رہے ہیں اور سیپان یہ رہی ہیں موتی اوس میں پریشان ہو  
ہیں ملکہ نے ایک جاگ گیا تو رہی ہوئی باقی برہنہ ہو کر اوس نہر میں کودی اور غوطہ مار کر ادھری اوس  
سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب بلکہ آیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہے  
کا کہ چترہ خوشید کو اپنی آب تاب کو سامنے اندھا نہاتا ہے پانی اس حوض میں مثل گوہر آبرو کے ملتا  
پھر دیکھیں جب وہ حوض قریب تر آیا آواز آئی کہ اے دختر کو کس پاس حوض میں کود کر ملکہ آئیگی میں  
کر کے یا سامری کہ اس حوض میں کود پڑی بس فوراً ایک ہی ماہی خوش رنگ یا قوت کی جگہ پر  
حوض چکر کھلتا ہوا بلند ہوا پھر نہارون کھنڈے سے اور سامروہاں کو بچھ گانڈ لگو جانور چھپا دی لگو اور وہ  
حوض ملکہ کو لہو سامنے اوس گہندہ کو بچکر اور اب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ سنہرا ہی غواص  
تجارت سیکھ لے اور پھر حوض سے نکل ملکہ کنارے اوس حوض کے منہ کا درجہ چلی غی ہوئی سن رہی تھی کہ  
ایک ایک نہر کی آواز آئی جتنی لفطیں شانی دین اور حلیہ بایو کین اور دنگوٹہ ہلکے جترو کی باہر حوض کے آئی



وہی ہی نازنین اصلی صورت پر بھیجی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض بجگو غنایت ہو جب یہ لفظین  
 تعلیم ہوئی ہین پڑھ کر چاہیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کر کے اس حوض میں چائیگی  
 ماہی برن ہو جائیگی بس اس حوض سے جب اصلی صورت پر مینا نہ چاہیگی اور پھلی بنی ہوئی  
 جس دریا سے سحر اور جبر گری و ہان کر سا کونکو جلا دیگی اور وہ تجھے لڑائیگا تو غالب تو ہی آئیگی  
 اور پانی دریا سے سحر کا ردغن کی طرح اڑ جائیگا میراں ہو جائیگا ای ملک دریا خون روان شاہ  
 جادوان جو کھلاتا ہے اور اسباب جادو اسکے بزرگوں نے جاری کیا ہے اور اسپر مل بنایا ہے کچھ مر  
 طلسمی نہیں جو بغیر لوح کی فتح نہ ہو پس وہ توفع کر لیگی باقی دریا نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر  
 انہر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور رسم کشا کے فتح نہ ہوگی بس جس دریا پر گروہ دریا کہ جو  
 ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہ وہ تیرے کرنے سے غائب ہو جائیگا اور توفع یا تباہیگی  
 اور علاوہ اسکے اور بھی ڈھکو سٹے سحر کے توڑ سکتی ہے وقت پر موقع و محل دیکھ کر کام اس حوض  
 سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نہ کرنا گنبد ہمارے طلسم کی سرحد میں ہے اسوہ سے یہ تحفہ بجگو دیا گیا اگر  
 اور اسباب سنیگا تو ہمہ شکایت کر گیا اور اگر طلسم ہوشربا میں یہ گنبد ہوتا تو طلسم کشا  
 عمر وغیرہ سے ہلکوبھی رہتا پڑتا اور ہم کبھی بجگو یہ تحفہ نہ تیری تیرے گھر میں رہنے سے مجبور ہو گئی اور اب خداوند  
 بھی عرش عالی پر جانواؤ ہین باب تیرا کبھی اسطرن رخ سنین کرتا پڑا تعجب یہ ہے کہ ہمارا نام لیکر ساحر  
 سحر کرتے ہین اور اپنے گھروں میں سجدہ ہلکے کرتے ہین مگر ہلکے بیان اگر پرستش نہیں کرتے پھر خداوند  
 کو کچھ ارسی پرواہ نہیں اچھا اب جانتے خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور بل پر نیرادان توڑتا لیکن اتنا  
 یاد رہے کہ بعد توڑنے پر مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلتا مع حوض پر لشکر میں جانا اور ایک رات  
 پھلی کے برن میں رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزاروں ساحر دنیا کی تیری ہاتھ  
 جان چائیگی ہمارے ابھی دنیا میں بڑی بڑی بجاری پڑی ہین کہ ہمارے نام پر قبر میں دفن زندہ بار بار  
 برس رہی ہین ہم ادنیٰ پاس ہر روز جاتی ہین اور مادنی ہاتھ سے شراب پیتی ہین سو ہین بھوک کھاتے ہین  
 پس وہ ساحر طرفدار اور اسباب کے ہین ایسا شو کہ بعد توڑنے پر پل کے بجگو وہ آزار پہونچائیں ہلکوا یا  
 معلوم ہوتا ہے کہ تو اب کچھ دنوں چولا چھوڑ دیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ میں تیری لاش کی اگر  
 تیری باب اور تیری طرفداروں نے حفاظت کی اور کلبہ تیرا کوئی ساحر کھائیگا جب تو زندہ تو پھر



ہوگی ورنہ ہمارے جہنم میں جلائی جائیگی اور پھر ہو جائیگا کہ بلا ملیگا منہ پائیگی اور ملکہ یہ دنیا اس قابل  
 نہیں ہے کہ ہمارے دیہان گیان کو چھوڑ کر کوئی کسی پت کرے اور یار بنائے اور کچھ چاہیے کہ اس  
 تو بہ کر کے ہے دیہان لگا اور چین سلطنت کر عمر کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرف داری کر نیگے  
 اور فراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمر و کچ نہ کر سکیگا مار ڈالا جائیگا ہم نے تقدیر  
 کر دی ہے کہ کوئی ساحر عمر کو قتل نہ کر سکیگا ہم اس تقدیر کو بدل دینگے ان کلموں کو سنکر ادھر جا  
 ایسی قلب ملکہ مذکور پر تاثیر ہوتی کہ بالکل محبت عمر کی دل سے جاتی رہی اور یہی دیہان آتا تھا کہ  
 ہمارے کیا تو نے بڑا کیا جو عمر کو اپنے گھر میں رکھا اور اس کی شراکت کی اور نہ خاطر اور تو اس سے پیش  
 نہ آئی اب چل کر سیانے اور سکون کمال دنیا عرض پھر اس نے سجدہ کر کے کہا کہ یا ساحری تو بے حق ہے اب  
 میں رخصت ہوتی ہوں اور راہ دہ رکھتی ہوں کہ سمت طلسم ہو شہر با جاؤں پس جب اپنے طلسم  
 چلی گئی تب تو بڑی بڑی آفتون میں پھنسی گئی اور مصیبت اور آفت اور ٹھاؤں کی کیونکہ ادھر  
 آپ کے گنبد کی طرف آنے کی مخالفت ہو بلکہ یہی حکم آگیا ہے کہ جو کوئی آئے وہ نور افشان ہو کر آئے  
 ہاں وہ لوگ جو آپ کے نام پر بدت سے جوگی اور جو گن ہو گئے ہیں وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہیں اور  
 اشیاء راہ میں اپنا مسکن رکھتے ہیں اور ان کے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کھٹن ہو گئی ہے کہ وہ اپنے سفر میں  
 آئیوں کو تھکا کر کے برسوں آوارہ دشت ادبار کر دیتے ہیں ایک تو راہ میں الاؤ جھبیدی پڑتا  
 ہے کہ وہاں ہمیشہ تار یک صورت کش دایہ افراسیاب رہتی ہیں پھر آلاؤگی آگ کو کون  
 چکر سکتا ہے پھر بیابان بستی ملیگا وہ راستہ بھی طے ہونا ہونا بڑی مشکل ہے کہ بیابان طلسم ہو شہر با  
 بستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہے لہذا علاوہ بلیات آپ کی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ فکا میں  
 ذکر کیا ہے بچا مشکل ہے اب آپ جہر سے ارشاد فرمائیے میں جاؤں اور ایسا کچھ تھکے مجھ کو عنایت ہو کہ راہ میں  
 درپیش کوئی مصیبت نہ ہو تب جلد اپنے مسکن پر سوچ جاؤں یہ عرض کرنا تھا کہ آواز گنبد سے آئی اور بڑی  
 قدرت ہمارے گنبد کے دلیر کی خاک اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگا دے اور جس راستے سے آئی ہے اسی طرف سے چلی  
 جائے کسی کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طے ہوگی کچھ ہی دیر میں تو اپنے طلسم میں پونج جائیگی ملکہ مذکور خاک  
 آستان گنبد اٹھا کر انہی پیشانی پر قسطہ کھینچا جہرہ لبان پر ہی زاد حور و ش کے چمکے لگا اور پھر  
 ہو گئے اور وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھر چھوٹا سا ہو گیا اور پانی اس کا ایک عام بلور میں ملکہ مذکور



حوض کوہا وٹھا کر اپنی جھولی میں رکھا پھر سجدہ کر کے ویر تک وٹھرت کی اور عرض کیا کہ نبی تیری  
 یا سامری جاتی ہو اسوقت ہزاروں طاؤس اڑے اور گرد ملک کے پھرنے لگے گویا صدق ہو کر کہتے  
 تھے کہ اے نبی قدرت نہ ہو نصیب تیری جو اس سرکار میں اگر اپنی مراد کو پہنچی یہ دن کیا کب نصیب  
 ہوتا ہے یہ سون اسی خیال میں انسان رہتا ہے۔ عالم نگاہ نگاہ عمر بسر ہوتی ہے زبان گھسی ہے اور مراد  
 پوری نہیں ہوتی ہے پران اڑ کر ملک کے پاس میں اور سبار کیا دوسرے لکین گھسی اور ناتواں  
 بجھ لگا اور اس پر پیش قدمی پر واد کر کے سناٹا بھرا سیرا طرافت صحرا و عجائبات فرمائی ہوتی رہا  
 ہوتی اب جو کوئی بلا اسکو ملے وہ اگر گرد اس کے پھری اور بلا میں لیکر غائب ہو گئی ہے ایک غول اور  
 دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میری کاغذ کو تخت آرام اپنا سمجھے اور سواری کرے تو میں اٹھا  
 میں حاضر ہوں دم بھرنے تک جو پہنچا دوں ملک ہر ایک کو اپنا دین دکھائی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی  
 چلی آتی تھی اب نہ کنوین میں کسی نے ڈھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا درخت بنی نہ راہ  
 کی صعوبت اور ٹھانی محنت سفر در پیش نہ آتی کچھ ہی دیر میں یہ اس صحرا و عجائبات سے باہر آتی اور سجدہ  
 شکر پیر گاہ تماضی السحاجات ادا کر کے آگے بڑھی یہاں تک کہ اگر انہو قلعہ ہفت رنگ میں پہنچی اور اسودہ ہوئی  
 میان بھی کئی روز تک نام عمرو اسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی  
 کی چھائی تب خیال شہزادہ امیر آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہیں کہ انکو افسون کے رو بہ سحر میں  
 ایک ادنی شعبہ ہو جمشید کی روح کو بٹکا کر انھوں نے صحرا یہ صحرا بھرا آیا ہے کہ مستدرس

عشق و دوزخ کو دھوئیں میں لادیتا ہے	برق و شہر میں بستی کو جلا دیتا ہے
حاکم میں عالم و آدم کو ملا دیتا ہے	جلوہ خورشید کا ذریعہ میں دکھا دیتا ہے
سے چہرہ تو فقط ایک شہزادہ اسکا	آپ حوان سے بھی جیتا نہیں مارا اسکا

جب یاد شہزادہ نہ گور نہ بقدر کیا خیال میں آیا کہ بغیر عمر دین امیر کو یہ عقدہ مالاخیل حل نہوگا بس بہت  
 باندھی کہ چلکر مل پر نیر اداں توڑے ان اسوقت خیال میں آیا کہ اتنی بڑی احرام پر تو نے قدم مارا ہو اسکی اطلاع  
 اپنے پر عالی شہزادہ بھی کرنا روا ہے پس یہ سوچ کر اسنے ایک عریفانہ باب کو بھیجا کہ اے میرے والد اقلہ یہ کثیر ہر چند  
 کہ بغیر اجازت جناب کو لڑنے لگی تھی خطا دار ہوں مگر اب سید وار ہوں کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر اسکا  
 طلب کیا ہے کہ مجھکو عرض کرنا ہے یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کنیزت میں لگئی شاہ قلعہ کو کہہ میں







کر کے جہان کین کہ مقیم تھی اوس جگہ سے بھی ہٹ کر انڈی طلسم کی سرحد کی طرف آکر اتنا کہ ہم آکر تم کو اپنے  
 ساتھ لے جائیں گے یہ نامہ طائر سر کو دیا کہ وہ لیکر بہت جلد شکر ناظان میں چلائے جانے چاہئے اور  
 لکھ کا انتظار قریب شکر مہرچ ہو چکر کر رہی تھی لایا اور افسر فکو بادشاہ کو نامہ پہنچایا وہ نے  
 نامہ سے مطلع ہو کر حسب اشارہ ملک کو جمع کر کے سرحد طلسم کی طرف گئی اور ایک صحرا میں وسیع و پاکیزہ  
 و سبزہ زار دیکھ کر فرود کش ہوئی اور ملک تیران نے دوسرا نامہ لکھا ملک مہرچ و بہار کو لکھا مہرچ  
 یہ تھا کہ اسی حاکمان شکر جانب دار و مین نے سنا کہ آج کل ہندو وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے  
 معرکہ کو فتح نہ کر سکتے مرہا صدمہ حیا لیکن میرے بیٹے اطمینان رکھو اور میں بخوبی اپنے ملک میں تمام  
 تمام پہنچ گئی ہوں اگر چاہا خدا تعالیٰ نے جو ارادہ کہ بوقت سے بیان کیا ہے اوسکی تدبیر کر کے  
 آتی ہوں پس باطمینان تمام تملوک آپ ساکن رہنا اور خواجہ عمر و سے بعد سلام کد تیا کہ آپ کو ظان  
 مقام طلسم ہوش رہا میں جانا چاہی کہ وہاں میں آتی ہوں مجھے ملاقات ہوگی اور میں کچھ مشورہ کروں  
 گی یہ نامہ محبت شامہ بھی ایک پیلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرچ میں پہنچ کر نامہ دیا وہ نامہ حسب  
 پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمر و جو بالاد کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ میں بھی  
 شکر حریف میں آمد و رفت رکھتے تھے اسی حاصل اب جو بھر کر آئے تو مہرچ نے وہ نامہ دکھایا عمر و نے  
 نامہ سے آگاہ ہو کر حسب نشان دہی ملکہ کو اسی طرح کہ حسب طرح بیٹھا تھا اوٹھ کر اس سمت چل  
 نکلا اور تیران نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران اختر بنت سیلان جو غریزہ داران کو کسے  
 ہیں بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کر کے فرمایا کہ میرے عقب میں تم بھی باتیمانہ فوجیں طلسم  
 لیکر آنا اور میں طلسم ہوش رہا میں ایک پہاڑ ہے کہ اوسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہیں اوس کوہ کے متصل  
 چار پہاڑ ہیں ان پہاڑوں صحرا و سبزہ زار ہے چٹنے جاری ہیں ہر طرف وزان باد بہار  
 ہے سیوہ ہر قسم کے درختوں میں لگی ہیں شجر سب پھول پھلے ہیں الحاصل وہ مقام کا عیش و آرام  
 ہے پس وہاں جا کر سحر تیار کر دنگی اور خدر و زر کے بعد آدنگی یہ سب افنام و نسیم کر کے دو کوہ فولا  
 ہاتھ میں لے کر اور بال اپنے بکھر کر رخ انور پر پریشان کر دیں اور سناٹا بھر کر اڑی اور بالا ہوا جا کر غائب ہو گئی  
 کچھ ہی دیر میں کوہ زبرجد طلسم ہوش رہا کے قریب پہنچ کر ظاہر ہوئی یہاں عمر و نے اسے آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا  
 ملکہ کو ڈھونڈ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ میں گہرے دریا



شمشیر زن اس ہیت سے استاد ہے کہ بال سر پریشان آنکھیں سرخ منہ پر چھوٹا ملا ہوا نواں  
 گوئے ہاتھ میں لیے یہ دیکھ کر یہ قریب تر آیا اور کہا ای ملک فرما سیکے کہ آپ نے کیوں مجھے طلب کیا  
 ہے **برال** نے عمر و کو پہچان کر کہا کہ خواجہ میں اس سپاہ کے درے میں جاتی ہوں اور سو تیار کر کے  
 از بسکہ نیسے تم سے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمہارے ساتھ چلوں گی اور افراسیاب سے لڑونگی میں اس  
 وعدہ کیا ایضا ضرور ہوا تب تک تو میں حبشہ شاہان روز میں باہم مقابلہ کرتی ہوں اس طرح لڑی  
 بہن بونہن جب سامنا افراسیاب کا ہو گیا تو ہاتھ پانوں ہلانا پڑا مگر اب لشکر کشی تو میری  
 کی لیکن پھر بھی مقابلہ شاہ جادوان اپنے تین تین باقی اسوج سے چاہتی ہوں کہ اگر لڑنے  
 کلون تو کچھ لڑائی سہننے اور کچھ توڑک شاہ طلسم ہوش رہا کو پہنچا دے عمر و افراسیاب بھی  
 مہرخ سے بھی نہیں لڑا یہ لڑائیاں اسے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہیں ورنہ افراسیاب  
 کا غصہ خدا کی پناہ ہاں ایک دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اس وقت  
 وزیرہ اوسکی اگر اوسکو پھرے گئی ورنہ اوسیدن ساری زمین طلسمی کی المٹ پلٹ ہو جاتی ہے  
 حیرت بھی مثل ایک جادوگرئی کے ہے جیسے بیمار و غمراہین صرف اتنی عظمت اوسکی ہے کہ زور  
 بادشاہ طلسم سے ورنہ وہ بھی اتنا قتل ہو جاتی ہیں اوسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر پر  
 نہیں ہے کہ فوج **افراسیاب** یا **افراسیاب** کو شکست ہوئی ہے تو بہ افراسیاب  
 اکیلا دو طلسموں کی فوج پر بھاری ہے جس دن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیں گا کیا آفت برپا کرے گی  
 تو وہ لڑائی میں آجایا کرتا ہے اور ایک آدھ سحر ملکا سا کر کے مغلوب حریف کو کر دیتا ہے مطلب اس  
 بیان سے یہ ہے کہ یہ سحر جو میں تیار کرونگی تو انشاء اللہ پریرادان توڑونگی اور فوج افراسیاب  
 کو بھی مغلوب کر دنگی اسوقت البتہ اس طرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہو کر لڑتے ہیں  
 ایک چاہے کہ میں تو اندر درہ کوہ کے جا کر مصروف سحر خوانی ہوتی ہوں تم میری حفاظت اس مقام پر کر  
 دو کہ کسی مجھ تک پہنچ نہ دے تاکہ سحر میرا جلد سے پورا ہو جا اور اگر کوئی دراندازہ خنہ بردازی کرے گا تو چلے  
 کوٹیکا اور پھر سحر کی محکومت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا میں لڑ جانے والا ہوں حاضر ہوں انشاء اللہ حتیٰ الامکان  
 ایسا انتظام کر دوں گا کہ نہ آؤ دوں گا جو کوئی مخالفوں میں سے اس رہ میں قدم رکھے گا جانتے ہیں بھی نہ  
 آپ سے اپنی کام میں جا کر مصروف ہو جائے گا یہ نہ کہ اندر درہ کے کسی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھ کر جاؤ



اسنے ہاتھ سے صاف پاک کر کے اگیار کی اور سامنے اگیار کے بیچک مصروف سحر خوانی ہوئی  
اور باہر عمر و ذی ایک منڈھی لکڑیوں کی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر درست کی اور صورت فیتروں  
کی ایسی بنا کر دھوتی رہا کہ سکونت اختیار کی اب ملکہ بران کو تو مصروف سحر خوانی رہی  
اور لشکر ملکہ کو رکو انتظار میں ملکہ کے چھوڑ دیڑ چالاک کو جنگل میں پھرنے دیجیہ و مخرج  
وغیرہ کو اپنے مقام پر آرام رکھیہ افراسیاب کو رنجیدہ و دل کبیدہ رہائی بران  
سے سمجھے مگر جتیک بیان درستی سحر و ساحری ہوا و سوقت تک اور حال نئی داستانوں  
کی سننے کبھی افراسیاب سے اور مخرج سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیاں اور گاہ  
امیر اور نقاس مقابلہ بیان کیا جاتا ہے۔

داستان داستان آنا اثر در کوہی کا واسطے مدد کرنے نقاس کے اور  
لڑنا قاہر کوہی سے آخر عیاری عیاران زیر ہو کر مسلمان ہونا پھر آنا لڑ  
جادو کا بہرہ و خداوند نقاس اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب  
اور عیاری چالاک مار کا کل سیاہ پراور سناک سے مقابلہ ہونا بیان  
شان چالاک پھر جانا عمر و کا بیابان گلہ زمین اور سوار قدرت کی داستان  
اور آنا اوسکا اور شرمیک ہونا مخرج کا اور عیاری مصر کی سوار  
پراور چھڑنا اوسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا سوار کا اور عمر و کا قید  
ہو کر قلعہ عشق کوہ پر جانا اور مارنا ساحر و نکو اور سوار سننے کے حسب حال  
داستان نہای رنگین کا بیان مولفہ

ادھما پھر جام و ساقی خدارا	کھلے کچھ راز دلی مجھ سے سب کو	سب دنیا کو تر کر جام بھر کے
پلاہم کو ذرا احسان کر دے	عبری حضرت سے ملتا ہوں جو جام	مگر ڈوبی ہوئی ہے خشک جام
و فور شوق یہ کتنا ہے ساقی	کہ می خم میں نہ کھتا کچھ بھی باقی	نرا بھی منہ کا کچھ ہے پیا پیا



گلابی دیر سے ہوا اپنا سوکھا	بہت عرصہ ہوا متاعِ دین	جھلک پھر جام کی دیکھیں یہ
ادبنا ہر ہمارے دل کا پھر ہوش	دور شوق سے رہتے ہیں ہوش	ہیون دو چار جام اور گرم ہوش
سخن لاؤں زبان پر اپنی مین نغز	اسنگون پر ہو پھر جوش جانی	سناؤں سکواں تازہ کسائی
لڑیں با ہم نقاد اہل اسلام	جو برہنہ اونکا پھر رہی ہونیا	بیاساتی برہ جام می ناب

کہ نبوسیم میں این قصہ نایاب + حیرت پردازان آئینہ خیال و نیزنگ بازان صورت حال سکنا  
 کفوش بوتلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داندان پیکر و لفریب استان و صورت نمایان  
 مستوقہ ہوش ربانی بیان نیزنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر میں اس طرح دکھاتی ہیں اور  
 افسون پردہ لای تقریر ہو کہ بیان میں یوں مہبطہ شود لاتی ہیں کہ تیراں عالیسان تو سحر کوہ  
 زبرجد کوہ درہ میں طیار فرماتی ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر ہیں لیکن لقامشرک خدا جو ہا  
 سے قاسم ذیشان کے شکست کھا کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا سنا اور روزی بہت نخبہ  
 خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہے کچھ کسی سے نہیں ہو سکتا اور یہ مسلمان روز داغ بال اور داغ دیتی ہیں کہ  
 دن اس طرح جھکو چاروا لینگ اور سکور بخیدہ دیکھ کر سلیمان غنبرین سو کوہی ذوق قلعہ کوہستان  
 کے فتح ہوئی کوہی ہیں اور قبضہ مسلمانان بن سین آذہن اونکے حاکمون کو نام تحریر کیے  
 اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند میں اپنی تین ہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہو کر بیان  
 سے چلے جائینگے دیار بھی اونکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ لہلہ کے چٹپاؤ گے اور علاوہ نام  
 بجانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی اور بادشاہ دیجاہ آپ ذی گھر سلک کو  
 بھیجا تھا وہ بھی بیان خداوند پر سنا رہا ہو کہ اب کسی ساحر زبردست کو بھیجا جائے کہ وہ اگر  
 خداوند کی مدد کر دینا رہے جس مہم پر پار برہکھوادیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا بہت  
 کھا کر عیاری عجز و سر پریشان خاطر باغ سیب میں آیا تھا کہ پنجہ ڈالا کر نامہ دیا واکر کے پڑھا  
 نامہ کو آگاہ ہو کر دشتک سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحر اُدھیر پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ  
 سفید اور کچھ کاسے تھو ہاتھوں میں تھر تھرتھرتے ہوئے گویا مین ماسے پڑی تھی اور اس نے  
 سلام کیا شاہ ذیہ کلام کیا کہ اے سفاک جادو بے تمھاری دختر کو پاس خدا باختر کے  
 بھیجا تھا کہ سلک جادو گیا بھی لڑکر مارا بھی گیا مگر وہ ابھی تک وہاں نہ پہنچی واضح ہو



کہ اول بیان ہو چکا ہے کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو سے شاہ کے حکم دیا تھا کہ جا کر خدایا اختر  
 کی مدد کرو غرض کہ اس وقت سفاک جادو سے جو کہا کہ بیٹی تمہاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو  
 چاہتی بہت ہے اسکو وہم دامن گیر ہوا کہ وہاں خداوند کے پاس جو جاتا ہے مارا جاتا ہے ایسا  
 نہ ہو دختر میری مار ڈالی جائے پس اس نے بدحواس ہو کر کہا کہ اے ہنشاہ کیا لوندری اس خدمت  
 کے لائق نہ تھی کہ جو حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جا کر سلوک عارت کر دیگی شاہ  
 کہا جو مناسب سمجھاؤ کیا گیا سفاک یہ شکر خاموش ہو گئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لوندری  
 آپکی ہے میں بھی مگر اتنا تھا کہ وہ بچہ تھی میں اس سے سمجھدار تھی اب لوندری امیڈار اس امر کی ہے کہ  
 میں خط اسکا نام کا آپ کے پاس بھیجوں گی آپ اس کے پاس بھیجوا دیجئے گا بڑا احسان اور  
 فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہو سکتا ہے سفایقہ سینن مگر تم ایک کام کرنا کہ نیک  
 جادو پاس کو نیکم پر وہ خط بھیج دینا وہاں سے وہ تمام نزدیک ہے ہم اس کے حکم کر دینگے وہ تمہاری  
 خط کو زیور پاس ضرور بھیج دینگا اور جواب منگوادینگا اور علاوہ اسکی میری نامی روز آ یا جاپا کرتے  
 ہیں تمہیں تو خیریت روزمرہ ملا کر لگی یہ کہہ کر کہا اگر زیور نہ گئی ہو تو اسکی قلعہ میں تم جاؤ اور کہہ  
 کر کہ اسکو بھیج دو سفاک یہ شکر رخصت ہوئی اس وقت بادشاہ نے اہل دربار کو مخاطب ہو کر  
 کہا کہ میں کیا کہوں جو کچھ اس سدا کے ہاتھ سے مجھ کو رکھو بچتی ہے اور صدمہ گذرتا ہے اب یہ جی  
 چاہتا ہے کہ کتنا جیشیدی سے حکم لیکر اسکو قتل کر ڈالوں سب نے نائید کلام کی کہ حضور بان سنا  
 کہو اگر کتاب میں نکلا تو جھگڑا لک بھیجے طلسم کشا مارا گیا اور سب کو جھکے چھوٹ گئے پھر کسی سے  
 کچھ بھی نہو سیکھا علم وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب انکی باتوں سے ہنسر خاموش ہو رہا  
 اور از سبکہ دل اسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر بیان نہ بٹھرا سوار ہو کر ظلمات کی طرف چلا گیا کہ جا کر  
 دیکھوں زندان خانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو ادھر گیا اور ادھر ملکہ سفاک نے جا کر زیور جادو  
 کو مطلع فرمایا کہ اے وزیر تم بہت کہا کرتی تھیں کہ گورائے سے کس دن کیلے دیکھا لڑتا تو کسی سے ملتا  
 ہی نہیں اب جاؤ خداوند تعالیٰ کی مدد کرو اور مسلمانوں کے لڑواؤ نہ کہ امی جان مجھ سے پہلے  
 ہی بادشاہ نے فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہوں  
 غرض ان بیٹیان دونوں خوب گلے سے لیں اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار



ساحرا اور جادو گر نیاں سوار سیا سوار پر سوار ہو کر اسات حری ہمراہ لیکر ٹری چٹ مکہ کی روانہ ہوئیں  
 شہر دہلیا قوس بھٹکا گوگل جلا اثر در دمان پر تخت رہو رکھا گیا یہ بھی پوشاک نفیس ہنر زیور سے آراستہ  
 ہو کر تخت پر سوار ہوئی جلاوین قریح ساحر نیاں ہنر ہنر ہو کر غافل ہو آسمان کو چکر آیا خوشی فلک تھلک

رکھا سر پہ تاج شہی تر نگار	ابیات بڑھی تخت پر وہ زن تاجار
بھپایا تہ متسنع گوہرین	بصد بخز وہ روی شامت گزین
ز سر تا قدم ہو کے آہن لبس	لقا کی جلی سمت وہ بدحواس

عرض یہ ساحرہ عجب تخت شناس تو لقا کا پاس آتی ہے مگر لقا باغ میں تخت پر رنجیدہ خاطر  
 بیٹھا تھا کہ یکا یک جوڑی ہلکار کی سامنے مجرا گاہ پر آکر آداب بجلانی اور دعا دیکر یہ خبر نہ  
 پر لانی کہ یا خداوند از در کو ہی مالک قلم از در یہ آئی امانت کر سنے کے ارادے پر قریب تر  
 پہنچ چکا ہے یقین ہے کہ داخل قلم ہو اس خبر کو سکر لقا کی حکم دیا کہ شیطان درگاہ جانگزیرت  
 تھامترا و سکو لا ڈیختار کہ یہاں سے روانہ ہوا اور وہ قریب قلم پہنچ چکا تھا کہ یہ اوس ملا باہم رحم سلام  
 ادا کیا اور بھی گنبد پر سے اتر ادا و اس باتیں کرتا ہوا ساتھ ہوا سب افسر شکر پا پادہ ہو کر  
 شکر کو حکم دیا کہ بیان شکر خداوند اترتا ہے ابھی اندر قلم کے فوج کی چھاوٹی ہے اور قلم میں فوج اتنی ہے کہ  
 اسی جگہ اتر فوج اوسکی اوسکی گنبد سے اترنے لگی خیمہ بارگاہ نصب ہوئی شکر تو اتر کر آسودہ ہو گیا اور اترنے  
 قلم آیا اور باغ میں آکر سامنے خداوند کو پہنچا سب دیکھا کہ یہ سپہ سالار آفت زمانہ ہے بڑا دوست  
 نہایت چلق و چشت و قوت و متکبر خودین ہے بہت مغرور و یر تمکین ہے عرض اوسے کہ خداوند کو سجدہ  
 اور مندری ذگل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساتی کو اشارہ ہوا کہ اوسے  
 جام شرب ارغوانی کا دیا جب وہ چار جام اسی کے دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا پکارا کہ دہا واہ لقا کی پناہ  
 تو لوگوں نے کیا نامردی پر کر بانڈھی ہے کہ گھر سے لے گئے ہیں اس ارادے سے کہ حکم خداوند بیا فتری  
 مرد کرینگا اور جب بیان آکر پہنچے ہیں تو فوراً مسلمان ہو جائیں پس لڑنے کا ہیکو آتی ہیں گویا گھر  
 مسلمان ہو نیکی چلے ہیں بھر کوارے تالا لیتے گھر ہی میں مسلمان ہو جایا کرو تم کو منع کون کرتا ہے اور ایسی  
 حرکتیں کہتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں زیادہ کوئی بہادر نہیں ہے پردہ دنیا پر خداوند لقا نے ہیں کو سوچا  
 کیا ہے یہ طرف ماجرا ہے کہ باین نامردی اپنے تین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتیں شکر کہا کہ اے بہادر دوران



بڑا بول نہ بولو کہ تو اس وقت تمہاری ان باتوں سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کہیں تم بھی مسلمان نہ ہو جاؤ  
 اٹھو روکو ہی نہ کہنا کہ ملک جی تم کو ایسا کلمہ نہ کتنا چاہیو لاجول ولاقوہ ہم ایسی نامرد نہیں ہیں کہ اپنے خدا کو  
 کو بھی لجا لیں سنجیدگی رکھو کہ ان لوگوں میں کب کوئی نامرد تھا جو تم ان کو نامرت تہا ہو اٹھو روکو ہی  
 کہنا کہ غلو اس تفسیر سے تو کچھ مطلب نہیں اب تم میری نام بریل خبک بجاؤ آپ ہی فرق مرد نامر کا کھلجانی  
 گناہ سنجیدگی رکھو کہ ابھی تو تشریف لائے ہیں دراز یارت خداوند کی گزیر بھی سم لوگوں سے مل بھی پھر آ کر یا  
 مرد آپ ہونگے تو بارے جانیگا اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کر نیگے جس کو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہیں یہ خاموش  
 ہو رہا اور لقاؤ حکم دیا کہ شکر ہمارا آج بیرون قلعہ کا موجب حکم افسر شکر شکر کو کہ زیر قلعہ اتر آہو  
 لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آؤ پھر اسے تو تیار ہی تمام شکر کے اترنے کی ہوتی تھی دوسرے پر دے نصب ہوئے  
 بازارین آ رہے ہوتے بارگاہ نقایح شکر میں نصب کر پڑتے ہوتے ہر طرف گھما گھم شروع ہوتی تھی خرمی گانا  
 اکھل گیا نقابھی باغ نیاسی اگر داخل شکر ہوا اور بارگاہ میں سب کا دربار کیا اٹھو روکو ہی نی بارگاہ میں آ رہے ہوا  
 استعدادت اور روشن ادب کی تہ و پیش میں بسر کی جیہ و سران سیاہ نے کین طرح روشن ہو گیا اور شکر عالم میں

سبکدوشی ہوئی حاصل زمین کو	ایات	چھپایا مہرنے عکس جبین کو
انراج شام گستاخی پر آیا		زمین کے سپاؤ دن کو گڑ گڑا دیا

سہ شام اٹھو روکو بارگاہ نقابین اگر حکم دیا کہ بچ بچ خبک لقاؤ بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہے بس وجہ رشاد خدا و مل  
 ہمیشہ بر جوئی صدائے فساد باندہ ہوتی نامیہاں خیر ہی ہلکاری جو شکل سید اس شکر میں حاضر  
 تھی وہ خبر دریافت کر کے خدمت والا تمت امیر کشور گیر و بادشاہ سلام باتو تیر کے آؤ اور بعد ادا  
 آداب و تسلیم اس طرح گھر زری مدح و ثناء بادشاہی میں کرنے لگے ایات

رکھ ہمیشہ تری تیغ کار کفر تبہا	بھق اشندان لا اک الا لک
فلک پہ سب سے سیارہ تا قیام جہان	بھرا کرین تری مرمتی شریف کے ہمراہ
تہا چنانچہ سب کچھ سے اس طرح روشن	کہ جسے پر تو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود و رستہ تیری ہرہ و رہون اہل زمین	رہو رکوع میں تا قیامت سپہ دہا

اگر شہر بارہ والا تبار اٹھو روکو ہی تم ایک سردار کو ہشان سے بیرون لقاؤ گمراہ آیا ہو لقاؤ گمراہ کا کلمہ متباہانہ گان  
 اور گاہ خیمہ بارگاہ آ رہے کرادھل خبک بجاو یا کل مرکز عناد و فساد کو تازہ کر گیا باقی خیریت ہے یہ کسک جب



ہر کار و کناری ہوئے امیر کے جانب بادشاہ ڈیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کر کے حکم فرما  
ہوئے کہ ابو الفتح اصفہانی بجایے عمر و اوسے جگہ مقرر ہوا دوسری نفاذ خانہ سلیمانی میں آکر نذر  
لیکر بنام خواجہ جمع کرائی اور بیل سکندر پر سے غاشیہ اٹھوا کر دواں دی صد ابل چوٹھ کوں گئی  
دنیا میں ہدیت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکہ یزد ہر دربار دربار سویرے سے بادشاہ  
ذہیر خاست فرمایا ہر بہادر راہی اپنی مقام پر آکر آلاب حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا رات  
بھر قصبہ جنگ و جدال رہا بہادر بنشاش نامہ کو اضمحلال رہا جو ہر تیغ ہی کا افسانہ بہادر پر تھا کہ  
عروس شجاعت ہی پر مرد نامہ دیکھا گئے کا تذکرہ کیا کہ بہادر قصبہ شمشیر چوٹ کر گئے تھے کہ ہمیں گھاٹ نہ کرنا رخ  
دم جنگ نہ پھینا مگر عدو کو چار طرف سے گھیرنا زبان شمشیر سے اس قتل پر زبان دی تھی کہ امی شجاعت کا  
دھنی میرا و تیرا ساتھ ہو دامن تیغ ہو اور تیرا ہاتھ ہو غر فک تیرا ہر آبدار کی گئی کما میں جو خانہ کر گئیں  
تھیں وہ سیک کر درست ہوئیں گھوڑوں کی رکاب میں تھمے رست ہو نقیب نقابت کا کہ چار پہری شورش  
رہی اور ہنگامہ طرفین میں رہا جب وہ وقت آیا کہ دافع سب سے نکل جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا  
اور شب صورت یاد و فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی ایسا کہ جب نظر ہوئی صبح طرب خیز  
بشکل رومی جانان حسن آمیزا ابھرا لٹا عکس زلف شب زمین سے اگھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے  
صبح کو صبح ستور لشکر خیل خیل اور ذیل ذیل میدان جنگ گاہ کی جانب روانہ ہوئے دربار سے ادا فریضہ نماز  
سحر مسجد کرباس میں آکر امیر کے ساتھ نماز پڑھ کر سلام علیک کر کے در دولت آسمان چاہا طل سحابی  
پر جا کر جمع ہوئے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا در گاہ کبریا میں کرنے لگے کہ کیا ایک  
ابو الفتح اصفہانی ذکر کرشت پیمان کی امیر نے حالات لشکر دریافت فرما کر صندوق سلیم  
طلب فرمایا اور تبرکات انبیاء علیہ السلام جسم پر آراستہ فرما دی اور اشقر پر سوار ہو کر جلو خواہ پادشاہ  
میں شریف لاڈ بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعہ سرخ پردہ نبستان شاہنشاہی کی  
دیوڑھی کا چرخ پر کھچا آواز غراڈ کی سنائی دی امیر مع سرداروں کو مجرا گاہ پر جا کھڑے  
ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا پنجشاسے طلسانی تقرنی پھٹتے ہوئے نکل پھر فالو سہای دنیا گاہ  
اور طلا کار ظاہر ہوئیں اور عود غنبری لوستے بے طفلان ماہ طلعت نکل گئے یکایک تخت  
شاہی برآمد ہوا کساروں نے بڑھ کر بدلوایا زناہ سامان سب بھر گیا بادشاہ



بادشاہ جہاں برآمد ہو کر مردہ پکاری سلطان اکرم امیر مختتم نگاہ رو برد صاحبقران دوران کا مقرر قبول ہو  
بادشاہ نے نگاہ ڈال کر دیکھا امیر نے حیران کیا ہاتھ سینہ پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سرور دار کا مقرر اور سلام لیتے ہوئے  
سلطان والا تبار جانب لشکر حرکت روانہ ہو کر دہلی تھارہ توارش میں آئے کہ موجب ایماست

نہان تھانہ مقنع حبان رہا	رخ آسمان جاہ انجسم نما
زرہ کی وہ نظرس کی زیب بین	تیماست دلیری کی بھی وہ بھین
تمور سے تھنتے تھے سردار فوج	جلی فوج یوں جیسے دریا کی موج
پے غرت دین بل حق نبوش	ہوتی شکل مریخ سب سرچوش
ہماچ تھے فسق ہمایون پرورد	کہ تھے تاج سر سر کیستی نوردد
تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس	پے قتل کفار دل پڑ ہوس
بڑی عظمیٰ اور بڑی شان	روان جنگ تھے بڑی آن سے

عرض اسی عظم و شان و کرو فرس تمام جنگ پر پہنچ کر ٹھہر کر کہادھر سے لٹا پڑا تھیون پر تخت کھجور  
فوج کو یہاں دیا تھری ہمراہ لی وارد میدان مصاف ہو ازین لرز گئی تھلک بڑ گیا آفت کا سنا ہوا  
دور کیا موج مارنے لگی اول بلیاروں نے ٹکڑ ٹھہری جھنڈی کاٹ کر میدان پائل مصاف کیا پھر ستون  
کی آبپاسی کے گرد و غبار بھایا اور صفت آراؤن ڈسینہ میسر قلب و خراج ساقہ و کینک گاہ صفوں کو جھایا  
چالیس قدم سر ڈار کیا آگے بڑھ کر کھڑی ہو سر پر علم اڑا ہلکے پھٹیوں سے کھل گئی آواز انین سے  
یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤس میدان میں لٹکار دلا ورون کو بکاری کر  
ہاں آباد ورون در بنانا حوت نہ کھانا قدم بہت خوب نہ جانا یہ معرکہ کارزار پر اس میں بہادرون کو کب  
ٹنگ عار پر عرض ترغیب جنگ لاکر نقیب کا ہٹنا تھا کہ اژدر کو ہی جو اپنی گردن پر بھید کبر و غرور سوار  
پر فوج کو یہاں نہ بکاری تو تھانڈی کو بڑھا کر سستی قیل تھا اگر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند اسید واریں  
کہ حکم حرب نسبت اس سے کہ صادر دیا یہ خداوند فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان غلطی کا تمام کر اڑو  
یہ اجازت پا کر بھید کر و فر گئی کھو دوڑا کر نواف میدان میں پہنچا اور مشوری دکھلا کر جانب لشکر امیر کو قریب  
کر کے فوج رعد آسا کیا کہ ای فرقت خیزان زبردستان تم میں جو کوئی کہ زبردست ہو تو مقابلہ میں میرے فوج شرفا  
کو ہی نہ کر کہ پانچ صف لشکر جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض سنا ہوا کہ باطل اسراہبت میان شاہ فرمایا کہ



قہار ہم ہمارے مہمان غیر نہ ہو کر نہ تھا اور آرام فرماؤ کوئی اور تھا بلکہ میں اس کا فرد کیا گیا اور عرض کیا کہ غلام تو ہمارے  
 حضور کو ہاتھ دے اگر اجازت کرے گی ایک ایک آبرو کیا خاک باقی رہی یا دشاہ فیما چار سپرد خدا کیا اور سن در در پر  
 زرتنگ درست کیا تاکہ عرصہ زندگی حریف پر تنگ کرے اور جست کر کے خانہ زمین میں در آیا گھوڑا بصدقہ  
 اور آیا جب سوار ہو کر پہنچا اوسے تہنیت گوار گنیدہ اپنا آیا اور گوار گوار کی پانچ قدم پر گنیدہ اوسکا  
 تین قدم مرکب دس بہادر کا بھی کو چار اور دونوں در انون میں حل کر سنا کیا اور نیز اور گوار گوار کی  
 سینے کینہ قہار پر ضرب لگائی اور نیز نہ نہ نیزہ کی زبان پر لیا برابر نیزہ بازی ہونے لگی ابیات

دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر  
 لگے کرنے پھر رن میں نیزہ کیے وا  
 ہوئی جہن جرات میں جانشکری  
 تماشے میں تھے گرم دونوں حشر  
 دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت  
 کھلے وصف باندھی جو نیزہ کے بند  
 کوئی منتظر تھا کوئی نہا امیر  
 جری ہو تو ایسا زہے رزخواہ  
 کاسے قہار صفدر و چہرہ زوا  
 عجب وار ہے یہ خدا کی قسم

ہوے روبرو دونوں باہم دگر  
 عنان در عنان ہو کے با صد قرار  
 بھڑکنے لگی آتش صفدری  
 ہنر آزماتھے وہ دوشیزہ در  
 ڈھپا وہ بلا کی وہ گھوڑوں کی گشت  
 اور ان میں تھیں دونوں کی جرات پسند  
 دلیری تھی دونوں کی محتاج دید  
 چکار شب رزم سے کوئی داہ  
 کہیں تھا سپاہ عجم میں یہ شور  
 یہی ہیں دلیران دین کے دھرم

عرض بعد وطن شان ایک مقام پر قہار نے بند باندھ کر نیزہ کو اوسکی ہاتھ سے ہوائی کیا بس اسے بھلا کر تیغ  
 گرانیار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچ کر قہار پر تیغ اوتا را دس بہادر نے تلوار کی بارہ کوٹ کے کلانی  
 اوسکی ہاتھ ڈال دیا اوسے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر دونوں پشت مرکب سے کودے اور سر گرم کشتی ہوئی دو  
 دریا سر گرم نظارہ تھے کہ کس کس تباؤ اور کس کس گھات اور دوشی دونوں سر ٹکراتے تھے دو اہرین سر گرم  
 تھے آخر آخر قہار کبیل کر چھ سات قدم پر لگیا تھا کہ ایک بار ابوالفتح عیار نے پکار کر کہا کہ اے قہار کیا یہ لگا  
 تک کیا یونین چلا جاؤ گے نگر کو حاتم کرو اس صدا کو سن کر قہار نے سنبھلا کہ دونوں شانوں تلواروں کو لے کر چلا اور  
 میں سر اڑا کر چھین ڈالا تو دس مہم پر ہٹا کر لگیا دہان بھی اوسے لنگر مارا کہ پشت پانک نہ زمین کو اتر گیا مگر



تھانہ ہر ذوقہ السراکبر جگر کھینچ کر اوسکو لنگر کو ادا کھڑا اور سہرا اوسکو بلند کر کے چرخ دیا چاہتا تھا کہ میں  
 پراری اودھرا میرا تو قیر نے بچار کر آواز دی کہ اسی قاپر سکوز میں پرانا رومی بہادریں کسیر سے بلند کر  
 میں محاکمہ ملت پر اوسکو نہیں نہالتی ہن قاپر ذوقہ فرمان قضا جریان صما حیران دوران شکر اوسکو  
 زمین پر اوتا ر دیا ابو الفتح ذوقہ کر حلقہ ہا کندی میں اوسکو گرفتار کر لیا اور گسا ادا کر دی گویا  
 ورتنا ختر خداوند عالم د عالمیان چچی گئی اوسو جواب دیا کہ میں ذوقہ معلوم کیا حقیقت میں دین میں  
 تمہارا بہت سیچا ہوا اور خداوند تمہارا برحق ہے میں مسلمان ہوں ابو الفتح ذوقہ کندی کھول دیا  
 وہ کلمہ پڑھ کر بکری مسلمان ہوا بختیارک ذوقہ باجرا دیکھا تھا کہ کما کہ با خداوند آپ ذوقہ کیسا اپنا نظر کر  
 کیا تھا کہ یہ بندہ خاص بھی جا کر بندگان منصوبے گیا اس لٹوری ذوقہ کما کہ بھلا ہمارا دل کا حال اور شیت کا  
 بھید کون جان سکتا ہے کہ ہم خوش کس شہر میں اور ناراض کس شہر میں مگر ہماری قدرت کا راز اگر  
 کچھ چھپتا ہے تو چھپاتا ہے کہ تو ذوقہ اول ہی کندی تھا کہ یہ مسلمان ہو جائیگا بختیارک اس کلمہ کو سنکر بھول گیا  
 غصہ کو ہی کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ اے غصہ ہر ہمتی بھی ہمارا خوف معلوم ہوتا ہے کہ جسے ذوقہ لڑو  
 گواہ سیدن تم بھی ہمدرد ہو جاؤ گناہوں کے کما کہ یہ کام ملک جی ذوقہ یاتون کا ہے ہمدرد آپ یہ امید نہ کریں  
 اسکا اصل اور کوئی توڑ نہی والا تھا نہیں کہ جبکہ ہمدرد ہمدرداری ہوتی اور دوسرے کشتی لڑو ذوقہ قاپر  
 کون بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دھرنے اڑو روز کویت کیا تھا بہت  
 نظر کی جانب مہربانم ہوا دوسرا قریب آج رانم تھا ذوقہ بل باز گشت بجا دیا اور شکر لیکر امیر علی ہر  
 کدی کے سر پر زینا کر کے پھرے شکر دین بستر پر ہو چکر کمر کھولی آسودہ ہوا امیر داخل بارگاہ ہوا دھر تھا  
 بھی اگر داخل بارگاہ کبیت پناہ ہوا بیان اڑو روز کو ذوقہ قاپر ذوقہ قاپر بادشاہ ذوقہ غایت فرمایا اور  
 امیر نے کما کہ اے بہادر بیان کہ یہ آئین اور دستور میں کہ جو سردار جبکو زیر کرتا ہے مغلوب ہمیشہ اوسکے سردار  
 میں شمار کیا جاتا ہے اور اسی کی ماتحت بیٹھا ہے اب تم ہمیشہ قاپر کی ماتحت رہو گناہ اڑو روز کما میں ہر صورت  
 اذکار اور کجا دوتون کا تلخ ہون مجھ کو کچھ عذر نہیں یہ کما قاپر ذوقہ پاس مجھ گیا اسکا اصل بعد کچھ دیر کو دیا  
 برخواست ہوا قاپر اڑو روز کو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہوں میں جا کر آرام پذیر ہو  
 ابو الفتح ذوقہ کی گشت دنیوی چوکیان قائم کیں مگر تین تیسوا دھن لگین بازار میں پہرات تک  
 حکم رہا کہ کھلی رہیں امیر ذوقہ کیواسے حسب دستور اپنے بیان سے چند آدمی ہر خدمت و



اور ایک بار گاہ مع عملہ اور قلعہ کے اور کچھ خون کمانڈ کے بھجوائے اور قاہرہ ذب طریقے اور سکون کچھ  
 کہ امیر ایسی باکرم آدمی بن پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص سرود کی محفل آراستہ  
 ہو پھر فائدہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اور سکا بچھوایا دونوں  
 آرام گزین ہو کر بار بار پلنگ کے آکر حاضر ہو کر چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اس انتظام کو  
 دیکھ کر اور کھیرایا اور مستفسر ہوا کہ بھائی قاہرہ کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہے قاہرہ نے کہا اندر  
 باہر سب جگہ پہرا رہتا ہے اس لیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند پہونچائیں اثر دہنے کے اندر بارگاہ  
 کے تو پیری کی کچھ ضرورت نہیں بیان کیا خوف ہو مثل چلی آئی ہے کہ بیان دروہان اپنا گھر  
 بات عین نامردی کی ہے بھلا یہ بھی مجال ہے کیسی کہ جو کسی کے کوئی گھر میں چلا آئے یہ کلام جو اس نا فرما  
 نے کہ تو قاہرہ کو بھی حرارت آگئی اور بعضہ اس کو کہا اگر مرضی آپ کی نہیں ہے تو نہ سی بیان کیا اگر  
 مرضی آپ کی نہیں ہے تو نہ سی بیان کیا اگر آپ فرمائیں تو ہم جنگل میں چکر تھارہیں یہ ککر حکم دیا  
 کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پھر سو سو کر دیکھ ضرور نہیں یہ ککر سکون کمال یا صرف چار خدمت گار  
 رکھ لیو جبکہ دو پہرات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک ہے درکار تھا جو کیدار بوسنے لگے راجہ  
 گشت پھرنے لگی اور قاہرہ بھی سو گیا چاروں خدمت گار بھی سوئے اور وقت اثر درخیز دلیں تصور کیا  
 کہ جو ذلت نصیب میں تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اس حریف کا تو کام تمام کر اور سرکھاٹ سے اوپر نہیں  
 تھا کہ اپن نکلا ہو اچلا چلے یہ سوچ کر اوٹھا تو سی مگر ہر سیدار کے اوپر دار کرنا اور یک بیک چاڑھنا اس  
 نہیں ہے اس وجہ سے یک ایک او سکوجوات سنوئی بھر دل کو پاؤ مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہرہ  
 بالکل غافل پایا اور وقت خیر ٹکر کر اٹھا اور وار کرنے چلا مگر بوجب مثل حکم صادر ہو کر او سکوکون چکر دست  
 ہوا الفتح کہ شکو آپ سچا ہے و ہر طرف گرانی کرتا پھر تباہی بس سب طرف سے ہوتا ہوا وسط کو جو آیا تو اس کے  
 دلیں خیال آیا کہ قاہرہ کو دیکھو کیونکہ اثر در آج ایک نیا شخص اس کے ساتھ ہے یہ سوچ کر اندر بارگاہ کے  
 چلا ہر ایک ملازم نے اس کو دیکھ کر کہا اے مہتر صاحب آج تو قاہرہ نے ہم سکون کمال یا معلوم نہیں کہ حقانین یا  
 سینے کچھ خلی کھائی ہے اگر ہر سو قوت کو تیار وہ چاہتی ہوں تو آپ سفارس کیجیو گا کہ ہمارا ادھر سیر آنا بہ قرار ہے آپ کو  
 دعا کریں کہ یہ کلام ادنی زبان سے شکر الہی الفتح اور بھی زیادہ متوجہ ہو اور اندر بارگاہ کو نہ گیا قات چاک کر کے اندر  
 دیکھ کر گھبرا گیا عجب حال نظر آیا کہ قاہرہ کوئی غافل سو رہا اور اثر در خیر ٹھیکہ اس کی بالین آیا ہے سر سکا کاٹا چاہتا ہے دین دیکھ کر اس نے



جلد در بار گاہ پر جاگڑو رہی کھسکا کر اپنی آواز سنائی اور جلدی سے خرمیان میں کر کے اپنے پلنگ پر اگر لیٹ رہا  
 اور خرمیے لینے لگا ابوالفتح اندر آیا اور قہار کو اوسو جگایا جب وہ جاگا کما مٹر صاحب کما  
 شریف اوسو کما کہ میں گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قہار نے پاس نہ بھجایا خاطر کر کے  
 لگا ابوالفتح نے اوس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال میں دیکھا اگر میں نہ آ جاتا تو کام  
 تمہارا تمام تھا قہار نے سچے جی میں سوچا کہ یہ عیار میں اپنا احسان مجھ پر تھا تو میں بھلا اثر و رایی  
 حرکت کیا کرتا غرض ابوالفتح سے اوسو کما کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی لیجئے اسکو  
 بیان کھائی گاہ کہ کچھ شرفیان اوسکی ندر کین ابوالفتح وہاں سے چلا لیکن باہر آ کر یہ ایسا کچھ سانچ  
 دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آ کر چپکا کھڑا ہو رہا اور قہار نے پلنگ پر لیٹا کچھ  
 نیم خفتہ سا رہا اور اثر و رسوخ رہا کہ ابھی عیار آ کر قہار کو جگایا اچھی طرح غافل ہو جا رہا تو  
 اوسکو دراز پنا کر دودھرا ابوالفتح کو عرضہ جو ہوا دل میں کتا سو کہ تم تو بیان پھنسنے ہو اور اگر عیار  
 شکر کفار میں سے کوئی آ کر دشر دی امیر یا اونکو فرزندوں پر کر جائے تو کیا ہوگا بس در کچھ ترس کر د  
 یہ سوچ کر جھپٹا اور لشکر میں پھرتا ہوا اپنی فکر میں جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر مگر مثل لغت  
 پرستوں کے اوسکی قطع تھی اوس لشکر میں بھیک مانگتا آیا تھا مات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اوسکو  
 اوسو دیکھا بس فوراً رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو ہمیش کر کے صورت اوسکی قہار کی ایسی  
 بنائی اور اوسکو اٹھا کر دریا گاہ قہار پر آیا اور پکارا کہ قہار کو ہی جاگتے ہیں اوسو کما قہار کو دراز مٹر  
 پاس بھیج دو حکم صاحب قرانی اوسو کما اثر و رسوخ قہار کو جگادیا اور کما مٹر ابوالفتح بلا تو میں کر  
 ابھی آؤ تھی قہار آنکھیں ملتا ہوا باہر گیا کما اوسو اسکو الگ لاکر حباب بیہوشی اسکو سندھ پر مار کر اسکو  
 بیہوش کر دیا اور ایک مقام پر اسکو چھپا کر کپڑے اوسکی اتار کر نقلی قہار کو پہنا ڈا اور اوسکو اٹھا کر اندر  
 بارگاہ کو لایا اور اثر و رسوخ کما کہ امیر نے شرب بہت عمرہ بادشاہ کیلئے کچھ اتنی تھی اوسوقت اوسکے نمونہ کو  
 چھاند کیلئے اوسکو بلایا انھوں نے جو اوسکا ایک جام پی بیہوش ہو گئے ہیں اب انکو نشہ از حد ہے میں پلنگ  
 پر سلا جاتا ہوں شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگیں تو مٹر خرمیے کما ایسا نمونہ کاٹا لگ جا رہا اب امیر  
 بھی آرام میں گئے ہیں اونکی حفاظت کو جاتا ہوں میرا نا اب نو گاہ اثر و رسوخ کلام شکر بہت خوش ہوا اور  
 جی نہیں میں جاگتا رہوں گا غرض ابوالفتح قہار نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قہار صلی کو اٹھا کر ایک سی



خیر میں لاکھ بیچ لشکر میں چند خیمہ اور قناتیں اور دیگر استاد ہیں اور انہیں اسباب ضروری عیار و  
کار رکھار تہا ہے اس واسطے کہ جب وقت کسی عیار کو خواہش شراب کیاب وغیرہ کھانڈ پنی کی ہوتی تو وہ در  
نامل بان اگر کھاتا پتیا اور اپنی کام کو چلا جاتا ہے دو چار پلنگ بھی وہاں لگا رہتے ہیں پس دستہ میں  
ایک خیمہ میں پلنگ پر لا کر قہار کو لٹا دیا اور عیار و نس کہہ یا کہ یہ قہار کو ہی میں اتنی ہوشیار ہنسا  
بیوش رکھنا یہ کسکراپ روانہ ہو گیا اور وہاں اثر در کو ہی ذہب دیکھا کہ ابوالفتح کو گم ہوئے عرصہ ہوا  
اور قہار بھی نہیں چو کا خوب بیوش ہے پس چاک خداوند تعالیٰ تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چاہی اس  
بیمار ادس اپنی محسن با ایمان کا سر باک بجز ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اسکو مارا باطن تو ہی طرفدار قتل کیا اور  
اتنا مہر کیا کہ وہ رات تہا پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مرز درنگی خستہ گیا اور سر گریبان چاک گئی طاہر

سحر کا دانت تہا ہی شب کے اوپر	جو آئے مشعل خورشید لیکر
نشان شب ہوا عالم سے نابود	اور از رنگ اختر و نکا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہوئے کہ اثر در نے سحر قہار نقلی کار و مال میں پاندھ لیا اور باہر نکلا کہ کب پر سوار ہوا  
کیسے منع نہ کیا اسلئے کہ صبح ہو چکی تھی سمجھ کہ مسجد کے پاس میں جاتا ہے یا ہوا کھانڈ نکلا ہے اور یہ سوار  
ہو کر مرکب آڑا تا لشکر سے نکلا کہ سید صاحب لشکر تھا میں پہونچا اب میان دو گھڑی دن چڑھی خادمہ خد متسکا  
وغیرہ جو اندر بارگاہ قہار کے آڈ ادس بچاری کا خون تہا ہی زمین پر بہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس  
کیسے قہار ایسی مباد کو مارا دھر لقا کو خبر ہوئی کہ اثر در کو ہی سر کیسکا کائے ہوئے آتا ہے بختیارک  
ذکما کہ یا خداوند تیرے عہد تو تہا تو سہی کہ اثر در کو ہی سر امیر کا یا علم شاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے  
تو تو خداوند برحق ہے اتنی بات تہا دینا کیا بات ہے لقا کہ قدرت ایسی واہیات باتیں نہیں تہا دین  
ہیں جس کسی کو قضا نے گھرا ہو گا اوسکا سر ہو گا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سو ڈھین  
سمنے دیا تھا اسوقت یاد نہیں ہے یہ کسکراپا کہ اسے بندگان قدرت دیر سے قدرت  
مرا اس اثنا میں اثر در اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کر کے سحر قہار تہا پر لگا دیا ہنسا اور کتا تہا  
مقبول ہے عرض یہ بیٹھا سامی ڈاوسکو جام شراب دیا اور دھر امیر کو خبر پہونچی کہ اثر در سحر قہار کا کسکرا لگیا  
لشکر لقا میں خوشی ہو رہی ہے یہ سننا تھا کہ دھنواں دماغ سے نکلیا اور فوراً متعشک کر اویٹھ کہ بے ایمان  
خود اگر قہار مارا گیا ہے تو بغیر مارے اس بے ایمان کو بھوڑ ڈنگا یہ کسکرا یا ہر آکر اشرق پر سوار



ہو کر پھر تو اور بھی سردار فرما کر مالک بہرام علی شاہ وغیرہ اپنی مرکبوں پر چڑھ کر عقب میر علی ابوالفتح  
 کو قبا علی جو ترہ میں تھا دوڑا کہ امیر کو جا کر کہوں آپ نجائیے قاضی زندہ ہو مگر امیر نے آشفہ کوتاہی یا  
 دکھایا وہ مرکب بادیا ہو گیا یہ اس کے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ایسی تھک تصویر کھینچ کر تین خوش  
 کی تری و ولین جو آئے گر کسی نقاش کے آسنگ + گذرے تمام عمر اسی سوچ میں اسے  
 سینہ سندر یوز بناؤں میں یا سترنگ + آخر قلم کو ہاتھ سے رکھ دے کہ یہ کوی + کس بجز خدا بند ہو  
 صورت ہوا کارنگ + ابوالفتح آخر پھرایا اور اسے اگر چالاک کی کہ قاضی کو ہوشیار کر دیا اور سارا ماجرا  
 لکھا اسے شکر یہ ادا کیا اور مرکب منگا کر سوار ہو کر خدمت امیر میں پہنچا امیر کنارہ شکر تھا کہ  
 پہنچ چکا تھی کہ اسے اگر تسلیم کی امیر حیران ہو کہ یہ کیا ماجرا ہو مگر اسے زندہ ہونے سے خوشنود ہو کر اس  
 میں ابوالفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرا و شبینہ معرض عرمن میں لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین  
 آخر وہ کافر بھاگ کر گیا تو روڈ پر چلے ہی گا اس وقت کام اس کا تمام فرمایا گا امیر نے فرمایا کہ بہتری  
 اس وقت قاضی کو بھی ذعرض کیا کہ حضور میں نہ پھر ڈکا اگر پھر کر جاؤ گا تو نامرد کھلاؤ گا میں جا کر  
 اس نامرد اذلی اور ابی کو اس کے خداوند کے سامنے گوشمانی دوں گا امیر نے فرمایا کہ ای بہادر  
 کا کوئی دھرم ہو تو کتنا شاہد شاہد مر حیا مگر تمنا جانے دینے کو جی نہیں چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ  
 ہو تو بسم اللہ میں بھی تیرا شریک حال ہوں اور دوبار گاہ تھا پر آکر ٹھہرتا ہوں قاضی کما زہر  
 پر درش و غنایت یہ کہ مرکب چمکا کر یہ آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ تھا کی طرف چلا امیر بھی  
 پیچھے اسکے روانہ ہو کر سب سرداروں کو فرمایا کہ تم میں ٹھہرو رہو سردار چار طرف پھیل گئے لیکن شکر  
 تھا کہ جو امیر کو دیکھا وہ خواب لوہا اہل اسلام کا مادی ہو کر ہنسنے ہون بھی نکلی اور قاضی ہر دلیہ دربار  
 پر آکر گونجا لوگوں نے اندر در در خبر کی کہ قاضی کو ہی آپ پہنچا اور امیر سب سرداروں کو شکر میں پہنچ  
 چکے ہیں اور تو نام قاضی شکر حیران ہو گیا کہ وہ کمان سے آیا شاید مسلمان ہو جائے یہ غیرت  
 بھی ہو جاتا ہے کہ لاکھ طرح مار و قتل نہیں ہوتے ہن بختیارک ڈکا کہ ای اثر در اب تم کسی نکل بخت  
 کے بچے جلہ جا کر پوشیدہ ہو کہ ملک الموت تمہاری جان کا آپ پہنچا یا قاضی کا ہزار آتا ہے جو بھوت نہ کہ تم  
 پیٹے گا اور رکھا جائیگا تھا ڈکا کہ یہ تقدیر میں ہماری جمیدہ ہیں انکو کوئی سمجھ نہیں سکتا ہے اس اثنا میں  
 قاضی ہرسان شیرزادہ صیان بارگاہ کی طرف کر کے آخر پردہ کو پاس پہنچا بختیارک ڈکا اب بھی کچھ نہیں



کیا ہر لوگوں کیسے کہ وہ باہر روکین تھا فی کما مجھ کو سجدہ کرنے آتا ہر دو بختیارک ڈکھا آجسکا  
 سہنے یہ تھہر پر سنیں دیکھی کہ مسلمان ہو کر پھر سجدہ کرنے آؤ غرض یہ باتیں ہوتی تھیں کہ قاہر  
 اندر بارگاہ کے گھر آیا اور ملکا را کا ارغواؤ اور درجیا سپاہیوں کیلئے یہ دعا افسوس ہر تیری  
 حال برادر تھت ہر تیری زندگی پر اثر در ذرا دھکرا ایک تلوار ماری اوس بہادر در ذرا پتہ ابدل کر  
 تلوار کو فانی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچا اور سپہ دار کیا اور بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہوسنے  
 بختیارک پکار رہا تھا کہ اسی قاہر تیری اثر در بے ایمان بجیا تھا اور دشمن ہر اسکو ماری ڈالنا ڈا  
 ہرین بڑی دیر سے اسکو لعنت ملاست کر رہا تھا کہ تم آگے اسکے کہنی کی تو قاہر ہر ذماعت نہ کی  
 ایک مقام پر مگر کو تہلا کر گر پر اوس جہا کے ہاتھ مارا کہ سر اسکا کسکد دور گرا اور وقت مختصر کو ہی  
 وغیرہ ذوق بلبوہ کرنے کا کیا بختیارک ڈکھا کیوں ساست آتی ہر باہر بارگاہ کے امیر بھی کھر  
 زین خداوند بھی تو باہر قلعہ کی نکلے ہن بھاگتے راہ نہ یلگی اسکو نکل جاؤ دوسب بارگاہ ورنہ خون  
 لال ہو جائیگی ستم ستم کے نعروں رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان خجگاہ دکھائی دگا  
 تمھارا اور مختصر کیا جائیگا مگر خداوند کی بہشت میں چل جاؤ گے ہوا بھی خدائی کہنا ہر مختصر یہ سنکر  
 خاموش ہو رہا اور بختیارک ڈکھا ہر سے کما حضور جاہن تشریف رکھیں یہ کنش خانہ قباب ہر اور  
 جاہن تو تشریف لیجاؤ اوس کا فرخا سر نے جیسا کیا تھا دیا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہیں  
 ہن خیب کیا جو آپ ڈا اسکو منراوی اور دنگو بھی عبرت ہوتی اب کوئی ایسا نہ کر لگا قاہر اسکی  
 باتوں سے ہنتا ہوا بہ مراغت و آشایش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر میں حاضر ہوا اسکو  
 ہمراہ لے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوی اور اپنی بارگاہ میں آؤ تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود  
 ہوئے قاہر ڈا اور امیر ڈا ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدی میں اس خیر خواہی کے عنایت کیا بادشاہ  
 و جشن شادمانہ خوشی میں قاہر کے زندہ رہنے کے راستہ فرمایا بیان تو سب خوش و خرم فردکش ہن  
 اور کیفیت سنئے کہ کچھ ملازم اثر در کو ہی کے اس کے ماری جانی دلاش اسکی ادھاکر اسکی قلعہ  
 کی جانب گئے بھائی اسکا اسکی عوض سے حکومت کرتا تھا نام اسکا ماران کو ہی ہر غرض اس کے  
 سانسو جا کر دن لوگوں نے عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند تقا کی بہشت میں گئے اور بارگاہ  
 قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند سزا بیٹھا



دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہو گیا خداوند نے جان بوجھ کر اسکو قتل کرایا کیا کہیں  
 اگر مقصد یہ ایمان نہوتا تو خداوند ہی کو پہلے سمجھ لیتا ہر چند کہ بھائی ذمہ سبب بڑی نامردی  
 کہ ایسا کچھ مردان عالم کو زریب نہیں تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادر دن کو نظر نہیں آتا ہر  
 گز خیر میرا بھائی تھا مجھکو عوض اوسکا اوسکے قاتل کو لینا ضرور تیرے میرا ارادہ تھا کہ میں خداوند کی مژ  
 کو جاؤں مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہو گیا ہر اب میں اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤں گا یہ  
 کسراوسی وقت باقی ماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونیکا دیا اور کئی ہزار کو ہیون کی جمعیت کو ہتھیار  
 تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ سبب جلد شکر تھا میں پہونچا بختیارک اگر اسکو بھی لیکھا  
 بارگاہ میں اگر خداوند کو مجر کیا سجدہ نہ کیا اور ذکھل پر بیٹھا تھا پکارا ای نبدہ قدرت تو کچھ آزدہ علوم  
 دیتا ہر اوستو کما کہ یا خداوند مجھکو پرخ یہ بہت بڑا ہے کہ آپ بیٹھو دکھائی اور بھائی میرا مار ڈالا گیا آپ فست  
 زمین کو حکم دیتو تو قاتل برادر کو میرے وہ گلجانی تھا ذکما کہ ای نبدہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہو تو میں تیری  
 بھائی کو روز نوروز جلاؤ دنگا یہ سنکر اوستو سجدہ کیا اور کما تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غم کہ  
 بیٹھ کر شراب کشی کرنے لگے جیب دماغ اوسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی میں جاتا ہوں اور قصاص بھائی  
 کا اپنے لیتا ہوں بختیارک ذکما بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا جمل خیاں بھوادیون  
 کسان جاؤ ہواوستو کما ملک جی بسطرح کہ قاصر تو اگر سرد رہا میرا بھائی کو مارا ہی اسی طرح اگر وہ بڑو  
 حمزہ سر بارگاہ میں اوسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہو گا جب میں پورا  
 قصاص لوں گا بختیارک ذکما یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ حمزہ میں گھس جا اور کسی دستے  
 سردار کو مار کر زندہ جلاؤ دیکھا نہیں البتہ شاید تم ایسا کر جاؤ ماراں ذکما بیان بھی ہم کہ چکے  
 اور گھر سے بھی ہی ارادہ کر کے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہیں یہ کسکر گرز کو کا ندھ پر رکھ کر تلوار  
 کے قبضہ پر ہاتھ دال کر اوٹھ کھڑا ہوا اور یکہ دمتنا باہر بارگاہ کے اگر جانب شکر امیر کشور گہر طلا  
 بختیارک ذکما رے خیر کو بھی کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اسکے روانہ ہوئے آخر یہ شکر  
 مسلمانان میں پہونچا شکر کی رونق ادرا رایش دیکھ کر دلمین کستا تھا کہ کیا جاہ و جلال ان مسلمانوں  
 کو ہم پہونچا یا ہواہ واہ و ابازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ  
 سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر ہتھیام کو دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی سہرا پر وہ اس کے دورنگ کھینچو تھے



بارگاہ سے دور تک اردو سیلی راستہ دور دیہ جبار فرشی استاد بیچ میں شکر ہرنی او سپر یا قوت  
 عقیق کی کئی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون میں بھری سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے  
 تھے بارگاہ پر کلس یا قوت کے چڑھے تھے جو اہر کے مور او پیر بیٹھے تھے منتقار دن میں اجڑاے  
 مردار میس کے لیے تھے دُبار گاہ پر لی عادیان پور شدادیان پہلوان عادی بوندہ درگہ سالاری  
 دنگ پر بیٹھے تھے چالیس شمس پر بندھی تھی چالیس شدہ تخت الخنک کے چھوڑے ہوئے دیو تھا کہ تلب  
 انسان میں سمایا نظر آیا ماران ڈر دیکھ کر خوف کھایا اندر ہلکا روتنے پہلے ہی ہر عرض کی تھی کہ  
 ماران کو ہی اس ارادہ پر آتا ہے آپ نے فرمایا کہ آئے دو تھا ہر بھی کچھ ایسا حلونین کہ جبکو وہ  
 کھاجائیگا قہار بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کھاکر کھاکر ہو تو میں آؤں  
 پر جا کر او سکورو کون بیان جناب بادشاہ کے رو برو وہ بے ادبی کر گیا امیر نے ٹھہرایا  
 یعنی تمہاری ساتھ میں بھی ہن کمان جاؤ گے اسے بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کتنا عرض حکم پہلوان  
 عادی کو پہنچ چکا تھا کہ آئے دیتا سوچ سے اوستے نروکا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ  
 کے آیا امیر نے کہہ دیا تھا کہ تیسری دیوڑھی پر رد کنا اور کنا کہ مع مرکب اندر نہ جا عرض جب زد  
 دیوڑھیان ڈھک کر چکا او سوقت پہلوان عادی کا دھکرا کے پیچھے پیچھے آئے تھے وہ سدر راہ  
 ہو کر اور کنا اسے ماران گھوڑی سے اوتار پڑ دینین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ شکر اسلام  
 کی ہے کہ جو بلجای دما غریبان ہن یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جائے ہن اسنے تکرار  
 کرنا کیا ضرور ہے مطلب وہ فوت ہو جائیگا اگر بیان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اترتا پہلوان  
 عادی ڈر ہلکا آخر کی دیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا فرق رنجیر کو سر کا دیا یہ اندر آیا عجب ایک  
 انجن پہلوانان صفت شکن کی دیکھی کہ انجن انجم گردن بھی اس چمک دیک کی سنو گی عجب عرب  
 دواب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی اسجگر پر ہر خم کی پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ بن  
 اعلان حاضر تھا نصرت میں خضر ہر قرن دور ہر وار دن کا بندھا ہوا دست راستی دست راست  
 کو دست چپی دست چپ کو چپ ستون فرزند ان گرامی حمزہ سے بھرا ہوا بادشاہ سر پر سلیمانی پر جلوہ فرما  
 سات سوتا جدار کا گرد طلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی ستر ہزار فرنگی بار ہزار ہندی او پنی بنا ہوا حاضر  
 تھا امیر نصیر ذنگل ناد جسر آصف بن برخیا بر جلوہ فرما تھو خشت ہای زمین پر ہزار دن عیار پائیا



عیاری سے آراستہ کھڑی تھی ایک طرف بارگاہ کو گہرے تمام کھلی تھیں تقدیرات مالی و ملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا  
ساتھ بادشاہ کے رخصتہ حور پیکر رقص میں تھی جام می سرداروں میں گردش پذیر تھا اس عظمت  
جرات کو دیکھ کر وہ عجب مارا لٹ پر طاری ہوا کہ بے اختیار اوسنے جھپک کر فراموشی بھرا امیر کو اور  
بادشاہ کو کیا امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بھلق تھا متر و بخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا  
امیر اٹھنے لگے اوسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے عرض کہ کل زرین پر اگر قریب نہ بیٹھا امیر نے  
پوچھا کہ بھیا فراج تو اچھا ہے اور ساتی کو اشارہ کیا کہ اوسنے جام لا کر دیا اوسنے پیا اوسوقت امیر  
نے پوچھا کہ کیونکر تشریف لائیے کا سبب اب یہ شرمندہ ہوا کہ تو کیا کہی آخر کہا کہ آیا تو اسیلو تھا کہ  
قاہر کو میں قتل کرتا مگر آپ کو خلق نے بندہ بزدل بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اوسنے  
کہا اوسیاور میں موجود ہوں یہ کہہ کر اٹھا کہ آئیے جس طرح چاہیے مقابلہ کر لیجئے امیر نے بھی کہا  
کہ اچھا تو ہے جو صلہ نہ ہو اوسوقت اوسکو بھائی کا غم بھر تازہ ہوا اور اوشکر بارگاہ کے آیا امیر نے  
حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازہ پر اکھاڑہ کھد کیا سر کو اوشوادی حضرت قدر قدرت شاہ مجاہد بھی لکھنے  
لگو قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ سے ہوئے آخر جب چشم زخم کسی  
کو نہ پہنچا اوسوقت نوبت کشتی کی پہنچی قاہر کو خدا تعالیٰ نے اوسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی  
آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو بار چار دن شاذ و جت کر دیا یہ وہاں سے اوشکر بھر بارگاہ امیر میں آیا  
اور عرض کیا کہ دین آجی بھرتی ہو آپ کو دین میں آئی کیا کہی امیر نے کلمہ طیبہ بتایا یہ کلمہ بڑھکر اوسپر  
صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اسلئے عقب میں آئے تھے وہ بھی بارگاہ میں آکر مشرف بشارت اسلام  
ہوئے اور اسیوقت پھر کرانچو شکر میں آئے پکاری کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم  
ہم مسلمان ہو غرض شکر اوسکا کچ کر کے اوسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کے  
اثر و رو غنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر  
سزاوار کیا پکاری جو خبر کو آئے تھے وہ پھر بارگاہ تھا میں گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیار کہ پکارا کہ  
صلوٰۃ صلوٰۃ یا خداوند دیکھو کیا اگر ماری کر کے آئی ہن کہ جیسا اب کہا ہے جائینگے مگر پڑائیں ٹائیں منہ نشا کھائیں  
گندہ ماراں کو ہی بھی مسلمان ہو گیا لقا خوب مقدمہ مار کر رہسا اور کہا اوسکو دلیمن میر پیر فرسہ سلو شک آگیا تھا  
اب یہ اختیار کیا ہے کہ چکوئی بندہ میرا پیر دلیمن میری خداوندی کا شک کیگا اور بھرتی ہو جائیگا تو میں



اور اسکو اپنی جوار رحمت سے دور کر کے مسلمانوں کو حواسے کر دیا اور اسکو ادھن بند کر دیا تاکہ نہیں  
 کر دے گا یہ کہہ رہا تھا مگر بخیرہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑا آتی کی بالائی ہوا پیدا ہوئی اور برت پر  
 لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ جتنے ان کو ہوں کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طلسم سے بلایا  
 ہو اسی گفتگو میں تھا کہ ایک تخت روی بارگاہ میں اتر آئے دیکھا کہ اس تخت پر ایک ساحرہ  
 نمازک اندام یاسمن بیکر سوار ہے زلیور جواہر کا زیب بدن کیو کانوں میں کرنبھول سنی جو عقد شریا کو بھی  
 شریا کی ہوتا ہوں میں کنگن اور کڑے جو علتہ اطاعت میں و شکر شریا زبردستیوں کو کرین  
 ہے مازوتیوں کے گلے میں ڈال دیا بھولی بھولی صبر پاتے کھاتی پر ڈال کر تخت پر سو سنبھل کر ادھری  
 اور سانس خداوند کے آکر اس صنم زیبا کی تسلیم کی اور سجدہ میں گر کر لقا پکارا کہ اے بندہ سر اوٹھا  
 اپنی لعنت چھین کر صیب کی وہ سجدہ سے ادھنی اور از بس کہ سن تو سکر آتی ہوتی قریب تخت  
 آئی بلا گردان ہو کر جواہر جو بہر نذر لائی تھی نذر چڑھائی بختیارک ڈکھا اے ملک نام نامی آج کیا ہے  
 اکیلے آؤ کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہے اور نہ کیا لونڈی لوزیور جواد و کستہ میں لشکر بھی کچھ ساتھ لائی  
 ہوں خداوند کی مدد کرنے کو حکم شاہ افراسیاب آئی ہوں یہ کہہ رہی تھی کہ اور بھی تخت اور طائران  
 سحر آکر آئے اور ساتھ ستر اوٹلی کھاجین انیسین خواصین وغیرہ سب کر دیدار خداوند سے مشرف  
 اور فیضیاب ہو میں سب نذر چڑھائی بختیارک ڈکھا خداوند سے کہنا یا خداوند بعض بندہ کو آپا سے  
 پیدا کر دیتی ہیں کہ جو اور دن کی جان لیتے ہیں لقا ڈکھا قدرت خود اپنی خاتون مکرم نہاؤ کے لیے  
 ایسی صورت پیدا کرتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں اب یہ بندہ جو فیصلہ مسلمانوں کا کر دے گی  
 تو اسکو اپنی خاتون معظّم نبائینگے دیور یہ کلہر مسکر کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ لاکھ بتائی  
 گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلی کھلی رہ گیا غرس و گل زرین پر یہ بیٹھی لشکر اسکا متصل لشکر خداوند  
 بختیارک ڈکھا کر اتر دیا یہاں دو شراب ناب ہوا جلسہ جنگ درباب ہوا ساحرہ ڈسارا ماجرا  
 جنگ مسلمان کا بختیارک سے شاہ خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبراؤ میں ایک آن دھ  
 آن واحد میں آپ کی عنایت سے سب بندگان مغلوب کا استقبال گردون کی بختیارک  
 کو کما چاہی فیصلہ انکا نہ کرو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش اعلیٰ ربہ جابین کہ جنگی بدولت یہ  
 صورت میں کبھی کبھی دیکھنے میں آجاتی ہیں ساحرہ نے کہا پھر احب طبع جنگ نبجے







لشکر اسلام مطلوب ہوا اصال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو بیٹھ گئے  
 نہرو بجانے لگے منتر پڑھتے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ میں آکر سحر جگ نے لگی ہر مقام پر جوت کھڑی  
 ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھیٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے باغک  
 کا میدان مگر گھٹ تھا مڑے پھٹکتے تھے ساحر رمل نام رشتہ کمکشان کو شاخ سنبلا میں بانڈھ کر یون  
 تانتا تھا نبات النعش ارحقی کی صورت نئی یون اٹھانے کے لیے میخ باشمیر برہنہ قوج فلک کو  
 جھٹکا کیا چاہتا تھا سحر بچ دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمہ جوت کے کنارے  
 یہ سورج کنڈ کے نہانے کا سیلا تھا ہوا بھی آج بیر اگیون کی طرح جنگل جنگل بھرتی تھی زمین و آسمان  
 میں جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی  
 تھی تو پیرانا پیشی کھلاتا میل بڑے ہاتھ پائون والا ساحر تھا دیواستھان بنکر جا دو گتھا ہر درخت  
 ایک پائون سے کھڑا سحر کرنے میں مشغول نظر آتا یہاں لشکر دن میں دنیا سیاہ تھی کالی کی  
 دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیٹوں کے کلبے کھانا پھر سن سن کر کے جانا  
 ساحر دن میں تو یہ ہنگامہ تھا بہاروں میں تیغ و خنجر کا افسانہ تھا غلام تیغ مار سفید کے لیے  
 بانی تھا ترکش وہاں ساحر بنکر تیر کا بیر بھجیتا تھا کبچے چھیدتا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا  
 تھا کہ خون دشمنان چاٹتا بھیٹ میں سر لینا لگے کاٹتا گرزوں کو سر بلندی کا منتر یاد دلایا تھا  
 کہ سر چڑھ کر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سان کی زبان پہ منتر پڑھتے کہ منتر چلے چلے رن چڑھ کلبہ کاٹ  
 بیر لہو چھوڑ جان مار کمانیں بھی چلکشی تھیں عامل دہرنے اپنے بچاؤ کے لیے کشتش جبت نہ تھا  
 نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ ہندسہ کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویں دہرنے رنج  
 سکون کے نقش حل یہ ہندسہ میر کیے ہیں غلام یہ کہ زمین و آسمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ

اور جوش تھا کہ ایسا ست	وہ بیرون کی آمد کہ طوفان ہل	وہ لڑنے پر آمادہ خرد و سرگ
چک تیغ و خنجر کی وہ اکر	جوانکھوں بن انسانے کرتی تھی	نقیبون کا للکارنا ہر طرف
جوانوں سے کہنا ہی صفت بھت	کہاں جوانان رستم شعار	یہ سورج کل کا بھی یادگار
نہ درنا کہ یہ موقع نام و تنگ	سپہ یاد کل تھے یہ کار جنگ	غرض چار پہ رات ہی ہنگامہ

بہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کو ہی فوج ضیاء و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوستان مشرق سے نکلا



زیران نیزہ فلک ایسا شوخ و چالاک تو سن تھانہ خسار سے اچھے عالم روشن تھا کہ ایسا ست

گنی جب عرصہ عالم سے وہ شب	فلک سے سٹ گئی تصویر کو کب	سوزن بول اٹھا اللہ اکبر
کمر کنے لگا ہر جنگ اور	بشکل برق چمکی گرز و شمشیر	کوئی بولا کہاں اب وقت خیر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہی	ہوس اب گور سے دستِ نفل ہی	یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
جھکایا سر ہزاروں انجاسے	کہ اے خالق مدد ہو تیرے کار	اجل کا ہوئے جسم گرم بازار
زبان آبرو ہی فتح و نص	نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا	نہا پیچھے ہٹے بڑھکر ہمارا
ملا سے جان جانی ہی گوارا	امیر با تو قیر تو دعا کر رہے تھے	اور لشکر گروہ میدان جنگ

کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر مع ہمایوں امیر والا گہرین بھی پہنچی آپ نے  
سرحد کے میں رکھ کر دعا ختم کی تھی کہ ابواضح خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر  
نے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلج سنجوگ منگا کر خود ہو داند زرہ داؤد سے جسم نور کو فرین  
فرمایا تیغ مصمام و قہقام حائل کر کے تیغ عقرب سلیمانی ہاتھ میں لیکر نیچے سہرابیل کمرے لگا کر  
باہر بیا مدہوئے اور شفر پر سوار ہو کر کچھ دھوپ ملے تھے کہ سامنے سے مالک لڑو اسی ہزار نیزہ داروں  
سے آنے دکھائی دیے سان نیزہ یوں چلتی تھیں کہ تارے سوانیزے پر اترے دکھائی دیتے  
تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سردن پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھو ریل نمایاں ہوا  
یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گزر چکی ہو عالم سے اب جاتی ہو اور لندھو رکا اسی پہنچ روشن  
جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہو عرض کہ سب سرداروں سے سلام علیک  
کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر بیان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا  
چو بدار بر جھپی بردار بلہم بردار وغیرہ سب جلو خانہ سے باہر نکلے سامان باد باری آگے بڑھنا  
یجا سا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیوں نے بجل بجا یا ارگن کی وردی کچی ارمنی بیلا بجانے  
نکے کوس دہل گڑ گڑائے روشنی نمود ہوئی لڑکے حسین و خول صورت لوٹے تلخون کے لیے عود برکی کا  
بکٹا اسپر ڈالتے منقلون کو جلانے گزر گئے زنانی دیورھی تک زنانه سامان اگر پھر گیا کہاریان  
پیاری پیاریان دیور طلائی میں غرق ناک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوا دار بادشاہ کا کاندھے پر  
اٹھائے قریب پردہ منج پہنچیں کہارون نے بڑھ کر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوئے تھے



مرد ہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور و غل مچایا امیر نے مجھ گاہ پر جا کر اول مجرا کیا پھر توندھو  
 ہر ام فرامز محمود وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان  
 قلب بین رکھ کر بچے کہ قہر و [وہ عظیم و شان لشکر و کھلواہ] [فلک بھی کہ رہا تھا اللہ اللہ  
 غرض ہنگام سحر نور کا ترکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سواروں کے گھوڑے ہم سے بھرتے ہوئے  
 باجے عربی بچے کو س و نقار سے بچتے ہوئے سوے زر گاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ  
 زیور جاو و خواب مرگ سے اٹھ کر لشکر ساحران تیار کر کے میدان کی طرف چلے دنیا میں خرابی  
 اس جہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابرا کر چھا گئے ساحرون نے اثر و اپنے اثر لے  
 یہ جورات کو قابو میں آئے تھے انکو بلا کر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا دشت چلاتے  
 دریا کو جوش میں لاتے کوہ و دشت میں زلزل ڈالتے طائران سحر کو اڑاتے ہوئے میدان میں پونچے  
 ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیوں بہت تخت کچھوائے خواصی میں بختیارک ایسے شیطان کو  
 بٹھالے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باختریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونوں گروہ  
 انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و صبح کا سامنا تھا ایک طرف  
 و حدہ لا شریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے لیک حق پر دوسرا حق پر  
 لڑنے پر تل گئے ساحرون نے دھرد بکایا بجلیاں چمک کر گرین صحرا جو آڑ رن کی تھا اسکو جلادیا  
 ابر سحر ہر سا کر گردوغبار بٹھا دیا میدان پاک صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفیں تہ تیہ پذیر  
 ہوئیں ملکہ زیور جاو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی صبح کا وقت  
 تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہوا میر نے اسکی صورت کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو  
 خداے تعالیٰ اسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت جس ضایع نہ جانی کسی مسلمان کے  
 کام آتی غرض کہ شورش لشکر ترقی پو ہوا روے ہوا پر اثر و بھیکار نے لگے روے گیتی اثر ہر  
 سو گیا منقلین و مٹھڑ مٹھڑ چلنے لگیں شعلہ رو جاو گر نیاں بھڑک اٹھیں طاؤس و سنس اڑا کر جو کسا  
 سامری کے غل مچا کر سیرقون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئیں کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑیں اسوقت  
 نقیبوں نے نکال کر نقابت کی کرکیتوں نے کڑ کا کہا جب یہ کھلے ہوئے بلکہ زیور بناران ناز و ادا  
 و تخر سامنے خیل لقاے خس بادی ضلالت کے آکر اجازت طلب کی اس گبر نے کہا کہ جا تجکو



اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا یہ وہاں سے تخت اڑا کر سامنے لشکر اسلام کے نامیدان میں پہونچی اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند اؤ میرے مقابل میں اسکی نصیب دینے سے یکایک صف دست چپ میں طبل و نقارے بکے اور تملن خان خاوری نامون شہزادہ قاسم کے گھوڑا اپنا اٹھا کر سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے انکو سپرد خداے پاک کیا یہ ہاد مرکب اڑا کر لطف چالشکری دکھاتے جولا نگاہ پر آکر مقابلہ ساحرہ بدسیر میں پہونکے انکو دیکھ کر ساحرہ نے ایک تھمقہ مارا اور ایک طرف کو متھ اٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک نہ آیا کہاں مر رہا ہو اتنا کہنا تھا کہ بوڈ لا گرو کا جنگل کی طرف سے اٹھ کر قریب تر آیا اور اس میں سے ایک سو اسلحہ مل اس پتازی شہزاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے ترپور کے پہونکے عرض سا ہوا کہ اے ملکہ میں تو میں حاضر تھا آپ کیون غصہ فرماتی ہیں جو کہیے بجالاؤن ترپور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہو چکو قتل کرنے آیا ہو اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اسکو بھی مارنا کہ ان لوگوں نے خداوند خیر کو بہت عاجز کر رکھا ہے یہ شکر اس سوار نے گھوڑے کو معین کیا اور مقابلہ تملن خان پہونکے اسنے اٹھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اسکا لڑنے لگا اور اس طرح اس گھوڑے نے پیٹھ اپنی جھیر جھرائی کہ حطرح مرکب پھریری لیتے ہیں پس پھریری لیتے ہیں زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آنکھی آگئی اور دنیا کالی ہو گئی لشکر اسلام میں پھر کچھ نہ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھیں بند ہو گئیں اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سب نے دیکھا کہ تملن خان خاوری کا وہاں پر سر کٹا ہوا پڑا ہے لاشہ خون میں ترپ رہا ہے سر سے لہو تازہ جاری ہے اٹھریان جو گرہی میں میدان میں گرے پڑ گئے ہیں صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہے یہ حال دیکھ کر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاش اس بابیان کی اٹھو امنگائی اور بیان سے فیروز خان خاوری نے جا کر اس سوار کا مقابلہ کیا اس سوار کے گھوڑے میں نہیں معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھے تو سامنے لاش مبارک و زیبائی کی پڑی نظر آئی تھی کہ آنکھیں جسرت سے کھلی ہیں گردن کٹی ہو صورت زبا خاک خون میں ملی ہو اسی طرح تا بہ شام وہ سوار میدان میں کھڑا رہا اور مبارزان ملک خاوری کے بعد دیکھے اسکے مقابلہ میں جایا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار شہر خاوری کے اسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہو گئے پچھلا پہرون باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان میں



نکلنے کا کیا بختیارک ارادہ امیر سمجھ گیا اسنے طبل باز گشت بجوا دیا ملکہ زیور میدان سے پھری  
 سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پر سے زرد گوہر لٹاتا پھر امیر بھی رنجیدہ  
 خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکر دن نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زیور بارگاہ لقا میں کر  
 بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا اے ملکہ کیا کہنا کیا خوب یا کینہ سحر اور  
 واہ کیا اچھی طرح تم ٹری ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہیں کی امیر کے نکلنے کا ارادہ  
 میں پہچان گیا وہ آتے تو تمہارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا اٹا ہو جاتا اور اگر سا حرتھا تو جہنم  
 میں جاتا زیور نے کہا ملک جی میں دھوکے کی لڑائی نہیں لڑتی ماش کے آتے کا سوار کیسا یہ  
 سوار طلسمی ہے اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مر گیا نہ کاٹے کیٹکا تم اطمینان رکھو اور  
 آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنوں کا بہت ہو لڑتے لڑتے بہت عرصہ گزرے گا میں جانتی  
 ہوں کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا اے ملکہ بھولے بھی سوار کا ذکر سرد بار نہ کرنا اور نہ  
 مار ڈالنے والے بھی بہت بیٹھ صوب ہیں وہ بغیر ارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تم نے مجھ کو دیوانہ  
 بنایا ہے یہ کھکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش و ہر ہنگامہ برپا ہوتا دیر زیور اسی مقام پر ہی  
 جب شمسوار زمین کلاہ آسمانی صحرے مغرب کی طرف گیا اور ساحرہ شب کا بارگاہ عالم میں  
 داخل ہوا کہ ابیاست | طلسمی ہے جہان کا کارخانہ | کبھی شب ہی کبھی دن کا آج کالا  
 ہوتا تاریک عالم جب ہوئی شب | چراغ آسمانی سب کو کب | ساحرہ اٹھک اپنی بارگاہ میں  
 ادھر امیر کشور گیر کو نفر و طبل جنگ بجنے کی صدا اہلکاروں نے پہونچائی ادھر بھی نقارے ہلکے دیو  
 شامی گڑ گرایا دلا درون میں اسی جہے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلا پن کھانے  
 لگے وہی تیزیاں ہی شوخیان جتانے لگے کہیں تلوار چرخ پر چڑھی کہیں تیردیکان کو آبدار ملی  
 کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع کست چاق و چست کی ادھر ساحرون میں سحر کے جگانے کی گرم  
 بازاری رہی پڑھنت زبانوں پر جاری رہی چار پہرات بھی مشغلہ رہا جب مشعل افروز عالم نور  
 آفتاب ہوا عالم با آفتاب ہوا کہ ابیاست | کہ جب اس بات نے انجام پایا  
 حسین صبح یراک نور آیا | گلانی رنگ پایا بام درین | شفق نے روشنی بخشی نظر میں  
 ہنگام سحر امیر با کرم سجد کر پاس سے اٹھکر جلو خانہ شاہنشاہی میں آئے بادشاہ اسی شوکت جاہ سے



برآمد ہوئے ہر ایک کا ہجر و سلام ہوا قلب شکر میں لبان قلب تحت حضور لیکر جانب رزم گاہ  
مردان جنگ آزما چلے کوشش نقاسے اور دہل کر جنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہی ہی خنکی تھی  
باجے خوش نوالی کے ساتھ بچتے تھے ہمارے تھے اسی کروفر سے وارد دشت مصاف ہوئے  
اسطون سے لقاسے گمراہ بھی فوج لیے آیا زور جادوئے آکر ساحان نامی کا میدان میں پراجایا  
سامری جمشید کے نعرون کی صدا سے دنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان مصاف کر گئی نقیب جانش  
لکار کر کنا بے ہوئے زیور نے پھر اجازت لقاسے لیکر اپنے تئیں میدان میں پہنچایا اور  
مبارزہ طلب کیا اُدھر سے آج امیر نے قصد اول ہی نکلنے کا فرمایا اسوقت ابوالفتح سے میدان  
قرن کرنے کا اشارہ کیا اسنے دست بستہ عرض کی کہ اے شہر یار کل ہم عیار دربار کفار میں حاضر تھے کہ  
ساحرہ نے بختیار کب سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہو اور آدمی آٹے کا نہیں ہوا میرے آٹے بھی تو کیا  
کرینگے اسی سبب سے میں جانتا ہوں کہ آپ تشریف نہ لیجائیں مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے  
تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج یہ ظلام تدبیر معقول اس سوار کی کر گیا جب آج مجھے کچھ نہ ہو سکے  
اسوقت آپ کو اختیار کل اسی سوار کی فکر میں کیا تھا کچھ تباہ سکا نہ معلوم ہوا اگر آج بہادر زکو  
تو لڑنے جانے دیجیے اور میں سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جانتا ہوں آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے لشکر  
عرض کو اسکی پذیر کیا اس عرصہ میں آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع  
و نور الدہر مثل فضل بن گیا ہو و غیرہ مقابلہ ساحرہ میں حسب اجازت بادشاہ گئے سوار  
طلسمی اسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اسکے پیٹھ کو جھڑایا غبار نکلتا تاریکی چھائی اور  
لاش لڑنے والے کی جبے دشنی ہوئی تو نظر آئی تا بہ شام ہی سوار گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر  
نہ بکار نہ اپنے حسب وعدہ ابوالفتح نکلنے کا ارادہ قریب شام طبل بآزگشت بآلشکر و نون  
سم سے لقا آج بہت خوش تعریف زیور کرتا ہوا بارگاہ میں آیا امیر پھر کر اپنے لشکر میں آئے  
کہ کھول کر آسودہ ہوئے ابوالفتح آج پہلے ہی سے جنگل میں صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھو  
سوار قدرت کھدان جاتا ہے الغرض جب سوار قدرت بلٹا اسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل میں ٹھہرا اور  
ہر طرف دیکھ کر سامنے ایک چشمہ آب صاف کا بہ رہا تھا اسٹین مع مرکب کو دگیا اور غوطہ کھا کر  
غائب ہوا اس عرصہ میں بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیائے خورشید بھی دہانے طلعت



میں ڈوب گئی تھی اور چشمہ افلاک میں کنول مستازدن کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ایسات

پہچے خط شاعری جا بجا سے | تنکے جی التماس مدعا سے | بڑھی مغرب سے لہرائی ہوئی شام

ہوا خورشید پر احسان آرام | ابوافتح سوچا کہ اس چشمے میں جانا کاری دارد اور آج پھر

ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہو گا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سار پیش آئیگا بہتر ہو کہ کوئی

تدبیر کر دے آخر سوچے سوچتے اسے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف

اسکی جو دیکھے آشفۃ سری حاصل ہو سنبل لیل کیا اسکی مقابل ہو دل سودا زردہ کو سلسلہ حبیبانی

عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابند رہے کیسویسیہ کے پاس حسین کا چکنا وہ کالی

رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہوتا بدران ابرودن کے سامنے اپنے تئیں بتا ہوا

گر ہو کب انکا سا اپنے تئیں باتا ہو ترک حسن نے قتل کی تلوار میں بنائی تھیں تیوریاں چھین

تو دو تلواریں بھی نظر آئیں تھیں دل عشاق پر انکے چڑھنے سے خنجر چل جائے گشتگان پر چل جاتے

آنکھیں وہ کہ جسے سامنے ہر دل بیارنگس کو بھی آنکھیں کے عشق کا آزار دام غم میں آنکے گرفتار

شب رفت آنکھیں آنکھوں کی یاد میں ہر ایک بیدار ایک سے پاک نہ لگی جب انکے آنکھ لگی بادم کمر

دل مردم پے کسی جادو نے کہاں ایسی طاقت پائی سامری کو یہ سجدہ بازی کہاں آئی سجدہ ان

آنکھوں کو یہ حاصل کہ بیک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہو یہ تھر سامری کب کر سکا ہر چہرہ

نابان میں بینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہو کہ الف نور کا مابین خورشید لکھا ہو کاتب قدرت نے

نیا خط نور لکھا ہو کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق مسفینے میں انجان آئینہ رخسار کے سامنے

پانی پانی لب لعلیں بہتر از عقیقہ پانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دین

تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچے نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہر قدرت نمائی کب بے نشان ایک چیز بنائی

اسکو دیکھ کر چشمہ حیوان بھی ظلمات میں نشان ہو سب پوچھتے ہیں کہ کہاں ہو چاہہ دقن میں آسے

ڈوبنے کی دلوں کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہو اس کنوئیں میں گر کر یوسف کا دل بھی زنگل سکے پستان

سینہ پر ایسے کہ کوئی انار نہ پھیل سکے سر و ساقدائیں یہ مثر قدرت خالق عشق ترکہ ایسات مسدس

جان ہو جان سے ہر خوبی پستان نثار | سر سے قد نے یہ کیا خوبیاں کیا ہے سن انار | لوطیان باز پر دور کھی ہیں بابہر شکار

یا ہوئے تمقے دو نور کے روشن کنار | دو یہ نگہ سے کب یا م دھڑے ہیں ہا | منقلب رکے یا جام دھڑے ہیں گویا



کبھی چھاتی سے ڈرنا جو وہ ہٹ جاتا ہو	شرم سے جسم میں آنکھیں کھلتی ہیں	رخ ڈوپٹے کے اٹنے کو بیٹ جاتا ہو
دم بیان عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہو	بند محرم کے جہیز وقت کسے سے ہے	جان دل طرفہ بندش میں پھنسے رہتا ہو
ہو سراپا جو قیامت سے ہر آفت چھل بل	ایسی قتا چھلاوے کا کبھی لے جانے نکل	نازک ایسی ہو کر چلنے میں کھاتی ہو بل
وہ لگا دھکے میں انداز کر دل ہو بل	رنگ لاتی ہو غضب طبع میں رنگینی ہو	دور اچھی نام خلد و حیا ان خود بینی ہو

بس اُس مس پارہ نے ایک تعالیٰ ہاتھ پر برنجی رکھی جو مکاسمین جلتی ہوئی اور زیور طلا کا رے جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمے کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اٹھا کر اُس چشمے میں گھسا گھم ڈالے کہ تمام پانی اٹکا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ میں بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اسے دیکھا کہ وہی شخص ہے جو میدان میں جایا کرتا ہے مگر اس وقت گھوڑا نہیں ہے اور اسلحہ نہیں ہے غرض جب وہ سوار باہر آیا اسے اُس لالہ نام قلم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا اے گوہریم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمے میں پھینکے تھے اسنے کہا تم سے کیا مطلب تم جاؤ چھنے جس لیے پھینکے ہیں وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب آئے آیا اور اسکی صورت دیکھا کہ سیرا ہوا اور پھر اس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مری گیا اسنے کہا اے پیاری یہ بُری حرکت چھنے کی کہ اس میں ہم بیٹھے ہوئے تھے اور تم نے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سنکر کہا میں کیا جانوں کہ نگوڑے و زیباؤں میں بھی آدمی رہتے ہیں اچھا اب نہ پھینکوں گی اے میاں تمہارے چوٹ تو نہیں لگی اگر لگ گئی ہو تو تم تجکو مار لو یہ کھڑکیا ری کہ یا خداوند تو اُس موے سے بدل لائے کہ جسے محکویوں خراب خستہ کیا اُس سوار نے کہا اے یارے حسن و داد گوہر دریاے ضیا و صفایہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیوں تو اس جنگل میں آئی اور چشمے میں سنگ زن ہوئی اسنے ایک گہ کی اور کہا کہ بیست

تلخ جینا ہو ہمیں اور مرے وہ لوہیں	روتے دیکھیں ہمیں جبے لکے چھوٹے چوہیں
-----------------------------------	--------------------------------------

اُس سوار نے کہا میں تیری ہر آن پر شمار اور ادھر صدقے بتا کر کہنے تجھے ستایا ہے یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہے اس نازک بدن نے کہا اے میاں اب تم سے کیا پردہ رہا اور چھپاؤں نگوڑا کہا تنگ آتو آوارہ دشت ادبار میں ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چوٹے لمبیں کی نہ رہی میں قلعہ عقیق کوہ کی رہنے والی ہوں اور بیچ قوم نہیں اتم ذات کی ہوں اب اپنی ذات



کیا بتاؤں خیر اسکو تو میں تک رہنے دو میرے گھر میں ایک چھوکر انوکھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا  
 تھا وہ ٹھکودیکھ کر فریفتہ ہوا اور میں بھی اسکے دم میں آگئی اسنے ٹھکودیکھا یا کہ پوچھا کرنے کے بدلے  
 سے مرشام تالابوں پر جایا کرو میں دودھ سے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اسی سے وعدہ ہو کہ  
 تالاب پر اتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ میں بھیکنا میں پہلے سے اس میں اتر کر بیٹھ رہونگا  
 جب ڈھیلے تم بھیکو گی میں نکل آؤنگا سو اسی کے لیے میں نے یہ ڈھیلے بھیکے تھے اسکا تو کہیں بتا  
 نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تم سے بھی کیا کسی سے وعدہ اسی طرح کا تھا اس سوار نے یہ سنکر  
 قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ تا وعدہ کلیہ ہو کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی میں آکر بیٹھے یہ کہہ کر اس  
 کو ہر گز انائی بھر حسن کو گلے سے اسنے لگا لیا اور کہا اے سراپا ناز بہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے  
 میں خداوند نے تیری آبرو بچائی بیچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا اٹھو انہیں معلوم  
 کہ کسی سردار کی بیٹی ہو نہیں معلوم سوداگر زادی ہو ٹھکودا اس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس  
 تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل میں یا نہیں ٹھکور فرما اسنے بھیجا شاباش تیرے دلو کو تو  
 اسکی محبت میں چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات میں وہ نکل جائیگا اور تجھے دغا کرے گا انہماز میں  
 تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہی خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ بیچ سے پیٹ کر کے اپنی عزت  
 دنیا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو میں سردار ظلم ہوش ربا کا ہوں اور لازم ملکہ زور جا دو جو  
 مصاحبہ خاص شاہزادہ جادو ان اسراپ عالی شان کی ہیں انھوں نے بڑی محنت کر کے  
 ٹھکوپالا ہی اور سحر بند کیا ہے میں حمزہ سے لڑنے کو آیا ہوں اور انکے حکم سے اس تالاب میں رہتا ہوں  
 ٹھکومال دنیا سے مالا مال کر دوں گا اس ناز میں نے کہا کہ محبت تو بیچ پوچھو یوں نہیں ہوتی کہ  
 یکا یک میں تنے کرنے لگوں تم بھی میری کچھ دنوں منت کرو یا توں پر سردھرو اور میرے گھر آیا  
 جایا کرو اور خاطر داری کرو نہیں بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سکر وہ سوار اسکے پاؤں پر کہا  
 اور کہا اے جان جان اچھا تو اب اپنے اس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر میں تو چل آئے کہ  
 میرے گھر میں سب راہ میری دیکھیں گے دیر ہوگی تو سب جرج جائیگے ادھر کو وہ لونڈا راہ دیکھ کر  
 کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھے خفا ہو جائیگا میں اس پر مرنی ہوں اگر وہ  
 خفا ہوگا تو میں جان بدوں گی اس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہ ہوگا اور ہم خداوند لقا سے



کھمکے تیرے مان باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوادینگے اُسے کہا کچھ  
 ہی کیون نہو میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گی تو مجھ کو وہاں لے جا کر بے عزت کو بگا اور میں جانتی ہوں کہ  
 کہ جو میری گت بنائیگا مردوے حواس میں آتو مجھ کیلی عورت کو پا کر تو نے پاؤں پھلانگے ہیں  
 ایسی گنگلی نہیں ہوں مجھے سب میری ڈائی بتلا چکی ہو کہ اس طرح مردوے عورتوں کو اپنے پاس لائے  
 ہیں اور اپنی جو رو بناتے ہیں سُن اے شخص میں کسی کی جو رو نہ بنوں گی جو چوری کی مٹھالی میں مڑی  
 وہ کسی میں نہیں ہر میں محبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی بائیں شکر اور اسکو گود میں اٹھا کر  
 تالاب میں کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسے غانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تیرے  
 پاؤں لگا دیکھا کہ بیان پانی نہیں ہوا ایک مکان بنا ہر محبت پر دے چلمنوں سے آراستہ ہے  
 پلنگ جو اہر کا رگسترہ ہو نیچے اُسکے مستند بھی ہر ہمہ اشیائے راحت و نعمت دھری ہو وہ ساحر  
 آخر مست پر بیٹھا اسکو ہلو میں اپنے زبان دیکھے بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہان یہاں ٹھہر کر ایک  
 جام شراب پی لے پھر تجکو میں تیرے گھر پہونچا دوں گا مگر تیرے فراق میں یقین ہو کہ میں زندہ نہ رہونگا  
 مدت سے میں ملکہ تر یور کو پیار کرتا ہوں لیکن وہ میری مالک ہیں اسوجہ سے راز دل اُسے کہ  
 نہیں سکتا خداوند نے اُسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجا ہے اب کیا پرواہ ہو اُس گلبدن نے انگوٹھا  
 دکھایا کہ تیرے مُنہ کو جھلسا میں تیرے کمنے پر عمل کر دوں یہ کبھی نہو گا اب ہاں اسلہ پیکر نے  
 ہنگامہ گرم بازاری تازہ و حمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کہ چشم شمع مصروف جانتی	نگا ہوں میں تصور گو نہ جانتی	نہ تھیں بہوشیاں کہیف سخن میں
نہ تھے اسطرح جہے انجمن میں	قدم واقف تھے نقش زمین سے	زبان تھی آشنا ہاں اور نہیں سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسے کہا مرینے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر میں اس دریا پر  
 نہ آتی تو تو کس سے یہ چہ میگوئیایں کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے برا حال ہوا ہے  
 کہا کھانا میں موجود ہو کھا لو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسے کہا کہاں ہو وہ سوار اٹھا کہ  
 کھانا لاؤں اُسے کہا نہیں ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا  
 رکھا ہو یہ ناز کبدن اٹھ کر اُس خوان پاس آئی اور کہا میں پہلو دیکھ لوں کہ اس میں کیا کیا ہو تو نے بھی  
 جاؤں اور جو کچھ میری پسند کا نہو گا تو نہ کھاؤنگی یہ کہہ خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر



بیٹھ رہا تھا اور اسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اسنے وہاں خوان کھول کر کھانا جو کچھ اسنے تھا اسکو اٹھتے  
 بداروے بیوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آبا کھانا سامنے چنا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ  
 بنا کر اس ساحر کے منہ میں دینے لگا اسنے کھا اور کھانام تم آپ کھاؤ اور لاؤ میں تنکو کھلاؤں اسنے  
 کھا اور شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہر ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے  
 ناچار اسنے خوش ہو کر منہ کھ لے دیا اسنے چند نوالے اسکو کھلائے اسکو گرمی معلوم ہوئی کہ اس  
 سمٹھ جاؤ میں پانی پی آؤں جب تک تم کھاؤ یہ لکھ آٹھا طمانجہ بیوشی نے مارا کہ چیخ کھا کر گرا ابوالفتح  
 نے فوراً خنجر کھینچ کر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اسنے دھبہ کر چھے میں گرم کر کے ہنسی سے منہ کھول کر پلا دیا کہ  
 دل و جگر اسکا جل گیا اور آواز گیر و دار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہو گیا  
 سر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہاں ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہے وہ  
 مکان اور تالاب کچھ نہیں ہے یہ اس غار میں اترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر وہ سب  
 اس غار میں ہیں اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پر یہ سوار چڑھ کر میدان میں جاتا تھا بندھا ہر گھر قریب جا کر  
 جو دیکھا تو باش کے آٹے کا ہو گیا ہے اور ایک تختی اس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے میں ملی وہ  
 تختی ابوالفتح نے لے لی اور سرداروں کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو  
 ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہے  
 ایک روز اسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑوں گی اور اسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار  
 پاس تختی ہے کہ اسکے سبب سے وہ طلسم بند ہو وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ  
 جیسے نقابدار گریبان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور انکو عمر و نفع عیاری کر کے مارا  
 حال ہفت در بند فرعون یہ آخر اسچ نامہ میں ہے الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقمان ٹھہر کر اختیار  
 سے صلاح کر کے اپنی بارگاہ میں آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات آدھی کے قریب اچلی تختی کر  
 یکا یک بیرون کے رونے کی صدا کان میں آئی یہ ٹھہرا کر اٹھی سحر بڑھا کہ بیرو سامنے آئے یعنی چند  
 طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ اے ملکہ ایک ساحرہ تالاب میں سوار طلسمی کے آئی اور اسنے  
 اکر اسکو مارا امیر کے سرداروں کو چھڑا کر لگی یہ کہہ کر وہ طائر غائب ہوئے اور زیور یہ خبر سنا کر جو اس  
 ہو گئی کہ اب بڑی مشکل پڑی ہے پھر دیکھ کر اسکے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خدا پرست کمان جانیگی



میر نے ہاتھ سے گھر چران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہاں گئی اسے جب بین گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے  
 سے میں نے بیچہ یا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آکر رہا تھا کہ پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب وہ کچھ بدکردار  
 یہاں تو یہ اس تردد میں تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سرداروں کو لا کر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی  
 دربار برخواست کر چکے تھے لیکن خبر شکر خوشنود ہوئے سرداروں نے خلعت آکر ابوالفتح کو دیے  
 اور بہت خوشی لشکر اسلام میں ہوئی وہاں رات کو زیور فکریں سوئی نہیں کر دین یہاں کی اسوقت  
 ایک خواص خاص نے اسکی اُسکو مترود دیکھا کہ اے ملکہ اب کو فکر کس بات کی ہو اگر ان مسلمانوں کی  
 فکر ہو تو مجھے ارشاد ہو کہ میں جا کر کام اُن خدا پرستوں کا تمام کر دوں زیور نے کہا اس سے کیا بہتری  
 مطلب سے مطلب ہو تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جاو و اسکا نام ہوا جازت پا کر تیاری  
 کی اور اسی رات کو بارگاہ زیور سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار مسرتنگ عیار اس  
 فکریں لشکر ساحران میں آیا تھا کہ ہو سکے تو زیور پر کوئی عیاری کر دوں اُسے دیکھا کہ ایک ساحرہ  
 بارگاہ سے نکل کر لشکر کے باہر جاتی ہو بس یہی اُسکے عقب میں روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چل کر اتری  
 اور صحرا میں قریب درہ کو پہونچ کر اتری اور زمین کو وہاں کی بسپ کر اگیاری کر کے اُسے چاہا کہ سحر کروں تاکہ  
 آفت لشکر اسلام پر نازل ہو مسرتنگ تو اسکے پیچھے ملا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا اُدھر پھر آیا اور اُسے  
 دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صوت ایک ساحر کی ایسی بنا کہ راہ کتر ایک رسی ہاتھ میں لیکر درہ کو وہ  
 میں سے نکلا اگر کہتا ہوا کہ واہ ری ری واہ ری ری میں نے آج تک کوئی قدر تیری نیکی اگر چاہتا تو  
 خدا پرستوں کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل تجھے کام لوں گا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی اُسے بھی سنے اور اُسکو  
 پکارا کہ بھائی ساحر ذرا بیان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسے کہا میں تو جوشن جاو  
 ملازم زیور ہوں لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اہ کل کیا کر دے اُسے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ  
 کر چکے اُسے کہا آخر ہم بھی تو نہیں اُسے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہو اگر کہو تو تمام عالم  
 کو اس سے باندھ لیں اُسے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہی ہو دو ذرا دیکھیں کہ کس طرح کی بی بی ہر شکر  
 مسرتنگ قریب اسکے لایا اور کہا جی جاؤ بھی میرا راز کھلیا وہ دیکھو تمہارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُسے  
 اسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسے وہ رسی نہ تھی کہ نہ تھی اسکے حلقے گردن میں نہا دیے اور جبکہ مارا کہ حلقے گردن  
 میں پچی ہوئے اُسے گرا کر خبر سے رکھا لیا غل شور برپا ہوا کہ اے مارا جوشن جادو کو لاں اُسکی بوڑھے چکر



دیتے ہوئے سامنے زیور کے لائے اور کہا اس طرح ایک ساحر نے اسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ  
 ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہیں اس عوطہ میں وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زانہ یا اگر جو دشمن  
 طلائی مہر یا زوے فلک پر بندھا اور ہالہ ماہ لنگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کہ بلیت  
 لکھا لفظ مثلث کے معانی ۴ نور و دہشت کی تھی مہربانی بہ مسجد مرقا دربار میں آکر شیخا زیور  
 بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی ادھر امیر بھی دربار میں آئے پادشاہ سر پر جہان بانی پر آکر  
 رونق افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سنا پھر ابوالفتح نے حال قتل جو دشمن  
 بیان کیا سر ہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہاں زیور کو چپ چپ دیکھ کر بختیارک نے کہا اے  
 غنچہ گلزار حسن آج کیا اوس تیری ہر کوہ گل کی روش خندہ زنی نہیں کرتی ہو زیور نے کہا ملکی  
 رات کو میرا سوار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور میں حیران ہوں کہ خبری میں  
 کو ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا ایچے مبارک باشد لگا تو لگ گیا  
 ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی انھیں یا انکے سرداروں کو ستائے اور پھر زندہ رہے اے زیور وہ ساحر اور  
 ساحرہ نہ تھے وہ عیا تھے یا تو سر ہنگ تھا یا ابوالفتح تھا یہ انھیں کا کام ہو تم گہرائی کیوں ہو  
 ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہو یہ سُکراٹے نے کہا ابوالفتح کون شیطان نے سب تے عیاروں  
 کے بتائے اُسے کہا تو میں ابھی جا کر اس مرنے کو پکڑے لاتی ہوں بختیارک نے ہر چند منع کیا تا  
 اور بیٹھے بیٹھے فائب ہوئی اور شکر اسلام میں آئی بیان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازار میں  
 آراستہ بامیں مگر غصہ میں بھری تھی ہر طرف ابوالفتح کو ڈھونڈنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی میں تھا کہیں  
 پتا آسکا نہ معلوم ہونا چار یہ بازار میں سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ صاحب شمشاد  
 وغیرہ اسکے بہت پسند خاطر ہوئیں انھیں بازاروں میں پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد کچھ عرصہ  
 کے بارگاہ سلیمانی سے نکل کر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار میں  
 پھر رہی ہے حیران تھا کہ بیان کہاں آئی اسی اندیشہ میں جا رہا تھے کہ کوئی صورت بد لکرا کے پاس  
 جاؤں مگر اسنے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ابوالفتح پکڑا ہے اسنے بزور سحر ہاتھ باؤں اس عیار کے بے کار  
 کر دیے اور وہاں سے بچہ نگر جو آڑی ابوالفتح کی کمر میں پنچہ دے کرے آڑی بازار میں غفلت  
 ہوا مگر بازاری کیا کرتے ادھر ساحرہ ابوالفتح کو پاڑ پر لائی اوند میں پڑا دیا ابوالفتح کی جب



آگے کھلی چپکا کھڑا ہو رہا کہ تن پر حسینہ قضا اُدھر زلیور نے کہا ارے موسے کبھی غارت ہوئے  
 تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابوالفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہے پھر آپ بے طلب  
 فرمائیے کہ کیا ہو کر پورے کہا لو موسے کی ڈھٹائی تنگوانی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار  
 کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھے کس طرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات  
 دل جمعی ہو کہ کوئی میرا کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیوں کو مار ڈالا تھیں بھی مار ڈالو نکا آج البتہ اس  
 امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھ کو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤ گی میں  
 تمہارے نگار زلیور نے کہا ارے فطسوف میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موسے تو مجھ کو کیا دم لگا  
 اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب اب جو میں اور کوئی سوار بناؤ گی تو یہ غارت گے  
 اب کی جو مارا ہو تو اسکو معاف کر دوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابوالفتح نے کہا ایک خطا  
 دو خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں  
 میں کروں تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہو میں زلیور نے  
 کہا کیا کتنا تیرے یہاں کا ماثرا اللہ کیا جرأت ہو کہ ایک تو خطا کر چکا ہو اب درجہ چاہتا ہو اور  
 کروں سو مجھ کو کیا غرض ہو کہ میں تیری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہے  
 کہ نام نہاد دغا بازی مکاری کرنے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ کھل کر بھرتیچہ میں ابکڑی اور  
 ابوالفتح کو سیدھی باگاہ لقا میں لائی کہ دیکھو مجھی میں بڑا لائی تلکھی نے کہا کہ شاباش سیری شینی زلیور  
 نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں آئیے کہ یہ تیرا ہنگام  
 زلیور نے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اعر زلیور اگر اس طرح کر دی  
 پڑو گی اور مار ڈالنے میں جلدی کرو گی تو البتہ تمہارا بھری مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہو اب مناسب ہو کہ  
 جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام میں خبر ہو جائے اور انکے حمایتی آجائیں تو شکل بڑ جائیگی  
 سب محنت متھاری برباد ہوگی اور میں نے بھی تائید کلام کی کہ اعر ملکہ بھی سچ کہتے ہیں کہ کیا و جادو  
 اوداقت خیر جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہو میں کہ داری جلدی مار لے اس منڈی کا مٹے کو کہ اپنے  
 سوار کو ہمارے مارا ہو تقریر ایک خدا نگار کشت بختیارک پر کھڑا دال حمل ہاتھ اٹھاتے بھی سنی اور حکم  
 سے کان میں تلکھی کے جبک کر کہا تلکھی آپ کا ایک زمانہ دشمن ہو رہا ہو اور آپ نے مشورے ابوالفتح



بے باغی کو عمر و کے قتل کراتے ہیں یہ بات سب میں مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے اگر دعویٰ خون  
 کرے گا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمر و سے بھی شرمندہ ہونا پڑے گا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ  
 ہو آپ عیار کو قتل ہونے نہ دیکھے تو اچھا ہی بختیار رکھنے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خود گناہ جھٹنے  
 کا سچ کہتا ہے اور اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا وہ خود گناہ بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ میں آیا دیکھا تو  
 بختیار رکھ بیان اگر لیٹ رہا ہو خود گناہ نے آتے ہی پاؤں کو منہ پہ سے ہٹایا اور کہا ملجی کیوں ہم  
 لوگوں سے بے اعتنائی بختیار رکھ جو دیکھے تو سر ہنگ مصری ہو جان نکل گئی کہا جی ہر وہ شرم  
 کیا اسنے ایک بکٹا بیوشی کا اسکے منہ پر ملدیا اور اسکر پینک کے نیچے ڈال کر ڈاڑھی اٹکی ہونڈ کر  
 منہ اسکا کالا کر کے اسکو تو وہیں چھوڑا اور اسکے کپڑے ہنڈ کر اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ میں آیا اور  
 زیور کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری دو باتیں سن لو تو اس عیار کو مارنا زیور نے کان اپنے لگا دیے اسنے کہا  
 اے مالکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطالب یا کہ تمام عالم میں شہرت کرنے سے مطلب ہو سر بارگاہ اسکے قتل  
 کرنے میں نقصان ہو قتل نہ کرنے پاؤگی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر پتھر مار دینگے کھوپری ترشکر  
 دور گرے گی اس سے ہترے کہ تم اسکو ایک خیمہ میں لیجاؤ وہاں سرکاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہ پہنچے کام  
 سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا اے شیطان دنگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیوں نہ ہو  
 خداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہے جب تو یہ عمدہ شیطنت نکو دیا ہو اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو  
 وہ خیر انہیں مانتے ہیں کہ ابوالفتح کو پکڑ کر ایک خالی خیمہ میں لگینی جو خواہیں کہ ساتھ آئے لگیں لگ بھی  
 منع کیا سب کو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ ابوالفتح جدا کرے بختیار رکھ قتل لے کہا کہ اسوقت سحر اپنا  
 اسیر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اسنے سحر اتار لیا اسوقت بختیار رکھنے ایک بیضہ بیوشی ناک پر  
 زیور کے مالاکہ وہ جھینک مار کر بیوش ہوئی گریز میں پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیار رکھ یعنی  
 سرسنگ نے ابوالفتح کو کھول دیا اور کہا جاؤ ابوالفتح بھی مسخو نہ تھا ایک طرف کو نکلا گیا اور زیور جب  
 اندر زمین کے بیونچی سردیسی زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی بیان کسی کو بھی نہ پایا باہر  
 منکر ہو چکا کہ بختیار رکھ شیطان درگاہ کمان میں لوگوں نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہم نے نہیں دیکھا  
 اسنے اسوقت ابوالفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہو کر بارگاہ اقصا میں چلی آئی اور اگر بھی  
 کو پوچھا بیان بھی لوگوں نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو بیان نہیں آئے مگر یہ تو بلایے



کہ آپ نے انکو کہاں چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اسنے تمام حال اپنے ساتھ جانے کا اور  
 بختیارک کے انڈامارنیکا اور اپنے خائب ہو جانیکا بیان کیا سب نے یہ کلام سنا کہ شاید خواجہ مسلا  
 کے قدم طلسم سے یہاں آگے معلوم ہوتا ہو کہ وہی انکو لیکنے زور پر سنا کہ گھر آگئی اور ڈھونڈھتی ہوئی  
 خیمہ بختیارک میں پہنچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ تنگے پر سے زمین  
 پر شہر کا آئینہ دیکھ کر کے پکاری کہ صاحبو یہاں آکر تو دیکھو یہ سطح پر سے زمین سپاہی نے کہا ابی لی  
 رات کو ایک مہتر مر گیا تھا اس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہوا اسنے کہا موندی کاٹے تو دیوانہ زمین  
 اندر خیمہ کے کہتی ہوں تو مہتر بتلاتا ہوا غرض دوچار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے  
 دیکھ کر انھوں نے کہا کہ یہ کوئی ملک جی کے خیمہ میں دلی کر گیا ہو کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہو غرض کہ  
 انھوں نے منہ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملک نے کہا ارے شیطان جا کر کپڑے  
 پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھ کر حمام خانہ میں گیا منہ دھو یا کپڑے پہنے پھر باہر آیا  
 اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اسنے سنا کہ کہا کہ کیوں اے شیطان  
 اور گاہ تو بہت چھپر چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اسکی سزا کو پہنچ گیا بختیارک نے کہا کہ با خداوند یہ تو آپ  
 سچ فرماتے ہیں غلام تو اپنی سزا کو پہنچ گیا مگر کیا وجہ ہو کہ جو آج خداوند کی ڈار بھی نہ موندی گئی کسی  
 واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہو کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہو جاتی ہو تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر  
 پھر جاتی ہو اور ریش خداوند کام آتی ہو لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یوں ہو کبھی دون ہو تو ذیل  
 ہوا میں صاف بچ گیا قلم قدرت میں کسی کا اجارہ کیا ہو جو صبر پھر گیا اور پھر گیا ابی یوں ہی چل گیا  
 پھر اسکو میں کیا کروں غرض یہ تو اسطرح کہ رہا تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ  
 سرسنگ مصری عیار ابو الفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ جگوار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر  
 اس مضمون کو دیکھ کر زیور بہت گھرائی بلکہ مثل مردہ ہو گئی اسین ایک پتلے نے سحر کے اگر سلام  
 کیا اند کہ میں آپکی امی جان ملک سفاک کا بیجا ہوا آیا ہوں یہ نامریجیے اور جواب عنایت کیجیے  
 اے ملک میں دھند سے آپ کے ہمراہ ہوں اب اطلاع کیے دیتا ہوں کہ ابی باریعیان کے ہاتھ سے  
 بدو خداوند صامری آپ زندہ بچ گئیں مگر اب کسی طرح امید نہیں ہو میں جا کر سفاک کے کہتا ہوں  
 کہ وہاں بیٹی آپکی عیاروں میں گھر گئی ہیں کس لیے اے ملک آپ غافل ہیں کسی طرح اپنی جان کی



آپ کو پروا نہیں اے لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر میں کھڑے ہیں پھر تمہاری جان بچنے کی  
کون صورت ہو زور نے اس پتلے کے کہنے سے اس طرف دیکھا کہ جدھر اُسے بتایا تھا واقعی دو عیار وہ  
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونوں کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اٹھائے اُسے تو ہاتھ اٹھائے عیار دونوں  
کا فور ہو گئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کہ اری قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہیں نکال گئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے  
گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہو زور شرمندہ ہو کر رہ گئی اور سر ہنگ درا ہوا نفتح صورت  
بد فکر بارگاہ زور کی طرف چلے وہاں پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زور کو تو بیان رہنے دو  
مگر حال پتلے کا سنو اسکو سبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ  
افر سیاہ کے پاس آئی تھی وہاں سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہہ کر مجھ کو  
اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دیگی غرض یہ حیرت پاس نکل پرستھی ہو کر پتلا جا کر پہونچا  
اور اُسے ملکہ حیرت کو مبرا کیا اُسے اسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھر آگئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُسے  
اپنی انگلی ایک کھڑی کی نہیں معلوم کہ یہ کیا کیا اسوقت پتلا پکارا کہ میں ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہوں  
میرا قتل کرنا اے ملکہ دعا نہیں اور کسی طرح واجب نہیں سفاک یہاں بیٹھی ہیں اسلئے میں نے یا آنیدہ  
آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہیں حیرت نام سفاک شکر خاموش ہو رہی اور شکر خیر  
بھی سامنے اُترا ہوا ہو اور ہر سے قرآن وغیرہ نے بھی صورت بد لکھ قصد کیا کہ بارگاہ حیرت  
میں چلکر آج سیر کریں چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بد لکھ داخل بارگاہ حیرت ہوئے  
اور علیحدہ کھڑے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمر و بھی صحرا سے آکر حدیث مبدل آمل  
بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک سے کہا  
ملکہ سفاک جادو و صاحبزادی آپ کی ملکہ زور جادو عیار ان لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب  
کر مار ڈالی جائیں انکو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں یہ کہہ کر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا  
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور حیرت جادو سے بے قرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ  
اے ملکہ آپ مجھ کو اجازت بادشاہ سے منگو کہ روانہ کر دیجیے ایسا نہ ہو کہ میری بھی کہنے والی بندی  
کام آجائے میں پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نکوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نانا یہ کہہ کر پھر گویا ہوئی  
کہ اے ملکہ آپ اپنی طرف سے مجھ کو رخصت دیجیے میں اب ایک دم بھر نہیں ٹھہرنے کی مقرر جاؤں یہ جاؤں



صاحب میری ساری جان ترکی بین پڑی ہو کھانا پانی حرام و رات کو نیند نہیں آتی و حیرت  
 نے کہا کہ بی بی اختیار ہو مگر میری یہ طاقت نہیں کہ میں ٹکوبیگر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے  
 مقام پر روانہ کروں آئین ایک اور خواص تھے حیرت جادو کے کٹری ہوئی تھی کہ نام اسکا  
 مار کا کل سیاہ جادو تھا کا کل اُکلی افی دوسرے طرح تھی اسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہوئے تو یہ  
 کنیز تاجہ ملکہ زبور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جائے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہیں ہے  
 میں جا کر وہاں اپنی آنکھوں سے رنگ دھنگ نکھوں اور باغیوں کو بھی غارت کر دوں ملکہ زبور  
 میری شہزادی ہیں میں نے انکو گودیوں میں کھلایا یہ بھلا مجھے تو کاہیکو ہو گا کہ وہ لڑیں اور میں بیٹھی  
 دیکھا کروں حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہے  
 اب اسی ایک کنبخت کا دم باقی رہ گیا ہے جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہے کہ ملکہ کے میکے کی ہر نہیں  
 تو اب ہو کون ای ملکہ میں اسکو اپنا روح و جان جانتی ہوں اصل کٹر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہے  
 خواہ سیاہ کرے یا سفید اور میں سچ کہوں اس سے بھی کوئی بات سوائے خیر خواہی آج تک ظہور  
 میں نہیں آئی حیرت نے کہا بھرا چھا اور سفاک اسکو بھیج دو اور سنو میری جان شہنشاہ سے  
 تم بھی کہ چلی ہو کہ حضور مجھے بھیجے آنکھوں نے نہیں بھیجا بادشاہ کی خدمت جانتی ہو یہی انکے مزاج میں  
 آگئی اب اتنے تم ضد نہ کرو اور مجھے نہ کہو اور شاید میرا کتنا نہ مانیں تو میری بھی بات جائے اور میری  
 جان وہاں جا کر تم کیا کر لوگی اگر میرے منہ میں خاک خداوند نے قضا زبور کی لکھی ہے تو تم روک  
 نہ سکو گی سفاک نے کہا پھر ای میری بیوی صبر بھی تو نہیں آتا اچھا اور مار کا کل سیاہ تو جا بارہ حیرت  
 جو تیرے تابع ہیں انکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے فوج اپنے ہمراہ لیکار  
 کیا کر گی لشکر تو بی نا جو صاحبزادی صاحب سب تھ لیکن میں پھر کیا ضرورہ کا کل نے کہا مجھے لشکر  
 لیجانے کی کیا ضرورت ہو میرے پاس وہ چیز ہے کہ جانے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی طاقت  
 نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب میں کسی کی لونڈی باندی تو ہوں نہیں بادشاہ آئے اور  
 اجازت لیکر میں بھی آئی مار کا کل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیے گا کہ میں وہاں فیصلہ کر دوں گی حیرت  
 نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس گیا ہو کہ جو دم بھر میں سلو غارت کر دیگی ہم بھی تو اسکو دیکھیں کہ وہ کس طرح کی  
 یہ کلام سنکر مار کا کل سیاہ نے اپنی چوٹی میں سے بیضہ عقاب چمشیدی کا نکالے دکھلایا اور کہا کہ حضور



اسکو لا خطہ کرین ہماری پشت پشست سے یہ ہمارے خاندان میں پیدا ہوا اور تاثیر اسکی یہ ہے کہ جب میں اسکو مارونگی طبقہ زمین کا الٹ دوں گی کیسے ہی بڑے لشکر پر بارون سب غارت ہو جانے جھرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز عوایب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک سے دیکھ کر کہا کہ مار کا کل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہوا جیسا کہ مار کا کل تم سداوار و افیج کر کے جب آؤ گی تو ایسا مرتبہ پیش ہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مار کا کل نے رخصت پا کر اپنے خیمہ میں آکر دھن خور صوان کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کر کے ایک اشد سحر خیمہ لہو کے کوہ عقیق کا راستہ لیا ملتے وقت سفاک نے کہہ دیا تھا کہ آج جا کر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرتا اور کل وہاں سے کوچ کر کے علم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر یہی علم سے باہر نکل جانا اور خداوند کے پاس پہنچ جانا الحاصل جب وہ چلی جا لاک تو ایسی باتوں کی فکر میں ہوتا تھا کہ کوئی کار نامہ کروں پس حال سب اس کے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اس سے پہلے بارگاہ سے نکل کر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طر کوئے کے کوہ لاجورد کے قریب تر پہنچا اور وہ ساحرہ تخت سحر اڑتی آتی آتی قریب شلم کوہ مذکور کے قریب پہنچی اور جب فلک لاجوردی سے سیات عالم مراجعت کر کے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ ابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی گم	شعاع ہر سو کچھ ہونے لگی کم	لگا ہوں میں ہوئی ٹنڈک میں یہی
بڑھی سیار ہی شکل شوق شیدا	فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف	دکھایا اختروں نے نور شفا

کوہ لاجورد کے دامن میں چشمے تراوت آنکھوں کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ و صلا ہوا آد شام کا ہنگامہ جانوروں کا چہرہ ہانا کو سون تک سبز زار پھولوں کی بہار ہٹانے کا عالم شست و در کا بصورت نامیدان بنائے میں آنا کچھ عجیب لطیف دکھاتا تھا مار کا کل نے وہاں پہنچا ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ بر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع ان دسوں سحر توں کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبز زار کرنے لگی جا لاک نے دور سے اسکو آتے اور اترتے دیکھا تھا بس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مار کا کل کو قتل کر کے بھینہ عقاب لے لوں کس لیے کہ یہ تجھ لشکر امیر میں جا کر آفت طحالی کی نہیں معلوم کسی بڑے ہی نہ پرست تو میں اسکا کام تمام کر کے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار



سمن بر مہر تھال سر و قامت کم سن الرٹھ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دلو ظلمات میں  
آوارہ بھرا لے دہن تنگ چشمہ جوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکار قیامت کا ٹکڑا  
سر سے پاتک بنکے اپنے قد بالاکے روبرو قیامت کو بھی ادنیٰ فتنہ بناتی کہ مسدس

وہ چھریا بدن در وضع وہ بانکی بانکی	کامدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی بھاری	یہیں چشم میں پوشاک کی دیکھی تھی
پر یان قربان ہوئیں اسکی جو صورت دیکھی	تھی وہ یوسف حسیناں جان مرے تھے	سب دنیا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اس صورت پہ آراستہ ہو کے ایک تھالی بر بنی ہاتھ میں لیکر اس تھالی میں کچھ پھول رکھ کر اور چانول  
اور ریوڑیان وغیرہ سامان تندرچھانے کا تیار کر کے تھالی کو ہاتھ پر رکھ کر چم چم کرتی جانب خمیہ  
مار کا کل روانہ ہوئی اور جب اس کے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اسکو کر لیا باقی اس کے قدم اٹھایا  
اسنے کہا ای بی تم کمان جاتی ہو اور کمان سے آتی ہو تم تو میں سچ کہوں ہول کے گھوڑے پر سوار ہو یہ  
میں جانتی ہوں کہ کپڑے اور گنٹاپنے ہو پھر میں کچھ حصین تو لوں گی نہیں آو سامری اتنی رکھانی بھی اچھی  
نہیں ذرا دھڑاؤ لفظ بھر کر چلی جانا وہ تازہ بدن پر شکر پیری اور اس کے پاس آ کر تھالی کو تو رکھ دیا  
اسکی بلائیں لیں گرد بھرنے لگی مار کا کل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے پھول لگی اور بھی کر اب  
تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اس زن خورو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا کہ ایس بس زیادہ باتیں  
نہ بناؤ مجھ گھوڑی کے گرد بھر کر کیوں مجھ کو گنٹا رکھتی ہو لو آؤ بیٹہ کر کچھ اپنا حال بیان کرو مینا نہیں بھی  
ہشکر بیٹہ لگی اور کہا ای ملکہ مار کا کل نے کہا بی بی میں ملکہ ملکہ نہیں ہوں میری شہزادی زندہ رہے  
ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہیں میں تو انکی لونڈی ہوں اس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہیں ہم  
کسی کو کیا جانیں اچھا ای بیوی اب مجھ گھوڑی کا حال سنو کہ میرا خاوند بیان قریب ایک گاؤں پر  
کہ وہاں رہتا ہے گزلی بی ایسا ظلمی گھوڑا ہے اور بد کمان کہ میں کیا کہوں ایک تو اس سرے میں غارت  
ہو کہ کسی وقت چھوڑتا نہیں بس ہر وقت اسکو یہی شغل ہے کہ لفل میں اسکی پڑی رہوں میں سچ کہوں  
مجھ کو ایسا مرد و اچھے برا معلوم ہوتا ہے اور ذرا کسی سے ہنسکرات کر تو چھالال لگاتا ہے کہ میں آئے جانے  
نہیں دیتا آج بڑی مشکلوں سے بوجا کرنے کے بہانے سے چند دن تالاب پر جاتی تھی میرے جی میں  
آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلوں میرا اس مرد سے ناک میں ہم پر کیا کروں گڑ بھر ہنسیا ہے کہ نہ  
اگلے بنتا ہونہ نکلے اب یہ نانگ کھولتی ہوں تو لالچ ہے اور وہ انک کھولتی ہوں تو لالچ ہواں باب کے کیے کو



بھرتی ہون میں سچ کہوں جیسا میں سیاہ کے آئی تھی اسکی اب آدمی نہیں رہی روز کے جلاپے  
 سے لہو پٹے کا سو کو گنا مار کا کل بے کما بی بی شکر کر دے کہ تمہارا تو بڑا سہاگ ہو ایسا کسی کو  
 نصیب کمان دوتا ہو سامری کل جان کی سہاگنوں اور بیٹیوں کو نصیب کرے اسنے کہا  
 جہا میں جاسے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہیں میں درگذری ایسے  
 سہاگ سے میں تو مر جاؤنگی اے بیوی اب میں چاہتی ہوں کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاؤں چون  
 اور افسر سیاب کی ملازمت کر کے نوکری کر لوں وہ موا بڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان  
 لعل لعل کے تمام ہو گئی تو سہاگ کو لیکے جاٹینگے بس اسکے یہاں ٹور دلی کھا لو کپڑے ہیں لو اور  
 میرا جی چاہتا ہے کہ باغ کی سیر ہو گا تار و زنوں شراب پیوں چین کروں دنیا کا سیر تماشا دیکھوں  
 میں گور ماری کیا جالتوں یہ گائے بھینس کی طرح لعلی بھوسی کھاتی اور کھونٹے میں بندھی رہی یا تو یہ  
 یا خصم کی لعل ہو دوسری کوئی بات ہی نہیں مار کا کل ایک ققمہ مار کر منہسی اور کہا یہ کہو بی بی  
 مزا تمہارے دل میں بھرا ہو نام سامری سے جوڑا آپ کا مزیدار ہو پھر بھلا یہ ہو بیٹیوں کا طرز کمان اور  
 کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کر گیا اس عورت نے کہا سامری قسم میرے دل میں کوئی برائی نہیں میں بھی  
 اس کی بخت کو چاہتی ہوں نہیں چاہتی کہ اسکو چھوڑ کر کسی اور کو کروں یا کوئی یار کروں لیکن میں کب  
 کروں میں تو کبھی بچنے سے آج تک اکیلی رہی ہی نہیں باپ مان کے یہاں بھی کم سے کم ہونگے تو پاس  
 ساتھ آدمی فقط گنتی کے تھے کہ ایک ہی گھر میں رہتے تھے ہم سب ملکر باخون کی سیر کرتے تھے ذرا  
 آپس میں ہنسے بولتے گاتے بجاتے رہتے تھے مار کا کل نے کہا اسی سے بیٹیوں کو دلو کے رکھتے ہیں  
 کہ اسکا دیدہ ہوائی نہو جائے ان باتوں میں اور ساتھ والیوں نے کہا بی بی پھر تھیں کیا ہر انکو سو سکے تو  
 اپنی بی بی کے پاس بھیج دے وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب جیسے کہ  
 زب کر رہیں اور خصم کا گھر کوں تو یہ ہونا نہیں انکا دل اب اور طرف ہوا آپ نہ بھیجے گا تو یہ آپ ہی نکلیا دینگے  
 مار کا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھے دعویٰ کرے تو ادنی بخت کیا میں جواب دنگی اسنے کہا آپ  
 کہہ دیجئے گا کہ جو روکو تیری کوئی بھینس نہیں لیکھا سو جو ہو جو تجھے راضی ہو لیجا ورنہ اسکے باب سے میرے  
 ملاقات تھی ہمارے لڑکوں کی برابر ہر ناراض کو کیونکر بھیجیں ارنی وہ موا کیا داغیر دھکا کر گیا بالکل  
 جھٹھو ہر ان باتوں میں اب وہ زمانہ آیا کہ چاندی نے کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اس



گرے لگی جنگل میں بھول کھوڑا سے کھولے نظر آنے لگے چھتہ ہر آنے لگے شب سطلت پیر گلزار کا زمانہ تھا  
 کشتی شراب کی کینچکر مار کا کل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو بیان تم رہو دیکھوں کہ تمہارا  
 میان ڈھونڈھتا ہوا یہاں آتا ہی یا نہیں اور آتا ہی تو کیا رگ گاتا ہی چالا لاکے سلام کر کے  
 جامہ مکے ہاتھ سے لیا اور اسے کہا کہ میں ابھی لڑنے خدا پرستوں سے جاتی ہوں تم میرے ساتھ  
 اسی طرف جلو جب میں اُدھر سے پھر دنگی تو تمکو حیرت کے پاس لچلون گی اس ناز میں نے کہا  
 بہتر ہو سطح آب کی مرضی بلا سے روز کی آفت سے تو کچھ دنوں بھی رہوں گی یہی نہ کوئی گھبراہٹ ہو  
 کی بنوکل گئی خبر کہ لنگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہیں اور ہیوی جب میرا میان مجھے  
 ملا کر لنگا تو پھر کوئی تجلو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جامہ آنکھ بکا کر اسنے گریبان میں بندھا اور ان گھسٹوں  
 نے کہا حضور بیکو گانے بجانے سے بھی شوق ہو بھلا آج تو اپنی کائناتیں بلوا کر انکو گانا سنوا دیجیے  
 سچ ہی یہ بیجاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہر ایک نے کہا ہی ہر گھوڑی کی صورت تو بیاری بیاری  
 ہر دوسری نے کہا اسی سے تو مرد و ادن رات لیے پڑا رہتا ہی مار کا کل کی طبیعت بھی اسکو پیار  
 کرنے لگی تھی ایسے اُسے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آبیگا تو کیا کر لنگا اب تو افراسیاب کی  
 بیاری ہر وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کر دینا غرض اُسنے اپنے بیان گائون کو بلا یا وہ اگر نہیں  
 اور ساز ملا کر سامنے مار کا کل کے گانے لگین چالا لاک چیکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسے کہا  
 اونہ ناک بھون تیوری چڑھائی مٹھو پھر لیا ایک اُدھر سے باتیں کرنے لگا مار کا کل نے کہا اونی گانا  
 سننتی ہو کہ باتیں بنا کر اور کافرا بھی کہوتی ہو دیکھو کائناتیں تو اپنی جان لڑا رہیں ہیں و تم خیال  
 نہیں کرتی ہو چالا لاکے کہا میں ایسا شہا گانا نہیں سننتی کہ نہ جھکا سر درست نہ تال ٹھیک مار کا کل نے  
 کہا اخواہ اب تم گانا جانتی ہو کہ ان گائون کو کہ جو اس فن کی کسی میں انکو بے سراور دینے والا بتاتی  
 ہو اسنے کہا دیکھیے طنبور سے ایسے گائین ہیں کہ پر دے تک انکے ٹھیک میں رکھب کچھ گندھار  
 اور گندھار کی جگہ سچ بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہو اور بجانے کا مار کا کل نے گائون سے  
 کہا کیوں یہ کیا کہنتی ہیں انھوں نے کہا کہ بی بی ان سچ کہنتی ہیں مگر انکے ہم بھی مشتاق ہیں راکھ  
 بکا کر گائین ٹہری سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہو مار کا کل نے کہا اونی پھر تمہیں کچھ غفل کر دے گا  
 حضور یون تو کون ایسا بشر ہو کہ جسکو گانا رونا یا د نہیں بھلا میں کیونکر کہوں کہ میں خوب گاتی ہوں



مار کا کل نے کہا کہ ان باتوں سے بالکل ثابت ہو گیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تلو بڑا چل ہو اور تم پہلے ہی کہ حکیم کر میں عیش دوست ہوں جب ایسی نہیں ہو تو کیوں تہمتی سے گھبراتی ہو ان صاحب معلوم دیا کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہر اب ہمارے سر کی قسم ہمارے جان کی قسم جو انکار کر دو تو کچھ تو کاؤ اس وقت چالاک نے ظہور الیکر اسکو وقت کی گھڑی لایا اور بیکانا شروع کیا سبحان اللہ اس کے فرزند میں کہ جنگو انجان داؤدی عنایت ہوا ہوا اس کے بچانے اور گانے کا کیا گنا خاک رفاص نے دائرہ ماہ ہاتھ میں لیکر اسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانہ دل سے اپنے لپٹا دیا اور دیوار و پشت پر سبست ہو گئے ہوا بندھ گئی درخت میں ہو کر زبان برگ سے تعریف کیا جاتے تھے بلکہ تعریف کے لیے ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلوں نے کان ادھری لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی سامنے لوٹ رہی تھی غش میں پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ بکا رہتا تھا شوق میں آکر اکتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے اشیانوں کو چھوڑ کر ابھر نکل آئے تھے اور گرد آس بقیس و ش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہر جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلوں کے شرباب نیم سے لبریز ہوا فرحت بیز بھارت کے دانگ گلزار کا عالم چاندنی راستہ و ایسے مقام پر لیا نغمہ ترکہ ابیات

زہرہ ہمتی ہزارہ جان سے شیدا	مرقاہ حبیب کو تھا سو دا	سرخ فلک جو نشہ خور
جلا دہی اور جنگ جوہی	اس زہرہ جمال کا ترانہ	وہ بھی ہوا اس کے تھادوان

مار کا کل اور دسون خواصون اور گائون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ عاشقی جو یاد آیا آنکھوں سے دریا آنکھوں کا بہا یا چالاک نے پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا مار کا کل نے پاس بلا کر پیشانی پر اسکی بوسہ دیا اور ہاتھوں کو چوم لیا گائون نے کہانی کی بھلا ایسا گانا بجانا سات جنم میں بھی نصیب نہوگا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری میں مار کا کل نے کہا واقعی لائق صحبت سلاطین روزگار حسین ہو جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہو بھلا ایسی طبیعت دار عورت کا غریب گھر میں گند کمان وہ بیچارہ مجھ کو اگر ملیگا تو سمجھا دوں گی کہ اس گلبدان کا وصل ایک بار بھی مہینے میں میرے چاہئے تھا اسکو غنیمت سمجھا رہے یہ عورت نہیں کبھی ہو کہ میں ایسی عورت میں کسی کے ہاتھ آتی ہیں میں سچ کہوں اسکو روٹی کی کیا پرواہ ہوتی ہی دیر میں ہم سب کو اب اسنے راضی اور اپنے اوپر مال کیا ہو کہ اب جی چاہتا ہو کہ یہ جان ملک مانگے تو دیدیے یہ کہہ کر کہا اور خوب دوا دھبی کچھ



کمال تکو آتا ہوا آئے کہا جی میں ناقص العقل کیا جانتی ہوں آپ سردار میں جو پرورش فرماتی  
ہیں اور کیا یہی گانا بجانا ایک اور حد دلگی کی بات آتی ہوا آئے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہو  
اس شعبہ پرواز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھر لے اور اپنے سامنے رکھے میں ایک  
بوٹی اس جگہ سے توڑ کر آسہیں ڈال دوں گی وہ پانی سب شراب سرخ ہو جائیگا آپ صاحب جیسے  
اور شرابوں سے فرا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مار کا کل بنے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہے  
اچھا دیکھیں آئے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنو ایسے خواہ آسہیں رنگتے کو لے جس چیز کو چاہیے  
شراب کیجیے کینزوں نے کہا اے ملکہ اس وقت رنگتوں کی شراب بنو ایسے مزاد کی عرض جلد جلد رنگتوں  
کا عرق نکالا گیا دسوں عورتوں نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکال کر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنو ایسے  
چالاک نے کہا کا سے لے آؤ چہنہ کا سے آئے آئے قرابے سے عرق کو نکال کر ان کا سون میں بھرا اور  
کا سون سے قرابے میں بھرا شروع کیا اسی آلے پھر میں بیوٹی سرخ رنگ سسی عرق میں ملا دی اور قرابے  
سے بوتلوں میں بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہو سب نے کہا تھے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی آسہیں ملائیے آئے  
کہا تو واہ ہم تمہارے سامنے ملائے تمہیں اس سے کیا کچھ سمجھنے آسہیں شراب تو نہیں ملائی اب سب  
لی کر دیکھ لیں کہ یہ شراب ہر پانہیں اور بھی ترکیبیں ہو سکو معلوم میں ابھی ایڑی میں تم کیا کیا دیکھو گی  
مار کا کل نے کہا کہ اے خلیج اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کر گیا تو ہزاروں روپے خرچ کر کے اس سے طلاق  
دراؤ گی اور تنگوا اپنے پاس رکھو گی صاحبو کیا کمال کی عورت ہو میری آنکھوں میں خاکے دلگی کی پڑا  
ہو غرض کہ تعریف کر کے اس شراب کے جام بھر بھر کے دسوں عورتوں کو اور گائیکوں کو دیے اور آپ بھی  
وہ جام اسکے پیسے سب نے تعریف کی کردا واہ کیا بوس ہو اور فرا بھی ہو اب کچھ دیر میں نشہ ہوا  
ایک عورت نے آنکھیں اپنی بند کر لیں اور کہا یا ساری بجانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے  
تو نے آنکھیں کیوں بند کر لیں کیا دکھائی دیا آئے کہا تو تو اندھی ہو دیکھ تو ہی کیا ہر اسانہ پانہ  
پڑا ہوا جاتا ہو ایک خواہ مار کا کل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے سر کے بالوں میں ایک تعین  
مینائی نہ خیر میں بندھا ہوا ٹک ہاتھ وہ اسکو کھنکھوڑا سمجھی اور آئے رمال سے پیلے اسکو بھاڑا وہ  
تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہوا اب اسکے ذہن میں اس نشہ کی دھن میں یہ آیا کہ اسکو چوٹی سے مارے پس  
یہ سوچ کر جلدی چوٹی اٹھا کر ایک سر پر پاری اور چاری کر اڑا مارا آپ کے سر میں کھنکھوڑا گھسا جاتا ہی



مار کا کل بال اپنے نوچنے لگی اس خواص نے فل مچا دیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجور سے نے  
کاٹا چالاک نہیں رہا ہو کہ اچھا کھنکھجور سے نے کاٹا ہو غرض مار کا کل خوب اپنے سر میں جوتیاں  
مارنے لگی اور سب عورتیں اسکے بجانے کو دوڑیں کہ کھنکھجور سے کو سر میں سے نکالیں انکے اٹھنے  
سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے مٹائیں اور سر کے بل گرین اور چھینکیں مار کر بیہوش ہوئیں پس  
چالاک نے پہلے جوڑے میں سے مار کا کل کے بیضہ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اسکے سر کو  
تخت سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مچایا اُسے جلد جلد ان بارہ خواصوں کا بھی سر جدا کیا سو فیما  
زابر پا ہوا اہل علم جو لوگ کہ مار کا کل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر دوڑے  
کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب ورسا حرات میں پھر اب اٹھنے لڑنا کیا کہ یہ سب  
تین تین روپیہ کے نوکر ہیں کوئی بڑا سردار نہیں کہ وہاں عیاری کا فراموش نہ ہو بل جکاب چلو  
غرض ایک طرف کو فطرہ کر کے راہی ہوا ان لوگوں نے آکر لاش مار کا کل وہاں خواصوں کا  
اٹھایا اور قاتل کو ہر چند تالاش کیا پتا نہ ملانا چاروہاں سے روڑے پٹیتے لاشیں لیکر بھرتے اور  
راستہ طو کر کے لشکر حیرت میں آئے اس عرصہ میں وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت یا تھا کہ سردار شب  
کو سنگ بلور میں خور سے ترک ہونے لگا اور بطن عقاب ہر سے بیضہ زرین مہر پیدا ہوا کہ اسیا ست

رہا باقی نہ وان ساقی کشیشا	ہوا حسن سحر کا شور پیدا
نہ پھر آنکھوں نے وہ سلمان پایا	صبح دم حیرت دربار میں خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک

اور سب ساحرہ حاضر تھیں کہ یکایک شور گریہ و زاری کا نون میں ہونچا اُس نے خبر منگائی کہ مار کا کل  
کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان و گریان آئے ہیں حیرت نے سامنے آنکو بلوایا انھوں نے لاشیں  
وہ سامنے رکھ دیں اور کہا یہ کوہ لا جورد کے دامن میں آج اُتری تھیں مار ڈالی گئیں سفاک  
تو یہ سُکر سنائے میں آگئی اور کہا ہاے آج جیسے میری ماں نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے  
میکے کا تو نام شگیا صر صر اور صبار قتار حاضر تھیں انھوں نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا  
حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ چالاک بن عمر و نے عورت بنکر اسکو  
مارا ہو پس یہ معلوم کر کے کما بی بی ہمیں سے غلطی ہوئی کہ مار کا کل سے سردار اسکے راز کی  
باتیں پوچھیں عیار تو موے گھات میں لگے ہی رہتے ہیں اور اب ایک بیٹا عمر و کا اور آیا



ہوا چالاک بن عمرو بن اسنے کہیں سن پایا اسکا حال وہ اسکے پیچھے کیا اور اسی نے اسکو مارا  
سفاک نے کہا اے بایان خود میں جب تک اب نیکو امون سے بدلا اپنی مار کا کل کے خون کا نہ  
لے لوں گی میں مجھ کو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کریں کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہے حیرت نے کہا جو جس سے  
ہو سکے وہ کرے میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان لوگوں کا اقبال ہے اور ہمارا اور ہمارے سفاک نے  
کمال ہی جو میں لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو بکڑ کر  
بوٹیاں اسکی کاٹوئی اور چیل کوون کو کھلا دوئی یہ کمرد و تیلے موم کے پرور سحر بنا کر اور انکے جسم میں  
شیطانوں بھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زبور جادو کے پاس درائے بہت خبردار رہنا اگر کوئی  
عیار آکو سیوش کر کے تو انکو تم آٹھا لانا نقل نہونے دینا اور انکے حال کی خبر ہکو پہونچاتے رہنا وہ  
دونوں تیلے آکر جانب حقیق کوہ روانہ ہوئے اور آدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طو کر کے اسی جنگل  
میں کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ بیان سے لشکر حریف کا حال دریافت کر کے  
عیار بیان کر دینا بیان بعد سمجھنے بتاؤں گے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون استہ دیکھا اور  
طلح جنگ بجائے مجھ کو تیاری سحر کی کیا کرنا ہے اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہے آگاہ تو اسکو  
کہتے ہیں جو زرا کمزور ہوتا ہے اسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہے تو مقابل شہنشاہ اپنے تئیں وہ  
جانتی ہے اے ملکہ حیرت میں ابھی جا کر اسکے لشکر پر گرتی ہوں اور جو کچھ مجھے ہو سکتا ہے کرتی ہوں  
حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے پس یہ سکر اسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادو گرنیاں کہ ہر ان میں  
نایاب زمانہ سحر جانتی تھیں اور آفت کی پرکالہ تھیں سامری اپنے تئیں اسوقت کا گنتی تھیں نفیر  
کی صد اسکر جھولیاں سحر کی گلوں میں ڈالکر اور منقلین سلکا کر قشفہ سید در کے ماتھے پر کھینچ کر رسول  
برخی تعالیان ہاقدان میں لیکر بازو لبط منس وارڈ و غیرہ پر سوار ہوئیں جو جو کا سامری کے غلچا  
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلے سوار ہوئی شہنائی سحر کی ٹھنکی ہندو سے نکلے نگر غنکر  
منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلکا یا فضول نازہ پر بکرنیاقتہ اٹھایا ہر طرف عوان ہوم کا چھایا  
خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جو کی زمانہ کا بکڑ گیا زال دنیا ایک ہی لکاتہ کھپاٹ پرانی جادو کرنی پر کر  
وہ بھی گھبرائی کہ کہیں ایسا نمونہ کسی کا مجھ پر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہے نوعد گیر حال ہو چکا  
ہو اظاہاب ہوا چاہتا ہے وہ غوغا ہے الحاصل تمام دنیا پر آشوب ہو گئی ہو اسحر کی



چلنے لگی آندھیاں آنے لگیں خوف سے جانیں جانے لگیں سفاک لشکر لیے آگے برھی طائران  
 سحر نے سامنے قہر خ کے جا کر صورت انسان کی پیدا کی اور بیکارے کہ اویلا دوران ہوشیار ہو جائے  
 کہ سفاک جادو بڑا دعویٰ کر کے بغیض و غضب تمام تر آپ کے لشکر پر آتی ہو اسکی خواص  
 جالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہو اسکا قصاص لینا چاہتی ہو یہ خبر سنتے ہی ملک قہر خ نے بھی  
 نفیر سحر کو دم دیا اور ہر نگامہ آفت زار برپا ہوا جلد دو گریاں جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد تھیں  
 میں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئیں قہر خ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور  
 بارگاہ سے نکل کر شہر میں بیرون کی آمد کے سنائے قہر خ ہوئے منتقلین اسعد جلین کہ آفتاب کے جسم  
 کو گرما دیا اسکو بھی بخار چڑھا آیا تھا ہندوئے فلک لیا کھڑا یا کہ بزدلی سے برج جدی میں چھپنے آیا  
 خستہ متحیرہ کے حواس خستہ درست نہ تھے آفتاب کے پیچھے آکر کھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی  
 لٹے پائون بھاگتے تھے ستاروں کے بھی برسے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ سی سنبھرا آیا تھا  
 آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطار و کی سب سدد بدھ بھول گئی تھی زہرا و امیر  
 شہر بچا نا کہ رہی تھی غرض زمین و زمان میں تھلک پڑا تھا عجیب عالم اس قہر خ کے چلنے سے ہوا تھا کہ اپات

کے آراستہ جو خود وزرہ	دی کر بند میں گرہ پر گرہ	نکلے خیموں سے اس طرح جن میں
سحر کے ابر سے تھا بجلی بن	ارض ز پر قدم دہکتی تھی	پشت کا وز زمین چسکتی تھی
کھا کھنے وہاں یہ گل بوٹا	دست میں آج خوب گل بھوٹا	ہر طرف سے خیل خیل سا خراں

یہ جگہ اسب و طائر و آواز در سحر پر چڑھ کر روانہ ہوئے قہر خ اور بہار و مخمور بڑی آنی بان سے  
 طاووس و ہنس اڑاتی جانب میدان روان تھیں قہر خ میں دہل و تقارہ و نفیر کی آواز سے  
 از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیوں سے دنیا تمام کالی تھی اس طرح سب بیہوش  
 کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوئے تلاش میں اپنے صید لبون کے مقابل حریف آکر ہو چکے اور  
 صفت آٹا ہوئے اور تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی اور قہر خ جالاک اپنے لشکر و لیر و  
 بیباک کو آراستہ فرمانے لگی ان دونوں لشکروں کو مقابل میں چھوڑ کر حال ہیران شمشیر زن  
 بیان ہوتا ہو کہ وہ پرستش گزین تہ جائے ساحری و بت جادو و طرار صنم خانہ عریضہ سازی فہون  
 پردازی جو درہ کوہ میں بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی ہار لوگات بھولدار اٹھ گئے کیلین و غیرہ سب اہل



ساحری سامنے اپنے رکھ کر وہ منتر جو اسکے باپ کو کب نے اسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور  
 کئی روز کے عرصے میں اُسنے بارہ ہزار تیلے موم کے بنا کر سامنے رکھ لیے انپر وہ افسون پڑھتی جاتی  
 اور دم کرتی تھی یہاں تک کہ بزورِ سحر قدرت خداوندِ عالم وہ تیلے زندہ ہو گئے اسوقت ملکہ نے  
 اپنی فصد کھونک خون میں اپنے آنکھوں پر دھرایا کہ وہ اب مثل جو انسان قوی تن کے دراز قامت ہوئے  
 اور سب روئیں تن اور آہنی بدن ہو گئے ملکہ نے ایک ایک شاخ وخت اُن سبکے ہاتھوں میں دیکر  
 کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہو گئی اسوقت اُن تیلوں سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز  
 کر کے بیان سے ہمارے لشکر میں جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکرِ مرغ فرخندہ سیرا ترا ہوا جو تم سب میں  
 مقیم ہو میں جب آکر دریائے خون روان پر گردن اور پل پر زیاد ان توڑوں اسوقت لوجِ حیرت  
 اور افراسیاب پر تم سب آکر گزنا اور کارِ دشمن ناکام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم اے ملکہ  
 ایک کو تو زندہ نہ رکھنے کے لیے کہہ لو اگر ملاک و غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہیں کہ  
 جو ہمارے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کر لو گے تو میں تمکو ہنسیٹ پوری تمھاری ونگی وہ  
 تیلے خوش ہوئے پرواز کر کے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے ماہر نکلی عمر و فقیر  
 بنا ہوا منڈھی میں بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسارِ غوانی تھا لب لبیبِ محنت کے زعفرانی ہو  
 بال سر کے کھلے ہیں شہ پر مصیبت بلا ہوا ہو کاتی بندھی ہو بہر تن موم سے شعلہ آگ کا نکلتا ہو غرض عمر و  
 اپنے مقام سے اٹھ کر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخِ شعبہ گری تیری آن ادا پر قربان فسون سازِ عالم  
 کی جان کہہ کہ وہ کام جسکے لیے مشقتِ تنخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہیں اس غارت گرا  
 ایوانِ خاطرِ مکارانِ عالم نے جوابے یا کہ خواجہ تمھاری تہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجاہدہ  
 طاقت حاصل ہو کر افراسیاب منڈھی کاٹے کی پٹریاں توڑ کے رکھ دوں گی اور درحلاتِ طلسمی ہر سبک  
 دابستہ لوج ہو کر اپنے بھی حملہ کروں تو درہم و برہم کر دوں گی عمر و نے کہا شاہاش درجا اچھا اے ترک جفا پیا اب یہ  
 لشکر کی جانب نہضت فرما ہو راوی کہتا ہو کہ وہ تیلے سحر کے ملکہ کے باپ کو کب و شہ میر نے بھی واسطے  
 تنہا ہی ملکہ کے بطورِ تحفی مقرر فرماتے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجھ کو پہنچاتے ہیں چنانچہ اسوقت ملکہ نے نکل کر  
 کہ عمر و سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب تیلوں نے جا کر گو کہ ہے بیان کیا کو کب و شہ میر نے  
 ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آئندہ لکھا جائیگا الحاصل عمر و اور ملکہ بران عالیشان



درہ کوہ سے شاہ دل کو فرخان جانب لشکر قہر خشت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہو ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سرکشیدہ ہو اور لاکھوں ستارہ آسمان چمک رہا ہو اور اندر سے دیوار کے لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتیں رنگ رنگ کی پیدا ہو جاتی ہیں اور غائب ہو جاتی ہیں کبھی پرانے سرنگا لٹی ہیں در قلعے مارتی ہیں کبھی دیوان سیاہ منہ نکالتے ہیں در لغز مار کر غائب ہو جاتے ہیں کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یا سمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہیں اور اپنی صورت زیاد دکھا کر مسکراتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں دیوان نہیں نگار خانہ چینی ہو روح مانی بھی جس سے چین چین ہی از رنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہو مصو قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اتار کر دیوار کا رخ دنیا میں یہ آئینہ کے اندر لگایا ہو یہ بات نگار خانہ میں کہاں یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بی ثباتی دنیا کا قیاد قی تھی اسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی دیوار بلور مثل بجر کے تھی اور تصویریں آسمان مثل حباب کے نکلتی تھیں اور غائب ہوتی تھیں اس طلسمات میں نیا طلسم اس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے چنان گاہے چین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اس دیوار کو دیکھ کر عمرو نے کہا کہ ایملکہ معلوم ہوتا ہو کہ ہم راہ بھول کر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل گئے اب اس دیوار کے آگے راہ نہیں ہو مناسب یہ ہو کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کر دو میراں نے کہا کہ میری بھی عقل کام نہیں کرتی ہو کہ یہ کیا معاملہ ہو لیکن اتنا جانتی ہوں کہ یہاں طلسم ظاہر ہیں مرحلہ طلسمی کہاں خواجہ ہنوز دہلی دوست جب شہزادہ اسد ظلمات میں جائیں اور زمین کے نیچے جو طلسم ہو اُسکو توڑیں دریاؤں میں در آئیں جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہاں مرحلہ کہاں ملے ہاں افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہو اور اُسے سحر کیا ہو ہم اسکے سحر میں گرفتار ہو گئے ہیں عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہو ملکہ نے ہنس کر کہا کہ ملکہ تو خود اپنا سحر آزمایا جانتی تھی اس منہج کی تلاش میں جاتی تھی جب تمھارے لشکر میں پہنچی ضرور ہی اس سے لڑتی پھر اب ہی سہی کھوں تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہو اب میں اس دیوار کو اڑا کر اس پار جاتی ہوں اور اسکی بنیاد کو گرائی ہوں عمرو نے کہا کہ پھر میں کیا کروں اُس نے کہا میں تمھیں بھی یہ جانتی ہوں یہ سحر عمرو کو نیچے میں



دب کر اور سناٹا بھر کے نزدیک پہنچ کر اڑی اڑی بھی اسکا اڑنا بیان کیا کیا تھا کہ اپنے باپ کے  
سامنے یہ اڑی تھی اور عمر و کو بخیر سحر غریب سے ملک طلمس ہوس رہا ہے اٹھا لیکن تھی اور کوئی ساحر  
اسکی بلند پروازی کے مقابل نہ ہو سکتا تھا اب کوئی طرح کے سحر اسکو ملے بہن بہت بڑا زور اسکو ہوا ہی  
اس طرح اسنے سناٹا بھر کر یقین تھا دیوار کا رخ دنیا پھانڈ جائیگی لیکن جب بلندی سے دیوار پہنچی تو  
اور زیادہ بلند ہو گئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلماتی کے کھنچا پایا گویا چھت اس  
دیوار کی بنی تھی اسنے وہاں سحر دم کر کے چاہا کہ آسمان جا کر ٹکرا روں اور اسکو توڑ جاؤں لیکن دیوار کے  
اوپر پہنچے ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہو گئی یہ سحر و کو لیکر پھر زمین پر اترا آئی اور ایک مرتبہ لیا سحر کو  
زور دیا کہ سقف بلند بستوں کے توڑ جائیگا دل سے کیا اور سناٹا بھر کر اڑی ابی اور بھی زیادہ دیوار  
اور وہ چھت اونچی ہو گئی دم اسکا اگیا اور سحر نے جوابے یا پھر زمین پر اترا آئی اور مثل عقل اسے  
راز دانا ان فلاک عرش پر واری کا ارادہ دل میں مصمم کر کے تیسری مرتبہ پھر پرواز کھولے اور قریب  
سقف پہنچ کر چاہا کہ ٹکرا روں پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اسوقت یہ زمین پر نہ  
اڑی اور وہیں روئے ہوا پر ٹھہر کے ایک گولا فودی اپنے چوڑے سے نکالا اسوقت ایک آواز  
تر اقعے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور زاد رشک شمشاد ملک  
شمشاد نے بھی یہ قد بالا کہاں مجھ لکھا قدا اسکا طوبی تھا رخ اسکا لالہ تھا نہیں نہیں لالہ کا یہ رنگ کہاں  
رخ اسکا گلزار بہشت کا گل تھا وہیں تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آچل بلوکا و دیشا اٹھتے  
آئینہ بلورین ہاتھ میں لیے دیوار پر سے بڑھ کر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملک کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ  
ای میراں خبر دار خبر دار جاے ادب سے قدم باہر نہ دھڑاتا اس نازنین کے ہنسنے سے نکلتے ہی  
اس دیوار میں ہزار ہا رخنے پیدا ہو گئے اور سر سوراخ گویا وہاں ساحر تھا کہ آسمان سے صدائے  
یا سامری یا جمشید آنے لگی غلغلہ سامری جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملک پران  
اس آئینہ کو دیکھ کر اول توجیراں گئی مگر اسکو غصہ زہد تھا اسلئے آئینہ پر آفت جو کی سیاہی روئے آئینہ پر  
دوڑنے لگی اور اسنے وہ گولا فولادی ہاتھ میں سنبھال کر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہنچی اب وہ  
چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤں بس سر آکر اس چھت میں رالسی ٹکڑی پر کہہ  
کہو پھر چرخ کہا کر زمین کی جانب چلی اس دیوار سے چند تیلیاں شک قمر میں پکیر نکلیں اور انھوں نے



اسکو روک کر زمین پر اتار دیا عمر کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں پھین اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اس میں یوار  
 میں ایک دروازہ لگا ہوا کہ مع پٹ اور چو کھٹ بازو وغیرہ سب اسکا یا قوت احمر کا ہو دیوار بلور  
 کی دروازہ اس میں یا قوت کا سبحان اللہ وہ سفیدی میں سرخی معلوم دیتا تھا کہ سفیدی میں سرخی  
 شفق پھولی ہو نہیں نہیں وہ دیوار مثل رد کا آئینہ ان سفیدی میں گروندہ انہ باب جابت عاتقا یا بل  
 رہاں بامرادان سرخ روادندندان تھا آفتاب آسمان تقری میں خراخرا دھڑکھٹاس اسکی سرخی کا پڑا دیوار  
 پر بھی گلابی بن آگیا تھا عمر وادریک اسکو دیکھ کر دنگ تھے سکتے کے دونوں کوڑھنگ تھے کہ یکایک  
 کسی نے پکار کر کہا جلدی مشاہدہ کنندہ آئینہ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدائیں تھیں ہی بران کو تاب  
 نہ رہی خواہ کہ ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جا کر جو دیکھا زمین آسمان بیان سب  
 بلور کا ہو سر اسر کارخانہ نور کا ہو اوپر بجائے آسمان کے ایک چھت بلور کی بھی زیر قدم زمین بھی  
 بلور میں ہو طور اس نور کو دیکھ کر ایسا جلا کہ شلہ کلچر سے نکلا اور جگر سر مرہ ہو گیا چشم ہر رشک سے گویا سفید  
 ہو گئی ہو نہیں نہیں یہ سفیدی آشوب چشم زیادہ نہیں ہو حلقہ نورانی زمین و زمان کو اکائیے نیا نے عطا کیا ہو  
 زمانہ صافی صراج ہوا ہو سفید پوش بنا ہو کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طیف نے دور کیا ہو ملک اور خواہ  
 سیرکان جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے ناندے گلدار رکھے  
 میں تھالے دختون کے بلور میں سینے ہیں انہیں بلور ہی کے درخت بھی لگے ہیں پھول بھی بلور کا ہو تیا بھی  
 بلور کا ہو لیکن پھل انہیں اصلی لگا ہو اگر انار کا درخت ہو تو سب بلور کا ہو گر انار انہیں اصلی انار طرح  
 لگا ہو ہر دانہ اسکا یا قوت رمانی کو سر ماتا ہو لالہ رخاں کا دل اسکو دیکھ کر رشک سے خون ہو جاتا  
 ہو اسی طرح سیب بھی ونا شپاتی کے درخت بار و ترشے بھرتے کھڑے ہیں گویا شاہد صبح خسار گنا پانا  
 پہنچے ہیں ہر طرف نور کا سما ہو جو درخت کا پتا ہو یہ بیضا معلوم ہوتا ہو بلکہ یہ بیضا کو بھی راسخی بتاتا ہو  
 کہیں سورج کبھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلور میں ہونے سے اب چاند جو دھوین رات کا ہوا ہو طلسمات  
 کا سما ہو گلون میں خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہو نگہت گلابے  
 باغ ارم کو شرماتی ہو ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہروں کی بھی بلور میں بنی ہوئی پیچ میں اس  
 مانع کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ چاند نکلا ہوا ہو دروازے چار چار ہر طرف اس ننگلے  
 کے یا قوت احمر کے گے ہیں چاند میں سورج چمکتے ہیں ہر دروازے پر صد بانا نہ نہیں قرچ پکیر اور



گل رخسار اسباب پیش و عشرت لیے استادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے اکھاڑے ہین  
 پر بیان جمع ہین بعض انہیں سے بچکاریاں چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو بچکاری مارتی ہین  
 جو رنگ کہ بچکاری ہین سے نکل کر زمین پر گرتا ہوا اسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اگتی ہوا اور  
 پھولتی ہوئی نرنگی انکی بچکاری ہین بجائے رنگ کے بھری ہو بس ان پر یوں نے ملکہ اور خواجہ کو  
 تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہ ہون کے شاہ جہاں شاہ  
 جناب محلے انقاب آپ کے پدر عالی شان کو کب روئے نصیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے  
 جب یہ حال سنا چہرہ اسکا فرط بشارت سے بسان ہر دوستان کے چکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے  
 تھلے ہین جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر لے کما کہ خواجہ یہ  
 دیوار میرے باپ کے حجر کی تھی جسکو میں باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد تم  
 کی طرح ڈھا دیتی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہین غصہ دو نوں باتیں کرتے ہوئے اندر اس ننگے کے  
 آئے دیکھا کہ فرش اُسہین قائم و سجاد کا بچھا ہوا دیواروں ہین تصویر ہین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور  
 آئینوں کے اندر کی تصویر ہین بولتی ہین طوطیاں زمر ہرانی کرتی ہین سامنے صدر میں ایک تخت  
 بلورین گسترہ ہر جا ہر اسمین نصب کیا ہو کر کوئی تخت نشین نہیں ہر تخت خالی بچھا ہوا ملکہ حیران تھی کہ  
 یہ کیا معاملہ ہو یکایک چند تصویر ہین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین اور ملکہ  
 تم سلام نہیں کرتی ہین اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کو کب روئے نصیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوا ملکہ نے دیکھ کر  
 چلے ہین اسقدر اندھی ہو گئی تھی کہ بادشاہ مجھ کو دکھائی نہ دیا خبر جو ہوا وہ ہوا اب اسے اسوقت کچھ لینا چاہیے  
 بس یہ سوچ کر اسے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کو کب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ  
 تمہارا مزاج تو اچھا ہر عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دغا کیا کرنا ہوں شکر ہو خدا کا کہ اب تک تو  
 اچھا ہوں اے بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خداے تعالیٰ کا احسان ہو کہ جسے مجھ کو اور آپ کو یہ کیا  
 ہوا بادشاہ میں آپکا زیر بار احسان اور مر ہوں منت حد سے زیادہ ہوں کہ اتنا کہ آپ کے احسانوں کا  
 شکر یہ ادا کروں واکروں واقعی آپ میرے سر پرست اور مہربانی اور کیونکر نہوں کہ آپ جیسے بادشاہ ہین نظر

اسلام پناہ درونق دین	دربائے نوال و کوہ تمکین	ہو جیسے رکاب تک رسانی
کرنا ہر ہلال خود منائی	رتبہ وہ دیا خدا نے برتر	اک آئینہ دار ہر سکندر



تحریرِ تسلیم سے چار فتر	تسخیرِ علم سے ہفت کشور	کھن صورت آفتاب زریز
نیسان کی طسج قلم گہر ریز	تحصیلِ خزانہ فوج و کشور	شمشیر و نگین و تخت و سر
اسکا ہر نقش چار و در چار	خالق نے کیا جہان کا مختار	اور شہنشاہ آسمان اور نگ جیسے

تو آپ عالی پائنگاہ صاحب زور و زرین ویسے ہی صاحبِ جزادی حضور کی دلاور میں اسکی شجاعت میں کچھ فرق نہیں کیا کہوں کہ کیسی صاحبِ جرات اور بہت ہیں رستم اگر انکے دلی بہت کو دیکھتا ہوتا ہا رہتا اور سامری اگر انکے سحر کو جانتا تو ساحری دسے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا میں کم پیدا ہو گئے ہیں یہ کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیاں جو اہر کا زرین سے نکلیں اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک عمر توکل ہوئے اسوقت کو کعب نے فرمایا کہ اے عمر و تنے بھی تعریف بران کی سجاوٹ کی فرمائی تمھاری دلی قتل سے مجھ کو عبید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان بموجب مصرع بدنام کنندہ نکونائے چند ہے ہر تنے کس بات کی اسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب میں گئی ہر چند کہ اسکی لڑائی کو خوب اسنے جھیل پھر وہ وہی ہو اور یہی تھی بھی جو اس سے لڑی ورنہ یہی ہو کون ایسا ہو شاہ جادوان کہلائے کون ایسا ہو جسکے قبضہ میں طلسمات عالم ہوں کون ایسا ہو جو جائے لاپہین تاجدار پر بیٹھے کون ایسا ہو جو آئینہ سحر میں ہمیشہ رہے اور کوئی اسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر کئے کون ایسا ہو کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک دلی ادنی سحر اسکا برتر از سحر ساحرانِ الا تدبیر ہو وہ فلک ساحری کا ماہ ہو وہ بادشاہ فریجاہ ہو غرض اس سے لڑکے اس نے ذلت اٹھائی بغیر میری اطلاع جا کر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر بروٹ جا کر نہ چھڑاتا تو اس قید خانہ سے نکلتا اسکا شکل تھا میں ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ کہ طلسم ٹوٹا نہیں ہو چھوٹی نہیں پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہاں گئی بران نے کہا کہ اے بادشاہ جیسا آپ نے فرمایا سچ ہو میں اس سے بھی بدتر ہوں جیسا آپ کہتے ہیں لیکن خواجہ سلامت قید میں اس افراسیاب خانہ خراب کے تھے اور انکے قتل کا ڈھنڈھوڑا تک پہنچ گیا تھا پھر اگر میں انکو چھڑانے نہ جاتی تو یہ قتل ہو جانے کو کعب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا میں راضی ہوں اور خوشی ہوں مگر کیا میں اڑ گیا تھا یا میں تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھے اجازت لیکر جانے میں کچھ رہائی تھی بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال میں خبر داری کرنا اور انکی محافظت رہنا اسی



حکم کی پابندی کی گئی اور فرما آفت خواجہ سے مجھ کو تاب نہ رہی بے اختیار اسٹود و ڈری اچھا خطا ہوئی  
 معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ رات اسلوات سکین اب جو تو آما وہ نہ رہ  
 افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر بران نے کہا کہ میں آپ کے فرمانے کے بموجب پہلے پورا کر آئی اور  
 پتلے روئین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہیں افراسیاب کی ایک ف  
 میں جلجائیٹنگے اور بران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہیں ہیں ایک استاد نور افشان  
 سے پڑھا ہوں اور وہ میرے استاد سے بھی پڑھا ہوا اور چالیس استادوں سے جو بڑے بڑے  
 نامی ساحر اس طلسم میں تھے اُن سے پڑھا ہوا اور ایک ساحر حجرہ باطن میں طلسم ہوش ربا کے رہتا ہوا اُسے  
 آج تک روئے دنیا اور رخ شاہ گیتی کو دیکھا ہی نہیں سوائے طبقہ زمین کے اور کہیں اُسکا ٹھکانا نہیں  
 سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہوا ایک سبق اُس سے میرا استاد نور افشان جادو و سلائیٹنگ سامری  
 کے پڑھا ہوا اور اس پڑھنے پر میرے استاد کو بڑا ناز ہو کر میں ملک اطلس گلگون پوش جادو ساگر  
 استاد سامری سے سبق پڑھا ہوں چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت میں  
 افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہو کہ اُن واحدین کتنی ہی  
 دور کیوں نہ وہ جگہ ہو طلسم میں یہ پہنچ جاتا ہوا اور ہمیشہ آئینہ سحر میں رہتا ہوا اور کوئی اُسکو دیکھتا  
 نہیں اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہوا اور طلسم کی ہوا اسکی سطح پر کہیں کوئی باتیں کرے خبر نہ لگو  
 پہنچتی ہو ساحر دن کا خداوند ہوا اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بہت مشکل و کار بہت  
 دشوار یہ باتیں سنکر ملکہ نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی کل تو انھوں نے کہا تھا کہ تو چلے پورا کر لے تو لڑنے جانا  
 آج ایسا کچھ یہ فرما رہے ہیں نہیں معلوم کیا بے سید ہو ملکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہ ہو افراسیاب سے  
 انھوں نے میل کر لیا ہوا اور ادھر عمر و بھی کلام کوکب سے گھبرا یا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب  
 کی بیان کر کے جو میری طرفدار ملکہ پر ان ہوا اُسکو بھی ڈراتے ہیں اور دل اُسکا توڑتے ہیں پس ایسا کچھ  
 سمجھ کر عمر و نے کہا کہ اے بادشاہ یوں تو فرمانا بکا بجا ہو لیکن وہ سحر افراسیاب کیا کر سکتا ہوا یا بیان خود  
 اُسکا آئینہ سحر سطح تو ردون کہ سکو حیرت ہو جائے اور اسکے ملک اطلس کا جائے ہستی اگر میں نے رخصت  
 ترک ہر سچا کر زیر زمین جا کر ٹکڑے ٹکڑے نہ اڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرا مزادہ بھی کوئی ساحر فدا  
 ہو پھر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا اے بادشاہ حق حق ہی ہوا اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے



نہیں ٹھہرا ہمارے خدا نے فرمایا ہو کہ خوارا حق تو کہ حق الباطل ان الباطل کان زینوفا کو کس نے  
 کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہے آپ سے ہی ہیں لیکن یہ ناشدنی  
 جس اس قابل نہیں دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہو کہ میں افراسیاب سے مل گیا ہوں  
 کیونکہ ہرمان میں غدار ہوں اور عہد شکن ہوں ہرمان نے لرز کر کہا اگر بادشاہ بھلا میری  
 خیال ہے جو آپ کو غدار کہوں بادشاہ نے فرمایا کہ میں اس لیے اسے عہد شکن کہتا ہوں کہ  
 اب بھی یہ غیرت کو کام میں لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال میں کر رہا ہوں سکارچو ایک  
 بھلا تل پہ نژاد ان توڑ نایا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو بادشاہ سوار ہے ابھی  
 ایک دیوار بلور کی میں نے بنائی تھی اور سراسری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ ہرمان  
 کو بڑا دعویٰ ہو دیکھوں اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہو چنانچہ آپ تو اسکے پنجے میں دبے  
 ہوئے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اس جھٹ سے اور دیوار  
 بلورین سے نکل سکی پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مشعل  
 صورت نگار و مصور و صنعت و ابرق وغیرہ یہ چاروں طرف سے میدان جنگ میں  
 سیمڑنگے اور آسمان فولاد کے بتائینگے اور متحدہ تیر و نکا برسائینگے اور شاہ بادوان اگر ایک اندھی پیدا  
 کرے گا کہ سیاہی اسل اندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہول کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین یوساہ  
 ہونگی پھر وہ اندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا میں بچائینگے یا نہیں یہ کیونکر دشمن کے آسمانوں سے  
 نکلا جائیگی اور انکی زمین سحر پر ٹھہر کر بانٹوں جائیگی پس یہ ہوگا کہ لشکر سارا کام آئیگا اور فیہ لعل خوری  
 اٹھائینگے اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا  
 ابھی تک افراسیاب کے کوئی گدا پس نہیں کی ہے کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح جا ہی ہو سہل زکاری  
 سے بڑھا چلا آیا ہے سو جہ سے ہرخ وغیرہ اسکے مقابلہ میں تھی ہوئی ہیں ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک  
 اپنے طلسم کے کنوئین کو کھول دے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے شہنائی طلسم کو بجا دیا تھا اور  
 تخت طلسمی پر چڑھ کر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر ہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سکھو شیار  
 کر دیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا کیونکہ خواجہ آپکو یاد ہے جو عمر و نے کہا سچ ہے اس میں کچھ خلافت نہیں اور واقعی بادشاہ  
 طلسم سے سوائے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون کر سکتا ہے کو کسب نے جواب دیا کہ اب تم نے انصاف



سے کہا اور عمر و اسی دستے میں اس چھو کری کو نصیحت نامہ کہتا ہوں کہ تیرا رتبہ و مرتبہ میرے طلسم میں بہت  
 بڑا ہے کوئی اس سرزمین پر جیسے نہیں لڑ سکتا ہو اگر ہاتھ اپنے اوپے کر دے تو ملازمان طلسم مجرم پر  
 آفت ڈھادیں لیکن غیر جگہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر حکمت عمل ایک  
 ساحر و کے یہ رہاں ساحر جلیل اس قدر ہو کہ صاحب ملک و مال ہو بس اس قدر رتبہ ہو چاہیے کہ ایسا  
 مرتبہ ہو کہ جیسے بادشاہ طلسم نہیں ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اسکی فوج سے لڑنا منظور ہو تو  
 ان تیلوں کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر حکم کشتی کرو مقامات عمدہ پر جادو  
 چشمہ ہائے سامری و جمشید میں نہاد و معبد گاہ سامری پر بجا و گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر چند کہ  
 گنبد سامری تک جانا مشکل ہو مگر کیا ہی مشکل کیوں نہو سب آفتیں جھیلو اور اس لائق ہو لو کہ  
 ان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکیں اسوقت ہم سحر میں اس کے برابر ہیں گو مرتبہ بادشاہ  
 طلسم اور ہوتا ہم اتنا تو ہو کہ سحر میں اس کے ہمسر ہو جائیں تو کہنے میں بات آئیگی کہ سحر میں ہم سری  
 کر گئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی نے مجبور بھی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہو لیکن آپ طینان کال  
 رکھنا نثار اشد سب اسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بکرا و اندر کو  
 و چاہ ماران دام الجبال غنظلی آباد میں جمع تھا میں نے سب کو دوزخ کی لڑائی میں جانب ملک مہم بھیجا  
 و مہ قدامت نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر سب کو بھی اس عبد ذلیل نے جہنم میں بھیجا بیان بھی نثار اشد  
 ایسا ہی ہوگا کو کب کے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہو جیسا میں نے کہا ہوا عمر و  
 مجبور اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہوا انسان کو لڑائی کا بندوبست ضرور چاہیے تم بھی جوان سالو دن  
 سے لڑے ہو گے تو تمہاری اعانت کے لیے حمزہ صاحب قرآن اور ان کے سردار اور لاکھوں آدمی ہونگے  
 اب سامنا اس طرح کا پیش ہے کہ ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ایسا ہو کوئی سچ ہمارے طرفداروں یعنی  
 عمر و خ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب میں نے اپنے فرزند احمد جمشید بن  
 کو کب کو بھی بتلایا ہے کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکر کشتی کر کے گیا ہو اور مدت ہوئی کہ انھیں بلکوں  
 میں لڑ رہا ہے پھر اب کیا ضرورت ہے کہ اطراف طلسم میں لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیوں نہ آکر لڑے اگر  
 اسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور بران کو ہدایت کرتا ہوں کہ اب ایک پہاڑ پر جائیں کہ  
 نام اسکا کو دختیان ہر روز وہاں چاند نیکر روج سامری آبا کرتی ہے غریبوں اور وہاں کے چلہ کشوں کی فریاد



سستی ہو اور جو مراد مانگو ملتی ہو اور سحر جو وہاں بیٹھ کر پڑھو روح سامری اس سحر کے شریک حال رہتی ہو  
 اور جہاں اس سحر کو پڑھو رنج سامری آکر مدد کرتی ہو چنانچہ وہاں جا کر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب  
 وہاں جایا کر ونگو آکر اپنے ملک میں نامی اور نامور ساحر جو اسکے ملازم نہیں ہیں اور رئیس قوم اور  
 اپنے گھر سے مرفہ الحال ہیں و شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہو اور خوب کرتے ہیں انکو جمع کرے اور میں بھی  
 اپنے طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالوں گا اور اس ملک کو دنگا اور میرا ارادہ ہو کہ اسی چھو کری کو اس مغرور  
 کش افراسیاب سے لڑاؤں آپ کم اسکے مقابلہ میں جاؤں اور اے عمر و ایک میر دوست ہو کہ وہ  
 بیابان گلرین میں رہتا ہو نام اسکا معمار قدرت ہو ایا ساحر ہو کہ ساحران جہاں اسکا نام لکر  
 سحر کرتے ہیں اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہو کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہیں کرسکتا  
 ہو چنانچہ وہ ساحر بیابان گلرین کا جو مالک ہو جہاں قدرت شاہ جادو اسکا ملازم اور سواروں میں  
 سے ہو اور جہاں قدرت اس بیابان کا بجائے خود حاکم ہو نہ مجھ کو خراج و باج دیتا ہو نہ افراسیاب  
 کو اور باعث اسکا یہ ہو کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہو لیکن بہت سے سردار ایسے ہیں کہ وہ  
 رفیق اور جان نثار لاجپن تا جہاں بادشاہ شائق طلسم ہوش ربا کے ہیں پس جب لاجپن قید  
 ہوا تو وہ اپنے ملک میں خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح انھوں نے اطاعت اس نیکو ام افراسیاب  
 کی نفرمائی اور افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اس سبب کہ طلسم میں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے  
 میں قتل اور خد نیزی حد سے زیادہ ہوگی اور انہیں بعض مالک تحفہ اجات طلسمی ہیں اور بعض  
 کو ہستان طلسم کے بادشاہوں اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں پھر کیا ضرور ہو کہ ایسے شخصوں  
 سے بگاڑ کیا جائے ایا نہ کہ وہ سب قوت پا کر اپنے بادشاہ کو رہا کر لیں تو سب محنت برباد  
 ہو جائے غرض اب میں معمار کو نامہ لکھتا ہوں کہ اگر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر ناپرساں کے  
 بنائے اور اس قلعہ میں سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو ہر وقت جنگ جہاں کے باہر آیا کرے اچھیں فائدہ  
 یہ ہو کہ افراسیاب کا بچہ کیس وقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بچ میدان میں لشکر تراشوا  
 ہو سبطح کے صخر پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہو اے  
 عمر و سات شہزادے حقدار بیابان گلزار کی سلطنت کے قید میں افراسیاب کے ہیں کہ وہ بچا  
 نو جوان بہت ملک کی سلطنت کرتے لاجپن کے ساتھ قید ہوئے میں نے آنا سنا ہو کہ دریائے



نیل پر قید بین اور ایک دروازہ بیا بان گلریز کا دریائے نیل کی طرف ہو کہ اسکو بادشاہ طلسم ہوش  
 نے بند کر دیا ہوا اور دوسرا راستہ ہوش ربا کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہو مگر سرحد پر بڑے بڑے ساخر نامی  
 مقرر ہیں میرے طلسم سے راستہ نہیں ہو لیکن ایک راہ ہو کہ اسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ  
 بالکل بند ہو اسیلے بند ہو کہ اسطرف طلسم نور افشان ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی وہاں سے آکر ملک میں  
 فساد برپا کرے پس زنجیر آتش دور تک ایسے جہاں تک میرے طلسم کی سرحد پہنچی ہو اس زنجیر  
 کو نہ کوئی توڑ سکتا ہو نہ کھول سکتا ہو نہ اڑ کر جا سکتا ہو لیکن معمار کو جو میں بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ  
 سے پوچھ کر میری ملاقات کو آیا کرتا ہو تو پھر کھا کر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اس طلسم میں  
 داخل ہوتا ہو پس اسی برآں میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت نادانی میں قدم نہ دھرتا  
 اور جلدی اس کام میں نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہو و باہ کے شکار میں شیر کے شکار کا سامان کرنا  
 ہوتا ہو دشت خلجیت میں سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جاودان ہو اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اسکو برا بھنا  
 کا رخصت مندی تھا برآں نے کہا ایدر والا قدر ابھی تو میں ایک چل کر کے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ  
 آئی ہوں ابھی تو مجھے کوہ رخشان پر جایا جائیگا کو کسے کہا دیکھیے مزاج ایسا دست ہو گیا ہو کہ  
 تکلیف کی طرح کی دل گوارا نہیں کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسلج اٹھائی اور بنان  
 طعنہ حریفان کی طبیعت کسب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر کر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ میں شراب ہو  
 راستہ کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہاں جانا اور جو میں نے کہا ہو عمل میں لانا اور میں بھی  
 تبریر میں جاتا ہوں تو بدولت خواجہ سلامت کے افراسیاب سے اور ہم سے بگڑی ابھی ہو خود حافظ و ناصر  
 اتنا بادشاہ کے منہ سے نکلے ہی آواز تر اٹھے کی آئی آنکہ بند ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا  
 نہ جنگل تھا مگر عمو کو ایک کارخانہ عجیب غریب اور نظر آیا یعنی آسنے دیکھا کہ وہ چار دیواریں بلور کی جو گرہ  
 تو ایک طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ و لہذا برادر بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ ہر سجادہ تھا  
 ہر پھل اسکا خوب و تعاطف و ہاں کی نہروں پر صدقے تھی ہوا وہاں کی نسیم پر شاربغی کیا لکھوں کہ  
 کیسی بہار تھی دوسری طرف کی دیوار جو غائب تھی تو ایک چار دیواری کا دکھائی دیا کہ ایسا پاٹہ بہار دار  
 روح فرما دہے دیکھ کر بقیہ را کوہ لا جو دی آسمان آہستہ آہستہ خواجہ کی نگاہ سے گذرنا تھا طرح طرح کے گل آہستہ  
 کھلے تھے اور شیریں چہرہ آفتاب لہریں لیتے تھے جبرنا جبرنا تھا اور ہزار ہا دس ہزار میں بنے تھے اور



ہر دین اسکے ایک پر نیرادہ رنگین ہر حسین ہزاران ناز و انداز استاد تھی انکی صورت زیبا  
 اگر دیکھے شیریں فریاد دار پتھر سے سر نہ کرائے تیشہ عشق سر میں بار کر دیا جائے کوئی ناز کبیر  
 کوئی چوپکر کوئی لالہ خام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پائے نازک  
 کو دوسری زبان پر رکھے ہوئے ایک پانوں سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سرور دان کوئی  
 ناز سے پائے کلائی پٹالے کوئی پاٹھالے کو چھوڑے پئے نکالے کوئی چار سو حیرت سے نگران کوئی  
 چھڑی یا تھپن لیے اور اور خرامان کوئی تصویر کی صورت اس در کے چوکھے میں جری ہوئی  
 یوں بے حس حرکت کمری ہوئی غرض ہر ایک صورت میں لاثانی انشتی جوانی کہ ابیاست

آنکھیں جس سے کہ ہوئے خشن آنکھ چاہے	باغ میں نرسس بیا کو سکتا ہو جائے
وصف بینی سے ہر اک دم ہو کہ دم ناک میں آئے	کوئی گم ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے
بلبلین دیکھ لیں تو دور ہوں گلزاروں سے	خار گزرے انھیں ان بھولوں سے خساروں سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پر بار دکھائی دیا کہ اسی بیان میں حضرت اسکن تھا  
 کو یاد دی ایمین تھا گلہائے رنگین سے سر اسرنگار خانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر چڑھا ہوا نہیں تھا چو تھی  
 طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریاے زخار کو جو خرن بابا کہ کنارے کنارے اس بحر اسوں کے  
 ہزاروں تختہ لاؤنا فرمان کے کھلے تھے اور چھان تک ساحل چشم سیارہ تھا تھا وہی چین کھلا نظر  
 آتا تھا اور دریا موعین مارتا تھا رقتا معشوق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھ کر گشتان  
 تصویر کتے کے رنگ تھے کہ یکا یک آواز تراش کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر با بچ  
 کشتیان از خود نکلیں کہ تورہ پوش بادلے کے انہر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ  
 کشتیان قسم ہو سامری جمشید کی کہ آپ کے لائق نہیں اسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر چب کو  
 رست میں بھی نہیں ہوا پل میں بخیدہ ہو جیسے گا ان کشتیوں کو قبول فرمائے اور کھو لیے عمر و نے  
 بخوشی خاطر انکو کھولا بائیں تورے اشرفیوں کے انہیں رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیوں کو بھلا  
 آپ کیا لیجیے گا آپ کے قابل کمان ہیں مگر غرا کو تقسیم کر دیجیے گا عمر و نے جواب دیا کہ شاہ کو کس واقعہ  
 ایسے حوصلہ عالی کا بادشاہ ہو میرے تو لائق ہیں لیکن اسکے دینے کے لائق نہیں ہو جب ہی اس قدر عزیز نیاز  
 میں مبالغہ ہو حسا و جستان در دل میں نے بخوشی خاطر قبول کیں خدا سے تعالیٰ عمر و دولت ایسے بادشاہ



عالی حوصلہ کی زیادہ کرے برا صاحب جو دو کرم ہوا اور سوائے اسکے ہمارے اور اس بادشاہ کے  
 یکجائی اور یگانگت کا طوطہ کچھ مضائقہ نہیں وہ جو عنایت فرمائیں ہکو منظور ہوا یا زندہ اور صحبت باقی آج  
 اگر قلیل آنکھوں نے دیا ہو تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوری موقوف ہوتے تو ملتا ہی رہے گا  
 سال کے تین سو ساٹھ دن میں پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر ان توڑوں کو نذر زنجیل کیا اور بلکہ مران کو ہمراہ  
 لیکر ایک درہ میں کوہ کے آیا اور وہاں زنجیل سے فرش نکال کر بچھا یا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف  
 میخواری یہ دونوں ہوئے انکو تو اس حال میں چھوڑ دیا اب حال جنگ جہاں ملکہ مرغ مرغ فرخ قال اور  
 سفاک بد اعمال ٹہنے کہ یہ دونوں لشکر مقابل میں آچکے ہیں مبارزان میدان دلاوری و شہر آزمایان  
 عرصہ شجاعت گسری اسطرح تو سن قلم جنگاہ قرطاس میں جولان فرماتے ہیں کہ جب مرغ مرغ دلاور مقابل  
 لشکر سفاک بد اختر ہو پچی بکلیاں گر کر اڑ جھاڑ یوں کی دفع ہوئی ابر سحر سے گرد و غبار بیٹھا  
 صفت آرائی ہوئی نقیب و جاکوش کو کا کہہ کر کنارے ہوئے اسوقت اول سفاک از در پر چڑھ کر  
 مقابل لشکر مرغ مرغ آئی اور بیکاری کہ اے لشکریاں! نکمہ ام محکو کچھ تھے عداوت نہیں ورنہ کسی طرح کا تم لوگوں سے  
 سروکار نہ صرف اس واسطے چڑھائی ہوں کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مار کا کل سیاہ کو جات  
 مار ڈالا ہو پس تم اس میرے گنہگار کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کرو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکال دو  
 خود اسکو پکڑ لوں گی اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے لشکر کو غارت کر دوں گی اگر انہی بہتری چاہتے ہو اور نہ بہت  
 تمہیں منظور ہو تو میرے کہنے پر عمل کرو مرغ مرغ نے اسکے جواب میں بیکار کر کہا کہ تمہاری تو عقل زائل ہو گئی ہے جو  
 اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر تو کچھ سوچا ہو گیا ہو تم مجھ سے دشمنی کرو گی تو کیا کرو گی  
 احمقستی کرو گی تو کیا سرفراز کرو گی اگر تمکو ورنہ منظور ہو تو تاخیر نہ کرو یہاں تھے کون کمی کرتا ہو دیوانہ بن کی  
 باتیں نہ کرو بھلا مجھ سے کیونکر ہو گا کہ چالاک بن عمرو کو تمہارے حوالہ کر دوں پس اب خبردار زبان ناپاک  
 اپنے نام مہتر مہتران بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرو  
 دیکھو تو کہ تم کیسی ساحرہ ہوا در کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر  
 کی طرف پھری صفت لشکر میں جا کر سپہ سالار لشکر ہر فرجاد کو حکم دیا کہ ہاں جنگ فاز کردہ مرکب سحر کو اڑھ کر  
 میدان میں آیا اور صر سے بھی ایک سحر کرنے نکلا سامنا کیا لیکن سحر کرنے ایک تیغ سحر ایسا اسکے مارا کہ وہ بھاگ  
 دوڑ کر ہوا اسوقت مرغ مرغ نے ایک ناریخ سحر کا تخت پر کھڑے ہو کر جانب سفاک چلا دو پھینکا اسنے ناریخ



آنے دیکھ کر ایک تیرنج مارا کہ ناریج تہرخ تو زمین میں گر کر مر رہا ہو گیا اور تیرنج تہرخ پر گیا تہرخ نے بھی دیکھا  
 کیا اور ایک تیرکمان میں رکھ کر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھ کر دستک دی کہ پنج قراولی لیے پیدا ہوا اور  
 تیرنج بھی کاٹ دیا اسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ اے تہرخ دیکھ تو میں کسی بلا تجھ پر نازل کر دیتی ہوں میرے  
 ہاتھ سے پکڑ جانا حال ہوا اپنے تیر کا جواب دیکھ کہ کیا دیتی ہوں اب تجھے دیتا ہوں کون سے اور تماشہ  
 دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو میں کیا کروں یہ کسکرا ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے نکالی کہ  
 رہ مشک تھی مثل پارہ آہن خستری کے تھی پس اس تختی کو اسنے زمین پر پھینک دیا اور ایک ناریج نکال کر سحر ایدم  
 دم کے اس تختی پر مارا کہ وہ ناریج شوق ہوا پس یکا یک وہ تختی غائب ہوئی اور بجائے اسکے ایک دیوار  
 فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہو کر باہر لشکر تہرخ و سفاک حائل ہو گئی جہاں تک نگاہ کام کرتی  
 تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے ایمان زبردیوار اسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اس دیوار کے  
 سوراخوں میں یکا یک ہوا بھری اور آواز سائیں سائیں کی پیدا ہوئی پھر ہر طرف میں سے تیرانے لگے  
 اور لشکر تہرخ میں گرنے لگے گویا کماندار دہرے ٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار بھی باقی نہ رہی  
 زمانہ تھا نہیں زمین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا ان بیچاروں کو نشانہ بنایا تھا  
 دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کبھی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بن کر آتی تھی اور سینہ بیکیت  
 لشکر بان تہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر میں لشکر میں ہل چل پڑ گئی آفت بڑا ہوئی ہزار ہا ساحر  
 نشانہ تیر سحر ہوا اس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہل چل پڑی تھی کہ لشکر بران جو قریب تر اس  
 لشکر کے آگیا تھا اس میں بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا برا حقیقا وہ لشکر بھی طیار ہو گیا اور چند بار غلغلہ  
 در بند طائر اپنے اڑا کر اس ہنگامہ کے دیکھنے کو بیان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی  
 مع اپنی ماں کے تلاش بران میں بیان آئی تھی وہ بھی اگر اس جنگ کو دیکھنے لگی اور ان سب نے  
 دیکھا کہ تیر اس دیوار سے نکل کر اب سپرین سحر کی توڑتے ہیں اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساروں کے  
 سینہ توڑتا ہوا اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہیں منجھ زمین پر تیروں کا برس بار  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانے میں ہوا چلنے کے بدلے تیرای چلتے ہیں روے ہوا پر عقاب سے مملو ہر دنیا  
 اڑ جاتے کے لیے بڑکالے ہیں اس قدر حادثات بھی عالم میں نہ پیدا ہوتے ہونگے حقد کہ تیر اس  
 لشکر میں بھرے ہیں تہرخ و بہار و محمود پنج سحر کے پیدا کر کے قراولیوں سے تیروں کو کٹواتی ہیں



سپہرین سحر کی آڑ کیے ہیں لشکر سب برباد ہو رہا ہے کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بگر پڑا ہے کسی کے تیر چکر کے  
 پار ہوا ہے کوئی لاشہ پڑا ہے کوئی زخمی سسک رہا ہے گویا پیرزا کے دنیا کے ارمان دلی آج ہی تو  
 ٹھکے ہیں کہ کیسے کیسے نوجوان نشانہ تیر اجل بنے خاک خون میں لوٹ رہے ہیں چال دیکھ کر مجلس نے کہا کہ  
 اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یا دھنیں ہو کہ جس سے یہ یو اسفاک کے سحر کی ٹوٹ جائے ہمارے جادو  
 نے کہا بیٹا قصہ زمین بر سر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش ربا ہے تحفہ و طلسم سے اسنے کام لیا ہے  
 ہم اسکا کیا کر سکتے ہیں اور علاوہ اسکے ہم تاج ملکہ بران ہیں اگر اسوقت ہم لڑیں تو ہمارے ساتھ  
 نا ظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ بران کا ہماری ذات سے برباد جائے اور ہم ہر الزام  
 آئے ہاں اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر میں چلی آئیگی تو اسوقت اسکی حمایت اتنی کرینگے کہ کو قتل  
 ہونے دینگے اور بنا چاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ بران کا ہے کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا  
 حمایت کرے یہاں تو یہ باتیں تعین وہاں تیروں نے لشکر بان مہرخ کا دم بند کیا نفس و نفس بچیدہ  
 ہزار ہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدڑ لشکر میں پڑے اور کوئی میدان میں

شما بہت قدم نہ رہے ایات تو آسمان وہ سب بانی دشمنی روان تھا ہم تیر کے بعد تیر دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ لگانے لگے فوج غازی یہ تیر	لکھا ہے کہ جب مہرخ شیر روز قیامت کی تھی محو تیر افگنی ہدف سے کہاں تک تھی ایسی آہ یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ جسمے تھے دلا در بیان حصار	بڑھی جانب لشکر مکر و زور کمانوں سے تاصف فوج قدیر جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ بڑھی فوج ساحر سراپا شیر خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار
--	--	---

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ بھیہٹنے  
 لگے اسوقت مہرخ نے تاج سر سے اتار کر طرف کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز میں محتاج ہو کر  
 پکاری کہ اے حکم الحاکمین یا غیاث المستغیثین تیر نے مجھ کو سلطان کیا ہے تو نے ہی تو جاہ و شہرت کا سامان

دیا ہوا رب اکرم ایات بڑا تو نے ہم پر یہ حسان کیا دکھائی ہمیں جسے راہ ارمان ترے عوں یاری سے منظور ہوں	تجھی نے عطا کیں یہ ہکو نعم کہ کافر سے ہکو سلمان کیا ہوئی دوسرے بدی اور نعم بلائیں جو ہیں سب تابے رہوں	تو ہی ہو سزا و رحمت اتم محمد سا ہکو دیا پشت تباہ ترے رحم سے ہیں ہدایت پر ہم اے کریم حکم کے فتح غیبی کو کہ یہ
---	--	---



کافران بھیجا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ متہزم اور منہدم ہوں یہ دعا اسکی درگاہ خدا میں قبول ہوئی یکا یک بوند لاگر دکا ایک طرف سے صحرا میں پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو متحیر رہا دہتر بہتر ان فرزند رشید ریش تراشندہ کافران و سر بزندہ جا دو گران قتل کفار میں نہایت سفاک جہتر چالاک بانہ ہائے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ برباد ہوا ہو پس اسنے بیضہ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کا کل سیاہ کو مار کر اسنے لیا ہوا اور زبانی اس مجاہد کے وصف تو اس بیضہ کا سن چکا تھا ہی بہت جلد کر سنے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اسپر خط طلائی یہ لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پست ہو یا تقا پست یا خدا سے ناویدہ کا بوجہ والا مسلمان ہو یا آنکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پر گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر اور مالک آنکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت و تباہ ہو جائیگا اس میں چاہے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہ ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طاقت قوت اسکا کچھ پرو بال نہ نکال سکیگا سوائے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مار کر لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتی سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ جانے کی ضرورت میں صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہو گا مگر اس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے پاس انگشتی ہوگی اس مضمون کو دیکھ کر چالاک نے دلیں کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجھ کو امریشورگیر نے نہایت فرمائی ہو بھلا وہ سامری کو کیا جانیں لیکن ایک ورا انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ ہمارے لشکر اسلام میں تو نے پائی تھی اسکو تو دیکھو کہ وہ کیسی ہو پس اسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اتار کر دیکھا ایک انگوٹھی میں کچھ لکیریں ہی نہی ہوئی نظر آئیں خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیریں اس انگوٹھی کی دکھائی دین نہیں مگر رسمی نہ گئی تھیں اور چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ غرض اسنے بیضہ کا عکس اس انگوٹھی پر ڈالا تو اس میں یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی ہو پس اسکو چاہیے کہ اس انگوٹھی کو ہینکر حسب طرف کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہو اسی طرف کے ہاتھ میں بیضہ لے اور لشکر دشمن پر بارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی کام آئیگی برباد نہ کرے عرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شاد کام ہوا و شادان و فرحان گئے کامزن ہوا و دھر تو بیضہ لیکر چلا وہاں عمر وادیر بان دھ کوہ میں بیٹھے شراب پی رہے تھے اور



کھانا دونوں نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلا دے کہ یکا یک ایک  
 آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزارِ سربہار سے کیوں چلے آئے آؤ وہیں آ کر بیٹھو یہ سن کر عمر و نے اور مرد  
 جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوارِ بلور کے گرنے سے چار طرٹ دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور بہار اور دریا  
 اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اٹھ کر اسی باغ و لیلیر میں داخل ہوئے آگے بڑھ کر  
 ایک بارہ دہی سراسر جواہر جہی آمدنِ شکی میں سراسر پری بنی ہوئی تقریری اندر اس کے فرش و کرسی و تخت و آرائش  
 تھے اور شاہ کو کب تختِ فیروزہ فام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسبِ ایما و شاہ کرسی پر  
 متمکن ہوئے عمر و نے جبارت کر کے کہا ای بادشاہ آپ تو ہم سے رخصت ہو کر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب  
 بیان کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سرسبز اسودا کیونکر جاتا اب دیکھو نصیبِ حال  
 اُسکا وضع ہوا جاتا ہے یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آوازِ مسیب آئی عمر و اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے  
 وہم اُٹھو ایسا ہوا کہ انکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک ٹھیلی زربفت کی وہ پنجہ سیلے ہو اور اس ٹھیلی پر پنجہ طلسمی بطور نقش  
 کے کچھ لکیریں بنی ہیں بس بادشاہ نے وہ ٹھیلی ہاتھ میں لی وہم خواجہ اور ملکہ کا ٹھیکہ دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی  
 نہیں ہی بادشاہ بیٹھا ہی مگر رنگ رخسار بادشاہ زردی چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہو خون جسم مبارک کا خشک  
 معلوم ہوتا ہی بران نے کھڑے ہو کر بعد ادب اس طرح عرض کیا کہ ایسیات

قربان تو صد جہان جہانست	ای جان جہان افسر نیش	حرفے ذکال و نیاید
دروہم و گمان افسر نیش	بر خاطر روشن تو روشن	اسرار نہان افسر نیش
انوارِ تجلی تو ظاہر	بر دیدہ دران افسر نیش	ای شہنشاہ عالی پانگاہ چشم زخم

زمانہ آپ سے دور رہے اس وقت مزاج ہمایون کو بتلاے فکر و تردد پائی ہوں گل رخسار جناب کو  
 عمر صراط سے غول و پر مردہ نظر کرتی ہوں کیا اسکا سبب ہی اور باعثِ اضطراب کہ انجام اُسکا سوا  
 صواب کے اور کچھ نہو کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ میں فکر میں اپنی جانا چاہتا تھا کہ یکا یک بیرون نے سحر کے  
 جفر جکودی کہ لشکرِ مہرِ خبتاہ ہوا دیوارِ سحر نے اُنکو بے پشتیبان بنایا ہی ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہی  
 چنانچہ ابھی یہ پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک سجاد و مادرِ زورِ جادو کو ایک کشتیِ مخدجات  
 طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا پس اُس کشتی کو اُس نے آ کر دیوارِ شبکہ دارِ فولادی  
 بنایا ہی اور نیز ستم برسا کر سارا لشکرِ مہرِ خ کا غریب کر دیا ہی جگہ بڑا چاہتی ہی مہرِ خ ہی ایسی دلا



جوا تک اسی میدان باران شیریں استاده ہوا اور دعا کر رہی ہو چنانچہ جگہ جگہ اسکی دفع کی تہیر  
 کروں عمرو نے یہ ماجرا سکر ملک بران سے کہا کہ اس ملک چارے لشکر کے شمل تمہارے ناظموں کا بھی  
 لشکر آتا ہوا ہو پس وہ لشکر دشمن کرتا ہو بران نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے  
 کہ ملک اگر حکم دے تو ہم لڑیں عمرو نے کوکب سے اسوقت عرض کی کہ اے بادشاہ پھر آپ ہی کچھ  
 تدبیر اسے خدا تعالیٰ جلد فرمائیے کوکب نے ہنس کر کہانی بران صاحب آپ کے لشکر میں کہ  
 جسکے بھروسے پر آپ شاہ سحران سے لڑنے چلیں تب میں کوئی ایسا ساحر ہو کہ جو اس دیوار کو فارت  
 کر دے ملک بران کو بھی اسوقت تعجب آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منڈلاں کر کے آنا کہا کہ  
 حضور آپ کچھ تدبیر دیاب فیض دیوانہ فرمائیں میں خود جا کر اسکو توڑتی ہوں کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ  
 سمجھ ہو کہ ذرا سی بات میں غصہ آگیا بران نے کہا ہاں وہ بات ہی کیا ہو میں جا کر ٹکڑا روٹی یا تو میں نے  
 اس دیدار کو گرا دیا یا کاخ جسم و جان کو اپنے برابر دگر داریا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو نے عیش  
 و عشرت میں سب سحر اپنے برابر کیے اور غارت کر دیے اب یہ جو صلہ ہو تم پر بخانتی تمہیں کہ بموجب  
 مصرع جسکے رتبہ میں سوا انکو سوا مشکل ہو چکا ہیں بادشاہ زادی ہوں کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ  
 آئیگا یا اسکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر سیکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جہالت کو  
 کلم نفراڈ اور چالیس روز کوہ رخشان پر جا کر سحر کو تیار کر لو پھر محال کسی ساحر کی ضد کی جوتے مقابلہ  
 کرینگے یہ کہ کوکب نے ایک شاہجہ دی تو سامٹ پر زردان وہ درگوش مرصع پوش بہ جیسی نکسین  
 حسن میں نکسین مہ بارہ دلہ با جنگی ایک عمرہ جان شان پر جان عشاق قربان حاکم کشور حسن و جمال  
 والی اقلیم خوبی و کمال ایک تخت الماس کا نہیے پر اٹھائے سامنے حاضر ہو میں بادشاہ اس  
 تخت کو دیکھ کر اپنے مقام پر سے اٹھا اور زونڈ دت کر کے لگا اس تخت پر ایک کتاب بھی ہوئی تھی  
 بادشاہ نے دندوت کر کے وہ کتاب اٹھائی کچھ اسباب سحری بھی اس تخت پر تھا اسکو بھی قبضہ میں کیا اور  
 کتاب پر غلات زرد بستی چڑھے تھے سراسر جو اہر روز بنے تھے پس اسکو زور کر کے کتاب کو کھولا اور کہا  
 خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور نزرگون کے وقت سے جلی آتی ہو جسے عمدہ سحر لکھے ساحران نامی کے کیے  
 ہوئے ہیں اس میں اسکو دیکھا ہوں اور ایک نقش اس میں سے نکال کر لکھا ہوں کہ وہ دیوار  
 غارت کر دے گا اور اس کتاب میں حال بھی جو کچھ گذر رہا ہو معلوم ہوتا ہو پس حال خجی مرغ و سفاک بھی



دیکھتا جاؤ گا یہ کمر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا اور چالاک جو کشتی حمیدی اہر بیض  
حمیدی لیکر بہرہ قریب دیوار پہونچ کر لغزہ زن ہوا کہ باش او قبحہ بدکار و ناہنجار پید و بیباک ساحرہ  
سفاک واسے تیرہ سران ذخیرہ ہنگاران ساحران غدار کیوں تمھاری شاست آئی ہو کیوں دنیا  
تھے سر پر اٹھائی ہو میں آپو نچا تمھاری جان کا ملک الموت یہ لغزہ اسکا شکر شکر یان مہر خ یا تو بجا گ  
جاہتے تھے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی برادی پر دست تاسف  
مل رہا تھا اور فکر عیاری بن تھا اسنے بھی لغزہ شکر چالاک کو دیکھا اور پتھر پھوکیا پکارا کہ ای بھائی  
چالاک ای سردار سن مرشد روئے کمان جاتے ہم سب پاس پھر کے چلے آؤ وہاں سینہ تیر و نکا برس رہا ہی  
چالاک نے شکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار میں ورورہ ساحران غدار میں جس کر  
عیاری نہ کی تو بھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہاں کھڑے ہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہو میں  
اُن کافرون کو غارت کیے دیتا ہوں اس کلمے کو شکر برق دغیو سمجھے کہ چالاک شاید مسخو ہو گیا مسخ  
سفاک میں اور دماغ و دل اسکا قابو میں نہیں رہا ہو جب تو ایسے کلمات مہل کہتا ہوا اور دیوانہ وار آئی  
آفت میں بے پردہ ہی سے جاتا ہوا رات بھی نہیں ہو جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب  
درہی اور پھر اسنے پکار کر ندادی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت تلو  
ہو گیا ہو تو وہ نشہ آگے بڑھ کر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤ گے کیوں جان دینے جان بوجھ کر  
جاتے ہو چالاک نے ابلی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کر کے برابر دیوار مسخ  
سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور اسطرح للکارا کہ سفاک کے کان میں بھی آواز اسکی پہونچی اور اسنے  
ساحر وں سے اپنے استفار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہے ساحر وں نے کہا کوئی عیاری وہاں برق نے  
دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور سینہ تیر و نکا برس رہا ہو مگر اسکے اوپر کوئی تیر نہیں پڑا اسنے  
پکار کر کہا کہ ای مرشد زادے آج کیا تم کچھ سمجھ بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر جواب دیا کہ پھر تلو کیا  
بانہ بیشک ہم سب سیکھ کر آئے ہیں کچھ شبہ نہیں کہ ہم ساحر وں میں اور اگر ایسے ہوتے تو اس علیہ بخوف و خطر  
کھڑے کیوں ہوتے اس عرصہ میں سفاک نے ایک بیکان آبدار مسخ کو نکال کر زور سے کھینچ کر اسکا مارا  
موقت چالاک نے بیضہ کو خرچ دیا اور بلند کیا رنگ ستارہ سحری آسمان چمک پیدا ہوئی اور وہ بکلی  
اٹھا کر چالاک نے دستک دیکر اسکو توڑ دیا لیکن اس بیضہ کی روشنی بکلی کی طرح اس دیوار کے



سورہ خون میں سمائی پس اس روشنی کو دیکھ کر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد بزدل ہو کر انون اپنے زمین پر بار کر غرق زمین ہو گئی اور تیر حواس یوار میں سے آنے تھے وہ روشنی ظاہر سے اور سورہ خون میں ہو سنے سے بند ہو گئے اس عرصہ میں اس نے چیخ دیکر مہمید یوار پر بار آواز ایسی ہولناک آئی کہ نقیہ تھا کاخ زبردی آسمان پھٹ پڑے چار دیواریں مع سکون اڑاڑا کر گویا گرے اور حصار دریع عناصر عالم سیسے ٹوٹی ہوئی اور تھرائی اور زری اور زمین پر گر کر فولا دی تھی ریزہ ریزہ ہو کر خاکدان میں خاک کی طرح پراں ہو گئی بنیاد ستم ڈھکی گئی کاخ جو روضہ منہدم ہوا اور اسپر بہ طرہ ہوا کہ بموجب شل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگ ریزہ اس یوار کے فولا دی گویا کویں کی طرح لشکر بایں سفاک پراں کر گئے گئے اور سینوں اور سر کو توڑ کر یا گزرنے لگے اب تو کہہ کر دکھنا کامعالم ہوا ہزار ساحر اسی میدان میں گر کر ٹوٹنے لگا کھلا سیدھا دم دبا کر بھاگا بھیر وں یا تو خوشی میں تھا اب ناچنے لگا صدایا سامری بجانا یا ہمیشہ بجانا کی بلند ہوئی آوازیں حبیب آنے لگیں ساحر وں کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پھر برسے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہو گیا اور ہر سے لشکر ظفر احتشام صرخ عالی مقام بھی حیرت سے بھر کے پڑ کر ادرتلوار میں لیکر جوڑے جا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین بن جان کو کھنڈل ہر ایک کو غار میں دھکا یا لحد بھی نصیب ہوئی قصر تن میں جان جو کہیں تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھ کر گھبرا کر بھاگی جاتی تو کمان جاتی فی الحال خادہ جنم خالی تھا وہیں جا کر قرار لیا کاخ بدن برپا دھراکتا شاد و نامراد حالاکے خنجر کھینچ کر دس دس کے سر اڑانا شروع کیے ساحر وں کے سر اس پر اتر کر گئے تھے یہ آفت تھی کہ ایسا

اڑا کر فرس کی عنان بید رنگ	جلی مہر خ نامور سوے جنگ	ہوئی گردا گد و سرے کی جری
دکھانے لگی لطف چا لشکری	ٹوٹ پڑے لگے خاک سپہیں	گئی جانب اسفل الساقین
ہوئے حلقہ دود و طرف کے سوار	لگی ہونے با ہم غضب گیر دوار	وہ گردش ستور وں کی وہ آدھا
گھبرائے میں جنکے تھے لاکھوں بناؤ	وہ نیزوں کی جنبش دشمن کی کا	زمین کا دھلکا اڑا نا وہ خاک
قیامت کے حملے وہ بانگے لگاؤ	سباز سے پاک دوسرے کا بجاؤ	ادھر ساحر وں کے سر نے آفت

برپا کی تھی کسی دریا پیدا تھا کبھی ابر سے چھپا یا کبھی آگ برسی کہیں دھواں پیدا ہو کر آنکھوں میں ساحر وں کے سرمہ بنا جسے اندھا کیا وہ بیرون کاغل باجون کا شور کہانتک مذکور ہو کہ شور شور برپا تھا ہزار وں کی طرح سفاک کے کام آئے بھگدڑ پڑ گئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملک سفاک



بڑی دیرین زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھ کر اس وقت میں رونی اور غنیمت  
 تمام گولہ فوادی لیکر چالاک کی طرف چلی بکاری کہ اسے اور جو انامرگ تیرا ہی نام چالاک ہی  
 میں تو تیری تالاش میں تھی اور اسی لیے لڑنے آتی تھی کھڑا نور ایسے تھے کہ ان جاتا ہر حال اس نے بھی  
 بڑھ کر لشکر اکراری اور لکاتہ نام باری میں خود تیری فکر میں پھرتا ہوں اتو سہی مانگین جیسے کہ تھیکر ونگا  
 بس پر دونوں مقابلہ میں آہی چکے تھے کہ زمین شوق ہوئی اور ایک سا جو نوٹے برس کی بڑھیا زائل دنیا  
 کی نانی بہت پرانی بچیا زندگانی کی کمر خمیدہ لاشی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ حاد و نام کھنی تھی  
 اور سفاک کی دایہ ہو اور اسے قریب سفاک آئے ہی مسکی ہوئی پیکر گرد و کھنچ اور بکاری کراری  
 کجخت ہتھیری کیوں اپنی جان بے کو بی جاتی ہو جوتی سے ایک خواص مار کا کل باری تھی تیرے  
 ناخن پائے ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائیں گے بڑے بڑے ساحرون سے تو یہ لڑائی کتنی ہی نہیں ہوئی  
 تو اسکو فتح کیونکر کر لی ان موؤں نکر امون کی تو اجل رتی زور پر ہوئی انہر فتناب نور گامین سو وقت  
 بلبل کر بڑا حال رقعہ جیشد میں بیکھر دوڑی آئی کجخت میرے پاؤں میں چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا کمر کیا کرو  
 بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہیں اسپر بھی دینے صبر نہ کیا سچ ہو بلائی کی محبت بڑی ہوئی  
 ارپی یہ کلیجہ کی آگ ہر نہ آتی تو دائی بندی ہو کر کے رہ جاتی کبھی ایسی حرکت نہ نہ کرنا جو یوں پلٹی آگ  
 میں گھس پڑنا میری جان کچھ حیرت آپ کی جان پھر نہ دینا بھی نہیں کہ اے افسوس کہنے والی  
 انا بندی یوں ہو گئی وہ تو کما کر چپ ہو رہیں اور تیرے دشمنوں کی جان جاتی بھلا تیرا کدھر خیال ہو  
 تیرا بھلا ہوا اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ جسکے پاس بعضہ عقاب جمشیدی ہو گا انگشتی جمشیدی نہ ہو گی چل جلدی  
 ایسے سفاک کے مقابلے سے یہ ککر چوٹی پکڑ کر زمین میں کھینچا لیے ہوئے چلی گئی لشکریاں مہر خ نے تمام  
 ساحرون کو اس کے لشکر کے قتل کیا کچھ اڑ کر رو بفرار لائے کچھ زمین میں سائے زمین کو سنگ لاخ کر دیا  
 کہ بہت اندر ٹپ کر ہلاک ہو گئے روے ہو اپر ساحرون نے عقاب نکر منقاروں سے کتر کر گرا دیا تمام  
 زمین و زمان میں موت پھیل بڑی تھی دلال اہل نے نرغ جان کو اڑا کر دیا تھا حاصل کچھ جو بچ گئے  
 وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریاں مہر خ نے خیمہ و بارگاہ تک اس کے جا کر مارا اور  
 آگ لگا دی اور سال و سباب اور کربل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اور پتہ نہ رہا  
 کر دیا زسفید و مہر خ کا انبار ہو گیا اس قدر شاعر مہر خ چالاک بہت تمام بارگاہ میں لیکر آئی لشکر نے بھی



مگر کھولی اور آسودہ ہوئے اور کوکب نے کتاب میں اپنے مقام پر سب ماجرا دیکھا اور کتاب سے نقش کی تلاش موقوف کر کے اسی حال کو دیکھ گیا اور فتح کی کیفیت دیکھ کر فرط مشورت سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور تشویش خاطر عاظم جاتی رہی عمرو نے جواب چہرہ مبارک بادشاہ زکور کو دیکھا تو ادب ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات غیبی کی اس کتاب میں بادشاہ کو نظر آئی ہے یا کوئی منتر فتح یا نیکا آئین لکھا دیکھا ہو پس یہ دریافت کر کے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کیا آپ نے فوج سفاک جادو کے غارت کر دلی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اس قدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے کہا کہ نہیں اب میں کیا تدبیر نکالوں گا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہو گیا اور اے عمرو تم نے غارت ہلک کر دیا یعنی کوئی فرزند ارجمند تمہارا چالاک نام بیان آیا ہوا اسکے ساتھ انگشتی جیشیدی اور بیفتہ عقاب جیشیدی آگیا تھا اُسے اُن دونوں چیزوں کے زور سے تمام لشکر کو اس طرح سفاک جادو کے شکست دی اور دیوار کو گرا کر خاک میں ملا دیا سب شکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہو یہ حال شکر عمرو دین بہت خوش ہوا اور دسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہو کہ جب سے طلسم میں آیا ہو تہلکہ ڈال دیا ہو بادشاہ جادو ان اسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُس کو دیکھا دیا معشوقہ کو اسکی قتل کر دیا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ کیا اب جیکر اُمس سے کچھ نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچ کر کوکب سے کہا کہ اے بادشاہ بھر مجھ کو بھی لشکر معراج میں بھیج دے کوکب نے کہا کہ خواجہ ہم تمہاری کل دعوت کریں گے اور مشورہ کچھ تم سے کرنا ہو یہ مشورہ اسکے پیر تم چلے جانا رخصت کر دینگے عمرو پھر خاموش ہوا اور یکایک ہوائے سرو کے جھونکے آئے آنگہ خراجہ اور بلکہ سیران کی بند ہو گئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی تو سب اپنے نہیں قلعہ کو کیسے دارالامارۃ طلسم نور افشان سین بابا دہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کو نہ کیا انتظام فرمایا اور شمع راسے روشن کر کے ان کی مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بولنے کی مصلحت کرتے ہیں وہ لشکر سفاک کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہنچے اُسے آنگو بلو اگر حال شکست کھائیکا دریافت کیا اور اس لشکر کے بھاگ کر آنے سے سارے لشکر میں حیرت کے بلکہ سارے طلسم میں غل و شور ہو گیا کہ میان عمرو اور برق تو بیان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک ٹانے آیا ہوا اُسے تو آفت برپا کر رکھی ہو وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہیں ڈرتا ہوا دن ہاڑے صہن فہو کڑی کرتا ہوا ساحروں کے



غول اور لشکر میں گھس آتا ہر ٹپے ٹپے لشکروں کو اور انکے سرداروں کو بھگاتا ہوا اور جوتہ بھاگوتہ  
 راہ عدم دکھاتا ہوتا بر غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہیں ہو اب زندہ رہنا ساحر دل کا  
 دشوار ہو کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر انھوں نے سیکھا ایک تو کڑوا کر بلا دوسرے  
 نیم خرچا اب سارا طلسم یہ نکھر اعم برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی بلکہ شکوہ زرین قبا  
 کی بارگاہ میں بھی ہتی نہ کرے تاکہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی  
 تو کوئی ساحر تو نہیں سکتا وہ کیونکر مٹی لوگوں نے کہا وہ بیضہ عقاب جمشیدی پا کر اس عیار نے  
 غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگوں نے کہا معلوم نہیں کہ کس طرح بھاگ کر بچی شکوہ  
 نے کہا تو بھر چالاک پاس لگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتیں تھیں کہ مصطور بھی خمیہ سے باہر آیا اور  
 اسنے لشکر میں آکر دیکھا کہ غد ہو گیا ہر سب لشکر کہ رہے ہیں کہ اب طلسم سے نکل چلا اور اپنے اپنے  
 مال و اسباب کو جا بجا سے اٹھا کر گاڑو دروازے مکاتوں کے بند رہیں چند روز آمد و رفت موقوف  
 رہے بلکہ اسباب کنوؤں میں بھینکے دارے میان اپنی جان ہو تو جہاں یہ باتیں سنکر مصطور نے  
 بارگاہ حیرت میں جا کر مذکور سے کہا کہ ای ملک اب ہکو نہایت خجالت ہوتی ہو کہنا تک لیل ہوا کہ میں  
 اب ہکوا جارہے ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائیں یا ان نکھر امون کو غارت کر دیں اور اس عمر و حکار کی  
 بوٹیاں کاٹیں ملک نے کہا آپ نمبر جمشید ہیں آپ کو اجازت میں دن یہ میری مجال نہیں آپ کو ہر طرح کا  
 اختیار ہو جو چاہیے وہ کیجیے میں آپ کے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کینہ خاص ہوں اگر آپ کو کچھ  
 فرمانا ہو تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ انھیں بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائیں مصطور نے کہا  
 تم نے کل میں جا کر بادشاہ ساحر ان سے کہو نکھا اور انکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرو نکھا یہ کہلر شریک بزم  
 ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم میں مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہیں فرمایا  
 اپنی فکر میں جو وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہر طرح آجکل شک پر ہو صلاے اقل الحریف ہر زبان پر  
 جاری ہو عجب زمین خونریز ہو کہ ہر طرف یہی چرچا ہو تلوار کا سورج دنگو چمکا ہو سپردن کی سیاہی  
 رات بنتی ہو لیل و نہار بھی شبیادوں کی صورت نظر آتے ہیں دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہو اب  
 حال تدبیر کو کس بیان کیا جاتا ہو کہ اسنے کیا صلاح کی ہو

نامہ نگاری خاتہ رنگین بیان کی نامہ لکھنے میں معارف قدرت کے اولیٰ اسکا



پاس کو کب اور وہاں سے لشکر فرخ میں آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور  
ذلت اٹھا کر شریک فرخ اور عمر و بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک میں  
پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہاں دار شاہ کے دربار  
میں درخیز انا اسکو جا کر عمر و عیار کا پھر عیار یاں چالاک کی اور قید ہونا عمر و کا  
جہاندار کے یہاں اور جانا لشکر امیر میں قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر و اریہ و صدقہ  
ملکہ سے نجات دینا پھر انا لشکر حیرت میں اور داستانیں متعلق اسی بیان کے اور  
حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت فرخ نیک سیرت مولفہ

ہاں اکر مرے لالہ قام ساتی	وہ مردے جو آئے کام ساتی	تو بہ شکنی ہوا بناد ستور
کر سا قیا جام مح سے معمور	حیرت میں بڑی ہو خست غامی	میخواروں کا دل کر لگی راضی
مرد سے نہیں کر نہ اب توقف	کرنا ہر مجھے نیا تکلف	آتا ہر جو گھر میں میرے جہان
دعوت کا ہوا سکی کرنا سامان	آراستہ ہر مکان بھی نایاب	اور اس میں بچھا ہوا فرش گنجواب
طا قون پہ چنے ہوئے ہوں شیشے	گلدستہ ہوں بزم عاشقی کے	ہو دختر زر پہ خوب جون
شیشے سے پری یہ نکلے بن بھن	ایسا ہو لباس ارغوانی	پوشاک کے لہن کی جون شہانی
میخواری میں ہو طلسم سدا	نیرنگی نشہ ہو ہویدا	شیشے سے پری وہ جام میں آئے
پھر بادہ کشوں کے کام میں ہے	دے سا قیا جام حیرت افزا	لکھا ہر طلسم کا تاسا
ہو جام لبوں پہ لب ہوں خندان	دل شاد ہوں نہ سب فراوان	مستی کے اٹھاؤں ناز ساقی
مطرب اسے ہو دلگو ساز ساقی	آنکھوں میں سرور لب پہ نص	خوبی بیان ہو جب کا حص
بس جاہ لکھو وہ اب فسان	مشتاق ہر جکا اک زمانہ	استاد بھن قصر خوانی

نیرنگ طراز ان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران  
کلام عجائب ایجاد نمایان بیان نو اور و غائب نامہ نگاران دیوانکدہ الفت و قاصدان منار  
کشور محبت رایت افزایان عرصہ داد و تیغ کشان معرکہ رجا و حرکت دوستی و الفت میں سطح لشکر  
قہراتے ہیں اور طلسم اتحاد میں نیرنگی مودت یوں دکھاتے ہیں کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک  
کو تہ زمین میں کھینچ لیگی تو بہت دور جا کر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر



اشک حسرت بہانے لگی خیارہ نے پھر اسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسطرح قلعہ میں اس کے لاکر اسکو داخل کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ میں مصروف ہوئی اور بیٹی اس کے مقابلہ میں امیر کے قلعہ کو حقیق پر ساکن ہو حال اُن دونوں کا پھر تحریر ہو گا مگر خواجہ عمر کو جو کو کب دعوت کرنے کے لیے قلعہ کو کبیہ میں لے گیا پس حکم اہلکاروں کو دیا کہ سامان دعوت ضیافت صیا کر و کار پر وار حسب ایشاء عمل میں لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے بکاواوں نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی و صوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پرالیوان فلک سے قفل ماہ کی اٹھا لیگی اور دیباے سفید سحر کا دسترخوان بچایا گیا کہ ایسا

منود صبح نے جلوہ دکھائے نگاہوں نے نئے سامان پائے صدائے محبت شبی بگرنے

محبت کی نگاہوں سے سحر نے مستحدم بعد فراغ طعام صحبت قصہ سردار راستہ ہوئی کو کب

اور عمر وادریہاں ایک جگہ پر بیٹھا چوہا کیٹھنے لگے اور سیکواہل دربار سے ہٹا یا مشورہ کرنا شروع کیا

کو کب نے کہا کہ پہلے میں نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ اب تک نہیں آیا معلوم نہیں اسکا کیا

سبب ہو لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اتنا بی غرض اس سے لاحق ہو اگر وہ کچھ ناراض ہو گیا ہو

تو اسکو راضی کرنا چاہیے اور یہاں بلانا اسکا مناسب ہو عمر و نے کہا ای بادشاہ پھر وہ ہتا چوہا ملک

میں اسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گزار ہو اگر مناسب جانے تو مجکو اسطرح بھیجے کو کب

نے کہا بیابان گلزار میں ایک باغ ہو کہ باغ جمشیدی اسکو کہتے ہیں اور اسی کے برابر ایک سے باغ

جمشیدی ہی بس وہیں پردہ رہتا ہو اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اس کے باپ

تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسوجہ سے مجھے افسانے

بھی از حد اتحاد ہو اور اسی زور پر میں نے اسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہیں ہو بلکہ

سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہو اور اسطرح ہلو خداوند سامری نے ملک مال دیا ہو اسکی بھی جد و ابا

ہمیشہ مغرور رہے ہیں ای عمر و مجکو اسکی محبت پر دعویٰ ہو لہٰذا میں کہ میں خفا ہو کر اگر لکھوں تو وہ فوراً

آئے عمر و نے کہا حسب طرح مناسب جانے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجے کو کب نے

اسوقت قلمدان طلب کر کے ایک تختہ قطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ

نامہ کو روضہ نمیر بجانب حمار قدرت جادو و مضمین بہ مضامین تو دو و تخمیر لمو لفظ



لاؤں ایسی کمان سے میں تحریر  
 ساحری انکے نام سے ہر عیان  
 ہر بان ایسے تھے وہ بندوں پر  
 جسے خود آگے انکا سر ٹوڑا  
 گوہر شا ہوا کبر کرم  
 نخلص بے ریا دے بہتا  
 زینت بزم سرمی و دلا  
 یعنی معارف قدرت جاو  
 دوستی کے کمان ہر شایان  
 واہ وا واہ تنہا ہی لایق  
 پاؤ بلیل کو گل کی ہر بھولی  
 سمجھ و پرواز میں عداوت ہر  
 باغ میں شمشکے نالہ بلیل  
 جس سے ہونٹھون پدم اب کیا ہر  
 ہوں میں فرقت کے رات دن چین  
 جلیہ گر ہو یہاں بصورت تمام  
 عزم میں اسکے گوہر جانے حجاب  
 روز دشمن سے جنگ ہر در پیش  
 دامن سے آیا غم ہمارے پال  
 خوت معبود دل میں بس آیا  
 جو کوئی ہر شریک عاجز کا  
 حال بیہوش ہر بان کا شفق میں  
 ہمیں پاتے ہیں اس قدر ہمت

جو کردن و صفت سامری تھیں  
 لکھوں جمشید کی بین کیا تریف  
 جم کا انکے ایک ہر یہ اثر  
 بعد تریف سامری جمشید  
 نیر آسمان جساہ چشم  
 نیک خوتک خلق نیک نام  
 گل گلزار دوستی و صفا  
 پہلے پونچے انھیں سلام مرا  
 بخیر دوست سے رہیں ہر آن  
 سچ ہر بان منقلب رہنا ہر  
 سرو سے قمر یوں نے نفرت کی  
 ہر سے مرید و ڈرتا ہر حکم  
 خاں نہیں نہیں کے دیتے ہیں بگل  
 ہر گھڑی دلو اپنے ہر یہ طلال  
 ہر عاقل سے یہ بشیون دشمن  
 حال جو آج کل ہمارے  
 ضبط کرنے کی پر نہیں تباب  
 نچ افراسیاب کا لڑنا  
 رخ سے ظاہر تھی اسکی صورت ہر  
 ہوئے ہم اسکے جان دل سے شریک  
 اپنے معبود کا ہر وہ پیارا  
 فوج کی ہر طرف چڑھائی ہر  
 کہ کریں اپنے دوست کی خدمت

ہیں وہ معبود ساحر ان جان  
 حد سے باہر ہر انکی بھی توفیق  
 کیا تھی اک کو وہ زور عطا  
 لکھے ہاتھ ہیں دوستی کے کھمبہ  
 معدن فیض وجود و لطف عطا  
 اختر برج آسمان داد  
 صاحب ہمت و کرم خوش خو  
 بعد اسکے ہر یہ پیام مرا  
 مرد و الفت ہیں آپ کے قانون  
 اثنا و نیا کا کارخانہ ہر  
 لویہ تاثیر سوز الفت ہر  
 اپنی ہی جان دیتا ہر وہ ضرور  
 ہر نے ہکویوں کی ستا ہر  
 نہیں معلوم دوست کا کچھ حال  
 کہ مرادہ محب عالی حباب  
 کمان لکھنے کا اسکے پارا ہر  
 سامنے اپنے تنگ ہر در پیش  
 حال یہ تھے بھی سنا ہر کا  
 اسکو مغلوب سمجھنے حباب  
 قول یہ ٹھیک ہر مرید نزدیک  
 خہ افراسیاب ہر دشمن  
 شہ مذکور سے لڑائی ہر  
 ہم تو مجبور اس سبب تھے



آپ کیون ہکو اس قدر بولے	نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی	دوستی کی یہ سب حکایت ہو
دیکھ کر میرا نامہ آفت	اب نہ کیجیے گا اس قدر غفلت	یہاں تشریف لائیے گا ضرور
تاکہ دل دوستوں کا ہو مسرور	حال دل اپنا کچھ نہائیے	طور لڑنے کا بھی دکھائیے
حق آفت کو مانے گا بہت	تھوڑے لکھنے کو جانے گا بہت	آئیے گا یہاں ضرور ہی ہمار
خط کے لکھنے کی پھر نہ تکرار	سر جھکا کے دعا کر اے خامر	ختم تا اس جگہ کر دن نامہ
ہے تو زندہ تاحدوسی ل	دوست ہوں شاہ داور عدیا مال	ذات کو تیری حشر تک ہو قرار
تیرے دشمن تمام ہوں فی ہنا	یہ نامہ ثبت شامہ بادشاہ نے ختم کر کے ہر شاہی اسپر ثبت کی اور ایک	

تلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اسکو وہ نامہ لیکر روانہ فرمایا کہ جہاں معمار قدرت ہو وہاں یہ نامہ جا کر دنیا گھر موقع محل دیکھ لینا دشمنوں کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیہ میں رسم و راہ ہو تپلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحر آ جمشیدی میں پہونچا اس صحرابین مکانات و عمارتیں ہم کی معمار قدرت نے بنائی ہیں تیلے کے پونچنے کی خبر ہوائے سحر سے جا کر معمار کو پہونچائی کہ ایک تپلا نامہ کو کب کا لیے صحر آ جمشیدی میں آیا ہے معمار یہ بات سنا کر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کو کب کی ہمارے حال پہونئی کہ ہم کو یاد کیا ہے دیگر ہم تو یہی جانتے تھے کہ کو کب نے ہم کو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشہ دل سے سہو کر دیا یہ کہہ دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جا کر جلد نامہ دارشندشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باغراز تمام تر لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ بوجھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جا کر نامہ بر کو کب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اسکو دیکھ کر اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونوں ہاتھوں سے لیکر کہا کہ صاحب کو کب نے نصیر حقیقت میں ہمارے مالک و حاکم میں و رسم آنکے ملازم و فرمان بردار میں یہ کہہ نامہ کو جو داکیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوش ربا ہو گئی برآں لڑ چکی اس معمار اب تم سے ہم کو صلاح کرنا ضرور ہے تم کو مناسب ہے کہ ازراہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اگر یہ تکلیف تم کو ہوگی مگر جلد ہر باتی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تم کو اپنا قوت بازو جانتے ہیں معمار قدرت نے نامہ کو پڑھ کر کہا افراسیاب ہمیشہ سے شکر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہوا ہے یادہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو خط ہوا ہے کہ ہر ایک سے ناحق کو پچاش کرتا ہے مگر یہ معلوم ہوا کہ انصاف اسکی آئی ہے اچھے کے گھر بنایا دیا



کوکب کو اسنے بالکل کے پار و مدو گار سمجھ لیا ہوا اب چاہتا ہو کہ دباؤ ڈالے ملک شہنشاہ کو کب  
 جہیں ہوں دربان قدرت اسنے نظر قدرت سشار قدرت نے کہا کہ کیوں حضور یہ کوکب  
 بن اختر جادو کا نام آپ کے پاس آیا ہو یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہو معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو  
 چھٹا منہ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہو یہ انکی پرورش ہو جو مجھ کو نام لکھا شہنشاہ طلسم نوافشان میں  
 دربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہے پس آپ کو مناسب ہو کہ آپ  
 جا کر اس لڑائی میں شریک ہوں معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہے میرا ارادہ ہے کہ میں جا کر  
 افراسیاب کو فہمائش کر کے باہم کافساد مٹا دوں اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوا دوں یہ  
 لکھ کر اس پتلے کو جو نامہ لکھا آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہ دنیا کا بادشاہ  
 واقعی ہمے عظمت ہوئی کہ اسکے آپ پاس نہ حاضر ہو سکے اب ضرور ہم آتے ہیں پتلا یہ جواب لیکر  
 مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہر تجھے ہے  
 کہا ایک مدت تک زندگی دی ہو کہا اچھا جا بیابان عجائب میں رہ جب بلائیں جب آتا پتلا چلا گیا اور  
 کوکب نے کہا اے بران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم نہیا کرو کہ معمار آتا ہو بران جلد جلد مصروف  
 انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیاء لگا کر وہاں  
 رکھے پرائی چیزیں دور کی گئیں مینوں کر بیان فرش تخت سب جو اسکا آراستہ کیا از سر نو مکان کو  
 وطن کی طرح سجادہاں معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے پتلے کے خود بھی سواری طلب کی ملاوٹوں  
 نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلیں کہا کہ میں بھی میں اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہوں زیادہ جمع بچانے  
 سے کیا حاصل ہو کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہیں کوکب مجھے خوب جانتے ہیں کہ جتنا  
 میں ہوں تم سب دربار میں جہانمار شاہ قدرت کے جب جانا کہ دنیا سیری طرف سے وہ  
 ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہیں یہ سنگر سب ملازم اسکے ٹھہرے بکا ایک ایک مکان بہت عمدہ  
 بنا ہوا روئے ہوا پر اڑتا ہوا نظر معمار قدرت اڑ کر اس مکان میں گیا وہ مکان بھی ایک سنگر بن گیا  
 کچھ بچہ میں روئے ہوا پر ایک باغ پر بہار لگا ہوا دکھائی دیا جو ترہ پر معمار کرسی بچھائے بیٹھا تھا  
 وہ باغ سنسن ایک طرف کو چلا راہ میں اسی طرح سے وہ بھی مکان کبھی باغ کبھی صحرا تھا معمار  
 خائب تھا اور وہ روئے ہوا پر اڑتا چلا جاتا تھا یہاں کوکب کے یہاں سامان ہو رہا تھا کہ بکا ایک جھونکے



ہو اے سرو کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ باہرین خواجہ عمرو  
 اور کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حامل ہو گئی اور آواز ترلے کی آئی ایک دوسے مکان میں  
 تو عمرو ہو گیا اور نصف مکان میں اس طرف کو کوکب برآں کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے  
 اسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزار ہا دروازہ اس مکان میں تھا لیکن برابر آدھا آدھا دھکا دھکا ہو گیا  
 اس وقت برآں نے کہا خواجہ دیکھا تھے کوکب نے کیا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہو یہ کہی رہی تھی کہ کیا ایک  
 آسمان پر ہزار بجی بساں شعلہ آتشی نمودار ہوا اور ٹنکا بجا سنائی دیا پھر مکانات ہم کے بگڑنا ہونے  
 لگے خیال میں آتا تھا کہ ننگہ کوٹھی مکان حمدہ رو سے ہوا پر بنا ہو لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نپا یا عمرو  
 نے دیکھا کہ کسی تو ننگہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کسی مکان بچہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ فائز بارہ در  
 عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائیاں رہتی کھجی تھا استادہ اسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ زمین  
 گسترہ تھا بعد لمحہ کے کوٹھیاں بنی ہوئی دیکھیں پھر قلعہ برج و بارے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب  
 معاملہ تھا کہ طرح طرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر فائز بے کرد دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرض کہ  
 جب وہ ابراہیم مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اسکا کہنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا  
 کہ یہ آمد معمار کی ہو اسی اثنا میں ایک مکان ان مکانات میں سے زمین پر اتر آیا اور زمین سے ناقوس  
 اور گھنٹے ہزار ہا بجتے سنائی دیے اور برج اس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے اتر کر  
 صحن مکان میں بلے استقبال آیا اور ان ہر جون میں سے چالیس اثنتا سامری کے دعوتیان  
 پتھری باندھے بھجوت سب جسم پر پلے سونے کی کردھنی کے قشقے ہاتھوں پر کھینچے انکسین لال لال کے  
 منقلین سلگتی ہاتھ میں لیے اترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا ہاں  
 اس چشم و خدام سے اتر ان تینوں کے بعد پھر کھنڈے بجے اور جرجر کا سامری کے غل ہوا اور تین سفادین حسن  
 قدر گوشہ مرصع پوش سراپا غرق دریا سے جو احسن میں بہ ازہر منور عمدے ہاتھوں میں لیے آئیں  
 اسکے بعد معمار قدرت قبلہ عمدہ گھے میں پتے مالے موتیوں کے گردن میں ڈالے برج سے نکلا اور  
 کوکب کو صحن غار میں منتظر اپنا دیکھ کر بہ تسلیم خم ہوا کوکب نے دڑ کر گے سے لکالیا اور ہاتھ پکڑ کر اندر  
 مکان کی بارہ در کی لیے ہوئے آیا ہاں بھی کوکب نے مسند پر لا کر ہاتھ چھڑا معمار نے ہر چند ہا کہ ان  
 اسکے سامنے مسند پر بیٹھوں لیکن کوکب نے نانا اور میں بیکر شہا یا ہر چند کہ کوکب معمار سے قوم میں بھی چہا



اور حکومت اور لیاقت میں بدرجہا زیادہ ہو لیکن نہایت خاطر داری کی اور محبت قدیم جنابی پھر وہ  
 ملازم معمار کے بھی اگر مودب فرش پر بیٹھے کو کتبے ساقی کو اشارہ کیا اسے جام حواری غواہی معمار کو  
 دیا اسوقت معمار کھڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت و ثنا کو کب کی کرنے لگا کہ ایسا

سلطان ستارہ فوج ذی شان	کو کب ہی ہر افتخار شاہان	عنوان کتاب دین پناہی
منشور عطیہ الہی	آئینہ معدست پرستی	خورشید کرم چراغ ہستی
مستاب سجادہ قدر عالی	مصدق مفاخرہ و معالی	نصیر چشم و خدیو گمان
سلطان جہان و ابن سلطان	مفتاح کنوز ملک واری	داناے رموز شہریاری
خاقان زمان کشمیر و عظم	خوبی علم و بہشت پرچم	فرمان قضایں نام تیرا
تو بیخ سر و کلام تیرا	یہ تعریف کر کے جام مولیک بیک جبرہ در کشید کیا کو کب کے حکم دیا	

کہ رقاصان ہر سیا حاضر ہوں جس پارشا دو وزن جو رش حاضر ہو کر نہرا اپنے دکھانے لگیں کہ  
 دل رقاصہ ہر کو لبھانے لگیں اور داد و ناز سے ہر آن قیامت چھانے لگیں یہ اس کے حسن کا  
 انداز تھا کہ ایسا

جنت بر گستہ کاشترگان کے قصد انوار	گردش ہوران انگشتی بلالہ و ان	بخت بر گستہ کاشترگان کے قصد انوار
ہر سو و ہر بین اس لطف کا سو کہ ہوا	رم غیبی کے لیے موج تبسم ہوا	ہر سو و ہر بین اس لطف کا سو کہ ہوا
ناز کے وقت گریبان و عالم نیاز	نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین	ناز کے وقت گریبان و عالم نیاز
بڑی بر تانک ینگامہ نشا طر ہوا	ہو گئی کوئی گروہ ہر کی بیان محرم ہوا	بڑی بر تانک ینگامہ نشا طر ہوا

جب دماغ خوب بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت معمار قدرت نے کہا کہ او شاہ عالیجاہ آپ نیو مجھ کو  
 اب یاد فرمایا ہوں نہ ہے فخر و افتخار میرا میں جانتا ہوں کہ تفقدات عتایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر  
 مہذ دل ہو کسی پر نہیں جی شید تجھ ایسے قد و ان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو  
 سلامت بصد شمس جاہ رکھے لیکن پھر بھی در باب جنگ جو مشورہ کر نیکا ایا فرمان و احباب انان  
 میں تھا وہ کیا ہی یہ فرمائیے کہ اب شہنشاہ کے ملازموں سے ادا فرمایا ہے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا  
 ایسا ہو سکتا ہو کہ کوئی صلح کا نیکے کو کب نے یہ کلام شکر جواب ہر زبان کو دامن حال میں  
 اس کے یوں گرایا کہ ای دوست قدیم وای خلص صمیم ایات

اختر برج عظمت و اجلال	گو ہر درج دولت و اقبال	مخلص بادشاہ و مردت کیش
-----------------------	------------------------	------------------------



ہر گھڑی جنگی ہر محبت بیش | اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہیں بلکہ اتبوا صلح کا نام بھی نہ لینا  
 چاہیے اور شفق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین نامہ  
 اپنے بہت رکھتا ہو اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہو مگر کیا کروں مقام ناچاری ہو کہ اس نے بے واسطہ  
 میرے ساتھ ارادہ لڑنے کا کیا یعنی میری سخت حکمران و بصر بلکہ ہر ان شمشیر زن واسطے شکار کے سڑن کو  
 ایک دن جانکلی اس نے اسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیاروں کو اس پر مہربان کر دیا کہ اس کے سب سے  
 وہ چھوٹی حب ہمنے یہ باجر اسنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے  
 ملازم گمبے ہوئے تھے انھیں کے شامل میں لشکر ہمارا بھی اس کے لشکر کے مقابل میں اب اترا ہوا ہی  
 دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہو اس وقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال میں آیا کہ جنگ و سردار و جمشید جانے  
 کہ کیا و بیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اسکو ملا کر دیکھ لوں کیونکہ  
 اب لڑائی شروع ہو گئی ہو اگر خدمت جمشید میں جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے ٹکو  
 دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تھے ہو سکے تو اس زمانہ میں پر دیو ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو آتی تکلیف  
 فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہو کہ وہ گنبد نور شہزاد پرسان کہلاتا ہو اور عدسکی طلسم  
 طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہو اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہو کبھی پوشیدہ رہتا ہو چنانچہ دیا قلعہ توتیار  
 ہونا شکل ہو اور خیلے شکل اور کمان میسر ہو سکتا ہو کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اسکو تیار  
 کرایا ہو مگر یہ جانتا ہوں کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر ازراہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک یوہرہ  
 کی ایسی بنا دو کہ کوئی اس کے اندر بغیر طلبہ ہماری نہ آ سکے تو بڑی عنایت ہو کہ ہم بھی بد جمعہ تمام مع  
 اپنے لشکر کے وہاں رہیں اور اس سے مقابلہ کریں ان باتوں کو شکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ  
 اس قدر اس غلام سے سماجت اور محبت کیوں فرماتے ہیں حکم پر وہ قدیم ہوں اور مجھ کو آپ کے غلام  
 کے فرمانے سے تو کچھ غدر کسی کام میں نہو گا نہ کہ آپ کے ارشاد سے غدر کرنا یہ کبھی آپ مجھے  
 نہ کہیے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہو اگر آپ فرمائیے تو میں قلعہ اس سے بہتر و تحفہ تیار کروں  
 کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑنے کس لیے کہ آپ  
 دونوں آپس میں بیچھاٹی اور بندہ سامری و جمشید کے ہیں چنانچہ آپس میں لڑ کے سوائے نقصان کے اور کیا  
 تصور ہو اگر وہ گھرتا ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھریا ہوا تو دین جمشید کو ضعف آ گیا



ساحران عالم مارے مارے پھر نیگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیا سب خداے نادیدہ کے  
 پوچھنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان میں آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہیں سب ظلم چوک کر جاگیں گے  
 سایہ رحمت سامری ہمارے سروں پر سے اٹھ جائیگا خیر پھر اب جو ہوا وہ ہوا اگر میں ہا ہوتا ہوں کہ اپنا  
 حوصلہ بھی نکال لوں فرا جا کر اس متکبر کو سمجھاؤں اور راہ راست پر لاؤں اور آپے اُسکو ملاؤں  
 قدیم تہمین محبت کی یاد دلاؤں لڑائی کا منہ کالا اگر یہ قصہ بر طرف ہو جائے تو اچھا کو کس نے  
 کہا تمہیں اختیار ہو کر جانا جانتا ہوں کہ وہ مانے گا نہیں مفت میں بات جانیگی اور سخت ملال ہوگا  
 اور دوست کیا تمکو اس مال کی خبر نہیں ہو کہ ملکہ رحیمین مالک ظلم بھی اور وہ اسد کے ساتھ نکلی  
 تھی اُسکو بڑھایا ہو اور افراسیاب کے ساتھ بصرخ نانی رحیمین کی لڑ رہی ہو اور افراسیاب  
 اسکا کچھ نہیں کر سکتا ہو پھر کیا ضرور ہو کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادب رہی آیا ہوا ہو جب وہ ایک دینی  
 اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہیں کر سکتا تو تمہارا کیا کر لیا اور اتو یہ نوبت پہنچی ہو کہ بہار سگی بہن  
 حیرت کی اور ملکہ مخمور جو مشوقہ بادشاہ تھی اور منافران شکسین ہو یا قوت وغیرہ سب افراسیاب سے  
 بگڑ گئی ہیں اور ہر ایک بصرخ ہو کر لڑ رہی ہیں جس بارہ لاکھ ساحر و نکاحا جملع بصرخ کی طرف ہر بہت سی لڑائیاں  
 افراسیاب لڑ چکا ہیں بھی چاہے زمرہ کا کیا مگر ان لوگوں کا کچھ نہ کر سکا وہ میرا کیا کر لیا میں نے تو براہ ہستی  
 تمکو بلایا ہو اور خواہش ہو ار بنانے کی کی ہو کچھ دلال بیچ کا نہیں مقرر کیا ہو کہ آپ میری جانب سے اُسکو  
 جا کر سمجھائیے اور منت کر کے میری سبکی کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتوں کی فحکو اخبار اس کے خبر ہو روز  
 و بار میں جہاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہو سب کیفیت معلوم ہوتی ہو مگر اتنا جانتا ہوں کہ بصرخ چاہے کہ  
 افراسیاب سے لڑ کر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہیں جسدن اُسکو غصہ آگیا اسدن یکہ لینا کہ صفی ہستی پر  
 نشان بصرخ بھی باقی نہ رہا کو کس نے ہنسر کہا اے برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہو جب ضرور ایسے  
 خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا میں باقی نہ رہے اور ادنی ادنی آدمیوں سے  
 ہلاک ہوتے تو یہ افراسیاب کیا ہو جمشید نہ کریں جو جنتی آئے اب ایک نشانی تو اس کے بد قبالی کی  
 یہ ہو کہ مسلمانوں سے اتنے بگاڑی اور ایک شخص بس اس ظلم میں اگر شریک بصرخ ہوا ہو کہ اس سے  
 یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائیگی اور بصرخ ہی فتح پائی معارف  
 نے یہ ہنسر کہا وہ کو ان شخص ہوا اور اسکا کیا نام ہو اور کیا زبردستی رکھتا ہو کیا بڑا ساحر ہو کسی بے ظلم کا



کہ جو ہوش رہا سے بڑا بادشاہ ہو کون ایسا ہو جو افراسیاب کو شکست دے گی اے یار بیان خج و افراسیاب  
 وہ ساحر ہو کہ سوائے سامری کے اب کوئی اس سے رٹنے والا نہیں اس کے ہر موئے بدن میں ہزار ہزار  
 سحر میں کو کب نے کہا اس شخص کا نام کیا تھے نہ سنا ہوگا اے بھائی وہ شخص جس کو سر نہ سادہ سادہ ان  
 عالم خود خداوند سامری لکھے ہیں اس کی قضا ہی خداوند نے پیدا نہیں کی وہ ایسا ہے کہ لقا جواب  
 خداوند دنیا پر میں ان کی ڈاڑھی کو اس نے اپنے پیشاب سے مونڈا اس کا قول ہے کہ بر پیش خداوند شامیرم  
 و تراشیدم وہ بہت خداوند کو باطل کر چکا ہو لشکر امیر میں رہتا ہو دام کو اس نے مارا فرعون کی غلامی  
 کو بگاڑا ثمرات سنگو نقیایے زمین عن نابوت معلق صندوق معلق کہا شک بیان کروں ہر ایک کے  
 اسے مارا وہ اب شریک مرغ جو افراسیاب کہاں اس سے لڑ سکے گا ان کلمات کو شکر ہمار قدرت  
 نے کہا اے بادشاہ یہ تو اب عمر و کا ذکر کرتے ہیں یہ کلمہ ہمار قدرت تھرانے لگا اور کہا اے بادشاہ اب  
 نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے زمین نام اس کا شکر استاہ ہو گئے کو کب نے کہا کیوں نام اس کا نحو س  
 جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہیں منحوس تو نہیں ہو مگر وہ دشمن ساحران عالم ہر چہ چاہے  
 خداوند کا دشمن ہو وہ ہمارا دشمن پہلے ہو اور سخت مدعی ہو کو کب نے کہا نہ خداوند کا تو دشمن  
 نہیں ہو بلکہ پیارا بندہ ہو وہ کہتا ہو کہ مجھ کو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہیں کی ہو مگر وہ  
 قوتیں عنایت فرمائیں معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص برا مکار و عدا رہا اور وہاں شکار ہو رہا  
 سے میرادل سینہ میں اس کا نام شکر تھا تا ہوا و معلوم ہوتا ہو کہ شاید تھے اور اس سے ملاقات ہوئی ہو  
 اس طرح سے کہتے ہو اور اس کی برکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنیٰ ادنیٰ بندوں پر تھا ایسے کہ  
 خداوند بھونے بہت تھے جسے انکو اچھا کہا اسی کا رتبہ انھوں نے بڑھایا یا شک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا  
 رتبہ دیدیا کہ اسے خداوند کو ارہ سے چرواڈالا اے بادشاہ آپ اس کے دم میں نہ آئیے اور اس سے ملاقات  
 کر کیجیے ورنہ اس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت میں اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب  
 کر چکا اور فتنہ نو بریا کر ہی چکا ہو کہ بادشاہ چون کو اسپین لڑا کر اپنا مطلب لیا تو پھر ایسی صورت میں  
 دوستوں سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی کو کب نے کہا مجھے تو ملاقات اس سے نہیں ہوئی مگر بران بھاری  
 بھیم سے اس سے رسم و اتحاد ہو بلکہ وہ پاس اس کے موجود ہو اور وہ چھو کری لاکھ طمع میں سمجھتا ہوں اس  
 سے بات نہیں لگاتی ہو معمار نے کہا اے بادشاہ اب آپ مجھے صاف صاف آپ کو قسم ہر اپنے دین ایمان کی



کہ بیان کیجئے یعنی اُس نے آپ کو کدو فریب سے ملا لیا ہی یا نہیں اُسوقت کو کعب نے ناچار ہو کر کہا  
 کہ اے معمار سچ تو یہ ہے کہ میرے پاس سرحد طلسم ہوش ربا کے مہرلات طر کر کے بطور فریاد یوں آیا  
 اور میں نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ میں نے نامہ میں بھی لکھوا لکھاتا تھا بھلا تھتے کس بات کا  
 پردہ ہے جو مجھے صعوبت گذریگی وہ تم پر پہلے گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا میں نے تو بھائی اس  
 خوف سے کہ ایسا نہ ہو وہ مجھ پر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہوں بہ تم تاؤ  
 اس امر میں کیا صلاح ہو آیا اُسکو میں بکو قتل کر ڈالوں یا اپنے گھر سے نکال دوں اُس سے ملا ہوں یا  
 اُس سے بگاڑوں جو تم مشورہ دودہ کروں معمار نے ہنس کر کہا کہ اے بادشاہ آپکی عقل سے بہتر میری عقل  
 نہیں جب آپ اُسکو لاپچھے تو زبان ایک ہو خلاف عہد شاہوں کو کرنا نہایت برا ہو اگر آپ اُسکو نکال دیکھے  
 تو وہ بد عہدی کا الزام بکھلا آپ کو ذلیل کر دے اور سوائے اُسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہیں رنڈا اُس  
 عہد و شقاق دوستی کر چکے ہیں اچھا جو آپکی مرضی اچھے مرضی مولانا اسماعیل دلی دوستوں کو آپکی بیبوی سے طلب  
 ہو اب خدا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائے کہ میں بھی اُسکی صورت کیونکہ کسی شکست شہامت رکھتا ہو جو  
 ایسا مشہور زمانہ ہو اور خداوندوں سے بے ادبیان کرتا ہو شاہان عالم کو تخت سے اتار کر تختہ تابوت پر  
 سلاتا ہو یہ سننا تھا کہ کو کعب نے ایک پتلے کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر بران کے پاس خواجہ عمر بن محمد  
 کو بلا لا تیرا حساب رشاد اس یوار کو اڑ کر فرا کے اُس طرف گیا بیان خواجہ پس یوار تمام گفتگوئے کو کعب  
 اور معمار میں رہے تھے اور جانتے تھے کہ کو کعب با تین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار  
 سے نکال لیا پس آپ نے بھی زنبیل سے تلج گو ہر نگار نکال کر سر مقدس پر رکھا تھا اور قبائے قلم کار  
 نراند و پرستان کی نکال کر دم جسم کی تھی چکا جو اہر دوزکر سے لگا کر خجری کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر  
 الماس تراش تھے مالے جو اہر کے گلے میں پڑے اکثر بان لعل دالماس انگشت میں تھیں نہیر جامہ بھی  
 بہت نادر تھا باند عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح  
 آراستہ تھے اور مسند زرین پر برآں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پتلے نے جا کر آپ کی صورت دیکھا  
 کو دیکھا اور فطر عجب مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ اے آفتاب سپر عیاری خواجہ عمر بن محمد عیاری  
 بادشاہ کو کعب کو شکر خیر نے حسن کو بلایا ہو مناسب جانے تو جلدی تشریف لیجیے کیونکہ معمار قدرت سے  
 ملاقات کرانیکے اور وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرنیکے بران نے نام معمار شکر تخت جو اہر نگار طلب فرمایا



اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اس وقت سترہ اشارہ سو خزانہ نزل اندام  
دسمبر کہ ایک ایک انہیں حاکم کشور و بہری اور مالک قلم خوبی و بہتری تھی لباس و زینت سے  
آستہ دیا سے جاہر میں غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عرشے ہاتھوں میں لیکر روانہ ہوئے اور  
چادری پر نیا دھونڈا موچیل پر ہاکی ہاتھوں میں لیے سر پر دونوں کے مروجہ ضیاء ہوئیں خبر صعی  
سر پر گردش پذیر ہوا نقیب درجو پدارتھ بن گانے لگے اور اس مکان کے دوسرے دروازے  
سے نکل کر اس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کو کب کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جا کر  
در درالارہ کو کب پر اترے بران خواجہ کا ہاتھ کپڑے ہوئے اندر بارہ درسی کے آئی کو کب لے  
اشارہ کیا کہ معمار کو چاکر سلام کرے بران نے چاچا جان لیکر تسلیم کی اس نے کہا بخود دار عہدہ آؤ  
بیشی میری آنکھیں تمہیں ڈھونڈ لیتی تھیں کو کب عمر و سے نہ کہ ساگر آب بھی سلام کریں جو پوچھیں  
چپکا کھڑا رہا بران کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ کپڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھا کر دیکھا  
تو عمر و بڑ بڑگاہ بڑی ایک عجیب اٹھلٹلٹان کو دیکھا کہ جبکہ سرناریل کا ایسا ہر کلیچ سے گال میں  
خوبانی سی ناک نکاسی پیش ہو موی مردارید کے ایسے دانت سی سے ہاتھ پانوں طباق مسابیت پر  
سے آنکھیں چھوڑ کر دھڑکیچے کا اوپر کاتیں گز کا نو گز آدمی لباس فرزدائی سے آراستہ سامنے کھڑی  
معمار یہ صورت دیکھ کر گھبرا یا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہو جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے  
خلق کیا ہو وہ تو عمر و کو دیکھ کر گھبرا یا اور عمر و نے اسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہو کر گھبر کے اٹھ کھڑا  
ہوا کہ یا سامری بچانا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے  
بڑا احسان و کرم کیا کہ جو بیان قدم رنجہ فرمایا کو کب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت  
خواجہ کی دیکھ کر ٹھٹھکی جانی ہو بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمر و کا ہو جالیسے دشمن سخت کا صورت  
دیکھتے ہی یہ حال ہوا عرض اس نے عمر و سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ میں آپ سے تعریف  
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہیں معمار قدرت جادو عمر و نے یسکر کہا ہاں رہے نصیب میرے جو آپ  
سے ملاقات ہوئی اور معمار قدرت جادو و مزاج ہا یوں تو آپ کا اچھا ہو آپ کے اشفاق حمیدہ  
ذکر زبانی شاہ کو کب شکر میں نہایت مستاق ملازمت کیسا خاصیت تھا مارے مطالعہ بادری  
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ میں بھی بہت شقیق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا



اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آئیے ٹھہر جائیے عمرو جا کر برابر کوکب کے بیٹہ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات میں ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہوں سچ بتا دیجیے گا وہ یہ کہ آپ شاہ کوکب کے دوست ہیں یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہیں ہے شاہ کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کر لیں اگر وہ میرے دشمن ہیں تو میں بھی انکا دشمن ہوں اور اگر دوست ہیں تو میں بھی انکا دوست ہوں دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہے ہر صورت آئینہ جلوہ گر ہوتی ہے اور یوں تو اوپر معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہو ضرورتاً اگر وہ میرے دشمن بھی ہیں تو میں انکا دوست ہوں معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب شاہ افراسیاب سے اور کوکب سے بگڑ گئی ہے اور آپ سے بھی بگڑی ہوئی ہے اسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہے عمرو نے کہا دوبار اس موزی کو بھی قبضہ میں لا کر سر کاٹنا میں نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکل گیا مگر اب بھول قوت الہی کہاں جائیگا کیونکہ اوپر معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے میں کچھ عرصہ نہیں لگتا ایک نہ ایک نے مقرر خنجر میرا اسکی گردن پر چل جائیگا اسہیں کچھ فرق نہ جانتا معمار یہ سنکر صورت متحیر ہو کے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہیں عمرو نے اسکو متحیر دیکھ کر ایک کاغذ کر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھے اسہیں تفصیل وار نام صاحبان مقتول کے لکھے تھے کہ جب کو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور افراسیاب کو بیوش کیا تھا معمار کے حواس اس کاغذ کو دیکھ کر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکلا جائے آخر کو بعد دم بھر کے دلو قوی کر کے عمرو سے کہنا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمہاری صفائی کر دیں عمرو نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہم بھی راضی ہیں اگر وہ اسکو چھوڑ دے مہربین کی شادی اس سے کر دے اور صاحب خیران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور وہ طلسم میں دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے پس ہمارے اسکے صلح ہو ورنہ بہر صورت اسکی تضاوت معمار نے کہا شادی مہربین کی آپ نے کس نام لیا ہے کہ کر دے عمرو نے کہا اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہے معمار نے کہا مقرر یہی نام ہے طلسم کشاے ہوش ربا کا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے مگر جس طلسم کی لوح نیکی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب ہلو تو بیخ اس بات کا ہے کہ مفت میں طلسم کو کب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری نوموت نہیں چکو کون مارے گا میں نے تو آج تک افراسیاب ایسے لاکھوں ساحر مار ڈالے گا شمشیر کا شفر غلطی آباد وغیرہ



سیکڑوں شہر برباد کر دیے ساحر شمش کو اندر دریا کے گھسکر مارا معماران باتون کو سکر ہوش ہو جانا  
تو عجب نہ تھا کو کب نے کہا خواجہ اب معمار کو لشکر خرچ میں جانے کیون نہیں جیتے اور چیکے سے کہا  
کہ وہاں جانے سے اسیر ایسے سچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سکر معمار  
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر غم رکھتے ہیں کہ افراسیاب پاس جائیں تو شریف بھائی  
اور اسکو سمجھائیں دیکھیے تو کیا پیش آتا ہے وہ سکر و مغرور کسی کا گنا خاطر میں لاتا ہے معمار یہ سکر  
اٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگوں کو وہیں چھوڑ کر آپ ایک اژدر آتشیں پر سوار ہو کر روانہ ہوا اسوقت  
ایک تیلہ کے ہاتھ نامہ کو کب نے خرچ کو لکھا کہ سہنے معمار کو تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحریت مغرور  
ہم سے دعویٰ برادری اور برابری رکھتا ہے اسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اسکے رنج کی  
منو نے پائے تیلہ تو نامہ لیکر چلا اگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر خرچ  
میں جا کر ہو چکا وہاں کے ساحروں نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ زرم و پیکار ہوئے اور غفلت ہوا ہر ایک  
نے شور و عوفا مچایا لیکن تیلے نے کو کب کے ہونچکر نامہ خرچ کو دیا مہر خرچ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر  
سب اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکر بہ استقبال تخت سحر آ کر چلی اور جا کر معمار کو برابر اپنے تخت پر  
سوار کر کے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلالت کی  
اسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھا کر بیٹھا اسوقت حالاک برق و  
خضر فام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار و غیرہ سب مغرور جادوگر نیاں بیٹھی تھیں معمار قدرت  
نے بھی تعریف خرچ از حد کی اور کہا مرحبا صد مخا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا لکرا ہے ہم آتے ہیں  
کہ منے اور اس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کو کب کو تو ہم راضی کر آئے ہیں ایک تیلے سے کہنا تھا سو  
وہ بھی کہ لیا اب چہرے کے پاس جاتا ہوں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حجاب پیشاب کی ہوئی کہا میں جگہ پر  
جادو کا کوئی آفتاب رکھ دینا لوگوں نے دڑ کر آفتاب چوکی پر لگایا معمار اشکر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی  
وہاں آیا اور چوکی پر بیٹھا یہاں تمام لشکر میں غفلت ہو رہا تھا یا معمار قدرت اب ہماری جانب باہر غفلت  
ہو گا قضاے کا جسے شمشیر زن بھی بصورت مبدل اس لشکر میں آئی تھی اسنے بھی حال سنا اور دم  
اسکو دھن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی شکل سخت ہوگی لازم ہے کہ تو معمار کو پکڑ لیا جس پر چوکی  
راہ کتر اگر دربار گاہ پر آئی اور گھات میں لگی رہی جب معمار اشکر چوکی پر آیا یہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جانب



سیت الخلائی بیان صرف قنات کھڑی تھی چیت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی حیرت کر کے اندر آئی  
 جبکہ وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کردہ بیہوش ہو گیا اسنے پتارہ میں اسکو  
 باندھا اور قنات چاک کر کے ایک طرف کو نکلی بسبب جو کی بیان لگانے کے سوائے صاحب چیت  
 ضرورت کے لوگ کم آتے ہیں یہ صحران کی طرف پتارہ بدوئل گئی اور وہاں سے جو سیدھی ہوئی اپنے  
 لشکر کی راہ پکڑی یہاں جو معمار کو عرضہ ہوا تو لوگوں نے جا کر جو کی پر دیکھا معمار کو نیا باقنات کو چاک  
 دیکھا تمام بارگاہ میں غل ہر یا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیا چالاک نے اگر دیکھا تو پہچانے کہ یہ تیرہ صحر  
 کا ہر برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہر صخر نے سنا تو بدحواس ہوئی اور سکھ افسوس کو کب  
 آپ کیا کیگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرورت ہے اور ہو سکے تو صحر کو راہ میں رو کو چالاک نے  
 کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نغرائیے میں جا کر معمار کو لاتا ہوں اگر صحر بارگاہ میں پہنچ گئی  
 ہوگی تو میں اندر سے بارگاہ کے لاؤں گا کہان میرے ہاتھ سے پکڑ جائیگی اگر میں نے اسکو ذلت ندی  
 تو تمام اپنا چالاک بنایا یہ کیکر چل نکلا چھپے اسکے برق بھی رمانہ ہوا چالاک ست راست کو برتر  
 بائیں طرف جڑھکے چلے مگر صحر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت میں ہو چکی حیرت  
 اتفاق سے اسوقت بارگاہ میں نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صحر نے جو اسکو نہ دیکھا تو پوچھا کہ طلسم  
 کہان گئی ہیں لوگوں نے کہا اندر طلسم کے گئی ہیں صحر یہ سن کر پتارہ لیے ہوئے چل پر زرادان طر  
 کر کے اندر طلسم کے گئی وہاں بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرشتہ بچھا کر  
 بیٹھی تھی ناچ دیکر رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھیں صحر نے اسکر تسلیم کی اور پتارہ سامنے رکھا  
 اسنے پوچھا کہ اس پتارہ میں کسکو لائی ہو اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت سے فہماری یہ  
 تو جہاندار قدرت مالک بیابان گلرزی کا صاحب ہے تجھے کیونکر مل گیا اسنے کہا یہ طرفداری کو نے  
 صخر کی آیا ہو تمام لشکر میں شور مچا ہوا ہے کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کار نمایاں کیا  
 جو اس جگہ سے کو اول ہی سے ظم کر دیا اچھا گنبد نور کے قصر میں وہ جو مکان سامنے بنا ہوا وہاں  
 ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اسپر لیجا کر اتھواسکو لٹا دے اور پر وے والا ان کے چپڑے کو دل بابرہ ساحر وں کے  
 پہرے پر برائے حفاظت مقرر کر دے اور غوب بند و بست کر کے آھر صحر حسب حکم وہاں معمار کو لے گیا  
 اور سب انتظام کر کے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا یہ حیرت کے پاس آئی اسنے کہیں



پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالالال ہو کر اپنے مقام پر ٹھکن ہوئی بیان تو یہ سنا کہ گذر لیکن  
اور ماہر اسنے جسوقت نامہ کو کلب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کو کلب پاس چلاؤں پس یہ کو کلب  
کی طرف آیا وہاں ایک ساحرا فراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر  
اسکے جانے کے بعد آیا اور اسنے نامہ جملہ حال کا فراسیاب کو لکھا کہ اسطرح معمار کو کو کلب نے بلا یا ہر وہ  
اسکے پاس گیا ہر آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ فراسیاب کو جب پہونچا اسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا  
کہ مریخ کے لشکر میں معمار آیا ہر اور اسکی شرکت کرنیکا ارادہ ہی بادشاہ یہ دونوں نامہ ٹھکر متفکر تھا کہ  
تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر کی لائی ہر یہ نامہ ٹھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اسوقت  
جواب لکھا کہ اے ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا میں بھی آتا ہوں حیرت کو جب نامہ شاہ پہونچا  
اسوقت اسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اٹھ کر اندر ایک قصر کے کمرے میں چلا اور بہت ہزاروں رکھے  
ہوئے تھے اسکے دیکھنے کو چلی گئی اور حال چالاک سننے کہ یہ جو وہاں سے چلا تو پہلے اسنے صورت لکر  
بارگاہ حیرت میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لگی ہے پس یہ بھی اسطرف چلا  
دیا اسے خون مدان پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہاں کچھ اسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب تل پر زبان پر  
قدم کیا دریا سے خون روان چوٹ میں آیا پانی اسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کھنڈیا اسوقت  
آفتاب تھا آسمان اس بجرا کا ایک خباب تھا اور علاوہ دریا میں جوش آنے سے ایک بوار چالاک کو  
پانی کی شے رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اس تل کا اور دریا بارہا لکھا گیا ہر لیکن  
سبب یاد ہی ناظرین بھر نوح ہوتا ہر کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہر کہ یہ مقام طلسم بند ہر اور چار درجہ کا  
بنا ہوا ہر اسکے نیچے کے درجہ میں دریا سے خون مدان جاری ہر اور اوپر کے درجوں کا یہ نقشہ ہر کہ ہر درجہ  
میں بارہ بارہ ہزار دریا سے اتر کر کے بنے ہیں اور ایک درجہ میں جو بارہ ہزار درجہ میں ہیں ایک ایک  
پر ہر اور کٹری ہر ایک سمت کو کچھ جن ہیں کہ وہ شیر ہر سوار شمشیر ہر ہنر ہا تہ میں لیے مستعد ہیں لیکن  
اور ایک درجہ میں بہت سے درجہ ہیں اور ہر درجہ میں ہر رنگی آپس میں شمشیر زنی کر رہے ہیں مگر تلواروں کا  
انگی یہ عالم ہر کہ جہاں وہ تلوار ہیں انگی کے جسم میں لگ جاتی ہر پس وہ ایک ہی دار میں دو ٹکڑے ہر جہاں  
ہر باوجود کہ وہ دونوں دار کو زد کرتے بھی خوب میں لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہر تو پھر قلم ہی ہر جاتا ہر اور قال  
اسی مقتول کے دونوں ٹکڑے جسد کے ٹکڑے گرا کر دلاش ہر ہر وہ پھر زندہ ہو جاتا ہر اور اٹھنے لگتا ہر اور اسکو قتل کر



کی حرکت وہ بھی کرتا ہے وہ بھی جی امتحان پر غرض اس طلسم سے سب کچھ سمجھیں قفل فٹن ہوتے ہیں مگر عرتا  
ایک بھی نہیں اور تیسرے درجے کے دردن میں ایک ایک پر نیا اور بھی ہے نہایت شگ  
ناہیہ آسمان سے بہتر ملک حسن کی قمریہ پر نیا دین موئی چھوٹیوں میں بھرے اچھا لگی ہیں کہ وہ  
موئی سب دریا میں کرتے ہیں اور دریا سے سبز و سرخ زرد پھلایان نکالے انکو نکھاتی ہیں اور وہ پر  
اس درجہ کے جو بج بنے ہیں ان پر جون ہیں ایک ایک پر جی میں بہتر از ماہ و شہر شی نایان  
سند سے لگائے کھڑی ہیں اور پل پر نیا دان بالکل ایسا نکھاتی ہیں کہ مثل برق کے چمکے ہا پر نیا  
اسکی بہت بلند ہیں اور جا بجا مینا اس پر بنے ہیں اور بہت بہت ان مینا روں کی ایسی ہے کہ  
آدمی مینا رو پر کے ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے دھڑا دی گھر ہی اور اس مینا روں سے آدمی کل  
ہر لیکن پاؤں کا تپا نہیں اور وہ آدمی بھی دریا سے جو اس میں غوطہ مارے ہر دو نو نو  
فیصلوں پر پل کے کچھ پر بیان ہیں کہ سر اسر زریو سے آراستہ گونے فولادی ہاتھوں میں  
لیے آپس میں گیند دھڑکا کھیل رہی ہیں اور اس طرح گیند بازی ہوتی ہے کہ کوئی گولاز میں پر گرنے  
نہیں پاتا ہر پر تازہ بندھا ہوا ہے اور ہر گیند سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتش بازی کے  
جھڑتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہرا پھولوں کا شاک رہا ہے لاکھ تو کبھی یہ تازہ دیکھنا تھا جان  
اور سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اس عرصہ میں برق بھی ہر طرف سے بھرتا ہوا تھا ان کو سونکا اور چالاک  
گوئل پر کھڑے دیکھ کر اسے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب کچھ سرفراز اب کو مہار کا لایا نہیں چالاک نے  
کہا کہ مہر تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہے مگر ہم یہاں طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہیں اس سبب سے  
ہوئے خوف کھاتے ہیں مقام نا چاری ہے برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہا اور مہار کو لان غور  
ہو کیونکہ وہ ہمارا مہار اچھا ہے اور دوسرے خواجہ کو کپ کے پاس ہیں انہوں نے وہاں سے  
بھیجا ہے اگر کچھ بچ پڑ گیا تو برا ہو گا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگوں سے نگہانی ایک شخص کی ہوسکی  
چالاک نے کہا اگر یہ ہے تو ہم جاتے ہیں چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم غیاری جیسے طلسم ظاہر میں کرنا  
وہ باطن میں برق نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اندر طلسم کے کوئی جان نہیں سکتا راہ میں اس کا سحر ہوا  
غیر ساحر وہی شخص جاتا ہے جسکو افراسیاب کی امانت پر دافرا سیاب بلایا ہے جب جاتا ہوا ہے  
بھائی یہ طلسم مثل اور طلسم کے نہیں ہے یہ مقام بہت سخت اور دشوار گزار ہے جب سے میں بیان



ایا ہوں دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہوں اور خواجہ بھی بہرادر و سواری کے ہیں چاکے کہا اگر تم ہو گئے  
 تو ہم کو بھی دو ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہاں کا گیا پھر پورتا  
 نہیں اور ٹری مشکل سے زندہ رہتا ہوا حال آدم خوار و مزدوم آزارناخدا ترس رہتے ہیں مسکین شایین  
 و آسیب ہر جگہ ہو جدا پناہ جان اُسے بچنا مشکل ہوتی ہو روتی نہیں ملتی پانی نہیں ملتا ہوا چالاک  
 نے کہا کچھ کیوں نہوای برق تم تو ہو آئے اور جسے یہ باتیں عیاری کی کرتے ہوا تبو جو خدا کی مرضی ہم  
 جائینگے ضرور یہ کہہ آئے قدم آگے بڑھا یا شور و غوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ لچھو گھیر پو بار پو اور  
 شعلہ ہائے آتش دیا سنے نکلا اور ہر طرف سے پیدا ہو کر تافلاک سرکشیدہ ہوئے برق نے دوڑ کر بکرا  
 کہ اے بھائی چالاک واسطہ اپنے دین و مذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہوں کیوں اپنی جان مفت  
 دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہیں گیا ہو آؤ پھر آؤ چالاک نے اسکی خاطر سے کہہ دیا کہ اچھا آتا ہوں اور  
 وہاں سے دکھانے کی راہ سے پھر اور سامنے ایک درہ کوہ تھا اس میں چلا گیا برق بھی مٹھن ہو کر  
 ایک طرف روانہ ہوا چالاک پھر وہ کوہ سے نکلا پہل کی طرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ  
 دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہو پھر اُسے جو تالاش کیا تو دیکھا کہ بل پر قدم رکھتے ہی پھر عو ش و خروش پیدا  
 ہوا ہر جانب دریا کا چشم خونخوار نکلا نکسین کمانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدوں سے ڈانے لگا اور  
 قدم جب چالاک آگے بڑھتا ہوا نیچے پڑتا ہوا دریا معلوم دیتا ہوا کہ ہزار کوس پر میں جا گرتا ہوں  
 لیکن پھر کوئی سنبھال دیتا ہوا اور چار طرف اس دریا میں سے اڑ کر آتشیں اور ماراں سیاہ زہریلے نکلتا  
 شروع ہوئے اور یہ یوں نے وہی گیند یعنی گولے فولادی اسپر برسنا آغاز کیے حیا ذابا اللہ ہر سمت آتشی  
 ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا چچ میں اس کے سمندر کی طرح چالاک جاتا تھا ہر طرف  
 آواز گھنٹ گھڑیاں بجے کی آتی تھی اور صدا ہائے موسیقی دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد لڑتے سے اڑتے  
 تھے ننگ خون آشام دریا سے نکلا جلد کرتے تھے دمانہ کا فراج بڑھلا فتنہ دار باندہ تھانہ ہر کا دل  
 جوش میں فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بجکتے تھے وہ جگہ  
 کرہ نار تھی دوزخ سے زیادہ گرم اور میاز شرارتھی اور آگ برسی تھی شرشل باران کے یا تر شتاب  
 کے آتے تھے شعلے بگولے کی طرح بچتا بکھلتے تھے شایین آگ مٹھ سے اگل کر رخت پستی چلا یا چلیے  
 تھے اس مقام پر شر و شعلہ نیز کا حال تھا کہ ابیات



شور پانی کرے تھارہ رہ کے | اس طرح چھوٹے ہر جن بن چکے | سنگ پر یوں تھی آب کے لب حار |

چھاتی پر جون گرے ہو نزل حار | ساغر نہ گرم تھا یاں تھاک | شیشہ آتشی ہوا تھا فلک |

یہ کیفیت اس سرزمین طلسم کی دیکھ کر چالاک گھبراتا تھا گرا کے جسم آتش اور ہر بلا سے ترے |

سبب انگشتی جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اٹھانے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا |

تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہے بیان تو یہ سب شعبہ صرف کھلانے کا ہے کچھ نہیں |

ہو پنچا ہوا چالاک بھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تڑکے رہ جائے ہرگز یہاں نہ آسکتے برق کو |

نہیں معلوم تھے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا گریہ |

نہ جانتا تھا کہ میں بسبب انگشتی جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہوں اور ہر بلا سے محفوظ ہوں ایسا حاصل یہ تو |

حسب و خیر کرتا ہوں دل کے اوپر سے گذر کر اس پار دریائے خون دان کے پہونچا کر دل میں حیران تھا |

کہ کیونکر میں بچ آیا اور برق اس پار کھڑا دیکھا کیا دل میں بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سیکھ |

آیا ہو غرض جب چالاک اس پار پہونچا سامنے قلعہ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز |

اسمیں لگا ہوا اور گنبد نور سامنے بنا ہوا منزل نما منزل تک یوں قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہے دروازہ کھلا ہے |

ہزار ہا ساحر و کاہن چالاک بھی الگ جا کر صورت ایک سحر طویل القدر کی ایسی بنا کر کا نون میں |

جواہر کے کندل ڈالے یا قوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے دھوئی پتیا مبری باندھی موتی اور مونگے کا |

بالا ہاتھ میں لیا بازوؤں پر جوشن مرصع کا باندھتے کر دھنی موٹے کی کر سے لپٹی منقل موٹے کی آگ |

اسمیں دہکتی ہاتھ میں لیکر اندر دروازہ کے آیا کسی نے اسکو روکا نہیں یہ سمجھ کر کہ بیان سوائے اجازت |

یافتہ ساحر کے اور کوئی انہیں سکتا ہو چالاک ہے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر پران |

اسکو نظر پڑا ہر طرف ساحر وں کی آتشی دیکھی رعیت فرط عشرت سے نہستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اس شہر |

کی بیان ہوئی ہے اسوجہ سے اختصار کیا گیا یہ وہ کانیں اور کانوں کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قطرہ کا قطرہ |

فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا بیان کے مکانات کی طرح طاق فریدون کے دل میں شک ہے |

روزن تھا سینہ سوراخدار تھا تصریح کہ بیان کا ہر ایک دنی مکان بھی بہت نایاب قطعاً تھا بالکل پرست |

کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری سیکروں کا جاؤ ہرست جان جو ان |

جادو گر نیوں کا نباد و کانیں راستہ خریدار و کاندہا پر راستہ اشیائے نفیسہ و اتمشہ و درجنہ عمدہ کا انبار |



ہر چیز نایاب پر بار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اسکو بھی ترا طلسم کا پایا تین رجب کا  
ایک قصر فلک رفعت بنایا یا کر جو ملک طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہوا اطراف میں اس کے ہزار ہا قصر تھے  
نقش و نگار میں ارشنگ چین اور نگار خانہ یانی کو شرماتے تھے روح نمان بن منظر اس مکان کی  
گرد آوری پر شمار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورن بہرام کی حقیقت اس کے سامنے بے حقیقت  
نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینہ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اور یکنید کے ملک حیرت نہ تھی انھیں  
مکانات میں سے ایک مکان میں مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے  
سامنے ملک کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطر دان پاندان چو گھرے رکھے تھے ہر شمشیر زل بھی حاضر تھی اور  
معمار کو سامنے والے ایوان میں کہ اس قصر سے علیحدہ وہ مکان تھا وہاں پلنگ پر جا کر ہر صر نے لٹا دیا  
تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اس مکان کے کہ حسین حیرت تھی  
آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر میں استاد ہوا اور اسنے حال دربار سے بیکھا خیال کیا کہ خدا کی قدرت  
بہت بڑی ہو کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر ہم لوگ فتح پائیں اور  
ان ملا عنان غدار کو خاک میں ملائیں شدا کہ کیا جاہ و جلال ہو کیا ملک ہو کیا خزانہ و مال ہو اسی فکر میں  
تھا کہ ہر صر کو اسنے خلعت پر زربے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور ہر صر نے بھی کہ دستور عیاران ہو  
نئے آدمی کے آنے سے اسکو خوب دیکھ لیتے ہیں چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے  
طریقے عیاروں کے یہ دیکھتی آتی ہو اور عیارہ زبردست ہوا اسنے نگاہ اول پہچانا کہ یہ چالاک عیار  
ہو اور اسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا یہ تو راہ کرا  
اسی وقت باہر اس قصر کے نکلیا اور ہر صر اسکو دیکھا کہ متوجہ ہوئی تھی کہ میں حیرت سے اس کے آنے کی  
حقیقت کہوں اسنے اسکو باہر جاتے نہیں دیکھا پس حیرت سے اسنے کہا کہ او ملک دورانہ دیکھے  
چالاک بن عمرو معمار کے چڑھنے کی فکر میں بیان آیا ہو اور استادہ ہو حیرت نے اس کے کہنے سے  
اسی طرف پھر گرد دیکھا تو چالاک کو بنایا پس خفا ہو کر ہر صر سے کہا کہ اری چڑو تو کیا کچھ دیوانی ہوئی  
ہو یا نشہ زیادہ ہو گیا ہو بھنگ پی کر آئی ہو جو ایسی بات بیوقوفی کی سنہ سے نکالتی ہو اری یہ تو  
بجلا تو اپنے دل میں سمجھ کہ چالاک درباے خون روان طو کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور دشمن  
نا پرستان پر ہزار ساحر بیٹھا ہوا تھا اسکی آنکھوں میں خاک اسنے کیونکر جھونک دی ہر صر ان توں



کو سکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہیں تجلو شبہ ہو گیا واقعی بیان عیاروں کا انا دشوار ہو اگر کبھی آئندہ میں جیگر  
آئے ہیں یا ایک بار برق چادر چشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش ہو رہی  
اور دربار میں اور باتیں ہونے لگیں اور چالاک جو باہر اس قصر کے نکلا تو اس مکان کی طرف  
آیا کہ جہاں معمار قید ہو وہاں اُسے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہیں  
یہی ٹھٹھا ہوا اسی طرف پہنچا اور اُنکے قریب آکر چلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد  
معلوم دیتا ہو ملکہ جس قصر میں بیٹھی ہیں وہ بہت گرمی کی جگہ ہے میں تو بوکھلا کر چلا آیا ان ساحروں  
نے یہ کلمات سکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت میں تو ہم تم ایک ہی ہیں کیونکہ تم بھی اس حلیم میں  
رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہیں کے ساکن اور ملازم ہیں لیکن دلمیں اپنے آزدہ ہونا  
کہ ہکویاں ٹھرنے کو انھوں نے منع کیا اور بھائی ہم مجبور ہیں اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے  
دینے کا نہیں ہو پس لازم ہو کہ تم بیان سے چلے جاؤ اس جگہ ٹھہرنے میں ہمارے تمہارے دونوں کے  
یہ قباحت ہو کیونکہ بیان ایک ساحر زبردست قید ہو چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو سفسر ہوا  
کہ کون ایسا زبردست قید ہو کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہیں انھوں نے کہا بھائی  
معمار قدرت اس ساحر کا نام ہو چالاک نے معمار کا نام سکر گردن پلائی اور کہا خوب ہوا  
جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نگر امون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت لڑٹھایا  
تھا اور بھائی اسی طرح سب نگر ام قید ہو آئیں تو البتہ خوشی کا مقام ہو یہ کہہ کر کہا اچھا بھائی کام سے  
کام ہو وہ بات کیوں کریں جس میں تمہارا الزام آئے ہم جاتے ہیں مگر گرمی میں آئے تھے اگر کو تو پانی  
تھوڑا وہ جو گھڑا سامنے رکھا ہو اس میں سے پی لیں سا جو بونے کہا شوق سے پانی کی سناہی نہیں ہو  
چالاک گھڑو بجی پاس گیا اور سر پوش گھڑوں کے اٹھا کر سب کو دیکھا وہ ساحر اس کو پانی کی اجازت  
دیکر آپس میں باتیں کرنے لگے اور اُسے بیہوشی پانی میں ملا دی اور ایک گھرے سے کچھ پانی اٹیل کر  
دکھانے کی راہ سے پایا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کبھی ٹھنڈا ہوا ہو گیا کیوں بھائی  
کیا برف آسمیں ڈالی ہو اچھا ساری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیروت لوگ ہو کہ ایک حلیم  
نہ پلائی آگ ہوئی تو تبا کو اور چرس ہمارے پاس بقی دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے یہ جوتنا بیان  
دو چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے بھائی



اس کے قیدی اندر مکان کے قید ہو یہ بیچارے قیدی کا کیا کر لینگے ان باتوں سے ساتھ والے بھی  
 خاموش ہو رہے جرسیوں نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیک لگ  
 کی سلنگا رکھی ہو چالاک نے کمر سے نمبسی تمباکو کی نکالی اور چلم اٹنے لیکر اسیہر جانی اور کچھ جرس نکال کر  
 آنکھ دکھائی اور کہا یہ ہو تو کسمیہ مگر سال جہاں کے مقابلے میں ہو اور بت نایاب ہر یہ کمر تھوڑی سی  
 چلم میں جا کر آگ پھٹک کر رکھی اور آنکھ دی کہ لو بھائی سر کر دو انھوں نے کہا تمہیں پہلے تم سر کر و  
 اٹنے کہا واہ ہم تمہارے سامنے سر کریں ارے بھائی ہم تو تمہارے پست پیٹے والے ہیں انھوں نے کہا  
 واہ واہ یہ آپنے خوب کمی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہے بہت گل آدمی میں  
 غرض باتیں بنا کر انھوں نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جا کر اور دن کو دی جتنے تھے  
 سبے اندو ایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ جس ہو کچھ دیر میں سکو  
 گرمی معلوم ہوئی اور شنگی پیدا ہوئی اٹھ کر انھیں گھر دن میں سے سبے سیر ہو کر پانی پیا اور چھینک  
 مار کر سب ہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے پردہ اٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر لینگ  
 برستے معمار کو اٹھا کر پتارہ باندھ کر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا وہاں اور وہاں استادہ  
 تھے انھوں نے صرصر کو پتارہ بچاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھ کر کہا کہ آپ اس طرف سے تو کمی  
 نہیں پھر کہہ رہے اس مکان میں آئیں صرصر نے جواب دیا کہ ہاں سامری جمشید نے یہ بھی قدرت  
 دی ہے کہ چار میں ظاہر ہو کر جائیں چار میں پوشیدہ داخل مکان ہوں کہ کسی کو نظر نہ آئیں اور جس  
 مقام پر چلی جا رہا ہو وہیں ہزار مرتبہ گئے ہیں اور اگر ایسی قدرت ہم میں نہ ہوتی تو ایسے ایسے  
 ساحران نامی کو ہم کچھ کر کیوں لے آتے تو دیکھ لو یہ پتارہ معمار قدرت کا و ملکہ حیرت باد وہاں  
 لیے جاتی ہوں یہ کھڑے قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایک طرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ میں اور بہت ساحر  
 دیکھے کہ گنبد نور محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا تھا آخر کی ڈیوڑھی پر ان محافظوں نے  
 سکور و کا کہ بی بی صرصر کیلئے جاتی ہو اٹنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شہزادی بارگاہ میں بھیج دی ہیں  
 اسی کو لیے جاتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہکو تو آدمی اسمیں معلوم ہوتا ہے صرصر نے جواب دیا کہ پھر ہمارا  
 نوکام ہی ہے کہ آدمی کو لائے ہیں اور لے جاتے ہیں اور ہمیں کیا ہم بوجہ کسی کا فرد ورون کی طرح دھوٹے  
 میں اور مال و جواہر تھوڑی کسی کا باندھ کر لیجاتے ہیں جو کوئی بھڑوا چھال ہکو رو کے ٹوکے اور پکڑے



تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجھ کو چوٹی مقرر کیا ہو بھلا مجھ کو کیا مطلب ہو جو آدمی لا دون  
اور چور بنوں جی میں آتا ہو کہ اس پتھر کو تمہارے سر پر مار کر اپنا راستہ بکڑوں جو کوئی پوچھے گا  
تو کہہ دے گی کہ اپنے دربانوں سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتیں سن کر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر  
تم سچ کہتی ہو کہ تمہارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا، لیجاؤ خفا نہ ہو بلکہ کیا کام ہو روک ٹوک سے صرصر  
کہتی جکتی وہاں سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب گیا  
مسترت آئے اپنے دل میں کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس نے خیال کیا کہ لاؤ انگشتی جمشیدی  
دیکھو یہ سو جگر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتی پر نگاہ پڑی اُس میں لکھا دیکھا کہ ایچا لاک میرے  
سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ میں طاقت نہیں ہو کہ میں جگو باہر مکان طلسمی کے ہو جاؤں  
مگر ہاں اگر بیضہ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جاسکتا تھا اتنا بغیر ادا سا حزر برد  
کے نکلنا یہاں سے دشوار ہو مندی مندی تا دور قیامت میں جو مندی اب چالا لاک یہ مضمون دیکھ کر  
انگوٹھی کا حیران ہوا اور اندھی آئی غلغلا آند افراسیاب ہوا تمام طلسم میں شور مچ گیا کہ شہنشاہ آتے  
ہیں ہزاروں ساحر دوڑ پڑے ہوا سر دھچکنے لگی ابرستخ نمودار ہوا ساحر وں میں سے کوئی سجدہ کرنے لگا  
کوئی اونڈھے مسند گرا کوئی ڈنڈوٹ کرنے لگا کھٹے اور گھڑیاں اور ناقوس اور جھانچہ بجنے لگے اب  
چالا لاک سمجھا کہ اب بڑے پھلے بس آئے گھر اگر جو دیکھا تو اس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال میں آیا کہ  
سوائے اس جگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہیں بس یزید اسکا تالاش کر کے جلد تر بالا خانہ پر آیا  
وہاں ایک راؤٹی پڑی تھی اُس راؤٹی میں جا کر چپکا بیٹھا وہاں سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا  
تو وہ مقام جان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہاں بیٹھا اور افراسیاب اُسی تھر  
میں کہ جان حیرت تھی اُکڑا ترا حیرت نے اٹھ کر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑ کر تخت پڑا برابر اپنے بچا لیا  
حیرت نے ایک سوا یکشتی جواہر ادا اور سوا سکشتی اشرفیوں کی نذر پکڑی اس اثنا میں صرصر  
بھی خلعت عطیہ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم میدانِ انعام سامنے بادشاہ کے آکر  
کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُس نے مجرا کیا شاہ نے کبھی اُسکی تعریف فرمائی کہ اچھ صرصر  
تو نے بڑا کام کیا اُسکے صلے میں بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونوں ہاتھوں سے بلائیں  
اور کہا اے بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہے میری کیا اصل ہے جو میں کچھ کر سکوں آپ کے اقبال سے پیہرا اتنے بڑے



ساحر پر قابض ہو گیا اور میں ایسے موزیوں سے جکڑا سکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر میں بہت مجبور تھی ہر  
 کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہو کہ اب سب لوگ سامری اور حبشیہ سے برگشتہ ہوتے جاتے  
 ہیں یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہر کہ اپنے دین کو خود چھوڑ کر خدا سے نادیدہ کو پرستش کرتے ہیں  
 کیا مرنے سے نہیں ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہیں پھر اس وقت کیا جواب دینگے حیرت  
 نے کہا پھر درمخ میں خداوند کی جلالت اور کیا ہوگا اگر اسیا ہے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہیں ہے  
 صرصر تو جا کر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بوجہ علم چند ساحروں کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اس  
 مکان کے دروازے پر پہنچی کہ جہاں معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اسکو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے  
 اور کہا کیوں بی صاحب ہو چکا آئیں اس چٹارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا  
 احتیاج ہے وہ لگتی تھیں تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیار نبون کے مقدمہ میں زیادہ دخل نہ دیا کرو تھیں  
 کیا مطلب ہے جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتیں سن کر کہا کہ تم نے کیا کہا کہ پہونچا آئیں ہیں کیا لگتی تھی جو پہونچا  
 آئی اُسٹھ کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھیں اسی ابھی لگتی تھیں صرصر نے کہا ارے وہاں ہوا ہر کون چڑوا آئی  
 تھی اور لے کون گئی تو کٹا کیا ہو کچھ دیوانہ ہوا ہر دربان نے کہا آپ تو گالیاں دیتی ہیں ہماری جانے  
 جوتی کہ آپ کے لکھنیں اور لے آئیں آپ ہی اپنے منہ سے آپ چڑو مٹی ہیں ورنہ ازادی نہیں  
 میں ہم نہیں بانٹتے جا کر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اسکو بنگاہ قہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جا موندی کاٹے  
 سمجھوں گی اور دربان ساتھ واسے کہتے ہوئے کہ تم نے اتنا پوچھ کر آفت بکالی اُسٹھ کہا جی آفت کیا آئی  
 بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی تو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتیں سنا کر نیگے یہاں تو ایسی باتیں  
 ہیں مگر وہاں صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحروں کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جوگی تو  
 معمار کا بتا پنا یا پتہ چالاک کا لگا پایا بس یہ باجرا دیکھ کر یہ حواس ہو گئی اور سب ساحروں کو باہر آکر اُسٹھ  
 ہوشیار کیا اور کہا ارے کبھی یہ کیا ستم تم نے کیا کہ تم سب مر رہے انھوں نے کہا سبحان شد وہ وہ وہ آپ  
 بھی کیا خوب آدمی ہیں کہ ہلکا الزام دیتی ہوئی آئیں سوتا کون ہو اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ  
 رہے ہیں صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لگیا وہ بولے کوئی لگیا ہوگا اسکو ہم کیا  
 جانیں مگر ہم جاگتے ہیں صرصر نے کہا شنشاہ آئے ہیں اب تمہارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لگیا  
 اور تم جاگتے تھے اتنا سنتے ہی ہر کارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جا کر شنشاہ کو اطلاع دی کہ



معمار وہاں نہیں ہوا سمین صرصر ہی آئی اور اسنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا  
 سنا اپنے دونوں ہاتھ بند کر کے کھوٹے ہاتھوں میں سے ایک تپلا پیدا ہوا اور اسنے کیا افراسیاب  
 نے کہا پکار جا کر کہ معمار کو لیکر آ جا لالک جلد حاضر ہو تپلا اڑ کر جانب کسمان گیا اور بلندی پر  
 ٹھہر کر آسنے باز بلندی پکار کر کہا کہ آ جا لالک بن عمر و جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہوا معمار کو لیے ہوئے  
 وہاں سے جلد معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرمائے کہ میں تجکو طلسم  
 کے باہر نکال دوں گا اور اگر میرے حکم کو تو نے نہ مانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کردہ نکالتا تو بیٹھائی  
 کر رہا تھا ادھر ہمنست جا و و نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھ کر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ ای  
 شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہو گروہ بچانے والا اس مقام پر کا ہیو ہوگا جو آواز پتلے کی  
 سنا کر آئیگا وہ کب چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہیں سکتا طلسم سے ہمنست نے کہا چالاک  
 پاس انگشتی جمشیدی ہو اور بیضہ عقاب پر چہرہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ سے دیوار  
 سفاک پر بارادہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیز دار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑتا اور  
 اسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اسنے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتی سے اب  
 وہ جا نہیں سکتا ادھر ادھر ہوگا ہمنست یہ کلام سنا خاموش ہو رہا وہاں پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا چالاک  
 نے آواز اس پتلے کی سنی اور دھمیں آیا کہ سامنے بادشاہ کے چلوں گے بسبب انگشتی کے صدائے پتلے سحر نے تاثر  
 کامل نہ کی اگر انگشتی نہوتی تو ضرور سامنے سحر ہو کر جاتا اور انگشتی ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبرا کر زمین  
 پر اس کو ٹھٹھے کے آباد کیا تو تمام طلسم میں غدر ہوا ہی ہر ایک سا حرکتا ہوا کہ اسے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے  
 بند کر دو کا نون کو ڈھکے اور ایک بار برق طلسم میں آیا تھا تو سب زار لٹ گئی تھی ابلی کوئی چالاک ہو  
 کہ وہ آیا ہی چہرہ تو چالاکی کرے ہی گانگمیاں قلعہ مکانات کے دروازوں پر بیٹھے جاتے ہیں و کا نون  
 کے بند ہونے کی آواز آتی ہو خلقت بھائی جاتی ہو یہ حال دیکھ کر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی  
 شش و پنج میں خیال آیا کہ انگوٹھی میں معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہاں سے  
 دشوار ہو اس سے معمار تو ساحر زبردست ہو وہ تیرے پاس ہو اسکو ہوشیار کر کے حال بیان کر کیا بعید ہے کہ جو  
 تجکو نکال لیجے یہ سوچ کر حبت کر کے پھر اس راوٹی میں آیا اور معمار کو پتہ چلے سے کھو لکر ہوشیار کیا جب  
 اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راوٹی میں پڑا ہوں اور ایک عیار وہ کہ بارگاہ صبر رخ میں تھا میرے



پاس کھڑا ہوا یہ آٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ میں کہاں ہوں اور کیا ماجرا ہو چلا لاک نے جلا حال مصر  
 کے پکڑ لانے کا اور اپنے بیان آنیکا اور مکان سحر سے نکال کر اس راؤٹی میں لایا اس سے بیان کر کے  
 کہا کہ اے معمار اب تم سے کچھ تدبیر ہو سکے بیان سے نکل چلنے کی تو کر دو ورنہ میری اور تمہاری جان ہفت  
 میں جاتی ہو میرا جو کام تھا وہ میں کر چکا اس امر سے ناچار ہوں کہ تمہیں لیکر نکل سکے اب افراسیاب  
 بیان آیا ہوا ہے اور اس کا پتلا منجھو کئی بار پکار چکا ہے اور بار بار میرے دل میں آتا ہے کہ میں اس کے سامنے  
 چلا جاؤں اور دروازہ مکان کا منجھو نکل جانے کے لیے معلوم نہیں دیتا ہے پس اب تم جلد تر کوئی  
 بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنس کر کہا کہ تم گھبراؤ نہیں میں تم کو یہ چلتا ہوں میں تو افراسیاب  
 کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کا نسا کو کب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہے اور کوڑ منفر ہے پھر وہ میرا کیا ہو  
 مانیکا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہے بموجب مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان برگیندست  
 یہ کہہ چلا لاک کو پنجہ میں داب کر اس کو ٹٹے کے دوسری طرف یہ کودا بیان جوا کر دیکھا تو صدمہ پتلا  
 سحر کا معمار کو اور چلا لاک کو ڈھونڈ رہا ہے اور غلغلہ بلند ہوا اس میں ایک پتلے نے چلا لاک اور  
 معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اتر کر پنجہ سے چلا لاک کو اسے چھوڑ کر کہا میرے چھپے چلے آؤ  
 اور دونوں جاتے ہیں پس پتلے نے غل مجا پا کہ وہ جاتے ہیں وہ جاتے ہیں آواز تیلوں کی افراسیاب  
 نے بھی سنی اور میقراہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور بچا را کہ اے معمار قدرت خیرہ سرتیرہ روز کا رکھنا جاتا ہے  
 خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اس آواز کو سنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا کہتا ہے معلوم ہوا کہ اندھا ہو گیا  
 اور اس قدر غور و تیرے کا سہ دماغ میں سما رہا ہے کہ اب منجھو کچھ دکھلائی نہیں دیتا ہے یہ کہہ چلا لاک کو پنجہ میں  
 را بکڑاڑا اور قندیل فلک ہو گیا پھر تیلوں نے غل مجا پا کہ وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ منجھو غور ہو گیا ہے  
 شاہ طلسم نے سنا پس غصہ میں آکر قصداً نے کا کیا ملکہ حیرت جاووا ٹھکر کر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو  
 کہنی کر وہ اڑنے سے گر کر گرے میں لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو میں جو مانع جانے کے  
 لیے ہوئی تو اسنے عدا لات ماری پس پھر تو پکڑ کر بولی کہ بھاڑ میں جائے ایسا گھر جو لیے میں جائے  
 ایسا ساتھ اے صاحب تم اس قدر گھبرا کیوں گئے ہو تو اپنا راجہ تہ کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہیں سمجھو  
 لو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرانا بڑا ہوتا ہے میری جلتی کو کھ سامری قسم میری کمر میں درد  
 ہونے لگا یہ کہہ تیوری پڑھا کر مستہ بنایا افراسیاب نے ٹھٹھھی میں ہاتھ دالا لاک جان میں نے آپ



جانکر لات نہیں ماری تھے مجھ کو کھینچا میں خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کلمہ خوشام کرنے لگا  
 اسے کہا بس بس اب باتیں نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہو ہمسارا تو یہ حال ہی  
 کہ ادنیٰ اعلیٰ ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بجا ہو شاہ نے کہا پھر کیا کروں اتنے ساحر  
 بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملک نے کہا تو منہ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اسکو جب  
 کوئی نجانا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہو اب یہاں ملکہ تو بگڑتی ہو شاہ خاطر اسکی کر رہا ہوا وہاں معمار  
 جو بلند ہوا شہرنا پرسان سے ایک ہی سانس میں نکلنے لگا یہ سحر زبردست ہر سب طرح کے  
 تحفہ اپنے پاس رکھتا ہوا سوچہ سے جب شعلہ مائے آتش اور بلیات دریائے کشتی کر کے اسکو  
 آزار پہونچانا چاہا اسنے سحر پڑھا اور دھڑکنشتری دست چالاک میں تھی اسوجہ سے دریائے راہ  
 دی یہ صحیح سلامت اس پار آ کر چالاک کو تو پنجہ سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر میں جاؤ میں دوتین  
 روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزہ اسل فراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کلمہ ایک  
 کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کسطن چلا کہ جا کر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کروں دھر  
 حیرت جاوے بارگاہ رنگین حصار کو نکھڑا کر یا ہر ظلم کے استادہ کر آیا اور وہاں آکر داخل ہوئے اور  
 فراسیاب اسکے پاس سے اٹھ کر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اسکو راہ  
 میں معمار پھر ملا ایک دست کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپ  
 ظلمات مزاج نہ تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہر وہاں تشریف لیجیے آسودہ ہو جیے و نیز وہاں سے متفرک  
 آپ کی گرفتاری سے ہونگے انکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو دیکھ لیں میں زبانی جا کر جو کہو گانگو کسیکو  
 یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھے آزر دے ہونگی ہم لوگ عیار ہیں جو کچھ انعام اکرام ملنے والا  
 ہو گا وہ کچھ دے گا آپ کا حج ہی کیا ہے دو چار جام شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ ظلمات منکر  
 معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونوں آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی  
 ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا اسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جا کر اسنے  
 مجھ کو چھڑایا ورنہ بڑی مجھ کو ذلت شاہ جاودان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا جام و  
 ارغوانی کا دور چلنے لگا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رفاص رقص کرنے لگے یہاں  
 تو سب مصروف عیش و نشاط ہیں وہاں بارگاہ رنگین حصار میں حیرت جاوے جو آئی ہو تو نہایت



آزردہ خاطر اور راول ہو رہی ہو اور حال معمار اور چالاک سے بیان کر رہی ہو اس میں مصور اور صورت نگار جادو بھی آئے اور انھوں نے حال زبانی ملکہ سر صر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہہ کرتی تھی کہ میں عیار کو خوب پہچانتی ہوں مگر آج تو نے کیوں نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیا صر صر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو میں کیا کروں اور میں نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا میں بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہیں پس یہی دھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات اس سے سب ناچار ہیں حیرت سے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہیں پکڑا سکتا جادو دیکھ تو کہ معمار کہاں ہوا اور ہوسکے تو پکڑ لا صر صر پکڑ کچھ غیرت میں آکر صبار قمار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بد لکڑ لکڑ سرخ میں آئی بحر عیاری میں غوطہ مار کر ایک دم مقصد اسے حاصل کیا فوراً چوہدار کی صورت منکر اس طرف پہنچی کہ جہاں سرخ کی بجڑی زندیاں تری ہوئی تھیں یہاں آکر جو دیکھا تو خیمہ اور بالین استادہ بن فرش دریوں چاند نیوں کے جھکے میں زندیاں جوان جوان ہنسی میں کوئی مقابلہ کھولے آرائش و زیبائش میں اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھتی تعلیم لیتی ہو عاشق تن جمع ہیں کوئی کسی یار سے منہس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک نڈی سند نام کے ڈیرے پر پہنچی کہ اوپر نڈی تھی اسکا ہاتھی جو الغام میں ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضع زمانہ بیٹھے رہتے تھے زندیاں یعنی نوچیاں ہر طرف لبدا آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھیں و ایک چاہنے والے بھی ادھر ادھر لگے ہوئے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے حکمت بازی ہوتی تھی صر صر چوہدار تو نبی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلغام کو اسے تجویز کر کے قریب جا کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا ایو بی ذرا ادھر آؤ سنو تو اسنے کہا بھئی ہائے اللہ ہے نہ بولو اسنے کہا واہ واہ تم تو خوب ہوارے صاحب میں تھے ایک بات پوچھو نگا اسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو امی جان سے پوچھو میں کیا جانوں اسنے کہا نہیں تھے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہوگی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اسکے کہنے سے پشت خیمہ کی طرف چلی آئی اسنے کہا میں تھے یہ پوچھتا ہوں کہ تمھارا سڑوھا کا گیا ہو یا نہیں وہ شہر کا بچی گردن کر کے چپ ہو رہی اسے کہا شہر نے کی بات نہیں ہو بیان ایک سردار والا تبار معمار قدرت آیا ہوا اس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہو اسنے یہ سنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلکھلا کر منہستی ہوئی



بھاگ جائے مگر نہ ہنسی سے اُسکے مُنہ پر ہاتھ پیرا کہ وہ ہوش ہو گئی اُسے اُسکا اٹھا کر اور  
 طلسمہ مقام تنہائی میں بجا کر کپڑے اُسکے اُتارے اور رنگ روشن عیاری لگا کر اُسی کی ایسی صورت  
 بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تودہ خود ہی  
 صیغہ جمیلہ ناز میں عورت تھی دوسرے طرہ اُسپر بناوٹ تھی مار کا کل سے اُسکی جان شاق پکنا  
 و شواروہ زلف اُسکی پر پچ و خمدار کہ دام دلکش اُنکو کنار و انہزار و ن بلالین اُنکے لبوں سے پیدا زخم  
 کا کل کا قریب چشم آنا پھندے میں آہوون کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند حسین اُسکی سر پارہ یا افق طلوع تھا  
 یا صبح صادق کے آثار مہر و مہ کارنگ سامنے اُسکے پھیکا اُٹینہ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ  
 چاند اُسکا ماتھا میکا اُسکے اوپر نیا تا شا کہ چاند کے اندر تارا چین حسین بحر خوبی کی موجیں چین چین  
 جیسے مصور چین زمین ابرو کو برق دم کیے تو بجا ہو ہر ایسا سے اُنکے بجلی گرانا ظاہر ہوتا ہو ہزاروں نگ  
 کمان ابرو کے عشق میں چلے کش جان کمان ابرو ان جیسے غش چشم فغان بعینہ توسن ناز شوخی اور دہری  
 کا اُسے پیدا انداز ابلق لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتی تازیانہ سر سرہ دنیا دار کا لگاتی رنگیں آنکھیں  
 تو آہو تھیں اور سر سرہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک و بینوں  
 کو ہر وقت اُسکی ناک وہ گورے گورے رخسار نرم و ناز کرتے جیسے بوسہ کی ہوس سہے عمر بھر اگر  
 جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہر سر اسر خوبی میں طاق ہی ہر چند کہ بظاہر جفت ہو لعل سے  
 لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسین تقسیم یہ نزاکت یہ اداسے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہیں  
 اعجاز میما اسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل و لا جواب بحر خوبی میں وہ درنایاب چھاتیان سینہ پر  
 ابھری ہوئی اتار وہی سبب کو شریاتین باغ حسن کے نخل میں یہ دو شرمندہ تھے وہ چھاتیان وہ  
 انار پر سو جایا رہنا میں کیا وصف حسن اُسکا کیا جائے اندر نہ پایا جسکا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

معجز عیسیٰ مریم کا ہر رفتار سے خون  
 کباب و دھنس تو خود رفیعہ میں آہو مال  
 سینہ ابھرا ہوا گردن میں آہو چھند  
 خفتہ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے  
 اب آئینہ سے پانی ہو بت سا چاہا

اُسکا سایہ ابرو پر نیلے اُسی پر فتنوں  
 کسی مہمان قیامت کی چھیلی ہو حال  
 کب تکتی ہوئی اس چال سے دل بہان  
 پیر ٹھکر کے جو پا زیب کی جھنکار کرے  
 سر کے بل سینک کے آئینہ سکندریا

دیکھنا چاہیے لیلیٰ کو کچھیم مجنون  
 جھوٹا سحر دار اُنکے لبوں کی طالعین  
 ہاتھ اکٹھے ہے اور ایک ہوا لادہان  
 مکتی چوری کی نظر سے دہلی شرم کنان  
 فاش پردہ کرے جب آئینہ زانو کا



آئینہ داری ہر مانند حضور کو ران	آئینہ رویوں کے یوں نہایت نوحی بیان	دو بتا چینی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا
ہر قیام اُس کا قیامت قیامت کی قیام	رام اُس سے نہ کیے مٹوں کا خود نیدار	شوخی و شتاب تھی وہ کافر بیدین عیار
طور تھے تازہ کرشمے ہین نئے نازنے	دھنگ سارے تھے نیچے چھٹی انداز	ستم و جور و جفا سب کے زرا لے اٹھار

اس صورت سے آراستہ ہو کر اس رندی کو ایک گڑھے میں ڈال کر تپون وغیرہ سے چھپا کر آپ اٹھلائی ہوئی اُس خیمہ میں کہ جہاں سے وہ رندی آئی تھی آئی ناکر نے اُسکو دیکھ کر پوچھا اری سندر کمان گئی تھی اسنے کہا حضور ایدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اس عرصہ میں چوہدر سلطانی آیا کہ چلو حضور میں مجھرا کرنے کو بلایا ہوا نا لکھنے گڑھے سونے کے ہاتھ میں پھنے انگلیا شکیا حسب زریب تن کے ملل کا چنا ہوا دو پٹا اوڑھ کر چوہیلے میں سوار ہوئی رندی کو بھی پاس بٹھایا ایک طرف اگالداں لگایا باپ کے آگے ڈھیر کر لیے کہا رڈولی اٹھا کر چلے پیچھے پیچھے بھی روان ہوئے غرض یہ جا کر جلو خانہ میں اُتری ایک طرف کو صحنی بارگاہ میں ملی فرش بچھ گیا اسباب ہاں رکھا گیا ساز و ماں چھڑنے لگا نوحی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہو کر ناچنے چلی ناکر آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ و اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو اس طرح ناچنے آئی مگر صبار زقار جو اس کے ساتھ آئی تھی اُس سے اسنے کہدیا تھا کہ میں تو جا کر کسی ٹوٹ کی صورت پر نیلے بارگاہ میں پہنچو نگی تجھ کو چاہیے کہ بارگاہ میں آکر کوئی عیار ہو تو اُسکو بھن عیاری بارگاہ سے اٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال میں اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرے پس صبار زقار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہاں چالاک کرسی پر سامنے معمار کے بٹھا تھا اسنے جو نگاہ اٹھا کر حسب دستور عیاران چار طرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت پر دیکھا زقار پر جو اسکی نظر پڑی صاف پیرو سے پاؤں پڑنے دیکھا پس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہو پس یہ بھلا داد دیکر اٹھا کہ میں پکڑ لوں صبار زقار تو اسکو اپنی جانب مصروف کرنے آئی تھی پس وہ جلد باہر جلو خانہ میں چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہر طرف اب ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسی بنکر آئی ہو اسکی جانب چنداں خیال نہیں کیا اور صبار زقار بعد کچھ عرصہ کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر اُسی معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھات میں لگی ہو اُسکو پکڑنا چاہیے پس یہ سوچ کر پہنچی جگہ پر بٹھا تھا اور راہ کسرتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دعو کا دیکر پکڑ لوں صبار زقار



ترجیحی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلو خانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا اور  
 نہ گئی اسکے سرائیچہ بارگاہ فرا کر چلی چالاک بھی اسکے پیچھے بارگاہ سے نکل کر چلا پھر تو تمام بارگاہ میں  
 اندر باہر غفلت ہو کر صاحبو ہوشیار ہو جاؤ پچیان بارگاہ میں آئی ہوئی ہیں دست بردی کو ہر ایک  
 شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اس عرصہ میں صرصرنا چنے لگی اور اس طرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص  
 بسبب شور ہونے عیار بچیوں کے متوجہ ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اسکا رنگ جماد و معمار نے  
 جو نام عیار بچیوں کا سنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہر خ نے کہا کیوں کہاں کا ارادہ ہو اُس نے کہا میں اب جاؤنگا  
 یہاں عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہیں مجبوزلت ہو چکی ہوں اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہو ایسا نہ کہ پھر  
 کوئی بچہ چڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہاں سے آؤنگا تو سترائے معقول ہر ایک باغی کو دنگا مہر خ  
 بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اٹھ کر جانب جلو خانہ روانہ ہوا صرصرنا چ رہی تھی اُسٹانگ  
 سے کہا کہ یہ سردار مجھ کو اشارے سے بلا گیا ہو شاید کچھ مجھ پر مفتون ہوا میں جاتی ہوں اور اس سے باہر  
 بارگاہ کے جا کر باتیں کرتی ہوں نا کہ نے لالچ میں آکر اجازت دی صرصر علیہا ہر بارگاہ کے گئی  
 اور معمار کو جاتے دیکھ کر پکارا کہ اے نو جوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غفلت عیار بچیان تھا بد مذہب  
 معمار نے اسکے حسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُس نے دیکھا ایک تبت  
 شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونوں سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا  
 عیسیٰ خصال سمن بولالہ فام دریائے دہری کی گوہر بیج حسن کی مہر منور راحت و لہائے مضطر  
 خوش و محبوب خوشخو گل و بلبل خوشمن بو چشم آہو باز و ادائیری جانب آتی ہو اور مسکرانے میں  
 خنجر موج تبسم دل پر پھرتی ہر غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونوں ہاتھ کر میں ڈال دیے  
 اور کہا با سامری ایسا بھی بے مروت میں نے تمسا کوئی مرد و انہیں دیکھا اس طوائف نے کے  
 پیشہ میں ہزار دن مردوں میں نے دیکھ ڈالے لیکن تمہاری سی صورت آج تک میں نے دیکھی  
 تھی میں سچ کہوں جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہو میرا تو یہ حال ہوا کہ مسد میں

بہار کرتی ہوں مگر ٹکوری چاہتیں	آپ اترائے میں یا خیر سے آگاہ میں	کھا کے سو گند کہا میں نے کہہ دانتہ میں
تسے کیا رسم ہو خوبان سہری راہ میں	ہو گیا جان کا یوں مجھے کر کے مفتون	ایڑی چٹی پر موئے عشق کو قربان کرد میں
دل ہوا تپہ فدا تمہیں وقت پیار	ہو کے خون گھٹا خردل جان بچا ہے	دل جو حسرت میں گیا شام الم کے



رات پھر صبح ہوئی پھر میں گن کر آیا۔ فاک میں آپ کی الفت ملایا جو میں | آتش عشق نے مجھ کو بدل جان کا ترس  
 پس اب میں تلو کمان جاسے دون کی سامری کی قسم ہو جان دون کی اگر میری جانب نظر اوقات کر دے  
 معمار نے جو ایسی خوبصورت کم سن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت  
 لازمہ ال ہو جو سامری نے تجھے عنایت کی ہو اسے نادان مصرع چاہنے والی کساوشی جڑ آ کر آتے  
 سے نہ دینا چاہیے پس یہ سوچ کر اسنے کہا اے جانی وایہ عمر زندگی بھلا میں کیا جانوں کہ کون  
 تجھے محبت کرتا ہو اور میری الفت میں کہہ دنا کرنا ہو اب معلوم ہوا کہ تلو تجھے الفت ہوا چنانچہ شہر  
 میں بعد چند روز کے پھر بیان آؤنگا اسوقت تلو اپنے پاس بلاؤنگا اس صومریا بصورت نے ایک جیلا  
 پاتھ اسکے اوپر باراکھل مردوے حواس میں آتا تو یہ حال ہو کہ ایک گھڑی فرقت میں گنا محال ہو  
 اور یہ جب تک تلو بلایئے جب تک تم مجھ کو جیتا پاؤ گے ہاں قبر پر روتے ہوئے آؤ گے کہ کھچکے سے کہا  
 کہ سامری کی قسم ناگرہ روز پیام سڑھکنے کا ہر ایک امیر سے دیتی ہو میں اس نام سے بھاگتی ہوں وگھنٹی  
 ہوں کہ جس پر دل آیا ہو سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے اے میان تیرے صدقے اب مجھ کو تم اپنی  
 فرقت میں نہ پڑ پاؤ جہاں جاتے ہو وہاں ساتھ لیتے چلو مجھ کو گھر میں چھوڑ کر بیان چلاؤ ناگرہ اگر  
 دلاؤ فریاد کرے کچھ اسکو دیکر راضی کرو دنیا معیار دل میں اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ ناگھڑا بھی  
 ہو پھر کسی کی جو روٹی نہیں اچھا تو ہو اسکا محل کرے پس یہ سوچ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر اشارہ جو کیا ایک گھنٹ  
 کے چوڑوں کے سچے آگیا معیار سبھی اس تخت پر سوار ہو لیا اور اسکو لیکر چلا بیان کچھ غرض میں  
 ناگرہ نے اپنی نوجی کو تلاش کیا تو اسکو نہ پایا باہر کے لوگوں سے دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہنسے تو گھڑا  
 کہ وہ معیار قدرت کے تخت سے ہر ٹھیکر علی گئی ناگرہ یہ سکر سامنے مہر خ کے آکر بیٹھنے لگی اور کما داری  
 میری روزی کا ٹھیکر تو معیار قدرت صاحب لیگے مہر خ نے کہا مجھ کو سرکار سے تنخواہ بہت ملے  
 کوئی اور حال دریافت کر کے نوجی تیری دلا دی جائیگی گنا کپڑا بھی منگا دیا جائیگا ناگرہ ناچار بیان  
 سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہاں کچھ دیر کے بعد اسکی نوجی کو گھر سے میں ٹپسے سے ہوش آیا  
 اور گھبرا کر اٹھی اپنے حال کو دیکھ کر گھبرا گئی اور وہاں سے تون وغیرہ کو باندھ کر جلد تر شیم میں آئی ناگرہ  
 نے پوچھا کہ اری تو تو معیار کے ساتھ چلی گئی تھی آئیے سب حال جو بدار کے آکر بیان کیا اب  
 ناگرہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معیار کے ساتھ گئی ہو وہ معلوم ہوتا ہو کہ عیار بھی ہو مجھے اگر معیار کو مار دلا



وہم لوگوں پر بڑا الزام آئے گا اُسے نوجی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے قلعہ کے گئی اور سب  
 کیفیت عرض عرض میں لائی قلعہ کے فوراً طائر سحر اور چنگی وغیرہ بارگاہ حیرت کی طاعت و انجی  
 کر اگر معمار کو حیارہ وہاں پکڑ کر لائے تو چلو اسی وقت خبر دینا ان کو قلعہ تو اس طرف تھے اور  
 طائف کو گئے اور لباس کھو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ و دراصلی کیا بیان تو قلعہ بہت گور  
 ہی ہوئی تھی اور متفکر بیٹھی ہو لیکن وہاں صرصر کا حال سننے کے معمار سخت اڑائے اُسکو لے کر روانہ تھا  
 اُسے اثناء راہ میں معمار سے پوچھا کہ اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ کا وطن  
 سیالپور ہے کیا وہیں جانے کا ارادہ ہے معمار نے کہا اے سر باپا ناز حسن خدا ساز اپنے وطن بھی جاؤنگا  
 مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہے کہ پہلے اُسے یہاں کا سب حال بیان کر لوں تو پھر اپنے  
 وطن میں جاؤں صرصر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب میں جانی گئی تو یہاں  
 خواجہ عمر و موجود ہیں وہ پہچان کر چکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ مواسار بیان کر رہے تھے  
 لیل بھی بہت کر لگا دوسرے یہ کہ وہاں کے جانے سے کیا مطلب ہے مراد ہی میں کام اسکا تمام کر اور  
 اسکو پکڑ کر لیل یہ سوچ کر ایک مقام پر بسنے کہ وہاں دھن کو ہستان تھا اور دو تک سبزہ اعلیٰ ہا تھا  
 طرح طرح کے گلاب بو قلمون کھلے تھے ہوائے سرد عبلی دم سب نفس زان تھی پہاڑ گلہ سٹ ایوان بہار تھے  
 چوہوں سے بھرے تھے شاہ بہار نے سر کوہ پر سہرے پھولوں کے باندرے تھے چشمہ لطیف و صاف  
 ہر طرف لہریں لیکر دل میا حوں کے لہرتے تھے چشمہ چشم میں تراوت آنکے دیکھنے سے آتی تھی ان انسان  
 کو اپنے اوپر لہجائی تھی درخت زمین کے مار شمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اپنے زمرہ سرانی کرتے تھے  
 عالم اس صحران کا تھا کہ بہت این سبزہ و این سحر ابو سے زخون وار و دیوانگی دستی امر و شگون رزق  
 اس صحران کو دیکھ کر صرصر نے معمار کی گردن میں باہن ڈال دیں معاف شدہ گدرا یا بدن وہ زمین  
 گرما گرم کی گرمی پہنچنا قوت حیوانی، میجان میں آئی جلد اُسے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا یا وہ فرط  
 عجب حسن سے جب بیٹھا تھا اُسے ہنگامہ ہستی اٹھایا غلیان شہوت ہوا اس ماہ پارہ نے بعد  
 خلاص آنکھوں کو گردش دے کے کھسکا کر کہا کہ اے معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحران بھی کم دیکھنے میں آیا ہے  
 اسی ملک کوکب لقیں ہو کہ بہت دور ہوا اگر تمہارا جی چاہے تو اس پہاڑ کے دامن میں کسی چشمہ کے کنارے  
 آکر گھڑی دو گھڑی ٹھہرو منسوبو یونیش کر لو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے مجھیں تو سو گیا تھا ہی



اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو و بچہ ہزار جان سے قربان  
ہو از بسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہیں ہو اسوجہ سے سادہ مزاج ہو جو آپ ہی خواہش کرتی ہو  
اگر بھولی بھالی ہوتی ہو جتنی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز و غمزہ جتنی اب دلبری کی راہیں  
دار رکھنے کی چوٹیں اسکو سکھائیں گے اور طر حصار محبوبہ بنائیں گے جب اپنے گھر میں اسکو پہونچائیں گے خوب  
نہرے آڑائیں گے پس ایسا کچھ سوچکر اُسے کہا اے جانی میری جان تجھے قربان اگر تیرا جی میرے لئے کہ  
چاہتا ہو تو آتر پڑ میں تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور نظارہ  
کاشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کھکر تخت اُسے ایک چشمہ کے کنارے اُتار کر  
اُسکے قریب ایک منہ غرغہ درختوں کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے کھول کر بچائی  
اور بیٹھا وہ نازنین پانی میں پاؤں ڈال کر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنوں تک پائے چڑھائے  
معلوم ہوا کہ شمع فانوس سیر میں سے باہر نکل آئی وہ پاؤں اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی  
معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لیٹ جاؤں اُسے کہا ٹھہر تو تو تم یہاں سناؤ گے میں ذرا تھکتے  
الگ جا کر پانی سے کھیل لوں مٹھہ ہاتھ دھو کر ابھی آتی ہوں اُسے کہا میں تجھ کو اس جگہ میں اکیلا  
نہ جانے وہ نکاشیر بھڑیے کا ڈر ہو اُسے جواب دیا کہ میں دور نہ جاؤں گی گزرو گزرتے ہٹکر مٹھہ  
دھوؤں گی یہ کھکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی میں ہاتھ ڈالا  
اُسوقت اُس بھر خوبی کے عشق میں موجیں پانی کی کنارے سے دریا کے سرکار نے لگیں پانی کے  
دلیں بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسے بھی مثل بالہ عاشق کیا غرض بسبیل اختصار ہر مقام پر  
لکھنا اس جلد کا مرکز ہر صرصر نے ہاتھ مٹھہ دھو کر ایک بیضہ بیوٹی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ  
بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سنہرے سرخ زرد لکیریں اور پھول اُسپر بنے تھے پس  
وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھائی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا اے جی  
اے جی میں مٹھہ دھو رہی تھی یہ انڈا وہاں پڑا تھا نہیں معلوم کس جانور کا ہو کہ ایسا انڈا میں نے کبھی  
اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ رنگیں مچھلی جو دریا میں نہیں ہوتی ہو وہی کنارے  
پر آکر یہ انڈا دے گئی ارے نہیں نہیں میں سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہوا صاحب  
بہن سے خوش ہو بھی آتی ہو سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہو یہ کہتی جاتی تھی اور



اس طرح کر کے کون کوئل دیتی تھی کہ نامرد و نادار کو بھی سستی آتی تھی معمار نے اسکو دھڑکنیجا اور کہا میرے  
 ساتھ سو ہوئے کما سامری قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور گویا یہ وقت سونے کا کون ہوا نہ  
 کو سونے میں یا اسوقت ہوا کبھی ٹھنڈی چلتی ہو نیند تو خوب آئیگی مگر میں سچ کہوں جان بھی جائیگی معمار  
 نے کہا واہ وہ سونا میں نہیں کتا ہوں ذرا میرے پاس بیٹھئے تو سہی اُسے کہا اور لو اب میں تجھی تم مجھ  
 جو رو بناؤ گے جمشید جانے میں ان باتوں کی راضی نہیں میں اس صاحب بخاری صورت دیکھنے کی مشتاق  
 ہوں میں صاحب بخاری ہوتے پر نہ چڑھوں گی معمار نے ایک نما اور اسکو جب خوش محبت میں کہنیا  
 اُسے کہا اچھا اچھا میں بخاری کہنہ ہوں میں جانتی ہوں کہ مردوں کے اپنے منہ کے دوسرے رحم نہیں کرتے  
 میں دیکھو سامری کی قسم میرا پنڈا بھی پھیکا ہو کسی دن سے بخار رہتا ہے اسوقت بخاری زبردستی سے  
 دل دھڑکنے لگا مگر تلو اپنے منہ کی سو جی خیر اس اٹھ کے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کیسا اندھا ہے اُسے  
 دل سے کہا کہ سونگھ کر کچھ کہ بھی دے کہ یہ اسکا اندھا ہے بس اسکو لیکر اپنے سونگھاسو دیکھتے ہی ہوش ہو گیا  
 اُسے بھا چا در بخاری اسکو کند سے خوب مضبوط باندھ کر اشارہ اٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈھیر گریہاں  
 کی لگا کر وہاں سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہوں کو تو یہ جانتی ہو اور عیارہ ہو یا نون شاطری  
 مار کر راہ کو طر کر کے اپنے لشکر میں پہنچی راہ میں کسی عیار سے بھی ملاقات نہ ہوئی اور اُسے معمار کو  
 لا کر سامنے حیرت کے ڈال دیا اور کہا نیچے وہی معمار یہ موجود ہے اب جو چاہیے اسکے حق میں کیجیے  
 حیرت نے یہ حال دیکھ کر خوشنود ہو کر اسکو پھر بہت بخاری خلعت دیا اور کہا اور صر صر اب اسکو تو لست  
 یہوشی ہی میں قتل کر ڈال صر صر نے کہا بہتر اگر یہ میں جانتی تو سرکاٹ لاتی رہ کہکشتارے سے شک  
 کھو کر نیمچہ گھسیٹ کر مایا کہ ہاتھ ماروں اور گردن اسکی قلم گردن یہاں بیان راوی کا ہر کہ کو کس نے  
 معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ لے کے دیا تھا کہ جائے تو بارگاہ افراسیاب میں لا محالہ تیرا ٹھکانہ  
 تاکہ دل اسکا افراسیاب کی طرف سے پھر جائے مگر اس سحر کی تاخیر کبھی تھی کہ معمار قتل ہونے لگا جس  
 جیسے ہی صر صر نے نیچے مارا وہ سحر کو کس کا سونے کی جرب بنگر یا میں تلو اور صر صر معمار حائل ہو گیا کہ  
 شمشیر صر صر اس جرب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جرب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ میں چالاک  
 جو نیچے صبار قمار کے گیا تھا جب اسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ میں تیر خ کے پاس یا مخرج نے کہا اور  
 چالاک متو عقب عیار گئے تھے صر صر کبھی نبی ہوئی آتی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہو میں دل سے



دعا کر رہی ہوں کہ خداوند اسمعہار کو شر سے اُکے بچائے چالاکے کہا میں جانا ہوں خبر کو یہ کہ  
 اٹھا تھا کہ جانے اسوقت طائران سحر نے اکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت میں لائی ہوا  
 قتل کر رہی ہیں چالاک یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ میں ایک حزر بردست کی صورت  
 نظر کر جیسے سامری کے پیشی بڑے جوگی ہوتے ہیں اس صورت پر بنا ہاتھ میں ایک کڑا پڑا ہونٹوٹا  
 بندھا ہوا زہار بار ہر نکلے ہوئے کسٹل کان میں ڈرے ہوئے ساتھ غیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو  
 اس صورت سے بارگاہ میں حیرت کے آیا اور صرصر بھی بارگاہ سے غائب ہو گئی اور معمار کو بچائے چلی  
 یہاں چالاک اندر بارگاہ کے جب پہنچا پکارا کہ صرصر مجھ کو شنشاہ سے ظلمات سے بچا ہو کہ جادو معمار  
 قید ہو کر پھر آیا ہوا اسکی قصدا اس تیغ سے ہر دیکھو یہ تیغ مجھ کو دیا ہو سوائے اس تلوار کے یا کسی حربہ  
 سے تیار جانے گا تم سب ہٹ جاؤ میں قتل کروں سب ساحروں نے کہا ازین چہ بھر آپ ہی ہو  
 چالاک کیجئے ہکو تو اس کے مر جانے سے مطلب ہو چالاک تیغ لیکر آیا تھا وہ ہی تیغ تو لکر آگے بڑھا مگر  
 صرصر عیانہ زبردست ہوا اسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہیں اور فرستادہ شاہ جادو وال نہیں عیار ہوس  
 پہچان کر اسنے صورت نگار سے پایا کہا اُدھر حیرت کو بھی شہد گذرا تھا کہ بروقت قتل کیا ایک  
 جوگی کا آنا یہ کوئی فقیر ہو غرض صورت نگار کو جب ایسا صرصر سے شہد ہوا کہ یہ کوئی عیار ہو  
 پس اسنے ایک گولا سحر کا ساتھ چالاک کے چلیکا اور کہا اُدھر سامری کے امت اس گولے کو اٹھا کر  
 معمار قدرت پر بار کہ یہ اس سے جلد نرم جائیگا صرصر تو بزور سحر بوشیدہ روئے ہوا پر تھرا رہی تھی  
 اور صرصر بارگاہ میں یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہو چالاک سے ہرگز نہ آئیگا بلکہ  
 خود گرفتار ہو جائیگا پس اسنے سحر پر حکم صورت کے سحر کو کہ صورت نے اسی سے یہ سحر کیا ہو رو کر دیا  
 اور ایک رقعہ قلم سحر سے لکھ کر چالاک کی کود میں پھینکا اسنے آنکھ بچا کر اس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا  
 پایا کہ اُدھر چالاک منہ صرصر میں نے یہ گولا سحر کا جان کر سحر کر دیا ہو کہ اب یہ تجھے بخوبی اٹھکا پھلے اسکا  
 اٹھنا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہو کہ اگر تو اٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہو کہ یہ اسکا  
 کام تمام کرے پس اب تو خوف نہ کر اور اسکو اٹھا کر مار اس فوج صورت نگار پر یا صورت پر پس  
 چالاک نے یہ مضمون معلوم کر کہ جلد وہ گولا جھک کر اٹھا لیا اور صرصر دیا سب جاننے تھے کہ معمار  
 پر لگانیکا مگر اس عیار طرار نے مصور پر اسکو مارا صورت نگار نے اس گولے کو آتے دیکھ کر صورت



کا جلا جاتا ہے پھر کراچی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپرین از خود پیدا ہو کر اسپر آر ہو گئیں مگر گولا جو  
 اس توپروں کو توڑ گیا مستور تو غرق زمین ہوا مگر اساحر جو سامنے کھڑے تھے انکو اٹھ گولے نے  
 جلا کر راکھ کر دیا یہ ساحر ادیکھ کر حیرت حادہ و نے ایک جینہ سحر کا مارا کہ اسٹین سے دھوان اور  
 سیاہی نکلا کر مثل چادر ظلمات کی پھیل کر قمر خج جان کھڑی تھی وہاں تک پہنچ گئی اور چالاک رخم  
 سب اس تاریکی میں پوشیدہ ہو گئے اور صرصر خوانی کجی سمجھ کر علیحدہ جا کر کھڑے ہوئی تھی وہ حیرت  
 کے پیچھے اب جا کر کھڑی ہوئی بھر حیرت نے دو کو لے اپنی انگلیا میں سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت  
 کہ کیسے ہی زیر دست جادو گر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی  
 دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقید ان تاریکی رہا ہو جائیں اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو  
 ساحر ان زیر دست کو ہلاک کرتا ہو معمار سیر مارون مگر ادب آ یا ہوا ہوا اس گھبراہٹ اور علبدی  
 میں وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو قانع تاریکی تھا اٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب میں نے  
 ہمارے رفیقان تمام کیا مگر قسمت میں غناک ہونا تھا وہ گولا جو اس تاریکی میں جا کر پڑا اسٹین صرصر اور  
 دھوان ہوا ہر کراڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد  
 کج بیوشی کے دفع ہونے کا مہمار کو شک کیا جب اسکی آنکھ کھلی آٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھ کر کہ میں بارگاہ حیرت  
 میں گرفتار بیٹھا ہوں بہت پریشان ہوا اور از بسکہ عاقل ہو سمجھ گیا کہ پھر تو کچھ آ یا ہوا پس سمجھ کر اسنے سحر کیا کہ  
 گندھ صرصر کی طلسمی اور یہ سیدھا ہوا اسوقت بارگاہ میں غفلت ہوا کہ لیجیو کھیر ہو جاتے پائے عدہ ہا ساحر  
 کے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اسوقت قمر خج نے ایک کچھاسوٹیو نکالا کہ وہ سوچیاں صدر ہا کے جگر سے پار  
 گذر گئیں ساحروں کے مرنے کا شور سیروں نے مچا یا باہر جلد جلد شکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا اگر  
 بھائی ان عیاروں کے مقتدر ہیں کون بولے یہ ایسا وار کرتے ہیں کہ گردہ گردہ لشکریوں کو بیوش کر دیتے ہیں  
 ساحر دن کے مرنے سے اندھیرا بھی ہو گیا معمار اسی اندھیرے میں اڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک  
 حیرت کر کے ایک دست کو بجا گاجب قمر خج نے انکو نکالنا دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی معمار دم بھر  
 میں قمر خج کی بارگاہ میں آ کر پہنچا چالاک بھی راہ کتر کر آیا میان غفلت تیاری فوج حیرت شکر  
 معمار وغیرہ نے قمر خج کو بجا یا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ قمر خج آ کر پہنچی ادھر خبر طائران کسرت فوج  
 کے تیار ہونے کی حیرت کو پہنچائی اسنے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہیں ان لوگوں کا اقبال بد رہی



اب وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہو لڑنا بھڑنا سانپ نکلیا لکیر کو پٹیا کروا سنے بھی طبل اسایش بجا  
 فوج نے تیاری موقوف کی بیان خرمج جو آئی اُسے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بجا یا اریار  
 نشاد کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام موار خوانی دیا معمار نے کہا میں بڑے غضب میں گرفتار  
 ہو گیا تھا مگر عیار تمہارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہیں مگر عیار اُن  
 بھی زبردست ہیں اگر کرج عیار تمہارے یہاں کے سرفروشی نہ کرتے تو میں مقرر مارا جاتا اور اسلحہ  
 اس امر میں عقل میری حیران ہو کہ اب مجھ کو وہاں پکڑ کر کون لے گیا تھا مگر خرمج نے کہا ہکو پہلے ہی  
 خبر مل گئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو میں مگر پکڑ آئی گئے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور  
 معمار تیسے کسی سے راہ میں ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لے گئے تھے معمار نے کہا مجھے تو کسی سے  
 ملاقات نہیں ہوئی مگر ان ایک عورت وہ تمہاری بارگاہ میں ناچ رہی تھی جبکہ میں بیان سے  
 بے لگا تو وہ مجھ کو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہاری عاشق ہوں مجھ کو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری  
 جان تمہارے قربان ہو میں اس کو اپنے ساتھ عورت جانکر لے گیا اور ایک کوہ کے دامن میں اس کے کہنے سے  
 ٹھہرا اُسے جھیل پر جا کر ہاتھ منہ دھویا اور ایک اندا کسی جانور کا اٹھا کر لائی اور مجھ کو سگایا کہ تیرا  
 کس جانور کا اندا ہو اُس کے سونگے سے میں ہوش ہو گیا پھر مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا گزرا اور بارگاہ  
 حیرت میں پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تمہارے عاشق ہوئی تھی وہ کسی تھی  
 وہ صرصر عیار ہمارے استاد اور والدہ ماجد کی منظور نظر ہو اور سر کردہ عیار بچیان ہر وہ آپ کو لیں  
 عیاری عاشق بنکر لے گئی تھیں معمار نے نام عیار کا صرصر شکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہیں بتو غفلت میں  
 اپنا کام کر گئی مگر اب ہمیں جاؤنگا تو اگلی تدبیر کرنا جاؤنگا اور خیر بھی تو اپنی نشانی کچھ بنا کر بیان  
 چھوڑنا جاؤنگا کہ اُنکا قابو میرے اوپر نہ چلے غرض یہ باتیں کہہ کے شراب کی باب کی صحبت میں  
 مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب باغ بادہ ناب سے گرم ہوا تو اُسے کہا کہ میں اب  
 رخصت ہوتا ہوں چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُس کے باب میں  
 کیا ارشاد ہوتا ہے معمار نے کہا اے چالاک تھنے خوب تبت پر یاد دلایا اچھا چلو میں میدان جنگ میں  
 ایک نشان اپنا گاڑ جاؤں یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے نکل کر کب سحر پر ہوا اور دریا کو قریب کھرا ایک کتہ  
 میدان وسیع دیکھ کر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولاسنگ مرمر کا نکالا اور کچھ سحر چھڑکس گولے کو میں



مارا ایک ایک اس گولے میں چم ہزار ہزار برقیں چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور گرجا  
 بجلی کی طرح وہ گولہ زمین کے اندر سا گیا اور اس قدر گڑاڑی کہ جہاں روشن تیرہ و تار ہو گیا مہار نے پھر  
 دستک دی کہ وہ گرد و مشک کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت  
 میل بطور لاٹ کے بنکر تیار ہوا ہو کہ آٹھ دروازہ آسمین لگے ہیں اور ہر دروازے پر ایک ایک برج  
 بنا ہو ہر برج میں ایک ایک حبشی قرنا منہ سے لگائے ہوئے کھڑا ہو قرنا بھی مثل صورت انسان ہو اور  
 دروازے پر بھی اس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہیں انشا اللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا  
 کے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اس نے یہ نشان بنایا ہو غرض جب یہ نشان بنا چکا اس وقت صبح  
 وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہاں سے سناٹا بھر کر چلا کہیں راہ میں اس نے نہ پھر کر دیکھا اور  
 کسی سے بات کی نہ پھر غرض منازل طلسمات طر کر کے کوکب کے پاس قلعہ کو کتبہ میں پہونچا  
 اور بران عمر و اور کوکب سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اس پر ہوش رہا میں گذرا تھا بیان  
 کہ اس طرح چالاک نے میری مدد کر کے مجھ کو بچا یا ورنہ میری آبرو اور جان دونوں گئی تھیں عمر و نے  
 سارا ماجرا سن کر پوچھا کہ معمار قدرت جادو اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہو معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلا  
 ہے اور افراسیاب کے تو اب بالکل بگڑ گئی میں مقرر اس سے لڑوں گا اس نے میرے پروردگار کو لیاں  
 دین اور کہا کھڑا رہا تیرہ سرخیرہ روزگار کمان جاتا ہو خواجہ اس وقت چالاک میرے پنجہ میں تھا  
 اور میں اس کے گھر میں تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہہ کر میں چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا  
 تھا مگر اسکی جو روئے اسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب جا ہو تو اس سے مل جاؤ مگر میں نہیں ملونگا  
 اس میں کچھ ہی کیوں نہ میرے لیے ہو جائے اب میں بیابان گریز میں جاتا ہوں کہ ماناک وہاں کا  
 جہاندار شاہ قدرت نیرہ جمشید ہو اور مجھ کو فی الحال اسی کی ذات سے تعلق ہو اور  
 جہاندار شاہ طبع تصویر جمشید ہو اس کے بیان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہو اور حکم نہ حکام دیتی ہو  
 میں جا کر جہاندار شاہ سے سب حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دوں گا  
 اب صبح وہ میرے مقدمہ میں حکم کرے اسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا ہے اب اگر کوکب و شنفیر  
 سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب کے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی تو کھانا کھا کر اسودہ ہو تو پھر جانا  
 اس نے کہا مجھ کو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا ادا اس سے ایک دن پہلے سے میں دربار میں جہاندار



کے نہیں گیا تھا اب مجھ کو آپ جانے ہی دین کو کعب نے کہا سدھاریے معمار وہاں سے اپنے انیشون اور خواصوں کو لیکر اسی طرح مکانات سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُس کے جانے کے عمر و نے کو کعب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجھ کو آپ نے بلایا تھا وہ تو اے کو کعب پورا ہوا پھر اب مجھ کو بھی رخصت فرمائیے کہ جا کر حال لشکر کا دیکھوں اور بران نے کہا مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤں اب جب تک کہ افراسیاب کو میں مار نہ لوں گی میں مجھ کو نہیں ہی کو کعب نے کہا خواجہ مجھ کو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بڑا کبھڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے باقی ہے اور تم کو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونوں صاحب یعنی بران اور تم بیان استقامت کرو جبوقت مناسب ہوگا میں تم کو روانہ کر دوں گا عمر و نے کہا بہت اچھا عرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور علیہ عشرت بران نے آراستہ فرمایا اسوقت کو کعب سے بات کلمہ کیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان بیان سے کتنی دور ہے یہی کو کعب نے کہا کوئی بیس پچیس روز کی راہ ہے عمر و نے کہا تو ہم دو تین روز میں جا سکتے ہیں کو کعب نے کہا بغیر استغانت کسی ساحر زبردست کے وہاں جانا دشوار ہے خواجہ یہ ملکوں کی سرحدیں ہیں یہاں بڑا انتظام ہے بادشاہ نے کہا ہے کہ ایسا نو وقت ہے وقت کوئی غنیمت چڑھ آئے ملک ہاتھ سے نکلا جائے عمر و نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کلمہ مصروف عیش و نشاط ہوا وہاں ملکہ حیرت جادو کو بھی خبر پہنچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہے اُسے مفصل خبر دریافت کر کے افراسیاب کو کچھ بھیجا پنجہ ہائے سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہنچایا وہ فوراً سوا ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا کیسے بن شہاب و شہاب جادو نے عرض کیا کہ حقیقت میں معمار قدرت ایک نشان اپنانا کے چلا گیا ہے افراسیاب نے کسی ساحر کو مدعو کر کے اسکو واسطے دیکھنے اس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا انھوں نے جا کر برج کو دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان میں لیا بنا ہوا ہے کہ جب تک معمار قتل نہ ہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہے بیان وہ آکر قلعہ بنائے گا افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اس برج کی تو کیا اصل ہے اگر ہزار برج معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اسکو آن واحد میں بیا دفنائیں ارادوں اور



میرا اس برج کے بنانے میں نقصان ہی کیا ہو وہ چاہے تو سارے شہر میں بچ اور قلعہ بناتا پھرے  
میں کیا اس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجھ کو فقط خیال یہ ہو کہ ساکنان بیابان گلر زیا لک تصور  
خداوند جمشید میں اُسے بگاڑنا اچھا نہیں ورنہ ابھی اس برج کو میں توڑ دالتا اور معمار کو اگلیں  
کپڑے ہی لیتا تو ہسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجتا اور حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمر و نے کچھ  
بیابان گلر زیا کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہیں اور میں ہر سال لاکھوں دیپوں کا تحفہ فی الف  
اس سبب کہ یہ نیزہ جمشید ہو اور مالک تصویر ہو تو اُسکو بھیجا کرتا ہوں لہذا گر جہاندار یہ سب  
حقیقت سنے گا تو یقین ہو کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہو کر نہ کرے گا اب اُسکو  
اس حال سے اطلاع دینی لازم ہو کہ وہ خود معمار کو کپڑے میرے پاس بھیجے یا اُسکو وہیں خود قتل  
کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا بھادور معمار اس سے کسی طرح لڑ نہیں سکتا یہ کہہ کر موجب اہمیت

دیر نویسندہ را گفت شاہ	کہ پیش آر قرطاس مشک سیاه	ایکے نامہ نبشت از رنگ دار
برادر کردہ صد گوہ رنگ و نگار	چو قرطاس عینی شد از باد مشک	نمودند مہرے بران پیر مشک
بود سپرد آن بہ پیش دان	سرفراز و بیدار دل بخردان	در گنج بکشا دافرا سیاب
ز روی کہ بد جامہ با آب تاب	رونیار و دیبا و سر دحریر	ز مہر و زافر مشک و غیر
ہم از یارہ و گوہر شاہوار	ہم از طوق و زافر و گوشوار	پہستندہ در پیش خادم چہل
برو بر گزشتند شاداب دل	چو صد پستار با ما ہر وے	بر فتنہ شادان دل تازہ روے

یعنی لاکھوں روپیہ کا مال و اسباب جو اہر پوشاک وغیرہ چار سو قریبے شراب عمدہ کے اور خوراک میں  
حسین جو بصورت غیر سب ہمراہ نامہ دار کر کے روانہ فرمایا اور نامہ میں مضمون پیشی عطار و رقم نے تحریر کیا  
نامہ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلر زیا یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو  
تسضمن بہ مضامین محبت اگلیں درخواست طرفداری خویش در پردہ مؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید	بر لاتے ہیں جو ہماری امید	پھر وصف لکھوں میں ساعری کا
ہر سلسلہ جن سے ساحری کا	توصیف نقا قلم لکھے کیا	بندون یہ ہر نیران وہ ایسا
تکلیف دستم اٹھاتا ہر وہ	فارس نہیں اُنکو کرتا ہر وہ	حزہ یہ ہر رحم اسکا ایسا
بندون سے ہر بھاگا بھاگا پھرتا	اور اُسکے سوا ہیں جتنے معبود	رتبہ میں ہر اک ہر اک سے اقرب



<p>ہو باغ خدائی کا ہر اک گل از روئے ادب ہو ترک ولا گلدستہ گلشن جوانی درج درج سر بادشاہی سرخیل شان جلا عالم تیری رہے نسل تاقیامت تھر بگردن بیان کا کیا حال گندم کی طرح پسے ہیں دانہ ہم سب کا ہوا فلک عدوی حیوانوں نے چھٹ گئے ہیں مسکن نا تم ہو خوشی کی انجمن میں زنگس ہو رنگ چشم حیران بلبل کو نہیں ہو گل کی یاد لالہ کا ہو داغ دل نمایان کرتے ہیں فساد بان فساد عیاروں سے ناک میں ہوا بدم آرام نہیں مجھے کسی دم ہو اس لیے اور آشکاری کو کب کہ تھا اپنا پیر بھائی وہ آنکا ہوا ہر دل سے غمخوار بر باد ہو دین ستامری کا ہر سب کو عداوت ہے منظور یہ حال تو ہو گامت کو معلوم</p>	<p>سو جان سے چین کے ہمین بیل اب مطلب دل کا کچھ بیان ہو نوبادہ باغ کامسرائی رونق و تاج و کشور تخت سر حلقہ داوران اکرم پونچین تجھے تحفہ تسلیم ہر ایک بشر کا ہو برا حال نظرون میں ہو میری خار گلشن غل آہ و بکا کا کو بکو ہو آ ہو بھی جدا ہوئے ہیں بن سے گل کو بھی ہو بیکلی چمن میں قمری سے جدا ہوا ہو شمشاد گلشن میں صبا ہوئی ہو براہ کا شا ہو کھٹک رہا جگر میں غم دیتی ہو ہکو جان شادی ظاہر ہوئے تپے میرے حالات غم سے ہو میرا عجیب عالم جو اپنے تھے دوست بل سے پار کی اُن سے بھی ہے اب جدائی کچھ دین کا پاس ہو نہ الفت اب متا ہو نام ساحری کا منج کی شریک سب ہوئی ہیں مدت سے ہو اسکی ہر طرف دھوم</p>	<p>کب وصف بیان ہو ہمسہ اُس سے جو محب دوستان خواص محیط آشنائی زمینت وہ جاہ و لشکر تخت اللہ رکھے تجھے سلامت گلدستہ انجمن ہو تعظیم گردش میں ہو آگیا زیارت اب دوست بھی ہو گئے ہیں دشمن گھیرے ہیں مخالفان پرفتن بو گل سے جدا ہو گل چمن سے نظرون میں ہو خار اب گلستان ہو قیسا الم میں سر و آزار سنبل ہو مثال موہ ریشان مشر ہو بپا ہر ایک گھر میں ہر گھر میں پڑا ہوا ہو ماتم اب نظرون میں میری ن بیتی ہو سب سے زیادہ بقراری دشمن وہ ہوئے ہیں اب ہمارے آئے ہوئے ہیں بیان جو عیار دشمن کی طرح سے ہو عداوت طاؤس دہار اور خنجر جی توڑ کے ہم سے ٹر ہی ہیں اب اور نئی سنو روایت</p>
---	--	--



ہو آئینہ سان مجھے یہ حیرت	ہو ساحری جتنے آب و گل میں	جمشید بسا ہوا ہر دل میں
جو بندہ خاص سامری ہیں	آب آنکی طبعیتیں بھری ہیں	معمار جو ہر تمھارا سودا
ہو اسکو بھی سامری سے انکار	دین اُسنے عمر سے ملے کھوٹا	یاں آکے ہوا سنے بس بویا
آثار تمام اُسکے ہیں بد	تیار کیا ہو ایک گنبد	منظور ہوا ہر سہمے لڑنا
تیار ہی قصہ سحر کرنا	بس لکھتے ہیں تلو دوستی سے	جب نامہ ہمارا تلو پہنچے
معمار کو کر کے تم گرفتار	یاں بھیج دو ہر یہی سزاوار	ہو دین تمھارا جو وہ اپنا
کب ہوگا بھلا تمہیں گوارا	برباد ہو ساحری کا گلشن	ساحر تو حزمین ہوں شاد دین
الفت کا یہی ہو اب تقاضا	یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھا	الفت کا قلم نے پنا جامہ
اب ختم دُعا پہ ہو یہ نامہ	تم تخت نشین رہو بصد شان	ہو ملک تمام زیر فرمان
دشمن کا جگر ہو پارہ پارا	دشمن کا جگر ہو پارہ پارا	ہو زیر نگین تمھارے شاہی
آب ماہ سے لیکے تا بامہی	یہ نامہ تمام کر کے ایک معتد خاص	کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب

تختہ جات کو تخت و قیلاں سحر پر بار کر کے رہا اسے منزل مقصد ہوا اور راہ بیان گلہ زنی کی  
طلسم ہوش ربا سے بھی ہو بس اسی راہ سے بعد قطع منازل دطو مراحل کر کے داخل بیابان کو  
ہوا اور ہر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شہ فی امین  
چارہ کیا ہو معمار از بسکہ ہوش ربا میں دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی سب  
سے گھر پہونچ کر دربار بادشاہ میں نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ  
میں جا کر جلد ماجرا فرمایا اور کوکب کی لڑائی کا اور مغزوری شاہ ہوش ربا کی اور اپنا دلت  
پانا سب بیان کر دیں پس ہو تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا  
اور ایک دن تو کوکب کے بیان اسکو گندا تھا ایک روز راہ میں تیسرے روز گھر میں اپنے رہا  
وہاں اس عرصہ میں نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار میں جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ  
نامہ دار شاہ جادو دان افراسیاب کا دو کا آیا ہو اُسنے اپنے تہان کے سردار بہلاستقبال روانہ کیے  
کہ وہ لوگ پیشوائی کر کے نامہ دار کو دارالامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعراہ تعلیم  
سنانے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر خبر کیا اور بعد ادب سے تختہ جات جو ہراہ لایا تھا پیشکش کیے



اور نامہ سرست کھول کر ہاتھوں پر رکھا جہاں دارشاہ نے نیم قدر انگڑا کر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ  
 سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونوں یہ مصاحب خاص ہیں انکے حوالہ کیا کہ اس  
 پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ لگا لکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار انکے ابناء جنس سے ہر  
 اسوجہ سے ناکس سے حسد رکھتے ہیں نامہ کو خوب نک مچ لگا کر شریعہ مضمون نامہ معلوم کر کے جہاں دار  
 کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب  
 طلسم ہوش ربا میں حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے  
 مارے پھر نیلے سامری کے مسدود دین گدھے لٹیکے اور سنگ تو بہ توبہ عفت عفت گر نیلے افراسیاب  
 خداوند ساحران ہو اور اس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو گیا ہوا تھا جو تان جا کر تھرا  
 کچھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ سہرا خوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ شکر قائم جادو نے عرض کیا  
 کہ اگر نیرہ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہو وہ آپ کو اور کسی کو خیال میں کب لانا ہوا ہے  
 نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہے ہمیشہ سے اسکی عادات خراب ہیں ایک دنی تو اسکی یہ حرکت ہو کر  
 لوگوں کی ٹرکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہے اور فرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہیں جانتا ہر اہل شہر کے  
 لاکھوں روپیہ اُسپر آتے ہیں بسبب خوف کے وہ بچا بچے خاموش ہیں اور شہر یار عمر و کسب و کسب میں  
 اسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دے کے ہونگے وہ لالچ میں آکر مل گیا ہوگا اور یقین ہو کہ لالچ میں آکر وہ حضور  
 کے دشمنوں کے در پی ملاکت ہو تو کیا بعید ہو پس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہیں یہ تو ضرور ہے کہ اگر  
 طلسم ہوش ربا میں وہ قید ہو کر جائیگا تو وہاں عیار اسکے دوست اور طرفدار موجود ہیں وہ قتل  
 نہونے دینگے لہذا ہمیں سے اسکا سر کاٹ کر بھیجا چاہیے جہاں دارشاہ نے حالت غضب میں  
 رائے انکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک نصر عالی شان  
 میں باغ از تمام مترا تر دایا طلعتے ناچ کے بھیجے بکا دل نے لذت وعدہ کمانے پکا کر کھلائے وہاں تو یہ  
 جلسہ جادو لالہ مارے میں حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاں دار نے دیا فوراً ایک دستہ مع جود اسطفا  
 کے روانہ ہوا اور معمار سے جا کر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہے معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہے جب  
 بادشاہ نے اسقذت تاکید بلانے میں فرمائی ہو پس اسی وقت لیاسن رباری سے آراستہ ہو کر  
 طاؤس سحر بر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے منہ پھیر لیا



نفرت ظاہر فرمائی اور کہا اے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش ربا میں  
 گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادو دان افراسیاب ذیشان مجھے شکایت فرماتا ہوا دیکھنے میں  
 پاسداری دین و شکایت آمیز مجھ کو لکھا ہوا معمار نے جواب دیا کہ بادشاہ کیوان کلام کو کب  
 رخصت میرا بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھے دوستی ہو اسنے مجھ کو بھیجا تھا اور مجھے حال  
 افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھے وہ لڑتا ہے پس میں نے چاہا کہ میں جا کر افراسیاب کو  
 سمجھاؤں اور دونوں میں صفائی کراؤں کہ میں ملو اگر جھگڑا سناؤں چنانچہ اس عزم پر جب داخل  
 طلسم ہوش ربا ہوا دوبار مجھ کو عیارہ سے گرفتار کر کر ڈلتین دین اور میرے قتل کا درپور باسامی نے  
 مجھ کو چاہا اور یہ سانچہ پیش آیا اسوقت میں نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے اسکے دھمکانے کو بنایا  
 اور آپ سے اطلاع کرنے کو دھان سے چلا آیا ایک روز گھر میں رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے  
 بلا بھیجا اس میں میری کیا خطا ہو افراسیاب متکبر اور مغرور ہو گیا ہو جہاں دار نے یہ کلمات سنا کہ  
 او بد زبان شاہوں کی جناب میں یہ گستاخان اگر وہ متکبر اور مغرور ہو تو ہم پہلے ہو چکے تجھ کو اب  
 کو کب کی ملاقات ہو ایسا گھنڈہ ہو کہ ہم لوگوں سے دعویٰ ہم ساری کرتا ہو تیرا کاسہ دماغ خود بولے  
 کبر و غرور سے ملو ہو گیا ہو خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بچ کر چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچکا  
 یہ کہہ اسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینہ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیہ خداوند  
 جمشید ہو تو معمار گرفتار ہوا زلبہ یہ بنیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہو معمار کی کیا حقیقت ہو  
 اگر افراسیاب کو کب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ بھی مغلوب ہوں پس  
 معمار قدرت بحسب حرکت ہو کر گر پڑا پس اسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا  
 معمار کو اس میں بند کر کے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو توقید رکھ کل میں سگول  
 کرونگا اور سراسر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجوں گا مقیم یہ سنا کہ اسکو لیجاؤں اسوقت  
 قائم جادو نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ میں اپنے مکان میں قید کرونگا  
 اور بیت حفاظت سے رکھوں گا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اسنے عرض کیا کہ پھر میں اپنا سحر اسپر  
 قائم کرتا ہوں یہ تو اب بے بس ہو چکا جی چاہے اسکو مسخو کر لے ہاں اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ  
 مشکل سے مسخو ہوتا آپ اپنا سحر اسپر سے اتار لیں یہ کہہ کر خوب سحر میں اسکو جکڑ کر بادشاہ سے



سحر رد کر آیا اور نفس کو تخت سحر پر رکھ کر کئی سو ساحر گرد و پیش اس کے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے  
 پائے ہوئے اور منتر جتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے قائم جادو اسکول اپنے  
 گھر میں لایا مکان اسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روئے زمین تعمیر تھا اور  
 آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری شکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار  
 چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازموں سے کہا کہ یارو ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا سلوک  
 نہیں کیے میں اب گرتے ہو سکے تو ہمارے احسانوں کے بدلے میں جا کر کوکب اور عمر  
 سے ہمارے اس حال کی خبر کر دینا میں تمہارا ممنون احسان تا بہ زلیست رہونگا سب ملازم  
 اس کے کلمہ کو شکر روتے لگے اس میں قائم معمار کو لیکر اپنے قصر میں داخل ہوا اور معمار کے  
 ملازموں کو گھر کا کیوں نجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہو کر پھرتے اور قائم  
 نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہی وہاں لا کر حچیت میں نفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہنچا  
 ساحروں کا مقرر کر کے باطنیان تمام متکس ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پہ آئے ہر ایک سا حرتو  
 یہ سمجھ کر کہ دریا میں رہنا مگر سے بیا جھان نہیں اگر ہم کو کسے خبر کرنے جائیں اور بادشاہ سنے تو ہمیں  
 آفت آئے اس سے مناسب ہو کہ خاموش ہو رہیں ہر ایک خاموش ہوا ایکسا حرکت براخیز خواہ اور  
 تک حلال تھا شہناز جادو نام اسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر  
 حق نکال دیکھیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچ کر کسی حلیہ سے اسے سفر اختیار  
 کیا اور بیابان گرنیک کے باہر نکلا سیدھا سرحد طلمس نور افشان میں آیا کوکب کو تو بزدل سحر معلوم ہی  
 تھا کہ آفت ضرور معمار پہ آئیگی پس پہلے لگا دے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً  
 اسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدادی کہ ای کوکب مجھ کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپ نے شفیر  
 میں اسی وقت ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکی کمر میں پڑا اور قلعہ کو کتیہ میں لے آیا سلمنے کوکب کے پہونچایا  
 جب یہ کوکب کے رو بہدیا تسلیم کر کے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونے کا  
 عرض عرض میں لایا اور کہا کہ کل وہاں کیا جائیگا اور سر اسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عروہ حال  
 شکر روتے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہیں وہ بیچارے کیا مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور آفت میں  
 پھستے ہیں اگر میرا جانا بیابان گرنیک میں ہوتا تو میں معمار کو اس قیامت سے رہائی حکم عداوتیالہ



جہاندار کے دربار میں عیاری کرتا اور ایسا اسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنوں کو یاد کرتا کہ ان عمر کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہے کہ کمر بادشاہ سے کہا کہ اگر مجھے آپ ہاں پہونچا سکیں تو برائے دین و مذہب خود جلد لیجیے تاکہ میں کچھ کوشش وہاں پہونچ کر دن کو کب نے کہا کہ خواجہ میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ وہ راہ نہایت دشوار گزار ہے ہم لوگ نہیں جاسکتے وہی لوگ جاتے ہیں جسے جہاندار سے رسم دیا ہے وہاں کے رہنے والے آمد و رفت رکھتے ہیں اور دوسرے اگر دروازہ ملک سے تلو بچلون تو راہ دور بہت ہے اور ممکن نہیں کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری دے تمہارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہاں پہونچتا ہے سحر برابر اسکو خبر دیتا ہے اب رہا پوشیدہ راہ سے جانا وہ راہ ہے کہ جسکے مابین میں زنجیر آتشیں عائل ہے ہمارے بزرگوں سے ایک عمل چلا آتا ہے کہ جو کوئی وہاں جانیگا قصد کرے تو جائے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر بخوبی زنجیر کو پہچاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سوا ب تین دن کا وقفہ باقی نہیں رہا جب تک میں اور تم اس عمل کو پڑھو نگا اسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہ شہنشاہ زنجار و کو عمدہ مقام پر آکر دایا ہاتھ منہ آسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان آسنے مہیا کر دیا اور خواجہ سے اس باب میں مشورہ ہونے لگا اور جہاندار نے دعوت وغیرہ کے اچھے افراسیاب سے کہا کہ جب تک آپ کے مزاج میں آئے یہاں تشریف رکھیے اور اگر جانے کو چاہے تو تشریف لیجائیے بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیا کہ میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپ کے ٹکٹے کے بموجب میں بھیج دیتا ہوں اور میں بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہوں اچھی یہ پیام شکر شادان و فرمان خصص ہوا بادشاہ نے بہ عزت نام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا اچھی ہند کو خدمت بادشاہ جادوان میں آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معروض بیان میں لایا بادشاہ نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا اور صرب بچلا پر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت میں ڈوبنے لگی دھوپ چلکئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے محبت کو کب میں پھر دہی کر معمار کی سہائی کا نکالا کو کب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہو سکتا ہے کہ آپ اس زنجیر تک مجھ پہونچا دیں کہ جو مانع قفس بیابان گلر نہ ہو اگر آپ وہاں کے لے جانے میں انکار کرئیے تو میں کسی طرح نہ مانو نگا اور آپ کو ضرور وہاں تک پہونچاؤنگا کو کب نے کہا کہ وہاں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسکی



صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤ گے اور اگر صورت بھی بد لوگے جب بھی نہ جاسکو گے پھر کیا ضرور ہی  
 سفر کی رحمت اٹھانا اور اگر ساحر سینگے کہ کوکب بیابان گلرزمین کیا تھا گر جانے کا تو نہیں گمان  
 صورتوں میں مناسب نہیں اُدھر باناسم و نے کہا کچھ ہی کیوں نہو آپ محکو پچھلے جب عمر و نے بہت  
 اصرار کیا مجبور ہو کر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کر کے عمر و کو بٹھا کر روانہ ہوا اور  
 اپنے طلسم کی سحر تک سیر کرنا گیا جب ان سے آگے بڑھا خواجہ کو پوچھا میں ڈاکٹر اڑا اور  
 قندیل فلک ہو گیا اور سنا مارے ہوئے سرحد بیابان گلرزمین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے  
 سنائے میں زمین پر اتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھ کر آپ پھر بلند ہو گیا عمر و کی آنکھیں  
 متوج ہو اسے بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قاب  
 میں محبین ہو گئی اور پائے ثبات نے جوابے یا ہی دل میں آیا کہ اے عمر و تاپاے داری بگرنہ گرد تو  
 پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلہ نکلنے تھے پہاڑ کے درے  
 وہاں اژدر آتش نشان تھے صحرائیں بگولے سیاہ رنگ کے اڑتے تھے اور درختوں پر گرتے  
 تھے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہیں درخت خاردار اور چلبے ہوئے  
 نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈھاتے تھے تپے کڑا کھڑاتے تھے گویا درخت بھی زبان پرک سے  
 یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گلرزمین کے نخل ہستی تیشہ سحر و نیزنگ سے یہاں قطع ہو گا خبر دا  
 یہاں ہرگز قدم نہ کھنڈا دہ ان بلیات کے جب عمر و نے دل مضبوط کر کے قدم آگے بڑھایا  
 یکایک زمین سے غبا ہ رنگ اڑا اسکے بعد تمام جنگل لال ہو گیا آنکھیں خوجا کی بند ہوئیں  
 اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہرمت آگ لگی ہو دل سے کہا دقتا ر بنا فذاب النار پروردگار عالم  
 بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہو جب خوب غور کر کے دیکھا تو آگ نہیں ہو گلہائے مسخ رنگ  
 قلعہ کوہ سے تاپا اٹھیں کوہ اور دشت میں کھلے ہیں جنگلی سرخی سے تمام جنگل آتش بار ہو رہا ہے  
 نیزنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب ہی آگ گل ہو گئی ہو اور صحرا سرخ روئی بھی جتنا تپ  
 دل بہار میں بھی آگ لگانا ہو خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلوں کی کھل گئیں  
 اور انکے اندر سے پتلیاں چھوٹی چھوٹی خوش رنگ باہر نکلیں اور پکاریں کہ اے آنے والے بیابان گلر  
 کے تو کہاں ہو یہ کلمات جو خواجہ نے سنے سمجھے کہ تم مسخ و سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہاں گرفتاری



سامنا ہو بس یہ سوچ کر آپ نے کلیم کو زنبیل سے نکال کر اڑھ لیا اور غائب ہو گئے وہ بتلیان تار  
 تو کہہ ہی پکارا کہین از بس کہ کلیم کے سبب سے خواجہ مسحور ہوئے تھے اسوجہ سے انکی صدائے کچھ  
 اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اس جگہ اُن تیلیوں کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مار کر گرین اور  
 ٹوٹ کر مرغ خوشنارنگ بنکر اڑھ گئیں وہ درخت پھولوں کے بلند ہونے لگے اور کلیوں نے خشک  
 یہ شکوہ چڑھ کر کہ پر نیراوان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے دینے کیوں جاتی ہو ابھی شہر  
 ایسا نہ کہ تم خود مور و صدالزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشنارنگ یہ کلمات سن کر شانوں پر گر  
 بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چھپائے کہ خواجہ باوجود کلیم اڑھے ہونے کے محو ترغ  
 مرفان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ بھی دعا پائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر انکی  
 نغمہ سرائی کا آپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولوں پر گڑو کر رس انکا پینے لگے اور سندھ  
 کلیوں اور پھولوں کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور انھیں غائب ہو گئے درختوں کا بھی کچھ دیر  
 میں نشان باقی نہ رہا اسی طرح کا صحراے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمر و کلیم اڑھے ہوئے  
 پھر آگے کو قدم زن آدا پھر غلغلاہ شور و شورایا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہو پرکے گھر میں جلا آتا  
 ہو اور ہم سب کو اندھا بنا یا ہو کہ دکھائی نہیں دیتا ہر عمر و نے دیکھا کہ آپ نئی طرح کا طلسم دیزنگ  
 اس دشت پر خطرین ظاہر ہونے لگا ایسات

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات	کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات	کبھی گھر آیا بادل خوب گر جا
چمک کر برق زخیر شعاعوں کا برس	پھر اسکے بعد یانی خوب برس	کہ بھیکے کوہ بھی اور سارا صحرا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو	چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو	مقابل اسکے آکر بن گیا مور
نہایت جو بصورت صاحب در	وہ کوکا اور ہر جانب پکارا	ہوا دان چار لشکر کا اتارا
گھرے اس پر شکل ابروہ سب	نظر آنے لگا دن صورت شب	کلیم اڑھے ہوا دان سے گزرا
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان	مگر اک نخل سے دو سو خوشرو	اُڑے اور آئے اسکے قرب پہلو
رہی اسکی زدہ جرات زدہ زور	زمین و آسمان سے اک تھا شور	کہ آؤ ساحران ملک طراف
نہایت فک سے مطلع ہوا صاف	یہ سنتے ہی کئی سو فیل بدست	ہوئے موجود سر پہنے کیست
زمین میں بہت فیلوں کو گارا	اکھاڑے نخل سب نخل آ جاڑا	بکا یک دوز جوان جست مارا



ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار	صدادی نے ہم آئے اب نہ گھبرا	قوی رکھ دل خدایر کر پھر وسا
یہ سنتے ہی اسے پھر جوش آیا	ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا	ہوا اشفات میدان صغرت دل
نیا یا کوئی بھی اسے متقابل	اسی صورت سے خواجہ عجائبات اس حکل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے	
روانہ تھے جب کلیم اتار تے تھے آفت میں گھر جاتے تھے پھر ڈر کر کلیم کو اڑھ لیتے تھے اور پھیلے پھر نہیں		
کو کب انکو لیکر بیان آیا ہی تھا کچھ عرصہ میں وہ زمانہ گایا کہ قبا ح ظلم ظلمت شمس لوح طلا، احمد خورشید کو		
جسب مغرب میں رکھا اور نیرنگی بدیلے عالم میں کو کب ہاہ و ککشان کی کلاہر ہوئی کہ ایسا ست		
فلک نے لیکے ستمہ بردہ میں شب	جایا اور ہی صورت کا مطلب	چھیا دل خوف سے باس اگلی شام
مزا جو نے بھی چاہی رسم آرام	قریب شام عمر و عالی مقام اس صحر کو طر کر کے ایک ایسی جگہ ہو گیا	
کہ چار طرف تو پہاڑوں کو سد راہ دیکھا اوچھے پہاڑوں کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہلاتا تھا		
وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے ان پہاڑوں اور دریاؤں کے بیچ میں براہ راستی مگر		
دیان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشیں قد آدم زمین سے بلند کھی تھی اس پہاڑ کے سرے سے		
دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اس زنجیر سے شعلہ آتشیں نکلا		
ہر طرف کرتے تھے اور زمین پر لگے گرنے سے نئی نئی آفتیں پیدا ہوئی تھیں یعنی وہ شعلہ زنجیر سے جھڑک		
زمین میں سما جلتے تھے اور زمین سے پتلے آتشیں تلواریں برق کر دار ہاتھ میں لیے نکلتے تھے اور		
پرواز کر کے گرد اس زنجیر کے طائرؤں کی طرح جکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آ کر غائب جاتے		
تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گھماے بو قلموں آگے تھے اور		
ان پھولوں سے چہرے انسانوں کے نکلا کرتے تھے عیرو نے جو اس زنجیر کو دیکھا مسلاوہ ہوا		
کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہو آہ خدوہ فقلوہ ثم الجیم سلوہ اسی کی اور بیان کے ساکنوں		
کی شان میں آئی ہو اب ای پروردگار عالم کس طرح اس طرف جاؤں کیا مگر پھیلاؤں اسی		
سوج میں ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر		
اسی بحر مکاری میں غوطہ لگایا کوئی گوہر دراز پایا آخر دست فطرت میں ہر طرف دوڑنے لگا منزل		
مقصود پر پہنچ گیا خیال میں گذر کہ اچھر و قرعول اور باد مہرے حضرت جبریل کے باندہ صکر		
اس زنجیر کو فراجا سوائے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی ہر بس یہو جکر آئے ایک		



ساحرہ حسینہ و جمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیوں کے ابھرے کان لالچین  
 قد بلخ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھ کر سر گرم فریاد کر کوئے نہایت قرار غلامہ یہ کہ عجیب  
 حسن کی بہار ہندی ماسے پر لگی ہوئی پیشانی سینہ در سے رنگی ہوئی سرخ اڑھنی جواہر دوز  
 ادر سے ہوئے انگلیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ نگار گلے میں ڈالے پٹیان نکالے موتیوں کے  
 سمرن ہاتھوں میں باندھے گریبان پر سے دو چٹا ہٹا ہوا سینہ پر چکنو کا دکن انگلیا سے چھاتیوں  
 کے رنگ کا بھوٹے نکلتا انگوٹھیاں ہاتھ میں لعل والی ماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی  
 دوپٹہ کی باندھ کر قزغول اور باد مہر سے حضرت جبرئیل کے نکال کر بانوں میں باندھے کہ جسکی تاثیر  
 سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طو الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گئے ادر سے ایک طرف گئے  
 زنجیر کے آکر گلیم اتار کر روئے ہوا پر اسنے ساٹا جسٹ کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کہ کئی کوس پر جا کر گریگا  
 زنجیر تو بیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان میں وہاں غلطہ بلند ہوا کہ لیتا  
 لیکر نہا جانے نہ دینا یہ کون سا حرہ ہو کہ جو ایسی زلیزلہ اس طرف سے جاتی ہو مگر کیفیت سنیں کہ  
 کوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل میں غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر نزو سے ٹھہرا تھا  
 اور بڑی دیر سے سحر بٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے پیر اس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ  
 سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوش ربا کی ہو جو ہمارے ملک میں جاتی ہو  
 ایسی کوئی اولوالعزم ہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادر سے گزری جائے  
 بھی دو اور اسکو یقین کہ باؤگے بھی نہیں کہیو تو کہ کس سنائے میں جاتی ہو یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد  
 میں خواجہ زنجیر کے اس پار چا کر گرے ہر چند شعلہ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت باد مہر خواجہ تک  
 نہ پہنچے اور یہ جب دھڑ زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان میں آگ برسنے لگی اور  
 ایسے شعلہ ہائے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاں دارشاہ اپنے  
 قصر میں بیٹھا ہوا تھا اسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد دگر گئی ڈھیر  
 دفعہ آواز تہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاں دارشاہ گھبرا گیا اور بکا  
 کہ یا خدا وند اے خدا مدد چہ شیدا الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندوں کو اسی طرح تمام دیر  
 مصروف دعا رہا یہاں خواجہ نے اس پار زنجیر کے آکر غلطہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اڑھ لیا



اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غافل رہا تو  
 کوکب روتے ہوئے اسے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور انکی جرات پر تعجب ہو کر عیش عیش کرتا تھا  
 اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہ کسی آفت میں گھر جاؤں کہ نہ کہ یہ مقام  
 خداوند جمشید کی شبیہ کا ہو اور بعد موقوف ہونے اس شوہر در ہنگامہ آفت نیز کے جہاندار شاہ و  
 نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرورت آج کوئی غیر ہماری سرحد میں داخل ہوا ہے جو یہ ساخہ پیش آیا ہے  
 ہر ایک نے دست بستہ عرض کی آپ بیچ فرماتے ہیں آپ بنیرہ جمشید میں آپ کو سب حال روشن کر  
 لیکن محافظان بیابان ملک قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض کرتے جو کوئی آتا  
 خبر ضرور دیتے اُسے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہے کہ محافظان بیان نے اُسکا پتا نہیں پایا ہے لوگوں  
 نے کہا نامہ دار شاہ افراسیاب جو رخصت ہوا ہے انھیں میں سے کوئی خواص ساحر زبردست  
 شاید سیر کرنے رہ گیا ہو وہی کسی جگہ آگیا ہو گا جہاندار نے کہا اب میں دادا جان کی تصویر کو  
 تکلیف دون اور اُسے پوچھوں تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہو گا کہاں تک  
 چھپے گا یہ کہہ خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو بھانڈ کر آگے بڑھے اب یہاں وہ کوئی آفت  
 نظر نہ آئی انھوں نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقام  
 قلعہ ہو اور یہاں اسنجان ہوں یہ معلوم کر کے ایک جگہ ٹھہر کر ساحر سے انھوں نے صورت  
 انبی ساحر کی ایسی بنائی کہ انوں میں کنڈل ڈالے ہا انھوں میں لوہے کے کڑے پہنے جھولانے میں  
 دھونی پتھری باندھی کھنور چین کی تمام جسم میں لگائی کھڑا دن پانوں میں ہنکرا لایا تھا میں لیکر  
 یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحرائے سبزہ زار و نواح و لکشاہو کہ  
 سبحان اللہ ہر طرف تختہ لالہ دیا سمن کے لگے ہیں گھاسے خدر و بھی کھلکھلاتا جوہن کھاتے ہیں  
 رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہیں یا ستارے فلک صحرائیں نکلتے ہیں کہیں گیند اکھلا کہیں  
 جہانمن کا بھول چک رہا گل شبو کی خوشبو سلی ہوئی ہر گلون کی چک سے چاندنی جھلکتی ہوئی  
 سلی ہوئی ہر طرف جوش بہار ہر دامن صحرائیں اوشل وے یار ہر کہ ایات

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو تیاب	مشر خوش رنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جویں دکھاتے	عمر و ساحر بنا ہوا سیر کنان	جبا و آگے بڑھا ایک دروازہ



قلعہ کا نظر آیا بالکل طلسمی احمر کا تھا اور باقوت مسخ آسمین جڑے تھے آفتاب میں ستارے ہرنگ  
 مسخ نظر آتے تھے دروازہ بیچ اسد تھا آسمین داخل مسخ تھا کئی ہزار ساحران عدا ریشور محافظ اور  
 نگہبانوں کے دروازے پر اتارے ہوئے تھے ہوم خانے جا بجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈھرو  
 اور خنجر بیاں جتنی تھیں بھین ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہیں عمر و توسا حربا ہوا تھا ہی بے حجابا  
 اندر قلعہ کے داخل ہوا ان ساحرون نے سبب اسکے اسکو نزدیک کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر  
 غیر آ نہیں سکتا ہی یہ ساحر بھی نہیں کارہنے والا ہو جب عمر و اندر شہر کے آیا اسکو طلسم پایا  
 ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ و قطعا مکان بنے تھے ساحر بیاں اور ساحر جوان  
 جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و نرم پھرتے تھے دکانیں رنگیں لعینہ لطیف سے  
 آراستہ تھیں دکانوں میں دکاندار لباس رنگیں پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مائے حسن ناز سے وہ  
 شہر بھر نظر آتا تھا ایسی رنگیں ادائی پر وہ شاید ملک حوران میں کو شرماتا تھا کہ ایسا ت

نظر آئے جو کو ہے سب بھر	زمین سے لطف خوبو تھا برابر	اسقر آب پاشی کی کٹی اسجا
کلاب نوکشیدہ کا گمان تھا	کہ چھڑکا ہو کسی نے بسکہ ہر سو	جلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
کسین آواز خوش آتی مکرور	کہ دل سنتے سے جھکے ہوئے مسرور	ہر اک عابد کیسے دان جو مکان تھا
منور صورت حسن بتان تھا	وہاں سے تھی صدائے نص پیدا	اسی آواز کی تھی روح شیدا

عمر و پیرتا ہوا شہر میں رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آبا اور ایک شخص سے پوچھا کہ ای برادر  
 قائم جادو کا کون سا مکان ہو اسکا ارے میان انکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہو مثل مکان دشا  
 کے دور سے بلند ہی دکھاتا ہو کیا نمکونین معلوم ہو یا تم بیاں کے رہنے والے نہیں ہو عمر و نے کہا چوٹ  
 آپ بھی خوب آدمی ہیں یہ بھی کچھ ضرور ہو کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہوں  
 ازرا بخلا ایک میں ہی ہوں کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہیں جانتا ہوں ہلو گون کو کچھ ضرورت تو  
 ان ابروں سے پڑتی نہیں اس سبب سے مکان بھی نہیں جانتے آج ایک ضرورت سے نکلا  
 جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی انکے مکان کو پوچھنے میں ہم اس شہر کے رہنے والے  
 نہ شہر کے آئے کیا بھائی خفا ہو سچ ہوا انسان سے سہو ہو جاتا ہو عمر و نے کہا میں کیا بھی ایک  
 کے بعد ہوں ہوش ربا میں ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس وجہ سے اب جو دیکھتا ہوں تو



اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہو میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہو یہ مکان بالکل  
 گرا پڑا تھا اب بن گیا ہو اسنے کہا سچ کہتے ہوا چھا جاؤ وہ سامنے مکان قائم کا ہو عمرو دہان سے  
 اسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے نہایت ارفع اور وسیع معلوم  
 ہوتا ہو مصقلہ اسپر چاندی کا کیا ہو چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہو چاندی رات میں مثل ہاتھاب کے  
 چمکتا ہو کمرے اور برج تعمیر میں دیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہیں عمرو نے بے تامل اندکان  
 کے قدم رکھا اور محافظان مکان سے جو انکھ ملی اسنے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اسکے بے پشت  
 جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہو اور قائم کا دوست ہو پس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا  
 اور خواجہ نے آخر کی دیوڑھی پر ہونچکر اندر مکان کے توڑ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ ای قائم جان  
 جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سنکر گھبرا یا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر گیا جو اس طرح بیباکانہ اور تافانہ  
 محکوم پکارتا ہو پس جلد تر اٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر جلیل القدر ساحر دیکھ کر دست اسپر ہوا  
 عمرو اسکو دیکھ کر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اسکو روتا دیکھ کر اور بھی بدحواس ہوا اور  
 کہا ای برادر بیان تو کرد کہ تمہارا آنا کہاں سے ہوا اور کیوں میری صورت دیکھ کر رونے ہو عمرو نے  
 کہا میں نکور ہوں کہ کوئی دم میں میرا رشتہ زندگی تمہارا منقطع ہوا چاہتا ہوں از بسکہ مجھے تم سے الفت  
 کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت میں تھکا کر خبر کرتا ای  
 مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہو قائم اپنے دل میں سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لا یا ہو شاید  
 بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہو یہ ساحر دربار میں حاضر ہو گا خبر سنکر تیری محبت سے  
 حیرتے پاس آیا ہو کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کر پس یہ سوچکر اسنے کہا ای بھائی  
 تمہاری محبت اور عنایت میں کہ جو تم نے اسوقت میرا حال پر صفت فرمائی ہو کچھ شک نہیں مگر اب  
 امیدوار ہوں کہ جلدی تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤں تاکہ کچھ اسکی تدبیر کروں عمرو نے  
 کہا کہ ای برادر یہ راز بادشاہی میں یوں عام طور پر نہیں بیان ہو سکتے ہیں اگر تم کو سننا ہو تو علیحدہ علیحدہ  
 قائم اسکو ہاتھ پکڑ کر اندر مکان کے لئے گیا عمرو نے وہاں جو ساحر وغیرہ پہرے بیٹھے تھے انکے کہا  
 کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہاں جلد بیان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے  
 عمرو نے دیکھا کہ چھت میں قفس لٹکا ہوا سین مجاہد ہو اور وہ ہمارے اوج ساحری و عنقاے قات



شعبہ گری پانوں یا تو سیٹھے اس پنجرے میں پڑا ہوا اپنے حال پر زار زار رہ رہا ہوا باقی تمام مکان  
 قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہوا روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہر طرف آراستہ شیشہ آلات  
 ہر بس جب تخلیہ ہوا عمر و نے فوراً ایک طمانچہ منہ پر قائم کے مارا کہ اونا لائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام  
 نہیں کرتا ہوا قائم کو طمانچہ کھا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہوا کہ خبر تو مفصل نہیں کہتا  
 اپنے اڑھائی جانول بگھار رہا ہوا اس غصہ میں اسنے چاہا کہ اٹھ کر اسکو پکڑ لوں یا تو خواجہ کا بیوشی  
 بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیوشی ناک میں جا چکی تھی وہ اٹھتے ہی بیوش ہو گیا عمر و نے دروازے  
 کی کنڈی بند کر کے اسباب جو کچھ جلدی میں اٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال مار کر مع نفس معمار کو  
 جیت سے اتارا کیونکہ وہ مسحور بہر قائم تھا جب اسکو اتار چکے خبر سے سر قائم کا جدا کیا تن پر قائم  
 نہ رکھا قیام اسکو دفرغ میں راجبہ وہاں جہنم ہوا معمار پر سے سحر اتر گیا خواجہ نے اس جلدی میں  
 اسکو زنبیل میں ڈال لیا اور شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند جلی رات وہ کالی کالا پہاڑ  
 ہو گئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھ پڑے اور اسکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے  
 سب بکری فی النار والسفر ہوئے اور اسوقت کا ہنگامہ قیامت زوالیسا تھا کہ زبان قلم کو یا را  
 اسکے بیان کا نہیں ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے مکانات گرنے سے اٹھ کر بھاگے سحر و بھی مجرے  
 سے شکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہے جو لوگ کہ قوی  
 دل تھے وہ بھی اسکے بھگوانے سے بودے ہو کر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ  
 بخوبی تمام وہاں سے بھاگ کر سیدھے در شہر پہنچے اور کہا بھائیو کوئی اور سحر سے گیا تو نہیں  
 در بانوں نے کہا کوئی نہیں گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیوں ہر دیکھو میں خبر لاتا ہوں یہ کہہ کر جلد تر  
 یا ہر دروازے کے جا کر صحرائیں ایک طرف کو ایک پہاڑ چینی کا تھا اسی پر چڑھ گیا اور وہاں سے  
 بیٹھ کر شور و غوغاے اہالیان شہر سننے لگا یہ تو بیان بآرام و مطمئن قلب ساکن ہر گھر میں چشم  
 بتا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہر گھر وہاں شہر میں ساحروں کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور  
 محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنوں نے دروازے اپنے بند کر لیے اور دکاندار دکان بڑھا کر بھاگے  
 اور چہا نندار شاہ جو شب کے دربار میں سر پر حکومت پر جلوہ گر تھا اسنے بھی یہ غوغا سنا اور کھبرا کر  
 ہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرد یہ شور شہر میں کیسا ہو کیا کسی کے مکان پر ڈانکا گرا ہو کیا ماجرہی



ہر کارے دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہر یا رُسنا جاتا ہو کہ قائم جا دو مر گیا اور اسے نہیں مرا کسی نے  
 مار ڈالا اور بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جاے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جا دو بیقرار  
 ہو کر دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہو ملازم بھاگ گئے ہیں  
 ویرانی چھائی ہو دیکھا اُسے جو لوگ باقی تھے اُسے پوچھا کہ ارے بیان تم کو کچھ اطلاع ہو کہ مالک تھا یا  
 کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا انھوں نے کہا ہم نے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہیں دیکھا  
 مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور دروازہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسے قائم کو پکارا وہ  
 باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہیں معلوم کیا کیا اُسے باتیں کہیں پھر قائم اُسکو اندر مکان کے لے گئے  
 سبکو اندر سے مکان کے باہر نکال دیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غفلت اُسکے مرنے کا بلند ہوا  
 پھر ہم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال شکر مقیم نے اپنا گریبان چاک  
 کیا اور اندر مکان کے جا کر لاش قائم کو اٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس آیا اور جملہ جراثیم  
 گذشتہ جو کچھ اُسے سنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مگر کوئی غضب خداوند جمشید کا  
 آیا ہو معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کو کب یا عمر و کا معلوم دیتا  
 ہو خیر کہاں میرے ہاتھ اسے جانیگے جو وقت میں نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا  
 طلسم نور آفتان تک غارت ہو جائے گا کو کب کی بھی جان جائیگی شریر جا دو نامی ایک  
 ساحر حاضر دربار تھا اُسے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں معمار طرفدار مسلمانوں کا  
 ہوا ہو اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہو جو در بندار ڈور یہ کے پاس ہو اور وہ در بند اُس ملک سے  
 بہت قریب ہو اگر سیلاب کے نہریوں نے راستہ وہ بند کر دیا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی عباد اُس  
 لشکر کا بیان اُسی راہ سے آگیا ہو اسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کر لے گیا کہ انھیں لوگوں  
 کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر ان عیاروں کو تاب کہاں جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ ہم کہتے  
 ہو یہ امر ہو یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانوں کے دوست یہاں رہتے ہیں پس انھوں نے یہ حرکت  
 ہمارے شانے کو کی ہو مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہو وہ ہم سے بچ کر بیان سے جانیں سکتا ہو کچھ دن کج  
 باقی تھا کہ ایک غفلت قیامت زابلند ہوا تھا میں نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا میں جانتا ہوں  
 اُسی وقت سے اہتمام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اب تو غفلت میں کام کرنے والا اپنی سی کر گیا تمام



بیابان کا روزاخبار میرے پاس آتا ہوا اب کہاں تک وہ بچے گا اور خافطان بیابان کو نہر دینا  
 بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہیں اسی طرح کی باتیں کر کے اُسے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا  
 کہ جاؤ اور قاتل قاتل کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ چار سے جو سحر میں غالب آسکیں  
 کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور لڑیگا صد با ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور  
 دیوان بیان کو عتاب آمیز حکم پہنچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قاتل نکلیا تو سبکو جلا دوں گا  
 اب ہزاروں پتیلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ بلاشبہ ہین دادہ ہوئے  
 اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی نند و بست میں سر پر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے  
 دربار برخاست کر کے ساحرون کو اعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگا لے گا بڑا ثواب  
 ہماری سرکار سے وہ پانچواں ایسا کچھ انتظام کر کے داخل شہستان ہوا وہاں رات بھر خواجہ  
 کوہ چینی پر درختوں کی آڑ میں دیکھے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاچور دنگ پر عیار  
 ہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ایسا ست

کہ جب شب بگئی اک نقطہ خال	انٹھا بستر سے میر شاہ خوش آقبال	ہوا برس یاہ شب جو بھر کم
تجسس کا ہوا سامان فراہم	ہنگام سحر جہا نثار برآمد ہو کر تنبیہ برائے تلاش قاتل قاتل	کرنے لگا اور صبح کو پہاڑ پر سے بطور مخفی آترادل سے کہتا تھا کابھی طرح بیان سے کل چاہا
چاہیے بیان کب تک بیکار رہو گے مفت میں زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی	شہر سے بھی نکل آئے ہونہیں تو وہاں دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری	کے کرتے کہاں تک ٹکونہ دیتا ضرور ہو کچھ جواہر نذر رکھتا اس سوچ میں ایک حبیل کے کنارے
اگر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر میں دو چار قدم آگے بڑھتا تھا	اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کر کے دیکھا تو زمین سے کھائس ہری ہری اُگ آئی ہو اور اس	گھائس میں خود گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون پھول رہے ہیں اسوقت پر گھبرا یا
اور سوچا کہ بیان جس جگہ تم ٹھہرو گے گرفتار ہو جاؤ گے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا سخت و غیب	دوسرے جب قاتل قاتل تھے کیا ہوا بادشاہ بیان کا تلاش میں تمھاری ہو گا کچھ ہی دیر میں	آفت آیا چاہتی ہو اس سے مناسب ہو کہ معمار کو زنبیل سے نکالوں اور اس سے کچھ مشورہ کروں



بس یہ سوچ کر اُسے قفس نکالا اور اُسین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس محدود نخل بن گیا  
 اور معمار کو ہوشیار کر کے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمہاری محبت میں طلسم نور افشان سے بیان  
 آئے اور تمہیں قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو ہم تم بیان سے طبعین معمار کے عمر و  
 کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو  
 اس مقام پر نیزنگ فسون میں پہنچایا کس نے اور آپ آئے کس طرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہیں  
 جو کوئی بیان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی کہ بیان  
 کہ بیان کسی طرح کا تصور کر کے کوئی نکلا جائے عمر و نے یہ شکر جواب دیا کہ اے معمار یہ کو ہمارے  
 خدا سے اکبر نے بیان پہنچایا سو اُسکے اور کس کو قدرت ہو جو مجھ ایسے بندہ ذلیل کو ایسی جگہ پر  
 پہنچا جائے وہی خدا ہے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر ہم میں مددگار ہر اور وہی ہو کہ بیان سے  
 بچا کے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجا لیگا کہ وہ سب زبردست ہر تم کچھ ہمارے  
 آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر بیان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم بیان کے سرداروں میں  
 تھے جان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمہارے لیے چوکیاں بیٹھی ہوئی  
 اگر میں اکیلا ہوتا کچھ بکھر کر کے نکل جاتا تمہارے ساتھ لے جاتے ہیں البتہ ذرا مشکل ٹپری لو تم  
 کوئی تدبیر ہو سکے تو کرورنہ میں تو پھر لے جاؤں ہی گا عمر و تو یہ باتیں کر رہا تھا اور صفت  
 پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعہ دامن کوہ سے صدا ہائے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے  
 نخل روزگار نے چنچ ماری عمر و سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اُڑھ کر یہ تو غائب  
 ہو گیا اور معمار سے کچھ دور جا کر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ سحر ہو تو میں تو بچ رہوں اور  
 بیان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظردن سے پھان ہو گئے اور معمار  
 عمر و بھی ساحر زبردست ہو یا یہ امر ہی کہ جس ساحر کی قید میں ہم ہوئے اُسے عمر و کی ایسی صورت  
 بنا کر کہ کچھ راز دوستی عمر و کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمر و کا بیان آنا اور قائم کو مارنا  
 بسا مشکل ہوا اسی شخص و بیخ میں یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک حرامری وقت کناہیت  
 قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کر یہ منظر آنکھیں لال لال لال کے جھولا گلے میں  
 ڈالے لٹھ ایک لوہے کا ندھے پر رکھے تھمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ابھی



عمر و بنا ہوا تجکو نمائش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہو پس یہ معلوم کر کے اسنے کہا ای شخص ان باتوں سے کیا مطلب نکلتا ہو اور کیا فائدہ ہو کہ تو صورت بدل بدل کر میرے آباہ میں خود حیران تھا اس امر میں کہ بھلا وہ کہاں اور یہ مقام کہاں اور کیونکر بیان انکا آتا ہو قسم جو جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمیں نہیں ہو اور نہ تجکو کچھ سروکار اس سے ہو میں اسکی صورت سے بھی آگاہ نہیں تم ناحق مجھے ایسی باتیں کرتے ہو اس ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہو یا اپنے تئیں بناتا ہو جو اس طرح دیوانہ دار کہتا ہو اور یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہاں اور یہ مقام کہاں اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا میں تو دیوانہ نہیں بن چکا جسکو کہ میں کہتا ہوں وہ تمہیں تو ہوا نکار کرنے سے تمہارے ہوتا ہی کیا ہو میں پہلے ہی پہچان چکا ہوں اس کلمہ پر اس ساحر نے کہا ارے کجبت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہم سے دیوانہ بن کر کے بچنا چاہتا ہو بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہہ کر ایک نارنج اسنے معمار پر مارا معمار تو اس سے باتیں کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سبب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہیں معمار اسنے بگاڑ کر سر پر نہیں ہو سکتا ہو اسنے اتنا کیا کہ درگاہ سجھ کی دی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اس ساحر نے ایک مرتبہ ایک بخیر قبولی سے نکالی اور پکارا کہ اے سلاسل عطیہ شبیہ خداوند جمشید جلد اس گنگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست پائیں اگر لپٹ گئی اور ہر چند اسنے رد سحر چڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر محمد کرا اسمیں بند کر کے اس ساحر نے آکر اسکو بزور سحر اٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہو گا کہ ایک ساحر سامنے آتا تھا اسنے اسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہو کہ جو اس مقتدری کو پکڑ لیا میں بھی اسکی تلاش میں بڑی دیر سے حیران سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہو اسکو پہلے تو صد ہا ساحر نکلے ہوئے ہیں اور ہر ایک دھونڈ رہے ہیں مگر جلیو خوب ہوا کہ جو تمہارے ہاتھ میں آگیا لیکن اے بڑا کچھ انعام نکولیا اسمیں ذرا ہلکو بھی یا درگھا قبول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمہارے برابر ہی آکر ہو چکے ہیں اگر دم بھر بھی پہلے ہو چکے تو پھر ہمیں اسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہیں جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمہارا معاملہ واحد ہو اسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمہارا ساتھ سے یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا میں اسکو پکڑ لیا تو بھی زور و گناہ کے جاتا



تے قید کیا ہو تو بھی وہ ہی مطلب ہو اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو کمر اسنے قائم کے ساتھ کیا ہو  
 اسی طرح تلو بھی فقرہ دیکھے نکلی جائے وہ ساحر اس ساحر کی باتوں کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا  
 معمار کو لیے چلا جاتا تھا ان دونوں کی باتیں خواجہ نے جو علیحدہ علیحدہ کھڑے تھے سنیں اور  
 جلد ہنسنے پر ہاتھ پھیر کر پکارے کر یا جناب دم صفی اللہ عبد پاک میری صورت ایک پر ضعیف کا کوش  
 کی ایسی ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے میں رہا کرتے ہیں لمحہ بھر میں ہی صورت ہو گئی چہرے پر  
 جھریاں پڑی ہوئیں قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیاں سینے کی نکلی ہوئیں سر پیاں  
 بالکل روئی کے گلاس ملتا تمام بدن میں ریشہ ایسا بڑھا کہ ہر فلک کا استاد کچھ ہی دنوں کے  
 چرخ مکار سے چھوٹائی بڑائی ایک انگوچھا مر سے پیٹھے رانوں کی کھال شکی ایک انگوٹھا ریشہ  
 باندھا آئینیں بڑی بڑی آئینیں رکھے ہوئے کھڑا ہاتھ میں اس صورت سے بیکر ایک جگہ ان  
 دونوں ساحروں کی راہ میں آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھینے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت ریشہ  
 کے کھڑی گھانس کی اوپر پڑ کے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی چلنی نہ تھی اور ہاتھ پاؤں تھراتے  
 جاتے تھے جب وہ ساحر اس کے پاس آکر پہنچے اُسکو ایسی محنت بہودہ اور بیکار میں مبتلا دیکھ کر  
 پہلے تو ہنسنے پھر کچھ رحم انگوٹھا آیا اور ترس کہا کر گویا ہوئے کراؤ بڑے میان تم بڑے بے وقوف  
 معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پاؤں میں تو مطلق نہیں ہی ہو اور گھانس چھیننے کو گھر سے نکلی ہو  
 ارے کیا لڑکا کوئی ترے نہیں ہو اور غریزہ اقرار با میں کوئی ایسا نہیں جو ایسے وقت میں بدلی  
 پانی کی تھیرے یا ایام شباب میں تو نے ہی اس قدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے میں تیرے کام  
 آتا اور تجکو آرام ملتا اس بیان کو سنا اُس پر نے کہا کہ ہمیشہ تجکو سلامت کہیں غریزہ  
 اقرار لڑکے بالے سب میرے موجود ہیں اور جوانی میں کمایا بھی بہت ہو ایسا کمایا ہو کہ کسی نصیب  
 نہوگا لیکن میری عادت میں نہیں ہو جو کسی کا احسان لوں اپنی غیرت میں آپ مرا جاتا ہوں  
 اور پھر علیحدہ دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بد سے میں وہ مل جاتے ہیں سب کی سی میں گنڈاں کرتا ہوں اور  
 سونو میرے صاحب بننے کی بھی حد ہوتی ہو اب جو کچھ میرے پاس باقی ہے وہ نالا لاقول کو میرا  
 دینے کو چاہی نہیں چاہتا ہو ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہو کہ بادشاہ جہاندار قدرت  
 نے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سنا ہوگا ساحروں نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنیں کہ تم



جوانی میں کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہیں ہوا ذرا ہم سے تو بیان کر دہم تمہارے کوئی  
 سا بھی تو میں نہیں جو شکر تھے دعویٰ کرینگے بڑھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہے  
 خیر ہم جھوٹ ہی کہتے ہیں تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہے جو میں  
 تھے اپنا حال کہنے بیٹھوں اتنی ہی دیر میں میری گھانس چھیننے کی جرح ہونی در نہ کچھ چل ہی  
 جاتی ارے بیان تم اپنی راہ کیوں کھوٹی کرتے ہو بڑھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ بکبر  
 ہوئے بڑھے نے خوب سا انکار کر کے اور انکو مشتاق بنا کر کہا تمہاری خاطر ہی جو بتاتا ہوں میں  
 دو گینے شیریں کھراج کے پائے ہیں وہ بیٹے میرے مجھے مانگتے ہیں اب میں انکو نہیں دیتا ہوں  
 بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آج تک تم نے نام بھی شیریں کھراج کا سنا ہے بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونوں ساحر  
 یہ بیان سن کر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے بیان یہ بڑھا بڑھا پے کے سبب سے تھر تھرتھرا ہو گیا  
 ہے نہیں معلوم کیا یہ وہ بکتا ہے او چلو بھی کہیں کھراج بھی شیریں ہوتا ہے بڑھے نے کہا جاؤ جاؤ  
 بیان نکو ٹھہراتا کون ہے یہی سمجھ کے تو میں بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار  
 نہوانا اگر اب تو میں نے تم سے بتایا ہے تو لازم ہو کہ تمہیں دکھلا بھی دوں بھلا کیا یاد کر دے کہ ایک ادنیٰ  
 گھسیارے کے پاس ہم نے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان میں غریب آدمی ہوں تم اگر ان گینوں  
 کو دیکھ کر مجھے جسے لو تو میں کیا کروں اگر دعویٰ بھی کر دنگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحر دن نے قسم کھائی  
 کہ نہیں ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڑھے نے کہا میرے بیٹے اور غریزہ وغیرہ بھی سب واقف ہیں میں  
 آنے گواہی دو اور دنگا تو اچھا دیکھ لو یہ کہہ کر دو گینے اپنے لنگوٹے سے اُسے نکالے گینے ہاتھ پر کیا رکھے  
 کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فلک خیر ذرہ فام با قوت آفتاب کو ان گینوں پر شکار کرتا تھا جو ہری  
 روز گار کی آنکھوں میں خیرگی آگئی وہ دونوں ساحر دیکھتے ہی غش غش کرنے لگے اور مستحقین پانی  
 بھرا یا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ میں لیکر انکو دیکھیں بڑھے نے کہا تو دیکھو اور وہ جھوٹ  
 میں نے انکی بیان کی ہے کہ شیریں کھراج ہے تو جیکہ کے بھی دیکھو ان دونوں نے وہ گینے بڑھے  
 سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھ کر رنگ ڈھنگ سنگ سنگ انکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہے  
 واہ وا واہ کہ اس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہے اور پھر اس پر بخداوند کی  
 قدرت نمائی ہے کہ یہ بیچارہ انکو کام میں نہیں لاسکتا ہے گھانس چھینتا ہے اور اس پرانہ سالی



پیرانہ سالی میں ڈکھ بھرتا ہوا اور کھجٹ بیٹھے بھی اسکے نالائق معلوم دیتے ہیں کہ ایسی چیز کی قدر نہیں  
 جانتے ہیں اگر یہ نہیں دیتا تھا تو اسکی منت کر کے اس بڑھاپے میں جس پر مکر اس سے لیتے مثل چلی  
 آتی ہو کہ محنت سے عظمت ہوتی ہو مٹیا بیکر کھاتے ہیں کوئی باب نہ کر نہیں کھاتا ہرچہ جا کہ وہ تو اسکے  
 فرزند ہی ہیں یہ کہہ کر کہا بڑے میان سچ بتانا کہ یہ تھے کہاں سے پائے ہیں بڑھے نے کہا کہ میں  
 کچھ مفت تو پائے نہیں لاکھوں روپیے دیکر خریدے ہیں ایک روز کا ذکر ہے کہ میں دریا جمشید  
 میں نہانے گیا تھا کہ کنارے اُسکے کھڑا تھا وہاں ایک شخص انکو گھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ  
 وہاں تھے مگر کسی کو یہ جتنے نہیں اور کسی نے قیمت انکی نہیں لگائی میں نے جو انکو دیکھا بس دل  
 لوت ہو گیا سمجھا کہ یہ نیکینے نایاب ہیں بس میں نے اس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُس نے کہا کیا کہوں  
 کہ کیا قیمت مانگی بہر صورت میں نے اسکو راضی کر کے یہ لے لیے اسوقت اُس نے کہا اس شخص یہ  
 خداوند جمشید کے مندرون میں کے جواہر ہیں اور انکے پنے ہوئے ہیں تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا  
 اور تاثیر انکے پتے سے انہیں یہ ہوگئی ہو کہ یہ بیٹھے ہو گئے ہیں نام انکا شیرین پھر سچ ہر شام ان  
 جہان کو بھی آج تک یہ خداوند کا پناہ ہوا تحفہ دستیاب نہیں ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا  
 اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہوئے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب  
 میں اتنا روپیہ کہاں سے لاتا کہ تجا نہ بنو اتنا خداوند کی شبیہ وہاں رکھ کر اُسکے کانوں میں سنایا  
 اور روزانہ انکا پوجا کرتا جب میرے یہاں بھی برکت ہوتی اتنی میں لنگوٹی میں رکھتا ہوں اور سی  
 سب سے گمانس چھپتا ہوں تو اب نیکینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ سا حرون نے کہا پھر ہمارا  
 انکی شیرینی کیونکر معلوم ہوا سے کہا منہ میں رکھ کر دیکھو نیکینے اور زیادہ ابدار ہو جائینگے اور  
 مٹھاس تمہارے حلق میں اتر جائینگے اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تھے تو کیا تمہارے باب نے  
 بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نیکینوں کے دیکھنے سے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی سن کر حلق میں  
 اور دونوں نے نیکینوں کو اپنے منہ میں رکھ لیا اور پھر جو منہ سے نکالا نیکینے زیادہ چکچکے لگے  
 اور شیرین تمام دہن ہو گیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخ کامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نیکینے  
 بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی پس وہ مٹھائی جو انکے حلق سے اتری  
 پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اسی حالت سرور میں کہا بڑے میان انکو تم ہم سے قیمت



لیکر دید و عمر و نے کہا قیمت انکی تم کیا دو گے انکی قیمت تمہاری جان شیریں ہی نہ گنیے بتوں  
کی جان بچا لیں ہیں اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دو گے وہ یشکر گنیے پھینک کر دوڑے  
کہ اوبے ادب ہم تجکو مار کر لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیوشی کا چڑا کر سر نیچے ٹانگیں  
وہ پر دھم سے گرے عمر و نے بنا براختیا واکے کلیم اور حلی اور لکھ بھر غائب ہو گیا پھر بصورت صل  
ہو کر ظاہر ہوا اور سلنے معمار کے آیا بکارا کہ انا شاہ عیاران معیار عمر و بن اسمیہ نامدارا معمار تو  
جو ان ساحر وں سے ہلکی ہلکی باتیں کرنا تھا اور اپنے دشمنوں کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا  
کہاں خیال ہوا سے میں وہ ہوں کہ دریاے عمان قلازم و محیط میں لکھ سا حشر شمش کو میں نے مارا  
بیان تو تجکو بھلا کو کب کچھ دور لے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قاتم جادو کو میں نے ہی مارا  
اور تجکو چڑایا اور اب ان دونوں حرامزادوں کو بیوش کیا دیکھا تو انے قدرت خدا تعالیٰ کو  
کہ کیا اتنے ہکو قدرت قوت عنایت فرمائی ہو یہ سب انکی کی قدرت ہو در نہ میری کیا اصل ہو کہ  
جو ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحر وں پر غالب آؤں اب تم کو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب  
کو بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہو تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ لکھ معمار کے سلنے سپر گم  
کیا اور ان دونوں ساحر وں کو منہ انکا چیر کر ملا دیا وہ ٹرپ کر ہلاک ہو گئے اور صدار ہاے دار و گیر  
بلند ہوئیں بعد کچھ دیر کے آدازین آئیں کہ مارا نیسان جادو اور مہوت جادو کو افسوس را ادا  
کام تمام کیا مطلب لی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سے کھل گیا اور خواجہ کی دلیری پر تفر کر حلیہ عمر و  
کو پیچ میں داکر اڑا کہ خواجہ تھنے برا غضب کیا انتہا کے سفاک و مہوت چھٹ تم ہو یہ کتا ہوا اور تو  
کسین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اتر گیا اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور بو نڈے پیدا ہو کر لاش دونوں  
ساحر وں کی اڑا کر سامنے جہاندار کے لینگے اسوقت انکے سروان سے دو طائر نکلا اور بکارے کرا  
نیرہ جمشید یہ دونوں معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ میں عمر و گھسیار بنا ہوا ملا اور انکو فریب  
دیکر اسنے بیوش کر کے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمر و کا قدم بیان یا ہوا اب تدبیر اسکی  
معقول کیجا نیکی کہاں میرے ہاتھ سے بچا جائیگا لاشیں انکی لیجا کر اٹھوا و ساحر وں نے لاشیں بواٹھوا  
اور آپ دار الامارۃ سے اٹھ کر داخل سبستان ہوا جہاں یہ سوتا بیٹھتا ہوا ہاں آئینہ قد آدم لگا ہوا آئینہ  
ہو مرآت خیال کیسے جو صورت نمائے ساجراے گذشتہ و حال ہو چار طرف اس آئینہ کے چوکھٹے میں تصویریں



سامری اور جمشید کی لگی ہیں کہ وہ سب پتہ ہیں اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہے کہ جس کے  
حرف کپڑوں کی طرح سے رنگے ہیں کوئی اور شخص سراسے جہاندار کے اس رقعہ کو نہیں چرچا سکتا  
ہو آئینہ شقانی میں آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ میں اندھا بناتا ہے روح سکند کو براہمنہ پر کہتا ہے  
اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اٹھایا اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا دل سے  
تسلیت کی کہ حال عمر و اور معمار معلوم ہو کہ کمان میں اُس میں معلوم ہوا کہ فلان غار میں معمار  
عمر و کو لیکر بیٹھا ہے پس یہ دیکھ کر اُس نے رقعہ جمشیدی کی دستر پڑھ کر دیکھا کہ حرف اُس کے قائم  
ہوئے اور آئینہ یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ اسے اوبے وقوف آسمان تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو  
قید کر کے عمر و کا قدم اپنے شہر میں بھی داخل کرایا اگر تو اس کو قید نہ کرتا تو عمر و کبھی بیان نہ آتا  
اب عمر و کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہو عمر و وہ عیار ہے کہ تمام خداوند اُس کے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر  
گئے اور دنیا میں نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہے خیر ابے کیھو لینا وہ ایک کو تو یہاں زندہ نہ  
چھوڑے گا جب سے وہ بیان آیا ہے تین ساحر نامی دنیا مور کو قتل کر چکا ہے اب تمام ساحر یا تو طبع  
اسلام ہونگے یا مارے جائیں گے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہو گیا اور درخت خود سے  
کاٹنے لگا مگر دست سہتلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کر کے خاموش ہو رہا اور خیال مدعی  
ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار میں آیا ایک مصاحب مقرب اُس کا  
ہوا سنے جو رنگ رخسار اُس کا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ اے شہر یا خیر تو ہو اس وقت حضور کا چہرہ بہت  
اُترا ہوا ہے کچھ اسکا سبب ہم غلاموں سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال  
میں تم لوگوں سے بیان کروں سوائے اُس کے کہ شاید غضب جمشید کا بھیر نازل ہوا ہے عمر و میرا  
گھر میں گھس آیا ہے اور میں بہت حیران ہوں کہ وہ کیوں کر بیان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہوں  
کہ اور جہاں نہیں عمر و آگیا اپنی فطرت سے بچ آیا کیا مگر بیان اُسکی فضالائی ہو میں اچھی بھی  
اُس کے قتل کرنے پر قادر ہوں اور تو سہی میرا نام جہاندار قدرت نبیرہ جمشید جو میں اُس کا کام  
نہ تمام کروں یہ کہ کتاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شہستان کے گیا اور کچھ دنہاں کے  
سحر پڑھ کر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانوں کے پڑے ہی خود بخود  
پٹ اُس کے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد اُس کے کچھ عمر و یر تک پڑھا کیا جب وہ عمر و



ختم ہوا دستک دی اور بچار کہ عمر و اور معمار کو لاسر اسکا ان دونوں کے کپڑے کو چلا وہاں  
 عمر و فار کے اندر معمار سے کہ رہا تھا کہ اے بھائی اس غار میں تم کب تک بیٹھو گے اس سے تو میں  
 اکیلا ہی اچھا تھا اب تک تو میں شہر میں جا کر کچھ نہ کچھ انتظار کرتا اب تمکو لازم ہو کہ مردانہ وار  
 یہاں سے نکل کر کمین اور جلو محلو بھی لیتے جلو معمار نے کہا خواجہ یہاں بیٹھا غنیمت اچھے تین  
 دن تک سحر نو کے گا آج کل میں سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہوں اسکا قصہ بہت لانی ہو  
 میں تھے کسی وقت کہدو نگا اب تم بھی دعا کرو کہ بیان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہ ہی رہا تھا  
 کہ بکا یک ایک بجلی چلکر اس غار میں گری عمر و جب تک سنبھلے سنبھلے اور گایم اور تھے اسوقت تک  
 دیکھا کہ ایک چابک آتشین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہو اور وہ چابک بروے ہو بلند  
 ہوا اب یہ بھی دونوں لٹکے ہوئے چلے اسوقت عمر و نے کہا کیوں اے معمار قدرت افسوس  
 صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہو گئے نا اگر کچھ نکل کر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل میں کہتا ہوں  
 کہ کس قدر مطمئن قلب یہ شخص ہو کہ ہر جگہ اسکو فکر پیدا کرنے لگی ہو گویا قضا کو جانتا ہی نہیں اور  
 اس مصیبت کو کہ جبکا سامنا ہو کچھ شمار ہی نہیں نہیں لاتا ہو الحاصل جبکہ چابک سحر خوب بلند ہو گیا  
 تو دونوں متوج ہو اسے بیہوش ہو گئے شہر میں غلغلہ انکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد  
 رو بام سے تماشائی ہو اسب کی آنکھیں بہت آسمان لگی تھیں جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے  
 ہیں اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہو وہ جاتا ہو  
 کوئی کتنا تھا کھٹی واہ کیا چابک کمر سے لپٹا ہو کسی کی زبان پر تھا کہ بعدت اب یہ حضرت صرے  
 گئے کوئی باراری کتنا تھا اب چدار دے کے پیچے آئے اسطرح رعایا و مردمان شہر تو انہی انہی کہنے لگے  
 اور چابک انکو لیے جاتا تھا تھانک سا منے شاہ بیابان گلریز کے لایا یہاں جو عمر و کی آنکھ کھلی دیکھا  
 کہ ایک ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہو صحن میں اسکے باغ نگارین لگا  
 ہو بارہ دری کے چوتھرہ پر کرسی یا قوت کی کجی ہو اسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہو اور تمام  
 سردار حاضر ہیں قاعدہ ادب سے ماہرین بارہ دری بھی نہایت کجی ہو باغ بھی ایسا گلزار پر بار  
 ہو کہ بہار گلشن جس سبزہ رنگان دہرا سپر شمار ہو مختصر یہ کہ جہاندار کو عمر و نے دیکھ کر سمجھ بنایا ہو  
 بلکہ سب ہی بہر سلام نہ اٹھایا آئے اس سے پوچھا کہ ارے عمر و تیرا ہی نام ہو اور تو ہی معمار کہہ دیا



کرنے کو آیا ہو اور قائم کو تو لے ہی مارا ہو عمرو نے ہنسر جواب دیا کہ پھر اس میں ایکوشک کیا معلوم  
 ہوتا ہو یہ سب کام میرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں اور عمرو بھی میں ہی ہوں آپ فرمائیے کہ میرے  
 دریافت کرنے میں یہ مطلب ہو اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ میں اسکو قتل کر ڈالوں تو یہ ممکن نہیں  
 جہا ندر نے کہا اب تم بیکر بھی یہاں سے چلے جاؤ گے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہو کہ تو بیکر ہو  
 رکھے یا قصہ ہمارے قتل کا کہے بھلا تو یہاں کی حکومت ہی پر کھنڈ رکھتا ہو تیرا وہ جمشید لٹو اتو  
 بھگوار کے اس کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہاں کھڑے تھے سب نے تو بہ تو بہ کہہ کے منہ میں اپنے طمانچے لگائے  
 اور کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور جہا ندر نے غصہ میں آکر کہا کہ اے غضبناک خاں دو جلد حاضر  
 ہو یہ کہتے ہی اس جگہ کی زمیں شق ہوئی اور ایک سحر جلا دو صنع ہوا کو طینت آنکھوں سے جسکی  
 خون شپکسا کر دھند باندھے تیغہ برہمن ہاتھ میں لینے نکلا اور حاضر حاضر کہہ کر سامنے بادشاہ کے آیا  
 بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے مارا ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اڑ جائے وہ حکم سنکر  
 پتیر بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالے گا  
 میں ایک ہی جست اپنے مقام سے اُسنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلا دیا تو چابک  
 سحر اچانک سے ان دونوں کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار پہنچ کر حال لیا سی نکال دیا اور  
 اسکو کھینچ کر نڈھیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اس سے پوچھا  
 کہ تو نے معمار کو کہاں چھپا لیا اور وہ کہاں غائب ہو گیا عمرو نے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور چابک کہہ  
 اور وہ کہیں بھی غائب ہو جاؤں مگر غفلت جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہا ندر نے گھر کر کہا  
 کہ کہیں عمرو بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو بحسب حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اڑھ سکے اسوقت  
 اسنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت پاس سے جانب فلک کیجھا لوگوں نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا  
 دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا ہو عمرو نے کہا آسمان کو میں اس سب سے دیکھتا ہوں  
 کہ ابھی ایک نور سا طع الا توار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اٹھا کر لے گیا اور بھگو چھوڑ کر چلا گیا میں  
 جانتا ہوں کہ جمشید خود آئے تھے اسکو تولے گئے اب یقین ہو کہ میرے لینے کو آئیگی یہ کلمات سنکر  
 جہا ندر نے کہا یہ کیا معاملہ ہو کہ جمشید کو شخص برا بھی کہتا جاتا ہو اور جمشید اسکی حمایت بھی کرتے  
 ہیں اب شبہ خداوندی کو بھواتا ہوں یہ کلمہ سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی



صندوق لے آؤ کسی بار اسی طرح سے جب آئے کیا یکا یک سوے ہمارے ہزار ہا گھنٹہ بچتا سنا دیا  
 دم بھر میں وہ صحن مکان ساحر ان نامی اور پر نژاد ان حسین سے پر ہو گیا کہ سب مورچیل پال ہما  
 اور پٹاؤس کی ہاتھ میں لیے تھے اور گھنٹے اور ڈھیر دیکھتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعا میں مثل  
 شعل آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگیں اور موتی اور جواہر ہر سنے لگے عمرو نے  
 کہا! جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہیں کیسا ہم حقداروں کو ان بے ایمانوں نے بے حق  
 کیا ہو کہ باندھ کر بٹھایا ہو اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برس کر ڈھیر ہو گیا اور  
 آواز آئی کہ ہمارے بندہ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سنکر ساحر تھرانے لگے اور  
 جہاندار نے کہا صاحبو میں نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا زبردست نہوتا اب مجھ کو  
 یہ قتل ہوتا نظر نہیں آتا اسی عرصہ میں بعد گوہر جواہر باری کے چار پر نژادین ایک تخت  
 کا ندھے پر کے اتریں کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اسپر ایک صندوق جواہر آگین کا تھا  
 جس پر ہزار ہا سہرا موتیوں اور جواہر کا بندھا تھا اور بچوں سے وہ صندوق چھپا ہوا تھا اسکے  
 اترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہو گئے اور سجدے میں گرے پر یوں نے وہ تخت لا کر  
 جو ترہ پر رکھ دیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور برآمد ہوں یہ کہنا تھا  
 کہ صندوق کا پٹا کھلیا اور ایک آفتاب آسمین سے ساطع ہوا اور اس صندوق پر آکر خانلک  
 ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سوا شرفیان اسکے سامنے نذر بکریں سوقت  
 وہ آفتاب تو بلند ہو گیا اور اندر سے صندوق کے ایک تپلا سوا بالشت کا نکلا اور آئے آن  
 شرفیوں پر اتار دیا اپنا رکھ دیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکا یک ہزار ہا گھنٹہ اونٹوں  
 بچے اور سب ساحروں نے جمشید کا غل مجایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اسے شبیہ  
 جد نبی گوار غلام اس بدلت کا امیدوار ہو کہ مجھ کو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اس عمرو نے کہا ان  
 چھپا دیا اسکو واقع میں کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا اور  
 جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سنکر اس پتلے نے تیوری چڑھائی اور جہاندار  
 سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندہ مقبول کو اپنے ملک میں بلایا معمار کو بھی اسی نے  
 غائب کیا اور اسکی زبیل میں موجود ہونے جو اسکو زبیل دی ہو تو اس میں سات شہر آباد ہیں



اور سات دریا بہتے ہیں ایک معمار کی کیا اصل ہو وہ چاہے تو سب تیرے ملک زنبیل میں بکھلے  
 اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ تجھے قتل نہوگا ہکو ناحق تو نے بتلایا  
 ہو اگر تو قتل کرنا ایسا چاہتا ہو تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ بھی قتل نہوگے گا اس فعل کو بھی  
 کر کے ارمان پورا کرے میں مانع نہیں ہوں جو تقدیر خداوند کریم کے ہیں وہ ضرور ہوگی یسکر  
 جہاندار نے سو سو ہتھیاری خستہ پھر نذر رکھیں گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہو گیا تھا  
 اتر آیا پتلا پیلے صندوق میں گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پر یوں نے کاندھے پر اٹھا لیا  
 اسوقت جہاندار نے کہا ای پرزادان خدستی خداوند ذرا ختم جاؤ وہ ٹھہر گئیں جہاندار نے عمر  
 سے کہا کہ ای عمر و لا اب معمار کو دیدے عمر و نے کہا میرے پاس وہ کہاں اس پتلے نے تجھ سے  
 جھوٹ کہا ہو تو ناحق کو مجھے الجھتا ہو جہاندار نے کہا میں پالیس ہزار روپیہ تھوڑوگا اگر تو  
 معمار کو دیدے یگا روپیہ کا نام سنکر خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا اور کہا ای جہاندار میں کبھی معمار کو  
 نہ دیتا مگر روپیہ وہ بڑی چیز ہے کہ آخر کو دنیا ہی پڑا اچار روپیہ منگوائے جہاندار نے اسی وقت  
 پالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمر و نے کہا اب میرے ہاتھ قابو میں کر دیجیے کہ نسل سے معمار کو  
 نکالوں بادشاہ نے حال زنبیل شبیہ چشیدی سے تو سنایا ہی تھا بس فوراً اسکے ہاتھ قابو میں  
 کر دیے اسنے کمر پر ہاتھ رکھ کر جال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکال لیا وہ  
 تو سب متحیر ہو کر دیکھ رہے تھے کہ عمر و نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچ کر زنبیل میں رکھے  
 جہاندار نے رہ پیے کو غائب ہوتے دیکھ کر حلیہ اسکے ہاتھ بھرے قابو کر دیے اور غضب نامتر  
 عمر و کی طرف دوڑا اور ساحروں نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا لے گیا  
 جو غل ہوا عمر و ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے ہیں تم شکوہ لیا اور چھوڑ دینا تمہاری  
 جہاندار اسوقت تیغ سے کھینچ کر سر پر عمر و کے آہی تو گیا اور بکا را کا عمر و قسم ہو خداوند چشیدی  
 کی اب میں اس جرم پر تجکو ضرور مار ڈالوں گا عمر و نے کہا یا تم مار ڈالو گے یا پھر ہمیں مار بیٹھے  
 جہاندار نے کہا ہاں ہی ہاں تو لے یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ تیغ مارے بکا یک ہاں ہاں ہاں  
 صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پر یاں لیکر بلند ہو گئیں  
 جہاندار نے ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمر و نے کہا کیوں رک کیوں ہمارا وہ ایسی



تو کہ وہ تیغ ہم پر پڑتا ہو یا تر جہا نڈار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ ملواریا روں لیکن وہ صندوق جو  
 بیان لیکر گئیں بیان سے کچھ دور پر ایک مندر ہو کہ یہ صندوق وہاں رہتا ہو اور آفتاب دو  
 نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اس مندر میں حکومت کرتا ہو جہا نڈار شاہ بھی اسکا بیٹ  
 ہو اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور لے پالک مشہور ہو جہا نڈار اسکو باپ پنا جانتا پس  
 یہ صندوق جو وہاں گیا تیلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے مہلہ جا جہا نڈار عمر و کو قتل کرنا  
 ہو مفت کی رحمت ہم لوگوں کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیاروں کی اور امیر کی منع کل  
 لشکر اسلام کے افراسیاب کو مجبور کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب میں بچھے گی  
 جلد جا کر جہا نڈار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید و ہتھاب اسکو منع کر میں روک آیا ہوں  
 لیکن تو جا کر اسکو مار کے سمجھا جو راز کہ میں نے بیان کیا ہو مسلمانوں کے غلبہ کے کا وہ اُس سے  
 نہ بیان کرنا اور عمر و کو کوہ عقیق میں بھیجا دینا یہ شکر آفتاب بیٹھے بیٹھے فائب ہو گیا اور  
 یہاں جہا نڈار آمادہ قتل عمر و ہو اہی تھا کہ یکایک برق آسمان پر سے چمکی اور صدائے جہیب  
 آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھیں بند ہوئیں  
 بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تار یا نہ مار ہا تھ میں لیے دیکھا کہ چہرہ اسکا رنگ  
 آفتاب تابان تابان ہو اور تمام بدن سرخ کندن کی طرح دکھتا ہو منہ اور کان اور ناک سے آگ  
 نکلتی ہو اور ہر ایک رویاں بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہو پس اسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر  
 بہر تسلیم خم ہو گیا جہا نڈار نے بھی ٹھیک کر فراشی مچا کیا اس ساحر نے شیر پر سے اتر کر ایک ہی  
 طایفہ جہا نڈار کے رخسار پر تراق سے لگایا اور کہا او بندہ گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے  
 منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمر و کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے اُن ہاں  
 کی آواز آئی تھی اور آخر شبہ خداوند ناراض ہو کر جلی گئی اور اب تک ناراض ہو کیدن تو عمر و  
 کو قتل کرتا ہو اُسے کو نسا تیرا ملک و مال حسین یا ہو اگر معمار کو اُسے آکر رہا کیا ہو تو تیرا کیا نقصان  
 ہوا ہو معمار اگر مسلمان ہوگا تو اسکا آپ ایمان جائیگا اسکا مژہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب  
 کو لکھ بھیجنا کہ میں نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا اب اسکو قید کیا عمر و  
 اسکو کر رہا کر لے گیا پس میں اب اسکو اپنے دربار میں آنے دوں گا آپ کو اس کے قتل کرنے اختیار ہے میں



قتل سے خوش ہو گنا ناراض ہو گنا اور میں آپکا بدلہ شریک ہوں بس امرنا چاری میں افراسیاب  
 بھی ناراض ہو گا اور عمر و کہ جو بندہ خاص خداوند سامری ہو اُسکے خون میں بھی تو شریک ہو گا عمر و کہ  
 مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہیں جو کچھ کہتا ہاے خداوندی میں اس کے مرتبہ لکھے ہیں عمر و نے یہ  
 کلمات سُکر کہا دیکھیے ہمارے قدر شناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہو وہ ہی انسان کا مرتبہ  
 پہچانتا ہو آفتاب جادو یہ باتیں سُکر ہنسا اور کہا خواجہ دامنِ قول آپ کا صحیح ہے کیونکہ ایک  
 قتل سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھا کر سرحد کو عقیق گنزار سلجانی میں جھوڑا کیڑا کہ وہاں خواجہ کے  
 مالک امیر با تو قبر بھی ہیں اور خداوند لقا بھی ہیں یہ اُن سے وہ اُن سے سمجھ لینگے ہکو دخل دینے سے  
 کیا مطلب ہو پتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیک نام سُکر پنجہ بنکر خواجہ کمر میں پڑا اسوقت  
 جہاندار نے اپنا سحر دُفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست و پا قابو میں آگئے پنجہ تو اُدھر انکو لیکر  
 روانہ ہوا اور محارزِ نبیل خواجہ میں ہیں اور کوکب و شمسیم سیاہان گلرزی سے پھر کر اپنے مقام پر آیا  
 برائے کو انتظار خواجہ عمر و کے آنے کا ہوا بھی سحر تیار کرنے کوہ نور افشان پھین گئی ہو سُکر مہر رخ  
 بفتح فیروزی اپنے مقام پر اُترا ہوا ہوا ان سب کو اس حال میں جھوڑ کر حالِ شکر لقا بیان ہوتا ہے کہ  
 زمر و شاہ کے پاس ملکر زیور جا دو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روزِ شمعیتی ہو اور سُکا  
 سوار چار اگیا ہو تو بہت پریشان حال فکر میں نئے سحر کی ہو اور تمام کو ہی اس بات پر آمادہ ہو  
 ہیں کہ ایک جنگ ایسی کر دو کہ اس میں یا تو امیر کو مارا ڈالو یا سب ملکر مر جاؤ اور لقا بھی بنی  
 جان سے عاجز ہو چکا ہو شکستیں بہت کھا چکا ہو تردد میں تختِ خداوندی پر بیٹھا ہو چنانچہ اسی تردد  
 و فکر میں ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر چکیاں چکیں اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر نیچے موتیوں کا  
 برسालہ گرنے لگا تقدیر کی کہ کوئی بندہ قدرت بہر جان نثاری آتا ہو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت دو ہوا  
 سے نیچے اُترے اپنر دو ساحر کرینظر سوار تھے گلوں میں مائے موتیوں کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمد کا  
 زیور جا بجا مناسب طور سے پہنے منتقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند  
 لقا کے آکر سجدہ کیا نیز ندر دی خداوند نے خلعت عنایت کیا و نگل زر میں دیا کہ یہ دونوں بیٹھے  
 بختیار کرنے باہر جا کر ان کے ساتھ لشکر جو آیا تھا اُسکو اُتر دلیا بارگاہ میں جامِ نوارِ خوانی کا دور چلنے لگا دماغ  
 ان ساحرانِ بجا کا بادہ ناسب گریہ ہوا خداوند کی خدمت میں عرض کیا ہوئے کہ ہم قلعہ عقیق کوہ کے تسفل جو



طلم کی سرحد ہوا ان رہتے ہیں آپ سے بہت نزدیک ہیں اکثر ہمارے دل میں آیا کہ خداوند کی  
 زیارت چکر کریں اور انکے دشمنوں سے لڑیں لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اب  
 یہ صاحبزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہیں یعنی ملکہ زیور جادو وانلی ان ملکہ سفاک کا پیام ہجو  
 ہو چکا کہ امروارید جادو و اصداف جادو و جلد تر خدمت خداوند میں جاؤ اور اپنی لڑکی کو  
 مسلمانوں کے ہاتھ سے بچاؤ ورنہ انکی مادر گرامی سے اور ہم سے بہت عرصہ سے رسم و راہ ہوا اور دھوکا اکثر  
 ہمارے پاس آیا کرتی ہیں جب تک جی چاہتا ہے تشریف رکھتی ہیں فرمانا انکا ہجو قبول کرنا پڑا فیض شاق  
 زیارت خداوند بھی تھے پس اگر حاضر ہوئے لقائے کہا کہ ہم نے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دونوں میں تم اگر  
 حاضر ہو گے اور کار ہائے نمایان کرو گے ان دونوں نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان  
 خوانی کو اپنے استعداقت اور زور کیون عطا فرمایا اور انکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہیں کہ  
 جو وہ گستاخانہ قدم حدادب سے بڑھاتے ہیں اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہیں انکے  
 مقدر میں کیا تقدیر ایسی نہیں ہو سکتی کہ وہ سب مغلوب ہو جائیں لقائے کہا کہ ہم اپنی قدر شک  
 کھیل کھیلے ہیں انھوں نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑ کر بندگان  
 مغضوب کو سزا دینی واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہیں کیونکہ جب آپ ہی کو انکا غارت  
 کرنا منظور نہیں تو پھر وہ ہم سے کیا افراسیاب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقائے جوابے یا کہ اگر میں ان پر رحم  
 نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے ہیں نے تو انکو پیدا کیا ہے اگر میں ہی اُنسے خفا ہو جاتا تو ٹھکانا کمان تھا  
 تمہیں خیال کرو کہ دن بھر میں کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر میں سب معاف کرتا ہوں وہ ساحر بولے  
 کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہوا اگر آپ نہ رحم فرمائیں تو کون رحم کرے لقائے کہا اب میں بھی  
 اُنسے خفا ہو گیا ہوں مگر درپردہ انکا غارت کرنا منظور ہے چاہتا ہوں کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے  
 انکا استیصال کروں تاکہ بنامی میرے واسطے نو صدف و مروارید بے گمایوں تو ہم انکے غارت  
 کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو  
 تو البتہ ہم دم بھر میں انکو مشا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود سربا و ہو جاوین لقائے کہا ہم نے  
 ان سجون کو اب تمہارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانیں بلکہ ان سبکی موت بھی ہم نے تمہارے ہی  
 ہاتھ میں رکھی مروارید جادو و اصداف جادو و جلد تر خداوند نے ہمارے حال پر یہ



حنایت فرمائی ہو تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجا ایسے اور ہماری جان فشان کرنا ملاحظہ  
کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہیں تختیار رک نے کہا اس بات کا تو ہمیں یقین  
ہو کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیاروں سے بچے رہنا کہ وہ ساحروں کے بھی استاد  
ہیں انھوں نے جواب دیا کہ مجھی ہم اُن ساحروں میں نہیں ہیں کہ عیار ہمارے اور عیاری  
کر سکیں ہم انکو بھی کھا جائیگے غرض اسی طرح کے لاف و گزاف یہ دونوں مرتد کیا کیے جب  
گوہر کو الگ صرف شب کے بطن سے اُبر و افرا سے باز فلک ہوئے اور نور افشان  
نکسین مہر گم ہوئی چو سیارے بڑا زچانے تک ظاہر ہوئے کہ ابیات

سحر گزری ہوا باتوں میں ن خواب	دکھائی ماہ نے شکل جان تاب	قمر لیکر ستاروں کو پھر آیا
تیا کچھ مہر گردوں کا نہ پایا	تر شام حسب ارشاد لقا نے بد انجام	طبل جنگ بجا ہر کا سے
لشکر اسلام کے خبر شکر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ	عالی مقام زمین ادب کو چو کر عرض میرا تھے فقط	

بادشاہ روئے خزان پر پٹیا پڑن	گلشن میں تیرے عدسے ہر برگ خال	اگر اسکو تو یقین کہ دزد و گزند کے
یہ خود تیرے عدسے ہیں یا خال	آہو کے پشت میں جوئی ہو صد بے پایا	چھپنے کو بیڑ و صندوق تھے ہیں خال
اگر دیکھو میں سحر کے بیان تک فحش	کرتے ہیں ان سے مورچہ چٹھہ میں بد خال	اگر بادشاہ عالیجاہ و وساحر

مروارید و صدف جادو و قریب کو چھین سرحد ظلم کے رہنے والے حسب استمالک صفا کا اور  
زیور جادو آئے ہیں بہت کچھ لاف و گزاف لب پر لاکے ہیں اب طبل جنگ گرا کر بجا ہوا باقی  
خیر و عافیت ہی یہ کہہ کر ہر کا بے تو کنارے ہوئے اور حسب بادشاہ جم قدرا میر نامو نے ابوالفتح عیار سے  
ارشاد فرمایا کہ خدا سے مانگ سست تم جا کر ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجاؤ اور خبر گوش  
دلاؤ ران میں زدم کی پہونچاؤ ابوالفتح نے حسب دستور نقار خانہ سلیمانی و سکندری میں  
اگر نقارہ اسکندری پر چوب لگائی جسکی عدسے سمیت زرا سے زہرہ عدو آب آب ہوتا تھا  
مروارید و صدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے تختیار رک نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی جلی اسم اللہ ہی  
ہو انھوں نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکشا ہوا اور اسکا مقابلہ کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے  
یہ کہہ کر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ میں جاتے ہیں آپ یہاں اپنے لشکر کی مدد سے



رائین یہ کھرا اپنے مقام پر اٹھ کر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونوں خاک کے خون سے نہاتے  
 ہر اسباب ساحری لونگ آگ و دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھ کر مصروفِ بحرِ خوانی ہوئے  
 لشکر میں انکے ڈھرو بجے نگاہیروں نے شور و غل مچایا کڑا سپاہیان پونوں کو دی گئیں پھٹن و پھٹان  
 کو دی گئیں منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام میں صلح خانے کھلے بادشاہ سرشام ہی سے داخل  
 بستان ہوئے سردار اپنے مقام پر آکر تیاری جہاد و قتال کرنے لگے نیرون کا کج ارادہ ہوا  
 کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہر کہ زبان ستان سے دشمن کو ٹیڑھی سنائیے تیر دن  
 نے کہا راستی رکھا کر سینوں میں گھر کیجیے غارتن سے جان و کونکا لکر در بد کیجیے خنجر گلو گیری دشمن  
 کا و دعویٰ رکھتے سرکشی کر نیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تو وضع گردن جھکائے دل میں کٹ پھانس  
 کی ٹھہرائے نیچے ہر طرف پلٹن اور رسالوں میں باجے بختے نلے زرمی کا شور بلند نصیبوں کی  
 سدا خاطر ہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری  
 گھوڑوں کی رکابین اور شے وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک کا ہر  
 کفن مرتے پیٹے مشت خاک گریبان میں ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہر اسی طرح لڑتے مرنے کا  
 چرچا تا بہ سحر بہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرہ آہن شب کو ترک نہر نے جہر سے  
 انارا اور تیغ ہر کو خلاف مشرق سے نکال کر چمکایا کہ ایسا ست

ہوا مشرق لی جانب کسمان لال

شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال

ہوا مشرقی سے پیدا شعلہ نور

ضیا شائع ہوئی نزدیک دور

محمد امیر ذوی الاحشام مسجد کرباس میں بیٹھے دعا کر رہے تھے

کہ جب خبر داروں نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ میں جا کر حاضر ہوں شاہ

جو اسبل میں آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنی راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے

دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا میں قوت نہ تن میں جس طرح حرکت تصویر میں گلی تھان پر کھڑی تھیں

حسین انکے چہروں سے برستی تھیں سائیں روتے بیٹے سرداروں کے پاس آئے اور عرض کیا

کہ سفور چاکر ملا حظہ فرمائیں ہماری محنت آج ظلم نے خاک میں ملا دی گھوڑوں کو مٹی کی تصویر

بنادی تب ہم کس کو آپ کی سواری کے لیے لائیں ادا سنا بڑا کھلا سپاہی کمان ہو جو ازہر نور کب ابھی

آئیں سرداروں نے جو اسبل میں آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہی ہر ایک گھوڑا میکر



بیجان ہو تصویر آزاری ہو سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہیں انھوں نے بزور سحر گھوڑے مٹی کے بنائے ہیں خیر دیدہ باید کہ یہ میشود تن بہ رضینا قضایہ کلمہ سلخ سنجوگ سے آراستہ ہو کر جانب مسجد کرپاس روانہ ہوئے یہاں امیر مشغول وظائف الہی تھے کہ مقبل و فادار نے اکر عرض کیا یا امیر محتشم عالی ہم آج طرفہ ماجرا گذرا ہے کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہیں آیا یعنی سب ساحر و غیر ساحر لڑتے تھے تو انسانوں سے لڑتے تھے مگر گھوڑوں اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر کوئی نہ بولتا تھا آج جگہ سرداران حضور پیدل آتے ہیں گھوڑے سب کے مٹی کے ہو گئے ہیں امیر نے یہ خبر شکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطا اذن سے سوائے شیطنت کے اور کیا ہو سکتا ہے ساحران غدار نے یہ شعبہ دکھایا ہے یہ فراکر تبرکات انبیا علیہم السلام جسم مقدس پر ہر استہ فراکر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا ہوا تھا دیوانہ بن قنڈیل نے اسکو لا کر حاضر کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہے امیر کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو میں نہیں ہے سردار جو پاپیادہ روانہ ہوئے تھے جلد تر خدمت والا نہمت امیر میں آئے اور مقرر کیا امیر ان سکو پاپیادہ دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی ہوا کہ آپ سوار ہو کر علین میں آپ بھی اشقر سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلو غائے شاہی میں آئے یہاں بادشاہ بھی شور گھوڑوں کے مٹی کے ہو جانے کا شن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردہ عیش محل کی ٹوڑھی کا چرخ پر کھنچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کھاروں نے گلاز کیون سے بدلوایا جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سرداروں نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب یکے بعد دیگر خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پاپیادہ ملاحظہ فرما کر دل میں خیال فرمایا کہ تمہیں جو حال مرکبان لشکر کا سنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہے یہ سمجھ کر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام دربار استفسار حال نکالے سرداروں نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہو گئے ہیں بادشاہ بھی تخت پر سے اتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہیں ہیکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہے سرداروں نے عرض کیا کہ ہم سب کا آپ کی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہے حضور کو مناسب نہیں کہ پیدل دادگاہ مصافحہ تشریف لیجائیں بادشاہ نے فرمایا کہ نہیں بھئی آج یونہی چلنے کو جی چاہتا ہے اور اس میں تم لوگوں کے لیے



کہنے کو بھی ہو گا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ میں آیا ہم کیونکر سوار ہو کر آتے خلافت ادب تھا ورنہ  
 ہمارے گھوڑے بہت ٹھیک ہو سکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور بہت سے محبت بادشاہ اپنی  
 جانب خیال فرما کر دل سے دعا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان  
 ایسے بادشاہ عادل و عیبت نواز کو بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکراست رکھنا آج کے دن  
 عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر میں پیادہ روان سر پر چہرہ زین  
 گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو تارے گھیرے ہوئے کوس و دماغے گیندے  
 اور گادان لشکر پر لہے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہو گئے تھے نیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی  
 زندگی میں دو ایک سانسین باقی ہیں فلک بحر فتنہ کا یہ ادنی ظلم ہو کہ شہسواران عرصہ آثار  
 و جلالت کو آج پیدل پھرتا ہوا دریا افتادگان کے سامنے ان سرکشوں کو بذلت تمام لاتا ہوا  
 یہ لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصہ کارزار میں آکر پہونچا اور حسب ستور صفوف آرائی فرمائی  
 اس طرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کو ہتیاں اشترار گھوڑے اڑتے تیغین  
 چمکاتے ہمراہ تھے مروارید و صفوف اثر دران سحر پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحران غدار  
 نیزنگیان سحر کی دکھاتے آئے لکڑیوں پر چار و دو بھی تخت پر سوار کنیران و مصاحبین کو ساتھ لیے  
 ایک طرف آکر کھڑی اور تخت لقا کا ہاتھیوں پر بچھا ہوا قلب لشکر میں قائم ہوا اور مروارید  
 نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر بحر کیا اور بختیارک سے کہا  
 ملک جی دیکھو مہنے کیسا انتظام کیا ہے کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان میں آئے ہیں اور  
 ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہیں آج البتہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندگان مغضوب ہیں  
 ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندوں سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا لقا نے اسوقت اپنی  
 ڈار بھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ اے بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہے تم سب نے  
 رات ہی بھر میں میری قدرت کو دیکھا کہ یوں سے ورن کر دیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم میں  
 سے کون ایسا مسخر ہے جو تجھ کو خداوند نہیں جانتا اور تجھ میں قدرت نہیں جھٹا مگر ساتھ ہی اس قدرت  
 کے میں بھی تقدیر کیے دیتا ہوں کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب  
 یا در کھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعہ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گر یز کرنا



ہو گی لقاے کیا کیا یہودہ بکت ہر وارید نے عرض کیا کہ شیطان قدرت کج خوش میں جو چاہتے ہیں  
 نکلے ہیں یہ کہہ اجازت خواہ برائے حرب و پیکار ہو لقاے کیا کیا کہ چاہے اپنے یہ قدرت کے ٹکڑے  
 فرمایا یہ کلمہ شکر وہ کافر خاسر زبان خرچہ لکڑاڑ دراز اگر میدان میں آیا اتنے عرصہ میں میدان زر و  
 پاک و صاف ہو چکا صنفیں ہم چکی نقیصہ نقیب بوکڑی تھکے تھے کہ ہر وارید نے وسط میدان میں  
 ہو چکر نیب دی کہ اگر بندگان محتوب و مغلوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکر تم اپنے  
 جاگنی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند متعالے حد کا ناراض ہیں دیکھو اور  
 خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سمجھوں کے مرکبوں کو ان واحد میں مٹی کا کر دیا اور  
 جان داروں کو بجان بنایا ہی بھر وہ تم خاک کے تیلوں کو کیا مسخ نہیں فرما سکتا ہو کیوں اپنی بربادی  
 اور خرابی چاہتے ہو اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہو جو تم سب اگر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود و برحق ماننا  
 جانا تو میں تم سب کا توبہ و صاف کراؤنگا اسکے جواب میں تمام لشکر اسلام نے لقا کو بڑا بھلا کناٹہ  
 کیا اور لچھا گا لیون کا بانہ دھریا اسوقت ہر وارید نے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا میں نے بہت  
 برا کیا جو تم کو نصیحتا نہ بھایا آؤ زبان تیغ سے اب جواب سوال کرو اور سزا اپنی زبان درزی کی یاد  
 اس کلمہ پر سردار اور فرزند امیر سب تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو میں بلایا ہوں  
 میرے بعد کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کر کے اس مرتد کو ٹکڑے کر ڈالے عرض چالیس ہزار آدمی  
 اس کام کے لیے منتخب فرما کر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل  
 کر کے تیرے بدلتا بانگین کی دکھاتا مقابلہ حریف میں چلا جب کچھ دور میدان کو طو کیا ہر وارید نے دیکھا  
 کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہوئیں یہ دیکھ کر سمجھا کہ ان سلمانوں کا  
 ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہو چنانچہ رات کو ان دونوں ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا  
 اور اس افسوں کو آزمایا تھا کہ اس سحر ہمارے جا اور حملہ مر کیا ان لشکر دشمن کو مٹی کا کر دے سرداران  
 اسلام پر ایسے شب کو سحر کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی میں رہتے ہیں ہن بھان سحر جانہ سگیا  
 اور دوسرے سر میدان عالم انکے حال زار کو دیکھ کر ذلت پیدل میدان میں آنے کی ہو گی بس اسوقت  
 اس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہیں جو میرے سامنے آنے ہیں از بسکہ یہ شیر خداوند لقا  
 ہیں انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کلمہ آکر در پر سے اپنے اتر اور ایک لکیر زمین لپٹے اور قاسم کے



راجہ میں کھینچ کر نکھارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکبوں کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے  
 ساتھ ہی قاسم مع ان چالیس ہزار آدمیوں کے مٹی کا ہو کر ایک ہی مقام پر چل گیا میدان جنگ  
 تصویر خانہ نیا مرقع لڑائی کا مصور سہرے کھینچ رہا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیجہ ٹھنڈے کو آیا اور تصدیق کیا  
 کہ اسماعیل کا پانی ان تصویروں پر پھیر کر کواٹن لکین ہزاروں آدمیوں پر دفعہ پانی چھڑنا ممکن  
 نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سائنہ ہمارے قتل ہو گئے ہیں اور پھر زندہ اگر ہم سے  
 ملے ہیں یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہیں اصل نہیں ہیں یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے اور ادھر  
 مروارید نے پھر فرہ کیا کہ اور ای مسلمانان تم سے جسکو تمنا ہے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے یہ  
 شکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گری پر آئے اور داراے دولت آراے صاحب گز گز  
 جانشین حمزہ صاحبقران لندھوور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے اجازت  
 میدان داری حاصل کر کے گرز کو ہتھوائے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیوں نے قدم بڑھایا  
 اسلئے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہو کہ عیار مکاری اور عیاری کر کے بہ صورت سطرچ چاہیں اسکو  
 ہلاک کر میں چنانچہ دس ہزار آدمیوں نے ہمراہ لندھوور جانیکا ارادہ کر کے قدم بڑھایا تھا کہ مروارید  
 نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہو مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہو اسکو بھی تکلیف  
 دینا نا زیبا ہو یہ کہ گرز میں پر اتر کر لیکر کھینچ دی اور پکا ایک خط کش یہ بات ہو کہ لندھوور بھی سطرچ  
 ملازموں کے جو میرے سامنے آتے ہیں مٹی کے ہو جائیں یہ کہتے ہی لندھوور اور پچاس ہزار آدمی  
 مٹی کا ہو کر میدان میں کھڑا رہ گیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک  
 ہندو بھر کی اس طرف اب تار بندھ گیا مروارید نے پھر نیب دی ایک ایک رومی اور مغربی خوش  
 سرداروں نے نکل کر اس خاکدان دنیا کو خاکہ نقاد پر مرقع آدمیان دہر نہادیا اسی طرح جو نکلا وہ  
 مقابلے میں اس ساحر کے گیا مٹی کا ہو گیا اسوقت اس کافر نے بکا کر کہا کہ ای حمزہ دیکھا تو نے  
 کہ کیا نقشہ تیرے حایتوں کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بد زبان تو مجھ کو ایسے شہدوں  
 جسے کیا دھمکاتا ہو میں ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر امد تیرے  
 خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہو نگا مروارید نے خفا ہو کر پھر مبارز طلبی کی غرض رومی  
 و مغربی و کجراتی و کجراتی و صفائی جو مقابل میں گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر نختیار ک پولا



اور گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی وگرنہ آج تک تو ہم غضب خداوندی میں گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی بتلائے بلا ہوئے اسی طرح لڑتے وہ دن تمامی پر آیا پر آشہوار تو سن فلک نے زمین زرین سر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیست رہی کم دن کی باقی زندگانی | جلا پھر شہسوار آسمانی | اس وقت طبل سایش مروارید نے بجوایا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی میں تدبیر کر لوں تو نام ان زندگان مغضوب کا صفحہ ہستی سے مٹا دوں اختیار کرنے کا یہی کرنا واجب ہو شایاں تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جب تک حمزہ کی فکر نہ ہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتیں کرتے ہوئے لشکر لیکر پھرے اور پڑاؤ پر اگر لشکر نے کم کھولی اور لشکر داخل بارگاہ ہو کر تخت خدائی پر بیٹھا مروارید اور صدف بھی اگر بیٹھے ان دونوں کو لقا نے خلعت گرا بہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسہ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر سبستان میں بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہاں سب مٹی کے ہو گئے ہیں خمیہ استاد کر اگر فروش ہوئے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہو گئے تھے ان سب کے اوپر بھی خمیہ استاد کر دے لشکر اسلام میں ہر شخص ملوان غلبین تھا اور اپنے سرداروں کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات میں ہی کلام برپا تھا ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکوں سے منہ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی یہاں کی یہ کیفیت ہو لیکن اس طرف جب دماغ ہر ایک کا بادہ تاب سے گرم ہوا اختیار کر ایک ہی نطفہ شیطان ہوا اسکو قرار کب پڑتا ہی اُسے پھر وہی دکر چیرا کہ اے مروارید بے سناہ کہ حمزہ آج میدان جنگاہ میں فروش ہوا ہر پھر دیکھو کس قدر محبت اپنے سرداروں سے رکھتا ہے یقین ہو کہ وہ ہم لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرے آڑا دیگا پس اُسکی فکر جگہ واجبات سے ہی کسواسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہو اور جزہ سبیل بھی اُسکے پاس موجود ہو سحر اسیر کسی کا اثر نہیں کرتا زبردتیا ہو کہ اُسے دیوؤں کو مارا ہو اگر آج اُسکی تدبیر نہ ہوتی تو کل تم وہ روز بد دیکھو گے کہ کبھی کسی نے دیکھا ہوگا یہ باتیں ہنکر صدف جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہو اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے کبھی غفلت ہر اس حرافت کی نشانی چھا میں جانا ہوں اور اسم اعظم بند کر کے حمزہ کو قید کیے لیتا ہوں یہ لکرا اپنی سحر کی جھولی سے ایک



شکر لگا لا اور اٹھ کر جانب شکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ  
 دشمن میں ہوا اور جاسوسی رہتے ہیں اس وقت سر ہنگ مصری صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا  
 میں موجود تھے اسنے گفتگو اختیار رک کی سنی اور صدق کو جاتے دیکھا کہ یہ بھی اسکو بھیچے چلا  
 اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پہونچ کر آواز دی کہ اے صدق جادوی  
 شہر یا جو کچھ مر وارید جادو نے کہا ہو وہ سن لے صدق اسنے پکارنے سے شہر گیا اور یہ قریب  
 اسنے پہونچا اور کہا مر وارید نے کہا کہ رات کا وقت ہو تم بیگالے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا  
 اور اپنے دشمن عیاروں سے بچانا کہیں ایسا نہ ہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمہارے دشمنوں کو ترک ہو جائے  
 صدق نے کہا میں بہت ہوشیار ہوں تم جا کر کھدو کہ آپ خاطر جمع رکھیں میرا کوئی کچھ نہ کر سکا  
 اسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہیں صدق نے اسنے کہنے سے پیچھے ہٹ کر  
 دیکھا اسنے ساتوں حلقے کند کے گانٹھ کر پاسے کہ اسکی گردن میں پچی ہوئے وہ گھبرا کر اِدھر سے اسنے  
 بیضہ بیوشی منہ پر مار دہ بیوش ہو کر گر اعیار نہ کورنے پشاورہ میں اسکو باندھ کر شہر پر لا دیا اور  
 لیکر بھاگا ایک صحرا میں لا کر پشاورے کو زمین پر دے مارا صدق کو کھو لکر شجر سے گردن اسکی  
 گر دی مگر کسی طرح گلاد کٹا جب تو یہ گھبرا یا اور پھر اسکو پیٹھ پر لا کر بھاگا یہاں تک کہ اپنے لشکر  
 میں آیا از بس کہ رات کا وقت تھا ایک نانہائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُٹھیں سے  
 اٹھتے تھے اسنے پشاورہ مع صدق اس تنور میں ڈال دیا کہ وہ جلا کر خاک ہوا اور بیرون نہ نکلا  
 غل بچا یا آواز دار دگیر کی باندھ ہوئی نانہائی دوکان چھوڑ کر بھاگا اور سر ہنگ امیر کو پہونچا  
 سب حال صدق کے مرنے کا معرض بیان میں لایا کہ اس طرح وہ آچکے اسم غنم کو قید کرنے کو آیا  
 تقابین نے اسے وصل جنم کیا اس حال کو شکر باوجود کہ امیر با تو قریب و صدق میں تھے مگر قریب  
 اِدھر بیروں سے ہوئے سامنے مر وارید کے گئے اور پکارے کہ صدق جادو سر ہنگ مصری کے  
 ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت میں گئے یہ سنکر اسکو ایک سنا آ یا بلکہ یقین تھا کہ کلیہ بہشت جانی  
 اب و تاب چہرہ کی جاتی رہے ہوتی کی طرح گرج کر غضب تمام تر اُس مادہ تجبہ نے ایک جلیہ سحر خیز  
 سے نکال کر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جا کر پھٹا اور اُس میں سے دھواں نکلا اور وہ دھواں  
 بنا اور جا کر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُس میں سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجیب سنگدلی کی تاثیر



رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیوش ہو گئے سوائے امیر کے کوئی نہ ہوشیار نہ تھا اعدائے بھر میں وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہو جلتی تھی وہ پون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریا سے عفت اُڑا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر میں قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ایما ت

مانند کس شک بادل اُڑے	حسب طرح سے جنگ کو دل اُڑے	پیمانہ جسیر کے چلکا
ہر شہر انکھ میں تھا ڈھلکا	جہانی جو گھٹا بڑھا غم و درد	بتحیر بڑھی جلی ہو اسرد
وہاں تھا ہر ایک سین کی دھلا	تھی باز صریر تیغ بحر زخا	سرتن کے حباب ٹھا رہے تھے
چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے	اتس بارش اس سحر میں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک	

برو بھر کو یاد فرماتے تھے کہ یکا یک ہوا سے سرو کے جھونکے آئے بعد اسکے کچھ شعلے چلے مروارید جاؤ کو سامنے استاد وہ پایا اور وہ کافر خاصہ بکپرا کہ ہر کوئی ایسا بہادر خدا پرستوں میں جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یسکر قبضہ شمشیر تمام کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ او احمق کیوں دیوانہ ہوا ہر ابھی تو میں تیرا سر توڑنے کو موجود ہوں جب تیرا جی چاہے مجھے لڑے مروارید نے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہوا اب میں تیری کسی فکر کرتا ہوں میرے کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور بارگاہ میں آیا باجرائے گذشتہ زبان پر لایا اختیار کرنے حال شکر کہا کہ اچھ مروارید کیا غصہ تھے کیا کہ سب کو چھوڑ کر چلے آئے سب کو مار ڈالنے پہر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب تھی میں امیر کو کچھ لڑا تو سب کو قتل کر دیا میں کوئی دغدغہ باقی نہ رہے کچھ بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کر کے کی فکر میں ہوا اب اس کو تو اس حال میں رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار و بن امیہ نامدار کے سنو

کہاں ہوا میرے غمخوار ساقی	مجھے بھی جو سے کر شرار ساقی	وہ جو سے تاکہ بھولوں وہاں کو
ترتی ہو میرے کیفیت بیان کو	لکھوں میرے فسانہ ایک نگین	ہو جسکے زور معنی سے ترنگین

آرایش دہندگان عروس سخن دہر سہفت سازان زبور شاہد انجمن معشوقہ و فربہ کلام کو محفل بیان میں طرح جلوہ طراز فرماتے ہیں اور آئینہ مضمون کو یوں دکھاتے ہیں جب شاہ عیاران



حیار یک طرار عمر و با وقار بیا بان گلر زمین پہنچے اور معمار قدرت کو زمیں میں الہیاتو  
 اسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور جاہا کہ قتل کرے اسوقت شبیہ جہد کی طرف  
 آفتاب جادو آیا اور منے حکم دیا کہ عمر و کو کوہ عقیق میں بچو اور چنانچہ بموجب حکم کے  
 جہاندار نے ایک بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لجا کر کوہ عقیق میں چھوڑا وہ بچہ خواجہ کو لیکر روان  
 ہوا اور امن کوہ عقیق میں لا کر چھوڑ دیا اب جو اپنے تئیں وہ عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر  
 امیر کا سامنے پڑا ہوا ہے اور بارگاہ نقایس میں طبل و در نقار نے خوشی کے بج رہے ہیں تمام کفار خوش دم  
 پھر رہے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر اسکو یقین ہو گیا کہ خواہ مخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفار دن کے تئیں  
 ہوئی ہی خدا خیر کرے ذرا چل کر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کہ وہاں تو کوئی امر بچ کا ظہور نہیں کیا  
 ہے کہ یہ سب خوش ہو رہے ہیں یہو چل کر لشکر امیر میں جویا تو دیکھا کہ سزا رہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوئے  
 ہیں اسکو کمال حیرت ہوئی اور وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے مع دوکاندار  
 وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش او پر زمین کے ہر لب فرش فرش پڑے ہوئے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر  
 عمر و کو اور زیادہ تردد و انگیز ہوا اور کھبر کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر با توقیر کبوتہا  
 کھڑے ہوئے زیر آسمان و لون ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے ساتھ گریہ و زاری کے اس طرح سے  
 پکار پکار کر رہے ہیں کہ اے قلاق ہر دو عالم تو اسل مر سے خوب آگاہ ہے کہ یہ عید ذلیل و حقیر  
 جا رو بکش خانہ کعبہ کا ہے اور یہ مرتبہ در حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز  
 کو عنایت کی ہے فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی و گرنہ میں اس لائق کا ہی کو تھا کہ جو ایک سر رہی  
 ایسا مجھ کو میرا تالیں میدان ہوں کہ اگر تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہے تو پھر اس میرے  
 نام کو برقرار رکھ اور ہوں تو بہر صورت تو مالک ہوں میں تیرا ہر حال میں شکر گزار ہوں جو کچھ کہ  
 میرے حق میں بہتر سمجھ وہ ہے کہ میں تیرا تابع ہوں مجھ کو کیا غدر ہے اس تقریر کو عمر و نے جو  
 سنا تو اسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کسلانا ہی بتیاب ہو کر پکارا کہ اے آقاے عمر و غلام بھی تیر  
 حاضر ہے میرے جو آؤ کو عمر و کی سنا تو بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمر و کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے یار  
 وفادار مولیٰ غمگسار حمزہ قسم ہے اس پیدا کرنے والے کی کہ جسے ہم کو اور ہم کو خلق کیا ہے کہ شب و روز  
 تمہاری ہی یاد میں بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہے اس پروردگار کا



اور لاکھ لاکھ احسان ہو اسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہو گئی عمر و نے بھی یہ حال امیر کا دیکھ کر اپنے تئیں  
 بے حال کر دیا اور بعد خزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو یہ امیر نے جلد ماجرا سے جنگ  
 مروارید بیان کیا عمر و نے کہا کہ یا گل بوستان صاحب قرانی آپ کسی بھول میں مثل بو کے  
 پوشیدہ ہوئے ہیں جا کر باغ ہستی پر اس کے خزان لاتا ہوں اور نخل ہستی ساحر ناکا کو خوش ظلم  
 سے قطع کرتا ہوں امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادر وں کا نہیں ہیں خود تلوار پر کڑ کر نکلتا  
 ہوں اور اس فوج یحیا پر کرتا ہوں اگر خدا حامی مددگار ہو تو یہ ساحر کیا ناکار ہو ان باتوں میں عمر  
 کی نگاہ خسار بے نظیر امیر باتو قیر بر پڑی دیکھا کہ گل خسار مرجھایا ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ بڑی در  
 سے کچھ نوش نہیں فرمایا ہو یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یا امیر آپ کچھ تناول نہیں کیا ہو عمر و کی اس بات  
 امیر شمس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اور ایسا سانچہ عظیم گزرے اور اسکے جگر بندیوں مبتلا ہے مصیبت  
 ہوں اسکو کھانے پینے کا کیا خاک و غنیمت ہو عمر و نے کہا حمزہ فزندہ دل بند مرجھاتا ہو جب تو  
 کھانا کھاتے ہیں براہ خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب انشاء اللہ رہا ہوے جاتے ہیں مسحور بہ سحر ہیں  
 یہ کہ کچھ کلو اور کباب زبیل سے کالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر بار اللہ کا جام دیا کہ امیر  
 نے پیا اس میں بہوشی ملی تھی امیر بہوش ہو گئے عمر و نے آپ کو اٹھا کر زبیل میں ڈال لیا اور وہاں سے  
 جانب صحراروانہ ہوا اور ایک رہ میں پہانے کہ اگر کھڑا رہا تو کوسوٹ کھا اور ہاتھ کی پٹہ کو سونٹ لیا  
 تین سو ساٹھ سا حزانہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک گوا میں سے پسند کیا اور رنگ و خوش چہاری کا  
 نکلا کہ صورت اپنی مثل ایک اتمیت کے بنائی کا نون میں کنڈل ڈالے اور ہاتھوں میں لوہے کے گڑے  
 پختہ فولاد کی کر دھنی باندھے ہوے رہا رہا ہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا جو چین بڑی بڑی ہاتھ میں کھپ  
 سلگتا ہوا یا میں ہدایت گدائی جانب شکر لقاروانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکارا کہ اے  
 او حرام زادے لطف حرام والد الزنا مروارید جاو تو کسان گیا ہو ایسی جوتیان مار ڈنگا کہ فرش  
 ہو جائیگا اسکے گالیاں دینے سے لشکر کے لوگ گردا گرد جمع ہو گئے اور کہا کہ مروارید نے آپ کا کیا گندہ  
 ہو کہ گالیاں دیتے ہو اتمیت نے کھادہ گخت اندھا ہو گیا ہو دیکھتا نہیں ہو کہ چھلی کے پیٹ سے رات  
 نکلتی ہو اور بھینس انڈے دیتی ہو اس طرح کی باتیں مہل لوگوں نے سنیں سمجھ کر دوا دے ہو اور ہر کار وں سے  
 دوڑ کر بارگاہ میں خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اتمیت آپ کو گالیاں دیتا ہوا آتا ہو اسنے کہ



آئے دو کوئی خبر نہ کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہوا اس اثنا میں ایتھت اندر بارگاہ کے  
 آبا اور بیان بھی خوشی گالیان مروارید کو دین مروارید نے کہا یہ کوئی سودائی ہو یہ کھڑا ہو گیا  
 اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہیں تو آئیے یہ سودائی پن چھوڑ دیئے ایتھت نے کہا سودائی تو اور تیرا  
 باپ میں دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہوں بھلا یہ میں تجھے پوچھتا ہوں کہ لشکر مسلمانان کو تو نے  
 کسے کہنے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو میں بتاؤں تم دیوانے پن کی باتیں کرتے ہو  
 ایتھت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہو گا اس میں تختیار رکے کہا کہ ایتھت صاحبان کو  
 گالیان نہ دیجیے انھوں نے بڑا کام کیا ایتھت نے کہا اسی لیے میں اسے گالیان دیتا ہوں کہ اب تک  
 انکے سر کیوں نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چار سو برس کی ہے وہ اسی سال امان جان نے دودھ بڑھائی  
 کی اب اسے لازم ہو کہ جلد سب کا کام کرے مروارید نے کہا پہلے اسم غم حمزہ بند کر یوں پھر صبا  
 آپ کہتے ہیں میں وہی کرونگا ان باتوں میں تختیار رک کی باتیں پہلی کتے رگ مادرجہالی پھر کی  
 گہرائی کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ بارو کچھ ہو نہ وہ آگئے مجھے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ کس  
 کھڑا ہو گیا اور قید اتار کر ناچنے لگا اور کہا مروارید جلد مسلمانوں کو چھوڑ دے زمین ورق آنا چاہتا ہے  
 کوئی دم میں نہ تو یہ لقا ہو لوگ حیران ہوئے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے  
 کیوں ہو گئے اس میں تختیار رک نے ایتھت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے ایتھت نے کہا مجھے عمرو جادو  
 کہتے ہیں عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم بھگایا اور عمرو نے کہا ملک جی پھر ذرا تم ایک چلو تو مجھے کچھ سے کہنا  
 یہ تختیار رک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ میں مقام نہائی پر آیا عمرو نے وہاں کہا ملک جی علاج تو اچھا ہے  
 تختیار رک نے کہا دعا کرتا ہوں اس وقت عمرو نے بائیں آنکھ کاٹل دکھایا کہ تختیار رک کے رہے سے جس  
 منتشر ہو گئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور میں تو آکا غلام غلام کا نام بلکہ اختلام ہوں یہ اس  
 لقا بڑچور کو ہر چند میں منع کرتا ہوں کہ اپنی نرم زبانی سے باز آئیں ماما اب آپ کی جوتیان کھا چکا  
 تو سیدھا ہو گیا اور غلام نے میں ہزار روپیے بارہ ہزار شرفی اور بہت سا جواہر بدریان دوشالوں کی  
 حضور کے لیے لے رکھی ہیں آپ تو جانتے ہیں میں چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہوں یہ کھڑا رہنے لگا عمرو  
 نے کہا بھی تمھارے سبب کچھ ترنس ہمارا اور ادا ہو جائیگا مگر تو دورنگی منافق ہو خیر اور نظفہ حرام اگر  
 کسی سے یہ راز کہا تو ہمارے ڈالو لگا تختیار رک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کھڑا



عمر و دہان سے بارگاہ میں آکر کرسی پر بیٹھا تختیار رکھی اگر انہی جگہ پر متمکن ہوا اور بیکار کر  
صلوۃ بر محمد و لعنت بر لقائہم سرور ہی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیوں کتاہی تختیار رکھ  
نے کہا یہ تو قہم سے مثل چلی آتی ہر ایک دن تم بھی یہی کہو گے اور لقائے اشارون میں کہا کہ  
وہ عمر و آیا ہر کیسی تقدیر تو نے کی اس گیدی نے کان میں پسے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا کہ  
تجلی و منظر نہیں کہ سب بندے میرے قتل ہو جائیں تختیار رکھنے وارید جادو سے سب  
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمر و آگیا اسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اہمیت کو گرفتار کر لینا چاہیے  
پھر آگے سمجھ لینگے یہ سوچ کر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اس میں دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سرسج  
ہو بس ماش کا دانہ نکال کر سحر پڑھنے لگا اور بیکار اونا بیکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے عمر و بھی  
کرسی پر سے سنبھکر کھڑا ہو گیا اسے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمر و کے اُدھے دھڑکا دم کل گیا عمر و  
نے جلد زنبیل سے اس میر کو نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجئے صاحبقران اس  
میدان جنگ میں مسلح و کمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتھیار لگائے تھے بس عقب سلجانی  
کھینچ کر راحہ پر حملہ آور ہوئے اور اسکے حربہ کو رد کر کے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گئی دو کلا  
کیسے اسکے مرنے کا شور و غل برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو کو تمام عالم میں تاریکی چھا گئی اسی  
تاریکی میں لقائے تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرۂ اشدا کبر کہا سرداران لقائے ہمیشہ سے لوہا ہا  
ہوئے ہیں یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چلے باہر لشکر لقائے شور و غوغا شکر تیار  
ہونے لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اس طرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سحر اتر گیا  
سب بہیت اصلی پر آئے اور کھوڑے بھی جو مٹی کے ہو گئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوئے شاطرون نے  
جلد مکیوں کو پاس سرداروں کے پونچا یا ہر ایک شیر بیشہ شجاعت ننگ بھر جلادت سوار ہو کر  
قلزم جنگ میں بہر شادری روانہ ہوئے یہاں امیر لشکر شریلقائے مقابل ہوئے تھے کہ شکر بیان  
اسلام آگرے اور دد لشکر دن میں باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرۂ بہادران سے گنبد لیلی سائبان  
آسمان نزران تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دنیا تاریک تھی تلوار کی جال ڈھال پر ہوا  
مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و نسان و تیرے صدائے دھارہ اور ہارہ آتی تھی  
فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط زرم میں ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دوست جان کا دشمن تھا



ہست کشتون کے پستے لاشون کے انبار لگے تھے دریا خون کے سبے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یک حلقہ بردند از آسان کوہ	بدید از آواز ایشان گروہ	تو گفتی کہ دریا بجو شد عین
پہر روان خون خروش رہین	چکا چاک بر فاست بانگ سران	ہمال زخم شمشیر و گزر گران
از ان کا فران کشتہ شد لشکرے	ہران گیس کہ بدندان بیلان سرے	ہمیشہ شنگان را ہم در فکند
تے گشت برسان کوہ بلند	ہمہ قلب کہ پاک در ہم نورید	در شش سپیدار شدنا پدید
زمین ہر سیر گفتی از جوشن آت	ستارہ ز نوک شان در گل جنت	لقائے گمرہ مع سرداران

رو سیاہ تاب مقاومت نہ لاسکا جانب قلعہ کوہ عقیق تھا گت کر روانہ ہوا فزا زبان دیندار و  
مجاہدان تو رشتہ مال و اسباب کفار غارت کر کے خیام و گاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے  
طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمر و پرستہ ز شہر کرتے ہوئے جب روانہ ہوئے عمر و نے  
کہا کہ یہ مال کیوں غارت کرتے ہو جو کچھ لاتے ہو ہمیں کو دے دنیا ایک رات کی تو ہماری  
متحاری ملاقات ہو سلیطہ کی باتیں کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے لشکر لے کر کھولی سردار  
اپنے اپنے خیموں میں جا کر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی داخل شہستان ہوئے شب بھر آرام فرمایا  
دوسرے روز جب چاند شکلم شہنشاہ روز نے چہرہ روشن اپنا دکھایا جان کو منور فرمایا کہ ابیات  
جو بزرگ دریا درفش سفید ستارہ شد از تیرگی نا امید نہ خوش آمدارنا سے اور گادوم  
ہمان نعرہ پیل و روئینہ خم صبح دم شہنشاہ گیتی ستان سرور جہان بانی پر آکر جلوہ فرما ہو  
عمر و بھی حاضر دریا ہو کر کسی ہتھکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر  
دگل نا و عنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمر و کو خلعت بہت سجاری عنایت کیا سب سردار گلے سے  
عمر و کے ملے اور کرب غازی کو عمر و نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا  
عمر و نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہیں مگر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا  
بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام ہو کر دس آ یا  
اسطون لقانہر میت خوردہ قلعہ کوہ عقیق میں آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا  
مجمع ہوا اور اس کبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار و غیرہ اس کے بھی جمع ہوئے  
سلیمان عنبر بن موی نے عابجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش دیا



داستان شولت بیان لوطی اختیار کو عمر و کا اور ملاقات کرنا ملک سرسبز میں تری  
 اپنی زوجہ سے پھر پکڑ لیجانا مواج جادو کا عمر و کو طسم ہوش بر بامین اور مارنا  
 سحر قدرت کا مواج جادو کو اور حسیٹنا عمر و کا پھر عتیا کی چالاک کی افراسیاب  
 پر اور آنا اثر در سوار رو میں تن کا پڑ در پڑ عتیا بیان کرنا چالاک کا ملو لطف

کمان ہوا و مرے ساتی کمان پر منیر طاق تکت بس کی بھی باقی کردن پیر مغان کی پھر زیارت خوشی سے زندسب بکارین ملے جہانی بزم رندان کی و اشان خدا سے اپنے دل میں ہوں کہتا کردن جلدی سے یار غفلت چلے رندوں میں دور سا غری بسط خوشی می پر ہوا سوار ہم رندوں میں اڑے تھے ہوں زبان پر ہو ہی ہر اک کے تقریر جو پھر نکلے ہماری عیش کی راء انھیں کے دم سے نہجائے آباد مگر باقی ہر حسرت کی کہانی کمان تک جاہ حسرت کی باہن نہیں ہر محو نوم ہو نہ غمگین	ترا میخوارا تو نیم حسان ہی ذرا بھی توت رفتا یا و ن مبارک باد دینے آئی حسرت نظر پھر آئے دخت زر کا جو بن صدائے نری پھر ہو جان نشان کر اپنا فضل کر تو مجھ پیرا رب جا پیر مغان کی لاؤن خدمت صد اقلقل کی پھر شیشہ سے آئے تو مجھے رند کا بیڑا ہو پیرا رب ہر ایک آنکھوں پر پھر پھلائے محکو کہ تیرا شکر و اعرب تقدیر انھیں سے ہم تو میخواری ہیں سیکھے یہ وہ ہیں جن سے ہر پیر مغان شاو خدا کو دیر کیا ہو فضل کرتے ہم گینی کے دن عشرت کی دہن مسح خوش نقاسے این روایت	کمان پاؤں تجھے امیر سانی تو سر آنکھوں کے مخانہ میں او لہ ملون یاران ہم مشرب سے اپنے کرے عشوہ گری پھر یار پر فن پڑا چپ بستر غم پر ہوں رہتا عطا کر صحت کامل مجھے اب بکے میخانہ میں جنگ دفت و ن صراحی قہقہہ جلدی لگاے خوشی کے ہر طرف کو چھپے ہوں شریک بزم پھر فرماے محکو کہ میخانہ میں او حضرت جاہ یہی استاد برحق ہیں سمجھوں گے سنا ساتی یہ راز دل زبانی جو وہ چاہے تو دم بھر میں شقاہ زبان پر لاؤ ایک فسانہ نہیں چنین زندہ کن مردہ حکایت
--	---	---

رنجوران بستر ناکامی و بیمار ان شفا خانہ خوش کلامی مر بیضان بساط داستان کوئی ہمساز  
 امراض سرگرائی و زنجولی دار الشفا سے تحریر میں برائے علاج بے تابی دل اس طرح جاتے ہیں  
 اور حکیم فرد سے یوں معالکہ فرماتے ہیں کہ جب طبیب طب خانہ عیاری و مناظر دارا علاج



نکاری و طراری یعنی عمرو بن اسمیہ ضمری کام مروارید جاوہر کلام کر کے ایک دن بارگاہ سلطانی  
میں مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانہ دہرے حکیم مرہرہ دست کر گیا اور مرض صفرہ تبدیل  
بہ مرض سودا ہوا عالم میں تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ایہاں

ساتھ میں وہ اوج روفر وشن	سوے لپٹی ہوا فادہ دہن	پہر از رخت گھٹا کچھ دم میں اقبال
پہر آخر لپٹل گردش سال	سیاب شام نے جو بن لکھایا	نظر کے سامنے جو تھانہ پایا
فرخ شمع نے روشن کیے گھر	طیش برائے دل تھے جو مضطر	قریب شام عمر و خوش اندام خمیر

میں ملکہ سرو سہین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اسکی ہوا بخواجہ  
شکر ملک نے بھی خوب اپنے تئیں آراستہ و پیراستہ کیا تقابلاً بزم عشرت کو بعد زین زیبا لیش تریب  
دیا تھا شہ آلات سے خمیر سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کئی حویلیک طرف  
کئی چنگیر جو گھڑ پانڈان عطر دان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس زیور سے جسم نازک  
ملکہ گل اندام مزین و محلی تقابلاً نقشہ نظر آتا ہوا کہ مسدس

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن	دانت موتی کی لڑی این جہن جہن	وقت گفتار جو نہیں تھا وہ غنیمت من
سینہ میں جو تیرن لڑن کے گھر گھر	واہ کی حسن لکھاتا ہر گلے میں مال	سوتیلوں کا نظر آتا ہر گلے میں مال
گوری گوری دھوپیلی ہر کہ بلور کا جام	سرخ زنگ آئین شرب گلفام	نقرئی طرف ہوا حسین کہ نیو کیا ہوا
بال نظر آتا ہر لبر بر شفق ماہ تمام	صاف شہرت کی تحریر بکرتو میں	رخ یوسف کی چمک پیکر یعقوب میں

الغرض جب عمرو داخل خمیر ملک نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام حواری خوانی بھر کر دیا  
جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آگے ہمارے لیے کیا  
تحفہ لائے خواجہ شکر ابیدہ ہوئے اور کہا میں اسلئے خاص کر بٹھارے پاگل آما ہوں کہ جو کچھ  
بٹھارے پاس نہ پور ہو وہ لیجاؤں ای ملک میں انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گیا ہوں کیونکہ جسے  
شہزادہ اسد طلسم میں گئے ہیں قید ہو گئے ہیں اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحر و سحر کا  
یہ سب میرے ذمہ ہے ہر ایک کو تنخواہ ماہ باہ میں دیتا ہوں پھر انہیں بڑی بڑی ٹھنڈیاں اور  
سوار میں کرنگی تنخواہ کی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہے یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہوا اور  
آخر سیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہوا ایک ایک عیاری کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ ہوتا ہے



اس صورت میں بیچارہ میں اکیلا کہاں سے خرچ لاؤں قرض دام کر کے کام کر کے کام کاٹا ہوا  
تھیں گمنا اپنا دید و کہ کچھ دن کشیں ملکہ یہ بانیں شکر ہنسی اور کہا خوب میں بھلا کیا جانوں  
آپ محتاج ہیں یا تو نگر محکو تو پہنے سے مطلب بیبیوں کو روٹی کپڑا خرچ اخراجا نہ ملے تو وہ کیا  
رہ سکتی ہیں یہ کہا خواجہ کی کمر ٹوٹنے لگی اسوقت آپ نے کہا ہا افسوس کنجست عورتوں کو سوائے اپنے مطلب  
کے اور کسی کی فکر ہی نہیں اچھا صاحب ٹھہرو میں تیا ہوں یہ لکڑی ٹیل سے آپ نے کچھ کیلیں اوبہ  
کی اور گراہیں ہادی کی اور کوڑیاں بھی ٹوٹے ہتیار رہیں گے گاڑے کی ٹوپیاں جموٹے لگینے لگے  
اور کہا صاحب لو گھبرو نہیں اگر میں یہ جانتا کہ یہاں آکر اس آفت میں گرفتار ہونگا اور لوٹا  
جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزیں دیکھا اپنے اوپر سے صدقہ کر کے پھینک دیں اور کہا درگاہ  
میرے دشمن یہ چیزیں میں عمر و نے وہ پھر سب اٹھا کر نذر زبیل کیں محل میں انکی باتوں سے  
قہقہے اڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھڑ کر ملکہ نے حکم دیا کہ کاشنیں خوش گلوں ہر وہ جس کی اور  
گانے بجانے لگیں جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا شکر یوں کی قلیچیاں بندھ گئیں جام و گلابیاں  
سینہ پر آگئیں خواہیں سامنے سے شگلیں دونوں مصروف عیش و نشاط ہوئے شب اسی جلسہ  
معرشت میں بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساتی دہر نے جام ماہ کو بادہ نور سے خالی کیا اور  
زہرہ نے دت اپنا سبھا لکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ ایسا رستہ

رہا باقی نہ ساتی نہ شیشا	ہو اس سحر کا شور پیدا	صدادی طائر وں نے ہر شجر پر
سحر چکی اٹھے لوگوں کے بستر	صبح کو دو نون اٹھ کر حمام میں گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کر کے	

سے خواجہ رخصت ہو کر شہستان امیر میں آئے یہاں بیبیاں امیر کی مستفسر حال شہزادہ  
بدیع الزمان و اسد ہوئیں انہی سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیوں سے عمر و ملا اور  
ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھڑا آخر سب رخصت ہو کر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام  
سرداروں کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب میں ذرا کوہ عشق کی سیر کر کے طلسم میں جانے کی کچھ فکر  
کرتا ہوں انشاء اللہ زندہ ہوں تو پھر آکر ملو گایہ لکڑی بارگاہ سے شکر اسلام میں آیا اور ہر طرف  
پھرتا ہوا کو تو الی چوتراہ میں آکر ٹھہرا یہاں جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت ہی مثل ایک  
حجام کے بنائی لکڑی کھا پانچا نہ میں سکھ کاہن کے سر پر پگڑی ملا زمان شاہی سطح بازندہ کے ایک موت



رواں میں لپٹی ہوئی بغل میں دابی ڈیا مرہم کی کمر میں رکھی اور جانب کوہ معشوق روانہ ہوا دل  
 میں ہی قدرتی کہ سطح ان کا فرد کو مونڈیے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانوں نے ساکن  
 قلعہ مذکور سمجھ کر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دارالامارہ شاہی کی طرف جاسکا وہاں لقا بھی  
 اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور تختیار رک سے کہ رہا تھا کہ یا خداوند محمد و سہ حمزہ بوسیت سے نکالا لگانے  
 کہا ایک دن میں نے حالت نشہ میں زخیل قدرت دی تھی یہ کہہ کر غصہ کو ہی سے کہا کہ تھے ان  
 بندوں کی میرے بے ادبی دیکھی میں کہاں تک ان پر رحم کروں اگر میں جانتا تو سب بڑے جانے  
 لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھوں بندے میں بس طرح دے جاتا ہوں اور  
 جب رہتا ہوں سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہو اس اثنا میں تختیار رک کو  
 خیال آیا کہ ایسا نو عمر و گھر میرا لٹ لچاے یہ سمجھ کر دارالامارہ سے باہر آ کر خیر پر سوار ہوا اپنے گھر  
 کی طرف جلا راستے میں عمر و نے اسکو جاتے دیکھا بیکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام ہو بچے تختیار رک  
 آیا ہوا تھا پہچانا نہیں اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تھے ہمیں نہیں پہچانا ہم وہ ہیں کہ جسے  
 تھیں مونڈا اور تمہارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمر و نے بائیں آنکھ کا تل  
 دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اتر اٹھتا ہو آپ سوار ہو کے چلیے عمر و نے کہا تم چلو  
 ہم بھی آتے ہیں یہ کہہ کر تختیار رک سے چلے اسکے خیمہ میں جا پہنچا اور توشے خانے کے داروغہ  
 سے کہا کہ جلد اس قدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہیں اس عرصہ میں تختیار رک  
 بھی آیا داروغہ نے اس سے کہا کہ اس حجام نے جو کچھ کہا ہو وہ بجا لاؤں اسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا  
 ہے داروغہ نے کہا جی ہاں یہ تختیار رک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پانچ دان عطر دان  
 چو گھڑے کالے آؤ اور جواہر نگار جو سیاب ہو اسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہہ کر خزانہ  
 کی طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمر و نے جو یہ باجرا دیکھا تختیار رک سے کہا ملک جی  
 تم ٹھہرو میں آتا ہوں یہ کہہ کر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چل کر پکارا اسے بھی ٹھہر جاؤ داروغہ اور  
 خدمتگار دونوں ٹھہرے عمر و نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیجیے میں اس سے کچھ کہوں گا داروغہ  
 تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی میں لایا وہاں لا کر حجاب بیوشی  
 مار کر اسکو بیوش کیا اور کپڑے اسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اسکی ایسی بنک سگوسی



اگر سے میں ڈال دیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کرتا تھا جواب دیا  
 کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہر داروغہ نے کسا وہ کونسا اسباب ہو کہا آپ تو شک  
 میں چلیے تو میں بتاؤں وہ اسکو لیکر تو شک خانہ میں آیا اور اسباب الگ کر کے خدمتگار سے کہا  
 کہ اسکو خالی صندوق تھیں میں بھر دو خدمتگار اسباب میں میں تھیں صیر کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم  
 صندوق میں رکھنے کو کہتے ہیں تو انکے رکھنا ہر خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہو رکھ دینگے جب جی چاہے گا  
 اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہو تو لٹ جائے یا پوش کے صندوق سے داروغہ نے پشیمار اسکو ایک  
 ترسکا دیا خدمتگار بھی چمٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشته بداروغہ سے بیہوشی تھا داروغہ  
 طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا عمر و تمام مال و اسباب وہاں کا لیکر تختیارک کے پاس لے آیا اسنے کہا سب  
 اسباب رکھ دیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ طمانچہ لکھیں تختیارک بولا وہ تو نہیں لے اسنے  
 کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہیں پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جائے اسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہاں ہو  
 اسنے کہا وہیں ہو بلوایے تختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جا کے دیکھا داروغہ  
 بیہوش پڑے ہیں مال لٹ گیا ہو روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہارے کر کے کلیجہ  
 بکڑ لیا تو شک خانہ میں جا کے دیکھا نہ اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اسکو غارت کرے مجھ کو  
 لوٹ لیا اب میرے گھر میں آنا نہ نصیب ہو خدمتگار یعنی عمر و نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو  
 ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور تھا رہے پاس ہونگے تم تو شعور دار ہو آدھا یون گیا آدھا دون گیا  
 ملک جی اسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صندوقہ گیا عمر و نے کہا وہاں دوسرے  
 قفل لگوا دو جہاں مال باقی ہو تختیارک نے کہا تو ہی میرا قدیم نوکر ہو سچ کہتا ہو یہ کہنے اسی مقام  
 پر گیا جہاں باقی مال رکھا تھا عمر و نے دیکھا کہ ایک مکان ہو اس میں قفل لگا ہوا اسنے بڑھ کر قفل پر ہاتھ  
 لگایا آنکلیاں انکی کنجیاں تھیں قفل کھل گیا ملک جی قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اس میں روزہ کھول کے  
 اندر گئے عمر و نے دیکھا بہت بڑا مال ہو ملک جی بیٹے ایک حویلی کرایہ کوئی ہو وہاں یہ اسباب لے کے  
 رکھ دو اور اگر کہو تو میں بھی لیجاؤں تختیارک نے کہا تو کیونکر لیجا سکتا عمر و نے کہا یہ کون بڑا کام ہو  
 ہم تو تم تک کو لیجاؤں درسم امانت دار بھی ایسے ہیں کہ جو کچھ رکھواؤ قیامت تک میں تختیارک یہ  
 گفتگو سن کر پہچان گیا یقین تھا کہ مر جائے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہو میں تو آپ کا غلام ہوں اسنے کہا



نکسین بند کر بختیارک ناچار نکسین بند کر کے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر  
 زبیل کیا بختیارک سے کہا نکسین کھول دے اُسے جو نکسین کھولیں دیکھا سب مال غائب عمرو  
 نے کہا کہ لے تیرا شیطان حافط ہو میں جاتا ہوں یہ کہہ کر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک کسٹیتا  
 لقا کی بارگاہ میں آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدشہ گار کی صورت بن کر بارگاہ میں موجود  
 تھا کہ لقا نے بختیارک پر رحم کھلے بہت سارے پیہ اور جواہر دیا اُسے عمرو کو اپنا خدشہ گار سمجھ کر کہا  
 کہ اس اسباب کو اٹھو ایجا دو جہاں سپاہی ساتھ لے عمرو نے پھر کے بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کہا  
 کچھ آدمی کی ضرورت نہیں ہو بختیارک پکارا ایجاے ایجاے آپ ہی کا مال ہو لقا نے کہا کہ او شیطان  
 کیا کتا ہو کتا کیا ہوں تمھاری میری دونوں کی تقدیر الٹ گئی ہو غرض یہ کہتے رہے عمرو مال  
 زبیل میں رکھ کر بارگاہ سے نکل گیا اب یہ تو طلسم میں جانیکی فکر کرتا ہو لیکن اب حال نکت افراسیاب  
 خسران مال بیان کیا جاتا ہو کہ بیت کنون میں ولیم کے داستان بہمین و متین مغرناور بیان ہو  
 جزو چشان خجما نہ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ افراسیاب جادو و فکر جنگ ملکہ بران شیراز  
 میں اپنے مقام پر تھکن تھا کہ یکایک طائران بحر سامنے آکر گرے اور تھمشل شکل باتان ہو کر عرض ہوا  
 ہوئے کہ امی شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہم نے سنا ہو کہ اسطرح عمرو نے جا کر بیابان گلرین  
 میں اسکو رہا کیا یہ کہہ کر حجاب جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہو عرض کیا افراسیاب نے  
 اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجھ کو یقین نہیں آتا کہ بیابان گلرین میں عمرو جائے سب نے کہا بجا ہو  
 اسوقت باغبان قدرت ذریعہ بھی حاضر دربار تھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری میں  
 دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب متور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اس میں دیکھا  
 تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعہ کوہ عقیق میں ہے دیکھ کر پکارا کہ امی باغبان اگر کتاب کو نہیں پانتا ہوں  
 تو ایمان میں فرق آتا ہو اور اگر پانتا ہوں تو قیاس میں نہیں آتا کہ عمرو کوہ عقیق میں کیونکر گیا کہاں  
 بیابان گلرین کہاں مقام کو کب کہاں قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمائش کرتا ہوں یہ کہہ کر ایک ساحر  
 معراج جادو نام کہ سرداران مغرین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جا کر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑ لاؤ اور  
 بارگاہ حیرت میں لجا کر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہہ کر ایک  
 تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی معراج وہ تصویر



لیکھ باغ سیب سے باہر نکلا اور اڑ در سحر پر سوار ہو کر جانب کوہ عقیق چلا اور اسکے چارے چارے  
 افراسیاب بھی سوار ہو کر لشکر حیرت میں آیا گھنٹہ و گھریال بجے ساغر سجدے میں گرے غلغلہ ہوا  
 کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ میں بیجا کر تخت پر بٹھایا ساتی نے جام شراب یاد باغ  
 بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ سنئے عمر و کو پکڑو ابلوایا ہر موج جادو  
 کیا ہر ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہو کر آئے اسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ  
 دن کرے کہ وہ مونڈی کاٹا پکڑ آوے طائران سحر ملکہ قہر خ بھی اس بارگاہ میں بامر حاسوی بطور  
 مخفی حاضر تھے وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ قہر خ کے آئے اور جو کچہ زبانی افراسیاب سنا تھا عرض  
 بیاض بیان میں لائے یہاں ضرغام عیار موجود تھا اُسے کہا میں جاتا ہوں اور خدا چاہتا ہے تو خواجہ  
 کو چھڑا کر لاتا ہوں یہ کھڑوانہ ہوا اٹھائے راہ میں اسکو چالاک بن عمر و ملا اُسے اس سے سب  
 حال بیان کیا چاکے کا تم کلال کی صورت بنو میں کالنی بتا ہوں یہ لکڑ دو لون رنگ و روغن  
 عیاری لگا کر بصورت مذکور تیار ہوئی ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرنی گئے میں بہنی  
 دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پٹیاں سر پر نکالیں مانگ میں  
 سیندور بھرا بنیدی ماسے پر لگائی مٹی ہونٹوں پر جانی گھوری پان کی شہد میں لیکر سرخ جندری  
 اوڑھی لنگا گنگام کا پٹنا سوائی لینگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو سرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ  
 زہرہ فلک سے اتر آئی ہو اسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جہان خوبان جہان تھی  
 اور رشک عورت و ظلمان تھی قربان اسپر مردک مردک چشم انسان تھی دانتوں سے موتی بے آبرو ہوتا  
 لب لعلین سے لعل ہیر اکھاتا میز دین کا حلقہ دل بہار مان تھا قد بالا الف جان تھا لازم زلف پریشان تھی  
 پائے گیسو ملائے سر یاران تھی کہا تک وصف اُسکا کیا جاوے یہ اشعار اسکی صفت میں کافی ہیں اشعار

شعرا کہتے ہیں وہ مانگ پر سلاک گوہر	یا لکھنیا ہر محاک حسن پہ کوئی خط زرا	یا یہ ظلمات میں جاری ہوئی نہ کوثر
کہکشان یا شب بخیر میں آئی نظر	شانہ کہتا ہو زبانی یہ نیا پہلو ہر	اسی سر کی ہر قسم صبح شب گیسو ہر
نور اپلے کرو جہر روشن پہ نظر	بدے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہو کر	کیا صفائی ہو کہ پانی ہو حجازی ہر
معجز حسن عیان ہو اتر آیا ہر قمر	لوح سمیں تو اسے کیا یہ بھینا کیسے	غش نہ آجائے اگر برق خلی کیسے

اس صورت سے تیار ہو کر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوے پانوں میں پہنے



انیسویں  
 چلی راہ میں چالاک نے ضرغام سے کہا میں چل کر دہائی دوں گا کہ یہ میری زوجہ ہی  
 اور مجھے راضی نہیں ہوتی اور تو کہنا میں ہرگز اسکی راضی نہیں اور لڑنا مجھ کو باتیں سنانا اسطرح  
 سے سمجھا کر دونوں لشکر حیرت میں آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جانا لڑادی میں  
 جتنے شہنشاہ کے سامنے یہی کر ذلیل کروں گا یہ تو یاروں کے پیچھے دیوانی ہو مجھے خطرے میں  
 انہیں لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی کہا دور بھروسے تو کیا میری حقیقت کھولے گی  
 پہلے اپنی ہنسیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈوں پر جان نبی ہو اور لونڈے اسے گھرے گھرے پھرتے ہیں  
 ابھی برسوں کا ذکر ہے کہ سلار و مدار و کبریے کا لڑکا تیرے سامنے اسکو در پی دے گیا اور وہ  
 اس سے ہنساکر سوئے جھڑو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہو اور آگے کیا کہوں  
 سکا پاپ اسکا باپ لیکن کوہے بتے سے اور پارسائی بگھارنے سے جان جگمگی اس سبب سے  
 اتنا شہر سے بھی نکالا نہیں مجھے کیا مطلب کہ میں کہوں مولا سنا رہے تین ہیٹ رکھو اسے اور  
 کرو اسے کلوارنے کہا کہ تو ایسی کہاں کی ڈال کی ٹوٹی ہو یہ کہو کہ میں طرح دے جاتا ہوں نہیں تو  
 ایک بار تیرا صبح کو کپڑوں ایک شام کو ابھی پندرہ روز اور صبح کا ذکر ہے کہ چمن کپڑے کا لونڈا جو آیا  
 تو اسے تو کوٹھری میں لٹکی وہ تو کہو میں آپر اور دونوں کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب  
 ہے تو میری جو رو ہو کہ نہیں تجھے میری ماں بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب میں تجھ کو زبردستی اپنے  
 قبضہ میں لاؤنگا کلوارنی نے کہا تیری کیا طاقت جو زیادتی کر سکے میں حلال خور کے پاس آؤنگی  
 تیرے پاس نہ ہونگی بھروسے اپنے دل میں سمجھا کیا ہے کلوارنے دوڑ کے جھوٹے پکڑے کلوارنی نے  
 کہا دہائی ہو شہنشاہ کی غل جو مجا افراسیاب نے بارگاہ میں سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہے  
 بلا لاؤ کچھ ملازم آئے اور دونوں کے سامنے لیگئے دونوں نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیوں لڑتے  
 ہو یہ کیا ماجرا ہے کلوارنے کہا یہ میری جو رو ہو اور مجھے راضی نہیں ہوتی بادشاہ نے کلوارنی  
 سے پوچھا کہ تو کیوں نہیں راضی ہوتی اسنے کہا اے بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کر دیں مجھے منظور ہے  
 اور اسکا ساتھ نہیں منظور ہے یہ موانہ روٹی دیتا ہے نہ کپڑا دیتا ہے اور مارے مارے میری ہڈیاں چد کر دیتا  
 ہے کہتا ہے رڈیوں میں اڑاتا ہے کلوارنے کہا یہ اسکل جھوٹ کہتی ہے یہ خود بار بار ہوا افراسیاب نے  
 دونوں کا حال منکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکاریں رہو جبکی برائی ثابت ہوگی



اسکو سزا دی جائیگی کلوار نے کہا کہ میں اپنی دوکان رکھا چاہتا ہوں میں بیان حاضر میں رہ سکتا  
مگر بان اس عورت کمنجٹ کو حضور رکھیں شاید آپ کے یہاں رہ کر درست ہو جائے بادشاہ نے  
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اس عورت سے اشارہ کیا تو میرے  
پیچھے اکھڑی ہو وہ پشت پر جا کر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دوین گھری  
کے افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ایک مکان تنہائی میں چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ  
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اس مکان میں گیا وہاں پردے پڑے ہوئے تھے سامان  
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اس عورت سے کہا تو بیان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا  
تو پکار لیگے یہ وہاں ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونوں گئے مستند پر بیٹھے بوس کنا اور خہلاط  
ہونے لگا لیکن بیان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیاں دھری ہیں کسی  
میں میوہ ہو کوئی پھولوں کی ہو اسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیاں لے آوے  
حیرت نے کہلے آئے ڈالیاں میں میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی اور بھول بھی بیہوشی کے بے  
ہوئے لگائے اور اسمین کا میوہ اور بھول نکال لیے پھر وہی ڈالیاں سامنے لیا کے رکھ دیں  
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ بھول اٹھا کے سوکھے اور افراسیاب نے ایک ہی تراش کر  
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر میں نشہ ہوا بیہوش ہو کے گر پڑے چالاک نے  
اندر جا کے خنجر کھینچا کہ دونوں کو مار ڈالوں اسوقت چالانوز بن قرآن کہ پہلے سے خدمتگار  
کی صورت بن کر اس مکان کے گوشے میں چھپا کھڑا تھا اسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ  
پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہو اسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای  
بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب جادو سے اسکی  
قضا ہی نہیں ہو ورنہ ہم ایک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سن کر جو کچھ اسباب اس مقام کا اٹھ کا  
وہ لیا اور چالانوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے آثار لون اسوقت صدمے سے بھاگتی زمین کو زلزل  
ہوا یہ دو عیار اس مقام کے سرانچہ جاک کر کے بھاگے وہاں منہ برسے لگا اور پیر زادان طلسم نے زمین  
سے نکل کر پکار بیان حیرت و افراسیاب کے منہ پر لگائیں دونوں کو ہوش آیا اس مقام کا  
عجب حال ابتر انھوں نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہو سمجھے کہ یہ کام عیاروں کا ہو پس بادشاہ



نے شخص ہو کر حیرت سے کہا کہ او ملکہ تم کو میری جان عزیز کی قسم جس وقت وہ ملک پاسا رہا وہ  
 گرفتار ہو کر آئے تھے غم سے تمہارے رہائی نپاے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور میں ظلمات میں جا رہا ہوں  
 وہاں مسجد بنایا یہ کمر ظلمات کی طرف تخت سحر پر بیٹھ بیٹھا گیا ملک حیرت اس مکان تنہائی سے  
 نکل کر بارگاہ میں آئی اور تخت نسبت پر شکمن ہوئی سب حال اہل دیار سے بیان کیا اور وہ  
 حیرت شکر اسلام کے بھی فکر عیاری میں گرفتار گاہ کے پھرنے لگے یہاں تو یہ ماجرا ہو لیکن علاج  
 جو بہ گرفتاری عمر و روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر با توقیر آ کر پہونچا اور تخت پر  
 سے اپنے اتر کر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا میں عمر و بیٹھا ہوا  
 فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤں اس نے جو خواجہ کو تنہائی میں بیٹھا دیکھا تب  
 جولا یا تھا اس پر نظر کی معلوم ہوا کہ ہاں ہی عمر و ہر بس روئے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرفتار خواجہ کی کمر  
 ہٹا کر بلند ہو گیا اور جب روئے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بد ذات ہر شرط کہ تجھ کو میں سے  
 پسندوں یہ کہہ کر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ او موزی میں کوئی انسان ہوں یاد ہو  
 جو تو اس قدر جھٹکے دیتا ہو اور مجھ کو لیے جاتا ہو بہت پختہ کیا تو نہیں جانتا ہو کہ میں سر برزہ جادوگران  
 ہوں مہراج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہو کہ ابلی عمر و کو زندہ پھوڑو ننگا اتو مارا جائیگا میں  
 کیون پختہ نے لگا یہ کہہ کر قندیل فلک ہو گیا خواجہ کی آنکھیں متوجہ ہو اسے بند ہو گئیں اور وہ  
 کچھ دیر میں انکو لیے ہوئے بارگاہ حیرت میں آ کر اتر ملک نہ کو سر پر حکومت پر جلوہ کر گئی کہ  
 اس نے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہو ملک کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمر و آئے فوراً قتل کرنا  
 پس تصور پذیر ہوئی کہ جلاؤ کو بلا کر قتل کر لینے میں عرصہ ہو گا اور اسکے معین و بددگار جائیگے  
 چاہیے کہ تو کسی مردار سے حکم دے کہ وہ میرا سا کاٹ ڈالے یہ سوچ کر مہراج سے حکم دیا کہ اب وہ  
 تھیں سر اسکا کاٹ ڈالو مہراج تیغ کھینچ کر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ میں  
 بارگاہ حیرت میں ہوں سمجھے کہ اسی غیبی نے تجھ کو بلا لیا ہو اور ایک سحر کو سر پر تیغ کھینچ آمادہ  
 اپنے قتل پر پاپا بس اس جلدی میں اور کیا ہو سکتا تھا سوائے اسکے کہ ذلیل سے انھوں نے  
 معمار قدرت چا دو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کر کے کہا کہ ای معمار پسا عجب کھڑا ہو مجھ کو بکھڑا لیا ہو اور  
 حیرت چٹو کی یہ بارگاہ ہزار خیر دار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونوں ہلاک ہوا چاہتے ہیں عمر و معمار سے



کہ رہا تھا کہ موج نے یہ ماجرا دیکھا اور کمال اور غضب دیکھوا نے تو پیٹ سے پانوں نکالے معاً  
کو نکالا بس تیغ تو کھینچ چکا تھا ہی اُپر کہ خواجہ کا سر اڑا دوں معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ ملو  
ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اٹھ کر ایک طمانچہ سحر کا اس رفد سے مارا کہ موج غرق  
ہوا سر پھٹ گیا ترپ کر ہلاک ہو گیا صدائے دار و گیر دگر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا  
آئی مارا موج کو عمر و جو سحر سے موج کے زمین سے اٹھ کر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے  
دفع ہو گیا اس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سرداران ہان ہان کر کے  
اٹھے تھے کہ سحر و نے درگزر پشت حیرت پر اپنے تئیں پہنچایا اور کند کے حلقہ کاٹھ کر جو مارے  
ساتون حلقے بھی ہو گئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہو گئے اور حیرت ترپ کے  
نکلے عمر و نے پھر تو خنجر کھینچ کر لوٹ ماری کہ بہتوں کی ٹانگیں کاٹیں اور جست کر کے بہتوں کے سر اڑائے  
اور خواجہ کی یہ استاد ی فن عیاری میں دیکھیے کہ جو سر کاٹا اسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے  
نگے تھے غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لہجہ گھیر لو جانے نہ دیکھو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم  
کھر جاؤ گے بس گھیر عیاری اور مدد کر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جانتے ہیں تم بھی اے معمار  
اپر سے سحر دکر تا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی زور سحر اڑ کر چلا اسوقت نہایت  
اُٹھ رہی تھیں کہ بیان چکنتی تھیں بغیر غلغلہ عظیم برپا تھا کچھ ساحر وں نے تعاقب  
معمار کرنا چاہا بھر سمجھے کہ بیان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہو کیوں آفت میں اپنے تئیں بھسائیں  
بیکار رہی یہ سمجھ کر باز رہے لشکر میں بھی قمر نا ہوئی تھی اور عیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور  
خواجہ آگے آگے نکھر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکر بھی رُکے اُدھر قمر خ کو بھی خبر  
پہنچی کہ موج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونوں بارگاہ سے نکھر  
آئے ہیں قمر خ نے چند سادان نامی کو بھیجا کہ جلد جا کر انکی خبر لو اگر کوئی امر نوعد گیر ہو تو خبر کرنا مع  
لشکر میں بھی آؤنگی سرداران گرامی یہ حکم سن کر چلے تھے کہ اتناے راہ میں سرداران خواجہ اور معمار سے  
یہ بنا گیر ہوئے اور شادان و فرحان لشکر میں آئے لشکر میں بھی غلغلہ اٹکے آنے کا ہوا قمر خ ایسا خوش  
ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اند بارگاہ کے لا کر مقام صدر پر بٹھا پانچویں  
کرسی پر آکر بیٹھا سانی دسترب حاضر ہوئے دور جام اور خوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا



اپنے تو اپنے ملک میں تھا کوہ عقیق میں کیونکر گیا اور پھر بیان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پتہ  
 انہوں نے سب کیفیت کو کب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا کتاب  
 جادو کا اور بھوانا کوہ عقیق میں سب بیان کیا اس عرصہ میں چالاک بن عمر بھی آیا اور  
 اسے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے منہ پھیر لیا اسے کسوت عیاری سے ایک تاج  
 حسین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کروڑوں روپیہ کا مال دیکھ کر خواجہ نے ہاتھ  
 پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا: "فرزند مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوئے ہو اور میرے  
 پیر ترقی کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہو میرے نیا نکی عیاری کا حال سنا تھا کہ وہ بھی  
 افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگو کر عنایت کیا اور عیاری بھی آئے اور خواجہ سے  
 پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تاج شروع ہوا یہاں تو جلسہ عشرت گرم ہوا اور ہنگامہ سرگشتہ  
 لیکن اس طرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اس طرح موانع عمر و کولایا میں نے حکم قتل دیا  
 اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمر و نے زنبیل سے معمار کو نکالا اسے موانع کو مار ڈالا اور دونوں نکلا  
 چلے تھے کہ میں نے روکنا چاہا عمر و نے کندھاری میں تو گر پڑی اور وہ دونوں نکل گئے یہ سب حال  
 لکھ کر طاہر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس لے گیا بادشاہ کو اس وقت نغمہ شرب بہت تھا نامہ طہر شرب  
 ہر ہن ہو گیا اور اس وقت تخت یا قوت نگار پر سوار ہو کر ہر محل تمام تر بارگاہ حیرت میں پھر گیا دیکھا کہ  
 حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہو بارگاہ بھی جا بجا خون سے رنگین تھی اور علی ہوئی بادشاہ  
 نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پر حکم دشمنی فوراً اندھی پیدا  
 ہوئی اور اس اندھی سے ایک جادو گر سیاہ فام و کریمہ منظر جھولا سحر کا گلے میں ڈالے شیریں سوار  
 نکلا بادشاہ کو اسے مجھ لیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے روشن تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہے اسے  
 کہا غلام دعا کرتا ہے بادشاہ نے ایک دگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمہارا او  
 صرخ و معمار قدرت کا سامنا ہوا اسے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو میں سامری سے سامنا  
 کروں میرے تو کیا مال ہے اور وہ قدرت تو ایسے ہزاروں بنائے چھوڑے اور اے شہنشاہ آپ ہی  
 نے اتنا نامل کیا کہ ان نگر امون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہے شاہ نے کہا کہ میری ملک دار  
 تھے اس سب سے رحم کرتا ہوں مگر اب اسد کو مار ڈالو نگاہ طلسم کشا ہو جب وہ مارا گیا پھر اسے



کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجا کر ان باغیوں سے لڑو سا حیدر نے ارشاد کیا  
 لشکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیار می سپاہ دیا اسی وقت ایک کھڑ  
 بر سوار و اثر و سواروں کا لشکر تیار ہوا شورش سپاہ سے شیر خرچ برج اسد میں چھپنے لگا ہرام فلک  
 کا مسکن برج محل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی بیرون کی چار سمت کو پکار ہوئی  
 ڈھرو بجائزنگا بھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اس فوج کا نقشہ تھا کہ ایسیات

چو آواز طبل آمد و کرناے	برآمد بھید لشکر ز جاے	برآنگونہ را شب یکسر ستوں
کہ پر شد ہمدرد سے گیتی ز شور	ہم از جنگ آورد در روز کین	باورد گہ بر بلرزد زمین
گزیدہ ز لشکر دود و ہزار	زرہ دار و برگستان در سوار	بجائے جوانان شمشیر زن

چل سالکان خواست از بھمن  
 اسی کرو فرو احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت

نے متصل ہو نچا لشکر اسکا سرداران حیرت نے اگر اتر دایا یہ بارگاہ میں آیا کھل زمین پر ملن ہوا  
 بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علیحدہ نصب ہوئی لشکر میں بازار کھل گئی کٹور کھنکنے لگا گرم کاری  
 شروع ہوئی افراسیاب بھی اسی مقام پر ابھی ہوا اس سے کھڑا نے طبل جنگ بجوایا یہاں تک کہ جب  
 مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اتراد تھا دیر کو اکب و ماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ	مثال غنچہ دل گرمی سے تھا رنگ	ترقی پر جو اقبال قمر تھا
ستارہ روشنی سے خوب چمکا	تر شام بکرم رو میں تن	بر سوار طبل جنگ پر چوب پری افریح

ساحر و ن میں کھی غلغلہ زمین و زمان میں پڑا تیاری آلات حربے ضرب میں ہر شخص مصروف ہوا  
 جاسوسان لشکر قریح یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اہل بعد عرض و حاسے شادی خبر آمد  
 روئین تن اور بھوانا طبل جنگ کا معرض بیان میں لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا  
 کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے خواجہ عمر و ابھی بیان موجود تھے انھوں نے تقار خاد میں  
 بجا کر طبل پر چوب لگائی کرنا کو دم ملا زمانہ مشر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ بر سرستی  
 سحر اپنے اپنے خیموں میں آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر میں آرام پذیر ہوئی اسی اثناء میں  
 چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اٹھ کر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن ٹپے تو اس  
 روئین تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے خرابہ کے لاؤں جب بارگاہ سے نکلیا اسوقت مہرخ نے



خیال کیا کہ چالاک نہیں معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہیں معلوم کہاں گئے  
 عمر و نے کناوہ بارگاہ افراسیاب میں پہونچا ہوگا اور یقین ہو کہ اس روئین تن کا کام تمام کیے  
 منج کے کہا خداے کو تم انکا نگہبان ہو خواجہ بیچ تو یہ کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلا سے بے دوان  
 بن یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں بہترین بہتر چالاک بن عمر و صورت خدمتگار کی  
 ایسی بکر داخل بارگاہ حیرت چرو سہوا و لکھا کہ بیان افراسیاب بیٹھا ہو گھر تکیہ ہوشب کا وقت ہے  
 حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہیں اور روئین تن بر سوار بھی دنگل پر بیٹھا ہو شراب کا پیالہ گردش  
 میں ہے چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتیں سننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی  
 افراسیاب نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطہج خانہ نے جلد دسترخوان لا کر چنانچہ تخت غانا راستہ ہوا  
 شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا اور کہا اور روئین تن تم بھی آؤ اسنے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور عرض کیا  
 کہ میرا اسوقت کچھ جی نہیں چاہتا ہوں شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر  
 دسترخوان پر بیٹھے روئین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کہاں کھانے لگا اسوقت حیرت نے  
 کہا اور روئین تن تم کچھ کھاتے نہیں ہو خالی بیٹھے ہو اسنے کہا میں ٹھنکر کھاؤنگا میں نے پہلے ہی عرض  
 کیا تھا کہ میرا جی نہیں چاہتا ہوں شاہ دوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ میں کھانا بھیج دیا جائے  
 اسوقت سوا سو خوان کھانے کے راستہ کیے گئے کہ جسمیں انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور  
 خوشگوار تھے غرض مزدوروں کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ  
 میں گیا چالاک نے چاہا کہ میں بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤں اور کچھ تندرہ کروں لیکن موقع  
 نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رزم کرتا تھا چالاک  
 کے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اسکو بیوش نہ کر سکا خاموش ہو رہا اور ادمر پھرنے لگا اس عرصہ  
 میں روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا چالاک نے اُسکو جانے دیکھا  
 سمجھا کہ اب یہ جا کر طعام فرستادہ شاہ جادوان زہر مار کر لگائیں اسی وقت کچھ تندرہ کرنا چاہیے  
 یہ سوچ کر اسنے بازار سے تھوٹھا خرید کی اور اُسکو آغشتہ بداروے بیوشی کر کے قایون میں  
 لگا کر ایک خانچہ تیار کیا تو رے پوش اُسپر دالا اور ہاتھ پر رکھ کر روئین تن کی بارگاہ کے دروازہ  
 پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا وہ بانوں نے دوکا کہ میان اندر جانے



حکم نہیں دیا میں شہر و آسنے کا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہیں کہ شاہ طلم کا خدمتگار ہوں اور انہیں کا  
 بھیجا ہوا آیا ہوں یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہو اچھا تم نہ جانے وہ  
 میں جا کر عرض کیے دیتا ہوں کہ وہاں کے دربان بڑے شور سے پشت ہیں وہ بارگاہ میں نہیں جانے دیتے  
 ہیں دربانوں نے یہ کلمات سنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیوں آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہہ کر اندر جا کر  
 روئین تن سے عرض کیا اُس نے کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہ کہ بادشاہ خفا ہوں دربانوں نے باہر آکر چالاک سے  
 کہا جاؤ میان جاؤ حضور ملائے ہیں چالاک بچالاک کی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہیں اور  
 روئین تن کھانا کھا رہا ہے اُس نے وہ خواجہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ شاہ بادوان نے یہ مٹھائی اور  
 پکوان بھیجا ہے ہر اہ طلم اول بھیجا فراموش کیا تھا روئین تن نے اُنکرا اس خواجہ کی تعظیم کی اور  
 اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سکودی اور کچھ آب بھی نوش کی اس عرصہ میں چالاک باہر نکلا آیا تھا  
 اور بیان بیٹھ کر اپنے پاس سے کچھ سیوہ اور مٹھائی نکال کر کھانے لگا دربانوں وغیرہ نے جو لوگ کہ بیان موجود  
 تھے اس سے کہا کہ اسے بیان کسی کی صلاح بھی نہیں کرتے کیا تم بھلو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے  
 کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا اس قدر مٹھائی تھی نہیں جو میں صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک  
 ڈلی اسب جو ٹوکا ہو تو لو کھا لو انھوں نے وہ اسکی خاطر سے لیکر کھالی اور جب سب نے وہ مٹھائی اور  
 پکوان جو یہ دے آیا تھا کھایا روئین تن نے کہا میرے سر میں درد ہونے لگا شاید منہ آئی ہو لوگوں نے  
 کہا آپ آرام فرمائیں یہ جا کر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہاں  
 پہنچتے ہی بیہوش ہو گئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپ چاپ کھڑے تھے روئین تن کے پاس ہوا  
 رہے بیان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھا کر بیہوش ہو گئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ میں بھی  
 سب بیہوش ہونگے تو چکر اپنا کام کر یہ سوچ کر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپ چاپ کھڑے ہیں اور ہر شیا میں  
 اُس نے اسے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا ہے مجھ عرض کرنا تھا خدمتگاروں نے کہا تم جگاؤ ہماری تو مجال  
 نہیں جو بیدار کریں اُس نے کہا اچھا میں بھی شہر د جاتا ہوں شاید آئندہ آپ سے اچھے یہ کہہ کر وہاں بیٹھ  
 گیا اور پروانے بیہوشی کے آراٹے لگا ان پر فانون کے چلنے سے دھواں ہوا اور خدمتگاروں  
 کی ناک میں گیا وہ بھی بیہوش ہوئے اُسے اٹھ کر روئین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر  
 کرنے لگا کہ کیونکر فیضان آخر خیال میں آیا کہ اس طرح بچل پس آئے اُسکو اُسکا گریب خواں ہو گیا



درم قدم با نون جمیٹ کر یا نہ دے پھر اس سے کسنا کے تورے پوش ڈال کر وہ خوان سر پر بیکر  
 لے نکلا اور جس کسی نے بشکر میں اس کے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کافر اسیا سب نے روئین تن  
 کو لکھا بھیجا تھا میں بیکر آیا اب افراسیاب کو انھوں نے یہ بھیجا ہی بیان تو یہی لگا رہتا ہوا آنے  
 جانے میں پا نون ہمارے ٹوٹے ہیں وہ لشکری یہ لشکر خاموش ہو رہا اور یہ وہاں سے صبح سکتا  
 اسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ قمر خ میں آیا یہاں جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوئے کہ یہ  
 تو نہ شکار شاہ فلسفہ ہوش خوان میں کیا لایا ہی اور اس گہرے کیا بھیجا یا اس عرصے میں اس نے  
 خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کیلے کہ خواجہ ابھی سونے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی  
 تو قمر خ سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اس نے عرض کیا اتنا تو غلام سے ہو سکا منہ چالاک یہ گناہ  
 روئین تن پر سوار حاضر ہمارے اس خرام زادے کو خواجہ نے کہا اور قمر خ اسکو قتل ہی کر دیا اور  
 نے کہا یہ روئین تن ہی یوں قتل ہو گا یہ لشکر قمر خ نے چالاک کو خلعت یا اور ہمار قدرت بھی  
 موجود تھا یہ عیاری دیکھ کر خواص باختہ ہوا عمر و نے چالاک کو گلے سے لگا یا چالاک نے  
 عرض کیا کہ اچھا اسکو بھی بیہوش رہنے دیکھے میں اور فکر میں جاتا ہوں یہ کیکر یہ پھر وہاں سے  
 بوجلت تمام تر روانہ ہوا اور خیمہ میں روئین تن پر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اسی کی اسی بنائی  
 اور خد شکار جو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا اور کہا اڑے نکھر امون تم غافل ہو کر سو رہے عیار  
 ابھی آیا تھا مجھ کو جمشید نے بچا یا میں اب یہاں نہ تھوڑنگا یہ کیکر بہت کچھ عتاب خطاب ربا نون پر باہر  
 نکلا کر فرمایا اور سوار ہو کر بارگاہ افراسیاب میں آیا بیان بلو شاہ جادوان کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا  
 تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جا کر ہو چکا ہی ہوا  
 نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا تو یہ سامنے کیا اور بیٹھا  
 کہا عیار نے مجھ پر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچا یا جیسا میں غرور کرتا تھا ویسا میرے  
 سامنے آیا اب میرے ملازموں سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اس نے سٹھائی  
 کھلائی تھی پھر کھونٹیں معلوم کر گیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہیں واقعی تم  
 بیکے سامنے میری کاشکر کرد اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتیں کرتے کہتے افراسیاب کے  
 پلنگ کے کر دیو لون کی ڈالیاں بھی تھیں اس نے کہا کہ کیا خوب خوشنواں بھولوں سے آئی ہی



میں نے کبھی ایسے پھول نہیں دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے بین اور ملکہ حضرت ایک اور درخت  
 اس میں کا محلو بھی عنایت فرمائیے گا کہ میں اپنے باغ میں لگاؤنگا چہرت نے کہا اچھا اب اسکو اٹھا  
 سونگھو اٹھنے چند پھول اس میں سے لیکر سو گئے اور ہاتھ میں عطر بیوشی ملا تھا وہ سب پھولوں پر  
 ملکر کہا اور ملکہ واہ  
 نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انہیں نہ تھی اُسے کہا لیجئے سو گئے تو وہی اسے لیکر  
 سو گئے اور تعجب ہو کر کہا واقعی راج تو عجب خوشبو ہو کہ مشام جان بھڑکا جاتا ہوا فراسیاب کو  
 بھی تعجب ہوا اور اُسے بھی لیکر سو گئے جو لوگ کہ وہاں حاضر تھے گوہری دلوانے کے لیے سب کو دو دو  
 چار چار پھول دیئے کہ سب سو گئے اور کچھ عرصہ میں بیوش ہو گئے لیکن اتفاقاً روز گار اتنے  
 عرصہ میں روئین تن کو بارگاہِ حرم میں ہوش آگیا بیوشی آسکی اور اپنے شہین اُسے بندھا لیا  
 سحر بڑھ کر جلد کھولا دیکھا کہ حرم کی بارگاہ میں ہوں یہ کس لئے بزدل سحر پر پیدا کر کے پرواز کی  
 کیونکہ خواجہ اور حرم کی ایسے تھے باتیں کرنے میں کہ ہسلی زبان میں نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی  
 انتظام ہسلی عراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک کا اتنا ہوگا اسکو سیہ گرم کر کے  
 پلا دینگے اصل یہ کھلا ہوا تھا کہ سیدھا بارگاہِ فراسیاب میں آیا بیان تخلیہ پایا اور فراسیاب  
 وحیرت ہر ایک کو خواب غفلت میں مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا  
 سمجھا کہ یہ کوئی حیار ہو پس فوراً سحر کر کے چالاک کو بے قابو کر دیا پھر اگر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اور  
 خیرہ سر تیرہ روز گار پھا تا میں نے تیرے شہین ادنیٰ عیار اب کہاں میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک  
 نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب ہوسے پھسے لازم ہو کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جس میں رہائی ہو ایسا کچھ تو نہ  
 کر کے گویا ہوا کہ روئین تن بہر سوار میں نے آپ کا کیا کیا ہو محلو گرفتار کرنا بیکار ہوا سوقت  
 شہنشاہ جادو ان نے جبرنی کہ حیار آپ کو کچھ لے گئے ہیں بس یہ خبر سنتے ہی محلو آپ کی ایسی صورت  
 کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر میں تمھاری رہائی کے غافل ہو کر بیٹھ رہے ہیں انکو آپ ہوشیار کر کے  
 دریافت کر لیجئے جو اس میں مذہبی سر فوق ہوا مد فرماتے تھے کہ محلو فکر یہ بڑی ہو کہ اب کون ایسا ہو جسکو  
 روئین تن کا لشکر سپرد کردن انھیں فکروں میں شاید زیادہ غافل ہو گئے ہیں روئین تن سوچا کہ  
 یہ کوئی ایسا ہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو نا واقف ہو اسکو ذلیل نہ کر دے نہ خرابی ہو بادشاہ



ناراض ہونے پر سوچ کر چالاک پر سے سحر اتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالاک کی تمام بارگاہ سے باہر نکلیا  
 اور سیلاب کو پتوں نے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کر دیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تین ستارہ ہو  
 اور بانی حیرت وغیرہ ہر ایک ہوش میں یہ دیکھ کر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تین کوئی عیاری  
 چاہتا تھا کہ کچھ سحر اس پر کرے اس وقت روئین تین نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک  
 کی زبان سے سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیاری تھا کہ مقررہ دیکر نکلیا لیکن غیر  
 کچھ اندیشہ نہ کرو اب میں بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہوں کہ ہمارے قدرت مکان اور قلعہ بنانا اپنا  
 جہول جائے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسہ اسی کا ہے کہ رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا اور  
 وہاں جا کر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ اے مالک کل جب صبح کو روئین تین میرے سوار ہونے کو  
 جائے تو تم بھی اُس کے ساتھ جانا اور انگ کھڑی ہو کر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ پہلا سحر کا لیکر بارگاہ  
 حیرت میں آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہو کر بیٹھی تھی روئین تین تھی اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ پہلا نامہ  
 لیے آیا بلکہ نے پڑھ کر جواب لکھ دیا کہ آپ کے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا بتلا تو اس طرف گیا وہاں  
 چالاک بن عمر و جوانی بارگاہ میں گیا جہاں اجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اس طرح میں سب کام  
 کر چکا تھا کہ تین روئین تین کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی مجھے فطری تو ہوئی اُس نے کہا خیر ایک دن  
 کے سوساٹھ دن ہیں اب کی سہی یہ لکھ کر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا شکروں میں تویاری  
 آلات حرب ہونے ہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی راستگی کے لیے طبل جنگ و غیر سحر کو بجا دیا پھر  
 تو یہ حال ہوا کہ ناریج ترین اچھلنے لگے لونگ الہی جھلنے لگی گول گلی کی چراہند آئے لگی اردنوں  
 ماش کے دانے پھلنے لگے پردار جانور سحر کے اڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے  
 آتش سحر کا دھواں بلند ہوا نشان بان کھل گئے ترسول نہسول صاف و صیقل ہوئے نشانوں  
 میں سے آواز تراتے کی آئے لگی طائر سحر کل نکل کر جانب فلک کے کراہیاں چڑھ گئیں ہا طرف  
 تلوار کے دھنی منجلیے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تو دون پر لگانے لگے  
 ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنوں پر تیر برساتینگے کمانوں کو ابر باری بنائینگے خبر جانتا  
 جا رہی تھی کہ لیے مقر امن بنے تھے سو سے قطع نہ ہونے کے اور کچھ نہ جانتے تھے جو حقیقت  
 ہر مرتبہ نیزے تانتے تھے کہ یہ سان ہوا اور سینہ عدد ہوا تو فتح یا اجل مجھے دو بددیہر طرف



یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس زرمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیاست

زیر دے آسودگی اسپہ مرد	میں لیشدا از روزگار نہ برد	تو کشتی جہان کیسے از جوشن است
ستارہ ز نوک نشان روشن است	سپہ شد ہمہ دست از گردنم	برآمد خروشد میدان گادوم
بیاراست با میسردہ مہمنہ	سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ	نزد طبل روئین پر شد خروش
زمین آمد از فعل اسپان بجوش	سپہ را بیاراست و خود نشست	یکے گرز پر غاش ویدہ بدست

شب بھر ہی ہنگامہ رہا جب چشمہ ظلمت سے سکندر فرغ افراے دہر باہر آیا اور جہان ظلمانی  
مثل روے سفید دکھائی دیا کہ نظم

چو پنهان شد آن چادر آبوش	بگوش آمد از دور بانگ خروش	چو از خنجر روز بخت شب
ز لشکر ہمہ شاو دل خندہ لب	بیرہ برآمد ز ہر دو سراے	بدان رزم خورشید بد رہنماے

ہم سحر ایک جانب سے روئین تن بر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کرد فر سے وارد میدان  
مصات ہو اور دوسری جانب سے حیرت ناکارتخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ بیک نہایت  
اعتشام سے گھنٹے اور گھڑیاں بجواتی کمال و گول کے شعلے اڑاتی داخل زرمگاہ ہوئی اس وقت  
مہرخ نامور معمار قدرت کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو بہار و تخمور و لہر زان و زلزلہ وغیرہ بڑے  
آن و بان سے سمت جنگاہ چلین شورش بحر سواج سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ حیات  
انسان ڈمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ ابیاست

ز دیباے زلفیت پنی قباے	چو معمار پیش اندرش رہنماے	ہمہ عرق در آہن و سیم و زر
ز یا قوت پیدا نہ زرین کمر	نشست از برابر بلق مشکم	جہندہ سرا فراز در و پینہ سم
سلیجش یکم مند دے تیغ بود	کہ در زخم چون آتش میخ بود	بدیدہ آمد کشش خط برگرد عاج
چو قہرغ شہنشاہ با گرز و تاج	ہمان زخم کو بال و باران تیر	خروش یلان بروہ و دار و گیر

اتس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہادر آہستہ با تین ہیکل  
کرتے تھے بسان گل شکستہ تھے معمار کتنا تھا کہ او ملکہ مہرخ بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجائے  
میں طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہوتا ہو گا وہ ہو نیگا مہرخ نے کہا آج آپ ہمارے ٹرنے کا نشانہ  
دیکھیے اسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ منظر بہ کی ہو گی مہرخ نے



کہا ہر چہ باد باد و ہر تو یہ تذکرہ ہو کہ بجایک لشکر دن میں ڈھرو بجایا طبل و بوق گڑ گڑاے علموں کے  
 پھر برے گئے صفین جنہے ٹکین صورت نگار مصور شہاب جادو ابرق گیسو سے بن  
 شہاب طوفان بے را فلک شکوہ زرین قبا وغیرہ سر و اردن کے تخت و اژدر بڑھکڑا ستارے  
 نقیب چادش لکارے لڑنے والوں کو بچارے کہ بان اے بہادران روزگار نام کر جانام جانا مگر  
 قدم نہ ہٹانا یہاں تو ترتیب صفوں جدال ہونے لگی مگر طلسم نور افشان میں بران موجود ہے  
 ابھی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تھی کہ کوکب نے بزور سحر بیضہ عقاب میں دیکھ کر حال  
 معمار برآں سے بیان کیا کہ اس طرح میں خواجہ کو لیکر گیا تھا خواجہ نور بخیر سحر بیا بان گلور  
 پماند گئے میں ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق میں معلوم ہوتا ہے کہ جہاندار نے بھیج دیا تھا  
 کہ اب وہ لشکر مہرخ میں ہیں اور حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے و میں تن بے سوار لڑنے  
 آیا ہوں یہ معرکہ بھی قابل دید ہے برآں نے سب حال شکر کہا بابا جان اگر فرمائیں تو میں بھی  
 اس معرکہ کو فی الحال دیکھتی جاؤں کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہیں  
 کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہو لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج خواتی لیکر جاؤ اور حاکمان  
 در بند کو لڑو اور بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑو اور تم نہ لڑو اسے عرض کیا کہ ایسا ہی ہو گا یہ  
 کہم کہ قلعہ کو کیسے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ میں ٹھہر کر تمام اپنی انیسویں ملیسون  
 کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کر کے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سنتے ہی ملکہ ہمارے جادو  
 نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحر و کاشکرتیار ہوا مجلس جادو بھی تیار ہوئی اور کہا میں  
 سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہوں یہ کہہ کر مع کئی سو کنتران زمین پوش کے تخت پر بٹھکر چلی  
 برآں بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چکنے لگا باجے طرح طرح کے بچے ڈنکے پر چوب پڑی  
 ساحران نامی بار و بوط و قرقرے ہنس آتشیں فیل و مان سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے زمانہ میں  
 پلچل پڑ گئی دنیا نے کہا کہ میں دیو چاری ضعیفہ کھلی جاتی ہوں فلک تھرایا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا  
 ہوتا ہے اس لشکر کا کردار کیا لکھا جائے یہ حال تھا کہ ایسا

خروش آواز دشت و آواز لڑ	کہ اے جنگ سازان و گردان نو	ہمہ تیر و شمشیر و خنجر نہید
میکسزہ ترک بر نہید	جو ہر کس کہ اورا کمانست و تیر	کمان را نیزہ بند ناگزیر



خروشنے برآمد زلا میان	بستند خون رختن رامیان	یکے تخت زرین ندادہ بروئے
نشستند گردان پر فاش جے	سپہ بود چون کوہ آہن روان	ہمہ سر پر از گرد چالاک جان
پس پشتان زندہ بیلان مست	اہمہ کو فتند آن سپہ را بدست	اس کرو فر سے یہ لشکر ادھر سے

چلا اور اس طرف بعد صفوت آرائی جدال و قتال جنگ آغاز ہوئی روہین تن بیر سوار اپنا شیر  
اڑا کر لشکر مہرخ پرما پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شمار اُسکی لینا لینا کھل کر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ  
ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نایب ترنج گچھے سوتیوں کے ہاش کے دانے کی بوچھاڑ ہوئی ٹھہری  
چلنے لگے ساحروں کے جہم میں آگ لگی بہادر روہن نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تمام لی اور  
کٹا ریان کھینچ لیں قرادنیان چلنے لگیں سینہ گلزار ہوئے دلا در مرگ سے ہلکار ہوئے مہرخ  
بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے مصتوبہ نے جو تیر مارا سوا سو کے سینہ کو توڑ کر نکلیا  
گیسوے بن شہاب نے جو گولہ مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اڑ گئی اور پھر  
ایک کر نایب مارا کہ گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو  
نے گولہ مہرخ سحر چشم کے مارا کہ اُسکا بایان شانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا  
بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا مہاش کے دانے سحر کرنے آسمان پر مارے ایک ترافا ہوا  
ابر گھرا یا سلیں گرنے لگیں ساتھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابر یوق کو شکاف ہوا  
بھی گری ابر یوق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین میں چلی زمین سخت ہونے لگی ابر یوق ٹرپ کر  
باہر نکلا اُسوقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابر یوق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو سراپہ برف انداز  
نے مہاش کا چہرہ مارا کہ جھکے لگا بار نکلیا رعد جادو اور برق جادو بھی کار نہایان کر رہے تھے  
رعد چھین مارتا تھا اور برق ٹرپ کر رہی تھی روہین تن بیر سوار کا کٹی ہزار ساحر مارا گیا مہرخ  
نے دوسرا گولہ مارا ابر یوق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت ہلنڈہ  
ایک ٹیکے پر بکھری ہوئی صرف دید مہاشے جنگ تھی اُسے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہی ہے پس  
مدد بایں خوں روان کی طرف اُسے اشارہ کر کے چھڑی اُسکے ہاتھ میں سحر کی تھی زمین پر وہ  
ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریا بے خون روان جوش کھا کے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت  
حیرت نے موتیوں کا مالا گلے سے توڑ کر دیا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار چلی



شکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور سنہ کاڑ کر جو چلی ساتھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھ کر معمار قدرت  
 نے بیضہ نکال کر سحر پڑھ کر زمین پر مارا اور حضرت نے کہا اب کی ضرب میں ان سب کو قاتل کر دوں گی  
 اور پھر کنگن ہاتھ سے اتار کر مارا کہ سوالا کھ مچلی اب کی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ جو معمار  
 نے زمین پر مارا تھا اس کے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اڑا اور دیوار سحر بن کر تیار ہوئی وہ  
 سوالا کھ مچلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسے آکر دیوار میں ٹکر ماری سب کا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو  
 بھی زلزلہ آیا اور دھمکی اور دستور نے اس الجھاوے میں معمار کو دیکھ کر ایک ناریج مارا کہ سر پہ  
 اس کے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مرنے سے  
 پہلے فوج مہرخ کی پھریں پا ہونے لگی اور پیچھے ہی مورچہ جھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھ کر بارگاہ  
 مہرخ پر جا پڑے اس وقت ابرنا بھی آسمان پر پیدا ہوا اور طاوس زمین بال اسین سے نکلا  
 اس طاوس پر ملکہ مجلس جاوے جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اس کے آنے سے تقویت ہوئی  
 فوج مہرخ کی اور ہلال سحر افکن نے بڑھ کر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جو گئے پندرہ ہزار  
 فوج حیرت سے ساحر کام آنے سے کہہ کر علم ہر گئے مجلس نے یہ حال دیکھ کر طاوس کو ٹھوکر ماری اور  
 تلوار سحر کی گھنچ کر جا پڑی جس کو تلوار ماری دوڑ کر بھاگ گیا مصور نے اس وقت لٹکا رکھا کہ اسی او  
 چو کر ی کیا کرتی ہو اور دوڑ کر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیاں  
 توڑ کر نکل گیا اب تو یہ حال ہو کہ دونوں طرف سے لوگ زخمی ہیں مردہ پر مردہ گر رہا ہو کوئی  
 سسکتا ہو کوئی جان بلب ہو کسی کا سینہ زخمی ہو کوئی ہاتھ کٹا ہے چلا آتا ہو کوئی بھاگا جاتا ہو  
 کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہو کوئی مقتول ہو کوئی قاتل ہو عجب طرح کی تلچل ہو اسی ہنگامہ آفت خیز  
 و جانکاہ میں یکایک عہدین امیہ ضمری نے لشکر سے نکل کر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ اے  
 خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اس لشکر کفار ان رو سیاہ پر تو مجھ کو فتح عنایت فرما کہ ایات  
 ہی خواندہ ہو کر دگار خسرین کہ حنیخ آفریدہ زمان و زمین بر آرنفہ ہو و کیوان و ماہ  
 شانندہ شاہ بر شگاہ ہر انگش کہ اور اب بزدان گزیدہ سر از نامہ سپاسی بیاد کشیدہ  
 کہ کہیم کار ساز وقت یاری و مدد گاری ہو یہ دعا سنی در گاہ خدا میں قبول ہوئی عہد وے دیکھا  
 کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیاں ہزار در ہزار چمکنے لگیں دل دہرین آگ لگان تھیں



ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ دیکھنا یہ کیا  
 سامان ہو مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اس طرف سے  
 افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانہ لگے گا خدا تعالیٰ اس موزی کی سرسبز بجائے  
 یہ کہ رہی تھی ہی کہ لکھ ہاے ابرہین سے غول جانوروں کے نکلے اور لکھ بھرا ہر ہی میں غائب  
 ہو گئے مہرخ نے کہا واہ واہ کیا ابرہین اور کیا جانور ہیں اور ان جانوروں نے ملکہ کے تاجدار  
 سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ اے ملکہ بیان تو لڑائی ہو رہی ہو لا کھ ہا مردہ پڑا ہوا ہے تاجدار  
 نے کہا کہ اے ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہو خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی  
 تخت اُسکا بیان آفتاب چمکتا تھا غرض اُسے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور دھڑ  
 لشکر بران مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اُسہیں سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ  
 جھپک گئی پھر ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران  
 کے آکر دست بستہ عرض کیا داری مہرخ پس با ہوا چاہتی ہو بران نے فوراً اپنی ہمیشہ ایک  
 ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہو گئی اب لشکر ملکہ بران  
 ظاہر ہوا ہزار ہا علموں نے جلوہ کھایا دھرونا قوس نے گنبد چرخ کو دہلایا پھر لاکھوں سوار مہرباے ہند پر سوار  
 لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزاروں ساخر منس و فیل و باز و غیرہ پر  
 سوار نیزنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر و غیرہ برساتے تھے ایک طرف سے  
 لاکھوں ہا دھان دوران ہتیاروں سے مسلح و مکمل جا بازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے  
 شان و شوکت پر اس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے شمار تھا جسکا مہرخ ایسا تراب  
 خنجر گزار فرمان بردار تھا جادو گر نیاں جوان جوان منس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن میں مہربا  
 ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی مہراز جو بن تھی لباس زرین ہر ایک کے  
 زیب تن اور ارج کا لون میں پڑے ہوئے شرنبن ہاتھوں میں باندھے ہوئے ناریخ ترخ اچھالتی  
 ہوئی آئین شورش قلم فوج سے لشکر عدو کا سفینہ حیات لگکانے لگا نقشہ تھا کہ ابیانت

توقید شہر و برآمد خود ش	شدہ دشت کیس پر از جنگ جوش	ز بس جوشن د خود دینی سہر
ز بس سیزہ و گرد چاچی تبر	سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب	کہ اند گرد پیدا نہ بد آفتاب



برابر عدد چون صفے بر کشید | ہو انگون شد زمین نا پدید | مہر خ یہ سامان دیکھ کر گوار ہی تھی  
 کہ ایک ابر شمشیر پیدا ہوا اور اس میں سے ایک درجہ ظاہر ہوئی درجہ میں چہرہ پر نیراد کا دکھائی  
 دیا سب کے خیال میں اب تک ہی ہو کر افسر سیاب آیا جو عمر و نے مہر خ سے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ ہمتو  
 افسر سیاب کا دین اختیار کر لینے تم کیا کرو گی مہر خ نے کہا بھیا تم کو اس وقت بھی مہر خ ہی دین  
 لڑوں گی اور کیا کرو گی اور ہر بران نقلی نے فرمایا کہ اے ملکہ تہر نگاہ جا دو اے ملکہ مہر شر جا دو  
 افق جا دو کیا وقت پر ہم آگے پہنچے اچھا پھر اب دیر کیا ہو یہ کہنا تھا کہ وہ نوز جو چھایا ہوا  
 تھا شعلہ کی طرح اڑ گیا اور ابر شمشیر ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوئے پھر ہرے انکے  
 ٹھکے ہوئے اُنیر نام کو کب رشتہ نصیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے  
 ظاہر ہوئی آواز تراتے کی آئی اس وقت ایک لڑی موتیوں کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی  
 دکھائی دی اور ایک بتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہو کر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیر زن وہ  
 بتلی اس سے لڑنے کو تھی مگر جانب نالک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا نا طلسم ہو  
 مہر خ کی فوج قوی دل ہو کر پھرتی توڑ کر لڑنے لگی اور مہر نگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہاں لشکر دشمن کو  
 مار لو نفیر کے بجتے ہی افق جا دو ایک ناگن کالی بنکر اڑی اور ہر طرف سے آواز میں مہیب  
 آنے لگیں چالیس ہزار تپلا سونے کا چار سمت سے تلوار لیے پیدا ہوا اس وقت سب دیکھا کہ ایک  
 بران شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اترتی چلی آتی ہر اور اسنے آکر زمین پر تپلا  
 اس وقت لشکر کے سوار اور ساحران و فاشعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار تپلے  
 بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ میں چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر  
 کیا کہ ہزار ہا بچہ پیدا ہوا انکو حکم دیا کہ اے بچے ہاں سحر حکم فہر شاہ زبانیں ساحران مخالفین کی  
 کھینچ لو بچے جب سحر پڑھنے کو لگے کھولتے زبانیں کھینچ لیتے ہزار ہا زبانیں کھینچنے لگیں فوج  
 حیرت پس پا ہونے لگی بران نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا جگ گیا اور وہ  
 ستارہ مصور کے شکر تین گرا ہزار ہا جا دو گر ہلاک ہوا یعنی جلا کر فی انار ہو گیا مصور جو حملہ کر  
 بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہیں کہ چھو کری کو کب کی بگڑ کر آئی ہو پھل  
 کچھ دیر بھر کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزاروں دہن بے زبان ہوئے خواب عدم



مین بھی برائے سے گئے ہر سمت تیرون کی بو چار حجز و شمیر و ناریل و تریخ و تاریخ کی مار تھی ایک ایک  
ایک نہ بچا تھا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بجز زخار تھا  
روحون کا اس محیط بے پایان سے اترنا اور ملک عدم میں کشتی تیغ پر بیٹھ کر جانا تھا وہاں بھی کہاں  
ٹھکانا جہنم میں جانے کا جانا تھا صدائے داد و دہا زہ بلند تھی جانِ قالب میں ہر ذی روح  
کی پرگزند تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی کہ نظر

سپہبد جو آتش برانگیخت اسپ	بیامد بکر دار آفرینش	چپ لشکر ساحران را بر سر
بہ پیش سپہ در نماد ایچ گرد	فردان ز لشکرش شیران کشت	از ان کار شد حیرت از ان دشت
بفرمود تا تیسر باران کنند	ہوا چون تلرگ بہار ان کنند	برآمد وہ دوار از ہر دوسوے
ز گردان جنگی پر خاش جوے	کمانے نہ بالیست کردن بڑہ	نہ گہ ماند ایدرز ساحر نہ
ز بیداد و دزدیخ افراسیاب	کسے رانہ بد جائے آرام و خواب	جب ہزار ہا ساحران نابکار

دھل دارا البوار چوئے پتلے سحرے رو میں تن بر سوار کے لیٹ گئے ہر چند وہ تر یا بکر نہ چھوٹ سکا  
اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی میں لے آئے اسنے حکم دیا کہ سر اسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد  
سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے کہیب اسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج  
نے اسکی شکست کھائی اسوقت تو حیرت بھی تاب مقادست نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجا کر  
پھری قہر خ نے شادیاں بچوائے اور لشکر یون کو ہمراہ لیکر پھری کار پر داذون نے لاشیں مقتولوں  
کی اکٹھوائیں زخمیوں کو ڈولیوں میں ڈالکر بستر پر لائے ٹانگے زخموں میں لگائے فوج نے کر  
بھولی آسودہ ہوئی قہر خ مع خواجہ و معمار بارگاہ میں اکڑ بیٹھی بران نقلی تو غائب ہو گئی ملک بران  
اصلی ظاہر ہو کر حکم فرما ہوئی کہ لشکر قہر خ سے ہٹکر بارگاہ ہماری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زریفتی اسکے لیے  
آراستہ ہوئی ملک قہر خ نے لاکھوں روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملک بران پر  
ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملک نے وہ سب غریب و غنا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدائے پاک  
کی دی کہ میری دعوت کا بھی سامان نہ کرنا اسلئے کہ میں جب بل بریادان تو روٹنگی اور اس  
لشکر میں تمہارے مہمان ہوٹنگی اسوقت دعوت بھی قبول کروٹنگی یہ فرما کر حکم دیا کہ دو رجا مہادہ ارغوانی  
شرع ہونا چاہئے سامنے ہونے لگایاں قہر خ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش و یا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات



ہستند آذین شہر و براہ	درم رختند از بردخت شاہ	باسوے دراہ سیاہان چہرہ
زمین بود کسر جو پر تدر و	چنین تا بہ کوہ عقیق آن رسید	تو گفتی زمین آسمان را نہ دید
زایوان ہی کو دکن مرد و زن	براہ بت چین شدند انجن	زبالا بدیشان درم رختند
ز مشک و ز عنبر ہی خستند	بر آئینہ شہسای خلق	جہان پر شد از ناز کو چنگ و لب
ہی بال اسپان بر امشک نہ	شکر با درم رختہ زیر ز	ز بس نالہ ہی و چنگ و ریاب
بند بر زمین جائے آرام خواب	ہر طرف ہی سامان عیش و نشاط تھا جلسہ انبساط تھا خواجہ	

کو تہ رخ اور سب سرداروں نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ بران پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے باتیں ہوتی تھیں یہ تو اس حال میں ہیں لیکن حیرت و سیرت ذلیل درویشان لالہ گریا جب اپنی بارگاہ میں داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غلگین بیٹھے اسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اسنے دیکھا کہ جان سامان بیخ و غم بریا ہی بدلے شراب سب خون جگر پیتے ہیں دل ایسے جلے ہیں کہ وہی کباب بنگلے ہیں عوض عشرت نالہ جانکاہ بلند ہی ہر ایک بفرار مستند ہی ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ دوران سامری تلو کھمبی رنجیدہ نہ کریں اسدرجہ کیوں آزر دہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات میں عاجز ہیں تم تو وہ ہو کہ بران ایسی جھوکر یاں ہزار دن بتا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجھ کو خوف کسی شخص کا نہیں ہو سلاستی ہے تمہارے شہنشاہ افراسیاب کی وہی ہر مرتبہ مجھ کو ذلیل کراتے ہیں اور انھوں نے رحم کر کے ان ناکھرا مون کو یہ رقبہ دیدیا ہی ورنہ یہ جھوکر ہی بران تو کیا سہی وہ جو اسکا باب کو کتب و سیرا جو پہلے وہ تو میرا صامنا کرا بریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا بھیہنا چ کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائیں اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رکا و غم ملا زمان شہنشاہ کو نہیں بلکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتوں کے اٹھانے سے اب تو جیتا رہنا بھی گوارا نہیں شراب کیسی اور کباب کہاں کا اور اگر جیتے ہیں تو سب ہی کچھ کر نیلے کھائیں گے پس اے ابریق یہ شکر دوڑا کہ میں منجائے نہ آراستہ کرا کر لاؤں اسوقت ابرز نگاری روئے ہوا پر پیدا ہوا اور گھٹنے ناقوس بجتے سنائی دیے ہوا سے سرد چلی طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جہاں



یاشنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آئندہ شاہ ساحران کی  
 معلوم ہوتی ہو اس اثنا میں ابرہ شق ہوا اور اسمین سے تخت زمر و نگار نکلا جس پر افراسیاب  
 سوار تھا سر پر اس کے تاج کو ہر نگار تھا سترو سونا زمین پر نیرا دان طلسم حکیم زمر و یا قوت کی  
 آگے پہراتی تھیں ابرو سر پر سایہ افکن تھا اس میں بجلی چمکتی ہوئی کر رہی تھی گوٹ اور دے دو  
 بن جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقبوس جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر نایاب  
 ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ میں ایک گیند سبز زمر و رنگ مگر گھائس کا بنا ہوا تھا کہ اسکو  
 دوسرے شاہ سولہ گنا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے میں گرے  
 بعض ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے حیرت بہر استقبال اٹھی تخت شاہی زمین پر اتر ہر ایک کا  
 مہر اور سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو بخندہ دیکھ کر گلے سے لگا یا تبا  
 کو بنا برتکین و دلدار سی کھولا حیرت و معصوم و غیرہ نے سب حال رو کر رو برو بادشاہ بیان  
 کیا بادشاہ نے کہا میں میں چکا ہوں کہ اس جھوکی بران نے اگر بڑی بے ادبی تمہارے  
 ساتھ اے ملک کی جو چنانچہ قسم ہی سامری و جمشید کی اتنی وہ سحر کر و نگا کہ آپ سے آپ بران  
 تمہارے پاس اگر حاضر ہوا اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے ساحرون نے کہا بیشک آپ  
 ایسے ہی ساحر ہیں اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ میں تھا  
 حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ میں کہ جاؤں وہی کرنا خبردار اے ملک تامل کو راہ نہ دنیا وہ یہی  
 کہ جبوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کلمہ مشغول بخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ میں تو اب ہاتھ  
 ہوں تم اس گیند کو حکم دینا کہ اے گیند حکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لایا گیند حکم کرتے ہی جائیگا  
 اور پھانسی بنکر اسکے گلے میں پڑیگا اور کھینچ لایا گیا ملک نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا  
 و فکر گرفتاری بران میں مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر میں  
 تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤں اور اسی فکر میں صورت اپنی مثل ساحران طبع الاسلام  
 کے بنائی لشکر ہرج میں پھر رہی تھی بیان سے خوف و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور  
 ہزار ہا ساحر و ساحرہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر آتی جاتی تھیں صرصر نے انہیں سے  
 ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ گیند ملک بران کی تھی پس یہ اسکے پاس گئی اور جاکر اسکو سلام کیا



کئے کہا کہ ادبی تم کون ہو آئے کہا میں ملکہ لوزران پاس ملازم تھی کل مجھے یہ خطا ہو گئی کہ  
باری دینے میں پلنگ کے اونگہ گئی مجھ کو موقوف کر دیا بس میں تمہارے پاس سیلے آئی ہوں  
کہ مجھے ملکہ کے پاس لیجیو اور اپنی سرکار میں نوکر رکھا دو اس کینز نے کہا کہ مجھ کو اس قدر سوچ نہیں ہے  
کہ کسی کی سفارش کر دین صرصر نے کہا اچھا فرمیری ایک بات حکم دے اگر سن لیجیو میری سمت  
میں جو کچھ ہو گا وہ ہو رہیگا کینز بخاری سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام نہا میں آئی آئیں  
باتیں کرتے کرتے حساب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر دیا اور اسکا پیرہن اتار کر اسکو تو کسی درخت پر  
چڑھ کر باندھ دیا اور رنگے و غن بخاری لگا کر اپنی شکل اسی کی اسی بنائی وہ کینز ملکہ برائے  
شہزادی کی تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے  
کام لیا اسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل و جان اپنا اپنا رخسار کرے ہزار جان سے عاشق  
ہو کر اسی کو پیار کرے کیسے رسا سر پر آفت جان دامن بلا برائے عشاقان تھے یہ سلسلہ چور و جفا  
مقام اگفت میں انھیں کے بھٹا ہوا نہیں چھوڑتا تھا بالوں میں موتی پروے ہوئے گویا  
شب تار میں اختر چمک کر نکلتے یا شب کیسو تبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شبنم پڑی ہو جیہیں  
نور آگین مطلع ہر حقہ نون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدہ نور شد فلک جسکے سامنے کو رفت محبت سے رونا  
شعلہ طور شمع رخ کے سامنے ضیاء حسن رخسار پری زور کا فوراً نکھون پر زگرہ شہلا بیمار بادام  
اسی کے دام محبت میں گرفتار جام محو کیا بلکہ جام زہر ملائیل سے دونوں ساغر چشم سرشاران ساغرون  
کے مشربت دیدار کا جو مہر اچھکے جام عمر انیا لبریز کر کے تیرمراگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران  
توسن عشق نے آہودن کو بر جھون میں گھیرا ہو تر جھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چو کڑی  
بھرنے کو رخ پھیرا ہو ابرو سے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر ظاہر نہیں وہ  
کمان کہ جسکا تیر و لدوز حکم عشاق کے پار کہنا تاکہ صفت اسکا بیان ہو چسب جمال کا نقشہ تھا مسدس

عارض صاف نہیں سمجھتا ہر حقہ نون	حاصل کیا کہ جسکے چشم نظرون	رنگ میں لعل صفائی میں کہ ہر حقہ نون
دو چشمین کہ ادھر اور ادھر حقہ نون	سیدہ بکھیں کہ کرین جسکے گریان نظر	اور بجار اسپہر پستان کا غضبناک سر
حسن کا ہر اشارہ طرف کش و تر	میں بھی حاضر ہوں تھیں فخر کا دعویٰ ہو	دیر تا چند فلک سے کسی عنوان لے
یہ گویا ہی میدان ہی گان آئے	الحاصل از ستر پانک سک سے درست اور راستہ ہو کر لیاں اور	



زیور پہنکر وہاں سے اٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ بران میں آئی اور پس پشت ملکہ مذکورہ کو روناں سر پر جھٹکے لگی اسلئے کہ اس کنیز سے حال اسے پوچھ لیا تھا کہ تم کسی خدمتی ہو اسے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اسے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی بیان خواجہ کمرسی پر بیٹھے تھے اور ہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونوں ناچ دیکھنے میں مشغول تھے کسی نے اس کی جانب کچھ خیال نہ کیا اس عرصہ میں دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسر و عالم آراے مہر برخواست کر کے خوابگاہ مغرب میں گیا تھا اور شمع رخشان کو اکب کو جلوہ طراز و فروغ افزا خیمہ دہرین فراس قدرت نے فرمایا تھا کہ نظر

یکایک مہر نے غم سفر سے	زمین پر رخ کیا پیش نظر سے	ایک کا عکس سوے عارض آریا
نقاب روز نے چہرہ چھپایا	شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے بیان کا جلسہ موقوف فرمایا	

بارگاہ مہرخ میں گئی مہرخ بہت زرد گوہر اسکے اوپر سے تھار کیا ہر سردار بخندہ پیشانی اس سے ملا اسے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھ کر جلسہ عشرت کے تماشے میں مصروف ہوئی ہر کنیز بھی ہوئی ساتھ آئی تھی اس طرح پشت بر ملکہ کے آکر اسادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصرنے کان میں جھک کر کہا داری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہیں تمہیں بھی آرام نہیں فرمایا ہو میں قربان کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا مزاج ناسا رہو ہے اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ پھر میں سو رہوں اسے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہی لیکن جو آرام کا اپنے مقام پر ملتا ہو کہیں اور حکم وہ وہ چہن نہیں ملتا ہو حضور اپنی بارگاہ میں آرام چکر خواہیں تو بہت مناسب ہو بران نے کہا تو سچ کہتی ہو بس کچھ عرصہ کے بعد یہ انٹھی مہرخ نے عرض کیا کہ کہاں تشریف لیجائیے گا اسے کہا اپنی بارگاہ میں اب میں ذرا جا کر سوؤں گی صبح کو خود اپنے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عروج و انکسار تھا تو اٹھ کر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نہ پایا ملکہ اٹھ کر بارگاہ میں آئی یہاں پلنگری جو اہر نگار راستہ تھی جلسہ تو برخواست تھا ہی یہ اس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے انکو بھی رخصت کر دیا صرصرنے اس وقت عرض کیا کہ امی ملکہ روزانہ بیان عیان ان افسر سیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہیں انے خبر داری ضرور ہو پس اگر بیان مجمع رسکا تو انکے مضر ہو جائے گا اندیشہ ہی تخلیہ کر دیجیے تو بہتر ہی



بران نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا حسنی کنیزین میں سب چلی جائیں فقط دس بیان چلی کرے  
 اور بیان میں بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیر خواہ اور قدیم تھیں وہ دس گئیں اور باقی  
 سب چلی گئیں اور باہر بھی پہرا ہو گیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کر کے بلکہ آرام فرما ہوئی  
 اور وہ دسوں لونڈیاں پٹکا جھٹلنے اور پانوں دبانے میں مصروف ہوئیں اسوقت صرصر شمشیر زن  
 نے ایک گلابی اپنے پاس سے نکال کر کھائی اور ایک ایک ان کنیزوں کو بھی دی انھوں نے کہا  
 نہیں آپ کھائیے اسے کھا کھا دیکھتے ہیں کیا ہر موے ہرے پان کی بھی حقیقت ہو کہ  
 کوئی اسپرگمان کرے کنیزوں نے یہ سکر وہ گلابیاں کھائیں اور سب بیہوش ہو گئیں صرصر ضرب  
 ملکہ بران کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہیں ہر مالک طلسم ہوا یا نہ ہو کہ ہر سحر  
 جگو پکڑ لیں اس خیال سے ہاتھ پانوں اس کے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہوا تھی تخت  
 کر کے بیان بیو پچی ہر ہرچہ بادا بادا پنا کام کر پس اسے غلط مار کر اپنے تئیں پلنگ کے نیچے  
 چو پچایا اور نواز رخسارہ انور بلکہ کے پاس کی کاٹ کر کچھ میں داروے بیہوشی رکھ کر قریب مٹی کچھ  
 لگایا اور آہستہ سے دو شاہشاہ کر بیہوشی کو بھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہو گئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی  
 لیکن عیار تورات کو بھی کم سوتے ہیں سحر و کچھ دیر آرام کیے جو بارگاہ میں آیا بران کو اسے بنایا  
 تہخ سے پوچھا کہ ملکہ بران کہاں ہیں اسے کہا کہ وہ بھی تھیں انھوں نے ایک انگڑائی لی کنیز جو  
 اس کے ساتھ تھی اسے کہا کہ داری دیر سے تھے آرام نہیں کیا چل کر آرام کر دینا پچھ اپنے خیمہ میں ہر اسنگ  
 و آرام گئی ہیں عمرو نے کہا یہ تو کہتی تھیں کہ میں میں شب کو رہوں گی اس میں کچھ فتور ہی یہ کہہ کر جلد تر  
 اٹھ کر چلا اور بارگاہ بران کے دروازے پر آیا بیان در پانوں نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہیں اور  
 ممانعت کی ہو کہ کوئی آنے نہ پائے عمرو نے دلیں کہا اسے کون گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچ کر خیمہ  
 کے پہلو کے سراٹھ چاک کر کے جو دیکھا تو صرصر بران کا پشتارہ باندھ چکی تھی اس نے فوراً معجزہ  
 سے صورت اپنی مثل صورت صبار رفتار کے بنائی اس عرصہ میں برف فرنگی بھی عقب  
 خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ چو پچا لیکن عمرو صبار رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے  
 سراٹھ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہاں ہاں بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلتا مشکل ہو گا کیا کرتی ہو  
 صرصر نے اسکی صورت دیکھ کر نگاہ اول پہچاننا کہ یہ عمرو عیار ہو پس سمجھی کہ دروازے پر پہرا تو



نکل نہ سکیں سرانچہ فرا کر نکلیا یہ سوچ کر پشدارہ تو پھینک دیا اور آپ سرانچہ فرا گئی عمرو نے چالائی  
 کر کے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ اے جان جہان کہاں جاؤ گی  
 کمند آکر صرصر کی گردن و کمزین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہو دوسری جست اسنے اس طرح کی  
 صاف بسان نگاہ حدقہ ہائے چشم کمند سے نکل گئی اور نیچے اسنے بھی گھسیٹا عمر و نے جست کر کے  
 پس پشت اسکے اپنے تئیں پہونچا یا اور پھر کمند باری کہ ابی وہ اچھ کر گری کس لیے کہ اسکو  
 خوف بہت تھا شکر پرایا عیارہ زبردست سے سامنا جست خیر کرنے میں دست پا اسکے  
 تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے اسکو چاہا کہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے لیجاؤں صرصر کے ساتھ عیارہ  
 کی طرح اور بھی عیارہ بنان رہتی ہیں چنانچہ صبار رفتار برق کی شکل بنکر بیان آئی تھی اسنے جو  
 یہ کیفیت دیکھی دوڑ کر قریب تر عمرو کے آئی اور کہا اُستاد بلائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جا کر  
 ملک بران کی خبر لیجیے عمرو نے اسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ پشدارہ لیکر بسان برق جسدہ چلی اور کچھ  
 دور جا کر پکاری کہ مہم صبار رفتار یوں لیجاتے ہیں اور عیارہ اسکو کہتے ہیں عمرو نے اسوقت تعجب  
 کرنا اسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ میں بران کی گیا اور دو بانوں سے کہا کہ اچھا پیرا دیتے ہو  
 اسوقت غضب کر دیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑ لے گئی ہوتی یہ کہہ کر اندر جا کر ملکہ کو پشدارہ سے کھول کر نذر  
 زنبیل کر لیا اور ایک کنیز روم کی فرگس نام زنبیل سے نکالی اور اسکی صورت ملکہ بران کی اسی  
 بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اسکے فرا کر گونا پنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اسکو کہے کہا کہ  
 دیکھ قدرت خداوند سامری کی تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنا دیا خبردار جو کوئی تجھے پوچھے تو  
 کہنا میں ہوں بران شمشیر زن اور اگر تجھے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے در نہ بتا کہ تو کون  
 ہو تو بھی تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہو بران کو خداوند  
 نے بلالیا ہو تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہو لاکھوں کروڑوں روپیہ کی دولت تیرے قبضہ میں ہے  
 شہزادیاں طلسم نور افشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہیں اور ہم ہر وقت تیرے حامی مددگار  
 ہیں وہ کنیز یہ باتیں سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور بآرام تمام پلنگ پریشی کنیز دن کو عمرو نے بلوا کر  
 حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہیں بانوں دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت میں مصروف ہوئیں اور  
 عمرو وہاں سے پھر کر بارگاہ فرخ میں آیا کسی سے اس حوال کو نہ کہا اس عرصہ میں وہ رات بھی



نام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیار شب نے خزانہ اخزان کو چرا کر گریز کی اور ہر زین  
رخسار عمر و عیار برائے جس بے عرصہ افلاک میں قدم زن تھا کہ ابیات

کہ جس نے اپنا منہ چھپایا	دم آغسا ز حسن صبح آیا	وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہ جس نے کچھ سیاہی بھی ملی تھی	کسین پھیلے کسین سمے ابھر کر	کہ جیسے گوشہ دامن دل

ہنگام سحر وہ کینز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہو کینز میں حاضر ہاں  
کہا کر سامنے آئیں کہا چوکی پر جاؤں گی انھوں نے آفتاب طلانی لجا کر چوکی پر لگایا دیا ہاں سے  
فایغ ہو کر جب آئی لونڈیاں آب گرما لیکر منہ دھلانے کھڑی ہوئیں اسنے ایک چلو پانی لیکر  
اس طرح چھینٹا منہ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کینز میں چکر آئیں کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہو منہ کینز  
دھوتی ہیں اسی فکر میں لونڈیاں تھیں کہ اسنے حلد ایک کینز کی کمر سے رومال کھینچ کر ٹری بنوائی  
سے منہ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کینز میں پہلے ایک ست پاک تھی تھیں کہ اس  
منہ پاک کر کے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منہ پونچھکر  
کرسی پر ابٹھی ہمارے جادو و مجلس جادو و غیرہ نے اگر خبر کیا اور آخر نگاہ و قہر نگاہ بھی  
حاضر ہوئیں اسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھانے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بٹھی رہی  
اسوقت سب جادو گریوں نے کہ بہت معزز اور ناظمہ در بند ہیں قیافہ سے ہچاوا کہ یہ ملکہ  
بران نہیں ہو پس آپس میں کہا کچھ ہی کیوں نہو اس سے نام پونچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو  
نے ہاتھ باندھ کر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہو مجھ کو اسوقت یا نہیں رہا ہو اسوجہ سے پونچھتی  
ہوں اس کینز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اسنے مکر اور سہ کر پونچھا تو اسنے کہا کہ وہاں کا تو  
نام یاد ہو مگر یہاں کا یا نہیں ہا اسوجہ سے سوچتی ہوں ہمارے کہ یہ آپ نے کیا فرمایا وہاں اور  
ہاں کیا اسنے جواب دیا کہ ای تو بہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہو بران تو یا نہیں رہا خالی  
شمشیر زن کہہ دیا ہمارے کہا اب تو آپ فرما چکیں کہ میرا وہاں کا بھی ایک نام ہو چنانچہ وہ بھی  
ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہو اسنے کہا وہ بتانے کا نہیں ہو ہمارے عرض کیا کہ داری ہم لوگ  
تو جان شارہین ہم سے کیا پردہ ہو اسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس و وحی ہوا ہا  
کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ سچ پڑا بڑا غضب ہوا خواہ عمر و سے چپکے سے بلا کر کہنا چاہیے



در نہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر میں ہوئی وہاں خواجہ بارگاہ فرخ میں بیٹھے ہیں  
 فرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہولناج ہو رہا ہے سردار آتے جاتے ہیں تذکرہ لڑائی  
 ہوتا ہے اور ہر ملک چیرت بھی تخت پر آکر بارگاہ میں بیٹھی ہو سب سردار اسکے پاس بھی جمع ہیں  
 کہ آئے وہ گنبد آخر سیاب کا ماتہ میں لیا اور کاری کہ اے گنبد حکم شاہ جادو ان و مقبذ  
 سامری و جمشید بیان سے جا کر بران کو فرخ کی بارگاہ سے یا اسکے خود خیمہ سے جہاں کہیں  
 ہو پکڑ لاگیند ایک حلقہ بھانسی کی طرح نکر نظر دن غائب ہو گیا اور بران نقلی کو جو کسی پر بھی تھی  
 اسکے سر پر بچھا سا بنا ہوا آکر گرا اور اس میں سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ سما اور مجلس کی  
 آنکھیں بند ہو گئیں مگر حملے نے جلد آنکھوں پر ماتہ رکھ کر اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اتار کر اس  
 بچے پر اس حلقہ میں سے ایک چبچہ پیدا ہوا اور اسے اس مائے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن  
 کر میں بران کے پڑ کر اسکو اڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر میں غفلت برپا ہوا کہ لینا جائے ساحر اسکے  
 عقب میں اڑے ہزاروں ناریج و ترنج ناریل تیر سحر کے مارے مگر جسے جو حربہ کیا وہ اٹلا پٹا یا  
 اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بجلی بجلی باتیں  
 کرتی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ بڑی دیر سے مسعود سحر فراسیاب تھیں بدل کوئی نہیں لے گیا تھا یہ  
 فقط سحر کا باعث تھا جو سرکس رومی اپنے تئیں کہتی تھیں سو اسے اسکے اور کوئی امر سمجھ میں  
 نہیں آتا ہے غرض یہ سمجھ کر اسنے کہ رام چایا تمام سرداروں میں دو پٹھر چلنے لگا ایک داپنا گلا  
 کاٹنے لگے لوگوں نے ماتہ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہے جب ملکہ کے دشمن مارے جائیں جب ہی  
 اپنی جان بچنا بلکہ ٹکر مہمانا کہ نام بھی ہو اور قہر نگاہ افغان جزان بھاگ کر فرخ کے پاس آئی  
 فرخ جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہو سر پر غم کی خاک ہو پوچھا کیوں خیر تو اسنے کہا خیر کیا  
 بران عالی مقام پر پہنچا گزرا فرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہوا آج ہی ہم بھی جان بچنے  
 یہ کہہ کر نفیر سحر کو دم دیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی عیار خبر بھی نہوا کہ کیوں جانی ہو غرض لشکر  
 کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سوار یوں پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ  
 طاؤسان زمین بال کا پر کھو لکر اڑنا روئے ہوا کوز رفتی بنانا نظر آتا وہ انکے پروں کا پتلا پن  
 اور آئیں و اغماے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روئے ہوا پراطلس نیلگون بوئے دار کا فرش بچھا تھا



میں میں ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اس آسمان میں ستارے نکلے تھے  
 باد و گردنیاں جوان جوان طاؤسوں پر سوار گویا آسمان حسن پر نہرہ کا جمال اشتہار دہوں  
 کی چار سمت کو بھٹکا روئے گیتی سب زہر دار سرداروں کے سردن پر تا جہاں سے زمین کھے ہوئے  
 گویا ہزار ہا سورج نکلے ہوئے طائران سحر پر کھول کر سردن پر ہر ایک کے سایہ فلک ثانی سلیمان  
 کے سلج ہوئے کا پتا دیتے دم اپنے مالکوں کی ہوا ہی کا بھرتے میر جادو کی آگ بچھڑا ساقی  
 آواز میں مہیب لگاتے دہر دیکھتے نشان کھلے ہوئے تر رسول نبیوں چکے ساحر تو اسوں ان  
 سے روانہ تھے بہادر وں کی ورد زبان جنگ نے افسانے تھے مرکبہا ہے پرند پر ہر ایک سوار  
 سان نیزہ کا چکنا فلک پر اپنے سینہ کو بچاتا کہیں ایسا نہو میں نشان ہو کر گھائل ہوں گرز  
 ہر ایک خانہ بدوش بہادر چھانہ جرات کے بچانہ نوش وہ انکا بانگ پس دراکر نا طبل بوق کا  
 بچنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اس طرح چلتا تھا کہ امیات

خروش آمد از دشت واداعے مرد	کہ گفتی بدرید دشت نبرد	درخشدین تیغ زبانک ستور
ہمہ پہلوا نے چوتابندہ ہور	سہیل ستور و خروشی سوار	درخشدین تیغ زہر آبدار
مستی خروشد چون شیر تر	دیبا موج دریا سے پر شور و شر	ہمہ راندہ بارہ چو دریا بجوش
دیا فلکند در دشت ہامون خروش	غریوان و جوشان چو شیر زبان	کمانے باز و کمر بر میان
برانگیستہ بارہ کمر دار باد	پس نامداران سرخ نزار	ہمیں تاخت از زمین خیز گزمین
سیہ کردار سم اسپان زمین	درفش سیہ از دہا پلک مش	یکے مازندین فراز سرش
سواران جنگی ہزاران ہزار	باہن درون غرقہ اسپ سوار	از تابیدن گونہ گونہ درفش
ہوا کشتہ زرد و کبود و نقش	چو دریا سے جوشان ہر مہر زمین	کہ باشد ہمہ موج ادا زمین

اس طرف سے لشکر ظفر بیک قریح نامور اور ہما سے تا جو ر بعد کرد و فرجانب حیرت خیرہ سر حلا اسطون  
 کوہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے چہرے کے آیا بران نقلی کو غش تھا اسکے گلے سے اس گنبد  
 کا پھندا نکال کر خوب اپنے سحر میں محو کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اس کینز رومی کی آنکھ کھلی پکاری  
 کہاری اوہ جاسے تاجدار و مجلس نابکا سب کمان ہو جلد محکومت پر بجاؤا اسے یہ پہرے والیان  
 کہ مہر از گیس کہ مابدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی میں جسے محکومت پر تھا پہرے والیوں نے اسکو روکا



کیونکہ میں اسے جلد تخت طاؤسی لاؤں چور بال ہما کا سر پہلاؤ حیرت اور سب حردن نے یہ کلمات  
 شکر کہا دیکھے عمر کی صحبت میں ہر عیاری بھی چھو کر کی کو کب کی سیکھ گئی ایسی باتیں کرتی ہی  
 جیسے بران نہیں ہو حیرت اسوقت پکاری کہ اری اور حق کو کب بڑی لڑائی تو نے آ کر فتح کی اسدن  
 کی بھی تجکو خبر بھی اب تیرا سر کاٹو نگلی یہ کہہ کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریز کے بارگاہ ہی  
 میں جبورہ ریگ کا باندھا گیا بران نقلی کو اس پر بوسیاے فلاکت بچھا کر بٹھایا اس اثنا میں جاسوسان  
 لشکر دوڑے ہوئے آئے اور حیرت بدسیرت کو بدو عادی کے عرض رسا ہوئے کہ ای ملک عالم فوج ہرخ  
 و بران بڑی خلم و شان سے آ پہونچی ہر ایک کے یہی ارادے ہیں ہو کہ انبی جان دیکھے اور بران کو  
 چھڑا لیجائیے یہ شکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھ کر پشت خاک زمین سے لپکر  
 اڑائی کہ اسکے اڑنے سے بجلی بجلی اور آواز عدلی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک بو اسکر دار گردا گرد  
 اسکے لشکر کے گھر گئی پھر راجہ بارگاہ کے اٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران پر سوار و آذر و سوار  
 سامری کے یادگار ہمیشہ زندہ اپنے فن میں یگانہ حریم ہائے سحر لیکر استادہ ہوئے جوش لشکر سے  
 یہاں بھی تلاطم ہوا صفیں آ راستہ ہوئیں اسوقت خواجہ عمر و کے ذہن میں آیا کہ چلکر تو بھی ان  
 ساحران مخالف و تھیا کو دھوکا دے اور عیاری کر یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر  
 حیرت پہونچکر اسوقت کہ جب دیوار سحر کی نہ کھینچی تھی اسنے مقوے کا ایک ستریا کیا اسطرح کا  
 کہ آئین چار سر تھے اور ہر سر میں آٹھ آٹھ آنکھیں تھیں پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگا آئی  
 جس میں کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب جادو و تھانی پر مخی حسین چوبک جلتے ہوئی ہار  
 لونگ پھول رکھے ہوئے ہاتھ پر اپنے رکھ کر جست کر کے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دارا  
 افراسیاب یہ کہہ کر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ گلیم اڑھ کر غائب ہو گیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا  
 دیکھا کہ رسم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ صغری اری اور چو حیرت جسطرح ملکہ ذیشان بران والا شان کو  
 بلایا ہوا اسکی سزا ہم دنیا موقوف کرتے ہیں بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرا نما یہ سے خلع کر کے انھیں بتو قیر تمامہ  
 رخصت کر دیے ورنہ قسم ہو جناب امیر حمزہ کی کہ تمام عظیم کو غارت کر دوں گا یہ نامہ تجھے اپنے عیا چہار شکل شکر  
 جادو کے ہاتھ میں نے روانہ کیا ہو تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھا دیکھا تو مہر بھی  
 پیشانی پر عمرو کی کی ہوئی ہو حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا اس موے کی شامت



آئی ہو میں جانتی ہوں کہ اسکے پاس کلیم غیبی ہے خیر کہاں جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یکسر گلے  
 سے اپنے موتیوں کا مالا توڑ کر مارے اور تو پہلے ہی سے حسرت کر کے کلیم اور جے نکلیا تھا مالا  
 چار طرف سے عمر و کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اسوقت حیرت خود اٹھی اور شبیہ برال تلوار لیکر دوڑی  
 وہ ہر چند داولا کیا کی مگر اسنے ایک نہ سنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اسوقت خوشی میں  
 آکر ایک نارنج حیرت نے جانب نکل چھالا کہ چونسٹھ ہزار نقارہ سحر کا بروہا بج گیا زمانہ  
 میں زلزلہ پڑ گیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپس میں خوشی ہونے لگی  
 یہاں لشکر لیکر تہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھ کر پس دیوار کے پتھر کو سحر کرنے لگی کہ دیوار گرے بعض  
 ساحر اڑ کر چلے مگر گر پڑے اسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے  
 گولا فولادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملک شاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گولہ اسکا  
 دشوار ہوا تنے عرصہ میں عمر و عیار دیوار پشت لشکر کی طرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہاں کچھ  
 دور پر ایک پہاڑی کنارے دریائے خون روان کے تھی اس پہاڑی پر عمر و چڑھ گیا اور نیل سے  
 فضل علی نکال کر پچاسند مغرق آرامتہ کی جنگیوں جو گھرے وغیرہ سامنے مسند کے رکھیں ڈالیاں  
 بیوٹوں کی اور گلابیان شراب کی چن دین پھر ملک برال کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھا کر  
 ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے بتیں پا پا حال استفسار  
 فرمایا عمر و نے سب حال بیان کر کے کہا کہ آج دشمنوں کی جان پر شکی ہوئی جو میں عیاری  
 نہ کرتا اب لشکر تہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہیں مگر راہ نہیں پاتی ہیں مجھے یہی وہ دیوار  
 فولادی مشبک از زمین تاجرخ بریں اٹھتی ہوئی ہے اس دیوار کے سبب سے میرا اور آپکا نکلتا  
 بھی دشوار ہے برال نے سب حقیقت سن کر کہا کہ خواجہ میں اپنے باپ سے لیکر اس رطائی  
 میں آئی ہوں انھوں نے یقین ہی کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے میں قتل نہ ہوتی لیکن  
 آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تمام دیکھیے یہ کہنہ کچھ ایسا سحر پڑھا  
 کہ زمین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہو گئی اور جہاں وہ دیوار کھنچی تھی اسکی تہ زمین میں جا کر اسنے  
 قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اسنے  
 زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہو کر اور اڑا کر گری اور اسکے



گرنے سے کہ کو سون تاکہ جو وہ پہنچی ہوئی تھی ساتھ ستر ہزار ساحر حیرت ناکار کا جو صفیں ہاں  
 استادہ قناد کر ہلاک ہو گیا اور حیرت گہرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بد بخت ساحر تھا جس  
 دیوار میرے سحر کی گراوی یہ کہ رہی تھی کہ بران تہ زمین سے نکلی اور غور نہ ہوئی کہ منہ ملک  
 بران شمشیر زن و خورشید شاہ کو کب و کبھی حیرت اسکی طرف اپنی اور ایک طرف سے  
 دیوار جو گری نریخ اور ہمارے تاجدار ملے اور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹیں و شمشیر سحر  
 چلنے لگی اور بران شمشیر زن اڑ کر روئے ہوا پر گئی حیرت بد و سحر اڑی لیکن روئے ہوا سے  
 ہزار ہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھیں حیرہ ہوئیں اور زمین براتر آئی اور  
 ایک نارنج سحر کی جھولی سے نکال کر ان چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب باند ہو گئے اسوقت  
 بران نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پہلی یا قوت نکال کر روئے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ  
 پستی بران کی ایسی صورت بن گئی اس سے حکم دیا کہ میں تیری لڑائی دیکھتی ہوں جا اور میرے  
 حربوں کا مقابلہ کر پہلی بران نبی ہوئی زمین پر اتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دوسرا ہر  
 ماروں حیرت فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر بڑھا کہ ایک پنجونے پیدا ہو کر ہاتھ پکڑ لیے  
 بران نقلی نے سحر بڑھا کہ پنجونے کا ہو گیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور  
 پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنگ ڈالا تو نام اپنا نام اپنا بران نہ رکھا حیرت نے پکار کے  
 کہا اری چھو کر یہ موم کا چابک سا لکڑی پس وہ چابک موم کا ہو گیا اب حیرت سحر کا پنجونے لیکر چلی شبیہ  
 بران نے سحر کیا کہ دو پنجونے پیدا ہو کر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اسوقت ایک لال از خود نکلا ہر  
 نوکر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اری لکڑی بران نہیں ہر جوتے لڑتی ہو بلکہ شبیہ  
 اسکی ہو یہ لکڑی لال تو فائز ہو گیا اور ملک نے بھی ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے گریبان میں الی کہ آپ  
 خاک کے ڈالنے سے فائز ہو گئی اور بجائے اسکے ایک در حیرت پیدا ہو کر مقابل شبیہ بران ہوئی  
 اسنے عرصہ میں لرزان زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زمین قبا اور ابرق اور صوبہ  
 وغیرہ سے آکر گئے کشتوں کے پستے لاشوں کے انبار انھوں نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ  
 رکھایا دشمنوں کے جان دین کو جلایا ہزاروں جہنم کے کندہ ہوئے فی النار و السقر کہہ کر  
 مسلمانوں نے کنارہ کیا جا دو گریبان درگور کہہ اٹھیں اور دوسری طرف لڑنے لگیں



ہر طرف باران تیرا و صد اسے دار و گیر تھی نیز سے سینے ٹوڑنے پر آمادہ گز سر پہلے پر لافندنی کرنے  
 ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو ہوا تھا انکی  
 جان بھینٹ میں لیتا تھا پھر برس کر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے ہاں پر زہر اٹھتے جانے سے  
 سوڑی بن جاتے تھے دریا سے خون روان تھا تحلیل پیر الگنا مشکل تھا نادیر خوب بھر کر  
 تلوار چلی تھی فوج دشمن میں تحلیل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ اسیات

دو لشکر برابر کشیدند صفت	سوران ہمسر لب آردہ گفت	زمین قار شد آسمان چون نقش
ز بس نیزہ و نیزانی دریں	ہوش ز گرد سپہ آخوس	زنا لیدن بوق داوای کوس
تو گفتی کہ دریا بجوشد ہی	ننگ اندرون خون و شد ہی	ز زخم تیر زمین و گویاں و تیغ
دریا برآمدیکے سرخ میخ	چو بریش خورشید و اس کشید	چنان شد کہ کس وے گیتی ندید
تو گفتی ہوا تیغ بار دہی	بخاک اندرون لالہ کار دہی	ز افگندہ گیتی برانگور گشت
کہ کوس نیارست بر سر گشت	گرد و بکندہ درون پر ز خون	دگر سر بریدہ فلندہ نگوں
ز دریا ہی خواست از باد میخ	سیاہ اندر آمد ہی فوج فوج	ہمہ دشت منور و جگر بود دل

سیاہ تو اس طرح جان بازی کر ہی تھی ادھر دو لون سپہیں بران  
 و حیرت کی لڑ رہی تھیں حیرت نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے آف  
 جو کی وہ بجلی الٹ کر حیرت پر گری اسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار باری بران بد ڈکڑے تھے  
 اور وہ دونوں ٹکڑے بھر ملے بران زندہ ہو کر چھٹی اور حیرت کے تلوار باری کہ اسنے بھی  
 دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپس میں ملے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر بران کی آخر اسیا  
 کو بتلون نے سحر کے ہو بخانی وہ وہاں سے اڑ کر چلا اور قریب لشکر جنگ ہو چکا ایک سحر سپاہ پڑھا  
 کہ پہاڑ سے کئی ہزار سن کی ایک سل جہا ہو کر اڑی یہ سل کو اڑائے ہوئے جب سر لشکر ہو چکا دیکھا کہ  
 اس طرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپس میں بھڑے ہوئے ہیں اگر سل گراؤں گا تو اپنے برائے سب  
 کام آئینگے اور وہاں جائینگے یہ مناسب نہیں ہے چنانچہ یہ سوچ کر اس سل کو تو الگ کر لیا اور  
 سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا حیرت اعلیٰ کو جو روئے ہوا پر تھی پنجہ میں اپنے دایر ایک کو  
 لیے چلا گیا وہ ہمیشہ حیرت بھی غائب ہو گئی اسوقت ملک کے نوے سے مہر اور صورت نگار



وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجا دیا از بسکہ تہر خجانتی تھی کہ بران چھوٹ چکی ہو اسوجہ  
 سے یہ بھی بفتح و فی زری طبل امان بجا کر پھری اور راہ میں بہت کچھ زرنٹار کیا پھر اپنے اپنے  
 مقام پر پہونچکر لشکروں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشیں غار کھود کر گڑا دین میدان لپکے  
 صاف کر دیا تہر خج دہار نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ میں زخمی ہیں انکے تابا وغیرہ  
 دلوئے بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا عرو  
 آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شرابک جلسہ عشرت ہوئے چالاک نے  
 اسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہو یہ عجیب طرح کا طلسم کا ہے کہ جبکا فتح ہونا دشوار  
 نظر آتا ہے بران نے اسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑا بڑا ہے ہو عرض کی کہ ای ملک میں  
 کہتا ہوں کہ یہاں تمام عریوں ہی لڑائی ہوگی یہ جگہ نہایت قلعہ و سخت ہے آج تک طلسم کشا اور  
 مجسمین کا حال نہیں معلوم کہ زندہ ہیں یا مر گئے سوائے اسکے اور کچھ ستانی نہیں دیتا کہ گنبد نور پر  
 قید ہیں دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب میں شہزنگ عیار شکر اسلام سے چلا آتا تھا اسکا پتہ نہیں  
 کہ کدھر گیا یہاں آکر پہنچے ستا ہو کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہو مگر اسکا حال بھی  
 نہیں کھلتا کہ ملک لوح کون ہوا در کیونکر دستا بہتگی اور تو سبے رکنا آتا تو دیانت نہیں ہو سکتا کہ  
 بل پر نیراوان کیونکر بر طرف ہوا در یہ دریا سحر کا جو بیچ میں حائل ہے کس طرح موقوف ہو جو راستہ کھلے  
 اور ہم لوگ بخت و خطر جا کر وہاں عیاری کریں پس جب نہیں ہو سکتا تو ملک لوح داران تک کون چلا  
 غرض میری عقل کام نہیں کرتی ہے کہ آئندہ کیا ہو گا خدا مالک ہو جو وہ جا ہیگا وہ کریگا بران شہزاد  
 نے کہا کہ ای چالاک حقیقت میں تم نے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہے لیکن اگر بران شہزاد بھی  
 ہے تو چالیس دن میں دریا سے خون روان خشک کر دیگی اور بل پر نیراوان تو ڈال لیگی عمر و نے کہا  
 ای ملک کا رستہ مشکل اور امر نیست دشوار بران نہیں اور کہا خواجہ کس طرح تم کہتے ہو یوں ہی ای  
 حال اسکا یہ ہے کہ کس طرح بے لوح کے طلسم نہیں فتح ہوتا ہے یہ بل بھی ویسا ہی سخت ہے لیکن اسکے  
 احوال سے میں خوب ماہر ہوں دریا سے خون روان اور یہ بل اس طلسم سے تین برس آگے بنا دیا فرشتہ  
 کے دادا پر دادا نے بنوایا تھا پس وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بالی طلسم ہیں انکی شرکت  
 اس میں نہیں ہے اسوجہ سے میں نے یہ ارادہ کیا ہے درند میری کیا مجال تھی جو بیگاہ کج بھی



اس بل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہہ کر ملکہ اور سب مصروف عیش و نشاط ہوئے شراب کباب  
کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بران نے کہا اے خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدینا مورین  
جاتے ہیں اور ہو سکتا ہو تو اُسے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جائیگے اُسوقت مہار قدر  
نے بھی کہا کہ خواجہ میں بھی رخصت ہوتا ہوں زخمی ہو گیا ہوں شفا خانہ ساہری میں  
جاؤنگا اور علاج کر کے وہاں سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤں مجھ پروردگار  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت پر مجھ کو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا مگر ابھی دست  
اُسکی نہیں وہ اور وقت ہے کہ اُسکا حال میں ابھی کہ نہیں سکتا یہ کہہ کر سب رخصت ہو کر ادا  
معمار ہی ایک طرف کو اڑ کر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بران نے اپنے ناظران و بند کو فرمان  
لکھا کہ تم کوچ کر کے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر آترہ اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر  
لیکر ملحق لشکر ناظران طلسم نورافشان میں جا کر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظام کرنا خبردار  
میں مجھے بوجھ نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدا نکر وہ لشکر مہرخ پہ آئے کہ جس میں تمہیں لڑنا لازم و ملزوم  
پڑے جب بھی تم و فیض شہنشاہ کو کلب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور  
خوشید جادو وغیرہ حسبِ ارشاد کوچ کر کے دامن کوہ سپاہ میں جا کر آتریں اور فرمان جب ناظران  
طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کر کے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر آترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے  
آباد ہو گیا صحرائیں پچاس ہزار کہیں نہیں ہزار کہیں بارگاہیں اور کہیں خمیہ استاد ہو گئے بازارین  
کھل گئیں کٹورے بچنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے  
رخصت ہو کر خدمت پدینا مورین گئی اور سارا ماجرا معروض بیان میں لائی پھر استدعا  
کی کہ مجھ کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کریں کو کلب نے اسکو روکا کہ چندے نائل کرو  
تو بھیجتا ہوں یہ اپنے مقام پر عیش و عشرت انتظار رخصت پدینا مورین پھری ہو حال اسکا انشاء اللہ  
بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بد خصال مذکور ہوتا ہے کہ اسکو جو افراسیاب  
خانہ خراب پنجہ میں جاکر اٹھائے کیا تھا تو وہ سیدھا باغ نسب میں اسکو لایا اور ہوشیار کر کے  
اپنے پہلو میں بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہاں  
نہ مانو گی اب ہم سوار ہو کے اپنی بارگاہ میں جاؤ میں بھی دین آتا ہوں حیرت از بسکہ غمیدہ خاطر تھی



شاہ کے خدمت کرنے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ میں پہنچی یہاں سردار طبل ان  
 بھو اکبر کو پھرے تھے تو انتظار ملک مذکور رکھتے تھے اسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کر کے تخت پر  
 لا کر بٹھایا اسنے دیکھا تو اس جنگ میں ہر سردار زخمی ہو سواے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی میں بچے  
 اور جو کوئی کہ موجود تھا اسنے زخم کاری ملازمان بران کے ہاتھ سے کھایا تھا بکے شربت و  
 پہلو فگار تھے انپر مرہم سحر کی پٹیاں چڑھی تھیں حیرت دیکھ کر آبدیدہ ہوئی اور مقتولوں کو جو شمار  
 کیا تو ہزاروں ہی کیا لاکھوں آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا ملک نے کہا کہ اب پاس نہ  
 صف ماتم بچانا چاہیے یہ سنکر سب سرداروں نے عرض کیا کہ ای ملک عالم سامری وہاں نہ کرے  
 کہ آپ صف ماتم پر تھیں نظر بقبل حمید و لقا رکھے کچھ اپنے لڑنے میں کمی تھوڑی کی جواب  
 صف ماتم پر تھیں دشمنوں کو موقع خندان ندان بجایا گیا کاسب قہقہے لگائے ای ملک طلسم شراب  
 پیئے کھاب کھائے ناچ دیکھے دل ہلایے یہ تو لڑائی ہو بھی نہیں بگڑی اور بگڑے  
 دشمنوں کی بگڑی کیا آب تو ایسا لڑیں کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر  
 طبل ان بھو اکبر اور دردم آج نو آپ خاتمہ کر چکی تھیں حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک تختارین  
 انھیں کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہو ای بارمان جو دیگر نران شمشیر زن مجکوز خمی کرتی ایسا کہ  
 قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی میں اسکو زندہ چھوڑتی یہ باتیں ہو رہی تھیں طاؤس سفید  
 رنگ بلور کا آیا گلے میں اسکے نامہ بندھا تھا ملک نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای ملک خاتون  
 سن ہم باغ مینا میں سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہیں تم بھی میں آؤ تمھارے ہمراہ ہم  
 بارگاہ میں تمھاری آئینکے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو خدمت کر دیا اور آپ کل سرداروں کو اپنے  
 ہمراہ لیکر کنارے دریائے خون روانہ کے گئی دروازہ طلسم اکثر بیان ہوا کہ اندر دریا کے  
 چٹا پتھر وہ دروازہ کھلوادیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہوا  
 اس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملک اس دروازے میں بھی قدم زن  
 زن ہوئی لیکن ہنوز داخل درندہ کو نہ ہوئی تھی کہ سوار بادشاہ طلسم نمودار ہوئی تیلے اور  
 پر نیر آدان طلسم آگے آگے صدا سے طر تو اور دریا میں تھے چنور بال ہما کا سر پر ہوا مگر  
 بلند پر بادشاہ سوار شرہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچے ہمراہ رکاب خوش تھاب ہنسی ہمت آسمان



سرخ رنگ چھایا ہوا بائیں جانب ابنزنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آیا ملک اور سرداروں نے  
 یکے بعد دیگرے شاہ کو حجر کیا ملک کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہونی لگے اور نا تو س کھٹکے  
 سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے یا شاہ دروازہ طلسم سے نکلا جانب  
 بارگاہ حیرت خود سر آیا یہاں بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکا لے یا شاہ بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا  
 سکوزخمی دیکھ کر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ابلی پڑی کہ سب زخمی ہو گئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی  
 جب لڑائی ہوئی کہ جب ناظران طلسم نور افشان ہمراہ کو کب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا  
 تو قیامت کا سامنا ہو حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی درد نہ ہم لوگوں نے  
 کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی میں اٹھا رکھا ایسا کہ جو ادھر سب زخمی ہیں تو اس طرف بھی ہیں شاہ  
 نے کہا اسی لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بارگاہ میں سب سرداروں کے سامنے بھجاؤنگا  
 چنانچہ ای ملک برامانے کی بات نہیں ہو بران دختر کو کب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہو  
 کچھ اسکا ملک و مال نہیں چھنا جاتا ہو پھر دیکھو کیا کیا جان بازی کرتی ہو اور تمہارا ملک چھنا جاتا ہو  
 سپرتم جو لڑتی ہو تو اسکی برابری نہیں کر سکتیں بڑی غیرت کی بات ہو میری جان تمہارے تو دلو  
 لگی ہو اسپر یہ حال ہو کہ اُن سے کم ہی رہتی ہو اور اُن کے دل کو نہیں لگی ہو اگر وہ اپنے تئیں کمزور سے پائے تو  
 میرے پاس چلی آئے سارا اٹال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہو کہ جان سے جانا قبول جہاں سے  
 جانا قبول ہو مگر بات جانا گوارا نہیں اگر وہ تمہارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب ہی  
 کہ تمہارا گھر چھنا جاتا ہو اسکا کوئی گھر نہیں چھین سکتا ہو اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہو کہ وہ  
 دن رات مشغول سحر و ساحری کا رکھتی ہو اور تمکورات دن شغل عیش و شراب جاری ہو میں آج ایسے نکو اُنکے  
 مقابلے سے اُٹھائے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جاتیں تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحر ازل ایک چھوکی  
 کے ہاتھ سے قید ہو گئیں ای ملک ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھ کر ذلت اٹھانا کیا تم کو یاد نہیں  
 کہ باتیں شاہ کر کے مخاطب بجانب ہل دربار ہوا اور کہا کیوں صاحبو میں سچ کہتا ہوں یا کچھ نہیں  
 دروغ ہو سب عرض کیا کہ حضور واہ واہ شہنشاہ ہوں کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہو واقعی حضور نے  
 جو کچھ کہا کنقشال حجر ہو حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہو مگر میں اگر غیش  
 میں پڑ گئی ہوں تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیوں نہیں ان نکھر امون کے غارت کرنے کو بلاتے



تاکہ یہ ذلتین جائیں شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست دیکھو میں تدبیر اسکی کرتا ہوں تم رنج و غم نہ کرو  
 یہ کہہ کر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سر کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام میوے ملکہ  
 کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جاجب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ میں صدا سے  
 ہوشا ہوئے نوشا نوش بلند ہوئی اسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون  
 یہ تھا کہ ای صنعت جب میں لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجھ کو آ کر تھے فہمائش کی اور لڑنے سے باز رکھا  
 اس زمانے سے ایک دو جنگ لڑ کے جو تم گئیں تو نہیں معلوم کہ وہاں کیا بیٹھی کرتی ہو تھا رسے  
 نزدیک جیسے طلسم میں کسی سے لڑائی ہی نہیں ہر آب چاہیے کہ بغور دیکھیں اس نامہ کے اپنے تئیں  
 لشکر حیرت میں پہنچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیوں کے ساتھ ہو ہو سکے قصور کوتاہی  
 نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طاہر سحر کے گلے میں باندھ کر روانہ کیا اول میں لکھا ہے کہ گنبد نور کے  
 اطراف میں بہت بڑا ملک ہے کہ جہاں کی صنعت حاکم و ناظم ہو اور لشکر کشی وہ کر چکی ہو گنبد نور  
 سے پشترنگین حصار کے دامن تک لشکر اسکا اترا ہوا ہو اور اسکا بھی ہزاروں ساحر کام آچکا ہے  
 اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہے آنے والی تھی کہ طاہر نامہ  
 بادشاہ لیکر ہو پنا ملکہ مذکورہ اپنی دارالامارۃ میں سر پہنچا بنانی پر جلوہ فرما تھی کہ طاہر نے آکر نامہ  
 دیا اسے اس کے گلے سے نامہ کھول کر پڑھا اور اس کے مضمون سے آگاہ ہو کر جواب میں عرضی لکھی کہ کثیر  
 ابھی ابھی حاضر ہوتی ہو اگر ملا زبان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ میں کچھ دیر  
 تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہو جائیگی ورنہ میں تو حاضر ضرور ہونگی طاہر کو تو خدمت کھا  
 اور آپ بھی لباس وزیر سے آراستہ ہو کر چالیس اڑ درون پر تخت اپنا چھو کر سوار ہوئی کثیر  
 اتیسین علیسین ہمراہ رکاب حلبین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہاں  
 طاہر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار میں تھا کہ صنعت آکر آتری اور بارگاہ میں آکر اسے  
 تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساتی نے جام میوے ناب دیا  
 جب دماغ باوقہ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ ای صنعت کل کی لڑائی کا تھے کس سے  
 حال سنا اُسے لگا کہ میں اپنے مقام پر تھی اور معروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہیں دیکھا  
 مجھ کو معلوم نہیں وراے بادشاہ مجھ کو برا تعجب ہے کہ نہ تو ملکہ ہم لوگوں کو یاد بھی فرماتی ہیں ورنہ آپ



بلاتے ہیں جبکہ پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہوں اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا میں نے  
 اسی وجہ سے آج تک بکوا یا ہر کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اسے غرض کیا  
 کہ کینئر آج اس لیے حاضر خدمت ہوئی ہو صرف آپ کے حکم کی دیر ہو بیان تو یہ باتیں ہر ہی شخص  
 گر بارگاہ تو کبھی عیار دن سے خالی نہیں رہتی ہو ضرغام شیر دل اور جالسنور بھی صورت بدلے  
 ہوئے بیان موجود تھے اور مشورہ سا حوالہ غدار سن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ  
 تھا کہ لے گیا دونوں عیار بھی راہ کتر اسکے بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اس تخلیہ میں کھڑے ہوئے  
 اس وقت بادشاہ نے کہا کہ میں نے تکو اس لیے الگ لایا ہوں کہ اب کو سحران نکھر امون پر گردگی  
 اسے جواب دیا کہ حضور میں نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہے یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہیں اب اپنے  
 فرامیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہو گیا یا نہیں شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بجا گیا  
 اب بکوا طینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہو جسکو تم تیار کر کے لائی ہو یہ کسکروان سے پھر کر تخت  
 پر آکر بیٹھا صنعت بھی اگر کسی پریشی اور تا دیر شریک جلسہ عیش رہی پھر رخصت ہو کر  
 اپنے لشکر کی طرف چلی جالسنور اور ضرغام بھی اسکے عقب میں چلے اور جب وہ ڈیرہ کو س  
 کل گئی اس وقت جالسنور بن قران ایک جادوگر کی صورت بنا کہ رنگ سے اسکے چہرہ تاریک کی  
 سیاہی شب نہ بجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹہ پرہ بینی سے گزرا ہوا دو سہل ٹھوری سے نیچے لٹکا ہوا  
 جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیوں کے مالے گلے میں ڈالے یا قوت کا تاج صبر رکھا  
 سانپ کا تاز یا نہ ہاتھ میں لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمہ دم زبانیں نکالتا تھا  
 باولہ کا گلے میں ڈالا ترنج ناریل ہاتھ میں لیکر اچھالتا ہوا جست دخیز کرتا چلا اور بہت جلد  
 قریب صنعت پہونچ کر پکارا کہ منم نامہ دارا فراسیاب صنعت نے طاؤس اس سی سواری کا روکا  
 اس لیے کہ ابھی شاہ نے بکوا بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھی ہو غرض جب اسے  
 سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہوا اسنے کہا واہ آپ تو خوب  
 آدمی ہیں کہ روئے ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو راز بادشاہ اور میں بیان سے صحیح کر کہوں اور  
 نہ بکوا یہ حکم ہو کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کروں یعنی اگر قریب طاؤس آؤں اور منہ کان سے  
 ملاؤں آپ کو چاہیے کہ نامہ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اترتے ہیں اور بغرت ہاتھ نامہ لیتے ہیں



صنعت یہ شکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر ادھر دیکھ کر ایک کنواں تھا پختہ اونچی چلنے  
 اسکی نبی تھی اسپر اتری طاؤس کو سحر کر کے روک دیا جاںسوز نے کہا حضور نے فرمایا یہ کہ سحر  
 ہفت بیضہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی اسکو کر سکے ایسا کہ تم عیاروں سے غافل نہ رہنا صنعت  
 نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لوٹدی ایک دم غافل نہیں ہو جاںسوز نے کہا ایسا کہ  
 خاک ہوشیار ہو دیکھو جنگو تمھاری ممانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہیں یہ سنا تھا کہ صنعت  
 نے پھر کے دیکھا جاںسوز نے حلقہ کند کے گانٹھ کر بارے کے ساتوں بند بچی ہو گئے وہ گھبرا کر ادھر  
 اُسے بیضہ بیوشی مارا کہ وہ بیوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلئے جاتی تھی کہ بادشاہ  
 نے کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسے ایسوں کینروں سے کہا تھا کہ تم میرے  
 لشکر میں آنا پس یہ تھا تھی کہ جاںسوز نے بیوش کر کے پشمارہ اسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا  
 اور بہت جلد راہ طر کر کے اپنی بارگاہ میں پہونچا اور ادھر حضرت غام نے آکر عمو کو بھرا کیا خواجہ نے  
 کہا کہ مزاج اچھا ہے اُسے کہا حضور میں تو اچھا ہوں مگر صنعت آئی ہے اور اسکا بیان ہو کر میں  
 سحر ہفت بیضہ تیار کر کے لائی ہوں عمرو نے کہا خدا مالک ہے خواجہ تو کھرا چپ ہو رہے مگر  
 اوپر ہمارے دغیرہ کارنگ رخسار زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئیں عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھ کر  
 کہ انکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا پس استفسار کیا کہ ایسا کہ تیرے دہار کیوں خیر تو ہو انھوں نے  
 کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہے رو اسکا ہونا ہے تو کیا سامان  
 طلسمات سے بھی ممکن نہیں عمرو نے کہا نظر بافضال کر دگار رکھو اور چپ رہو کچھ منہ سے نہ نکالو ورنہ  
 لشکر تمام بدحواس تبدیل ہو جائیگا یہی رہا تھا کہ جاںسوز پشمارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسے تسلیم  
 کی عمرو نے کہا کہ ایسا جاںسوز بن قرآن آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشمارہ اٹھ ہی نہیں سکتا ہے کیا  
 کسی حاجن کا گھر لوٹا ڈانکا مارا جاںسوز نے کہا مال سے بڑھ کر یہ مال ہے میں صنعت غیبی کو  
 لایا ہوں بڑا ارادہ کر کے چلی تھی قہرچ یہ سنتے ہی اچھل پڑی اور جاںسوز کو گلے سے لگایا اور کہا  
 تو نے بڑا کام کیا اچھا پشمارہ کو کھو لو اُسے پشمارہ کھولا لیکن کینراں صنعت جو قہر صنعت  
 چلیں لشکر میں آئیں دیکھا کہ یہاں صنعت نہیں ہے غلغلہ کیا کہ نہیں معلوم کہاں نہیں اور جب  
 نہ لگا تو پھر کرا فراسیاب میں آئیں اُسے پوچھا کہ ایسا کہ تیرا جادو دایکل خار جادو ہم کہاں آئیں



انکھوں نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہیں سنتے ہیں کہ ایک سحر راہ میں انکو ملا تھا اور  
نامہ دار آپ کا اُسے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اتریں زمین سے  
غائب ہو گئیں اب پتا نہیں کہ اُنہیں کیا گزری شاہ نے یہ حال سنا ایک قہر بار آور اپنے  
دونوں ہاتھ بند کر کے کھوئے اور انکو بغور دیکھ کر کہا یا رُد کیا غضب کے عیار میں جانسوز میں  
قرآن صنعت کو لے گیا یہ کہ ملکہ شاہ نے دونوں ہاتھ اپنے بند کیے سب دیکھا کہ بچہ پیدا ہوئے  
اُسے حکم دیا کہ اے بچہ ہاے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیر کو اور جانسوز میں قرآن کو اٹھا لاؤ  
وہ بچہ جانب آسمان اٹھ گئے اور غائب ہو گئے بارگاہ مہرخ میں پتارہ جانسوز نے کھولا تھا اور  
جانسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ شہر جاؤ میں وہ تلوار لے آؤں کہ جس سے ایسی زبردست ساحر قتل ہو سکے  
یہ کہرا اٹھی اور جانب سلج خانہ گئی اسوقت فلک پر بجلی بجی عمرو نے تو جلد کلیم اور دھلی جانسوز نے  
چاہا کہ بھاگ جاؤں ساحر سب گھبرا کے کھڑے ہو گئے یکایک آواز مہیب آئی اور بچہ فرستادہ  
شاہ جادوان جو چپک کر گرے جانسوز کو اور صنعت کو اٹھالے گئے اسوقت ساحر دن نے  
ناخن و تیغ وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ بچہ قندیل فلک ہو گئے مہرخ  
نے کہا یہ بچہ خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے انکا تعقب بیکار رہنا چاہا خاموش رہا  
اور بچوں نے دونوں کو لے جا کر سامنے بادشاہ طلسم کے پہنچا بادشاہ نے جانسوز کو مسح کر دیا  
اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش میں لاؤ صرصر صنعت کو ہوش میں لائی وہ ہوشیار ہو کر  
حیران ہوئی کہ تو کہاں آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیوں ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا میں نے اسے  
ہو صنعت نے پتھر اور غنیمت میں آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑتی تو جانسوز کا  
پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا اے صنعت میرے سامنے  
نہ قتل کرو بغیر چہ یعنی گزرے ہوئے میرے سامنے قتل کرنا یہ چاہیے صنعت نے کہا میں اس سے  
کو الگ لے جا کر بار دنگی یہ کہ بچہ میں داب کر بعض تارے اڑی اسوقت جانسوز کے کپڑے سے  
چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدل کر بارگاہ حیرت میں آکر ٹھہرا تھا کہ بچہ نہیں لیکر آئیے عرض اب  
صنعت اُسکو لیکر اڑی چاک بھی نیچے نیچے بطور خفی روانہ ہوا لکھا کہ کوریا سے خوں و جان  
کے پاس کچھ غار میں اور کچھ پہاڑ پان میں کہ انکی گھاٹیاں ہیں باغین گھاٹیوں کے قریب



ایک تشیب میں صنعت نے جال نور کو لا کر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹوں  
 اس وقت سحر نے خبر دی کہ اس ملک تمہارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمر و بھی آیا ہے اس خبر کو  
 معلوم کر کے تم گئی اسلئے تمہارے چالاک بھی سا حرب بنا ہوا سامنے آیا اور اسے دیکھا کہ  
 صنعت خنجر کھینچے جال نور کو قتل کیا ہی چاہتی ہے یہ دیکھ کر اسنے لکارا کہ اوڑھیا ڈھڈو  
 لکا یہ شیطان کی خال کیا اس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہے اور میرا سا سنا کر صنعت تو  
 معلوم کر چکی تھی کہ چالاک تاہر بن اسنے اسکی باتیں سن کر کہا کہ اسے مونڈی کاٹے جو اتنا مرگ  
 کیون تیری شامت آئی ہے اس وقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہے مگر یہ ہونا نہیں دیکھ یوں بار بار  
 میں چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یوں ہم مار ڈالتے ہیں اور  
 مارنے والے ایسے ہوتے ہیں یہ لکڑی ایک بیضہ غلے کی طرح غلیل میں کھڑکی لال کی تمام صنعت کی ناک  
 ناک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑ کر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اسکو تھراں تھراں چھینکیں نے لگن بیوش ہو کر  
 گری چالاک آتے ہی جال نور کو رہا کیا اور خنجر نکال کر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ماحرہ  
 سخت جان دزیرہ شاہ جادو ان پر مرنا کم جانتی ہے قدرت کر دگا رافرا سیاب بعد فمائش حیرت  
 اپنے باغ سیب کی طرف اٹھ کر چلا تھا اس طرف آنکلا اور اسنے دیکھا کہ بلکہ صنعت تو بیوش پڑی ہے  
 اور چالاک بن عمر و قتل کیا ہوا ہوتا ہے یہ دیکھ کر اسنے نعرہ کیا کہ باشد باشد منم افراسیاب جادو  
 چالاک اور جال نور یہ نعرہ سنتے ہی وہاں سے کافر ہو گئے کس لیے کہ وہاں غار اور گھاٹیاں  
 تو بہت تھیں ہیں یہ دونوں ایک ہی جست میں کسی گھاٹی میں پوشیدہ ہو گئے افراسیاب بھی ان  
 عیاروں کے ہاتھ سے زک ٹھاچکا ہے جو یا انکا نہوا اور صنعت کو پیچھے میں دایر کے اڑا جب وہ  
 جاچکا چالاک اور جال نور بھی گھاٹی سے نکل کر اپنی بارگاہ میں آئے عمر و انکو دیکھ کر بہت خوش ہوا  
 کما اے فرزند کیونکر رہا ہوئے جال نور نے سب حقیقت کہی کہ اس طرح صنعت مجا قتل کرنے لگی تھی  
 مرشد زادہ نے یوں جا کر اسکو بیوش کیا اور افراسیاب آ کر اس فحشہ کو اٹھالے گیا ہم دونوں بھاگ کر  
 یہاں حاضر ہوئے خواجہ نے حال سن کر کہا بیٹھو یہ بھی دونوں شریک الخجن عشرت ہوئے اور شاہ طلمس  
 جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب میں گیا ایک بیابان فرحت افزا میں پہونچا کہ اس بیابان میں وہ  
 بہار جہان فراتھی حسیر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن مانہ اسپر قربان تھا ہزار جان سبیل



دل اپنا تار کرنا تھا مردہ صد سالہ وہاں قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہاں کی عیسیٰ نفسی فرما نے  
 جدھر نگاہ جاتی تھتے لالہ و نافرمان کے کھلے نظر آتے لالہ رخساران یا سمن پیکر کو شرماتے تھے سر سے  
 ہرے لہلہ لاتے بوے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما د بہار دشت تانہ کھیلے سارا جنگل  
 معطر جانوران خوش ادا آہود غزل رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیں کرتے  
 لکیریں جنگل میں راستہ چلنے سے جوڑی تھیں جاوہ ککشان کو شرماتی تھیں شجر ہر ایک ٹوٹی سے  
 دعویٰ ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خوشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے رو برو کس کی دم  
 حیران بنیلج بچان کے سامنے گیوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنوں کا دہیسا  
 بات ہوسوسن کے سامنے دہن مہی زیب مات ہوسر و کو دیکھ کر شمشاد قامت کیلے کاٹا ہو جائے  
 پھول کے سامنے رخ گل رنگ رو تیل کھلائے کہ بموجب اسیات مسدس

کیا ہمارے چمن سحر کا عالم کیسے	عمر بھرا سکو جو کیسے تو بہت کم کیسے	گل کو گل جانے شبنم کو شبنم کیسے
لخت دل اسکو اتنے دیدہ پر ہم کیسے	پتے پتے کے کھڑے کنیں ان کی کیسے	غنچہ غنچہ چلنے میں تھکی کیسے
کبھی خاموش نہیں ہنستان کے طور	نالہ کش نکل پرتے دار یہ جیسے منصو	نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
شب بون سے گل شمع تجلی کا ظہور	نالہ جب کرتے ہیں اک لگ لگاتے ہیں	پر نسوسن فلک دم میں جلا دیتے ہیں

بچ میں اس صحراے فرحت بیزد لہر با کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرد آوری پر گنبد چرخ متعش  
 بلا گردان تھا بیج آسمان اس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا مجرا میں اسکی بروئے خود جواران بن  
 نور کے تین چلیں اُس میں چھوٹی ہوئی شریان یار کو شرماتین فرش پر تکلف نہ کاشانی کا اندر  
 بنگلہ کے بچھا تھا سائبان زر لفتی آگے کھینچا تھا چو ترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کا گسترہ تھا گرد  
 تخت کے کرسیاں یا قوت زمرہ کی آراستہ تھیں اندر بنگلہ کے مسندیں چھپر کھٹ پیراستہ تھیں بہان  
 عیش و نشاط وہاں مہیا تھا گلابیاں شراب کی کشتی میں لگی تھیں خج ان پر الوان نعمت مہرے بھے چنگیر میں ابر کار  
 رو بروئے مسند زرنگار آراستہ تھیں غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اس بنگلہ میں مہیا نہ تھا مسدس

الغرض ہونچے جو دان تو رکسا مان دیکھا	فرش اسباب آراستہ الوان دیکھا	گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا
آنکھ جوروں پر پڑی وہ نہ وضو ان دیکھا	فرش کا دو خرو طلسم و کنجواب کا تھا	ہر جگہ نور عیان جاوہر تاب کا تھا

اس بنگلہ میں جب بادشاہ تشریف فرما ہوا کو شرماتے صحرا سے پریرادان یا سمن پیکر آکر حاضر ہوئے اور



آداب بادشاہ کو بجالائیں بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کر کے ہتھسار فرمایا کہ تم جالسنور  
 عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائیں تھیں خود کیونکر ہوش ہو گئیں اسنے جالاک کا آکر لٹکانا اور غل  
 مارنا سب بیان کر کے کہا اے بادشاہ بایمان خود اب بغیر ارڈالے اس موے جالاک کے میں  
 باز نہ آؤنگی کہ اسنے منہ پر میرے منہ کو لگا رہا اور بیسوا کہا اور اس طرح شریطہ مجھ کو ہوش کر کے قتل کرنا چاہا  
 شاہ نے فرمایا کہ اے ملک اگر میں تھو نہ اٹھا لاتا تو وہ کام تمہارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی باتیں  
 لیں اور کہا آپ میرے مالک تختار میں اگر آپ کینز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا  
 کہ کس طرح اس موے کو میں ہلاک کرتی ہوتی ہوں بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیاروں کے منہ نہ چڑھو  
 سحر ہفت بیضہ جو تیار کیا ہوا اس سے سب نیکو امون کو غارت کرو ان عیاروں کی میں سیر کرتا ہوں  
 اور تمہارا تو وہ مرتبہ ہو کہ جس سے کہو وہ ان موذیوں کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اب جو چاہو  
 ہو میں اے شہنشاہ بغیر جالاک باز نہ آؤنگی اب مجھ کو نہ رو کیے خلاف ادب ہو کہ حکم شہنشاہ نہ مانا  
 بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے تمکو اختیار ہے یہ شکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہاں سے رخصت  
 ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرائے سبزہ زار میں سپر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر  
 لالہ زار جادو نام اس طرف سے آتا تھا اسنے اسکو دیکھا اور قریب کر سلام کیا پھر گھماے کلام گلشن دین  
 سے توڑ کر دامن حال میں یوں گرائے کہ اے ملک آپ کہاں سے اسوقت تشریف لاتی ہیں صنعت نے  
 کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہو وہاں چکر دو گھڑی آرام فرمائیے  
 پھر چلی آئیے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اس طرف ہوتا نہیں آج میں ہی سفر فرما رہا ہوں  
 نہ ہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ میں تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم  
 سچ کہتے ہو اور چارے دوست ہو حقیقت میں پوچھو تو ہم تم ایک ہیں اور وزارت نگوڑی کا کیا  
 گھمنڈ میں سرانگہوں سے تمہارے مکان پر چلتی مگر کیا کروں کہ مجبور ہوں ایک کار ضروری پیش  
 ہو آج تو مجھ کو معاف کرو پھر جب کہو گے میں حاضر ہوں گی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب جاننا کہا  
 اچھا آپ کی خوشی صنعت اس سے بھی رخصت ہو کر اڑی اور دیاے خون روان سے اتر کر بارگاہ  
 حیرت میں آئی حیرت کو اسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہ اے  
 صنعت ساز اسوقت یکہ و تنہا کہاں آئیں صنعت نے کہا میں شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہاں سے



آئی ہوں اور اب جاتی ہوں سحر ہفت سینہ کرنے اور انی ملکہ بھی تھے عیاروں کو اس طرح گرفتار  
ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جس طرح آج چالاک کو میں قید کردی اور بڑے غداپ سے مار دی حیرت  
نے کہا سامری ایسا کریں کہ یہ موٹے غارت ہوئے سبکے سب ہلاک ہوں اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا  
کہ چالاک کی خاک بیا دفنا اڑائی جائیگی قسم ہر جمشید کی کہ بغیر اس موٹے کے گرفتار کیے مخلوق میں  
نہ آئیگا یہ کسرا اور دو جام شراب کے پی کرو ان سے غائب ہو کر اپنی بارگاہ میں آئی اور حکم دیا کہ ایک  
خیمہ الگ سب استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجالائے اسنے اول بارگاہ میں بیٹھ کر شراب پی کچھ  
کھانا ذہر مار کیا پھر وہاں سے اسی خیمہ میں تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اس  
خیمہ میں نہ آئے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پرے چوکی پر مقرر ہو گئے مگر خیمہ سے ہٹ کر  
شہرے اور اُدھر بارگاہ حیرت میں طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے انہوں نے یہ خبر ملکہ فرخ سے  
جا کر عرض کی کہ اس طرح صنعت اقراسیاب پاس سے آئی اور لاف و گزاف بہت کچھ زبان پر لائی  
اور قسم کھا کر اپنی بارگاہ میں گئی ہے کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہو گی اسکا مصمم ارادہ  
نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہو فرخ نے کہا پروردگار چالاک کا حافظ و نگہبان ہے وہ کیا قحبہ  
کر سکتی ہے عمرو نے بھی یہ خبر سنی دل مٹھکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ میں موجود تھا اس سے کہا بیٹا  
کچھ تھے شتاب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلتا یہ ساحرہ بلائے بے دربان ہے چالاک نے عرض کیا کہ  
اگر پیر عالی قدر اگر میری قضا ہو تو کوئی روک نہیں سکتا ہو اور جو قضا نہیں ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مارا  
میں نے اس قحبہ کو کہ ایسات

میں نے اس قحبہ کو کہ ایسات

اول اندر وقایع زمانہ بلند

بفرجام خواہر کلاہم ربود

جا کر سحر اپنا تیار کر کے باہر نکلی

اور سبزہ ناز دیکھ کر ایسے مقام پر کہ جہاں دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترہ کیا جائے اور سامان

عشرت جمیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوستان میں خیمیں بہت سے

بہرین میں ایک جیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرخ افزا دیکھ کر بچا یا مسند گادی کشتیان شراب

کی آراستہ کین گائین خوش گلوز ہر چین اگر حاضر ہوئیں صنعت اگر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

ہر آنکو بزاہد بیا یکش مرد

کہ یکسان نگر دوسپر بلند

یہ کلمہ فکر میں اپنے بچاؤ کے ہوا اور اُدھر صنعت سحر ساز خیمہ میں

جا کر سحر اپنا تیار کر کے باہر نکلی اور گرمی ایسی اس سحر کی تھی کہ اسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع

اور سبزہ ناز دیکھ کر ایسے مقام پر کہ جہاں دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترہ کیا جائے اور سامان

عشرت جمیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوستان میں خیمیں بہت سے

بہرین میں ایک جیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرخ افزا دیکھ کر بچا یا مسند گادی کشتیان شراب

کی آراستہ کین گائین خوش گلوز ہر چین اگر حاضر ہوئیں صنعت اگر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے شخص زندہ ہمیسوہر

مرا چرخ بسیار یاری نمود

یہ کلمہ فکر میں اپنے بچاؤ کے ہوا اور اُدھر صنعت سحر ساز خیمہ میں

جا کر سحر اپنا تیار کر کے باہر نکلی اور گرمی ایسی اس سحر کی تھی کہ اسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع

اور سبزہ ناز دیکھ کر ایسے مقام پر کہ جہاں دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترہ کیا جائے اور سامان

عشرت جمیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوستان میں خیمیں بہت سے

بہرین میں ایک جیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرخ افزا دیکھ کر بچا یا مسند گادی کشتیان شراب

کی آراستہ کین گائین خوش گلوز ہر چین اگر حاضر ہوئیں صنعت اگر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب



کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تعالیٰ برنجی اُسے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوا یا اسکے ماتھے پر پسینہ ورکا ٹیکا دیا وہ ارنا گرد اُس تعالیٰ کے گھومنے لگا اور اب اُسے آتنا بڑا قدر پیدا کیا کہ کوہ بہ ستون نظر آنے لگا بلاے مہرم کو خرمائے لگا مسند مثل قعرہ جنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا کہ آیات

بھینسا تھا کہ اثر درد مان تھا	قامت میں پہاڑ بے گمان تھا	اثر در کی طرح تھا شعلہ آور
پھنکا رہی اُسکی مثل اثر در	شیطان کی فوج کو بھگا دے	جب اپنی وہ شیطنت پر اُٹے

جب وہ ارنا قد آور ہو چکا صنعت نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹ پر بٹھا دیا اور کچھ ہارارنے کے گلے میں ڈال دیے اور سحر پڑھ کے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا

پس اُس تیلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونوں جہاں جہاں چاہو لا لاک بن عمرو سے گرفتار کر کے اپنی بیٹھ پر لا کر لاؤ خبر دار اس حکم میں میرے فرق نہ پڑے یہ حکم منکر وہ ارنا روانہ ہوا

گو یا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اور تو یہ ارنا چلا تا تیر سحر ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ میں بیٹھے مگر گہرا ایا اٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہو کہ جن بات کی انسان کے لیے قید ہوئی ہے اسی بات کو جی چاہتا ہے مصداق

لا انسان جریص علی ما منع غرض جب یہ اٹھ کر چلا عمرو نے کہا کہ ان کا ارادہ کیا چالاک کے جوابے یا کر میرا جی گھبراتا ہے ذرا لشکر کی سیر کر ڈنگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسے نانا اور لشکر بارگاہ سے بازار میں لشکر کی

آ کر پھرنے لگا اسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر میں ایک جانب سے نمودار ہوا سب دیکھا کہ پتلا انیسر سوار ہو لشکر میں اُسکی صورت رشت دیکھ کر غلطہ ہوا کہ ارے بھائی بچپا یہ نئی آفت آئی ہے خدا اس سے

بھی کاے خلفہ لشکر لوگ بھاگ گھرے ہوئے دکانیں بند ہونے لگیں مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا اور چالاک کے قریب آ پہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ صنعت ہو تیری ہی تالاش میں

ایا جو خیر ضیانا بالقضا اس غرضہ میں اس تیلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک نے جا ہا کہ پتلا بد لکر خالی دے مگر اُسے سینگوں سے اچھال کر پیٹ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا

اُسے گردن دکر تمام لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا ساحر شکر نے کہ چند ان بد حواس نہ تھے اور بہادر تھے انھوں نے پیکان تیر سحر مارے ناسخ و تیغ لگائے لیکن

اُس بھینسے اور تیلے پر کچھ اثر نہ ہوا اور اب تو غل پڑ گیا کہ بار و بار غضب ہوا چالاک بن عمرو کو بھینسا پکڑنے گیا ہر کارون نے قدر کر دھر ملک قمر خ کو بھی پہونچائی بارگاہ میں بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک حار و سار



رونے لگا عمرو نے آہ کی اور کہا کہ اے پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا  
 بچانے والا ہو کس لیے کہ اس فحشہ صنعت نے قسم کھا کر میرے فرزند کو بلوایا ہو دیکھئے کہ اب کیا  
 ہوتا ہے یہ کلمہ بے اختیار اٹھ کر آپ بھی چلا تھوڑے کے خواجہ بن بھی لشکر بیکر آتی ہوں عمرو نے کہا  
 مہاری سے یہ بات دور ہو میں جانتا ہوں جو کچھ مجھ سے ہو سکے تو تمکو اختیار ہو مہر خج اور سب مردان  
 تو دست بردار ہوے اور لشکر میں جو غلغلہ تھا ان کے افسروں کو بلا کر تسکین و دلداری فرمائی کہ یہ مقدمہ  
 عیاران ہو تمکو بدحواس ہونا زیبا نہیں یہاں تو یہ تدبیر میں ہیں وہاں انا چالاک بن عمرو  
 کو لادے ہوئے سامنے صنعت کے آیا اور اس تیلے نے پکار کر آواز دی کہ گنگا و سرکار عالی تبار  
 حاضر ہو صنعت نے چند بچہ ہائے نوک جھٹکا کر کے تیلے اور بھیجے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو بچہ جیسے تھے  
 ویسے ہو گئے پتلا آٹا ہو گیا اور ارنہ جیسے قد کا تھا دلیا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسخوڑ بھر  
 کر کے پوچھا کہ کیوں میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیا ہو چالاک نے کہا جی ہاں شکر ہو  
 خدا کا اب تک تو زندہ ہوں آگے کا حال نہیں معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تھسا اور موت  
 سے باقی نہیں ہو صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہو چالاک نے کہا ستواؤ ملک یہ شرط انصاف  
 کی نہیں ہو لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہو جتنے تمکو پکڑ لیا تھا تنہا ہو قید کر لیا اسوقت کہ جب تم قید  
 ہوئی تھیں افراسیاب نہ آ جاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہو گیا اس معلوم  
 ہوا کہ اے ملک تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ ظلم میں اور لشکر حیرت میں کوئی تمہارا ثانی نہیں  
 ہو پھر جیسی ادنیٰ الغرہ سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی آجاسیے میری خطا معاف کرو میں عمرو  
 عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دو نگا اب تمہاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ  
 کھنڈاؤنگا یہ کلمات سن کر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ اے ملک اب تو یہ اطاعت کرتا ہو  
 چھوڑ دو بچے عیار بھی بے نظیر ہو عمرو کی عیار یوں کا اگر جواب دیکھا تو یہی دیکھا صنعت نے ہی  
 اور کہا اے یہ بڑے دغا باز نہیں بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کسی مرتبہ ایسی باتوں  
 پر اسکے باب سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر  
 شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہوا بھی چھوڑ دو تو ہمیں کو  
 مار کر چلا جائے گا ان مسلمانوں کا یہ قول ہو کہ اولیٰ اللہ لا بیہ بیثا خصلت پر



باپ کی آب اسکو میں کب چھوڑتی ہوں یہ کہہ چالاک کی طرف نما طیب ہو کر کہا کہ ارے مولے تو  
 مجھ کو کیوں فقرہ دیتا ہو میں تیرے دم میں نہ آؤنگی پس ایسا کچھ عتاب و خطاب کر کے چالاک  
 کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا میں ہنتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی بہر رہائی چالاک  
 چلا تھا اس جھیل کے کنارے دوا کر کھڑا ہوا اور گوشہ میں ٹھہر کر صورت اپنی اسے مثل ایک پیرا طلسم  
 کے بنائی زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پُر زرب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ و عن عیاری لگا کر  
 ایسی بنائی کہ پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کمان سے کمان تک بیان ہوا  
 دل کے دس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہوزلف غنوں کی بوج موج طبیعت میں آئی عشاق کی نئی  
 سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مولے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہو ایک ہی  
 جا پر اکٹھا ہو کر رہ گیا ہو پیشانی پر ابرو دے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے  
 کے لیے یہ تلوار میں بنائی تھیں جو ہر وقت مہنجی رہتی ہیں جب حیا انکا آتا ہو دل پر حجب چلا جاتا  
 ہو چشم فغان کا دل عشاق پیاز نرس کی طرح نرگسی چشمان ہزار و نزار دام میں ان لال لال نور  
 کے گرفتار سامری کو انکے کرشموں سے چیرت کسی جادو میں بھلا ایسی کمان طاقت پھر تلبان  
 میں مینی کی منیا لاف نور کا مہر درخشان میں کھنجا لب لعلین عقیق میں کا دل خون کرے دانت ہیرے  
 کی کنی کو ہیرا کھلاے گو ہر کو بے آب و تاب بنائے وہاں ننگ جانان کو دہن اسکا باتین سنائے  
 از سرتاپا ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ اپیاست

جان سو جان سے ہو خوبی بستان پہ نثار ٹوہیان باز پہ دور کھی ہیں یا بہر شکار دو یہ گلہ سے لب بام دھرے ہیں گویا آگے تعریف میں خاموش زبان ہوتی ہے دل عاشق کو مگر تاسب کمان ہوتی ہے یان مضا میں حیا خوب پسندیدہ ہیں	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہیں انار یا ہونے قمقے دو نور کے روشن اکبار منقلب نور کے یا بام دھرے ہیں گویا بات پردے کی ہی پردے میں بیان ہوتی ہے پردہ شرم میں تشبیہ نہان ہوتی ہے دوسرے نونئی صورت سے چسپیدہ ہیں
--	---

اس صورت سے تیار ہو کر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھ کر ہر اس پیرا و شاہ کی کر کے بخت و خیر  
 کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کتر اگر بارگاہ کی طرف اسکی چلا لوگوں نے صنعت کو خبر دی کہ



دیکھتے پر نیراد خاص ملا زمان طلسم سب بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہو آپ کے پاس کسی کام کو آئی  
 جو اسکو معلوم نہیں ہو کہ آپ بیان میں صنعت نے کہا خبر اسکی لو اور بیان بھلا لاؤ ملازم صاحب شاہ  
 دوتے اور برق کو باہگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا  
 صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ بیان چالاک کی کچھ خبر شنشاہ کو جو بھی پڑی پڑی دے کہہ کر بی بی  
 حضور عالم کو سب خبر رہتی ہو بھلا انکو اور خبر نہ پونچے سارے طلسم کا واقعہ انکے پیش نظر ہو چکے نامہ  
 آپ کو دیا ہو صنعت نے کھڑی ہو کر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اسکو دیا مضمون انہیں یہ تھا کہ اے ملک  
 صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائیں واقعی جو کچھ تم نے کہا تھا وہی کیا اب جو کھلائی  
 ہو تو تا کید سے لکھا جاتا ہو کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گیا عمر دو کو مار ڈالا  
 اور لشکر خرچ کو تم نے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب تر ہیں تنکو فریبے پٹے کسی ایک  
 مکان میں بھاگ کر قتل کرنا اور بت ہو شمار رہنا یہ مضمون معلوم کر کے گویا ہوئی کہ جب قتل کروا لاؤ  
 آپ ہی لٹنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کا ہوا اگر انکا چہرہ قابض ہو گیا تو وہ مار ڈالینگے نہیں ہم  
 انہیں بھی قتل کرینگے لیکن شنشاہ نے جو کچھ لکھا ہو وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہو چھا ہو انہیں  
 تم شہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو میں عرضی اس نامہ کے جواب میں لکھتی ہوں یہ لکھ کر قلم جو کا کا عرضی لکھنا  
 چاہی اسوقت خیال آیا کہ اے صنعت کمین ایسا نہ ہو کہ یہ پیراد کوئی عیار ہو اور مجھ کو دھوکا دینے  
 آیا ہو سابق میں بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہو کہ جس میں حال جسکا چاہتی ہو دریافت کرتی ہو  
 اسوقت بھی اسکے خیال میں آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کر بس اسے گردن سے تختی اتار کر دیکھی انہیں  
 معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہو مجھ کو فریب دینے آیا ہو یہ دیکھتے ہی نے اپنے ہاتھ سے چوڑی اتاری برق چکا  
 بیٹھا تھا اسکو معلوم نہیں کہ مجھ کو بچان چکی ہو اور اسے چوڑی اتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ  
 چوڑی ایک بجاری طوق بنکر برق کی گردن میں بند گئی اسوقت وہ بجاری کہ اسے موے  
 برق فرنگی میں نے دریافت کیا کہ مجھ کو تو دم دینے آیا ہو اور میں جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چہرے انکو  
 آفکے برق نے اس کے کلام کا کچھ جواب دیا اور اسے خیر لیکر اٹھ نون کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمر و جو  
 روانہ ہوئے تھے کہ میں بھی جا کر براہ رہائی چالاک کچھ تدبیر کروں چنانچہ انھوں نے اکردور سے  
 صنعت کو کنارے جمیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن بجاری کی سیر کی ایک گل مراد ملا یعنی ناد کہ خوبی میں



لسان ہلال نوحی زنبیل سے نکالی اور اس میں فرش بچا یا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئیں رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی صورت پر تیار کیا تاج گو ہر نگار سر پر رکھا قبائے قلم کار و ذرا ندود کو زیب فرمایا اس طرح اپنی آراستگی کی کٹھن

نسر بریکے تاج گو ہر نگار	کہ بودش ز شاہان ریا دگار	ایکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد ز خور سایہ بر پیکر ش	ہمان جوشن و خود و سیم بزر	بہوشید در زیر شان چوں زبر

جب اس طرح دست ہو چکا مورچہ پی پر آ کر بیٹھا نشست ہاتھ میں لی اور مورچہ بھی کو روان کیا اس میں گھنکر و بندھے تھے وہ چم چم بولتے لگے اور مورچہ بھی روانہ ہوئی صنعت چالاک و برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چم چم کی آئی ایک کینز نے کہا کہ ایسا صنعت فرما کر جانے دیجیے تو یہ آواز چم چم کی کہاں سے آئی ہو صنعت اس کے کہنے سے تم کربھیل کی جانب بکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ ہزاران خوبی دادا مثل رفتار معشوق کے بھیل میں روان ہوا اور اس میں ظلم مسند زنگار پر بیٹھا ہوا تاج یا قوت سر پر رکھا ہوا تمام زمر و لباس میں جڑا ہوا گلے میں موتیوں کی بدھی پڑی ہی ہاتھ میں ایک گلابی الماس کی اس میں شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیاں درد گوشت مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہر صنعت بادشاہ کو آتے دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور جھک کر سجد کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام میں مشغول رہو میں سہرا کرتا ہوا آگیا ہوں یوں ہی تماشاے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہیں لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیہ و باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہیں ان کے قتل میں شریک ہو کر ثواب بھی کما لیے افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ ایسا کہ ایک سر ہزار سودا تم انکو قتل کرو میں اس کام کو چاہوں گا صنعت نے عرض کیا کہ کینز بائگی نہیں حضور لمحہ بھر کے لیے ضرور آئیں شاہ نے فرمایا خیر تمہاری خاطر ہی یہ کس کشتی پر سے اتر صنعت نے سوا کشتی جو اہر کی نذر دی مسند پر لے جا کر بٹھایا کچھ گینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا میں اسی واسطے نہیں آتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپ کی دی ہوئی عزت ہے اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب نذر قبول کی اور کما کشتی پر ایک کینز کو دید و وہ سب کشتی پر پہنچائیگی گلابی شراب کی جو ہاتھ میں تھی اسکو دکھا کر کہا کہ ایسا کہ دیکھو یہ شراب تو کشیدہ ہوا و بہت تھوڑی صنعت نے بہت تریف



فرمانی اور گلہ بست اور زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل ہی تھیں اس لئے کہا کہ  
 جاسے یہاں جو شراب کہ نئی کھجوا بی گئی ہو وہ لے آؤ وہ دونوں کنیزین دھڑلے اور قرا بے ٹھالائیں  
 صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمائیے اور اپنی گلابی سے ہلکے پلائیے شاہ نے  
 کنیزوں کو جو شراب لائیں تھیں پانچ اشرفیاں چورن کی انعام دیں صنعت نے اسکا شاہ کی  
 بلا میں لیں اور کہا اب شراب پیئے شاہ نے گلابی جو ہاتھ میں تھی اسکی شراب قرا بہین ملائی اور  
 کہا تہو شراب کہا اب کے جھگڑے میں پڑ گئیں ان عیاروں کو تو قتل کر لیا ہونا صنعت نے  
 کہا اب آپ شراب پی لیں تو قتل کروں کہا تم سحر اپنا اتارو میں مار ڈالوں اسے حسبہ رشاد بادشاہ  
 سحر دونوں عیاروں پر سے اتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ اب یہ جام میں بھر کر تیار کر چکا ہوں اسکو  
 پی لو تو پھر میں اسکو قتل کروں صنعت نے وہ جام تسلیم کر لیا لیکن کھٹکا گنداکہ شاہ نے چلے بیرون  
 پر سے سحر کیوں دفع کر آیا صنعت سخت دیکھ لے یہ خیال کر کے اسے گلے سے تختی کو اتار کر دیکھوں عمرو  
 سمجھ گیا کہ مقرر یہ تجھ کو بچان گئی پس اسے جلد دو چار حقہ ہائے نفطی بیوشی آمیز کر کے نکالے اور ادھر  
 صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہوا فراسیاب بنکر آیا ہو یہ معلوم کر کے رنگ لگا سفید  
 ہو گیا اور تیور پر بل آگیا عمرو تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکارا کہ ستم جو بن امیہ دروغ  
 کر کے تہہ نفطی جو دلغ کر رہے دو بیوشی بلند ہوا اور صنعت گہرا آٹھی کر لیا انہوں میں جل جاؤں  
 آٹھنا تھا یہ بیوش ہو کر گری اور کنیزین بھی دو تین حقہ مارنے سے بھاگتے وقت بیوش کنیزوں  
 عیار چالاک اور برق تو فوراً حقہ مارنے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے  
 لے دوڑے کہ کیا انت آئی عمرو نے اس ملبدی میں کچھ اسباب نذر نیل جہاں مار کر کیا اور جھپٹ کر  
 کشتی پر اسکو بھی نذر نیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا یہاں سحر و دن نے آکر باران سحر برسا یا کہ دھواں  
 بر طرف ہو بلکہ صنعت کو ہوش آیا سب سے کہا کہ بلا کے عیار ہیں سب سخت میری خاک میں ملا دی  
 خیر موندی کاٹے کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں گئی اور بغیظ و غضب خیال  
 پذیر ہوئی کہ عیاروں کا تعقب کرنا بیسود ہو طبل جنگ بجوا کر ٹہرخ وغیرہ کو غارت کر دے یہ تو  
 اس خیال میں بیٹھ کر مصروف شراب خواری ہوئی اور چالاک برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ ٹہرخ  
 میں آئے ٹہرخ اور سب سرداران کو دیکھ کر خوشنود ہوئے اور حال دہائی استفسار کیا انھوں نے جمل



ماجرای بیان کیا ترخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہو وہ تھے کسی سے ماری نہ جانی اب  
ایسا کام نہ کرنا کہ اسکو خواہ مخواہ جاگرتا دعیاروں نے کہا جیسا مناسب ہو گا عمل میں آئیگا یہ کلمہ  
شریک جلسہ عشرت ہوئے اس عرصہ میں وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناعت قدرت نے اپنی  
قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی میں تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گند کر آئی شام کلمہ صنعت  
نا فرجام نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گڑ گرا یا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجھکی پوچھی مٹنے کہا کہ ملک صنعت  
دعویٰ کر کے طلبیدہ شام طلسم آئی ہیں انھیں کو لڑنے دو کیا ضرور ہو کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی  
صرف آنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلئے کہ لشکر لڑ جائے حفاظت ضرور چاہیے ادھر بھی ہزار ہا  
ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جا سوسون نے جا کر یہ خبر ملک صرخ کو پہونچائی کہ نو بہت

جنگ جہاں آئی یعنی نظم	فلک شکوہ ستارہ چشم خدیو جہاں	ترے جلال کو کن بظنون میں کروں تعمیر
ترے چشم جہاں جلال قدرت مند	کہ تیرے حکم کے آگے ہو سہل امیر خلیفہ	ترے محرم دفتر کا ہر سدا محتاج
جہاں میں شہر عطار و جوہر فلک کا دیر	روان ہو طبع کا گرم کب ظفر سکر	تو تباہ شام کرے روم شام تک تیگر

ایو بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہر باقی خیریت ہو ترخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی  
طبل جنگ بجے اور بھی نفیر سحر بھی طبل و بوق گڑ گڑائے اب اس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوہ ماہتاب نور نشان	پردہ سایہ ہم قماش کنان	ندہ زرہ غبار نورانی
صبح محشر کی سی درخشانی	اس شب مجاہدان دیندار کے	یہ دلوے تھے کہ شبنوی
خدا نے مجاہد بنایا، ہمیں	سز قتل کفار پایا، ہمیں	دم اس دست بازو کو دیوے اہل
سب تیغ کی بو سے لیوے اہل	جلو میں ہمیشہ دوان ہو ظفر	رکاب اپنی بکڑے رواں ہو ظفر
سعادت ہو جو بافتشانی کرے	یہاں اور وہاں کامرائی کرے	دربار و دربار خیر خندانے سو کرے

سے برخاست کیا ہر ایک غازی و صف شکن اپنی بارگاہ میں آیا سلخ خانے کھلے ہتیار نکلتے لگے سحر خوانی  
ایک طرف کو شروع ہوئی دغلے اور بالنسریاں بحین سیروں کو بھٹکین طین گڑا یہاں چڑھ گئیں  
ڈھرو کی آواز پر پیر فلک کا ایسا بڑانا سیر ناچنے لگا سنگری پر آمادہ ہوا میخ نے بھی رمل کی  
شاگردی کا دم بھرا اقلوا یا میخ پڑھا بغض و نفاق میں طاق ہوا شہر آفاق ہوا آفتاب نے  
میخ سے دوستی کر لی کہ ایسا ہو مجھ پر کش سحر کی آبیخ آجائے باین حفاظت بخارا جسک رہتا ہی



اسی دن کے خون سے آجک کیا قیامت تک لڑان و ترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کر گیا دنیا میں بھی  
 پلپل پڑ گئی زل و نیالہ ہمیشہ سے تیر و روہی آجکی شب کالی بھوانی بنی غبار زمین سے اڑتا تھا  
 یا مجذوب و ہر جوش میں آکر خاک اڑتا تھا ایک طرف تلوارین خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر  
 و انت نکالے تھیں خنجر برائے دکھاتے تھے نیزے کشتی جاتے تھے گزرا کھاتے تھے کما میں چلاتی تھیں کہ  
 اے بہادران گوشہ گنیزامردی نہونا خطا کردن میں نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہو جانا کہ ایسا

یہی اتنو کچھ آگیا ہی خیال	کہ گردن کشوں کو کرین پائمال	بہت کوشش و جان نثاری کرو
کہ شمع پنیر کو جاری کرو	ہوا مجتبیٰ لشکر اسلام کا	اگر ہو سکے وقت ہے کام کا
سمجھ لو جو کچھ بھی رہی نکو تیز	نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز	کسی کو نہیں رہی اصل کی خبر
کہ آج کے بیٹھے ہوئے اپنے گھر	تو مقدور رکھا کہ آتے نہ دے	تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
تو بہتر یہی رہی کہ جان کام آئے	پس مرگ تربت میں آرام آئے	ایسی ہنگامہ قیامت زامین آخر وہ

شب بسر ہوئی اور وذرانہ آیا کہ کل ابھو ہر شب دیدہ دہر سے یہ تک شبنم سحر و موکیا اور ہر تابان  
 و فروغ گستر عالم ہوا کہ بیات

کیا خیال و گمان کی نیرنجات	اتنی بہت سانگ ورتھوری رہت
اگر کھلا تو کانیٹ نکلا	اڑ گیا رنگ و بزرگ شفق

ہو گیا چون سحر ہر اک رنغی

چلی فوج سادہ بے شمار ہمراہ ہولی پہاڑ و زلزلہ و لڑان و طاؤس تخت و طاؤس سحر پر سوار ہیں  
 روتی بخش صد ہا طاؤران سحر ہر اک کے سپر سیاہین پٹنوں اور لونیو چوبن منچلے دلاؤز کا قیل و رات ہی تھا کہ اپنا  
 تو سہی صبح دعوم اٹھائیں ہم

افتنہ خفتہ کو جگائیں ہم	خطر اب قیامت آئی رہی
راز شب آشکارا ہوتا رہی	شور محشر دوبارہ ہوتا رہی

غرض بہادر اڑتے بل کرتے سحر کی نیرلیان دکھاتے ٹرے جاہ و جلال سے دار میدان قتال ہوئے  
 ہر طرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اڑ درون پر کھنچو اٹھو اور اسی باب ساری لیکر سوار لب نرم  
 کا زرا کوئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی سادہ کٹی پرے جائے صفوف آراستہ ہوئیں ابر سحر برسا  
 میدان غبار سے لسان آئینہ پاک و صاف ہوا سبلیان گرن درخت اڑ جو تھے جلکے کھڑیل بوق بجے  
 دونوں طرف و لاورجے تخت صبح قلب لشکر من شہر اچھ آراشکی لشکر ہو چکی صنعت کل طرف سے



ایک سنا خرابکار زمار جاو و اجازت حرب لیکر میدان میں نکلا اور دشواری دکھا کر لپکارا کہ ای معجز  
 شکر ام بھیج کسی کو میرے مقابلہ میں معجز نے یہ نہیں کیا اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک کر کو تو قاتل  
 داؤد یہ کا ساکن مدد مات جاو و نام نکلا اور معجز سے اجازت لیکر اپنے ہنس تیار کو آؤ سنا  
 زمار کے گیا اور طالب حرب ہوا زمار نے ایک پانچ سحر پڑھ کر اُس پر مارا اُس نے دستک دی کہ نارنج  
 زمین میں گر کر سر ہو گیا پھر اُس نے جواب میں نارنج کے ناریل مارا کہ اُس کے سینہ پر پڑا ہر خند اُس نے دیکھا  
 مگر لچھہ ہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکلیا اور زمار مرکز زمین پر گر اٹھا اُس کے مزے کا بلند ہوا مدد مات  
 نے پھر سنا زطلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جاو و نام ایک سحر اُس کے مقابلہ میں آیا اور اُس نے  
 کتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدد مات پر لگائی وہ شمشیر برق بنا کر مدد مات کے سر پر آئی  
 اُس سے بھی بھید رکھا مگر کچھ نہ ہوا دیکھا اُس نے اُس کے اُسے کیسے یہ ماجرا دیکھ کر معجز سے اجازت لیکر  
 جزار جاو و نام قدم اپنا جانب بنگاہ پڑھایا اور مقابلہ طرار میں آیا اُس نے گزرا تیشیں اُس پر مارا اُس نے  
 کر کے ایک پکان سحر کا مارا کہ بھلا لپکارا کے پیٹ میں دریا اور وہ ہلاک ہوا صد اکم حبیب المین  
 وقت صنعت نے ایک سحر جو خوار گزرا نذر نام کو حکم دیا کہ تو جا کر معجز کے رزم میں کچھ کام کر بہا درون میں اپنا  
 نام کر وہ مخوف شعار و بد کردار گزر سحر دشمن پر رکھے شکل دیو خبیث کے کمرے مارتا اور زبان فیلست  
 جھوٹا سا منہ جزار کے کیا اور آتے ہی گزرا پنا اس چپارے کے سر پہ لگایا ہر خند اُس نے بھلا لپکارا  
 مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہو گیا تڑپ کر ہلاک ہوا اُس کے مارے جانے سے جب تک  
 کوئی اُس کے مقابلے میں آئے اُسے اُس وقت تک یہ گزر پکڑ کر صنف لشکر پہ چاڑا لشکر صنعت میں ہر  
 اور ناقوس بجنے لگے اور جو خوار نے جیکے گزرا لپکا بیوندر میں اُس کو نبایا جب جھپٹ کر گزر لگتا تھا  
 پانچ پانچ کے سر جھپٹ جاتے تھے لشکر میں تلاطم برپا ہوا کہ اُس سے یہ اوتدھی کھو پڑی کا آدمی دشمن بدین  
 بڑا غضب ڈھا رہا کہ کوئی اس بات کے سر نہیں ہوتا کہ گزرا میں اُس کے کو لسا سحر جانا گزرا سے  
 جس سے بھیجا پٹھا ہی ہر ایک اپنے سر کی سلاستی مٹا رہا تھا اور جو خوار اپنی خواری دکھا کر  
 گزر لگتا تھا جانا تھا جب صنف اول وغیرہ سے گزر کر اُس مقام پر پہونچا کہ جان سرداران لشکر  
 استادہ تھے اور کلمہ یہاں پر صلہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ نہ کو رہ گزرا لگائے ملکہ کے ہاتھ میں ایک چٹری  
 تھی زمین ہر لپٹا ہوا تھا بس وہی چٹری گزرا کو خالی دیکر جو اس غصہ پر لگائی ہر چٹری سے کھٹک



محل میں رکے پڑ گیا ایسا بوجھ اس سحر کے بار کا تھا کہ جو تھوڑے میں پڑھ گیا بہار اپنے تخت پر سے  
 اُتر آیا اور قریب کے آکر اپنے چوڑے سے ایک ڈبیا یا قوت کی نکالی ان میں سینہ دھرا تھا  
 سینہ دھرا کا پٹکا اس کے ماتھے پر دیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہے یا دشمن اُس نے اس غزال سحر آغنائی  
 اور بہر کمال آسمان زیربانی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رہا ہوا کہ اگر ملک میں آپ کے غلام کا غلام  
 ہوں جو حکم فرمائیے بجا لاؤں ملک نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار رہے تو معشوقہ تیری عازم کا رزار  
 ہو تو ہی اس کے عوض جا کر جانبازی کر نہ شجاعت کے دکھا اگر بچکر آئے گا معشوقہ دلنواز لو پاؤ گے تمام  
 عمر فرستے اڑاؤ گے اُس نے عرض کیا کہ پھر کس کو جا کر قتل کروں بہار نے کہا صنعت سحر سا کا سر لا کر  
 میرے قدموں پر شاکر کر اور بعد اُس کے قتل کے اور جو اُس کے ہذا خواہ پتلا لارن لشکر میں آکر ملا کر  
 کرنا اُس نے عرض کیا بہت خوب یہ کہار دہان سے اٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا گیا دیکھ کر جو  
 گزرا نڈاز صف لشکر سے بہنوں کو مار کر زندہ پھرتا ہی ہر ایک نے دیکھا کہ خوشی کی اور کشتی اس کو اپنا  
 طرفدار سمجھا رہا تھا وہیں اور اس نے بھی صنوف لشکر میں کچھ غلو نہ کیا جب طلب لشکر میں تو صنعت  
 پہنچا پکارا کہ اری او قبح غیبانی مالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجھ کو ہکا کر میری معشوقہ سے  
 لڑوا دیا ہونا لے اس کو یہ کہل ایک زرتشتین شعلہ و صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب  
 یہ کسی لمحہ ہوش میں نہ آئے گا کیونکہ سحر لیا ہوا ایسے کا ہر کد شاہ جاوہان بھی جکے مسحر کر دے کہ ہوش  
 میں نہیں آسکتا ہی پس یہ سمجھ کر گزر کر تو خالی دیا اور ایک مارچ جھولی سے نکال کر جو تھوڑے کے سینہ پر  
 کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اس کے دنا بچ توڑ گیا اور وہ مر کر اصداسے آفت زار ہوا ہوا بعد ہوتو وہ ہوا  
 نہ کامہ گیر و دار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ اے بہار مردار نے بڑا غضب دھایا کہ میرے  
 سردار کے بانج ہستی پر نگران لائی اور اس کی طائریاں کو بھی سے صیادی کر کے گرفتار قتل جلال در نشا  
 خدنگ مرگ نہایا اب میں خود اس کا بدلہ لا بادشاہ لشکر بہار سے لڑی یہ کہا کرتی رہا جانیدان  
 پڑھا یا اس وقت کل لشکر کے ترسول و پیسول بلند ہوئے علموں کی وہ جلوہ طرازی سردار دن کا پایا  
 پلٹنا نیا لطف دکھاتا تھا اس کے انقاد ہائے شتری فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا فرض بڑے شوکت و  
 نشان سے وسط میدان میں پہنچ کر نیزگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر لکڑی کے اور معرچ اور  
 ستھالہ میں تھے بہت سرد تھا یا ہر آج اس سرکشی کا فرادیکھو معرچ نے یہ خیرہ شکر باج کو آمارا اول بار دیکھا تھا



دعا کی کہ اس طرف بخش عا جزا خالق شمس و ماہتا بان نو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بین پر گیا  
 آگیا مجھ کو اس فرہ نطفہ منصور کزنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان میں جائے خواجہ عمر و بیس اس خاک میں جو  
 تھے انھوں نے کہا اس ملک یہ چھاپہ ہیں کہ تم اس قبحہ کے مقابلہ میں جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو  
 مخرج نے کہا خواجہ سلامت کینزان حمزہ صاحب قہران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جان  
 یہ تو غیرت تقضی نہیں ہے اب اس کینز کو اجازت دیجیے عمر و اس کلام سے خاموش ہو رہا  
 اور ملک نے تخت اپنا آگے بڑھایا اس وقت بہار و محنور وغیرہ اس طرف کے بھی سردار سب پاس ہوا  
 ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہیں ہم کو اجازت دیجیے کہ جا کر جان فروشی  
 کریں ملک نے ہر ایک کو کیسیمن و کشفی دیکر نصت کیا علموں کو جلوہ ملایہ تقارون کی صدا کا حال تھا نظم

کرتا ہر قصہ تخت پر تقارون کے

وہ جو سب آسمانوں کی اوپر آسمان

شہنائی صدا کو جو سن سکے آسمان

آوازہ و مامہ نوبت سے گونج اٹھا

غرض ہزاران کرد فریاد و لا و مقابلہ صنعت میں بد لہر پہون  
 صنعت پاس ایک تلوار ابدار برق کرد او کہ ہنگام ضربت و دکنی گز کی ہوتی ہی پس ہنسنے لگا اور  
 افسون اُپر دم کر کے حکم کیا مخرج نے بھی تلوار سحر کی کھنچی جو شین چلنے لگیں اُسے سر باندھا اُسے کمر تو بایا  
 بجلیان رن میں چکنے لگیں کافت کی گھڑی تھی چل دونوں کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری و زون  
 کے نہ گھا اس وقت صنعت کو غصہ آیا اور اُسے شمشیر زنی سے ہاتھ اٹھا کر ایک صند و چہ اپنی بیل سے  
 رکالا اور ہلکو کھولا سو پنجہ زمین سے نکلے اُسے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر اس مبارزہ کو جو مجھ سے  
 لڑ رہی ہے پکڑ لیجا وہ پنجہ سو کے سو ملک مخرج کی دست و کرد گردن میں لپٹ گئے ہر چند اُسے زور  
 کیا کہ انکے پنجہ سے چھوٹوں مگر ربائی نہ ملی اور وہ پنجہ اُسکو اٹھا کر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک  
 ہو گئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کہ و کوشش چھڑائی مین کی لیکن کچھ نہ ہوا اور صنعت نے طبل تھاکش  
 بجا دیا لشکر میدان سے پھر سے یہاں بہار و محنور وغیرہ تمام سردار و ن نے غم میں گرفت مخرج  
 گئے کہ یہاں چاک کیے لشکر میں تلاطم پڑ گیا کُرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر بھر کر اپنے وقت م  
 آساکش پہنچے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ عکدہ بن گئے تھے خاتین نصیب کہ میں  
 منہ ڈھانکے رو رہی تھیں پلٹتوں میں فرہ بہادری کے عوض مال و شیون برپا تھا مال کا طرم بجا تھا  
 وہل و تقار سے سر پہتے تھے سردار آپس میں کہ یہاں چاک کیے باقیں حسرت و افسوس کی کر رہے تھے کہ اس



اس گردن دون کا عجیب طور ہر ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہر کسی کا لڑا یا جین دیکھ سکتا، دھکشن کو خار غم دیا ہی  
 مر باد کیا ہی بلبل اسی کے جو رہے فصل خزان دیکھا ریاض پوش ہمیشہ رہتی ہر سبج دھم سے نالہ و شیون کرتی ہر وقتی ہر  
 بحر میں اسی کے ستم سے ہوش ہر دل سے پیدا خوش ہر پانی لبیا مل سے ہر دم سرگراں نہ ہو کنا رہ بھی کنارہ کیا  
 چاہتا ہر غرض ایک جانب بلکہ سہار دل نگار تھی ایک جانب لہ زار و نا فرمان بتیغ تھی یہ ہر ایک کا

حال تھا کہ اب سیاحت	غم دوری سے حنہ کے جاں خون	وہ سب آوارہ حین ہر شکل مجنون
یہ آہیں کچھ تھے سب مشوش	کے کو ہو گیا سب دشت آتش	درخت و برگ و دریا گاہ و جنگل
دم گرم کھلی سے اکثر گئے جل	جلا آتش سے انکی کوہ صحر	ہوئے سب خشک جلا اور دریا
تھے انکے سوز و جگر آن وہ قیاب	نہایت مضطرب تھے مثل سیلاب	الکھون کیا انکا سوز جان مضطر
کہ پڑ جاتے ہیں تجھ سے زبان پر	لشکر میں جب یہ تلاطم برپا ہو آگ و بھی شراب نام تھا انے زبان کشش	

کو بہر دلہاری کو لا اور کہا کہ اب رہا درو کیوں رو رو کر دینی جان کو تے ہو بار بار ایسا ہو اسے کہ  
 صرخ کر قرار ہوئی ہو مگر پھر خدا نے رحم کیا ہی چھوٹ آئی ہر پردہ عالم اسکا عامی دمدگار ہی اور  
 وری گہان ہو ایسا ہی تو اسوقت کہ جب کوئی امر نوید یار ہو تھی وقت حال رہا تباہ کرا اب خاطر جمع رکھو  
 میں جاتا ہوں اور نہر لاتا ہوں اور تپا اگر ملیا تو چھڑا کر لاؤنگا تھے حکم خدا ملاؤنگا یہ کہا وقت اور قناد  
 سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری انکے عقب میں چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک تھا  
 سیرگاہ رہی کہ یہ دہان جا کر سیر کیا کرتی ہو اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہر سانے گلشن نگارین نگاہ سحر اول  
 پھولا پھولا ہی جھلکا جواہر کا تعمیر ہی نہایت دلپذیر رہا اور یہ مقام اس پار دریا خون ردا کی قریب شہر  
 تا پر سان ہی چنانچہ وہ نیچہ جو صرخ کو ایکراؤ سے اسی سیرگاہ میں لائے اور صنعت بھی اپنے لٹا کر چھوڑ  
 اسی مقام پر آئی اور نچن سے صرخ کو لیا ایک صندوق میں بند کیا اور با احتیاط تمام اس ننگہ میں رکھا  
 اور ایک پہلا آرد مائش کا تیار کر کے شکل صرخ سحر چڑھا کہ وہ زندہ ہو گیا اسکو فل وزیر نیر ہا کر تخت سحر پڑا کر  
 مرا بہت کر کے لشکر میں آئی یہاں تمام لشکر میں انکے نالہ و شیون مطیعان سلام سکر خوشی ہو رہی تھی  
 ہر ایک اسپین بنگلیہر ہوتا تھا اور کتا تھا کہ ملک صنعت بڑی زبردست ہر کسی کا عقد در کب ہر کہ انکا  
 سنا کر کے شاہ طلسم بھی انکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آکر پہنچی سب نے دیکھا کہ  
 ملک صرخ صادق وزیر نیر گریہ ہوا ہر غرض صنعت نے یہاں پہنچ کر سامنے اپنی بارگاہ کے



دارالشاہ کرائی اور جلا وطن کو طلب کیا چوترو ریل کا بنایا گیا اور کج فلاحیت بچا گیا اس طرح  
کوٹھیا یا آدم خوارہ عمر و بھی صورت بد نے اس کے لشکر میں مہر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلط فہم  
یہ سیت بد دل کی بارگاہ میں آئے یہاں یہ سامان دیکھا کہ سر کچہ بارگاہ کے اٹھے ہیں اور صرخ قتل ہو رہا ہے  
ہر آنکھوں نے چاہا کہ کچھ دست پالوں اور صرخ کو عیاری کر کے چھڑاؤں لیکن شہر گئے کہ دیکھوں کیا ذکر تھا کہ وہ  
ہوتا ہی اسے شکر بھی تیار ہو کر گر و چوڑو کے کہ چہ صرخ بیٹھی تھی استاد ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت

کرنے لگے دشمنوں کی زبان پر یہ جاری تھا کہ اس بات کریں کیا جو گردن کی شکایت  
جہاں دیکھو اسی کی ہر حکایت نہیں یہ دیکھو سکتا خانہ آباد کہ ہو کوئی کسی شہر کی میں شاد  
تائے بن نہیں کچھ کام اسکو آگیاں ہی ظلم سے آرام اسکو نہیں معلوم منظور اسکو کیا ہے  
پڑی چوں سے کافر دیکھتا ہو کہ بس ظلم پر اسے ہے باندھی یہ ظالم کی اڑا دینے کو آندھی

اس طرف کو یہ غلط فہم پاتا تھا اور صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اس شہر مجرمہ کے اس قدر  
طعشہ کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہے جلد تر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچ کر خود آپ انہی اور ہر ہر سار دست  
دی ایک برقی چمک کر جو گری تلوار کا کام گر لئی صرخ کی ہمشبہ کی گردن جدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ اس نے  
لشکر صرخ کے لجا کر ڈال دیا سر دیکھ کر رو بر دے لشکر پھینک دیا مگر قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھ کر  
کہا کہ اے ملک صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ صرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو اب تک کب مار  
ڈالتا اسکو کچھ کو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تم نے بغیر اجازت اسکی مار ڈالا بڑا کیا حیرت سے بس اجازت  
نہ لی کہ کاش کہنے کو ہوتا ہنسنے ملک حیرت کے حکم سے قتل کیا مگر افراسیاب جادو و خفا ہو گیا آپ نے  
پہلے اطلاع کر لی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کہیں صنعت نے جواب اس کے چکے سے اس سے کہا کہ اے قہار تم  
میں کہتے ہو لیکن میں بھی بیوقوف نہیں ہوں عمر و تو وہاں لشکر کینز مقرر ہی تھا کہ میں کان لگا لے کہ دیکھوں  
کیا کہتی ہو اسوقت صنعت نے کچھ لکھا قہار جادو کو دیا اس نے پڑھا مگر عرو پشت پر کھڑا تھا اس نے بھی  
پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار میں صرخ کو قید کرائی ہوں یہ پہلا تھا کہ جسکو میں نے مار ڈالا ہے اور میری سیرگاہ  
جو ہے فلان مقام پر وہاں صرخ وندہ حق میں بند ہی بہت احتیاط سے چھوڑ کرائی ہوں میں ایسی نادان  
تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی صرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا ہنسنا اسوقت صنعت  
نے دیکھا کہ ایک کینز پشت پر کھڑی ہے اسکو یقین ہوا کہ بیشک اس کینز نے بھی یہ مضمون



پڑھا پس سوچی کہ اسکو نگاہ سحر سے کیسے اگر عیار ہی تو گرفتار کر نہیں تو اور کچھ ہوشیاری کرنا اور بوجھنا ہو تو  
کینز کو بلا کر حفاظت و راب پوفیدگی راز کے تاکید مناسب ہو یہ سوچا کہ اسنے بنگا و تیز و گرم جانب عمرو و کبھی  
عمرو بھی کہا کہ یہ تمکو پہچان گئی پس فوراً عمرو نے عیلم اور مولیٰ اور قابیہ ہو گیا صنعت کو یقین ہو گیا کہ یہ عمرو  
عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جا اٹھی کے ہونے کی دلیل براب راز آشکارا ہوا ہوا ایسا ہو گیا کہ حرج کو رہا کر لا  
اب تمکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے حرج کو لے جا کر اور کہیں رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ تپانے پائے ایسا کچھ سوچ کر یہ پھر  
جانب سیرگاہ روانہ ہوئی اور لشکر حرج میں بہار و مخمور و غیرہ کو بھی خبر دی ہوئی کہ ملک حرج کو صنعت نے  
مار ڈالا اور سرکٹوا کر آپکے لشکر کی طرف ہنگو اریا ہر بیان ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوم کی صدا  
بلند ہوئی اور سب نے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہو چکا لشکر صنعت جہاں کرنا چاہیے اسوقت ملک  
بہار جادو کبہ حرج یہ بادشاہ لشکر ہوئی ہوا نے فرما کر لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہی اور بغیر اڑے چارہ ہی نہیں  
اب سلمان ہو کر ساحر دن کا ساتھ تو دینگے نہیں پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہئے  
کہ چکے ہم مطلع ہیں یعنی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دہ شریف لائین اور اگنے پوچھ لیں جیسا کہ وہ فرمائیں  
اُسپر عمل کریں ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہو چنانچہ یہ سب لوگ اس امر پر دل لگا کر بٹھریے لیکن رعد جادو  
اور برقی ان دونوں نے صلح کی کہ جتنا کہ اور سردار لڑنے کو چاہیں اسوقت تک اپنی بیعت لیا کہ دونوں  
لشکر صنعت پر جا کر لڑیں کس لیے کہ ہمارا اب نمکنا نہیں ہوا افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑی کے  
مر جائیں تو بہتر ہی یہ شورہ کر کے دونوں باہر بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے  
عقب میں تیاری کرو کہ آتا ہم دونوں صنعت کے لشکر پر جا کر لڑتے ہیں یہ حکم دلوں تاکہ دونوں  
طرفہ العین میں اس لشکر گمراہ کے قریب آکر پہونچے یہاں تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے  
اور علاوہ اسکے انکہ بھی انکی نہ تھی بس اسی غفلت میں ان دونوں نے اذکا کام کیا یعنی رعد  
قریب لشکر ساحران آکر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ ریز زمین گاؤ زمین تعرائی ساحران لشکر بعض  
بیہوش ہوئے بعض کے پیچھے بھل پڑے اوپر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملک برقی جادو چمک  
چمک کر لڑنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور شتر شتر کے خرمن جان کو اُسے جلادیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر میں  
سلاطین فر گیا اُس جلد ہی میں سوسے بھاگنے کے اور کچھ میں نہ آیا گردہ گردہ اٹھا بستر وں سے اور خیموں سے  
مکمل کر لیا گئے جدھر جگہ اٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت ڈھیر برپا ہوا برقی اڑی اور



ترجمی ہو کر گرنے لگی طرار لشکر کو برق تھرنے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چنیخے اور برقی کے  
گرنے سے غار زمین میں پڑ گئے لاشیں مجلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھیں جیسے جل رہے تھے باہرین  
آتش خانہ تھیں گویا زمین بھی ناکہ آتشیں کرتی تھی اسی کچھ دکھائی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی  
کو دوڑا مشورہ قیامت زار برپا تھا کہیں عورتیں ناکہ کش کسی جا لڑکے لشکر لوہے کے غش آفت برپا کیا بیات

لگا چھٹنے ہر اک سو تو پناہ	ہر اسان جبکی آتش سے زمانہ	کہوں کیا میں ہوا جو تیر باران
جوانوں نے پیالہ کی بپکان	گردن کیا دشنہ ناول کی تقریب	کہ پہلو اُنے لھے قندیل پر تیر
ہوئے ساحر بہت جل جگہ فی لہا	ہوئے کچھ آب زخس تیغ تو خواہ	شرار برق جاو سے ہو تیار
اڑے انہا جگہ سے مثل سیاب	یہ جہاں اسلحہ تیر و خنجر سے بھی	ہوئی کہ فوج برق بھی عقب میں اگر

گری تھی اور بھانوں کو مار سے تلواروں کے پڑنے اڑا دیا تھا دھڑ دھڑا کر مرد پر مرد گر رہا تھا وہاں  
ملکہ صنعت سیرگاہ میں اپنی جاکر پہنچی اور صبح اُلی کو لیکر جانب لشکر راجت کر کے آئی اسلحہ کہ حیرت  
وغیرہ سے پوچھ کر اسکا کام ہی تمام کر ڈالوں غرض یہاں جو اگر پہنچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزار ہا لاش  
پڑی ہر دخت سب مردوں سے بھرا ہوا سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہر لوگوں کو بھاگنے کا راستہ نہیں  
ملتا ہی برق جاو و چمک چمک کر رہی ہر فوج اسکی لڑ رہی رعد برنگت عہد چین مار رہی یہ حال  
دیکھ کر غلط و غضب تمام تر بردار کر کے چلی اور قریب برق پہنچے اپنے بالوں کا ایک کوڑا نکال کر عمارت کا  
و بال جان برق جاو و ہوا دست و پاؤں میں لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم میں بند تھا ہر سطح برق  
آئین بند گئی صنعت نے جھٹکا مار کر کچھ لٹ لٹا لیا اور زمین پر اترتی رعدا مان جان کہتا ہوا دوڑا اُسے  
اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزدل بھاگ کر ایک  
طرف کو کل گیا اور دمان گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُسے اور سوچا کہ لشکر برق بھی  
متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب محرار دانہ ہوئے صنعت صبح ادھر ہی کو لیکر باگاد میں آئی اور  
پر تھکن ہوئی غلطی صنعت باندھ ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر راجت کر کے آیا عمر و جو حال دریا کر کے گھر  
کی طرف بائے کا عزم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود بیان سے گئی تو عمر و مگر گیا اب جو غلطی آمد کا  
پہلی سابلہ صورت ہی اُسے مثل ایک ساحر کے بنائی مانتے کو اپنے ہمدی وغیرہ سے زکا کپٹیوں پر  
گل خوشنما بنائے مانتے پر نام افراسیاب کی اسلحہ لٹکا کر کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوئی باد لہ لگا



باندہ سنی تمام بدن میں سینہ ور کے نیلے ویسے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی منقل آتشین ہاتھ  
 میں لیکر بارگاہ صنعت کی آیا اور اسکو سلام کر کے کہا اور ملکہ شہشاہ جادو ان افراسیاب ایشانی  
 مبارکباد دی۔ اور یہ نامہ دیا اور صنعت نے اٹھ کر نامہ کی اظہار کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال آئے  
 کہ تلو آتے دیکھ میں اور نامہ آتے دیکھ میں مقرر یہ ساحر کوئی عیار رکھو معلوم کر کے سحر سے دست کیا معلوم  
 ہو کہ گمان اور ملکہ آپ کا درست ہونے ہاتھ پہلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمر و کوا کر وہ تجنی دیکھتی یا انکو گھورتی  
 تو معلوم ہو جاتا کہ تجکو پہچانا وہ لو آئے گمان سے اپنے انپر شک کر کے نامہ مانگا انکو بھی نامہ ہاتھ پر رکھ کر دیا  
 اسے دونوں ہاتھ اپنے پکڑ لیے اور سحر رہ سحر کر کے پکاری کہ پاش افراسیاب پہچان میں تجکو اب کہاں  
 جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو اگر تم دونوں سر کردہ لشکر ہو میں تم دونوں  
 کو قتل کرونگی عمر و نے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلطہ ہوا کہ میان ملکہ عالم کا قتل  
 نصیب میں دیکھو عمر و کو کسی شخص نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بد کے تدبیر میں عیاری  
 کھڑا تھا اسے جو غیل سنا جملہ علیہ جا کر اپنی صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل بنائی اور چالاک بن  
 عمر و بھی پہچانا ہوا اسطرح آگلا اسے برق کو شکل تبدیل کر کے دیکھایہ بھی قریب اسکے آیا اور کہا بھائی  
 حیرت شہزادی ہوا کیلئے اسکی صورت بکر بنجاؤ میں خدا نگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلتا ہوں  
 یہ کہہ کر برق نے کو تاج شہزادی سر پر رکھا پھل بلو کا ڈو پٹہ اوڑھا پانچا ملکہ طلسم نذر اندوہ کا ہنر کر اور  
 سے اپنے تئیں آہستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن پہنی پٹری تنغہ دار سر پر باندھی مٹی پاک کر  
 لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی نورمان نورمان پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت  
 کو کینزوں نے خبر پہنچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہیں وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرموں کے قید  
 ہونے کی خبر شکر آئی میں پس بارگاہ سے بہر تقبال باہر آئی بادب تمام تسلیم بجالائی اور اندر بارگاہ کے  
 لیجا کر تخت پر بیٹھا ناچا بل برق یعنی حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اور ملکہ صنعت واہ واہ دیکھا  
 کام کیا اور گریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے اسکے آہستہ سے لگائے اور کہا صنعت  
 ہی سامری کی کہ شہشاہ ایسے مالک سے تو نے بگادی پھر مخاطب بجانب صرخ ہو کر بہت کچھ ملا سکو بھی  
 کی یعنی کہا کہ کیوں اونکو امہ یہ ہماری مہربانیاں اور احسان اور شاہ جادو ان کی غنایت پرورش کوئے  
 بجلا دی کہ تیری نوہی کو جلا ملکہ مالک شہزادی بنایا اور گوان سب حقوق کو وراثت کے باؤ شاہ عجاہ مسکھا



اس لعنت علامت کے کرنے میں چپکے سے برقی اور منہج سے یہ بھی کہا کہ میں ہوں حتمی برقی قری  
جو کون اسکا بڑا نانا اور جو کچھ تھے قبول کر اؤں قبول کرنا میری راس پر اس وقت رہا صبح برقی  
برقی کو حیرت بنا اسطرح کر کے بہت خوش ہو میں اور برقی بہت کچھ تو دغل ان گرفتار دن پر کے صنعت  
بدیست جا کر بیٹھا اور چالاک سر پر کے دمال چلنے لگا اس میں برقی جادو نے ہاتھ باندھ کر دیکھا اور ملک  
حیرت لڑائی نے جو کچھ کیا دیا پایا خوب سزا جگولی اب واسطہ سامری و جیش کا آپ میری خطا  
کو معاف کریں دوبارہ مجھ سے ایسی تھیں نہ گئی جب انے بہت منت و شامہ کی اس وقت حیرت نقلی نے  
کہا کہ اس صنعت بتو بہت کرتی ہو مجھے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر اتار کر صنعت  
نے کہا کہ میں صد تے گئی آپ کے فرمانے کی اتنے آپ خطا معاف کریں اور میں نہ کروں میری مجال  
یہ کھل کر پڑھا کہ وہ کڑا جو سی کی طرح بندھا تھا وہ اسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئی برقی اس  
میں تھا کہ اب صنعت کو بیوش کر کے خواہ وغیرہ کو بھی رہا کروں لیکن جاسوس سونچے غریب کر کے قید پڑے  
برقی کی ملک حیرت کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبری کہ آپ کی صورت نیکر ایک حیرت اور  
صنعت کے پاس بھی ہیں اور انے برقی جادو کو تو رہا کر لیا جواب اور کچھ فتور کیا جاتا رہا پس کھینچا  
تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پر واز کر کے چلی اور اس صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکا یک حیرت کے آتے ہی  
برقی جادو مطلع بھی ہو گئی اور کچھ سے سحر بھی حیرت نے اُتر دیا اس میں کچھ فتور ہو پس یہ خیال کر کے اپنے  
اپنی تھقی کو دیکھا وہ تو تھقی و کھیتی تھی برقی قری نے حلقہ کند کے ہاتھ لے کر ساقون بند بھی ہو برقی جادو  
نے جو میاں دیکھا بھی کہ پھر ہم قید ہو جائیں گے یہ سمجھ کر اسنے ایک سحر ایا پڑھا کہ منہج اور سحر صنعت  
کا آرا برقی نے ایک پیچہ میں تو عمر کو اور دوسرے میں منہج کو دیا اور پر واز کر کے چلی اور سحر پر واز کر کے  
مار کر جاتا تھا کہ کچھ صنعت و سحر ان نیکر اس میں سے نکل برقی اور چالاک دینوں سحر پر واز کر کے  
پار کا زمین غلط ہو کر اسے بھائی لینا جانے دنیا گھیرنا لیکن یہ عیار مثل برقی جندہ کو نذر کر نظر و گناہ  
اور طوفان مانی اسنے ملک حیرت جو اکر علی قس اسنے بھی غلط نہا اور برقی جادو کو دیکھا کہ یہ سحر عار منہج کو  
میں دلے لیے جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکا ہی کاری اور قبحہ کہاں جاتی ہے میں بھی آپ بھی پس ترب برقی  
پاؤں پکار چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہاں اتفاق سے عید جادو اپنی ماں فرمیں پڑا ہوا تھا اسنے جو یہ جادو دیکھا  
ایک چنچ جو ماری ملک حیرت کا سحر میں کیا اور بھی کر بیوش ہو جادو کی رونا چوڑ کر زمین پر اتر کر لیکن



آتے آتے ہوش ہو گئی برقی زربکہ عمر و دغیرہ کو لیے تھی اسوجہ وہاں نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی  
اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ سب کو معلوم ہو حیرت اور فراسیاب مارے نہ جائینگے غرض برق  
کو کھل گئی چالاک اور برق عیار لشکر میں آئے اگر برق جادو و جادو آئی ہوئی تھی اپنی دانست میں  
کو سست لٹکوا چلی لیکن سٹا اسکا اور جانب ٹھو گیا سٹا مار کر کو سون نکلتی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہے  
حال اسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجر ایسے کہ جو حلقہ ہاے کند سے نکلی تو دھواں بنی ہوئی بہت  
بلند ہو گئی تھی اب بعد چلے جانے عیاروں کے پیر بارگاہ میں آکر پہونچی یہاں کسی کو بھی مجرموں میں  
نہ پایا بہت رنج اٹھو ہو انگلیں صورت بنا کر سٹاٹے میں تخت برقی ہیں قہار جادو و دغیرہ کی ہوش  
آئیں اور ان سٹے اٹھو رنجیدہ دیکھا کر بلائیں لین کہا داری کیوں چہرہ آپ کا اوداسی صنعت  
کہا کیا غضب کے عیار میں کہ ہر بار بجو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہو ورنہ لیں کر کے وہ چلے جاتے ہیں  
نے عرض کیا کہ اگر ملکہ آپ کی پاپوش رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہوں اور ان عیاروں کے ہاتھ سے  
نرک اٹھائیں تو جاسے ہر آپ کو نرک دینا و رقی انہیں کا کام ہو مگر پھر بھی نہ بات تاہر کہ ان ہوش کا  
نے شہنشاہ سادراں کو ذلت دی حیرت کو ہوش لئی مرتبہ کیا ہی پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا ہیں  
ہو کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کیگا صنعت نے کہا تم مع کتنی ہو مگر میرا رادہ ہم ہر اس حرج کو تو  
رفقار کر کے نہراؤن ہوش کہ داری حرج کئی مرتبہ قید ہو چکی ہر اب وہ بھی نبھل کر ادا کی خبر  
لدا کی پڑی ہی ہوئی ہر حضو ر خاصہ ہوش فرمائیں آرام کرین رنج دھم جانے دین حرج بھی قید ہو چکی  
اور حرج پر کیا ہو سب ہی باغی ہیں نرکو پہونچنے کیا کوئی کچ رہ گیا ہو تو شہنشاہ سے طلسم میں بگاڑ کر کو  
رہ سکتا ہی ہم شرط بد تے ہیں کہ حرج وغیرہ کا باہ و جلال چند ڈور کا ہر ایک دن یہ ب غارت ہو جائیگا  
صنعت نے ان کے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاتمہ نعمت خانہ میں چھا جانے حسب ارشاد و بکا و مل مار و دغیرہ  
عمل میں لائے دسترخوان آ رہتہ ہو صنعت آکر بیٹھی اور اس غرض میں کہ حیرت جو صدمہ رعد سے  
ہوش ہو گئی تھی دکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہیں سچا نشان ہو نہ پایا بہت خفیف ہوئی  
اور خیال کیا کہ سٹا تو ناحق آئی بس نے مٹی گوندھ کر چائیس پتھلے بنائے اور انہیں ہر سحر کے ٹھکانے کو نہ  
ہو گئے انکو ذی کینزین مقرر کیں اور سہرا دیکر پرواز کر کے بارگاہ صنعت میں آئی دیکھا کہ صنعت کا  
کھانے میں صرف ہر اور صنعت اٹھو تو دیکھا کہ نا بنظیم تھی اور عرض کیا کہ آئیے کھا پاپوش فرمائیے کہ الوسی گار ہاں



ہونا یاد کر کے انکے بھی کر کے اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے انکو خجلت زدہ دیکھ کر فریاد کر کے صنعت  
 سحر ساز کچھ فکر نہ کر د اور شرمندہ ہوئے عیا وین کس کو باقی دکھا دی جو دلیل نہیں کیا ہر شہنشاہ کے دھوکے  
 دیے ہیں مہر ہزار ہا عیار بان کی ہن مہر و جادو و نیو جیشہ سامری کی تصویر لکیر طبری و مہر و جادو  
 آتے تھے انھوں نے کیا کیا غوطے نہیں کھائے غرض ملک حیرت کے سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ  
 دھو کر شراب پیئے لگی اور حال لاک عیار جو ہماگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ میں پہونچ کر سوچا کہ یہاں پہونچے  
 کیا حال ہے ہر جگہ کچھ کوئی عیاری کر اور ایسے میں صنعت لہرائی ہوئی ہے اور زیادہ اسکو پریشان کرنا و جب ہر  
 مثل مشہور ہو کر نہ رہا تو ان کو اگر اس عیاری میں صنعت پر پہونچے تو بعض ہو گیا اور اس قحبہ کو تو نے تار لیا  
 کو ڈیرا کام کیا ایک دشمن صوب سے لویا تمام لشکر نے تیری طرف کے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچ کر صحت ہی شل  
 ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہاں حیرت نے صنعت سے کہا کہ اے ملک تیرے دھوکے  
 کیا ہر شہنشاہ سے کہ میں سحر ہفت بیضہ کو فلی پھودہ کو نہ کیا اور لڑائی کرنے لگیں میں حیران ہوں  
 کہ اس سحر کے کرنے میں کیوں عرصہ کیا ہر صنعت نے کہا کہ اس میں اسباب کی ضرورت ہے اور وہ یہاں  
 نہیں اور کوئی شخص دیا نہیں کہ جگو میں تپا دیکر بیجوں کہ وہ جا کر اسباب مطلوبہ سے آئے اب میرا  
 مقصد یہ کہ خود ہی جاؤں اس زمانہ میں میں نے چاہا تھا کہ یوں ہی کام کھانے کو کا ہے تو سحر ہفت بیضہ  
 کروں مگر میں معلوم ہوا کہ ان کھانے کو بھی بڑا زور پیدا کیا ہے یوں یہ قتل نہونگے چالاک بن عمر و حوین  
 یہاں آگیا تھا اور چپکا کھڑا ہوا ایک گوشہ میں یہ باتیں سن رہا تھا اس شہنشاہ میں ملک حیرت کے لازم  
 و غیرہ تخت طاؤس ملک کا بھی لیکر یہاں آئے راہ میں انکو صرصر اور صبار زقار عیار زیاں لین پوچھا کہ یہ  
 کس کے لیے سواری لیے جاتے ہو انھوں نے کہا کہ اے ملک عیار وینج اگر صنعت کو تسلیم تھا تو ملک حیرت وہاں  
 تشریف لے گئی ہیں عیا وین کا نام شکر عیار زیاں ہی ہمراہ ملازمان علیین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی  
 عیاری عیار کرین غرض یہ سب کہ بارگاہ صنعت میں پہونچے سواری دروازہ پر ٹھہری لازم اور  
 عیار زیاں اندر بارگاہ کے آئیں ہر ایک نے حیرت کو مجر کیا صرصر کو حیرت نے دیکھ کر پوچھا کہ تم کہاں  
 آتی ہو غرض کی طرح کا حال ہے شہنشاہ خدمت ہو کہ شہر سے عیا وین کی جہان تک ہو کے آپ کو محفوظ  
 رکھیں حیرت نے کہا و مہر و جادو میں دونوں عیا وین نے ہاتھ دکھا دیے صنعت نے قہر لیا کہ اے ملک  
 حیرت یہ غازی کو ہم ناک بھی نہ سمجھو حیرت نے کہا صرصر و صبار زقار وغیرہ کی صورت نہ لکھیں اور



شان کچھ تباہ نہیں کہ چلو ڈھو کا نہو چانچہ تم سے کیا پردہ ہوا گو ٹھیکان دی ہیں کہ وہ میں کھیتی  
 ہوں چالاک بن عمرو صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر اٹھا ہوا تھا کہ مخفی ہو لیکن  
 ایسے قلم پر تھا کہ سب ہاتھن نہتا تھا اسے حیرت و صرصر کا بیان بھی سنا اور مگر عیاری کرنے لگا  
 اس میں صبر و قنار جانب دروازہ آئی وہاں چالاک کو اپنے دیکھا بچا ہوا اور چالاک بھی سمجھا  
 کہ اس نے مجھ کو بچا پس فوراً قریب آکر کہا کہ ملک کمان جاتی ہو ذرا دیر تو آؤ مجھ کو کچھ سے کنارہ صبر و قنار  
 اس کے عیاری و سخاوت تھا کہ ہی ہوا اس کے ہمراہ تو ہوئی مگر ساہوکن اشارہ کرتی تھی کہ ہلو پڑو جا کہ نے  
 صبر و قنار کا ہاتھ پڑ لیا تھا اب جو اشارہ کرتے ہلو دیکھا ہاتھ چھوڑ کر جست کر گیا ہر دروازہ  
 نکلیا اس وقت بارگاہ میں غل ہو چلا کہ اس نے پوچھا کہ اس نے غل خلع کیا ہے صبر و قنار و دروازہ  
 آئی اور عرض کیا کہ عمر و کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہے وہ آیا تھا اور مجھ کو اگے لے جاتا تھا ساہوکن کے درمیان  
 گیا یہ نہتا تھا کہ صنعت اپنے ہاتھ دیکھا اور نیت کی کہ مجھ کو معلوم ہو چالاک کمان بھاگ کر گیا ہر معلوم  
 ہوا کہ لشکر کے کناوے ایک رخت ہر وہاں ہوتے ہیں بلکہ زرخیز غافل ٹھہرا یہ معلوم کر کے اپنی جگہ پر آئی  
 اور یہی رخت کے نیچے جہاں چالاک تھا پہنچا رنجہ نکال کر جو گری گرفتار کر کے بارگاہ میں آئی اور ایسا عرض  
 ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یوں ہی سنانے حیرت کے لا کر ڈال دیا اور کہا کہ ملک دوران میں  
 یہ اوقات ہر جو خورون کی کہ جب صد کروں پکڑ لاؤں ایسے تو کمزور ہیں مگر وہ دیا مٹا ہوا کہ نہ  
 چوکتے ہی نہیں حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کر دیکھ کر کی قسم لے گا ابھی ابھی کاٹ ڈالو  
 سمجھو لونگی اگر بادشاہ کچھ کہیلے تو قسم ہے مجھ کو سامری کی کہ جو ہوں کہیں تو کھر کو آگ لگا کر کھاؤں  
 اور سلطنت کو خاک میں ملاؤں یہ نہتا تھا کہ صنعت نے تھا بھاؤ دیکھا اس کو کا سر کاٹ  
 ڈال وہ جو اگر قریب پہنچی دیکھا کہ اس کا تو رنگ زرد ہرنگ کا بانسا پٹا ہوا ہوا تھا پانوں میں  
 یا لکل مائیں اولاد ہوتی ہیں ایسے مرد ہیں دیکھ لگائے ہیں مردنی نہو پھپھائی ہوئے یہ جڑ دیکھ کر  
 کہا کہ اگر ملک میں خنل کروں یہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ ساہو زبردست ہر مرد زنی اور پاس ہستی  
 چالاک میں پر لڑا اب باطل شل مردہ صلیکے تھا حیرت نے کہا یہی مشہور اب کرنا کہ اب سے مر گیا  
 کس نے اپنا نام ناقص کو بنام کرنا کہ ضرور ہی یہ بھی کہا میر خیال آتا کہ عمر و عیاری کا باب بھی ہی طرح مر گیا تھا  
 اس نے بھی عیاری شاید کی ہے بس یہ خیال کر کے صرصر تو دربارگاہ پر حاضر تھی ہی ہلو پڑو کر کہا دیکھ تو



مرگیا یا جیتا، دھر دھر تے اگر جو دیکھا کہا داری مرد میں اور میں کوئی فرق نہیں ہو لیکن میں بھی کہو لی کہ اس  
 موتے دم چایا ہو مر نہیں جیتا، ہو اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیے کہ سحر جدا ہو جا چیرت اشارہ کیا کہ اچھا  
 اٹاؤ سے ایک ضریت دھر دھر نیچے چلے جا لاک بن عمر کی مدد تھم خانہ دید میں پاکون کی حلیں ڈالے  
 ہر نے تماشا دیکھ ہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ دھر دھر نیچے کھینچے در پر قتل آئی ہو (اسکے سحر و سحر تو نہ تھا لیٹے لٹے  
 جست ہوئی دھر دھر کو معلوم ہوا کہ آتے ہی میرا گلا کاٹ ڈالے گا بلکہ زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر چکر  
 پھر بانوں کی پھکی دی اور دوسری جست کر کے قریب دروازہ باز گاہ پہنچا اس میں دھر دھر بھی آئی اور بجاری  
 کہ لینا یہ بوسہ دہ جانے نہ پائے دروازے آگے دو چادر گر کھڑے تھے وہ بگم کر بغیر سحر پڑھے پارتے دھڑکے  
 چالاک نے زمین پر سوچ کر اہلی لوٹ جو ماری تریسا حراں پہنچ کر خیر سے انکی تا ملیں تلمعین کہ وہ گریے آنے  
 اٹھ کر ایک ہاتھ اور بٹھایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکلیا چیرت یہ چالاک کی دیکھا رہے اختیار نہیں پڑی اور کلمہ  
 اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جھ بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت بنی سار کی لسی  
 بنائی ماتھے پر تختی لگائی جس میں لکھا تھا کہ ملازم خاص فراسیاب جاو و لباس بھی عمدہ پہنا جو لاسکر کا  
 گلے میں ڈال کر پھر چیرت کے اندر بارگاہ میں آیا چیرت کو اور صفت کو مجھ کر لیا اور بھرا کر منہ  
 فرستادہ شاہ جادو ان چیرت نے کہا کہ شنشاہ کہاں ہیں اسے جواب دیا کہ زیر دیو طلسم سیر کر کے ہو گئے  
 میں چیرت نے کہا میری بار زمین کچھ فرماتے تھے اسے عرض کیا کہ شنشاہ آپ کو بہت مارا ہیں باغبان کے  
 سے فرماتے تھے کہ (تو چیرت بنیر ہماری اجازت عیادت کے چھو دوڑتی پھرتی ہیں بس اگلا آپ کو مناسبت  
 کہ شنشاہ کے پاس چلی جائیے چیرت نے کہا یہاں تو میرا دوست ہے کہ تو نے اگر دیکھنا دیکھا تو بھئی مجھ کو خبر  
 دیا میں جاتی ہوں چالاک نے کہا سوار ہو نہ جائیے اس لیے کہ عیادت گھات میں میں سوئم حام جو ہوگی دھبی  
 لوگوں میں ملکر ساتھ چلے جائیگے چکے جانا اچھا ہے یہ تو طرح کی باتیں کر رہا ہے اتفاق سے دھر دھر اور صیبا  
 دونوں ایک مقام پر جا کر کھانا کھانے لگی تھیں وہ تھیں اس چالاک کی بن آئی دیا کچھ کہا چیرت کے  
 یہ اٹھ کھڑی ہوئی اور چلی حب لشکر کے باہر سیابان میں پہنچ چالاک بھی ساتھ تھا اس نے  
 کہا بان میں نامہ دینا ہو لگیا تھا یہ کاغذ بھی دیا دیکھ لیجئے چیرت نے کہا لائی سے کاغذ دینے کے لیے  
 چلے کر ایک عینہ بیوشی اسکی ناک پر مارا کہ وہ بیوش ہو گئی اس نے دیشا و باندھا اور کلمہ جلا دیا دھر دھر و صیبا  
 کھانا کھا کر جو آئین چیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ لگے عالم کہاں ہیں میں نہت نہال بیان کیا کہ اس طرح حرا گیا



لاکہ لے گیا دی یہ سننا تھا کہ یہ بھی عقب میں چلے اور اُسے چالاک پتار لے کر ہوتا تھا ارادہ میں سامنا ہو گیا  
 انھوں نے بچا تا اور کچھ بچکر پکارین کرارے اوتا یا کرمان جائیگا میرا تھوے چالاک نے بھی کچھ بچا با ہم شہر  
 شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوشیار گیا اور پتار چالاک کے کاندھے پر بھاری مٹو ہوا ہو گیا  
 یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوشیار کیا ہو پس یہ سمجھا کہ پتار اسے کاندھے سے گرا دیا اور آپست کر کے بھاگا  
 ایک درہ کوہ میں ہا کر چھپ گیا ضرور صبار قمار بھی عقب میں چالاک کے چلین پتار سے کلا کو یہ سمجھتا نہ نکالا  
 یہ آپست کی شکل میں دونوں ہوئے تو عمار کو بکرا لائین لگا صل عیار زبان تو سچے چالاک کے چلین حیرت چھپا کر  
 چلی آئے دیکھا کہ دو عیار وضع ضرور صبار قمار کی بنائے ایک طرف کو جائیں یہ دیکھتے ہی ہلو گمان ہوا  
 کہی دونوں عیار بکرا لائین میں پس آگ برٹری نیچے غصہ میں بکرا دونوں کو لے اڑی اور غصہ میں آکر  
 لشکر میں اپنے گئی کہ وہ بان ان عیاروں کی حمایتی آکر بڑا لشکر میں تو اگر کسی صحرا میں لجا کر اڑال غرض شام آتا  
 بہت دور نکل آئی اور ایک درہ کوہ میں اگر اتری ملان دونوں عیار پھونکو ڈال دیا دونوں جمع ہوئے  
 بیوش ہو گئی تھیں انہی بیوشی میں اسے چاہا کہ دونوں کے مرکب لون لیکن بہت قتل کرنے قریب ترائی گئے  
 انھوں نے نگاہ ڈری انھوں میں اڑی ہوئی انگوٹھیاں دیکھیں سمجھی کہ بیشک یہ ضرور صبار قمار میں  
 شامل ان کے قتل سے کیا اور اس عرصہ میں انکو بھی ہوشیار یا طبع کرانے اور حیرت با دو لون لیکر کے غرض  
 کہ کہ دای آپ ہمار قتل پر کیوں آمادہ تھیں یہ ماجر آپ پر گذر اسرار اطل چالاک کا انھوں نے کہنا حیرت  
 نے کہا پہلے کو چن تمکو مارنے ڈالا تھا یہ کہلو اس درہ کوہ میں کچھ دیر پھری عیار نیچے کچھ ٹرک کر کے نکالی  
 پی یہ تو یہاں ہی لیکن حال ملکہ برقی جادو بیان ہوتا ہے کہ یہ جو شام مار کر چلی ایک صحرا میں سبزہ زار اور لون  
 میں اتری کہ گرد اس صحرا کے پہاڑ تھے جاری اُنے آبشار تھے پھوٹتے وہ کوہ رشکوہ کہ ہوسے تھے انھوں نے  
 وہاں میں درخت زمر دین سبزہ زار گویا وہ پہاڑ گلدستہ کی طرح تھے بہت فیض شمار زراعت چھتے اور زمر  
 رودن لیکن علاوہ گلدار درختوں کے پھوٹنے جو درخت تھے وہ بے شمار تھے ہر ایک اپنی خوبی پر آئے نخل دربان پرتھا  
 جو انار چٹھا ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جنان کو نہتسا تھا خندہ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر آؤ تھا  
 سرسبز گی پھل خوشبو کی ماہر تھا ان دن پھیلیاں زر لغت کی چرمی تھیں درختوں کے پھلے چاندی کے نیچے تھے  
 درختوں کے پھلے منڈی کے جانور ان خوشنم خان میں شیشہ انارستان میں زمرہ ہر زبان کر رہے تھے کہ ابیات  
 وقت وہ ہرگز پس شوقی ہر چشم بیل | خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہوا حوال | خوش گل یہ ہر جہاں لے ہو کام نظر



نہالہ درگس گل سے ہیں پھر دھڑکتے ہیں	لطیف رویہ کی دھڑکتی ہوئی ہاتھوں میں	سبز و سلطانہ و لب و لہجہ کی خواہشیں
چشم رکھتا ہر پھل فیض ہوا کوٹھکے	نرگس لگتی ہے جہان کی تھی ہفتاں بھل	سیر کرتا زگی خرمی و خاد و بی
تھک بھی تلخ نے اب سبز نکالی کر پل	خون خیاز دلکش عاشقی دیکھ کر گل	اد و نون بکھے ہیں یہ خال خال ہست بخت

اس صحرانہ بہت نیر میں جب ملکہ برق جاو و اتر ہی سیر لادہ گل لایا بہت خوش ہوئی اور صرخ و عمر و کوہ سے چھوڑ کر ہوش میں آئی حال سب بیان کیا اور شہر کو آرام لینے لگی عمر و زبیل سے شراب نکال کر کہا جیسے کہ بی انکے ٹھہرنے سے اس گل میں ہو کر چلی اور چند بڑگ خشک تر کر لو بندے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف چلے چنانچہ افراسیاب جاو و باغ سبب میں بیٹھا تعداد پتے خشک سائے آکر لے اور طائران خوش رنگ بنکر پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال مراد ہمیشہ شگفتہ رہے شہن گے گلشن پر خزان آملکہ برق جاو و اتر صرخ اور عمر و

حیا بریا بان انا رحمان میں آکر ٹھہرے ہیں جیسا انکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سن کر حکم کیا کہ تم جا کر لوگ بیابان کشاکش کو کچھ خبر لے نو ہم انکو گرفتار کرالینگے وہ طائر پھوڑگ نیکر آؤ گئے اور بادشاہ جاو و ان کے جانے کے پھر پھر نکالا اندھی سیاہ آئی اس آدمی سے دوسرا کر مینظر شیر تیشین پر سوار بہت

نابکار ز رخت روم و درون کہ نظر	صدنی دیک تھا شکم دہکا	لفس اڑ رہا تھا دم انکا
آنت شیطان کی تھی انکی آنت	دانت اسکا ہے ہاتھی کا ساد	کال کچھ سے اور تو سے سیاہ
کاٹھ کا سر ہی جیسے اوندا حاکم راہ	آوند کانی جو کھول جائے لیٹ	آہنیں ہر تنور اسکا پیٹ

بس ان سامان خدا کے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اے غضب جاو و غضبناک جاو و تمکو اسکا بلایا ہو کہ کہ بیابان انا رحمان میں جلد جاو و ان صرخ و برق جاو و اور عمر و قیاد وغیرہ آئے ہیں انکو گرفتار کر لادو یہ کہہ کر غضبناک کو الگ بلایا کہ ایک نلوٹھی اپنی دی اور کہا صرخ اب بادشاہ لشکر عمر و ہرودہ زبرد ہو گئی جو کہ قید نہو گئی ہنگام جنگ اسکو یہ نلوٹھی دکھا دیا وہ اندھی ہو جاہلی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کر کے انکو بھی لکر پھر اور دونوں کو بھی وقت حسب حکم بادشاہ اپنے شیر و چڑھار چلے پھر نوبہ بھی ساتھ نہ لی یونہی دریا خون روانہ کر کر سٹری آئے اور سٹری سے گذرے کہ جہان حیرت صرصر وغیرہ کے ہمراہ بھی ہوئی تھی اور حیرت نے بھی دیکھا کہ دوسرا شیر تیشین پر سوار اس بہت سے آئے ہیں کہ ایک کے ہاتھ میں تو رنج بنر اور دوسرے کا ندھو لچھا رہی کا پڑا ہی حیرت انکو بھاناکر یہ غضب اور غضبناک ہیں اور ان دونوں بھی ملکر پھرا کر تسلیم کی حیرت استفسار کیا کہ اے غضب جاو و غضبناک جاو و کدھر آؤ اور کہاں چلے کا ارادہ تھا انھوں نے عرض کیا کہ برق جاو و



سیا بان امارستان میں گئے ہیں شاہ کا حکم سکا انکو باہر لاؤ چنانچہ انھیں کو قید کرنے جاتے ہیں جیت لانا  
 جاؤ اور کلام میں سی کر دیا میری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونوں نصرت ہو کر ملک امارستان کے  
 طرف چلے اور حیرت سے جاؤ تخت پر تیار کر کے صحر اور سپہار قمار کو بٹھایا اور آپ بھی سوا ہو کر  
 اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ میں بارگاہ میں پہنچ کر تخت پر بیٹھی لازم کے مشتبہ فرست کر نہیں معلوم  
 کہان ملک عالم تشریف لے گئی ہیں اب کے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ زین قبائے پرمھا بھی  
 حضرت کمان تشریف لگائی تھیں اسے کہا صنعت کی بارگاہ میں یہ کمار ضرور عیش و نشاط ہوئی اور مرق  
 جاؤ اور حیرت جو سیا بان امارستان میں بھی تھیں انکے فراق میں عذاب دو کھی و ہونڈ متا ہوا اسی مقام پر  
 آیا اور اپنی مادہ کو ملا اور جتنی مرق فری جو کندہ مار کر صنعت کو بجا کا لٹا دین اگر خیال پذیر ہو کر یہاں  
 سترہا بے کار ہو کر بھی چکر عیاری کر پس یہ بھی لشکر لغار میں آیا اور یہاں جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ حیرت و حیرت  
 کا پتا تھا پس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور دھوڑ متا ہوا چلا یہاں تک کہ کوسون گھلیا اور ترمیسیا بان امارستان  
 کے یہ بھی پہنچا ہوا محل جب برق سیا بان مذکور میں مقیم ہوئے علی غرہ کما اور برق تم راہ بھول کر اس  
 میں نکل آئیں مقررہ شکل سے گاہ کسی ریا بادشاہ کی ہر کوئی آفت ضرور آگئی لازم ہو کر انہاں کے  
 حیرت نے بھی کہا کہ ہاں خواجہ رحمتے میں جیلو لٹانے محل طین برق یہ شکار عملہ انکے اپنے شکاری طرف  
 چلا لیکن وہ سیا بان ایسا دلچسپ تھا کہ اڑ کر جانے کو بھی نہ چاہتا وہ یہاں رہاں ہو سیرستان کرتے ہو جب  
 ایک درو کوہ ہوا تو کچھ سر برد کیا اور غضب و غضبناک آتے تھے برق نے انکو آتے دیکھ کر کما نہ اچیر کر  
 معلوم بیان کر یہ دونوں شیر سوار کون ہیں اور کیوں آتے ہیں حیرت نے کہا نہ نوکیں تبا ہوئے اس ننا میں وہ  
 دونوں قریب کے پہنچے اور لٹکا رہے تھے انکے کہان جاؤ گے ہمارا تھوڑے رستہ کما امان انکو زندہ پھوڑ  
 یہ تو دانتے ہیں معلوم ہوا کہ لا ما وہ پھا شائے ہیں یہ کہہ کر قریب کے جا کر زمین نکلا اور ہاتھ کاندن پر کھڑے بیٹھ  
 اور برق جاؤ و چک ارا پر سے گری کر وہ ایسے زبردستی کہ نہ ہر کی چیخ سے ہمیشہ سچا اور نہ برق کچھ  
 انکار کی اور غضبناک جاؤ و نے وہی رہی ہو کا ندرت ہوئے تھوڑے تھوڑے ان دونوں پر چسپی کر دے اور برق  
 دونوں لپٹائی ہو وقت حیرت سینہ سپر کے مقابلہ میں آئی اور چاہی تھی کہ عملی کرے وہ دونوں پکار کر کہہ  
 حیرت جب تک کو افراسیاب علی بھی حقیقت میں کوئی تیرا سا منانہ لے سکتا تھا تو بڑی زبردستی اب تو  
 پچھہ ہو لکی سحر کے ہیرا چاری کی تیرے قابو میں ہیں اور سامری مجھے اچھا خطا میں تو بھلا ہمارا سامنا کیا کرے



اچھا سمجھ کر دیکھیں تو کہ ہمارا کیا کر لیتی ہر مہرچ نے کہا سا مری کی فٹکی ایسی ہو کہ میں وہ جو تھا شاہ ہر اس  
 لڑنے کو حاضر ہوں تم کیا بچا ہے ہوائے تو مباحثہ ہو گا دیکھو کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور رقتار ہو جائیگی  
 بعد اُنکے پھر کچھ یہ تیر لڑیگی بس یہ سوچا کرتے جیت کی اور چاہا کہ کھلجاؤن لیکن غضب جادو و مہرچ کے  
 مقابلہ بھی علیحدہ تھا اُسے جو خواجہ کو بھالتے ہوئے دیکھا وہ بھی بزور سحر اڑا اور قریب پہنچا اُنکی کمر میں ہتھی  
 ہندسی تھی وہ اُسے تھام لی کہ اُسے ملا لئی کہاں جائیگا بھائی کے عمر نے دیکھا کہ تیری کمرے پکڑنی ہو پس فوراً  
 ایک کہ جان حراش کی اور کھارے بید رو میرا دم نکلا بتا ہر ذرا تو مٹو و سیلا کر میری کمر میں پھوڑا ہوا ہے  
 ہاے مارا لا غضب نے کمر لکھتا تو اپنا ڈراؤ سیلا کیا اب بھلا یہ کیا کرتے ہیں اسطرح بڑے کما کے ہاتھ سے  
 پھوٹ کو سامنے ایک پہاڑی تھی کھلی کھالی میں جا کر لڑی اور دوسری جیت کے قلم پر اس پہاڑے پہنچے  
 اسوقت وہ ساحل بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہو اڑ کر برابر ہی آئے پہنچا انھوں نے نہ کیا کہ نہ شمشاہ عیار  
 عمر میں اُمید نشہ کر کے بہت جلد بھینہ بیٹھی جو اسکی ناک پر مارا وہ بیٹھیں ہو کر راعی و سکواڑ میں کھنکھرتے گیا  
 اور خنکھرتے چلا گیا کہ سرسکا جادو کرنا لیکن متر برق بھی بیان پہنچ چکا تھا اور جب غضب نے غضبناک  
 مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھ کر نما کا جنگ بھونکھنی دیکھ رہا تھا اور خیال میں اُسکے کہ اگر ہمارے  
 طرفداروں پر خدا انھیں کچھ آفت آئے تو پھر میں عیاری کروں تو شکرتے جو خواجہ کو آوارہ قتل غضب جادو  
 دیکھا دوسرے کراہیں آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکا بھائی زیر کوہ موجود ہے اسکو کسی غارت میں  
 یا نرمل میں رکھو اور اسکی صورت فکر جائے اسکے بھائی کو بھی ماریے عمر نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو  
 کو نرمل میں رکھ کر میں اسکا اتار لیا اور رنگ روغن لگا کر اسی کی اسی صورت زنی بنائی اور زیر کوہ چلا گیا  
 جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار ہوا وقت بھال گئے تو ہاں گئے لیکن کہاں جائیگی یہ ہاتھ سے بکریاں چلاؤ اور  
 غضبناک اور مہرچ سے مقابلہ آخر ہوا مہرچ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے انکو بھی  
 اور سیلاب کی اُسکو دکھائی اسکی آنکھوں کی رشتی جاتی رہی آنکھوں میں انھیں آلیا جا کر گر کر چڑی  
 غضبناک نے مسجور یہ سحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اور غضب جادو کو پکارا کہ بھیا کیا کرتے ہو تو عمر  
 نے جواب دیا کہ آتا ہوں میں نامیاع عمر کی نگر میں ہوں کہا تو بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمر کے قریب تر آیا  
 دیکھا کہ مہرچ کو گرفتار کیا ہے دیکھا کہ اُسے کہا بھیا تھے برا کمال لیا لا نا جلد اس حراہ زریں کو پکڑ لیا  
 کیونکہ پھر غضبناک نے کہا مجھو چلتے وقت بادشاہ نے انکو بھی دی تھی لاجب اُسکو دکھا دئے کیسا ہی







کہتے ہیں کہ ہر ایک نہیں ہیں ہر وقت کچھ چاہے اور باغبان اگر تخت نہا ہی پھر عرض کیا کہ فرات  
 خویہ حضور کتابی میں حال دیکھ کرین جھوٹ پر سب معلوم ہو جائیگا شاہ نے انکے کہنے سے کتاب بند کر  
 دیا کہ کسی نہیں معلوم ہوا کہ جو یہ حرکتیں ہیں سچ ہوئے اس طرح غضب کی صورت نیکو بار ڈال لیتا ہے بلکہ  
 بادشاہ نے وہ سرور بھی اور کہا ایسا انسان کیوں ہی دن جاتے ہیں تم دیکھ لینا کہ ان سب کو اگر میں نے بجا لیا  
 نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادو ان نہ رکھ لیا کہ کچھ پھر پھر کا ایک غباراں اس بات سے دلگشا اور صاف  
 منظر میں چھا گیا پھر اس غبار میں ایک تخت جوا ہکا بکا جبر ایک محبوبہ لہذا انکے ملاوس غباراں تیر نام  
 سوار تھی غبار جان کی سوار تھی قد بالا اس کا قالب تنہا میں ڈھالا ہوا بال سر کے جو میں دیکھ لے عمر و راز  
 فضل ہی کھایا کرے کامل اسکی دیکھا کر کامل بھرے کوئی نہ کرے نظر بھلا کامل سحر کجا لے دریا کجا لے  
 کو سون کا فرق ہر وہ نہیں ہوتا نور میں فرق ہر صبح صادق کا دعویٰ حسن کا ذب ہر ماتھا اسکا خوش نصیب کی  
 نسبت کا با ذب ہر وہ کہلا میں کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کہنے سکیں اپنے جن میں آپ ہی کتنی ہیں بلکہ  
 انسان تیرا کتنی بڑی ہیں سطح رخسار بزرگ تیرا شکاف نگاہ اپنی نہ ٹھہرے ایسے ضلالت میں میں ایک  
 مینی دیکھا ہر وہ تنک مخزن ہر وہ و غنچہ مختلفہ بان آرزو کہ گل چننا اس سے محال غنچہ سے بھی کہ بلکہ  
 کریم کیونکر کرے اسکی مستجو زبان برگ گل سے ناز کرتے بھول جھڑنے بات بات پر ان بیوں کو کوئی جوان  
 کیا کرے عشاق تو ہیشہ پیر مرتے ہی رہے کنا نک و ہر راہ بقول میر

کنج لب آرزو سے جان و دل  
 با سے سر سے جنون کا آسیب  
 بس چلے تو گلے نگاہی رکھوں  
 ایسا معلوم دل جو یوں چھینے  
 صدر کے ناچہ سے لے مانات  
 یاں سخن بابت تامل ہے  
 کیوں پڑے ران پر نظر اساق  
 خال میں ملے گا یہی ہر و صوب

لو اگر کبھی اس زنج کا آسیب  
 یہ تو باری ہی میر سے جی کے تھ  
 دیکھے از بس برآمدہ سینے  
 دیکھنے کے لکھو نہ پیٹ بھرے  
 اس سے پھر آگے غنچہ رگل ہے  
 آپ سے کو نہ شک رہا جاسے  
 یا سے جانان سے گفتگو ہے اب

آگے چلنا نگاہ کو مشکل  
 وہ ہے گردن میں اسکی میرا تھ  
 قیغ سے پھر جب آکرے تو نہوں  
 کیا بیان خوبی حکم کو کرے  
 یہ چھپکے جا کہ ہر کین کہ کیسے صاف  
 ہر دے میں بھی جو کچھ کہا جا  
 افس بن اب زندگی ہوئی شوق

اس سخن و بیان پر لباس پر کلف زیب تامل زائے زیور مرصع کا دے جسم کو آرائش میے بلکہ زیور و صبر ہر ایک  
 آرائش کامل کیے ہوئے ہیں کاسیند و کما تھیر و حینون میں سرخوئی کی کوہی دیتا جھولا بلور لگا



کے میں اسباب ساری کا پڑا نقل التیمن و برور و روشن عرض کہ ہزاروں طرح کا جوین تہمت اگر شاہ بادشاہ  
 آتا تو نہم ادب تمام بجا لائی اس بادشاہ نے سنا کر لو چھا کا ای ملک فرج تو اچھا ہو تم کو بھی لعین کا ہمارا سلام کو  
 بھی نہیں آئے عرض کیا کہ تیرے اپنے امور اتالی و مکی میں ایسی عظیم الفرصت رہتی ہو کہ آدمی حضور  
 شاہ نے فرمایا کہ اب تم کو ایسے بلایا ہو کہ عرض و برقی و عجز و غیرہ تم کو ام غضب غضبناک کو  
 نکل کر کے بیان انارستان سے اپنے شکر کی طرف جاتے ہیں تم انکی جانے کی راہ کو تین گوں جا کر دو  
 میں میں آتا ہوں غبار اٹکنے نے کہا بہت اچھا کینے ہی طرح جگایا لشکر لشکر شاہ نے کہا لشکر اپنے میں باغی  
 کھلیا ایسے تم ادھر سے جاؤ اور انکو روکو کہ یہ شاہ سنا کہنے سحر کی دھک ہی جہت تحت پر سوار تھی وہ تو فکا  
 ہو گیا اور ایک طاؤس زین بالی پھر اسکا مندری تھا قدوتی مت میں ہر لبر ہی تھا کا شعی زمرہ کی پھر تھی ہوئی  
 ہے میں پہل خوشا جو اہر کی پڑی ہوئی ساتھ ملک کے آکر آیا یہ اس طاؤس طاؤس صحرے رعنائی دھوبی سو  
 ہوئی اور حسب شان ہی بادشاہ چلی اور اسکی روانگی کے بادشاہ طہسم نے دعا طلب فرمایا بکا دلون دسترخوان چننا جب  
 کہانے سے فلاح ہو ایک سار مختصر چا و و نام کہا کہ افسوس میں نے نا حق غبار اٹکنے کو نہا بھیجا کچھ فوج ساتھ  
 ضرور کر دیتا تھی اس خیال سے میں نے نہیں فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود ہی جائیگا یہ کہ اگر اٹھا کا اب بھگو چلنا  
 چاہیے اسوقت مختصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت یہن کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح  
 اور آپ کے ہا میں نین دخل انداز ہوں کہ بقول شاہ صرغ حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے بلکہ لکھن راہ  
 تیرے خواہی اور دولت سکالی عرض کرتا ہوں کہ صرغ کے ساتھ مقدمہ ڈھال ہر عجز و عیار کے ساتھ ہوں  
 اور دو سکر خیار بھی ضروری ہونگے اور بادشاہ ہوں کو لازم نہیں کہ ذرا سے کام کو آپ وڑتے ہیں  
 کہ آپ جرمی میں لیکن نمایان حضور کی نہیں ہاں اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اس کے مقابل میں جانا منافع  
 نہ تھا ہزار ہا غلام آپ کے موجود ہیں نہیں جسا و چاہیے بھیجے کہ مقتدر ہو کوئی ان غلاموں کا مشا  
 کہ کے حضور صا ریکت بالغ فرمان آپ کا میں ہی ہوں اگر ارشاد ہو تو جا کر انکو بکڑ لاؤں خواہ نے  
 فرمایا کہ ای مختصر تیرے تیری درست ہو اور تو نہایت سچا ہر اول تو ملک غبار اٹکنے ہی کا سامنا کرنا  
 اور جبکہ دونوں ایک ہوئے تو بموجب صرغ دو دو لیک شورش کنند کوہ را بد کہ چھاتم بھی جاؤ اور  
 کام درختا تمام کرو مختصر نے عرض کیا کہ جب میں انکو رقتار کرنے لگوں تو حضور کون ہوں۔ ہا میں  
 کہ ان فرمایا کہ میں کھان میں ایک بسبت شوش کے ایک جہا تو شہر تار میں کبھی منع سب میں کبھی



ظلمات میں گاہ کسی سرگاہ میں کمان کا تملو تپا دون اب تملو لازم ہے کہ لشکر حیرت میں گناہ میں پھر  
ہوا جاؤ گا غصہ یہ کلمات سن کر تسلیم کر کے روانہ ہوا اور اثر دردمان پر چڑھ کر چلا اور آفریبا سے باغبان  
وزیر مغیرہ کے جانب طاسم چاہا جب ظلمات سے باہر نکلا وہاں ایک دریا کے کنارے کھینچا نام ہر اس کی شہتی  
بجھ کرے وغیرہ لکھے رہتے تھے شاہ ایک بجھ سے ہوا اور ہوا ہی جاہ بھل کے لوگ کشتیوں پر  
ہو کر یہ دشکار کرتے چلے یہاں تک کہ دریا سے آکر داخل شہر پیرسان ہوا وہاں ساریاں ساروٹ لیں زمین  
گذرین سکی ندرین لیتا ہوا پل پر زرا داک اتر کر لشکر حیرت میں آیا حیرت خستہ ندرین کے ساتھ  
کے خدمت شاہ میں پہنچی تسلیم کر کے مذوی حال مزاج پوچھا پھر لکھا کے تحت پڑھا یا شاہ نے فرمایا کہ ایک ملک  
مخرج جو بڑی لڑنے والی ہیں انکا حال کو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہے اس میں خبرداروں نے آکر  
کیا اور غرض کی کج تیل و تیل و مخرج اور برق و رعد و غم و برق عیار لشکر میں نہیں ہیں کچھ  
اسکا حال نہیں معلوم کہ کمان میں سا حیرت جو کہ ہے ہیں کہیں تپا نہیں بلکہ یہ شاہ یہ خبر سن کر ہنسا اور کہا  
ملکہ حیرت کچھ دین میں وہ سب باغی پکڑ کر بیان آیا چاہتے ہیں میں ہی واسطے آیا ہوں کہ آج انکی گردن  
رہی کر دیکھا حیرت نے کہا سامری الیا کرین اور آپ مانگ میں جو چاہے کریں یہ کلمہ حکم دیا کہ باغی پکڑ  
شہر کا پالہ گردش میں آیا اور ملک بہر ارض مخرج تخت پر بیٹھی ہو کر تر دو میں ہے کہ نہیں معلوم مخرج کمان کہیں  
کسی قید میں ہیں پھر کہتی ہے کہ عمو کا قید ہوا ایسا نہیں کہ چھاپ رہے کچھ حال معلوم ہی ہو جائیگا بعد  
کیسے میں کمان جاؤں لچا حاصل ہے تو اس فکر میں میں دہان غبار اٹھ کر جو روانہ ہوئی تھی اسے آکر دیکھا  
کہ مخرج وغیرہ سب چلے آتے ہیں اور اب قریب اپنے لشکر کے پہنچ چکے ہیں اسے تین کوس آگے بڑھ کر  
ایک سحر الیا لکھا کہ ایک دیوانہ لادی ڈھوئیں کے رنگ کی چار طرف گھمئی مخرج اپنا تخت اڑائے جو آتی ہے  
اس دیوانہ کو دیکھا کہ یہ دیوانہ سحر کی معلوم دیتی ہے عمو بھی گھبرا کر لو اب اوکھت میں گھرے مخرج نے کہا  
خواجہ ہمزور سحر میں گر قمار ہو گئے ہر قس نے کہا آپ شہر کے میں خبر لاتی ہوں یہ کلمہ اسے یہ راز کی جب  
قریب دیوانہ پہنچی اسے مارا سی لگی کہ چلا کر گرنے لگی مخرج نے روکا جب ہوش آیا تو کہا او ملک چار طرف میں کس  
سمت کو راہ نہیں ہے اور دیوانہ کی آسمان سحر لادی بنا ہے عمو کہا کہ کوئی بھی صورت کجائی کی ہے نہیں کہ کوئی  
میں قس مخرج پکاری کہ یہ کون ہے جو جوتاب میں کر کے لڑتا ہے اسکا کرتا باکرے تو عین میں یہ نعرہ شہتے ہی ملک  
غبار اٹھ کر طاؤں سوار سامنے آئی اور پکاری کہ منم غبار اٹھ کر مخرج نے اسکو دیکھا عمو سے کہا کہ اسکی ہائی



لو اگر کا توڑنا ممکن نہیں ان اگر قتل ہو تو دیواروں کے کسبے کر یہ بھی سرخدا طالعہ اور ہی زبردست ہو کر عمر و  
 کما انھیں کے کو مارنے کو جی نہیں چاہتا ترغیب و تہنیت لے کر بھی کم دیکھنے میں آئی ہیں اس کا طالعہ  
 جیسا اور اپنی دیوار پاس لے کر کہا کرادنا خیار تو نے کیا کہا میرے دیکھا کہ لب یو امین ایک تصویر سی نظر آئی  
 جو گڑ گڑانے لگا کہ ملک خیار رائیگر طالعہ میں سوار اپنے ہکو نا حق قید کیا ہو مگر تو لشکر سے اپنے سے راہ سے  
 کھل گئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہکو کپنے ساتھ لہجہ کر شاہ باد و آج تہ مون گرادے اور گئے تھا  
 کرادے کیونکہ بہت کچھ گزشتہ اور حیران ہو چکے کر و دہن روپے کو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہم بادشاہ  
 لڑنے کے ایک صنعت جو آ کر رانی ماری انھیں کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست شاہ سے کیا مقابلہ ہم ہی ہو گا  
 اور ملک ہم عورت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کر دگی ہکو یقین کامل ہو خیار رائیگر اپنے قاصد  
 کبھی اس لڑائی میں آئی نہ تھی عمر کے فقر و تنگدستی کا نہ تھی سمجھ کر اور خیار رائیگر تیرا نام ہو گا طالعہ میں  
 کہ کسی یہ نہ ہو گا خیار رائیگر نے کیا بہتر تو ہو جو جنگ کی صلح ہو جا یہ سوچ کر دیکھ کر جدا ہو کی اور اندھ صفا  
 آئی ملک خرچ نے کہا اور ملک ہمارا بھی سلام ہو پچھے گئے کہا بی بی سلام عمر و نے بھی جھبک کر مجھ پر کیا عمر کی  
 صورت دیکھ کر خوب ہنس لڑ کر کہا آپ کی تو عجب بزرخ ہو عمر و نے کہا بی بی کیا ہستی ہو جیسا لقاؤ نیا پایا دلیا ہوا  
 خیار رائیگر نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہو اسکو کیا جا اور اس کے بنانے کو کیا بناتا ہو گا عمر و کہا واہ میں ہکو خدا ہی  
 جانتا ہوں آگے بندے میں میں گزشتہ نہیں ہوں امیر لشکر میں نوکری پیش کے لیے کر لی ہو خیار نے کہا  
 اگر تمہیں کہتے ہو تو بادشاہ اس بات پر من مصلح کرادو گی کہ قید بدیع الزمان تو لیگی نہیں کہ خدا معلوم  
 زندہ ہو یا مر گیا لیکن تہا اور چین الماس پوش کو چھڑا دو گی عمر و نے کہا جب بادشاہ کی آگاہی ہو  
 صلح اور کچھ مطلب نہیں آپ ہکو ملو ادیکھو خیار رائیگر نے کہا اچھا ابھی یہ کہہ کر پاس عمر و کے آئی عمر و  
 کہا اور ملک ہکو یقین دوزخ و شکر نے لکھے ایک کچھ کھا یا نہیں اگر کچھ غذا ملے ہو تو ہکو دوتا کہ بیٹ  
 خیار رائیگر یہ کلمہ شکر سوچنے لگی اور تہا مل بسا رہا کر کہا کہ عمر و پہلو تو میں بھی تھی کہ تو جیک ملجا سکا ملا  
 جو تو نے کھانے کا نام لیا تو مجھ کو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہو عمر و نے ہنکر بہت تہنیتیں  
 کھائیں اُسے کہا اب کیا ہوتا ہے یہ کہہ دو آج اگر چلی عمر و سمجھا کہ اب یہ بھنے گی اُسے بھی ایک بقیہ بیوشی  
 تاک کر تاک پورا کہ وہ چھینک مار کر بیوش ہو گئی بیوش تہا ہوتے پکاری کہ ارے چلوں لینا ایک  
 چند تیلے پیدا ہوئے اور اسکو اٹھا کر لیکے الگ لیجا کر پانی چھڑکا کہ اسکو ہوش آ گیا بس ہو خیار ہو کر رہے



دستک می کہ پانچ تیلے پیدا ہونے انکے ہاتھ میں اسے خیر دے کہ جاؤ ان پانچوں کا سر کاٹ لاؤ خبردار وہ لوگ کائنات میں  
 رہ کر بادشاہ طلمس پاس ڈنگی تیلے حساب شمار دے گا لیکن ہر قرآن کہ ہمیشہ جگہ میں رہتے ہیں اور ہر قرآن کہ  
 پہنچ ہی چکی تھی یہ ہی ہفتہ تھا کہ جان درو کوہ میں ہتر مہوون بیٹھے کچھ پٹری پکار رہے تھے انھوں نے بھی  
 آواز سنی اور باہر نکل کر دیکھا کہ ایک جادوگر کی حسینہ بیٹی ہر اور چیلون کو حکم دے رہی ہے ہر ایک قرآن کو  
 سنے ہی رہتے ہیں درو نکل کر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ اور اسباب جادو و خیاں تیار  
 بھلی صرغ وغیرہ بھیج رہی تھی اس سے ایک آدمی مخاطب تھی اب جو آواز قرآن کی سنی نگاہ اٹھا کر دیکھا  
 ایک ساحر سیاہ فام کو آتے پایا اور قرآن قرآن کے پوچھ کر اب تمام سلام کیا اسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں  
 آتے ہو قرآن کہا جاکہ تم آئی ہو میں کہہ رہی آتے ہیں غبار نے کہا دیاں تو تم بیٹھے قرآن کہا میں  
 رومال شاہ پر نہیں ہمارا تھا واہ ما آپ کی بھی کیا نگاہ ہے ملک نے خیال کیا کہ شاید یوں ہی ہوا اور کوئی دیکھ  
 ہو پھر متفہم ہوئی کہ اچھا تم وہاں تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قرآن کہا میں کیا جانوں کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ  
 کہ میرا نام کیا ہے اور ملک افرسیا کے یہاں تھو الیسی ہزاروں ہیں اور مجھ جیسے لاکھوں ہیں کون کس نام کو جانتا ہے  
 اور مجھ اس تھویر سے کیا مطلب ہے لو نامہ دیا ہے اسکا جواب دو میں ملا ماؤں یہ کہہ کر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا  
 دیکھا کہ نامہ پر مہر قرآسیا کی لگی ہے اس نے حکم کر کے نامہ لیا لیکن خیال میں گذرا کہ عمر کو قونے اور سرداروں  
 کو اس کے قید کیا ہے ایسا نہ کہ یہ کسی کوئی عیار ہوا اور انکے چھڑانے کو آیا ہوں تو بڑی فکر کر لے یہ سوچ کر اس نے  
 ایک سحر ٹھکانا اس کے سر پر اور ایک سر چھکریا پیدا ہو گیا قرآن اس بات سے بھی ہوا اور اسے نام لیا رہ چکا  
 پھر معنا شروع کیا قرآن اس کے سر چھکانے ہو گئے پر چپک کر لیدہ مارا اور نعرہ کیا منم ہتر قرآن جس  
 غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا بندے کا کچھ ترنوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قرآن دل  
 اپنے کہا و آدمی یہ کیا غضب ہوا بس اس کے نعرہ کرتے ہی ایک ناسخ بیٹھی بجا لگی اس کے منہ پر مارا کہ وہ  
 بیٹھ ہو کر گری اس وقت دو تیلے زمین سے پیدا ہو کر اس کو پہنچ گئے کر زمین لیا کرانی میں غوطہ دیا اس کو  
 سو خن کیا تڑکچے باہر کئی اس کے زیر زمین تھا سے قرآن بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد موز سے اپنی  
 دنگ رتھن چھڑا کر دھوئی باندھ کر کھڑی دیکر گھانٹا چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سگی قرآن کو  
 ڈھونڈنے چلی لیکن اس کے بازو پر ایک اکہ خیر ہائی کسی مان خیرہ جادو نامہ نے کہ بے بدل منجھ اور  
 کا ہنہ تھی باندھ دیا تھا اس اکہ کے نیچے ایک نعرہ لکھا رکھ دیا چھانٹے وہ اکہ بازو پر گھولا کیونکہ



اسکی یہ بھی کہ دیا تھا کہ اگر نرند جوت تھو سواو عیاران لشکر اسلام سامنا ہوا تو جگہ غور آجائے  
 کہ میں سرے انکو پکڑ لوں گی تو خبردار اس مرا خیال دہین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ میں بہتر رہتی ہوں  
 تاکہ یہ غالب ہے میں دین اگر انکے ہاتھ سے بھی جائے اور پھر ایسا پیچ بڑ سکے تو بیہوش ہوا اور نیل  
 جگہ سچا لہجہ میں تو پھر خبر دوائے مقابلہ کرنا کتنے عمر کے ہاتھ سے تمام مردان ملسم ہوش رہا مسلمان  
 ہوجائیں اور وہ مقرر ملسم کوڑ لگا پس لازم ہر کہ رقعہ کو کہ کے دیکھنا غبار نے رقعہ کو کہ کے لکھا اور  
 لکھا ہوا تھا کہ عیار و تن ہرگز نہ لڑنا اور انے لہجہ ناپی جان کی ہوئی پھر نہ ملی اور مر کر انسان پھر زندہ نہیں  
 ہوتا اس مرا خیال ضرور چاہیے غبار اس مضمون آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم میں دخل کھتی ہر شے تیار  
 رجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ میں شریک فرمایا جی ہوں یا عمرو سے لہجہ میں میرے حق میں یہ کیا ہی ہو  
 معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کوئی کو تیرے واسطے بہت برا ہے عیار جگہ پکڑ کر مار ڈالے اگر  
 تو شریک مرغ ہو کر مطع ہلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتر ہے عمرو وغیرہ کطرف سے جاننا ہی کرنے  
 میں جب بنیاد ملسم باقی ہو تو برقرار اور قائم رہی اور پھر بھی شکل بیوی کی ہر دین فرق نوکا پس  
 حال کو معلوم کر کے گجرا گئی اور کاری کہ اگر ہتر قرآن قسم ہر جھکو اپنے دین دایمان کی کہ اب  
 میں تم سے کسی طرح کی بدی نکر دہی تم میرے سامنے چلے آؤ اور جھکو اپنے ساتھ لیکر شہنشاہ عیاران  
 عمرو نامہ آکر ملو اور میں عمر بھر کو تمہارا احسان مانوں گی یہ صد اسکی شکر قرآن کو خیال آیا کہ شاید میرے  
 ساتھ عیاری کرتی ہر لیکن اٹھار گھسار بنا ہوا اس کے سامنے آیا اور کہا اگر تم کو بلاتی ہو انے  
 کہا میں اس جیسی کو بلاتی ہوں کہ وہ اگر جھکو عمرو سے نوادہ قرآن کہادہ ایسا اعلیٰ نہیں ہر کہ جو  
 دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تم نے شہنشاہ نہیں سمجھتا تو اضع ہا دشمن تکیہ کردن ابھی نہ پاس  
 سیل از پاؤ گند و لوار راجہ اگر تم اسکو پکڑ لو تو وہ بچاؤ کیا کرے غبار نے اسوقت قسم کھائی کہ میں اسکی  
 اطاعت کر دوں گی اور عیسا وہ کہے گا وہ بچاؤ لگوں گی جھکو اب ثابت ہو چکا ہر کہ عمرو کے شریک ہو  
 میں سر اسر فائدہ ہر جب اسے اس طرح سے کہ قرآن کہادہ اچھا چلو میرے ساتھ میں ایک مقام اس  
 اس جیسی کو بیٹھے دیکھا، میں تبادون پھر آنا نہ آتا اسکا کام ہر یہ کلمہ شکر غبار تو خود عقلمند اور پختہ  
 دان ہر فوراً پہچان گئی کہ یہی قرآن ہے لیکن سوچی کہ اگر تو کد گئی کہ تم ہی قرآن ہو تو یہ مار کے  
 ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہر کہ اسکو غفلت میں بزرگ پکڑ لے یہ تصور کر کے ایک دانہ ماش



مارا تو قماش قرآن کا بڑا گیا اور بیوشی سی طاری ہوئی بانوں زمین پر لے شوق یہ دور کرب  
 پر گرا ہی اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائیں اور عمرو چل کر معافی تقصیرات کراہیں لہذا  
 قرآن کہا بہت چھاپے میں حاضر ہوں یہ دونوں ہاتھ اپنے رد مال سے باندھ کر قرآن کو اپنے ہمراہ لے  
 ہوئے سانسے عمرو کے آئی اور قرآن پر سے سحر کو دور کر دیا عمرو تو قرآن اور غبار انگیز کو دیکھ کر مہل  
 گیا اسوقت قرآن کج طرح کربس مال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا اسنے اطاعت بیوشی قبول کی آپ  
 بھی اسکی خاطر کریں اور ہاتھ اسکے کھلا دیں عمرو نے بہ سحر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی  
 یہ اسکے صرخ نے دست شفقت اسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری رفیع و جان ہونم تمہارے ساتھ  
 اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کر لے گا تو یاد رکھنا کہ کوئی دقیقہ ہمراہ لے میں اٹھا  
 نہ رکھینگے اور اپنی جان تمیر فدا کرینگے غبار انگیز نے اسکے جواب میں کہا خیر اور ملکہ صرخ کہنا تو فضول  
 بادہ گوئی پر معمول ہو گا لیکن تم اپنی آنکھوں کو دیکھو کہ میں بھی بروقت مقابلہ مصروف ہوں  
 کسطح لڑتی ہوں اور کیونکر سامنا کرتی ہوں صرخ نے کہا اور ملکہ تم جاکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا  
 جی خوش ہو میں تمہارے ماتحت بیٹھوں گی اور اگر طلسم فتح ہو تو ملک مال سب تمہارا ہے  
 غبار انگیز نے کہا کہ یہ شہر یار یہ کیا آپ فرماتی ہیں آپ ہمیشہ میری حکومت پر شادان فرمان ملو گریں  
 دانہ انجم گردون سے پردہ جنتک + رشک کا کیشان میں شبیلہ گوہر جب ملک جوش بہار آن ہوا دم  
 ملک خیمہ یہ سردامن صحران گوہر ہر برس جشن تراجم کو مبارک ہو کچھ برہمن نیاں کرم سے تیرے سامان گو  
 دوستوں کو ہوتے گنج و گہر و زینت ہونہ جزا شک سردامن اعدا ہر ایک ملک طلسم ہوش رُبا ایسے  
 دشمن آپکا اپنے افراسیاب خانہ خراب تمہارے قتل کی تدبیر میں ہو اور بھگوا اور بھیج کر آپ طلسم میں لیں  
 تمکو چاہیے کہ یہاں نہ شہر وادرا درست ہے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سحر خواجہ عمرو اور صرخ اور علم  
 و برق مع غبار انگیز اور جہتر برق فرنگی تھماے سحر پر بھیلر جانب لشکر نصرت اثر اپنے کے رہا  
 ہوئے مگر بیان کیا گیا تھا کہ مختصر جاؤ و گوہی بادشاہ جادوئی عصب پر غبار انگیز روانہ کیا  
 تھا چنانچہ جب یہ سب اوسرے پہلے عنقریب انکا جویان اس طرف سے آتا تھا اُننے دیکھا برق و  
 رعد و جہنم و جہر و برق عیار و غیزہ کے ہمراہ غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہو یہ  
 حال دیکھ کر اُننے اپنے دل میں کہا کہ اے عنقریب غبار انگیز ملاؤں سوار بہت بے نظیر



ساحر اور واہ واہ واکیا نادرجہ کیا ہو کہ آپ سب باغی کے ساتھ چلے آتے ہیں غرض کچھ قریب  
 آکر لپکا لپکا کر کے غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہو محکوم خواہ جاودا ان میں آپ کی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم  
 سکھانے کا دیا تھا لیکن تم نے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اسکی اس توفیق کرنے کو سمجھی کہ جو طبع کرتا  
 اور کتنا ہو کہ تم تو دعویٰ جنگ کر کے آئی تھیں یہاں آکر مل گئیں بس یہ سمجھ کر اسنے جواب دیا کہ ہاں پھر  
 ہمت مل گئی اور یہ سمجھ کر اور بھی کہ افسر سیاح اپنی پیش میں مشغول رہتا ہے ہم لوگوں کو لڑو اور قتل کرتا ہے  
 پھر ہم جو آپس میں لڑتے پھر یہاں سے کیا حصول ہو مختصر نے کہا اے ملک میں سمجھا تھا کہ یہ سب حکم ام  
 تمہارے حکم میں گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہیں یا یہ کہ انھوں نے اطاعت قبول کی ہے یہ سمجھو نہ معلوم تھا کہ  
 تم خود ان کے حکم میں مبتلا ہو کر لڑنے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرا تو سے زندہ بچ کر جاؤ گی غبار نے کہا تو  
 بکرا کیا ہو جو کچھ چھو سے ہو کے تصور دکھانا ہی نہ کر یہ منکر عنصر مرکب پناہ کا کر کے آیا اور تیغ کھینچ کر  
 حملہ آور ہوا عرض غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سر پر اپنی سحر پڑھ کر صرخہ مارتی ہو  
 خالی دی غبار انگیز نے برابر سے ناسخ سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس ناسخ نے جلادیا عنصر کو دکر الگ ہوا  
 اور سحر بھٹک کر جاتا تھا کہ ایک دو تہہ مارے پیچھے اس کے آکر عرض نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے ددگر دی ہو  
 غبار انگیز نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ملک سبحان اللہ کیا تیز سحر کیا ہو میں تو قائل ہوں اس آپ کی  
 پوری کی غرض عنصر کے مرنے کا شور بلند ہوا عمر و جھولا اسکے گلے سے اتار کیا اور بت باز و دل پر سے  
 کھول لیتے ہو اسکی لاش بخش رہنموک کر سب آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ایک  
 منہ کا نظر آئی ملک مذکور نے غبار سے کہا کہ وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہے عمر و نے کہا مجھے سخت سزا دے دو  
 انھوں نے سخت نیچا کیا عمر و جت کر کے نیچے آیا اور لشکر میں پہنچ کر سب کو اطلاع دی کہ ملک عرض  
 سحر چشم تشریف لاتی ہیں اور ان کے ہمراہ ملک غبار انگیز غلاموں سوار ہاک ملک طاہر سیہ بھی  
 ہیں یہ سننا تھا کہ لشکر میں غلامہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملک بھی آتی ہیں سردار سے استقبال  
 یار گاہ سے کھڑے چلے اسباب ترک احتشام ہمراہ فوج ظفر فوج آ رہے ہو گئے تھکے بچنے لگے بہار و  
 نافرمان و رزق و لرزان مشکین ہو بھی جا کر ان سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ اسیات

جو کچھ اسباب جنگی ہوئے درکار	ہو اسب بات کہتے ہیں دیتا	رکھی چاروں طرف آتش کی دھار
کہ جانا جسکے سنو پھر سخت فوج	نعتیوں کی صدائیں دہشت انگیز	وہ کرد کے دھماکوں اور خونریز



گھا ہونے ہر اک سورگ اور گرا	نوازش میں ہر ایک پر ربط و خلاب	مرصع سر پہ تھا صرخ کے وہ تاج
کہ جبین صرف ہفت محکمہ کا	کے تھا ایک عالم کر فطارت	کریں منحہ پر فدا ہوتے ہیں تار
ہزاروں پالکی خیل و عماری	جواہر جنبہ تھے صرف تیاری	جب زلفیں ایک پر بھی وہ آ کے
چوڑے گلے بال ہنسا کے	کوئی خیل سب پر جاوہ گر تھا	گل نوا بر کے اوپر ہر قطر تھا
کوئی کھوڑے پر چڑھ کر غیر نام	رکاب دولت مزج کے ہمراہ	اسی صورت سے ادنیٰ اور اعلیٰ
کر اپنی وضع اور خوبی دو بالا	بڑا باند سے کھڑے ایدھر ادھر	پتلے جہلجہل سر و کباب رفتار

غرض باہن تجل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ میں آکر پہنچی چار طرف سلامی اڑنے لگی تو  
 بجھے لگیں سردار دن ندرین دین ملک بہار جادو و بناہر ہوئی صرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انکیز طاؤس سو  
 ہمارے اوپر رم کیا یہ نکر غبار کے گلے سے بہا رہی تھی صرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب  
 بیٹھے شراب کا پیالہ گردش میں آیا پلچ ہو گیا عروس بھی اپنی کرسی پر آکر ٹمکن ہوا لیکن قرآن بھی اس  
 تماشا کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجل و اقشام دیکھ کر ایک سمت کو چلا گیا اور ہر کارے صرخ کے خبر نکر و  
 ہوئے مگر عرق عرق پسینے میں غرق افراسیاب بارگاہ حیرت میں تھا اُس نے کہا کہ کیوں خبر تو ہو  
 کیلے سطح بد ہوئی ہے ہوا انھوں نے آنا صرخ کا غبار انکیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش و  
 عینے شراب پی رہے ہیں یہ خبر نکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہو گیا افراسیاب  
 نے کہا کہ ہلکود و کھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انکیز شراب  
 صرخ ہوئی خبر کیا مضائقہ ہو خوب ہوا جو وہ ملکی حکوم در یافت ہوئے جاتے ہیں میں اُس کے ملک  
 طاؤس کو اب جا کر غارت کروں گا یہ کہہ کر اٹھا اور اسی فکر میں اول ظلمات کو کیا پھر دیان سے کچھ  
 ایسی تدبیر کی کہ صرخ و غیرہ سب اپنی بارگاہ میں خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہوا بے سر و  
 اور پھر وہی ہوا گرم ہوئی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادو کرنے آئیں بند کر لیں  
 بعد اُسکے جو آنکھ کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا بزرگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھیں اُس پتلا  
 کی مبرا اور پتلی سفید اور وچ بارگاہ میں آیا اور نعرہ کیا کہ منہ تیکہ افراسیاب جادو جس کیسے  
 حوصلہ کسی طبع کا ہو وہ آکر میرا سا خاک کر لے اسوقت یہ عالم سکا تھا کہ آنکھیں کھلی گریبان گویا تھی  
 یہ حال تھا کہ شمع کی صورت زبان رکھتا ہوں گویا بیہوش بہ بے ہوش بقول سب جب اور



خاموش تھے اس پہلے نے غبار اٹکیر کو مکر کے کہا کہ خبردار بجاؤ و پیلے اس کہنے کے ساتھ پیلے  
 ہوئے اور اسکو لیکر چلے اسوقت تیلہ آتش بھی چلا گیا اب پھر ہوا سے سر چلی اور ہریک کی  
 زبان گویا ہوئی تخت ملک غبار اٹکیر کا قالی پایا صرخ رونے لگی اور کہا اور ملک بہار جادو تھے  
 کیا کہ یہ کیا ہوا ہمارے بھی آہ کی اور بچے گریہاں چاک کے شور مار و فغان سے یہ عالم برپا ہوا  
 کہ کینہ آسمان پٹے لگا ہمارے کہا اور ملک یہ اور زیادہ ترسم تھا کہ ہم سب سمجھو کیسے تھے مگر بول نہ  
 سکتے تھے صرخ نے فرمایا کہ یہ تیلہ نہ تھا اسی پیلے میں خود اس سیلاب آیا تھا یہ کہا کہ گف ہوسرخ  
 اور کہا سو اسے اس کے اور کیا ہو سکتا ہو کہ صرخ تیار کر کے لشکر حیرت برہم جا کر گرین بہار نے  
 کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر میں صرخ کے منتشر ہوئی کہ فراسیات نے اگر غبار اٹکیر کو کرا لیا لشکر  
 میں بسبب غم و ہمت ملک صرخ دو بار سرداران کرام برپا ہوا بقیہ تھا کہ بیابان

بیان ہمہ رنج و سراپا غم اری	رہج سار رنج و غم سا غم ہی	کوئی محرم ہی نہ دسار اپنا
کوئی محرم ہے نہ ہراز اپنا	کوئی اتنا نہیں جو حال سنے	متوجہ ہو کچھ احوال سنے
لے لی چٹکی سی غلش نے زمین	کہ گدی سی کی تیس نے دل میں	شدت غم سے بھڑائی چھانی
ماخن غم سے کچھائی چھائی	ایک معوان مارا و افنا گٹھا	شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا
پیش قدم لولا جان تک پہنچی	آتش سینہ زبان تک پہنچی	اگ جو شعلا اٹھائی دوڑی
تو ابل آگ کھمائی دوڑی	عمر و نہ ہمت صرخ سے کہا کہ اس ملک مجھ کو سات دن کی رخصت	

دیجے یا تو ہم ملک گولائے یا غبار اٹکیر کے ساتھ ہم بھی خاک میں ملے یہ کہہ کر صرخ وہ پیلہ گیا مقنا  
 اسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا چھپے ان کے برقی فرنی بھی چلا اب حال افراسیاب سننے کہ یہ  
 ملک کو یہ ہوئے ایک کو صفیہ پر آیا اور اس پر غبار اٹکیر کو مارا اور کھل چلی کھڑا ہوا ملک غبار اٹکیر  
 آگ کو کھلی دیکھا کہ افراسیاب عیاد و کمر ہے اور افراسیاب نے کہا کہ اسے ملک تم کو دل سے  
 گئی تھیں اور کیا کر آئیں ملک غبار اٹکیر نے کہا کہ اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا چاہے تو مار ڈالے ابلانے  
 میں تو جو کچھ کہہ چکتی ہوں وہ ہی کرتی ہوں اور جو ہمارے ٹوٹنے سے بھٹتا ہے وہی ہوا رہے  
 افراسیاب نے کہا اب تو میری تقصیر معاف کی اپنے ملک ملا کہ سید کو جا لیکن ملک سے  
 باہر نہ بھٹنا غبار سے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کر لیتا تو بھی میں وہاں نجا دکھی اور تو سردار ہو



ایسی باتیں کرتا ہوا اگر میں تجھ سے مارے ڈر کے گھٹی اور پھر میں نے دعا کی تو کیا تجھ کو حصولِ بکرا  
 اور اسباب کے کہا میں تجھ کو دینِ اُردو میں قید کروں گا کہ تمام عمر وہیں اُردو سے چھوڑی افسانہ  
 یہ کلمات کوہِ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس طرف میں ایک ملک رہتی ہو کہ نام اس ملک کا شوخ جاو  
 ہو اور افسانہ سب کی طرف سے حاکم و ناظم ہو کر میں اس کا برس سترہ اٹھارہ کا ہے نہایت  
 حسین و خوبصورت ہو کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا دریا پر نظر

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر	سکون سے شوخی انداز ظاہر	غموشی سے عیان شیریں ربانی
کل نشان معنی غنچہ دہانی	نشان رشک سودا نقطہ غال	کہ وہ بے مثل تھے جیسے یہ مثال

تازمین حوشماں تیغِ ادا سے جیسے دلِ مشاق گھاگل پیکرِ نازک اُس کا ایسا کہ ہر اعضا دل کو محبوب  
 ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چتون سے پیاز نکلتا جو دیکھتے نہ ہو یا سے شہ کا کل  
 معین کے آگے سبیل باغ کے پیچ کچھ نہ چاہیں لاکھ دانوں گھات رگائے مارا اُسے ہنر کہلائے پیشانی  
 وہ نورانی کہ حضرت ہوئی کو دیکھنے سے غش آئے اُچھٹن قتال حیدان خوش چشمان رگس جکود دیکھ کر  
 رخصالتا بان کے مقابل آئینہ شمس قمر اندھا ہر تنگ کا وصف کیا بیان ہو نہ نہیں ایسی زبان کہ  
 ہولپ میں وہ شیرینی کہ عشاق کا اچھیر دانت ہر ایک بوسہ بجا ہے اس خیال میں تمام عمر بچا کر

ان لبوں سے جو کوئی کام کہے	قند مہری کو کیوں نہ نام کہے	نشانہ دوست رسا دہ بازو
دلکشی میں تمام یک پہلو	یون نہیں سونچ اُس کے ہر گشت	اُٹو بیٹے ہیں میرے خون گشت
جائے نظرون میں جھکنا ایک	ہو نہ اکھنوں میں کیوں جہاں ایک	ملک اگر پچکے تو قیامت ہو
پیر کیا متا ملک تداست	و جاندم کاشش میرے سر پہ ہو	ساقی سچین میرے کمر پہ ہو

اس رونقِ باغِ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہِ افسانہ کوہِ سفید پر آیا، ہر لباس سے  
 لباس اوزد اور سے اپنے جسم لطیف کو آہستہ فرمایا ایک سوا ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر  
 در تحفہ بہت سے کشتیوں میں لگا کر سترہ سو سپین اور کثیرین ساتھیوں کے تحت مجمع پر سوار ہوئی  
 اور خدمتِ شاہ میں آکر حاضر ہوئی چو کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیاں تحفوں کی پیشکش کیں اول  
 ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد میں حضور تشریف لائے ہیں تو باغ میں میری فریق  
 افرورہوں میں سے ایک باغ فی الحال نیا تعمیر کیا ہو اُس کو اپنے قدم گل نگاہ بہار سنا زہ



حفاظت کرن بادشاہ طلسم اسکی باتوں سے نہایت خوشزد ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو آئے تخت بہ  
 بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب محو ست آب ہو کر چلی اور میرا طرف کرائی ہوئی دھل میں  
 ہوئی ملکہ عتبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ تجھ کو چھوڑ کر چلا گیا اب تو اپنی راہ لے کر چل  
 جانتی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہی رہی نہ پار تھی  
 باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا چلی اور باغ میں آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و بہار ہی بہت  
 دالرز و رنگار خان دہلی جان دہ باغ تھا عنوان کہ جبکہ دیکھے سے دانگ تھا ببلون کا بہت ہجوم  
 بیل دلی اس جگہ کو دیکھ کر یہ دھوم کہ ان گلوں کی بہار لڑیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن  
 تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکراتا تھا ہرین بہت لطافت نیر و پان  
 کی فوج انگیز کہ طلسم یہ اس چمن میں ہر گل سنج و زر نہکت گل جھاڑتی تھی دان کی  
 پھول گل آئین نظر دیکھو جہ صریش لالہ و صد برگ سب باغ نظر ان گلوں کے عکس نہون کا آب  
 حیات کی سطح کی رکھتا تھا تاب شاہ درہ درہ وسط باغ میں بہت نایاب ہی ہوئی اندر کے ہر طرح  
 کے اشیائے عیش و راحت دھرے ہوئے سندین لکین کمانک و صف اُسکا کیا جاے بادشاہ  
 کو اس صوف یعنی شیش چاؤ و نئے لاکرست پرٹھیا جام شراب ناپا ہار قاصون کو بلوایا ناچ بونے لگا  
 جام شراب کا دور ہو لقمہ ہی کچھ اور ہو اخبار بارہ درہ کے چوترے کے نیچے کھڑی تھی  
 گویا بندھی ہوئی تھی اب حال عیاران ٹپنے پنے عمر و جوانی سے روانہ ہوا اُسکے رہائی کو وہ  
 تو ہنوز راہ میں ہی لیکن برق فترنگی میں غبار کا جوا بہت بھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ اتنی  
 بادشاہ طلسم غبار کو کہ وہ لیلیا میں نے تو تپے کو ہر طرف لیجاتے دیکھا تھا اب یہ اسکا ہنن ملتا رہیہ  
 گیا اجاڑ ہی طرح ڈھونڈتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال میں آیا کہ اس بستی میں چکر تلاش کر  
 جس طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی  
 دی خیال کیا کہ جان یہ طبلہ بجا رہی پہلے رہان چکر دیکھو نے پھر آگے جانا یہ سمجھ کر اسی آواز پر چل کر  
 قریب باغ شہر چھاؤ و پہونچا اور ایک سارہ کی اس سورت نکراندر باغ کے آیا باغ کو فوج بخش  
 صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ بارہ درہ میں سند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہوا اور ایک  
 بری سامنے بیٹھی ہر شہ سو خلاص اور افس و دیا جا ہرین غوطہ مار مافرین تلخ ہوتا ہے



شراب کا دو چلتا ہوا سے اتہتہ سے کہا کین میان افراسیاب تم تو یہاں آکر صحت سے بہتر ہو  
اور پہلو اسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی صلح نہیں کہنے آؤ شراب پر راحت کرو یہ کہنا اسکا  
نہیں سنا اول سے دیکھا کہ غبار آگیا نہ چوتھے کے تھے کھڑی ہی بندھی ہی نہیں ہر چور میں  
ہر دست ہوا سب قابو میں معلوم دیتے ہیں جب چاہتی ہر کھڑی ہوتی یہ دیکھ کر باغ میں چلے  
قرب اس اسیر عام دودی کے کیا اور کہا اگر غبار تم تو صرخا نکار سے مل گئی تھیں اب کیا انکو پھر  
چھوڑ دیا غبار نے کہا اری لوندی حق بے تمیر چاہے افراسیاب ارڈاے چاہے زندہ  
رکے جب تک میرے دم میں دم نہ بھلا صرخ کو چھوڑ دے اب تو مرنا اور جیسا ب صرخ کے ساتھ  
ہر برق بظلمہ نگر خوشنود ہو گیا اور جگے سے کہا منہم متر برق فرنی کیوں آملکہ پھر تم بڑی حق ہو  
بہان کھڑی ہو چلی نہیں جاتی ہوا سے کہا اگر برق ایک حلقہ میرے گرد ہر زمین میں بھی جاؤں تو وہ  
حلقہ پہنچ لائے گا برق نے کہا زمین میں بھی باد و گرد بڑے بڑے ہیں لہجہ آؤ نہیں صرخ بر طرف لوفی  
یہ کہہ کر دل میں اپنے برق سوچا کہ شاہ جاوہان تو باغ دیکھنے میں متغول رہا اور یہاں آڑ بھی ہر  
شکوہ بیوش کر کے لیچل ملقمہ سے تیرا کیا کر لے گا یہ سب چکر کہا اگر ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس کھڑکی تک چلو  
پھر من سمجھ لو گنا غبار یہ سنکر اس طرف گئی برق نے زبان بجا کر رضیہ بیوش ہوئی برق نے اسکا  
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اس کے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ میں عمر و روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈ  
ہوا اس طرف آگیا تھا جب برق پشتا و لیکر یا نہ رکھا عمر نے پہچان کر برق ہی چار کلا د بھی جانے  
ادھر بھی دیکھنا برق نے اسکی جانب دیکھا عمر نے اسکی آنکھ کا تل دکھا یا برق دوڑ کر برق  
گرلا اور کہا استاد میں غبار را لیکر کولایا عمر نے جت کر کے کہا مجھ سے الگ رہو تمہارے ساتھ کوئی  
بلا بھی ہو یعنی حلقہ دعوت میں کا گرد تمہارے سلوکم ہوتا ہی یہاں تو یہ باتیں یقیناً ادھر جب برق  
باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہر اسکا فیصلہ کرنا چاہیے  
یہ خیال کر کے غبار کو روک دیا مگر میں باغ میں نہ رہا نہ پایا اسوقت اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا  
معلوم ہوا کہ برق فرنی لے گیا یہ معلوم کر کے اسنے سحر کی دستک دی کہ نہجہ پیدا ہوا اس کے کہا جا  
برق کو مع پشارہ اٹھا لا وہ جا کر اٹھا لا یا شاہ نے پشارہ سے غبار کو نکال کر بیوش کیا اور سکو  
ست سمجھایا لیکن سوا از کار اطاعت کے اسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اسوقت سحر پر سالہ آپ



جلاد یہ قادیان میں لیے آئیں لال لال اسکی سامنے شاہ کے اڑ کر آیا اسنے حکم دیا کہ اسے  
جلاد یا دو ان دونوں کو تم باہر باغ کے لیجاؤ اور کٹاؤ اور جلاد و غبار اور برق کے بازو  
کو تھام کر پرداز کی اور باہر باغ کے آیا خیال میں اسکے گذر کہ یہ دونوں مسلمان ہیں ان  
کو بھڑکھڑا کرے پر غار میں لیجا کر قتل کر تو بہتر رہے سو چکر باغ سے کچھ دو ملائیں اسکو وہ ان  
کہ زمین وطن کی بالکل شگستان تھی اور اتفاق سے اسی مقام پر فوجی عہدہ بھی مقرر کیا گیا  
کر رہے تھے انھوں نے بھی اسکی پر حجابی میں بھی لپیٹا اور وہی اب جو دیکھا تو ایک جلاد و غبار  
برق کو قتل کرنے لایا اور جلاد نے دونوں کو بٹھا کر تعذیب کیا جا کہ قتل کرے عہدہ کو  
میں پھر رکھ کر جلا سے پتیرا لایا اس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کا سہ ترش کر دو گر اسکا سر  
کی بلند ہوئی مگر وہاں کون تھا اسوقت اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ کہ جب قتل کر  
انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو پھر انہی سے رینا اتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عہدہ کا  
اب یہاں تا بارہ دی بلدی جا کہ اسمن مقام پر جو غبار رہا پتیرے کا تھام ہی راہ جاؤ میں اور  
کو جاتی ہوں یہ کہل زمین پر گری اور پھرے مچلی بکر زمین میں سما گئی عہدہ برق اپنے لشکر  
کی طرف چلے راہ میں برق نے کہا کہ باغ میں جو ساحرہ کہ فراسیاب کے پاس ہیں ہر سار  
ساحرہ سے تو ایسی حسینہ عورتیں کم گذری ہیں عہدہ نے کہا تو پھر میں جاؤں اور ہوسکے تو کہہ  
پراسکو لاؤں برق نے کہا ایک ہزار سو داؤد ان افراسیاب بھی بھیجا ہو یقین معلوم کہ اتفاق  
ہو چلے ہیں اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عہدہ جانب شکر روانہ ہوا اور غبار  
ملاؤں سوار جو غرق زمین ہوئی بہت دور جا کر شل زمینہ کے تہ زمین بزرگ لالہ گل کی اور خیال  
کیا کہ چلے اپنے ملک میں چکر لگا کر پتیرا لایا اور غبار نے فراموشی سے اپنے ملک میں چل دینا فراسیاب  
کو سب لشکر لایا پس یہی کہ اسنے آئی اور نیز و سر اڑ کر اپنے ملک میں پہنچی اسکے ملازموں  
جو ہوئی سواری اور سیاب بزرگ و خدشام ہمراہ لیکر اسکے پاس حاضر ہو گئے چار سو کینز ان میں  
وہ پارہنگی ہیں وہ بھی لباس زریور سے آراستہ ہو کر آئیں ملک دار ملا ماتہ میں اپنے آئی سب  
مال و سیاب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی یا یا یہ سند حکومت پر بیٹھی اور اسکی طرف سے فوج کا مالک  
کوہ و قار جا و نام ایک ساحرہ ہوا اسنے اگر تسلیم کی نہ رہی چار نے ہنسر کہا کہ اسے



کوہ و قار عجب طرح کا مقدمہ پیش کر کے بیان کرتا بھی دشوار ہی خیر کھتی ہوں لو سنو  
مجھ سے اور اقرار سیاب مالک طلمس سے بگڑ گئی ہر اور میں صرخ سحر چشم کے شریک کے شریک کی  
ہوں کوہ نے کہا صرخ نے جو آج کل مقابلہ کیا پھر شاہ کیا کیا جب اسدا اور رمہ جبین قید  
میں خیار انکس نے کہا صرخ نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑ گئی ہاں یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی  
خاک پانہی اسکا کچھ بادشاہ نے آج کل لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلاموں کو مالک سے تفریر کرنا  
نچایا ہے اچھا جو کچھ آپ نے کیا بہت بہتر کیا ہم آپ کے مطیع ہیں جو فرمائیے وہ بجا لائیں جب ملکہ کو روئے  
یہ عجز اسکا دیکھا خوش ہو کر خلعت سے اسکو مخلع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور لاڈلے  
سحر پر بارگاہ مال خزانہ لا کر روانہ کرو بموجب شاد ایتھو نصیر سحر کو دم ملا فوج لغت شمار اسکی سلج و  
کمل ہوئی آسمان و دوسرے ایک دودی جہاز نظر آئے لگا بہت صد آہوق و نفر سے زلزلہ ہوا  
ہوا بازو بٹ جانور ان سحر نے رو دہر پر کھو لکر کالا کیا ایک سمت تار کے مٹی ساحر بھی اور سحر  
بھی ہتھیاروں کو کھڑا کرنے اپنا جو بن دکھاتے تھے تنے ہو جاتے تھے سدا کھڑا دیکھ کر دیکھ کر

تھی سواری کے قیل کی وہ دھوم	جیسے ابر بہار آئے جھوم	آئی دولت سر سے ہو سوار
لعل ناب و گہرے صرف شار	اک مہابت کے ساتھ فیل شان	آگے مانند کوہ زر کے روان
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے	جیسے کے جوان مدد مائے	پیشین حاتی تھیں برابر یوں
صف ترکان دلیروں کی جون	بالستہ کباب میں تھے سزنگ	خجہ دیکھے کمیت چرخ ہر رنگ
تھا بہت تیز گام اسب خیال	رنگینا دیکھ کر انھوں کی چال	خلاصہ کلام عبا رانائیر گلفام

فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کر کے بازاری بیوپاری سب کو لشکر میں مقرر کر کے ترسی کوہ کی طرف سے  
راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر صرخ فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو ہیسان سے  
جب دور تر کل گئی شاہ جادو ان اسوقت ملکہ شوخ جاو و کے یہاں باج و غیرہ دیکھ کر خائف ہوا  
اور اسکو خیال عبا رکا آیا پکارا کہ ارے ہمنے جلا و جادو کو بھیجا تھا کہ وہ عبا ر اور برق عبا ر کا  
سکات لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ اب تک نہ آیا جلد تر کوئی جا کر باہر بلع کے اسکی خبر لگا کہ پیر کیا  
گذری حسب الحکم ملازم شوخ جاو و کے روئے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلا و جادو  
کی لاش پائی کہ سر شق ہو گیا ہر اور مارا ہوا پڑا ہی یہ دیکھ کر خدمت بادشاہ میں آکر عرض کیا



کہ حضور جلا درود پڑا اور غبار و برق کا کین چہ نہیں ہی نہنگ بادشاہ نے کہا کہ صابو میں  
یہ جیران ہوں کہ یہاں کون آیا جو جلا کو مار کر غبار کو لے گیا یہ کہہ کر اپنی نعل سے ایک  
لوخ نکالی اور پھر پڑھ کر اسکو دیکھا اسی میں ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلا دلیلیا اور قتل کرنے لگا  
وہاں عمر و عیار موجود تھا اُسے پھر مار کر ملاء کو مار ڈالا اور غبار راگیر کو لیکھا بس لوح سے یہ معلوم  
کر کے شاہ وہاں سے اٹھا اور کہا اگر شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت تنگ راہ میری ہو میں ہر  
انسان کو ناپاک و زنگ بھی دیکھنا اچھا نہیں اگر من خیال کر کے پہلے ہی اسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا  
میں تو مصروفِ بخش و نشاط رہا دشمنوں نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ ہذر کیا اور کہا مجھ سے  
جو خطا ہوئی ہو ملارمان جناب معاف کریں مائے کہا کہ ہم سے بہت راضی ہیں مگر غبار راگیر جوت  
گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہاں جا گیا یہ کہہ کر وہاں سے رخصت ہوا اور راہ میں سوچا کہ چلکر  
غبار راگیر کا ملک تمام ویران کر دے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہو جائیں یہ سوچ کر سنا بھر اوجھ  
عقاب پر آیا وہاں کشتی سحر گئی تھی سوار ہو کر بارہوا ترا ملک طاووسہ میں پہنچ گیا یہاں جو دیکھا تو  
سب ملک ویران نہ فوج ہرنہ دو کافین میں نہ مال نہ نہ خزانہ ہی سوچا کہ غبار راگیر پہلے ہی نیکی ہوئی  
خون نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا نالچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر صرخ میں دہلکی اسکو مع صرخ کے قتل  
یہ خیال کر کے وہاں سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانبِ ظلمات گیا اور اسکو اختیار ہو کہ ہر مقام سے ظلمات  
میں چلا جاتا رہی بس ظلمات میں پہنچ کر ایک نامہ لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ باس ظلم کیسو دراز  
ظلماتی کے لیجا کے طائرند کو زامہ نقار میں دیا کہ چلا اس ظلمات میں ایک پہاڑ ہے کہ اسکو وہاں میں  
قلعہ آباد ہو اس قلعہ کا ظالم حاکم ہی چنانچہ وہاں پہنچا تو قلعہ میں بیٹھا تھا کہ طائر نے لا کر نامہ دیا  
نہ نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے محنت ظالم کیسو دراز ہمارا مختاری ملاقات کو ہی چاہتا ہے  
اور یہاں کا ضروری ہی پس ملازم ہے کہ بغور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر  
ہمارے پاس آؤ یہ پڑھ کر اس نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ اے محنت سنخ چشم افرا سیانے بی  
مدت کے ہمکو یاد کیا ہوا ورنہ ہر کہ ملسم میں غدر بھی پڑا ہو اچھا پھر کچھ ہی ہو ہاں بادشاہ کے حکم کی  
تعمیل ضرور چاہیے اچھا تم جاؤ اور فوج کو کسب و کمل کر آؤ سپہ سالار یہ حکم سن کر غبار راگیر نے کہا اور  
اس نے جواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہوا طائر نے جواب لا کر بادشاہ کو یاد شاہ عرضی پڑھ کر



باغیان و پھر جو لوگ کہ وہ ان حاضر تھے کہہ کہ اپنے ظالم ظلماتی کو بلایا تو آتا ہو گا وہ اس  
 کیسا۔ ہر ساروں نے کہا کہ حضور وہ بلازیر ستہ ہے جس میں ہر توحیف اسکی سب کرنے لگے شاہ بہت  
 خوشنود ہوا اور اس طرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک محنت جوئی جیہاں اور شہاں کا یاد کا  
 اور ہے کے کرنے ہاتھوں میں ڈالے متقابلیں سلگا لے ہوئے ڈاڑھیان لٹکا لے ہو جہاں ہر خاکسری  
 کا گنہا سر پر رکھا ہوا گھور سنید و روچندن کی بدن میں لے تصاویر سامری و جیشید و غیرہ  
 سنیہ و جہین پر بنائے کانون میں کندل اور مندر سے ڈالے بعضوں کے سر پہلوقہ ہا ہر زری و  
 ہوسے رال و لوکل وغیرہ متقلون پر جلاتے و حوان ہوم کا بلند ہوم خانے آردرون پر لگا ہوئے  
 ہاتھوں پر محنت ننگ و خرگاہ کر دے ہاتھ سے سوار گون میں ہاتھوں کے گھٹے نیدہ ہتھ  
 کھٹکیتن ہرا ہا سپاہی لڑنے مرنے کے اسباب جہالت آرتہ گھوڑے کو ڈاڑھ پر عظم شان و آہنگ  
 چل سواری کی سپر بھی ہر بڑی ایک نسلقت ہر دونوں سے آہی بہل نہ رفت پوش قبل نشان

کوہ زرد ساقا پیش پیش جان	گل کی پا کھر ٹری ہوئی یکبار	ہاتھی آیا برنگ ابر بہار
دری پو شون کا پیش و پس انہو	اھد اللہ ری انکی شان و شکوہ	تو زمین کتنے سونے کے سہا
آگے روپے کے رنہنی کے چھا	سوئی کرتے تھے ہر طرف ہر شمار	تھے مگر فیل ابر گو ہر بار
تھیں جلو میں زخیان حاضر	جہاد کے آسمانیان حاضر	تازی ترک کی عسراقی و عربی
کوئل آگے تھے خوں جلو میں	نوبتی خوش سیاقہ ساری میں	نے نواز دن کی جان ماری میں
آج نوبت کے بچنے پر ہر گ	عقل ہوتی تھی بس گھوڑی	القہر بڑے کرو فر سے ظالم

خدمت شاہ میں آکر حاضر ہوا اور سواری سے آکر اندر قہر شدی کے آیا بادشاہ کو مجھ لیا اندوہی  
 پھر اجازت پیش کی علی اسکل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھ کو یاد کر کے سرفراز فرمایا  
 کچھ سہیب بھی اسکا افساد ہو بادشاہ نے اسوقت سب ماجراے گذشتہ جنگ جدال صریح اس سے  
 بیان فرما کر حال عمار را نیازی کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب میں اپنے سکو بلایا  
 کہ جہان او سب سے سنا کھڑا میں مجھ سے منحرف ہو گئیں وہاں عمار را تلخ بھی سہی اس سے تم ایک کیلی  
 عمار را ہی کی فکر نہ کرنا صریح جو اسکی جہاد ہو اور اسکی لشکر و فوج سہی کو عمارت کو دینا ظالم کہا  
 وہی عمار را تلخ جو گوری گوری جوان ہی حضور ہانہ میں یا قوت کی جھڑی تھی ہر شاہ فرمایا کہ ان ہی ظالم



کہا حضور ملاحظہ فرمائیے کہ میں جا کر طبقہ ہنظام کا الٹ دوں گا جہاں سب مخالف ہیں اور ہر ایک کی  
 بغایت سامری شکین باندہ کر حاضر آستان کروں گا لیکن ایک بات شرم کی اور غلاف اسطیانی  
 اسکو عرض نہیں کر سکتا ہوں اگر جان کی آمان پاؤں تو زبان پر لائون بادشاہ نے فرمایا کہ ہونچھا  
 جان بخشی کی اُسے اٹھا کر پائے تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ عیار کو میں بکڑ لائون تو مجھی کو وہ مرت  
 فرماتا کہ میں ایک مدت سے اُسے شفیقہ اور زلفیہ ہوں اور ایک دن میں بیاد مر دیتے ہیں اُس کو دیکھا ہفت

عین ہونے والا خیرین کے ساتھ	راہ طہ آہ آتشین کے ساتھ	ہونچھ سوکھے تو خون ناپ
جواب دھور و خون کو جواب ملا	بسنر خاکسب گر اہون زار	درو کا گھر ہوا دل بیسار
نقشہ وقتہ ہوا ہون سو دانی	دور پہونچی میری رسوائی	آہ جو ہمدی سے کرتی رہی
ایتودہ بھی کمی سے کرتی رہی	نار سیرانہ گر کون ہون نگاہ	دیکھتا ہوں ہزار روز سیاہ

الغاف خسروانی و غایت سلطانی سے بعید نہیں کہ یہ التماس میرا بد رخص اجابت پہونچے شاہ سے  
 سوال اسکا شکر نہیں دیا اور فرمایا کہ سب معشوقین طلمس میں ہماری ہیں کہ کوئی نہیں سر فرما  
 سے ہو چکی ہو اور کوئی ابھی باقی برائین سے ایک یہ بھی ہو کہ ابھی میرے کام میں نہیں آئی ہو  
 اور بہار کی طرح چنانچہ جب تمنائے ولی تیری ہو بھگودہ غایت کی تو اب اسکا اختیار ہی اسے غایت  
 شاہ کی دیکھا پھر نذر فی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلمس ظاہر کی جانب چلا شاہ سے  
 اسے جا کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ اہی نامہ ہننے ظالم کیسو دراز ظلمانی کو لیجا ہی تم جانتی ہو کہ وہ ظالم  
 ظلمات میں سے ہو اور پڑا مونس نہ ہمارا نوکر ہے اور خیر خواہ بھی ہو اسکی خاطر بہت کرنا اور  
 شاخا اسکی لڑائی کا دیکھا اور جب وہ عیار اناکینر کو پکڑ لائے تو عیار کو ہننے اُسے بدیا ہو وہ  
 یوچی چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل ندینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسے پڑھا اور حکم دیا  
 کہ قید تیرا بارگاہ وسیع و عالی برپا کیجا دے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم کیسو دلاؤ کی فرمائی ہو  
 حسب ارشاد ملکہ بارگاہ و گلشن نصب ہوئی ایمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب سرخ  
 اکی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ میں باہزاران احتشام و تحمیل ظالم  
 کیسو دراز ظلمانی بیان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اسکا اتر دیا وہ جب سامنے  
 آیا پسین عجب سرد و کسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکا یا خلعت ملا بیچکر شراب پینے لگا



وہ زمانہ آیا کہ شب تیر و فاشم قلم کیسے کھولے ہوئے خیمہ ہرین قدم زن ہوئی اور بیان عجبار لکھنے  
روز سفید نے گریز کی کہ اس بات

لطیف خج بلند پیشانی دیدہ نہ نے کی نگہانی تھا جو شب کو ایسا کار و بیک ساغر لبالب سے نور  
خام شجر حیرت و ظالم نافر جام بل جگ بجائے سرحد کو د ملانا سدر می کا شور بلند ہوا ہر کار و لشکر  
مخرج میں اگر بعد دعا و ثنا سے تھا ہی عرض پیرا ہو سکے دی ملک عالم ظالم کیسے دراز ایک ساور ظلم  
آیا ہر اسنے اپنے نام طبل جگ بجوا دیا یہ مخرج نے خبر شکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جگ بجو ہر  
بھی شور و شکر اٹھار ہوا ہر ایک صدک طبل بوقی شکر خبر دار ہوا کہ کل پھر مگر کہ جگ در پیش ہے قدم در  
میدان میں پیش ہر وہی شکامہ خیزی و سرکہ ہیزی جان دینے کی اسکا رہو کی لڑائی کی ایک  
ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور مبارک ان مجمع عیامت نظر آتا تھا وہ میدان جگ میدان حشر  
سپاہ فوج میں یہ گرد و غبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار لون کرتا تھا کہ جیسے کمر پڑتا تھا  
فلک شہود کیفیت شب ہمار دکھانا ہر قدم پر دیان قدم کھٹے سے ہو چکا آسمان کا اینو سپاہیان چال تھا  
تفنگ اٹھے سحر کی کثرت تھی کسجا کما فون اور کشون کی شدت تھی تلواریں اسی حقیقت ہوئی یقین کر دیا تمام  
سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے زرد لون کی جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کا خانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا  
ندیر جان میں برپا تھا کسی جا روشنی کہیں اچالا تھا کوئی سا رخچہ نہ منہ پر لٹا کسکا منہ کالا تھا اگیا دل  
کی و کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لونا چاری بھی بیان آتے ہوئے ڈر گئی تھی جو بر آتا تھا  
سامری اپنے تین بتاتا تھا زبردستی جاتا تھا میدان فلک سے آگ برسی تھی آتشازی سحر کی جھپتی تھی حال تھا

قصیدہ گرا کی شجاعت کا کڑواں میں	بجائے تلخ خیر ان کے برابر	افسانہ کہوں کے جو شمشرد و دم کا
و شمن کو سلاؤن میں میداں کے برابر	تلوار تری روز و غبار برق نظر کے	سر و شمنو کے قطرہ باران کے برابر
گر کاٹ سناؤن میں تری تیغ و دوہ	ہو ملک و شہر جو شان کے برابر	بجلی گرے شمنو یہ جو ہوس فلک تیغ
سایہ بھی ہر اک برق و خشا کے برابر	ہر اس فلک سر بہ ایک غیث کے برابر	دائیں جو اگر انکو تو پس لے کے برابر
جائیں کبھی مشرق کبھی مغربہ چھٹا	بجلی سی بھی گنبد گردان کے برابر	بجلی سیل سیت ہر ایک شک و شبہ
ماکد حیرت و نکامہ تاباں کے برابر	غرض رات بھر ہمت عساکر حیا شجاعت کا بناؤں سنگار و جہت زمانہ	
کریں فلک کی گردن پر ملبان زمین تن ہر سوار ہوا اور سپہنیکیں لیل دم و بار بھاگا کہ اس بات		



صبح کا دم بھی دیر کیا نکلا نہ نکلا تو کانپتا نکلا راز شب کشکارا ہوتا کرنا شور و غلہ دیا رات بھر  
 جسم مخرج و بیمار و شکیمن مود و غیر ہزاران گنت شکست تختہ ہا و سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین شج  
 میں یقین و قوت کا شور ہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہو ایک طرف سے ساحر طائر سحر و آواز دراز اگر طے کسی  
 سمت بہادر نخل گھوڑے کو دار و اندہ ہوئے تختہ لے زمین کا رو سے ہوا پر چلنا آفتاب کی خورشید ہر  
 آفتاب نکلا ہوا مکھائی دیتا سا دیکھ کر کارو سے ہوا پر کتے نقار سے بلند ی پر جو بختے کر و بیان فلک  
 کو خیال ہوتا کہ قلندہ فلک پر نہیں یہ لوگ جلا کر ن ہرمت با ڈیا لشکر کی نشان میں نقسوی کی زبان پر نظم

ای تہ سے در سے جگر شردن آب	دشمنوں کو رو بہانہ مضطرب	بانی کی صفہ ہر کو بخون کی قتل
لشکر کی اس فوج کا ہر اک عتاب	موج زن جہد صحر و یہ دریا مرج	بستیان ہر سمت کی جیسے جباب
گرد اس شکاری گریو بلند	بہر زمین و آسمان میں ہر عجب	جائے دشمن جون سبک یا مسخر
وقت گرگ عیش نے منہ نقاب	ریست و اس کے زمین گردن کشان	تا قیامت وہ رہے مالک تی

رہی غم بچل سے داؤ گاہ مضامین کر یہ سب نخل پر نچے ہر طرف طبل خباب جو اگر ظالم کیو از ظلماتی ہی  
 بارگاہ میں آیا تھا اور سور ہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان چلے کو تیار ہوا لیکن نے بڑا ہنس  
 و پندار کہا کہ ابھی بہت سویرا زمین ایک دو کھڑی میں تو سب خطا کردار دن کو بکھڑو کا لشکر گئے طے زمین  
 بازی طرح کی کھیل کر آتا ہوں یہ کیکے شطرنج بھال کر صاحب جون شطرنج کھیلے نکار وانی کی کچھ بساط نہ سمجھا لیکن  
 عیار و کی جانب سے طے بڑے فریون کو مات کر چکے ہیں ہر طرف ہر جگہ دوڑاتے ہیں گو وہ خیال نہ کرے  
 میں ہنسنا ہوتا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھیرا جادو کر کے اکی بارگاہ میں کیا اُسے شطرنج کھیلے کھیلے ایک  
 مقدمہ مارا اور کہا بازی چنے پائی یہ کتنا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ کیا پلڑ کر ستے  
 دیا اُسے ہتھسار کیا کہ تو کون ہو اُسے کہا میں ملازم حیرت جادو کا ہوں اور سامرو ہوں ظالم نے کہا  
 نہیں تو عیار ہی ضرغام فے کہا میں عیار نہیں ہوں اُسے سحر پڑھ کر جو کھنڈ کا روغن عیاری اُسکے چہرے  
 پر سے اڑ گیا سحر سے ریاضت کیا مسلم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہی بس یہ دتیا کر کے اُسے نام لکھا  
 عیرو کھلائی عیرو کھنے لاکھون سا دھار دھارے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤ گے اگر رسی  
 دشمن کرو گے تمکو عیار و سحر و غوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ میں خیل ہونا مناسب نہیں میں  
 تمہارے طرفدار سحر و سحر کرنے آیا ہوں نہ دراب ہوں مکادی کو نہ دوڑاتا اور رہ رہو دکی



کو کام لھو تا یہ نامہ لکھ کر غلام کو دیا کہ اپنے استاد کو جا کر دینا اور خطا تیری بھی سزا فرماں جاوے اس کا نام غلام  
وہاں پہلا تھوڑی دودھ جا کر ول سے کہا کہ تم اس طرح کے باپ کے نوکر تو ہو نہیں جو بایں بھاد اور پیام سلام  
کر دینا عیاری کر جب جاتا بارگاہ میں نامہ بھی دیکھا دینا خواجہ ابھی میدان جنگ میں آئے ہوئے وہ  
نامہ کا کیا موقع ہی یہ سوچ کر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بنا کر بارگاہ میں ظالم کے کیا اسے  
پھر کھر سے فٹیا کر لیا اور پنجہ کو بھیج کر قتل کر لیا اور عفتت منج چشم کو بلو اگر کھسا رکھی تو  
اسکو پکڑ کر لپھا اور حرم کے یہاں چھوڑا عفتت ضرغام کو لیکر آٹا اور سانے لشکر جنگ آنے  
کے لاکر آئے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ آتا تو نے نہ تھا تاخیر اب بھی ارادہ نہ کرنا ورنہ مارا جائیگا ضرغام نے  
لشکر میں جا کر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کما حقہ واز بہ میدان میں کھڑا تھا اسوجہ چپ ہو رہا اور  
کچھ عرصہ میں ظالم بھی سوار ہو کر چھوٹا لشکر میں پہنچا عفتت کی فوج میں گھنٹے بجے ہاتھوں سے ٹھٹھکے اور دریا  
و مان پہنکارے ناریج نہج ناریل پھلتے پھرتے رسول پھل پھلتے تھے جو کاسامی کے شور میں میدان  
سینے لکڑیاں پناہا یا جب عفتت کی فوج و دونوں جانب ترسیب پذیر ہو چکیں جیسا عفتت ظالم کی  
طرف سے میدان میں اجازت لیکر آیا اور بعد شمع شوری و نیز کی سحر دکھانے کے بار طلب ہوا  
سرخسار جاوے نامہ ملازم حرم نے اپنا اثر در اس کے مقابلہ میں نکالا اور حرم سے اجازت لیکر سانے اس کے  
گیا اسے ایک ستارہ بچہ مارا سر شمشیر خانی دیا اور ناریل اس کے سینہ پر دکھایا اسے بھی غالی دیا اور عفتت  
اگر اپنے کان کنڈا مار کر جو مارا وہ کنڈا بجلی بکھر جو کہ دھڑک دھڑک کاٹ گیا شور اس کے مرنے کا بلند ہوا  
دھڑک دھڑک بھائی بخوار اس سانچہ کو دیکھ کر تڑپا لایا اور حرم سے اجازت لیکر بہر مقابلہ آیا جیسا کہ عفتت  
کنڈا پہنچ مارا لیکن یہ بہادر زمین میں سمایا کہ کنڈا غالی کیا اور پشت پر جیسا کہ زمین پر لگا اور لگا  
کہ سبھل و جب سبھل و اسے ہتھیارے ایک تلوار سحر کی نکالی کہ بجلی بکھر وہ تنوع آبدار بھی جیسا کہ عفتت  
گری اور اسکو بھی کاٹ گئی قتلہ اور گیر اس کے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہاں جو ظالم نے دیکھا سب لشکر  
کو روک کر خود آپ بہر مقابلہ نکلا اور میدان میں آکر لکھارا کہ اگر فرقہ کچھ امان آؤ میرے مقابلہ میں بیٹھنا تھا  
کہ ملکہ بہا اپنا طاؤس خوش نگار بڑھاکر شاہ حرم کے آئی اکھرا کر ملکہ سیلور ہنے والا ظلمت کا ہو جسکو  
ظالم نے غصہ میں لکڑی جاوے دیے سامنے مارا بنجائے گا میں اس کے مقابلہ میں جا کر نصیب آزمائی کرتا ہوں  
اس کے پھر میرا نصیب ملکہ حرم نے اسکو ملے سے لگا کر رخت کیا یہ مجھ بہ خوش تقاضا شیریں ادا دل لشکران



پامال کرتی خانی انگلستان اپنی کیا دکھائی کہ قتلہ عالم ہونا اپنا جاتی زلف و سار پر سکے ہستی تھی یا کہ تھی تو کسی  
 سب شمعون کو پریشان کر ڈنگی چشم فشان کا ہزاران شمعونی اشارہ تھا کہ حرکت غمزہ نے میرے ہزاروں شکر و  
 پامال کر دیے ہیں اب بھی مخوف شکر اند کو حیران بنا ڈنگی چہرہ میں بان آفتاب تابان و مگر می کہ جیکے با آفتاب  
 کوئی سانے شہر نے کی تابان لاسکے ہنرنگ لیا کہ دشمنوں کو راہ عدم دکھا عجیب جس لاجواب کی اس کے بہار تھی تھی  
 سراپا وہ بہار تھی کہ اسیات

دیدہ گل میں ہاگہ اسکی	بگمت گل کرورہ اسکی	چشم برہ سارہ اچھن اسکا
نقش قدم تھا یا سمن اُسکا	نحل آفتہ اُسکے روکا	بیل اک زنجیرے سوکا
جب وہ چہرہ تابندہ ہوا	ماہ و دہفتہ شہ مندرہ ہوا	زلف اس چہرہ پر تابندہ
کا کل صبح سے خوش آئندہ	دیکھ اس رخ کی نور افشانی	اشمع مجاس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروع افراہے مجاہد دو بیانی سے اس ظالم ظلم کے جا کر ہو چکی اسے اسکی ستور دیکھ کر ایک حقہ مازاد  
 کہا کہ خوب تونے اچھو کر یا پیش سے پانوں بانہر کا لے کر میرے مقابلہ میں آئی مجھ کو بھی تونے افراسیاب تھے رکھا ہی  
 افراسیاب تیرے عاشق ہیں وہ طرح دیجاتے ہیں لیکن میرے ساتھ سے کو بیکر کمان جائیگی اچھا اپنا ارڈن باغ  
 سو بنا زکالے بہار نے یہ نگر خیال کیا ہو پلے مار چلے وہ ہی میری یہ زبردست ساحر شاید تجھے مہلت سحر کی ملے  
 بہت تو سحر کہ اپنا کام پہلے کرنے یہ سوچ کر اسنے طاؤس سحر جست کی اور سحر میدان میں کھڑے ہو کر کچھ ہوسن  
 پڑھا اور پکاری کہ اے بہار آؤ اس آواز کا دنیا تھا کہ لکھا ایک ہوا سحر چلی نکھن ہر ایک کی بند ہوئیں پھر جو  
 زنجیں نکھن سحر چمنستان بنایا اور اس چمنستان میں لالہ دگل لگایا ہوش پر فصل بہار تھی گلشن میں  
 آمد یار تھی باغ بالکل فرنگستان تھا بسنل شبنم سے بوڑیا لون پر چھڑک کر پریشان تھا شمع نازک کہ قہرنگ  
 سے دست نازک کاکیت تھی ہر گل کوچہ نماز کے پانوں کے اسیاب عیش سمیت تھی شگوفہ گیلہ اس کی شکل  
 غنچہ تولیہ کی خراب کی تھیں ہوسن بھی اودسی بانات کی کرتی پہنے تھی اپنی شکوہ کھاتی بھگت تاب تھی جب ہوا  
 چلتی تھی تیون سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے لپٹن چائی تھی ماررگ ابد بہار کو  
 کھلے کر نیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا انگرزی باجا بجا یا تھا اس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ اسیات

اپنی مکین چلتی ہوئی دکھانے کے	آپنے گی جو کین نہر سو بھلی کر	نے نوزی کے یہ کھو گار نہی تھا
آکے دکھلائے بیل بھی ہو کر کان	ایسا نذر کو غیش کے گھر لیکے بیا	ایسے چوک بنے میں چلے گی بن



نکست آگنی محل کھول کھلی کا کرا	ساتھ ہو سکی نزاکت بھی ہو سکی	حوض صندوق فرنگی شے بہ ہونے
اسین ہو زینگے پر نیا دھجی کھن	کیا تعجب ہو کہ فوارون کی ہونے	رہد کے ملن کھن ایسے کہ ہون ہون

جب ایسا باغ پر بہار تیار ہو چکا مگر بہار اس باغ میں داخل ہوئی اور لباس پر تکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن و جمال کی پھین دکھانے لگی ہوا سر پہلی لشکر کی ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھوٹے لگے اور شمع عاشقانہ ہر ایک نے درو زبان کے کوئی پکارا کہ درجانی ملکہ ہمارا ہمتو تیرے فرمان بردار ہمین بیت

یون نام رہینگے کب تک جی میں کام کریں	رسوا ہو کر مارے جائیں جھکو بھی بدنام کریں
کبسی نے آواز دی کہ اے میرے دل و جگر تیرے حسن و جمال کی توفیق کروں کہ مطلع	کس سے مشابہ کیجے جھکو اہ میں ویسا فو نہیں
ایک انہیں سے بولا کہ اے راحت جان و عمر مطلع	

دل کے گئے بیدل کھلائے گرے دیکھیں کیا ہوں	محزون ہو میں غمغون ہو میں مجزون ہو میں
اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار میں یہ اشعار کہتا ہوا جانب بلخ روانہ ہوا	

کہان تک شوق مہلت میں میں	ہینن جی بھر کر تا کیا کریں ہم	ہینن جان ٹھہرتی ٹھہرتی ٹھہرتی
ہینن دل ہانتا سمجھائیں کیرنگ	کہان تک آکر دوسے ہنشین	رکھے داماندہ خلوت گزینی
کہان تک سوز شوق ہمکناری	کرے یون گرم جابر میں ہماری	کہان تک اشتیاقی بوئے لب
فسون خندان قمان و جوش	کہان تک طوق ایام جدائی	کہان تک عرض غم کی نارسائی
حریف یاس اک مدت ہو میں	خبر لے جلد اے ظالم کو میں	ہینن بتیا کہ جی پر عرقیات
رہے عاشق کشتی تیری سلا	جب لشکر اسی طرح دیوانہ وار رہے غلے ظالم نے کچھ خاک ڈھاکر اپنے	

لشکر کی جانب اڑا دی وہ خاک چلے سر پر جا کر رٹی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہوا پھر کچھ سے شورو خور خانہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصیر سکون کر چکا تو پکار کر کہا کہ واہ بی بہا ہر تمھارو کیا کہنا بس اے بھر پر نہیں ناز قائل ابا اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس نوحہ کرنے پر بہار نے اور زیور اپنے سحر کو زور دیا لیکن اس ظالم کو کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے اپنے گیسو کو دراز سے ہالوں کو تھوڑا کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر چپان کے نیچے اس زنجیر سے اسے بڑھ کر حکم دیا کہ جا اور اس لشکر



حسنگ ناکار کی نوع کونے سردارین باندہ اور ایک بل اور نور کرکشت بانغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا  
کہ جاتو اس بانغ کو بہار کے تاراج کرکے بہار کو مع کینزوں کے پکڑ لادہ بال زمین پر گر کر ایک ازور زخو خوار  
تھا اور شعلہ آگے آئین چھوڑا ہوا جانب بانغ نگارین بہار روانہ ہوا اور بانغ میں وہ بانگی جب پہر بخاؤ  
ایمان تمام دشت ویران بن گیا جہاں ایسے موزی کا گزر ہوا اور اس ازور کا یہ حال تھا کہ اہمات

وہ تھا بانغ اسے سب ہولناک	دم اس کے نے وان کی آوازی تھی	کہاں سایہ اسجاوہ بنہرہ کہاں
درخت اسکا جاتے رہے تیغ و لہ	سدا و صیب کی ایسی بلند	بلگر چاک تھے سب ہوا پر مرند
ازرا اسطرح بانغ میں بس غبار	کہ وہ بانغ تھا ایک تار یک غار	پہونچتا تھا گردون لاک شومر
ہوا صاف ہوئی نہ دو دو پہر	جدھر ہر نظر دیکھے لگ جاک	وم و م کشتی لب پہ کھیلے ہی ناگ

خدا کی مادر اس بس کی کانٹھوں نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلاد لیے جو  
شجر کہ پھولا پھاتا تھا وہ اب چار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس بانغ اور لاک کا دل ہی آتش سے  
داغی ہوا ہی خاک کا دل ہی رنج سے خون ہوا ہی سوسن دھان گئی ہر جگہ ہی مٹی ہے سبند  
برج و حوٹن کا پتا دیتی ہر نہرین خوش کھا کر اپنے لکھن جیسے کوئی پانی کھولتا ہی ترکیب بند

یہ گلستان سرگنا شاہین ہوا	وہ تو بہار کشتن دنیا نہیں رہا	افسوس کوئی پردہ نہیں پردہ نہیں
و دشمن جس سے خشت سوڑا نہیں	حیف اپنی تلکامی و شوریدہ سالسی	جس سے کہ زندگی کا مرقا تھا نہیں
اپنی خرابیوں کو کہاں کے جارو	وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں	ہر دم جبین آئینہ آلودہ تم سے بقی
یہ آہ تاب حسن ہی کے دم تھی	جب وہ بانغ سب جلا خاک ہوا اس ازور و دم کھینچا کہ کینز ان لکھ	

اور بہار جادو و سب کھینچ کر اسکے نار دہن میں حل لیکن اور وہ ازور پھر کر سامنے ظالم نے آیا بہار کو  
مکینز ان کے نے اکل یا ظالم نے قید بحر میں مبتلا کر کے اسکو تو لشکر یوں کے حوالہ کیا اور آپ لکھتا رہا  
آگے جرمعا اسوقت خواجہ عمر و دیگر عیاروں نے دیکھا کہ معاملہ خباثت و مہیب یقین کاس ہوا کہ کچھ  
لشکر کی شکست ہوگی بس یہ جان کھار عیار کو سب لشکر نے کل گئے اور وہ زخمی و باہون کی بنی تھی  
وہ اگر لشکر یوں کے دست و پاؤں میں لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے بند  
کو آئے جگر طلیا ایک ہی سی میں یہ بچارے سب بند سے جو جو کہ بڑول تھے وہ پہلے ہی سے وقت  
ناراجی کلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقی ماندہ اسوقت بند سے جو بچے بھاگ بھاگ



لشکر کی بند ہو گئیں وہ چل پہل اور رونق سب ٹنگتی جو جو لشکر کی کہ پھلا پن کرنے آمادہ ہونے پر ہو  
 ایک سو مہنت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اپنا تیرا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زور و کشت کا ہنگامہ برپا  
 رہا غزوہ بھی گرفتار زنجیر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ایسا  
 کیا ماجرا لکھون میں کہ تاب تم میں | ہن نالہ دے صویر قلم میں | رشت مری نگاہ سے ہو کیوں ملے  
 آنا نظر وہ سلسلہ خم خم میں | آواز دے دے کی آتی متصل | گردون ظلم گنبد ماتم سے کہہ میں  
 غرض اس زنجیر میں بصد ستم یہ سب بابتہ رنج و الم بھیجے ہوئے چلے اور سامنے ظالم کے دو رخ  
 لے آئی اُسے ہر ایک کو طوق و زنجیر چھا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجا کر پھر اپنے لشکر وین کو حکم  
 کہ انکی بارگاہوں اور مال خانہ پر جا کر قبضہ کرو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہوں یا اٹھا شاہ طلسم کی ختم  
 ہو کر میں اسوقت تک کوئی اسباب نکالتا نہ کرے بارگاہوں پر ان چاروں کے چہرے مقرر ہو گیا اور پھر  
 بارگاہ حیرت میں آیا شکار نے اہلی کمر کھولی آسودہ ہوا اور اسے حیرت کو آکر مذہبی اور عرض کیا کہ  
 مبارک ہو میں نے سب باغیوں کو گرفتار کر دیا حیرت نے اسوقت عرضی خدمت شاہ طلسم میں اس  
 فتح کی لکھی کہ اسے بار شاہ دی شان ظالم نے اکروہ کا نمایاں کیا اور کہ زبان اس کے وصف میں تبار  
 اب سب کچھ اہل اسیر سلسلہ بحر میں اب جو کچھ حکم دین وہ عمل میں آئے بلکہ اگر فلاح ہمایون میں آئے تو خود  
 قدم رنجہ خیز کروں تو کون کو قتل فرمائیے یہ عرضی تو پہلے کو دی کہ وہ لیکر بار شاہ کے پاس گیا اور حیرت  
 کو حکم تریتب جن ویا اس عرض میں وہ زمانہ آیا کہ ظالم نے زنجیر کھانسان میں قہر و دوز کو گرفتار کیا کہ نظر  
 خواب سرخوش نے سر بگاڑ رکھا | بخت بیدار نے سلاے رکھا | رہی پوشیدہ گر مجھوشی شب  
 کھل گئی عجب یہ وہ پوشی شب | رات کی ظالم نے اپنی بارگاہ میں آکر شرابجواری کرنا شروع کی جب  
 دماغ اس کا شراب سرخ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر میں  
 غبار انکیز جادو کا پتہ نہ پایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس سے پہلو میں سوتی دکانا کامی کہ  
 اتنی محنت میں کی پھر بھی وہ جلوہ برد از حسن غلی کا یہ رات کیسی ہجر و لہار میں گذرتی میری یہ سوچا بیتیایا  
 کرنے لگا اور کہتا تھا کہ سے | بزم طالع کو بھی زوال ہوا | اپنا کھر حنہ و بال ہوا  
 تعلق و جوش منغل کیا کہ | مجھ سے بیتیایاں خج کیا گیا | کہ غم ہجر و گاہ باس وصال  
 ہون زمان و مبدم تیر حال | کبھی جون سایہ خاک پر گرنا | کبھی بلیاب دوڑتے پھرنا



طلسم ہوش مڑا

کسی خوش شریک طوفان بارا جسے آہوں کا باندھ دیتا تھا اسی حالت بیقاری میں اس بات پر قرار آیا کہ جو کوئی شریک صریح ہوا وہ ایک لشکر میں موجود اگر غبار بھی شریک رنج و رجت صریح ہو تو کیوں لشکر میں نہیں ہو اور اگر نہیں ہو تو انہیں لوگوں نے تیرا عاشق ہونا شکر اسکو کیسں چھپایا ہے کچھ در وقت میں اسکو رلایا گیا اور انہیں لوگوں سے اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائیں تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہو پس یہ سوچ کر جان سب قید تھے وہاں گیا پھر ایک اسپرلسا عسکر کو زنجیریں دگڑند سے پریشان حال شدہ خاپا یا فوطیہ غصہ سے زبان پر لایا کہ اے مفریان مکار تم لوگو نے عیاروں کے ہمراہ رہا جیسا مزی سیکھی ہو بہتر اور لائق یہ ہو کہ جلد بتاؤ ملک غبار اٹکیں طاووس سوار کہاں ہو میں خوب جانتا ہوں کہ تم ہی نے اسکو کیسں چھپایا ہے ایک نے یہ گفتگو سے لاطائل اور بے منتظر اسکی شکر جواب دیا کہ ہم کو اپنے دین و مذہب کی قسم ہو کہ ہم اسکے حال سے فی الحال مرگاہ نہیں ہیں کہ وہ شہزادی اب کہاں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک میں ہونگی یا جہان زندگاہی چاہا ہو گا شریف رکھتی ہونگی ہم کو انکا حال کچھ معلوم نہیں ہے اسنے یہ شکر کچھ بھر بڑھا کر زمین سے چند میلے مازیانے لیے پیدا ہوئے اسنے حکم دیا کہ مار دو انکو اور قبول کرو کہ یہ ملک غبار اٹکیں کو بتائیں پتے سارے یہ رتازیانہ زن ہوئے اسوقت سب نے رشک حسرت رخسار پر رہا ہے اور کہا اے ظالم اگر تو ہم کو مار بھی ڈالے گا جب بھی ہم واقف نہیں حال غبار سے کچھ نہ بتا سکیں گے اسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم لیا تو کرائے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاؤ گے پھر کیا ضرور ہو کہ تو اپنے جبر و تعدی کر کے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پٹکھا سے مازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب کر دیا اس اثنائ میں خواجہ عمر بھی فکر غیاری میں سحر بنے ہوئے اسکی بارگاہ میں آئے اسکا تو سحر نظر ہوا کہ جو کوئی عیار آتا ہے سحر اسکو خبردار کرتا ہے چنانچہ خواجہ کے آتے کی بھی اسکو خبر سحر نے دی اسنے پوچھا کچھ بھیجا کہ وہ آکر عمر کے پٹ لیا گیا اسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ دی عمر میں نے پہلے ہی تمکو نامہ بھیجا کہ گاہ کر دیا تھا کہ تجھ کو عیاروں سے کچھ کام نہیں رہی میں سحر سے لڑنے آیا ہوں بس یہی ہوا کہ میں سحر سے لڑا اور انکو بافضال سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناعی زنی جان لینے کو آئے چھا اگر آئے ہو تو ایک طبع سے تمھاری رہائی ممکن ہو لینے یہ بتا دو کہ غبار اٹکیں طاووس سوار کہاں ہو اسلئے کہ اس صاحب حسن جمال پر میں ہزار جان سے شیدا ہوں اور اب میں نے



افراسیاب سے اسکو مانگ لیا یہ کہ کمر لیک آہ سرد دل پر دروست بھئی اور راز راز بزرگ ابرو ہا  
جیب و دامن کو ترک کیا اور بچارا کہ نظر

دلدار تجھ میں ہی بے کل بہت	نہ جی کو مرے بے مل بہت	کسین یوں فراموش رہتے ہیں
بہار تر عشق ہے یادگار	ترجم کہ اب بھی کیا کچھ نہیں	ملطف کہ ہم میں رہا کچھ نہیں
مگر یوں کہ افسوس باقی ہے	کل تر پہ چند اوس باقی ہے	کھٹی جان جاتی ہی یوں ہنر
تلف جیسے ہر دم ہو آب روان	انہو جاتی اور کاش رلفت ہا	اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمیں

عمر و بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور گویا ہوا کہ ہمارے عشق بھی کیا بد بلا ہے اور ظالم جب میں مختاری  
معتوقہ غبار انگیز سے ملاتی ہوا تھا تو اسکو بھی قیاب اس تب و تاب میں دیکھا تھا اور کہتی تھی  
کہ اور کاش یہ جان فرین بکھجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منہ سے کہا جاتا ہی نہ اس بن رہا جاتا ہی اب نہیں  
معلوم کہ مختاری ہی وہ سودا ہی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اسکو لٹائی تھی میں تو جانتا ہوں کہ دل سے  
دل کو راہ ہوتی ہی یہ مختار ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بقرار کے متاع کسی کہا کہ ابیات

محبت سے کسکو ہوا اور فراغ	محبت نے کیا کیا دکھائیں داغ	محبت اگر کار پر داز ہو
دلون کے تھیں سوز سے ساز ہو	محبت عجب ترک خو زیر ہو	محبت بلا سے دل آدیر ہو
ہوئی اس سے شیریں لی چاہا	کیا اس سے سیلی نے خیمہ سیاہ	اور ظالم میں جانتا تھا کہ تم بہت

بڑے ساحر ہو اور میں جاؤ گا تو ضرور پہچان لو گے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر میں آپ سے  
اس ماجدے کو شکر تبارے پاس کیا ہوں کہ تم صرخ وغیرہ کو زرد کو بکر کے حال بچار دریاقت  
کرتے ہو پس میں کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہے جا کر بیان کر آؤں اس کلمہ کو شکر ظالم خوشنود ہوا اور  
ہنسنے لگا پھر عجب و کو پچھ سے سحر کے چھوڑ کر کہا غریب میں بہت کچھ تمکو دینگا اگر میری خشوۃ دلنواز کا حال  
بیان کرو گے عجب و نے کہا کہ جب تم باغ ملک بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درخت  
کوہ میں بیٹھی رو رہی تھی اور غم اسکا یہ تھا کہ میں بھی جا کر اپنی جاؤں مگر کستی تھی کہ اگر میں ظالم کے  
مقابلے میں جاؤنگی تو اوپر مجھ سے بیب غم رلفت سحر نہو سیکتا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیتا تو حیطہ  
میں میل اس سے کرنا چاہتی ہوں وہ سب مطلب میرا فوت ہو جائیگا اس لحاظ سے اسکو نہ رہا  
رفتہ نہ پائے ماندن تھا ناچار ہو کر وہ مختار سے مقابلہ میں نہ آئی آخر میں نے اس سے کہا کہ اب



کو تو میں جاؤں ظالم کی خبر لاؤں کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہے یا نہیں کچھ ذکر کرتا ہوں اپنے ساتھیوں سے  
 کہتا ہوں آہ سرد بھرتا ہوں یا نہیں بس میں یہاں ہوں یا تو تمکو سرگرم نالہ و فغان یا یا مر صاوی مرو میدان  
 شقی ہی چاہیے جو کچھ کہتے کیا اللہ داری جو خشن خیال یا رک کسی حال میں مشوقہ کو دل سے اپنے نہ بھول  
 آپ اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہوں ملک کی اپنے ملک کی کہ میں جاؤں اسکو لے آؤں گھا اور جسے  
 ملاؤں گا لیکن آنا خیال رکھنا کہ تم نے اور تو سب میرے طرفداروں کو گرفتار کر لیا ہے مجھ کو  
 طلسم سے باہر نکال دینا ظالم نے یہ سکر قسم کھائی کہ میں آپ بھگو طلسم سے باہر لیا جاؤں گا اور شاہ  
 امیر میں پہنچاؤں گا اور سو لاکھ روپے بھگلوں گا اگر تو میرے یا رکنوں کو لیکر آئیگا اسنے کہا  
 تو پھر آپ بھگلوں گا کرو بھیجے کچھ دیر میں اپنی مشوقہ کو مجھ سے بھیجے ظالم اپنے دل میں سوچا کہ اگر تو  
 گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو جہاں کہیں یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اسکو ہار دینا چاہیے شاید کہ لالچ میں آکر اور اپنی  
 جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا اس خور پائے عمر کو  
 رہا کرو یا خواجہ وہاں سے جست و خیز کر کے ایک درہ کوہ میں آئے اور زینیل پر ہاتھ رکھ کر پکار سے  
 کہ دادا جان خیر سنہ روم پر جب میں گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اس کے غلاموں کے اٹھا کر میں نے  
 زینیل میں رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمایے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کھڑکڑیل ہے  
 اسی پہلوان رومی کو نکالا اور اس سے کہا کہ بھگو پہچان کے ہونم عمر و عیار وہ ڈر کیا کہ شاید  
 قتل کرنے کو مجھے زینیل سے نکالا ہے بس گڑ گڑانے لگا کہ اے شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہے  
 ہو آپ بھگو قتل کرتے ہیں عمر و نے کہا اے بھگو چھوڑ دینے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک  
 شخص کے پاس تمکو عورت بنا کر لے چلتے ہیں جب وہ تم سے لپٹے اور ساس کرے اسکو مار ہی ڈالنا  
 چھوڑنا نہیں اسنے کہا حضور میں ہر چند کہ قید میں ہو کی بھوکا پیاسا رہا ہوں لیکن ٹانگیں حرامزاد  
 کے چیر ڈالو گا عمر و نے شاہش کھڑکڑپٹ پر اس کے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تم سے بچھے تو کہنا میں  
 کہ غبار انیکم ظالم ہوا ارجادو ہوں یہ کہا اسکو بخوبی سب حالات سے ماہر کر دیا لیکن بتلا دیا کہ  
 یہ مقام طلسم ہوش ربا ہے اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش سے اور تم سے مقابلہ ہی چنا کہ  
 اسنے ایک ساحل ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہے اسنے آکر ہمارے طرفداروں کو پکڑ لیا ہے اور ملکہ غبار نے  
 پر وہ عاشق ہی اسکو مجھ سے مانگتا ہے میں اسکی صورت بنا کر تمکو اس کے پاس بھیجتا ہوں خبر دہی کرنا



مار ہی ڈالتیا پہلوان رومی نے منظر کما آپ دیکھیے گا کہ زمین کیا کرتا ہوں عمرو نے اٹل گھلے سے دکھایا  
 اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر بعینہ بصورت کلمہ عیار انگیزا سکودا یا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ  
 عیار انگیز بھی اُسکی صورت کیستی کو ہزار جان سے عاشق ہوتی ماتک سر پردہ نکالی کہ نہ کوثر ظلمات  
 یمن گویا جاری ہوئی یا شب پر بھور میں کھلشان کی روشنی طاری ہوئی جہین بین کو جو کوئی دیکھے  
 نیا تماشا نظر آئے یعنی خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو متاب ہی آفتاب  
 عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر نور مجسم قائم ہو پیر حسن کا معجزہ عیان ہو صراف  
 ملک سے چاند اُترا ہوا نظر آئے لوح سین تویرانی تشبیہ ہو برق تجلی کہنے کو طبیعت غش ہوئی  
 گھاہ طرفہ آفت نہی بلا فسون سازی کا سارا نقشہ ان آنکھوں سے اُبھار پیدا ہر گردش میں ظاہر  
 ہزاروں ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ و حیات کا پیدا اندازہ گورے گورے کال پھول سے بہشت  
 قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل ہلکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ بین تنگی سے جاے سخن  
 نہیں صاف تو یہ کہ پیدا دہن نہیں سینہ پرستان کا ابھار نایہ شرد و جانب مقابلہ میں شمش و قمر  
 قمر کو نور کے دونوں کینہ بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کر ایات

مرثہ بخت عاشق کی برکشتگی	اگر ایک عالم کی سرگشتگی	قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان
قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان	وہ نازان جد صوفی تھی اچھیلی	قیامت ہی آتی بلو میں چھیلی
ہلے اُسکے ابرو جد صوفی کے ناز	کرے اس طرف ایک عالم نماز	پھپھین اُسکے غمزے میں کتنے نہاں
نمایان ہوئے سب یہ مرگ جہان	وہ مردوں کو زندہ دوبار کرے	سیحا جہان سے کنارہ کرے
ہرے مفعول رنگ رخسار سے	خجل لبک انداز رخسار سے	خضر تشنہ ہوا اُسکے دیدار کا
سیحا شہید اُسکے بہیار کا	سوا اُسکے باتون کے سب باجریں	جسے شکے مردے بھی جی جاتی ہیں
غرض اور سب یونہی کہنے کو ہیں	سیحا کے لب یونہی کہنے کو ہیں	جب وہ پہلوان اس خوبی د

شمال سے تیار ہو چکا اس وقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوئے اور راہ کترا کر ظالم کی بارگاہ میں اُسکا  
 لائے وہ انتظار دیدار میں بیٹھا رو رہا تھا منہ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے  
 اُسکے کھڑا ہوا اور چکا را کہ بیت

شکل نسیم بہ جرتیری کروں ہوں مستجو	خانہ بخانہ وہ بدہ شہر بشتہ کو بہ کی
-----------------------------------	-------------------------------------



یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری  
 میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش  
 ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر  
 لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو  
 غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا

یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری	میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش	ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر	لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو	غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا
یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری	میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش	ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر	لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو	غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا

یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری  
 میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش  
 ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر  
 لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو  
 غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا  
 یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری  
 میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش  
 ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر  
 لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو  
 غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا  
 یہ کمر باندھ کر تھم لیا اس نے ہاتھ چمڑا لیا اور کہا بچلے بیٹو آخر یہ کیا ہو کر پڑے جاتے ہوئے گوری  
 میں ایک سید پر شجاع و یا اور عمر و نے کہا کہ اولاً تم مجھ کو عنایت فرماتے کو کہا تھا وہ دلاور کچھیکہ میں بھی خوش  
 ہو جاؤں اس نے لاکھ روپیہ ننگو کر خواجہ کو دیے کہ انھوں نے نذر نہیں کیے اور وہاں سے نکل کر میں لشکر  
 لوتنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی خیار کہ کوئی ہی نہیں جو  
 غمزدگانستان اس کے ساتھ تادیب کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جلی کے موافق تازہ کھاتا جیسا تھا



طالع پر گراں ہنسدون کو بھاگنے راستہ نکلا انھوں نے زکیر بن بیدریغ رکھ لیا کشتی کے پستے  
 اور لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے طالع کاظم فوج کے آگے آیا جیسا کیا دینا انھوں نے پایا حیرت جو سواری  
 ہو کر اسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ میں اسنے خبر سن لی اسطرح طالع مارا گیا حیرت اسکی فوج پر  
 گری ہوئی خبر سنکر ملک نہ کو رہشگر گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہو رہی ہے ہر طرف ہلاکت  
 پڑنے لگی اور ہفت میں زلت بھی ہو گئی اگر شکست ہو گئی یہ سوچ کر فوج کو تیار کر کے تھی وہی کہ وہ ہوش  
 اسطرح اگر ہفا ویرا کرین یہاں بہا لا اور محمور در لزلہ وغیرہ نے تھلکہ ڈال دیا تھا ایک ایک دار  
 میں صدمہ کو پہچان کیا تھا یثرا نکا چالیس چالیس سینے دیک ہی مرتبہ میں توڑتا تھا کہیں آتش فشان  
 تھی کہیں پتھر دن سے سرگراں تھی کہیں ماراں سیاہ برستے تھے کہیں دشمن جان بچانے کو ترستے تھے  
 کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا ملواری سحر کی شعلہ فشان تھی کمان چلا کر کوستی تھی سینے میں غرق بیکان  
 تھے فوج اخبار تھے نیزے بھگنے کے پار تھے کچھ ہی دیر میں یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مار رہا تھا

آٹھا فوج میں بس یہ گرد و غبار	کہ منہ پر تھا خورشید آئینہ دار	ملک گھرے سے تھکا دھواں
سمان خشک رکھتا تھا ملک خود	زمین تھی سودھی و ترس بالاک	مخلل سے مطلق نہ گھٹتی تھی تاب
نہ پوچھو کہ کو کون کا کیا حال تھا	جو رکھتے قدم وان تو بوجھال تھا	چلی تیغ منج کی اسطرح سے
یہ جدول تیر جس طور سے	بہت رنگے زیر شمشیر و تیرا	بہت آنکے لشکر میں ہو کر اسیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پکرنے اس طالع کاظم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ گئے  
 لشکر حیرت میں جا کر بے ہمت ہونے لگا بس مار کے بھاگا یا بھروا گئے جہت سے موکر پڑ گیا  
 کچھ دیر آرام لینا چھا ہی یہ کھل کر مل لاشا وانی و آسائش بجا دیا اور بھگت و غیر دزی پھری  
 بارگاہ وغیرہ جو لوگ کہ میں تھے اور پہلے کیے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار لشکر و لشکر  
 لائے تھے سکین و مقام اپنا حیرت نے اگر خانی از اغیار پایا لشکر نے کمر کوئی آسودہ ہو ا جو بازار ملی  
 وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور ولشا و ہوئے بارگاہ میں حیرت آکر بیٹھیں جشن کی تیاری  
 کی یہاں کو سب ہمیش و نشاط مشغول آرام و حیرت میں لیکن خواجہ نے صحرایں جا کر پہلوان و می کو  
 مع اسکے غلاموں کے زنبیل سے کھالا اور کھا دیا پہلوان کا رے کردی واہ و کیا کہتا اچھا اب  
 تمھارا جہان جی چاہیہ وہاں چلے جاؤ اور میں پہلے ہی تھے کہ چکا ہوں کہ یہ ہفت طالع



ہوش کہ باہر او میں سین لڑنے آیا ہوں پس بغیر طاسم فتح ہو کے کوئی بار جا نہیں سکتا  
 ہر اسوجہ میں تمکو با طاسم کے نہیں پہنچا سکتا مگر ان ایک با وجہ طاسم کا کوئی دوسرا  
 نام یہ غایت فرما جو اس کے کہ با طاسم کے بھیو اسکتا ہوں اب جیسا تمہارے مزاج میں  
 آوے وہ قبول کرو پہلو ان تر قدم پر غلابہ کے رکھا اور عرض کیا کہ میں اب تم کے قدم  
 کو چھو کر کہیں نجاؤنگا امید دار ہوں کہ زمرہ ملا زمان حرم میں بھگو بھی منصوب  
 فرمائیے عمر و سر اسکا اٹھا کر سینہ سے لٹایا اور وہاں سے لیکر اسکو بارگاہ صرخ میں آیا  
 پہلے صرخ کو نذر دلوالی پھر زمرہ پہلو انان میں کرسی بٹھنے کو دی اور اسکا کار نمایان کرنا  
 بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا حرم نے بھی بہت کچھ اہل توفیق کی اور فطرت گراں  
 اسکو دیا پھر درماہہ پیش قرار مقرر کیا اور تہیہ اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی غایت فرما  
 پہلو ان بھی مٹھیں خاطر ہو کر ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگا اسطرح حیرت بدست  
 بھی بعد موقوف ہونے نہگا بہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور آپ اگر بارگاہ  
 میں بھی پہلا دن لشکر ظالم کو سنا بلو کر حقیقت پوچھی انھوں نے عرض کیا کہ ہم تیار ہوں  
 ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپاہ لاؤ تو حرم صرخ چشم ہر اور دو لاکھ کا صحت  
 اثر و سوار دو لاکھ ساہ کو اندھے کرے ہو اور مارے گئے اب آدمی نوع باقی ہوا کر آپ  
 حکم دین تو ہم بھی لڑ کر مرجا ئیں جیسا آپ فرمائیں ہم عمل میں لائیں لکن کما سنو جیسا تاک  
 تمہارا مارا گیا نہیں لڑنے کے لیے حکم دیتے کا اختیار شہنشاہ کو ہر وہ جیسا فرمائے دیا کہ  
 ابھی توقف پذیر ہوا ظلمات کی طرف جاؤ وہ صبح ایک مقام پر اکڑتے اور سنا اور سیاہ  
 لباس نامہ حیرت پہلی ہوئی تھا ظالم نے اسطرح بکو کر دیا ہوا آپ آئے تو قتل کے جائیں  
 یہ نامہ پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور قصد رکھتا تھا کہ جا کر بکو ہلاک کر دے کہ بجایک چہرے  
 سحر کے گریبان جاں کیے تھے ہوسانے آئے فراسیاب نے کہا اگر خیر تو ہو تیلوچ کہ آخر کہاں ظالم  
 گیسو از خداوند سامی کی خدمت میں پہنچے اور سیاہی یہ خبر نہ کر رہا کہ زرد ہو گیا انھوں نے  
 کے نیچے نہ بھرا لگیا لکیر کر کہ لا کر چلو یہ تو مہا و گرس میرے خیر خلی کو ہلاک کر تیلوچ  
 نے کہا یہ ہلو معلوم نہیں کہ کس نے مارا اتنا جانتے ہیں کہ ظالم نے پہلے تو بکو گر خوار کر لیا تھا



ریت کو ملکہ غبار اٹھ کر غلاموں سوار آئین آئے اختلاط کرنے لگا نہ ہوئی نرس سے من آکر زبان چلی  
 کچھ بیچ لی بیٹا کہہ گا کہ اچھا کر خیر لاؤ کہ اب جہنم تلکھ اسے کیا کرتی ہے تیلے پر چربی روئی ہے اور  
 خوش لڑائی لڑ کر اسے اس نظام فرما کر بارگاہ میں اپنے آئی تھی اس ہنگامہ میں وہیں تمام ہو گیا  
 تھی اور وہ وہ آتا تھا کہ پہلوں روی نے ظالمہ شب کو فخر سے ہلا کہ فرزند کہ بہت  
 کہ جیل بر سیاہ شب ہو کم + بر معاف صلی اسبا فہم + نو بد صبح کے پید ہو شو + چلا پھر وہ کو سلا ان  
 لیخہ افراسیاب صبح ہو ہی جانب لشکر حیرت سوار ہو کر روانہ ہوا اور صبح نے فرمایا کہ ہاں  
 بہار کچھ دیر دربار کرین میں راحت و آرام کر لوں پھر وہ آرام فرما میں من تخت نشین ہو  
 اور نصف سرور دربار میں رہیں نصف آرام کریں غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو باکر آرام پذیر  
 ہوا باقی دربار میں آئین آرا سے یہ حال سب پہلوں افراسیاب کے دیکھا اور پھر کر علیا و شاہ سوار  
 ہو چکا تھا پلے اسکو آئے دیکھا بارگاہ حیرت میں آئے یہاں حیرت رنجیدہ صبحا تخت پر  
 آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار سوار و کاغول رکھ ہوا پر اڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابرز نگاری نمودار  
 غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں سب مل دربار میں حیرت بہر استقبال آئے افراسیاب  
 آکر بارگاہ کے دربار حیرت نے بجا کیا اور سب بجا سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا بلوچ  
 یہاں جبر عرض کی کہ حضور صبح کے یہاں ایسا کچھ نظام ہوا و خوش ہو رہی ہے شاہ خیر شکر  
 ہو گیا اور کہا اری ملکہ حیرت تنے کچھ دیکھا کہ کیا ہو گیا اس غبار نے برا غضب عایا ہونا کہ میں دم  
 کر دیا ہے کہ میں جو کتنی ہی بینا اور اس حاضرانے شہوت پرست ظالم کو بھی شہی وقت غبار اٹل  
 کو بلا تا تھا کہ وہ جب سے فتح ہوئی تھی غبار اکیلی بیکر کمان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا فرد تھا کہ  
 آج ہی اسکو بلوایا نہ تھا اسکی جیسا کیا و سیاہ یا حیرت رونے لگی اور کہا اری شہنشاہ آپ جو ایسا  
 وہ فرما میں مگر میں زندگی بے نیرت پر ہماری لعنت ہو جس کو لاکھ مرتبہ اچھا ہو و لیتوں پر  
 ولین ہوتی ہیں افراسیاب نے کہا آج تو کیا ولت ہوتی آتی بن کی بائین کرد و صبح کی جی آئیں  
 کھل گئی ہوئی کہ باغشاہ طلسم ایسے ایسے لازم ہیں اور ظالم غلام و فریب مارا کیا ورنہ کسا منفہ  
 جو نگاہ کج اسکی جانب دیکھا اچھا اب تمہاری بی خوشی ہو کہ حملہ مکر ام کا جائیں تو آج میں ہاں  
 تو تلو ہوں یہ کہا رسا و زلی جانب مخاطب ہو کر پکارا کہ جسکو سیرسا تو فرما گوارا ہو وہ رہے



باقی بھی سے کنا کر جانے کیونکہ آج افراسیاب لشکر خراج غارت کر دیا اور یہی ارادہ کر کے  
 آیا ہر پھر جنگ و سردار اسے اول ہی پہنچے آگاہ کر دیا بغیرہ اسکا لشکر چار ہزار جاوہر  
 تھیں ایک کر اٹھا اور گویا ہوا کہ امیر شہر یا درجہ بہت خردشی کو حاضرین چار قدم آگے آپ کو  
 پائیے گا اور سوکلاش کے میدان میں ہوں گے بھانپتے نہ دیکھے گا ان ساحر و گایہ کہنا تھا کہ حیرت نے  
 بھی اپنے لشکر کے سپہ سالار کو بلا کر حکم شاہ تیار کیا اور وقت بار لاکھ جادو گر مرنے اور لڑنے پر تیار ہو گیا نفیر ہوا  
 سحر کجے لیکن امیر مصور و صورت نگار کو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم غصہ سے لشکر خراج غارت کر نیکا مسموم ارادہ  
 پس یہ حال سننے ہی پہنچ لاکھ ساحر مصور بھی اپنے تیار کروائے طبل و قہقہہ زین و زبان میں غلغلہ ہوا شور  
 محشر الیہ بلند ہوا کہ صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اسنے بھی خبر دیا کرانی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کر کے  
 پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور جلد مدت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے اس  
 تسلیم کی لہذا بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر تیار ہو کر آئے جاتے ہیں افراسیاب میوہی پر بل ڈالے  
 تحت پر بیٹھا ہر صنعت بھی کرسی پر کڑی تھی اور عرض کیا کہ گنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہو بادشاہ نے کہا  
 کہ صنعت تم لوگ مجھ سے محبت کھتے ہو سو مجھ فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ کچھ ضرورت مجھ کو  
 و لشکر کی نہیں تھیں کیا ظالم کا حال نہا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان  
 میں کہ جو سکی تعریف میں کر سکا وں سامری اسکا اپنی جنت میں رحمن اور جنتی تو وہ تھا لیکن  
 ایسا سحر بھی پہنچے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اور شاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اسکی  
 نی یون ہی تھی جب کو باوجود روئین تن پہنچے ہار گیا زبان اسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے  
 کہا کہ سب فتور غم کا تھا اگر صنعت اب ان لوگوں بہت کچھ کر سکتا یا ہی آج میرا ارادہ ہے کہ جا کر  
 سبکو ہلاک کر دو ان پس آنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لٹنے لگی کھپاڑ میں کھانے لگی اور کاری  
 کہ ہر ہر یہ لیا غضب ہر من تو نہ جانے دفن کیا ملک سب آپکا غارت ہو گیا مال خزانہ لٹ گئی  
 ہفت ہلاکے حجرے خالی ہوئے کینزان سامری مر لیکن حیرت دنیا سے لڑ گئی مصور غارت ہوا  
 صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہو گئی طالعہ اسد کو ل گئی اور دہرہ مید سے چھوٹ گیا کہ بادشاہ  
 عالیجاہ ارادہ کیا کہ بادشاہ ایسے ایسے لوگوں کو تیرے ہزار دن مارے گئے اسے قتل ہوئے ہوئے  
 ہر جو اصل مقدمہ ہر اسکو دیکھنا روایہ یہ کہ حیرت کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ ہر ملک قصور و عافیت



تم اپنے وارث کی حرمت گنوا یا چاہتی ہو جو ہرقت اُس کے سامنے روتی ہو اور طعنہ دیتی ہو پھر وہ  
 تو مرد ہیں اور جیسا اختیار ہیں اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہیں کہ لشکر جمع کرنا کیسا نہیں بیٹھے بیٹھے اُف  
 کریں تو عرض مع لشکر کے چلائے امور کا تم اپنے کو بھیجتی ہو بی بی برانما نسا تھا ہونا تو میرے  
 پر کرنا اگر عمر وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنوں کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہیں آتی یہ  
 یہ کہہ کر اور دن سے مخاطب ہو کر کہا کیوں لوگوں میں کچھ چھوٹ گئی ہوں بحقیق سب واسطہ سامری کا ہوتا  
 بادشاہ کو لازم ہے کہ ایسے ایسے ادنیٰ ملازموں اور اپنی کینزدوں کے مقابلہ میں جائے سب کہا حضور  
 بجا فرمائی ہیں اور ہر ایک حیرت کو اس وقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہیں پس گویا ہوتی کہ حضور  
 میں یہ کب کہتی ہوں کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائیں یہ کہہ کر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا کہ  
 میں تیرے مدد سے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آؤ حیرت نے اور اُدھر  
 صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا تمہارے تو تمہاری خوشی  
 بہ طور کرنا ہی اچھا نہ جاؤنگا لیکن اس ظالم کے مارے جائیگا بلکہ لا ضرور لینا چاہیے اور کوئی ربرست  
 سحران باغیوں پر کرنا لازم ہے اس وقت صنعت نے کہا کہ مجھ کو کچھ درستی کرنا ہے ہفت بیضہ میں  
 باقی تھی سو وہ بھی بفضل حمید ہو گئی اب میں ہی سحر کو کر دوں گی اور سب کو باندھ کر آؤنگی آگے آپ  
 ماکہ ہیں شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم یوں کیا کم سامو ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نہ رہے  
 سحر ہفت بیضہ کی پہل کیا ہی اچھا فتح سامری تلودین جلد اسکا بندوبست کر دے کہہ کر اور حیرت  
 کو سمجھا کر آپ جانب بلع سب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھ کر شراب  
 پیانے کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیج دیا کہ اب تم چاہے یہاں رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت  
 سے ملازمت اختیار کر کے یہاں ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت دہان  
 اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی اور کوہ کر کے بمقابلہ لشکر عرض کر کہ اتری بقیہ دن کو شغل منجور کر  
 اور رخصت دیکھنے میں بسر کیا جب مثل عمر روان آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور گنار  
 سے آسمان کے سرخی شب نمایان ہوئی کہ ابیات

غرض وہ دن گنا با عیش آرام	بڑے پابوس کو پھر گیسو شہل	جہاں نور تھا ظلمت میں ہنسار
بڑے حکم بیلوں مثل جانان	در شام صنعت نہ کام	نیر سحر کو دم دیا طبل غلی فوج شقاوت



ج من اکی بجاجا سوسان لشکر مخرج خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا ڈنڈا  
مرہان پر لائے کہ ابیات

شہا ہر بازی تیری گے تیغ بازی بجا	سرحد بھی تم تیغ دگوے دچوگان ہی
فرزند دست عدو کیون سیلے پاؤں سے	کہ تیغ قبضہ سے مرہم سے گریزان ہی
خرید کیے کوڑی کٹار کی دے کر	ستار جان عدو و اجل یہ اوزان ہی
جلا کے خاک کوے چاہے پھر کر سوز	غضب میں برق ہی کو اور گرم من باران ہی

ایر ملکہ دوران طالم کے مارے جانے کی خبر لشکر شاہ جادوان بنسب تھا قہر بارگاہ حیرت میں  
آیا اور خود غم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے اگر مقابلہ کرے صنعت نے اگر نسبت سکور و کا  
اور آپ عدو سے ہفت ہفتہ کرنے کا کیا پھر اٹھا مردمان سے بنی بارگاہ میں آئی اور قہر بہت پایا  
خادمان علی لائی طبل فک اب بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر لیکر جاسوس تو کٹارے ہوئے  
اور مخرج نے دل میں کہا کہ شاہ اگر چہ اتنا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی رہا کچھ سوچکر  
سجدا و خاک خدایا لائی اور یہی حال در سردار دن کا بھی ہوا اسی حال میں خیر لے بھی نضر کو پھونکا  
کوس رزمی لشکر میں بجا ہمت غلغلہ ہوا کہ میان کل مرکہ جنگ صنعت سے پریشی اور رشتے  
خیر ہفت ہفتہ کر نیکا دعوی کیا ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہو ہی تیاری آلات حرج  
رہا در کرنے لگے نامزد و زول تو خیر ہفت ہفتہ کا نام شکر گھر آگے بھاگنے کا طور سوچنے لگے سچے  
والا ورنہ تیروں کرکتے تھے کہ ہفت ہفتہ اور شہادت بیضہ ہمارا کیا کر گیا ہی برادران اگر قضا  
آئی ہی تو ہمت بہت ہیں ورنہ عروس فتح سے ہلکاری ہی اور ہکو کو اپنی جان بھاری ہی  
نام رہ جائے چاہے جان رہے یا نہ ہے قضا سے ناجاری ہی آج بسبب خبر خیر ہفت ہفتہ  
مشہور ہوئے کہ لشکریوں کو بدل سمجھا نفیب شرم ہی نہ دست دینا سنا ہے تو خیر ہفت ہفتہ

ہر سمت یہ صدا بلند تھی کہ غلط	سنو اور عزیزان دی ہوش	کہ اس کارواں سے گزرا ہی نقل
پیمبر ہر شہ ہر کہ درویش	بھون کو یہی راہ درپیش	کہو گے کہ آگے تھا کست کو کی
نہیں اس سراج رہتا کوئی	یہ بیٹھے جو ہیں سلسلے میں	جان جملہ ہوا ایک نرم روان
کہا ہو کہ ہوشیاری تیار	تہ خاک بسکایا و دار انقرار	یہ بہتر ہی کچھ نام کر جائے



شجاعت کو دکھلا کے مر جائے کہ رہ جائے گا نام سے کچھ نشان | اگر نہ یہ دنیا کہاں تم کہاں  
 یہ صدائیں شکر ہر ایک ہمارے زبان شیر نژاد کا را اور بکارا کہ ہمارے سات صنعت اور ہیرت  
 چڑیا والی کیا ہو جو سحر ہفت بیضہ کر گئی ضیغ نور سیدان کو ہم باندھ لائے والے ہیں پلنگان خون  
 آخام ہرگز نہ ہو کی گردن کے توڑ دینے والے ہیں سحر قاف کے ہمارے رو پر چلتے ہیں  
 ہمتنگ ہمارے خوف سے دریا میں اچھل اچھل پڑتے ہیں یہ کہہ کر کڑا ہسوں کو چڑھایا بیرون کو لایا  
 ڈھوون کو چھایا اگیا رکی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلو ابھیر و ن مار سنگ کی بکار ہو لہو  
 پار طرف مار مار ہوئی اسی رات کو داغ کمان لے بھی گویا پر گائے تھے اڑا چاہتا تھا تنگ کا طوطا  
 پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان نہ کو صید کرنے کا غم رکھتا زردہ کو دام نہایا تھا کہ نہ کو حلقہ صیاد  
 سمجھتا تھا صید بند کی ہر شت میں دھوم ہار زون کا جوم بیابان بلبل برک چھایا ہوا شمس شکار  
 کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کے بقول میری حال تھا کہ بیت کیا نشت دھون پہ اندون میلان یاؤ ہر جا  
 دو چھتا ہر کہ بان کچھ شکار یہ شکر میں تو سطر کا ہنگامہ برپا تھا اگر حال خواہ غم و غنہ کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال  
 آئی کہ اگر صبح کو سحر ہفت بیضہ صنعت سے سب شکر را مال ہو گیا تو سحر و کچھ بن نہ پڑ گیا لائق یہ ہر  
 کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی گردن یہ سوچ کر لکھ حرج سے کہا کہ میرے جی میں آتا ہی آجکی شب اس تجھ سے  
 کو بھی گور میں سلا دون حرج نے کہا کہ اگر کھانی وسطہ خد کا ایسا ارادہ نہ کرنا وہ بہت بڑی سادہ، ایسا نہ  
 کہ کچھ تو علیحدہ ہو جائے و نہ کہا میں ایسا حق نہیں ہوں وقت اور موقع دیکھا کام کرو گایہ کہہ کر مانچ چار  
 گھڑی رات گئے بارگاہ بنے کلک رہا نہ ہوا اور ایک جاو و گرنی کی ایسی صورت نکردا خل بارگاہ صنعت  
 ہوا و دیکھا کہ بیان نلج ہو رہا ہوا ہر گز ہر صنعت تخت پر بیٹھی ہی یہ بھی ایک گوشہ میں چھپ کر رہا  
 جگہ وہ پہرات کاہل ہو لیا لیس نوڈیاں چو کی کیوڑے صنعت نے بلو این اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے  
 پلنگ کی ابری بھرنا یاد اپنے کار و بار سے غافل ہو آؤ وہ سب اپنے اپنے مقام پر طین غم و غنہ کے عقب  
 میں بطور مخفی چلا اور ہر بارگاہ کے آکر ایک کینز سے کہا بواؤ در شہر جاتا تھا کچھ کہتے تھے کہ یہ وہ شہر گئی  
 اسے اسکو الگ لجا کر کہا کہ لی میں ہزار بار تھے پوچھ چکی ہوں گریستیا نامس جائے کیا کینت میرا حسیا  
 کہ تمہارا نام ہی یاد نہیں رہتا وہ کینز اسکو بھی نہیں مالک کا لازم بھی ہوئی تھی نہیں کہ بولی کہ میرا نام نہ کہنے فرما  
 کہنے کہا ان بان اب یاد آیا اگر میکا نظر دیکھو تو میرا تو میں یہ خوشگوشی کی برائے انکی کنویں یا تو کو نہ کھاتا تھا



یہ ہوش ملی ہوئی تھی وہ سوچتے ہی ہوش ہو گئی اُنھوں نے کپڑے اُسکے اُتار دیے اور سکو بربیل میں اُلکے  
 آئینہ سامنے رکھ کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہر چند کہ وہ اصل تھی مگر نقل سے بھی بہتر تھی چہرہ میں اور  
 نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفوں کو بیل دیکر دوش پر چھوڑا کر اُنکا تہن کو بھی بچھائے  
 کا ارادہ کیا اُنھوں کی شوخی نے شیخ چشموں کے کان کھول دیے شیخ رخسار سے اُسکے چہرے کو لگائی  
 برادہ دسان اپنے دل کو جالایا لب لعلین کو دیکھ کر ہوش بوسہ میں ہونے لگا کٹ کٹ کھایا چاہے متن  
 کی محبت کندھیں جھکائے دہن تنگ کی الفت میں جینے سے دل تنگ ہو جائے بیاض گردن جو  
 کوئی دیکھے اُسکی صبح ہو جائے کہ مسدس

دلو دھوکا ہو کر کی جو چکات آئے نظر درو دل چکے حسین کی جو چکات آئے نظر سینہ صافی جو مشرق تصور ہو جا دیکھے وہ لعل سی زریب تو شامت آئے زلف کج سج جو مقدور کی بھی دکھلائے بیکی دل میں ہو یہ اور کلائی دیکھے	دم پھر جائے جو ہفتوں کی پھر کٹ آئے نظر غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹا آئے نظر شکل آئینہ ہو سکتے یہ تجر ہو جا شرمین چشم سے اُنھوں میں اندھیرا چھا راتنی قامت سوزون کی قیامت مٹھا کیا لے ہاتھ جو وہ دست خانی دیکھے
--	---

کانون میں چاندی کی سیلیاں پہنیں اور دو دو بالبان سونے کی اوپر کوٹھالیں ہاتھ میں چوڑیاں  
 چاندی کی پہنیں طوق ڈھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آستہ کر کے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا  
 لینے میں ریگ ووشہ بلبان کا پاجامہ اوڑھو پنکر دھان سے بہت جلد بارگاہ محبت میں آیا اس  
 عصر میں درکنیزن بھی اپنی اپنی ضرورت سے فراغت کر کے حاضر ہوئیں اور وہ پہرات لگے صنعت اور  
 سب انیسون وغیرہ کو نصرت کر دیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ اسے نرکس جیادو  
 تو خبردار رہنا اور ایگر کلار جیادو تو پانون دہنا اور اسوسلن جیادو تو میکھا جھاننا اور عمر و کی  
 طرف دیکھ کر کہا کہ اے نیک فراتور وال جھنا عمر و دہین اپنے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا غیبانی  
 کو بس دال لیکر اپنے عمدہ پرترہ سب کینزین اپنے اپنے کام میں سرگرم ہوئیں عمر و بھی دال  
 جھلنے لگا اور لمحہ بعد کے بعد وہاں آکر پانی پیا ٹھیلایا من پانی پینے کے بہانے سے بیوٹی ملا دی اور  
 پھر آکر دال جھلنے لگا اور سب کینزین کو کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہان ایک سے



پانی پیاس کو پیاس لگی وہ کینترن بھی چاچا پانی پی پین اور صنعت جو پانک پریشی ہو سکی  
 سحر نے خبر دی کہ عمر و کھڑا ہوا و مال چل رہا ہے اور عمر و نے جب دیکھا کہ کینترن پانی پانی پانی  
 و مال میں بیوشی ملکر چلنے لگا اس عرصہ میں کینترن جو پانی پی پین بیوش ہو گئیں جس وقت لیتے  
 لیتے دیکھ رہے ہیں کہ کینترن بیوش ہو گئیں اور دل سے کہتی ہیں کہ کیا بلا کا عیار ہے اب تجھ کو جو  
 بیوش کرنے گئے تو گرفتار کرنا اور اس کی خبر میں کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہے پھر سوچی کہ شاید تیرے  
 اور بھی نیچہ اسکا قابض ہو جائے سوچ کر سحر چڑھا سحر نے خبر دی کہ آج کی شب تیری قضا نہیں  
 بس یہ معلوم کر کے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ میری ہی عرصہ میں خوشی ہوئی کی اسکی ناک میں بھی لگی  
 اور سر اسکا چاکرین آیا اس کے سر پہ پھر اسباب سحر کا رکھا تھا جلد ترانے وہ اٹھایا اور بیوش  
 ہو گئی عمر و نے لوندیوں کو پکارا کہ کیوں بوجا گئی ہو اکی اور دھکی کسی نے جواب دیا سب بیوش  
 مقیر عمر و نے اس وقت صنعت کے پانوں پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھو بیوش ہے یا ہوشیار پانوں  
 چھونے سے معلوم دیا کہ یہ تو لوہے کی ہے اور اعضا کہ اسکے چھو اے معلوم ہوا کہ پانوں لوہے کے ہیں  
 اور سارا بدن پھر کا ہے عمر و سوچا کہ یہ اس قحبہ سحر ہی تو اسکو باندھ کر پھیل پھر لہنا یہ سوچ کر جانتا تھا  
 کہ اسکو باندھے اس وقت ایک آواز آئی کہ اوکو چوٹے کیا کرتا ہے عمر و سمجھا کہ بیان تیری آفت  
 تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچا کہ جہت کر کے بھاگا اور ایک دھن کوہ میں تاکر ٹھہرا وہاں کچھ تیلیوں  
 از خود ظاہر ہو کر صنعت کو ہوشیار کروایا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے درپا کیا کہ عمر و فلان مقام پر  
 چنانچہ یہ بھی اپنے مقام پر اڑی اور سنا تا پھر کر اسی دھن کوہ میں آکر تری کہ جہاں عمر و تھا عمر و  
 دلیہن خیال کیا کہ یہ بھی کوئی سامرہ شاید تیری تلاش میں آئی ہے پس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چکا  
 یہ سوچ کر پکارا کہ اری تو کون ہے صنعت اسکے پاس لگی اور گویا ہوئی کہ میں ہی ہوں جسے قتل کرنے  
 کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہوں ساری کی کہ تجھ سے عیاری میں دیکھا عمر و بوائے تین خیال کر رہا تھا میرے  
 ایک کام کل گیا ہر دل سے کہا کہ تیری تو نے تادانی کی جو چلے ہی بھاگ گیا اب جان میں پس خدا سے دعا  
 کرنے لگا کہ وہ خالق اکبر تو ہی بچا نیوالا ہے اور صنعت نے کہا کہ اگر عمر و میں تجھ کو قتل ہو کر فگی کیونکہ قاعدہ  
 ملنے میں فرق آجائے گا اور کھانا بھی تجھ کو منظور ہو کہ دیکھ سحر بغت بیغہ اسکو سحر میں قتل ہو تو مارا جا  
 تو کل اپنے لشکر و شاہک حیرت کون بھائیگا اب میں تجھ سے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہوں کہ تو نے کوہ میں ساح



مار ڈالے لیکن بعد ہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہونچا اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا غم و غم کے ساتھ کہ اس امر کو دیکھ کر تم زبردست ہو مار مین سمجھا تھا کہ تم کیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کینز و ن کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھ کو اکیلا جا کر غلط محبت سے کینز مین بھی شاید چلی آئی مین یہ سمجھ کر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا غم و غم نہ کند کا تھ کر جواری حلقہ اُنکے گردن و کمر مین صنعت کے پیچہ ہو کے سے کر کیا کند کو ملگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوئی اب اس جو دیکھے تو میرے ہاتھ ن مین بھی دم آگیا ہر دل سے کہا صبح کسی نے کہا کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہیں ماننا چاہتا تو اس طرح پیش آیا تو باتون کے اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہاں بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور صنعت آ کر اپنی بازگاہ مین زمین نے کھلی اور اتنی رات جاگتی رہی خوف سے عیار و ن کے آرام نہ کیا سو جگایا کی یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضہ آفتاب نکلا اور میدان فلک شل بقدرت جناب ہوا یہ دید بیضا کا سحر نظر آیا نظم کہ جسم زلف شب گھٹنے پر آئی پھر گئی ہر سو د مانی کھلا جسم تلک سے مہر کا راز ہوئی پیدا مبارکباد و آغاز پہل جنگ تو بچ ہی چکا تھا لشکر آمادہ کارزار تھے صبح کو صبح بصد جاہ و شمت سوار ہوئی جلو مین قوج بے شمار ہوئی ہر طرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوق کھولا زمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے زمین بیان کو پھر پھر گندھے تھے سب بیضوں کا رنگ تو شل مروارید کے تھا ایک ایک مین سیاہ رنگ رکھتا تھا جب ان بیضوں کو اُس نے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیے نکالا عرض این افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھ کر سوار ہوئی پرنڈر سا مری کی دلا کر ٹنڈر دت کی پھر وہ کنٹھا با تمام مین اپنے مین لیا اور باہر نکلا سوار ہوئی پانچ لاکھ سوار طائران سحر و ارد و غیرہ پر سوار ہو کر ہر میلے بوق و نیر و پھیل گئی شور و غلغلہ روا کی لشکر تباہ گنبد آسمان ہو گیا اس طرف صبح و بہار و چھوڑ غیر

کہ تا چون بود گردش آسمان	پساکر و فر د کھائی ہو مین برے گشت و خلعت سے روانہ تھیں کہ نظر	کر یہ کشدین دو مہتر جوان
و ماد م بیا مد ز ہر سو سپاہ	ہمہ کشور گاہ شد زمین و دشاہ	پو خید صبح جو خوش نخت
بدان نیزے از جا بے برخاستند	بنجون ریختن جنگہا را پشت	ہمہ پشت پیلان بیار استند
کو گشتی ہمین جنگ وید زمین	تہا دند بر کو بہ سپیل زمین	ہمہ شہر شہر رنگ و ہندی دراک
یہ لشکر کہ آمد و دشاہ جوان	ہمہ گوش بر نالہ کر ناسے	



ہمہ رکف خود نہادہ رودان  
 برآمد خروشدین گاؤ دُم  
 تو گفتم زین کوه غد یکسرہ  
 درفش در نشان سرے پیا  
 پروار و شاکستہ کارزار  
 ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون

سپہنہ اندران زرکہ خیرہ شد  
 ز دورہ بہ آواز دینہ حسم  
 دو لشکر کشید نہ صف برد و شل  
 یکے پیکر شش بر دو گہما سے  
 نگاہ کرد و معرچہ دران دشت جنگ  
 ابلہ ماند رودن نیزہ بدر ہنمون

زر گرد سپہ  
 بیاراست دینہ چشمہ تیرہ شد  
 دوشاہ سرا فراز بر چو شیت پیل  
 پیادہ بہ پیش اندر دینہ  
 ہوا دید خون پشت جلی پلا تیرے سر  
 جب میدان زرگاہ میں بہ لشکر

وارد ہوئے حیرت اس سبب سے سوارانوں قہمی کہ اول تو محنت کو اکیلے دھوکے لڑنے کا تھا شاہ  
 وہ شہر گت کرنا تو زنگرے اور دوسرے پتھال آیا کہ مقدسہ سحر ہفت بیضہ کرنیکا ہی مہاوا عیاروں نے  
 کچھ آفت و معافی تو بہت فیج کام دیکھی اور بجا گنا شگل پڑ گیا پس وہ تو میدان میں نہ آئی مگر طائران سحر اور  
 جاسوس ہزاروں چہرے کے لیے مقرر کر دیے کہ ہر وقت کی خبر سمجھ کو دیتے رہیں چنانچہ میدان میں آب سحر نے  
 ہر لشکر کے گرد و غبار کو بجا بار قہما سے سحر نے گر کر عجاڑی جھنڈی تو بلا یا جب میدان پاک و صاف ہوا  
 نقیبوں نے ٹکڑیہ نہا کر اسی جوان مردان صف شکن دینا چند روز ہی یہ مہر کہ جنگ تمھارے لیے بڑا

ولسوز ہوا کرام کر جاؤ کہ ہمیشہ یہاں کیسور نہا نہیں ہو دیکھا ہیات  
 وہ رنگینی مانع کیسا ہو گئی  
 پتنگوں نے لر خاک مسکن کیا  
 رہا آب سو بھی رودانی کے ساتھ  
 زمین کا رہ گیا یہی کیا سہاؤ  
 عیان ہی کہ کہتے ہیں جان کو لوگ  
 اگر مر گئے زندہ جاوید ہو

نہ یک بوسے خوش ہیں ہوا ہو گئی  
 لے خاک میں جھڑکے ٹکھا دتر  
 چراغوں کے بھی خانہ روشن کیا  
 نہ جد دل رہیگی نہ سرور و ہوا  
 لپٹ جائیگے آسمان جیسے تار  
 یہی آج لازم ہی رہی مہربان  
 شہیدوں کے رتے کی امید ہو

نہ یک بوسے خوش ہیں ہوا ہو گئی  
 ہر نشان ہو گئے مرغ گلشن کے پر  
 گئی خاک و اہن نشانی کے ساتھ  
 گلستان کو پانچکے ہو کا مکان  
 بھلا جی کے جانے کا کیا ہی بیان  
 کہ دشمن سے لڑ بھڑکے دودھی جان  
 جب نقیب کر کا کھڑے تھے لشکر

کے صفوں پر شل صف نمرکان نہا آگیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا موت  
 صنعت سحر ساز خود اپنا اثر و اثر اگر میدان میں آئی اور بہت کچھ لاف و گراف زبان پر لائی پکاری کہ  
 ہر معرچہ و بہار تھے نام نہا ہو گا سحر ہفت بیضہ کا مار دیکھا نہ ہو گا تو آج دیکھو بھی لو کہ سحر ہفت بیضہ  
 اسکو کہتے ہیں یہ کھل گئے سے ایک بینہ تو گر جانب آسمان پھینکا وہ بھیہ شل سخت بلند تختان بلند ہو



سحق ہوا وہی عروج اُسکے لیے باعث فروع ہوا یعنی ہزار ہا ستارہ اسیمن سے نکلا اور دوزک پھیل گیا  
اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار رو سے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی پر چالی ہر

مگر اپنے ظلم کے موافق یا اندھیر کیا ہر کہ دنگو چراغ جلائے بین فطم	اس رخس سے تھے ستارے چھوٹے
ناگمان ہون ہوئیں تارے ٹوٹے	دیکھے جاتے تھے چراغان آبین
کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان	از دوزب جیسے تارے ہون عین

احد ہون تھی رشتی کے نور سے یہ سب ستارے پھیل کر ہزار ہوں سے لاکھوں ہو گئے اور جانب شر  
مخرج شل شہاب ناقب چلے اُسوقت ملک بہار نے صرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش سخت مردمان  
شکر ہیں جسکے سر پر پڑیگا وہ شل سر و چراغان کے جلے کا صرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہی رضیسا

رنگد بہار نے کہا ایک سحر اُسکے رو کا جھکوتا ہا ہی شاہ چلی جائے اور یہ بلا سر سے بلجائے لیجیے  
خدا حافظ میں جاتی ہوں یہ کہ کمر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک

اشارہ کیا کہ ایک بجلی چکی مع صنعت بسکی نکلیں خیرہ ہوئیں بہار اپنی مادر کو دیکھو چکی تھی یہ سحر  
کرتے جب برقی چکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھیں ہر ایک  
کی کھلیں دیکھا کہ ایک عورت حینہ و جمیلہ زرد زلیور سے آ رہی تھیں ملستان خوبی کی گل سر و بلخ

مہو بی بے تامل آنکھیں غزال صحرائے رعنائی کیسویں بل باغ زیبائی خال دونوں فلک  
احال کے شمس و قمر بلکہ ماند بنکے سامنے چاند اور نیزہ بن غچہ کشن جمال لبون میں سہ رخ اور  
اشوخی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھمکڑا قد و قامت قیامت آذت کا ٹکڑا کہ اشعار

گئی لظردن سے وہ کمر باریک	ہو نہ آنکھوں میں کیوں کیوں تار کی	اور کیا دل زدے کو بات آئے
کسین یارب شباب ہا تو آئے	تازگی اس میانکی کیسا کیسے	بے تو با حقون میں لیے رہے
وہ قدم کاشن فرق سر پر ہو	ساق سیمین مری کمر پر ہو	وہ کف پا قریب ہو میرے
تھو کر اسکی نصیب ہو میرے	پندلی نازک ہر شاخ سبیل سے	بشت پانیا پٹری سے ہر گل کے
یون لیبوون ہو خا کا ناؤن	ورنہ ڈوبین ہین میگر خون پاؤن	گل و بیل بھی متا شائی
آگئی جس طرف بہار آئی	زنگ رفتار دیکھو مجنون ہو	طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس زن صاحب جمال فلک سے اُتری پھکاری رنگ سے بھری ہاتھ میں لیے تھی بہار نے اس سے



کہ کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہی اسکو روک رہا تھا سلام کر کے اڑی اور قریب چادر کو  
 پہنچ کر اُسے پھینک دیا وہ چادر پر پڑی وہ رستہ نیکو سحر کر وہ ستارے پھینک دیا پڑے ہی پھول گلاب  
 ویا سین کے ہو کر علمدہ لشکر حرم سے دین پہ برس پڑے صنعت نے یہ بوجھ جو دیکھا کہ بھارنے ایک  
 بیضہ کو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گل میں بنا دیا قہقہہ ماس کے ہنسی اور گویا ہوئی کہ میں تو  
 سنی کہ اس سحر کار دکن والوں کی نہیں ہی مگر دہلی پہاڑ کیا کہنا تم جو کتنی نہیں ہو اچھا لو اب میں بیضہ کے  
 سحر کو بھی روک رہا کہ ایک اور بیضہ مثل فقر سحر کے چلتا ہوا کتنے سے توڑ کر جانب ملک اچھا لا وہ بیضہ  
 بھی بلندی پر جا کر شق ہوا اور یہ پردہ بال اسے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور بچے لاکھوں نے دیے جانور  
 جو تنگ لعل کے برابر شمع چادریں کی چادریں نکلا اٹھ اور لشکر حرم پر کمر گویا ہمارا تو جلد تر عرق زمین  
 ہو گئی اور محو و شکیں مو وغیرہ سردار دکن چھپیاں سحر کی بنا کر حرم پر چھلنا شروع کیں بعض ننگے سحر  
 بنا کر چھپے بعض اگر کسی طرف چلے گئے بعض زمین میں مائے لیکن وہ طائر اگر ہر ایک کے سر پر بیٹھے لگے رہو  
 اصحاب نیکو ایسا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طائر نے ستارہ گداوی داغ ہکا شق ہو گیا لشکر میں بھگدڑ پڑی چند  
 حرم نے چاہا کہ میں فوج کو روکوں لیکن ٹھہرنا کہا لوگ پانوں اپنے سر پر کھڑکھا گئے سردار بھی جان جانے کے  
 خوف سے تھوہرت حرم کا روکھنے لگے عمر وغیرہ عمارتوں پہلے ہی بھگتے تھے یہاں ایک تلامذہ ٹپ گیا بھگدڑ بھی  
 ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا زمین پاؤں نیچے سے نکلی جاتی تھی کہیں ملار جان کو آتش نہ ملتا تھا کول  
 ٹھکانا ملتا تھا کہ صیاد اہل سجیا و ہوتا ہزار آدمی بچے پھٹا پھٹا کر اور ہلاک ہو گیا شور مچا رہا غریب فرار کیا  
 گوش کر دیا کہ ہوتا تھا پھر تو جان لگم چل ہر طرف اب جو آکر تنگ  
 لگی آگ جنگل میں چار کیا بن آئی نہ کچھ ہفت مارا گیا لگے مرغ کرنے نہ پھر چل کے  
 نہ جاگے اُسے نہ ٹک ہو پڑی سر پر ایسی کہ نصرت نہیں پھر اسکو بھی کیا جھیلین اور کیا کہیں  
 تحمل ہو کچھ بھی تو تہہ سیر ہو اگرین کیا اگر یوں ہیں تقدیر ہو اس طرف بازارین لشکر کی بند ہو گئیں  
 اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے جو بچے ہوئے ہیں انکو بھی مار لینا چاہیے  
 اس اپنے قیل موتی اور کتنے سے توڑ کر جانب لشکر حرم پھینکا اسکا قریب لشکر اگر شق ہوتا تھا  
 کہ لاکھوں پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک و ہرنے کمانداری کی تیر ستم کیا کم لگا یا کرتا تھا  
 یہ خدنگ نشان لگانا شروع کیے سینے اوڑھن فراریوں اور لڑنے والوں مروج ہو کچھ زمین غماں ہو گیا



اب نہ بھاگنے کی طاقت نہ تھمرنے کا یا را ایک طرف سے مرنے کا حیران لیتے تھے یعنی بھجا کھانے جائے تھے  
 ایک طرف سے پیکان تیرا کر شانہ بناتے تھے اب صنعت نے جو تھا گوہر و کشت سے توڑا اور چاہتی تھی کہ ہیکو  
 جس گائے اس وقت صرخہ دینے اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے انھوں نے دست و پا بدرگاہ کیر یا بند  
 کر کے دنا آغاز کی کہ یا رحم الرحیم دیا غیاث المستغیثین اپنا رحم ہمارے حال پر کر اور میں بگا ہیکو نجات کا نظم

کہ غفل کل یا نہ بریشان خیال	خود کشتہ میں ترے حیران ہے
زمین و فلک سب میں ترے حضور	مہ و خورشیدی سے ہیں لبس پر لوند
کف خاک کو آدمی کو دکھا سے	نظر کر کے دیکھا تو ہر حساب دے تو
میں کوئی اپنا ہریان دستیگر	دعا پا شکستوں کی کر تو پذیر
یہ تیرے اسد ہی اپنی طلب	یہ بلبل کر جو استغاثہ کیا تھوڑی

عاجی یعنی ملک غبار انگیز ہوا ہے کہ ہے چلی تھی اس وقت اگر پوچھی اور ہیکو طائران پھر نے خبر دی  
 شکر صرخہ بر باد ہو کر بھاگتا رہا صنعت نے سحر جفت بیٹھ کیا ہی بس یہ معلوم کر کے مال و سیلاب  
 ہر اس کے ہمراہ تھا اسکو ایک جگہ شہر اگر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بیٹھ چارم نہ لگا  
 جاتی تھی کہ آئے اگر سلام کیا صنعت نے نگاہ کج جانب دیکھا اور کہا او چھو کرنی میں نے تو سنا ہی  
 کہ تو صرخہ سے لگتی ہی ہر اب میرے پاس کا ہیکو تو ہی ہر شاید لشکر و اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دکھاتا  
 تو کچھ فقرہ دینے آئی ہر غبار انگیز نے کہا کہ میرا ہونچنا ایسے وقت میں تیرے پاس ہوا کہ جو کچھ چاہتا  
 صنعت زمین عیار سے دھوکا لکھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی سحر نے مجھ کو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب  
 موقع مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھ کو سو آشی کے کچھ بن نہ آیا در نہ مفت میری جان جاتی اور عمر و  
 ہاتھ سے ہلاک ہوتی پس میں بچا دہنا کرنے کو مل گئی تھی اب میں مختار ہے پاس آئی ہوں کہ فراسیا  
 سے مجھ کو ملو اور صنعت بھی کہ یہ اس وقت اگر مادہ دعا ہی آئی ہر تو کیا کریگی اسکو لیکر دلا ساد کر رہا  
 رکھو پس آئے کہا اور ملک غبار انگیز ہی چاہیے کوئی مالکون اور پرورش کرنے والوں حق ملک کو بھلاتا ہی  
 ورائے بگاڑتا ہی تو میرے بچاے فرزند کے ہی بیٹی میں تھجھ کو شاہ سے ملو دفعتی اور کسی قلعہ علاوہ سحر  
 ملک کے اور دلا و ذلتی غبار انگیز نے یہ باتیں شکر اسکو لئی شرفیان نذرین اور برابر جا کھڑی ہوئی  
 ورتو لای کر لے لگی کہ اگر ملک وادہ کیا نایاب سحر کیا ہی کہ دم بھر میں آئے ہرے لشکر کو اپنے غارت کو صنعت



کہنا اس سحر میں میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضی سامری کے عنایت کیے ہوئے ہیں انکی نہایت  
 کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہو جائیگا غبار نے تعجب کر کے کہا ذرا میں ایک بیضی کو دیکھ  
 نے وہی بیضی ہاتھ میں لیے تھی اسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضی جو تھاری اور خاصیت رکھتی ہے اگر لشکر  
 پر لگاؤ اور وہ لشکر میں بیضی اول لگانے سے برباد ہو چکا ہو تو وہ سحر بھی برباد ہو جائیگا اور لشکر  
 یعنی جسے تین بیضیوں سے اول کام لیا ہے وہ برباد ہو گا آنے کہا کہ ہاں ایسا ویسا لشکر جیسے کہ  
 برباد ہو گا ورنہ جزیرت ساحر ہو گا اسکا لشکر تو کیا برباد ہو گا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑا کی  
 اری نادان یہ بیضی عظیمہ سامری ہی کہیں رکھ لے اگر فراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہو جائے  
 یہ حال جب غبار راغیر خوب دریافت کر چکی ہو وقت اُسے طاؤس کی باگ کی صنعت پکاری کہ کہا  
 قصد کر کیا تم اس بیضی کو مرغ کی بھائی ہونے فوج پر لگاؤ گی اُسے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دو  
 ہٹ کر اس کے لشکر سے پکاری کہ اری او مالزادی پرانی ڈھل و لکاتہ کہاں جائیگی بچکر لے اب سنو  
 یہ کہ وہ بیضی صنعت کے لشکر پر چلے مارا کہ صنعت کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آوا  
 میب آئین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکر بھگوا اور وہ پیکان جو لشکر مرغ پر رہا  
 رہے تھے وہ اس کے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ ہا نور جو نقارین مرغ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسے  
 لشکریوں پر آکر لگانے لگے اور اُس بیضی کے لگانے سے آگ برسنے لگی اب تو یہ حال ہوا کہ لشکر  
 چرمان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزار دن کیا لاکھوں دھن جہنم ہو گئے اور زمین و آسمان میں  
 تزلزل پڑ گیا آتش بازی نے جھل جلا دیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ گرہ ناز بگیا اور غبار نے اپنی فوج  
 تھوڑ کر کے بلایا کہا کہ لینا ان باغیوں کو انھوں نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا متع ہونے  
 مرغ بھی سے اپنی فوج باقی ماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکر باں صنعت کو بھاگنے کا رستہ ملا کہ نظر  
 پہلی بھاگ کر دامن کوہ کو لیے ساتھ سب فوج دامن کوہ کو خطر فوج کا شور بگاہ کا  
 عجیب دان کے جاتے میں غم راہ کا کہ جاؤ زمین کچھ ہو بد انہ تھی کہیں زمین پگڈنڈی پیدہ تھی  
 عجب کش در میان آگئی بیڑا کہ بلا تھی جہاں لگی انہ چلنے کو جاگہ نہ چلنے کو راہ  
 سرون پر کھڑی فوج فیل و سپاہ تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جو ہر سے دانت اپنے لکائے  
 فخر گلے کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سن سن جل کر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ چھیدنے پر ہم اندھ میں



نہ کہ کسی جہانے پر مانند طبعی اپنی دکھاتے تھے کماقین لب سو فار سے کہتی تھیں کہ لاؤ نقد جان  
 و شمنان لاؤ خطا گرفتہ لوگوں کو قربان کر کے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ میں کچھ  
 ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا کہ کرو کہ نیات کا معاملہ گذرانھا لا کہوں آمینو کا کھیت پڑا  
 ہر ایک مدعی کیت رہا پہلے تو وہ سب ہنستے تھے اب اپنے نصیبوں کو رو تے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے  
 لیکن ممکن نہ تھا کیسکا بھیجا چٹا ہر کیسکا سینہ چیدا ہر کوئی لوٹ رہا ہر کوئی جو بھاگا ہر وہ کچھ دوڑ کر  
 گرا ہوا پر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہر زندگی بھاگنے والوں سے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہر کتا تک  
 بیان کیا جائے صنعت سے بھی بھاگے تھے یہ تو مع فید سر وارون کے بچ گئی اور میدان جنگ کا ہر کئی  
 کوس پر بھاگ کر آئی اس مقام پر نہ پاہلی سحر پڑھ کر اسے دستک می از بسکہ صبا ہفت بیضہ بھی تھی  
 وجہ وہ جا لور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اور ملک مخرج سے غبار انگیز ملی ملک مذکور نے اس  
 برا بر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجا کر پوری لشکر ادھر کا کم کام آیا تعانے اگر کمر کھولی اور  
 سجدہ شکر جناب باری میں کیا مخرج اگر سر پر جہانانی پڑھی اور غبار انگیز کے شکر یہ ادا کرنے میں  
 تر زبان ہوئی کہ ای ملک اگر ایک خطہ تم اور نہ آئین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ اے  
 مخرج نامور میں نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملک اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہے مخرج نے کہا  
 جو مرضی پر و و گار کی ہم تدبیر کی کیا کریں غبار نے کہا ابلی وہ غضب ڈھائیگی عمرو نے اس وقت  
 بوجھا کہ ای ملک غبار انگیز سے تو بتاؤ کہ تھے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ قہر لپٹ پا ہوئی اور  
 پھر سے خدا نے اس کے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا میں نے کوئی سحر نہیں کیا میں اس کے پاس گئی  
 اور اٹھا رطاعت اس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھ کو ملوادیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا  
 کہ میں عمرو سے مل گئی تھی اوشے کہا تو میری بیٹی ہرین تیری خطا معاف کروادونگی بس اس کے  
 ہاتھ میں بیضہ سحر تھا میں نے کہا یہ میں دیکھوں اس نے وہ بیضہ دیا میں نے اسی کے فوج پر مارا اسکا  
 خورش ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہو جاوے اور عمرو اسکا اور کچھ میں نے  
 نہیں کیا عمرو نے اس نطرت کی کمال توفیق کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھا کر  
 گئی ہر کما ہی حیران ہوگی اگر اس وقت کوئی غباری بنجاوے تو بہتر ہے سوچکر اٹھا اور مخرج  
 سے کہا کہ ای ملک میں صنعت کی خبر لینے جاتا ہوں کہ کدھر گئی مخرج نے ہر چند روکا مگر نہ



اور روانہ ہوا اور مع صنعت صحرا سے پھر اپنے بس لشکر میں کر جولہ کمون آئینہ کا دور  
 ہوا ہر آئی بارگاہ و صمیمہ اور اسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ میں تختہ پدیشی اور پادشاہی کا دور  
 جادو اور مختار جاو و سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کہیں تھے دیکھا اس خبر کہ نے کیا د  
 یہ یہ بھی اتفاق کی بات ہے تم دیکھا کہ میں کس طرح ان سب کو بلا کر کرتی ہوں جیسے دیکھی ہو چکا ہے  
 ٹھکانا نہ ملتا تھا ایسا جب بھی ہو گا سا حروٹ عرض کیا کہ امی ملک آپ سے فرماتی ہیں آپ  
 کچھ شامہ فراسیاب سے کم ہیں اب اس وقت غلامان جاہل کی عرض بھی پدیرا فرمائیے  
 یعنی کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپ کچھ ہرہ مبارک کا عجیب حال ہوا جاتا ہے ہر ہر  
 چاہیے گھاوہ کیجیے گا آئے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے جھکو نفرت ہو گئی ہے کچھ جو  
 نہیں چاہتا ہے انہوں نے پھر یہ منت تمام اصرار کیا ناچار آئے کہا اچھا منگو اور جادو اور  
 دست خوان لا کر کچھ یا صنعت اگر کھانا کھانے میں مصروف ہوئی اس وقت خواجہ جو روانہ ہوئے  
 تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر سا حری اس صورت انہوں نے اپنی بنائی مہر فراسیاب جادو  
 کی ماتھے پر اپنے بنائی اس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی دعوتی  
 باندھے باندہ برنگیان جواہر کی باندھ کر گنگے میں مالا مرداریدہ پنکڑ نامہ فراسیاب کا  
 ہاتھ میں لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تین پہونچا یا سب نے دیکھا کہ فراسیاب کے  
 یہاں کا جادو گر آیا ہے یہ دیکھ کر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو  
 جھرا کیا آئے پلکوں کے اشارہ سے سلام لیا انہوں نے نامہ دیا آئے نامہ کھول کر پڑھا کھانا ہوا  
 تھا کہ امی ملک صنعت سے ساز مر جاکیا کھانا جس طرح سے کہ ساحران زیر دست لڑتے  
 ہیں اسی طرح سے تم لڑیں میں خود آسمان سحریر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو  
 کہ غبار انگیز کے قریب میں آئیں اسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہے  
 یہ صرف نامہ بر ہی نہیں ہے اور نہ قاصدی کرتا ہے یہ بہت بڑا سا مرز بردست ہے بس ہکو  
 میں نے اس لیے بھیجا ہے کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا نام بھی اسکا ہوشیار جادو و ہر اسکی  
 خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کر گیا باقی مراعات  
 سلطان کی امید وار رہو صنعت نامہ پڑھ کر خوشنود ہوئی سا حرامہ دار کی بہت خاطر کی



کھانے کی اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر گر بیٹھی ساہنہ کور کو کرسی بیٹھنے کو دی  
پھر ایک، راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہاں بھیج دیا اور کہا اے ہوشیار جادو  
تم اس راوٹی میں رہو غم و اٹھار اس راوٹی میں آیا میوہ تر و خشک کھایا اپنے پاس سے  
شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیاں خدمت کو حاضر تھیں وہ کام کرنے  
لگیں بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمر و بھی صنعت کی فکر میں آیا تھا کنیز بن جو اندر باہر  
کاج کے لیے آتی جاتی تھیں ہمیں سے ایک کو اُسے فقرہ سے الگ لیجا کر بیوش کیا اور اُسکی  
ایسی صورت نہکر رہ صنعت کے روال مچلنے لگا اس آئینہ میں ملکہ حیرت جو کھانا  
کھانے اپنی بارگاہ میں بیٹھی اُسے حال شکرت کھانے کا صنعت کے سنا تھا  
پس کچھ میوہ مٹھائی کبواں کشتی میں لگا کر صرصر عیار ہ کو پلوا کر کھا کر یہ صنعت  
کو دے آسامری جاہن کو اُسے فرط سنج دالم سے کچھ کھایا ہری یا نہیں قسم ہماری طرف  
سے دنیا کا اسکو کھا دھو وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت میں آئی مجرا  
کیا عرض رہا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہر صنعت  
نے کہا اے صرصر تو اس طرح اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہر صرصر نے کہا  
اے ملکہ پھر میں تو عیار ہوں اگر آپکو کچھ اور شہہ ہو تو اپنا اطمینان فرمایا بھیجے صنعت  
سحر ساز نے پانی سے منہ صرصر کا دھلوا یا صرصر اصلی پایا اسوقت ایک دوشالہ اور  
بہت سے روپیہ انعام میں دے صرصر خلعت پا کر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ  
چالاک سر پر کمر و مال مچل رہا ہر بس اُسے الگ جا کر نیل کے قلم سے لکھا کہ یہ  
جونڈی سر پر کھڑی روال مچل رہی ہر یہ کنیز بنیں ہر عیار ہر اسکا کام تمام کر دے  
کلمہ کے پھر آئی اور کھا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا میں دنیا بھول گئی تھی اب یاد آیا بھیجے  
صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہر  
کہ کیا بلاے بد عیار بن کہ کسی وقت چھپا ہی نہیں چھوڑتے ہیں یہ کہا اٹھی اور  
چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہر چالاک نے کہا کہ میں آپ کی کنیز ہوں  
کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روز نگار تو کنیز سے یا چالاک ہر ارے پانی گرم لا کر اسکا منہ



دھولا اور کنیزین گرم پانی لیکر آئیں اور چالاک کا دھولا یا رنگ روغن چھوٹ گے  
 صورت اہل ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چالبک تولاؤ غلغلہ اسکے قید ہونے کا بلند ہو  
 عمرو راوٹی میں جا کر لیٹا تھا اُسے بھی سنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس  
 آکر کہا اے اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کمر ملک صنعت کو چالبک نہ لگانے دیا آپ ایک  
 چالبک اُسکے لگا یا صنعت نے کہا یہ موڈی کاٹے کسی طرح باز نہیں آتے ہیں میں  
 اب اسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤ گی عمرو نے عرض کیا کہ اے ملک میرے کام میں خلل آئے گا  
 یہ ہوا میری رائے یہ ہے کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائیں کہ میں اسکو قید کروں یہ کہہ کر اپنے  
 چھوٹے سے سحر کی زنجیر نکال کر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا میں اس سے کچھ پوچھ لوں  
 تو مار ڈالتا تو گا صنعت نے کہا میں نامہ افراسیاب کو لکھتی ہوں جیسادہ فرمائیں میں  
 میں لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی میں لایا وہاں لاکر مشکین گھول دین  
 اور کہا ادب و نامہ گ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا رہی چالاک نے کہا آج و صنعت  
 نے نہ پہچانا تھا ہر شہر زین آکر گرفت کر لگئی عمرو نے کہا میں سمجھ لوں گا  
 چالاک اُنکے کہنے سے قنات چاک کر کے ٹھکرا اور عمرو ہاے ہاے کر کے زمین پر  
 گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھڑکتا اور آدھا باہر اُسکے ہاے ہاے  
 کی آواز اہل بارگاہ نے بونی صنعت نے کہا صا جو ہوشیار حباد کو بادشاہ نے  
 بھیجا ہے اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگے ہیں معلوم ہوتا رہی کچھ آفت  
 اپنی آئی یہ کمر خور راوٹی میں آئی دیکھا تو ہوشیار جاو و ہوش پڑا اور قنات چاک  
 چالاک کا پناہ میں رہی لوگوں سے یہ حال دیکھ کر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیسا زنجیر  
 میں جکڑ دیا تھا بندھا ہوا گھوڑا مارا ٹھکرا ہوا ہے غضب کے عیاں میں اُسے کوئی جیت نہایگا اچھا  
 پ کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکے کہ اُنکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جڑا نہ سمجھے  
 کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہیں بگڑ جائے لازم ہے کہ اٹھ بیٹھو بس یہ سوچ کر ایک آہ کی  
 اور کروٹی صنعت اسوقت پکاری کہ اے ہوشیار جاو و ہوشیار جاو کیا نافل پڑے ہو ذرا تو  
 ہوشیار ہوا اُسکے بھانجے سے عمرو اٹھ بیٹھا اور کہا اے ملک چالاک نے کیا کون کہ کیا کام کیا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا



مین مرگیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اس وقت کچھ تمہارے تمنوں کو پورا  
 تو جسکو فراشیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگوں نے کہا اور ملکہ آجکا کہہ خیال ہو یہ چالاک  
 جسے کہ فراشیاب پر عیاری کی ہر اس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہو اور جسکو اسکو قید کرے  
 جو کے نہیں ماری ڈالے ہیں بھر ہی عرض صنعت وہاں سے اٹھ کر چلے مقام پرانی چالاک  
 جو ملکہ ہانے چلا ایک دروہ میں پہاڑ کے گیا وہاں قریب تر ایک ساحر کو اس جگہ کی صنعت کی  
 طرف سے کہانی کرتا ہر اس ساحر کا نام بھی بھوت جادو ہر اور وہ ساحر نہایت زبردست ہر چنانچہ  
 چالاک جو دیکھتے تو درہ کو بہت آراستہ ہر ہر طرف درہ کے درخت تمام تراشی کیے ہیں  
 سبزہ آگاہ کنوین نختہ نے ہیں پری جانی گئی ہو اور سنے ایک بانغ کہ جس سے گلستان ارم کو  
 بانغ بنا ہوا نظر آتا ہر چالاک اس بانغ میں آیا اسکو بھی نہایت سرسبز یا زکرم یا سمن بستہ  
 تختہ گل و نیل میں ہیں لے ہیں یہ کی حویلی کی بست کہانی کہ آج کا دیکھا تو کچھ اور ہی ہر عالم

وہ بانغ نہیں بہشت کر کم	رخساز زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط عند ارکھو
ز بسکہ ہے سبزہ جملہ آرا	ہر خاک طلسم چرخ قصہ	دون سبزہ گیسو بانغزار ہر
گو یا خط یار و لہر باہر	تھے بھول بھی بھل بھی کیسے کہے	شاید کہ بہشت و من ہوں ایسے
ہر رنگ کے گل جو ہیں نمودار	کاشن کی زمین ہر سخن گزار	ہر سخن کو رشک لالہ و گل
ہر رنگ سرشک خون لبیک	ہر بہت نہیں جاری خلاصہ یہ کہ پری تیاری ایک طرف بارہوی	

جس خوبی بنی ہوئی بنی کی طرح بھی ہوئی نریش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان  
 عیش و راحت وہاں میاں نہ غرق بچھا ہوا اور اسیر ایک حسیہ خام بیٹھا ہوا شراب و زہر مار  
 کر رہا ہر اسکو دور سے دیکھ کر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی  
 کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہیں بس اس صورت پر تیار ہو کر سامنے آئے لگا لگا  
 اسکو سلام کر کے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھجوا دی فرمایا کہ جب سے ہر شکریہ  
 نے ہیں صرخہ کبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر میں ہر بھی چالاک عیار آیا تھا پختہ قید کرنا چاہا  
 ہر ٹھکرا اب تو بہت ہو گیا رہنا اور جو کوئی غیاظ اڑائے اسکو پھر کر مار ڈالنا یہ سوت ہی  
 ساحر کا نام ہر چالاک کی تعمیر شکوہ اپنے ملازمین حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لا کر دو انھوں نے



روپیہ مذکور لا کر دیے اور مہوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کدینا اور عرض کرنا کہ آپ  
 جانب سے غافل رہیں میں بہت ہوشیار ہوں چالاک نے جب روپے پائے کہا  
 ہمارے ساتھ احسان کیا ہے ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہے بھلا اسکو ہم  
 تو کھلا دین لے آؤ الگ چلو مہوت یہ منکر اٹھا اور اس باغ کی ایک چٹھی میں گیا ملا زور  
 کو وہاں آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اس کے ساتھ گیا اس نے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہے چالاک نے  
 فریب ہو چھٹکے ایک طمانچہ دست پیشی آلودہ کا گایا مہوت نے کہا اور بے ادب یہ کون  
 کیا کیا چالاک نے کہا اس میں لو کر مات ہی تم دیکھ لینا گجر اونیسن یہی رہا تھا کہ وہ چکر مار کر  
 گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اس وقت تنہائی پا کر اپنی اسی صورت اسکی بنائی اور آہ  
 اور آپ اسکی صورت پر بنا اور اسکو پیٹھ پر لا کر باہر نکلا نو کروٹے اس کے کہا کہ کون ہو آئے جو اپنے  
 کہ جہشید نے میری عزت بربائی اور جان بھی رکھ لی اس نے جھک کر مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی کہ کدیا  
 صنعت کے دروازے پر اسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ مہوت جادو کوئی آ  
 جانب سے فلان صحرا میں محافطہ رہ رہ چالاک کو پکڑ کر لائے میں یہ حال منکر صنعت اکھڑا  
 ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا ای ہوشیار کہ بیمار کہ ہو چالاک پکڑا گیا مہوت میرا ملازم لا  
 ہر عمرو کی یہ خبر نہ کر جان نکلمی گر خطا ہر خوشنود ہوا اور جلد وہاں باہر نکل آیا اس آشنا میں مہوت  
 نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا کہ صنعت عمرو کے ساتھ کھڑی تھی اسکو مجر کر صنعت نے ہنس کر  
 پوچھا کہ ای مہوت قراج تو اچھا ہے کہو کسکو لائے مہوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا  
 یہ عیار مجھ کو بھی فریب دینے گیا تھا میں نے پکڑ لیا ان باتوں میں یکا یک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ  
 زرین قبا اور شہاب جادو دیر کنان اس طرف آئے تھے وہ آتے ہیں صنعت نے کچھ لوگ  
 ان کے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونوں بھی بارگاہ میں آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اس نے شروع  
 کر کے بڑا تپا کھلے ہر کیا پھر یہ بھی کر بیوں پر بیٹھے جامے گردش میں آیا اسکو ہوت ملکہ شکوہ  
 پوچھا کہ ای ملکہ یہاں مردہ سا کون پڑا ہے صنعت نے سب احوال آئے بھی کہا اور کہ  
 آخر اسباب نے ایک ہوشیار جادو نام سارے نیک نام کو میرے پاس بھیجا ہے اور  
 تعریفی نامی نامہ میں لکھی ہے من آئے نہایت خوش ہوں شکوہ نے کہا ای ملکہ اب تم جھکا



مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہو کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر مارے لیکن آپ کے فرمانے سے میں ابھی اُسکو قتل کرتی ہوں مجھ کو کسی بات کا دغ نہ  
 نہیں ہر شکوہ نے کہا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو آپ اُسکو مار ڈالیں اُس نے کہا اچھا اُقت و شہاب چاہیو  
 نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائیے ہم ملاقات بھی کریں گے اور وہ اُسکے قتل کی بھی کیفیت  
 دیکھنے صنعت نے ایک کینز کو حکم دیا کہ جا کر دیکھو تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہیں عمر و یلم تو  
 باہر نکل آیا تھا یا پھر جا کر راوی میں لیٹ رہا ویسے کہ آتے باہر اگر جوشہوت کو دیکھا تو چلا  
 کہ پایا تھا غرض کینز جو آئی دیکھا کہ آرام میں ہیں اُس نے جگہنے کا ارادہ کیا کینز میں جو اسکی  
 خدمت میں تھیں وہ گویا ہوئیں کہ ابھی آرام کیا ہے اور فرمایا ہو کہ اگر مانگہ بھی کر گھانے کا ارادہ  
 فرمائیں تو مجھ کو نہ اُٹھانے دینا کینز یہ ماجرا سن کر بھرتی اور صنعت سے اگر عرض کر دیا شہاب  
 وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلا د کو حکم دیا کہ جلد اس نفتری کا یہی عالم بیٹھی  
 یہی میں سرکاٹ ڈال جلاو نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر جہوت اُٹھ گیا اور گچا  
 کہ مبارک ہو میں نے کام پسر عمر کا تمام کیا لایے انعام دلو ایسے یہ کو انعام مانگ رہا ہے کہ وہاں  
 کہ وہاں صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مارا جہوت  
 جادو کو اُس اندھیرے میں چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک ار می قبحہ صنعت تو میرا نام  
 چالاک کہ تیرے ہاتھوں سے تیرے رفیقوں کا سر کٹاؤں یہ کہتے تھے کہ صنعت کے چلا گئے  
 کسی نے اس تاریکی میں دیکھا نہیں کچھ عرصہ بعد وہ دھوان سب طرف ہوا سب دیکھا کہ جہوت  
 جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہوا شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی اور  
 آپس میں گرم سخن ہو کہ غضب ہر سامری کا بھلا کیسے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بھائیو اب  
 طلسم پر دوبار کیا ہے اور صنعت لاش جہوت دیکھ کر یہ جو اس ہو گئی کہ بل بے تیری تلاش کہاں  
 پہونچی اور جہوت کو پکڑ کر لایا بیان تو سب بخیر اور متروہ ہیں لیکن حیرت کو بھی طالع بن جو  
 یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جا کر ہوئے انھوں نے تفصیل  
 عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ جادوگر پھر یہ بھی بیان کیا کہ فریسا بنے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کہ صنعت  
 کے پاس پہونچا ہے اور بڑی تعریف اسکی نام میں لکھی ہو وہ سادہ مرد ہے بڑی خاطر اسکی ملک صنعت کرتی



حیرت نے یہ حال سُکر کہا ادنیٰ زمین بھی کوئی کوئی فریب معلوم دیتا ہر مین باخشاہ کو نامہ لکھ  
ہوں جیسا ہو گا ظاہر ہو جائیگا یہ باتیں جو بیان ہوئیں طائرانِ جادو صرخ کے یہاں اور فراسیا  
کے یہاں کچھ برائے جاسوسی حاضر تھے انھوں نے بھی سنا اور طائرانِ اڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت میں گیا اور  
طائرانِ سحر نے آکر صرخ سے جو سنا تھا بیان کیا صرخ بہت خوشنودہ ہوئی اور غبارِ انیکس نے کہا بی بی  
عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہیں صرخ نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ غلام  
ہو سکے صحیح و سالم مجھے لا کر ملائے سب درست بدعا ہوئے اور طائرانِ جادو جو شاہ جادو ان سے  
پاس پہنچا جملہ ماجرا اُن سے بیان کا بیان کیا بادشاہ نے حال سُکر گردن جھکائی اور کہا میں اسی  
وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نانا اب اچھا ہوا جو دین اتھاتی ہے  
یہ کس رقعہ جمشیدی میں دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہو شیوار جادو نام ہے جو اُس کے پاس گیا ہے رقعہ  
میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہی اگر اسی بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت میں ہو گا مار ڈال پھر ایسے  
موقع نہ ملے گا یہ رقعہ سے دریافت کر کے اُن سے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم نے وعدہ کیا تھا  
میں عمرو کو پکڑ لاؤں گا آج تک ایسا وعدہ نہ خواہ اب تم بارگاہ میں صنعت کی جاؤ اور وہاں  
ہو شیوار جادو بنا ہوا عمرو ہی اُس کا سرکاٹ لاؤ صنعت سحر ساز سے لےنا کہ وہ خود قتل کر کے سر  
تھمیں دیدگی باغبان نے پائیہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ انیکس رفیعہ و آردیم یہ  
یہ عازم رہے تو روی ہوا لیکن زوجہ کی بلکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہی ہوا اسلئے کہ عمرو جو باغبان  
کو مار ڈالے گا تو میں راند ہو جاؤں گی اِنے قرآن جہش کو بھائی بنایا ہے اور اُن سے اسکو بہن کہا ہی سرخند  
باغبان کو یہ سمجھا یا کرتی ہے مگر وہ بہن ماننا ہی چاہتا ہے بلکہ گلچین جادو اپنے شوہر پہلے جادو  
روادہ ہوئی جبکہ صنعت کی بارگاہ میں پہنچی بسبب چادر سحر کے کسی نے اسکو دیکھا نہیں عمرو  
کی راوٹی میں کئی عمرو سوتا تھا اسکو جگایا اور کہا تو اب سلامت میں ہوں آپ کی کنیز گلچین جادو  
اور آسیاب کو آپ کی خبر پہنچی ہے اُن سے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہے وہ آتا ہے  
آپ ہو شیوار ہو جائیے میں پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہوں آپ کو قسم ہے اپنے خداے چاکر کی کہ  
باغبان کو مانڈ لے گا میں راند ہو جاؤں گی لو خدا تھا حافظ ہی میں جاتی ہوں یہ کس کو مانگی گئی  
باتوں کی آواز کچھ کچھ کنیزوں اور صنعت نے بھی سنی مضمون تو کچھ بھی سمجھیں لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ ارے



یہ کہے بیڑے جاتے ہیں عمر و نے کہا یہ میرے ہارے میں اور کے دین رخصت ہو رہا ہوتا ہے ہونے اب تدبیر  
 لانے کی ہم بھی کرتے ہیں وہم خبر نکالتے ہیں یہ کہل رہا ہوا وٹی کے کیا اور دیکھا کہ ایک جاؤ کر ڈنگا  
 جادو نام صنعت کے پاس استاد ہر کسے صنعت سے کہا کہ اگر ملک ذرا یہ جو آپ کے  
 پاس کھڑے ہیں انکو میرے پاس بھیج دیجے کچھ اُنے کتا ہر صنعت نے یہ سنکر اشد گاہ  
 سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمر و کے پاس آیا عمر و نے کہا اگر بھائی یہ غل کیا ہوا تھا اُسے کہا کیا  
 ہاؤن اپنی رہی بکو پڑی ہر عمر و نے کہا مان بھائی یہاں ہی حال ہر معلوم نہیں کہ ہم مارے جائیں  
 یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہیں ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسے زبردستی  
 بغیر کے منے میرے منہ پر یوں ہاتھ مارا دون ہاتھ مارا اور ہر طرح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا  
 یہ کہل ہاتھ منہ نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ اشد گاہ ہوش ہو گیا اُسے جب اسکو  
 بات کہنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزوں کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہا ہی تو تھی ہی اشد گاہ کو  
 بشکل ہوشیار چلا دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنا اور اسکو اپنے پنگ پر لٹا دیا  
 اور کنیزوں کو پکارا اُنے کہا خردار سے ہوشیار نہ کرنا یعنی جگانا نہیں یہ کہل آپ یا جمشید ہمیشہ  
 کتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسے کہا اشد گاہ جادو خیر تو ہے مجھ سے تو کچھ ہو کسا  
 اگر ملک میں تم سے کیا کون اب آپ ہی معلوم ہو جائے گا اُسے اس کلمہ پر کہل کے کہا اُسے  
 کتاب تولانا عمر و نے دل میں کہا کہ کتاب میں دیکھا اُسے تو حال تیرا کھیلے گا میں گویا ہوا کہ اگر  
 ملک تھے تو کتاب کی نرت کو دی ذرا اسی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہوا اگر مالکہ من  
 جس کام عقل کام نہ کرے وہ کتاب میں دیکھتے ہیں تو کتاب کیا کر دی مجھ سے میرا یہ کہ گیا ہر کہ شاہ  
 جادوان کے پاس سے کوئی سوقت آتا ہوا رہم رتبہ وہم یا یہ تمہارا ہوا رہم کام کو آتا ہوا  
 سی کام کو سنکر میں یا جمشید یا جمشید کتا ہوں اب معلوم ہی ہوا جاتا ہر گھبرا جی کیوں ہو یہ کہی  
 ہا تھا کہ باغبان قدرت خود پر بل ڈالے ہو سے اسباب سحر یہ ہو سے تخت پر سوار اگر اسکی  
 رگاہ میں آتا صنعت برائے تقبال خود اشی باغبان نہ بڑی بھار سلام کیا صنعت نے  
 سنکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پاؤں کیا مقام صہ پر پر اپنے بھائی باغبان نہ بیٹھتے ہی کہا کہ  
 شاہ نے فرمایا ہر من نے کب ہوشیار چلاؤ کو بھیجا ہوا وہ ہو کمان صنعت نے کہا کہ



جب سے آیا ہر مست شراب ایسا رہتا ہے کہ ہر وقت راوٹی میں پڑا رہتا ہے اب بھی میں  
 باغبان نے کہا وہ عمر و عیار جو اسی وجہ سے بہت مختار ہے پاس نہیں بیٹھتا ہے اپنی  
 فکر میں ہر تمکو مار ڈالے گا سوقت اثر درنگاہ نقلی نے ایک قفقہ مارا اور کہا بھوتہ ہم تو سچے  
 ہونے صنعت یہ ماجر اسکر نہایت درجہ گہرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہو شاہ نے کہ  
 جلد مار ڈالو اسکو اور ہر اسکا ناما گاہر لاؤ مجھے دو کہ میں قتل کر کے سر لچاؤں صنعت نے نہ  
 سوقت ایک جلاؤ کو بلا کر چپکے سے کہا کہ راوٹی میں جا اور کنیزوں کو بیان بھیج دے اور وہ  
 پتنگ پر سولہ ہوا اسکا سر کاٹ جلاؤ بموجب حکم راوٹی میں گیا اور کنیزوں سے کہا جلد بیان سے باہر  
 وہ سب لڑان ترسان باہر آئیں اور جلاؤ نے ایک ہی تیغ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اثر درنگاہ  
 کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی صدائے مہربان آئے لکھن اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لچو پڑو  
 مارا اسکو کہ جب کا نام اثر درنگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاؤ کو قتل ہو شیار بھیجا تھا  
 چار ہزار جادو گر برائے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمر و ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے نہ پائے  
 دو ہزار جادو گر بروئے ہوا پر داز کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صد کا قتل  
 ہو شیار بلند ہوئی ادھر غمخو نے نعرہ کیا کہ نم شہنشاہ عیاران عمر و نامداراری او شغل صنعت  
 سحر ساز اگر تیرے جادو گردن کو سلطج نہ داخل جنم کرایا تو نام اپنا نہ لکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر  
 گرد اپنے کو حصار کیا اور پکاری کہ لینا موڈی کاٹے کو جانے پائے اندھیرا تو تھا ہی مارچ ترنج ناریل  
 چلنے لگے سوقت چالاک جوخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر نے عمر و کا ہاتھ پکڑ لیا کہ  
 امی والد ماجد راویہ میں نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہے آئیے چلیے عمر و بھی خلطاک مار کر زیر تخت آیا دیکھا  
 کوربان لقب لگی ہو دونوں اس لقب میں کووے اور روانہ ہوئے صنعت نے جب وہ اندھیرا ہو  
 ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونوں کہاں گئے ہیں لیکن تپانہ ملا بہت پریشان خاطر ہوئی اور  
 مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا اور توبہ راہ رکھی ہو گی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں  
 ہیں پرانے تخت کو اٹھوایا دیکھا تو لقب لگی ہو پس عرض کیا کہ اے ملکہ دیکھو وہ اس راہ گئے ہیں باغبان  
 تو یہ سب ماجرا دیکھ کر پہلے ہی چلا گیا تھا اور باغبان صنعت لقب لکھا بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی  
 ہی مختار کو عقل نہیں کام کرتی ہوا اور چہ کہہ سکتی ہوں مختار نے کہا تو بہت شوم پافرایے تو آخر کیا کہتا ہے



کہا باغبان قدرت جعفر سیاب کے پاس آیا اور اُنے کہا کہ یہ عمر و عیار ہوں تبو افراسیاب  
 میں چھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا اے ملک حب ہوشیار جادو نے اثر درگاہ کو راوی میں بلایا تھا اس وقت  
 کہ وہ ہوشیار عمر و ہی تھا جب اثر درگاہ اُسکے پاس گیا اُنے ہوش کر کے اپنی صورت پر اسکو بنایا  
 پہ اسکی صورت نکرا باہر آیا اور آپ سے باتیں کہیں باغبان قدرت کیا کرے جو سن آیا تھا  
 دہی آپ کا لیکن تعجب یہ ہو کہ اسکو خبر کتنے ہوشیاری کہ باغبان قدرت آیا ہو صنوت نے  
 کہا کچھ ہی ہو مگر اب غرت سامی کھین ہاری تو بے آبروئی ہوتی ہی بیان تویہ مذکورہ ہو اور عمر و عیار  
 مع چالاک کے نقب سے کلک رہتے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے مزخ اور سب سردار و جن خدا کا شکر کیا کہ ہر  
 خدا نے ملک و مہم لایا عمر و نے تمام کیفیت سامنے مزخ کے بیان کی مزخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور  
 سب عیا بھی مع مترواکن کے اسوقت بارگاہ میں آئے اور عجب شراب پینے لگے لہجہ بھونکا شراب کا  
 جام گردش میں آیا مزخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہدیین بھی چھوٹیں اور  
 اسد دلاو طلسم خج کرے عمر و نے کہا انشا اللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہے ملک بران تہیرہ میں گئی ہیں  
 لیکن جب تک آپ دیکھے گا اگر کسی کسی لڑائی پڑتی ہو اور ہم بھی جن جن کے دن نابکار دن کو خدا چاہا تو  
 مارینگے یہ کمر مصروفی پیش ابنا ط ہو اور باغبان کے پہونچنے کے قبل چکے افراسیاب کے پاس  
 آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنوت نے ہوشیار جادو کو قتل  
 کر دیا لیکن خدا کے گیر گیری بلند ہوئی وریا ہوا کہ ہوشیار جادو عمر و نہ تھا اثر درگاہ جادو تھا  
 افراسیاب نے کہا عجیب غریب مقدمہ ہے کہ جو بدبیرم کرتے ہیں وہ برعکس ہوتی ہے یہ کہا ایک آہ سرودل  
 پر دروسے بھری اور تیلون سے کہا کہ تم جا کر عمر و کو صنوت کیا کرتی ہو اور مزخ کس فکر میں ہو  
 پہلے روانہ ہوئے آگے چند چیلے تو بارگاہ صنوت میں پہونچے اور چند بارگاہ مزخ میں آئے یہاں دیکھا  
 تو نپاچ ہو رہا ہو اور صنوت کو جو دیکھا تو قصہ میں رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کتنی ہی از مختار جادو مجھکو  
 افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہے کہ اپنے تئیں ہلاک کروں مختار کہ رہا ہے کہ حضور شراب  
 میں کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ ہیں اسقدر تشویش فرمائیے اُنے کہا کہ اب کھانا دینا چاہیے  
 کھاؤ گی کہ لشکر باغبان کو غارت کر لو گی یہ کہا وہ بھڑے سیاہ جو کتھے میں تھا ہاتھ میں لیکر دیکھا یا تیلون  
 جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اتویہ آئندہ حریف ضرب ہو لازم کرے بادشاہ سے جا کر خبر کوں پھر آپ ہی کہا کہ تانگی جنگ



دیکھ لیکن تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کرین عرض یہ تو بھترے اور جا سوسان لشکر منی جو  
 موجود تھے وہ سب خبر لیکے ہرج کے سامنے آئے اور عرض کیا ہونے کہ لکھ صنعت بحر ساز پیرا چا  
 جو اور اسکا ارادہ ہر کلا کی بقیہ سیاہ سے کام لین فرج یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ  
 اللہ مالک ہر دم ہی بچانے والا ہے چالاک چوٹریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر  
 جب تک اس قہر صنعت کو قرار دے تھی نہ کو شمالی میلی نہ مائیلی نہیں یہ کمروان سے چلا اور سامری کی  
 صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہاں صنعت باہر بارگاہ کے اگر غصہ میں کھڑی ہوئی تھی تمام  
 سردار اور مصاحب کے گھر سے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ انراظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیر  
 کی راج دلائی ہو کر لشکر اعیان برباد کرنا منظور ہے تو فرج کو ہمراہ لیکر چلا پہلا فرج بھی عرض کر رہے  
 ہیں کہ ہر کوئی چلے صنعت کہ رہی ہے کہ میں کیلی جاؤ گی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے یہ کمزختار  
 جاوے سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فرج و لشکر سے خبردار رہنا مجھ کو دیر نہو گی ابھی گئی اور کام  
 لشکر درخو کا تمام کر کے پھر آئی دیکھو وہ بقیہ سیاہ ہر کہ چکے لگاتے ہی ہزاروں سانپ پیدا ہو گا اور  
 مفسد و نکووس لگے گا یہ کمز بقیہ میلی بر رکھا رہند کیا چالاک جو فکر میں آیا ہوا تھا اُسے دل میں خیال  
 کیا کہ بس ہی وقت ہے تو اپنا کام کر رہے سو چار اُسے فکر گوین میں پھر رکھا اور میلی کو اہل ناک کر چرچ دیکر  
 جو مارا پھر کر اٹھو بر شاعر کے ہاتھ کا پھر اٹھیا ان کو سب تو ت گئیں اور بقیہ سیاہ توٹ کر وہ سردار اور  
 فرج کے لوگ جو بچھ رہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے سفر تھے انہیں گرامناؤ اللہ قیامت کی رہی پیا ہوئی  
 اول تو آوارہ میر پائی اور دھوان استعد پیدا ہو کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی دہان کی  
 تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزاروں ساحر و کائناتیں زہیرے میں دم خا ہو اور غلاوہ اس اند میری  
 مارا ان سیاہ زمین سے کھلے گئے اور روئے ہوا سے رنے گئے تمام عالم ان موزیوں سے بھر گیا ہوا سموم  
 ہو گئی ان سانپوں نے جسکو کانا پانی ہو کر وہ بگیا لشکا چوتیا رہا تھا انہیں بیلگر رہی ہر چند صنعت  
 سو شہتی تھی لیکن وہ آفت ہو تھانہ ہوتی تھی اند میری نہ جان لی سانپوں نے آفت بر پا کی ان  
 کافروں کو گویا جہنم میں بند کیا تھا کہ ہر ایک کالار نکو کا تھا تھا خدا کی پناہ ہر سمت چکار کی صدا  
 بلند تھی زہر دار سے مالان ہزار جہنم فنانہ تن کی مار ہی سے سوخ شل سانپوں کے محل باقی تھی لنگہ ظلم  
 ہلاکے کا ماو اسے جان گئی کا بلند تھا سامنے پیا نا جسد بھیا نا کی بکار تھی با صند ساوند تھا مد کو آن



میں مدون کے آنے سے کوئی گھبراہٹ نہ ہوئی تھی بلکہ وہ چل پڑی تھی بڑی رفت کی گھڑی تھی کہ اس نے

جدہ بھر نظر کیجیں لگ جی آگ	م و کم شش لب پہ لیلیٰ میں بن لگ	مہان میں وہ تھی بباہی پر شر و شور
بھاتے چلے راہ و ان مار و مور	ہر اک آنکھ سے زہر پیکا ایک	جلا آنکے آگے کوئی کب دیا
صدائے حبیب آنکی وہ تھی بلند	جگر چاک ہوئے ہوا پر پرند	درندون کے برعائن میں تھے حواس
چرندے مکانون سے سب ابدی	دخوش اس بیابان میں آتے نہ تھے	طیورانیسا فون میں جاتے نہ تھے
ہوئی آنکی کو سون ملک ایسی حرم	کہ آیا نہ اس رہ کوئی حبس سموم	ہوئے ساکنان بیابان تنگ
آٹے کوہ و داوی سے شیر پلنگ	پہ گندگی تھی اس ابنوہ میں	کہ گونجی بلا سے یہ کوہ میں
اس آواز سے جی کل ہی گئے	جوتابہ قدم تھے بچل ہی گئے	بھرا ایک دم اُسے دا کروان
تو پایا اس ابنوہ کو نیم جان	دم دیگر آنے نہ کوئی رہا	دہی دست خالی وہی اڑ دیا
نمانہ وہی آگ کا چار اور	ہو اگر دم ویسے ہی رہا ہی شور	صنعت کی فوج اور صنعت

بزدور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئیں اور قریب دریائے بحر آ کر ٹھہریں اُس وقت کہ جب کوئی اُس جگہ میں  
باقی نہ رہا وہ اُردو بھی تباہ ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر جھگیلی فوج کو  
اپنی مجتمع کیا اور اس جانے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اسکی فوج اور خزانہ لا تعداد تھے  
اسوجہ سے ہر بار نیاسامان حیا ہوتا ہی چنانچہ اب بھی لاکھوں ساجدون کو کسرا ایک جگہ پر  
تیزی مگرداغ بلا سے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری میں کس رفت میں گھر گئی  
دیکھو اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر بھر سمجھانے لگے کہ اسے ملکہ ایک بات  
کے پیچھے چرانا اچھا نہیں آسین بھی فرایان ہوتی ہیں دیکھو بادشاہ طلسم سب طسج کے سحر  
جانتا ہے اور قدرت و طاقت سامری نے اُسکو عنایت کی ہر مگر یکایک کوئی کام نہیں کرتا ہے دیر  
زید درست آید کا معاملہ ہی آپ بھی اب چند سے توقف فرمائیے پھر سمجھ سیکھیں گے صنعت اپنے  
حال پر نالال و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بیضہ کو توڑ کر روانہ ہوا  
سانے صبح کے آیا بیان سکو متروپا دیکھا کہ شکر صبح تیار کر رہی ہوا درخت پر ہر کہ  
افت آیا چاہی ہی اسوقت اُسے آکر کہا کہ آپ بیٹھ کر ناچ دیکھیں عیش کیجیے میں جنگ  
فتح کر آیا یہ کس جملہ ماجرا سنا کہ اس طسج اُسے بیضہ دکھایا میں نے پھر مار کر ہاتھ اُسکا توڑا



اور بیضہ کی فوج میں گرایا اب وہ بھاگ کر آوارہ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہو کہ طبعہ ماری  
آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجایہ حال شکر خمر اور خمر وغیرہ شاد ہوئے  
نہ غم سے آزاد ہوئے بارگاہ میں بیٹھ کر ادو عیش و نشاط دینے لگے پاج دیکھنے اور شراب پیئے گئے  
اور تہکون نے جا کر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب مایہ اذکر کیا کہ اس طرح  
صنعت کے ہاتھ سے چالاک عمار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب  
باوجود کہ پور پور کی شکست ہونے سے صفہ میں تھا مگر چالاک کی چالانی کا حال شکر اس پر پھر  
باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صنعت کے دل اجل بڑے ہیں جب لڑائی  
تباہ و برباد ہوئی اب میں اسکی لڑائی چند روز موقوف کرا کے اے ساحر کو بھیجتا ہوں کہ وہ سب باغیوں کو  
نرے معقول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہو کر روئے ہیں وہی اسی اذکر وہ ساحر  
رو لایگا یہ کلمہ کچھ سحر ہے اور دستک دی کہ ملک سے آشباری ہونے لگی اسی آگ کے شعلوں میں  
ایک تخت آتشین نکلا جس پر ایک ساحر سیاہ جام سوختہ بدن کندہ جہنم جلی خان میں یہ کتنا زیبا نقطہ ہے

شعلہ روزن رخ روشن کی تاب	جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب	جسہ تھا یا صبح و نغمہ جہنم
روسیہ پر تیر گئی خطا ہر نہیں	گر وہ ملک و تہنگی مایوس کا	ہر شکن خط تعاقب افسوس کا
آروے ہو سے ظاہر جلد یوں	زنگ خورد وہ جیتے بیسم گون	یا نیام نخل فرسودہ خواب
پاشکتہ کندہ عسرا بخراب	شوخی فرکان خوام ناشکیب	زگس بیمار مرنے کے قریب
خانہ چشم ایک صحرای خراب	آنکھ کے ڈھیلے کلون خوردہ کرب	خسک نفع صور آواز بلند
خندہ جمع قیامت زہر خند	کیا کر یہ الصوت جیسے شور وعد	رشک نفع صور آواز بلند
رشک تیغ اصنافی قدیم	خلق کا بیعت نے کلا جاب دم	شور آواز قدم افلاک تک
بزدل بھین فکھکان خاک تک	بس وہ یہ درون اس تحت پر سوار تھا سافے بادشاہ کے آکر	

ہنگام کلم شعلہ منہ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کر کے باور تمام نظر کلام سامنے تھا بادشاہ نے  
اس مرد دازنی سے خطاب فرمایا کہ اگر آتش نشان سخن چشم جادو تم بیان سے شکر بیکہ ہر گز کے  
شکر پر چرہ جاؤ اور اسکو تباہ و برباد کر دو خیر داری پر رحم نہ کھانا اور لڑائی میں دیر نہ لگانا اور  
عیاروں کی مکاری بھی کچھ بیان کر کے فرمایا کہ ان لوگوں سے بچے رہنا وہ کم کردہ راہ راست حکم



بادشاہ نے کم و کاست دوش اطاعت پر رکھ کر پھر اپنی آتش محوین خائب ہو گیا اور اپنے قلمہ زہر افشاہ  
 میں کیا سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد و ولایت سامریہ تیار ہو کر میرے ہمراہ چلیں کہ میں معراج کے یہاں  
 لڑنے جاتا ہوں بوجہ حکم اُن کے لشکر میں تیاری شروع ہوئی گردان و لاوڑ یادگار رستم و سام اور سامران  
 ناکام اپنے اپنے چلے گئے تھے چلیں سے خفت ہو کر سوار بیابان سے سحر پر سوار ہوئے طبل و دُلق و تقاریر  
 بجنے لگے ہوم خانہ لگے ہر سمت آگ برتنے لگی آتش نشان بھی شعل شعلہ جوالہ کے آتش فشاں

کر تا ہوا از در ومان پر سوار ہوا پھر کو یہ حال تھا کلا شعلہ	چنان بد کہ از ساحران ہزار
سودان مست و کشتہ ہمار	پدید آمد وزشت قبیارہ
بیرونہ جنگی دو و دو ہزار	چو زہر کشیدند پر شد خروش
پسدار ایشان برآمد بجوش	شد از گردگیتی سرا سرباہ
بہرین سپہ اندر آمد چو پیل	ہی کرد فرست کوچ کر کے

در پائے بحر کے پار اُترا اور قریب شکر حیرت بدسیرت ہو چکا اُسے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ  
 آکر لیکے لشکر اُسکا لے لشکر اُترا یا آتش نشان بارگاہ حیرت میں آیا اُسے خاطر کر کے نبھا یا اُسے  
 خاک کو ندوی خلعت پایا پھر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھ کو خداوند ساحران نے  
 بہر استیصال شکر معراج بھیجا ہوا اب میں اپنے لشکر میں جاتا ہوں اور جنگ آغاز کرتا ہوں حیرت نے  
 اس حرام خورد کو خوب شراب پلوئی کھانا لطیف کھلوا یا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ  
 میں وطن سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشاں مہر تابان گرم ہوئی  
 اور دنیا تمام ظلمت سراے و ہر بنی اسباب

شب تیرہ ہنگام بانگ خوش	ازان دشت برناست آواکوس	بمہ جنگ ساز کردہ جہان
ہمہ نیزہ داران و جوشن ورن	ہر کارے یہ خیر لیکر بست جلد خدمت معراج میں آئے اور لب بد	
دعاؤں بے باؤ خلی لائے کر نظم	خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ	فرمان حکم کو بسر و چشم سے زند
کاؤس و کیتباد و کیو مرث یزدجر	بیوستہ در رکاب تو فخر یہ می روم	از دوزیم سطوت تو زود کا شفر
جودخان و مرو صفایان دہم خند	تا بہشت آفتاب دمنہ خط ہوا	تا طائران سد رہ برا خاک می بند
شی تو شاہ اور کشورستان و ہر	نہم نام سکندر نمی زند	خسرو افک رکابا ایک ساخر



آتش نشان منج چشم جادو نام فرستادہ فراسیاب ناکام دو لکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہوا دراست  
بتقابلہ ملزمان دارا دربان جناب طبل جنگ بجوایا ہر کل نکال کر میدان آتش غنا و فساد شعل کوٹھکایا  
ہر کارے تو پھر بہر خبر روانہ ہوئے اور ملکہ منج نے تو کلت علی اللہ کہہ کر جواب طبل جنگ  
عدو نفیر کو دم دیا یہاں بھی طبل و بوق بجے ناقوس ٹپکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان  
کیا مبارکون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار منج نے سویرے سے برخواست کرکے  
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر ہر آرام آیا تیار می شکر پھریان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ بارگاہ  
سے اٹھ کر فرین عیاری کے روانہ ہوئے اور سطح اور عیار بھی اس اندیشہ میں پلے لیکن خواجہ  
عمرو قریب بارگاہ آتش نشان پہنچ کر بصورت تبدل شہرے تھے کہ ایک خورص کو انھوں نے  
دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلا کر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے اور ایک جگہ  
تنہا پا کر اُسکو سلام کیا وہ بچارہ نوواردانکے فقرے کیا جانے اُسے غیب سمجھ کر جیب  
میں ہاتھ ڈال کر چند اونٹنے کالے اور کھامیان صاحب اسوقت یہ موجود ہیں انھوں نے ہنس کر  
کہا کہ میں یہ اونٹ لے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا ایلے ساتھ چلا آیا اُسے  
کہا فرائیے کہا کون کیا خاک میں تمنائی پاتا ہوں اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہیں یہ حال  
سنکر اُس نے پیچھے پھر کر دیکھا انھوں نے کندھاری کہ وہ ابھو کر گرا انھوں نے گرتے گرتے اُسکے منہ پر  
جاب بیوشی مارا کہ وہ بیوش ہوا پیرہن اُسکا لیکر اُسکو تو انھوں نے کسی گڑھے میں ڈال دیا اور آپ  
اسکی دیسی صورت بکریا ہوئے سر پر بکڑی باندس چپن پنی بینی پاک کمر سے لگا یا تھویداری کی  
بھون کا شگون لیکر وال سے باندھا اور اُس رومال کو حسیب من قال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس رکھو یہ  
پیسہ اتھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہاں دیکھا تو ایک ساحر کریمہ المنظر سیاہ قام بد انجام مستند  
میشامی اور شراب زہر مار کر رہی خواجہ بھی اور خواصوں کے ہمراہ کاروبار میں مصروف ہوئے  
اس عرصہ میں اُس نے پانی طلب کیا آپ خالصہ لاؤ عمر و جلد تک سرکاری پانی میں ملا کر گیلاس  
تھالی جوڑ میں لگا کر سانے اُسکے یگیلا اُس نہ ہجارتے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب  
پینے لگا منہ سے گیلاس نکلتے ہی ایک پتلا پیدا ہوا اور اُنکے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پتلا پکارا  
کہ اس پانی میں دنا غنی خبر وہ ارادہ پینے کا نہ کرنا غم کو یہ رنگ دیکھ کر بھاگا اور اُسے فوراً ایا لے لے



اپنی جھولی سے نکال کر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور زمین سے دھوان پیدا ہو کر جانب مغرب دوڑا غروب  
 بارگاہ سے باہر آ کر گلیم عیاری کو اوڑھا اس دھوین نے تپایا غروب دل میں یا وود کستا ہوا پھر ا  
 ظاہر ہوا اور دو دھواں چار ہو کر پھر آیا ادھر تو یہ سانچہ گندرا ادھر چالاک بھی ایک خدشہ کی ایسی  
 صورت بن کر بارگاہ میں اس ساحر کی گیارہ اسکو کھٹکا پیدا ہو چکا تھا بنگاہ کرم ہر ایک کو دیکھتا تھا  
 بس چالاک کو اسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی چنانچہ ادھر تو اسنے نگاہ سحر چالاک پر  
 ڈالی تو دھواں اسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان لگا کر کہ لینا منہ سے اسنے شعلہ آتش  
 نکلا چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اسنے اندر سے اسنے دیکھا یہ  
 گھبرا کر اور تو کہیں نہ جاسکا ایک غارتا ایک کنوین کی طرح اس جگہ تھا اسمین پھانڈ گیا اور یہ عیار اسو  
 بھاگ آئے مین کہ اسنے منتخب کر کے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے مین انھین کی ایسی صورت  
 بن کر جاتے مین اور دوسرے اسنے ادراپنے ملازمون کو منع کر دیا کہ عیارون کے تعصب کرن مین جانکا  
 ضرر ہے تم اسنے خبر نہو نا غرض کہ وہ شعلہ بھی بنا چاری پھر گیا اور چالاک اسنے پھر جانے کے بعد چلے  
 مین کنوین سے نکلا اور جیسے ہی روم قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اسنے جانے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی  
 اسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہے اسکو پکڑ لینا بہتر ہے یہ سوچ کر وہ ہنسنا چالاک  
 سمجھا کہ یہ تجھ سے بدی کرے گا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان کس  
 بھاگ سکتا ہے وہ ساحر بھی اسی درہ کوہ مین آیا اور ایک سحر اسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اسنے  
 پاس چلا آیا وہ اسکو لپکا کر جانب شکر حیرت روانہ ہوا قضاے کار متر قرآن عالی وقار درہ کوہ سے  
 نکلا ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کو کسی کو پکڑیے جاتا ہے  
 یہ دیکھتے ہی لگا رے کہ اسے تو کون ہوا دیکھ شخص کو ہمارے مقام سے پکڑے لیے جاتا ہے اس ساحر  
 کو تو حال قرآن کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اسنے کہہ دیا کہ مین اس عیار کو لیے جاتا ہوں کہ اسنے  
 ہمارے مالک کو بغین عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قرآن نے کہا اچھا تم ذرا غصہ جاؤ ہم بھی تو دیکھ لیں  
 پھر تم لپکا نا یہ کمزور ہے جو اسنے کئے تو دیکھا کہ چالاک ہے بس اس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی  
 تم نے بڑے مہتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہے اسکا قید ہونا بہت دستور تھا مگر یہ شخص جو تمہارے  
 ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دستور ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سن کر گھبرا یا کہ مین تو اکیلا آیا تھا یا دور



کسی کو بتلاتا ہر دیکھ تو سی کہ اور کون ہی یہ سوچ کر پیچھے پھر کر اُسے دیکھا قرآن نے پہلو پر سے بغداد مارا کہ سر  
 اُسکے پر امن و پاش پاش ہو گیا بجھا کھلیا تڑپ کو ہلاک ہوا بیرون نے اُسکے غل بچایا اور چالاک  
 قرآن نے کہا ای چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اس ساحر کے ڈرنے کا دیکھو  
 پھر عیا ہو گا ویسا سمجھ لینا چالاک قرآن کے پاس رہا اور عمر و کا بھی پنجہ اس شب کو آتش فشان  
 قابض نہوا بھی پھر کر چلا آیا لشکروں میں رات بھر تیاری رہی جو ان دلاور مثل گل گلزار تو حسین  
 کہ جو مثل شاخسار ہوا سنے اڑتے تھے سوار ہونے پر تیار ہونے خزانہ مثل خزان گل شرفی گلشن لشکر میں  
 کھل گئے گھوڑے رنگ لاواغی ہوئے مشکین ہاتھ یون کی اس طرح رنگین ہوئیں جیسے بہار گلہارے  
 سرخ سے رنگین ہوتے ہیں چار آئینے یون شفاعت تھے کہ جیسے چار ہنر جو بڑی بلغمین ہوتی ہیں  
 کی طرح کرنا کو دم دم دم ملتا تھا تو این پانی کی لہرو کی طرح لہرائی تھیں ڈھالیں ہر ایک گرواب نظر آتی تھیں  
 آتشبار کوہ کی طرح جھلم جھلم رہا اور دن کے کتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہر آبدینہ کا جو کوئی تم میں پیسا  
 ہا وہ ہی دلاور ہی بود مرگ بھی نام آور ہر بکتر یون تن پر سجھے تھے کہ جیسے تاک کے غل جو تیار  
 گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحر و نین سحر سے گلشن افسون ہر اچھا تھا ابرو جو سحر کو آتے تھے  
 گویا دگل ہزار رنگ کے مچ ہو کر سینا سنے ہیں روئے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہی بیرون کی صدا کی  
 یار بہاری کرنا کڑا تھا برق دم دم چمکتی تھی سبزہ خواہیدہ چونک اٹھا تھا طائر ان سحر مثل بلبل کے

نری وہ تیغ کہفتہ کار و ہو سو عدم عجیبین سپر فلن ہون آکر تم دم کروں میں وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ بغیر خانہ زین اس کے خانہ آرام غرض رات بھر سوزش و ہنگامہ	زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاہ و خرم تھے کہ اشعار اگر وہ ہونے علم اس کے سایہ کر کے کمان کے گوش آتا ترے کھنجا بہرام ترا مند سبکو ہی اس قدر کہ نہیں عنان اچک کے لئے گر کرین ہ گرم خرم	طینین لپٹہ صدا قیل کی ہو در حمام جو تیری نیر کے ہوتا وہ توڑے آگاہ علی بہر صف میدان ہر خبے سب میں غلام حضور اس کے کرک برق کی بھری مانی
---	--	--

آرستگی لشکر ہا صمد مہر بل و فیض کے ساحر تخت و ارد و طادس پر چڑھ کر دولت پر مکت مہر رخ  
 ذی عزت کے آئے مہر رخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک  
 بسنے پایہ تخت کو بوسہ دیا بجز اسلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گر جتے اور نہ جتے جانب جنگاہ یہ سب  
 دلاور چلے عیار بھی بہر تماشا ساتھ ہوسے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی



پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھ کر شہید ہوئی ابر سرخ سر پہ چھایا ہوا اسین سے بھول کر سنے ملک بہار  
 جوڑا نافرمانی سپنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سانسے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی پتلیان  
 اٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم سب طرح ملک منور سلینے حسن و خوبی  
 سے بھر لو پر تخت پر سوار گرد اسکے پرین کی قطار میخانہ طائران سحر ریلدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور  
 بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا سکے میں سپنے لباس تمام جو اہر دوز گنہ گار سب جو اہر کا عشرت اندوز ہزاران  
 زیب زینت روانہ بہر حال نافرمان اور طاؤس کا کہ کسانک انکی خوبیاں ہوں سب ماہ سپہر  
 شجاعت و خورشید آسمان جلالت میدان جنگ گاہ میں آکر ہو پھین اُس طرف سے دولاکھ ساحر  
 کا پیرا ہمراہ لیے ہمہ تن شولہ بنا ہوا آتش فشان ایک تون آتشین یسوار وارو میدان کارزار ہوا  
 ہزار بادہل اور دھامے نکلتے تقارون کی آواز نے گنبد فلک میں ہلچل ڈال دی آگ چار طرف سے برپا ہوئی  
 ساحران مہر نے اُس آگ کے جواب میں باران سحر برسا یا کہ گرد و غبار میدان مٹیھا آگ کو بجایا  
 پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہو نقیبوں نے نکل کر تقابست کی سیمینہ و میسرہ قلب  
 و جناح صفین آراستہ ہوئیں بعد صفوں آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور  
 ڈنڈ وٹ کر کے سامری گودریٹک پکارا کیا پھر جو استاد کی بول کے خود اپنے گھوڑے  
 کو وسط میدان میں لگا لا اور نیزگی سحر دکھا کر خوب گراما کر لگا رالغزہ صیب مارا کہ اعز فرستہ  
 ملک و امان سخن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صد اسنکر مہر نے بھی اپنے لشکر کے دہنے  
 بائیں گھاہ کی ایک ساحر لالہ ریح جاو و حسین و خوب و سانسے آکر اجازت خواہ ہوا کہ غلام  
 جا کر کام اس کافر کا تمام کرتا ہر مردان عالم میں نام کرتا ہر ملک نے اسکو دعا دیکر رخصت کیا جب وہ  
 بہادر سانسے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیوں ارادہ کو اپنے گراما کر طالب حرب و ضرب ہوا  
 اُس دغا شمار نے کچھ سحر بڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بجارے کے سر پر گری  
 ہر چند اسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہو کر گر اصد اسنے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس  
 موزی نے پھر صیب سہارز طلبی دی ابی مرتبہ ملک زلزلہ جاو وٹنے نکلوا اجازت لی اور سامنے  
 اسنے آئی اور جب حربہ اسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر بڑھ کر مارا  
 کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی اسی ساحرہ تھی جو بیچ کتی ورنہ دو ٹکڑے ہوتی لیکن شمشیر آبدار



تا وہ ابھڑا سکے اُڑی اُس نے داستانہ مارے کہ تاوار گئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے  
 نکلتا بند ہو گیا اور طاؤس سے کوہ کے غرق زمین ہو گئی لرزان جادو کو تاب باقی نہ رہی اُس نے  
 آکر نذیر سحر اسپر مارا وہ خفیف جانم دیتا ہوا کل گیا اُس وقت آتش فشان کو غصہ آیا اور تینہ  
 کھینک لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُس نے بھی جلد سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر اُس کو اٹھا لے گیا  
 اُس وقت تو پر الشکر اسلامیان کا بند ہوا اور فرج کو بیدل دیکھ کر مہر خ نے خود ارادہ جنگ کیا  
 تمام لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے سردار سب پاپا رہ ہو کر دوڑے اور عرض کیا کہ گو شکر بیدل ہے  
 لیکن ہم جان نشاری کو حاضر ہیں سردار دن کو ملکہ موصوف نے سہل و آسانی شفت و دلاسا دیکر  
 رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریفین آتی اور اسکی تلوار کو رد کر کے اُس نے تلوار ماری کہ آتش فشان  
 تو اُڑ گیا لیکن مرکب سکا دو ٹکڑے ہوا اُس وقت آتش فشان جھلا کر دوڑا ملک یا قوت کو تاب  
 نہ رہی یہ پنجہ سحر پڑھ کر سدا راہ ہوئی اور آتے ہی اُس نے ایک تھک آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب  
 مہر خ کی طرف تھا پنجہ اُس کا اسپر پڑا مگر وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ پتھر کا ہو گیا تلوار یا قوت کی  
 کارگر نہ ہوئی اور اُس نے پھر کر جو جواب میں پنجہ کے تلوار ماری یا قوت زخمی ہو گئی ملکہ مشکین  
 کی آنکھ میں خون اُتر آیا اور اُس نے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خلی گیا کچھ اثر نہ رہا  
 کیونکہ اُس نے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُس نے ایک تیغہ سحر کا اسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے  
 اب یہ سب مع مہر خ کے صف لشکرین اپنے زخمی ہو کر آئین اور آتش فشان بھی  
 میدان سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُس کے مقابلہ کو گیا اُس نے مار لیا یا زخمی کر دیا جب  
 بہت سے سردار زخمی ہو گئے اُس وقت ناچار ملک غنبار انگیز طاؤس سوار اور رعد  
 و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تورہ کیسی پھرنڈ بھی اور دوڑ کر ایکسچہ ماری لیکن  
 آتش فشان کو کچھ اثر نہ ہوا اور اسے برق چک کر گری آتش فشان نظر سے غائب  
 ہو گیا یہ بھی دونوں پھر آگے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک  
 مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کر کے آگے بڑھی اس عرصہ میں آتش فشان پھر  
 ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملک مہر خ میں نے تم لوگوں کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی معمول  
 مساوی تم تو کسی قابل بھی نہیں ہو ابھی چاہوں تو تم کو ہلاک کر ڈالوں اور گرفتار کروں لیکن



آنادن اور ایک رات مہلت دیتا ہوں جاؤ اور آپس میں مشورہ کر کے اطاعت بادشاہ  
 طہسم کی اختیار کرو ورنہ گل میں تم سب کو روز بد دکھاؤنگا خاک و خون میں سلاؤنگا یہ کہہ کر  
 اپنے لشکر میں تھیل امان بکوا کر پھر اصرار سے تھیل سلاش بجوایا اور باز گشت فرمائی لشکر  
 بسترون پر آرام پذیر ہوئے زخمیوں کی تیمارداری شروع ہوئی مہرچ بارگاہ میں آکر بیٹھی  
 عمر و بھی کرسی پر اپنی آکر ٹھکن ہوا اور ملک برق جاو و سے کہا کہ کیوں ای برق آج تو نے  
 بھی کچھ نہ ہو سکا ارے کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اس مونسے کو سحر کچ خاک بھی نہیں  
 آتا ہرگز اس سلسلہ پر وہ نازان ہر کہ اس کے پاس ایک زنجیر اس طرح کی کہ جیسے عورتیں توڑا  
 گلے میں پہنتی ہیں جنانچہ کہ وہ زنجیر سونے کی ہر کہ ہر وقت اس کے گلے میں رہتی ہر اور وہ زنجیر  
 سامری و تمبید کے گلے کی ہر پس اگر وہ زنجیر اس کے پاس نہوتی تو مثل سنگ نہیں کے میں  
 اسکو مار ڈالتی اور اس زنجیر کا حال سوا سے میرے کوئی جانتا بھی نہیں ہر سب یہی جانتی ہیں  
 کہ آتش فشان ساحر زبردست میرا در میں اسوجہ سے جانتی ہوں کہ ایک دن یہ میرے  
 مکان پر آیا تھا وہاں کچھ تحفوں کا ذکر چلا میں نے بیان کیا کہ ہکو سحر سے کہنے میں خداوند  
 سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بن جائیں ہن اسوقت اس نے بھی بیان کیا کہ میرے  
 پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکی بدولت میں ساحران عالم پر متاثر ہوں میں نے یہ سب  
 دریافت کیا کہ ای آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اسکو مل سکتی ہے یا نہیں  
 نے بیان کیا کہ ہاں مل سکتی ہے لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علیحدہ پڑھتا چاہے  
 اور دوسرا تحف میرے گلے سے اتارے تو بیشک اثرائیگی اور دوسرے کو ملنا بھی  
 خواجہ نے کہا بھرا ہی برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہو کر پڑھو اور میں جا کر زنجیر  
 اس کے گلے سے اتار دوں کیونکہ ای ملک پھر تو کوئی دغدغہ باقی نہ رہیگا برق نے کہا کہ کوئی  
 خون پھر نہ ہیگا اور میں اسکو مار لوں گی غم و نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش  
 کرتے ہیں شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہیں تو کل برسر میدان تو نے ہی لینے برق نے  
 کہا کہ زنجیر پڑھے اس زنجیر کا اثر نامشکل ہے آپ ناحق تکلیف اٹھاتے ہیں غم و نے  
 ماحالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہہ کر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر



شام ہر گز روز گاری اتری اور کمکشان کا توڑا شاہد شب گردن میں ہنسا کر بیات  
 خون دل صاف کا شفت انہار + ہم فریغ ضمیر شب بیدار + لطف چرخ بلند بستانی  
 ویدہ مہ سنے کی نگہ بانی + سر شام بکلم آتش فشان ناکام لیر سحر کو دم ملا شکرین  
 طبل جنگ بجا ہر کار سے خبر لیکر خدمت مہر خ میں آئے اور خبر لخواخت طبل جنگ عن کنان  
 ہوئے اس طرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم طیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی۔  
 دلاوردن میں لیکن آج کی شب کو نیم و ہر اس طاری تھا کہ ساحر کسی سے زیر ہی نہیں ہوتا  
 دیکھے کہ خدا کے اکبر نے کیا چاہا ہے غرض کہ ہتھیل صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کار و بار درستی  
 اسباب جنگ ہوا طالب نام و تنگ ہوا اور خواجہ غم و بارگاہ میں سے اٹھ کر صورت اپنی ساحر  
 کی ایسی بنا کر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے برائے  
 نگہ بانی سحر کر کے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اسنے کی خبر کر دین چنانچہ غم و سنے  
 چاہا تھا کہ میں اندر بارگاہ کے جاؤں کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار ہو جانا بڑا چوٹا آتا ہے جو غم و  
 کہلاتا ہے غم و سنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ برق کا کنا درست ہی بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے  
 کیا فائدہ ہے پس یہ آئے پائون پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے  
 تیلون نے پکار بکار ویا کہ ہوشیار ہو جاو چوٹے کے چوٹے آئے ہیں اور عیار بھی ڈنل ہتھو  
 واپس آئے اور غم و سنے پھر کر آیا سیدھا خیمہ میں برق جاو و کے گیا اور اس سے مشورہ کیا  
 کہ کل کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جاو و تو چنچن مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار  
 جاو و گر لیکر آتش فشان پر گرے اور اس کے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم کھلی سپر گرد اور سحر بھی  
 پرستی جاو و زمین جا کر عیاری کروں اور زنجیر لگے سے اتار لاؤں برق نے عرض کیا  
 کہ انشا اللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہیں پس برق نے ایک سردار کو اپنی لشکر کے بلایا  
 اور اس سے کہا کہ کل جب ہم مان بیٹے لڑنے کو نکلیں اسوقت تم باہر آؤ اور آکر آتش فشان  
 پر حملہ کرنا اور اس کے لشکر پر بھی گرنا خبردار آہن فوق ہنودہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی حکم پر گیا  
 اور خواجہ بھی آکر کہیں پھڑے رات بھر لشکر وین دیسا ہی غلغلہ برپا رہا پڑھتین پڑھی گئیں  
 منہ و ن کی جا پ رہی ہتھیار صاف ہو گئے جب زمانہ مشعل افروزی مہر تاجناک قریب آیا اور



فراش شب نے کونسا سے کو اکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ نظم + دھڑا گردون نے تاج ہم سر پر  
 ہوا رونق تخت سر پر + اجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا + آستار سے کیا فرسے منہ جرایا  
 صبح دم صبح عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور نہایت ہتھام  
 سے وارد وشت مصاف ہو کر برائے جنگ و جدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان اتر  
 ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوئے آیا ان گمراہوں نے پراجھایا عین شربت ہرین  
 میدان پاک مصاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان میں آ کے بعد نیرنگی سحر  
 دکھانے کے پکارا کہ اے ملکہ ہرج کل تو نے دو دو چار سا گردن کو بچھڑا کیلے سے لڑوایا  
 اب آج اکیلی تھی مجھے پرواہ نہیں ہر تم چاہو سارا لشکر لیکر چھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکر لگی  
 اچھا جس طرح تمھارا جی چاہے میرے مقابل میں آؤ یا کیسکو بھجویہ نہیں آسکا دینا تھا کہ عمر و  
 نے برق برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونوں نکل کر چلے اور وہ سردار جس سے  
 کہہ رہا تھا پانچزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصہ میں عمر و بھی ایک ساحر کی  
 ایسی صورت بن کر مرکب پر چڑھ کر خلاصہ یہ کہ رعد نے جا کر بڑے زور سے جھج ماری  
 آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اسکو گرفتار کرے برق چمک کر گری وہ برق  
 کو آتے دیکھ کر غائب ہو گیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچزار سے آ کر گرا آتش فشان  
 گھبرایا کہ کیسکو کیسکو جواب دون اور ان رٹنے والوں نے نارنج ترنج ناریل حربہ بحر کو مارنا  
 شروع کیے اسوقت تو اس کے لشکر کو بھی تاب باقی نری وہ بھی دوڑ پڑے آپس میں جنگ منسوب کا  
 سامان ہوا جب تو عمر و گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کے آکر لڑا کہ اخیرہ سر کمان جا بیگا ہمار  
 ہاتھ سے اسے چاہا کہ اسے تلوار ماروں عمر و جیت کر کے اول تو زمین پر آ پڑا اور اس کے مرکب کی  
 پیٹ کیسی ہو پنا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو جھانکتا تھا کہ عمر و دوسری جیت کر کے  
 اس کے کچے پر بیٹھے اس کے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اس نے لگائی  
 ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اتار لینے کا ہی پڑھ لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب  
 طرح کا ساحر ہے کہ گاہی گھوڑے کے پیچھے بھی چھے برآتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس سا گھوڑا جو پہلے سے  
 گرا ہوا تھا اس پر حربہ لگانے لگا اس کے روکنے میں بھی وہ مشغول ہوا اور عمر و کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد ترنج



رہا تھا شکر لڑ رہا تھا آگ پھر بس رہے تھے اسی جنگ بھی اُسے کبھی نہ دیکھی تھی اس گجراہٹ میں چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤں اور بھل کر لڑوں کہ عمر و نے بہت زبردست مضامین سے زنجیر اسکی گردن سے کافی وہ کھل کر گردن سے اس کے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو ٹوڑے کر پئے پڑھتا ہے اسکی کوئی چیز میرے پیٹ پر والدی ہے بس یہ سمجھ کر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچ کر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمر و بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اسکو لیکر نعرہ کر کے بھاگا کہ منم عمر و عیار نامد ارجب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہر سب نفع لیکر آگری مار تھوڑی اور تمھیا ر دن کی شروع ہوئی مگر ادل رعد جادو ترسے آتش فشان آکر چھا کہ وہ ہیوش ہو کر گرا اور پستے برق جو کڑ کڑ آگری اسکو کاٹ کر زمین میں زنی آئی شور اس کے مرنے کا بلند ہوا اور برق آڑی ترچھی ہو کر شکر پر گرنے لگی رعد چھین مارنے لگا ہزاروں ساحر دلا سر پٹا اور برق نے جلا دیا مہر سب اور بہار سے بہتوں کو خاک و خون میں تباہ کیا مادیر بڑے زور شور سے تلوار پٹی یہ حال ہوا کہ شہار

یلا نے کہ بودند خجسہ گزار	بکشتند پیرامن کارزار	ز زخم دو شاہان و پیکار جو سے
بھی خون و مغز اندر آید جو سے	ہمین این بدان گفت ہم آن بدین	چو دریا خون شد سر اسر زمین
ز رخسندہ پیکان و پر عقاب	بھی دامن اندر کشید آفتاب	ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت
تو گفتی سپہ روان باز گشت	ز باد و زخو رشید و شمشیر تیز	تا آرام ہو و نہ رکھ پر ز

آخر کار سپہ سالاران شکر آتش فشان نے جبل مان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بھائی مہر سب نفع و نصرت لیکر پھری اور وہ نہر میت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریا سے خون روان کے پار آتر گئی وہاں سے کچھ لوگ تو خدمت افرا سیاب میں آئے اور بہت سے اپنے ملک کی طرف جوا فرات کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے ننوا حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس بھجو وہ سب شخص ہو کر قلعہ زرافشانہ میں آئے سحر افشان جادو کی نبی جو پہلے پھر آئی تھی اُس سے مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُس نے غم کیا تھا اب مجھ کو بادشاہ طلم شکر اپنے ہمراہ کی قدر لیکر باغ سبب میں آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی غمت پایا اور اپنے بھائی کو یاد کر کے رو دیا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جادو رعد جادو اور اسلی مادیر برق جادو



نے شکر ت عمر و تھلاوت برادر کو قتل کیا ہر انکو قتل کر کے قصاص اپنے بھائی کا لویہ کنگرا کہ نامہ ملک  
 حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا افسوس خراش ان بڑے کردار سے طبل و بوق بجاتا ہوا  
 شکر اپنا درست کیے دریا سے خون روانہ سے پار آتا بیان ملک حیرت کو جہر آتش نشان کے  
 قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج میں افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ مصو  
 جلاو و سنے اسکو مضطرب کھل کر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور کسی طرح کا رنج و غم نکرین میں اب  
 چند روز میں حرم کو مع اس کے شکر کے غارت کیے دیتا ہوں مصو تو حیرت کی تسفی خاطر  
 اور دلجوئی کر رہا ہے اور اس طرف عمر و کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلا پار گاہ حیرت میں دیکھ تو سی  
 کہ اب کیا تدبیر ہو رہی ہے سوچ کر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت تبدل دروازہ پار گاہ پر آیا بیان  
 دیکھا تو ایک خدنگار قلمدان لیے اتنا وہی اور اندر چلے گا جب بارہ کرنا ہی لوگ اسکو اندر نہیں  
 جانے دیتے ہیں اور ان سکا دریاں ہے کہ کیسے عمر و عیار شو عمر و نے یہ ماجرا دیکھ کر دربانوں سے کہہ لیا  
 ہا یہ تو آپس میں محبت تو کرنا نہ کرنا اسکو جانے دو ایسا نہ ہو کہ وہ ان قلمدان کی خواہش ہو تو اس بجائے ہر  
 مفت میں مناب آئے یہ کنگرا اس خدنگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے میں لیگیا رہا ان لہجہ کر اسکا  
 بیٹھ بیٹھی ماکر بیہوش کر دیا اور آپ اسکی پسلی صورت بنگر پیرا ہن اسکا پہن کر قلمدان ہاتھ میں لیکر  
 آئے دربانوں کو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بنے خطر سیدھا اندر پار گاہ کے داخل ہوا اور جا کر سہ پہر  
 مصو جلاو کے اتنا وہی اس میں شکوہ زہرین قبا نے مصو سے کہا کہ اسی بیٹھ چپست حقیقت  
 میں تو یہ ہے کہ عمر و عیار بڑا ہے کیلجے ہوا اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہے کہ جان رستم و شہر کی بھی  
 طاقت نہیں کہ وہ ان قدم رکھ سکے گا آپ اسوقت بھلا دیکھیں تو سی کہ وہ عیار کنگرا کے مقام پر  
 آ گیا کرتا ہے مصو جلاو وہ اس سختی ہر اس میں دیکھ کر تاتا ہوا اسنے وہی سختی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمر و تو  
 تیرے سر پر کھڑا ہوا وہاں چل رہا ہے باجرا معلوم کر کے اسکا خون خشک ہو گیا اور نہ بزرگی آگئی  
 لیکن لکھو اپنے تری کر کے عمر و کی طرف پھر کرجو دیکھا تو عمر و کو در حیرت جادو کے سامنے آتا ہوا  
 منقہ مار کر اس طرح ہنسا کہ حیرت کو تری نیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ اے کیا رکھا ہے اس طرح  
 ہنسا ہی غرض وہ تو سمجھ نہیں اور سب فواجہ کی طرف انجسب سے دیکھ رہے تھے کہ یا کنگرہ سکودہ زہرین قبا کے  
 قلم سے دھکے لگائی جواہری خنجر کھانچا غلہ دینا لیا لیکن اس حوالہ سے ڈرے ہر شخص کسی نہ غضب نہ کیا یہ کلام ہوا



صاف چلا گیا تمام ساحر بچوں میں ہو کر اور سچ پیلان کر گئے اس اثنائ میں آواز طبل اور نفیر سحر کی سب کے گوش  
ہوئی حیرت نے ستوش ہو کر کہا اسے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجاتے ہیں کہا کوئی لشکر آیا ہے نہ تو  
دروان تھا کہ تیلے نے لا کر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو تعظیم تمام لیکر واپس  
اور پڑھا لکھا تھا کہ ایسا بھائی آتش فشان جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سن کر بلا کے سحر فشان  
جادو نامہ ہمارے پاس آیا تھا اسکو پہننے تمھارے پاس روانہ کیا ہے بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا مہر  
سفر یگانہ نامہ سب پر کہ تم اسکی خاطر داری بہت کرنا اور لشکر صرخ آگے لاتے سے غارت کر  
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقارہ  
معلوم ہوتی ہے کہ بلا کے سحر فشان کے لشکر سے آئی ہو یقین ہے کہ وہ قریب تر پہنچ چکا ہے پس  
حکم دیا کہ بلا کے سحر فشان بھائی آتش فشان کا آسمانی لوگ استقبال کیا میں چند ساحر ان کی خدمت  
بہر استقبال چلے و بارگاہ تک پہنچے ہونے کے کہ وہ اس طرف سے آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی تو  
تمام اسکو بے آئے اسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے دنگل ندریں صدر میں عنایت فرما  
بیٹھا ساتھی نے لا کر جام سے ارغوانی دیا اسنے پیا اور وہ چار جام متواتر جو بے بھائی اسکو  
آیا حال اسکا دریافت کر کے سنا بعد ان امور ات کے اپنے مقام پر آٹھکرایا اور حکم نوخت طبل  
دیا بوجہ حکم ان بد کردار طبل رزمی نوازش میں آیا ہر کارون نے لشکر صرخ کے خبر جا کر صرخ سے  
اور ہر بھی طبل جنگ جواب میں بجا آنا وں جو باقی تھا طبل دیوق دونوں جانب بجا کیے جب  
شام طلسم خورشید زین فام پر آکر حملہ آور ہوا اور فوج خلیفے خورشید نے مار مغرب میں جا کر گتہ چھپا یا کہ آسمان  
حنائی رنگ کا دے سا قیاجام + گرا خورشید پر پھر لشکر شام + صفت آرا پھر ہوئی فوج  
سیدانجم ہوا پھر آٹھکرایا + شام کو لشکر دی و جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخواست  
ذہر و بجے نگا جاپ ہونے لگی لیکن سحر فشان ایسا کچھ عجیبہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں منجھکر  
کھیلنے لگا اور دون کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل صبح کو میں سب لشکر حرف کو مات کر دے گا اسطر  
لافت زنی کرنا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب شریف لاتے ہیں یہ لیسوے بن شہاب  
چلا لاک ہے کہ صورت گیسو کی ایسی بد لکڑا یا ہے غرض خبر سن کر سحر فشان نے اسکا استقبال کرایا اور نہایت  
اسکو لکر سند پڑ پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو وقت رونق افروز کا شانہ غریب ہوئے میرا بھی



آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کمزور و ایک جام شراب اور سے اور  
 کیسو کو بھی دیے کیسو نے انکھ بچا کر اوندھیل دیے پھر افشان باتیں لاف زنی کرنے لگا کیسو  
 کما کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر کہ اگر عمر و مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور حیات کا  
 مزہ حاصل ہو ورنہ یہ سب باتیں بیکار ہیں اور برادر کیا مجال دی کیسی کہ جو کوئی شکر ہرج کے ایک آنے  
 ملازم کو بھی سچم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بلا سے سحر افشان نے یہ کلام سن کر کہا کہ مان بھائی میں نے بھی  
 اس نا عیار کی ایسی تعریف نہ کی ہے پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہیں چھوڑتا؟ کیسو نے کہا نہیں چھوڑنے  
 آیا مارا گیا اس نے کہا اچھا یہ تو بلا ہے کہ آپ اتنا کیونکر زندہ رہے اور اس کے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا  
 آپ نے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہے کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہیں اور وہ آپ پر قابو نہیں پاتا؟ اگر حقیقت یہی  
 بات ہے تو پھر آپ ہسان کر کے وہ سحر مجھ کو بھی بتلائیے تاکہ میں بھی اس کے شر سے بچتا رہوں بھلا  
 زمانہ تک نہیں تو ایک ہی رات سے پھر تو میں خاتمہ اسکا کر ہی دوں گا کیسو نے بن شہاب نے  
 کہا اگر میں اس طرح سے اپنے سینے میں بیجا اوقات تک ہڈیاں بھی میری گل جاتیں وہ کب کا مجھ کو مار ڈالتا  
 خیر خاطر تھاری بہر صورت مجھ کو منظور ہے اور میں اپنا دوست صادق آپ کو جانتا ہوں آپ فرما  
 علحدہ چلیں تو میں آپ کو بھی اس سحر کا انچھوڑا اسکی بھیٹ بتلا دوں بھلا تم بھی کیا یاد کرو گے  
 کہ نہ بتلایا بلا سے سحر افشان یہ باتیں سن کر خوش ہوا اور کیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گیا  
 اور کہا اتنا اس مقام پر کوئی نہیں بتلائیے کیسو سے بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوشبو  
 تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے کھلا اور کہا دیکھیے سحر تو میں اور کچھ نہیں کرتا ہوں لیکن  
 یہ پھول ہمیشہ ہی گلہ سے کھلا رہے گا یہ مجھ کو ہر شکل تمام ملا تھا میں اسکو سو نکھ لیتا ہوں اسکی تاثیر سے نہ تو  
 بیہوشی مجھ پر تاثیر کرتی ہے اور نہ کسی کی عیاری کا گر ہوتی ہے اور اگر کوئی میرے سامنے آجی  
 جاتا ہے تو مجھ کو خود بخود حال اشک کا ظاہر ہو جاتا ہے پوشیدہ وہ رہ نہیں سکتا ہے اگر تھا راجی جاتا ہے تو آجی  
 کے لیے اسکو سو نکھ لے کر پھر میں نکھو کر سٹھا جاؤں گا بلا سے سحر افشان نے یہ تقریر سن کر وہ پھول  
 اس کے ہاتھ سے لیکر سو نکھ لے کر ہی تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا چلا لاک نے اسکو اور اٹھا  
 بیہوش کیا اور پتارہ بدوش ہو کر سر پہ چاک کر کے صاف لیے ہوئے چلا لیا یہ تو اسکو لیکر چلا اور  
 ہر شمشیر زن کا برا ہے کہ اسکو پیٹھے پیٹھے یہ خیال آیا کہ آجکی شب تو چل کر کوئی عیاری کرے گا



تو تھا کہ کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری ایک کی ہی نہیں آج سب سے برق جادو کو بن کر سے تو یکڑ لا بس سوچا  
اپنے مقام پر سے چلی اور راہ میں آ سے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سنا بھی خیمہ میں  
ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہیں انکو کو ن روک سکتا ہے عیار وہ بھی  
کسی نے نہ روکا اور آئے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگری پر رام کر رہی ہے اپنے برق عیار کہ  
دیکھ کر بوجھا کہ کیوں بھٹیا خیر تو یہ اس وقت کہ ہر لے اسے کہا کہ خواہ سلامت و کچھ کھلا بھیجا  
سو آپ ذرا علیحدہ جگہ میں لیجئے برق جادو نام خواہ کاسکروڑا اٹھی اور مقام خلوت میں برق  
نقلی کو لیکر آئی اسے دان آتے ہی بھضہ بیوٹی اس کے منہ پر مارا کہ وہ بیوٹی ہوئی اس کے بھی بشارت لگا  
دو شہر پر رکھا اور فسات چاک کر کے کھلا چلی جب صحرا میں لشکر نے کھل کر بیوٹی آدھر سے چلا لاک  
بشارت صحرا فشان کہتے آنا تھا راہ میں دونوں نے ملاقات ہوئی اور ہر صر کو یقین ہوا کہ چالاک  
صحرا فشان کہیے جاتا ہے اور چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ ہر صر کسی سوار کو ہمارے بہانے لیے جاتی ہے  
بس اُسے لکھا کہ ہر جا کسان جانی ہے اور کسا دیے جانی ہیں دشمن تیری جان کا آپہونچا  
ہر صر نے بھی نہرو کے کچھ کھینچا اور بکاسی کہ اگر تو پایا ہے تو میرا کیا کر لیا اب دونوں میں کچھ نرمی آئی  
ہوئی اور اڑتے لڑتے دونوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ بشارت سے یا تو زمین پر رکھ دیا یہ کہ ایک  
شخص دوسرے بشارت سے برا طرح خیر مارے کہ گرہ بشارت سے کی کھل جائے اور مالک نہ ہو جائے  
یہ سوچ کر دونوں نے ساتھ مل کر بشارتوں پر چڑھا اور دونوں بشارت کے کٹ گئے اور برق جادو  
اور بلا سے صحرا فشان کھل کر گئے اور دونوں کو ہوا چلکی ہوئی ہو گئے اور اٹھ کر سمجھے کہ عیار وہ کسا  
مقدمہ ہم تو بولیں تو اچھا ہے بس یہ دونوں اڑ کر اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے  
ہر صر کو آئی اور سمجھی کہ تو اس عیار کے ساتھ سے نہ جی رہا ہے اب بھگنو کل جانا چاہیے یہ سوچ کر اسے  
چالاک سے کہا کہ اوہ نامرگ معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھڑے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہے اور یہی  
بھگنو لڑتا ہے چالاک نام دوسرے کا سکر گھبرا یا کہ مبادا اس کا کتنا تو عیاری کا فقرہ سمجھا  
کوئی اور عیار تیری گھات میں ہو بس یہ خیال کر کے اُسے سمجھے پھر کر دیکھا ہر صر توجہ تیرے  
لے ہے وہ میں سامنے سے کافر ہو گئی اور چالاک بھی ناچار ہو کر ان کے کمرے کی طرف روانہ ہوا اور برق جادو  
اپنے خیمہ میں آکر بیوٹی اور صحرا فشان اپنی باگاہ میں آیا رات بھی دوادو شہر میں تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت تھا



کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تاہان کو رہائی ملی تھی پتارہ سیاہی شب سے  
رہا ہو کر بارگاہ افلاک میں آیا تھا شب تیرہ نام نے منہ اٹھا چھپا یا کھٹکا کہ ابیات

ستارہ بچکانا سید نکلا | بھبھو کا بن کے پھر خورشید نکلا | شب تیرہ پر آفت اسنے دالی  
ہوئی پھولن کے لفرنگے بھالی | رات بھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب و ضربے ری تھی

ہنگام سحر ہر رخ نامور لشکر اپنا بصد کرد فر لیکر جانب دشت جنگ بردار ہوئی اس طرف سے  
بلا سے سحر افشان بصد غلہ و شان فوج گران لیکر چلا دونوں سردار لشکر لیے ہوئے میدان میں  
آئے دلا ورون نے بے جانے صفوں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے تھے  
سحر کی نیزنگیان دکھانے لگے کسی نے جھل میں آگ لگا دی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون  
کی ندی بہا دی کسی نے جانور ان بھر ہزاروں پیدا کیے کسی نے پتھر برسا دیے طبل بوق بجنے لگے  
کر دکا ہو لے لگا بلا سے سحر افشان اثر و اپنا اڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ہر رخ کی  
طرف سے نہروان جادو و مقابلہ کو گیا مگر اسکے تاج سحر سے جانبر نہ ہوا پھر آسکا بھائی کیسودراز  
بر سے مقابلہ نکلا وہ بھی برف آتش فشان سے اسکی مارا گیا اسوقت برق جادو نے عمرو  
سے کہا کہ خواجہ سلامت میں جانتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی چیز اسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہے جب  
کسی کا وار اس پر کارگر نہیں ہوتا تو عمرو نے کہا کہ اے ملکہ اگر کوئی شے اسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم نہ تو  
تم تاج کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہیں ہر تم جا کر مار لو یہ نابکار بھار سے ہاتھ سے کمان بچکے جائے گا  
یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونوں تڑپ کر اپنے ہر سحر میں گئے اور وہاں سے رعد گرج کر  
زمین پر آیا اور دامن کھانکر جانتا تھا کچھ مارے اسوقت برق تڑپ کر جو سحر افشان پر گری تو  
اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہو گیا اور برق نصف ابر میں رہی اور نصف باہر لگی تھی اور رعد دامن  
پکڑے ہوئے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے بے افراسیاب نے ایک سحر تہلا دیا ہے  
کہ یہ انکار دی پس اُسے ہی سحر کیا اور کندہ سحر کو لگا یا برق جادو تو اس میں گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو  
دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونوں کو اسے گرفتار کر لیا اور اپنے شکلوں میں طبل باز گشت جو اگر کھڑا  
اور نہایت خوش ہوا یہ کتا ہوا پھر اکاب جکھ کچھ کام نہیں ہر میں کسی سے نہ گڑ لگا جس نے میرے  
بھائی کو مارا تھا اسکو میں نے پکڑ لیا میں اسکے خون کا بدلہ لائے آیا ہوں جنگ ان دونوں کو قتل نہ کر دے گا



تو سن سحر کو میدان رزم میں نہ ڈراؤ لگا ہاں اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت لرین تو اُس کے شرمیکہ لبہ ہو جاؤ لگا  
 یہ کتا ہوا اپنے مقام پر آساہانے اکی آرام لیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت میں آیا اور نہایت  
 خوشی ظاہر کی کہ اے ملک میں نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب میں اُنکو قتل کرنے جاتا ہوں حیرت  
 نے کہا چلو مہارک ہو مگر فرار خبر داری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا بجا نے وہاں بھی بہت ہیں  
 غرض یہ وہاں سے اپنی بارگاہ میں آیا اور فراسیاب کو بھی عرصی ابن مضمون کی لکھی کہ میں نے  
 رعد و برق کو قید کر لیا ہے اگر حکم عالی ہو تو دونوں کو قتل کر ڈالوں یہ لکھ کر اُس نے تیلہ سحر کے ہاتھ  
 بھیجا اور حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہیں کیونکہ سب احرام  
 و دونوں سے ڈرنے میں آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ تجھے گا اُس نے بھی تیلہ کے ہاتھ نامہ مدوانہ کیا  
 یہاں رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ میں بٹھادیا اور آپ بیٹھکر  
 نارج دیکھنے لگا اور شراب زہر مار کرنے لگا لیکن مہر مخ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی اور لشکر کو  
 حکم آسلش دیکر بیٹھی عمر کو خیال آیا کہ تیرے کئے سے برق و رعد ڈرنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے  
 اُنکو چکر رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معز کی ایسی صورت الگ جا کر بنا بادلہ کی چیمبر باندھی بت جواہر کے  
 گھنی سے شاد تک آراستہ کر کے موتوں کا مالا لگے میں ڈاکر یا جمشید یا جمشید کتا ہوا بارگاہ سحر افشان  
 میں آیا اُس نے خاطر کی بٹھایا اسنے کہا میں اسی اطراف کا رہنے والا ہوں آپ کی ملاقات  
 کو جی چاہا چلا آیا اُس نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہے یہ کمر ایک جام  
 جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور شاہ اب میں پانی شراب وغیرہ اسی جام میں پیا کر دنگا یہ لکھ پاس جو معلوم  
 دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُس نے اسی جام میں پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا  
 کہ حضور یہ تو فرماؤ کہ اس جام میں پانی کیوں لیکر پیا اور دوسرے جام میں پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور  
 جاموں سے بہتر ہے اُس نے جواب دیا کہ نہیں یہ جام اور دن سے بہتر تو نہیں ہے مگر وصفت میں یہ کہ اگر کوئی  
 بیوشی ملا کر دے تو مجھ کو اس جام میں پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہے جو میں نے اسی جام کو اختیار کیا ہے عمرو  
 یہ کلمات سحر خاموش ہو رہا اور لکڑی ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالوں اور اُس نے کہا کہ آئیے ہم آپ شطرنج کھیلیں  
 یہ تو اس امر کے منظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اُس نے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا  
 رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکو یاد آئی کیا بساط تھی جو ان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ ایک ہی چال میں



قبل مست کو مار ڈالتے ہیں اور ایسے پیادہ ہیں کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہیں خانہ بخانہ پھرتے ہیں اسی  
 شش و پنج میں اوقات بسر کرتے ہیں کبھی رنج ایسی باتوں سے پھرتے ہی نہیں بازی بازی چال اسپر رکھی  
 تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل میں کتا تھا اترا اسی کے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کر کہ تیری شطرنج بھی  
 کڑی ہو جائیگی غرض یہاں تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہاں عرضی اسکی اور حیرت کی پاس جاو دان کے  
 ہو گئی آسنے دونوں کو بڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے حق بجانب سحر افشان  
 ہے کہ اسکا بھائی مارا گیا ہے اسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلوں کو مارے میں حیرت کو کھٹا  
 لون گا لیکن اسکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ لکھ کتاب جمشیدی دیکھی  
 آسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے قتل کرے  
 باہر لاکر قتل کرے اور اسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمر و مٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور تو  
 غافل ہے لازم ہے کہ اس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کر کے تینوں کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال  
 معلوم کر کے جواب عرضی کا لکھا کہ اے سامری وقت کیا کتنا خوب تم بڑے رعد و برق کو جلد قتل کر دیا  
 لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمر و مختار سے ساتھ مٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چوکے تو مارے  
 پڑ جاؤ گے لائق ہے کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سب کا سر کاٹ کر بھیج دو لیکن باہر بارگاہ  
 کے لاکر ان سبکو ہلاک کرنا اندر قتل کرنا یہ جواب لکھ کر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر  
 کو دیا کہ تو لیکر جا اور اس طرح یہ نامہ دینا کہ عمر و نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا  
 اور آتا ہوا ایک آن میں آکر بلا کے سحر افشان کے پہونچا دیکھا تو واقعی شطرنج کھیل رہا ہے  
 آسنے وہ نامہ اسکو دیا آسنے بطور مخفی اسکو پڑھا اور مخموم سے اس کے آگاہ ہو کر دنگ ہو گیا مگر خبر  
 منو اور شطرنج کھیلنے ہی میں ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمر و بے قابو ہوا سوقت وہ پکارا کہ باشا د  
 دزد مکار و کھانا نوٹنے کہہنے یہ بازی کس تدبیر سے چلتی اب تم تینوں کو بڑے عذاب الیم سے قتل  
 کر دینگا یہ لکھ عمر و اور رعد و برق کو سحر میں مبتلا کر کے بارگاہ سے لیکر علا آسمان نشین تو نامہ  
 شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینوں کو ایک درہ میں کوہ کے لایا اور وہاں ٹھہلا کر قتل کرنے کا  
 ارادہ کیا یہ تینوں درگاہ خد میں استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر توانا مہر قرآن درہ کوہ میں تھا کہ نوک  
 جہان میں شکر حریف اترتا ہے اسی کے قریب وہ شیر بیشہ عیاری بھی رہتا ہے بس اس درہ میں شیر و گرگ کے



خون سے نہیں چھینکے اسے باندھے تھے اور انھیں چھینکوں میں اس طرح سے سونا تھا کہ ایک میں سر ایک میں  
 کمر ایک میں پاؤں رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اس وقت بھی بڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو  
 اور عدد و عمر و کاسر ملکنا سحر افشان کی آواز کو اسے بھی سنا گھر کے اٹھ بیٹھا اور لٹکا رکھا بس تو کون ہی  
 کہ جو اس وقت پر اسے مکان میں بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اسکو چھینکوں پر لیٹا  
 دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا بیٹی ہے اور اس درہ کا مالک ہے پس گھر پر عرض رہا ہوا کہ میں کوئی  
 غیر نہیں ہوں میں سحر افشان جادو ہوں عمرو اور برق جادو اور عدد کو کہ دشمن افراسیاب  
 کے ہیں انکو بکڑ کر قتل کرنے لایا ہوں قرآن نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کر سلائے ہو تو خیر  
 کچھ مضائقہ نہیں مگر ذرا کھٹہ جاؤ کہ ہم بھی اگر اس کے قتل میں شریک ہو جائیں اور داخل ثواب ہوں بلا سے  
 سحر افشان اس کے کہنے سے رکھا اور یہ چھینکوں پر سے کود کر قریب تر اس کے آیا اور عمرو و کو دیکھ کر پوچھا کہ  
 کیوں بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہے اسے ہنس کر کہا نہیں ای برادر یہ وہی سادہ بان زادہ  
 عمرو عیار جو ٹامکار ہے قرآن کی آنکھوں میں یہ کلمات سن کر خون اُتر آیا اور کہا کہ ارے او حرام زادے  
 تو بڑا بے وقوف ہے اور حد سے زیادہ احمق ہے دیکھ لو سہی کہ فرزند عمرو کا تو نیچے تیرے کھڑا ہے اور تو اس کے  
 باپ کو برا بھلا کہ رہا ہے سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سنا گھر کر منہ آدھ دیکھنے کو پھر قرآن نے اپنا  
 نعرہ کر کے ایک ہی ہاتھ بوندے کا مارا کہ سر اسکا پاش پاش ہو گیا آواز دارو گیر کی بلند ہوئی عمرو و  
 برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قرآن کو سینے سے لگا لیا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر  
 ایک تہا سا کہ جب کو چوینٹیاں کچھ کھا چکی تھیں زنبیل سے نکال کر کہا کہ ای فرزند تو منہ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے  
 کیا ہو سکتا ہے قرآن سمجھا کہ اس وقت یہ کچھ لینے پس جلدی سے زہے فرمیرا کتا ہوا قریب آیا اور ایک  
 اشرفی ہاتھ پر رکھ کر نذر دی وہ بتا سا سلام کر کے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو  
 نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپکو اوکھین جانے نذینکے لشکرین سے چلین گئے یہ بھی راضی ہوئے کہ اچھا کیا  
 مضائقہ ہے برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اوپر بٹھا کر پرواز کی اور پلٹ چھکا بنے زمین  
 اپنے لشکرین آئی یہاں ہر ایک کو اس کے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر آہن شہت  
 کو ترتیب پذیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملک حیرت کو پہونچائی کہ بلا سے سحر افشان بھی مار گیا رعد و  
 برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکرین آئے وہاں خوشی ہو رہی ہے حیرت سن کر کہ اس موے کو بھی



بڑا غور سمایا تھا جیسا اُس نے کیا دلیا پایا اور پتا لے کر نے افراسیاب کو بھی مطلع جا کر کیا کہ اس طرح بلا  
 سحر افشان مارا گیا قرآن نے اُس کو بھی اُس کے بھائی کے پاس جنہیں پہونچا دیا افراسیاب کو یہ ماجرا سنا  
 کمال غصہ آیا اور پچھلے جادو سے کہا کہ اب میں خود جا کر عمر کو پکڑے لانا ہوں ایمین کچھ ہی کیون نہ میرے  
 سے ہو جاوے پچھلے جادو سے یہ باتیں سن کر عرض کیا کہ میں بھی نہ عرض کروں گی کہ آپ عمر کو مارنے جادوین  
 بلالہ نسب یہ کہ آپ اس سے طہائیں افراسیاب نے کہا کہ میں جانتا ہوں تم سب میری بہتری سے کہے  
 باتیں کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آئندہ کچھ لوں گا یہ کہہ کر تلک کو سحر کے حکم کیا کہ جا کر خبر لاوے صہر  
 کی بارگاہ میں کیا ہوتا ہے تلک اس طرف کو روانہ ہوا اور یہاں جب افسران فوج بلا لے کر سحر افشان کو اپنے  
 مالک کے مارا جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج و الم کیا آخر جب اس سے حیرت و غیرہ کچھ خبر نہوئی تو آزرده  
 خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کی طرف کوچ کر کے چلے گئے اور نہایت سحر سنانہ جو پانچ ہزار سے  
 سحر کے کھوپچی تھی اور دو ہزار سے باقی تھے انھیں سب بھروسہ پر اس قبیلے نے پھر چاہا کہ مہر خ سے  
 مقابلہ کر دن اور رات یہ بھی کچھ کام نہیں تو ابی وہ جا کر بیٹھے لاؤن کہ تمام لشکر باغیوں کا سر اپنے کاٹ ڈالے  
 پس اس نے وہ بیٹھے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ صہر کے مقابلہ میں جیسے اس وقت ایک نقاب سحر اڑتا ہوا  
 آیا کہ جس کے گلے میں نامہ بند تھا اُس نے نامہ کھول کر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ اچھا ملکہ صنعت سحر ساز وزیر ہنرمند  
 شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جیے کہ ہم مسنت جادو و سحر کو از نوں شکار رکھتا ہوا میں آگیا ہوں  
 اور محکومتیاق آپ کی ملازمت کا وعدہ سے جواب سنا گیا ہے کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہیں اگر اجازت  
 دیجیے تو حاضر ہو کر مشرف بہ ملازمت کیا خاصیت ہوں اور آپ کے ملکہ اپنے مکان کو چلا جاؤ ملکہ صنعت نامہ  
 پڑھ کر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمہارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہے خوب ہوا کہ جو  
 تم اس طرف آئے کیونکہ مجھ کو شب و روز کی جنگ جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہے جو میں تم تک آتی اب  
 مناسب ہے کہ جلد شریف لاکر مجھ کو سر فرما دے اور راہ انتظار کوتاہ کیجیے میں منظر آپ کے بھی ہوں یہ لکھ کر  
 نقاب کے حوالہ کیا کہ وہ منقارین لیکر آگیا اور مسنت کے پاس جا کر جواب دیا کہ پہونچا یا اب حال اس  
 ماحر کا سنئے کہ اسکا مسنت مہ شار جادو و نامہ ہوا اور اس نے ایک گندہ فولادی سحر سے تیار کیا ہے اس کے اندر  
 ہتھیار اور سیکڑا ویر ہوا کہ جہاں جاتا ہوتا ہے چل بھی جاتا ہے پس جب اس نے اجازت صنعت کی پائی اسی گنبد  
 ہوا کہ اس کے پاس بھی آیا گنبد کیا ہے کہ دربار میں یہ فرما کر ہاتھ پر جب صنعت نے سنا کہ مسنت صاحب



تشریف لائے استقبال تا دربار گاہ اسکا کیا اور لا کر مسند عت پر بٹھایا دونوں ملاقات باقی سے بہت خوشنود و مسرور ہوئے مہرنت نے حال افراسیاب کا اور طاسم میں غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے اس روز سے کہ جب بلع الزمان قید ہوتے تھان دم سب بیان کیا اور رخت کے ساتھ سارا ماج کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب میں جاتی ہوں اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کر دوں مہرنت نے سب کیفیت سن کر کہا اے ملک اب تم ہفت بیضیہ میں سے کسی بیضیہ کو لیکر بچاؤ اور اگر یہ منظور خاطر ہو کہ نہیں اے بیضیہ بیضیوں ہی کو لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لے جائے اور انکو تباہ کر دے صنعت نے کلام سن کر کہا کہ ہاں اے شیخی یہ بات تمہیں سچ کہی آہن یہ فائدہ ہو کہ شاید کوئی آفت آئے تو اسکو محکوم ملک نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہو پس اس وقت اپنی ایک بیضیہ خاص ملکہ ہلال کا بل سحر جادو کو بلایا اور وہ دونوں بیضیہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج میں سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جادو و مہرخ سے مقابلہ کر دو بیضیہ کو تو دہننے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائیں طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کر کے وہ دونوں بیضیہ لے لیے اور کہا بہت اچھا میں اس طرح عمل میں لاؤنگی کہ جیسا آپ ارشاد فرمایا ہے یہ کلمہ بار بار گاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر ہمیشہ و سامری و زردشت کا ماننے والا اور دون پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ہونا قوس کی صدا پر فلک کا پرانا بیرنا چنے لگا گولگی کے دھوئیں نے دنیا اسی حال کا منہ کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صفت شکن بھٹیاریوں سے آراستہ ہو کر اس پر و گردن پر سوار ہوئے نقاب سے خراون بچنے لگے دھوئیں نے رڑ کے کی دھوئیں ہی ہلال کا ستارہ سمت گردش میں آیا زندگی اسکی آگے لگے بھاگی جاتی تھیں تنگ قضا کے معین یہ خود جاتی تھیں رو سے ہوا پر لشکر کے چلنے سے

ہنگامہ عظیم برپا تھا نقشہ تھا کہ ابیت	خروستے برآمد بکر دارر عد	ازین سوئے حسن زان روی سحر
برفتند لشکر ز قلب سیاہ	بلیو کشیدند آورد گاہ	ہم غرق در آہن سیم و زر
سپر ہری زرین و زرین کمر	شانہا سے الماس و درقیرہ گمر	ستارہ است گھنٹے شب لاہور
نور بہت چینی کشیدند تاج	سیاہ اندر آمد جو مور و درخ	قریب لشکر مہرخ ہو کر ہلال نے

جمہ کیا اور لشکر آردانے کا حکم دیا ہر کارون نے جا کر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اس روز ملکہ حیرت کے پاس آئی اسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضیہ لیکر آنے کا بیان کیا پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے خیمہ میں آئی اور صرف عشرت و نشاط رہی جب مرغ



منور آفتاب چرخ گاہ فلک سے پھر کر خانہ مغرب میں بند ہوا اور ماکیلان شہر کے بیچے ہاے الجسم

ظاہر فرمائے کہ ہوئے ہر جا چراغ شام روشن بنا ایوان شاہی رشک گلشن

تھا نہ ہم رزم کا چمکا ستارا شب خنکی ہوئی پھر جلوہ آرا شام کو ہلال نے طبل جنگ بجایا

ہر کارون نے دوبارہ خدمت اقدس میں ہر نامور میں بعد عجز و انکسار عرض کیا کہ میں

ہو ذہن تیری خفایت سے بھر چرخ ہو انداز گمان آج تک نہ میر تری زائے میں ظالم میں میر و مان

گمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ایڑی تیر بڑی نسیم گرم گردن میں چلے غراب پانی سے ہو گل گلشن نشو و

تو نسیم کہ سے جو اسکی طرنگ گاہ کرے ہلال کی بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجایا

اور سنا گیا کہ دو بیچے جو باقی ہفت بیچے میں سے رہ گئے تھے وہ صنعت نے اسکو دیکر بھجا ہر گل صبح کو وہ

انجمن بیچون سے کام لے لی باقی خیریت یہ خبر سنا کہ ہر رخ متروک تو ہوئی مگر انی ہمت مردانہ سے

نے بھی جواب میں طبل جنگ بجایا اور چالاک بن عمر و اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمر و نامدار کے

فکر میں عیاری کے روانہ ہوئے لشکر میں طبل جنگ بجنے سے تباری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گشت

شجاعت میں پھر مہار آئی تلواروں کے پھل ڈال دینے پر تیار ہونے لگے جو ہر خنجر و شمشیر سے گلشن بھولوں کی

ہر اکھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزہ بوستان جلادت کا سرو تھا نقیبوں کی صدا طبل خوش الحان کی آواز سے

ساوران کی دمساز تھی ہر ایک شہساز کی گل عباس کی صورت دکھائی تھی طیرم پر بھوک کی پھپھکی چھاتی تھی ہتھیار

آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا پھرتے تھے سوسن نے بہر نقابت

دس زبانیں کی تھیں بہر حال رزمہ سراے نقبا تھا ہر نظر باز خوبی میں ترس آسا تھا نہرے باغ کی

طرح دل میں ہر ایک کے رٹنے کی موج اٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحر دن میں بھی طرفہ سامان

جنگ و جدال بھول مندروں پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کی طرح شگفتہ خاطر ی بہاتے تھے ہر دن کو

جب بلاتے تھے مارے خوشی کے بھول جاتے تھے نکل تن ہر ایک کا گھما سے پھر سے لدا تھا ہر شخص بھولا

پھلا تھا غرض کہ رات بھر ہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور کھڑیا لی ڈنگریاں

کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن کی کہ آیت

سحر کا نور اختر سب کے چمکا ستاروں نے دیا رستہ عدم کا ہوا خورشید نور افشان جہان دن

آبالا چھایا سب آسمان میں ہنگام سحر بہادر سبزہ بوستان ہنگام سحر خیل خیل ذیل زمین جانب



میدان جنگاں روان ہوئے بہار و رعد و برق در دولت ملک مہر مخ پر آئے ملک موصوفہ بھی نصیب  
حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کروڑوں سے جانب میدان طی جلوین اسکے ہزاروں  
گھوڑے اور فیل تھے جن پر ہونج زرین اور کاٹھیاں بھی تھیں صبح کا وقت تھا نقیبوں کا بعد از غروب  
ہونا ہر ایک ل کو بجاتا نسیم سحری کا فرمانا آتا اس بھل و شان کا لیا ذکر کیا جائے کہ شکار

بزرگ بن گئی ہر اسکی جب تلوار  
چلا نہ سر کو اٹھا کر یہ گنبد و دار  
ہر آگے آنکھوں کے اٹھوں پہر تلوار  
فلک ہی تیر فلک ایک چاکر سہ کار  
مصوروں کو ہر تصویر پھینچنا دشوار  
یوں جیسے صفحہ قرطاس پر پھرے تلوار  
تو کہیے تو مہر تابان ہر اور وہ شب تار

عدو کے سر نظر آئے میں قطری باران  
زبکہ ہر تری تیغ خمیدہ کی ہیبت  
ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے  
کمان توں قزح ہر شتاب ثاقب تیر  
تھے سمند کی کس سے بیان ہو جالاک  
پھرنے روئے زمین سب کا مادل میں  
سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو

غرض اس شوکت و شہامت سے وارد وشت مصاف ملک عالی شان ہوئی صفوف آراستہ ہوئے لیکن  
میدان پاک و صاف ہوا ہونڈا غار جنگ نہوئی تھی کہ ملک ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ دست راست  
وچپ کی طرف لشکر مہر مخ کے لگائے پس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی  
باش باش ای ہلال دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم اس آواز کو لشکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملک  
صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا پس تسلیم کر کے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ ای ملک عظیم آپ نے  
کیون بکلیت فرمائی کیسے تو خیر تو ہر صنعت سننے کما ہر ہلال بڑا غضب ہوا تھا میں نے بھولے سے  
وہ بیضہ نکل دیا ہے کہ اگر تم انکو ماریں تو وہ تمہارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے سو بھری میں گھر کر چلی آئی  
کہ مبادا تم ان بیٹوں سے کام لو اور لشکر کو غارت ہوا جائے اب وہ بیٹے میرے حوالہ کرو اور ان بیٹوں کو  
لے لو یہ کہہ کر وہ دونوں بیٹے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیٹے اور نکال کر حوالہ کیے اور اب پھر چلی گئی  
جب کوئی پاؤں نہ لگ گئی تو وہاں سے آواز دی کہ ای ہلال سحر خیز دار ہو جا کہ منم چالاک بن عمر و یہ نعرہ  
کر کے وہی دونوں بیٹے لشکر ہلال کے دل پہنے بائیں جو مارے تو ایک بیضہ میں سے تو آندھی اس  
زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اڑنے لگے اور دوسرے سے سلیس پتھر کی پیدا ہو کر دے



ہوا سے گرنے لگیں پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوائے طوفان قوم عاد کو شہاودیا ہزاروں ساحروں کو برباد کیا  
 طبقہ زمین سے اڑا دیا پر وہ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک جھونکا باد و خفت کا باد مرگ کا جھونکا تھا کہ جس  
 سے جانبر ہونا دشوار تھا جو بھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر تضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے کہ جسکو  
 و بالی ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاعلات سے بھی زیادہ کھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا  
 ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا تب بھی بے غیرتی نے پھیلا دیا چھوڑا آفت تازہ زمین و  
 آسمان سے پیدا تھی کہیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا ان بیغورن نے عجب فتنہ انگیز بچہ دیا تھا جن بچوں  
 نے جان لینے کے پردہ بال بکھائے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت میں گھرے ہلال  
 سر پٹاؤں رکھ کر بھاگی لیکن کہاں بھاگ کر جاسکتی تھی ایک سل کی ہزار من کی اس کے سر پر تھی اگر  
 گری کہ مغز اس کا شق ہوا اور فی النوا و ہفر ہوئی مہر ح سے اس وقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر ان جھکیوں  
 پر جا پڑوں لیکن چالاک بیٹھے مار کر لشکر میں آگیا تھا اس نے کہا ای ملک جو آپ بے مار سے مر جائیں  
 تو کیا ضرور ہو کہ تم اپنے لشکر کو ریشاں کرو اور تکلیف اٹھاؤ مہر ح اس کے کئے سے رکی اور اوصاف  
 اس قدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگ کر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے  
 اور جو زندہ بچے وہ روئے پیتے ملک صنعت کے پاس گئے اس نے ان کو لالان و گریان چاک گریبان  
 جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے کیا تمہارا حال ہوا ان سب نے مل جل کر ماجرا بتا دیا ہزاروں ہلال کے علال ہو کر  
 بیان کیا سرشار غنیمت بھی یہ حال سن کر روئے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے  
 دن پھر آیا تھا اس طرف تو صنعت ناکہ دشمن کرتی ہو اور یہاں مہر ح طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ  
 افریبا نگاہ میں آئی یہ لشکر نے اس کے بہت کچھ مال غنیمت میں پایا ہی ہر ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہی لشکر  
 میں کھڑے رہا ہی کھانا کھانے کی سب خوش و خرم بیٹھے ہیں حیرت کو بھی حیرتیں کھانی کی ہمدرد ہو رہی ہے یہ بھی  
 آتش غم پر کباب کی طرح جلتی ہے اور حیرت غنیمت نے حال شکست و در پائنت کیا آیا تو دوسرے ملاقات کے تھا  
 گردل نے اس کے نہ مانا صید ضخیم اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت مشتاق ہوا پس اسے صنعت  
 سے کہا کہ ہر ملک آپ کچھ بیخ و بنم نہ کریں میں اب لشکر لکھو ان کو غارت کرو دیکھا آپ کچھ زبردست حیرت جادو  
 کے پاس بیٹھے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ لشکر سرشار اس کے ساتھ ہوا اور یہ دونوں اٹھ کر سوار ہوئے  
 در حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کر کے اجازت طلب جنگ جو انکی بنام سرشار حال کی پھر



وہاں سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اسی فوج کو کٹے اپنے  
 ساتھ خیمہ و خگاہ صنعت سے بھجوا دیا یہ وہاں سے مقابلہ میں لکھنؤ کے آیا اور خیمہ میں بیٹھ کر سحر تیار کر لیا  
 جب ساحر آفتاب براسے جگہ کشتی غار مغرب میں گیا اور ساحرہ شب نے اپنی نیرنگی صنعت نظر  
 عالمیان ظاہر فرمائی کہ ابیات  
 سپاہ پوش ہوا ہر الم ہر جہج کہو  
 ہرنگ دایہ دل ماہ ہر ہر اک ختر  
 و نور گریہ سے اب ہر سفید حتم فر  
 ہر ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام خیر کرے  
 غمکہ سرشار مہمت نے اس شام کو اپنے نام پہل جنگ بکھڑا ہوا پبل جنگ سمع ہایون مہر  
 نامدارین بھی پہنچی ادھر بھی زفر سر کو دم ملا لشکر و ن میں بھڑوئی جوشش سامان جنگ ہوا بھر آہن جون  
 میں آیا ہر ایک مبارز خدمت میں آلا بٹل بکھڑا کے بتیانی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے  
 درگزر سے جہان روز رازی کا سامنا ہوتا کسی دن چین سے بیٹھنا نہیں ملتا ہر شجاعت شعاران جلاوت  
 فرین شاد و بشارت تھے کہ ایسی شکر نیرا ہے کہ جس کام پر ہم ملازم ہیں وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہر غرض کہ  
 تیغ بازی کو بھی بازی طفلان منچلے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سرحد کو گوسے سمجھ کر تلواروں کو  
 تانتے تھے موج کند بھی سیل نہا تھی تیغ ہاتھ سے اور سر جہم پر سے بھاگا جاتا تھا یہ ہیبت و تمنون پر  
 ملاری جوتی تھی سکندر طایون کو بھی نکس تیغ ڈراتا تھا آئینہ شمشیر میں جلوہ عرویں مرگ نظر آتا تھا جذبہ باطل  
 بہادران جذبہ آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مفاطیس جان کو بچھتا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی  
 ارزان تھی کہ کٹاری کوڑی دے کر ملجاتی تھی کمائیں گوشتہ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھیں تھیں  
 سر اٹھاتی تھیں گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرواڑتے تھے جو انان چمن شجاعت بن گئے  
 تھے یہی حال ساحر و ن کدھی تھا کہ کھڑکی ناوارزہ ہرین بھگا کر بکلیان بناتے تھے روکی کے بعد خوب روئی  
 ابر بنا کر اڑانے تھے ہر جوتا تھا وہ فی مذہب رہتا تھا بھینٹ میں دشمن کا خون مانگتا تھا آستہا کاپیا سا تھا  
 دور سے ہمدان سنا تا تھا کہ آجکی شب یوہ بیان بھین امان ہر کل میل نیلے گا تفرقہ جہم و جان ہر طر ایک  
 پہل پڑی تھی قیامت کی طری تھی کہ ابیاست  
 کیا تا شاہ کہ ہر آجے آتش سیل  
 طائر و وحش عدو کو یہ صیاد و جسل  
 اپنی دھکلائی حکم پہنچے کٹ جائی لہل  
 ابداری میں تری تیغ کی ہر برقی کی موت  
 یہ غلط تیسری دن ہوتا ہر مرد و اجلال  
 وہ بہادر دم تہیجا کہ اگر تیغ ان کی  
 سی طرح بہادران نامی میں شب بھر تو تیاری جدال قتال ہی جب



عصر کا فلک تیر خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب میرا نام مل سپر کے کٹ گئی اور طسم  
 یہ کیا المیہ جو چاک چاک جیب سے نکلے یہ کیا المیہ جو ہر ملک پر نہ سر اور نور غم سے تجب نہیں اگر مرخ  
 اب اپنا قتل کو مانگے ہلال سے خبر نہ نہیں معلوم کیا عاوضہ پیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا یا ایسی صبح  
 قیامت خیز کو صرخ ذی شان بعد جاہ و بہاران سامان خستہ ان سے ٹکڑے ہوا ہوئی اور تمام سرداران  
 غالب شان و جلالت تو دمان کو ہزار لیکر سلی میدان فلک شکر جو سحر سے اٹک چلا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ  
 اُسے ہاتھ پین لایا آسمان رو سے ہوا پر آتر آیا ہر ایک طرف سے دربان باور پاکا اڑنا یا لطف دکھاتا  
 تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحرون کے طائر پران تھے اڑ رہے آتش نشان تھے اسی کرو فرست  
 جب وارد میدان ہوئی اس طرف سے سرشار منت اپنی فرج نکبت مہم کو سنے آیا دونوں جانب دلاور  
 نے پرجایا بعد صفوں آرا کی لشکر جا نہیں سرشار نے ٹکڑے کس کو میدان میں طلب کیا اور سلحشوری  
 دکھائی یہ ساکن باغ جو ارتضہ شدیدی ہو اسکو بہت بڑا غور رہی پس اس تکبر خصال و ثنوت شعار  
 نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کر کے جانب آسمان پھینک دیا کہ وہ بندہ بلند  
 پر جا کر شوق ہوا اور آسمان سے دعوان نکلتا شروع ہوا چھوٹی عصہ میں وہ دھواں اس قدر طعنا  
 کہ تمام عالم سیاہ ہو گیا اھر اس دھوئیں نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر صرخ ہوئی  
 محیط ہوا خضر غام اور چالاک تو اس پر کو دیکھ کر صحران کی جانب بھاگے اور بہت دوڑنے لگے اور ایک  
 مقام بلند پر سے کھڑے ہو کر حال لشکر صرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موزوں ہوا  
 برسنے لگا طرفہ بحین میں یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھوں سے کون سے لگا  
 چرخ کا سینہ غریب ہوا بغیر برسات یہ حال کہ منہ کی بوجھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحرون کے  
 سحر سے جلتے تھے خورشید کا ٹکنا کیسا ستارہ قسمت دُوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خواب بار  
 دنیا ایک گدھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اُس بحر کا  
 ایک گرداب تھا بات ہر ایک ہی جاتی تھی ابر کی مہمتی جان کھاتی تھی بلا سکر ڈراتی تھی کہ ابیاست

تنگ آبی سے جان مت اغلق	دوبنے پر ہر کشتی آفاق	کیسا طوفان منہ سے چھایا ہو
زخم دل نہ بھی سرائھا یا ہے	ابر کرتا تھا مظہر افشانی	پانی پانی رہی کھتی بارانی
سخت آماج بوند پیکان ہے	منہ ہر یہ یا کہ تیر باران ہے	ابر رحمت ہی یا کہ زحمت ہے



ایک عالم غرقِ رست ہا | سے گئی، ہی جان کو سیلاب | نقشہ عالم کا نقش ہر برار  
 اس ابر سے جو پانی کی بوندین لشکرِ یان مہرِ رخ پر گرین بہار و محمود و مہرِ رخ وغیرہ کیلے کئے کچھ  
 ہر ایک بیوش پر وہ خاک افتادہ ہو آشتی جان کو یا دوب گئی مسغیہ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ بیل رنا  
 رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کہین پناہ چتر شاہی نہ طرز کا عجب طرح کی تباہی  
 سامتا سر و قدان یا کمین بو پانی میں ایسا بھگتے تھے کہ اُنکے چہستانِ حسن پر اس پر گئی تھی  
 کپڑے جو بزر رہنے تھے وہ سب بھگت کر رہا ہوئے تھے خسار اُنکے اُس پانی میں یون چہ  
 تھے کہ جیسے دریا میں کنول کے پھول تیرتے ہیں باغ میں گلاب کا ٹھٹھا پانی میں ڈوبا ہوا نظر  
 تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھ کر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال میں کہ وہ  
 دیکھ کے روتا تھا لشکر میں بازاری بیوپاری و کا نڈار وغیرہ محافظان خمیہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ  
 کھڑے ہوئے تھے اور اشکِ حسرت حال پر اچھے مالکون کے بہاتے تھے اُس دشت میں ذرہ ذرہ  
 تک ٹمگین تھا پہاڑوں سے آبشار نہوتا تھا گوہ بھی روتا تھا فراہ کی روح گریہ کر رہی تھی جا رہا  
 شیرین پر شیرین لبون کے نگلی گئی ہر نخل ایک پالون سے کھڑا یا بگل تھا حیرت میں غمزہ بنگیا تھا  
 دشت ہر جگہ بھگا تھا مگر خاک اُڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ سے  
 اب ایسا گرم ہی بازار سے و آفت  
 نظر جو کچھ ہے ہر بق بھی نہایت مضطرب  
 فلک باز مصیبت خمیدہ و اوہلا  
 چمن میں سنبھل تر زلف سو گواران  
 جب تمام لشکر مصیبت باران  
 کہ شہری ہر غریب و درویش و جگر  
 جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہی  
 یہ کیا المی جو ہو و مصیبت الب پر  
 ہر ایک گشتِ عالم میں مورِ نشان ہی  
 ہر ایک نخل پہ بیل بھی مڑیہ خوان ہی  
 یہ کیا المی جو اب غائب نشانِ حرمِ جہان  
 ملک جو صبح گر جہان دریدہ و اوہلا  
 ہر ایک شاخ اٹھائے ہی ہاتھ و نام کو  
 میں طوق ہوا سرشارِ تہمت نے ہر ایک کو سحر سے مسح کر کے باران کو موقوف کیا اور  
 آپ بارگاہِ حیرت میں آیا تسلیم کر کے نذرِ رخ دی خلعتِ شہرِ رودی پایا اور تمام ماجرا لڑائی کا  
 کہہ عرض کیا کہ اب مکہ عالم شریف بھلین تو میں سب کے سر کاٹ کر لڑ گزراؤن حیرت یہ کلام سنکر  
 بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ بی بیں کو پھر چلین کیونکہ اُنکے قتل کر آئے میں  
 بہت عرصہ ہوگا سرشارِ راضی ہوا اور نخل پر بھگت باتین کرنے لگا اس اثنائ میں عیاروں کے  
 نودل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اب عفتین سرشار کے



یہ بھی بصورت بدل بارگاہ حیرت میں آئے اور ذکر شراب کا جو سنا تو ان دونوں نے میخانہ کے دروازے سے آکر کہا کہ ہلو کھانا دیدیکے گا فرمائیے تو ہم بھی حاضر رہیں اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ دونوں جام و سراجی لیکر اسکے ساتھ کاروبار کرنے گئے اس میں سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الامر اب اگر ملکہ اب جلد شراب منگو ایسے چلتے ہیں ورنہ فرمائیے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مئے ارغوانی لاؤ جو جب حکم حاضر غلام و چالاک صراحہ و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے ہر دیکھا کہ قدم ان دونوں کے بطور عیاروں کے پڑتے ہیں پس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہیں اور سرشار ہمنست کر بایا و اشارہ آگاہ کیا کہ انگر گرفتار کر لو یہ عیار ہیں اور کچھ پڑھ کر دستگیری اور گہر جو کہا حاضر غلام اور چالاک کے پاؤں زمین سے پکڑے ان سے قبول کرایا کہ ہاں اسم عیار ہیں سرشار نے کہا اے ملکہ کیا کہنا آپ کے سحر کا اب آپ اپر سے سحر اتار لیں میں ان کو قید کیے لیتا ہوں حیرت نے اپر سے سحر منع کر دیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی از خود ہوا ہو کر ان کے پیٹ گئی اور کھینچ کر انکو جنگل میں لائی اس لیے کہ یہیں آکر تو ہر ایک مفسد کو سرشار ہلاک ہی کرے گا اور بارگاہ میں رکھنا انکا مناسب بھی نہ تھا کہ اور عیار بھی ان کے رہائی کو آئینگے غرض جب جنگل میں آکر کھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال بھی ان کے پیش نظر تھا سو جب سے زیادہ ترس دتے تھے اور درگاہ حذا میں بعد ناری دعا کرتے تھے تاگاہ نعتہ قرآن نظر کروہ شاہ مردان بھی اسطون سے پھرتے ہوئے آنکھ ادر غمر غلام و چالاک کو بندھے ہوئے ہیکر تخیر ہوئے پھر قریب آکر دونوں سے حال پوچھا انھوں نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قرآن کو یہ حال سنا کتاب ربی غضب نام صورت ساحر کی ایسی بکر بہت جلد دربار گاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہو چکا ہے اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہے کہ انھوں نے اگر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے ہلو بھیجا ہے اور شکایت کی ہے کہ ایسے وقت میں جب تم فنیاب ہو میں تو ہلو پوچھا بھی نہیں اور کچھ اور بھی مندرمایا ہے وہ بھی میں کان میں آپ کے کہوں گا سرشار کچھ شکایت صنعت مندر نام ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمائیے کیا کہا ہے جب سننے بات سننے کو سر جھکایا اس نے چپ کر پہلو پر سے بندامارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر لہذا ہوا قرآن نے نعرہ کیا کہ منم



صاحب لہذا اگر ان مترقران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور حد اسے حسب آئین  
 اسی اندھیرے میں قرآن تو جنت و خیر کر کے کل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوت و دوش  
 تو مگر طرح دے گئے مہر و غیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدہ شکر درگاہ خدہ میں  
 کیا اور شادان و فرحان پھر کراہی بارگاہ میں آئے چالاک و حیر غام بھی رسی سے کھل گئے  
 اور حیرت جادو کف انوس ملکر رہی صنعت نے حال سنا وہ بھی غلین بدرجہ کمال  
 ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ مالان و گریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی تا قوس  
 اژدر سوار نام موجود تھا اس نے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال پڑھ لیا پوچھا سنے  
 رور و گرجو کچھ گذر اٹھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور نہایت درجہ اس نے انوس کیا بلکہ کسا  
 جیتک اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیلو نگا چین و آرام ممکن نہ آئے گا یہ کمر حکم تیاری لشکر و یاکتی ہزار  
 فوج ساحران و مبارزان تیار ہوئی اور تا قوس اژدر سوار بڑے جوش و خروش سے اژدر پر  
 سوار ہو کر چلا اور یا تھا کہ موج مار کر روانہ ہوا تا قوس خان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اس نے  
 اس کے لشکر کو آتہ دیا اور اس کے بھائی کا پر ساد یا پھر اسکی خاطر داری میں مصروف ہوئی شراب عمدہ  
 کشید کی ہوئی پلائی خوان نہت سنگا کر آب و طعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہاں سے اپنا لشکر  
 لیکر بمقابلہ مہر و آقا اور بارگاہ میں مٹھکے بخواری کرنے لگا جب خزانہ دہر سے ساغورین آفتاب  
 طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجن کو اکب کو مشاطہ شے بعد فروغ و ضیا آراستہ فرمایا  
 کہ شعور ساغورماہ نقاب لب نور و چاندنی کا ہر اک طرف تھا و فوراً سرشار نے اس شب تیرہ قام  
 میں جبل جنگ بجا دیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چند سے توقف فرمائیے اس نے نہ مانا اور کہا میں نے  
 بھائی کا جیتک بدلہ نہ لیلو نگا آب و دانہ مجھے حرام ہی غرض ہر کار سے خدمت مہر و خیمین آئی اور جبر و سخت  
 جبل جنگ عرض کر کے کنارے ہوئے ملک موصوف نے بھی کوس جبری کو بھایا لشکر کے سردار و افسر خردوار  
 ہو کے تیاری جنگ میں رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغاے لشکران برپا تھا رات بھی ڈراؤنی صورت بنا  
 تھی اس شب میں ہتھیار بکھنا کھنکھوڑ و نکا شیبہ بھینا تھے رنادرل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک  
 سیر کچھ بکاؤن کچھ کھاؤن کتا ہوا نا تھا صد سبیل و بوق پیر فلک کے سینہ سے پار ہوئی جانی تھی  
 نقیون کی آواز موت یاد دہانی تھی نامردون بن جان بچا نیکی فکر بھانے کا بیان و لا درون میں رستم و سام کی



داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات ہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا آہن ڈھلا اور سفیدی جمالِ شب میں  
 پیدا ہوئی تواسے خفقتی گہر نے سسٹائی کہ ششمر کہ جب ہوش سر اٹھ ازین پر  
 نظر آئے تے سامان بہت سربا یعنی ملک مہر خ دلا و رفیع و لشکر جانب میدان روانہ ہوئی  
 اسطرح سے ناقوس اُردو سوار سے فوج ناچار کے چلا لشکروں کی آمد کا میدان جنگ میں وہ  
 غلام ہوا کہ فلک بھی سر پر پاؤں بٹک کر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحروں کی آمد ہوم کا دھواں بلند زمانہ  
 تار یک مورون پر جادو گر نیان سوار تمام می تمبید کی پکار پر تین سرخ زرد ہنر اُتر تین نارنج ناریل  
 اُچھلتے اُڑ رہے تھے بڑے بڑے دفر سے یہ دونوں لشکر وار میدان ہوئے اہیات

فروان سپہ بود با او ہمس  
 ہمہ غرق و آہن و خود و گیر  
 بدیشان چنین گفت کاکو ہران  
 بجنگ نذرون جان نذر ویر  
 کہ زیر خورشش برستی ہزار  
 و ریش سواران و جوشن گران

سلیخ بزرگی و گنج و ورم  
 دل نہر خ از لشکر نامدار  
 کہ آمد مردان جنگ آوران  
 اگر شیر بیش آید ش گر پلنگ  
 گزیدہ سواران نیزہ گزار

ابھی رفت لشکر بکر وار ایر  
 بخندید چون گل بگاہ بہار  
 کسے کو گر اید بگر ز وہ تیغ  
 از دہر بگر دو بہنگام جنگ  
 بدید آمد از دشت گر دہران

جب دشت کین میں ہوئے دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی

نقبون نے نقابت کی میدان پاک و صاف ہوا اسوقت ناقوس اُردو سوار بھی بڑھکر میدان جنگ  
 میں آیا اور خوب نیرنگی مچائی دکھا کر لکارا کہ ای فرقہ سرکشان و متکبران آؤ تو میرے مقابلہ میں یہ نیب  
 مسکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہر خ سے اجازت لیکر سامنے آئے کافر کے آیا اور طالب  
 حرب ہوا اسنے ایک تریخ آسپہ مارا اسنے تریخ کو خالی دیا اور جواب میں نارنج مارا اسنے بھی خالی دیا  
 اور تیغ مچکر کر اسپر اگر اباحتہ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر  
 اسنے ایک تلوار ایسی چھبٹ کر لگائی کہ برق بکروہ سر چٹاٹھ کے آئی یہ اس سے جانبر نہوارخت ہستی اسکا  
 جلا عدا سے ہران آئے اسنے اسے بلند ہوئی ناقوس نے پھر لکار کر نیب دی کہ اور جس کسی کو تمہیں  
 سے تمنا ہے مرگ ہو وہ آئے ابی زلزلہ جادو نے صفت سے نکل کر مہر خ سے اجازت لی اور  
 سامنے آئے اگر ضربت طلب کی اسنے تیغ مچا دیا اسے لگائی اسنے تیغ کو روک کر کے ایک دہتھر ترین  
 پر مارا زمین میں زلزلہ پیدا ہوا اور یہی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہو کر پویند خاک



ہو جاتا مگر ناقوس جھلجھلکا اسی طرح کھڑا رہا اسوقت زلزلہ جادو نے جھلا کر نچو سحر مارا ناقوس اثر و پر  
سے کوڑ گیا نچو نے اثر و پر ہی کے دو ٹکڑے کیے اسوقت ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار مار سی کہ وہ تلوار خود کو  
کاٹ کر نادو اور زلزلہ کے اثری اُس نے داستانہ سحر کے مار کے تلوار کو توڑ دیا لیکن چادر خون بلبلا کر مٹھ پر آئی  
اسوقت ناقوس نے چاہا کہ میں سر کاٹ لوں دو سچے فلک سے پیدا ہو کر زلزلہ اٹھا لیکن اسوقت ناقوس نے  
دستک سحر کی دی کہ زمین سے اثر و دوسرا پیدا ہو ایہ اسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلہ میں  
ای میں بھیجتی ہوئی زبردست کو بھیج کہ مزاجنگ کاٹے باہم اتر جائیں یا وہ کام آئے باہم کام آئیں اس  
صد کو سنکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہرخ سے لیکر سامنے آئی اور  
اُسکے حربہ کو اُس نے رد کر کے ایک نابرخ مارا کہ وہ نابرخ اسپر ٹرا کر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اثر و پر سے  
گر پڑا اور اٹھ کر اسنے بغوت تھامتا تلوار کا غبار انگیز پر لگا پیا فوراً دو سچے پیدا ہوئے اور غبار انگیز  
کو بھی اٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ سچے ناقوس کے سحر سے آئے ہیں غمن  
مشکین کا کل کشادہ یا قوت جادو کیے بعد دیگرے نکلیں اور آ کر زخمی ہوئیں اور سچے اُنکو  
بھی اٹھا کر لیتے اب برق اور رعد نے کڑا کر اور تڑپ کر ادا دہ گرنے کا کیا کہ ناقوس نے  
اپنے گلے سے تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اسوقت ایک بکلی  
بیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُس نے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تین دامن ابر سحر میں لپیٹ کر دامن  
کوہ من گرا دیا مگر ہوش ہو گئی ناقوس جادو آج خوب بڑا جو سامنے اُسکے گیا اسپر سحر ہوا اور زخم  
کھا کر گرا پھر احب نہیں سمجھتا سحر سے اُسکی دن کٹ گیا دوپہر آگئی و صوب کی تاب نہ لایا پھل آسٹیل  
لے بجا دیا اور کہا اے مہرخ آج امان دیتا ہوں کل جا بیری شکل ہی یہ کھرا اپنی بارگاہ کی طرف روانہ  
ہوا مہرخ بھی غلگین و لول اپنی بارگاہ کی طرف پھری لشکروں نے بستر پر پہونچ کر کھولی آسودہ ہوئے  
سردار جو زخمی ہو گئے اُنکی زخم دوزی مہرخ نے کراہی اور فلک میں بھٹی اوھر ناقوس شادان و فرحان  
اپنی بارگاہ عالی شان میں جھلکناج دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی مہر برق فرنی  
ناقوس کی فکر میں چلا اور علیحدہ ایک مقام پر پڑھ کر اُسے صورت اپنی ایک زن طوالف کی ایسی  
سنائی لیکن وہ حسن صبیح انپا آشکار کیا کہ ملائیک بھی اُسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خود رشید نقابیل ارشع جوان  
سرخ ریا سے جبکہ شفق چرخ حیران ابرو اُسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرتے ایسی تلوار میں ترکہ رکھتا



بنائی تھیں کہ یقین خود و انت نہ لکھ سائے اس کے شرمانی یقین زلف مسلسل کے ٹھکڑے ل باندھ کر چھین گین  
ترنگان تیر اندازی کریں ابرو دشت گزاسی کرے تو سن چشم بلق باترک و تاز و تاز و کرشمہ غارت گردل و جان  
سر و قامت سمن اندام گلستان رخسار زرق مینی غنچہ دامن لالہ فام کہ اس شکار

سر و قامت سحرانے ہر طوبی کس شمش	راست ہاں راست ہو کل طویل حق	شکر آئینہ ہادام مقشر دندان
سیکے دوس نہ نڈان لب خندان فستق	ٹھٹھٹا اسکا دھن تنگ کا ایسا شکل	جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مستلق
معصوم سر و کتبی کو جو دیکھے اسکے	تو کہیں صورت اخلاص شاد و مطلق	تو کہیں سکے نہ زیبا ہو بیاصل کردن
تاکہ ہو سرخی شجر نہ خون ناحق	ایس طرح از سر تا پا وہ جو رشید سیارنگ	روغن نگا کر راستہ ہوا اور لباس

پر زرب قیامت کر کے گنا سوسے کا پندر لشکر میں ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جان اس کے مجرعی نڈان  
اتری ہوئی تھیں چنانچہ ایک کسی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہوا جہان مٹھی ہیں  
سازندے ساز لار ہے ہیں ناکہ کامند کاوا بے گوری کلام میں یہ افاز سے پاچون کا دیکھ کر آگے لگائے  
شکلن ہوا آئے بھی اگر سلام کیا اور ہنسکر پاس ناکہ کے بیچ گئی اس نے عورت جوان شکیلہ زرد زپو سے دست  
جو دیکھی بجا طر نام پیش آئی گوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ بی بی میں لشکر حیرت میں رہتی  
ہوں اس وقت میں نے قصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جا کر کھڑا کروں سازندے میرے ایسے حرامزادے  
ہیں کہ کمال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے بلکہ غصہ میں کچھ اور رہو چھ اس طرف چلی آئی کہ وہاں کسی اپنی  
برادری سے سازندے مانگ لو گئی اور جو کچھ انعام و کرام کے گاہ بھی انکو دینگی اور آپ بھی لو گئی اور سچ تو  
یہ کہ اب میں ان موسے پٹرو ایون کو نوکر بھی نہ رکھوں گی جو وقت پر تیار ہوتے ہیں اور ہماری بیخ  
ہو چھو امی جان یہ ہی کہانی ہے پھر ہم کیونکر کاہلی کر سکتے ہیں ایسے تو مجھے دیکھ کر میں ٹھہر گئی اگر کسی صاحب  
کو مختار سے یہاں فرصت ہو تو دنا و دگھڑی کو تکلیف کریں میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان  
ہو گا ناکہ نے کہا بی بی یہ مختار گھر میرے یہاں کئی طرح کے سازندے ہیں کام تو ایک ہی  
دو سازندوں سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہیں میں سچ کہوں اسکو بھی  
کے دینی ہوں کہ وہ بیچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہیں یہ ککر محذوم میان جہانگیر بخش و عیزہ نام بکر  
بکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ ہم جا کر بجا دو انھوں نے کہا بہت خوب اور ساز و غیرہ انھوں نے  
درست کیا اس شان میں جو بدار بلاسنے آیا کہ پہلے آپ کے پاس کی یاد ہو برق عیار نے مردہ صاحب ککر



اُسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی مچھلک اُسکو دکھائی باٹھ پکڑ کر پاس بیٹھا لیا گوری بنا کر دی وہ ایسا  
 معنوں ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُس نے کہا مرد ہے صاحب ہمارا بھی مجھ کو ادب کیجئے  
 اُس نے کہا ابھی کیوں بی صاحبہ کھٹارا نام کیا ہے اُس نے کہا مجھ کو کامنی جان کہتے ہیں مرد ہم اُس کے پاس  
 سے اٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت میں آئی ہے  
 زہرہ ملک بھی اُس کے سامنے شرمائی ہو رہی تھی اسی نہوگی میرے اوپر آپ احسان فرمائیے گا جو اُسکا  
 بھرا سامنے ناقوس کے کرا دے تبھیے گا داروغہ نے کہا جاؤ اُسے آدروہ بھڑکرایا اور کہا کامنی جان صاحب  
 آئی آپ کی یاد ہو کامنی جان ساڑھے دن کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُس نے جو عورت زیبا اُسکی دیکھی خبیثہ ہو کر  
 عقل و حواس بگاد ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ بھڑا کر اُس کے تو اُسکو اپنے بستر پر بٹھائیے اور جو کچھ یہ مانگی دیکھنے  
 کام میں لائیے گا محفل اس زہرہ خبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا اور کشتہ بستہ مال اُسکا غرض کیا ناقوس نے  
 اجازت بھرا کر سننے کی دی برق بجک کر سامنے آیا اور گت نہ پھنے لگا یہاں گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف انوس  
 ملنے کی ناقوس نے کچھ جانور بھر بنا کر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیاروں کا یہ بخوبی جانتا تھا چنانچہ  
 ان جانوروں سے اُس نے کدیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری صحبت میں عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آہے  
 تو ہم کو تم خبر کر دینا اور پنجہ بھر کے زمین پر مقرر کر دیے گئے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فری  
 آکر ناچنے لگا اُس کے ناچنے پر اہل محفل رنگ ہرے اور صدائے حسرت و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت  
 ایک طاہر گڑھ تھا ہوا آیا اور کان میں ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہے یہ رنڈی نہیں ہے  
 برق فرنگی عیار ہی جلد اُسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اس کی صورت دیکھکر  
 عاشق زار ہو گیا تھا اور بڑی خوشی سے پنج دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف انوس سے  
 اور بنا چاری پنجہ بھر کو حکم دیا کہ اُنھوں نے برق اور زمین معلوم کیں مقام پر پہنچا یا پہلے ہا سے بھرے یہ خبر  
 ملکہ مہر خ کو پہونچائی برق فوراً نکلا گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سکر مضطر ہوئی اور برق  
 جو آکر رکھے تو جان میں قید ہو کر آیا ہوں اچھا وہ لوگ بھی ہیں کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہو کر آئے ہیں  
 محفل جب مہر خ برق کا حال سکر مضطر پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمر و بارگاہ سے نکل کر روانہ  
 ہوئے اور اُنھوں نے سنائی میں آکر اپنی ایک صاحبکی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس میں آئے  
 لیکن حال میں جانور ملنے اور تپوں کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ میں قدم زن ہوئے ہنسی بھر کے







سب نے اسی باغ پر بہار میں لہجہ ناز و انداز چوترا پر بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ بارغ اسنے ایسا فرست  
آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اسکا اسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل رو برو سے رخسار شرماتے سکتے  
سنبل مانتے زلف کے پریشان و نزار تھی نرگس آنکھوں کی اس کے بارغی سر و سنے قامت رعنا اسکا  
دیکھ کر اپنے سین آزاد نہایا تھا سبب یہی و نزار کو اس کے لیسان نے شرمایا تھا چشم قمان بادام کو دام نہ

لائی تھی سرفی اس کے رخسار کی لالہ کے دل کو بڑھاتی تھی ابیات

پرستم میں ستم شریک بہر

رخ تعالی اللہ زلف صلی علی

کرے مشایون کو اس شراتی

بھلی بازو کی ماہی زلفین

دشمنہ کا رعیتہ دشوار

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھ کر اور بارغ سحر سے ہوا کھا کر فریفتہ و شہیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ

اپنے لشکر کے یہ کتا ہوا جلا کر غزل

جھلا نہیں تو جھلے کا گل اچھا گارو

یان نشہ وہ نہیں جسے ترشی انارو

کرتا ہی یون فغان دل میدوار وصل

ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزارو

بے فیض گر چشمہ آب بقاء تو کیا

کیون کوڑیوں کے بدے درشا ہوا رو

جب ناقوس دیوانہ وار اس طرح کے اشعار پڑھتا جاں بلب بہار روانہ ہوا اسوقت ایک پتلی زمین سے

نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھ میں لیے کھتی وہ آئینہ اسنے ناقوس کو دکھایا سارا

نقشہ عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور کچھ ہوئی ہوش اسکو آگیا اور اس پتلی نے کہا کہ امی میان

ہوش میں آؤ جو اس درست کرو کہان تم کہان ملک بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہیں جو

آج تک اپنی جان اس پر نثار کرتا ہی گو وہ دشمن ہی مگر شاہ اسکو پیار کرتا ہی اس باغ کو بلے سیجھ کر اپنے

ماہ سبے ہر ملک دشمن ہر

دل ترکان ہجوم شاگردان

زلف جنیان میں شکی براتی

لیک جاری زبان ہر موسے

مکرو نافر سبے دل زار

خون ثابت کرے میحار

مفتون چشم کو یونین اکو ارماد

دشنام ہو کے وہ ترش برود ہزارو

مٹی ملک نہ جب ترے دل کا غبارو

یو شمع تیری عمر طبعی ہی ایک رات

دعدے پر روز خنجر کے پرکون اوجھارو

عشق نہ بے انجم گرد و سببے شک

کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیارو

اوانچہ میں نہ سرمہ و نبالہ دارو

کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگارو

کیا خاک تجھ جان کوئی جان نثارو

جیسے اذان بلند کوئی روزہ دارو

نے دام و ناز و دل کرے سوزن قباب

مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دارو

اس جبر تو ذوق بشر کا یہ حال ہی



ہم جوانی کی بہار نہ بردار کر دنیا میں بھگت کرنا اچھا ہے یہ کلام سُکر ناقوس نے ایک سحر ٹپکا کہ ہوا  
گرم موم آسا چلنے لگی اور بلوغ بہدین ہر طرف آگ لگی ہر کھلی پھول کی انگارائی بلی درخت شکل چنار  
ہوئے گل بالکل خار ہوئے در پہ آزار ہوئے کچھ ہی عرصے میں یہ عالم ہوا کہ اب پاس

کرم ہر بہار کا عالم ۷	شکل پھل پھڑی سے ہمیں کم	یہ تپا خا چلنے رفت گلا سب
کعبت زکس پچھٹی تھی متاب	دست گل کا کیا کون میں رنگ	اسمین بہت پھول کے سارے رنگ
غنچہ کھلنے میں یوں ہوا شہار	جیسے پھٹا ہوا غنچے میں انار	جلوسے دین یوں چنبیلی کے بوٹے
آٹھجے جاے جو کی کب چھوٹے	نہیں گیندوں کے چین میں ہوتے	دی ہوا آتش ساروں کو یک بخت
کر عدد بگ جھنڈی پہ نظر	چھٹ رہی ہیں ہوا میں آنکھ پر	یہی بوسے ہیں پانی بھر جھنڈی
ہو چکا بو کا حوض گھن چکر	گر گزک ہو ہو میخو روں کا من	ہو رہے تھے کہاں سے مرغ چمن
طوطی کی گرسنے کوئی آواز	کھیلے دل ہر کچھ ایسا سوز و گداز	جب وہ سارا چمن جل گیا پہاڑ

ہوش چھائی اُسوقت دو پنجے پیدا ہو کر اُسکو بھی اٹھا لے گئے جب وہ صورت زیا بھی سامنے سے  
پوشیدہ ہو گئی اور بلوغ بھی جل گیا شکر یان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی وہیں بیچوں سے لاکر  
پونہ دیا کہ جہاں اور سب مفید ہیں اب شکر ہرن میں کوئی سرد رہا سوا سے ہرن کے  
فوج و لشکر میں سب بیدل ہو کر کنارہ کشی کرنے لگے ہرن نے قصد کیا کہ اب میں جا کر نصیب لے لیا  
کر دن اور اس کا زب سے لڑوں لیکن وہ نازک دماغ بہت ہوا سید قدر کے ٹٹنے میں  
گیا اور پکارا کہ اے ہرن اب سوا سے تیرے کون باقی رہا ہے سو تیرا بھی گل خاتمہ ہے آج اور اپنے  
ہمارے ہرن کے لیے روئے اور تخت سلطنت کو تخت تابوت سمجھ لے یہ کلمہ بیل امان بجا کر پھر  
ہرن نے پھر شہدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہے کہ کیا ہونے والا  
ہے فردہ کبھی روتی ہو چمن میں بلبل کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہیں غرض یہ ملک نہایت فرود میں  
پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی تو گلوں پر سرداروں کے عاشیے ڈلوادے لشکر بھی حالت بیم و ہراس  
میں اتنا نام رنگ سب موتوں مستوقد ہر ایک سے مالوں اس طرف ناقوس پھر کر ملک حیرت  
کی بارگاہ میں آیا لشکر اسکا بسیرا اپنے اتر حیرت نے ناقوس کو بہار کہا دینے و لینے  
ملکہ کو نذر و کھلائی دگل پہ ٹھہرا شاد و یاسے نبجے لے جام مرغی ارغوانی کا دور ہوا ناقوس نے



کتاب کل ملکہ صرح کو بھی پکڑ لیا تو سب کو ہلاک کر ڈالوں اس خوشی کا اب کل جشن کیجیے گا حیرت  
نے کہا ایسا ہی ہو گا ملنے اگر نا چنے کے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی اس طرح صرح ملکہ میں سر بزاو  
ہو کر بیٹھی تھی کہ مشرق قرآن حال فید ہو جانے ملکہ بہار کا سنکر بارگاہ میں آئے اور صرح کو گلین  
خاطر دیکھ کر سارا ہوا استغفار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سن چکے عزم کیا کہ اب ہم بھی  
جانے ہیں یا تو ناقوس کو اس کے بھائی کے پاس بھیجے ہیں یا اپنی جان دیتے ہیں یہ کس کر  
وہاں سے باہر آئے اور کئی سو ساحر و کوطلان غبار انگیز میں سے اپنے ساتھ لیا اور رات نے  
کہا کہ تم صورتیں اپنی بزور تحریر بدل لو وہ سب مہنتوں کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب باندے  
موت کے قہار ہونگے لنگوٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھوں میں سب لے لوہے  
کے کٹے ڈالے جہاں خاکسری اپنی بنائیں اور سروں پر لیٹیں انگلیٹھیاں ہاتھوں میں لین لین  
سینہ دور کے تشقے ہاتھ پر کھینچے چند سب بدن میں لگا یا بھجوت سے سب بدن اپنا خاکسری  
کر لیا اس طرح مشرق قرآن بھی درست ہوا آسنے جو اہر کے مہت بدن پر پہا آرامتہ کیے مائے  
مونیوں کے گلے میں ڈالے یا تمبشید یا سامری ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری ہو قرآن کے کلمہ  
قرآن و زاری اس ہنیت سے صحرا میں بکھری گئی پھر وہاں سے رخ جانب لشکر حیرت گجا جب  
فریب لشکر نہ کور پہونچا لہو بلند کیا اور سر اپنا پٹینا لگا اور کتا تھا بار دتا کہ میرے استاد  
سرمشا رحمت کو کس نے مارا ہاے وہ استاد میرا پیارا کہہ کر گیا افسوس کہ یہ سامری نے میرے  
ساتھ کیا کیا ہاے وہ استاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میری سر پر سے اٹھ گیا افسوس میں کیا کروں

مگر کیسے بند	ملک نے مانع دیا آہ نوجوان افسوس	اب دو ہفتہ ہوا خاک میں نہاں افسوس
بھلا ہوا خاک مری زاریت جب جدا ہو جا	افس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس	لایا خاک میں اس رخک ہوتا بان کو
زمین پہ گرنے لڑا کیوں یہ آسمان افسوس	خیال اسکا جب آتا پھر دوسکے کہتا ہوں	لفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدرد	کروں میں کس سے یہ احوال دل بیان افسوس	آشنا کوئی گل ہر نہ کوئی بے بس یار
ہر مثل سبزہ بیگانہ بوستان افسوس	جہن میں بھری زگس نے آنکھ بکھیر	انہیں ناکارہ کے قابل میں ناوان افسوس

مگر یہ ایم اگر گل باغ مے خند  
نبار ایم جو بلبل باغ مے خند  
اس طرح سب مہنتوں کے گریبان بچھے ہوئے با حال پریشان گر یہ کنان سینہ زندان بارگاہ حیرت



کے دروازے پر پہنچا یہاں ناقوس پہلے سے مٹیا ہوا غریب زہوار کر دیا ہے اور جب ساحر اسکی خوشامد اور تعریف کر رہے ہیں کہ قرآن نے دربار گاہ پر پہنچا ایک مگر زمین پر ماری کہ سرخ ہو گیا اور  
لو جاری ہوا اور ہارے ہارے کا شور بلند کیا کہ اسے بتاؤ میرے استاد کو کہیں نے مارا وہ اسے  
لے لے کر اپنے استاد کو گمان پاؤں اس حال سے جو لوگوں نے وہاں کے دیکھا تو مگر حیرت  
جہاد کو خبر کی آئے سنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غزوہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قرآن کو  
اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جواز پر پہنچے تو آئے ہی قدموں پر ناقوس ~~س~~ کے رگھو یا اور  
کہا اے چھوٹے استاد واسطہ بخشید تم ساری کالیں بناؤ تیکے کہ میرے استاد کو کہنے لگا ہر یہ ماجرا  
دیکھ کر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس کو پوچھتے ہو خدا اپنے  
تین بھائیوں اور ہوش میں آگاہ بات کر دے قرآن نے اپنے پوچھ کر کہا کہ اے ملکہ دوران تجھ کو صحت سے  
ابو سر جادو کہتے ہیں حیرت نے نام سنکر بہت کچھ شفی اور ہمداری کی اور کہا اے صحت ابو سر جادو  
تجھ کی جو مرضی تم ساری کو باد کرو اور اس قدر گرہ و زاری نہ کرو پھر اسے استاد کا عرض سے لیا جائیگا  
یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلا سا دیا پھر اور زبانوں ترپنے لگے اور کچھ باب وار بفرار ہوئے  
بیکلی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی آتا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہ کہیں  
رنہ جائے پس حیرت کے کہا کہ میں انکو بارگاہ میں سے جاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو بطور غمی  
وہاں بھیج دوں گا کہ جہاں سب ملک حرام قید میں کہو اسطے کہ اس مقام پر ان کو قرا نہیں آنے کا  
یہ کہہ وہاں سے اٹھا اور اپنے تخت پر یا ہر اگر سوار ہوا صحت ابو سر جادو کی کو بھی لے لیا ان کے  
ساتھ جو کئی سو صحت تھا وہ بھی ساحر تھے سب مڑنے ہوئے ساتھ چلے جب شکر حیرت  
سے کچھ الگ آکر پہنچے اسوقت قرآن نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سب گردنٹ کے آگے  
اور قرآن نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عبارت کھڑا ہوا  
سراٹھ میں جانتا ہوں کہ چاکرنا ہوں وہ اس کے کھنے سے بوز بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور  
آنکھوں نے سمجھا کہ ایک ہی لہجہ پہلو پر سے اسکے سرخیں پر لگا لگا کر وہ ایسا ساحر زبردست ہے  
کہ لہجہ سے سرسکا شن نہ ہو اور نوبت ہلاکت بھی نہ ہو پکی لیکن غرت سے لہجہ کے ثور آگیا  
اور کچھ نشہ ایسا آگیا کہ جو نے لگا اسوقت قرآن نے بخوبی تمام اس پر کنڈاری اور تخت پر سے



کو دادہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھوں نے جناب پہنشی مار کر بہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے  
 ساحر تھے انھوں نے دیکھا سب ناریل پکڑ کر آمادہ حرب ہو گئے کہ اس مہنت نے جو ہتھ  
 روتا تھا پہلے تو بوندہ مارا اب کندہ مار کر کو دیا اور ہمارے مالک کو بہوش کر دیا غرض جب یہ  
 آمادہ جنگ ہوئے قرآن کے ہمراہ جو مہنت تھے وہ سب اپنی جگہ آ کر ہوئے ادائیگی سونامی تیر  
 جو اپنی ہمارے نو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی مہبت کم ہیں وہ سب  
 دوڑے کہ فوج کے افسروں کو خبر کریں ہم لوگ خادمہ خدمتگار کیا کر سکتے ہیں الحاصل قرآن اسکو  
 لیکر بھاگا اور بھاگے میں لیکر کمان اسکو جادو بکھا پس ادھر ادھر دیکھا ایک گلواری کی دکان دیکھی کہ بھٹی  
 اسکی سلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑیل رہی تھی اور ایک گلواری بیٹھا ہوا تھا اسنے اس سے کہا  
 کہ میں دشمن افراسیاب کو لایا ہوں اب حکم ہو کہ اسکو جلا دو یہ کہلر ناقوس کو کندہ سے  
 کھول کر بھٹی میں ڈال دیا کہ وہ جل کر خاک ہوا اور اوزار و گیر کی بلند ہوئی گلواری گھبرا کر دکان پر سے بھاگا  
 اور گرد اس دکان پہلے ہو اور دکان میں چلین بچیں اسنے دکاندار بھی بھاگے اور قرآن بھی جست  
 کر کے نکلا وہ ساحر جو سب مہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اڑ کر نکل گئے ادھر خدمتگاروں وغیرہ سے  
 جا کر فوج کے افسروں سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جانا کہ وہ  
 سب دوڑے لیکن بازار میں جب آکر پہونچے آواز سنی کہ افسوس مارا بھگو کہ نام میرا  
 ناقوس جادو تھا یہ صد اسکر نالانہ گریان افسران لشکر ناقوس میرے  
 اور اس کے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درہ کوہ میں قید تھے چھوٹ گئے  
 جب فیذا آئے انکے عظیم سے بد رہی عمر و نے کہا کہ اگر ملکہ غبار انگیز شراب بیان سے چار  
 خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس اس درو سوار داخل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان  
 و سرمان درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ میں کنارہ لشکر کے  
 منہ قرآن ان کو ملا ہر ایک اسنے بنگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قرآن نے تمام حال اپنی  
 عیاری کا اور ناقوس کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور  
 بمرق نے تعریف کی اور سب ملکر بارگاہ مہرخ میں آئے مہرخ کو بھی نہایت  
 مسرت ہوئی اور اسطرف فوج کے افسروں نے حیرت جادو سے اور صفت سے



نام ماجرانافوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونوں شکر سکوت میں ہو گئیں اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے  
جان ق سے نکل گئی اس عرصہ میں خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سرشار مہنت صنعت  
کی ملقات کو آیا تھا اسکو بھی عیاروں نے مار ڈالا اور مارے جانے کی خبر بھائی اسکا نافوس  
ثروں سے ارب پلا اپنے بھائی کا لپٹے آیا تھا اسکو بھی قرآن نے جلا دیا افراسیاب کو بھی  
بہر سنگر بڑا رنج ہوا اور کہا اب میں نے وہ تدبیر کی ہے کہ یہ کھو ام سب کے سب آپ سے آپ  
ایمان میں یہ سخن ہنود و دہان تھا کہ نامہ لقا کے باختر کا اسکے پاس آیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہاں  
رواں رید و صدف جاو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملک زیور جاو و کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا  
خائف عیاروں سے یہاں کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کر کے محرابین علی گئی اور قابل جنگ  
سلمان وہ بھی نہیں اب لائق و لازم یہ ہے کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے مذہم گزاری اور  
طرف داری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کر و نہ عتاب ایک ساحر چھپر یہ مضمون نامہ پڑھ کر اپنے  
سر پڑھ کر ایک چھوٹا کچھ دیر میں آندھی پانی اُسنے کے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اسکے آیا  
کہ واقعی بلاے بداد خبیث صورت تھا بیت شکل اُلو و حسنہ بیدم ہا آدمیت تھی مشل عقلم  
اس دیو صورت نے شاہ کو خبر کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے قہر نگاہ جاو و تم پاس خد اوند  
باختر کے جاو اور کام خدا پرستوں کا تمام کردگار اس طرح سے کہ ہمارا نام نہوا و رہتا ہی جان بچے  
عیاروں سے بچے رہنا اور سوچا تجھ کو مقابلہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ مقدر سے تو البتہ غلام مجبور ہو کر نہ  
غلام آیکا ایسا لڑے گا کہ کوئی ساحر دیسا نہ لڑیگا یہ کمر خلعت رخصت حاصل کر کے اپنے مقام پر آیا  
وہ اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہے حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجا یا ساحروں کی جاننے سے  
وہ دہر کا لاہو گیا طائران بحر نے تمام دنیا کو بیرون میں چھپا لیا سنانا سے نیرہ و ترسول و بول  
ہوا میں چمک دکھانے لگیں مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا بہا و ران جنگاہ کے  
گھوڑوں نے شیشے بھرے متقلین ایسی روشن ہوئیں کہ ہزار آفتاب بکھلے نظر آتے تھے  
بہا و رستے ہوئے گھوڑے اڑاتے جاتے تھے ایسا بات

چونور شہید بزد سراز نیرہ کوہ	خردشے بر آند از ایشان کردہ	کہ گشتی زمین گشت کردان سپہر
کہ از تینا تیرہ شذر و صے مہر	بیاراست با پیسنہ میرہ	زمین کوہ گشت از ہنن کیسہر



ز آذر اسپان بانگ سپاہ  
 دل شیر درندہ شد بروہ تم  
 سپاہان ہی جست بر کوہ راہ  
 تو گشتی زمین کوہ آہن شدہ است  
 نیامد بدشمن نذرین توں دیو  
 سپہرا از بر خاک دشمن شدہ است  
 غرض بڑے کردار سے یہ لشکر کشل دریا کے جوش مار کر جانب لغا سے بدیر روانہ ہوا اسکو تو راہ  
 میں چھوڑے لیکن حال کثیر الاختلال ملک نہ پور جاو و کا بیان ہوتا ہے کہ اسکی ماں ملک سفاک جاو و  
 کو جب چالاک کے مقابلہ سے عبارتہ جاو و دایہ اسکی چھینکر لے گئی تو سفاک کو دایہ نے  
 بہت کچھ بچھا پاکہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دلی قوت اور آنکھوں کی روشنی باقی رہ گئی، دان  
 خدا پرستوں سے اور عیاروں سے ہرگز مقابلہ نہ کرنا نہیں تو میرے منہ میں خاک دانی بندی ایک در  
 ہو کر کے تیرے دشمنوں کو رہا ہو گئی اور ای نور بھر قوت جان و جگر تیری بیٹی نہ پور حب او  
 جو خدا سے باختر کی مدد کو گئیں ہیں انکا بھی وہاں رہنا اچھا نہیں، ای اسلئے کہ وہاں ایک لاکھ  
 چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار میں ہیں اور ہر ایک اسنے تین تین کاٹانی عمرو جانتا ہے انہیں میں  
 دیکھ ایک چالاک یہاں آگیا ہی کیا کیا اسنے فوراً اور مقصدہ پر پا کر رہا ای سفاک نے کہا  
 وہاں خداوند خود موجود ہیں پھر دایہ امان ڈر کا ہے کاہی دایہ نے اپنا ہاتھ کوٹ لیا اور کہا ہی میں  
 کس طرح سمجھاؤں ای بیٹی سمجھے اس خدا بوبک کا کچھ اعتبار ہو گا اری وہ نگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا  
 تخت پر بیٹھا رہتا ہے اور تو زمین گجھار کر تا ہے اسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہے  
 ہاں جو اسکو کڈائی نہیں مانتے ہیں وہ البتہ شاد ہیں بند غم سے آزاد ہیں تم نے لینا کہنے والی  
 بندی کا چیتا خدا کر سے نہو خبر یہ ملک نہ پور کی آیا ہی چاہتی ہے یہ کھات و غطا و بند دایہ سے سسکر  
 سفاک تو بچی کو بہت چاہتی ہے بیقرار ہو گئی اور گویا ہوئی کہ بھر دایہ امان میں کیا کروں اسوقت  
 دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آخر اسباب کی شرکت تو چھوڑ دے دیکھا نہیں  
 تو نے کہ ہر چند تو نے کہ ہر چند منت کی کہ میرے بیٹی کوڑنے نہ بھیجے اسنے نہ اٹا اور نگوڑا کے پاس  
 جانے کی اجازت دی اسکو خود تیرا رخ دینا منظور ہے اب تو نامہ بطور غفنی اپنے دست نیک آخر کو  
 نکھر بھیج آئیں یہ مضمون ہو کہ ای فرزند نگوڑا نام ہے کہ وہ کہتے ہی نامہ کے سرے پاس علی آؤ اگر بادشاہ  
 کی غلطی کا کچھ خیال تم کرو تو مسطین رہو کہ میں بادشاہ سے کہہ کر خطا بخاری ممانت کرو ورنہ کی جب  
 صاحبزادی یہاں علی آئیں تو انکو میں اور تم دونوں سمجھا کر قابو خود مستورین ہر رخ کے بچھین اور



انجمن کے شریک ہو کر اس طلسم میں رہیں مجھ کو دل اس طلسم کا بیڑہ معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ  
 افراسیاب ہو اور مارا جائے سفاک کہہ کر مجھ سے مسلمان تو نہوا جائے گا بادشاہ  
 مجھ کو مار ڈالے گا دایہ نے اس وقت ایک صندوق پر آسٹیکے نوٹشک خازن میں سے جا کر نکالا اور رنجی  
 اسکی جوڑے سے اپنے نکال کر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اسکو داکیا تو انجمن سے ایک  
 کاغذ لکھا ہوا جمشید جاو و نام کا ہن کا کہ جو خدا علی ملک مغالب کا تھا نکلا اسکو جو سفاک نے  
 لیا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسوہیلے لکھا میں رکھے جاتا ہوں کہ جو کوئی اس زمانہ میں وہ اس پر عمل کرے  
 اسے یہ بہتر ہوگا وہ کوئی سا زمانہ ہوگا کہ عیار مسلمان اس طلسم میں آئینگے اور اس کے شہزادے  
 یہاں قید ہونے کے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگاڑ کر شریک عیاران ہونگی اور مقابلہ ہوگا انجام کر بادشاہ  
 مارا جائیگا اور طلسم ختم ہوگا پس جو کوئی کہ ہمارے اولاد میں ہو اسکو لائق ہے کہ وہ جا کر شریک ہو اور  
 حماقت کر کے اپنی جان دے کہ بادشاہی کا مطیع بنارہے اگر خلافت اسکے کرے گا جان و مال و ملک  
 سب ربلو دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اس کاغذ میں لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے پھٹ گئی  
 اور کہا کہ دایہ امان تھے میری جان بچائی پس اس وقت اس نے نامہ اسی مضمون کا کہ جو دایہ سے  
 بتایا ہر ملکہ زیور جاو و اپنی دختر کو لکھا اور اگباری کر کے سر خوانی بڑی دیر تک کی پھر ایک  
 پتلہ اپنے خون سے آٹا گوند مکر بنایا اور اسکو جاندار کیا اور اسکو تادمہ وہ دیا کہ جا کر زیور کو پہنچائے  
 اس پتلے میں ایسا درد و موت پیدا ہوا کہ ایک بار افراسیاب سے بھی مقابلہ کر سکتا تھا  
 اور کسی سرحد پر طلسم کے نامہ نہ چھینو اور نہ لگا غرض کہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہاں جب  
 سے کہ مروارید اور صدف آتی تھی ملکہ زیور جاو و شکر لقا سے اپنا شکر بٹا کر صحرائین انری  
 تھی اور ہر روز خوف و بیم میں بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجھ کو زہمت نہ پہنچائے طلسم میں  
 بخیاں عتاب بادشاہ طلسم بخاتی تھی اور خوف عیاران سے شکر لقا میں نہ آتی تھی بلکہ لطف  
 سے اس نے یہ عرض کیا تھا کہ کبیر سحر نازہ تیار کر رہی اور چلہ میں ہی چٹا پنچہ ایک روز و نیت سحر  
 یہ خواجگاہ سے اٹھ کر مسند پر بیٹھی تھی سرانچہ بارگاہ اٹھوا دیے تھے صحران کی رنگینی اور بہار پختہ  
 دگل دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ روئے رفتن نہ پاسے ماندن کردن تو کیا کردن اسی  
 اندیشہ میں دیکھا اس نے کہ دو پتلے اڑتے ہوئے سامنے آئے وہ پتلے ہن کہ خلو پہلے ملکہ سفاک



نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس ان تیلون نے سامنے آئے اور سلام کیا اور پیام دیا کہ امیر ملک آپ کی  
 مادر مہربان نے برابر حفاظت و اعانت آپ کے ہلو بھیجا ہے اسنے پوچھا کہ اتنی جان انجی تو میں انھون  
 نے کہا آپ کی پادین نگین رہتی ہیں اور باقی تو ابھی تک انجی ہیں یہ بھی مادر کو یاد کر کے  
 روتے لگی اور انکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسے طرح سے بہر کو بھی منجھکا  
 سیر و شت کر رہی تھی کہ یکایک روئے ہوا پر سناٹا ہوا اور تپلا اڑتا ہوا سامنے آئے اس کے آکر اترا  
 اور اسنے سلام کر کے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہے بیجھے یہ انھون نے نامہ دیا ہے زیور نامہ  
 دیکھ کر شاد ہوئی اور خط کھو کر جب پڑھنے لگی پتلے نے کہا فرما دیا تھا کہ نگلیہ بن اسے پڑھیں کوئی  
 اس معنوں سے ماہر نہو اسنے اپنی انیسون وغیرہ کو دہان سے ہٹا دیا اور ان دو تیلون کو  
 بھی پاس سے سرکا دیا پھر اس نامہ کو چڑھا حالانکہ معنوں اسکا بھی چھپیدہ تھا صاف صاف  
 تو لکھا تھا کہ ہم مہر کے شریک ہو گئے لیکن آپر بھی احتیاط سٹھرتی کیونکہ بادشاہ  
 نے توڑنے کو بھیجا اور یہ آپ ہنار بنکر جو طلسم میں چلی جائے تو کچھ تو استحکام اسکی مادر نے  
 کر لیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہو ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا  
 ہے سمجھ گئی کہ اب مسئلہ اور طرح کا ہے بس اسوقت اسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا معنوں  
 یہ تھا کہ امیر مادر گرامی قدر نامہ بہت امو دگرا می شامہ آپکا نکاد ہو پنا میرے پھر کر طلسم میں داخل ہونے  
 کی خبر یاد دہن کو ضرور پہونچے گی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجے گا اسکو  
 منطہ اور کچھ گزرے گا پس آپ کچھ اسکا بند و بست فرمالیں تو میں اطلاع پا کر داخل طلسم ہوں یہ نامہ  
 اسی تیلے کو دیا اور شراب وغیرہ کھینٹ میں دیکر روانہ کیا پتلا نامہ لیکر تبدیل فلک ہو گیا اور سنا مارا کر  
 شہر سفاکہ میں آیا نامہ زیور کا سفاکہ کو پہونچایا اسنے وہ نامہ نگلیہ میں دانی کو اپنی دکھایا وہ اپنے  
 نامہ پڑھ کر کہا کہ اس سفاکہ ہر چند کہ وہ صاحبزادی خردی مگر بات اسنے بزرگی کی تھی اسکا اعظام  
 ضرور چاہیے فاقیت اندیشی اچھی بات ہے سفاکہ نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سو اسے مہر خ کے  
 اور کسی سے نہو سکے گی وہ اپنے نے کہا پھر میں مہر خ کے پاس چھپ کر جاتی ہوں اور اسکو یہ حال  
 سناتی ہوں دیکھو ان کے اسکی کیا ہے یہ کمر غلطیں مار کر طار بنی اور اڑ کر روانہ ہوئی میان  
 مہر خ بادل شاد و سر پہ کاہست پر جاوہ فرما تھی کہ وہ یہ قہہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمر و



اگر شریف رکھتے ہیں تو ذرا سحر امین آمین کہ اس کینز کو چڑھائے عرص کرنا ہر مین دوست ہون کوئی  
 زمین ہون مجھے ڈرنا بچا ہر عمر و بھی رہا ہو کہ قید نافوس سے بیان آیا ہوا تھا یہ صدرا سنکر  
 اٹھا مہر رخ نے کہا بچی کہ بھیا یکا یک جانا مناسب نہیں ہے مگر غرور نے نہ مانا اور باہر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا  
 گیا کہ اے طائر مو تیرے کہنے سے میں فلان کوہ کے درے میں جا کر ٹھہرتا ہوں طائر یہ کلام سنکر  
 اڑ گیا سب کو ایک فجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ میں آئے تو ایک طرف سے  
 دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آئی ہے عمر و حقہ ہائے نفطی گا ہیوں میں داب رکھڑا ہوا اور نہایت  
 چست و ہوشیار ہر سمت نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اسلام کیا اور بلا میں لین اور کہا اسے  
 شہنشاہ غباران میں دایہ ہوں ملک سفاک جادو کی اور انکو خود مختاری محبت پیدا ہوئی ہے  
 اور وہ چاہتی ہیں کہ مثل اور کینزوں کے میں بھی سائے عافیت جناب خواجہ عمر و میں رہوں عمر و  
 یسنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر انکو کس نے منع کیا ہر خانہ خانہ شہاست بیان جو کچھ ہوا حاضرین  
 اس سے ہلکوب انکار ہر بشر طیکہ جو عار انکو نہ آئے دایہ نے کہا کہ میں چھپر پہلے اسوا سے  
 آپ کے پاس آئی ہوں کہ انکی بیٹی ملک زبور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہر مقابلہ لشکر اسلام غریق  
 کوہ میں بھیجا تھا چنانچہ اب اور اسکی جو آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہے تو انکو بھی لڑنے سے منع  
 کر بھیجا ہے اور بلا یا ہے کہ بیان تم چلی آؤ تو اٹھوں نے جواب میں لکھ بھیجا ہے کہ جب میں داخل طلسم  
 ہوئی تو شاہ طلسم مجھے بدی کرے گا راستہ میں دن بکو قید کرالیا چنانچہ آپ سے میں یہ استدعا کرتی  
 ہوں کہ کبیرح ملک سفاک کی اعانت آپ فرمائیں اور انکی دشمنی حسب داخل طلسم ہوں اور شاہ  
 جادو ان انکو گرفتار کر لے تو آپ انکو رہا کر کے اپنے بیان سے آمین عمر و نے کہا جو ہمارا شریک  
 ہے ہم اس کے جان و دل سے شریک ہیں تم انکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کر کے وہاں سے آمین اور  
 میں بیان سے سرحد طلسم پر جاتا ہوں خدا چاہے کاتو کس طرح کا انپر گزند نہ آئے دون گادرج وہ  
 ملک وہاں سے کوچ فرمائیں انکی مان فوراً میرے لشکر میں چلی آمین دایہ نے یہ اقرار سنکر  
 عمر و کی بھر بلا میں لین اور گر دھیری اور کہا واری آپ قسم کھائیں تو میں ملک سفاک کو ابھی لے آؤں  
 جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہکو ڈر کا ہے کا ہر عمر و نے اسکی تسلی کے لیے  
 قسم کھائی دایہ خوشی خوشی گھر میں آئی اور ملک سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو میں خواجہ



عمر و کورانی کرانی ننگہ سفاک نے پھر بھینٹ اس پتلے کو دی اور نام لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے  
 دیکھتے ہی تم کو بیچ کر کے داخلہ طلسم میں کرو میں نے وہ جو چکا کہ تختے لکھا تھا اسکی تدبیر سب کرنی  
 ہو چکے تو نامہ لیکر اس طرف کو روانہ ہوا اور یہاں عمر و درہ کو دے سے جو پھر کر بارگاہ مہرخ میں آیا  
 مہرخ نے حال پوچھا کہ کیوں خواجہ سلامت آپ کہاں گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپ کو  
 بلا لیا تھا عمر و نے الگ لجا کر مہرخ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی مہرخ نے کہا  
 خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہے تو اسکی تدبیر کیجئے سرحد طلسم پر جاسیے یا کسی کو بھیجیے  
 عمر و نے کہا ہاں میں اسکی فکر کرتا ہوں یہ ککر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور شخب سرداروں کو  
 اپنے پاس بلا کر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہے کہ میں سرحد طلسم کی طرف برائے اعانت ملکہ زور جاؤ  
 اور اسکی ماورے اسطرح کا پیام بجاؤ دیا ہے جس نم میں سے کون ایسا ہے کہ جو میرے ساتھ چلے گا اور  
 ساتھ بھی چکے تیار کیا اور وقت بد کے حکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات مستند ہلال سحر آملن اور ملکہ  
 مخمور نے عرض کیا کہ یہ کینزین جان نشاری کو حاضرین اور آپ کے ہمراہ علیین کی اور مخمور کے دل  
 میں آیا ہے کہ اگر موقع ملے گا تو جا کر شہزادہ نور الدہر کو ایک بار اور دیکھ لوں گی عرض عمر و نے  
 ان دونوں کو مع چند کینزین کے کہ وہ سب ساحر و بے بدل ہیں اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانیگا  
 غافلہ نہ کیا علیحدہ آنکوی بجا کر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرانی پھر ایک نقش خواجہ کو  
 کوکب نے دیا ہے کہ جب تم اسکو منہ میں رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ انھوں نے  
 اس نقش کو منہ میں اپنے دبا یا ایک مرکب باورفتار پیدا ہوا کہ وہ آنکوی اڑا کر پاس کوکب سے آیا وہ ظہر  
 اپنے کاروبار وغیرہ کے اپنے قلعے میں بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ لئی سو  
 آدمی ساحرین اور آئے تھے مجھ کو کار ضروری ہے آپ انھیں بھی بلوائیں فلاں صحرائین وہ سب جمع ہیں مجھ  
 مرکب سے آیا وہ سب وہیں رہے کوکب نے ٹھٹھا سے سحر بکھیرا آنکوی بھی بلوایا جب یہ وہاں پہنچ  
 چکے اسوقت عمر و نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجھ کو سرحد کوہ عقیق میں بھجوا دیں  
 کہ جلدی پہنچوں گا اور جو کچھ مجھ کو ضرورت و بیش ہو وہ بھی رفع کروں گا کوکب نے کہا کیا مصافقہ ہزاران  
 سحر پر مخمور اور ہلال سحر آملن کو مع انکی کینزین کے سوار کر کے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے  
 جا کر سرحد کوہ عقیق میں پہنچنا تو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوش رہا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر



اگر اس کے منتظر رہنا خبردار غصہ کسی کام نہ کرنا طائران بحر سب کو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر تیار نامہ سفاک  
 کا لڑائی جو بدنام ہوا تو قریب قلعہ کوہ حقیق اندر طلسم ہوش رہا کے ایک قلعہ پر کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہے  
 طیران جاو و نام ساحر زبردست سرحد راجی ہے اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہے اور اُس کے بزرگوں  
 سے ایک جہل مکر کا اُس کے پاس ہے کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہے اس جہل پر قبضہ کرتا ہے اور وہ اسکو  
 کام دیتا ہے چنانچہ وہ جہل طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہے کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا  
 ساحر کے بغیر اس جہل میں پھنسے کہیں جا ہی نہ سکے جب میں حال اُسکا دریافت کر لون تو جیسا متنا  
 ہر وہ نرون پتلا سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو راہ سے گذر کر گیا اور خیریت سے رہا ابی تر  
 اس قلعہ طیرانہ کی طرف آنکلا اسکو تو حال اس جہل جنجال کا معلوم نہ تھا جب برن قلعہ کے قریب  
 پہونچا چاہا کہ امیر سے گذر جائوں تاہر سے رام مہر کی خود بخود نیا ہو گیا اور اُس دام میں پھنسا ملازم جو  
 اُس بیج پر مین غلے اُنھوں نے جا کر حال اُسکا طیران سے کہادہ خود بالا سے بام قلعہ آیا اور حال  
 سے اُس پتلے کو چھڑا کر مچور کر لیا اور پوچھا کہ سچ بتاؤ کسکا پتلا ہے اور کہاں تیرے مالک نے  
 جکو بھیجا ہے اُس پتلے نے سوا سے راست کہنے کے مفرد نکھار میں پتلا ملا سفاک جادو کا ہون  
 اور اُنھوں نے اپنی بیٹی ملکہ زلیخا جادو کے پاس جکو بھیجا ہے طیران نے کہا کہ سفاک کی  
 شریک مسلمان ہے اُسے کما نہیں ملازم افراسیاب اُسے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا  
 کی مدد کو آئی تھی اُسے کہا ہاں پھر کلوں سے بھیجا ہے اُسے کہا خیریت اپنی دختر کی منگانی ہے  
 طیران نے یہ حال سن کر رنجہ جیشیدی دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ یہ پتلا سچ کہتا ہے لیکن اُس کے  
 پاس نامہ بھی سفاک کا ہے طیران نے کہا اے پتلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور کیا ہے مگر تیرے  
 پاس نامہ بھی ہے وہ کیوں نہیں بجا دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نامہ میں کچھ مضمون فتور کا ہے پتلے نے  
 نامہ چار ہو کر وہ نامہ اُسکو دیا اُسے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا سفاک نے اپنی دختر  
 کو لکھا ہے کہ جس بات کا کہو اندیشہ ہے وہ انتظام میں نے کر لیا ہے اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اس مضمون سے  
 رات ظاہر ہے کہ بغیر فتح کیے جنگ کے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خون دہین سما یا ہوا ہے اسکی  
 درہنہ شاہ طلسم کے دشمنوں سے سازش کی ہے یہی انتظام اُسے کر لیا ہے مگر تو یہی معلوم ہوتا ہے پتلے  
 نے کہا ان باتوں کو میں نہیں جانتا اُسے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہے ایسا نہو اور



پتلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملک سفاک کے کام میں فرق آئے اس سے بہتر جو کہ پتلے کو چھوڑ دے  
 کہ یہ تو اپنے کام کو جانے اور تو عرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بار میں فرمائی اس پر  
 کہ جس نے ایسا ہی کیا کہ پتلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شاہ شاہان سننا  
 ساحران دام اتنا ایک پتلہ اس طرح سے میرے دام سحر میں گرفتار ہوا اور اس سے میں ڈانٹتا ہوں یا مضمون  
 اس نامہ کا میں نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوظ عرصہ میں اس بارہ میں جو حکم شرف نفاذ پائے وہل میں آئی ملتے  
 طیران جادو و کھنڈر قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اس کے یہاں نہایت معزز تھا اور اس سے حکم دیا کہ بادشاہ  
 جادو ان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور بیان بیان دریائے  
 خوروان کو پہونچا اور پکارا کہ اے بادشاہ طلم مجھ کو بلوایے کہ عرضی سرحد واری لیکر آیا ہوں محافل میں  
 مذکور نے بادشاہ طلم کو اس کے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اس کو اٹھا لیا جب سار میں یہ پہونچا  
 ٹھک کر بادشاہ کو مخر کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کی طرف سے لایا تھا وہ پیش کش کیے اور آپ نذر دی خلعت  
 پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کا  
 ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری منکا کر ملاحظہ کی اس میں معلوم ہوا کہ سفاک مخرف ہو گئی ہے اور اس کا ارادہ ہے  
 کہ اپنی دختر کو یہاں بلا کر شکر مرخ میں بجانے اور وہ اپنے اسکی جاکر عمر و سے سائنش کی ہے اور یہ معرکہ گذر  
 ہوا اب عمر و بھی اسکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہے فکر اسکی کہ نافر و سہ کتاب سے یہ حال دریافت کر کے  
 شاہ ہنسنا اور کما و دست جسکو ہم نے سمجھا وہی تین جان نکلا خیر کہاں میرے ہاتھ سے چکر بکاتہ جائیگی سزا  
 اپنے کردار ناسرائی پائیگی یہ کہ کتاب تو بندگی اور ایک نامہ جواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے طیران  
 ہم تمہاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بکلید وے خیر خواہی تمکو  
 پہونچتا ہے چاہیے کہ تم خیال زلیور کار کھو کیونکہ گمان تمہارا درست اور بجایہ زلیور اور اسکی مادر سے  
 بر خلافت ہو گئی ہے اب جو وہ طلم میں آئے اور تمہارے قلم کی جانب سے گذر کرے تو اس وقت  
 اسکو گرفتار کرنا اور ہکو اسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اسکی گرفتاری کے لیے یہاں سے ساحران نامی کو  
 روانہ کرتے ہیں وہ تمہاری مدد کریں گے اور عمر و عیار مغزی و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلم پر زلیور  
 غدار کے بجائے کو آنا ہے اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھنا ایک خلعت تو اس نامہ بر کو دیا اور ایک  
 خلعت گران بہار مع چند مضمون کے اس کے حوائے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا چہرہ کچھ



نہانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور ہمارے دریا سے خون روان کے پہونچو ادا پانا مہر تو اپنے مالک کے پاس گیا  
 اور بادشاہ سے سرحد طلسم کی راہوں پر جو ناظم اور قلعہ دارین انکو بھی فرمان و موجب الامتثال لکھے میں مقرر  
 میں بھی لکھا کہ زیور جادو و جادو سے بھی ہر اسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان بتلھاسے سحر کے ہمراہ روانہ کیے  
 کہ جلد ناظمان در بند خبردار ہوا ہر ایک نے راستوں پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخل کی خبر ہم کو  
 پہونچائیں اور سپاہ کو بھی اپنی ہر دست تیار رہنے کا حکم دیا اسطرح تلیران کو بھی غلٹ وغیرہ پہونچا اور  
 دروہ بھی مستعد کار ہوا اور یہاں بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک ساحر ضلال جادو  
 نام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تانکت و تاراج کر کے ملک سفاک کو مع  
 دایہ غدار اور اس کے متعلقین تاجدار کے گرفتار کر لاؤ اضملاں بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار  
 فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش ردا لگی سپاہ نہونے دی  
 مگر قدرت خدا سے عذر مل دیکھے کہ اور اور مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بند دبست  
 نہ کیا یعنی محافظان دریا سے خون روان کو اطلاع نہ دی کہ ملک سفاک کو پار نہ اترنے دینا اور یہی ساتھ  
 دریش آیا کہ ملک غبارہ جادو دایہ جب عروس سے یہ قول واقرا کر کے گئی تو اس نے ملک سفاک سے  
 جان فرود و خلق کا مذکور کیا کہ اس طرح میرے بھلانے سے درہ کوہ میں آئے اور میری عرض کو قبول فرمایا  
 اب اے ملک وہ تو ملک زیور کی افات کو گئے ہونگے ایسا نہ کہ یہاں کوئی مقصدہ پردازی کرے  
 اس سے بہتر یہ ہے کہ تم لشکر مہرج میں پائی جلا اور با تمام تمام وہاں بھیجو سفاک نے اس وقت اپنا خزانہ  
 بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو لیکر اپنی تیار کرایا اور یہ سب دیکھتے ہوئے ہوا ہر کے خواجہ کی تدارک  
 لیے اور جو اہر بہت سا اور عیاروں کے لیے اور مہرج و بہار کے لیے کھفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر  
 آپ سوار ہوئی کثیرین ایسین جلیسین ہمراہ چلین بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے دربار کر کے جانب  
 مہرج روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جایا لشکر حیرت میں کرتی اے محافظان دریا سے خون روان میں سے  
 سی نے اسکا روکا نہیں اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبدوز ہر بس یہ عادت دیکھا کہ ترک جانب لشکر مہرج  
 روانہ ہوئی یہاں ملک مہرج اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ ہیں انھوں نے قرآن وغیرہ اور عیاران  
 سے بھی کہا کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہیں اسوجہ سے قلعہ  
 سفاکیہ کے راستوں سے ماہرین وہ راستہ بھی عیاروں کو بتلا دیے تھے عیار اب جو ہالا دوی کو جاتی ہیں



اسی طرف بہت جاتے ہیں اور انتظار آمد سفاک کہتے ہیں ہر طرف ہوشیاری اور خبریاری ہے کہ آنکارا  
 لشکر سفاک بار و رہا کے اتر اعیادوں نے اسکو دکھایا اور بطور مخفی اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب سب  
 صہر خ کے جانب چلے آتے ہیں کہ راہ میں لشکر اضلال جاو و کا ملا اور اضلال جاو و دریا سے اترنے لگا  
 تھا کہ طائر ان بھرنے خبر دی ای سروا میں ملکہ سفاک اپنا لشکر یہ اس پار اتر آئی ہے اور اسکا ارادہ شاید  
 صہر خ کے ہاں رہ جانے کا ہے بس یہ خبر سننے ہی اپنے لشکر اپنا درست کر اگر سامنے لشکر سفاک کے آکر  
 راہ روگی اور بھارا کہ باش اگر کیسو بریدہ تو جانی ہے کہ شاید تیری خبر شاہ جاو و ان کو نہیں پہونچی ہے بادشاہ  
 سے ہواوت کر کے کہاں جا ئیگی سفاک نے اول توینیت کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہے ملکہ حیرت پاس جاتی  
 ہوں لیکن اضلال نے اسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشی کرانی سفاک کی فوج بھی صف آرا  
 ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل بوق بچے لشکر میں بڑکا ہوا اضلال لایا کہ اسکا سفاک اب آسیر  
 مقابلہ کر ورنہ میں تیرے صف لشکر پر آتا ہوں سفاک اپنا طاؤس آفشین اڑا کر اس کے سامنے آئی اپنے  
 ایک بار قفل لگے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر سفاک کے آٹھ سفاک نے سحر کی دستک دی  
 کہ ایک پتلہ متفرق ہو گیا یہ پیدا ہوا اور اسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے تار بچ آسیر مارا کہ وہ  
 تار بچ شق ہوا اور آسمان سے ایک پتلہ ملواری سے نکلا بڑھکر مثل قامت انسان ہوا اور اضلال  
 پر جا پڑا نلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اٹھا کر اس کے لگائی کہ وہ پتلہ زمین میں غرق ہو گیا  
 اور اضلال نے کہا کہ میں گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہیں رکھتا ایک ہی دفعہ میں وار اٹھا کر آتا ہوں کہ ہر  
 پرواز کے سر لشکر سفاک پر آیا اور دوشت خاک قبر مشید نے اس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک رسوا ان لشکر  
 وغیرہ سب ہوش ہو گئے اسنے زنجیر سحر میں سب کو باندھ دیا اور مشید کے چشمہ کھپاتی پھر کر ہوشیار کیا اور کہا کہ  
 کھوا مان آج کے دن کی کو خبر نہ تھی سفاک نے کہا اے موسے خاک قبر مشید توڑ دے پھر اس کو ہر ساحر  
 ناپا ہے اگر بگردانی سحر سے لڑنا تو بتا دیتے اسنے کہا تم کھوا سون پونہی میں ناچا ہے یہ کسک سہا یک کو قیدین مبتلا کر کے  
 جانب باغ عیب لپکا خمیدہ بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکر میں سب روتے بچے اسکے ساتھ ہوئے  
 عیار و نوجویہ ماجرا و کچا متہ قرآن اس اضلال رو سیاہ کی ٹکر میں کئی کس لگے کل آیا اور تجویز کرتا تھا کہ  
 سطح اسکو وصل مارا ہوا کروں بقدرت کار ساز عالم ایک مقام پر چھوڑ دے ایک فقیر بیٹھا تھا اور اسنے  
 جانے اسکو کو چھوڑ دیا پھر ایک کسک کے آگ کی رکھی تھی چھین کا بنارہنے کی اس کسک میں اوندھی



ہوتی تھیں اپلا کھڑا تھا اور صوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو تڑپوں کے نیچے رکھے داتا بھلا کر رہی بیٹھا کہ رہا تھا  
 تو ان اسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین پوچار کو پریان لو اگر کو تو ہم آگ لیکر حلیم پی لینا کر ہمارے پاس ہر  
 اور گناہ بھی ہر تم بھی پنا فقیر گائے کا نام سنو خوش ہوا اور اسکو اجازت دی کہ اسنے حلیم بھری اور بیوشی  
 اسکے ناکو میں ملا کر سیدھے فقیر کو ہی دی کہ لو بابا جی پہلے تم ہی سر کر دو فقیر نے حلیم کو لیکر دو تین دم کھینچا مارے  
 اور حلیم اسکے حواس کی لکر کھینچی عرصہ میں سر جھکایا اور بیوشی ہو کیا قرآن سننے آکو تو جھوڑیا کے اندر گھسین  
 سیال وغیرہ کچا کھتا چھپا دیا اور آپ ایسا ہی نگوٹا باندھ کر موچھین بڑی بڑی ہنا کر بدن کو خاک آلودہ کر کے  
 ضحیف کے قطع بنکے بیٹھا اور ٹھیک میں بھی بیوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیوشی کا بلند تھا اسی مان  
 سے یہ بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گرہا کر کے اُدھر آکھلا فقیر تعالیٰ نے کھڑے ہو کر دعا دی  
 کہ داتا بھلا کر کے گمان سلامت کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے  
 حضور پر پیارے دوست شاد و شمن پامال گھڑی کی بلارور ہے رویان رویان میرے حباب چین میں رہے  
 اضلال نے یہ دعا سن کر حیب میں ہاتھ ڈال کے پانچویسے لکے اور اس خیال سے کہ فقیر کو تکلیف  
 دینا اچھا نہیں آپ ہی آگے بڑھ کر وسائیں بابا لو شاہ جی نے سلام کیا اور دعائیں بہت سی دیں اور ریت  
 پتے پتے ایسی پائین پائین کہ وہ جلد کھڑی بھر تک ختم نہوا اضلال جادو کھڑا ہوا بان بان  
 کیا کیا دو دو بیوشی تو ٹھیک سے اٹھ ہی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد  
 کرتا ہے فقیر دوڑ کر ایک پیالے میں پانی کھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا یو پی لگو کر می سے سر درد کرتا ہے اسکو  
 پیاس بھی نش کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھاکر گراملازم اسکے اس سے دور بیٹھے  
 کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر تھیں کہ تھے وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کے ساتھ گئے وہ بھی تاشاے حوامین اُدھر آدھر مشلول تھے کہ اسکے گرنے سے جنھوں نے کہ دیکھا اٹھانے  
 وڑے لیکن قرآن نے اتنے عرصہ میں بندہ چل کر اسکے سر میں پر لگایا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا اور غرہ  
 سے بلند کیا کہ منہ قرآن شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہو گئی قرآن وہاں سے رو ہزار  
 لایا ملازم سب ہاے ہاے کر کے لگے اور اسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع وایہ کے اور اپنے  
 شکر کے چھوٹ گئی پھر تو آستے آفت پھاری اپنی سفاکی دکھادی جان و شمع ان خاک میں ملا دی  
 ایک تار پانے آستے آستے دس دس کے سینے لڑا سے شکر ان اضلال پھر مر گئے



اپنے مالک کا شکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیل کر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر  
سفاک کا یہ حال تھا کہ اس گھٹا میں کفر کے جیسے پگی کو ندنی ہی اس طرح چمکے ہی تھی ہر سمت تلوار  
برس ہی تھی بیرون کے سائین سائین سے یہ ثابت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنا لون کی زبا میں جواب  
دیتی تھیں کہ ہوا کیا اضمحلال جسم میں گیا وہ مارا آفت عظیم رہا تھی کہ امیات دو جانب کی صفین جون ابر تار یک

خود شان رعنا سان آئین جو نزدیک	کہوں کیا میں ہوا جو تیر باران	جوانوں نے یہ پالیں آب پیکان
لگا جادو کا چھٹنے تو پ خانہ	ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ	یہ گولہ سرخ نکلتے تھا سشتابی
شب بیدا میں چون تیر سبانی	ہوئے کفار کے لوگوں کی ناری	ہوئے کچھ آب نوشش تیغ خوگنا
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے	لگے لڑنے بھم تیر و کمان سے	شرار فوج زیور سے ہو بیتاب
اڑے اپنی جگہ سے مثل سیلاب	یعنی بغیر شکر مشہور رہی کہ بیکار	ہر تاب مقاومت وہ فوج نہ لاسکی

اور جھاک کر دست و کوہ میں متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کر کے میدان مار دیا اور بفتح و فیروز می  
نہایت عجلت کر کے جانب ہرج رخ کیا اس طرح کچھ بھر کے روتے ہوئے خدمت شاہ ظلم میں گئے اور  
بیکارے کہ ایو بادشاہ اضمحلال کو اس طرح متفرق ان نے قتل کیا بادشاہ شکر آگ ہو گیا اور اس وقت اسنے افغانی  
قوی باز و نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جا کر جلد اس لکاتہ کو باندھ لائیں جسکو ایسا جانتا ہوں کہ تو بغیر شکر کے  
جا کر کئی لاکھ جادو گروں کو شکست دیکھا گئے گروں جھاکر اور شکر اگر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدر دانی  
ہی ورنہ میں کس قابل ہوں یہ عرض کر کے وہاں سے غائب ہو گیا اور سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا میں پہونچی  
تھی اور یہ سرکنان پیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شقی ہوئی اور ایک اثر ورنے سے سزا لکھو دم اپنا کچھنی  
سفاک نے اور اس کے رفیقوں نے ہزار ہا بیخ اور گوسے سحر کے اسپر لگائے لیکن وہ سب نے پھر آئے  
اور سفاک سے چند انیسوں کے کچھک منھ میں اس اثر ورنے کے پہونچی وہ اٹھ بھاگتا تھا کہ زمین میں غائب  
ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی بجاؤ گے اثر ورنے  
تھم گیا اور اسنے دیکھا کہ ایک شیر ثریان کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہر اسان پنجہ اپنا نالے ہوئے  
پہلو پر کھڑا ہی اور شکر سفاک میں سے جیسے غضب کی نگاہ ڈالتا ہی وہ بدحواس ہو کر سامنے بھاگتا  
ہی اور بعض بیوٹ ہو جاتا غرض اس اثر ورنے سے اسکو معز ز کھل گیا کہ ای بھائی میں نے تمکو سچا نا نہیں شیر  
نے کہا تم اس وقت کیا پہون گے اور میں تمکو زیادہ ٹھہراؤں گا بھی نہیں جو پتا نشان تہلاؤں محفل عیش



کاؤن لیکن جگو کچھ ضرورت تھی ایک بات کوئی تھی اسوجہ سے روکا اسبق بیان سے چلکر وہ جو درہ کوہی  
 وہاں لچے بھر پھر جادوین آکر وہ بات پوچھ لوں پھر چلے جاتا یہ سکر اثر و سکر ایک سناٹے میں اس درہ میں پہونچ گیا  
 جیسے جیسے شیر بھی گیا اور اسنے کہا اچھا بھائی میں نے سنا ہے کہ افراسیاب تمہارا نام لیتا تھا کہ اسکو میں نے اثر و  
 بنانا دیا ہے اسوجہ سے وہ ساحر کا لانا ہی ورتہ ایک ملا پھر بھی تو ساحر کا کھا نہیں سکتا ہے چنانچہ پر بات دربار میں با  
 تمہارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھی میں نے نہیں مکر و مک کر پوچھا ہر خد کہ تکلیف تو نہ ہوئی لیکن اسکا سبب  
 تو ہر بانی ہی اثر و رنے کہا کہ شاہ جو کتا ہی ورتہ درست ہی لیکن جسکا ہی چاہے میرا امتحان کرے جس طرح جا ہی آزمائے شیر نے  
 کہا اچھا تم اگر صورت بنو تو تھے امتحان اڑون ابھی حال کھلیا ہے اثر و کو غصہ آیا اور اسنے صفاک کو اٹھا کر سحر سے  
 ہوش رکھا اس عصیہ میں شیر بھی ایک شیب میں چلا گیا اور وہاں سے ساحر بنا ہوا اٹھا بعد اگلے صفاک کے  
 اثر و شکل ساحر بنا اور شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا میں کیا خاک تمہارا امتحان کروں وہ تو چچا ہی نہیں  
 چھوڑتے تم مجھے رٹنے میں شمول اور وہ صفاک کو یہاں تو بدنامی جگو ہوا اثر و رنے کہا بھائی کون تم کون  
 کہتے ہو اور وہ ناک میں ہنسی لوتی ہے تو کھڑے ہی میں یہ کتا تھا کہ اثر و رنے جیسے پھر کروچھا شیر صورت پہلو پر سے لہڑہ  
 نکلیا کہ سر پر پٹنہ پر آگندہ ہوا اور زعفران بلند ہوا کہ تم ہر قرآن صفاک خیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا  
 یہ چونڈ لا نیکر لاش اسکی اٹا کر لیچلے اور صفاک نے بڑی تعریف مقرر ان کی فوائی کہ قرآن سامنے سے اسکے جست و خیز  
 کر کے دعائے ہو گیا اور صفاک پھر وہاں فرج لیکر چلی گئی کہ یکایک آسمان پر ابر تار یک نما یاں ہو اور اس میں  
 سے تیر برسے لگے اور آواز آئی کہ یا سن اولکاتہ خوب تو نے عیاروں سے سازش کر کے دیدہ اپنا دیکر کیا ہے  
 تیرہ سینہ غریب کرنے لگے ساحر صفاک کے قریبوں سے تھکاٹے تھے سپرین سروں پر سایہ کر کے تھے کہ رسی  
 اس برسے اٹھ گری کہ جیسے لچا کر کے کوئی پھینکتا ہے چنانچہ وہ رسی سن ظلم تھی کہ اسنے ورازی مثل زمانہ فراق و شب  
 ہجوری کی پیدا کی اور رنگت لفت مشوق کہیں جلتے نظر ہوئے کہ وہ جلتے صفاک اور دایہ اور جملہ ساحر و ن کی  
 ردن و کھن پڑ گئے سب بندہ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اس میں کس کا اسکے ہاتھ میں تھا  
 نکھناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں لال لال کیے تھے انکو ٹیبا بندھے سانپ گالے بدن میں لپٹائے تھا پس  
 سنے آتے ہی چاہا کہ صفاک کا سر کاٹ لے اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار بنگلے بر بہار دوتا تھا  
 ور کتا تھا ہاے کوئی میری فریاد کو نہیں پہونچتا ہے اگر جگو فلک نے ٹٹا ہی ہاے وہ جلا دکیا ہے جگو جیتے جی مار گیا ہے  
 رسی میرا دم نکلا دے میرا جینا دشوار ہوا ہے وہ ساحر یا تو صفاک کو قتل کیا یا ہتا تھا اسکو دیکھ کر کھڑ گیا اور پوچھا



کہ از بر لور کیا نہ تیر گذراہی جو اس طرح بلبلائے ہوا در فریاد و انہماک کے لغوہ مارے ہوئے سے جوابے بالکلاہ  
 عیار نابکار اسامی قوی بازو کو جو بار کر بھاگراہین میرا مکان بڑا چلو اسنے جو کچھ دھوکا دیا اسکا بیان تو  
 بہت طویل و مختصر یہ ہے کہ دیکھئے اسکے ساتھ کی ہیر سے کی ڈیا گیا کہ وہ میری تمام مٹری کمانی تھی اور میری  
 روح و جان تھی یہ کیکر ایک ڈیا یا قوت اتر کی ترشی ہوئی ایک ٹال مٹالی جسکے دیکھنے سے چشم و ہرین رنگ  
 سے خون اتر آئے شفق بنکر عالم کو بھاتے اس مقام کو اس ڈیا کے فلکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ نور  
 و روشن ہو گئی آفتاب اسکی مینا کے رو بہ و شرانے جلال میں آیا فروانی نگینہ کلا یا اس سارے جو ڈیا کو دیکھا  
 سفاک کو تو مل کر تا بھولا کسا بھائی و زایہ بھو دو کہ ہاتھ میں لیکر دیکھو ان اسنے کیا کیا کون جی نہیں چاہتا  
 کہ ہاتھ میں دون وہ ساحر ہنسا اور کہا میں بے زمان نہیں ہوں بلکہ اس عیار سے بھی چکر دوسری ڈیا کی  
 دلار و نگا جب وہ ڈیا ملیگی اسوقت البتہ ایکس میں سے نونگا ساحر مذکور نے نا چاری سے وہ ڈیا اسکے  
 ہاتھ میں ہی رہے وقت بھی ہاتھ تھرتھاتا اور سر سے دیکھتا جاتا تھا چنانچہ جب وہ ڈیا اسنے ہاتھ میں لی سب  
 طرح سے اسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اسکو کھڑے لگا کر ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اسوقت اسنے دونوں  
 ہاتھوں سے اسکو مضبوط تھام کر اور سینے کے قریب رکھ کر بھائی کا زور بھی شریک کے ٹھکانا کر کا ایک بھی سے  
 آواز آئی اور ڈیا کھلی کیلن ڈیا کھلتے ہی نتیجہ بیوشی ایسا اڑا کہ سینہ کے پاس تو ڈیا تھی ہی سب وہ عیار  
 اسکی ناک اور منہ میں گیا اور تڑا تڑا اٹا چھینکین آئین بیوش ہو کر گرا سا تھی ڈیا واسے ساحر نے کہیں نہ  
 خیر بران مارا کہ اسکا لنگ گرا اور لغوہ ہوا کہ نم ہتر برق فرنگی رس غلام سے سفاک اور تمام شکر و ابرق  
 بھی حبت و خیر کر کے سامنے سے ناپید ہو گیا سفاک نے سجدہ شکر بڑا گا دایزد بچون او اکیا اور کہا  
 اے دایہ اماں عیار ان شکر عمر و کیا کام کر رہے ہیں باطن ہمارے حفاظت کرتے ہوئے ہمارے شکر کے  
 ساتھ آتے ہیں وہ کیا صا جان مروت لوگ ہیں کہ جہان کی خاطر داری میں جان اپنی اسپر واکر رہے  
 ہیں اب جلد بیان سے چلنا چاہیے یہ کیکر شکر شام کو حکم دیا کہ سب متفرق ہو کر بہم یلغز اپنے تین شکر ہر  
 نامور میں پہونچاؤ اور میں اسکے ملتی ہوں یہ کیکر پروا کر کے اسے دایہ کے روانہ ہوئی اور وہاں لائین بدوہل  
 شاہ جادو ان کے پاس ان ساحروں کی پہونچین وہ بھی دنگ ہو گیا کہ کیا بلا کے عیار میں وائی کوئی اذیت  
 نیا نے کرا اب کچھ جو دھانا چاہیے یہ سوچ کر دروازہ کھلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اپنے عرصہ میں شکر ہر  
 میں پہونچتی ہوئی پھر اس شکر سے تو مقابلہ چاہی ہی جہان اور سب باغی میں وہاں ایک یہ بھی مدد



سہی اناصل : تو اس فکر میں ہوا دھر خاک کچھ ہی عرصہ میں قریب لشکر ملک مہرخ آکر پہنچی اور گنار  
 لشکر کے جبل کے ٹھہری ٹھکی کہ سرداران فوج بھی آکر اس کے پاس جمع ہوئے اور عیاروں  
 نے جا کر بارگاہ میں خبر ملک مہرخ کو پہنچائی کہ مبارک ہو کہ سفاک لشکر لب لا میں مہرخ نے  
 سردار اس کے استقبال کو بھیجے سرخو اور نافرمان مشکلیں سر و عیار انکی زفرہ اس سے  
 آکر ملے لشکر کو مقام پاکیزہ میں رات گزارا اور اس کو کہہ دیا کہ میں ہر بخا با مہرخ کو آئے تسلیم کی نذر دی  
 ملک مذکور نے دستہ شفقت کا سبکی پشت پر لکھا اور مقام اٹلی پر زنگن عنایت کیا بارگاہ فلک نے سالت کیلئے  
 استاد فرمائی سامان راست و لٹا طمیان پایا سانی و طرب حاتم ہوئے جام کوکہ در رہا طیبہ صحر کا دفر  
 ہوئے نوران ہمیش و عشرت میٹھی زمین آئینہ دھر ملک زور کا حال سے کہ جب چلے سفاک کا حال سے  
 طیران کے رہا ہو کر اس کے پاس پہنچا اسے حال اس چلے ہاں میں کھینے کا بھی سزا اور قلعہ چھ  
 اگر نیک فضل رسا کہنی کوچ کیا اور سمت طلسم علی اور اسے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بھاکر طلسم کی راہ کو طر  
 کروان مگر سب راہوں کو بند و دیا کہ نام و غیرہ بادشاہ کے ہر ایک نام کو بند بند کئے گئے تھے ایک طلسم  
 تھوڑے بہت کی راہ ٹھکی ٹھکی پھر وہ برہون کی تھی ناچار اسے طیران ہی کی سرحد سے گزرنا چاہا جب وہ قلعہ  
 سرحد پر کیا تو ایک دریا سے رخا اس مقام پر بوشان و خردشان بہتے پایا شور و جوش اس نکر کا آشوب  
 زمانہ کا تیا دیتا ملک شور و محشر اسکا ایک نمونہ تھا ہر منہ پر تیج آگے نہ بڑھتا تھی تھناک چین چین کا عالم تھی باور پا  
 بھی لہن پہنچ گھٹا تھا مکار کے خاطر کی طرح آئین تیج اٹھتا تھا مروان تابی سر پر ترکان سجا ہست کی  
 طرح بگڑیاں باندھ رہے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ سپرین سر رہا یہ سیکے ہیں چین چین زمانہ شیر می  
 چال چلے تھا کج روی بنی جاتا تھا جو میج کہ سیدھی ٹھکی تھی وہ بھی نہ دل دور نظر آتی تھی حباب غم نہر کا نقشہ دکھاتا

تھنا تھنا کسی غصہ ناک دل پر جوش کا خاک تھا کہ قشوی	دست غم اس قدر پہ طغیان ہے
کہ ہر ایک گوشہ بیچ طرفان ہو	جر و جہد جلا تا فلک جاسے
ہر طرف ہر نظر میں ابر سب باہ	پانی ہر جہر مت کو کہہ نے لگا
چشمہ کار نے کند دریا است	پانی کے عالم تا بسر ہیگا
خفہ کو کہے زیست کرتا ہو	آب سو میں پانی مرنا ہو
کوچ موجوں کے ہو گئے ہاں	معد آب سا سا کرتے آئین
	دست آب پر جو کچھ مت پار
	زادہ خشک کو سبیل جاسے میں



پڑھتے ہیں بار در س حیرانی آتہ کے بھی گھر میں سہے پانی اور اس دریا کے کنارے ریاضت  
کوئی نہزار ساحل مسلح و کھل رہا دھتے ہوم ہو رہا تھے سترائے لگے عقیقہ تاریخ ناریل وغیرہ اچھلتے تھے  
زیورے اس قلم عقیق کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دریا بھگوسر کا معلوم ہوتا ہے اس سے اڑ کر جانا چاہیے یہ کہا تھا  
تھی کہ نگاہ ایک ساحل کی اور پھر جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پار سے اس پارت تک تاریکی چھائی ہے آسمان  
نولادی بنا ہر دریا چشمہ علمت نظر آتا ہے اس نے وہ تاریکی زیور جادو کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہمت  
سے مسدود پانی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افرا سیاب کے گوش زد ہوئی تو اور اسے نظر ہماری  
گرفتاری کی کی ہر خیر بہر حال تو کشتی اللہ تعالیٰ کشتیاں اور مور نکھیاں سینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر  
بحر سے کہو کہ دیبا میں لگا کے اگر یوں چلے جو سے لڑیگا ہم بھی لڑیگے مالک بر و بحر ہمارا مالک کشتیاں ہر  
یہ حکم دینے ہی میز کرنے سواری دریائی آراستہ کی ملکہ اگر مور بھی میں مسند پر جلوہ گر ہوتی اور ان سران لشکر  
زور فون پر سوار ہونے ملاج اور ماتھیوں نے کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی طرفدار مسلمانوں کی ہے  
تو کشتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسلام اللہ علیہا و مرہا ان ربی لغفور رحیم غرض کہ یہ کشتیاں روانہ ہوئیں  
ساحر دریبا میں بھی نیرنگی بھر دکھاتے کچھ آگ پانی میں لگاتے تھے عکس ہ رویاں جو پانی میں پڑا تھا چاند  
نہار ہا فلک دریبا میں نکلا تھا اسی طرح سیرکنان جب سب دریبا میں پہنچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اس تاریکی  
سے یاد رہن سہا ہی کی دربار پر پڑنے لگیں اندھیرا ہو گیا ہوا تندر تیر غضب قوم ماد کی طرح جانے لگی مچ کو بچ  
دریبا کی سنگنے لگی منڈھا اچھلتے لگا دریا کا منڈ سے لڑنا جان پر ہر ایک کے بنجانا آب گوہر جان  
غمنا کن پر بھی نمنا کی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہو کر ہلاکی ہوئی کشتیاں سب چکر کھانے لگیں  
گرداب کی چال سے سکھی فلک نے عجب جکر میں ڈالا لجر و لہر نے سر اٹھایا جانوران آبی اچھلتے لگے  
ننگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز میں آخر وہ کشتیاں مع ان کے ساکنوں کو دو کین ہنٹوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریائے میں عقی کشش ظلم کی مگر تہ آب ڈوبے جو یوں کہیں وہ جا سکے	موج زنجیر آگے کھتی باہین کہتے ہیں ڈوبتے اُچھلتے ہیں غرق دریائے ظلم کیا سکے	چنچ گئی فو کو وہ گوہر ناب ایسے ڈوبے کہیں سکے نہیں ظلم نے آہ کھو دیا اسکو
آخر احسہ ڈبو دیا اسکو ہم سب کی گردن و کمر بندھی ہیں اور کھینچے ہوئے اندھیرے میں جاتی ہیں کچھ دیر تک سی تاریکی میں چلے	جب یکے بعد اکو ڈوبے ہوئے پر گزرائو انھوں نے دیکھا کہ یہ کین ہم سب کی گردن و کمر بندھی ہیں اور کھینچے ہوئے اندھیرے میں جاتی ہیں کچھ دیر تک سی تاریکی میں چلے	جب یکے بعد اکو ڈوبے ہوئے پر گزرائو انھوں نے دیکھا کہ یہ کین ہم سب کی گردن و کمر بندھی ہیں اور کھینچے ہوئے اندھیرے میں جاتی ہیں کچھ دیر تک سی تاریکی میں چلے



چھوڑ کر کھائی دی تو اس بار دریا کے جو قوج اُترے ہوئی تھی وہیں اپنے تئیں سینے بندھا ہوا  
 پایا اور لکڑیوں کے ایک سہا خیمہ زمین میں بسند پر بیٹھا میرا اسکے سامنے بندھی کھڑی ہوئی تھی  
 اس صاحب دار کے نام اسکا باران کے ایک تر جادو تھا اس ملک سے خطاب کیا کہ کیوں وہ ملک ام شوخ دہہ تو  
 یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اسکی مخالفت پر کہ باندھ کر تو اب طلسم میں الی ساری عزت تو نے  
 میرے سے بے حرمتی میں ڈوبائی ملک بے کچھ جواب سکون دیا اور وہ بے حیا اسکو مع تمام اسکی قوج کو بندھا ہوا لکڑی  
 سے تار جو وہاں اُترے تھو کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر میں آکر ہوئے اس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جو ان  
 بہان کا رشک ششاد دیکھا مکانات غیرت بخش طاق کسی و فریون ساکنان شہر مثل لیلی حسین کہ دل دیکھنے والے  
 انکے عشق میں مجنون و صفت شہر بہت جگہ کیا گیا اسوج سے اختصار کیا جاتا ہے کہ سب کو الف شہر دیکھتے اپنے خال  
 اشک خونی بہاؤ جاری تھو مردمان شہر میں جلو دیکھو دیکھو کا غلغلا تیند تھا یہ سب دیکھو وہ سب ہنستے تھے  
 جو وہاں بستے تھو ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر خوراک سے آہ آہ بعض کے لب پر واہ واہ اسیدار دارالامارہ  
 میں پونچے قوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اسکے افسر اندر بلوائے گئے تخت شاہی پر طیران جاوے بلبل  
 ویرہ رو شکر تھا اسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھ کر عقل و ہوش کھوایا لیکن کیا کیا مجبور تھا کہ محرم شاہی سے خاموش  
 ہو رہا اور کچھ دیر میں جب حواس مست ہوئے عقاب اس بچاری پر کرنا لگا کہ کیوں او گیسو بریدہ تو بچا تھی  
 کیا بوشاد کا عقاب کس غضب کا ہو اور اسکو کیا خبر پہونچگی جو برخلاف اس سے ہوئے زیور نے یہ جواب ان کلمات  
 کے کہا کہ او مودی بھی اول تو میں بادشاہ سے خلاف نہیں ہوں اور چو تو کہتا ہو تو یوں ہی سہی تو کیا ہے  
 اور تیرا بادشاہ کیا تیرا ہی طیران کو غصہ آیا اور جاہا کہ قتل کا دی مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا  
 کہ حضور بادشاہ طلسم کو اس کے قتل کا اختیار ہی آپ لکھتے ہیں اگر حکم دے کر زندہ بھیج دو تو اسکو روانہ کر دیجئے گا اور  
 سرانکے تو قتل کر کے نہ بھیجے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اسکو حکم قتل کا دیا ملازم اسکے اور قتل کے لوگ  
 اور زیور سب ایک ہی مقام پر قید ہوئے یہ شانہزادی اس زمانہ میں بہت بھاری مکان تیرہ ونگ تین جہان تھا انکی

سخت دل تنگ یوسف جان ہے	گھر کا تاریک ویرہ زنیہ ان ہے	کوچہ موج سے بھی آنکھ تنگ
کوٹھری کے جناب کے سے ڈھنگ	چار دیواری سو جگہ سے جسم	تو ذرا ہو تو سو کھتے ہیں جسم
بکھی کوئی سپنولیا ہی پھرے	لبھو چھپت سے نہر ایا بگرے	کوئی تختہ کہیں سے تو ٹاہرے
کوئی داسا کہیں سے چھوٹا ہے	دب کے مرنا ہمیشہ مد نظر	گھر کا صاف موت کا تھا گھر



دن کو بھی دھوپ رات کو بھی دس  
 خواب راحت وہاں سے سو ہو کوس  
 اب انکو تو قید زندان ستم طائران میں رکھے لیکن حال غم و غم  
 بے بد گار و بار رہتے تھے  
 قنبری سینے کہ انکو جو طائران سے لیکر روانہ ہوئے تھے جب سرحد ملک کو کب ختم ہوئی تو ان  
 پر انھوں نے عرض کیا کہ او شہنشاہ عیاران یہ جوت است کو راستہ گیا ہی طلسم خوش ربا کا ہے اور یہ جو  
 کی راہ ہی یہ قلعہ کو عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم کو ہر گز و نہر اور برت و غیرہ کو راہیں گئی ہیں اور طلسم  
 ربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریا سے ہفت گز بھی اسکا بڑا بغیر اسکے خالص طلسم میں جاتا ہے  
 یہ قلعہ جات جو پڑیگے یہ دریا کے اس طرف ہیں غم و غم نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی طرح امین تھے  
 یہ وہ میں جاتا ہوں اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہوں یہ کہہ کر وہاں اتر ملک طہال سے افغان و غم و غم بھی اتر  
 کچھ برا سودہ یہ سب ہوئے اور کو کب نے چلتے وقت یہ کہہ کر اٹھا کہ سرحد قلعہ طہال یہ پر جا کر اترنا  
 اسی مقام پہاڑ سے ہیں لیکن تردد میں ہیں کہ دیکھتے زیور راہ صحرائی ہی یا نہیں غرض کہ جب خوب اس  
 ہو چکے ساحرہ تو دونوں طائر نیکر اڑ گئیں اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بن کر یعنی جھوٹا ساحر کاٹے میں لگا  
 کھنٹی نالے سے درست ہو کر کھنڈر حندن کی جسم میں لگا کر جھینڈ جھینڈ کرتے روانہ ہوئے اور جب اس  
 کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اس نہر کے قریب پہنچتے ہی موبین اسکی بڑھنے لگیں اور اس  
 سے شعلہ آدھ ہوئی خواجہ نے اس نہر میں تو ڈیر دیا ہوا کو کب کا ڈال دیا پھر تو حیدر مچھلیاں اس میں  
 نکلیں خواجہ کو انھوں نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک پھلی آئی کہ اسکی تشیت پر کاٹھ اٹھنی تھا  
 وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اس پر سوار ہوئے وہ غوطہ مار کر اس نہر کے پار پہنچی عمر و حبت کر کے نہر کو اس  
 اتر اور آگے بڑھا کہیں صحرائے سبزہ زار نظر آیا کہیں صحرائے ہونیخہ یا یا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہیں ساحر  
 مسکن بستے تھے جادو گر بیوں کو چہچہے دیکھا اسید طرح سیرکنان قریب قلعہ کے پہنچا دیوار شہر شاہ شاہ  
 مستحکم و استوار پانی پتھر کی عمارت نہایت طرح دار پانی ہر طرف سرج و مکان اس پر بستے شہر شاہ پر ساحر  
 بطور پاسبانوں کے بیٹھے تھے عمر و بھی انھیں پاسبانوں کے پاس جا کر بیٹھا اور کہا بعد مدت اس طرف آنا  
 اب شہر میں کون جائے حقہ پانی بیکر گائوں کو اپنے چلا جاؤں گا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہاں کر رہے ہو  
 اسنے کہا ایک گائوں پر اجڑاؤں نام وہاں رہتا ہوں اسنے کہا بھائی آجکل اند شہر کو جانی کی روک ٹوک  
 بھی ہو اسلئے کہ ایک گنہگار شاہ جادو ان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اسکا کیا نام ہے پاسبان



ملکہ زبور جادو اسے کہتے ہیں عمرو نے اپنے دلین کہا کہ شکر خدا کا ہر محنت میری ٹھکانے لگی پس احوال  
 اور رفت کر کے یہ دان سراٹھا اور اسی قلعہ کے قریب صحرائین اگر صورت اپنی ایک جگہ کی ایسی بنائی اول تو  
 زلف چلیپا دراز تھی ہی اب مثل نخت رسا اور زیادہ اسکو بڑھایا طول شب بھر تشبیہ نیا باعث پریشانی  
 دل ہر شب دیکھو رہا منے اسکے نخل ہر بہار سنبل رو برو اسکے غزلان دیدہ ہوشگانی لاکھ کرے مگر مال بھر  
 بھی وصف اسکا نہوا اور اسکے عشق میں دیوانے بستہ زنجیر رہن دل کو ایسا کھوین کہ جیسے اندھیرے  
 میں کچھ ٹھوٹھوٹھیں اور پائین جاسازی اسکی دل کو یا تیغ و فن کرنے میں وہ زلف استاد اس زلف کو  
 خاکستر آلودہ کر کے چٹائیں شین بیکر خسار چھوڑیں تو سن ناز کی باگین موڑیں کان کی لو کا دھوان ایسا  
 بلند تھا کہ وہ کامل کے نیچے او کا کل بنا تھا دور غزنون نے اکٹھا ہو کر متلع دل بوٹے کا ارادہ کیا تھا  
 پیشانی اس زلف میں یون نور فگن تھی جیسے اندھیرے رات میں قمع روشن تھی زہرہ جینان دہر  
 پیشانی اپنی اسکے عشق میں ٹکا کرین ہر شام سودے میں بسیر ہو تیغ ابروی اسکے گھائل دل و جگر ہو  
 بروؤں کے سامنے تیغ ہلالی نظر من رخ سے گرجائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے  
 تیرنگن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق  
 نشانہ تیر ہو زکس ہمار کو اب تو حشر تک شفا ہونا دشوار کہونڈ اسکی آنکھوں کے عشق میں ہمار ہی جادو گاہی  
 مشہور ہے مگر یہاں محرمی بھی مجبور ہے غزالان چین ختن کا سارا نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی  
 ہو کھلائے خوش چشموں کا چہرہ انھیں آنکھوں کے سامنے نظری ہوا بکتائی کا صدا و فہرٹیں میں بننے کی  
 جتنو نون سے ایسی گزیراں ہو کہ قیامت اتک مشرم سے پنہان ہو رنگ خسار وہ کہ جسکا نظیر نہیں ایسی نور کی  
 تنویر نہیں چاند سوچ کو نہیں چند ہر چڑھائیں لیکن یہ چمک ملک خسار میں اپنے کب پائیں کب  
 نازک کی کوئی کیا شکار سے اسی کے دھیان میں تمام عمر ہوٹھ چاٹا کرے نہ کہم سے جو کوئی خیال شوق بوسہ  
 میں دیکھے تو وہ ہوٹھ نیلا ہو جائے نازک بدن کسی زیب اینا لب تصدیق فرمائے دہن تنگ کا عقد  
 تو آج تک کسی سے نہ کھلا پنچہ کی روش زبان منہ میں لال رہے کمنہ مہبات نہ اسکے حریت سے  
 صاحب وید کا یہ حال رہے غرضکہ از سر تالیا ہفت کا تیل قیامت کا پورا نقشہ کمن رویا کمن بولا ارقام گل خدا  
 ہر ایسا ہر تالو زما و قس میں یگانہ حسینوں کی افروز ہوا بھر سے ہر قصیدہ

ایک خوشید لقا طرفہ جوان رشتی  
 تھی وہ انگشت ہی جسے کیا کہن

وہ جبین باہرین اپنے چہرین جبین

ناب خسار قلوب مرغی خسار شوق



کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو قلموار  
چشم ابق تو نگہ ترک سوار اسبق  
سرفقامت ہر اندام گلستان رخسار  
راست بان راست ہر پہل طول احمق  
لوح رنگین سے نرینہا ہو بیاض گردن  
تافت اک عکس فلکین اسچین بجائے رون  
کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اسکی

باندھ کر کھینچے دل زلف سلسل کی حق  
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر  
ہو تھک گلبرگ دہن غنچہ و بینی ربیع  
شکر آمیزتہ بادام متفش و نہ ان  
ناکہ ہو سرخی شجوف نہ خون ناحق  
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھا مشکل  
شمع گردیکھے اسے شرم سے آجاری حق

تیر انداز جو ترکان تعداد و شتہ گزار  
کہ چھوڑین من عشاق میں جا ایک من  
سرفقامت سے آرا اسکی ہونٹوں پر  
سیدب فروز من بخندان چشمین  
سینہ تافت صفا آب گمر گامہا  
جسطرح شعر خیالی میں ہو معنی اف  
جب اس صورت سے آرا سپہا

سر پر ایک حلقہ زرین بنا کر رکھا تہہ پیسوان کی طرح باندھی بھوت منہ پر ملا موتیوں کو جلا کر رکھا کیا ایسا چہرہ  
پر آب و تاب بنایا میں لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا  
دوش سے لٹکا لیا اور ختم اسے گنجان اس مقام پر دیکھا چشمہ روان کہ قریب مرگ چھالا کھچا کر بیٹھا اور میں کھانا  
شروع کیا پھر اسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہی تمام جانوران بھی ائی گرد و پیش آکر جمع ہوئے  
اور طائر ایسے بھونکے کہ بالکل خوف نہ رہا تہہ پر اور سردوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت بان  
میں شکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے بارغ بارغ تھا سبترختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہر  
سوج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھ کر دیریا ہوا فرما عشق سے ابلت لگا شین  
درختوں کی جھونٹے لگیں جھک جھک کر جو گن کاٹھ جو منے لگیں وہ صحرا سے سرسبز کی بہار ابر کھرا ہوا تو اس  
قرح فلک پر نکلا ہوا چشمون کا لہرانا اور ایسی پر بہار جا بڑھ کر میں جو گن کا بجانا اور ایسی حسین جو گن کہ  
چشم زمانہ بنے گا ہیکو جس دن دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادائیں جہانان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ایسا قہر

کھلے ہی جا رہی ہیں سب غنچہ زہر جوش نشاط  
نہر سی کلفت عصیان و جہان ظلمت

ٹوٹی ہی جا رہی ہیں گل مل و ہنسی کی شد  
اس قدر ساز طرب سازی آواز بلند

آج وہ جوش پشیمانی رحمت باری کہ کہیں  
چھیر من گرا کر کھج کا تو ہو پیدا و حیات

از بسکہ بیان سے قلعہ قریب تر ہو تو بہت آدمی قلعہ سے اوھر آئے اور بہت جاتی ہیں جو کوئی ادھر سے گزرا وہ جان و خرد  
کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھ کر جو گن کاٹھ دیکھنے لگا اور بہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جو گن نے بجانا  
موقوف کیا دور و مان سے آٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی و قلعہ میں اگر رہنے بیان کیا کہ اری سینہ  
ایسی جو گن کبھی رہنے تو کیا پیر دہر اور زان بنائی بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجا ہوتا اور دیکھا یہ صورتیں کبھی قابل



دید میں جلو اور دیکھ کر کھوکھلوں کے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ شکر محو ہو کر پھر تو چار طرت سے وہ بات  
اور شہر میں دھوم ہو گئی غالم خدا کا اسی صحرا میں اٹھا ہو گیا بلکہ بھی ایسا ہو گا جیسا وہاں مجمع ہوا شہر کے  
ایسے غریب و فقیر سب آئے لگا اور تر عشق جو گن کا کھا کر لڑ پتے ہو کر کھڑے لگا وزیر نے اس قلعہ کے  
خزینہ دار راہروں نے اسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہے جواب آجکل بیرون شہر ہوا ہے  
دیکھ رکھنے کے قابل جو گن کا ہے کوئی قدرت خدا ہی یا خیر سامری نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنا یا ہے  
ایسا نقشہ کم دیکھنے میں آیا ہے وزیر شتاق ہو کر سوار ہوا سمراہ تمام ارکان دولت و مشران سلطنت  
توڑی اشرفیوں اور روپیوں کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سب سے ساتھ لیے بیان جو لوگ کہ آتے تھے  
وہ دوڑنے مٹھائیوں کے اور پیسے کوڑی روپے جو گن کیلئے لاتے تھے گرد اس حسینہ کے پیسے روپیوں  
کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ اٹھ بھی نہ ملانی تھی وہ سب مال اس طرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ  
ہماری جانب سیدھی نظروں سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کریں لیکن بات کرتا گجا وہ انکے مجمع کرنے  
سے درختوں میں جھاریوں میں پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اسکو ناراض پانے لگے ہاتھ  
باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اسکی تعریف میں کہتا کہ ایسا جان جہان  
میں تیری عشق میں اپنا یہ حال رکھتا ہوں کہ شعر مثال نے ہر ایک کو دم میں دم دفغان ہر میرے  
لیے اور میں دفغان کیلئے کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دک کیا فتنہ سازی میں ہو ہر چشم فغان  
سے ہر گرا تھا یہ بھی اشک سر پہ آلود اسکی مرگان سے ہر اسی مجمع میں آخر وزیر بھی آکر ہونچا اور  
اس نے جو قریب تر اس کے آکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار پڑھا خار غم سے آشکار ہوا

شکل دل جاہ پادہ پادہ ہوا	ہو گئی بس کہ لوٹے خاک میں ہم	جلد ہمزنگ کسوت ماتم
تہ لیا پھر فرار سے آرام	کھو دیا اضطراب نے سب کام	سینہ کوئی سے دل نگار ہوا

تیر حسرت جگر کے پار ہوا ہے ہر بیان وزیر کا کلاب کیٹا چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اس وقت جو گن  
نے شکر اکر باشاہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تنہا دو دم تھا کہ جس نے ایک ہی وار میں دلوں کو ٹکڑی کر دیا  
گر کچھ جان مضطر کو قرار کیا مرگ جھالی چاکر پاس بیٹھا جو گن مزاج پر سی کی اس نے کہا جان پر بنی ہر باتی سب طرح  
طبیعت اچھی نام پر چھوڑا آئینہ آراہ و گشتہ و دیام و رسوا کی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افسر اور  
اکھ اس پر چھائے لڑائی ہے جان گشتی قضا سے لڑائی ہے است است اس بت سے جاری اپنی



دیکھو احسن خدا سے لڑتی ہے جو گن لے تیوری جڑھا کر کہا کہ میان حسن پرست ایسے ہی ہونے  
 میں جیسا زمی لبان حسن عشوق بائین بچار کرتے نہیں در نہ میں بچار ہی افس لائق کب ہوں  
 کہ کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے یہ لکرا شک آنکھوں میں بھر لائی اور میں اٹھا کر ایسا پر سوز و گداز  
 دیک کا راگ بجا کر استخوان سامع کوڑا بنا کر جلا پا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کو بچے کو وہ بیمار غنم دار الشفا کچھ  
 لگ گیا اور مڑہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے  
 وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مڑہ سمجھے  
 ہر اک گردش میں سوا انداز رفتہ را سمجھے  
 شمع کو ہم کرم سمجھ جفا کو ہم وفا سمجھے  
 بجھے ای سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے  
 تری کشتے جو یوں خواب عدم سے یک بیک جو کر  
 حساب ایلانہ پوچھے مجھ سے میری دل کے زخموں کا  
 اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان نور ہنسنے دے  
 نہ آبا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا  
 بلا اس زلف کی مصرع میں ہر مضمون مجیدہ  
 ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل رزتا ہر  
 سمجھی میں نہیں آتی کی کوئی بات ذوق اسکی

اجل جو طبیب اور مرگ کو اپی دوا سمجھے  
 اسے پیر قضا اسکو پیر قضا سمجھے  
 کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب ہوا سمجھے  
 فلک کو ہم کسی کا سند کی چشم سر یا سمجھے  
 جو اسپر بھی نہ سمجھو وہ تو اس پرستے خدا سمجھے  
 بڑی نچر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے  
 مگر شور قیامت کو تری آواز با سمجھے  
 حساب دوستان درد دل اگر وہ دل را سمجھے  
 کہ عاشق اپنی پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے  
 مگر سمجھو تو دماغ معصیت کو نقش پا سمجھے  
 اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے  
 کہیں ایسا نہوے سے یہے وہ کافر ادا سمجھے  
 کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھ تو کیا سمجھے

اس محل نے وزیر کو زار زار رو لایا و روانہ زیادہ بنایا جب اس نے گانا موزون کیا اور قصہ کیا کہ اب وزیر  
 کے پاس سے اٹھ جاؤں اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدموں پر سر رکھ کے کہا کہ اے راحت دل  
 و جان ایک عرض میری اگر قبول کرے تو گویا بندہ بے درم مجھ کو بنائے اور مول لے لے جو گن اس  
 کے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ بیان اتفاق زمانہ سے آپ  
 دار و مدار ہوئی میں غریب خانہ اسی شہر میں میرا میسوار ہوں کہ قدم رنجہ فرما کر اس کلبہ اراخان  
 کو رشک قہر فیض و خاقان بنائے اور مرتبہ میرا براہ افشار تاملک دوار حلیض خاک سے



ایو بیٹے جو گن نے ہنر کیا اتنی نعمت فقیروں کو کسان جو کسی کے گھر پر جائیں یا کوئی دم نہیں پوچھ کر ان کے حال سے کہہ سیتے پھر کر ایہ صراحت ہمارا کیا فتنہ ہذا فتنہ کی طرح سے وہ ہی رہا فتنہ  
 ان کے چلنے سے تو کچھ بھی پہنچاتا ہی ورنہ مجھ کو وہ وحشت ہے کہ بھون میرے نام سے گھبراتا ہی وزیر نے  
 جس وقت سو ساجت کی اس وقت یہ راضی ہوئی بس اس وقت سواری لبان اور باری تیار ہوئی اور  
 وزیر کا احتشام سے سوار کر کے وزیر بچھا اور اپنے الوان میں ایک مقام تنہا اور پاکیزہ بیکر  
 اس کو اتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے انھوں نے یہ ذکر طیران جادو  
 بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اسے ہم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہاں ہی خوشی ہے کہ جو گن کو لا کر جاری  
 مکان میں آکر دو وزیر حیران ہو کر بادشاہ جہ سے کھڑے تھے کا خود محل کرنا اس کا چاہے گا میرا مطلب  
 ان کا لیکن حکم حاکم رگ سفاحات بہت ترپ کر کے کان پر آیا بیان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو  
 اس کو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نکالا تھا اس کو جو گن کیلئے آراستہ فرمایا رصف اس باغ دلکش کا  
 نزدیک قلم ہو کہ سے ایسی معشرۃ سبزہ رنگ گل حصار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل کو ہر شاخ  
 کا بیل تراہ مبارکباد گالی تھی نسیم شروکہ جالغزالاتی تھی فوارہ ہوش عشرت سے اچھلتا تھا  
 میں د فور مسرت سے اپنی تعین اور چھلکتی تھیں سرورن رہا تھا شمشاد قامت زیبائی تھیں  
 دکھاتے کو بن رہا تھا طائران نواسخ غزلوئی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا باغ  
 میں اعلیٰ پر ہو کچا ہوا تھا شام جوانان چین کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے نئی سرنی بھون کا  
 کسا پہن تھا نقشب کا کھار کیا تھا زکس حشرت سے بہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی بھیلی تھی کہ سبل  
 اپنی پریشانی بھول تھی غنچہ مستہ نہیں بھولانے تھے فرط عشرت سے کلیان بھولی تھیں سوسن کو حکم  
 تھا کہ جا کر ادب پر چپ رہے زبان نہ کھولے کہیں ایسا نہ بولے کی بولے باغ کی بارہ درمی میں تصویریں  
 اور شیشہ سجایا تھا خانہ چین وہ مقام بنا یا گیا مندرش وہ بچھا یا گیا کہ اطلس سپر خ کو غیرت  
 کے ساعت زریب زہم عشرت آئے کہ غزل ہے یہ خوش نسیم دین بہ لالہ گل کا چین

گلشن میں گریا جھا گیا اور حشرت شفق	ہر سو قد غنچہ میں بہ چین شان چین	ہر سیر گلون قبا نور سحر رنگ شفق
نشان صبر پر سر مستابا غم جلوہ گر	اور گو رہی ہفتون میں حنا نور سحر رنگ شفق	جام بوری میں ہر یون ملک شمس الہ گلون
ہر جیسے کھشت قرار اور سحر رنگ شفق	وہ یون ابوان بنا وہ سائبان نکین چنچا	لین ام چین صفا نور سحر رنگ شفق



فانوشیشہ لالہ گون روشن تر مخلصین بین گویا کہ شیشہ میں بھرا نور سحر رنگ شفق جب اشکی باغ و مکان چلی کینزارن  
 زربین کمر بہ خد شکر اری حاضر ہویتن اور مہوار پر چمکے کہ سوار کر کے وزیر سے داخل باغ کیا یہ اگر بارہ درسی میں سند  
 جلوہ گر ہوئی جیسا کہ باغ عالم سے گل آفتاب خمول و پژمرده ہوا اور فراتش مستاب نے فرشتہ چاندنی کا گزردہ  
 فرمایا کہ ابیات بنسے چراغ نوا ایسے مٹے کہ بھول جھڑے + حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر  
 نال شمع سے اُس شب چنے تھی گل شبو + بہار عیش میں گلچین کی طرح سو گلگیر شام کو بادشاہ آفرین مانع  
 ہوا اور آسوی جو حسن و جمال کہ جو گن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات : ضعف سے طاقت آرد غفلت

ہوش رو پوش خود نا غفلت	اس میں ایک بوہ جان فزا آئی	جان پر غش کہ کیا بلا آئی
غش سے مجھ کو آفاقہ ندرت ہے	نہ چلے بس خدا کی قدرت ہے	دیکھتا کیا ہے ایک زہرہ چین
جلوہ اندوز ہے سر بالین	چرخ نے داغ نو دیا اسکو	والہ اسس ماہ کا کیا اسکو
صدہ جان کسل دوبارہ ہوا	جون کسان سینہ پارہ پارہ ہوا	دیکھ زانو پر اس کے سر اپنا

تھا دماغ آسمان پر اپنا : غرض کہ غش سے جب آفاقہ ہوا جو گن نے کھٹنا اپنا سر کے پچھ سے  
 سر کالیا اس نو گرفتار دام الفت نے اٹھکراتھ کاکر دلپا اور کہا کہ ابیات

ہم بتوں کے دلو جذب دل سے کھینچے جائیں گے	پر بڑے پنہر میں یہ مشکل سے چھینچے جائیں گے
دیکھیں تو دل کی کشش کینک نہیں کرتی اثر	ہم بھی مالے اس دل سبل سے کھینچے جائیں گے

وہ قائلہ عالم بھی مسکرائی اور چشم قتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور حام  
 لالہ گون بھر کر دیا اور آپ بین کی طر میں درست کر کے بجا با شروع کیا اور اس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اس شور سے کیوں میرا دل مائی دیتا	ای فلک گر سے اونچا نہ سنا لی دیتا
دیکھ چھوڑن کو ہے اللہ بڑا لی دیتا	آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا سے مگر	ایک تیرا نہ مجھے درد حسدائی دیتا
روشن اشک گرا دینگے نظر سے اک دن	ہے بن آنکھوں سے یہی محبو سبھائی دیتا
میں وہ ہوں صید کہ بھر دام میں بھینتا جا کر	اگر نفس سے مجھے صیاد رہائی دیت

چشم سرت نے ناز میں کاجل بھلا	ایک یون پسی کی پڑی پھیل بکلت	ایک انگڑائی کہیں ہنسنے لگی رام کلی
------------------------------	------------------------------	------------------------------------



اعظمی ملتی ہوئی آنکھوں کو کسیر انہی للت	بے شک آیا نظر خشن بہ و انہی جرح	ہو گیا زرد رخ شمع و چرخ خلوت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم	شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت	کہے یہ زندہ اور زہر و شکر گشت پیاںک
لنگے گریبا تو یہ زہر کس کی قسمت	بادشاہ کا یہ گانا سنو وہ حال	آپ ہی جاتا رہا اشک مسلسل کا

تار خسار پر بند صبا کچھ دیر کے بعد جو گن بے گانا موقوف کیا انجمن پر خاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستاروں کا  
 جھانکھت چاندنی کا کرنا درختوں کے پتوں کا چمکنا ہوا اسے سرد کا چلنا بدن میں کچھ کچھ سردی کا  
 لگنا شبہم کا کرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طیران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے میں اُس انجمن پر اسے  
 غولی کے گرد پھرا ہوا قندمون پر اس کے دھرا اور چانا کہ بوسہ لب شیرین لے اُس نے ایک طہاچہ منہ  
 پر اس کے مارا اور کہا کہ مردوسے حواس میں آگیا تو نے مجھ کو خیلا بنایا ہو تو صاحب کسی خانگیوں کی طرح  
 لگا کر لگے اپنے مطلب کی گانے ای بایان خود وہ سنا دنگی کہ تو بھی کچھ دنوں کو یاد کر گیا ہم فقیر سامری کے  
 جوگی غم کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتیں کرنا کب زبیاہن اُس کے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈگیا اور  
 رونے لگا کچھ دیر میں یہ زبان پر لایا کہ بیت کہو یا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم کہ تضام تیرے میں تلوار لیے  
 پھرتی ہوئے آستے جب اُس کو پروتے دیکھا منہ پھیر کر ہنس دیا پھر اُس کو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت  
 کرنے لگا پاؤں پر سردھرنے لگا جو گن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یاد آنا کیوں تو نے ہم فقروں کو سنا  
 رکھا ہو بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیرین کی امید رکھتا ہوں اُس نے انگوٹھا دکھایا اور کہا اوکھ پوٹ  
 یہ ہوتا ہی نہیں بادشاہ نے کہا کہ شہر بوسے کے اٹکتے ہی پھیرنے چوٹا گولے \* ایسے کیا لعل لب غیرت  
 گلشن کو لگے \* یہ کہہ کر بے اختیار اُس کے کپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور  
 بیکاری کہ شہر بوجھ مست راہ دفا اس نگہ برفن سے \* رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلارہن سے \*  
 آخر آستے ایک جام شراب ارغوانی سے پھر کر اور آنکھ بجا کر ہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اس طرح ہو کہ نہ  
 پھیر کر یہ جام ہون سے آپ لگایا پھر شہم دی کہ مراد وہ دیکھے جو میری جھوٹی ہوئی شراب نہ ہے بادشاہ  
 مست نے محبت تھا وہ جام بہک جرحہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس تازہ بن نے اور دوسرا  
 جام دیا اب تو لاؤ لاؤ کی صدا بلند گئی اور اسی حالت نشہ میں اُس سانی کو شہم کو آستے آغوش میں لینا  
 چاہتا تھا کہ بھائی وہ فطرتی سے جہان جہان کہہ کر اس کے جھپٹا طہاچہ ہوشی کا پڑا کہ سر تلے ٹانگیں اور پرستو  
 جو گن نے پیوں اُس کا اُتار کر آپ پھنا اور اُس کو بارہ دری کے ایک گوشہ میں دری وغیرہ سے



پیٹ کر چھاپا دیا پھر آپ اسکی ایسی صورت بنکرتیار ہوا اور کینہ ان ماہ اتفاق کہ جو روقت تخیلی چلی گئی تھیں  
طلب کیا کہ وہ اگر ہاتھ پاؤں دبانے لگیں اور اپنے کام میں سرگرم و مشغول نہ ہوں اسنے کسی سے کچھ  
نہ کہا پلنگری پر آرام فرمایا جسم فروغ ملا کے پلنگ پر عدم کے پاؤں پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب

بستر خواب سے بیدار ہوا کہ ایبات	ہوئی تھانے سے ناقوس کی پیدا آواز	چلے جہنا کو برہمن کوئی نیکر صورت
اک طرف سے ہوئی گھڑ مال کی آواز بلند	ایک جانب کو لگی آئے جد سے	اٹھئے میخوار صبح کی لیے لے گئے
کہی ابوت ہے اگر کیجئے ترک عادت	ہنگام صبح و بستر سے اٹھا کج شاہی	اور لباس فرما کر والی سے

آراستہ ہو کر دربار میں آیا وزیر امیر شہر ان خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسان لشکر کے حاضر ہو چکے  
اس وقت اسنے آواز بلند کیا کہ کل وزیر نے وہ نگر امی میرے ساتھ کی ہو کہ اگر اسکے عوض میں زن و عیال  
اسکے دار پر چڑھاؤں تو بجا ہو اور کوٹھو میں پلو اؤں تو نہایت درست ہو یعنی بغیر دریافت حال سے  
مجھے بوجھے جو گن کو لے آیا اونٹن جو گن عمر و بن امیہ ضمری عیار تھا یہ سننا تھا کہ وزیر کی عقل و نگ  
ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیروں کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے میں جو گن کے شریک  
تھے اس وقت اسنے کہا کہ تم عرب خائف نہو میں نے تو ایسا عیار طر ارہنیں دیکھا تھا کہ دین مبین اسکے  
حق ہے یہ اسی کی برکت تھی جو اسنے اگر محکوم گرفتار کر لیا اور مارے ڈالتا تھا میں نے دین  
اسکا درست سمجھ کر اطاعت اسکی اختیار کی ہے اب تم میں سے جسکا جی چاہے میری پاس رہے  
اور نہ جی چاہے تو جہاں چاہے چلا جائے تمام ملازموں نے یہ کلمات شکر عرض کی کہ ہم آپ کے مطیع و فرمان  
بردار ہیں جو اسے اقدس میں آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائیں وہ ہم سب بجا لائیں عمر و نے  
کلمہ طیبہ کہو ملقین فرمایا کہ ہر ایک از سر صدق ایمان لایا اسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زیور کو  
باعز از تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ زیور کو مع افسان لشکر کے لائے عمر و  
نے ونگل زمین عنایت کیا کہ ملکہ بیٹھی شہر میں انتظام ہونے لگا ویرے تیکڑے کھدے مسجدوں کی  
بنیادیں ہوئیں تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لاکر سپرد کی مناوی نے مذاکی کر جو  
اطاعت خواجہ عمر و کی نہ کر گیا بڑے عذاب سے مارا جائیگا غرض کہ جب خوب تسلط ہو چکا اس وقت مع ملکہ زیور  
کے عمر و اس باغ میں آیا کہ جان طیران کو رکھا تھا بس اسکو درسی سز کا لکڑیا بنیں ہوزن دیکر ستون سے  
باندھا اور پھر شیار کیا اور فرمایا کہ اس طیران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کہ کس طرح محکوم غائب کیا



اب کیا کتا ہی شناخت میں اُس خدا سے پاک کی طیران کی تحمل اس عیا کو دیکھ کر جان نہ ہی اور دل سے  
 کہاکہ واہ واہ واہ سبحان اللہ کیا عیار ہے کہ کبھی یہ عورت بنتا ہو اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہو بجا آہو اور حامی  
 اپنے شریک کا بے سار کجیاں کہیں اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہاں پہونچتا ہو واقعی دین اسکا بچتا ہو  
 پس اُسے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا یہ  
 دوڑ کر قدموں پر گر اکیسلیے کہ نہ ملک اس کے قبضہ میں رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی  
 دینا جانتا تھا غور نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہاں سردار اللہ اللہ میں آیا  
 خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خدا سے اگر عورت  
 تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا میں کوٹ کوٹ کر کھردی ہو غرض کہ جب  
 یہ انتظام ہو چکا طیران نے بہت سے صند و تچہ جو اہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افکن و مخمور  
 بھی آکر پہونچیں اور اُس سے بنگلہ گیر ہوئیں اب اُس نے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار ساحرا اپنے ہمراہ  
 لیکر ہشتم و خدیم کوچ کیا اسلئے کہ افراسیاب جو اسکا مطیع الاسلام ہوا اُسنتا تو زندہ چھوڑتا تو خدا کی  
 سجد کے قریب ہی تو رحد کو کلب رو شہ نصیر مٹی چنید ہی منزل کے بعد اُس سرحد میں آکر پہونچ گئے اسلئے  
 کہ کوئی گزند راہ میں نہ پہونچے راستہ طلسم ہوش رہا کا چھوڑ دیا جب اُس سرحد میں پہونچے سواریاں تو پہلے  
 ہی سے موجود تھیں بہت سوان سوار یوں پر سوار ہوئے اور باقی سب ساجران زبردست ہیں  
 آنھوں نے خود سوار یہاں سے سحر درست کر کے راستہ پکڑا اور بہت جلد ایک بہت رنگ کے قریب پہونچ گئے  
 اسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کو کلب مقرر کی ہو یہ سب آکر داخل طہر ہوئے  
 راموئے اور عمرو اول جا کر لشکر مہر خ میں پہونچا سفاک نے جو نہ آند و نہ خشنی خواجہ کے غار پہونچ گئے  
 نے حکم دیا کہ لوگ جائیں اور زرتقار کرتے ہوئے لائیں پھر توبہ دہم ہوئی گئی

حق سوار کی کے فیل کی یہ دھوم  
 صفت مرگان ہوں دلبر کی چون  
 تو بھی اب طبیعت تو کلو خوب رجھاؤ  
 کہ رکھیں گوش اس صدا پر سب  
 پھینکتے تھے جو دستہ دستہ نکل

پلٹتیں جاتی تھیں برابر یوں  
 آنکھ پھیر تو کل سے مرجائیں  
 جو ب تقار سے پر لگا اس طہب  
 دلکش آواز گائے جاؤ یونہی

جسے ابر بہار آئے جھوم  
 خوش ایسے کہ چھڑو اڑ جائیں  
 چل سواری کا ملک اصول بجاؤ  
 ایک دو دم بجائے جاؤ یونہی  
 رکھڑ میں تھے دستہ دستہ کل

عرض تجل تمام یہ آکر داخل ہوا پھر لشکر امن کے ساتھ



بارگاہ میں ہر ایک لکیر موافق سے جتن شہانہ کیا سب عشرت و عشرت میں مشغول ہوئے خبردار وہ فریضہ ملکوت کو پہنچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُس نے بھی نامہ پڑھ کر نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر میں اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُس کو تو اس حال میں رکھے اور عیاران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے جو جانب کوہ خشتان ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی اب شہر حال خجستان جہانگیر ہر جہاں داستان و لستان گہر ریزی زبان کلک عنبر نشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر صانع عالم عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کشی ہو چکا گنبد جمشیدی پر سیاہی تاریک میں اور لیتا تیرتہ ملا کشا و چہرے غم جمشیدی کو اور مقابلہ ساحران قلعہ دار کے فرستادوں سے اور عیاران چابک تیز رفتاری اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمر و کی عیاران چابک سے ملو لہ

مرے ساتی بہت مدت ہوئی ہے اٹھاؤں کب تلک دور کی میں جبر سویا بہت حق گھر کے آیا عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار بہار عمر دیکھو لہ جو انو چمن میں میکشون کا ہے اجاڑ لیک ہے ہر مرد میں جسے قدیار شجر لپٹے ہیں باہم مثل گستاخ ہر اک گل قلعے یوں مارتا ہے چمن غور رہا ہے کیا اس میں شک ہے شراب ناب کی خواہش میں لالہ صد آتی یہی ہے بس کہ سے لا غزل جسطرح سے مطرب ہیں گاتے	کہ ترک اجاب کی صحبت ہوئی ہے خدا نے فضل اسے ساتی کیا ہے گلستان پر کیا ہے جسے سیلا ہوا سر سبز سارا باغ عالم کسارے ہر کے پھر و کشی ہو گلستان ہے کہ ساتی انجم ہے گلون کے مثل میں سرخ خصار نشیلون کی طرح سو برگ ہر گل شراب نشہ میں جون مفسر ہے نشہ انگھون میں ہر نرگس کے چھایا یہ ہے ہر ماتھے میں اپنے پیالہ چمن میں ہے جو بلبل چھاتی چمن میں یوں ہیں طائر چھانے	نہیں ہو دین اب باقی مرے صبر چمن میں سبز درخت آگاہ ہے نہیں باقی رہا اب کوئی آزار عباد و بی ہر خوشخبری یہ بیم غنیست ہو گلستان کا نظارہ بڑھے جو بن پران روزوں میں ہے نشہ سے جو موتی ہو نخل کی شاخ زمین پر لوثتے ہیں بے تامل صدائے خندہ گل میں نک ہے ہوا سنبل کو بھاری کا سودا دہن عیون کا بھی صدمہ چھلکا تو ہلکی ہلکی ہے باتیں بناتی کون کیا میں بہار باغ عالم
---	---	---



ہر اک سو چوش ہر عشرت کا بہیم	مجھے بھی جام گل میں دے گئے ناب	کہ ساقی اب تو میرا دل ہے بیتاب
دکھا دے مج کو روئے جام میں	کہ دل کھینچتا ہے سوئے جام میں	چھکا دے مج سے ایسا مج کو ساقی
کہ مجھ میں ہوش ہوں کچھ بھی نہ باقی	یہ میری بخودی وہ رنگ لائے	بہار باغ افسانہ دکھا سنے
لگاؤں طبع رنگین سے میں وہاں	کہ ہونٹ کو جسکے رشک کو داغ	پھلون پھلون میں اس گلشن میں
کہ جلتا پھوٹتا ہے باغ جیسا	اُسی گلشن کا ہر اک لہر بلبل	چنے اُس باغ رنگین سے ہر گل
کہے گلگشت جو اس باغ میں آ	کنول کھلی سے یارب اُسکے دل کا	زنا شیر ہوا سے طبع رنگین
گل افشانی کس نخل قلم این	سیاحان ریاض سخن و گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ نیکان	

بہارستان سخندان و منتر خاچستان معانی معطر مشامان گھاسے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت  
نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہیں و رنگ بلبل شیوا زبان لغت مست  
سرور یون زبان پر لاتے ہیں کہ جب شانہ زادہ سلطان گردون مسیر حیا نگیروالاند بیرن اران توقیر راعی  
تسخیر طلسم کو کب روشن ضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا ہر مقام تپا سے سخن  
رہبری کرتے تھے جادہ اطاقت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کی  
لاکھ ساحرون کا لشکر انتہا کار و فرخت پر خورشید جاو و سوار جلوین فیل و اسب کی قطار دکھا ہوا تھیں  
سحر کو دم ملتا ابر سحر سپاہی فلک لشکری دشمن شکن بر ساحر سامری زمانہ بہادری کا زبان پر فسیانہ  
اسی طرح کوچ و مقام فرمانا بعد قطع منازل و علوم راجل ایک صحرا صوبت زامین پہونچا کہ بخت سیاہ دن  
کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا و مان چلتی تھی یا آواز میں اُسکی پیدا نا لہ آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہو گئیں  
تھیں شب و بجور کی سیاہیاں سب گھٹ کر اسی جاچہ تھیں تاریکی ظلم کا و مان مجمع تھا اندھیر و ہن سے پیدا  
تھا ستم و جور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی و ہن سے قرض لے آفتاب اُدھر سے کبھی ہو کر نہ  
نکلے بلکہ اسی خوف سے تھماتا ہے کہ اُدھر راہ بھول کر نہ چلا جاؤں جو اندھا ہو جاؤں ہوا و مان کی  
دلون کو سیلہ کرتی تھی ورہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریکی ہوگی پھول و مان کو دیدہ آہو  
کی طرح کالے تھے دریا و مان کے اندھے کنوین اور نالے تھے بلو لون نے کالی بلاؤں کو شرمایا تھا  
جھاڑوں نے جٹاؤں کو کالے جو گیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے  
جوار تھا مطبخ خاؤ عالم میں دھواں پھرا تھا سیاہی ہر سمت پرستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی



سیاہ قلبی دنیا کی اسی جاسے ہو یہ لکھی نظم	نہ صحر اخانہ زنبور تصاوہ	کہ نیش خار سے معمور تصاوہ
نہ صحر ارشک میدان قیامت	ملاد سے خاک میں شان قیامت	غضب پر ہول پر آشوب پرورد
نقصور سے رخ سیاح ہو زرد	غضب پر ہول دشت لعل و دھوا	جہان ہر ایک قدم پید اخلق تھا

اس صحر میں اسنے خیمہ برپا کیا اور از بسکہ زیادہ ٹھہرنا وہاں مشکل تھا اسلئے خود کو تہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ میں نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹوٹتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ ایک سیاہ اسی جگہ ساکن ہو یا کسی موکل جنم کا مسکن ہے گنبد نہیں یہ بھی ایک مکان ساکنان جنم کا ہے دوزخ کے درگاہ کا ایک ٹکڑا ہے کالاجہلی نہ ہی یہ از بسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہے اسکو گلے سے اتار کر اسنے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہیں گنبد بنا ہے اور بڑے بڑے حرفوں سے کچھ لکھا ہے اسوقت افراسیاب نے اس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمھارے پہونچنے کے میں بھی آؤنگا تم ان اسما کو پڑھنا اسنے جب کچھ چاہ پتایا ان اسما کو ورد زبان فرمایا ایک طائر اس گنبد کے حوالی سے پیدا ہو کر ایک طرف اڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سب میں لپٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آ بیٹھا بادشاہ سب کے ساتھ اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم میں آیا کہ جہاں ابر سفید کا ایک گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اس پر سایہ کیے تھا وہاں کھڑے ہو کر اسنے سحر کرکھا کہ گنبد کھلا اندر سے دورہ کر ایک خط بار یک نہایت منور و روشن مثل خطا کما نشان ظاہر ہوا بادشاہ اس خط کے سایہ میں اندر گنبد کے آگے اور اس طرف کے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سدا پائوڑ تھا اور منہ میں اس کے ایک قبیلا مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے اس ساحر کے منہ پر اس خون کے مارے کر وہ قبیلا اس کے منہ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کر کے جلیا صدا سے شور مٹوڑ قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزاروں پتلے اور چھائیاں ظاہر ہو کر دست و پا میں بادشاہ کے پیٹنے لگیں اسوقت اسنے منہ کھول دیا کہ بھوک بھوک شل تارے آتشیں نکلنے لگے اور پتلے اور چھائیاں سب نابود ہونے لگیں لیکن ان پتلوں نے بھی تلواریں اس قدر لگائی تھیں کہ جان بچاؤں شاہ زخماں تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ ابدکار و ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزائے ملتی ہے افسوس ہے کہ ہم چار میں اول ہی سے مطیع ہو کر اور ہمارے بادشاہ کو بائیان طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب در آشتی تو بند ہوا ورجناک کھلا



عوض کہ بعد ان آوازوں کے وہاں بجائے روشنی کے تاریکی ہو گئی بادشاہ بہت جلد اس گنبد سے ادھر کو نکل آیا اور منہ سے اُف جو کی ایک شعلہ نکل کر قتلہ پر پڑا کہ اُس نے کارروغن کیا یا تو وہ بجھنا چاہتا تھا اب دھڑ دھڑ چلنے لگا بادشاہ پرواز کر کے وہاں سے صحرا سے تاریک مین ہو گیا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہو گیا خورشید جادو نے اگر ملاقات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُس نے منع کیا کہ دشت پر خطر ہے وقت پر تم قدم آگے بڑھانا یوں نہ کہیں جانا یہ تو سب رُکے اور بادشاہ قریب گنبد ہو گیا وہاں شیر بیشہ شجاعت شجاع پر جھانک کر کوئی قہر استادہ پایا اور اُس نے شاہ کو دیکھ کر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مر جا اسے میرے شیر دل اور یہ کھڑا ہے قتلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جب انگیزہ اس کو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک درگنبد واپس ہوا اور اُس مین سے ایک ساحر تیرہ قام گرفت اسکا تاڑ سا قریب ہی مین ہاڑ سا تھا منہ سے شعلہ آتش کے چھوڑا نکلا اور اُس نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین باہین ڈال دین کئی سالے مر وارید کے کہ اصل مین وہ بیفہ عقاب تھے اور لک و لک سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اتار کر نہا دیے اور کہا اسے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمر و عیار آیا اور اُس نے میرے ملازموں کو بکایا راہ راست کو بھلایا اور وہ بچھ اور ترک پرستار خدا کے نادر ہو کہ جسکے نام سے ہم تم دونوں نفرت کرتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے تمھارے اُسی پید مین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گزار تمھارے بادشاہ کے جد و ابا رہے ہیں اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رکھتا ہے پھر تم کو میری اطاعت کرنا زیبائے اُس ساحر نے کہا کہ ای مجھ سے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان بیت

کہ گوشہ تیرا چرخ برین	قرا دین و آئین بہین و مہین	لو ہے قدوہ ساحران جہان
طیعون مین مین تیری جادو گرا	اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمت گزاری چاہتے ہیں کہ اسکو	
یا لانا مین اپنا فخر و افتخار جانوں بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہ ہے کہ چران غم شیدی	ور تیغہ بلا کش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس ہنک بحر جلالت و درو ریاسے فتوت	



ابنم سپاہ فلک جاہ شہزادہ باتو قیر جہانگیر کو حوالہ کر دے کہ یہ طلسم کشا ہے یہ کبکرا شاہ کبک کہ جہانگیر بھی اس سے  
 کچھ باتیں لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر بیگانہ کبک سرفرو لانے والا ہے کچھ اُس نے سماعت نہ کی سوا  
 اُس کے کہ اُس سے بغلیک ہو اور اُس نے بھی اُس کے بیور اور شوکت شہماست جو دیکھی بندہ بے دام بن  
 اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اس سحر کا وہم چاودہ  
 اور اسکا بھائی ہے کہ اُس کو موہوم چادو کہتے ہیں موہوم چادو بیرون گنبد پر اسے حفاظت  
 رہتا ہے اس وقت اپنے سکین میں تھا کہ اُس نے روشنی دیکھی سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب  
 یہاں آیا ہے چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہی سمجھ گیا کہ آفراسیاب  
 افراسیاب کا خالی از قورہنہین جلد خبر لیا چاہیے پس فوراً اڑ کر اس مقام پر آیا اور مخفی طور  
 ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا وہ اسے مرویم یہ کیا  
 غنیمت ہوا اُس نے پشت گنبد پر جلد ترہو پوچھ کر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس  
 صندوق میں کہ تحفہ ہے مذکور تھے اُس کو واکر کے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکال کر  
 کاراستہ پکڑا یہاں جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فقیہ سحر کی بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزار تصویروں  
 یہاں لگی ہیں کہ سب ہستی بولتی ہیں اور مینیرین بھی ہیں گھڑے انیر چنے ہیں سامنے گلستان  
 کے آئینہ جیمک دار لگے ہیں آئینوں میں پریان ناچتی نظر آتی ہیں بادشاہان ممالک سرور شکار  
 میں مصروف دکھائی دیتے ہیں صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہے بلیو نکا چھانا سنائی دیتا ہے رقص  
 طاؤس گلستان میں دکھائی دیتا ہے آئینہ ہنیں اصطرلاب جاماسٹ و جسام کینسوی کو شہزادی ہیں  
 جام جم کو کوزہ سفال بتاتے ہیں اینین نیر کیون میں ایک یہ بھی تماشا ہے کہ کئی ہزار صندوق ہوا  
 اور شیشے کا رکھا ہے ہر ایک پر غلاف مغل کا چڑھا ہے ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہیں دم  
 پنی اٹھائے رقص کرتے ہیں جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہے دامن مور سے  
 ایک پر نر اذ نکلتی ہے اور اپنی ادا ادا سے دلفریب پر بھاتی ہے ہنس کر برق دندان کی چمک سے  
 بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے حیرتی بنائی ہے انسان جو ہو کر جاتا ہے کچھ دیر میں وہ پری تو غائب  
 ہوتی ہے جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہے اور کچھ دیر میں زمین سما رہی جہانگیر نے وہ  
 سما جو سر گنبد پر تھے پڑھے نور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا پس قدم جلا دت شہیم



ایکھا کہ صندوق کے پاس آیا لیکن حیران کا تھا کہ کس صندوق کو کھولوں اور کس طرح منسلک باب  
مقصود بنوان لیکن ایک صندوق پر اس کا منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ تر محل  
اس کا تھا رونق میں بہتر از ناہ مبین تصدیق اس پر صندوق پر اس کا منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ تر محل  
بھی تھا دیکھا اس نے اسی کا پڑا اٹھایا اپنے مطلب کا پتہ پانچا لکھا اسکے کناروں پر لکھا دیکھا کہ یہی تہ مخزن  
جو اس پر تھا طالعہ میں اس کا اٹھا ٹھکانا چار کرنا کیا باہر نکلا آیا افراسیاب کو اس وقت صدقہ خیر  
ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تورو بدو دیکھا غالب ہو گیا افراسیاب نے  
برجہ سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحد دار ہے وہ اسکے ادنیٰ سحر و کتب  
ماشاہد کہ یہ کھڑے کھڑے سحر کرے اور وہ آجائے مان جب ہوم وغیرہ کر کے کسی طرف کو اس پر  
کرے تو اثر ہو ناچار بادشاہ تو اپنی فکر میں ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا  
اس وقت ایک پنجو کر میں آگرا کے پڑا کہ یہ سے فلک بیکراڑ گیا یہاں کا تو یہ صاحبہ اگر رام  
چاہکے بن عمر و بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہوا اس نے تلاش میں اپنے مالک کے رہ نور دہی  
کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل حسینہ و جمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ سنبل باغ غنایان  
مک پہنچا ہوا رخسار کے رو برد گل باغ رضوان شہر مندہ پیشانی شعلہ طور کے رو برد و پناہی  
پیشانی آنکھیں نور ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبوں پر جان مسیحا قربان سر سبز مالک  
عجب آن بان اگر لیلی اسکو دیکھے تو تجنن بنے ہیرا ہیرے کی کنی کھائے شہرین سامنے اسکے  
پھسکی ہو جائے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان کنوائے نظم

کھلے بال چلتی ہو وہ سدا ناز	قد مبوس کو آئی عمر راز	جدھر کو وہ ملک گرم رفتار ہو
قیامت ادھر سے نمودار ہو	تک گرم اسکی جدھر جا پڑے	کہے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
وہ کا قریب یوں ہو یوں نال جہان	کرین سجدہ اسجا یہ اسلامیان	جب اس صورت پر آرا ہے

ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و محلے ہوا اور اٹھلا نا کر کوئے کا عالم دکھانا چلا لیکن یہ گستا جاتا  
تھا کہ یہ مرد و ابرا و نا باز ست جھکوا کیلے میں لا کر چھوڑ گیا بے مروتی سے منہ موڑ گیا اس امر سی کہوں  
اب کبھی اس سے سے میں بات نہ کروں اسے اسکے منہ کو جھلسا آگ کا لگاؤں درگور جہان میں  
یہ کہیں اور سے دل تو اسکا نام نہ لے چل اپنا کام کر لیں ایسے شام در سے دوسے پچیس ہزار



اسی طرح اس گنبد سے چنگام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا  
 اُسکے کتار سے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر نے سر پر کس  
 اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھا جھکی اور جھاتی اُسجا کر جلی اُسٹے جو دیکھا کہ ایک چشمہ تھا  
 عریہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی لبان آہو سے رم خور وہ دلغری دکھائی جاتی  
 پس دین سے پکارا کہ بیت

ہم وہ ہین گرم رورادہ وقاجون خورشید | سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہما  
 وہ نازمین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنور نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے  
 قریب آیا اور کہا کہ شعر

اگر امان نکلتی ہو جس راہ سے | قیامت ہے وان تالو آہ سے

اسی بار وقادار طالب طرح اول لیکر لون بھاگتا اچھا نہیں ان سچ ہر چورون کا اور کام ہی کیا ہو  
 اُسٹے جواب دیا کہ چل تجھے مرو سے اتنی باتیں نہ بنا دل اپنی امان جان کو بنا کہ  
 دے مجھ بچاری غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل سہل جان پہچان پڑی خالہ سلام  
 اُسٹے منت کی اور سر قدم پر رکھایہ نہیں نہیں کیا کی آخر وہ اُسکو گود میں لیکر بھاگا اور اگر چشمہ  
 میں کود پڑا جب اسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر  
 ایوان کے فرش بچھا مسند مفرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت رکھا ہوا  
 جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم ناپودائے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے  
 بیٹھا قنارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ بھولون نہ سنا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی  
 شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اسکا بگڑنا تھا پالی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھ جانا بھی  
 بند سیون کا کھلی نا اُسکا آغوش میں لینا اُسکا ٹپ کر نکلتا اور کتنا کہ ای شخص گھڑی بھر کی  
 اسوقت صحبت ہی تو مجھ کو ہلاک کرتا ہی غم فرقت سے دیکھو نہ چین آتا ہی نہ آرام ملتا ہی خواب خور حرام

ہوتا ہی خور اندوہ دل پر خلیا ہے جان پر بتی سب دم نکلتا ہی کہ نظم  
 سب اس عشق کو عشق کہتے گئے | اس آتش سے گرمی ہو خورشیدین  
 اسی سے دل ماہ ہوا غدار | کتان کا جگر ہر سرا سر فگار  
 ستم اس بلا کے ہین سہتے گئے | یہی ذرے کی جان نو میدان  
 نئے اُسکے چرچے حکایت سنی



گئے شکر گاہ ہے شکایت غشی | اسی سے قیامت ہی چار اور | اسی فتنہ گر کا ہی عالم من شور  
 اُسے کہا ایسے بارہ قسم ہی ساری کی جب سے تجھے دیکھا ہے یہ حال ہمارا ہر گوشہ غم سے جگر بارہ  
 بارہ ہر دور اسے اشتیاق جوش من ہر ندہ کب اپنے ہو گئی تھا | کسی ہیکس کو ایسے اور گیارہ تو کیا مارا  
 جو آپ ہی مرنا اسکو گیارہ تو کیا مارا | جگر دان و نون ہیلوین میں بھی اُسے کھانا | اور ہر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا  
 یہ کمر اس کے اپنے لگا اُسے دھکیل دیا کہ صاحب بچے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدلتی ہو گا بس فوراً جام  
 ارغوانی بھر اور اسرا خٹلا دین پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنی شراب آغوشہ بدار سے یہ ہوشی  
 ہو چکی تھی بس وہ جام اس کا فر کے حوالے کیا پنجہ نگارین خوش بنا کو دیکھا اسکا دم نکلا یہ قرار تھا ہی  
 جام لیکر تلی گیا دو جام ملائے سے مست مد ہوش ہو کر اُسے فوراً خمر سے سر اسکا جدا  
 کیا اور مصیب آئی کہ مارا موہوم جادو کو اس طرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسے ایک  
 مقام پر پہونچا خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُجھالا کہ وہ خون ایک زنجیر ہونے کی بنکر ہر طرف  
 پھیل گیا اور کچھ عرصہ میں وہی زنجیر وہم جادو کے گلے میں پڑی ہوئی اور جھانگیر پچ میں دیا ہوا سانس  
 شاہ کے آیا بادشاہ نے اُسکو زنجیر سے رنار کے پھر بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لایا اور  
 بادشاہ کو مع جھانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب پہونچ کر اُسے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ  
 نہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈ رہی ہے چھوٹی و غرق تلاش کرتی ہے آفت برین  
 زمانہ سیاہ ہے آندھ میان چل رہی ہیں اُسے کہتا ہے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادو ان نے  
 اُسکی تسکیر و لہاری کی اور چاکا ک کو اگر گلے سے لگا یا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہوئی ہے باقی رہ گیا  
 تھا چنانچہ اُسکو دیکھا ایک صندوق میں تیغہ بلاکش اور چار غنچہ شیدی رکھا پایا وہ لیکر جھانگیر نہایت  
 درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اسلو اپنے ہمراہ لیکر واپس مراجعت کی اور وہ شہزاد  
 کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ بزرگ سبز تھا اور قسلباہ آہن  
 اس میں لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اُلکھرا دینہ لقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو  
 وہم کو لیکر پھرا آیا اور اسی دشت میں آ کر شہر جہان خیمہ جہاننگار کا تھا اور جہاننگار دونوں بانوں جاکر اس لقب میں کو لانا  
 غلطان و بیجان چلا گیا جب پانوں تہ سے آشنا ہوئے ایک صحرائے سیاہ رنگ کچھ نظر آیا اُسے چرخ جمشیدی  
 وہاں رکھ کر روشن کیا کہ تمام صحرانورانی ہو گیا جیسے کسی کفر کے ولین نور اسلام گیا روشنی کی ہونے ہی سرحد دار



تیلی پوش خیر ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا ہر اسی وقت لشکر ساتھ ہزار سالہ ان غدار کا لیکر حیدر دوار  
 صا اسے بوق و دہل سے تمام دشت کو پھیل کر لڑنے میں ڈالنا سب ترخ میں کی گانٹھ بیکر ہزار  
 اچھلتے نظر شورش دریا سے لشکر کے کشتی جان کو ڈوبنے کا غم کیا بس وہ لشکر چھا گیا سر پڑا اسے بھی  
 تیز بلا کش کھینچا اور نہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ ہزاروں خون کی جاری ہو میں فوارے جسم سے خون کے  
 اچھلتے لگے کسی طرف آگ پرستی تھی کہیں لوہے کی لاگ تھی کسی جاگڑا ایسا کام کرتا تھا لیکن جہاں تک  
 یکو تنہا ہزاروں لاکھوں پر بیماری نظر آتا تھا اسے باغبانی کے طرف لے گیا تھا ستھون کے پھل  
 نخل جسم میں لگے تھے تیر جاتے تھے بلصبا آفت پر تھی ہزاروں کے جسم پر پھولوں کی طرح گلکاری تھی

جو ہر شے میں چھلے تھے نظم	میاں سے اپنے ٹھسٹے میں اسنے تلو	باعث تیر کی چشم تھی وہ برق چیل
درہی آگنی آگیا صفت اعلیٰ	ایک دو ماہ کے چلنے میں پڑی پٹیل	تیر کی بخش جہاں بسکہ ہو سرگرد
چشم خورشید فلک پر تھی مثال کحل	اس دشت میں ہو پختے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع	

ملک خورشید کے اگر ہو پختا اور فوج پر سردار کے گرا عباد آبا اللہ بڑی مہمان کی مار ہوئی آخر میں  
 گرم جنگ میں سرور و ایشی پوشش مقابلہ میں جہاں تک کے اگر دو پر کا لے ہوا اور رقتہ السیف لشکر بھاگایہ  
 لشکر اور سردار بارگاہ استادہ نے اسے حفاظت یہاں رہتا تھا ملک مال اسکا نہ تھا ملک انجم  
 شاہ جادو کا ہے کہ جو بنوئی ہو کو کب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سردار تھا اسلیے کو کب نے  
 اپنے بنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اس پر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد و ساحرون کو سو پڑا تھا  
 اور سرور و ایشی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار و لفرار  
 لائی اور میان فتح کے قمار سے بھگنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی  
 اس محل سے اول سے منگو اگر اسی مقام پر برپا گرائی لشکر میں جو طائفے کے ساتھ میں انھیں حکم دیا  
 و سرور و ایشی اب سب نشیب و فراز جہاں تک کہ کسی کو رخصت ہو کر اپنے مقام پر گیا چاہیے  
 یہاں انتظام معقول کیا ملا یہ قائم ہوا بازار میں گھلین بالا دوی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے  
 جشن سے صحبت ملو کا نہ بدیا ہو یہ تو ہمیشہ قرار پذیر ہیں لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار  
 پہنچے انجم شاہ جادو سرچکومت پر لید کر دفر جاوہ گستر تھا دربار میں امر اور زار اکین سلطنت حاضر  
 قاعدہ ادب سے ماہر تھے اسوقت ان فراریوں نے دردار الامارہ پر پوچھا کہ فریاد و فغان کی انجم شاہ



سامنے طالب فرمایا اور استفسار حال کیا انھوں نے رو رہ کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور رنج و ادا  
 لڑ کر قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریوں کو تو سرکار میں جگہ دی گئی اور انھیں تمام تر اپنے سرداروں کی  
 جانب اسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مقتون جیاد و نام اپنے ذنگل پر سے اٹھا اور آداب بجا  
 لایا شاہ نے اسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے  
 ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہو کر خلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادو گر تان طاؤس  
 اڑائی چلین اژدہوں کی پھنکاروں نے عالم کو سہا سود کر دیا اسلحہ کی چھا چاق سے دنیا بھر گئی ڈنگے  
 بجتے تاقوس بھنگتے بڑے عظم و شان سے صحر اسے تار یک میں اگر ہو بچے اور خیمہ بارگاہ سب از نصب کیے  
 جبل فوج کے داخلے کے بچے ہر کارے خدمت جہانگیر میں آئے سب کیفیت معرض عرض میں لائے  
 بیان کئی روز تک مقتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحر اسے تار یک سوا و اعظم  
 سب نے مصطفیٰ فرمایا اور نور خوشید کو داغ بھکار جبر و سٹایا کہ نظم

یہ سنار روشنی کا نام آئی	نہیں ہوتے ہوس سے گل ستارے	چراغان بنگلے بالکل ستارے	شفق نے پھر خبر دی شام آئی
--------------------------	---------------------------	--------------------------	---------------------------

شام مقتون خوش انجام نے جبل جنگ پر آیا ہر کار سے دولان دولان خدمت والا فسر زند  
 صاحبقران میں آئے اور لہجہ عجز و ادب زبان پر لائے اشعار

پلے نہ اشرفی آفتاب عالم میں	خطا شعاع سے اسپر جہیز نہ پھر تیر	شہ بلند نگہ شہر بار و الا جاہ
خدیو ہر کل خسرو سپہر سریر	جہاں مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع	فلک موقر و اختر معین و بخت نصیر
زمین جو بہر جو تیرے سحاب بخشش سے	تو بولی بولی سی سبز خاک کی بے کسیر	جبل جنگ لشکر دشمن میں بھاری

باقی عنایت سب طرح ہے ادھر بھی فقیر سحر کو دم ملا لشکروں میں تیاریاں آلات حرب و ضرب کی  
 شروع ہوئیں شرارہ سحر شہارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اٹھا ایک طرف شمشیر پرسی جادو گرانی  
 اپنی زبان نکاسے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر منتشر ٹھٹھی تھی زبان سنان پر  
 سینہ چھیدوں یا قوی باز و ادھر آچھو جاری تھا تیروں کی یونین تیار ہوتی تھین گزوں کی مہال  
 ہوا چاہتی تھی جھنڈا اشجاعت کا اگر اٹھا پھر ہفتہ پڑھا آتا تھا کاوا آئے بھیر وں جانے کالی  
 دشمن کالو چائے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدا میں آتی تھین جانیں خون ہو جاتی تھین چارہ یہی  
 ہنگامہ راجب مرغ سحر نے پیک نگر خبر آمد سحر دی اور غوغا سے بگڑنے شور طبل و بوق کو نشر مایا



## کہ امیات

جو آنی پھر گھڑی سریراوان کی  
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کا فور

بدل دی صبح نے رنگت جہان کی  
چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شاہزادہ والا جاہ بستر خواب سے اٹھ کر مسلح و مکمل ہوا اور دربار گاہ خورشید پر  
آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اسکا قلب میں لپکر بڑھتے  
کروڑوں سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفاروں کی شان و آن و بان لکھی جائے  
ایک دُور شجاعت جہاں لیکر با تو قیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی لفظ

وہ قیامت ہو تری فوج کہ شور محشر  
تالہ بوق کی سیبت سے رکھے پھونک کی بانوں  
وہ ترے گھوڑوں کو میں کیونکہ میرے نسبت

دم نہ مارے کبھی سن پاسے جو گھوڑوں کی  
کوچہ صورت سے گذرے جو دم اسرافیل  
نہ یہ صورت نہ یہ رخسار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضیکہ ہزاران تہل جب میدان میں پہونچے اُس طرف سے مفتون بھی فوجوں کا ہر اہراہ  
لیے اپنی ملکنت و جلالت دکھاتا اگر پہونچا دونوں لشکر مقابل میں صف آرا ہوئے اور بعد  
ترتیب صفوں میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جاو و نام مفتون  
کی طرف سے میدان میں آیا اور نیزنگی سحر دکھا کر طالب مردنبرد آڑا ہوا اس طرف سے شہنشاہ قوی  
بازو نام نے آکر اسکا مقابلہ کیا تاویر دونوں میں رد و بدل ترج و نایج سحر کی رہی آخر ایک ریل  
ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اسکا زحل صورت اس کے مقابلہ میں پہونچا اور اس نے ایک  
بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اس نے جلایا راستی کچھ کام نہ آئی جہاں لیکر تو منجلی بہادر سے اسکو  
تاب کہاں فوراً مکیب پنا اٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہا نکاحا جھکڑا ہوا مارا اور مر گئے پھر تو ابر سیاہ  
چار طرف سے گھر آیا اور ترغہ سحر چلنے لگا دار و گرا زمانہ تھا اپنا پیرایا سب تیغ کے ٹھہر پڑے جھکڑے کی کھاتا تھا جان  
گنوا تھا آتش خاؤ تن میں جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھولی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی  
تھی ساری کرنی و مہر فی ڈبوئی تھی اس نے اسکو گرا یا اس نے اسکو بھکایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی  
مغلوب کر دیتا بجا ہر سمت سائیں سائیں کی آواز جان پار سوز و گداز جمع ہنستی گل ہوا دامن جمع  
مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پیرایا ہوا مفتون نے پڑے جھکڑے کی کھاتا تھا جان



چند نکال ایک تیرہ گھنٹہ آیا اور چار طرف چھا کر پھر سمت سے شل دیوار کے زمین میں سما یا ایک قلعہ سجایا  
 اسے بنانا اس کے اندر کل لشکر خورشید کا آیا اور اس حباب کے قریب جانا شعلہ آتشیں تلک  
 بدن میں لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اس وقت کچھ روئی لحد و روئی  
 جیوں سے اپنی نکالی اور محروم کر کے جلا ڈالی اسی وقت آگ اس قلعہ میں لگی اور روئی کی طرح جل کر  
 کیا مقتولوں نے ایک شہر اپنی جھولی سے کالاکوہ شہر ظاہر ہا سیاہ نظر آتا تھا اس کے ٹکڑے  
 ٹکڑے کر کے جانب زمین پھینکے ہزاروں ماراں سیاہ پیدا ہو کر لشکریوں کو ڈس رہے تھے خورشید نے ایک  
 ملاکس موم کا بنا کر کچھ ٹیکے سینہ و رو غیرہ کے اُس پر دیے پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان  
 کی طرف اڑا دیے لہ بھر میں ہوا تیز و تند ہوئی اور اچھڑا ہوا کے ہزاروں طاؤس اسے آسمان پر  
 چھائے گندے بازو ہانڈ کر زمین پر گرے اور سانپوں کو چن چن کھاتے تھے اسی طرح سے

جب ہزاروں طاؤس ہوتے تھے	اور پر لڑائی رہی سحر آرائی رہی ہاتھوں کی صفائی رہی کہ لفظ	نہیں طاؤس کو کسی وہ بھلے ایک سنی ہوئی
رشتہ ہرہ تسبیح کے مانند و خیل	مہر پشت عدو میں تر تیر ہفت دور	طاؤس روح عدو کے لیے ہر ہر ازار
آخر فوج مقتولوں کی سیاہ ہوئی	تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو خیل	

اور دینہ بلا کش کے سامنے حب وہ جان بازی کر کے آیا ایک ہاتھ میں جو ٹکڑے ہوا شور و ارد گرد ہوا ہی تھا  
 اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مڑا کر کیا بڑے تجسس سے لاشیں سگی بائی اس کے  
 یکے روئے پستے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہاں ٹکڑے دو رنگ تعاقب کیا پھر بقیہ وغیرہ  
 سراج حمت فرمائی فوج دریا سوچ اُسکی اور منزل بھر بڑھائی پھر وہی ہنگامہ نشاط پڑا ہوا ہر ہر بادور  
 لٹ لوٹ کر مال مال ہو گیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ میں شہزادہ فاکت جاہ  
 کے یہاں جشن ہو رہا تھا اور ہر آئینہ راہ میں قافلہ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح  
 پیشان و مضطرب الحال انجم حصار میں آئے اور سامنے بادشاہ کے پونچھ کر سب اجراء وضع میں  
 لائے اسنے جھٹلا کر ضرر آہن خوار جاو و کو یہ سپاہ کثیر دیکھا پھر وہی ہنگامہ سپاہ برپا تھا فوجوں کا  
 چلنا جو انون کا چلنا اور تینا بیرون کا غل کرنا تھا سفر کی رحمت اٹھا کر نہایت احتیاط سے یہ سب  
 دلا و جب مقابلہ میں پہنچے ایک دو روز اسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب لبام

ہوا اور ضیاء خورشید کو چیلغ سحری پایا کہ بیت



زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی : مٹی مہر فلک کی گرم جوشی : ایسے ہنگام میں طبع خفا کے نون بہت  
 بجے دلاور آگاہ و خبردار ہو کر جان لے کر تیار ہو گئے کہیں ہوا سے افسون نہ ہو اب اندھی کہیں پیدا ہوئی  
 اندھی کہیں تیغ تیز چمکی کہیں کمان سے چلا کر خبر دی رن اور رن کی رات بھر ہی غلغلہ راجب ساحر و تہر نے  
 شعلہ مہر کو چمکایا اور ساحرہ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑا اٹھے جلوہ ہا سے صبح نے ہوش چہرے  
 پھر زمین لڑنے والوں کے جوش و صبح کو دو نون جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام واد گاہ پر گود گود کو  
 حسب دستور شور برپا راضفین کھینچ گئیں علم بلند ہوئے کہ کاسہ و اطلال و بوق بچے ضریر اسیر اڑا  
 علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھر و سار کھتا ہو اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا گراہی اُسے چمکیا  
 ایک پہاڑ ان صحرایہ گھوڑا ڈالے میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مرد نہر دہوا خورشید کفایت  
 سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اس کے مقابلہ میں آیا اُسے بیک ضرب شمشیر دو پرکائے کیا سترو آفتاب  
 جان نامی و نامور طعنہ تنگ شمشیر ہوئے اس وقت بہمانا کو تاب کجایہ گھوڑا اڑا کر سامنے اُس کے آیا اور نہرہ  
 بازی شروع ہوئی اتفاق سے کا وہ دینے میں گھوڑوں کے عکاس لوح کا جو گلے میں جہاں گیر کے تھی بیلوں  
 پر چڑا وہ کانٹا نکلا ہو کر مع مرکب کے زمین پر گرا جہاں گیر نے یہ اجر دیکھا کہ ایک قلعہ مارا ضریر سخت نادم ہوا اور غول کا  
 ہوا اُسے اس باطل کنندہ افسون کے آیا اور نیزہ سینہ بے کیفہ پر اس کے لگایا پھر تو اس کا کبھی حال ہوا کہ ظم

بگشتند بانیزہ ہا سے وراز	بگفتند بانیزہ بر سینہ راز	نور حسامہ کردند با یک در
نہ این را نظریہ نہ آنرا طعنه	فلک ند از دست نیزہ مران	پس انگر گرفتند گرز گران
نہ حسامہ گرو دلاور نہ جاسے	سپر بر سر آورد لبش و پاسے	چنان بر سر خورد گرز گران
کہ گرز بدشت و دواز بہر گران	لبش مرکبش گستاوان چاک	فر و رفت بہر چار یا بیش خاک
نہ از گویاں ہر دو سب ان	تو گفتی بدش جاسے ہنگام	زیر و سے مردان و ران کارزار
بید آبلہ دست ہر دو سوار	زگو پال چون کار تابہ برگ	روان بر کشیدند شمشیر مرگ
دو شمشیر و اور چو غنہ میخ	سخن بود با یکدگر شان بہ رخ	بزدلی تیغ شہزادہ نامدار
چو کرپاس دریدہ در کارزار	غریو آمد از جان فوج ضریر	بھی نوحہ کروند بر تار و پیر

اس وقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاورون کے حلقے دیکھ کر بہرام فلک کا سپہا  
 جلال و عظمت گردان پر خاشع ہو کر چرخ تھرایا زمین خوان سے زمین ہوئی عروس ہر کی



نہیں ہوئی قباسے سرخ ارض وغیر اسے پہنی تیر و نکی مارتیر و نکی بوجھ سار تھی کندون سے بند بلا صحر  
میں پھیلا تھا کندارون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا وادوہ اور زمانہ کی آواز ملک خون میں ہنس یا ہوا

ہر ایک ارجمت کے اظہار	زبانک بغیر شدہ گوش	زگردان برفستہ زمین مغزو ہوش
سر ہر ہمسہ روسے ہامون شیش	ز تیغ سواران زرتہ کفش	خروشیدن کوس و زخم دورا

جہان را ہی برویکسر زجاسے : آخر کار تیغ ہلاکش نے سحر کو چٹنے نہ دیا زور و طاقت سے جہاں گیر کے  
ولاورون کا دم بند کیا ضریر کی فوج بھی بہت کام آئی اور بھاگ کر بہتوں نے جان بچانی مارتلو ارطو کے  
اڑا دیا جہاں گیر نے جہان زیر شست کیا جو کولی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنس تا ہوا یہ شیر جنگلی بھیرا وہ اودھر خاک  
اڑاتے ہوئے گئے اسنے اودھر آکر شادی کے نقارے بجاائے اور منزل بھر اور آگے سیاہ بڑبڑ آئی  
نوبت خوشی کی بھائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم آترا اسطرح انجم شاہ سے فوج نہایت خود  
نے جا کر سب حال کہنا یہ اس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اختیار ہے کہ جتنی  
چاہے جنگیں بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع راے کو روشن کیا  
اور انجن مشاورت برپا کر اگر طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخر شمس راے پر وزیرون امیرون کو قرار پایا کہ  
عیار کو بھیجے اور کام لے اسنے اپنے عیار سترنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور میں ہوا  
بانہ ماے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اسنے ترک فلک سوا سکو آبارہ رزم پایا و ہر مکار کو  
پیشین ہے کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اسکو دیکھا کہ ای سترنگ میں نے تجھ کو  
ایا ہے اب یہ وقت جاہ بازی ہوا اسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور میں آئیگا وہ سب پر  
تجلیا ئیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجن نے اسکو بال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت  
ہو کر چلا اور اپنے گھر میں آیا سبے ملکرات کو بطور تحفہ قلو سے نکلا اور روانہ ہوا یہ سان وہ وقت ہی  
کہ ابراہیم ہوا ہر کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہر باد بہاری خیمہ ابر زنگاری استادہ کر رہی ہر فراش  
بیکر صحر اکو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جو بن ہے شجر سر سبز ہیں بیتے لہلہا نے میں جانور چھائے  
میں کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزار زبان پر آتا ہی کبھی فراسے سے ہوا کے گھاس کو سون  
مک لہر اجاتی ہے گلون کی خوشبو کی پٹ دماغ جان بسا تی غنی و صیر کو کلا چہا ہے بچہ سناتے  
ہیں جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہیں نوجوانوں کے دماغ میں مستی کی دھوم طبیعتوں میں نوجوانوں کی



چشمہ اگر موج بخشست دولون میں اٹھائے ہیں چشمہ چشم تراوت پاتے ہیں پانی کی رفتار دولون کو وہ لہ

ہما کھین ڈبباتی ہیں نظم	ابرو گل و سنبل طرب ریز	افلاک وزمین سرور انگر
اور اس پے و فور ابرو باران	ہنگامہ عید بادہ خواران	بربادہ نشان تو بہ
رخسار خا نشان تو بہ	زادہ کی جو وہ ہوا ہمت	کاسے کو رہے ہوا سے جنت

ایسے وقت دکش و موسم خوش میں جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو باد زنجری بہ  
باشہ لکھن جو گھر متی شکاری جانور باز تیر سیر از بازدار اور میر شکار لیکر حاضر ہوئے خیمہ ڈیرہ لگ گیا تو  
ہمسرا کرنا بدھ کر چلنے پر تیار ہوئے سامان بزم بھی ساتھ لیا ر قاصون اور نازنینوں کو حکم ساتھ چلنے کا د

مرکب بلور فتار تیر تیراؤہ والا تبار سوار ہوا اپیات	ردان بحر لشکر ہوا موج موج
گئی چشم خورشید تک گرد فوج	مگر ان سر اسیمہ ہیں ان لنگ
پہن بیٹھے ہیں شیر پیری لباس	چکارے ہر ان دونوں اندیشہ
دولون میں ہر اس کمان و کند	جگہ یہ سب ولاد و حواسے پر شکار

شکار کیا پھر چنڈر کھڑے اٹھائے ہزاروں ہی ہاتھ اپنے اپیات	نہ لک لک نہ تیر تیراؤہ شست ہر
نہ غور ارک آیا نکلے کشت بین	ہوئے صید یون بن پر آباد تر
بنون میں مچی دھوم سے اک دھوم	کہیں ارٹے مارے غضب فر کین
کہیں ہاتھی نکلا ہوا اندر کہیں	سُن اس شور کو چھوڑ کر بن چکا
لب آب جا کر جو کھیلے شکار	ہوئے قرقرے صید ہوئے کھیلے
ہوا میں سے بھاگے عقاب دلیر	جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیموں میں اگر قیام کیا اور طعناں لڑا

سے آسودہ ہو کر آرام فرمایا پچھلے پھروں کو جب دن ڈھلا سیر و شست کرنے لگے اسی شغل میں دوا شتر  
نشاط دیتے تھے یہ تو یہاں تھے دامن سر ہنگام ملازمان خورشید کی ایسی صورت نکر شکر میں آیا  
اور ہر جگہ جس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر میں چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہے یہ خبر سن کر یہ بھی  
خبر دیں آیا اور ایک مقام پر چھوٹی فیروز کی طرح اسنے ڈالی اور آپ ایک عورت ہنگام  
میں کجا کہ زلف رسا کو اسکی مشک کھنکھاتا ہوا وہ آہو سے پیدا ہے اس سے جہاں ہیرہ شب برآ  
چوہ جہنم پر ہوا ہوش ہوا دامن روح بخون یلی نگر ہاتھی دعا ہے کیسی زنجیر کا سلسلہ بھر مجھ کو قید



حیات میں لایا والا ہے اسی شب میں بدر چشتانی کو دیکھ کر سجدہ میں جھکتا ہوا لکشان کو مانگ سے نسبت  
 ہی کیا ہے اس میں راستی ہے وہ پھر کچھ نہ کچھ کچ ہوئی ہوا تو کو ابرو سے پر خم اسلے کہنا بجا ہے کہ خلق  
 مشتاق ترا شائے ہر جا وہ ہی انگشت نمائے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایاں ہی آنکھ میں وہ شرارت  
 بھری کی گاہ برق پر برق گرائی گرمیاں شعلے گرمی دکھائی گردش عجب کا چکروٹی تقدیر کو گردش  
 میں لاتی تازو غمزہ خوبان کو اپنا غلام بنائی رخ پر نور میں وہ گرمی کہ دل جلون سکے اور زیادہ دل میں  
 آگ لگائی آگ کا آگ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شہری کا فدا  
 لکھامی دلا نا چاہ دقن میں اس کے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی زری تھے بلکہ گورہاں دانتوں کو دیکھا  
 وابستہ ہوا اولین سوراخ اس کے سپاہی کہ لفظ

سید چشم اسکی وہ بہت تھی	لگا ہون سے شمشیر دست تھی	رخ اسکا کہان اور یہ و خور کہان
تفاوت زمین آسمان کا ہوا	وہ لب لعل کو جس سے شرم گئی	وہ حرف سراپا زو گی
رہن کی جوتگی نظر کیجیے	تو آگے سخن مختص کیجیے	نہم تم ترخ و یکھ جیساں ہیں
سبھی دست زیر بخدان ہیں	سہل یامین اس کے جہان کیجیے	وہین رو سے مقصد جان کیجیے
اس شکل و شمائل پر بالوں کا جوڑا باندھے نہ لگتی تھی زلف لہر کر خسار پر آتی بدلی جہاں سورج پر چھا جاتی تھہر باندھے ایک کرتا کرنگ موسے کا پتھر گرجھا لہجھاٹے بانسری چھپر میں لکھڑے و ہونے راستے بیٹھی ایک کونے میں بین ستار بھی چھپر یامین لکھڑے یہ تو اس طرح بیٹھا جب کھلا دن رات شہزادہ سوار ہوا اور جوالتوں نے اس وقت صبح کا یہ عالم دیکھا اعلیٰ		
ہوا دلکش ہر طرف سبز ناز	کہ سحر ہونے کی تھی قیامت بہار	نکھڑے لوگ جو تماشا تھے وان
کہ کہنے لگی بیل خوش زبان	کہ خاطر جنوں سے نہ بچت	خیر بھی ہے مشکو کا پابست
جب یہ سب سیر کرتے ہوئے پہلے عیار نظر آتے کہ یہ سب نوید کو آئے تھے طرہ صیاد بنا ہوا دام لکھڑے بیٹھا تھا انکو جو تماشا دیکھ کر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یغزل گانے لگا کہ غزل		
مقیمین تقصیر اس بت کی کہ میری خچلا لگتی	مسلمانوں ذرا انصاف سے کہی خدا لگتی	نہیں دل کو بھی میری سی اگر اویسے وفا لگتی
ترپٹے لوٹنے روئے کا باعث تجھ کو کھلیا تا	کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک بر چھی ہی لگتی	
وہ پھر ہے گرم نظارہ کہانتک زخم دل ناگون		



جو گریہ کرتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا  
 بلا سے جان ہوا و جان اس سے کھل کی ہوئی کا  
 چین میں کوہ میں صحرا میں آتش جہاں لگتی  
 نہ لگتا دل تو دل کے تیجھے کا ہرگز بلا لگتی  
 یہ صدر اکاسے کی اور بن کی کان میں جہانگیر کے جو پوچی گھوڑا اسی طرف اٹھا یا صید خود تھا  
 صیاد آیا قریب ہو چکر عجیب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے  
 گود کر قریب اس قتلہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اسے کہا دانا بھلا ہوا راج پاٹ کرو دھرم  
 علاج کرو اسے کہا سائیں آپ کا کھان سے آنا ہوا ہو کہا بابا جان سے سب آئے ہیں کہا آپ  
 میں رہیے گا یا جب آئیے گا جو مایہ دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہے فقیر کو نہ کرہ سکتا ہو موافق مضمون  
 اس بیت کے بیت

دشکار میں جہان کے ہم بھی ہیں  
 ساتھ اس کا روان کے ہم بھی ہیں  
 کس پاس جا کر بیٹھ گیا اور اس کی تیرشکان کا صید ناوک خوردہ دل اسکا بناب اسے ادا کیا  
 دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی منہ کو نہ پایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جہاں لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ  
 مٹی کی کھل کر لگی کبھی دونوں ہاتھ اٹھا کر انگڑائی لی کہ دونوں ہاتھ دو تلواریں تھیں کہ بلند ہو گئیں  
 ہل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے اٹھارے ساتھیں نیکر سینہ  
 تو دیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا چاہا کی چلمن خسار پر پڑنا خواہ کبھی نظر میں ہونا عبادا  
 اشد یہ نوجوان تھا اگر زائد صد سالہ بھی ہوتا تو زبردور ع طلاق نسیان پر رکھتا بس اسے قدم پر ایک  
 رکھ دیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اس مقام پر نہیں ہو رہا کیا کہوں کہ کیا مرتب آپ کے کرنا ہو  
 پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہے کشور راحت فوج  
 الم نے ٹوٹ لی ہلکوال کی کیا پرواہی فقیر دن سے زیادہ ارتباط اچھا نہیں اب اپنی راہ لو ملک و مال  
 کا لالچ نہ دلاؤ اسے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہیں اس صحر کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہیں اسے  
 کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہیں اسے کہا آج میں اپنا خون کرونگا نہیں تو عرض میری قبول ہو کہ یہاں  
 سے چند کوس پر لشکر میرا ہو مان تشریف لے چلا اسے جواب دیا کہ درویشوں کو جابجا دوڑتے  
 پھرتا اچھا نہیں ہیں کیا مطلب جو مان جائیں اور اپنے مشرب و ملت میں و قبا لگائیں اسے  
 کہا ہم تمہارے کمالات کے مشتاق ہیں دو گھڑی ٹھہرنا چلی آنا وہ بھی تو صحرا ہی ہو کوئی عمارت



شاہی ہنسن ہوئے کیا اپنی یہ راہی ہنسن ہو بہت کچھ اُسے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی اسی وقت  
 یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا میں یا کوئٹہ کیا اُس زن مہ طلت کو بھی سوار کرایا اور لشکر میں پھر کر آئے  
 ایک خیمہ میں اسکو آمارا کہ جلد سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندین بھی تھیں  
 چوکی پر کشتیان صراحیوں کی شراب کی رکھی تھیں چکرین جو گھر سے عطر و ان پانڈان مہیا تھے بلنگری  
 یا آب و تاب لگی تھی کینرین بہر خد مشتراری حاضر تھیں جہانگیر نے کشتیان جو اسروز یورگی  
 اور لباس پر تکلف کی اسکے لیے بھیج دیں لیکن اُسے قبول نہ کیا اور کسی طرح وہ اسباب نہ  
 لیا آخر جب وہ اسے شاید دہر میلی ہوئی اور گروا لباس و روش روزگار نے اُتار اچیتہ عالم  
 میں قدم شب مشک نام نے رکھا کہ ٹھک

اشارے سے کہ پھر جو سین لب جام	کہ آگہ بن میں پھرین غفلت کی آگ	اکھلا جسم فلک سے شب کا پھر راز
ہوئی پیدایا کب ساد آغماز	شب کو ساقی و شراب سب بچھے ہوئے	شہزادہ خیمہ میں بارگاہ کلفام
کے زبا بچن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت	تھا درخون کے پستے چکنے لگے ہوا یون سی آہستہ آہستہ دران	ہوئی کو سون تک میدان میں سنا ہوا ستاروں کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم میں زن حیدنہ
سنے میں کو اٹھا کر بکریا اور یہ گانا	شہ و رخ کیب کہ غزل اس پیش کا ہو مزادل ہی کو حاصل ہوتا	
کاش میں عشق میں ترابہ قدم دل ہوتا	آسمان در در محبت کے جو قابل ہوتا	لو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
چھوڑتا تھا سے ہرگز نہ کبھی مہل شوق	دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا	کہ تا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
شادوق ہوتا کہ جہا اُسے مشکل ہوتا	گر یہ بخت ہی ہوتا تھا نصیب نہیں ہوتا	زلف ہوتا ترسے خسار پیرا تل ہوتا
ش گرفتاری اگر خاک چمن میں ہوتی	تو جہان دیکھتے ہو غنی دیان دل ہوتا	دوق مسی زیادہ ہوا ہوا سے

برخوشی سے دل بیتاب سمان بندھا ہر ایک جو بیٹھا ہوا رات کا وقت ساز کی و مسازی عالم ہی اور تھا  
 ب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور میں اور یہ اکیلے میں بادہ خواری کریں لیکن فرزند مرشد برحق یہاں  
 موجود ہیں انھوں نے ایک جام بھی اُس فقہ کے آتھ سے اسکو پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہے خراب  
 اسے نہیں اسوجہ سے پاس خاطر ہو لیکن میں آپ کو اسکے پاس اکیلے میں نہ بیٹھنے دو لگا اور اسکو  
 یہ خیال ہے کہ بیشک یہ کوئی عیار ہے پھر سوچتا ہی کہ اگر تعیش حال کروں اس خیال  
 سے کہ یہ مرد ہے اور یہ مرد نہ لکھا تو بڑا ہو گا کیونکہ اس ملک کی بچیوں کو میں نے عیاری



کرتے دیکھا ہو پس اگر عورت ہو تو جاسے ہو کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہاں لاسکے بایں  
 و جو لڑت چند در چند یہ تو خاموش ہو اور وہاں جہانگیر بیٹک رہا ہو بیتاب ہوا جاتا ہو جب زیادہ روتا  
 آئی چاہا ایک نے کہا اور شہر یاراب تشریف لے چلے اپنی بارگاہ میں جہانگیر آمدید ہو کر آٹھ ماہ  
 بنفاست ہوئی چاہا ایک نے بخوبی پہرا جو کی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ  
 عیار اسکا آخر عمر شب نے حسرت و ندامت شخصی الناس خوف ہوا جلالت ہر آشکارا ہوا کہ دل جل حکم  
 مثل شمع بجھای یعنی زلف شب تابزا نو پہونچی بموجب شعر شعری ہون شائع ہو نور افشانی ہوا  
 بنی مشعل رخ نورانی ہر پہونچا ہوا سحر و سحر درمیشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے سب سے وکنا  
 جہانگیر اسنے نہ مانا آخر سوار ہو کر رہی ہوئی چاہا ایک بہت خوش ہوا کہ جس کم جہان پاک کھٹکا مٹا  
 لیکن شہزادہ کو تاب کہاں دوسری شب کو غفلت دیکر لباس شہروی سے آراستہ ہو کر یہ سیدھا  
 اس جھوٹری میں پہونچا جوانی کے مکرے ہو گئے جب یاد آتے ہیں کہ افسوس مکرر جھانک رہا تھا  
 کہ لیتا بس ہے کہ اب ہوس ہر جب اس مقام پر پہونچا اسنے باغ از تمام اسکو بٹھایا یہ لب بر لایا کہ شہر  
 بوسہ بہن جولب کا وہ اسنے عطا کرے اس بادشاہ حسن کا دانا بھلا کرے اسنے کہا کیا خوب  
 اب آپ فرمے میں آئے فقیروں کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اسنے منت کر کے بیٹ جگنے  
 کا عزم کیا اسنے جھپک کر اپنے تئیں گرا دیا اسنے ہاتھ پکڑ کر جب اٹھا اسنے دوسرے ہاتھ کو داب کر مٹھنا نہ سہی نہایا  
 پھر آپ ہی آپ اشک نکھون میں بھر لائی حدیث قرآن اپنے اوپر سے کر لیا تب ہنس دیا دیر تک بازار  
 غمز و ناز گرم رہا پھر اسنے کہا کہ ہم فقیروں کے پاس تو شراب بھی ایسی ہے کہ آپ کے لائق نہیں کیا تمھاری  
 تواضع کرن یہ کہ ایک گلابی شراب کی جھوٹری سے لائی اور کاسہ چوبلی میں بھر کر پیشکش کی یہاں تک  
 نے بے وسواس اسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اسنے پشتارہ اسکا ہانڈھا اور سیدھا بے وعذتہ  
 سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طے کر کے داخل قلعہ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ  
 کے پہونچا اسنے آہنکر بلو اگر نزار میں کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اسکو لیجا کر سرج صندوق میں قید  
 کرو تیغ و پادکش بسبب اسنے کہ مسکن ساحر ان غدار ہو اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر میں بھٹتا  
 تھا صحر میں بھی آیا تھا تو وہی تیغ لایا تھا وہ تیغ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہاں لشکر میں شہزادہ  
 کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چاہا ایک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اس عورت کا آنا اچھا نہیں



خیر چہ باد اباد یہ لکھنؤ مان سے صحرا میں آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان دیکھا  
 بس یہ وہاں سے سیدھا روانہ ہوا اور جایا کے گاؤں بستیان و موٹھ تھا ہوا قریب قلعہ انجم حصہ ر  
 ہو چکا قلعہ دیکھا سر فلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار آئے صورت اپنی بدل کر جب اندر جانے  
 کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک بڑا ہوئی آواز گڑ گڑ کی آئی پھر خود دیکھا تو چلی  
 چمک کر اسپر گری اور گردن و کمر میں مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی قلعہ دروازے پر صاف  
 تھے اُمین بریا ہوا وہ برق زنجیری ہوئی سانسے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُس نے اسکو بھی قید کیا  
 جاسوس ملک خورشید تاج بخش نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہکو اندر قلعہ کے جانا بھی نہ پڑا  
 یہاں پر اپنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر میں اُسکے بھی شور اٹکی گرفتاری کا چل گیا ملک خورشید نے اُسکی  
 لشکر اپنا تیار کرایا اور برسم یلغی سانسے قلعہ کے زیادہ لادرون سنے آئے ہی پر اجمایا اور حمل کیا  
 عیب دھاوہ پیش ہوا دیوار اُسکے قلعہ کرہ نارنگی تھیں لاکھوں جلیان تڑپ تڑپ کر گرنے  
 لگیں قلعہ اترتا اُس میں جلیان تڑپ تی تھیں میدان میں آتش بازی چھوٹ رہی تھی عجب  
 بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ تاج رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھ گئے اُنکا رخت ہستی جلیوں نے جلا دیا  
 بہت آدمی جھلے ہوئے نظر آتے تھے ایک طرف برق طیان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن پناختے  
 تھے شوراقت زار باتھا آخر خورشید وہاں سے کئی کوسں سطرف ہٹ کر آیا اور غیمہ استادہ کیا اور  
 انجم شاہ نے عریضہ خدمت کو کب لکھا مستنون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوں کلاہ ہم لوگوں کی  
 پشت بٹا ہ ہمیشہ آپ پر سلیہ اکثرین بعد اب گزارش پذیر ہو کہ اندون چند باغیوں نے  
 سر اٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر میرے قلعہ پر آ پنا مثل مشہور ہے کہ جھوٹا منٹھ بڑی بات لیکر لیسے ہی  
 تو منہ کی کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونوں کو یعنی عیار کو جہانگیر کے  
 کہ جسکا نام جاہک ہے اور خود اسکو میں نے گرفتار کیا تو اُنکی نسبت کیا حکم ہوتا ہو زیادہ حد ادب پر نام  
 ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کو کبیرہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو اُس پر دیا  
 کے میں طے کر کے جب دریائے مروارید کے قریب پہونچا بجہ اُسکو اٹھا لے گیا دربار دربار  
 میں لایا شاہ کو سر حکومت پر بعد کرو فرستک پاپا مچا گیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سنا  
 کیا پھر جواب لکھا کہ اے براور عرضی تمھاری پہونچی جا تباہی پر تمھاری صدا فرین ہو لیکن اُنکو قتل نہ کیا



ارادہ نہ کرنا و گرنہ مجھ کو خواجہ عروسے نہ است ہوگی میں اُسکی فکر کرتا ہوں تم مضطر نہ ہونا باقی مراعات  
خسروانی کے امیدوار ہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے خلع ہو کر پھرایا اور پاس انجم شاہ کے  
آیا نامہ دیا یہ پڑھ کر خاموش ہو رہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بلا کر مشورہ کیا اُنھوں نے عرض  
کی کہ کو کب کی عقل میں ہم کہ نہیں سکتے کہ فتور سے قید رکھنا اُنکا عقل کا قصور ہے اسکا اقدار  
شاہ جادوان ہر وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان چکے لے جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ انکو باری  
ڈالنا صلاح ہو خزانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً ارہ کش جلد حاضر ہو  
چھوڑے رنگ کے بگٹے بوریے فلاکت کے بچے گئے خلقت میں ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی  
پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے جمع ہو گیا شہزادہ اور جاکے  
ارادہ پر ہوا کر کے اُس مقام پر لائے فوج بادشاہی براب حفاظت و نگہبانی مسلح ہو کر وہاں آگئی ہر  
کسی نے کہ صورت زیبا کو ان نو بادگان باغ صاحبہ فانی و عیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کہ  
نرمودہ ہو گیا وہ حسن و صورت وہ جلاوت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبز بھی  
رخسار پر نہیں آگاہی چہرہ پر کیا بھولا پن ہو کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے یو چھے کہ  
ابھی تک طوق گلے میں منت کے پٹے ہیں خدا نہ کرے کہ کوئی پودہ بھی اس گل باغبان کاٹے  
دیکھو کیا گال پھولے پھولے گلاب کی ایسی تپتی ہیں بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جاسے عبرت  
ہو بیان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہیں ایسے ہی گل باغبان و ہر نور پاری  
اچھے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہیں سر اسے فانی میں ہی طور ہو رہا ہو دیکھو تو کیسے کیسے جلسہ روضہ  
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین بسان سبزہ یا مال تدم اجل ہوئے کہ چشمہ

خواب میں وہ عمارات کیا کہوں تجھ پاس	کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوکھ اور پاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہونے لگا اس	بجاسے گل چمنوں میں کمر کر ہو گھسا اس

اکمین ستون پڑا ہو کہین پڑی مرغول

یہ بل غکھا گئی کسی نظر نہیں معلوم	بخانے کسے رکھا پان قدم وہ کون تھا توں
جہان تھے سرو صنوبر و دان آگے پر قوم	مچی ہر زاغ و زغن سے اب اس چمن میں موم

اٹھوں کے ساتھ جہان بلبلیں کرکھیں بلبل



ہاں تو سب آپس میں رنج و غم کر رہے ہیں اور پھر انہی شاہ دار الامارہ سے لشکر مسیہ ان میں ٹھہرا  
 بیٹھوں اور رسالوں نے قیدیوں کو بکھیر لیا جلاو حکم پوچھنے لگے جہاں تک وہ ایک آپس میں نگاہ  
 حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع غلبہ سے باز رہتے تھے ان قائلین  
 کے ہاتھ سو تو جان بچ گئی لیکن اور قائل یہ ہوا یعنی غلبہ ہو کہ دہتر بادشاہ شریف لائق ہیں  
 ہر ایک اسی جانب دیکھنے لگا اس اثنا میں ایک قتال و سفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصوں کے پیچ میں کہ وہ  
 سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھیں چلی آتی ہر رفتار سے اپنی گناہ کو خیراتی  
 پر کان میں جو بالا پڑا ہر چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اسکا گالوں میں لہراتا ہر دبا ز حسن کو خوبی سے  
 تعمیر کیا ہر آفتاب میں چاند نکلا نظر آتا ہر زلف بھی چہرے پر لہراتی ہر ناگن باغ حسن میں اوس  
 جادوئے الی ہر کمر کوئے کا عالم جیسے ہر عشاق بیدم پانچا نے میں ساوین پری ہوئیں برابر ان کو خیرین  
 نظر آئیں پھر موافق سے ابھرا ہوا سینہ پر کچھ لگا ابھار جو بن دیتا دو پٹا کا ندھے سے ڈھلکا ہوا  
 وہ کون ایسا بناو تھا جو اُس پر اس وقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سود  
 بخش روح لیلی کمان ابرو میں جڑا ہوا تیر مزہ آنکھوں میں سرمہ جیسا کا ازل سے دیا ہوا  
 شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ غارم قامت کی شان تھی گلہ شہ جاہ و چشم کی آن  
 بان تھی دفتر رعنائی میں فرد تھی آچل بلوکا دو پٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف میں دل  
 بھنسا لے ہوئے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے میں کوئی چھننے چشم تماشاں

ایک حیرتی آئینہ خسار بنے کہ نظم	ایسا کہوں کیسا قد و بالا ہے	قالب آرزو میں ڈھلا ہے
ایک جاگہ ہر ایک جاگہ خوب	پیکر نازک اسکی سب عجب	اسکی کا کل سے حرف سر کر د
کا کل صبح پر نقش نہ کرو	کچھ بھی نصبت ہو تو کوسودا ہے	کالے کوسوں کی بات کا کیا ہے
اسکی زلفوں میں دل لگے نہ پھرے	رہے سنبھل کیچ جی باج دھرے	اس جبین سے ہر دلیک کب جاوے
صبح صادق کا دھوئی ہر کا ذب	ویسی بھوین کشیدہ بھی ہیں	یہ کما میں کسوسے کھینچتی نہیں
سطح خسار آئینہ سان صاف	جو نہ ٹھہرے نہ تو رکھتے معاف	لطف بینی کا فہم ہے دشوار
ایک بار یک منہ سے دیکھا	ایسا جھکتا ہے اسے رنگ قبول	جیسے کھڑا گلاب کا سا پھول

پس اس گلبدن کے قریب اگر اس کو رفتار رنج و الم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجیب شکل خدا کی



قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک قریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی کوئی گمل عیش نہیں چٹا باغ حسن سرسبز ہوتا آتا ہو ایسی صورتیں مرقع دہرین مصور قدرت کم کھینچی ہیں وہ ذریدہ لگا ہیں وہ دل لینے کی راہیں وہ چاہت کی صورت بھوسے پر کھجور پیاہر آنگھون سے پکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ پھری پھری بھیاں کی فراخ دہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجبند کہ ایات

وہ نگوں سے نگوں سے نچستہ منظر	وہ بلند اختر فرخ روشن فرخ غالب	وہ مسیحا دم یوسف رخ و داد والی
وہ سلیمان و شرعی موسیٰ کف وصال اعمال	چمن خلق و نسیم کرم و ابرو سخا	چشمہ افضل و بہرگان عطا بحر و انا
آسمان جاہ و عطار و قلم و مہر علم	مشتی دانش و مہر پیش و مہر علم	خروج چشم و داور کسریٰ انشا
شاہ و ارادل و سلطان سکندر اقبال	بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف و دتاہین پھلت	

سر پر نازل ہوئی بلا جوش طیش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ماتھے دھویا آتش شوق کی حد سے بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہہ کر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت سے کہ نہ سنبھلاؤنگی محبت سے نہ کہا میں مستام عمر لاؤنگی بخودی نے استقبال کیا شرم و خیر نہ تھام لیا کہ اف

دام الفت میں گرفتار ہوئی	پاسے بند ستم یار ہوئی	دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
تلخ کامی کے مزے لینے لگی	جان دینے کی اشارت تھی صفا	مرگ تو کی یہ بشارت تھی صفا
کہ بھٹایا شگون غم ہے	مژدہ و لولہ ماتم ہے	آنکھوں سے حسرت پیداما

چھپا سے ہوئے و لکواپتے بس میں کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پر کے آئی اُس نے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ لگا ہی ہوتی جاتی تھی چکے چکے و لکھو روتی جاتی تھی آخر سرشتہ کلام کو عقد پیام دیا کہ اچھو پر میں نے حال اس شہزادہ کا بخوبی شنایا یہ طرفدار شہنشاہ افرا سیاب ہو اسکا قتل کرنا ماروا ہو دوسرے مامون جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہو جو آپکو منکبہ انکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہو ایسا نہ ہو کہ کام ماتم سے جاسے نہایت کیا کھیل گیسے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہیں آپ کو کون سمجھائے پدرس نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کروں اُس نے کہا کہ سو اسے قید کے کوئی چارہ نہیں دوسرے یہ کہ مامون جان کیا غافل تھوڑے ہیں وہ بہت جلد راہ اسکی دکھالینگے آپ کیون گھبراتے ہیں بادشاہ نے کہنا اُسکا



منظور کیا اور اس اسیر سلاسل عشق کو پھر بند ہی خانے میں بھیج دیا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر  
بھری وہ انجمن رنج باطل ہوئی اور صریح دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانہ زنجیر میں بھی اس کے اسیر ہونے کا  
غل رنجی نگاہ سے تامل کتا ہوا کہ واسے ناکامی اتوا اور بھی جان پر آہنی اس سلسلہ سے اب چھوٹتا  
دشوار ہر ہم بین اور سلسلہ الفت یار ہے ہم سے دیوانوں کو زنجیر کیا درکار ہے نظم

بیتابی دل سے لب پہ ہے جان	ہوں کوئی گھڑی کادم کا مہمان	اب مرنے میں میرے کیا ہر باقی
خانہ میں سبھی خدایا ہر باقی	باقی نہیں اب تو ہم میں حالت	ہر اور ہی درد و غم میں حالت
جاری ہر ایک چشم سے خون	اب ہوتے ہیں نالہ اسے نور	اسی طرح زندا محنت نہ غم میں

یہ تو چہ نسا اور حال پر اپنے روتار اُدھر وہ بیتابی سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بھی  
اپنے پرستے کچھ دیر میں رخصت ہو کر اپنے باغ میں آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا  
حقا بیکلی تاب و توانائی کھوتی تھی سدا پائے غم کی صورت ہو گئی تھی لہو بھر میں نہ وہ غنائی  
رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خاتمہ دل سے کنار کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنوں  
نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب بارغ نگاہ کرتی تھی  
ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی  
جب زیادہ ہجر میں گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی ابیات

دلا میں تجھ سے کتنی تھی کہ زہنار	محبت ہو بڑی آتش خردار	نہ سمجھا تو نہ اب عشق ہو زہر
ڈرے موج اسکی سے کانے کی ہر	اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستا	تو رو کر کہ سنائی نظم
نہیں صبر آتا ترے بن نے	لبوں سے جاگرتا ہجر میں ہر گھل	کسو سے کسو کو نہو جاسے لاگ
لکھے تو لگائی ہر سینے میں آگ	کسو کا کسی سے نہ لگی سے دل	کہ کہنا پڑے نامے داں سے دل
نہو جاتی ام کا ش الفت ہمیں	اٹھانی نہ بڑتی یہ کلفت ہمیں	نہ آنکھیں لگی موت میں ناگاہ کا ش
کہ چھاتی کی دل تک بخاتی خراش	ادھر یہ ٹکی مبتلا اُدھر وزیر زاد می	اسکی داغ بر سینہ وہ غنچہ گل ہر
بیشکی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج نہو آج میرے لیے	تلوار ہو سو صورت فاخہ بعینہ	
منصور ہو کل حق کہنے والا الحق رنجور ہے راہ وحشت میں قدم اپنے جسے جاسے ہیں بد مجنون		
اس بار غم میں سبے جاسے ہیں غرض بیل کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قریب کی طرح طوق محبت کرنا		



یون زمر منجی فرانا کہ ایات	خوب روئیں آج ہم سنسنا ہونیکر	یاد آیا ہجو مجنون بدمنون دیکھکر
اڑ گئے اک نہیں جادو کپہن کے چوٹیں	سر سہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر	ای جانی وای رایہ زندگانی کیا ترے

نمانہ کا سامان کردن دل بین ہو کہ آپ ہی کچھ کھا کر مریون کہ نظم	گئے ہوش و صبر اپنے بیکارگی	طبیعت میں آنی ہو آوارگی
نر کا دل کہ آخر جنون ہو گیا	پھر دن اس طرح جیسے بھولا ہوا	نہ جی کو تابی نہ دکا قرار
کٹ غم میں سر شرتہ اختیار	بعد کچھ دیر کے دل بہلائے کے لیے اپنی جا سے اٹھ کر شہزادی کے	

مقام پر آئی اسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤں کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ نق چہرہ اُترا ہوا  
 بد رکامل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونوں نے بیٹھا کنگلی بانڈھی ایک  
 دوسرے کی صورت دیکھ کر حیران رہن نہایت پشیمان رہن پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے

حسب حال گائی غزل	بھٹے نہ حلقہ کیسے تباہی میں	بدلا سے گریہ نوالہ دمان یار میں دل
اغزل میں جیسے مرادل بغل کا دشمن ہے	نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنا میں	نگل نہ جاسے دم اضطراب میں نہ
بزرگ شعلہ کبیر آہ شعلہ یار میں دل	ہمیشہ روزن سینہ کو کیون سے چشم کر	اگر نہیں کسی مہوش کو انتشار میں دل
اٹھا لولا سے بھری نشین کو	ہے گامیر سے عوف مر کو بیاہن	وزیر زادی سمجھ گئی کہ اسکا دل بھی

کسین پھنسا ئے قسم دے کر پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہو واری مجھے پردہ کیا ہو ملکہ و نیلا کی گدھر  
 میں جو دیو اسلئے وہ آزاد ہیں دیکھو بھرتے اور ہشیار ہیں جو جگر سے ہیں زنجیر و زنجیر میں آہ ہشتیں اب  
 میری لحد پر اٹکو ہو کے تو لانا گشتہ تیغ ادا کا مزد کھانا وزیر زادی بھی رونے لگی اور گویا ہوتی اور بی بی میت  
 کون زندہ رہے گا کیا ہو گا آگے پیچھے خانہ ہوئے گا یہ شاید تم اسلئے زلف شہزادہ جھانک رہی ہو  
 یہی حال میرا ہے کہ میں اُسکے عیار کے تیر مزہ کی زخمی ہوں بس یہ سننا تھا کہ پردے بارہ دری کے  
 چھوٹ گئے دونوں دیوانگان صواسے عاشقی ملکر پیچھیں باتیں راز و نیاز کی ہوسنے لگیں آخر اس بات  
 پر شہری کہ سر ہنگ عیار سے کو گروہ کو کاہی وزیر زادی نے سر ہنگ کو بلایا اُس نے اگر ملکہ  
 اندر ہی مقام بہتر پہنچنے کو ملا وزیر زادی نے اُس سے سب ماجرا کھاہ ملکہ کو بہت چاہنا تھا  
 گودوں میں اُس نے کھلایا تھا کما میری جان تجھ فدائیں سے آؤنگا ملکہ اٹھ کر قدم پر گرتے چلا آئیں  
 ملکہ نے اُسے اور نود قدم پر سر کھا لگے جو اہر کے صندوق پر اُسکو دیئے اُسوت اُس نے لکھا تو ملکہ



ایک برج کہ اسکو برج صندل کہتے ہیں واقعی وہ صندل کا بنا ہوا مگر بہت سخت و شواہج پر آپ کے پیر  
 عارف کے ماتھے میں ایک انگوٹھی ہے اگر اسکو آپ لے آئیے تو پھر میں بہت سہل طرح سے شہزادہ  
 کو اسے آؤں یہ کیکر خیمت ہو گیا ملک ایک روز ضبط بد شواری کر کے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے  
 چپ ہو رہی دوسرے دن یہ لکڑا ابر سقید پر سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص میں بادشاہ کے  
 آئینے بادشاہ خاصہ کھانے محل میں آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام  
 آئے جہاں کا ذکر چھڑا اور کہا ابا جان کہیے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی چھو نہ  
 دی آئے لساؤ مزا جی سے کہا کہ لو اب تھی اور ماتھے اپنا بڑھا دیا آئے جو تپا کہ سر تنگ سے  
 دیا تھا اس کے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یا قوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی  
 اتار کر دیدی یہ کیکر چھڑا پھر می پھر خوشی خوشی و مان گھر میں آئی اور وزیر زادی کو انگوٹھی دکھائی  
 وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سر تنگ کو لیا کہ وہ حواسے کی جب یہاں چرخ گوہر انجم صدقہ  
 اتارنے کو انجن پر سے لایا شب وصل نے منہ دکھایا ہوا اسے دل سے یہ مژدہ سنایا کہ عجیب  
 تماشا ہے کہ اس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات عروسائے شب حجاب آئی  
 ستارے دل سے وقت روٹائی کہ ہوئے بلبل گل دونوں یک جا جمے گا باد گلگون کا جلا  
 وزیر زادی اور شہزادی دونوں نے حمام کیا لباس وزیر سے آراستہ ہوئیں باغین گل نشینے سنگ  
 فوار سے خوشی سے اچھلتے تھے نہرین و فوار خوق سے ابلتی تھیں درخت سب باد سے  
 منڈست گئے جو انان چمن زری پوش ہوئے بلبل ترانہ عشرت گانے لگی سرواچی اگر ٹوڑوڑ  
 دکھانے لگی بارہ دی میں فرش کی چین جبین گئی گلہ بہتوں سے فرش بھی نشینے لگا آئینہ کا  
 لباس دیوار دن سے ہنسا پلنگ سے گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگاٹے گئے کہول کنول ہو گیا  
 جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سارا اچھا از نقش و نگار تھا ملک اور وزیر زادی چھڑی اتھ میں بیٹھ  
 ٹھٹھ لگین اور انتظار یار و لہوا ز کرتی تھیں اسطرح سر تنگ وہ انکشتری ماتھے میں ہنکر  
 برج صندل میں پہنچا اس برج کے چار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان  
 مقرر ہیں و مان شہزادہ فرط الم سے سرور گریبان دل سے کتا کہ کا ہے کو وہ چھڑی چھڑی  
 یہ خیال رکھتی ہوئی ناز کا ہے کو فرصت دینا ہو گا اغمازد اسن کش ہو گا نگاہ اپنی طبیعت کو فوج



پھر ہی ہوگی سب سے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بتیابی سے یہ کہتے تھے کہ ابیات

سجورون پہ کر نہیں جانی تسلیم چیا | فرقت کا ارباب نہ نہیں و نہ غم اچھا | اسیر آؤ چلی جان میری تجر سے  
اسد رجب ستانا نہیں نہ کچھ نہ اچھا | اور یہی حال چایک تیز رفتا کا تھا لیکن وہ دل ہی دل میں  
غم لھنا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھا تا تھا صبر کی باتیں سناتا تھا اسی ہنگام میں یکایک ایک  
عیار نے اگر قدم پر سر رکھا اور کہا اے شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہے کہ میں آپ کو دھان ڈالے  
آیا اس نے کیے کا مزا اٹھایا چلے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو یہ سنکر وہ شہر پار پھولوں نہ سمایا اور عیاظرا  
نے زمین میں نقب وینا شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹکر وہ نہ اسکا توڑا شہزادہ  
نے قید توڑی اور چایک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونوں تو نقب کی راہ سے باہر ہوئے  
اور سر تنگ انکو ہمارے لیے شادان و فرحان بل غ میں ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آئے  
ملکہ نے کہا اوئی یہ سر تنگ بھی کتنا بے تمیزی میں نے یہ کب کہا تھا کہ انکو بیان لے آئے ہیں  
تو ترس کھا کر حکم دیا تھا کہ قید نہ ان سے چھڑا دے یہ کہکریق کی طرح سو کر نہ کر بارہ درمی میں  
گئی اور پردے آسکے دست نازک سے چھوڑ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ ہے  
مائل بارہ درمی میں آیا اور کہا اے ماہ تمام کیل مجھے خطا ہوئی جو تجھے مٹھ چھپایا اسنے مسکرا کر  
کہا واہ صاحب آپ بھی زور چیز ہیں خیر اچھا آئیے میں جانتی ہوں کہ تم ڈھوڑو ہو مٹھ  
لگائی ڈومنی ہو بہتر ہو چھ جائے پھر تو شہزادہ مسند پر اگر جلد گر ہو ایسا کام بدن اپنا چرا کر کچھ  
چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شہر

اٹھا تا عشق میں کیوں اب داناں جو کھونہ | ابھی تو مال جو کھون ہی پھر آگے جان جو کھون  
ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب ابو صاحب مان نہ مان میں تر امان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہے  
اور مٹھ ہی کون لگاتا ہے آپ اپنے خدا کے لیے جان جو کھون میں نہ پھنسنے شہزادہ نے کہا کہ بیت  
جنون سے میرے مجھوں بھاگتا جیسے بگڑا ہے | کہ میں صورت ہوں وحشت کی وہ یونہی کہ ہوا  
ناخن خراش جبر کے لیے تیر ہیں باتیں اپنی جتوں آمیز ہیں یہ کہکراس مہیارہ کو آغوش محبت  
میں کھینچا اُدھر سے نہیں نہیں کی صدا بلند اُدھر سے ولولہ شوق گرم ہنگام راز و نیاز نہ ہوا  
ایک در سر سے کاشیدا پیار جتوں نون سے نکلتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھتی بہکتا کہ لا پھر



میرے دل کا جنون نکوتی ہو کبھی یہ اسکی بلالین یسار سے سر اٹاتا پسین جسام موز غوانی کا چرچا  
 و سلاوت گلزار چایا یک کے ساتھ سرگرم اختلاط کا نین خوش گلوزہرہ جبین گاتین خواصا ر  
 و طلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادہ چاندنی مین اڑایا جاتا پانی ہندون کا چھلکتا  
 غرض کہ ہنگامہ نشاۃ برپا جب خاک سہ کو آفتاب نے ادم صند لین بنایا اور ہر سیاحی میدان افلاک مین  
 آگاہ بیت یکا یک چرخ سے ٹوٹا ستارہ کیا تاریکی نے شب سے گت رات صبح کو شیدائیان  
 لکھ بیکر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہو سے لیکر اول شہزادی سوار ہو کر سطح خانے مین گئی  
 کون رکھ سکتا تھا تیغ بلاکش و مان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور اگر اوہ پیش و تشاۃ سے  
 انکی ہنگامہ صحرانگا بہانان برج صند لین آگاہ ہو سے کہ قیدی غائب ہوا اتلان دگر یان خدمت  
 شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گر انما یہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ اخیر شاہ نے  
 دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کو کوئی میرے یہاں سے لے گیا خبر شہزادہ مین کہنے کوئی  
 یہ نامہ تیار کیا اور کو کب کو دیا گو کب سے نامہ پڑھکر رات واقف طلب کیا اور کاغذ و قلم  
 سامنے رکھا پنج پید ا ہوا اور اسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُرور گوش اور گلزار شمع چشم نے جو نامہ لکھا  
 اور اپنے بل غمین صحبت آراہن یہ معلوم کر کے اسنے جواب لکھا کہ بھرت کھاری پٹی آنے کی ہو اور  
 اس نامہ کو ملکہ ماہ سہرخ چشم جادو کے ماتھے انجم حصار کو روانہ کیا اور صر سے تویہ چلی اور اسطرح  
 سے ملکہ ماہ دُرور گوش کی تانی سوسن زبان درازی ہوئی تو اسی کو دیکھنے چلی جو سوسن حصار  
 سے تخت پر سوار ہو اس سے اور ماہ سہرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور  
 اسی بارغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُرور گوش سے روانہ ہوئی یہاں فوج کو حکم انجم شاہ تیار کی کا  
 پہونچا اسی وقت تھار سے بچے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کرنیدی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و  
 زمان مین ہر طائر ان سحر کا چھایا تھا آفتاب پترہ ہوا تھا شور تا فلک پہونچا تھا ان سب سے  
 بارغ کو لکھ لیا جہانگیر بھی تیغ بلاکش بکڑ کر شل شیر غمدہ کے آیا اور اس فوج پر گرا ایسات

ہندو سے صحرانگا دوست و پناہ	ہندو سے صحرانگا دوست و پناہ	ہندو سے صحرانگا دوست و پناہ
ماتنی تم خون و ہر ماہ گرد	بروز ہندو آن یل ارجبند	بشمیر و خنجر بکڑ و کشتند
برید و رید و شکست و بیست	بلان را سہر و سید و پاوست	ہزار و صد و شخصت گرد لیر



ایک زخم شدہ کشتہ و جنگ فیر | اسی گوی جنگ میں ایک ایک نعرہ ہو کہ منہ گل رنگ جادو اور کاس

نہر اساحر سے یہ بہا و اسباب ساحری سے ہر ایک ساحر کاں و ڈاک ہر گویا گویا دریاں کے تھکے پانی  
آکر پہنچا اور ملک ماہ و سو سو سن ایک طرف سے جنگ آتا ہیں اسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہو اسوقت  
سے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُرور کوشش کو ہوشش کیا اور اپنے تخت پر ڈاکر پرواز کی یہ تو اسکو لیکر دیا ہو گئی  
وان جو اسید سون سے خبر ہو بخانی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہو اور ہر جہاں ایک  
نے ایک جہدار نیک و قلعہ کو کھول دیا اس طرف سے فوج حاکم کے چلی اور بیان عین کارزار میں  
گل رنگ جو آیا تھا تیغہ ملاکش سے دو ٹکڑے ہو اور ایک ساحر عقاب زہر شہود نام ہو کہ وہ اسکی  
حوالی کا رہنے والا ہو اسوقت اس طرف سے ہو کر گذر املک کا حدار کھڑی ہوئی اور یہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل ہو  
کیونکہ اسوقت گاتی اسکی بندھی ہوئی دو بر چھیاں سینے پر تھیں جو یوں منہ غصے سے لال و لہو میں بار بار خیال  
نارنج ترنج اس طرح سے لگاتی کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہیں یہ کافر عقاب اس پر مائل ہو اور مخفی ہو  
سے اسکو ہوش کر کے اٹھائے کیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آہر اور ہتھ چاکت نے چراغ  
جھنڈی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دیا اور پردہ چشم ساحران کے درمیان میں پردہ  
ڈالا یا اندھیر مچا دیا آنکھوں کو اپنی روئے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذ اب اسد اور سے تھکے ملاکش  
کی مار چرائی کی روشنی میں دن و ماٹھے اندھیر غصہ کا سامنا یہ کو کب ہی کی فوج تھی جو رکی  
بھی وہ اسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بچا رہی رکی بھی تو کیا رکی کچھ ہی دیر میں کلہ ام تو رہہ و راہ  
کریز ہو سے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجسم نے مزا گوارا کیا لیکن باطن  
میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخرت ضرب تیغہ ملاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی  
جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال و اخل خزانہ سرکار ہوا دارالامارہ میں خورشید  
اگرچہ شہانزادین امر اور راکھی گذر نے لگین منادی افرا سیاب کے نام کی ہو گئی لشکر ملک  
خورشید کا نہایت مسرور و خندان فیر و کش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور ہتھ  
جایا ایک اور سر ہنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطالبہ کو پٹیا پھر تو یہ علی کہو کہ اس

بیابان کی جانب کھینچے دل بہت	کہ تھا ستر میں کام مشکل بہت	ارادے ہو سے یہ دلون ہی میں
لیا پھر نہ دونوں نے صبر سکون	صبا سے رہے اسکا ہر دم پیام	کہ اویا و کست یہ بعد از سلام



خیالات ملنے کے جاتے نہیں قرار و سکون دل تک آتے نہیں شب و روز رہتا ہوں بے خطر  
 کیا شوق نے کام کو کیا خراب کوئی طور ملنے کا ایسا دکر نہ جو رحم سے ہو تو بیدار کر  
 تن زار بے جان کیونکر جیے حکمرین شوخون تو کیا خون ہے اس حال میں یہ تو ہی لیکن عجز  
 اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہو اوصہر ساحر ان ہمراہیان گلزننگ و انجم بھاگ کر قلعہ کو کبیہ میں گئے  
 اور دربار میں کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھ کر بعد دعا و تناسل شاہی کل موکر معرض بیان میں لائے  
 کوکب سب حالات سن کر نہایت رنجیدہ ہوا اور ہزاران پریشانی اُسے خواجہ عمر کو لکھا کہ اسے  
 یار و قوادار نوبت بانچا رسید کہ پردہ تار یک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار میں جہنم  
 کے یہاں تھے کہ نامہ کوکب پہنچا اور اُس میں یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے  
 خواجہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کر سکے گی خدمت میں حاضر  
 ہو لگا پس آپ نے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالادوی کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر آکر اڑھائی  
 چرسے پر لگائی پان کھا کر یک اسپر بہائی کمر خیدہ کر لی بگڑی سر پر باندھی کمر سے دو پٹا باندھا کرتا بہشت  
 پانچون کا پانجامد زب بدن کیا اور فری کرے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ چھوٹے ہوئے  
 بنائے تھری کمر توفی کا انگر کھا پنا تھ پاتون میں مندی لگا انگوٹھیاں سب انگلیوں میں پہنین پوٹا  
 ساقدانار کھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان کی صورت نیکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ سطح  
 کی غزل اور اشعار گاتے ایات ہم میں اور سایہ ترسے کو چونکی دیواروں کا کام جنت میں ہو گیا ہم سے گنگارو کا  
 حسیب گرچہ دل ناز ہوئے بخواروں کا دیکھے اک جام تو ہی یار ابھی یاروں کا اسی طرح گاتے بھلے یہ راہ میں  
 چلے آتے تھے اوصہر عقاب کل عذار کو لیکر ایک درہ کوہ میں آیا تھا اور وہاں اُسے فرشتے وغیرہ آتے  
 کرکٹا سکھٹھا ناچا پڑا اُسے قصد کیا کہ نہور سحر لکھی اُون یہ سوچ کر ایک نایع جھولی سے لٹکا لٹکا مارا کہ تمام  
 وہ مقام اندھیرا ہو گیا عقاب نے منہ سے پھٹ جو کیا سب خس و خاشاک وہاں کا شمع و فلیت  
 کی طرح جلے لگا پھر اُسے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ بھس ہوا آخر فرشتے بھی  
 اب اُسے منت شروع کی کہ اے حاصل زندگانی تجھ کو اپنی غلامی میں قبول کر کہو نہ اب میرا حال یہ ہے جنت  
 چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا پڑا نشان پر صبر و طاقت کا سپا یا جو کل عذار اُسکو بُرا  
 بھلا کہنے لگی اسی اُٹھان میں آواز گانے کی اُسکے کان میں آئی اُس طرف متوجہ ہوا جب عمر کو اُسے دیکھا بخت



بلالایا کہ میری معشوقہ مجھ سے راضی نہیں ہوتی ہر تو چل کر ایسا لگا کہ وہ راضی ہو جا سسے خواجہ جان  
سے آئے اور گاتا کیسا انھوں نے کہا میں یونہی راضی کیے دیتا ہوں اور درہ کے اندر سے  
اسکو باہر لگا دیا جب گلہزار کیلی رہی اسکو بڑا دارو سے بیوشی کی دی کہ اسکو ملا کر اسکو  
بیوش کرنا اُسے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسے اپنی معشوقہ  
کو خندان روایا یا اس بیٹھا از بسکہ وہ عیار نہیں ہے جو اپنے بدن میں ہاتھ لگانے دے فوراً اپنے  
جام بیوشی آلود اسکو دیا کہ وہ پیکر بیوشش ہو اے جو نے اگر اسکو قتل کر ڈالا پھر اسکی زبانی  
حال ملکہ ماہ دروہ گوش کا سنا اور اسکو بھی بیوش کر کے زنبیل میں ڈال لیا اور آگے کاراستہ  
پکڑا یہاں تک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہنچ کر ایک بیابان سبزہ زار میں کہ سایہ اسوقت ڈھلا  
تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رات و دن مٹھکر خواجہ نے کو بجایا اور  
بڑی خوش و خروش سے اس غزل کو گایا ایات

ہو نہ عاشق سو چکر آئیں دشمن ایمان کا	دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطاں کا	جھوٹ ہی جانوں کلام اس سر پر لیا
پس کر جا رہی وہ آئے اگر قرآن کا	تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	تو ہماری جان لیکن کیا بھر و سا جاکا

ایک گانا تو مشہور معروف ہے آشتیا نے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایوں سے چھوٹے شدہ  
شدہ خبر چھانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی بھر کے صدمہ میں پھنسا ہوا تھا  
اسی وقت چو بدار بھی طلب کیا خواجہ بڑے اغراض سے گئے اور ادھر جہاں گئے فرش وہ پر  
تکلف پھوایا کہ جو اسے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھ کر کسری و حجم رنگت کھاتا تھا  
کشتیان خراب تاب کی قابین گزک کے لیے کباب کی سامان عشت بہ جلا میا تھا کہ درویش  
صاحب آکر پہنچے اور خوب بھن انھوں نے گانے پھر اشعار مراد یار کے گائے کہ ایات

وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا	پر میرا چکر دیکھ کہ میں اُن نہیں کرتا	کیا قہر ہی وقفہ ہوا بھی آئے میں اُنکے
اور دم مرا جانے میں توقف نہیں کرتا	دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہے	دنیا کے زر و مال پہ میں لفت نہیں کرتا
کچھ اور گمان گزرے ندول میں گر کافر	یا داسیلے میں سورۃ یوسف نہیں کرتا	تمام محفل کو حالت وجد طاری

ہوئی لیکن مہتر چایک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہیں دیتا ہے آخر انھوں نے  
بیوشی ملا کر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اُسے چاہتا کہ پیون چایک نے وہ جام لیکر پینا دیا اور



پینے نہ دیا اس وقت تو خواجہ کہتے ہوئے کہ بھلا اوٹا شدنی جو نامرگ کمان جاتا ہو میرے ہاتھ سے یہ  
 لکڑی کسے کے چلے چاہا اب بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست و خیز کر کے نکلا پھر انکو کون  
 پاتا ہو یہ جاوہ جا اب جب یہ تنہائی میں آئے مشورہ پذیر ہوئے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق  
 میں یہ قلعہ سے نکل کر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذرا نکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش  
 جاسے و نکش تھی نہال سر سبز و شاداب سبزہ یہ ظاہر کہ طغرا صفی گلشن پر پھریا سہیں آب  
 روان کی لکیر بلبیل شوریدہ کاشورچین میں رقصان موہ چوٹ کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہاں  
 دوسری بلبیل بھی تالان تھی یعنی سوسن کے ساتھ ماہ در در گوش یاد شہزادہ جہانگیر میں  
 قمری نمط کو کو کرتی اور کستی ایات

کون وقت احوالے گزرا جی کو گھراتے ہوئے  
 آتش خورشید سے دیکھا نہیں اٹھتا دھواں  
 وہ نہ جاگے رات ہو کھو صف سے بخت خفت کی

موت پڑتی ہر اجل کو بیاں تلک آتے ہوئے  
 اکھڑے ہو یا ہم پر تم مال سکھلاتے ہوئے  
 بچ گیب آخر گجر زنجیر کھڑے ہوئے

خواجہ جو مع برق اس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھ کر بڑی قدر  
 منزلت سے بٹھایا انھوں نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکال کر نہائی پھر بھی ہوئی دوا تعریف کر کے  
 سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئیں دو لون کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور پھر وہاں  
 سے آکر چھ قلعہ میں ایک دوکان کرایہ کو لی پر وہ ماہے زنبوری اُس دوکان میں لگائے جو پودہ ہفت  
 آسمان کو پہنچتے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزار تصویر اُس مکان میں لگا کر شگ کا  
 چین اُس مکان کو بنا دیا ایات

کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ  
 مرقع کر دیا دیوار و در کو  
 شیبہ سادہ رویان زمانہ  
 وہ ایوان آفت عقل و دل و دین  
 کرے سجود جسے تیخانہ چین  
 ہر اس اعجاز میں عیسیٰ بھی حیران  
 کہ تصویروں سے اس میں ہر گئی جان

مازنینان شوخ و شنگ اُس دوکان میں زنبیل سے نکال کر شجائیں سرمایہ تجارت دلا جان بھین برق کو لکڑی  
 مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو نگر مسند بچھا کر لکیر لگا کر بیٹھے لوگ جو اس طرف آئے تھے ان مازنینوں پر جان ہی  
 دلا تو غلط ہوا کہ ایک کجبر بردہ فرار خواجہ سفید مو نام بیان آکر میں ملکہ کا فدا شوخ چشم کی بھی تصویر ان تصویروں انھوں نے لگائی تھی لکیر



اس تصویر کو اگر متحرک چاہے دیکھا تو اسکی معشوقہ ہو اسکو دیکھ کر ہوش ہو گیا آخر اپنے تئیں  
 سنبھالا اور برق سے کھانچا اپنے مالک کے پاس پہنچے چلویم یہ کنیز مول لینے برق اسکو اندر لے  
 آئے دیکھا کہ ایک مرد پر کئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر لحد جاہ و جلال بیٹھا ہوا ہے  
 سلام کیا اس نے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پر سی فرمائی پھر ذکر کنیز و ن کا درمیان میں آیا عمر و  
 چاہے پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہو غلطی  
 سے دکھا دی گئی ہے چاہے آخر وہ ان سے اٹھا اور روتا ہوا پاس جھانک کر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک  
 سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہے آپ دلو ایچے جھانک کر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کار پر دازون نے  
 فرشتہ و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوہدر سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس پہنچا خواجہ سوار ہو کر وہاں  
 سے روانہ ہوئے اور بروقت چلنے کے اپنا خیر و عیال زنبیل میں رکھا اور جھانک کر کے پاس آئے اس نے  
 مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ شجر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے یقین نہیں ہے جو اس کنیز کو  
 دے ڈالے خواجہ تیوری چٹھا کر اور آنکھیں لال لال کر کے گھر کر بولے کہ ہم کہ چکے کہ یہ بیماری  
 دختر ہے جھانک کر نے کہا آپ خفا ہوں یہ میرا بھائی ہے آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی  
 کہیں کیجیگا پھر ہمیں احسان فرمائیے عرض ہو بہت تکرار کے قبول کیا جھانک کر نے ایک باغ  
 کو جو بہت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا وہ بہت سارے خواجہ لایا اور  
 ایک گوشہ میں جھانک کر چاہے کو بلایا اور ایک تیغ اپنے پاس سے نکالا اور کہا تم بھی کیا بلو کرو گو  
 ای غنہ اوے یہ تیغ تمھارے واسطے ہے پس جو نہیں وہ تیغ جھانک کر نے اپنی بقہ ہوشی ایسا اڑا کہ  
 جھانک کر چاہے دونوں ہوش ہو گئے عمر و نے ان دونوں کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا تیغ  
 بلاکش بھی اس کے پاس تھا وہ بھی ماتھے آیا اب یہ مقام تنہا میں تو تھے ہی وہاں سے ٹھکرا چلے اور صرا  
 میں آئے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے جرم اور خبیثے نادرہ جو  
 موجود ہیں اسے شکوہ لیجئے چونکہ یہ قلعہ خیم حصار کی حوالی ہے بیان ساحر ان نامی اطراف میں رہتے ہیں  
 کوکب پاس جاسکتے ہیں انھیں میں سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اس نے لے جا کر کوکب کو پہنچا  
 کوکب وہ نامہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سایا بان بری برہ کا مالک آفاق جادو تین لاکھ ساغر  
 سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اس نے بادشاہ کو متروک دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہے



شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہو یا رہیں چاہتا ہوں کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اسکو لائے  
 آفاق نے کہا مجھ کو اجازت ہو تو میں جاؤں بادشاہ نے اجازت دی یہ وہاں سے روانہ ہوا تو چونکہ  
 کاہلنا ہنگامہ مشورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غرا  
 کو دنگا نا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اسی صحرائین کہ جہان عمر و تھا آیا خواجہ سے ملاقات  
 کی خواجہ نے جہانگیر کو سوسن و دُرور کو شش اور چاکب و غنہ کو مع تیغہ بلا کشتی سپرد کیا  
 آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ اے آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیوں کو لیجانا اس  
 لشکر میں بیڑیاں پہنا کر قلب لشکر میں اُٹھو رکھا اور لیکر پھر وہاں خورشید بھی کچھ غنیمت میں حال  
 خواجہ سفید مو کے آئے کاسکریا غ میں آیا یہاں کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر صاحب  
 کو لیکر غائب ہو گیا ہے سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیج کر بلوایا ہے پس اُس نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہوا اسی وقت  
 نفیر بھنگی بوق کو دم ملا جو انہوں نے کمرن باز زمین بہا در لڑنے مرنے پر لیس ہو گئے طائران پرند  
 سوار ہو کر ساحر چلے اور برسم بلغیر راہ طر کے قریب لشکر آفاق پہنچے پھر تو صفین جنگ میں مبارزات  
 دوسرے سے پٹ پٹے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت  
 ہونے لگی خورشید نے ہزار درہزار تلے سحر کے پیدا کیے کہ جو اگر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے  
 صدرا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر اُپیر برسا کر بکھلا دیا آفاق نے  
 ماران سیاہ کا منہ برسا کر انھوں نے جسم مبارزان کو پانی کر کے ہسایا تا دیر ایک دوسرے

سے پٹ پٹا یہ نقشہ راہ نظم	زمین شد ز نعل ستوران ستودہ	ہی کوہ دریا شد و دشت کوہ
زبیں لغو و نالہ کرنا کے	ہی آسمان اندر آمد ز جاے	ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون
بے سروان را سر آمدنگون	بکشتند چندان زہر دو گروہ	کہ شد خاک دریا و نامون جو کوہ
تو گشتی ہی خون بسیار سپہر	پدر رانہ بد بر سپہر جاے ہر	اُسی گرمی جنگ میں ایک لڑت

سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اتر دریاں پر ایک ساحر نابکار و ارا ب ظلماتی  
 نام ظاہر ہو کر لشکر کی پشت پر آگرا اور کمر لشکر کی آگرا ہی پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی سپاہ  
 ہونے لگی اسوقت بقدرت کردگار عتقا سے ابلق سوار سپہر کھائی کوکب کا اگر گرا اور چلنے لگا  
 کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیاں آنے لگیں و ارا ب نے عوکیا



تاریکی ہو کر چار سیاہ رو سے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل کرنے لگا ہزاروں ساحر اذہا ہوا عنقا  
نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے فروغ دیدہ ساحروں کو بخشا اور ایک لکڑی چاند کا  
ٹوٹ کر دراب ظلماتی کے سر پر گر کر وہ زندگی سے بدر ہوا خضیفہ مرگ اسکو حاصل تھا عنقا  
اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید دباؤ کھا کر چھ ہشاجب اُسے دیکھا کہ یہاں قدم نہ جمے گا یہ کہتا تھا  
اور ایسا اب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ فوت و تقارے  
رو سے ہوا پہنچتے سنائی دیے اور ساحر شیر سوار و اثر سوار طس بہر عوسے افسر انکا طیفور حمار  
چشم تھا تین لاکھ ساحروں کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دواہ  
برپا ہوا ساحروں میں سحر کی چوٹ جلنے لگی آخر عین گری جناب میں عنقا سے مقابلہ طیفور کا  
ہوا اُسے ایک نارنج مارا اُسکے خالی دسے کرتیج لگایا برابر سے چوٹ جلنے لگی ایک مقام پر سحر کی تلوار  
طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قید طیفور میں یقین تھا  
کہ جائے اسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدائی کہ منم کو کب روشن طیفور نے  
جی داری کر کے ایک مار جون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن نیچے ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور سرخس  
طیفور جدا کیا فوجوں کو شکست ملی آفاق کو کو کب در بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت اسکو  
تبعہ بلا کش دیکر جانب بیابان برسی برہ روانہ کیا اور ایک خیمہ ملا زمان کو کب نے اُسی بیابان میں  
استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر ہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک نفس آہنی طلب کر کے  
جس انکے کو اُس میں بند کیا جاوے بھی اُسی میں ہے پھر اُس نفس کو ایک گنبد عمارت میں لٹکایا  
اور گنبد پر پہلی چوکی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے بعد میخوار آتش خوار کو مہین کیا  
اور گنبد کے آگے تالاب میں آتش کا بنا دیا کہ مہین کوئی آندہ سکے لہر میں اُسکی دلوں میں خیال  
سے آگ بھڑکاتی تھیں اور پلشیں تا بفلک جاتی تھیں عرض جب انتظام قیدیان کر چکا  
اسوقت ماہ در در گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طاہنے لگانے اور کہا او گیسو بریدہ  
لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلائے تو کتا بھی نہ جیسے کوئی ایسی حرکت کرنا کہ جیسے تو تنگ خاندان  
ہوئی پھر گلہزار کو بھی بہت کچھ بُرا بھلا کہا پھر زلف آرا سے سرخ چشم کے سپردان دونوں کو  
کہا کہ اُسے اپنے باغ میں لے جا کر ان دونوں کو قید کیا اس واسطے کہ بخیر رنج و الم کو زلف



سنبل و یکسر سلسلہ پریشانی ماتہ آیاباں بال اپنا گنگا ربا چب خاطر مضطر گھبراتی جان گھبرا کے  
لب پر آتی تو بیکراری سے یہ سناتی غزل

یارب میں کسی زلف کو زندانیوں میں ہم  
جوش جنوں سے رہتے ہیں زندانیوں میں ہم  
قرب حرم میں بھی ہیں تو بولانیوں میں ہم  
لائین جواہ کو شر افشانیوں میں ہم  
پھر میں جنوں کو سلسلہ حبانیوں میں ہم  
سرگرم سوز عشق کے مہمانیوں میں ہم  
جون خاطر نوشتہ میں مہمانیوں میں ہم  
آئینہ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم  
مصرف و زخم دل کی پریشانیوں میں ہم  
بہ جائیں کاش گریہ کی طغیانیوں میں ہم

پانی جنوں و خان میں پریشانیوں میں ہم  
زنجیر میں بھی نالہ زنجیر کی طسرخ  
پانی نہ تیغ عشق سے بھنے کہیں تپاہ  
دوخ بھی جاسے نعرہ بل میں مزید بھول  
پاکو بیوں کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید  
تم بھی نہیں جگر میں رہے اس قدر رہے  
مطلب سے اپنے کون ہو آگاہ خبر خدا  
ہیں آنے میں صورت تصویر آئینہ  
سینے کا چاک سینے کی فرصت کما لیں  
جاسکتے ضعف سے نہیں کو چہرہ میں کڑوا

افراسیاب جاو و باغ سبب میں تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سوا سے حیرت  
کے اور کسی کو خبر نہیں کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہے غرض کہ ہر کارے دوان دوان خدمت شاہ  
جاو دوان میں آکر حاضر ہوئے اور بادشاہ کو خبر کیا بعد دعا و ثنا سے شاہی کے خبر عرض کی کہ ملک خورشید  
منایت عالم پریشانی میں بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہے افراسیاب گھبرا ہوا سرداروں کو استقبال  
کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اس طرح جہانگیر کو ویران کر دیا گیا  
راہ میں میں نے جا کر روکا تھا کئی سردار اگرچہ بچے آخر کو گب کا ماتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر لگیا  
راہ میں میں نے خبر پائی ہے کہ چاہا کہ اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہے یہ سنکر افراسیاب  
فرط غیظ و غضب سے آگ ہو گیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اُس کو ہوا یہاں تک کہ بغیظ و غضب کلم  
پر پرواز پیرا کر کے اڑا ہر چند پہننے منع کیا نہاتا اور دمان آکر پہنچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا  
نبا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی تابفلک جاتی ہے کہ وہ ناز و مقام نظر آتا ہے دل پر فلک کے  
جل جانے کا اندیشہ ہے پانی اُسکا شل جوش طبع جوش کھاتا ہے ساری عالم کا غصہ صحت کس حکم



مجمع ہوا ہر لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہیں شرارے اڑ رہے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر اُس نے سحر کر  
کر ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُس میں سے سو سلا دھار بہنے لگا یہاں تک کہ وہ آتش بالکل  
بچھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اسی جگہ سبزہ آگ آیا آگے جو بشکل لیے ہوئے عقاب ابلق  
سوار اتر ہوا ہر اسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بنا کر جہانگ و چاکم کو اُس میں قید کیا ہر  
بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوئے چار لاکھ کا عقاب ابلق  
سوار اُڑ رہا ہوا ہر کڑھا و چڑھے ہیں بستر یادوں کے لگو ہیں سواروں کی لین پڑی ہیں تھیاروں کی قنچیاں  
نبدی ہیں ہوم ہور ہا ہر ساحر کنوون پر ہارے ہیں اور دھوستان چھانٹ رہی ہیں بازارین  
لشکرین کھلی ہیں کٹور اکھنکٹا ہر گرم بازاری ہو رہی ہے سقون کے کٹوروں کی جھنکار ہو دلاوون  
کی بول چال ہوا افراسیاب جب وہاں پہونچا بارگاہ فلک فرسا عقاب کی استادہ تھی سرانچہ  
اُس کے اٹھے ہوئے تھے عقاب مسند راندز بارگاہ کے بٹھا تھا اُس نے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا  
کہ افراسیاب کہاں آتا ہر افراسیاب نے میخوار جاو کو سحر کر کے مسخر کر لیا ہر وہ اُس کے ساتھ ہے  
بس عقاب کما کما دیکھو ارمک ام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہر یہ نعرہ سنکر افراسیاب  
نے اشارہ کیا کہ مارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عقاب پر جا پڑا دونوں فوجیں آپس میں مل گئیں سحر کی جوتی  
چلنے لگیں ترسول و پینسول کی حکمت تابہ اوج فلک جانی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی  
دمدم کرنا کو دم ملت تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہر اک سمت آنکھ کا طوفان بیا	گھر ابر پانی برسے لگا	ہو سے ناریل آکے سینون کیار
برستے تھے جادو کے ہر سمت مار	پیام اجل دے رہے تھے ترنج	ہر اک لگو پیدا تھا ان سب سرینج
کلیجہ کہیں پیر کھانے لگے	پیام قضائے تیرا سنے لگے	برستے لگے شعروان آگ کے
بہت سحر کی آگ میں جل گئے	کہیں بھیرون تاجا کہیں کلو ابر	برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عقاب نے دیکھا کہ خود افراسیاب سامروں کو قتل کر رہا ہر اُس نے ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر  
کوکب کو خبر دے اُس نے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہو گیا افراسیاب آیا ہر اور میخوار کراہتے ہی  
سب کو قتل کر رہا ہر یہ خبر سنکر کوکب غصہ میں چلا اور بیان پہونچا دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش  
اوفراسیاب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سنا میخوار پوچھا اور زیاد



کیا کہ وہ جاکر اپنے لگا اور افراسیاب زمین میں غرق ہو کر اندر گند کے ہو چکا اور جا کر اسے  
 پھر اچھا نیکر کا بھت میں سے اتار کر اور ایک روئے ہوا یہاں کو کب کے جو کہ دیکھا تو میری فوج آ رہی  
 تھی اور ہزار ہا ساحر آپس میں کشتہ ہو کر گر پڑے اور افراسیاب انہیں دیکھا کہ میری آمد دیکھ کر  
 کیا اب اسے سب فوج پر سے اتارنا شروع کیا مگر اس وقت سحاب جادو کے نہایت زبردست  
 ساحر ہر وہ کو کب کے ہمراہ تھی کو کب نے کہا اے سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کہہ رہا ہے  
 ان سب پر سے اتارنا ہوں ملا سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بھی راہ میں اسے نگہبان لگے کہ  
 دیکھا اور انھوں نے کہا کہ افراسیاب پھر الگ کیا اور وہ سامنے جاتا ہی بس سحاب بڑی زور شور سے غرور  
 کر کے افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکہ ایسا سو گیا کہ بادشاہ جادو ان گہر گیا پسینا آ گیا اور پھر  
 زمین پر اسے رکھ دیا اس وقت سحاب نے سوچا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و جابک اس میں سے  
 نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونوں کو اٹھائے جابک تو عیار ہی یہ توجہ سے کر کے جمع میں کئی چھپ  
 رہا مگر افراسیاب نے یہ بھیمل تمام رد سوچا اور جہانگیر کو اٹھا کر پھر چرے میں بند کر لیا اور جابک کو پناہ  
 اب ایسا سو گیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پھر اسے گیا یہاں کو کب کے سب  
 کا اتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پھر اسے گیا اور وہ جاتا ہی بس کو کب نے غصہ  
 میں ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جاے اس وقت گو دین ایک کاغذ اڑتا ہوا آ کر اسکو جو  
 پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن رو میں تیں ای کو کب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اسکو جانے دو اور  
 میرے پاس آؤ کو کب سب کو علیحدہ کر کے جانب برہمن چلا کر افراسیاب پھر لیے ہوئے جہانگیر  
 بارگاہ میں حیرت کی پھر سے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا اے صاحبقران من کیسا مزاج ہوا اسے  
 کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گہرا حیرت نے کہا سو میں ہوا افراسیاب لگا سو کرنے اس وقت  
 جہانگیر نے کہا اب میں رخصت ہونا ہوں یہ کہہ کر اٹھا افراسیاب نے ناتو دور کر کے اور وہ پانی ہو کر  
 گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا خود شیدائی بخش رونے لگا کہ اے شہنشاہ  
 عزیز کیا ہو گیا افراسیاب نے طائران سو کو حکم دیا کہ جلد جا کر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہاں ہی یہاں ہو طائر گئے  
 مگر پناہ پناہ پھر آئے یہاں تو افراسیاب متروک ہو کر کو کب پاس برہمن کے ہو چکا یہ اسکا پیر  
 بھائی ہو کر بڑا زبردست ساحر ہر برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بھایا اور کہا اے بادشاہ آج بھکری کی



ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سر کا پتلا لے گیا بہت ہی نرسندہ  
 ہوا ہو گا یہ کہلاؤ دست کی جانب اشارہ کیا کو کب سے دیکھا کہ جہانگیر بجز سر میں بندھا ہوا ہی مر نہ  
 سکے کہ یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکلیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکلیا کو کب نے  
 اسی وقت جہانگیر کو نفس میں بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہاں رکھوں جہاں رکھو گا اور  
 ضرور اگر سکے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیج دیجیے کہ ملک کو ہستان میں روان  
 قید میں رہیگا اور کوئی وہاں جانے سکے گا اسوقت کو کب نے نہال جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اسکو قیصر  
 میں پاس قیصر کے پہنچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہو مگر طائران سر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی  
 کہ جہانگیر کو قیصر میں بھیجا ہوا افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہاں راہ  
 میں ہمارا ایک دست ہو محیل حیرت میں اسکو نام لکھتا ہوں اسی وقت افراسیاب  
 نے محیل کو نام لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہے اور جہانگیر  
 کی قید اس کے ساتھ ہے اس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیج دے محیل کے پاس نام  
 افراسیاب کا پہنچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوئے اس طرف پہنچا محیل بھید  
 سے بھاگ کر جاڑا اب آپس میں سر کی مار ہوئے لگی لیکن محیل نے ایسا سر کیا کہ نفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا  
 اور جہانگیر اسی ہنگامہ میں نفس سے نکل کر ایک درخت کو وہ میں جا کر چھپ رہا یہاں ساحر آپس میں  
 لڑا کیے ایک نے دوسرے کا بھیجا تھا یا ترسول و پسنول کی مار رہی گلو ابھیروں کی بکار ہی آخر  
 میں محیل نے ایسا سر کیا کہ نہال جادو ہوش ہو کر گرا اور اس کے ساتھ ہی ہوش ہو گئے ہم ہر  
 دس ہزار فوج کا ہوش ہونا یہ معلوم ہوا تھا کہ آدمیوں کا فرشتہ بچا ہوا تھا اب گلو وہاں ہی محیل  
 نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً دھڑ سے قیصر کی سواری نکلی اُسے پوچھا کہ یہ ہنگامہ جو درخت  
 ہوا کہ ملازمان کو کب قتل ہو تو ہن بس اپنے و ہن سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محیل پر گرا اور محیل کو  
 اُسے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اُسے شکر یہ ادا کیا اور حال اپنا قید جہانگیر  
 کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ نفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہیں معلوم کہاں گیا قیصر نے  
 کہا یہ ممالک کو ہستان کے ہن بیان سے نکلیا تا مشکل یہ وہ بدون آب و دانہ ترپ ترپ کے مر  
 جائیگا اس سرحد سے نکل نہیں سکتا تم کو کب کو مطمئن کر دینا نہال بیان سے خدمت کو کب میں آیا



اور اس سے سب حال سننے بیان کیا گو کلب نے کہا مشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہو بیان تو  
اطمینان ہوا مگر جہانگیر کا حال سننے کہ یہ چودہ گروہ میں گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران چلے  
آب و دانہ اس میں رہتے تیسرے دن شدت میں بھوک کی نکلے اور بقرار تھے غرض دو مہینہ تک  
صحرا کے پھل اور مٹیاں کھائیں اور وہاں پھر ایسے ہر صبح کو وال ہوتی تھی نہ دلیا ہوتا تھا غلیظ  
کرول و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فافہ و ستر خوان بچھا تھا کھجی لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرے گئے تھے  
اور مسیتین اٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرانما کہ سوانے ریگستان اور وہاں کچھ نہ تھا اور نزلوں  
تک آبادی کیسی بوسے عمرات مشام جان میں فائز نہوتی تھی اس صحران میں بہت سختی اٹھونے  
اٹھائی اور پیل کھا کر بسکی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لہاس ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے  
صرف ایک جو انکو پاس رہ گیا جہانگیر نے اسکو پھاڑ کر ایک تھدا اور ایک کفنی بنا کر ہنسی اور شل  
فقیروں کے پھرتے پھرتے شہر قیصرہ میں پہونچا کہ جہانگشاہ قیصر جاوہر اور وہی یہ قیصر جاوہ  
ہر کہ جسکے پاس قید انکی کو کلب نے بھی تھی غرض بعد گئی مہینے کے اٹھون نے آبادی دیکھی اور انسان  
کی صورت انکو نظر آئی جا بجا دکانوں پر خیرشی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا  
مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھونکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت  
دیکھی کہ عمارتیں سر بلند کچ و تخت نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھیں سراسر سیڑی کی تصویر تھیں کرسی  
ہر مکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانوں کے نالیاں تختہ نزون کی طرح تھیں تختہ مونسکی  
سایہ دار لگے پھرے اٹھیں جانور ان خوش الحان کے ٹنگے ہر طرف کھانچتے تھے کٹورا کھنکھاتا تھا  
گرم بازاری ہوتی تھی رعیت و شاہ تھی بندہ سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ

پریزادوں سے تھا آباد گلزار	عجب اگر استہ چوڑا بازار	بنے تھے بے نظیر اس میں مکانات
زمین شہر میں عالی مکانات	رفیع ایسے کہ قصہ آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنایا غارم تخت اوہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران و مان	جہانگیر باوقیر اس شہر کی سیر کرتا
پھرتا اس شہر کے کنارے ایک حد ویش	ماخذ ابھی رہتا تھا کہ نام اسکا درویش	پوریا شہین تھا
اور یہ اسکی کیفیت تھی ابیات	وہاں دیکھا کہ ہر ایک صاف جا	کہ جس سے بات بھی کرنا مشکل
زبان ساکت ہر لب مخموشی	خدا کی یاد میں ہے گرم جوشی	سیلی تاکے ٹھنکے منکے سے آرتا



لیاس درویشی سے فرین ولین یاد معبود قول الست پر کلم یاد پاک باطن خوش و استاد اس مقام  
 پر کچھ چلے اور بالکے کچھ مدجال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیر ہر اہل تھا  
 منار کسی بزرگ کا تھا اس پر سبز یاد راضائی تھی مسہری بھولوں کی بنائی تھی وہ درویش ہمیشہ  
 اپنے استاد کا چھاند کیا کرتا تھا فقروں کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب موجود تھے  
 نعرہ یاق کی صدا میں بلند تھیں کہیں لہنی ٹوپی واسے آزاد تھے کہیں نالک شاہی تھے کہیں گیسائی  
 تھے ہر طرف سے صدائیں یاق یاد آتا یا مرشد کی آتی تھیں دل بہلائی تھیں کوئی کہتا تھا شعر  
 آتر کے کاسہ عرش سے ہوا موجود فقیر مست نے جسم کہا کہ یا موجود کسی کی زبان پر تھا بیت  
 جہان گماں اچھ مجھے وہاں پہنچا لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہنچا

یو کیاں قوالوں کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سما تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کسی جاضب الاشد د لیر	کوئی افتادہ محو بو سنہ خاک	کہیں فریاد یا ہوسے جک چاک
لطیفے سب روان شقائق ہاں	کسی کی قلب کی جاننگاہیں	تھاپہ ریزا بردیدہ تر
کہیں ذکر حلی سے آشنائی	میان حلقہ و آرخویش آزاد	کوئی تعظیم بتیابی سے استاد
کوئی القائے استاد ہی شیر	کوئی مخفی کے رازوں پر خبردار	کسی کو چرکے سے حاصل صفائی
غرض تا نصف شب سامان ہی	کہیں شیطان فکر و تمنی میں	کوئی معصوم دید باطنی میں
شہزادہ جہانگیر بھی ان فقروں کے جلسہ میں آیا کہ یہ بھی فقیر بنا		ہی دیکھ کر ن ارمان ہی تھا

وہاں روشیان اور حتمے کی دال بٹی تھی وہ اسکو بھی ملی اسنے کھائی بدست کے بعد کھانا میسر ہوا  
 کھا کر بیوش ہو گیا پھر شہلک بٹھا اس عرصہ میں ہتھوڑ کی صدا سنائی دی اور سواری بڑی دھوم  
 قیصر کی آئی فقیر کو اگر اسنے تسلیم کی اور اگر برابر بورسیہ پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا  
 معمول ہر کہ جس شہر میں جاتا ہی فقیر و نکو جمع کر کے چھاند کرتا ہی بیان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر  
 سے بہت جھک کے ملا ہر جا بجا میدان میں خیمے استاد میں گانا ہو رہا ہی عجیب جلسہ عرض  
 اب جو بادشاہ اگر ہو نچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ اے قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تھاکر  
 یہاں آئے مگر ہم نے تھوڑی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تھوڑا کچھ قیصر نے کہا کہ آپ پر  
 روشن ہو بیان کی کیا ضرورت ہے درویش نے کہا کہ اے قیصر تو ملک کو بہ جادو و دختر آفاق جادو و پاشق



وہ بادشاہ بہا بان بری برہ ہوا اور اسی کے غم میں تیرا یہ حال ہوا پر پہنچنے ہی قیصر قد مون پر فقیر کے  
 گر پڑا اور کنا اے مرشد کامل حقیقت میں یونہی ہو اور عجیب طرح کی مشکل ہو کہ وہاں نہ نامہ پہنچ  
 سکتا ہے نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہے کسی طرح وصل اس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہیں اسے مرشد  
 میں نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر انھوں نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے  
 بھی سرفراز نہ فرمایا اب میں آپ کے داس کو بخیر و نیکار و ریش نے کہا کہ اے قیصر اب جلد مدعا  
 تیرا برائے گا اور اسی محفل میں ہو وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقر ایسا موجود ہے  
 اور اس جلسہ میں شریک ہو مجھے ملا تھا اور اسکو بہا بان بری برہ کے جانے کی خواہش ہے  
 اور ضروری جاسے گا اور وہاں پہنچے گا پس اسی کے باعث سو تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا  
 اور نہایت درویش نے تعریفیں جہانگیر کی کیں کہ قیصر حاد و مشتاق ہوا اور کہا کہ انکو ملا ہے  
 درویش نے آواز دی کہ اے صاحبقران ہم سب آپ کے مشتاق ہیں یہاں تعریف لائے  
 اُس وقت دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من فقیر  
 وضع نہایت وضع وجہ و شکیل لیکن بخت ضعیف مگر اس پر بھی چہرہ تانباک لبان خوشیہا مان  
 روشن عرب و دبہ دیکھا درویش و قیصر کھڑے ہو گئے اور اسی وقت حکم ہوا کہ لباس خانہ لاکر  
 پہناؤ فوراً خلعت اگر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل میں اگر مقام صدر بیٹھا اور درویش نے  
 نہایت اوصاف انکے سامنے قیصر کے بیان کیے اور بہت تعظیم و کرم کالایا اب حسام شہزادہ  
 میں آیا اور قیصر نے رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے اُس طرح بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر  
 یاد کر کے ماہ در در گوش کو خوب رویا کرد درویش نے تسکین دی کہ اے شہزادہ آپ اس قدر  
 نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہو گئے اور خاطر آپ کے پورے قیصر کے سبط سے گامزدہ بالظہور  
 آپکو بہا بان بری برہ تک پہنچاؤ لگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیس دن جس تک  
 تیری سفر میں مصروف ہوا کہ شاہ مجھ کو وہاں پہنچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجھ کو آپ پر افسوس  
 آتا ہے آپ عمر اپنی بہن بسر کیجئے جہانگیر نے کہا کہ مجھ کو جان ہی دنیا منظور ہے میں جاؤ لگا ضرور اور اسی  
 جیل سے جان دو لگا ہر چند قیصر نے کہا کہ جہانگیر نے مانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کر کے  
 اپنے ہمراہ لیا وہ جلسہ رخصت ہوا اور درویش مع شہزادہ برہانہ ہوا اور ایک دن کوس



راستہ طے کیا ہو گا کہ چہا نگیز نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہو اندرون گنبد دیواروں پر تصویریں سائمان جہان  
کی نصیب ہیں اور آئینہ نگے ہیں سقف گنبد میں گھٹے سنگے ہیں جب یہ دونوں اندر گنبد کے  
آئے وہ گھٹے از خود بجے صدایا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر ویش نے ایک نقش لکھ کر  
دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحر کھائی دیوار ویش نے کہا کہ اگر شہزادہ یہ سانسے  
جو صحر او کھائی دیتا ہو یہی راستہ بیابان بری برہ کا ہے اب آپ تشریف لے جائیے خدا تعالیٰ  
منزل مقصد پر پہنچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائے گا شہزادہ یہ سکر ویش سے رخصت ہوا  
اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحر امین پتی تھی کٹیجھوری کی  
آواز سناٹا بار سمت ہوا کا سائیں سائیں چلنا درخت جھلے ہوئے پتے سوکھے کھڑکھڑا دل کو  
وحشت دلاتے جناب خضر بھی اُس وحشت میں بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم حسرتوں کا  
شہزادہ کے دل پر جو م تھا بانوں میں چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے ہاڑوں کے تھرتھرتے تھے  
اُسے شرارے نکلتے تھے چشمے حوش کھا کر اُبلتے تھے درختوں کے ڈنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان  
اُگ سلاگاتے تھے ڈرائے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور صبد بیتابی بیغزل زبان پر لاتا تھا غول

کہا ٹک اشتیاق یار جانی	خدا را ای فلک کہ ہر مانی	وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے شکوہ چند
سین کس طرح عاشق کی گمانی	ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا	اُمنگون پر ہوش نو جوانی
بڑھیں پھر کچھ تم سائیں اجل کی	گھٹا طول امید زندگانی	نجا دم بھرا بھی پہلو سے شر
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی	جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے	سنو قصہ مرا اُنکی زبانی
نسیم آغاز پیری میں بھی سستی	ہنیں جاتا خصال نوجوانی	ایسی صعوبت اُس صحر سے

آتشک میں شہزادہ نے اٹھائی کہ کھوڑا بھی سیمٹ ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا  
مگولے اُس وحشت کے ملبے کے لیے یسادل اور چوہدار تھے نقیب آہ کے لکار تے تھے  
چاؤش نالہ صدا سے دھیر پاش سناٹا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقادہ ہوا تھا جب دل بیتاب سناٹا تھا  
دیکھ کر یہ لب پر لاتا تھا ظلم

مرا یہ حال کہ دنیا کسی سے	کہ گو قربان تھا وہ اپنے جی سے	مگر وہاں سے بخت زبون نے
کیا ہوش سودا سے فروغ	ہنیں دور فلک کو دید منظور	رہیں ہم سے تم سے یہود و



غرض اسی رہروی کر کے بعد مشقت و مصوبت اُس صحرا کو طو کیا اور ایک جنگل میں گذر ہوا وہاں دیکھا تو بت سے دیو اور دیو نیوں کو جمع پایا اور دو لٹا بنا ہوا روسے کے پھولوں کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہاں سے تاشا انکی شادی کا دیکھوں نیکس و مان صورت یہ ہے کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سر ہنگ کے آیا ہے جب برات رخصت ہوئی تو سر ہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت ہو س ایک آدم زاد کا گوشت کھلائینگے جب تک یہ ہو گا یہ عروس رخصت نہو گی نعمان یہ کلام سن کر تاشا میں آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہاں تک کو بیٹھے ہوئے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی میں دابر اٹھٹرا جہاں تک اس پر سے کود پڑا اور تیغہ بکڑ کر ہزاروں دیو زاد قتل کیے دیو دن نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اس کا فرزند ہے کہ جس کے بیٹے دیو بند و دیو کش ہیں اور امیر حمزہ نے دیو سمند و ہزار و ست کو مارا ہے ذکر اس کا تو غیر و ان نامہ دفتر اول میں ہے غرض کہ شمشیر خارا شکلات جہاں تک سے کچھ ہی دیر میں مطلع صاف تھا یہ صدف شکن قتل دیو ان کر کے آگے گوروانہ ہوا پھر وہی بلبلانا وہی جنگل کی خاک اڑنا تھا اور غم یار میں بیقرار ہو کر یہ زبان پر لاتا تھا کہ غزل

سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہے  
یاد تیرے رنج پر نور کی جب ہوتی ہے  
ایسی لذت نہیں مابین رطب ہوتی ہے  
ایسی لذت نہیں مابین رطب ہوتی ہے  
کیا بتاؤں مجھے تشویش عجب ہوتی ہے  
اب ملاقات کی شب دیکھ کر کہتا ہوں  
میرے قسمت بھی رسا دیکھ کر کہتا ہوں

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہے  
سائے آنکھوں کے بجلی سی چمکتی ہے  
غم فرقت سے تیرے ہر جو حلاوت پائی  
لب شیریں سے تیری ہے جو حلاوت پائی  
تمہے حبس وقت بھر نے کا خیال آتا ہے  
دن جدائی کے تو کٹتے نہیں آؤ جانی  
چین دم بھر ہی نہیں جاہ کو اب تیری غم

اسی طرح بعد قطع منازل و طومر اصل مرحلہ پیمائی و دوشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل ارکھ آدم خاک چھانٹا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا تو تاشا فلک کی سنگلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو تھیر کا پایا شہر خوب حسن ہر ایک دل کو مطلوب کا میں رنگین عمارتیں عمدہ و مرتفع بنیں مگر آدمی سب تھیر کے غضب خدا کا وہاں گویا آیا ہوا ہے کہ سب نے



قالب انسانی یا کر جابہ تجھ کا پناہی شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب و ملت کے موافق دعا  
وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت شمس درویشان تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانے کو  
چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کو چون میں وہاں کے قدم اٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ سنگ راہ  
سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد میں ایک گلی میں جب قدم رکھا ایک میمون اس طرف سی  
آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہے جو اس  
شہر خوش است از میں آیا ہی جلد بیان سے جاو نہ مثل اخصی کے تو بھی بلا میں گرفتار ہوگا حسرت  
کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو تیرا آذری معلوم دیتا ہی انسان مثل تصاویر سنگین  
ہیں اسی طرح ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا آیا ہی غرض اُسے اُس بندر سے  
کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہیں اور تو کون ہے جب یہ  
اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہا تکیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو تبدیلی ملکتے پر  
لکائے ہے ٹیکا سیندور کا دیے ہی کھنڈ چن کے بدن میں لگے ہیں مگر سر سے صورت انہی خوب  
بنائی ہے یا نہیں معلوم کہ اصل ہی میں ایسی صورت ہی کہ زلف چلیپا اسکی تابہ قدم ہوئی ہوئی  
ناگن یہ معلوم ہوئی ہی جو انسان کا دل دُستی مانگ میں اسکی سیندور بھرا ہوئی چوہل عشاق کو مانگ  
راہی پیشانی تابناک ہی ابرو کشیدہ مثل خنجر بران ہی سر ساز و فسوں نگر چشم قنار ہی خسار گل گزار حبان ہے  
یہ اسکا نقشہ ہے کہ نظم

کہوں کیا حسن روز افزون کے اوصاف	بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف
پری اس کے مقابل میں کہاں ہے	نہایت نازنین وہ مرہ نقاب ہے

اُس ساحرہ نے ایک دکان میں لاکر فرشتہ بچھایا اور کہا اسے جوان  
بیلہ تو میں تجھ سے سب احوال بیان کروں جب جہا تک بٹھاتا تو اُس نے کہا میرا نام میمون جادو ہے اور  
بلو شاہ جو دارالامارہ میں ہے سرور جادو اسکا نام بہان کا بادشاہ ہے اُس پرین عاشق ہوئی اور سوال  
وصل میں نے اُس سے کیا اُس نے جب وصل قبول نہ کیا تو میں نے اُسکو مع اس کے ملازمین کے پتھر کا  
بنادیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن لگتو میرا وصل قبول کرے تو میں تجکو یہاں کا بادشاہ کروں  
جہا تک نے کہا کہ میں برسر سفر ہوں جب پھر کر آؤں لگاتو تجکو قبول کروں گایہ سنکر اس ساحرہ نے اُس دکان  
کی کوٹھری کھول کر انکو بنور سے قید کیا یہ وہاں مجبور و ناچار بیٹھے اور انکو نیند آگئی اُس عالم بیوشی میں



انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہی درویش پوریا نشین آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسے شہزادہ تم  
 اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے میں ایک تختی ہر وہ کسی طرح اس سے لویہ اس تختی سے ماری  
 جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھا آنکھ کھلی بیکاری اُسے آہ کی اور کہا بیت  
 یار اغیبار ہو گئے اللہ چاہے کیا زمانے کا انقلاب ہوا چاہے تم تو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے  
 تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کرے گا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے  
 دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھوں نے یہ کہا اُسے کو ٹھہری کو کھولا اور انکو نکالا سحر اپنے سے اُتارا  
 انھوں نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے میں پڑے دیکھا بس اُسکی گردن میں ہاتھ  
 ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن میں پڑی ہو اُسے کہا مان مان اس  
 تختی کو ہاتھ نہ لگا انھوں نے ناک بھون چڑھائی اور کہا واسے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی  
 کہ جو ایک ذرا سی تختی کے چھو نے پر خفا ہوتی ہو یہ کہہ کر اشک آنکھوں میں بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا  
 ہوا تھا رونما اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر  
 دے دیکھا معشوق ہر ہٹ کر ناہو اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچ کر کہا کہ اے جانی واسے بابہ  
 عرو زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لویہ بھلا تمھارے کس کام کی ہو لو اچھا دیکھو  
 یہ کہہ کر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھوں نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم میں لگائی وہ ساحرہ  
 ہوش ہوئی انھوں نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شوردارو گیر پڑا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر  
 آئی کہ افسوس مارا جی کہ نام میرا میمون جادو و تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باع جوانی  
 سے کوئی گل مراد میں نے نہ پھٹا تھا غرض بعد اس وقت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کر یہ منظر سیاہ فام  
 کی لاش کو پڑے ہوئے دیکھا انھوں نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر فریانی  
 پائی صورت اصلی آئے وہ جامہ سنگین جسم سے اُتار اباد شاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو  
 شہزادہ جہانگیر کو شہر میں ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا انکے قدم پر رکھ دیا اور کہا مصرع اے آمنت  
 باعث آزادی کاچہ قدم مبارک کو انکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی میں لایا دعوت کا سامان  
 میاں و نیا ساقی نہ لقا حاضر ہوئے جام گردش میں آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر  
 نے خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجالایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال اُنکا پوچھا انھوں نے تمام



کیفیت بیان کی اور کہانیں بیابان بری برہ کو جادو نگار مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہے اور وہ  
مقام بہت دور دراز ہے انھوں نے کہا کچھ ہی کیوں نہ ہو میں بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُس نے بہت  
سمجھایا اور انھوں نے نانا تو مسرور نے کہا کچھ میں پیران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی  
میں اُس کو نامہ لکھ دیتا ہوں یہ کہہ کر ایک محبت نامہ بنام پیران اُس نے لکھا اُس میں یہ مضمون تھا کہ  
اے پیران دوست صادق و محب و اوف من یہ شہزادہ میرا محسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا  
ہی اس کی بہت خاطر داری کرنا قدم اس کے اپنی آنکھوں پر دھنا اُس نے مجھ کو بلا سحر میمون جادو سی ربا  
کیا ہی نئے سرے زندہ فرمایا ہو یہ احسان اس کا میں قیامت تک نہ بھولوں گا تم بھی اس کے ساتھ بہت  
اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجہ و شکیل و صاحب ہر شاہ  
ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھ کو بہت جانتا میرا کہا ماننا یہ لکھ کر سب حال اپنے چھوڑ کے  
ہو جانے کا اور اس کے راکرنے کا نامہ میں مندرج کر کے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا اے شہزادہ آپ  
نے مجھے احسان کیا ہی کہ تازندہ ایم بندہ ایم پھر اپنے سحر سے ایک شیر بنایا اور کہا اے شہزادہ ہمارے  
شہر میں ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اس کی کیفیت دیکھ کر جائے گا شہزادہ نے منظور کیا اور  
چندے وہاں سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اپنے چلے  
اور کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجئے یہ کہہ کر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین و محلی فرمایا پھر برابر  
اپنے تخت پر بٹھا کے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلا جب آیا خلقت کا اُس جا پر اثر دیا ہم پایا سوداگر  
اطراف و جوانب سے آئے تھے خیر ان کے کھڑے تھے اشیاء عمدہ و نادرہ کارا عجوبے روزگار کا انبار  
تھا خیموں کے آگے تخت پکھے تھے اپنے فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہاں بیٹھے تھے جو اہر وغیرہ  
کے ڈبے سامنے کھلے ہوئے تھے خیموں کے اوڑکاندار برابر برابر دکانیں اپنی لگائے تھے ٹوکری لے  
بیٹھے تھے کہیں سنکڑیں ماہ پارہ رشک شمشاد جن کے قد و الیاں لگائے بیٹھی تھیں کہیں کباب  
سیخوں پر پھین رہے تھے کہیں لونگ چڑے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کا ڈبے  
اور کہیں پر بارڈالے شوق میں میلے کے مارہن کتے پھرتے تھے کہیں ساتی حقہ پلا رہے تھے  
کہیں کھلونے پالے بھولوں کے یک رہے حلوایوں کی دکانیں برابر برنگی تھیں شہر میں گلی  
ویتی تھیں ہزاروں طرح کا جو بن دکھاتی تھیں امرتیاں مسلسل اور پیچا پردیکھنے سے زبان کو



ذائقہ بخشی تھیں برنجی تھالوں میں ورق لگے برنجی چنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسمیں  
 من ہی جاستا تھا کہ اسکو لیکر کھا جاگو یا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زخیرن ٹنگی تھیں  
 گھنٹیاں اُسمیں لگتی تھیں ایک طرف بساط خانہ بجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے پنس ڈولی مسی  
 سرمہ بک رہا تھا کسی جانا بنائی دکان نگائے تھے کہیں تبولی اپنا رنگ جھانے تھے تختوں پر  
 پان سفید سفید و سادری اور نگار رکھے ہوئے تھے کتھے چوڑے کے برنجی مرتبان دھڑے تھے  
 کہیں پالین تین تھیں ساتھیں اُنکے نیچے بیٹھی تھیں تپائی سوراخدار تھی جلیں اُسمیں  
 گھر سین تھیں نیچے لگن میں پان بھیکے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے حرسون پر دم  
 پڑے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا پیڑو پر کی پلانا سا قن ہنس کر جواب دیتی تھی کہ بیٹا انگلیاں  
 کی پینا کوئی چرسیا پیو ہاتھ میں لیے تھا گلد م اُسمیں بند کیا تھا کسی دکان پر بھی پھر نکلتا تھا کان  
 کی بالی پھرے میں دھری تھی طائر خوش رنگ اُسمیں بند تھا غرض بھنگڑون کا طوطی بولتا تھا  
 دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے میں سوانگ بنکر آتے تھے سوانگے ترسوں لگتے جاتے تھے خنوں  
 سوار خنوں کے آگے ڈنکی بانسری بجاتی تھی فقرائیت کھتے سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ  
 جاکوڑ کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑوں پر سوار تھے گھوڑوں کے گلے میں سیکلین طلا کار  
 پڑی تھیں لنگے باندھے ہوئے سپاہی سرخ پگڑیاں سروں پر رکھے ہٹو چو کرتے آگے آگے گھوڑے  
 کے جاتے تھے فنس میں مہاجران شہر کے لڑکے کوٹے ٹھھے کی ٹوپیاں لچکے کے اگر کھے ہنسے سوا  
 فنس میں ادھر ادھر کھار اٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرشتن بچھائے مٹا سنا  
 میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلہ جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ آیات

پوٹے کی گتھیریاں وہ نایاب	ڈلیاں مہری کی جنسے بے آب	وہ لوکروں میں ہرے ہرے بوٹ
جوسرہ خلد سے لڑن چھوٹ	نظارہ نیشکر سنے دل تباد	معشوق کا جیسے قد آزاد
خوش رنگ عجب مٹری بھلیاں	پھولوں کی چمن میں جیسے کلیاں	ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا	لہراتے تھے سانپ یوں شرک	جس طرح کہ دوزن فلک پر
بازار میں قصہ گو بھی آکر	دل سے کوئی داستان بنا کر	کرنا دل اہل دل کی تسخیر
جاو کی ہر اک سخن میں تاثیر	جہانگیر نے خوب سیلا و مان	دیکھا دن بھر میلے میں راجب



وہ وقت آیا کہ مجمع کو اکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ اتنے میں چھاو ن صورت یار ہوئیں دُھندلی دکانیں راہ و بازار اسر پاپوس میں زلف شب آئی

تسا آہ ہو کر تائب آئی مسرور شاہ شہزادہ کو لب کبیر دولت سر امین داخل ہوا شہزادہ

نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کما نکا فراق

یار میں تر پنا اور بلبلا نا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اس طرح روتا اور کہتا اظہر

پھر بھی کوئی راہ میں نظر نہ آیا اس میں کسی کا کب خشاہ

یہ کیسے و فور اس کباری

کھلنے لگا راز ہوتے ہوتے

تا چند یہ صدمہ طے ہو گیا

مردم غم انتظا رہ رہ دم

آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کر کے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بجز مظلومنازل فلک یعنی خورشید تابان شکر سے شعاع

کے مکر باندھ کر میدان آسمان میں آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب میں سفر ہے

مبارکباد آغا ز سحر ہے

ہنگام سحر شہزادہ مکر ہمت باندھ کر مسرور شاہ سے رخصت ہوا

اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اس پر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک

پہنچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھ پر کیا ہے کہ میں جان و مال

سے آپ کا شریک ہوں ہر چند کہ میں خراج گزار کو کب تھا مگر اب اس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ

ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک میں تھم کا شمار کرتا تھا اور اسے میری خبر نہ لی شہزادہ اس کو تسلی دیکر

اور اس رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ شیر کو یا قلعہ سیرانیہ کا راستہ جانتا تھا

سیدھا شہزادہ کو لیے ہوئے اسی قلعہ میں لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنایا یا ایک دروازہ

شہر کا مثل قیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعدہ نگہبانی دروازے پر اترے ہوئے

تھے اس شیر کو دیکھ کر کوئی مزاحم نہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر میں آیا آبادی خوب مکانا

جو دل کو مرغوب ہوں دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا بہر ایک کا ولمان دلشاد تھا عمارتیں مصفا تھیں



ساحر خوش اخلاق و وجہ و شکیل بستے تھے بات بات پر ہنستے تھے و کانوں میں اشیائے  
 انفس کا انبار تھا و کا نڈار لباس عمدہ پہنے ٹھٹھے تھے کٹورا کھٹکتا تھا کمرے جو بروج آسمان کو ٹنٹن  
 تھے خالصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیریں سوار و ارالاماتہ میں آیا بیان بھی  
 بہت بڑا سامان تنگ کا پایا خادم و خدمتگار قولا سے رفاہی میاں و چوہدار و وزانہ پر حاضر  
 فن ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیاں و ارمارہ کی تھیں شیران سب کو طر کر کے اندر آیا بیان دیکھا  
 تو تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ جلوہ فرما ہر تاج شاہی سر پر قابا سے فرمان روائی و برقرار  
 ہا کا سر پر گردش میں ہی سران جاو و ہر گرو پیش و نگل و کرسیاں بھی ہیں ساحر ان نامی اپنے  
 بیٹھے ہیں کہ خلی آنکہ ناگ کان شعلہ آتش کے نکلتے ہیں جہانگیر نے شیریں سے اتر کے بلو شاہ  
 کو سلام کیا اور آگے بڑھ کر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اسکو دیا اُس نے پڑھا کھڑا ہو گیا شہزادہ کی  
 تعلیم کی اور مقام صدر پر اسکو بٹھایا پھر ساتی کو اشارہ کیا کہ اُس نے جام می از خوانی بھر کر دیا شہزادہ  
 نے پیچھے رفاہان ہر طلعت حاضر ہوئے تاج سامنے ہوئے لگا بعد کچھ دیر کے علیہ اٹھا کر لیکھا  
 اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہا سے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف و گرم کھلا میں  
 پھر دربار میں آکر بیٹھے اب اُس نے کہا کہ ای شہزادہ آپ کون ہیں اُس نے کہا میں ملک خود شہد  
 تاج بخش کا بیٹا ہوں اور اس طرح فرستادہ افراسیاب براہے طلسم شکنی طلسم کو کب آیا ہوں  
 لیکن فی الحال بیابان برسی رہے کو جا ہوں یہ کلمات سنکر بران چین چین ہوا کیونکہ یہ بھی  
 خراج گزاران کو کب سے ہو مگر یاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ ای شہزادہ ہم لوگ  
 ایک درخت کو سجدہ کرتے ہیں کیونکہ بعد کئی عرصے کے اُس میں سے ایک پتلا نکلتا ہے اور پکارا ہے  
 کہ منم خداوند ساہرئی پس ای شہزادہ آیا تو آپ اسکا حال تبلائیے اور سنیں تو آپ بھی سجدہ کیے  
 جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم حکمران لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اُسکی تدبیر کریں اُس نے  
 کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمائیے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا قریب ہے میں آپکو پتلا دکھا  
 شہزادہ وہاں توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ پتلا نکلنے لگا

صد اسے رخصتی آئی سحر سے

لگا ہوں سے چھپی شبنم انداز

مہر چرخ اخضر پر پھلا پھولا نظر آیا کہ ایسا ت

طاووس سحر نور نظر سے طرار سے بھر کے مثل توسن ناز



ہنگام سحران بران سوار شہزادہ کو سوار کر کے ایک صحرا میں لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرا سے سبز درخت  
 طرف اُس مقام پر بہار سے جو درخت پر وہ بھولون سے لدا ہی ہر جگہ سبز لگان دہر کو اپنی  
 سر سبزی کے رو برو خرماتا ہی اور اُس صحرا میں ایک درخت اور درختوں سے سر بلند نہایت سر سبز  
 و خوشنما لگا ہوا تھا اُسکا طلا سے احمد سے منڈھا ہی شاخیں اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہیں تو یہ معلوم  
 ہوتا ہی کہ جو انان سبز رنگ جھوم رہے ہیں طائران خوش الحان اُسپر پیچھے زمزمہ سرائی کرتے  
 ہیں شاہزادہ کچھ دیر وہاں ٹھہرا تھا کہ ایک تنہ اُس درخت کا شوق ہوا اور اُس میں سے ایک تیل  
 کہ جسکا سُندھ مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری بران اور اُسکے ساتھ کے  
 ساحرون نے سجدہ کیا جہاں تک چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر میں پھل لگائے اور مارا شمار  
 سے شاخیں جھک پڑیں وہ پھل بران نے توڑ کر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا  
 تو بہت شیریں اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر میں وہ تیل پھر اُسی درخت میں سما گیا اور پھر وقت  
 تنہ برابر ہو گیا بران شہزادہ کو لیکر پھر شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ میں اسکا حال دریافت کر کے آؤں گا  
 پیران تنہا اُسکو چھوڑ کر چلا آیا شہزادہ وہاں پھر آیا جب وہ زمانہ آیا کہ پھل ککشان کی داریست  
 آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دامن خرمین عرصہ فلک میں پھٹکے بالی سنبھلے کی گلی کہ بیت  
 بسر اوقات کی صحرا میں دم بھر چھپا ہوا مہر کے جب روئے النور شہزادہ رات کو اُس درخت  
 کے قریب پھر آیا وہاں قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ چھایا ہو روشنی کنول  
 اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام مغور اور روشن ہو فرش پر مسند مفرق بھی ہو اور ایک ساحرہ اُس  
 مسند پر لباس پُر زربینے ہوئے بیٹھی ہو چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہو لیکن کم سن نہیں ہے  
 سامنے اُس ساحرہ کے تاج ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جا کر بیٹھا اور اُس بزم میں آکر ٹھہرا  
 ساحرہ نے جو اسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہیں اسنے کہا کہ مسافر ہیں اتفاق سے اوہر آئے  
 آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اسنے جو شہزادہ کو حسد میں اور مہم جبین دیکھا محبت اسکی اسکو  
 پیدا ہوئی کہا اُنے میں آپ تو آئیے تشریف لائیے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے  
 ساحرہ نے کہا کہ مجھ کو بزم جادو کہتے ہیں اسنے کہا کہ یہ تو فریضے کہ اس درخت میں سے ایک تیل نکلا  
 اور اس طرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہو اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا اے



نوحوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہو میں نے سحر سے وہ تیرا اور یہ درخت بنایا ہو اُسے کہا ہم  
 تمہارے مکان عزیز ہیں اور بیران جادو سے کہہ کر آئے ہیں کہ اس شجر کا حال دریافت کرونگے  
 پس تم ہلکو اجازت دو کہ تیرا اُس سے اس حال کو بیان کریں اُس ساحر نے اسکی خاطر سے  
 اجازت دی کہ اچھا کہ دنیا کیونکہ شاہزادہ سے اُسکو محبت ہو گئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ  
 اُسے نام پوچھا انھوں نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش میں  
 آیارات پھر شاہزادہ وہاں رہا بزم جادو و دل سے اسکی مطیع ہوئی اور شراب اُسے اختیار کی  
 پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصہ فلک سے بزم کو ایک برخاست ہوئی مثل شاہزادہ چھاٹنگ

خو رسید چھاٹنگیہ موکا ایات	نظر کی آسمان پر صبح بانی	کما رخصت کہ ہو وقت جدائی
شریک بزم جو جو تھے وہاں پر	تجربہ میں تھے لطف آسمان پر	صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے

میں بھی اپنی کینزوں کو لیکر حاضر ہوتی ہوں اور ایک مرکب مشکو اگر شاہزادہ کو دیا کہ یہ اسپر سوار  
 ہو کر بیران جادو کے پاس آئے اور قصہ شینہ ماضیہ زبان پر لائے اور کہا کہ بلکہ بزم جادو بھی آیا  
 جاسی ہیں غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی بیران نے تعظیم کی خاطر سے  
 پیش آیا اب بیران بھی دل سے مطیع شاہزادہ والا گریہ ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ میں اب  
 رخصت ہوتا ہوں بیابان بری رہ کو جاؤ لگا بیران نے کہا کہ اب گئے مقام حیرسان جادو کا  
 وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہے اور وہ بڑا سیاح زبردست ہے اور طر فدار کو کیسے ہوا چھاب چلیے  
 ہم سب اپنا لشکر آتے ہیں مگر نہیں جی میں مانہ کہ ابھی سے ساتھ آئے چلیں غرض یہی صلاح  
 پسند آئی ستر ستر ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شاہزادہ چھاٹنگیہ زبان سے چلے اُسوقت لفظ سحر کو  
 دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر چھاب چلے ڈھرو کی صدا  
 بلند ہوئی ہوم کا ڈھوان چرخ جنبی تک جانے لگا گلو ابھیرون منڈلانے لگا ہوم خانے  
 لگنے اتر در آتشین پھنکارنے لگے رو سے ہوا پر چلیں سحر کی منڈلانے لگیں یونین نے لگیں لفظ

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار	ہر اک سمت سے ساحر نابکار	رخ دہر آندھی سے کالا ہوا
جو تخت سحر کا مہر آجالا ہوا	چلے اتر در و فیل اڑتے ہوئے	ادھر اور ادھر کھینچتے مڑتے ہوئے
کسی جلتے طاؤس چٹکارتے	کنیں اتر رہے سانپ پھنکارتے	غرض بعد قطع مسافت راہ پیر



قلعہ خراسانیہ یسب ہوئے اس مقام پر بعد شہادت و شوکت مسعود و شاہ بھی اگر ہوئی اسی نہار کی  
جمعیت سے بمقابلہ خراسان شہزادہ عالی شان اگر اتر ابا گاہ فلک نور نصب ہوئی ساحرون  
کے بھی خیمہ و غرہ استادہ ہوئے اسلین جو بے راوٹیان سر اسروے کند لے نصب ہوئے  
لشکر کی جھاوٹی پٹری دریا کو پشت پر رکھ کر قفقہ میں کر لیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا  
طبل و نثار سے داخلہ لشکر کے جو بے طاہران سحر سامنے خراسان کے اگر ہوئے وہ تخت  
حکومت پر اندر قلعہ کے ٹٹھا تھا باج شاہی سر تھا دربار جمع تھا کہ طاہران نے اگر خبر دی کہ اس طرح  
لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بختیار یاہر اور قلعہ کے سامنے اتر رہے باقی خیریت  
ہو یہ خبر سنکر خراسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ  
ساحر لیکر دروازہ قلعہ کا کھلو کر باہر نکلا ساحر شیر و اثر در سوار ہو کر آئے کھنڈر چدن کی بدن  
میں لگائے تھے منہ سے شعلہ چھوڑتے تھے رال و گول کے شعلہ اڑاتے تھے یہ بھی اگر ابا گاہ  
و خیام نصب کر اگر اترے دن نہ تو خیمہ میں رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نہلا  
مغرب میں رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک میں آیا بساات

سحر سے بڑھ کے نور افشان کی تمام	لیا خورشید کا مہتاب سے کام	ہوا جہدم چل غ روز خاموش
ہوئی شب شاہد مہر سے ہم افوش	سر شام بجکر خراسان طبل جنگ بجائے سحر کو دم ملا دلاور آگاہ و خوار	

ہوئے تیاری اسباب سحر و ساحری کرنے کے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونوں طرف تیاری جنگ  
ہونے لگی منترون کی چاب شروع ہوئی پچھلے اسے خوگ جھٹکا ہوئے مہرچین سلکنے لگین گول جٹنے  
لگا گول کی چاہند آنے لگی بیرون کا جی خوش ہوا یونین تانین گنبن ایک طرف بہادران  
روزگار تلواروں کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دباؤ سامری کی  
بیر کھائے کلیجہ چھو کرے تو سر اڑ جائے کلی کرے تو دھوبی کی گنڈ میں پڑے پڑھو منتر دلوالی کا  
ایسر با جا رات بھر ہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار  
منقل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ عیث اتاری شب نے پوشاک سیاہ فام ڈا  
بنی نور سحر سے روشن اندام ڈھنگام سحر دو دریا سے لشکر جوش مار کر واد گاہ مصافحہ میں  
آئے دلاورون نے پرے جمائے جہانگیر باوقیر مسلح و مکمل ہو کر میدان میں آیا اس طرح خراسان







جھکے سر مرضی خالق میں اکثر	ہیون پر آنے کف غیظ اجل سی	ارادے بڑھ گئے دست و بفل کے
ہوئی گزروں کو حاصل رہنمائی	مشی مغرور دل کی خود پسندی	خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا

بے سردار کے فوج کیا رہتی آستے امان مانگی شہزادہ جہانگیر نے امان دی اور طبل باز کشت ہو کر  
 پھرے لشکر نے مگر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسا نیہ کے داخل کیا وہاں کے اکابرین نے  
 نیکر حاضر ہوئے تمام شہر میں عملداری شہزادہ کی ہو گئی افراسیاب کے نام کی دہائی پھر گئی  
 جہانگیر نے جشن کیا بیچ ہوئے لگا گئی دن تک مشغول عیش ہے اب درویش بنے کہا اور شہزادہ  
 میں تمکو محل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہوں وہاں جا کر گنبد جہان نامی سیر و لشکر اپنا سب سے  
 شہر میں رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہے ایک نامہ بنام محل گنبد نشین لکھا کہ اے محل ہماری خاطر سے  
 صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نامی سیر کرادینا اور اسکی بہت خاطر داری کرنا یہ نامہ لکھ کر جہانگیر  
 کو دیا اور جہانگیر مگر کب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد طی منازل و مراحل ایک صحرا سے سبزہ زار میں پہنچے  
 دیکھا کہ عجیب طرح کا فرحت اندوز صحرا ہے کہ سبزہ کو سون تک ملتا ہے ہر متر گان معشوقان  
 سبزہ رنگ کو شرماتا ہے یہ معلوم دیتا ہے کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہیں گھاسے خود رو کو سون  
 تک اگے ہوئے ہیں گرد آس صحرا کے کریوا پہاڑیاں چھوٹی چھوٹی پیاری پیاریاں گلستانوں  
 کی طرح چھوٹوں سے لدی ہوئی ہیں آبشار ہوتا ہے چھڑتا ہے جھڑتا ہے جانوران خوش الحان زمزمہ  
 ساز ہیں چشمہ حقیر جا بجا البریز ہیں ڈبرے موج خیز ہیں انکے کنارے کنارے لکھنے نہ بیان کلنک بھٹ  
 قرقر سے پھر رہے ہیں خلاصہ یہ کہ عجیب طرح کا گنبد سبز و زہر بہت آمیزہ صحرا ہے اور اس صحرا کی  
 بیچ میں ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد حرج بنا ہے گنبد اخضر فلک گردش نہیں کرتا ہے  
 بلکہ اسیر صدقے ہو رہا ہے شہزادہ در گنبد رآدگان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی  
 پلکین تک سفید ہو گئیں ہیں جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تابیہ نہ بڑھائے سر نہ انوسے تفکر چھکا ہے  
 بیٹھا ہے شہزادہ نے اسکو اگر سلام کیا اور وہ نامہ دیا آستے نامہ پڑھ کر شہزادہ کو اٹھ کر گلے سے لگایا اور  
 اور مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش پوریا نشین مالک کو کب کے غارت کرتا ہے اور رباوی  
 انکی چاہتا ہے اور کہا اے صاحبقران کل میں گنبد تھیں دکھلاؤ لگا غرض شب بھر سو رہی محل نے کھا نہ انت  
 عمدہ انکو کھلا یا آرام کر لیا جب وہ وقت آیا کہ گنبد خچر مقرر نس کی سیر کرنے خوشید جانشاب آیا کہ بیت کہ جب حضرت ہوئی شب بھر



جمال صبح چمکا شیر ہو کر صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جس میں قفل برابر ان شتر کے لگا تھا محل نے کھولا اور شتر  
کو اندر لایا شتر زادہ نے دیکھا کہ دیواروں پر آئینے نصب ہیں اور طرفہ ماجر انظر آتا ہے کہ سامنے لشکر حیرت کا اتر  
ہوا دکھائی دیتا ہے ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اتر ہوا پایا ایک جانب کو دریا سے خون روان نظر آتا اور  
مالک کو کب وافر آسیاب کے سب دکھائی دیتے ہیں انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہیں شتر  
نے دہلیں کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان ناہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اتراد دکھائی دیا ایک جانب  
لگا کو اتر سے ہوئے پایا اسی طرح مہر خ کے لشکر کو دیکھا قلعہ مفت رنگ بران نظر پڑا خلاصہ یہ کہ  
تمام دنیا کو اس میں سے دیکھا اور عیش عیش کر گیا عقل رنگ ہو گئی اور دیکھا کہ اُس گنبد کی دیواروں پر  
تصویریں شاہان گذشتہ و حل کی نصب ہیں گنبد پر یا ر رنگ نگار خانہ چین سے اور ایک طرف  
دیکھا کہ کچھ تصویریں لگی ہیں جو سایہ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہیں اور ایک طرف دیوار میں سات  
آئینے نصب ہیں کہ ان کے اندر ساتوں ولایتیں دکھائی دیتی ہیں اور چھائی گنبد کے دیکھا کہ میری  
تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار میں چسبان ہیں شتر زادہ مذکور  
کو کمال حیرت ہوئی اور بری دیر تک اُس گنبد کی سیر میں مشغول رہا اور تعریف کیا گیا پھر باہر گنبد  
کے آیا اس وقت محل گنبد نشین نے کہا کہ امیر شتر زادہ میرے پاس ایک فیلہ ہے اور خاصیت اُس  
فیلہ کی یہ ہے کہ جب اُس فیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلا نا منظور ہو اُس کی نیت دل میں کر دے  
پس ہزاروں پلنگ شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اُس سے باتیں کرو جب تک وہ فیلہ روشن ہو گا وہ پلنگ  
رکھار سے گاجب فیلہ بچھ جائے گا ہزاروں پلنگ جہان سے لایا ہو وہاں سے جا کر پھر ہو گا دیکھا شتر زادہ  
جہاں تک نے یہ حال سنا کہ وہ پیش مذکور کی منت کی کہ وہ فیلہ بچھو عنایت فرمائیے کہ میں اپنی مطلوبہ ملک  
ماہ در در گوش سے ملاقات کروں محل نے اس کی منت کرنے سے وہ فیلہ انگو دیا اور یہ اُس کو لیکر  
گنبد کے ایک طرف کو تنہائی میں آئے اور بخورات انھوں نے میا کر کے بلاسنے کا قصد کیا انکی توجہ  
کیفیت ہو لیکن شتر حال ملک ماہ در در گوش بیان ہوتا ہے کہ اُس کو باغ میں زلفٹ ہا سے  
کامل کشائے رکھا ہو پلنگری جو اہر کا صحیفی میں بل غ کی گسترہ ہے اس طرح یہ مقید ہے کہ حسب طرح  
شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہیں مگر فراق میں شتر زادہ کے اُسکا عجب حال ہے کہ شب روز نالہ  
شیون کرتی ہے وہ باغ تمام اُسکی نظروں میں خار ہر دل میں یاد گلزار ہو گل کو جب دیکھتی تھی وہ حسرت



آتی ہو سنبل سے زلف دلدار کو ماد کر کے جان گنوا تی ہو گل اسکی نظرون میں صورت و باغ ہو دل کا روشن  
چراغ ہو زلف سنبل سے زیادہ آنکھیں ہوتی ہو جینا و بال ہوتا ہو سرو کو دیکھ کر بہت ملال ہوتا ہو سرو  
صورت دار ہو دل یادداشت یار ہو نرین چشم تر کی صورت روان کھائی دیتی ہیں نر گسار کھین  
دکھائی ہو اور زیادہ یاد چشم جانان میں رولاتی ہو خاطر مثل ہی ہے آب طیان دل سینہ میں نالان  
آنسو دن سے دامن تر رونے سے کام آٹھ بہر حب بتابی دل ستائی تو باد صبا کو اس طرح کا نامر شالی

<p>ای شہنشاہ کشور خوبی سرو آزاد باغ حسن و جمال رشتک خورشید و غیرت تاہید ایسے افغی سے ہو خدا کی پناہ جسے چھوٹی ہوں جیسے ای دلبر اشک چشموں سے جاری رہتے ہیں آجکل اب یہ حال ہی جانی نام سے ترے ہی زبان کو کام رات کو بھی نہیں ہی پڑتا چین دھیان رہتا ہے آپ کا محکم دل بہت بے قرار رہتا ہے دل بیتاب کو بھی سودا ہے دیکھتے کب تک خدایاں لے دل اسیر ملا ہوا فریاد کیا اجارہ ہو دلید ای جانی جلد آجلد ای مرے دلدار شریت وصل آ کے محکو پلا تو یہ پیغام دینا مرتی ہوں</p>	<p>ماہ تابان اوج محبوبی اختر برج آسمان جیا رو سے روشن ہو تیرا صبح عید جانتی ہوں کہ وصل ایسے محال ابر غم چھپا گیا میرے دل پر شرط روئے میں اب سے بدلی زندگانی محال ہے جانی ہوں گرفتار بقدری میں ہو گذرتی تڑپ کے سایہ میں جان جاتی ہو دم نکلتا ہی رات دن انتظار رہتا ہی تیری تیغ ادا کی بسمل ہوں عیش و عشرت کا روز بھر کھلا قیس کی طرح ہوں میں "ارا مر ہی جائیں یہ دل میں تھانی شکل ناصح سے محکو گرفت ہی اسے مسیحا بھی ہو محکو شفا یا خدا جب تک ہو لذت غم</p>	<p>گل شاداب گلشن اقبال گوہر آبدار بحر و قاف میری شامت ہی تیری زلف پناہ ایک باد صبا سے ہی یہ مقال یاد میں ہم تعاری رہتے ہیں فصل بیل نہ پر ہوا بدلی شام سے صبح صبح سے تا شام دن یہ کہتے ہیں آہ وزاری میں سہن آرام اک ذرا محکو ای مسیحا مری خطا کیا ہے تیری زلفوں میں جیسے لہجہ ہی ترے ہی ابروؤں پہ نائل ہوں دام میں زلف کے ترے صبا د بیلی زلف نے تری مارا دل سے جاتا رہا ہو صبر و قرار کاوش غم سے دل کو غبت ہی ای صبا اب دعا میں کرتی ہوں ریخ و عشرت جہان میں تو ام</p>
--	--	---



لب معشوق ہر مہسی آلود دل عاشق میں رشک سے شک ہو ستمگر جان میں میرا شاو	رنگ عشاق ہر الم سے کبود حسن جانان کی دھوم ہو یارب میں ہوں برباد اور وہ آباد	موج زن بحر عشق جھٹک ہے عاشقوں کا ہجوم ہو یارب اسی طرح دیوانہ وار بقرار
یہ ملا نا کام روتی اور لپکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلا تا تھا جب اٹھتا تو زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہشیں دل ستاتی تو وہ دکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم	نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا ایک تیرا نہ مجھے دردِ جدائی دیتا میں ہوں صید کہ پھر دام میں پھنس جاؤں	لاکھ دیتا فلک اتر گوارا تھے مگر غوطے کیا کیا ہے ترا دستِ ضاعی دیتا غرض یہ ماہِ مہتاب مانی لڑی
تیرے صحن میں لٹی ہوئی اس سوز و ساز میں مشغول تھی کہ نظم کہ اے باد کیو یہ لب از سلام شب و روز رہتا ہی بانِ اضطراب	ای فلک اگر تجھے اوج پناہ سنائی دیتا بچہ عمر کو خونِ شفقتی میں ہر روز اگر نفس سے مجھے صیادِ رہائی دیتا	صبا سے رے دو وطن کو پیام قرار و سکون دل تک آئے نہیں کوئی طور ملنے کا ایجا دکر
ملاقات کا رکھے کیونکر خیال کیا عشق باہر مہنے کے	تن زارِ حیاں کیونکر بچے رہیں کیونکہ جانِ نا امید وصال نہیں صبر آتا تر سے بن ملے	جگر میں ہو خون تو کیونکر پیے کہ اُس سے کہ مرنے ہی تیرے لیے لبو نے جگر تک بھرے ہیں گلے
<p>قضارِ جاہک بسترِ قنار جو بچے سے نکل کر چھپ گیا تھا وہ پھر تار ہوا اس طرف آنکلا اور اس بار کے در پر اسے فقیروں کی طرح سوال کیا کھنڈا روزِ رزادی ملے کی اُسکو بھیک دینے وروا پر آئی اسے اُسکو پہچانا اور حبابِ بیہوشی مار کر بہرِ شکر دیا اور اس کے کپڑے دیکھنے اور اُس کی ایسی صورت نہ کہ اُسکو اندر بل غم کے لا کر بستر پر اس کے ایک صحن میں اُسکو لٹا دیا اور آپ وہاں آیا کہ جہان ماہِ درِ درِ گوشِ پلنگ پر پڑی ہوئی شجرِ عاشقانہ پڑھ رہی ہے جب یہ وہاں آیا اور ملے اسے اُسکو آئے دیکھا فوراً آتشِ بوجھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا اے گلِ عذار کہ تو کیسی تھی جو جاہک پلنگ پر آٹھیا اور پانوں ملے کے دبا سے لگا ملکہ نے کہا کیوں اے گلِ عذار رہیں معلوم کہ شانہ زادہ میرا گدزی اور وہ اب کہاں ہیں جاہک نے کہا حضور وہ صاحبِ قبال ہیں ایک دن اگر کوئی قتل کرے گا تو آپ کو چھڑائیں گے یہ کہہ کر جاہک نے پانوں دہنا شروع کیے اور ذکرِ جہا تکمر کرنے لگا کہ ملکہ کو پھر تشکیر ہو</p>		



یہاں تو یہ کیفیت تھی وہاں جہانگیر نے فتیلا محل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلا روشن ہوتے ہی ہزار  
 آتش ہوا اور اگر ملک ملک کا اُسے اٹھا یا ملک خوف کھا کر ہوش ہو گئی چاہے اسی طرح ملک پر  
 بیٹھا یا ملک کی آنکھیں بند ہو گئیں چاہے نے تو اتنا کہا کہ ملک یہ کیا غضب ہوا ملک تو ہوش ہے  
 ہوا اب کون دے آخر چاہے بھی ہوش ہو گیا اور ہزار دے ملک لا کر سارے جہانگیر کے رکھ دیا  
 کچھ حصہ میں ملک کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سانسے بیٹھے ہیں اور جہانگیر بھی اُسے کہ ملک  
 سے بغیر ہوں اور ہر چاہے جو ہوشیار ہوا اور اُسے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا ہویہ دونوں  
 شادی مرگ ہو جائیں پس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملک کو گلے لپٹانے چلا چاہے جس شکل  
 گلہزار تھا کو درج میں آگیا اور کہا ذرا ملک کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہے پہلے مرے ساتھ دارو  
 مدار کیجئے اور شاہزادہ تجھ میری جان جاتی ہوا ملک اب تم انکے عشق سے ہاتھ اٹھاؤ ملک نے کہا اری  
 کچھ تیری شامت آئی ہو اُسے کہا اری جہانگیر میں پتھر مرنے ہوں ملک نے کہا کیوں کبھی ہوں نے  
 کھرا ہو کر ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہو اُسے تو تو ہر چاہے پر مائل ہو چاہے نے کہا وہ  
 فقط حیل تھا میں عاشق انھیں رہوں یہ کہہ جہانگیر کے قریب آئی اور گلے میں ہاتھ ڈالنے  
 لگی اور چاہے بوسہ ہوں جہانگیر نے کہا کہ اوشو خدیہ کچھ تیری شامت آئی ہو دور ہو مجھے کبھی ایسی  
 باتیں نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہو دوسرے یہ کہ ملک کے سوا میں سب کو حرم سمجھتا  
 ہوں یہ کہہ گلہزار نقلی کو شاہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فتیلا نصف رہ گیا ہو دیکھ یہ  
 صحبت سب خواب و خیال ہو جائیگی کیا غضب کرتی ہو دلکی حسرت دل ہی میں رہ جائیگی حیدر شاہ  
 ملاقات کی ہیں مجھ کو بات کر لینے دے چاہے نے دیکھا کہ وہ جو اتنا شادی مرگ ہونے کے لئے سب  
 اب باطل ہوئے اسوقت اسنے چاہے کہ اب میں یہاں سے ہٹ جاؤں اور شاہزادہ نے کہا کہ اری  
 گلہزار تو باہر جا دیکھ تو کہ چاہے وہاں آیا ہو غرض اسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہاں سے  
 نکلیا جہانگیر نے ملک کے بوسے لئے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرت دل لگانے پائی تھی  
 کہ وہ فتیلا جل کر تمام ہو گیا کچھ حال شاہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فتیلا کسے بجھتے ہی اور چاہے بصورت  
 اصل سانسے آتا شاہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ کو باہر ڈھونڈنے گئی ہو اُسے تو مجھ کو  
 نہایت تنگ کیا اور کہتی تھی کہ میں تمہارا عشق ہوں چاہے نے کہا کہ ذرا ملک کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری



معتشوق کو بھلائی سے ورنہ میں اپنی جان دوں گا ملک نے کہا کہ اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کئی رہی  
تھی اور فتنہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہزاروں نے ملک کا اٹھا کر اسی باغ میں بیٹھ کر ملک کے  
افراق الفراق کستی ہوئی آئی اور اسے مقام پر پہنچا روئی چٹائی چلائی غم و لکڑیاں پر لائی کہ اسے  
فلک جگہ اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر نہیں بول لیتی ایک لمحہ میں حدائی کرانی اور تارہ  
داع و لکڑیاں صورت و لکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کستی تھی اور بلبل کر مٹیابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

خسب میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو  
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو  
تیرے مستوان کی صفیہ خواہ غفلت ہو تو ہو  
آدمی سے کیا ہوں لیکن محبت ہو تو ہو  
مرد ملک اسمین کمان ہو دجاستر ہو تو ہو  
ذوق یہ تیری ہی دستا فضیلت ہو تو ہو

موت ہی سے کچھ علاج در وقت ہو تو ہو  
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل  
کتے میں شور قیامت جسکو وہ چشم یار  
گر ٹپے ہوا گم میں پروانہ سا کرم ضعیف  
انتظار یار میں جو چشم ہو جب اسے سفید  
آج اک بگڑی ہوئی تھی میکر میں رہنے

اسی طرح یہ بھاری دھڑکی ماری فراق میں گرفتار اس مقام پر ناچار سالن ہو اور اب جو ملک شہزادہ  
کے پاس آئی گلزار ہو شیار ہو کر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملک تو اس سے بسبب عشق جہانے  
کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی منہ پھیر لیا اسے سلام کیا مگر ملک منہ پھیر سے ہی اسوقت  
گلزار نے کہا ملدی میری کیا خطا ہو جو آپ مجھ سے ناراض ہیں یہ کہہ کر قدموں پر گر پڑی اسوقت ملک نے  
کہا کہ اس طرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھگڑا لگایا کہ میں دو باتیں بھی نہ کرنے پائی گلزار نے کہا ملدی  
میں فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اسے نہیں معلوم کیا کہ دیا تھا کہ میں بیہوش ہو گئی  
جب سے ابھی ہوش مجھ کو آیا ہو ورنہ میں تو بیہوش پڑی تھی میں آپ کے ساتھ کمان گئی  
مجھ کو خبر نہیں کہ آپ کمان گئیں ملک نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتیں مبنی سے  
اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اسمین صاحبہ ان بیٹھے تھے یہ باجر اگڑا گلزار نے قسم کھائی کہ  
میں نہ تھی ملک نے کہا کہ شہزادہ نے مجھ کو ڈھکیل دیا پھر چاہا کہ اب اوہ مجھ کو تلاش کرنے لگا میں بات  
بھی نہ کرنے پائی گلزار نے ہزاروں قسمیں کھائیں کہ مجھ کو اس مقدمہ کی خبر نہیں غرض یہ تو اس حرامی  
میں ہیں کہ اتنی یہ کیا باجر اگڑا آئندہ حال انکھایاں ہو گا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہاں کہ بعد



چلے آئے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار رنگ ابر بہار روئے اور شمع عاشقانہ  
زبان پر لائے یہ حال تھا کہ ابھات

اس وقت تین چھتین وہ چلے	اب ہم ہین قریب تر اجل سے	ہم مرے ہین وہ ہین ہے آگاہ
ناتے کا اثر کسان گیا آہ	ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر	کینخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر کا کچھ نہیں پتا ہے	اے آنسوؤں تلو کو کیا ہوا تھی	تاثیر ہی کس طرف بتا دو
بہ کر مجھے اس طرف بہا دو	الحاصل روپیٹ کر پھر یہ محل گنبد نشین کے پاس آیا اور	

بیان بھی خوب رویا محل نے سمجھا یا کہ اس قدر گریہ و زاری نہ کرو وہ جامع التفریقین محبوب سے  
ملائیکہ جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ میں ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا  
صرف اتفاقاً ہوا کہ مہر چایک ملکہ چایک نے اپنی سرگزشت بیان کی اور عرض کی کہ اسے  
شہر یار اسوجہ سے میں نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہویہ سزاؤ آپ کو بھی اٹھا  
لیجاسے تو آپ جو بیاتنگ اس خفا سے آئے ہیں وہ محنت سب آگئی برباد جاسے اور غضب نازل ہو غرض  
گنبد کی سیر کر ہی چکا تھا شہزادہ محل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا ای محل اب جاہ آفاقہ جانا  
ہوں محل نے کہا یہ بہت مشکل ہے میں نے آپ کو خاطر سے درویش پور یا نشین کی گنبد کی سیر کر  
اب بہتر ہے کہ آپ بیان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجھ کو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور  
نہیں محل نے کہا اختیار باقی ہو اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا بیان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیوں کے  
اور چایک کے جانب شہر ایہ روانہ ہوئے لشکر میں طبل و بوق کی صدا بلند ہو رہا تھا ہوا سا حیر  
از در و فیل بر سوار بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طرہ اجل و منازل شہزادہ کریم ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا  
کہ جو زخا و قہار تھا کہ شعر شور یا پنی کا شور محبت تھا جو جس سے طوفان عظیم تر اٹھتا تھا اس بار دریا کی  
قلہ سہا یہ تھا کہ جہان کا حکم و ناک کو کب کا خراج گزار ملک سہرا اب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ  
نامور کنارے دریا کے آتر اطلالی نقارے وغیرہ داخل لشکر کے نیچے زمین و زمان کو ترزلزل ہوا ملک  
سہرا اب اپنی دار الامارہ میں تخت جہانپانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صدا سے دل و نقارہ کانین آئی اور  
اسی دم طائران سحر نے اگر خبر دی کہ امی شاہ نصف نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آ پہونچا  
ملک سہرا اب فیل بند و روازہ پر آیا اور وہاں سے کھڑے ہو کر اُسے جاہ و جلال لشکر شہزادہ



دیکھا بہت گھبراہٹ اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میری کو بلا کر حکویدار کشتیان تیار ہون ہم کال سن پڑا  
 کے جائینگے میری حکم صرف تعمیل حکم ہوا اور شہر اب در شہر سے دارالامارہ میں گیا اور ایک نامہ  
 اسے تمام آفاق شاہ جادو و حاکم بیاں بری برہ لکھا کہ آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر  
 فوج کشی لیکر آگیا ہو اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ لٹے کیا ہو چاہیے کہ فوج بیکرم بھی میرے پاس چلاؤ  
 یہ نامہ ایک ہفتہ کو سحر کے دیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جا کر دیا اسنے بڑھا اور بہت پریشان ہوا اسوقت  
 اسکو پریشان دیکھ کر اسکا ایک عیار ہی کہ نام اسکا ہنسناک شعلہ تن ہوا اسنے کہا کہ ای بادشاہ آپ کے  
 آئندہ رخسار پر گرد ملاں پائی جاتی ہی نہایت مکدر ہو آپ نہ گھبراہٹ اور تردد نہ فرمائیے میں جا کر جہانگیر  
 گرفتار کرتا ہوں اور شہر اب کے حوالہ کیے دیتا ہوں یہ کہہ کر ہاتھ اسے عیاری سے آراستہ ہو کر ہی  
 وقت روانہ ہوا یہاں شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے میں مصروف ہوا  
 لیکن ہنسناک نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اپنی صورت شیل ایک فقیر کی ایسی کے بنائی  
 شہد گروی باز بھی اسے لگا لگا یا کشکول گداؤں کا منہ سے لٹکایا و مال چھری ہاتھ میں لی بلبل کا  
 بچہ لیا سیلی تاکے ٹھنکے منکے سے آراستہ ہوا اور دیا کو شکاری کر کے اس پار آیا جہانگیر کو دریا کے  
 شکار میں کھیل رہا تھا اس فقیر نے دیکھ کر کہا دانا ظہور معبود کا ہی شاہزادہ فرج بھی کہا شاہ صاحب عشق  
 اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ سدا رہ عشق ہی شہزادہ سنے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں آئیکہ اتفاق ہوا  
 اسنے کہا جہان سے سب آتے ہیں شہزادہ نے کہا کہ ان کو جائے گا کہ جہان سب جائینگے شاہزادہ  
 کہا آپ کا استعمل کہاں ہو اسنے جواب دیا کہ بیت درویش رو ان رہے تو بہتر  
 اب دریا سے تو بہتر ہے بچا فقروں کا استعمل کیا پوچھا ہی شہر فقروں کا ماوا و مسکن کہاں  
 جہان تنگ کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا غرض ایسی باتیں درویشی کی کہیں کہ شہزادہ کمال ہی عقید  
 ہوا اور اس سے کہا کہ شاہ جی میں شہر اب یہ فتح کرنے کو آیا ہوں آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ  
 مجھ سے جدا ہو وہ ملیجے فقیر نے کہا بابا شہر اب یہ فتح ہونا مشکل ہے مگر معبود چاہے گا تو ترے سب  
 کام انجام دینگے اور ای شہزادہ اس دریا میں ایک ہنسناک ایک مقام پر رہتا ہے اگر اسکو گرفتار کیجئے اور اسکا  
 خون اپنے پاس رکھئے اور وہ خون شہر اب پر بارے گا تو وہ مارا جائے گا اور میری ساتھ کوہ پر چلے یا  
 صبح کو آئے گا میں تو وہاں نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہو گا مگر وہ ہنسناک اس مقام سے نکلیگا کہ وہ



تک یہ کر گیا ہو سکی گرفتاری کی فکر کچھ گاہ بہ گاہ بائیں فقیر و شاہزادہ میں ہو رہی تھیں کہ مہتر چاہا یک  
 بھی آیا اسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان میں شہزادہ کے کما کہ اسے صاحب فقیران  
 ذرا ہوشیار رہے گا شہزادہ جہاں تک اسنے دل میں اپنے کما کہ یہ سہرا یک کو برا سمجھتا ہے غرض خاموش  
 ہو رہا اور پھر کو بارگاہ میں آیا شب کو آرام پذیر رہا جب تنگ شعلہ تن مہر دریا سے اخضر فلک میں آکا شہر  
 کو حسن صبح نے جب منہ دکھایا پو گئیں آنکھوں نے نیند میں ہوش آیا صبح دم شہزادہ اٹھکر مکہ و تہا  
 واسن کوہ میں کنار سے دریا کے آیا و مان دیکھا تو ایک تنگ پانی سے اچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے  
 ہر چند جستجو اسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار یہ پھر آیا اور شب بھر اس کے دھیان میں بقرار رہا دو سہ دن  
 ماہی زرین مہر بحر کلاں چیخ سے اُترا اور ستارے قلم فلک میں ڈوب گئے کہ بیت بنے اختر  
 حیا سے چشم جانان پو نظر آسا نظر سے سبکی نہان پو اسوقت تنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا  
 آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ دور کے کائناتے میں لگانا میں جاتا ہوں میری عبادت کا وقت  
 ہے اس تنگ کے پاس ایک تنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہے کہ اس میں داخل ہو کر عیاری کرنا ہی  
 غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اسی چاندی کے خولدار تنگ میں داخل ہوا اور دریا میں شناوری کرنا ہوا  
 چلا اور شہزادہ کشتی پر آج ٹھیک روانہ ہوا تنگ دریا میں ایک مقام پر آکر اچھلا اور غائب ہو گیا  
 شہزادہ اسکو دیکھ کر بے چین ہو گیا اور اسنے ڈور ڈالی دیکھا تو وہ تنگ بھٹسا شہزادہ نے دیر تک  
 کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اسکو گرفتار کرے لیکن  
 تنگ کے دو ہاتھ پیرا ہوئے اور حلق کند کے گردن جہاں تک میں پڑے اور منہ میں تنگ کے شہزادہ  
 چلا گیا بنے جانا کہ تنگ شہزادہ کو نگاہ کیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روئے ہوئے پھر آئے لیکن مہتر  
 چاہا یک بہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر میں کلام  
 برپا ہو گیا تلاطم پڑ گیا بحر غم جو شش زن ہوا دریا سے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اسوقت  
 چاہا یک نے سہرا یک کو شک میں دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد سہرا یک کے بار ہو جا  
 ہن اور کے میں آجاتے ہن تم سب بھراؤ نہیں عیاری ہوئی ہو وہ فقیر آیتا اسی کا یہ سب فتور ہو  
 ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ میں میری آیا نہیں ہے کہ اسنے کیا تدبیر کی پس تم لوگ سب خاموش ہو شہزادہ  
 زندہ ہے اور قید ہے میں جاتا ہوں اور خیر لاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو اسکو رہا بھی کرنا ہوں یہ کس



محل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا اے چایک  
 میں نے منع کیا تھا کہ وہاں نہ جاؤ شہزادہ نے نانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا ہنگامہ  
 جس کا نام ہے اور یہ عیاری اس کی مشہور ہے پس اب صبر کرو جہانگیر سے وہاں کا قیدی چھوٹا امین چایک  
 نے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ کوئی راستہ بھی اس پر جانے کا ہو محل نے کہا ان سے مسئلہ ان صحرائے  
 اگر چاہیے تو راستہ ملے یہ سنکر چایک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بن کر تیار ہوا  
 کہ مقامی کسان ہوتے ہیں باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جو تاہنا مرزائی گئے ہیں پنی انگو چھاسر سے  
 باز عدا دھوتی گھٹنوں تک کی باز بھی اور جس صحرائے کہ محل نے راستہ بتایا تھا اسی طرف سے  
 چل کر قلعہ سہرابیہ میں آیا شہر نہایت آباد و پیا رعیت کو و شاد پایا عمارتیں مرتفع و بلند نہایت ارجمند  
 تعمیر و یکھیں صرافہ بازار آراستہ پایا شہر کی سیر و یکھتا ہوا دار الامارۃ میں آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی  
 مالکی عمائدان شہر کی سواریان استادہ تھیں خادم خدمتگار استاد تھے اور جا جب دربان قولا کے  
 رقا صی وغیرہ موجود تھے پردہ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھیں کھلیا کر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب  
 تخت پر بیٹھا ہے اور ہنگامہ تن بھی موجود تھا اس وقت مہتر چایک کے سامنے کھڑی ہو کر  
 ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ میں شہد خالص لیکر آیا ہوں جسکو غسل مصفی کرتے ہیں  
 اور یہ خیریت انجام پر کا شہد ہی بیٹھا ہے انتہا ہی چنایا اس قدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوئے  
 اور کہا لاؤ دیکھیں کیسا ہے اسنے تھوڑا تھوڑا اسکو چکھایا جب سینے کھلایا بیہوش ہو گئے چایک نے ہنگامہ  
 کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھلایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہیں ہے یہ جانتے  
 تھے غرض جب سب بیہوش ہوئے ہنگامہ کا پشتارہ چایک نے باز دھا اور چایک کہ بادشاہ کو  
 قتل کرے کہ اسی وقت باران جادو و مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا اگرچہ چایک  
 کو اور تو کچھ نہ بن پڑا ہنگامہ کو لیکر بھاگا اور باہر نکل کر تنہائی میں لایا یہاں سہراب وغیرہ کو باران  
 جادو و نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھل کر بیٹھے اور ادھر چایک  
 نے صحرائیں ایک مقام پر ہنگامہ کو اپنی ایسی صورت کا بنا اور آپ اسی کی ایسی صورت بن کر بیٹھے  
 سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہی جہانگیر کا مجھ کو لے گیا تھا مگر میں فقرہ دیکر اسکو لایا ہوں  
 اب اسکو ابھی ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوایا



سہرا اب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چایک نے ہتنگ کو ہوشیار کیا کھڑے مرنے کے گیند عیاری  
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہیں اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اسکو چایک جانتے ہیں اور  
چایک اسکو مار رہا ہے مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھو ہتنگ  
کیا تھا سر سبز ہوا یا نہیں اور اب کہاں ہے بس اسنے اور اق ساحری میں دیکھا منہ اپنا پیٹ لیا  
اور کہا افسوس عیار میرا قید ہو گیا ہے جہانگیر کے عیار چایک نے قید کیا ہے اب سہرا اب وغیرہ کو  
قتل کیا جاتا ہے کوئی ساحر جلد بیان سے جائے اور ہتنگ و سہرا اب کو اس کے ہاتھ سے بچاے  
یہ حکم شکر ضحاک مار لیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اسی وقت روانہ ہوا یہاں جب ہتنگ  
کو بہت مار پڑی تو اسنے اشارے سے کہا کہ اے چایک میں نے تیری اطاعت اختیار کی اسنے فوراً  
اسکو کھول دیا اور شراب پلا کر سب اہل بیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ اے بادشاہ میں سبکو  
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوئے بس  
جہانگیر کو ریا کیا اور چایک سہرا اب کو قتل کر کے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مار لیر اسنے  
ہی ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن ہتنگ تو رہا ہونے ہی مطیع چایک ہو کر  
آفاقہ کے بھاگا اور فرار ہو گیا مگر بیان سہرا اب وغیرہ سب ہوشیار ہوئے اور سہرا اب نے اٹھ کر تخت  
پر سے کھڑکھینچا انکو یہ جاننے نہ پائیں اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغ لیا اور لڑنا  
شروع کیا بہتوں کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چایک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور  
ملا زمان جہانگیر نے بھی خبر سنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑتا ہے بس جلد ویا من کشتیاں وغیرہ ڈالیں اور  
بزم جادو و مسرور و ہران برور سحر اڑ کر اس پار آگئے لیکن سہرا اب بہت زبردست ہے  
اسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اور اسنے از روئے بلوہ کے ان  
سب کو گرفتار کر لیا مہتر چایک وہاں سے نکل گیا اور شنواری کر کے اس پار آیا لشکر کو کہ اسی ہزار  
کا تھا لیر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا یہاں سہرا اب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چایک نے  
صحرا میں آکر قریا لیا اور روغن نقطہ وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپیں بنا کر آسمین بھرا اور گولہ بھی بنوائے  
آسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جائے تو لشکر حریف میں جا کر شوق ہوا اور دھواں اُسکا  
بیہوشی پیدا کر کے ان توپوں کو گھڑ چڑھی کر کے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز چادو



اپنا نام رکھا اور اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ میں سامنے قلعہ سہراب پہنچا۔  
شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحب مقدر ان کو را کر دے ورنہ لشکر لیکر  
قلعہ آؤ احوال سحر و ساحری کا جو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہنچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے تھڑا  
اور اتر آیا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے منہ چھپایا اور لشکر انہیں لیکر ششم ماہ میدان فلک میں آیا کہ شکر  
ہوئی قسمت ستاروں کی چمک پر یہ ہوا اعتبار پھر روشن فلک پر سرخام قبل خاک طرفین  
سے نوازش میں آیا کہ نظم

صدادی طبل جنگی نے یہ ناگاہ	کہ ہوں مردان شیر افکن اب گاہ	قرب آ یا ہر وقت جاں فزوشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی	اجل کا صبح کو ہے گرم بازار	مقام اکبر و ہر جان خستہ دار
جدا ہو جائیں گی روحیں بدن سے	تنوں کو زینتیں ہوں گی کس سے	دونوں لشکر دن میں تباری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب براسے جنگ اس بار دریا کے اتر آیا تھا سامنے لشکر  
جایک کے لشکر کا اٹار تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منتر جنہ بڑھے جانے لگے تلواروں کی چمک خاتہ  
تین میں آگ لگانے لگی تکیوں کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان و رازی کرنے لگے سن سن  
چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ چھڑے بکروں میں گھر کرے نیز سے سرکشی جبار سینوں کو توڑنے لگے  
گروں نے کہا کہ ہم سر کھینے پر تیار ہیں کل زنی کے ارادے ہر بار میں مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زاریا  
را جب وہ زمانہ آیا کہ گونہ گونہ کا دھن سے مشرق کی توپ سے نکلنا اور دھواں شب کا برطوت ہوا کہ ایات

مزانج صبح بیس کی پر آیا	روح خورشید سے پروہ اٹھایا	فلک کا سینہ تاروں سے ہوا تھا
بڑھے میدان کو گردان برفضا	نفر سحر کو دم ملا جایک کی طرف سے	لشکر میں کمر بندی ہوئی

میدان کارزار میں ہزاران جاہ و جلال آکر پہنچے اسطرح سے ملک سہراب لشکر ساحر  
لیکے کلاو بھیروں کو لکارتا اتر دھواں کو اڑاتا فوج لیکر جنگاہ میں آیا دلاوروں نے لشکر کا برا بھالا  
لیکن جایک نے یہ کیفیت کی کہ بدیت یا ہر توپ سے لگنے میں ہیں چھپیں گھر اسکے  
سب روحیں بدن میں یعنی وہ توپیں جو اپنے نوائی میں وہ مارنا شروع کیں پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم  
ہزاروں پہلی توپ اور شترتال  
ہوا اک زلزلہ روسے زمین پر  
لگی اس سمت سے چھٹنے کوئی حال  
ہو سے اہل جہان گنگ سب گونڈ  
صداسے جنگی کیا کیسے کہ یک  
اڑے سر سے بزنک طائران ہوش



زمین سے آسمان تک کیا کمون یار	دھوون سے ہو گیا عالم دھوون و صا	کوہ کر بان کا چلنا وہ اُسد م
گھٹا میں جس طرح بجلی کا عالم	وہ تو یوں سے تھا گولوں کا گھٹنا	وہاں مار سے من کا اُگلنا
برسنا سیکڑوں گولوں کا سر بار	دل عاشق چون مگر کانچ بنار	دھوون میں اس طرح اُڑ جا کر بنگ
کہ چون بادل میں مار برق چٹک	لکھنا توپ سے گولے کا خشتان	گھٹا میں جس طرح ہر درختان
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتانی	شب یلدا میں چون تیر شہابی	جب وہ گولے ملک سہراب

کے لشکر میں جا کر گرے شوق ہو گئے اور اُس میں سے دھوون ایسا نکل کر پھیل گیا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل ظلمات ہو گیا اور بیہوشی ایسی وہاں پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر و عینہ سب بیہوش ہو گئے چاہے کس نے طبل فتح و ظفر بجایا اور اس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر میں لایا طبل آسائش بجا کر پھر اور اپنی بارگاہ میں پہونچ کر آہنگروں کو بلو کر سب کو قید سخت میں گرفتار کر کر موشیا کر گیا اور سوال اطاعت و رسیا عین لایا ملک سہراب نے اُس وقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ بہن زادہ صاحب اقبال ہے ضرور کل محاکم کو کہے قبضہ میں لائے گا پھر جان دینا بے کار ہے اطاعت کر لینا چاہیے عرض کہ سہراب نے عرض کیا کہ او متتر متتر ان چاہے عایشان تازہ ایم بندہ ایم چاہے انکو قید سے ناکر کے خلعت دیا اُس نے شہزادہ کو اور بزم اور مسرور و ہیراں و عینہ سکور ہا گیا اور پھر تمام تر لشکر میں لایا جہانگیر کے قدموں پر سر پنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمائیے جہانگیر نے اُسکو پھر خلعت سے نخلع کیا یہ اپنے قلعہ میں شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ میں کر کے ڈھنڈھوڑا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا نایج دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُس میں سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپ کے اقبال سے میں بہانگ آپہونچا ہوں اب آگے روانہ ہوں یہ نامہ ایک طاؤس سحر کے گلے میں باندھ کر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ کر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک استاد اور سچو کہ وہ فقیر ہی کرتا ہی اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے پیر افراسیاب اپنے مقام پر سے اڑ کر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن میں ایک پہاڑ ہی کہ وہاں گنبد میں وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے چنانچہ جب یہ وہاں جا کر پہونچا شہنشاہ پیر نے اسکی کھال



بچھائے گنبد کے چوتھے پر بیٹھا تھا کہ اُس نے اگر سلام کیا اور نامہ جہانگیر اُس کو دکھایا اور کہا اے گرو شہزادہ  
 جہانگیر کو کب کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا سہرا یہ تک پہنچا ہے اب آپ جا کر اُسکی مدد چاہیے ابھی لوح  
 طلسم اُسکو نہیں ملی ہے جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کی ضرورت نہیں اور ابھی تو مدد  
 کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا میں جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس  
 آیا اور فکر میں ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھجوں لیکن فکر میں ہوا کہ مالک کو کب میں پہنچنا  
 خلعت کا ذرا مشکل ہے تو وقف کرنا چاہیے غرض طائران بحر کے نامہ کا جواب تو لکھا بھی دیا کہ  
 مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے صاحب مقام من شاہدش مرزا بہمنگاری شجاعت کا حال معلوم کر کے بہت  
 خوشنود ہوئے سامری تم کو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کریں اے شہزادہ اگر تم ہو سکتا ہو تو تختیاب من  
 نامہ کے میں خلعت فاخرہ بھی تمہارے لیے بھیجتا ہوں یہ نامہ جب جہانگیر کو پہنچا یہ بھی بہت خوشنود  
 ہوا اور اب قصد اسکے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کشیز جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقہ کوچ  
 کیا بہان ملک آفاق جادو مالک آفاقہ نے کوکب کو لکھا کہ اے بادشاہ مدد سے درویش بویا  
 نشین کی جہانگیر سہرا یہ تک آگیا ہے آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک پتے کو دیا کہ وہ خدمت  
 کوکب میں لایا بادشاہ قلعہ کوکب میں تخت حکومت چلا کر تھا کہ نامہ پہنچا مضمون سے اُسے  
 آگاہ ہو کر بہت غلین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری میں ایک درویش رہتا ہے کہ نام اُسکا  
 خضران صحیح النشین ہے اُسے اُسکو نامہ لکھا کہ اے عابد و پارسا آپ تکلیف فرما کر تشریف لے  
 جائیں اور درویش بویا نشین کو سزا سے معقول دین کہ اُس نے میرے مالک کی بربادی چاہی  
 ملک خضران صحیح النشین نامہ پڑھ کر اسی وقت اپنے بویے پر بیٹھا اور کچھ طلسم انگلی سے  
 اُسے لکھا کہ وہ بویا آکر چلا اور اسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ  
 ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کر کے دس لاکھ ساعرون کو سہرا لیکر روانہ ہوئے اور قطع منازل  
 و طے مراحل کرتے ہوئے آفاقہ پر آکر پہنچے ملک آفاق نے جب سنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر  
 آگیا اُس نے فوراً فیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساعرون کا لشکر اُسی دم تیار ہوا اور وازہ قلعہ کا اُسے کھلوا دیا  
 اور لشکر سہرا لیکر خود یہ باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے لڑکے ابرنایان ہوئے ساحران نامی  
 اپنے سوا دیکھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ حیا پر پا کر اُسے اور مقابلہ میں شہزادہ جہانگیر کے



اُترے اور چھا نگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اُترا سپہیں بچو بے قلندر یاں مار کیاں رہو یاں  
 کندے سرار دے خیمے بارگاہیں استادہ ہوئیں بازار میں لشکر میں کھل گئیں پیادوں کے بستے لگے  
 سواروں کی تین پڑی گھاگھی شروع ہوئی کٹور لشکر میں کھٹکنے لگا ایک دن لشکر آسودہ ہو گیا  
 جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق چمک کر نظر سے غائب ہوا اور

شب بزم کے دھوئے کا زمانہ آیا کہ اپنا	گزارا دن ہوئی آخر کو جب شام	ملا خورشید کو مغرب میں آرام
نظر کی جانب خورشید انور	جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر	سر شام طبل جنگ نواخت

میں آیا شہزادہ سنے بھی نقارہ حربی بجا یا تیاری جنگ طرین سے آغاز ہوئی تلوار کا بیر خون چھڑے  
 آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کہیں کڑکھٹ کر کا کینے لگے اسے بہادران اجل  
 ہر ایک کو آسنے والی ہے کہ ایات

مگر فرصت کمان دام اجل سے	زمین میں آسنے کا نام اجل سے	جو میں مان بایں کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دل بند اصلی	وہ نام آینا کرنگے سرکشاکر	ہنہیں پھیرینگے منہ میدان میں چکر
صفت دشمن میں آئینگے جہدم	تہ و بالا کرنگے ایک عالم	یہ سن منکر شجاعان و داور
گر جتے تھے بشکل رعد مضطر	ایک طرف کو کھروانی ہو رہی تھی ایک طرف تاسے ہو سہ	

دلیران بلند تھی بانگین کی باتیں آپس میں ہوتی تھیں کوئی کہتا تھا کہ کل ہم عدو کو لکار کر ماریں گے  
 کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار میں سر دشمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ  
 زمانہ آیا فطاک آفتاب تیرہ خطوط شعلہ میں گھرا ہوا اظہر شب سی پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک میں چمکا کہ اپنا ست	بہ باتیں تھیں کہ رو سے صبح دیکھا	رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
ستارے چرخ پر پہنان ہو سب	مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب	صبح دم بعد کرو فرج جاہ و حلال

شہزادہ چھا نگیر با اقبال لشکر وارد دشت مصافحہ ہوا جنگل فوجوں سے بھر گیا لکڑی سے ابرہہ  
 چھاسنے ہوئے دلاور اسنے آئے ہوئے اس طرف سے آفاق جاو و بھی تخت سحر پر سوار ہیں  
 کئی لاکھ ساحران جوار و میدان کارزار ہوئے علموں کو جلوہ ملا کر کا ہوا صفین جم گئیں  
 نقیب نقابت کر کے اُٹھے اس وقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماشیں نکالا  
 اور اسکا ایک شیر نیا سحر ٹپھکر اسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر زیاں کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھ کر



چرخ خوف کھاتا تھا اور شیر گردون چکراتا تھا بس اس شیر کو حکم دیا کہ میدان میں جائے اور کام دشمنوں کا نام  
کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان میں آیا اس طرف سے بزم جادو میدان میں گئی مگر اس شیر نے اسکو  
نگل لیا اور اپنے لشکر میں لے جا کر اگل دیا اسی طرح ہر ان دفعہ وہ غلے لے کر آتا رہا اس وقت  
درویش بوریائیں آکر پہنچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی ہے اس نے کہا  
کہ اسے شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل بان بجا کر پھر آیا اور درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور  
رات بھر اسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنوخض جب دوسرے روز حلقہ خاتم زرین مرو  
نگل میں پڑھنا اسے آفتاب انگشت روزگار میں چمکا کہ بیست و چھ خورشید تھا پیشانی صاف و نظر  
آیا لیکن اسکا سفاوت و صبر و طبل بجا کر جنگ فردا کے عوض میں لحد کرو فرجہا نگیر نامور لشکر  
لیکر میدان میں آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجا کر چڑھ دوڑی جہانگیر  
خود میدان میں نکلا اس طرف سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجی جیسے ہی شیر سحر تر پھر شہزادہ جہانگیر  
کو نکلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریائیں کی دی ہوئی اسپر کھینچ ماری شیر جل کر گیا  
ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اڑتے ہوئے اس طرح اترے کہ جیسے خرس بستہ میں  
جہانگیر نے اُن پر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اس وقت اور تابندی طالع جہانگیر دیکھے کہ ملکہ گوہر جادو و خود  
ملکہ آفاق جادو ہی اور اسپر قیصر جادو کہ جبکا ذکر اول ہو چکا ہے عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اسپر  
عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہے کہ سحر اسکی وجہ سے تاثیر نہیں کرتا ہے اور تیغہ بلا کش  
بھی کو کبے اس کے پاس رکھوایا ہے یہ دونوں اشیاء سے نادرہ آفاق نے خزانے میں رکھی ہیں گوہر  
خزانہ میں سے چرالائی اور چالائے کہ شہزادہ جہانگیر اسکو بھیجے مگر جہانگیر نے ہونی کہ کیونکر  
بھیجے کون بچائے اس وقت شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہے مگر مطیع چاہا کہ ہو چکا ہے  
اس نے کہا امی ملکہ نادرہ میں دعاؤں کو بہر نے اسکو دیا اسنے صورت اپنی لٹنے والوں کی ایسی بدلی اور  
میدان کارزار میں آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اسنے لا کر دی اس سنگامہ میں کسی نے اسکو چلانا  
نہیں شہزادہ نے لوح کو تو گلے میں پنا اور تیغہ ہاتھ میں لیکر خرسوں کو قتل کرنا شروع کیا مشک تو  
مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اسنے لٹنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض گشتی خرسوں  
پر کھینچ ماری اور بہتوں کو قتل کیا اور چلا آیا اس وقت غصہ میں ایک ساہرہ ہریر ابر نشین جادو



نام شہزادہ پراپڑا اسکا بھی تینہ بلا کش حسد و دکر سے کیا اور فوج ملک آفاق پر اگر شہزادہ نے  
 قتل کرنا شروع کیا قدرت کو گارے ہنر برابر نشین کی فوج میں مسرور و بران و غنہ قید تھے  
 وہ رہا ہو گئے اور اس نے لگے اور وہ مرنے سے ہنریر کے رہا ہوئے غرض نارتلو اور شہزادہ  
 نامدار نے تملک ڈالیا یہ نقشہ ہوا کہ ایات

گشیدہ تمشیر و گز آن سران کہ گرفت از ان روئے خوشید رنگ بر آہخت گز و بر آورد جوش تہ کروں بار و در کار زار فلندہ ہمہ دشت خرطوم پیل	بر آہخت باہم سپاہ گران جہانگیر گز از جس انداریاد ہوا گشت از آواز او بر خروش از آواز آن گرد سالار کش ہمہ کشتہ بودند بر حسد میل	یکے گرد بر خاست و شہت جنگ شان داریزہ مدارندہ واد بشیشیر از ان لشکر نامدار نہ باد بوجان و نہ بایں پیش ملک آفاق کی فوج نے شکست
---	---	--

قاش کھائی اور رو بفرار لائی اسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منہم درویش خضران  
 صحرا نشین اور اُسے آتے ہی درویش بوریان نشین کو لٹکارا کہ او پر داغولی بڑا ہی غضب  
 کیا کہ کوکب کی محبت ترک کر کے اُسکے مالک کو برباد کرنا چاہا اور جہانگیر کو ہانک ہو پوچھا یا ابیر  
 کمال کا حال کھلی بیگانہ شکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھا اڑایا کہ جہانگیر اٹھا اپنے  
 لشکر کی طرف پھر اور ویش بوریان نشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھ کر دستک دی کہ خضران کو بدین  
 جنگاریاں اڑنے لگیں اور خضران نے پھر کچھ پڑھ کر دستک دی کہ بوریان نشین کی زبان بند ہو گئی  
 اُسے کچھ ہاتھوں سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے  
 ہاتھ اپنے باندھ کر بوریان نشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو  
 اسکی مشکین باندھ لیں اور ایک قفس آہنی طلب کر کے اُس میں اسکو بند کیا اور ملک آفاق کو  
 میدان جنگ سے لیکر پھا اور بارگاہ میں آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور ہر جاہک  
 فکر میں عیاری کے لشکر سے نکلا بیان خضران جب دریا میں بیٹھا بوریان نشین کے قفس کو  
 سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیوں اسی منہ پر دعویٰ فقیری بوریان نشین نے اسوقت  
 آہ کی اور دم نکلیا اسوقت خضران کو ملال ہوا اور خضر ہر کارون نے جہانگیر کو پوچھا جہانگیر  
 اسی وقت بیٹھ پڑ کر اٹھا کہ ابھی جا کر اس خضران کو مارو تگا اور وہاں آفاق سے خضران نے



کہا کہ اوراق سامری میں دیکھیے تو کہ آپ کے خزانہ سے لوح اور تیغہ کئے جہانگیر کو بھیج دیا اس وقت اوراق  
 آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہے اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور  
 خضر ان غصہ میں اٹھا کہ ابھی جاگ اُسکا علاج کرتا ہوں یہ کہہ غائب ہو گیا اور آفاق نے چاہا  
 کہ لشکر اپنا تیار کر دے کہ آواز آئی اور آفاق تو تماشا دہرے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہیں  
 آفاق دربار گاہ پر آکر ٹھہر رہی اور ادھر جہانگیر جو اٹھکھلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے گریباٹھک  
 چلا تھا کہ یکایک زمین شوق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور المیہ ان لشکر جہانگیر اُس دریا میں  
 گر کر مچھلیاں بن گئے سارا لشکر اُسی آفت میں مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہے اور پانی بڑھتا آتا ہے جہان  
 جہانگیر وہاں ایک ٹاپو بن گیا ہے اور جہانگیر کے گلے میں لوح بڑی ہے اُسکی ہی برکت ہے کہ پانی نہ  
 نہیں آتا ہے مگر حیرت جاسنے کا قصد کرتا ہے زمین کو زلزلہ ہوتا ہے اب مرکب پر سے جہانگیر اُتر  
 پڑا ہے اور پانی کے سبب سے کہیں راستہ نہیں ملتا ہے کہ دریا سے شنگ پیدا ہوا اور تیغہ چھو  
 جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور زمین ہوا  
 کہ منہ شہنشاہ میرا ہے جہانگیر گھر آنا نہیں میں آہو بخالوح کھینچ مارا اور تیغہ برہنہ کر کے شنگ کو سر  
 مار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا اُسٹھا کہ جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے  
 رہا ہے بس جہانگیر گھر آیا ہوا تھا اور شہنشاہ پر کو بھیجا تھانہ تھا صرف نامہ میں نام لکھا دیکھا تھا  
 کہ شہنشاہ میرا ہے تیری مدد کو بس جہانگیر نے لوح اور تیغہ شنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ  
 زمین پر گرا اُسے شنگ نے نگل لیا اور اُس پر نے وہیں سے قہقہہ مارا اور آواز دی اسے جہانگیر  
 منہ خضر ان صحرانشین دیکھ اس طرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہیں یہ کہہ اُسی شنگ کو اشارہ کیا  
 کہ اُسے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا میں چھوڑا یعنی مچھلیاں بنا ہوا لیکن جہانگیر کو گرفتار  
 کر کے دربار میں آفاق کے آیا اس وقت خبر ہوئی کہ ایک کلا نوت آیا ہے قمر سامری سے خضر ان  
 نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہے عمدہ لباس پہنے ہوئے آکر وہ دربار میں بیٹھا اور حیدر  
 چیزیں ایسی اسے بین میں بجائیں کہ تمام اہل دربار و حیدرین آگئے اور خضر ان بھی بہت خوش ہوا  
 اور گنا آپ نہایت کامل ہیں اب میں رات کو جلسہ جمائے میں سنوں گا یہ کہہ نہایت دلدار ہے  
 آپ کو بٹھلایا اور حکم تیار ہی جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نوادر نہایت عمدہ آیا ہے یہ خبر شکر



شنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسے پچا نا کہ یہ دتر چاکب ہر بسا سنے بیوشی شراب میں لٹکا  
 انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چاکب موج کا تھا جب دائرہ ماہ فلک پہنچو دارمواہیات  
 کہ مثل مردک شام سیرنگ | آسان اشتیاق صاحب تنگ | اہوئی ظاہر مگر باطن محبوب  
 کشیدہ دل ہوا ایسا حسرت غوب | شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس اگر استہ ہوئی بیک  
 خضر ان نے اوراق سامری اسوقت دیکھے اور کہا ای آفاق تمھاری بیٹی ملک گوہر نے لوح اور  
 تیغ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادہ جہانگیر کو بچوایا ہے اور شنگ عیار دے آیا ہے اور یہ کلارنٹ  
 چاکب عیار ہی یہ لکڑی ایک برق چمکانی کہ چاکب و شنگ دونوں زنجیروں میں بند ہو گئے اور کہا  
 جہانگیر کو لاؤ میں ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ میں تھلک و ہنگامہ پڑا کہ میان ملکات  
 عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہے میدان خوبی اسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوئے سب کو زیر تیغ  
 مع جہانگیر ٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اسوقت روئے ہوئے  
 لغو ہوا کہ شہنشاہ پیر استاد افراسیاب اور راج سوجیون سے اگر ہو پنا اور چاکب شنگ  
 و جہانگیر کو چند بچہ بچکا اُسے اٹھوایا اور خضر ان پر کچھ غل پڑھ کر اُسے دستک دی کہ وہ چپ بیٹھا  
 رانچون کو لیجانے دیا بھر مون کو روکا نہیں پھر جو ہوش آیا اُسے بھی کچھ پڑھ کر بھونکا کہ شہنشاہ پیر  
 روئے ہوئے نیچے اُتر آیا مگر سنبھل گیا اور ایسا کچھ اُسے پڑھ کر بھونکا کہ خضر ان اور آفاق کے  
 بدن میں آگ از خود لگ گئی اور یہ جگہ خاکستر ہو گئے درویش بوریانشین کی لاش کو تو  
 شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک خضر کے بحر  
 میں ہی زمین قمر شوری پذیر ہوئی کہ بیت صدا سے رخصت آئی ہریان بچہ رے نور صلی  
 آسمان سے بچہ صبح تک وہ دریا خضر ان کا بنایا ہوا مرنے سے خضر ان کے غائب ہو گیا لشکر تپ  
 محلیوں سے انسان ہوئے شہر آفاقہ میں بھی عداوتی جہانگیر کی ہو گئی قیصر حاد و حاکم شہر  
 قیصر جہان کارمنے والا درویش بوریانشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہاں آکر ہو پنا شہزادہ جہانگیر  
 نے ملک گوہر و خضر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و محشوق باہم ملے شنگ تو  
 خلعت دیا یہ شاگرد چاکب تیز رفتار ہوا جہانگیر حیدر و زبان رنک لشکر تیار کر کے اب آگے کروانہ ہوا اور  
 شہنشاہ پیر نے کہا کہ او شہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار بیج میں تھی اگر وہ ملتی تو البتہ



قلعہ ہوتا لیکن اسکا پتہ نہیں کہ کہاں ہو شہر آفاقہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہے کئی  
 لاکھ سا جمع ہیں کئی قلعہ تخی ہو چکے ہیں قلعہ انم حصار سے تا بہ قیصر یہ سب قبضہ میں ہی اور مسرور  
 شاہ و ہر ان و عین سب مطیع ہیں اب آگے اُس مقام سے قلعہ بدخشانہ ہی ہریان سے  
 بارہ کوس پر گزشت سخت و صعب جاگہ ہے اور بہت دشوار ہے اور ایک روایت سے صاحب دفر کی  
 معلوم ہوتا ہے کہ عمر و نے لوح ہزار برج سے لاسکے کو کبہ کے حوالہ کی اسنے قلعہ بدخشانہ میں کھوائی  
 ہی غرض جہانگیر کو دفر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بجی قطع منازل مرحلہ چائی کر کے  
 دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہی اور دروازہ اسکا  
 بند ہے قلعہ پر ایک تیلی جو ابہر نگار کھڑی ہے نہایت تکلف کی آراستہ ہے اور اسکے سر پر طائر خواہر کے  
 پتے ہیں جہانگیر نے ایک گنگار کو حکم دیا کہ سامنے اس قلعہ کے جائے وہ گنگار حسب الارشاد  
 شاہزادہ نامہ ار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا تیلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس  
 افسوس اور اسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلا کر خاک ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر  
 شہنشاہ پر شہزادہ کو ملخ ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب بہت چارہ شہزادہ نے نہانا  
 اور کہا میں ضرور جاؤنگا یہ کہہ کر وہاں خیمہ کیا دوسرے روز جب درجہ خاوری سے آفتاب زریں  
 شعلے نے سر بدر کیا کہ میشت ستاروں سے تر نے اٹھ دھویا پتھر نے جلاؤہ مہتاب کھپا  
 صبحی ہم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے میں ڈال کر ملکہ بزم جادو اڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے  
 آئی تیلی نے افسوس کہہ کر نگاہ ڈالی بزم بھی جلا کر خاکستری ہوئی اسکے ساحر بہت سے گئے اور حکمر  
 خاک ہوئے ملک خورشید جو پد جہانگیر کا ہے وہ اپنا تخت بڑھا کر گیا وہ بھی جلا کر خاک ہو گیا  
 جہانگیر اسکے غم میں خوب رویا ساحروں نے اُس تیلی پر ہزاروں مارچ و ترچ مارے پتھر اتر پڑے ہوسے  
 اور ہزاروں ساحر جلا کر خاک ہو جہانگیر نے غم میں اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اسوقت جہتر  
 حاکم نے آئینہ از ستر پا ایک کپڑے پر سہی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر  
 سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوا ہو کر آیا اور اُن آئینوں پر ایک کپڑا لٹائے اُس نے اُٹھ کر  
 سامنے اُس تیلی کے آکر اُسے اُلٹ دیا تیلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینوں میں دیکھا خود اُسکی جسم میں ہلک  
 لگی اور دھڑ دھڑ جلا کر خاکستری ہو گئی اسوقت چاہک نے غم کیا کہ منم ہتر چاہک ہتر ہتر بہت تعریف کی اور



پہچانا کہ یہ چاہک ہر کس لیے کہ پہلے بسبب اس کے نہ پہچانا تھا کہ چاہک منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا  
 جہانگیر کی کیفیت دیکھ کر بہت خوشنود ہوا اور شکر لیا کہ اپنے مقام فرنگاہ پر آیا شکر نے کمر کھولی آسودہ  
 ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر غم میں اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خوشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خندانہ  
 الم کا جرحہ نوش ہوا اس طرف بدخشان جادو و حاکم قلعہ بدخشان نے جب سنا کہ تلی جو قلعہ پر نصب  
 تھی اسکو عیار جہانگیر نے جلا دیا بڑا اسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہوا  
 ہو کہ اس تلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلی اسے پس چاہک کو عیاری خواجہ  
 عمرو بن اسید ضمری کی یاد آئی اسنے ہفت در بند فرعون کا و قانع دیکھا تھا اور وہاں کا و قانع یہ ہے  
 کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہے ساحر شمش نام اسنے کئی شخصوں کے چہرے پر طلسم اس طرح کا باندھا تھا  
 کہ جو انکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اسکا  
 نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پاتک آئینے اپنے جسم پر لگا  
 اور اس کے مقابلے میں جا کر آئینوں پر سے پوشش الٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف میں  
 جب آتا تھا نقاب چہرے سے الٹ کر کتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر بر من نگر شاید کہ شناسی مرا اٹھو نے  
 بھی وہ پوشش آئینوں پر کی الٹ کے بھی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ میں اپنی صورت کو دیکھا خود بھی  
 ہنستا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھی بس ویسے ہی چاہک نے  
 بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کوئی ہزار ساحر ان جہار لیکر قلعہ کا دروازہ  
 کھول کر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لکین بدخشان آفتاب  
 حلقہ معرب میں جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہنسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کروں مہر کا بلکا ہوا رنگ	گشتی گرمی بڑھی ٹھنڈا کٹ سنگ	جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی	شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چاہک نے	

اگر خبر غرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ فقیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی شب سیرہ  
 مثل خود سودا نشان سیاہ تھی اس شب کو تیاری سپاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جیسے پڑا جان  
 شمار ہوا چاہتے تھے گوگل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرجین جلتی تمبین چار بہرات شور  
 وہنگامہ سپاہ میں بر پار صاحب تیغ مہر کو ترک روز نے حایل کیا کہ نظم



ہوئی صبح قیامت جب نمودار کے تو فلزم ہستی کی تھی موج ادھر سے اور ادھر وہ صاحب تنگ کہ لڑنے کے سوا ہمتی نہیں اب م تیج آج یان طور خشک ہے کیا و آفرین سارے جہان سے تہا راجک میں ہونا م نکو لی	ہوئے تیار بہ جنگ و پیکار مصرم بر سر خونریزی جنگ ہوئے دونوں مقابل بہ جنگ دو جانب سے نقیبان سرفراز لٹک کر کھائے تو شر طنگ ہی کہ اب تیغ خون آشام روشن کہ و میدان میں اپنی سرخروئی	ایسے ہمراہ اپنے لشکر و فوج جلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ صفین دونوں ہوئیں آراستہ جب لٹک کر ہوئے اسے مردان جاں ناز پڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن یہ نہیں نقیبان بلند آواز
--	--	--

سکر ہمارے جو منے لگے قبضہ شمشیر جو منے لگے ساحر و غیرہ ہوش میں آئے دل انکے خروش میں آئے  
لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھ کر بدخشان جاو و فوج اپنی بیکر لشکر جہاںگیر پر اڑا تیغ تیغ  
ناریل و غیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھواں اٹھنے لگا شعلے چلنے لگے تیغ سحر کی بجلی چلنے لگی ایک  
طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون پرستہ مقتدا مریخ  
بگڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پر مردہ پڑا تھا کچا کاتوار کا لمبہ تھا چقا چاق شمشیر و نعرہ و لیران  
سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگ لاشوں سے پٹ گیا تھا  
تراغ و زعن یقین ہے کہ طلسم جوئی اب نہ کرے گی ابیات

خروش سواران و گرد سپاہ سناہنا سے آواز دادہ بخون زکشتہ فگندہ ہر سو سدان	چو شب گرد گیتی نہان گشتاہ تو گفتمی کہ بر شد ز گیتی بخار زمین کوہ گشت از کان تا کان	در خشدین تیغ الماس گون بر افروخت زان آتش کارزار ہم غار و مامون یراز کشتہ بود
سرو شہر از جنگ برگشتہ بود	خوب تلوار چلی جہاںگیر لبان شیر گرسنہ قتل کرنا ہوا اس فوج میں	جہاں تھا تینہ بلا کش کے سبب سے سحر اسی اثر نہ کرنا تھا ہزاروں کو خاک و خون میں غلطان کر دیا اور خواب عدم میں سلا دیا اور جب کوئی سحر بدخشان جاو و نازہ تیار کر کے کرتا تو شہنشاہ سے گروا فراسیاب کا اسکو نقش تہوید و عینوسے مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست خاکسار ہو کر وافر لائے کہ یکایک بروئے ہوا غرق ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کو کب روشن ضمیر اسے بدخشان گہرا ناہن میں آپوچی اور اسنے آئے ہی ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین میں زلزلہ پیدا ہوا



مقرر نے لگی کشتی ارض و غیر اڈمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین میں غرق ہونے لگا اسوقت شہنشاہ پیر  
 نے چند نقش لکھ کر زمین پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اسوقت زلزلہ نے  
 ایک مالا موتیوں کا اپنے نکلنے سے اُتار کر داسے اُسکے دست راست و چپ کی طرف پھینک دیے بعد ازاں  
 ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوئے اور انھوں نے آتے ہی لشکر جہانگیر تباہ کرنا شروع  
 کیا اور اپنے حربہ بھی تاثیر نہیں کرتا تھا سو اسے تیغہ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہیں جاتے تھے  
 اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسے نعرہ کیا کہ منم سمجھ کو کیسے اور اُسے  
 آتے ہی حسیہ اپنا ٹکس ڈالا وہ جل کر رہ گیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزاروں ساحر جل کر رہ گئے ہزاروں  
 تو اس طائر نے مارے اور ہزاروں شیر اور خرسوں نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا ان خرسوں اور شیروں کو  
 روکتا ہے اور قتل کرتا ہی اسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھ کر سمت صحرایہ کا کہ ہزار بار گ  
 پیدا ہوئے اور اگر ان خرسوں سے لڑنا شروع کیا اور شیروں سے بھی مفت بلکہ پیر کو  
 کہ لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت کہنے اُس جنگ میں ایک طرف شہنشاہ  
 چاہا کہ کھڑا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا چاک کر اُسپر گرمی اور بجہ میں اب کر چلی جب کسی  
 قدر بلند ہوئی چاہا کہ نے بحالا کی تمام اُسکے منہ پر حجاب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چلا  
 نے اُسکے پیچھے سے بھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ اُسکا کٹ گیا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سحر  
 ساز خادو کو چاہا کہ کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہو گئے مگر اب اُس  
 جانور نے قیامت برپا کر رکھی جو بہت سے ساحروں کو جلا دیا ہی اسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ  
 بنا گویا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت نجس کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس خیمہ میں  
 اپنے تئیں پونچھ لیا اور وہاں ایک دام لگایا اپنے سحر کا طائر اُسکے نجس میں اُس خیمہ کے اوپر  
 آکر ٹھہرایا اُسے حال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے  
 سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی میں درآیا وہ چڑیا بنی اُس پانی پر  
 اُسکی صورت دیکھ کر آئی اور پانی میں اپنے تئیں گرا دیا شہنشاہ پیر اُسکو حال مارا اور بھنسا لیا  
 اور گرفتار کر کے اُس چشمہ سے لکھا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدحسان خادو  
 شکست کھا کر وہاں سے رو بفرار لایا اور وہاں سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب ایک گنبد



کہ نام اس کا گنبد محفوظ ہو وہاں آکر ٹھہرا اس گنبد کے گرد اور باہر بدخشان جادو جب وہاں پہنچا  
 اسے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ اسے بادشاہ جلد خبر لیجیے میں شکست کھا کر گنبد محفوظ میں آگیا ہوں  
 قلندر بدخشان چھوٹ گیا ہے یہاں لکیر نے آفت برپا کی ہے یہ عریضہ طائر سحر کی گردن میں باندھ کر روانہ کیا  
 جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہنچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جا کر بدخشان  
 کی مدد کرو برہمن روئیں تن بے غضب تامل چلا اور یہاں قریب دریا کے ایک خیمہ استاد کو  
 شہنشاہ پیر کو ایک نام لکھا کہ اور پوزہ گز جیاجلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا سے معقول ہوگا  
 جب تیلایہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اسکو کچھ دن نہ پڑا اسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے  
 پاس یہ آکر پہنچا برہمن نے ایک توتی شہنشاہ پیر کے پیرہن میں لگا دی کہ شہنشاہ مثل شمع کے  
 جل کر رہ گیا برہمن نے خاک اسکی رو سے ہوا میں برباد کر دی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا  
 کہ تم اس گنبد میں بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی پس یہ تدبیر کر کے برہمن  
 چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہاں آکر پہنچا  
 گنبد تک بنجاس کا ایک دن سحر چایا کہ نے کہا کہ میں تدبیر کرتا ہوں پس اسے ایک پھلی بہت بڑی  
 بنائی اور اس میں جہانگیر و مسرور و پیران وغیرہ کو بٹھایا اور اس پھلی کو دریا میں پھوڑ دیا کہ وہ  
 بہتی ہوئی چلی جائے کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا میں شکار کھیل رہا تھا کہ یہ  
 پھلی پھنسی اسے بدقت تمام اسکو کھینچا جب باہر کھینچ کر لگا لا پھلی کے دھن کے اندر سے راستہ  
 چایا کہ نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہاں بدخشان جادو نے بھی اڑنا  
 شروع کیا مگر تیغ بڑا کٹش سے کچھ بس نہ چلا آخر ماتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور سنا حر بھی ہلاک  
 ہوئے گنبد سے بہت سے ساحر رو ہزار لائے وہ مقام پاک و صاف ہوا یہاں کوکب اسے قلعہ  
 میں داخل ہے کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اس کے سامنے لائے کس لیے کہ بھانے وقت  
 بدقت تمام لاش اسکی اٹھالی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے بکارتے کہ اسے  
 شہنشاہ ظلم نور افشان گنبد محفوظ میں بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سنکر  
 نہایت صدمہ ہوا اور اسے پیچھے بیکر عمر کو لشکر سے اٹھوا منگوا یا اور اس سے یہ سب حال کہا جو وہ  
 کہا میں اب وہاں ضرور جاؤں گا اور عمر نے پھر پیچھے بیکر عمر کو لشکر سے مع ہزار کینزوں کے ملکہ بہت



کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکرر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی بیان سے روانہ ہوا اور  
 اقرار کیا کہ میں نے یہ بہترین سبب نہیں شہنشاہ پیر کے مرنے کا بچ کیا مگر اس قدر قلعہ کو کب کو جو  
 فتح ہوئی تو اسکو خوشی ہوئی اور بیان تارک کی طرف سے کہ جہانگیر سے جہانگیر آیا ہوا راستہ تو کھل ہی  
 گیا ہوا اسے دو ساحر شجر ظلماتی جادو و وہمن ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ بھی  
 دونوں کو حکم کر کے روانہ ہوئے اور قریب قلعہ زرافشان آئے اور زرافشانہ گنبد محفوظ کے بھی آگے  
 ہے اور زرافشان جادو بھی فتح لیکر ہر قلعہ کے ٹکڑا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر  
 پہنچے اور مکرر جادو بھی تین لاکھ جادو گر سے آئی بیان خواجہ نے کہا کہ اب میں دربار میں جہانگیر  
 کے جاتا ہوں اور اسکو سمجھاتا ہوں اگر ان لیا تو بہتر ہے نہیں تیغ اور لوح چھین لوں گا مکرر جادو  
 نے منع بھی کیا تا نا اور بیان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوئے جہانگیر کو خبر ہوئی اسے سزا  
 بہر استقبال بھیجے خواجہ نے اگر صاحب سلامت کی اسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہاں  
 تشریف لائے انھوں نے کہا کہ اسے جہانگیر میں تلو سمجھانے آیا ہوں کہ تم نے بہت ظلم کیا ہے اب  
 مناسب ہو کہ پھر جاؤ پس اب زیادہ ستانا اچھا نہیں اور تمھاری پیشانی پر خال سبز گہرا شمی ہے  
 نشانیاں تم میں اولاد حمزہ کی پاتا ہوں تم بہت پھتاؤ گے کوکب کے ممالک جو برباد کرو گے یعنی  
 تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہو مگر لازم ہو کہ اس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب  
 اب بغیر قتل کوکب میں کب پھر تا ہوں عمر و سنے کا خیر تمھیں اختیار ہے اسوقت چاہا کہ بھی  
 خواجہ کے قریب آیا اور باتوں باتوں میں عیاریاں کرنے لگا آخر عمر و یہ کہہ اٹھا کہ آج جہانگیر کو میں  
 پکڑ لیجاؤں گا خیر دار خوب ہوشیاری رکھنا چاہیے کہ کہہ کیا مجال غرض عمر و تو چلا آیا اور شام  
 کو ڈکرنے لگا اُدھر چاہا کہ سانسے مکرر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا  
 اسے مکرر میں نامہ کوکب لایا ہوں الگ چلیے تو دونوں وہ علیحدہ آیا اسنے اسکو جواب  
 بیہوشی مار کر یوش کیا اور اسی کی ایسی صورت بنکر اسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اسی  
 کی ایسی صورت بنکر اسی مقام پر بیٹھ رہا اور اس طرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روئے  
 ہوا سے ایک نازنین اتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان میں یہ کبت لکھنا زیبا کبت  
 سندر روپ سدر روپ ہما سن یوں لہجے جسے انگ میں لیجے



جیون مور سچپون کی چھپ ویکمت کی چھپ دیکھے ہی نیچے

پان کھوات مس او طار س چاتے تو چندر کو دیکھے نہ دستے  
انک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھاک بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

بس اس گلاب بن نے بعد نزاکت کہا کہ منہ فرستادہ افراسیاب یہ کہنا نامہ ایک اپنی کمر سے نکال کر  
جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے صاحب قمر ان من یہ کینز بنے تمہاری خدمت  
کے لیے بھیجی ہو جہانگیر صورت زیبا اسکی دیکھ کر عاشق ہو گیا اور اسی وقت دربار سے اٹھ کر  
انک خیمہ میں اسکو لایا اس نازین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اسپر کروں اسے  
ناک بھون توری چڑھائی پھر منہ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجھ کو کیا اسی لیے  
بھیجا ہو سامری کنسون میں آتے ہوئے پہلے ہی چکچاتی تھی میری بوٹی بوٹی کاپٹ ہی ہو  
سیان اپنے حواس میں آؤ بچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہوں کہ جنھوں نے مجھے تمہارے پاس  
بھیجا ہے بس بس ایو میں سمجھ گئی ہاں ہاں تمہارا اور ارادہ ہو سو یہ بخت ہی بندی ایسی داتی  
نہیں شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی جیتی ہن انکو بھیج دیا ہوتا یہ باتیں ایسی کہیں کہ جہانگیر  
تو مر گیا اور لگا منتیں کرنے اور رونے لگا اس وقت وہ نازین مسکرائی جہانگیر کی جان میں  
جان آئی پھر چاہا کہ اس سے لپٹوں اسے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بد مزہ ہو یہ کہہ کر گلابی سے  
شراب جام میں بھری اور وہ جام جہانگیر کے منہ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا مئے ہی  
بیوش ہوا اس نازین نے اسکو پستارہ میں باندھا اور خیمہ سے لٹک کر سیدھا مکدر جاؤ وٹے خیمہ  
میں آیا وہاں اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ استاد کسے لائے کہا اسی طفل مے ادب کو اور یہ کہہ کر  
مکدر سے کہا کہ اے مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائے یہ  
نازین اصل میں عمر و جیو پانچے آستے پستارہ زمین پر رکھ دیا کہ لو بجاؤ مکدر نے پستارہ کو کھولا کہ میں  
اسپر سر کروں عمر و نے لوج و تیغ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہیں رکھ دیا بس مکدر نے لوج گلاب  
میں پنادی اور پستارہ تو کھول دیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی چٹکی میں روغن و افع بیوشی بنا ہوا  
تھا وہ ناک میں بول لگا شزاوہ ہو شیار ہوا اسے کہا اے صاحب قمر ان آپ گرفتار ہو کر  
آئے ہیں اُسٹے جہانگیر اٹھا اب عمر و گھبرا یا سب ساحر وہاں سے بھاگے جہانگیر نے بتو وہاں



رکھا ہوا تھا اٹھالیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتوں نے جہانگیر پر پھر بھی کبھی مگر اثر نہ ہوا اس وقت  
 افراسیاب نے شیخ ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو بھیجا تھا اور راہ بیان تارک بسبت آنے  
 جہانگیر کے محل گئی ہو جس یہ دونوں ساحر بھی اگر پہنچے یہاں تو جہانگیر سنگر سوار کی اگر تریک  
 جنگ ہوئے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر بھی کراہتے مقام پر آیا شیخ و بہمن بھی اترے  
 عمرو وغیرہ سب بھاگ کر قلعہ زرافشانہ میں گئے جہانگیر نے اگر قلعہ مذکور کو گھر امدد رفتی جو جاکب  
 بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہاں مگر جو ہوش آ رہا بھی ٹھکرا قلعہ زرافشان  
 میں آیا لیکن عمرو نے اس قلعہ میں اگر کہا کہ قلعہ میں بیٹھنا ہمارے لیے بڑا سنگ ہو اب میں باہر جاتا  
 ہوں سب نے منع کیا نہ مانا کچھ ساحر ہم لو لیکر آیا اور ٹھہرا راجب روزگار غدار نے مثل عیار ان  
 لباس سیاہ پہنا یعنی شب رومی کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی رد آنور خورشید برائی عاشقوں کے  
 دل کی امید سرشام عمرو نے اپنے نام پر براسے مقابلہ چاہا طبل جنگی بجا یا ادھر چاہا کہ  
 بھی طبل بجا یا دونوں لشکرات بھرتیاری جنگ کیا گئے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی  
 ایسی صورت اپنی بنائی اور یہاں سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چاہا کہ آخر کے دروازہ  
 بٹھا ہو عمرو ٹھٹھا ہوا اسی طرف آیا چاہا کہ نہ کہاتم کون ہو کہا میں مردم فریب جادو ہوں  
 مردم فریب جادو چاہا کہ کے لشکر میں ہو چاہا کہ سمجھا کہ سچ کتا ہو وہی ہی عرض یہ چاہا کہ  
 یاس بیٹھا اور بائیں ادھر ادھر کی کرنے لگا اسی باتوں میں اسے کہا کہ خیمہ سے آپ مجھ کو ایک جام اٹھا کر  
 لاؤ تجھے مجھ کو کچھ کام ہو چاہا کہ جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے فخر اسکا رکھا تھا اسکو جھکے سے اٹھا کر دیکھ کر  
 ہوشی خوب سی پیام میں اس کے بھری اور پڑا اسکا بازو دھکڑا اس عرصہ میں چاہا کہ جام لیکر آیا وہ جام  
 لیکر عمرو وہاں سے چلا آیا کچھ ضرورت تو فخر کھینچنے کی تھی نہیں سوجھ چاہا کہ اسکو کھینچا نہیں وہ زانہ آیا  
 کہ رنگ روزگار سیاہی سے تبدیل بنفیدتی ہو اینرنگی دہر ظاہر ہی کبھی تو رات ہو اور کبھی دن ہو ہر سر  
 کاوش فلک مسن ہو کہ شہر جد اپرو انوں سے حسد م ہوئی شمع غم رخصت ہو اخاموش تھی شمع  
 صبح کو باز اسے عیاری سے آراستہ ہو کر چاہا کہ وصیارت میدان کارزار میں اسے کندین ہرودن  
 پر لچھا کی ہوئی بندھی تھیں فلاخن سر سے پیٹھے تھے تو بڑا تھکرا گئے میں لٹکتا تھا نہایت چالاک و خست  
 تھا جب میدان میں آیا عمرو بھی ادھر سے آکر سامنے اس کے پہنچا اسنے اسکو دیکھتے ہی فخر کھینچا



خیر کھینچتے ہی بکے بیوشی کا اثر کہ وہ سب غبار اسکی ناک میں گیا اور چھینک مار کر وہ بیوش ہوا کر گرا  
 غزوہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہو کر بہر تماشا سے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا اور دھڑبڑ کر گھر  
 نے اسکو اٹھا کر گندھے پر لاوا اور غزوہ کر کے کہ منم عمروں میں امیہ ضمیری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا  
 جہانگیر بچندہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور بچندہ خاطر و لنگل پر بیٹھا راوی کہتا ہے کہ جب ملکہ بہار کو  
 غزوئے بلوایا تھا تو اسکی کنیزوں کے ساتھ غنیمت برق بھی چلا آیا تھا اسوقت اسنے صورت اپنی  
 چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے جو دیکھا تو چابک کو  
 بارگاہ سے چلا آیا جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای را در تم کیونکر عمروں کے ہاتھ سے رہا ہوئے چابک  
 نے کہا یہ بھی میں نے غیاری کی ہو ایک ہم نے شہید بنایا تیار کر کے پکڑا دیا ہے اب میں رات کو اسکو جا کر  
 پکڑ لاؤنگا اب ذرا خلیہ میں چلے جاؤ کہ کہنا ہے جہانگیر خوشی خوشی اسکے ساتھ خلیہ میں آیا اسنے وہاں ایک  
 جام شراب اسکو دیا کہ اسنے پیاتے ہی بیوش ہو گیا برق نے غزوہ کیا کہ منم برق فرنگی اور اشارہ اسکا  
 باندھ کر سیدھا عمروں کے سامنے آیا اور کہا لایا میں اس طفل کو پس اسی وقت آہنگیوں کو بلوا کر قید سخت  
 میں چابک اور جہانگیر دونوں کو مبتلا کر کے اندر قلعہ زرافشان کے ایک مکان تنگ میں قید کیا لیکن  
 زرافشان جادو کی ایک دختر ہر کر نام اسکا قیصر تاجدار ہے وہ حسن میں عظیم المثل ہے  
 غزال صحرا سے رعنائی ہر طاؤس باغ زیبائی ہے یہ اشعار اسکے حسن کی نسبت زیبا ہیں ابیات  
 دیدہ گل میں جاگہ اسکی گشت گل گورہ اسکی آگے اسکے کبھونہ خوش آیا  
 یہ رو گل نے کہاں سے پایا گل آشفہ اسکے روکا سنبل اک زنجیری ہوکا  
 جب وہ چہرہ تابندہ ہو ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو وہ جہانگیر پر فریفت ہوئی اور  
 جب یہ قلعہ میں قید ہو کر آیا تو قید میں جاتے وقت اسکے وہ اپنے چہرہ کوں میں بیٹھی تھی اسنے  
 اسکو دیکھ کر تر عشق کھلایا عرض جب یہ آکر قید خانہ میں قید ہوئے وہ دختر موقع پا کر قید خانہ میں  
 آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہے کہ اس شہر میں ایک حکیم رہتے تھے کہ نام الکا اشرف بالحکمت تھے  
 اور مرد خدا پرست تھے زرافشان جادو نے انھیں خدا پرستی کے جرم پر تائب کر دیا اور شہر سے  
 نکال دیا کہ اب وہ ایک ہاڑی پر رہتے ہیں پس وہ ملکہ اپنے خدایں سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف بالحکمت  
 کے پاس پہنچیں تو یقین ہے کہ سب مطلب انکا پورا ہو جائے پس بجھ کر قید خانہ میں جو آئی



اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان و عینہ خاموش رہے اُسے سبکو حکم دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ  
 وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اُسے قید شہزادہ کی اور عیار نکو کی کا شہر دی اور کہا اے شہزادہ آپ  
 یہاں سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہے کہ وہاں حکیم اشرف الحکمت رہتے ہیں اُسے  
 پاس اپنے تین بیوی بچائے میں جانتی ہوں کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہیں آپ کے لیے بہتری ہوگی جہاں تک  
 اُس ملک کے حسن و جمال کو دیکھ کر عیش کر گیا اور بموجب اُسکے کہنے وہاں سے نکلا کہ جب ملا اور قلعہ کے  
 باہر جا کر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہے کہ سرکہ سے زرخیز و شگفتہ ہیں شہزادہ زنجیر پڑ کر چڑھا وہاں  
 جا کر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولوں کی بہار ہے جانور چھاسنے میں جھٹے جاری ہیں  
 اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بھی ہے اُسپر ایک مرد پیرا بیٹھا ہے جہاں تک کہ چا کر کہ  
 میں ہوں جہاں تک آپ کے پاس آیا ہوں میرا سلام آپ کو پہونچے اُسے کہا اے جہانگیر تیرے گلے  
 میں جو لوح ہے وہ میری آنکھ میں لگا دے شہزادہ نے لوح آنکھ میں لگا دی حکیم کی آنکھیں بقدرت  
 بصیر روشن ہو گئیں اُسے شہزادہ کو دعا سے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکال دیا اور  
 کہا اب تو اکیلا فتح طلسم کو کب کو جانا اور اس کاغذ کو اس طرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا  
 اور کچھ طریقے مسلمانان کے بھی تسلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے مواعظ جہاں تک  
 وہاں سے واپس ہو کر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر میں پہونچا لیکن عمر و نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت  
 نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہوا اور طریقہ اُسکے پڑھنے کا بتایا ہے بس عمر و نے ایک کتاب زہر آلود بنائی  
 اور آپ صورت کو کب کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا زمبل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ  
 سوار ہو کر اُسکو اڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہاں بسبب راہ کھل جانے کے افراسیاب بھی پاس  
 حکیم اشرف الحکمت کے آیا ہوا تھا کہ عمر و جا کر پہونچا حکیم نے کو کب سمجھ کر تعظیم کی عمر و  
 تخت پر سے اتر کر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک میں رہتے ہیں اور ہمیں سے بعض کچھ  
 ہیں آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتاحی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہیں حکیم نے کہا کہ اے  
 کو کب مجھ کو زرافشان نے اندھا کر دیا تھا اب میں تمہاری ضد سے سامری پرست ہو  
 جاؤ لگا کو کب نے کہا کہ دیکھیے میں نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب میں ان عملیات کو  
 پڑھ کر آتے ہر ایک کو لگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگا ورق وغیرہ اُسکے اٹھے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک



ہو گیا اس وقت عمر و نے تخت پر سوار ہو کر اسکو اڑایا اور بلندی پر جا کر غرہ کیا کہ منہ عمر و نادر اور اسیا  
 کو بڑا بچ ہوا اسنے حکیم کو دفن کر دیا اور آپ چلا گیا اور جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے  
 طلسم کے روانہ ہوا چنانچہ اسکو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر تباہ راوی کا ہی کہ لوح طلسم نور افشان جو  
 عمر و ہزار بار بروج سے لے آیا تھا وہ لوح اسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اسنے کو کب  
 کو لا دی تھی اور کو کب نے اسکو قلعہ بخشان میں ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ  
 بخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت  
 نے اسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہی بہر صورت یا کاغذ لیکر یا  
 لوح لیکر یہ جانب صحیح چلا اور اس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکدہنہا جانب دست راست  
 روانہ ہوتا یہ دیکھ کر جاگت توفیق نیکر ایک مقام پر ٹھہرا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے  
 اسنے دیکھا کہ صحرائین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہے اور قصر میں ہزار ہا منظر و روزن مثل  
 وریحون کے بنے ہیں اور ان روزنوں میں چہرے پر بزاوون کے لکھے ہیں اور ایک  
 جانب سے اسطرح کی صدا سے جنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے جہانگیر اندر  
 اس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑ ایمان جمع پایا ہزار ہا نازنین ہر جبین و ماہ سپین و بان جمع  
 مقبضین محفل پیش آرہے تھے اور ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ ہزاران جاہ چشم تخت جوا نگار  
 پر متمکن تھا جب جہانگیر وہاں پہنچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اٹھا شاہزادہ کی تعلیم کے  
 اسنے کہا کہ آئیے نشتر نف لائیے میں آپ کی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہوں یہ کہہ کر برابر اپنے  
 تخت پر اسنے بٹھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مرجین نے جنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے  
 زہرہ سننے کو گویا اتر آئی جہانگیر کی آنکھیں بند ہو گئیں اور عالم بہوشی طاری ہوا اور اسی عالم  
 غفلت میں دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسے جہانگیر  
 یہ افتخار جاوہر بہت جلد لوح اسکو بھیج مارہنیں تو یہ لوح و تیغہ و عنبر چھین لیکر جہانگیر  
 یہ حال اس غفلت میں دیکھ کر ہوشیار ہوا اور لوح کو اسنے چرخ دیکر اسی بادشاہ پر بار لوح کی ترقی  
 اسکے جسم میں آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہاں تک کہ دم بھرن  
 سب قصر اور نازنینین جل کر خاک ہو گئیں اور جہانگیر وہاں سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا



ساتھ سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُس پر طرح طرح کی بیلین درختوں کی چڑھیں جہز ناچہ تھا گھائیان  
 نہایت صاف اُسکی تعمیر اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے اُتھ میں ایک توتھی اور زانہ پانی  
 سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اس نے کو پانی میں ڈال کر بھیونکتا تھا کہ اُس پانی میں جہاں  
 بیٹھے تھے اور وہ جہاں بلند ہو کر قندیل ہو جاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزار بار بار سے  
 اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشہ دیکھ کر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات  
 و مشاہدہ کن حالات غرائب لوح کو لیکر تو زیر بار کھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہو کر سر کوہ پر پہنچ جائیگا جب  
 وہاں تو پہنچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہوں گی اور تجھ پر آکر سایہ ڈالیں گی لگے سارے اپنے تئیں  
 بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئیں پہنچانا اور اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھ کر جہانگیر نے لوح کو  
 پانوں کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلواروں کے نیچے اُتھ دیکر اور اُٹھا کر  
 بلند کر دیا جب یہ سر کوہ پر جا کر پہنچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے اوپر آئیں اور سر پر سایہ فلک  
 ہوئیں یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوئے تھے اُن قندیلوں سے کیونکر بچتے آکر ایک  
 قندیل سر پر سایہ فلک ہو گئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہو گئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سرانگہ گرد  
 سر سے پٹاک ہو گئی اُسوقت اُس طفل نے غور کیا کہ منہ جہاں جادو اور لوح اور توتھ اسے اُٹھ کر  
 اُس جہاں کے اندر اُتھ ڈال کر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہو گئے تو لوح انکے پانوں کے نیچے  
 سے نکل گئی وہ بھی اسے لے لی اور انکو بزور سر خوب طرح سے اُس قندیل میں بند کیا اور قندیل  
 اور سر پٹھک و دستک دی کہ بھائی اُسکا صبا کے جادو و نام اُس کو ہایا اُسکو لوح اور توتھ اسے  
 دیا اور کہا اُس قندیل کو اُڑاتے ہوئے کو کب پاس لجاؤ گے اس میں جہانگیر بند ہو کر لوح و  
 تیغ بھی یہ با حیطا بادشاہ کے سپرد کرنا صبا کے جادو و توتھ اپنے بھائی کا سنگ و ہتھیار  
 قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور ہزار افغان جہان کار تھا کہ اس وقت الحکمت کے پاس  
 قید خانہ سے کسے جہانگیر کو پہنچا دیا اسی جہت میں اُسکے پاس نہ کو کب آیا اُس میں لکھا تھا  
 کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہوا ہزار افغان نے قیصر کو قید کیا اور توتھ قید  
 ہوئی اس طرف جہانگیر قندیل میں بند ہو کر ہزار افغان نے سنبل جادو و نام ایک ساحر کو ساتھ کر  
 تختہ چٹا کر قیصر کو بھی جانت کو کب دیکھا اتفاق سے وہاں میں مکان اور باغ ہر گز جادو کا کچھ بھی نہ گمان جادو کی



پس جب اس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہنچی قیصر نے کہا کہ اس سنبل مجھ کو نگار  
جادو سے محبت ہو اور تو جانتی ہو کہ میں شاہزادی ہوں تو فوراً مجھ کو باغ میں لگا کر جادو کو بھل  
سنبل کو کہنے پر اس کے رحم آیا اور یہ اس کو لیکر اس باغ میں آئی دیکھا تو باغ نہایت حسین  
و شاداب ہو پھل کی گل سے گرم جوشی ہو ہوا سرد چلتی ہو درختوں کی ستراشی کی ہوئی تختہ تختہ  
گل پھولے ہوئے ہیں جانور زمرہ سیرا میں روش پٹری نہایت درست ہو مالین ہر ایک جالاک  
وحشت ہو غنچہ مسکراتے ہیں گل اپنی تہاڑ دکھاتے ہیں قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار  
کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہے وہ بارہ درمی سے اٹھ کر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اس کو جو قید میں دیکھا  
رونے لگی اور کہا حضور کیا حال آپ نے اپنا بنایا اس نے کہا جو کچھ ہوا محبت میں جہانگیر کے ہوا  
نگار نے کہا بھارت میں جاسے محبت جہانگیر کی اور وہ موقوفان کیا تھا کہ جس نے آپ کا حال کیا  
قیصر نے کہا غوج بہن ایسا تو نہ کہو گا ابھی محبت کا مزا نہیں جب دل تمہارا کسی کو پیار کرے گا تو  
یہ حال کھلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ درمی میں لاکر سامان  
دعوت مہیا کیا یہ تو یہاں بیٹھیں اور ہر ملکہ مذکور کی وزیر زادی مہر و شرب ملکہ گرفتار ہوئی تو  
تلاش میں اس کی گھر سے نقلی راہ میں چایا ایک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہر و شرب اس کو فقیر جانکر باہر آ کر رو  
لگی اور تمام حال کہا چایا کہ نے اپنے تئیں اس پر ظاہر کیا کہ میں چایا کہ ہوں عیا جہانگیر کا  
مہر و شرب نے جب اس کو چایا کہ جانا تو کہا مجھ کو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ جہانگیر کو جلیا  
جادو سے گرفتار کیا ہے اور طرف کو کب کے بھیجا ہو صبا سے جادو بھائی اس کا لیے جاتا ہو چایا کہ  
نے یہ حال سنا کہ نہ تو مجھ کو سخت ہی بنا دے اور خود بھی ہمراہ چل میں ابھی اس کو جا کر لے آیا ہوں مہر و شرب  
نے یہ سنا کہ ایک تخت اس کو بنا دیا چایا کہ نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک ان میں کی  
ایسی بنائی اور اس تخت پر سوار ہو کر چلا اور قریب اس قندیل کے کہ جس میں جہانگیر قید ہو پہنچا صبا  
نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی آتی ہے یہ بڑھ گیا اس وقت چایا کہ  
نے آواز دی کہ نہ کہہ کر کو کب ای صبا مہر جاؤ اس نامہ کو پہلے بڑھ لو صبا وہیں ٹھہر رہا ہے کہ قیصر نقلی  
اس کے پاس پہنچی اور ایک نامہ کہ جس پر مہر کو کب کی لگی تھی اس کو نکال کر دیا جب اس نے وہ خط لیکر  
دعا کہ اس کا چاک کر کے خط نکالنا چاہا اس میں بیہوشی اڑی کہ وہ بیہوش ہوا چایا کہ نے



اُسکو خیر سے ہلاک کیا تخت سے اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغہ چابک نے لے لیا اور عکس لوح  
 قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر ہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو اپنے تئیں اُسے زمین پر لایا  
 لوح اور تیغہ چابک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہر و شرف سے کہا کہ تیرا  
 قصہ قید ہو کر روانہ ہو میں ہیں اب کسی مقام چل کر ٹھہرے تو میں تیرا لگاؤں جہانگیر و چابک  
 جنگل میں درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہر و شرف روانہ ہوئی اور جا کر اُسے تیرا لگاؤ قیصر باغ میں  
 نگار کے ہی رہنے لگا اگر خیر دی کہ نگار باغ میں نگار کے ہی اُس وقت چابک نے کہا کہ پہلے میں جاؤنگا  
 اور دامن سے روانہ ہوا اور راہ میں ایک نازنین سری پکڑ کر عقب باغ نگار چادوا آیا اور ستاری  
 چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھ کر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کتیز کسی ضرورت سے اُس طرف جو آئی  
 اُسے اُسکو پڑا ہوا دیکھا جا کر نگار چادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پھوڑے جو کھڑکی لگی ہیں  
 اُس طرف ابھی گئی تھی وہاں ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لٹھی ہے  
 نگار نے دو کتیزوں کو بھیجا کہ جا کر اُسکو یہاں اُٹھا لاؤ وہ کتیز من گھڑے اور اُسکو اُنھوں نے ہوشیار  
 کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہے چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے گیارے لگا کر اُسکو دیکھ کر بہت  
 بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسے کہا کہ میں ایک ملک کی شاہزادی ہوں ایک دیو مجھ کو اُٹھا لایا  
 ہے اور یہاں بہنیں معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجھ کو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھا  
 نگار نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہے چابک نے کہا گانہ مارنا اُسکو بہنیں آتا ہے  
 مان کچھ ایسا جی بہلا لیتی ہوں گانا تو خیر صلاح ہے مجھ کو کچھ بہنیں آتا ہے اُسے قسمیں دین کہ ہمارے  
 سر کی قسم کچھ تو بچاؤ ہمیں بھی سناؤ غرض اُسے بعد انکار بسا ستاری کو کایا بلکہ بہت رونی اور  
 سامان بندھ گیا چابک نگار سے رائل ہوا اور خوب خوب اُسے باتیں لطیفوں کی کہیں اور  
 گئے اُسکو لگا بہت دل لگی ہوئی اُسے اُسکو گلے چو لگایا تو اُسکو زیناف ایک شی سخت محسوس  
 ہوئی دوئی کہہ کر کہا بوا کیا ہے اُسے کہا یہ مجھ کو عارضہ ہے اُسکی سختی ہے الگ چلیے تو میں اُسکو دکھلاؤں  
 نگار اُٹھی اور الگ آئی اُس وقت اُسے ہاتھ میں اُسکی عضو مخصوص دیا دیکھو یہ عارضہ ہے اور  
 پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من میں ہوں عیا صاحبہ ان جہانگیر چابک اور پھر قہار  
 نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کونے دینے لگی دین اپنے مال ہوئی اور دل سے کہا



اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجھ کو پڑایا غرض وہاں سے یہ پھر کر ملک کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو  
 کہ تمہارا معشوق بھی آیا اور یہ ناز میں نہیں ہوا اسکا عیار ہر ملک سامنے جا بک کے بہت روئی  
 اسنے کہا کہ میں شاہزادے کو لاتا ہوں غرض مہر و نش اور چھانگیہ کو آکر جا بک باغ میں لگیا  
 جب داخل باغ ہوئے سنیل کو جا بک نے جا کر ایک گھوری دی کہ اسی مادر مہربان کو یہ  
 کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گھوری کھائی بیہوش ہو گئی اسکو لا کر ڈال دیا اب  
 چھانگیہ ملک کے پاس آکر بیٹھا قید ملک کی دور کی زنجیر طلالی جو اسے ملک میں تھی اسکو کاٹ دیا عاشق کجاہو  
 صحبت عیش برپا ہوئی جا بک خوب خوب گلایہ قاصدان مہر طلعت نے اگر سمان باندھ دیا بعد اس  
 صحبت کے قیصر نے کہا کہ اسی تمہارا ہے باغ میں گل حیات کو کب ہر اور میں اسکی بہت مشتاق ہوں  
 اور وہ اس شاہزادے کے کام کا ہی اگر دلاؤ تو تمہاری عین مہربانی ہی یہ کلمات سنکر پہلے تو نگار  
 بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملک کو ساتھ لیکر اس باغ کے ایک چمن میں آئی وہاں دیکھا تو ایک  
 حوض سنگ مرمر کا بنا ہوا جسکے لب گردان یا قوت احمد کے ہین کنارے کنارے اسکے فوارے چھوٹ  
 رہے ہین پانی اس حوض میں نہایت صاف و شفاف پھرا ہی یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین  
 جڑا ہی صبح میں اس حوض کے ایک پھول نہایت خوش رنگ پڑا ہوا تیرا ہے پانی کے  
 بلبلوں کا اس گل پر ہجوم ہے گرد اس پھول کے ہزاروں پھلیاں سرج رنگ ہجوم کیے ہین  
 چھانگیہ کو گلے میں ڈالے تھا اسنے جا بک اس پانی میں اتر کر پھول کو اٹھا لون نگار نے  
 کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو جلیاؤ گی یہ پھول جب تک کہ انگشتی جمشیدی ہاتھ میں نہو گی  
 ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتی میرے باپ کے ہاتھ میں ہی رہتا تھا کہ جا بک نے ایک پڑا دارو  
 بیہوشی کی نگار کو دی کہ اسی نگار یہ پڑا دارو اپنے باپ کو جا کر بیہوش کر دے نگار وہاں نہ  
 ہوئی باپ اسکا ایوان شاہی میں جلوہ پذیر تھا کہ یہ جا کر ہوئی اسنے گلستان چادو اپنے باپ  
 کو تسلیم کی اسنے دعا سے جان درازی یہ اسکے پاس بیٹھی اور کہا اے پرہ عالی مقدار آج تو میرا  
 جی چاہتا ہے کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤں اسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب  
 کی اپنے قبضہ میں کی اور باتوں باتوں میں اسکی آنکھ بچا کر وہ پڑا دارو سے بیہوشی کی شراب



سے انگوٹھی جمشیدی اتاری اور لیکرومان سے روانہ ہوئی پھر اپنے بل بن میں آئی وہ انگوٹھی جہانگیر  
کو لاکر دی جہانگیر وہ انگوٹھی ہنر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ پھلیاں جو بھول کے گرد  
تھیں ترپٹنے لگیں اور غافلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کو کب لیے لیتا ہے یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا اور حال  
سننے کہ بر روتے ہوئے حباب جاو و کے پاس گئے اور کہا اے حباب صبا سے جاو و ترے  
بھائی کو چاہک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اسی وقت یہ خبر سنا و مان سے چلا نہ لڑا  
قندیلین اڑتی ہوئی اسکے ساتھ چلیں اور یہ اس وقت یہاں باغ تگاریہ کر رہا تھا کہ جہانگیر بھول  
لگانے چلا ہے کہ لکاک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزاروں عبا سے اڑتے ہوئے روئے ہوا پر آئے ہیں  
حال دیکھ کر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے پھلیاں ترپٹنے کے بلند ہوئیں اور آواز بن دینے لگیں  
کہ اسے غضب ہوا جہانگیر بھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہے انکی آواز بن اسی  
بڑی تھیں کہ قلعہ زرافشان میں عمر و اور بہار اور زرافشان جاو و وغیرہ بنے سنیں اور  
زرافشان نے کہا کہ اے خواجہ بڑا غضب ہوا پھلیاں جمع رہی ہیں شاید جہانگیر باغ میں تگاریہ جاو و  
کے پہنچ گیا ہو اور گل حیات کو کب لیتا ہے یہ سننا تھا کہ عمر و نے کہا پھر چاکر کسی طرح بچاؤ پس اسی وقت  
بہار اور زرافشان بھی اڑ کر چلے اور اگر اس باغ پر ہوئے پھر ادھر جب جہانگیر بھول لیے اُس  
حوض پر چھکا حباب جاو و برق بن کر چکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوح کو اونچا کر دیا کہ حباب اسکے  
عکس کی تاب نہ لاسکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کسے حوض کے اپنے تئیں  
ہو چایا اور چمک کر بھول اٹھا لیا جب اُسے بھول اٹھایا ہزاروں پھلیاں جو حوض میں تھیں جل  
گئیں اس وقت حباب پھر چمک کر گر لیا لیکن کیا کسے مجبور ہے جہانگیر نے اب کی اسی بھول کو اونچا  
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرا تاہی زندگی حباب آسا ہی کچھ بنائے نہیں  
بتا ہی نہ پانی مشکل ہے بہار اور زرافشان آئے تو یہی مگر علیحدہ کھڑے ہیں کہ کہ نہیں کہتے  
ہیں اور ہزاروں ساحروں کا ہجوم ہی اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غافلہ قیامت انگیز و مان بلند  
ہوا گلستان کو جو تگاریہ ہوش کر آئی تھی اسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند ہوا کہ وہ  
بھی گھر کر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہاں آفت برپا ہو جہانگیر بھول ہاتھ میں لیے سرے  
حباب چمک چمک کر گر رہا ہے ایک طرف تو زرافشان اور بہار روئے ہوا پر تھرا ہی ہیں جہانگیر



اور ہزاروں دھڑکنا پھرنا ہی ساحر اسپر تو نے ہوئے ہیں اسی معرکہ میں زرافشان نے سحر کیا کہ ہزاروں میں  
 کی سلیں بننے لگیں لیکن بسبب تیغ و لوح و گل حیات کے باغ میں گر کر بانی ہو جاتی ہیں عجیب طرح  
 کی خزان اس گلشن برآئی ہو ہر درخت سنتری بن گیا ہے گلگون لالہ داعی ہو ہو گل ارخوان پوشش ہے  
 خون برس رہا ہے زلف اس باغ کی جو تماشا ہو کہ آئی یہ کیا ماجرا ہو غرض اور تو کچھ بس نہ چلا کر  
 حجاب لگا جاو ویرا پڑا اور اس کے بال پڑ کر کھینچتا ہوا ایک چلا کہ ملازادی یہ آفت تیری ہی برپا کی  
 ہوئی ہو اس حال کو اس کے باب گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزدہ تھا مگر اب خون پوری نے  
 جوش مارا دوڑ کر حجاب کو لٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہے بس اُس نے ایک ٹیغ حجاب کے سر مبارک اُسے  
 نایب زد کرنے کے لیے اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سوار ہو گیا اور اسے  
 توکل ہی گیا ہوا قرا سیاب جاو ویرا آیا ہو اس وقت بھی کتاب سامری میں حال دیکھو وہ یہاں آیا اور  
 آتے ہی اُسے غرہ کیا کہ منم افراسیاب جاو ویرا کارا کا و صاحبقران من کیا کتنا کارے کر دی کہ کے

عمر خود نہ کوہ باشد بڑا کار نمایان کیا لیکن میں بھی آپو بچا گھبرا ناہنیں یہ کسکر ہارو زرافشان  
 کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہے کہ پران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہیں ہو وہ بھی  
 اپنے علم سے ان ہنگاموں کو دریافت کر کے روانہ ہوئی اور بیان آکر پہونچی اور غرہ ہوا کہ منم پران شمشیر  
 زن ادھر بادشاہ کے یہاں آئے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ میں بھی چل کر حال جہانگیر کا  
 دیکھوں وہ بھی روانہ ہوئی تھی بیان آکر پہونچی اور اُسے بھی غرہ کیا کہ منم حیرت جاو ویرا ان سب  
 تلوار میں سحر کی کھینچیں اور بھلیاں تلواروں کی ایک دوسرے پر گرنے لگیں اور آپس میں رد و سحر ہو گیا  
 لیکن افراسیاب بڑا زبوست ساحر ہے اس سے ہر ایک مغلوب ہو اور جہانگیر کے ہاتھ میں بھول  
 ہو کہ اسپر طرح کی ترکیب کندہ ہے کہ اگر حرف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تاکہ خانہ تن میں دشمن کے  
 آگ لگے اور جو باز چاہے اس شکری کو سامنے کرے اب یہاں تلوار چل رہی ہے اسے وہ ہوئے  
 دلیران کی صد بلند ہو جہانگیر نے ہزاروں کو جلا دیا ہے یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے غرہ ہوا کہ  
 منم پران رو میں من اور آگ تھوڑا سا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسے  
 ایک بیضہ سحر کا افراسیاب برابر آکر افراسیاب اس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی  
 آنکھوں کے سامنے اندھیر آگیا اُسے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جب ایک



کارو سے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلو میں لیکر برہمن پر باراکہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ  
 لٹکے برہمن پر پڑا برہمن اپنے منہ پر تھپکھیر کر اس چادر کے اندر سے چونکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب  
 چمکتا ہوا نکلا اور آتش نکلنے ہی قریب اگر ایک ترسول افراسیاب پر بار افراسیاب نے اس کو  
 خالی دیا اس وقت جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم میں جھاسے  
 پڑ گئے اور اس نے ایک آہ کی اور عریض کر غائب ہو گیا اور زرافشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا ہوتا  
 وہ ہو چکا اب بیکار ہو رہے ہیں یہ بھی مہاگ کروان سے قلعہ زرافشان میں چلے گئے بران بھی  
 چلی آئی افراسیاب و حضرت بھی رخصت ہو گئے اور افراسیاب کہ گیا کہ میں ہر مقام پر تری  
 مدد کو آؤں جہانگیر کو بخون لٹکا کر چند کہ سرحد غنیمت آنا شاق ہو مگر میں آؤنگا اور یہ کو کسب مرد صحابی کو  
 ہمیشہ سے میرا خراج گزار رہا ہو میرا کیا کر لیا جہانگیر نے کہا اب میں قلعہ زرافشان کل خالی کر دوں گا  
 افراسیاب نے کہا شاہ اش مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ کہہ کر چلا گیا جہانگیر  
 وہاں سے قلعہ جدار کو لیکر مع نگار کے اپنی بارگاہ میں بلوغ سے آبا قیصر کو مقام عمدہ میں رکھا  
 اور آپس سے قلعہ زرافشان کے فروکش ہو اور وہاں افراسیاب نے جا کر قمار طلبانی  
 اور قماروان طلبانی کو کہ ان سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہو مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ یہ ہیں  
 لاکھ لاکھوں سے آئے اور اپنے خیمہ برپائے اور نامہ افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا  
 لکھا تھا کہ ای صاحبہ ان میں یہ دونوں مردار معزز تمہاری خدمت کو حاضر ہوئے ہیں انھیں افراسیاب  
 کے پاس دیے ہیں زیادہ جاگمان در بند طلسم کو کسب ملکہ ظلمات پیری اور باقوت پیری ساتھ لاکھ  
 سے آئین اور یہ بھی اتریں اور عمو کی صلاح سے سینے قلعہ کے باہر نکلا خیمہ کیا بیان جہانگیر نے  
 عمو کو نامہ لکھا اور پانچ تبار ایک ساحر کو بھیجا عمو نے اس کو بلوایا اور نامہ لیکر لٹکا تھا کہ کل  
 حیات اور لوح و عیون سب میں سے حاصل کر لی ہے تم سب اگر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا  
 کہ اے بران میری جان پتھر قربان ہو تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھ کر بران رونے لگی عمو  
 برق کو ساتھ لیکر اٹھا کہ اب اس چھوکرے نے بہت سر اٹھایا جو میں اس کو ادب دیشے جانا ہوتا  
 اور چار ایک مقام پر ایک ترکسب سے عمو اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کر دیا تھا یہاں  
 جہانگیر بارگاہ میں بیٹھا ہی تھا چاہے کہ اگر کیا شہر بار ملک ماہ درویش قید کو کسب سے



جھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے آئین نے خبر کیا ہے جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا اور چاہا کہ  
 کوہ راہ یکو جلا کر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیر سیاح استادہ یا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ دروہ  
 گوش نہایت خوب و ضعیف ہو گئی ہے مگر حسن اسی طرح ہر شاہ کے چہرہ تائبہ ہے جہانگیر کو اکثر  
 سے پتہ گیا اُسے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت بدین تو سنو دیکھ کی ہوئی ہے محبت سب کو  
 حب میں جانوں کو مرے بعد مراد صباں رست صاحب ملک تو مشرق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر  
 نے غدر کیا کہ ای ملک قسم ہوا ہے ایمان کی وہ آپ زندان میں آئی اور اُسے مجھ سے محبت قتانی پھر میں کیا کرتا  
 ناجار تھا ملک نے کہا خیر پتہ کیا لیکن ای شہزادہ میں نے نذرانی تھی کہ جب تم سے ملاقات ہوگی تو سامری کا چاچا  
 کو رنگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہے بس اسی وقت ایک ہوم خانہ علیہ استادہ کر آیا اور اُس میں دو چوڑے  
 چندن کو گل وغیرہ جمع کیا ملا اندر گئی اور اُسے اگیارک بنوا کٹے جلا کر اسپر شراب ڈالی اور سکالوم کرنا شروع  
 کیا جس کا ڈھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا اسے ملک میں بھی آؤں ملک  
 نے کہا اچھا آؤ مگر سن تمہارا بندہ جہانگیر نے لوح تیغہ وغیرہ چاہا کہ کو دیکر آپ تمہارا بندہ کرا اندر  
 ہوم خانے کے قدم رکھا وہاں ڈھوان بلند تھا اس دھو میں تھے یہ ہوشش ہو گیا اس وقت  
 ملک نے پکار کر کہا کہ بیٹا چاہا کہ دیکھنا کہ شہزادہ کو کب آہو گیا ہے چاہا کہ جو اندر گھبرا کر آیا یہ بھی ہوش  
 نہ کیا اس وقت نعرہ ہوا سنم عرو و برق عرو و تو ماہ دروہ گوش اور برق گل عذار بنا ہوا تھا گوش  
 آئینوں نے تیغہ و لوح لے لیا اور ان دونوں کا پتکارہ باندھا اور لیکروان سے روانہ ہوئے اور  
 سامنے بران کے لائے تیغہ اور لوح تو سامنے رکھ دی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا  
 اب جو اسکی آنکھ کھلی اپنے تین بندہ ہوا یا بابت گھرایا اور کلمات درشت و سخت بران  
 نے اُس کو کہے یہ سنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آئین  
 نے جہانگیر اور چاہا کہ کوچہ میں دایا اس وقت سب نے اُس پر کنا شروع کیے کسی نے  
 مارا کسی نے تیغ مارا اور ادھر فوج جہانگیر میں بھی نعرہ بھی ساحر طہ جلد باز و  
 قرے وغیرہ سوار ہو کر چشمہ چشمہ کہتے ہوئے بیان اگر کے بیان کے ساحر بھی اٹھ اٹھنے  
 لگے ترسول و پشول چلتے تھے چشمہ و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لگے آتے تھے پھر  
 مارے سامنے تھے ساحر رہتے تھے دم محبت کا بھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر سے ہوا بھر نکلا اور چاہا



کہ زمین میں غرق ہو جائے اسوقت نعرہ ہوا کہ منم کو کب روشن ضمیر اور اُسے آئے ہی زمین کو سخت  
 کر دیا اور اسیا پ نے زمین پر گر کر سر مارا کہ شوق ہو گیا مگر اُسے اُسی وقت دونوں بانوں اپنے  
 زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمہ آب پیدا ہوا اور اسیا پ نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر  
 اُس چشمہ آب میں غوطہ مارا کو کب نے پھر سر اٹھا کہ وہ پانی بہت ہو گیا اور افراسیاب کے سر کے  
 بجل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اسکا زمین میں رہا اور نصف اوپر بانوں تھامے لگے عمر و نے اسوقت  
 کہا کہ ای کو کب مارے اسکو کو کب نے کہا کہ مرناسکا مشکل ہی مگر میں بانوں اسکے اڑائے دیتا ہوں یہ  
 کہ تخت سے اتر کر کو کب نے تیغ اسکے بانوں پر مارا مگر افراسیاب کی نانی جو زمر درنگ کہ وہ زمین  
 زمین آتی ہو بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور بیان اسوقت آکر پہنچی اور کو کب کے تیغ مارنے پر  
 اُسے ایک تھقہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمر درنگ اے کو کب قہ  
 اسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کو کب نے جھک کے دیکھا تو پیران حصار و اپنے  
 سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہیں تپانہ تھا کو کب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تھے  
 افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور امتیاز طبعیت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب  
 کو جو ماہی زمر درنگ بے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسے بہت دور بھا کر ایک مقام پر  
 اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جلد اور سینے کہ راہ تو بیان کی کھلی  
 گئی ہو ضرر بھی پشہ رنگین حصار سے بیان چلی آئی تھی اُسے بہت جلد صورت اپنی ایک  
 بران کی کنیر کی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغ و غیزہ لاکر عمر و نے رکھا تو وہ اسکو آنکھ بچا کر اٹھائے گئی  
 بیان افراسیاب نے جہانگیر سے بوجھا کہ ای صاحب حق ان گل اور تیغ و غیزہ کمان ہوا اُسے  
 کہا وہ وہیں رہ گیا ہے یہ کہہ رہا تھا ہی کہ ضرر نے لاکر لوح و گل و غیزہ اسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ میں  
 اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہوں اور پھر جاتی ہوں ہو سکتا ہے تو بران کو لاتی ہوں جہانگیر نے  
 لوح و غیزہ لیکر واپس سے رہرومی کی ماہیان سے بڑی دور اسکو لاکر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب  
 ادھر سے آتا ہے لیکن اس عرصہ میں جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب میں گیا اور

ظلمات شب عالمگیر ہوئی تابیات	بشکل ابد آئندہ می کچھ سیاہی	ہوے مصروف راحت مرغ دہلی
نگاہیں میل سائش برائیں	ہجوم شوق سے آنکھیں بھرتیں	سہ شام قمار ظلماتی و رضوان ظلماتی



نے بغیر سحر کو لشکر میں دم دیا یہ خبر زرافشان و عمرو و بران و عینو نے بھی سنی انھوں نے بھی طبل جنگ  
 بجوایا صدائے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا تاس گردون میں جھنڈا آیا تیاری چاہن میں ہونا  
 آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اسکو درست فرمایا کوئی سنان  
 و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکار نے لگے دلاور و نکو پکار نے لگے کہ ان ای جو انوشا باش معرکہ  
 رزم صبح کو در پیش ہی نہ باز ناخبردار عدد کو للکار کر ڈانٹ کر نام ارجاناکسین ساحر کلہ ابھیرون تار سنگ کو  
 پکار تے تھے جشید و سامری کے فرے مارتے تھے کوئی کتا تھا کہ یہ سنان ہی کل اور سینہ عدد  
 ہو کوئی کتا تھا کہ دشمن سے کل اجل و بدو ہی ہنگامہ قیامت از ہر طرف برپا تھا عجیب طسرج کا  
 غوغا تھا کہ کان پری آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلا عمود زبان تیر اس شب کو مانین کرنے  
 لگے چار پہرات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیرتہ مہر کو میدان فلک میں  
 چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیزی چمک نے قطع فرمایا کہ ابیات

جمال شمع پر آئی اُداسی جگر سے سوز کی آنے لگی بو	حزاج شب میں پھیلی بجو اسی رضوان و قہار ظلماتی بلشکر کثیر جانب جنگاہ چلے و د طائران	الصدق سے تھکے پرواسے ہر سو
سحر کا اڈنام کہیا سے پرند کے طار سے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجیب لطف دکھاتا تھا انھیں جنگاہ میں آکر ہر ایک نے صفت پاندھی اور نقیبوں نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اٹھائے ایک جانب سے ملک بہار نے آکر سحر پڑھ کر دستک دی کہ دم بھر میں سبکے ساتھ ایک بلغ تروتازہ پھولوں سے ہر ابھرا سر سبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اس بوستان	نظر مصروف تھی ہر دید گل پر کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز کوئی مصروف خندہ صوت یار کوئی سر بستہ مثل کار تعلق زمرہ گون بہار برگ شاداب نلذذ میں کشود خاطر تنگ	عجب جو بن پہ تھے سب غنچہ تر کسی کا رنگ مثل رو سے جاناں کوئی مانند عاشق سینا افکار مبشکل ساعد نازک ہر اک شاخ لبالب زبرد امن چشمہ آب ترنم ریز مرغان خوش الحان
سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات کوئی گل تھا بشکل جام لبریز کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان کوئی حیران بشکل چشم عشاق لمبیدی سے نقاب چہرہ کا رخ نوا سنجی میں طاؤسان خوش رنگ کہیں فریاد بلیل مرثیہ خوان	اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہیں زنگس شہلا مست کہیں لالہ ساغر	



دوست کسی جاسنس بازلف پریشان کہیں لالہ رنگین کیسی اسمرخ پوش اور عنوان بہ بہارتانہ جوش کا  
 قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قمار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار میں آگ لگی  
 وہ گلدستہ اور پھول جلنے اور غصہ میں آکر اسے ترخ مارا کہ صدائے پیدائش ہو سے اور وہ آکر بہار کے  
 پیٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہو جانے سے بیہوش ہو جاتی ہے نہیں وہ بیہوش تھی یہ تپا اس کا  
 اسی عالم بیہوشی میں کھینچے ہو سے سانس قمار ظلماتی کے لاسے لیکن بعد کچھ عرصہ کے لایہ بہار  
 ہوش آیا اور سنبھلا اٹھی اور اسے تیغ سحر کھینچا تیلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب انکو قتل کیا تو  
 کے دو تکر تیار ہو سے ہر چند بہار سحر کرتی ہے مگر تاثیر نہیں کرتا ہے نہایت مجبور و ناچار ہی اس انتظار  
 ایک افسران تیلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہے کہ کوکب روضہ نصیر سے بران رخصت لیا جو کہ  
 خوشان کی طرف روانہ ہوئی تھی نوشتہ اوہ جہانگیر کے اینکی طلسم من خیر سکر یہ توقف پذیر ہوئی تھی  
 چنانچہ وہ بھی اسوقت آکر پہنچی اور اسے آتی ہی اختر مراد قمار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے  
 لگا اور بران نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور نیچے سحر کھینچ کر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے  
 سحر کیا کہ صحر سے شیر اور خرس پیدا ہو سے اور انھوں نے آکر لشکریوں کو مارنا شروع کیا اسوقت  
 ایک پتلا از خود اڑتا ہوا آیا اور بران کی گود میں گرا اُس میں لکھا تھا کہ اسے بران اختر مراد پھب  
 رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھ کر اختر مراد رضوان ظلماتی کی پیشانی پر کھینچ  
 مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہو گیا اسوقت افراسیاب جادو آکر پہنچا اور اسے جو  
 یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر انکی خاک کو آکر اسے جمع کیا اور اُس پر اپنی ران  
 کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو گئے اور کھڑے ہو کر لڑنے لگے اور خرس اور شیران  
 دشتی نے لشکریوں کو کھا کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوا تھا کہ آج ضیغ فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک  
 دہر پھر اہوا ہی خرسوں کے چشم دار مال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جادو سیاہ زال دنیا اوڑھے ہے غرض کہ  
 بران نے بڑھ کر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھ کر اٹھا لیا بران  
 نیچے کرا افراسیاب پر جا پڑی اور نیم مارا افراسیاب نے نیچے روک کر اتھ بٹھا دیا کہ اُس کے ہاتھ  
 میں تیغ سحر آگیا اسے اُس تیغ پر نیچے گوروکا اور پھر آپ بڑھ مارا کہ بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران  
 نے دوڑ کر ایک تلوار سحر کی اُس پر لگائی مگر اسے خالی دی اور آپ ایک ناریل سپر مارا وہ ناریل بران پر



بران کے جسم میں آبلہ پڑ گئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈیسیا قوت احمد کی نکالی کہ  
 اس میں خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم میں پھیلی جاتی رہے اور آپ بھر شمع افراسیاب  
 پر لگا یا اس شمع میں زاوی بیان کرتا ہوں کہ غرق کو کب سب بلند ہوا اور کو کب اپنے اپنے بازو پر  
 اکھڑ لگا افراسیاب کو دکھایا کہ اسکو غش آ یا مگر ہوش ہوتے ہوئے افراسیاب نے اپنے بازو پر  
 اکھڑ لگا دکھایا کہ کو کب کو بھی شمش آ یا اسوقت سواران زمین پر شمش پیدا ہو کر کو کب کو ہاتھوں  
 اٹھائے گئے اور پھر ہر زادین طلسمی پیدا ہوئیں کہ انھوں نے افراسیاب کو ہاتھوں پر روکا  
 اور قہار و رضوان ظلمانی نے بلبل بازو گشت بجا دیا کہ دونوں طرف کے لشکر پھر سے اور اپنے اپنے  
 مقام پر آرام پذیر ہوئے مگر صحر شمش زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ میں جا کر بران شمش زن کو کھڑ  
 کر لاتی ہوں میں حسب لشکر دونوں طرف کے اپنے مقام پر آ کر اتنے سے ملکہ بران صحر شمش زن  
 بھی قلعہ خشاہ کے آگے بارگاہ میں آ کر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اس کے سامنے  
 کرسی پر آ کر بیٹھا کہ صحر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ میں آئی دیکھا کہ عمرو  
 سامنے بران کے بیٹھا ہی یہ اپنے ولیدین خالہت ہوئی مگر دل انیا مفسد ہوا کہ کے ٹھہری رہی اور اپنے  
 دل سے کہا کہ اے صحر تو پیشہ عیاری کا کرتی ہو اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کاہلو  
 عیاری تجھے ہو سکی غرض کہ یہاں کاروبار کرتے لگی اس عرصہ میں دو وقت آیا کہ گیم شب میں روز روشن نے  
 منہ چھپایا اور کو کب نے چپکے کر فلک بجاہ دکھایا کہ ایسا است

دلون میں خواہش آرام آئی  
 روا سے دن ہوئی دیکھا تو سیلی

طبیعت بہ راحت کھینچ لائی

سیاہی پھر جہان میں شب کی سی

رات کو بارگاہ برانی میں کنول اور جھاڑو عزیز روشن ہوئے

اور قاصدان معطلت آ کر سامنے ہر کرنے لگیں اس انشاء میں عمرو کی نگاہ صحر شمش زن پر رہی  
 یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ و جمیلہ و ژور و زکرام کر رہی ہے پھر عمرو کے جو دیکھا تو بتاؤں اس کے  
 پیر سے سے بڑے ہوئے پاسے یہ دیکھا کہ عمرو نے اسکو بلایا کہ اوہ صحر عمرو کے قریب آئی خواجہ نے  
 مقام پر سے اٹھا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتاؤ کون ہو صحر نے کہا کہ کنیز ہوں میوٹی میرا نام ہو عمرو و کما نہیں  
 صحیح بتاؤ کون ہو صحر نے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں کہ میں کنیز ہوں پھر عمرو نے اس سے پوچھا کہ وہ بھی  
 کہے گئی خواجہ نے اسوقت آب گرم منگا کر منہ اسکا دھوا یا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ



صبر کا نکل آیا ابو عمرو نے کہا کہ اے جان جان و اسے آرام دل مشتاقان خوب تم اس وقت ہاتھ لگین۔ کہہ  
 اُسکو گلے سے لگایا صبر لگی گالیان دینے کہ موتی کا سنے جواہر خدا تجکو غارت کرے مرے مرنے  
 جو گے تجکو گہری گور میں تو یوں تجھ گلے سے لگانے واسے کامرودہ نکلے اسے ستیاناس گئے یہ کیا  
 کرتا ہو عمرو نے کہا کہ اے جانی واسے بایہ عمر و زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہے  
 میری عین خوشی ہو تو یوں ہی تجکو کو سے جایہ کہہ کر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُس نے طمانچہ لگے ہاتھ سے  
 اُسپر مارا اور اس طرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو از بسکا اُسکا قتل و قید کرتا  
 منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عدا اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صبر صبر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور آ  
 پھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر میں عیاری کے پھرتی رہی مگر خیرہ قابض نہ ہوا آخر وہ زمانہ آتا کہ  
 شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر چھو لا زہر میں گئے مین ڈال کر بارگاہ ظلم میں آیا کہ نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی	ہوا غل رات گزری صبح آئی	ہوئی شب رخصت آغاز بحر سے
چھیا سامان محفل سب نظر سے	صبح کو صبر پھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر میں آئی اور ماجرا سے	شبنم زبان پر لائی اور پھر فکر میں عیاری کے چلی اور دن بھر فکر میں عیاری کے رہی لیکن کچھ نہ ہو سکا
کیونکہ عمرو وہاں نگاہیں تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا	اُس وقت ملکہ بران شمشیر زن نے بھال اسکے کہ مقدمہ عیاری سے اور خواجہ بالکل تنہا ہیں	بس اُس نے ایک پنجہ بھیجا کہ جا کر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اٹھالائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک
نامہ بھی اسے لکھا ملکہ مہرخ کو اس میں مضمون تھا کہ ملو لفظ		

بہار بوستان شہریاری	قل اقبال بلع تاجداری	شہ قریخ شہنشاہ زمانہ
جو ہر دنیا میں سلطان لگانہ	رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ	ملے اُس ماہ و ش کو ایک پیشہ
یہاں جب سے کہ ہم آئے ہو یہاں	نہایت درجہ اکتائے ہو یہاں	لکھا ہے ہمنے تم کو اب یہ احوال
کہ اے شاہنشاہ الاغوش اقبال	یہاں آئی ہوں اجس و زحمین	جلا کرتی ہوں ہر دم سوز سے مین
کہوں کیا میں کہ بیان کیا ہو گذرتی	یہ باقی ہے کہ موت آئے تو مرنی	لکھا ہے مختصر سا تجکو احوال
کہو نگے پھر جو کچھ گذرا ہے بھال	یہاں شہزادہ دیشان و ذیجاہ	لقب ہے کا جہانگیر ہے شہنشاہ
وہ اس قلعہ پر جس کا نام خشان	ہے آپہو پنج مع فوج فرسوان	مقابل اُس کے مین اور شاہ کو کتب



سپاہ سحران سے آنے ہیں اب	خدا جلنے کو کیا ہوا سکا انجام	ابھی تک تو ہو سے ہیں ہم ہی
لکھا جاتا ہے اسے ملک یہ تسکو	کہ برق عیار کو خطا پڑھ کے بھیجو	کہ وہ عیار بان اگر کر لیکو
تو بارہ سان کا سر پر دھر لگا	بس آگے اور کیا ہم لکھیں حال	خدا رکھے تمہیں آباد و خوشحال
رہے جب تک کہ یہ دنیا سے فانی	رہے باقی زمانے میں نشانی	یہ نامی بھی ایک پتہ سحر کو دیا کہ لکھ

روانہ ہوا اور اسے لاکر ملک مہرخ کو نامہ دیا تا کہ پڑھ کر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ اے ملک مجھ کو جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن خیال آپ کی تنہائی کا ہے اور پھر یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر بخاؤن تو شاید استادہ بان موجود ہیں انکی خفگی مجھ پر ہو پس میں جا کر مہتر قرآن سے اس امر میں مشورہ کرتا ہوں یہ کہ ہی رطبت کا حسب اتفاق بسبب ہونے عمر و کے پھر قرآن اس خیال کہ ملک مہرخ کو کوئی گزند نہ پہنچائے بارگاہ میں آیا برق نے اس کو سلام کر کے کہا کہ اے خلیفہ عیاران شکر اسلام دیکھے یہ نام میری طلب کے لیے آیا ہے اس امر میں آپ کی رائے ہے مہتر قرآن یہ کلام شکر کچھ دیر تو نہ عجیب فکر پر اچھرا تھا کہ اسے کہا کہ اے برق اصل تو یہ ہے کہ آجکل افراسیاب حمایت میں شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہو ملک حیرت بھی وہیں گئی ہوئی ہے یہاں کوئی لڑنے والا نہیں تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران استادہ نامہ دار کی بجالو اگر اگر اچھا ناگوں اس مقام پر لا لیا تو ہم اور ضرر عام اور جیالتو سیم لینگے برق یہ شکر تسلیم بجالایا اس عرصہ میں نئی فرستادہ بران آیا اور ایک تیلے کے مشکل بران وہ تیلہ تھا زمین سے پیدا ہوا کہ ملک مہرخ سے اجازت لی پھر نیچے برق کو اٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہاں تک کہ خدمت ملک بران میں پہنچایا اسے اگر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کر کے روانہ ہوا اس عرصہ میں وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ لگاہ اہل عالم میں نے عالم نظر آئے بہار شام نے ترالے رنگ دکھائے کہ اہیات

نظر کی جانب خورشید روشن	چھپائے اُسے غرض زرد امن	ہوئی شام اور چھپا مغرب میں خورشید
برائی لڑنے والوں کی پھر امید	سر شام حکم ہمارے ظلماتی و رضوان ظلماتی	طبل جنگ پر چوب
پیشی ادھر بھی ملک بران و رختشان	جاوے تیرے سحر کو دم دیا سحران نامی اور سرداران گرامی	
آگاہ و خبردار ہوئے دربار ملک بران	ذیوقار و شہزادہ نامہ ارجہا لکھ دی الاقتدار سے	



سب اٹھ کر اپنے اپنے بسترون پر آئے اور آلات حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے ہستیاں  
شجاعت و ساحری میں ہمارائی جوش شجاعت سے اٹھ گون بڑھ گئی ہر سردار آئی گلستان جلاوت میں  
ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر بستہ کر کے بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشین بنی کہیں دھلے او  
اور بالسنہری بھی کہیں کڑا ہی تیغ سدھ کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈھرو کی صدا پر تاپتے لگا  
کسی نے اگیاری کر کے جوت کا دیا جلا یا موم خانہ میں ہوم کیا کہ ایات

لگا جھوٹ کر کوئی پڑھنے پڑھنت	مدد آپ ہی میری فرمائیے	لگا کر کوئی سامری آئیے
کسی نے کہا جان نہیں ہو دینے	چڑھ گئے لگا سان پر کوئی تیغ	نہا تھا کوئی سامری کامنت
فسانہ کہا شک کروں یہ بیان	لیے تھے ہتھیلی پر سب نقد جان	کسی جا چلتی تھی تیغ و سنان
فلک پر ہوا مہر پر حیلوہ گر	ہوئی رات حیدم گذر کر سمجھ	رہا رات بھر یہی چرچا و مان
وہ باجون کا بجا وہ ڈنکے کا شور	بڑھے سمت میدان کو سب کھینچو	چلی اٹھ گئے اڑ سنے کو جنگی سپاہ
ہوئے آگے میدان میں ایستاد	مہر پہلوانی کے تھے سکو یاد	ہلی بہن سامر و رستم کی گور
یعنی حیدم کہ شہنشاہ زرین کلاہ	ہوا آگے میدان میں جلوہ کمان	ادھر سے جہاں گزرا فک و نشان

نیز خطوط شعاع و تہ میں لیکر میدان فلک میں آیا اور ترک شب نے عرصہ عالم سوز گزری لشکر خیل خیل  
ذیل ذیل میدان کارزار میں بہر حرب و پیکار آکر ہو بخا ساحرون کے طائرون اور ہجوم سے روئے  
دہر کا لاہو گیا تھا گرد سپاہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینہ آفتاب اندھا تھا نقارون کی آواز نے  
گوش کرو بیان کر دیا تھا سوارون کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس  
بجھتے تھے غر فک صفوف کارزار بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئیں اور ستون نے ٹکڑے چھڑ کاو کیا پھر نقبون  
نے ٹکڑے دست دیاے فانی کو سنا یا کہ اے بسادرون کمان میں جمشید و سامری کمان میں  
رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز انہیں سے کسی کا تیا نہیں مگر ان نام نامی کا تیا نہیں ہو کر باغی

درخش نہادہ کلہ کیسا کوس	چندے دیم شمشیر بر گنبد روس	کس کی نیلگی یہ برق حطاط مانوس ہے
کو باہک جرس باو کج نالہ کوس	باکلا میگفت کہ افسوس افسوس	کل ہو س اس طرح سے ترغیب تھی تھی بچے
جو شردل سے اٹھا وہ جلوہ طاؤس ہے		
کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روس ہے		



گر میرے ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی  
 مل رہا ہوں کئی چھل پر زادن کے ساتھ  
 بولی عبرت چل دکھاؤں انکے تماشائین تھے  
 لے گئی ایکبارگی گور غریبان کی طرف  
 ترتین دو تین دکھلا کر سنھے کھنے لگی  
 پوچھ تو افسے کہ مال و مکنت و دنیا سلاج  
 کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا

اک طرف آواز طبل اکسو صداسے کوڑے  
 شب ہوئی تو باہر دیون سے کنارہ بوس ہے  
 تو جو ایسا آج قسید آزا کا مجھوس ہے  
 جس جگہ جان منسا سو طرح مایوس ہے  
 یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے  
 کچھ بھی اس کے پاس غیر از حشر افسوس ہے  
 آج رہن بام سے یان خرقة سالوس ہے

جب نقیب نقابت کر کے کنارے سے ہوئے صفوں پر مثل صف خرگان کے سناٹا اگیا اور ہر ایک  
 مبارز اپنے اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑوں کے پودہ پر باگ کے پڑ گئے  
 باگیں اٹھنے لگیں یہی قصد تھا کہ حریفوں پر جا پڑیں پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار  
 ظلمانی اپنا اثر ڈاڑا کر سیدان کا زار میں آیا اور تیر تلی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران  
 دلا اور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر کہ جسکی شان میں یہ کہنا زیبا ہے نظم

زہے طاؤس ہمایون مبارک پر دار  
 طاؤس سرہ سے ہو جائے وہیں وہ ہمسار  
 صاف آتے تھے نظر جسمین پر کیا تڑا  
 اسکا سایہ جو پڑے جا کے ہمارے اوپر  
 پس وہ ملکہ نامور اسی طاؤس زرین بال کو اڑا کر مقابل من  
 آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہوں کیساف و بالاس ہے  
 سکر نازک اس کے سب محبوب  
 تاج کی کاکل سے حرف سر نہ کرو  
 کالے کوسون کی بات کا کیا ہو  
 اس جہنم سے ہی دل کی کب جاذب  
 یہ کمانیں کسو سے کھینچتی نہیں  
 سطح رخسار آئینہ سے صاف  
 قالب آرزو میں ڈھالا ہے  
 مہرے مہر ایسے جن پر کرینے ناز  
 کاکل صبح پر نظر نہ کرو  
 اسکی زلفوں میں لگے نہ پھر  
 صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب  
 پھری پلکوں کی اور سبکی نگاہ  
 جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھے معاف  
 ایک جا کہ سے ایک جا کہ خوب  
 بل ہی کھایا کر سے یہ عمر و راز  
 کچھ بھی نسبت ہی نکو ہوا ہی  
 رہے سنبیل کی عیاں و دھڑ  
 ایسی جھنویں کشیدہ بھی میں کہیں  
 چشم پر میری تیری چشم سیاہ  
 غرض اس سراپا ناز و خوبی و خوبی

گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طالب کی قہار نے ایک تاریخ اپنے بھڑ سے



نکال دیا کہ وہ مار بج آ کر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے الکاری کی سینے پر لگائی کہ مار بج  
 کے پڑنے سے زخم بڑھ گیا تھا مگر چھا ہو گیا اور مار بج ٹھنڈا ہو کر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر جوڑے  
 سے نکال کر اسپر مارا یہ قمار افراسیاب کا مومن ہو اور بڑا زبردست ساحر ہو اُس نے ایک ایسا سحر پڑھا  
 کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُس نے اُس اختر کو اپنی منقار میں لے لیا بران نے بہت جلد اپنی زبان  
 کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جل گیا قمار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر  
 پیدا ہوا اور اُس نے اُس اختر کو لے لیا اُس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اسپر مارا کہ وہ طائر بھی  
 جل گیا قمار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُس نے اختر منقار میں لیا اسی طرح سات طائر  
 پیدا ہوئے اور اختر کو ان خون نے باری باری سے منہ میں لے لیا اب بران نے بلند ہو کر  
 ساتویں طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر ہو چکی تھی کہ اُس نے جب اُس کے منہ سے  
 اختر گرنے لگا اٹھ میں لیا قمار نے دوڑ کر ایک ہی نیچے سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی نیچے پیدا ہو  
 اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن بچوں کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آپ کے  
 بڑھی اُس وقت رضوان نے پشت پر سے اُڑ کر آ کے خاک جھنڈید می بران پر ماری کہ چوہا  
 ہو گئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ بچے پیدا ہوئے اور بران کو لیکر اُس کے سامنے آئے  
 اُس وقت قمار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی اور ہر سے مجلس فوج لیکر  
 بڑھی مھنسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کھو ابھیر وں کی ٹکار مونی  
 ہر سمت بلند صدا سے مار مار مونی اُس وقت نعرہ ہوا کہ منم کو کب روشن ضمیر قمار نے فوراً کو کب  
 کو دیکھ کر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور نیچے پیدا ہوئے ابر نے تو آ کر سر کو کب پر سایہ کیا یہ اسلے کہ  
 کو کب بیہوش ہو جائے اور نیچے کو کب کو لپٹ گئے کو کب نے بچوں کو تو جلا دیا اور ایک سحر  
 پڑھا کہ رانیکا چھینٹا بران کے منہ پر دیا بران کو نیچے لے ہوئے کھڑے تھے پس پانی کے ٹپے چھینٹے  
 پڑے تھے بران ہوشیار ہوئی لیکن اس طرح کہ جیسے کوئی بخود ہوتا ہے کو کب نے اُن بچوں کو  
 کہ جو بران کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بران کو لیکر تخت بردالا اور سحر کیا کہ بچے پیدا ہو کر اُس  
 تخت کو لے گئے اب کو کب آگے بڑھا اور اختر و اید قمار و رضوان نے طائر انفقار  
 سے لے لیا تھا اُسے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونوں نے وہ اختر خود اُس کو دیدیا پس کو کب نے ایک



رسول ان دونوں کو مارا انھوں نے رد کیا اسوقت کو کب ایک برق سبز رنگ نیکر جو ان دونوں کے سر پر گرا تو دونوں کو کاٹ گیا اور لاشے اُنکے دھڑ دھڑ جلتے لگے اب کو کب لشکر جہانگیر کے سپاہیوں پر جا پڑا اور قتل کر دیا ہوا تلواریں سحر کی برق نیکر کرنے لگی اور یوں بھی بہادر وں میں تلواریں جلتے لگی رہی اب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی سیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

<p>پری بس سپر تیغ برق سبک چھین گھبرا کے روحیں سب بھین کھلی پری پڑے شمشیر میں تھکے سر مرنی سناٹوں میں کس یکایک اک طرف سحر قہر چلی کہ پوچھا جس سے ہر اک جسم کو رخ ٹپچہ ہیر کھاتے تھے ہر اک کا ہوسے رخسار اُنکے اکسین تاب نگاہیں پھر نہیں سہنے اُبھار ہنیں پروا نہ کرنے کو تو ہے کسی جانب کو شاہ جادو ان کے بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیاب کسی جانب کو کو کب لڑا تھا پسینوں کو ہوا کرنے لگی سرد انھیں باتوں میں دیکھا اک سوار کھینچیں ہاتھوں میں تیغیں ہر ہکا کہ ہم ہیں مدعی کے آبرو ریز نکستے پائے لفظ امتحان تک زمان ضرب سر پہ چیل ہو</p>	<p>لباس روح بھی صاگوں رنگ ہوئی زردن کو حاصل ہر رنگ کھینچیں تیغیں بندھا ہوا تھا تھکے رخسار سے پار ایک جاہر سبار کب اردی خواب ہم کی کوئی بولا کہ یاروں جلد ہا کو کوئی بھاگا کوئی مارا پڑا تھا لیون پر اسے کھنکھاتا تھا سرون سے خود یہ لکڑا تار سے دونوں نے دی صدا سے قہر لود لگائی آگ تھی جادو سے آگے کسی جانب سے رونے لگے خیر غرض ہر جا عجیب غریب ہوا تھا بڑھا سوار لشکر اس طرف کہ کہ آپو بچا نہایت پاس رہا زبان پر سحر منہ میں کھنکھاتا کر رہے اس کے کھڑی فتنہ کو ہر تر پڑے جسم پر تیغ برق رنگ سردی روح بالوں میں ہو</p>	<p>یہاں تو پہلے نے لقمہ دہن میں مٹی معزور دل کو خود پسندی زبان تیوں کی آئین تیز یوں پر نظر پڑنے لگی فصل مند اپ کہیں چلتے لگے جادو سے ناسخ بتہ اسجا سے اب کب ہی کسی کو جو تھے افزائش حیات سے بیاب ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے کہ ای خالق زمان آبرو سے ہوسے نوسے کہ بس ہر فصل معبود کہیں حیرت خود ایسے ہو سکے بیاب کہ تھے سرحد اصد ہا کے آکر راستے میں نکلے آئے لگی گرد پکارا واقفان جنگ ٹھہر عقب میں اُسکے اک خیل تھکا رہا یہی غصہ میں لفظیں کہ راجھا مساوین نام تو کیسا نشان تک لباس روح بھی ہو گور رنگ کوئی زبان مقابل آئے دیکھیں</p>
--	--	---



گروہ میں اُسکی کیا ہو لاسے دیکھیں | مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل باز گشت بجوایا  
 لاش قہار و رضوان کی مجلسی ہوئی افراسیاب نے اٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبزادہ  
 جسکو باہی زمرورنگ لے گئی تھی وہ بھی اگر ہو چکا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو  
 بزور محصورت کو کب کی بنا اور ادھر عمرو بن امیہ کے دلیں آیا کہ ادھر و لوح کو کب جو تیرے  
 پاس ہے پس لوح اس واسطے بانیان طلسم کے نہیں بنائی ہے کہ وہ زنبیل میں رہی جگہ جاسے کہ  
 وہ لوح کو کب کے حوالے کر دے یہ سوچنے کو ح آئے زنبیل سے نکالی اور جاسا تھا کہ کو کب کو  
 کو کب روشن ضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنائیں افراسیاب صورت کو کب  
 کی نگرہ بیان آیا اور عمرو کو آئے الگ بلایا اور کہا کہ ادھر و لوح میرے طلسم کی جو طلسم نزار برج  
 تم لیکر آئے ہو وہ مجھ کو اسے کروا دینے کے طلسم میں میرے دیکھتے ہو کہ یہ سو کر پڑا ہو اور تم لالچی  
 ایسا نہ کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کر دو عمرو کو یہ کلام سن کر غصہ آیا یا تو اس کے جی میں  
 کہ ابھی اور چند روز ندون کیونکہ جہان آئے دنوں زنبیل میں لوح رہی وہاں اور چند روز نہیں  
 مگر اس کلمہ پر کہ ادھر و تمکو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہے سب  
 کچھ بُرا ہو جاتا ہے پس عمرو نے بے سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادو ان کو  
 کو کب سمجھ کر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور غرہ کیا کہ تم افراسیاب جادو عمرو نے جادو  
 اوڑھ لیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی میں سیدھا اٹھ کر دربار میں جہانگیر کے آیا اور لوح آئے  
 حوالے کی اور کہا کہ ادھر صاحبزادان زانہ لویر لوح طلسم نور افشان کی ہے اب تمکو فتاحی طلسم  
 نور افشان مبارک کچھ دن آرام کر کے پھر اسے فتح طلسم روانہ ہوا اور اب میری کچھ ضرورت نہیں ہے  
 میں جاتا ہوں یہ کہ آپ مع حیرت کے چلا گیا مگر کتنا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہنچا جانا بعد ازاں  
 جانے کے کو کب روشن ضمیر اپنے قلعہ خٹائینہ میں آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو  
 نے دیکھا کہ منہ پھیر لیا کو کب نے اس وقت کہا کہ کیوں خواجہ میری کیا فقیر ہے عمرو نے کہا تھے  
 مجھ کو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تم نے مجھے اگر لوح لے لی یہ سننا تھا کہ کو کب کے حوالے جاتے رہے  
 اور آئے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان خود میں اس امر سے واقف نہیں ہوں کو کب خاموش  
 ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کو کب نے لوح میں پائی پس قسم کھا کہ اٹھا کہ ای بایمان خود



ابھی جا کر مین لوح کو لاتا ہوں یہ کھراٹھا اور صورت اسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا  
 اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب ہوا تو شہزادہ مذکور اس لوح کو دیکر بہت خوشنود ہوا اور  
 لیکر بیٹھا تھا کہ عروبارگاہ میں آیا اور از بسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوئے تھا کسی نے اسکو  
 بھی مانہیں یہ اگر ایک مقام ٹھہرا تو سن کہ شہزادہ جہانگیر کہہ رہا ہے اب مجھ کو پرداہنیں لوح مجھ کو  
 ملگنی ہے یہ کو کب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اس عرصہ میں وہ دن بھی تمام ہوا اور  
 وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ نام نے ننہ دکھایا خیر روز کند ہوا اور شب کی سیاہی چارونگ عالم میں چلی

ہوا آغا رشب دن کا تھا انجام	چھپا آغا رشب سو دن کا سکام	صدادی کو س شہزادے ہر سنو
بشکل موج بدلا سینے پہلو	بجا ڈنگا ہوا تیار لشکر	کہا سینے کہان لڑنا ہے بتر
بجا نقارہ حربی بس اکیار	ہوئے سروار شکر حلیہ تیار	نظر آنے لگا کچھ اور سامان
ہوا اس جایہ بس لشکر فراوان	لگے برانے اور ہونے لگا ہم	خدا جانے کہ اب کیا معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا بیان بھی دربار دربار برخواست ہوا ہر ایک  
 سردار اٹھ کر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیری آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوا اب اس رات کو  
 تیرون کی عجب بہار تھی دور ویر اس لشکر میں گویا سپاہیوں کی قطار تھی کہ اسیات

لگے سب سحر پڑھتے ہو کو خرنند	کیا جادو سے سینے راستہ بند	کوئی بولا کیلی کھا ڈنگا مین
کوئی کہتا کہ آگے جاؤ گامین	بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے	کوئی کہتا تھا یا جہش تو ہے
کوئی بولا کہان اب کیا ہو تاخیر	چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر	کسی نے دے کے اک تاتھے پیرکا
بھوت اپنے بدن پر بس لگایا	ہوا بس مالک لشکر کو اک خوا	ہوا غصے سے اک عالم فراموش
پڑھا جادو جگایا سحر اس نے	ارادہ تھا کہ اب لڑکھڑکھائی نہ	اسی صورت میں شب بھر بھاتا لاطم
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو کم	اور اس طرف کیفیت نشینے کہ عرو جو ساحر کی ایسی صورت بنکر	

لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اسنے تدبیر کی مگر نیچے اسکا قالہض نہوا آخر تاجار ہو کر پھیر آیا اور الگ کر اسنے  
 صورت اپنی رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زرخند شاہ زنبیل میں نکالا  
 اور ایک روئی کا پهل لیکر اسکو تار میں باندھا اور سرخ اسکو رنگا اور اس روئی کی پهل کو پهل  
 ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اسکو سر پر اپنے سایہ فکن کیا اور ایک نایب سبز رنگ کا ہاتھ مین بیسکر



اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور تمام سد پر  
لا کر ٹھایا اُسے بیٹھتے ہی کہا کہ اے صاحبقران میں لوح طلسم کو کب لاؤں گا دو کہ میں اُسکو  
ماہی زمرورنگ کو دکھالوں کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہو اور میں یہ لوح اُسی کے  
پاس سے لایا ہوں ایسا ہنو کہ اُسے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اُسکو افراسیاب  
جہانگیر لوح حوالے کی پس اُسے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منعم عمرو بن اُمیہ ضمری اور وہاں سے کلیم اور حکم غائب  
ہوا اور تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا لوح کو زنبیل ڈال لیا اس عرصہ میں وہ وقت آیا  
کہ شاید شب نے برقع نورانی سر میں شہد چھپا یا زلف شب تابہ زانو ہو چکر شمش روز روشن

کے منہ دکھایا لفظ سہم  
کو اکب نے فلک پر منہ چھپایا  
کہا سینے کہ اب لڑنے کو چلے  
بڑے لڑنے کو لشکر سخت مضطر  
ہر اک سردار تھا دان کوہ تمکین  
ہوئی گر کوہ پوشیدہ زمین میں  
جھکے رمرضی خالق زمین کس  
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن میں  
کہے تو قلزم ہستی کی ہر فوج  
ہو سے تیار مردان ٹکھوار  
سلیح ہو کے لٹکے سب یہ باہر  
ادھر اور ادھر وہ صاحب تنگ  
ٹکھلے لڑے اسے مردان جا ہزار  
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے  
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن  
وہ کر کے ڈھاڑیوں نے دھنسانے

کہ جب نقل مکان کی شب تھل  
جمال صبح سے اک نور پایا  
ہوا تیار لشکر دو طرف کا  
گر جتے تھے لسان بعد افسر  
کرک سے اسکی جان اُلی لبوں  
پڑا بل نوجوانوں کی حسین بین  
ہوئی گرزوں کو حاصل سریندی  
چھپیں گلبرگ کے روضہ حسین  
مصرم بر سر نو نیزی و جنگ  
کرین دامن صحرانوں کی گلزار  
صفین دونوں ہوئیں آراستہ  
ہو سے دونوں مقابل بر جنگ  
دم تیغ آج یان طعیر مشک ہے  
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے  
تمھارا جگ میں ہوتا مگر کوئی  
جو انون کے ہوئے ہوش کھائی

ہوا صحن زمین خورشید منزل  
اُٹھے سردار لشکر بے مزین  
بڑے لڑنے کو سب مردان الا  
ہزاروں ہی ومان پر برق تمکین  
ہو سے سردار لشکر سخت مضطر  
زبان نیرون کی آئین تیز یوں پر  
مٹی مغرور دل کو خود پسندی  
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج  
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ  
غرض سامان جنگ آراستہ کر  
کہ لڑنے کے سوا ہستی نہیں اب  
دو جانب سے نقیبان مرازاں  
لٹکے کھائے تو شہر و ملک ہے  
کہ اب تیغ خون آشام روشن  
کہ میدان میں اپنی سپردی  
تو اپنے اپنے سرداروں کے منہ پر



نظر کرنے لگے دونوں وہ لشکر نکل آئے غرض صف سجدہ خوشتر ہوئے قائم مقابل اُسکے آنکر ختم کے نیزے وہ دلچسپ و خوشنور وہ گرنانیزہ بازی دست کے کاوا لگاتار کے حربہ کا بصدک کے تو تھے تیغ نیزہ بازان ہزاروں رہکے توپ اور شرنال ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر زمین سے آسمان تک کیا کہوں یار گھٹا میں حبس طرح بجلی کا عالم برسا سیکڑوں تیروں کا ہر بار ہوا ہستی سے بعضوں کا نشان گم غرض یوں لڑتے لڑتے شام آئی	امثارہ ہم جو تک ابرو کا پائین سلاح جنگ سب زیب برودوش غرض چھڑا بنے اپنے خوشنمای سنان مژگان جانان سے نمودار انی کا نیزہ کے آنا بتا کر وہ کرنا دوسرے کو حربے کورد ادھر ادھر سے پھر پونے لگی جنگ دو جانب سے لگی ٹھٹھنے کو فی الحال ہوئے اہل جان کے گنگ گنگ دھوئیں سے ہو گیا عالم دھواں بھلا وہ بند و قون سے گولی کا ٹکٹا دل عاشق پہ چون مژگان خونبار ہزاروں ہی غرض مجروح تن تھے سحر دوسری ٹھہری لڑائی	تو پھر اکدم میں قتل عام کوین صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی وہ گھوڑے باد پاگو یا چھلاوا نکلیا وہ گھوڑے سنو و بار نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان جسے ہو دیکھ قتال فلک ونگ صد اسے اُنکی کیا کہیے کہ یکسر دلون میں جنگ کا پیدا ہوا جوش کڑک کر بان کا آنا وہ اُسد وہان مار سے من کا اگلٹ ادھر ادھر ہوئے مجروح مردم ہزاروں مردہ بے گور و کفن تھے جسد خنجر آفتاب بنام مغرب
--	--	--

میں رکھا گیا اور سپر کو شب کی ترک رز نے چہرہ کے سپرد کیا سر شام طبل باز گشت بجائے کھیرا اپنے  
اپنے مقام پر آئے سینے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے جہانگیر بارگاہ میں آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب  
خانہ خراب آکر پہنچا اُسے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمہ  
جالگاہ ہوا اس عرصہ میں مایہ بیان زرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُس نے اگر صبر کو بلوایا اور  
کہا اسے صبر یہاں قلعہ رضائے کے باہر درہتا ہی وہاں کو کب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جا کر میرا  
نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہے اُسکو پہنچا اور ہو سکے تو کو کب کو کمر لایہ کہ کمر لکھا  
مضمون نامہ یہ تھا کہ اسے سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو  
میں نے صبر شمشیر زن عیارہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے ہر چند کہ تم مطیعان کو کب میں ہی ہوگی  
میں جانتی ہوں کہ تم میرا پاس ضرور کرو گی تو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کو کب کو گرفتار



کراوینا یہ نامہ لکھ کر صحر کو دیا صحر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماسیان تو چلی گئی اور بیان  
جہا تکیر تلج دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد تلج دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ  
رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھیت ابھینا | ہوا سے سرد سے سو کھا پسینا | گر شبنم کے پھولوں سے لٹائے  
زمین نے موتیوں کے ڈھیر مانے | گل بسترنے بوسے رخصتی دی | بڑھی حسرت کھٹی امید جی کی

صبح دم جہا تکیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اٹھ کر بارگاہ میں آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر ہنگامہ  
زرق و سروں برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو | فروغ حسن مہر ابر بر رُو | غرض مانند شوق عاشق زار  
ہوا خورشید تابان گرم رفتار | دلون میں خواہش آرام آئی | طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

مر شام جہا تکیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو صحر کو کب کے کہنے سے خشتان جادو نے بھی طبل جنگ  
بجوا یا صبح کو بارگاہ سے لنگر لشکر جہا تکیر کو کب دلا اور اپنے ہمراہ لیسکر میدان کارزار میں بر  
حرب و پیکار آئے گرد پہرے سے خورشید اندھا ہو گیا آئینہ سحر مگر تھا ساحر چیل اور طاؤس بنکار

لگے بعض آردر بنکر بھینکارتے تھے غرض میدان میں صفوف کارزار آراستہ ہوئیں آج صبح  
پہلے جہا تکیر نے مرکب اپنا اڑایا اوھر سے بران شمشیر زن نے اس کے للکارنے پر تخت طاؤسی  
اٹھا لانے کو بڑھایا جب دونوں مقابل ہوئے اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پر ہلک کر سینا

یکھنے شاہزادہ دلاور پر لگایا شاہزادہ پر بسبب تیغہ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی اور  
شاہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغہ بلاکش کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑ گئی  
اسوقت جہا تکیر نے کہا کہ میں عورت سے لڑنے ہوئے شرماتا ہوں کسی بہادر کو بھیو بران نے

اسوقت نیب دیکر دیو پال جادو کو کہ بت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کی  
زور و قوت اپنے بدن میں رکھتا ہے بلا یا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضربت طلب کی اسے  
سحر پھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آٹھا شاہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج

نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شاہزادہ کو علاء لوح طلسمی کی ٹلی پر گلے میں ہے اور  
وہ لوح محفوظ دفع سحر ہر غرض بعد خالی دینے تلوار کے شاہزادہ نے بھی تیغہ بلاکش اس پر لگایا کہ



بزدلی اڑ کر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسول مار کر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغہ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پرکالے ہوئے غریو لشکر بران میں ہوا اور شہزادہ نے پھر لغزہ مارا کہ اور کسی کو برسے مقابلہ میں بھیجے اسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادہ مذکور پر تارخ مارا مگر بسبب تیغہ بلاکش اور لوح محفوظ کے تارخ نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل باز گشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجو ا دیا کوکب کے ہرسان بھی طبل جنگی بجارات بھر تیاری جنگ دونوں لشکروں میں ہوئی حقیقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بعد نازشش آغوش عالم سے گریہ کی اور آخر آفتاب نیام شش در شش نکلا

ہوئی جب صبح پیدا ہرین پھر | جلے لڑنے کو پھر دان ہو دسہ | بجے اوق اور ہوا لشکر روانہ

پھر آج جاہ لڑنے کا زمانہ | غرض وارد میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے | صفین جنگین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدہ ہون پر چڑھ کر روئے ہوا پراڑ گئے اژدہ سے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبوں نے صدادی کر اسے مردان جنگ آزمایا ہوشیار و جاہ خیر دار ہو جاؤ بدیت روز جنگ استغناک باید کروہ کو ششش نام و تنگ باید کرد

جب نقیب کنارہ ہوئے جہانگیر گھوڑا ڈال کر میدان میں آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بران تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے آج جھلا کر گل جیت کوکب کھینچ مارا کہ بران جل کر رہی اسوقت نعرہ کوکب بلند ہوا اور آئے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جل کر گیا اتبولشکر بران میں شور گریہ و زاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آگری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی

طمسسان کی مار ہوئی دھڑ دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل دہلنے لگا تیر سینوں کے پار ہوئے ہجر کی سنانوں سے کیجے فگار ہوئے یہ نقشہ تھا نظم

لگے تیر و پیکان چلنے و مان | لگے تیر و پیکان چلنے و مان |

نہوں قتل اب غم کا میں مبتلا | نہوں قتل اب غم کا میں مبتلا |

نقیبوں کی صدائیں وحشت انگیز | نقیبوں کی صدائیں وحشت انگیز |

ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ | ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ |



دھوئیں میں اس طرح اڑ جائے رنگہ	کہ جون بادل میں مارے برق خشک	نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
گھٹا میں جس طرح مہر رخشان	وہ تھی توپوں کی چھتی ہر طرف بارش	کہ شمشیر اجل میں اُنسے تھی بارش
یہ گولہ اس رخ نکلے تھا ستل	شب یلدا میں جون تیر شہابی	کہوں کیا میں ہوا جو تیر باران
جو انون نے پیالہ آب پکان	کروں کیا دشنہ نازک کی تعمیر	کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
باہر صورت غرض وہ نگ کرتے	بہم زخمی ہو گرتے اور مرے	وہ آوردہ ہوئے لشکر وہ اکبار
لگی چلنے بہم دونوں میں تلوار	ہوئے کفار کچھ گولوں سے فی النار	ہوئے کچھ آب نوش تیغ و خواری
رہے باقی سو ہو کر سخت بیل	ہوئے جہنم کے حصار اپنے میں داخل	شراف و فوج شاہی سے ہو بیتاب
اُسے اپنی جگہ سے شل سیلاب	یعنی قلعہ رخشانہ میں فوج بران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی	

رہتا ہوا بران کے مرنے کے غم سے طبل باز گشت بجوا کر پھرایا اور بارگاہ میں بیٹھا تاج دیکھنے لگا لیکن  
برہمن رو میں تن پر بھالی کوکب کا یہاں آیا اور اُسے بران اور کوکب پر کہ جھلسے ہوئے  
پڑے تھے پانی نیکر اور افسون پڑھ کر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو انکی اس وقت ہی نہیں اور گل  
جیاتی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہے بس اسوجہ یہ چلئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عسرو نے  
کہا کہ اسے کوکب اب کہیں جا کر پو شیدہ ہو رہو اور میں عیاری کرتا ہوں کوکب دو تین  
خند متکار دیا پر جا کر شکار کھیلنے میں مصروف ہوا اور یہاں نامہ جہانگیر آیا کہ ای عمر و وای رخشان جاو  
وہیغ و آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تیغ کرو لگا اور بے گور و کفن خاک میں سُلا دو لگا عمر و نے  
جواب میں نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تہنہ اب بہت سر اٹھایا ہو تمہیں مناسب ہے کہ تم خود اگر ہماری اطاعت  
کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہیں کہ تم اولاد صا جہان  
عالم نشان ہو کیونکہ نشانیاں انکی اولاد کی سب تمہارے چہرے میں موجود ہیں پس لائق و لازم  
یہ ہے کہ غم و راکر اطاعت کرو اور گروں اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد  
دیکھو گے کہ کسی نے نہ دیکھا ہو گا یہ نامہ لکھا تو نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمر و نے زرافشان جاو  
کو تو بیہوش کر کے اُسی قلعہ میں ایک جگہ رکھ دیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور از بسکہ وہ  
بادشاہ قلعہ رخشانہ ہر اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قبائے فرہانروانی کو در کیا  
سوئی کے اسلے گلے میں ڈالے اور تخت زہر جہاں شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدو کر



اسکو اپنا وزیر بنایا اور اسی تخت پر بٹھایا اور وہاں سے بارگاہ جہانگیر میں آیا جہانگیر اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کے مقام صدر پر اسکو بٹھایا خواجہ نے یہاں بیٹھ کر بعد کچھ عرصہ کے جب کہ جام میں ہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوج اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیا وہاں بس اُسے آنکھ بچا کر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمر درنگ زمین سے نکلی مگر پھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بندے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا یہ سر پایا ہوا

شکل بھونڈی سی وہ گھام سا لہجہ تھا	انار اور مدار تھا یا چغد کے س کا سوا	کہ لے بیٹھے سے سپاٹ اور پتلا
اور پستی کا سر نوٹلی کروں کیا اظہار	بن میں از در کے ہو جس شکل ہو پانی کا	ذکر کرنے سے ہر اس چیز کے اظہار
شکل مزبل کے ہا کرنا ہے گند اپانی	تھوکتے بھی نہیں مدار پر اتو زانی	لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے

سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کتابی خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے جاباب ہوشی اُسکے منہ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر ہوش ہو گئی جہانگیر نے اُس وقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہے کیونکہ یہ پھلی بنی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسے پوچھا کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا یہ ماہیان زمر درنگ تانی افراسیاب کی ہر تلو ڈھوکا دینے آئی تھی اور چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ میں گل کھینچ ماروں اُس وقت روسے ہوا پر غرہ ہوا کہ ان بان دست خود را نگاہدارید کہ ماہم رسیدیم اسے صاحب جوان من کیا کتابی منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے کلیم اوڑھ لی اور اب افراسیاب نے اگر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کو درنگ لگایا اور عمرو بھی تخت زبرجد شاہ کو زنبیل میں ڈال کر اپنے مقام پر آیا یہاں افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اسے جہانگیر کوئی لڑکا بھی سی بات نہیں کرتا ہر یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تھے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جس آنکھ کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ ای جہانگیر اب تم جا کر کل طلسم فتح کرو اور بن پڑا ہے تو میں لوج کو پھر عمرو سے لاتا ہوں یہ لکر افراسیاب پھر کو کب کی صورت بنو رہا اور وہاں سے قلعہ خشانہ میں پاس عمرو کے آیا قلعہ خشانہ کے باہر شکر عمرو کا اور بران کا اتر ہوا ہے غرض کہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوج جو طلسم ہزار برج سی کہ جہدم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوج تم مجھ کو دیدو اسلئے کہ طلسم میں میرے



یہ آفت برپا ہے مبادالوح افراسیاب تم سے لے لے عمر تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب بھنسنے والا ہے اور فقرے میں اُسکے آنے والا ہو پس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہیں ہے اُس نے باتوں میں لگا کر ایک جامِ حرا غوانی آغشتہ بداروئے بیہوشی شاہ جادو ان کو دیا اُس نے خیال کیا کہ عیار می ساوا آہوشی اُس نے دی ہو اور تجھ کو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُس نے آنکھ عمر کی بچا کر وہ جام اپنے گریبان میں اُنڈیل لیا عمر و نے اور جام دیا وہ پھر اُس نے گریبان میں اُنڈیل لیا عمر و نے دونوں مرتبہ اُس کو وہ جام اُنڈیلنے دیکھا اور یقین کلی اُس کو ہو کہ یہ کوکب نہیں افراسیاب ہے پس اُس نے آنکھ بچا کر اور باتوں میں لگا کر کند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کہ گند جلگئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیسا ہے عمر و نے کہا باش او مکار پہچاننا میں نے تجھ کو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی افراسیاب وہاں سے نعرہ کر کے یہ کہتا ہوا کہ خیر سب لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہا وہاں سے پرواز کر کے روانہ ہوا اور بارگاہِ جہانگیر میں آیا تمام ماجرا بیان کر کے کہا کہ کہاں جائیگا اسے صاحبِ جفران میں اگرچہ سامری نے تو میں لاتا ہوں یہ کہہ کر ایک نامہ اُس نے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کوکب میں نے بہت دنوں تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہے کہ اگر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو مہم بھر میں قتل کر کے طلسم فتح کرے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُس نے پڑھ کر جواب لکھا کہ اے افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہے اور شامت سوار ہے اڑائی تو ہو ہی رہی ہے پھر جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور کو کوتاہی نہ کر خدا سے مانبرگ ست یہ لکھ کر طائرِ سحر کے گلے میں باندھ دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوا اور اُس نے لا کر نامہ افراسیاب کو دیا اُس نے پڑھ کر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب میں پھر لکر سمجھاتا ہوں دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو مجھ کو جسے محبت ہو نصیحت کرتا ہوں کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہیں تو روز بدیکھو گے یہ لکھ کر افتخارِ جادو نامہ ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس یا تسلیم یا لا کر نامہ دیا کوکب پڑھ کر ہنسنا اور گویا ہوا کہ اب میں طرح دے چکا صاحبِ جفران دوران کو بلوا کر جسٹائیکر کو زیر کر آؤنگا اگر امیر کو یہ زیر کر لے گا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت میں کرونگا افراسیاب پہلے اپنا کھڑا اپنی جان تو بچائے تو پھر دوسرے کو سمجھائے یہ کہہ کر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجھ کوئی فکر اگر لازم تھی پر اسے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہم کو کیا سمجھاتا ہے اپنی خیریت مانگ اور



جان بچا اگر منظور ہو تو خواجہ عمر کی خدمت میں اگر اطاعت انکی اختیار کروں غائب شہزادہ اسد کو  
چھڑوا کر تیرے طلسم کو درہم و برہم کر ڈالوں گا اور تجھ کو راہ ملک عدم دکھاؤں گا تو کس بھروسے پر بھولا اور  
بھولا ہوا ہے دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کرانا ہون اور اسی کے ہاتھ نیکو قتل  
کر اؤں گا اور ذلت دلو اؤں گا یہ لکھ کر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب میں آیا اور اسکا نام  
دیا اور کہا کہ اسے شہنشاہ کو کب تو آگیا اور اس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی نہیں لانا ہوا افراسیاب  
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے چوتھی کے جب پر پٹنے ہین تو قضا آتی ہے یہ کہ کوہان سے بارگاہ کو اکھڑوا کر  
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہاں ایک درہ بنا ہے اور اُسکے سج میں ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُس طرف  
دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قادیان خوف افراسیاب سے مخفی ہوئے ہین کہ اُس مقام پر بھی  
یمان سے بہ کر دیا ہوا اور ایک گنبد اور کنارے اُس بحر کے بنا ہے کہ اُس میں بھی بجلی چمک رہی ہے  
زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چمک رہے ہین غرض کہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ میں  
آکر بیٹھا جھاگ کرنے لگا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہیں جاسکتا افراسیاب نے کہا میں ابھی  
سکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہوں اور ایک ابر بنا کر ہزار جوان اُس پر سوار کر کے سحر جو کیا وہ  
ابر نہ اٹھوا جب سج دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر سوار  
تھے سب جلا کر اس دریا میں گر پڑے اُس وقت جھاگ نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شاہ جادو ان واہ  
وا واہ آپ کے سحر کیا کتنا دیکھے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے اور دیکھے  
وہ کھڑے ہوئے آپ کو سلام کر رہے ہین اور بلاتے ہین کہ اسے بادشاہ آئیے دیکھے ہم پہونچ گئے ہین  
آپ بھی تشریف لائیے یہ لکھ کر اور بھی بہت کچھ مضمحل کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے کلمات  
سننے کے کہ شاہ جادو ان کھسیانہ ہو کر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہے اُسے  
بڑھ کر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہے پھر آپ ہی دلتے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کو کس فتح کرے تو اُسکو  
امیر سے لڑوانا وہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکیں اور یہ انکو زیر کر لے تو قہو المراد اسکو زبرد پھر  
مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرتا غرض کہ اب شاہ جادو ان کو اندیشہ پیدا ہوا  
اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے مالک پر دست انداز ہوگا عمر سچ کتاب ہے کہ فرزند صاحبقران ہے  
جب ہی تجھے اور اُس سے محبت نہیں ہے غرض کہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی



مین وہاں سے اٹھ کر چلا گیا یہ تو گیا وہاں کو کب سے عمرو نے کہا کہ اے کوکب! اس وقت تم کہیں جا کر مخفی ہو جاؤ تو مین عیاری کروں اور تمہاری صورت نہ کر بھول جا کر لاؤں کوکب نے کہا اچھا اور چند خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اسی مقام پر کہ جہاں رخشان جادو وغیرہ جیسے ہیں یہ بھی اگر مخفی ہوا اور کنارے دریا کے کہ وہاں بھی دریا بہتا ہے شکار کھیلنے لگا پس عمرو بشکل کوکب بنا قبائے شاہی طسمی نراندوز زیب برفرمائی تاج طسمی گوہر نگار سرانور پر رکھا اور برق کو بصورت ہیران شمشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامر اور دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جو اہر نگار پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سنا کہ کوکب اور ہیران آئے ہیں بس نہایت درجہ خوشنود ہو کر بہر تعظیم اٹھا اور استقبال کر کے انکو لا کر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بٹھ چکے مزاج پر ہی کی اور تاج کو حکم دیا اس وقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہنچا شاہ کوکب نقلی نے تعظیم کی افراسیاب بھی بٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتیں ہونے لگیں اور خوب خوب باتیں ہوئیں مگر عمرو سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھے سحر کرے پس اپنا مطلب کراچا کہ یہ سوچ کر اُسے باتیں کرنے کہے کہ اے جہانگیر! کوکب کھمنڈ ہو کہ اس گل حیات سے مین کوکب کو مار ڈالو لگا تو یہ بخت ہو تم میرا کچھ نہیں کر سکتے ہو بھلا یہ بھول میرے اوپر اقبال لگاؤ دیکھو تو کہ اشر کرنا ہے یا نہیں اس وقت جو مین جل کر گیا تھا تو وہ بھی شعبہ تھا وقت ہو اور بات ہو اب کچھ نہو گا اچھا لے اب لگاؤ مجھے شھین قسم و دین و ایمان کی تمہارے دیکھو تو کہ مین بھی کیسا سا خرد برد ہوں جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اس وقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہیلے تو جاتا تھا کہ گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے نہاں کی انسان خاطر کرتا ہے یا کہ ستا دے اس وقت وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو و ایسا ہی دے دیا اور کہا کہ مین اس گل کا محتاج نہیں ہوں افراسیاب اور جہانگیر کو ایک جہیز ہوئی عمرو نے وہ گل نہیل مین رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ مین بھکو مارتا ہوں اور بھکو بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و سحری کا وہ تو بھی نکال لے کسو اسطے کہ تو شاہ جادو ان کہلاتا ہے اور طبل کشانی بجاتا ہے اور سحر کرنے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادو ان نہ رکھنا افراسیاب بھی اپنے دل مین سوچا کہ یہ نہاں ہوا پر سحر کیا کروں عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم پر جیشید



سامری کی کہ تو مجھ پر سحر کر اور اسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تم پر کیا سحر کریں کوئی مہمان کی عزت اور توقیر کرتا ہے نہ کہ اور اوسکو اٹا ستا تا ہی اور کوکب دیکھو مسلمانوں کے یہاں بھی اُسکے پیغمبر فرماتے ہیں اگر مَوَاضِقًا وَ لَوْكَانَ کَافِرًا ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تا کہ وہ تم سے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ میں تم سے خوشنود ہوں تم میرے اوپر سحر کرو اور اسیاب نے کہا کہ تم لاکھ کو مل کر میں سحر نہ کرو لگا اُس وقت اُس نے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُس نے جب دیا تو اُس گل کو اسیاب کے ہاتھ میں عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی اب یہی مرتبہ شاید تاثیر کرے اسے اور اسیاب تجکو قسم جو جیشید اور سامری کی کہ تو اس گل کو میری اوپر لگا اور اسیاب نے پانچ بار پھر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر پھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہر نہیں پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی لے چکا اور زنبیل میں رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب سے زنبیل سے لگا لا اور کہا کہ اسے اور اسیاب دیکھ یہی پھول میں پھیرتا ہوں دیکھو تو کیونکر یہ تاثیر نہیں کرتا اور وہ پھول کہ جو اور اسیاب پر مارا تھا وہی پھول زنبیل میں رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بارو سے بیہوشی اور اسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا میں تجھ پر پھول لگاتا ہوں دیکھو تو کیونکر تاثیر نہیں کرتا یہ لکڑی اسی پھول کو اور اسیاب کی ناک پر ناک کے مارا کہ تراق سے اور اسیاب کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اور اسی ہنگام میں عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بارو سے بیہوشی کیا اور دھر جب اور اسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار بان بان کر کے اپنی جگہ پر سے اُسے کہ شاہ جادو ان کو اٹھائیں عمرو نے کہا صاحبو کیونکر اٹھائے ہو کیا کہیں اور اسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا میں خود اٹھائے لیتا ہوں اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اب عمرو نے کہا کہ اسے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤں جہانگیر نے کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے سنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب پلائے عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگوں کو پلانے لگا تو جبکہ سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پئیں غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو



اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈال کر روانہ ہو گیا اس وقت کہ صرشتارہ کو کب یکسر پوچی جو لوگ کہ وہاں  
 موجود تھے سب کو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہے  
 یہ کہاں سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی میں ہو گا کہ اس عرصہ میں ماہیان زمرورنگ  
 آکر پوچی اور اُس نے کہا اے صرصر تو نے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق تھے  
 جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا میں جا کر  
 چھوڑاتی ہوں اس وقت ایک ستارہ لیکا یک آسمان سے گرا بیٹھے روکا مگر خلوت پر گرا کہ اُس کو جلا دیا اور  
 ماہیان روانہ ہوئی اور وہاں کی عیاریان سینے اصر سے تو ماہیان واسطے رانی افراسیاب  
 روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوئے چلا آتا ہے اور حیدر میر وزیر  
 ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہو کہ ایک طرف سے کوکب روستہ ضمیر مع  
 برہمن اور فوجیں ایک طرف پیدا ہوئیں اور کوکب نے وہیں سے آواز دی کہ خوب ماشاء اللہ  
 کارنامہ تمہارا ہے واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمرو وہیں کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ  
 خواجہ اب قلعہ بلور میں چلے وہاں چاکر اسکو قید کریں غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلور میں لے  
 واخلہ کیا بران و مجلس وغیرہ سب موجود تھیں کہ لا کر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسے جو  
 اپنے تئیں اس حال میں دیکھا بہت چلایا یہاں ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ  
 شیر ہزار پیدا ہوئے بران جاو و انکا افسر تھا ہزاروں فیل پیدا ہوئے انکا افسر فیضان جاو  
 تھا ہزاروں قمریان پیدا ہوئیں اور انکا افسر شمشاد تھا اس طرح کے سردار اگر حاضر ہوئے اب قصہ  
 ہوا کہ ایک گنبد میں افراسیاب کو قید کریں کہ اُس جاسے نعرہ ہوا سنم ماہیان زمرورنگ  
 یہ صد ازہین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلور میں اسی واسطے کوکب کو یہاں لیکر آیا کہ یہاں کی زمین لاد  
 ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزار بارق چمکتی ہوئی دکھائی دیں ابرگر گرتے ہوئے آئے اور  
 چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤں کہ برہمن نے اٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ ہر تہ لگا بر  
 مین مخفی ہو جاتی تھی اور پھر کٹ کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے سحران دونوں میں ہوئے تو  
 اس وقت روسے ہو پر نعرہ ہوا کہ سنم معمار قدرت جاو و برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمائیے  
 میں گرفتار کیے لیتا ہوں اس لکارتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُٹا ہوا قریب ماہیان زمرورنگ



کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابرو سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ پھینکا اسکی  
 ناک پر مارا ماہیان بہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑ کر اسکی طرف ہاتھ دیکر اٹھایا  
 اور اسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی  
 معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زہرورنگ پر سے سحر آمارین میں ان دونوں  
 کو قتلہ بدخشان میں لیے جاتا ہوں معمار کے کہنے سے سب نے سحر آمار لیا بس معمار قریب  
 افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور پتھیل تلمش زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن  
 اسکی زبان میں دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے غصہ کیا کہ سحر چاہک تیرا قتلہ اور کہا کہ  
 اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اٹھیے افراسیاب نے جھانک کر کوخچہ میں دبا کیونکہ عمرو اسکو پکڑ لایا تھا  
 اور وہ وہاں موجود تھا اور معمار قدرت نکر چاہک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے سب  
 نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونوں کڑک کر اڑنے لگے بران اور مجلس  
 پور یہاں کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب اڑے اب کوکب روٹھ کر  
 آگے بڑھ کر اپنے بازو پر سے اکھوڑا افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بہوش ہو گیا یہ قتلہ بلور  
 اور طلسم پر ایسا دور نہ جب افراسیاب بہوش ہوتا ہی تو اسکے لیے پرزادین طلسم کی پیدا ہوتی ہیں لیکن  
 ماہیان زہرورنگ نے جب افراسیاب بہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے  
 کہا کہ تانی جان اب آپ چلی جائے میں بھی چلا آؤں گا مجھے کون روک سکتا ہے ماہیان یہ سن کر چپک  
 بلند ہو گئی ایک ستارہ نکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جل کر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نام  
 سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا تڑپ رہا ہے اور ہزاروں کو قتل کر رہا ہے مگر صبر  
 چاہک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہے اب یہ  
 شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ  
 حیرت کی مشکین باندھے ہوئے لاتے ہیں اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح  
 گرفتار کیا ہے کہ رملی نہیں ہو سکتی ہو بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کچھ منہ کو آگیا اور آواز دی کہ ای  
 جان جہان یہ کیا شتم ہے جب افراسیاب وہاں پہنچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑ کر  
 بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہنچا اور گھبرا کر لیٹ گیا گود میں جلدی سے اٹھایا بس جیسے



حیرت کا منہ سے منہ ملا ایک جناب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ قمری چار طرف سے  
صد اسے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سوان اللہ کو کب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہر چاہا کب  
بھی تھرا لیا اور خواجہ نے کو کب سے کہا کہ چاہا کب جانے پناے اسکو بھی پکڑ لیجیے کو کب نے سحر پڑھا  
کہ چاہا کب بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بھروسہ حرکت ہوئے چاہا کب چلا یا کہ اے شاہ جادو ان  
مجھ کو چاہیے افراسیاب جھپٹا کر ساحران تانی اور سرداران گرامی اور کو کب اور بران اور مجلس  
اور عمران جادو اور ملک اختر بنت سمیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کو کب نے  
اپنے بازو پر سے اکہ کھول کر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اسکو پھر کھلایا اور زبان میں اسکی سوزن  
دیا چاہا کب پر سحر کر کے اسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چاہا کب سے کہا کہ اوجھو کر سے دیکھ عیاری اسکا نام  
تو مجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اسکا نام ہر بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ میں نے کیسی عیاری  
کی چاہا کب چمکا ہوا اب عمرو نے زبان افراسیاب میں سوزن دیا اور ان دونوں کو  
لا کر گنبد بلور میں قید کیا اُسوقت مایمان زمر درنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور  
خولا کی ہے اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ اسکی صورت اصلی بنائے  
ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ مایمان صراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھاڑ سا اسٹھٹا  
ناک چھٹی ہے کہو کا ٹکڑے میں جانوا  
کو نہ گردن ہو گلا بونگاسے اور آواز  
بیچہ انگشت نامثل پریشان جانب  
فاختہ الو کی دم کیسے نہیں ہے چڑیا  
ناف ابھری ہوئی گھونگی سوزیادہ سخت  
ذکر کرنے سے ہوا اس چیز کے بے نفرت  
تھوکتے بھی نہیں مردار پر ابوزالی  
بیچہ جنی کی طرح کچ ہے کڑی ہواڑی  
نام پراریے ہر جانی کے پزار ہزار



رند سی بن سے ہر خود کام کو کچھ سکام

نام ہر جانی کا آوارہ ہے ابشت نام

ایک پرندہ نہیں لاکھ سے انکار نہیں

تجھ سی بدکار جہان میں کوئی حوا نہیں

پس جب ماہ بیان زہر درنگ آئی اپنے

افر اسیاب کو قید بلیسا

بجھی کر میں اکیلی ہوں ایسا نوکر خوار ہو جاؤں

سوجھ سے چلی گئی اب بران شمشیر زن

اور ملک ہر سار

سید و راسخ معروف ہوئیں انھوں نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا میں

بتی ہوئی آئی ہے مگر تلام اب گرداب سے

یقین ہے کہ ڈوب جائے ملک بران نے پیکر باد و کو حکم دیا کہ اسے نکال

لاؤ پیکر باد و واسس کشتی

کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اسپر سوار تھی کئی کینیز میں

تھیں ملک بران نے اُسے پوچھا کہ آپ کون ہیں

اُس نے کہا کہ میں ملک سروسیمین تھیں ہوں بران کو بڑا افسوس ہوا اور چکے سے آکر اُسے خواجہ عمر

سے کہا کہ ملک سروسیمین تھیں اس طرح سے آئی ہو عمر وہی آیا ملک سروسیمین تھیں اُسکی زوجہ اسے

اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملک سروسیمین تھیں سکھ ملنے کا

بالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ میں ہے اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ شاہ شب نے زیو ستاروں کا

اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب میں رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہ شب جلوہ آرا

ہر اک دل سے وہین آرام چاہا

ستاروں کی جھی گردن پھسل

ہوئی خورشید کی مغرب میں منزل

اُسوقت محفل عیش میں عمرو بن امیہ ضمری نے بجا کر گایا اور ملک

سروسیمین تھیں چنگ بجا کر گائی اور اس طرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر چہ بھی اُس محفل میں ہوتا

تو اس گانے کو سنکر ہوش کھوتا

جو زندہ تان سین ہو یاہان پر

موتجات سے وہ سم کھاتا مقرر

جو چھو خان بھی اس گانے کو سنتے

یقین تھا زہرہ کھانے سے سر کو دھتکتے

غرض بعد گانے کے ملک سروسیمین تھیں نقلی نے شراب میں بیہوشی سب کی آنکھ بجا کر ملائی اور

شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُس نے نعرہ کیا کہ منم ضرہ شمشیر زن اور اٹھکر گنبد لبور میں

آئی اور افراسیاب و جامک و جہانگیر کو اُس نے راکھا اور سب حال کہا چایاک نے ضرہ کی عیاری کی

بہت تعریف کی اور ضرہ نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہیں انکو چلے قتل کیجیے کروان ہر تھیں

روئیں تھیں نے اسی شب کو بزور بخوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد لبور میں رہا

ہوئے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہیں اور قتل ہوا چاہتے ہیں بس یہ اٹھا اور اگر تیلے زور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور

سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو دکر افراسیاب نے قتل کیا اور



آپن صرصر و چابک کے تخت پر سو رہ کر اپنے ملک کی طرف گیا جہاں نگیر کو اسکی بارگاہ میں پہونچ گئیں  
داستان طلسم نور افشان میں جانا جہاں نگیر کا اور بلوانا کو کب کا امیر صاحبقران کو واسطے  
زیر کرانے جہاں نگیر کے اور زیر ہو کر مسلمان ہو جانا نگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہر خ کا اور اسکا  
جادو سے اور عیار بیان کرنا عیاروں کی دیگر داستان متعلق اسی بیان کے مولفہ

ساقیاے پلاشتاب شتاب راگ گاتی ہوئی ہزار آئی ہنین گلشن میں دیکھ چشم جباب مرطاؤس پر ہے عیش کا دلج زلف سنبل بھی کرتی ہر کنگھی بلبل باغ چھوٹا ہے مجھ کو بھی ساقی اب پلا دو کہتا ہے یہ صبر راجی مجھ کو دے ہر گھٹا جھوم جھوم کسرتی شوق میں مڑ کے یہ بھی ہر بیتاب ساقی پیہر مغان کی تجھ کو قسم جسکے پیئے سے ہو یہ دل بیتاب نشہ ہوئی گا خنجر بران رٹنے بھرٹنے سے منہ نہ میں ہوڑوں جاہ بس پی چکے شراب کو تم چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے	مطر باتو سنا دے جنگ و برباب ہنین نوارہ یہ اچھلتا ہے قصہ پڑھنے کا منتظر ہے آب داستان پڑھ رہی ہے آج ہزار چلی آتی ہے سب گلون کو ہنسی راگ گاتے ہیں بلبل و قمری مکشی کی ہی ہزار تو ہے ابراٹھا کھیلوں سے ہے چلتا دیکھو یہ بھی ہوئی ہر متوالی باغ کیا ہے شراب خانہ ہر دے سے آتشیں کا جام اسدم تیز تر مالتا ہوں جواب سے توڑوں جا کر طلسم کو کب دان لیگ سالم رہے یہ میرا جسم موسکے پیئے سے عقل ہوگی کم نکتہ سبحان داستان کہن	دیکھ گلشن میں پھر ہزار آئی حوض کا حوصلہ نکلتا ہے چشم زکس فسانہ پر ہے آج سو من وہ زبان کا ہر طہار غنچہ بلغ مسکراتا ہے زکس ست آج ہے ہنستی لالہ باغ جسام کو لے لے جیسے چلتا ہو کوئی متوالا نہر میں جوش کھار اہو آب عیش و عشرت کا اب زمانہ ہی تیرا ورتند ایسی ہوئے شراب مجھ کو کب سے جنگ کرنا ہے مرحلے سب طلسم کے توڑوں کیونکہ اب توڑنا ہی مجھ کو طلسم پھر بھلا کب افسانہ لکھو گے از زبان قلم کشند سخن
---	--	---

چہرہ پر از ان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائش سخن رہ نور دان جادو خیال و سیاحان مثال  
حال و مقال نقش سندان نقوش افسانہ طرازی و محرران و قاتر قصہ پردازی کشافان  
رموز نملن و رموز دانان اسرار امتحان متر نان بلبل گلشن داستان و داستان گو بیان بلبل شیوہ زبان اقلیم



سے اس داستان شیریں بیان کو اس طرح بیان کرتے ہیں اور سافران منازل قصہ خوانی میں ان داستان میں یون قدم دھرتے ہیں کہ افراسیاب اپنے ملک میں جا کر پہونچا اور یہاں کو کب کو برہمن روہین تن نے گایا تو اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہرے سمیت کر جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پر پھرنے لگا نظم

ہوا پھر جلوہ آرا شاہ بدروز	کو اکب چرخ پر سب تھے غم انداز	جہان میں ہر طرف پھیلا آجا لہا
سر اپنا شرق سے غورنے لگا لا	اب یہاں صبح کو کو کب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روہین تن	

نے اس سے کہا کہ ای کو کب کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل میں غیر کو بلاتا ہو اور اس کے لئے شراب پیکر بیوشس ہو جاتا ہو اگر میں وہاں جا کر تلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کر چکا ہوتا کو کب روشنفکر نے بڑا شکر یہ برہمن روہین تن کا ادا کیا اور اس وقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلا کر جہانگیر کے لئے دانا چاہیے اسی وقت طاہر قدرت قدرت کردگار سے اور تاج دار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اُس میں سے معمار قدرت آکر یہاں پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھیں کو روانہ کر کو کب روشنفکر نے انھیں سے کہا کہ تم جا کر امیر کو لے آؤ دو دو بوجہ حکم روانہ ہوئے لیکن بیت ازین قصہ یک دم فراموش کن جو زجا سے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ ای افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھ سے ناراض ہو کر تیرے ظلم کو بر باد کرنے لگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہاں سے جاؤ یہ دونوں حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد قطع سن نازل دسٹے مراحل قطع کر کے حقیق میں پہونچے اور یہاں آکر انھوں نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی اس کے مقابلہ میں کوس حربی و طبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ رو سے دہر سیا ہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمہ مغرب میں گیا نظم

ہوا غل ہر طرف کو شام آئی	سیاہی کی پھری ہر سو ڈھائی	چھپا مغرب میں خورشید جہاں تاب
سند آیا و مان ہر دل کو پیچواب	سر شام بکلم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہر کار سے جو بام جاں بوی	
یہاں موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران میں آئے اور زمین ادب لب عبودیت کو بوی	چاہے اگر کوئی دو جہاں کا ستیاع و مال	تیرے گداسے در سے کر آکر وہ ہر مال
یہ قطرہ دعا تیرے زبان پر لائے نظم		



بر سے ترا جو ابر کراست زمین ر  
 دست قحف اٹھاؤ اور کھول  
 شمشیر گر عام ہو تری جن و انس کا  
 ہو جائے خشک خون گیت کو کشت  
 پیدا بجاسے دانہ گہر ہوں سراپا  
 جو ن موم نقشہ آن میں ہو جا نکل  
 ہیست سے آب ہو جاؤں زخم مال  
 مرضی سے گر چلے نہ ترے بلکہ مہر  
 گرجہ فشار خیم سے آگاہ ہوں جبال  
 ہریر غور کی رگ گردن میں خوف  
 پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقا سے شیطاں طیل جنگ بوا  
 کل نکل آتش فساد کو دو بالا کر لگا باقی ذیرو عافیت ہر امیر نے ابو الفتح سے کہا کہ کدو ہمارے لشکر میں  
 بھی بفضل ایزی و مائد ربانی بچے طیل جنگ جیسا کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری  
 قسمت میں تحریر کیا ہے وہ ہی پیش آئی ہے ابو الفتح نے نقار خانہ میں جا کر طیل جنگ پر چوب لگائی  
 کہ صد اسے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سور سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی احتشام اپنے  
 اپنے مقام پر اگر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلوار و نکی چمک سوا میدان  
 میں حیرانان تھا زبان شمشیر سناپی تھی کہ بیت رستم ربا زمین پر نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے  
 نام رہ گیا + اے مردان بکوشید تا جامہ زمان نہ پوشید شمع روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام ونگ  
 باید کرد + کراکیت کراک کراک کرے بکارتے تھے کدو نا

پک آگے پت رہے اور یک پلچھے پت جاسے  
 کا گا ایسے پوت پوت کا کبھو ماس نہ کھاسے  
 کمان بھی چلائی تھی کہ صبح کو ہر سمت شور شن عظیم برپا تھی تلوار میں چرخ پر چڑھی تھیں کہ عقل سر حرج  
 کی چیخ میں آگئی تھی تھروان اور سانوں کو آبداری و بجائی تھی چمک تلواروں کی آنکھوں میں سمائی تھی  
 گھوڑوں کی رکابیں اور تھے و غزہ جو نادرست تھے انکو درست کیا بہادر وں نے غسل کیا شمشیر کی نو  
 سے رات بھی کٹ گئی و پھر رات گئے نقیبوں نے اٹھ کر یہ صدا دی بیت جو ان جوان بخت ہشیار ہو  
 سلاخوں سے اپنے خیمہ دار ہو + اسی ہنگامہ میں وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیم  
 شرق سے نکال کر ترک بہرے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ رو زمین منھ چھپایا نظم

ہوا خورشید ہم مشرق سے پیدا  
 اٹھے اٹنے کو سب بستہ سر  
 جہان میں ہر طرف پھیلا اجا لا  
 ہوا جب مہر تابان روشنی بار  
 مجھم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل برق برق طوق طوق جوق جوق  
 تیپے کے تیپے دستے کے دستے پیشین اور رسلے مردان جنگ آنا لڑائی کو دیکھے مجھے سردار سب فوج کو  
 سنبھلے جانب میدان کارزار روانہ ہوئے اور جلہ سردار لشکر کو میدان میں پہونچا کہ خدمت امیر میں آئے



امیر سجد کر باس میں ورد وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابو القح اصغہانی نے آکر خدمت والا  
 نعمت میں عرض کی کہ یا امیر کشور گیر فرد و لشکر سیدہ بجائے مصافحہ دو پرکار بستند چون کوہ قاف  
 اسید و ارقدم ہیمنت لزوم صاحبقرانی ہیں صاحبقران نے تسبیح صدہانہ کو رکھ کر سجدہ میں کھڑا  
 اور دعا سے فتح و ظفر پاکہ ا ب س ا ت

خداوند مجھے فتح و ظفر دے	یہ احقر کافرون کو جا کے مارے	اللہ العالمین فرما دے سن لے
مجھے ان کافرون پر فتح تو دے	غرض سر سجد سے اٹھا کر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے	

راگے چار آئینے وغیرہ سے جسم پُر انوار و منور کو مزین و مجلی فرما کر برآمد ہوئے یہاں دیوانہ بن قندس  
 شہر دیوانہ کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی ہا سکی  
 گردن پر لکھ کر خانہ زین کو شل خانہ آفتاب منور و روشن فرمایا صد اے بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 باندہ ہوئی جلو دار نے دامن عباد و قبا کو درست کیا اشمق کلائیان شیر کی طرح مارا ہوا بگھد ریان کرتا ہوا آج  
 و عیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہاں آکر ٹھہرے نوجوانان تھن تو دے بسا کر تیر  
 اندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ برآمد ہوئے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ مجب اہ و کھلاہ  
 سکندر بخت برآمد ہوئے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخ پر کھینچا آواز غرا سبے  
 کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہو گئے اور بحر اگاہ پر جا کر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا  
 دُنکے پرچوب پڑی صد اے نصر من اللہ و فتح قریب آئی جو بدار و خدمتگار و غیزہ آگے بڑھے طفلان  
 ماہ طلعت عود و غنبر کے لوٹے لیے عود برکی کا کبٹا امیر جھپکتے ہوئے نکلے زمانہ سامان کمارمان وغیرہ  
 تحت باوشاہ کا جو اٹھائے ہوئے تھیں وہ سب پھر گئیں کباروں نے آگے بڑھ کر تحت بدلوایا شہنشاہ  
 و جاہ و گردون بارگاہ برآمد ہوئے امیر نے فراشی بجا کیا مردار لیکار بادشاہ حمایتی سلطان عالم  
 ظل اللہ نگاہ رو برو چہرہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اتنے سینے پر رکھا اس سے  
 یہ مراد ہے کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے غرض سواری بادشاہ کی بسان بادشاہی  
 جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم غنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلنا ناقیبون کا  
 شہنشاہت خوانی کرنا کہ منقبت

اعلیٰ ہی تیرا پایہ یا مظهر العجائب	تو ہے نبی کا سایہ یا مظهر العجائب
ہر جا تجھی کو پایا یا مظهر العجائب	چالیس مومنوں کی دعوت قبول کی



تو ہر جگہ پہنچایا مظہر العجائب ہر دم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے سے ہنہاتے تھے نہ کہ ہر بھی  
لشکر کی شان و شوکت پر شمار تھا جہاں ان کا تھا پیر گردون بھی چکر ایا تھا عرض باہن تجمل و شوکت  
وارد وشت مصاف ہوئے پلٹنیں جنگیں سکون نے نکھر چھڑکاؤ کیا اور گرد و غبار کو بٹھا یا  
فوجیں جنگیں صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے لٹکے خدمت دینا وفائی سنائی کہ قلم

عاقلان بلغ یہ نہیں دلکش آستین زن چرخ عقل یہ ہے لالہ رود لہ لے گئے جب داغ چشم زگس جھکی ہے سوے زمین جب مٹے صاحبان محفل درد آج وہ کل ہمساری باری	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان دیش خاک جب ہو گئے قدر عمت تب ہوا لالہ زیب محفل بلغ خاک بین گل رخاں جو سو زمین جعفری نے دکھایا تب رخ زرد صبح کو طائران خوش الحان	اس چمن کی ہوا سے بہمن قدر تب ہوا اس درخوش نمائید زگسی چشم میں جو د فن بین بلغ میں آتش زرو سے تین موت سی کس کو رستگاری ہی پڑھتے ہیں کل من علیہا فان
--	--	---

ای بھادران نامی تھیں چاہیے ہے کہ لڑکر مر جاؤ نام زمانہ میں کر جاؤ یہ کہہ کر کفارہ ہوئے اس وقت  
پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان میں نکالا اور نصیب دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ایزد پرستان  
تم میں سے جسے تنہا مرگ کی ہو آئے اور مجھے مقابلہ کرے یہ لغزہ سنکر مندوئل اصفہانی نے اپنا گھوڑا  
صفت لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھ کر دست بستہ اجازت لی کہ  
اے بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے شمار کیا یا باندھ کر اس کا فخر خاص کو  
خدمت والا نہت میں لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تو کو سپر پروردگار کیا مندوئل گھوڑا اڑا کر سامنے  
پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس وقت پیکان نے دستک دی کہ صبح اسے نقابدار صبح  
پوش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملا یا کہ ہوا چلی کہ مندوئل کو ہوا اڑا کر طرف آسمان کے لیکن آسمان  
پر جا کر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اُس میں سے ایک شعلہ چمکا کہ مندوئل کو جلادیا اسی طرح  
پچاس سردار جلاد دیے جب تو غصہ میں آکر قاسم کے تئیں نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے میں آنکے ڈال دی  
قاسم اُسکے برابر ہوئے اُسے تیغ مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر ہوئی اب قاسم نے تیغ مارا  
اُسے لڑنے لگا تو دیا تو مارنے جگرتاک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گر پیکان نے آواز دی کہ اوقاسم  
واہ کیا ہاتھ مارا ہرگز رٹنٹھ کھو لکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹا کے دیکھا تو ابرج پڑا ہوا ہی



پیکان نے کہا اسے کیوں مارا قاسم نے اپنے تئیں لاشہ امیر پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پیرے کہ امیر و لشکر دھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر پڑے اور رونا شروع کیا کافسرتو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ میں آئے سب لاشہ سے پیٹے جلتے تھے اسوقت خواجہ زادوں نے کہا کہ یا امیر لاشہ امیر جہنم ہے کوئی اور سب اسکے پاس سے ہٹ جائیں کر لیا ایک لاشہ تڑپا اور لندھو کو لیکر گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اس ابر نے بہتوں کو جلا دیا یہاں تک کہ اب اس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اسوقت لقمانے طبل باز گشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ میں آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہاں تک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام

یہاں میں جہان ہوئی نظم	ہوا پھر شاد شب جلوہ آرا	شہ مہتاب کا چمکا ستارا
کو اکب جبرخ پر تھے روشنی بار	ہوا دل خوب راحت کا طلبگار	رات کو پیکان اٹھا اور اُس نے

کہا کہ میں امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہوں یہ کہہ کر نظر سے غائب ہو گیا اور اپنے خیمہ میں آیا اور ماش کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اسکے پیٹ میں شہاب بھر دیا اور اسکو پھڑپھڑ زندہ کیا اور مسکھی میں دبا کر وہاں سے چلا اور زور و سر صورت اُسے ابوالفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بلا لاؤ کہنا ابوالفتح حضور کو بلاتا ہے ایک کار ضروری ہے یعنی سوار جو چل گئے ہیں اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر میں صلاح کرنی ہے وہ شخص اسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابوالفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہاں بیٹھے ہوئے غم میں سر داریوں کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھوں نے مراد رہا ہونے سرداران کا سنا فرط اشتیاق سے بے اختیار ہنس پڑے اور اٹھ کر باہر آئے ابوالفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا پھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھر اور پھر اسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُسے اسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کیا کہتا ہے ابوالفتح نقلی نے لغو کیا کہ منم پیکان جاوے یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یا تو کیجیے اب دیکھیے کیا ہو یا نہیں یہ کہار ومان سے غائب ہو گیا اور یہاں امیر بچو ہو گئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہے صاحبقران بچو دیا ہوش ہو جاتے ہیں اور وہاں پیکان نے اُس لال کو لیا کہ ایک شیشہ میں بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو بلا کر دیا اور کہہ کر اسکو



لیجا کر اچھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجا یا بیان امیر و شاہ تو باقی ہیں انھوں نے بھی طبل جنگ بجا یا لشکر  
تھا ہی نہیں تیاری کیا ہوتی لشکر کفار میں بلا شک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان  
نصد جاہ و جلال خنجر بیضاوی کینہ سور حلقہ ہر اور نیزہ خطوط شعاع ہاتھ میں لیکر تو سن گردون پر  
جاوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان میں آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی حلقہ  
دل کو سنبھال کر کھڑے ہوئے اس طرف پیکان نے لقا را اندہ درگاہ کہ مرد و دو منکب زور و شاہ  
باختری چالیس ہاتھیوں کو زنجیر بند کر کے موتیوں کا بنگا ڈال کے تخت کھنچو اگر سوار ہوا ڈنگہ سرجوب  
پڑی نشان شکست نشان ہمارا چلے ہر قہن سیاہ سیاہ ہوا میں اڑتی تھیں جھنڈے سر جھاڑ تھے  
پہاڑ جھاڑ جھنکار جاوہ دکھاتے تھے کلمہ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوس تے تھے لشکر گروہ گروہ  
مثل دریا کے جوش کھاتے ہوئے جنگاہ میں مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ سردام  
مرگ میں بھنسا ہوا تھا عرض یہ میدان میں آئے بیداروں نے پست و بلند زمین صواری جھاری  
جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار اٹھایا تھیں موتیوں نے لکڑی نقابت کی اور ندست  
دنیا سے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

انسان کے حق میں یہ دنیا کی چاہ ہے	اس خوان کی نمش کھ مار سیاہ ہے
نہیں آج دار کا باقی نشان	دیگر سکندر کی باقی نہیں عظم نشان
سیاہ لے جاؤ عروس موت کو	دیگر دو طلاق اس زندگی کی موت کو

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوئے اس وقت پیکان نے چاہا کہ میں میدان میں جاؤں لیکن  
پہلے سامنے لٹا کے آیا اور اپنے اثر پر سے کود کے سجھ کیا اور پھر میدان میں آیا ہنوز اڑنے نہ لکلا تھا  
کہ امیر تو باقی ہیں سرخیز کہ بخود تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے  
پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان میں جانے کی چاہی کہا کہ سوا سے میرے اور کون  
باقی جواب مجھے دینے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سپرد خدا کہا امیر منتظر ہوئے کہ جب پیکان  
جاوہ میدان میں نکلے تو میں جاؤں اور ادھر پیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آئیے اور  
اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ میں لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہوں تقایر اور اسکے پرستاروں پر  
پیکان خاموش ہوا اس وقت ایک ابر پیدا ہوا اور طائر قدرت و تاجدار آکر پہونچا امیر



سے ملاقات کی اور سب مال کھا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلا دے گئے پیکان  
نے بدعت کی جو تاجدار نے کہا میں جا کر اس سے مقابلہ کرنا ہوں اور اسم اعظم آپ کا چھوڑا ہوا  
ہر ایک ایک گولہ طرف آسمان کے ملا دیکھا کہ ایک پرزاد آئی ہر پیکان نے جو یہ دیکھا ایک دشمنی  
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہر سے پیدا ہوا اس پر چلیا پری نے اسے چھینکر شیشہ  
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا  
پیکان و بادبان بطل باز گشت ہوا اگر پھر سے فرط خوف سے ساحر آگے ہن لڑنا دشوار ہے تدبیر اور  
مضبوطی کر کے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا امیر آپ سب کو لیکر بارگاہ میں چلے میں سرداروں  
کو لیکر آتا ہوں یہ کہلے میدان سے غائب ہو گیا وہاں پیکان نے اختیار ک سے کہا کہ کل دیکھیے کب ہو  
اس اثناء میں ابوالفتح اور سرمنگ مصری صورتیں اپنی بدل کر بارگاہ نقسا میں آئے اور چاہا  
کہ پوچھ باری کریں لیکن سحر نے پیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہیں اور وہ سامنے  
تھڑے ہیں پیکان نے ان دونوں کو بھی کرٹ لیا اور ظاہر میں تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہیں اور  
میں ان دونوں عیاروں کو بھی پیکان نے وہیں قید کر دیا اور کہا کہ میں سب سرداروں کو قتل کر رہا ہوں  
اور آسمان کا اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رس میں بندھے ہوئے آسمان سے اتر آئے پیکان  
نے جلا دون کو اٹھا کر سب کے سر کاٹ ڈالے یہ خبر سکاروں نے اگر امیر سے بیان کی امیر قہقہہ مسمام  
لشکر کے لشکر تھا کی طرف چلے نصف راہ میں پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سرداروں کو تخت پر  
بٹھائے ہوئے تخت کو اڑاتا ہوا اگر پوچھا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار  
کہاں قید ہیں پس وہ مقام معلوم کر کے وہاں گیا اور جو ساحر کہ وہاں محافظ تھے انکو قتل کر کے سرداروں کو  
چھوڑا اور انھیں کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر اور محافظوں کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر  
سحر کے بیڑائیں بٹھا کر انکو زندہ کر دیا اور آپ سرداروں کو لیکر خدمت امیر میں آنا اور وہاں انھیں  
تیلوں کو پیکان اور بادبان نے بلا کر قتل کر ڈالا یہاں تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہاں  
جانے ہیں وہ جو قتل ہوئے میرے پتلے سحر کے تھے اور میرے موبی پیکان کو کہہ دے قتل کس کو کیا وہ  
سردار خدمت امیر میں آگئے پیکان غصہ میں آگیا اور چلا اسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہاں  
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اس میں سے ایک جوگی پیدا ہوا اس نے اگر پیکان اور بادبان



کو پکڑ لیا تمام ملازم اُنکے ماریگئے وہ بھاگ کر باغ سینا میں مخفی ہوا اب امیر ودار میں آئے اور سیکان اور  
بادبان نے آپس میں صلاح کی کہ دین امیر کا بیعت ہے مین لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائیں کیونکہ قیدین  
ہیں بس یہ دونوں پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہیں ہنوز یہ قید خانہ میں نہیں گئے تھے  
کہ اُنہیں سے انکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونوں مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے کہا  
اب امیر کسی کو ساتھ کیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھیں تاجدار نے  
کہا بیچ قلعہ میں آپ بیٹھ کر ملاحظہ فرمائیے گا سب حال آکھتا ہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب  
طاہر و تاجدار و سیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زرافشانہ کے روانہ ہوئے  
یہاں کچھ لوگ سیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آکر پہنچے اور سب احوال بیان کیا  
کہ سیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و سیکان و بادبان  
طرف زرافشانہ گئے جاتے ہیں بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ مین جا کر ایرج کو گرفتار  
کروں واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنا کر کوکب پر عیاری کرنے لگی تھی تو اسنے ساتھ  
لیگتی تھی اسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اور بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت  
زروست ساحر ہو کر اسکے پاس انگشتی جمشیدی ہے بارہ سو ساحرون سے یہ بھی روانہ ہوئی  
مگر وہاں راہ سے طاہر نے عرضی خدمت کو کب روانہ کی کہ ہم ایرج کو پڑی دھوم سے لیے ہوئے  
آئے ہیں آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیے کہ صاحبقران انکے بھیجنے پر راضی  
ہوتے تھے بہار سے خاطر سے اب آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کو کب نے پڑھی اور نام  
بران پر خطا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہو مگر جمشیدی کو روانہ کیا یہاں تاجدار وغیرہ ایرج  
کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بہ منزل آئے مین ایک دن ایک مقام پر لشکر اُترا اور  
صبح کی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھائی پر فراق سوار ہی  
اور قتل کیا جاتا ہے امیر نے کہا اسے تاجدار اس نازنین کو بچانا تاجدار نے اُتھ لایا کہ فراق کا  
سہرا لگایا اور جا کر گڑا اور شاہ پور شیر دل جا کر اس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان  
دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین و مہر تکین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی سرسبز چپستانی  
نور آگین اسکی جاکر اسی چشمانی کے حسن کا ٹھکانا ابرو و زبان ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ بود و



بلکہ حمیدین آکھیں شراب حسن سے معمور دل عشاق پرچہ شک کرن گال دونوں میں جس سے لال  
 ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے رو برو شراب سے اگر مقابل ہو جائے وہیں تنگ غنچہ سرستہ پیرانگو  
 دیکھ کر ایسا سینہ پر پھیلتا ہوا بھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا۔ سندر روپ اور کھ  
 ادو اپنے وہ ایسے سڈول + کر کے کر اسے چیکنے اونچے گورے گول + اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کہ کبت  
 سندر روپ سدر روپ ہما من یون لپے جیسے انگ میں بیٹے

جیون مور سچوون کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی جیسے  
 پان کھوات مہا ادھارس چاہے تو پتھر کو دیکھے نزدیک  
 ٹمک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھک میٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اسپرٹل ہوا اور اسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تلبان غار مغرب میں  
 گیا اور کوکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اسوقت محفل آراستہ کی ساتی و مطرب حاضر ہوئے  
 دور جام و ارغوانی چلا ہر ایک مست و لال یعقل بنا تو بہ تو بہ مری پرستون کے لاؤ لاؤ کی صد اول غمین  
 ہر ایک کے مستی نے نصیب کاٹھا یا طال شد کی آواز بلند نشہ میں ہر ایک ارجمنڈی گرمی نشاط و ہنگام  
 انبساط میں ہر ایک شخص مہوش ہوا یعنی یہ عورت صر شمشیر زن ہوا اسنے شراب میں مہوشی  
 ملا کے ہر ایک کو مہوش کیا ہوا اور انھیں کے گرفتار کرنے کو آلی تھی بس اسنے ایرج کا پشتار ابا نہ جب  
 اسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہنچی اور اسنے دیکھا کہ صر شمشیر زن نے  
 اپنا کام کیا اسوقت اسنے ایک پنجہ بھیجا صر کو اٹھا منگایا اور کہا کہ ایکو کسی جنگل میں چھوڑ آؤ صر  
 افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ اسے یہ کیا وقت تھا بلو لینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک  
 برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دو بلر میں بیٹھا ہوا  
 کہ برہمن روہین تن کا نامہ آیا کہ ای کوکب مسکان اور بادبان اوٹا ہر و تاجا اور غیر ایرج  
 کو لیے ہوئے تھارے پاس آئے تھے اب برق نگاہ نے اسکو مہوش کر کے ابراہیم لہجہ سے کہا کیا  
 ہے خبر مہمان کی لینا چاہیے کوکب جو یہ نامہ پڑھا فوراً اٹھا اور بتجیل تمام سفاک برق نگاہ  
 کو آکر اسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑ الیا اور لیکر اپنے ملک کی طرف چلا بھی آگیا تو  
 راہ میں رکھے لیکن کیفیت سننے کہ کوکب رو شمشیر نے کہا کہ اسے ایرج اب تو پتھر منزل



آئے ہیں میں جانا ہوں ایسے ج نے کہا بہتر ہی پس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمر و نے لوح کو اپنی زنبیل  
 سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمہارے طلسم کی ہے اسکو تم حفاظت میں رکھو  
 کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اسکو پا جا  
 عمر و نے کہا کہ لوح اسواسطے نہیں ہوتی کہ میری زنبیل میں رہے بلکہ اسلئے ہوتی ہے کہ وہ طلسم میں رہے  
 تاکہ طلسم کشا کے کام آئے اب میں اسکو اپنے پاس نہ رکھوں گا کوکب نے ناچار ہو کے لے لیا اور  
 اس لوح کو ایک گلدستہ میں رکھا اور اس گلدستہ کو ایک قصر میں پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر ہر حفاظت  
 مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اُس میں سے موتی برسے  
 لگے اب ایک ساحر کے دلمین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجھ کو بہت کچھ سرفراز کرے  
 یہ لوح چلے اسکو دینا چاہیے پس اُسے اُس گلدستہ کو توڑ کر اور جو ساحر کہ حفاظت تھے اُنسے چھپا کر لوح کو  
 نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس ساحر کو  
 سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اُس میں نکلا کہ ای  
 قلعہ طلسم و سیارہ عجائبات دہنی طرف کو جاؤ شہزادہ جہانگیر اُس طرف کو چلا یہاں تک کہ آئے آئے  
 ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہے جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ  
 شہ نشین اور کمرے بہت ہیں معمار عقل بھی اس جگہ کو دیکھ کر حیران کار ہے شہزادہ اندر بارہ دری کی  
 آیا یہاں دیکھا تو ایک تخت پر ایک بلو شاہ پوشوکت و جاہ تاج شہر یاری بر سر و حار ف شہنشاہی  
 در بر بالہ ہاسے مروارید گردن میں پڑے ہیں چتر بال ہا کا سر پر گردش میں تخت پر بیٹھا ہے اور گرد گرد  
 اُسکے کرسیوں پر امیران سلطنت اور وزیران اہمیت متمکن ہیں شہزادہ نے جب خوب غور کر کے  
 دیکھا تو اُس بادشاہ کو مع اراکین سلطنت پھر کا پایا حیران ہوا کہ نہیں معلوم یہ پہلے انسان تھے  
 اب پھر کے ہو گئے ہیں یا کسی نے تصویریں تراش کر یہاں رکھ دی ہیں اس سوچ میں کھڑا تھا  
 کہ ایک طرف سے آواز قہقہ کی آئی اُسے پھر جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ  
 کبک رفتار شیریں گفتار خال ہند و چشم جادو نہر تکین زیر و چین کر زلف چلیپا کے روبرو زنبیل  
 کیچے بالکل ہی کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے شہزادہ اسکو دیکھ کر مائل ہوا خجرا بر و کا گھائل  
 ہوا تیر مژگان دل کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اُس سے کہا کہ ای جانی وای سزای



عمر و رنگانی تم کس بات پہ تھے لگاتی ہو اُسے کہا کہ میں تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ دار حیران ہوں کہ اس  
 مکان میں ششدر مثل آئینہ مٹی کھڑے ہو آئے تشریف لائی یکمیت واقع منظر چشم آشیانہ تست  
 گرم ناو فرد اگر خانہ خانہ تست بلبل | از آمدنت اگر خب داشتے | در رہ گذرت گل سمن کاشتنے  
 نگذاشتے کہ پاسے بر خاک نہی | خاک قدمت ز دیدہ برداشتے | شہزادہ دل از کھن دادہ تو  
 اُسکا ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھ لوج کے اُس ناز میں کے لہو میں ہاتھ ڈالے دل مضطرب اپنا سنبھالا کتا ہوا  
 لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے بغل میں بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + عرض وہ ناز میں شاہزادہ  
 کو لیے ہوئے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہاں دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر  
 گئی تو دیکھا کہ یہاں ایک بلوغت و کشاہت فرح افزا لگا ہوا یہاں کی مسیحائی کا دم بھرتی ہو بلبل گل سے  
 گفتگو کرتی ہو غنچہ مسکرا رہے ہیں گل خندہ زنی کرتے ہیں شاخیں درختوں کی جھومتی ہیں شاہد ارض کا  
 منہ چومتی ہیں ہوا وہاں کی کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخیں جھوم جھوم کر آپس میں ملتی ہیں کسی طرف  
 نرگس مست کہیں لالہ ساعر در دست فرش سبزہ رنگاری کا پچھا خیرہ بر کا استادہ طاووسان زرین  
 بال سبزہ پر رقص کرتے ہیں نہرین سلسبیل و تسنیم آسا چمن میں روان و زان باد بہاری سے بھولوں کی  
 سبزہ رنگاری پر گلکاری تھی غنچے ٹپکتے نہیں جا ہیان لیتے ہیں نشہ کا اُٹھیں اُتار ہو عروس چمن پر چوبن ہے  
 طرفہ ہزار ہر بلبلین چھاتی ہیں فصل بہار ہو تو عروس چمن کے سماگ گاتی ہیں طائران خوش الحان  
 زمرہ سرائی کرتے ہیں فاختہ کی گو کو قمری کی حق سرہ نہروں کے کنارے فوارے ساون بھاوون کی طرح  
 چھوٹ رہے ہیں فوارہ کیا اُچھلتا ہے حوض کا حوصلہ نکلتا ہے نظم

کہیں گیسندا ہو جھوٹی ہو کہیں	کہیں سیوٹی کے پھول ہیں رنگین	ہر گلوں پر عجب طرح کی بہار
خندہ زن ہیں برنگ صورت بہار	سیوٹی داؤدی بابونہ کتار	ہیں ہزاروں ہی وہاں گل بے شمار
حوض میں لبریز نہرین ہیں روان	سب طرح پھولوں کی ہیں گلکاریان	سنبھل تراور گل یا چین گڑاں
یا سمن شیو و نسرن بے بدل	عرض وہ عورت اس شہزادہ والا کہیں کو لب نہر ایک سنگہ میں لائی	

اور مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی مگر اور کونے کا  
 عالم دکھائی تھی نگاہیں کر کے مسکراتی اُسکے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو اطر جاتا تو صاف  
 منہ پر طمانچہ پڑ جاتا گو ہر وہاں کی چمک آبرو و واریدی کھوئی آفتاب کی ضیا سلسلے اُسکے شرمندہ ہوتی



سینہ پر چھاپی ہوئی گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ڈبیاں معجون مہی کی ہن یا دو گنبد  
بلور کے ہن یا دو تمغے نور کے ہن ایسات

عید کا چاند ہی یا ہر وہ جبین مبارک	رواق مطلع الوار ہے یا جلوہ منشا	صبح صادق ہر شب قدر کی بانام خدا
ہے مہر کا نور اسکے مقابل ہیکل	حرف تقدیر نظر آئے تھے پیشانی	آپ کے رشک سے ہر آئینہ پانی پانی
گورے گورے سر ہن رضا و ملائم	عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہونکی ہوس	مفت ہر جان کے عوض بھی ہوس
بل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہر جوانی کارس	دیکھ کر کہتے ہن صورت کو ملک محل	رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

بس اُسے شہزادہ کو جام و ارغوانی بھر کر دیا اسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے ایسا ہو کہ میں  
کسی آفت میں گرفتار ہو جاؤں بس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسے لوح کو دیکھا تو اُس میں لکھا کہ اے شہزادہ  
یہ ظلمات جاوے تھے بُرا کیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تم کو  
چاہیے ہر لوح اسکے جسم سے مس کر دو تاکہ سچل جائے اور اس باغ میں بھی عکس لوح ڈالو کہ اس میں بھی  
آگ لگ جائے اور بیان سے اٹھ کر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہے جانا اور لوح  
کو اُس کے بدن سے چھو کر وہ انسان ہو جائے اور اسی طرح سب اہل دربار بھی اُس کے انسان ہو جائیں اور  
ترغفرانیہ کا حاکم ہر زعفران شاہ اُس کا نام ہے یہ ساحرہ اُس کو اٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسے  
متصور نہ کیا تو اُسے اُس کو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کر کے  
اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ میں بھی عکس لوح ڈالا کہ اُس میں بھی آگ  
لگی وہ سب گل گل نار ہوئے جل کر فی النار ہوئے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کو  
کہ سینہ تھی جلنے کا بہت ہیچ ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُس کا یہ نقشہ تھا کہ کبت بھینس کی ایسی کھال ٹوڑھے  
ریچھ کے ایسے بال مانوں چوٹے کی لاؤنی ملائی ہے پتھر کالی رات ماؤس کی ایسی سیاہی چڑھ تو تو گمان پائی  
شعر تاب و شہسب سبز بانی + بوہ و ہنش چو دیگہ اسے - شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھ کر لاشیں پراں کی  
تھوک دیا پھر والاں سے اسی بارہوری میں جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھو کر سب کو انسان  
بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مہر ع اسے آمدت باعث آزادی ما +  
پھر اُس بارہوری میں سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکھات کی ڈالیاں خوش رنگ نرالیان  
کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے گرا گرم کباب کی موجود تھیں اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا



شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اٹھا زعفران کے ساتھ جو سا حرتھے انھوں نے  
تحت سحر تیار کیا اُس پر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کر کے قلعہ زعفرانیہ میں لائے یہاں کے عجائبات دکھائے  
اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا  
کہ عمارتیں گچ اور پختہ بنی تھیں کہ جو طاق کسریٰ اور فریدیون کو شرفاتی تھیں ہر عمارت کی دیوار و نیز استرکاری  
اور صیقل کیا ہوا یہ اُس کا نقشہ تھا کہ بیت

زبے صفای عمارت کہ در تاشایش | نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار

شہزادہ وہاں دارالامارت شاہی میں آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقا صان مہر طلعت قصر  
کرنے لگیں دو شراب ہوا جلسہ جنگ درباب ہوا جب اس سے فارغ ہوئے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ میں طلسم  
کشائی کو آیا ہوں غرض کئی روز وہاں شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم میں طلسم کشائے آفتاب سرگرم رفتار ہوا اور  
لوح آفتاب خطوط اشعاع سے منقوش ہے شعر صبح دم نکلا فلک بر آفتاب پہ پھر گیارہ ایک لکھوں سو خوش  
شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلا چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نکلا دست راست کی  
جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کر کے روانہ ہوا اور ایک صحرائے  
سبزہ زار میں پہونچا کہ کوسوں تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوڑا لار شک لالہ کھلا تھا چشمنے حقیر چاہیں لبریز ڈبڑے  
موج خیزی سے کاستون سے مخاطب ہونا بی بی کہے آپ ہی جان کھونا لکھوں کی سرخی سبزہ کا لہلہا نا  
عجب طرح کا جو بن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا  
قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولوں سے مثل گلستہ کے پایا پہاڑ سے جھرتا پھرتا تھا آتشاں ہوتا تھا  
روح فراد کی اُس پہاڑ پر تھار بھی پھولوں کی بیلین لٹک رہی تھیں منشی بہار نے گویا خطا طغرا تحریر کیا تھا  
شہزادہ اُسکی گھاٹیوں کو طر کر کے قلعہ کوہ پر آیا یہاں دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بارہک  
ہیں اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بعد حسن و تزئین بیٹھا ہوا ایک ناندہ بانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے  
رکھا ہوا اُس ناندے کے اندر منہ نے کا ڈال کر بھونک رہا ہوا اُس میں سے بلبلا اٹھ کر قندیل ہو کر بلند  
ہو تا ہوا صد قندیلین رو سے ہوا پر بلند ہیں اور وہ لڑکا اُن قندیلوں کو دیکھ کر ہنستا ہے شہزادہ نے جو  
یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے  
اور ایسی نیچو دی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو لڑکے



پانی کو جلدی جلدی پھونکنے لگا کہ قندیلین بہت سی اٹھ کر شہزادہ کی طرف چلیں اب شہزادہ کو خیال آیا کہ قندیلین  
 کا پانی سے اٹھنا سوا سے اسکے نہیں کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکو سلاہو ایسا نہ کہ تو گرفتار سحر ہو جائے  
 اس لیے لوح کو دیکھا چاہیے کہ کہاں پانی اور کہاں قندیلین بس اس نے لوح کو دیکھا اُس میں لکھا کہ اسی شاہد کہ  
 حالات غرائب یہ جباب جادو ہو یہ لڑکا نہیں ہے تجھ کو گرفتار کرے گی نہیں تو جا کر لوح کو اُس  
 تاندے میں دکھاتا کہ اُس کا پانی اس کو غرق کرے شہزادہ نے جا کر لوح کو اُس تاندے میں دکھایا اُس وقت اُس  
 راہ کے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسوں کیسا تاریخ تاریخ لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر ہوئے اور پانی اُس  
 تاندے کا مثل دریا کے ابل کر جوڑ بھا تو اُس لڑکے کو اُس نے اپنے من ڈھولیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ  
 کشتی مارا نام من جباب جادو بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا اور لاش جباب جادو  
 کی بوٹ لے اڑا کر لے گئے شہزادہ نے سجدہ شکر بردگاہ خدا کیا اور وہاں سے آگے بڑھا پستل کے نیچے  
 اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُس طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک نازنین  
 مر جبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمہ کے کنارے بیٹھی ہے اور ایک جوان سامنے اُس کے  
 کھڑا ہوا متین کر رہا ہے کہ یکا یک ایک دیو لعین ڈانٹا ہوا پیدا ہوا اور اُس نے اُس عورت سے کہا کہ بیت  
 سب سینکے جو اگر لاکھ بُرائی ہوگی یہ پرکھیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی یہ کہہ کر اُس جوان کی طرف  
 مخاطب ہوا اور کہا کہ کیوں مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہے یہ کہہ کر اُس کے قریب آیا اور چالم کہ اُس کو ملاک  
 کر ڈالو اُس وقت وہ عورت کھری ہوئی اور پکاری کہ ان ہاں کیا کرتا ہے اُس بیچارے نے تیرا کیا کیا  
 اُس دیو نے کہنا اُس کا دنا اور اُس جوان کے پیٹ گیا اُس وقت تو وہ پکاری کہ آخر شہزادہ جہانگیر آپ  
 دیکھتے ہیں اور اس موذی کو سمجھاتے نہیں شہزادہ جہانگیر آپ کے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو  
 کیوں اُس کو قتل کرتا ہے اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہے شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت  
 یعنی انسان تجھ سے اور اُس سے کیا نسبت ہے کہ جو تو اُس کو اپنی معشوقہ بناتا ہے جادو رہو نہیں تو میرے ہاتھ  
 سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ کے پٹا اور اُس عورت نے اور کنیزوں نے اُس کی  
 ظاہر میں تو شہزادہ کی بلائیں لینا شروع کیں لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اتار لیں اور جب اُنھوں نے  
 لوح اتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ کمر ہے بس فوراً اس نے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا  
 اُس میں لکھا کہ اسے شہزادہ یہ ساحر ہے اور آپ کو دھوکا دیتی ہے چاہیے ہے کہ اُس کو قتل کیجیے یہ معلوم کر کے



شہزادہ نے اُس دو کو تو اٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اس کے پھر کے پکڑے  
 اور ایک طاہر اس زور سے مارا کہ گون اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گر گئی اور ہلاک ہوئی آواز آئی  
 کہ ملا غصبتناک جادو کو اب وہ دیرم اور وہ جوان جو فتنیں کر رہا تھا سامنے سے بھاگ گیا اور  
 شہزادہ وہاں سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا، سمین نکلا کہ اب کی دیتہ بچھا ایک درخت مالیشان ملک  
 کہ جیسر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہاں پہنچتا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بلاتا اور  
 اسکی پشت پر سوار ہوتا وہ نکو صحر اسے بھیب میں ایجاٹ گا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جا کر پہنچا  
 اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اڑا یہاں تک کہ ایک صحر اس میں آکر اُسے پہنچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے  
 اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُس میں بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر ایک  
 ایک ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینوں نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کر کے کنوین میں  
 کود گئیں شہزادہ نے لوح کو دیکھا، سمین نکلا کہ اس ہنڈولہ کو تو ار سے کاٹ کر کنوین میں گرادے اور لوح  
 کو دیر شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوین میں کودا غلطان اور پچان چلا جب تہ پر پاؤں لگا ایک میدان  
 وسیع نظر پڑا وہاں دیکھا وہی عورتیں جو کہ کنوین میں کود گئیں تھیں درختوں میں جھول رہے تھے اور وہ  
 جھول رہی ہیں بینک اس طرح بڑھتے تھے کہ یقین ہے آسمان چھو لینگی شہزادہ نے لوح کو  
 دیکھا اُس میں نکلا کہ اسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہر چند یہ پکاریں مگر جواب نہ دینا شہزادہ  
 انکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب انھوں نے پکارنا شروع کیا کہ اسے شہزادہ جہاں گیرا دھراؤ  
 کہاں جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اسوقت تو وہ جھول رہے کود کود کر انکی طرف دوڑیں انھوں نے  
 پھر لوح دیکھا اُس میں نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتیں جھولے پر سے اتر پڑیں اب تو انکو لوح  
 دیکھا دے کہ یہ جھکر رہا میں شہزادہ نے انھیں لوح کو دیکھا وہ سب دھڑ دھڑ جھکر خاک ہو گئیں شہزادہ  
 پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے وہ گنبد یا قوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جو اہر کی نہایت  
 ندوزیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہے اور سامنے قلعہ کے چار جام جو اہر نگار نہایت تکلف سے  
 رکھے ہیں اُن جاموں پر جانور جو اہر کے بنے ہوئے بیٹھے ہیں تاثر یہ ہے کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے  
 تو وہ جھکر رہا ہے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُس میں نکلا کہ اس اسم کو پڑھ کر تیر سے اس پتلی کو گرا دے  
 اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا



کہ اُس گنبد کی دیواروں پر آئینہ نصب ہیں اور اُن آئینوں میں تصویریں بنی ہیں اور تمام دنیا کا حال اُن آئینوں میں معلوم ہوتا ہے اور دیوار پر شکار گاہ میں تصویریں بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہیں اور ایک آئینہ میں تمام ولایتوں کا نقشہ اور حال نظر آتا ہے شہزادہ نے کھڑے ہو کر اُس آئینہ میں سیرِ مہبت ملک کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جامِ جہان تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر انی محشوقہ ملک ماہِ دُر در گوش کو دیکھا کہ ایک پلنگری پر بڑی تیرے عشق میں زار زار روتی ہے نہایت پریشان حال ہے یہاں دیر بقیار ہے کبھی اُٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے اور کبھی یہ کہتی ہے کہ قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعاع سے کہے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ شدت ترع	اشعار ہم اور بھی نفس چست انتظار کرین

اے باد صبا سو دلارام	لیجا تو یہ غمزدون کے سینام	جس دن سے ہوئی تیری جدائی
ویوانے پر تیرے آفت آئی	آوارہ ہوں تیری جستجو میں	سرگشتہ ہوں تیری آرزو میں
گھر بار تمام مجھے چھوٹا	اندوہ نے تیرے جگنو لٹا	تجھ بن مری جان پر بنی ہے
جلد آ کہ یہ وقت جا نکلتی ہے	یہ دیکھ کر شہزادہ زار زار برنگ ابر بار رویا کہ یکا یک ایک آواز آئی	

کہ اے شہزادہ جہانگیر والا تدبیر السلام علیکم اُس نے جو کتسو پوچھ کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نوالی صورت عامہ سر پر باندھے عبا گلے میں پہنے کھڑکے ہیں شہزادہ نے اُنکے برابر سلام دیا اور کہا کہ اے مرد بزرگ اب کون بزرگوں میں انھوں نے کہا کہ اے شہزادہ جہانگیر تم طلسم کو کب توڑتے ہو تو بہت پختہ اُسکے کیونکہ کو کب دوست صاحبقران ہے اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تم کو چاہیے کہ اب تم بیان سو پھر جاؤ اور اپنے لشکر میں جا کر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہو جاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب وہ آئیں تو اُن سے لڑ کر زیر ہونا اور مسلمان ہو جانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ میں مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کو کب کا میں فتح کر چکا ہوں کو کب کو بولنا ملک کی کیا کم ہو طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجئے انھوں نے کہا کہ تم کو اختیار ہے لیکن تم فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کمزور مرد پیر تو غائب ہو گئے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نام سے باہر نکلا اور آگے چلا اور قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر میں ہزار ہا روزن ہیں اُن روزنوں میں چہرے پر زادن کے آنکھیں ہوتے ہیں اور ایک طرف سے اس طرح کی صدا ہے جنگ و سرود آ رہی ہے کہ کہ گونجتے



ہوتی ہے جہانگیر اندر اس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہر ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہر اُسے جہانگیر  
 کی تعلیم کر کے کہا آئیے میں آپ کی اطاعت دل سے کر چکا ہوں جہانگیر بیٹھا نازنیاں مہ جبین نے ایسا  
 چنگ و غیر چمکے گا یا کہ بے ساختہ آنکھیں جہانگیر کی بند ہو گئیں خواب میں اشرف الحکمت کو دیکھا کہ قتل  
 ہوا اسے جہانگیر یہ اقتحار جادو ہے بہت جلد اسکو لوح کھینچ بارور نہیہ لوح وغیرہ چھین لے گا جہانگیر نے  
 آنکھ کھول کر لوح کھینچ ماری سب جلنے آواز آئی کشتی بارانام میں اقتحار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کر کے جہانگیر  
 بہ ہدایت لوح آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہنچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کی  
 اٹھتی ہے ہر جہاب آنکھیں دکھاتا ہے دریا مثل خاطر عصہ ناک کے جوش کھاتا ہے نہ کشتی ہو نہ ڈوگئی ہو نہ طاع  
 ہو بڑا بارہنیں ہر قتل پیرا نہیں لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران وار کھڑا تھا کہ کیونکر اُس بار جادو  
 کر لیا ایک ایک مچھلی رنگ یا قوت احمد دریا سوید ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاٹھرا کھینچا تھا اور ایک ساحرہ  
 اُسیر وارتھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسے آکر شہزادہ سے کہا  
 کہ میں آپ کی دوست ہوں دشمن نہیں اور اس دریا کے اندر میں رہتی ہوں آپ میرے ساتھ اندر دریا  
 کے چلے کہ وہاں مکان بنام ہوا ہے شہزادہ نے لوح کو اُس کے کہنے سے دیکھا اُس میں نکلا کہ میری سچ کہتی ہوں تم اس کے ساتھ  
 جاؤ شہزادہ نے کہا کہ اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھا کر دریا میں لے گئی جب وہ مچھلی دریا میں دریا کے  
 پہنچی غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئیں ایک قصر میں پایا ساحرہ نے انکو سنبھالا  
 تعلیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی لی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ اے جہانگیر تم  
 مسلمان بھی ہوئے ہو تمہیں نہ چاہیے ہر کہ طلسم کو کب توڑو اب یہاں سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور  
 کیا اور کہا اچھا تم جگمیرے لشکر میں پہنچاؤ تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلا کے بہت خاطر کر کے انکے لشکر میں انکو  
 پہنچا دیا یہ تو لشکر میں آگے لیکن سفاک کو مار کر کو کب نے جو ایرج کو چھوڑ دیا تھا تو افراسیاب جادو  
 نے ایرج کی راہ روکنے کے لیے چشمک فیل وندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسے آکر سنبھال لیا کہ ایک دیوار راستہ میں  
 دو رنگ کھینچ گئی اسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم روکے گئے ہیں یہ دیوار جو کھینچی ہے سحر کی ہے غرض اُس دیوار  
 کے ٹھہرے اور وہاں بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ اسے مجھاس دیکھ تو اب  
 ایرج یونہی ان کہاں ہوا اُسے جو آنکھیں سنبھال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زبردیوار چشمک جادو  
 سب ٹھہرے ہوئے ہیں اُسے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ اسے مجلس تو جا کر



اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہاں سے روانہ ہوئی اور آکر اُس نے ایک نایح اُس دیوار پر مارا کہ وہ دیوار دھواں ہو کر اڑ گئی اُس نے آکر ابرج نوجوان سے ملاقات کی ابرج نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرپٹہ ناک بتی ہوئی چلی آتی ہے اُس نے پوچھا کہ یہ کون ہے طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جلاو ہے ہمیشہ لڑکی بنی رہتی ہے مجلس نے شہزادہ ابرج کو سلام کیا لیکن چشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہو گئی یہ غصہ میں چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ اولگانہ چھو کری تو نے بڑا غنڈہ سب کیا کہ میری دیوار کو باطل کر دیا اب میرے ماتھے سے کہاں پھر جائیگی یہ کہہ کر سامنے آیا اُس وقت مجلس نے اپنے سر کے بال نو سپے چشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہے وہی چشمک بھی کرتا ہے اس لڑکی کے عرصے میں بران شمشیر زن بھی آکر پہنچی اور کھڑی ہو کر تماشا دیکھنے لگی اب چشمک نے ایک انگوٹھی مجلس پر پہنچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر منہ میں لے لی اُس وقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ نسیم افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہر اور اُس کے پاس ناقوس جمشیدی بھی ہے ہر ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیوش ہو گئے مگر مجلس جادو و ٹرپ کر زمین میں سما گئی اور وہاں سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ چشمک کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر یہ زمین میں سما گئی لیکن بیان سب بیوش تھے افراسیاب نے تلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو اُس وقت مجلس ٹرپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکڑے آکر تخت افراسیاب پر ماری کہ تخت کے کئی ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُس کے سینہ کے پار ہو گیا افراسیاب گھبرا کر کھڑا ہو گیا اب مجلس افراسیاب سے چمک چمک کر لڑنے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب بھی زخمی ہو گیا اور اس طرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا بچہ اس پر قابض نہ ہوتا تھا اُس وقت افراسیاب نے نعرہ کیا کہ اے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو میں نے بوٹیاں اپنی کانگر بنائی تھی اور انگشتی جمشیدی منگالی تھی وہ سمرن لا کر افراسیاب کو ایک پر زیادہ دے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یا قوت کی تھی ایک دن توڑ کر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا بران وغیرہ اور عمران جادو مرنے سے چشمک کے ہوشیار ہو چکی تھیں انھوں نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے مجلس میں رفق جان باقی تھی اُس نے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُس کا نکل گیا افراسیاب



تو چلا گیا یہ سب روتے ہوئے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمیت کو کلب روانہ ہوئے روایت دیگر یہ ہے کہ جبوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب بدحواس ہوا مگر روئے ہو اور غرہ ہوا کہ منہ فخر ظلماتی اسی کے منہ پر مجلس جادو زندہ ہوگی مگر اب ایرج کو لیکر کو کلب اور بران و عمر و کمیط و طاہر وغیرہ روانہ ہوئے اور وہاں افراسیاب بھی فوج کشی کر چلا اور خود پاس فخر ظلماتی کے آیا اور کہا اُستاد کو کلب نے ایرج کو بڑی دھوم سے بلایا ہے فخر نے کہا میں وہ تدبیر کرتا ہوں کہ سال بھر تک زرا فشانہ پر نہ پہنچ سکے یہ مکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب اگر پاس جہانگیر کے پہنچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑنے سے بھر کر آچکا ہوا افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زرا فشانہ خالی کرالو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اٹھا اور کنارے دریائے کردریا میں کود پڑا اور رہتا ہوا اندر قلعہ زرا فشانہ کے پہنچا کس لئے کہ یہ دریائے اندر قلعہ کے گیا ہوا اور زرا فشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغہ بلاکش کھینچ کر قتل کرنا شروع کیا آخر زرا فشان جادو تاب نہ لایا رو بفرار رکھا اور شکست کھا کر بھاگ گیا پھر زرا فشانہ میں عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہو گیا ایک گنبد طاہر قدرت صاحبقران کے یہاں بنا آیا ہے کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھتے ہیں مگر کو کلب نے سنا کہ شہر زرا فشانہ خالی ہو گیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہاں سے یہ چلا شہزادہ ایرج کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کو کلب انکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا تو نکلا تجا ہوا طائران سحر سر پر سایہ فلک نقیب آوازیں لگاتے ہوئے بحشم و خدم چار منزل اُنھوں نے راستہ طے کیا تھا کہ ایک صحرا کے سبزہ زار میں آکر پہنچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا و لہری مسیحائی کا دم بھرتی تھی ایات

سبزہ ایسا تھا دلفریب بندہ	مردہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ	سوئے اُس سبزہ پر اگر ہمید
تندرستی کے ساتھ ہو بدیدار	یہ ہوا سے خوش اُس کو آتی تھی	روح بالیدگی سی پانی تھی
بس نظر کرتی تھی جہان شک کام	مخل سبزی بچھا تھا تمام	غرض یہ مسافر راہ طے کر رہے

ایک مقام پر آئے کہ وہاں گل و ریاحین بہت کچھ سننے کو کلب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا اب سرسبز کیونکر ہو گیا یہ کہرا اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے



خشک تھا یہ گل دریا حین کمان سے آئے اسے عرض کی کہ آج تیسرا دن گزرا ہوا ایک کالا برا آسمان سے  
پیدا ہوا اسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوئے ہیں اور ادھر بائیں جانب ایک  
قصر پیدا ہوا ہوا اسکے دروازے پر ایک پرزاد مع ہزار بارہ سو کنیزوں کے ٹھکن ہو اور سیر صحرادیکھ رہی ہیں  
کو کب ویران و ایرج و عمر و سب اتر پڑے حیرت میں آکر کہا دیکھیں کہ ہماری عملداری میں کون آکر رہا  
ہے آگے آگے کو کب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اس قصر کے آکر پہنچے دیکھا کہ حقیقت میں ایک  
ایک نازنین دروازے جو اہر میں غرق ہزار بارہ سونا زینبان بہ چین اسکی پشت پر عمدہ لیے ہوئے کھڑی  
ہیں بس جیسے ہی نگاہ کو کب کی اسپر پڑی بقرار ہو گیا کو کب اور اس نازنین نے اٹھ کر سلام کیا  
کو کب قریب آیا اور پوچھا کہ تمہارا کمان سے آنا ہوا اسنے بڑھ کر کو کب کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور کہا  
اور کہا اندر تشریف لائے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہیں آپ کی سرحد میں بسے ہیں یہ کیکے کو کب کو  
اندر لیگئی اندر جو آگے دیکھا ایک باغ نمونہ جنت ہو اور درخت کھان ہیں کہ آسمین سے موتی گر رہے  
ہیں بس سب مع ویران و ایرج و دامن میں موتی بھرنے لگے مگر اس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب  
موتی آپ ہی صاحبوں کے واسطے ہیں ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی  
نازنین ہوئی اور ہر ایک کو لا کر قصر میں داخل کیا اور تاج ہونے لگا عمر و مع کو کب اسی تاجے میں مصروف  
ہوئے سب سے زیادہ موتی عمر و نے چنے تھے مگر اور ایک مکا میں یہ بھی مصروف عیش ہیں جو جس مقام  
تھا اسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اس مکان سے نہ جائینگے اور خود کو کب اسی نازنین کو پسلو میں لیے  
ہوئے شراب خواری میں مصروف ہر نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا  
کہا فخر ظلماتی نے سچ کیا ہوا آسمین جا کر یہ سب پھنسے ہیں جا کر نور افشان جادو سے آئے ایک نقش  
دیکر ایک عورت کو زور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان میں آکر پہنچی کو کب کو بنیاد دیکھا اور  
اور ہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر جذمت افراسیاب  
آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمر و مع کو کب اس مکان سے نہ نکل سکے گا اس عرصہ میں سب کام  
کر لیا سوقت نامہ لقا کا آیا افسر اسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے ہمکو  
خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا اے فخر جا کر مسلمانوں کا تو خاتمہ کر دے وہاں کوئی  
ساحر نہیں ہے مگر عیار بلا سے بہ ہین فخر نے کہا میں جانتے ہی خاتمہ کر دوں گا ایک شب بھی ٹھہر نہ سکا



عیاری کرنے پاوین اور وہاں صاحبقران ایک برج میں بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوئے ہیں نہایت افسوس کر رہے ہیں اور فخر ظلماتی وہاں جا کر پاس لقا کے پہنچا اور کہہ سدا ذرا باہر آ کے تماشا دیکھیے میں نے سنا ہے کہ بڑے بڑے ساحرا گرا رہے گئے اور کسی سے کچھ نہوسکا میں ابھی خاتر کیے دیتا ہوں یہ کما فخر نے جا کر حکم کیا تمام لشکر صاحبقران میں آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اسوقت صاحبقران بیخود پڑے برج کے اوپر سے کودے اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جبل رہا ہوا فنا بنا عذاب النار آگ ہر طرف بھلاؤ ہے لشکر سے صدا میں چلی آتی ہیں کہ جلے کوئی کتا ہے ہم بچے کوئی کتا ہے خداوند اچانا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہے اور سحر کر رہا ہے اسی کے سحر کی بنا پر شعلہ زن ہے صاحبقران اس پر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھانین اُس نے چاہا کہ میں کر میں ہاتھ دیکر صاحبقران کو اٹھاؤں امیر نے نعرۃ اللہ اکر کر کے کھینچا ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے تمامی لشکر نے اُس کے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرانا م من فخر ظلماتی جادو بود جب فخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو کہ ظاہر میں ماری گئی تھی یہ باطن فخر نے اُس کو بجا کر قمری کی شکل بنا کر پھر سے میں بند کرنا تھا بس وہ بجز آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزاروں چیسزین جو سحر کی تھیں وہ مٹنے لگیں زوجہ اُسکی ظلمات زنا رہند جو موجود تھی اُس نے دیکھا کہ شوہر کا میرے سحر مٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہو کر جو آگئی بس اُس کو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا اُس نے بال اپنے لہج ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی گھبراہٹ ہوئی تھی اُس نے اُس کو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالوں اسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم گستاخ روشن ضمیر آئینہ وار برادر مجلس جادو اس زور میں آیا کہ مجلس کو پنجہ میں دبا کر اٹھالے گیا ظلمات زنا رہند نے آواز دی کہ اوچھو کری تو کہاں بچ کر جاؤ گی اسوقت تو میں اپنے شوہر کے غم میں ہوں مگر آنکھیں وہیں کہ جہان تو جاتی ہے میں تجھ کو قتل کرونگی یہ کما زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی

لگی رونے کیسا یہ نوحہ آواز

نوحہ

بدر د قلب باغشت اک آواز

میری جان میرے پرار مان ہے

میں صد رتے تجھ میں قربان ہے



<p>نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا نہ دھیان آیا تھیں زوجہ کا بھی کچھ ایکلی میں رہی جو رفلک سے کہاں آغوش زوہ اور کہاں خاک خطا کیا میں نے کی کچھ تو بتاؤ فلک کے مرگ کے رنج و قلق کے</p>	<p>ابھی سے تنے کھوئی جان ہو دکھایا یہ ہمیں سامان ہو ہوئے غم موت کے مہمان ہو دکھایا یہ ہمیں سامان ہو ہوئے غم کیونہ کیونہ کیونہ بھلا کس کس کے لون احسان ہو</p>
<p>یہ تو اپنے شوہر کے غم میں ہر اور وہاں کو کسب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دھوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سرکر کے غار مغرب میں چھپا اور ستارے بعد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم</p>	<p>یہ تو اپنے شوہر کے غم میں ہر اور وہاں کو کسب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دھوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سرکر کے غار مغرب میں چھپا اور ستارے بعد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم</p>
<p>ہوئی جب رات وقت خواب آیا کیا مغرب میں پھر خوشید خاور</p>	<p>شہ خاور نے اپنا منہ چھپایا   ستارے پھر نظر آئے فلک پر سرشام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہر کارون نے آکر ایرج کو</p>
<p>پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ کدو ہمارے نشر میں بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری میں ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر تیر کر سنے پر آمادہ ہوئے سپاہیوں نے پیادہ شہزادہ اب حرب نوش کیا دلون میں لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلواریں صیقل ہوتی تھیں کمانیں جو خانہ کرگئی تھیں انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا چار پہر یہی تلاش و ہنگامہ برابر جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکال کر ترک دسرنے قبضہ میں کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ایات</p>	<p>پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ کدو ہمارے نشر میں بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری میں ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر تیر کر سنے پر آمادہ ہوئے سپاہیوں نے پیادہ شہزادہ اب حرب نوش کیا دلون میں لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلواریں صیقل ہوتی تھیں کمانیں جو خانہ کرگئی تھیں انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا چار پہر یہی تلاش و ہنگامہ برابر جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکال کر ترک دسرنے قبضہ میں کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ایات</p>
<p>سحر کہ کا پتا خوشید نکلا بڑھی میدان کو ایرج کی سواری</p>	<p>کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہے اب کیا   چلے لڑنے کو سب مردان جنگی صبح کو ایرج تو جوان مسلح و مکمل ہو کر بعد اسے فریضہ نماز سحر</p>
<p>وہاں سے فتح و ظفر مانگ کر مرکب باد پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنوں اور رسالوں کا چلنا نبیل و لوق کا بجا دل گردون دہلا تا تھا ہر ایک سوار بچھا تر چھپا کنوٹی پر مرکب کر رکھے جاتا تھا فائزین روشن فوج و لشکر پر جو بن منقبت خوانی نقیب کرتے کر گیت کر کا کہتے صبح صادق کا وقت اسکی چھا چھا</p>	<p>وہاں سے فتح و ظفر مانگ کر مرکب باد پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنوں اور رسالوں کا چلنا نبیل و لوق کا بجا دل گردون دہلا تا تھا ہر ایک سوار بچھا تر چھپا کنوٹی پر مرکب کر رکھے جاتا تھا فائزین روشن فوج و لشکر پر جو بن منقبت خوانی نقیب کرتے کر گیت کر کا کہتے صبح صادق کا وقت اسکی چھا چھا</p>



بلند مسلح و مکمل ہر ایک راجنہ بڑے عظیم و شان سے رہا لشکر کی خواہ و اردو دشت مصافحہ ہوا آئے سے  
دونوں فوجوں کے کرہ ہوا کرہ خاک آئینہ سپہر مکدھا آشیان گم کرہ پھر نہ لگے روسہ آفتاب گنڈا  
ہو گیا غرض سیداروں نے ٹکڑے پست و بلند زمین کو چھوڑ کر نقیبوں نے ٹکڑے نقابت کی علیوں کو جلوہ  
ماصفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جہاں وغیرہ آراستہ ہرین جب نقیبوں نے مذمت و نہائے  
قافی زبان پر جاری کی صفوں پر مثال صفت مژگان کے سنا آگیا جب نقیب نقابت  
پر یکے چھاٹیکر نے گھوڑا اٹھا کر بیچ میدان میں بسا کر سلحشوری دکھا کر غرہ کیا کہ اسے ایرج آؤ  
میر سے مقابلہ میں ایرج نے اسی وقت مرکب اٹھایا اور سامنے اُسکے آیا پہلے سلام علیک کی  
پھر نیزہ اٹھا کر اٹکل کر کے سینہ بیکینہ چھاٹیکر لگا یاد و نون میں لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے کے نظم

دو نیزہ دو بازو دو مرد و بیس  
شہان راجنہین کے بود کارزار  
قو گوئی کہ بودند و نرہ شیر  
بہ نیکو نہ ہرگز نہ چیتہ دار  
سنان نیزہ زبان اور ازبان کرنے لگی لیکن ایرج فوج جو ان  
تریت یافتہ پر قطب دوران یعنی عمر و کاسب اور امیر کے بیان کے بند جانشانہ اس طرح گانٹھ لگا لگا  
گھوڑا اڑایا کہ نیزہ ماتھ سے چھاٹیکر کے ہوائی ہو ایسی نکلیا ابو چھاٹیکر کئی نیزہ آب بخالت میں  
غرق ہوا اور تلوار کو کھینچا خبردار خبردار کر کے اُسے ایک ماتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے نگاہ  
ملائی جب تک کہ تیغ دور تھا دور تھا جب سر پر چو پچا اُسے تھکی دی کہ تیغ پٹ پڑا اُسے  
نہ دست پراقتہ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تیغ چھین لوں چھاٹیکر نے گریبان میں ماتھ ڈال دیا اور  
کشاکش کے ہوسے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر چھگئے اس وقت تو شاطر چلائے کہ اسے ہساوران  
اگر کشتی لڑنا ہو تو اتر کر نصیب آزمائی کرو یہ دونوں دامن گردان کر زمین پر کودے اور زرہ اور سب  
بانہا سے جنگ اپنے آمار کر لنگوٹ کسک کر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ این راظفر نہ اوراظفر نہ اوراظفر نہ  
این راظفر دین بہ دین اور مشیت بہ مشیت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لے گیا  
کبھی یہ بغلی ڈوبا کبھی اُسے نواز بند باندھا کیلی کی دھنکی کرہ لگانی رود بھری کوڑا بندھا آتشی ماری اس طرح  
پانچوین دن ایرج کا کولا اتر گیا امیر گنبد طاہر قدرت پر بیٹھے ہوسے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا  
اتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوسے اور چھاٹیکر نے ایرج کو چھوڑ دیا کہ اب اچھے چونا تو پھر لڑنا  
غرض یہ لشکر پانچ روز سے بے خور و خواب تھا اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوا مگر کوکب فراتہ ہی



رات امیر کو بلوایا اور طاقہ قدرت نے جا کر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیجیے اس طرح کاتو کو لا اتر گیا  
 امیر بیان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم میں چھایا شاہ خاورد نے پردہ شب میں چھپایا کہ ایسا  
 شہ خاورد نے دربار اپنا برخاست | کیا اور آئی جب عالم میں پھرات | ستارہ رات کے طالع کا چمکا  
 سرشب طبل جنگی پھر بجایا | یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پر چوپ پڑی امیر تو  
 اکیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر میں تیساری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا جنگالیوں نے دریائے  
 کنارے بیٹھ کر ڈھیر بجایا کلو ابھیرون نارنگہ کو بلایا نصیب چلایا کیسے بہادر وں کو جگایا کیسے ترغیب جنگ  
 دلایا کیسے تھیار صاف ہوتے رہے نامدوروں نے رہے چارہ رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہ  
 خاورد یعنی آفتاب عالم تاب لرزان و ترسان نیزہ خطہ شعاع کو ہاتھ میں لیکر بارگاہ مشرق سے برآمد ہو کر  
 توسن فلک پر سوار ہوا کہ ایات | کہ شمشیر تیران خور شمشید کو | میان سے لیا ترک گردون و نوجو  
 چلے اٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو | سپہ گھر کے آئی و مان چار سو | صبح دم لشکر امیر با تو قیر کے ہمراہ  
 کو کب سے کر دیا اور آپ بصد کرو فر میدان میں آئے دلا ورون نے پرے جمائے جب صفیں آہستہ  
 ہو چکیں میدان پاک و صاف ہوا جہانگیر گھوڑا اڑا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے میرے  
 مقابلہ کو امیر بھی اشرق اڑا کر اسکے سامنے آئے تمام لشکر پیادہ ہوا علموں کو جلوہ ملا طبل و نقارے  
 بجے امیر سب لشکر کو تسلی و دلاسا دیکر اور ٹھہرا کر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی ہوا  
 علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آئیے ہم آپ کشتی لڑا کر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ  
 ڈالنا ہو امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہہ کر اسقر پستے کو دے اور دونوں لنگوٹ باندھ کر لڑنے لگے اب امیر نے  
 اسکے زوروں کو ریلوں کو روکنا شروع کیا بیچ اور توڑ جوڑ و نبد کا سلسلہ کس حسن و خوبی سے بندھا  
 کبھی سر سے سر ملا کر ٹکراتے تھے کہ اگر تباہ آہنی مقابل میں ہوتا تو توتیا اور سرمہ ہو جاتا اسید طرح  
 ساتوین دن امیر اسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے آشنا زمین ہوئے  
 امیر نے فرمایا کہ اب میں نغزہ کرتا ہوں ہوشیار ہو جانا اور نہ کہنا کہ مجھ کو جج کر آپ نے اٹھالیا جہانگیر نے  
 کہا کہ صحران خستہ جہانگیر چاہیے پیچھے ادھر عمر و نے کہا ایسا الناس امیر نغزہ کرتے ہیں رومی اپنے  
 اپنے کانوں میں دے لویہ ایسا نغزہ کرنے کے حاملہ عورتوں کے حمل گر جائینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے  
 ہٹا کر دور لینگے اور سب نے کانوں میں رومی دے لی اب امیر نے نغزہ اللہ اکبر کر کے کہ بیت



چنان لغوہ زد مہر منزل مصافحہ کہ سمرغ لرزید در کوہ قاف جہا تگر گوسر سے بلند کیا اور چرخ  
 دیکر زمین پر مارا پھر مشکین باندھ کر شادان و فرحان پھرے اور بارگاہ میں لائے یہاں گستاخ نے  
 راہ میں مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر پرا فرسیاہ  
 بادل بیتاب غصہ میں آیا لیکن امیر ملک اسم اعظم میں انکا کچھ کر سکا بڑا ان کو کب وغیرہ اٹھنے  
 لگے امیر نے مقابل افراسیاب اگر اسم اعظم پڑھا کہ یہ تجھ کے بھائی کا اسم وقت مجلس بھی آ کے  
 پہنچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اس سے اٹھنے لگی اس وقت زوجہ فخر ظلمانی کا لغوہ ہوا  
 کہ یہ دختر تارک صورت کش کی ہے اور طرف سے کو کب کے برہمن رو میں تن بھی  
 آیا اور ظلمات زنا رتبا طرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اڑتا ہوا چلا آتا ہر برہمن  
 نے ایک تیج اوسکے مار دیا کہ سینہ کو اُسکے توڑ کے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے  
 کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا اب اس دھو میں سے کوئی نہ بچے گا وہ دھوان تمام لشکر میں پھیل رہا سینہ  
 اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب لغوہ ہوا کہ منہ ظلمات زنا رتبا کیون اسے برہمن رو میں تن  
 اب کیونکر بچے گا یہ لکھ کر اسنے سحر کو زور دیا اور لشکر میں کو کب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلیا تمام  
 لشکر میں اندھیرا چھا گیا اور ظلمات نے اسی اندھیرے میں سرداران کو کب کو قتل کرنا شروع کیا  
 ان سب کی آنکھوں میں تو اندھیرا چھایا ہے اور وہ ہر گھڑی گرتی ہے اور ایک ایک کو اٹھالے جاتی ہے  
 اور قتل کر ڈالتی ہے اب کو کب و برہمن سب دفع سحر کر رہے ہیں آفتاب چمکتا ہے مگر کچھ نہیں ہو سکتا  
 اسی ہنگامہ میں پیکان و بادبان اور کئی برسے بڑے سردار کو کب کے مارے گئے اس وقت آسمان  
 سے لغوہ ہوا کہ منہ گستاخ برادر مجلس آئینہ جمشیدی ماتہ میں لیے ہو آتے ہی جو اس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا  
 وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا ترپ کر گستاخ پر آٹری گستاخ نے ہی آئینہ سامنے اُسکے  
 کر دیا کہ اُسکی آنکھوں کے نیچے اندھیرا لگا بس گستاخ نے نیچے مارا کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوئے یہ معرکہ  
 افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا یہ غیظ و غضب میں گستاخ پر جاڑا گستاخ نے  
 آئینہ دکھلا دیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھا گیا اور سچ میں دو ٹکڑے ہو گئے اور آئینہ سیاہ  
 ہوا بس افراسیاب کے گلے میں وہ سمن ہو کر جو سیاہ میں واسطے حصول انگشتی جمشیدی کے بنائی تھی اُس میں سے  
 داند نکال کر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہو گیا مجلس ٹپ کر چلی تھی کہ ایک اندھی اٹھی تمام زمانہ میں تاریکی ہو گئی



بعد لکھ کے دیکھا کہ لشکر اور اسباب نہیں ہے ایک پرچہ کا غذا پڑا ہے طرف سے آفاق چار دست کرکھا  
 سے کر کے کو کب منہ آفاست لے گئی سب کو اٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جس دن آٹھ مین آؤنگی اور مقابلہ  
 کوئی ایک دن مین اور کو کب تری سلطنت کو تباہ کر دینگی یہ پرچہ کو کب سے پڑھا اور سنسکریٹ ہو  
 اور صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے لشکر جہانگیر میں تھا بلایا اور اس سے بوجھ  
 کہ سفصل تاج صاحبانگہ کا لڑکا ہے اسے لشکر کیا کہ ملک خورشید تاج بخش لڑکا ہر غرض بھائی  
 بسیار اسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور جا ملک تیز رفتار بیٹا عمرو بن امیہ کا ہے یا صاحبقران ملک  
 ہو اور تاج بخش جو کہ سوسن قلام پرست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیکھا تھا مع عمرو بن امیہ  
 ضمیری کے دکان ملا سمس پری اور اسکی وزیرادی و روانہ پری ران دونوں سے ایک کو آپ اور  
 ایک کو عمرو اپنے عقد میں لائے اور اسنے یہ دونوں لڑکے پیدا ہوئے اور وہ دونوں شہزادی اور  
 وزیرادی حاملہ ہوئیں ایک روز پروردہ دنیا پر صحرے خاص مین آئیں اور وہاں انکو درزہ ہوا  
 اور یہ لڑکے پیدا ہوئے اسبیر ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونوں لڑکوں کو دیکھا اچھے  
 معلوم ہوئے پس فوراً ایک شیر بہر کی صورت بنا اور ڈنپٹ کر ان دونوں عورتوں پر دوڑا  
 وہ دونوں عورتیں فرط خوف سے لڑکوں کو چھوڑ کر بھاگیں یہ لڑکے اٹھا لایا اور پرورش کیا اب یہ  
 بیٹا آپ کا ہے اور جا ملک بیٹا عمرو کا ہے بس یہ سنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا  
 در عمرو نے چاہا کہ کو گلے سے لگایا کو کب کو لوح اور تیغہ بلاکش دے دیا اور صاحبقران جہانگیر کو  
 نے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے لیکن حمران جہاد و نور الدہر کو گرفت کر کے  
 لے گئی تھی وہ راستہ میں علی اسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نور الدہر سے  
 تھی اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ محمود سرخ چشم معشوقہ نور الدہر وہاں  
 آکر پہنچی اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر  
 آکر پہنچے اور حمران کو قتل کر کے نور الدہر کو چھوڑا اور اپنے ساتھ لیا اور محمود کو کہ یہ نور الدہر عاتقی  
 ہے جانب عمرو بن امیہ ضمیری روانہ کیا محمود بطور مخفی نور الدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش  
 راستہ کی باہم لطف شراب خواری رائے گزریوں کی قینچان منہ گئیں گلابیان شراب کی سینون پر  
 آئین باہم لطف بوسہ کرتے رہے ایک کا ہاتھ ایک کی بالین ایک کے لب سے ایک کو تسکین



غرض بعد میں امیر نور الدین کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس وقت جہانگیر نے کس کہ میری محنتوں سے  
 ملکہ ماہ درویش کو کب کے یہاں ہے اسکو بلا دیجیے امیر نے مقتول سے کہا  
 کہ تو جا کرے آنحضرت مسیح چشم کو اور ملکہ ماہ درویش کو مع اسکی وزیر زادی کے اپنے ہمراہ لیکر  
 خدمت صاحبقران میں آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ درویش سے اور اسکی وزیر زادی کا  
 عقد چاہک سے کیا اب یہاں محمود لشکر میں جو آئی تھی تو شاہزادہ نور الدین سے کئی روز تک  
 صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہو کر اپنے طلسم کو گئی ادھر خواجہ عمر وادریلکہ ہزار کو کب سے  
 رخصت ہو کر مسیح کے پاس آئے یہاں عمرو بن امیہ ضمری پر افسر اسیاب جادو نے  
 ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود اسیاب کے پاس چلا گیا افسر اسیاب نے اسکو ایک  
 گنبد فولادی سحر سے بنا کر اسہین عمرو کو بند کر کے روئے ہو کر اس گنبد کو اڑا دیا یہ خبر ملکہ بران  
 شمشیر زن کو ہوئی وہ دہان سے بغیظ و غضب تمام چلی اور آکر اس گنبد کے اوپر گئی اور  
 عمرو کو نیچے میں دبا کر لے آئی اور ایک پہاڑ کے درے میں جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے  
 میں بیٹھی تھی لیکن افسر اسیاب جادو کو خبر ہوئی یہ پھر وہاں سے چلا اور آکر سامنے بران کے پہنچا  
 اب بران کو اسنے للکارا بران بھی نایچ پکڑ کر اسکے سامنے آئی اسہین سحر کی لڑائی ہونے لگی افسر اسیاب  
 نے نایچ مارا بران نے دستک دی وہ نایچ الٹا پٹ گیا اب بران نے نایچ مارا افسر اسیاب  
 نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ نایچ کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کس لگائی افسر اسیاب  
 نے دستک دی ایک پتہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوئے کہ اسنے وہ کند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افسر اسیاب  
 نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران یہوش ہو گئی عمرو نے چاہا کہ میں بھاگ جاؤں لیکن افسر اسیاب نے  
 ایسا سحر کیا کہ پانوں کے زمین سے پکڑ لیے افسر اسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ بنا کر  
 قید کیا بران شمشیر زن کو جو ہوش آیا اپنے مقام سے اڑی اور پھر آکر اس بنگلہ پر کہ جس میں  
 عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑ کر عمرو کو نیچے میں دبا اور پھر لیکر وامن پہاڑ میں آئی کھانا کھاتی تھی اور  
 اس کوہ کا مالک ظالم دل دوسرے جادو تھا ایک غار میں رہا کرتا تھا وہاں تمام زمانہ کی خیرین  
 میا تقین لیکن اسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانوں سے ہر تھا اسکو خبر ہوئی کہ تمہارے  
 وہاں کوہ میں ایک جادو گنی زبردست آئی ہے ظالم دل دوسرے جادو نے نکل کر دیکھا کہ بران شمشیر زن



ایک مرد سے باتیں کر رہی تھی اسکے خیال میں آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے  
 جان آئی ہو اور بران شمشیر زن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلے وہاں آرام کچھ دن یہ کچھ  
 پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دول دوسرے جادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہاں سحر ہو یا نہیں ہے  
 معلوم ہوا کہ اُس نے کچھ سحر نہیں کیا ظالم دول کا تو وہاں سحر تھا ظالم دول دوسرے جادو نے اب پھر سحر پڑھ کر  
 ماش کا دانہ مارا وہ در سے پہاڑ کے منہ پہلے سلین درون میں ل گئیں بران شمشیر زن غافل تھی  
 تھی اگر بران کو ہوتی ظالم دول کا کیا مقدور تھا جو قید کرنا کوہ میں اندھیرا ہو گیا عمرو نے کہا الہی خبر کرنا  
 بران شمشیر زن تم قید مار کے ہنسی کہا کس نے تم کو قید کیا ہو ازبس کہ بت ساندھیرا تھا بران شمشیر زن  
 نے جوتی سے اختر مر و ارید نکال کر کہا تمام روشنی ہو گئی اختر مر و ارید کا یون بیان ہو کہ سابق میں چار سو برس  
 بیشتر ایک سیار پڑا تھا بلخ چھٹھویں میں بران شمشیر زن کے جد و ابائے مذکور جمشید کو دی تھی تابوت  
 جمشید پر یہ اختر مر و ارید لٹکا کر تھا اسکے جد و ابائے جس وقت گذری تو یہ اختر مر و ارید جمشید سے لیا تھا  
 اور ظالم دول دوسرے جادو دریا سے شور پر آیا دستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اٹھا لیا افراسیاب  
 جادو بیٹھا ہے اس وقت نامہ لٹکا کا آیا ہوا افراسیاب پڑمٹا ہوا لکھا ہے منہ لٹکا ہے بے بقا رانہ و گاہ عمرو  
 شاہ باختری اسے افراسیاب پیادہ و جس طرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہیں اس طرح بھول جاتا خدا  
 پرستوں نے حیران کیا ہو میرا بلخ لوٹ لیکن اس ج میرا لگیا اگر تجھ کو منظور ہوئے تو جادو گر کوئی زبردست مقرر  
 روانہ کر کہ وہ اگر خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہیں ہو تو ویسا لکھ بھیج میں ہفت کوہ چلا جاؤں  
 اور پھر وہاں سے گلزار سلیمانی کو جاؤں افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ اے  
 باغبان قدرت دیکھ کہ خدا پرستوں نے کیا سر اٹھایا ہو باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست  
 ساحر کو بھیجے اور آگے توجہ ساحر جاتا تھا جالاک بن عمرو مارڈالتا تھا اب وہ تو یہاں ہو وہاں اب  
 کون ہے جو مارڈالتا ہے شہنشاہ سفاک روئین تن کی بی بی زبردست اور بلا ہے وہاں  
 ہے اُسکو روانہ کر کہ وہ جاتے ہی کام خدا پرستوں کا تمام کر دیگی افراسیاب نے کہا کہ تھے یہ بات خوب  
 کہی یہ لکھ اُس نے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالم جادو آئی اور افراسیاب کو مچا لیا افراسیاب نے کہا  
 اے ظالم تم جادو اور کام خدا پرستوں کا تمام کرو اُس نے تسلیم کی اور زبردستی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی  
 اپنے مقام پر آئی فوج چشما راہیے ہمراہ لی ساحر بازو بط و قرقرے و ہنس آتشیں و فیل آتشیں پر سوار ہوئے



ملکہ ظالمہ جاو بھی ایک تخت پر سوار ہو کر اور فوج کو ہمراہ لے کے چلی اڑنے سے اُنکے دہر کا منہ کالا ہو گیا  
 ہوم کا دھوان بلند چرخ چنبری میں وہ دھوان پیچیدہ تھا رو سے ہوا پر ساحر برقیں ترسول ہاتھ  
 میں لیے ہر ہر کرتے جھنڈ کا دم بھرتے ناریل نارنج تیج اچھالتے ترسول اور ترسول اُنکے چمک سے  
 آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جو کبھی بعض ساحر کتے کہ جھنڈ سا مری کی  
 صدا جڑ پٹنے سے اس لشکر کے زمین و زمان میں ایک زلزلہ آشکار تھا رو سے ہوا پر مثل سیل فنا کے  
 یہ لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

چلا لشکر ساحران بے شمار ہوا شور و یابین پھر آشکار  
 یقین تھا کہ خور بھی دھوان چا گیا

عروض بعد قطع منازل و غیر اصل  
 درجہ پائی کر کے لشکر قاسم بے بقار اندہ درگاہ الہ میں یہ پہونچی ملک تختیار رکب شوم کا فریدین  
 نے اگر اسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اثر و ایما پھر بارگاہ میں آکر سامنے لٹا کر پہونچی اور سجود کیا  
 خدائندی کے گرد پھری ندری خلعت پایا پھر نگل زمین پر بیٹھی اور ملک تختیار رکب  
 سے مال پوچھا کہ صاحب قہر ان سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہے تختیار رکب  
 نے کھڑے ہو کر فریاد اُتار کے دھنک دھنک ناچنا شروع کیا اسے ملکہ خداوند کی بیٹی نور حلیہ  
 خدات ملکہ گیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرہ حمزہ صاحب قہر ان زبان نکال لیتے خداوند کی بیٹی  
 بی کو شہزادہ بدیع الزمان جو تھا رو سے طالعہ من قید میں ملکہ جان افروز کو وہ اپنی خدمت میں لایا  
 کہ اسکا لقا ہے گھر کا کہ او شیطاں حرام زادے لڑا لڑتا نطفہ حرام ای باتوں کا کیا فائدہ ہو رہا ہے  
 تختیار رکب نے کہا اچھا تمہیں برا لگتا ہو نہ کیونکہ ملکہ نے پوچھا تو بتیہ بیان کیا کہ اسے مقام پر  
 بیجا اور ملکہ ظالمہ جاو نے ایک دن تو آرام کیا دو سو سے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ  
 خاوند حضرت فرمائے ملک مغرب ہوا اور ساحر شہر نے اپنا قدم عالم میں رکھا کہ ظم

کھس ماہ مثل حسن جانان گگاہ چشم سے دست و گریں کو اکب مجتمع تھے سب فاکہ پر

سیاہی و سے رہی تھی لطف یکسر سر شام ملکہ ظالمہ جاو و ناکام کے حکم سے طبع جناب پر خوب پڑی

ساحر و ان میں نفیر سحر بھی ہر کار سے روان خدمت امیر و الاتکین میں آئے اور زمین ادب کو  
 لب عیو ویت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائے زبان پر لائے کہ اشعار

بے تیرا جو ابر کراست زمین پر پیدا بجاسے دانہ گہ ہون ہر ایک سال چون خوم تفتہ آن میں ہو جا کر ٹھکل



گرچہ فشار پنجہ سے آگاہ ہوں جہاں ہر پر غور کی رگ گردن میں خفت گاؤ زمین کے تن سے نہ لگا ہوا دل	شمشیر گر علم ہو تری جن اُنس کا ہو جائے خشک خون رگ باتکھا ایک ساحر و ملک ظالم جادو نام ناکام و بدا انجام طلسم سے بہر امداد لقا	ہدیت سے آب ہو جگہ ہر جہاں مارے اگر تو پھر کرے آسمان لال
آئی ہے اور اُس نے طبل جنگ بجا کر آفت اٹھائی ہے کل کل کے معرکہ آرا سے بزد ہوگی آتش عناد و فساد دو بالا کر گئی باقی خیر و عافیت ہر امیر نے یہ سن کر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ کدو ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے جیسا کچھ کہ نقاشی ازل نے اور کاتب قسمت نے	ہماری قسمت میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہو کہ طلسم پڑھا جاتا نہیں ہر کسی سے خط پیشانی روزیکہ قضا باشد روزیکہ قضائیت نقوش کلک فکرت کو عیاں شہ جہاں روزیکہ قضا نیست درود مرگ و عافیت	
ابوالفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانہ سلیمانی میں آیا اور یہاں نقارچون نے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُس نے غاشیہ اٹھا کر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ ابیات	چو بر طبل اسکندر آمد دواں سرافیل صور قیامت دید نقارہ سید مرتج کر دین سوال لبقتا کہ نا طبل اسکندر است	جہاں را مگر دور آخر سید ز آواز او گوشش گردون کر است
اب طبل جنگ بے دنگ اُس لشکر میں بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویر سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اٹھ کر آیت تباری آلات حرب و ضرب و دون لشکروں میں شروع ہوئی اُس طرف ساحر ڈھرو بجائے لگے کہ اہلیان چڑھ گئیں بنگالی ساحر کانورودیس کے رہنے والے جٹادھاری جوگی جیپال کی ایسی صورت دریا کے کنارے آکر تباری کرنے لگے جوت کے دیے چلائے اگیاری کی بوتلیں شراب کی اگیاری میں ڈالیں بھیرون کو بھینٹ چڑھائی بچہ ناسے خوک جھٹکا ہونے لگے آوارقین میں کی بلبند ہوئی مرچین سلگنے لگیں گوگل جلتے لگا اس طرح منتر پڑھتے تھے کہ متھر چل دوڑ دوڑ کالا کلا کالی رات بھیرون ہنسے کالی آئے جیپال جگ نے بوئی باڑی ایک پھول ہنسے ایک پھول میں بیر تھا چل بیر کلیجہ بیری کا کھا میری ہاتھ میری بھینٹ پائے دشمن کا کلیجہ کھائے پڑھو منتر دیوالی میں اسپر ہاجہ ساحر و نہیں تو یہ تباری تھی اور اس طرف بہادران عرصہ شجاعت و تیغ بازان معرکہ جلاوت ہتھیاروں کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہے تھے نیز ہر ایک پانچ سے استادہ تھے اس فیستان میں یہ سیران پیشہ شجاعت دکارتے تھے نعرہ مارتے تھے ایک طرف کمانیں چلا پلا		



کے دشمنوں کو کوستی تھیں اور دو ستون کوزہ اور تھیں کرنی تھیں زبان شمشیر اپنے تیزی دکھاتی تھی تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چارہ رات یہی سنگامہ بر پاراجبت زمانہ آیا کہ نصیب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ ایسیات

زمین نے نور کا سامان پایا | اٹھے لڑنے کو سب بہتر سردار | سپاہ و فوج لشکر سب تھے تیار

مجموع لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون دستہ دستہ برق برق سنج سنج میدان کارزار کوہ اندھ

ہوئے اور تمام سردار مسجد کرپاس میں پاس امیر والا تہ بیر کے آئے صاحبقران ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر کے درگاہ خدائین دعا کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے اس سے پوچھا کہ کہ لشکر کا کیا حال ہو اُس نے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصافحہ میں پہنچ گیا کہ لشکر رسیدن این چند لشکر میدان ہر رزم چو بان ہر کینہ خواہان ہو امیدوار قدم نیمنت لزوم حمزہ صاحبقران با اقبال ہیں امیر نے صندوق اسلحہ طلب کر کے موزے، رائے چار آئینہ ست جسم نور آراستہ خود ہو و علیہ السلام سر پر رکھا زہد داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی نیچے سحرابیل ہفتہ میں لیا تیغہ صمصام و تمقام کو ڈاب میں حائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دو شش بھگائی ترکش تیر و نکا مثل دم طاؤس کے حتر تھا پھر باہر برآمد ہوئے دیوانہ بن قندس اشقر و لوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے اگر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لگا کر حقارتین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا بعد اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی نقارون پر جو بڑی علمون کو جاوہ ملا سردارون نے بحر کیا پھر چہرے شمع و خدم سے جہاں خشاہ شہنشاہی میں صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ میں اس مقام پر بیٹھے کہ یکایک سرخ پروہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخ پر کھنچا صدا سے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ چہاہ تخت پر سوار برآمد ہوئے کماربان پیاری بان تخت اور سرور کے انکے گلون میں اور سرور پر

لگی ہوئی مھلیان کہ ایسیات | ایک ایک آئین شمشیر دیدہ تھی | پردہ ناموس کا دور یہ تھی

ایسی چین اور ایسی گرما گرم | برق سیاہ کو بھی آئے خرم | کمارون نے تخت شہنشاہی

کو بدلوایا زمانہ سامان سب پھر کیا طفلان ماہ طاعت عود و عین کے ٹوٹے لیے ہوئے عود بر مکی باہر

بھونکتے نکلے امیر نے بحر گاہ پر جب اکرا بادشاہ کو بحر ایک اور سب سردارون نے بھی بہر تسلیم



گردن جھکائی بادشاہ نے لہجہ سینہ پر رکھا کہ جبکہ بخاری ہمارے ولیمین ہے اب سب تخت  
شہنشاہی کو قلب لشکر میں رکھا جانب میدان مصافحہ روانہ ہوئے خاص پروار علم بردار  
برجھی دار جلوس سامان بادبھاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنگے پر چوب پڑی دماغے فستری اور فیل  
بچنے لگے ہر طرف سے آواز نعر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی صبح کا وقت نسیم بحری کا چلنا لگتا تھا  
نسیم بھڑا شمعون کا جھلماٹا ناقیبو نکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرتا عجیب لطف دکھاتا تھا ایسا

برآمد ہوا لشکر بے شمار وہ چتون میں اک ایک کی بالین لڑائی کی اُفتاد و تھیلے ہوئے اُدھر لشکر کا تہہ پر دخل نہ تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم ستمکار و بے مہر و پڑ مکر و زور جنم کے کندھے ہوں پر سیکے سب	سب کھلے تھے مردان کا ر یہ شادی کہ مرنے پر تیار تھے بہادر تھے جانوں پہ کھیلے ہوئے نمایان ہوا ناگمان دل کا دل دماغوں میں نخت خوشا طلب ستم پیشہ و بد یقین بے شعور آئے سے دونوں لشکر و ن کے کرہ ہوا کرہ خاک تھارے	وہ آلات جنگی کی تن پر بھین عروس ظفر کے طلبگار تھے اسی طرح وارد دشت صان و کھن نشان رو سیاہی کے کالے علم جہین پر شکن قدر کے بنے ادب سب کرے ایک ایسا سب آئے سے دونوں لشکر و ن کے کرہ ہوا کرہ خاک تھارے
---	---	---

آفتاب چھپ گیا تھا آیت سپہ گرد و غبار سے مگر تھا کہ بیت زسم ستوران دران ہیں دشت  
زمین شمش شد و آسمان گشت ہشت پہیلے کار نکل پڑے میدان کی جباری اور جھنڈی کا ٹکڑی  
نشیب و فراز کو ہوا کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نکل کر مذمت دیناے فانی

زبان پر جاری کی اور چارے کہہ رہا تھا بھول مت دیکھ دیکھ آراش کہیں ماتم ہے لڑنے خوانی ہے	ان دلا کر نظر بدیدہ غور نہیں دنیا مقام آسائش کہیں جو تھی ہے اور چلا ہے	دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور کوئی بزم طرب کا بانی ہے کہیں افضال حق تعالیٰ ہے
--	--	---

کاسہ چینی پر اسے منعم نہ کر اتنا غور بیت ہمے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو  
بیابانے جاؤ عروس موت کو شمشیر دو طلاوت اس زندگی کی سوت کو  
بلکہ اسے ہسار دران میدان غنجا عت دیکھو نہ رستم نہ اسفند مار چو ایات

نام رستم کا مشاد و آج سب وہ ہو کر مرد و نکا آسمان کے نلے ہم گھیا	کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو گھوٹا یہ خدا دیکے نقیب کنارے ہوئے صفین سینہ و میسرہ قلب	رستم رما زمین پہ نہ بہ ام رہ گیا
---	--	----------------------------------



وہ جہاں ساقہ و کمینگاہ جو آراستہ ہوئیں تھیں اُن پر مثل صفت مرگان سناٹا ہو گیا اور نقیب یہ کنگے کناری ہوئے اس وقت ظالمہ جاو و اپنے تخت کو بڑھا کر سامنے لٹا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر پکاری کہ خداوند اجازت میدان دیجیے لٹا کے کہہا کہ اسے بندی قدرت زود برد و کار مسلمانان راتام کن تجھے اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پا کر مرکب اپنا اڑا کر بیچ میدان میں آئی اور پکاری کہ اسے فرقہ خدا پرستان و اسے زہرستان عم میں سے جسے تنہا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ میں آئے شہر گران ہر گرا بار برتن ست و حکیم عاجزش بدست منست و یلغزہ شنگے امیر و الاتدیر بجھے کہ یہ ساحرہ ہے جو کوئی جو ان اسکے مقابلہ میں جائیگا جان اپنی گنواں گناہ اس سے یہ بہتر ہے کہ میں خود جاؤں اور اسکو جہنم میں پہنچاؤں بس یہ سمجھ کر اشقر دیو ز اد کو پھیر کر خدمت و الانہت بادشاہ دیجاہ میں آکر اشقر سے کودے اور دست بستہ عرض کیا کہ اسے اپنا شاہ دیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحب قرآن آپ نے کیوں تکلیف کی کیا کوئی اور نہ تھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے بادشاہ نے فرمایا بس پورے دنیا لیا اور خلعت منگو کر دیاد مائے فترمی اور فیلی نوازش میں آئے سردار سب پایادہ ہوئے امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا تاکہ عہد حریت پر تنگ کرے پھر سوار ہو کر سرداروں کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پشت پر رکھا اور سرداروں کو بسمل و آسانی رخصت کیا اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرار سے بھرتا کلا ایمان شیر کی مارتا دم سے چتور راکب کے

سہر بر کرتا ہوا چلا	دہ چہ مرکب کہ برق یابادی	طرفہ دیوانہ یا پر یزادی
نیزے گوش و نرے کامل	سنبل و بید و ستہ سنبل	جب سامنے اُس ساحرہ کے

امیر جا کر پہنچے اُسے انکے سینہ بیکٹہ پر ایک ناریل مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسے اثر نہ کیا اس وقت اُسے سحر پڑھ کر دستک دی ایک سوار گوشہ صحر سے مسلح و مکمل پیدا ہو کر سامنے صاحب قرآن کے آیا اور سینہ بے کینہ پر صاحب قرآن کے نیزہ اُسے لگایا امیر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا لگی برابر سے نیزہ بازی ہوئے امیر نے اسم اعظم چڑھا سوار آئے کا پتلا ہو کر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا تھے کہ میرے سوار کو باطل کر دیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ جسے باطل سحر ہے اس سے کچھ



بس نہ چلے گا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر چڑھا کہ ایک دریا سے آتش جوشش مار کر لشکر صاحبقران میں  
 آیا امیر نے اسم اعظم پکار کر چڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہو گا اُس وقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی اور  
 پہل باز گشتہ بجو کر پھر گئی لشکر پڑا و پراگرا ترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند کرون  
 اس فکر میں اپنے خیمہ میں آکر بیٹھی لیکن ابوالفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر نامہ  
 ماتھہ میں لیکر کہ جس پر ہر افراسیاب کی بھی ساحرہ کے خیمہ میں آیا وہ اکیلی اپنے خیمہ میں  
 ہنا کے ایک تختی سامنے رکھی ہوئی تھی اُس میں سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور دیپ چین  
 رکھا ہوا بیٹھی تھی کہ ابوالفتح نے اُس کو جا کر سلام کیا اور کہ میں افراسیاب  
 پاس سے آیا ہوں یہ کہہ کر وہ نامہ اُس کو دیا لفافہ پر اُس نے ہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہو کر نامہ  
 کی تعظیم کی پھر اُس کے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کو نہ پڑ کے اندر سے اُس کو کھینچا لفافہ میں اُس کے بیوشی  
 بھری تھی اُس نے اُس کو جو کھینچا بقہ بیوشی کا اُس کے اندر سے اُڑا کہ وہ بیوشی اوس کی ناگ  
 میں گئی کہ وہ چھینک مار کر بیوشش ہوئی ابوالفتح نے جلد خیمہ کھینچا گردن اس کی کاٹ ڈالی  
 شوردار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمہ جادو و بود کل تین سو برس کی عمر تھی مگر  
 باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا میں نے نہ جانتا تھا ابوالفتح کو دیکھا نہ کرواں سے بھاگ گیا اور  
 ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آواز میں سُکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ  
 جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لٹکا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ مار ڈالا لٹکا  
 بھی بہت رنج ہوا اور اُس گہر نے کہا کہ میں روز تو روز اُس کو زندہ کر دوں گا وہ ساحرہ ناچار خاموش  
 ہو رہے بلکہ بالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھا کر جانب طلسم گئے اور امیر کے یہاں نقاری  
 خوشی کے بجائے ابوالفتح کو خلعت ملا لیکن شمرہ حال خجستہ مقال بران شمشیر زن  
 سنے یہ جو مقابلہ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعہ ہفت رنگ میں جا کر چوکی اور  
 اپنے پدر با تو قیر کو یک روشن ضمیر سے جانب کوہ رشتان جائے کی اجازت اُس نے حاصل کی  
 اور کہ ہمت مضبوط باندھ کر اُسی طرف نہ چلی اب یہ مسافر صبح اسے بلا قدم اُٹھائے ہوئے  
 چلی جاتی تھی اور از بسکہ پروردہ مہد ناز و نعم تھی اسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی ہاتھ  
 تھی اور بسبب اس کے کہ کوہ رشتان کے اوپر جانا اُس کو منظور ہے اس وجہ سے سحر نہ کرتی تھی کہ اپنے



مقام پر پھر کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آئے غرض ایک بیابان تیرہ دتار آتشناک میں اُسکا  
گذر ہوا کہ جنگل دھو سے تپ ہا تھا دشت کرہ آہنگران تھا کٹ پھوڑے کی آواز سحر کا سننا  
ہر گولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے ٹیلے اور ٹیکرے لگے بالوں کے دریا بہتے جب ہوا چلتی  
خاک اڑ کر اوجھڑے اوجھڑے ہو جاتی ٹھیلیاں پانی میں جوش کھاتیں یہ دنیا سر اگاہ ہر دھوکہ کی جاہر  
اسی طرح اس جنگل میں سر اگاہ تھی یہ نقشہ اس صحرا کا تھا ایسا ت دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر  
ہر ڈرہ تھا آفتاب شہر گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا اک شعلہ آتش سفر تھا  
ہو اسے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونک جھونکے زبان خار کبت کرنے پر طیار حلق میں پیاس سے  
کانٹے چرے جاتے تھے ذرے اڑ اڑ کر بدن رڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم و خیال بھی  
وہاں جاتے ہوئے دوتا تھا جا بجا درخت کندہ مند فصل خزان سے نوک کی لینے تھے کھڑکھڑاتے  
ملکہ بران شمشیر زن حیران درپیشان مرمر کے بدقت تمام اٹھاتی تھی پسینہ میں نہانی ہونی چلی  
جاتی تھی کہ یکایک اندر دریاں منہ کھولے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا بران شمشیر زن  
چاہا کہ راہ کتر اس کے بزور سحر پرواز کر جاؤں لیکن اس اثر دہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یا د  
نہ آیا اور اس اثر دہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم پھینک کر اسکو ٹھک گیا پس اس اثر در  
کے پیٹ میں کہ خدا کی مار اس مودی پر غلطان و پچان پچان و غلطان جو چلی بیہوش ہوئی اب جو  
آٹھ کھلی تو اپنے تئیں بیچ دریا میں غوطے کھاتے دیکھا کچھ ٹھٹھٹھ کھاتے گا دھب یاد تھا مالک  
بروز کو یاد کر کے شناسی کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلم خم خونی و گوہر سحر مجبونی کنار رسائی سجدہ  
شکر خدا کیا کہ بڑا پار لگا کچھ دریاں ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا  
اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہاں سے منجب و تھیر تھمکے کو قدم زن ہوئی اب جو  
دیکھا تو ایک لکڑی کو مقام بلند پر بٹھایا ہوا پایا کہ اسکا نقشہ تھا بیت ادانت اسلے تھے گورکن قضا کے  
دو تختے رہ عدم کے ناکے اس پر زرا دے اسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اسکو دیکھ کر قہقہہ مار کر  
ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اسلے آکر ٹانگ اسکی پاؤں کے کھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر  
اب جو آٹھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہر اور میں اسکی بیچ میں  
کھڑی ہوں لیکن حیران تھی کہ الہی یہ کیا ماجرا سے حیرت افزا ہے اور اس دریا کو جو دیکھا



تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اُسکی تابہ کوہ جاتی تھی نہنگ و گھڑیاں کنارے اُسکے منہ  
 بکاسے بیٹھے تھے سونس آسمین اُچھل رہے تھے نظم آب تھا یا کہ بحر تھا زخار  
 جسکا ہر قطرہ موج کھاتا دھار گذر آب جب نہ تب دیکھا ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا  
 بلکہ بیت سہلکین آبی کہ مرغابی دروین بنود + کترین موج آسنا سنگ از کنارش در رلود اب  
 بران تمشیر زن اس باغ میں آئی تو اُسکو گل بسبیل سے ہر ابھرا دیکھا بلبل شیدا کی مشاعر  
 گل پر رزمہ سرائی تھی قمریوں نے کو کو کی اور فاحشہ نے حق سرہ کی دھوم مچائی مہسور  
 بہار نے تصویرین رنگارنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھیں اور مٹی بہار قدرت نے فقرہ رنگین  
 اور مصرع سرو کے صنم گلشن پر لکھے تھے نہرن تسبیل نسیم آسا جاری چمن میں و زان  
 باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طائران خوش الحان بصد شیریں زبانی ترنم سرائی کرتے لٹری گلون  
 شراب تراوت سے مہور ایک طرف چشم نرس شہلا شور عروس چمن پر جون پھولون کو بھرا ہوا گلشن مسدس

چشم رضوان میں کھلتی تھی وہ دلچسپ بہار	جھمکے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار
سبزہ خط رخ غلمان تھا طوسے اشجار	خضر کے دل کو لہجائے گیتن موج انہار
شور گل بانگ ہوا صاف صدا سے قلقل	دل بلبل یہ ادھر شور نمک خندہ کل

ملکہ بران تمشیر زن اس باغ میں چمنستان کی گلگشت کر رہی تھی کہ یکایک تمام پھول اس باغ کے  
 کھل کھلا کر ہنسے اس طرح کہ جیسے کوئی معشوق تہقیر لکھنے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے  
 اور ٹوٹ کر پر زردان زرین پوش غرق دریا سے جو اہر بنگر تیار ہوئے کہ انکی صورت زیبا اور طلعت  
 جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیاء روش عارض خورشید دل عاشقان کی امید کی چاہ غنچہ میں صدا  
 یوسف دل ڈوبے ہوئے چاہ محبت میں انھیں کی انسان پانی بھر میں حیات کے سبب سے  
 رتبہ میں زیادہ سبب و فن اسکا شعلہ طور انکی پیشانی جیسے دیکھنے سے حضرت موسیٰ کو حیرانی غنچہ بدیع جنان  
 اُٹکا وہاں نعل لب برائے نعل بدخشان قربان گوہر ندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ  
 ہنسین تو بجلی چمک جائے خال ہندو اُسکا نہرن دین و ایمان جیسے دیکھنے پر کافر ہوں مسلمان مسدس

چھاتیان اُبھری ہوئیں اوپر وہ جوانی کی بہار	جسہ بن دیکھے ہونا محزون کی جان نثار
ایسے پستان ہوں ترجیح سحر قامت یار	کھلتے ہو جامین جسے دیکھ کر خست انار







فرمایا کہ اے برادران دختر کو کب تو کبھی تمام عمر اگر عرو کی طرف فارغ ہوئی تو اس گنبد سے رہائی پاتی لیکن  
 حکم خدا ہوا ہے کہ جاؤ برادران کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھیں بند کرے توین جگہ پہونچا دو دن  
 تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہاں نہ پہونچتی اور نہ اس صحرائن بھر یاد آتا ہے اب یہ اگر اپنے بازو پر باندھ  
 تاکہ اوہ سے جو پھر گئی تو سحر مجھے یاد رہیگا اڑتی ہوئی یا سانی تمام اپنے شہر میں پہونچ جائے گی  
 برادران نے وہ لکیر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھوں کو بند کیا بعد لکیر کے اس پر مرد نے آواز  
 دی کہ آنکھوں کو کھول دو اب جو اسے آنکھوں کو کھولا تو دیکھا کہ عجیب طرح کا ایک پہاڑ ہے جس پر روح  
 فریاد بھی نثار ہے ہر شجر وہاں کا رشک قامت بار بار ہو اسے سر دھل رہی ہے باد صبا چل رہی ہے  
 سبزہ لہلہاتا ہے اپنا جو بن دکھاتا ہے گلہاے خود روا در سبزہ زنگاری سے فرش تحمل سبز  
 بوٹے دار کا بچھا ہے طاووسان زین بال اس پر رقص کرنے ہیں درخت گل و بار سے لئے  
 ہیں سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو بٹھاتی ہے درختوں پر بلبل خوش الحان چھپاتے گل کے  
 ساگ گاتے عروس چمن پر جوین کہیں تر گس شہلا کہیں یا سمن غنچے وہاں مستوق کی کیفیت  
 دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے تر گس مست کی بہار آنکھوں میں بھی جاتی ہوا وہاں  
 کی ہوا سے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے آپس میں مثل  
 مستوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمہ انبورا حست  
 کا استادہ تھا بہار کا ہے کو کھتی بہت بے نظیر باغ پھولا لگا کھتا یہ عالم نظر  
 آتا تھا کہ ایسا

ہوا سے بہار میں سے گل لہلہ	چمن سا ہے شاداب اور ڈھلے	نرمرد کے مانند سبزے کا رنگ
روشن پر جو ہر گنا جسے سنگ	روشن کی صفائی یہ بے اختیار	گل اشرفی نے کیا زرنثار
چمن سے بھر باغ گل سے چمن	کہیں تر گس گل کہیں یا سمن	چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں ریسے سیل اور کہیں گرا	کھڑے شاخ شبنو کے ہر جانشان	مدن بان کی اور ہی آن بان
کہیں بارغوان اور کہیں لالہ زار	جد اپنے موسم میں سب کی بہار	کہیں جعفری اور کہیں اکیس
سما شب کو داؤ دیون کا کہیں	عجب چاندنی میں گلوں کی بہار	ہر اک گل سفیدی ستاب دار
کہیں زرد نسیم کہیں نسترن	عجب رنگ پر زعفرانی چمن	پڑے آج ہر طرف کو سب ہے



کرین فرمان سرور پر چھوے	گھون کا لب نہر پر چھو منا	اسی اپنے علم میں منہ جو منا
وہ جھک جھک کر ناخبا بان پر	نہ کا سا عالم گلستان پر	خوامان صبا سخن میں چار سو
دماغوں میں دیتی ہر اک گل کی بو	کھڑے نہر قاز اور قزو سے	سیلہ ساتھ مرقا بیون کے ترے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ ہمار دھبی وجد گئی اور ایک نہر کے کنارے پر چھلک اُس نے ہاتھ منہ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اُس نے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا بنا ہوا اور گرد اُس کے سیاہی مثل شب و بجور چھائی ہوئی ہے اور اُس سیاہی میں سات ستارے اور ایک کتاب نکلا ہوا ہے اور وہ ستارے اُس گنبد کے گرد گردش کرتے ہیں اور اُس کتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور بہت سی پرزادین اُس گنبد پر چھل چھل رہی ہیں اور طاووسان زرین بال اُس گنبد پر بیٹھے ہوئے یا جمشید یا سامری پکار رہے ہیں اور ہزار ہا گھٹنے اور گھڑیاں وہاں ٹنگے ہیں تاؤں لیے ہوئے کچھ ساحر کہ جنکے ہرے آہوؤں کے اور شیروں کے ایسے ہیں بکار رہے ہیں جب بران شمشیر زن وہاں پہنچی اُن ساحر دن نے جو کہ بکاری سامری جمشید کے تھے تاؤں کو بجایا اور ہزاروں گھٹنے اور گھڑیاں بچنے لگے جو کہ سامری کے غل برپا ہوا ایسا ہے

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا مکہ	سراسر اُسے کیسے تھا نور کا	کروں اُسکی رفعت کا میں کیا بیان
تھے دیوار دور اُسکے آئینہ عیان	تھے بلور کے اُسکے دیوار و در	صفائی پر اُسکی کھپلتی خطہ سر
دھری آسمین تصویر جمشید کی	جو بر لاتی ساحر کی امید تھی	ستارے تھے گو اُسکے گردش کنان
تھی کتاب کی روشنی وان عیان	تھے اُس جاہ جو ساحر نامدار	نشان اُسے تھا کفر کا استکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اُس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کرنے کے وہاں پہنچ کر سامنے اسی گنبد کے زمین کو لیا اور اگیاری کر کے پھول سیلے اور پوجا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ رہا کہ ایک ساحر فلک گنبد مغرب میں پوجا کر رہا تھا اور ساحرہ شمس نے کتاب کا ٹیکا اپنے سر دیا کہ منظر

ہوا کتاب جب اونچا فلک پر	زمین پر چاندنی چھٹکی برابر	شب کتاب رنگ ریز روشن
ستاروں سے دونا اسکا جو بن	ہوا عالم ضیاء سے اسکی پر نور	ہوے سب شہر جنگل کوہ معور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پریش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلیں صیب دکھائی دینے لگیں اور آواز میں صیب آتی تھیں یہ سکن



<p>بنا تھا جہاں اس میں رشک کلام بچھا تھا فرشِ قالمین اس میں گلزارِ کلام عیان تھی اس سے جوشانِ خدائی ہوئے تھے صنعتِ تازہ سے تیار</p>	<p>منقشِ اسمیں شعلیں ہر طرح کی سراسر بیل بولوں سے وہ گلزار بنے تھے دو ستون پر مٹھائے دو میاہِ طرفِ مٹی سیرِ گلزارِ کلام</p>	<p>ہر صورت وہاں صورتِ فرج کی بنے نقش و نگار اس پر طلانی نہ پہونچے قصرِ باغِ خلد ان کو ملکہ برانِ شمشیر زن فی دیکھا</p>
---	---	--

ایک طرف کو نے میں کسی قدر خاک دھیرے پس اس نے اس خاک میں سے کھوڑی سی خاک لی اور جس تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اس تصویر نے بعدِ لطف اور مرحمت فرمایا کہ اے دختر کو کسبِ ہاتھ پر ہماری رحمت کا سایہ ہر اس نے پھر سجدہ کیا اور وہاں سے شادان اور فرحان پھری لیکن اس تصویر کی خدمت میں عرض کی کہ یا خداوندِ بخشش جب میں یہاں آئی تھی تو بڑی مصیبت اٹھنے کے آئی تھی امیدوار ہوں کہ اب مجھ کو یہ ملک میں پہونچا دیجئے اس وقت اس تصویر نے کہا کہ لو یہاں سے باہر اس گنبد کے جاقرب گنبد ایک چشمہ قدرت یہ رہا ہے اس میں کو دیرنا اور کتنا کہ میں اپنے ملک کو پہونچ جاؤں غوطہ مارنا تو اس نے قلعہ ہفت رنگ میں پہونچ جائیگی ملکہ برانِ شمشیر زن خوشی خوشی وہاں سے نکل کر اس چشمہ پر آئی اور کو دکر یہ ہی نیت کی کہ میں اپنے ملک کو پہونچ جاؤں اور غوطہ مارا کھوڑی دیر تک تو غلطان و بچان بچان و غلطان تو کیطرت چلی پھر جو اس نے آنکھ کھولی تو قلعہ ہفت رنگ میں اپنے نیلین پایا سجدہ و شکر درگاہِ خدا میں بجالائی پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اس نے کہا کہ کچھ دن آرام کر کے واسطے توڑنے پیل پر نیرادان و دریا سے خون روان خشک کر نیکو جانا اب تم کامل اور کامل سحر میں ہو گئیں اور ایسا سحر میں بھی نہیں جانتا ہوں کہ جیسا تم کو آتا ہے ملکہ برانِ شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سلمان میں مصروف ہوئی اور فرج کو کسب تو پہلے ہی سے طلسم ہوش رہا میں داخل ہوا اب یہ سامان کو کے جب جاسے گی تو لڑائی ہوگی اسکو تو اس حال میں چھوڑیے مگر اب تھوڑا سا حالِ ندرت استمال لشکرِ اسلام آور وہاں کے شہزادگانِ عالیشان کا سینے کہ بیت چہین گفت و مانند داستان یہ شیریں بیانی و لطف بیان ہا کہ لشکرِ اسلام میں ایک روز شہزادہ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانبِ صحرارے صید اعلیٰ روانہ ہوں پس اس وقت اس شیرِ بیشہ شجاعت و پلنگِ باد یہ جرأت نے اپنے سردارانِ ذیِ احتشام کو حکم دیا کہ سامانِ لشکر درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہو کر



پہلو محبوب ارشاد و قضا نبیا و شہزادہ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنی جس وقت مرغ زرین ہر کو عقاب  
شب نے شکار کیا اور دام ککشان کا عرصہ فلک میں گسترہ نظر آیا کہ شمشیر ہر  
جب کہ تار سے فلک پر عیان ہوا اڑا چرخ سے مرغ خور ناگمان ہوا باندہار باز تیر پر واز لیکر  
حاضر ہوئے جیتے جو شہزادوں کا برا جیتے تاکون پر بیٹھے ہوئے صحران کو اسی شب روانہ ہوئے پلٹن اور  
رسائے کمر باندھ کر تیار ہوئے خیمہ و خرگاہ لگ گیا غرض یہ حال تھا کہ ابھی است

دیا کام کارندون کو ایک بار کسی طرح کا جانور نہ جاسے رقم یون کروں حال سوخت کا ہر کیا کہ شیرون کو کرین شکار کسی سمت ترے کہین بھر بیان کہ ہو طائر روح جنگا شکار	کہ ہر شاہزادے کا عرصہ شکار غرض جبکہ یہ حکم اس کا ہوا کہ سارا مرقع ہو صورت نما وہ کتون کی تھیں جو زبان لا جواب پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان جب طائرس نور آفتاب آشیانہ مشرق سے پرواز کر کے سحر	سب اسباب صید لگنی در پر آئی تو سامان سارا مہیا ہوا سب گونش جیتے وہ تھے آشکار دل شیر ہو چکی دہشت سے آب یہ باز با تھون یہ وہ بازدار جب طائرس نور آفتاب آشیانہ مشرق سے پرواز کر کے سحر
---	---	--

فلک میں آیا اور زانغ شب کو باز تیر پر واز ہر نے شکار کیا کہ بیت چو خورشید بر و سراز برج شیر  
سپہ اندر آورد شب رانہ پر یہ صحران شہزادہ سوار ہوا کہ ابھی است

نقص جب وہ سب اسلحہ سج چکا تو تھے گرد امیران عالی و قار ہزارون زرہ پوش اسوار تھے نگاہوں سے گذرا چمن کا چمن وہ نقارہ ہاتھی پہ ان سب کے بعد ورخون پہ نمزہ سوار تھے طور پکارا ہمیں کھین سب ایک بار بڑھا ماہ پیکر کچھ آگے ذرا کیے صید سب قسم کے جانور یکایک سے تو گرا تیر سے	ہوا اسب تازی پہ جلوہ نما منور ہر اک ساندنی پیش پیش یہ خاصیان خاص بردار تھے بیان کیا کروں اسکے لشکر کا حال کرے ابرین جیسے آواز رعد لقبوں کی یہ بات زیب ہان اڑا جاتا ہر مفت میرا شکار پرندون کا جب کر چکا وہ شکار نہ جیتا بچا ایک بھی شہیر نہ پاڑھا بچلا دور نہ جیتا بچا	چلا چھپر کر جبکہ وہ راہوار کہ الف سے تھا شمار آٹھ بیش کہ تھیں درویان مختلف زیب تن ہر اک نہ جوان شیر دل خوش جمال سمان سج کار و شنی کا ظہور بڑھے عمرو دولت بڑھے عروشان یہ شہنشاہی ہر لشکر اسی چار کا چرندون پہ چولان کیا راہوار کیے شیر چو رنگ نمزہ سے کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا
--	---	--



میں صید انگنی من نظر شہزادہ کی ایک آہو بے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُس کا شکار  
 کرنا چاہا وہ آہو بھل کر چوڑیاں بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُس کے نقیب میں گھوڑا اٹھایا بیچے شہزادہ  
 کے سب سردار چلے لیکن یہ اس زور میں عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہ گئے اور شہزادہ بگ ٹپٹ  
 گھوڑا ڈالے بہت دور چل آیا آخر ایک مقام پر چوڑ کر تیر چوڑا تو وہ آہو تیر کھا کر لپٹھا کر گر شہزادہ نے  
 اتر کے مرکب پر سے اُسکو بہ بگیہر پہنچا یا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق غرق گھوڑا بھی پسینے میں غرق تھا یہ کھڑے  
 ہو کر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک پاڑے کو دیکھا کہ لپٹھا تا ہوا آتا ہی شہزادہ نے اُس پر بھی ناک  
 دلدوز لگایا کہ وہ بھی گر شہزادہ نے اُسکو بھی فریج کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ کڑا کے کی سیم مرکب  
 کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شدید نصبار رفتار و خوش رنگ پر ایک نقابدار عالی مقام کو سوار  
 پایا کہ تیر کمان میں جوڑا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والا تبار پہنچا  
 اور اُس نے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا بس بغیظ و غضب تمام نوہ زن ہوا کہ اُسے  
 اجل رسیدہ آفت تو نے برپا کی کہ میرے شکار کو تو نے مارا اُس کے عوض میں مجھ کو شکار کر دے گا شہزادہ  
 نے دیکھا کہ ہر چند نقاب اُس کے چہرے پر پڑی ہے مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہیں ہے چھوٹ اُس کے حسن  
 کی پڑ رہی ہے شہزادہ نے اُس کے عتاب آمیز کلام کا نہری تمام جواب دیا کہ اگر ماہ فلک خوبی و ابر  
 آفتاب سپہر برتری یہ صید بھی حاضر ہو اور میرا شکار بھی کیا ہوا موجود ہے آپ سے لیجیے اور علاوہ اُس کے  
 میں عذر بھی کرتا ہوں کہ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہے اور تیر خوردہ ہے آپ معاف فرمائیے اُس نے  
 کہا کہ کیا میں گوشت کا بھوکا ہوں جو ان دونوں شکاروں کو لے لوں میں بغیر تیر سے صید کیے نہ رہوں گا  
 یہ کہ نہ شہزادہ پر اٹھایا شہزادہ بھی صبر کر کے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر  
 اپنے گانٹھا نیزہ وری کے ہنر آشکار ہوئے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلو گاہ کو مرکب  
 جو نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ کل گیا نقابدار غصہ میں آکر تلوار کھینچ کر آڑا اور خبردار خبردار کہہ رہا تھا  
 تلوار کا مارا شہزادہ نے جب نیزہ قریب آیا پھینکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس اُس نے بند و بست پر ہاتھ  
 ڈال دیا اور جھٹکا دیکر نیزہ چھین لیا اور توڑے میں مکرز بیکر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا قاتل زمین سے  
 اُسکو اٹھالیا اور سر پہ چخ دیا اول چخ میں پالون سے موزہ کمر سے نکل گیا اور دوسرے  
 چخ میں بند نقاب ٹوٹے اور ہوا کے نقاب چہرے پر سے اڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شہزادہ



آٹھا اسکے چہرے سے جہدم نقاب بچ کر اچنچ سے چرخ کھا آفتاب بیکانہ بنیں مہ پارہ آفتاب آسمان  
حسن گوہر دریائے جمال کو دکھایا کہ شہزادہ غرق دریائے محویت و غیور ہو اور مثل آئینہ آفتاب حیران  
رہا شکار کو آیا تھا خود اسکی کمان ابرو اور تیر شرکان کا بیل ہوا خزاہر و نے دل کو گھاتل کیا زمین نے  
اسکی اندھیر برپا کیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قہمت کا لکھا آگے آیا ابرو وں نے  
سجدہ اپنی محراب میں کر دیا آنکھیں ایسی سحر کار تھیں کہ سامری سے شاگرد نہراستے تھے وہ کوشے انکو یاد تھے  
کہ کبھی نگین شہلا بنیں اور کبھی ہرن جاو گری کے یاد انکو فن آئینہ خسار نے مرد ماہ کو حیران بنایا تھا  
ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش میں آپ جلتا تھا دہن رہ جام سخن کہ جو آب  
در سے بھرا تھا سینہ پر بھاتیان وہ گول گول کہ جس سے گھٹ جاتے ہرے کاموں و مہی وہ ماہ تماشائی سی تھی نظر

کیا آنکھیں ملکر جو اس نے خیال کہ جیسے ستارے شب تار میں و یقین میں لائے جان جہان کہ قیدی دل فارغ البال تھے جدھر پر گئی نوز آگین نظر تو بتیں تارے درخشان ہوئے ہزار دن اس ابرو کی تلوار سے کہ زہرہ سیل اس کے دوشری جو خوشبو کو پوچھو تو وہ یہ بتا کہ تار گیسو کا ہر تار کھتا وہ لب اس کے دونوں تھو قند و شکر دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کھو یا جا وہ سیتہ تھا اک سطح آب گہر قیامت پر قامت کی اک خانہ زاد چھوٹ کر گری میں گرتے ہی زمین پر وہ سبھی اور بند نقاب جلد اسے چہرہ پر درست کیے اور اپنے	شب ناز عشاق تھے سر کے بال نہ تھے سر کے بالوں پہ لوعیان دل روشن عاشقان جہان عجب اسکی چوٹ تھی عالم فریب تونی الفور بکلی گری جان پر نظارہ اس ابرو سے خمدار کا شہ لافنی کی مدد سے نیچے وہ دلچسپ گیسو کے دو جال تھے وہ عنبر شکن تھے وہ ناف کشا وہ رخسار سخن اس کے تھویشال چھپتے تھے باتوں میں با یکدگر جو سن پائے نر بیاض گلو مگر دو حباب آسمان تھے جلوہ گر شہزادہ کا اسکی صورت زیادہ دیکھتے ہی ہاتھ پھرایا اور وہ صنم رنگین ادا	ہویدا تھے موتی ہرک تار میں کہ تھے سنبلستان میں جگنو عیان کمند اسکی گیسو تھے با جال تھے دون کو جو دیتے تھے عالم فریب منہسی میں نمایاں جو دندان ہوئے بلا شبہ کھاتا تھا تلوار کا ملا وہ پیشانی صاف تھی نوز کی اہر اس کے دو فاع البال تھے نہ کچھ مشک کار ہمہ زہار تھا کہ گل زرد ہو اسے ملکہ کمال نزاکت کو موسے میدان باندھ کا خبط صحیح صادق کرے جستجو جو قد دیکھے محتراسے آسے یاد
--	--	---



مرکب پر بیٹھ کر جدھر سے آئی تھی اسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل از گف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے عالم میں جب وہ خاموش رہا جب ذرا کچھ گرمی عشق کم ہوئی تو اسی مستوقہ کے فراق میں اشعار حسرت آلود پڑھنے لگا کہ ابیات	نصیر کے آگے جو تصویر تھی	تو پہرون اسی سے یہ تقریر تھی
مروت یہ کسی ہر اے سیتھن	کہ تم عیش میں ہم کو رخ و محن	آدھر تو ہر عشرت میں اے آفتاب
آدھڑل رہا ہر مراد دل کباب	سجے زلف سلجھانیکا دھیان ہر	آدھڑتیرا عاشق پریشان ہر
آدھڑن نگاہیں تری تر چھیان	جگر پر آدھڑ غم کی ہین بر چھیان	خبر لے مری ورنہ مر جاؤں گا
اسی دشت میں مین گذر جاؤں گا	سجے کچھ مرادھیان آتا نہیں	اثر عشق صادق دکھاتا نہیں

اسی طرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیکاری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر آسنے بھی اپنا گھوڑا اٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطرب دیار دلبر یہ بھی چلا یہاں تک کہ ڈیڑھ پہر کامل رہروی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھا کر دل کو ہرا کرتا تھا اور آنکھوں کو تراوت دیتا تھا دروازہ باغ مثل خیمہ انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ داغ بردل اور مثل گل گریبان چاک اس باغ میں آباد کچھا کہ عجب تختہ گلزار ہر پر از نقش و نگار ہر سبز و طرچہ کے گل کھلے ہیں بلبل گل سے باتیں کرتی ہیں گل بھی ہنس رہے ہیں غنچہ مسکراتے ہیں یا تمن شبو اپنی بہار دکھاتے ہیں لیکن شہزادہ کا یہ حال اس گلشن کو دکھ کر تھا کہ بیت گلون کی طرف وہ جو مائل ہوا تو غنچہ نمط تنگ وہ دل ہوا کہ اسی حالت میں گرتا پڑتا اپنے سینے سے بچا لے جب آگے بڑھا تو آسنے دیکھا کہ اس گلستان وستان میں ایک نیکہ مثل بارہ دری کے تعمیر

ہو کہ اس نیکہ کی صفت ہر کہ ابیات	بہ تنگ آیا جب طبع ناساز سے	تو نیکہ کو پایا خوش انداز سے
وہ نیکہ بلند اور وسیع الساحت	کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا	بلندی تھی اس نیکہ کی آشکار
کلس اسکا تھاناٹ گردن یار	ہینہ جو سرمائی آمد کا تھا	شجر کا فرش آسمین تھا حاجب
وہ دو سمت تھے وہ چھپر کھٹ گئے	کہ جو دیکھے تو لپٹ کی رٹ لگے	چھپر کھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ جہاں فقط موتیوں ہی کی تھی	وہ مسند یہ تھا گاؤں تک پہ لگا	کہ تھا گلستان سے سوا پر ضیا

اس نیکہ میں اسی ماد پارہ کو کہ جسکی تیج لہا کا یہ زنجی تھا یعنی جسکو شکار گاہ میں دیکھا تھا اور جسکی جیس میں یہاں تک آیا تھا پایا لینے دیکھا کہ مسند ناز پر مثل عاوس طنانہ وہ عوبہ ساز جلوہ گر ہو خواہ سین گرد



ویش اس کے حاضر بن ساسنے چنگیز جو چکھڑے عطر دان پاندان دھڑے ہن گلابون کی شراب کی گشتیان  
 کی ہن لیکن وہ خانہ برانداز عاشق اس وقت چپ اور خاموش بیٹھی ہو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ رنجیدہ ہو قیوری بریل  
 چڑھے جیسے دفر حسن کے کاغذ میں شکن پڑ گئی ہو شہزادہ کو جو اس نے دیکھا شہزادے سر جھکا لیا مگر اپنی  
 وزیرزادی سے اشارہ کیا کہ اس نے اٹھ کر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو بھرا کیا اور کہا آئیے تشریف  
 لائیے شہزادہ خندان ہو کر دیدار سے اندر نیگے کے گیا اور قریب محبوب و لہزان بیٹھا دیکھا تو یہاں  
 اندر کا دکھاڑا جمع ہو بیتان شکل و شکل و شاہان ہن کو یہاں کا مجمع شہر ماتا ہو غرض شہزادہ  
 بیٹھا ملک نے آہستہ سے بھڑکن داد الب رشک یا قوت کو کھولا اور قند نبات کو اس طرح کھولا کہ  
 اس شہر یا تعلیم خوبی آپ کا اس دیر اس نے ہن کیونکر آنا ہوا اور پر خار مقام کو کس طرح رشک لالہ و زار  
 فرمایا شہزادہ نے ہن کر کہا کہ ای گل باغ تن میں تیرا ہی گریبان چاک ہوں اور لالہ رخسار میں تیرے ہی  
 عشق کا داغ سینے پر رکھتا ہوں تیرے ہی عشق میں نسیم کمر دار اس گلشن میں آسنے کا اتفاق  
 ہوا ہے ملک نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہیں رکھتے بھلا میں شوریدہ سہرا میں قایل  
 کب ہوں کہ کوئی میرا سودا لی ہو اور وہ لیلی میں کب ہوں کہ مجنون اپنے تئیں کہلا سنے  
 اچھا آپ نہاں عزیز ہن آئے ہن تو تشریف لائیے یہ فرما کر ایک جام عوار غوانی سے بھر کر  
 شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمہارا مذہب و ملت کیا ہو ملک نے فرمایا کہ میں کیا بہ چینی دار و دروغ  
 نقار خانہ سیلہائی صا حیقہ ان جو ہن انکی دختر ہوں اور اس مقام پر از بسکہ مدت سے لشکر امیر کوہ  
 عقیق پر آنا ہوا ہے اسلئے میں نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہے اور میں یہاں رہا کرتی ہوں یہ خواہن اور  
 چند سوار میرے ملازم ہن صید و شکار و سیر و شت و باغ میں دن رات بسر کرتی ہوں اور عیش و عشرت  
 میں رہتی ہوں آپ فرمائیے کہ کون ہن شہزادہ سے فرمایا کہ میں شہزادہ ملک قاسم دال خندان  
 خوریز خاں در سپاہ ہوں جبکہ جد عالی و قار حمرہ نامدار اور پیر میرے علم شاہ  
 زی تبار ہن اٹھ لند کہ میں مسلمان ہوں اور تم کو بھی مسلمان پاتا ہوں شہزادہ کے اس کلام کو  
 سکر ملک تنہا ہی اور اس نے کلمہ پڑھ کر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادہ ارغوانی سے  
 سے بھر کر ایک جرء کشید کیا پھر تو طلب عشرت جانح شروع ہوا کہ

ہو از یب مسندہ بد زبیر	مودب الکت بیٹھی دخت وزیر	شروع اس طہری نارنج کا نا ہوا
------------------------	--------------------------	------------------------------



کہ منظور غم کا بیٹا بنا ہوا ہر اک راگنی کا تبدیل رہا چہرہ رخ خرد آسکا پر گل و  
اگر گایا ان رنڈیوں نے ملا تو بارش ہوئی اشک کی بار بار اسی ہنگامہ عیش میں ملکہ سنے  
کہا کہ اے شہر یار حب میں نے یہ باغ بنوایا اور یہاں ساکن ہوئی تو اُسکے چند روز کے بعد ایکٹ یو  
کہ نام آسکا خرم پال گرا زونداں ہر یہاں آیا اور عکد دیکھ کر عاشق ہو گیا اور مجھ سے اُسے سوال  
و صل کیا میں اُسپر بہت خفا ہوئی اور آسکا و نام زلز قان لیکر دھمکایا کہ وہ خون زدہ ہو کر منت کرنے  
لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا باروز آتا ہر اور مجھ کو دھمکاتا ہر منت بھی کرتا ہر قدموں پر سر دھرت  
ہر کچھ دیر بٹھکر چلا جاتا ہر شہزادہ نے یہ حل سن کر فرمایا کہ انشا اللہ اب جو وہ ملعون اُسے لے گا  
تو اسے کر دار بد کی سزا پائیگا انھیں باتوں میں وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستاروں کا فلک پر چھلکا  
پھولا قسط آ یا متا بسیر کرنے باغ چرخ اخضر میں قدم زن ہوا کہ ایسا شہ  
خدا نے جو کی ہر اُسپر کمال ہوا ہر انور کا جلدی زوال کیا شام عشرت نے جلدی زور  
لو پر دانوں نے پایا تمون سولہ شب عشرت کو بھی عجب بہار تھی گلشن میں گل کھلے تھے ہوا سرد  
چلتی تھی فرار سے اُچھلنے تھے چاندنی جھلکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے در شراب ناب تھارت  
بھر عشرت میں کٹی اور اب وہ زمانہ آیا کہ عشرت کدہ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار حیرت میں  
آ یا اور اپنے رخسار پر نور سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار  
ہوا انور کا آسمان پر ظہور  
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور  
وہ طاؤس مشرق کا کھابا و شاہ  
انسان آگے آگے خط صبح کا  
ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے  
بہت گرم خواہر و روشن نگاہ  
کیا دید بہ خلق پر آشکار  
وہ پر دانین کھاپر نور سے  
سپہ کی غلامت ہویدا ہوا  
کہ پہلے کیا داغ شب کو شکار

شہزادہ نے نرغہ نماز بھر کو وضو کر کے بختوع و جنوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک  
پر چڑھتا سا معلوم دیا یکایک ہوا تیر و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ میں آکر اتر اور نیلے کے  
قریب آکر اُس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ میں آکر چلا کہ ادا انسان سپہ سر سفید  
وندان بھلا میں تجھ کو ب زندہ چھوڑتا ہوں ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری مشوقہ سے ہم آغوش  
ہوا ملکہ تو اُس دیو کی صورت دیکھ کر سم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ نے غضب  
تمام اٹھا اور مقابل میں اُس معین بد کردار کے آیا تیغ ابدار کو پھینک کر سامنا کیا دیو نے چرخ دیکر وار شہزاد



کو سر پر اس سردار کے لگایا قاکم خاورد سپاہ دیونید و دیوش بر یہ بھلا اس وار کا وار کب کھاتا ہو جس نے  
 پتیرہ بدنگ زینٹل اس دیو کے اپنے تین پہونچایا اور اس کے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی  
 بلایا کر کل آیتن غبار کا بلند ہوا دیو نے فوج کیا کر نہ دہ دست کر دم مارا اور کام تمام کیا ہر کوئی دوست  
 اس کا غوبال بیکر چھپانے ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو گئی ہوئی شہزادہ نے پہلو پرست اور کیا کہ کر از روی و  
 کراپست کر دی حریف تو انک رسیدیم یہ کہک پہلو پر تو کھڑی کھتا بند و نسبت پر ہاٹ ڈال دیا اور چھپکا  
 مارا کہ وار اس کے ہاتھ سے پھوٹ گئی دیو شہزادہ کے پست گیا کشتی بعد و کشتی شروع ہوئی یہاں ہلا  
 وہاں پکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اسکو کر لے بھو کر جو مارا چارون شا نے چت رہ دیو  
 گرا شہزادہ سینہ پر اس کے سوار ہوا اور پکارا کہ حالاد درشتا ختن پرور و گار عالمیان چھپ گئی اس دیو کو  
 کما کہ لکھ جانین میری نام پر ایس پتلیس خداوند راشد شیطا طین کے منشا مرین شہزادہ نے  
 ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھٹھی پکڑ کے نشردہ جو کیا صاٹ گردن اسکی زخری  
 سے کھینچ لی دیوڑ پکار ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہو ملک نے شہزادہ کے دست حق پرست کو اگر  
 بوسہ دیا اور ملاش کو اس بدشاہ کی کھنچو اگر میردن باغ بھنگا دیا پھر یہ دونوں مہ و ہر اس بھنگ  
 میں کہ برج میزان خانہ زہرہ اسکو کسنا چاہیے اگر چلو کر ہوئے اور ہنگامہ مسرت و کامرانی برپا ہوا  
 اس زمانے میں شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر ہمراہی و ٹھوٹھتا ہوا یہاں آیا شہزادہ انکی خبر  
 آمد سکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کی روز تک جلسہ عشرت رہا آخر ایک روز چھوٹو  
 یعنی جب وہ وقت آیا کہ ایات

خوش آئند چلی جو چھوڑین جو پ	وہ صحرایا کا سناٹا ٹھنڈی ہوا	وہ ہر گت کو طارون کی صدا
سے سب باہر کر آیا اور ملک کو محافین سوار کر کے مع میزان گھام و نازک اندام کے وہاں سے	بہو اصوات تارون کا زورون سپا	شہزادہ نے اسباب اس باغ
کوچ کیا اور اپنے شکار گاہ سے لیا بعد قطع منازل و طہر اہل و غل لشکر اسلام ہو کے پہلے ملازمت امیر کی بھر بادشاہ اسلام کو نذر دی ملک کو محل میں آکر دایا پھر اپنے خیمہ میں آکر قلا سیمنی و گیاہینی کو بلوا کر خواستگاری ملک کی قرانی نام اس ملک کا خوش قامت شکر لب ہران دار و عگان نقاشانہ نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہیں بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اسی وقت بساعت سید خوش قامت شکر لب کو ہمراہ شہزادہ والا تبار منعقد مسرما یا شیدائے بیکر		



باہم جمع ہوئے اور محبت رہنے لگے لیکن اب حال سنئے کہ تنزادہ ملک قاسم عالی تبار و ربار  
بادشاہ تہماہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افرا سیانی کی طرف جو روانہ ہوا اشدراہ میں ایک پنجہ سکی  
کمر میں پڑا کہ لیکر بالا سے ہوا گیا اور ستا مار کر جو جلا تنزادہ کی آنکھیں بند ہوئیں بعد کچھ دیر کے جو آنکھ  
کھلی اپنے تئیں ایک صحرائے پر خا میں پایا کہ لون چلی گئی ہوا وہاں کی آہ عاشقان و دسوزان چلنے زن  
تھی اتنی تیزی سے تھی کہ خون کا نام و نشان نہ تھا خار کا منیلاں اور کھٹکٹیا سے بھرا ہوا بیابان تھا  
چیلین چیلان کی تھیں بوم شوم کے گھونسلے چند کی صورتیں جس نظر آتی تھیں کوسوں تک کا چٹیل میدان  
تھا دھوپ کی طیش سے آتشکد بیابان تھا درے کا رخ گر گئے تھے طائر اس دشت

مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم	گزر اس جا ہوا اسکا جونا گاہ	پریشان حال دیگی شمع کی راہ
بہان انسان کو کیا سایہ بھی مسدود	نہ تھا جز الثفات فضل معبود	نمانت پر فروغ نہرنا بان
مسافر بہان مرگ ہر آن	یہ عالم دیکھ کر گھبرا گیا دل	کہ کاسے طرہ میں تھی روانہ چائل
بلا یمن سیکڑوں اس جا تھیں پیش	نہیں ہوتی تھی مینابی کم و بیش	کہیں شوق نشان غول بیابان
کہیں تھے بیشتر خار منیلاں	دھواں لون کا وہاں چھایا ہوا تھا	بیابان میں ہرک سو تھا اندھیرا
اچھی تھا دن اچھی شب کا گمان تھا	ابد تا رنگ کیا کیا آسمان تھا	تنزادہ نہایت حیران و پریشان

ایک سمت کو روانہ ہوا لون کے جھونکے جسم نازک کو جلا تلے تھے اسلحہ جو گرم ہو گیا تھا تو ہاتھ اور بدن میں  
چھارے پڑ جاتے تھے پاکون بھی آبلہ دار تھے تلون میں تھجھ خار تھے حلق میں کاسے ٹپکے تھے مصیبت  
میں گھر گئے تھے بعد محنت و مشقت کوس بھر راہ طو کی وہ راہ ایک کوس کی کاسے کوسوں ہو گئی  
آخ ایک جگہ پر پہونچا کہ وہاں کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر فی الجہد ہرے تھے اور اس کے  
قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا تنزادہ فکر خالق و مکر و بر بجالایا اور اس جگہ ٹھہرا اس چشمہ سے پانی پیا  
اور چاہا کہ آسودہ ہون بیکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیوتی  
کر یہ منظر سیاہ فام بد انجام کو دکھا کہ زرع نول کا ندھے پر رکھے زنجیر اتنی سے کمر باندھے ایک  
کرتا مات کا بچنے منہ بھاڑا کھولے بچا کی طرح ڈرتی ہوئی وہی شیطان کی خالہ تھی کہ بیات

یہ ٹھہرے تھے کہ وہ دیوتی بلا زاد	مقابلہ اس کے آئی بنکے آزاد	جبین سے تا پسینہ ایک تشقہ
دہن سے تابہ پا شعلہ ہویدا	لیک انکی فرار آسمان پر	جلاونکی جلاون کی زبلن پر



یہ غرا کردہ چلاتی تھی ہر سو مہ  
 کبھی ہونٹوں کو لاتی تھی پلک تک  
 کبھی زنجیر جا کر کھسٹر کھڑاتی  
 کبھی پڑھتی کبھی رہتی زمین پر

کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو  
 کبھی بالیدگی بازو کو وہ تھی مہ  
 کبھی اپنی زبان میں پڑھتی  
 غرض اس حال میں تھی وہ شہکار

بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک  
 کبھی کچھ تازی جادو کو وہ تھی  
 کبھی اک کوہ بن جاتی زمین پر  
 برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ سنے اس کو دیکھ کر لا حول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آ کر اول نگاہ شرم شہزادہ کو دیکھا  
 پھر ہنس کر کہا کہ ای شہزادہ سر بٹا غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی خراباں گرازدندان کو قتل کیا باسے  
 انسوں کیا کروں کہ تیری آتش محبت میرے نور سینہ میں ستلہ ور ہو اور حروف نقوش محبت صفحہ دل  
 پر ہو تھی کو چاہتی ہوں اور جان دیتی ہوں کہ بیت رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا جانے  
 کہ دیکھتے ہی شجر کو کیا ہوا اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل پر لا اور اپنی بغل میں سلا میں بیٹھے  
 بادشاہ ہفت کشور کر دوں گی مال و زر سے گھر بھر دوں گی شہزادہ سنے یہ کلمات آتش شکر فرمایا کہ او قلم  
 مالزادی فاحشہ جادو رہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا گوہ کھاتا پھر گیا یہ کہہ کر ٹانچہ تیار کیا اور  
 چاکر اسکے رخسار پر ماروں وہ خیرہ سر کچھ پڑھانی کلمات انسون زبان پر لاتی اور گرو شہزادہ کے  
 حصار آتش کر کے اب غائب ہو گئی جادو کے زور و کھاک کی دیے اپنے دل کی لگی کو بھجانا چاہا مگر کچھ بن  
 نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کروں مگر آہ کی ہوسلنے اور دونا آسکو بھڑکایا  
 تا باریہ اس حصار آتش میں اپنا دل سوختہ لیے چپا ہو کر بیٹھا بدن گرمی میں ٹھنکا جاتا تھا کہ نار نہ  
 مقام نظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ میں یہ سمجھو بیٹھا مگر جان پر نبی تھی دو پہر کامل یہ اس میں  
 رہا خلق میں کاٹے پڑ گئے جد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب لپینے میں ڈوب گیا بعد دو پہر کے  
 پھر وہ غفر تیرا کی اور حصار شہزادہ کے گرد سے بر طرف کر کے منت کرنے لگی شہزادہ سنے اب کی مرتبہ  
 تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شہر جان گزا کو دیکھ کر ہنسی اور کچھ انسون پڑھ کر اسکے دست  
 دبا کر بیکار کر دیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے چپکے بیٹھ رہا اور اسنے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ  
 نے نہ مانا تو غائب ہو گئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست و پا میں  
 قوت آگئی اور حصار بھی اسنے گردن پایا بے اختیار اٹھ کر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہاں تک کہ قریب  
 ایک کوہ کے پہونچا درہ کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد قریب زاہد آتش کو دیکھا کہ حیران حیران ایک جانب



کو تکران ہو مگر ایسی حسینہ کی اس کے بالوں کی محبت کی راہ کا سہ کو سون نظر آتی پیشانی اس کی تھاق  
سے رگڑ داتی ابرو شمشیر حسن کے دو پھل بران کا ستان اس سے بکلی آنکھیں انقلاب ہر کے وہ دو چہرے  
جیسے آشنا مردم واقعی حسن کے قلم مرغان و تیر جس کے سیکڑوں دل پھر بینی کی صفت میں باریک بینی  
در کار ہر الف کتاب رخسار جس کا نقشہ اظہار ہر دل اس کو دیکھ کر فرخاک مصحف رویوں کی بیج پوچھو تو وہ  
ناک گال و دون بکلی کی جان پر بکلی گراتے شعلہ آتش کے فی النار ہو جاتے وہن تنگ میم سر مردم  
ظاہر کچھ نہیں فقط وھوم ہی وھوم و شوار ہی جو یہ راز ہو مفہوم سبب ذوق کو دیکھ کر بھوک و پیاس جاتی  
دید آنکھیں کی تشنگی بجائی برودش خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا نو خوبی کا ساتھ سبب پذیر اس کے  
وہ چھاتی کہ جھین دیکھ کر بدلی غم کی چھاتی کہ اس کا شک اس کا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظر سے

ہر اک آنکھ کٹی اس قدر سحر کار کچھ بھی نہیں وہ گرس بھی نہیں بہن جو دیکھے کر کی ابرو سے متصل دھوان و طرف تھا رخسار بلند سنی بھی نہیں طور کی نزد بان چھبے جس سے لاکون ہی ان تر و تازہ رخسار جو بن بھرے کہ منہ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شا فدا جعب سر پر تھی بھی ملا	کہ شاگرد ہون سامری سے نہرا نظر آئے ابرو کے ایسے حسام ہمیشہ رکھے طاق نسیان پدل دریچہ اگر طور بخت نور کا تھی بینی اسی نور کی نزد بان مہ کا مل اس مہر کی تھی جبین کہ گل بھی نصارت تصدق کھے رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا تصدق تھا قامت پر سرو سی	یہ ادنیٰ سا تھا کہین سحر اورین دل رستم و سامر چکے نیام یہ اک اور تشبیہ آئی پسند جبین ہیں عیان نور تھا طور کا غضب اس کی بلکون تھے نیرشتہ مہ نو تھے ابرو شک سمین نہیں حلیے وہ آئینے تھے لا جواب یہاں طوطی آئینہ بند تھا شہزادہ سنے جو اس ماہ پیکر کو
---	--	--

دیکھا اس کے پیچھے چلا اور وہ برق دس چک کر بجلی کی طرح اس درہ میں گئی اور اس شہر یار کو دیکھ کر  
رو بفرار لائی شہزادہ بھی اس کے پیچھے داخل درہ ہوا اسیمن وہ نظر نہ آئی اس نے جب درہ سے اس  
طرف کو سر برد کیا تو ایک صحرے پر فضا نظر آیا اور اس صحرائین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا  
اس کا کشن نگارین بھلا بھولا تھا کہ اب اس

وہ کشن کہ جبر فدا بہار اسی میں تو پہنتے تھے ہر ایک گل	وہ کشن خوشی جس سے کئی ہلکار بہشت برین اس سے بہتر تھا	کھلے جاتے تھے اس کے گل جزو گل نظر اس کا رو سے زمین پر نہ تھا
--	---	---



جہاں ایک اہلی لگا تھا جسے  
ستارے ہوں جیسے فلکِ روان  
وہ گل بچول آسمان نمایان ہو  
شجر بارور سر سے پتک ہر سے  
کسی سمیت پر دے وہاں تین تیر  
کہ رشک سے جنت کی طائر کرن  
اس احاطہ میں دروازہ اقرنی لگا تھا برنگِ حتم انتظار عاشق کھلا ہوا  
تھا شہزادہ اس کے اندر آیا دیکھا تو زبان بارہ دری سے نظر پڑی ہر فرخ و فروغ سے آراستہ  
شہتہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجایا اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے جو چو ترہ پر پہرہ  
وہ ہی ماہِ شمال جسکو وہاں کوہ میں دیکھا تھا جلوہ نما شہزادہ پاس اس کے گیا اور کہا بیتِ ستارہ  
تو ہر کون سے برج کا ہا تو بے پیدا موتی ہر کس درج کا ہا منہ کما ای جوان یہاں سے جا کیوں  
اپنی جان کے پیچھے پڑا ہر اسے کہا کہ شہر تیج ابرو سے تری ہم نہیں ڈرنے والے ہ  
دھکیں میں کہیں آجائے ہیں مرنے والے ہ یہ ککر پاس اس کے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا  
ہنگام گرم جوئی اس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کس کی تلاش میں ان خود رفتہ ہو  
گھر آئے ہو اس نے کہا کہ مجھ کو ایک دیونی ساحرہ میرے لشکر سے اٹھالائی اور مجھ کو آوارہ و شہتہ  
و بیابان کیا اب خدا جانے وہ کہاں گئی ہر لیکن ای پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ میں کیلی کس سے رہتی  
ہو اور کون ہوا سنے کہا ای شخص مجھ کو تنہا نہ سمجھو کیسری میری ایک کام کو گئی ہیں آتی ہوں گی اور پردہ حجاب  
کی میں پری ہوں اس مقام کو کہ بہدا آگین ہوں نے پسند کیا ہر اور برائے سیر چند روز کیلئے یہاں  
آئی ہوں اپنا دل بہلاتی ہوں پھر چلی جاتی ہوں یہ شہزادہ نے اس کے گلے میں باہن ڈالیں  
اور چاہا کہ ایک بوسہ اس کے لبوں کا لون جب منہ اس کے فریب لایا ایسی بوسے بد اس کے منہ سے  
آئی کہ روح بدن میں گھبرائی اچھین تھا کہ طائر جان اسکا پرواز کر جائے جلدی سے منہ اس نے ہٹا لیا  
اور کہا کیوں جی یہ کیا کہ تمہارے منہ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے شہد اس کھل گیا شاید تم ساحرہ ہو اس نے  
ہنس کر کہا کہ ای شہزادے منہ غفریتہ سیہ زبان ای جانی میں تجھ پر مرنی ہوں اب میرا کام دل بر لایں  
تیری خاطر سے یہ بلع بنایا اور اپنی صورت کو سطح تبدیل کیا اب تجھ کو میرے اوپر رحم لازم ہر شہزادہ



اپنے دل میں اس کے بیان کو سن کر سوچا کہ اب کچھ کرنا چاہیے اور اس قحبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہے یہ سوچ کر  
 آسنے بھی آہ سرد دل پر درد سے چھینچی اور کہا کہ اے عفریتہ پیاری میں تجکو آزماتا تھا ورنہ میں خود تجھے  
 شریفہ و فریقہ ہوں اچھا اب تو لیٹ جا کہ میں تجھ سے وصل کر دوں یہ سننا تھا کہ وہ شہوت پرست  
 زانیہ خوش ہو گئی اور سامنے شہزادے کے دروازہ ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا ار ر ایک ہاتھ ہتھکے  
 منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اسکا پکڑ کے اس طرح دبا یا کہ وہ ٹپٹی مگر بوجہ ملک الموت میں کھتی  
 کب چوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ اے یہ کونسا اتلا ہے لیکن اس رستم وقت سے  
 ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح نہیں اُسکی برسہ مقام کی طرف سے پرواز کر گئی درجہ  
 شہر گاہ پر گرا اس شہد مد سے نکلی کہ دناٹے کی آواز ہر کی اور جان سکی خرامان خرامان سفلیں بسا فلین  
 میں پہنچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہو گئی آگ تپھر برستے پھر صد آئی کہ مارا عفریتہ  
 سیاہ زبان جادو شہزادہ سنے دیکھا کہ وہ بانخ اور احاطہ سب تابو اور ناپید ہو گیا صرف وہ جنگل  
 اور درہ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درہ کوہ سے سر بردر کیا اسی دشت پر خار میں پہونچا لیکن  
 اب وہ صحت اور گرمی اس جنگل میں نہ تھی شہزادہ ہزار و شوری راہ کو چھو کر گئے اپنے لشکر میں  
 بلند کی رور کے آکر پہونچا اور سجدہ شکر و گاہ خدا میں ادا کیا اور بارام تمام رہنے لگا ان کو لوں  
 حال میں چھوڑے مگر اب شہدہ حال ناگہ بران شمشیر زن اور چھ سالہ لشکر امیر نامور کا سینے کے ملک  
 بہان شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان میں مشغول ہو لیکن وہاں نامہ لفت کا  
 افراسیاب کو آیا ہر کہ اے افراسیاب ہم کو خدا پرستوں نے بہت پریشان کیا ہے کچھ لازم ہے کہ ہماری  
 مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا کہ وہ آکر کام خدا پرستوں کا تمام کرے افراسیاب  
 نے نامہ پڑھا اور سحر ٹپھر دستک دی کہ ایک ساحر سیاہ نام شیرہ و شیرہ درون کاسے کوڑیا نے  
 وہاں ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوئے آئی ناگ کان سے شعلے نکلنے پیا زلسن لہریں  
 کھوپڑیوں کے بار گئے میں پڑے ساری کھاروسے کی باندھے ہوئے قشقہ سیندور کا ماسکے  
 پر کھونچندن کے سب جسم پر لگے ہوئے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجالائی اسیاں

صورت ایسی کہ جیسے کالی رات | ابھیا کی طرح ڈر رہی تھی نہ

بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے سیاہ تلب دو تم یہاں خداوند

خاناہ شیطان کی وہ ہذات

کالی صورت دکھا رہی تھی



کی خدمت میں جاؤ انکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے لڑ کر فتح خداوند کی کر اوینا یہ ساحرہ بادشاہ سے  
 رخصت ہو کر چلتے گئی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہو کر اس طلسم میں ایک بیابان ہی کو نام اسکا  
 بیابان بلاخیز ہوا اور اس مقام پر ایک قلعہ آباد ہو ساحران ظلم شہر ستہنگار و مکار بلا سے بیدریان  
 آنت جہان اس قلعہ میں رہتے ہیں اور یہ ساحرہ ان پر حاکم ہوا اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہو چنانچہ  
 اسوقت یہ رخصت ہو کر اسی قلعہ میں آئی اور حکم تیار ہی لشکر دیا ہزار ساحر جھولی ہوئی گئے میں ڈاکٹر اسباب  
 سحر و ساحری لیکر ترسول اور خپول چکستے اتر دربارے سحر اور فیضان سحر آتشین پر سوار ہوئے اور یہ  
 ساحرہ بھی اگلے ساتھ سوار ہو کر جانب لشکر تقارواں ہوئی اور بعد قطع منازل و طمر اہل طلسم سے  
 بھگ کر کوہ عقیق میں آئی لشکر کو اپنے لشکر تقا سے علیحدہ ٹھہرا کر آپ کچھ تنہا جانب بارگاہ تقارواں ہوئی  
 لیکن بختیارک نے ہر کارون کی زبانیں خبر اسکے آنے کی سنی بہر استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور  
 پیشوا کی کر کے اسکو سامنے تقا کے لایا تقا نے اسکی صورت دیکھ کر توف کھایا اور اسنے سجدہ کیا  
 مذروی خلعت پایا دنگل پہنچی بختیارک نے لشکر کو اسکے اپنے لشکر سے ملحق کر کے اتر دایا بازار میں  
 لشکر میں بھگ گئیں ساحرہ یون میں کتبہ لگا کر آرام پذیر ہوئے سیاہ تاب جادو کی روز تک یہاں آرام  
 پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے برائے شہر پکار روز و ہر چند این  
 داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرہ شب کے رونق دار لایا کہ ایات

ہو پو پنا منزل منرب میں خورشید	ہوا نظرون سے پہنان مثل ناہید	یای شام کی گردون پہ چھائی
عروس شب طلسمی رنگ لائی	فلک پرماتنے جلوہ دکھایا	شب تاریک کو روشن بنایا
سرخ ساحرہ مکار و غدار	ہوئی لڑنے پر آمادہ و طیار	نیر سحر کو اسنے بجایا
رطل جہگ مہسنے گڑ گڑایا	خبر لڑنے کی وان جاسوس پھر	ہوئے خدمت میں شاہنشہ کی خانہ
دعا یہ دی کہ ادر شاہ خوشاقبال	رہے قائم ہمیشہ ملک و مال	نیر جہگ لشکر میں بھی ہے
ہر اک سواک قیامت سی مچی ہو	سنا جب شہنے آنسے یہ خبر کو	کہا یان بھی نہجے نقارہ کیدو
جو پو قسمت میں لکھا ہو خدمت	وہی پیش آئی ہر ہر دم یہ جانے	خوش یان بھی جب نقارہ جگی
سدا سے اسکی مناساری دہلی	سور سے ہوا برخواست دربار	جگہ پر اپنی سب بھرتے کے سردار
لے تیار یان لڑنے کی کر سنے	توین تھیں گئیں وہ چرخ چڑھنے	لے بختیار ہونے صحت و حقیقت



پڑی لشکر میں تھی ہر سمت ہل چل	اکمانین جو کہ حسانہ کر گئی تھیں	وہ سینکے سے دھت ہوئے گی تھیں
اودھ سا حرون میں دم دجا بھجوں کی بھینٹ بیرون کو دی زرد زرد میں گڑا کے گئے کھڑیاں بھنگوں کی ٹانگیں چیر چیر کو بیرون کو منایا ناری کا ساگ مرگٹ کے ٹھیکے لیکر منہ دن کی جاپ کرنا شروع کی	لون تانے بھیرون کا دالوتا چاری کی بھینٹ دی دھت ترنہ ترنہ لگاڑنے کو آما وہ ہوا اہیاست	
کوئی کستا تھا اسے راجہ دھت	بگاڑ دے گئے عدد کے تم بنست	کوئی بھیرون کی پوجا کر رہا تھا
کوئی کلا کا دان دم بھر رہا تھا	کوئی تھا منہ دن کی جاپ کرتا	کوئی بچہ سو رہے گئے کرتا جھٹکا
غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برابر باجب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم عہد گاہ فلک سے رول فرار لایا اور	شہسوار تو سن فلک نیزہ خطوط شہسوار کو ہاتھ میں لے کر پشت شد زگرہ دن پر سوار ہوا کہ اشعار	
ہوئی شب خوف کھا کر جلد کا فورا	سیاہی ہو گئی ظلمات کی دورا	اڑائی کی جو دل میں سب تھائی
تو نکلا شہسوار آسمانی	بھج کر لشکر خیل خیل خیل جانب میدان مصاف کیا سرور اس	
خدمت امیرین آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پر خوک و جادہ آئے	اور جلوہ خانے میں ٹھہر کے انتظار کیا بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ	
چرخ پر کھینچا اور بادشاہ جمہاد مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کمارون نے بڑھکے تھے	بادشاہ کا بدیوایا زمانہ سامان سب پھر گیا امیر نے بھرا گاہ پر جا کر بھرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا	
کہ جگہ بھاری ہمارے دل میں ہر پھر تو مہرام جمہور و فرامیزان سب کا بھرا و سلام لیتے ہوئے	جانب میدان جنگ گاہ بڑے نقیب و چاوش گڑ کا کہنے لگے منقب خوانیان بھجوں کی خوش الحانیان	
علمون کا جلوہ کھانا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھوٹے چھوٹے تارے دریائے فلک میں	دوب گئے تھے گھوڑے شہسوار بھوتے تھے نیم سہری چلتی تھی شمعیں جھلملاتی تھیں کہ اہیاست	
برآمد شدہ لشکر بے قیاس	زمین در تر نزل فلک در ہراس	اضعیض زمین چون فلک پرچ بود
سپہ سپہ فوج بر فوج بود	خشک بر گذر گاہ کین رخت بند	نقیبان خود شہیدان و مقتد
بزرگ بزرگ سولہ در شتاب	نہ دل در سکونت نہ در ویدہ خوا	در سم ستوران در ان پس دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	جب وار و میدان معان پذیر ہوئے	بلچہ کارون پشت و لب
زمین کو ہوا کیا اس طرف سے لقا چالیس ہاتھ بھجوں کو زنجیر بند کر کے تخت کما سپہ بھجوا کے بنگلہ		



موتیوں کا ڈال کے سوار ہوا خواجہ گزالدین منکبہ مختیار ک شوم کا منسربید بن بیٹھا چوہا  
 عدت لگے مین پرا ہوا ہراہ اس کے لشکر بشمار سنجابی باختری مشری حصاری اور بشیر مجی کیو مرنی سب  
 تو مین ساتھ اوچی بنے ہوئے گھوڑوں پر سوار وار و میدان کارزار ہوئے ایک جانب کو سیہ تاب  
 جا و دوبارہ نہر ساعرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے آئی ساعرون مین ہوم کا دھواں بلند ہوا اگیا میتل  
 آنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے ناریل و ناریل اچھالتے تھے اندھیاں دم بدم آتی تھیں ہوا نیز و تند  
 چلتی تھی کچی اس لشکر مین اندھیرا ہوتا تھا کچی ایک اسی آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب گل آتا  
 تھا مردان لشکر امیر کا دل جلاتا تھا غرض جب میدان ہوا رہو چکا تھے حضرت خضر کا دم بھر سنے  
 میدان مین آئے ہاتھوں مین اس کے کتھ و مٹھدی تھا تھا ہر ایک ستم خواجہ خضر کا دم بھرتا تھا مشکون کے  
 دبانے پر نہر سے کا فوارہ چڑھا اٹھون نے اس طرح آبسار کیا کہ سادون بجاوون کی گھٹا کو ستر ماویا  
 پھر صفین لشکر کی آراستہ ہو مین نقیبون نے لشکر نقابت کی اور پچاسے کہان مین رستم کہان مین سام  
 کہان مین برزو کہان مین بیزن کو نسا دلا و رنادر ہر جو کھل کر میدان قتال مین نام اس نے جدا با کاروشن  
 کرے اور نام ہر ستم و اسفند پار کو لبیان حرف غلط صفحہ زور گار سے مشاوسے کے نظم

نام رستم کا مشاود آج ہو وہ مرکب | اگلا کھل تلوار کا اور پھول گھوڑا حال کا | رستم رہا نہ مین یہ نہ بہرام رہ گیا  
 مردان کا آسمان کے تلخ نام رہ گیا یہ کہ کرب جب نقیب کنا سے ہوئے سیاہ تاب جاد و اپنا آدرا طے  
 سامنے لقا کے آئی آرد سے آتر کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند اجازت میدان کیجیے  
 لقاے کہا کہ ای بندی قدرت بانی کلو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر آرد پر سوار ہو کر زچ میدان  
 مین آئی اور لکاری کا ای فرقہ خدا پرستان و ازب وستان ہم مین سے جسے تھامرگ کی ہو وہ میرے  
 مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکے شاہزادہ لوز الدہر بن بدیع الزمان نے صفت لشکر سے اپنا گھوڑا  
 نکالا کل لشکر کے علم بیلوہ گری پرانے آواز کڑھم گاؤم فلی و مشری و مامون کی بلند ہوئی شاہزادہ  
 سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے آتر کر آداب بجالایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ  
 نے تخت رکھوا دیا اور جام مکہ عفریت رحمت کیا پھر خلعت سے نخل ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھیں سیر  
 خداوند کریم کیا شاہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور حبست کر کے شجر  
 پوشیہ کے گیر و برآ ہو کہ مین بحبست از زمین و برآمد زمین گھوڑے کو اڑاتا ہوا چلا آیا است



مرد صفت تو سن رقم کپ کروں	کہ مشبذ زخام کا پالنگ ہو	ملا ہو عجب رنگ مشکین کے
ابی سے لقب اسکا شہرنگ ہو	نوکا دیکھا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت رنگ ہو
قدم کی رونائی کو دریا کھوں	یہ کوہ گران ہو وہ پانگ ہو	تار سے بھرتا ہوا اس ساحرہ

تا بکار کے مقابل پہونچا اس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر ملک سم عظم ہیں اگر بظاہر سحر کر کے اسکو گرفتار کر مٹی تو وہ آکر چھوڑا سے جائینگے اس سے بہتر یہ ہو کہ بطور مخفی سحر کروں یہ سچ کر اسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندھ دیگی اسوجہ سے اہم اعظم نہ پڑھا اور وہ ان اسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرہ نگار پڑا ہو لوکھائی دینے لگا سا حنے اس بنگلہ کے مختصر سا چستان لگا تھا جہاں گل نہیں رہے تھے بلبل گلون سے تعلق ہمیز گفتگو کر رہے تھے تختے لالہ و نافرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار تھے سرو لب جو تیار تھے گیس شہلا مست لالہ سا غور و دست شراب عقیق رنگ جام عقیق نگاہ کی عروسان چین کو دیتا تھا سبزہ باجوہ خاکساری کے پھولوں سے نوک کی لینا تھا نظم

نظر آئے نہال سہر و شاداب	کہ حبلی دید سے خاطر ہو تپاب	مگر تو شہرنگ تپے لہلہاتے
ہوا چلی تو اک جون دکھاتے	بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل	چمکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل
کیسین رنگ کسی جوع نہری تھی	گل لالہ کی دان جلوہ گری تھی	اور اس بنگلہ کے سامنے ایک

چوترا بلور کا سرا سر نور کا بنا تھا اور اس پر مسند مرقی بھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تکین کہ جبکہ قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت رامت شمشاد نہیں نہیں الٹ نور یا الٹ قیامت شب و یور کے مانند اسکی زلف رسادہ ظلمات کہ جبین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پر داز چشم باد وہ تو سن ناز کہ ایلن لیل و نہار کو آنکھیں کھلتی سرحد و نہالہ دار ایلن دیا ہوا اور اس کا ہنہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابھی اس

کیا سا حد صاف نازنین ہے	یہ سیم تو کیسہ آستین ہے	لب و الہون اگر دو نیم ہو نیم
ہر منہ کو ہنسی عدم کی تقسیم	رخسار وہ آفتاب پر نور	شبنم ہو جہان حبلی طور
سعی میں صورت صفا ہے	آئینہ قدرت خدا ہے	دو لون رخ صاف بلغ امید
گویا ہر مست دردن ماہ و غور شید	کیا خال نے بھی نہک کھایا	زنگی سپہ سیر بلغ آیا



چشم آئی جو رخ تلک کسی کی | بان رہ گئی مرومک کسی کی  
باریک سخن ہو گم ہو مطلب | نقطہ بھی وہ نقطہ ہو جو موموم  
نظارہ لب ہر روح کو قوت | معون وہ جسمین لعل و یاقوت  
کیا دشت دہن میں گھو بیے لب | عنقا کی طرح جہان سے معدوم

نے کہا کہ اے شہزادہ سے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہے اسکی طرف تو دیکھو پھر ٹھہرے مقابلہ  
کرنا شاہزادہ نے جو اسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک  
آہ سر و دل پرورد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس گل گلزار خوبی و غنچہ ہلخ مجبونی کے  
پاس جاؤں دو گھڑی باتیں کر کے دل بہلاؤں اسنے کہا کیا مضائقہ ہے وہ آپ کی خاطر کرے گی  
شہزادہ گھوڑے پر سے اتر کر اس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اٹھ گھڑی ہوئی اور کہا کہ آئیے شریف  
آئیے شہزادہ بے اختیار اسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہیں کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے  
گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہیں وہ چمنستان وہ بنگلہ اور عورت نظر نہیں آتی اُدھر  
ملک بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ اے ملکہ سحران الشد کیا کہنا اور وہاں ساحرہ  
کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہ تو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھوڑاے جائیں پس سحر پڑ کر  
اسنے شہزادہ کو بہوش کر دیا اور اسی حالت بیہوشی میں اپنے یہاں کے ساحرہ دن کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر  
پہنا کر اسکو اپنے حیمہ میں لیجاؤ اور قید کر دو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ ہور تم میں سے جس کسی کو  
آرزو کرنے کی ہو وہ آئے اب یہاں سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اس زن سحر  
مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہاں تک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور کچھ بیٹے اور پوتے امیر کے  
شام تک جا جا کے اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ شمس و زوسن آسمان شب زلفک سے  
آرا اور ساحرہ شب نے اپنے سحر سے رو دہر کو کالا کیا کہ اشعار دبا گوشہ میں تھا مناسب نکلا  
نہایت کھا کھنچ رہا تھا نکلا ستاروں کا اٹا یا لوزا اسنے موز کی شب و بخور اسنے  
قبل شام طبل آتالیش پر چوب پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیوں نے کمر کھولی آسودہ ہو  
بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل محل ہوئے اور امیر بارگاہ سلیمانی میں آرام پذیر تھے مگر عیار  
الو الفتح اصفہانی اور کلبا و عسراقی وغیرہ عیاری کو چلے آدھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام  
پر آئی لشکر نے اسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ نقاین جا کر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ



ایک سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اہم عظم نہ بند کر دینی اس وقت تک اس لشکر میں پناہ نہ دے گی  
یہ لشکر سیاہ تاب جادو و اٹھی اور کہا کہ میں اہم عظم نہ کر نے جاتی ہوں یہ لشکر اپنے مقام پر آئی اور  
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنا یا پھر اس پتلے کو لیکر جانب لشکر طفر بکرا امیر نامور علی بیار ان لشکر اسلام  
جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہوئے مگر یہ کچھ دور جا کر مگاہ سے غائب ہو گئی اور لشکر اسلام  
میں آکر پہنچی اور منظر رہی کہ امیر بارگاہ سلطانی سے کلکڑ مسجد کر پاس میں جاتیں تو میں کچھ بد بیرون آخروی  
ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکل کر برائے نماز مسجد کر پاس کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھ کر اس عطر کو  
ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر الیسا پڑھا کہ وہ پتلا آٹے آپ تین بار گرد امیر کے پھر اور اس کے پاس چلا آیا اور  
اسکو اٹھالیا اور صاحبقران سے آگے بڑھ کر کہا کہ یا امیرین آپ کا اہم عظم نہ کر کے یہ جاتی ہوں آپ تو کچھ  
دیکھیے کہ یاد رہی یا نہیں امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل میں آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے  
پکڑ لینے کا نہوگا بس اسے سحر پڑھا کہ صاحبقران ہوش ہو گئے یہ امیر کو غیب میں دیکر وہاں سے بدو سحر لکڑی  
اور جہان اور سب سردار قید تھے وہیں صاحبقران کو بھی تید کیا لیکن عیاروں نے باجم صلاح کی کہ ساحرہ کو  
کسی طرح قتل کرنا چاہیے صلاح کر کے ابوالفتح اسفہانی ایک عورت پر نر اور ویش ماہ شمال بنا کر خسار  
سے اسکے ماہ تابان شرمندہ ہوتا تھا اور زنا چلیا میں ہزاروں نافہ مشک ختن کی بو پوشیدہ  
تھی پیشانی اس کی لہجہ میں آنکھوں میں جادو گری بھری ہوئی دوہا

ایک تو نیتان مدو بھر کے دو دن سار	اسے یاد رہے کو دیت ہی متوا میں ہتیار
نہیں سرمہ کا دنیا قریب چشم مگر وہ ہے	زبان بانہ نکالے حسن کے جگ سے آہو ہے
سینہ پر چھاتیان اٹول کول کول سڈ مل جیسے دو ڈیلان مچون مہی کی ادوی ادوی بھتیان کہ بیت	
عورتوں کو بھی پسند آیا ہر مردن کا لباس	ادوی ادوی کو بیان رفتی میں سر پر چھاتیان
قداعت سین کے دندانہ ہیں دندانہ تمام	سراپا لام ہونے میں نہیں کا کل پر خم کے کلام
اک الف بینی پر تشبہ دہن ہم سے تمام	مسکو نام حسد دہی وہ مجسم اسلام
ابو دیار تو ہیں کعبہ دین کی محراب	عاشق ردی کتابی ہیں بھی اہل کتاب
کمال میں اس کے قیامت وہ گوری کا اجمار	شان اللہ کی مسراج میں حسن خسار
پان کا ناز سے پھر منہ میں جیانا ہر بار	نہر کمال آنکھ نہ دینا وہ دم بوس و کند



انگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا	اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا
چشم بیضا میں نہیں ہر رنگ کی سرخی	ہر خط نسخ میں نقش لکھی بیضاوی
آنکھ کھل ہر لمحہ تو ہے پتلی سیلی	ماہ دو ہفتہ گن میں ہر کہ وہ ہر پتلی
یا پرستان میں پتلی کا تماشا ہے آج	یا کہ پر یون کو ہوئی عیش برین بر معراج
دانی ماسے پہ آسکے ہر بعد خوشی مضمی	جس طرح گرد میں ہوا ماہ کے ہالم کوئی
چاند وہ مانتا ہر شیکے کی ہر تارہ بھبتی	زلف سے تا بہ کمر سٹکی ہر موتی کی لڑکی
اما رگیو ہو تو ہر کچھ سی سلک گوہر	ہر وہ انداز حسینوں کا تو یہ ہر زیور

اس شکل و شمائل سے درست ہو کر چھپکا ماسے پر رنگا یا کہ بہیت دل بقیاب کو زلفون میں چھپنا کر  
 مارا ہر سر کے چھپکے سے گرہ باز کبوتر مارا۔ کانون میں بائے پڑے رخسار پر ہل کر تصدیق ہوتے  
 بجلیان عاشقوں کے دل پر گراتے ہوٹون پر سی لگی ہوئی لالی ان پر بھی ہوئی کہ شہر  
 کسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہر + تماشا ہر تہ آتش دھوان ہر + ایک پانچا ماہ کجواب کا بڑی بے تاب  
 کا پہنے آنچل پلو کا دو پتہ کریم کا اور ٹے ہر بادے کی گرتی نامت سے اونچی لگے میں پہنے  
 پانوں میں آرام پائی کہ جبکہ دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی اور دو تین عیاروں کو کینز بن کر  
 کہ وہ بھی سب شیخ و خچل حسن میں یگانہ نکھیا اور جنگیہ کھوپوں کی مانتھ میں سیے کوئی دو پتہ کا  
 آنچل سنبھالتی کوئی پانچا ماہ کے پانچوں کو اٹھاتی اس صورت سے یہ مانتھ اب ناک عیاری ہر  
 خرامان چان چان خیمہ سیہ تاب جادو میں آئی سیہ تاب نے جو اس آراکش کچن کو دیکھا ہے اختیار  
 آنکھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بر سر چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ ناز نشینی + آئیے تشریف  
 لائیے یہ اگر برابر سبز کے بیچہ لگی اُسے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہیں اور ماہ  
 کس کے آسمان کی ہیں سر و کس کے بوستان کی ہیں شوگر شاہی ترا آخرچہ نام اسرت  
 ہو کر ماہی تر منزل کد ام است + اس برق و ش نے ہنس کر کہا کہ اے بن میں لقا کے ایک سرسار کی  
 روجہ ہوں کہ نام آنکا ضیفم ہزار بکے لشکر میں میرا خیمہ قریب تر تھا اسوجہ سے مختاری ملاقات کی  
 مشتاق ہو کر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجھ کو دیکھا نہیں مجھ کو طلسم کی جادو گر نیوں نے  
 بہت اشتیاق تھا بس میں آپ آئی ہوں تاکہ تم سے باتیں کر کے دل بہلاؤں اُسے اس پہلے کو



کہ جس سے اسمِ عظیم امیر کا بند کر کے لائی تھی ایک شیشہ میں بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی میں چھری رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرست ہوئی جو مزاج میں آئے وہ باتیں لیجیے یہ کیا آئے تھے قاصون کو بلا یا اور کہا ہمارے یہاں کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگیں اور شتی شراب کی پائیں کھینچ کر جامِ وار غولنی بھر کر اسکو دیا اس عیار نے جام کو اٹھ بجا کر گریبان میں اندر لیا پھر قاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون پوری چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہو اسنے کہا کہ گانا اور رونا سب کو آتا ہو میں بھی کچھ گاتی ہوں ساحرہ نے تمہیں بتایا کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم کچھ تم بھی گادو جب اسنے اصرار کیا تو اسنے اس

غزل کو مولف کی گایا کہ غزل	وصل میں بھی مری قسمت کی بُرائی تھی	دل سے ہشت تری اور در و جلی نہ گئی
دھیان یہ تھا کہ بیچین چن تمن انکے	حالت درد جگر آنکو سنائی نہ گئی	بخودی کا بھی چلا عذر نہ لوسہ لیکر
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی	سو کے اٹھے سحر وصل تو ہنس کر بولے	تم سے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی
غرض گل وہ چڑھاتے ہیں لحد پوری	ہم جہان سے کئے پرانی رکھائی نہ گئی	اس گانے سے ساحرہ مست اور

بے خود ہو گئی اسنے شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی کی اور اسی کا جام بھر کر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ در کشید کر لے پھر اسنے وہ شراب قاصون کو بھی دی کہ انھوں نے بھی پی تھوڑی ہی دیر میں سب بیہوش ہو گئے اسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ روئین تن، پسِ سبب گرم کر کے سنسی سے منہ چیر کر پلا دیا کہ وہ وصل جہنم ہوئی اور صدائے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مقام من سیہ تاب جاو و بود پس اس عیار نے جھولی سے اسکی شیشہ اسمِ عظیم نکال کر توڑ ڈالا اور اس ساحرہ کے مرنے سے وہ پتلا بھی غائب ہو گیا تھا امیر کا اسمِ عظیم چھوٹ گیا ابوالفتح خیمہ کو لوٹ گئے اس جلد میں بھاگا اور یہاں افسران لشکر شور و فغاں ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اور دھڑ دھڑا کر اور امیر جو خیمہ میں ساحرہ کے تھے ہوشیار ہو کر چھوٹے اور قید سحرانکے جسم پر سے دو رہوئی امیر نے جو اسمِ عظیم یاد کیا سب حرف بھون یاد تھا پس بان شیرانہ فرے کرتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلے ساحرہ اور لشکر سب بدحواس تھے کسی نے انکو روکا تو کانہیں یہ وہاں سے صحیح و سلامت اپنے لشکر میں آئے اور اس ہنگامہ میں وہ زمانہ آیا کہ فجر روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور عیار ہر جہتی و چالاکی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کہ بیت ہوا آغاز سامان سحر کا گھلا چہرہ ہر اک سو بام و در کا غرض صبح کو لقا اور بختیار ک ساحرہ کے لیے زار زار روئے اور ساحرہ وہاں سے لاش سیہ تاب جاو و کی لیکر جانبِ ظلم گئے مگر اب حالِ ظلم



سنے کہ افراسیاب ایمان لے کر جنگ ہر مخ عالی شان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دونوں  
دریا سے خوزدان سے اتر کر لشکر حیرت میں آئے ملک حیرت جادو کو نذر وی خیمہ برپا کیے اور اسے  
لیکن عمرو بن احمیہ ضمری لشکر سے نکل کر بالادوی کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ ایک  
پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہاں دیکھا تو گھما سے بوقلمون سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہر ہزار طرح کی  
ترتیب پر درختوں پر طائر نواہی کرتے ہیں جھرنا جھرنا ہوا ہر نیچے پہاڑ کے ندیاں جاری ہیں چشمے چھتر  
لبریز ہیں عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کر ٹھوڑے ٹھوڑے پھر جو کچھ دل میں آیا ایک گویہ کی صورت بن کر  
اور ڈنکا لکڑ بجانی اور زمین پر غزل مولعت کی گانے لگا کر غزل

دوسرے کا جسے نازک کو بہانا ہوگا	سادہ کا قندہ میں بھجایا جو بدلی خط کو	صاف کھلتا ہے کہ بند پکا آنا ہوگا
صفین کیونکہ چھین بہت جاہلہ کی	رنگ اس رنگ ہی میں ہلو جانا ہوگا	قصہ غم فقط ایک فستا نا ہوگا
ہم کہاں ہونگے کہاں پھر نہیانا ہوگا	دل مضطر کو بہت شوق ہے اس کو کچھ	اُس کے بے ہوش صبا پر یہ روانہ ہوگا
کر کے قرین رخ و زلف وہ فرما دیں	جاہ کو جاہ چشم آج دکھانا ہوگا	چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اس طرح کار با تھا

کہ سمان بندھا ہوا تھا کہ جیسا میرن نے کہا ایسا ہوا

سمان بندہ گیا اس گھڑی میں مصل	بسیرا گئے جاؤرا سپنا بھول	اور ختون سے مل کے باو صبا
لی دھڑین بوسنے واہ وا	یہاں سے ترسیا یک باغ بنایا کہ اس میں ایک ساحسہ ملک	

ماہ طلعت جادو و نام نہایت حسین و خوش اندام رہی ہے اسنے جو آواز فرستی بیتاب و بیقرار ہو گئی اور  
اپنی خواہشوں سے آئے کہا کہ جادو دیکھو تو یہ زکون بجاتا ہے جسے میر سے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ  
گوئیانی بجاتا ہوا سکو یہاں بلالاد کہ میں بھی اُسکا گانا سنو گی خواہ میں یہاں سے روانہ ہو میں اور اگر جو دیکھا  
تو پیر زمین گیر میں کی ڈاڑھی تک اسی سینہ تک ہر پاں کھایا ہر پیکر کی ڈاڑھی پر پھی ہر گھڑی شیر و شکر  
کی باندھے ہر جامہ گلے میں پہنے پانچا نہ شروع کا پانوں میں لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اڑ گیا ہے اور  
بانہاتی ہے بیٹھا ہوا اپنے ذوق و شوق میں بجا رہا ہوا خواہ میں نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو  
ہماری ملکہ نے بلایا ہے عمر و نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ انھوں نے کہا تو اسنے نظر کا  
کہ جادو دور ہو سی ملکہ میں نہیں جانتا اور نہ میں جادو لگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہو تو یہ میں خود چلی  
آئیں وہ دونوں کیتربین یہ سنکر پھر گئیں اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جا کر کہا کہ ایک بڑھا







کرایا ہو گا ملک مہاراجہ جادو نے کہا اچھا اب میں کہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمر و نے  
 کہا بہت اچھا میں حاضر ہوں مگر اسی ملک مجھے یوں چلا نہیں جاتا ملک نے ایک کینز سے کہا کہ تو  
 اپنی بیٹی پر سوار کر لے وہ آئی اور کہا کہ آؤ بڑے میان میری بیٹی پر سوار ہو لو ملک تو بیٹی بھیس کر  
 چلی اور عمر و جی کی بیٹی پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لاس کے دونوں چھاتیان اسکی خوب ملیں  
 اُس نے اُسکو ٹپک دیا اور کہا کہ موے بوڑھا ہے بیٹے تو مجھے نہیں جائیگا ملک نے ایک اور  
 کینز سے کہا وہ آئی اور کہا کہ تم میری بیٹی پر سوار ہو عمر و جب اسکی بیٹی پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے  
 پانچا مہ اسکا کھول ڈالا اور ایسا کہ اُسکو بالکل رنگا کر دیا اُس نے بھی اُسکو ٹپک دیا اور کہا کہ اسی ملک وانی  
 یہ بیٹھا بڑا حوا مہ زادہ ہوا اب ملک نے ہوا دار منگوا یا اور اُسپر سوار کر کے اُنکو اپنے باغ میں لائی اُنھوں  
 نے باغ دیکھا کہ شجر و گل سے ہر اچھا ہر سرو و مثل قامت یار اکر تا ہر رنگس صرف قطارہ بازی ہر کہیں  
 سوسن زبان درازی کیا جاتی ہر رکشس پڑی آراستہ زرگل سے مالا مال نظر آتی ہر نظر

ہر زیور زرگل زیب بخش ساعد شد  
 نہیں ہر عشقہ بچان نقاب روئے نہال  
 مزاج نازک گل سے ہر بلبلون کو خوف  
 الف کی طرح ہر خوشاخ کا تھا قامت رست  
 یہ رنگ سبزہ گل ہر طرف ہر عکس رنگن  
 قواس نامیہ سے ہر زمین بالیدہ  
 بنا ہر زلف لب جو جو باغ سنبل تر

ہر شمع سنبل تر پائے سرو میں خلیاں  
 بہار نے پہ حفظ عمر اڑھائے ہن جال  
 بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہر لال  
 ہر بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال  
 کہ سنگ ریزوں پہ ہر عالم زمر دال  
 کہ آسمان کو سمجھتے ہن سبزہ پامال  
 ہر دایع لالہ و گل عارض چین پر خال

اُس باغ میں ایک بارہ دری کہ جسکے ستون یا قوت نگار تھے فرش معقول اُس میں بچھا تھا آئینہ  
 لگے تھے گھڑیاں کو نوں پر قرینے سے جڑی تھیں مسند مغرق بھی تھی کہ ابیاست

مزین فرش رنگین اُس مکان میں  
 بشکل آئینہ ہر شے مقابل  
 کہوں کیا کیا نظر سے جو کہ گذرا

کہیں ایسا نہ دیکھا تھا جہان میں  
 کہیں الماس کے مینا و ساغر  
 عجب اسوقت کچھ عالم تھا اسکا

لگا ہوں کو ہوا اک لطیف حال  
 طلسمی سیکڑوں سامان برابر  
 بٹھایا اسکو لا کر اُس پر بیٹھنے

سکھائے اُسکو الفت کو قرینے مژغہ ضک جب عمر و بچھا ملک نے کہا کہ کچھ اپیل کر دو عمر و نے بجانے لگا اسوقت کہیت



باہی اور اٹھ دھائی تین باہی دیکھے کو دوار آئیں باہی چلین پوچھت سن مری ۔ گردھری باہن  
ناوھری باہی دھیر باہن اپنا سبھا رسے باہی باہن کی چھاتی پروادان باہی بھڑکی باہی ہنس  
بولین باہی لاگین کھے نو دین باہی بھین نہال بھولین سدھ گھر کی باہی باہن باہی باہی کھین  
کسان باہی باہی کھین باہی کھون مری کما جا عمر کی شھر

اقوال آسمان کا تھا قول ۱۱ | ایسا نہ تھا بار بد بھی لا حول ۱۲ |  
ملکہ ماہ طلعت زار زار رنگ ابر بہار رولی ایسا کہ بھکی لک گئی اسوقت عمرو کی آواز کہانی اور  
نی بجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ امر شخص اب نیم سہل چھوڑنا کیا ضرور ہے اب کچھ اور بجاؤ عمرو  
نے کہا کہ امر ملکہ گستاخی معاف ہو تو میں کچھ عرض کروں ملکہ نے کہا کہ واسطہ سامری کا جلد بیان  
کر اسوقت عمرو نے اپنا حال اس طرح سنایا کہ لطم

آکھون کو جانا ہوں پیالہ شراب کا	مستون کو عین فرض ہے پیالہ شراب کا	میرا خمیر بادہ انگور سے بنا
گھٹی میں میری بڑ گیا قطرہ شراب کا	خمنانہ جہان میں وہ علام دہر میں	دیتا ہے محتسب مجھے فتوا شراب کا
دل لکڑے لکڑے کر دیا ساتی ڈھیر	دھلا کے بھگتوڑا جو شیشہ شراب کا	ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگانی

عمرو نے اس شراب کو لٹا پھیر کر شروع کیا اور اسی الٹ پھیر کرنے میں لٹری کی گلابی میں  
کھلانی کی جام میں جام کی شیشہ میں بیوی ملا دی اور ایک موتی کا بھبکا بھانک کے ایک تار میں  
بتیل کا پائون کے انگوٹھے میں باندھ کے سر اسکا منھ میں داب کے کھڑا ہوا گلاب شراب کی  
بغل میں دابی جام کو ہاتھ میں لیا اور لبوں سے نی کو بھاتا ہوا پائون کی تال دیتا منھ کے موتی اتار میں  
پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے بھر کر کے سامنے ملکہ کے گیا جب وہ اسکو ہاتھ پر سے  
اٹھانے لگی تو اسے اسے اٹھا لیا اور سر پر سر کا اور سر اس کے گردیا کہ سرداروں کو سر سے شراب  
پلائے ہیں ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عیش عیش کرنے لگی اور وہ ساغولیکری گئی پھر  
عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلا یا سب پر سیریشی سنہ اثر کیا تڑاق تڑاق چھینکیں مار کر ہوش  
ہو گئے عمرو نے ملکہ کی زبان میں سوزن دے کے سنون بارہ درمی سے باندھا اور اب اپنی  
اصلی صورت ہو کے اسکو ہیشا رکھا اور فرمایا کہ چشم خود را وا کن و حال خود را نماشا کن منم سرنگ ہنگان  
پالوس بلا دینی آدم ہونا ہے ملک الحرب والجم وندہ سبے درنگ صاحب قنورہ وزنگ



دروان را سرسنگ نامروان را پالنگ تلوگیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت ماب شیخ الاصحاب  
خواجہ مکرم و عظیم رایش تراشندہ کافران و سربرندہ جادوگران ہر سپہر عیاری و قطب فلک  
خجگزاری خواجہ عمرو بن امیہ صغری ای ملک باہ ظلمت جادو و تھمین چاہیے ہو کہ مطیع اسلام ہو  
اور چلکر معراج سحرشہم کی شراکت کر و در نہ میں نکو قتل کر کے جلا جادو نگاہین گویا نہیں ہوں غم  
ہوں ملک ماہ ظلمت نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص سچا ہر محبو لازم ہو کہ اسکی شریک ہو جادو  
پس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملک نے عمرو  
کی بہت خاطر کی اور چکو ویر ٹھہر کے مال و اسباب اپنا بار کروا کے ہمراہ عمرو بن امیہ صغری  
مع کینزان ندین کمر کے لشکر حرج نے اسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی  
ابا بیان افراسیاب نے جو دوسرا عمر بیچے تھے انھوں نے جب وہ  
زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب میں جا کر اتارا اور شاہد شب نے

نکب و شہنے کھولے اشعار	پھر مغرب کی جانب شاہ خاور	ہوئے خالی خیابان سے خانہ وہ
گئے ہر سو شکار کیسوں کا نام	مزا جون میں بھری تکلیف آرام	سر شام نسیم بھر کو دم دیاتاری

رائی کی ہوئے لگی پوجا شروع ہوئی بھینسین و سپے لگے گاوا بھیر دن تار سنگری  
چوکیان بھٹائی گئیں ناخوس گھنٹے گھڑ پال بچے لگے دلا در لڑنے مرنے پر کر کسے لے  
چار پہرات بھی غوغا اور ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین  
سر پر رکھ کے سر پر فلک پر جلوہ افروز ہوا کہ ایسا

کے شہ کی نوبت بجائی	ہو اگل رات گزری صبح آئی	سفیدی ہی لگی سینے زمین پر
موزن نے کہا اللہ اکبر	صیحدم ملک حرج تخت بھر پر سوار ہوئی	اور ملک بہار و مخمور

دطاؤس و نا فرمان و شکیں مو و زلزله و لرزات و غیرہ سواری ہا بھر پر سوار ہوا کہ جانب  
میدان جلین ملک بہار کے گرد و تخت کے اوپر بچا پس لگد پتہ بچولون کے رکے ہوئے  
دعائی جہڑا یہ قتارہ عالم سفاک جہان پہنچے ابر بھر سر پر سایہ الکن ماسے پر افشان چنی  
ہوئی ہاتھوں میں سفیدی لگی بندوٹوں پر مجلس حیران آراستہ اور ساحر باز و لبط  
اور قمر سے دنیں آئین و غیرہ پر سوار بیرہین مسیح ہاتھوں میں سے ترسول فیول



چمکاتے ابھر رہے ہوئے بادل گر گڑھاتے ساحر جو سامری کی بوستے  
 صرخ چرخ چشم کا تخت آگے آگے لاکھوں ساحر دن کی قطار پیچھے پیچھے سب تخت و سوار یانہ  
 اپنی اڑا کے ہوئے میدان کارزار میں آئے اس طرف سے چہرست بصد کردہ و فرخست  
 تخت پر سوار ساحر دن کے گئے بن جھولیاں بادل نگار اثر درون پر سوار دار و میدان  
 کارزار ہوئے ایک طرف سے مفتون مردار خوار جادو و دافسران شعلہ زبان  
 جادو و بار و ہزار ساحر دن کو کہ جو اُس کے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ سیلے میدان میں  
 آکر ٹھہرے سحر کی بجلیاں گرا کے جھڑی جھنڈی کو جادو دیا پھر ابر سے برس کر  
 چھڑکا دیا نقیبوں نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہاں ہیں جہنم دار و زشت  
 آتش پرست اور کہاں ہیں کافرو دہس کے ساحر بنگالی کو نسا ایسا جادو کر رہی  
 کہ جو اس منہ کو مین نکل کر کچ کر تب اپنا دکھائے اور نام اپنا کر جائے نقیب جب کنارے  
 ہوئے مفتون مردار خوار جادو اپنا اثر بڑھا کے چہرست سے اجازت لیکر میدان میں  
 آیا اور پکار کر کہا کہ اے صرخ پیچھے پیچھے کو میرے مقابلہ میں یہ سنا تھا کہ مخمور صرخ چشم لپٹا  
 خاوس اڑا کر صرخ سے اجازت لیکر مقابل میں آئے گی مخمور صرخ چشم نے ایک بیابا  
 اپنے بالوں میں سے نکالی اسے کھول کے پانچ چار لال اکھن سے نکالے اور ان لالوں  
 کو اپنی انگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اُس نے کہا کہ جادو مفتون مردار خوار کا بھی کھاو وہ  
 لال اڑ کر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بٹھین مفتون مردار خوار دافسر  
 جادو نے چھڑپھڑپھڑ دنگ ہی کہ ایک پھلا پھری ہے ہوئے پیدا ہوا اور اُس نے ان لالوں  
 کو بیکر کر فوج کر ڈالا اور مفتون مردار خوار نے آکر اپنا بڑھا یا اور ایک کند سحر کی مخمور  
 صرخ چشم پر لگائی مخمور کی گردن اکھن پھنسی اس نے اسکو پھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ  
 مخمور سحر کرنا بھول گئی اُس نے اسکو قید کیا کی مرہر بلکہ بہار نے صرخ سے اجازت لی اور میدان  
 میں آئی اور سحر پڑھ کر پکاری کہ اے بہار بایں اتنا کہتے ہی بہار با پھول میدان میں کھل گئے  
 اے سیکڑوں جن دہلا لان چہر دار نہر نظر آنے لگے حوض بلب آبشار میں جاری  
 طائران خوش رنگ و خوش الحان مرغ و کھجی اور نغمہ سرا کی کرنے لگے اور ان اشعار کو گاتے تھے کہ ایسا



چمن آتش گل سے دہکا ہوا	ہوا کے سبب باغ مسکا ہوا	درختوں نے برگوں کو کھٹے ورق
کرین طویان بوستان کا سبق	کھڑے شاخ شبنم کے ہر جانب شان	مدن بان کی اور ہی آن بان
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن	کسین نرس و گل کسین یا سمن	کسین ارغوان اور کسین لالہ زار
جد اپنے موسم میں سب کی بہار	پری آب جو ہر طرف کو سے	کرین سرد پر نریاں تہچے
چمن کی کسین اور کسین مونس	کسین راسے بل اور کسین گرا	ملکہ بہار مشوقہ طر حدار اس

باغ میں ایک چو ترہ بلور پر چھری جو اہر کی جگہ جڑی بھی مانع میں سے پائے گئے کلاہیوں پر  
 و اسے سلوین جڑھوں میں پڑی ہوئی بھدا انداز کھڑی ہوئی اس باغ سحر کی ہوا  
 تو مفتون اور ساحر دن کو لگی دیوانہ وار تھرا شعر عاشقانہ عشق بہار میں پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل میں تمنا داغ جسکریں	شہنوں لب پر یاس نظریں	آہ و فغان بھی جسکے لب پر
رور ہے تھے وہ سب ملکر	روسے حسین یہ خراش ناخن	داغوں سے خون قامت گلہن
آبلہ دل کا جب کوئی بھوٹا	نوارہ لوہو کا جھوٹا	جب قریب باغ ملکہ بہار

یہ سب ہونے تو وہاں سے چند کیزین آئین ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائیں اور انھوں  
 نے قصد ان سب سودا زوگان زہت بہار کی کھولی اور خون اس طشت میں لیا اور  
 کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سب کے سب ادھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے  
 جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اسکی سپاہ نے  
 کچھ کچھ خاک جمشید اپنے اپنے تنوں میں لٹائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبو سے گلہاے سحر ہمارے  
 دماغ میں نہ جائے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہ ہوئے تھے پس انھوں نے ناسخ اور ترنخ و  
 ترمول و منپول مارنا شروع کیے اور نہرا روں ساحر دن کو دم بھر میں مار کر گرا دیا اسوقت ملکہ  
 حیرت نے مفتون مرد و ارخوار جاؤ کو ایک نارنج عکرا کر مار ڈالا اور اسکے ہمراہیوں  
 کو بھی واصل دارالہوار کیا افسران شغلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے  
 ساتھ رہنا بیکار ہی کیونکہ اسنے میرے بھائی مفتون مرد و ارخوار جادو کو مار ڈالا پس اسوقت  
 اپنے ساحر دن کو ساتھ لیکر لشکر صرخ میں چلا گیا اسکے آنے سے قبل اور بوق نے بڑی خوشی ملی  
 اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کسید ہو کر طبل باز گشت بجا کر پھری اور اپنے لشکر میں آئی



اس عرصے میں مہار قدرت جادو و ملک مہر ج کے پاس آیا اور دنگل پر بیٹھا اور کئی روز تک  
 سکونت پذیر رہا آخر ایک دن مہار قدرت نے ملک مہر ج سے پوچھا کہ آپ سے مرکز  
 جدال و قتال افراسیاب جادو و سلیبے زبردست سے درپیش ہو کر تائب ہو کر اگر خدا نخواست  
 کچھ بچ بچا جائے اور نکل جائے گا اور مثال دینے کا موقع نہونو کوئی جالسی یہاں نہیں مل سکتی  
 جہاں دس بیس روز بدلتی تمام رہیں اور رنج افراسیاب جادو و اور حیرت جادو کی جو  
 بھاگے تو گنبد لوزین چھپے پس تم سب کو بھی کوئی جالچا ہے اس وقت مہار قدرت نے ایک  
 قلعہ فلک فرسا فولاد کا بنو رکھ نہایت مستحکم بنایا اور فیل بند دروازے پر بارہ ہزار سہیلے  
 سوا سوا بالشت کے روئین تن سحر کے بنا کے کھڑے کر دیے اور ایک طاووس زمرہ کا اس قلعہ  
 کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ و راست بٹھلائے اور اسی صورت  
 جو کہ وہاں دروازے کے کسی پر بارہ ہزار جن بچے ہاتھ شیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور  
 اہیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزا و اندر کا اکھاڑا جمع طبلے ساز نگیان طہور سے کرتال کی  
 جوڑیاں کسی پر بارہ ہزار دیو بچے دار شمشاد آسا سنگ ارہ لپشت سنگ وغیرہ بے کسی پر  
 بارہ ہزار فقط سر جادو گردن کے متھوین ملبیون کی تلوار بن بے کسی پر بارہ ہزار دیو  
 جو اپنے ہاتھوں میں گولے فولاد کے بیضے عقاب کے بے کسی پر بارہ ہزار لوزیوان  
 عجیب الخلق سر جیوانوں کے دھڑا انسانوں کے یا سر ہاتھی کے یا کچھ بندر لنگور گھڑیاں  
 سوس عقاب کے اور جیم ہاتھ پائون آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوئے  
 کسی پر بارہ ہزار اژدہا قلاب آتش نشان چھوڑنے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک  
 ابراہمن ہزار باجلیان رنگ برنگ کی کرکٹی اور گتتی ہوئین بارہوین دروازے پر بارہ  
 ہزار لال لکیرن آگ کے خیلوان کی کھنچی ہوئین اور طرح سے فیل بند دروازے پر چہرہ بہت  
 دو شیر سونے کے بٹھا دیے کھئے اسی طرح گیارہوین دروازے پر بھی چپ و راست کہیں  
 دو گھڑیاں بجانے والے کہیں دو درو بخارنے والے کہیں دو ناقوس بھونکنے والے  
 کہیں دو گھنٹے بے ہوشے دو بھانجین بجانے کہیں دو تپے بھکاریون میں رنگ بھرے  
 کہیں دو پہلوان کشتی لڑنے کہیں دو بڑھیاں چرخہ آگے رکھے کاتین کہیں دو نازین



حسین از پاتا فرق در پاسہ جو اہرین غرق دود و دھوئے زعفرانی رنگ کے بے ہوئے کر سیون  
 برنجی ہوئیں کہیں دودھ و پودار چھاسے رو پچھے سنہرے ہاتھون میں سے ہرے راس و چپ  
 کھڑے ہیں کہیں دوسوار باتیخ و بیان گھوڑوں پر سوار خوشنوار ہوا سے بے شمار موجود ہیں  
 غرض ہمارے قدرت نے یہ طلسم بنا کے ملک و نواح ہر حتم سے کہا کہ جب کوئی بڑی شکل اور لڑائی  
 پڑے اور ملک و کہیں بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سرداروں اور اچھی فوج کو  
 لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارود و اذون میں سے اس قلعہ میں جانا  
 افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اسکی فوج سر ٹپک کر مر جائیں گے  
 جب بھی اس قلعہ میں نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آسکیں گے اور وہ لڑنے کا ارادہ کریں گے  
 تو یہ سب پتلے لڑیں گے اور اسکی فوج و سپاہ کے بڑے بڑے جادوگر اس کے ہاتھ سے مارے  
 جائیں گے اور انہیں لاکھ لاکھ کر کے وہ حربہ کریں اور ہزار جادو سے چاہیں کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھائیں  
 لیکن ان میں سے کوئی نہ مرے گا نہ شے گا یہ کھڑے ہوں گے اور باب نشاط کے بلو کے میدان غلہ  
 شادمانی اور ہنگامہ مبارکبادی بند ہوا اور ملک حیرت جادو و باغبان اور صورت نگار  
 اور گچہ پین وغیرہ کے چھانے کے لیے گنبد اور سے لشکر اپنے لشکر کی تیاری میں مصروف  
 ہوئی ملکر ان بارگاہ سلطانی میں یا پھر زار پانچ سو کہیں سرداران فیض بھور شہنشاہ غرض اقتدار  
 کرہوں و دنگوں پر بادب بیکے نواح و کچے رہے ہیں اور امیر باوقیر تصور میں شاہ عیاران عمرو  
 ان امیر عمری نامدار کے مقوم و خاموش ہیں اور ابوالفتح صفحانی اور امیر اور سیارہ بالادوی  
 اور خجہ گیری کے لیے گنڈاؤتیش کوہ کی طرف پھر رہے ہیں اور لقمان بختیارک اور عنصر کوہی  
 وغیرہ بیٹے نایک و کچے رہے ہیں ناگاہ طلسم ہوش ربا کی طرف سے ایک برسپاہ اٹھا اور برقیں  
 رنگ رنگ کی گوند نے کہیں سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نو جوان تخت پر سوار ایک لاکھ  
 سوار ساحر کی جمیعت سے آیا اور فوج کو اپنی آسنے لشکر میں آکر وایا آپ لقمانی ملازمت  
 کو آیا نزدیکی خلعت یا بالفا سے کہا کہ اے قدرت کیونکر آسنے کا اتفاق ہوا اس نے کہا  
 کہ اے سردار وند مجھے افراسیاب جادو و نے خدا پرستوں کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے  
 کہ تم سب اہل خداوند لقا کے لشکر امیر کوتاہ اور برباد کر کے جلد بھڑکاو بختیارک نے



کما کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ بایتن تو شین اور معلوم ہوا کہ انگلن نے تو اپنے بہت سے ہاتھ مانوں  
 یہاں آکر مارے اور کچھ کر ہمارے باغ بہشت میں سدھارے اب تختاری باری آئی ہم بھی  
 دو چار دن کے مہمان آئے اس میں شعیب نے اپنے دکھا کے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو  
 چلے جاؤ گے اس ساحر نے کہا بلکہ مجھے مر وارید جادو کہتے ہیں یہ کہلر وہ دوا کیر ذرتک  
 آرام پڑیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید بے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے  
 زیور ستاروں کے موتیں کا زینب جسم کیا کہ نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ  
لگا ہوں کو نظر آئے تھے دھنک  
سرسام حکم مروارید ناف جام بل جگ پر چوب پری نامیان  
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی  
خیمبریں و تو میاں خیمبریں خدمت و الامین بادشاہ شکر اسلام کی آئے اور بھرا گاہ سے بھرا  
کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

<p>             روشن دلون کو گرو منو مسجد دور تر آ              یہ عدل ہر تر اک قوی کو ضعیف پر              کج شک کے چلے نہ وہ تیر آشیان ملک              کیا تاب ہر عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور         </p>	<p>             رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب              کرنے سے اب تعدی گزرتا ہر عتاب              پر گیری مین لگا سیے جسکے پر عتاب              سنگ نقیب قہر کو ترے گہر عتاب         </p>
--	--

آج طبل جنگ پر چوب پری لشکر لقائن غل مجاہد امیر نے بھی حکم دیا کہ گدرو ہمارے لشکر میں  
بھی طبل جنگ نہ بنے پھر تو ایسا ہے

بکا دو لون طرٹ سے طلحہ جنگی ہو کی پھر جان کو قالب میں تنگی | اگین تیار بیان ہونے پر بار  
لگے ہتھیار سمجھنے سب دلاور | تلواریں چرخ پر چڑھا کی جاتی تھیں کہ عقل سرِ چرخ کی طرح میں آگئی  
تھی زبان ستان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کایچہ چھید نیلے زبان نیرستی تھی کہ ہم جنم کو غو بال کرینگے  
گلشن شجاعت میں ہوا قمر کی چل رہی تھی بہادر بھلنے پھو نے کی آرزو رکھنے تھے یہی  
تمنا تھی کہ گھما سے زخم محلِ حمیم پر کھائیں خون کی نہریں بہائیں دو پہ رات گئے نصیبوں نے  
آنکھ کھرا دی شجر جو ان جوان بخت ہتھیار ہو، سلاخوں سے اپنے خبردار ہو بی  
بہادرون نے آنکھ کھرا دی دوست و عزیز عزیز سے باہم خلیگ موتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ایسا



بیامروز نشین با من دوست | کہ فروا من کجا باستم کجا تو | اندام باز کے گرد ملاقات  
 زمانے من ترا سینم مرا تو | غرض چار پہر رات یہی سنگا مٹے پار با جب وہ زمانہ آیا فتح تیر  
 آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دیہر نے نکالا اور سپر شب کو پشت پر چاکل کیا کہ نظم  
 سارہ یہ سحر کی ہو شاق | پھر امتاب کی شبنم پہ پانی | گل خورشید پھر شاخ سے  
 ہوا پیدا رنگ گل شجر سے | صبح دم امیر کشور گیرت سرواران بالو قیر کے در دولت آسمان  
 ظل اللہ مالک اورنگ سیما فی سلطان سر بر گردن میر پر آئے اور جلو خانہ میں منتظر آمد  
 بادشاہ ٹھہرے کہ یکا یک بادشاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کسار دہن نے  
 بڑھ کر تخت بدلوایا امیر نے چرا کیا بہر اہم و جمہور و فرامرز و غیرہ سب کجا بجا سلام لیتے ہوئے قلب  
 شکوہ میں تکت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگا ہر وہا نہ ہوئے ڈنکون پر چوب پڑی بسا دل  
 چو بدار خدمت گار آگے بڑھتے خاص پر وار خاصیلان کا ندھے پر رکھے سیاہی ساز سنیکڑا گردن  
 سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کر ڈھڑکے آہیا | رسیدند این چند لشکر بیدان  
 ہمدردم بربیان ہمہ کینہ خواہان | بسرہ یکے را غورے کہ ہرگز | ندیدند در خواب و نہ کان  
 یکے گفت در جنگ افرسیاب | یکے گفت اسفند یارم بمیلان | آنے سے دونوں لشکروں کے  
 کرہ ہوا کرہ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ پہر ہر کہ رہا غرض  
 بیلچہ کارون نے پست و بلند زین کو ہوار کیا سقون نے آتشاری کر کے گرد و غبار بھایا  
 دونوں جانب کی صفین آراستہ ہوئیں مروارید جادو واسپے ساحر دہن کو لیے ہوئے بڑے  
 کر دہرے میدان میں آیا نقیبوں نے لنگر نقابت کی گر لیتوں نے کڑا کما نقیبوں نے  
 مذمت دینا زبان پر جاری کی

امیر مقیمان تہ سفت سپہ غدار آہ فاختہ را یا اولی الالبصار پڑھو اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا رات دن جلیں رہا کرتی تھیں سردار تھیں بارون تھا نہ خزان کو کسی موسم میں	تابیہ کی حسرت فرزند وزن و شہر و دیار ہو خرابے میں اگر قصر فرید و نکلے گذار جلوہ فرما تھا وہاں خسرو با عز و وقار عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار کبھی گل میندی کا عالم بھی لاسے کی بہار
--	---



<p>واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ جن پہ پڑتا تھا پر نیرادون کو جھوٹا گل گھوٹے سققت میں ہیں لاکھوں ابا بیلوٹے قصر کو چاہئے دو باشندہ نکو واسطے دیکھو چیلین منڈ لاتی ہیں اڑتے ہیں بگولی بہت سینہ لبریز مینا و ملبہ مہر سکوت نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے</p>	<p>واہ ری تیری تنگ فی باہن عرو وقار آج کل وہ لب جو چنڈ کے ہیں آسنہ وار سکھن فاختہ ہر تھر کا ہر نقش و نگار تکیہ گور و گوزن اٹھ ہی ہر اک کا فرار ہیں خیابان میں پر زراغ ذرخن کے کنار نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار گنج تاریک ہی اور عالم نہائی ہے</p>
<p>ای برادران دنیا میں زندگی چارون کی ہو کیس قدر دان برسر نظارہ ہو یہ گوہر یہ سیدان ہر دیکھیں لرعدو کو لکار کر اور ڈانٹ کر کون مانتا ہے یہ کھکھریا تو کتار سے ہوسے اور مروارید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان میں آکر سلخوری دکھا کر لکھا کہ اے فرخندہ چستان و زبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آگے میرے مقابلے میں یہ نہیں نہ صرف لشکر اسلام سے نہ تنگ بچہ دریائی سردار غلشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام میں آکر دست بستہ اجازت خواہ ہو حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ اے بہادر یہ ایسا حزر پرست و کوشش</p>	<p>ای برادران دنیا میں زندگی چارون کی ہو کیس قدر دان برسر نظارہ ہو یہ گوہر یہ سیدان ہر دیکھیں لرعدو کو لکار کر اور ڈانٹ کر کون مانتا ہے یہ کھکھریا تو کتار سے ہوسے اور مروارید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان میں آکر سلخوری دکھا کر لکھا کہ اے فرخندہ چستان و زبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آگے میرے مقابلے میں یہ نہیں نہ صرف لشکر اسلام سے نہ تنگ بچہ دریائی سردار غلشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام میں آکر دست بستہ اجازت خواہ ہو حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ اے بہادر یہ ایسا حزر پرست و کوشش</p>
<p>انسان جو ٹکڑے پس پیل دمان سے نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صفت سے نکلا ہے اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ بڑ گیا حضور مجھ کو رخصت دیجیے اور غلام کے حق میں دعا سے خیر نہ ملے جب آسنے کہاں اصرار کیا اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بھلا سے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ میں چلامرکب اسکا طرار سے کھرتا ہوا روانہ ہوا کہ اسیات</p>	<p>انسان جو ٹکڑے پس پیل دمان سے نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صفت سے نکلا ہے اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ بڑ گیا حضور مجھ کو رخصت دیجیے اور غلام کے حق میں دعا سے خیر نہ ملے جب آسنے کہاں اصرار کیا اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بھلا سے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ میں چلامرکب اسکا طرار سے کھرتا ہوا روانہ ہوا کہ اسیات</p>
<p>اسکے تون کا جو پر چھا خامہ سے وصف جمال حسن لطافت شفقگی سے جکے کانون کا بیلان دن خراج آنکھوں کو جسکی چشم خوبان جہان خوش کہ ایسا کہ جون پوسند ہوا بر دین حال</p>	<p>پڑھ کے یہ مطلع کہا معذرت ہوں اے مہربان بلغ میں سوسن نہیں کر سکتی با چندین زبان بانج دیون یال و دم کو زلفت جھرموشان جلاسے زین ہو یہ گریبان کھل سکے در میان</p>



اتش ہمیں دشت پر ہوا سلی جست و خیز کا  
 ہر گھمراہ شاہ پر یون عرق و سسے ہر بہار  
 جو چھلاوے میں یہ اس گلگون کی دم دار کا موت  
 جب قدم رکھا ہر وہ محبوب تب ہر گام پر  
 تک اچٹ جانے عنان اسکی تو قاش زین سے  
 کر صفت اعدا یہ سیدھا ہو تو جو تیر قضا  
 پر غلطی یہ کوئی اسکو دبا دے جس جگہ  
 ہر اگر یہ شرق میں اور سامنے ہو اسکے غیب  
 یہ پہنچے پائے صدائے بان نہ منھ سے لب لک

دین غوالان حرم تک تل مبدی اسکے  
 لالہ زار اوپر ہوشیہم جس طرح گوہر نشان  
 جون یون پہننے سے لہرانا ہر سر و بوتان  
 حد تنے کرتے ہیں خرام ناز آنا و لہران  
 اس طرح آڑ جیسے جون چہری رنگ غل نشان  
 دایہ اسکو تو پہنچے پیش از آواز بان  
 صفیر و سے زمین کا اس قدر عرصہ کسان  
 تنگ اگر راکب سکے اسوقت اتنا بھی کہان  
 ہر گام یہ باد پیا یان سے دان اور وان یان

عوض نمٹک بچہ دریائی مروارید جاو و سے اگر ستمگار ہوا اور بعد سوال و جواب مروارید  
 جاو و سے سحر نو نہ کیا اسیلے کہ امیر مالک ام عظم ہیں اس سے بہتر یہ ہو کہ اس سے ہتھیاروں  
 زمین نا چاری کو چھتر کرین گے غرض اسے نیزہ انکل کر کے سیٹہ بکینہ تنگ بچہ دریائی بہ  
 مارا نمٹک بچہ نے نیزہ کو سنان پر گاتھا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن ہتھوڑیں طعن میں  
 نمٹک بچہ نے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت گھوڑوں کے گشت سے ایک ہی خانگی  
 بنکر تیار ہوا دل گردین یہ دونوں بہادر چھپے ہوئے تھے سناہن بنائیں ستارہ عری کی  
 طرح چلتی تھیں غرض کہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے گل گیا وہ کئی نیزہ آب خجالت میں طوق  
 ہوا اور کھادی خدا پرست نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری و جمشید کے بہتار کا تو سننے  
 نکال دیا اب میں تجھ کو کب جانے دوں گا اور یہ کہ اگر اس ساحر نا بکار نے باؤ از پیر کیا کہ ام  
 یقیناً طعنے جاو و یہ تیر کام ہرین ایسے ذلیل و حقیر ولا غرض مقابلہ اور مجاہدہ تنگ جانہ ہون  
 تو اگر اسکو پکڑا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک تیلہ تھیر کا پشت پر سے مروارید جاو و کے پیدا  
 ہوا اور اسے آتے ہی نمٹک بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نمٹک بچہ دریائی بھی مرکب سے  
 دوڑیا اور لگی کشتی ہوئے نہ بن راطفر نہ اور راطفر نہ بن راطفر نہ بدین مشیت بہ مشیت آخر تیج  
 توڑ چوڑ بند و غیرہ کر کے کچھ عرصے میں اس تیلے نے نمٹک بچہ دریائی کو اٹھا کر دے مارا اور



مشکین باندھ کر لے گیا اب امیر وغیرہ سب نے جانا کہ کوئی انسان تھا جو منہنگ بچہ دریائی  
کو باندھ لے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دور کھڑے تھے وہ کیا جانیں کہ تیلہ تھوڑا جواب مروارید  
نے پھر لدا کر کر نیب دی کہ اور کسی کو بھیجو مقابلی کو ابھی ابرہہ سے دیو چنگال ایک بڑے  
حرام زادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منہ پر چڑھا لے بادشاہ سے اجازت  
لیکر مقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی ٹرائی کا تھا اسی طرح سے اس ساحر علی اللہ  
نے مقناطیس جادو تھوڑے تیلے کو پکار کر کہا کہ خدایہ رست کو پکڑ بجاوہ تیلہ پشت مروارید  
سے پیدا ہوا اور ابرہہ سے دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منہ پر سے اندھیری چھائی  
اور اس گھوڑے کا یہ خواہش تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھ کر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا  
جیسے ہی اس تیلے کو دیکھا فوراً ہی گردن اس کی پکڑ لی وہ تیلہ اس گھوڑے سے کشتی رٹنے لگا  
ابرہہ سے دیو چنگال نے جو تیلے سے فرصت پائی تو دوڑ کر مروارید جادو سے لپٹ گیا  
اور جب تک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہہ نے درمیان چپکے اس کے گھوڑے کے مارے کہ تمام  
گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اڑ گیا اور چنچ مار کر زمین پر گر ابرہہ نے دیو چنگال  
کو چپکے مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اڑ گئی اور سب بیٹھ لو لہان ہوئی اور اس نے  
چاہا کہ ابرہہ سے دیو چنگال کو مار ڈالوں پس سحر کیا کہ ابرہہ کے ہاتھ اور پاؤں سست  
ہوئے اتنی دیر میں گھوڑا ابرہہ سے دیو چنگال کا جو اس تھوڑے تیلے کی گردن پکڑے تھا  
اور وہ تیلہ جادو کا تھا گھڑی بھر کامل ٹرا آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے سے نہ جھٹ کر کے مروارید  
کا گلا پکڑا تب وہ تیلہ پھر نمودار ہوا اور ابرہہ کو پکڑ کر حلد زے بھاگا بختیارک نے دیکھا  
کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اس نطفہ مرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے  
تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دینا ہی چاہو طرے سے جادو گردوڑ پڑے  
صدف جادو اس مروارید جادو کا نائب ہی اس حرام زادے نے گھبراہٹ میں جادو  
تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولا دکا ہارا کہ گھوڑا مر گیا بعد ازاں سب مروارید جادو کو اس  
گھوڑے مردے کے منہ سے پھیرا یا اور انقاسے طبل آسائش بجوایا دونوں فوجیں پھیر کر  
اپنے اپنے بسترون پر آئیں بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلطانی



میں آکر داخل ہو جاؤ و گر مروارید کو بالی میں ڈال کے لقا کے پاس لائے تھا سینے اور  
 بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن میں گھوڑے کے دانت پیوست ہو گئے ہیں  
 خون بند نہیں ہوتا ہوا مروارید کو غش غش چلا آتا ہوا بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے  
 کہتے ہیں کہ جالوزنگ حرم کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہیں صدق جادو نے عرض کی کہ  
 خداوند اگرچہ قدرت نہائی فرمائی تو پھر کیا کہنا ہو ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو ظلم  
 میں ایک ہفتہ کے بعد پر لجاوے اور شفا خانہ سامری و حبشید میں اسے ڈال دے  
 پھر گھڑی بھر میں اسکے گلے کا زخم اچھا ہو جاوے گا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت  
 نہائی کیا تم دیکھو گے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مار کر پھر جلاوے لیکن وہ مرگ اور بے  
 کام ملک ہو جو وہ چاہے سو کرے کوئی اسپر حاکم نہیں جو کہے کہ خواہ خواہ یہ بات کرو تم  
 مروارید جادو کو شفا خانہ سامری و حبشید میں لجاؤ جان ہو تو جہان ہو جب صحت ان کو  
 ہو جائے تو لانا صدق جادو نے کہا بہت خوب یہ کہ کے صدق جادو نے لقا سے  
 رخصت لی اور مروارید کو واسطہ صحت کے شفا خانہ سامری و حبشید میں لے گیا اور بعد قطع منزل  
 و طر آمل پائی کر کے داخل شفا خانہ مذکور ہوا نو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی  
 بنی ہوئی اور اندر اس احاطہ کے ایک گلشن پر بہار سراپا لالہ زار ہو چکی ہوا شفا بخش  
 آزار ببار ہو درخت وہاں کے امرت پھل کے ٹھلٹھلے ہیں حودہ و لون کو زندہ فرماتے  
 ہیں بھی سے حاصل فرمے سر اسر مرہون کو بھی سبب وہاں کا دافع آسیب و درد انار  
 منطفی فرماتے حدت نارتپ و سرخی خوش رخسار زر و گل احرار تپ احرار کو مفید سرو سے  
 کوڑہ شتی بید گل سوسن وہ زبان گوشت کو اچھا کرے نہ کہس نہ میناؤں کو بھارت دے  
 سنبل سے پریشانی دل کی و درگل و غنچہ سے طبع گلین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی  
 شفقان کھوئے گل داؤدی صد برگ سبک و ن کا برقان کھوئے لالہ دل گلین کا دافع  
 کھوئے رنج سے حاصل فراغ ہوئے نہروں کے پانی میں خاصیت آجیو ان گل سرخ  
 صفر ایمون کے مزاج میں سودا بڑھایا گاسنی کے کھوئے لون سے صفر اسود ایمون کا جائے  
 گھٹا رے بنم ٹٹے خون جہم میں بڑے بلبل وہاں کی نسیم باذن اللہ کے طوطی



خوش لہجہ کی گفتار سے مردہ عجب نہیں جو جی اُسکے باغبان وہاں کا کارسجائی کرے ہر روش  
مثل قلب نذرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلوں کو کہاں وہاں چہرہ کا

ہر ایک سیار بوستان سے یہ بیان زبان سوسن پر یہ داستان کہ نظم

ابھی ہول دل سب یہ ہونا ہر طرح  
گذر ہو گا جب سوسے باغ آپ کا  
غرض باغ کو ہو گئے جب تم سوار  
ہر اک گل ہنسے ایسی فرحت ہوئی  
جو قد آپ کا سایہ افکن ہوا  
گذر ہو گئے گا جس چمن کی طرف  
لب نہر جاؤ گے جو خوش صفات  
نگہ مست اک تاک پر پڑ گئی  
ہر اک سو پھر و گے جو گلشن میں دان

نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہر  
ختم ہو گا فوراً و باغ آپ کا  
وزان ہو گی اس وقت باد بہار  
ہر اک نخل میں پیدا ترہت ہوئی  
تو آزاد و ان سہر و گلشن ہوا  
تو دیکھنے غنچہ دہن کی طرف  
تو ہو جا میگا آب آب جیاست  
تو انگور وں سے میٹکے لگی  
دھڑک دل کی کم ہو چکی ناگمان

غرض صدف جادو مروارید جادو کرے ہوئے جب اور آگے بڑھا تو اس نے  
ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا درو دیوار  
اُس کے حکم گائے آزار مندوں کو تندرست بنا تے فرش اُسس میں بچھا ہوا شب  
آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

کردن قصر عالی کی تعریف کیا  
نظر جب پڑی اُسکی دیواروں پر  
جلائے جو موتی تو چونا ہوا  
وہاں چار درجے دکھائی دیے  
تھیں ان درجوں پر چین بھی پڑیں

کہ روزا سپہ ہوتا گردون غذا  
کتنی ایک خشت سیم ایک ہی خشت زر  
وہ چونا پھر الوز دونا ہوا  
کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے  
کہ ہر سیلی انکی زمرہ کی تھیں

ایک درجے میں تو پلنگ آہنی اور چوٹی نیچے تھے جو بید اور لواٹ سے بنے تھے  
اور اُتار بچھونا کیا تھا مریض اس طرح کے اس بچھونے پر لیٹے تھے کہ جن کے پاؤں ٹوٹ



گئے تھے یا بہت زخمی ہوئے تھے اور دل و جگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستحق اور مفلوج تھے  
 اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ میں نارنج و نرنج پیکان تیر اور بار فضل  
 وغیرہ سے زخمی ہوئے تھے اور وہ مریض پانگون پر لیٹے کراہ رہے تھے کوئی جہشید  
 کو پکارتا تھا اور کوئی سادی کی یاد کرتا تھا بعض بیماروں کے اعضا کی بندشیں  
 براہون نے کی تھی کہ وہ چپ لیٹے ہوئے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے بعض کے  
 عزیز واقارب پٹنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور انکی تیمارداری میں مصروف  
 تھے نیچے پٹنگ کے بھی فرش وری چاندنی کا بچھا تھا مکان مشیل آئینہ مصفا  
 تھا غرض ایک درجہ میں تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم میں الماریاں لگی تھیں اور  
 الماریوں پر شیشے اور بوتلیں و دوائوں کی رکھی تھیں اور جراح وغیرہ دوا  
 سازی میں مشغول تھے کچھ ادویہ کھل ہو رہی تھیں بعض نسخوں کے لیے حکیم  
 شفا کے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور انکو با احتیاط تمام بناتے تھے  
 کچھ دوائیں چینی کے مانند وں میں خون انسان ڈال کر کھجکوی تھیں بعض توں مرغان  
 طلسمی میں ترکی ہوئی تھیں کھربین سنگ سماق اور سنگ موسیٰ اور سنگ یشب  
 وغیرہ طرح طرح پتھروں کی رکھی تھیں اور ایک درجہ میں آلات جراحی وغیرہ کے  
 صندوق سپنے ہوئے تھے موسچے اور زبدر اور استرے اور بیشتر اور کار وین  
 وغیرہ میز وین پر رکھی ہوئی تھیں اور اس درجہ میں جو دروازے گئے تھے اس میں  
 شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میز وین کو ٹھل سبز دسج سے منڈھتا تھا اور وہاں  
 کھانا اور جراحون کا اجتماع تھا حکیموں میں کسی کا فراسست جادو اور کسی کا دانشمند  
 جادو اور کسی کا حکمت بخش جادو وغیرہ نام تھا اور چھ درجہ میں فرسش  
 نہایت عمدہ شفاف گسترہ تھا اور اس فرسش پر سوزنیاں کھجکی تھیں گارٹیکے لگے تھے  
 سامنے سوزنیاں کے خاصہ دان اور آگالہ دان رکھے تھے کہ جو سر اسریدری کے تھے  
 ایک جانب کو سر مددنی عقیق خوش رنگ کی رکھی تھی کسی جاا بریق پانی سے بھرے  
 ہوئے تھے اور وہ مقام خاص جو سر و اندر ایک شفا قوت میں حکیم حکمت مایہ جادو



کا ہر کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے آئے تھے  
 ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ میں بھی الماریاں لگی تھیں انہیں سب کتابیں حکمت کی تھیں ہوتی  
 برابر تھیں شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہر علاوہ برین کتاب  
 کی کیا احتیاج ہے یہ علم سب سے ہر اور اس کا قانون ہر نیا ہر خلاصہ یہ کہ حکمت ماب اسطو  
 وقت اور افلاطون زمانہ تمام وارید جادو کو بھی صدق جادو نے لاکر انکی خدمت  
 میں حاضر کیا انھوں نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اسکو دیکھ کر سہو کیا اور آپ نسخہ  
 اس کے فرحت مزاج کا لکھ دیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اس کے زخم کو دھو کر چڑھا دی اور ایک  
 پلنگ پر لٹا دیا اب یہ بیان علاج اپنا کر رہا ہر اور اب ساتویں روز مرورید جادو کو سیکر  
 صدق جادو و پھر آئیگا مگر اب حال عمر و کا سن ہے کہ یہ جو بالادوی کو گیا تو اس نے ایک  
 مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اس کے تقری گھانس اور گھانس  
 کی نوک پر گوہر شہجرا نغضب تھا وہ گھانس کو سون تک نظر آئی عمر و کے جی میں طمع  
 بدرجہ کمال ہر دل اسکا لہرایا اور منہ میں پانی بھر آیا بے ساختہ اسی پہاڑ کی طرف چلا اور مقدر  
 کہ عمر و دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اتنی ہی دور نظر آتا تھا عمر و نہایت حیران اور پریشان  
 دریا سے فکر میں غوطہ زن ہو کے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت  
 دوڑنے کی عطا کی ہے کہ کوئی پہر پھر میں ہزار فرسنگ جاتا ہوں میں نے بیابان  
 بیشہ جبل القمرو بیابان حبشہ سیارہ کو جہان سکندر بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیہر خواجہ خضر  
 اور ادیس علیہ السلام سکھے اور جسکے مشیر اسطو اور فلامون ایسے وزیر وہ بارہ لاط  
 سوار سے گنیا اور بارہ برس کے بعد وہ بارہ آدمیوں سے زندہ باقی رہ کے اس  
 بیابان کے اس طرف پہنچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنوں کو نوشیروان  
 اور فرامرز نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو میں نے تین دن میں ہندو سندھ و روم و شام  
 و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طر کر کے حمزہ کے  
 تمام سرداران کو جہان ستان خیر ہو نچائی اور یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ پہاڑ طلانی حکم میں دیکھتا  
 ہوں کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ منوگا اور سپہ دن چڑھے سے



اس وقت تک نہ معلوم کہ عین ہزار فرسنگ راہ چل کر گیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ مین و دوفرسنگ آیا لیکن  
یہ دولت لا انتاد و لازوال سونے کا پہاڑ پھر آتا ہی دور نظر آتا ہوتا تھا اسرار ہر یا نہیں  
معلوم کہ کیا ہی اسی قلعہ میں کھڑا اس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پر نہایت نوری  
صورت ریش و برودت سفید ایک ننگی مٹاروسے کی باندھے نعلین چوبین پائون مین پہنے  
آٹا بہ ماتھ مین سے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر بچار اسلام علیک ای شاہ عیاران  
عیار عمرو بن امیہ نامدار عمرو نے اس پر مرد کو مسلمان جانکر جواب علیک السلام دیکر  
کہا کہ ای درویش اس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہے اس پر نے کہا خواجہ سلامت  
ہر خید کہ طائی انسان کو مبتلا سے کرتی ہے کہ صرع بد و ز طمع و بدو ہوشمند آپ کیا کریں  
کہ نخاص اس چشمہ عین الطمع کے پانی پینے کا ہے آپ نے دھوکے سے پانی  
اسکا جو پیا ہے یہ سارا فطور طمع اور زردی وغیرہ کا اسی پانی کا ہے ای شاہ عیاران  
عیار یہ پہاڑ نہیں بیا بان گلرزا قلعہ ہے اور راستہ اسکا بہت دور ہے جہاندار جاو  
قلعہ کے مالک کے بغیر کسی کو نہیں ملتا اور کبھی کوئی شخص اس کے اندر بغیر اطلاع  
جہاندار جاو کے نہیں آسکتا ہر کس لیے کہ اس قلعہ میں کچھ سپہ سالار و قرضہ آمدنی  
ممالک محروسہ طلسم ہوش ربا اور بہت مکانات ہجرات کے رہند اور پرند جاو زون  
کے ہن جیتک مخمور سرخ چشمہ افراسیاب جاو کے پاس تھی کجیان اس قلعہ  
کے گنج کی قبضہ میں اس کے کچھن جہان سے مخمور سرخ چشمہ جاو و آپ کی اور ملکہ سرخ  
کی شریک ہو کے چلی گئی اب افراسیاب جاو وہ کجیان اپنے پاس رکھتا ہے باوصف  
اس کے کہ جہاندار شاہ جاو و مالک و مختار ہے لیکن یہ اختیار اسکو نہیں کہ ایک پیسہ بدون  
حکم افراسیاب کے آن خزانہ کو کھول نکال سکے یا کچھ صرف کرے حضور اگر بطور  
سیر فرمائیں تو میں قصور مند نا چیز ایک کمترین بندہ خدا سے عز و حل کہ غلام  
صحرائی میرا نام ہے ایک نقش اسما سے آئی دیتا ہوں اسے زبان سے کہہ سکتے  
رکھ کے دست راست کو تشریف لے جائیں یہاں سے و در میر کے تارک پر کنارے  
ایک غار کے ایک اثر و راتش نشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اس اثر و ر کے سامنے جائیں



اس توہید کو زبان سے نکال کے دکھلا دیے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہو گا بے خوف و  
خطر اُسکے اندر جائیے اور سیر کر کے چلے آئیے اور میں نے اس نقش کو زبان سے نکلنے  
اور اثر در کے سامنے جا کے دکھلانے کو بنیال اس مال اندیشی کے کہ خدا خواستہ آپ  
میرے کلام کو غلط سمجھیں اور یقین نہ لادیں اور اپنے دل میں یمنون اس شعر کے شعر

اگرچہ کس سے اہل خواہد مرد | تو مرد در زبان اثر در ما

ہیں دیش کوین اور ڈرین عرض کو دیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی  
نہیں ہر وہ دروازہ اثر در یہ مشورہ ہی آپ بون ہی اُسکے اندر چلے جائیے کچھ مقام  
خوف و بیم اور ضرر کا نہیں ہی مگر حضور تصور صاف صاف عرض کرتا ہوں قیصر کی بات  
ناراض نہو جیسے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شخص کے تصرف کا آپ ارادہ کریں گے  
تو مبتلا سے آفات صد گونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کتابہ اس پر مرد کا سمجھا  
کہ شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں سبھے لوگ دنیا کے ناحق طمع کتے ہیں  
خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بہت

زعذر تو یہ تو آن رست از عذاب خدا لے | اوسے کہ مژخوان از زبان مردم رست  
جس حالت تین کہ مخلوق نے خدا پر نہمت کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بطن مریم سے نہ سے  
خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ علیہ السلام والہ کو مقدمہ شرف القدر  
و ما جہ سے شب صحرا ج افترار کھ کا کیا اور کفار ان بے دین سے انکو ساحر کہا تو عجیب پارے  
پیادے پر جو کچھ افترار تمام اہل دنیا کر کے بدنام نہ کریں وہ تعجب نہیں ہر یا حضرت بن ایک کوڑی  
کسی سے نہیں مانگتا اسپر بھی نے مجھے لالچی اور طمع اور دھیں مشورہ کرتے ہیں آپ وہ نقش  
عنایت فرمائیے میں تعظیہ کر کے چلاؤنگا بارے غلام شہر انہیں سے وہ توہید عمرو نے  
لیکر زبان کے تلے دیا اور رخصت ہو کر اس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اثر و ہا قلاب  
تاشین منہ سے نکال رہا ہر عمرو نے اپنے دلو مضبوط کہ وہ نقش زبان سے نکال کے  
دکھا یا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ کھلا سم اللہ کہ اندر مستم زن ہوا دیکھا کہ ایک  
شہر کہ فضا بہت وسیع اور زر زرین اور حسن خمیں ہر خلقت انہو در انہو سکان



شہر گردہ چوڑے کا باز در بنا ہوا صرفہ ہزارہ گھلا ہوا عمارتیں گچ و پختہ بنی ہوئیں کسب میں کبیرین منکرین  
 مہ پارہ گنج میں چھٹے گڑھے ہوئے عمارتیں بلند بساط خانہ کی سجاوٹ کہیں نہ دیوں کی  
 لگاڑی میں حلوایوں کی دوکانیں شہر کی دکان کے سامنے زنجیر میں گھنٹے ٹنگے ہوئے کہیں بھیکرین  
 بھی ہوئیں **طالعہ ہوشیار** : قصر اس طالع آباد تھے : چرخ جنہر برج کرتا تھا نشان  
 نم ہون ابرو چہینان جہان : اس طرح کے طاق تھوڑا بدار : عمر و سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس  
 عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک اخلاک کی سیر کر کے دارالارست مغرب میں گیا اور عیار فتنے قلعہ دہر میں  
 داخل کیا شہر سیاہی چھا گئی ہر سو جہان میں ہر طرف تھی جہنم آسمان میں بدار **طالعہ ہوشیار** : ہر گھوڑے دیکھا کہ  
 کچھ شستی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا اور ایک اونچی دکان تھی اس پر چڑھ کے اس  
 روشنی کو دیکھنے لگا تو آگے آگے ہزار بارہ سو پچاس تھے سنہرے اور روپے جلتے ہوئے کچھ مشتری ڈیلی  
 ہوا کرتے تھے ہوتے اور بہت سی سائنڈیان اور دھول تھلی سوچو بدار مرنے نہیں دیتے آگے آگے کہ ابیات  
 یا : بوجہ انوڑ سے حساب : دو جانب سے بائیں نیلے آیت : ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و چشم  
 بڑے عہد دولت قدم بافت دم : بعد از ان ایک تخت طاووسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرہ کا  
 بنا تھا اور جا بجا الماس اور یاقوت اور پیکراج اور فیروزہ وغیرہ جواہریشیں مہا کی گلکاری بنی  
 ہوئی اس تخت پر ایک شاہ بیٹا ہر سس کاسن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک  
 تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے میں ایک ایک لعل و شجرانغ نصب کیا ہوا  
 گلے میں پوشاک شاہانہ گرنگی زرتار کی باند سے دو تاریل چوٹی دار آگے رکھے چتر مرصع سر پر  
 خود بخود گردش میں اور پشت پر دو پرینا و مروہ بال ہمارے گس پرانی کرتین اور گرد و پیش  
 بارہ ہزار سوار ساحر تحفے تحفے گھوڑوں پر سوار چلے آئے تھے اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے  
 اشرفیان اور جواہرات فیروز کو بانٹتا آتا ہر طرف سے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ اگرچہ  
 ساحر ہو لیکن بڑا سخی ہو لاؤ انھیں فیروز میں ملے اشرفیان اور جواہرات میں بھی لوٹوں بس  
 ایک بوڑھے محتاج کی شکل بن کے اشرفیان اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ  
 آتے آتے اب ان شاہی پر آگے پہونچا جہاں شاہ جادو تخت سے اتر کے اندر  
 محل کے گیارہویں ایک ساحر کی ایسی صورت سب کے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالی شان



ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہیں ہوا اور زمین طلائی ہو اور سانس نہ لے وہ قلعہ سوئے کہ جس کا پتہ غلام خجائی سنہ دیا تھا نظر آتا تو عمر و جلدی سے اس قلعہ کے دروازے پر گیم وہاں جلو خانے میں بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زمین پوش بچھائے بیٹھے تھے گھوڑے سب کے کھڑے تھے عمر و نے اپنے جی میں کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہیں ہو میں تو یہ سمجھا تھا کہ امین اس بادشاہ کا ناموس ہوگا تعجب کی بات ہو کہ جہاندار جادو وہاں سے کیوں پیادہ پایمان نکلا آیا اور راستے بڑے میدان کو سنے کر کے اس قلعہ میں گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اسکی سواری کے ساتھ تھے جلو خانے سے یہاں کیونکر آکر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی ہو یہ سوچ کے دوسرے دروازے پر جلو خانے کے گیا وہاں چوبدار اور مرد سپہ کچھ کمر بن کھول رہے تھے کچھ بیٹھے تھے عمر و وہاں پر ایک مونسری کا درخت تھا اسکی آڑ میں کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمت گار بوڑھا گھبراہٹا ہوا باہر نکلا چوبداروں نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہیں اس خدمت گار نے کہا کہ نہیں خاصہ اس طلب کیا ہو سو میں باورچی خانے میں جاتا ہوں یہ کہکر اسی درخت کے قریب کھانا عمر و کھڑا تھا کھوڑی دور پر ٹھیکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمر و نے بچستی تمام تر بیضہ بیوشی کا مار کر اسے بیوش کر دیا اور اسکو کسی غار میں ڈالکر آپ اسکی ایسی صورت بنا اور اسے کپڑے پہنے کڑی سر پر چکویا باندھی چکن باٹھکی ٹھنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ میں لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے تباکید کھانے کی تاکید کر کے آپ جلد قدم اٹھاتا ہوا بے خوف و خطر اس ڈیوڑھی کے اندر چلا گیا وہاں دیکھا کہ سامنے ایک بارہوری بلور کی بنی ہوئی ہے تیاری اس میں بہت معقول ہوا گے اس کے سامان زربفتی کھنچا ہوا ہوا اور فرشتے پر شکست اس کے نیچے بچھا ہوا اور وہی جہاندار جادو و سید سلطنت پر بیٹھا ہوا شہر اب پی رہا ہوا اور گرد و پیش تخت کے ساتھ ونگل جو اسہر گار لگے ہیں اور بڑے بڑے جادو گر اور ساحر بنان بیٹھے ہیں اور کچھ طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہیں عمر و وہاں چوبدار



خدمتگار کھڑے تھے وہاں کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ اے ہوشیار جادو  
خاصہ کے لیے تم تاکید کرتے ہو مگر دے جانے کا نام میرا ہوشیار جادو ہے جس  
آستہ جواب دیا کہ میں داروغہ سے کہ آیا ہوں خاصہ آتا ہے اس خدمتگار نے کہا کہ پھر سنئے  
حضور میں عرض کر دی ہوئی اور آج تو تمہاری نوکری ہو تم ساسنے حاضر ہو خاصہ کھلاو لین  
جب کہین جانا مگر دے کما صا جو تم مجھے نصیحت نہ کرو سب مجھے بھی معلوم ہے کہ آج میری  
باری ہے اور نوکری کا دن ہے بھلا میں یہاں سے کہاں جاؤں گا اور خاصہ کے لیے  
اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہے داروغہ صاحب سے آستہ ہون گے  
اس عرصہ میں شناسنا نواز دن کی آواز آسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب  
اور پیچھے پیچھے کمار خوان کے لیے ہوئے توڑ سے پوش پڑے ہوئے کس نے  
کے ہوئے لیے چلے آستہ میں گود پیش دس بارہ شعلیں دستیاب روشن کیے اور شنائی  
رہن چوکی بھتی چلی آئی اور مگر دے دوسرے چاہا کہ آفتاب اور سچھی کو اٹھا لون ایک  
فرار نے کہا کہ اے ہوشیار جادو تم درپنہ اور قدیمی ہو رسم و آئین سے واقف ہو آج یہ  
کیا خلعت دستور کرتے ہو آفتاب اور سچھی اٹھانے سے تمہیں کیا کام ہے ہاتھ منہ و محلوانا  
ہمارا کام ہے تم رومال لو پاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چوڑا دسترخوان  
بچھاؤ مگر دے کہ کیا مضائقہ تھا اگر میں ایک دن تمہارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات اور  
نقصیت میں بگاڑ جاتا ہمارا اور تمہارا مقدمہ واحد ہے یہ کہ مگر دے نے اہتمام کیا خاصہ قابو ان میں  
پیا لون میں طشتہ لون میں کلو اکلہ اسکے دیکھنے بھانسنے لگا اور بیوشی خوب سی ملا دی  
بب سب کھانے کو کلو اسکے بیوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا اور خدمتگار  
نے دسترخوان بچھا یا جب انداز جادو سے اپنے مصاحبوں اور رفیقوں و مقربین  
جہاں گروان کے ہاتھ دھو کر خاصہ پر آ بیٹھا داروغہ اور مگر دے نے وہ سب خاصہ  
چھنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف مگر دے بیٹھ کر گلس پرانی کر سنے  
لگے خواص و خدمتگار فراموش ہو کھڑے تھے اور جہاں کہیں مودب بیٹھے تھے  
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے مجرم کہے نئے مگر دے نے یہ اتفاق



و اہتمام کرنا شروع کیا کہ جو کھانا کھلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اس سے  
 چکھ لو داروغہ نے تو ایک دو دو نو اسے کھائے کھائے قابین باویٹشتریان پیا اسے کھین  
 جو شہر ہوئی کھائی ایسا کہ خود فراموشش ہو گیا بعد ازاں جہاندار سے اس کے  
 رفیقوں نے کھانا کس قدر کھایا عمر و نے وہ سب کھانا خواص و خدمتگار سہراش جو  
 وہاں کھڑے تھے سب کو دیا کہ لو کھا جاؤ سب ہوشیار جاو کی جگہ چکے اور بیٹ  
 اور خوشامد آپس میں کرتے ہوئے وہ کھانا بیکراپی اپنی جگہ پر آئے شاکر و شفیق بھی پیش  
 ہوئے اس عرصہ میں دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جاو و خاصہ کھاسکے ہاتھ دھوئے لگا  
 کہ اسکو چھینک آئی اور چارون سنا نے جت گراہان ہان کر کے وہ سب صاحب  
 زن و مرد اٹھے طمانچہ لگا ہوشی کا کہ جو جان تھا وہ وہیں لڑکھڑا کر گر پڑا اور ہوش ہو گیا  
 داروغہ خواص و خدمتگار فراموشش وغیرہ بھی گرے عمر و نے کہا کہ یارو فرشتے خداوند  
 نقاکے روہین قبیل کرتے ہیں سامری و جمشید کا نذر نازل ہوا ہے جلد بہان سے  
 ہٹ جاؤ جس میں کسی کو بھانین نہیں فرشتے جس کی قضا ہوئی اسی کی روح تبض  
 کرینگے اور تو سب بچ جائیگے یہ شکر جتنے کھڑے تھے سب ایٹ گئے اور ہوش ہوئے  
 عمر و نے جلد دروازہ بند کیا اور دن باڑہ بٹارہ قیدیوں کو زنجیل سے بکال کر کہا کہ ان سب کے  
 کپڑے زیور وغیرہ جلد تار لو اور جاو و گردن کو ذبح کرنا شروع کیا اور جال دیا ہی  
 مار کے وہ اسباب کی گٹھراں جو قیدی باندھ رہے تھے زنجیل میں رکھیں اور  
 جتنے ساحر تھے سب کو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھا کر مارا تو اچھٹ گیا  
 عمر و نے سمجھ کر کہ یہ روہین تن ہی اسکو زنجیل میں ڈال لوں مگر جہاندار کی آنکھ کھل گئی  
 جیسے چاہا اسنے کہ سو گردن عمر و نے گلیم اوڑھ لی اور وہاں سے بھاگا اور کئی قیر پر تاب  
 پر پہونچا جہاندار حیران ہو گئے دیکھنے لگا کہ کیا ماجرا ہوا شاید میں سوئے میں خواب  
 پریشان دیکھ رہا ہوں ناگاہ فرشتہ پر و پکا تو لاکشین جادو گردن کی پٹی میں اور  
 سب لوہین ڈوبی ہوئی ہیں جہاندار اور زیادہ حیران ہوا غصہ و جہاں سے جست  
 کر کے پھر دور گیا تو اسنے دیکھا کہ ایک دروازہ اشرفیات کا لگا ہوا اور ایک پشیا خہ کڑا ہے



اور بارود کر بیٹھے تھے پتے میں عمر و کو دیکھ کر وہ ساحر بولے کہ اے ہوشیار جاو و ادھی رات آئی ہوگی  
 ہوگی تم بیان اس وقت کہان آئے عمر و نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہوں لاؤ ایک دو دم حقہ  
 کے پی لون یہ کمار عمر و برابر ان دونوں کے جا کر حقہ پینے لگا اور ایک ذرا سی ہوشی  
 رکھ کے کہا بھائی ابھی کتاب کو تیرا تم سنا لگاوان دونوں نے لیکر دم جو کھینچا تو بیوش  
 ہو گئے مرنے دونوں کو چار پانی کے تیلے ڈالے کہ اس دروازے کو کھول کر اندر گیا  
 تو دیکھا کہ نہراون صندوق جو اس کے ہنظر سے قدم دروازے میں جیوت رکھا

تو اس میں اور بھی اک استہ تھا کو تر کا ہو بیست حہ طرح پر تو اس میں اس طرح کا لطف اٹھایا زور دھیرے میں آئے پاسے بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا کسین چاندی کی ٹٹین اٹھان کہ چنگی شرح نامکن زبان سے کہ یارب کس قدر دولت ہو جس جا	وہاں بیوی نیا تو کوٹھا اور دیکھا مدد میں طرح پر گو ہر تر اک الماس و جواہر لعل ہر جا ہر چوٹھا تھا مری آئے دکھائے بھرا کے بد دیکھے اور جہرے کہ ابلک آنکھ سے پسی نہ دھین غرض ہر چہ تھا ہر شے سے لبریز نہیں ہر آئی دیکھا مری یہ کی	کہ تر کھا مریون ہی سب وہ حجر منقش دوسرا حجرہ جو پایا برابر دھیرہن خرچہ آسا کہ اس میں خشت زر کا ڈھب پایا کہ چھت ہلک شرفون ہی بھرے تھے کسین یا قوت نیلم ہر طرح کے نظر پڑتی تھی اس کی حیرت آمیز سوا اس کے عجائب اور اکشہ
--	---	--

نظر آئے رہے ال جا پشہ بھر + عمر و نے جال الیاسی مار کر چار پانچ پانچ صندوق لٹول  
 میں رکھنا شروع کیے یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی اور غیار روز سننے خزانہ کو اکسب کو لوٹا اور  
 خشت زین ہر حجرہ مشرقی خزانہ دارو ہر نہ کالی کہ ایسا استہ + نگاہ اٹھی تو سامان سہر تھا

نظر آئے لگا آنکھوں کو جس لو جہین سننے صبح زری جوی دکھائے نگاہوں میں سننے لگتے جاتے	صبح ہوئی اور وہ خزانہ کم نہ ہوا یا وجود کہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر ابھی خزانہ نے کی نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جہاندار چارو و ہوشیار ہوا تو عمر و کے ڈھونڈنے کو نکلتے اور جہاندار شاہ نے کتاب سامعہ کی و ہمیشہ کی تو ہوا دم ہوا کہ عمر و اس طرح آیا اس نے یہ قیامت برپا کی ہو اور اب خزانہ انرا حسد بابت میں جا کر خزانہ کو لوٹ رہا چہاں دار نے جہاں ہو کے وہیں سے بھر جو کیا اور وہ ہر خزانہ میں پیار سے او عمر و کو تر کی طرح تڑپا اور
--	--



باہر آکر اجماند ارچا و وہاں سے اٹھ کر وڑا اور اسے آکر عمر کو بکڑ لیا اور اسے مقام برآیا اور  
 جلاوون کو بلا کر حکم دیا کہ اسکی گردن مار دو جلاوون نے ناف شہرین عمر کو لاکر ٹھایا اور چاہا کہ گردن  
 مارین کہ ناگاہ پنجہ پیدا ہوا اور عمر کو اٹھا کر لے گیا اب جو عمر و نے دیکھا تو کو کسب روشنی  
 کی بارگاہ میں بیجا ہون کو کسب نے کہا خواجہ سلامت اب بیابان گلر زمین جس وقت  
 تشریف لیکے تھے زمین نے دریغے لگا رکھے تھے کیلئے کہ وہ حکم بہت نازک ہے جب جہاند ارچا و  
 آپ کو گردن مارنے کو بھجایا تھا تو زمین نے آپ کو ان بچوں سے اٹھوا منگوا یا بعد ازاں کو کسب نے کہا  
 کہ افراسیاب نے مروارید کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفا خانہ سامری میں آیا تھا  
 اور اچھا ہو کر سات دن کے عرصہ میں اب بھر گیا ہے یقین ہے کہ لشکر اسلام کو مبتلا سے بھر کرے میں  
 مرزان وزیر کو بھجوا سکے کو بکڑوا بلواتا ہوں عمر و نے کہا آپ مجھی کو بھیج دیں کو کسب  
 نے کہا بہتر ہے کہ ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر میں عمر و کو پہونچا آئے پنجہ عمر و کو سکر  
 روانہ ہوا لیکن جب تک خواجہ کو پنجہ لے کر آئے اسوقت تک حال مروارید سنیے کہ یہ لطف  
 شیطان شفا خانہ سامری سے ایک ہفتے میں صحت پا کر خدمت لقائیں پھر آیا  
 اور ایک دور دراز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیامو کر شفا خانہ مغرب میں گیا اور  
 طیب شب نے بظلم کشان نسخہ سوداوی لکھا کہ ایسا ہے کہ ناگہ آفتاب نور افشان  
 ہوا جو پردہ مغرب میں نہان ہے عروس شام نے جلوہ دکھایا : زمانہ شام ہونے کا پھر آیا  
 سر شام مروارید ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم عمر و ارید لطفہ حرام  
 طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و نومیان خیبری خبر نواخت طبل جنگ سے کہ  
 خدمت والا درجہ شہنشاہ لشکر اسلام میں آئے اور بعد عجز و ادب یہ زبان بر لائے نظم

وہ سلطنت کا نمونہ جو ہر خدائی کا	کے ہر شوق سے تاغوب ہر صغیر و کبیر	نئی ہوا ہے یہ تیرے کرم سے ہر محتاج
کہ فرق کر نہیں سکتے ہم امیر و فقیر	بیان میں کروں تیری شجاعت اب جسکو	یہ کہتے ہیں صفت مروان میں کیا جوان
عجب نہیں ہے کہ جو غالب نہی کرے میخ	اگر دینے چاہتے تھے تیری شمع	اسوقت مروارید شفا خانہ

سامری سے جو آیا ہے اسنے طبل جنگ بجا یا ہے باقی غیرت ہے یہ خبر شہنشاہ نے امیر کی  
 طرف دیکھا امیر نے ابوالفتح سے حکم دیا کہ کدو چارے لشکر میں بھی بکھنسل ربانی



طبع جنگی نہی ابو الحسن نے نقار خانہ سلطانی میں جا کر جیل جنگی جوہر لگائی نظر  
 بجا نقارہ جنگی چسپاں اس جا | ہوا دنیا میں شمس رہا | پڑی جیل کی یقی لکڑی نے  
 ہوا پیدا دلون میں خوف سب کے غرض دربار سورسکبر غاصت ہوا بادشاہ داخل شہستان ہوسے  
 دریا سے شجاعت بہادران جوش میں آیا تلوار دن کی لہریں اُب تاپ کھانی تھیں سپرین گرداب  
 کی طرح نظر آتی تھیں آبِ تیغ نیزوان ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹے سب کا اہمارا اتحاد دلون میں شجاعت  
 کی موج اٹھتی تھی نامروی سے سب کے کنارہ کشی کی کٹی دل مر۔ نہ پڑو با ہوا تھا ہر بہادر شہناور  
 دریائے جرات تھا کہیں خجرات ہوتے تھے کہیں نیزے چمک رہے تھے غرض چار پہر رات یہی  
 شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمہ غور شہید عالم میں موج زن ہوا اور رات نے  
 بحر عدم میں غوطہ لگایا نظم | ترسے چلے طو کہیں منزلیں چار | ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار  
 ہوئی شائع جو نور افشانی ہوسے | غی مشعل رخ لوزانی ہوسے | صمدیم امیر کشی گیر مسلح و مکمل  
 ہو کر جلوقانہ بادشاہی میں مع سرداران ذی رتبہ کے آسکے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سورسے  
 سے برآمد ہوئے زمانہ سامان سب پھر گیا کمارمن نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے بھرا کیا بہرام  
 و فرامرز و جمہور و غیرہ کا بھرا و سلام بیکر جانب جنگاہ چلے گلشن لشکر میں سردار مثل گل تھتے اور  
 بیل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نیم سحری چلتی تھی سپرون کے پھول چمکتے تھے دلون میں  
 ہوا سے شجاعت بھری تھی گل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزان نہ آئے خداے تعالیٰ ہر سبز دشمن پر  
 فرمائے بسان سبز و عمدہ کو پال کرین بار مصیبت و رنج مدعی پر دھیر نظم : غرض میدان میں پہنچے سب اگر  
 صفین آراستہ کر کے وہ لشکر | ہوا اڑنے پر آمادہ جو اکسار | زمین کی بیلچہ کارون سے ہوا  
 کیا ستون تو پھر چھڑکا و جووان | ہوا شفات جنگی سارا میدان | نقیبوں نے نکل کر کی تھا بہت  
 بیکار سے یوں کہ مردان شجاعت | نہ اس دنیا پہ تم سنہ در ہونا | نہ حیرت اپنی اس میدان میں کھونا  
 نہیں باقی ہیں دیکھو شتم و سام | اگر باقی ہو تو مردوں کا ہونا نام | کہان ہیں وہ کہ جو کرتے تھے و ہوا  
 کہ یہ ملک اور ہے ہمال میرا | تھا بھی فوج لیکر اس طرف سے | ہوا میدان میں واروں آسکے  
 ہوا اک شور و شہ آشکارا | جما میدان میں لشکر وہ سارا | ہوئیں جنگی صفین جوق تیار  
 بڑھا لے کو مردار پیدا چارو : اور آسکے وسط میدان میں ہو چکر لکار کر نہیب دی کہ یا امیر



باتو قیر بھیجے میرے مقابلہ میں کسکو اس طرف سے شاہزادہ شہشاہ گھوڑا آگھا اور بادشاہ لشکر اسلام  
سے اجازت لیکر مقابل میں آئے گئے اسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادہ علی شاہ  
گھوڑا ڈال کر سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوئے امیر اور سب سردار ہان بان کرتے رہے  
مگر انھوں نے ایک گامناہ سنا اسوقت عیار انکا ملک بلخانی بھی لے کے ساتھ چلا مروارید  
سنے جو اسکو جانے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی انھیں کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہو گیا  
اب پھر یہاں سے مالکب اثر و مقابلہ مروارید کے جانے لگے تو کل لشکر کے علم جڑہ گری پر  
آئے اور انھارے لشکر کے بچنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوئے اس وقت گھوڑا انکا جست

دختر کرتا ہوا چلا	جہانکے باغ میں نقاش تیری گلگونی	جو چاہیں کل بنائیں تو کیا کرن تدبیر
کما ہنور باد بہار نے اُسکی	اگر قیاس میں ٹھہری تو کھینچے تقریر	نزدگ اسکو میں تشبیہ برق و آتش کی
حور سے حور کیون جہت و خیر کی تفریر	نہیں ہرگز خاکی چا اُسکی جلدی کا	بحر طبیعت مشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کریم سدا اُسکی بال کی خوشبو	دلغا آہوے تانا پر زبوسا عہر	لیں جب یہ جا کر اُسکے سامنے

پہونچے اُسنے سحر پڑھا تو کچھ بھی جانب نہ ہوا نہ کیا اب لشکر لشکر ہو رہا تھا ان اپنے کیل کو ہول کر  
سانے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھ کر اجازت لی بادشاہ نے پھر دُعا کیا یہ بھی  
جا کر جب اُسکے سامنے پہونچے اُنکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسی طرح سے کل  
نامی و گراچی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل میں جب گئے اُسنے سب کو جنگل کی طرف روانہ کیا  
اور پھر ایک پتلا چھکانا کر اور اُسکو گھوڑے پر بٹھا کر کہ اب وہ مثل دارون کے معلوم ہوتا تھا  
مقابلہ امیر باتو قیر میں بھیجا کہ وہ گھوڑا ڈال کر لڑتا ہوا سامنے تھا جہانکے آئے امیر  
ادھر سے اُتھر کر بڑھا کر پھرے اُس پتلا نے امیر پر تلوار پاری امیر نے خالی دسے کو ایک  
ہاتھ عقبہ سلیمانی کا ہار اتار کے جگر تک تلوار سے کاٹا جب تلوار چکر پر پہونچی تو اُل میں سے ایک  
طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُس نے چونچ مارا اور پھر اُل کر مروارید کے  
پاس گئی اُسنے اُس طوطی کو پکڑ کر ایک شیش میں بند کیا اور طبل باز گشت بجا کر بھرا اور امیر و  
بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ خاطر داخل شہستان ہوئے اُس زمانہ میں عمر و کو جو بچہ سے کر  
چلا تھا وہ آکر یہاں پہونچا اور کوہ عقیق گزار سلیمانی میں آئے لاکر چھوڑ دیا عمر و نے امیر



وہاں سے لشکر اسلام میں آیا حال لشکر اسلام سب تباہ اور پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت  
 بنا یعنی دھوئی پیمیری باندھی گائے کوڑیا سے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپٹے اوکھو نہ  
 جھدن کی بدن میں لگائی آئیں چار بنائیں تشہد سیندور کا ماتھے پر کھینچی تلشی کا مالا ہاتھ میں لپ  
 اور کھڑا کون پائون میں پہنیں اور سیدھا وارید جاو کے پاس آیا مروارید جنگ سے پھر کر  
 نہیں اپنے آرام کو آیا تھا کہ اسنے جا کر اسکو سلام کیا وہ بہر تو ظیم اکھڑا کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کمان  
 سے آنا ہوا اسنے کہا کہ تم الگ چلو تو میں کون بجرا فراس باب اسنے بھیجا ہوا یہاں  
 غلیہ کراد اسنے سب کو کراد و صاحب وغیرہ کو اپنے حکم دیا کہ باہر خیمہ کے چلے جاؤ وہ سب  
 باہر چلے گئے عمر و اسوقت کے پاس بیٹھا اور کشتی کھینچ کر اسکی آنکھ بجا کر تمام بیوشی اس میں  
 ملائی اور ایک جام شراب اسکو دیا کہ وہ بیوش ہو گیا عمر و اسنے اسکو تو دری میں لپیٹ کر بلند کر  
 نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی اسی صورت بنا اور صدق جوارہ اور جتنے کہ اسکے مصاحب تھے  
 ان سب کو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیوشی آلود اسنے سب کو دیا کہ وہ سب بیوش ہو گئے  
 عمر و اسنے سب کے سر خنجر بڑان سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی دری سے نکال کر فوج کر ڈالا  
 اور شہید اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر اس طوطی کی ٹانگیں چیر ڈالیں کہ ہم اعظم صاحبقران کا  
 جھوٹ گیا عمر و وہاں سے جہت خیز کر کے بھاگا اور ستور و فوجا صدق اور مروارید کے  
 مرنے کا بلند ہوا آگ پھر برسنے لگے لازم مروارید دوڑے لیکن عمر و کو ناپا یاد و فرختیارک نے  
 لقا سے کہ یا خداوند آسمے دیکھے کہ وہ مارا اس اثنائ میں ساحر روستے پڑے ہوئے سلسلہ لقا کے  
 آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لقا اسکی تم طلسم میں لجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہو  
 اور عمر و پھر کر بارگاہ امیر میں آیا وہاں سب سردار جو جنگ میں چلے گئے تھے وہ لشکر میں آئے غافل  
 شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمر و امیر سے ملا اور سب سرداروں سے ملاقات کی  
 پھر وہاں سے ملکہ سرور کے کمان کے پاس آیا اور ملکہ سرور کے کمان نے بیست  
 بٹھایا اپنی جام سند پکڑا سکوتا و پاشیدہ سے پھر کر ساغر اسکو اس حصہ میں چراغ و تاب  
 قمر فلک میں روشن ہوئے اور انچم نے ایوان فلک میں جلسہ جایا اور شمار  
 ان سے عروج اپنا دکھایا و فلک کو غنیمت کھٹکشن بنایا و عیان بھی لکھشاں ان کو ہر کی شان



صیاست ہو اخلوت کا سامان  
کھائی نخل خوشی سے نہ ہن شان  
صفت میں گلستان ہر شاخ خام  
جہ کی جسم خدا یا کون ہو شلوار  
نہ تھا بوسے سخن کو زمین رستہ  
گرا فوار کھسان ہمدست چہر  
پنجا یا پھر رون کا اترال نے ہار

جہا پانڈ نے جب رنگ صحبت  
کہ دوڑے سو ہی پشان دست گشاخ  
پرک سے بال کھوسے بہر پرداز  
ہوا پیدا ستارہ آسمین ہمدار  
یہاں بھی تھی وہ شاخ گلستان نیر  
مثال نیر جو ہو پناہ دست پر  
جہا سنے بھی دیا پیغام نصرت  
کلی وار اسکا تھا جویا سے جام  
جنگل ہر حوت اسکا تھا انداز  
دہن تھا مثل غنچہ کا بستہ  
چھٹا گوشہ سے جو یہ بگیان نیر  
وہ غنچہ گل ہوا گل کرتب اکبار

جب یہ فارس ہوئے تو شروین امیر مہرئی وہاں سے اٹھ کر چلا  
کہ وہاں ملک تختیارک سے ملاقات کر ڈیگاتا کہ دو چار کوشی کار و زگار ہو جائے غرض باہر آکر  
ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائی ہاتھ کی پٹی پکڑی سر پر بانڈھے چپکن اپنے بیٹی یا ک کمر سے  
گھر سکر روانہ ہوا اور وہ ملک تختیارک دم بدم کتا تھا کہ آج اس شخص کی رگ و لا زنی  
بھڑک رہی نہیں معلوم ہے مرشد شریف لائے کوہین پھر کتا تھا کہ وہ طاس میں من مہان کیونکر  
آئیگے آتو گھبرا سکے بارگاہ سے باہر نکلا اور پھر سے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنی خدمتگار سے  
کتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی آئے اسکو فوراً بکڑ لینا کہ اس اثنائ میں عمرو نے جا کر سلام کیا  
کہا ملک حاجی ہمارا بھی سلام دے اور اسنے جلدی سے تھپک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب  
تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پر ہاتھ کا حلقہ کیا اور نگھائی من نشتر دیا تھا وہ چھو سے لگا  
اب ملک تختیارک آہ کرتا ہوا اور رہتا ہوا آمد کتا ہوا کہ وہ شخص تو غلام کا غلام کا غلام ملک آپ کا  
اعلام ہے یہ کتا ہوا کہ ملک حاجی اب چلے چلو آئیں دہاؤ یہاں تک کہ دواڑ سے خیمہ پر آئے اور وہ ملازم  
بختیارک جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہاں ہاں انکو نہ گرفتار کرو یہ اس شخص  
کے دادا کے وقت کے نوکر ہیں وہ جو ملک سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیان اپنے  
دل میں دینے لگے کہ آپ ہی تو حرم زوہ کتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو اسکو گرفتار کر لینا  
اور آپ ہی منع کرتا ہوا غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چادر  
اوپر حکم لٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اس میں بچہ نکلا یا نہیں عمرو نے کہا کہ دیکھو اس  
تلوار کا چارہ نخل چھا چھا ہوا ہوا اور بار بار بھی بہت درد ہی ہو کوئی صورت گھار سے بچنے کی



سین چکر مال ہو دو لو اور نوشتا کھنچ جاو تختیار کسے بننے لگا اور کچھ بددیانت دوست ان کی اور  
 ترسے اشرفیوں کے اور ڈوبے جواہر کے استے عمرو کے نذر کے عمرو سے بد مال لینے کا اسکے فہم کو  
 اس طرح لڑاکا نقش بوریا نہ چھوڑا اور پھر دو رطب تازہ نکال کر تختیار کس کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے آئے تھے  
 وہم اپنے تئیں مسلمان کہتے ہو پس انھیں کھا تو تبرک سمجھ کر تختیار کس نے چار وہ رطب کھائے اور  
 دوش ہوا عمرو اسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی قنات کو چاک کر کے اسکو یہہ ہو  
 کھل میں آیا پھر کھڑے اسکے آتار کے ایک لنگوٹی بندھوا دی اور پھر ہوشیار کیا اور تختہ  
 انہیں لیکر نکالا کہ ملک جی گڑھا کھود و ملک جی گڑھا کھودا جب وہ کمر تک کھود چکا تب کہا  
 کہ اس میں آتہ جاو تختیار کس لگا متین کرنے لیکن عمرو نے کہ ای حرام زاد سے اگر نہ آتے گا تو فوج  
 کر ڈالو لگا مجبور ہو کر اس میں آتہ عمرو نے اسکو ٹوپ دیا فقط سینے سے ستر تک کھلا رکھا تختیار کس  
 نے کہا کہ مجھے جانور ستا بیگے عمرو نے گھنکر و لیکر اسکے سروں باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آوی  
 تم سر ملانا یہ گھنکر دلو لیکن وہ بھاگ جایگا اور ایک پیاسے مین پانی بھر کر سامنے رکھ دیا اور سر رکھے  
 لکڑے روٹی کے رکھ دیے اور آپ وہاں سے اسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور سیدھا بارگاہ میں  
 آیا اتفاقاً ہر چند کہ رات زیادہ ہوئی تھی مگر ابھی دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر بیٹھا مین اپنے تئیں پہنچایا  
 یہ نذر یہ اعظم تھا ہر کیونکہ تختیار کس بنا ہوا ہر پس اسنے سب شراب مین بیوشی ملا دی اور  
 ساقیوں سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انہن کو پلاؤ ساقیوں نے لاکر سب کو وہ شراب  
 پلائی اور تختیار کس نے نادم خدمتگار چو بدار فراسشن سب کو حکم دیا کہ باہر سے چلے جاؤ  
 وہ سب باہر چلے گئے اور میان بارگاہ مین بیوشی نے اسکی سیسا ہر ایک جوتی پزار  
 رٹنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر کھینچی م اسکے نے کہا کہ اسے میان پہ کیا تو اسنے کہا  
 کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا لہریں مارتا ہوا آتا ہو  
 مگر شتا درہوں تپ کر نکل جاؤں گا یہ کہہ کر ناک پکڑ کے جو غوطہ مارا تو غرق دریا  
 منت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیوش ہو گئے عمرو نے سب کے  
 کپڑے آتار سے اور مین کرسی دگل فرش شیشہ قلات جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ کر نذر زنبیل  
 کیا پھر تھاکی ڈاڑھی موٹی مگر اس میں دو بال رہے دیے ایک بال لورقہ لکھ کر باندھ دیا کہ



این کار خواجہ عمر و اور ایک بالیٰ مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اس کے کچے کپڑے اتارے اور  
 فوطون کوتانت سے باندھ کر ستون مین باندھ دیا جو تیون کا ہار کے مین بنیاد دیا اور پٹے ساج  
 اور سروراد بان تھے سب کوفات سے بار کی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر کہ کر اس کے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڑو مین نہ پڑون مین نہ ارون مین مزا ہے | جو مرد مجھ کے کھولون مین مزا ہے |

اور لقا کے ہاتھ مین ڈوگر ڈگی دے دی اور پھر آپ وہاں سے آکر ملکہ سرور و سیمین  
 پاس سو رہا یا ننگ کہ جب بھضہ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور مشرب تاریک نے ملک

عدم کارستہ لیا اشعار | کہ شب خفت ہوئی اور صبح چلی |

فروغ صبح در سامان دیکھے | کو اکب چند دم نہاں دیکھے |

رخصت ہو کر سرور و سیمین سے اور سرور ارون سے بھی مرض ہوا عمر و نے باوشاہ کو کسب

رؤغنضمیر کا تو یزاسنے دانوں کے نیچے دبایا پنجہ آکر عمر و کو اٹھایا یا اور یہاں صبح کو گاہ کشش

اور ہنرمند شش جو صحرائین آسے تو تختیارک کو انخون نے دفن دیکھا خون کھا کر زمین پر

لکڑیاں مارنے لگے اور شش بگڑ گئے تھے تختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند لقا کا محسوس

زمین سے لگا لو آخر انخون نے اسکو کھو کر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک چادر دیا

کہ یہ اسکو باندھ کر بارگاہ لقائین آیا تو یہاں اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سرور و سیمین

پڑے ہیں ڈاڑھیان سب کئی مٹدی ہیں تختیارک نے سبکو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا

کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارم ہی کیا تھا اس نے اور خلعت پر زرمزگا کے پہنا اور سب

سرور ارون نے اُس کے کپڑے پہنے اور ڈھانٹے باندھ باندھ کر بارگاہ مین آئے لقا نے کہا کہ اے

قدرت میں نے عمر و اپنے بندے کو ایسی ہی طاقت دی ہے سب نے کہا یا خداوند بجا اور

درست ہو غرض یہ سب عزت تھے سب مصروف عیش و نشاط ہوئے اور وہاں پنجہ

عمر و کو کوکب کے پاس لے گیا اور افراسیاب جاود نے سرشار اثر و رسوا

اور میخو آرمای گئے کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونوں دریا سے

خون ردان کو اتر کر شکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصیب گرائی اور اترے کئی روز تک

آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی بھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور







جو تھے انہیں جرات سے تیار  
ارادہ بڑھ گئے دستِ نعل سے  
کہ اوی خالقِ زمانِ آبرو ہے  
مبارکباد وی خوابِ عدم کی  
ہوئی گر کردہ پوشیدہ زمین میں  
ہوئے نصیب کس فی فضلِ مہر و

ہوئے رخسارِ کشتِ آئینِ تاب  
سینہ پھر لکینِ سیدِ ابھار سے  
نہیں پروا دے کرنے کو تو ہے  
کڑکستہ اسکی جان آئی بد نہر  
ٹپا بلِ نوجوانوں کی چین میں  
بجلیاں بھری گرا کر چھاڑی چھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی پست

ہوں پر آیا کشتِ غلہ جل سے  
سردن سے خود یہ کٹر آثار سے  
ایک ایک طرف سے برق چکی  
ہو اسوارِ شکرِ سختِ مضطرب  
دلون سے وہی صدا کہتہ آلود

بلند زمین ہوا ہونی صفینِ جم گین نقیب کڑکا کمر سے کئے اسوقت میں خوار اپنا اثر درمطِ اکر  
تاف میدان میں آیا اور پکارا کہ اے مہرِ خجج کسکو ہمارے مقابلہ میں یہ نعرہ کر ہی رہا تھیں  
کہ وہاں کو کسبِ رشتہ کرنے کے گردابِ جادو کو حکم دیا کہ توجا سرشارِ اثر و رسوا میں خوار رہا ہی کہ  
سے مقابلہ کر اسوقت میں وہ نے کہا کہ اوی کو کسب میں بھی جادو نکا کو کسب نے کہا کیا مضائقہ ہے  
غرض گرداب کے ساتھ یہ بھی وہاں سے روانہ ہوئے اور یہ تو صحرا میں ٹھہر گئے جھوٹے بازوئیل  
سے نکال کر انہوں نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے آپ نے آگ لگا لگائی  
اور دینِ جہنم گانچا پیسے کی ٹھیک کر کے اندھا دین آگ پر بیٹھی ڈالنے لگے کہ دھوان  
آگ کا بلند ہوا اور گردابِ جادو و مقابل میں خوار آیا سب نے دیکھا کہ ایک برق چکی اور ایک  
ساحر ان میں سے نکل کر زمین پر اترا اور اس نے آکر ایک دھڑکا مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور  
اس میں ایک ٹاؤ تیرنے لگی وہ ساحر اس ناؤ پر چا بیٹھا اور اس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اسوقت  
میں خوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہو گیا گرداب زمین پر گر کر لوٹا اور گولہ فو لاد کا  
بنکے میں خوار کے اوپر چلا میں خوار جلد فو لاد کا بہاڑ بن گیا وہ گولہ اس بہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا  
اور انسان ہو گیا اسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر بڑھ کر گرداب کی چھاتی پر مارا  
کہ وہ اس کے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا  
کہ تمام ساحر مہرِ خ کے بے حس و حرکت ہو گئے جیسے اس کے دست و پا بین دم بھی نہ تھا  
پس سرشار جادو مہرِ خ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کر کے  
ارابے پر بیٹھا کر جانبِ افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضا سے ایک جادوگر بہان سے



جنگ کر خدمت کو کب میں گیا اور اسے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہر خ اور بہار و غمیرہ کل  
 سرداروں کو سرشار و میخوار کر خمار کیے ہوئے جانب انفراسیاب جاتے ہیں گو کب پوشش  
 فکر میں کسی ساحر کے بھینے کے ہوا اور میدان سرشار اثر و رسوا اور میخوار ماہی گیر مہر خ  
 وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہنچے تھے کہ قضا سے کہ زمین برق فرنگی جاتا تھا ان سمجھن کی قید  
 جاتے دیکھ کر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھوں لڑھے کا کڑا ڈالا اور جٹا بن خاکستری  
 کین کڈال کا لون میں ڈالے دھرتی پیہری باندھی سینہ پر تصویر بٹیک کی بنائی ماسے پر شبیہ  
 سور کی کھچی پھر وہاں سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و میخوار  
 کو دیے اور کہا انفراسیاب نے تمہارے سحر کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کیا خوب  
 لڑائی تھیں فتح کی اس واسطے یہ آتش خاص تلو بھیجا ان دونوں جادو گردن نے سیب لڑھے سے  
 لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی عیار ہی نہیں سرشار نے کہا کہ اوز میں کبیر  
 برق فرنگی کے پانوں زمین نے پکڑ لیا ہے اچھا کہ سچ بتاؤ کون ہوا سے کہا کہ میں  
 برق فرنگی ہوں غلام عمر و کاین تھے مار چکا تھا مگر توج گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ  
 اپنے لیا اور جب قریب دریا سے خون روان کے دونوں ساحر مع اپنے قیدیوں کے ہوئے تو  
 دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر منڈھی کسی فقیر کی سرشار نے میخوار سے پوچھا کہ کس کی منڈھی ہو  
 میخوار ہنسا اور کہا کہ ای بھائی تم نے نہیں پہچانا یہ عمر و عیار آ کے یہاں گھات میں بیٹھا ہے  
 یہ بات سنے برق فرنگی کا تو دم کل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمر و کو پکار کر  
 خبردار کر دے لیکن اس نے دیکھا کہ میری زبان بند ہو گئی ہے پس وہ دونوں مادر قہر جادو گراس  
 ٹیکرے پر جہان کہ عمر و بیٹھا تھا گئے عمر و لڑیاں سلگا رہا تھا اور بیوشی جلا رہا تھا مگر جھائے  
 پر بیٹھا تھا کہ یہ دونوں جادو گر مصامت کر کے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمر و کو دوڑ کر پکڑ لیں  
 خوب سامان سے ہوئے سچین مگر انکی تاک میں دھواں بیوشی کا گیا تو دونوں کو چھینک  
 آئی اور بیوشی ہو کر زمین پر گرے عمر و نے نفرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونوں کا  
 سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہر خ اور شکیل اور بہار وغیرہ کو قید سے چھوڑ دیا برق فرنگی  
 اگر پانوں پر گرا اتفاقاً باغیابان قدرت و دیر انفراسیاب کا کہ مدت سے



عمر کی فکر میں تھا وہ یہاں آگیا بڑا بڑا کر سرشار کی لاش پر دو داسے لاش کے پڑھکر اسے  
تو لاش سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمر و سہیل سنبھلے وہ طاؤس سس عمر کو منہ میں  
دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہر خ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان بھاڑ کر  
روستے پھرتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن کوہ رخشان سے جو ملک بران شمشیر زن  
چھپر کر آئی تھی تو اس نے اس خبر کو سنا کہ عمر و نے سرشار اور منجوار کو مارا  
مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس سس عمر کو پکڑ کر باغبان  
افراسیاب لے گیا بس اتنا سننے کے ملک بران شمشیر زن نے ملک عسکری  
کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اس کے  
مجلس آرا جادو اپنی مان سے جھپکے علی مگر وہ طاؤس سس مع باغبان قدرت  
باغ سیب میں کہ جہان افراسیاب آئینہ میں تھا اور ابریق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر  
در بار تھے کہ طاؤس نے عمر و کو لا کر سامنے ڈال دیا اس وقت افراسیاب نے  
کہا کہ عمر و سچ بتا اب تو کہاں جاے گا عمر و نے کہا اللہ سبب لا سباب ہو کہ شعر

بوقت بکسی اللہ بار است | سر دشمن بزیر ذوالفقار است

یہ شعر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر  
حیرت سے جا کر بلال شیرین جادو لشکر حیرت میں آیا اور صرصر کو ڈھونڈھانہ پایا لاش  
کر تا ہوا سمت صحراروانہ ہوا یہاں دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے میں صرصر شمشیر زن  
بیٹھی ہوئی مگر بدحواس ہو شیرین جادو سامنے آیا کہا اے شمشیر زن تیکو حضور نے یاد کیا ہے  
صرصر نے کہا اس وقت مجھے نہ بے چلوا سنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا  
صرصر نے جو دیکھا تو عمر و گرفتار بیٹھا ہوا یہاں افراسیاب نے ایک جادو گر سے کہا کہ تو عمر و  
کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اس نے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا  
کہ حضور یہ تو عیار بلا سے بے درمان آفت روزہ گاہی باغبان قدرت نے بھی  
سنبھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ لونڈی کو دیکھیے میں اپنی نسب میں عمر و کو  
رکھوں گی افراسیاب نے کہا کہ بے جا صرصر نے عمر و کو بیوقوف کیا اور سمت صحراروانہ ہوئی



اور ایک درے کو مین لاکھڑو کا پٹھارا رکھ دیا اور تیلہ رقع بہوشی عمر کو دیکر ہوشیار کیا عمر و سنے  
 پوچھا کہ تو کون ہے یہ پا کون پر گھر پڑا اور کہا کہ مین غلام ملک پر دروہ ستندیم مہتر برق عمر و سنے  
 کے سے لگا یا اور کہا ای فرزند دادا دادا کیا عیاری کی پر سبحان اللہ غرض کہ عمر و اور برق فرنگی دونوں  
 روانہ ہوئے مگر الگ الگ قصائے کار عمر و کو راہ مین ایک ساحر ملا اور پکارا کہ ہاش ہاش کہاں  
 جا یگا مبیاختہ قریب آکر بایان ہاتھ ٹھوکا پکڑ لیا عمر و سنے دہننے ہاتھ سے غبر مارا کہ سر دھڑکے  
 اور پر سے اڑ گیا اور پیدا ہوئی کہ کشتی مرانام مین مضران آباد ہو اور عمر و بھاگا اور جانے جانے  
 ایک درے پہاڑ مین بیٹھا کہ دروہ سیکے پھر چا کون کہ یکایک وہاں کی زمین تخت ہوئی اور زمین سے  
 ایک جاوہر گرتے نکل کر عمر و کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمر و منہ کے بھل آ رہا ہے جس جاوہر  
 نے چاہا کہ عمر و کا سر کاٹ لیں گے اور پر سے کبھی نہ حلقہ کند کے مارے کہ وہ جاوہر چاروں شاہ سنے  
 جت اٹ کر اور برق فرنگی سنے غور کر کے ایک شجر پر اٹھا کہ سر کٹ کر دو گرا اور دار و گیر کی  
 بلند ہوئی کہ کشتی مرانام مین قاش تبار و بود اب عمر و کو پھر ہوشیار کیا اور برق کو بہت سا پیار  
 کیا اور دونوں باتفاق کت دریا سے خون روان روانہ ہوئے ان افراسیاب کو سب  
 خبر تفصیل دار پوچھی کہ کل رات کو صرصر شمشیر زن کی صورت بن کر برق فرنگی عمر و کا شاگرد عمر و کو  
 شجر اے گیا ہیں اسے دو چھوڑ کر کے روانہ کیے کہ تہاں کہیں عمر و اور برق فرنگی ہاتھ آسکے  
 پکڑ لائے اور برق چلے جانے لگے انگریز بکڑے گئے اور باغ سیب مین افراسیاب کے  
 لائے افراسیاب نے کلمہ دیا کہ ابھی ابھی دونوں کو باہر لائے لہذا گردن مارا سو قوت  
 تمام ساحران خدا کا جمع ہوا باغ مین ہر ایک کی لبور نے لگی نخل ہر ایک نخل ہاتھ بنا گلون نے اپنے  
 گریبان چاک کیے نہروں کے نوار سے روئے مجھے سون کا لباس بپود ہوا صرصر قمر چلنے لگی مسدس

صرصر حادہ اس باغ مین کیا جاتی ہے  
 آتش گل سے گلستان کی ہوا جاتی ہے

داغ سینے کے ہیں جو پھولوں کو تیار ہیں  
 پھول کہندے کاغذ زرد ہیں اس باغ مین آہ  
 دل لالہ خود رنگ ہر خوشی ہر گواہ

شاخ میوہوں کے خوش آبلان چلتی ہے  
 برق آفت سہرا شجارت سے کب جاتی ہے

دخوان کی نیرین ہیں اور خون گوار سہن  
 زہت مہل جسے کہتے ہیں دو درخت سیاہ  
 تروہ ہیں داغ مین سوزش کہ عیاذ باللہ



اشعلہ شمع جرات سے بھی لالہ ہے | لالہ کہتے نہ اسے آگ کا پرکار ہے |  
 جلاوون نے چوڑا نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچا یا عمر کو اس پر بٹھایا آنکھوں میں چاہا کہ بیٹی  
 باندھیں عمر و سنے ایک ہاتھ لٹا مارا اور کہا کہ کیا بہادر وں کو مرنے سے ڈراتا ہی جلاوون نے اپنے کام میں  
 مصروف ہو جلاوون نے نہ چھا کہ اسی گنگا تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھا سنے پی سنے کہ اب بچہ ہی عرصہ  
 میں پیا نہ عمر تیرا بھر نہ ہوا چاہتا ہی اور سر رشته حیات منقطع ہو کچھ نصیحت اور وصیت کرنا ہودہ کرنے  
 کہ میں تجھے بار طبع دار رکھتا ہوں دربار و پر قوت ایک ہی ہاتھ میں سر رشته حیات قطع ہو گا  
 عمر و بولا کھائے کو لخت دل اور پیئے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پہلایا اور وصیت ہماری  
 یہی کہ کوئی حمزہ سے جاڑے کہ غلام تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے ظلم ہوش ربا بین مارا گیا  
 آپ عوض ہمارے خون کا ضرور پیئے گا جلاوون نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہیں سنے گا یہ کہ کفر منتظر حکم  
 گردن زدنی ہوا اور عمر و سنے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا کہ بہت  
 سگرو سنار پچارشہر جبرئیل کو امر تو ہی ہے کھایو

میں سو برس نئی جی کے آگے ناہر سے سلمان کو ٹھہرایو  
 بھیڑ چڑی جب بکھیر پرتب عنتر مار کے سین چلا یو  
 میں منتی گردن سنگ آگ کہ میری بار کو کیوں بیر لگا یو

دھار کی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایاں اور ہوا اس قدر دھلی اور پسند  
 بودین پانی کی ٹپین اور ایک آواز صیب رعد آسانی اور اولیٰ پڑنے لگا وہ اولیٰ جس کے سر پر  
 پڑا پاز کل گیا غل دشور چار طرف برپا ہوا گویا وہ ابر گویاں مارنے لگا از غیبی مارا ان کا منہ دن پر  
 پڑنے لگی زمانہ نے سر دھری دکھائی اب اسے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگیں بڑے  
 پڑے پھر فلک سنگ دل نے برسا دیا یہ پھر پڑیں ان کافروں پر کہ جو عمر و کو قتل کرتے تھے تماشا بین  
 اور جلاوون اور ساحران غدار جو جو کہ وہیں موجود تھے وہ سب سر پر پانوں رکھ کر بھاگے تاراج ہو گئے  
 ہر طرف بھگدڑ مچی یہی صدا میں آئی تھیں کہ یا حسامری بچانا یا جسم شبہ بچانا مگر اس پر کچھ  
 ہزاروں ساحر مارا گیا لاشیں ہر سمت پڑی تھیں جلاوون نے بھینک بھینک کر بھاگے اب  
 جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جس کے سبب سے اس بدلی میں کو سن تک روشنی ہو گئی



دو نہروں ساحر دو ٹکڑے کاٹ کر پہن کر وہ چاند دو ٹکڑے ہو اور زمین کی طرف چھوٹا ایک ٹکڑا تو جلد دون پر گر کر انکو اسنے جلا کر خاک کر دیا اور دوسرے ٹکڑے مین دو پہنچے پیدا ہوئے کہ ان پنجون نے عمر و اور برقی قمرنگی کو پایا اور بہت فلک جا کر غائب ہوئے اب جو دیکھا ساحرون نے کہ بدستور پورناشی کا ایسا چاند بکر ایکس طرف کو وہ روانہ ہوا اسوقت باغبان قدرت نے عرض کیا کہ اوشہنشاہ ساحران دیکھیے عمر و کو دختر کو کسب سے جانی ہو پس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اسکو پھینکا وہ دونوں ٹکڑے برابر اس چاند کے جا کر مل گئے اور وہ چاند اس بیضے مین بند ہو گیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ جب چاند کو گن لگاتا ہوا اس طرح سے وہ بیضہ برج بکرا ٹھٹھاپ ہو گئے افراسیاب فریاد کیا کہ اس چاند کو قید کیا ساحرون نے یہ ماجرا تمام کو کسب روشن ضمیر سے جا کر بیان کیا کیونکہ بران کے بیچے تیجے ساحر بھی آئے تھے غرض جب انھوں نے کو کسب روشن ضمیر سے اس ماجرے کو بیان کیا پس کو کسب نے ایک ساحر مدعو کر کے افراسیاب کو تخریر کیا تمام

<p>جس کا سراوی علم محمد سندھ میں کہ ہر قبضے مین جسکے جان آفاق وہی ہر حاکم ارواح و اجسام کہ جس نے دین کی دولت عطا کی وہی ہیں بلو شاہ دین و ایمان انھیں سنہ دین کیا سب مین ہویدا ملک خوشرو شیرین زبانی شہر والا گھر سلطان سخن سنج نہال گلشن افسانہ باری ورفتان ابرو دریا بار رحمت تھیں لکھتا ہوں یہ نام مین ای شاہ مناسب ہر کہ وہ پاس کے رہا ہی</p>	<p>کہ ہر ایجاب عرض مدعا مین وہ ہر مجود دیکتا دو جہان کا وہی ہر باعث آغاز و انجام وہ مین محبوب حق حق اکا محبوب انھیں کا ہر روان عالم مین فرمان ہر بعد از حمد و ثناء ای شاہ اعظم عبان فرما سے اسرار نہانی میں بیکمان و دوستان بہار بوستان شہر باری عدو غلین محبت شاد آباد ہر لازم دوستی کی سیکھنا راہ تھیں بالنسب ہر خلعت دیکھ اسکو</p>	<p>وہ مالک ہر مراعیت کا خلاق وہ ہر خالق زمین و آسمان کا لکھوں تعریف پھر مین مصطفیٰ کی جنھوں نے رہبری بنیادی کی خوب انھیں کے نور سے عالم ہر پیدا تو ہی سب ساحرون مین ہر کرم شگفتہ رو و شاہنشاہ بے رنج شہنشاہ زمان سلطان دیشان ورفتان اختر اوج سعادت ہمیشہ ملک او آباد آباد کیا ہر قید جو دختر کو میری ہماری سمت کوئی انور بھجو</p>
---	---	---



تھاری محروم ہو اسکی خطا کو	غایت کر کے لازم ہر کہ بخشو	و گرنہ ہر بہان تیار شکر
برائے جنگ ہیں موجود فسر	وہ سب دم بھریں جملہ ساحر و نکو	کرے تلے قتل افسانہ پاد رکھو
نیلگی خاک میں افراسیامی	نہ لاؤ ملک پر اسنے خرابی	ہمارا کام سمجھانا تھا اعر شاہ
وہ پہنے کر دیابس نکو آگاہ	زیادہ اسکے آگے کیا لکھیں ہم	رہے آبادیتر ملک و ائم
سبے ڈھما زمانے میں تھارا	ملک پر اور ج کاچکے ستارا	یہ نامہ عتاب شامہ لکھ کر مدہوش

بیرگیر کو یاد کیا کہ وہ لیکر اس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و ہمشید کا ماننے والا  
 طائران بحر پر سوار ہوا ان طائرون پر زمین پر زرو ڈاٹھے اور ساحرون نے بھی لباس پر تکلف  
 دربر کیا نارنج ترنج اچھانے جو ساحری کی بوستے روانہ ہوئے مدہوش سننا کہ کوسرے ماند چلا  
 اور نہیں آتش بار کو اڑایا بڑے کروفر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اسکے جاہ و ششم کو دیکھ کر چرخ فتنہ گر  
 بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ سے چلا جاتا تھا مگر بہان شکر مہر خ میں بھی آکر ایک ساحر  
 نے کوکب کے بہان سے بیان کیا کہ مدہوش بیرگیر نامہ لیکر روانہ ہوا یہ اتفاق کہ مہر قران  
 اسوقت بارگاہ میں موجود تھے انھوں نے اس ماجرے کو سن کر فرمایا کہ اگر ملکہ مہر خ ہوگی بھی  
 بارہ ہزار ساحر و کوکب ہم پہلے مدہوش کے آنے سے اسکی ایسی صورت بن کر شاہ جادو وان کے  
 پاس جائیں مہر خ نے کہا کہ بھیا قران نکو کس نے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہیں قران  
 نے اسوقت بارہ ہزار ساحر ان نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتیں اپنی بزرگھر مثل ساحران ملازم  
 کوکب کے بناو وہ سب اسی طرح بن کے تیار ہوئے گون میں سب نے جھولیاں اسباب سحر کے  
 رکھنے کی بادل نگار ڈالیں دھو تیان پر زرباندھیں بالون کے جوڑے باندھیں ورسول و نیسول  
 کا ندھ پر رکھے اور طاؤس و عقاب و فہس پر سوار ہوئے اور قران مدہوش بیرگیر کی ایسی صورت  
 بنا اسکو ملکہ مہر خ نے زبان سے بیان کر کے تصویر مدہوش بیرگیر کی کھینچی غرض کہ جب یہ اس  
 صورت پر نکر تیار ہوا مہر خ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کتنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت  
 رکھتا ہے قران ایک تخت پر سوار ہوا گھٹنے اور ناقوس بھٹکنے لگا مگر اپنے فکر سے نکل کر  
 سب نے گھٹنے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اڑاتے ہوئے کنارے دریا سے خون روان  
 کے لانے اور افراسیاب بے ایمان نے سنا کہ ایک ایچی ملک کوکب شہنشاہ نے بھجا ہر وہ



آتا ہوا شاہ نے یہ خبر سن کر باغبان قدرت کو بہر استقبال بھیجا باغبان کچھ سا حریف کر آیا اور  
 آئے آکر قرآن کو اس پار دریا سے خون روان کے آتارا اور ملاقات کی بے سنگیر ہوا اور باغبان  
 نے کہا کہ اے مد ہوش دیکھو تو کیا کہ کیا لڑائی پڑی ہر مد ہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی لڑائی ہے  
 یہ دونوں باہم ایک ہیں ان سے لڑائی کبھیڑا کیسا اس طرح کی باتیں کرنے ہوئے دونوں ہائے  
 سبب میں آکر داخل ہوئے مد ہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ میں تھی اسکو سلام  
 کیا اور زندہ دی گری بیٹھنے کو ملی اسی آئینہ کے برابر آئین تصویر افراسیاب کی تھی گری بھیجا کر  
 بلوس کیا اب ایچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ تم ایک ہیں اگر تکرار و کارنا منظور تھا تو آئینہ  
 بھی حکمت تھی ہر کام کیلئے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو اے شہنشاہ ہنر چاہیے اب آپ  
 بران کو بلو ائے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایچی کے سبب عطر دان  
 چنگر جو گھڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہو شراب کا پیالہ گردش میں آیا یہ تو یہاں  
 بیٹھا ہر گھر مجلس آرا جادو جو روانہ ہوئی تھی تو دریا سے خون روان پڑا اور یہاں بارہ کوس کا  
 پاٹ ہو یہ تیرہ کوس بلند ہو کر پانی تری وہاں پانچ سو جاو و گر چوکی پر تھے مجلس آرا کو  
 دیکھ کر دوڑے مجلس آرا بھی بلا کی جادو گر فی ہوا نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا توڑ کر ان بے  
 آبرو وں پر دانے اُسکے مارے جھروہ دانہ پڑا سینہ اسکا وہ دانہ توڑ گیا غل و شور پیدا ہوا جادو گر  
 اب تو بھاگنے لگے آوازیں میب آئے لکین غرض سب ساحر وں کی جان اس نے لی یہ سب بھی  
 افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے مد ہوش ایچی کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیوں صاحب تم نے  
 دیکھا یہ حالت ہو پس یہ کہہ کر سحر کیا اور کڑا اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق ہنر مجلس آرا  
 جادو کے گلے میں جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کر کے سامنے افراسیاب کے  
 لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایچی نے برابر اپنی گری پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب  
 عرض ایچی کے سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بیٹھ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن  
 کوٹ عمر واد برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا یہ بھی آکر چپ بیٹھی اب  
 مد ہوش ببرگیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے بابا جان نے کہا ہے وہ ہی سیجے  
 بران نے کہا میرے باپ نے تو یہ کہا ہے کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مد ہوش نے کہا کہ یہ



کبھی نہ ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہ تم چلو میں بختیں دریافت کرادون مد ہوش نے  
 کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو ان سے اپنی خطا کو معاف کرادو بران نے  
 کہا کہ یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا اسوقت مد ہوش نے کہ اے شاہ جادو ان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے اور  
 ان صاحبزادی کو اور عرو کو مع برق کے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے مجلس  
 اور بران اور عرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مد ہوش نے عطر بیوشی کا لا اور عرض کیا کہ اے  
 شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہے آپ بھی آئینے سے  
 نکل کر تخت پر بیٹھیے افراسیاب پاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب و باغبان قدرت صنعت  
 سحر ساز اور جو حاضر و بار تھے سب عطر بیوشی ملا سب طاق بلاق چھینکین مار کر ہوش ہو گئے اور گر پڑے  
 اسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہر عمرو نے اسکو گلے سے لگایا  
 اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمن نقصان نہیں بلکہ تو بھی شریک ہو جا لیکن  
 خیر واری کپڑے میں دھتہ نہ لگنے پائے کیونکہ میں دھادائی کمان سے لاؤں گا اب انھوں نے  
 جال ایسا ہی مار کر اور کچھ قیدیوں کو زنجیل سے نکال کر سب مال و اسباب و بان کا لوٹا اور داخل  
 زنجیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لیں اسوقت زمین و ہاں کی شق  
 ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوئے انھوں نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے نے  
 نعرہ کیا کہ منم مہران جادو مہران تو افراسیاب کو پکڑ کر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران  
 نے ارادہ کیا کہ ملک بران شمشیر زن کا سر کاٹ لوں اسوقت بران ہوش میں آچکی تھی اس نے  
 ایک نایل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا پس ملک بران شمشیر زن  
 سب قیدیوں کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ میں حیران تھی کہ اس پار دریا سے  
 خون روانہ کے کیونکہ جادو اسوقت مجلس آرا جادو ایک اثر کی شکل بنکر اس دریا پر گری  
 اور پل بن گئی کہ سب کے سب دریا کے اس پار آئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ میں بھی نکل جاؤں  
 مگر وہاں ایک ساحر کہ نام اسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر  
 نکل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نہ سکی اسوقت بران شمشیر زن نے  
 پلٹ کے چاہا کہ میں اسکو مار ڈالوں لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملک بران شمشیر زن نے



نہ مانا اور رخصت و ارمید جو کھینچ کر مارا تو منگ کے سینے کو توڑ گپ مجلس آرا کے شکم سے نکل کر  
بران کے پاس آئی اس پارو ریا کے منہ سے حشر چم اور رہا اور ر شکیل وغیرہ بہرست نہال بران  
آئے تھے بھون نے بران شمشیر زن کی بلا میں لین اور تخت الماس پر بٹھا کر پہلے ٹونکے بچے لگے  
لگے ابر کے سر پر سایہ فلن ہوئے جانوران بحر زم زمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ  
بران کو بھون نے تدرین دین اس اثنا میں خبر ہوئی کہ مد ہوش برگرہ برسم ایلچی گری اثر اسباب  
کے پاس جا تا ہر شکیل جادو و سنے کچھ ساحرون کو بھیج کر اس ایلچی کو اپنے یہاں بلوایا جب وہ ایلچی  
اہلی مہر خ کی بارگاہ میں آیا تو ایلچی نفلی کو دیکھ کر شذر اور حیران ہو گیا ملکہ بران شمشیر زن نے سارا  
ماجرا قرآن کا بیان کیا مد ہوش برگرہ چھک کر رگیا غرض کا عجیب بہت قص و سرود کی برپا ہوئی کہ نظم

ہو اسامان رقص مجیدینان	کسی جا لطف بزم نازنینان	کوئی سرور فیض انجن سے
صد اقلقل کی شیشون کے دہن سے	کسی لے لب سے حیدرہ لب جام	کوئی ہوش محو خواب آرام
کوئی نادم کہین بنے تو بہ کیون کی	کسی کے لب پہ کہہ سنا ہون ایسی	کوئی گویا کہ محو بکا دہن میں
ملا ہر صحتانہ انجن میں	کسی کو حوصلہ خالی سب ہو ہو	نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی	نہ ایسا ہو کہ ہم رہ جائیں باقی	کسی کے باخو میں دامان ساقی
کہیں غل ہم بھی ہن مہان ساقی	غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا میں وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک	

میں گل خورشید مہجایا اور گشت کو اکب فرغ آسمان میں پھولا ہوا نظر آیا

چراغ مہر کو فروزہ پایا	قریب ختم طول روز آیا	شباب شام سوئے اوج آیا
فلک سنے او ہی سامان دکھایا	اسی عیش و عشرت میں جب رات ہوئی چاندنی کھیت کیا	
جنگل میں گل کھلے ہوئے نظر آئے تھے سامنے دریا لہر میں لے رہا تھا اسکے کنارے قمر سے	ایک پائون سے کھڑے ہوئے تھے ہوا سے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکنے تھے اس وقت	عجب عالم بہار کا تھا دشت اور در پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیر زن نے خواجہ
عمر سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم فیجا کر کاؤ دھرو سنے بران کی خاطر سے تو کوالا اور بے لگا کر بیڑ کا	اور اس غزل کو گایا غزل	شہر میں لون کی مری بیقرار بیان
چہرے پہ چہ زخم ہر زخم کا پر خراش	ابیدنی ہوئی ہن مری دست کار بیان	جانی ہن لامکان کو فل شکی زاریان
		سواد ہننے گل کی کھی پرچین سے کچ



<p>بھرتے ہیں آج شمسے رات کو گیارہ بجے          شمسے کا شوق ان کی نہ اٹھا کبھی غبار          تھیں اس سے ہاوسیکڑوں امیدوار          نیک جان ایک رات جو گھٹ جاتی اور تیر</p>	<p>کتنے کی اسکے خاک پڑی جسم زار پر          جی بیٹھنے کی دینے لگیں زار واریان          گل سے ہزار رنگ سخن ہر کیا مے          کانی تھیں کہیں سے بہت این بھاریان</p>	<p>جانی نہیں ہیں لطف کو ہو کی گھاریان          اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو روکے          دل سے لگیں نہ باتیں ہی بیا بھاریان          غرض اسی ہنگام عیش میں بھرتا</p>
---	--	--

لکڑی عمر و سنے کا بجانا مرقون کیا سب آرام پذیرا ہوئے ملکہ بران شمشیر زن کو احسب یاج پشیاب کی  
 ہوئی ایک نوٹری شمع سے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتاب سے ہوئے ملکہ جہوقت جو کی پر بیٹھی  
 چھینک آئی اور ہوش ہو کر گر پڑی پس وہ مشعل اور آفتاب والی دونوں عیار بچیان تھیں ایک نے  
 صرصر شمشیر زن اور دوسری عیار رفتار غنکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیسکر روانہ ہوئی  
 دریا سے خون روان پر پہنچی کہ قرآن نے آواز دی کہ باش کمان لیجاسے کی صرصر نے پشمارہ  
 چوڑ کر خنجر عیاری لیکر قرآن کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلیبلین گتھی ہوئی تھیں  
 خنجر زن کی پھکیان چلتی تھیں جھنڈا بلند تھا خنجر اس طرح چمکتے تھے کہ جس طرح بکلیان چمکتی ہیں  
 اس آفتاب میں لشکر میں بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیکیا اسوقت عمر واد برق  
 اور صرخ اور شکیل بھی اٹھکر دوڑے یہاں تک کہ اتنی رات صرصر سے اور قرآن سے  
 خنجر و خنجر چلا بھی پڑی عیاری کے مارنے تھے اور حباب ہوشی کے منہ پر لگاتے تھے مگر دونوں میں کوئی فتح  
 نہ پاتا تھا یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا کہ عہد شمس سحر دران ہوئی اور شب نیرہ قائم عالم سے روان ہوئی کہ بیت  
 پیچھے مثل حیا آنکھوں سے تارے

<p>گی شب روشنی عالم میں چھپائی</p>	<p>ہو کے صدر نے سحر پر سب تارے</p>	<p>علی خورشید روشن کو رہائی</p>
------------------------------------	------------------------------------	---------------------------------

جب صبح ہو گئی تو صرصر گھبراہی اور قرآن نے دیکھا کہ یہ کسی طرح  
 ہاتھ نہیں آئی اور نگاہات پر چڑھتی ہو اور قرآن طرح بھی دیتا تھا اس سے کہ یہ اسکے استادا کی  
 مشرق ہر اب قرآن نے ایک خنجر اسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ پشمارہ کی کٹی زمین پر پشمارہ اگر  
 اور صرصر نے جانا کہ میں قتل ہوئی بس یہ جاگ کھڑی ہوئی قرآن نے دوڑ کر پشمارہ کھول دیا  
 صرخ اور عمر واد شکیل وغیرہ سب پہنچے اور ہر ایک نے قرآن کو گلے سے لگایا اور ملکہ  
 بران شمشیر زن کو بھی ہریش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرہ سے یہاں آکر پہنچی  
 اور اس لکائن نے سحر کیا کہ عمر و سنے دیکھا کہ ہمارے سب گروا حاطہ فولا کا کھینچ گیا ہوا اور کسین



کھانے کو راستہ نہیں ہوا اور افراسیاب نے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سے  
 کو بھی روانہ کیا تھا یہاں سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائیں لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا  
 فضا سے کار جو حسین بھر کر رہی تھی اس سے صبر نہ کر سکا اور حسین جادو میں لاپٹی تھی بلکہ بران  
 کو گمراہ کھڑا جیسی سندرا ہوا حسین نے کہا کہ اگر صبر نہ کرے گا ہوا اگر وہ سچے سے ٹھٹھکتی تو میں  
 کب چھوڑتی ہوں بس اسکا اتنا کہ تھا کہ ساقون حلقہ کند کے اسکی گردن میں پڑ گئے اور ایک  
 ہتھکا مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گر پڑی اسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک  
 خنجر اسے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آوازیں گیدوار کی آنے لگیں آخری سیاہ آبی پھر صبح  
 ہوا اور ملک بران اور مہر خ اور شکیل اور عمرو اور قرآن وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق تو  
 کو غمروں سے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نقطہ حرام ظلمات آسمان سے  
 یہاں آکر پہنچا اور اسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند جادو ظلمات کے ان بھون پیر اگر ارادے سے دہر  
 کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ غلٹ سراس دنیا بالکل تاریک تھی اندھرا ہر طرف تھا جیسا کہ مہر خ  
 کا وہ مقام نمود تھا اب حال سنیے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے جو صبح کو نکلے تو یہ بھی  
 مہر خ کو ڈھونڈتے ہوئے روانہ ہوئے اور جب مہر خ میں پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک  
 آسمان سیاہ زمین پر ٹھیکا ہوا نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی اتی ہو کہ وہ کہہ رہا ہے  
 کہ اے مہر خ میں بگم افراسیاب تم سب کو ایک آن واحد میں ٹھکر کر مار ڈالوں گا جب تمام  
 مہر خ کا رعد اور برق جادو نے سنا کہ حالت عشق کی فرخ اور عمرو سے انکو ہی بس بسیا خستہ  
 رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایاں ہوا اور برق چمک کر کڑکڑا کے آسمان  
 پر سے گری کہ ظلمات آسمان بھر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سانسے عمرو اور فرخ کے  
 گرا آوازیں مہر خ میں کہ گشتی مرانام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تلکمی سب دفع  
 ہوئی رعد اور برق جادو عمرو اور شکیل اور فرخ نے گلے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا  
 بلکہ بران بھی بہت خوش ہوئی اور بنگلہ ہوئی اب یہ سب دیان سے داخل بارگاہ فرخ عالی شان  
 ہوئے بران نے پوچھا کہ مہر خ میں کیا ہوا کہ سب نے غرض کیا کہ اب کے مجھے گمراہ کر دے بھی مہر  
 نکل گئے انکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہیں یہ سکر بران ہمیشہ زن نے ایک ساحر کو



مدہوش کی جہز کے واسطے بھیج لیکن مدہوش جب کنارے دریائے خون روان کے پہنچا تو زنا رجا و داور ناقوس جا و ملازمان افسر اسباب کو خبر ہوئی و دلا کو جا و گر نقاب مدہوش بہر گہر اٹھے اور سنا کیا عرض زنا رجا و داور مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جا و سے اور مدہوش بہر گہر سے سحر کی ٹکڑیاں چلنے لگیں اور دونوں کے سر چٹ گئے اور وہ دونوں غش کھا کر گر پڑے اور مدہوش سے بازہ ہزار سا حید ہوش بہر گہر کے اور دلا کو سا ہر ناقوس کے آئیرے لگی ہنسیہ چلنے پر حال ہو کر اظہم نہ تھی فرصت انھیں دام چل سے

زہن میں آسکے بام اجل سے	نہ دیتی انکو مہلت شمشیر	کہ دم سینے کی بھی حاصل ہوتا خیر
اجل کا ران ہوا تھا گرم بانزار	مقام آبرو تھا بان خبر وار	خدا ہونے لگین روہین بدن سے
موتوں کوڑھین ملین کفن سے	جو پڑتی سر پہ تیغ برق آہنگ	لباس روح بھی تھا گوشت تنگ

سحر کے پیر چھپ چھپ سنے کے مارے سحر سے سحر حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا کبلیان چکنی تھین آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ ہزار ہزار خاص ملک کو کب کے تیار کیے ہوئے تھے جسکے تلوہا رستے اُسکے بدن سے آتش پیدا ہو کر جلا رہتی تھی ہزار ہا جل گئے و دلا کو جا و گر ناقوس کا ہرک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ یکا یک ناقوس بچنا سنا کی دیا اور فی سحر کو دم ملا ملک حیرت لہر جاہ و شہت شہت کر و سوار آگ پر پٹی اور آسکے آکر مدہوش جس اور ناقوس جس کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوئی یہ فی سحر افسر اسباب کو پہنچی آسکے عقاب جا و و کو دلا کو ساحر دسے کر روانہ کیا کہ وہ ساحر دریائے خون روان کے پار آٹھا اور بڑے شتم و خدم سے لشکر حیرت میں آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور آسمین آ کر آرام پذیر ہوا اسوقت وہ ساحر کہ جسے بران نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اسنے تمام و کمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر خدمت بران میں گیا اور سب حال بیان کیا کہ اسطرح عقاب و دلا کو ساحر لیکر آیا ہر بران شمشیر زن اس ساحر کا حال سنکر اٹھی اور سحر کا ایک گولہ تیشی بنا کر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے ہر رخ شکیل برق فرنگی چلے عمر و سنہ برق جا و و کو تو بارگاہ میں چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملا بران کے روانہ ہوا لیکن پہلے ملک بران شمشیر زن وہاں پہنچی کہ جہان عقاب خیمہ زن تھا اور کچھ سحر کر کے واسلے ماش کے زمین پر پھینکے عمر و بھی وہاں جا پہنچا تھا آسکے دیکھا کہ ایک غول جالہ زدن کا پسیدا ہوا



کہ ہم تو سب جانور دن کا زندہ دکاتھا اور چہرہ لال کا یا قوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اس کے پنجہ میں ایک جیسی نہایت پر تکلف تھی پس وہ چھپی اس پنجہ نے ہلائی اور غول جانوروں کا عقاب جادو کے شکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا بھیجا گیا قریب دو لاکھ جادو گروں کے عقاب کا مارا گیا مخالف برپا ہو گیا ان لالوں نے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی کے ماتھے لگی اب بہت لاشیں تڑپنے لگیں سہل سے لے سامری جو شبید کی کارہی تھی نظر

کرتا تھا پڑ میدان میں کوئی	نہ آئی کام کچھ ان کے نگوئی	سہل کا تھا کوئی دم توڑا تھا
کوئی سہل کوئی جی چھوڑتا تھا	بھرتا تھا دور تک لاشوں میدان	ہر اک کا تھا اپنی جان جو حیران

عقاب جادو اس وقت میں ایسا گھبرا گیا کہ تاب نہ لاسکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ پھرا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے رو سے ہوا پر سے اتری مہر خ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلایا میں عمر و نے بہت تعریف کی غرض کہ اب اسی عقاب کی بارگاہ میں عمر و وغیرہ سب آکر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ امر ظلمات فیل و ندان جادو تو بھاگا اور بران شمشیر زن کو مع عمر و کے جسد رکہ وہاں لوگ ہون سب کو پکڑ لا ظلمات فیل و ندان یہ حکم پا کر اپنے اثر و آتش نشان پر سوار ہونا فوج کی صدا بر آسمان کا ایسا برانا بیرنگ چنے لگا عالم میں تاریکی چھا گئی نصیر اور جھلجھ کی صدا سے گوش کر و بیان کر ہوا وہ ساحر دن کا آئیں انھیں اور فیل و ندان پر سوار ہو کر چلتا ترسول اور فیل و ندان کا چلنا مارنچ اور تیرنچ کا اچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دہر میں یہ پھل لگے ہیں جو جو کا سامری

اور شبید کا غل تھا لٹ	ہر اسے تند کے جو کے لئے آئے	ہر اک ساحر کے جو کا غل مچا ہے
بھی پڑتے تھے جادو گاہ نسون	یہ پیدا تھا زبان سے ان کے مضمون	کہ ہم جا کر عدد کو مار لین گے
نہ ملت بات کرنے کی بھی دینے	ہزاروں رنگ کے دیو ستم گار	لگے سب کر سنے اپنے اپنے دان واد
ابھی صورت عجیب ہو چنے وہاں پر	تو پھر آبا نظر بران کا لشکر	لگروان عمر و برق فوجی وغیرہ

جو بارگاہ میں مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھوں نے دیکھا کہ روسم ہوا پر تاریکی نمود ہوا اور چادر ظلمات چار طرف سے اندھیری گھر کے چھا گئی ہر گھر و گھر اسکے گیم اور حکم بھاگا یہ تو غائب ہو گیا



اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کو ہستان میں جا کر پوشیدہ ہوا لیکن شکر بران اور مہرخ پر  
چاند نظلمات چھائی سب جادو گردن نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اس کے پیچھے بہت سے  
ہاتھی آئے ہیں اور ان ہاتھیوں نے آکر چاروں طرف سے خیمہ ملک بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مہاراجہ  
خیمہ کو گھیرے ہوئے ہیں اس وقت عمر و نے برق فرنگی سے کہا کہ اے فرزند ملک بران کا کوئی فیل  
حال نہیں ہے چلو کچھ تدبیر کروں ورنہ سب قید ہو چکے ہیں یہ کہہ کر عمر و وہاں سے مہرخ کی بارگاہ  
میں آیا وہاں جو دیکھا تو برق چمک زن دور ہی پر عمر و نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق چمک زن  
نے کہا کہ اے خواجہ میں اس واسطے رونی ہوں کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا  
اسکی موت ہی نہیں مگر ایک مشرق افرا سیات یمن گلنار پوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا  
اور شاید کہ ملک کو کب شوخمر کے بحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نورافشان ہے یہ مارا جائے عمر و  
نے کہا کہ اے ملک برق ہم اسکا نشانہ لے کر آئے تھے کہ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا جب  
چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے انھیں ہاتھیوں میں سے ایک مست ہاتھی سامنے عمر و کے جھومتا  
ہوا آتا ہے اس عمر و کو دیکھ کر وہ ہاتھی انسان کی زبان میں بعبارت فصیح گویا ہوا کہ اے عمر و کیا مقدور  
تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہنچ سکے عمر و یہ سن کر ادھر سے پھرا اور بدحواسی میں ایک سمت کو بھاگا  
جائے جلتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیاں ہیں یہ گھبرا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہاں ایک  
بٹھری چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور تبصرع وزاری کمال بے قراری سے رو رو کر اور بجناب  
باری دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار انس و جان خلاق دو جہان تو میری مدد کر شمر  
گنہگار ہوں تجھ سے امید ہے کہ ساحر کو جا کر گردن آج بڑے مجھ مور ضیعت مشت استخوان  
سے اور اس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے یہ کہہ کر عمر و سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ کسی  
شخص نے اس سے کہا کہ اے عمر و وہی طرف اٹھ کر جا وہاں تیرا مطلب پورا ہوگا عمر و یہ خواب  
دیکھ کر اٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا تو ایک  
پہاڑی ہے اور اس کے درے میں راستہ ہے عمر و اس درے میں داخل ہوا جب اس پار نکلا تو  
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو مین کوس کے نظر آتا ہے اور جا بجا آئین مکانات اور عمارات  
تمیز نظر آتے ہیں اور بہت سے دروازے ہیں عمر و ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا



اکی جی کہ سنبل اسی زلف کو دیکھ تو پریشانی حاصل ہوا اور درگس مست ہوا اسی چشم شہلا کو دیکھ  
تو شرم سے آنکھ پڑا سنے سون وہ زبان اسی زبان کے سامنے گوئی تجا سنے گل ہا سنے رخساروں  
کے دیکھ کر بیان پاک کرین جتوں میں وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جھکے سامنے خوش چشموں کا  
چہرہ نظری تھا آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سیلانی بنا ہوا پتلیوں کی وہ جلوہ گری کہ جیسے  
سفید من پڑ پری مسدس

لب وہ لعل کہ یا قوت کی بھر سے نہ نظر	کھا سنے غیرت سے عتیق یعنی خون جگر
جان بلب جوہری ہوا لب کی جھلک دیکھ کر	زرد پچھرا راج کے مانند ہو چہرہ بکیر
اکی باتوں میں جو اعباد مسکائی ہے	عل کی طرح سے لب تیرن میں جان اکی سچا
رنگ مٹے ہو وہ جھلسائی کہ نہیں جسکا نظیر	ہر بجا خاک عناصر کو جو سکے اسیر
جلوہ اس شوخ کی رنگت کا قیامت ہو شریہ	مہوئے مہر سے کی جسکو نہ غم کی تنویر
ازنگ رخسار کا شولہ جو بھڑک جاتا ہو	آنکھیں محسن میں گندن سا چمک جاتا ہو
اسکے عارض ہیں وہ رنگین کہ لبسل ہو گلزار	دل رہے جیکے تصور سے سدا باغ و بہار
عارض محسن پہ نازان ہو عبث گل ہر بار	دیکھے ان پھولوں کو بلبل تو ہوا آنکھوں میں خار
روئے گل ہی یہ نہیں خار وہ خساری ہیں	ایک رخ کیا جل اس رخ کو تو رخ سار میں

زرد زور سے آراستہ ہو کر یہ وہاں سے روانہ ہوا جو اس نے دیکھا چار سو گور میں پر بڑا وقامت  
آنکے رشک شمشاد و درویش مرصع پوشش کہ ایک ایک انہیں فلک حسن کی تارا مہ پارا  
کہ آنکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا مسدس

ورق نور وہ رخ صفیہ نور وہ رخ	آخر بخت وہ رخ کو کب تقدیر وہ رخ
جیتا جیکے مہ و مہر تھے تصور وہ رخ	قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دلچسپ خوبان بری چہرہ نو دلوانے ہوں	ماہ و خورشید بھی اس شمع کے پروان ہوں
عضو سے عضو یہ کہتا ہو کہ یکتا ہوں میں	بند سے بند کا یہ نول کہ زیبا ہوں میں
یہ یہ بتائی کا اشارہ پیر بیضا ہوں میں	لب سے لب کا یہ مقول کہ مسکا ہوں میں
رخز آنکھوں کا کو زکس شہلا ہمو	قول زلفوں کا کو سب سے دو بالا ہمو



یہ عورتیں رو سے ہوا پر اڑی ہوئی آئین اور سوسو ہاتھی کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی تھیں۔ درگاہ  
بارگاہ ہوا وہ بھی سب اگر زمین پر آتر سے بارگاہین اور جیسے کھڑے ہونے اور کئی ہزار شہسازان  
اور سنے اگر آب پاشی کرنے والے بعد اسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگے آگے ٹھہرتے  
ہوئے تھا اور ایک تخت مرصع کا ریکہ جو مکمل بہ زر و گوہر و مغرق بچہ اس پر تھا اس پر ایک شہزادی سسر پر  
تاج بادشاہی رکھے ہوئے تھے تباہے فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردن میں نہایت حسین  
وہ جمال کہ سامنے اسکے ناقص بدر کمال چہرے کا کمال میں شوخی اور شہادت بھری آنکھوں پر  
فتنہ و ہر تھار گل رخسار پر اسکے بلبل تصدق ہر بار شہار

لب تھوڑے آگے وہ گل برگ تر وہ حرف ہونے لگے آبدار تبسم ذرا اگر وہ دلکش کرے مگر صاحب دست غیب سکواپے کیا آستے پامال فتون کا خون قیامت بھی گویا آدھر آگئی لا چڑھاوے اگر باتھیں آیتیں تھا مرد ہا شہر بار اسس کا آغاز شباب واقف راز قیاض جری شجاع عادل خدام و صاحب دار اکین خاتم میں لگینہ سلیمان	چھپے جن میں دندان کجک گھر دہن ٹیچے ناش گفتم سے کم تو گلشن میں گل صد چرخ کرے نہ رنگ صفائی فقط تن پہ تھا ہوا اسکے ہاتھوں کتنوں کا خون اسی بت کا ہر ایک جاذب کرے تو بھر دست موسیٰ ہر کچھ بھی نہیں قبضہ میں کمان یہ جاہ و جلال گل چہرہ جوان سبزہ آغاز تھا گرم جسم سال کا یہ بازار پہنے ہونے چاہے ہاے زینہ وہ نازنین شہت سے آتر گردن بارگاہ ہوئی گردن میں اسکے	تبسم میں اپنے وہ برق بہار سخن رہر و راہ ملک عدم کر اسکی ٹھن نہیں ہاتھ آسے کہ مینا کا خون اسکی گردن پہ تھا خرامان خرامان جد صرا گئی خدا کو خدا کی کی اسنکر ہے شاہن سے سوا وقار اسکا خامان کا کمان یہ بخت و اقبال کم عمر ہر ایک فن میں کامل تھا مشنری فلک خریدار یون تخت نشین وہ شاہ شاہین وہ نازنین شہت سے آتر گردن بارگاہ ہوئی گردن میں اسکے
---	--	---

ایک مقام پر اگر کھڑا ہوا اس شہار حسینان پر تپتی پیکر گل اندام کو نگہ سنے ہوئی کیفیت اٹھانی	وہی سامان جو تھا مر خوب خاطر سے ہاتھوں میں تپتی شیشہ و جام ناج کا ناشر ہوا اسوقت مگر وہ بھی گان بن کر جاتا تھا	چار سو پر نر زاد عمد سے ہاتھوں میں سیپہ با او سب استاد این مگر وہ بھی عورت کی صورت بنے ہوئے تھا ہوا اک بات کے کہنے میں حاضر غرض جب بزم نے نہایت بیانی
--	--	---



اور نوازی کرنے لگا کہ جسے آواز سنی بیکل ہو گیا اور دل تمام گھاس کا قیاب تھا اسوقت ملک نے  
 اس نوازی سے پوچھا کہ تو کون ہو عمر و سنے کہا میں حضور کی کنیز ہوں اس ملک سے کہا کہ اچھا پھر فرما دے  
 نے بانسری اٹھائی اور ایسی بجائی کہ نامی آئین کو بیوش کر دیا چنانچہ ملک کا نام شکوہ زرین قبادی غرض جیسے  
 عمر و بانسری بجا چکا تب ملک نے ہاتھ عمر و کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تولادے عمر و بدحواس ہوا آئین ایک  
 لونڈی سے پاوت کے گلاس میں پانی لا کر دیا ملک شکوہ زرین تھا نے کچھ عمر و مگر کے ایک چھٹیا عمر و  
 کے منہ پر مارا کہ عمر و کی اصلی صورت بھل آئی اسوقت ملک نے کہا کہ کیوں او دزد گردن باریک لک لک  
 ساربان زراہے تو اپنی جان کو متیلی پر سیے پھر تاہر خیر بھولن گی یہ کمر تخت پر اپنے ساتھ عمر و  
 کو بیٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پر روا کر کے چلا اور جتنی ساتھ والیاں تھیں وہ بھی سب روانہ  
 ہوئیں کوئی دو گھڑی کے بعد عمر و سنے دیکھا کہ ایک بارگاہ میں سب ہو کر داخل ہوئیں اس عرصہ میں  
 وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ و سداہل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ اپنا عالم میں کیا لنگھ  
 عروج ہوا پاسو سے لپستی ہوا خالی ضیا سے ملک سستی قریب شام نے پیدا کیا رنگ  
 ہوئے امیدوار دیدل تنگ اسوقت ایک بارگاہ باغ میں استاد ہوئی نہایت ہوشیاری چاروں

اس باغ کے گچھی اور اس باغ کے بہار کی یہ کیفیت بھی شعور	انہی شکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سے قباب چہرہ کاغ	لبالب زیر و امن چشمہ آب
نواخی میں طاووسان خوش رنگ	ترنم زیر مرغان خوش احسان
کسین فریاد بلبل مرثیہ خوان	کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کارنگ مثل رودے جانان	غرض ملک شکوہ زرین قبادی ان
کوئی نار کہدن کچھ دم کا صمان	

اگر کچھ رات کو اس باغ میں چاندنی دیکھنے کی بہار بھی کنیزین باولہ بھولی میں بھرے ہوئے  
 اڑتی تھیں کہ زمین پر تارے سے چلتے نظر آتے تھے نور سے چھوٹ رہے تھے نہون کر کنار  
 ابل اور نقالی اور قفر سے اور بگلے بیٹھے تھے و رختوں کے پتے چاندنی میں چکتے تھے جانور بھی بھی  
 آشیانوں میں چلتے۔ یہ اب ملک نے وہاں خاصہ فرش فرمایا اور کام دیا کہ بیج ہونے لگا ملک شکوہ زرین قباد  
 چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ و میکر چھپر کھٹ پر لٹی اور عمر و کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سلا یا مگر  
 قید حرمین مبتلا رکھا سیلے کہ یہ بجاگ نہ جاسکے جب زلف ایل سے شب تابہ مگر ہونچی اسوقت ملک نے



تقریباً دو سو سے کیا کہ چار پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھیں اور عروس سے بانسری بجا کر سینہ یہ لکڑی محبوب حاد و  
 کو اپنے ساتھ لایا اور عروس کو جگا یا کہ ایک عروس چلو پہاڑ پر چلکر سیر کریں عروس نے کہا کہ گہرا رات کو تم نے میری  
 نیند حرام کی ہے میں نہیں جاسنے گا ملک لگی منتیں کرنے اس وقت عروس کے ساتھ پہاڑ پر آیا وہ بان لکڑی سے  
 عروس سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ ہمد و ہمزین جو ایک جان و دو قالب تھیں وہ  
 ساتھ آئیں تھیں خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر تھیں اور ملک شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ میں مشغول ہوئی ہو  
 اور ابھی کچھ گانے بجائے کا چرچا عروس کے نہیں آغا ز ہوا کہ دھوٹا ملک شکوہ نے جو دیکھا تو اس طرف  
 میدان میں پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہو اور فوج بھی آتری ہوئی ہو محبوب سے  
 کہا کہ میں جا کر زور دیکھوں تو یہ کون ہو جو ہمارے علاقہ میں باہر فوج و لشکر بیکران آکر آتری ہو لکڑی  
 پھر آپ ہی کیا کہ چھاتم ٹھہرو میں خود جاتی ہوں اور عروس و محبوب کو وہاں چھوڑ کر آپ وہاں گئی  
 تو اس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ کہ نام اسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو و  
 ملک کرکسیت و شہنشاہ سے مع تین لاکھ فوج ساحران کے احوال بران کا سنکر کہ ظلمات  
 خیل و زندان نے قید کر لیا آیا اور مرزاں جادو و وزیر ملک بران شیشیزان کا اسکے ساتھ ہو  
 اسکی بارگاہ عظمیٰ استادہ ہو اور اندر بارگاہ کے چار سو کرسی جو اہرنگا زنجی ہوئی ہو حاد و گر شیعہ میں  
 ملک شکوہ زرین قبا سامنے اس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دھوٹا نگاہ ملک تاجدار کی ماہ  
 ندر پہاڑی بس دیکھتے ہی اسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر و دل کو توڑ گیا اور اسنے  
 اند و ہین سے کہا لفظ ہم : زہے قسمت کہ یہ خاتون و جاہ : نہیں چشم ملک ملک جس سے آگاہ  
 وہ تم سے ہم غفل ہوئے کو اسنے

اد و ناز و غمزہ کا ہوا دور	نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور	شراب لالہ گو سنگے جام چھلکے
----------------------------	----------------------------	-----------------------------



مجھے شیشے بہا ہر نعم اہل کے	دو کرفت سے آنکھیں ہونے بند	جلدیت خوش مزاج قلب خرسند
نہن سیکے ہر سسکے زبان ہو	رہی تا دو پہر ریش زبان سے	بھی پرتی غمیں آفت کی گاہن
بھی لب تک جو آجاتی تھیں آہن	ابنودہ تاجہ اسنے تکیہ کرادیا	کیا ملک شکوہ زرین قبا کو لیکر
بیٹھا اسوقت تو یہ عالم ہوا نظم	کہ لپٹی وہ تو اس سے ہو گیا ب	بھرتی حیرانی حیرتوں سے چشم پر آب
ہوئی گویا کہ جاتی دم ذرا سے	ٹھہری اور بھی دو چار پیاسے	بھی ہوش ہوس سے ہوئے بیاب
ہوئی راغب براسے بوسہ خاک	بھی لپتا تھا وہ اسکر باغوش	بھی کتا تھا ہم این خود فراموش
بھی دینی تھی پستان کے ٹوکے	بھی تھی آکیوں پیار سے یہ دھوکے	بلورین جام شیشے صاف براق
تھنے موقع سے ہتے بھر گئے طاق	طعام عمدہ و ستر خوان شفاف	بشکل حسن جانان پاک اور صاف
ہوا موجود کیا سب نے باہم	پھر اسکے لہجہ جو کچھ تھا فراہم	رہا موقع سے استعمال سب کا
کہ آیا وقت ہمیں نصف شب کا	عدا طلبوں کی پہونچی آسمان تک	غزل ٹھہری کی تھلائی زبان تک
گاون سے نکلے تھر آواز کے ساتھ	لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ	اسوقت ملک نے یہاں ہر پہاڑ

جا کر اسی حالت عشق میں غم سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو مگر ورنے ساتون قلعیان درست کر کے  
 فرج بکنا اور اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

کل اس نگہ کے زخم رسیدہ بین ملکیا	یہ بھی ہو لگا کے شہیدوں میں ملکیا	گر بعد فقر پھر ملک دنیا ہوا فقیر
بہشت پاک ہو کے پلیدوں میں ملکیا	دکھلا کو کہ نشان ہو خاک پاک پلیدوں	اس باہوس کے سینہ دیدوں میں ملکیا
اس گل سے ہوا وہ طلبگار دیدار	عدا آئینہ کا دیدار دیدوں میں ملکیا	تب میں ذوق و شہر کہ جس سے خر
تھا گرم اشیا میں میدوں میں ملکیا	وہ اسوقت بہار سے آبتار ہوا تھا اور اس کے بجائے سے جالور تمام	

خواجہ کے گرد آ کر جمع ہو گئے تھے ریک کے در سے جنگل میں چلتے گئے گویا صحرا بھی آنکھیں بچھائے تھا  
 سناٹا ہوا کا اور فرٹا وہ سنسان جنگل اور زمین اس محبوب ماہوش کا ہٹھکرن کو سب سننا  
 غضب ڈھار ہا تھا اس ہنگامہ عشرت خیز میں افراسیاب کو جو خبر اس حال کی پہونچی کہ  
 ملک شکوہ زرین قبا تاجہ پر عاشق ہوئی ہی بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہو کر  
 اٹھا اور ایک ہی سناٹے میں وہاں پہونچا کہ جہاں ملک شکوہ بیٹھی تھی مگر ورنے اتفاق سے  
 اسکو آنے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ روسے ہوا پر ایک ستارا چکا مگر ورنے اچک کر بھاگا اور کلیم



اُس نے اوڑھ لی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور  
محبوب جادو کے بال سر کے پکڑ کر پھر سر کے آسمان روانہ ہو گیا یہ تو دھڑکیا اور تھوڑی رات  
وہاں پھڑپھا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ خاور ہراسے گرفتاری شاہ شب کبھر ظلال  
نکل اور رات نے حلقہ طوق ماہتاب کو گردن سے اتارا اشعار

یہ سامان تھا کہ بدلا حال شب کا | دکھنا یا صبح نے اپنا جھکڑا | جو بس گزری وہ شب ہر منور  
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر | عمر و ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہاں  
سے ماہ تاجدار کی فوج میں آیا اور معلوم کیا کہ ملک کو کب رشتہ خیمہ شاہنشاہ جادو نے  
ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی بران سکے بھجایا جو عمر و مرزان جادو و کا نام  
شکر ہیست اصل بنا اور بارگاہ مرزان میں آیا مرزان عمر و کو دیکھا سر و قد بہر تعظیم اٹھا اور ماہ  
تاجدار سے عمر و کا حال کہکشاقت اس کی کرائی اور عمر و کو کھنت پڑھلایا لیکن عمر و نے دیکھا کہ  
ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہو آ نکھوں میں تری ہو اس میں ابتری ہو چشم پر آب ڈکے بائے ہوے  
آہ سر و دل پر درد سے کھینچنا شعر جسے عشق کا تیرکاری لگے + آہ سے زندگی جب میں بھاری  
لگے + اور کبھی کتا ہو کہ وہ ہرہ - آہ گردن نو جب جلے اور سبگل ہو چلجاسے + پانی جیلنا جلے  
کہ جسمین آہ سماے + اور کبھی کتا ہو رو با - جو میں ایسا جاننا کہ پیت کر سے دکھ ہوے +  
نگر ڈھنڈھو را پٹٹا کہ پیت نہ کر لو کرے + اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مراد ویت اندر دل  
اگر گویم زبان سوزد و گردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد و عمر و نے اپنے دل میں سوچا کہ  
یہ شخص کسی پر عاشق ہو غصہ کہ آدھرا کوہ کا تذکرہ عمر و کرنے لگا بعد اسکے عمر و نے اپنی کیفیت  
بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شکوہ زرین قبا اور میں اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب  
اگر ملکہ کو مع اس کی وزیر زادی محبوب جادو کے چوٹی پکڑ کر کھینچ لے گیا اور پھر قہر ہونے کا ملک  
بران شمشیر زن کے حال بیان کیا کہ اس طرح ظلمات فیل دندان آیا اور اس طرح سحر ملک کی بارگاہ  
کیا کہ وہ قید ہو گئیں یہ حال سنکر ماہ تاجدار پیش میں آیا اور تیغہ سحر پکڑ کر زمین لاکھ ساعرون سے  
کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان ہوا اور مرزان جادو و بھی عمر و کو ساتھ  
ساتھ لیکر روانہ ہوا اس طرح سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دندان لشکر



مقابلہ میں اترے اور جب نیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کو اکب کی پری اور نیل خانہ مغرب میں چلیاں  
 خورشید نے قدم رکھا کہ نظر سے سرشب عکس کا رہ اور چمکا ہوا سامان رزمی سب ہیا  
 کمال شام تاریکی یہ آیا اندھیرا عارض عالم پہ چھایا سرشب بغیر سحر کو ماہ تاجدار نے  
 بجا باظلمات سے بھی نقارہ جنگی نہجے کا حکم دیا کہ وہ کڑا یا ساحرون نے تیاری سحر کی آفازی کی  
 افزون خوانی ہونے لگی بڑھمت پڑھی جائے لگی یہ غل مپاسے نگ عالم میں تھمک پڑ گیا سحر کا اندھیرا بہت  
 چھایا بھرون ناہ چھا آیا بازو سے سحر ساحرون نے کھوئے قصرین و محاسن کی ہر ایک کو مٹا ہونی  
 مستون بارگاہ شہادت بنی پشتیان سحر ساحری تھی دروازہ جنگ کھلا باب آشتی مسرود ہوا تیر چکا  
 سینہ دشمن میں رزون کرنے ارادہ ہوا لڑنے میں ہر ایک طاق تھا غرض چار پہ رات ہی غفلت  
 بیدار حاجب قصر فلک میں مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع متاب ایوان افلاک  
 مجسمہ گئی کہ استعمار دکھانا جمع نے حسن جبین کو کیا تا بندہ رخسار زمین کو  
 کیا لطف فلک نے شب کے نلٹا ہوئی ہر طرح کو بکھیت بیداو صبح کو ایک طرف سے ظلمات  
 اپنی فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گردہ لشکر کو لیکر لکھ اپنا چھرا ہو سکے پس ظلمات آیا  
 نیکل نیل اسکو ب نے پایا گھرا یا ابرا اور ہر سمت چھایا اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا  
 ہوئے بیدار کئی سو فیل بدست ہوئے موجود سراسر اپنے کیے بہت زمین میں بنے خرطومون کو گاڑا  
 اکھاڑے نخل صحرا کو احباب طر غرض یہ دونوں قوسین موج مارتی ہوئی مقابلے میں آئیں  
 نقیبوں نے نقابت کی صفین کھینچ گئیں میدان پاک صاف ہوا اسوقت نیل و ندان نیل بنا ہوا  
 میدان میں جھومنے لگا اور پھر زبان انسان بکار کر آئے آواز دی کہ اے ماہ تاجدار میرے مقابلہ  
 میں آیا تاجدار شیر آتشین پر سوار بہر قہار تھم میں بے اور اسکو جلوہ دیتا سامنے اس کے گریا  
 ظلمات نیل و ندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر ٹھکے  
 ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اٹھا کر ان چاروں پہاڑوں پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ گئے  
 اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہوا طغیانی آہ سے کشتی جان غرق  
 تھی بحر میں ایک تلام برپا تھا دریا بھی مینڈھے لڑاتا تھا نظم ہر کنارے سے بلا ہر اک گردا ہر  
 جہ سراپا بخش تیرہ سحاب ہر موج دریا بلا سے ہم آغوش ہوتا تھا نظم سے اب بھی ہر دوش



وہ درجہ موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تا جدار نے سحر طرہ ایک دو ہتر زمین پر رہا  
 کہ پانی و رکہ جم گیا اور اسے سحر کیا کہ پاشیر غران دم اپنی علم کیے ڈکارنے اور طمانچہ مارنے ہوئے  
 ظلمات فیل و ندان پر اپنے ظلمات باحتی تو بنا ہوا تھا ہی اس نے ان چاروں کو سوٹن  
 پیٹ کر ٹھوکر وں سے مار ڈالا پیر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل و ندان نے دیکھا کہ ایک  
 بارہ دری ہو اور اس میں ایک عورت بہت خوبصورت لکھی ہو لیکن یہ ساحر بلا سے سیسے وریاں آفت  
 روزگار ہو اسے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اس عورت کے سر پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئی اور  
 جہلا کے اسنے ابلی جو سحر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمر و اور مرزان کے  
 اوپر گر چھا گئی اور سب اس اندھیرے میں مثل بران شمشیر زن کے قید ہو گئے آنکھوں میں تاریکی  
 چھائی ہر طرف صدا یا رہا با مستغنی کی بلند ہوئی اس اندھیرے میں ظلمت شب و بھر کو شراب و  
 دم ہر ایک کا خفا ہوا اور ظلمات فیل و ندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور کتنے نامہ فراسیاب  
 کو اس معنوں کا لکھا کہ ای شہنشاہ کیوان کلاہ میں نے ماہ تاجدار اور عمر و اور مرزان کو گرفتار کیا ہے  
 اور پہلے ملک بران شمشیر زن کو گرفتار کر چکا ہوں آپ تشریف لائیں تو ان کے تھل کی تدبیر  
 ہو جب یہ نامہ فراسیاب کو پہونچا پڑھ کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چل کر میں سب کو قتل کر دینگا  
 لیکن باغبان قید دست نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب میری خاطر سے ملک شکوہ زرین قبا  
 کی تقصیر معاف کیجیے افراسیاب نے اسکی خاطر سے خطا کو اسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو  
 کے ملک شکوہ زرین قبا رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئی اور وہاں آکر محبوب جادو سے اسنے  
 کہا کہ اگر محبوب یہ تو خوب جانتی ہو کہ کسی کا دل جو بے قابو ہو جاتا ہے تو پھر وہ سنبھل نہیں سکتا  
 اور افراسیاب نے ہکو اس جرم پر عید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں ظلمات فیل و ندان کو قتل  
 کروں اور ماہ تاجدار کو چھڑا لاؤں محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو جو اس کی باتیں  
 کرو کہ ان ماہ تاجدار اور کمان تم یہ سب باتیں خواب خیال کی ہیں اگر انکی قسمت میں رہائی ہو  
 تو آپ رہا ہو جائینگے ملک نے اسکے ہرگزین بقرار بیان کرنا شروع کیں کہ وہ دوپٹے سے ٹوہنپ کو ہونے  
 لگی رخسار کو آنسوؤں سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت وادگوں سے جنگ ہوئی  
 اور کبھی کہتی تھی کہ لوگو بلیل کا مشوق تو گل ہو وہ اسکے پاس بے تامل ہو پھر یہ کیوں نہ لے کر رہی ہو



اور تیری سرور پرستی ہو کر گوارہ کیے جانی ہو اپنا تو یہ حال ہو کہ دل آلام نہیں پاتا چین ذرا نہیں آتا زلف  
کی طرح تیرے کھانے میں چشم چہم ڈبڈبائے ہیں بیون پسی آہ کے دھوین کی جی ہو اور خون جگر کی  
نہرخی سے آئینہ دل حیران ہو زلف کی طرح خاطر پریشان ہو ہمارا دل و گل و دل کو بھاتی نہیں

زلف میں بند آنی نہیں لکھ	رونی ہوں تو آٹھ آٹھ آنسو	نہشتے ہیں یہ طفل اشک ہر سو
نئی ہوں کبھی صبا سے رو کر	کنا دلہر سے حال غصہ	دستے ہیں گل تین سننے طار
ہر وار سے بڑھکے سر و گلزار	چشمیوں سے ہر ترچکے اشکبار	مات دیتی نہیں ہر داری
فلکشت سے واقف ہر دل	ہاں غیبت لالہ زار ہے دل	لالہ دیتا ہر دانہ دل کو
بھاتی نہیں سپر باغ دل کو	نرس کی روش ہوئی ہون بتار	ہر بھول چین کا جگسیا طار
ہمدرد جو تار و فشان ہو	سب باغ و بہار گل خوان ہو	ہر چشم کو غفلت سار دیدار
مستور نظر ہو دسل اسے پار	دل صحت فزون ہو اپنا بیتاب	آنکھوں کو نہیں ہر غفلت خواب
یہ چہرہ جب حدوسے جانی	و شوارہ نہ کیوت ہو نند گانی	اسی حالت عشق میں زار ہنالان

چاک گریبان اٹھ کر ایک طرف روانہ ہوئی کہ اور ایک پہاڑ کے قریب پہنچی کہ وہاں سے آواز آئی  
کہ اے ملک عالم میں آپ کی نوکری ہوں مجھ کو عبور بخشا اپنے ساتھ چلے چکے ہیں ملک یہ صبر نہ کر  
ٹھہری اور پیچھے پھر کر جو دیکھا تو میل جاو کو آستہ دیکھا سیل کے قریب اگر باتوں میں لگا کر حلقہ  
کشد مارا کہ ملک اٹھ کر گری حباب بیوٹی مارا کہ پیش ہو گئی حصر صبر کے ملک کو در سے میں پہاڑ کے  
رنگا اور آپ یہاں سے اصلی صورت بنکے باغ میں محبوب جاو و سکے پاس آئی محبوب ملک  
کے لیے پریشان خاطر بھی گئی کہ اسنے اگر محبوب سے کہا کہ چلو میں تم کو ملک کے پاس لے جاؤں  
اس جیل سے محبوب کو اپنے ہمراہ لے کر یہ باہر باغ کے آئی اور وہاں باتوں میں لگا کر اسکو بھی  
پیش کیا اور پست تارہ اسکا بھی باڈھا پھر وہاں سے در سے میں پہاڑ کے اگر ملک کا بھی پستار آیا  
اور ان دونوں کو دیکر اسکا صبح ہو گئی تھی بارگاہ مصور جاو و میں لائی افسر اسباب کے پاس  
یہاں مناسب جہان کوئی دو گھنٹی دن چڑھا ہو گا کہ مصور جاو و سے اس نے کہا میں شکوہ  
نہیں کیا اور یہ محبوب جاو و کو کچھ دینی ہوں اور یہ کہ پستار اکھلا اور دونوں کو سامنے  
ڈال دیا پھر عذرا جاو و کو خوف آیا اور کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہو ملک شکوہ زہرین لب



ایسی ساحرہ ہو اور اس کا یہ مرتبہ یہ کہ ملکہ کو ہوش میں لا کر برابر اسے تخت پر بٹایا جب ملکہ  
شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور اس نے دیکھا کہ میں صورت نگار جاو کے پاس بھی ہوں فوراً مع  
محبوب جاو و سحر کر کے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جاو و گھبرا یا اور صورت نگار اپنی  
زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوشیار کرنے سے کیا مطلب تھا  
اور تھا ہو کر آپ پیچھے ملکہ کے اڑا اور برابر پہونچ کر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے  
سحر کی سل آئی ہے اس نے الٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہو کر بارگاہ میں مصور جاو کے گرنی  
اور حیکے سر بسنگ ریزہ اس کا گادہ بچارہ جان سے گیا زندگی پر پتھر پڑے ایک سنگ ریزہ مصور جاو و  
کے بھی لگا یہ گھبرا کر پھرا یا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونوں بھاگ کر سمت صحرائین بسکن  
افرا سیاب جاو و نے فیصر جاو و کو حکم دیا کہ کچھ فوج بکر جاو و اور مزاران و ماہ تاجدار اور عمر و  
ان سب کے سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ فیصر جاو و حسب حکم بادشاہ فوج بکر دہان چلا اٹھا

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ	بڑا سامان شرکت اس کے ہمراہ جو پہونچے اس کے وہ بدذات و مردود
لڑائی کا ہوا سامان موجود	یعنی فیصر جاو و ماہ تاجدار کی فوج پر آگرا ماہ تاجدار کا لشکر ہر چند

کے بے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس میں تلوار سحر کی پہونچنے لگی لکھنم	یہیے ساحر و دان کشمیر خون ریز
بشکل برق روشن اور بہت تیرا	لگی آپس میں چلنے برق کشمیر
بھنگل برق چنگے گرز و شمشیر	صف دشمن یہ پس پڑے گئے تیر
کوئی خستہ کہیں نہ کے کہیں جیتا	کہیں سیلاب خون سے سحر راہیں
چمکتی تھی برابر برق شمشیر	اہل تحک تحک گئی ایسے چلتے تیر
کہیں تن سر کہیں تون کہیں پر	نہال گل قامت خم زمین پر
آٹھے باہم برابر و لشکر	کھٹے مل مل کے مردان و لاور

کھانٹے کھے دھڑ دھڑا دھڑ خون میں نہاتے تھے کہیں سرکٹ کر گرا تھا تو اس نے زمین کو دانتوں سے  
پکڑ لیا تھا کہیں ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہ ہو کا زرہ پوشون کے  
بازو جو چو قطع ہو کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھلیان دام میں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں اور  
پانوں جو کٹ کر گرا تھا تو سر و ملک عدم ہوتا تھا آخر کار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی نہ لاسکی



جھاگ ٹھری ہوئی اُس طرف ملک شکر و زرین قبا اور محبوب صحران علی جاتی تھیں بس اسی فیج  
 سے ملک نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے انھوں نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو و سحر کے تھے قیصر جادو  
 نے آکر ہکوٹھا اور بارگاہ چھینکر لیے جاتا ہیں یہ سننا تھا کہ ملک شکر و زرین قبا نے سحر کیا اور مانند  
 برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ اے قیصر جادو کمان جائیگا میرے ہاتھ سے قیصر جادو  
 نے ملک شکر و زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک نایچ سحر کا مارا کہ ملک کو حیرانی ہوئی اور وہ ران پر ایسا لگا  
 کہ جس سے رنج ہوا سو سب نے لگا ملک نے کچھ مٹی اسی خون میں گوندھ کر ایک سوار بنایا اور تلوار کے ساتھ  
 دی اور کہا کہ میرے خون کی بجائے قیصر جادو کو مارا اور زندہ آسکی فوج کو نہ چھوڑنا سنتے ہی  
 وہ سوار تلوار لے کر فوج قیصر جادو میں در آیا اور مانا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتون کے  
 سپیشے اور لاشون کے پشمارے انبار لگا دیے اور دریا خون کا جاری ہوا اشعار

درخشدن تیغ الماس گون	سناسا سے آہار وادہ بخون	بگرداندر وں آہوار بر آب
کہ شگرت بار و آفتاب	پراز نالہ کوس شد مغز مع	پراز آب شگرت شد جان تیغ
تو گفنی کہ الماس جان نشاند	پہر جان کہ دین بین جان نشاند	پہر حید کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ

سوار فریب آکر پہونچا اور آئے ہی آئے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے  
 اور یہ داخل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جاتا تھا صفین کی صفین اٹ جاتی تھیں  
 تین بہر کامل وہ سوار لڑا و لاکہ ساحرون میں سے ہزاروں تو مارے گئے اور بقیہ السیف  
 جھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوئے ملک شکر و زرین قبا اور محبوب جادو و سحر  
 کر کے بارگاہ میں ماہ تاجدار کے آئین بارگاہ استاد کرائی اور اُس بارگاہ میں بیٹھ کر چالیس تیلیان  
 اور سحر کی تازہ تیار کر کے ان کے ہاتھ میں آئینے سپے کہ وہ اپنے تئیں آئینہ رخسار کو آئینوں میں  
 معاشکر نے لگیں اور اپنی بکٹائی کی بہر صورت گواہی دیتی تھیں پھر ملک نے دو دانہ ماش کے  
 پڑھ کر ان تیلیوں پر مارے کہ وہ تیلیان پتھر کی بن گئیں اور اُس سوار کے گلے میں اپنا موتی بکا  
 مارا اتار کر ڈال دیا اور پھر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب جدھر بارگاہ کے کئی سو  
 ستارہ اور ریح میں ایک چاند جلوہ گر ہو غرض یہاں کہ آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئے لیکن  
 خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو



روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اسے اپنے آواز دی کہ اے ملک  
 شکوہ زرین قبا بنگی بر باد گئے لازم یہ جو ہم نے تمہاری خطا معاف کرانی تھی تمہیں اس کا بدلہ لے لیا  
 ملک شکوہ نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک تاج کو ٹپکڑا کر اپنے ہاتھ میں لے کر باغبان حریف  
 زبردست تھا یہ بھلا کب ناسخ کھاتا؟ اس نے اسکو خالی دیا اور ایک دوسرے زمین پر لگا کہ ملک شکوہ  
 نے محبوب کے پانوں زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت ان دونوں کو بچا لئی تمام گرفتار  
 کر کے جانب انہر سیاہ روانہ ہوا جب قریب دریا سے خون روانہ کے پہونچا تو ہولناک  
 ساحر کہ جسکی خواہاں خاکستری زمین میں تین بیل اس کے قتلہ قتلہ گھلے آنکھیں مثل مثل کے روشن  
 قرب باغبان آیا باغبان اسکو دیکھا رہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اس ساحر نے  
 ایک بیضہ بیونھی کا باغبان کے منہ پر مارا کہ وہ چرخ مار کر زمین پر گر اور اس شخص نے  
 آواز دی کہ شمع نظر کر وہ عید کرار مشرق قرآن نامدار محبوب اور شکوہ تو چھوٹ کر الگ گھری ہوئی  
 اور مشرق قرآن نے دیکھا کہ ایک باغبان کے سر پر مارا وہ کبڈا اگر مہار پر ہوتا تو ہمارے پرست  
 اڑ جاتے مگر باغبان پر اسے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین ٹپکڑ ہوئی اور ایک پھلی زمین سے لٹکی  
 احمد باغبان کر یار فائب ہو گئی ملک شکوہ زرین قبا اور محبوب جاو و پھر ایک طرف گوروانہ  
 ہوئیں کہ اس آئین میں ایک ساحر عذرا مولا جادو وانکو ملا کر یہ ماحول نہایت زبردست ہوئیں  
 اسنے آنکو دیکھا ایسا کھڑا کہ ایک دریا پیدا ہوا لیکن یہ دونوں غوطہ کھانے لگیں اسوقت مولا ج  
 ان دونوں کو پکڑ کر ملک حیرت جادو کی بانگاہ میں آیا حیرت سے کہا کہ اے شکوہ زرین قبا  
 و محبوب یہ تھا کہ اب کسان جادو کی یہ کماطفی دیکھ کر بغیر حیرت کے جاہا کہ انکو قید کرین لیکن  
 محبوب اور ملک شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ تڑپ کر سیدی سمت آسمان پر واز کسان روانہ ہوئیں  
 دوسرا ساحر ملک حیرت جادو سے اس کے نقب میں روانہ کیا کہ یہ اگر دریا سے خون روانہ ہو چکے  
 ملک شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑ کر دریا میں پھینکا اور تپ حیرت کے غلغلہ ہوئیں بس  
 مالا پھینکنے ہی پھیلیاں اس دریا کی آئین اور وہ جو دوسرا جادو گر بھیجے ملک کے آئے تھے  
 ان سب کو پکڑ کر وہ پھیلیاں زچ دریا میں جا کر فائب ہو گئیں اور یہ خبر ملک حیرت جادو کو پہونچی اسنے  
 کہا کہ بڑا غضب کیا ملک شکوہ زرین قبا نے یہ کھراپ بانگاہ سے کل کو روانہ ہوئی راستہ میں







عرض کیا کہ آپ گہرائی میں بن شکوہ زرین قبا کو گرفتار کر کے لاتا ہوں یہ کمر نمٹنگ جادو و غضب  
تمام پھر خدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرائین اگر اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ اسے  
آپ جادو و حجاب جادو اگر حاضر ہو یہ دونوں اس کے کارندے ہیں جب وہ اس کی خدمت  
میں اگر حاضر ہوئے تو اس نے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو و کی قید سے خبردار ہو میں آتا ہوں یہ کمر  
آپ بہ گرفتاری ملکہ شکوہ زرین قبا و محبوب روانہ ہوا اور یہاں آپ جادو و نے زور  
سحر ملکہ مجلس آرا کو تاب کمر زمین میں غرق کر دیا اور حجاب جادو و ایک طرف واسطے ٹکبانی  
کے بیچھا قضاے کائنات روزگار و وہاں ان ہونی کی ہون کو تاکت ہیں سب کو سے  
ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے سو ہوئے برق فرقی اس خیل میں آنکلا دور سے اس نے  
نمٹنگ جادو و کی گفتگو حباب سے جو پوری تھی سنی بس اس وقت نمٹنگ جادو و کی ایسی  
صورت بننے لگے ان دونوں جادو گردن کے آیا ان دونوں نے بوجھا کہ کیون اتنا جلد آپ  
بہر آئے اس نے کہا کہ مجھ کو کچھ کام پر غرض آپ اور حباب دونوں کھڑے ہو گئے اور نمٹنگ  
نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکال کر ان دونوں کو دیا کہ انہوں نے کھایا اور بیہوش ہوئے  
برق نے بہت جلد ان دونوں کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو و کو قید سحر سے  
ربانی دی مجلس جادو و برق فرقی کے پائون پر گری اور گویا ہوئی کہ شکوہ زرین قبا  
ہماری طرف ہو گئی ہے اور اسکو نمٹنگ جادو و قید کرنے گیا ہے یہ باتیں کرتے ہوئے آپس میں  
ایک سمت کو روانہ ہوئے لیکن یہاں نمٹنگ جادو و نے اس مقام پر کہ جہاں شکوہ زرین قبا  
اور محبوب جادو و ہاڑ کے درے میں بھی ہوئی سحر کر رہی تھیں پہونچ کر سحر کرنا شروع کیا اور شکوہ  
زرین قبا پر اس نے ایک ایسا سحر کیا کہ آندھی تیرہ و تارائی تمام عالم میں تاریکی چھائی وہ تاریکی  
سُرمہ ویدہ شکوہ و محبوب ہوئی یہ دونوں بالکل اندھی ہو گئیں نمٹنگ نے ان کو  
پکڑ لیا اور قبی سحر میں گرفتار کر کے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اس طرف سے برق فرقی  
اور مجلس آرا جادو و آتے تھے جس جیسے ہی نمٹنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہو کر دوڑا اور زور  
سحر زور و دمان بکرایک دم ایسا کھینچا کہ مجلس کو گل گیا مجلس اپنے دل میں سوچی کہ یہ ہر مرتبہ  
مجھ کو گرفتار کر لیتا ہے کوئی تدبیر تو ایسی کر کہ یہ ہلاک ہوئے سوچتے سوچتے اسپکو یاد آیا کہ ایک نشتر



تیرے بالوں میں ہونے اس نشتر کو جوڑے سے نکال کر منہنگ کے پیٹ میں مارا کہ منہنگ  
 کا پیٹ شق ہو گیا صدر سے وارو گیر پڑا ہوئی اور مجلس نے اسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور  
 محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ میں ماہ تاجدار پر اپنا عاشق ہوتا اور  
 ملک بران شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بران شمشیر زن کا حال سن کر  
 بدحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل و ندان تھا پہنچی اور للکاری  
 کہ او ظلمات است بد ذات امیر سے مقابلے میں ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نارنج  
 سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اسکو خانی دیا اور یہ ماور بکھا ظلمات خاک جمشیدی  
 اپنے پاس رکھتا ہوس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکٹا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا  
 اور محبوب ان دونوں پر بھی اس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھا گئی اور یہ بھی تینوں قید ہوئیں  
 اب یہ نطفہ حرام اپنی بارگاہ میں آیا اور اس ماجر سے کو قمران نے دیکھا مگر اس منکر میں ہر  
 کہ اسکو قتل کروں غرض سمت صحرارہ ہوا اب یہ تو جانب صحر جاتا ہوا اور بران و شکوہ  
 وغیرہ قید ظلمات فیل و ندان میں ہیں لیکن انکو اس حال میں چھوڑ کر کیفیت شکر امیر بیان  
 کی جاتی ہو کہ امیر اپنی بارگاہ میں داخل ہیں اور پانچ ہزار پانچ سو کین سرداران نامی اور پیلوانان  
 گرائی بارگاہ سلطانی میں زیب دو کرسی درمجلس ہیں تختون کے جنگل ہیں ادھر لقا کے پیمان  
 بارگاہ میں منصور زارع کو ہی اور عنصر کو ہی وغیرہ کہ رہے ہیں کہ اگر کوئی مقابلہ میں خدا پرستوں  
 کے لئے گا تو ہم ابکی مرتبہ ان خدا پرستوں سے مقابلہ کریں گے بختیار کہ رہا ہو کہ اے بھائیو  
 کیون تاوان بنے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرنے ہیں یہ مسلمانوں کے طرفدار ہیں بھائی  
 کے لیکن ہیں بھی ادھر کبھی ادھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کر دنگا کہ کوئی بندہ میرا کرب  
 خدا پرستوں کو مارے گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نامہ ہمارا ان کو ہی کا آیا نامہ داسنے لاکر خداوند  
 لقا کو دیا خداوند نے بختیار کہ کو دیا میں نے پڑھا لکھا تھا کہ میں مدت سے مشتاق زیارت  
 خداوند ہوں اور چاہتا ہوں کہ کام خدا پرستوں کا تمام کر دوں لیکن خداوند نے مجھے کبھی یار نہ فرمایا  
 اب میں حاضر ہوا ہوں اس نامہ کو پڑھ کر لقا نے حکم دیا لوگ ہر استقبال جا میں ملک بختیار کہ  
 شوم ہر تعلیم و استقبال روانہ ہوا اور مسسارا ان کو بارگاہ میں لیکر آیا لشکر کو اسے



مقام پاکیزہ پر اتروایا اور مہاراجن نے خداوند کو سجدہ کیا نذر می خلعت ملایہ و کھل پر بیٹھا  
 بخشش ارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نور چلبیدہ  
 خالص خدمت شہزادہ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز بڑی بیٹی شہزادہ بدیع الزمان  
 کے ساتھ نکل گئی ہیں یہ سننا تھا کہ تقاضے ایک دھول اسکے سر پر ماری کہ رفیدہ اسکے سر پر سے  
 گر پڑا انجنتارک نے اسکو اٹھا کر چوڑا چٹا مار پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھبے میں گر گر جائے  
 تو بہت اچھا ہو مگر اب کہاں میرا سب بھلا جب موافق کر دین کیونکہ بچینگے نہیں تقاضے نے کہا  
 کہ اے مہاراجن تم اسکی باتوں پر نہ جایہ شیطان ہماری درگاہ کا ہر اسی طرح کی باتیں بناتا ہے مہاراجن  
 نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں لیکن دل تو بسل چلتا ہے سو کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا اور کئی روز تک  
 اسل سفر سے اسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستاروں نے آنکھیں اپنی راہ متاب میں کھین  
 اور گردن کے دستار متاب اچھے سر پہنچی اس وقت اس ستاروں سے کھلا پھرشن شام  
 ہوئی پھر جاندی مہ کی دل آرام بہ قمر نے پیر لباس نور پہنا بہ ستارے بگئے پھولوں کا گنت  
 سر شام کو جب حکم مہاراجن ناکام کی جنگ پر چوب قبی ہر کار سے خدمت والا صاحبقران  
 من آکر حاضر ہوئے اور بعد ادب یہ اشعار بیان پر لا سے شہار بہ عمدہ نوا سفر ہو سر کار سوچ تیرے

مورخ سے زیادہ میل ملازمان ہوا	جاہ و جلال بانگ یوی بھڑمانہ	جب ہوتی سواری صدیل پر نشان ہوا
اگر ملک چاہتا ہو تخت و تاج تیرے	ہندوستان پہلے بکرو تاجہ عنان ہوا	آگے تو کیا کمون میں ل جاہل ہوا تیرے
قبضے میں سے زمین اور لہ آسمان ہوا	آج مہاراجن کو ہی نے طبل جنگ بجوایا ہوا	سے بند ہو گا باقی

خیر بہت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر دیکھا امیر نے ابوالفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ہمارے یہاں  
 سے بھی طبل جنگی بجوایا ابوالفتح نے بکرو تاجہ عنان ہوا پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا  
 گدہ کوٹ قلعہ رو سے زمین پر مل گئے کلبین لکھن برج لکھن بھی ہلکے بہ سنگین کل مکان جو بنے تھے کھل گئے  
 ایٹوں کے ریزے پھٹ گئے پھر گھل گئے بہ بجوایا طبل جنگ بید رنگ اس عرصہ کار زائین دلا دوران روزیجا و  
 امیران جیسے وفا آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخواست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیلاری  
 آلات حرب و ضرب کرنے لگے نخل ہستی بہادران آج کھلا پھولا نظر آتا تھا نیون کے پھل ہر ایک  
 کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپردن کے پھول بہار دکھاتے تھے گمشدن زندگی میں عنادل



کی طرح بہادر چھپاتے تھے لگھون صبارفتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہوا سے شجاعت کے جھوٹے  
 آرہے تھے نیزے بہان سر و ستادہ تھے مانل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی  
 تھیں زکس دیامن سپاہیوں کے لیے دعائے سلامتی منانی تھیں فرض چار پہر رات بھی  
 ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور گار روز نے پار چڑھ  
 یل سے سیاری کو دور کیا اشعار

گھلا آخر نماز ہفت شب کا	اٹھا دھندلا غبار اک سر غضب کا	وہ مثل نور عارض صبح روشن
بیکل متقی پاکیزہ دامن	جبین ماہ کی صورت فروزان	لسان دریا کچھ خطہ مہمان
ہوئے جب جانب مشرق سے ظاہر	ہوئے امتحان فکر شاعر	ہنگام سحر امیر والا حشم مسجید

کرپاس میں نماز سے فراغت کر کے مشغول دعا تھے مصروف گریہ دیکھتے کہ ابوالفتح نے  
 آکر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہنچی : منتظر ہے امیر والی کی :  
 امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرما کے اسلحہ زیب جہم انور فرمایا اور باہر  
 نکلے اشرف و یوزا اور سوار ہوئے اشقر کا یہ حال تھا

میں خوش باد پکی تھے کل کیا کہوں	بچے تو حور کا ہر دیکھن فرس ہر نام	آنکھنے غبار شمع کے نزدیک جب غمان
ایکے جو قاش زمین سے زمین پر لگا لگا	پہنچے نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم ملک	جو اسکے تونے زمین غمان کو بیان نہ تمام
اعدائے بدخصال کی تنبیہ کے لیے	اس برق ش کی لپٹ پیڑا ہو جب قیام	ہو طر قواکنان ترا اقبال پیش لپس

انصرت کرے جلوزری اور فتح اہتمام  
 گردون سریر میں آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے شعر  
 امیر اور سردار جھٹنے تھے حاضر  
 اور تخت شاہی کو قلب شکو میں رکھ کر سب سردار جانب جنگاہ چلے انکے جاہ و حشم کو  
 دیکھ کر ترک دہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات  
 صورت و نہر کی آگے تھے یون دیو سیاہ  
 تھوہ کاسینہ بچھے دیکھ ترا استقلال  
 اسکی خور زبھی یون فوج عدد و گنو گھٹ کھاس  
 انج ہواگ کی خون ناب میں آٹے کمال  
 شرق سے غرب ملک عرب سے نیزہ کا  
 جون مہر نو سے محرم کے لپٹا ہر سال  
 لذ میدان قدم اپنا توجہ جان گاڑے گا  
 دھاک ہر تیغ جبرنی کی ترے تاج شمال  
 کافر و حربی و موزی و منافق ملحد



ایک چورنگ ہر چاروں کا سے استیصال کیا بیان تجھے کردن وصف سپر کا ترے  
شبک انداز سے ترے ہر دو کب جاوے رہم انگشت تھناتیر کی تیرے ہر بھال اسی شوکت و جاہ سے یہ لشکر  
سرداران اسلام کا میدان جنگا وہین پہونچا یہاں غبار زمین برادہ آہن تھا طائر ہر ایک بند و قون سگے  
طوطے نظر آتے تھے اور قند کوہ سے پائین کوہ تک نگرستان کو اکب اور کوٹریاں رشک لال کھلا ہوا تھا  
ہو اسے سر و سگے جھونکے آتے تھے اور ہو اسے شجاعت خاطر بہا و ران میں بڑھاتے تھے یہاں آتے ہی  
حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہوا رہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے عا و و تھیل سے  
آئی فرج نے اسکی صفت اپنی جانی مقون سے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور رقیبون سے  
خدمت دنیا سے فانی زبان پر جاری کیا ایسا ہے

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نہ سکندر ہر نہ آئینہ چہر ت اغزا  
پایہ حشمت سحر ہر نہ ملک وارا سکی اس پریم میں شہنشاہی شمع اقبال  
اس خیاں میں ہر اک نخل و گل ماکم گفت افسوس ہر تپا جو ہر اس گلشن کا  
تھلک لڑا ہر نہ بھرے جگے بے بارہا یہ پھرتی ہر صبا و دوش پہ آج آکا غبار  
نور ہکا کہ صحبت ہو نہ وہ طرز نشاط نہ وہ انداز سخن سہے نہ زبان گویا  
و فتح ہر غر و آسپاں کھول سگئے جب لقیب نقابت کر کے میدان سے کتا رسے ہو سکا سوقت  
ہمارا ان کو بھی نے اپنے گنبد کے کو گلب مار کے سامنے لقا کے اپنے نہیں پہونچایا اور ہاتھ باندھ کر  
اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے بد قدرت کے سپرد کیا یہ میدان میں آیا اور سلطنت فری دکھا کر اسنے  
نور مارا کہ او فرقہ خدا پرستان او میر سے مقابلہ کو اس صدا کو سکر اس طرف سے شہزادہ ملک قاسم  
لال خفشان خوریز خاور سپاہ شہزنگ زہرہ جبین سلطانی کو تا زبانہ کر کے سامنے تخت بادشاہ  
بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کوہ در دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کد کفریت  
مرستہ فرمایا علت و یا کل لشکر کے علم جاوہ گری پر آئے اسنے سردار سالم شہر شکار  
سلیم شہر شکار زہرہ کے جوشن پوش ملک ترکس سفید جامہ وغیرہ سب پیادہ ہوئے  
نہرے نبخے لگے شہزادہ و لاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آسٹین مرمت کو  
جھاڑا اور بشکل تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زہرہ شہر سے



درست کر کے سوار ہو کر سمت حریف چلا مگر کب اسکا جست و نیزہ کرتا ہوا سامنے ہمارا ان کے آیا  
 آئے ایک لگا ورماری کہ گھٹا اسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور میں آکر اٹکا پیش قدمی کے  
 پر گیا آئے نیزہ سبب بے کیڈ شاہزادہ پر لگا پاشا ہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سان پر گناٹھا اب نیزہ بازی

سشروع ہوئی نظر	کہ قاسم براؤ کنت با او ہم	یہ نیزہ بکر و ارشیر و ترم
سان و نیزہ بدو نیم گشت	ہمارا ان ز قاسم پر ازیم گشت	برو دست آن مفع بران کشت
زگر و سواران جہان تا پدید	لیکن اندرون تیغ بریم شکست	سوئے گرز بردند چون باد دست
بنداخت قاسم چو آن گرز کوہ	کہ از زخم او شد ہمارا ان ستوہ	برین اندر از زخم ہیوش گشت
بناک اندر افتاد و خاموش گشت	سبک تیغ تیر از میان بر کشید	کہ قاسم ہمارا ان را سر برید

اس کیفیت کو دیکھ کر قہرمان از درنگاہ کو ہی غافلہ قاسم میں آیا اور ابد لاف و گزاف نہ کیا اسنے  
 گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر دکا اور آپ بچا اب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز  
 پر دکا مگر ہر جن مو سے اسنے اپنے ٹپنے لگا اور ہیوش میں ہو گیا عیا رسنے اسنے کے منہ پر  
 پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا اب تو قاسم نے نظر سے دیکھا نیزہ قاسم چو زور سرش  
 بخون جگر فرقہ شد مفرش + بہ نیزہ ہیوون ز زمین برگرفت کہ روشکر بدو ہاندا ز سر گشت  
 زوش بر زمین بچو یک لخت کوہ + پر ازیم شد بان و ششمن گروہ + اب تو بینا لینا کہ گرز فوج لخت  
 لشکر اسلام بریا طری او سر سے سرداروں سے حملہ کیا تلوار کھنچی اور بڑے زور و شور سے شیش زنی  
 آغاز ہوئی سردن پر نعل ترسن بچنے لگا آہن کی جھکا رسنے خاطر ہا ورون کو ہوشیار کیا سر موت کے  
 سر سے آگاہ ہوئے مرگ اسنے مال پر خندہ زن تھی کشتے بے گور و گور بڑے سے سر کاٹنے گدائی کی طرح  
 بھڑک کر بن کھانے تھے تیغ نیزہ نیام میں بلا سے بہ دربان تھی بہان اڑو ہا اس نے تلک ہزاروں  
 کو کاٹا ایک حملہ میں دو جہان کو چورنگ کیا دل دشمن کو ہالان گیا رستم کی روح ڈر کے مالک علم  
 میں نہان ہوئی موت سے بڑھ کر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیا سا ہوا ہر طرف خون کا دریا  
 یہ گیا ترکہ تلک کو بھی اسکا ہم تھا دل جو ز او نیم تھا صبا و اجل تلوار کا نام تھا قسمل کرنے  
 سے اسکا کام تھا کو چہ سلاست بکر تیار ہوا لاشیں بڑھنے لگیں لیکن کیفیت سنیے کہ قریب  
 فیروزہ کوہ جو طلسم کے ڈانڈے پر ہوا بان قہرمان از درنگاہ رہتا ہی وہ فوج و لشکر نیک



پہلے سے روانہ ہوا تھا اسوقت اٹنا سے راہ میں خبر اپنے باپ کے مرنے کی سنکر برسم یغزو سے ہزار ہوا  
 لیکر یہاں آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہاں لقا سے بختیارک کہ رہا تھا کہ جلد نفی بر  
 مراجعت فرمائیے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہے خاتمہ تمام لشکر کا ہے لقا سے کہا کہ میں تقدیر کرتا ہوں کوئی  
 خدا پرست زندہ دہے گا یہ کہ رہا تھا کہ فراہ زر عا و منفرنی گھوڑا ڈالکر صفوں کو فرماتا ہوا تلواریں مارتا  
 فریب ان فیلون کے پہونچا کہ جسپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر میں لقا  
 کو تخت پر سے جا کر اٹھا لاؤں اسوقت ایک لکڑا برآ کر چھایا اور بھلی بھلی ہو اگر م حلی اور قہرمان  
 بن اثر و رنگاہ ظاہر ہوا اور اسنے اتنے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی  
 اور ہوا بڑے زور و شور سے چلی اسی کہ آندھی میں لوگ اڑے جانے لگے ہر جھونکا ہوا کا ہوا سے  
 قوم عا و کا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہو گئی اسوقت ہاتھ کو  
 ہاتھ نہ سوچھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیرا پر پاتا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ  
 تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہیں ہے دروازہ قلعہ عقیق  
 کوہ بند ہے جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہر کسب میدان سے بھڑائے اور وہاں ہوا سے  
 سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیکر سب کافروں نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بجا لیا  
 اس آقا میں قہرمان آیا لشکر اسنے اپنا اثر وایا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاؤنی پڑی اور یہ سنا  
 خداوند کے مانع بنائیں آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خلعت  
 عنایت فرمایا یہ دگل پر بیٹھا اور کہا کہ میں اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہوں لقا نے کہا تو میرا نظر کردہ ہے  
 اور میں تیرے باپ کو روز نوروز زندہ کروں گا قہرمان اٹھ کر تخت کے گرد بھڑنے لگا اور  
 سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساتی نے اسکو جام سے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اسکا  
 بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت بختیارک نے کہا کہ اے قہرمان جو کوئی یہاں آتا ہے وہ  
 پہلے اسی ہی باتیں بناتا ہے پھر آخر مارا جاتا ہے دیکھو اثر و رنگاہ بھی کیسے جو ان خوبصورت سے ننھے اور  
 بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانوں کی بے شکم گزہ نہ کر کے  
 مسلمان بڑے زبردست ہیں اور امیر مالک باطل اسحر ہیں تم برا نہ ماننا میں تمھارے باپ کو  
 اب نہیں بناتا ہوں مگر حال کہتا ہوں قہرمان نے کہا ملک جی تمھیں فارور سے میں بھی بھاری



نظر آتے ہیں تم دیکھنا میں ان مسلمانوں کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہوں انھیں باتوں میں وہ  
 دن تمام ہوا اور کو اکب فلک راہ کما نشان پر روانہ ہوئے اور عروج ماہ آسمان پر چمکا نظم  
 اڑا ہی آج رنگ چہرہ شام | آفر ہے مثل شمس الٹا ہو جام | ادا اسی کچھ ہے چھائی چاندنی پر  
 نہیں ہے بے سبب یہ مدد | سر شام بکھر قہر مان طبل جنگ پر چوب پڑی ہر کار سے خدمت  
 امیر میں آئے اور عا دکر خیر نواخت طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے شکر میں بھی  
 طبل جنگ سنئے اور بھی طبل جنگ پر چوب پڑی نظم

بفرمود تا کوس روئین و ناس | بیا ز ند در پیش پردہ سراے | برآمد زور ناکہ کرہ ناسے  
 سر اسز بجنید لشکر زجا سے | اب تیاری آلات حرب و حرب لشکرون میں شروع ہوئی

اس طرف لقا بھی مع لشکر کے فوج قہر مان میں جو باہر قلعہ کے اتری ہوئی تھی آیا اور فیصلہ  
 و بارگاہ میں برپا کر امن اس طرف بھی تیاری ہتھیاروں کے صفائی کی شروع ہوئی اس وقت  
 وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت و ظفر کی موج تھی بہادران نامی جنہر شجاعت کی تمامی فلک پر  
 علم افراختہ مریخ پر تیغ آفتہ چکے خوف سے آشوب زمین میں سایا ہوا فتنہ کا لہر آستین میں آیا ہو  
 خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیغ جو طعن پر آئے تو سنان مہرہ پشت کے پار اتر  
 جاسے دشمن اگر تلوار کے ٹنڈ پر آئے تو ٹنڈ کی کھابے اس فوج میں نیزوں نے پاسے شجاعت  
 کھڑ دیے کمان میں چلا چلا کر شیر مٹی سنانے لگیں چارہ رات یہی ہنگامہ راجب وہ وقت آیا کہ  
 طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانہ مشرق سے

پرو بال نکالے اشعار | کہ مرغان سحر ہر سو سے چکے | اٹھے بستر سے سب لشکر کے  
 سراج شمع میں سرور جو آئی | تو پروانوں کی گزنی پھر نہ بجائی | شب زخمت طلب ہمت لگا  
 جیسی مثل سرور آنکھوں میں آگر | حبیب دم امیر کشور گیر مسجد کرباس سے جلو خانہ بادشاہی میں آئے

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے ہر ایک سب سرداروں کا بحر اسلام لیتے بادشاہ  
 جانب جنگاہ چلے اشعار | سپہبد سو سی جنگ بہادر سے | یکے ساختہ لشکر جنگ جو سے  
 خورشید ننگ و ہندی درآ | برآمد زور ہنیر پردہ سراے | ہزاران ہنیر و دیس ان کار  
 چو شیران جنگی گہ کارزار | دران دشت برخاست آوار گویا | ہوا قیر گون شد زمین آبنوس



پیش پہ اندرون پیل و شیر پس زندہ بیلان پیلان دلیہ زگرہ سواران ہوا بست تیغ  
 چو برق درخشندہ پولاد تیغ جب یہ میدان میں پہونے اُس طرف سے تھا فوج و لشکر لیکر  
 میدان میں آیا اور لشکر نے پراجایا زمین ہوا پہونے نقیبوں نے نقابت کر کے دل بہادروں کے  
 بڑھائے کرکیٹ کرکا لکڑکنار سے ہوئے اُس وقت قہرمان نیچہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منقل  
 آتشیں تخت پر رکھے اور اسی تخت پر آپ سوار مالے موتیوں کے گلے میں ڈالے میدان میں آیا  
 اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُس کے  
 مقابلہ میں گیا اُس نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہ آتش فشان پیدا ہوا اور اُس پر ایک تیلہ تھکا سوار  
 سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے لکارا قارن تلوار کھینچا اُس پر جا پڑا وہ  
 تیلہ اژدہ کو اپنے پھیر کر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُس کے پیچھے چلا یہاں تک کہ صحرا میں دونوں  
 جا کر غائب ہو گئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامر ز عادی مغربی نکلا اسکو بھی وہ تیلہ آکر اسی طرح  
 لیکھا اُس وقت تو امیر کو تاب نہ ہی تلوار کھینچ کر چلے اُس طرف سے فوج لقا اور قہرمان کی چلی  
 آپس میں جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغوں کے جھنائے سے چرخ پیر بھی رزے لگا نظر  
 ہوا را تو گفتی ہی برف خوت جو الماس رو سے زمین بالخت بہر اندرون بانگ پولاد خات  
 بابر اندرون آتش و باد خاست دوشکر بیلجا شدہ سخت گوش بگردون در افتاد بانگ خروش  
 ز خون رو سے صحرا چو جہ روان ز بانگ سواران جہان پھان دران کین و آشوب دار و بکش  
 نہ با سپ و زور نہ با مرد ہش بکشتند از ایشان وہ و دو ہزار ہمین دود آتش برآمد چو قار  
 ہمہ رو سے دریاستہ قیرگون ہمہ رو سے صحرا شدہ رو خون عرض تلوار خوب چلی آخر قریب  
 شام قہرمان طبل بازگشت بجا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر میں آئے و لا ورون سے مگر کھولی آموہ  
 ہوئے اور اُس طرف قارن اور فرامر ز کو جو وہ تیلہ اژدہ سوار لیکھا یہ جب جنگل میں پہونے تو انھوں نے  
 دیکھا کہ وہ تیلہ نگاہ سے غائب ہو گیا یہ بھی بالوس ہو کر وہاں سے پھرے شاہد یہاں جنگ  
 مغلوبہ جو ہوئی اس وجہ سے وہ تیلہ غائب ہو گیا الحاصل یہ بھی دونوں لشکر میں آئے امیر  
 انکو دیکھ کر شاد کام ہوئے مگر اب اور کیفیت سنئے کہ غضنفر بن اسد صحرا میں شکار  
 کھیل رہا تھا اُس نے دیکھا کہ ایک تیلہ اژدہ سوار درہ کوہ میں گیا ہے غضنفر یہ دیکھا اُسکی



تلاش میں روانہ ہوا لیکن وہ کہیں اتر در سوار ٹھہرا نہیں دور اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھوں نے  
گھوڑے کو تو چراگاہ میں چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پر زاد آئے تو پوچھوں کہ یہ مقام  
کون ہے اور یہ اتر در سوار کون ہے کہ اسے میں ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح  
کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور وہ باتیں کرنے لگے کہ اچھا بھائی ہم کو اس مقام پر  
مست دید رہتے گزری مگر مجھے کسی مسافر کو نہیں دیکھا یہ جوان نہیں معلوم کہ ان سے آیا ہے آپ  
اسکی زندگی نہیں معلوم ہوتی ان شاید کوئی دوست اسکا لہجائے تو جان اسکی بچے ورنہ  
اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہے اور یہاں ابھی تو پھر دن چڑھا ہے کچھ عرصہ میں ایک عقاب  
تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار میں لیکر لیجا ئیگا اور اسکو ایک باغ میں لیجا کر قید کرنا چاہیگا اگر یہ  
سکو خنجر ماریگا تو ماتہ پاتوں اسکے بیکار ہو جائیگے یہ اسکو خنجر نہ مار سکیگا اسے چاہیے کہ ہمارے  
کمنے پر عمل کرے یعنی جبوقت وہ عقاب اسکو اندر باغ کے لیجا ئے اور قریب  
بارہ درسی کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر  
بارہ درسی کے جائے تو یہ ہر سمت کو باغ کے نگاہ کرے ایک درخت قریب اُس بارہ درسی کے  
ایک لگا ہوگا کہ اسکے قریب کوئی درخت ہوگا پس یہ اُس درخت کی آڑ میں پوشیدہ ہو جائے  
وہ عقاب رسی لیکر جو آئے گا تو اس ماجرے کو دیکھا خوش ہوگا اور رسی سے اسکو اُس درخت  
میں باندھے گا اور آپ چلا جائے گا بعد اسکے جو کچھ ہونا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کمنے کی کیا  
احتیاج ہے اگر اس طرح اسے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق میں بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہے  
یہ کہہ جانوروں نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور ہمیں ندامت ہو پس وہ  
جانور اڑ گئے اور غصہ و مان سے آگے بڑھا اور دلوں میں کتنا تھا یہ عجب مقام ہے کہ  
یہاں کے جانور بھی بولتے ہیں فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور  
اسکو پنجہ میں داب کر اڑا اور باغ میں لا اسے اُس بلغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ درخت  
پھولوں سے لدے ہیں مثل مشقون کے پھولوں کا گننا ہنسنے میں ہوا ہے سرور و کھواہی میں اشعا

ہر برگ پر پس ہی قسم ہے  
نظارہ ہو بسمل چمن زار

باد سحری مسیح دم ہے  
پتے جو گرے ہیں جھڑکے ہر جا

کیا آنکھیں ہوں فیضیاب دہ  
گلشن میں بچھا ہر فرش بیا



ہوں لوٹ خطا سے اقل مالک بہر نسل چمن ہے خوان نعمت	میخوار جو پائین سایہ تاک وہ عقاب غصنف کو بارہ دری کے قریب چھوڑ کر سی بیٹے گیا	اشجار کی کس قدر ہے کثرت
یہ موجب کہنے اُن جانوروں کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے ایسا لگا ہر یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا اب عقاب نے اگر خود درخت کے پاس انکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اسی رسی کو گھا کر جو مارا تو خود بخود پائوں انکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہو وہ عقاب تو انکو باندھ کر چلا گیا اور انھوں نے چاہا کہ میں زور کر کے چھوٹوں کھل سکے آخر آبدیدہ ہوئے بصد عجز و انکسار درگاہ پروردگار میں انھوں نے دعا کی کہ اے سرسبز فرما سے باغ بہشتی و نازگی بخش گلشن حیات بکھول دے دیکر نہال فرما یہ دعا انکی گلشن قدرت میں سرسبز ہوئی انھوں نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہے کہ جو کوئی قید سحر میں گرفتار ہو اس دعا کو پڑھے ر ہوا ہو جائیگا انھوں نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ انکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہاں سے اُٹھ کر بارہ دری میں آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہوا بیات	مانند ہلال در کے محراب پتھر کے مکان وہ چشم بد دور مانی بھی جہان سے نقش لوار	ہر جا پہ لگی ہے سند زور فرما ہو حسین ایک مزدور غصنف و مان کی سیر کر کے نمر
والان کے درہن خلد کے باب لکے ہن دھڑے ہوئے برابر سے نقش و نگار سے وہ گلزار باغ کی آئے اور وضو کر کے دو گانہ ناز کا پڑھا اور شکر خدا بجا لاسے پھر باغ کا سیوہ کھایا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملانا چار یہ ایک درخت پوچھ کے دیوار باغ پر پہنچے اور اُس طرف کو دپڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہاں سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر انکا گھوڑا بھی چر رہا ہو وہ انکو ملایہ اُس پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ راستہ سے گرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہنچے انکے پاس تین سحر اور انگشتہ مروماہ اور اسپ باد فور ہے غرض انھوں نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیرکمان میں رکھ کر جو بارود گوزن تو چرنے میں مشغول تھا تیرا سکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوئے کہ میں نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا ناشا ہوا اسی چہرے میں کھڑے تھے کہ ایک برق ترپ کر گری انکو اور انکے گھوڑے کو لپیٹ کے لے گیا	مانند ہلال در کے محراب پتھر کے مکان وہ چشم بد دور مانی بھی جہان سے نقش لوار	ہر جا پہ لگی ہے سند زور فرما ہو حسین ایک مزدور غصنف و مان کی سیر کر کے نمر



اور اُسے ایک پہاڑ پر لیجا کر انکو اندایہ اُس بجلی کی چمک سے اور اڑ کر اُسے سے ہوش ہو گئے تھے  
 اور یہ برق ساحرہ ہو کہ نام اسکا دراز چشم جادو ہو جس اُسے تینہ اور انگوٹھی اُس ہوشی میں  
 لے لی اور ہوشیار کر کے ان سے کہا کہ او مومے نو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے میں زندہ  
 بھڑوڑو کی غضنفر نے یہ سُنا کر چلا کہ میں اس ساحرہ پر حملہ کروں لیکن دست و پا قابو میں نہ تھے  
 ناچار دغا کرنے لگا اسوقت رو سے ہوا پر غلغلہ مچو چکا ہوا اور دیکھا تو ملک شمشاد قامت جادو  
 ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے نیچے اُتارے میں سے جاتی ہے  
 اُسے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جو ان کو لے آؤ ان ساحرون  
 میں سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جا کر عرض کیا کہ میں جا کر لاتا ہوں  
 ملک شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ تجھ سے کچھ بولے تو مارنا اُسکو  
 مکارہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور اُسے آکر شہزاد سے کی گھر میں نیچہ دیا اور ملے کر اڑا  
 دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُڑی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اڑنے کی تیغہ اور انگوٹھی  
 اُسے وہیں رکھ دی اور آپ اڑ کر مکار کے پاس آئی اور ایک نیچہ سحر کا مارا کہ مکار کے زخم  
 لگا مکار نے بھی ایک اُتارے ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو شمشاد  
 بھی اپنا تخت زمین پر اتار لائی اور غضنفر کو سامنے بٹاکے اُسے پوچھا کہ تمہارا مکان کہاں ہے  
 اور کیا دین اور آئین تمہارا ہے غضنفر نے فرمایا الحمد للہ میں مسلمان ہوں یہ کلمہ پڑھا  
 ملک نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمہارے گھر بھیج دیں گے کیونکہ افراسیاب دشمن  
 ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہنچائے مگر اس شرط سے کہ جو تم طلسم کشا  
 اور صاحبقران کے عزیز دار نہ ہو یہ کلمہ سارا حال قید بران اور اسد کا انا ملک مہر میں کا  
 عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ اسے شمشاد قد تم کہتی ہو کہ  
 صاحبقران کے عزیز تم نہ ہو میں تو بیٹا ہوں اسد کا کہ جو طلسم کشا ہے اور  
 حمزہ صاحبقران میرے نانا ہیں میں افراسیاب کو قتل کروں گا اور اُسکی کمانچال پر  
 کہ وہ مجھے بے نگاہ کج دیکھ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو میں کو قید  
 کروں گی یہ کلمہ اپنے دل میں سوچی کہ اسے شمشاد ایسا نہ ہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسے ایک



قفس آہنی منگوا یا اور اُس میں اُس ہمارے اوج صاحبقرانی کو بند کیا اور روئے ہوا پر لشکاد  
 انھوں نے ہر چیز چاہا کہ میں بتلیوں کو توڑوں مگر ٹوٹ نہ سکیں اسوقت یہ پکارے ملو لہو  
 اگر تو انائی میں ہو تین اپنے بس کی تیلیاں توڑ کر پرواز کرتے تم قفس کی تیلیاں آخر یہ  
 بہر ار اور بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اسے خلاق زمین و آسمان و جان بخش و غیر جان تو مجھ کو اس

قفس سے رہائی عطا فرما شعار | یارب ہو کریم نام تیرا | خالق ہے رحیم نام تیرا  
 کیا بات ہے جو کرم کرے تو | بلجائے ابھی رہائی مجھ کو | یہ تو یہاں دعا کر رہا ہوں اور ملک

شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملک شمشیر باد و کے پاس گئی اور اُس سے بیان کیا کہ میں نے  
 غضنفر بن اسد کو گرفتار کر کے ایک قفس آہنی میں بند کیا ہے اور قفس ہوا پر لشکاد یا ہو کر  
 وہاں کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہاں سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ فراسیا  
 بگرفتاری شہزادہ غضنفر لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائیں وہ کیا ہے  
 یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط  
 لیکن ملک شمس تاجدار کی ایک دختر ہے فلک خوبی کی اختر ہوئے جسے جو حال گرفتار  
 غضنفر سنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہاں سے آکر اس نے غضنفر کو قفس میں بند دیکھ  
 پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسد اور حیلہ ہے جسکی آنکھوں کو ترکاری آتی ہے  
 جان اُسکے ادا اسے دل فریب پر عاشقوں کی جاتی ہے زلف بل کھا کے دل عساق و عجب  
 ملاتی جو کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہے قد و قامت سے اُسکے قیامت برائے نگاہ ناز آفت  
 ز اپیشانی سے لولون کو حیرانی مانگ نے ہزاروں کے دل مانگ لیے بہتوں نے چاک کر لیا  
 کے چاہ زرخدان اُسکا کنوین جھنکو تا نخر تبسم گلوے عاشق پر پھیر جاتا دایم اُسکی جو شمشیر  
 قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عاشق کی بنا چین چین پر نور ورق آفتاب خسار میں شمع  
 تجلی طور کی تاب چشم بہار درو دل عاشق کی دوا پنجہ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ میں سرمد کی  
 تھر پرست کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر عمل خون ہو

شمشیر تبسم پر دانت ہم سنگ سنگ بنے مسدس

دہن تنگ میں تنگی سے نہیں جائے سخن | شرم ہو چو ز مکر اُس نے چہر ایا ہو دہن



<p>حسن دعویٰ جو کرے صاف ہو مضمون روشن ہونٹ دو لون تو گواہی کے لیے حاضرین متعجب ہو کہ ہر ماہ باغوش ہلال سست دیکھیں چہ غنچہ کو تو ہون گرم تھال قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے اور ابھار اسپرے پستان کا غضب بانی شر میں بھی حاضر ہوں تمہیں نور کا دعویٰ ہر اگر سینہ کو بی سر میدان پہلے چوگان آؤ کہتے ہیں شمس و قمر قمر بوز ہیں یہ ہاتھ کس طرح سے ہو بچے کہ بت دوڑیں طائر نور نظر سوسنے کی چڑیا ہو جا</p>	<p>پرچھپائے سے کہیں چھپتے ہیں ایسے بھی چلن بات پوشیدہ نہیں ہر سندیں قلم ہیں مال غنچہ سمیں یہ اگر جائے خیال لب لبکوں سے گھرنگ کے مانند ہیں لال کوا بچنے کی نہیں راہ خدا خیر کرے سینہ دیکھیں کرکین اسکے گریبان پہ نظر حسن کا ہر اشارہ طرف شمس و قمر ویرتا چند فلک سے کسی عنوان آؤ وصف پستان کرے کہ کوئی کہ مشہور ہیں یہ خرا آتش نخل سحر طسو ہیں یہ آشنا آکھ سے جسے روزہ دا گیا ہو جا</p>
--	--

پس وہ دختر اپنی مان کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز میرا فاش ہو گیا  
وہاں سے یہ اپنے باغ میں آئی ببل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑائی یہ گل  
نار کو دیکھ کر نار بھر میں جلنے لگی دل کو بیگلی ہوئی بسان فاختہ کو کو کرتی تھی نہیں نہیں کہ  
او کہ او کہتی تھی درد فرقت سے بچیں لب پر سیون و سین چشم چشم آنکھوں سے جاری  
لب پر نہایت بقراری گل اسکو سب خار نظر آنے لگے غنچے نہ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک

<p>نخل ماتم بنا تھا لالہ وارد ارغ دیتا تھا اشعار نوح اندوہ و غم کی بھرتی تھی چھاڑے کھاتا تھا اب پلنگ سے ہر شکن موج سے تھی افزون تر بو جہ تھی جسم زار پر پوشاک آنکھوں سے نیند کو اڑاتی تھی</p>	<p>آہ کو عرش تک رسائی تھی چھت کے قلابے تھے ننگ سے تن بدن کی خبر تھی اسکو شکل دامن ہوا گریبان چاک حلقہ چشم حلقہ گرداب</p>	<p>ہر سے دل پہ کیا گزرتی تھی اشکون نے گو متی بہائی تھی پاٹ دریا کا بن گیا بستر شام سے بڑھکے تھی سحر اسکو بیگلی دل کو جب ستاتی تھی پردہ چشم پر تھی چادر آب</p>
---	--	---

یہ بقراری اور بیابانی ملک کے دل کی اسکی وزیر زادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ کہہ نہ سکی



اور اُدھر ملکہ قمر طلعت دل میں اپنے سوچی کہ اسے قمر طلعت یہ شہزادہ افراسیاب کا  
دشمن کا بیٹا ہے اس سے دل لگانا جان آفت میں پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عیش کی اُس  
عنایت تھی یہ کب رکتی بیاب اور بقیار ہو کر پکاری کہ افسوس صد افسوس بیت  
کہون کیا تجھ سے اسے ہدم پڑا ہے اسے پچھتا نا دل اُس کے ہاتھ دے بیٹھے جسے جاننا بھی  
غرض عیش میں خواب و خور حرام ہوا دل ناکام مبتلا سے صد آلام ہوا اور کس کہ میں دین خند  
پرستی اختیار کرتی ہوں اس عرصہ میں اُسکی ایک کو کا ہے یا سمن جادو نام اُسے حال ملکہ  
زبون دیکھ کر بہ کمال اصرار پوچھا کہ اسے ملکہ یہ تمہارا کیا حال ہوا اس وقت ملکہ اپنا دل نازک  
رکھتی تھی روئے لگی اور کہا دو ہا کا کہون کاتے کہون کہون سو کو پتیا سے گونگے کا سا سا پنا کہ  
سمجھ سمجھ پچھتا ہے بیت کیا پوچھتے ہو ہدم مجھ جسم ناتوان کی رگ رگین نش غم ہی کیسے کہاں کہاں  
اسے یا سمن جادو میں شہزادہ غضنفر پر عاشق ہوں اس وقت یا سمن نے کہا کہ میری ماں  
اگر چاہیں تو مطلب آپ کا حاصل ہو جائے یہ کہ رہی تھی کہ تو سن جادو اتنا بھی اُسکی آئی یا سمن نے  
اپنی مان یعنی تو سن سے حال ملکہ کے عشق کا غضنفر سے بیان کیا اور کس وہ شہزادہ  
شرم کے نہیں کہتی میں تو سن یہ کلمہ سنکے خوش ہو گئی کہ اشد ملکہ کو میرا ایسا پاس ہو کہ جان دینا  
قبول ہے اور مجھے کتنا منظور نہیں غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ میں تمہارا کام  
سرا لکھوں سے گردون کی ملکہ نے کہا میں تو اپنی مان سمجھتی ہوں اور یہ کہہ روئے لگی تو سن بقیار  
ہوئی غرض سمجھی کہ شمشاد میرا سر مونڈ ڈال لی اگر اُسکو میں بار سے ملا دوں گی ملکہ اور یا سمن  
اتنا کے قدموں پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسے کس کہ میں جاتی ہوں یہ لکھ مکان پر اپنے آئی اور  
یا سمن کو بلوائے اس سے کہا کہ اب میں اس بارہ میں کیا تدبیر کروں اُسے کہا کہ تم طلسم کشا کے  
فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہے قمر طلعت اور غضنفر ایک جادو  
ہوں گے باہان طلسم لکھ گئے میں تو سن نے کتاب جمشیدی دیکھی اُس میں بھی یہی نکلا  
کہ رفاقت طلسم کشا کی گرنا اچھی ہے یا سمن سے اتنا نے کہا کہ تو جا کر ملکہ کو مژدہ دے میں جا کر لاتی  
ہوں یا سمن گئی اور اُسے جا کر ملکہ کو خوشخبری پہونچائی اور تو سن ایک قاز تیز پر سوار کی صورت  
سکے اڑی اویچ بھر میں سناٹا مار کر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اس لیے



کہ کوئی نگہبان نہ تھے اس نے سحر الیسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہوا سے سحر کے چلنے سے بیوش ہو گئے  
 پس اس نے قریب نفس پہنچا کر اسکا اٹھا لیا وہ نہ اٹھا اس نے ایک ناش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا  
 خالی گیا اور غصہ فرے جو اسے دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہاں سے آئی ہے لیکن تو سن سے لگا  
 کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا میں آپ کو چھڑانے آئی ہوں یہ کہا ایک ایک لاش  
 اپنے جوڑے سے نکال کر اسے پھرے کی تیلیوں پر مارا کہ وہ کٹ گئیں اسے غصہ کو نکال لیا اور تخت  
 سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ کے شمس کہہ میں آئی اور باغ میں غصہ کو لائی باغ اُنھوں نے  
 دست ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چین بھولوں کا گناہ ہے ہر طرف نسیم مشک بزمزورہ جالفر الائی

بہار چشمہ لبریز سبے سبج	زمین پر سبزہ نو خیز کا فرش
نگا ہونکو طراوت جس سے آئے	دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہیں کچھ اور ہی صورت نہ تھک	کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی	مگر داب بشر سے صاف خالی
مصفا فرش جیسے روئے شفا	مسری پر ادھے خوب براق
اور دیکھا کہ ایک نازنین	جہین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کوئے کا عالم

دھانی ہوئی اس طرف آئی ہوشنار	زادہ حسن کا ہو نور پیار سے
رہے قربان جہان حور ساوے	کہ خبا سیکڑوں دل پر ہے احسان
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر	وہ عارض مہربان جن پہ قربان
اگر نہ گھر و زمین ایسے تیر مژگان	کہ جب اسکی نظر سوئے غصہ ہو

شاہراوی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سنی شاہراوی نے کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ایک جہان رعنا باغ حسن کا  
 گل چمن عاشقی میں بلبل مسدس

ایروں میں جو بل آئے تو نصیب اعدا	توس کا تیغ ہلال آسے اُتارے چلا
کوٹ کر آنکھ میں اندھ نے بھری ہو گیا	آنکھ جس بت پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہیں اندھ جھپکتی ہر لپک	مروم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان	چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا بزم کا کمان



مصحف رو پہ ہر خط شان نزول قرآن	حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راہ بیان
تاج پروانہ ہے پر یون کا بخت مغل	خط سے پہلے نودل جو پھسلے دیکھا

ملکہ طلعت غصہ فخر کو دیکھا ہوش ہو گئی کینزدن نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اپنے شکستہ زادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری میں لائی مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو میں بیٹھی کشتی شرب کی اپنے آگے کھینچ کر جام شراب سے پھر کر شہزادے کو پیچہ نگارین خوشنما پر رکھ کے دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ جب تک تم مسلمان نہ ہو گی یہ شراب ہم پر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کل طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غصہ فخر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے لگایا بوسہ لب شیریں کا لیا اور وہ جام سے ارغوانی لیا کر پیاب تو دور جام بے وغذتہ تیرنگی ایام چل نکلا اس میں وہ زمانہ آیا کہ دن مائل یرواز ہوا اور شب عنبرت نے قلم دکھایا نظر

نظر آنے لگے طلعت کے اسباب	نواصون نے کیا پھر قصر روشن
کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگاے	فروع شمع سے پروانے آنے

شام کو حکم ہوا کہ رقا عیان مہر طلعت اگر حاضر ہوئے سامنے تاج ہونے لگا کائناتوں نے اس غزل کو بعد حسن و ادا گایا غزل

کون کیا جو گزرتے ہیں بچپہ الم میرے دل کی کسی کو نہیں	میرا ہجر میں جسکے یہ حال ہوا اسے حال میرے نظر نہیں
نہ تو آتی ہر نیند کہ سو ہی رہوں نہ آئیں کوئی کہ باتیں کون	شب ہجر کی کس سے درازی کون اسی شکی تو ہوتی بحر نہیں
میں جان کے چہرے کو دید کیا نہیں قابل سیر بیان کی ہوا	جان کل گل سر و سہی تھا بیاہان دیکھو تو آج فخر نہیں
ہے الم سے ہوس ترا حال یون عریض تجھ کو عویشی تو جوں	شب ہجر میں کیسا نور ویا تھا خون ترا دامن چیت نہیں

غرض صحبت باوہ نوشی برپا ہوئی اور شب پھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہاں بارہ دری کے آکر روشنی گلشن پر شعلہ تھی اور کبھی بالاسے بام جا کر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری میں آکر جام عنبر و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غمازہ سحر مشاطہ و ہر سنے ملا اور دستار زرین کو نو شاہ روز کے سر پر سجاکہ اشعار

عروس شب کا بالکل فق ہو رنگ	راہل کی طرح پھر آج کا ڈھنگ
ہوا مستاب پھر مغرب میں پوشش	کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبح کو شہزادہ غصہ فخر آشکر نماز سحر بجالا سنے اور پھر صحبت میں پاس ملکہ کے بیٹھے تاج گانا



شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد و قد کا سینے کر صبح کو دربان ہوشیار ہو کر کھانا و  
 پانی لیے ہوئے غصہ منفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا یا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران  
 ہوئے نہایت پریشان ہوئے اور ہر طرف ڈھونڈتے تھے لگے آخر ملکہ شمشاد و قد سے جا کر کس کا کوئی  
 قیدی کو ملے گیا وہ ان دربانوں پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جہانہ کر کے حکم دیا  
 کہ جلد اسے ڈھونڈو کس لیے کہ میں عرضی اسکے قید ہونے کی اگر اسے پایا کو لکھ چکی ہوں  
 ساحر ہر طرف ڈھونڈتے تھے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہنچی اسنے بھی ڈھونڈنا شروع کیا  
 اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہر خ کے بیان کا ساحر بیان لگا ہو گا وہ شہزادہ سے کوئی لکھا  
 بیلا وہ انکے مالک کا بیٹا ہے مہر خ کو یہ کب گوارا ہو گا کہ شہزادہ غصہ منفر سے بہت اب کیفیت  
 سینے کا ایک روز شہزادہ غصہ منفر کے دل میں آئی کہ بالاسے بام چاندنی چکر لکھیں بس اس سے  
 دن ہی سے وہاں بچھوٹا کر آیا اور بزم عیش کو ترتیب دیا شمسہ بیلا و شمسہ و شمسہ  
 متابی پر شام سے ہوئے جمع + ہنوز اچھی طرح فرصت ہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شہزادہ  
 جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار بیان آیا اور انکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوئے بالاسے بام دیکھا بس  
 بس ہنسنا اور پکارا بیت یار درخانہ و من گرد جہان میگردم و آب و در کوزہ و من تشہ لبان سیاہ و  
 یہ کہتا ہوا وہاں سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار میں آیا اور عرض کیا کہ اسے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو  
 تو میں کچھ عرض کروں شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو منہ معاف کیا اس ساحر نے کہا  
 کہ میں ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہوں کہ شہزادہ غصہ منفر ملکہ قمر طلعت کو لیے ہوئے کوٹھے پر  
 آنکے باغ کے بیٹھے ہیں بس یہ سننا تھا کہ شمسہ آگ ہو گئی آتش غضب سینے میں ایسی مشتعل  
 ہوئی کہ اسنے دل و جگر کو جلا دیا اسی غصہ میں بزور سحر یکہ و تنہا باغ میں قمر طلعت کے آئی اور  
 پوشیدہ ہو رہی اسلئے کہ دیکھوں قمر طلعت اور غصہ منفر میں کیا باتیں ہوتی ہیں اس عرصہ میں  
 وہ دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد نور شہید نے منہ اپنا ایوان مغرب میں چھپا یا کہ اشعار

ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا لورا آئی	چراغ شمع کے جلوے ہر اک
دلون میں گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطر کہین ہزار	کہین معشوق نواز بس خوش آواز
ایا غوش میں پسو بدل کر	ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر	کبھی لب لب سے لذت آشتی



کبھی کبھ اور جوش بد عاقبت	کبھی سینے پر سینے کی رگڑ تھی	کبھی رخصت یہ سمجھاتی تھی جی کہ
کہ شب تھوڑی مزون کو جوش ایسے	بھلا ارمان سب نکلیں گے کیسے	اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چٹکی اور چکو رچاند پر دوڑنے لگے نرون میں نوار سے چھوڑتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نرون کا  
 لہر میں لینے لگا پتے درختوں کے چاندنی میں چمکتے تھے گل بھولے ہوئے سرخ سرخ جو بن دکھاتے  
 تھے گل تبو سے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیان کھل کر عجب بہار دکھاتی تھیں ایسی بہار میں  
 مستوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش و نشاط دوسے رات تھا لظہ

نمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب	شجر کی شاخ مثل دست محبوب	ہمال باغ سب نقش افشان
نگاہیں دیکھنے والوں کی قربان	چمن کے پھول مثل عارض یار	برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
قریب آئے لیے بوسے دہن کے	مڑے دیکھے جو اس رشک چین کے	گلے مل کر لیے بوسے جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ خسار	ترقی پر طالع کیفیت آیا	مزا جو کشش جوانی نے دکھایا
کیے بوسے لب جانان کے حاصل	جدائی سے کبھی تھا منتشیل	دو لون شیدا با ہم داد عیش و

نشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا میں قمر طلعت کسی ضرورت سے نیچے کو گئے کے اتری ملک  
 شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسے اسکو گرفتار کیا اور دو طہا پئے اس کے منہ پر مارے اور فرمایا کہ  
 او خام بارہ کواری موئی تھکاری ہتھکاری تر سے بیجے تو گتا بھی نہ بیجے اس نے غضب کیا تو نے  
 کہ ابھی بندہ برس کا تو سن اور اُسیر یہ حال کہ یار کو لیکر پلو میں بیٹھی حرمست سب براد کی غصہ منفر  
 نے جو یہ حال کہٹھے پر سے دیکھا تیغ بکڑ کوٹھے کے نیچے آیا اور آتے ہی اسے ایک تلوار شمسہ کے لگائی  
 اس وقت تو سن کے کاکہ اسے ملک شمسہ خید معلوم کہ یہ مرد اکمان سے آیا ہے جاری پکی اس  
 واقعہ نہیں ملک شمسہ تلوار شہزادے کی کھا کر بیوشش ہو گئی اور تو سن نے خیال کیا کہ  
 اسکا رہنا اب یہاں اچھا نہیں بس یہ سمجھ کر اسے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جہاد کے زور  
 سے صحرائے طلسم میں جا کر گرے اور اس طرف شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھ کر شہزادے کو  
 ڈھونڈنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ میں ہونے کی سنکر ملک شمسہ وقامت میں اس وقت  
 یہاں آکر پہنچی اور اسے شمسہ کو جو ڈھونڈتے ہوئے پایا تو ہنس کر فرمایا کہ اسے شمسہ معلوم ہوا ہے کہ تم  
 غصہ منکر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا وجہ وہ رہا میرے دشمن مدعی واہ بن تم بھی خوب ہو رہی جانتی ہو



کہ اسپر البتہ تم فریختہ ہو جب تو اُسکے لیے یہاں آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت سیر  
سر آنکھوں پر الحاصل یہ ڈھونڈھ کر بیان سے چلی گئی اور ملکہ قمر طلعت اسکے غم میں مبتلا ہوئی ہوئی وہی  
وہاں اور بلبلاناز میں کو بلوغ کی سربراہ اٹھانا اور یہ زبان پر لانا

یہ حیران کس دن ہوتا ہوا ہے	گلستان بھی نظروں میں نہ آتا ہے	مجھے شہر آباد ویران ہے
گل دل میں اک آغ ہے	جنم سے بڑھ کر کہیں باغ ہے	مجھے شہر آباد ویران ہے
نظر میں خزان ہے چمن کی بہار	یہاں کس کو اب بھوک اور پیاس ہے	ملائے خدا تھے یہ آس ہے
کیا بحر نے تیرے غمگین بن گئے	نہ کیوں تلخ ہو جان شیریں بن گئے	یہ تو اس طرح بلبلاتی ہے خاک

آڑتی ہے لیکن وہاں حال شہزادہ عجب متغیر ہے کہ یہ جو صحرائے طلسم جاکر پہنچے تو انھوں نے دیکھا  
کہ ایک درہ کوہ ہے اور چاندنی دور تک میدان میں چھٹکی ہے کوڑیا لاصحرا میں پھولا ہوا ہے  
فرش بنو پر بوٹیاں سفید ہیں چشمے لہریں لے رہے ہیں شہزادہ کو کوڑیا لادیکھ کر اپنے دل سے  
داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اس اثنائ میں ایک پیر باریش سفید عباسے عتالی پہنچے ہوئے اُسکے  
سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور بادب تمام کہا کہ اے پیر ہر خدا تو مجھ کو منزل مقصد پر پہنچاؤ  
میں نے کہا کہ اے فرزند دیوانہ بھول میں دیو عنکیوس ہوں تجھ کو کھانے آیا ہوں مگر اب کیا خاک کھاؤ گلا  
تجھ کو نسیم جالندری کے پاس لیے چلتا ہوں کہ اُسکو میں اُٹھالایا ہوں کس لیے کہ تو اگر کھانا پکالے  
تو شاید وہ کھائے وہ کھانا نہیں کھاتی ہے مجھے راضی ہوگی تو البتہ کھائگی یہ کہہ کر غصہ فر کو پنجہ میں

دیکھ ایک باغ میں لایا کہ وہاں کے گلوں کی کیفیت تھی اشعار	کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی ماتہ عاشق سینہ افکار	کوئی سر بستہ مثل کار آفاق
نظر مصروف تھی ہر دید گل پر	عجب جوہن پہ تھے سب عجب تر
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو رنگ	وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے بشر کا

غرض دیو عنکیوس ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا  
تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہر مانگ سے اُسکی شہر مند  
اک کشان صاف ہے پیشانی کو اُسکی دیکھ کر جناب موسیٰ نثرانی بھول جائیں کمان ابرو سے تیر عاشق  
دلپر کھائیں اس محراب میں سر ہر سجدہ جھکائیں تیر مترگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینہ عاشق تو حیرین



آنکھیں چشم غزال سے چشک کریں زنگس کو شرمائیں ان آنکھوں کے سامنے ہرن چکارہ ہو جائیں  
گل باغ تناسا سے ان گل رسارون کے درجہ بامیں آفتاب و ماہ داعی نگینے کھلا میں لب نازک نخل  
پستہ کا پستہ عقیقہ میں کا دل خون ہوتا دندان کے رو برو گو ہر بے آبرو کھلاتا چاہا ذوق میں لڈو باج

چھاتیان اپنے عشق میں چھاتی پھٹو اتین گول گول نظر آتین نظم	لب اس کے جان بخش عالم
بلکہ سہ اپا چسان مجسم	ہرگز اس کو بات نہ آوے
کوئی مردہ انداز حیا پر	کچھ مت پوچھو تنگی دہن کو
مشکل تھی وان جاے سخن کی	پھیلا دی ہے عنبر سار
دونوں لب اس کے لعل خشان	جس دم برقع منہ سے اٹھائے
خورشید اس دم ڈوب ہی جائے	کاوش کم کم تنگ ترہ کا
دور چشم ہے اسکا جب سے	ہو ہر چند کہ بدر کا مل
اُس چہرے کے ہو نہ مقابل	شمع مجلس پانی پانی
بھینے کو گر لب دکھلا دے	
چشم اس کی تھی پشت پا پر	
کر کے شیم زلف گزاری را	
دست خانی پنجہ مرجبان	
پارہ لون کے خدنگ مزہ کا	
فتنہ سوتا نہیں ہے تپ سے	
دیکھ اُس رخ کی نور افشانی	

غرض اس دیو نے نہ سے کہا کہ اسے ملکہ تم اس انسان سیدہ سر سفید دندان سے پوچھو  
کہ تجھ کو کھانا پکانا آتا ہے غرض کہنے کہا کہ اے دیو میں کچھ باورچی تو ہوں نہیں میں تو بھجوری بیان  
چلا آیا ہوں نسیم اسکو دیکھ کر فریفتہ ہو چکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکھو بلکہ اقرار کرو  
اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہیں اقرار کرتا ہے تو اسے چھوڑ جا میں کام  
اس سے دم دلا سا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے ان سے اس وقت سب  
حال کہا کہ شہر جالندریہ کی میں رہنے والی ہوں اور قلابہ چینی اور کیا بہ چینی جو میں وہ میرے  
باپ اور چچا ہیں اور یہ دیو مجھ کو عاشق ہو کر اٹھالایا ہے میں اسکی قید میں ہوں واضح ہو کہ شہزادہ  
غرض مقرر بہ سبب انکشتہ مرد ماہ اور تیغہ کے لڑنے میں ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب  
طاقت و قوت نہیں ہیں باپ بھی جیتک نظر کردہ ہوئے تھے کم زور تھے غرض شہزادہ نے  
بہت مروا تا وجود اس کم زوری کے فرمایا کہ انتہا شد میں اس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے  
کہا وہ یوں قتل نہوگا مگر اس کے پاس ایک نیچہ ہے کہ اسکو نیچہ سلیمانی کہتے ہیں اور اسکو اسنے دھمہ جھڑی  
میں پوشیدہ کیا ہے اور وہ میں کے چشمہ میں وہ اسکو دھوتا ہے اگر وہ نیچہ تھیں ملتا تو وہ نیچہ کھش ہتم اسکو مارو گے



غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیچے چلو چلا دو ملکائے نے کہا یہاں سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہے  
 اسکے در پر کئی سوسن کا پتھر رکھا ہے پہلے کوئی اس سنگ گران کو بقوت تمام اٹھائے پھر زینے  
 کی راہ سے تہ خانہ میں جائے تو وہاں کئی صندوق رکھیں ہین گردست راست کو جو صندوق ہر  
 آسین جو ابر بھر اسے اور بائیں پر جو صندوق ہے آسین زرہ آہنی رکھی ہے اور بیچ کے صندوق میں  
 کئی سوسن کا قفل لگا ہے بس اسکو جو ملکے تو آسین نیچے رکھا ہے وہ لے لے غضنفر نے کہا کہ چلو  
 لے چلو ملکے نے کہا کہ میں تمکو وہاں پہنچائے دیتی ہوں لیکن میرا ٹھہرنا وہاں مناسب نہیں یہ کہیں ملک  
 انکو لیس کر اسی صحرا میں آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہیں کہ دوسے اسکے مثل وہاں  
 اندر رکھے ہوئے ہیں اور جھاڑیاں بہت دور تک لگی ہیں صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہے اور  
 اس مقام پر کئی سوسن کا ایک پتھر رکھا ہے شہزادے نے اسکو ایک رسن میں باندھا اور ملک  
 اور انھوں نے ملکر کھینچا اور دعا کی از بسکہ یہ فرزند صا جعفران ہو اور چندان کمزور بھی نہیں ہے  
 قدرت کا ساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اٹھ کر شہزادے لے اسکو دور پھینکا اور ملک وہاں سے  
 چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اس تہ خانہ کے اترتا تو اُس نے دیکھا کہ وہاں سے طرف کے صندوق میں  
 جواہر بھر اسے اور بائیں میں زرہ آہنی رکھی ہیں اور بیچ کے صندوق میں جو قفل دیا ہوا تھا اسکو  
 انھوں نے توڑا اور اسکے اندر سے نیچے نکالا اور اسکو کھینچ کر جو دیکھا تو بہت خوش ہوئے

اس تیغ سے جلوہ گر میں جو ہر	یا دامن ککشان میں اختر	چلنے میں وہ ہے زبان طہار
کھینچنے میں تھی صاف دامن یار	اکدم جو ہو اس سے صحبت قیس	یہی سے ہو قطع الفت قیس
یا د آئے اگر یہ تیز شمشیر	مانی کو ذرا بوقت تصویر	اول تو قلم کا سینہ پھٹ جا
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جا	اگر دشن میں جو روز آسمان ہے	اُس تیغ کے واسطے فسان ہے

شہزادہ غضنفر اس تیغ کو دیکھ کر ایسا محو ہوا کہ اسی مقام پر کھڑا رہا اس عرصہ میں دیو عنکیوں  
 کو یہ خبر پہنچی کہ وہ نیچے دشمن کو مل گیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اسکے آنے سے تمام صحرا  
 اور پہاڑ تاریک ہو گئے بجلی جلی رعدا گر جا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہ ہوئی  
 اور اس دیو نے آکر تہ خانہ میں جھانکا تو نیچے غضنفر کے ہاتھ میں دیکھا بہت خوف کھایا اور  
 اس خوف کی حالت میں اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اٹھا کر اُس نے تہ خانہ کے منہ پر رکھا اور



بڑے بڑے چھڑائے اوپر رکھتے آپ بیٹھا کہ اندر اسکے بے آب و دانہ پڑ پڑ ہلاک ہو جائیگا پس  
 جب یہ ہلاک ہو جائیگا اسوقت میں اٹھو نگا عرض یہ تو بیان بیٹھا اور غصہ منفر قید ہوئے لیکن  
 حال آخر اسیاب سنئے کہ اسکے پاس عرضی مرسلہ ملک شمشاد پہنچی اس عرضی کو پڑھ کر اسنے  
 اہل دربار سے کہا لو صابو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اس طلسم میں آیا تھا اسکو ملک شمشاد وقامت  
 نے گرفتار کیا ہے سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال کہے عرضی آخر اسیاب نے عرضی کے  
 جواب میں نامہ لکھا کہ اسے ملک شمشاد وقامت ہو حال گرفتاری غصہ منفر معلوم ہوا انکو چاہیے ہے  
 کہ اسکو بحفاظت و حراست تمام ہمارے پاس بھیج دیں تاہم غدار جاو و کو دیا کہ اسنے سر سے نامہ کو  
 باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل شمشاد وقامت کے پاس آیا یہاں ملک نہیں تھی ملازمان  
 ملک نے اسکو ایک مکان میں اتارا اور سامان دعوت و ضیافت کیا اسنے پوچھا کہ ملک کہاں ہیں لوگوں  
 نے کہا قیدی چھوٹ گیا بلکہ اسکے ڈھونڈنے کو گئی ہیں عہدار نے کہا کہ تم اپنی دعوت و  
 ضیافت رہتے دو مگر ملک شمشاد وقامت کو بلا دو کیونکہ نامہ آخر اسیاب کا لیکر آیا ہوں  
 ملازموں نے عذر کیا کہ اسے عہدار جاو و ہم معذور ہیں نہایت مجبور ہیں جب تک وہ قیدی ملیگا نہیں  
 ملے گا تاہم غیر ممکن ہم انکو کہاں بلائے جائیں عہدار یہ انکی باتیں سن کر نہایت پریشان ہوا آخر  
 تاجدار ہو کر بیان سے پھر گیا اور مسافت راہ طے کر کے خدمت آخر اسیاب میں آیا اور اس سے  
 کہا کہ ملک شمشاد وقامت مجکو نہیں ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتیں سن کر  
 بہت متعجب ہوا اور باغبان قدرت اپنے وزیر کو حکم دیا کہ توجہ کر ملک شمشاد اور ملک شمسہ  
 تاجدار دونوں کو پکڑ لانا اور دریافت کرتے آنا کہ وہ قیدی کس ہوا باغبان وہاں سے  
 تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور باغظ و شان تمام شمشاد کے پاس آیا شمشاد اسکو وہاں نہ  
 ملی یہ وہاں سے شمسہ کوہ پر آیا ملک شمسہ تاجدار نے اسکا استقبال کیا اور ان شاہی میں لاکر  
 اسکو بٹھایا رفاصوں کو حکم دیا کہ بیچ سائے باغبان کے ہونے لگا جلد دعوت راجہ اسکے  
 باغبان نے کہا کہ اسے شمسہ چکو توجہ بادشاہ نے یاد کیا ہے شمسہ نے کہا کہ آپ چلے ہم اور  
 شمشاد دونوں آتے ہیں اور آخر شمسہ جو پھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازموں نے اسکے خبر دی کہ باغبان  
 وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور بھی یقین ہے کہ گیا نہیں ہے شمسہ کوہ پر شمشاد بیکلام سن کر گھبرائی کہہ لکھا چاہیے



اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر اپس باغبان قدرت کے آئی اور اس سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ اسے ملکہ شمشاد و شاہ جاووان بہت غضبناک ہے مگر لازم ہے کہ جلد اس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جانیں جائیگی اور کچھ نہ ہوگا ملک و مال سب برباد ہو جائیگا یہ دونوں ان باتوں کو سنکر گھبرا اٹھیں اور کہا کہ اگر باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہیں کیا کریں بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے وہ نرادرے باغبان سوچا کہ شہزادیاں یہ دونوں اولوالعزم ہیں اور بے مثل جادوگریاں ہیں کیا ضرورت ہے ان سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہہ دے جو کچھ کہہ سکیں ہیں بادشاہ جیسا مناسب جائے وہ کرے پس باغبان یہ سوچ کر رخصت ہوا اور افراسیاب کی پاس آکر اسے سب حال بیان کیا کہ اسے بادشاہ یہ دونوں شہزادیاں مجبور ہیں قیدی کھو گیا ہے اس سبب سے ناچار ہیں بادشاہ غضب تمام فرمایا کہ وہ فقیر و تہی ہیں اور یہ کہہ کر اسے سحر پڑھا کہ ایک ساحر زرد ہشت جاووان نام سانے اسکے آیا اسکو اپنے حکم دیا کہ اسے زرد ہشت نو فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونوں کو پکڑ لا زرد ہشت اسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے فوج اسکی بازو چیل و غیرہ بنکر اڑتی ہوئی چلی راہ میں بوٹے لے کبھی بنکر ساہ اڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے بیرقین اڑاتے تھے بھلیاں گراتے تھے اسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے تھے یہاں تک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زرد ہشت آکر پہنچا اسوقت شمشاد اور شمسہ خرنشی کہ بادشاہ جاووان نے فوج بھیجی ہے پس انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہے یا صلح کرنا عرض ہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہے پس یہ بھی تیاری کرنے لگیں اور شمشاد کوہ شمس سے کوہ شمشاد پر پہنچی یہاں زرد ہشت جاووان نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد و فوج سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہے اسپر توپیں چڑھا دی گئیں گولہ انداز برق انداز خشت انداز انگ انگ مستعد ملک ہوئے بیت لیاہر توپ نے قلعہ میں پھینچیں گیمبر اس کے ردھین سب بدن میں سحر کی ہوا ایاں چھوٹے لگیں جھکی وجہ سے ہوا ایاں شمشاد پر اڑتی تھیں اس زمانہ میں ملکہ شمشاد و یہاں آکر پہنچی اور اسے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور فوج ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہو کر باہر نکلی اور مقابل زرد ہشت آئی فوج ساحران نے



صفت کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان میں آکر زرد ہشت کو لکھا راوہ بھی سامنے آنا شمشاد نے ایک ناریل مارا زرد ہشت نے اُسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہ ماش کے آٹے کا بنا کر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہ اقلاب آتشین چھوڑ کر شمشاد پر چھٹا شمشاد نے ترسوں اُس پر مارا کہ وہ اژدہ پھر ماش کے آٹے کا ہو گیا اور شمشاد نے ابکی ایک ناریل مارا زرد ہشت کی رائی بھی گئی

وہ بندو قون کا پھٹنا ہر طرف بارہ	کہ شمشیر اجل میں اُنسے تھی بارہ	برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دل عاشق پہ جیون مڑگان خونبار	زمین سے آسمان تک کیا کہیں بار	دھوئیں سے ہو گیا عالم ادھون
ہزاروں رہا تو سپہ اور شتر تال	دو جانب سے لگیں ٹھٹھنے والی	وہ بندو قون سے گولی کا نکلنا
دوان مارے من کا اُگلتا	کڑک کر بان کا آنا وہ اُس دم	گھٹا میں جس طرح بجلی کا عالم
ہوئے اہل جان کے گنگ گبگوش	اڑے سر سے بڑگ طائران ہوش	ہزاروں ناریل جادو کے چلنے
ہزاروں ہی ترنج اُسجا اُچھلتے	ہزاروں ہی ٹری تھین لاشیں اُسجا	لگا تقار قص بسل کا تاشا

عرض زرد ہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قد خیمہ بارگاہ اُسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زرد ہشت کے اڑنے کا اور زخمی ہو کر بھاگ کھڑے ہو نیکا سنکر کمال بخندہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہے کوئی بسا دریا کہ جو جا کر شمشاد کا سر لاوے یا اُسکو زندہ پکڑ کے میرے سامنے لاوے اس کلمہ کو سنکر ہشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ میں اجازت لیکر جاؤں کہ اکبار کی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اس کا فر کو سب سب حال غضنفر کا معلوم ہو چکا تھا کہ تو سن جادو نے اُسکو دامن کوہ میں پھینک دیا ہے اور اب وہ اندرتہ خانے کے ہر دیو عنکبوس نے اُسکو گرفتار کیا ہے اور اب اوپر دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اُس نے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سننے دوان کا کہ وہ عنکبوس دیو اوپر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعۃً کلکال جادو بھی جا کر پہنچا اُس حرام زادے نے اُسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ یہ ساحر اس مقام پر کس واسطے آیا ہے آخر کجرا کے کلکال سے پوچھا کہ تم کس واسطے آئے ہو اُس نے کہا کہ غضنفر کے لینے کو حکم افراسیاب آیا ہوں عنکبوس سنکا وہ اس مقام پر بہین ہر تم کسکو لیجاؤ گے اس کلمہ پر کلکال نے خفا ہو کر کہا کہ دور ہو مرد ک



تو کہتا کیا ہے اسے وہ تو نہ خانہ میں موجود ہے اور تو ہم سے پوشیدہ کرتا ہے یہ کون حرکت ہے یہ کہہ کر  
 طرف تہ خانہ کے چلا کہ دروازے کو کھول کر غصنف کو نکال لوں عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اسکو  
 ڈرتو اس بات کا لگا ہوا تھا کہ پاس غصنف کے نیچے سرکش موجود ہے اگر وہ نکلے گا تو مار ہی ڈالے گا  
 یہ سوچ کر عنکبوس لیٹ گیا اور پاس تہ خانے کے بچانے دیا آخر ساحر تو دونوں تھے ہی لڑائی  
 ہونے لگی اُس نے اُسے دانتوں سے مارا شمشاد عنکبوس نے ماری اُس نے خالی دیکر گواہ لادی سرکا مارا کہ وہ  
 عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر مار نکل گیا عنکبوس چرخ کھا کر گر پڑا اور مر گیا اُس وقت  
 کلکال نے بزور سحر اس پتھر کو اٹھا کر آواز دہی کہ اسے اوقیدی نکل آ میں تجھ کو پاس آ کر اسباب  
 کے لیچلون غصنف ربح قلب سے درگاہ خدا میں دست بدعا تھے کہ دفعۃً یہ آواز گوش  
 ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی انھوں نے روشنی کو دیکھ کر دو رکعت نماز شکرانہ  
 ادا کی اور اسی نیچے کو ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نہ خانے کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہے  
 اور وہ دیو زاد مراد ہوا برو سے زمین پڑا ہے انکو اُس وقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ  
 اسے میرے اس شکار کو کیسے قتل کیا ہے کلکال یہ سن کر ہنسا اور اس طرح سے ہم کلام ہوا کہ اسے  
 او خدا پرست تیرا خیال کہ ہر ہر میں نے اسکو مارا ہے اور اب تجھ کو بھی کڑ کر پاس آ کر اسباب کے  
 لیچلون گا تو سمجھا ہوا اپنے دل میں کیا ہے غصنف نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ تو نے بہت سا جھگ  
 مارا جو اسکو طرازیادہ گواہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہے کہ جو تو مجھ کو کڑے لیچا لے گا  
 وہ غصہ میں تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھڑی اُس کے ہاتھ میں تھی اسکو کڑ کر واسطے مارنے کے ڈوڑا مگر  
 جو زمین فریٹ کے آکر پہونچا کہ دوہنیں انھوں نے نیچے سرکش کا ہاتھ جو اُس کے سر پر اتوا وہ ساغری  
 کی راہ سے نکل گیا برابر دو پرکالے اُس کے ہوئے اور آواز دہی کی بلند ہوئی بعد قصوری در  
 روشنی ظاہر ہوئی تو ملک نسیم جالندری کو غصنف نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہے اور اسے  
 ہر انکو دیکھا تو اگر تصدیق ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شہر پاراب حضور اس مقام پر  
 زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نہ کریں مرکب حاضرین ایک مرکب کے اوپر سوار ہو لیں اور یہاں سے روانہ  
 ہو جاویں انھوں نے شکر و مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و  
 پیراستہ منگو اس نے ایک مرکب پر تو ملک نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہو



اور مع ملکہ حل نکلے تھوڑی دور کے اوپر جا کر ایک ہو نظر آیا انھوں نے اُسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ  
شکار کروں مگر وہ گھوڑے کو دیکھ کر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھوں نے بھی اُسکا پیچھا بھڑا  
آخر کو قریب شام وہ تو غائب ہو گیا یہ بھی ناچار ہو کر ہاتھ منہ دھوئے لگے اب انکو تو اس حال  
میں چھوڑو اور دو کلہ داستان و لستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہاں قہرمان بن  
اثر در جاؤ نے ایک روز کہ جب سامان ضیاء آفتاب پر سیاہی آئی اور جال شمع پر دھنی ہوئی

قضا را طاعت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جس طرح خواب	گھٹا دن صورت احسان گرفت
نگاہوں کو چھپا ہر دامن جہنت	طبل جنگ بجا یا ہر کارون سے اگر خدمت	بادشاہ نامور میں عرض

کیا کہ لشکر بیت میں طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو پھر ہر دور  
دربار سے اٹھ کر اپنے مقام پر آئے ہتھیاروں کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر کپڑے نظم

دم تیغ آج بان طبعہ چشک ہے	نکل کر کھاسے تو شرط تک ہے	چلین تیار مردان شک خوار
کرین دامان صحران خون سے گلزار	غرض سامان جنگ آراستہ کر	سلاح ہو کے سب نکلے برابر
بڑھیں آگے لڑیں تیغ و سناج	کہ پاوین آفرین سارے جہان سے	کرین اب تیغ خون آشام روشن
کہ جبین اُکھائیں ہونا م روشن	یہ کر کے جو نقیبوں نے سنا لئے	جوانوں کے لہو سے جوش کھائے

تلواروں پر سب نے قبضہ کیا تیروں نے دشمن کے دل توڑنے کا دعویٰ کیا تیغ ہر اک موج بحر  
الغش تھی دشمن خضم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جب  
ہر خنجر کہ کمر میں تھی لیکن نہیں دیدہ ظفر میں تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن  
گھنچتی تھی دشمن کے دل میں اُسکا گھر تھا مژگان تیرا سکا جو ہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاٹتا تھا شیر  
کردوں کا بھی کلہ کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب

کی دھواں ہو کر چلی اور مزاج شمع میں بجو اسی پھیلی اشعار	طشی افندایش کیف شبینہ
بہر حسرت سے مشتاق تو بھگایا	اکو اکب نے سفر چاہا فلک سے
صفیدی چھائی چہرہ کی جھلک سے	سفیدی چھائی چہرہ کی جھلک سے

صیغہ امیر کشور گیر بعد توفیر مسلح و مکمل ہو کر در دولت بادشاہ ذی جاہ پر آئے اور جلوہ خانہ میں  
ٹھہرے کہ یکا یک بادشاہ کے تخت کو کھارایا اٹھائے باہر آئیں کساروں نے تخت کو بدلوایا  
امیر نے اور سب سرداروں نے بحر کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر میں رکھ کر جانب جنگاہ چلے نظم



چنان تیرہ سترہ سترہ دوزخ نذر گرو	چو دریا بچو شیدامون و کوہ	ہمی رفت لشکر گرو ما گسود
ہمی کر شدہ مردم تیز گوش	ز کشور آمد سراسر خروش	تو گفتی کہ خورشید شد لا جورد
از ان شصت برشت سان تفتند	زبانک تبیرہ ہمین در گذشت	خوشیدین تازی اسپان پشت
ہمہ بستہ بر کین منفہ میان	دلیران یکا یک چو شیر بیان	برز اندرون چند گونہ گسر
ہر پیش اندرون اثر داسے در نقش	برفتند با گرز اسے گران	ہمان نام داران جو شن و ران
پہ سب لشکر سیدان جنگ میں آکر ہو پئے پست و بہت دہ زمین		جنگ اندرون تیغہا سے نقش

ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئیں نقیبوں نے نکل کر نقابت کی اور پکارے اشعار سنو اسے عزیزان ذی ہوش و عقل کہ اس کا روان کہے کرنا نقل تغیر ہے شہ ہو کہ درویش ہے سمحون کو بھی راہ در پیش ہے کہو گے کہ آگے تھا کہت کوئی نہیں اس سراپچ رہتا کوئی جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش یہ منزل نہیں جاے بودا ویش گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار تہ خاک سب کا ہے دارالقرار اہی بہادر کو شاہ ایسا دلاور نامدار ہے کہ چون نکل کر سیدان میں سرخرو ہونا نام اپنے جیو آبا کا روشن کرے اس کہے کو شکر لشکر کی صفوں پر اور رفتا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پراجایا تھا اسکے لڑنے والوں پر مثل صف مرگان کے سناٹا جمایا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اس طرف لقا کے باقی قلب لشکر میں قائم ہوئے اس طرف امیر جالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے علم اثر دیکر کے چھتیس شقے ابوالمعدن گرد و طوق حران گردنے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک و عنبر ہو گیا اور ان کلمہ اسے بیان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر میں تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اثر درنگاہ نے اثر دراپنا اثر اکر بیج میدان میں آکر نعرہ مارا کہ یا منو صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے یہ نعرہ شکر ملک قاسم لال خضدان خوزیر خاورد سپاہ نے اپنے مرکب شہزنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سر دار لشکر کے پایادہ ہوئے انھوں نے سیکو سہل آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلمہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلص فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اٹا کر براسے مقابلہ قہرمان بن اثر دروانہ ہوئے گھوڑے کا انکے یہ حال تھا اشعار



وہ اس کی صورت پر ہی تھا | طالع میں بلند اختہ ہی تھا | وہ اس کو مزید ہلکے پہ جا سنے  
 جیسے جو ذرا ہلکے پہ آئے | تصویر جو اس کی ہو سر سنگ | پرواز کرے ہزار فرسنگ  
 صورت میں ہی چمک میں شمشیر | دوڑے تو کڑی لکان کا تیر | سم بدر سے چار ہند ہمتہ  
 خورشید سے بھی کہیں منور | یہ جا کر سامنے جب اس کا فرخا سر کے پہونچے اُسے سحر پڑھ کر دستک  
 دی کہ ایک پہلہ چھڑ کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شمشیر اودہ ملک قاسم  
 ایسا اُسے سحر کیا کہ یہ تو بہوش ہو گئے وہ اُنکے توڑے میں کمزیر کے ہاتھ دیکر اٹھانیکیا بعد اسی کے  
 قہرمان نے پھر آزادی اس طرف سے جمہور حمان سوز طوس بہادر شمشیر شاہ تیر زن  
 نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیکیا اسی طرح سے فراہم ز عادی مغربی مالک اژدر لندھور  
 بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لے گیا جب کوئی مدد  
 باقی نہ رہا تو اسوقت امیر کشور گرنے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقاب  
 پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسے امیر کو حجر کر کے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائیں  
 میں جا کر اُس ساحر کو قتل کرتا ہوں مگر اس طور سے کہ آپ اس امر کا اقرار کریں کہ جس شے  
 کو تو پسند کر کے لے لے گا میں منع نہیں کروں گا اور بخشی تمام حوالے کر دوں گا امیر نے فرمایا  
 کہ مجھ کو منظور ہی میں نے اس امر کو بسر و چشم قبول کیا اس کلمہ کو سنکر لقا بدار ہنسا اور اڑ کر  
 چلا گیا بس اسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر سے ہو گئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسے  
 اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا بزور سحر اسم اعظم کو  
 بھی بند کر گیا اور میر سے اوپر بھی سحر کر گیا القصد امیر تو اس فکر میں متوجہ تھے کہ اُس اژدر سوار  
 نے امیر کا نام لیکر نیب دی جب تو ناچار ہو کر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر  
 سے ہم تنکا ور ہوئے کہ یکایک وہی اژدر سوار صحر سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہ  
 و پنا دکھا کر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اُشقر کو ڈالے ہوئے جنگل میں آئے  
 مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور اُنکو اتنی دور لگا کر لے گیا کہ لشکریوں کی نظر سے وہ دونوں غائب ہو گئے  
 بس اُسے ایک درخت کوہ میں جا کر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اٹھائے کا ارادہ کیا تو ہاتھ اُسکا  
 گھبرا کر درگاہ خدا میں دست بدعا ہوئے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی پکے سوت کی اپنے



لباس سے نکالی اور چار سو کنڈھے چاروں کو نوں پر گرد امیر کے گاڑ کر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس خیال سے کہ امیر کو اس طلسم میں قید کر جاؤں اور میں جا کر قہرمان سے عرض کروں وہ جو کچھ کہ حکم دین میں اس طرح سے عمل لاؤں اب اسکو تو اس فکر میں رہے دو کہ طلسم تیار کرتا ہے مگر حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سرداروں سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پڑ کر لشکر امیر نامور پر پڑا اور مارنا شروع کیا باوجود شاہ جہاں کو تو اسے بیہوش کر دیا اور چاہا کہ گرفتار کروں لیکن ملازمان باوجود شاہی شہنشاہ کو لیکر اسی حالت بیہوشی میں جانب کو ہستان روانہ ہوئے خیمے اور بارگاہوں میں آگ لگی بہت سے لشکری رو بفرار لائے قضا و قدر نے نئے سامان دکھائے بہت سے لشکر کے لوگ ان ساحروں سے لڑ کر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کر کے مر رہے تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مرگان اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی جاتا تھا اسلام کیلئے چرخ کھانا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھرا تا تھا ہوا پہاڑ سے سو گرائی تھی زاع و زغن کا سناٹا جنگل لاشوں سے پٹ گیا تھا اشعار فرسہ ز خون پنجہ بردست و تیغ

چکان قطرہ خون تاریک سیفا	تو گفٹی ز بس موج خواہد زدن	وز ان موج بر موج خواہد زدن
بر آویختہ یک بدگر سیما ہ	جہان گشتہ چون رودے زنگی سیاہ	ز مادہ خروشش آمد و دار و کیر
ہو ادا م کر گس شد از پرتیرا	ز گرد سواران و آوا سے کوس	ہو ا قیر کون شد زمین آہنوس

لشکری اپنی عورتوں اور بچوں کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتیں بچوں کی انگلی پکڑے ہوئے ننگے سر اور ننگے پیر چلی جاتی تھیں لڑکا دوپٹے کا آچھل پکڑے ہوئے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے ناک بہتی چلا جاتا تھا لشکر میں بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مقبل و قلوہار نے جلد جلد ملکہ مہر گہر تاجدار و ملکہ رابعہ ز رافت اطلس پوشش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیوں کو صاحبقران اور ان کے فرزندوں کی سوار کر لیا اور طبل آسائش بجایا اور بارگاہ حشامی میں آکر بیٹھا لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم نذر کر گیا تھا اس نے ایک شیشہ میں گولہ بنا کر رکھا اور سمت طلسم روانہ ہوا وہ جا کر حکم کریم کار ساز اس جھیل پر پہونچا جہاں شہزادہ غضنفر بن اسد ماتھ منہ دھو رہے تھے بس پانی کو دیکھ کر اسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اتر پڑا غضنفر نے جو شیشہ اُسکے ہاتھ میں دیکھا پوچھا اُس سے کہ اس شیشہ میں کیا شئی ہے اس نے کہا کہ اس میں جان لشکر



اسلام ہے غصہ کو یہ کاہنہ غصہ آیا نیچے پڑ کر اٹھا اور کہا کہ کہیں تیری قضا تو نہیں آئی ہے اُسے کہا کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دو نگاہ دار میرے سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے اونا بکار تیری بھی یہ اصل ہے کہ جسے حکلام ہوتا ہے بھلا میں تجھے کیا بل کی لو نگاہ دار ہو میرے سامنے سے اور وہ اس حکلام کو سنکر وہ بھلایا اور انکی طرف مثل برق کے تر پڑا یا انھوں نے اُسے نیچے کا ہاتھ جو کھینچ کر مارا تو اُسکے دو پرکاسے ہوئے پس وہ شیشہ اُسکے ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑے ہو گیا اور شور و نشور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام میں سحر نگاہ جادو بود میں اسکا واصل جہنم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جوار اور سوار جادو و طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت پڑے تھے دفعۃً دست و پامین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحہ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو امیر نے درگاہ خدا میں سجدہ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچ کر اُسے اُتر دے سوار پر بیٹھا وہ اُتر دے سوار ظاہر میں تو سحر کا پتلہ تھا مگر اصل میں ساحر تھا بس اسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھ کر چھڑی امیر پر ماری کہ اوتا لائق ناشائین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھ جو عقرب سلیمانی کا مارا تو زبان خیار دو ٹکڑے اُسکے ہو گئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اُتر دے سوار کو اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو اشتقر کھڑا ہے امیر اُس پر سوار ہوئے اور بسیم امشد لکھ کر چلے اب جو دیکھا تو سب سوار بھی آکر حاضر ہوئے کہ وہ اسی طرفہ میں اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے اور ہمراہ امیر کے روانہ ہوئے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہاں قہرمان بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا ہوا اور سب لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے ہزاروں خدا پرست بدرجہ شہادت جانبر ہو چکے ہیں کشتیوں کے پشتے لاشوں کے انبار میدان میں لگے ہیں کہ امیر آکر پونے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا تختیار کے نئے کہا کہ مرگ تو مبارک باشد مڑ لیا باجی لقا گھر لگیا اور قہرمان گھر کر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھ کر لاکھ لاکھ باتیں ادا کفر بچا اب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ نعرہ سنکر تمام ساحر ان نابکار میں جلد جلد مرنے لگے ہو گئی اور لقا و تختیار ک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے لگا امیر نامور نے اسم اعظم

پڑھا کہ سحر تو جل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم	زجاندر آمد چو آتش قباد
عینید لشکر جو وریا زباو	دخشیدن خجہ وز خمر تر



ہر ترک زرین وزرین ہر	عین شد سراز چاک چاک تیر	تو گفتمی کہ ابرے بر آرز گنج
ز شرف نیرنگ زو بر ترنج	دو لشکر ہم اندر آویختند	تو گفتمی بیسندیکہ آویختند
غریب بن مرد و غنہ کوس	ہمیکو بر رعد غر آن فسون	ز آسیب شیر الی پولاد جنگ
دریدہ دل شیر و چرم پلنگ	ہم رو سے صحر اسرو دست پاس	ہر رسم اسب جنگ آزماس
زور رفت و بر رفت روز نبرد	بماہی تم خون و بر ماہ گرد	بروز نبرد آن میل ارجمند
بیشیر و خنجر بگرز و کتد	برید و درید و شکست و بہست	یلان را سرو سینہ و پا و دست
ہزار و صد و شصت گرد و لیر	ہیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر	قہرمان بے ایمان اس جنگ میں

جوسانے امیر باتو قیر کے آیا امیر نے اسکے حربہ کو رو کر کے جو عفر ب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اسکے کاسے سر پہ بیٹھ کر تلوار اڑھ کو کا ٹکر زمین میں در آئی مع ازور و قہرمان چار پر کالے ہوئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھا گیا تختیار رک اور لقا بھاگ کر اندر قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدڑ ہو گئی تمام کافر شہر شکستہ سیلج و گسستہ مکرہ نہ بوق نہ کوس نہ پاؤں نہ غر بھاگ کر کے قلعہ میں آئے اور لاکھوں آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا یہاں طبل فتح و ظفر بجی اُدھر صحرا میں بادشاہ کو ہوش آیا انکو اور ناموس ہیر کو عیار لیکر آئے بازاری ہو یاری سب اگر پھر آباد ہوئے تھے سرے سے بستی ہوئی خاندان محل میں رتھکے اور صحنکین ہوئے لگین بارگاہ میں تیج و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے تختیار رک سے کہا کہ اسے شیطان درگاہ میں فتح تو میری ہو گئی تھی مگر قہرمان جادو اپنے دل میں سمجھا کہ میں نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پرستوں پر پایا اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اس وجہ سے میں نے خفتا ہو کر اسکو غارت کر دیا اور وہ کتے کی موت مارا گیا اگر غور کرنا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اس کلام کو سنکر تمام کافر سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوئے کہ آپ خداوند برحق ہیں آپ ہی کی تقدیر سچ ہے کہ وہ مارا گیا عرض اب اسکو تو بیچ زمین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہے داستان داستان غضنفر کا ساحر ان افزا سیاب سے اور مقابلہ مہر خ کا مہر ان جادو سے اور لقا کا لڑنا اور آتا بلوط کج گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بدسیرت میر عیارون اور عہد کا عیاری کرنا اور حسین جادو سو مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افکر کو مارنا و ملک شمشاد کا



اگر شریک مرخ ہوٹا اور افراسیاب سے مقابلہ کرتا اور ملکہ بران کا لشکر بیشمار جمع کر کے آگاہ اور داستانیں متعلق اسی مضمون کے موقوفہ

رند و نکی ہو تو ہی جہان ساقی	وہ سے کہ جو کھوے سرگرمی	ان ارمیرے مہربان ساقی
وہ بادہ جو کر سنبھلے ست	وہ سے کہ عدو بھی جس سے ہست	اس کو کا پلا دے ساقی جام
جس سے کہ بر آئین سب سیر کام	گلشن میں کھلے ہیں بھول خوش رنگ	بلبل کے ترانے میں ہے آہنگ
ہر لالہ چمن میں صورت جام	اور نرگس بل غمست خود کام	سنبھل کی ہے زلف پیچ کھاتی
میخواروں کوچ میں ہے لاتی	انگور کو تاکتے ہیں تیغ و ار	میں بنت عجب کے عاشق زار
ہے پتہ میسنار دیکھو بادل	غیجہ ہے ہر ایک سے کی بوتل	پھولوں کے پھر پھر بھرا
پتے ہیں ہرے ہرے نمودار	پانی کو ہے موج نشہ سے	متوالوں کی طرح جھومتا ہے
رندوں کا ہے باغ میں اجارا	میخانہ بنا ہے باغ سارا	کلیان لیتی ہیں سب جا ہی
سے سر و بصورت صراحی	سوسن کی زبان ہو جو خاموش	ساقی یہ بھی ہوئے ہیں مینوش
اسے ساقی بزم بادہ خواران	اگر راہ بناے میگساران	وہ دے تجھے ہو کہ ہون میں ہون
ساقی مجھے کر دے خود فراموش	واعظ کی نصیحتیں نہ مانوں	ساقی ساقی ہی میں پکاروں
گلشن میں کھلے ہیں بھول ساقی	لا تو بھی پلا دے بھول ساقی	اودی اودی گھٹا گھری ہے
ان یہ ہی تو وقت سیکشی ہے	مرغان چمن میں یہ چھما ہے	وخت رز کے شہاگ کا ہے
مہمان ہے ہر رند گانی	وہ مجھ کو شہ اب ارغوانی	ہاں تو بہ شکن پلا مجھے سے
کچھ ساقی مجھ کو بخودی ہے	چو مون قدم اپنے ہوش کچھ میں	اور صدقے ہوں اپنے خوش کہیں
مضمون سے شکل یار لیٹوں	افسانہ عجیب ترین لکھوں	جیسے کا تو لطف سیکشی ہے
نثر مجھ کو پلا دے ساغ سے	بہس لی چکے جاہ خوب مح کو	اب اک رنگین فسانہ لکھو
زندہ کن مردہ مضامین	جان قصہ را د او کرد ترش	مٹا ندان تیرہ رنگین شاید سخن

اور ہر بہت سازان زیور عرائس مضامین زینت دو انجمن اور فغان شیرین زبان کلام کلین  
مطلوب معانی و شیف فغان گیسو سے جانان تقریر و لہجہ پر خوش بیانی گلہ ستہ طرازان سرشتہ  
مختوری و رونق و ہند گان بزم افسانہ گستر می مہمان داستان کو کا شانہ بیسان میں اس طرح



شکر فرماتے ہیں اور صحر سے تقریب میں صید مضمون کو یوں شکار کرتے ہیں کہ شہزادہ غفصنف  
 جس وقت اُس ساحر کو مارچکے اور اسم اعظم کو بھی امیر کے راکرچکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی  
 اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے اُنکو تو راہ میں چھوڑو مگر حال سنو  
 کہ شمس اور شمشاد قد کہ انھوں نے زرد ہشت جادو فرستادہ افراسیاب جادو کو جو اس  
 پر اُس نے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہو گیا تھا اور شکست کھا کر ان دونوں کے اُتھ سے بھاگ کر  
 چلا گیا تھا اور اُس وقت شمشاد قد اپنے قلعہ میں جا کر شکر فرماتے ہوئی تھی اور شمس جادو بھی اپنے  
 مقام پر نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زرد ہشت  
 کے علم ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت سے تو سن جادو سے اُسکو غفصنف کو بلوایا تھا تو اسودہ سے  
 اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُس نے جھٹاکر قمر طلعت کو اندر تہ خانے کے  
 قید کیا اور تو سن جادو کو بھی قید شدیدی میں رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کو وہ پیریاں شمشاد  
 کے چلی گئی اور جا کر اُس سے کہا کہ اے میں تقدیر سے سب ناچار ہیں اور کسی کا بس حکم خدا ہی نہیں  
 چلتا ہے میں کیا حال اپنا کسی سے بیان کروں مجھ کو تو اُس گیسو بریدہ نے کہیں کا نہ رکھا اور سب کے  
 روبرو دلیل اور خواہ کر دیا اور جسے بھی مجھ کو زرد رو ہونا پڑا یہ کہہ کر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا  
 شمشاد قد نے شکر کہا کہ سنا بتو جو کچھ کہہ رہا تھا وہ ہو گیا رنج اور غم کھانے کی بات ہے کہ وہ اسے ملے کہ  
 افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہو غرض وہی بھی کرینگے تو وہ سماعت کہیں کہنے کا اس سے بھی مناسب  
 ہے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مارو اس میں جو چاہے وہ  
 ہو جائے میں تو اپنے دل پر ہی ٹھان چکی ہوں شمس جادو نے اس تقریر کو سن کر کہا کہ میرا بھی یہی  
 راہ ہے کیونکہ مرنا تو ایک دن مقرر ہے پھر پڑ نہ موسے اُسکے سوا اب کوئی نہ حقیقت میں  
 بہتر نہیں ہے یہ لگ کر اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازموں  
 بھی کہہ دیا کہ آمادہ مرگ ہو جاؤ اور جہان تک کہ جسے ہو سکے سحر کو تیار کر لو اب یہاں تو دونوں لشکر و غنیمت  
 تیار ہی ہو رہی ہے اور وہاں افراسیاب کو جو یہ خبر پہنچی کہ زرد ہشت تو زخمی ہو گیا اور ملک شمس  
 اور ملک شمشاد دونوں آمادہ رزم پیکار ہیں تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر  
 دونوں کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحروں سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور



اگر سامنے شمشاد کو دیکھ کر خوش ہوا بلکہ طبل خیاب جو ادیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اس نے بھی طبل  
 جنگ پر جوب دلوالی پھر تو طرفین سے تباری حرب و ضرب کی ہونے لگی اور اس فراسیاب کو  
 خیال آیا کہ شمشاد قدر کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہو گئی ہو اور تو نے تنہا گلزار کو بھیجا ہے ایسا نہ کہ اسکی  
 شکست ہو جائے کسی اور کو بھی اسکی مدد کے واسطے روانہ کر دے کہ وہ جا کر کوہ شمس کو برباد کر  
 دے سو چلا آئے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر کوہ شمس کو برباد کر دو کہ اسکا نشان تک باقی نہ رہے اور وہاں سے  
 جو پھر نا تو شمشاد کوہ کے اوپر آ کے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اسکو فتح کر لیا ہے تو پھر تم خیر نہو اور  
 تم بھی گلزار جادو کے شریک ہو جانا اور قرار واقعی لڑ کر سکو قتل کروا لیا پیکار جب آدو نے کیا  
 کہ بہت اچھا اور رخصت ہو کر تیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور برسم بلغر جا کر کوہ شمس پر پہنچا  
 ملک شمس جادو تو اس مقام پر نہ تھی اسنے میدان خالی پا کر شمسہ کے لوگوں کو مارنا شروع کیا  
 وہاں بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے انھوں نے بھی حربہ ہائے سحر کڑے اور پیکار کے  
 ساتھ سرگرم پیکار ہوئے تاہج تیج رانی سرسون اردو بنوے مٹر کے دانے ہار غفلت گئے سو ہوئے  
 مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی ہر سحر کے غل مجا نے لگے ساحرون کا کیچہ کھانے لگے  
 آندھیاں اٹھیں گولے بیج و تاب کھاتے تھے کیا بیتال شعلہ بن نیلے ڈراتے تھے ایک طرف تو  
 سوار کارزار کر رہے تھے بہادر مر رہے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادر ان بھر مرگ میں  
 دہلی تھی مخیر آگہوں نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

یہ گشت برجیج ہرام پہ	دو لشکر برآمد زیک رہ بجائے	برآمد یکے ابر برسان قیہ
برآمد زہر و سپہ بوق کو س	زمین کر دنا آسمان دست بوس	نہ سر بود پیدا سپہ رانہ پاسے
زمین چون فلک خواست ققن جگا	سر لوک نیزہ ستارہ یہ بہر د	ز نفل ستوران بولاد ساسے
		سرخ تاب از شرارہ بہر د

سب ملازمون نے ملک شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اس مقام پر ہی نہیں اور لڑائی میں طرح  
 بڑی پھر بے سوار کے کمانک لڑینگے ایسا نہ کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اس سے ہمارے  
 نزدیک تو بہتر ہے کہ تو سن جادو کو ملک قید کر گئی ہیں اور وہ نہایت زبردست ساحر ہے  
 اسکو مار کر دو اور ملک قمر طلعت کر روشنی چشم اور چراغ فسانہ شمسہ ہے اسکو بھی رٹا  
 کر دو اور کسی طرف کو لیے ہوئے چلے چلو شاید کہ کچھ پیچ پڑ گیا تو پھر غضب ہو جائیگا اور ملک سوا



اسبات کے اور کچھ نہ کہیں گی کہ تھے میری لڑکی کو جان بوجھ کر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی میں کسی کا  
اجارہ نہیں ہر خدا جائے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اس بات کو پس  
کیا اور اسی وقت تو سن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحروں نے راکھ دیا تو سن جادو  
نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخر کار پیکار جادو کے اوپر  
سحر غالب نہ آیا تو اس وقت سب ساحر شمس کے بدحواس ہوئے اور ارادہ بجا گئے کا کب  
قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار و نزار و نا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھوں کو  
اٹھا کر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم میں تازہ مسلمان ہوں اور وہ دستگیر  
میرا مجھے چھوٹا ہوا ہے تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہنچاؤ  
کہ میں لطیف اس کے اس عذاب الیم سے رانی پاؤں القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ  
بقدرت بے نیاز غضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آنکھ اور کوہ شمس کو  
جو دیکھا تو بے قرار ہو گئے مرکب کو اڑایا اور اگر اوپر کوہ کے پہنچے دیکھا کہ لوہا ر چل رہی ہے پس انھوں نے  
باگ مرکب کی کی اور پکار سے اشعار

غضنفر من ابن اسد شسوار  
سناخم گذر کرد از چرخ و ماہ  
سر کشان زیر چنگ آورم

شہنشاہ دوران پل نامدار  
کنم رو سے کشور ہمہ بے سپاہ  
ہمہ راہ و رسم پلنگ آورم

یہ نعرہ کر کے اُس نے سحر کش کو انھوں نے پیام سے لیا اور فوج ساحران پر گئے اب تو  
تخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے چھڑتے تھے موت کی ہوا گلہاے  
ہستی کو مہجاری تھی زبان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہ خون کی جاری تھی

نہ خون کی گلکاری تھی اشعار  
سپر و سپر یافتہ دشت و زاغ  
برافروختہ شمع زو صمد نزل  
کنند از کین بر زجا میگر فشت  
چو باران بیارید ز روپین و شیر

ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ  
درخشیدن تیغما چون چراغ  
ز خون خاک میدان کین گشتہ  
ز گرمی روان راروان میگرفت  
ز بس نیزہ و تیغ ز ہر آبدار

نوگفتی کہ خورشید گم کردہ راہ  
جہان سر بسر گشتہ دریاے قار  
ز شمشیر شیران بھی رست سیر  
بر آمد خروشدن دار و گیس  
ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گزار



یہ پیوستہ گرد چا برسیا ہ کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ غرض اسی ہنگامہ کار تیار تین  
پیکار جادو کو لکارا اور اُسے غصنف کو دیکھا ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا انھوں نے خالی دیکر  
ہو ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس نیچے سے کہ ساحر کے خون کا پیا سا ہے  
سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سر اسر کاٹا اور زمین میں آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گرو دار کی بلند ہوئی  
اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ تار اپیکار جادو کو اب جو ملک قمر طلعت کو حال معلوم  
ہو کہ میکار جادو و مارا گیا تو یہ سجدہ شکر خد امین چھب گئی اور اُدھر سا حرون نے میکار جادو  
کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو تین جادو و ساحران شمس کو ہمراہ لیکر انکی سدا رہ ہوئی اور غصنف  
نے نیچے سحر کش نیچے سبکو رکھ لیا آخر ہزاروں مارے گئے لقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوئے  
غصنف اُنکے خیمہ و خگاہ کو لوٹ کر ملک قمر طلعت کے باغیں آیا اشعار

غصنف بھی اور ملک گلزار  
وہی گلبدن اور وہی بوستان  
لگے بننے محفل میں چنگ و رباب

نئے سرے آئی چمن میں بہار  
وہی ساقی و جام مینا و مان  
لگاہ چلنے آئیں دور شتاب

اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدہ چرخ سے دربار برخواست کر کے کاشانی  
مغرب میں گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کو لفظ  
فراغت کش کش سے پانی سبے سمجھ کر قصد خورشید جہا شتاب  
بڑھا مغرب کے جانبائل خواہ

رات کو شہزادہ غصنف نے جلسہ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لاکر بٹھایا اور جام سے  
ارخوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کہیں کچھ اور جو شش بدعاتھا  
کہیں سینہ سے سینہ کی رگ رگ تھی  
کہیں غنبت یہ سمجھاتی تھی جی کہ  
بھلا ارمان سب نکلیں گے کیسے  
کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی  
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی  
غنیمت جان لطف زندگی کو  
یہ خالق نے دیے تجکو برابر  
کہ دیکھیں جو صلے کیسے میں تیر  
لب گلگون کا بوسہ اک ہمیں کو

ساتھ رقصان مہر طفت رقص کرنے فکین اب چاندنی مہ کی دل آرام ہوئی ہر طرف چادر نور



پچھتی تھی اور خواصین ملک کی بادہ جھولے میں بھرے اڑا رہی تھیں باہم شہزادہ اور ملک میں اختلاف  
ہوتا تھا اس گریہی تھی رات بھینگتی تھی فلک پر تارے چھٹکے ہوئے تھے پروانوں کے  
جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامہ عیش و نشاط میں وہ شب گزری اور وہ زمانہ آیا کہ ملک

سحر کا قوری ہوا اور جمال شب نے سفیدی پیدا کی اشعار

یہ باتیں تھیں کہ رخصت جانی ہے  
اکٹھا سامان اجازت چاہی ہے

کہ جب جوش سحر اُٹھ ازمین پر ڈر  
نظر آئے سنے سامان بہر

ہنگام سحر شہزادہ غضب سے نماز سحر کو ادا کیا اور پھر وہاں سے میر شکار کو بلا کر سامان شکار

کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشعار  
روان بحر لشکر ہوا موج موج

بچار و صحاری پہ ہر غصہ تنگ  
لکڑیاں سر اسیمین وان پلنگ

دلون میں ہراس کمان و کند  
کین رگ وادی کو فکر گر نہ

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار رہا انب صحرارہ ہو اور بہت سے جانوروں کو صید کر کے

ایک ہرن کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا اور تمام دن چلے لگا تھا نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر

آسائش کی اور پھر وہاں سے اٹھ کر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو وادہ

جانی دیکھے لیکن حال ملک نسیم جالندی کا سنو کہ یہ جو اس روز غضب سے جدا ہو گئی تھی

تو مجھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی ادھر ادھر بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی رنگاہ

اسکی طرف آسمان کے جو گئی تو دیکھا اُسے کہ ایک ساحر مرکب کو اڑا لے ہوئے برو سے ہوا

چلا جاتا ہے یہ تو اُسکو دیکھ کر خوف زدہ ہوئی اور اُسے جو دیکھا کہ ایک تازمین میں چین زیر درخت

میل آفتاب تابان کی ستادہ ہر تو اُسے اپنے گھوڑے کو فوراً قریب اسکے آتا اور پاس آ کر

کہنے لگا کہ ای جان جہان تو گلستان کی ہو اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہو اور اس

مقام پر نہر آنا کسوجہ سو ہو ہے اور میری توجہ ان شکار دیکھ کر نکل گئی ہو عمر بھر علامی میں تیری حاضر

رہو نگاہ تجھ کو اپنے غلاموں میں منظور نظر کر لے اور اس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ یہ

نہر کو س زمین سے اونچا اڑتا ہے اور اس پادخوار اسکا نام ہو کیا مجال ہو کسی دیو زادی پر راد کی

کہ جو برابر اسکے اڑ سکے اس تقریر کو سن کر ملک ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر

ہوئی اور زور بر و اُسکے منت اور سماجت کر کے کہنے لگی کہ ارے میں جتن سے اپنی عاجز ہو رہی ہوں



تو میرے پیچھے نہ پڑا اور میرے خیال سے درگزر میں نہ رہے ساتھ نہیں جاؤنگی غرض ہر چیز ملک کے  
منت اور حاجت کی مگر اس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے لیے  
ساتھ چلنے میں عذر کر لگی تو پھر میں تجھ کو بجز لہجہ و لہجہ اور میرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا میں کسی سے نہیں ڈرتا  
ہوں تیرا کہ عذر خیال ہے یہ کہہ کر دست درازی پر موجود ہو گیا اس وقت ملک نے کہا کہ اسے ظالم  
اظلم میں لا وارث نہیں ہوں تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی ہاتھ تیرے جل  
جائیں گے اور مفت میں تو مارا جائیگا اُس نے کہا کہ میرے تین کوئی پاسگا کمان کہ جو مجھ کو مارے گا میں تجھ کو  
اپنے آگے اور اپنے مرکب بادخو کے بٹھالوں گا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جانا بھی  
اُس کو کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو مارے گا اور تو اُس کے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور  
میری ساتھ چلی چل میں سارے اپنے گھر کا تجھ کو مالک اور مختار کروں گا اور اگر کوئی وارث تیرا  
پیدا ہوگا تو اُس سے بھی میں سمجھ لوں گا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نہ میری جان تیری جان کے  
ساتھ اتنا بدل کو لگی ہوئی ہے قصہ اس طرح سے بگڑ کر چلا اُس نے کہا تو ملک پاپس ہو کر درگاہ خدا میں  
دست بدعا ہوئی قدرت پروردگار عالم ملک بروے آسمان نظر حسرت سے دو لون ہاتھ اٹھائے  
ہوئے دعا کر رہی تھی کہ کیا رگی غضب جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہنچے ملک تو دیکھ کر  
غضب کو مانند گل خندان ہو گئی اور اس کافر سے بکشاہدہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی  
کہ اسے او حرام زادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکٹا کیا تھا اُس نے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان  
کمرس کو مثل نیر اعظم اور پاسبان اور قمار کے فی الواقع آتے ہوئے پایا کچھ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسے  
لگیا کہ یہ کیا مال ہے اس میں غضب کی نگاہ جو اوپر ملک کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطرب و خست  
کھڑی ہوئی جو اور ایک ساحر کچھ باتیں سینہ زوری کی کر رہا ہے بس انکو تاب باقی نہ رہی بقدر  
سو کر طرف ملک کے باگ مرکب کی لی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو کیا رگی اٹھ کر کھڑا ہوا اور  
پکارا کہ اوجھو کرے خبردار اُدھر آنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضب نے کہا  
کہ او مردک کیوں تیری شامت آئی ہے یہ کہہ اُس کے قریب آئے اُس نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا اٹھو  
نے اُس کے وار کو خالی دیکر نیچے سحر کش جو مارا دو پر کا لیے ہوئے شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ  
نے مرکب سوا کر ملک نسیم جانندری کو گلے سے لگایا اور بہت ششمنی و دلداری کر کے ایک خست



سایہ دار کے نیچے آگریٹھی ملکہ نے اُس سپ بادخو کی تعریف کی اور کہا کہ اسے شہر یار یہ مرکب  
 بر سے ہوا جاتا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہے خدا نے مجھ کو دلوا یا القصد وہ رات اور  
 دن صحرا میں ایسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پر ملکہ کو سوار کیا اور آپ اس سپ بادخو پر سوار ہو  
 اور وہاں سے چلے انکو توراہ میں چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ سکار جادو کو  
 غضنف نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے  
 وہ جو روئے پیٹے لاش کو اُس نابکار کی لیے ہوئے اوپر در دولت افراسیاب کے ہوئے  
 اور دہائی دیکر ادخواہ ہوئے وہ غل اور شور کو سنکر بدحواس ہو گیا اور ان سبھوں کو بلا کر سامنے اپنے  
 پرسان حال ہوا انھوں نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنف نے اگر سکار  
 کو مار ڈالا ورنہ وہ کوہ ہمیں لے چکا تھا افراسیاب نام غضنف کا سنکر برہم ہوا اور میکمل جادو  
 کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جا کر شمس اور شمشاد قد اور غضنف کا سر کاٹ کر لے آؤ خیر وار بھاگ کر جاؤ  
 پناہ میں میکمل جادو چالیس ہزار ساحروں سے سوار ہو کر فوراً روانہ ہوا اسکو توراہ میں چھوڑ  
 اور حال سنو شمشاد کوہ کا کردار جو کلزار جادو نے طبل جنگ بجا یا تھا تو رات کو تیاری بحرن  
 دونوں لشکر مصروف رہے ہر دو کو بھینٹیں ملیں اور جھٹکے کیے گئے ڈھولے جھونے لگے جنگالی  
 ڈھرو بجانے لگے سنان کی مٹی لیکر چوت کا دیا قائم کیا زرو تین اڑانے لگے کہیں منتر و ن کی  
 جاپ تھی لوتا چماری اور دھنتر اور جوگی جیپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی  
 کالی مہاکالی کالی کلکتہ والی پتال کا پانی پتی دشمن کی جان لیتی آگ لگائے سرگ کو جانے جو  
 بیری ہو مارا جائے پڑھو دیوالی میں ایسر بجا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے گندھن ٹپسے غل  
 اسی سنگامہ میں وہ زانہ آیا کہ رنگی شب نے دریا سے نور سحر میں غوطہ مارا اور ساحر آفتاب تریخ

زیرین لیکر میدان میں آیا کہ اشعار	ہوا افسانہ شب جب فراموش	صدائی گجر کی تالاب گوش
وہ دھندھلا پن مٹا پیش نظر سے	نگاہیں اراگین حُسن سحر سے	ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونوں

تخت سحر پر سوار ہو کر عرصہ کا زار میں آئین اُدھر سے کلزار جادو بھی اپنے اژدر پر سوار ہو کر مقابل  
 میں آیا دونوں جانب کو صفت آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جی جی سامری کا غل ہوا بر سحر برسا کر  
 گوو عنبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنگے گرجنے اور بجھنے لگے ترسول اور بیسول بلند ہو



نقیبوں نے نکل کر صدادی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ نہ سامری ہو نہ زردہشت نہ ساحر شمشیر ہے  
دنیا کا یہ حال ہے کہ نظم

شگون یان کا دیکھا سر اسر شتاب	چلے جاتے ہیں کوہ جیسے صحاب
جہان ایک ماتم سر ہے عجیب	نہیں جاسے باش سے بجا عجیب
نہ جدول رہی نہ سرور وان	گلستان کو یا نیست گلو کا مکان

کو نہ دلاور نامدار ہے کہ جو اچ نکل کر میدان میں اپنا ہنر دکھائے یہ لکھ نقیب تو کنارے  
ہوے اور گلزار اپنے اژدر کو اڑا کر میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمسہ جادو آؤ میرے  
مقابلہ کو شمسہ تخت اپنا اڑا کر سامنے اُسکے گئی اُسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا  
اور شمسہ جادو گر پڑی اُسوقت شمشاد نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا  
اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچ کر سپر کو چہرہ کی پناہ کر کے لشکر شمسہ کی طرف  
چلا اُسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قدر تلوار سحر کی کھینچ کر سپر آ پین اور دونوں طرف سے  
ہاتھ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی اڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پرا تری گلزار نے  
داستانہ سحر کا مار کر تلوار کو دور کیا اور اُسکے جواب میں آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار  
خالی دی مگر بلکہ ساز خیم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھ کر شمسہ نے درمیان میں آکر شمشاد کو تو ہٹا  
دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اُس رو سیاہ نے ترسوں سحر پر اسکو روکا مگر ترسوں کے  
دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت اُسنے گھبرا کر انگوٹھی حمشید کی دکھلائی کہ اسکی چمک سے شمسہ  
بہوش ہو گئی اور اُسی عالم میں گلزار نے چالاکہ میں سر کاٹ لیا یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا  
تو بدحواس ہو کر لینا لینا کہتے ہوئے دوڑے اُسوقت بقدرت خدا غضنفر بن اسد گھوڑا  
ڈالے ہوئے یہاں آکر پیو پئے اور انھوں نے دیکھا کہ تاریخ ترجیح سحر کے اُجھل رہے ہیں اس  
زور و شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہے بس انھوں نے اپنے اسب بادخو کو جو اشارہ کیا تو  
وہ اڑ کر برو سے ہوا بلند ہوا اور وہاں سے جو انھوں نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بہوش پایا  
اور ایک ساحر سپر رو کو دیکھا کہ وہ سر اسکا کاٹا چاہتا ہے بس یہ دیکھ کر مثل ہوا کے قلب شکر میں  
سر پر گلزار جادو کے آکر اترے اور نعرہ کر کے للکارا کہ ای خیرہ سرتیرہ روزگار دست خود را نگہ دار



کہ باہم سیدم اُسے جو اس آواز کو سنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مارا انھوں نے اُسکے وار کو  
خالی دیکر جو تیرہ سحر کش مارا تو اُسکے دو پر کا لے ہوئے پھر لشکر اُسکا لپٹا لپٹا کر شہزادہ پر اثر شاہزادہ

کے زیرِ چرخِ سحر کش رکھ لیا رستم قیامت زابر ہا ہولی پھر تو استعار	پہ شمشیر ازان لشکر نادر
بہ لڑ بسیار دور کارزار	از آواز آن گرد سالار کش
کشیدند شمشیر و گر زان سران	بر آیمخت باہم سپاہ گران
کہ گرفت ازان روئے خورشید رنگ	فلندہ ہمہ دشت خرطوم پیل
	ہمہ کشت دیدند بر جہنم پیل

غضنف نے سیکو یک چشم زدن مار کر بھگادیا اور سیکو مٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے  
لو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو و آب کچھ اندیشہ نہ کرن افراسیاب  
کی کیا مجال جو ہنگاہ کچھ دیکھ سکے اب آپ قلعہ میں تشریف لیجیے اس اثنا میں گلزارِ جادو  
ساحرون نے آکر گھیر لیا شاہزادہ نے پھر اُنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ زور سحر اڑ کر بھٹکے  
تو انھوں نے بھی اپنے مرکب بادِ خور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی ہلاکی طرح اٹکے پھر پڑا اور  
غضنف نے مارے تلواروں کے نہراؤں لاشوں کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنف کا شمشاد اور شمسہ نے  
دیکھا کہ برو کے ہوا یہ ساحرون کو چورنگ کر رہا ہوا تو یہ دونوں تعریفین کے دست بدعا براہے  
غضنف ہوئیں اور ان دونوں کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ اے شہر مار  
سبحان اللہ کیا کننا ہوا اب پھر آئے مگر اُنکو اُس وقت رن چڑھا ہوا ہوتا ہے ان ساحرون کو مارتے ہوئے  
پہلے جاتے ہیں اُنکو تو اس حال میں چھوڑو مگر حال نسیم جاندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب  
کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہاں آکر پہونچا کہ وہاں ملکہ نسیم جاندری  
غضنف کے مرکب پر سوار چلی آتی تھیں اور غضنف اس بادِ خور اڑا کر آگے چلے آئے تھے یہ سمجھ  
رہ کئی تھیں چنانچہ ہیکل جادو نے جو اسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا  
مرکب کو اڑا کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ اے سرورِ روان بلغ خوبی اس صحرا سے سنسان میں تو بیکو  
تہا کہ بھر کو جاتی ہو اور تو بیل کس گلستان کی ہر سچ بتا چکو اپنے دین و ایمان کی قسم گویا کہ میں تیرا بندہ ہے ام  
ہوں اگر بھلا اپنی غلامی میں قبول کرے تو میں تمام عمر غلامی سے گزرنے والی کرونگا مگر یہ کلام سن کر کہا  
کہ او احمق کیوں دیوانہ ہوا ہے جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث شکار کو گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ



آج اسے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرانی ناموس سے ایسی باتیں کرنا انسان کو لازم  
 نہیں اس کا فتنہ ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکلا اور قریب اگر ایک ساحر سے کہا کہ نام اس کا سر جادو  
 تھا کہ تم اس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کر لو جب ہم کہیں قیام کریں گے تو سمجھ لینگے سر جادو  
 نے اس کے کہنے سے ملکہ مذکور کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوا لیا اب ہیکل جادو و شادان و فرحانہ  
 و بان سے چلا طبل و نقار سننے لگے صدائے طبل غضنفر کے کان میں پہنچی بس وہاں سے ایک  
 باد خور اڑا کر جو آیا تو اس نے دیکھا کہ ملکہ نسیم جالندری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہو اور ایک لشکر ہتھیار  
 چلا آتا ہو مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ ہر دم ہی چاہتی ہے کہ اپنے تئیں گھوڑے پر سے گرا دوں اور اسنو انکھ سے  
 جاری ہوں وہ ساحر کرنے نہیں دیتا ہر دو لون ہاتھوں سے تھامے ہو یہ حال دیکھ کر غضنفر گھبرا گئے  
 اور وہیں سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر اڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہنچ چکا تھا ایک  
 شمس اور شمشاد قد موجود تھیں بلکہ شمشاد جو زخمی تھی تو بالکی میں لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے  
 آنیکا کر رہی تھی کہ ہیکل نے اگر سخت وسست کر حمل کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ ہو جو گلاز  
 کی بھاگی تھی وہ بھی اگر شریک ہیکل ہوئی اور برو سے ہوا قائم ہو کر پکاری کہ اے ہیکل گلہ دار غضنفر  
 قتل کرو الا جواب تم بچے رہنا اور ہم جاتے ہیں شاہ جادو ان سے اطلاع کر نیو تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر  
 اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہیں یہ کلام سنکر اس ساحر نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار کھینک  
 شمشاد قد پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی واری کر کے یہ بھی لڑنے لگی ادھر نسیم جالندری  
 نے جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ اے شہر یار یہ کافر مجھ کو زبردستی پکڑ لایا ہے اب اللہ تعالیٰ فرمیری آبرو  
 بچا نیو آپ کو بھیج دیا ہے آپ اسے جلد قتل کریں کہ میں رہائی پاؤں غضنفر یہ سنکے نعرہ کر کے سر جادو  
 پر آئے اس نے تلخ سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحرش کے اسے تاثر نہیں کی اور غضنفر نے جو نیچے سحر  
 توسع مرکب اس کے چار ٹکڑے ہوئے بس اسکو مار کر ملکہ نسیم کو اپنے مرکب پر بٹھالیا قضا کار  
 تو سن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمشاد قد و لون  
 ہوا اسباب سے لڑ رہی ہیں بس وہ بھی مع فوج وہاں سے چلی اور ہسان آکر  
 جو پہنچی غضنفر کو اسے سلام کیا اور کہا واہ واہ کیا کمنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ  
 ایک کام کیجئے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجئے اور آپ ان کافروں کو سمجھ لیجئے غضنفر نے



توسن کو اچھی طرح پہنا کر ملکہ نسیم کو تو اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بھی ہے  
اس سے بہت ہوشیار اور خرد و آرزو رکھتا ہے کہ اس کو کسی طرح کی تکلیف پہنچے تو سن نے  
کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں انکی کنیز ہوں مثل قمر طلعت کے توسن جادو و غصنف سے  
بیکسی رہی تھی کہ ساحرون نے ہیکل جادو سے اطلاع کی کہ غصنف نے اگر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرور  
جادو کو مار ڈالا وہ شکر نہایت بیتیاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑ کر غصنف کی جانب پھریٹا اور  
مرکب سحر کو اڑا کر برابر غصنف کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھوں نے خالی دیکر ایک ہاتھ نیچے کرکے  
مارا تو اس نے بھی خالی دیا اب طرفین میں لڑائی ہونے لگی اس نے اپنے مرکب کو برو سے ہوا بلند کیا  
انھوں نے مرکب بادخوڑ کو اپنے اڑیٹھ کی اور برابر اس کے پہنچ کر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب بلند کیا  
اور اس کے ساتھ کاشکر زمین پر چلا جاتا ہر ایک مقام پر غصنف نے دباؤ ڈالا ایک ہاتھ نیچے کاشکر  
مارا تو اس کا زکے دو ٹکڑے ہوئے شور وادو گئے برپا ہوا اور اسکی فوج میں دونوں ٹکڑے اسکی لاش کے  
آکر گرے اتو غصنف نے مرکب کو اپنے تیر کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

زمین از تنیب آمد اندر گریز  
از ان نامداران دو بہرہ بکشت  
و یا شیر جنگی کہ کارزار

برآمد درخشدن تیغ تیز  
سپر بر سپر تیغ ہندی بکشت  
بغیر چون رعد در کو ہزار

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غصنف نے انکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب  
غصنف کا فطوح سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا میں اتر پڑے اور آہو کو شکار کیا  
اور جھیل پر بیٹھا اس کے کباب کھائے اور میان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اس وقت  
غصنف نے اگر بیشک جان بخشی فرمائی اور نہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتیں کرتی  
ہوئیں دونوں اندر قلعہ کے داخل ہوئیں اور سب ساحرون کو کہا کہ غصنف ہمارا آج  
سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب شاخو ان ہوئے اس اثنا میں توسن جادو بھی آکر پہنچی  
اور اس نے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طلسم میں نسیم جالندری کو لائی ہوں اس میں  
شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیوں ہیں اب کیا صلاح ہو شادی میں ملکہ قمر طلعت  
کی کون سے کہا قصور معاف میں نے تو کتاب جمشیدی میں دیکھا ہے کہ قمر طلعت کی شادی



عصفہ کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم بیان کا بنے گا اب مناسب ہے کہ ملکہ مسرخ کی  
 یاس اسباب خیمہ ڈیرالاد کر چلو اور اس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہوتا  
 مشکل ہے اور وہاں بہت بڑا لشکر ہے اور عصفہ کا نانا عمرو بن امیہ ضمری وہاں موجود ہیں  
 ملک ابنوہ جتنے دارو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت خیمہ ڈیرالاد کر مال و اسباب اٹا کر  
 بیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہوئیں اب انکو تو راستے راہ میں چھوڑ دینے لیکن  
 حال سنئے کہ لشکر تیرت بدسیرت میں مہران جاو و نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے  
 آیا اور اُس نے راحت و آرام کر کے جب وہ زمانہ آیا کہ دریا سے فلک میں خیمہ آفتاب خشک ہوا اور

ستاروں کے چراغ روشن ہوئے لفظ	چونچر شیدہ جامہ خستہ	نہان شد چوڑنگی شب آمد بیرون
جہان گشت چون چہرہ اسیر من	کشادہ سید مار گردون میں	مہران نے طبل جنگ بجوایا

مہرخ سحر چشم نے بھی خبر شکر طبل جنگی بجوایا لشکروں میں تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندو  
 رحل سا جوگی فلک ہفتم پر آسنی بھا کر تیشیا کرنے لگا اور منگل منگلا چاری کرنے میں مصروف ہوا  
 بدھ کی سُدھ بدھ سب جاتی رہی شکر اپنا بچار کرتی تھی سوچ کی جوت اُس ات مدھم ہوئی چندر مان  
 کا بلی ٹھرا برست نے کہ برہمن فلک ہوا اپنا خیمہ پتر انکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہریر و جوان  
 بنالاشکروں میں برغل مجھنے لگے بھینٹ پانے لگے ڈہرو بجا برنجی تھالی میں لونگ پھول مار  
 دو نے مرو کے پتے جمع کیے گئے چارہ رات یہی ہنگامہ راجب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر میں گل آفتاب

بھولا اور قصر شب کی بنیاد برپا ہوئی کہ اشعار	کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
دھوان ہلکا ہوا شب کے طر کا	طرار سے بھر کے مثل تو سن نانا

صبح کو مہرخ نامور لبید کرو فرخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ روانہ ہوئی اسکے ساتھ ملکہ بیسار  
 اور مخمور اور جلا سوار سالار گرد گردون کش مع فوج بے شمار وعدہ گاہ مصافح میں آئے  
 دلا ورون نے پرے جمائے اُس طرف ڈہرو بجا اور ناقوس بچکتا ہوا ترسول اور منبول  
 چمکتے ساحرا اثر دلا ورتا ان سحر پر سوار اور مہران جاو و ایک فیمل آتشیں پر سوار ہو کر  
 اثر دومان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان میں آیا تھا لیان برنجی چمکنے لگیں اور ساحروں نے  
 صفت آراستہ کی اور نقیبوں نے نخل کر آواز لگائی کہ اسے ساحر ان نامی اشعار



جوانی گئی موسم شیب ہے کسی نے نہ بچتا نسیان مقام کسی شکر کو یان کی نہیں رہات کہرجا سے دنیا میں باقی نشان کیا اس جہان سے بھول کر تو دولت شہادت کی تلوٹا	شہود ایک دور روز کو غیب ہے یہ نیچھے جو میں سامنے ہیں کہاں گئے دن جوانی کے گزری حیات سکندر نہ باقی ہو نہ طوس ہے یونین تم بھی اک روز جاؤ گے مر تھیں چاہیے آج ہر نام و ننگ	بجا ہی کیا کوں رحلت مدام جہان جابہ ہر ایک بزم روان ہو لازم کہ اب دید و لہجہ کر جان نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہے لڑائی میں لہجہ کے گرجان دی عدو کو کرو زندگی سے تنگ
--	--	---

غرض یہ صد اویز نقیب کنارے ہوئے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو گچ بانگ مار کر آگے بڑھایا اور ناف میدان میں آکر اواز دی کہ اے مہرخ و بہار میں تلو سمجھتا ہوں کہ وہ شہنشاہ جس نے تلو خاک سواک کیا تم اس سے مقابلہ کرتی ہو تمہیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو کہ میں تمہارا قصور سعی کر کے معاف کر ادون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار داتھی سزا پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا کہ ادخیرہ ہر تیرہ روز گار افراسیاب کیا ہماری خطا معاف کریگا انشا اللہ ہم اسکو باقیال شہنشاہ عمر و داخل دارالبوار کرینگے یہ سنکر مہران کو غصہ آیا اور اُس نے کہا کہ اچھا تو پھر بھی کسی کو میرے مقابلہ میں یہ کہی رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ افراسیاب کا لیے ہوئے ہے اُسی نذر ساحروں کے اسکے پاس آیا اور نامہ اسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمہاری مدد کو بھیجے ہیں اسنے کہا کہ مجھ کسی کی اعانت دیکر نہیں ہر اسنے کہہ دیا کہ یہ کسی مقام پر ترین میں جب لڑائی فتح کرونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سنکر وہ سب ساحر اس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اترے اور مہرخ کی طرف سے ایک ساحر اور ناک جاو و نام براسے مقابلہ مہران بد انجام نکلا جب سامنے آیا مہران نے ایک ہاتھ تیغ سجکا اسکو مارا کہ وہ تیغ بجلی بنکر گرا اور خرمن ہستی کو اس ساحر کی جلا دیا پھر ارثر ناک جاو و نکلا اُس نے اسکو ایک ترنج مار کر ہلاک کیا پھر غدار جاو و نے نکل کر سامنا کیا مہران نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ غدار کو آکر نکل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ میں گئے مگر مارے گئے آخر کو مہرخ موسے کا کل کشا اپنے ہنس پر سوار ہوڑا وہاں گئے



پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا چوہن دکھاتی ہوئی سہانے مہراں کے آئی مہراں نے  
ایک ناریل چوٹی دار سحر پڑھ کر مارا سرخ موئے اسکو دستک دے کر اٹھا پھیر دیا  
اور اپنی کامل کو کھولا کہ اسین سے ستارے نکل کر بلند ہوئے اور سر پر مہراں کے گئے  
مہراں نے سات سپہرین سحر کی سر پر سایہ کین ان ستاروں نے چھ سپہروں کو تورا  
لکھ پڑا مذہور کر پڑے اب مہراں نے ایک تیغ جو سر پر مارا تو سرخ موئے کے تادو ابرو  
اترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونوں لشکر میں تاریخ تاریخ جلنے لگے سوئیوں کے  
پچھے مرجون کے ہار پیکان تیر ساحروں کے جسم میں پوشتہ ہوئے تھو نظم

کہیں یہ صدا تھی کہ اب جلد بھاگ	برسنے لگی آتش تیروان	ہوا بجز زخار جادو روان
چھانے لگے شور جادو کے ہیر	برسنے لگا آب پیکار تیر	لگے پڑنے تاریخ وان اور تاریخ
کہ تھا ساحروں کو گزند اور بج	کہیں ہار فلفل تھے سوئیوں کہیں	کہیں خنجر تیر و پیکان کہیں
لگانے لگے آگ وان سحر کار	غضب کی تھی برپا وہاں گہر و طار	اسی ہنگامہ جنگ میں شعلہ

نکر مہراں مہرخ سحر چشم پر اگر گرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم میں اسکی سوزش سے آسے  
پڑ گئے بس بیت جلد مہرخ سحر چشم و ریابن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہراں کا  
اُس دریابین ڈھوبنے لگا مہراں نے یہ حال دیکھ کر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا وہیں  
زمین شق ہوئی اور ایک اثر در نکل کر اُس پانی کو پی گیا از بسکہ دریا تو مہرخ  
ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اُسکے پیٹ میں سما گئی اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ اشور شب  
نہم کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا سن اُسے اگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا ہنگامہ  
نظر آنکھوں میں آیا سرمہ شام چہ شام کو مہراں طبل باز گشت بجا کر کھیر گیا اور لشکر مہرخ شام  
پریشان و بدحواس اندوہ و الم میں گرفتار اپنے مقام پر آیا اور ادھر مہراں اپنی بارگاہ میں جا کر  
غوش و خرم پہونچا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کر کے لباس بزم کو آراستہ بلبل پر کیسا اور  
اتھ منہ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور ہر چار طرف کو ہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے  
جوبنائے ہیں کہ وہ سب کو دیکھتے ہیں مگر آپ کسی کو نظر نہیں آتے ہیں اُسے بھی تاکید دی  
کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اسکو گرفتار کر لینا اور یا ہلو اطلال کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی



جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوئے اسکے بعد مہران نے آواز دی کہ آواز دیاؤ  
جلد آکر حاضر ہووے پکار رہے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کر کے سامنے استادہ ہوا اُس نے اس وقت مہر خ  
کو اس سے طلب کیا وہ سنکر ایک طرف کو بھاگا ہوا چلا گیا اور ادھر سے مہر خ کو طوق اور زنجیر  
میں گرفتار کیے ہوئے سامنے مہران کے لے آیا مہر خ کو ہوش تو بالکل تھا مہین بیوش مطلق  
کھنٹی ہونے اور پرامک تخت فولادی کے مہر خ کو سامنے مہران کے ٹاڈیا اور کہا کہ یہ حاضر ہو  
جیسا کہ اسکے باب میں حکم ہو میں اسکو بجلاؤں مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہے کہ اسکو بہت  
ہوشیاری کے ساتھ قید میں رکھنا ایسا نہ ہو کہ حج کسی طرح کا پڑ جائے اثر ورجاؤ و سنے کہا کہ بہت  
اچھا یہ لکڑی مہر خ کو اسی حال سے لے چلا گیا اور یہاں مہران نے اپنے طور پر بندوبست  
کر کے کھانا ڈھیر مار کیا اور خواب مرگ میں اور بہتر آرام کے وراڑ بھاب اسکو تو اس حال  
میں رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران مہر خ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو اس حال  
کی اطلاع ہوئی کہ مہر خ گرفتار ہو گئی تو اسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے لیے  
چلا اور بارگاہ میں جانے کے لیے صلیب صورت میں کہن مگر نہ جاسکا آخر خیمہ سے کوئی پانچ گویں پر جا کے  
نقب کھود کر منہ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور قتلہ رفع بیوشی کو اندر ناک کے رکھ کر سر کو نقب  
سے بدر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوئے جاگ رہے ہیں اس وقت  
برق نے پروانہ بیوشی کے دہن سے اڑا سنے وہ جواو پر شمع کے گرے اور جگر و صوا کی نکال  
پھیل سب کے دماغوں میں پہونچا وہ لوگ چوکی اور پہرے کے بیوش ہو کر گر پڑے پھر تو برق  
بفرافٹ تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صفحہ تھی آئین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا پلنگ پر  
سورہا ہی یہ دل کو مضبوط کر کے لہر جرات و دلوری قریب اسکے پلنگ کے بیٹھ کے  
پا ہٹا تھا کہ بیوشی کو کچھ عیاری میں رکھ کر اسکے نٹھون سے لہ کر دھر بھونکے گردہ جاگ رہا تھا  
اسپر اسکے تلاء سحر نے بھی آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہے وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا لیکن یہ  
نہ جانتا تھا کہ برق اب جو اسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہے تو پھر جلدی سے  
ہاتھ برق کا پکڑ دیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق پڑا غضب کیا تو سنے کہ بھگوان ہی بیا  
تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بھگوان جان گیا اس کلمہ کو سنکر برق کی تو روح بھل گئی



اور بدحواس ہو کر کہنے لگا کہ ایہ مہران کیا گون اسوقت ساعت بد تھی اور قضا بھی تیسری نہیں تھی اسوجہ سے میں تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجھ کو بکڑ سکتا مگر خیر کچھ مصلحت تھی نہیں ہر یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھ لوں گا مہران نے سن کر جواب بھی نہ دیا اور مشکبیں باندھ کر آواز دی کہ ایہ تم نکال جاؤ و جلد آ کر حاضر ہو قضا سے کار تم نکال جاؤ و تو اسوقت کہیں گیا ہوا تھا مگر ہولناک سا جاؤ و موجود تھا اس نے کہا کہ ایہ شہر بارہم نکال تو کہیں گئے ہو سے ہیں الا غلام حاضر ہے جو کچھ کہ حکم عالی ہو اسکو بجالاؤن مہران نے کہا کہ خیر اگر وہ نہیں ہے تو شو تھیں آؤ اور آکر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید میں بہت ہوشیاری کے ساتھ بجا کر رکھو ہولناک جاؤ و نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو بکڑ کر اپنے خیمہ میں لے گیا اور قید آہن مبتلا کر کے آپ سناٹے میں اور پرستہ غم کے پڑا اور آہ سرد دل پر درد سے کہیں چکر کر ڈھین اوجھڑا دھڑلے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھ کے رونے لگا برق نے اسکا رنگ دیکھ کر اپنے دل میں یہ تصور کیا کہ یہ مقرر کسی پر عاشق ہے اسوجہ سے رنگ چہرہ کا اسکے زرو ہو گیا ہے اور حلقے آنکھوں میں پڑے ہوئے ہیں غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ ہیں کچھ سوچ کر اس سے پوچھا کہ ایہ ہولناک جاؤ و خیر تو ہے مزاج تمہارا اسوقت کیسا ہے اور آنکھوں میں آنسو تمہارے کس واسطے بھرے ہوئے ہیں اگر خفا ہے تو میں تم سے اس بات کو پوچھتا ہوں تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہیں کی ہے مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہیں ہے بھائی صاحب میں بڑا بول نہیں ہوتا ہوں لیکن خاک چاٹ کر کتا ہوں کہ میں وہ شخص ہوں اگر کسیکو یہ مرض بھی ہو جائے تو میں شربت دیدار اسکو ایسا پلاؤں کہ وہ بالکل اسکے پینے سے اچھا ہو جائے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نہ رہے اور سوائے اسکے اور تدبیریں بھی ایسی کچھ یاد ہیں کہ عاشق کو وصل دلا رام کا اس تدبیر سے حاصل ہو جاتا ہے اس تقریر کو سن کر ہوش و حواس ہولناک جاؤ و کے جانے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھر آ کر کہنے لگا کہ ایہ برق حقیقت میں لوگ سچ کہتے ہیں کہ تم رشتہ ضمیر ہوا و سب لوگوں کے دلوں کا سال تکوین بربلائے نجبی معلوم ہو جاتا ہے واقعی بات یہی ہے کہ میں مرض عشق میں



بتلا ہو گیا ہوں اور کچھ عالج اس مرض لادو اکا کچھ کجنت بد نصیب سے نہیں ہو سکتا ہو  
آخر کو ایک روز اسی غم میں مر کر رہاؤں گا برق نے شکر کہا کہ خبر اسکا کچھ مصائقہ نہیں  
ہو وہ کون ایسا بشر ہو کہ جو اس مرض میں مبتلا نہ ہوگا اب تم مجھ سے چھپاؤ نہیں بلکہ صاف صاف  
بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی گل آگے ہو لٹاک اس گل سے بہت خوش ہوا اور  
اسنے کہا کہ نظم

خراش جگر سے ہو جھاتی میں درد	کہ جس سے ہوا جاتا ہو رنگ زرد
ترے غم میں اے آفت روزگار	ہزاروں بلائیں ہیں یان رو بکار
جھاتی ہو آتش تری میرے تئیں	کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئیں

اے برق ایک لڑکی مہراں جادو و سحر پالی ہو لیکن وہ قتالہ عالم سفاکہ جہان حسن  
میں غیرت وہ ماہ و مہر رشک بدر ہو کہ سامنے اس کے شمس و قمر نقاب ابر میں ٹھخچھپائیں  
اور خوبان جہان غیرت سے آب ثجلیت میں ڈوب جائیں پیشانی اسکی وہ لوزائی کہ طلوع  
صبح انوار اور زلف سیاہ مشکین غیرت بخش شب و بچور سر اسر چشم فتان کے رو برو آہو سے  
چین چین بول جاتے مخراب ابد میں تمام عالم سر جھکائے اشعار

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز	اثر آفت روزگار دراز	عجب رنگ پر رخ رسار کا
مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا	جو آنکھ کے سینے سے جگر طے	دم مہج پر راہ چلنی پڑے
مکان گنج لب خودش جان کا	تبسم سبب کا ہوش جان کا	سر پائین جس جان نضر کیجیے
دہن عمر اپنی بسر کیجیے	اس حید پر میں شیفہ اور فریفتہ ہوں اور اسکو جان و دل	

سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں لیکن کچھ میرا اجارہ اس کے وصل میں نہیں میں اس کے جمال جہان آرا  
ویدہ دل اپنا روشن کر لیتا تھا مگر اب چند روزوں سے مہراں خود دل دادہ اور فریفتہ ہو گیا  
اسوجہ سے اسکو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی ہو پس جس روز سے میں نے اسکو نہیں دیکھا ہو نہایت  
دل بھرا رہی اور سوا سے مرجانے کے اور کوئی تدبیر میں نہیں آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب  
یہ امر تو کچھ مشکل نہیں ہو اگر میں رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی عرض برق نے اسکو باتوں  
میں لگایا اور اپنی قید کو سہن سے عیاری سے کا ٹکر جست کر کے خیر کے باہر ہو پوچھا کیونکہ اسکو



زنجیر میں ہوتا کہ جاوونے باندھا تھا سحر کی قید اسکے جسم پر تھی جب یہ بھاگا تو ہولناک بھی  
اسکے پیچھے دوڑا اور برابر پہنچکر چاہتا تھا کہ پکڑے برق نے ایک طمانچہ بیوشی ہاتھ میں بھر کر جو  
مارا تو وہ بیوش ہو کر گر اسنے اسکو اور زیادہ بیوش کر کے کسی گڑھے میں ڈال دیا اور آپ  
اسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اسنے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں  
آیا ہے ہولناک برق کو کہاں قید کیا اور وہ کس طرح ہے برق نے کہا کہ اسکو تو میں سنے  
ایک صندوق میں بند کر کے زمین میں دفن کر دیا ہے اس خیال سے کہ ٹکڑا کہیں چلا نہ جائے  
مہران تو سکر خاموش ہو رہا مگر انھوں نے اسکو اس حیلہ سے کہ مجھ کو ایک بات پوچھنی ہے آپ  
فرما الگ چلے میں تو پھر میں اسکو دریافت کر لوں کہ وہ بات سب کے سامنے پوچھنے کی نہیں ہے  
الگ دوسرے خیمہ میں لیجا کر بیٹھ بیوشی کو مار کر اسکو بھی بیوش کر دیا اور کھینچکر چاہتا تھا کہ سر اسکا  
کاٹ دالے دفعۃً وہی پتلا کہ جس کو مہران نے بزور سحر بنائے پوشیدہ واسطے حفاظت  
کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار  
کر دیا اسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خیر بردہ ہے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ تپلہ میرا ہاتھ  
اسکا پکڑے ہوئے ہے پس مارے خوف کے رنگت چہرے کی نوزد ہو گئی اور رعشہ اندام میں  
ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل میں کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت میں گئی تھی  
حقیقت میں یہ عیار بلا سے بیدار مان و آفت روزگار ہی یہ تھوڑے کے جلدی سے سحر جو کیا  
تو برق سینے پر سے گر پڑا اسنے اٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجھ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑ دیکھا ابھی مار ڈالو تو  
برق نے اسکے جواب میں کہا کہ مہران کیا مجال ہے تیری کہ جو تو مجھ کو مار سکے کیونکہ مجھ کو تو مرنے سے  
مشرق ہی نہیں ہے قصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہو کر اپنے دل سے  
کہا کہ تیرے حق میں یہ بہتر ہے کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے سے معاف کرنا اور  
لشکر مہرخ میں چل افراسیاب جاوونے مہرخ کا کیا کر لیا جو تیرا کرے گا اور سو اسے  
اسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر کرنے آیا وہ بہر صورت مارا گیا اور جو کوئی  
افراسیاب کو چھوڑ کر مہرخ سے مل گیا وہ اتنا تک زندہ اور سلامت موجود ہی اسکا رویاں بھی  
میلے نہیں ہوا پس سوچکر برق کے قدم پر مہران گرا اور کہا کہ اے برق میں تمہارا غلام ہوں



جو کچھ خطا تھی سب سے زود ہوتی ہو وہ صاف فرمائیے اور میں مطیع اسلام ہوا اور سب پر میں نے لعنت کی اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہے برحق اس کلمہ کو منکر شاد ہو گیا اور مہران کی تعریف کرنے لگا اسکو گلے سے لگایا مہران نے مہرخ کو اسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے مالک عالم حضور میری طرف سے ملال نہ کریں کہ اسنے مجھ کو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہیں ہے لڑائی میں جی ہوتا ہے اب میں آپ فرمانبردار ہوں مہرخ نے اسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو ہے اور ہکو تجھے عداوت نہیں ہے نقل نے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلا کر بکھایا کہ بھائیو میں نے تو تھا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہے اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو جو میرا ساتھ دینا منظور ہو تو دین اسلام کو قبول کرو ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ میں جبر نہیں کرتا ان سرداروں نے کہا کہ ہکو بھی مسلمان ہونا منظور ہے مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہیں یہ کہہ کر سب مطیع اسلام ہوئے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہراہ و مہران بھیجی تھی اسکو فک ہوئی اور اوہل سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کر لیں مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار ہو کر اس لشکر پر گرا اب تو سزاروں ساحروں کو اسنے جلا کر خاک کر دیا لطمہ

بجی نامے ترکی ہوا شور و شہر	گرین بلیان بھری فوج پر	یلا میں کلچون کرکھا نے لکین
بڑھا سحر جب جانین جانے لگین	الگی خانہ تن میں جادو کی آگ	ہوئی سحر کو روح اور تن سے لاگ
پرچی ایسی مہران نے اک پر لعنت	کہ مارے گئے جس سے حد ہمت	تڑپ کر لکین گرنے وان بلیان
ہوئیں خانہ تن سے جانین روان	غص سب کو مار کر مہران نے بھگا دیا اور سزاروں کو آتش	

سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کر کے برق کے پاس آیا برق نے اسکی تعریف کی اور ملکہ مہرخ و مہران کو مع اسکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر میں چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر میں بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بھلگیر ہوئے اور بہ آہ و اس کے ساتھ پیش آئے اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک میں بادشاہ خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہو کر کالے جیل خانے میں گیا شہر

یہ انداز سخن تھا راحت گوش	کہ وہ شب صورت دلدار روپوش	چھپی محفل میں بخت صبح جاگتا
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا	صبح کو برق نے جا کر گڑھے سے ہولناک جادو کو نکالا	



اور فوج بلند رفق بیوشی ویکر اسکو ہشیار کر کے کہا کہ اے ہولناک مالک تیرا مہران جاو و تو ہم  
لوگوں کا شرکیہ حال ہو گیا اور اسی کی دختر بختی پر تو عاشق ہو گیا اگر تیرا جی چاہے تو چل کر اسکی  
ملازمت کر اور دین سہی کر کے اس دختر کو نکھے دلاو دن اور یہ بھی کہوں گا کہ اے مہران مسلمانوں  
میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی دختر سے ہمبستر ہوں پس یقین ہے کہ وہ تجکو آستے دے گا  
ہولناک یہ سنکر برق کے قدموں پر گر پڑا اور اسکے ساتھ خدمت مہران میں آیا اور مہران نے  
اس سے پوچھا کہ کہاں تھے اسے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح برق نے محکوم بیوشی کر کے  
گرٹھے میں ڈال دیا تھا اب آپکی خدمت میں آیا ہوں غرض یہ عرض کر کے ہولناک دنگل پر  
بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ رات بھر کا جاگنا میں ہوں اب آرام کروں گا  
یہ لکڑاٹھ گیا اور میسرے پر تک سو یا کیا جب دن کی عمر نہ رہی یعنی میسرے پر کا وقت آیا  
اسوقت یہ اٹھکر بارگاہ میں آیا مہر خ کو تسلیم کر کے تخت پر بیٹھا اسوقت کہ جب دماغ اسکا  
باد و تاب سے گرم ہوا برق فرنگی اسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اسکو سمجھا کہ اے  
مہران اب مسلمان ہو اور مسلمان کو لازم نہیں کہ اپنی منہی کے ساتھ شادی کرے کس بے کجا کو یہاں  
پھر اسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر بختی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منہی کر دو مہران  
نے کہا کہ اے برق وہ دختر تو کیا مال ہے آپ فرمائیں تو میں جان بکنت دیدن برق نے  
اسکو وعادی کہ خدا سے تم کو سلامت باکرامت رکھے اور وعاد دیکر اسنے ہولناک کو بھابھایا  
اور دختر کا مہران کی عقد اسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس خب بن ٹھن کر رہے  
چاندنی کی ترکی لگا کر اور زیور ستارہ دار منہی کر عالم میں آئی کہ اشعار گھٹا جب جلوہ خورشید روشن  
ہو گیا ہر طرف ظلمت نے دامن چھنا مچن زمین پر شام کا رنگ ہوئے دو دو باض عارض سنگ  
رات کو ہولناک بادل بتیاب خلوت سرا میں آیا اس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا  
تھا اسنے اگر اسکی بلا میں لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زار ٹپ کر آغوش سے نکلی اسنے  
پھر اسکو گود میں اپنی لیا اور چھپر کھٹ پر لا کر ٹٹا یا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آہستہ  
یہ نوبت پہونچی اسکا راز پڑا بیساختہ شلوار پر ہاتھ لکھلا عقدہ سیرنگشت کیساتھ  
بہم تھے باوہ مستی سے بیوش وہ کھل کھیلے وہاں ہو کر ہم آغوش نقطہ خلوت میں تھی وہ غیرت ماہ



دل ساحر ہوا خواہش سے بیاب	نیے آغوش رشک بوج حجاب
گرا جب آب انسان آگیا ہوش	سفثر گان پہ آیا لشکر خواب
لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہو چھ ہی دیر آنکھوں نے آرام کیا	در آ باز پر فرمان کشتور خواب

تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موزوں نے ند سے اللہ اکبر سنائی اور رات سے شرما کر منہ اپنا چھپا لیا روز روشن ہوا اشعار یکایک چرخ پر پھیلا آ حال کیا منہ اپنا دوشب نے کالا کئی منہ اپنا سا جو رات بیکر دھری اس ماہ نے آنگلی زبان پر دم سحر ہونا گئے آٹھکر حام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہرخ میں بیٹھا مگر بار و نواز کے لیے بیکر رتھارات کا انتظار تھا لیکن بارگاہ میں تاج ہونے لگا جام حور خوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور شکل جادو نے اپنے خیمہ سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ اے بادہم تو غم میں خوبصورت جادو کے ہلاک ہو رہے ہیں اور اس کے غم میں مثل ماہی ہے اب تڑپا کر رہے ہیں طاقت دل طاق ہی ملاقات سب دوستوں کی شاق ہو مہران نے کہا کہ اے شکل خوبصورت تو قید ہیں اور چھوٹا ہسکا بہت دشوار نظر آتا ہو بان اگر افراسیاب مارا جائے اور اسد بن کرب کو لوح ظلم طبع سے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اسکا چھوٹنا ممکن نہیں اور اے شکل اتنا میں جانتا ہوں کہ لوح ظلمی دریا سے تیل میں ہوا افراسیاب خود ہی اسکو نہیں جانتا ہو یہ باتیں تجھیں کہ بجادل نے لا کر طعام عمدہ نعمت خانہ میں چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش فرمایا اور اس طرف کا حال سننے کہ مہران نے فوج افراسیاب کو قتل کیا تو ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان میں گئے اور آنکھوں نے عین کیا کہ اے بادشاہ ساحر ان مہران مہرخ سے جا کر مل گیا اور ہم نسب کو مار کر تہ دہلا کر دیا افراسیاب یہ حال سن کر سناٹے میں آگیا آخراں سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقیم برہن اس ناہنجار اور تک حرام سے سمجھو نگاہ وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے ملکہ حیرت کی بارگاہ میں افراسیاب آیا اور اس نے کہا کہ اے ملکہ حیرت برق بلا فلک کو بلوانا چاہیے ملکہ حیرت نے کہا کہ وہ تو مجھ سے کچھ ناراض ہو کر میان سے چلی گئی افراسیاب نے کہ جس طرح ہو تم اسکو سمجھا کر ہمان بلو و حیرت نے کہا بہت مناسب ہے پس اس نے آدمی برق کے بلانے کو روانہ کیا



لیکن شاہ عیاران عیار ٹھہروں آئیے نامدار جو ظلمات فیصل و مدللان کی قسید میں ہمراہ ہر ان  
 ہین انھوں نے ایک روز جو عجب قلب سے درگاہ خدائین دعا کی پس انکو بشارت ہوئی کہ اگر  
 عمر و اس دعا کو پڑھ کر حطرت جا ہے چلا جائے و اس بشارت سے فرحناک ہو کر اس دعا کو  
 پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا تھا رکارا شمار راہ میں انھوں نے دیکھا کہ بہت سے  
 نٹ چلے جاتے ہیں پس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھ کر بانس کندھے پر رکھ کر گئے میں نیلہ ڈورا  
 لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹوں میں مل گئے انھوں نے پوچھا کہ تم اسکیلے کیوں بھر رہے ہو  
 اور تمھارے ساتھ واسے کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے ان نٹوں کا ساتھ اس لیے  
 چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے میں کاندھی دیتے تھے اب تم لوگوں  
 کے ساتھ ہوں کہ جہاں تم تماشا کرنے کو جاؤ گے وہ میں بھی کچھ تماشا کروں گا یہ لکڑا سکے  
 ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جاوے کے لشکر میں پہنچے اور  
 ڈھولک بجانا شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا انسلن بھی وہاں آئی مصور اور  
 صورت نگار بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تاج دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی سن کے  
 کان میں آئی ملکہ برق بلا انسلن نے کہا کہ ان نٹوں کو بلا و مصور نے آدمی بیکر بلا دیا وہ  
 آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واداد کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے  
 ہوئے تھے آئین ملکہ برق نے ان نٹوں سے پوچھا کہ یہ نٹ کیوں نہیں تماشا کرتا سب نے  
 متفق اللقد کہا کہ یہ ہمارا ستاد ہی ہم سب کے بعد یہ تماشا کرے گا برق بلا انسلن خاموش  
 ہو رہی جب وہ نٹ تماشا کر چکے تو عمر و میدان میں خم پر خم مار کے آیا اور پکارا کہ ملکہ عالم ہمارا  
 یہ تماشا ہے کہ ایک لوٹ مار کر جوڑ میں گئے تو اس پار صوف کے گرینگے اور پھر ایک ایک  
 پھول چالاک سے سب کے ہاتھ میں آئیں سرے سے اس سرے تک برابر دیکھا نینگے پس سب کو  
 جلسہ ہے کہ اپنے اپنے ہاتھوں میں ان بچوں کو مضبوط پکڑے رہیں بھاگنے نہ دیں اور انکو  
 سوچیں وہ سوچتے سوچتے سب کے ہاتھ سے غائب ہو جائینگے یہ کلام سنکر سب ساحر و  
 نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل میں نہیں آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ میں ہونگے پھر ان کا  
 غائب ہونا ممکن نہیں عمر و نے کہا کہ ان بچوں کی کیا اصل ہے اگر تم کو تو میں آدمی کو غائب کر دوں



بلکہ بارہا غائب کر چکا ہوں کیونکہ میں فقط نٹ نہیں ہوں نٹ کھٹ بھی ہوں آئین جو اور نٹ  
کھڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ اس تکرار سے حاصل کیا ہے جو امر کہ ہو گا وہ آپ ہی طور میں  
آینکا عمر و نے کہا کہ ہاں سچ ہے یہ کلمہ پہلے تو طراق پڑا تو ایک قلا بازیاں کھائیں اور بھرت  
جو کی تو خیمہ کو بچاند کے اس پار نکل گیا اور پھر اُدھر سے جست کر کے جب اُدھر آیا تو تازے تازے  
پھول زمیں سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑ کر منگائے ہیں غرض وہ  
پھول سب کے ہاتھ میں برابر دیا چلا گیا اور نٹوں کو بھی دیے نٹ اور سب ساحر حیران ہوئے  
کہ یہ پھول اتنے عرصہ میں تازے تازے کہاں سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہوئے پھول اس کے  
پاس کوئی نہ تھا معلوم نہیں کہ اس نے کیا کرتب کیا عمر و نے کہا کہ صاحبو ان پھولوں کو مضبوط کیڑے رہا  
جائیں نہ پائیں یہ پھول ان درختوں میں جو سامنے لگے تمہارے ہاتھ سے نکل کر لگ جائیں گے مصور  
جادو نے کہا کہ حقیقت میں یہ نٹ بڑا استاد ہے اور اس ساحر عمر و سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول  
ہمیں بھی دو عمر و نے تھوڑے تھوڑے پھول سب کو مع مصور جادو و برق بلا افکن اور  
صورت نگار وغیرہ سب کو دیے انھوں ان پھولوں کو مضبوط ہاتھوں میں اپنے پکڑ کر سو گھنٹا  
شروع کیا اور عمر و نے باواز بند بھاڑ کر کہا کہ اے نٹ آج تو جھولیاں بھر بھر کے رو پیہ لیا اور ان پھولوں  
کو خوب سادل لگا کر سو گھنٹہ یہ کلمہ الٹی سیدھی قلا بازیاں کھانے لگا اور ان پھولوں پر عطر بیوشی  
چھڑکا ہوا تھا اس کے خوشبو جو سب کے دماغوں میں پہنچی تو مارے خوشبو کے دماغ مہر ہو گیا اور سب نے  
خوب سو گھنٹے پس یکایک سبکو رو رہا پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ میان  
دیکھو وہ پھول غائب ہو گیا اس نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اڑا جاتا ہے اور نٹوں پر جو غلبہ  
بیوشی کا ہوا تو وہ سب کے سب ڈھول بجاتے بجاتے ٹری ہو گئے اور مصور جادو  
جو گھبرا کر اٹھا تو اسکو دیکھ کر سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے پس کھڑے ہونے کی تو دیر ہی تھی مصور  
جادو تو بھرا کر گر پڑا اور ساحر طراق چینیکیں مار کر بیوش ہو گئے جب سب بیوش ہو گئے  
تو عمر و نے بلاغت حمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کالوٹ لیا اور سب ساحر و ن  
برہنہ کر کے خیر نیام سے کھینچ کر جاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افکن وغیرہ کے  
سرین سے جدا کروں کہ دفعۃً ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش او شیر روزگار سب



ہو سکتا ہے تو میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر جانے منم حسین جاو و یہ نعرہ کر کے ایک گولہ زور دی  
 آتش فشان بن کر جو گری تو خواجہ کے حواس جاتے رہے اور انھوں نے جلدی لگ کر ڈھکے دھماکے  
 غائب ہوئے مگر وہ جو گری تو اس زور سے غصہ میں گری کہ اندر زمین کے غرق ہوئی اور تمام  
 بارگاہ کی زمین ٹھرانے لگی اور تھوڑی دیر کے حسین جاو و زمین سے نکلی دیکھا کہ اسے کہ بارگاہ  
 میں نقش ہوا تک باقی نہیں ہو سب اسباب عمر و لوٹے لیگیا اور اکثر ساحر و رسیب لوگ بہ ہنہ  
 چڑھے ہیں اس نے ابر بحر برسا یا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے حال زار کو ہر ایک دیکھ کر آدم و گن گین  
 ہوا اور مصور کو بہت خسر منگی حاصل ہوئی اور حسین جاو و نے کہا کہ اے مصور باد جو د  
 کہ تصویر عمر و کی آپ کے گلے میں پڑی ہے مگر اس پر بھی آپ نے اسکو نہ پہچانا اور اس طرح  
 بیہوش ہو کر اس کے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جیسے آپ کو خبر نہ دی اسی بھر دسے پر  
 آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں کشندہ عمر و ہوں مصور جاو و نے ٹھل ہو کر کہا کہ اے ملک حسین جاو و  
 عمر و بڑا صاحب اقبال ہے خیر ب میرے ہاتھ سے کہاں بچ کر جائیگا تم دیکھ لینا کہ ایک روز  
 میں نے اسکو زندہ زمین میں نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جاو و نہ رکھا یہ کہنا سہی وقت آپ  
 بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحر دن کو جوڑے منگا کر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سرے سے  
 آراستہ کیا اور پھر برق بلا افکن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال  
 عمر و کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا آج تو اسے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جاو و نے  
 آکر ہم سب کی جان بچائی وگرنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افکن نے کہا کہ داعی عمر و اپنے  
 من میں یکتا سے روزگار ہر حیرت نے کہا کہ اے برق بڑی بات کہ آج بھی تم نے پہچانا کہ عمر و  
 ایسا آفت کا پیکار ہے اسے صاحب وہ تو بلا سے بے درمان آفت روزگار ہر سامری ہی جان  
 بچاتے ہیں تو بچتی ہے وگرنہ کوئی صورت جانبری کی نہیں ہے برق بلا افکن نے کہا کہ اگر وہ  
 مواجک کہیں راہ لگی میں ملجاسے گا میں سر اسکا طرہ روز کا ہٹ لوں گا اس میں چاہے کوئی خوش ہو  
 اور چاہے کوئی ناراض ہو میں زندہ نہ چھوڑوں گی افراسیاب نے ہنس کر کہا کہ تمکو منع کون کرتا  
 ہے یہ امر ہکو متطور ہو لو جاو و نے بھی تمہیں اختیار دیا تم اسکو جا کر قتل کر ڈالو ہم بھی دیکھیں کہ تم  
 کیسی زبردست ساحر ہو برق بلا افکن نہایت خوش ہوئی اور اسے وقت بکلی بن کر رہے



تلاش عمر وین روانہ ہوئی اب عمر و کا حال سنئے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف حسین جاو و  
 ست نکلا کر گیا تو وہ مصریح کی بارگاہ میں آیا اور ٹھیکر باتیں از مصری کی کرنے لگا ہران جاو و  
 سے ملاقات کی کہ وقت ایک اور ترستے کی پیدا ہوئی بس عمر و گھبرا کے اٹھا اور پکارا کہ ایسا انسان  
 خبردار ہو جاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہو یہ کسک رہا ہر بارگاہ کے بھانگا چاہتا تھا کہ وہ برق جو ٹکری  
 تو اڑا دینا مناسب نہ تھی عمر و کو لپیٹ کر مت آسمان بلند ہو گئی اور ایک درہ کوہ میں جا کر اتارا  
 فروئے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو اپنے تین موزی کے چکل میں پایا ہوش حاسنے رہے مارے دھکے  
 پھر آنکھیں بند کر لیں برق بلا افکن نے کہا کہ اب تو کیا آنکھیں بند کرتا ہو دیکھ تو تین ٹکڑے کس عذاب  
 الیم سے ہلاک کرتی ہوں یہ کسک خج کو نیام سے چھینا جب تو عمر و کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ او  
 برق بلا افکن تو خوب جانتی ہو کہ میں نے سنا حشر و شمش اور ہزار شکل چرخ گردان کو ایسا  
 چرخ و بیکر مارا کہ روح اسکی چرخ میں آئی اور عمر و دشمنی کو قتل کیا اور ہزاروں ساور و نکو  
 میں سے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری شیم کندہ نہ کر سکا بھلا تیری کیا اصل ہو جو نہ مجھے مارے گی  
 اگر خدا نے چاہا تو میں ہی تجکو قتل کر دین گا اس کلمہ پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خج کو شنگ پر خیز  
 کرنے لگی اس اتنا میں برق فری بھی پھرتا ہوا اس طرف آ پہونچا تو اسنے عمر و کو قید کیا اور برق بلا افکن  
 کو خیز کر تے پایا فوراً مصریح کی صورت بنکر قریب برق بلا افکن آیا اور کہا کہ افراسیاب نے مجکو آپ کے  
 پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تلاش کر کے جہان میں برق بلا افکن میں ہماری طرف سے آنکو دعا کہنا اور  
 کہنا کہ عمر و سے کچھ دریافت کرنا ہے اگر وہ ہاتھ آجائے تو ہمارے پاس ایک دم کے واسطے  
 سے آؤ اس سے ہم دو باتیں کر لیں تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افکن نے کہا کہ اچھا چلو میں وہیں چلکر  
 اس بھیا کا سر کاٹوں گی یہ کسک اٹھی برق فری نے کہا کہ اچھا آپ شریف سے چلین میں اور طرف سے  
 جاؤں گا یہ کسک قریب آکر پالا کی تارم ایک بیضہ بیوٹی کا اسکے خود پر مارا کہ وہ بیوٹ ہو کر وحم سے  
 گری برق نے لغو کیا کہ منم برق فری اور عمر و کو چھوڑا و پاکیزہ کہ برق بلا افکن نے قید رہا  
 عمر کی تھی عمر و نے برق فری کی تعریف فرمائی اور گھٹے سے لگایا اور خج کھینچا جاہا کہ  
 سر برق بلا افکن کا جد اگر بن اُس وقت دو پہنچے روئے ہو اسے پیدا ہوا اور  
 برق بلا افکن کو اٹھا کر لے گئے عمر و اور برق ناچار وہاں سے پھرے اور عمر و نے کہا



کو انشاء اللہ آج ہی رات کو برق بلا افکن کا سرکٹین گئے یہ لکڑی مع برق بلا افکن جانب  
 بارگاہ مہر خ روانہ ہوا اور ملکہ مہر خ سے آکر سب حال گزرا ہوا بیان کیا مہر خ نے بھی  
 تعریف برق کی فرمائی اور وہاں نیچوں نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہنچایا  
 اور پانی چھڑک کر انکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے سہرنگر سامنے آکر سب حال عمر و اور برق کا  
 بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ہم نے آئے اس ماجرے کو سنکر  
 اس لکاتہ کو غصہ آیا اور تڑپ کر سخت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہر خ چلی  
 جب وہاں پہنچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھواں دھار تیر و تار سیاہ بڑے زور شور سے  
 چلی آتی ہو اور کئی بڑے غصب کی اس گھٹا میں چمک رہی ہے سب ساحر و ن نے خوب غور  
 کر کے اس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پر زاد سنہرا لباس پہنے اور  
 سنہرا اسکا بدن بھی پشمشیر رہنہ بنی ہوئی ابر میں چمکتی چلی آتی ہو وہ سب ساحر و بچہ رہے تھے  
 کہ برق آکر گری ساتھ سحر جلیکھا خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی پشمشیر بنکر گرنے لگی  
 تو صفوں کے صفوں کے سرفلم اسنے کبے غرض میں چار بار گر کے صدمہ ساحر و ن کو ہلاک  
 کر ڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہاں بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشیں وہ  
 اٹھا کر دفن کرادیں اور مہر خ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر میں نہ تھے ورنہ  
 وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلاتی ہوئی عمر و نے کہا ای ملکہ تم گھبراتی  
 کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہو تو میں بران کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہوں اور  
 برق بلا کو مارتا ہوں یہ لکڑی عمر و روانہ ہوا اور دھڑ برق بلا افکن جو لشکر حیرت  
 میں آئی تو افراسیاب کو نہ پایا یہ سیدھی بانع عیش میں گئی وہاں شاہ جاوہان تخت  
 حاکمیت پر بیٹھا تھا سب ساحر و عذار گرد و پیش میں اس کے حاضر تھے برق بلا بھی جا کر  
 ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہہ کر گزرا تھا وہ رو برو سے افراسیاب بیان کیا  
 کہ اسکا کہ مجھ کو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہو کچھ تمہارے بیان کی ضرورت نہیں ہے برق نے  
 کہا کہ ای شاہ اب میں اپنا خیمہ ویر و یو اور طلسم برپا کرادوں گی اور جو کچھ میں نے تجویز  
 کیا ہے وہ امر میں کروں گی یہ لکڑی اسی وقت وریا سے خون روانہ کے اس پار آکر



دیوار شہر شاہ شہزادہ پرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جاو و بھی اسکی بارگاہ میں جا کر  
بیٹھا اور کھانا وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ میں چلا گیا اور عمر کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے  
قل کا بیڑا اٹھایا ہے عمرو اس خبر کو سنکر بدحواس تو ہو گیا مگر جو بد اسکی صورت بنکر بارگاہ برق  
بلا اقلن کے دروازے پر پہنچا اور یہ لوگوں کے ساتھ مل کر اندر بارگاہ کے جو آیا تو اس نے  
دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہے اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور گردن  
کے چارہ سوکری مرصع کا زچگی ہے اور صدا خواص میں زرین کمر اور زرین لباس زور پٹنے  
دست بستہ استادہ میں عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کس کی شکل بنوں جو مطلب حاصل ہو  
اس آئین میں ایک خواص نے برق بلا اقلن سے کہا کہ داری اب حضور آرام فرمائیں کہ  
صبح کو معاملہ بڑھب ہے ہمیں معلوم کیا اتفاق پڑے آئے اس کے جواب میں کہا کہ اری  
بھگوان کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اس شخص سے ہے جس نے کثیر کا شوق غلطی آباد و ام الجبال  
اندر کوٹ دجاہ ماراں وغیرہ برپا کر دیا چلے ساحر و نکلے گل کر دیے بھلا بھگوان کیونکر آئیگی  
سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکل کر  
دور کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اس کے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جا کر اسکو بیہوش کیا اور زمین  
میں ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر سب خواصوں میں گہل گیا اس عرصہ میں ایک  
خواص نے اگر عرض کیا کہ داری میں بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے اگر کرا اسونے کا آتا رہا  
میری جو آگ لکھلی تو اسکو بکھر کر میں نے پلنگ کے تلے سر کر کے ڈال دیا ہے قریان جاؤں  
آپ دریافت تو فرمائیں کہ وہ کون شخص ہے برق بلا نے کہا اری مونی وہ عمرو ہے کہ  
خود اٹھ کر دوڑی تھیجھے اسکے دو چار کینز میں اور بھی ہو میں اس خواص نے کہا کہ داری ان  
کینزون کو منع فرمائیے کہ وہ آئین کیونکر سب اپنے دل میں یہی کہیں گی کہ ملکہ ڈر گئیں  
جب تو کینزون کو ساتھ لائیں برق بلا اقلن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی  
نہ آئے خواص میں ناچار شہر گئیں اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہو سے ایک پلنگ کے پاس  
آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کہ نہ معلوم ہوا اس وقت بھی کہ او قیام کے سبب سے نہیں  
معلوم ہوتا ہے اس نے او قیام اٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہاں حلقہ کینز کے گرد



وہ گردن میں پٹکڑ بچی ہوئے اور یہ خواص جو برق کو لیا کرتے ہیں اسے فوراً بیضہ ہوتی  
مار کر بیوش کر کے پشمارہ اسکا پانڈھا اور لیکر اسکو وزہ کوہ میں آیا اور چلا ہوتا تھا کہ سر اسکا  
جد گردن اسوقت برق فرنگی بھی آکر پونچا اور پکارا کہ واہ واہ آستاد کیا کیا خوب  
آپ نے اسکو گرفتار کیا ہے لایے ہیں سیسہ گرم کر کے اسکو بلا دوں عمرو سے یہ سنکر اسے  
حواسے کیا برق فرنگی نے پشمارہ سے کو کھو لکر زور سے تانک برق بلا افکن  
کی ملدی اور کہا کیوں لے لگا تو میرے استاد کی فکر میں تھی کہ اسکو ہلاک کروں چچی  
میں رفع بیوشی اسکی تھی اور یہ برق فرنگی نہیں ہے صرصر ہے بس برق بلا نے  
سائنس جو اوپر کی لی بیوشی اتر گئی اور ہوشیار ہو کر اٹھی صرصر سے کہا کہ اسے ملو دیجیے  
یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سنکر بھاگ کر درہ کوہ میں  
چلا گیا لیکن وہاں صبار قمار نے حلقہ کندون کے لگانے تھے آسمین بھینسا اور  
صبار قمار نے ان حلقوں کو جھکا جو بارہا تو عمرو منہ کے بھل گرا اسوقت اسنے نعرہ  
کیا کہ منم صبار قمار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی مٹی اس نے دیکھا کہ صبا  
ر قمار نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے بس اسے کہا ایو صبار قمار بڑا کام تو نے کیا کہ اس  
موتے کو قید کیا لیکن لا اب بھلا اسے دے کہ میں قتل کر ڈالوں صبار قمار نے کہا کہ  
بی بی چنے تو بڑی بڑی عباریان کی ہیں اس عباری کی کیا حقیقت ہے کوئی ہمارا قدردان  
سلامتی میں شاہ کی نہیں ہے اب ہمارا جی عباری کرنے کو نہیں چاہتا ہے او ملکہ آپ  
تشریف لے چلیں میں اسکو اور راہ سے لیکر آتی ہوں اس کلمہ پر برق بلا کو شک گذرا  
اور صبار قمار عمرو کو لے کر چلی گئی مگر برق بلا افکن نے اب جو غور کر کے دیکھا تو معلوم  
ہوا کہ یہ صبار قمار نہیں برق فرنگی ہے بس یہ گہرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق بیسنی  
صبار قمار نقلی بھاگ کر وہ کوہ میں گیا صرصر اور برق بلا بھی اس وزہ میں آئیں وہاں  
ضرغام اور چانسور نے حلقہ کندے لگانے تھے جیسے ہی وزہ کوہ میں آئی حلقوں  
میں چینی ضرغام نے دوڑ کر بیضہ بیوشی برق بلا کے منہ پر مارا کہ وہ بیوش ہو گئی اور  
صرصر کو اسے پانڈھا لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشمارہ سے نکال کر



ہوشیار کر کے کہا کہ استاد میں نے آپ کو اس طرح سے پکڑ کے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ ہوشیار  
 ہو گئی لیکن الحمد للہ کہ اب وہ مع صرصر کے پکڑی گئی ہے عمرو نے سب عیاروں کو گلے سے  
 لٹکایا اور پھر سب تلچھری برق پر اٹھا کر دس ماری اسکو اڑھکیا پھر خیر مارا اُس نے بھی کچھ  
 ضرر نہ پونچایا آخر کار اسکو لے کر مہر خ کے پاس آئے اور کہا کہ اسے ملکہ اس ملعونہ کو ہم مع  
 صرصر کے پکڑ لائے ہیں آپ کو اختیار ہے چاہے قتل کیجیے چاہے قید میں رکھیں ملکہ  
 مہر خ بہ حال دیکھ کر شاد ہوئی اور خیر سحر کر کر برائے قتل برق بلا افگن اُٹھی حسب  
 اتفاق صبار فقار کنداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اُس نے دیکھا کہ اب برق  
 اور صرصر کسی طرح بچتے نہیں معلوم دیتین اور اوہ مہر خ نے کچھ سحر پڑھ کر دستک جو دی تو  
 ایک پر نیا دنیچہ لیے ہوئے کہ وہ نیچہ سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہر خ نے وہ نیچہ اُس کے  
 ہاتھ سے لے لیا اور پتیرا بدل کر برق پر چلی اُس وقت صبار فقار نے کہ یہ خطرناک  
 بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھہریے گا ملکہ شہر گئی اور صبار فقار نے آگے بڑھ کر جلد تر  
 برق بلا افگن کی ناک کو پھریل دیا کہ اسکو چھینک آئی اور انکو اسکی گھٹنگی اور اپنے  
 تین گرفتار جو اسے پایا تو پکاری کہ اوتا بکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی غاک ہے  
 مگر کیا کروں تا چار ہوں کہ ہاتھ میں میرا اسوقت تلوار نہیں ہے اور نہ تم سیکو مزا چکھا دیتی خیر  
 اگر چاہا سامری و جیشدے تو کل تمکو مزا چکھا دینگے یہ کہہ کر سحر جو پڑھا کند تو جلنگی اور یہ بیان  
 اُڑی ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اسکا کچھ نہ کر سکا اور اُس ہنگامہ میں صبار فقار  
 بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہر خ اور سب  
 ساحر توجہ جانب برق بلا افگن تھے برین سب صبار فقار نے صرصر کو بھی کند سے  
 کھول دیا تھا قصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پوچھی  
 وہ بیٹھنا چاہی دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجھ پر کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان  
 کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا اے شہنشاہ اب مجھکو لشکر مہر خ کا سحر یا عیار  
 جو کوئی ملجائے گا بغیر اسے پھوڑ دینگے آپ یہ فرمائیے گا کہ بغیر اجازت میرے کیوں مار ڈالا  
 آپ مجھکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھ دیجیے کہ میں آرزوہ ننوں گا اگر آپ یہ مصنون تحریر



نہ فرمائیے تو میں اپنے گھڑی جاؤ ملی کیونکہ مجھ کو یہ اذیت گوارا نہیں افراسیاب نے اس  
 تقریر کو سن کر فوراً اجازت نامہ لکھ دیا اور ہر کے اسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ میں آئی  
 اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استاد و کراپا اور آپ ہار اوہ جنگ آمادہ ہو کر بیٹھی  
 اسکو تو اس حال میں چھوڑے مگر حال تقاسے باختر بیٹے کہ یہ کافر خامر بعد چند سے  
 کے باغ میں سے لشکر جمع کر کر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اس نے برپا کرانی  
 لشکر اس کا اترایہ بارگاہ میں آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بخت یارک نے اسوقت  
 اس سے کہا کہ یا خداوندیہ تو فرمائیے کہ مسلمانوں کا روکنے والا آج کل سرکار میں کون ہے  
 تقاسے کہنا او شیطان تو کیوں خوف کھاتا ہے دیکھ تو میں ایسی تقدیر کرتا ہوں کہ خدا پرستوں  
 کو جان بچانا دشوار ہو گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک ایک نامہ دار نے آکر خداوند  
 کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند میں نامہ بر ہوں حشام کو ہی کا اور کوہ شام کو  
 سے آیا ہوں تقاس اس نامہ بر کو دیکھ کر خوش ہوا اور پکارا کہ اسے بندگان  
 شاہدہ کیند تماشائے قدرت میں سے کیا جلدی تقدیر کی ہے سب نے سرون کو سجدہ  
 میں ٹھکادیا اور پکارے کہ سچ ہے یا خداوند تو خداوند برحق ہے تجھ کو سب طرح کی قدرت ہے  
 غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوند وہ شخص بندہ ہے تیرا حشام کو ہی نامہ حکم  
 کوہ شام خوزیر میں لئے سنا ہے کہ خداوند کو خدا پرستوں نے بہت جنگ کیا ہے ایسا کہ خداوند  
 انکے ہاتھ سے شہر بشار اور دیہ دیہ و قریہ بہ قریہ بھاگتے پھرتے ہیں اور حیران و سرگردان  
 ہیں مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی ہے پس میں عرض رہا ہوں کہ اگر مجھ کو اجازت  
 ہو اور خداوند طلب فرمائیں تو میں آکر تمام خدا پرستوں کو قتل کروں اور حمزہ  
 کو وہ سب سزا معقول دوں کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے ملک خداوند کے ہیں ان کو  
 ولادوں یہ نامہ جو تقاس نے سنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہلو پو بھی ہم سے بہت خوش ہو سے  
 جتنے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ جب ہم پر مصیبت پڑیگی تو حشام کو ہی اگر شریک  
 حال ہمارا ہو گا اب تم کو مناسب ہے کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان اپنے خداوند کی بچاؤ  
 نامہ لکھ کر اس نے نامہ بر کو دیا کہ وہ یلگیا حشام کو ہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہے ایسا



زبردست ہے کہ دوز بخیرین فواد می بہت بھاری اپنے کرہن خبر ہوا اگر اڑھالی سو آدمیوں سے  
کنا ہے کہ تم سب بلکہ اسکو گھینچو وہ سب ملکر زبخیرین پکڑنے میں اور گھینچتے ہیں گرد و اپنی جگہ  
سے نہیں ہلتا یا شک کہ وہ سب عاجز ہو جاتے ہیں پس اس گہرنا ہنجر کو اپنی زور و طاقت  
کا ہمیشہ غرور ہے رستم زمان اپنے نہیں جانتا ہے غرض اب جو نامہ لقا کا اسکو پونچا تو اسکو  
پر حاکم ہے کی طرح چول گیا اور اسی وقت سامان سفر درست کر کے فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور  
لقا کو کچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل شے مراحل مرحلہ پیمانے  
کر کے قلعہ عقیق میں پونچا بختیار ک کے استقبال کو آیا اور آٹھ دیکھا کہ شام کو ہی کا  
بچا نو سے آریج کا قد ہے دیو ہے کہ غالب نسان میں اترتا ہوا ہے رانین رانے بھینے کی جاتا ہوا  
اور شراب نہ ہر مار کرتا ہوا آتا ہے اور کر گدن مست پر سوار غرض بختیار ک نے لشکر کو  
اسکے اتر دیا اور یہ وہاں سے خدمت خداوند میں آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا و گل پر  
بٹھا لقا کے خاطر اسکی حد سے زیادہ فرانی اور سانی کو اشارہ فرمایا کہ آٹھ جامے غدا  
دیا آٹھ سلام کر کے جام کو میا پھر بختیار ک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا اول  
سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام براخام سے اسنے کہے کہ اسکو گرایا بھی اور  
خند بھی کیا جب کہی روز اسکو گزر گئے ایک روز جب دبلغ اسکا یادہ تاب سے گرم ہوا  
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہرنے و خورشید کو پیدا کیا کہ اشعار  
سرباوس میں لفت شب آئی تنہا آہ ہو کرتا لب آئی چھاؤن اس جگہ پر صورتیہ  
ہو میں و بھندلی و کائین اور باز ششام شام ناکام نے طبل جنگ بجوایا تا میان خیبری  
توسیان خیبری نے خدمت امیر کشور گیر اور بادشاہ میں اگر سرخیز جھکا کر ان اشعار کو و مایں بڑھا  
ہو تنہا می جہرین بھی ہوتا ہی ہلال : بسکبان بھیکو شتاق ہیں اہل کمال : وہ وہ ہو کہ جہان کے ہم پہچا  
تیبہاں ہما ہر گس ہے پرو بال : ہاتھ کا تیرے اگر عکس شے پوریا پر : و رکھنوں سے ہوشیت و مالہاں  
چاہے ابر گراہ پسا سے دامن : پونچہ پیر سے عرق جھکے جو پناہاں : او شہر بار ششام کو بھی آیا ہے  
اور آٹھ طبل جنگ بجوایا ہے : سنا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے میان بھی طبل جنگ بجے ہیں  
ہو جب حکم حکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی و بار سویرے سے برخاست ہوا سرور و غیرہ



اگر تھیاردن کی تیاری میں مصروف ہوئے تو اس میں جرح پر چڑھائیں گمانیں سینک کر دست  
 کین گلزار شجاعت ہر پھل ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جراث ہوئے شہر نام ہر  
 کابانی نہیں دنیا میں نشان گل کے دن دیکھنا بان ہے ہی گو اور بسدا ان پھول سپرد  
 کے اس شب تار میں چکنے لگے کیا کر رہے مرنے کی بود تے تے نیز سے سر کی صورت  
 تے راستی اپنے دکھائے تے تیاروں کے پھل بہادر دشمن کو دکھائے تے جو ہر شمشیر و خنجر  
 سے گلستان شجاعت پھلا پھولا تار ایمان اکثر مقام پر بیان کی گئی ہیں اس وجہ سے  
 ہر جگہ طول دینا ایسا نہیں چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری آلات حرب و ضرب  
 رہی جب سرزد و شب کا خنجر سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کروڑ کی زنگاری سپہر

درجہ اولہ فرما ہوا

کہ جب وہ صبح مثل صبح ہزار	سورج سے تھی جو کہ سرشار	ہوئی روشن شکل سے جانان
تو نکلے رشتے کو ہمزہ بصد شان	بیتے تہرہ صبا جعفران	دولت بادشاہ ذی شان براسے
بادشاہ بھی سویر سے براہ ہوئے امیر بحر کیا سب سرداروں کا ہیرا و سلام لیتے ہوئے		
جانب میدان مصافحہ روانہ ہوئے		

چلا لڑیکو میدان میں وہ لشکر	ہوئے تیار مردان دلاور	بجائے تارہ قرنا کا ہوا شور
بڑے میدان کی جانب صاف نور	تقیہوں کا خوش الحانی ہو چڑھا	عالی مرتبی کی مدح پڑھنا
کو اکب چپ کو تھے آسمان پر	گل خورشید پھولا تھا سر اسر	دلاور مرکہ پر تن ہے تے
چلے جاتے تھے سب سپاہیں لڑنے	غرض جنگاہ میں تھے سب اکر	نہا آیا آدھر لشکر کو لے کر
صفین و زلف و آراستہ چین	سلاح جنگ سے پیراستہ چین	غرض تقیہ بچ تھا بت کی

اور سقون سے چڑکا دیا جب صفین جنگ کی آراست ہو چکیں حشام نے لہاسے اجازت میدان  
 لیکر اپنے گیند سے کو وسط میدان میں نکالا اور کہہ کر تمام لشکر سلام کو بغور دیکھا تو فرمایا  
 کہ اے خدا پرستان فرقرز برستان جس کیسا کہ آرزو موت کی تم لوگوں میں سے جو وہ آئے جبر مقابلہ  
 کو اس کلمہ کو سنکر لوٹ کر گردن سے اپنے مرکب کو علی شاہ ردی کی صفین میں سے نکال کر اجازت  
 میدان امیر کشور گیر سے حاصل کی اور اگر اس کا فرخا سر سے بے گفتگو سے بیار کے



اوست جنگست جہاں کی پونجی کیسا چشم زخم نہ پونجا آخر کو جب بت تلوار کی آتی تو حشام نے ہاتھ  
 بٹکا مارا بلوٹا سنے پہلو پر سے کی پناہ کیا اور تیغ جو اس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا تو سپر  
 کو کاٹ کر کوئی چار انگل کا ٹکڑہ سر میں اتر گیا اگر داستانہ فولادی کو بلوٹا نہ مارے تو وہ تیغ سر اس  
 کاٹ جاوے لیکن داستانہ جو مارا تو تیغ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام کو  
 کو پیر کر لیکے بعد کے تین سردار علشاہ کے اور باری باری نکلے وہ بھی حشام کے ہاتھ سے  
 زخمی ہو گئے انکو عیار پیر کر لیکے جب تو علشاہ کو تاب باقی نہ رہی خود استر لا کر دو کو اڑا کر اسے  
 اس کے مقابلہ کے آئے اور آنے کے ساتھ ہی نگاور جو باری تو گینڈا اسکا دس قدم بربار  
 بختیارک تو یہ ماجرا دیکھ کر صلوٰۃ پڑھنے لگا لقا سنکر نہایت خفا ہوا اور کہنے لگا اگر اسے  
 تو بکٹا گیا ہے آئے اس کے جواب میں کہا کہ یا خداوند میں اس امر کو کیا کروں زبان تو میری اس  
 طرح سے آشنا ہو رہی ہے اسوجہ سے سیاختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے میں  
 مجبور ہوں آپ ناحق مجھے آزدہ ہوتے ہیں اس سے اور لقا سے تو اوجہ تفریق ہو رہی ہے  
 اور اوجہ علشاہ اور حشام کے نیزے بازی ہونے لگی سب بیکر رہے تھے کہ قریب سو  
 سو اسو طعن کے طریق سے رد و بدل ہوئیں اور کوئی غالب نہ ہوا دونوں لشکروں میں صدا  
 و مرجا کی بلند مٹی علشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہو گیا نیزہ حشام کے ہاتھ کا ہوائی  
 نہیں ہوتا ہے سب لوگ آنچل دل میں : تعریف جو طبع تصور کر رہے ہیں حقیقت میں تعریف  
 نہیں کرنے میں ٹہری ندامت کا سامنا ہے پس : تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اس کے گلو کا  
 پر کاٹھ کر پیر پیر چکر کو جو مارا تو وہ اس بندے سے ماری ہو گیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ اس کے ہاتھ  
 سے مثل تبر شباب کے ٹکڑ کر دی آسمان صاف چلا گیا اور وہاں سے آکر اوپر زمین  
 کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشہ صحرائیں گر گیا پھر تو لشکر اسلام میں بلبل اور نقار کے  
 خوشی کے صفوں میں ہر سو بچنے لگے اور حشام نیزہ بھڑبھڑا خجالت میں بارے ندامت کے غرق  
 غرق ہو کر رہ گیا اور جھلا کے قبضہ تیغ کے اپنے فیصلہ میں کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علشاہ  
 کے ایک ہاتھ اس سے مارا اگر وہ پھارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے ظلم ہو جانا مگر علشاہ نے خیال  
 بھی نہ کیا اور آنکھ میں آنکھ ملا کر جوہن تیغ پر بارے سر کے آیا وہیں بندہ ست کو اس کے بکر مکر ذرا



جو فشرہ کیا تو بیخداستے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تینہ کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ گریبان میں ڈال کر دھر کھینچا علیشاہ نے کمر بخیر کو اسکی بائیں ہاتھ سے تمام کر دیا ہے ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا یہ بھی ساتھ اسکے کو دپڑے اور گشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اسکو بھی بھر دس سالہ بنی زور و طاقت کا لانا تھا تھا قرار واقعی لڑا اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز گشتی میں بسر ہو گئی آخر کہ چوتھے روز علیشاہ نے زور کر کے اسکو ایسا بچ باندھا کہ اُس بیچ سے وہ نکل سکا اور آنھوں نے نعرہ اللہ اکبر دل سو کھینچا لنگر کو اسکے توڑا اور سر بلند کر کے پہلے تو مثل گھن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اسکے زمین پر مار کے شکیں اسکی باندھ لیں اور ابوالفتح کے حوالہ کیا پھر تو تمام لشکر اسلام میں واہ واہ کا غل ہوا اور بختیارک نے اسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمہارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر ہاتھ نہیں آنیکا مار لو اسکو اُس فلقہ حرام کے کئے سے تمام فوج اسکی اور سب کو ہی تلوار بن کر پڑ کے اوپر علیشاہ کے آپڑے یہ ماجرا دیکھ کر امیر نے بھی باگ اشقر کی لی تیجھے امیر کے تمام لشکر امیر بھی اپنے اپنے نعرہ کر کے مثل شیر خزان کے آپڑے اور جنگ مغلوہ ہو گئی تلوار بھر کر چلنے لگی سرداروں نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہر الفزے

امیر عرب حمزہ شیر دل	کر و گشتہ شہر اب درستم نخل
امیر عرب ضیفم روزگار	بکام خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیج مصاصم و مقام نام	یکے کتیج عقرب یکے ذوالنجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جلد در خاک کرد
سمندون بپیشیم خواری مشدہ	ہم عفریت از تنم عساری شدہ
نم صاحب عمود و جانیمن حمزہ دیر کردان	شہ ہندوستان رستم نشان لندھور بن جودان
جزیرہ ہای دیار اگر فتح از جوان مروی	گریزان مشد ز ضرب من کر کفار راستی
نم مالک از در خشمگین	سپہدار در لشکر اہل دین
نم گرد بہرام خاقتان چین	کہ از نعرہ من بلرزو زمین
نم مقبل مشیر ز نو جوان	غلام و قواد رصا جعفران



ملکشاہ رومی شد فیصل زور	کہ بر تخت مزدوق افکنده شور
من آنم کہ با ستم ز ہر انجمن	نخواستند جز ستم پیاہن
ملک قاسم آن ترک خاورد پاد	ز غم تیر برابر مندر و ناہ
و آب و مینج شستم زین	ہر با خستہ شد بر زین

ہر آنے کہت خند اجل سے	کہا دین لڑکچیں سینہ بہار سے	کہا دین لڑکچیں سینہ بہار سے
سوزن کے خود یہ کھراٹا رہے	نہیں پروا درد کرنے کو تو ہے	نہیں پروا درد کرنے کو تو ہے
کیس میں تیغ چٹنے برق آہنگ	زمان ضرب ہر سر پہل نظر	زمان ضرب ہر سر پہل نظر
سرفروزی روح بابوس اجل تھا	غضب کی آجگاہ ہوتی تھی بکا	غضب کی آجگاہ ہوتی تھی بکا
کیس لندہ پور کا گزراں سنگ	جو پڑتا تھا وہ سر پہل ہواں کے	جو پڑتا تھا وہ سر پہل ہواں کے
نہارون لکڑیوں سے ہر خواج کے	عدو کو قاش زین سے تھا اوتار	عدو کو قاش زین سے تھا اوتار
کیس ہرام کی شمشیر بران	اُسی تلوار سے سر پہل ہواں کے	اُسی تلوار سے سر پہل ہواں کے
جدا آنے لڑائی میں کیسے تھے	کوئی خستہ کہیں نہ ہو کہیں بہت	کوئی خستہ کہیں نہ ہو کہیں بہت
کیس سیلاب خون سے سرخ زمین	چمکتی تھی برابر برق شمشیر	چمکتی تھی برابر برق شمشیر
اجل ٹھک ٹھک گئی ایسے چلے تیر	کیس تن سر کہیں تو سن کہیں پر	کیس تن سر کہیں تو سن کہیں پر
رہا یہ سحر کا شام ہمدوش	صدائے دست کی نثار دشت آبی	صدائے دست کی نثار دشت آبی
ہر اب کل یہ نڈیا روں کے آئی	ہیں نہرین طہر کی دو طرف سے	ہیں نہرین طہر کی دو طرف سے
گر سے چپ نخل کم قامت زمین پر	جب ترک روزگار کا لڑا لگا	جب ترک روزگار کا لڑا لگا

اور سرنگ شب نے تیغ کھنشان کو حامل کیا لقا طبل بازا شت بجا کر پھر کیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کہ کھولی آسودہ ہوئے بختیار کت نے لقا سے پار گاہ میں جا کر کسا کہ با خداوند پر ہے افسوس کا مقام ہے کہ شام ایسا زبردست چلو ان اور یوں گرفتار ہو جاوے اب مثل اُسکے چلو ان خداوند کو عمر بھر مکن نہو گا بلکہ میں تو جانتا ہوں کہ ملکشاہ سب شام کو گرفتار کر کے لیگئے تو اب ان کے اوپر نقیاب ہونا بہت مشکل ہے خداوند ان سے سرسبز ہون گے لقا یہ کلمات سن کر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہاں امیر کشور گیر بادشاہ اسلام



پرستے زر و گرہر قصد حق کرتے ہوئے اور علقشاہ پرستے موتی لٹاتے ہوئے اندر بارگاہ کے  
 شادان و فرہان اگر کوچے تاج ہونے لگا اس میں ایوان الفتح ختام کوہی کو مطلق اور مسلسل کر کے  
 سامنے امیر با تو قیر کے آیا آپ نے اسکو دیکھ کر اوپر ونگل آہنی کے اٹھارہ بیٹھنے کا کیا  
 اور فرمایا کہ اسے ختام کیا کہنا ہے تمہارا حقیقت میں تم خوب لڑکے کو واسطے کہ یہ مجال کسی ہلوان  
 زمان کی نہ تھی کہ جو علقشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑ سکتا ہم سے بہت راضی ہوئے فی الواقع  
 کہ تم مہر وادہ اور شیر فرزانہ ہو اس میں فرق نہیں ہے الا ہم سے اس بات کو پوچھتے ہیں  
 تم بھی جو کچھ کہو وہی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا اور  
 وہ بات یہ ہے تم صاف صاف بتلاؤ کہ علقشاہ نے اسوقت تک مہر وادہ فارانے زور و  
 طاقت سے زیر کیا ہے یا کچھ کمزور و فریب سے تم کو اسے گرفتار کر کے قید کیا ہے ختام کوہی  
 نے کہا ہے شہر بار علقشاہ نے غلام کو اس طرح سے زیر کیا ہے کہ جس طرح بہادر ہمسایہ  
 کو زیر کرتے ہیں اصلاً و قاف و فریب نہیں کیا بس امیر با تو قیر نے فرمایا کہ پھر تم صاف  
 کیوں نہیں ہو جاتے اب تم کو کھڑ کیا ہے جو تامل کرتے ہو ختام نے کہا کہ غلام کو  
 اب کوئی مہر وادہ انکار نہیں اور کچھ اٹکے ہاتھ سے زیر ہونے کی ذلت ہے کو واسطے  
 کہ علقشاہ نے جب مزدوق کو اٹھا کر راکا اندر آب خندق کے غرق ہو گیا اور کھیتان  
 ایسے فرنگی کی لڑائی کو فتح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر سیری کیا اصل ہے ان کے  
 تو زور و طاقت کی ہفت اقلیم میں دھوم ہے اور یہ فرزند آپ کا حقیقت میں  
 بہادر اور دلاور ہے کہ آج اسکا مثل نہیں ملے جو ہر صورت اعلیٰ کی دل اور  
 جان سے منتظر اور قبول ہے اسوجہ سے کہ ایسا آقا اور طاوونز قہر سے اسی شخص  
 کو لٹا ہے کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہے امیر شکر نہایت خوش ہوئے اور اسوقت  
 ختام کو قید سے رہا کر کے لگے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے خلع فرمایا وہ کلر پڑھنے کے از سر نو  
 صدق سلطان ہوا علقشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے ختام کے واسطے بھی ایک بار دعا و ست  
 پر تکلف استاذ کراوی اور کہا کہ ایک اس بارگاہ میں تم قیام پذیر ہو وہ فوراً اٹھ کر بارگاہ میں  
 داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اس عرصہ میں منسل باٹھ شہر سوار بھی پاس ختام کے



چلے آئے اور دین اسلام کو قبول کر کے رہتا اختیار کیا اور باقی سب لوگ اقامت سے رخصت ہو کر طرف شام کو وہ کے روانہ ہو گئے قصداً کہ حسب اتفاق روزگار ایک بھائی شام کا کہ نام اُس کا آہن بدن ہے اور وہ گنار کا رہنے والا ہے وہ ان ایک سحرہ رہتی ہو کہ نام اُس کا گنار جاو ہے وہ آہن بدن بدل و جان سے عاشق اور فریفتہ ہے سو اُس آہن بدن کی اس حال کی اطلاع نفی کہ شام بھائی میرا خداداد فخر کی مرد کو گیا ہے مگر یہ حال معلوم نہ کیا کہ یہ کس گیا ہے غرض سوار ہو کر واسطے میرے کسی طرف جاتا تھا او دھڑ سے لوگ شام کے بھی آئے تھے آنکھوں نے جو دیکھا قریب اگر سلام کیا آہن بدن اپنے بھائی کا احوال اُن کے پوچھا آنکھوں نے جو احوال گنار تھا وہ سب روبرو اُس کے بیان کیا اُس نے شکر حال ملشاہ کی طاقت کا کہ اگر غیر معلوم ہوا میں اب اُس ملشاہ سے کچھ لونگایہ کمر و زہ گنار میں چلا گیا اور سارا حال ملشاہ کی طاقت کا اور شام کے سلام ہو جانے کا اُس لکھا گنار جاو سے کہا اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے اپنے دل کا حال بیان کر د آہن بدن نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں جا کر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خدا پرستوں کے ساتھ کر میرا زوراد میں چلے گا موافق اپنی سعی کے ہر صورت لڑوں گا میرا اپنے بھائی کو پھر لڑوں گا گنار جاو و سنے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تمہارا قم جلد جاؤ میں بھی اگر شکر اکت کروں گی پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لے کر چالیس خیر سوار ہمراہ لیے اور اُس وقت وہاں سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو پہنچ کر کے انڈیا گیا لکھا کے داخل ہوا اور بعد کر کے کہا کہ میں بھائی شام کو ہی کا اور آیا ہوں کہ ملشاہ کو قریب واقعی سزاؤ دن پھر اس بات سن کر تمہارا کر رہنا اور کہا کہ اسے آہن بدن شہزادہ ملشاہ نوجوان کی شان میں آیا مگر بیوہ اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ چھاپا اب تم کو آپ ہی اسکا حال معلوم ہو جائے گا یہ لکھا اپنی بارگاہ میں آیا اور آرام پذیر ہوا وہ ایک روز تک آسائش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہو چکا اور کرن آفتاب کی دریا سے مغرب میں ڈوبی اور غروب عالم میں چرخ زن ہوا اشعار

سیاہی مثل زلف یار پسیلی	سیان کو چہ و بازار پسیلی
-------------------------	--------------------------



اک ایریں گون مغرب سے آیا | فرغ ہوا سن میں چھپا یا  
 آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پر سے ہر کار سے روانہ روانہ  
 بادشاہ اسلامیان میں آئے اور دعا و ثنا شاہی زبان پر لائے نظم  
 پرورش کسکریں صنیفون کی | تھر سوانیر آسمان ہوئی | وہ دولت سر ملک پیر سے  
 پانچے پیشہ تو پسوان ہوئے | کین سے گروون کے عمر بھر سے دور | جبہ اکدم تو مہربان ہوئے  
 دی ہے جو حق نے خجاک شست جاہ | فرموان تک ساکمان ہوئے | وہر میں خسر خلق سے تیر سے  
 خلق رطب لسان جہان ہوئے | لے شہر بار حشام کے بھائی آہن بدن نے آکر لٹا کے  
 یہاں طبل جنگ بجایا ہے باقی غیرت ہے بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ  
 ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے ایو النسخ نے جا کر نقارہ سکندری پر چوب لگائی کہ بسکی صد  
 قلعہ چرخ میں تزلزل پڑ گیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے  
 مقام پر اگر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدہ جو ہر شمشیر دشمن  
 کے گویںے کو کھل گئے کدہ ہاسے عمود لاف زنی کرتے تھے ستون کی زبانیں تیز بان کھاتی  
 تھیں ترک فلک کو بیم تھا جو زکا دل و دینم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم میں  
 نہان تھی تیغ شطہ بار آتش نشان تھی بہادر وں کے دل میں مثل بھر پر جوش جوش تھا پیر  
 سنگ پشت اور گرداب میں تھیں ہر بہادر آب تیغ کا جرمہ نوشش تھا تلوار میں مثل موج  
 بحر کے ہراتی تھیں پانی کی روانی دکھاتی تھیں تلوار کا لگاٹ دریا کا لگاٹ تھا کشتی تیغ تیغ  
 سوار ہو کر بھر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اس کا پاٹ تھا اس طرف لٹا کے بیان  
 بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتھیاروں کی کر رہے تھے لیکن یہ خبر  
 شام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہے بس اس کو یہ یقین ہوا کہ گلنار جاو و اس کے ساتھ  
 ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کر کے آئے امیر سے عرض کیا کہ اسی شہر بار اول میں ہی اس میں  
 سے لڑو گا پھر میرے بعد جیسا کہ مناسب سمجھے گا وہ کیجیے گا امیر نے اس کے جواب میں  
 کہا کہ تمہارا رٹنا مناسب نہیں ہے تم اس خیال سے درگزر و بیان بہت کردار موجود ہیں وہ اس  
 سے سمجھ لیں گے حشام یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی



وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستاروں نے راستہ عدم کا لیا اور اشعار  
 وہ جلوہ مترابان سنے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا | ہوا پیدا جو شاہ جرج اختر  
 جلوس اُٹھے کیا تخت سحریم | صبح کو امیر با تو قیر سجد کر پاس سے نکلا | اشقر پر سوار ہو سے  
 سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سویر  
 سے برآمد ہو سے امیر نے بھرا کیا اور سب سردار و نکاح بھرا لیکر جانب میدان بصدور و فرود  
 ہو سے غرض میدان میں آکر پونچھے بلچہ کاروں نے پست و بلند زمین ہوا کی اور سفون  
 نکل کر گرد و غبار کو بٹھایا پھر نقیبوں نے میدان میں آکر نقابت کی اور پکار سے کہ ہاں  
 اسی برادران روزگار اشعار

نہ شکر ہے رستم سیستان	نہ بیان جنگی ہے نے طوس ہے
کیسا بھی باقی نہیں کے نشان	ہو جا کے سب کے سیمان
وہ کون ہے جو رٹنے پہ تیار ہے	جو انویہ ہے معرکہ جنگ کا
ژانی بین جانین لڑتے رہو	نیکو اور تلواریں کھاتے رہو

یگر کاکلر نقیب تو کٹار سے ہو گئے اور صفین سینہ میرو آراستہ ہوئیں اور آہن بدن  
 سامنے لٹا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند اجازت میدان کی دیجئے لٹانے کھا جا تجکو  
 میں نے دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اوڑا کر میدان میں آیا اور نعرہ کر کے ساز کو  
 طلب کیا حشام کو ہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ اے حشام آخر تجھے ہمارا کتنا  
 نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلے ہو جاؤ سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جام کلا  
 حضرت مرحمت کیا اور رغبت فرمایا حشام نے مرکب کو تازہ کر کے سامنے آہن بدن  
 اپنے تین پونچایا اول تگا ورجلی پھر اسے اسکو سمجھانا شروع کیا مگر اسنے مانا آخر کو نیزہ بازی  
 دونوں میں شروع ہوئی ستان پر ستان ورنبان پر بنان بجنے لگی لیکن حشام نے بہ سبب شک  
 اسلام چند طعنوں میں نیزہ اس کے ہاتھ سے ہوائی کیا شکر اسلام میں نوبت اور تقار سے  
 خوشی کے بجنے لگے اور صد احسنت اور مرجاکی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہو کر ایک  
 ہاتھ تلوار کا مارا حشام نے اس کے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپرد



کاٹ کر تلوار سے خود کو کاٹا اور پیلا کا سہ سر پہنچ آیا آہن بدن زخمی ہو گیا اس عرصہ میں گلزار  
 جادو بھی آگئی اور آکر اسے سرسوار سی لقا سے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی دیکھ کر بقرار  
 ہو گئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھ کر بختیارک اپنے دل میں سمجھا  
 کہ آہن بدن کو جو اس قدر عرصہ تھا اور اپنی زور و طاقت کا گمنڈ کر رہا تھا سو اسی کے  
 بھروسہ پر علم شاہ کو کہتا تھا کہ میں گرفتار کر لوں گا کس واسطے کہ یہ بھی پیڑ کی آبیج سے بڑا بڑا کھو  
 سی کہ کس قدر جلد آتی ہے مگر خیر کچھ مصائقہ نہیں ہے اس کا اچانا اس وقت بہت خوب ہو گیا  
 اب ایک دھروڑا گر لڑائی ختم جائے تو کیا عجیب ہے اگر نہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہو چکا تھا  
 غرض تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہے اور گلزار جادو لقا سے رخصت لیکر مثل  
 بجلی کے ترہ پکر رہا آسمان پر پہنچی اور اُدھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کر چکا ہوں  
 اب کمزور کر پست مرکب سے اٹھاؤں اور ماروں زمین پر کہ ہڈیاں پسلیاں ستر سوجاں  
 ہاتھ اسکی کمزور ہو چکا تھا کہ دفعہ پنجم دست تو بے قابو ہو گیا اور آنکھیں خود بخود بند  
 ہو گئیں پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑ کر مشکیں بازہ لیں اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا  
 سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علم شاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور استرا لا کر دو  
 اڑا کے اسیرا تو قیر سے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نپتان کے آکر آہن بدن سے  
 ہٹکا دے اسے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا انکو تو غصہ حد زیادہ تھا خفا ہو کر تلوار کو تو اس کے ہاتھ سے  
 چھین کر پھینک دیا اور ہاتھ ڈال کر کمر بند میں چاہا کہ اسکو اٹھا لیوں وہ گہرے لپٹ گیا تھوڑی دیر  
 تو دور ساتھ سینہ دہی کے آہسین ہوا کیے آخر کو جب علم شاہ نے چاہا کہ اٹھا کر سرے بلند کر لوں  
 کا درے گلزار جادو سے پھر چکا تو ہاتھ پاؤں علم شاہ کے سست ہو گئے اس طرح سے کہ گویا دم  
 پس آہن بدن نے علم شاہ کو مثل بھول کے اٹھا کر سرے بلند کر لیا اور باز دھکے عیار کے حوالہ کیا اس وقت  
 اس کے منہ پر ہوا بیان اڑنے لگیں رنگ نہ رہا ہو گیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتا سا ہو گیا اور لشکر کفار  
 میں شادیاں بننے لگے اور غصہ کو ہی نے باواز بلند بکار کے تصور کو ہی آکر روک دیا اور تاحر کو ہی  
 اور منظر کو ہی غیر سے کہا کہ علم شاہ کو دیکھو آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے اٹھا  
 ہے کہ ختم بھی نہ اٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار میں غل ہوا واہ واہ کا اور زمینیں آہن بدن کی



کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے جیل آسائش اس خوف سے بجا دیا کہ کہیں امیر خبک مغلو کا حکم  
 نہ دین اور آپ مالک باطل السحرین آکر آہن بدن کو قتل نہ کر ڈالیں اور علشاہ کو چھڑا کر بجائیں غرض  
 جیل باز گشت کا بجاتھا کہ دونوں لشکر جدا ہو گیا اور پھر کراپے اپنے مقام پر چلے آسوقت امیر کو تو  
 نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تر و لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم صدرہ تھا کہ جس کا کچھ حساب  
 نہیں اور تقاطع جیل و تقارہ خوشی کا بجاتھا ہوا اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطر وادھی کر کے  
 نگل زین پر بٹھایا گلزار چادری بھی آکر تنگن ہوئی شاطر علشاہ کو مطلق اور سلسل کر کے سامنے لقا  
 کے لایا آسوقت علشاہ کو بختیارک نے دیکھ کر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہے کہ علشاہ سا بہادر گرفتار  
 ہوا ہے پس مناسب ہے کہ ابھی اسکو قتل بھی کر ڈالو عرصہ نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے  
 تو پھر مشکل پڑے اور سوائے اسکے یہ بھی خوف ہے کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو اتفاقاً  
 نہ کر گلزار جادو سے قتل کر نیکا حکم دیا اسنے کہا کہ ہماری بیان یہ دستور نہیں ہے کہ جسکو گرفتار کریں اور  
 بغیر جالیس دن گزرے قتل کر ڈالیں اسوجہ میں خلافت آئین قتل نہیں کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہے  
 تو مجھے میں اپنا سہارا تارسی یعنی ہوں آپکو اختیار ہے آپ جو چاہیں اسکے حق میں کریں یہ کہہ کر گلزار  
 جادو نے تو سحر اپنا علشاہ کے اوپر سے اوتار لیا اور آسوقت رخصت ہو کر درہ گلزار کو چلی گئی  
 بیان لقا نے قید سخت میں گرفتار کر کے علشاہ کو حکم دیا جلاوون کو کہ جلد اس کو قتل یہ ماجرا شام  
 کو ہی نے دیکھ کر علشاہ سے کہا کہ اسے شہر یار اب تو گرفتار ہی ہو گئے ہیں سوائے قتل ہونے  
 کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہیں ہوتی ہے اگر حضور ارشاد کریں اور خلافت مرضی بنے  
 بھی نہ تو یہ آہن بدن بھائی ہے بلکہ میں اس سے ازراہ مکار سے کہے کہوں کہ اب میں  
 تیری تابعداری اختیار کرتا ہوں تو بھکو قتل نہ کر کیا عجب ہے کہ بھائی سمجھ کے وہ بھڑک رہا  
 کرا دیسے اور کہتا ہے سر امان یو سے کہیں واسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور  
 کوئی تدبیر نہیں ہے اور جب انکو حکم گردن مادی کا ہوا تو تمام لشکر میں غلطہ برپا ہوا کہ بھائیو جلاو دیکھو  
 شام اور علشاہ کی گردن ماری جاتی ہے ایک میدان میں خلق خدا کا جادو ہوا انہیں بعضے  
 میرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کتنے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہے خداوند لقا سے  
 ان سلمانوں کا لڑنا اور انکو عاجز کرنا پھر آخر کبتک انکو بھی غصہ آ ہی گیا بعضے کہتے ہیں کہ افسوس



گردنوں اور سپر تو قلموں ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہے اسکا یہی مشیہ ہے بڑے بڑے سرداروں اور فرماں  
 برداروں کے خاک ہو خشم نے علشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا  
 خشم نے سپاہیوں سے کہا کہ مجھ کو تم آہن بدن کے پاس سے چلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے  
 پاس لائے اُس سے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کو حاضر ہیں آپ ہر کو قتل کیجیے آہن بدن کے  
 کلام شکر چاہا کہ لقا سے سفارش کر دین مگر بختیارک نے کہا کہ اسے آہن بدن خبردار خشم کو رہا  
 نہ کرنا ورنہ بہت بچتا ہو گئے یہ چھوٹا بہت بڑا فساد کرینگے اس نشان میں جلا دون نے چوترا ریگ کا  
 بانڑھا اور بوسیا فلاکت کا بچھایا علشاہ اور خشم کو نشان نشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا  
 کا اثر دھام تھا اور جلا دھارناک کان کٹے ہوئے کا پٹے ہوئے تیغ آبدار ہاتھ میں لیکر قریب  
 علشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوٹنے کا کھینچا اور پکارا کہ امی بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تم کو  
 کھانا ہو کھا لو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرتا ہو وہ کر لو کہ  
 پیانا عمر تمہارا بھر نہ ہو اب سو اسے خداوند لقا کے اور کوئی تمہارا حامی و مددگار نہیں علشاہ کو  
 اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ امی جلا دھار کیا گوہ کھاتا ہے وہ خداوند تیرا کیا اور تو کیا ہے جلا دھار یہ کلمہ شکر  
 سمجھا کہ اس وقت یہ قید ہے میرا کیا کر گیا بس اُس نے یہ سمجھ کر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہو عیاذ اللہ  
 یہ سننا تھا کہ شہزادہ علشاہ کو تاب نہ رہی بھلا انکے کان کا ہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہیں شہر  
 سنی نہیں کہیں گالی کہ آشنا ہوں کان۔ ذرا پکار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا۔ انھوں نے غیظ و غضب میں  
 اگر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بیان تار غنکوت توڑ کر پھینک دیا اور اُسکے ایک ہاتھ پر جو جلا دھار کے مارا تو  
 سر اسکا اس طرح پھٹ گیا کہ جیسے دھنڈی پھٹی ہے اور غلغلہ ہوا کہ ابیال الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال  
 دیکھ کر تمام تماش بین بھاگے کہ اب آفت آیا جا رہی ہے اور جلا دھار تیغ پھینک کر رو بہ فرار لائے  
 اور فوج لقا کی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہو وہ بھی کنارہ کر گئی کوئی سنو پر علشاہ کے نہ چرھا  
 اور جو کوئی جرات دکھانے کو سامنے آگیا تو اُسکو انھوں نے واصل جہنم کیا اس عرصہ میں خشم نے جو  
 دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہیں اُس نے بھی قید کو توڑا اور ہنگامی پکڑ کر پتھر سے بڑھاتا ہوا  
 چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکل کر سب کا گاہ اور شور برپا ہوا کہ اسے میان لینا جانے نہ دینا غضب کیا  
 ان مسلمانوں نے کہ جلا دون کو مار کر اب آفت برپا کر رہے ہیں خلق خدا فوج سپاہ ان دونوں کے



ہاتھ سے تنگ ہے بختیارک چچ رہا ہے کہ اسے نامرد و دوا دیوں کے ہاتھ سے تم سب بھاگے  
جانتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز نہ دلوں سب بدحواس و بفرار لائے اور اندر قلعہ کوہ قیق کے  
چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اسوقت شام اور عشاہ نے ناچار ہو کر وہ گھوڑے سوار و کوا کر لیے  
اور تھیار بھی لیے اور انھیں مرکبوں پر سوار ہو کر زنا شروع کیا اور بختیارک کے کتے سی فوج اینر نوٹ پری  
اب تلوار پر سے زور دے چلنے لگی عشاہ نے قتل کرنا شروع کیا کھڑا

بافکنہ عشاہ سپہ اسراں  
دایران بکوشش شدہ اندرون  
تو گشتی کہ بستہ زخو شہید نف  
فگندہ چندان ہر جا سے بر

برآمد در شیرین تیغ نرسد  
برو بال ماران ہمہ غرق خون  
بگشتند چندان ز کینہ و ران  
کہ غرقہ شدہ کو ہیچ تا کر

زمین از سبب اندر آمد کریز  
تمشیں بلب ہا بر آوردہ کفت  
کہ روی زمین گشتہ پنهان دران  
اور یہ ارٹے ہوئے قلعہ کے اندر

ور آئے تھے اب جو کافروں نے دروازہ بند کیا تو شام اور عشاہ نے لاشوں سے اس قلعہ کو  
پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پہنچی امیر بھی سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرہ الشہ اکبر کیا انکے نعرہ کی صدا  
چوتھہ کوس جاتی ہے اب تو بختیارک نے گہرا کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور ملازمان لقا سانسے سے  
عشاہ اور شام کے بھاگے یہ دونوں قلعہ سے نکل کر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی انکو  
دیکھ کر شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے زرخ اور سفید تار کرتے ہوئے بارگاہ سلطانی میں آئے  
شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کر کے اپنے جنگل پر بیٹھا اور یہاں لقا کو نہایت رنج و ملال ہوا  
اسوقت بختیارک نے کتنا شروع کیا کہ ہماری نزدیک تو خدا پرستوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے  
کسواسطے کہ دوا آدمی لاکھوں آدمی سے لڑ کر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہو سکا غرض انکو تو اس  
حال میں چھوڑا وہ حال المسم کا سنو کہ بارگاہ میں مہرخ کی تاج رنگ تو نہیں ہے گرد و رجام ارغوانی چل رہا  
ہی ہر ایک شاد و خرم بیٹھا اور ملک برق بلا جو اپنی بارگاہ میں آئی تو اسو صرصر کا خمبہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر شاد  
کرایا اور اس کے کہا کہ اسی صرصر خیمے اتنا بھی نہیں ہو سکتا ہی کہ تو کسی سوار مہرخ یا عمرو کو بکرو لائے  
اور ان کے عیار و ن کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کار نمایاں کرتے ہیں کچھ لازم ہو کہ جا کر عمرو کو بکرو لائے  
اور صبار قمار یہ کلام شکر یا بی تلاش عمرو روانہ ہوئیں اور صورت میں اپنی بد لکرا بارگاہ میں مہرخ کے چہرین  
لیکن ہاں عمرو کو نہ پایا ناچار وہاں سے پھر کر بارگاہ صورت میں آئیں دیکھا کہ عمرو ایک عجیب و غریب شکل بنا ہوا ہے



بارگاہ کے کھڑے ہیں۔ دونوں دیکھ کر اسکو خوش ہوئیں اور صرصر الگ جا کر چوہدری کی صورت بنی اور حق بھر کر  
 یعنی جونی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو مرد ہے حقہ پوئے عمرو نے لیکر ایک دم جو کھینچا تو تیرا گر گر پڑا صرصر پاد  
 عیاری بچا کر تیارہ عمرو کا پاندھ کر صاف علی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستہ میں نہیں ملا۔ سیدی  
 برق بلا کے پاس پونجی اور تسلیم کر کے کہا لیجئے میں عمرو کو لانی یہ حاضر ہے یہ کھڑا تیارہ عمرو کا سامنے اسکے کھڑا  
 دو عمرو کا نام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو تیارہ نکالو میں بکھون تو عمرو ہے یا اور کوئی ہی صرصر نے  
 تیارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کر لیجئے عمرو کو جو ہوا لگی تو اسنے آنکھ کھول دی عمرو کو صرصر نے بانہ خانہ تھا پس یہ آنکھ  
 جست کر کے بھاگا برق بلا سحر کرتا تو بھولی اسکے پیچھے دوڑی پانوں جو اسکا پیشوا زمین لپکا تو سندھ کے پہل گری  
 اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اسکو آئے دیکھ کر ایک درہ کوہ میں چلا گیا صرصر نے بھی جست و میں جائیگا  
 ارادہ کیا تو وہاں سے آواز آئی کہ منم صیار رفتار صرصر نے صیار رفتار کی صدا سنکر اندر درہ کوہ کے جا کر چاہا کہ  
 پوچھوں عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکل گیا درہ کوہ میں حلقے کند کے لگے تھے وہ اسکی گردن میں پھنسے اور صیار  
 علی نے جھکا دیا وہ گری اور اسنے نعرہ کیا منم ضرغام شیر ل صرصر نام ضرغام کا شکر گزیرانی مگر بچاری کہ  
 اسے موسے میر گلگٹھا جاتا ہے ایسا نہ کہ دم نکلیا سے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اسکا  
 دم گٹھا جاتا ہے ایسا نہ کہ یہ مر جائے تو خواجہ سلامت بھگوارڈالین بس اسنے کند کو ڈھیلا کیا صرصر جست  
 کر کے اس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے یا گل سے نو نکلتی ہو ضرغام تو یہ دیکھتا رہ گیا  
 اور وہ نکلی علی گئی اور برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا افسانہ خیزان چلا آتا تھا اسنے اس سے پوچھا  
 کہ اے صرصر عمرو کو تو نے پایا یا نہیں صرصر نے کہا کہ لے بی بی درہ کوہ میں سے اتنا کہنا تھا کہ برق نے قریب  
 آکر ایک بیٹہ بیوٹی اسنے منہ پر مارا یہ بیوٹش ہو کر گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور صرصر کو باندھنے  
 لگا اسوقت برق بلا بھی آکر پونجی اور اسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو بافذر رہا ہے  
 اسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کر کے دونوں کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ میں آئی وہاں آکر صرصر کو توہ تیار کیا اور برق  
 فرنگی کی شکلیں باندھ کر ایک ستون سے پھیدہ کر دیا اور آب تخت پر بیٹھ کر شراب پینے لگی اسین صرصر تو اجاڑنا  
 لیکر عمرو کی فکر میں گئی مگر متر قرآن کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت نیکر دربار گاہ ملک  
 برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ وہاں ہی برق بلا انگن کی جگہ بے قصور لگی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملک برق  
 بلا نے قرآن کو اندر بلایا قرآن نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اسنے بغور جو دیکھا تو معلوم



ہوا کہ سحر میں گرفتار نہیں ہے کیونکہ رنگ برق عیار کا زرو نہیں ہے اور بڑا سبب یہ تھا کہ برق بلا نے  
 مصر پر سے سحر جو اتارا تو اس کے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر آگیا برق بلا کو کچھ خیال نہ ہا قرآن نے یہ امر  
 دیکھ کر قریب برق عیار کا رسی کو جلد ایسے کاٹ دیا کہ جس سے برق عیار رہا ہو کر بھاگا اور قرآن بھی بان سے  
 دست کر کے بھاگا ساحر و سحر جو یہ ماجرا دیکھا کہ قیدی چھوڑ کر بھاگتا ہے سب شے اس وقت قرآن نے  
 بخدا ماننا شروع کیا کہ دھڑ دھڑ اور سر پر سر کرنے لگے مار کر یہ تو بھاگا مگر یہاں تک ایک نادرل جو زمین پر  
 مارا تو برق عیار کے پاؤں زمین پر پڑے اور ازل و عل شوری کی عمرو کے کان میں گئی تو یہ بھی درہ کہہ سوا بہر  
 محل آئے اور انھوں نے کانوں میں پتھر ٹھاکر جو مارا تو سیلاب کے سر کے ہزار گڑھے ہوئے عدا گیر دار کی بلند  
 مٹی برق عیار کے پاؤں زمین پر پڑے پتھر دیے سیلاب کے برتر ہوئے برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اسی  
 لمحہ میں تیج تادکا کر چکی ہوئی لشکر مرخ پر جا کر گری اور کئی سو ساحر و نکو اسے قتل کر ڈالا لشکر مرخ کا تو بالا  
 اس عرصہ میں عمرو بھی آکر پوچھا مرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہو کہ برق بیکو قتل کر رہی ہے  
 اور برق در عدوہ دونوں مرخ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو ان کے مکان پر گئی  
 وہ سفید پڑا کر عدو برق دونوں ٹھہرے حسین ان کے گھر سے پھر کر اسی کوہ پر آئی رعدو برق سے اسے  
 ملاقات کی تو برق نے اس سے کہا کہ اے حسین جادو تم بھی چل کر شریک مرخ کی ہو جادو حسین جادو  
 یہ بات آواز معلوم ہوئی اس نے خاک قبر جھینڈ چڑک کر ان دونوں کو بیوش کیا اور پکڑ کر وہاں سے  
 اپنے گھر لائی اور اپنے کوسا سے کہ نام اس کا وہم جادو تھا کہا کہ اے بھائی تم برق در عدو کو اپنی قیدی میں لھو  
 وراں سے بہت خبردار رہنا کہ اسے کہ آجکل میرے تلے سحر کے مجھے سحر فٹ چو جاتے ہیں اگر میں انکی  
 جان نہیں کوئی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہیں گے اسوجہ میں انکی فکر میں جاتی ہوں تم ان دونوں  
 و شیار رہنا بیکو برق در عدو کو جو اودہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اسکے جانے کے رعدو نے  
 اس سے کہا کہ اے امان جان حسین جادو تو چلی گئی ہے اور وہم جادو کی کیا اصل ہے کہ وہ ہیکو روک سکے گا  
 و اسکو تو مار لو یہ ہے کسی طرح از نہیں سکتا ہے مگر عدو جادو جو کر جائے گا کہ انہیں وہم جادو کو  
 ش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے وڈ پر کالے ہوئے بعد اسکے دونوں ملکر طرف لشکر مرخ کے  
 آئے ہوئے حیک قریب لشکر کے پوچھے تو دیکھا برق بلا چمک چمک کر لشکر مرخ پر گر رہی ہے بس تاجرا  
 بیکو دونوں کی آنکھوں میں آن اتر آیا اور چھپ کر اوپر ظلم کے پونجی کیسکو خبر بھی نہیں آئی نہری براو پر ظلم کے



چھایا اور اس میں کرک اور چمک بجلی کی ہوتی تو سب ساحر حیران ہو گئے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر حیرت جاو  
 پکار سی کہ اسی برق بلا افکن خبردار ہو جاؤ کہ برق رہا پوچھے برق بلا حیرت جاو و گئے گئے  
 جب تک کہ سینٹھلے سینٹھلے تہمت تک برق اور مدد نہ آئے اس میں یہ مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق  
 کری ہوتی ہے آؤ ہم آگے لشکر کریں یہ مشورہ کر کے برق جاو و لشکر پر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی  
 حلقہ میں پانچ چھ سو سا حرد کو تارست کر دیا بعد اسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچی ہو کر گرتی تو تمام ستون  
 کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کو کاٹ کر ونگڑ سے کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر برق بلا بھی چمک کر سانسے برق بلا  
 کے للکار تے ہوئی آ پو پوچی اب ان دونوں میں جو میں چلنے لگیں لڑائی برابر کی پڑ گئی افراسیاب  
 باغ بلو میں میں بیٹھا ہوا تاج دیکھ رہا تھا کہ طائران عمر نے جا کر اسکو بھی خبر پوچھانی اور کہا کہ امیر شاہ  
 ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ دونوں برقیں آئیں لڑ رہی ہیں نقشہ تبدیل معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی سننے  
 اس خبر حیرت افز کے آئے بھی وہاں سے پرواز کی اور اگر طلسم میں خود بچا تو فی الواقعہ دونوں برقیں لڑ رہی  
 ہیں ہر طرف سے برق چمک رہی ہے افراسیاب نے برق جاو و کو دیکھ کر حیرت جاو و سے پوچھا کہ ان میں  
 کون کون تو حسین جاو و پر کے لگائی ہے کیا وہ ماری گئی جو یہ دونوں چھو کر چلے آئے ہیں حیرت جاو و نے کہا کہ وہ  
 تو زہرہ ہو مگر نہیں معلوم کیا ایسا پچ پچا کہ جو یہ دونوں رہا ہو کر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر  
 جان ہے افراسیاب نے اس حال کو سن کر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہیں ہے اگر عدو اور برق چلے  
 آئے ہیں تو کیا قباحت ہے مگر اب میں خود جا کر لشکر ہرج کو تارست کیے دیتا ہوں اس میں برق  
 نے جو وہاں سے افراسیاب کو پاس ملکہ حیرت جاو و کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر یا افراسیاب  
 کے چلی آئی اور اگر مجھ پر کیا آئے اسکو دیکھا کہ اسی برق بلا خوب ہوا جو ختم چلی آئیں کسواسے  
 کہ اب تم فرماؤ کہ بہت لڑ چکی ہو میں جا کر لشکر ہرج کو تارست کیے دیتا ہوں برق نے  
 اس کے جواب میں کہا کہ امیر شاہ ساحران میں نے تو ان سبھوں کو مار لیا تھا مگر کیا کروں  
 تا چار ہوں نہیں معلوم کہ یہ عدو اور برق کہاں سے آئے جو میں کھیل گئی اب حضور تامل فرمائیے میں حیرت جاو و  
 سکو مار سے لیتی ہوں آپ تکلیف نہ کا سکو کریں یہ مگر پھر جو بڑی تو جا کر لشکر ہرج چو گری یہ ماجرا  
 دیکھ کر مدد اور برق بھی دونوں برابر اسکے پڑے اور ہرج کو جو حال افراسیاب کے  
 آئے کا معلوم ہوا تو آئے لشکر عدو برق سے کہا کہ تم اب فرماؤ کہ جاو و پھر تو سہی کہ حیرت جاو و



کیا کرتا ہی بن برق بلا سے اب خود بھی لوگی مہر خ کے کئے سے رعد اور برق تو کنار سے ہو گئے اُقت  
 مہر خ نے ایک، مہر تیار کر کے دستک می تو دستک دیتے ہی کا سے چار پانی سے لہریز پیدا ہو سے برق  
 بلا چمک کر جو گری تو انھیں کا سو نہیں گر کر سر ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیریں کیں کہ جہیں نکل جاؤں اور  
 برستور شعلہ فروز رہوں مگر کچھ نہ سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے فرط حسرت سے دیکھنے  
 لگی آئے فوراً ایک تیل کو تیر و گمان سے کر کہا کہ تو جا کر اس کا سے میں ایک تیر اس زور سے مار کہ وہ  
 تیر کا سے کے باز نکل جاوے وہ تیل بوجب حکم افراسیاب کے تیر و گمان سے یس ہو کر سید انہیں آیا  
 اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کا سے کو تاک کر مارا وہ تیر جا کر ٹرا تو سی اور کا سے کے مگر اسکو توڑ نہ سکا بلکہ فوار سے  
 آسین سے چھوٹنے لگے بہا جڑا دیکھا افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک گولہ سحر فولادی کا کا سے  
 پر مارا اور دوسرے راوی نے لکھا ہے کہ خود گولہ کی صورت نہ کر و پر کا سے کے گرا کہ وہ کا سے  
 تو قوت گیا اور افراسیاب تڑپ کر بکا را کہ خیر آج تو میں تم سب نہک حراموں کو چھوڑے جاتا ہوں  
 مگر کل آ کے ضرور سمجھ لوں گا اسکو یاد تھا ار سے یہ مثل نہیں لوگوں سے اور شبیک ہے کہ ہمارے  
 گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھانی سندرم و نے اس کل کو سنکر کہا کہ خیر اب تڑپے جاؤ  
 ہم حاضر ہیں جب تمہارا دل چاہے اگر ہے (یعنی ہم بھی باہر نہیں ہیں مہر خ نے بھی عمرو کے  
 کئے کی نائید کی غرض افراسیاب اس تقریر کو سنتا اور جرات و دلوریان دیکھتا ہوا پاس حیرت جاؤ  
 کے چلا گیا اُس سے کہا کہ بھلا تو اسوقت ایک کام ضروری ہے میں تو جاتا ہوں مگر تم ایک کام کرو  
 کہ برق بلا کو مع شکر اپنے براہ لیکر اندر اس ظلمہ کے بلا کر کہہ دو کہ اسلے کہ اب ہم خود مہر خ سے سمجھ لیں  
 کچھ احتیاج دوسرے کی نہیں ہے سامنا ہے ہو گیا ہے یہ کہہ کر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد کے جانیکے  
 حیرت جاوے بھی مع برق بلا کے اندر ظلمہ کے چلی گئی اور جا کر اپنی بارگاہ میں مصروف عیش و نشاط ہو کر  
 بیٹھی اب اسکو تو اس مقام پر رہنے دواؤں و کھرواستان حسین جادو کے سنو کہ وہ اُس مقام پر پوجا پات سے  
 فرصت حاصل کر کے باہر درہ کوہ کے نکلے تو اسکو برق در عہد کے رہا ہو کر چلے جانیکا اور دہم جادو کے  
 مار سے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گزرا اور غصہ بھی کمال آیا پس طعش کا کہ طرف اپنے چلیے کے  
 چلی اور حال اُس چلیے کا راوی نے سطور پر لکھا ہے کہ آئے ایک رز کے کو مثل فرزند کے پالا ہوا و نام اسکا طوفان  
 گزرا فلن کہا ہو اور سمجھ بھی اسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اس کے رہنے کے تیار کر دیا ہو اسی پر



وہ شیطان ہوتا ہی غرض حسین جادو نے قربت میں کوہ کی جا کر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اُسکے صدمے پھٹ گیا وہ  
طوفان کو خبر ہو گئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہیں بس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کر کے پُرساں حال ہوا میں  
نے برق و رعد کے وہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجھ کو خبر کیا  
کی کہ میں اگر سمجھ لیتا غرض اُسنے اسباب فرماں فرمایا بارگاہ اسیا میں حسین کے پاس افراسیاب کا  
نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹے کاربج نکرا ہمارے پاس چلے آؤ جیسا مناسب ہو گا کرنگے سیر  
نے طوفان سے کہا کہ اے طوفان افراسیاب کے ہکو طعنه دیا ہے کہ عرصی لکھی کہ اے شہنشاہ کینز حاضر ہوتی ہے  
جو کچھ گزرا ہے عرض کر دے گی نامہ بر تو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ پچھیں اور کوہ نیلم و کوہ لا جورد اور بیابان گلزار کی  
سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحر و نگو ہمارے لیکر روانہ ہوا اور حسین سترہ سو خواص مرصع پوش دریا سے جواہر اور  
مردارید اور الماس میں غوطہ ماری ہوئے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہو کر افراسیاب کے پاس آئی وہ اسکو دیکھ کر  
ہنسنا بھرا کر کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمہاری حماقت سے باہر تو نہیں ہے  
اُسنے کہا وہ نہایت سادہ مند ہے غرض کچھ دیر بیٹھا اور باتیں کر کے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مرصع کو آکر  
کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ محل سرخ کی استاد کرائی اُسی بارگاہ میں طوفان بھی آکر پوچھا حسین نے طوفان سے  
حیرت کو نذر دلوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ میں جس طرح چاہوں لشکر  
مرصع کو قتل کروں غرض اقرار لیکر جب زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب میں پوچھا اور سیاہی شب نے

عالم کو کالا بنایا اشعار آبدار	پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفیں اُسنے جمائیں آسمان پر
--------------------------------	------------------------------	----------------------------

بلا جودن چلائی کاکل شام	اُتر شام سے آئی کاکل شام	شب کو اُسنے جہل جنگ بجوایا
-------------------------	--------------------------	----------------------------

ملکہ مرصع کو بھی طائران سحر نے جا کر خبر کی اُسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحر دن میں تیاری سحر کی ہو لے لگی  
پون تانے لگے اگیا بتیالوں کو جوت کا دیا جلا کر دشمنوں پر بھیجا اور بگالی ڈھرو بجانے لگے کلو ابھیرن نارسنگہ کی  
چوکیان ٹھانے لگے لونا چارسی کو دھنتر کے ماس کی بھینٹ دی گوگل مرچیں جلا میں اسے طرح چارہ رات  
ہنگامہ عظیم نہون لشکر میں بلند ہوا جب زمانہ آیا کہ سحر نے جائے نور زیت بن گیا اور گو خورشید گریان صبح میں نکلیا

کہنا کہ جانب شرق سے اکیار	ہوا اسباب نورانی نمودار	افلاک پر زین زرین تابہ حر کر
---------------------------	-------------------------	------------------------------

ہوا پیدا سوار چسرخ اخضر	صبح کو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مرصع اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہو میں اور
-------------------------	--

روانہ جانب میدان کارزار ہو میں اس طرح طوفان گزرا فلک در ملکہ حسین جادو فوج لے کر میدان جنگ



مین آئے ساحر و نئے پر سے جمائے بھلیاں گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب و عمر ریساکر  
چھڑکا دیا پھر نقیبوں نے کلکرتقاہت کی کہ کمان ہین سامری زبردہشت جھنڈ فرعون شاہ نرود شاہ

کون ایسا ساحر ہے کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر کرتب کھلائی شعاں کر دیتوں ہے جب کہا یہ کر دکا

دل مردون کا ہر خبک پھر کا بان نامور وہ نام کر تا رستم سے خود کام کر تا

رستم ہے ناب ہے سام باقی مرد کا فتنہ ہے نام باقی کر دیکھت جب کر دکا کلکرت گئے

اسوت تائی سرخون شرکے دانے اچھلنے لگے اتر دے قلاب آتھین چھوڑنے جسے اس اثنا میں طوفان

نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وہ میدان میں پونچر نعرہ کیا کہ اے ملک حرامو اب بھی کچھ نہیں گیا ہوتا ہمارے

حق میں یہی بہتر ہے کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو میں سچی کر کے قصور تم سب کے مہمان

کرادون گا اگر میرے ہاتھ سے تم سب مار سے جاؤ گے اور کوئی فریادری تمہاری نہیں کرے گا

مہرخ نے اس کے جواب میں کہا کہ ارے اولونڈے لے پانک تیری بھی یہ اصل ہے تجکو بھی یہ بات

ہوتی کہ جو تو ہماری سامنے ایسے گلے زبان سے نکالتا ہے بس دور ہو میرے سامنے سے میں

بھلا اس افراسیاب کی کیا اصل بھتی ہوں جو تو بھکھو اس کے پاس لیجا یگا کیون دیوانہ ہوا ہے جا چلا

جا کچھ ناست تو تیری نہیں آئی ہے جو گلے و اہیات بکے ہا ہوتھہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو میں

میں مہرخ سے اس کے آخر کو ناچار ہو کر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اسے جھپٹ کر ایک

ناریل سحر کا طوفان پر مارا اسے بھی ایک نارنج سحر کا مارا دونوں نے وار کو خالی دیا بعد اس کے طوفان

نے گز مارا سرخ چشم نے سپر پھر کی اوسکور و کا لکڑہ جوڑا تو سپر کو توڑ کر سر پر سرخ چشم کے پونچا اسکی

ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہو گیا اس کے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے بلو

طوفان نے مار لیا اور طبل آسائش بجا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہو کر اپنی

بارگاہ میں چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر و بھکھو کہا کہ اے ملکہ تم اندیشہ نکر و میں جاتا ہوں مہرخ نے

پوچھا کہ جتیا تم کہاں جاتے ہو ہے بھی تو بلا دو کہ ہم فلاں مقام پر جاتے ہیں عمرو نے کہا کہ میں ایک

دہ بزرگ روپیہ کے فکر میں جاتا ہوں کس واسطے کہ بزرگ روپیہ کے کوئی کام بن نہیں آتا جو اگر کسی دکاندار یا مہاجن

سے ملجا پنگے قرض تو میں جا کر طوفان کو مارتا ہوں مہرخ نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ روپیہ کسی سے

قرض کا ہی کیوں کیا یہاں کہ توڑا ہے روپیہ توڑ کا جواب قرض کی فکر میں ارادہ جانے کا کرتے ہیں



۱۰ لکرو دہزار روپیہ اس وقت منگوئے عمرو نے وہ روپے تو لیلے اور مہرخ سے رخصت ہو کر طرف بارگاہ طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوہدری کی صورت بنا چکن بہنی عصا ہاتھ میں لیا اور دربار گاہ طوفان پر آیا لوگوں سے پوچھا کہ یہی اندر بارگاہ کے طوفان کیا کر رہے ہیں انھوں نے کہا کہ ملک حسین جادو اور سیلاب کے پاس گئیں ہیں جب آئنگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہو گا عمرو یہ شکرست صحرانہ روانہ ہوا اثناء راہ میں بقی فرنگی ملائے کہ اکا اثناء کمان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ میں گئے تھے وہاں جاتا نہیں ہو رہا یہ شکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیاں میوہ بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو و برق دونوں چلے اور دروازہ بارگاہ طوفان پر آکر پونچھے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلے اور کشتیاں میوہ و فنگی طوفان کو دین کہ یہ آپ کو شہنشاہ نے بھیجی ہیں اس نے خوش ہو کر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے خیر اسکو مارا غنیمت کی نوک ٹوٹ گئی لڑکے کا گرہ نوا اس میں افراسیاب نے کتاب جمشیدی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلا کر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا جا رہا ہے اور بیان عمرو نے طوفان کو پتہ چل گیا اور لیکر روانہ ہوا اس عرصہ میں حسین جادو بھی آئی اور اس نے عمرو کو دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اس نے زور سے فریاد کیا معلوم ہوا عمرو فلاں پہاڑ کے درہ میں ہے اپنی دہانے اڑی اور پہاڑ کے درہ میں پہنچی ہاں عمرو طوفان پھر پھرا کہ خیر ٹوٹ گیا اس اثنا میں حسین جادو بھی آکر پہنچی اور اس نے اپنے لے پالک کو بیہوش دیکھا کہ اکا او زہر سترہ روز کا اب میں کب تجھ کو زندہ جانے دوں گی یہ لکھ کر جو کیا عمرو کے پانوں میں لے کر لیے اور عمرو نے گھبرا کر حسین جادو کو دیکھا اور کہا اکا اپنے بھوکا بھگہ کے بتلا سے سحر کیا ہو اور کس گناہ پر مقید کیا ہو حسین جادو نے شکر کہا اکا اری نو ذری سترہ روز کو تو بکر لایا ہو اور اسکو قتل کیا جا رہا تھا اس سے زیادہ گناہ اور کیا ہو گا اور پھر دیرہ دیری تیری ہو کہ جسے کتابی کہ بھوکا کیون قید کیا ہو عمرو نے کہا کہ میں اس حال سے آگاہ بھی نہیں ہوں مگر انا البتہ جانتا کہ اسکو ایک لیے جانا تھا میں نے اس سے چھین کیا ابانی میں کیا جانوں کہ وہ کون تھا اور کیوں اسکو لیے جانا تھا آپ تاجی میرا اور بتان کرتی ہیں حسین جادو نے اس کے جواب میں کہا کہ اری میں تیری ذاتی اور سکاریے خوب آگاہ ہوں میرے سامنے یہ سکاریہ تیری نہیں چنے کی میں اب سفر تجھ کو مار ڈالوں گی عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اری حسین جادو اختیار ہو کر کرنا کہے دیتا ہوں کہ تم اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجھ کو قید کرنا ہو وہ مارا بھی ضرور جاتا ہو میں تمہاری حق میں یہی جہر کہ تم سے اسباب ملتا اور مجھ کو چھوڑ دے گا اس سے کہ ابھی حال کیسے معلوم نہیں ہے میں تمہاری جگہ کو کتا ہوں کتا ایران کو کہہ لے پی جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھو کہ پھر چھتاؤ گی اور کہہ دے کہ حسین جادو نے اس کے جواب میں کہا



کہ جلا اور مندی کاٹنے دیکھ تو سہی کہ ہوتا کیا ہے یہ مکر طوفان کو ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی تو اسنے اپنا  
 حال شکر و چہا حسین جادو سے کہ کیوں اُن جان حال سے گرفتار ہو جانے کا سب کو معلوم ہو چکا ہے یا نہ  
 کیسکو ابھی اطلاع نہیں ہوئی ہے حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کیسکو معلوم نہیں ہوا ہے آئندہ دیکھا جائے  
 طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہیں ہوا ہے تو عمرو کو جلدی قتل کر ڈالو کسو اسٹے کہ اگر یہ زندہ رہیگا  
 تو پھر سبکو معلوم ہو جائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیا تھا پس مناسب ہے کہ اسکو بجا کر زیر طسم کر کے راسے  
 خون دان کے قتل کر ڈالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو دیا کرو انقصہ دون  
 عمرو کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے پھر تو تمام لشکر میں حسین جادو کے قتل ہوا کہ عمرو  
 کو ملکہ حسین جادو پکڑ کے لے آئیں سب ساحر عمرو کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور حسین جادو  
 نے عمرو کو قید کر کے اسوقت ایک عرضی افراسیاب کو اس مضمون کی لکھ کر روانہ کی کہ تو مندی  
 نے عمرو کو گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو تو خدمت میں حضور کی لے آؤں اور اگر ارشاد ہو تو اسی مقام پر  
 سر میدان اسکو قتل کر دینا جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پہنچی تو اسنے عرضی کو پڑھ کر اپنے دل میں  
 تصور کیا کہ اگر عمرو کو میں یہاں بلالوں کہیں ایسا نہ کہ بیچ کی طرح کا پڑ جائے اور وہ بیچ جائے مثل  
 سابق کے تو پھر مجھ کو نہایت فلت ہوگی اس سے یا مرتبہ کہ جواب میں عرضی کے یہ لکھ دیا کہ یہاں لانا  
 اسکا بیکار ہے تم وہیں اسکو قتل کر ڈالو مگر اختیار ہو مگر دریافت قرار واقعی کر لینا کہ عمرو ہو کہیں اور کوئی  
 نہ کہ ناحق کو خون ناحق میں ہم در تم مفت میں گرفتار ہوں اسکا خیال ضرور رکھنا انقصہ ہی مضمون  
 لکھ کر نامہ بر کو وال کیا اسنے جواب عرضی کا لا کر حسین جادو کو دیا وہ پڑھ کر نہایت خوش ہوئی اور اسوقت  
 جلا کو طلب کیا بعد اسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اس میدان میں پہنچی تو  
 عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اس میدان میں طوفان کو مار ہی لا تھا  
 الا خداوند نے بچا لیا کہ اسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ رہیگا عمرو نے  
 اسکے جواب میں کہا کہ اری تو کہتی کیا ہو دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہوئے مجھ کو بچا تا ہے کہ تو  
 بھی خیر ہو جاؤ اور میں تجھی کو مار ڈالوں اس کل پر اسکو غصہ آگیا اور جلا کو حکم کر دینا مارا دیا  
 جلدی سے ریک کا جو تیرہ بانہ حکم عمرو کو اسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کوٹنے کا دیکر تیغ کو سنگ چٹانے  
 لگا اسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہو گئی اور قبلہ رو ہو کر بالحاج و زاری مصروف و عا ہوا



اور دھڑلہ تیغ پکڑ کے واسطے قتل کرنے کے چلا تھا کہ مہر خ کو اطلاع ہو گئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان  
 ہے اس غارتنا پانڈار میں حسین جادو اسکو پکڑ کر لے گئی ہے تو جلاو قتل کیا جاتا ہے مہر خ اس خبر کو سنکر  
 بیاب ہو گئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور مہر خ چشم نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائیں  
 میں جا کر عمرو کو لے آتی ہوں مہر خ خاموش ہو رہی اور مخمور وہاں سے بزور سحر جواڑی تو اکر اس  
 سیدان میں پونجی کہ جہاں عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاو سر پہ بانج برہنہ موجود تھا اور رو  
 بہ قبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا۔ حال عمرو کا دیکھ کر خون مخمور کی آنکھوں میں اتر آیا پنجہ بن کے  
 جو گری تو عمرو کو اٹھا کر لے گئی۔ حال دیکھ کر جلاو پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے یہ سنکر حسین جادو  
 بھی پنجہ بکروانہ ہوئی یہاں مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درہ پہاڑ میں چھپا دیا اور آپ وہاں سے گروے  
 کپڑے پہنکر فقیرنی بکر صحر میں بیٹھی اس میں حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پونجی اور اس نے اس سے  
 کہا کہ سچ بتاؤ نے عمرو کو کہاں چھپا یا ہے مخمور نے کہا کہ اسی حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہے بھلا  
 میں کیا جانوں کہ عمرو کہاں ہے تو اپنی عقل کے ناخن لے میں جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے  
 آئی ہوں اس صحر میں فقیرنی بنی بیٹھی ہوں اس عرصہ میں ملازم بھی حسین کے آکے حسین نے اُن سے  
 کہا کہ میں اس مخمور سے پوچھتی ہوں کہ عمرو کہاں ہے تو یہ نہیں بتاتی ہے لوگوں نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا  
 آپ آگے بڑھ کر تلاش کریں حسین بکو ہمراہ لے کر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا جہر  
 جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا کہ میں حسین کو قتل کر ڈنگا یہ کہہ کر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک  
 قیدی زنبیل سے نکال کر اسکو اپنی صورت کا بنایا اور پتارہ اسکا بازو دھکروانہ ہوا یہاں تک کہ حسین جادو  
 جدھر گئی تھی وہیں یہ بھی پونچا اور اس سے کہا کہ امی ملکہ یہ شخص میرے گھر میں گھس آیا تھا میں نے اسکو پکڑ لیا تھا  
 آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی حسین نے جو پتارہ کھو کر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور  
 عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ میں نے عمرو کو پکڑا ہے یہ کہہ کر اس عمرو نقلی کو ایک صندوق میں  
 بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ میں مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ  
 آیا ہے عمرو ہے مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمہارے ساتھ ہے عمرو ہے حسین نے  
 اسکا اشارہ نہیں سمجھی مگر عمرو نے جست کر کے ایک ڈھپ کے ماری اور تاج لیکر جاگا اب مصور  
 اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ میں آکر



جب زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ سہ جلوہ دکھایا اور حکیم شب نے طلسم کو اکب کا بنایا اسے  
 اویسی بھی تھی کچھ گرد و نیچہ چھانی + کہ لٹکا لے ہوئے شام آئی + ہوئی پھر شام جادو آشکارا  
 تو بل جنگ طوفان بجا یا + رات کو پہنچا یہی سحر کی اشکرون بن ہوئے لگی اگہار کی جوت کا دیا  
 جلا باز و زردیوں کو اڑا یا ڈھولی جھوٹے لگی شراب کی تو لیں اگہار سی میں ڈھلنے لگیں کلچر دیاں بھنگ کی  
 بھینٹ پونوں کو دی گئیں ہو پے پے چندن صندل ڈنگ ہتھورا و دسے مروسے کے پتے راتی سرسوں  
 کے دانے سحر پڑھ کر تیار کیے بچہ باسے خون بچ ہو خون سے انکے ساحر نامے کھنڈر چندن کے جسم پر لٹکا دی  
 چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطہ آؤ آب دیا گیا اور کتاب شمس کو  
 نشی قدرت نے منہ کیا اسے

ہوئی بالکل صیاح ماہ کا فور | ہوا سینہ فلک کا ناگمان چاک | ہوا اس سے نمایاں ہر فلاک  
 صبح کو مہر خ نامور اور ملکہ بہار بصد کرد و فرحت سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین ساحران نامی اور  
 ساحرہ انکے ساتھ تھے اور فوج بشیار ان کے ہمراہ تھی بیرقین صرخ سبز زرد چمکاتے اور اڑتے ملاؤں  
 و ہنس آتشین اور فیل و اژدہ آتشین بازا و ریل و قرقرے و شیر پر سوار میدان کارزار میں آئے  
 صفت آرائی ہوئی نقیبوں نے نقاہت کی اور پکارے کامر بادران نامی اور ساحران گرامی دینا چندر دیکھ  
 کیا تھے نہیں سنا ہے

گئے کل سو گورستان جو ہم باختر حالی تھے	سقاہر جھنڈے دیکھے ہنسنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اسجا بمضمون خیالی تھے	جتنا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہا سقسقہ خالی تھے  
 یہ کمر نقیب کنار می ہوئے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحر نے میدان میں آکر صفت آرا ہوا اور للکارا کامر  
 فرقہ کمرامان آویسرے مقابلہ کو یہ سنکر اژدہ جادو نے اجازت مہر خ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان  
 نے اسکو ایک گز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین کا ہو گیا مہر خ نے کہا کہ پانچ گھنٹی تک تو طوفان پر سحر کام  
 نکر لگیا پھر اس کے بعد میں سمجھ لوں گی یہ کہ رہی تھی کہ ہتر قرآن صحر سے آئے اور انھوں نے کہا کہ میں جا کر اس کو  
 سر میدان قتل کیے ڈالتا ہوں عمرو نے کہا کہ اسے فرزند ہمارا کام تو چوری چھپے اندھیرے آجائے میں  
 کرتیکا ہے سر میدان خم نکلنے کا ارادہ نہ کرنا قرآن نے کہا کچھ ہی ہو میں تو جانا ہوں یہ کمر ایک سار کی



مہرست بنا کہ جٹا باؤ خاکسری کھلی ہوئی کھنڈر چند کنگے ہوئے ٹیکا سینڈر کا ماتھے پر دیا ہوا بت گنہی سے  
 تابہ شام بندھے کالے کوڑیالے دھاسن ناگن سانپ گلے میں مونی تانی کی نیدھی بعد کا مذہب پر رکھا  
 ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ طوفان لا ضرب مروان عالم طوفان نے سحر تو نہ کیا مگر اسپر ایک  
 گز مارا قرآن نے گز خالی دیا اور اس کے سامنے سے بھاگا قرآن نے راویں ایک گز گھانسن پوش کر رکھا  
 تھا اس کے گھوڑے کا پاتوں اس گڑھے میں گیا اور وہ اس میں سما گیا طوفان نے چاہا کہ میں جبت کر کے  
 اس میں جبت تکاں بیسے ہی باہر سے سڑکا لا قرآن نے اسے بغد مارا کہ سڑکا ہزار کڑی ہو گیا اور وہ ہلاک  
 ہوا صدمہ وار و گیر ہونا ک نے لگی اور لشکر مصرخ اس کے لشکر پر آئے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا تاہم نے  
 ہزاروں کے سینہ توڑے ناریل نے بہتوں کی جان لی ابر سحر گڑ گڑا کر اسے دریائے حمر تلام پذیر ہوئی آخر فرج  
 طوفان کی کچھواری گئی کچھ ڈوبتی اچھاتی کنارہ گئی اور ملک مصرخ تقارح فرج کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ  
 میں آئی وہاں قرآن بھی آیا اسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہو کر بیٹھے اور اذہر افراسیاب  
 کے پاس حسین جاو و معور صورت نکار یہ سب بیٹھے ہیں کہ افراسیاب نے حسین سے کہا کہ اے  
 حسین قرآن نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جا کر مدد برق کو گرفتار کر لاؤ حسین وہاں سے رخصت  
 ہو کر چلی جا حال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پہنچی وہاں عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت  
 اس طرح بنا کہ کوئی دو سو برس کا بن پلکین بھون سفید آنکھوں کے بھی کم سمجھائی دیتا تھا آنسو صدق  
 چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اس سے کہا  
 کہ اے ملک سیز بھی مجھ پر قبول ہو ملک نے کہا کہ تو کون ہے اور کیوں تو اہر گئے کہا کہ میں طوفان کے بے  
 روتا ہوں کہ اسٹوس اسکی جوانی بھرت برباد گئی اور میں اس پات پر رہتا ہوں اور وہاں قدرت سے  
 خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا میں نے اسکو کپڑا لیا مگر حیران ہوں کہ میں اندھا ہوں اسے افراسیاب  
 کے پاس کینہ کر لیا کون پس تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم اس کو افراسیاب  
 کے پاس لیجاؤ حسین جاو و نے کہ اڑھے میان اسطہ سامری جشید کا تو مجھ کو اسے بللا دے کہ میں  
 طوفان کے عوض میں اسکو قتل کر ڈالوں عمرو نے کہا تو چلو میں نے اسکو ایک سل کے نیچے بند کیا ہے  
 تم سل اٹھا کر اسکو نکال لینا حسین جاو و عمرو کے ساتھ چلی اور ہار پرائی جیسے ہی جھک کر سل اٹھا تو لگی  
 عمرو نے طائفے کند کے مارے اور چاہا کہ اسکو بازو ہون گروہ کوئی کا گالا نکراں حلقوں سے نکلی اور پکاری کہ او مرنے



موزنی کاٹے فیلسوف تو ہی عمرو سے بین تجھے زندہ پھوڑو کی عمرو نے کہا کہ میں عمرو میں ہوں تو مجھے  
 چھوڑو اس عمرو میں آواز آئی پشت پر سے کہ امی ملک حسین اسکے فقرے میں نہ آتا پس اس نے  
 اس صد کو شکر نیچے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیٹہ بیوخی کا منہ پر پڑا کہ بیوش ہو گری نعرہ ہوا کہ منہ برق  
 فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ امی برق اس کو ہمیں رہنے دو اور ہم تم بھاگین کس لیے کہ ہلو کھٹکا  
 معلوم ہوتا ہے عمرو اور برق یہ شکر بھاگے اور پھاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین پنجہ میں  
 دبا کر پھر زمین میں سا گیا وہاں زمین کی سروی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہاں سے اپنی بارگاہ میں  
 آئی اور ملک برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائیں تو میں شکر  
 حشر کا خاتمہ کروں افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو کہ رعد اور  
 برق کو پکڑ لاؤ ملک حیرت یہ کلام شکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے اول اپنا  
 مال برق اور عمرو سے جو گزرتا بیان کیا اور کہا کہ یہ حکم حضور کے ہیں رعد و برق کو گرفتار کرنا  
 یہ لکھنؤ و سر صورت اپنی بد لکھنؤ کی بارگاہ میں آئی یہاں دیکھا تو سارے شیعہ ہیں تاج ہوا  
 ہے یہ بھی تاج دیکھنے لگی یا قوت جاوونے سرخ ہوئے کہا کہ ملک سلطان عیسیٰ میں  
 کو سنا ہے کہ وہ کسی خدا پرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خدا پرست طلسم میں بھی آیا ہے  
 سرخ ہونے کا اگر اس کیسور بردہ نے ایسی حرکت کی ہے تو میں اسکو کھود کر دفن کر دوں گی حسین نے  
 اس حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونوں بیمار ہیں اور اپنے خیمے میں  
 ہیں ہیں وہاں کے انکے خیمے میں آئی دیکھا کہ وہ دونوں لیٹے ہوئے ہیں اور واقعی بیمار ہیں  
 پس اسے اپنے نہیں ظاہر کیا اسوقت رعد نے کہا امی حسین یہ تو بے حیائی ہے کہ تم ہکو بیماری  
 میں گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جس طرح پائے مار ڈالے یہ لکھنؤ سے گرفتاری  
 آگے بڑھی اسوقت برقی باوجود کہ طبل حتی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے  
 کر چکی اسوقت اسکے سحر سے دو نیچے پیدا ہوئے اور رعد و برق کو پکڑ لے گئے اپنے خیمے میں آکر  
 عرضی افراسیاب کو لکھی کہ میں رعد اور برق کو پکڑ لاتی ہوں افراسیاب نے برق بلا سے  
 کہا کہ لو صاحب برق اور رعد تو پکڑ لے اب تمہارا کیا ارادہ ہے کہنے کہا کہ میں اب جا کر سب کو  
 آگے اقبال سے غارت کیوں نہ ہوں کیا مجال کسی کی کہ جو سامنا کر کے افراسیاب نے



کہا کہ خبر ستر ہے تم جاؤ اور میں بھی باغ میں جا کر بنگلہ زمردین پر بیٹھ کر تماشا لڑائی کا دیکھنا ہوں ق  
بلانے کہا کہ بہت اچھا آپ اس طرف کو جائیں میں بھی لشکر سرخ کو جاتی ہوں یہ کمر چل نکلی ہوا کے  
جانب کے افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحر و ن کی جمیٹ سے چلا اس عرصہ  
میں برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر و ن سے جا کر قریب لشکر سرخ کے پہنچی اور خیرا شاہ کے  
بشمی ب شاہر و ز نے فکل اپنی مثل صورت بار چھپائی اور نہ لخت شب درازی پر آئی

اشعار  
برہا دن رفتہ مثل مستی  
گھا آخر بشکل عسر ہستی

ہوا منظر تو کلیف سفر میں  
چھا احسان و امان نظر میں  
برق بلانے طبل جنگ بجا یا

مہر خ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب دلائی اور نصیر سحر کو بجا یا اشعار

جو تھے اُس جگہ سامری کے منت  
وہ پڑھنے لگے اسطر علی پڑھنت  
پڑھا سحر سحر و ن لگانا ہے

کلیو یون بسر کھانے لگے  
ڈفلی اور خیر بان سحر بجانے لگے  
گوکل جلا نے لگے باد رنج و خیر کفر کو

لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی غنیمت کی بجلی چمکی نظر آئی تھی تین سان پر چڑھائی تھیں ترسول اور

پنسل صاف ہوئے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مناج شمع میں تری

آئی اور پروانے کو پروانہ رخصت کا ملا اشعار

کو سنبھان گلشن صدا دی  
دلون سے سرو آہوں نے ہوا دی  
فرغت غم سے شہرے پانی

تو گھٹ گیسو جانان کی آئی  
صبح کو مہر خ اور بہار و خمور اور طاؤس باز بلد فر فر سے ہنس

آنکھیں پر سوار میدان کا زار میں آکر پونچھیں میدان سحر کی گرائیں جھاریاں جھنڈیاں جلاوین نقیب

نقابت کرنے لگے اور کرکیت کر کا کتنے تھے اشعار

کہ جھنڈیاں تھیں نے سامری  
یکایک قناسب کو بیس آگئی  
کر و نام سیدانیں و غن تم آج

شم جاودان کا نہٹ جلتے راج  
بھوکہ مر بائیکے ہم ضرور  
لڑائی میں لازم نہیں ہے قصور

یہ کر کا نقیب کمر تو کار سے ہو سے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے کرکے کر لشکر

مہر خ پر گری ساحر و ن کو آئے جلا دیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے بعد بہار ساحر چل کر خاک

ہو سے لشکر میں غدر پڑ برق فرنگی اور قران و کمر و ایک شرف بہا گئے اور افراسیاب نے

جو بنگلہ مینا سے شکست دیکھی تو فرط شرف سے اچھل پڑا اور دان سے طسم کے کھل گئے



لوگ مبارک باد دیکر بے تکلیف ہونے لگے اور برق بلا نے سب حال افساد سبب مہر خ کا لوٹ  
 لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور مہر خ نے عمرو کو ایک درہ کوہ میں پوشیدہ کیا اور اتنے ہی  
 ایک مقام پر چھپ رہی مگر ضرغام صحرائین چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہیں معلوم یہ کون صحرا ہے  
 جو تو نے نہیں دیکھا اس اثنا میں نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ میں آفتاب چمک رہا ہے جب  
 وہاں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ اسکا بیان آفتاب روشن ہے وہ جوان اُس درہ سے نکل کر  
 ایک جھیل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہے پس اس نے اُس سے  
 کہا کہ اے شہزادہ غضنفر اسد کو تو افساسیاب نے قید کیا ہے اور برق بلا نے تمام لشکر  
 کو مہر خ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر کو تو یہ سن کر اس پ باد خور پر سوار ہو کر چلا لشکر مہر خ  
 میں آکر برق بلا کو لٹکا رکھا اور حرامزادی نے نہر تو جا کہاں جانی ہے برق بلا نے کہا کہ ادا جیل رسیدہ  
 تو کون ہے کہ مجھ کو حرامزادی کہتا ہے یہ بڑا بڑا جو گری غضنفر کو تو بسبب نیمہ سحر کش کے جلائے کلی  
 اور صورت اصلی ہو گئی انھوں نے جو نیمہ مارا تو اس کے ڈوٹ کر گئے ہوئے جہاں روشن تیر و تار  
 ہو گیا اور عمرو نے مہر خ سے کہا کہ اے ملکاب درہ کوہ سے نکل کر غضنفر نے برق بلا کو لٹکا مہر خ  
 خوشی خوشی نکلی اور بھاگی فوج سب جمع ہو گئی نارنج ترنج پڑ کر وہ فوج لشکر برق پگری اور غضنفر  
 نے نیمہ سحر کش سے قتل کرنا شروع کیا عباد آبا لشکر و حرا پڑ و ہر مردہ پر مردہ گرتا تھا بیرغل چماتے  
 گئے اور آندھیاں آتی تھیں نہرین خون کی جاری تھیں آخر سب فوج کو مار کر بھگا دیا اور  
 ایک سخت مریض کا پر غضنفر کو بھلا کر بارگاہ میں لائی ساقیان سمین ساقی اور بطریان  
 خوش آواز مہر حیران بنا کا را اور جام جو اہن نگار لیکر حاضر ہوئے ساغر سے گردش میں آیا غضنفر  
 نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہے گا تو میں بابا جان  
 کو چھڑاؤں گا اور افساسیاب جو تقارہ خوشی گئے بجوار ہا تھا وہ باغ سیب  
 سیب میں کھیلا ہو کر چلا گیا اور کٹے حکم دیا کہ برق اور عمرو کو لشکر حیرت میں لے جا کر گردن مار دین  
 جاؤ وہ ان دونوں کو لشکر حیرت میں زبردست بھلایا اور جلاؤ دن نے تیرہ کو اپنے سنگ چٹایا  
 اور غضنفر حکم افساسیاب کے ہوئے اور افساسیاب نے قتل نامہ برق و عمرو  
 کا لٹکر حسین کو رواہ کیا بیان لشکر مہر خ اپنا تیار کر کے فخر سحر اور ناقوس سن بجاتی ہوئی



جا کر لشکر میرت میں پہنچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہاں پہنچ کر اس نے نارنج ترنج مارنا شروع کیے  
 مگر حسین جادو نے غضنفر کو لٹکارا غضنفر اپنا سپ باد خور اڑا کر سامنے آئے لگاتار کے آئے  
 اوندھری برق جادو اور دھند جادو نے قید اپنی سحر سے جلا دی اور دونوں چھوٹ گئے پس یہی  
 تو تھا اور برق ترپ کر حسین پر گری اور غضنفر نے نیمہ سحر کش مارا کہ حسین کے چار کمرے  
 ہوئے تمام لشکر کو چیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ ہزاروں  
 کو مار کر اپنی بارگاہ میں آئے چیرت کا لشکر تباہ ہو گیا اس وقت افراسیاب نے  
 ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دولا کہ ساحروں کی جمعیت سے راستہ طے کر کے  
 لشکر مہر خ کے سامنے آیا اور آتے ہی اس نے نفیر سحر کو بجایا بلکہ مہر خ کو خبر ہوئی اس نے بھی نفیر  
 سحر بکائی اور غضنفر نے مہر خ کو پریشان دیکھ کر کہا تم ہراساں کیوں ہو میں اقتدار امیر تھا سب  
 کو قتل کر ڈنگا مہر خ کا داری تم بچ گئے ہو حقیقت میں تمہارا سامنا کوئی نہیں کر سکتا ہے  
 لڑائی کو دیکھ لو پھر مقابلہ کرنا غضنفر پہ ہورہا اور لشکر میدان کارزار میں آیا ہومان اپنے  
 مرکب کو اڑا کر میدان میں آکر لٹکارا کہ اسے فرقہ کمران آؤ میرے مقابلہ کو ایک سحر اس کے مقابلہ کو  
 لگا اس نے ایک دانہ ماش کا اسپر مارا کہ اس کے بدن میں آگ لگی اور جھلک ٹاک ہو گیا بعد اس کے  
 دھماکا ریت سے باری باری اس کے مقابلہ کو آئے مگر اسی طرح سب کو اس نے قتل کر ڈالا  
 جب زہریق جادو نے ارادہ نکلتے لاکیا مہر خ ملے ہوئی اور کہا کہ اسے بہن تمہارا جاتا  
 کیس طرح سے مناسب نہیں ہرگز نہ جاؤ کسو اسے کہ ہومان فقط تمہارے ہی واسطے  
 آیا ہے مجھے تمہاری جدائی کا رنج اٹھ نہ سکیگا اس سے بہتر وہ ہے کہ پہلے میں جا کر اس سے لڑوں  
 تو پھر بعد میرے جو کچھ تھے بن پڑیگا وہ تم کر لینا برق جادو نے کہا کہ مجھے بھی نہیں ہو سکتے کاکہ میں  
 بیٹھی رہوں اور تلو دہن اثرورسین جانے دوں غرض ان دونوں میں توبہ تکرار ہو رہی تھی  
 مگر کہ ملک سرخ ہوئے کاکل کشا نے بال اپنے کمرے اور طاؤس سحر کو ڈاکر عرصہ کارزار میں پہنچی  
 مہر خ جبران ہو گئی اور برق بھی آئینہ وارد دیکھنے لگی اور ملک سرخ ہونے قریب جا کر ہومان کے  
 ارادہ مقابلہ کا کیا اسے بہت سمجھا مگر اسے نہ مانا بلکہ تڑا بھلا کہا جب تو نے خفا ہو کر نارنج سحر مارا وہ نارنج  
 قریب ملک سرخ ہوئے پونچا اس کے بالوں میں سے ایک گوبن نکلا اور اس نارنج کو اس نے



بکڑ لیا بعد اس کے اُس گویں کو سرخ مونسے چرخ ویکرو ہی تارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ پڑتا  
 ہومان تو خاک سیاہ ہو جاتا لیکن وہ سحرزبردست تھا اُسے بھی تارنج کو جو آئے دیکھا فوراً مارا  
 مارا وہ دونوں آپس میں لڑنے کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا سرخ مونسے  
 نے سپر پھر کے روکا پھر سب سے تلوار پٹنے لگی اور آسمان پر سے بارش تیز فزکی شروع ہوئی  
 لشکر ہلاک ہونے لگا آخر رہنے اور سپر پھر کے روکے وہ سپر پھر کو بھی توڑ کر ماحرون کو تباہ اور برباد  
 کر کے لگے قیامت برپا ہو گئی ادھر ہومان اوپر ملک سرخ مونسے کے غالب آیا اور چاہا اُسے کہ مرکب  
 کو ملا کر ہاتھ تلوار کا ماروں کہ وہ دگرے سرخ مونسے کے ہو جائیں کس طرح سے ہیج نہ کے گرتا جو اُس کے  
 ساتھ ہے اُسے آواز مہر خ کو دی کہ جلد اگر ملک کو لیجا و یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کریں پس شکر  
 مہر خ بیقرار ہو کر چلی اُدھر سے شکر ہومان کا شل دریا کے موج مارتا ہوا آیا سرخ مونسے نے ایک  
 سحر کیا کیا کہ پائون سے سیاہی اس قدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے رہ گیا اُس وقت  
 ہومان نے سرسہ جمیری آنکھوں میں لگایا اور شکر مہر خ پر آیا لیکن شمسہ اور  
 شمشاد قدح شکر بشمار اگر پوچھیں دیکھا کہ ہومان اور مہر خ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد  
 اور شمسہ آفتاب نکر سامنے اُس کے آئین تو اُسکی آنکھوں میں چکا چوندا آئی وہ تو آنکھیں لٹکے لگا اور  
 غضب فرمے جو ہاتھ نیچے کا اُسکی کمر پر مارا اُس کے دو پرکالے ہوئے اوپر سے تیر شمشاد قدح کا جو پڑا تو گر پڑا  
 بھل گیا غل وار و گیر کا بلند ہوا نہ ہیرا ہو گیا آخر شمسہ اور شمشاد قدح سے شکر ہومان تاب نہ لا سکا وہ  
 فرار لایا اور مہر خ نقار و شادمانی بجا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قدح کو سند پر بٹھایا  
 اور کہا تھے ہم پر احسان عظیم کیا ہے اُنہیں نے کہا ہم کس لائق ہیں جو احسان کریں گے مہر خ مقدمہ مار گزشتی  
 اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہو یہ سب تمہارا ہے شمشاد قدح نے غضب فرمایا کہ خدا نہیں سلاست  
 سکے آنکھوں نے ہماری جان بچائی اور انہیں کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض محبت عیش  
 برپا ہوئی اور ملک شمسہ غضب فرمے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہاں چھوڑ آئیں سو نت غضب فرمے  
 کی قنات کو پاک کر کے تلاش میں قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن جاوہ  
 اور چند خواصوں کے ایک صحرا سے پرفضائیں پہاڑ پر بارگاہ سرخ اسٹا کر اُس کے چھوڑ آئی تھی  
 توسن جاوہ و نکا آنا شکر پٹنے پر آمادہ ہوئی اور غضب فرمے پاس آئی اُن کی بلائیں لین



کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہیں غضنفر ہاڑ پر آئے اور اُس سرود کو اپنے گلے سے لگایا و صلی کی طرح چسپان ہو کر خوب پیار کیا پھر وہاں سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔  
 اتنا راہ میں ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب و یکھا کہ سرزمین جا بجا جاری نوار سے چھوٹ رہے ہیں نہالان و زردن دکھلائے ہوئے قلمون طائران خوش الحان نوا سبھی اور زمزمہ سرائی کرنے میں مصروف ہیں یہ سیر باغ کرتے تماشاجا نوران خوشترنگ و خوش آہنگ کا دیکھتے ہوئے چلے آ کر ایک مقام پر چوتراہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُس پر فرش قائم اور سنبھال کا بچھا تھا سند جو اہر نگار لگی تھی یہ اُس پر بیٹھ گئے پھر وہاں سے کچھ دیر کے بعد ہاتھ کھنڈہ ہو کر سیوہ کہا کر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طسم بن قید ہو گئے ناچار ایک رخت کے نیچے پونچے ایک جانور اُس درخت پر آکر بیٹھا انکو دیکھ کر اُسے تمقہ مار کر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اس باغ سے باہر جانے کی کرتے ہیں کس واسطے کہ یہ طسم گلزار جادو کا ہے بیان سے رہائی بہت دشوار ہے لیکن ہاں اگر وہ صورت ہو جائیگی تو پھر تمہیں نالک ہو یہ کہر وہ طائر تو اُڑا ہوا چلا گیا اور غضنفر بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ سنا سنا تو نہایت فکر مند ہوئے اور اُس کے اُڑ جانے سے مایوس ہو کر سوچے اپنے دل میں کہ یا خداوند اودہ صورت کونسی ہے کہ جس سے رہائی بھی ہوگی اور میں مالک بھی ہو جاؤنگا غرض یہ تو اسی فکر میں اندر باغ کے جیسراں و سرگردان پھر رہے ہیں اب حال کُنیے بارگاہ کا کہ وہاں جو لوگوں نے صبح کو اُن کو نہ پایا سب کے نشان ہوئے اور تمام لشکر مہرخ بن غلغلہ برپا ہوا عیار و ہوا ہر طرف کو واسطے تلاش کے روانہ ہوئے اور جبران بن کون لیکیا کدھر کو چلے گئے ملکہ تمسہ کو بھی نہایت رنج و ملال و انگیز ہوا اب انکو بھی اس فکر میں چھوڑا اور وہ کلہ داستان افراسیاب کے سسٹو افراسیاب نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار تائی تھے حکم دیا کہ تم جا کر بے تامل ابھی لشکر مہرخ کو غارت کر دو میں بھی پیچھے تمہارے آتا ہوں اور عمرو جہان لے آسکو پڑلاؤ بلکہ میں اُسکی تلاش میں جاتا ہوں جس مقام پر کہ وہ نکار ملیگا اُسکو لے کر آتا ہوں وہ ساتوں ساحر اُسیوقت سحر سے آراستہ ہو کر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے طرف لشکر مہرخ کے نام اُن ساتوں کے یہ تھے مسمار جادو و خدنگ جادو و ناوک انداز جادو و کمان کش جادو و



شمسیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو و غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی ہمیت سے  
چلتے ہیں اور حال نیلے لشکر مہرخ کا کہ وہاں جو سب نے خبر سداور کے قتل ہونے کی سنی اس وقت  
سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہیں کہ اس وقت اسد کی خبر نہیں کہ زیر  
بھایا ہے اس وقت سب اکبار گئی ملواریں پکڑ کے جا پڑو آئندہ جو کچھ کہ ہوتا ہے وہ ہوگا اس امید پر  
کب سحر پر ہوا ہیں اور ان سب کے سروں پر جنگ سوار ہے انکو اس حال میں چھوڑا اور دو  
لکھ کو کب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُس نے جا کر زور سحر لشکر بشمار کو درست  
کر کے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہمارے جادو کو لاکھ سوار ساحر جبار سے روانہ کیا  
لشکر مہرخ کی طرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو فوراً آنا رنج آتش فوج فراسیا  
کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی میں عقب میں تھامی مدد کو روانہ کرونگا اگر وہ پونچھے تو ایک طرف  
سے تم مارتا اور دوسری طرف اُس کو کر دینا جہانک کہ مارا جائے مارے چلے جاتا  
ہمارے جادو نے کہا بس اچھا فوراً روانہ ہو گئی بعد اس کے ملکہ تاجدار کو ہر پوش  
کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُس کے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی راہی ہو گئی  
اُس کے بعد ملکہ مشرقی طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جا چکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش کو لاکھ  
ساحرون سے اور ملکہ زمر پوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سب کے بعد مجلس جادو  
کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا میں بھی تم سب کے  
پیچھے آنا ہوں القصد یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہیں کوئی کوس کوس بھر کے فاصلہ سے یہ  
جا چکے تھے اس وقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجا کر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ سب آگے  
جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہم کو لا کر پونچاؤ تاکہ حال ہم کو اپنی فوج کا مفصل معلوم ہو جائے طائران  
سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہو گئے ان سبھوں کو توراد میں چھوڑا اور حال  
سنو ان ساحرون کا کہ جنکو فراسیا میں نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ کیا تھا جبکہ  
وہ جا چکے تو فراسیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو چلے عسکر کو پکڑ لا اور اس سے طلسم کشا کو پھینک  
دے کہ واسطے کہ اگر طلسم کشا بیگنا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا یہ سوچ کر اس نے بھی راز  
چلنے کا کیا اس عرصہ میں وہ ساتوں ساحر راہ کو طے کر کے قریب لشکر



مہر خ جو پونچھے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقار و کی آسمان سے زمین تک پونچھی مہر خ غل اور شور کی صدا شکر گہر گئی اور بھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کر کے مرکب باد پہا پر سوار ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پونچھی وہ بھی مہر خ کو دیکھ کر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوئے بلکہ مسماہر جادو نے گولافولادی مہر خ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پڑا ہزاروں ساحر مہر خ کے زخمی ہو گئے اور ہر سے بھی ایک ساحر نے تارنج سحر کو مارا اُس کے صدر سے بست سے ساحر مسماہر وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوئے آخر کو دونوں طرف سے تارنج ترنج چلنے لگے اور بیان تک نوبت پونچھی کہ آپس میں ٹکٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوئے مسماہر جادو کی مرد کو خدنگ جادو اور ناوک انداز جادو آپونچے تینوں ساحرون نے ملکر شکر مہر خ کو قتل کر کے پراگندہ کر دیا مہر خ بر جا ہو گئی عمرو نے مہر خ کو پریشان دیکھ کر کہا کہ ملکہ خبردار ہر اس کو اپنے پاس نہ آنے دینا نظر بند کرنا دیکھو وہ عالم الغیب پر وہ غیب سے کیا ظاہر کرنا ہے جہا تک کہ تم سے لڑا جائے اُسے جادو ہم تنہا ہی شراکت کو حاضر ہیں انکی کیا اصل ہے کوئی دم میں سب کو مار لیتے ہیں یہ کھر سب عیاروں کو ہمراہ لیا اور جان بیکر حقد ہا سے آتش بازی جو مارنا شروع کیے وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلا کے خاک کر دیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا ہزاروں ساحر اندھے ہو گئے اُن کو عیاروں نے جوتیوں سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر بھی وہ کم ہوئے اسوجہ سے کہ لاکھوں گرسے تھے کمانتک اُنکو عیار مارتے آخر کو مارتے مارتے جبران ہو گئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھ کر مہر خ نے بال اپنے سر کے کھول دیے اور بلبلہ کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس باعی کو در زبان کیا رباعی

ایک منظر اسرار جلی اور کنی	دو معدن نورانی اور کنی	عمر بست کہ من ناد علی یسواغ
یا حضرت مرتضیٰ علی اور کنی	غرض مہر خ اس طرح سے دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہر طرف مراد پونچھا	ملکہ ہما سے جادو فرستادہ کو کب لاکھ سوار جہار سے آکر پونچھی اُس نے جو دیکھا کہ مہر خ سے لڑائی ہو رہی ہے اور لشکر اسکا بدحواس ہے اکبار کی نیچہ سحر کو ح لاکھ سواروں سے پکڑا اور اوپر سے گری دو چار ہی حلوں میں لاکھوں ساحر مار کر ڈال دیے قتل کرنا شروع کیا سب



اس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھ کر وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہیں یہ لوگ انھیں کے  
 ماتن ہماری مدد کو آئے ہیں مگر اب جو دیکھا کہ لاکھوں ساحر انھوں نے ہمارے بار ڈال دیے ہیں  
 ہو کر چلائے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہیں اور کسکی مدد کو  
 آئے ہیں ہمارے طرف تو دار نہیں معلوم ہوتے یہ تو ہمیں کو قتل کر رہے ہیں اس صدا کو  
 سنکر وہ بھی لڑنے لگے جملے مہر خ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ فوج کہاں سے آئی  
 اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچ کر بزور بحر ملنے ہو کر دیکھنے لگی کہ ملک کو ہر تاجدار بھی آئی اسے  
 دیکھا کہ ہمارے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اسکو بھی تاب باقی نہ رہی دین  
 سے لغزہ کیا کہ اے ہمارے جادو خدائے دار کھبرانا نہیں میں اب بوجھی یہ کسکو تلوار سحر کو نیا م سے  
 لیا اور لشکر ہمارے برگری قتل کرنا شروع کیا ہمارے جادو و قرار واقعی لڑ چکی تھی ملک  
 تاجدار کو دیکھ کر الٹ ہو گئی ملک تاجدار نے مثل برق چمک کے شہر پر گرنا شروع کیا  
 اسوقت ملک مہر خ نے عکس سے کہا خواجہ سلامت ذرا جا کے آپ خیر لائیں مجھ کو یہ فوج  
 اور سردار کو کس کے معلوم ہونے میں عکس ساتھ ہی سننے کے مثل برق اور بار کو کھٹکا  
 اور صفوں کو چیر کے عرصہ کارزار میں پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کو بھر مروان پر نام  
 کو کس کا لکھا ہے اور تعریف کو کس کی رقم سے پس خوش ہو کر آئے پالان پھرا اور جا کر  
 مہر خ کو خبر دی وہ سنکر شہاد ہو گئی پھر لڑنے لگی دفعۃً ایک گرم ہوا آسمان سے پیدا  
 ہوئی اور وہ جو تھا ساحر کمان کش جادو و مرکب سحر اڑا کر اسیا یہ کیڑے پہونچا  
 اسکو حال لڑائی کا معلوم نہ تھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے کو کس  
 کی فوج کا کسیکو کمان بھی تھا غرض اسے دیکھا ہمارے ساتھ کے سرداروں سے لڑائی ہو رہی  
 لغزہ کر کے ارادہ کیا کہ اوپر سے جلدی مع لاکھ سواروں کے گرد یہ تصور کر کے ہر آسمان آتا تھا  
 کہ ملک طاووس زرین لباس سردار کو کس کی بھی اگر پہونچی اسے دیکھا کہ کمان کش  
 جادو و لغزہ کر کے لشکر پر ملک تاجدار کے کرا جاتا ہے فوراً لغزہ کیا اور نگاری اور شہر سے  
 روزگار کھرا رہ کہاں جانا ہی میں بھی اب بوجھی اس ملک کو سنکر وہ پٹ پٹا اور مرکب سحر کو  
 طاووس سے لڑنے لگا اور فوج سے غٹ پٹ ہو گئی ہر آسمان تلوار پینے لگی اور قطرات



خون مانند قطرہ باران کے زمین پر گرے سرکت کٹکٹ مثل اولون کے دھڑا دھڑا گرنے لگے  
اور بروئے آسمان شور و غل پیدا ہوا ناریج اور ترنج بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھول و مٹا  
ہو گیا تلوار زبرد بالا چل رہی ہے شور و نشور قیامت برپا ہو رہی ہے اور یہ حال ہو کہ اوپر سے سر جو کھنکھ  
گرتا ہے تو نیچے والوں کے دھڑ پر دھڑا کا ہوتا ہے اور کسی کا دھڑ کسی کے سر پر اور نیچے والی لوگوں میں  
سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہے وہ کھلم کھلا ہوتا ہے صد ہا لوگوں کی طرح مر گئے اور کسی تلوار اگر باغیچہ میں چھو  
گرے جس کے سر پر پڑی اس کے پار پھل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسی کے خود پر چھو کر پڑی وہ راکب و رید کے  
توڑ کر پھل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھ کر ساری لڑائی اپنی بھو گئی سب اسما  
کی طرف متوجہ ہوئے اس خیال سے کہ یہ بلائے آسمانی کیسی نازل ہوئی ہے خدا اس سے بچاے  
کسو واسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہے پھر تیرا آسمانی سے جان جاتی ہے یہ نیا ماجرا ہے اس کا  
کیا علاج کریں یہ تو اس فکر میں تھے اور سارے لشکر من تھک برپا تھا کہ یا بچوان سردار  
افرا سیاب کا سحر جادو بھی اگر ہو نیا اسے دیکھا لڑائی بروئے آسمان ہو رہی ہے وہ بھی کیا  
کہ فوج کو کپ کی آگنی وہی لڑ رہی ہے نیر سے نعرہ کر کے وباد اپنا ملک طاووس پر ڈالا تھا کہ ملک  
مشتہ کی طلعت سردار کو کپ کی آہو بھی اسکو دیکھ کر طاووس کی فوج داہنے بائیں  
ہو گئی اور اسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم اگر گری کشتوں کے پستے لاشوں کے انبار  
لگا دیے قصہ کوتاہ کہانتک بیان کروں اسی طرح تمام فوج کو کپ اور افرا سیاب  
کی آئی اور تلوار زور و شور سے بروئے آسمان چلا کی آخر کو لڑتے ہوئے زمین پر آئے لاشوں کے انبار  
لگ گئے اور نعرہ سرداروں کے ہونے لگے فوجیں سمٹ سمٹ کر اپنے اپنے غول میں جدا ہو کر ملنے  
لگیں اور لڑائی کھینچا نکی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتش بازی کو دل کر آگ پر سانی کے طائر  
سحر نے جا کر افرا سیاب کو اطلاع دی وہ بھی فوراً دوڑ پڑا یہاں سب جنگ و جدل میں  
متوجہ ہوئے کہ اگر گری دیکھا سب کے رنگ آسمان کا دگرگون ہو گیا اور سارے مین سیابی  
بھیل گئی یہ ماجرا دیکھ کر غم و غم فخر سے کہا خبردار ہو جاؤ افرا سیاب آہو نیا طرح  
تو غم و غم کے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور غم و غم عیاروں کو ہمارے لیکر لشکر  
سے نکل گیا اس عرصہ میں افرا سیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہے



جلدی سے جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجہ سحر میں پکڑ کر لے آرا اور اپنی جانب کے سرداروں کو  
 جھوڑ دیا اور لیجا کر سب کو ایک مقام پر نزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سرداروں کو  
 مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروئے آسمان اندر اس گنبد کے قید کیا اور مثل سر پوش کے گنبد کو  
 سب کے اوپر ڈھانک دیا اور آپ اندر اس طلسم کے چلا گیا یہاں جو تاریکی اور گرمی سب کو  
 معلوم ہوئی اور دھنواں کثرت سے پھیلا سب کا دم گھٹنے لگا اور جانوں پر جنگی بلک اٹھیں جو اس  
 سحر کا ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کر کے خاک گئی اور اڑاڑ کر سارے گنبد میں مگرین گھسائیں  
 مگر کچھ نہ ہو سکا اور اس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب سوا سے مہر جاسے  
 کے چارہ نہیں ہی ہر اس سب کو غالب ہوا قضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جن کو کو  
 نے یہ حکم دیکر روانہ کیا تھا کہ منزل منزل کی خبر ملے ہو پوچھا نا وہ آکر ہو پوچھے اور یہ ماجرا دیکھا کہ  
 مہرخ وغیرہ سب قید آفراسیاب میں پھنسے ہیں وہ فوراً بھاگے اور جا کر کوکب کو اطلاع  
 دی وہ سنکر مثل برق جہنم کے ایک آن واحد میں تر تیکر برابر اس گنبد فولادیکے آیا گنبد ہلکے  
 تر سحر مارا وہ تیر اس گنبد پر لگا تو سہی مگر کار گر نہوا چٹکی اڑ گیا کوکب طلسم جھلا کے گولہ فولادی  
 اس زور سے اسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اسکو بھی ریزہ ریزہ کر دیتا اور کوہ سر  
 ہو جاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نہ کیا اور گولہ بھی چٹکی سر دھو گیا جب تو کوکب غصہ آیا غضبنا  
 ہو کر تخت سحر سے اٹھ کھڑا ہوا اور تر تیکر سوئے آسمان بلند ہوا اور وہاں سے مانند برق  
 بصورت شمشیر اس گنبد پر گرا تو اس طرح سے اس گنبد فولادی کو کاٹا جیسے چکتی کو تار کاٹتا ہے  
 پس دو ٹکڑے ہو گئے اور خضر کے گریزا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد از اور میدان  
 صاف ہے تلوارین نو سے ہاتھوں میں پھین فوج آفراسیاب کو قتل کرنا شروع کیا  
 یہاں تک قتل کیا کہ کشتوں کے پشتے لگا دے اور سرداروں کو تو آفراسیاب اپنی پہلے  
 ہی لے گیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لاسکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت  
 سے ساحر اسمیں صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس ہیں ہیں سواران کے دائمی ملازم  
 تھے وہ سب مع اپنی ملازموں کے آکر قدموں پر مہرخ کے گھرے اور اپنا اپنا قصور معاف کر  
 گئے لگے کہ ہلو اب کچھ کام آفراسیاب سے نہیں ہم حضو کی بالعدلی اور فرمانبردار ہیں



حاضر میں کسواسے کہ افراسیاب اور سب سردار کھو موذی کا چنگل اور دھن اڑد میں چھوڑ کر  
چلے گئے بلکہ قید کر گئے کہ جسمیں ہم بھاگ نہ سکیں خود بخود سب ہر کر رہا ملین یا کہ مار جائیں یا  
ہا امیدوار ہم جان نہا رہیں کہ ہمارا جازت ہو کہ رکاب سادات انشا بہا میں حاضر رہیں مہرج  
نے اس کے جواب میں کہا کہ بھائیو تمہارا گھر میں کیا تمکو منع کرتی ہوں شوق سے تم میرے ساتھ  
رہو کسواسے کہ تم کوئی غیر مقصود سے ہو کھلا اور تم تو ایک ہی تھیالی کے چٹے بٹے میں تم سے خوب  
واقف ہوا اور میں تم سے آگاہ ہوں کہ احتیاج تمہارے کو تھمنے کی نہیں ہے میں ہر صورت سے حاضر  
ہوں غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرج کے ہو گئے اور بہت سے مارے گئے ہزاروں بھاگ  
بھی گئے اس مقام پر بعضوں نے لکھا ہے کہ افراسیاب نے مہرج کو مع لشکر کے اندر اس  
گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضوں نے یہ لکھا ہے کہ اس نے اپنے لوگوں کو جاے امن  
مقصود کر کے اندر اس گنبد کے رکھا تھا کہ جسمیں کوئی قتل نہ کر سکے اب جو کوکب نے آ کر  
اکھوڑا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقل مند تھے انہوں نے اطاعت مہرج کی قبول کی مہرج نے  
خوش ہو کر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بھلائی ہو کر نقارے خوشی کے  
بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ میں داخل ہو کر صحبت عیش آراستہ کر کے ناچ و رنگ میں مصروف  
ہوئی غرض اسی رات کے تک محفل عیش و عشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب رخصت  
ہو کر اپنی بارگاہ کو اٹھ کر حلا تمام شاہزادیاں بھی اسکے ہمراہ ہوئیں بہ سیر مہرج کے  
بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میلن وسیع ملا اس نے اسکو طے کیا تو دیکھا کہ لشکر  
میرا پیرا ہوا ہے اور جس مقام پر میں نے بازار کو کہا تھا وہاں بازار میں آراستہ ہیں اور  
جہاں پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہاں بارگاہ استاد ہے اور گرد خیمے ڈیرے پچھلے قلندر  
اسکیں راوی مارکیان کندے وغیرہ تمام برپا ہیں کوسوں اور منزلوں تک لشکر پیرا  
سکیڑوں نشان ہیں اسی طور سے کہ حسب طرح میں نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو دیکھ کر  
نہایت خوش ہوئے اور اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے وہ شاہزادیاں رخصت  
ہو کر سب اپنے خیموں میں گئیں اور آرام کیا اور مصر کوکب رخصت ہوئے بھی استراحت  
فرمائی جب صبح ہوئی تو اٹھ کر باقیہ منہ دھویا پان لکھایا اسوقت خواجہ سلامت بھی



رونق افروز ہوئے اور کوکب سے کہا کہ میں غضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے اوپر سے  
 لے آیا ہوں مگر ایک مقام پر ہوش کر کے میں نے ان کو رکھا ہے اور کسی سے اظہار بھی تک  
 نہیں کیا اور نہ اس لڑائی میں ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہیں ہے مگر عنایت الہی  
 سے لڑائی بھی فتح ہو گئی اور تم بھی آگے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہو گئے بند غم سے آزاد ہو گئے  
 اور ادھر اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ ملک بران شمشیر زن جو برائے ملاقات آئی تھی  
 وہ قید ہو گئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی سرخ شک ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ زمین  
 پر نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہے کہ اے مہرخ تم سب کو دو گھڑ بکین  
 مگر اگر مار ڈالو گا بکھرا سیا ب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق چا دوئے سنا از بسکہ  
 ایک حالت عشق کی ملک مہرخ سے اور رعد و برق چا دوئے قدم تھی اور عمر و سے وہ ربط  
 و محبت ہو کہ جسکا حد حساب نہیں ہے ساختہ رعد و برق چا دوئے اپنا سحر کر کے ایک طرف کر  
 ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اس آسمان پر گری کہ ظلمات  
 آسمان سحر کے رو گھر سے ہوئے اور وہ لاشہ سیاہی سے عمر و مہرخ کے گرا اور آواز  
 دارو گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب رفع  
 اب رعد اور برق و مہرخ و شکیل عمر و کے سامنے آکر بیٹھے اور سمجھوں نے  
 گئے لگایا عمر و نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملک بران شمشیر زن سے  
 کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے عمر و بران  
 شکیل سب اکریٹھے اس میں بران نے پوچھا کہ مد ہوش برگیر کہاں ہے سب  
 عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھیرا کر وہ بھی بارہ سو سواری لیکر روانہ ہوا تھا یہ سنکر ملک  
 بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مد ہوش کی خبر کے واسطے بھیجا دو کلمہ  
 مد ہوش برگیر کے سنو کہ مد ہوش برگیر کنارے دریائے ظلمات کے پہونچا کہ اس میں  
 زنا جاو و اور ناقوس جاو و ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ چادو گروں  
 سے مقابلہ مد ہوش برگیر میں آیا اور سامنا کیا غرض زنا جاو و تو مد ہوش برگیر  
 کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جاو و سے اور مد ہوش برگیر کی سحر کی ٹکرین ہو رہی تھیں



کہ دونوں کے سر پھٹ گئے دیکھا کہ غش کھا کر گرے اور ادم سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا بار دسوا  
 ساحر برکہ مد ہوش کے تھے آبرے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر خاص کو کسب  
 روشنی کے تیار کئے ہوئے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اسکے بدن سے آتش پیدا ہوئی  
 ہزار ہا جادوگر ادم کا جلا دیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا جا چکا تھا کہ جیسے  
 جاو و آکر ہو چکی اور وہ مد ہوش اور ناقوس دونوں کو اپنے ساتھ لے گئی یہ خبر  
 افرا سیانہ کو پہونچی اسنے عقاب کو دو لاکھ ساچروں سے روانہ کیا آکر جہان  
 میدان بھاؤ بان خیمہ کیا اسوقت وہ جادوگر ملک بران شمشیر زن کا جو خبر لینے جلا تھا  
 ہو چکا اور خبر تحقیق کر کے پھرا اور آکر ملک بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا وہ  
 انکی اور سحر سحر ایک گول آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہر خ و برق اور شکیل و  
 عمر و برق فرنگی نے برق اور رعد جاو و کو بارگاہ میں چھوڑا اور پیچھے آپ روانہ ہو  
 مگر ادل ملک بران شمشیر زن وہاں پہونچی اور کچھ سحر کر کے دائی ناش کے زمین پر مارے عمر و  
 نے دیکھا کہ غول جانوروں کا پیدا ہوا چشم تو جانوروں کی زرد کی ہر اور چہرہ لال کا یا قوت  
 رنگ اور ایک طرف ایک پنجہ پیدا ہوا وہ بھی ایک چھپی نہایت ہر گھٹ لے تھا  
 اسنے وہ چھپی ہلائی جانوروں کا غول عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر  
 کے سر پر وہ لال بیٹھا بھیجا کھا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو  
 بھاگ کر افرا سیاب کی بارگاہ کی طرف جلا ملک بران شمشیر زن آسمان سے نیچے  
 اتری مہر خ و غیرے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائیں لینے عمر و نے بہت تعریف کی  
 عزیز عقاب جادو کے خیمے میں بران شمشیر زن مہر خ شکیل برق فرنگی  
 وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگ ہوا افرا سیاب کے پاس پہونچا اور بیان  
 حال اپنی فوج کے شکست کا افرا سیاب سے کہا افرا سیاب نے حکم دیا کہ ہاں طلما  
 فیل و خدائن جادو و جاو و اور بران شمشیر زن کو مع عمر و وغیرہ فتنے وہاں میں سب کو  
 گرفتار کر لاں اہل کائنات فیل و خدائن سوار ہو کر جلا مگر وہاں جو عمر و و برق فرنگی وغیرہ  
 بارگاہ میں مع ملک بران بیٹھے تھے انھوں نے دیکھا کہ آسمان پر تاریکی سی نمودار ہے اور



چار طرف سے اندھیری تھکی ہوئی عمر و تو گھبرا کر گلیں اور منکر بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت  
 دامن کوہ میں جا کر چھپا لیکن لشکر برسر ان اور مہر خ کے دیکھا کہ چار ظلمات پھیل گئی اور  
 سب جادو گردان بنے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہوا اسکے پیچھے بہت ہاتھی ہیں انہوں  
 نے اگر چار طرف سے خیمہ ملک بران وغیرہ کا گھیر لیا عمر و نے برق فرنگی کے پاس جا کر کہا کہ  
 بیٹا سب قید ہو گئے چلو کچھ تدبیر کریں یہ کہ عمر و مہر خ کی بارگاہ میں آیا برق چشم کشان  
 کو روئے ہوئے دیکھا عمر و نے پوچھا کیا یہ ماجرا ہے برق چشم کشان نے کہا  
 ظلمات فیل و ندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق اور اسیاب کی ہے  
 اسکے ہاتھوں اسکی موت ہے یا سحر ملک کو کب رو شاد خیمہ کا موت مارا جائے عمر و نے  
 کہا کہ اے برق چشم کشان انشا اللہ تعالیٰ ہم اسکو مار بیٹھے یہ کہ عمر و کھڑا ہوا اور  
 سمت صحرا چلا جہز قدم چلا تھا کہ دیکھا سا منے انھیں میں سے ایک ہاتھی مست تھوڑا جلا آتا ہے  
 اور وہ عمر و کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے عمر کیا مقدر تیرا جو ظلمات تک پہنچ سکے عمر و اور عمر  
 بھرا بدحواسی میں ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ بہاڑیاں ہیں کھڑے  
 ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں ایک جٹان پر بھڑکی سوار بھڑا کر عصر کی نماز پڑھی اور بضرع  
 وزاری روز کو گرجنا باری ملتھی ہو کر خضوع و خشوع بکا را کہ اے مالک میرے اس وقت  
 میں توبہ کرو ورنہ مجھ پر غصہ ہے اس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے یہ کہنے کہتے  
 عمر و کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب میں دیکھتا کیا ہے کہ کسی شخص نے آواز دی اے عمر و  
 دامن پہاڑ کی طرف جا وہاں نیرا مطلب ہو گا عمر و گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بوجہ الہام  
 غیب دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ میں راستہ ہے جب اس پہاڑ میں گیا دیکھا  
 کہ ایک میدان دوسو کوس کا نظر آتا اور جا بجا اسمین مکانات اور عمارات نظر آتے ہیں  
 اور دروازہ ایک ہے عمر و ایک رنڈی کی صورت بن کر چلا گیا دیکھتا ہے کہ چار سو  
 عورتیں پر زار در در گوش مرصع پوش آسمان کی طرف سے اڑتی ہوئی آتی ہیں اور  
 سو سو اسو ہاتھی ہیں کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خراگاہ بارہوی وہ سا منے ایک  
 زمین پر اتارے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازاں کچھ صاحب



چو بدار آگے آگے بڑھے ہوئے اور بیچ میں ایک تخت مٹکان جو اہر اس پر ایک شہزادی بھی ہوئی  
 ہو چھل ہوتا ہوا اور گرد و پیش چار سو ساڑھے چار سو پیراؤ اس بارگاہ میں اگر مجلس آہوئی  
 عمر و بھی ایک لوتھی کی صورت بنکر سامنے ملک کے کھڑا ہو گیا وہ ملک ایسی خوب صورت تھی  
 کہ عمر و بھی بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی غرض اب ناچ رنگ گانا بجاتا شروع ہوا تب عمر و  
 بھی ایک گائے بنکر کو جا بیٹھا اور نے نوازی کرنے لگا اس نے جو آواز سنی بیگلہ بگئی اور تمام  
 مجلس بیتاب تھی کہ ملک صاحب مکان نے اس نے نواز سے بوجھا کہ تو کون ہے عمر و نے کہا  
 کہ میں مصور جاو کی لوتھی ہوں ملک نے کہا کچھ گاد عمر و نے پھر پانسری اٹھائی اور ایسا  
 بجایا کہ تمام صحبت والیوں کو نحو مطلق کر دیا کر دیا چنانچہ ملک کا نام شکوہ زرین قباہی جب  
 عمر و پانسری بجا چکا تب ملک ہنسی اور ہاتھ پکڑنے کے کہا کہ کوئی کھڑا سا پانی لائے عمر و بدھار  
 تھا کہ ایک لوتھی نے ایک گلاس میں پانوت کے پانی لا کر دیا ملک شکوہ زرین قباہی کچھ  
 کر کے ایک چھینٹا پانی کا عمر و کے منہ پر مارا اصلی صورت عمر و کی نکل آئی ملک نے کہا کہ کیوں اے  
 عمر و ساربان نازے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھر تا ہی خیر کچھ بونگی یہ کہہ کر تخت پر اپنے ساتھ  
 عمر و کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پر واڑ کر کے چلا اور ساتھ والیان سب روانہ ہوئیں کوئی دیکھ کر  
 بعد عمر و نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ میں پہاڑ پر اترا اور اس وقت شام بھی ہو گئی ہے کہ بلخ میں وہ  
 بارگاہ ہر ملک و بان چارچہ گھڑی تک جلسہ دیکھ کر ہلنگ پر دراز ہوئی اور عمر و کو ایک پلنگیہ  
 سلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہیں بجاگ نہ جائے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملک نے محبوب سے کہا  
 کہ چلو پہاڑ پر چل کے شب ماہ کی سیر دیکھیں اور عمر و سے پانسری سنیں یہ کہہ کر ملک نے محبوب کو  
 ساتھ لیا اور عمر و کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جا کر فرش آراستہ کرایا اور عمر و وہاں گایا اس  
 اثنائ میں عمر و اور شکوہ زرین قباہی اس پہاڑ پر سے اتر کے واسطے مقابلہ فیل و ندان کے آئے  
 اور مرزاں و عمر و اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہو دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک  
 مرتبہ دار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل و ندان نے کچھ ایسا سمجھا کہ چار و سیاہی  
 کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمر و و مرزاں و ماہ تاجدار قید میں آگئے جو عالم کہ ملک  
 بران کا ہوا تھا ہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہو گیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو



اس مضمون کا لکھا کہ میں نے ماہ تاجدار و عمر و اور مرزا ان جاو و اور لاکھ ساگر گرفتار کیا ہے  
 پہلے ملک بھرا ان شمشیر زن کو قید کر چکا ہوں اگر آپ شریف لائین تو ان کے قتل کی تہمید ہو چکی ہے  
 تاجدار فراسیاب کو ہو چکا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل جگہ سب کو قتل کرونگا جب حال  
 گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغیان قدرت نے سنا اسنے افراسیاب سے ملکہ  
 شکوہ زرین قہر کی تفسیر معاف کرائی اور مع محبوب شکوہ زرین قہر کو رخصت کیا  
 غرض میں مکان میں شکوہ زرین قہر رہتی تھی وہاں محبوب آئی اور سارا حال سب سے بیان  
 کیا کہ شخص اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا نقاب سیرا ارادہ ہے کہ ظلمات قہر و نڈان  
 کو مار کر ماہ تاجدار کو چھڑاؤں محبوب نے نہر حید منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونوں وہاں  
 روانہ ہوئیں دو بہر رات کو کوہ نیلم سے اتر کر سمت ظلمات پہنچیں تمام چلیں کہ ایک آواز آئی  
 میں تیری کنیز حاضر ہوں اسے ملکہ خوشی ہو کہ ملکہ سہیل جاو و آئی ہے مگر جو پٹا کیر چھو دیکھو سالوں  
 حلقہ کند کے محبوب اور ملکہ کے گلے میں تیرے اور دونوں بیوش ہو کر گرین اسنے آواز دہری کہ تم  
 صر شمشیر زن یہ بشتارہ دونوں کا لیکر افراسیاب کی طرف روانہ ہوئی از بسکہ صبح ہوئی تھی  
 افراسیاب کی بارگاہ تک پہنچا مناسب نہ جاتا کوئی دو گھنٹی دن جبر صاف تھا کہ مصور جاو و  
 کی بارگاہ میں پہنچی سانسے مصور جاو و کے آکر پکاری کہ اے مصور جاو و اپنے دل میں  
 اندیشہ نہ کر تاخیرات اور مردانگی سے میں شکوہ زرین قہر اور محبوب جاو و کو کپڑے لائی ہوئی  
 اور بشتارہ کیوں کر سانسے دونوں کو ڈال دیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت حذل  
 کی ہے کہ ملکہ شکوہ زرین قہر کا کیا مرتبہ ہے سوچ کے ملکہ کو ہوش میں رفع بیوشی دیکر لائی اور  
 برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا محبوب کو دیکھا کہ ساتھ ہی سر کر کے مع محبوب  
 سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جاو و گھبرا کر پیچھے دوڑ پڑا برابر ملکہ کے پہنچ کر ایک سل سحر کی  
 ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ میرے سحر کی سل آتی ہے اسی حالت میں سحر جو کیا تو وہ سل ربڑہ رہی  
 ہو کر بارگاہ میں مصور جاو و کے گری اور مجھے سر پر سنگ ربڑہ لگا جان سے جانا رہا ایک پتھر  
 مصور جاو و کے بھی لگا سر مصور جاو و کا پچھٹ کر لہو بہنے لگا یہاں سب گھبرا گئے  
 بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قہر اور محبوب دونوں بھاگ کر صحر اکی طرف روانہ



ہو میں اب دو گھر داستان افرا سیاب کے سننے کہ اسنے چار لاکھ جادو گروں سے قیصر جادو  
 کو روانہ کیا کہ خاکرمائے تاجدار و شہزادہ قرزان جادو و سب کو قتل کر کے سرانگے میںے باس  
 قیصر جادو فوج بیکر جان بارگاہ ماہ تاجدار کی بھی ہو چکا اور یہی وہ جو دو لاکھ جادو گروں ماہ  
 تاجدار کے قتلے انیر اگر گراہر خند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بنیاجاری لڑی رخی ہوئی اور کچھ  
 بھاگ کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لدوا کے ارادہ چلنے کا کیا لیکن جب قیصر  
 فوج رخی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضا کار اس طرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا میں آتی  
 حصین ملک نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو  
 نے آکر ہمارا اور بارگاہ حصین کرے جاتا ہے بسج سننے ہی ملک تاجدار نے سہ کیا اور  
 مانند برقی کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہاں جاؤ گے قیصر جادو نے تاجدار  
 کو دیکھ کر ایک تاریخ سحر کا مارا کہ ران پر آ کے لگا اور ہو جاسی ہوا ملک نے کچھ دیکھی گوندھ کر اپنی  
 خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اسکے ہاتھ میں دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اسکی فوج کو  
 پس اتنا سننے ہی وہ سوار ملک کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جسکے دور کر اسنے تلوار ماری  
 دو گھر سے بھاگتے رفتہ رفتہ ہزاروں جادو گروں کو مار کر ہر ایک قیصر کے ہو چکا ہر خند قیصر جادو  
 نے سہ کیا اور آیکو بچایا لیکن اس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو و سیدھا جہنم کو  
 ہو چکا پھر تو یہ حال تھا کہ جب وہ سوار تلوار بکھر کر جا پڑا تھا صفین کی صفین الٹ جاتی تھیں  
 غرض ایسا ہوا کہ تین ہر کے سرے میں دو لاکھ ساحروں کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو  
 کی بھاگی ملک شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو و فتح کر کے بارگاہ میں ماہ تاجدار کی بھین  
 اور بارگاہ استاد کرا کے بیٹھیں اور بعد اسکے چالیس تیلیاں سحر کی تازہ تیار کر کے ہر ایک کے  
 ہاتھ میں آئینہ دیا کہ وہ منہ اپنا دیکھنے لگیں بعد ازاں لدوا نے ماش کے پڑھکر ان کے  
 تیلیوں پر مارے کہ وہ تیلیاں پھر کی شکستیں اور سوار کے گلے میں موتیوں کا مالا اتار کے  
 ڈال دیا اور سحر کیا کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے  
 کئی ستارے ہیں اور بیچ میں ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب رفادہ ایک طرف  
 کو ہوئے جب خبر افرا سیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افرا سیاب نے



باغبان قدرت کو روانہ کیا باغبان قدرت ملک شکوہ زرین قبا کے سامنے  
 آیا اور آواز مہیب دی ملک نے دیکھا باغبان حریف زبردست سچے پس تاریخ اس پر دانا  
 اسے حالی دیکر ایک بچہ زمین پر مارا کہ ملک کے پاؤں زمین سے پکڑ لیے اور جیسی تمام باغبان  
 قدرت ملک شکوہ زرین قبا اور محبوب کو پکڑ کر سمیت آخر اسباب روانہ ہوا جب  
 تریب دریائے نوز کے پونچا کہ داسنی طرف سے کسی نے آکر ایک بیٹھ بیٹھ پونچا کہ اس کے منہ  
 مارا کہ بچہ مار کر باغبان زمین پر گرا اسے آواز دی کہ منہ نظر کر وہ حیدر کرار دھتر قرآن  
 بھوٹ کے ایک چاٹھری اور دھتر قرآن نے دوتر کر ایک بغل مارا اگر پہاڑ پر مارا تو پڑے  
 پتھر کے ہو جاتے مگر کچھ اثر نہ کیا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین بھٹ گئی اور زمین سے ایک چٹیل  
 نکلی اور باغبان قدرت کو بیکر غائب ہو گئی اور ملک شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو  
 کو دوبارہ بیکر حیرت جادو کی بارگاہ میں لائی حیرت جادو نے کہا کہ اب کہاں  
 جادو کی یہ کما کر طوق زنجیر تنگا کریدون سحر کے چاہا تھا کہ شکوہ محبوب کو قید کر اسل تباہین  
 محبوب و ملک کو ہوش آیا سمیت آسمان پر واز کر گئیں چھپے چھپے ملک شکوہ کی دہرائے ساحر محبوب  
 حکم ملک حیرت جادو کے دوسرے چھپے دریا سے خون روانہ برائی ملک شکوہ زرین قبا  
 نے ایک ناما لالہ کر دریا میں بھیکر یا اور آب اس میں بونچی ٹھیلیاں اس دریا کی آئین اور وہ جو دو  
 ہزار جامد گر چھے چھپے ملک کے آتے تھے ان سب کو پکڑ کر منج دریا میں حاشب ہو گئیں حیرت جادو  
 کو جو خبر ہوئی بھاری غضب کیا ملک شکوہ زرین قبا نے یہ کما کر حیرت جادو اب دھتر پڑی جاتے  
 جاتے دیکھا ایک ساحر کہ نام اسکا ساحر بیدل ہے وہ ایک مقام پر گیا ہوا اسنے کہا کہ اے ملک  
 حیرت جادو شکوہ زرین قبا ابھی اسی طرف گئی تو محبوب جادو کے یہ سنتے ہی حیرت  
 جادو مانند برق کے چمک کر برابر ملک شکوہ کے پونچی دفعہ ملک اور محبوب جادو کو بغل میں دایکر  
 پھر کردہان بونچی جہان وہ ساحر بیدل بٹھا تھا اس سے کہا بیدل تو تو مجھے خوب راہ  
 بتلائی نہیں تو نہ دونوں ومان نکال گئی تھیں ساحر بیدل نے کہا کہ اسطرح سے کھانا کہ وہاں کو گیا  
 بھی گور تھے میں ملک حیرت جادو کی کما کہ کس طرف سے جیسی ہی حیرت نکال کر اس طرف سے کہ ساتھ ہی گیا  
 کسی نہ حلقہ کند کے مارے کہ جہارون تھانچت حیرت زمین پر آ رہی اور وہ پکارا کہ منہ برق قرنی



اب شکوہ زرین قراچا و و محبوب جادو و جھوٹا ایک دن کوہ لاجورد میں آئین  
 کہ دم بھر شہرین دم این مگر ہیار میں ادھا عمل افراسیاب کا اور ادھا کوکب کا ہر غرض  
 وہاں اگر سحر کی تیاری میں مشغول ہوئیں لیکن حیرت حضور میں افراسیاب کے آتی سب  
 احوال ملک شکوہ کا بیان کیا اس وقت افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تو جا کر انبار لکڑیوں کا  
 واسطی طرف لگا یا صبح کو ملک شکوہ کو میں اس میں جلا دوں گا حیرت جادو و فیہ سحر طالعہ ہوشربا میں  
 بموجب حکم افراسیاب کے لکڑیوں کا انبار کروایا اور بیان افراسیاب ملک شکوہ کے کہ  
 روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحران میں بے وقت و وقت  
 لئے آئے کہ اے شہر یار ایک جادوگر ہے کہ اسے ہم سب کو قید کیا ہے مع عمر و دھرم و خراج کی اگر حضور  
 اسے مائیں تو پھر احوال معلوم ہو شاید ملک اسی کی قید میں ہوں غضنفر تنہا پھر گراٹھا اور مرکب  
 بادخود پر سوار ہو کر قرآن کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر میں برابر ظلمات کے پھونکا اور تیغہ وین  
 خگان غلام کر کے اس کے صحرے میں یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار میں ایک جاند نکل  
 آیا ہے اور آدھ سے ظلمات قیل و ندان نکلے سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر  
 بن اسد کے پاس انگشتی مرواہ ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہیں کرتا غضنفر نے یا علی اور  
 کنی کہے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملا کر ایک تیغہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے کا خبر کو لیتا ہوا  
 گردن سے مثل قطرہ سیلاب کے نکلے صندوق شکم کے دو ٹکڑے گئے اور گردن نامہ کوتلے سے اس  
 ساحر کے تیغہ نکل گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی کہ مر دیم و جان دادیم و یہ مطلب خود ز سر سیم  
 کشتی مرا نام من ظلمات قیل و ندان ہو و اور بعد کھڑی بھر کے روختی جا رہی سی نمایان  
 ہوئی ایک سمت سے ہر اوج عیاری نرغ اور شکیل جادو اور ملک بران مستی زرین غرض  
 جتنے قیدی تھے سب ساحر جھوٹے شہبوں نے روڑ کر غضنفر کی بلاتین تین عمر و دی غضنفر کو  
 لگے سے لگا لیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہاں پایا اسی حالت و حشت میں بال اکھائی اور  
 ایک سمت روانہ ہوا قرآن اسکو بخود جانکر دوڑا باقی جہان پیچھے تھے وہیں حالت پر غضنفر کی  
 افسوس کرتے تھے اب اور حال سنئے کہ یکایک کچھ تیار ہوئے سحر کے اور عمر و دی دیکھا کہ ایک ہوشیار  
 جلی وہ چمن ہر چھوے اور ایک ایک مع عمر و و بران اور شکوہ و مجلس آرا و نرغ اور شکیل



و ہمارے جادو و دوا و ماجد الرحمن میں کھڑے ہیں پھر دیکھا کہ ایک ایک گھری نواد کی پڑی ہر سبھون  
 نے وہ گھریاں لے لیکر گھاس چھنوں کی چھیل کر کھنے لگے کہ دیکھیں کون جلد گھاس چھنوں کی چھیل  
 ہے غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو و وزیر افراسیاب جادو کا ہے کہ سب اس میں مجبور  
 ہو گئے ہیں دو کلمے داستان کو کب روشنی صیر کے بیان ہوتے ہیں کہ کو کب خبر ہوئی اس سیلان  
 جادو اور قہرمان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب کلمے میں طلسم میں  
 اگر اڑا دو کلمے افراسیاب کے سنئے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اس وقت  
 مصور بھی آیا اور افراسیاب کو بھر کیا افراسیاب نے مصور کو اپنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز  
 کو بائیں طرف کا مالک کر کے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کی طرف دیکھ کر کہا کہ توفیق باز و میر  
 ہر میں کچھ سحر کنو گنا ٹھہرایہ لکرا افراسیاب نے اپنی ہاتھ سے اپنی سر کو تن سے اٹھایا اور آواز دی  
 کہ اے باغبان میں غلام ہوں افراسیاب کا جو بیس برس سے اس کے محکوم کیا تھا اپنے مقام  
 اور آب خدایستوں کی فکر میں گیا ہر لکیر وہ یہاں کی لڑائی سے غافل نہیں اسکو سب بیان کا حال  
 مفصل و مشروحاً معلوم ہے خبردار آج وہ کثرت لایا گیا یہ لکروہ جلا امرو خاک ہو گیا لیکن ایک جانور  
 اس خاک سے نکل کر سوئے آسمان اڑ گیا باغبان قدرت یہ نماشا دیکھ کر حیران صحر کو دیکھ رہا  
 تھا دیکھے ترسانے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی زمین میں زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی  
 دیکھا باغبان قدرت نے ستر بادشاہ تاج شاہی بر سر و چار ب شاہنشاہی دریا تھون میں  
 مورچہ چلے ہوئے زمین سے نکل کر سمت آسمان گئے اور کچھ بات نہ کی پھر الہا کی آواز تہجد  
 کے آئی اور ایک بریزا دے کر سی اللہ اس کی لاکر ج مہدان میں بچائی اور اس پر بیخ سہا یک لک  
 ابرنایان ہوا اور اس کی پے آواز آئی کہ منم افراسیاب جادو و غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے  
 نکلے تھر سب گرد اس کے مورچہ چلے ہاتھ چلے آئے ہیں باغبان کو بھر آواز سنائی دی کہ اے باغبان  
 قدرت حکم ہمارا یہ ہے کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ لکروہ کر سی طرف آسمان کے روانہ ہوئے  
 اور وہ ستر بادشاہ پھر زمین غرق ہو گئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھ کر دنگ تھا اور اسی  
 پریشانی میں صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمہ میں صنعت سحر ساز کو پایا اور پتہ کیا تو معلوم ہوا  
 کہ وہ زرد کیطرت گئی ہے باغبان قدرت اُدھر چلا غرض راہ میں ملاقات ہوئی باغبان قدرت کے



صنعت سحر ساز سے کہا کہ اگر اسباب کا یہ ماجرا میں نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی  
 میں نے بھی یہی کہا تھا دیکھا ہے غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت کلچین  
 کے مکان کی طرف روانہ ہوا کلچین جادو جو روی باغبان قدرت کی دکان جا کر باغبان سے  
 ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہے دو قدم بھر کے ہنسا اور گیند بھولون کا اس جادوگر کے سامنے  
 باغبان نے پھینکا پھول کچھ گئے وہ جادوگر پھول چنے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہے  
 اُس نے کہا میں برق فرنگی ہوں باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ  
 میں ضرغام کھڑا تھا گر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر ہو چا ضرغام نے حلقہ کند کے  
 مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کند ایک درخت پر گری ہے  
 ناچار اس نے کند کو کھولا وہیں باغبان قدرت نے وہی گیند بھولون کا اُس پر بھی پھینکا اور پکارا تو  
 کون اُس نے کہا ضرغام شیر دل عیار ہوں باغبان نے اس پر بھی قید کیا آگے روانہ ہوا رگستان  
 میں چلا کر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور چھوڑ چھوڑ کران حبش تھا باغبان ہاڑ میں پہنچا  
 اور قرآن نے دیکھا کہ جالسنوزن قرآن آیا لگا بائین کر کے قرآن کی ذرا آنکھ بھی دیکھا جالسنوز  
 نے قرآن پر ساتون حلقے کند کے مارے ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قرآن یوں حلقوں میں سے نکل گیا  
 جیسے حلقہ چشم سے لگا نکل جاتی ہے مگر قرآن نے جو حلقہ کند کے مارے تو وہ چاروں شانے چت  
 کو در قرآن چھانی پر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں صبار رفتار غرض قرآن نے اسکو باندھ کر  
 ایک درخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پہنچے قرآن کے صرصر سمیر زن پہنچی اس نے  
 صبار رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سُکر اسے چھوٹا پایا اور یہ بھی جلی مگر قرآن جاتے جاتے  
 ایک ہاڑ پر چڑھ گیا وہاں کی فصحا کا کہا کنا اور اسطرف کو ایک دیوار شیشی کی دیکھی قرآن ہاڑ  
 سے اُتر کے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ دکان ایک غار ہے قرآن اُس میں گیا مگر باغبان قدرت  
 کلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اُس مکان کی سب زمین شیشی کی تھی وہ زمین  
 ترقی اور کلچین جادو نکل باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے کہا ابھی بیٹھا تھا  
 کہ آواز آئی اسے باغبان افراسیاب نے حکم دیا گیا ہے دور با سے زور پر بس یہ سننے ہی  
 باغبان قدرت سواہ ہوا دریا کے زور پر گیا دیکھا کہ ستر بارگاہ نامی کی تھڑی ہے اور گرد



نو سین پڑی ہیں اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہے ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا  
 کہ بارگاہِ افراسیاب کی کونسی ہر اس نے کہا یہ بارگاہ میں اس کے غلاموں کی ہیں جو ستر بادشاہ  
 سو چھل کرتے ہیں ایک پنجہ باغبان کو اڑا کے روانہ ہوا اور ایک دم میں میدان میں جا کر  
 اتارا باغبان قدرت نے دکھا کہ گرد ہرے ہرے دخت ہیں اور ان میں پھول زکس کے  
 لگے ہیں پچھن میدان خالی ایک تخت پر چار پرزادے ہوئے آسمان سے زمین پر آئے ہیں  
 اس پر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اس نے کہا ای باغبان قدرت اس نے کہا حاضر وہ ہنکے بولا  
 منم افراسیاب ای نکحرام تو نے عمرو کو قید کیا سر کیوں نہ کاٹا حبلہ جا اور سر کاٹ لا اس نے کہا  
 بہت خوب یہ کہہ باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال میں گذرا کہ ذرا  
 چل کر گلچین کے پاس ہوا دن ایک دم میں اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ میں  
 کا سر کاٹو جاتا ہوں ہر چند اس نے منع کیا اس نے نہ مانا تب گلچین جادو سے کہا قرآن نیرو چھ  
 لگا دی یہ کہہ باغبان اور گلچین دونوں ایک میدان میں آئے اور ایک جادوگر کو نقب میں  
 سے گلچین نے نکل کر دیکھا پکاری یہ قرآن قرآن بھاگا گلچین اور باغبان قدرت  
 حیران رہ گئے دو کلمہ داستانِ سیلان و قمران جنکو کو کب سے بھیجا ہے بیان ہوتے ہیں  
 کہ جب وہ طلسم میں چار لاکھ جادوگر سے آئے یہ خبر افراسیاب نے سکر سحران دونوں پر اس  
 کیا کہ آپس میں لڑنے لگے اور دونوں طرف سے فوجیں آپس میں لڑ کر ماری گئیں اور  
 سیلان و قمران لڑ کر زخمی ہو گئے کہ پیچھے سے لکڑی پر دست جادو بھی وان ہوئی اور  
 یہ تماشہ دیکھ کر سیلان و قمران دونوں کو اسی حالت زخمی ماری میں اٹھا کر کو کب  
 پاس لائی اور سب ماحول بیان کیا حکم ہوا کہ انکو دریا بہ صحت پر لیا جائے جس کے کو کب  
 نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کو لینے کو چلی اور پچھلے عمرو کے  
 لالہ سے اپنے مکان کو گئی دو کلمہ داستانِ باغبان کے سنئے کہ آگے آگے تو باغبان اور پچھلے عمرو  
 قرآن جاتا تھا قرآن نے برابر پوچھا ایک بندہ اس پر مارا اگر کچھ ان کا قرآن تو شانِ حق صحر کی طرف  
 بھاگا اور باغبان جنت زدہ چار طرف دیکھنے لگا اس وقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو کی  
 لہر میں ڈال کر قید سے سوئے آسمان نے نکلی باغبان نے اپنا منہ پٹ لیا اور کچھ نہیں سکا ناچار



سمت تھرا روایہ ہوا کہ اس میں چالیس ساحر آتش بدن ہاتھ نہیں زنجیریں لڑے کی لیے چوہے  
 ہوئے اور آگ سے ہی باغبان نے سحر کیا ان پر اثر کیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب  
 کے ہیں۔ کتنے ہوسے اکدم میں اس پار دریا سے نور کے ہوئے ستر بار شاہون کی بارگاہ میں  
 کھڑی تھیں سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہون کا مالک ہر غرض وہ جادوگر باغبان کے کپڑے  
 ہونے ایک جنگل میں بیگئے وہاں آسمان سے ایک تخت اتر افراسیاب بسکل نیلے کے تھا پکارا  
 کہ اے باغبان مجھ ہمارا بھی خوف نہ آیا کہ تو نے عمر و کو قتل کیا اور بچر پیدا ہونے کے دو کوڑے  
 وہ بچے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان تو بہ کرنا تھا کہ وہ بچر غائب ہو گئے اور میں  
 سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اٹھا کر افراسیاب کے پاس لایا اس وقت افراسیاب  
 کو بتانے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر باغبان دیکھتا ہر دو ایک دریا میں ڈوبتا جاتا ہوں پھر  
 بعد کنارے پر جان نکلا وہاں سواری بادشاہ کی ایسی کھڑی ہر مع تخت کے غرض سواری کے  
 لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپ کو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کر باغبان کو  
 تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگر آئی اور مہرا کر کے کہا کہ افراسیاب نے  
 تلو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال نہ کرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمیں خبیث  
 جانتے ہیں اور کسی کو نہیں معلوم ہو سکتی بدی اپنے سے ہوتی ہے کہ کروہ ساحر باغبان کو اسی  
 میں بیگی اور اس مہرت کا نام ملکہ رستم جادو ہر ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہاں آکر  
 بارہ درسی میں بیٹھا ناچ اور رنگ ہونے لگا در کلمہ گلچین جادو کے سننے کہ گلچین کو خبر ہوئی کہ  
 باغبان قید ہوا بہ حراس ہو کر درباری نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان کی لائی  
 سنے کہا مارا گیا گلچین یہ سننے ہی روٹی ہوئی صحرا کی طرف جاتی تھی قریب ایک ہمارا جادوگر سامنے  
 سے آیا گلچین نے دیکھ کر کہا اے قرآن میں ہے اے کو پہچانا اور میں آپ کی لونڈی ری کوئی کس لیے کہ میری  
 طاووس کو افراسیاب نے مار ڈالا اب اگر آپ شریک ہو جے تو میں چل کر افراسیاب کو اردن اور مدینہ  
 اپنے خلوہ کے غزن کا لون قرآن نے سوچا کہ وائی تو بڑی ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ تمہاری  
 شریک ہوئی جاتی ہو ایسی گفتگو گلچین اور قرآن سے ہوئی غرض گلچین قرآن کو لیکر اس کے پاس  
 نور کے پہنچی دیکھا کہ فوج پڑی ہے اور ستر بارگاہ میں کھڑی ہیں بیچ میں ایک بڑی بارگاہ سلطان علی



لی ہر کہ یہ سب بادشاہ ہونکا مالک ہوا اور ستر بادشاہ اسکی اطاعت کر لیمن اور تا بعد از محضرت میں  
 غرض یہ دونوں اس فکر میں ٹھہرے کہ آج رات کو اسکی تلاش کرینگے اور قرآن جادوگر کی شکل بنکر ہر  
 نوح میں چلا اور گلچیں زمین میں غرق ہو کر ساتھ قرآن کے ہوئی قبت شام کو قرآن پڑھ کر اکیس بولی  
 رنڈیوں کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہوا پر پھر اُس کے ایک لونڈا اگر گڑھی بے ہر  
 غرض کہ قرآن نے اُس لونڈے کو بیوش کیا اب اُس لونڈے کی صورت بکرہ جیسے مچھولی کے  
 روانہ ہوا ایک دم میں بارگاہ کے دروازے پر پہنچے وہ مچھولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ اے نور  
 جلد آ اُس نے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نور اللہ یعنی قرآن ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پھر رات گئی  
 تھی کہ فقیر اللہ ایک فراش تھا اُسے حق کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ سیا  
 پینے کے ساتھ ہمیشہ تھا کہ نور اللہ لونڈا یعنی قرآن اپنی صورت تبدیل کر کے اب فقیر اللہ فراش  
 بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل میں داخل ہوا اور گلچیں سے محل کترے لگا ایک دو گھڑی  
 کے بعد آنگہ فقیر اللہ کی کہ جواب نور اللہ بندیا ہے محل کیا دیکھتا ہے کہ میں جو بیون کے پاس  
 بیٹھا ہوں گھبرا یا اور منہ پر جوابے ہاتھ پھیرتا ہوا دروازے پر پہنچا حیران ہوا اور چچا کہ میں فراش  
 بادشاہ ہوں ایک رنڈی نے مار کر کھانا تو دیا وہ ہوا ہر تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے  
 کہا اور حرا مزادی تو کسے مارتی ہر میں فقیر اللہ فراش ہوں اُس نے کہا مودے تجھے کیا ہو گیا ہر  
 میں نے تجھے کترے کھلا کے پالا ہر آج تو فقیر اللہ فراش بن گیا غرض غل ہوا اور خبر سلطان  
 تاجدار کو ہوئی اُس نے اپنے سائے بلا یا اور پوچھا اس نے کہا کہ میں حقہ پینے اُس  
 لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہو گیا پھر فقیر اللہ فراش کو لوگوں نے دیکھا کہ گلچیں سے  
 شمعوں کے محل کترتا پھرتا ہر لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اس لونڈے کو قید میں رکھو  
 باقی باقی فقیر اللہ اصلی اور فقیر اللہ نقلی اور حیرانی لوگوں کی کیا بیان ہوں غرض فقیر اللہ نقلی  
 حضور میں حاضر دو پہر رات تک رہے کہ اس میں سلطان تاجدار نے آرام کیا جا رہے تھے  
 رات باقی تھی کہ اسوقت فقیر اللہ نقلی یعنی قرآن نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہوا کھنچو عیاری  
 میں بیوشی رکھ کے برابر سلطان تاجدار کی ناک کے لایا دفعت کسی نے ایک تھپکی اٹھ کر قرآن  
 کے دی کہ بیوشی گڑھی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان کٹھ بیٹھ



اور پکارا تو کون قرآن سے ایک خبر سلطان تاجدار رہا اگر اسے مطلق اثر نہ کیا سلطان  
 تاجدار خبر کھا کر پکارا باش کمان جائیگا اور غل ہوا کہ لینا لیا مشرق قرآن کا تو یہ عالم کھا کہ بہت  
 غمزدہ منہ اور آنسو آنکھوں میں ڈبڈبائے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سکرو سنسار پکارا رت  
 ہے ہیرسل کو انتر تمہیں سکھایو + ساتھ ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور  
 ایک برق گرد قرآن کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے میں تھو ان پر گری  
 جس کے سر پر گری دو ٹکڑے تھا اور ایک پنجہ پیدا ہوا کہ قرآن کو اٹھا کر سوے آسمان روان  
 ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہو کر گرا اور قرآن کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جو رو تھی  
 یعنی گلچین جادو و غرض قرآن کو بار درباری نور کے لجا کر ہو بنایا اور کہا سبحان اللہ  
 او مت قرآن عیار کیا کتنا میں نے سب عیاری تمہاری دیکھی بار سے سجدہ شکر قرآن  
 نے ادا کیا بعد ازاں گلچین اور قرآن میں یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب سے  
 طلسم موش رہا میں حل کر حیرت جادو کو بار بن بعد اس کے چیا موقع ہر گالیاد کی لنگے لنگے  
 طلسم کی طرف چلے تھے جیسے ہی درہ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شیر زن عیار بھی افراسیاب  
 کی آئی ہر گلچین کو دیکھ کر پکاری کہ اے نکھر امہ تو نے خیم کو ار کر قرآن کا ساتھ کیا ہر لعنت ہر  
 پنجہ پر یہ لنگر چلی قرآن نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم ادھر سے چلو اور میں ادھر سے لنگ ہو  
 تھے اور چند قدم دوڑن گئے تھے کہ آپس میں نظروں سے غائب ہو صرصر قرآن کی صورت بکر  
 گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر ہو پونچنے کے صرصر نے کندھاری اور پستارہ باندھ کر  
 طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر ہو چکر پکاری کہ میں  
 گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکل کر کہا کہ اسے موش میں لا گلچین نے ہوش میں  
 آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا اے گلچین نے بھی نکھو امی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور  
 صرصر بڑی فاحشہ زامزادی ہر میں نے عیاری کر کے ارادہ کیا تھا کہ قرآن کو پکڑ لاؤں اس نے آتی  
 سے مجھ کو ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہر سامری و تمشید کی مجھ بھی تیرا لہنا خدا پرستوں سے یقین نہیں  
 آتا تھا صرصر وادی اور دیوانی ہو گئی ہر استغفار ای صرصر جلد چھوڑ دے گلچین کو یہ لنگر گلچین کی  
 قید کھول دی اور گلچین ہاتھ پاؤں کھلوا کر کہنے لگی کہ اگر کیے تو میں جا کر قرآن کو فریب دے دے



الاون حیرت جادو نے کیا کہ تم بڑا کام کرو اگر اس بونڈی کا کوئی جلیسی طلسم ہے کو بڑا لارلس بیکر  
 گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین و نالسی نکلی چھین کستی ہوئی کہ اتنی عیاری قرآن کی  
 محبت کا اثر ہو گیا ہے خوب ہی بچی غرض وہاں پہونچی جہاں قرآن بٹھا تھا قرآن نے بوجھا گلچین  
 کمان چھین گلچین نے قرآن سے ملاقات کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا میں تم کو لینے آئی ہوں  
 قرآن نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی چلو میں نے مارا حیرت جادو کو یہ کہ قرآن نے  
 ایک غریب کو کچھ روٹی دی اور کہا کہ تجھ کو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قسمران بتلانا یہ  
 بچارہ مفلس نہایت خوش ہو کر گیا ہوا کہ خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں اچھا  
 میں راضی ہوں اپنا نام قسمران بتاؤنگا قسمران نے ہلکراہنی صورت بنا کر اور آب  
 ایک جادوگر کی صورت بنکر اسکو ہیوش کیا اور باندھ لپٹا رہا اسکا کاندھ پر رکھ کر ہمراہ  
 گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سنئے کہ زبردست جادو عمرو کو سنے کر  
 کو کب سے منشیہ کے پاس آئی حکم ہوا کہ انکو جمشید رو سنجال بن کو کب کے پاس لیجاؤ  
 مرجان جادو عمرو کو جمشید روشن جمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید کے ملاقات  
 ہوئی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اس نے کہا کہ میں کوہ عقیقہ گلزار سلیمانی سے آئی ہوں  
 وہاں ایک میدان میں شکر لقا کا اور ایک میدان وسیع میں شکر حمزہ کا آرا ہوا ہے  
 وہاں شکر دن میں طبل جنگ بجا رہی بڑی دھوم سے ہو رہی ہے لقا کی طرف سے ہومان  
 جادو روئیں تن نکلا ہوا اس کے سامنے حمزہ کے شکر سے جو بہاؤ رہا ہے ہومان پر کوئی حربہ اثر  
 نہیں کرتا ہے اور ہومان سب کو زخمی کرتا ہے یا کڑ لیتا ہے یہ حال شکر عمرو کی حالت تباہ ہوئی اور اس نے  
 کہا کہ ای جمشید مجھ کو اب شکر حمزہ میں بھجوا دیجئے جمشید نے کو کب سے کہلا بھیجا و نالسی زبردست جادو  
 آئی نظارہ روبرو دست و دونوں لیکر روانہ ہوئیں چار گھڑی دن اپنی تھا کہ عمرو آکر وہاں پہونچا  
 عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف شکر حمزہ صاحب قرآن ہے اور ایک طرف شکر لقا ہے  
 اس طرف سے علشاہ نکلتے اور بمقابلہ ہومان روئیں تن کے گویا انھوں نے اسکا حربہ  
 رو کر کے تلواریں مار رہی مگر وہ اس طرح بڑی کہ جیسے کھڑیاں بر سوری پڑتی ہے اور اسنو علشاہ  
 نیزہ مارا و اللہ اعلم کیا تھا کہ علشاہ کھڑے سے گر پڑے اور ہومان نے انکو قید کر لیا



عمرو راجہ اور کھکھر سائے صاحب قرآن کے گھر آیا ہوا آیا اور مجھ کو اختیار کرنے کے لئے بل  
 لاش کو خزانہ میں لگا کر اور کچھ اثیر فنون کے شے عمرو کے پاس بھیجوائے اور طبل آساشر  
 بجوا کر شکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ میں آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے  
 سب کیفیت بیان کی اور یہاں لفتا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور اختیار کرنے ہوا مان  
 نیزہ باز روئین تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجو ایسے اسمیں ہوا مان نے پھر آپ ہی کہا کہ کہوں  
 نہ بجو ائیں اختیار کرنے کہا اب مرشد شریف فرما جو سے ہیں اب تم کوئی جا رہی رات  
 کے مہمان ہمارے لشکر میں جو اپنے تئیں سپہ راغ سحر ہی سمجھو سرور شدہ شے ہفتون کی  
 واڑھیاں پیشاب سے موٹڈ ڈالی میں لگاؤ اور اندکی واڑھیاں بھی موٹڈ سی و غرض ہوا مان  
 نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجو اور چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے  
 سیاہی عالم میں پھیلی اور آفتاب دریا کی مغرب میں ڈو لگیا اشعار

شفق کی آگ پھر بھڑکی شرم  
 ہوئی مہتاب نے روشن دریاں  
 میرے نام پر طبل جنگ بجو ایسے امیر نے ہر چند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے  
 طبل جنگ بجا اور یہ خبر اختیار کرنے کو پہنچی اس نے گھر آکر کہا کہ اے ہوا مان لیجیے انا لہو وانا الہ  
 راجعون اب خاتمہ ہر کچھیں تو رہنے حوالہ گور کیا فاتحہ خیر کا پڑھتی ہیں ہوا مان نے کہا کہ ملک جی  
 تھیں قارور سے من بھالے دکھائی دیتی ہیں غرض اب تیاری لڑائی کی ہوئے لای لوار  
 صاف ہوئی تھیں اور ختم ابدار ہوئے تھر کمانیں سینک کر درست کیجاتی تھیں تیرہ  
 ابدار ہوئے تھے لھوڑوں کے تسمی زین وغیرہ سب درست ہوئے تھے بہادر غسل تازہ  
 کرتے تھے نقیب و وہر رات کے بکارے تھے خودوں کو خودی سمائی تھی نہ رہ اپنی راہ پر  
 آئی تھی جا رہی رات ہتھیاروں کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمہ آفتاب عالم  
 میں موج زن ہوا اور نشان خط سحر ملک بظاہر ہوا اشعار

کہ جب اس رات نے انجام پایا  
 کہ اور بھی شے سر پر جادو نکلا  
 سحر کی روشنی نے نام پایا  
 جسکو کھیل کھیل خیل خیل فسون فسون  
 جہاں جہاں سید ان



کلزار روانہ ہوا صاحبقران با اقبال جلوخانہ نطل اندر سجانی اسلامیان میں آئے بادشاہ  
بھی سوہے سے برآمد ہوئے امیر نے بحر کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر میں لیکر جانب  
میدان مصاف روانہ ہوئے ابو الفتح نے عرض کی کہ تھارے یاران عیار رات سے نیچے میں نہیں ہیں  
کہیں نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھ کر کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا دیں کیا ہوا سوقت لاجول  
لا قوۃ الا بالشریہ اُنہے کہنے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بکھراؤ کرب نے فرط محالت سے اپنی آنکھیں  
پٹی کر لیں غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ صبح کا وقت نیم سوری کا چلنا پڑے  
پڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے چھوٹے پوشیدہ صحرا میں سبز و لعلات  
قلہ کوہ سے پائین کوہ تک کوٹریا لالا اور زگستان کو اکپ گھلا ہوا جب یہ لشکر اگر میدان  
پہنچا اس طرف سے تھا اور ہومان نیزہ دار اور ضیفم خون آشام و یاقوت شاہ  
وغیرہ سب میدان میں آکر ہوئے صفین آراستہ ہوئیں نقیون و نقابت کی گڑگوڑ گڑگوڑ  
گڑگوڑوں نے جب کہا کہ گڑگوڑ کا دل مرد و نکاہر جنگ پھر کا ہان نامور وہ نام کرنا  
رستم سے نہ وہ کام کرتا رستم ہی نہ اب سام باقی مردون کا فقط ہوا نام باقی  
جب لقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان  
میں آیا اور مرد مبارزہ طلب کیا اس وقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور  
عرض کیا کہ میں بیٹا ہوں عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزا کے اعمال پہنچاؤ  
انھیں صاحبقران نے مارے طیش کے جواب ندیا تھا کہ دیکھا ازیر وہ بیابان گردے برخاست  
اور اُس گردین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بہت دُلا اور  
حقیر ایک پاتو نے لنگر لگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہر اسکی سنان بھی زنگ آلود  
تلوار کی نیام کی کوٹھی گرنی پیلا نکلا ہوا اور ایک سوہیں آدمی بطور شہد و کے ساتھ جنگے بدن پر  
کپڑا بھی نہیں درست جاکھیاں اور ٹوپیاں اور چادرین گانڈھے کی سرخ اوٹھے آئے  
میں غرض آتے ہی سواروں نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو گھوڑا بھٹکا کو  
اُٹک ہو جاتا ہر کبھی سامنے آتا ہر غرض تین سو طغین رد و بدل ہوئیں اس وقت عمرو گھوڑا  
پہنچا بگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دلد کا گھوڑا ایک خندق میں گرا



وہ شہدے جو ساتھ تھے انھوں نے بہت سے پتھر اس خندق پر بارے یہاں تک کہ ہومان کو مار ڈالا اسے قتل کر کے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقا طبل آسائش بجا کر بھیر گیا امیر عمرو کو لیکر بارگاہ میں آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ اگر عمرو علم شاہ وغیرہ سب پہلوان ہومان کے یہاں قید ہیں انکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کر کے کچھ روپے صاحبقران سے لیا اور فارمین قیدیوں کی چھڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہے عمرو نے پہاڑ سے اتر کر اسی فوج میں جا کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اسنے کہا کہ یہ لشکر فیروز شاہ کا ہے عمرو نے کہا فیروز شاہ کون ہے اسنے کہا دودہ زنگی کا بیٹا فیروز شاہ ہے اسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کہ فیروز شاہ کا بھائی تھا اور نور الدین حمزہ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد میں قید کر کے اب اپنے باپ کے پاس جاتا ہے یہ سنکر عمرو نے فراش کی صورت اپنی بنائی اور فیروز شاہ کی بارگاہ میں آیا عرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروز شاہ کو بیہوش کیا اور آپ اسکی صورت بنکر اُسے نذر زنگیل کیا اسمین وقت صبح کا ہو گیا عمرو بارگاہ سے نکلا سخت پر بیٹھا قائم زنگی سپہ سالار فوج تھا اسنے اگرچہ کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنی فیروز شاہ نقلی نے کہا سم اپنے قلعہ کو پھر جائیں گے کچھ ایسا ہی کار فروری ہے یہ کہروہن سے سوار ہوا اور پھر قلعہ فولاد میں جا کر فولاد زنگی وہاں کا مالک تھا اسے بلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نور الدین کو حلقہ لا عرض نور الدین اور عادل شاہ کو بلا کر قید سے چھڑا دیا اور باتوں پر نور الدین کے سر رکھ کر کہا کہ میں آپکا غلام ہوں تمام نبشی اور فوج میراں تھی بعد ازاں فولاد زنگی سے کہا کہ ہمارے خزانے کی کنجیاں منگا اسنے کنجیاں منگا کر حاضرین اور وہ کنجیاں لیکے خزانے کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد زنگی و عادل شاہ دونوں ساتھ گئے تھے پس جہاں یہ داخل ہوا وہاں فولاد اور عادل شاہ و نور الدین جو دیکھیں تو تمام صندوق غائب ہوئے جاتے ہیں وہ دونوں حیران ہو گئے مگر نور الدین عمرو کو پہچان کر گلے لپیٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا نور الدین ہر تو نہایت خوش ہوا لیکن عادل شاہ اور کھٹا کھرا کر اسنے فیمن سوچا کہ غضب ہوا ہم آپس میں بھائی بھائی لڑتے تھے پھر ملاتے تھے یہ عمرو خدا پرست سے دشمن تھا کا تمام گھر



غارت کر دینا یہ سوچ کر کہنے لگا کہ واہ واہ حفوظ رہے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا ایک مگر یہ تو وہ ہے  
 کہ فیروز شاہ کو اپنے کیا کیا عمر و نے کہا میرے پاس موجود ہے اسے کہا نکالے عمر و نے  
 زنبیل سے فیروز شاہ کو نکالا قید رفع بہوشی دیا چھینک آئی وہ ہوش میں آیا غرض  
 عادل شاہ نے فیروز شاہ سے کہا کہ عمر و کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہو جاؤ ورنہ یہ قتل کر دینا  
 یہ فکر کر کے دونوں ازراہ ولد الزمانی مسلمان ہوئے اور بھانسنے میں بہوشی دیکر عمر و اور  
 نور الدین کو قید کر کے عادل شاہ و فیروز شاہ اور فولاد زنگی مع چار لاکھ سواروں کے ملک  
 دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کھرد داستان ایرج و جمہور و شاپور شیردل کے  
 نیسے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیردل بھی وہاں پہنچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر  
 کس کا ہے اسے کہا یہ لشکر ہے فیروز شاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹے ہیں دودہ زنگی کے کوئی شخص  
 عمر و ہے اور نور الدین ہر و ملکہ ماہ انکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہیں مگر وقت شام کا ہو گیا تھا  
 ایرج و جمہور و شاپور اور فولاد زنگی پوش یہ سنکر کوئی پھر رات گئے بطور شہنشاہ کے اس  
 فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی وہ چار لاکھ اور یہ تین پہلوان جو تھا عیار صبح  
 ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروز شاہ ہاتھ سے جمہور کے فی التبار  
 و السقر ہزار لکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور  
 نور الدین و عمر و اور ملکہ ماہ کو قید سے بچھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہو الیکر ملکہ ماہ  
 نے اس قید نشی سے کوچ کیا ایسی قضائی اس میں عمر و و غیرہ سب چلے چند قدم پہنچے تھے کہ ابو الفتح  
 و صفحانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمر و سے ملاقات کی ابھی باتیں دونوں کرنے تھے کہ عمر و نے  
 دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہے عمر و نے ابو الفتح سے کہا کہ بیٹا دیکھو تو یہ دیوار کہاں تک ہے  
 ابو الفتح جیسے ہی اس کے سامنے پہنچا ایک ہوٹا چھوٹا ابو الفتح کو لگا کہ ابو الفتح بچھڑا ہو گیا  
 اور عمر و نے دیکھا کہ ایک حادو گر میرے سامنے آکر کہنے لگا استاد میرا غلام کی آج موت آ رہی ہے  
 آپ مجھے دفن کرنے جائیے گا اور بعد میرے یہاں ایک دریا پید ہو گا اور کشتیان ہونگی انہر سیکو  
 سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا کرڈرتا سنیں یہ دریا کوکب روٹھنیمیر کا ہے یہ کہہ کر وہ مر گیا عمر و  
 نہایت حیران ہوا پھر اسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پید ہوا اور بحر بہت تھخ تھخ



کھڑے ہیں غرض نورالدین کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُس پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر اُس  
 دریا میں ایک طرف کو وہ بکھرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہاں سب اترے جب  
 سب اتر چکے اور ناوین خالی ہوئیں عمرو نے چاہا کہ میں بھی اُتروں کہ ایک تر اُتے کی آواز  
 آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناوین اور بکھرے ڈوب گئے اور جہاں تک نظر کام کرتی ہے پانی پانی  
 نظر آتا ہے مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہی عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اسوقت طغیانی دریا کی  
 اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ میں ایک بنگلہ  
 معلوم ہوا بلور کا کہ چلمین چاندی سوسنی بندھی ہیں کشتی عمرو کی وہاں جا کر گئی عمرو کشتی سے  
 اتر کے اُس بنگلے میں آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک بارہ دری بھی  
 یا قوت کی معلوم ہوتی ہے مگر بہت دور ہے پھر دیکھا اُسی دریا میں سے کئی ہزار مچھلیاں نمود ہوئیں  
 اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریراد سوار ہوا تھو پھلیوں کے سر پر رکھے ہوئے بعد ازاں عمرو نے  
 دیکھا کہ وہ بارہ دری خود بخود ادھر کو چلی آئی ہے اور اُس میں کوئی بادشاہ ہے وہ بادشاہ جب بارہ دری  
 پر اُبرا اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ ملک کو کب  
 ہے عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کو کب رو شنفیر نے کہا کہ میں نے تم کو اس لیے بلا یا ہے کہ یہاں  
 عجب راجہ ہے ملک مہر خ سحر چشم کا آج سر کئے گا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تر اُتے سے آواز آئی  
 عمرو جو دیکھے تو مع بنگلے دریا میں گر کر ڈوب گیا اب جو عمرو کے بالوں تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک  
 مکان نفیس میں جمشید رو شنفیر بیٹھا ہے اُس نے اٹھ کر عمرو سلام کیا غرض عمرو روشن جمال  
 دونوں بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار بہرین زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت  
 آتا ہے جمشید نے کہا کہ اُسے عمرو یہ ملک کو کب ہو پھر عمرو کو کب سے ملاقات ہوئی اور کو کب  
 نے کہا چلو سر کٹنے کا مہر خ کے ہمراہ دیکھیں پس ایک تخت پر سوار ہو کر کو کب و جمشید اور عمرو  
 طرف ہوش ربا کے چلے جب قریب علسم ہوش ربا کے پہونچے سنا تو غل سے دیکھا کہ مہر خ سر  
 جھکانے بیٹھی ہے اور جلد تیغ بکڑے کھڑا ہے عمرو بتاب ہوا ہر چند عمرو نے کو کب سے کہا کہ مجھے چلنے  
 مگر اُس نے نہ دیا مگر بتاب ہو کر اڑا لیکن اڑا نہ گیا اُسی تخت پر آکر اُس نے میں جلد کو حکم پہونچا  
 جلد قتل داری میں کا سر کٹ گیا اسوقت عمرو نے جو کچھ چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تین ہلاک کر دے مگر کو کب نے



نے ماتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ان ہاں اور خواجہ سلامت متسا عاتل ہو کر حرام موت مرنے کا ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہے اور دیکھو تو سام نے آسمان پر کون آتا ہے جسے ہی عمر نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ اے افواج افراسیاب خبردار باش منم ملک مہرخ سحر چشم یہ کہہ مارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلواروں کے ہزاروں جادو گروں کو مار کر لٹا دیا اور اس وقت افراسیاب کی فوج نے جھڑپ کھائی اور بھاگ کھڑی ہوئی یہاں کوکب روشن فیروز نے عمر کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے ساتھ جاسیے فتح کر کے بارگاہ میں داخل ہو جائے غرض عمر و سوار ہو کر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ سحر چشم سے کی عمر کو دیکھ کر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان میں کوکب کے مٹی عمر و نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے مہرخ نے کہا کہ ملک بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت پسین ہیں اور وہ قید میں ہے غرض یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سام نے تلخ رنگ لگانا بنا شروع ہوا رعد و برق چمکانے لگا اور عمر و مہرخ سحر چشم متوجہ غفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قرآن اور گلچین کے سینے کو وہ جو قرآن نے ایک راہ گیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادو گر کی صورت بن کر ساقہ گلچین کے رواد ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر منگل کی کرتی ہوئی گلچین سے قرآن اور نشانہ قرآن نقلی کا لیے ہوئے طلسم میں آئی اور قرآن نقلی کو لاکر حیرت جادو کے سامنے ڈال دیا حیرت کا یہ اگر سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھلکے اور غرض قرآن نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے پھلکے ادا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قرآن پشت پر اسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر افراسیاب کے ملک بران شمشیر زن کو حیرت کے سامنے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی کٹوا کے پھلکے دینا سنتے ہی حیرت جادو اٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرے جادوگر کھڑے ہوئے مگر قرآن اور گلچین حیران قرآن لاکھ لاکھ فکرین کرتا ہے کہ اتنے میں جلاد آیا مگر اس قید میں بران شمشیر کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نہ ہو جائے غرض تعریف ملک بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھنا شعر

کہ حیران پریشان تر و لیدہ مو | ناک پر و حیرت و ابرو | جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے



کہ قرآن کو تاب نہ رہی آتے ہی برابر بران کے قرآن نے کنداری اور ان جادو گردن کر بلوہ  
 میں سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہے اور ایک غل ہو الینا لینا مع  
 حیرت سب دڑے مگر قرآن جیسے بجلی کو نہ گئی سب مجمع سے نکال کر الگ ایک غار میں پہونچا  
 اور حیرت وغیرہ سب جادو گر ہر طرف ڈھونڈھا کبھی آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب  
 صرصر عیار پکی حیرت سے کہنے لگی کہ میں بران شمشیر زن کو لاتی ہوں یہ کبک روانہ ہوئی اور  
 قرآن اس غار میں بیٹھا ہوا اب دو کلمے داستان ابو الفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی دیوار کے  
 بموجب حکم عمر کے گیا تھا اور ہوا کا جھوکا لگ کر پھیرکا ہو گیا تھا بیان ہوتے ہیں کہ وہ دریا کو  
 کب رو شمس میر کا جب پیدا ہوا تو یہ کراسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کو کب کو خبر دی  
 ایک آدمی آپ کے دریا میں بتا آتا ہے کو کب نے کہا کہ اسکو پکڑ کر نام پوچھو اس جادو گردن  
 ابو الفتح کو پکڑ کر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اس نے کہا میرا نام ابو الفتح ہے میں شاہ عیاران عیار  
 عمرو بن امیہ نامدار کا بھانجا ہوں جادو کرنے ملک کو کب سے سب حال اگر کہا حکم ہوا  
 اُسے لاؤ ابو الفتح جہاں بیٹھا تھا وہاں سے ایک بچہ لیکر بارگاہ میں کو کب کی لایا ابو الفتح  
 جو دیکھے تو سامنے عمرو بیٹھا ہے دوڑ کر پاؤں پر گرا بھی کچھ ابو الفتح اور عمرو سے باتیں ہواں تھیں  
 کہ ایک جادو گردن نے کلمہ کان میں کہا کہ یہ عمرو نہیں ہے ملک کو کب سے اس نے اپنی صوت  
 عمرو کی بنائی تھی اور یہ خبر اس جادو گردن نے کہی ملک یا قوت پر فوج افراسیاب کی واسطے  
 ہمارے جادو کے آئی یہ سنکر عمرو نقلی یعنی ملک کو کب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جا کر فتح کرو اور ایک گھوڑا  
 عنایت ہوا غرض چار سو جادو گر لیکر ابو الفتح چلا اور ملک یا قوت میں آیا وہاں دیکھا تو لڑائی  
 کچھ بھی نہیں یہ پھر وہاں سے چلا آیا اور ابو الفتح کے ہاتھوں حال سب ملمسہ کر کے ایک  
 ساحر کے آتھ روانہ کیا اور ملک کو کب نے عمرو کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ ابھی کہ وہ  
 عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اسمین لکھا تھا کہ ابو الفتح اگر تمھارے طلبہ میں پہونچا  
 ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھ کر ایک ساحر کے ساتھ ابو الفتح کو لشکر صاحبقران  
 میں بھیجا اب ابو الفتح تو بارگاہ میں امیر کی چال کہتا ہے مگر حال صرصر عیار پکی کا سننے کو قضا  
 کار صرصر اسی غار میں آئی جہاں قرآن ملک بران شمشیر زن کو لایا تھا اتفاقاً اسوقت قرآن



واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اس لیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہو کہ ہر صر غار میں  
 پہنچی دیکھا تو پتھر کسی کا بندھا ہوا اور اس کا طول ملک بران شمشیر زن کو پہچانا وہ بھستی و حالانکہ  
 پتھر بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قرآن نے دور سے دیکھا دوڑا اور پیچہ زنی کر کے پتھر  
 جھین لیا مگر صر چمک کر صحر کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اس نے جا کر سارا  
 ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا میں آپ جا کر دونوں کو پکڑے لاتی ہوں  
 غرض حیرت جادو چلی اور قرآن نے ملک بران شمشیر زن کو ایک جنگل میں لا کر  
 کھولا اور وہیں گلچین جادو بھی پہنچی کہ اتنے میں سام نے سے حیرت نمود ہوئی یہ تو سب  
 گھڑائے کہ دفعہ دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قرآن نے  
 غنیمت جانکر ملک بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحر روانہ ہوا مگر یہ  
 پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر میں باغ سیب میں لیجا کر حیرت  
 کو پھوڑ دیا اور کہا اے حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قرآن و بران کو قتل کر بیان  
 قرآن اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سام نے سے حیرت اور  
 سلیم جادو نمود ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم میں لائے اور قیدیوں کو پاس پاس  
 بٹھا کر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغیان قدرت میں بران ہے  
 یہ باغیان قدرت کے مکان پر آیا اور گدگدنتہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساتھ گلدستہ  
 توڑنے کے ملک بران کے ہاتھ پانوں کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور  
 سام نے ملک بران شمشیر زن کے آیا ملک نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اُس نے ملک بران شمشیر زن  
 کے سحر میں مسجور ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملک بران گلچین اور قرآن کو ساتھ یسکر زور  
 سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہر چند چاہا کہ دونوں کو ایک طلسم سے باہر نکل جاؤں  
 لیکن جانہ سکی اور یہ دونوں ملک بران کے ہاتھ سے چھوئے یہ بھی گرا ہی چاہتی ہے کہ ایک  
 پنجہ ملک بران کو لیگیا اور ایک جنگل میں لا کر ڈال دیا جب ملک کو ہوش آیا دیکھے تو افنی مارو  
 سوار سام نے بیٹھی ہر یعنی خال ملک بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی میں تجھے لانی ہوں تو  
 بڑے غضب میں پڑی تھی لیکن ان دونوں نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب



نے حیرت جادو کو اسی وقت لکھا جب حیرت نے وہ مار پڑھا اسی میں لکھا تھا کہ اسے حیرت  
جادو ملک بران شمشیر زن اور افعی اثر در سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے ہونے  
حکم سے میرے توجہ اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم میں لا اور باغ عشرت میں لیجا کر شری خاطر  
داری کرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و افعی اثر در سوار  
کو دروازہ طلسم پر دیکھ کر صاحب سلامت کی اور تخت پر دو لون کو سوار کر کے داخل باغ عشرت  
ہوئی یہ دو لون تو سحر میں افراسیاب کے پھر سچ تھیں یہاں قران اور چچین دو لون طلسم میں  
کھڑے تھے قران ایک جادو گر بزرگ قضا کار اسی باغ میں آیا دیکھا تو عجیب باغ ہے  
سامنے ایک بارہ دری زرد کی ایک ڈال اسی میں تخت الماس پر ملک بران شمشیر زن  
اور افعی اثر در سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہیں اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہے نلج ہوتا ہے  
و گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ہر زرد نمود ہوا اور ہوا سے سر چلنے لگی آندھی زرد سامنے سے  
آئی اور اس آندھی میں ہزار ہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہیں بعد از ان قران نے  
دیکھا کہ ایک جام الماس کا البریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار پانچ سو پتلہ بلور کا  
اس جام کے گرد ہے اتنے میں حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور ملک بران  
شمشیر زن اور افعی جادو دو لون اُٹھیں اور مورچیل بال ہا کے جھٹنے لگیں حیرت  
نے مجرا اس جام کو کر کے بلائیں لیں اور کچھ زرد جو اہر شمار کیا اس جام کو ایک تخت الماس کا  
جو بیچ میں بارہ دری کے ہے اس تخت پر لا کر جام کو رکھا جام میں سے آواز آئی کہ سنم افراسیاب  
سے بران دیکھا تو نے کہ مجھ کو کیا قدرت دی ہے جمشید و سامری نے لیکن اسے ملک بران خیر  
آج سو جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستوں سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھے لگاڑی  
کیوں ملکہ اب میں چاہوں تو تجھے قتل کروں یہ کہہ کر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران اسادہ ہو تو جا کر  
بلالادہ پتلہ آیا اور قران سے کہا کہ بلالادہ قران اس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا  
وہاں ایک لو آگ کی آسریانی سے بھٹتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر میں اس کو سے آگ  
کی سمت ایک پتلہ تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ سنم افراسیاب اے قران دیکھا تو نے کہ  
کیونکر چپ کر تو آیا تھا اب بتلا مجھے کیونکر ہوشی دیکھا قران نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے افراسیاب



تو بڑا جلوہ گر کیا مقدور کسی عیار کا کہ تجھے ہوش کر سکے میں پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر  
 بہر دست ہو اور میں نے خواجہ عمر کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوش رہا سے نکل چلو اور اب تو میں نے  
 تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہو اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں عمر کو  
 طلسم سے لیکر ہر نکل جاؤں افراسیاب نے کہا خیر مگر قرآن خدو اور عمرو سے کہہ دینا کہ طلسم سے  
 نکل جائیں تو جان نہ بچے گی تو مفت میں مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیاں  
 جو اہر اور اشتر نیون کی عمرو کے واسطے قرآن کو دین بعد از ان ملک بران شمشیر زن سے  
 کہا کہ آخر مروارید مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہیں ہے تب افراسیاب نے  
 جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تھیں میرے سر کی قسم بران کو لکڑیوں کا انیسار کر کے  
 طلسم ہونٹن رہا کے سام نے جلوہ اور قرآن کو طلسم سے باہر نکلوا دو غرض قرآن کو باہر طلسم  
 بھیجا اور وہ جام پانی کا پھر آسمان کی طرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو معارضی آڈر  
 سوار قید کر کے سام نے طلسم کے انبار لکڑیوں کا کرا کے آپ اپنے مکان میں کئی اور  
 کہا کل دونوں کو صبح دم جلوہ ونگی اور یہاں قرآن و عمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر  
 کہا میان قرآن یہ اسباب کسکالے چلے قرآن نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ کیواسطے  
 افراسیاب نے بھیجا ہے آپ قبول کریں مگر اس طلسم سے نکل چلے عمرو نے وہ اسباب  
 تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل چلیں گے یہ کہتے ہوئے قرآن و عمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے  
 دیکھا سام نے انبار لکڑیوں کا ہر قرآن نے کہا حضور یہ انبار لکڑیوں کا ملک شمشیر زن کے  
 جلائے کے واسطے ہے افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہا کہ بران کو کل جلوہ دینا  
 یہ شکر عمرو نے کہا اے قرآن وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہو اور حیرت کیا تھیبے میں ملک  
 بران کو پھر اونٹنگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قرآن روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے  
 درہ کی طرف جانشلا دیکھا تو اکیس خیمے میدان میں کھڑے ہیں اور اکیس بادشاہ ہیں ہر ایک  
 خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار خیمے معلوم ہوئے ہیں غرض دو گھڑی رات گئی ہوئی کہ عمرو  
 ایک جادوگر ٹکڑا بارگاہ میں کیا آتش بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو عمرو نے لوگوں سے فرمایا  
 کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے ہیں کل ملک بران شمشیر زن کو جلائے اور افراسیاب



بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خبر غرض ڈھائی پہرات گئی کہ ایک سنایا مچھلے پہر کا ہوا اور لشکر  
 جادو گر و نکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو و پھوڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو و شے آیا قضا کاروان  
 پہنچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہوا اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہے کہ عمرو  
 پیچھے سے بیخ قنات کی اٹھ کر خیمے میں آیا دیکھا کہ سب سوتے ہیں عمرو نے شمعوں کو چادر عیاری  
 سے گل کر دیا اور ملکہ غزال جادو کو ہوش کر کے سامنے ایک صندوق تھا اس میں لپیٹ  
 کر رکھ دیا اور آپ اس کے تمام کپڑے پہن کر اسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا وقت صبح کے حور  
 جادو ملکہ غزال کی سواری نیکرائی یہ حور جادو خواص ہر اس قطار کو کیا خبر کہ رات کو یہاں  
 یہ تماشا ہو گیا غرض ملکہ نے اٹھ کر منہ اٹھ دھویا حور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی  
 شریف لائے ہیں آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہیں عمرو نے  
 دیکھا کہ ہرن سامنے سے آیا پر زرد کے لگے ہوئے اور زین سونے کا مفرق بجا ہر کسا ہوا عمرو  
 اسی پر سوار ہوا وہ پر نکال کر آسمان کی طرف اڑا اور تمام فوج اسکی ساتھ ہوئی راہ میں عمرو نے  
 دیکھا کہ ایک سو سا حره شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہیں اکیس ساحرون سے  
 صاحب سلامت کی سبب مع غزال یعنی عمرو کے میدان میں آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے  
 نیچے ہجوم ہے اور ملکہ بران واقعی اژدر سوار کو لکڑیوں پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہے  
 زرد کا اسی میں تصویر یا قوت کی بنی ہے حیرت جادو اسے مورچیل ملا رہی ہے غرض بران اور  
 افعی اژدر سوار کو لکڑیوں پر بٹھایا اسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ ای بران اگر تو اختر  
 مروارید کو دے تو میں تجھے چھوڑ دوں ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر کر میرے پاس اختر مروارید نہیں ہے  
 افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگا دو ساحرون نے آگ لگائی اسوقت غزال نقلی یعنی عمرو نے  
 اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں سمجھاؤں اور اختر مروارید  
 کو لاؤں افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر لکڑیوں کے آئی اور بران شمشیر زن  
 سے کہا کہ میں عمرو ہوں بران نے کہا سبحان اشد آپ نے کیا کام کیا ہے  
 عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ تم اسے کھا لو  
 اخصون نے کھایا اور بیہوش ہو گئے عمرو نے دونوں کو جلدی سے نذر زنبیل کیا



سب جادو گردن نے یہ تماشا دیکھا کہ سامنے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم ہر اوج عیار ہی  
 شاہ عیاران عیار عمرو اسے افراسیاب نے دیکھا کہ میں نے کس طرح سے چھڑایا ملکہ بران شمشیر  
 زن کو یہ سسختے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے ندینا لیکن عمرو نے جس جادو گر کو دوڑ کر خنجر مارا  
 وہ سیدھا جہنم کو پہنچا غرض عمرو اس دریا سے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائبہ ربانی  
 صحیح و سالم پارنگل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب  
 کے سنئے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھ کر صرصر عیار پچی کو بلایا اور کہا کہ تم نے ایسے عیار ہوا  
 میں تجھے کچھ نہیں ہو سکتا تو قابل گردن مارنے کے ہے صرصر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ لونڈی کوئی دہن  
 عمرو کو یا بران کو لاتی ہے یہ کہہ روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا حیرت جادو  
 حیرت میں اگر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو نہایت خوشی خوشی داخل ملکہ مہرخ کی  
 بارگاہ میں ہوا اور ملکہ بران واقعی اثر در سوار کو زنبیل سے نکال کر سامنے بٹھلایا اور  
 قید رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بران واقعی اثر در سوار سب باہم گلے ملیں ناچ  
 گانا بجانا شروع ہوا اتنے میں ملکہ بران واسطے مشاب کے گئی وہاں صرصر لگی ہوئی تھی  
 ملکہ کو بیہوش کر کے باندھ پشمارہ روانہ ہوئی لونڈیوں نے دیکھا غل کیا عمرو نے  
 سنا پتیرے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہے اسی وقت عمرو و برق فرنگی دونوں ٹکڑے  
 چلے اور صرصر نے ایک جگہ میں لاکر پشمارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہاں صرصر نے نقب  
 لگا رکھی تھی اور اسی جگہ صبار قمار کندہ انداز بیٹھی ہے پس صرصر نے کہا کہ اے صبار قمار  
 عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہیں پشمارہ سے خبردار عمرو اور برق جو دہان پہنچے یہ  
 پشمارہ لیکر پیڑ میں غائب ہوئی عمرو اور برق دونوں دھونڈھنے لگے اور صرصر شمشیر زن  
 نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پھر رات باقی تھی کہیں قضا و کار ملکہ قریشیہ سلطان  
 کی سواری اسطرف سے آنکلی اسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشمارہ لیے جاتی ہے اسنے  
 حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پرزاد نے صرصر کو پکڑ کے ملکہ قریشیہ سلطان  
 کے سامنے کھڑا کر دیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہے اور اس گھر میں  
 کیا ہے صرصر نے کہا اے صاحب میں عیار پچی ہوں اور اس پشمارہ میں ملکہ بران ہوں



جسے دین جمشید پرستی چھوڑ کر خدا پرستوں کی شراکت اختیار کی ہو اور عمرو کا ساتھ دیا ہے  
اسکو مین پکڑ کر قتل کرنے واسطے لیے جاتی ہوں ملکہ نے وہ پشتارہ اس سے چھنوا لیا مگر ضرورہ  
پشتارہ ڈال کر باندھوا کے بھاگی غرض قریشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا اور پوچھا  
کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہیں قریشیہ سلطان  
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہو اس نے کہا میں ان دونوں صاحبوں کی  
جان تیری کفایت برداری میں ہوں قریشیہ نے کہا میں بھی ہوں حمزہ صاحبقران کی جیسے  
ہی بران دور کر گئے لیٹ گئی بعد ازاں اداسے شکر احسان قریشیہ سلطان کا کر کے  
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرواز کمان روانہ ہوئی اور تلاش میں فوج جمع کرنے کے  
سو کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش میں ملکہ بران کی  
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان میں بارگاہ استاد سے نہایت بلند اور مرصع نخل سرخ سر  
اور گردا گرد ساحر کی فوج ہے عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ کی طرف آئے دیکھا  
ساحر نے باغ سو پر بزا دین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئے اور عمرو سے کہا کہ آپ اس پر سوار  
ہوں عمرو و میران تھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہو آپ کو  
یاد کیا ہے غرض عمرو اس تخت پر سوار ہو کر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارگاہ تیرہ لاکھ  
ساحر کا لشکر بڑا ہے اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہے اور گرد  
بارگاہ سو کرسی الماس کی ہر ایک پر ایک ایک جادوگر زبردست چاروں طرف بیٹھے ہیں بعد  
از ان عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیاں برابر تخت  
بران کے بھی ہیں ان پر جادوگر بنان بیٹھی ہیں عمرو نے پوچھا یہ کون ہیں ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال  
سمیر چشم ملاظوفان قمر چشم صدران جادو خندان جادو اکل جادو مجرب جادو مجلس جادو  
ملک شہیال شاہ ملکہ زلفین کا نخل کشا ملک جیپال شاہ ہیں غرض عمرو نے  
دو گھنٹی بیٹھ کر شہ اب بی بعد ازاں ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد میں روز کے خیمہ ہمارا سامنے ملے گا  
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آئے گا کہ مہر خ سحر چشم حیران ہوا فرا سیاب کی لڑائی سے  
یہ کہ عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلمے اسٹان فرائی



کے نشیے کر گلیچین قرآن کے ساتھ طلسم ہوش ربا میں تھی کہ افراسیاب اپنے کائنات میں پوچھا اور باغبان کو بلایا اور کہا کہ تو نے کچھ اپنی جو روکا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک میں آپ پر روشن ہو گا افراسیاب نے کہا کہ تیری جو رو کی کچھ نقصیر نہیں مگر اسنے ترسے مرنے کا حال سنا تھا اس سبب سے مجھے پھر گلیچین اب بلواتا ہوں یہ کہ کمر بنی سحر کا روانہ کیا یہاں گلیچین جادو طلسم ہوش ربا میں ایک مقام پر بیٹھی تھی کہ بنی اسکو لیکر ایک دم میں افراسیاب کے پاس لایا گلیچین نے افراسیاب کو دیکھا مارے ڈر کے بھاگ گیا اور بلاتین لیں دیکھتی کیا ہی کہ اپنے وطن باغبان قدرت زندہ صحیح سلامت رہا ہی باغبان قدرت نے کہا کہ تھنے یہ کیا حرکت کی کہ قرآن کی شراکت کی گلیچین نے کہا اسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہو گا غرض افراسیاب نے دونوں جو رو ختم کو پھر گلیچین بلوایا اور کہا گلیچین خبردار اب کبھی بمشید و سامری سے نہ پھر باغ غرض افراسیاب نے وہ مکان یہ دونوں جہان رہتے ہیں ایسا بزور سحر آراستہ کر کے دیباہی جہان سحرانکو آنے جانے کا راستہ نہیں معلوم ہوا اب یہ اس مکان کی بارہ دری میں آکر بیٹھے اور کھانا کھا کر دونوں پلنگ پر گئے وہاں عالم تہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اسوقت گلیچین جادو نے ہاتھ باندھ کر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات میں کشتی ہوں اگر میری جان بخشی کرو اسنے کہا کہ گلیچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب بچے گا نہیں اور ہیرت جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے میں یہ صلاح دیتی ہوں کہ آپ عمرو سے ملجاؤں اور قسم پر تمھارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہویگی میں نے سب نامائے عیاروں کے دیکھے بلا کے انسان ہیں اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صوت زندگی کی ہوتی ہے گلیچین کے کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونوں تہا بیٹھے تھے اور اکسلا بھر کے باتیں کرتے تھے کہ دفعۃً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادو گزیر جہاں اس نے کہا افراسیاب نے بلایا ہی یہ دونوں افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا بیٹھو پھر دیکھا کہ کیوں سچ بتاؤ رات کو کیا باتیں کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اسے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے اسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہو کر قصور ہوا افراسیاب نے کہا ہی باغبان قدرت اور گلیچین جادو تم دونوں سلمان ہمارے کے درہ پر



جاؤ دیکھو تو وہاں لگو کیا تماشا نظر آتا ہر لاکھ جادو گروں سے شہنشاہ جادو کو کوکب  
 روشن ضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہر بین کیونکر انکو قتل کرانا ہوں بس یہ سنکر  
 دونوں کھڑے ہوئے اور دو پیچھے دونوں کی کریم ہاتھ دے کر سوئے آسمان لے گئے جب  
 جب آنکھ کھلی دونوں کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہوا سپر یہ دونوں ٹھہرے اب دو کلمے  
 داستان کوکب روشن ضمیر کے سینے کو کوکب نے شہنشاہ جادو کو سچ بے کرا لاکھ  
 ساحروں سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا  
 تھا دفعتاً شہنشاہ نے دیکھا کہ سوا سوا جادو گر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہیں کہ ہر  
 غلام افراسیاب کے ہیں اسے شہنشاہ خبردار اب کہاں جائیگا شہنشاہ حیران ہو کر  
 کہنے لگا کہ یہ مادر بخطا سوا سوا ہمارا کیا کر سکیں گے ہمتو لاکھ ساحر ہیں غرض شہنشاہ جادو  
 سوار ہوا لگی تلوار چلتا سوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سوچا کہ خود بخود لاکھ ساحروں نے  
 شہنشاہ کے کہنی اپنی اپنی تلواروں سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ  
 کی خاتمہ ہو گیا سوقت آواز آئی کہ اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونوں  
 نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازاں دیکھا کہ ایک سواری  
 بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت فریب پہنچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا  
 کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونوں تخت پر بیٹھے ہوئے  
 آتے ہیں بارگاہ خالی میں شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنی اسی شہنشاہ کی  
 بارگاہ میں جو کوکب روشن ضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونوں بارگاہ میں جا چکے  
 تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پیچھے پیدا ہوئے دم بھر میں  
 افراسیاب کے سامنے لا کر آنا دیا دونوں نے کہا اے افراسیاب تو بڑھ ہی گیا  
 طاقت کیسی کی جو تیرا سامنا کر سکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونوں کو ان کے مکان پر  
 پہنچا دو غرض یہ دونوں اپنے مکان میں آئے مگر میراں تھے افراسیاب نے  
 نامہ مصور جادو کو لکھا کہ اے مصور جادو جس طرح سے ہو سکے عمر و کاسہ کاٹ کریرے  
 پاس بھیج دے مصور نے وہ نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ حکم سامری اور جمشید غفریب



عمو کا سر کاٹ کر بھجنا ہوں اور میں اُسکی تلاش میں نکلا ہوں آپ خاطر جمع رکھیں اور مصوٰر جادو  
 عمو کے قتل کی فکر میں روانہ ہوا اور عمو ران شمشیر زن سے رخصت ہو کر ایک فحرا  
 میں چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ میں برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمو نے گلی سے لگایا اور برق  
 فرنگی گلیے لپٹ کر رویا عمو نے کہا خیریت ہی برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصوٰر کو  
 نامہ بدین مضمون کاٹل بھجوا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر میں آپکی ہے اشرعاعا نے آپکو  
 ہمارے سر پر سلامت رکھے اسوقت سے غلام کی عجب حالت ہے اب غلام اس فکر میں ہے  
 کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جائے عمو نے کہا بیٹا خبر داری سے جانا  
 مصوٰر جادو بڑا زبردست لطفہ حرام سا ہے غرض یہ گفتگو کر کے برق فرنگی عمو  
 سے علیحدہ ہو کر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصوٰر جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمو ایک صحرا کی طرف  
 چلا کہ برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصوٰر کی فوج میں ملحق ہو کر عین ملک صورت نگار کی  
 بارگاہ کی قنات کے نیچے پہنچا اور صورت نگار جو رو مصوٰر کی ہے اس میں کوئی پیر رات  
 گئی ہے اور پیچھے قناتوں کے جو جادو گر نوکری پر تھے برق فرنگی نے سب کو بیہوشی دیکر  
 دو پیر رات کے قریب قنات کی میخ اکھاڑ کر صورت نگار کے پلنگ کے  
 برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چپی کرتی تھی مگر اونکھ رہی تھی برق  
 اُسکو بیہوش کر کے اُسکی صورت آپ بنا اور ملک صورت نگار کے سر ہانے آکر  
 رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملک کے منہ پر سے بال سرکائے ماتھے میں بیہوشی تھی جیسے  
 برابر دماغ ملک کے پہونچی تڑاق سے چھینک آئی ملک بیہوش ہو گئی اور برق فرنگی نے  
 اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہاں لایا جہاں لکڑیوں کا  
 انبار تھا ان لکڑیوں کے تلے جا کر ملک صورت نگار کو دیا پھر وہاں سے آکر اسی بارگاہ میں  
 بصورت صورت نگار سب جادو گروں کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبرا رہا ہے مصوٰر جادو  
 کے پاس اسوقت چلوں گی غرض صورت نگار نقلی سوار ہو کر مصوٰر جادو کے پاس آئی اور  
 بیان مصوٰر جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو ڈر گیا اور  
 اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اسوقت تم کیونکر تشریف لائیں



کسی نے آپ سے کچھ جا کر شاید کہ یا صورت نگار نے کہا میان مجھے تمہارے فعلوں سے  
کچھ کام نہیں تمہارا جو جی چاہے کرتے پھرو میں تمہاری تابعدار ہوں بارے مصور جادو نے  
نگار لکھا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونوں  
پینگ پر اگر لیٹے قضا کار مصور جادو تصور کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ عمرو اسی  
پہاڑ کے درہ میں ٹہل رہا ہے اسنے صورت نگار کے کہا کہ بی بی کیا غضب کے عیار میں ہو  
مگر چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائیں بعد ازاں ہم تم عیش کریں گے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا گھا  
بہت خوب پس یہ دونوں پہاڑ کے تلے اترے وہاں سچ جی عمرو ایک جادو گر بنا پھرتا تھا اسہیں  
مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہنچے آواز دی مصور نے کہ اسے عمرو اب  
کہاں جا لیا گیا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دو ہتھ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پائوں کا دم نکل گیا  
ساتھ ہی ایک بچہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سو سے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار  
اقلی اور مصور جادو ناچار ہو کر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت میں  
تصور عمرو کی گلے سے مصور جادو کے اتار لیجئے غرض یہ دونوں جوہر خصم اگر مسند پر بیٹھے اور  
شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر میں جھوڑو اور وہ بچہ جو عمرو کو اٹھائے گیا وہ بچہ سحر کا کو کتب  
روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اس بچہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان میں جا کر اتارا اب  
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہر چار کوس کے گرد میں چار پہاڑ ہیں ایک طرف  
سورنے کا اور ایک طرف زمرہ کا اور ایک سمت یا قوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ  
میں ایک ایک دروازہ ہر اور سارے میدان میں گھاس سنہری اور پتوں پر مانند مینا کے  
خوش رنگ بنری ہر سو براہوتے ہی ہوا سرد سو چلتی ہی عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران  
کہ کہیں ایسا نہویہ مکان افرا سیاب کا ہو کہ دفعۃً اس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگہ  
وہاں سے سورنڈیاں نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آئیں اور ایک  
عورت نے عمرو کو آکر مبرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اس پر کو کتب  
روشن ضمیر کی سر سے لکھا ہے کہ بچے تکو بلا یا ہے عمرو یہ دیکھ کر نہایت خوش  
ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم میں داخل اس پہاڑ میں سونے کے



ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک بل غ دیکھا کہ تمام چار دیواری سوئے کی زمین سوئے کی  
 درخت سوئے کے ٹہنیاں اور پھول نقیش کے لیکن ہر پھول پر چکر زرد کا بنا اور جو میں  
 ایک بنگلہ سوئے کا تحریرین زرد کی سوا سو پر زلا سنہری پوش شکلے میں اور چار سو  
 پر زلا تمام باغ میں پھیلی ہوئی ہیں اور بنگلے سے آواز طیلے اور گانے کی آتی ہر عسرو  
 ساتنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن خمیر بسنشی جو رہنے ہوئے ہر اور چار طرف  
 سے سنہری بادے کی سو جھیل لے کینرین کھڑی ہیں عمرو جلد کوہڑا کوکب نے اشکر عمرو کو  
 گلیسے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم رے غضب میں گرفتار ہوئے تھے اگر خدا خواست موصو  
 جادو و تمہیں کرنا تو ماری ڈالتا عمرو نے یہ سنکر ادا سے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا کہ  
 ای ملک میرا شاگرد برق موصو و جادو کی جو رو کی صورت بنا ہو یعنی بشکل صورت  
 نگار موصو کے پاس ہی یقین ہو کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کر گیا اب مجھے بھی آپ یہاں کر بیجیے کہ  
 میں وہاں جاؤں غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلا کر ایک گھڑا سر کا منگایا عمرو و اس پر  
 سوار ہو کر دو گھڑی میں مہرخ سحر چشم کی بارگاہ میں پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی کرنی  
 بیٹھ کر کچھ گفتگو نماز کی اب دو کمرہ داستان برق فرنگی کے سینے کہ برق بصورت  
 صورت نگار پاس موصو کے منھا ہوا ہی اختلاط ہو رہا ہے اور شہر اب چل رہی ہے کہ  
 وقت دوپہر کا ہوا اس میں صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقل سے کچھ ڈالیاں زنگر ونگی  
 اور ایک مالا موتیوں کا صرصر کو دیا بارے دو سب اسباب لیکر باہر آئی اور موصو و جادو  
 کو تراب کا خوب لشہ ہوا اور جھنک آئی وہ پہونچا جس سے گیا برق اس وقت اٹھا اور  
 تختی تصویر کی موصو و جادو کے گلے سے نکال کر اپنے قبضے میں کی اور بارگاہ سے باہر نکل کر  
 بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پتیرا برق کا پہچانا اس وقت  
 عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ میں آئی جیسے ہی برق  
 نے دیکھا کہ استاد آئے ہیں پکارا کہ استاد میں تصویر آپ کی موصو و جادو کے  
 گلے سے لایا عمرو یعنی صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھ کر بہت خوش ہو کر برق  
 فرنگی سے لے ل اور مثل برق برق سے انگ ہو کر پکاری شمشیر زن یہ لکھ



بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچ کر مجھے صرصر کے چلا قضا کار کسین قرغام  
 شیردل اس طرف سے آتا تھا اسنے دیکھا کہ صرصر کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ  
 منم صر اور تھپے اسکے برق فرنگی بدو اس آتا ہے قرغام شیردل پہلے صر شیر زن  
 سے مصور جادو کی بارگاہ میں گیا کیل دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے کے پڑا ہر قرغام  
 شیردل جو ان مدد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کر کے پلنگ پر  
 ڈال دیا اور درمی سہ چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بن کر بیہوش ہو کر جلدی سے لیٹ  
 رہا کہ اتنے میں صر شیر زن پہونچی اور آتے ہی نوکرون چاکرون سے کہا کہ اسے تھپے تھپے اس  
 طرح غافل ہو کر سو رہے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو قتلہ رفع  
 بیہوشی کا دیا اور صر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا میں دیکھے کیا  
 عیاری کر کے لائی ہوں یہ سنکر مصور نقلی نے صر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر  
 ہاتھ میں لی اور لگے میں اپنے ڈالی صر کو خلعت دیا صر تو گئی اب دو کلمے داستان  
 صورت نگار کے سنئے کہ وہ جو رد مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال  
 دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی  
 آنکھ کھول کر اپنے تئیں وہاں پڑا دیکھا گھبرا کر اٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ میں آئی  
 آتے ہی کہا میں ان مجھے تو بیہوش کیا لیکن تم کو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تم کو بھی  
 بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صر نے ایسا کام کیا غرض دونوں جو رو خاوند یعنی مصور نقلی  
 اور صورت نگار اصلی دونوں بیٹھے بعد ایک لمحہ کے ایک سمرن صورت نگار نے اپنی لیسکر  
 مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمرن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمرن سحر کی ہے اور اسہمیں یہ خواص ہر کہ ان دونوں  
 جو رو خاوند کے سوا کوئی دھمکو اگر ہاتھ لگائے تو اسکا ہاتھ جل جاوے قرغام شیردل مصور نقلی تو  
 یہ حال جانتا نہ تھا جیسے سی اسنے اس سمرن کو لیا اسکا ہاتھ جیلنے لگا وہ سمرن ہاتھ سے پھنک دی  
 صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتاؤ کون ہر ناچار قرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت  
 نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا قرغام شیردل نے عیاری سے کہا کہ فلان پہاڑ میں ہے  
 قرغام کو صورت نگار لیکر وہاں گئی وہاں پہاڑ پر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتاؤ تو مجھے بھی چھوڑ دوں



ورنہ جان سے مار ڈالو گی غرض ضرغام نے بہت جگہ اسے عیاری سمجھو کھا دیا کہیں کھات رانی کی  
 اسنے نہ دیکھی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے میں لائی اس عرصہ میں مصور جو پلنگ کے  
 تلے پڑا تھا اسکی بیہوشی اتر گئی وہ جواٹھکڑ دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا  
 ہوا اسکی مشکیں باندھی ہیں اور خفا ہو رہی ہے مصور جادو نے اٹھ کر انہی جورو کو گلے سے لگایا اور  
 پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اسکی گردن  
 مارنے کی ٹھہرائی کہ اسی خیمہ میں گردن مارین عمرو نے جب سنا کہ برق فرنگی تصویر میری مصور  
 گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا صرصر میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لپکی اسوقت بارگاہ مصور  
 کی طرف آیا وہاں احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور  
 کی بارگاہ میں کلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اڑ کر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونوں نے مجرا  
 کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور میں آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیر دل اور مصور و صورت نگار کو  
 ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا بھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک  
 طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمیت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سنسان ہے  
 نہ کوئی آدمی نہ درندہ نہ پرندہ وہاں آکر ایک سیب دو ان ہور و خاوند کو دیا کہ تم کھاؤ ان دونوں نے  
 وہ سیب کھا یا پھینک آئی بیہوش ہو کر گر پڑے غرض غلام دوڑ کر عمرو کے پانوں پر گرا عمرو  
 گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے  
 افراسیاب اس میدان میں آکر ہو چکا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو گیا  
 افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانوں کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور  
 اور صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونوں اٹھے پانوں پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپ کو تصدق سے  
 ہماری جان بچی افراسیاب نے دونوں کو خیمے میں بھیج دیا عمرو کو پکڑ کر دم بھر میں دریائے قمر میں  
 ایک ٹاپو تھا اُس میں لایا اور عمرو کو بٹھلا کر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جاپر قید کروں گا  
 جہاں سے کوئی لیجانہ سکے یہ لکڑی دستک دی کہ ایک پنجہ ہاتھ میں ڈوری ریشم کی لیے ہوئے پیدا  
 ہوا افراسیاب نے اس ڈوری کو کھول کر آسمان کی طرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بن گیا نا معلق  
 ہے اسی جھولے میں عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ تلے



دریا سے تھرا اور اسی پر وہ جھولا معلق ہوا پہرے اسی پر میں بیٹھا جھولتا ہوں پس افراسیاب اپنے مکان کو  
 چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھولے پر دریا میں قضا کار ایک دن مصور ایک  
 جنگل میں آیا عمرو سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کہ اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اسے مصور  
 جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ سب کانٹوں وہیں صورت نگارائی اور چھٹ پٹ ضرغام کو بزور  
 سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور اگر مصور و صورت نگار  
 دونوں کو کندہ کاری اور ضرغام کو چھڑایا اب ان دونوں نے چاہا کہ مصور و صورت نگار  
 کو قلعہ کڈالیں کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر کرا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق  
 کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ میں افراسیاب کو ازراہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن اسی  
 پہاڑ کے درہ میں ہی مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا  
 دونوں میں سحر کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے آخر و وارید کو دکھا کر وکروبت  
 بیان تک پہنچی کہ افراسیاب بیہوش ہو کر گرا اور بران روانہ ہوئی اور بیان چالاک افراسیاب  
 بلکہ مصور سے دونوں عیاروں کو لیکر گرو دونوں کے بانوں میں زنجیر سحر کی تھی ناچا چالاک  
 دونوں کو ایک پہاڑ میں بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہاں افراسیاب کو ہوش آیا یہ اٹھ کر مصور  
 جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونوں عیار کہاں ہیں مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھے لیکے تھے  
 یہ چپ ہو کر بارگاہ میں حیرت کی اور مصور اپنے مکان آیا اقسام کو مع مہر خ و بہار کے  
 حیرت کی بارگاہ میں افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعہ دیکھا کہ ملکہ  
 بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ میں سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی  
 بانٹوں پر گر پڑی اور کہا مجھے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک  
 تھا افراسیاب سے فریب کر کے مہر خ و بہار اور اقسام کو لے گیا مہر خ وغیرہ تو بزور سحر ہوا کہ  
 اپنی بارگاہ میں داخل ہو میں مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار کیا  
 اور حیرت کی بارگاہ کی طرف لیچلا بیان جانشوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز  
 کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو میں کچھ عرض کروں عرض جانشوز نے صنعت سحر ساز  
 کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک تھلکار کاٹ دیا وہ سحر ساز



کو صندوق میں بند کر کے سرچالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ میں لے گیا اور صنعت سر ساز نقلی نے  
حیرت سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے میں افراسیاب چالاک کو بگڑی ہوئی حیرت  
کی بارگاہ میں آیا صنعت سر ساز نقلی افراسیاب دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کہ کوئی عیار  
نہا لیکن صنعت سر ساز نقلی یہاں اپنے لشکر میں آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کی طرف  
آئی اور افراسیاب بھاگ کر افراسیاب نے بزور مورچا لشور کو پہچان لیا اور کہا صنعت سر ساز  
کو تو نے کیا کیا جال لشور نے کہا کہ میں فلاں پہاڑ پر دیکھا ہوں افراسیاب یہاں لشور کو سنا تھا لیکر اُس  
میدان میں جا کر پہونچا جس میدان میں جال لشور ملا تھا صنعت سر ساز کو یہاں گاڑ دیا تھا  
اب افراسیاب اور جال لشور دونوں وہاں ٹھکڑی سرکانے لگے مگر جال لشور نے اس طرح کر  
مٹی کو اڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی میں بیہوشی ملا آیا تھا وہی دماغ میں افراسیاب  
کے گئی اور افراسیاب تراق سے بیہوش ہو کر گرا جال لشور نے افراسیاب کو توجلدی میں  
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت نہ کہ حیرت کی بارگاہ میں آیا اور چالاک کو کھڑوانہ ہوا یہاں  
افراسیاب کو ہوش آیا گھبراہٹ صنعت سر ساز کے پاس آیا بزور سر دریافت کیا کہ صندوق  
میں بند ہر صندوق کھول کر صنعت سر ساز کو نکالا وہاں پر گری اور کہا میں پکڑے لاتی  
ہوں کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ میں گیا مگر صحر شمشیر زن اور صبار قنار  
وہاں آئیں جان بران و ضرغام پہاڑ میں بیٹھے تھے قید زنجیر سر میں ناچار اور مجبور صحر نے آکر  
دونوں کو ہوشیار کیا اور بیکر ساتھ چلی قضا کا راہ میں چالاک و جال لشور اُدھر سے آئے تھے  
انہوں نے دیکھا اور صحر و صبار قنار گھبرا گئے تیر زنی اور زنجیر زنی ہونے لگی وہیں دو  
پہنچے پیدا ہوئے دونوں عیار زنجیون کو بیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام آپ  
چالاک و جال لشور ناچار ہو کر پھر سے صنعت سر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے  
آئے ہی چالاک اور جان زور دونوں کو دم بھر میں کسی نے قید کر لیا اور صنعت سر ساز کے  
سامنے لا کر ڈال دیا صنعت سر ساز انکے قتل کی فکر میں ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو نیچا اٹھا کر  
لیگے تھے وہ افراسیاب کا سو کھا غرض افراسیاب نے لا کر ایک باغ میں  
انکھو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان میں آیا باغبان اور گلچین نے سیر کیا



افراسیاب نے سب حال ان دونوں سے کیا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض کلچین نے  
خاوند کو یہ دوش کر کے برق و ضرغام کو چھڑایا اور ایک درہ کوہ میں لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے مہرخ  
دور بہار کو جاتے دیکھا کلچین نے اسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیروں برق و ضرغام کی  
لکھو لیں اور کلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب کو  
کوچہ پہنچی کہ حضرت سحر ساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے وہاں آیا چالاک و جالسنوز کو قتل  
سحر ساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ میں قضا کا مہرخ اور ضرغام و بہار اور برق و فرنگی کو  
جاتے دیکھا اس نے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے اسے راہ  
میں دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور ضرغام کو پکڑے لیے جاتا ہوا بران نے  
مقابلہ افراسیاب کا کیا قضا کا رافراسیاب اسوقت زبردستی پر آگیا جیسے سی بران  
زمین پر جا ہے کہ گرسے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اس نے منہ پر بران کے ایک  
چٹکی خاک کی ماری کہ بران یہوش ہو کر گری اور وہ پکارا کہ اے افراسیاب ہم ایسے پیر  
غلام موجود ہیں تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہہ کر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا  
کہ ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تراق سے چھینک آئی اور یہوش  
ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے ملکہ میں ہوں قرآن و غرض ہر  
نے اختر و اربد کو نکالا اور مہرخ و خنجر کو ہوشیار کیا اور تخت بنو ہوشیار کر کے سبکو اسپر سوار کر کے  
روانہ ہوں اور قرآن و ان سے درہ کوہ میں آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ  
کوئی عیار تھا ناچار اپنے مکان پر چلا آیا یہاں بران شمشیر زن سب کو لیکر بارگاہ میں آئی  
مہرخ اور بہار اپنی بارگاہ میں آئیں برق و فرنگی اور چالاک و ضرغام اور جالسنوز و غرض سب  
عیاری کو نکلے مگر برق و فرنگی مصور جادو کی فکر میں اسکی بارگاہ میں آیا اور ملکہ بران عمرو کے  
چھڑانے کی فکر میں پھر روانہ ہوئی اور ایک دم میں کنارے دریائے خون روانہ کیے پہنچی اور عمرو نے  
اسی سحر کی حالت میں بران کو دیکھا کہ یہ شعلہ آتش نگر اس دریا میں کہ جس میں عمرو قید تھا گری  
دریا خشک ہو گیا اور عمرو کو بران شمشیر زن نے چھڑایا اور کنارے برائی عمرو خوش ہو کر  
بران سے باتیں کرتا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اسے جھپٹ کر ایسا سحر کیا



کہ غفایت میں بران اور عمر و گرفتار ہو گئے افراسیاب نے دونوں کو ارادہ قتل کا کیا لیکن محشاق  
 سبزہ رنگ ایک جادوگر اسکا افراسیاب کا ہوا اسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھ کر  
 ایک قندیل سحر میں نامہ دار کو بٹھا کر کہ نام اسکا طوماس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہاں  
 جائے کہ جہاں افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضا کار راہ میں طوماس سے قندیل  
 کو اتارا اور اسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلا اسنے الگ جا کر پیشاب کیا قضا کار  
 یہاں چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اسنے کلہ گوہن میں پتھر رکھ کر جو مارا طوماس کا سر پھٹ گیا چالاک  
 اسکی صورت بنا اور اس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہاں جاؤ گے اسنے کہا کہ میں نامہ لیکر محشاق کا پاس  
 افراسیاب کے جاؤنگا اور غفایت اس قندیل کی یہی کہ جہاں افراسیاب ہو گا وہیں جائیگی  
 جب یہ پوچھ لیا تو مجھے ہلکے پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش  
 افراسیاب ہوا کہ اسمین وہ قندیل جہاں افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر میں تھا  
 وہاں اُڑا تری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ  
 کھولے اس لفافہ سے بقیہ ہوشی کا اُڑا افراسیاب چھینک مار کر بیہوش ہو گیا چالاک  
 نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ میں  
 آئی یہاں افراسیاب کو ہوش آ یا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا  
 اور اس سے کہا کہ اسے باغبان تو مجھے چہر گیا اسنے بہت ساعذر کیا اسنے نہانا اسنے کہا کہ مجھ کو اپنی  
 جو رو سی کچھ کام نہیں ہے لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور  
 افراسیاب اسکو ایک جنگل میں لایا اور وہاں اسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت  
 روانہ ہوا یہاں برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ میں آکر کھڑا ہوا مصور نے مسند و تخت  
 سر کو کھول کر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبر داری سے اسکو لیجا تا وہ اسے لیکر وائے علم کہاں بھاگتا  
 قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا مجھے اسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر  
 اسکے مکان میں آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہے کہ اس صندوق سے بہت خبردار  
 رہنا اسنے کہا بہت خوب باتوں میں لگا کر بیفتہ بیہوشی کا اسکے منہ پر مارا کہ طور مار بیہوش  
 ہو کر ابرق فرنگی نے طومار کا سر کاٹ کر اس صندوق میں دیکھا تو تصویر میں بائیں تصویر فرنگی



پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگایا یہاں مصور کو خبر ہوئی اور جلد ترپا پس برق فرنگی کے پہونچ کر ازراہ سحر  
 یکر لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اسی وقت پہونچا اور اُس نے برق کا سر کاٹ کر  
 طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر بران کی بارگاہ میں آیا اور اُس سے بیان کیا کہ  
 افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہاں ماتم برپا ہوا عمر و پچھاڑین کھا کر اپنے تئیں  
 ہلاک کرنے لگا اور بران نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی مگر خاطر جمع رکھو میں غرض میں خون برق  
 کے میں پریراد ان توڑونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمر و کو ایک بوڑی سحر کی دیکر لیا کہ اس پر  
 کس کا سحر اثر نہیں کرتا آخر الامر عمر و سامنے طلسم کے آیا بران نے نقارہ کوچ کا کیا اور بلال سحر  
 افکن و طوفان قمر چشم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اسکے غبار جادو و اطار جادو مشتری  
 سحر زلفین کا کل کشا مجر السبت ملک حسین زرین دست اجل جادو و سہیل اثر در  
 سوار سہیل بج گردن ملک شعلہ شمشیر زن ملک کامل مدہوش سحر خرس پیشانی خلدو کش  
 گلغام جادو و مرزان وزیر سلو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ  
 مجلس اسے جادو و محبوب جادو و سلیمان عنبرین مو ملک اختر بن شہپاں قیل زور  
 شمشیر زن مہرخ سحر چشم شکیل جادو و برق جادو و درعد جادو و عقاب جادو و عمر و جالا  
 خرغام جالتشور ملک مہرخ کو ہر اول لشکر کیا محمد ملک بران بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوش ربا کو آئی اُس نے  
 ملک حیرت جادو و مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو و باین ہاتھ کو اہلیل جادو و قیل جادو و ملک  
 شکوفہ سحر جادو و آماس جادو و قیماش جادو و سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شکاف ماہ جادو و  
 متساب جادو و تیرہ لاکھ جادو گرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب  
 یہ فوجیں ہیں اور لشکر ہے کہ دریا ہے گرد و غبار فلک پر چھایا ہے رو سے آفتاب گند لا ہو گیا ہے گاؤ زمین کی مکڑی  
 وہ کسک آئی ہے کہ اگر وہ شاخیں بھی کچھو ائے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک میں لچک  
 آجائے برادہ رنگ اُس مقام کا برادہ آئیں تھاطوطے اسجد کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت  
 نسیم سحری کا فراتا اسلحہ کی چقا چاق بلند ارض و عنبرامین تنزل غرض یہ لشکر مثل سور و ملخ کے  
 میدان کارزار میں پہونچا اور برقیں گرین صحران کی جھاڑیاں جھنڈیاں میدان میں ان کی جلا دین سقون  
 نے چھڑکاؤ کیا کہ ابرو کو ابرو بہار کی کھودیا بادلہ نگار رنگیان کا ندھون پر ڈالے ہاتھوں میں



کتھ ہندی تھیام ہوا ہزارے کا فوارہ مشکیزے کے دھانے پر چڑھا ہوا انھوں نے میدان کو انبار  
پھر نقیبوں نے نکل کر نقابت کی گولیوں کے لڑکے پٹشی دستار بن سروں پر باندھے انھوں نے ماتہ  
کانوں پر رکھ کر فرقت دینا سے قافی زبان پر جاری کی منتظر

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش	جس کو دیکھو وہ سے پریشان	اس چمن کی ہو اسے بہمن
استین زن چراغ عقل یہ ہے	خاک جب ہو گئے قدر غنا	تب ہو اسے خوشنما پیدا
لالہ رو دلہ لکے جب داغ	تب ہو لالہ زیب نخل باغ	زکسی چشم بین جو دشن بین
چشم زکس چھکی سے سوکھن	احمدان بکوشید تاجا مہ زمان	پوشید شمع

روز جنگ ست باید کسرو | کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کہ کا کنگار سے ہوئے غرض بران آگے بڑھی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ تار  
خود بخود لشکر حیرت پر گرے اسکے بھی دو تین لاکھ ساحر و اصل جہنم ہوئے پھر تو دونوں میں  
لڑائی سحر کی ہوئے لگی یہ دونوں لڑ رہی تھیں کہ افراسیاب بھی اگر پوچھا اور برابر اسکے عشاق  
جادو استاد بھی اسکا اگر داخل ہوا افراسیاب نے اسکو دیکھ کر سلام کیا اور بائین کرنے لگا  
بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اسوقت ایک پھلی کی صورت بنے  
اوپر پل پر نژادان کے جو گری تو اسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے راکر کے اسخت  
لے آئی اسٹین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریائے خون روان کے تلام پر  
ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یا قوت کالائی ہے چنانچہ ذکر اسکا ہو چکا ہے پس  
پھلی کا برن اُسے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے ملبد ہوئی اب  
وہ حوض جاگھٹا ہوا قریب دریائے خون روان کے پوچھا اور اس حوض میں سے بران کہ  
پھلی بنی ہوئی ہے سڑ پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گر دریا میں ڈوبی وہاں جو دیکھا تو  
ننگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سناب پشت جادو وغیرہ سے وہ تمام  
تمام منسوب اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہیں کہ حسین و جمیل رہتے ہیں پس وہ سامریا  
اٹھکر اُس سے لگے اور ہزار پھلیاں اسکے جسم میں لپٹ گئیں اور آواز رہا ہوا محیب  
پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ چھوین کا تھا اور جس کا بنا تھا باطل ہو گیا اور وہ



خون روان خشک ہو گیا خاک اڑنے لگی اور بران کے جسم میں مچھلیاں ایسی لپٹیں کہ  
یہ ہوش ہو گئی اس وقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سراسر اک جدا ہو گیا لوگ روئے زمین لگے  
نقش کو اسکی اٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملک خوب صورت جادو جو قید تھی اسکو بران  
لے آئی تھی اور وہاں پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہاں کھڑے تھے مچھلیاں  
جو آئین تو انکے سینوں کو توڑ گئیں چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی  
وہ لشکر مسخ سے رٹنے لگی آپس میں جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آوار اسپان و گرد سپاہ ز تیرہ ہوا جز بہ خوشنمانند بترقید زاو اسے گردان زمین بدرید دل در شب تیرہ گون سوسے میسرہ رود اسے روان ابا جو شن و تیر آہن گذار صفے بر کشیدند نیزہ دران ہمین باز جلر سان بوشید خون پس پشت شان زندہ پیلان چو	بشد روشنائی ز خورشید و ماہ ستارہ سنان بود و خورشید تن ز گرد و سنان آسمان آہنیں سپہ را سوسے میمنہ کوہ بود جہان در خور اند کہ تن را روان پیادہ کہ بد در خور کار زار سپردار با باد پامان سران پس پشت ایشان سواران زمین از پی پیل گشت ستوہ	ز گرد سپہ روز روشن نماند از آہن زمین بود و در گرد مسخ ز تنگ تیرہ ز سنگ اندرون ز جنگ دلیران پر اندوہ بود ہمین دون پیادہ پس تیرہ بہ فرمود تا پیش رو سے سوار کہا نہا فکندہ بہ بازو درون کز آتش بہ خنجر بر نہ رنگ فوج حیرت ز گھوٹ گھٹ کھایا
--	--	---

اور بھائی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کر دے اس میں عشاق جادو نے کچھ  
سحر ایسا کیا کہ زمین و آسمان دفعہ سبز ہو گیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ ہوش  
ہو گیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو میں کیا حال اسکا بیان کر دے سینے دیکھا کہ  
ملکہ بران کی نقش پڑی ہے او پر تخت کے اور مطلق دم نہیں ہی پھر تو غم و غیہ سب رونے لگے  
اور گریبان چاک کر ڈالے ایک کھرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر میں نہیں آتی ہے  
سو اسے صبر کے چارہ کیا ہی بران کی نقش کو لیے ہوئے بادیدہ گریان و سینہ بریان اندر بارگاہ کر  
گئے اور بیچ بارگاہ میں نقش کو رکھ کے سب گرد نقش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام  
پر کھڑا تھا وہی تھی وہیں خیمے برپا کیے اور فوج کو جا کے آپ اندر خیمے کے بیٹھ کر افراسیاب سے باتیں کرنے لگا تا کہ غبارِ جنگ



تو پوچھا آئے افراسیاب سے کہ باغبان آج تو نہیں آتا ہر وہ کمان ہر افراسیاب نے کہا وہ مجھے برگشتہ  
 ہو گیا ہر مین نے اسکو واسطے چشم نہانی کے اندر ایک سحر کے جا کر درخت میں لٹکا دیا ہے عشتاق  
 نے حال باغبان سن کر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جا کر باغبان کو تو جلد رہ کر کے پاس ہمارے لے آ  
 نیلم جادو و بموجب اس کے حکم کے اس وقت راہی ہو گیا اور حال سنہ باغبان کا کہ اسکو گلچین نے  
 جا کر آنا کیا اور کھڑے ہو کر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا رہی تھی کہ نیلم جادو بھی جا کر پہنچا اور دیکھا کہ باغبان  
 تو چھوٹا ہوا ہے اور گلچین بھی موجود ہے پس اسکو خوف معلوم ہوا اسنے تجھے سے جا کر دونوں کو زور ع  
 یط لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے ملتا قفسار کا راؤ دھر سے چالا لاک آتا تھا آئے جو دیکھا کہ باغبان  
 و گلچین کو ایک ساحر بڑے ہونے لیے جاتا ہے تو یہ حیرت کی صورت بن کر پاس نیلم جادو کے آیا اور  
 اسکو قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کمر چھوڑ دیا کہ اس احسان کو ہمارے فراموش نہ کرنا وہ دونوں  
 تو راہی ہو گئے اور دوسری روایت میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چالا لاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونوں کو  
 پاس عمرو کے چلا آیا ان دونوں نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نقش کو دیکھ کر افسوس کیا  
 اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمہارے پاس چلے آئیں گے یہ کمر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کو کب بھی آکر  
 ٹھہرا حال بران کا سن کر نہایت متحیر ہوا اتنے میں معمار قدرت نے اگر جمشید کو نذر دی اور عرض کیا  
 کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہے تو اُس میں تابوت بران کا چل کر رکھ دیجیے کہ وہاں ہر افراسیاب  
 کی بھی مجال نہیں ہے جو اسکو لے جائے اسکو واسطے کہ یہ کشتہ سحر ہے ضرور زندہ ہوگی انصاف  
 نے معمار کی رائے کو پسند کیا اور بموجب اس کے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھ کر اندر تلمس  
 کو کب کے لیگئے اور اس تالاب میں رکھ کر پھر آئے اور اگر اپنی بارگاہ میں بیٹھے وہاں افراسیاب  
 کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونوں پاس عمرو کے بیٹھے ہوئے خوش اور خرم  
 باتیں کر رہے ہیں یہ سن کر نہایت برہم ہوا اور صرصر سے کہا کہ آج تک تو نے کوئی عیاری نہیں کی  
 اور انکے عیاروں نے ہزاروں مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا صرصر کو جو غیرت معلوم ہوئی تو  
 یہ وہاں سے چل نکلی اور نشترین لوٹتی گلچین کی بہن کی تھی اسکی صورت سن کر اندر بارگاہ  
 جمشید کے آئی اور اگر گلچین کو اشارے سے بلایا اور کہا کہ جہاں سب لوٹے ہیں حضور کی بہن  
 وہاں میں بھی آپکی خدمت گزار ہی کو حاضر ہوں اگر آپ کا دل چاہے تو آپ میرے



ساتھ چلین اور اپنی سب لوٹ لہون کو بھی لے آئیں کہ وہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک  
دھڑ کوہ میں پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہیں گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ آگے ہوئی اُسے اندر ورہ کوہ کے  
یجا کر اسکو بہوش کیا اور باندھ پشتارہ رو برو حیرت کے لیکٹی اور کہا کہ لہجے گلچین تو حاضر ہو وہ دیکھ  
نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُس میں باندھ کر کھڑا کر دیا اس حال کی خبر  
باغبان و فرغام کو جو ہوئی تو وہ دونوں آگے پیچھے بقرار ہو کر واسطے رہائی گلچین کے اٹھ کر دوڑے  
مگر پہلے فرغام مکان میں حیرت کے انکڑا داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی عیاری کروں صرصر بھی موجود تھی  
اُسے اسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے میں کہدا اُسے بزور سحر اسکو بھی گرفتار کیا اتنے میں  
باغبان بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ گلچین و فرغام دونوں گرفتار ہا ہیں بس اسکو تاب باقی رہی  
اُسے گلاستہ سحر کو بیج بارگاہ کے پھینکا یا اسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرون کی ناک میں ہوئی تو  
وہ از خود رفتہ ہو کر عالم نشہ میں جھومنے لگے باغبان نے اگر فرغام اور گلچین کو رہا کیا اور بس نکل  
نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسے جو دیکھا کہ باغبان و فرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے تو وہ  
پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہو کر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونوں میں لڑائی سحر کی ہونے لگی حیرت  
سحر میں باغبان سے بہت زبردست تھی اسوجہ سے باغبان عاجز ہو چکا تھا کہ صرصر آکر  
موجود ہوئی اور اُسے کہا کہ اے ملک آپ کا سیکر ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہیں میں اسکو گرفتار کیے لیتی ہوں  
آپ ہٹ جائیں حیرت صرصر کو سمجھا جدا ہو گئی اور اُسے بیضہ بہوشی نکال دیکھا یا تو باغبان کو  
اور مارا حیرت کے ناک پر داغ بین جو لو اسکی گئی جھینک آئی اور شراق سے زمین پر گر کر بہوش ہو گئی  
اسوقت صرصر نے لغزہ مارا کہ منہم چالاک ہٹا دو صرصر کہاں رہتی ہے باغبان اب آپ چلیے  
یہ کہکشیوں کو ہمراہ اپنے بارگاہ پوشیدہ میں لے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے  
کی اور اگر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور صرصر حیرت کو ہوش میں جو آگیا تو وہ ذلیل ہو کر اپنی بارگاہ میں چلی گئی  
مگر اس حال کو بیان نہ کیا اُس میں عشاق تو رخصت ہو کر اوپر گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہیں  
رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوٹ کر اندر زمین کے اس ارادے سے سا گیا کہ چل کر طلسم  
کو کلب کو توڑیے یہاں حیرت فقط تنہا بارگاہ میں حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہر کارون نے  
آکر غصہ کیا کہ شمشورہ میں تھمے تھمے جا خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سن کر جلدی جلدی بارگاہ کو



آراستہ کر دیا کوئی دو گھڑی نہیں گزری تھی کہ سواری اس کافر کی پہنچی اور وہ اتر در سحر کے اوپر سے  
 اوپر سے اتر کر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کر کے نگل پر بیٹھ گیا اور پرسان حال ہوا لوگوں نے  
 تمام حال بل کے توڑنے کا اور لڑائیوں کی شکست ہونے کا رو بروا کے بیان کیا وہ ستر بہت برہم ہوا  
 اور اسی وقت آمادہ جنگ ہو گیا ہر چند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب و کباب اور کھانا قدر سے  
 نوش کرو اگر بھی ارادہ تمہارا یہ توکل سمجھ لینا مگر اسے نمانا اور کہا کہ میں جمشید کا سر جنگ نہ کاٹ دینگا  
 میرے اوپر دانیانی حرام ہی یہ کہہ کر اتر در سحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا  
 عیاروں نے دور کر اسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہو کر مع اپنی فوج بمقیاس کے نکلا سامنے اس کے آیا  
 اور آکر صف بستہ ہوا اسنے جمشید کو دیکھا اور اس جادو نامی ایک ساحر تھا اسکو اشارہ کیا اسنے ہلکے  
 منیب دی جمشید کی طرف برق لامع نے اگر ایک چشم زدن میں مار لیا بعد اس کے زرد ہم جادو و  
 منقوش جادو و دیگرہ چند ساحر ان کے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اسنے ان  
 اسکو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا جب تو شیتور بدو اس ہو گیا اور خود جھلا کے میدان میں آیا جمشید  
 اسکو دیکھ کر برق لامع کو بلایا اور آپ اس کے مقابلہ کو آیا اب ان دونوں میں سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفر  
 نہوا برابر کوئی نہر بھر کے لڑائی سحر کی رہی قصہ شیتور کو جب یہ ثابت ہو چکا کہ اب میں جمشید سے سر  
 کسیدہ طرح سے نہو سکتا اور یہ مقرر مجھ کو گھار کر لے گا تو اسوقت اسنے خاک جمشیدی کو نکالا اور جمشید  
 کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر مٹی بھی پھینکی اسکی تاثیر سے جمشید اور اس کے سب ساحر  
 بیہوش ہو کر رہ گئے شیتور نے جمشید کو بغراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت میں لے کر اسی حالت  
 میں لے آیا اور وہاں فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو زندہ دیکھا تو نہایت  
 حیران ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شیتور پکڑ کر لے گیا ہے پس سب کو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک  
 مرتے پرست ہو کر واسطے ربائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھ کر جالاک نے سب کو روکا اور کہا  
 کہ تم غم نہ جاؤ میں جا کر جمشید کو اکیلا لے آتا ہوں وہ سب تو اس کے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ یکے دوسرے بصورت  
 سعدی بارگاہ حیرت میں آیا یہاں ہر صر بھی گھڑی تھی اسنے اسکو نظر اول پہچان کے منع کیا حیرت  
 کر کے نکل گیا اور پھر صورت بد لے آیا اسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ جالاک جرات کر آیا  
 صر نے پہچان لیا اسوقت قرعہ عام شیر دل بھی کھڑا اسنے حال دیکھا اپنی صر صبر رفتار کی بنائی اور صر کو ملک



لیجا کر کسی جیلے سے بیہوش کیا اور لیجا کر ایک صحرا میں باندھ کر ڈال دیا اور آپ پھر کر پائس چالاک کے آیا اور  
 کہا کہ اب تم لبراً غشت تمام عیاری کرو میں صرصر کو باندھ آیا ہوں اس حال کو سن کر چالاک تو ایک  
 باغبان کی صورت بنا کر اندر بارگاہ حیرت کے پہنچا اور صبار قنار واسطے بالادو کے نکلی ہوئی تھی یہ  
 پھرتی ہوئی اسطوف کو پہنچی کہ جہاں صرصر بندھی ہوئی تھی بس اس نے دیکھ کر اسکو کھول دیا اور عراہ اپنے  
 لیے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی بیان آ کر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے  
 تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور جیسے سے کہا کہ ای چالاک تو جان بچ کر آیا تو اس مقام پر  
 رہائی جمشید کے لگو تو اسکو کیونکر رہا کر سکے گا کسو واسطے کہ اس کے اوگر و قنات فولادی کھینچی ہوئی ہر اس کے اندر  
 وہ قید ہو چالاک نے کہا کہ ہم تو اسکو رہا کر لیونگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگو کو بھی عیاری کی داد  
 دو اس کلمے کو سن کر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چل کر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرادوں کہ دفعہ وہ قنات  
 فولادی خود بخود گری اور اندر زمین کے غرق ہو گئی اس حال کو دیکھ کر سب ساحر مع شیتور کے اٹھ کر  
 دوڑے تو دیکھا کہ اس مقام پر ایک غار عظیم الشان ہو گیا ہر اور وہ صندوق ہنیں ہر کہ جسمیں جمشید کو  
 قید کر کے رکھا تھا اور نہ بتا دیوار کا ہر سب کو نہایت تعجب ہوا اور وہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ ہر  
 مہتر قرآن نقب کی راہ سے صندوق کو لیکے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ  
 دیکھا تو وہ بھی کھڑک چلا گیا اور سمجھا کہ قرآن جمشید کو لیکے القصد شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہو کر اپنی  
 اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قرآن نے اس صندوق کو اندر ایک درہ کوہ کے لیجا کر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق  
 کے نکال کر ارادہ ہوشیار کر نکالا کیا تھا کہ اکبار کی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اٹھا کر جمشید کو لیکے قرآن کو کمال صدمہ  
 ہوا اور حال سننے سے بچے کا کہ وہ تنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اسکو جمشید کا معلوم تھا وہ  
 دیکھ کر لیکے غرض تنگ تو جمشید تو عالم بیہوشی میں لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور ادھر سے چالاک بھی چلا  
 آتا تھا اتنا درہ میں دیکھا اسے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جا رہا ہے پس دیکھ کر ایک ساحر کی صورت بن گیا اور  
 پاس تنگ کے جا کر پہنچا کہ کیون بھائی آج تم کس لیے جاتے ہو اس نے ساحر مجھ کے کہہ دیا کہ جمشید بن کو کب  
 یہ جا رہا ہوں یہ کہہ کر چل نکلا چالاک نے مجھے سے جا کر حلقہ لہو کند مار کر اسکو دھڑکھینچا اور جلدی سے سر اسکا کاٹ لیا  
 اس میں جمشید کو ہوش آیا وہ اپنے تئیں دیکھ کر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قرآن کا اور اپنا روبرو جمشید کے  
 بیان کیا اور باتیں کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ افراسیاب پہنچا اور جمشید کو دیکھ کر اس نے ناریل سحر کا مارا چالاک



توجہ کر کے اڑ گیا اور حمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مار کے ایک بوند لہو کی نکال کر اس ناریل کے اوپری  
 ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اس میں سے ایک گولہ نولاد کا نکلا اور اسیاب کی چھاتی پر  
 لگا کہ تمام بدن اُس کا ہل گیا اُس نے بھی خفا ہو کر ایک چٹکی خاک حمشیدی کی اوپر حمشید کے ماری  
 کہ اُسکی تاثیر سے یہ پھر بیہوش ہو گیا اور اسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا چالاک نے رنگ دیکھ کر  
 اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہاں تشریف  
 لیکے تھے اور اب کہہ کر جواب دے گا اس نے کہا کہ میں طلسم کو کب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہاں جا کر دیکھا تو  
 طلسم نہایت مضبوط ہی رہے تردد سے ٹوٹے گا سو مجھ سے پھر کچلا آیا تھا راہ میں حمشید کو جاتے ہوئے  
 دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہر اب تمھارے ساتھ میں چلتا ہوں القصد چالاک نے باتوں میں لگا کر جیاب بیہوشی کو  
 اُسکے منہ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہو گیا اور چالاک حمشید کو اٹھا کر اُسکی بارگاہ میں لے گیا سب ساحر حمشید کے  
 نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر جب چالاک حمشید کو ہوش میں لا دین وہ کسی طرح  
 ہوشیار نہوا اور وہاں افراسیاب کی جو آنکھ کھلی تو نہایت تعجب ہوا آخر کو ناچار ہو کر بارگاہ حیرت میں  
 پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت کو سن کر حیرت ہوئی اس میں چار سو ساحر زبان سس خ جوڑی  
 بنے ہوئے آئین اور آکر اس کا فر کو بجا کیا یہ سب اُسکی خواہشیں تھیں بعد اسکے شیتور نے بھی اگر سلام  
 کیا اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے پاس اپنے بٹھالیا شیتور بد مزاج تو حد سے زیادہ ہے اور بیٹھا بھی افراسیاب  
 کے بڑے بھائی کا ہی اس نے بیٹھ کر افراسیاب سے کہا کہ کیوں اسے چچا جان آپ نے اتنی سی لڑائی  
 کو اس قدر طول کیا سمجھ کے دیا ہے اور ان عیاروں کو بھی اپنے اس قدر طرح دے کے سر جڑھایا ہے  
 کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہو گئے بھلا اُنکا برباد کر دینا کوئی بڑا کام تھا جو اپنے انکو چھوڑ بھی چھوڑا  
 افراسیاب نے کہا کہ اسے فرزند تم ابھی عیاروں سے آگاہ نہیں ہو وہ بڑے زبردست اور شور و نش  
 میں کیا مجال کسی ساحر کی جو انکو گرفتار کر سکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہیں جہاں جہلو  
 تاکا اُنھوں نے وہاں بس فوراً اُسکو ماری ڈالتے ہیں اس میں کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیتور  
 نے سن کر کہا کہ آپ کو اُنکا ڈر غالب ہو گیا ہے اس وجہ سے آپ جو چاہیں فرمائیں میں آپکو جھوٹا نہیں کہہ سکتا  
 ہوں مگر اتنا تو البتہ کہتا ہوں کہ اگر فرمائیے تو میں ادنیٰ سحر سے جس عیار کو کیسے پکڑ لاؤں یہ گفتو شیتور  
 کر رہا تھا کہ حیرت نے جھٹکا کے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو بلاؤ دیکھیں تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو



شیئتور نے نور اتر ٹری سی اگ سنگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھنے کو گل کو جو ڈال دیا تو وہ جل گیا اور اُسہیں سے  
 دھنواں پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھنواں مجسم ہو کے صورت تیل کی ہو گیا اور ایک طوق فرخیر  
 ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے شیئتور کے اکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہے اُس نے کہا کہ جلد جا اور جس مقام پر  
 کہ چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ تیل اکبار کی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر  
 بارگاہ جمشید کے پہنچا وہاں چالاک جمشید کو لیکر جویا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی  
 فکر میں سربراہ اُسکے کھڑا تھا یہ تیل جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھ کر تیل کو نارنج ترنج  
 گو لہ فولا دی مارے اور وہ سب بڑے اُسکے اوپر گروہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو پھٹ گیا اور  
 یہ قریب چالاک کے پہنچا اور اُس طوق کو گردن میں ڈال کے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیئتور کے  
 پاس لایا وہ دیکھ کر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس تیل سے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور  
 چالاک قتل کروں چالاک تو بد جو اس ہو کر مصروف دعا ہوا اور شیئتور نے کہا کہ کیوں چالاک یہ  
 بنا کہ میں تیرا کیا درجہ کروں اسے بیکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے اکر ہم لوگوں سے سامنا  
 کیا ہوا ہے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہو قتل کر سکے بلکہ جو ہم کو بلاتا ہے وہ گو یا قضا بلاتا ہے ہم جہاں  
 آئے اور وہ مارا گیا چالاک شیئتور سے دو بدو گفتگو کر رہا ہے اور حال سننے قرآن کا کہ وہ  
 پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر مانی کی کرتے چلے آتے تھے قضا کا حسب اتفاق  
 حمیر جادو نامے ایک ساحر ہوا نے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیئتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی  
 لیے ہوئے چلا آتا تھا قرآن نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اسکی صورت  
 بنکر بس شیئتور کے پہلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیریں کیں وہ ساحر کھات خرا یا آخر کو ناچار ہو کر قرآن  
 بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آیا تو دیکھا کہ سامنے شیئتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہے  
 قرآن بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کپڑے دکھائے اسہیں ناوک جادو نے سلام  
 جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مہل آتے  
 ہیں اور اپنے طرفدار کو راکر کے صاف بیجاتے ہیں کیا عجب ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہوئے اور  
 چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کر کے شیئتور سے کہا کہ خبردار اس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی  
 عیار ہے شیئتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک نارنج سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت میں ساحر تھا



اسنے اسکو رد کر کے گولہ فولا دیا اور پر شیتور کے مارا وہ زمین پر گر کے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے جب  
تو گھبرا کے سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے ناوک کو گھر لیا قرآن نے جو دیکھا کہ پھر  
ہو گئی تو آنکو فرصت ملی انھوں نے جلدی سے چالاک کو اٹھالیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی کیا قرآن  
نے بارگاہ جمشید میں لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اسی طرح سے بیہوش پڑا ہے یہ پھر جا کر  
برابر اس کے کھڑا ہوا تھا کہ دو بچے پیدا ہوئے اور آواز اتر آئے کی آئی اور تاریکی ہو گئی اسی تاریکی میں تو  
بچوں نے جمشید اور چالاک کو اٹھالیا اور لیکر بروہے ہوا چلے گئے اب انکو تو اُدھر جانے دو اور دو گئے  
داستان شیتور کے سنو کہ اسنے جو ناوک جادو کو پہچانا تو اسکی خاطر داری کی اور حال اپنے لشکر کا  
بیان کر کے اسکو ٹھہرایا مگر چالاک جو نہ دیکھا تو کمال حیران ہو کر افراسیاب سے پوچھا کہ چالاک کو کون  
لیکھا اسنے کہا کہ میں تو تم سے پہلے ہی حال عیار و نکابیان کر چکا ہوں انھیں میں سے کوئی عیار آیا ہوگا  
اس کو لیکھا اس کو میں کیا کروں شیتور یہ سن کر بہیم ہوا اور کہنے لگا کہ اسے چچا جان اب جیتک کہ  
میں جمشید کا سر نہ کاٹ لوں گا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے ہر خیزہ افراسیاب  
نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اسنے نانا اور طبل جنگ بجا دیا یہ ماجرا دیکھ کر افراسیاب  
تواندر طلسم کے چلا گیا اور شیتور نقارہ کوچ کا بجا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ  
لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہاں تو سب قافل تھے اسکو دیکھ کر فوراً ہوشیار ہو گئے اور  
تیار ہو کر آمادہ رزم و پیکار ہوئے یہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان قبیل زور کو ہوئی  
وہ بھی سب تیار ہو گئیں اور اگر شریک فوج جمشید کی ہوئیں اُدھر سے ایوان جادو نے اگر ہار  
طلبی کی اُدھر سے وہم جادو نے اسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اسکے ہمار جادو  
نے بڑھ کر ایک ہی ترخ سحر کا اوپر ایوان کے مارا کہ وہ اسکے منہ کو توڑ کر نہایت کے پار نکل گیا ایوان  
جادو کو ہمار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو حیرت کے خود مقابلے کو نکلی  
اور آتے کر سا تھر ہی ایک تلخ اوپر ہمار کے مارا اسنے نارنج کو آتے دیکھ کر کچھ اسمرد سحر کا بڑھ کر انگلی کو  
جو اپنی اٹھالیا تو وہ نارنج بیچ میں سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا بعد اسکے ہمار جادو نے ایک ناریل کو  
اپنے ہاتھ میں لیکر توڑ ڈالا آسمین سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا  
اور جھوٹے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ میں اسکے سحر سے بیہوش ہو جاؤنگی اور سر بر زمین ہونے لگا



تو ہوا اس ہو کر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دوپٹے پید اہوئے اور حیرت کو بروئے آسمان  
 لگئے یہ ماجرا دیکھ کر شیتور کے یہ خیال میں گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہاں تک لڑے گا اسکو  
 تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہیں ہوگا یہ تصور کر کے مرکب سحر کو اپنے اڑایا اور اپنی  
 فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اس کا ساتھ دیا  
 یہ اوپر فوج جمشید کے جا بڑا پھر نیچے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اسوقت آسمان  
 شرریز تھا اور زمین آفت خیر معلوم ہوتی تھی گوئے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیاں  
 سحر کی بھی اڑ رہی تھیں کچھ سویوں کے پڑ رہے تھے کسی کی کسی کو خبر نہ تھی دھڑ دھڑ لاش پر  
 لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھانگنے کا کرتا تھا تو سوا سے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار  
 کیا تھی کہ شمع تھی پروا د جان نثار ہوتے تھے دلال اجل درکار ملک الموت ایک کی روح قبض نہ  
 کرنے پاتا تھا کہ اس مرگ گرتے تھے اشعار

ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشت لال	خرد شان شدہ خاک در زیر غل	ز نیزہ ز پیکان ہو تیرہ گشت
ہمین آفتاب انداز ان خیر گشت	خروش سواران و اسبان بدشت	رہرام و کیوان ہمین برگدشت
کفن شد کنون بفر و پوشش	ز خاک امرو گو ر پیرانشش	یہ رنگ لڑائی کا ہو رانھا اب

ایکو تو اس حال میں رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونوں کو نیچے جو لگے تھے تو وہ  
 کو کب رو ششمن کے نیچے ہوئے تھے انھوں نے ایک آن واحد میں لجا کر ان دونوں کو زمین پر  
 نساہین اتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھول کر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور  
 جاسے پرفضا پر اپنے تئیں پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اس زمین کی سنہری رنگ  
 طلا ہے اور پتے تمام درختوں کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہیں ہوا سرد چل رہی  
 ہے دل کو اتھو پت اور مرج کو تازگی دیتی ہو چالاک بنظر غور اس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا  
 تھا کہ یکایک زمین و بان کی ترقی اور اسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک بھول کسی  
 شے کا اجڑا ہوا تھا میں لیے نکلی اور اُسے قریب جمشید کی ملایا اُسکی بوجو دماغ میں ہو چکی جمشید  
 گہرا آنکھ بٹھا اور ہوشیار ہو گیا اس عورت نے سلام تو اسکو کیا مگر غائب ہو گئی یہ  
 ناراد دیکھ کر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا



نکرو یہ مکان ہمارا ہے چالاک کچھ اور پوچھا جاتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتیں زمرہ پوش اس میدان  
 طلانی میں آتی ہوئی دکھائی دین اور پیچھے ان کے تحت زمرہ پر کہ ایکڑ ال زمرہ کا تھا کو کب کو دیکھا کہ  
 وہ سوار چلا آتا ہے غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اٹھ کر سلام کیا کو کب نے کہا کہ بخود  
 چالاک نے بھی ارادہ سلام کر لیا کیا تھا کہ اکبار کی ہوا ایسی جلی کہ اس کی نظروں کے تلے تیرگی ہو  
 ہوئی یہ ٹھہر گیا بعد اُس کے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتیں ہیں نہ کو کب  
 سے نہ کچھ سامان سواری کا ہے جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اس فکر میں  
 تھا کہ دہنی طرف سے اڑھائی سو عورتیں لباس یا قوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یا قوت کا  
 ہر لہ اپنے لیے نمودار ہوئیں اور اگر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھ کر سب نے مجرا کیا کہ آپ کو آپ کے  
 والد بزرگوار نے طلب کیا ہے جلد تشریف لے چلے جمشید ساتھ ہی سننے کے اٹھ کھڑا ہوا  
 اور اوپر تخت کے سوار ہو کر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھالیا اور تخت کے پھر تو ان عورتوں نے  
 تخت کو اٹھالیا اور لیکر چلیں جبکہ اس میدان کو طے کر چکیں تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار  
 آئینہ کی سامنے کھینچی ہوئی ہے اور اُس میں دروازہ بلور کا لگا ہوا وہ عورتیں تخت جمشید کو دروازہ کی  
 اندر لیکر داخل ہوئیں وہاں جا کر چالاک نے دیکھا کہ باغ سے گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہو روش  
 شیری سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دیکھو مرغوب اسطر حاکا اگر رضوان بھی اُسکو دیکھے تو دارو علی  
 بہشت کی ترک کردے سنگریزے یا قوت زمرہ کے جا بجا پڑے ہوئے ہیں اور ہزار ہا ہفت  
 کترا ہوا تمام باغ میں پھیلا ہوا ہے اور ہزارے ہزارے کے آئینہ ہزارے یا قوت زمرہ کے چڑھے ہوئے

نہروں میں نصب ہیں نظم	کوئی گل مثل روئے ماہ براق	آداہٹ میں کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی میں اور ہی صورت کی تین	کسی میں سب طرح کے رنگ پیدا
کسی میں ایک اک جلوہ ہویدا	لبالب آب سے نہر میں ہر اک سو	جو لجا میں دل شائق سے قابو
توازن جا بجا مرغان خوش رنگ	ہر اک کے زمرے کا کچھ نیاز رنگ	حق اور بھول ہزار ہا طرح کے تمام

باغ میں شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہیں اور خوشبو اسطر حل کی آتی ہے کہ دماغ جان کو قوت حاصل  
 ہوتی ہے کہ وہ عورتیں اس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ ایکڑ ال زمرہ کی تھی یلکین وہاں  
 چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کو کب جلوہ افروز ہے اور ہزار ہا قتل مرصع یا جھالروہ



سقف میں آویزان ہیں اور فرش تمام کا گسترہ ہی میز فرش زرد اور باقوت کے جابجا رکھے  
 ہیں اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہیں غرض جمشید نے تخت سے اتر کر کوب کو بجا کیا اور  
 کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کو کوب کے نصب تھی دوسری کرسی پر چالاکت بھی بیٹھ گیا اور  
 کوب نے جمشید سے کہا کہ اسی بھروسے پر تم افراسیاب سے لڑنے کو گئے تھے دیکھو کہ شیتور نے  
 کیسا سحر اور تمھارے کیا کہن کو بہوش کر کے بکڑ لیا اور تم سے کچھ بھی نہو سکا اب بھڑاسکے ساتھ ارادہ  
 مقابلہ کا کرو گے جمشید نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اپنی مہربانی اگر میرے حالی پر ہوگی تو میں لاکھ درتیر  
 سامنا کروں گا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اس کلمہ کو سن کر کوب نے کہا کہ اس وقت  
 بھی تمھاری فوج پر شیتور گرا ہوا ہے اور قتل و قمع کر رہا ہے پس تم اس انگشتی کو لو اُسکے اوپر اسم  
 جو کنسہ ہے اُسکو جا کر اوپر فوج اور لشکر شیتور کے اس وقت پر مارا تاکہ جس وقت شیتور خاک جمشیدی  
 تمھارے لشکر پر مارے اور وہ سب بہوش ہو جائیں اور اسی فرزند میری توجہ غم میں بران  
 کے فنا ہو رہی ہے کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہی اسوجہ سے سحر وغیرہ سب بھکھولا ہوا ہے اور جہان  
 پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہے اور بران کی فکر میں یقین ہے کہ صبح و شام میں عورتیں ہر کے گنبد سامری  
 میں جائیگا اور عشاق جادو کو مار کر مقرر آئے گا پس جس وقت کہ وہ آئے گا تو پھر میں بھی  
 کوچ کر کے تمھارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہ ایک ساحر کو کہ نام اُس کا فولاد قوی بازو  
 تھا اسی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ لشکر تمھارا بر باد  
 ہو جائے جمشید نے سلام کر کے اُس انگشتی کو لے لیا اور فولاد کو ہمراہ لیکر مع سب سواروں  
 سوار ہو کر سمت طلبہ ہوش رباروانہ ہوا اور حال سننے وہاں کا کہ شیتور جنگ مغلوبہ  
 میں مصروف ہے اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہے مگر اُنکے بھی شریک مہرخ اور ہمار  
 برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہیں تو انھوں نے لڑائی کو روک رکھا  
 ہے اور شیتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہے کہ وہ بھی عاجز ہو گیا ہے اور یہی اپنے دل میں  
 کہتا ہے کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہیں دیکھا چاہیے کہ ان سے سربر ہونا کیونکر ہوتا ہے آخر کو عاجز  
 ہو کر اس کافر نے خاک جمشید و سامری کو ایک ٹٹھی بھر کر سہمت آسمان اڑایا وہ جو بھلی تو  
 اُسکی وجہ سے زمین و آسمان تیر و تار ہو گیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سب کو یہ معلوم ہوا کہ جنم کا در کھل گیا ہے



ہو اکی تاثیر سے آٹھ لاکھ سادہ جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو و جیو کا سب بیہوش ہو گیا  
اور شیتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سر سیکے کاٹ لو اس اثنا میں حیرت جادو بھی آکر ہوئی  
سب کو بیہوش دیکھا شیتور کی تعریف کی کہ واہ و اکیا کننا ترے سحر کا اس وقت تو تم نے وہ کام کیا  
ہو کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمہارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیتور کی کر رہی ہو اور وہ  
مثل گدھے کے پھولا ہو اور لشکر جمشید کے سر کاٹنے کو فوج اسکی خیر بکف ہو کر توجہ ہوئی  
وہ تو سب بچا رہے بیہوش پڑے تھے ان کافروں نے دس بارہ آدمیوں کے سر ایک آن و احد  
میں کاٹ ڈالے کہ حکم قادر لم نزل جمشید بھی اسنی ہزار ساحروں سے آکر یونجا اور اُسٹو دیکھا کہ ستم  
ہو رہا ہے سب ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہیں اور لوگ انکے سر کاٹ رہے ہیں پس یہ دیکھتے ہی تنگ  
ہو گیا اور تخت پر سے کود کر اپنا غرہ کیا اور اُس اسم کو پڑھا انگشتی کو زمین پر پھینک دیا جتنکے ہی ایک آواز  
شیتور کی آئی اور وہ نکلنے کہ جو انگشتی پر رکھا تھا دیکھا کہ شکل آفتاب ہو گیا اور روشنی اُس میں پیدا  
ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبو کی لہریں آنے لگیں اور ہوا کی  
تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برط ہو گئی اور سب سادہ جمشید کے ہوشیار ہو کر اٹھے اور  
جمشید کو دیکھا کہاں سرور ہوئے اور جمشید نے اُس آفتاب کے اوپر جو نکلنے کا بنا ہوا تھا نارنج سحر کو  
مارا وہ ٹوٹ کر ریزے ریزے ہو گیا اور مثل جنگاریوں کے اُسکے ریزے ہو کر سارے لشکر میں  
چھٹک گئے حیرت اور شیتور کی فوج پر جا کر گئے شیتور تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ جنگاری  
جسکے سر پر بڑی پیچھے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر یا نکل گئی پھر تمام فوج بچو اس  
ہو کر بھاگ شیتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ میں داخل ہو گئی یہاں  
جمشید نے شیتور کو اسی عالم بیہوشی میں تخت پر اٹھا کر بٹھالیا اور اپنی بارگاہ میں لا کر ارادہ  
نگوین مارے کا کیا اور وہاں تمام فوج شیتور کی جا کر اپنے مقام پر بیٹھی مگر کھولی آسودہ ہوئی  
اور افراسیاب بھی پاس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھا اس کا فتنہ حیرت  
سے کہا کہ کیوں اے ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیتور سے کہ ابھی جلدی نہ کر آخرا سے ہمارا کننا مانا گرفتار ہو گیا  
اب مجھ کو بہت دشوار ہے کہ میں اُسکے باپ کو کیا جواب دوں گا خیر میں خود جاتا ہوں اُسکے خیمے کو  
حیرت نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ آخر جاتے تو ہو تو ہوا کھانا کھا لو آسے کہ اکیا بیز خیمے اُسکے آروا



پھر حرم ہو یہ اکثر زمین پر گر لوٹا اور ایک ازور آتشین بنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا وہاں جا کر زمین سے  
 سبز کالاساحروں سے جو اسکو دیکھا حربے محرکے اسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اسپر کارگرنہوا اور اسنے  
 ترسہ شیتور ہو چکر دم جو کھینچا تو اسکو اپنے شکم میں لے لیا اور قلاب آتشین چھوڑنا ہوا دھڑ سے آ رہا تھا  
 ایشیو فرامی ہو کسی ساحر سے کہ ہوسکا اسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لجا نے دو میں پھر سچے لو نگاہ کہ کافر فامو  
 ہو رہا اور حال سنو تیر جاو و کا کہ اسوقت شیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر زہار کتر کو اطلاع دی کہ  
 تمھارے فرزند کو جمشید نے بکڑ لیا اور قتل کیا جا رہا ہے سنو کہ یہ جو اس ہوا اور وہ ازور آتش فشان  
 واسطے لینے شیتور کے روانہ کیے اور اسنے کہہ دیا کہ شیتور حسیا پر ہوا سے ومانسے لے آؤ دنیا پخو وہ دونوں  
 ازور شیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آئے تھے اور ادھر سے افراسیاب ازور رہا ہوا اسکو  
 دیکھ کر ہوئے جاتا تھا ان ازور و مانسے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے انھیں معلوم ہوا کہ شیتور اسکو  
 پانی ازور کے مٹ میں ہر اس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کر کے ان دونوں نے اسکو گھیرا اسکو  
 خیال میں گذرا کہ شاید یہ ازور سحر جمشید کے ہیں یہ سوچ کر اسنے سحر کیا اس اراوہ سے کہ انھیں ماروں مگر وہ  
 اسکو بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اسوجہ سے اینتر قحیاب نہوا آخر کو پاچار ہو کر باہر  
 زمین کے نکل آیا اور ایک چوہاں کسی زمیندار کی تھی اسین شیتور کو اگل دیا اس خوف سے  
 کہ کہیں گھبرا کر اسکا دم نہ نکلیا اسے وہ تو بیہوش تھا اسنے تو اسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آکر پھر سا  
 انھیں ازور و مان کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اسنے تھوڑے ہی عرصے میں ان  
 وہ دونوں ازور و مان کے سر پر کر کچل دیے کہ نیچے اُنکے کل پڑے لیکن وہاں بہت کردگار ضرر غنام  
 آکر پہنچا کہ یہاں شیتور بہت شرس پڑا تھا اسنے جو دیکھا تو شیتور کا پیشارہ باز دھک جانب بارگاہ جمشید  
 روانہ ہوا اس عرصہ میں افراسیاب ان دونوں ازور و مان کو مار کر واسطے لینے شیتور کے جو آیا  
 اسکو نیا یا نہایت حیران ہوا اور فکر اسکو و اسکی بیوی کہ یہاں سے کوئی لے گیا آخر کو دل میں  
 سوچتا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوا اور اس سے سب حال شیتور کے لائے کا اور تھا  
 ہو جانے کا بیان کیا اسنے سنا کہ آپ فکر کس واسطے کرتے ہیں کوئی عیار لیکھا ہو گا بے عیار کا نام  
 سنکر آگ ہو گیا اور اسوقت طرہ بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضا کار مہتر قرآن بارگاہ پر کھڑے  
 ہوئے یہ باتیں سن رہے تھے اب جو انھوں نے دیکھا کہ افراسیاب غصے میں بھرا ہوا جاتا ہے تو



انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ اے قرآن ہی وقت ہو اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار لو کہ  
 تنہا جاتا ہو یہ سوچ کر چھے اُسکے چلا کر دو رو اس سے بحر تفکر میں عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے  
 میں اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہی تھوڑی دور پر جا کر اسکو برابر ایک درہ کوہ کے صحر عیاری میں  
 اگر تھک گیا افراسیاب نے اُسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کہاں گئی تھی اور کہاں سے آئی ہو صحر سے کہا تو یہاں  
 جاؤں تو ٹڈی بھی شتویر کی فکر میں گئی تھی مگر آپ تو فرمائیں کہ اسوقت آپ کہاں جاتے ہیں  
 تو ٹڈی لہق ہو جائے اگر واسطے شتویر کے آپ جاتے ہیں تو پھر جیسے میں اُسکو لیکر حاضر  
 ہوں ہوں اس تقریر کو سنا کر اُس نے کہا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں گا مگر نظروں سے سب کی غائب  
 ہو گا صحر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہو لیا قرآن دیکھے اُسکے  
 ماجرا دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صحر کو اسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نہ کر سکو گے اور صحر نے قریب  
 ایک درہ کوہ کے پہنچ کر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اُس چالاکی سے حباب بیوشی مارا کہ وہ  
 جھینک مار کر بیوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا صحر نے آواز دی کہ منہ جالتسور بن قرآن یہ  
 ماجرا دیکھ کر قرآن نے دوڑ کر اپنے فرزند کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جالتسور کار  
 کردی یہ کہہ کر ایک ہی بجدا اوپر سر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہیں دو پنجے پیدا ہوئے  
 اور اگر اُنچہ قرآن کا پکڑ لیا بُجدا نہ مارنے و یا قرآن کو اُسوقت یقین ہو گیا کہ یہ ابھی نہیں فریقا  
 استغنیٰ میں اُنچہ بھی ٹپکے سے چھوڑ دینے قرآن اور جالتسور افراسیاب کو چھوڑ کر بھاگ کر طے  
 ہوئے اب انکو لوراہ میں چھوڑا اور صحر غام جو پستارہ شتویر کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا تھک جاؤ  
 کو جو خبر ہوئی اپنے دو وزن اثر در سحر کے مارے جانے کی تو ابعدہ خفا ہو کر واسطے شتویر کے  
 چل کھڑا ہوا تھا قضا کار اسطرف کو اگر نکلا کہ جب صحر سے فرغام پستارہ شتویر کو پہنچے ہوئے  
 چلا جاتا تھا پس پستارے کو دیکھ کر اسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ عیاری ہو اور شتویر کو پہنچے  
 جاتا ہو نہایت اپنے دل میں برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیاری خدا پرستوں کے بڑے زبردست ہیں  
 اور کیا دل گردے رکھتے ہیں دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر میں تو آئے ہیں اور یہ غضب ہو کہ ہمارے  
 فرزند کو لیے جاتے ہیں کس جرات سے کہ سطلق ہر اس اور خون چہرے پر معلوم نہیں ہوتا ضرور  
 افراسیاب کو بھی یہ قتل کرینگے یہ سوچ کر اپنے فرزند کے واسطے بفرار ہو گیا تھا پھر انکو لوراہ میں



ڈالکر غلام کو مع پستار سے کے اٹھالیا اور لیکر طرقت آسمان کے واسطے ہوا اور ایک آن واحد  
 میں لیجا کر اپنے مکان میں چھوڑ دیا وہاں ضرغام نے پہنچ کر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہے  
 اور اندر اس کے چالیس بنگلے آرزوات کے پڑے ہیں اور ہر ایک بنگلے میں ایک ایک اتیت فقیر  
 بیٹھا ہے آگے ان کے منقلین لوسہ کی آگ سے بھری رکھی ہیں اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے  
 ہیں اسنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہیں القصد تمیز جادو اس احاطہ کو  
 طرقت کے اندر اپنے مکان کے ضرغام کو مع شیتور کے جوئے گیا تو وہاں ضرغام نے دیکھا کہ  
 ایک بلغ ہے اور چار دیواری اسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہے اور روش پڑی کو سنگ سُرخ تر  
 درست اور تیار کیا ہے اور دو تین سو عورتیں لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریائے  
 جواہر میں غوطہ زن خرامان خرامان سیرکنان ہیں اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ڈال تیشی  
 ہوئی اس بلغ میں اس طرح کی بنی ہے کہ اس کے اوپر تمام گل بوٹے پالمائی بنے ہیں پتھر اسی بارہ دری  
 میں داخل ہوا اور شیتور کو پستار سے نکال کر کچھ اسم سحر کا پڑھ کے اُس پر دم کیا کہ وہ ہوشیار  
 ہو گیا اور اٹھ کر اپنے باپ کو بچا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ امی فرزند تم کو اس سے کیا حاصل  
 ہوا کہ جو تم نے جا کر ناحق کو کو کلب سے سامنا کیا کسو واسطے کہ وہ نہایت زبردست ہے اس سے لڑنا  
 بہت محال ہے پس تم کو کیا کام ہے کہ جو اسے مقام پر جاؤ شیتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا چچا ہے  
 اور ساتھ ان کے مقابلہ کر رہا ہے پھر تم کو یہ امر کب مناسب ہو کہ بیٹھ رہیں اور چچا ہمارا مارا جائے تم نے  
 کہا کہ تم کو تو اس کا خیال اس قدر ہے اور اسنے تمہاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا ہوں گا آخر کو  
 ہمیں نے اس قدر مشقت ماننے اوپر گوارا کی اور حیران ہو کر تمہاری تلاش کو نکلے اور  
 جا کر بد گھر سے آئے ورنہ یہ عیار تم کو بہر صورت لیجا کر قتل کر ڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد  
 ہو جاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیتور نے ماتھ باندھ کر عرض کیا کہ امی والد بزرگوار ہمارے  
 لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہیں اور یہی وقت ہے حکومت کرنے کا اگر سمجھنے اس لڑائی کو فتح کر لیا  
 تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہم کو ملتا ہے بانٹ دیگا اور سوا اس کے  
 ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ہر کشمشیر زندہ سکے بنا مش خواہند تمیز نے ہر چند منع کیا اور سمجھایا کہ  
 تم اس لڑائی میں دخل نہ دو کو کلب سے لڑائی بہت بیڑھب پڑ جائیگی لڑا سنے نما اور کہا کہ آپ



تو اب ضعیف ہو چکے ہیں اور سب طرح کا عیش کر چکے ہیں اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شے کا  
باقی نہیں رہا اور ہم ابھی جوان ہیں ہم کو شوق ہر ایک شے کا ہے اور خواہش مند کی رکھتے ہیں اسوجہ سے  
اسکول ہمارا چاہتا ہے کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کریں اور یوں تو بدولت آپ کے ہمارا احتیاج  
حقیقت میں کسی بات کی نہیں ہے اور نہ کسی شے کی ہے تم نے سنکر کہا کہ خیر اگر وہی مرضی تمہاری  
ہے تو پھر تم کو اختیار ہے ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہہ کر طرف ضرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیوں امیر عیار  
کیا تم کو اپنی جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تو نے میرے فرزند کے قتل کرنا ارادہ کیا تھا اب تیرا کیا وجہ  
کروں اسنے کہا کہ اگر تم کو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمہارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر  
اندر طلسم پوش ریا کے گھون آتے اور تم لوگوں پر کیوں عیاریاں کرتے تم نے اسے بفریاد سنکر  
کہا کہ میں تم کو قتل کروں گا اسنے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہم کو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے یا ایک  
بال ہمارا بکا کر سکے بیان تو یہ تقریر ان دونوں میں ہو رہی تھی اور وہ ان افسر اسیاب جادو کو جو ہمیشہ  
آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت میں عیار عروس کے بڑے زبردست ہیں کہ  
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور صرصر عیاز بھی کی صورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھے کچھ ہنوسکا  
اب اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے یہ سوچ کر ایک پہاڑ چٹنی کا تھا اُس پر چڑھ گیا اور وہاں بیٹھ کر سحر کرنے  
لگا اس ارادے سے کہ شیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہے اور حال اسکا کیا  
ہوا قصہ کچھ بڑا بڑا کے اسنے ایک خانہ زماں کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اُس آٹے کو اپنے لہو پر  
گوندھا بعد اسکے دودا نہاش کے کچھ پھینکا اُسکے اوپر جو بارے تو اُس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور  
مجسم ہو کر آواز دی کہ شیتور کو تم نے اپنے مکان پر مع ضرغام کے لے لیا ہے تو وہ دونوں اُسکے پاس بیٹھے  
ہیں اس حال کو سنکر افسر اسیاب اسی جانور پر کے اوپر سوار ہو کے ایک چشم زون میں جا کر تمیز کے مکان پر  
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شیتور اور ضرغام دونوں سلسلے تمیز کے بیٹھے ہیں عرض تمیز دیکھ کر افسر اسیاب  
کو خوش ہو گیا اور گلے سے لگا کر پاس اپنے بچھلایا اور پوچھا کہ کیوں ای برادر میرے ان اشد رونا کو وہ کو  
ایسا ساحر تھا کہ جسے مار ڈالا افسر اسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب مجھ سے ہوا ہے کہ میں نے اُنکو اس  
شبہ میں قتل کیا کہ شاید کوکب کے رازد میں یہ کہہ کر افسر اسیاب نے ضرغام سے پوچھا کہ اری شیتور  
کو کمان سے لایا تھا اور کسے پاس نجات کا قصد تھا ضرغام نے جواب دیا تھا وہ انکا نشان بتایا اور کہا کہ اس



کے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک پنجہ مجھ کو اس مقام پر لے آیا اور افراسیاب شکر خاموش رہا اور تیرے سر پر کھانا  
 کہ بھائی صاحب لڑائی کو کوکب سے بہت بیڑھبڑگئی ہو دیکھا جاتے کہ کیا ہوتا ہو مگر میں نے قسم کھائی ہے  
 کہ جب تک شیتور کو نہ لے آؤں گا اب وہ انہ سب میرے اور حرام ہیں اب شیتور کو تم میرے واسے کرو تاکہ میرا نام  
 ہوئے شیتور نے اس کلمہ کو سن کر کہا کہ آپ تشریف لیجائیں کل صبح کو میں خود مع لشکر کے خدمت میں حاضر  
 ہوں گا افراسیاب نے قبول کیا اور اس وقت شیتور و فرغام کو اپنے ہمراہ لیا اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا  
 اور تیرے کہا کہ میں بھی کل صبح کو پاس تمہارے مع لشکر آکر ہو چکا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب  
 شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے بلاتین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور فرغام کو  
 ماندہ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہو کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل و نقارے خوشی کے بجوادیو  
 کہ شیتور کو خداوند سا حراں لے آئے یہ کہ فرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا آ  
 شہر پار اپنے کھانا دو روز سے نہیں کھایا ہر پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر فرغام کو قتل کیجیے افراسیاب اسی  
 ہو گیا حیرت جادو نے ہر جادو کو بلا کر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہو میں تو جلد لے آؤں فوراً جو جب  
 حکم کے روانہ طرف باورچخانہ کے ہوا قضا کار چالاک بھی اُس مقام پر موجود تھا اُس نے جو یہ سب حال سنا تو ایک  
 دیاک شو کی صورت بن کر عہدی سے باورچی خانے میں جا کر داخل ہوا وہاں بکاؤل کہ استاد زمانہ تھا وہ بٹھا ہوا  
 مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اُس میں داغ لگ چکا تھا اُس کو خبر نہ تھی چالاک نے بپا کر اُس کو اطلاع کر دی  
 وہ اس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اسے بھکھو بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا بیکانے میں بہت دخل ہے  
 اسنے کہا کہ میں سب طرح کے کھانے تیار کر سکتا ہوں اُسنے شکر اگو بھی شریک اپنا کر لیا پھر تو انھوں نے  
 ہر ایک کچی اور دیکھے کے سر پوش کو اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اُس میں بیہوشی کو ڈال دیا غرض جتنے کھانے اور  
 سالن تیار تھے سب میں بیہوشی کو ملایا اُس میں ہر بھی آکر ہو چکا اور کہا اُسنے کہ جلد خاصہ لے چلو داروغہ  
 نے سو اسو خوان کھانے کے کسوا کر اکیس باورچی ہمراہ لیے اور کہا رون سے وہ خوان اٹھوا کر سامنے  
 افراسیاب کے لے گیا اور بحر اکر کے دسترخوان کو بٹھایا اور کھانا سب قسم کا چرن یا چالاک  
 بھی ہمراہ تھا اُس میں حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکلیجائیں کوئی شخص نہ رہے  
 اُنکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہیں نہ رہے اس کلمے کو سن کر سحر تو باہر چلے گئے فقط وہی سحر  
 جو کہ کھانا ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جا کے کھڑے ہوئے پھر تو افراسیاب



اور شیتور و حیرت و غیر سب او پر دست خوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے کھاتے  
 شیتور کا سر جو پھرا تو اسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہاں اُسکا بھی مع حیرت کے  
 یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہو گیا ضرور کسی نے بیہوش  
 ہم سب کو دی یہ کلمہ سنکر افراسیاب و غیر سب اٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے  
 ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گریب سے باہر اوکھکرا اور جی تو ہمان  
 حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہو گیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے بکار کر کہا کہ اریے سب جلدی سے  
 لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اسکے کہنے سے خوف زدہ ہو کر انکھین  
 زندہ کے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا غرہ کیا اور ضرعت نام کو راکر لیا مگر  
 دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہیں ہوا جاتا ہے سحر میں مبتلا ہو اسی پر بھی اسکا پشتارہ باندھ کر اٹھا اور طرف بارگاہ  
 جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر نیا یا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اٹارہ  
 میں صرصر نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی بیان  
 آکر سبکو بیہوش ہو دیکھا تو حلیہ سے افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اُٹھ کر ضرور ایک لکھ ابر کا پیر  
 کیا اسی میں سے ترقی ہوئے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر بیٹھی وہ ہوشیار ہو گیا اور اُٹھ کھڑا  
 ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہیکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم  
 کیونکر از خود رفتہ ہو گئے تھے افراسیاب نے سبکو متوجہ دیکھ کر کہا کہ تم کا ہیکو فکر کرتے ہو اریے  
 سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت شہر مند ہوئے اور حال سنو  
 ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو  
 دیکھ کر تعریف چالاک کی کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پانوں میں طاقت نہیں ہے تو ضرغام  
 نے کہا کہ اب اس زندگی سے مر جانا بہتر ہے کسو واسطے کہ جب پانوں میں بیکار ہو گئے تو پھر بطف  
 زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمہارے پانوں میں حیرت کر دیں گے یہ کہ ضرغام  
 کو آمد ایک مکان کے لیکر گیا کہ وہاں کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب  
 قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہوئے تو اُسکو فوراً  
 پلاد وہ اچھا ہو جاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اسی تالاب پر لجا کر اُسکا پانی پلوڑا سا پلادیا پانوں میں ضرغام



کھل گئے اسنے خوش ہو کر ماتھہ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پانوں فرغام  
کا پھسلا ہر چند جمشید نے روکا مگر اس سے نہ ٹک سکا بلکہ ساتھ فرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے  
گرا اور دونوں تخت الش سے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونوں کے پانوں زمین پر قائم ہو  
ہوئے تو وہاں ایک دروازہ نظر آیا یہ دونوں اندر اس کے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان  
وسیع انکو دکھائی دیا کہ اُس میں تمام دُوب لگی ہوئی تھی اس طرح کی کہ وہ بالکل سنہری مقیش معلوم  
ہوتی تھی اور ہزار بادخت عود و عنبر کے اُس کے بیچ میں لگے ہوئے تھے اور عجیب طرح کی کیفیت  
دکھلاتے تھے کہ بیان سے باہر ہے یہ دونوں گھڑے ہو کر اُس میدان کی سیر کرنے لگے پس ایک  
مرتبہ ہوا چلی اور قدرے گرد اڑ کر ان دونوں کے بیچ رانوں میں آئی اور آکر اُس گردنے جھک کر  
پیدا کیئے اور ان دونوں کو لیکر اٹھ گئے بعد گھڑی دیک کے ایک چار دیواری عقیق زرد کی انکو نظر آئی  
کہ اندر اس کے ہزار بار من مقیش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اُڑ کر ہر چار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا  
تو گویا ستارے جھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھڑے اُس پار دیوار کے ان دونوں کو جو لیکے تو  
دیکھا انھوں نے کہ ایک بارہ درمی ومان بنی ہوئی ہو اور اُس میں پانچ سو عورتیں حسین اور صاحب  
جمال آپس میں ہولی کھیل رہی ہیں اور ایک ایک اُنہیں فلک حسن و جمال کی زہرہ شمس و قمر کے  
رخساروں پر ملا گردان شب و بچور اُنکے زلف سیہ پر قربان مسدس

گنج خوبی کا ہے وہ مہرب گنجینہ  
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ  
چشم بد دور بین جو بن سے سراسر بھری  
رنگ قائم کا مکدر ہو قسم کا چھیکا  
قلزم نور شکم ناف ہے گرواب بلا  
فرش ہو جائے پھر سے پٹ کو پکڑو سیراب  
بال باندھا لکھون مضمون کر کا سیدھا  
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا  
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صابرا

گول گول ابھر اُڑا اوچا نکیللا سینہ  
صاف باطن کی طرح ہر صفت آئینہ  
حسن خوبی کے ہیں یہ دونوں خزانہ معمر  
رنگ نرمی سے ہوا میدہ کا اٹا گیللا  
جان و سے مرم کے اگر دیکھ لے درود کا  
بھر خوبی ہے حسن اور شکم صاف جاب  
کر کلک میں آئے گا نہیں گر لچکا  
موشگافی سے پریشان ہو طبع غمرا  
گر نہ ماتھہ آئے تو ہو وصف کر کو اعجاز



کوئی نافر بھی اسے کہتا ہے ازراہ خطا	سہ و گویہ عشرت میں ہم دو اک صبا
غیر غمِ جہان کی نہ لگی جسا ہوا	دون وہ تشبیہ لا حسنت کے شک صبا
چاک دامن صبا کا ہے یہ گل پر سایا	عکس حاشیہ میں ہے جسم پری اتر ا

پچکاران جواہرات کی ہاتھوں میں چڑھی ہوئی ہیں دنی پر ہے میں مقدمہ غیر گلال کے  
 بروے آسمان اڑ رہے ہیں اور وائے بڑی دور تک ایک بنگلہ نگاری ہے کہ اُسکے اوپر نو سو نو تین  
 رنگاری پوش کھڑی ہیں القصہ ان دونوں گھوڑوں نے سامنے اُس بنگلے کے ان دونوں  
 لیجا کر اُتار دیا اور آپ غائب ہو گئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت  
 ظلالی پر بیٹھا ہوا ہے ان دونوں نے سلام کیا اور جا کر کریوں پر متمکن ہوئے مگر غم اس  
 بنگلے کو دیکھ کر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلہ عمر بھر میں نہ دیکھا تھا اتنے میں کوکب نے چشمہ  
 کہا کہ اے فرزند تم ہمارے تالاب بحر میں تو ٹھہر نہیں سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر سے  
 کیا ہو سکتا سو اسے اس کے غرق ہو جاتے اس کو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے چشمہ تو خاموش  
 ہو رہا مگر ضرر عام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں حقیقت میں یہ ہے کہ برابر آپ کے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب  
 نے خوش ہو کر ایک نگشتری اور چشمہ کو دی اور کچھ کان میں کہہ کر رخصت یہ دونوں اوپر طاؤس  
 سحر کے سوار ہو کر روانہ ہوئے اب انکو تو راہ میں جھوڑا آب دو کلمے شیتور کے سنو شیتور کو جو پت  
 حاصل ہوئی تو اُسے جھلا کے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیہ استاد کراچی اور اُس میں چالیس  
 ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسوں کو گل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا  
 وہ جو چلی تو ایک شعلہ آتش پیدا ہوا اور صورت تیل کی ہو گیا اس کو دیکھ کر شیتور نے کہا کہ حالاک  
 کو جلد جا کر کرالا وہ تیل ادھر سے چلا اور ادھر حالاک با نگاہ چشمہ میں بیٹھا ہوا تھا اس تیل نے  
 جا کر کمر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور دھڑکھینچا وہاں گئے ساحروں نے یہ ماجرا دیکھ کر بے ترخ کولہ فولادی  
 اُس تیل کے اوپر بار سے مکر وہ مارا نہ کیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان ناریخ و عذہ اُسکے اوپر پڑا تھا وہ  
 مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہو کر حالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ  
 سنو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شیتور کے چلا گیا اُسے حالاک کو دیکھ کر اندر ایک خمرہ آتشیں  
 کے قید کر کے لٹکا دیا اور آپ سامنے پھر سے کے بیٹھ گیا ادھر چشمہ مع ضرر عام جو چلا تھا وہ



بھی آکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور تختِ سحر پر اُس طاووس سے اتر کر شکنجہ سب ساحروں  
 نے حالِ حالاک کا بیان کر کے کہا کہ تیلِ شیتور کا اُسکو بیکر کر لیا گیا ہے ہر چند چاہا کہ لیجا نہ  
 نہ دیوین مگر وہ نے کیا چشمہ نے سنکر نہایت افسوس کیا اُس میں قرآن اور جانشین بھی آکر  
 ہو چکے اور کہا اُنھوں نے کہ شیتور نے اپنے واسطے بارگاہِ علیہ کھڑی کروائی ہے اور اندر  
 اُسکے حالاک کو لیے بٹھا ہے اور قفسِ انبی میں قید کیا ہے لاکھ لاکھ تدبیریں کہیں اور چلا  
 کہ اندر بارگاہ کے جا کر حالاک کو راکر لائیں مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ  
 کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہنچتے ہیں تو اُدھر شعلہ آتش نکلتا ہے جس سے جسم کو جلا دیتا ہے ہم تاجدار ہوں  
 پھر آئے ورنہ حالاک کو لے آئے اُس حال کو سنکر چشمہ بھر گیا اور غصہ میں آکر کہنے لگا کہ چشمہ  
 ہو چکا اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب میں بغیر لائے حالاک کے کھانا نہیں کھانے کا میں  
 سب اپنے اوپر حرام تصور کر لیا یہ لکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہِ شیتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے  
 داخل ہوا وہ چالیس دن سحر جو کر سیوں پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تلخی  
 تیج ناریل مارنے لگے چشمہ نے سب کے وار کو روک کر دیکھ دیا اُسے ماسٹس کے اُپر  
 تمام بدن میں اُنکے لگ گئی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر شیتور  
 خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُس نے مارا اُسے ناریل کو دیکھ کر اُس سم رو سحر کا پھر  
 پھونکا تو وہ ناریل اُٹھا اور راہ میں دو لکڑے جو کر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اُسے گولہ  
 فولاد کا شیتور پر مارا اُس نے زور سے اُسکو موم کر دیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بن کر چلا آ رہا  
 چشمہ بھی جلد نوٹ کر فیل مست بنا اُپس میں مگر چپنے لگی چشمہ کو غصہ تو حد سے زیادہ  
 تھا ایک لکڑی اس زور سے ماری کہ شیتور کو جھک آگیا اور تہوار کر کے بیہوش ہو گیا اسوجہ  
 چشمہ نوٹ کر بصورتِ انسان ہو گیا اور قفسِ حالاک کے اُٹھایا اور اپنے ہمراہ بارگاہ  
 میں اپنی لایا اور خوش و خرم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیتور کی چیرت کہ معلوم ہوئی  
 وہ سننے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیتور مطلق بیہوش ہے پھر اُس نے آپ سحر کو چھو کر  
 کہ ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اسے سنکر شیتور  
 کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ میں آئی ولداری اور بلوئی کرنے لگی اس اُٹھا میں ایک ساحر



تمیز جاو و کانر لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا  
کہ اے ملکہ حیرت جاو و بدان دہ گاہ باش کہ میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں آج  
پانچ گوس پر خیرہ زن ہوں کل تمہارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہنچ جاؤ گا حیرت  
مستمنون نامہ سے مطلع ہو کر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہو کر روانہ ہوئی اور جا کر تیسرے  
ملاقات کی اور اسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اس شاہ کتب  
آسنے جام شراب کا لاکر تمیز کو دیا ارباب نشاہ اگر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت  
اُفراسیاب بھی بڑی غم و شان سے آیا کہ چار سو عورتیں یا قوت پوشش چکیان  
الماس کی پھراتی ہوئیں لگاریں سونے کی کمر بستے ہوئے ابر سرخ سر پہ چھپایا ہوا  
موتی برسختے صد اجہ شہید و سامری کی بلند یہ بھی اگر تمیز سے ملا دونوں بھالی  
آپس میں ہٹھکراتیں کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ بیضہ زمین آفتاب چھوئی میں معتمد  
کی رکھا گیا اور ساحرہ شب سے عالم میں قدم رکھا اشعار

جو کین خورشید نے طلوع نہیں چار	ایسا دن آئی شام روشنی بار
زمین پر چاندنی چٹکی برا برا	شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ ہبل جنگ بکے اس وقت

نیر سحر کو دم ملایہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہنچی اُسنے بھی ہبل جنگی کو ایتاری سحر کی دونوں لشکر  
میں شروع ہوئی جنگالی کانو عویس کے ساحر ڈھرو بجاتے لگے اگیاری کرتے تھے پھنٹ  
پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہاسے خوک جھٹکا ہو رہے تھے  
مسان کی مٹی لاتے تھے کلہ ڈیاں بھجھکے پھنٹ میں میں پڑاتے تھے نقیب آوازیں لگاتے  
تھے ساحران نامی کو عزت دلاتے تھے ہنگامہ عظیم برپا تھا منتر جتر موہنی جوہنی پڑھی جاتی  
تھیں یہ منتر ہر ایک کے در زبان تھا چل دور کلو ابیر کہو چاٹ جان مانک دشمن کاٹکے پران  
تو کھاسے کلہ لیو سے جان پڑھو منتر دیوالی میں ایسے پڑھا جو ہمارا کام نہ کرے دھوبی کے  
کندھین پڑھنے چار پہرات یہی ہنگامہ برپا تھا آخر زلف شاہ شب کا جوڑا بندھا اور  
رخسار چھوٹے عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی سحر کی مرغ سحر سے	بچا یا شور اور غوغا گھر سے	ستار و پیر بلا لائی سفیدی
--------------------------	----------------------------	---------------------------



رخ افلاک پر آئی سفیدی صبح کو مہرخ اور ملک بہار صبح فوج اور لشکر ہشیار کے جانب میں

معدن روان ہوئیں بحر فوج تلاطم پذیر تھا ننگان بحر شجاعت و شاوران قلم جلاوت میدان میں جاتے تھے چنانچہ جب میدان میں پہنچے نظم

زنج و زگر و زکوس و زگرد	سید شد زمین آسمان لا جود	تو گفتی بدام اندر است آفتاب
دگر گشتہ خم سپہ اندر آب	ہمین چشم روشن جہان را ندید	سپہ و ستارہ سنان را ندید
ز دریا تو گوی کہ برخاست موج	سپہ اندر آمد ہمین فوج فوج	برقیں گرا کر جھاڑیاں جھنڈیاں

جلا دین اور ابر ہی برسا اگر دو غبار بٹھایا میمنہ میسر قلب جلع ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئیں تقسیمون سے نکل کر نقابت کی کہ کمان ہیں جمشید و سامری اور کمان ہیں زرد ہشت کو نشا ایسا ولاور نامہ ارہی کہ جو اس میدان میں آکر اپنا کچھ نہر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کھکر نقیب تو کنار سے ہوئے ملک حیرت جادو بھی ہمراہ شیشور کے با فوج قاہرہ میدان میں آئی اور زغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان میں حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر ہر جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جا کر زغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اسکے سینے کو توڑ گیا اس میں تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسوں میں فیصلہ لڑائی کا ہوگا پس مناسب ہو کہ میں خود جاؤں یہ کھکر خود میدان میں آیا نظم

اندھیرا ہو کے وہ میدان میں آیا	بشکل شیر اسکو سب نے پایا	ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذی جاہ
کہ ہر جادو کے فن سے خوب آگاہ	کئی میدان میں لڑنیکو اس نے	کیے جادو کے اسنے اُس نے جلے
کہا اُس نے کہ او مودی بد کیش	قضا اب ہو گئی ہر تیری پیش	یہ کھکر بال اکھڑے اپنے سے
ہوئے پوشیدہ وہ اسکی نظر سے	بتا کچھ دم میں وہ شمشیر زینہ	بشکل برق روشن اور بہت تر
کہیں بٹا تھا وہ کچھ اور کہیں یہ	غرض طالب ہر اک صورت میں	پھر آخر نکلے بچھو آگے آیا

پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا کہ ہر اسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو گئی لوگ اسکو لشکر میں اٹھا کر لے آئے اسوقت بہار جادو نے نکل کر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اس میں سے چند بھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کھلا گئے اسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ اے بہار آؤ فوراً زمین سے غبار زرد



اڑا اور در تک چمن ہا سے طولانی لاثانی پیدا ہو گئے اشعار

مکان مثل دل عارض مصفا  
پھسل جائے نظر وقت تماشا  
جواہر یمن دل عاشق سے قابو  
ایسے ہون کا شور کرتا بیلون کا چھہانا ہوا سے سرد کے جھونکے  
ناگ گور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہیں رنگس صرف نگاہ بازی کہیں سوسن کی زبان  
درازی کہیں سنبھل پرچ بہار لالہ گل نظر عارف میں بیچ فوار سے سرکشی اور ابداری پر آمادہ  
آمادہ ساون بھادون نام فوار سے چھوٹے ہجوم باہریان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہو  
جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب  
کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب  
ہوا چلتی تو وہ جو بن دکھاتے  
ملکہ بہار یا جامہ کنو اب کا بڑی آب و تاب  
و اسے ملنے پر افشان چنی ستار سے فلک حسن میں چھٹکے ہوئے آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھتے ہوئے  
زلفیں چہرے پر سج کھاتین چڑھون میں پاچامہ کی سلوٹین پڑی ہوئیں بوٹ مینائی جسکے دیکھنے  
سے چشم عاشق نے آرام پائی چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ میں لیے ایک جوتہ پر پور کے استاد ہی  
اور کینزین اسکی تمیز و عینہ سا حرون کو پکار رہی تھیں کہ اے عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن  
جمال ملکہ بہار کرو ہوا سے باغ سج جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہا سے سحر کی دماغ میں تیز و غور  
جو گئی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ میں نہ سرمہ نہ بالہ دارو سے  
چھلا نہیں تو چھلے کا گل ای نگارو سے  
دشنام ہو کے ترش وہ ہر و ہزارو سے  
کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جان نثارو سے  
ای شمع تیری عمر طبعی ہی ایک رات  
لے وام داغ دل سے سر سنوڑا آفتاب  
بے فیض گر ہے چشمہ آب بقا تو کیا  
اس جبر پر تو ذوق نشہ کا یہ حال ہے  
مفتون چشم کو یونہی اک و اربابو سے  
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یاد گارو سے  
یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُٹارو سے  
مٹی ملک نہ جب ترے دل کا عیارو سے  
ہنس کر گزرا اسے رو کر گزارو سے  
وعدہ پہ روز حشر کے کوئی اُدھارو سے  
کیون کوڑیوں کے بدلے دُشام ہارو سے  
کیا جانے کیا کرے بوجہ اختیارو سے



عرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے در بلخ سحر پر آئے لیکن اسوقت افراسیاب گیا اور اسنے  
 جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھ کے دستک دی کہ بلخ ملک ہمارے میں آگ لگ گئی اور ہمارے ہوش ہو گئی  
 اسوقت جمشید کو غصہ آیا اور ہمارے کے ہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو میں آگیا اور  
 جمشید نے اسکو لٹکارا اسنے بنو ریح ایک شعلہ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے ریح  
 کیا وہ شعلہ زمین میں غرق ہو گیا اور پھر اسے زمین پر دو ہتھ مارا تو تمیز گر پڑا اور قلابا زبان کھاتا ہوا  
 برابر جمشید کے آیا اسنے چاہا کہ نارنج ماروں تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے مگر وہ لوٹ کر  
 اتر دیا گیا اور جمشید کو اسنے نکل لیا اور اڑ کر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہتا کہ اسے  
 حیرت جاو و اب آپ پھر چلی آئیے کچھ ضرورت لڑنے کی نہیں ہے تمکو واسطے کہ مطلب  
 جس شخص سے تھا اسکو میں نے پکڑ لیا تم کا ہے کو مٹھری رہو حیرت اس کلمے کو شکر مع انہی  
 فوج کے چلی گئی اور کابھی لشکر بھرا یاد لا ورون نے مکرین کھولیں آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو  
 اپنی بارگاہ میں لا کر اگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اس نکر ام کو زندہ پھوڑ ونگا اور کھڑو  
 اسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہو کر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپس میں  
 ہٹھکر سب ساحرون نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہو ضرغام و چالاک  
 اور چال شور نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہیں تو یہ جدا جدا آپس میں مشورہ کر کے  
 مینوں واسطے رائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک  
 خدمتگار کی صورت بنکر پہنچا اور کھڑے ہو کر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اسکو دیکھ کر نظر اول پہچان  
 لیا مگر واسطے امتحان کے ایک نارنج سحر کو آگے بھینک دیا اور کہا کہ اسے خدمتگار اس نارنج کو اٹھالا  
 اسنے جو ہاتھ اور نارنج کے ڈالا ہاتھ اسکا جل گیا تمیز نے اٹھکر پکڑ لیا اور شہیتور کے حوالہ کیا  
 اسنے ضرغام کو باندھ کر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہیں اسنے بہر صورت  
 ڈرنا چاہیے یہ کہ بارگاہ حیرت میں چلا گیا اور جا کر اس سے ضرغام کا حال بیان کیا اسنے نکر  
 کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ جو ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اسکو جیتا پھوڑنا شہیتور  
 نے کہا کہ اب بھلا میں اسکو کب زندہ جانے دیتا ہوں یہ کہ کمر خاموش ہو رہا اور وہاں جانسوز  
 اسکی صورت بننے کے پاس تمیز کے پہنچا پھر تمیز کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ پرت آچکی ہے پچھن



کسواسطے بیٹھے ہوئے ہیں اٹھ کر اندر مسہری کے لیٹ رہے تھے اسکے کہنے سے اٹھ کر اوپر بلنگ کے لیٹ  
 راشتہ نور علی بھی برابر بلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور اسنے ایک  
 شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکال کر کہا کہ مجاہدیت سے دیا حضور بھی تو دیکھیں کہ کیا عمدہ ہے  
 تمیز سے اُس عطر کو لیکر ارادہ سو نکھنے کا کیا تھا کہ ایک بتلی پیدا ہوئی اور آکر اسنے ہاتھ تمیز کا  
 پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اس عطر کو نہ سو نکھنا یہ تمھارا بیٹا نہیں ہے عیار سے جا سنو زن  
 قرآن اسکو بھی پکڑ لو تمیز نے اس حال کو سنا جا سنو ز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے  
 بیٹھا اور فراشون سے کہا کہ تمہیں بہت سی چڑا دو میں صبح تک خود بیٹھا رہوں گا کہ عیاروں  
 نے بیٹھ چپ بیٹھا لیا ہو فراشون نے سکر داروغہ سے جا کر سب طرح کی تمہیں طلب کیں اسنے  
 دیدیں انھوں نے لاگوہ بھی تمہیں گل باز ہر چڑھا دیں اور وہ جلنے لگیں کوئی دو گھڑی نہیں  
 گزری کہ تمیز سر پھرنے لگا آخر کو سب ہوشش ہو کر رینگے ادھر چالا لکے دیکھا کہ اب سیکو پتر  
 نہیں ہو کسواسطے کہ یہ عیاری اسنے کی کہ داروغہ کو ہوش کر کے آپ اسکی صورت بنا تھا اور  
 تمہیں یہ ہوشی کی فراشون کو دی تھیں انھوں نے نادانستہ روشن کر دی تھیں القہہ چالا لک  
 نے آکر پہلے تو سر تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صد اسے دارو گیر بلند ہوئی نہانہ روشن  
 سیاہ ہو گیا آندھی اٹھ اور آگ پھر جسے اسکا منا تھا کہ ضرغام و جانسور بھی چھوٹ گئے اور  
 جمشید کو بھی ہوش آ گیا وہ تو اڑ کر اپنی بارگاہ میں چلا گیا اور چالا لک بھی ضرغام و جانسور  
 کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ جمشید کے آیا ادھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شہنشاہ اور حیرت کو ہوئی  
 تو وہ بیقرار ہو کر دوڑے آئے دیکھا کہ حقیقت میں تمیز کی لاش پڑی ہو پھر تو سب نے طرہ ہائے شہنشاہ  
 کیا اور لاش کو اٹھا کر حیرت کی بارگاہ میں لیکے اس عرصہ میں افراسیاب بھی پھر نکلا آیا اور  
 اپنے بھائی کے واسطے خوب رویا اور شہنشاہ کی تسلی کی اسنے ناچار صبر کیا اور غش کو تمیز کی اپنے  
 طور پر چلا بھوک دیا اسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شہنشاہ بارگاہ میں حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ  
 بلور جا چشم جادو کا اسکے پاس آیا اسنے اسکو پڑھ کر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلو بھی کل حضور کے  
 پاس حاضر ہوئی وہ سکر خوش ہو گئی اور اسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال  
 لکھ کر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کب چیں پڑا جانسور بھی



تھا اُس نے سب حال سنا اور مجھے اُس نامہ سے کہے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تو جالسنور  
 نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے  
 ساتھ لایا ہوا اُس نے حال بلور چشم کا بیان کیا جالسنور نے سب کیفیت سنکر حلقہ ہائے کندہ کے  
 اُسکو کھینچ لیا اور جلد اُسے بہوش کر کے آپ اُسکی صورت ہو گیا اور چاہا کہ خیر مارون سے  
 اگر کسی نے دونوں ہاتھ اُسکے پکڑ لیے ہوتے جو دیکھا تو قرآن کو یا جلدی سے اٹھ کر سلام  
 کیا قرآن نے کہا کہ بخوردار خبردار اُسکو ابھی قتل نہ کرنا بہوشش پڑا رہنے دے اور جس  
 کام کو جاتا ہے پہلے جا کر اُسکو انجام دے پھر اس سے سمجھ لےنا یہ امخلاف عیاری کے ہے اور ہوا  
 اُسکے تباہ تو تھی کہ میرا ارادہ کیا ہے اور تو نے اُسکو کیوں گرفتار کیا ہے جالسنور نے کہا کہ کوئی بلور چشم  
 نامے ساحر آئی ہے تو یہ اُسکا نامہ برہقا اُسکو اس خیال سے پکڑا ہے کہ میں اُسکی صورت بننے جا کر  
 قتل کروں قرآن نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو اُسکو اور زیادہ بہوش کر دے کہ ایک طرف روانہ ہوئے  
 جالسنور نے اُسکو قرا واقعی بہوش کر کے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بننے  
 بموجب اُسکے کہنے کے اُس پار جو درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہے اور خیمہ  
 بارگاہین استادہن اور اندر بازار کے بارکون میں شیرآتشین اور اثر دروہرن وغیرہ بچر رہے ہیں  
 اور ہر ایک جگہ پر سنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہیں اور جا بجا فوجیں پڑی ہوئی ہیں میں صرف  
 میں یہ بغراغت تمام سیر کرنا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کہ سنے نامہ بر تصور کر کے اپنے مالک کا  
 منوکا یہ بکشاہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اُسے کہ چار سو کرسی گرومان شردمان  
 اور بصورت مارو اثر دروغیرہ کی بھی ہوئی ہیں اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشل بیت  
 ناک پیچھے ہوئے ہیں اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بٹھا ہوا ہے جالسنور نے برہکر  
 اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ میں دیا اُس نے نامہ پڑھکر حال تیرہ چارو کا جو دیکھا تو نہایت رویا اور  
 کہنے لگا کہ خیر میں کل چکر اُن عیارون سے سمجھ لوں گا جالسنور نے سنکر کہ اس شیتور  
 نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہے تو اُسکو علوہ چکر سن لیجئے بلور اپنا ساحر تصور کر کے فوراً  
 اٹھ کھڑا ہوا اور الگ گوشہ میں لیجا کر جالسنور سے پوچھا کہ شیتور نے اور کیا کہا ہے اُسکو  
 جلد بیان کرو جالسنور نے باتوں میں لگا کر ارادہ اُسکے بہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہاں ایک کوہی



اُتر کر اُس ساحر کو بیہوش ہو دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اسکو جو ہوش آیا تو اُس نے اٹھ کر ایک ہی گھونٹا اُس پیارے کو اُس خیال سے مارا کہ شاید اسے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت میں جان بحق تسلیم ہو گیا اور وہ ساحر کہ نام اسکا پیک چادو تھا فوراً بھاگا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہاں سب اسکو دیکھا کہ حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہوئے یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہاں بلور اور جالسنور یا تین کر رہے تھے اب جو بلور چشم فرما اسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہو گیا اور اس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اِس نے سب حال بتایا یہاں کیسا اور کہا کہ میں پیک چادو ہوں اور یہ نہیں معلوم کہ کون شخص ہے جالسنور نے چاہا تھا کہ نکل جاؤں مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہو گئے تھے آخر کو بلور چشم نے جالسنور کو پکڑ لیا اور حال بھی اسکا دریافت کر لیا کہ عیار ہی اور اگر اپنے تخت پر بیٹھا اور سب ساحروں سے کہا کہ یہ عیار یہاں بھی عیاری کرنے کو آیا تھا میں نے پکڑ لیا یہ اب اسکو اے بلا آہنگ چادو تم یاس شیشور کے جلد ہو چکا وہ کافر جالسنور کو لیکر اسوقت روانہ ہو گیا اور لیے ہوئے اسطرف کو آیا کہ جدھر مہتر قرآن تھے انھوں نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے جاتا ہے تو جلدی سے ایک ساحر کی صورت بنکر سانسے بلا آہنگ کے آئے اور اسکو باتوں میں لگا کر ایک ہی غبہ اُسکے سر پر اکر اسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جالسنور کو قرآن نے مارا کہ چھوڑ دیا قصداً کار جالاک بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ اکبار کی افراسیاب کے غلام کی صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ میں بلور کے پہنچا اس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا اور ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے میں پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اسکی صورت کو دیکھا اسنے جھک کر مچا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آج کو سلام کیا ہے اور فرمایا کہ اب جس عیار کو تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسو اسطے کہ بلا آہنگ تمھارا مارا گیا اور وہ جالسنور عیار چھوٹ گیا اِس حال کو سنکر بلور چار چشم نے واسطے بلا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور حالاک کو غلام افراسیاب کا تصور کر کے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اسنے خلعت کو ہنکر عرض کیا کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلے گا کون ضرورت ہے کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤں بلور نے کہا بہت اچھا یہ لکڑا پر پلنگ کے پہر رات لگے جا کر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے چالاک



کے برابر اپنے بچھو ادایہ اسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسے قنات اپنی اور اُسکے درمیان میں کھینچوادی  
بھلا اسکو کب تیندا آتی ہو یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آتی تو اُسوقت اُٹھ کر طرف بلور کے  
جلا گیا نہون نے اسکو روکا اسنے اُسے کہا کہ مجھ اُسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہوں وہ  
شکے خاموش ہو گئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہاں جا کر بلور کو ہوش کب کہ وہ سورا  
تھا بعد اسکے پتارہ اُسکا باندھ کر پشت پر لگایا اور لقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے صاف  
نکل گیا اور جا کر رُبی دور نکلا وہاں سے ایک چشم زدن میں اندر بارگاہ جمشید کے پہنچ گیا  
اور اتھ باندھ کر جمشید سے کہا کہ میں اُس بلور جاو چشم کو لے آیا کہ جب کا پڑا شہرہ تھا یہ کہیں  
پتارے کو رکھ دیا اور چاہا کہ کھولوں اس عرق سے میں اُسکو بھی ہوش آ گیا تھا وہ خود بخود پتار  
میں سے نکل آیا اور زور سحر سانپ نیلے چالاک کے لیٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں  
چلا گیا اور پہنچ کر سب سے حال بیان کیا وہاں جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی سمجھے اسکے  
دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ میں چلا آیا اور چالاک کو نیٹھے دیکھا آگ گیا  
اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اُسے سحر کر کے اسکو بھی پکڑ لیا  
اور اسی وقت کوچ کر کے دونوں کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہاں سے چل نکلا تھوڑی دور پر  
جا کے میدان میں خیمہ کپ اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضاء کار کو کب و تنہا کو  
جو خیمہ ہوئی کہ بلور جاو چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہے تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے ساتھ  
ہی سحر اس طرح کا گیا کہ لوگ بلور کے آپس میں اڑنے لگے اور تلوار زور و شور سے باہم چلنے  
لگی پھر تو کو کب نے سامنے بلور جاو چشم کے جا کر اپنا غرہ کپا اس میں ایک بچہ پیدا ہوا  
اور بلور کو اٹھا کر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اسکے دو بچے پیدا ہوئے ایک نے چالاک کو  
اٹھالیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونوں بھی ان دونوں کو لیکر راہی ہوئے اور لچا کر کو کب  
کے مکان میں چھوڑ دیا جمشید نے کو کب کو دیکھا سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور دیکھا کہ بلور  
بھی سحر میں گرفتار سامنے کو کب کے کھڑا ہوا ہے اسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر  
افرا سیاب کو جو خبر ہوئی وہ بھی سبکی نظروں سے پوشیدہ ہو کر مکا بنین کو کب کے آیا اور بچہ نیکر بلور جاو  
چشم جاو کو اٹھا کر لیا یہ کہتا ہوا کہ منم افرا سیاب جاو لیے جانا ہوں اپنے طرف دار کو کو کب یا جاو دیکھ



خاموش ہو رہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کر دیا یہ دونوں اپنی بارگاہ میں چلے آئے اور وہاں افراسیاب نے بلور کو اُسکے لشکر میں پہنچا دیا وہ تمام اپنے لوگوں کو لیکر بارگاہ حیرت میں داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ سے نہایت آزرده خاطر تھا اسی وقت طبل جنگ بجو ادا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُس نے بھی طبل جنگ بجو ادا صبح کو دونوں لشکر صفت آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملک اختر بنت سہیلان خیل زور شمشیر زن نے اوس سے ٹکرا اسکو ایک ہی تارچ سحر مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور ٹکرا اسکو بھی مار لیا بعض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملک اختر نے داخل جہنم کیے اور طبل آسائش بجوا کے پھر گئی جمشید نے زور جو اہر بے شمار ملک اختر کے اوپر سے خوش ہو کر تار کیا اور اپنی بارگاہ میں بٹھکر میخواری میں مصروف ہوا اوسے افراسیاب اپنی بارگاہ میں بٹھا ہوا تھا کہ صدمہ نے آکر مجھ لیا اُس نے اسکو دیکھ کر کہا کہ کیوں اوی صدمہ تھے ان عیاروں کے باب میں اب کچھ ہوسکے گا اُس نے کہا کہ لوٹدی سے سب کچھ ہوسکے گا اگر فرمائیے تو ابھی ملک اختر کو جا کر لے آؤں اور اپنا نے کہا کہ خبر بہتر ہو جاؤ اُس کو لے آؤ صدمہ رخصت ہو کر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید میں پہنچا ملک اختر کو اشارے سے بلا کر گوث میں لیکر وہ چالاک کے شہر میں چلی گئی صدمہ نے اسکو بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر بارگاہ حیرت میں لے آئی اور کہا کہ لیجئے ملک اختر حاضر ہو میں اسکو لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھ کر بت خوش ہو میں اور تعریف صدمہ کی کی چالاک دربار گاہ پر کھڑا ہوا تھا اُس نے جوہر ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہو گیا کہ صدمہ ملک اختر کو لے آئی اسکو ہر صورت پہنچو یہ تو اس فکر میں تھا اور افراسیاب نے صدمہ کو واسطے مصور جادو کے روانہ کیا کہ جا کر بلالادہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے ٹکل کر چلی تو چالاک صبار رفتار کی صورت بن کر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نفاذ وہ سامنے مصور کے پہنچ گئی اور اُس نے کہا کہ آپ کو افراسیاب نے یاد کیا ہو طبعیت یہ لے لیجئے اُس نے سسکر کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں پس صدمہ کا جانا تھا کہ صبار رفتار سامنے مصور کے پہنچی اور اُس سے کہا کہ صدمہ مجھ کو واسطے تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہے تو اب میں تمھارے ساتھ چلوں گی مصور جادو حاضر ہو کر ہوتا اور ایک فقات فھن میں پہنچی ہوئی تھی اٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبار رفتار عمل بھی



ساتھ اُسکے چلی گئی اُس نے دیکھا کہ کہا کہ تو کا ہے کو آئی ہے اس نے کہا کہ میں بھی یونہی چلی آئی ہوں اگر آپ کا  
 اگر آپ کا کچھ مہج ہو تو میں چلی جاؤں وہ صبار قنار سمجھ کے چپ ہو رہا اور کپڑے پہنے لگا اس نے  
 پیچھے سے جا کر حلقہ لے کے کندہ مار کے اُسکو بہوش کر کے ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت کے باہر نکلا  
 اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خداوند سمجھ کے بائیں کرتی ہوئی  
 اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجر کر کے دونوں اپنے مقام پر بیٹھ گئے افراسیاب  
 نے مصور کو دیکھا کہ کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر کر لائی ہے سو یہ موجود ہو مصور عملی نے سن کر طرف  
 ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ ای خداوند سا خزان اُسکو میرے حوالے کیجیے میں اپنے ساتھ  
 سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمہیں اُسکو قتل کرو پس مصور نے اُسکو  
 پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ میں مصور نہیں ہوں چالاک ہوں تمہارے  
 رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہوں اب تم ایک کام کرنا کہ حبوت سحر تمہارے اوپر سے میں اتر دوں  
 تو تم اُسوقت نکل جانا پھر میں بھی چلا آؤں گا ملکہ اختر یہ سن کر نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ  
 بہت اچھا قصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کر کے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے  
 آتا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے میں اپنے سحر من گرفتار کر کے قتل کرونگا  
 افراسیاب راضی ہو گیا اور سحر اپنا اتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑ کر سو آسمان  
 روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی حبوت کر کے مثل برق کے نکل گیا اور جا کر بارگاہ جمشید میں  
 برابر ملکہ اختر کے پہونچا مہر و عنبران دونوں کو دیکھا کہ شاد ہو گئیں ملکہ اختر نے چالاک کی  
 تعریف کی اور کہا کہ مجھ کو مصور کی صورت نگر رہا کر لایا ہے یہ کہہ اپنے مقام پر قائم ہوئی اور  
 وہاں افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کر لے گیا تو نہایت شہر مندہ  
 ہوا اور خزان ہو کر دل میں فکر کرنے لگا اتنے میں صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے  
 لگی کہ میرا تو گھر اُڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا میں معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا کیا زندہ  
 بھی چھوڑا کہ مار ڈالا یہ کہہ آفتان و خیزان باحال پریشان واسطے چالاک کے روانہ ہوئی مگر پہلے  
 اپنے مکان میں آئی دیکھا تو مصور بہوش بڑا ہوا ہے فوراً پانی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کر دیا  
 اور آپ پھر فکر میں چالاک کے نکلی یہاں مصور نے اُٹھ کر لوگوں سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار



کہاں گئی ہوں میں اٹھوں لے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھیں مجھے آپ کیا سمجھ کے پوچھتی ہیں  
 میں اتنا جو سنا اس نے تو سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفسا نہ تھی کوئی عیار تھا میری جو رو کہ میری  
 صورت بکے شاید لے گیا یہ سوچ کر دیوانہ وار گھبرا ہوا طرٹ صحر کے کل گیا دیوان جا کر دیکھا کہ  
 صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اس نے اسکو روک لیا اور پرسان حال ہوا صورت نگار نے  
 تمام حال چالاک کی چالاک کا بیان کیا اور کہا کہ میں بکڑی نے کو جاتی ہوں تم کیوں چلے آئے  
 القصد مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ میں صورت نگار کے کہنے سے جدا آیا بلکہ اسکو بھی جانے  
 نہ آیا اور سمجھا کہ ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہاں جا سکتا ہے ہم سمجھ لیں گے صورت نگار بھی ساتھ اسکو  
 چلی آئی اور اگر اپنی بارگاہ میں وہ دونوں بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو میں  
 بیٹھا ہوا تھا کہ جوڑی ہر کار سے کی آئی اور اگر اٹھوں نے دعار بکر کہا کہ میخوار دوسر جادو میں  
 حضور کے آنا ہی وہ کہی رہے تھے کہ میخوار بھی آکر ہو بچا افراسیاب نے خوش ہو کر اسکو گئے  
 سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اسوجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اسکو  
 اپنا قوت بازو جانتا ہے القصد جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیاروں کی  
 سیمہ زوری کا اور حمشید کی زبردستی کا روبرو اس کے بیان کیا اس نے سن کر کہا کہ آپ ناحق کو  
 حمشید سے ڈرے جاتے ہیں اگر نہ مائے تو میں ابھی پکڑ لاؤں اسکی اٹھل کیا ہے افراسیاب  
 نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر اسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ رالی کا ہو گیا میخوار نے سن کر  
 اس مقام جادو کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ حمشید بن کو کب کو اسکی بارگاہ سے جلد جا کر  
 پکڑ لاؤ یہ موجب اس کے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ حمشید میں جا کر پہنچی اور باواز بلند  
 پکار کے کہا کہ میں حمشید کے بیٹے کو آئی ہوں تم میں سے جس ساحر کو دعوئے ہو وہ  
 حمشید کو روک بیوی اس کٹھ کو شکر سب ساحروں نے حیرت اسے سحر کے دار کیے اور روکا  
 اسکو مگر کوئی سحر کار نہ آ سوتا چالاک نے حمشید کو اشارے سے الگ بلایا کہ ایک کمرے  
 میں بٹھلایا اور کہا کہ جب تک میں نہ آؤں تم اسی مقام پر بیٹھے رہنا اس نے منظور کر لیا  
 پھر تو چالاک حمشید کی صورت بکرا پر آیا سانسے اس مقام کے اور کہنے لگا کہ تو محکوم لیا لے  
 جائے گی چل میں تیرے ساتھ خود چلتا ہوں وہ حمشید کو سمجھ کر خاموش ہو رہی اور ابغوسا



یکتے ہوئے خوش و خرم جل نکلی اتنا راہ میں چالاک نے اُس سے کہا کہ میں بہر صورت افراسیاب  
 سے راضی ہوں مگر نہیں معلوم کہ یہ لڑائی آپس میں ناحق ہو سکے گی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال  
 نہیں گھلتا ہر غرض اس طرح کی باتیں کرتا ہوا دربار گاہ تک پہنچ گیا اور کوئی تدبیر اور ڈھب  
 نہ لگا کہ اسکو رام ہی میں مار لیتا آخر چار ہو کر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اسکو آگے  
 کیا اور آپ اُس کے پیچھے ہو لیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہو گیا تو اسوقت کلا گوین میں پھر رکھ کر  
 جو مارتا ہی تو وہ پھر اُس کے سر پر پڑا اور سر اسکا پھٹ گیا سپر خ کھا کر زمین پر گر پڑی فوراً  
 مر گئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک شل برق کے چمک کر بارگاہ جمشید میں آیا اور اگر کہا کہ میں  
 نے اُس لگاتار اسقام کو خدمت میں سامری کے پہنچا دیا جمشید شکر شاد ہو گیا اور اگر اپنے  
 تخت پر قائم ہوا چالاک بھی کرسی پر مستکن ہوا اور اُس کا نذر افراسیاب کے جو اطلاع ہوئی کہ اسقام  
 کو بھی چالاک نے آکر در درت پر اردہ الا تو وہ نہایت برہم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں خود  
 جا کر اُس ناعیار کو ابھی پکڑ لاتا ہوں میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیوں تکلیف کریں میں اسکو  
 بے آتا ہوں ہر چند افراسیاب نے منع کیا مگر اس نے نانا اور چالاک کی فکر میں بزور سحر آکر  
 بارگاہ میں جمشید کی آبا چالاک تو اسکی آمد میں نکل گیا اور اُس نے تمام بارگاہ میں تلاش کیا لیکن  
 اسکو نہ پایا آخر کو ناچار ہو کر ڈھونڈتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہاں قرآن ایک ساحر کی صورت  
 بنے ہوئے اسادہ تھے اس نے اِلکود پکھڑو چھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہیں گیا ہی قرآن  
 نے کہا کہ ایک عیار کو تو میں نے اندر ایک ذرہ کوہ کی ابھی باندھ کر چھڑ دیا ہے تم جلد دیکھ لو اسقام  
 سے آگاہ نہیں ہوں میخوار نے کہا کہ میں تو چالاک کی فکر میں نکلا ہوں ذرا جل کر دکھلا تو دو شاہ  
 کہ وہی ہو قرآن نے کہا کہ بہت اچھا چلے یہ کھر اندر درہ کوہ کے میخوار کو لے گیا اور وہاں  
 جا کر کوئی دوندہم پیچھے رہ گیا اور حلقہ با بے کندہ مار کے اسکو کھینچ لیا بعد اُس کے جلدی  
 سے بیوش کر کے اسکو پتھر سے میں باندھ لیا اور لے کر طرف بارگاہ جمشید کے سیدھا  
 چلا گیا اسکو تو راہ میں چھوڑ دیا اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایک ساحر کی صورت  
 بنکر اس خیال سے جل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر بن پڑے تو اسکو جل کر کیجے اس خیال  
 میں جانے جانے طرف بارگاہ گوہر جاو کے جو نکلا تو دیکھا اس نے کہ گوہر جاو وراہی



بارگاہ پر پہنچی ہوئی ہر اس نے اسکو دیکھ کر حلیہ ہی سے اپنی صورت ایک منی کی لڑکی کی ایسی بنائی اور  
 تھلا بازیاں کھاتی ہوئی روبرو کو ہر کے پہنچی اُس نے اسکو دیکھ کر سامنے اپنے بلایا اور پوچھا  
 اس سے کہ تو اکیلی ہر یا کوئی تیرا وارث بھی ہر اس نے کہا کہ میں تو اکیلی ہوں اور کوئی میرا وارث  
 و اتنا رب نہیں ہے دن بھر میں جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اُسکو کھا کر جس مقام پر چکے پانی ہوں  
 کو پڑھتی ہوں گو ہر جادو سے سنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہی اسی نے کہا کہ میں تو خدا  
 سے بھی جا رہی ہوں کہ کوئی مجھ کو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور حمید حضور  
 کا بعد کرینگے جو آپ میری پرورش فرمایا ہیں گی میں حاضر ہوں گو ہر جادو سے فوراً اُسکو  
 حاکم کروائے کپڑے اپنے پاس سے بہت بھاری اُسکو بچھائے اور کہا میں نے  
 اپنی دختر شکر کیا کہ کہہ کر پاس اپنے بٹھایا اور نہایت خاطر داری کی پٹنگ اپنے برابر  
 اس کے سونے کے واسطے بچھوایا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ لھدایا اور برابر اپنے  
 پٹنگ کے جو پٹنگ بچھوایا تھا اُس کے اوپر کھا کہ آرام کر دے اُس کے اوپر جا کے لیٹ رہی وہ  
 اپنے پٹنگ پر دراز ہوئی چاہا کہ سنے پہ رات گئے اُسکو تو ہوش کر کے کسی کو نہ بیدار کیا  
 اور آپ اُسکی صورت بیکار کا کہ اسے ساحر و دودھ و آدھ لڑکی کی نہ تھی کوئی عیار تھا  
 وہ بھاگ گیا مگر بڑی غیر گذری کہ میں اُس کے ہاتھ سے بچ گئی لوگوں نے سنکر ڈر و گھر  
 تصدق آتا رہا سین جمع ہو گئی اور گو ہر نقلی سوار ہو کر اندر بارگاہ حیرت کے پہنچی اور  
 ملک پر سلام کر کے ممکن ہوئی اور قرآن کہ وہ جو پشتارہ میخوار کا سب سے ہوتے طرف بارگاہ  
 حشید کے چلا آتا تھا تو سب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہو گیا تھا کہ قرآن کو پٹنا دشوار  
 ہو گیا آخر کو تھک کر مشران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ میں رکھ دیا اور  
 آپ بارگاہ میں چھوڑ کر اکیلا چلا آیا آدھرا اُسکو بھی ہوش آگیا وہ اٹھ کر سیدھا طرف بارگاہ  
 حیرت کے روانہ ہوا اور جا کر اندر بارگاہ کے چپکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت گو ہر  
 بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہنچی اور اُس نے بنظر اول چالاک کو پہچان لیا کہ کچھ ہر  
 جادو نہیں ہے مقرر کیا کہ یہ سوچ کر قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ اے  
 غضب کیا تو نے کہ اسے ساحر و دین میں اس طرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف



خطر شکوہ نہیں ہے کہ اگر ارادہ اس نے کیا کہ حیرت سے کہوں مگر افراسیاب بھی ہٹھا ہوا تھا  
 اس نے کتنا مناسب بچانا اچھی سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چل کر اطلاع کدہ وہ آکر گرفتار  
 کر بیوی لگی یہ تصور کر کے پاس صنعت کے پہونچی اور اس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت  
 بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے ہٹھا ہوا ہے ضرور کسی کو آج قتل کر گیا آپ جا کر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز  
 ساتھ ہی سننے کے سوار ہو کر چل کھڑی ہوئی قضا کار ملک اختر بھی بارہ سو سا حشر ہمراہ لیے  
 ہوئے واسطے میر کے نکلی تھی اتنا راہ میں اندر ایک محل کے سامنا صنعت سحر ساز سے  
 پہونچ گیا چالیس ہزار سا حشر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اس کو روکا تو رالی ہوئے لگی  
 اس کے ساتھ چالیس ہزار سا حشر تھے اس وجہ سے بارہ سو سا حشر ملک اختر کے سب مارے گئے  
 صرف ایک ہی ملک اختر بگنی اس وقت صنعت اور ملک اختر سے سامنا ہو گیا قرار واقعی آپس میں  
 کڑی جلدیں آخر کو دونوں بیہوش ہو کر اور زمین کے گرڑھن اس میں افراسیاب بھی  
 خیر گرا بیٹھ کر حل کھڑا ہوا تھا اس وقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملک اختر کو بیہوش پڑے  
 زمین پر دو بچاؤ دونوں کو اٹھا کر ایک کدہ پر لے گیا اور وہاں بجا کر صنعت کو تو ہوشیار  
 کیا اور اس سے احوال پوچھا اس نے کہا کہ چالاک بن عمر و تمھاری بارگاہ میں کوہر  
 بنا ہوا بیٹھا ہے تو اس کی خبر سنکر میں اس کے گرفتار کرنے کو چلی تھی اتنا راہ میں ملک اختر کے  
 ملاقات ہو گئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اس کے سامنا ہو گیا وہ میری ضرب سے  
 بیہوش ہوئی اور زمین بھی اس کی ضرب سے بیہوش ہو کر رہ گئی تو آپ اٹھا لائے اس  
 حال کو شکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر میں جاؤ وہاں سے سوار  
 ہو کر چلی آنا اور میں جاتا ہوں بارگاہ حیرت میں یہ کہہ کر ملک اختر کو لیے ہوئے اندر  
 بارگاہ حیرت کے جلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں چلی گئی افراسیاب  
 سے بیان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اس سے پوچھا کہ گوہر جادو کتنا ہے اس نے کہا  
 کہ میں گوہر سے آگاہ بھی نہیں ہوں کہ وہ کمان رہتی ہے اسے میں گوہر کو بھی ہوش آگیا  
 وہ بھی آکر بارگاہ میں بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملک اختر اور چالاک  
 کو اس نے باندھ کر سامنے اپنے اسنادہ کیا اور حال سننے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے



لشکر کے جاتی تھی تو اسکو ضرغام نے اندر ایک صحر کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ  
 کی صورت بنکے ہمراہ اس کے ہولیا وہ خواص افراسیاب سمجھ کر خاموش ہو رہی اور پوچھا کہ تم کو  
 افراسیاب نے کس واسطے بھیجا ہے اس نے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجھ کو روانہ کیا ہے  
 اس خیال سے کہ کوئی عیار راہ میں دغا نہ کرے صنعت نے اس کو سن کر ہمراہ  
 اپنے ضرغام کو لے لیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی بان  
 میں بان ملتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کر کے حلقہ ہائے کمنہ مار کے  
 اسکو پکڑ لیا اور بیہوش کر کے اندر درہ کوہ کے اسکو تو ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنکے  
 اس کے لشکر میں پہنچا اور سب کو دیکھ بھال کے اس کے تخت پر سوا ما ہوا اور بڑے عظم و شان  
 سے اگر بارگاہ افراسیاب میں داخل ہوا اور سلام کر کے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب  
 نے پوچھا کہ مزاج تو آپ کا اچھا ہے اس نے کہا کہ آپ کی عنایات سے اچھی تو ہوں مگر عیاروں کے  
 ناکستین دم آگیا ہے امیدوار ہوں کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اتار لیوں  
 اور مجھ کو اجازت دیوں کہ میں ران دونوں کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اپنے مکان میں لجاؤں  
 اور وہاں سران دونوں کے کاٹ ڈالوں افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا  
 دونوں کے اوپر سے اتار لیا صنعت عملی نے پاس دونوں کے چاکر چکے سے کہا کہ میں ضرغام  
 ہوں اب تم کس واسطے کھڑی ہو جاؤ پس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل  
 ہوئی اور اڑ کر ملکہ اختر سو سے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کر کے صاف نکل گیا  
 جبکہ دونوں جا چکے تو اسوقت ضرغام نے بھی اپنا نفر کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھ کر  
 افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہو کر حیرت سے کہا کہ صنعت کو ہنر معلوم کہ  
 ضرغام نے کیا کیا ہے اب میں خود اسکی تلاش کے واسطے جاؤں یہ کہہ کر سر بھیجا روانہ ہوا  
 اسکو تو ادھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینوں بارگاہ جمشید  
 میں پہنچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے  
 بیان کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہی اسوجہ سے ہلوگ اسکو قتل نہیں کر سکتے ہیں اگر تم سے ہو  
 تو تم جیکر اسکو قتل کرو کہ میں ایک درہ پہاڑ میں اسکو بیہوش کر کے ڈال آیا ہوں اس حال کو



سکر ملک اختر نے کہا کہ میں اسکو قتل کرونگی تم چل کر تبادو ضرغام ملک اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درہ کو وہ  
 کے روانہ ہوا کہ جہاں صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین کے  
 چلا اور ملک اختر بزور سحر اسکو دیکھتی ہوئی بروئے ہوا چل نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے  
 پہونچا کوئی کوس بھر کل راہ طو کرنی باقی رہی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درہ کوہ میں پہونچا اور  
 صنعت کو ہوشیار کر کے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ کے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ  
 ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہے تو اُس نے ساحرہ کی صورت میں  
 ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُس نے اسکو بھان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملک اختر نے آسمان  
 پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑنے لیے جاتا ہے اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ  
 ہو تو بجلی نکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب توجیح کیا اور صنعت زخمی ہوئی  
 افراسیاب نے ملک اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کر لیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پتھر اچھا کر دیا  
 اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور بیان افراسیاب  
 نے آواز دی کہ اے فتر اک جادو حلا کر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُس نے کہا  
 اُس سے کہ تم اس عیار کو اور ملک اختر کو بارگاہ حیرت میں ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُس نے ماتہ  
 باز دھک عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائیں میں اُس درہ کوہ میں جا کر ذرا سر کو دھو ڈالوں تو پھر  
 لیے جاتا ہوں یہ کہہ کر فتر اک اندر اُس درہ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہاں چالاک موجود تھا  
 یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کر کے بیہوش کر دیا اور آپ اُسکی صورت  
 بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اسکو معلوم تھا کہ وہ کہ چکا تھا کہ اسلئے  
 دونوں کو لیجاؤن اُس نے ضرغام اور ملک اختر کو اُسکے حواسے کر دیا اور سحر بھی اپنا اتار لیا  
 اور تاکید کرونی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اُس نے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا افرہ کر  
 دونوں کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک ہزار عیاری  
 کر گیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا مگر سیکو نہ پایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دو ٹوکوں لیکر  
 چڑھ گیا تھا ناچار ہو کر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر میں بیٹھا اور وہاں  
 ملک اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب بہ ارادہ ہو کہ میں چل کر لشکر حیرت کو



بتاہ کردون یہ کہ ایک تخت الماس کا بنو رہا ہے اسی مقام پر پیدا کیا اور ضرغام و  
چالاک کو اُسکے اوپر سوار کر کے سحر جو کرتی ہو تو وہ تخت لیسو سے آسمان و دونوں کو لیکر  
اس طرح سے اڑا کہ قندیل فلک ہو گیا وہاں پر ملک اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکڑی پر سحر کا وہ  
اختر کے سایہ فلک ہو گیا اور ملک اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہو ا پر بلند ہوئے  
لگا ضرغام اور چالاک نے دیکھا کہ ملک اختر اوپر شکر حیرت کے اسی طور سے پردے  
بین ابر کے جا کر پہنچی اور ایک آواز تر اُسے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان  
فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تبر قضا کے لشکر حیرت پر چڑھے  
تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار میں چالیس ہزار ساحر فی النار  
ہوئے اس حال کی اطلاع حیرت کو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران اور ششدر ہو گئی کہ یہ آفت  
نارہ کمان سے نازل ہوئی اسنے میں افراسیاب بھی آکر پہنچا اور دیکھا کہ ہزار لاشیں پڑی  
ہیں اور ایک ابر سرخ کرکٹا ہوا چلا آتا ہے اسنے ملک اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت  
کر لیا مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر ضرغام اور چالاک بیٹھے ہوئے تھے آسمان بلند ہوئے  
چلے جاتے تھے پس اسکو تاب باقی نہ رہی غصے میں آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر شکر جمشید کے جا کر  
برسنے لگا اور اختر کو اُسے پکڑ لیا غرض اُس ابر میں سے اسقدر پیکان فولادی اوپر شکر جمشید  
کے برسے کہ دولاکھ ساحر ایک چشمزدن میں جان بحق تسلیم ہو گئے اور وہ ابر بھی خالی ہو گیا کوئی  
پیکان اُس میں باقی نہ رہا اسوقت افراسیاب نے ملک اختر کو تو اندر بارگاہ کے جا کر حیرت  
کے سیر کیا اور کہہ کہ تم اس سے خبردار رہنا میں ایک کام کو جاتا ہوں اُسکو کر آؤں تو پھر  
آکر اس اختر سے بھون یہ کہ افراسیاب تو اڑ کر طر آسمان کے چلا گیا اور حیرت  
جادو نے ماتھ لگا اختر کا پکڑ لیا الوان دو سر جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تھا  
اُسکو جو وحشت دانگیر ہوئی تو اُسے ہتھ مارا کہ چاہا کہ طبل جنگ بجاؤں اختر وہ زمانہ  
آیا کہ فلک پر عارض مہر زد ہوا اور شام سو سنہی رنگ نے گیسوا اپنے واسیے اشعار

چھلی پر سمت شام سو سنہی رنگ

ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ بینک

بڑھا قصہ زمین کو مہر انور

شکل رنگ عاشق زرد ہو کر



سرمشام ایوان دوسرے نے اس خیال سے کہ جب تک شاہ جادو والی بہان آئین میں چھت پڑے  
 کہ گرفتار کر لیں پس اسے قبل جنگ جو ایام اس حال کی اطلاع ہمیشہ کو جو ہوئی تو اُسے  
 بھی نفیر سحر کو بجایا دھنوان ہوم کا بلند ہوا ساحر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی  
 بیرتدیر تباہ آتے تھے کڑا اعلیٰ ان چڑھی تھیں شعلہ منہ بھہ ہر ساحر اشتان کسان  
 دھیان میں مصروف تھا سحر و سیاحری سے مالون تھا اشار

کوئی سامری کا بنا تھا منت	کوئی بیٹھا پڑھا تھا خالی ٹھنت	کسین ڈنکی کچی کسین بانسری
کڑھائی کسین شیخ سدو کی تھی	کوئی تانتا تھا کسی برتون	کسی کو تھے کچھ یاد جادو کے فن

غرض چارہ رات اس خاکدان عالم میں ہی شور و غلیم برپا رہی جب کلوشب کا شفق  
 ہوا اور شاہد خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھ کر ایک رنگارنگی فلک پر جلوہ فرما ہوا اشار

اٹھائی صبح نے جو چادر شب	تو نکلا مہر شکل ماہ عقربا	ہوا کچھ دیر میں رخ انکا پرنور
ضیاء نے کر دیا عالم کو معمور	ہنگام سحر چھت و مہر رخ اور بہار و عینہ غت اسے سحر پر	

یاز بطور قوسے ہنس آتشین قبل آتشین پر سوار ہو کر و عہد گاہ مصافحہ میں آئے صف  
 آرائی ہوئی یقیون نے نقابت کی کڑکیتوں نے کو کا کہا ایوان دوسرے نے ناف میدان

میں اگر مبارز طلبی کی ادھر سے تو سن جاو و نام ایک ساحر ذی احتشام اُس کے  
 مقابلہ کو گیا اُسے ایک ناریل تو سن پر مارا تو سن نے اُس ناریل کو خالی دیکر ایک

ترج مارا لیکن ایوان نے اُس ترج کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ تو سن کے سینے کو توڑ گیا پورا  
 دیکھ کر ہمیشہ کو قرار نہ بڑا خود اُس کے سامنے آیا اسے ایک گولہ فولادی مارا جھٹک دینے اُس کو

موم کا کر دیا اور نارنج سحر کو جھپٹ کر اُس کے سینے پر مارا اُسے بھی خالی دیا اور خفا ہو کر زمین پر  
 گر کے لوٹا اور تپلہ فولاد کا نیکر ہمیشہ کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہنچے پہنچے اُسے

مثل سد سکندری کے اپنے تئیں دیوار فولادی بنایا اُس تیلے نے عضدین اگر ایک ٹکڑا اُس  
 دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہو کر گر پڑتا لیکن اُس

دیوار کو خبر بھی نہ ہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دوبارہ جگہ ماری  
 تو خود بخود آپ ہی تورا کر گر پڑا ہمیشہ نے اُس کو باندھ لیا اور گرفتار کر کے اپنی بارگاہ میں



لے گیا اسکو قید سخت میں گرفتار کیا اسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کناہ کیسا اور پھر کراہنے  
مقام پر چلی آئی اس عرصہ میں افراسیاب بھی بارگاہ حیرت میں آکر داخل ہوا ایوان جادو  
کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اسوقت ملکہ اختر ارابہ پر ڈاکر قتل کرنے کے  
لئے میدان سیاست گاہ میں بھیج دیا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ  
بھی ایوان جادو کو ارابہ پر ٹھہرا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل کر کے  
تو میں بھی اسکو قتل کروں گا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی تو  
اسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اسکو تو اس حال میں رہنے دو  
مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونوں ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے تو وہ  
تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہے اب اس تخت کو اتار  
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھ کر چالاک سے کہ کون ای برادر ملکہ اختر تو مبتلا  
بلا ہوئی ہیں اور یہ تخت و مہم او پنا ہوتا جاتا ہے مفت جان گئی اب کیا تدبیر کھائے یہ کہہ کر  
دونوں نے آپس میں اس خیال سے کہ کہیں کوئی ساحر دیکھ کر فتنہ نہ کر لیتے یہ فن عیاری  
ساحروں کی ایسی صورت گئے اور یہ قدرت کروکار چالاک کی صورت ایک نقشہ ایت  
حسنت جادو کی ایسی ہو گئی اور ضرغام کی شکل اسکے بالکے اوتار جب ادو کی ایسی  
ہو گئی یہ دونوں اس ہیئت سے اس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے  
تھے کہ دفعہ نگاہ افراسیاب کی اینٹری اسنے جو سر کو واسطے دیکھنے جمشید کے اٹھایا  
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اس تخت پر نگاہ پڑی یہ اس تخت کی روشنی کو دیکھ کر حیر ہو گیا اور  
دل میں اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہیں کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے  
جلتے ہیں اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہے اسنے ضرورت ملاقات حاصل کر کے  
حال انکا دریافت کیا چاہیے کیا عجیب ہے کہ اپنا مطلب بھی کچھ اسنے نکل جائے یہ تصور کر کے  
اسنے بھی زور سحر اپنا تخت اڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہنچا ان دونوں  
نے تو اسکو پہچان لیا مگر اسنے بالکل سنیں پہچانا بلکہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو امین مہنت ہے  
اور دوسرا بالک ہے یہ سمجھ کر اسنے دونوں سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہ ہر کو جو



ضرغام اور چالاک نے اسکو جواب میں کہا کہ ہم تو غلام جمشید اور سامری کے ہیں مگر جو جب  
حکم خداوند کے آسمان والے ساحر سے واسطے سوال و جواب کرنے کے اپنے خداوندوں کی طرف  
سے جاتے ہیں تاکہ اسکو قائل و معقول کر کے خداوند سے ملا دیں اس حال کو سنکر افراسیاب  
بدحواس ہو گیا اور اس کافر کو یقین ہو گیا کہ یہ سچ کہتے ہیں انکو اپنے مکان پر کسی طور پر لے جائے  
اور معرفت انکے خداوند سے اپنی بھی صفائی لیجئے تاکہ نجات اس مصیبت سے ملجاوے یہ  
تصور کر کے اس بادر قبح نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت منہت کے بنا ہوا تھا کہا کہ اگر  
آپکو تکلیف نہوئے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمائیے آج کے دن مردانی کر کے  
دعوت کو قبول کیجئے اور مہمان رہیے میں عمر بھر ممنون احسان اور مرمون مست آپکا  
رمونگا اور جو کچھ کہ عرض کرتا خداوند سے منگو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک  
نے سنکر کہا کہ بیکوفت تو اسقدر نہیں ہے کہ جو ہم کہیں ٹھہر سکیں مگر خبر تم کہتے ہو بلکہ بھی دل  
شکنی تمہاری گوارا نہیں اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہیں خاطر ہو تمہاری تم لچلچو ہم حاضر ہیں یہ کہہ کر  
تو سہی ران دونوں نے مگر پھر گھر آئے اس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار میں نہیں  
ہم اسکو اتاریں تو کیونکر اتاریں یہ تصور کر کے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اسکو کہتے آخر کو چالاک  
نے کہا کہ اسے شہر یار یہ تخت تو اسی مقام پر بیٹھا کسو اسطے کہ اسکو حکم خداوند کا واسطے بلند ہونے  
کے تھا اسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے بیچے اتر نہیں سکتا ہی پھر ہم تمہارے ساتھ چلیں تو  
کیونکر چلیں ہاں ایک ار سے البتہ ہم چل سکتے ہیں کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگادو تو ہم  
اوسکے اوپر سوار ہو کے چل سکتے ہیں افراسیاب نے سنکر دونوں کو اوپر اپنے تخت کے بلایا  
یہ اپنے تخت کو چھوڑ کر پاس اسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے  
اتار اوہ افراسیاب کو دیکھ کر خوش ہو گئی مگر ان دونوں کو دیکھ کر متحیر ہوئی اور افراسیاب  
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص  
خدمت گزار ہیں اور انھیں کے پاس رہتے ہیں منہت جادو اور اوتار جادو انکا نام ہے یہ کہہ کر  
خاطر داری اور مدارات میں دونوں عیاروں کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ آخر کو  
قید میں جو دیکھا تو اسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش رہا اس میں ایک برس اور آسمان



نمودار ہوا چالاک اور مہر تمام حیران ہو کر اس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ اکیسارگی وہ ابر شوق ہوا اور اس میں  
 سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اس کے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار خواص میں بھی تھراہ  
 یقین مقرر وہ تخت اگر اندر بارگاہ کے اتر اور اس ساحرہ نے افراسیاب کو مجسرا  
 کیا اس نے اس کو دیکھا پوچھا کہ کیوں اسے شہوخ جہاد و مزاج تو تمہارا اچھا ہوا ہے اس نے ماتہ ہا  
 کہا کہ دعا کرتی ہوں انکی جان و مال کو مگر یہ تو فرما ہے کہ ایوان کمان گیا ہوا ہے حیرت جہاد و  
 نے کہا کہ اس کو تو جمشید بن کو کب پکڑ کے لے گیا ہے وہ تو اسکی قید میں ہے شہوخ جہاد و  
 اس خبر کو سنکر افراسیاب جادو سے زمین میں غرق ہو گئی پہنچے اندر بارگاہ جمشید کے  
 جا کر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو و قید میں بیٹھا ہوا ہے اور گرد اس کے قنات سحر چمکی ہوئی ہے پس  
 یہ لوٹ کر بصورت عقاب ہو گئی اور ایوان کو کھو لکر لیے ہوئے پل آئی اس حال کے  
 جمشید کو بھی ہوئی اس نے سنکر کہا کہ لے جاؤ دو کسان جاسکتا ہے میں پھر اسکو  
 پکڑ لاؤں گا یہ کہر خاموش ہو رہا اور شہوخ جہاد و ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ افراسیاب  
 میں داخل ہوئی اس نے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہو کر گری  
 پر بیٹھا اور تعریف شہوخ جادو کی کرنے لگا اس میں افراسیاب نے ملکہ اختر سے  
 کہا کہ اب بھی تم نہ شکست ہماری اختیار کرو تو ہم تم کو راہ دیوں اور اس قدر سلوک تمہارے ساتھ  
 کریں کہ تم کو کب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نیکو امین ہیں کہ جو  
 مالک کا ساتھ چھوڑ دیں افراسیاب نے خفا ہو کر اوتار جہاد و سے کہا کہ اپنے  
 اسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اس نے کیا جواب صاف بھکودا ہے اوتار  
 نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائیں تو میں اسکو سمجھا کر راضی کروں اس نے  
 کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر آپ اپنی مہربانی فرمائیں تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے  
 اٹھ کر ماتہ اختر کا پکڑ لیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیہ تھا مگر ساتھ اس کے ایوان  
 جادو اور منبت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اس کے کہنے سے وہ بھی دونوں  
 اٹھ کر ہمراہ ہوئے اس نے ایوان کا بھی ماتہ پکڑ لیا اور لیکر اندر اس کمرے کے چلا اس وقت  
 ایوان نے افراسیاب سے کہر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتو لیا اس میں صر



بھی اگر پوچھی اور اسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دامین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان کو تو یہ  
 مار ڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر بنا کر دیگا یہ تصور کر کے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ افراسیاب  
 اطلاع کر دے اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر اس کمرے کے گیا  
 اور اختر سے کہا کہ میں اس ایوان کو قتل کرتا ہوں تم فوراً چلی جانا میں چالاک  
 بن عمرو ہوں یہ لکھ دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکال کر ایوان کو دیے  
 اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہے اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اسنے جوم  
 چاٹ کر وہ انگور لیلے اور تبرک سمجھا کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیوش ہو کر بڑا چالاک  
 نے جلدی سے سر اسکا منخر سے کاٹ کر جدا کر ڈالا اختر اور ضرغام تو فوراً رہی ہو گئے  
 اور یہاں غل دارو گیر کا بلند ہوا اسی ہنگامے میں چالاک بھی اپنا لغزہ کر کے روانہ ہو گیا  
 اودھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل دارو گیر کا بلند ہوا افراسیاب  
 اٹھ کر چھ چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا اوپر ایک کوہ کے چڑھ گیا یہ بھی دوڑ کر اوپر اس  
 کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قرآن نے نکل کر حلقہ ہائے کند مار کے اسکو گرفتار کر لیا کہ انوقت  
 وہ بھی اندر درہ کوہ کے نیچے ہوئے تھے القصد اسکو بیوش کر کے قرآن نے اپنی  
 کند کو کھول کر چاہا کہ قتل کر ڈالوں اسمین ایک شیر برسانے پیدا ہوا اور آکر سر پر  
 افراسیاب کے استادہ ہوا قرآن تو جست کر کے غلیحہ ہو گیا اور اس شیر نے ایک  
 چنچ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہو کر بارگاہ حیرت میں چلا گیا  
 یہاں آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطر داری کے اسکو رکھا بعد اسکے حیرت جادو  
 سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب نکو امون کو قتل کر دیگی یہ لکھ  
 روانہ ہو گیا اب اسکو اودھ جانے دو اور مصور جا دو کوہ صورت نگار کو  
 ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور آکر پاس حیرت  
 جادو کے بیٹھا اور اس سے پوچھا کہ افراسیاب کیا چلے گئے اسنے کہا کہ ابھی تشریف  
 لیگئے ہیں یقین ہے کہ کل تک آئینگے مصور نے سن کر کہا کہ بیروہ تو چلے گئے مگر میں نے بڑی محنت  
 سے تصویر بنائی ہیں اگر وہ ہوتے تو انکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن کچھ



مضائق اسکا نہیں ہے تم بھی تو انکے قائم مقام ہو تھیں اسکو دیکھو اب کیا مقدور ہے جمشید  
بن کو کب کا جو میرا سا متا کر کے میں اکیلا جا کر ابھی اُس سے سمجھے لیتا ہوں یہ کہہ سب  
تصویر بن حیرت کو دکھلائی میں اور اوپر تخت سحر کے سوار ہو کر صورت نگار کو پاس  
اپنے بٹھایا اور ارادہ پھنے کا کیا اسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ مصو  
کہا کہ قسم ہو مجھ کو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کو کب کو اگر اکیلا جا کر قتل نہ کیا  
تو اپنا نام مصور نہ کھالیں دل یہ چاہتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو کب  
خوب بات ہے کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے  
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہیں القصد حیرت جادو بھی اٹھ کر تخت پر ماس مصور کے  
جا بیٹھی اور اسنے تخت کو سحر کر کے برو سے ہوا اڑایا اور جا کر دربار گاہ جمشید پر پہنچا اور آواز  
دی کہ منم مصور جادو جس گسیکو کہ آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو  
دیکھو بن تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو میرے سحر کو روکنا ہی اس کلمے کو سنکر جمشید  
مہرخ اور ملکہ اختر وغیرہ سب ساحر بارگاہ سے اٹھ کر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو  
اور صورت نگار و حیرت جادو و تینوں اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہیں اُنھوں  
نے آنکو دیکھ کر ارادہ کیا پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باوازل بند پکار کے کہا کہ اے جمشید  
بن کو کب تو نے ناخق کو افراسیاب سے سا سنا کیا ہے اسے وہ خداوند ساحر ان مشہور  
ہے تو اُس سے بہر نوح زیر ہو جائے گا یہ کہہ مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا  
کہ ارے نکالو امون اب بتاؤ کہ آج میرے ماتم سے تم کچھ کہان جاؤ گے اس کلمے کو سنکر تمام  
ساحر ان جمشید نے متفق ہو کر نایج نریج گو سے فولادنی وغیرہ سب حربے سحر مصور پر  
اس خیال سے مارے کہ اسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہ ہوا  
تو اسنے جھٹلا کے صند و قچی کو کھولا اور اسین سے چھ ہزار تصویر بن نکال کر باوازل بند پکار کے کہا  
کہ اسے نکالو امون اب دیکھو تا شا اپنی سرکشی کا کہ میں تم سب کا کیا درجہ کرتا ہوں یہ کہہ کر یکبارگی قنچی  
سے پانچ ہزار تصویر بن کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھلے کہ ہزار سر تیرے ہزار  
جو جادو گر بنان تھیں انکے سر کٹے ہوئے اوپر زمین کے پڑے ہوئے ہیں جمشید و مہرخ



اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرٹ اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزار ہا سرائیکی جادو گروں کے  
 اوپر زمین کے ٹوٹتے ہوئے پائے جب تو بد جو اس ہو کر اُنھوں نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا  
 کہ مصور نے پانچ تصویریں اور لگا لکڑی طرح مہر کے پھینک دیں انہیں سے ایک تصویر تو مہر خ  
 نے اٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچویں  
 رعد نے لیکن ساتھ ہی اٹھانے کے پانچوں از خود رفتہ ہو گئیں ایک کو ہوش باقی نہ رہا بجا  
 دیکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ مار لون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو نکال کر  
 سامنے اس کے بھی ڈال دیا اور یکار کے کہا کہ اے جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہی تم اسکو  
 اٹھا لو اس نے اُس تصویر کو تو ماتھ بھی نہ لگایا اور رد سحر کر کے اوپر اتر دھر کے سوار ہو کر  
 سامنے مصور جادو کے پوچھا اس نے دیکھ کر دستک جو دی تو ایک تیلہ کاغذ کا شمشیر بر منہ  
 ماتھ میں لیے ہوئے آسمان سے اُتر ا اور آکر اُس نے ایک ہی ماتھ تلوار کا اثر کے سہرے پر مار  
 کر اُس کا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مار کر ہنسا اور جمشید  
 سے کہا کہ اب جا کر اس تصویر کو اٹھا لو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہے یہ کہہ کر  
 کچھ اسم سحر کا بھی پڑھ کر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اٹھا لیا اور سحر میں  
 مصور کے تیلہ ہو گیا اسوقت مصور نے کہا کہ کیوں ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ  
 تھے کہیں تم اُسکو کرو گے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان میں لاؤ گے اس نے کہا کہ جو کچھ تم  
 کہو میں بسر و چشم بجالاؤں اس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہو تو تم اپنا خنجر اپنے  
 گلے پر پھیر لو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے یہ حال  
 دیکھ کر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپ نے سحر کو اگر مائیے تو میں ابھی اسکا سر اس کے  
 ماتھ سے جدا کر ادوں مگر ابھی مجھ کو منظور نہیں ہے یہ کہہ کر جمشید سے کہا کہ خیر جادو خاطر ہے  
 تمھاری آج کی رات تو میں نے تم کو فرصت دی تم جا کر اپنے دل سے اور سب ملکر کہیں  
 باتیں کر لو اور سب طرح سے تشیب و فراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت  
 میں آکر حاضر ہو اور اب انکی اطاعت تم سب قبول کرو یہ کہہ کر وہ تصویریں مہر خ وغیرہ  
 سے لیلین اور پھر کر بارگاہ حیرت میں چلا گیا کمال شاہ ان اور خان پری کے شل گدے کے



بھول کر متکس ہوا اور حیرت نے تو اس قدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اس کا حال لکھوں تو مسمیٰ  
 سنتے سنتے گھبرا جائیں اور قصہ تمام ہونے سے چھوڑ دیا عرض بیان تو یہ بہت خوش ہو  
 رہا ہے اور سب تعریف اس کے سحر کی کر رہے ہیں اور وہاں جمشید اپنی بارگاہ میں جو بھر گیا تو  
 اس کو نہایت صدمہ ہوا اس میں چالاک اور ضرغام نے جو اگر اس کو متفکر دیکھا تو پریشان حال  
 ہوئے اس نے کہا کہ ای چالاک میں کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کروں اگر مجھ پہلے سے اس  
 حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویریں کھینچی ہیں تو میں بھی اپنی فکر کرتا  
 لیکن کیا کروں ناچار ہوں اگر اب کوئی جائے اور ان تصویروں کو لے آئے یا مصور  
 کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سن کر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں جا کر  
 لاتا ہوں یہ کہہ کر چالاک و ضرغام دونوں جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سننے لگے  
 کہ جانشوزین قرآن بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا ان تصویروں کی فارمیں  
 رومال ہلارنا تھا اس عرصے میں دائہ انجسم فلک پر بویا گیا اور بیل کمکشان کی داریست  
 آسمان پر پھیلی شعر

یکایک چرخ اخضر رخ کھایا | گبادن سبز رنگ شام آہا |

یعنی رات ہو گئی اور حیرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاؤل نے دسترخوان لا کر بچھایا اور  
 کھانا سب قسم کا چننا لیا اس وقت تصویریں مصور جادو کے ماتھے میں تھیں یہ جو  
 کھانا کھانے لگا تصویروں کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور انسا کھانا کھانے میں مصروف ہوا  
 کہ تصویروں کا خیال نہ رہا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویریں کھل گئیں اس وقت جاننے  
 لے کہ جو رومال ہلارنا تھا ان تصویروں کو جھک کر اٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کتا گیا کہ منہ  
 جانشوزین قرآن لیے جاتا ہوں اس کرنامت کو جس کے بھروسے پر ہم سب مغرور تھے اس  
 کلمہ کو سن کر مصور خود دوڑا مگر نیا یا آخر کو ناچار غلین اور ملول ہو کر پھرا آیا اور کہنے لگا کہ ای  
 ملک حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہو گئی اب میں کیا مذہب کروں یہ کہہ  
 مع صورت اپنی بارگاہ میں چلا آیا ادھر جانشوزین نے جا کر وہ تصویریں سب جمشید کے روبرو  
 رکھ دیں اور کہا کہ یہ تصویریں حاضرین حضور انور جو چاہیں وہ کرن جمشید ان تصویروں کو دیکھ کر



خوش ہو گیا اور جالینوز کو گلے سے لگا لیا اور ان تصویروں کو بھاڑ ڈالا ساتھ ہی بھاڑنے کے  
 صرخ و بہار و غمزہ سب ہوشیار ہو گئیں اور جنکے کہ سر جدا ہو گئے تھے وہ بھی سب زندہ ہو گئیں  
 پھر تو حمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب انہیں تصویروں کے مسخ کر لیا تھا اب  
 میں اکیلا جا کر اُسکو بارگاہ میں ذلیل کرتا ہوں دیکھو تو سہی کہ میرا اب ہلکا کرتی ہے یہ کہہ کر  
 اٹھ کھڑا ہوا قرآن اور جالاک و غمزہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہزار  
 نے حوصلہ ساتھ اسکے چلنے لگا کیا اسنے سب کو تقسیم روک دیا اور سیکو بھی ہمراہ نہ لیا بلکہ وہ تنہا  
 اوپر پنہس کے سوار ہو کر طرفت لشکر مصور کے روانہ ہو گیا مگر ملک اختر نے ٹھانا یہ بھی اوپر پاؤں  
 سحر کے سوار ہو کر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہاں مصور و صورت نگار دونوں اپنی  
 بارگاہ میں بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے تھے کہ حمشید نے اُسکے لشکر میں پہونچ کر سحر جو کیا  
 تو ایک کڑا کے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فو لادی بارہ ہزار آسمان  
 پر ساوہ گولہ جس ساحر کے سر پر اُسکا سر بھٹ گیا اور وہ مر گیا بارہ ہزار ساحر مصور کے  
 ایک ہی وار میں واصل جہنم ہو گئے مصور کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبرا کے  
 باہر نکلا کہ جب تک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑا کے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسے  
 بارہ ہزار ساحر اور گر گر کر جب تو مصور نے بدحواس ہو کر طرف آسمان کے دیکھا اور لکھارا  
 کہ ارے تو کون ہے کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہے اگر دعویٰ لڑائی کا رکھتا ہے تو میرے  
 سامنے اگر حاضر ہو میں بھی تو دیکھوں کہ تو کون ہے اس کلمے کو سنکر حمشید نے بھی اپنا غور کیا  
 اور سامنے مصور کے آکر پہونچا اور ایک ہی تار مل اور مصور کے مارا اسنے خالی دیکر نارنج سحر کو  
 بار اسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ اسے حمشید اگر تصویر میں میرے پاس  
 نہیں ہیں تو محاکمہ پرواہ میں ہے ابھی بہت سحر میرے پاس ہے لڑنے کو موجود ہیں تم  
 ناحق کو میرے ساتھ تمسری کرے کو آئے ہو یہ کہہ کر ایک دو تپڑا پر زمین کے چوہا مارا تو زمین  
 کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر میں گرفتار ہو کے حمشید اسکی طرف دوڑا مگر وہیں  
 اُسکے پہونچا کہ وہیں اسنے دونوں ہاتھ اُسکے پاٹ لیے اور چاما کہ جھٹکا مار کے گرفتار کرتوں  
 حال ملک اختر نے جو دیکھا تو مثل اجل کے سینے پر مصور کے گری اور حمشید اُسکے



ماتھ سے چھوٹ گیا لگا آخر اٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کر دیا وہ بھر سامنے مصور کے آیا اور  
 اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہی اُس کو تھپور کر لیگیا  
 یہ سمجھ کر صورت نگار بھی میدان میں آئی اب جمشید تو مصور کے مفت سائے کو مستعد  
 ہو گیا اور ملکہ آخر صورت نگار کے سامنے آئی اسنے سپر فلا دی کی او جھڑا اور اختر کے  
 ماری اسنے خالی دیکر بھالا فلا دی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا  
 ہوا کہ اُسکے ماتھ میں سپر تھی اسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو پایا  
 غرض ادھر تو یہ دونوں برابر اڑ رہے ہیں اور ادھر مصور جمشید بھی برابر اڑ رہے ہیں آخر  
 کو چارون میں زور و شور سے ٹکرجو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لاسکا چارون خوش  
 لکھا گرڑے پس انکا گرتا تھا کہ ایک آواز ترستے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو  
 اٹھا کر روئے آسمان لیگئے اور لیجی کر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روہروا فراسیاب کے رکھیا  
 کہ یہ پنجے اُسکے تھے اسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کر دیا انھوں نے اٹھ کر ہوا  
 کیا اور کہا کہ آئیے ہماری جان آج بھائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ کہہ کر مصور اور صورت  
 نگار تو بٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کر کے کہا کہ اب تم میرے ماتھ سے جی کہان  
 جاؤ گے تیرے باپ نے اگر میرا سنا کیوں نکلیا جو تجکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو  
 تیرے باپ کے برباد کیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھنا یہ کہہ کر مصور اور صورت  
 نگار سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ میں جاؤ وہ رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں چلے گئے اور افراسیاب  
 جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے چریت جاؤ کی بارگاہ میں لیگیا اسنے  
 بہ آبرو سے تمام اسکو بٹھانا اسنے چریت سے کہا کہ میں جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہوں ابھی  
 دونوں کو قتل کر دینا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تحقیق کو معلوم ہے اور سو اسے تمھارے کوئی واقعہ  
 نہیں ہے وہ جو ساتھ کو ٹھہراں طلسمی ہیں اُنہیں سے اندر ایک کو ٹھہری کے ایک تیل زرد کا ہے  
 کہ اُسکے ماتھ میں خنجر بروقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا ہے کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا  
 چاہیے اور اگر کسی یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو بروقت بکھڑے کرے تو اُسکو مٹا دیتے ہیں  
 پتلے کے ماتھ سے قتل کر اسنے پس تم جا کر اُس پتلے کو سنے آؤ تو پھر میں ابھی ان دونوں کا خاکہ کر دینا



بطرح سے جو افراسیاب نے بکار کے سر بارگاہ کما تو سارے طلسم میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آج  
 افراسیاب بن جمشید بن کوکب اور ملکہ اختر کو قتل کر لگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید  
 میں بھی پہنچی وہاں جتنے ساحر و ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد و  
 بلال سحر انگیز ملکہ طوفان شعلہ بدین قاتل قاتل شکیل طاووس سنوسن وغیرہ  
 ہو کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے کہ آج جلاکرم جاسے یا  
 اختر و جمشید کو چھڑا لائے الفکہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے  
 پہنچے وہاں بھی آٹھ لاکھ ساحر اس کے موجود تھے وہ بھی مستعد ہو گئے اور تار و ارز و شور سے  
 حلقہ لگی طرح طرح کے ابر اور آسمان کے دوڑنے لگے انہیں سے ترو پیکان اور گولے فولاہ  
 گئے جیسے لگے کہیں تیر اور برقیں چمک کر گرنے لگیں دھڑ دھڑ لاش پر لاش ساحر و ن کی  
 گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہیں ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھر  
 جاسے اور جمشید کو چھڑا لائے اس خیال سے جان لوڑ کر اترتے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتی  
 تھے بلکہ تین طرف سے اسکی بارگاہ کو گھیر لیا تھا کہ حیرت گھر اس کے خود باہر نکلا آئی بار جادو نے  
 اسکو دیکھا اور ایک گینت بھولون کا اسپر ارا کہ اسکو غش آگیا خواصین اٹھا کر اندر لے گئیں سامنے  
 افراسیاب کے اُسے فوراً ہوشیار کر دیا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہے  
 کہ آج لڑائی ہو گئی ہو کس واسطے کہ فوج مہرخ و غیزہ کی لڑج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آئی ہو  
 مگر میں اب کب بڑھنے دیتا ہوں یہ کہہ کر کچھ واسطے ناشس کے ہاتھ میں لیے اور ٹھوڑا سا  
 کاجل مٹھی من داب کر باہر نکلا اور اوپر فوج مہرخ و غیزہ کے وہ واسطے اور کاجل بھینکے یا  
 ساتھ ہی بھینکے کے ایک آواز تر اسے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ  
 حیرت کے پہن گئی اسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جان لڑ رہا تھا وہ اُسی مقام پر  
 اُتھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اس طرف اس کے اس وقت افراسیاب  
 نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر میں گرفتار کر کے حیرت جادو سے کہا کہ تم ان قیدیوں سے خبردار  
 رہنا میں جا کر اُس پتلے کو لے آؤں کس واسطے کہ اب اس مقام پر کوئی انہیں سکتا ہے تم خاطر  
 جمع سے بیٹھی رہو یہ کہہ کر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیوں کی



حفاظت میں مصروف ہوئی اب انکو تو اس حال میں رہندو اور کوکب کا حال سنو کہ سنو  
ایک ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہہ کر دیا تھا کہ اگر کوئی آفت میں جمشید گرفتار ہو جائے  
تو تجھ کو آ کر تو اس وقت خبر کر دینا اب جو اسے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا جا رہا ہے  
تو وہ بھاگا ہوا پاس کوکب کے پہنچا اور جا کر اسے دیکھا کہ ایک میدان میں تمام گل لالہ بھولے  
ہوئے اور زمین و آسمان کی باتوں کی خبر نہ تھی اور بارہ سو عورتیں لباس یا قونی زیب بدن کیے ہوئے  
رست بستہ کھڑی ہوئی ہیں اور کوکب خوش اور خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اس ساحر نے  
جھٹک کر ایک کوکب سے جو اپنے ساحر کو دیکھا تو کھڑکے پوچھا کہ خبر تو یہی ہے کہ تمام سال جمشید گرفتار ہو  
کا اور مہر خ و غزو کے لئے گاؤں اسلئے راکھنے کے لئے بسبب جو افراسیاب کے ہاں تک  
نہ پہنچنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب تیار ہو کر اپنے گیارہ کھانے کے لئے جمشید و  
آخر کو قتل کرانے لگا کوکب اس حال کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کر دیا تھا  
ایک گھڑی بھر کے عرصے میں جا کر قریب بارگاہ کے پہنچا تو دیکھا کہ قرار واقعی توارجل ہی ہے  
پور مہر خ بہار ہلال سج افکن تجر رملک حیات خنجر لہر لہر دوش ملک سر نہاں  
افکن ملک شمال شاہ ملک گردن سوار ظلمات فیل زور مجاہد و غرہ  
اور فوج حیرت کے گے ہوئے ہیں اور قتل کرتے ہوئے چلے آئے ہیں غل و شور برپا ہے  
آسمان پر لہر لہر کے اثر سے ہیں طرح طرح کے اور باران سحر برپا ہے کوکب نے یہ ماجرا  
دیکھا مہر خ اور بہار کی فوج پر قائم ہو کے آواز دی کہ منہم کوکب رو متھ قمر سین اسکی آواز  
سن کر جتنے ساحر مہر خ و غزو کے تابع تھے سب نے جھٹک کر چھوڑا اور کہا اگر تو شہر بارہم تلجا  
ہیں اس چادر ظلمات سے کہ یہ اس طرف کو نہیں جاسنے دیتی ہے ورنہ کوکب کا جمشید کو رہا  
کر دیتا ہوتا کوکب نے سن کر اس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں جمشید کو  
لیے آتا ہوں یہ کہہ کر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ اپنے  
رومال سے باندھے ہوئے چلا آتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ ماجرا دیکھا تمام ساحر  
مہر خ اور حیرت کے حیران ہوئے گمراہ وہی وہ سپہا اس ٹیکر سے کے اور چلا گیا کہ جسیر  
کوکب کھڑا ہوا تھا ساحر اس کے پیچھے پھرتے آئے وقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ میں آج



تا بعد از ہون محاکمہ آپ سے لڑنا منظور نہیں ہے آپ میرے قصور کو معاف فرمائیں میں ہر وقت  
 حاضر ہوں جو کچھ کہ آپ فرمائیں میں اسکو بسر و چشم بحال اداں کو کب نے اس قدر بیچارہ آمیز کو سننا  
 سگھے سے دھوکے میں افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے  
 چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیازی تھی اُس نے بھی کو کب کو زور سے کھینچا اور جاب  
 بیہوشی لگائیوں میں دبا ہوا تھا اس بات کو منہ پر کو کب کے دل و ساری بیہوشی  
 و باغ کو چڑھ گئی کو کب بیہوش ہو کر گر پڑا یہ ماجرا دیکھا ساحرون نے ارادہ او پر چڑھنے کا کیا  
 جوتے کھڑے ہوئے تھے مگر جھٹک کر اوپر جا میں جائیں وہ پشتارہ بدوش ہو کر کو کب کو  
 نے بھاگی پھر تو ساحرون نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کر لیں لیکن سحر نے بھی اس کے اوپر اثر کیا  
 اسوجہ سے کہ انگشتی افراسیاب کی دی ہوئی اس کے پاس موجود تھی غرض وہ ٹوٹ کر گئی  
 اور پھر تبت جادو کے ساحرون نے بھی مہر و خیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نہ جانے  
 دیا اور تلواریں دونوں لشکروں میں چلنے لگی اس عرصہ میں صرصر نے کو کب کو علیٰ ہمار  
 اوپر ایک کوہ کے پتار سے کورنگہ یا دوان پر حسب اتفاق ضرغام شہر و ل  
 موجود تھا اُس نے صرصر کو دیکھا لگا را اور کہا کہ شہر جا کہاں جاتی ہو اور یہ پشتارہ کس کا ہو  
 اُس نے سن کر کہا کہ اومو کے موٹری کاٹے تھو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہو تو جس  
 کام کو جاتا ہے چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہو سکتا ہو کہ میں بغیر دیکھے ہوئے اس  
 پشتارے کے بجگو جانے دون اور طرح دیکر چلا جاؤں صرصر بھی تو عیار بھی بڑی چالاک  
 اور زبردست تھی یہ بھی بکڑ کے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پا کر کے لیے ہوئے  
 مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے قدرت پروردگار اوپر سے اگر حلقہ ہاے  
 کند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن میں پچی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری  
 اور کو کب کو ہوش آگیا اُس نے جواب سے کہیں گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اڑا سا تھا ہی  
 اڑنے کے حلقہ ہاے کند پر زبے پر زبے اڑ گئے کو کب بزور سحر اڑ کر سوئے آسمان  
 روانہ ہو گیا اور صرصر بھی رہا ہو گئی وہ بھی اٹھ کر بھاگی القصد کو کب بروئے آسمان  
 پرواز کنان اس فکر میں چلا جاتا ہے کہ میں کیونکر گرفتار ہو گیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اسکو



تو اس حال میں رہنے دو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اس پیلے کے لئے  
 کر گیا تھا تو راہ لے کر کے اندر طلسم کے پہونچا اس مقام پر کہ جب ان وہ ساتوں کو ٹھہر  
 تھیں مگر دیکھا کہ سب کو ٹھہرون میں قفل سحر لگے ہوئے ہیں یہ اجرا دیکھ کر ارادہ اس کے  
 کھولنے کا کیا اور صدائے سرین کین کہ حسین قفل کھل جائیں لیکن نہیں معلوم کہ وہ قفل کس  
 طور سے بانیان طلسم سے لگائے تھے اور کیا تدبیر اس کے کھولنے کی رکھی تھی کہ اس کا  
 سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چل کر دونوں کو  
 قتل کر ڈال اس میں جو چاہے وہ بترے سے لے ہو جائے یہ تصور کر کے باہر طلسم کے  
 نکل آیا دریا سے خون روان ہوا اس کا خشک ہو چکا تھا اور پیلے پر بڑا دان بھی ٹوٹ چکا  
 تھا راہ صاف پڑی ہوئی تھی اس وجہ سے قرآن بھی اپنے تئیں ساحر و کی لڑائی سے بچا  
 ہوئے اس طرف آ کر کھڑے ہوئے انھوں نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو ان کے  
 ساحر کی صورت بن کر سامنے لے آئے اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای خداوند ساحران آکو ملکہ حیرت  
 جاو و منے جلد بیا یا ہے حضور تشریف لیجلیں یہ قرآن کے قریب میں آگیا اور اپنے انجام پر غافل  
 ہو کر کہنے لگا چلو میں تو خود اخصیہ کے پاس جاتا ہوں یہ کہہ کر قدم کو بڑھایا قرآن بھی ہمراہ ہوئے  
 پس چند قدم بڑھکے ہی بے ہوشی کو اس کے منہ سے جاری ہوا گھبراہٹ سے اس نے اوپر کی سانس لی بیہوشی  
 دماغ کو چھوٹ گئی اور چھینک مار کے یہ بیہوشی ہو گیا اس وقت قرآن نے اس کو اور اپنے دوش  
 کے اٹھالیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کہ کب کا کہ اس نے خفا ہو کر اپنے دل میں خیال کیا کہ اس  
 چادر ظلمات کو افراسیاب کی بھائی کے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور ہمیشہ و آخر کو رہا  
 بھی کر لو کہان تک حیران اور سرگردان رہو گے یہ تصور کر کے کچھ اسم سحر کا پڑھ کر مثل بری کے  
 چمک کر اوپر اس چادر ظلمات کے جو کہ تاسی تو اس کو توڑ کر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا  
 اور نعرہ کیا کہ منہم کو کب رو شد نصیب پس اس کی آواز کو سن کر تمام ساحر حیرت جاو و  
 و بل گئے اور کسی کو حوصلہ نہوا کہ سد راہ ہو سب جہوں نے سر اپنے مارے ڈر کے مانگوں میں  
 ڈال لیے مگر حیرت نے دل کو قوی کر کے کہا کہ ای کو کب خبر دار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی پہونچا ہے اس  
 کو سن کر ایک ظلمت کو کب نے اس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھا کے گری اور ادھر



قرآن جو افراسیاب نے چلے آتے تھے اُسکی بیہوشی اتر گئی اور آنکھ اُسے کھول کر اپنے  
تین جو گرفتار مایا توڑ پکڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قرآن اوپر زمین کے گڑبگڑ اٹھ کر اُس  
جالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب نے نہ کر سکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہ کہیں  
قرآن مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہی عرض افراسیاب سے آسمان  
اڑا ہوا فخر میں جاتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہے اور دونوں  
شکروں میں تلوار قرار واقعی چل رہی ہے اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہے کہ کوکب جمشید اور  
اختر کو نیچے میں دایہ و بائیں ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کا اندر سے  
نکلا اور لشکر مہرخ سے چشمہ بر قائم ہو کے بکارا کہ اسے مہرخ واسے بہار جادو منم کوکب  
لیے جاتا ہوں جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی بچر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے اٹھنے کا ارادہ نہ کرنا  
اس کلمے کو سن کر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب کھڑا تو رہا کوکب  
کہ میں بھی آپہنچا ہوں کہاں جاتا ہے کوکب نے اسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر  
مستحق تو فوراً اٹھ جاتا کبھی نہ جانا القصد کوکب تو دونوں کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر  
چلا گیا اور بیان مہرخ بھی جدا ہو کر اپنی فوج کو لے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہو کر  
بارگاہ حیرت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش شیش پڑی ہو اسے لوگوں سے حال  
پوچھا انھوں نے کوکب کے ظماٹھے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو  
لیگیا اسے سن کر حیرت کو ہوشیار کر دیا اور اپنے تخت پر سوار کر کے اُس چادر ظلمات کو  
بر طرف کر دیا اور سب فوج کو اپنی ٹلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر  
پرسوں ضرور آئے گا تم جتناک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نہ کرنا اور میں بھی جاتا ہوں میرا بھی  
اشنطار کرنا یہ کہہ کر روانہ ہو گیا اور حیرت اپنی بارگاہ میں آکر قائم ہوئی تھی کہ ایک لکھابر کا  
نمودار ہوا اور اگر اوپر دربار گاہ کے شوق ہوا تو اس میں سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئیں  
اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو و ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خال میری تشریف فرما ہوئی  
ہیں پس خوش ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ بکڑ کے اپنی بارگاہ میں لے آئی اور  
بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھالایا اُس کا فرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ



کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے ہی کہا کہ کیوں ایچھو کری تو سننے ذرا سی لڑائی کا  
استقدر بیکھڑا نکالا ہو کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہو کہ کسی کو فرار نہیں ہو سکی کیا وہ  
ہر جہت سے کہہ کہ فرما آچکا سب بجایا لیکن ابھی آپ کو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہیں  
اسوجہ سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہیں وگرنہ ہرگز زبان پر نہ لائیں ای خالہ اماں مخرج وغیرہ  
کی توفی الواقعی کچھ اصل نہیں ہے الا عیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ بشت اور رعد  
ہیں کہ اُن سے کسی ساحر اور عیار کا بس نہیں چلتا ہی اور وہ جسکو تانتے ہیں بھرا سکو زندہ نہیں  
چھوڑے ہیں فوراً قتل کر ڈالتے ہیں اُن سے سب کا دم تاک میں آگیا ہی نیلیم صبا دوانے  
کہا کہ ہمارے اور تمہارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہیں تمہارے اوپر جو خون انکا  
غالب ہو گیا ہو اسوجہ سے تم انکا کچھ نہیں کر سکتی ہو اور اگر مجھے کہو تو میں جسکو تم بتاؤ ابھی  
جا کر لیکر لاؤں بلکہ دیکھو کہ میں جا کر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہوں یہ کہہ کر اٹھ کھڑی  
ہوئی نہ چند جہت سے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا اور مار گاہ سے نکلا طرف صحرائے روانہ ہوئی  
اور جا کر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کا قرآن اُس کوہ کے اوپر موجود  
تھے اور حال نیلیم جادو کا سن چکے تھے اب جو اسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب  
کی صورت بنکر روبرو نیلیم جادو کے پہنچے اُس نے افراسیاب کے شہید میں اٹھ کر سلام  
جھٹک کے کیا اُنھوں نے جوہن وہ جھکی وہن حلقہ اسے کند مار کے اُسکو گرا دیا اور ہوش  
کر کے پشتارے کو اوپر رشت کے لگایا اور لیکر طرف مار گاہ حمشید کے روانہ ہوا قضا کا رادھ  
سے صبار رفتار چلی آتی تھی اُسے جو قرآن کو جاسے ہوئے دیکھا تو اگر سدر راہ ہوئی اور کہتے  
لگی کہ ای قرآن میں اس پشتارے کو ہرگز نہ لیجاسے دونکی پس ہی بہتر ہے تمہارے غی میں  
کہ پشتارے کو تو رکھ دو اور آپ چلے جاؤ قرآن نے اُسکے جواب میں کہا کہ تیری کیا مجال  
ہے کہ جو تو اس پشتارے کو نہ جانے دے ہم تو ہر صورت لیجائیں گے اس کلمے پر صبا  
رفتار نیمہ لکڑے کے آٹری قرآن نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب ان دونوں میں اُچھا نیچے کے  
ہونے لگے اور صبار رفتار نے قرآن کو روک لیا اس میں شرارہ نقب نہ لگتی تھی اور  
دیکھا اُس نے کہ قرآن اور صبار رفتار سوچ چل رہی ہو وہ بھی شریک ہو کر صبار رفتار کی طرف سے لگتی تھی



تو دونوں لڑ رہی ہیں اور قرآن تنہا دونوں کو جواب دیکر اپنے تئیں بچاتا ہوا چلا جاتا ہے مگر سب یا  
 ہوتا ہوا اور گھبراتا ہوا اسے میں صرصر شمشیر زن بھی آکر پہنچی اور اسے بھی قرآن کو بھرتے  
 ہوئے دیکھ کر نیچے عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ اسے صہار قمار وادے شہرہ خردار  
 قرآن کو نہ جانے دنیا کہ میں بھی آپہنچی ان دونوں نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آپہنچی  
 تو پھر حرات کر کے نیچے اور قرآن کے پھر بڑھ بڑھ کے مارنے لگیں اور صرصر مجھے سے آکر حلقہ تاقہ  
 کند کو اوپر دونوں کے مارا کہ دونوں گرفتار ہو گئیں یہ ماجرا دیکھ کر قرآن تو نہایت حیران ہوا  
 اور اسے پکار کر کہا کہ منہ خالص سورین قرآن بھر تو قرآن کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور  
 دونوں عیار بچوں کو اسی صحرانین باندھ کر چھوڑ دیا اور آپ بشارہ نیلم جادو کا لیکھ لکھ  
 بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اور ادھر شمار جادو و نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا نکل  
 آیا تو اس کا فرنے دیکھا کہ دو عیار بچان درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہیں وہ دیکھ کر قریب  
 انکے آیا اور پوچھا اسے کہ تم کون ہو اور نام تمہارا کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہم عیار بچان افرا  
 سیاب کی ہیں ہم کو عیار باندھ کر چلے گئے ہیں شمار جادو و اس کیسے کو سنگر شمس اور  
 کہنے لگا کہ اسے تم مجھ کو بھی دغا دیا چاہتے ہو میں خوب تم سے واقف ہوں کہ تم شاگرد عمو کے تھو  
 اب زندہ نہ چھوڑو نگا اس طرح سے جو اسے دھمکا یا اور ان دونوں نے لاکھ لاکھ طرح سے  
 میذات اور سماجت کی مگر اسے نہ مانتا اور کہا تم چھوٹے کہتے ہو تم دہلیں افرا سیاب کے ہو میں تم کو فور  
 قتل کرونگا یہ کہہ کر دونوں کو مبتلا سے سحر کر کے اندر ایک درہ کوہ کے لیکھا اور کہنے لگا کہ میں اب  
 تمہارے کتاب بھونکر کھاؤں گا یہ دونوں بدحواس ہوئیں اور منت عاجزی کرنے لگیں  
 مگر اس نے ایک ایک بوئی ان دونوں کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونوں توڑ پھوٹنے  
 لگیں قضا کا رچالاک بن عمرو اس درہ میں موجود تھا اسے جو دیکھا کہ درہ کوہ میں سے  
 دھنواں اٹھ رہا ہے تو یوشید ہو کر دیکھنے لگا اور اسے پچانا کہ یہ دونوں عیار بچان ہیں پس  
 ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے شمار جادو کے آکر پہلے تو خوب ہنسنا بھر کر کہا بھائی صاحبکم بھی  
 کتاب کھاؤ گے شمار جادو و سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے یہ سمجھ کر خاموش ہو کر چالاک نے بائیں



کرتے کرتے ایک بیضہ ہوشیاری کے منہ پر مارا کہ وہ ہوش ہوا اس نے اس کا کاٹ ڈالا بعد اسے وارو گئے  
 بلند ہوئی کہ بڑا شمار چادو کو صبار قنار اور شرارہ کو رگڑ کے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا  
 اے صبار قنار و شرارہ تم ہمارے ساتھ کمان کمان عداوت کرنی ہو اور بیٹے ٹکڑے کر دیا اگر تم  
 نہ آئے تو وہ آج تک زندہ بچھڑتا یہ احسان ہمارا بھول جانا صبار قنار سے چالاک کی بلاتین لین  
 اور خوش ہو کر روانہ ہوئیں تھوڑی دور پر جا کے ششہزارہ تو ششہندھی اسے صبار قنار  
 سے کہا کہ ہم لوگوں کا تو یہ دستور ہے کہ شکاری کریم اب یہی وقت ہو چالاک کو پکڑ لینے کا  
 صبار قنار نے کہا کہ اسے کبخت اس نے تو اتنا بڑا احسان کیا ہے اور تیرا یہ ارادہ سب سے بڑا  
 ہرگز نہ ہوگا اسے کہا ابھا اگر تھاری یہ مرضی ہے تو تم اور راہ سے جاؤ میں اور سمت سے جاتی  
 ہوں یہ کہہ کر جانب چالاک چلی اور اس کے پکارا وہ فوراً اس کے پاس چلا آیا اس خیال سے کہ میں  
 نے تو اس کی جان بچائی ہے یہ دعا مجھے نگر کی اور اگر بچھا کہ کب کتنی ہوا اس نے کہا کہ آج جسے  
 ہماری جان بچائی ہے مگر ہم بھی تمہارے ساتھ سب کو یکے دیتے ہیں خیر تم بھی کیا  
 یاد کرو گے تو سن لو کہ یہ جو تمہارے پیچھے ہیں ان میں سوت چیرت چادو کی اگر تم اس کو  
 قتل کیا جاتے ہو تو ان کو دیکھ بھال لو ان میں کو قتل کرو چالاک نے یہ سن کر پیچھے پھر کر دیکھا  
 حلقہ اسے کندھارے مگر چالاک بھی ان حلقوں میں سے نکلا کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی  
 ہے شرارہ بھی حیران ہو گئی اور ناچار ہو کر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہے اس نے  
 اس کے منہ پر بیضہ ہوشیاری مارا کہ یہ ہوش ہوا اس نے اس کو باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا اے  
 شرارہ میں نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی تھی کہ جو تو نے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہہ کر  
 خنجر کھینچ کر چلا کہ اس کو قتل کروں وہ زمین شوق ہوئی اور پلٹ کر چادو بصورت خیر ہوا  
 اور ان دونوں کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اس ساحر  
 نے دونوں کو ایک پہاڑ پر لا کر ان کو توڑا لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شرارہ کو بھی ہوش آچکا تھا  
 اس نے کہا کہ میں تو کینر ہوں اور اسیاب کی شرارہ عیارچی اور یہ دشمن ہے انکا چالاک  
 بن عمر و اس کے کلمے کو سن کر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو میں ہیں اور شرارہ  
 نے تدبیر میرے قتل کی ہے یہ سوچ کر جست جو کرنا ہی تو کوئی سو گز پر جا کر ایلٹنگ بھی ہے



وٹھا اور شہر ارہ نے بھی فرست پا کر اپنی راہ لی چالاک کو بلنگ نے پایا اور ہتر قرآن کمال  
 سنو کہ انھوں نے پشاورہ نیلم جاو و کا لیا کر سائنے جمشید کے رکھ دیا اور سب حال اس کا  
 بیان کیا جمشید نے جو پشاورہ اس کا کھولا تو اس میں تیلہ تھیر کا بند تھا قرآن تو اس میں تیلہ کو دیکھ کر  
 چوہا ہو گیا اور جمشید نے جو نیلم دیکھا تو عیش کھا کر گر پڑا یہ حال دیکھ کر ساحر ان ملازم جمشید  
 اور تیلہ کے ترپ کر آواز دی کہ منم نیلم جاو و اسے ساحر و جلد تباؤ وہ کہاں ہے کہ جو محکوم کر لایا ہے  
 یہ لکڑیاں لکڑی زمین پر ماری زمین شوق ہو گئی اور پانچ سو ساحر زمین میں غرق ہو گیا اس  
 ماجرے کو دیکھ کر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جاو و پر مارا کہ سر اس کا بھٹ گیا اور خون  
 جاری ہوا اس نے اپنے خون کو ماتھ میں لیا زمین پر نہ گرنے دیا اور جانب فلک آجھالدا اور  
 سحر ٹھیکروم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھا گئی اور تمام بارگاہ نشیں کی  
 تاثیر سے بیہوش ہو گئے تیلہ جاو و سب کو سحر کر کے حیرت کے پاس گئی اور  
 اس سے کہا کہ چلو میں تم کو تماشا دکھاؤں مہرخ اور جمشید کے ساحر وں کو مع مہرخ و جمشید  
 کے بن بیہوش کر آئی ہوں اور وہ سب قید سحر میں گرفتار ہیں حیرت یہ سکر اٹھ کر مٹی  
 ہوئی مگر ملک آخر بارگاہ میں نہ تھی وہ جو آئی تو اس نے سب کو بیہوش کر دیا کہ اسم رو سحر کا دم کیا  
 کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سب کو ہوش و حواس آیا خوش ہو کر سب ساحر اندر بارگاہ کے  
 بیٹھے کہ نیلم جاو و آکر پہنچی اور سب کو ہوشیار دیکھ کر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ  
 کون ایسا ساحر تھا کہ جس نے میرے سحر کو رو کیا حیرت وہاں سے پھری اور کہا کہ مجھ کو بیان  
 عیار و نکاح و فہم ہے یہ لکڑی سمیت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جاو و اور جانب چلی گئی فقہاء  
 کا رضر غام نے حیرت کو جاتے دیکھا حلد ایک ساحر کی صورت کا لکڑی سامنے اس کے آیا اور کہا  
 کہ افراسیاب نے کہا ہے کہ اے ملک ہم نے تم کو تہجد منع کیا مگر تم نے ہمارا کہنا نہ مانا اس کی کیا وجہ  
 ہے کہ تم ایلی سر بھی آئی ہو حیرت نے قصہ جواب دینے کا کیا تھا کہ رضر غام نے بیضہ بہوشی  
 منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی رضر غام نے پشاورہ اس کا باندھا اور ارادہ لیا کہ کتب تھا  
 کہ دفعہ دوپہی پیدا ہوئے اور رضر غام کو مع پشاورہ اٹھا لیا یہ سچے حیرت کے تھے  
 اور اس نے اسی واسطے پہلے ہی انکو زور سحر تیار کیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جب مجھ کو ہوش



کریں تم اٹھالاکھ اسی سو ایک رات اور ایک دن بیٹے ہوئے پھر اسی کے خرم عام سمجھا کہ اب جان  
 بچے معلوم نہیں جتنی راستے حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت کو جو ہوشیار آیا اسے بنگاہ قمر  
 خرم عام کو دیکھا اور کہا تو کون ہے اور کہا ان سے آیا ہو اور کس طرف کو جاتا ہے خرم عام نے اپنا  
 نام بتایا کہ حیرت اس کو بچوں سے لیکر بھاڑ پر آئی اور کہا اے خرم عام آج تو نے بڑا غضب کیا تھا  
 مجھ کو مار ڈالا ہوتا خرم عام نے کہا اے ملک ذرا دھرتی ملاحظہ کیجئے کہ وہ بھی آپ بچے حیرت نے بنگاہ قمر  
 کو دیکھا خرم عام نے حلقہ اس کے کندھارے کے وہ گر پڑی مگر ساحرہ زبردست تھی اس وجہ سے  
 اسے جہان حلقہ لپی ہوئے تھے وہاں سے بھڑکھڑکند کو جلا کر نکلی خرم عام کمند  
 چھوڑ کر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہو کر صحرا کی طرف چلی وہاں افراسیاب سے ملاقات ہوئی  
 مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہیں کوئی عیار ہوا درحیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب  
 نہیں مقرر کوئی عیار ہے یہ تصور کرتے افراسیاب کو دوڑ کر اسے خبر مارا اسے دونوں ہاتھ اس کے  
 اس کے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہو گیا کہ یہ عیار ہے جب تو اسے خبر مارا کہ خیال کر کے اسے لپکھا  
 جاتی سر پر حیرت کے ماری اسے بدحواس ہو کر سحر جو کیا تو اس وقت افراسیاب  
 نے بچا نا کہ یہ ملک حیرت ہو اور اسے بھی افراسیاب کو بھان لیا آخر کو دونوں باتیں کرتے  
 ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آگخت شاہی پر بیٹھے مگر سرور میں اور اس تدبیر میں  
 ہیں کہ عیاروں کو کیونکر گرفتار کریں اس میں مصور جادو اور صورت نگار بھی ڈاکر اندر بارگاہ کے  
 پہنچے اور مقرر کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شہنشاہین تہذیب بھی اوپر کرسی کے  
 بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویریں تمہارے پاس  
 سے عیار لیکھا اسنے سب حال بیان کیا اور کہا کہ خیر ان تصویروں کو تو عیار چرا کر  
 لینگے مگر اسکو ملاحظہ کیجئے کہ میں نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہے یہ لکرا افراسیاب کو  
 دیدی اسے حیرت کو دیدی اسنے دیکھ کر دوسرے ساحر کے حوالے کی قصد وہ تصویر تواب  
 دست بدست چلی جاتی ہے اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہے اس میں مصور جادو نے کہا کہ اسے  
 شہنشاہ ساحران اب جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہیں چاہیے اسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی ہی  
 اسے ہر اس عرصے میں وہ تصویر تہذیب کے بھی ہاتھ میں پہنچی کہ اسکی کرسی کوئی دس کر ہوئے



بعد بھی ہوئی تھی غرض شہتوریہ اس تصور کو دیکھنے لگا اور چالاک اس کے سر پر بصورت خد متنگار بنا  
 ہوا رومال ہلکا ہاتھ اس نے تصور کو اچھک کر ہاتھ سے شہتوریہ کے لیلیا اور طرف دروازہ بارگاہ  
 کے بھاگالوگ اسکے مجھے دوڑے تو سہی مگر اسے خوف کے باہر بارگاہ نہ نکلے اندر ہی دوڑ کر پھر گئے  
 اور چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہو کر سیکو بنا لیا وہ اگر بیٹھے اس وقت  
 مصور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ افراسیاب میں نے اس تصور کو بڑی مشقت سے کھینچا تھا  
 لیکن بڑے غضب کے عیار میں کہ یوں مفت میں لینگے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلدلی  
 کی اور ساتھ خاطر داری کے تسلی دیکر ٹھہرایا اس عرصہ میں چالاک نے اس تصور کو تو باہر جا کے بھاڑ ڈالا  
 اور آپ پھر خد متنگار کی صورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور ادھر ادھر پھرنے لگا افراسیاب  
 نے مصور کو آرزو خاطر دیکھ کر کہا کہ افراسیاب میرے پاس ایک قلم بہت رنگ ہے اسکو شہتوریہ  
 اور سامری کہتے ہیں تو ہم ٹکو وہ دیو شے اسوج سے کہ آسمین یہ وصف ہے کہ وہ سات رنگ بروقت  
 تحریک کے پیدا کرتا ہے مصور جاوے سنکر پھر کیا اور تندر دکھلائی اس نے اس وقت قلم منگو کے حوالے کیا  
 مصور اس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہو کر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ میں مول  
 اور غمگین جا کر بیٹھ رہا یہاں چالاک قلم کا حال تو سن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب  
 نے مصور کو قلم دیا ہے پس فوراً ایک ساحر کی صورت بنکے سات قلم کے منہ درست کر کے ہاتھ  
 میں لے لے اور اگر سانس مصور جاوے کے پہنچا اور جھپک کر مچا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب  
 نے واسطے آپ کے او بھجے ہیں انکو لیجئے کہ بہت تحفہ ہیں اور قابل اسکے ہیں کہ آپ تصور میں اس  
 سے کھینچے مصور نے وہ قلم لے لے تو لیے مگر غور کر کے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت  
 حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجھ کو بھیجے ہیں یہ تصور کر کے مرع  
 جاوے کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ تم ان قلموں کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اسے مرے  
 طرف سے کہو کہ آگے سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجھ کو عنایت کیے ہیں یہ تو  
 بالکل کسی کام کے نہیں ہیں وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہاں مصور  
 جاوے کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہیں ہے یہ سوچا طرف چالاک کے گھر کر جو دیکھا تو وہ  
 بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہو گیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آرزو خاطر ہوا اور دیرین



صورت نگار سے پوچھ لگا کہ کیوں عیاروں کے ہاتھ سے جان بچلی یہ تو کسی طرح سے مجھ سے  
 نہیں چھوڑنے میں اب میں کیا فکر کروں میری عقل تو حیران ہے یہ دونوں اس قدر میں مشغول  
 ہو رہے ہیں اور چالاک بھرا ایک ساحر کی صورت تک آیا اور کہنے لگا کہ ای میرے جہنم خداوند  
 افراسیاب نے فرمایا ہے کہ وہ قلم میں نے ہرگز نہیں جیسے ہیں بہت ہوشیار رہنا کیا عجیب  
 ہے کہ وہ کوئی عیار ہو سکے اور ساتھ ساتھ دغا کر جائے خبردار اسکو جانے نہ دینا اور کہ لکھنا  
 اس کلمے کو سنکر مصوٰر بدبو اس ہو گیا اور اٹھ کر چالاک کو ادھر ادھر تلاش کرنے لگا جیسا کہ  
 تو لوگوں سے پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کہ دھڑ کو چلا گیا اٹھیں اس ساحر نے کہ جو مقام لکھا اور اسیا  
 کا آیا تھا کہ آپ ذرا گوشہ میں چلیں تو مجھ کو اور بھی عرض کرنا ہو میں اسکو بھی گوشہ گزار آپ کے کو  
 مصوٰر جادو اندر ایک صحیحی کے ہاتھ پر لکھ لیا اور کہا کہ اُس بات کو بھی کہہ دو کہ میرا دم  
 لکھنا ہی چالاک نے باتوں میں لگا کر اسکو ہوش کر دیا اور لکھنا وہ بدوش ہو کر طرہ صحرائے  
 مصوٰر جادو کو لیکر بھاگا یہ تو ادھر کو چلا گیا اور ادھر صورت نگار کو وہم دامنگر ہوا کہ یہ ساحر بھی میں  
 عیار ہونے چلا کر خیر تو ہے کہ وہ علیٰ ہ کسو اسطے لکھا ہے یہ تصور کر کے اس صحیحی کے اندر جو کئی  
 تو مصوٰر جادو کو بنایا پس یقین ہو گیا کہ عیار لکھا دھڑا دھڑیٹے لگی اس عرصہ میں مرغ جادو  
 نے بھی جا کر افراسیاب سے زبانی مصوٰر جادو کے جو کچھ سنا تھا وہ سب بیان کیا  
 وہ شک سے حیرت جادو کے اٹھ کر بارگاہ مصوٰر جادو میں چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار  
 پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور صورت نگار نے جو ان دونوں کو دیکھا تو اور زیادہ رو  
 لگی اور کاسی کہ اسے افراسیاب میں تولٹ گئی میراج سہاگ سب جاتا رہا اب میں کیا کروں  
 ان دونوں نے اسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصوٰر جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جاکر اسی  
 طرف کو یہ بتیوں بھی ہوئے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصوٰر کو پس افراسیاب  
 نے دیکھ کر چالاک کو تو گرفتار کر لیا اور مصوٰر جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے  
 خاوند کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک  
 درہ کوہ کے لیکر چڑھ گیا برابر اسکے صحرے پر بھی آکر پہنچی اسنے اسکو دیکھ کر اس خیال سے کہ یہ بھی کوئی  
 عیار ہو کہ خبردار میرے پاس آنا لگ کھڑی رہو صحرے اس کلمے پر مقدمہ کو ہنسی اور کہنے لگی کہ ای شہر پار



میں تو آپکی لونڈی ہوں آپ مجھے کاہلو اندیشہ کرتے ہیں اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے  
 سحر سے دریافت کر لیا کہ حقیقت میں یہ ضرور تو پھر خاموش ہو رہا یہ بھی برابر چالاک کے اگر کھڑی تھی  
 اسوقت افراسیاب نے مصدور چادو سے کہا کہ تھیں چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو اسنے ارادہ  
 تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبار رفتار بھی آکر پہنچی افراسیاب نے اسکو بھی اپنی کھت دست کو دیکھ کر  
 علم سحر سے دریافت کر لیا کہ یہ بھی صبار رفتار ہے کوئی عیار نہیں ہے خاموش ہو رہا اور صبار رفتار  
 دوڑ کر افراسیاب کی دونوں ہاتھوں سے بلاتین لیں اور کہا کہ قربان ہو جاؤں اسوقت آپکے  
 ہونٹھ کسو جہ سے خشک ہو رہے ہیں اور حمشید و سامری کی نہیں معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہو  
 کہ جو اس مصیبت میں آپ کو گرفتار کیا ہے کہیں یہ موسے عیار خدا پرستوں کے جلد غارت ہوں  
 تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھیں یہ کہہ کر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور  
 کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہیں اسکو نوش فرمائیں تاکہ حدت دفع ہوے افراسیاب  
 نے وہ انگور لیکر خید دانے تو آپ کھائے اور ایک ایک دو دو اور نوک بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے  
 ایک دم بھر میں تو وہ سب بیہوش اور مدہوش ہو کر گر پڑے اسوقت صبار رفتار پاس چالاک  
 کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونوں برابر ہوئے ہماری جان تو تھنے اُس مقام پر بجائی تھی اور اب تھنے  
 تمھاری جان کو اس مقام پر بچایا ہی جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے  
 سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤں بالکل طاقت بنائی ذرا بھی جنبش نہ کر سکا یہ حال دیکھ کر صبا  
 رفتار نے چالاک کو پشتارے میں باندھا اور پشتارہ بدوش ہو کر کہا کہ چل میں تجکو بارگاہ حمشید  
 میں بھی خبر پہنچا دوں یہ کہہ کر ایک پرچہ کاغذ کا اس مضمون سے لکھ کر اُسی مقام پر ڈال دیا کہ افراسیاب  
 دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قرآن نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو میرے خلیفہ کو پکڑ لایا تھا لیکن میں نے بھی  
 اپنے میں پہنچایا اور خلیفہ کو اپنے راکر کے تیری قید سے لیکر خبردار ایسی حرکت اب نہ کرنا ورنہ  
 میں تجکو مار ڈالوں گا غرض پرچہ کو تو وہیں چھوڑ دیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو  
 کوس کے اوپر صحرا میں پہنچی تھی کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور اٹھا کر صبار رفتار کو مع پشتارے کے اوپر  
 ایک کوہ کے لگیا اور وہاں جا کر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا  
 صبار رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ میں چالاک کو لیے جاتی ہوں



پس افراسیاب کے بچ کر گیا کام ہو کہ جو تو مجھ کو اٹھا کر لے آیا ہو اور میرا حال ہوتا ہے اُسے سن کر  
 کہا کہ میں اس واسطے لے آیا ہوں کہ میرا بھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہو صبر رفتار اس کلمے کو  
 سن کر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری میں غوطہ زن ہو کر سر کو اٹھایا اور کہنے لگی کہ خیر تم بھی  
 میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمہارے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں  
 اُسے اس کلمے پر مڑ کر جو دیکھا تو صبر رفتار نے حلقہ ہائے کمندار کے اُسکو گرا دیا  
 اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی گردل میں ڈرنی ہوئی  
 کہ کہیں بکڑی نہ جاؤں یہ تو اس فکر میں مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قرآن نے اُنہیں  
 راہ میں آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہاں جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے اُسے کھڑے  
 ہو کر سارا حال چالاک کا بیان کیا اور کھو لکر چالاک کو سامنے قرآن کے رکھ دیا مہر قرآن  
 نے سن کر چالاک کو اٹھالیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور  
 افراسیاب کو اور اُن سب ساحروں کو ہوش ہو آیا تو وہ حیران ہو کر اٹھ بیٹھے اور  
 دریا سے نہایت دُور ہو کر اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت میں  
 جا کر بیٹھا اور سچے ہو کر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہو کہ چالاک کو اٹھا کر کون لے گیا  
 یہ کہہ کر اُسے ڈر کے اتنی وقت طرف ظلمات کے اٹھ کر چلا گیا حیرت جاو و بارگاہ میں  
 بیٹھی رہی کہ رفت ایک لکڑی کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھ کر  
 کہاں حیران ہوئی اور دل میں کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہی یہ تو اس فکر میں تھی کہ وہ ابر شقی ہوا  
 اور اُس میں سے ایک ساحرہ پیازمی جوڑا اپنے ہوئے نمودار ہوئی اور آگرا سنے حیرت کو بھرا گیا  
 اور کہا کہ خال افراسیاب کی ملکہ اندر جاو و تشرف لاتی ہیں حیرت جاو و سنر نہایت  
 خوش ہوئی اور سوار ہو کر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جا کر اُنہیں سے راہ میں ملاقات  
 کی ساتھ اپنے بہادر سے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اوپر دنگل کے نزدیک ٹھہلا یا  
 اُسکو تو بارگاہ میں چھوڑ دو اور مہر قرآن کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک  
 کا لیکر چلے تھے تو جا کر اندر بارگاہ جمشید کے پہنچے اور چالاک سامنے جمشید کے  
 رکھ کر سب حال بیان کر دیا اُسے سن کر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا



ہاتھ پاؤں اُسکے کھل گئے وہ اٹھا اور پر کرسی کے بیٹھا اور حال صدارت کا بیان کیا کہ آج اُسے مجبور کیا گیا ورنہ میں بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا تھا یہ کیا اور باتیں کرنے لگا قرآن اور جانتوز اور ضرغام وغیرہ آکر تمکین ہوئے اور حال سنئے اندر جاو کا کہ اُسے بیٹھ کر حیرت جاو دوسے پوچھا کہ تھے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہے کہ ہر چار طرف کو غدر رہا ہو رہا ہے اُسے کہا کہ میرا کچھ تصور اس میں نہیں ہے میں بھی ناچار ہوں کہ عیار خدایہ رستوں کے بڑے زبردست ہیں کوئی اُنکا سامنا نہیں کر سکتا ہے اسوجہ سے غدر طلسم میں میرا ہی کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہیں اور اُسے زور کسی کا نہیں چلتا ہے اندر جاو دوتے کہا کہ جی شہید تو ایسا زبردست نہیں ہے کہ اُس سے بھی کوئی سامنا کر سکے پھر اُسکی کیا وجہ ہے کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تھے گرفتار نہیں کیا حیرت جاو دوتے کہا کہ حقیقت میں اُسکی کچھ اصل نہیں ہے مگر بسبب عیاروں کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہیں لیتے ہیں اندر جاو دوتے اس حال کو سن کر حاکم دیا کہ طبل جنگ بچے پس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار فلک یوسف چرخ سوار کر بارگاہ مغرب میں گیا اور داسے شام جانب خاک گسترده ہوئی نظم

اٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھرا  
ملا جلنے کو پروانوں کو فتابو

بشکل بخت زاہد اک اندھیرا  
ہوئے تابان جمال شعلہ سرو

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائران سحر جو اس مقام پر بام جاسوسی رہتے ہیں وہ اُنکر بارگاہ مہرخ میں گئے اور زبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بحال لے اشعار

تا ابد اس سے منور رہے قند فلک  
سند جاہ کی تری پچھے جیسے تو شک  
اُسکی مثال کبھی ہونے نہ سکے منفک  
صفیہ ہستی سے چون حرف غلط کرد حکم

یا الہی جو یہ تیرا ہی چہرہ غوث  
تاقیامت رہے مسیخ و خلا یوں جنگ  
جو تیرا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر  
کاشف است قضا شکل عدلی بر

لشکر مالک حیرت میں طبل جنگ بجایا باقی خیر و عافیت ہی مہرخ سحر چشم نے بھی اس خبر کو سن کر نفیر سحر کو دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف سیقل ہوتے آتھے اور ڈھرو بختا تھا تلواریں اس طرح خم یقین کہ جیسے کشتی ہوتی ہی مگر گھاٹ اُنکا



سو کھابو اتھا آبداری اُنکو دیکھتی تھی کمان ہر ایک کڑکتی تھی چلاتی تھی کلمہ عمود کلمہ زنی کرتے تھے  
ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے برجنی تھا لیون میں آگ دھتورے کے بھل دوڑے مرد  
کے پتے کیساں اور لوگین جمع کی تھیں بچہ ہاسے خاک جھٹکا ہوتے تھے ایک طرف نقیب آئین  
لگاتے تھے شعرو انوجوان بخت ہشیار ہوتے سلاحوں سے اپنے خرد دار ہو چکے چار ہر رات یہی  
ہنگامہ جانہن میں برپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید باغانت نسیم سحری جہنستان و ہر  
میں شگفتہ ہوا اشعار جمال شمع پر آئی ادا سی مزاج شب میں بھلی بھلی  
یہی سامان ظلمت پر تباہی وہ عنوان ہو کر چلی شب کی سیاہی صبح کو مہر خ سحر چشم اور بہار  
جادو و فوج کثیر لیکر شل ہلال سحر افگن اور طوفان ہر چشم و شکیل جادو و وغیرہ کو لیکر میدان کار  
زار میں آئیں ہمیشہ روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصہ نزدیک گاہ میں آیا اسوقت بجا  
پڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے چھپ گئے تھے قلم کوہ سحر میں کو قلم  
زنگستان کو اکب اور کوریا رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آئی تھی لشکر میں باجا جنگی تھا تھا  
اسلحہ کی چھا چاق بلند تھی برقیں سرخ سبز جلوے دکھاتی تھیں ساحر طاؤسان آتش بار اور ان  
مردم آزار پر سوار تھے غرض بہت و بلند زمین کو پہلے کارون نے ہوا کیا ابر برساکو و عیار کو بٹھایا  
میتھ میرا آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت لگی اور مذمت و سپاسے فانی زبان پر  
جاری کی ایسات

عافلان باغ یہ نہیں دلکش	جسکو دیکھو وہ ہے پریشان و ش	اس چمن کی ہوا سے بہرہ دے
آستین زن چراغ عقل یہ ہے	خاک جب ہو گئے فتنہ رعنا	تب ہوا سرونو شتا پیدا
لالہ رودل پہ لیکے جب داغ	تب ہوا الالہ زیب محفل باغ	خاک میں مگر خان ہو سوتے ہیں
باغ میں آشاد روتے ہیں	عندلیبوئے ہیں ہی الحان	عافلو گل میں علیہا فغان
موت سے کسکو رستگاری ہو	آج وہ کل ہماری باری ہے	سیاہ لہجہ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی موت کو	نقیب جب کڑ کا ککر کنارے ہوئے تو اس طرف ملکہ اندر	

جادو و مع حیرت جادو کے میدان میں آئی تھی اسنے اپنے طاؤس سحر کو اڑایا اور ناف  
میدان میں اگر مہر خ سحر چشم کا نام لیکر پکاری کاری او مگر ام مہر خ تا کام جگو بھی یہ طاقت



اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کر مہر خ کو یہ نینب سنکر تاب نہی اور تخت  
 اپنا اڑا کر اسکے مقابلہ میں گئی آپس میں ناریخ ترنج چلنے لگا مہر خ سحر چشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ وہ اپنے خدا  
 و قہار پیدا ہوا مہر خ سحر چشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ دیا بڑھنے لگا اُس وقت ملک اندر جادو  
 نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ اتنی دریا کا جم گیا اور ناؤ ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئی مہر خ سحر چشم پوشاک  
 ایک اژدہ و مان بنی اور چنکار کر ملک اندر جادو پر آئی ملک اندر جادو ایک عقرب بنی اور  
 نیش زنی ہوئے لگی اسی طرح تا شام دونوں آپس میں لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب  
 نہواجب ساحر فلک عرصہ چرخ سے رو بفرار لایا اور ساحرہ شب نے قدم اپنا جنگاہ روڑگا  
 میں بڑھایا اشعار

بڑھی یا بوس کو پھر گیسو سے شام  
 ہوئے مہر و راحت مرغ وہاں ہی

غرض وہ دن کٹا باعیش و آرام  
 بشکل ابراہمی کچھ سیاہی

طلب بازگشت بجا کرد و نون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے مگر ظفر یاس  
 نہوئے کا و نون کو ملال رہا اُس وقت چالاک بن عمرو نے مہر خ سحر چشم سے کہا کہ  
 آپ سچ نہ کہیں میں جا کر ملک اندر جادو کو لاتا ہوں یہ کمر طرف بارگاہ اندر جادو  
 کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بننے سامنے ملک اندر جادو کے پہونچا  
 اور اُسکو مجر ایسا اُسنے دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آئی ہے اس نے کہا کہ مجھ کو  
 افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہہ رہا ہے آپ ذرا الگ چلیں تو میں  
 اُس بات کو کہوں ملک اندر جادو سنکر اُسکو الگ جوئے گئی تو اُس نے بہ فن عیاری  
 اُسے بہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا  
 اُسے راہ میں صرصر سے ملاقات ہو گئی اُسے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک  
 لیا پھر تو دونوں میں نیچے عیاری چلنے لگے صرصر نے کہا کہ تو تاج میرے ساتھ لڑا  
 ہے میں یہ پشتارہ جگہ نہ لے جانے دونگی بہر صورت چھین تو لگی اس نے کہا  
 کہ پشتارہ تو میں اُٹھا کر ضرور لیجاؤں گا تو گھبرائی کا ہے کوہی جگہ بھی زندہ نہیں چھوڑنگا  
 یہ گفتگو دونوں میں ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبار قتار بھی آکر پہونچی



اور کہا آستے ہر سے کہ میں بھی آپہنچی تم گھر انا نہیں یہ کہہ کر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک  
 کو اکیلا ہے اور وہ دونوں اس کے اوپر وار کر رہی ہیں یہ دونوں کو جواب بھی دیتا ہے اور  
 وہ دونوں کے واروں کو بھی روک رہا ہے لیکن حیران ہے اسوجہ سے کہ ایک تو تھک چکا  
 اور دوسرے بوجہ ہشتارے کا بھی ہے آخر کار ناچار ہو کر یہ بیٹھ گیا اور سر کو چہرے کی پناہ  
 لیا ان دونوں سے تلوار میں اور پیر کے جو مارین تو وہ کٹ گئی آسمین بھی بیہوشی تھی وہ  
 جو لڑ کر دونوں کے دماغ میں پہنچی تو چھینک مار کے بیہوش ہو گئیں اور پیر زمین کے گرین  
 چالاک نے انکو وہیں چھوڑا اور آپ ہشتارہ اندر جاو و کالیے ہوئے روبرو جمشید  
 کے پہنچی اور ہشتارے کو کھول کر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جاو و  
 کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اسکی بھی اتر گئی ہو اسنے جو اپنے تئیں گرفتار  
 بنا دیکھا تو سحر کے شعلہ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہو گئی چالاک  
 اور جمشید ناچار ہو کر رہ گئے اور اندر جاو و بارگاہ حیرت میں جا کر پہنچی مگر نہایت مضطر  
 اور بدحواس کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہو کر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا ان  
 ایک ساحر مصطور جاو و کا آیا اور آکر اسنے حیرت سے کہہ آپ کو مصطور جاو و نے سلام کیا  
 اور کہا ہر کہ میں سب تصویریں کھینچ چکا ہوں کل جمشید سے میں مقرر لڑوں گا دیکھوں  
 تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کر سکتا ہے حیرت جاو و نے سن لیا کہ ہماری طرف سے بھی جاو و  
 سلام کہنا اور کہنا کہ تم نے جو کچھ کہ سامان کیا ہے وہی بہر ہے اچھا کل لڑ لیتا وہ ساحر تو تو  
 لیکر ادھر کو روانہ ہو گیا اور ادھر کو جاو و سوسان جمشید نے جا کر اسکو بھی اطلاع کی اور  
 کہا کہ مصطور کل آپ سے مقرر اسے گا کہ تصویریں پھر کھینچ چکا ہے جمشید تو اس خبر کو  
 سنائیں ہو گیا اور رنگ چہرے کا زرد ہو گیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا ہوشیاں  
 ہو گیا اس خبر کو سنکر یوں کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور اندیشہ کسی امر کا نہ کریں  
 جا کر ان تصویروں کو ابھی لیے آتا ہوں یہ لیکر چالاک اور ضرغام دونوں ملکر  
 بارگاہ مصطور جاو و کے چلے پھر کچھ دل میں آیا تو چالاک پھر کر باس جمشید کے  
 چلا آیا اور ضرغام ادھر کو چلا گیا ادھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جاو و کی



بنائی اور دوسو جادوگر تین جہت سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے  
 سوار ہو کر دربار گاہ مصور پر پہنچا اسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملک اندر جادو و تشریف  
 لاتی ہیں تو وہ شکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربار گاہ پر  
 اگر دونوں نے مجر کیا اور زہرین دیکر ملک اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بار گاہ کے لگے اور  
 اوپر کرسی کے بھلا کے مصور تو د اپنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائیں ہاتھ کو شکن  
 ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود میں مصروف ہوئے ادھر  
 چالاک نے دیکھا کہ صندوق تصویر و نکاح مصور اپنی رائون کے تلے دیا ہے ہوئے ہر اسنے دیکھا کہ  
 صندوق میں کین اور چاہا کہ صندوق کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت لگئی آخر کو ناچار ہو کر  
 خاموش ہو یا قضا کار دو صوبہ دار واسطے سیر کے بار گاہ مصور کی طرف چلے آئے  
 تھے انھوں نے جو دیکھا کہ اندر جادو و اندر بار گاہ مصور کے داخل ہوئیں تو وہ گھبرا کر اپنی فوج  
 میں چلے گئے اور جا کر انھوں نے تمام اپنے لوگوں سے کہا کہ اسے اندر جادو و پاس مصور  
 کے تشریف یعنی ہن اہم لوگوں میں سے کوئی ساتھ سواری کے ہین گیا اسکی کیا وجہ ہے  
 وہ سب اس حال کو سنکر بدحواس ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے ملک تو اپنی بار گاہ  
 میں بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہیں اس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوئے اور فوراً اندر  
 بار گاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقع ملک اندر جادو و کھانا کھا رہی ہیں انکو اور زیادہ  
 حیرت ہوئی اور وحشت و امنیکر ہوئی اندر جادو و نے جو ان دونوں کو دیکھا کہ خلاف دستور  
 اندر بار گاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہن تو اسنے پوچھا کہ ای مسما جادو و خبر تو ہے  
 بھلا تم اسوقت کیوں آئے ہو انھوں نے سنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا  
 اور کہا کہ ہم نے تو آپ کو بار گاہ مصور میں جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جاہلی کیونکر  
 چلی آئیں اندر جادو و اس مضمون کو سنکر بھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور کے  
 قتل کرنے کو گیا ہے یہ سوچ کر جاہل ماتھ دھو کر اکیلی اور طاؤس سحر کے سوار ہو کر اندر بار گاہ  
 مصور کے پہنچی تو دیکھا کہ حقیقت میں میری صورت کی ایک عورت اور  
 بیٹھی ہوئی ہے پس اسنے بار گاہ میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ منم اندر جادو و یہ کیکر چالاک



بنور سحر پکڑ لیا اور طاقت اس کے ہاتھ باتون کی زائل کر دی اور مصور جادو سے کس کا یہ کوئی  
 عیار میری صورت کے آیا تھا قتل ہی تم کو کر چکا تھا وہ تو بڑی خیر ہو گئی کہ مجھ کو  
 اطلاع ہو گئی تو میں نے آکر اس کو گرفتار کر لیا یہ کہہ کر اوپر تخت شکن ہوئی اور چالاک  
 سے پوچھا کہ اسے پتہ نام کیا ہے اور کون ہے اس نے کہا کہ میں عیار ہوں اور نام میرا چالاک  
 بن عمرو ہے مصور جادو اور صورت نگار دونوں تو پاس اس کے بیٹھے ہوئے تھے اب  
 جو نام سنا تو یہ جو اس ہو کر تخت کے نیچے اتر پڑے اور صندوق کو مصور مارے گھر اسٹ  
 کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اس وقت ضرغام شیردل نے اس صندوق کو  
 اٹھا لیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوق کی فکر میں برابر  
 تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست میں باہر بارگاہ کے پہنچا اور پکارا کہ منم ضرغام  
 شیردل او مصور دیکھ لے کہ میں لیے جاتا ہوں اس شے کو کہ جس کے بھروسے پر تو غزا  
 کر رہا تھا اس کلمے کو سن کر مصور اور صورت نگار دونوں اس کے پکڑنے کو دوڑے  
 مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہیں کوئی عیار اور نہ پکڑ لیا  
 بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جا کر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت برباد  
 ہو گئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہہ کر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال  
 فکر و امنیکر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت میں آئی اور  
 سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوق لہجانے کا بیان کیا اور  
 کہا کہ چالاک گناہ تو میں مقرر کاٹوں گی یہ کہہ کر دوساحروں کو حکم دیا کہ قرطاس جادو  
 کو جگر بلالو وہ تو اس کے بلانے کو چلا اور ضرغام شیردل نے صندوق لے لیا  
 جمشید جادو بن کو کب روشن ضمیر کے حوالے کیا اس نے اسی وقت ان تقوی  
 نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیردل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو  
 روانہ ہوا راہ میں ان دونوں ساحروں کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کو بلانے  
 کو جاتے تھے اس نے ان کو باتوں میں لگا کر ان سے سب حال گزرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت  
 کیا اور انھیں کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا ان دونوں ساحروں نے قرطاس



کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندر جا دو بلا تاتی ہیں جلدی تشییت لے چلیے قریطاس مع  
 سنکر ایک چھنجی میں کپڑے پہنے کو گینا ضرغام بھی اندر آئے گے گپ اور اسکو بیضہ بیوشی مار کر  
 بیوشن کو دیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اسکے سنکر اسکو تو وہیں چھوڑا اور آپ باہر نکلا  
 ہمراہ ان دونوں ساحروں کے جا کر اندر جا دو کے پاس بیٹھا اسوقت شیئور نے کہا  
 کہ یہ عجیب غریب تماشا ہے کہ جو ساحر آتا ہے اسکو اتنا بھی کسی سے نہیں ہو سکتا ہے کہ  
 دریافت تو کر لیں کہ یہ ساحر ہے یا کوئی عیار اسکی صورت سنکے چلا آیا ہی رہی باعث ہے  
 کہ سب دھوکا کھانے مارے جاتے ہیں اس کے کو سنکر حیرت جا دو کو کھٹکا گذرا  
 کہ حقیقت میں اکثر ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بھی عیار ہو نہیں یہ تصور کر کے  
 اندر جا دو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کر لیں کہ یہ قریطاس جا دو ہے یا  
 کوئی عیار ہے اسوقت اسنے کہا کہ اسے ملکہ تھیں دریافت کر لو حیرت نے ایک دانہ  
 سوتیکا زمین پر پھینکا اور کہا کہ اسے قریطاس اسکو اٹھا لاؤ ضرغام نے اس دانے کو  
 اٹھا نا چاہا مگر وہ اٹھ نہ سکا یہ زور کر کے ناچار ہو گیا اسوقت حیرت نے ہنس کر  
 ضرغام کو پکڑ لیا اور اندر جا دو نے پوچھا اسے تیرا کیا نام ہے ضرغام نے کہا  
 کہ میں وہ ہوں جو مصور جا دو کا صندوق لے گیا تھا مجھ کو ضرغام شیر دل  
 کہتے ہیں اب بنگو بھی من صبح و شام میں قتل کیا چاہتا ہوں اندر جا دو اس  
 کلمے کو سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ای بد ذات تو نے قریطاس کو کیا کیا اسنے کہا  
 وہ بارگاہ کی چھنجی میں نہنگا پڑا ہے جا کر دیکھ لے اندر جا دو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور اسنے  
 ایک پیچھے میں چالاک کو اور دو سرے پیچھے میں ضرغام کو دبا دیا اور اپنی بارگاہ کی  
 طرف روانہ ہوئی لیکن قرآن ساحر بنے ہوئے بارگاہ حیرت میں موجود تھا  
 اور یہ باتیں سن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جا کر نشست بارگاہ پر نقیب  
 کھود کر چھنجی میں آئے کہ جہاں قریطاس بیوشن پڑا تھا نہیں اسکو تو نقیب میں ڈال دیا  
 اور آپ اسکی صورت بنکر اسی طرح سے نہنگا ماورزاو بیوشن ہو کر لیٹ رہا  
 اسلئے کہ جو کوئی دیکھے بیوشن سمجھے اور یہاں اندر جا دو نے اپنی بارگاہ میں آ کر



چالاک اور خفہ خام بنو رہ کر ڈیرا اور آپ دکان سے اسی صحیحی میں آئی جہاں  
 قرطاس میں ہوشش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو ہوشش پڑا ہے اسے جھٹکا  
 پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہو کر اٹھا اندر جادو نے اسے نکالا دیکھ کر متحیر  
 اتنا دوسرے سے جھپایا اور کہہ اے قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازاں  
 میں تجھے حال کو نگاہی قرآن نے اٹھنے کے ساتھ ہی ایک برفیہ ہوشی کا مارا کہ اندر  
 جادو ہوشش ہو کر چاروں شانے چت گری قرآن نے اسکو خوب جھپکا کہ ایک  
 بیٹی ہوشی کی اُسکی ناک پر چڑھائی اور پشتارہ باندھ کر نقب میں کود کر مع قرطاس  
 سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اتنا راہ میں ایک ورہ پہاڑ کا دیکھا حال میں  
 قرآن کے آیا کہ چالاک اور خفہ خام کو بھی سے اتنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اُنکو حیرت  
 بکڑ لیا ہے یہ سوچ کر قرآن نے اندر جادو کا پشتارہ تو دایمان کو ہستان میں چھوڑا  
 فوراً آپ پھر اسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤں اور کس شکل سے  
 جاؤں یہاں کا حال سننے کے ساتھ شور اندر جادو بارگاہ میں حیرت جادو کی  
 شکل بن کر آیا اور چالاک و خفہ خام کو بندھا دیکھ کر ہنسنا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ عیسیٰ  
 تمہیں قیامت نازل کی ہو دیکھو تمہارا کیا حال ہوتا ہے تمام جادو گریاں حیرت کو دیکھ کر  
 اٹھ کھڑی ہوئیں بعد ازاں حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کس نام سے  
 سبھوں نے کہا کہ اس راوی میں اکیلی تشریف لیگتی ہیں اور کوئی وہاں نہیں ہے  
 آپ تشریف لیجائیے آپ کو مخالفت نہیں ہے جانشین سے بیباختہ اندر راوی کے  
 گیا وہاں جو دیکھا قرآن شکر ہیں جانشین نے کہا کہ قبلہ کس فکر میں قرآن نے جانشین  
 کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و خفہ خام اس  
 راوی میں لاؤ اور اسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانشین نے کہا کہ بہت خوف  
 غرض جانشین نے بصورت اندر بنا اور راوی سے باہر بکٹا نکلا کہ بوا حیرت  
 عیاروں کی تمہارے نزدیک اصل و حقیقت ہے میں ان عیاروں کو دیکھو تو  
 کس طرح قتل کرتی ہوں یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و خفہ خام کے آئی اور چالاک



وضرغام کو پکڑ کر اسی طرح اُسی راوٹی میں لیگئی اور باہر ساحر نمون سے کہدیا کہ کوئی میرے پاس راوٹی میں نہ آنے پائے اندر لاکے سامنے قرآن تے کھڑا کر دیا قرآن کو دیکھ کر چالاک و ضرغام دونوں خوش ہوئے اور کہہ کہ ہمارے تو اتنے بانوں سحر میں سحر میں قرآن نے ایک بقیہ بیہوشی کا دونوں پر مارا کہ دونوں بیہوش ہو گئے ایک پشتارہ قرآن تے لیلیا اور ایک پشتارہ جالسوز نے دونوں لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے اب احوال اندر اور قرطاس کا سننے کہ وہاں جو درہ پہاڑ میں دونوں پڑے تھے کہیں قضا کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا تیش جادو ہے وہ قدیم نوکر کو کب کا ہی ہمراہ جمشید کے اسی فکر میں ہے وہ کہیں بطور سپر اُس پہاڑ میں جانکلا اُس نے دیکھا کہ اندر اور قرطاس دونوں بیہوش بندھے پڑے ہیں تیش نے اُسی حالت بیہوشی میں دونوں کو خوب جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور پیٹی بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے کھول ڈالا اور خوب ساکڑا اُسکے دوپٹے کا منہ میں بھر اور ازار بند پا بجائے کا نکال کر اندر جادو کے گلے میں خوب کھینچا باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا غرض باندھ کر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کھلی اب سحر کو پھر نہیں سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہے اور منہ میں بھی کپڑا بھر ہوا ہے مگر مارے مارے پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہو اور قرطاس کی جو آنکھ کھلی تو اُس نے دیکھا کہ تیش جادو زبردست ساحر ہے بعد ازاں قرطاس دُلائی دُلائی تو بہ تو بہ بچانے لگا اُسوقت تیش نے جھنجھلا کے ایک تیغ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازاں دوسرا تیغ دوڑ کر اندر مارا کچھ اثر کیا اُسوقت اسنے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق تڑاق کی دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہیں صرصر عیار بھی نے آواز کوڑے کی سنی وہ گھبرا کر اُس پہاڑ میں جا کر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہے اور ایک لاش برابر اُسکے پڑی ہے اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہے اس قحط مارنے اپنی صورت ملک مہر خ کی بنائی اور سامنے تیش کے آکر پکاری واہ واہ ای تیش کیا سزا سے معقول تھے دی



یہ لکھ کر برائش کے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم مارے کہڑون سے ہو گئی  
 ہے غرض صرصر نے برابر ہو پختے ہی نیش کے ایک بقیہ بیہوشی کا نیش پر مارا کہ یہ تو  
 چارون شانے چت گرا مگر خوف سے چالاک ضرغام قرآن جالشوز عیارون کے  
 اسنے جلدی سے اندر کو کھو لکر باندھ پشدارہ روانہ ہوئی نیش کو دہن پرارہنے دیا چند  
 قدم نہیں پہونچی تھی کہ ساتھ سے قرآن اور جالشوز دونوں چالاک اور ضرغام  
 کے پشدارے لیے چلے آتے تھے انھوں نے لکھار کہ خبردار اسے صرصر کمان جانے پائی گھر  
 بدحواس ہوئی قرآن اور جالشوز نے دونوں اپنے پشدارے تو زمین پر رکھ دیے جالشوز  
 سے قرآن نے کہا کہ تم پشدارون سے خبردار ہو میں پشدارہ اس سے چھٹنے لگا ہوں  
 جالشوز تو چالاک و ضرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قرآن نے آکر صرصر کو گھیر  
 اب صرصر گھبرائی مگر خیر زنی کرتی جاتی ہے کہ اب بارگی قرآن نے حسرت کے حلقہ  
 کند کا صرصر کی گردن میں مارا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہی قرآن کہ بھٹ کر  
 اندر کے پشدارے کو اٹھائے کہ ایک بچہ پیدا ہوا صاف پشدارہ لیکر جوے آسمان غائب ہوا  
 ناچار قرآن نے صرصر کو چھوڑ دیا اور آپ چالاک کا پشدارہ اور جالشوز ضرغام کا پشدارہ  
 لیکر جمشید کی بارگاہ میں پہونچے جمشید نے چالاک و ضرغام کا سحر دور کیا قرآن کو گے  
 سے لگایا وہاں نیش کو ہوش آیا یہ گھبرا ہوا جمشید کی بارگاہ میں آیا اور سارا حال اسنے بیان  
 کیا غرض قرآن چالاک ضرغام جالشوز چارون عیار اور تمام جادو گر جمشید کی بارگاہ  
 میں بیٹھ ہوئے نیش رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ بچہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا  
 کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ میں لایا اور سارے حیرت کے اندر کو ڈال دیا گھری گھر  
 بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش پر ہے پر اسے  
 ہے اور بیہوشی ہی کچھ جان باقی ہے گھر آکر کچھ چھینٹے پانی کے حیرت نے دیکھا چار گھر کے  
 بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا سچھ پیتھ پیتھ  
 کر کہا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی من سے ایسے حرام اور سے زبردست عیار  
 نیکیے خلیو اپنے مرے کا بھی کچھ ڈر نہیں حیرت بھی ہی کہ رہی تھی کہ کیا کہن تھے من تو اپنی زہکی



تنگ ہون اس قدر عیاروں کے ہاتھوں سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے اور ہو بختے جاتے ہیں  
 غرض اندر و حیرت دونوں ہی دکھڑا رہی تھیں کہ افراسیاب نے لشکر قاضیہ جادوگروں  
 کے آیا اور تعریف و شکر کی کیا لکھی جائے القصد حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی  
 شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھوں میں آنسو  
 بھرے ہوئے نہایت ہزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے بوجھا کہ خیر باد تمھارا کیا حال  
 ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازاں کہنے لگی کہ اب باکر مقابلہ کر  
 افراسیاب نے ہر چند منع کیا اُسے نہ مانا آخر افراسیاب نے کہا کہ اب بزرگ ہیں  
 جو چاہے کریں یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز  
 تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام | نظر آنکھوں میں آیا تر شام | کھلا آنر معاز لطف شب کا

اٹھا دھند لا اعتبار کہ غضب کا | اندر جاوونے طبل جنگ بجا یا یہ خبر مہر خ و چمن شب کو ہونی

آنکھوں سے بھی طبل جنگ بجا یا ساحر سو تیار کرنے کے اس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہین

مجھ پر آنسوں پر ازی ہو کہین میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یوں تانے لگے کلاوا

بھیرون تارنگ کو مانے لگے گلستان دہر میں انیم و زان ہوئی ضرر قرچنے لگی فلی

اور بالسرے بختے لگی کڑھائیاں چڑھ گئیں سپاہیوں میں ہتھیار صیقل اور مصقل

ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ راتوں ہر مقام پر بجا ہے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہاؤ

سے رات کٹ گئی اور نیزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک ظلمت توں چرخ پر سوار ہوا شمع

کہ جب نقشہ مشا شب کے قدم + جھکا ہوا نور کا ہر سمت چمکا + صبح کو مہر خ و چمن شب اور

ہمارو مجھ پر باز بطور قریب ہمس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر جانب میدان

جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندر و حیرت فوج لیکر آئی دلاور و ن سنے ہر جگہ

نقارے گرجنے اور بختے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلا سب جادو نکلا اور چمن شب

کی طرف سے نیش جاوونکلا کہلا سب نے بیکان سحر نیش پیارا اُسے غالی دیکر تارچ مارا

کہلا سب کی چھاتی کے باز نکل گیا کہلا سب جہنم واصل ہوا اسی طرح سے چالیس ساحر



نیش سے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اس کے آگے دھری تھی اسے کھینچا  
جیسے اٹھ اٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نیش کے دو ٹکڑے ہوں اسنے خالی دیا بعد  
از ان اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونوں ٹکڑے زمین خاک سمیڑی و جمشید کی فوج پر پڑی جیسے  
خاک اڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بھوش ہو کر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا اور  
سمت آسمان اڑ کر پکاری کہ اے حیرت مجھے جس سے کام تھا اسکو میں لائی اب تم  
بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ میں یہ سنکر حیرت بھر کر اپنی بارگاہ میں آئی مگر اندر جمشید کو  
پکڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سننے کہ دو گھری کے بعد تمام ساحر و  
انکھ کھلی جمشید کو تخت پر بنایا ایک عجیب تہنگ پڑا مہر خ بہار اختر بن سہرسلان  
وغیرہ سب کی تب بھر کر بارگاہ میں جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ میں جاتی ہوں جمشید کو  
یہ آتی ہوں ادھر قرآن چالاک ضرغام یہ تینوں عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر  
جادو کا حال سننے کہ اسنے خوب سحر کر کے جمشید کو ایک درہ کود میں اتارا اور کہا  
کہ اے جمشید میں تیرا سر کاٹے لیتی ہوں یہ کہہ کر اندر الگ جا کر بیٹھی اور ایک تہنگ کا دیا  
اور کہا کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ ڈال اسوقت ملکہ اختر پہنچی دیکھا اسنے کہ اندر الگ بیٹھی ہے  
اور جمشید غلطی ہو لیکن ایک تہنگ سحر کا تلوار کھینچے جمشید پر آگیا ہے اختر غلاب  
نکر جو گری تو جمشید کو اٹھایا چلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہو کے نیچے دوڑی  
غرض ملکہ اختر نے کہیں بچاؤ نہ پایا نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے ستلے اس جھیل میں  
کودی مع جمشید اور غائب ہو گئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کتنا سے جھیل کے کنارے  
اندر نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کر کے جھیل میں چھوڑ دی کہ تمام پانی جھیل کا خشک ہو گیا  
اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا قضا کا رسی لاک نے دامن پہنچا کہ یہ  
تمام ماجرا دیکھا چالاک سنے وہیں اپنے تئیں صرصر بنا کر کہا کہ واہ اے ملکہ اندر کیوں نہ ہو  
سبحان اللہ کیا کام کیا کام ہے یہ کہہ کر برابر پہنچا تھا کہ بیضہ بھوشی کا مارا اندر جادو سے  
جیت گری چالاک نے خبر اس کے سر پر اسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونوں اس کے سر میں گھس  
قضا کا سامنے سے صرصر پہنچی چالاک سستاوار چلنے لگی اس عرصہ میں اندر کی پھر آنکھ کھل گئی



بس اسے اٹکھ کھانے کے ساتھ ہی چالاک بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک کو پکڑ کر پھر آپ جلی اور ہر ہر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر اسکو صبار رفتار ملی اندر سے جانا کہ یہ کوئی عیار ہر اندر نے صبار رفتار پر سحر کیا کہ یہ کرتاب زمین میں غرق ہوئی ہر چند صبار رفتار نے کہا کہ میں افراسیاب کی لونڈی ہوں اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر و چالاک تینوں کو پکڑ کر ایک پہاڑ میں لٹکی دیاں کہیں قرآن جاہو بچا یا لگا ہوا تھا اسے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ واکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی آنکھ اُدھر کو اٹھی کہ ساتھ ہی قرآن نے ایک بختہ مارا کہ لکھو پری اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور یہ پیرخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام من اندر جاو و بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک تینوں قید سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ میں آکر بخوشی و خرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر جادو ماری گئی تو صبار رفتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اسے آکر یہ حال ملکہ حیرت سے کہا حیرت شن ہو گئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب رو تاپٹیا ویاں نقش پر اندر کی آیا خوب رویا بعد ازان نقش کو اندر کی جلا دیار اٹکو صنعت سحر ساز بارگاہ میں افراسیاب کی آئی اور ماتم پر سا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اسے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ میں بھی جا کر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھوں افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا ویاں بھی طبل جنگ بجا صبح کو دو نوں لشکر میدان جنگ میں آئے ابھی صنعت نہیں نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب چار سو جادو گر کے قہقہہ ہوئے کہ چلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دیں گے وہ سب میدان میں نکل کھڑے ہوئے ارادہ جنگ مغلوبہ کا کیا تھا کہ اُدھر جمشید کی طرف سے باغبان قدرت جو آکر ملیا ہر وہ نکلا اور اسے ایک گلدستہ بھونکا بزور سحر بنایا اور میدان میں لا کر صنعت کی فوج کو دکھایا اور تپتی بولتا بولتا اسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ میدان میں کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھ کر زمین پر گر پڑے بعد ازان باغبان کچھ دے اُرد ہوئے رائی سروں کے پڑھکے میدان میں پھینک دیے کہ ایک جنگلا ٹرے ٹرے فلک قوسا درختوں کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جس میں اگر کوئی جانتے تو کہیں جھلک قناب کی نظر نہیں پڑتی



غشی اور ایک تاریکی اندھیرا سا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئیں نہیں سوچتا تھا دم بھر میں تیار کیا اور کئی ہزار  
 ساحر و ن کو صنعت کے اس جو اسے لوق و وق میں بندورس قید کر کے پھر اٹھا کہ اس میں شام کا وقت  
 ہو گیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسائش بجا دو کل سمجھ لو نگا بارے اور دھر بھی طبل آسائش  
 بجا دو لون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہوں میں آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا  
 کہ میں تجھے ایک تاریخ اپنے سحر کا دیتا ہوں کل تو جا کر اس تاریخ کو باغبان پر مارنا اور بعد اسکے  
 افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ میں جا کر  
 سورا اور دھر صنعت بھی اپنی بارگاہ میں آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت  
 صنعت و عین سب ساحر میدان میں نکلے اور سحر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان میں آیا  
 باغبان نے میدان میں نکل کر کہا کہ افراسیاب کون جادو کر رہا ہے کہ آوے میرے مقابلے کو یہ لشکر  
 صنعت اسی تاریخ کو لیکر میدان میں آئی اور بیسیاختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت  
 باغبان کے بظرفۃ العین خشک ہو کر زمین پر گرے اور جگہ خاک ہو گئے اور جتنے ساحر صنعت  
 کے قید میں تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا لیکن بسبب  
 افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے وہ سحر جو  
 افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے منہ پر پڑھ کر چھوٹا باغبان اندھا ہو گیا  
 صنعت نے دوڑ کر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب لشکر میں ہوئی لاکھوں  
 ساحر افراسیاب کے جمع ہو گئے حیرت افراسیاب و عین سب باتفاق ہو کر آئے  
 اور ایک آہن کا چوترہ بنوایا سپر باغبان کو قتل کرنے کے واسطے بٹھایا اور اس طرف سے عمر و  
 بھی روانہ ہوئے کہ من جا کر دیکھوں تو کیا ماجرا ہے از بسکہ دریاے خون روان خشک ہو گیا ہے اور  
 تل پر پڑا وہ بھی ٹوٹ گیا ہے جا کر قریب باغبان پہنچے وہاں گلچیں زوجہ باغبان کو خبر  
 گرفتاری باغبان پہنچی تھی وہ غم میں اپنے شوہر کے گریبان و نالان زار مثل ابر بہار کے  
 تھی کہ عمر و وہاں ایک ساحر کی صورت بن کر آیا کیسے اس ہنگامہ نوحہ و شیوہ میں اس کی جا  
 کچھ توجہ نہ کی اور اسے گلچیں کو جال الیاسی مار کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ سحر طلب کے  
 اس کی ایسی صورت بنا پھر تو وہ خان باغ کو اسے اٹھٹا شروع کیا اور اپنے تئیں اٹھا اٹھا کہ



دے دے مارتا تھا کینرین ہر چند سمجھاتی تھیں مگر اسکو تاب نہ آتی تھی گریبان گل اس کے غم میں  
چاک تھا سنبل کی زلف پر نشان تھی لالہ کے دل میں داغ تھا سر اس کی نظر میں سمور شہ دار  
تھا عجب کیا تھا جو نر گس بھی رونے لگے بقیاری سے نوحہ کرنے لگے گریبان بھٹا ہوا پچا رہی تھی  
ہوئی سر پٹتی ہوئی سینہ کو ٹپتی ہوئی بادل بریان و دیدہ گریبان داد بیداد کنسان باہزاران  
شور و فغان بارغ سے نکلا کر چلی اشعار

ہوئی جوش و ہشت میں جینے سیس | کیا تو چکر سر کے بالون کا ڈھیر | وہ نازک طبیعت و نازک مزاج  
چلی سر کو ٹکراتی ہو لا علاج | اسطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے مناک

باغبان کی جو رو آتی ہے اسنے ایک ساحر سے کہا کہ گلچین سے جا کر پوچھو کہ اگر تو لاؤنگو آئی ہو تو میری  
ہون اور بہن جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہہ دے گلچین نے رو کر کہا کہ میں سوہ بکسر کا لڑکی  
میرا کیا مقدر کہ میں تجھے مقابلہ کروں واسطے ہمیشہ و سامری کے میرے خاوند اور مجھ کو ایک ہی  
قتل کرو کیلئے کہ جس روز سے میرا اور باغبان کا ساتھ ہوا ہو وہ کبھی دم بھر جدا نہیں ہوا اور جو  
تم نماؤنگی تو میں سنی ہو جاؤنگی مگر نقش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت  
نے رونا پیٹنا اور گریہ و زاری گلچین کی سنکر گلچین کو سامنے بلایا اور کہا اے گلچین جادو کیا  
تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خبر جو ہوا سو ہوا مگر اب بھی جو افراسیاب سے ملجاؤ تو میں تجھاری جان بخشی  
کر او دن گلچین نے کہا کہ یہ تو ہو گا کہ میں افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمارا گرم چھوڑ  
تو ہم اور کسی شہر میں نکل جائینگے ہم کو کب روشتہ فر سے واسطہ نہ افراسیاب کا  
ساتھ ہم کو قبول اس میں صنعت نے کہا کہ اگر تم تابعداری افراسیاب کی کرونگی تو میں  
باغبان کو قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خبر جو مر جی سامری و ہمیشہ کی اچھا صاحب مبارک ہو ہم کو قتل  
باغبان کا یہ کہہ کر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیوں کا ڈھیر لگا دو میں سنی ہوگی اور باغبان  
تیار ہی گلچین کے مٹی ہونے کی لاکھوں ساحر دونوں طرف سے جمع ہو گئے وہاں چھٹ و افراسیاب  
کو خبر ہوئی وہ دونوں سوار ہو کر آئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے  
کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے میں دیکھا لکڑی ہزار ساحر اور لاکھوں تماشر میں  
آئے ہیں اور شاہ قدا صغیر و کبیر امیر و فقیر ہر گھر و مرہ از خرد و نا کلان تاجران اور ملازمان دولت ایک



حشر کی طرح کا نچر کثیر انبوہ غفر سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سو سو اسو طاشہ  
 رات نہ نواز اور نوبت خانہ بچھا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ٹنگے بچتے ہوئے ٹگورے نوبت کے  
 پہلے سلام ہونے تھے اور کئی سو منتقلین حشر و خود اور عبیر کا بکٹا پڑا ہوا جنگلی خوشبو سے لٹ غنیم  
 شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنیہ اور حشر ہوتا تھا اور قریب سو سو سفون کے کہ باد سے کی ٹنگیاں  
 ان کے کاندھوں پر بڑھانے اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کافون میں اور راج پڑے ہزارے کا فوارہ  
 مشکیزہ پر چڑھا کانتے طلائی تسمون میں لگے ساون بھادون کی ایسی گھٹا بستی ہوئی اور  
 بیچ میں ایک تخت پر زمر مکمل بہ جو اہر پر چھین جاو سوار اور اسپر کئی سو گدستے طرح بطرح  
 کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان پچیان چنگین پھولوں کی سیلے ہوئے  
 لنگے قیمت کے منگے بنے ہاتھوں میں کرے گردان پڑے اور گلچین جاو جوڑہ شانہ بنے مگر  
 ابھی نہا کے جو سوار ہوئے ہے تو وہ کھلے کھلے ہاں جیسے بوندین پانی کی ٹپکتی چلتی تھی میں آنکھوں کا  
 اسکی یہ حال ہر کہ نشہ عشق میں شور کے اُلی ہو میں اشعار

نرہ جو غیرت ناک جوین میں شک کمان	ہیں آنکھیں ترک نہ کالیہ ہوئے بچھا	وہ بینی اسنیت پر فن کی دیکھے جو وہ
ہر خط نہج میں لکھی مگر یہ حمد خدا	جو دیکھے عارض گلگون وہ نہک صند خوش	تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل	گلگون کو نوچ کے منقارے کرے نونا	کیست دامن چھب حجاب

دیکھو واکو مسکرات چاند سورج میں بھلا کہاں یہ سندرمائی ہو پان میں نہ بچوں میں نہ کنول  
 میں نہ مکھ ملیں دیکھت مچھاپے وہ تو یہ کہ ملتائی ہو کیوڑا اور سیونی گلاب کی ایسودا کی سی  
 سو گندہ تو عطر ہو نہ پائی ہو کہو سے بزدگن کے رچی ہو جولائی تاپہ پانوان اس کے جیسے مندی سی لکائی  
 ہے + نظم

لبونہ ہوسو و پان کا عجیب عالم	رخان و شولہ کہ جس طرح ہوتہ بال	ہزارہائی اس سی لکائی ہر کھانے لگے
ہزاروں خون چھوٹو کیہ اسکے پانکھا لکھا	ہزاروں دیکھے شکل گل تھے مشتاق	گلوسے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
وہ گول ساعدہ بازو جو دیکھے سو یہ کہے	مراجو نکو ہر سا بچے میں تو کہے ڈھلا	اب آگے کیا کرون تعریف غیر محضین
جو ہوئے محرم ملاز اس سے جاکھا کیا	کہ حال ارفنا دل نوز تھے محرم	وہ اسین شمعین تھیں کافی دونوں
نقاب زردہ پوش باکھڑے تھے دو	کہ ملک حسن کے کشر تھے دونوں	کہ دو دو اپنی جوین کے اسکے تھے آگے



<p>و کھاتے شان تھی اپنی ہر اک بے برچھا          کہ جس سے کہو تھی نسبت تھا نخل البیان          شاد و عشق کے دیا کا سیکڑوں ڈوبا          سوا خدا کھائے عالم غیب ہو معلوم          حجاب مانع ہو اور سترہ ہر شرم حیا          وہ ساق سیمیں اور پاکیزہ نور کی صورت          جو دیکھے ہر غیر اسکا ایک تلخ یا          جو ذکر اس قدموز و نکابل غلہ میں</p>	<p>جا کر کو تمام مانتوئے رہ گئے لاکھوں          وہ ہر نزاکت و ہر انجہان میں و بیا          نشان نیل یا کیستہ کر کا اسکی جب          کر ہو اسکی مگر اس ناز نہ میں عنقا          جلا دے مدد کو ٹھوکر جسے جیتن قدرت          پر کی شکل وہ اس حور کا ہر اک اعضا          مر صبح زور و لو شاں فائزہ پہنے          تو سرنگون ہو نہجالت سو قامت طبع</p>	<p>جب اسکا وہ شکام صان خلق ملے دیکھا          وہ ناف اسکی ہو گواہ بھر چمن          تو عقل گم ہوئی اسطر جسے ہوسے لیا          اب اس کے ہوتی ہر غریب میں کیستہ          پھر سری رستم کو اسے ذکر میں اسکا          فلک پہ کا شمس سے بدل بنے تھے          جو دیکھے اسکو ملک کہ اسے وہ عقل          ناریل اور نارنج اچھالتی ہوئی</p>
---	--	---

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اس کے تخت کے گرد و پیش تال کھانہ بادام چھو ہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے  
 ڈھیر بجاتے گھڑیاں ناقوس بجاتا ہوا اس تہیہ اور ارادے پر چلی آتی کیست

لاج اور سلوح چھانڈ پر بھوک جو گن ہن سبیلی گرے ڈار بستر گردی رنگاؤن کی  
 ہر دے کی کھٹائی سہونگی دھیا اترے تن میں سب مار جسم و خد کو جہاؤن کی  
 کام ہو نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوون کے مالا پر عین کا نام گاؤن کی  
 یارے کے دین کی بھیا کے مانگنے کو آنکھن کے کھرے چار اور دھاؤن کی

اور ہر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا ادھر میں اس کے ساتھ سستی ہو جاؤ گی  
 غرض اسطر جسے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پونجی افراسیاب  
 کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور بیان آکر جو دیکھا تو گلچین سستی ہوتی ہر افراسیاب  
 نے اس سے کہا کہ ای گلچین ہم دو سوال تجھے کرنے ہیں اسکا جواب ہمیں دے اول سوال تو یہ  
 ہو کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہو جاؤ اور انکا ساتھ چھوڑ کر تا بعد اری ہماری  
 قبول کرو تو ہم تم دونوں کو بدستور مالک و مختار کروں لیکن چہ پہنے باغبان قدرت کو  
 تیر کہہ کر اس کے مافی الضمیر کو دیکھ لیکے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ  
 منظور نہیں ہو نہ تمھاری تا بعد اری قبول ہو مجھے تو یہ خوشی ہو کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو  
 باغبان قدرت اور مجھے دونوں کو طلسم سے باہر نکلا دو کیلئے کہ جہاں انسان باعزت



و مرمت حکم زمانی اور سلطنت کرتا ہو وہاں جس حالت میں کہ ذلت اٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ  
 کہ اوستے اور اعلیٰ سب کو معلوم ہو گیا کہ افراسیاب نے باغبان کو ذلیل کیا پھر  
 وہاں رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہیں  
 کہ جس حالت میں کہ جسے تجھے نفرت ہو اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور  
 باغبان کو قتل کرینگے ہمیں تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا یہ سن کر یہ تو بتا کہ مرنے والے  
 کے ساتھ کوئی مر نہیں جاتا کہ ورون تہذہ خدا سے باختر کے پیدا ہوئے اور مر گئے اور مرے  
 ہن کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جود و بہن بیٹی مان مر نہیں گئی اور  
 نہ کسی کے مر جانے سے کوئی جی اٹھتا ہو بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار  
 ملک باختر کا خدا ہو اور اُسے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہو اور کیسے کیسے لطف اور تماشے  
 اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیے ہن یہ قضائے دنیا اور بہار رسد گانی بعد

از مرگ پھر کسان بیت

عدم بین یہ دنیا کی لذت کمان یہ پھلین کمان یہ طلاوت کمان اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ اپنا

مرد و مطرب و ساقی شب مہ نور نظر  
 سبز و ابرو ہوا لالہ جسم گل تر  
 دیکھ دریا کو کہ ہو موجوں سے زنجیر بہر  
 لوتے پھرتے ہن دامن صبا میں گوہر  
 رعد میں نالہ عشاق کا پیدایا اثر  
 ہوتی ہو جسد زمین بو قلمون سرتاسر  
 پیستے ہن دل عشاق بہ انداز در  
 ایک سے ایک رفیقان جہان جا بگت

ایسا دلچسپ مکان ہو کعبہ حجابے نظر  
 جو کہ شہی ہو وہ ہو مرغوب دل پیرو جوان  
 دیکھ صحران کو کہ کیا سبز زمرد گون ہو  
 قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہو  
 برق جون چشم تیان ابر چشمک ن ہو  
 شفق جامہ پہنتے ہن جو بادل شام  
 تیسے خوں کا یہ عالم ہو کہ ہر رنگ سے روز  
 غمزہ و عشوہ امان و ادا ناز خدام

اور لکھیں قسم ہر سامری جمشید کی مین فی الحقیقت باغبان کو اب قتل کرونگا کسی طرح نہ  
 چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اس وقت تیری طرف مائل ہو گیا ہو تیری بیقراری  
 اور بے چینی مجھے گوارا نہیں قسم ہے مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شہید



جہاں پہی تمثال تیرا ہون مجھے اپنا شہید بخیر ابرو اور ذبح تنع ادا بھی اور تو را وہ مر نکا نہ کر میں  
مجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دو نگاہ یہ دیوانے پن کی حسرت نادانی سے نہ کر  
سُن اور نادان دو ہا سچ بتلا نہیں کیا نہ من تجھے چھوٹ جیتا ہو کر کیوں جھلے ہوئے ہو مجھے  
جکیرہ یاقین اور اسیاب جادو کی زبانی گلچین سے سنیں تو اسنے ہنس کر کہا کہ اے افراسیاب  
یہ جو تو نے قصائے دنیا اور بہار گلشن و ہر کا ذکر کیا سچ ہے لیکن او نادان ذرا یہ جان لیا

شاق ہوا سکی جدائی تو سچھو کو لیکن لطف لاکھوں میں پر افسوس کہ ہر نقشہ چھوڑ دین اسکی محبت کو جو میں صاف بھول اختیار اپنا جہان ہونہ وہاں الفت کیا	عالم خواب بکھتے ہیں جو میں اہل نظر آبشاری میں سدا نوحہ گر اسگلشن وہ دن آئے گا کہ بیٹی کو ہنومان کی خبر بے بسی میں بھی جو عشق تو میں لاکھ
---	---

سُن اور افراسیاب یہ دنیا سر اسے فانی ہو نہیں جاتا نظم

کہ صراج ہو عدل نوشتہ دران کہاں ہو وہ دارا کا لشکر سبج نظر کن ورین ویر باز کھرنگ کہیں طوطیاں خوش الحان کی قوم کہیں سبز ہین سببال چمن کہیں کانٹوں سے راستہ بند	ہوا پر وہ تخت سلیمان کہاں کہاں اب کیومرث کا نام ہے کہ شکست چون طاق کسرت کہیں شور مرغزلہ عند لبیب کہیں زلف منبل و بال چمن کسی شکر کو یاں کے نہیں اعتبار	کہ مرہر سکندر کا وہ تخت قبا کہاں اب وہ جمشید کا جام ہے کہیں شور کرے ہین یاں چنار بوم کہیں بہر گل نالہ وا جیب کہیں نخل گلشن برو مندر خران کے لہر میں ہر یہ بہار
---	---	---

اور تو نے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور میں شہنشاہ ساحران عالم ہوں  
مجھے تو قبول کر سن اور افراسیاب کبت

چین باجن باجے پیا کو موہ لین اب بجاوت ہم چلین سا کو بدیو دین جا کے سنگ سکھ اور  
اندلی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو مکھ جوئیے تجھے سب راگ رنگ تجھے سکھین کے سنگیاں  
پران ہمارے پران ہوتے ماتھو دھوئے جا کے سماگ بھاگ ہوئی ہر اتک اور راگ  
تاگو آدھین ہو کیا رائڈ ہو کے روئے جا کے سنگ چاندنی سی راتن میں جاگت تھی تاکے  
سنگ اکبار آگ ہو کے سوئے \* \*



اور سن ادا فرمایا اب جادو اب جو تجھے کرنا ہے بسم اسد ویرتہ کر اور توجہ اپنے سحر و ساحری پر  
 متکرم اور مغرور ہو اسے تنقار سے تیرا خیال خام ہو کو کب روشن ضمیر تجھے کچھ سحر میں کم نہیں ہے  
 بعد از ان شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ عیار شدہ ساحران عالم پر جسے کاغذ کشتر کا لہ  
 کانور و بیس اندر کوٹ چاہ ماران چاہ الماس فرعون شداد مان غرودات منات تبتا مکتا  
 و خیشا ٹوٹ ٹوٹ جو ٹم جھوٹا ک پونے دو سو خدا نیان برباد کر دین در کرب غازی اس شخص کا  
 نواسہ ہو کہ جسے امیر با تو قیر سلطان ظفر احتشام حمزہ عالی مہتا مہکتے ہیں اور  
 بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسرے کے جسکے چم سو حکیم چم سو ندیم بارہ سوتا جدار کرسی  
 نشین اٹھارہ سو و عویداران سلطنت چمیں سو پہلوان پایہ تخت کے کور سوار کے  
 افسر جسکے دربار میں بیٹھے تھے ان سب کو غارت کر دیا اور لقا خدا سے باختر کو بھگاتے بھگاتے  
 نوبت بدست رسید کہ اس زمین میں قدم خنس شیم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ و یکہ کہ اب تو  
 بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہو چکو لازم ہو کہ اس سودا سے خام اور تصور ناتمام کو وہاں  
 سے نکال کر اطاعت شاہزادہ اسدین کرب کی قبول کر کے شاہزادہ اجم کر وہ رستم شکوہ  
 فتنہ ملک سنجان و باختر اور ملک تصویر جادو و اور مجسم الماس پوش کو قید سے راکر دو اور  
 سن ادا فرمایا اب کہ ایسا ت

بقا کس کو جسذات پاک خدا ہے

بقا میں فنا ہو فنا میں بقا ہے

بہ جاہ و چشم عارضی ہو جہان میں

مُسندی نگہ تب پھر خدا ہی خدا ہے

بس رستے ہی آتش غضب کی ٹوسنے میں افراسیاب کے مشعل ہوئی جسکا دود  
 بد و ماعنی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ واسے مریم ای کلچین تو نصیحت نامے کی کتاب میرے  
 واسطے لیکر بیٹھی ہو اور میری انالیق نبی ہو دیکھ تو سہی میں تجھے او اجل رسیدہ کیا بلو کہ  
 اگر ہوں خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باغبان کو لیکر چلا اور جو نہ جل گئی تو میں تجھے  
 جلا جلا کے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر کہا کہ لاؤ باغبان قدرست کو بس ساحران غدار  
 کشان کشان اُسکو سامنے افراسیاب کے لائے افراسیاب نے کہا کہ امیر باغبان  
 تیری جو رو تیرے لیے شئی ہوئی ہو پھر اب کیا ضرور ہو کہ جو میں اب تیری گردن ماروں



اس سے یہی بہتر ہو کہ تم دونوں کو لکڑیوں کے انبار پر بٹھا دوں کہ ساتھ ہی جل جاؤ  
 باغبان قدرت نے کہا کہ اے افراسیاب مرنے سے ڈنا کیا جو کچھ منشی تقییر  
 اور کاتب ازل نے صفحہ تاصید پر میرے قریب کیا ہو وہ ہی پیش آتی ہو افراسیاب  
 نے خفا ہو کر لکڑیاں جمع کروائیں اور باغبان قدرت اور کلچین کو اس پر بٹھا دیا  
 اور گواہ بنارہیزم کے افراسیاب نے چار طرف سحر بند کر دیا اور کہا آگ لگا دو لیکن  
 مہتر قرآن نامدار کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ لکڑیاں بڑی دیر سے جمع ہو رہی تھیں  
 تو انھوں نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سرانقب کا بیج بین لکڑیوں کے نکالا اور دوسرا  
 سرائین کو س پر جہر لشکر جمشید بن کوکب کا بڑا ہر اُدھر رکھا جب لکڑیوں میں  
 آگ لگائی گئی معاذ اللہ عجیب طرح کا تلاطم اور تہلکا و زون بٹکروں میں برپا ہوا  
 کہ مہر خ سحر چشم اختر بن قیل زور شمشیر زن ہمال سحر افکن شکیل جادو و ہار جادو  
 طاؤس جادو کافران جادو سحر موکے کا کل کشا خونخوار کا کل کشا  
 سب سہر زنان و سینہ کو بان داد و بیداد گنان تھے اسطوف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ  
 وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے ان یہ ظاہر خوف ہوا افراسیاب  
 کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اس میں دھنواں لکڑیوں کا بلند ہوا اور ضرغام و جالسنور  
 وغیرہ جو عیار اور عزیز و اقربا کلچین کے تھے اور تال کھانہ اور میوہ اُچھالتے ساتھ آئے  
 تھے انھوں نے رال کے چھرتے گدہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے  
 شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھنواں پھیلا اب افراسیاب و حیرت و صنعت  
 اور جہد و لشکر ہی تھے وہ سب بیہوش ہو کر گرے اندر لکڑیوں کے ٹوکڑی جانہ سکتا تھا  
 کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمر و باغبان کو بیکر باہر آسکتا تھا  
 پس اسنے باغبان کو زنبیل میں ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو  
 بیکر بارگاہ جمشید میں آیا اور بعد ازاں قرآن اور آپ ناک بند کر کے اُسی غول میں  
 عالم خفگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت و غمزہ بیہوش پڑے تھے تباہان جو  
 دیکھا تو ضرغام شیردل اور جالسنور بن قرآن و جالاک بن قرآن و جالاک بن قرآن



داسن گردا سنے پھر زنی کر رہے ہیں پہلے تو امی و نامہر ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساخرو  
قتل کیا بہتوں کو مارا اور قران سے آکر پستارہ افراسیاب باندھا اور کہا کہ اے جانشوز  
حیرت کا پستارہ باندھ کر چلو بارگاہ جمشید میں اور عمر و سنے کہا کہ اے بیٹا غرض تمام اور  
اوجو نامہ گرجا لاکھ خبر اگر کسی ساحر کا اسیاب خراب ہونے پائے اور کہہ سکتے بھی ہیں نہ  
ہونے پائیں میں مدد ملی کہان سے دو گنا غرض قران اور جانشوز تو دونوں پستارہ کو  
لیکھ چلے باقی اسباب اور جو اہر کار زیور و غنہ جو عورتیں کہیںے مقین وہ عمر و زار مار  
لیا اور حبال مار کر سب نڈر زنبیل کیا اور وہاں جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا ساخرو  
بس یہ اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہاں جو لشکر  
بہشت مار تھے اُسے مار چلنے لگی غرض

نزد نامی روئین و بربست کوس	ہوا بیلگون شد زمین آبنوس	در خشان بہ گردان و ن شبح
تو گفتی برآمد ہمین رست خیز	یہ یو شیر و سہ ہوا تیر	بہ خور سید گفتی براند و سہ
یہ بید دشت و برفتہ کوہ	زبانگ سواران بہر دو گروہ	غرض وہ لشکر تمام بھاگا جھپٹ

سے خیمہ بارگاہ ماخت تاراج کیا اور فتح کر کے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب  
حال سنے قران افراسیاب کا پستارہ باندھ کر لیکر چلا اور جانشوز پستارہ حیرت  
لیکھ رہا تھا تو اتنا راہ میں پہنچی افراسیاب کی آہستگی اور اسنے دیکھا کہ میں پستارہ  
میں تہ بھا ہوا چلا جاتا ہوں اب یہ جو یاد کرتا ہی تو یاد نہیں آتا ہی بس یہ برق بنگر تڑپا قران  
کے پستارہ لیکر بھاگا لیکن جانشوز جو پیچھے پیچھے حیرت کے لیے چلا آتا تھا اسنے دیکھا  
کہ کچھ برق سی قران کے پستارے میں سے چمکی اُسنے گھبرا کر ایک غار میں پستارہ  
حیرت جاو کا پھینک دیا اور آپ ایک جاو و گر کی صورت بنا کر وہ بھاڑ کی جانب چلا  
گیا مگر افراسیاب جاو و ست ہوا اسے بھاگ جاتے کے اور کچھ نہیں بڑا یہ بھاگ کر پلٹ  
سبب کی طرف گیا اور وہاں جا کر زور سے اسنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا اور ازراہ  
سے جیالی کوچ کی تیاری میں تھا کہ اب جا کر حیرت جاو و کو ڈھونڈ لائے اور  
وہاں حیرت جاو و کو جانشوز سے غار میں ڈال دیا تھا تو وہاں صبر رفتار



کہند انداز عیاری پچی آنکلی اُسے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہی اُس پشتارے کو کھول کر  
 جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا یہ اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل میں آئی اور قتلہ دفع بہوشی  
 اُسکو سنگھایا کہ ہوش آیا صبار قتار نے حیرت جادو سے کہا کہ ملی بی تم اس طرح بندھی  
 پڑی تھیں اُسے اپنا منہ پیٹا اور رو دھو کر ذلیل ہو کر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ  
 ہوئی اور گنبد نور میں آئی یہاں اگر باقی ماندہ جو ساحر تھے انکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس  
 عرصے میں افراسیاب بھی آیا اور یہ دونوں ملکر بیٹھے اور فوج کشی کرنے میں مصروف  
 ہوئے قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہو گئے اور وہاں جالسنوز نے جب پشتارہ حیرت جادو  
 کا شمار میں نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید میں آیا لیکن بران شمشیر زن کو جو عشاق  
 جادو نے سحر سے مارا تھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے میں رکھا تھا  
 بران مری نہیں ہی سحر میں بہوش رہا لیکن نظام مردہ ہی غرض کہ کوکب و شمس  
 نے ایک بچہ سحر کا عمرو کے لئے کو روانہ کیا عمرو وہاں جمشید کی بارگاہ میں بیٹھا تھا  
 اور ملکہ مہر خ و عینہ سب جشن کر رہی تھیں عقاب طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا  
 بلند تھی کہ دفعۃً ایک بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا کر سوئے آسمان لے گیا اب جو عمرو  
 کی آنکھ کھلی کہ ایک مھو الالہ زار ہو گیا اسے بو قلمون کی بہار ہو اُسکے پیچ میں ایک بارہ دی  
 بلور کی بنی ہوئی جسکے دروازے پر تیلیان کھڑی ہیں عمرو اندر بارہ درمی کے آیا تو دیکھا کہ  
 کوکب و شمس تخت پر بیٹھا ہے اور ایک طرف ایک بنگلہ فوزہ کا ستون اور کھونکھیاں  
 بلور کی ہیں اور پھر سے چاندی کی ہیں اُسہیں چار سوڑیاں بو شاکین پر تکلف پہنے  
 ہوئے بیٹھی ہیں غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے شریف عمرو کی کی کہ خواجہ  
 تھنے کیا خوب عیاری سہی کی کر کے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران  
 نامی کو مارا وہ کہا کہنا ہو لیکن افسوس ضد ہزار افسوس ای شہنشاہ عیاران بران  
 شمشیر زن مردہ پڑی ہوئی ہے اور میں مردہ اپنی آنکھوں سے دیکھوں ایسا بھی کہی  
 خدا کرے کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی بران کو یاد کرنے روتے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ  
 آپ ارادہ کریں تو بران شمشیر زن کی جان بچتی ہے اور دوبارہ گویا مان کے بیٹ سے



پیدا ہوتی ہر عمر و سنے کہا کہ میں حاضر ہوں کو کب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو بران  
 زہ ہو عمر و سنے پوچھا کہ عشاق جادو کمان رہتا ہر کو کب نے کہا کہ گنبد جمشید میں عمر و  
 کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہنچا دو کو کب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمر و کو اس پر سوار  
 کر کے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمر و کو وہ جانور ایک ہسار پر پہنچا کر بیٹھا یہ  
 عجب غضب کا مکان ہر عمر و نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہر اور ہر ایک کھال  
 کی جڑ میں سے شہ آتش کا نکلتا ہر اور گرد اس گھاس کے پھر کر طرف آسمان کے  
 وہ شعلہ رجوع ہوتا ہر عمر و حیران ہو کر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر ہوئی  
 کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے ہسار پر بیٹھا ہر یہ عشاق استاد افراسیاب کا ہر  
 اور بڑا زبردست ساحر ہر اپنے مکان سے اٹھا اور مشیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جا کر تو دیکھ  
 تو آگہ کون آیا ہر جو کوئی ہو اسے پکڑ لایمیرے پاس مشیر بن ظہیر جادو و عمر و کے قریب ہسار  
 پر آیا اور بنگاہ اولین عمر و کو اس نے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمر و  
 عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہاں کیوں آیا عمر و نے کہا کہ میرے مارنے کو تو نے بڑا غضب  
 کیا ہر کہ ملکہ بران شمشیر زن کو بہوش کر کے ڈال رکھا ہر میں اس کے بدلے میں تجھے قتل  
 کرنے آیا ہوں یہ سن کر عشاق جادو نے درہم دہرہ ہر ایک پتھر افلاک کا منگا کر عمر و کو اہین  
 بند کیا اور ارزان جادو کو بلایا کہ اس پتھر سے کو یہ حضور لقا سے خدا سے باختر  
 لیجا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آیکا حاضر ہر آپ میری خاطر سے اس بد ذات  
 کو ابھی قتل کر اسے گا اور ہر اس کا قلعہ کوہ عقیق میں لٹکا دیجیے گا لاش گھسٹو اسکے پھلو دنیا  
 ارزان جادو و عمر و کے پتھر سے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خدا  
 باشر میں پہنچ کر لقا کو پتھر کیا لقا نے عمر و کو دیکھا کہ کای بندگان قدرت من چہ تقدیر  
 کر دیم دیکھا مٹنے کہ بیت

یہ دونوں ملک میری ہیں اور من کمان نہیں

ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہی

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کمان سے کمان جا کر پہنچا بختیار ک بھی نہایت خوش تھا  
 مگر بختیار ک نے اشارہ کیا کہ اس کا سرو میں کیوں نہ کٹوا ڈالایہاں بھیجنا کیا ضرور تھا



غرض لہانے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری  
 لقلعے کی اور جلادوں نے عمرو کو زینت ٹھمایا خلعت کا اُس مقام پر هجوم ہو پٹنید اور لشکر  
 تیار ہو کر بیان آگیا اس لیے کہ کوئی عمرو کو چھڑانہ لہجہ سے چھوڑے نہ کہتے کا بنایا اور بوزیا  
 فلاکت کا اُس پر کھایا مگر اس خبر کو نامیہ ان خیمہ برنی و تو میسبان خیمہ بری و  
 سر ہنگ مضر و ابو طاهر خون ریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کر زمین ادب  
 کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اس طرح دعا و ثنا بادشاہ کی کہنے عرض کیا نظر

تراقیام حکومت رہے قیامت تک	اسطیع خلق کو ترے سدا کھ خاق	کرور عید کی شادی نصیب تجھ
ہمیشہ نذر تجھے دیوین ساکنان آفاق	بسر کرے جو ترا دوست ہو بغیر دشمن	خدا ترا ہوزمانے کا سور و شلاق

اس وقت عمرو کو طلسم سے قید کر کے روانہ کے ساحرون نے لہانے کے پاس بھیجا ہوا اور اُسکو وہ  
 قتل کرنا ہوا بی چیز و عاقبت ہو بس یہ سنا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام  
 اٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلا بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پانسو  
 پچپن گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہاں عمرو دست بہ عب  
 بدرگاہ کیر یا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا شہر

خداوند اپنے آل ہمیشہ	اربابی تجکو دشمن سے عطا کر	یہ دعا کر رہا تھا کہ خدا سے
----------------------	----------------------------	-----------------------------

لہانے کان میں آئی وہاں جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تھق بلند لکھا  
 بسبب سنا تھا ہے نیزہ کی بجلیاں چمک میں تھیں اور اسلحہ کی چقا جاق بلند تھی عمرو تو  
 خوش ہوا کہ یقین ہے حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہیں اور وہاں نہ لکھ پڑا تھا شاہین  
 تو بھاگے کہ یکایک صد اغرہ کی ٹہنی اور ہر پہلو ان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا  
 اپنا اغرہ بلند کیا از بسکہ اغرہ میں نے کسی مقام پر بیان نہیں کیے ہیں اسوجہ سے  
 اس مقام پر چند اغرہ کے لکھے جاتے ہیں  
 اغرہ ہائے سرداران

امیر عرب حمزہ نامدار	عم مصطفیٰ شاہ اشفتہ سرا
سید احمد جم قدر و رستم توان	منم شاہ سلطان صاحبقران



منم سعد فرزند قباد شاه  
 منم شاه شامان فریدون چشم  
 چراغ شبستان صاحبقران  
 بجلی ده فوج اسلام و دین  
 علم شاه رومی شه فیروز  
 خوشتر کین بر کشم از غلات  
 ملک قاسم آن شاه خاور سپاه  
 ز تیغم بس ملک اسلام شد  
 منم شیر صولت یل صف بکین  
 ز تیغم بمیدان جنگ آوران  
 منم ایرج نامور و پندیر  
 چو اسفند یارم شده نامدار  
 یسحر اسے کین شیر صیدین است  
 جهان پهلوان شاه گیلام منم  
 یل نامور اشجع دین منم  
 شهنشاه و آراب کشور کشا  
 منم گرد فوج افکن و شیر گیر  
 شه کشور کشا زبنده تاج جهان  
 منم آن هنر برتریان پیل مست  
 کرب پر حرب نامور نامدار  
 منم زبیده اوزنگ و تاج چیر سلطان  
 چراغ محفل اسلام شمس و دود اقبال  
 منم صاحب عمود جهان شیر حمزه درویش

نور پادشاه اسلام

نور کرم نور طشاه

نور قاسم

نور اشجع

نور ایرج

نور اسفندیار شاه گیلانی

نور آراب

نور سلطان

نور کرب

نور سلطان

نور حمزه

شهنشاه اسلام و عالم نپاه  
 بهار گلستان کافوس و جم  
 فروزنده تاج و تخت کین  
 یل نامور رستم بزم کین  
 که بر تخت مرز و قافله شور  
 تزلزل فست در میان صف  
 زخم تیر برابر و نیند و به  
 که فست با خرم نام شد  
 شه نامور با ششم تیغ زن  
 بهر سو شود الا مان الا مان  
 که شاه خدای منم و آفاق گیر  
 شده در جهان نام اسفند یار  
 گریزان ز نامم شود پیل مست  
 ز تیغ منم بخت قیامت منم  
 بدشت و عا شاه شیر افکنم  
 یل نامور شیر دشت و عا  
 کند و کمان دارم و گرز و نیز  
 منم سلطان سعد بن عمرو حمزه  
 یل نامور سر در حق پرست  
 نظر کرده شاه دلدل سوار  
 گل گزار عم احمد محبوب جهانی  
 عددی دین کفار ان عالم رستم ثانی  
 ملک لند حور بن سعدان شجاع و دین



فلک بارگه انجم سپه خورشید تاج من  
جزیره های دریا را اگر فتم از جو انجم دی  
چو بنید زیر رانم قیل میمون مبارک  
عمودم چون بضر برفتد صد من و چنان  
نغمه چشم اثر در کف نام آورم  
بیک بنزه گیرم زیر ستم خراج  
جهان پس لوازم یل نامدار  
بمیدان جنگاه رستم نژاد  
شاه عالم شجاع عصر نورالدین عالم  
مهرج شجاعت آفتاب درویش  
ننگ بحر رزم دست بر قبضه چو بگذارم  
شاه کشور کشایزنده تلج جهان بینی  
منم گرد بهرام شاهان چین  
ز خون ریزی تیغ من وقت جنگ  
نام شده در سلک یلان بر بهرین  
یل طماس شیر پیشه رزم گلنگان  
بجنگ از دست من به دست ملک الموت  
غلام حمزه ام شاهم چو نورالدین عالم  
صد شکره کجلا مان بسته گشت انصوتم  
ضیفم دشت و عاشق نیستانم حوزال  
اثر آتش فشانم جنگ و به پیش  
منظر منم وصف رزم و جنگ  
یک از غلامان میسر عرب

خوار

دو

عرب

دو

عرب

دو

عرب

عرب

بفرمانم یل نهصد هزار و ملک هندستان  
ننگ بحر رزم اثر در صحرای خونین  
زیر چرخ گرد و صفت گاو زمین لزان  
شود پیوند از من صد لقاء و فوج کفرستان  
شجاع عرب ملک استم  
شاهم ز ترک فلک تحت تلج  
پسر خوانده شاه اشق سوار  
شاه معرب در امر عباد  
سپهر حشمت صاحبقرانی و جهان بینی  
کشید از لشکر من فوج اعدای  
شود از آب تیغ لشکر کفار طوفانی  
نبرد یو کش نامم عمرو بن حمزه یونانی  
که از نفس ده من بلز دین  
شود تخته گل زمین لاله رنگ  
جمهور جهان سوز شهنشاه تیران  
پدر من عنقویل و یو پرور رستم  
بمیدان حرم این ساطع و خراگین  
عدوی کافر انم عاشق دین سلمان  
بنده میر عرب شاه سلیمان فارم  
رستم وستان بلز در ز کین از حلام  
چشم من بسیار ازین خراب پیشان  
دیران ننگ و به صحرای  
بباریدن تیغ بر غضب







ہمیشہ برب و تیغ زوین بدست  
 ہمیشہ بر سر خرد و آفتاب  
 ہمیشہ تیغ زن کوہ پیکر ہم  
 ہمیشہ رزم جو یا بہ خون ریختن  
 بچینید دریا و صحرا و کوہ  
 چنان دید و عرصہ کارزار  
 چنان نیزہ بانیزہ آیمختند  
 شہان را چنین کے بود کارزار  
 بہ فوج عدا شد اجل خندہ زن  
 شدہ خویش و بیگانہ پہلوی ہم  
 کے ہو و در خواب مرگش رسید  
 کے مرگ را از خد اخلاستہ  
 کے داشت در سر ہوا کی گریہ  
 کے برابر کے بر پے  
 سر مردہ در زیر نعل ستور  
 زمین شد بہ پیکار گردون خا  
 صد نابرون آمد از طبل جنگ  
 سر از جاوہ ہر چہ سپیدہ چرخ  
 چنان گرم گروید باز از جنگ  
 گز بہرہ بملک بدن شد تلف  
 کے چشم پر غم جو بتیاری داشت  
 بہ اند از پیر خاشاک جنگ آران

ہمیشہ شیر افکن ہمیشہ بیل مست  
 ہمیشہ غرق رزم و ہمہ کینہ جو  
 سرا فراز از اونگ و افسر ہم  
 زمین آمد از نعل تازی جنگ  
 بجان آمدہ گاو و ماہی ستوہ  
 یکی را بہ بازو و یکے را بہ سر  
 سنان یک بدیکہ در او خفتند  
 شکستند صد تا بہ گویاں سر  
 ہمیں کرو پرواز جاتہ از تن  
 کے ہو دے پادے سر کے  
 اجل را کے در دم تیغ دید  
 کے را روان خون زخم سنان  
 کے چارہ جواز دم تیغ تیر  
 گدا سپ ہر سو ہزاران ہزار  
 شدہ سرمہ دیدہ مور کوہ  
 ز آواز جانگاہ رو بلندہ خمر  
 درنگا درنگ و درنگا درنگ  
 کشیدہ یکی تیغ کین از غلات  
 کسی سوخت پر ہای تیغ  
 کے نیم بسمل تیان بر زمین  
 کے بر لب ز سوز دل تار داشت

ہمیشہ نامداران با جاہ و آب  
 ہمیشہ رستم بخت و سہا بخو  
 ہمیشہ یکدل و یک زبان و سخن  
 نہان شد بہ گرد آسمان و درنگ  
 کشیدہ از میان تیغ آبدار  
 یکے را بہ پشت و یکے بر کمر  
 کہ بر ہم نہ چسپند زان گو نہ بار  
 بیرون مغر صد ہا شاہ از تر  
 زبیں کشتہ افتادہ پہلو سے ہم  
 کے کشتہ تیغ و تیغ سر کے  
 کے راز پیکان جگر کا ستہ  
 ہمیدان کے تشنہ لب دادہ جان  
 کے نو و گریان بحال پدر  
 ہمیں گشتہ در دشت چون بقرار  
 ز غریب ن طبل حیرت فزا  
 دل شش جہت از میان گشتہ ہم  
 زہم سنان ناف و زویدہ چرخ  
 پے قتل کفار و اہل خلافت  
 غریب از قحطان سر شد از ہر جہت  
 بہ دشت عدم شدہ گرواہ چین  
 نقیان بفریاد از بر کران

گشتون کے نشستہ لاشون کے اتہار لگ گئے دریا سے خون  
 جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہنچے اور قید کوا سکی کاٹ دیا عمرو بھی



لشکر فوج کسی مردے کا لیکر لانے لگا تو مار مار کے ٹانگیں سب پامیوں کی کاٹتا تھا اور کانہوں  
 پر چڑھ چڑھ کر سر جبا کرتا تھا قہار و بفرار لایا اور زائد قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا بہت فوج  
 اس لڑائی میں کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اس نے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا  
 تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھر سے اور بارگاہ میں آئے لشکر کرنے مگر کھولی آسودہ  
 ہوا عمرو سب سرداروں سے ملا پھر ملک سر و سیہین تن کے پاس گیا اور شب بھر  
 اس کے پاس رہا بیان کو کب روکشہ نے ایک پتلہ اس کے ساتھ کر کے گنبد جمشیدی  
 کی طرف بھیجا تھا اس پتلہ نے آکر کو کب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کر کے لقا  
 کے پاس بھیجا ہے کو کب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جب کر دیکھے  
 کہ عمرو پر کیا گزری خیال نہ وہ ساحر جو آکر پہونچا تو اس نے بیان لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو  
 چھڑا لائے اس نے جا کر کو کب سے کہا کہ امیر عمرو اس طرح چھڑا کر گئے کو کب نے  
 ایک عرضی خدمت میں صاحبقران کے لکھی اور اس میں یہ لکھا کہ عمرو میرے  
 پاس بھیج دیجیے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اس تیار  
 کے ہمراہ روانہ کر دیا چلتے وقت ملک سر و سیہین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ گنجہ نشانی ہمارے  
 دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر دی ملک  
 سر و سیہین تن نے کہا کہ تمھاری خدمت میں جاتی ہو عرض بڑی دیر تک ہنستی رہی  
 پھر آخر عمرو وہاں سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اس کو کو کب کے پاس لایا لیکن اب بیان  
 حال سنئے کہ ملک جام جادو کہ جو طلسم آئینہ میں رہتی ہو اور طلسم آئینہ کی مالک ملک  
 مرآت جادو ہو چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانتہ لفت اس کے  
 کوہ عقیق میں آئی پختیارک نے لشکر کو اس کے اتر وایا اور اس نے آکر خداوند کے  
 سجدہ کب نذر دی خلعت پایا ونگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو  
 کے پھر لشکر تیار کر کے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فروکش ہوا اور جب جام  
 زرین مہریتخانہ فلک سے اٹھا کر ہر مغان دہر نے طاق مغرب میں کہا اور انجمن سیارگان  
 ایوان آسمان میں ترتیب پذیر ہوئی انفلک



شروع شب کے گیسو کو تھامے چھپا رخسار عالم جا بجا سے | عروس شام نے گیسو کیے وہ  
 بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا | ملکہ جام جاوونے حکم دیا کہ طبل جنگ نکلے اسی وقت  
 طبل سل وکوس رزنی پر چوب پڑی ہر کار سے دووان دووان خدمت صاحبقران میں  
 دعا و شفاء شاہی لائے کہ اشعار

یہ چہا بہنیں در دولت سر اکبران | تاکام ہمسائے ہوتا ہر کامیاب  
 جانے راز سے چرخ کو موج و زخوش | دریا کو سیر کشتی سے تری ہو پیر

اس وقت ایک ساحرہ غدار لقا کے یہاں آئی ہے اور اس نے طبل جنگ بجوایا ہوا بی خبریت  
 ہو امیر نے یہ خبر سنا کر ابوالفتح سے کہا کہ کدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ازیدی و تائید  
 ربانی طبل جنگ بجے ابوالفتح نے جا کر طبل سکندر پر چوب لگائی جس سے دنیا تھرائی و بار  
 سور سے سے برخاست ہوا بہادران روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے  
 سلاح خانے کھل گئے گلشن جنگ میں پھر ہمارا آئی سپردن کے پھول کھلے نرم ہر ایک  
 سرو بن گئے کند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نثرین صبح کو جاری ہو گئی گلاب سے  
 رحم جسم پر کھلنے کے طول ہر مقام پر جا ہی چار پہر رات غلغلاؤں و نون لشکروں میں برپا رہا  
 جب وہ زمانہ آیا کہ باس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب خواب سے

سو کر اٹھا | مزاج صبح بیا کی پہ آیا | رخ خورشید سے پردہ اٹھایا  
 فلک کا سینہ تار و نٹے ہوئے | چلے لڑنے امیر نیک افشا | یعنی صاحبقران مسی کر اس

سے لشکر دیو ز او پر سوار ہو کر مع تمام سرداران نامی اور نامور کے در دولت آسمان بجا  
 طبل المد سلطان لشکر اسلام پر آئے بادشاہ بھی سور سے برآمد ہوئے عیش  
 محل کی ڈھول بڑھی کا پردہ چرخ پر کھنچا کھارون نے تخت بدلوایا زمانہ سامان سب  
 محل میں پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے جو کیا قلب لشکر میں تخت شاہنشاہی  
 کو رکھ کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سوزان تھی  
 نقیب سفیت خوانی کر کے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے  
 تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بصد کرو فرار و دشت



مصاف ہوئے پہلے کارون نے پست و بلند زمین کو ہوا رکھا نشیب و فراز جہان کا ہوا  
 آنکھوں کے سامنے پھر گیا سقون نے نکل کر آپ پاشی کی آبرو ابرو بہار کی ڈبوئی اور اس  
 طرف سے تقامع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کا رنار ہوا صفوف لشکر آراستہ  
 ہوئیں نقیبوں نے نکل کر نقابت کی اور مذت دنیا سے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روم سے  
 اک طرف آواز طبل ایدھر صد اسے کوس  
 شب ہوئی تو ماہر دیون سے کنار بوس  
 توجو ایسا آج قید آزا کا محبوس  
 جس جگہ جان تھا سو طرح مایوس  
 یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس  
 کچھ بھی اس کے پاس غیر از حسرت و افسوس

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے  
 گریس ہو تو کس عشرت سے کیجئے زندگی  
 مل رہا ہوں کئی پچھل پرچہ ادون کے ساتھ  
 بولی عبرت چل دکھاؤں اک تماشا میں تجھے  
 لے گئی اکبار کی گور غسریان کی طرف  
 تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی  
 پوچھ تو اسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج

ای ہبادان دنیا میں زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ ساکھے اور بہادری سے  
 مرجاؤ رئیس قدردان برسر نظارہ ہو بھلا دیکھیں تو کس نے کس کو مارا ہو یہ کہہ کر نقیب  
 کنار ہوئے اور ملکہ جام جادو و لقا سے اجازت لیکر ناف میدان میں آئی اور پکاری کہ  
 اے خدا پرستان وز بردستان ہر کر آرزو سے مرگ است پیش ما باید اے میرے چار طرف  
 خیال کیا اس میں جمہور جہان سوز اپنا مرگب جو لان کر کے رو برو آیا اور کہا کہ نا کیا حد یہ  
 لائی ہو جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور شک دی سامنے سے گرد پیدا ہوئی  
 گرد کا دامن پھٹا ایک جادو گر گاؤ سوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ اسے  
 مدد ہوش گاؤ سوار لڑنے کو جادو اپنے مرگب کو بڑھا کر رو برو آیا اور جمہور جہان سوز پر  
 سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھا کر گر پڑا لوگ دوڑے  
 باندھ کے لے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے تختیارک نے کہا وقت  
 دوپہر کا ہے بہتر یہ ہو کہ اب طبل باز گشت بجاؤ مجھے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ لینے  
 چنانچہ طبل باز گشت بجاؤ کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی نقاب اپنے تخت پر بیٹھا



اور بلکہ جام جادو اور مدہوش گاو سوار کی نہایت خاطر داری کی خلعت سے  
 سفر از کیا تاج رنگ شراب کباب میں مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت  
 ہو کر اپنے خیمے کو گئی بیان امیر با تو قیر داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر میں سرگون تھے  
 ابوالفتح نے دل میں کہا اے ابوالفتح تو نوکر امیر کا ہے اگر تجھے اتنا کام نہ نکالا تو سب کی  
 آنکھوں میں حقیر ہو جائیگا جس طرح ہو سکے اسکا کام تمام کر یہ سوچ کر بائے عیاری کے  
 بدن پر آراستہ کر کے چلا جا کے جو دیکھے تو مدہوش گاو سوار بیٹھا ہے اور ایک لونڈا  
 خوبصورت ساقی گرمی کرتا ہے ابوالفتح نے ایک شرابی کی صورت دیکر آنکھیں سرخ  
 سرخ ایک پاتون میں جوتا ایک میں مہین بند کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے  
 جا کر گڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہو دیکھو تو کیا نشہ کیا ہے اور پانی لیکر چھینٹا  
 دیا ابوالفتح اٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہے کہا جادو گر ہوں مدہوش نے کہا شراب  
 پینے کا یوں کیا لطف ہے جب تک کباب نہوں اور اس سے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اُسے کیا  
 منگائے ابوالفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے میں لیون بھی چاہیے یہ کہا ایک لیون  
 اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ بہنے بھی سیکڑوں روپیہ شراب میں گنوا اُسے میں اب مجلس ہوئے  
 میں تو کیا ہوا امدہوش لو اسکو بخور کر کھاؤ یہ کہا کہ لیون بخور دیا اُسے  
 شراب پی کباب کھائے بیہوش ہو گیا اسوقت بارگاہ میں کوئی نہ تھا ابوالفتح نے  
 سیسہ گرم کر کے مدہوش کو پلا دیا کہ وہ ہلاک ہوا صد اے گرو دار بلند ہوئی ابوالفتح تو بھاگ  
 گیا اور جام جادو کو خیر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سردار جو کہ گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ  
 گئے اور زندان سے نکل کر گھبرانان زندان کو قتل کر کے اپنے لشکر میں چلے آئے آخر اسی  
 غم و الم میں وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور ساحرہ  
 شب نے رو بہ گریز رکھا نظم

سحر نے کو یا رنگ قمر فق	دین کو کو یا خورشید نے شوق	اڑائی دھجیان بھیرب شبک
ہوئی کاوش ستار و نئے غضبک	عج کو امیر با تو قیر دربار میں	دنگل ناو عنبر پر آکر بھیجے ابوالفتح
اکو خلعت سے مخلص کیا اور کہا کہ اے ابوالفتح	بہنے تمکو جب بارگاہ میں مہین	دیکھا تھا جب ہی



ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فرمیں گے ہو اب ملک جام جاو کو جا کر قتل کرو تو البتہ تمہارا نام ہوا سننے  
 عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مار ڈنگا امیر نے اس کلمے پر ہزار روپے  
 اور عنایت کیئے یہاں ملک جام جاو سے بختیارک نے کہا کہ اسے ملک تم جو ساحر  
 لاکھین محققین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہیں ہیں  
 ابھی تو بہت سے ہیں اور تمہارے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہے ہر پرسون  
 حاضر ہوگی لقمانے کہا پرسون ضرور آنا جام جاو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑے گا  
 رانی کا ساتھ ہے پھر گھر کا جانا شاق ہے یہ کہہ کر تخت پر سوار ہو کر چار سو جاو گر زبردست  
 اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہو گئی بعد چھ سات گھنٹہ کے  
 دروازہ طلسم آئینہ پر پہنچی جاو گر جو طلسم آئینہ میں چوکی کو بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا تم کون  
 ہو اور کہاں سے آئی کا اتفاق ہوا بغیر حکم مرآت جاو کے با شیشہ جاو کے کہ بیٹی  
 اُسکی جو ہم جانے نہ دینگے ملک جام جاو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملک جام جاو افراسیاب  
 کے پاس سے آئی ہے کچھ لوگوں نے کہا اسے بیان کون خبر کرے کہ وہ کہیں ہیں کچھ  
 لوگوں نے کہا کہ یہ ملک ہے عزت دار معلوم دیتی ہے ایسا نہ ہو ملک مرآت جاو و خفا ہو وین جلو  
 خبر کرادیوین چنانچہ دو جاو گردن نے جا کر خبر کی اس نے ملک جام جاو کا نام سنتے ہی کہا اسے  
 جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبراتی تھی مجھ کو احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے  
 عرض کی کہ ای ملک جام جاو و جلد چلیے یا دفرمایا ہے جسے ازردہ ہونا ہم کو معلوم نہ تھا ہملوگ  
 اسی واسطے ہیں کہ خبر کریں ہماری طرف سے ملال خاطر میں نہ لانا اور دے گئے چنانچہ دروازہ  
 مرآت پر پہنچی سترہ سو جاو گر کان پھٹے حلقہ زمر کے کانوں میں پڑے بیٹھے تھے ایک  
 دروازہ عالیشان ہو تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرآت جاو کو خبر ہوئی دو ہزار جاو گر  
 اپنے ہمراہ نے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملک جام جاو نے سلام کیا وہ بے فکر ہوئی  
 اور کہا مزاج تو اچھا ہے کسا دعا کرتی ہوں دیکھا کہ مرآت جاو باغ میں کہ درو دیوار آئینہ  
 کا ہے ایک بارہ درسی مرآت جاو کی ہر آسمین ایک تخت آئینہ کا بیٹھا ہے اُس پر  
 جا کے دونوں بیٹھیں ملک مرآت جاو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملک جام جاو نے



پہلے اتنا تک عیاروں کی سب کیفیت مرآت جادو سے بیان کی اور پھر احوال  
 برائی کا اور مدہوش گاہ و سوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجھ کو بد رجبہ  
 کمال ذلت ہوئی اب تمہارے پاس آئی ہوں کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا دیجیے  
 کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملک مرآت جادو سے کہا بہت اچھا لیکن  
 آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اس میں بیٹھو چند روز آرام کرو طلسم کی سیر کریں  
 میں ضیافت کروں میرا بھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتیں کریں ذرا دل ہلے گا  
 ملک جام جادو نے کہا مجھ کو فرصت نہیں کس واسطے کہ ایسی ذلت میں نے اٹھائی ہوگی  
 ملک انگو نہ مارو گی چین نہ آئے گا ملک مرآت جادو سے کہا میں نے ملک بلور جادو  
 کو بلایا ہے اسکو نہایت آرزو ہے کہ طلسم کے باشندوں سے ملاقات کروں یہ کتنی تھی  
 کہ اس نے جو دو جادوگر بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملک بلور جادو سوار ہو گئیں ہیں ہم کہ آئے  
 ہیں کہ جب وقت آوین کہ دنیا کہ ملک بلور کو انکی بان سے یاد کیا ہو ملک جام جادو نے کہا  
 اگر میری خوشی منظور ہو تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجئے ملک مرآت جادو  
 نے کہا او اثر جادو وہ جو طلسم کے چاروں برج ہیں انہیں ایک ایک پہلوان رہتا ہے  
 ایک پہلوان کو بلالہ اثر جادو ایک گنج میں گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے ہوئے ورزش کرتا ہے  
 مگر لیزم دھری ہے ایک طرف کڑاھی چڑھی ہے دودھ جوشش ہو رہا ہے  
 میوہ کے خوان دھرے ہیں حلوا ایک رہا ہے میوے کے پھٹکے مارتا جاتا ہے ڈنڈ  
 کرتا ہے اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملک مرآت جادو نے یاد فرمایا ہے پہلوان قدرت  
 سلاح اپنے بن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ میں اٹھا کے  
 بارگاہ مرآت جادو میں حاضر ہوا مگر کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام کو کیوں یاد فرمایا تھا  
 مرآت جادو نے کہا خداوند لقمانے حکم کیا ہے کہ باشندگان طلسم مرآت سے  
 ایک پہلوان زبردست ہوئے سو ملک جام جادو کہہ رہا ہے کہ تم تاجدار کی کرتا جو حکم  
 کوں خذ نہ کرنا پہلوان سے کہا وہ ہیں تمہارا جیسے پیدا کیا ہے ملک مرآت جادو نے  
 کہنے کہا وہ ہی خداوند اللہ خدا پرستوں سے لڑائی ہو رہی ہے اب جی جی پہلوان



مجھے آرزو ہو کہ کسی مقام طلب ہو جو کہ میں تابع دار ہوں اس میں ملک جام جاوونے اور  
 مراۃ جاوونے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شہ اب کے ملک جام جاوونے کے کام میں  
 رخصت ہوئی ہوں اگر چاہا اتفاقاً نے تو جب فراغت ہوگی چند سے تمہارے پاس رہی  
 اور سب احوال طلب ہو ش رہا کہونگی یہ کہار وادہ ہوئی ملک مراۃ جاوونے کے بلج جاوونے  
 بلج جاوونے کے ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کریں قصہ مختصر ملک جام جاوونے داخل ہوا  
 اتفاقاً ہوئی اتفاقاً ندردی ساری مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے بلج دیکھنے لگی  
 جام نے کہا کہ اب ہم دیکھیں کہ کون ماڑا آتا ہے اور کیوں کر بیہوش کر تا ہے پہلے  
 نے کہا کہ بیان لڑائی کا کیا طور ہو جام جاوونے نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجاتا ہوا تھا  
 ہتھیار وغیرہ درست ہونے میں صبح کو صفت آرائی ہوتی ہے عرض دور جام ارغوانی  
 شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالم تاب  
 پردہ مغرب میں نہان ہوا کہ نظم

کہ ناگہ آفتاب نور افشان	ہوا جو پردہ مغرب میں نہان	عروس شام نے جلوہ دکھایا
نقائے طبل جنگی کو بجایا	نامیہ اور تو میمان ہر کار سے خدمت بادشاہ اسلامین	

حاضر ہوئے اور بادشاہ کی تعظیم کرنے لگے ایسا

جان نیاہ تری در گہ عدالتین	کسی کو دیوے اذیت کوئی معاوہ	جئے جو شام کو پروانہ بزمین تری
تو صبح شمع کے آگاہ ہے سر پر زینیاہ	دیکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	حق اشد ان لا الہ الا اللہ

لشکر تقابین طبل جنگ بجایا باقی خبر صلاح ہوا میر نے فرمایا کہ ہمارے شکرین بھی طبل  
 جنگ بنے بیان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور چندار ہوئے پھر منگامہ اور غلغلہ  
 ہوئی لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جو شش زن ہوا تلوار کے گھٹاٹ سب کو  
 آواز صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفانی ہوئی تلوار میں جھنج  
 میر چھتر گلین سنان و خوار ہمارے دوست دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک  
 آگاہ دیکھے کل چلے دون دون و دشمن ہر ایک کی جانب دیکھا تھے کون  
 بچا ہے اور کون مارا جاتا ہے گزروں کو ہر دوئی باطل ہوئی نیز کی شایان



آئین اور چادش ہر طرف دلاورون کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور سے دو  
 ایک آگے پت رہے اور پک پچھے پت چلے | کاگا ایسے پوت کپوت کا کچھو ماس نہ کماست  
 ان اسے بہادران کل سرکہ جنگ ہو اور نام و ننگ ہو اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو  
 چارہر رات ہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابوالفتح اصفہانی اس رات کو اپنے بلین  
 سوچا کہ ابوالفتح دیکھا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہو اور کون کون مارا جاتا ہو اور اگر  
 ہو سکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کر یہ سوچ کر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت نیکر بارگاہ  
 میں لقا کی آیا بیان دیکھا کہ ملک جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی دنگل پر بیٹھا تھا  
 اس میں تختیار رک نے کہا کہ اسے ملک جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اسکو  
 بجائے رہنا اُسے کہا کہ میں خوب خبردار ہوں آپ خاطر جمع رکھیے یہ کمرنگ پہلوان کے  
 اپنی بارگاہ میں آئی اور سب کو تو خضعت کر دیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابوالفتح  
 بھی بیان آیا ہوا اُسے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب  
 نکلا ابوالفتح نے پشت پر آکر کنداسکے ماری جب وہ پلٹا تو اُسے نے جاب بیہوشی مار  
 دیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اُسکی صورت نیکر اندر بارگاہ کے آیا اس عرصہ میں پہلوان نے  
 کہا کہ لاؤ شراب لاؤ ابوالفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھر کر دے دے تھے  
 ان دونوں میں بیہوشی ملا کر جام تیار کر کے لایا پہلوان نے کہا کہ یہاں سب برابر  
 ہیں تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اُسے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دو روچکے  
 تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ماتھے جہان صفا وہیں رکھارہا اور جسکی گون جھکی تھی جھکی گئی ہوا  
 طلسمی کو بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے میں چور آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھا  
 تھا ابوالفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسکو بیہوشی اثر نہیں کرتی ہے بس یہ خیال کر رہا کہ جام جادو  
 کے آیا اور پکارا کہ زوم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان میں آواز جو اُسکی  
 گئی تو اُسے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک شخص خجریہ ملک جام جادو کے برابر کھڑا ہی  
 اُسے کہا کہ تو کون ہو اور خیرہ سر ابوالفتح نے چاہا کہ میں بھاگ جاؤں لیکن اُسے سحر کر  
 پکڑ لیا مگر اسوقت داہنی طرف سے قات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ



سوتیوں کا مال لگے بین پڑا تھا اور ہاتھوں میں کربے طلائی اور بازوؤں پر نو تن بندھے تھے  
 کہ جن زنجیر طلائی تھی اور زمر کے پر بازوؤں پر لگے تھے جیسے لٹا کے پس پشت فرشتہ کھڑے  
 ہوئے ہیں غرض اسنے اگر کہا زادی پہلو ان طلسمی میں فرشتہ قدرت خداوند لقا ہوں اور  
 مجھ خداوند لقا سے بھیجا ہے اور کہا سحر ابوالفتح اصفہانی کو پہلو ان طلسمی سے گرفتار  
 کیا ہے تم جا کر اسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتاریجے میں اسکو لیجاؤں اس نے  
 سحر اُتار کے فرشتہ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اسنے کہا کہ میں ہوں  
 عمران خطائی تمہارا بھائی ابوالفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہنچا اور وہاں خبر لقا ہوئی  
 کہ پہلو ان نے ابوالفتح کو پکڑا ہے اسنے اختیار کونہ بجا کہ تو جا کر نے اختیار ک پہلو ان  
 کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابوالفتح کو دو خداوند نے مانگا ہے پہلو ان نے کہ اسکو توہین  
 فرشتہ قدرت آیا تھا اسنے حوالے کیا اختیار ک ہنسنا اور کہا کوئی  
 عمار لے گیا ہو گا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملک جام جادو نے  
 کہا کہ تمہارے سبب سے سب کی جان بچ گئی غرض اب باقی رات تلخ رنگ میں  
 گئی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستاروں نے ملک عدم کی راہ کی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا	ہوئی شکل جسم حیرت انگار	ہوا پرنور سارا قلوب خاک
ہوا روشن زمین سے تاب افلاک	صبح کو امیر کشور گیر جلہ خانہ شاہنشاہی میں آئے اور	

تہذیب بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے بحر اور  
 سلام کیا اور قلب لشکر میں تخت شاہی رکھ کر میدان مصافحہ کی طرف چلے آئے  
 سے دونوں فوجوں کے کرہ ہوا کرہ خاک ہوا روئے آفتاب گنڈا ہو گیا زمانے کی  
 ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان میں صف آرائی ہوئی نقیبوں  
 نے نقابت کی کرکتیوں نے کرکا کا اسوقت ملک جام جادو پہلو ان کو لیکر میدان  
 میں آئی ادھر بھی فوج نے صف کشی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلو ان کو  
 میدان میں بھیجا پہلو ان نے اگر مبارز طلبی کی ادھر سے فرامرز عازر مغربی بادشاہ  
 سے اجازت لیکر اسنے مقابلہ کو گیا اسنے ایک سہنٹا اسنے سحر پڑھ کر مارا کہ یہ ہوش



ہو گیا وہ اسکو بکڑے گیا پھر اور سردار اسکے مقابلے میں یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سب کو اسیر  
 کرنے گیا قریب شام طبل باز گشت بجا کر لشکر پھرے اور تھا اپنی بارگاہ میں آیا یہاں  
 ابو الفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجئے تو ہم اس پہلو ان کا کام تمام  
 کریں امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونوں ملکر ہتھیار قتل  
 پہلو ان روانہ ہوئے لیکن اب حال سنئے کہ عمر و جو کو کب کے پاس جا کر پہنچا  
 تو اسکی زنبیل میں باغبان قدرت اور گلچین دونوں ہیں اسنے انکو زنبیل سے نکالا  
 اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھیں اچھی ہوئی ہیں باغبان قدرت  
 نے گوکب کو نذر دیا اور عرض کیا کہ آج سے میں غلام خواجہ عمر و بن امیہ ضمری کا  
 ہوا گوکب نے اسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اسکو مع عمر و اور گلچین کے لشکر  
 مرخ میں بھیجا اور عمر و چلتے وقت کہ گیا کہ میں گنبد شمس کو دیکھ آیا ہوں انشاء اللہ  
 عشاق جادو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ مرخ میں آکر پہنچا انکو  
 تو اس مقام میں رہنے دیجئے او حال عصمت کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر  
 کشور گریبان کیا جاتا ہے کہ یہاں ابو الفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر  
 سیر کرتے پھرتے ہیں اور انھوں نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلو ان کے واسطے تمام  
 دھوم دھام تیار سی ہو رہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابو الفتح ہم نے سنا ہے  
 کہ پہلو ان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہے یا نہیں کہ  
 صورت ساحروں کی بنا کر داخل بارگاہ تھا ہوئے جام جادو نے دو بیچے بنا رکھے تھے ایسے  
 کہ جو کوئی عیار آئے اسکو تم بکڑ لیتا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو بیچے پیدا ہوئے  
 اور ان دونوں کے ماتھ پکڑ لیے ہر چند انھوں نے زور کیا مگر نہ چھوئے اور ایکے رد برو تھا  
 کے چلے تختیارک نے کہا کہ اسنے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہو جام جادو تختیارک  
 ہنسی اور کہا تختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ نیچے جام جادو کے پاس آئے مگر جام جادو  
 اٹھی اور بانی کا چھینٹاویا رنگ و روغن عیاری اتر گیا تختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی  
 اور ابو الفتح ہے کہا اسے عیار و تمکو اپنی جان کا خطرہ نہیں ہے اور یہ دن معلوم ہے کہ



نے بختیارک سے پوچھا کہ انکو کیا کرن بختیارک نے کہا انکا نہ کاٹ ڈالو بس اس  
 سے بہتر اور کوئی بات نہیں پھر کوئی مارے عبرت کے آتہ سکے گا جام جادو نے کہا ایک  
 لاکھ چوراسی ہزار عیار میں اگر دو کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا دو کے مارے جانے سے لشکر خالی  
 ہو جائے گا مثل مشہور ہے کہ سوپ کے آثار سے سناؤ ہلکی نہیں ہوتی بختیارک نے  
 کہا پچو تین پچو تین تالاب بھرتا ہر اس میں ملکہ جام جادو نے ابوالفتح اور عمران خطائی  
 کی مشکین بندھوا کے دو جاگروں کے ہاتھ لشکر میں امیر کے بھیجا دیا اور کہا امیر کو بتا  
 کہ ان عیاروں کو قتل ناحق کر آتے ہو یہاں کسی کی عیاری نہ چلے گی بعد دو تین گھنٹہ کی  
 دونوں جادو گر لیے ہوئے لشکر میں امیر بالوقیر کے داخل ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ دو شخص  
 عیاروں کو مشکین باندھے لیے آتے ہیں لیکن لقا کی طرف کے ہیں تمام لشکر میں حیران  
 ایک سے ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہے چو عیاروں نے امیر کشور گہرے غرض کی کہ اسطر خکا  
 مقدمہ ہے امیر نے فرمایا آئے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازہ بارگاہ پر آ کے جادو گروں کی  
 کہا کہ ہم دونوں جام جادو کے جادو گر ہیں لقا نے بھیجا ہر لوگوں کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور  
 انھوں نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہر کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جاؤ کے دونوں جادو  
 گروں نے بھرا کیا اور غرض کی کہ ان دونوں عیاروں کو ملکہ جام جادو نے پکڑا تحسب اسو  
 حضور میں بھیجا کہ انکو آپ ناحق بھیج آتے ہیں یہاں کوئی غافل نہیں ہے اگر اب کوئی آئینہ  
 تو بارا جائے گا امیر نے کہا بہت بہتر مجھے عیار لکھ نہیں جاتے ہیں دونوں جادو گر رخصت  
 ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا  
 کہ تم کیونکر گرفتار ہو گئے غرض کی امیر شہر بار حبس وقت ہم بارگاہ میں گئے دو بیخون سے ہاتھ  
 پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہ میں پہل آئینش پر آئین اور پاپوس نہیں کو  
 گیسو شب کے کھلے نظم

اٹھتی موز سے ہلکی سی سیاہی	ہوئی بڑھکر نقاب قصر شاہی چراغ و شمع کے رخسارے حلقے
طالعہ ہوشیار	ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبیب جنگ بنے بموجب حکم کے
طیب جنگی پر چوب پڑی ہر کاروں نے خدمت امیر میں آکر بعد عادتہ کے خبر غرض کی امیر	



بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بنے اس طرف بھی طبل سکندر پرچوب پڑی جسکے  
صداجو نشیہ کوس تک جاتی ہے بہادر اور سردار گردان گردن کش تلواروں کو مصیقل  
مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجر وں کو آبداری سے لگی کیا این بوجھا کر  
تھین انگو سینک کر درست کیا پڑا سے پڑا سے تیر تر کشون سے نکال ڈالے اور نشیہ  
داخل کیے گرز وں کو سر بلندی ہوئی بہادر وں کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کیا این کر  
کر چلاتی تھین زبان تیر تیریاں دکھاتی تھین رات بھر بھی غلغلہ برپا رہا جب مثل اعلان  
کم ظرف رات لکھی اور چادر شب لپیٹی گئی ابھی

کئی دیکھی ستاروں کی چمک میں اُداسی پائی شعلے کی لیک میں فراق شب میں رومی شمع سوزان  
ستار یار پروانوں نے کی جان ۴۰ نوبت کے گور کی صدا آئے لگی چھوٹے چھوٹے تارے چھپ  
گئے ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت و تلاء الہی کرنے لگے اسوقت امیر باتو قیر و درویش  
سے فراغت کر کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے قندس دیوانہ نے رکاب کو پکڑ لیا ایک طرف سے قبل  
وفادار کا چالیس نہر اتر انداز سے بچا ہوا ایک طرف سے بہرام گرد خاقان چین نے بچا کیا دہے کو  
عمران خطائی یانین کو ابوالفتح اصفہانی اسقر دیوزاد کے ہوئے سواری مانند نسیم غنبر  
شیمیم کے روانہ ہوئی جبوقت نقار خانہ بلورین پاس سواری بادہاری امیر کشور گیر کی  
ہوئی سامنے سے پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخ برکھنیا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر  
بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے سترہ سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز غنبر سوز روشن  
خانی کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ بیکر نقیب جو بدار عصاب در آگے آگے امیر باتو قیر  
اشقر سے نیچے اترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت مہابلی ظل شد صاحب قرآن نگاہ رو  
امیر نے جھک کے بچا کیا بادشاہ نے ماتھ جھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشور  
گیر آداب بحالا کے سوار ہوئے پھر علم شاہ وقاسم کا بچا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و  
جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و سیرانی و کشمیری سب کا بچا ہوا لگا غٹ  
کے غٹ پلٹن کی پلٹنیں کردہ انبوہ انبوہ قشون قشون قشون دہے کے دہے دہے  
لگے اسی نوع سے نہر اسے بارہ بارہ تیرہ برس کے لگیان تمامی کی باندھی ہوئے مشکون



دنانوں پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون میں گھنے گرد کو ٹھاتے ہوئے  
 جاتے تھے جب اس طرح سواری حضور کی میدان حرب میں قائم ہوئی اوصہر سے دروازہ کوہ  
 عقیق سلیمانی کا کھلا تھا بے نقار اندہ درگاہ آلہ زمرہ شاہ باختر سری اکیس ہاتھی کے  
 تخت پر سوار ہو کے بختیارک گس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سے  
 اسی ہزار جادوگر بیون سے ملک جام جادو آئی صفین دو جانب سے تیار ہوئیں اس میں  
 پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو بجا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہے آداب بجالا کے تخت  
 کو پوسہ دیاسات مرتبہ تصدق ہو کے اجازت خواہ میدان کا ہو لقا نے دست حرمت  
 پشت پر پھر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کر کے  
 میدان میں آیا لشکر امیر کشور گیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو وزیر دستو ہر کرار رو سے  
 مرگ است بیاید میدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسے تم کو پیدا کیا مثل مشہور ہے صبح کا  
 بھولا جو شام کو آئے اُسکو بھولا نہیں کہتے ہیں اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تو تمہارا  
 عفو تقصیرات ہو جائیگی لشکر اسلام میں سے ایک ایک نے کہا اسے خیرہ سر تیرہ روزگار  
 کیا جھاک مارتا ہے لعنت ہے تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل  
 کرینگے یہ کہہ کر ایک مرتبہ مغربیوں کے علموں کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی نواب شاہ  
 اسلام کو مچا لیا اجازت لیکے میدان میں آیا مرکب کو اڑا کے نگار دہی اور ایک تلوار ماری  
 تلوار اچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چوبست ماری فرامرز عاد مغربی پہوشن  
 ہو کے گر پڑا لوگ دور سے باندھ کر لے گئے ایک پہر کے عرصے میں ساٹھ ستر جوان مغربی  
 بندھ گیا ملک جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ اب وقت  
 دوپہر کا آگیا ہے اگر اجازت ہو تو طبل باز گشت بجوادین کل سمجھ لینگے بختیارک کو کہا  
 بہتر ہے کہ روز چالیس پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل نہونا جام  
 جادو نے کہا مجھ کو عیارون کا کچھ ڈر نہیں ہے یہ کہے طبل باز گشت بجوا کے روانہ ہوئی  
 امیر اپنے خیمے میں آئے لیکن شغل اور بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر  
 سے یہ کافر نہیں مارا جاتا کیا فکر کروں اور لقا اپنی بارگاہ میں داخل ہوا جاتے ہی ملک جام



نے نامہ مرآت جادو کو لکھا کہ تمہارے پہلو ان نے دو تین میدان داریاں خوب کیں  
چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باز نہ لے گا وہ جو  
جادو گیر ملکہ مرآت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے انہیں سے ایک کو نامہ دیکھ  
روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادو گر نامہ لے کے مرآت جادو کے پاس پہنچا اور  
بجالات کے نامہ دیا مرآت جادو پڑھ کر بہت خوش ہوئی کہا اسے ملکہ شیشہ جادو و شیشہ  
لانی ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ باغ شیشہ میں ہیں مرآت جادو نے کہا جلد بلالو لوگ  
دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرآت جادو نے یاد کیا ہے ملکہ شیشہ جادو  
بارہ سو لوٹدی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرآت جادو ہوئی  
دیکھا کہ مرآت جادو بیٹھی ہیں لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے ان کو مہر کیا مان  
نے سر جھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپ کی یاد میں مشغول رہتی ہوں کہا بٹا خدا  
پرستوں سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کچھ کام تو خدا پرستوں سے نہ کھتا  
کہا اما جان خدا پرست کہاں ہم کہاں کہا بٹا شکوہ احوال معلوم نہیں یہ کہہ کر سب حال  
جام جادو کے آنے کا اور پہلو ان کے بیٹھنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو  
کا اُس کو دکھلا یا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلو ان ظلمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہو خوب ہوا  
کہ بغیر چارے کے خداوند تھا کی مہربانی ہوئی یہ کہلے اسنے کہا کہ اما جان میرا جی گھبراتا ہے  
اور آپ فرمائیں تو میں بیابان زمر و رنگ کی سیر کروں بیابان زمر و رنگ میں جھیل ہے  
مکان فصا کا ہے مرآت جادو نے کہا کہ بٹا تمہارا گھر ہر شوق سے جہان مزاج میں  
آئے سیر کرو پھر چلو کون منع کرتا ہے یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو  
کنیز و درگوش مرصع پوش غرق دریا سے جواہر اور اپنی وزیر زادی حور چہرہ کو ساتھ  
لیکر روانہ ہوئی صحرائے زمر و رنگ میں آئی یہاں کو سون تک سبزہ لہلہاتا تھا کوڑیاں  
ریشاک لالہ کھلا ہوا تھا کنارے کنارے چشموں اور حسیلوں کے نکلے قازق و قزاق غریبا  
ہندستان بیٹھی تھیں اور غوطہ بازی سے کلیں کر رہی تھیں غم

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ | مردہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ | سوئے اُس سبزہ پر اگر بہار



خند رستی کے ساتھ ہو سدا	یہ ہوا سے خوش اس سے آتی تھی	روح بالیدگی سی یا تی تھی
بس نظر کرتی تھی جہان تکام	نخلی سبز ہی چھا تھا تمام	کف پا جسے اس زمین پر تھی
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی	دل شبنم یہ چاہتا تھا دمان	ہوں اسی سبز زار غلطان
اک طرف کو وہ سبز نوخیز	اک طرف کو زمین غنیمت	ملکہ کا خیمہ تھی ایک بھیل کے

اس سے استادہ ہوا اتفاق سے یہاں شاہزادہ ایرج کو جو ان بھی شکار کھیلنے آئے تھے  
اور ایک درہ میں پہاڑ کے نیچے تھے یہ شاہزادہ سی جو یہاں آئی تو آسنے دیکھا کہ ایک  
جوان رعنا غصہ گردن بلند بالا قوی تن قوی من بال بھور سے بھور سے ٹھہر پڑے  
ہوئے درشت چنگال اتھ پائون گول گول اور آنکھیں بڑی بڑی جٹی بھون چہرہ مثل افتا  
وہ مناسب کے روشن اشعار

خط کی خوبی یہ لکھے خط غلامی عثمان	چاند سے چہرے پہ اس خط سی ہوا کمال
حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راہ بیان	مصحف رو پہ یہ خط شان نزول قرآن
خط سے پہلے تو دل جو بھیساتے دیکھا	راج پروانہ ہے پر یون کو خط طغسرا

گورا گورا رنگ خود ڈیرھا سر پر رکھے بیٹھا ہی اور اُدھر شاہزادے نے بھی اس ملکہ کو دیکھا  
کہ جسکی زلف رسا سنبل کی دھنویں اڑاتی تھی بال بال سنبل گنگار نظر آتی تھی پیشانی میں اسکی  
وہ چمک کہ صدقہ جیسے آفتاب فلک بھون اسکی خدار شمشیر و دم جو کرین اسٹار سے من  
قتل عالم آنکھیں نشہ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت میں لوگوں کا گرفتار تھی اس میں اُن  
آنکھوں کو دیکھ کر آنکھیں چور اسے اور غزال ختن صدقہ ہو جائے روئے تابان سمع الجمن  
حسن حنینان یا ماہ و خشان و مہر تابان اقلیم حسن اس کے زیر فرمان اب اعلین برعل و خشان  
ہیر اکھائے گوہر وندان کی چمک کے آگے سوتی بے آبرو ہو جائے ذوق اسکا سبب جنت سر  
کہیں بہتر چاہ ذوق میں یوسف دل ڈوبا ہوا سر اسر ہی سینہ اسکا دود ویاے حسن کے  
جباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول ابھرا ہوا کڑا نوکیلا اوچا گنج  
خوبی کا ڈبا قبہ نور حسن سے مہر شکم صاف بچند آئینہ ماہ فلک آفتاب ہی اس کے سامنے بے نور  
انرمی میں مثل نخل و سمور گلابرگ سے زیادہ تر تلی اسکی کمر جاوہ ملک عدم نظرون سے



ہر ایک کے کم آگے جاسے جاتھی مگر لوح الماس میں در ز پڑی ہی یادو ہلال ایک جا میں قبت  
ایوان لطافت سرین دو کوہ سمین آئینہ زانو کو مشن ماہ کسنا نازیا ہی برق تجلی نام انگاہی  
سینہ دولت خداداد کا کچھینہ سقفت افلاک صباحت کے زینہ ایسا

<p>اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کر کالے کوسون کی بات کا کیا اُس جبین پر چوہل ہوا جاوے یہ کما نین کسو سے کچھ بھی نہیں صفی خسار آئینہ سان صاف لیک بار یک مینی ہے درکار اُس سے گل کیا چنے ہی کو سے علم پھول چھڑے ہیں بات بات جب وہ کھاتے ہیں بڑے یان کو رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی وہ کھ دست راحت جان ہے چپ کی جالہ ہی کیون کہ کہیے گئی نظر و نشے وہ کمر بار یک پشت پانچھڑی سی ہو گل کی ایرج اُسکو دیکھ کر شیفقت اور</p>	<p>بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز کچھ بھی نسبت ہی تلو سودا ہی سے سنبل کیچ پاریج دھڑے ایسی بھون کشیدہ بھی ہیں کہین اس قیامت پر ہی قیامت اور لطف مینی کا فہم ہی دشوار کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ برگ گل سے زبان ہے ناز کر ہم تو مرتے ہی اُن لبو نہ رہے ایسی ہوتی نہیں ہی سرخ لبی برق ابر سیہ میں ہی خندان صدر کے ناچے سے لے تاناف دیکھنے سے کچھونہ پیٹ پھرے نیدلی نازک ہی شاخ سنبل کی برگ گل یاس سر ہون جیسے</p>	<p>موسے سراپے جی بھی کیے تھار کاکل صبح پر غنہ نہ کرو اُسکی زلفون میں دل گئے پچھڑے صبح صادق کا دعویٰ ہی کا ذب کہون جیون کے دیکھنے کا طور جو نہ ٹھہرے نہ تو رکھے مواف ہر دہن تنگی سے سخن کو تاہ غنی و ناشکفتہ سے بھی کم کوئی جا بخش یون کے تو سے متھے نہیں دیتے لعل و مرجان ہنیں دیکھے مسی طے دندان کاش سینے یہ رکھدے غم یان کیا سان خوبی شکم کو کرے ہونہ آنکھوں نہیں کیون جہان بار یک ناخن یا حنائی ہیں ایسے</p>
---	--	---

فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ بند رہ برس کا سن زبور الماس میں عرق آنکھوں میں شہر  
لگا ہوا ہونٹوں پر یان کالا کھا جا ہوا گلے میں موتیوں کا بالاماتھے پرافشان چینی ہوئی  
آنکھوں میں مندی لگی ہوئی پور پور میں چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھوں میں  
دست بند بازوون پر نور تن کان میں بالا ہلال کی طرح پڑا باتوں میں گھنگروون کا  
چھا گل کرے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کھنکارا عشقہ جادو نے



دیکھا کہ آفتاب تابان درہ میں بیٹھا ہو اور دیکھتے ہی تیرمڑگان سینے کے پار ہوا سلطان عشق نے  
 اقلیم دل میں خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہو گئے لشکر غم نے چٹڑھائی کی  
 مزرعہ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان نوامیدی  
 سے تھک رہا تھا بارغ جوانی پر پالا پڑا آنکھوں سے جوے آب روانہ ہوئی آنکھیں لبان کس  
 بیمار رنگ سیخ پریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کر کے خیمے میں داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارہ  
 اور کوسون تلک سبزہ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوٹریا لایا پھولا ہوا تھا لیسکن  
 بیمار آنکھوں میں ملک شیشہ جادو کے بدتر خزان سے معلوم ہوتی ہوئی دل میں کہہ رہی ہے  
 اے ملک بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ دار پار ہو گیا کیوں آئی تھی وزیر زادی حور چہرہ نام  
 کھڑی تھی دیکھتی ہر کہ ملک کی رنگت سفید ہو آنکھیں ڈبڈبائی ہیں ہونٹھ خشک ہیں  
 آہ سرد ہے عشق کے آثار سویدا ہیں کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ بغیر معلوم دیتا ہے خیر تو  
 ہے ملک شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بچیں ہے حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آنکھیں  
 عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہے کہا بلالوں تمہارا تو بدن جلتا ہے خداوند لقا و جمشید  
 و سامری سلامت رکھیں آپ کی کیا حالت ہے پلنگ پر تشریف فرما ہو بیجے دریا کا کنارہ  
 ہے کوسون تلک سبزہ زار ہے ہوا سے سرد آتی ہے مزاج کو فرحت ہوگی شیشہ جادو نے  
 کہا اچھا یہ کیلے سنائے میں گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلا سے مہرم میں گرفتار ہے ہاتھ پکڑ کر رکھا  
 کہتے ہیں کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملک سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلالوں  
 تمہاری عجب حالت ہے سوداگر بچوں پر شاہ زاد یوں پڑتا ہے لیکن محرم راز  
 سے نہیں چھپاتے ہیں آپ بھی فرمائیے ایک مرتبہ ملک شیشہ جادو کے حدود چشم  
 سے درآید آرا شک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی اے حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ  
 کوہ میں جوان بیٹھا تھا جس وقت سے دیکھا ہے دل بچیں ہوا لاکھ لاکھ تدبیریں کرتی ہوں  
 دل کو سمجھاتی ہوں کچھ بن نہیں آتا ہے حور چہرہ نے کہا ملک بڑی بات کا غرہ بڑا ہے آپ کے  
 مان باپ کو خیر ہوگی تو غضب نازل کریں گے وہ جوان طلسم کا سننے والا نہیں معلوم  
 دتا ہے نہیں معلوم کس مکان سے آیا ہے آپ کے مان باپ پوچھنے کے آپ کمر جائیگی ہم پرافت آنے لگی



ملکہ نے کہا اے حور چہرہ اگر زمانہ الٹ جائے گا میں نہ پھرون گی لازم ہی تجھ کو میرے اس  
 زخم جگر پر مرہم لگاؤ چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہو ایسا نہ ہو پھر کس کرم لکل  
 جانے پھر عشق کا رتی لگ چکا ہو کہا اچھا قربان کئی میں لاتی ہوں وہ ہی جوان جو  
 درہ کوہ میں خود سر پر رکھے ہوئے ہال بھورے بھورے منہ پر پڑے ہوئے ماتھے میں تین  
 پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شیشہ جاوونے کہا ہاں ہاں یہ کیکے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے میں بلنگ  
 جو انہر نگار چھوایا فرش معقول کرایا عطر دان پاندان چنکرین پھولون کے گلہ سستے  
 رکھوا دیئے قنائین لگا دین چوکی کی جو ہراز تھیں انھیں تو خیمے میں رہنے دیا باقی سب کو  
 رخصت کیا اس عرصے میں حور چہرہ درہ میں کوہ کے پہوچی دیکھا کہ ایک جوان خوشید  
 طلعت بیٹھا ہی لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہیں گرفتار دام بلا ہوا اور اسج نے دیکھا  
 کہ ایک عورت خوبصورت اس طرف کو آتی ہے حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی پھر  
 پھرتی ہوئی اسج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کمان سے آنا ہوا اور کدھر جاتے  
 ہیں اور آپ کون ہیں اور کمان سے آئے ہیں اسج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو نکل  
 آئے مگر عجیب طرح کا کوڑھب رستہ ہے کہ نکل نہیں سکتے ہیں حور چہرہ نے ہنس کر کہا  
 کہ ارے مردو سے کیا مکاری کی باتیں بناتا ہے چل تجھ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہے شہزادہ  
 اس کے ساتھ ہوا اور خیمے میں ملکہ کے پاس آیا وہ اسکو دیکھا کہ بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو یہ  
 مسند پر بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اسکو دیا شہزادے نے کہا کہ اے ملکہ یہ شراب  
 ہم پر حرام ہے تاوقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے  
 کچھ سوچ کر کہا کہ اچھا صاحب میں کلمہ پڑھتی ہوں پھر ایسا ہی ہو تو کچھ کفارہ اسکا دیدونگی  
 شہزادے نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان  
 ہوا اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا  
 ملکہ نے ناچار ہو کر از بس کہ فریفتہ اسپر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی کچھ تو دور  
 جام مے دغہ غہ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا انھوں نے آکر نصیب  
 خونی اس غزل کو گایا کابیات



نیچے جب مول وہ بانکا جو ان لینے لگا  
تہ چٹکی میں لیا اُسے سپٹے جانِ عدو  
جگوہر شب ہجر کی ہونے لگی جونِ روضہ شہر  
ہر جو غنچوں کا چمکنا انگلیوں کی جھٹکی  
جسنے کی اس میکہ میں بہت دھت سہو  
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار  
موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور  
رات کو اوی ذوق اُسکی نوک شرکان کا خیال

سوت کے جی میں مڑے نیم جان لینے لگا  
رشاک میرے دلمیں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا  
مجھ سے یہ کس دن کے بدے آسمان لینے لگا  
یہ بلائیں کسکی بلوغ اوی باغبان لینے لگا  
وہ قدم تیرے لبس اوی پیر مغان لینے لگا  
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دمان لینے لگا  
یوں تیرا بیمار غم جو چٹکیاں لینے لگا  
تن پہ ہر موسے مری کارستان لینے لگا

لبان شیریں کی گزک چلنے لگی شکر یوں کی قینچیاں پڑ گئیں گلابیان شراب کی سینے پر آگئیں  
اس وقت شہزادہ ابرج نے کہا کہ اوی ملکہ ہمارے لشکر میں تمھارے یہاں سے ایک  
ہیلوان گیا ہے کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہے ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ اوی شہر یار تم اسکا کچھ غم کرو میں  
تمکو ملو اور اس کے مارنے کے لیے لادو لگی بس تم اُسکو لقا کی طرف سے قتل کر ڈالنا واقعی وہ یوں  
نہ مارا جائیگا شہزادہ سے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہی شیشہ جادو اُسی وقت یہاں سے  
ہوئی اور ایک تختہ نے میں صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اُسکو نکال کر لائی اور شاہزادہ  
ابرج کو دیا اور یہاں جب وہ زمانہ آیا کہ تیغہ مہر غلاف مغرب میں رکھا گیا اور سپر شب کو ترک ہر زونہ ہزار کیا ظم

ہوئی ساقط بشکل نبض بیمار  
ابھیر کر مثل ابر زلف آئی

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار  
مزارج شام نے لفسیح پائی

ملکہ جام جادو نے طبل جنگ بچوایا ہر کارون نے امیر سے جا کر خبر کی صاحبقران نے  
بھی طبل بجھنے کا حکم دیا یہاں طبل حشامی اور سکندری نواز شش میں آباد لا اور  
آگاہ اور خبردار ہوئے دربار پر حاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر  
تیار رہی جب حسن شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمال صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے  
جھکے شرما کے ساغر انجمن میں

کہ اٹھا عکس زلف شب زمین سے  
کمی کی تلخی سے نے دہن میں



صبح کو امیر کشور گریح سرداران باتویر کے جلوخانہ شہنشاہی میں آئے بادشاہ برآمد ہوئے  
 مرد بہ پکارا سلطان عالم مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجسدا کیا  
 پھر تو بہرام و جمہور و فرامرز سب گجراہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصافحہ میں  
 چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ اینوہ اینوہ عرصہ رزم میں جا چکی تھی غرض یہ بھی جا کر  
 جنگاہ میں پہونچے ادھر سے لقاح جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کشر لیس کر آیا  
 صفوف لشکر آراستہ ہوئیں اور پہلوان طلسمی لقاسے اجازت لے کر میدان میں  
 آکر لکارا کہ فرقہ خدا پرستان و زبردستان تم میں سے جسے تمنامرگ کی ہو وہ میرے  
 مقابلے میں آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سوٹے کھا کھا کے بیوش ہوئے تھے مگر  
 وہاں سے ایرج فوجان وہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سر اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا  
 اور ملکہ شیشہ جادو کو اسی مقام پر چھوڑا تھا یہاں دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک  
 دامن صحر سے گرو اڑی اور شہزادہ ایرج فوجان پیدا ہوئے اور آتے ہی انھوں  
 نے مقابلہ اس پہلوان طلسمی سے کیا اُس نے سوٹا مارا انھوں نے خالی دیکر ہاتھ ایک  
 تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرونگا نہیں اُس نے سر سانسے کر دیا تلوار جو سر پر بیٹھی تنگ کے  
 رستہ سے نکل گئی غریو جان کفار ان سے نکلا اور جام جادو نے لکارا کہ اسے مان  
 لینا فوج ایرج پر گھر چار طرف سے آئی یہ بہادر تھا تا داری کر کر اس دریا سے فوج میں  
 ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا لگا کر  
 آپس میں غٹ پٹ ہو گئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور	ہلی بہمن و سام و رستم کی گور	چڑھے منہ تلوار کے جنگ جو
لگے کٹنے مرنے جری چار سو	کہیں تیغ چلی کسی جاسنان	کوئی حملہ در تھا کوئی تھا طیان
یہ کافر گرا اور وہ عن تازی بڑھا	وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا	گری لاش بر لاش اور سر سر
بھرے تھے قتلون سر و شب تہو	کسی پیچھے کسی پر تھی شان	کوئی پیرویزین کوئی نوجوان
جری سب تھے نوکین نہائے ہوئے	گر جب تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے	چلی غازیون کی اجل باز تیغ
برسنے لگی موت مانند میخ	ہوا منقطع کافون کائنات	کٹی ایک دم میں دور درخت



امان تھی زہ کی نہ بکتر کی خیر	بدن سے کہا جانے اس سر کی خیر	مجھے جھوڑ دے اب میں گانہ ساتھ
بلائی اٹھا کر ہے وہ تیغ کا تھ	غضب کی تھی پیچھے بڑی تیغ تیز	نہ جائے امان تھی نہ پاس گزیر
ہجوم عرو میں پڑا انتشار	ہوئے سب کے سب بجاہت سے فرا	غنائم کو پھر لے کے باعد طرب

پھر اپنے مورد پر حبش عرب لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کر کے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یسان پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہ ان ملکہ جام جادو نے لقا سے کہ اس کو قتل کر ڈالے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر نوے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مصالحت ہے یہ حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اسی وقت ازہ کشش کش جلا داکر حاضر ہوئے غریو لشکر میں پڑ گیا ہر شخص عورت اور عسکر کر ڈال گا بعضے کہتے تھے میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا نہ کرے کہ کوئی جلیل ذلیل ہو اور تختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اسے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جلیں گے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسے سحر سے ایک دیوار آتش کی دو تک اٹھادی اور شہزادہ ایرج نوجوان درگاہ خدامین عاکر نے لگا شہر

اسیر بلا ہون میں پروردگار	اکرم سے مجھے اپنے کرستگار
---------------------------	---------------------------

وان ملکہ شیش جادو جو جمع کو اٹھی تو اُسے جو چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہاں سے گیا ہے نہیں معلوم کس آفت میں مبتلا ہے جاکر جانا چاہیے اسلئے کہ میرا دل اس وقت مضطرب ہے جو چہرہ سے کہا کہ داری اب تو تھنے تلوار انھیں دیدی ہے پھر اب کیا غم ہو اُسے کہا کہ نہیں کوئی آفت ضرور آئی ہے جب تو جھکو بیابی ہوئی ہے یہ کہا ایک تخت بلور پر سوار ہو کر اور اپنی چند خواصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی جب یسان اگر پہنچی تو اُسے دیکھا کہ دیوار آتش اٹھی ہوئی ہے اور شاہزادہ ایرج چوتھرہ برکت کے بیٹھا ہے خلقت جمع ہے جام جادو قتل کیا جا رہی ہے بس یہ دیکھا کہ اُسے حکم دیا کہ جو چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسے شہزادہ ایرج کو تخت براٹھا کر بچایا جام جادو نے اسے دیکھ کر فوج کو حکم دیا کہ مان لینا جانے نہ دنیا فوج اسکی



لیتا لیتا لکیر چلی اسوقت اسٹک پتلے سحر کے پیدا کیے اور ان پتلون سے کہا کہ مارو انکو  
 پتلون نے مارنا شروع کیا اسوقت جام جادو لٹکارتی ہوئی آگے آئی حور چہرہ  
 نے ایک نیچا اسکو مارا کہ ماتھ اسکا کٹ گیا فوج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی  
 گئی بلکہ جام جادو نے لٹاسے کہا کہ اب میں پھر مرآت جادو کے پاس جانی ہوں چنانچہ  
 روانہ ہوئی یہاں تو ملکہ مرآت جادو بلوغ میں پہنچی تھی لوگوں نے جاکر کہا کہ ملکہ جام جادو  
 آئی ہیں ملکہ مرآت جادو نے کہا شاید حیرت کو آئی ہیں اسٹک پتلے کا بچھا لیا ہوا سپین سامنے ملکہ  
 جام جادو آئی سلام کیا آنکھوں سے آنسو جاری رنگ چہرہ سفید ماتھ لٹکا ہوا ہوا میں ڈوبی ہوئی کہا جام جادو  
 خیر تو یہ کیا آفت بڑی جام جادو نے کہا ہمتو تمہارے پاس کفالت معاملات کو آئے تھے یہاں ان  
 ظلمتی اپنے دماغ سے بہت سے خدا پرست پکڑے آخر مارا لیا میں حیران تھی کہ یہ تلوار کہاں سے آئی  
 معلوم ہوا آپ کی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ میں ایرج کو لکڑی لائی تھی جو سرے پر بٹھا کے  
 آدھ مارا دانتی تھی ایک حکم خداوند لٹکا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپ کی بیٹی ملکہ  
 شیشہ جادو پہنچی میرا ماتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کر کے ہزاروں جادو گر میرے  
 قتل کیے ایرج کو اٹھا کے لے گئی ملکہ مرآت جادو نے کہا ارے کیا گئی ہو ملکہ شیشہ جادو  
 وہ پیار میں شکار کر رہی ہو کوئی اور ہو گا اسکو ان باتوں سے کیا کام وہ کیا جانے  
 ابھی یہاں ہی رہی ہو گانی بیٹیوں پر نکت لگائی ہو جام جادو نے کہا ملکہ مرآت جادو  
 کیا میں ملکہ شیشہ جادو کو پہانتی نہیں ایک طرف لشکر لفت کا تھا بختیار نقا  
 عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا میں نے سحر سے  
 دیوان آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خدا پرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے اٹھا  
 ہوا میرا ستہ جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لوڈیاں جا کے غرق  
 لائیں ملکہ شیشہ جادو میرے ہیں یا نہیں دو تین لوڈیاں گئیں جا کے خیمے میں بیٹھا  
 کہ لڑیاں بیٹھی ہیں پوچھا کہ شیشہ جادو کہاں ہیں کسی نے کہا شکار کو گئی ہیں  
 کسی نے کہا ابھی یہاں کھڑی تھیں کسی نے کہا پھوٹے گئی ہیں لیکن مفصل کسی  
 نے کہا وہ لوڈیاں جو یہ نصیب لوگ آپس میں متحد ہوئے کچھ باتیں کرتے ہیں چاروں کو



چرچا ہو رہا ہو یہ کچھ لکھ کر مرآت کے پاس آئیں مرآت جادو نے کہا اسی کو تو ملکہ شیشہ جادو  
 ہر لوٹ لہو سے کہا آتا ہے جاؤ یہ سب گئے تھے ملکہ شیشہ جادو بھیجے میں نہ تھیں لیکن لوگ  
 آپس میں باتیں کرتے تھے چکے چکے چرچا ہو رہا ہو سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب  
 کئی ہیں کسی نے کہا ابھی کھڑی تھیں لیکن کچھ مفصل نہ کہا ملکہ مرآت جادو سوار ہو کر  
 خیمے میں گئی اور لوٹ لہو کو بلا کے کہا اگر احوال تفصیل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن مار دگی  
 سیٹھاڑ ڈالو ٹکی ناک چوٹی کاٹ ڈالو ٹکی اور جو حقیق کہا تو قسم ہر سامری اور حشیدہ  
 کچھ نہ کہو ٹکی دو چار لوٹ لہو یا تھیں انھوں نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو جو چہرہ  
 کشا پار کے لے آئی تھی دو روز خیمے میں رہا شراب کیاب ملکہ نے ساتھ کھایا یا تین روز  
 سے وہ رہیں آیا کہیں گیا ہو آج چہرہ نے ملکہ کے کچھ کان میں کہا میں ملکہ شیشہ  
 جادو چلی گئیں مرآت جادو نے کہا آئے دو ایک جادو گر کو وہ حقیق سلیمانی اور چہرہ  
 کے لشکر کی خبر لائیں اور دریافت کریں ملکہ شیشہ جادو کہ ان ہی جادو گردن سے کہا کہ  
 دو چار جاگردن سے کب تلاش ہوگی ملکہ نے کہا ایک بیس جادو گر جادوین چنانچہ جادو گر تو روم  
 ہوئے اور مرآت جادو جام جادو کے علاج معالجہ میں مشغول ہوئے اور وہ جب جادو گر  
 کو حقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر میں گئے دو دو چار چار ہر ایک نازار کو جو  
 میں خیمے میں ڈھونڈھنے لگے دو چار جادو گر اس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے رہے  
 جاتے دیکھا کہ ایک بار گاہ بڑی دھوم دھام کی ٹیکر سے بکھری ہوئی لوگ آتے جاتے ہیں  
 ناپختہ والیوں کو انعام میں دو شاہے مل رہے ہیں بری کیفیت کا مکان ہے وہ جادو گر  
 سے اپنے تئیں پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت فرشتہ  
 پر بیٹھی ہوئی ہے ایک جوان تیغ بکھڑے ہوئے زانو بزاؤ بیٹھا ہوا ہے چہرہ ہنسکھا  
 ملکہ کے منہ کو جھل رہی ہے تیغھے اڑاتی ہے ایک رنگ کا جوڑا گلے میں پہنے ہے چہرہ میں  
 غرق مویوں کا کالا پڑا ہوا ہے جوان پہلا کھاپان کا تھا ہر سفید سفید داشت نازد سلاک  
 مروارید چمکتے ہیں جب ہنستی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شوق میں برق چمک جاتی ہے وہ  
 آنکھوں کی تیلیاں جھک دیکھ کے حشیدہ و سامری کی تیلیاں پتھر کی ہو جاتی ہیں اور



ایک بڑھی ہوئی بستی ہوئی ران پر پڑی ہوئی عطر دان یا ندان دھرا ہر عطر دان  
 بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہر خا صدان میں گلابیان اس موضع سے جتنی ہر جگہ  
 رقص کرتا ہر سات آٹھ لونڈیان ملل کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ملل کی پانچا گلتا  
 گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پانچے کے پہنے ہوئے پیروون پر ازار بند لٹکے ہوئے ہاتھوں میں  
 موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سانسے کھڑی ہیں بلکہ شیشہ  
 جادو کے گلے میں چنپا کلی کا یہ عالم ہے کہ جیسے ستاروں کی لڑی چمکے ہی ہے ایک لڑکا بار و  
 ایسی ملک خوش بٹھی ہیں کہ کبھی طلسم میں اس طرح نہیں دیکھا ایک لڑکا ایسی بان شفیق مہر  
 خفا کے آئی ہیں تمام عالم میں رسوائی ہو کھڑی کیا کہاں خدا پرست کیاں تقابست  
 سینے کہا چلو میان خیر کریں ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہے نہ کہو خدا جانے کس وقت  
 میں گرفتار ہو جائے گی ایک نے کہا ہمتو کہینے غرض آپس میں حجت کرتے ہوئے روانہ  
 ہوئے شیشہ جادو بہت شاد نایاب دیکھ رہی ہے لیکن یہ گردون بزرگ ساز ایک ننگ پرانہ  
 نو قلموں کے نہیں رہتا ہر گاہے دھوپ ہوتی ہے گاہے چھانوں ہو جاتی ہے ملک فکر میں ہے کہ  
 رات کو عیش کر سکے مثل ہے کہ مصرع میں درج خیال و فلک درجہ خیال و راہ میں ان  
 جادو گردونکو اور جادو گر لے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہوئے طلسم مرآت جادو میں  
 پہنچے ملک مرآت جادو و حیرا کیا مرآت جادو نے کہا کیوں دیکھ آئے کہا ملک مرآت جادو  
 جام جادو جو کتنی تھی سچ ہے ملک امیرج کی بارگاہ میں بیٹھی ہے زانو بزا نو ہوا اور حور چہرہ کھڑی  
 ہے ملک مرآت جادو کے کانوں سینے میں آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اٹھانے  
 دل غم میں جا پہنچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درمیش ہوا عجیب وضع  
 کا سامنا ہوا محکو گھنٹہ تھا کہ ہاری بڑی عزت ہے کوئی مکر و بات زمانے کا درپیش نہوگا  
 وہی سامنا ہوا قسم ہے جمشید و سامری کی کہ اگر لا کر تنہ میں اتر کر کے نہ ڈال دیا تو تمام اپنا  
 مرآت جادو نہ پایا ایسی آفت و بلا میں گرفتار کروں کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہلے جو  
 سنائے میں آئی نہ کسی سے کہانہ شناسنا مار کے روانہ ہوئی ملک مرآت جادو  
 کوہ حقیق سلیمان کی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہے کوہ حقیق میں جس وقت پہنچی







نے کہا اے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہے لوگوں نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہے۔  
 شے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملک شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہے پاس ایرج بیٹھا ہے  
 حور چہرہ کھڑی نکھلا ہلاتی ہر آگ لگ اٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بڑیدہ آفت  
 رسیدہ تو کہاں جاتی ہے حور چہرہ آواز سنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو سے  
 کہا ملک مرآت جادو کی آواز آتی ہر ایک مرتبہ مرآت جادو روبرو آئی کان پٹے  
 ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا بندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ  
 میں لیے ایرج نوجوان تیغ کمر کے اٹھا چاہا کہ لڑ بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھوڑا  
 ون لیکن وہ جوڑپ کے گری ایک ہاتھ میں ملک شیشہ جادو کو ایک ہاتھ میں حور  
 کو پکڑ کے طرف آسمان کے یکایک پرواز کر گئی اور وہاں سے ملک شیشہ جادو  
 پکاری لوائج تھیں خدا کو سونپا ہمتو دنیا سے اٹھ چلے دن کی ہوس دل میں رہی  
 رات کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک برفقار نے نہ چاہا نہ ہکو بھول نہ جانا فاختہ سے یاد کرنا  
 ایرج کے درو اٹھا کلیجہ کمر کے بیچ گیا ہاے کہ کے ہوش ہو گیا جہاں ہاتھ تھا وہیں  
 رہ گیا جہاں باتوں پڑا تھا وہیں پڑا رہا سکتے کا عالم ہو گیا دانت بیٹھ گئے شایو رشید  
 نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہر یار جی تھہر ایسے کوئی اتنی بفراری کرتا ہے کہا ہاے کیا  
 غضب ہو گیا یہ خبر علم شاہ وقاسم کو ہوئی اور ملک مرآت جادو ملک شیشہ جادو  
 کو لے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ چند کی آواز آ رہی ہر جنگل سا مین  
 سائین کرتا ہی درخت کے ڈنڈ کھڑے ہیں لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہیں ہار سیا  
 معلوم ہوتے ہیں ہوا سے گرم چلتی ہی بتوں کی کھڑ کھڑا ہٹ کی آواز آتی ہی جھلین خشک  
 پیری ہیں گندون نے جو مردوں کو کھایا ہی بڑیاں پڑی ہیں وہاں ملک شیشہ جادو کو چھوڑ  
 دیا کہا اے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کر دیا میری عزت میں خلل کر دیا اے  
 جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ کے کہہ کر کسی کو خبر نہیں ہوتی دودن کی صحبت  
 میں یہ عشق ہم ہو چاہا کہ ملک جام جادو کا ہاتھ اڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کر دیا ایسی  
 اندھی ہو گئی ملک شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت میں اندھی ہو گئی ہوں



عشق کرتا ہے چین اٹھاتا ہے عیش کرتا ہے میری قسمت میں پہلے ہی رسوائی تھی ہو  
سو ہوا آپ اپنے گھر بار سے تصدق کر کے مجھ کو اسی کے حوالے کر دیجئے مرا تہ جادو  
عقد آیا ایک طہانچہ مار کے کہا اری کیسو بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت چھو  
جاؤن یہ تو ہو گا یہ کہکے دستک دی ایک درخت چنار کا پتہ رہا ہوا اُس میں حور چہرہ کی  
کر من زنجیر باندھ کے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا منہ طلا ہوا شعلہ آتش کے چمکتے  
ہوتے مرا تہ جادو نے ملک شیشہ جادو کو پکڑ کے اُس اژدر کے منہ میں ڈالا اژدر  
غائب ہو گیا بہان قاسم و علم شاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہو چرند سمجھایا  
ایرج نے نما نہ کیا تجھ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھر ونگا قاسم نے کہا  
میں بھی جلون ایرج نے کہا آپ کیا کچھ گاہے خبر نگو ایسے گاہے کہکے مانند سودا ہون کر و انظر  
طلسم آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا یا امیر با تو قیر ایرج کیو تنہا گیا ہی  
ہر چند کہہئے سمجھایا نہانا اسکے باب دادا پر داداؤن نے بہت طلسم توڑے تہن اور وہ بھی  
توڑیگا لیکن مجھ کو ہر گھڑی بُری بات نکادھیان آتا ہے طلسم بڑا زبردست ہے ایسا نہو کچھ تیج  
پڑجاسے غلام کے دل کو تاب نہین ہی ہر چند دل کو روکتا ہوں لیکن نہیں رکنا غلام کو اجازت  
ہو دے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھرائے ہر چند ضبط کیا لیکن نہو سکا آنسو ٹپک کر  
کہا جیٹا اب تک معلوم ہوا ہو گا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہے میں کس طرح سے کہوں تم بھی  
جاؤ میرے دل میں کیا خیال بد نہ آئیگا لیکن یہ بھی نہیں جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنوں پر  
یہچ پڑے لو جاؤ خدا کو سو پناہ بہشتی ہی مجھ کر کے مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا مجھے شکر بھٹی  
چلا لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر طفرہ یک ایک بیابان  
ریگستان میں پہنچی لیکن احوال معلوم نہین ہے کہ یہ کون سا مقام ہے ایک مقام اُس بیابان میں  
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طے مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہاں تک  
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہے کچھ انتہا  
نہین معلوم دیتی دیکھئے مقدر کیا دکھاتا ہے یہ کہکے وہن رو بہ قلعہ کے خیمہ اسرے اور کرنا فوج  
دیا موج اتری تھی استاد ہو گئے ایرج نوجوان بارگاہ کے دروازے پر بیٹھ گیا چاہیے



وہ قلعہ و رہ طالعہ آئینہ ہر طوفان شاہ بادشاہ ہے اسکا ایک پہلوان فیل جہان زور و  
 اس کے سبب سے بادشاہت کرتا ہر طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہر یار کی  
 برو قلعہ کے اتری ہر طوفان شاہ نے جوڑی ہر کار سے کی بلال کے کہا اتری تیز رفتار و تیز گاہ  
 دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہے کون ہے کمان کا عزم ہے کس واسطے آیا ہے کوئی شکار کھیلنے کے لئے  
 راہ بھول گیا ہے جلد خزاؤ جوڑی ہر کار سے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر بڑا تھا و اقل  
 ہوئے احوال دریافت کرنے کے ابرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہر کار سے کی  
 قلعہ سے آئی ہے پوچھتی پھرتی ہے ابرج نے کہا ہمارے پاس بلا لاؤ لوگ دوڑے جا کے  
 بلا لائے ہر کاروں نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل بشکل شاہ و شہر یار  
 و روازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہے جھمک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانہ نام رکھتا ہے  
 بیان کا بادشاہ طوفان شاہ ہے آجک کوئی شاہ و شہر یار اس طرف نہیں آیا اسکو خبر  
 ہوئی ہے کہ ایک لشکر آیا ہے جھکو بھیجا ہے کہ خبر لاؤ کون شخص ہے کیا نام ہے کیون آیا ہے کدھکا  
 عزم ہے یا شکار کو آیا تھا راہ گم کر کے اس طرف کو نکل آیا ہے بڑے بڑے بسا در تلور سے  
 شجاع سخی گذرے ہیں لیکن اس طرف کوئی نہیں آیا یہ قلعہ طالعہ آئینہ کا ہے یہاں آئے کے  
 کوئی پھر نہیں اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ پھر جائے ابرج نوجوان  
 نے کہا بھائی میں پروتا ہوں امیر جہان کا بیٹا ملک قاسم کا ہوں پوتا حکم شاہ رومی کا  
 ہوں ہر کاروں نے کہا آپ کے منہ پر ایک دیدہ شجاعیت دریافت ہوتا ہے یہ  
 طالعہ آئینہ ہر اسکو توڑنا بہت مشکل ہے کسی بادشاہ نے فتح نہیں پائی ایک پہلوان ہے  
 فیل جہان زور کیسے آج تک اسکو زیر نہیں کیا میں جسے چاہوں چاہوں کر  
 کے کتاب کے پے کھا جاتا ہے تنگ کے تنگ شراب کے پی جاتا ہے اس کے زور و شہاد  
 بادشاہت کرتا ہے پہلے تو اسی سے لڑائی پڑی اگر اس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت ہی قصہ  
 لکھیں ہیں ہم کچھ روکنے کو نہیں آئے ہیں ازراہ دولت خواہی کے عرض کرتے ہیں کہ آپ چلے جائیں  
 ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیے ابرج نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت میں توڑنا طالعہ کا ہے تو توڑینگے سینکے جوڑی ہر  
 کی طوفان شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا ارادہ دریافت کرتے عرض کی کہ خزاؤ نہ نعمت ابرج نوجوان



بیٹا ملک قاسم محل خفتان خورنیز خاور سیاہ کلبہ پوتا علم شاہ کا پوتا امیر مرہ جہاں  
 دوران کا ہی اس ارادہ پر آیا ہے اور سہنے بہت سا سمجھا یا اور ہاں لیکن ہنیں کانتا از ابتدا  
 تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای غزیرا سچ کو جا کر سمجھا کہ معلوم  
 دیتا ہے کسی دشمن نے تم کو ہکا کے بھیجا ہے کوئی اس مکان سے جیتا اور سلامت نہیں گیا  
 تم کیوں اپنی کشتی جہاب کو طوفان میں غرق کرتے ہو بہتر یہ ہی بیان سے کنارہ کرو وزیر سوار ہو  
 روانہ ہوا آخر ایرج کو ہوئی ایرج کو ہوئی ایرج جیسے میں آجٹھا کر دکر دن کش ہباد تلوار میں بکڑ  
 بکڑ کے آئے تھے اس میں سواری وزیر کی آئی دروازے پر آتا آخر ایرج کو ہوئی کہا بلا نوجو ہزار  
 اس کے وزیر کو لے گیا بارگاہ میں جا کے بحر کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی اداب بحال کے کرسی  
 پر بیٹھا عرض کی ای شہر یار طوفان شاہ مالک اس زمین کا ہی ہر کارے خبر لیگے تھے  
 کہ ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہے چنانچہ محلو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت میں  
 بھیجا ہے اور کہا ہے کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہیں اس سے ہین آخر مار گئے ہیں اور  
 جو طلسم میں گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیوں تنہا مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی پر  
 اسکو ضائع نہ کرو اب چلے جاؤ اسکا فتح کرنا بہت مشکل ہے ایرج نے کہا ہمارے بھائی شہزاد  
 بزرگوں نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہے اسکو انصرام کیا ہے اور ہنیں تو مارے گئے ہیں  
 اگر ہماری قسمت میں طلسم توڑنا ہے تو توڑ ڈالیں گے اور ہنیں تو مرجانا ایک دن تو ہے  
 ہم سے تم سے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمہارے قلعہ سے نکل جائیں تمہارا حصہ  
 ہوگا آگے جو ہماری قسمت میں ہوگا وہ ہو رہے گا خیر تمہاری ملاقات سے یہی حصول  
 ہوا وزیر نے کہا ای شہر یار پہلو ان غیل جان زور کب خیال میں کسی کو لانا  
 جبوقت میں گیا اور کہا اسی وقت طبل جنگ بجا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین  
 میں ہنیں جو اسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہکو رحم آتا ہے آپ ہکو دشمن جانتے ہوں گے  
 ہم دشمن ابھی تو ہنیں ہیں آپ چلے جائیے ایرج نے کہا اسے وزیر مرد جس بات پر ہم  
 مارتے ہیں پھر ہنیں پھرتے ای غزیرا جس دن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز نہ ہو  
 سنائیے تھے ہماری دوستی سے کہا لیکن یہاں منظور ہنیں ہے اسبطر سے کہ دنیا عرض و خصلت



ہو کے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جیکہ طلسم  
 ٹوٹا پھر آگے لو اور رنگین معلوم دیکھی دریا سے رنگین نظر پڑ گیا آگے طلسم آئینہ ہر جمشید سامری  
 گنبد سے بڑا غضب ہو گا یہ تو کھڑا کھڑا مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور ہیلوان  
 فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب احوال  
 کہا فیل جہان زور کو کھنڈا اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا سبے تامل  
 طبل خلبت بجوا دیا طبل گر گر اسنے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل خلبت بجوا دیا دونوں لشکر  
 تیاری ہونے لگی شاہ اور شہر دل کتا ہے کہ عجب کارخانہ ہو کیا تدبیر کیجے مقدمہ  
 جادو گر و نکاح آگے طلسم آئینہ ہر ہیلوان زبردست کا سامنا پڑا ہے کیا ہو گا طوفان  
 شاہ کو بھی فکر ہے کہ شکندہ طلسم آگیا ہے دیکھے کیونکر سامنا ہوتا ہے اسہین وقت صبح کا ہوا  
 آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ دو بلفہ زرہ اصفہانی حیا را آئینہ  
 موزے پہنکے شمشیر لگا کے مرکب پر سوار ہوا تیغے فوج دریا موج رواں ہوئی میدان  
 حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہو کر نکلا  
 دانے ماتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساتھ پیشہ ایرج کا قدیر ہین  
 گوگدنگو دوڑا کے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو  
 سوچا اور میدان میں آگے پکارا ایرج نوجوان تمھاری بہادری شمشیر زنی سخاوت  
 شجاعت میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہیں کر سکا ہمارا کام سمجھاؤ گا  
 نہیں ہے لیکن کتا ہوں کہ پھر جاؤ اگر تمھنے سامنا کیا تو مارے جاؤ گے اور اگر پکڑے گئے تو  
 بد ابد قید سے نہ چھوڑو گے ایرج نوجوان نے کہا ایرج فیل جہان زور کیون لاؤ رنی  
 کرتا ہی حکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور بچھا پکڑ کے سامنے آیا ایرج  
 نے بھی بڑھپا اپنا لیا ایرج نوجوان عمر کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین  
 گھڑی کے ایرج نے ایک مقام پر گناٹھ کے نیزہ یاد ہوئی کر دیا سن و نیزہ ماتھ سے نکلیا فیل  
 جہان زور کا رنگ زرد ہو گیا کیا ایر شہر مار نیزہ بازی خلال بائی عمود بازی جمال بازی  
 ہم تم کشتی اڑیں یہ کیکے گھوڑے پر سے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کودا دونوں نے ماتھ ملائے



کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے قیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست  
ہر پکڑا نہ جائیگا ایسا نہ ہو کہ تجکو دلت ہو اور تمام عمر کو سخت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کر لے  
ہیں یہ سوچ کر اسنے سحر کیا ایرج کے دست و پا بے قابو ہو گئے قیل جہان زور نے کمر میں ہاتھ  
دے کر اٹھا لیا شاپور کا رنگ سفید ہو گیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج  
سے کہا کہ مارو اب تم بھر جاؤ کہ تمام عمر تمھاری شہزادے سے ملاقات نہ ہوگی بالکل لازم کہ اٹھا  
کر وکس لیے کہ سہول ہو کہ جسکا سردار مارا جاتا ہو یا پکڑا جاتا ہو تو اسکی فوج اطاعت کر دے  
اسوقت شاپور شیر دل سے کہا کہ اے طوفان شاہ یہ تیسری سحر ہے کہ تیرے ایرج کو زور قوت  
پکڑ لیا ہے مگر آج تین دن ہوئے ہیں کہ اسنے نہ کھانا کھا یا پھر نہ شراب پی اور تمھارے بچھڑاؤں  
کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑ لے جاؤ گے تو تم بچھڑے  
کہ بیشک تیرے مدد اور بہادری سے پکڑا ہو ہم سب تمھاری اطاعت کریں گے طوفان شاہ  
نے ایرج سے اسوقت پوچھا یہ تمھارا کون ہے ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے  
طوفان شاہ نے قیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لیا وہ اپنے زور پر زور  
تھا اسنے کہا کہ اے شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کرو گے شاپور نے کہا نہیں بھائی آج ہم کھانا پالین کل  
تمھارے تابعدار ہیں ہمارے بھی دل کی ہوس نکل جائے اسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور شاپور آتا لیا  
شاپور نے کہا کہ روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی ہم بھی تمھارے یہاں سیر کو آئیں گے عرض ایرج  
اپنے چیمے میں آئے اور شاپور نے کہا اے شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آج کے  
دست و پا بے قابو ہوئے تھے اسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کریں گے  
شاپور نے کہا کہ اے شہریار کھڑی میں کھڑیاں ہی پلک میں دریا ہو دیکھے کل خدا کی کیا مہر ہے  
آج تو چھوٹ گئے قیل جہان زور نے یہاں سے جل کے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی  
یہاں بھی طبل جنگ بجاتا پور نے اپنے دل میں کہا کل پھر سحر کر کے پکڑ لیجائے گا آج کی  
رات جس طرح سے ہو سکے پکڑ لاؤ گا روئے کہ کہیں ٹھکانا نہ لے اور کسی ہیلوان کو اسکی صورت  
پائے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور چیمے میں خود پرہیز طیش کے جا کے کہا ہم تیس  
ایک بات کہنے کو آئے ہیں اگر ایرج کو جو ان پکڑا گیا تو قہر ہو گا مجھ کو کس طرح فتح نہیں ملے گی



کہا اور شاہ پور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہیں کہ کیا کہتے ہو شاہ پور نے کہا ہم قیل جہان زور کو پکڑ گئے لائے ہیں اور کھواہ اسکی صورت بنائے ہیں صبح کو جب وقت لڑائی ہوگی سمجھ لینا خود برہنہ پیشی نے کہا کہ میں حاضر ہوں چلیے شاہ پور نے کہا کہ پہلے میں پکڑ لاؤں تو پھر لے چلوں یہ کہہ کر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہاں کے لوگوں نے خود دیکھا تو کہہ کہ آپ نے اجازت لے رکھی ہے جیسے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچوں کی سرکرتا ہوا مکان کی طرف قیل جہان زور کے آیا اس عرصہ میں منزل مغرب میں خورشید گیا اور سیاہی شام نے عالم میں قدم رکھا شعر کہنا کہ چھا گئی تاریکی شام ہو گیا قلعہ میں شاہ پور خوش انجام شاہ پور قلعہ میں ادھر ادھر گیا جب چار گھنٹہ کی رات گذری قیل جہان زور دن بھر کا تھکا ماندہ تھا سو رہا شاہ پور ایک خدمتگار کی شکل بن کر اس کے مکان میں داخل ہوا دیکھا تو ایک مکان الگ ہے کہ اس کے صحن میں قناتیں گھری ہیں صبح قنات کی اکھاڑ کر اندر گیا تو دیکھا کہ قیل جہان زور سو رہا ہے اس نے کانٹے سے دوستانہ سر کا کر کھینچے میں داروے بیہوشی رکھ کر اس کی ناک میں ٹھونک دی کہ اس کو جھینک آئی اور بیہوش ہو گیا شاہ پور نے چادر عیاری بچھا کے اس کا پیشا رہ باندھا اور وہاں سے نکل کر یہ جاوہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہنچا تو کھو گھڑی کی طرح پکڑ لیا اور چلا کسی نے روکا نہیں جانا کوئی چیز لیے جاتا ہے یہ اس کو خیمے میں خود برہنہ پیشی لایا اور وہاں پیشا رہ رکھ کر خود برہنہ پیشی کی اسکی ایسی صورت بنائے اور ایک بڑا سا غار کھود کر قیل جہان زور کو دفن کر دیا پھر خود برہنہ پیشی سے کہا کہ اب تم منہ وغیرہ اپنا پیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اس کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اس کو بھی کسی نے نہ روکا اور شاہ پور نے اس کو پٹنگ پر لا کر لٹا دیا اور وہاں سے پھر آیا جب وہ وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کورائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کھڑا آیا ہی ہو گئی ظلمات کی دور صبح کو طبل جنگ قہج ہی لکھا تھا طوفان شاہ قیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان میں آنا اس طرف سے اسیرج نوجوان بھی سوار ہوا لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے طبل و نقارہ بجاتے تھے غرض بڑے جاہ و حشم سے یہ بھی میدان میں آئے اور شاہ پور نے طوفان شاہ



سے جا کر کہا کہ سہنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب کوئی غدر  
باقی نہیں ہے اگر آج تم پکڑ لیجاؤ گے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض قتل  
جہان زورفتلی میدان میں آیا اور ایرج بھی گھوڑا اڑا کر چلے جب میدان میں  
پہنچے مرکب پر سے کودے اور شتی دونوں میں شروع ہوئی یزج اور توڑ جوڑ بند  
ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی میں مردے کر ریل لیجا لیا ہان مارا وہاں ٹپکا اور  
دس میں قدم ریل کے چھٹکا دیا کہ دونوں کھٹنے زمین سے آشنا ہو کر بند میں ہاتھ لگا  
اور ٹھالیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھوں سے داستا زیا نون سے سب  
کھل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر پٹے شاپور پکارا کہ اے شہریار زمین پر نہ مارے گا اس  
بیت سے کام کانگے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہو گیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر  
وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھوں کو رد مال سے باندھ کر ایرج نوجوان کے  
آگے قدم پر گرا اور کہا کہ انوشہر یار میں ذی طاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگا لیا  
اوسنے کہا قلعہ میں تشریف لیجئے ایرج نے کہا تم بلو میں آتا ہوں یہ کہہ کر چھو میں اپنے  
آپا شاپور نے اوسوقت کہا کہ میں نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تم نے بہت  
بیرا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہے ہم یوں ہی کسی نہ کسی طرح سے پہنچ جاتی یہ کہہ کر سوار  
ہو کر مع لشکر قلعہ میں داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفہ آئے ناچ ہوئے  
لگا لیکن اعظم شاہ بڑا طوفان شاہ کا ہے وہ شکار کو گیا ہوا تھا اوسکو خبر  
ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہو گیا اور ایرج کو قلعہ میں لایا ہے جب اوسنے سب حال  
سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہے جہشید اور سامری کی کہ ابھی جا کے میں اوسکو قتل کر دوں گا  
لوگوں نے کہا کہ اے شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہے آپ کو بھی سنا ہے  
ہے کہ ملجائے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپ  
باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب دوسکتا ہے بعض بعض افراد وہ کہہ کہ اتوں  
ملجائے پھر دعوت کر کے بیوی وغیرہ دیکر دیکھے گا یہ کلہر سکر اوسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو  
یہ تمہارا چھی ہے پس یہ وہاں سے آکر قلعہ میں داخل ہوا چلے تو اسنے باپ کو مجرا کیا



ایرج کو اور کما کما سے شہر یار میر سے باپ کی اطاعت اختیار کی چہا سلیے میں ذی بھی داشت  
 اختیار کی اب میر سے بیان آپ کی دعوت ہے یہ کہلائے گئے گھر چلا گیا اور تیار ہی دعوت  
 کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب میں بیہوشی ملائی اور ایک دن صیافت کا  
 مٹھرا کر ایرج کو لیکر ایرج اور طوقان شاہ مع انہی رفیقوں کے اور شاپور کے  
 گئے ناپ دیکھا کہ پھر دسترخوان چاہا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا ہی تھا کہ اس کا  
 باپ مسلمان ہو چکا ہے بس غفلت میں سب نے کھانا کھایا بعد کھانے کے پھر ناپ دیکھا  
 لگا اس عرصہ میں شاپور کو چکرایا اور پکارا اور اعظم شاہ تو ذی دعا کی غرض سب بیہوش  
 ہو گئے اور سب کو گرفتار کر لیا اور صند و قون میں بند کیا اور قون جو باہر ایرج کی  
 پڑی تھی اونسے کھلا بھی لیا کہ چنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو پکڑ لیا یہ ہم سب  
 چاہے کہ ہماری اطاعت کرو جو افسران قون نے سنا تو وہاں سے کوچ کر کے جانب  
 لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ ان صند و قون کو راہ پر رکھ کر جانب طلسم آئینہ  
 روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لے کر کھانا کھا کر ایسا الناس میں حیران  
 ہونے لگے کہ پہلوان قیل و قال کو کیا کیا یہ کتا ہوا ایک پہاڑ کے درہ میں اترا اور کچھ ناشائستہ  
 کر کے پھر روانہ ہوا اور وہاں پہنچے کہ افسران قون جو وہاں سے روانہ ہوئے تھے انکو رستہ  
 میں شہزادہ قاسم ملے آنھوں نے شہزادہ کو کورس کما کہ ای شہر یار ایرج کو اعظم شاہ  
 نے پکڑ لیا یہ قاسم نے جو یہ سنا تو اس وقت جانب قلعہ طوقانیر روانہ ہوئے اعظم شاہ  
 نے اندرون کو لے جلا جاتا ہے کہ یکایک گرد تیرہ تیرہ دھیرہ خیرہ سر گرد یہ آسمان رسیدہ دیای گرد  
 خیرہ بن دوزیدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لپٹا یہ گرد کیسی ہے مگر ہوا نے مارا گرد  
 کو گرد نے ہوا کو سامنے سے نشان یا قوت رنگ پیدا ہوئی اسی نوے ہزار جوان  
 یا قوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو کو کما کہ خبر تو لایہ خزاہ کیسا ہے  
 سیارہ دہانہ شام بھر کر اعظم شاہ کی قونج میں آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ خزاہ  
 کہاں جاتا ہے اور تم کون ہو اور کہاں جاؤ گے انھوں نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں  
 آؤ ہو سیارہ نے کہا ہم تو فکار کھلتے آؤ ہیں انھوں نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا چچ



ہوا اور آؤ قلعہ طوفانیہ کو ایسا یا اور طوفان شاہ اسکا ملے ہوا عظیم شاہ بن طوفان شاہ  
شکار کو کیا تھا وہ خبر شے آیا اور اسے دریافت کر کے بیوشی کھلا کر سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو  
جاتا ہر سیارہ نے پوچھا کہ ان صند و قون میں کیا ہوا دھون نے کہا کہ ایک بین ایرج ہوا  
ایک بین شاپور اور ایک بین اعظم شاہ کا باپ سیارہ نے خبر تحقیق کر خدمت قاسم میں  
اگر پوچھا اور اس سے سب ال بیان کیا قاسم کو یہ خبر شے تاب باقی نہ رہی تلوار کھینچ کر مرگٹ ٹھایا  
اور اس لشکر پر اگر گرا پھر قیاس تھاں خاوری اور حسن خان خاوری و فیروز خان  
خاوری سپہ سالارین کھینچ کر گری تلوار چلنے لگی دھڑ دھڑ اور مردی پر مردہ گر ڈنگا لنگا

جری کھینچا پس وہ خوفی حسام کہ جس صفت پہ آئی صفائی ہوئی کہا فلان سے تا صفت فوج شہر پر چڑی تیرے مثل تیرنگا ہ کیا قصہ مرگ کہ وہ دراز لب زخم تھو حاصل جیہا ہ	لے قصہ گہر کرے مستام سب چھو گئی اس جا کی ٹھہرا روان تھا ہم حیر کے بعد تیر صفوں پر وہ چلتی تھی پیر کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طرا عبیری ہوئی خاک دشت ہیر	قیامت کی تیغ آن بانی ہوئی گیا خاک پر مثل مایہی ٹری ہر ف سے کمان تک تھی پیدا ہوا روان سطح دریا پہ جسے موج سنون پر تھا ہر سمت خوش نگاہ مہوایر بخون نہ اوٹھتی تھی گرد
---	--	---

ہوا سے دھون کے جسے شہر  
سیکڑ بننے نہ دیا اور اعظم شاہ گہرا گیا دچا رحمدار صوبہ دار جو ساکت تھو اسے  
کہا کہ محب کو درہ پہاڑ میں پونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خگاہ  
وغیرہ سب لوٹ لیا اور صند و قون کو کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ  
کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے قتلہ رفع بیوشی بھون کو نکھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم  
ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے شاپور نے کہا یہ طوفان  
شاہ ہے اور طوفان شاہ نے قاسم سے کہا کہ اسے شہر بار قلعہ میں شہرین لے چلے  
قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کر نیکی غرض وہیں خیمہ استاد ہو کر بارگاہ میں  
سب بیٹھے ناپح ہوئے لگا شہر اب کا پیالہ گردش میں آیا اور اعظم شاہ



دو تین آدمیوں کے عرق پینے میں عرق گردین آلودہ پائون سب سے ہوئے ننگے پاؤں  
 ننگے سر پہ حواس کوہ رنگین میں پہونچا وہاں کی مالک ملکہ رنگین جادوگر لوگوں  
 نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال آیا ہے اڑھوں کما کا اڑھیاں خیر تو ہر قسم ماسے  
 کہ کیا مصیبت پڑی اوستے کما کہ ہاں خیر ہے ملکہ رنگین جادو کو جا کر خبر کرو کہ قاسم  
 فرمیری فوج سب بھارت کر دی میں بھاگ کر بیان آیا ہوں لوگوں نے جا کر ملکہ رنگین جادو  
 سے کما کا اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہے اور یوں کہتا ہے اوستے کما کہ جلد لاؤ آسکو کیوں روکا  
 سب کما کہ ہم نے روکا نہیں اوستے آپ ہی کما کہ خبر کرو غرض لوگ اوستے کو لے گئے ملکہ رنگین جادو  
 نے مقام صدر پر بٹھایا اور مزاج پر سی کی اوستے کما کہ اڑھیاں رنگین جادو و اسرج پر تاحضرت  
 کا طلسم توڑنے کو آیا پہلے میر باپ سے لڑا تھی ہوتی وہ اوستے کا مطلع ہو گیا میں شکار کو گیا تھا  
 راہ میں مجھ کو خبر ہوئی میں نے آ کر دعوت کر کے بیوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کر کے طلسم آئینہ  
 کو جاتا تھا راجہ میں اسرج کو باپ ملک قاسم نے آ کے ایسی تلواریں ماریں کہ سمجھنے نہ پیا  
 بھاگ کر میں تمھاری پاس آیا ہوں اور اوستے قید بھی چھین لی رنگین نے کما کہ اسرج قاسم  
 لکون ہیں اوستے کما کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہے اور اسرج قاسم کا بیٹا ہے رنگین  
 نے کما کہ وہی حمزہ جسے لقا کے ملک چھین لے رہا ہے اچھا میں جا کے پکڑی لاتی ہوں کما کہ  
 اوستے اوستے وقت غدار جادو و ایک کینز کھری ہوئی تھی اوستے کما کہ اڑھیاں ملکہ آپ کو ذرا سے  
 کام میں جانا نہ چاہتے ہم فرماں بردار کس لیے ہیں رنگین جادو نے کما کہ اڑھیاں غدار جادو  
 اچھا تو ہی جا کر پکڑ لاؤ غدار چار سو سا حہراہ لیکے روانہ ہوئی جب کہ اوستے بیابان میں  
 پہونچی تو دیکھا اوستے کہ خیمہ شاد ہیں فوج اتری ہے یہ کاری کہ اڑھیاں پرستو و ربر دستہ تم  
 وہ ہو کہ تم نے خداوند لقا کو حیران کیا ہے جسے کہ ہو پیدا کیا ہے اوستے لڑتی ہو یہ کہو کہ اوستے  
 مزاج میں رحم ہے اسوجہ پہنچ جاتی ہوں میں وہ چاہے تو غارت کر دی اور اب تم نے ارادہ کیا کہ  
 طلسم آئینہ کو جلی ننگے کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روید میں شکر  
 میں سب دوت و کاب تباہی شاپور شیر دل و درسیارہ بن عمر و ساحر یوں کو دیکھا بھاگ گئی  
 اور ان چار سو جادو گر نیونکی جھولیوں میں رانی ہر یوں شرمش کو داغی اگ دھتورے کو پھل بھڑکی



تو پس انھوں نے تاریخ نرجشکر پر بار بار شکر کیا اور عذار جادو و زامک تارین اپنی بی بی سے نکال کر  
 کر جانب آسمان اوجھالا اور تراڈ کی بلند ہوئی اور دھوان ہو کر جادو و زامکات شکر چھائی  
 تمام شکر ڈھک گیا اندھیرا ہو گیا ہاتھ نہ سوچھائی دیتا تھا اور گری ہوئی اور محل پر گیا  
 لوگوں کا پیاس کے ماری دم نکلی لگا ایساں ماہی سیے آپ تڑپنے لگے تمام مہمات وہ  
 جگہ بن گئی اوجھ اور قاسم یاد و دو کو پکار ڈیو چاہ بابل اوس جگہ سے شہر مشہور تھا عذار جادو و  
 زامک بھر کا میدان دیکر خیرات اسد کیا اور کہا اری لونڈیاں انکو کاہیکو قتل کروں یہ آپ ہی مار  
 پیاس کے تڑپ تڑپ کر مر جائینگے اور دو جادو گر نیون کو بھیجا کہ ملکہ رنگین جادو و  
 حال کہ آؤ کما کمنائے اقبال میں ذی فتح کی اون دونوں جادو گر نیون نے آکر ملکہ  
 رنگین جادو و عرض کی کہ مبارک ہو عذار ذی بھائی فتح کی رنگین اوس وقت کھانا کھا رہی تھی  
 یہ حال سنکر خوش ہو گئی ساتھ ستر خوان کھانڈ کے صغ شراب و کباب عذار جادو و کیواسطے  
 دو جادو گر دن کو بلادی روانہ کیو چھاپی شاپور و سیارہ بن عمر و جو شکر کھڑت آئے دیکھا  
 کہ چادر سیارہ بڑی ہو چلی ہو رہی تھا گے اور ایک درہ پہاڑ میں جا کے بیٹھے دیکھا کہ سامنے  
 کچھ خوان کھانڈ کے آئے ہیں دونوں دہقان کی شکل نیکر آئے پوچھا یہ کھانا کھان جانا ہی  
 اذن دونوں جادو گر دن کے کا عذار جادو کیواسطے ملکہ رنگین جادو و ڈکھانا بھیجا اور سب  
 سب کے دریا منت ہوا تھا شکر ابرج کا عذار جادو و زامکات کیا ہو شاپور ذی شکر سیارہ  
 سے کما بھائی وقت ہو پھر اسیا وقت نہ لیگا اور ایک پہاڑ میں جا کے دونوں جادو گر  
 کی صورت نیکر چھپے دڑے کما بھائی ٹھہر جانا اور قسریب آ کے کما ملکہ نے بلایا ہی اور کما  
 فرمایا ہی کہ تم کھانا بیو پناؤ اذن دونوں کو حلیہ بھیج دو یہ سنکے انھوں نے خوان کھول کھول  
 کر دکھائے شاپور و سیارہ ڈیو دیکھنا شروع کیو وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب کھانے میں  
 بیوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونوں کھانا لیکر آڈی خیر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا ہی عذار  
 جادو و کو یہ دن کب نصیب ہو چھ خوش ہو کے کھل میرے واسطے کیون نہ بھیجتے  
 میں ذی ایسا ہی کام کیا ہی وندنیون ڈکھانا بلایون ملکہ سب خوش ہوئی ہونگی اور آپ سے  
 نہایت رضا مند ہیں آپ چلے گا تو خلعت ہو گا اس عرصہ میں سب کے بارگاہ میں



دونوں آؤ عدار جادو واوٹھ کھڑی ہوئی آداب بجالانی لونڈی بھول کے آپ میں نرمی  
 مثل گدھ کے بھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھو اسکے چار سو لونڈیوں کے ساتھ کھانا کھانا  
 شاپور و سیارہ پنج دسترخوان کے آئیٹھے قہارین اوٹھا اوٹھا کر دیتی تھی اور کہتے تھے کہ یہ ملکہ  
 بہت تحفہ پکائی اور یہ خوش ذائقہ ہے یہ مٹھانی ملکہ کے کھانے کی عرض سب سے پیٹ پر بھر کی  
 کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیوشی ڈاکٹر کیا سب کو برابر چکرایا ایک مرتبہ پر اسو چوچکیا  
 آئی سب کے سب بیوش ہوئیں ایک طرف سے شاپور شیر دل خیر کھنچ کر دوڑا ایک طرف سے  
 سیارہ بن عمر و خیر لیکر چلائے تو عدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعد چار سو کنیروں کے  
 سر کاٹ ڈالے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پر چادر جانی رہی روشنی ہوئی سب بیوش  
 آیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور اسحٰق ڈسجدہ کیا بارگاہ میں بیٹھ شاپور و سیارہ ہوا  
 پیش قیمت جادو گرنیوں کا اوتار کے بارگاہ میں آ پہنچ قضا کار وہ دونوں جادو گر ملکہ  
 رنگین جادو و پاس پہنچ مجرا کیا ملکہ کے کھانے کے دونوں کھانا کھلا آؤ دونوں عرض کی کہ  
 آپ نے یاد فرمایا تھا ہم حاضر ہو کر کھائیں کس نگوڑی کبخت تینا اس گئی نے بلایا تھا عرض کی  
 کہ ہم کھانا لے جاتے تھے دو جادو گر پیچھے آ کے کہنے لگے کہ تم کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے ہم اونکو کھانے کے  
 حوالہ دے کر حاضر ہو کر رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا ارے کوئی جا کے عدار جادو کی خبر  
 لاؤ دو جادو گر روانہ ہوئے جا کر پہنچی پڑی ہیں بھڑکے بھڑکے خبر کی ملکہ نے کہا ارے کچھ ہو  
 کما چشم خود دیکھ آؤ ہیں رنگین جادو واری اور آپ کتاب ہمیشہ و سامری منگوئی  
 اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہے اور ایک سیارہ ہے ان دونوں نے سب کے سر کاٹے  
 ہیں غلط سم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہیں تاور یہ ہیں کسیکو خاطر میں نہیں  
 آؤ رنگین جادو و آگ لگ گئی باغ گلزار میں جا کر پہنچی ایک دیو کو اسنے پالا ہوا دسکو  
 وہاں رکھا ہے بڑا زبردست ہے بیس بیس اونٹ کے کباب کھاتا ہے چالیس چالیس  
 تنگ شراب کے پیاتا ہے اور عیش شہانہ روز کرتا ہے اس کے پاس ملکہ جاپوئی  
 او سنے مجرا کیا کما امان جان آج کیونکر آنا ہوا رنگین جادو و سنے سب حال  
 بیان کیا او سنے کما امان جان ہم آتے ہی کے دن کیواسیٹے ہیں آپ نے بہت بہتر



کیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہے یہ کھڑا اٹھاپس سر او سکتا تا بہ فلک سیدہ  
 اور پاپہ زمین دوزیرہ تھا ایک چوب دست کئی ہزار من کی ہاتھ میں لیکے روانہ ہوا یہاں  
 بارگاہ میں سب بیٹھ کر دیکھ رہے تھے شراب کا جام گردش میں تھا کہ وہ دیوتا پہنچا لوگوں کے  
 دیکھا کہ ایک گولہ پیچ رہا تھا کھانا ہوا آتا ہے دوستی برابر آ کے ایک چنچ ماری کا رے خلیہ پرست  
 سیری تھراک تم ہو میرا سامنا کرو تاج میں تم کو کھانی آیا ہون یہ خبر فاسم کو ہوئی کہ ایک دیوتا  
 آیا ہے اور یوں کہتا ہے فاسم ڈی سیکڑوں دیوتا اس کے تھرا رہا کہ اسکو مار ڈالوں اسی طرح  
 نے کہا قیل عالم آپ ڈی ہزار دن دیوتا ہیں غلام کو ہوس ہے آج حضور ملا خطہ فرمایا  
 کہ کس طرح سے اسکا کام تمام کرتا ہوں اور ملکہ رنگین جادو ڈی کچھ جادو گر واسطے خبر کیسا  
 کر دی تھی چنانچہ اسی طرح یہ کھڑا کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آیا کیا ارے  
 خیرہ سر کیا لاف زنی کرتا ہے اور بڑبڑا رہا ہے لایا ہے دیوتا نے بے تامل وہ چوب  
 دست اسی طرح پر ماری اسی طرح ڈی خالی دی پھر ایک چوب دست ماری اسی طرح ڈی پھر خالی دی  
 پھر ایک چوب دست ماری اسی طرح ڈی پھر خالی دی جھٹلا کر تیسری مرتبہ چوب دست ماری  
 اسی طرح ڈی پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین میں غاری ہو گیا جیسے ایک  
 چوب دست کو پھر اٹھا ڈی اسی طرح ڈی مرکب کو دیا کے ایک تلوار ماری کہ دیوتا دنگرے ہو کے  
 گر پڑا غل دشور مچایا اور اسی طرح پکارا مسم اسی طرح نوجوان روم ولپت کر دم یہ حکم پروردگار  
 عالم وہ جادو گر جو ہمراہ رنگین ڈی واسطے خبر کے کر دیے تھے وہ بھاگے اور جا کے رنگین  
 جادو کو خبر دی کہ اسی طرح نوجوان ڈی دیوتا کو مار ڈالا دوستی کیا ارے کیونکر مارا کہا پہلے تو دیوتا  
 میں چوب دست اسی طرح نوجوان پر ماری اسی طرح ڈی خالی دیکر ایک تیشہ ایسی ماری کہ مانند چارک و و  
 مگر دیوتا کے ہو گئے رنگین جادو کو بدنی شعلے اٹھنے لگی پکاری مسم رنگین جادو اگر اسی طرح کو نہ مارا  
 کچھ کام ہی نہ کیا یہ کھڑا تڑپا رہا مسم مار کر رہی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہوئے جا کر جو دیکھا تو دیوتا  
 دو ٹکڑے ہوئے تھیں چوٹی سے نایل نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑپا ہوا ایک برق گری کہ بھونکوا جلا دیا  
 سے مارے ہوئے فاسم نے کہا یارہ میان چلو یہ بیڑ دل آفت ہے سیارہ اور شاہ پور  
 کو پہلے ہی بھاگ گئے تھے پھر تو جب کاسنہ جبر کو اٹھا او دھڑکا گا جب کہ سب چلے گئے رنگین



قاسم اور ایرج کو پکڑ لیکن جادوگر و نسو کما کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کر دیا کہ  
 اپنے کوہ پر لیجائے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کما ای ملک تم طوفان شاہ کو نہ لائیں جیکا  
 طوفان تھا کما وہ کمان جائیگا سمجھ لو لگی یہ جو فوج بھاگی ایسا کہ آٹھ نو سو جوان خوارزمی  
 اور طوفان شاہ ایک دری میں تھیں اعظم شاہ نے کما ایرج ایک طوفان کو تاجدار  
 کر کے بہت خوش ہوئے تھے اس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو و قیامت میں گرفتار  
 کیا اور کما ایرج اب تک زندہ اور سلامت کب چھوڑی ہوں تھے چار سو نو سو سا حرم  
 زبردست قتل کی ہیں ایرج نے کما ہنہ سین مارا انکو رنگین جادو و کما تھے کما ہیکو  
 مارا تمھارا عیار دن تو قتل کیا ایرج نے کما ہیکو چھوڑ دیا سین تو تھیں کوئی آفت آیا جاتی  
 یہ رنگین جادو و غصہ کھا کر حکم کیا کہ کوہ رنگین کو چھوڑ کر نکلت جلتا رہے ہیں گرد  
 مار ونگی آٹھ نو سو جادوگر کوہ کیسے اترے قاسم نے کما پہلے میرا سر کاٹا کہ یہ میرا بیٹا ہے میں  
 آنکھوں نہ دیکھوں کہ یہ مارا جائے ایرج نے کما پہلے میرا سر کاٹا رنگین نے قاسم سے کما ایرج  
 ویو کو مارا ہے میں پہلے ایرج کا سر کاٹوں گی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑی  
 دیتی ہوں کہ سہار پاس لقا اور شہید و سامری پراری چھوڑ دہ کیا منہ ہے میں ایک بار  
 مر کے پھر جینا نہیں تو شوق سے گردن مار ہمارا پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچاؤ  
 ہے یہ سنکے رنگین جادو و دن کو پکڑ لائی اور چوہترہ پر بٹھایا سانسے بھاگے ہوئے  
 سردار پہاڑ میں تھے یہ حال دیکھ کے تلوار پکڑ پکڑ کر آگے لڑائی ہونے لگی اور  
 کما شتم قہاس خان خاوری اور شتم شہر ارہ گج گردن نفیر دن کی آواز بلند ہوئی  
 چار طرف سے آکر گرے سیکر دن جادوگر مار ڈالے اور وقت رنگین جادو  
 سحر کیا آسمان پر ایرج نو جوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ میں بھاگی شاید  
 لے دیکھا کہ وہ کوہ میں گئی ہے ایسا منو مار ڈالے ایک نو سو زخمی کی شکل بنکر  
 سوہتا ہوا روتی ہوئی بدحواس پیچھے دوری ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ آؤ  
 و س ہانچ نو مریان دور در حالی آتی تھیں ملکہ رنگین جادو و کما اری یہ کیا ہوا کما مجبور زخمی کیا  
 ملکہ میرا زخمی چاہتا ہے کہ انکی پوچھا تھو کہ بیان کاٹوں تو کھنڈک ٹپڑ رنگین جادو کما تھے تو ہی



مار ڈال لو نڈی ڈکھا ملکہ تبت و سامری تملو سلامت رکھو ان مودون ڈکھا سر اوٹھایا دی ہکونی  
 وارث سمجھے ہدی تھو جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہے اسی طرح سے ان ستیاناس  
 رگین کا لہو بہتا ہوا دیکھو ن تبت چین آدی یہ کہہ کر کہانی بی سیر پاس کوئی ہتھیار نہیں  
 رنگین جادو و دزدکی ایک تلواری پیدا ہوئی وہ تلواری لو نڈی کو دی لو نڈی ڈکھا  
 لیکے کھا دی مارے اٹکے ماروں یا ملکہ ماروں کھاری چڑکھا کستی ہو شاپور ڈکھا چڑکے  
 اور تیری مان یہ کیا بکیتی ہو رنگین جادو و دزدکی دو تہر زمین پہ مارا ساتھ دو تہر ڈکھا شاپور  
 ڈکھا ایک تلواری کہ مانند خیار تر رنگین جادو و دزدکی ہو دی دار و گیر کی اواز بلند ہوئی  
 بھیکو پکڑ لو کشتی مرا نام من رنگین جادو و دزدکی کھارستم شاپور سیر دل اسرج ڈکھا  
 گلے لگالیا اور سب کو جمع کر کے بٹھایا اور کہا آپ آرام کیجئے میں فوج کے ڈھونڈنے کو جاتا ہوں  
 یہ کہ شاپور سیر دل روانہ ہوا فوج کی فکر میں اب سینے کے وہاں کارخانہ سحر رنگین جادو  
 برطرف ہوا تھوڑی سی جادو گر جو وہاں تھو اوٹھوں ڈکھا طاعت قبول کی شاپور سیر دل  
 جو گیا تو ہر ایک مقام پر درہ پہاڑ میں لوگ چھو بیٹھ تھو اوٹھ کھایا روٹھارے شہریار ڈکھا فتح کیا یکے  
 سب کو چار طرف سے جمع کر کے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو و دزدکی کا تھا  
 زمین قاسم و اسرج بیٹھ تھو شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے اپنے مقام صدر پر بیٹھ اب کوہ  
 رنگین پہنچا پھر گائیو اسے آذین مجرا ہوتا ہے گانا ہو رہا ہے ہر ایک کو موافق اس کے حوصلہ کے  
 انعام ملتے ہیں ایک سمت کو طوفان شاہ بٹھا ہوا ہے مگر اعظم شاہ جو بھاگا تہ صحرای کلک  
 کلک قلعہ نستان میں گیا وہاں کا بادشاہ نستان شاہ ہے اعظم شاہ دروازہ قلعہ پر پہونچا  
 لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہے دیکھا کہ ٹوٹا مارا خستہ حال کپڑے پھڑپھڑے تاج تباہی  
 میر پر کھٹا ہوا پانوں سوچ ہوئی درہین آدمی ساتھ حیران سرگردان چلا آتا ہے لوگوں ڈکھا  
 اعظم شاہ آبکی کیا حالت ہے کچھ فرمایا تو کھایا روٹھارے جو قسمت میں تھا وہ ہوا کس کس  
 سے احوال بیان کروں تم جا کے نستان شاہ کو خبر کرو لوگوں ڈکھا آپ بادشاہ ہرادی ہن آپ  
 کے باپسے ہمیشہ ملاقات رہی ہے آپ جیسے اعظم شاہ ڈکھا جو ہمارا دور تھا وہ کہاں اب بحال  
 فلاں میں ڈکھا ہوس نہیں دم بادشاہت نہیں دو آدمی ٹوڈ مارے ساتھ ہن میری یہ حالت ہے کہ تباہ



کسی ذر کی نیکی اس بہتر یہ ہے کہ پہلے خبر کر دو تمہارے واسطے بھی خبر کر دنیا بہتر ہے کسواسطے  
 کہ تم تعینات ہو لوگوں کے کہا بہت اچھا ہمارا کیا بقدر جو آپ کو روکین لیکن بموجب حکم آپ کے  
 ہم جاتے ہیں ہر کاری کی جوڑی روانہ ہوئی نیشاں شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت سلطنت پر  
 آٹھ سو سردار ہاتھ باندھے کھڑے چار روز پر گرد تخت کھڑے ہوئے تھے مورچہ چل بال ہمارا کا  
 تھا ورواڑی پر چوبدار عضا بردار تو لائی رقصی بیٹھ تھے کہ چوڑی ہر کاری کی جا کے پودینی مجر کیا  
 عزم کی جان بیاہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا در بند اول کا جو بادشاہ ہے  
 آیا دے کساری تہ کیوں رو کا جلد لاد لوگ دوڑے اور لیکے نیشاں شاہ جو دیکھو عجب حالت  
 تیار ہے آیا دے کرسی بیٹھنے کو علی اعظم شاہ آداب بجالا کے بیٹھا نیشاں شاہ نے انھیں نیکی  
 کر لین فکر میں ہے کہ یہ کیا ہوا اور اس سے کیونکر پوچھوں کہ تیرے اوپر کیا گزری بعد دیکھری  
 کے پوچھا کہ تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہے تمہاری باپ نہ تم کو نکال دیا کوئی آفت پڑی  
 مال خزانہ ملک و مال حکم حاصل پھر تعجب ہے کہ تم اس طرح سے آئے کچھ تو احوال بیان کر  
 اعظم شاہ رو دیا اور کسادی عمو جان میں تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے اصرار  
 تو جوان بر ونا صاحب قرآن دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی قیل جان زور کو مارا  
 میرا باپ تالبدار ہوا مجھ کو اثناء راہ میں خبر ہوئی میں نے اس کے ضیانت کی سب کو کھا ڈی  
 میں بیوشی کھلا کر قید کر کے صند و قون میں بند کر کے طلسم آئینہ کو لپیلا راہ میں ایک  
 گردنہ دہوئی قاسم نے مار مار دتی وہ قیدی چھوڑا لی وہاں سے میں کوہ رنگین  
 میں لکر رنگین جادو پاس آیا لکر رنگین جادو سے لڑائی پڑی رنگین جادو پکڑ لائی  
 عیار دینے اور سکا کام تمام کیا ایرج آیا توڑنے کو آیا ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہے میں کے  
 پکڑے لاتا ہوں اعظم شاہ کو خام کرا کے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو  
 نقارہ کوچ کا ہوا نیشاں ستر ہزار جادو گر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا و چار  
 کوچ ہتھام کر کے آپو پنچا بیان قاسم و ایرج نے جو ان باتن کرنے کو ناح ہو رہا تھا کہ  
 سامنے سے گردنہ دہوئی گرد بر طرف ہو کر سواری معلوم ہوئی ہر کار و دن  
 نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اس طرح پر آیا ہے ساتھ اس کے



اعظم شاہ ایمرج نوجوان ملک قاسم ملکہ بدن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے میدان میں  
آئے کسب لشکر تیار ہو کر میدان میں آیا ایمرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت مہستان شاہ  
کا میدان حرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ قلب و فلاح ساقہ و کمین گاہ آراستہ پیرا  
ہوا سات محضین آراستہ ہوئے بلیدار دکن زمین نشین و بلند ہوار کی نشیب و فراز جہانکا  
سباد رون کی آنکھوں میں پھر گیا ستے آبپاشی کر گئے نقیہوں نے نقابت کی کہ اسے  
چو نور دیر و سباد و آج کا دن لڑائی کا ہے اپنے باپ داد سے کا نام کر دیا بیات  
روز جنگ است جنگ پایہ کردہ کو شش نام و تنگ پایہ کردہ تا شود مرد حاضر میدان  
تنگ براسپ تنگ پایہ کردہ کر کا ہونے لگا نقیہوں کی آواز بلند ہوئی مہستان شاہ  
تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو اس سحر میں پر  
جو کوئی بہ ارادہ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگانی درکار ہے تو پھر جاؤ  
اور ایک چوٹا ہمارا تمھارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا اسے سے بھجوا دو کیونکہ اسی نے  
یہ سب خرابی کی ہے ایمرج نوجوان نے جواب دیا کہ اری کیا لاف گزات کرتا ہے اگر تو لڑنے  
آیا ہے تو ہوس اپنی نکال لے اور کہیں جاتا تو چلا جا سہا جڈا بانے بیت طلسم  
کوڑے ہین ہم بھی حکم پر دروگاہ عالم اس طلسم کو توڑ نیکے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہے  
رفیق و حتمانی ذرا دسکو نکرا ہی و راہ ضلالت سے نکال راہ راست پر پہنچا یا تو اب ہم  
اوسکو بھلا کب تک یہ شکے مہستان شاہ نے کہا کہ اے خدا پرستو بھلا تم لب مانو دانے ہو جب تک  
کہ اپنی کڑی سزا نہ پاؤ گے ایمرج گھوڑا ڈال کر اوسکو سامنے آیا اوسنے کہا کہ اے ایمرج بھی  
تم کوئی در طلسم مجھے ہو کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت پرورد ایمرج نے کہا  
کہ او بیودہ کیا یکتا ہے کہ بیت زبان و کش و تیغ کش از غلاف کہ جاو سخن نیست اندر مصاف  
بس اسنو اکل کر کے نیزہ سینہ سے کینہ شہزادہ ایمرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے شان نیزہ  
کو نیزہ کی شان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی چلنے لگی چپکار یان آگ کی چھر پرن کہ بیات  
یہ کسکڑی دو دنوں گرم ستیز و غضب کی تھی آویزش مرگ خیزہ تران دبا کر بہ قہر و عتاب  
تورہا سیر در شک عتاب تھا سو بھیتی ہو دو دن وہ گرد قیامت تھی گھوڑوں کی آواز دہ



اوچھل کود میں تھر بلار ہوا وہ سمٹے وہ لپکے یہ ٹھٹھکے مری ہو کر گرواک دوسرے کی جری	نہیں ملکہ برق چندہ شراب جو نہ تھی وہ تھی دلربا و لفر دکھا ڈنگی لطف چابش گری	یہ آئے وہ پہونچے یہ چپکے اڑے نباوٹ دم رزم قاتل غریب کھلے رن میں نیزہ وری کو ہنر
جو دل او سوتا کا تو اپنے خبر سنان اسنے جوڑی تو او سوتا نظر ملا ڈنکان سے نگاہیں تھر سب	عجب گھات سوتی بہم زد گشت شکم او سنے باندھا تو اسنے کمر ہنر سے نہ خانی تھر دلوں کی وار	یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوی لپٹ تھامے میں تھر گرم روم عرب بہادر تو ہو ہو گئے بفرار

و دھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد و دھڑی کے ایک مقام پر جو نیز گھسٹتے ہیں تو نیزہ  
نیستان شاہ کی ہاتھ نکل گیا وہ تیغ بکرا کر آگرا اور تلوار میں جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا  
ایسی ج نو جوانوں کی خالی دنیا شروع کیا اس وقت وہ گھوڑی پر سوکھو پڑا اور کہا او ہم  
تم کشتی لڑیں ایسی ج بھی کوہ اسلحہ اور زہ جوشن اوتار کے الگ رکھ دیا کشتی پہونے  
لگی تھر مہلا کر ایک ٹکری اگر تباہ بہن مقابل میں ہوتا تو وہ بھی توتیا اور سر رہ جاتا  
بیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہاں اُنک کر لڑتے تھے تیلے پیسے کے بندھ جاتے تھے  
تھر پہلج پھر پھر کامل کشتی رہی ایسی ج کی دیکھا کہ پھر بہر ہو گیا اور یہ زیر زمین ہوتا بس سنے  
میں مہلا کر لچا اسیان مارا وہاں پہکا میتس چالیس قدم ریل کے لیکھا او سوتا چابا کر لنگر مارا  
تھر سنہل نسکا اس وقت اسنے سحر کر کے آت جو کیا ایسی ج کے دست و پابی جس حرکت  
ہو کر بید کی طرح کا پڑ لگا زور بالکل جاتا رہا نیستان شاہ کی مکر میں ہاتھ دیکر اٹھالیا اور نہن  
مار کر شکین باندھ کر لڈو شکر میں بھیجا یہ حال دیکھ کر قاسم مرکب اڑا کر آیا اسنے بھی کشتی پہونی  
اڈکو بھی زور سحر او سوتا باندھا اور پکارا کہ افسان شکر قاسم وایس ج نے تمہارے مالکوں کو  
زور مری پکڑ گیا تمہیں چاہیو کہ اطاعت کرو اڈکو کچھ جواب نہ دیا لیکن قیاس خان وری  
اسون قاسم کے اسنے آئے اسنے بھی کشتی پہونی انکو بھی اسی طرح اس  
باندھا اور ریل کی سالیس بجوں کے پھر گیا خیال کیا کہ ان مینوں کا سر کاٹ کے ملکہ مراد  
جاوے پاس بھیجا دوں غرض طبل گرہ کرتا ہوا بیابان کلک سی کلک قلعہ میں داخل ہوا اور جا  
ہی دروازہ قلعہ کا زور عسکر بند کر لیا شاہ پور شیر دل اور سیارہ بن عمر وہی پہونے



نیشاں شاہ کے روانہ ہوئے تھی یہ چار طرف قلعہ کے پھر گر کہیں راستہ نہ ملانا چار ہو کر ایک دوسرے  
 میں کوہ کے آئے اور وہاں نیشاں شاہ سے اعظم شاہ ذکرا کہ آپ طوفان شاہ  
 کو کمان چھوڑائے اوس ذکرا کہ تم گھڑے کیوں ہو میں انکی گردن مار لوں تو پھر طوفان  
 شاہ کسان جائیگا میں اوسکو بھی قید کر دوں گا وہ چار مہینے میں آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہہ کر  
 کہاکہ یہ خدا پرست بڑے محسن قدم میں انکار کشتا اچھا مہینے لاؤ میں گردن ماروں اوس نے  
 اچھ لہو کو بلوایا اور دارالامارت سے باہر جلا دوں کو طلب کر کے حکم دیا کہ انکی گردن مار دو ان تینوں  
 کہاکہ کیوں تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمہارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو اسرج  
 نے کہاکہ تو ذی ہکونہ زور نہیں پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کریں یا کچھ تھکونہ کہیں تو جادو کر دے اور  
 ہم جادو گری پر لعنت کرتے ہیں نیشاں شاہ یہ سن کر جاگیا اور کہاکہ تم خدا پرست بھلا  
 کب ماننے والے ہو اوسوقت جلا دوں کو حکم دیا انکو لے جاؤ اور گردن مارو جلا دوں کو کشتا  
 کشتا دارالامارت کے باہر لاؤ چوتھے رنگ کے تباہے بوریے فلاکت کے بھجیا رہا تو  
 خلقت کا اثر دہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہو چکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکا یک  
 آواز طبل اور تھارہ بجی کی آئی بہرین نیشاں شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اسنے باپ کو  
 مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہی کشتی لڑی اور لکڑی کا بہت شوق ہی نیشاں کے اوس  
 سے پوچھا کہ بابا کمان آتے ہو اوشی کہاکہ بابا جان شکار کو گیا خدا اور اسنے چوتھا  
 وایرج اور قیاس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیوں بابا جان یہ کون ہیں اور کیا معاملہ ہے نیشاں  
 ذکرا بابا یہ شکندہ طلسم ہیں یہ کس سب حال بیان کیا اور کہاکہ میں ذرا ان کو یہ قوت بازو  
 پکڑا ہے ہر چند کشتا ہوں کہ تم جمشید و سامری کو سمجھ کر دے مہینے میں بہرین نیشاں  
 نے اوسوقت ان لوگوں کو کہاکہ جو انکو تمکو جس حالت میں کہ بقوت بازو و بزرگ شمشیر گرا  
 کیا ہے تو پھر اطاعت کیوں نہیں قبول کرتے ہو اے مرج ذکرا کہ اگر اسنے تمکو بقوت بازو  
 گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اسنے تو ہکونہ زور سحر کر رہا ہے اگر ہکونہ چھوڑ دے  
 اور کشتی لڑی اور سحر نہ کری اور سحر نہ کری اور گرفتار نہ کری تو ہم اسکی اطاعت کریں بہرین  
 نیشاں ذکرا کہ آپ انکو چھوڑ دیجیو یہ باتیں جتن کہ یکا یک ایک تہا تھا ہوا اور پانچ



پیچھے پیدا ہو کر ایرج اور قاسم و نیستان و قیاس خان و جبرین نیستان کو اوکھا لیا  
 اور لہجہ کے ایک مقام پر رکھ دیا میان جو دیکھا تو ایک بار گاہ کھڑی ہو اور سین ایک منست بیٹھا  
 ہے ماتھے پر کھریہ کا قسقہ کھنچا ہوا بیچ میں سینہ در بطور ترسوں لگا ہوا بازو دون پر اور چھاتی  
 پر ہتھوں کے کھنور کیے ہوئے ہیں کان پھٹی پھٹی کندل کاتون میں پڑی ہوئی بال چھاتی پر جھانپن  
 خاکستری تو نڈرئی سی بفلون کے بال پڑی ہوئی ایک لنگوٹا یا نڈھ بیٹھا ہے اس نے کہا  
 کہ انکو چھوڑ دو جب کہ چھوڑ دیا اور سہرا دتا رہا تو اس نے پوچھا کہ تم کیوں آؤ؟ تو ایرج نے کہا  
 کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت تے کہا اور غریبانی بیان کیوں کہوتا ہے کسی نے بھی طلسم آئینہ  
 توڑا ہے بہتر تو یہ ہے کہ چلے جاؤ اور اگر یہی مزاج ہے کہ طلسم کو توڑ دینا تو یہی طلسم آئینہ ہے اگر  
 تم سے جایا جائے تو اس درہ میں پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا اور لوگوں سے لڑنے  
 اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے یہ سننا تھا کہ ایرج اور قاسم و قیاس خان  
 اس درہ بہار میں گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اونکے بال جل گئے ناچار ہو کر پھر آئے  
 منست نے کہا کہ کیوں صاحبو آخر نہ جا سکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلو جاؤ اور  
 اگر منین جانا منظور ہے اور لڑتا تو میں اکیلا بہت ہوں جبرین نیسان نے کہا کہ منست صاحب  
 آپ انکو انکی فوج میں پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو میں سمجھ لوں گا یقین تو ہے کہ چل جائیں  
 القصد انکو انکی فوج میں پہونچا دیا نیستان شاہ اپنے مکان میں آیا اونکی ہمراہ  
 جبرین نیستان بھی آیا اور سب بیٹھے شاہ پور و سیارہ بن عمر دہی آؤ جب کہ سب  
 بیٹھے ہوئے تو جبرین نیستان نے کہا کہ صاحبو مجھ کو ہمیشہ سے جو ان تو بصورت اور بہادر سی شوق ہے  
 لکڑی خوب سیکھا ہوں کشتی خوب لڑتا ہوں بڑ چھا ہلاتا ہوں جو جو فن سپاہ گری سکے  
 ہیں سب یاد ہیں اور ہمیشہ کی تلاش رہتی ہے تمھاری بہادری کا کیا نہ گور ہے تم تو باد  
 لیکن میں بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہوں اگر اپنا دوست لقور کر کے میرا گستاخ تو تو ایک بات  
 میں کہوں اس پر عمل کرو میں بیان کا با شہدہ ہوں مجھے بیان کا سب حال معلوم ہے جو تمھارا  
 مقصد ہے راست راست کہہ دو اگر ارادہ جانے کا ہے تو دیا کہو اور اگر جان بچانے کا ہے  
 تو جھوٹا آؤ ہو چل جاؤ کیوں مانتے ہیں ہلاک کرتے ہو ایرج تو جوان نے قسم کھائی کہ اگر



نیت بنیر توڑے طلسم کے ہر گز نہ چاؤنگا اس میں چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو پھر ذکرا کہ اسے ایرت  
 میرا تمہارے ہمراہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ اگر تم نہیں جانتے ہو تو یہاں ایک میلہ ہوا کرتا ہے اور  
 سیکے میں لکڑیاں جادو آتی ہیں اور ان کے ہمراہ ایک جیاب جادو ہے کہ وہ آتی ہے اور میں  
 اس پر عاشق ہوں چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہم سے اور جیاب سے ملاقات ہوا کرتی تھی اب  
 جب سے کہ مرآت جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجھ کو آنے نہیں دیتی ہے اگر تم طلسم توڑتا  
 تو جیاب جادو کو مجھ دنیا شہزادہ ابرج ذکرا کہ بھائی مجھ قسم ہے پروردگار کی کہ جیاب کو  
 میں تجھ کو دکھائی کہ کسکریں میں اس ذکرا کہ فی الحال صلاح یہ ہے کہ میں اسے مع شکریہ کوچ کر جائی تاکہ  
 سب کو معلوم ہو کہ ابرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہے اور دھراہ طلسم آئینہ کی ہے  
 اور دھرم لیجائو لگا آیکو اور اگر اور طرف سے ارادہ کچھ لگا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی میں گذر جائیگی  
 ابرج ذکرا کہ قبول کیا اور بارگاہ لدوائی اور مع شکریہ دست راست کی طرف روانہ ہوئی یہ خبر  
 نیشاں شاہ کو ہوئی کہ لشکر ابرج کا دست راست کی طرف جاتا ہے پس اسے خیال کیا کہ  
 ادھر سے بھی تو راہ طلسم کی ہے ضرور چرملگیا ان خدا پرستوں کا یہی دستور ہے تو رپھوڑ کا ہے اس طرح  
 آواؤنہوں نے اٹھارہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر برسم بلغر پہونچا اور پکارا کہ آ  
 خیرہ مہر وکیان جاتے ہو مجھ کو تمہارا ارادہ معلوم ہوا بھلا میں کسب جانی دیتا ہوں اور برین  
 نیشاں کہہ کہ کیوں اولوں تو ملگیا مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے یہ کسکریں جھا  
 پکڑ کر سامنے آیا اس وقت تو ابرج کو تاب نہ رہی اس نے ہر کوئی ہٹا دیا اور آپ لڑتے لگا  
 چند ہی طعن میں نیزہ اسکے ہاتھ سے اسی ہوئی کیا اور بر کے بازو پر ایک کہ بندھا تھا کہ جس کے  
 سحر اثر نہ کرنا تھا وہ اسے ابرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی  
 ابرج پر اس نے سحر کیا کچھ اثر نہ ہوا اور ابرج نے ایک لمبے بھر میں اس کو کمزور کر کے پکڑ کر اٹھالیا اور زمین ہل کر  
 اسے کر زمین پر مارا اور شکمیں باندھ کر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ میں انہی آیا  
 نیشاں شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کر تو چھوڑ دین نیشاں شاہ کلہ بڑھل  
 ولین کینہ رکھ کر طوطی کی طرح مسلمان ہوا ابرج تو جوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت فرمایا  
 یہ اس میں اگر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی سیعاد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب میں رکھا گیا



شہر پیرانی روکش دیوسہ شام بہ فراق یار میں کیا ماہ کا کام نہ رات کو نیشیان شاہ بھاگ کر روانہ ہوا اور چاہا اسنے کہ ملکہ مرآت جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کروں اور بیان بارگاہ میں بعد فراغ طعام ناپح سوڈ لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسہ عیش و عشر رہا جب گل خورشید شلاح سحر سے شگفتہ ہوا اور متاب پر شبنم کا پانی پھرا اپیا ت جیسے مثل حیا آنکھوں کے تارے + ہوئے صدقے سحر پر شہر + سر دامن پر زلف شب جو پوچھی یکایک کھل گئیں آنکھیں سحر کی + صبح کو قاسم و ایرج و بر و غیرہ نے خبر سنگانی نیشیان شاہ کے لوگوں کے کہا کہ وہ خیمہ میں نہیں ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگ گیا پیرن نیشیان نے کہا کہ اسکی قسمت میں تباہی ہی معلوم ہوا کہ ملک آئینہ کو مرآت جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہیں ہے بیان رہنا کیونکہ مرآت جادو و بڑی زبردست ساحرہ ہے اور اس کے قبضہ میں زمین و آسمان طلسم ہیں اگر آپ کو طلسم توڑنا ہے تو یکہ دہنا چلیے میں آپ کے ہمراہ ہوں عرض مشورہ کر کے قاسم و ایرج و قیاس پیرن نیشیان روانہ ہوئے عیار بھی ساتھ چلے بعد قطع منازل و طر مراصل ایک بیابان نرگس زار میں پہنچے کو سون تک تختہ نرگس شہلا نست لگی ہوئی تھی ہوا سر داس جنگل میں چل رہی تھی چشمہ چتر چاہ لہر نہ تھے ڈیرے موج خیز تھے کنارے کنارے اونکے گلے بند و بیان بظ مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایک طرف کو اوس بیابان کے ایک نقارہ سوڈ کا رکھا تھا اور اوس بر چوب بھی اوسکی رکھتی تھی اوس مقام پر سات کوہ ہیں اور سات باغ ہیں اور سات بیابان نرگس زار ہیں چنانچہ حال ادھکا بیان ہو گا اب ایرج نے پوچھا کہ کیوں اے پیر یہ نقارہ کیسا ہے پیرن نیشیان نے کہا کہ جتنے سنا ہے کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے ہمیں نہیں معلوم کہ کیا ہوا ایرج نے یہ سن کر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب اوٹھا کے اور لالہ کر کے اس نقارہ سے پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ وہنی طرف سے ایک آنڈھی سیاہ ادھٹی اور بیک چشم زدن تمام عالم میں پھیل گئی اور ایک پنجہ پیدا ہوا وہ ایرج کو اوٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ دیا یکایک آسمان پر سے الگ دھڑلگ کر پڑا قاسم نے چاہا کہ دوڑ کر اٹھا



کہ وہ درگاہوں آواز آئی کہ باتیں یہ خوراک باشندگان طلسم کی ہیں اس وقت جاو و گرائے  
 اور اٹھا لیکن قاسم کا تو رنگ سفید ہو گیا مگر پیرن بیستان ذکاء کا تو قاسم تم  
 بدحواس کہوں ہو ہو طلسم کا کا رختا ہے ایس ج ابھی زندہ ہے یہ تو اس طرح ہن مگر اب  
 حال سنو کہ افراسیاب جادو جو شکست کھا کر گیا تو اسے ملکہ حیرت دے گا کہ اگر عمر و بن  
 ضمیری مارا جائے تو یقین ہے کہ پھر کوئی گردن نہ ہلا سکے اور ار جادو ایک ساحر کہ وہاں موجود تھا  
 اسے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرماؤں تو میں عمر کو پکیر لاؤں افراسیاب نے کہا کہ اسے  
 بھائی بڑی بڑی زبردست ساحر پکڑنے کو عمر و کے گڑ گڑ مارے گا اب سنیں جی چاہتا کہ کوئی  
 مارا جائے اور ار جادو نے کہا کہ اگر قضا سیری سنیں تو کوئی کچھ سنیں کر سکتا ہے افراسیاب نے کہا کہ  
 مضائقہ ہے پس یہ شکر اسے تسلیم کی اور روانہ ہوا اس کے جانے کے بعد منظر جادو کی طرف دیکھ کر  
 افراسیاب نے کہا لازم ہے کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو منظر کا بیٹا تھا اسے  
 عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ عرض اس کے پیچھے گھڑی  
 گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو ناسہ لکھا کہ تم تمکو اپنا قوت بازو  
 سمجھتے ہیں تم ہمارے سلام کو بھی گئی روز سے نہیں آؤ اسکا کیا سبب اور میان عمر و ایک عا و  
 نیکر سیر کو نکلا ایک رہ پار کی طرف چلا اودھرا اور ار جادو آتا تھا اسے عمر و کو دیکھا اور عمر و اس کو  
 دیکھ کر گردن نیچی کر لی کہ یہ چچا بنیں لیکن اسے عمر و سے آکر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے عمر و نے کہا  
 مجھ کو اس جادو کہتے ہیں اور ار جادو نے اپنی نفل سے ایک تختی نکال کر دیکھا تو معلوم  
 کہ یہ عمر و تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اس طرح مل گیا اتنا اسے گرفتار کرے اسے  
 ایک دانہ ماش کا جو بڑھکر مارا تو عمر و کے پانوں زمین نے پکڑ لیے اور ار نے ہاتھ پکڑ کر کہا  
 کہ اسے خیرہ سر چوئے دغا باز ستم اور ار جادو آج افراسیاب کی بارگاہ میں بیٹا اوٹھانے  
 آیا تھا جیشید و سامری نے حرمت رکھ لی میں اب تجھے افراسیاب پاس بیجا ڈنگا عمر و نے  
 یہ سکر طمانیہ مارا طمانیہ کیا تھا کہ قضا کا طمانیہ تھا ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی اور ار جادو کو چھٹیک  
 آئی بیہوش ہو کر گر پڑا عمر و نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانوں اس کے کھل گئے بھاگتے تھے منظر جادو  
 آتا تھا اسے دیکھا کہ اور ار کی لاش پڑی ہے سمجھا کہ عمر و نے مارا پس یہ آگے بڑھا عمر کو تو معلوم



نہیں کہ اور کوئی آتا ہے اس میں منظر نے عمر و کو دیکھا پکارا کہ ادخیرہ سرکات جاتا دین ذی بھاتا عمر و ذی  
 جو پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو آتے ہوئے پایا اوس نے کہا کہ تم عمر و عیار یہ کیلے اوسکی طرف آیا اور  
 ٹوپی اتار کے قدم پر گر پڑا منظر نے کہا کہ تو ذکیا حرکت کی اوس نے کہا کہ مجھ کو افراسیاب کے  
 رفیقوں میں کوئی ایسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تفصیر معاف کرادی میں نے اس جادوگر  
 سے بھی کہا تھا کہ تو میری تفصیر معاف کرادی اوس نے کہا کہ میں انا اور مجھ کو کھینچتا ہوں ایسا کسی  
 شاگرد نے اسکو مار ڈالا ہے منظر جادو ذکیا کہ میں چلتا ہوں بہتر یہ ہے کہ افراسیاب کی  
 اطاعت کرنا ضروری ہے تو عقل مند یہ کہ تو ذکیا اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتیں کر رہے  
 تھے اور وہاں ملکہ مخمور مسخ چشم ذکیا کہ کوئی جاسے خواجہ کو بلالاکر کچھ کہتا ہے ایک جادوگر جاکر  
 تمام خیموں میں ڈھونڈھ آیا کہ میں تپا نہ پایا اوس نے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ میں نہیں ہیں  
 مخمور کو بول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے والی اور بیان منظر جادو ذکیا کہ اے عمر و یہ سچ ہے کہ تو اطاعت  
 کر گیا عمر و ذکیا کہ اے منظر بغیر اطاعت کیے جان نہ سکی یہ تو میں ہی ایسا شخص تھا جو اب تک  
 اس نے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتوں میں لگا کے کندا سپر ماری اور جباب مار کر بیہوش  
 کیا مگر اوسوقت ایک تراقا بھوا اوزر میں سے ایک بچہ پیدا ہوا منظر کو لیکر غرق زمین  
 ہو گیا منظر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آکھو اوسکی کھلگئی میں نے ٹرکڑ زمین سے  
 نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمر ادھر کو جاتا ہے بس یہ بھی اودھری کو چلا مگر صورت کو  
 سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اوس نے کہ عمر و بھاگا جاتا ہے بس اوس نے دوڑ کر کمون ہاتھ ڈال  
 دیا اور طمانچہ مارا کہ عمر و بیہوش ہو گیا اوس نے ایک زنجیر آہنی میں اسکو باندھا اور ہوشیار  
 کیا اور کہا کہ میں منظر جادو ہوں اے عمر و لو مجھ کو دم دیکر کندار کے بھاگا عمر و ذکیا کہ اے منظر تو  
 مجھ کو چھوڑ دے میرا گرفتار کرنا میری حق میں ہے اے منظر ذکیا کہ میں افراسیاب پاس تکو لیجا مگر  
 اب نہ لیجاؤ گا تجھ کو میں قتل کرونگا خنجر نکال کر تیز کرنے لگا قضا کا ر مخمور مسخ چشم اسطرف  
 جانکی یہ باجرا دیکھ کے سحر کر کے بلور نیم حلی منظر کے ساتھ کو ہوا جو لگی تو اوس نے پھر کے دیکھا  
 معلوم ہوا مخمور مسخ چشم آتی ہے پس اوس نے کہا کہ اوسکر اسے تو ہی مخمور مسخ چشم ہے اوس نے کہا کہ اوس نے ظنہ ظم  
 کیا گوہ کھاتا ہے منظر نے کہا کہ افراسیاب نے مجھ کو بھی بھیجا تھا کہ تو عمر و کو بلالاکر اوس نے اور ارکا



مارا اور مجبور دم دیکر کند کا حلقہ مارا اب تو اوسکی طرف سے دشمن ہو کر آئی جو مخمور رہنے کہا کہ میں  
 تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہوں یہ تو باتیں کر رہا تھا کہ ادھر سے اظہر جادو  
 آتا تھا اوسے یہ تماشا دیکھا اور چپ کر اونکی باتیں سننے لگا مخمور نے کہا ارے کیوں اپنی جان  
 کے پیچھے پڑا تو ہمارا شریک ہو جا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا  
 سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مارا تو نہیں کیا اظہر نے کہا کہ اور ارے تو مارا گیا لیکن  
 منظر ابھی جیتا ہے اور مخمور سرخ چشم کستی ہے کہ تو میرا شریک ہو جا مخمور کا نام سنتی ہی افراسیاب  
 بلا گیا اور چاہا کہ چلوں لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہو چکا تھا اوسے مارے خوف  
 کے جرات نہ کی سامنے مارا اثر درخوار سیاہ چشم کھڑا تھا اوسے کہا کہ تو جا کے  
 عمر کو مع مخمور بکر لایہ رخصت ہو کر چلا یہاں منظر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاؤ کہ ایک بڑا سناٹا ہوا  
 جسے افعی آتا ہے یا نیم چلتی ہے عمر تو گایم اور دھکے غائب ہو گیا مارا اثر درخوار سانپ کا  
 چابک پاتھ میں لپی ہو کر شراب کے نشہ میں اثر درخوار کے کباب کھاتا ہوا مخمور کے سامنے آیا پکارا  
 سنم مارا اثر درخوار کے گذرم کہ از دست من زندہ سلامت رہی مخمور سرخ چشم نے نابل  
 نولا دکھا مارا اثر درخوار نے خالی دیا پکارا ری نوٹھی احمق ہم جانتے ہیں کہ تو افراسیاب  
 پاس رہتی ہو لیکن ہم بھی غلام افراسیاب کے ہیں ایسا نہیں ہے کہ چن کوئی مار ڈالے  
 غرض ہونے لگا اور مارا اثر درخوار چابک کلہ میں ڈال کر زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بن کر پھسکا  
 مخمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور مخمور کو بانہ لیا منظر اور اظہر تو وہ دونوں بغاوت بجانے  
 لگو اور کہا کہ کیوں ہے مخمور اب تم کہاں جاؤ گی لیکن افسوس کہ عمر ونگل گیا یہ کسے کوس کوس بھر عمر  
 کو دھونڈنا صاحب نہ پایا تو مخمور کو لیکر چلے ادھر عمر واپس واپس کتا ہے کہ مخمور نے مجھ کو بچایا ہے تجھ سے  
 اگر ہو سکے تو مخمور کو بچا یہ سوچو چھوچھو چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قصاص کا سامنے ہے ہر طرف دہائی  
 آتا تھا اوسے درے سے پہاڑ کے دیکھا کہ مخمور تہی ہوئی جاتی ہے یہ ایک جادو گئی کی صورت  
 بنکر منظر و اظہر کے پاس آیا اور کہا کہ میں یہ کیا نور کو اس پار رہتی ہوں میرا نام نقشہ جادو ہے کہیں  
 ہوں افراسیاب کی افراسیاب کا حکم ہوا ہے کہ جادو گر مخمور کو لے آؤ میں ایسا نہ کہ عمر و بیوش کرے  
 جا کر یہ تین گلہ زبان اون تینوں کو دوتا کہ بیوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادو گر دن کو تو عیار دینکا



لکھنا لگا رہتا ہوا اثر درخوارہ سحر و دریافت لیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اوستا ایک مانت کا  
 مارا کہ بانوں برق کہ زمین کی پکڑی منظر اور اظہر قہقہہ مار کر ہنستے اور مارا اثر درخوارہ نے اوستا  
 پوچھا کہ تو کون ہے برق کہ کس میں برق فرنگی ہوں مخمور ہو چڑھا آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا  
 عمر و ذی کچھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا پس یہ سننا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر  
 بیمار و بلا چلا آتا ہے اوستا ایک بیفہ بیوشی مار کر بیوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی سی  
 بنا کے اور اوستا کو اپنی صورت کا بنایا اور کندھ پر لاد کر سامنے مارا اثر درخوارہ کے آیا اور پکارا کہ  
 اے افراسیاب کے غلامو جبکی فکر میں تم تھو اوستا کو لایا میں اثر درخوارہ کے آیا اور پکارا  
 کہ اے افراسیاب سب خوش ہو گا عمر و ذی کچھا کہ بھائی میں ذی صبح ہو کچھ کہایا نہیں ہے اور  
 میری گھر کے پاس کسی کا ایک باغ ہے کہ اوستا میں اتنا رہتے ہو لگو میں تو میں اتنا توڑ لایا ہوں  
 اوستا کے داغ نکال کر چاہتا تھا کہ بال بچوں کو دونوں گلاب ماری بھوک حالت تباہ ہو رہی واسے  
 کھاتا ہوں یہ کمر واسے نکالے اور کھانے لگا وہ سرخ سرخ دانے تازہ تازہ دیکھ کے سب  
 جی لپٹا تا اور کہا کہ میں دو عمر و ذی ایک ایک مٹھی سب کو دے ہر ایک کی کھاؤ اور کہا کہ کیا خوب شیرین  
 داغ ہیں کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے گئے کہ چنیک آئی اور گریڑے عمر و ذی نعرہ کیا کہ ستم  
 عمر و ایسے صتمری بھلا اب میں کب چھوڑتا ہوں یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک کا سر کاٹ  
 ڈالا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرانام من اظہر و منظر و مارا اثر درخوارہ  
 بود مخمور و برق فرنگی چھوٹ گئی اور اپنی بارگاہ میں آئی اور خبر افراسیاب کو پہنچی کہ منظر  
 وغیرہ سب ماری گئی اوستا صرصر و غیرہ عیار نیون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمر و کو گرفتار کر لاؤ یہ بیان  
 سے چلین گروہان مخمور نے مہر سے سب حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کوہ  
 تلخ پر رہتی ہے کہ جہان گھاس نیلی لگی اور مقیش کے پھندہ نے اوستا گھانس میں لگوہن عمر و ذی کچھا کہ  
 السترجم جا کر ستاری ماہ کو لائیکے اور اوستا خرس و ندان جادو کو افراسیاب کی بر گرفتاری عمر و  
 روانہ کیا اور عمر بھی سیر کر کے نکلا صرصر کو تو افراسیاب کی بھیجا ہی تھا یہ خواجہ کی فکر میں چلی تھی اوستا عمر و کو  
 دیکھا پس برق کی ایسی صورت بن کر سامنے عمر و آئی اور ہاتھ بکریا کہا کچھ کہہ دینا ہے پس الگ بجا کہ باتوں  
 لگو کہ ایک بیفہ مارا عمر و کو چنیک آئی اور گریڑے صرصر و سکوت پتارہ یا نہ کھڑی چلی مگر مخمور نظر میں تھی اوستا برق کہ کہا کہ



کچھ حال نہیں معلوم کہ کسان ہیں برق ز کما میں جاتا ہوں اور خیر لاتا ہوں اور ہر صر عمر  
 کو مصور کے خیمہ میں آئی مصور ز کما کا ہر صر تو کسکو لائی اس ز کما عمر و کو اور عمر  
 پشتار ز کما لکر ہوشیار کیا اور سکی جو آنکھ کھلی دیکھی کہ مصور بیٹھا ہے اور ہر صر کھڑی ہے سمجھا کہ  
 ہر صر تکیو لکر لائی ہے اور مصور ز کما کو بیان سے جا میں اسکا سر کاٹو لگا ہر صر ز کما سر کا  
 زین جنگل اندر گھری گیا ضرور ہے آپ سر کاٹے یہ شکے مصور عمر و کو لکر چلا ہر صر بھی اس کے پیچھے  
 چلی مصور عمر و کو ایک درہ میں کود کے لائی لایا اور تیرہ کھینچی چاہتا تھا کہ مارے اس وقت ایک  
 بچی پیدا ہوا اور عمر و کو اٹھا لیا مصور ز کما بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ  
 ناراض ہو گا بس اس ز ایک تیرہ عمر و کی صورت کا بنا کے سر کاٹا قضا کی کر دگا رضر خام  
 شیر دل آتا تھا اس نے دیکھا کہ مصور چادو ایک سر و مال میں باندھ کر لے جاتا ہے تیرہ  
 کیا کہ تفراد و شاد کا سر ہے بس اس ز آکر دہنی طرف سے ایک بقیہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا  
 ضر خام ز ر و مال کھول کر دیکھا تو عمر و کا سر پاد دل سے کما کہ ہاری یہ کیا غضب ہوا بس اس ز  
 تیرہ کو نکال کر جا ہا کہ مصور کا سر کاٹ ڈالوں وہیں ایک بچی پیدا ہوا اور مصور کو اٹھا لیا ضر خام  
 شیر دل ر و مال لیکر بھاگا اور جانب یار گاہ چلا لکر عمر و کو جو بچی لے گیا تو عمر و دلین کتا ہے کہ خدا  
 کر کسی دوست کا بچی ہو لکر بیان سب تیرے خون کے پیاسے ہیں یہ بچی ہر و کسی دشمن کا ہے  
 یکتا جاتا تھا ایک جنگل سے عطر کی بو آنے لگی اور گلہا زنگارنگ کھلتی تھیں اس بچی ز عمر و کو وہاں  
 لاکر چھوڑ دیا عمر حیران تھا کہ بیان کون ایسا تھا جو مجھ کو اٹھا لایا ہے عمر و یہ کوئی دوست معلوم تھا  
 یہ نہ دشمن دیکھا چاہیو اب کیا ہوتا ہے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتیں در در گوش مرصع ہوتی  
 سر اپا غرق در گیا جو ہر ایک تخت اس نے ہمراہ لیے ہوئے آئین اور آئینہ عمر و کو سلام کیا عمر و  
 ز اس بچہ چاکم کون ہوا اور یہ تخت کس نے بھیجا ہے اس نے کہا افراسیاب نے بھیجا ہے حلد سوار ہو کر چلے  
 افراسیاب کا سننے عمر و کی جان نکل گئی دلین کتا ہے کہ یہ تخت تختہ تابوت سے بہتر ہے اسے  
 عمر و بھاگ میا نہ پھر کتا ہے کہ اگر بھاگوں گا تو کسان جاؤں گا میا نہ پھر کتا ہے کہ اگر بھاگوں گا تو کسان  
 نہیں نکلا سکتا ہے خیر جواب مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیری حقین بہتر ہوگا وہی خدا کرے گا وہ خدا  
 لم تیران بچانے والا ہے بس یہ سوچ کر تخت پر سوار ہوا وہ عورتیں لے کر چلین عمر و بھی



ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دوسرا ہوتا تو کایہ بھٹ جاتا اب دسین لاکھ لاکھ تیرہین کرتا باتا ہے مگر کوئی بن نہیں پڑتی غرض نظم

نظر آیا دہن یک قلم کارنگ  
جڑے ہن زر کے دیوار دن میں  
نہال سبز شل بانع پیدا  
نہ ملتا ایک سو تھا ایک کارنگ  
کوئی مانتہ مسل سرخ نایاب  
چمک چون میں جیسے عارض یار  
کہ خبکو دیکھ کر حیران ہو بہراو  
کناروں پر کشیدہ خنجر تیر  
اسے دیکھا تو سارا بانع رویا

جڑے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ  
کرتا بندہ ہے شل مہر انور  
زمین شفات رستہ صاف دروا  
دخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ  
کوئی او نہیں زمرہ تھا خوش آب  
خمر کی جا گھر سب میں نمودار  
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد  
قریب اک حوض او سین خون بہر  
اکین تیر کے انسان وہ بھی گویا

اس بانع میں ایک بارہ دری جواہر کی بھری آگے اسکے نیگہ ہا سلک مراد پڑتا  
تھاتین سرخ منہلی ہل بوڑھ حوض خاشیہ جواہر کا وہ تھاتین کھڑی ہو لین دخت تمام بانع کے  
بادلہ کی سندھ ہوئے ستیش کے پھند نے اور تھوٹکتے نیگہ کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا  
اگر سوز عین سوز روشن عطر دان پا ندان خچکر جو گھرے گلابیان شراب کی کشتیان ڈالیاں بیوں  
کی بطورین بندی کے آراستہ اور تحت طاوسی بچھا ہوا اسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ  
ساتھ ہوتا تھا تھا پ بٹلے پر پڑتی تھی کہ ان عورتوں کی تحت کو لا کر سامنے رکھ دیا اور عمرو  
سے کہا اتر دینے کا ہے عمرو اتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا افراسیاب  
مسکرایا اور لوگوں نے کہا عجیب طرح کا جادو گرا افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک  
کرسی اگر الماس کی بھی عمرو کو اس پر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کر کے بیٹھا اور  
افراسیاب سے کہا خدا مدد سامری وقتا تمہاری غرت رکھے جیسا تم غریبون کی  
غرت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کسان عمرو نے کہا تم سب روشن ہے  
میں بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ ہر صر شمشیر زن مجھ کو بلکر معصوم کے پاس لیگئی اور



میرے قتل کی خبر کی خبر مجھ کو ادھالا یا سہارے منہ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب تیرا  
شری رڑنے میں درنہ کیا مقدور کسید کا کہ تھے لڑ سکا اسے افراسیاب زمین و آسمان پر  
قرآن میں ہیں جسوقت تیرے مزاج میں جو آؤ وہ کرے افراسیاب ڈکھا کہ میں ذرا سو اسٹے  
تجھ کو پکڑ لیا یا کہ مہر خ سحر چشم کو اب میں غارت کر ڈنگا پس تجھ کو بھی ادسکا قید ہونا دکھاؤں  
عمر و ڈکھا کہ مہر خ پر لیا منحصر تو جساو چاہے دم بھر میں غارت کر دیو فی الحقیقت کسی  
کے سی ذلتیں سرے ہاتھ سے ہوئیں سیکڑوں جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری بارگاہ میں آؤ  
تجھ کو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجھ کو ہوش کیا لگاؤ جو کچھ ہوا سو ہوا اب افراسیاب ڈکھا کہ تو اپنی  
حرکتوں سے باز نہیں آتا اور عمر و میں تیرا دشمن ہوں تو میرا دشمن ہے اگر اپنی زندگی چاہتا  
ہے مہر خ کو نامہ لکھ کے بیان بلا سے میں شکیل جادو کی معشوق بخش دوں گا لیکن اسد  
کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہے نہ بخشو گا یہ باتیں درد میں تعین کہ پنجہ مصور جادو کو لیکر  
آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ عمر و کرسی پر بیٹھا ہے بھیا نک ہو کر  
و کھنے لگا افراسیاب ڈکھا کہ اے مصور تصویر تو دیکھو کہ عمر و یہ ہے یا نہیں مصور نے  
تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمر و جو ادسے کھا کہ میں اسکو قتل کر ڈکھا تھا آج کچھ اسکو ادھالا  
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لگا ابر کا مزدار ہوا اور بجلی چلنے لگی آگے آگے سترہ سو عورت زبور یا قوت  
میں غرق چکی یا قوت کی پھرتی ہوئیں غم و غم و گلاں کو ادھیالتی ہوئیں آٹھ سولہ بیٹیاں  
آگے پیچھے عمدے لیے ہوئے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سوار آتی ہے  
بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت اترادہ عورت تخت سے اتری اور افراسیاب کو مجرا  
کیا پھر وہ تخت دہنی طرف افراسیاب کے کچھ گیا وہ عورت اوپر بیٹھی اور افراسیاب نے  
ادسے پوچھا کہ اے ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہے ادسے عرض کیا کہ دعا کرتی ہو  
پھر ادسے عمر و کو دیکھا شرماتی سنہ پھر لیا اور کھا کہ اے افراسیاب یہ کون ہے افراسیاب  
ڈکھا کہ یہ عمر و عیار ہے مشتری ہفت سحر ڈکھا کہ یہ وہی عمر و کہ جنہاں ہزار ملک باختر غارت  
کو مرد و شداد و پادشاہان اور داماد کو مارا ادسے کھا کہ ہاں مشتری ہفت سحر ہے مصور نے  
پوچھا کہ آج مزاج تو اچھا ہے مصور نے کھا کہ اچھا ہے اے ملکہ مشتری ہفت سحر عمر و کو جو پوچھتی ہو



یہ آپسے نہیں آؤ ہینا فراسیاب کے بلاؤ ہوئے آئے ہین عمر و زکاء فراسیاب تم مجھ کو بارگاہ رخ  
 میں بھجوا دو میں سب جادو گردن کو سمجھا کے لاتا ہوں ملک مشتری ہفت سحر ڈکھا جائے دیکھو  
 فراسیاب ڈکھا اگر تو پھر جائے تو کیا کرین عمر و زکاء اگر میں پھر جادو تو سر کاٹ لینا ملک مشتری  
 ہفت سحر ڈکھا خواجہ تھارے قول کا اعتبار ہے یہ کہی دو سو رو اور ایک رٹی موتیوں کی دی  
 فراسیاب ڈکھا ای عمر و زکاء جو انکو بلایا ہے یہ وہ مشتری ہفت سحر ہین کہ کوئی لاکھ سحر  
 کرے کچھ نہ ہو سکا گا یہ مالک ہفت سحر ہین کوئی ایک سحر دو کر لگا دو کر لگا کسان تک رو کر لگا دو  
 عمر و کو ہمراہ جادو کر کے بھجوا دیا مصور جادو زکاء اب عمر و عیار نہیں آئیگا بارگاہ میں جا کے  
 مخرج کو بھڑکا لینگا احوال سب کہیںکا ادھین مشتری ہفت سحر ادھی اور سحر کر کے کچھ  
 زہریاں اور ایک رٹی اپنی صورت کی بتائی وہ غائب ہو گئیں آپ کے فراسیاب  
 پاس بھی اور ادون جادو گردن زکاء کو ایک خجل ہین چھوڑ دیا عمر و زکاء ای عمر و فراسیاب  
 کتا ہے کہ ملک مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہونایت زبردست ہے ہفت سحر کی ملک  
 ہے سوا میر کوئی سامتا نہیں کر سکتا ہے بیڑول آئی ہے عمر و بھاگا اور مخرج سے کتا ہوا کہ میں  
 چھپا جاتا ہوں پیار میں گھٹا ہوا خجل کو طو کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سانسو ایک درہین ملک  
 مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصین دُر در گوش ایک چوہرہ پراستادہ ہین  
 مکان میں چلنیں شہر ہی ہین فرس کیا ہوا جو عمر و خیال کیا کہ فراسیاب تو ادھلیکا ہے  
 مشتری ہفت سحر اپنے مکان میں آئی ای عمر و اسے مقام پر چکنا کیا ہے کام تمام کر مالک  
 ہفت سحر کہ کیا ہوا پس ایک رٹی کی صورت بنا کہ انگیا مسکی ہوئی کرتی پھی ہوئی دوپہ کی ڈھیر  
 آڑی ہوئی پانچاڑ پھو پھو جوتیان کیچر میں بھری ہوئیں کچھ گستاخو ہوا بچا ہوا بھلے روئی لگی  
 کان میں ملکہ کے آواز گئی کمار دی دیکھو تو یہ کون رہتا ہے ایک عورت نے نکل کے دیکھا ایک  
 رٹی ہی خوبصورت روتی ہے پاس آؤ شانہ پکڑ کے کسا بی بی تو کیوں بیٹھی روتی ہے ایک مرتبہ  
 جمع کر کمار دی تم ٹھگ تو سنیں ہو وہ عورت ہنسی اور کمار دی بی بی دن دھاڑی ڈاکا پڑتا ہے  
 کمار دی میں تو یوں سنیں کتنی ہوں میں سوداگر کی ہوں میری مان باب لیے جاتے تھے راہ میں ٹھگ  
 اگرے سب لوٹ لے گئے ہین ایک قنات ادھیر کے بھاگی دور سے بھاگی ہوں بار



فاقون کو سری حالت ہوئی ہر آج بیان پہنچی ہوں نہیں معلوم یہ مکان کون پر تم کون ہو  
اس نوڈی ملکہ کو خبر کی مشتری مہفت سحر نے کہا جا کے بلا لا نوڈی گئی اور کہا اے سوداگر  
بھی تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے دلیں تو عمر وہی چاہتا تھا لیکن ظاہر میں کہا مجھ کمبخت نصیبوں  
پھوٹی کو کون بلائیگا اور میں جا کر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لٹ گیا  
علامہ نیکر چاکر ماری گئی خیر تمھاری خاطر سے چلتی ہوں یہ کہہ ساتھ اس کے گئی رو بہرہا کے  
نما جب سلامت کی آہ کر کے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کر کے  
نیوں بیٹھی کہا ملکہ تین روز ہو کہ فاقہ سے ہوں کچھ میسر نہیں ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق  
نہو تھا سو تین روز ہو گئے چلتے چلتے پانوں میں چھائے پڑ گئے ملکہ مشتری نے حکم کیا اری کچھ تیار  
ہو تو حذر لاؤ اسوقت کیا ب تیر تیر کو تر مرغ کی تیار ہو لا کے موجود کی ملکہ نے جو کیا دیا  
کھا کے چکی بیٹھ رہی ملکہ نے کہا تم چپ کیوں ہو میں کہا ملکہ خیر شراب کے کیا تراہ حکم کیا اری  
شراب لاؤ ایک قرا یہ شراب کالا کر رکھ دیا عمر و فری کھوں کے دیکھا دیکھا کہا تھا کہ نمک سرکاری  
داخل ہو گیا غرض سب نے وہ شراب پی عمر و نے بھی دو تین جام پی لیکن جب جام پیا بغل  
سو کھلی نشہ ہو جب کہ خوب پی چکی ایک مرتبہ سب کو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہو گئے عمر و نے  
اوپر پانڈان عطر دان چنگیر دان فرش فروش چلن سے سب اسباب داخل زمین کیا ایک  
مرد در زمین سے نکال کے عتاب کیا اور کہا ان سب کے کڑی اذتارے خردار بھڑکنا پائین  
اور آب خنجرے کے مشتری مہفت سحر پر دوڑا پاس جا کر تمام گستاخاں لیا اور خنجر آیدار نکال  
کے چاہے کہ سر کاٹوں ایک مرتبہ تڑا تھا ہوا بھلی چکی دو بچہ پیدا ہوئے عمر و اور مشتری کو اٹھالیا  
یعنی عمر و دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش ہوئی اور اکٹھے کے چلا بیان افراسیاب مصور ملکہ  
مشتری مہفت سحر پہنچے ہیں نالج ہو رہا ہے کہ وہ طبقہ پہنچا لوگوں نے کہا اری آسان پر کسی کچھ فاقہ  
آتی ہر افراسیاب نے کہا اری کچھ احمق ہو گئے ہو کیا کہو ہو خیا کچھ وہ طبقہ نہجوں کے لا کر رکھ دیا مشتری  
مہفت سحر نے دیکھا کہ عمر و خنجر پکڑے کھڑا ہے اور وہ مشتری کہ جسکو میں بنا کر بھا آئی تھی بیہوش رہی  
ہو ہیں اس کو میں عمر و کو خنجر باندھی اور افراسیاب نے جھپٹا کر ایک طمانی عمر و کے مارا اور اس  
نڈی کو ہوشیار کر کے حال پوچھا اوستی کہا کہ یہ سوداگر بھی بے آیا تھا اسوقت کہا کہ اری



جلاد کو بلایا تو تاک اسکا سر کاڈ عمر و ذکما کہ اب مجھ چھوڑ دیو بچو بھرا سی حرکت کبھی ہوگی بنو تو ملکہ کو دشمنوں کے قتل کی فکر کی تھی اور اسیا سب ذکما کہ من اب بچھوڑو لگا او سو وقت عمر و گھبرا یا پھر اپنے دل سے کما کہ اسے عمر و پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہو اور افراسیاب ذکما کہ اے افراسیاب میں جو تیری منت سماجت کروں تو اس قدر اپنی پروردگار کی لیون نہ منت کروں کہ وہ خالق لم یزل ہو تو لیا مجھ کو بچا لگا میرا خدا بچانے والا ہے اور اسیا سب ذکما کہ اے وہ خداوند لقا خود کچھ سے بڑا ہے عمر و ذکما کہ اے تیرے لقا پر اور کچھ منت ہو میرا خدا وہ ہے کہ جس نے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اور عمر و دیا مشتری ہفت سحر ذکما کہ کیا وہ جادوگر اور سحر و کو پاڑ کے کشان کشان یحیلے لاکے چو ترے پر بچایا حکم کیا کہ سر کا لٹو جلاؤ تیغ آبدار کھینچ کر سر پر آیا کوٹیلے کا خط گردن پر کھینچا عمر و دیا اور کما حقیقت میں زندگی پر حروف آ یا رور و کرنا جات کرنے لگا اسیا

بگرواپ بلا او فتادہ ام بامصلطے کی	یہ سحر عمر گرفتارم علی مرتضیٰ کی	از حالات شب مراج دستم پر ایلی
جرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا کی	اور اسیا سب بچار اے یہ کبہ بڑا ناہی اور سحر کرتا ہے عمر و نے	

کما میں ساحر پر لغت کرتا ہوں میرا سولہ بچا نیوالا ہے اس میں تیسرا حکم ہے ایتھ کھینچے جلاؤ کما اب جو مانگنی کی ہوس ہو مانگ لو عمر و ذکما کہ اے سحر ہو س تجھ کو ہوگی یا افراسیاب حرافراد کو جوگی دیکھ تو کیسی ہوس کلائی ہے اور جلاؤ با تھا دھایا ایک بچہ پیدا ہوا اور عمر و کو اوٹھایا افراسیاب جادو و ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو و حیران رہی کما معلوم ہوا کہ مخمور سحر چشم یا مہر مقرر لیگی افراسیاب ذکما کہ قسم ہے خداوند لقا کی سچے لو لگا ملکہ مشتری ہفت سحر نے کما میں پکڑ لاتی ہوں اور جو بچہ لیگیا وہ کون تھا کما ملکہ قریشیہ سلطان ملک فرنگ سے آتی تھی قضا کا راسی طرف سے گزری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاؤ سر کاٹا جاتا ہے لیکن عمر و کی خبر نہ تھی اس میں آنکھ عمر و کی کھلی ہو گیا ملکہ قریشیہ سلطان ذکما خواجہ تم طلسم میں کمان گئے تھے عمر و نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کما اے خواجہ اگر فرمائیے تو ابھی اتر کے طلسم کو غارت کیے دیتی ہوں ایک دیو سیکڑون کو کھاجاتا ہے عمر و نے کما اے ملکہ عمر و کو اس پر بھا پے میں جوتیان کھلایا چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر ترا دو کمر ترا دو بلکہ غارت نہ کروا دیتا ادس کو منظور



نین جا ہتا ہے کہ آدمی سے آدمی لڑے اور میں یہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑ دنگا اب یہ کسی کو حکم  
 کیجیے کہ مجھ کو مهرخ کی بارگاہ میں پہنچا دے اور تم کسان جاتی ہو ملک قریشہ ذکوان میں طلسم سفید  
 بوم کو جاتی ہوں یہ کس ملک ذکوان ملک آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو بھجوا دو یہ کس ملک  
 آئینہ پری تخت پر عمر و کوٹھاکے روانہ ہونی مهرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمر و پہنچا  
 تخت پر سے اتر کے نیچے میں گیا ملک مهرخ و مخمور بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار میں  
 تھے کہ خواجہ نین آئے ایک مرتبہ عمر و سامنے سے آیا مهرخ سحر چشم دید ہی دھڑکی لگا یا ہاتھ  
 پکڑ کر کسی پرٹھیا یا کتا خواجہ سلامت کسان شریف لے گئے تھے عمر و نے مصر کی عیاری  
 مصور پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملک مشتری ہفت سحر کی کیفیت قریشہ سلطان  
 کا ادھالیجانا سب بیان کیا مهرخ ذکوان کہ خواجہ خدا تم کو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگری  
 ہے اور ملک ہفت سحر کوئی اوسکا تھا یا نین کر سکتا عمر و ذکوان عین ہے کہ وہ آج آد  
 مهرخ ذکوان کہ مقدمہ رائی کا ہے نین معلوم کیا افتاد پرے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آواز  
 طبل اور نقارے کے بجن کی کان میں آئی یعنی مشتری ہفت سحر شکر لیکر آئی ہیں اور وہاں  
 آئین ہن یہ طبل اور نقارے اٹھین کے داخلے کے بجے تھے ملک مهرخ ذکوان جادوگر واسط  
 خبر کے روانہ کیا اوسنے آ کر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر شکر لیکر آئی ہیں اور وہاں  
 ساحر باز و بیل قرقری ہنس آتشین فیل آستین پر سوار ہو کر آدھے چٹا بچہ بارگاہ میں اور خیمہ نصب  
 ہوئے شکر اتر اکٹھا کھینکے لگا گرم بازار میں شرفع ہوئی اور ملک مشتری ہفت سحر نے  
 تارہ ملک مهرخ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مهرخ سحر چشم افراسیاب مالک و مختار ہے اور ہم سب  
 تابعدار ہیں جسوقت ہمارے تمہاری درمیان خیمہ قصہ ہوا تو کچھ فرمانہ رہا لازم ہے کہ آشتی کرو  
 اور اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ ہمارے تمہاری خیمہ پر یہ نام لکھا اور مہر کر کے ایک  
 جادوگر کو دیا وہ مهرخ پاس لایا ملک مهرخ ذکوان پرٹھا اور جواب لکھا کہ اے مشتری ہفت سحر  
 بہت سے جادوگر بیان آئے اور ماری گئے چٹا بچہ اب ہمیں تم امید ملنے کی نہ رکھو اور جو کچھ تمہاری قصود  
 کوتاہی نہ کر دے لکھ کر بھیج دیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کسا اللہ رے غرور  
 کیا کچھ جواب لکھا عرض جب دامن مغرب میں مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے



نقارہ کوچ کا بجا کر نظم	بہار شام کی پیدا کیا رنگ	لگا ہونکو نظر آئے تو دھنگ
شعلہ ہر مثل زلف جانان	لگا ہون سو لگی ہو دریشان	ملکہ مشتری ہفت سحر نے
<p>طبل بنگ بجا یا مہر نے بھی خبر شکر نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونوں شکر و نین سحر و سادہ کی اور آلات حرب و حرب کی ہوئی لگی کر اہلیان چڑھ گئیں بیرون کو بھٹین ملین اور شکوہ دریا سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوتی جاتی تھی ہر ایک کے دلین لڑنے کی موج اٹھتی تھی تلوار کا گھاٹ آج باڑھ پر تھا کہیں خبر چمکتی تھی کہیں تیر و شان آبدار کیو جاتے تھے چار مہر رات دونوں شکرین غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی و نہنوں ہو کر رہی ایسا ت</p>		
ہوئی خوابیدہ چشم بچہ بیدار	بڑھو یاد ایش قسمت کو گنگام	لکھئی جب رات مثل عمر شاق
شعلہ ہر چمکی سوی آفاق	لکھو ملکہ مشتری ہفت سحر تحت پر سوال ہوئی جاہ لاکھ اسی نہر	
<p>چودہ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ وہ سب طایران سحر پر سوار تھے اور آگ دھتورہ کے پھل اوجھالتے ہوئے نارین دھار بج ترنج ہاتھوں میں لے کر ماش رانی سر سون کر دانی بھولیوں میں بھری آتش بگولہ اٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب میں آکر قائم ہوئے ہر قبیلہ سرخ و سبز و زرد ہوا میں دراڑی لگین جو جو کار کا سامری کے غل ہوا ادھر ملکہ مہر آدھور و نا فرمان و بہار سب انہوں نے تختوں پر سوار ہو کر کئی لاکھ جادوگر و ن کی ہجیت سے یہ ان کا رزار میں آتین صفوں لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں کی کڑکیتوں کی کڑکاکا کہ ان ای ساحر ان نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہتھیار دنیا</p>		
میں نہ رہا۔ نظم	نہا شد کسی در جان پاندار	ہم نام نیلے بود یاد گار
کجا شد فریدون مضحاک چہ	مہان عرب خسرو ان عجم	کجا آن نیرنگان ساسانیان
زہر امیان و زانہ کانیان	نکو ہدیہ و تر شاہ ضحاک بود	کہ بیدا گر بود و نا پاک بود
فریدون فرخ ستایش نہ ہر	نہ مرد او و جادویر نامش فر	سخن مانع اندر جان یادگار
سحرین سستہ را گو ہر شاہ ملو	تم بھی آجکا دن لڑو دشمن کو تہ تیغ کر لو یہ کمر نقیب کناری ہو کر اور	
<p>مشتری ہفت سحر تحت بڑھ کر آئی اور بکاری کہ تیری عقل ماری گئی ہو کہ جو تو میرا سنا کیا یہ بیلر سامنا نہیں کیا اور یا کج سنا کیا ہو سیکر دن لڑو ای غلام کو اور پشمار ہو گیا موجود بن اچھا بھی کیوں</p>		



تیار ہو گئے اس لکار ڈسے مہر کی طرہ سے تاک چادو نکلا اور برابر کے ادھر ایک ماربل مارا ملک  
 مشتری ہفت سحر نے خالی دیکر ایک قولہ کا گورہ مارا کہ تاک چادو کی مان توڑ کر نکل گیا پھر  
 اسلم چادو آیا اور ادھر ایک چکر مارا اور سحر خالی دیکر ایک تیج مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر تو نکلا  
 وہ زخمی ہوا مہر خ ذرا دہ کیا عمرو ذی کما ای ملک مہر خ مابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا چادو دگر موبو دین  
 لا کہ ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہر خ ذی کما ای خواجہ بیکر کسی طرح فتح ہوتی نہیں معلوم دیتی عمرو ذی کما  
 اگر یقین ہو کہ میں نہ سکتی تو مضائقہ نہیں ہے مہر خ ذی کما ای پوری زبردست فتح شکست خدا کے  
 اختیار ہو لیکن یہ ممکن ہو جاتا ہے پھر اجاتا ہے آخر کیا ہو گا عمرو ذی کما ای ملک اگر تم زخمی ہو گئیں  
 یا ماری گئیں تو تمام کھیل بکڑ جائیگا میں بھی ڈھیلا ہو جاؤں گا میں ڈھیلا ہو جاؤں گا جب تک یہ لڑائی  
 ہو چادو دگر نکلو لڑنے دو بیکو عیاری بخوبی موبھی ہے میں مقررات کو کام کرؤں گا اس میں مہر خ کی طرہ  
 تیس چالیس زخمی ہو گئے چالیس پچاس گرفتار ہو گئے مہر خ ذی طاؤس بڑھاؤ کما ای ملک مشتری  
 ہفت سحر بھان اللہ خوب لڑیں مشتری ذی کما ای مہر خ تنہا ہو گیا اور سکون ہو زخمی کیا تمہارا  
 نہ کیا مہر خ ذی کما ای مشتری ہفت سحر اتنا ہوتا تھا کہ لڑائی دیکھ لینے مشتری ذی کما  
 کما آج تو جہل اسایش بجاؤ کی کل سر میدان مہر خ کو طکارنا یہ خیال کر کے بل آشایش ہو گئے  
 پھر گئی تمام چادو دگر خوش ہو کر اور کہتے تھے کہ ای ملک خوب لڑیں معلوم ہوتا ہے کہ مہر خ تمہارا سامنا  
 نہ کرے گی ملک مشتری بھی میں داخل ہوتی ہجرت چادو و طلسم سے آئی باتیں ہر ذی لکین  
 افرا سیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم میں داخل ہو جہرت کو خبر ہوئی ہجرت  
 نے افرا سیاب سے تمام احوال کما افرا سیاب ذی کما تم جا کے ملک مشتری ہفت سحر کو  
 بلالاد ہجرت سوار ہو کر آئی مشتری کو بیگنی مشتری ہفت سحر ذی کما افرا سیاب سے  
 مشتری کو گالگیا تحت پر بھی کما ای افرا سیاب مہر خ ذی کما سامنا کیا میرا ارادہ ہے کہ  
 کل بیکو پہلے مہر خ کو لکاروں افرا سیاب ذی کما تم تمہارے ہیں کھانا آیا مشتری کو  
 کھلایا شراب کباب کھلا پلاس کے تھو طلسم کے دیڑا اور کما ای مشتری ہفت سحر تنہا بڑی  
 لڑائی ماری ہے عیار نا بکار لگے ہوئے آج کا دن تم میں رہو ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤ ماری جاؤ  
 پھر چوٹ چپٹ آ جاؤ تو غضب ہو جاؤ گا ملک مشتری ذی کما آپ ذی دیکر لیا کہ میں سے



کس طرح عمر و کو کڑوا بلوایا تھا سیرا کیا کر سکتا ہے مین خبردار ہوں یہ کیکے رخصت ہوئی اپنے خیمے مین  
 اقراسیاب ڈھرے شمشیر زن صبار فتار کندا نذر شرارہ نقب زن شمشیر سنگ انداز تیز نگاہ  
 بخزدن کو بلا کر کہا وہ صرصر تو جانتی ہے کہ ملکہ مشتری مہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہے کہ مہرج  
 کا ستر نہ پڑ سکا اب وہ اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہے عیار دکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبر داری  
 کہ واکر کچھ پیچ پڑ گیا تو قسم خداوند لقا کی صبا کو تم پانچو کا سر کاٹ ڈالو نگا صرصر نے کہا اسے  
 اقراسیاب چادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہے اس کا چار  
 ہے غرض صرصر کو غلعت دی کہ روانہ کیا راہ مین صرصر نے صبار فتار کندا نذر شرارہ سے کہا کچھ سنا  
 اقراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اکسے قسم کھائی ہے اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالینگا اور  
 عمر و بھی جان بازی کر گیا اور مشتری کو مار ڈالینگا اور اقراسیاب نے مشتری سے کہا بھیجا  
 مین نے پانچون عیار زچیان تمہارے چوکی پر سے کو بھیجی ہیں اس مین پانچون عیار زچیان  
 عیار سو پچن اور داخل بارگاہ ہو مین جا کے مجرا کیا مشتری مہفت سحر نے کتاب سامری  
 دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیار زچیان ہیں کہا حاضر ہو میان عمر و عیار چار گھڑی رات گئے  
 رخصت ہو کے مہرج سے چلا مہرج نے خدا حامی و خدا حافظ کہا عمر و نے منظور کیا قبضہ رورہ  
 زربختی و پیادہ سقر لاتی گوین عیاری سے چپت و ہالاک ہو کر روانہ ہوا راہ مین برق تکی  
 ملا کہا مین بھی حاضر ہوں غرض جبوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگار دن کی آمد و رفت  
 تھی ایک خدمت گار کی صورت بکر صاف تھی مین داخل ہو کے خدمتگار دن مین بیٹھ گیا بعد  
 دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے الگ کے کھڑا ہوا اور دھڑ سے صرصر شمشیر زن  
 صبار فتار کندا نذر شرارہ آتی تھیں پہچاننا کہ عمر و کھڑا وہ مین عمر و نے بھی تیور دن سے  
 دریافت کیا کہ ان دونوں نے پہچانا ستون سے الگ ہو کے کہاں چستی سے کھڑا ہوا  
 صرصر نے کہا صبار فتار کندا عمر و پر ہرگز ارادہ نہ کرنا عمر و عیار گلیسم عیاری اور ہلکے غائب  
 ہو گیا صرصر و صبار فتار کندا دھونڈتے لیکن شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی اور  
 معلوم نہ تھا مشتری مہفت سحر نے کہا اسے تم کیا ڈھونڈتی ہو صرصر نے کہا بلا لون  
 ابھی جو ستون سے خدمت گار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمر و عیار تھا لیکن



صاف نکلیا مشتری ہفت سحر نہیں بھی کہا میں بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے شہر ارہ  
 جو کھڑی تھی صرصر نہ ہاتھ پکڑ لیا کہا اری برق قرنگی تو کہاں جائیگا برابر سو کند کے حلقہ مارے  
 بیلا عیاری کا صرصر کے ہاتھ میں رہا برق قرنگی صاف نکل گیا مشتری نے دیکھا کہ  
 ارے یہ کون تھا کہا وہ برق قرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شہر ارہ شہیر کا کچھ  
 نہیں معلوم عمروں کا کچھ نہیں معلوم سے صرصر نے پھر کے دیکھا اور تلوار کھینچ کے دوڑی  
 عمروں نے بھی غم نہیں تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا ارادہ کیا عمروں نے پہچانا  
 صاف جت کر کے نکل گیا صرصر نے کہا بید دل نقشہ جو دیکھیے کیا ہوتا ہے اس میں دیکھتی  
 ہے کہ باہر سے شہر ارہ دیکھتے ہی آتی ہے صرصر نے نشانی اپنی دیکھ کے سب  
 احوال کہا اس میں آسمان پر سے ایک نوا تھا ہوا ایک جادوگر زمین پونٹ آیا اور مشتری  
 کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہے صرصر نے کہا اری صیار قمار عمر  
 تو شوئے چلو دیکھ آدین صیار قمار و صرصر چلین داہنی طرف شہیر کھڑی تھی کہا ارے  
 کہاں جاتی ہے اور صیاب مار کر بیوش کر دیا لیکن صرصر کو بڑھکر صیار قمار نے قتلہ رفع  
 بیوشی دیا صرصر کی آنکھ کھلی صیار قمار نے کہا بالوں اس وقت وہ شہیر نہ تھی کوئی  
 اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا کہا داہ اری کوئی راتی اچھی نہوتی عیار بڑے طر فراق  
 ہیں اور مشتری ڈھانچہ چلے کہا مہری طرف سے آداب عرض کرنا اور کتنا ہم نہایت  
 خرد دار ہیں وہ جادوگر کبھ آئے وہیں صرصر آہو پنی پچاتا کہ عمروں دوڑ کے کند کے حلقہ مارے  
 عمروں اگر سیدھا نکلا تو پھنس جاو لیکن عمروں نے صرصر کو کھلا داہنی طرف صیار قمار کھڑی  
 تھی پانچون حلقہ مارے لیکن جلدی کر مارے کند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ عمروں  
 کی گردن میں پڑا دم سے آ رہا برابر سے صرصر نے دوڑ کر نیچے مارا کند کا حلقہ کٹ گیا  
 پکارا مٹم ضرغام شیر دل غل ہوا بھو بکڑیو صرصر نہ ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمروں کہ  
 گیا تھا اگر صبح کے ہوئے ہوتے مشتری کا سر نہ کاٹا تو عمر نام نہ پایا غل ہو رہا تھا  
 مشتری نے کہا اری کیا غل ہو عمروں نے کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہیں کرتیں کہا اری  
 میں کس پر سحر کرتا ابھی شہر ارہ کھڑی تھی ابھی شہیر کھڑی ہے صبح افراسیاب



کھوئی کہ آپ ہی کا تقدیر ہو چو آپ ان عیاروں کو لے کر اپنے صرصر سے کہا میں آپ کی چوکی دیکھ  
 ہوں پانچ عیار بچان چو کی کو موجود ہیں آپ آرام کیجئے ہم پانچ کے گرد ہوں اور ہمیں  
 کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند کیجئے سنے روشن ہیں میان عمر و جوانی  
 ہے مہر کی بارگاہ میں ہونچا صرخ کہا خواجہ کمان سے آگے ہو عمر و ذہب احوال کہا  
 کہا صرخ ہمارے ساتھ ایک بچاس سا عہد جادو گر نیان کرد و صرخ ذکا خواجہ بہت اچھا اور  
 عمر و عیار صورت نگار کی صورت نیکی ایک تحت پر سوار ہو کر جادو گر نیان میں پنجشا قہار  
 دستیان روشن نقیب بکا رہتا ہوا چلا جاتا ہوا اسی طرح سے جیسے میں مشتری ہفت سحر کے  
 داخل ہوتی خبر ہوتی صورت نگار جادو آتی ہیں فل ہر شکل میں عیار و نکاح صورت نگار  
 کہا اور عیار بچان کیا کرتی ہیں اذنی کے کچھ نہو سکا عمر و کے نام کو بھاگتی ہیں دیکھا کہ مشتری  
 پلنگ پر لٹی ہیں لیکن شراب کا خوب نشہ ہر صرصر سامنے سے آتی میرا لیا ہر ایک حال خط بھی بنا  
 لیکن کچھ نہ بھانا صرصر نے عیار رخسار سے کہا اس کے تو تو دیکھ یہ صورت نگار و صیافین  
 تو خوب دیکھا کہا صرصر رخت ہو کے آتی ہوں کہ میں بھی رات کو چوکی و ذنگی میں اذی عاوند  
 پوچھ کے آتی ہوتی ہیں رات کو زمین رہوئی صرصر نے پھر کھور سے دیکھا اور کہا ملکہ آپ  
 شہری آرام کیجئے یہ بارگاہ خالی ہر صورت نگار جادو یہ بارگاہ خالی ہر صورت نگار جادو  
 اپنی جادو گر نیون کو بھراؤ یہ کچھ میں جا بیٹھی پانچون عیار بچان مشتری کو پلنگ کر گرد  
 صہرین جب کہ پھر رات پاتی رہی صورت نگار جادو و نقی سے پانچ چار جادو گر نیون سے  
 کہاتم یہ ہوشی لیکے شعون پر ڈالتی ہوتی چلی جادو اس وقت عیار بچون کو بھی کچھ غمہ دگی  
 سی ہر جادو گر نیان ہوشی ڈالتی ہوتی چلی گئیں بعد و گھری کہ عمر و قنات چاک کر کے  
 مشتری کے چیمے میں کیا دیکھا پانچون ہوش بن عمر و ذہب جادو گر نیون کو کہا جب  
 میں چیمے کے یا ہر کلون تم مارتی ہوتی نکل جانا عرض خبر سے مشتری ہفت سحر کا چو  
 پکڑ کے سرکاٹ ڈالا نکل ہوا پانچون عیار بچون آتکھ کھلی عمر و بھاگا جادو گر نیان جادو گر  
 مارتی ہوتی صان نکل گئیں نکل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیا نکل  
 ہر حیرت جادو کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب ذکا قسم ہے مہکو



عیار نیون کا سر کاٹو نگا اور تیلے پر شبید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کر کے اوڑا جب کہ اس  
 نے مین آیا دیکھا مشتری پُری پڑ عیاز بچان کھڑی ہن افراسیاب نے کہا ارے تم کہاں  
 جاؤ گی مین تم پانچون کی گردن مار ڈکا صرصر نے کہا اے افراسیاب جاو اگر مشتری  
 سج گئی ہو تو حضور خوش ہو دینگے یہ کہنے پانگ کا او قہ چراوٹھا یا مشتری پُری تھی افراسیاب  
 نے کہا ارے صرصر یہ کیا کیا کہا بلا لون مننے مشتری ہفت سحر کو ہوش کر کے پانگ کے  
 تلے رکھا تھا اور مشتری کی صورت بناسکے سلاوی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا  
 اور کہا مشتری ہفت سحر کو نیکہ رفع ہوشی کا دیکر طلسم مین لے آئے کہنے افراسیاب  
 نے باغ عیش مین اگر ملکہ حیرت جاووسی کہا عمرو دوز ملک مشتری ہفت سحر کو مار ڈواں تھا لیکن  
 اس طرح سحر بھی حیرت جاووسی کہا مار ڈالو مین باقی کیا تھا اسکی عیاری مین کچھ سرق نہیں  
 افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سب سچ تو گئی اوسین پانچ عیار میان مشتری  
 ہفت سحر کو لے کے پونچن افراسیاب نے صرصر تم شیر زن کو خلعت دیا اور کاشا پاش  
 کی تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہن وہ ساہنشاہ عیاران اور دوسرے برق قرنی ساتھ تھے  
 آج کام کیا ہے صرصر نے عرض کی اے شہریار لونڈی کیا کردی اور تو جھنور جھا ہوتی ہے  
 اور ایسے کا سامنا ہے لونڈی کیا کردی افراسیاب نے کہا صرصر مین غافل نہیں ہوں اب  
 مہرچ کو غارت کرتا ہوں یہ تذکرہ کر کے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور چلی  
 ماجرا جو گذر تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن مہرچ گئین مشتری  
 پر جو اس ہو گئی اور کہا افراسیاب جاو و جسدن مہرچ کو مار دنگی اوسدن سرخرو ہو گئی  
 لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہے کہ عمرو بڑا بدست ہے اور افراسیاب پاس کھت ہو کے  
 روانہ ہوتی اور عمرو جو مہرچ کی بارگاہ مین آیا سب احوال بیان کیا مہرچ نے کہا مشتری کو مار  
 عمرو نے کہا مین جتنے جاوگر مارے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا کچھ اور آواز  
 ہوتی مہرچ نے کہا کہ خواجہ مشتری مین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہن کوئی اور  
 مشتری بنائی ہوگی اور مشتری انجو خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیر دل آیا اور کہا ملک مشتری  
 ہفت سحر مین داخل ہوئے عمرو نے کہا مہرچ تم تو بھی مین مشتری کی بارگاہ کی خبر لاتا ہوا مشتری نے



کواب میں صرح کو غارت کر دنگی مگر اب کیفیت طلمس آئینہ کی بیان ہوتی ہے کہ وہ پنجہ جو اس صرح  
 کو اوٹھا لیا اس صرح پر دیکھو کہ تیکو ایک پنجہ لٹکاؤ ہو رہی جاتا ہے اس میں ایک میدان نظر آیا اور  
 ایک س اتیت قولاد کے تحت پر بیٹھ رہیں اس پنجہ سے اس صرح کو اتیتوں کے پنجہ میں بٹھا دیا  
 اتیتوں نے کہا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہے کہا میں اس صرح بن قاسم  
 ہوں طلمس آئینہ توڑنے کو آیا ہوں ایک اتیت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آئے  
 قیدی بادشاہ طلمس ہو چکا تمام چھوٹ چکے طلمس آئینہ توڑ دی ہو اس رہبانگی اس صرح نے کہا  
 انشاء اللہ توڑ دینگا اکیسویں ذی ہجری کی کہ اس کو مار ڈالو لیکن پہلے ملکہ مرآت جادو کو اطلاع  
 کیجیے جسطرح پر وہ کہیں عمل میں آدے ایک اتیت نے ملکہ مرآت جادو سے کہا کہ طلمس میں  
 اس صرح بن قاسم کیسے آئے کے دوستی نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس ادٹھالایا ہے مرآت  
 جادو نے کہا اس سوے مونڈی کاڑ کو چین نہ آیا پھینچھو را اتیتوں نے کہا جو حکم ہوئے وہ  
 کریں مرآت جادو کے رو برد ایک نوڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنی کھڑی تھی  
 کہا اے ابرک جادو اتیتوں کے مکان پر ابرج آیا تو سر کاٹ لایا پنجہ اتیت کے ساتھ  
 ابرک جادو جاہو پئی دیکھا کہ اس صرح بیٹھا ہے لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پاؤں بھر  
 بھر دلمین کہا اسکی کیا تفسیر ہے کہیں سے نکل آیا نقارہ دھڑا تھا بجا دیا اس کو گردن  
 مار ڈکوا ہے اے ابرک جادو اس کو قتل کر کے کیا لقا و ہمیشہ دسامری کو منہ دکھائیگی  
 پاس جا کے کہا حکم کیا ہے مرآت جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ اس صرح نے کہا اے اہم اگر ہماری  
 زندگی ہے تو کس کا تقدیر ہے جو سر کاٹ سکے اور اس صرح کو ابرک جادو مکر میں ہاتھ دیکرے  
 اڑی اپنی مکان میں بٹھا دیا اس صرح نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہے پانچ چار درخت انار د  
 امرود کے لگے ہیں ایک دالان نیچے چھوٹا سا ہے دو نوڈیاں نیلی سوسی کا پاجا پہنی بیٹھی ہیں  
 انھوں نے ابرک جادو کو کہا اے اس صرح ملکہ مرآت جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤ میں  
 نکاو اوٹھالائی ہوں لازم تو یوں ہے کہ جو کوئی حکے واسطے جھانکے اسکی وہ خاطر کرے اس صرح  
 نے کہا ہم تابعدار تمھاری ہیں سوا تمھاری ہمارا کون ہے ابرک سمجھی کہ مجھ کو چاہتا ہے کہ اسکی نوڈیوں  
 ہم اسکی در کسی بات کا تصدیق نہ توڑ کام خدمت میں حاضر رہنا کسی شے کی تکلیف نہ توڑ یوں



کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آیا دیکھا ہم خدمت کو موجود ہیں اب تک جادو تو گئی  
 اور لونڈیوں نے پانچ گھنٹہ گز بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور اب تک جادو ایک سترش  
 کے آؤ کا بنا کے سحر کر کے رد مال میں باندھ کر لہجی بزرگ کو لے چکے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی  
 سر کاٹ ڈالا ہے اور مرآت جادو پاس لائی میان شاپور شیر دل کو شامہ دل میں کتا  
 ہے کہ خدا نے اسے جادو داخل طلسم کیا تو میان رہ گیا کسی ترکیب سے پہلے یہ سوچ کے چلا  
 بچا بچہ جاتے جاتے ایک دروازہ معلوم دیا اوس میں ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا  
 شاپور نے نزدیک جا کے کہا کیوں بڑے میان یہ کون ملک ہے اور کہاں کی سترش  
 سے اوسے تو یہ کہا لیکن ایک ترڑا تھا ہوا اور ایک پتلی پیدا ہوئی ہاتھ میں چابک لی اوسے  
 کہا کہ بڑے میان یہ عیار ایں جادو اسکو بکڑ لونی انور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دو کلا گیا  
 نگر وہاں بھی بڑی میان پیر سوار چلے آتے تھے شاپور کے کو حواس گئے اور اوسے پیر سے  
 اوتر کے شاپور کے ایک چابک مارا اور بکڑ کی پیر پڑا لکر طلسم میں داخل ہوا مرآت جادو  
 باغ میں تھی یہ پیر سوار شاپور کو لیے ہوئے داخل ہوا مرآت جادو ڈوب بچا کہ اری کسکو لایا  
 ہر اوسے کہا یہ شاپور عیار ایں جادو اسے چڑاؤ کو آیا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ کون ملک ہے اوسے  
 ایک پتلی پیدا ہوئی اوسے کہا کہ یہ عیار ہے اوسکو بکڑ لو بس میں بکڑ لایا مرآت جادو نے  
 یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید کر دو میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پانوں میں بٹریاں گلے میں طبق  
 بھون میں خاردار لٹورانون پر چوڑے قولا دے کے ادرا ہوں پر چوڑے قولا دے کے کمر میں  
 زنجیر ڈالکر قید سخت میں گرفتار کیا پیر سوار تو چلا گیا اور مرآت جادو شاپور سے کہا کہ کیوں او  
 سو تو شہزادی کو بھرانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملک پیٹ بڑی چیز میں نوکر ہوں اوسکا نہ  
 نہ آتا اگر اوسکی ربائی کو تو کیا کرتا لکرا آپ کا تا بعد اہوں اس سے کچھ کام نہیں مرآت جادو  
 نے کہا اری سو تو مجھ کو دم دیتا ہے یہ باتیں بھین کہ اسکا جادو رد مال میں سر بانڈی ہو لیکر آئی  
 اور مرآت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ بعد سامری جیشہ آپ کے دشمن کا سر لائی ہوں مرآت نے  
 یہ شکر حکم دیا کہ اسکو گنگوری پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلتا دل میں کتا تھا کہ جبے واسطے یہ  
 عیاری کی تھی وہی مارا گیا پیر اب زندگی کی کیا حلاوت ہے اور مرآت جادو نے کہا کہ یہ عیاری ہی ہے



ایرج گاتوڑ سرکاٹا تو اسکا بھی سرکاٹا ایرک یہ شکر شاپور کو بجلی راہ میں شاپور ڈکھا کہ ای  
ملکہ میں تمہارا غلام و فرمانبردار ہوں تمہاری گھر کا کام کلج کر ڈنگا نمجہ چور دہ ملک ایرک چادو  
ہنتی جاتی تھی اور کستی ہر کارے شاپور کیون گھبراتا ہر محبت کا یہی فراہ جو حالت اسکی ہوتی وہی  
تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ و سب تو یہ کستی ہر کہ جو حالت اسکی ہوتی وہی  
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان میں آئی شاپور ڈکھا کہ ایرج پانگ پر بیٹھا ہے  
اسین ایرک ڈکھا کہ ای شاپور میں ایرج پر عاشق ہوں سن ایرک چادو کا ساڑھو چارو  
برس کا ہر سحر کے سبب پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی غرض ایرک ڈکھا کہ کھانا لاؤ اور  
دستر خوان اگر کچھا اور خشکا دو سالن کے پیاسے اور ناش کی تھنڈی دال اور کچھ چائیاں  
آئیں ایرج ڈکھا کہ پیالہ سالن کا اور کچھ دھیان کھا ڈکھا کہ ارادہ کیا اور دل سے کہا کہ یہ وہ مقام  
ہر کہ جہاں کچھ میسر نہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اور وقت ایرک چادو دے کہ کھا کر ایرج  
چادو ڈکھا کہ ای ایرج ہمارا ساتھ ہم نہ کھاؤ گے کہیں عاشق اور معشوق نے الگ الگ  
بھی کھایا ایرج کی ناک میں بوی بر آئی ایسی کہ صیپے شہ اس شکر گیا بس ایرج کو نفرت  
ہوتی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہیں چاہتا ایرک چادو ڈکھا کہ باب  
اوٹھالیا اور آدھا کھا کے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ اسے پیار سے آدھا ہٹے کھایا اور  
تم کھاؤ اور کھا میں نہ کھاؤ لگا اور وقت اور کھا اور کھیدہ لاؤ لوندیاں جا کر انگور  
رنگہ سے وغیرہ لیکر آئیں ایرج ڈکھا کہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی آئی  
اور ایرک ڈکھا کہ بوجھ صاحب ایسا نہ کہ ہمارے منہ کا کچھ لگ جائے ایرج ڈکھا کہ خدا نہ کرے  
بھلا تمہارے منہ کا کیا لگ جائیگا ایرک ڈکھا کہ شہ شراب کا ہوا ایرج کو گلے میں ہاتھ  
ڈال دیے اور کھا اور جانی میں تھکڑ بچا لائی اپنی جان کا خطرہ کیا ملکہ مرا ت چادو نیکی تو مار  
ڈال لی اور تم سے اختلاط بھی نہیں کرے ایرج ڈکھا اس وقت میں فسر میں ہوں ایرک  
ڈکھا کہ کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی بھیاں میرے پاس ہیں تم کیون فکر کرے  
ہو یہ کھرا ایرج کو گلے میں بھر ہاتھ ڈال دیا ایرج ڈکھا کہ چل اختلاط کی خونی میں تیرا کٹنا  
نہیں ماننا ایرک ڈکھا اور خیرہ سر میں ڈکھا کہ تیرا سر نہیں کاٹا بچا کے پاؤ گھرے آئی کہ تو میرا مقصد



پورا کر گیا تو یہ باتیں کرتا ہے میں جگوا ب کب چھوڑتی ہوں یہ کہہ کر تلواریں دھری و سو قتل یح  
 سے شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے اے شہریار جان بچا ہے یہ کہہ کر سکھایا کہ آپ یہ کیسے گا کہ دریا کا  
 کنارہ ہو شکار ماہی کھیلے جائے اور شراب پیتے جائے کتاب کھاتے جائے جیسا خدا بھی خوش آتا ہے  
 غرض جب ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ اسے ملکہ یہ سطح کہتے ہیں کہ دریا کا کنارہ ہو صید ماہی  
 کرتے جائیں اور شراب پیتے جائیں اس نے کہا کہ پھر یہ کیوں نہیں کہتے اور شاپور و ایرج کو لیکر روٹ  
 ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہیں دریا کا کنارہ ہے تخت بچھے ہیں دور کے  
 گوشے دھڑے ہیں اس تخت پر بیٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک تہہ کچھ پانی میں  
 اچھلا اور ایک جانور گل کے اوڑ گیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اس نے کچھ نہ کہا اٹھ کر  
 ایک جھنڈی میں چھپ رہا لیکن وہ جو اچھلی تھی مچلی سحر کی تھی پس وہ مرآت جادو کے پاس  
 گئی اور اس سے کہا کہ اسے مرآت جادو دریا سے پھر بر ابرک جادو ایرج کو لیے بیٹھی  
 ہے مرآت نے کہا کہ کیا کہتی ہے وہ تو سر کاٹ لائی تھی مچلی سحر نے کہا چلو دیکھ لو  
 مرآت جادو پرواز کر کے چلی جا کے جو اس نے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلے ہوئے پایا پس آؤ  
 روبرو ابرک کے جا کر کہا کہ اری چڑو یہ تو عیش کرنے اپنے دھڑے کو لائی تھی ابرک نے  
 کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہیں ہوا مرآت نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا اور ایرج  
 کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی تیجھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتہ نہ ملا آخر یہ ایک  
 درہ کوہ میں آکر بیٹھا اور مرآت ایرج کو لیکر باغ میں آئی اور وہاں قید کیا کہا صبح کو قتل  
 کرونگی کتاب سامری میں دیکھا اوس میں لکھا تھا کہ تم اسکو قتل کر سکو گی اس نے کہا میں  
 آج رات کو پہرا چوکی درنگی کنیروں نے کہا اسکو کسی پتھر سے میں بنا کر دیجئے ہم پھر آؤ گے  
 آپ آرام فرمائیے یہ باتیں بھٹیں کہ کیا کہ خبر ہوئی زیور جادو متھاری بھانجی آتی ہیں چنانچہ  
 چالیس حبشی اوس کے ہمراہ تھے اس نے اسکو تسلیم کی اور کہا خالہ جان میں نے سنا تھا کہ آپ کچھ آؤ  
 ہیں اس لیے میں آئی ہوں کہ آپ کو راضی کروں اور زیور نے پھر کر جو دیکھا تو ایک نوجوان  
 کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہے مرآت جادو نے سب احوال بیان کیا اور کہا میں  
 پہرا دوں گی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زیور نے کہا تم کا ہی کو بے آرام ہوا اؤ مجھے دو



میں لیجاؤں غرض بہت کچھ تکرار کر کے زیور اور سکو اپنے ساتھ لے گئی اور اپنے باغ میں لیجا لے  
 بٹھایا لیکن شاپور جس درے میں بیٹھا تھا اسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور بھیچے چلا تھا ایک  
 زندگی بچے آیا زیور جادو ایسج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک خوش انگور  
 کا دیا کہا ملک مرآت جادو سے یہ دیا زیور جادو نے انگور اٹھا لیے کچھ دانے آب کھانے  
 تھوڑے لوگوں کو بانٹ دیے اور ہاتھ دس نڈی کا پکڑ کے کہا جادو دیکھ لو میں ایسج کو کس مقام  
 پر قید کیا ہے شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا جی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک مار کر تڑا تے  
 گر پڑی شاپور نے خیر کمال پکڑ کے چوٹا سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار دیکر کی بند ہوئی مکان  
 باغ نسب اور گناہل شور آندھی اٹھئی شاپور نے ایسج کی قید کاٹی کہا شہر یار اس اندیسے  
 میں کل چلے یہ کہلے ہاتھ ایسج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہر یار تو اطمینان کو اب خدا کرے  
 بلدی یہاں سے چلنا ہوئے اور مرآت جادو کو خبر ہوئی کہ ملک زیور جادو و ماری گئی  
 ایسج نہیں معلوم کہاں گیا مرآت جادو کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا ارے بڑا غضب ہے  
 میں سمجھی تھی کہ فقہ ایسج آیا ہے لیکن عیار بھی آئے ہیں جتنے جادو گر کھڑے تھے سب  
 کہا کہ جو ایسج کے عیار کا سر لائے گا ہمال کر دوگی سیکڑوں جادو گر شخص کو ایسج اور  
 شاپور کے روانہ ہوئے اور ایسج و شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات جو ہا  
 مٹی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھ کے ایسج نے دعا کی الہی سوا تیرے کون مدد  
 کرنے والا ہے تو کریم ہے رحیم ہے شاپور سے ایسج نے کہا اسے شاپور جیسے کنتھا گھر ہے  
 ویسے رہے بدیس کسی گائون اور کسی باغ میں چلے رہے تھوڑی جرات تھی وہ گذر گئی اب  
 یہاں گنڈا لائیں یہ کہلے ایسج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طر کی ایک دیوار باغ نظر آئی لیکن  
 دروازہ بند ہے یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایسج نے کہا آواز لوگوں کے بولنے کی آئی  
 ہے پھر بند کیوں ہے شاپور نے کہا اکثر باغیان دروازہ بند کر لیتے ہیں اس واسطے کہ آپ تو  
 کام میں رہتے ہیں کوئی آگے کچھ توڑنے کے ایسج نے چل میں ہاتھ دے دیے دروازہ اکھڑا  
 اور اندر داخل ہوئے دیکھا باغ بہت آراستہ ہے گل مہندی کے تختے کھلے ہوئے ہیں گرد انگور  
 کی داریست کھلے لٹکتے ہیں انار کو لاڑ گترے لگے ہوئے ہیں مکان سبے ہوئے ہیں چار کوئی



چار بیج ہیں چار رنگ ہیں باغبان سونے روپے کے بیجے کھریاں لیے ہوئے روش بندی  
 کرتے ہیں ہاتھوں میں سونیکے کرے گلے میں ہنسیاں دھوتیاں بندھی ہیں گلے میں جنبو  
 پرے ہو کر میں زنجیریں روپے کی ہیں وہاں ایک باغبان نے سلام کیا ایسے جگہ کو دیکھنے  
 پہلے ہنسنا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے منہ کے جو رو دیا اسکا کیا سبب باغبان نے کہا  
 تمکو اس سے کیا مطلب ہے خیر تم میرے کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل معلوم  
 ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھ تو سبب ہے کہ تھے رو دیا باغبان نے کہا اسے  
 عزیز بغیر بیچے مرآت کے جو یہاں آتا ہے پھر نہیں کل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا  
 یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو باغبان نے جگہ کے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہے آگے پوچھا صاحبو تم جو  
 آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑ کے آئے ایسے جگہ نے کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے  
 باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آواز سنی اور دل چاہا کہ سیر بھیے دروازہ بند یا یا ہنسنے چول  
 کو جو اسکا کچھ چول سڑکئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہر بار چلو کل جلیں آئے  
 میں دروازہ ٹوٹا ہوا ہے ایسے جگہ نے کہا اچھا یہ کہنے چلے دیکھا کہ دروازہ ہر لیکن جب  
 نزدیک پہنچے دروازہ نہ معلوم دیا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسید طرح سے چار طرف پھرے دروازہ  
 نہ ملا شاپور بھر فکر و دریا حیرت میں عرق ہو رہا تھا شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریاں کیں  
 یہاں آگے گھبرا گیا اور ایسے جگہ کو طلسم اول تھا اس میں وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایک درخت  
 سایہ دار کے تلے آ بیٹھے اور آپس میں کہتے ہیں کہ تو جا ایک کہہ دے کہ تو جا وہ کہتا ہے کہ  
 تو جا شاپور نے دیکھا کہ کچھ باتیں ہو رہی ہیں بس اس نے کہا تم کہاں جا نیکو کہتی ہو باغبان نے  
 کہا کچھ پروا نہیں ہے ہم جا کے ملکہ مرآت جا دو کو خیر کر کے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ مقرر  
 آئیگی اس میں ایک باغبان نے کہا میں جاتا ہوں اور اس کے ایک بیج پر گیا وہاں ایک طاؤس تھا  
 اور موتیوں کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جا کے وہ مالا طاؤس کے گلے میں ڈال دیا وہ طاؤس  
 باغبان کو لے اڑا اور مرآت جا دو حیران بیٹھی تھی ابر کہتی تھی کہ میں شیشہ جا دو کو از در کے  
 منہ میں ڈال دیا زبور جا دو یوں ماری گئی کیا بلا کی طلسم پرافت آئی ہے کہ وہ باغبان جا پہنچا  
 بھرا کیا مرآت جا دو نے پوچھا اسے خیر تو ہے عرض کی کہ دو شخص باغ میں آئے ہیں جیتے



دریافت کیا تو ایک لایسج ہوا اور دوسرا شاپور ہے دروازہ باغ کا توڑ کے چلے آئے اب کل نہیں  
 سکتے ہیں میں خبر کو آیا ہوں فرات جادو نے لے اختر جادو و عتاب جادو تم ہمارے ساتھ  
 چلو ہمارے قیدی کہاں جاسکتے ہیں ہم کپڑا لائینگے اور تخت پر سوار ہو کے روانہ ہونی جبکہ نزدیک  
 باغ کے پہونچی گئے ابر کے معلوم دینے لگے ایسج و شاپور باغبانوں سے باتیں کر رہے تھے  
 شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان کیا ہوا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی یہ سچ کے دو باغبان بچوں کو  
 بلا کر کہا اے ایک خوشہ انگور کا میں دیکھ آیا ہوں تم چلکے توڑ دو باغبانوں نے کہا ہم نہیں  
 توڑ سکتے تمکو ممانعت نہیں ہو تم جا کے آپ توڑ لو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن  
 تم ہمارے ساتھ چلو تم کھڑے رہنا میں توڑ لوں گا غرض بہت سی محبت کر کے دو باغبان کو لے گیا  
 جسوقت انگور کی تاک کے تلے پہونچے ایک بیضہ بیوشی دونوں پر باراد دونوں گر پڑے شاپور  
 نے ایسج کو اشارے سے بلا کے کہا اے شہریار زندگی کسی صورت نظر نہیں آتی ان دونوں کا  
 بھینچ بے دیتا ہوں ایک کی صورت میں ہوں ایک کی صورت آپ بیٹے اور آپکو معلوم ہو کہ عمر  
 عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجئے چنانچہ ایسج کو  
 بصورت باغبان بنایا مگر ایسج نے کہا شاپور میں زنا نہ پہنوں گا کہا شہریار حق تعالیٰ کو دریا  
 ہے کہ جان بچانے کے لیے پہنتا ہے اور یہ تو تاگاہی اور جان بچانے کے واسطے قسم کھا تو  
 میں جھوٹ بولتے ہیں معاف ہو شاپور نے زنا کو دو تین جگہ سے توڑ کے گانٹھ دیے پسند آیا  
 اور اپنی صورت باغبان کی بنا کے اور دونوں باغبانوں نے یہی بیوشی کی باندھ کر بھیسو  
 میں گارڈیا پھر آئے شاپور نے کہا اے شہریار میں تم سے پوچھتا ہوں آپ جواب دیتے چلے  
 چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھیا یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہو گئے یا آسمان  
 پر اڑ گئے یا زمین میں گھس گئے ایسج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور  
 تم سے تو جھوٹ نہیں بول جاتا شاپور نے کہا لے تم پوچھو میں کہوں گا ایسج نے پوچھنا شروع کیا  
 شاپور نے کہا ہاں بھائی بڑے تعجب کی بات ہے نظروں سے غائب ہو گئے ہیں معلوم سا  
 پر اڑ گئے یا زمین میں گھس گئے باغبانوں نے کہا اے کیا ہوا شاپور نے کہا اے میان  
 وہ تو اڑ گئے اکیبار کی سامنے سے غائب ہو گئے وہ جو ابلی کا درخت ہے اوپر کچھ کھٹکا سا



معلوم دیا تھا پھر نہیں معلوم کیا ہوا دو ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ اسی دھند پر کھڑے تھے  
 معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ کو چھینکی تو کیا کہنے لگے اور وہ نے کہا ہر گز نہیں کہ وہ  
 لوہے میں ہونے کے یہ باتیں کہتے ہیں کہ ملکہ مرآت جادو باغین آئی اور باغبان نے مجھ کو کیا دیا  
 جو خبر کو کیا تھا وہ بھی اسی ہی سے اتر ملکہ مرآت جادو نے کہا اے وہ بڑا عجیب آئے تھے  
 وہ کہاں ہیں کس مکان میں ہیں ایک نے کہا صاحب بھی اس طرف گئے ہیں مرآت جادو نے کہا  
 جادو ڈھونڈ لے لاؤ سب باغبان مع اسرج و شاہ پور ڈھونڈنے کو گئے لیکن کہیں پاپا آکے کہا ملکہ  
 وہ تو نہیں ملتے کہیں نکل گئے مرآت جادو نے کہا اے احمق ہو آج ملک پان سے آکر کوئی نکال بھی کر  
 اے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کو گئے تھے فاما نے ڈھونڈھے گئے چنانہ لگا ملکہ مرآت جادو نے  
 کہا ان سب کی شکایت باندھ لو میں لپیٹاؤ گی یہ کہنے کے کہا اے یہاں کہاں جائینگے میں اس کی بیوقوفی  
 کہ ترب ترب کے مارے پیاس کے مر جائیں یہ کہنے کے حوسر کیا نا لاپ کنوین کا پانی خشک کر دیا  
 باغبانوں کو لیکے اس مکان پہنچی گئی لوگوں نے پوچھا ملکہ انکو کسٹھ لے لائیں انکی کیا تقصیر ہے  
 مرآت جادو نے کہانی حقیقت انکی کچھ تقصیر نہیں ہے لیکن میں اس سطر لائی ہوں کہ رات کو جو دم کر گئی  
 سحر کر گئی یہ سب اپنے اپنے دل کا احوال کہہ نیلے شاہ پور نے کہا اب کیڑے گئے سفست جان رہی  
 جا بگی شاہ پور نے کہا ملکہ مہتو بعد میں بھاگ کے کہاں جائینگے کچھ تقصیر نہیں گناہ نہیں کیا  
 کہ ہم ڈرین ہماری شکایت کھول دیجیے ہم حاضرین اختر جادو نے عتاب جادو سے کہا انکی شکایت  
 کھول دو لیکن خبردار کہیں نہ جانا شاہ پور و اسرج فکر میں ہیں کہ انکی آنکھ نیچے تو کھل جائے اور  
 قاسم و طوفان شاہ بیچارے کہا اے سیارہ بن غم و کمی دن ہرے کہ گوشت نہیں میسر ہو رہا ہے  
 جی چاہتا ہے کہیں شکار ہوئے تو سکار کرین سیارہ بن عمرو نے کہا میں خبر لاتا ہوں یہ کہنے کے روانہ ہوا  
 تھوڑی دور جا کے دیکھا کہ ایک درہ بیمارین کچھ نیل گائین کھڑی ہیں لیکن بہت سی ہیں سیارہ  
 یہ دیکھ کے آیا اور کہا قاسم مرکب بر سوار ہوا اور کئی نیل گائین شکار کر کے جنے میں لے کر آیا  
 کہا اب طیار ہونے لگے اور اس جگہ پہنچا دو گرتھا وہ مرآت جادو پاس آیا مجھ کو کیا عرض کی  
 کہ جو حضور نے شکار کی نیل گائین روکی تھیں قاسم باپ اسرج کا شکار کر کے بہت سی گائین  
 لے گیا مرآت جادو نے کہا اے آفت چشم جادو تم جادو اور سب کو غارت کر دو اور



قاسم کو دیکھ لاؤ میں قید کر دینی آفت چشم نے کہا حکم ہوئے تو سو اسو لوٹدی جن کے لونڈی  
 بیجائے مرآت جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیاں شکیلہ لیلی اوسی غل میں ایک ٹٹنی کی صورت  
 کے شاپور چلا گیا لیکن امیرج رنڈی نہ بنا اس طرح کل گیا باہر نکلے امیرج نے شاپور سے کہا  
 بھائی تم عیاری نکاری سے بچتے ہو مجھ کو آتی نہیں لودھا حافظ میں تو اس رہاڑ کے درے میں  
 جاتا ہوں شاپور نے کہا شہر بارگاہ کرم جاؤ گا یہ فوج ہتھارے باپ کے قتل کرنا دیتی ہے  
 آپ ادھر جاتے ہیں تو ذرا ٹھہر جاؤ امیرج نے کہا مجھ کو کسی سے کچھ کام نہیں ہے میں تو جاتا ہوں  
 یہ کہنے چلا گیا شاپور نے کہا اسے اب زندگی ناحق ہو تو بھی جی کے کیا کر گیا بعد ازاں تو ایک نام  
 کر دے کہ سو اسو لوٹدی کو ایسے مکان پر غارت کر دے مع آفت جادو کے کہ مرآت جادو  
 حیران رہ جائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بار گاہ کھڑی کی تھی شاپور جگہ  
 جا کے دیکھتا ہے تو لونڈیوں کے بیچ میں بیٹھی ہر سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندر کو گل لوبان جل رہا ہے  
 جابجا آگ ٹپتی تھی شراب جل رہی تھی سحر جگاتے تھے شاپور الگ جا کے مٹھائی کچھ دھون  
 میں نکال کے ایک بڑی سی ٹوکری میں رکھ لے آیا دستک ہی آفت چشم جادو نے کہا اسے  
 تو کون ہے کہا ملکہ مرآت جادو کی کنیرسون آفت چشم نے کہا بی بی تو چلی آتھو کہنے روکا  
 کیا کوئی ننھی سے یہ شے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر کیا آفت چشم نے سر سے پانوں تلک دکھا  
 سب اسپین باتیں کرنے لگیں شاپور نے کہا اسے تم کیا باتیں کرتی ہو ملکہ مرآت جادو بھی  
 مٹھائیں کچھ ڈالیاں باغبان لائے تھے کہیں مٹھائی آئی تھی مجھے کہا میں آفت چشم کو  
 بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ پہونچا آتو میں لیکے آئی ہوں آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے پاس  
 سے آئی ہے اور ہاتھ دیکھ لیا کہ سوچتا کہنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک ہولناکی  
 اور کہا اسی ملکہ نے مجھے کہہ دیا تھا کچھ کھانا نہیں اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک  
 بھوک پیاس لگی سیج تباہ دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے شے شاپور خوب تھمتھ  
 مار کے ہنسا ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہ اری آفت تیرے مدد سے تیرے  
 قربان تم ہماری شکھی ہو ملکہ نے فقط انارنگو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر تیار  
 کر کے جگہ کے آگے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھ چلیں اب کیا کریں



ملکہ یاس جا کے آفت کی خاطر جمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو یہ کہنے علی جانے جاؤ ایک سال  
 میں بیوہ سوا سو لونڈی ایک طرف چلی جاتی تھیں آفت شاپور کا ہاتھ پکڑے الگ سے چلی  
 جاتی تھی قصائے کار ایک غار راہ میں ملا جبکہ برابر غار کے بیوہ برابر سے شاپور نے کند کے حلقے  
 مارے اس غار میں گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی بہتر  
 نہیں ہے بیوہ دیکھے اسی غار میں ڈال دے غرض بیوہ دیکھ غار میں اوسنے ڈال دیا اور آپ  
 اوسکی صورت سب کے غار کے باہر نکلا لونڈیاں تعجب میں تھیں کہ بی بی بھی نہیں آئیں کہ گھسٹیں  
 کہ سامنے سے جا کے پوچھا اوسے تم کیا دیکھتی ہو کہانی بی بی ہم تمکو دیکھتے تھے شاپور نے کہا اوسے  
 لونڈیو مہتوا قرار کرتے ہیں کہ راہ میں کچھ کھانے کے نہیں لیکن ابھی سے کلیجہ ملا جاتا ہے اور پیاس  
 معلوم دیتی ہے لونڈیوں نے کہا بلا لون سحر میں یہ کونسا سحر ہے کہ کچھ کھانے پینے کے نہیں  
 ملے ہمارے بھی بڑی حالت ہے کسی نے ہمکو پیاس لگی ہو کسی نے کہا بھوک سے بڑی حالت ہے  
 ملکہ نے کہا اپنے شاپور نے کہ کچھ تبریر کیا جاوے ایک مرتبہ جو دیکھا کہ دوزخدار چاریل شکر کے لیے  
 آتے ہیں شاپور نے کہا اوسے لونڈیو اگر تمکو لاکھ روپے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار  
 اس جنگل سنان میں ہرگز نہ بھیجیں گے تم سحر کر کے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بنا کے سب بیوہ  
 لونڈیاں دوڑیں اور سحر کر کے انکو مار ڈالو اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے آئین ایک جھیل سے گئے  
 بیلوں پر سے چڑھ اوتار کے شاپور نے اپنے ہاتھ سے شکر کا شربت کیا تمام بیوہ شاپور کے اور کہا اوسے  
 لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہیں ہے تین تین چلو سب بیوہ سوا سو لونڈی آن گرین چڑے ملک کو  
 دھوکے بی گئیں بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تڑاق تڑاق بر زمین افتادہ  
 ہوئیں شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند  
 ہوئی جبکہ دتین سر رہ گئے آفت چشم کی غار میں آنکھ کھلی بیوہ شاپور نے دیکھا کہ لونڈیاں  
 نہیں ہیں ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہاں شاپور سبکا سر کاٹ چکا  
 ہے ایک جادو گر نے کہا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا بیوہ شاپور نے دیکھا  
 فی الفور روغن عیاری ملے اور اپنے گلے میں خنجر ڈرا چھو کے کسب میں پڑ گیا آفت چشم نے اس  
 کے دیکھا کہ سوا سو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھ پر ہاتھ مارا ایک ایک کا نام لیکے روئے لگی ہائے



خلائی ہاے ڈھکی ہاے اکی دیکھتے دیکھتے وہاں پہونچی جہاں شاہ پور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہیں کٹا  
 ہر کہا اور ہمیشہ وسامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہیں کٹا یہ جیتی ہو اور یہ  
 بیٹھکے کیلے پر ہاتھ رکھا کہا اسے شکر ہے جیتی ہو سر اٹھائے گودی میں رکھا شاہ پور نے آگے بڑھ کر  
 پھر بند کرنی ملکہ نے کہا اسے لونڈی میں ہوں آفت چشم تو آنکھیں کھول دے خیر تیرا حبیب غنیمت  
 ہوا ان سب کا بدلہ اچلے قاسم کے لشکر سے لوگی شاہ پور نے آنکھیں کھول دیں ملکہ نے پوچھا اسے  
 سب احوال کہا کتے کتے کہا اسے وہی آتا ہے جسے مارا تھا آفت چشم پھر کے دیکھنے لگی دیکھنے  
 کی ساتھ ہی کند کے حلقے اسے چھاتی پر چڑھ کے خنجر کمال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا  
 کہ نام من آفت چشم جادو بود ایک آنڈھی اوس غل میں شاہ پور توکل گیا مرآت جادو  
 کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سوا سونڈیوں کے ماری گئی یہ شکر تیرا ہو گئی اور کہنے لگی ہے  
 مرآت جادو عجیب طرح کا مقدمہ پڑا اگر فاضل نہایت ہیں تو طلسم غارت ہو گا اگر تو نے لڑائی  
 ڈالی تو تمام عمر لڑائی پوری رہی اے مرآت جادو تیرے بہت کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ  
 ہزار سوار سے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحب قرآن کا لشکر غارت کرے قاسم اور اے مسیح  
 آئے ہیں طلسم میں اونسے لڑائی ہوئی وہاں اوس سوار سے لڑائی ہو دو دنوں کو غارت کر دے  
 خداوند لقا سے رسوخیت ہوگی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام  
 کر دے بس اسے سوار شیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ اے سوار طلسمی منے تم کو اس واسطے بلایا ہے  
 کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور اب سامنا خدا پرستوں سے  
 پڑا ہے تم حضورین لقا کے جاؤ اور کام خدا پرستوں کا تمام کر دو غرض اسے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار  
 سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرآت جادو نے ساحر و نئے حکم کیا کہ جس گانوں میں جس  
 مقام پر اے مرج و شاہ پور جس کسی کے ہاتھ لگیں کپڑاؤ ہمارے پاس ہم اوسکو ہٹال کر دینگے  
 اور جس کسی نے چھپا رکھا ہو گا اوسکا گھر مع عیال اطفال غارت جائیگا یہ خبر جلد طرف ہو گئی  
 چنانچہ اے مرج شاہ پور سے جدا ہو گیا اور ایک رہ میں پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات اسی  
 پہاڑ کے درہ میں یہ رہا جبکہ مثل مرض رات گھٹنے لگی اور آفتاب تابان جوین کے چمکا نظر  
 جمال صبح چمکا بھینا بھینا + ہوا سرد سے سوکھا پسینا + گل بسترنے بوسے رخصتی دی



بڑھی حسرت کھٹی امید جی کی + ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے  
 ایک بیابان میں ایسے مقام پر پہنچا کہ وہاں پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اونپر عجیب  
 طرح کے جانور بولیاں بول رہے تھے ایرج کو وہ بولنا جانوروں کا نہایت خوش آیا  
 درخت کے نیچے جا کے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزار بول رہے تھے اور ایک کنوئیں  
 اس مقام پر تھا کہ اس کا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور بیڑا بھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج  
 وہاں بیٹھ گیا اس وقت ایک جھونکا ہوا کا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی  
 تو دیکھا کہ چار ہنڈولے کھڑے ہیں اور اونپر تیس تیس چالیس چالیس عورتیں زیور پہنے  
 ہوئے بیٹھی ہیں ایرج وہاں سے آگے چلا اسلئے کہ طلسم کا کارخانہ ہی ایسا نہ کہ کسی آفت  
 میں گرفتار ہو جاؤں ان عورتوں نے کہا بھلا ایچو ان ایسے مقام پر آ کے کوئی جاتا ہی  
 بیٹھو سیر کر دیکھ رہی تھیں کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک  
 عورت ادھیر سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے تخت پر وہاں اوتری پر نیا دین  
 نکلیں اور فرش کر گئیں وہ عورتیں اس فرش پر جا بیٹھیں پھر اس کنوین میں سے سات  
 رنڈیاں نکلیں کسی کے ہاتھ میں سارنگی کسکے ہاتھ میں طبلہ کوئی مرجنگ لیے کوئی تال کی  
 جوڑی لیے ہوئے آئیں اور جانے ناچنے لگیں تمام جنگل میں سننا ہوا گیا چرند و پرند  
 اسے مقام پر سب جھونے لگے ایک عورت نے کہا کہ ایچو ان ہماری بی بی نہایت رحمدل  
 ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم جلو بیٹھکے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھکے گانا  
 سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتوں کنوین میں چلی گئیں اس عورت نے کہا اے شخص  
 معلوم ہوا تو ہی شکندہ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہوں اس عورت نے کہا  
 ارے احمق اگر دو چار ہزار ہوں تو طلسم نہ توڑ سکیں گے لیکن ایرج سحر میں گرفتار ہو گیا جب  
 اوتھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہیں جانتا ہی کہ اٹھ جائے اس عورت نے کہا شے گناہیں سننا  
 ہمارے طائفے خوب گاتے ہیں سنو یہاں کی مالک مرآت جادو ہے ہمیں نہ مرآت جادو سے  
 کام ہے نہ طلسم سے کام ہے میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑو گے تو مجھے ملاقات کھنا کیسے  
 اپنے مکان پر پہنچی دس میں قدم چلا ہی کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی



جوانکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہر بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہے چھت پر  
 تمامی کے لگے ہوئے ہیں آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہیں جبکہ باغ میں داخل ہوئے لونڈیاں  
 روبرو سے ہٹ گئیں آئیں آگے جا کے دیکھا کہ ایک تخت پر مرآت جادو بیٹھی ہے  
 لہجہ حیران ہو گیا مرآت جادو نے دیکھا اس جادوگر نے مجھ کو کیا کہا امیر ملک مرآت جادو  
 یہ بیابان طایران میں ہو چکا تھا میں پکڑ لائی مرآت جادو نے کہا اے ملک سفید جادو یہ برا  
 فردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہے سفید جادو نے کہا ملک دیر نہ کیجئے سرکاٹ ڈالے  
 مرآت جادو نے کہا میرا ہی ہے جی چاہتا ہے یہ کہنے کتاب حبشہ و سامری منگا کر دیکھا  
 کہ ایسج کو گردن مار دیکھا ہوا تھا اے مرآت جادو آجکی رات قید کرو کل سوا پہر دن چھ  
 گردن مارنا مرآت جادو نے کہا ملک سفید جادو و سحر راہ نہیں دیتا اگر تے ہوئے تو رات بھر  
 اپنے مقام پر یہاں کے قید کرو یہاں رکھنا مناسب نہیں ہے ملک سفید جادو نے کہا میں تمام رات  
 چوکی دوں گی ملک سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھاکے لیجلی اپنے مکان میں داخل ہوئی لونڈیاں  
 بہت سی ایسی تھیں جو اپنے ہاتھ سے کھاتی پکاتی تھیں کشتون سرکار سے کھانا لکھا ہوا مقرر تھا  
 سب اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئیں قصائے کارادھر سے شاپور ایک عورت کی صحبت  
 بنے ہوئے آتا تھا دلہن کہتا تھا ای شاپور ایسج نے تیرا کنا نہ مانا تجھے الگ ہو گیا اگر کسی  
 آفت میں گرفتار ہوا تو برا غضب ہوگا چنانچہ کسی لونڈیاں قہقہہ مارتی ہوئیں شراب پینے کو  
 کلال کے گھر جاتی تھیں آپس میں کہتی جاتی تھیں کہ اب جو یہ گرفتار ہوا ہے کہیں صبح کو سر  
 کاٹا جائیگا تو طلسم کا کھٹکا سٹ جائیگا لونڈیوں نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا بھینا  
 تم بھی شراب پینے آئیں شاپور نے کہا ہاں میں بھی آئی ہوں لونڈیوں نے کہا بھینا ہمارے  
 ساتھ پھر چلو کل سے عذاب میں تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بھینا طلسم میں کیا ہے  
 لونڈیوں نے کہا تمکو نہیں معلوم شاپور نے کہا میں کل سے شراب پینے کو لگی تھی لونڈیوں  
 نے کہا ہماری بی بی ایسج کو پکڑ کے ملک مرآت جادو پاس لگئیں تھیں مرآت جادو نے  
 کتاب میں دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چھ قتل کرنا سوکھ کی رات ہماری یہ  
 قید ہے کل گردن مارا جائیگا شاپور نے کہا خوب ہوا پکڑ گیا وہ تو شکنڈہ طلسم تھا ہمارا گھر غارت کیا



کیا چاہتا تھا یہ کہہ کے اونکے ساتھ ہولیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اونکے مکان میں داخل ہوا کیا  
 کہ اے سرج فولادی بچہ میں قید ہو جانے کے درمیں بچہ انکے پاسے شاپور نے کہا بڑی ظالم  
 ذرا رحم نہیں دے ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو بچہ میں قید کیا ہوا دسہین سفید جادو کو نیند  
 آئی حکم کیا کہ پانگ پر جاتی ہوں خبردار کوئی میرے پاس آئے اور ہاتھ سے بچہ اوتار کے  
 چھپر کھٹ کی چھت میں لگا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھ بچا کے براہ ایک صفی تھی  
 اوس میں لیٹ رہا سفید جادو کو زمین بیٹھتے اٹھ بیٹھی دیکھا کہ ایک لوٹدی لیٹی ہے  
 اوتھکے ہاتھ پکڑ لیا کہا اوجامزادی تو چپکے سے آئینی ہے یہ کہہ کے رقبہ حبشیہ و سامری کا دیا  
 لکھا ہوا تھا کہ اے سفید جادو نصیباً تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیر دل عیار ہے جس نے  
 سوا سو لوٹیاں سے آفت جادو مار ڈالیں یہ دیکھ کے پکاری اور علامہ جادو۔ علامہ جادو  
 ہوم کر رہی تھی آواز کے علی آئی سفید جادو کو مجھ کیا سفید جادو نے کہا اے علامہ جادو یہ وہ  
 شخص ہے جسے آفت چشم کو سوا سو لوٹدی کے غارت کیا تم اسکو باہر لجا کے گردن مارو علما  
 جادو ہاتھ پکڑ کے لیجی شاپور نے پکار کے کہا کہ اے سرج نو جوان ہم تمہارے چھترانے کو آئے تھے  
 لیکن نصیباً ہیٹا ہو گیا تم قید ہوے اور ہم دنیا سے اوتھ چلے آہیں ہستیاں اور جب باہر گیا  
 کہا اے علامہ جادو اگر تو مجھ ہماری مرآت جادو کے پاس لیجیے تو اے سرج کو قسم دلوائے کہ ظلم  
 توڑنے کے لیے کمال لیجاؤن علامہ نے کہا اے عیار تو مجھ کو دم دیتا ہو میں تمکو مار ڈالوں گی اور ہاتھ  
 پکڑ کے کھینچتی ہوئی لیجی لیکن شاپور شیر دل نے اپنے امیں کہا کہ اے شاپور تو اور امیر کا بیٹا کیا  
 ہیں تجھے نہ سمجھ کیا تو میں جو کرتا ہے اوماش کے آئے کا پتلا بنا چلا جاتا ہے اسکا کیا سبب  
 ہے لازم ہے کہ کام اسکا تمام کر یہ سوچے اوسنے کہا کہ اے ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہے علامہ جادو  
 نے جو پھر کر دیکھا اوسنے بیضہ بیوٹی مارا کہ وہ منہ پر پڑا علامہ جادو کو چھینک آئی اور ہوش  
 ہو گئی شاپور نے سجدہ شکر خدا کیا اور پٹی دار سے بیوٹی کی ادسکی ناک پر باندھ کے  
 پہاڑ کے درے میں ایک غار تھا اوسمیں ڈال دیا اور اسکی صورت بیکر کپڑے اسی کے پہنکر دروازہ  
 پر باغ کے آیا کنیز دن نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اوسنے کہا کہ میں نے ایک چھتر مار  
 بھڑوسے کامر بھٹ کیا کنیزوں نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو



یو چھا کہ شاپور کو کیونکر مارا دوسنے کہا کہ بلالوں پتھر سے مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا اسے  
 سفید جادو میں نے عجیب طرح کی خبر پائی ہے کہ کہیں نہیں دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کہ  
 تھا شاپور ایک پھول گیندے کی صورت کا ہے کہ اسکی اودی پتیاں ہیں اور سنہری تحریر ہے گھاس  
 کی جھنڈی میں پانچ چار کیلون کا ایک پھول کھلا تھا میں توڑ لائی ہوں اور عجیب خوشبو آتی  
 ہے سفید جادو نے کہا اے علامہ وہ کہاں ہے علامہ نے ایک پھول اسی طرح کا اسکو  
 نکال کے دیا دوسنے اسکو نکال کے دیا دوسنے اسکو سونگھا بیہوش ہو گئی شاپور نے خنجر  
 کھینچ کر اسکا کاٹ ڈالا صدا دار و گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرانا میں سفید جادو  
 بود تو نڈیاں جو ماش کے آٹے کی تھیں وہ تو گر پڑیں اور جو اصلی تھیں وہ لاش سفید جادو  
 کی لیکر مرآت جادو پاس آئیں اور وہ پتھر فولادی ٹوٹ گیا مرآت جادو نے حکم دیا  
 کہ لاش اسکی میدان میں پھوک دو اور اب میں آپ پکڑاؤنگی پھر آپ ہی اپنے دل میں  
 کہتی ہے کہ جاؤن یا نہ جاؤن یہ تو اس فکر میں ہے اور وہاں ایسے سے شاپور  
 نے کہا کہ اے ایسج وہ سانسے ٹرک معلوم ہوئی ہے ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ سے نوح  
 طلسم کے طلسم فتح نہ ہو گا یہ کہلے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے  
 کوہ عقیق گلزار سلیمانی میں پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرآت جادو ذ ایک سوار طلسمی کی خدمت  
 کے لیے بھیجا ہے اسوقت لقا نے بختارک کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے شیطان درگاہ دیدی قدرت  
 راجبختارک نے کہا کہ کئی روز سے بارگاہ میں سنا تھا ایک آدمہ قتل کرے کو آپ نے بلوایا لقا  
 نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہے کس کا مقتدر ہے جو اسے قتل کرے اس عرصہ میں سوار طلسمی آکر  
 داخل ہوا بختارک نے لشکر اسکا اتر وایا دوسنے لقا کو نزدیکی مسجد کیا اور سات بار گرد  
 تخت خداوندی کے پھر اکر سی بیٹھے کہ ملی جب یہ بیٹھا تو بختارک نے کہا کہ تم میں یہ تبادو کیا  
 صفت ہے دوسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھ پر اثر کرتی ہے اور نہ کسی شخص سے کشتی میں زیر ہو گا  
 لقا نے کہا کہ میں نے ایسے بندے پیدا کیے ہیں بختارک نے کہا کہ مہتو جانتے ہیں کہ تیرے یہ  
 بندے سب کم زور ہیں اور ادھر کے سب زور آور ہیں غرض یہ باتیں کچھ دیر رہیں سوار طلسمی کئی  
 روز تک سودہ ہوا کیا ایکے و جب سرسہ شام آگئیں میں لگا مثل احسان مظرف دن گھٹا نظر



اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ ہر دامن میں چھپایا | سیاہی مثل زلف یار پھیلی  
 میان کوچہ و بازار پھیلی | سرشام حکم دیا کہ طبل خنک بجے | موجب حکم نقارہ پر جوش فوری  
 ہر کارون نے اگر امیر کو خبر دی یہاں بھی | نقارہ جنگی بجا دلا اور آگاہ | دُخبر دار ہوئے دربار بوجہ  
 ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے | دریا سے شروفاں دجوش پر تھا | دلون میں لینے کی موج اٹھتی تھی  
 سپرین گرداب بھٹین تلوار میں آبدار ہوتی تھیں | بہادر تلوار کے گھاٹ | اوترنا چاہتے تھے خنجر کا  
 پانی آج خون کا پیا سا تھا | کہیں تیغیں چیل ہوئی تھیں | کہیں کمانیں چلا رہی تھیں | لشکر میں  
 غلغلہ برپا تھا | دونوں طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ | لیس تھی چار پہرات یہی | ہنگامہ  
 برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع میں سردی آئی | اور مرغان خسرو طرف  
 چمکارے نکلے | سفیدی ہی لباس شب میں | زبان نے کی اس کے آشنائی  
 کیا نور سحر نے گرم بازار | شب تیرہ ہوئی حضرت تیار | صبح کو امیر کشور گیسو  
 بن قبا و کو لیکر روانہ ہوئے | لشکر گردہ گردہ | انبوه انبوه | سرق سرق سخن سخن | علم سلم  
 حشم حشم میدان کارزار میں آئے | گرد و غبار سے دنیا بھر گئی | اس طرف سے لہٹا کی  
 سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلداروں نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا | ستون سے  
 آبپاشی کی آبر و ابر بہاری کھودی صفوف لشکر | ہمنہ و میسر | ساقہ کیننگاہ | قلب و جناح  
 اکلا ہراول پھیلا چندا دل آرہا | ہستہ ہوا نقیبوں نے نقابت کی | گوتوں کے لڑکے لپٹی تپن  
 سروں پر بانڈھے کرنا کہنے لگے | اور نہت دنیا رفائی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی  
 کرنا کہ چکے تو او سو وقت صفوں پر مثل صف ترکان کے | سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے | قلعے  
 اجازت لیکر میدان میں قدم بڑھایا | اور پکارا کہ اے خدا پرستان | داعی زبردستان | تم میں سے  
 جسے تنہا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے میں | ادھر سے قراہنہ رعد مغربی بادشاہ سے | اجازت  
 لیکر سامنے آوے لگے | اور ایک گٹھ واری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا | اور ادا تھا ہی مرگ  
 اور کھازور میں بڑھ گیا | او سو وقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا ادا کے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر زمین  
 گر پڑے | اس طرح سے کئی سو سو دربار بیہوش ہو کر گرفتار بلا ہوئے | دن بھر لڑائی رہی جب  
 دن مثل حیا آنکھوں سے چھپ اور شاہ شب نے اپنی زلف کو کھولا | بیست



ردائے شام پھیلی جانب خاک | انکا ہونے چھے سامان افلاک |

طلبل سایشن بجوا کے سوار طلسمی پھر گیا اور جاتے ہی اوسنے پھر طلبل جنگ بجا یا یہاں بھی طلبل  
جنگ بجا اور پھر تیاری جنگ شروع ہوئی اور چار پہرات تیغین صاف ہوا کین کرکیت کرکا کہا  
کے ہر شخص آریں میں بنگلیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہے کل گردون دون و انقلاب سپر و قلون  
تاج دولت کے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کے سر پر ڈالتا ہے اس بات

کہ حسن صبح نے جب منہ دکھایا | لیکن آنکھوں نے نیندین توں لیا | بے اختر حیا سے چشم جانان  
نظر آسا نظر سے سبکی یہاں | صبح کو امیر کشور گیر بصد تو قیر فریضہ رب قدیر سے فارغ ہو کر

جلو خانہ شہنشاہی میں آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر اور سب سرداروں کا  
سمجھا ہوا لشکر خیل خیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحب قشون  
اور سرداروں کے جگہ میں آئے حسب دستور اسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبوں نے نقابت کی  
کرکیتوں نے کرکا کہا جب نقیب کنارے ہوئے اوسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان میں  
آیا تھا سوار طلسمی نے اوس سے اجازت لیکر اپنے تین میدان میں پہنچایا اور پھر نہیب ہی  
کرکے حذیر شان ہر کر امتنا سے مرگ باشد بیاد یہ میدان مایہ کتا تھا کہ لشکر اسلام سے  
مغربیوں کے علم دن کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی و ترکستانیوں کے بھی علم جلوہ دکھانے  
لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہیں اور نقارے بج رہے ہیں کہیں ایسا  
نہو کہ آپس میں بگڑ جائے اور واقفی سب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نہ جائے  
دینگے بس خود چاہا کہ واسطے لڑنے کے جائیں آواز سم مرکب کے کڑا کے کی آئی اور دیکھ  
تو ایک سوار جو اہرین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہاں ہاں  
اے قہارستان یہ شکار میرا ہے میں نہ تمہارا دوست ہوں نہ لقا کا ہوں میں تم دونوں  
سے سمجھو لگا امیر نے تو جانا میدان میں موقوف کیا اور اوس جوان نے کہا کہ اے لقا  
پرستو وہ حذا در ہے کہ جس نے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہیں ملتا ہے تو میرے  
خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہاں سے آیا ہے  
لقا نے کہا ایسی ایسی آوازیں بہت آتی ہیں اس میں لگا ورزنی ہوئی دو ٹون طرف سوتا



پڑنے لگا اسکا سونٹا اوپر اوپر اور ان سونٹوں سے جنگاریاں اڑنے لگیں وہاں تک  
 وہ سونٹے سرخ ہو گئے اور سوقت تو ان سونٹوں کو پھینک دیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طست  
 لکوار ماری اوسے سپر پرو کی اور اوس ہوا ہر پوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر خود دو بلخہ زرہ ٹوپ  
 عرق بین کو کاٹ کر صراحی گردن سے نکل کر صندوق سینہ کو ویران کر کے زمین و نہر کب کو کاٹ کر  
 زیر تنک تلوار نکل گئی آدھا آدھا اور دھڑ بختیار رک پکارا کہ صدا آتا ہر محمد و نصرت ہر  
 لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موٹو کے سوار چلا امیر نے کہا کہ اسے غزنی شتیاق ملاقات کا گیا یہ سنتا  
 تھا کہ اوس ہوا ہر پوش نے دستک دی کہ مرکب تو اڑ گیا اور وہ اشقر کے پاؤں پر گر پڑا امیر نے  
 اشقر سے کود کے سوار اسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران میں نوندی آپ کی حکم  
 حنظل جادو و مادرزگسی چشم ہون جسے اپنی دختر قاسم کو دی ہر امیر نہایت خوش ہوا  
 اور کہا یار و قسم ہے پروردگار کی کہ میں اس ملک سے بہت خوش ہوں اور سوقت بلبل و نقار سے  
 سبجے لگے اور امیر نے فرمایا کہ اے ملک حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل میں رہو اسنے عرض کی  
 کہ اے شہریار آپ کے فرمانے سے آج کے دن تو میں یہاں رہتی ہوں لیکن پنج چار روز میں لشکر  
 پر آفت آیا چاہتی ہے میں جاتی ہوں پھر جو آؤنگی تو رہو گی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو  
 ملاقات کرتی جاؤ ملک قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ پھر بارگاہ میں وہاں سب حال  
 کہینگے غرض بلبل بازگشت بجا و ہزار ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے مجھے ادب سے کہا کہ  
 طلسم آئینہ کو جاؤ و مرا ت جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا  
 ادھر امیر حنظل کو بارگاہ میں لیکر آئے لشکر دن کے کمر کھولی امیر دنگل نا دھنر پر لیٹے بارہ  
 بارہ پہلوان دنگل پر بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ اسے شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سو برس بھی  
 آپ لڑتے تو مارا نہ جاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اسکو ایسج نے مارا  
 اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اس کے پیچھے قاسم بھی گئے ہیں اس میں نرگسی چشم کو  
 خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ میں بیٹھی ہیں اوسے آدمی بھیجا کہ جا  
 بلاؤ آدمی آیا اوسے آکر کہا کہ اے حنظل جادو آ پکو آپ کی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جادو  
 نرگسی چشم سے ملاقات کر آؤ حنظل خیمے میں نرگسی چشم کے آئی اوسے مہر کیا



حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکر ہے زک رخ سید بال اور مجھے ہو سے میلے ہیں انکرون  
 میں آنسو ڈھریا ہوا ہے ہن اور اسنے کہا امان جان ایمرج نوجوان طلسم آئینہ  
 کو گئے ہیں نیکے پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہیں طلسم آئینہ مشہور جگہ ہے بڑا قلب مکان ہے  
 افسوس ہے کہ مجھکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیابان جاؤنگی امیر سے رخصت ہو کر آئی ہوں  
 نہ کسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر دامن ہے کہ قاسم کی جان بچا لے حنظل نے کہا  
 اگر میرا سامنا ہو گیا مرآت جادو کا تو میں بھی لڑائی کچھ دسل سے کم نہیں ہوں نہ کسی چشم  
 نے غاصہ طلب کر کے مان کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیاں پیر رخصت کیا یہ امیر کے پاس  
 آئی اور کہا اسے شہر یار میٹھی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکر مند ہوئی اب میں طلسم آئینہ  
 کو جاتی ہوں امیر نے فرمایا کہ حنظل کے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت کیا حنظل جاو  
 رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور اپنے مکان میں گئی اور وہاں بارہ ہزار جادو گر اور چار سو لونڈ  
 چہین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے سب نے کہا کہ ہم حاضر ہیں بس اسنے  
 نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے میں  
 پہونچی کہ جہان قاسم اور امیرج کا لشکر ٹپا ہوا تھا اس مقام پر اسنے بھی خیم کی لشکر  
 اور سکا اتر قاسم کو کچھ فکر تھی قیاس خان اور تھمن خان وغیرہ بیٹھے ہوئے  
 تھے ذکر و مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرآت اپنے مقام پر فکر میں تھی اور آب جادو ایک جادو گر نے  
 کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہے اس پہاڑ کے درہ میں وہ جو آب آئی تو اسنے لشکر اترے دیکھا اسنے  
 ساتھ چار سو کینز ہیں غرض یہ مرآت جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ اے مرآت جادو  
 یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اترا ہوا ہے مرآت جادو نے کہا اے آب جادو تو نے سنا ہوگا  
 کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہے اب امیرج طلسم توڑنے آیا ہے اسکے باپ کا لشکر  
 پڑا ہے آب جادو نے کہا کہ مرآت جادو پھر متے یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکی فوج کو غارت کر دو اگر متے  
 نہیں ہو سیکے تو مجھکو حکم دو کہ میں اسکو غارت کر دوں اور قاسم کو قید کر لوں امیرج کو پکڑ لاؤں  
 اگر یونہی نہیں تم غافل رہو گی تو سب کھیل پکڑ جائیگا ایسا نہ ہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگ جائے پھر پڑا  
 غضب ہوگا مرآت جادو نے کہا میں بھی اسی فکر میں ہوں آب جادو نے کہا جو مارک



سلطنت ہوتے ہیں اور انکو آرام نکرنا چاہیے آپکے اونٹنی غلام بہت سے ہیں جسکو نہ رہا کیے وہ دم بھر  
 میں غلام کرتے مراآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہو کہ کوئی مجھے جدا نہ ہوا چھا اگر تھارا ارادہ ایسے  
 کا ہو تو کیا مضائقہ ہے جاؤ اور آب جادو دس ہزار جادوگر ہر اہلے گئے رخصت ہوئی اور قاسم  
 کے لشکر پر چلی قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہیں اسنے کہا کہ مجھ پروردگار  
 عالم ہم اونکو قتل کریں گے یہ کسکر قاسم اور قیاس خان اور فرامرز خان وغیرہ تلواریں ٹیک  
 کر اگلے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہو اس عرصہ میں آب جادو و آب پوئی دس  
 ہزار ساحر اسے ساتھ کال و ڈاک تھے مارل اور ناخ و ترنج اچھا لیتے ساتھ آتے تھے غلو  
 بریا تھا باز و بوط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو و آگے پہان آکر آب پوئی اسوقت  
 قاسم سے کھلا دسکی بھی فوج نے کمر باندھی بل چل پڑ گئی دنیا دہنے کی طبل و نقارہ بجنے لگے تمام  
 لشکر کمر باندھ کر اپنے کو مستعد ہو گیا اس وقت آب جادو نے پکار کر کہا کہ اے قاسم اگر تجھ کو زندگی  
 دے کا وہ ہے تو ملکہ مرآت جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھ کر اس سے عذر کرا اور امیرج کو سمجھا  
 لے آ اور اگر تجھ کو نہ منظور ہو تو میں مشکین باندھ کر باندھ کر لجاؤنگی قاسم نے کہا کہ اوکیتا نابکار ہ  
 مرا مرادی تو کیا کہتی ہے آب جادو نے جھلا کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہنس اڑا کر  
 کھلا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آؤ مجھے لڑنے کو فیروز خان گھوڑا اپنا اڑا کر میدان میں آیا اور  
 کہا لا کیا حربہ لاتا ہے جادو کرنے دوڑ کے ایک سوٹا مارا سر پر روکا لیکن سحر کا سونٹا تھا  
 فیروز خان بیوش ہو کے گر پڑا اس جادو کرنے باندھ کے لشکر میں بھجوا دیا دوبارہ تھمتن خان  
 خاوری نکلا اسنے قریب آ کے تینہ مارا جادو کرنے تیغے کو روک کے سوٹا مارا بیوش ہو کے  
 یہ بھی گرا اسنے اسکو بھی باندھ کے لشکر میں بھیج دیا پھر قیاس خان خاوری نے آکر تلوار ماری  
 اس جادو کرنے خالی دیکر سوٹا مارا کہ بیوش ہوا اسکو بھی باندھ کر بھیج دیا اور کارا کہ اے  
 قاسم تو کچل کھڑا کیا دیکتا ہے قاسم مرکب کو دوڑا کے میدان میں آیا اسنے اسپر بھی سوٹا  
 مارا قاسم نے خالی دیا اسنے وہنی چڑھ کے جو سوٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اسنے جھٹلا کے پھر  
 سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے اٹھرن پر لگا کے خالی دینا شروع کیا جب اسنے دیکھا  
 کہ سوٹا نہیں کھاتا اسوقت اسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ کھڑے



پر سے کود پڑا قاسم بھی کودے اور چپکٹے ہتھکڑے کرے اور خون نے اس کی کمر بین ہاتھ دیکر اٹھالیا  
 ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چاروں شاہے چپت گرا میرا سکا پھٹ گیا اور اس وقت  
 رعد جادو نے ایک نادل مارا کہ تر اقا ہوا دھنواں نکلا کہ تمام لشکر پھیل گیا سب بیوش  
 ہوئے قاسم بھی بیوش ہو گئے آب جادو نے کہا کہ انکو یوں ہی رہنے دو میں ملکہ صرات جادو  
 کو دکھا دوں گی اور قاسم کو پکڑ کے مع قیماں خان خان و فیروز خان تھوٹن خان غیرہ کے لیکن  
 لیکن حنظل جادو بیان آ کے پہونچی ہے وہ ایک منزل پیچھے اس لشکر سے اتھری تھی اب وہ  
 کوچ کر کے جو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ ایک لشکر بیان اوترا ہوا ہے بارگاہ سرخ محلی قاسم  
 کی استادہ ہر مگر فوج بیوش پڑی ہے جو جس حالت میں ہے وہ اوسی طرح ہے ستارہ  
 بن عمر و کہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر بیان پہونچا اور اوسنے حنظل کو پہچانا اور کہا اے ملکہ  
 حنظل یہ سب سحر میں گرفتار ہیں ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو کہ وہ کہاں  
 ہیں ستارہ نے ہر چند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اوسنے کہا کہ قاسم تو نہیں ملتے اب یہاں  
 پہونچیں تو کس سے پہونچیں حنظل جادو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ کچھ جادو گر بیان  
 بیٹھی ہیں اور آگے جا کے جو دیکھا تو ایک خیمہ ستادہ ہے اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو  
 اوترا ہوا ہے اور تخت پر بلکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرآت کے پاس لے نہیں گئی ہی کو لے دہکے  
 ہیں اور یہ کہہ رہی ہے کہ سینہ لاؤ میں کباب لگاؤں گی حنظل جاو و اپنے دل میں کہتی ہے کہ یہ  
 کباب کسکے لگاؤں گی ادھر آسپ جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اوس طرف چلے آتے ہیں  
 فکر مند ہوئی کہ یہ کون آتا ہے اس عرصہ میں حنظل جا کر پہونچی اور اوسنے کہا کہ اب جادو  
 یہ میرا داماد ہے تو اسکو میرے حوالے کرتا کہ میں لیجاؤں متھارا گنہگار اگر ہے تو لے کر جے  
 آب جادو نے کہا کہ تم خدا پرستوں سے رشتہ داری کر کے اب انکی حمایت کو آئی یہ حنظل نے  
 کہا کہ تو کہتی کیا ہرین زبردستی لیجاؤں گی اب جادو اپنے کھڑی ہو گئی اور تلوار اوسکو ماری تو  
 تلوار گور وک کے آسپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پری دو ٹکڑے ہو گئے ساحر اوسکے دوڑے اور کئی بھی  
 ساحر آکرے آپس میں نایب تریح ناریل چلنے لگے غرض کہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اب یہ قاسم کے  
 اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ میں آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ حیت م میں دم ہو



کہے جائینگے اور میرا آپ جادو کے ملازم جو بھاگ گئے تو مراات جادو کے پاس گئے اور سنا کہا اور سے  
 کیا غیر تو ہر قسم زمینی کیوں ہوا دن لوگوں نے کہا کہ ملکہ آپ جادو کا اسم کہتے رفیقوں کے کپڑے کے  
 درہ کوہ میں لالی مہتین اور لباب لگانا چاہتی تھیں انکو اگر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو بیگین  
 مراات جادو کے یہ شکے آگ لک گئی اور کہا کہ کہاں یہ کوہ عقیق کی رہنے والی اور کہاں آئی ہے  
 اگر رہنے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مراات جادو نہ پایا یہ کہنے سواری طلب کی مگر ادھر شاہ پور شیر دل اور  
 ایرج نے جو ان چلے تھے راہ میں ایرج نے کہا کہ ادھر شاہ پور کہیں سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے کو لاؤ شاہ پور  
 تو اس فکر میں چلا لیکن وہم جادو ایک سامر بھی کہ او سکامکان اوس جگہ ہے اور سننے ایرج  
 کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکستہ طلسم ہے اسنے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں اور سننے کہا کہ میں  
 ایرج بن قاسم ہوں بس اسنے اپنا نہ ماش کا مارا کہ ایرج کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے یہ ایرج  
 کو گرفتار کر کے مراات جادو کے پاس لیگیا وہ سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھ کر تم گئی اور کہا وہم  
 جادو میں بہت خوش ہوئی تو نے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اسے ایرج  
 کیون تنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت میں ہے تو توڑ دنگا مراات جادو ایرج کو تخت پر بٹھا کے  
 ایک درہ میں پہار کے پھلی لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے وہوم دھام ہو رہی تھی کہ مراات جادو بھی  
 آئی قنسا کے کار ملک حنظل جادو کے کچھ لوگ اس مقام پر کسی کام کو آئے تھے اور غبون نے جو سنا  
 تو آ کے ملک حنظل جادو کو خبر کی کہ مراات جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہے یہ خبر کے قاسم  
 ادھ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ یہ مختار سے جاننے سے بکھڑا پڑیگا میں تمکو بجاؤنگی یا اونکی  
 فکر ونگی تم یہیں ہو میں جاتی ہوں یہ کہہ کر بارہ ہزار جادو گر لیکر یہ چلی بوق اور نفیر بجتے ہوئے لکے  
 ایر کے اڈرے ہوئے ساحر باد و بطل قرقر سے پر سوار چلے جا کے جو دیکھا تو غلغلہ ہوا اسے مراات  
 جادو ایرج کا سر کاٹی ہے اور مراات جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہے لوگوں نے کہا کہ حنظل  
 جادو کی مراات نے کہا کہ رو کو اسکو لیکن حنظل نے وہاں پہونچ کر ایک ریل مارا کہ تیری  
 چھاکی اوس اندھیرے میں ایرج کی کمر میں پنجہ دیکر یہ لے اڈی اور ارادہ کیا کہ لشکر کو چلنے  
 لیکن ذرا جو ترچی ہوئی ہر قلعہ طلسمی میں جا پڑی اور شاہ پور شیر دل ایک درہ میں پہار  
 کے بیٹھا تھا وہاں ایک جادو گر آیا اور اسنے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے جابا کہ میں بھاگ جاتا ہوں



اوس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہہ کر خنجر کھینچ کر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تیرا بے بین میرا  
 کاٹو لگا قضا را و دہرے حنظل جادو آتی ہوا اوسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی  
 چڑھا بیٹھا ہے قریب آ کے جو دیکھا تو شاپور کو پایا پس اوسنے لٹکا رکھا باشا و ناچار ساحر غدار کے  
 گزارم کہ از دست من دزد و سلامت بدر روی یہ کہہ کر ایکٹ ریل مارا کہ اسکی چھاتی کے وار پار  
 نکلیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملک حنظل جادو کھڑی ہوا اوسنے کہا کہ اے ملک تنے میری  
 جان بچائی یہ کہہ وہاں سے روانہ ہوئے راہ میں شاپور نے کہا کہ ایک جگہ لوح کا پتلا ملا ہے  
 مگر دریائے حین حائل ہے تم ہکو وہاں پہنچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور و اسرج کو  
 لیکر روانہ ہوئی راہ میں اوسنے کہا کہ اب میں تمھاری نظروں سے غایب ہوئی جاتی ہوں جسوقت  
 کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے تجھے مقابلہ ہوگا اسرج نے کہا جس طرح تم مناسب سمجھو پس نظر  
 غائب ہو گئی اور شاپور اسرج ایک سمت کو روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہے مگر تھکا  
 پر تکلف سرخ سلیمانی اسرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہے صاف درنگین و قطدار  
 ہے شاپور نے کہا اے شہر یار یہ درہ طلسم ہے جو کچھ عجائبات و غرائبات نظر نہ آوین تو تعجب  
 اسرج میر کرتا ہوا اوس دے کے باہر نکلا شاپور نے کہا اے شہر یار اب کسی جادوگر کی آپ شکل سنئے  
 اس اثنائے میں ایک جادوگر نظر آیا اسرج ادھر سے رستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے اسرج کے آیا اور  
 اوسنے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاو گے اور تمھارا نام کیا ہے اسرج نے کہا بھٹہ میں راہ  
 بھول گئے آنکھ میں تین دن سے خواب سرگردان بھرتے ہیں رستہ نہیں ملتا ہے جادوگر نے کہا میرے  
 ساتھ چلو میں رستہ بتا دوں اسرج نے شاپور کی طرف دیکھا اوسنے کہا چلیے کیا مضائقہ ہے  
 وہ جادوگر اونکو ساتھ لیکر اپنے مکان میں آیا اسرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہے اور وہیں ادنی درخت  
 جادوگر نے اوس ادنی میں اونکو بٹھایا اور کہا میں تمھارے واسطے شراب و کباب لے کر جاتا  
 ہوں غرض اونکو ادنی میں بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہو کے جلال اسرج اس فکر  
 میں تھا کہ وہ آپ شراب و کباب لاتا ہو گا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور نے کہا اے  
 شہر یار ذرا سنبھل بیٹھے تیرا اسکے بڑے معلوم ہوتے ہیں اور یہ جادوگر پکارا کہ اے خیرہ سران  
 اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہاں مجھانی



سچ و دیکھو تمہارے پیچھے کون آتا ہوا دھن سے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اس نے کھڑکے چن چن میں پتھر لٹکے جو  
 تو بھیجا اسکا کل پیرا یہ دوسیدھا جنم کو ہو پوچھا آواز کی کشتی مرا نام من اسرام جادو و جادو پیر  
 جادو اسکا بھائی ہے وہ جو کھانا تو اس نے دیکھا کہ اسرام مرا بھائی ہے اور اسی جادو اور شاہ پور  
 وہاں سے چلے بس اسرام نے ایک اندھا ماش کا مارا کہ شاہ پور اسرام جادو کے بالوں زمین سے  
 پکڑے اور کھانا دھن سے کہ تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے وقعت کر دیا اسرام نے کہا کہ تیرے  
 بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پر سوار ہو کے آیا اور مجھ کو لٹکا منے مار  
 ڈالا اس نے کہا کہ ان باتوں سے میری تسلی نہیں ہوتی میں بدلا لوں گا یہ کہہ کر شاہ پور اور  
 اسرام کی کریمین رنجیر باندھ کر لے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ جس ساحر سے سامتا ہوگا  
 میں پہلے لڑائی پس یہ ظاہر ہو سکے پکاری کہ ادخیرہ سر کہاں جاتا ہے اسرام سمجھا کہ کوئی اسرام  
 رہنے والے ہیں مگر یہ مجھ کو خیرہ سر کیوں کہتے ہیں اسرام نے ایک ناریل حنظل کے مارا حنظل  
 نے خالی دیکر ایک نیچے سحر کا مارا کہ اس کے دو کرفے ہوئے صدائے دارو گہر پیدا ہوئی اسرام  
 نے کہا کہ اسے مار کر تیرے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ میں تمہارے یہ دادا کی لونڈی ہوں مگر  
 تم خیر دار رہنا کہ یہ راہ بیڈ جب بہت ہو شاہ پور نے کہا کہ لے حنظل یہ کو تم ایسی راہ سے اچلو کہ جانا  
 کچھ کھٹکا نہو حنظل نے سحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے لیچل اور  
 وہاں جو حنظل فوج لیکر اسراج کو پھرانے لگی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار متفرق ہو کر  
 ہر طرف کو بیل کھلی اور خیر داروں نے مرآت کو خبر ہو پوچھا کہ شکندہ بطلہ کو حنظل جادو  
 لوح کی فکر میں لیے جاتی ہے اس نے کہا کہ یہ کہاں جائیگی اگر میں نے اسکو نہ مارا تو نام اپنے  
 مرآت جادو نہ پایا یہ کہہ کر بیس ہزار جادو گریبان اوڑھیں ہزار جادو گرا اپنے ہمراہ لیکر رو  
 ہوئی لیکن اب حال طاسم ہوش رہا کہ سینکڑوں وقت مشتری مہفت سحر کو پانچویں عیار  
 بھیمان لیکے افراسیاب پاس گئیں مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھیں نہمی کر لیں افراسیاب  
 نے کہا اسے مشتری کی کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا افراسیاب جادو و سحر  
 کی بارگاہ میں سب جتنے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نہ کر سکا آپ جو فرماتے تھے کہ غر و غبار  
 ہر عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر نہ بجاتی تو وہ مار چکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جاتے



بتر یہ ہے کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا بارے جا پے اور دیکھوں عمر و اب کیوں  
 آتا ہے آگے چار طرف قناتین خیمے کے لگی ہیں اب دو طرف کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا  
 مشتری ہفت سحر کیوں جہالت کرتی ہو وہ عیار بڑا زبردست ہوا افراسیاب نے کہا میں  
 نہایت خبر داری کرونگی اور خیمت ہو کے خیمے میں آئی آتے ہی طبل جنگ بجا دیا یہاں مہرخ  
 کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہوئے لگی ملکہ مشتری ہفت سحر  
 سوار ہو کے چار لاکھ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہار و نا فرمان مہرخ اپنے اپنے  
 تختوں پر سوار ہو کے میدان میں آئیں سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کیا کہوں صاحبو  
 تم نے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہے تمکو کچھ سحر کا زور نہیں ہو غیر شخص کا بل ہے ارے بل تو  
 اپنا بل بگاڑنا بل بگاڑنا بل آو میرا سامنا کرو بہار جادو کی طرف سے نیستان جادو کلا فولاد  
 کا گولہ مشتری پر مار مشتری نے خالی دیکھے ایک پتھر مارا نیستان کے سینے سے پار  
 ہو گیا مشتری نے کہا اے مہرخ تو میرا سامنا کر یہ سنے بہار جادو نے داہنی طرف سے  
 نکلے ایک گیند پھولون کا مارا مشتری نے خالی دیکھے ایک ریل مارا پنجہ بنا ناریل دک لیا  
 مشتری نے کہا ارے تو نے میرا گولہ دکھا جھنڈا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار  
 مشتری کے ماری اڑ گئی اگر اڑنے جاوے تو کو پچھن اڑ جائیں دستک دی دامنے بائیں طرف  
 سے زمین پٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی اودھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آ کے گرے فوج  
 پسپا ہوئی بہار جادو نے پچھا پھولون کا مارا بہت سے ہاتھی مر گئے بہار جادو نے ناریل  
 مارا مشتری کا چہرہ چھلپتا ہوا کھل گیا مشتری نے دستک دی ایک لکڑا کا پیسہ اچھا  
 اور برسے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر رکڑ کے ہر ایک بیٹھ گیا مہرخ و بہار و نا فرمان  
 تختوں پر سے گر پڑیں مشتری ہفت سحر کپڑی زد دم و پست کردم اتنی سی لڑائی یہ اتنا سر  
 اٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤں ان سب کو یونہی رہنے دو پھر مشتری ہفت سحر  
 طبل و بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے میں اتر کے ایک تخت پر مہرخ  
 و بہار و نا فرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھ کے دیا کہ افراسیاب جادو کے  
 پاس لیا وہ جادوگر نامہ لکھ کے حکیم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جادو کے



کیا ہر نامہ مجبودید و جادو کر کے نامہ حیرت کو یا حیرت جادو و نے نامہ پڑھانہایت خوش ہوئی  
 اور کہا زمرہ دویا قوت بلکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہار و نافرمان کو  
 پکڑ لائیں اس واسطے سوار ہو کے خیمے میں مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہی مشتری نے کہا  
 اچھا ہے دیکھو تو میں انکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا تو ابی  
 سر کا بتا اپنے پاس رہنے دو عیار دیکھو ن کو بلاتی ہوں یہ کہے عیار بچھون کو بلایا اور دوسو  
 جادو گر زبردست طلسم کے بلائے کہا صرصر تم خبر داری کرنا جب تک افراسیاب آوے چنانچہ  
 دوسو جادو گر طلسمی و سوسو مشتری کے پانچو عیار بچھان جو حاضر تھیں انکو سو سو کے حیرت  
 جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونیا عمر و عیار سحر جہدار رہنا  
 مشتری ہفت سحر نے کہا قسم ہے لقا کی میں آپ خبردار ہوں گی تمام رات نہ سوؤں گی غرض  
 حیرت جادو تو سب کو خبردار کر کے جنت ہو گئی مشتری نے چار سو جادو گر گرفتار ہون کے  
 بٹھارے اور عمر و عیار نے جو آ کے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھاسے اور بہار و نافرمان  
 و مہرخ نہیں ہیں بارگاہ میں اگر شکسل جادو سے دریافت کیا اور قنطورہ زلفتی یا تا بہ سقر لاتی ملے  
 ناحق سے حیرت و چالاک ہو کے مشتری ہفت سحر کے خیمے کی طرف روانہ ہوا اور ایک فلاش  
 کی شکل بنکے چلا گیا ہی سر برسات پاٹ کا جامہ کمر میں گلہریسا سا رومال ہاتھ میں لیکر داخل  
 بارگاہ مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ چٹا خے دو شاخے روشن ہیں گلہری سے نکالے گل کرتے لگا  
 قنصل کا رصر صر شمشیر زن وہاں آئی اور اس نے پہچانا کہ عمر و گل کاٹ رہی ہے بکری اسے  
 ہونڈی کاٹے تو یہاں بھی آیا اسے اس فلاش کو لینا جانے پائے صرصر نمجہ پکڑ کے آگری عمر و نے  
 نیمجہ کیسٹیا نیمجہ باری کرتے کہتے اچکے خیمے کے باہر گلیم عیاری اور حد کے غائب ہو گیا مشتری  
 نے کہا یہ کون مقاصر صر شمشیر زن نے کہا عمر و تھا جان بیچے پھرتا ہوا اس کے سردار تم پکڑ لائی  
 ہو وہ حتی الوسع جانے نہ دیا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گزر جائے تو بہتر ہے اور عمر و نے  
 باہر جا کر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادو گر پکڑے لیے جاتا ہوا شرارہ نے عمر و کو پہچانا عمر و نے  
 حیرت کی شرارہ نے کہا خاجہ کمان چلا دس جادو گر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونوں عمر و کے پیچھے  
 دوڑے جب شرارہ ایک پاپ کے درے میں پہنچی ساحر نے پیچھے سے کندکے حلقے مار کر شملڑائی



مشکین باندھ لیں پکارا منہ برق فرنگی عمر و خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کلم کیا عزت رکھلی عمر و شرارہ  
 کی صورت بنا اور شرارہ کو پہاڑ کے ورے میں باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر چمکے  
 رہنا عمر و نے کہا چلو پھر ڈیڑھ پہرات جا چکی ہر اگر افراسیاب آگیا تو غضب ہو جائیگا اپنی دست  
 میں تو بچو نگا آگے جو مقدر یہ کہے خیمے کو آیا شرارہ تو نبا ہوا اور پانچوان عیار بھیموں کا بندہ بہت  
 تما صاف خیمے میں چلا آیا صرصر نے کہا شرارہ تو کہاں گئی تھی کہا بلالون خیمہ کی گرد آوری کرتی  
 تھی صرصر نے کہا میرا اسباب و شرارہ نے کہا جلدی کیا ہوا اب نہیں دو گھڑی کے بعد لینا صرصر  
 پہچانا یہ عمر و سے پکاری لہجہ یہ عمر و ہر چار طرف سے جادو گر آگرے عمر و نے نیچے کھینچ کر مار بٹایا  
 جب لوگ متفرق ہوئے صاف یکدم عیاری اور مدھ کے غائب ہو گیا صرصر نے کہا شرارہ کی قسمت  
 میں خدا جانے کیا تھا نہیں معلوم کیا کیا مشتری اور ٹھہ بیٹھی کہا ارے قیدیوں کے میرے  
 پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادو گر کی چوکی کو ہٹا کہا ایک سانس  
 کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمر و جو بھاگا دل میں کتا ہر یاد ادا جان کوئی  
 عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے میں دیر لگتی ہر وہین عیاری سو جھی پکارا وہ مارا خیمہ میں ٹسکیل کے  
 اٹھا صاحب سلامت کی دیان بیٹھ کے سو دو سو جادو گروں کو بلایا برق فرنگی کو ایک دو لہا  
 بنا کے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرقہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہنچا  
 ایک مرتبہ پختا نے روشن کروا دیے با جانے لگا برات لیکے چلا جادو گر دوڑے کہ برات آتی ہر  
 مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر و صبار قتار و شہر نقب ن تیز نگاہ سب دیکھنے لگین عمر و  
 زنبیل سے سوا سوا نار بیہوشی کے کال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہیں کیا خوب انار میں اور  
 برات خیمے کی طرف دیتی آتی ہر برابر خیمے کے آگے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملک نے کہا کیا رونا  
 بھلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھاک کی بو نے سر پھرا دیا عمر و عیار برات لیے ہوئے ایک پہاڑ کے در  
 میں گیا سب جادو گر حیران ہیں کہ عمر و نے کیا عیاری کی برات لیے ہوئے چلا آیا اور عمر و نے  
 جادو گروں سے کہا اب تم جاؤ برق بکھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ اناروں میں تھی برق  
 کہا میں تو نباؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رجھاؤ عمر و عیار برات رخصت کر کے خیمے میں آیا دیکھا تو  
 کے سب بیہوش ٹپے ہیں پکڑ کے بکھر کا بیٹا برق منہ زنگی کا ٹوسر چار مزدور



زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بندہ گوٹھے پاوے اور آپ خبر کر کے گھسا چار سو جادو گروں کا سرکٹ  
 والا مہرخ وہاں دیکھو سے کہا منم شاد عیاران عیار یوں پھوٹا لیجاتے ہیں اور خبر پکڑ کے  
 مشتری ہفت سحر کا چوٹا پکڑ جیون ہی خبر مارا خبر چھڑ گیا اور جا بجا سے کر گیا پھر تو سب  
 شمعوں کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑا ہی نکال کے سیدہ گرم گرم مشتری کے  
 حلق میں چھوڑ دیا مہر زکی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مر نام من مشتری ہفت سحر بود مہرخ  
 وہاں رونا فرمان کا سحر اور تر گیا لشکر یا گرے سیکڑوں ہزاروں جادو گروں کے لے حیرت  
 جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمر و عیار مہرخ وہاں فرمان کو لیکے طرف غمے  
 کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے غمے میں پہنچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو خبر ہوئی  
 کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سن ہو گیا دلیں کہا افراسیاب عجیب طرح کا مقدمہ ہے  
 جو کیا جیتا نہ پھر بعد فتح کے شکست ہوتی ہے کہا افراسیاب جادو اب کچھ تدبیر بتاؤ حیرت  
 جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہیں افراسیاب نے کہا مجھ کو مشتری کے بارے جانے کا  
 یہ رنج ہوا کہ بیان میں نہیں آتا جب عمر و پکڑا جاتا ہی مجھ کو دم دیکے چھوٹ جاتا ہے اب جی  
 چاہتا ہے اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالوں جب چین آوے یہ کہنے کہا ملک  
 حیرت جادو جاؤ اسوقت میں ظلمات کو جاتا ہوں کل آکے عمر و کا کام تمام کرونگا اور سوار  
 ہو کے ظلمات کو گیا ملک حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہاں مہرخ نے عمر و عیار سے کہا  
 ہمارا لاوہ یہ تھا کہ کو کب کے مکان میں جائیں اور پران شمشیر زن جو مردہ ہے اسکے لیے کچھ  
 مالک کریں مشتری ہفت سحر کے بارے جانے افراسیاب کو قلق ہوا ہوا کچھ کچھ آفت  
 آئی کی ایک کراخاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال اسرج کا سنئے کہ وہاں تا کہ بندی  
 ہو رہی ہے اور مراات جادو کا حکم ہے کہ جسکے ہاتھ شاپورا اور اسرج لگیں وہ پکڑ لائے  
 کہ بہت سا کچھ انعام پائے اور شاپورا اور اسرج ایک سمت کو چلے جاتے ہیں ملک حنظل جادو  
 نظروں سے غائب ہیں اسرج کو راستے میں ایک جادو گر ملا اور اسے آواز دے گا کہ ایفزیہ جیسے  
 تم بے کیجیے بہادر ہو کچھ کہا نہیں جاتا ہے مگر جو مطلب سمجھ کر نے آئے ہو تو یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ  
 مطلب ایسا ہے کہ جبکہ کوئی توڑ نہیں سکتا ہے اسرج نے کہا اب تو ہم آگے پھر پھر مطلب سمجھ لو گے



کمان جانیئے شاپور یہ کدہ ستر جا دو گر تو ایسج سے باتیں کرتا تھا یہ بجاگ کے کسی غار میں چھپ گیا  
 اوس جا دو گئے ایسج سے کہا کہ پہلے تو مجھے پوچھ لے پھر طلسم توڑنا یہ کدہ دستک دی کہ ایسج  
 کو لہذا آیا ایسج بیٹھ گیا اوس جا دو گئے کہا کہ بس اتنی ہی کاسات پر طلسم توڑنے آئے تھے  
 یہ کدہ ایسج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرآت جا دو گئے پاس لیکر چلا ایسج نے کہا بھی کہ تو میرا شریک  
 حال ہو گا مگر اوس نے نہ مانا شاپور غار میں حیران ہے کہ ایسج کدہ گر گیا غرض یہ غار سے نکل کر ایک  
 سمت کو چلا اور حنظل جا دو ایک درے میں پہاڑ کے گہنی پانی میں نے کو وہاں دیکھتی کیا ہے  
 کہ ایک ساحر پانی بھر رہا ہے حنظل نے کہا کہ میں یہاں ہی ہوں اوس نے کہا کہ لو پانی پوچھا و سو پانی پلا  
 پانی پیتے ہی اسکو تھکری آئی اور اوس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ تو مجھ کو نہیں جانتی و اوس نے جے  
 جانتا ہوں تو نے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا اوسے تو کون ہے اوس نے کہا میں کوئی ہوں  
 تمہیں پکڑ کر مرآت جا دو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ جو پانی پلا یا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ نہیں  
 چل سکا اور یہ اوسکو گرفتار کر کے لے چلا راہ میں شاپور نے یہ حال دیکھا اوسے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا  
 کی ہے کہ حنظل پکڑی گئی یہ کدہ ایک جا دو گر کے پاس آیا اور کہا ایعزیز شاپور  
 یہ کیا کام کیا ہے مرآت جا دو کو خبر ہوئی کہ ایک جا دو گر حنظل کو پکڑ لایا جو وہ بہت خوش ہوئی  
 میں اور مجھ کو بھیجا ہے کہ تم جا کر اسکو لے آؤ کوئی چھڑا نے نہ پالے جا دو گئے کہا کہ دیکھیے ملکہ مرآت  
 کیا سلوک کرتی ہوں شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہو گا جو کبھی کسی کے ساتھ نہوا ہو گا یہ کدے تھے  
 بہت کے کدے کے قطعے بارے کہ ساتوں بند اوسکے کچی ہو گئے اوس نے جھٹکا مارا وہ اوندھے منہ گر  
 اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جا دو حیران تھی کہ یہ کون ہے مرآت گیا ایک بچہ پیدا  
 ہوا کہ وہ شاپور کو اوشا لیکر حنظل جا دو پیچھے پیچھے پر چھائیں کے ادب سے دیکھتے دیکھتے وہ غار  
 ہو گیا حنظل نے بہت ہوس کے دیکھا کہ ایک بارگاہ نامی کی میدان میں معلوم دیتی ہے دو چار ہزار جا دو  
 لائی بیٹھ بھاڑے وہ بچہ اوس طرف جاتا ہے حنظل جا دو بچے اور تری دیکھا کہ مرآت جا دو ایک تخت  
 الماس پر سوار سترہ اشارہ سو جا دو گروہ سے چلی آتی ہے اور اس کے اوس خیمے میں اتری وہ  
 جا دو گر شاپور کو لے کر کہا ملکہ آج کے حکم سے شاپور کو پکڑ لیا ملکہ مرآت جا دو بہت خوش ہوئی  
 اور کہا ایک کام تو بجز بی تمام ہوا حنظل نے فکر میں کھڑی ہے کہ ذرا ہاتھ سے



چھوٹے تو صاف اوتھاکے اور چلوں حنظل اس فکر میں تھی کہ مرآت جادو نے کہا اسکو چھوڑ دو  
 جادو کرنے چھوڑ دیا حنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اوس کے سحر میں گرفتار ہے پہلے اسکو  
 مار ڈال پھر لیجیو یہ سوچ کے حنظل جادو نے ایک گولا فولا دی اوس جادو کے بار جادو  
 کو پڑا سر اڑ گیا مرآت جادو حنظل کی پرچھائیوں پر دوڑی حنظل بھی شاپور سے ہاتھ  
 پانوں کسل گئے شاپور مرآت کے پیچھے پیچھے دوڑا نہ اندر دے کے اڑ گیا مرآت جادو نے  
 پکارا اری حنظل کہاں جاتی ہو حنظل جادو نے ایک تار بے در مرآت جادو نے خالی دے کر  
 ایک تیر مارا حنظل نے خالی دیا حنظل نے ایک تار بے در مرآت جادو نے خالی دے کر  
 کھلنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کسے کے ہاتھ سے سالوں بند بھی ہو گئے جھٹکا مارا تین  
 پر گر پڑی ایک مرتبہ آسمان پر سے تڑا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہو اور کچھ بوند پانی  
 شاپور مرآت جادو پر پڑن مرآت جادو شاپور دو تون پتھر کے ہو گئے حنظل جادو  
 ایک ہمارے درے میں چھپ کے دیکھنے لگی بعد دیکھنے کے دو سو جادو گر تخت سے  
 ہوئے آئے اور مرآت جادو کو اور شاپور کو اوس تخت پر بٹھائے حنظل جادو  
 یہ دیکھ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمین کہتی ہے کہ اسے حنظل جادو اگر تھیر بھی بوزن  
 پڑتین تو تو بھی تھیر کی ہو جاتی کہ سامنے سے ایک دریا سے مزاج نظر آیا وہ جادو گر آئے  
 اور تخت رکھ کے سزنگا کر کے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی میں غائب ہوا اور ایک بھر  
 پیدا ہوا اوپر سب ساحر کو دکرایٹھے حنظل نے خیال کیا کہ اگر تو نہیں جاتی تو شاپور کا  
 ٹھکانا معلوم نہ کیا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کے بھرے پر گئی سحر سے غائب ہو گئی ایک جادو گر  
 نے بھرا جو ہلا تو کھارا کہ تو کون ہے جو بھرے پر آیا حنظل جادو نے شکار گئی اوس ساحر نے سحر  
 خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ کیا اب حنظل بھراتی اور اندر پرکے لٹک گئی اس  
 عجیب حالت ہے پانی کے تھپڑے لگتے ہیں ہاتھ پھیل چل گئے ہیں غرض جادو حنظل  
 نے دیکھا کہ ایک دیواری ہوئی اور اوس میں تین درہن اور اوس کے ایک درہن اتر  
 اتر دیا اور ایک میں بھرا اور ایک میں صنت بیٹھا ہے ماس کے آگے مگی مچلیاں نہ ہمارے  
 دریا میں پھینکا جاتا ہے اور اون درون کے برابر پانی ملا ہوا ہے یہاں تک کہ بھر اچھی دس



بہار ہو چکا اور وقت وہ اتیت اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا حنظل کو اور کچھ تو بن  
لے آیا اگر کہ اس دیوار پر جا بیٹھی یہاں جو اس نے دیکھا تو ایک باغ ہے بہشت برین کا  
چراغ ہے تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہیں حوانات چمن جھوم رہے ہیں زمین وہاں کی آئینے کی ہے  
درختوں میں بھی آئینے لٹکتے ہیں ایک بارہ درسی آئینے کی ہے اور باغ میں سنبل  
پر بیج کی بہار سے کہیں لالہ بادل داغدار سے لظنم

گرے شاخ شبو کے ہر جازین	دان بان کی اور ہی آن بان	چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں سے بیل اور کہیں موگرا	نمرد کے مانند سبزے کا رنگ	روش پر جو اسر کتا جیسے سنگ
ہو بہار میں سے گل لہلہ	چمن سا کشادہ آب اور ڈھک	چمن سے بہا باغ گل سے چمن
کہیں زکس گل کہیں یاہن	کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار	جدا اپنے موسم میں سبکی بہار
کہیں جعفری اور کنید کہیں	سمان شب کو داؤد یونہی کہیں	کہیں زرد نسرت کہیں نسرت
عجب رنگ پر زعفرانی چمن	اور سترہ سو عورین الماس پوش کہ ایک ایک حور حنبت سے	

کبھی بہتر ہے اس بارہ درسی میں بھی تھیں اس عرصے میں وہ نہنت دو تیلوں کو لیکر اس  
باغ میں آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اڑ گئے اور کچھ پھلیاں اور نہنگ بنے  
اس دریا میں کود کر غائب ہوئے اور ان تیلوں کو اس نہنگ نے بارہ درسی میں رکھا  
اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اس کے تیلوں کے ہونٹوں پر پکائے اور کچھ اکیسٹی میں ڈالے  
کہ دھوان ہوڈ لگا اور ایک ریل میں پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا  
ہوا اور دھوان شاپو را اور مرات کو لگا کہ یہ دونوں انسان ہو کے اس چشمے میں گریں  
اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی بعد کچھ عرصے کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا بلکہ  
مرات جادو ایک کرسی پر کہ جس میں آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سولہ نڈیاں جو اس  
بارہ درسی میں تھیں ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئیں اور ایک طرف شاہ پور طوق و زنجیر  
میں گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے نہنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اس نے کہا  
مزاج اچھا ہے نہنت نے کہا دعا کرتا ہوں پھر کہنا کہ اسے ملکہ یہ جہتید و سامری  
کا باغ ہے کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہاں نہیں آیا پر چھ سائیں نہیں پڑی



یہ تم طلسم پر کیا آفت لائیں مکہ نے کہا کہ میں کیا آفت لائی منست نے کہا اگر تم جام جادو کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتیں تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور اسے مکہ یہ کون ہے مکہ نے کہا کہ یہ عیار ہے اسرج کا اور حنظل جادو اپنی دلہنت میں دیوار پر چھپی بیٹھی تھی اور یہ تراشا دیکھ رہی تھی لیکن پر چھپائیں دیوار پر معلوم ہوتی تھی منست نے کہا کہ اسے مکہ یہ دیوار پر کون بیٹھا ہر مرآت جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ پر چھپائیں حنظل جادو کی معلوم ہوتی ہے بس اسے ہنس کر کہا کہ اسے منست اسکو کیرٹے کیونکہ اسے جو سلوک کیا ہے وہ کاسکو کوئی کرتا ہے اب حنظل جادو نے چاہا کہ میں کو دپڑوں مگر دیوار سے چوڑ ہو کر نیچے لے اور مرآت نے کہا اسے منست اسکو دیوار پر سے اتار لائیں دونوں کا سر کاٹوں گی منست اوشکے وہاں آیا جان پر چھپائیں نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ میں ڈبو کے نقود کھینچی اور ماش کے دانے پڑھ کے مارے دیوار ترقی اور تیلہ پیدا ہوا اس تیلے سے مرآت جادو نے کہا کہ جا اپنے ہتمام کو پکڑ لاؤ وہ تیلہ اڑا اور دیوار پر سے حنظل جادو کو اتار لایا اور سانسے مرآت جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو ہوا اس ہونٹھ خشک برہنہ سر کھڑی تھی کہ مرآت جادو نے اس تیلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پر وہ تیلہ اڑ کر پھر اسی دیوار میں سما گیا اور منست نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تیلے کو گر و ہم تم سا جو دونوں ایک ہیں یہ بھکاری کیا سمجھتی تھی کہ جو تم سے لڑے کو آئیں حنظل نے کہا کہ اے مرآت جادو میں آئی تھی بھکاری ملاقات کو مجھ کو کسی نے طلسم میں آنے نہایا اور کہیں مقام رہنے کا نہ ملا سانسے فوج قاسم کی پڑی تھی کین آوسین گئی تھا سم نے میری بہت خوشامد کی میں اسکے شریک ہو گئی مرآت جادو نے کہا کہ اگر آپا کچھ ہے تو شاہ پور کا کھٹ ڈالو حنظل جادو کا زنگ سفید ہو گیا دل میں کہا کہ اب تو کیا کر لگی عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا میں ات جادو نے کہا کہ خدایت کا فوج کرنا ثواب ہو حنظل نے کہا فی حقیقت ثواب ہو لیکن اگر یہ تیری اطاعت قبول کرے تو نصیر تو اسکی معاف کر مرآت جادو نے کہا کہ اس کلام سے ہوتا ہے کہ تو ملی ہوئی ہو حنظل نے کہا میں تیری تابعدار ہوں جو تیرا جی چاہے تو کہہ منست نے یہ سننے کے کہا کہ انکو آج قید کر دیں اسنے ایک کو بھڑی میں اسکو قید کر دیا کہ اس میں ایک لوندی بھی قید تھی



چنانچہ دو جادو گروں کو حکم کیا کہ وہ دونوں حنظل اور شاہ پور کو کوٹھری میں بند کر آئے وہاں ایک  
 اندھیرا غلام تھا جب یہ وہاں قید ہوئے تو اس لڑکے نے پوچھا کہ تم کون ہو شاہ پور  
 نے کہا ہم کجنت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اس نے کہا تم نصیبوں کے بڑے  
 بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اس وقت سب احوال بیان کیا اور اس سے  
 پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال بیان کر اس نے کہا کہ میں کنیز ہوں مرا ت جادو کی آدھ  
 مجھ پر نیت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہے بس اس نے مجھ کو قید کیا ایک دن بیچ کر کے ایک کوٹھری  
 آتی ہے کھانا اور پانی دیجاتی ہے چنانچہ کل جو آئی تھی اس نے کہا تھا کہ میں شجہ کوٹھالی دنگی  
 اور بیان اس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہے حکم ہوا کہ آج اس قید خانہ میں تین  
 حصے لیجانا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہے تین حصے لیکر اس کو کوٹھری میں ادون  
 نو گون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کر کے چلی گئی راوی کہتا ہے کہ یہاں سات ایت  
 رہتے ہیں اور سب کو کھانی پانی پہونچاتے ہیں چنانچہ ایک ایت کی طرف جو وہ کنیز گئی تو اسے  
 دیکھا کہ وہ کچھ تختی میں دیکھتا ہے اور روتا ہے اس نے کہا کہ میان ایت تم کیوں روتے ہو تبت  
 نے کہا کہ میں جو روتا ہوں تو تجھے کیا کنیز پانوں پر گری اور کہا واسطے لقا اور جہشید کے  
 سب بتاؤ کہ تم کیوں روتے ہو اس نے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے  
 کہا تو تم پھر اس واسطے روتے ہو منت نے کہا ہاں میں اسی فکر میں ہوں لیکن اگر تو کسی  
 سے نہ کہے تو میں تجھے ایک بات کہوں اس نے کہا کہ میں کسی سے نہ کہوں گی منت نے کہا کہ جس  
 نیت خانے میں وہ کنیز قید ہے اس میں شخص اور بھی قید ہیں کنیز نے کہا کہ یہ تو میں جانتی ہوں  
 بلکہ آج کھانا بھی اونکو دے آئی ہوں منت نے کہا کہ یہ جو دونوں قیدی ہیں یہ طلسم کشاکش کے  
 رفیق ہیں اور اس سبج شکستہ طلسم ہے اس پر سات پہر بجاری ہیں بعد اسکے ڈنکا بجا کر فتح کر لگا  
 کنیز نے کہا کہ میرے پاس کونھی ہے اس کو کوٹھری کی چلو تو اونکو نکال دین یہ سنکے وہ منت  
 اوٹھا اور قید خانے کی کٹہری کھول کے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اسے  
 حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہو تو پھر بھول نہ جانا حنظل نے کہا منت جی میں تمکو  
 بڑا آدمی کرونگی منت نے کہا کہ یوں تو نہ نکلتا نہ ہوگا مگر میں ایک اثر درمیتا ہوں اور تمکو



نکل جاتا ہوں ایک بیابان میں کچھ کھجور کا احوال مجھے معلوم ہے وہاں لیجا رنگا اوس لہجہ ہی نے  
 کہا پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں اور سننے کہا کہ تم چاروں سنیتھے رہو یہ کہکے وہ منستہ اثر  
 بنا اور پانی میں گر کے ایک طرف کو روانہ ہوا دل میں کہتا ہی کہ خبانتک پانی کی شورش ہو تو  
 جلا چل اب انکو تو جانے دیجئے لیکن حال سنئے کہ ملکہ مرآت جادو ملکہ مہلک جادو کے پاس  
 بیٹھی ہے اور مرآت نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تا شاہی کہ ایسے دشمن جانی سکتا نہ  
 حکیم ہاتھ لیکن اور قتل نہ کیے جائیں اوس وقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو  
 مرآت جادو نے کتاب دھکا کے سات ورق اولٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمہارے ملک کا  
 جہاں کتاب جادو وایت ہے وہ قیدیوں کو لیکر نکل گیا مرآت جادو حیران ہوئی اور مہلک جادو  
 کا منہ دیکھنے لگی اور سننے کہا کہ تم میرا منہ کیا دیکھتی ہو مرآت نے کہا کہ تم کتاب لکھو اور سننے کتاب  
 دیکھی تو معلوم ہوا کہ اے مرآت جادو گھر کا بھیدی لنگا ڈھال گھر کے لوگ تو مل مل کے خواب  
 کرتے ہیں اچھا تم لو وہم جاتے ہیں دیکھیں کہ کتاب جادو کہاں جاتا ہے یہ کہکے پہلے تو چھین  
 حجرے اوس باغ میں آکر صنتوں کے دیکھے اور جا کے اوس کو ٹھہری کو دیکھا تو وہ  
 کھلی چڑی تھی بس سننے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان میں بیٹھی رہو میں جاتی ہوں کتاب  
 جادو کو مع قیدیوں کے پکڑے لاتی ہوں یہ کہکے غوطہ مار کے پانی میں ڈھونڈتی ہوئی چلی لیکن  
 ایسے مرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام رہتے ہیں ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر پہنچ  
 لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہاں رکھنا بہتر نہیں ہے اسی جگہ رکھنا چاہیے کہ جہاں کوئی شخص  
 اسکی ایک انی ہر قدر چشم جادو اسکو بلا کے آئے کہ اسکو میں لایا ہوں تو قید کرادوں گی  
 نے پتھر مان و پٹریاں پنا کے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آ کے بیٹھی تھیں مینے لگی اور ایک ہندی  
 دس گھنٹہ کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرا یا جی میں آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے وہ  
 غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک مریا اسکو نظر آیا کہ سوج مارتا تھا حباب اوٹھ رہا ہے  
 تھے پاٹ دریا کا لیسان آئینہ مسطح و مصفا لفظ

لہر ادھنی جو گئی سو حیرہ بہت  
 گوش کرتا تھا کر خروشش آب

آب تہ دارا ورتیرہ بہت  
 ہوش جاتا تھا دیکھ خوش آب







دو اجاد کے اسکو بلا لائی اور اس سے کہا کہ اسے محبوب جادو و طلسم میں چھ غل بوزار ہے جس سے تم  
ایرج جزا رہو یہی پریسون کا آیا ہوا ہے میں جا کے لاتی ہوں یہ کیکے چسلی گئی محبوب جادو  
تو جان ہے اور ایرج بھی نہایت خوبصورت مانتہ پاؤں گول گول ساپنے میں ڈھلے  
ہوئے رخ سرخ و سفید کہ مسدس

دام دلہا کے حسین حلقہ کو خراب  
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ بانگی

تار مو کا فر سودا لی کے حق میں زنا  
اور شیر ہی سی وہ ٹوپی پر خرق زنا

صاف بستانی سے تمنا بخت بلندی پیدا

چاند مانتا تھا تو سجدے کا نشان تھا مارا

محبوب جادو اس پر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوئے سلطان عشق نے دونوں کے دل پر  
چڑھائی کے ڈیرے ڈال دیے لطم ملک و پر عشق نے جب نکر و نکا کیا  
بھیکر کو جو بدہ بدہ فوج جنوں کر کے تخیلات پھر اپنا عمل بر کیا محبوب جادو نے برضہ ضبط  
کیا مگر موسکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر اذان ناوک پر فتنہ جست + بر جگرم  
آمد و تا پر نشست + ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ایات

اس پیش کا ہر مزا دل ہی کو حاصل ہوتا  
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا  
دل گرفتو نکی اگر خاک چین میں ہوتی

کاش میں عشق میں سرتا بقدم دل ہوتا  
تو کسی سوختہ کا آئینہ دل ہوتا  
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ و مان دل ہوتا

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیوں صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تھے پڑھا وہ ہنسنے بھی پڑھا  
ایرج نے دل میں کہا کہ طلسم میں ہمتو قید ہوے مگر اب ہمتو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا  
اور محبوب اپنے دل میں کہتی ہے کہ دو آئیگی تو ایرج کو لے لیگی کچھ تدبیر کر سوجھے سوچتے  
کہا کیوں صاحب تمہارا نام کیا ہے ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم لعل  
حققتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہوں اور امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا ہوں محبوب  
نے کہا یہ تو مفذور نہیں کہ طلسم سے میں تمہارا ساتھ دوں مگر ساتھ وہ جو ہاڑے ہے اس پر میرا مکان  
ہے اور کسی کا دیا لیا نہیں کھائی ہوں تابع دار نہیں ہوں تم میرے مکان میں چلو غوی نہ بھا  
یہ کیکے محبوب نے ایک شش کے آٹے کا پتلہ بنا کے زندہ کر کے ہتکڑی بڑی پہنا کے ایرج کی



قید تو دفع کر دی اس پتلے کو دہی ہٹکڑی بڑی پنہا کے ایرج کو سحر سے غائب کر کے کینزوں کو  
 طلب کیا اور کہا میں کسی کام کو چاتی ہوں تم خبردار رہنا یہ کہکرا ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان  
 میں لائی وہاں تمام اشیاء اسباب عیش و آرام مہیا تھا کینزین خدمت کو حاضر تھیں گلابیان  
 شراب کی کباب کی قاقین چنگیدان چو کھڑے عطر دان پانڈان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ  
 ایرج وہاں بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں شراب  
 پیوں وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام سے ارغوانی چلنے لگی حلسہ عشرت آراستہ  
 ہوا یہاں دو ابو قلعہ میں آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہیں غل ہے اُسے  
 ایک آدمی سے پوچھا کہ کیوں یہ غل کیسا ہے اُسے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے  
 ماتھے سے اور آفتاب جادو نے یہاں اگر اور ساحروں کو مارا یہ اُسی کا غل ہے دوا نے یہ سنا  
 ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاہ پور خوشنود بیٹھے تھے کہ دوا سامنے سے  
 نظر آئی وہ ساحر جو ملگئے تھے انھوں نے کہا کہ عظام جادو کی دوا آئی ہے اسے آفتاب جادو پر  
 بڑی آفت برپا کر گئی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ دوا نے اگر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب  
 جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل انکو توڑ گیا شاہ پور  
 حسرت کر کے دوا کے برابر آیا دوا نے اُسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو حسرت کی  
 شاہ پور کے تلوار نہ پڑی مگر اُسکی اثری کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولا دکا مارا وہ دوا کی  
 داہنی ران لگا توڑ گیا دوا نے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خربہ کروں بس یہ وہاں سے  
 چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہیں گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کو سس  
 تو پانی میں آیا بعد اسکے پانی سے نکلا اور جیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین میں گھس گیا  
 تو گر آسمان پر گیا کیا ہوا اور دوا چلی جاتی ہے اُسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوک کی ہوئی خیال میں  
 آیا کہ دریا پر غلابیان بیٹھی ہیں چلے شکار کر انھیں کے کباب کھا اور پانی دریا کا پی یہ سوچ کر  
 جانب دریا چلی مگر ان جو زخمی تھے تو گر پڑی اور اُسے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہے اور  
 مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو سہی تو عظام کی دوا ہے پکارا کہ اری جھکو  
 کیا ہوا پس اُسے کہا کہ جمشید و ساحری نے مرادی اے مہلک قتل عظامیہ میں یہ حال ہے



کہ عظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہ سب حال بیان کیا مملکت جملہ کیفیت  
سن کر قلعہ کے برابر آیا اور اسے برف گرانی کہ دو تین سو سا حیران ملک ہوا پھر پھر برسائے شاپور  
اور حنظل حیران ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہو اور وہ دے کما اسے مملکت دیکھے وہ چاروں جادوگر  
کھڑے ہیں مملکت نے سحر کر کے چار گھڑی میں سب کو قید کیا اور جو شہر ایک ہو گئے تھے  
وہ مملکت کے پائون پر گرے مملکت سب کو باندھ کر پھلاد دے کما اور مملکت ایرج بھی  
میرے پاس ہے مملکت یہ سن کر نہایت خوش ہوا اور مملکت کو اپنے مکان میں لائی نذر دی  
اور کہا بلالوں اندر دالان میں چلیے میں محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان میں جا کر دیکھ  
محبوب جادو کو پناہ کنیزوں سے پوچھا کہ محبوب جادو کہاں گئیں کنیزوں نے کما ابھی کہیں  
گئی ہیں مملکت نے آگے بڑھ کے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہیں پھرتی ہے مملکت نے کہا کہ  
دو ایہ تو سر ہو گیا دو آدھ ہاتھ پڑ کے دیکھے تو واقعی مر گیا ہے ہوا جو لگی دے آگے ہاتھ میں آٹماں کا تھکا  
خشک ہو گیا مملکت نے کہا کہ اسے تیرے ہاتھ میں ماش کا آٹماں لگا ہے اسنے کما صندوق کی کل  
یہ پکڑ آیا تھا آج کیا مر گیا مملکت نے ایک لکڑی سے ایرج کے تیلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا تیلہ  
تھا گر پڑا اسرا لگ دھڑا لگ ہو گیا مملکت نے کہا یہ تو ماش کا آٹماں ہے اسے دے دے چلو  
محبوب کے پاس دمان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ درمیں  
پر دے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اسوقت دیکھا کہ محبوب کی  
چوٹی سے کچھ کھل کے تیرے ہاتھ پر آ رہا اٹھا کے جو دیکھا تو کاغذ پایا اس میں لکھا تھا کہ شاید یہ  
کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخفی جو دھرا ہے اس میں ایک تلوار ہے ایرج اٹھا برابر  
محبوب نے آنکھ کھولی کما ایرج کہاں جاتے ہو کہا میثاب کو جانا ہوں محبوب جو دیکھے کہ کوئی  
کھلی ہے بے اختیار کہا اے میری مان نے کما تھا کہ تیری چوٹی جو کھلی دے تو جانتا تیری  
جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہنچا کما اسے کہنت کہاں جاتا ہے میرے مارنے کا ارادہ ہے  
اور دوڑی ایرج یہ نہ جانتا تھا کہ اسکی قضا اس تلوار سے ہے محبوب نے ایک تارچ مارا  
ایرج نے دوڑ کے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہو گئی سب مکان بھاڑوری  
اٹ گیا دیکھے تو میدان ہے خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہے کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی اسکی



قسمت بڑی زبردست ہے اسی طلسم کے تہ خانہ میں ایک گھوڑا ہے اُس پر سوار ہو کے جادو  
 لوح کا ٹھکانا لگیا امیرج نو جوان تہ خانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایک طرف گھوڑا امیرج ساز و برق کھڑا  
 امیرج بسم اللہ کے سوار ہو کے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل میں کہتا جا رہا ہے کہ دیکھو کہ ہر قدر  
 لیے جاتا ہے چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اُس پر چار عصا بردار عصابا تھوڑے  
 میں لیے کھڑے ہیں پہاڑ پر سے اُترے اور امیرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہیں کہ تم شکستہ کا  
 طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فستہ نہیں کیا ہم کو تیری جوانی پر رحم آتا ہے اے عسکر  
 ان درون میں ایک درہ ہے بہتر ہے کہ بچل جا امیرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہے اور قسمت میں ہے  
 قوت کرے اگر شکلا لے کا ارادہ ہوتا تو کیوں آتے تھے اس کے امیرج ایک سمت کو چلا عصا برداروں نے  
 کہا بھائی اسکا صیب زبردست ہے اسی سمت جاتا ہے جدھر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض امیرج  
 کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک بلغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے تو ارادہ کیا  
 کہ بلغ میں جا کے سیر کیجیے پھر خیال میں آیا کہ اسے امیرج ہاتھ پاؤں کھلے ہوئے ہیں  
 مرکب ز سوار ہو بلغ میں چا کے کسی آفت میں جو گرفتار ہو جاؤ اس سے نہ  
 نہ جاتا ہنر ہے یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے  
 مکان پر آباد دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دوا یہ کیا ہوا دوا نے کہا زہری فر  
 میں آگئی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے  
 کمان جائیگا لیکن ان قیدیوں کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہیں ہوا انکو قید کیجیے مہلک جادو  
 کو سب احوال طلسم معلوم ہے یہ ایک جنگل میں گیا وہاں ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ  
 کھول کے حنظل جادو آفتاب جادو و شاپور اور دونوں لونڈیوں کو قید کیا اور آپ امیرج  
 کی فکر میں چلا اور امیرج پھر دن رے ایک بیابان میں پہونچا کہ وہ جنگل بلغ کی طرح روش  
 پڑی سے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوڑیاں رشک لالہ پھولا ہوا  
 سبز زمر دین لہلہاتا ہوا چلتی تو جو بن دکھاتا نظر ہم پڑ زمین شفاف ستے صاف دروا  
 تال سبز مثل بلغ پیدا درخت اکثر گر سب کا جد ازنگ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ  
 تو گنجان جا بجا مرغ خوش آہنگ ہر اک کے زمرہ کا کچھ نیا ڈھنگ بہ بالب آب سے نہرین ہر اک سو



جولجا میں دل عاشق سے قابو + کوئی گل نسل رو سے اہ براق + ادا ہٹ میں کوئی مشہور آفاق  
 وہاں ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اُسکے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور  
 ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلا رہا ہے اور کس خوبصورتی سے برچھے کے ہاتھ نکلتے ہیں کہ طبیعت میں  
 کرتی ہو بس اُسے آگے بڑھ کے کہا کہ سچاں اللہ کیسا خوب برچھا ہلانے ہو اور کیا خوب کثرت بہ  
 بیوی خالی ہے اس میں گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے  
 دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کا چہرہ بسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہے مانگ سے اُسکی  
 کنکشان منفعیل زلف میں اُسکی شب قدر کا منفعیل دل خنجر مرکان سے دل عاشق  
 ٹکڑے ٹکڑے چھریاں کلچے پر چلین چشم فتان منسدہ پرواز گردشش مردک چشم منون سنان  
 بنی سے گل شب کوکانک میں دم عارض تابان سے ماہ مہر نام ذقن سیب جنت سے بہتر انار  
 سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغر حسن شکم لوح سیمین آئینہ کف پادشاہی نگین اہلیات

چشم کرشمہ جان تغافل	سامان اُسکے شان تغافل	پانی ہے ابرو کا اشارہ
غمرہ نے اک خنجر مارا	رخصت دے گر عشوہ گری کہ	ایک ہی جلوہ بس چہری کو
ہنسنے میں وہ صفائی دندان	برق خرمین عالم امکان	آہ صفائی اُس سینہ کی
غیرت افزا آئینہ کی	شکل جبین میں یہ نازکمان ہی	صورت ہے انداز کمان ہی

ادھر وہ اُسکے بند قبا ٹوٹے ادھر ارجح کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سواروں سے کہا  
 کہ یہ عجیب بات ہے کہ سالہا سال سے یہ نقاب بندھی رہتی تھی کبھی بند نقاب نہیں ٹوٹے  
 آج کیا ہے کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہلے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے  
 کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہیں اُس نے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سیر کا مقام نہیں ہے یہاں  
 جو آیا بھٹنا چیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناعی آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمہارے راہ میں طاقت  
 ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کریں یہ شہزادی کہ نام اس کا مینا ہے جادو  
 ہے اُس نے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ میں اُس نے کہا کہ اے ایرج دس  
 بارہ دن ہوئے ہیں کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہیں معلوم اور میں اپنے بھائی آسمان جادو  
 کو قائم مقام کر کے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہیں مگر



حال شنید کہ ایک جلاو جادو ہے کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسے جو یہ خبر سنی تو جالیس ہزار قزاقوں کو ہمارے قلعہ میںا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاو جادو نے قزاقوں کو کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو میں نہ جاؤں اور نہیں تو میں جاتا ہوں اور اُدھر قلعہ کے خندق عمیق اور زیر آب ہے تو میں لچر لچر قلعہ پر لگی ہیں تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہیں میرے اپنے پڑاے چھڑ دیوار قلعہ سے لگے ہیں رہو وراہم چلے چکے چکستار قلعے پر رکھے ہیں گولہ انداز برق انداز خشت انداز تو یوں کے دہنے بائیں مثل رہے ہیں آسمان جادو وزیر نیکو زرتار تاج شاہی سر پر

رکھے کسی پر چٹھا ہے کہ لفظ	جو کچھ اسباب جنگی ہوے درکار
ہوا اک بات کہنے میں ہوتا	نہاے جسمیں شکر غیب کا راز
لکین برکت تو میں اور بدوق	رکھی چاروں طرف آتش کی وہ مار
کہ جانا جسکے منہ پر سخت شوار	مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب

جلاو جادو مرکب کو دوڑا کے چلا قلعہ والوں نے ایک نامہ لکھ کر تیر میں بانڈھ کر پھینک دیا زمین لکھا کہ اے جلاو جادو کیوں اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہیں تو ہم گولے ماریں گے تمہارا کہیں ٹھکانا نہ لگے گا جلاو نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است اور گھوڑ اڈال کے چلا قلعہ پر سے گولوں کی بوچھاڑ ہونے لگی اور جھکا جھکا کر تو میں گولے مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاو جادو گولوں کو بچاتا ہوا اور سے روکتا ہوا قریب خندق پہنچا اور خندق کو فریاد کیا اس وقت چھ دیوار میں آگ لگائی گئی تیل کے کڑھاؤ پانڈیاں بارود کی پڑنے لگیں اینٹیں اور تیر قلعہ اڑ مارنے لگے ایسا

لگا چھٹنے قلعہ کا تو پختہ نہ	ہر اسان جسکی آتش سوزنا نہ	دھو میں میں اس طرح اڑھاؤ بجل
کہ چون بادل میں مارو ترق	نکلنا توپ سے گولے کا رخشان	کھٹا میں جسطرح مہر رخشان
وہ بند تو کی چٹھا ہر طرف بارہ	کہ شمشیر اجل میں النسی ہی بارہ	یہ گولہ سرخ نکلتے تھا شامی
شب یلدا میں چون ترشالی	جلاو جادو نے سہ فراخ دامن چہرہ بر رکھ کے ان ملاؤں	

کو جھپٹا اور گرز مارا کہ پھاٹک ٹوٹا اس وقت توفج بھی اُسکی لینا لینا کہے چلی اور مٹی کی لٹکریوں سے خندق کو پاشا نرد بائیں لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دیوار سے



داخل ہوئے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار	کہوں کیا میں ہو جو تیر باران
جوانوں نے سیابس اب بیکان	لگی چلتے تھم دونوں من تلوار
کروں کیا دشتہ نازک کی تقریر	ادھر اُدھر ہوئے مجروح مردم
ہوا ہستی سے بعض نکاشان گم	ہزاروں مردے بے گو و کفن تھے
ہو کے کفار کچھ گولون سے فی النار	ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
	تین گرمی جنگ میں آسمان

جادو کا جلا و جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلا و جادو نے سپر پروک کر  
جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود دو بلفہ زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تادو ابرو تلوار اتری آسمان جادو  
نے داستانے مارے کہ تیغ جھٹاکے ٹکلیا مگر جلا و جادو نے کمر میں ہاتھ دے کر آسمان جادو  
کو اٹھالیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسے  
آسمان جادو کی مشکین باندھیں اور اپنی فوج کے حوالہ کیا پھر دمان سے  
دارالامارت شاہی میں آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے اُسے اُسے کہا کہ اے رئیسو  
شریفو ایک رنڈی ہے مینا سے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہے جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو  
وہ تو قلعہ میں رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جائے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے  
انہوں نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بچنے لگے اور جلا و جادو نے خندانہ  
کھلو اکے روپے لوگوں کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ مینا سے جادو  
جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ میں اُسے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کر نہیں پتے ہے  
بلکہ جیسے خدا پرست پہنتے ہیں وہ لباس پہنتے ہے یہ ضرور خدا پرست ہی اس قسم دے کے  
پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تلو قسم اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو  
ایرج نے سب حال بیان کیا انکو ڈر کسکا تھا مینا سے جادو نے اپنے دل میں کہا کہ شکندرم  
طلسم ہے گھر غارت کرنے آیا ہر اسکو چل کر کسی در سے میں زیر کر کے مار ڈالے اسی فکر میں  
تھی کہ ایک ورہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسہیں اتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار  
ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے مینا سے جادو کی چوٹی میں ٹھہر  
زیر کی رہا کرتی ہے اُسے ایک گلابی میں زیر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ جبکہ



نشہ خوب ہوا اور میں پتیا بھی کم ہون اس اثناء میں دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بچیان  
 لیسے ہوئے زخمی برہنہ یا برہنہ سر کچھ عورتیں کچھ بچے کچھ اڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے مان کا  
 واسن پکڑے مان اسکی تختیاں سے بھارتے کتنی چلی آتی ہیں سینا سے جادو نے پچاناکہ یہ  
 تو تیرے قلعہ کے لوگ ہیں پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ تمکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا ان لوگوں  
 نے جو مینا سے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ میں کیا کروں وہ مرد ہے میرے  
 اس کے مقابل کیا ارجح نے کہا کہ اگر ملکہ تنہ مجھ پر احسان کیا ہے کہ اس وقت شراب پلاتی ہوا دھڑلے  
 چلتی ہو تم مجھ کو ملے چلو میں حکم خدا ایک ہی ضرب میں دو پر کالہ کر دو لگا ملکہ سمجھی کہ جھٹسید اور  
 سامری نے اسی واسطے اسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیرا ملک ملا اور ناحق تو اسکو زہر  
 دیتی ہے پھر یہ یون ہی مر جائیگا مار ڈالنے سے اس کے مطلب ہو کیا مضائقہ ہے لے چل یہ  
 سوچ کر گلابی زہر کی اسنے پھینک دی ارجح نے کہا تنہ شراب کیوں پھینک دی کہا میں اٹھاتی  
 تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصہ مختصر سوار ہو کے دونوں چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ  
 بگیا دیکھا کہ گاؤں گراؤں وہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا اری جبکہ نزدیک قلعہ کے  
 پہونچے قلعہ پر لوگ دور میں لگائے ہوئے بیٹھے تھے دیکھا کہ مینا سے جادو ایک سوار کو لیے  
 چلی آتی ہے دوڑ کے جلاو جادو کو خبر کی جلاو جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ بند کرنا  
 بہادری سے بعید ہوا سے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہو کر چلا اس میں مینا سے جادو آپہونچی جلاو  
 پکارا اسے تیرے سپاہی کو میں نے مارا کام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر میں نے لے لیا اگر تو  
 چاہے تو مجھ کو ایک حویلی تختہ قلعہ کے باہر ہوا دون بخوبی روٹیاں کھایا کر ارجح نے کہا  
 جو بہادر ہوتے ہیں وہ روبرو لڑتے ہیں یہ نہیں کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے لے لیا  
 پھر کہتا ہے بزور شمشیر لیا اب اگر نے لیوے تو ہم جانیں کہ بزور لیا جلاو نے کہا اے تو کون  
 ہے نام تو بتا کہ نام نہ سم ارجح بن قاسم لعل خقتان خاور سپاہ تیری قضا مجھ کو بیان ملے  
 ہے جلاو جادو نے طیش کھا کر بچا پڑ کے سامنے آیا ارجح نے ملکہ کے ہاتھ سے برچھالیکے  
 سا منا کیسا نیزہ بازی ہونے لگی ارجح نے ایک جگہ اٹھل کی نیزہ سے نیزہ ملا کے  
 جو جھٹکا مارا صاف جلاو کے ہاتھ سے نیزہ نکلیا جلاو نے دھڑکے تلوار ماری ارجح نے پھر پھوٹ



تلوار ماری جلاو جادو نے سحر کیا داستانے مارے لیکن انگلی کاٹ کے نکل گئی جادو رختون کی  
منہ پر چھوٹنے لگی جلاو جادو مرکب سے کودا ایسج بھی کودا کشتی ہونے لگی بعد پر ہیکے جلاو  
جادو نے دیکھا کہ ایسج زبردست ہے ایسا ہنو کہ بازو لے سحر کر کے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا  
ایسج کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے جلاو جادو پکڑ کے لچلا ملک مینا سے جادو نے کہا ایسے  
جوان بہادر کہاں پیدا ہوئے ہیں جو بگاڑنے واسطے اپنی جان دین دوڑ کے پکاری اور شہر پار  
دل کا حال کو کیا ہوا ایسج نے کہا ملک دغا کی مینا سے جادو بھی سحر میں گرفتار ہو گیا  
ایک پکاری پانی کی سحر کر کے ماری تھوڑا پانی ایسج کے منہ میں گیا ایسج برسے سحر اتر گیا  
مینا سے جادو کے بازو پر یک بندھا ہوا تھا کہ سحر اتر نہ کرتا تھا ملک نے ایسج کے بازو پر ہاتھ  
دیا جلاو نے ہر چند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سے جادو نے شہر پار مارے اسکو ایسج نے  
شانے پکڑ کے ایک پکڑ دیا چھاتی میں سر دے کے لچلا بیان مارا بیان پچھاڑا چند قدم لچا کہ  
کر میں اٹھ دے کے اٹھا برابر ایک غار میں مارا ہڈی پسلی برابر ہو گئی ایسج نو جوان تلوار  
کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسنا مینا سے جادو کی فوج نے جلاو کی فوج کو جوتھی مارا تلواریں بھگا  
دیا اور بہت سے لوگوں نے اطاعت قبول کی مینا سے جادو زرشاد کرتی ہوئی ایسج پر  
داخل قلعہ ہوئی کہا ہے ایسج نو جوان پہلے میں تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہوں  
مقرر تو طلسم فتح کر گیا یہ کہکے کہا باغ عیش میں جشن کی تیاری ہوئی جبکہ تیاری ہو چکی خبر ہوئی  
ننگے مع ایسج سوار ہو کے باغ میں گئی تخت پر بیٹھی دیکھا نہایت پر تکلف باغ تیار ہر ناچ  
ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چٹا گیا ملک و ایسج نے کھانا کھا یا شہر  
کیاب آر رہے ہیں جو آتا جاتا ہے ایسج کو نذرین ہوتی جاتی ہیں اور وہاں مہلک جادو  
فکر میں ایسج کی دد اسے کتا جاتا ہے کہ میں ایسج کا ٹھکانا لگا چٹا پنچہ کچھ آدمی زخمی  
معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دوست پر زمین پر مارا ایک اثر دوسید ا ہوا  
مہلک سحر کا اسباب آراستہ کر کے جلاو ددا بھی چلی جبکہ قلعہ مینا پر آیا اثر د قلعہ سے بلند ہوا  
لوگوں نے خبر مینا سے جادو کو پہونچائی لیکن اگر ایسج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملک بھی  
بھول گئی تھی ایسج تلوار پکڑ کے اٹھا اور سائے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا



منہ مملکت جادو کے گزاریں کہ اندر سے من زندہ و سلامت بروی ایرج نے کہا منہ  
 ایرج کو جوان مملکت اندر دیا کے آگے آیا اور کے منہ سے آگ نکل رہی تھی بہت  
 سے جادو گر مل گئے مملکت جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر روکی سپر کے دو  
 دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دسے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود دو بلخسہ عرف  
 جیسے کانگر مع از درد و کر سے کہنے لینا کہ ناکشتی مرانام من مملکت جادو بود دوا جو دیکھے تو  
 مملکت مارا گیا مرأت جادو جاگی اور ایرج کو مینا سے جادو کے مکان میں آئی ابوان  
 شاہی میں تلخ ہوئے لگا مینا سے جادو کہتی تھی عجیب مقدمہ ہے اب تو مملکت جادو  
 مارا گیا آگے دیکھ کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن عین اسے جادو کو نہایت خوشی  
 تھی اور جس وقت مملکت جادو مارا گیا کیندین سے شاہ پور شیر دل و خنظل جادو  
 و آفتاب جادو و دونوں لوتلیان چھوٹیں خنظل جادو نے کہا جسے قید کیا تھا یا تو وہ مارا گیا  
 یا کچھ اسکے مزاج میں رہم آیا کہ چھوٹ گئے یہ کہلے پانچون شخص دہان سے چلے ایرج کو جوان کی سب  
 کو فکر ہے مملکت جادو و مرأت جادو کو اپنے مکان میں بٹھا آیا تھا جس وقت مملکت جادو  
 مارا گیا وہ دریا خشک ہو گیا مرأت جادو کہ یہ حال دیکھ کر سب ان آئینہ حیران ہو گئی  
 ہر ایک کا منہ دیکھنے لگی دل میں کہنے لگی مملکت جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے چھوٹ  
 ہے پھر کہتی ہو کہ اگر مارا نہیں گیا تو دریا خشک کیوں ہوا مقرر مارا گیا اسے ملکہ مرأت جادو  
 غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کر کے پانچون آئینوں کو بلا کے وہ مکان  
 سونہ کے کہا میں غضب خان چوب زن کو لکھتی ہوں دس بارہ روز سے وہ  
 شکار کھیلنے کو گیا ہے میں مقرر بلاتی ہوں یہ کہلے دہان سے سوار ہو کے اپنے مکان میں  
 آئی لوگوں نے بھرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہیں آئیں ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت  
 نہایت متفکر تھی دیکھا کہ مرأت جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوئے ہیں ایک فوض  
 کی ملکہ ملکہ آپ کی طبیعت متفکر معلوم رہتی ہے کیا باعث ہے مرأت جادو نے کہا تقدیر  
 مقدر ہوں معلوم دیتا ہے کہ طاسم ٹوٹ جاوے یہ کہلے نامہ غضب خان چوب زن کو  
 لکھا کہ طاسم آئینہ میں حمزہ کا پوتا پرتا آیا ہے پانچ مملکت جادو مارا گیا خنظل جادو سے



بہت لوگ مل گئے ہیں معلوم یہ دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے گا بہتر یہ ہے کہ اپنے تین جلد پہنچے اور  
 اور ایک جادوگر کو بتائے کہ جلد یہ نامہ غضب خان جو بزن کے پاس ہے اس سے لیا جائے گا کہ  
 طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہے اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل میں شکار کھیلے غمہ میں  
 داخل ہوا تھا وہاں کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا جالیس ہزار جادوگر  
 بارہ ہزار سوار کا لشکر لڑا ہوا تھا تمام لشکر میں نیل گادہ ہرن چیل یا غنیمت ہارنے کے کباب ہو  
 رہے تھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا کسی نے پلاؤ پکایا  
 تھا کوئی قلیہ پکایا تھا دھوم دھام تھی خلعت کا اثر دھام تھا کہ وہ جادوگر نامہ سیکر آیا خبر  
 ہوئی کہ مرآت جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہے غضب خان نے کہا  
 کہ بلاو وہ آیا اور اس نے سلام کر کے نامہ دیا اس نے نامہ پڑھا رنگ اسکا سفید ہو گیا اور کہا کہ اسے  
 قاصد حال تو بیان کر کہ کیا مقدمہ گذرا اس نے سب حال بیان کیا غضب خان کو ایک  
 شائبہ آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف پھیلے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے کہا کہ اگر  
 طوفان جادو یہ کونسا مکان ہے کہ جہاں ہم شکار کھیل رہے ہیں تو طوفان نے کہا کہ کوہ  
 عقیق ہے اور یہاں لقا بھی اتر رہا ہے خدا پرستوں سے سنا سنا ہے غضب خان نے کہا  
 کہ اسے بھائی ایرج نے تمہارا طلسم میں ڈال رکھا ہے مملکت مارا لیا مرآت جادو  
 نے نامہ نکلو لکھا اور طلب کیا ہے جی جانتا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا بعد اسکے طلسم  
 میں چلے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سامنا ایرج سے ہے اور ملکہ مرآت  
 جادو و حیران ہے بہتر یہ ہے کہ طلسم کو چلیے اور مرآت سے بھرے گا تو سچ لہجے کا اسنے کہا کہ میں  
 اگر مگر خداوند لقا کے پاس رہو گا دوسرے دن چلو لگا اس میں قاصد نے کہا کہ کل تو تم  
 چلو گے ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے بس غضب خان سوار ہو کے مع قاصد اور لشکر کے  
 قاصد کوہ عقیق کو روانہ ہوئے جا موس غضب خان کا حال دریافت کر کے لقا  
 پاس گئے اور بعد لقا کے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان جو بزن  
 چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہے باشندہ طلسم آئینہ ہے لقا نے منصوبہ  
 کوئی عنصر کو ہی زاع چشم کوئی تختیار کب وغیرہ کو استقبال کر لیا چلتا رہا اگر لشکر کا اثر لایا اور



بارگاہ میں سامنے لقا کے آیا آستے تزدی تخت کو پورے تخت کے گرد پھر اونگل بیٹھنے کو ملا  
 آداب بجالا کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سیر ہے نہ تلوار ہے نہ کریم ہے ایک چوب کا ندھے پردہری  
 ہے بختیارک نے کہا کہ کیوں غضب خاں مزاج تو اچھا ہے خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب  
 کو میں یاد کروں گا کہ غضب خاں نے کہا ہم بندے تالعدار ہیں خداوند نہ یاد کریں گے  
 تو کون یاد کریگا لقا تمہرے لگا کر ہنسا اور کہا کہ دیدلی قدرت مرا بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ  
 سے سمجھتے ہیں اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خاں سے کہا کہ خداوند  
 لقا کو تو سب معلوم ہے لیکن ہم حیران کیجئے کہ آپ کا مکان کہاں ہے اسنے کہا کہ میں  
 طلسم آئینہ کا باشندہ ہوں اس میں ابرج گپا ہوا ہے مجھ کو مرآت جادو نے بل بھیجا تھا  
 مگر میرے خیال میں یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کروں تو پھر جاؤں بختیارک ہنسا اور  
 کہا ابرج بڑا صاحب نصیب ہے اس کے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خاں میں  
 مارا جائے اور طلسم فتح ہو جائے اسے غضب خاں تم جو کئے گئے پہلے طلسم کو  
 جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وہاں مارے جاؤ گے تو دفن کفن ایسا ہوگا اور مارے تو جاؤ گی  
 گے غضب خاں نے کہا کہ تو بڑا بد زبان ہو لوگوں نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان  
 درگاہ خداوندی ہو چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں تم پر کیا ہے خداوند کو بھی کہتے ہیں غرض یہ ایک  
 روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تازہ ہوا تو کمال

یکایک مثل بخت ناتوان ہیں	ہوا خورشید پھر محتاج تمکین	فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا مغربی نے دل کیے سرد	حکم سے غضب خاں کے طبل جنگ	جا ہر کارے دوران
دوان خدمت والے صاحبقران	میں حاضر ہوسے اور دعا و ثنا سے	شاہنشاہی جلالاں
جم چشم انجم سپہ گردون شکوہ	مرجع خرد و کلان عالم مآب	دست ہمت گر نرادر بارہو
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب	خمر سام درستم انکی بندگی	داخل خدام یان افزایاں
جس سحر جرات سحر کھینچے تو زمین	ڈھال بکھے منہ پہ نکلا آفتاب	رزم کے عرصہ میں ہل چل کر گیا
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب	غضب خاں بجا دوان نام ایک	ساحر ناکام نے طبل جنگ
بجواب سے باقی خیر و غایت	امیر نے حکم دیا ابوالفتح نے	طبل سکندر پر چوب لگائی تو



شر و فساد بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے  
 تیر اور سنانوں کی زبانیں تیز لویں برائیں گزروں کو سربندی حاصل ہوئی دل مغرور کی خود  
 پسندی مٹی تلواریں چمکنے لگیں اس طرح لہریں لیتی تھیں کہ جسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا  
 گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والوں پر ہنستا تھا بہادروں کے  
 لبوں پر کف غیظ اجل آگے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر  
 بجا ہر شب بھڑی ہنگامہ راجب فروغ شمع مٹ گیا اور شعل خورشید روشن ہوئی

جب اس رات نے انجام پایا  
 ہو احسن فروغ صبح مشہور  
 سحر کی روشنی سے نام پایا  
 جولی پھر شب نے سر بھادور

جاہ ظل اللہ بر تشریف لا  
 نئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے ایسا

ہوئے تیار ہر جنگ و میکار  
 مصمم بر سر خونریزی و جنگ  
 کیاد اکان صحر احوں سے گلزار  
 صفیں دونوں ہوئیں آراستہ جب

ہوئی صبح قیامت جب ہزار  
 کئے تو ظلم ہستی کی ہرج  
 چلے تیار مردان نمکین  
 ہوئے دونوں مقابل ہر جنگ

دو جانب سے نقیبان سرفراز  
 نکل کر کھائے تو شیطانی  
 گرداب تیغ خون آسمان روشن  
 کرو میدان میں اپنی سرخوردگی

نکل کر بولے اے مردان جاننا  
 بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان  
 کہ جو جس سے تمہارا نام روشن  
 وہ کرا کے جب نقیبوں کو نشانے

لے لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج  
 چلے وان سے امیر برق جنگ  
 نقاب بھی اور امیر صاحب جنگ  
 کہ لڑنے کے سوا جتنی نہیں اب

دم تیغ آج یان طمر خشک ہے  
 کہ پاؤ آفرین ساری جہان سے  
 تمہارا جگ مین ہونا مگر کوئی  
 جو انوں کے ہونے خوش گھٹا

سیدان میں جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیب لقا بت کر کے ہٹ گئے یکن و بان  
 شفق جاووسے درات جاوونے کہا اے شفق دیکھ تو قاصد غضب خان پاس ہو گیا

یا نہیں شفق روز ہوا بیان اگر جو دیکھا تو اسے صفیں آراستہ بائیں غضب خان نے  
 اتھا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اس نے کہا میں نے تجکو اپنے بد قدر

کے سپرد کیا زور بدوکا مسلمان تمام کن شفق نے آ کے سلام کیا اور کہا کہ غضب خان  
 ملکہ تمہارے لیے بیزار ہیں تمکو جو در لگی تو تجکو خبر کو بھیجا ہو غضب خان نے کہا کہ تم

نے کساکہ تم



جا کے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا میں یہاں پہلے امیر کے لشکر کو غارت کر لوں تو پھر آؤں  
 شفق تو رخصت ہو گیا اور یہ میدان میں اگر لڑکارا کہ اگر فرقہ خدا پرستان و زبردستان تم  
 میں سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ میں یہ نعرہ سنکر مر زبان خراسانی  
 مرکب اڑا کر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلمہ عفریت مرحمت کیا  
 اور فرمایا کہ جاؤ خدا سے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اگر میدان میں آیا اور بعد تگا ورنی  
 غضب خان نے اس پر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مر زبان کو غش  
 آیا جادوگر دوڑے باندھ کے لٹکے اب تو سرداروں نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار ہوئے  
 لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوئے پھر طبل آسائش بجوا کے دونوں لشکر پھر سے  
 اختیار رکھنے کہا سبحان اللہ کیا خوب لڑے لشکروں نے بستر پائے کے کمر کھولی امیر کو ایک  
 شام ہے لقا اپنی بارگاہ میں نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش میں ہے  
 اور لقا کہہ رہا ہے کہ کیوں تم نے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہی تیرے  
 غضب کا ٹھکانا کمان اور دامن مرآت جادو نے غضب خان کو تارہ لکھا کہ وہ لیکر آیا  
 اور اس نے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرآت جادو نے اور ار  
 جادو سے کہا ہے کہ کچھ لوگ ادھر مل گئے ہیں تو اسے اور ار تو اٹکا سا سنا کر اور تگو جلد لایا ہے  
 غضب خان نے اس وقت لقا سے کہا کہ میں مرآت جادو کا تالبدار ہوں اگر حکم دے  
 تو جاؤں اور فتح کر کے دامن سے پھر آؤں اختیار رکھنے کہا وہ میں جانا بہتر ہے کیونکہ جاؤ کے  
 دامن تو مارے جاؤ گے دنیا کے دھندھون سے چھوٹ جاؤ گے اُس نے کہا کہ او بد زبان تو کیا  
 بکتا ہے اُس نے کہا کہ ہم سچ کہتے ہیں جنگی عرش پر چھوٹی تھی اور جانتے تھے کہ ہمارا اور کوئی نہیں ہے  
 وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لڑائی کندہ ناتراش باندھ کر آ کے ہو اس سے کیا  
 ہوتا ہے اس نے میان امیر مالک اسم اعظم میں جب وہ نکلیں گے تب قدر و عاقبت کھلی نکلی  
 غضب خان نے اُسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہو کر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ  
 غضب خان طالع کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ امیرج دامن سے فرمایا اسے کوئی  
 عیار ہے کہ اس کا راہ میں کام تمام کرے سر ہنسکے عمری کھڑا تھا اب بجا آیا غلت



ہوا نصرت ہو کر چلا لشکر میں غضب خان کے جا کے جو دیکھا کہ تیری ہو رہی ہے فراش  
 از درون پر خیمہ لاد کے دو فراش بیٹھے ہیں اور از در اڑا جاتا ہے سر ہنگ مصری فراش کی  
 صورت بیکے بل گیا غرض دو چار قاتین لاد کے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا اور  
 مرآت جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو ووشاپور کی لوتڈیان جاتی ہیں مرآت  
 جادو نے اور ار جادو کو کنا جلد جا کے اسکا کام تمام کر دیا پچاس ہزار سوار سے روانہ ہو کر جلد  
 اس مقام پر پہنچا چار طرف محاصرہ کیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اور ار جادو نے تمام حنظل گھیر لیا  
 حنظل جادو نے بحر کے ایک سختی آسمان پر باری تیس چالیس درخت فوج پر اور ار  
 کے گرے اور ار جادو سوار ہو کے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ  
 چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے ترخ مارا اور ار نے خالی دیا حنظل جادو  
 نے جوٹی کھول کے کاغذ کے پتلے کنا لے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلوارین بکڑ بکڑ کے  
 جا کرے تمام لشکر تہ بالا کر دیا ایک ایک پتلے پر سو سو آکرے تلوارین مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ  
 نہ ہوتا تھا اور ار جادو نے برابر سے آ کے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو  
 نے خالی دیا پتھے سے آفتاب جادو نے جو ایک نار اور ار جادو کے جو بیٹھا  
 و ار بارنگا گیا تھے جو تھے وہ مارے گئے باقی بگاڑے حنظل جادو و بارنگاہ میں اور ار جا  
 و کے آج بھی تمام مال خزانے لیا اور ار کے لوگوں نے اطاعت قبول کی اسکی خبر  
 مرآت جادو کو ہوئی کہ اور ار جادو و نار ایک مرآت جادو و اسی ہزار  
 جادو گرے تخت پر سوار ہو کے چلی ایک سمیت سے دیکھا کہ فوج آتی ہے پشانہوں پر  
 تشریف لفاکی لکھی ہے خردارون نے خبر دی کہ ملکہ مرآت جادو و غضب خان آیا  
 اور غضب خان کو کہ ملکہ خود سوار ہو کے جاتی ہیں تخت اڑا کے آیا تو کیا تاج اتار کے  
 مرآت جادو کے پاؤں پر رکھ دیا کنا ایک کی لوتڈی غلام ایسے ہیں کہ گر لادوین کے  
 ذری سے کام کیواسطے آپ نے ارادہ کیا ہے مناسب نہیں ہے آپ تشریف لیجائیے غلام انکو بکڑ  
 لانا ہر باغی کا کام تمام کرنا ہر یکہ بہ منت و سماجت مرآت جادو کو بھیر دیا اور اپنا خیمہ ستاد کر دیا سر ہنگ  
 مصری تو بارنگاہ میں ہے اور غضب خان چوب زن سوار ہو کے میدان میں آیا خبر



حنظل جادو کو ہوئی وہی تیلے لے کے آئی غضب خان نے کہا اری نادان ایسے  
 مقام پر آگے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہیں ہے اپنے بالوں کی لٹ کتر کے مرآت جادو  
 کے پاس چل نہیں جتیا پھوڑو گنا حنظل نے کہا ارے موسے کیا بتانا ہے ہم شریک  
 رفیع امیرج نوحوان کے ہیں حکومت مرآت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان  
 نے کہا ارے آفتاب پٹھے تنہہ یہ کیا لگا امی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیون احمق  
 ہوا ہے ہمارا ساتھ کریے طلب توٹ چکا ہے ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا اری  
 لکھام تو یہی سمجھ کے مل گیا ہے کہاں جاتا ہے آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان  
 خالی دسے کے وہ جو ب دست ماری آفتاب ہوش ہو گیا کڑ لیا حنظل نے تنگ  
 دی وہ تیلے لے کر پے مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے  
 نہیں جلتے دستک دی چالیس بچے پیدا ہوئے چالیسوں تلون کو اٹھالے گئے حنظل نے  
 دوڑ کے تلوار ماری خالی دسے کے چوبیس ماری ہوش ہو گئی کڑ لیکنی غرض سب کو باندھ لیا  
 شاہ پور شہر دل بھاگ کے ایک طرف نکلیا غضب خان خیمہ میں آیا ارادہ کیا کہ  
 ابھی ان سگو مرآت جادو پاس لے آئے اور مرآت جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے  
 سب کو گرفتار کر لیا کھلا بھیا کہ تم آئے کا ارادہ کرنا میں آپ آتی ہوں جادو کرنے  
 آئے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر جو ملک کی  
 خوشی اور خیمہ میں بیٹھا اور مرآت جادو سوار ہو کے جو چلی داخل ہوئی غضب خان  
 نے حجر اکیا ملک مرآت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہے کیا حرکت کی آفتاب  
 نے کہا اب حرکت معلوم ہوگی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاہ پور چلا جانا  
 تھا راہ میں دو جادو کروں نے پچھا اگر فشار کر کے مرآت جادو پاس لے آئے مرآت نے  
 کہا شکریہ ہمیشہ و سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور سحرے میں قید کر کے مرآت نے کہا چلے انکا  
 سر کاٹے غضب خان نے کہا میں تمکا ماندا ہوں آپ قلعہ میں تشریف لے چلے میں کل  
 انکو لیکے حاضر ہو لگا مرآت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہے  
 اس راوی میں پلنگ بچا دسے میری طبیعت سست ہے قضا کے کاروان سرنگ  
 مہری توجہ دتھا آئے پلنگ بچا کے چادر پر بیٹوشی چھڑک کے بٹھ رہا اور غضب خان جا کے لیٹا



جب آئینہ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا بیت عروج شام کا اقبال  
 نکلا۔ لیا خورشید نے رستہ عدم کا۔ چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ میں غصہ خان  
 کے پونچھنے پر چھینک اڑ کے بیہوش ہو گیا کچھ فراش چوکی پر پڑھے تھے اُنھوں نے کہا کہ بارہ کچھ بھگ اور  
 پیاس تو تین ہے لیکن حقے کو جی چاہتا ہے طبیعت چین ہے سر تنگ مہری نے کہا  
 بھائیو مجھ کو بھی لت ہے یہ کہلے ایک چلم نکال کے تنباکو بھری تھوٹ تھوٹ پیتا ہوا آیا اور فراشوں  
 دیا لو پیو سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہو گئے سر تنگ مہری نے پہلے  
 تو غصہ خان کی خوب ناک مڑوری اور خیر سے اسکو فوج کرنا چاہا لیکن خیر چھڑ گیا پھر تو اسے  
 وہ شمعیں جو دھان جل رہی تھیں سب کو ایک جا کر کے چرنی پھلانی اور کسبت عیاری  
 سے ہتھوڑا نکال کے وہ چرنی جوش کھائی ہوئی پلا دی غصہ خان جادو ٹپ ٹپ کر  
 کر گیا جان کافی تیرہ وار ایک ہو گیا آندھی پانی کے بعد قدر سے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے  
 اور فراشوں کو بھی قتل کر ڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہے سر تنگ نے کہا کہ اب جلیج  
 ایک پہاڑ میں بیٹھو پھر سچے لینگے چنانچہ ایک درہ کوہ میں آکر پہنچے اور شاپور نے کہا کہ اے سر تنگ  
 آنا کیونکر ہوا نے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خبری کہ جو تمہارا آنا ہوا  
 ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہم کو کرب لیتا تو مرآت جادو قتل کر ڈالتی حنظل جادو نے کہا  
 کہ اسے آفتاب جادو تم باشتندہ طلسم ہوا ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی  
 صورت لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہیں مگر لوح طلسم کا دستیاب  
 ہونا ممکن ہے لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جب تک لوح ملے جب تک  
 ہماری آبروخدا رکھے اس میں شاپور اور سر تنگ نے کسبت عیاری سے کچھ میوہ نکالا  
 اور آفتاب حنظل اور ان دونوں عیاروں نے کھایا اور باتوں میں مشغول ہوئے اُدھر خیر  
 داروں نے مرآت جادو کو خبر ہو چائی کہ غصہ خان جو بزن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور  
 اُنکھوں میں آنسو بھر لائی رفیق بھی شائے میں آگئے ایک عالم سکوت کا ہو گیا ہر ایک یہی کہتا  
 کہ اب طلسم پر اُفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرآت جادو ہر ایک طرف کو خم زمین  
 کلاہ بادشاہ ہر مرآت جادو کو خیال آیا کہ خم زمین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل



نہیں ہر ایسا نہ کو وہ ناراض ہو اس سے جلا اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کر کے سواری لگی اور  
چھ سات ہزار جادو گر ہمراہ لیکر چلی اور جا کر اُسکے قلعہ پر پہنچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت تھا  
چارون کونون پر چار باغ ہن گرد قلعہ کے چھاؤن درختوں کی ہے خندق پر آب ہریل تختہ پڑا ہوا  
اُدھر جم زین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرآت جادو آئی ہن جم زین کلاہ ایک باری دری ہن  
بیٹھا تھا اُسکے فوسو ساحر کر سیون پر گردا گرد بیٹھے تھے یہ خبر سُنکے اُٹھا اور کہا الفت اس کو کہتے ہن  
موت ہوئی ہے کہ ہم نہیں گئے تھے وہ آپ آئیں بیٹا جسم زین کلاہ کا گلزار زین تاج  
بیٹھا ہوا تھا اس سے اُسے کہا کہ جاؤ ملکہ مرآت جادو کو لے آؤ گلزار زین تاج آیا ملکہ کو اُسے  
سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہے اُسے کہا کہ دعا کرتا ہوں آپ کے آنے سے نہایت خوشی  
ہوئی بلکہ قلعہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اس کو کہتے ہن کہ ہماری ملاقات کو مرآت جادو  
آئی ہن مرآت جادو نے اُسے کہا کہ گلزار زین تاج سواری ہو اب تین کرتے ہوئے قلعہ ہن  
آئے اور وہ بیابان چھ ہزار سواری بھی ایک مقام پر اترے اور مرآت جادو جم زین کلاہ  
پاس آئی اُسے اس کو تعظیم کر کے بیٹھا یا جام شراب ارغوانی دیا تلج کا حکم ہوا اور جم زین  
کلاہ نے کہا کہ اے ملکہ آج مجھے تم کو آگے سے اسوقت زیادہ دُلا یا یا اس کو تو خبر نہ ہو جتنی رہتی ہن  
لیکن اسوقت اجنبی شک اُسے پوچھا کہ فکرا د اسی چہرے پر معلوم ہوتی ہے ملکہ نے کہا  
آپ کو معلوم نہیں کہا مان وہ جو مجھے سنا تھا کہ آپ کے دروازے سے کوئی خد بہرست  
آئی ہے چند جادو گر مارے گئے ہن سمجھا تھا کہ کھلیا ہو گا یا مارا لا ہو گا اب تلک  
موجود ہے ملکہ مرآت جادو نے کہا اے جم زین کلاہ قاسم آیا ہے ابرج ہے دو عیار  
ہن خطل جادو ہے یہ سب لوگ متفق ہو گئے ہن غضب خان چوب زین  
مارا گیا مملک مارا گیا میری عقل میں طلسم غارت ہو چکا ہے جم زین کلاہ نے کہا اے ملکہ  
ان سب کی قضا لائی ہے طلسم سے کوئی زندہ اور سلامت گیا ہو کہ وہ جاوین گئے  
پسکے کہا ایک جادو گر سے کہ زغادرہ خوک میثانی کو جلد لاؤ دو جادو گر گئے زغادرہ خوک میثانی  
شراب کے نشہ میں بڑا مارا تھا اور دو بکے کتے کباب کچے پکے دھرے تھے دو تنگیں شراب کی  
دھری تھیں خبر ہوئی کہ بلایا ہے پہلے تو بڑا بڑا کیا کہ عیش میں میری خلل آیا اور عیزہ ہو کے



کر گدن پر سوار ہو کے چار سو جاو و گر لیکر بیان آیا جو اکیادنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود  
 ہوا اپنے لگا بعد کچر و کر کے کہنے لگا کہ اللہ آج تو بہان مرأت جادو آئی ہیں جم زرین کلاہ  
 نے سب حال گما زغادہ خوک میثانی نے کہا کہ غضب خان چوپ زن اپنے برابر  
 کسی کو نہ سمجھتا تھا اور نہ کسی کو ساحر یا ثا تھا کیسی مردار موت مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا  
 کہ مجھ کو شاپور شیروں اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہیں ہو اگر لمحاتی تو کلام انکا اتمام کرتے اب  
 لوح کی تلاش کرتا ہے زغادہ نے کہا کہ میں خبر منگاتا ہوں یہ کہنے ایک طائر سحر کا بندہ  
 کہا کہ جلدیہ لاوہ طائر اڑ کر گیا اور سب کہیں بیابان اور کوہ وغیرہ میں دھونڈھا مگر کہیں ٹھکانا  
 نہ ملا آخر یہ پھر آبادل میں کتا ہی کہ چلے کدے کہ ملاقات نہیں ہوئی قصاصے کار اسطوف  
 گزرا کہ جو ہر یہ سب بہاڑ کے درے میں بیٹھے تھے یہ دیکھ کے چلا گیا حنظل نے یہ بھی کہ جسے  
 کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے یہ طائر اسی طرح دیکھ کے گیا ہر اُسے شاپور سے کہا کہ یہاں سے حیل  
 پہلے تو شاپور اٹھ گیا پھر سر ہنگ مصری اور دونوں دو طرف چلے گئے طائر نے جا کے  
 زغادہ سے کہا کہ سب بہاڑ کے درے میں بیٹھے ہیں میں دیکھ آیا ہوں زغادہ اٹھ کے  
 میدان میں آیا اور دو تختیان سحر کی بنا کے ماش کے دانے اُن پر مارے کہ وہ تختیان اڑ کر بہاڑ  
 کے دونوں درون میں لگ گئیں بہاڑ میں اندھیرا ہو گیا آفتاب جادو نے کہا مرأت جادو  
 نے نشانہ بند کیا ہے عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا اور حنظل مرأت  
 کو چھوڑ دیگی مجھ کو نہ چھوڑیگی کہ اسکا گھر میں سے غارت کیا ہے زغادہ جادو نے ارادہ  
 چلنے کا کیا ایک ساحر نراع چشم جادو غلام زغادہ کا ہے اُسے عرض کی کہ اے شہر بار  
 ذرا ذرا سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہیں جسکے غلام ہم ایسے موجود ہوں وہ آپ ارادہ  
 کرے تو تعجب ہے ہم پھر کس دن کام آئیں گے حضور بیچیں غلام آپ کا پرے لانا ہر زغادہ  
 نے نراع چشم کو پالا تھا نہایت انس رکھتا تھا اسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کر کہ  
 بدقت تمام طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادو کر ساتھ کر دیے جبکہ درے میں پہنچے نراع  
 چشم نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہو گئیں اسوقت تو حنظل نے  
 ایک ناریل نراع چشم کے مارا نراع چشم نے خالی دیا اور ہنسنا پھر ایک ناریل مارا کہ وہ حق ہوا



جادو ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھوں میں اندھیرا لگیا جادو گر نے آفتاب و منظر کو بندھ  
 لیا زراغ چشم نہایت خوش خوشامدی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہو کسی کا کیا مقدور ہے جو آپ  
 سامنا کر سکے زراغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہاں شاہ پور نے جو اگر دیکھا تو در سے  
 میں کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس میں اسے شاہ پور بہ دو نون مفت مارے گئے  
 آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل میں اگر پہونچا یہاں دیکھا تو سو اسو حاد و کر  
 چلے جاتے ہیں خیال میں آیا کہ باشندگان طلسم میں کسی طرف جاتے ہوئے اور وہ زراغ چشم  
 کے ساتھ گئے تھے شاہ پور بھی ایک جادو گر کی صورت بن کر چلا تو اسے دیکھا کہ حنظل و آفتاب  
 بندھے جاتے ہیں اور وہ جادو گر اسکو دیکھ کر پکارے کہ ارے میان جادو گر ادھر آنا شاہ پور  
 وہاں سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کو وہاں پہنچا بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے  
 گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہے کہ اگر قسمت زبردست ہو اور نصیبوں نے  
 یاد دی کی تو کہیں تو یہ تھمریں گے وہاں کام نکل رہی کا عرض جاتے جاتے اب بستی میں  
 پہونچے اور وہاں ایک کلال کی دوکان تھی اسکو خبر پہونچی کہ زغادہ کا غلام زراغ چشم آتا ہے  
 جیاس ساتھ کشتیان گلابیان شراب کی انہیں لگا کے اور کچھ کیاب مٹھائی خولون میں  
 لگا کے مزدوروں کے سر پر زراغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زراغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہے  
 عرض کی میں کلال جو سردار اس طرف سے گذرتا ہے غلام کاموں ہے کہ نذر کر لیتا ہے زراغ چشم نے  
 یہ سن کر کہ ارے فرشتہ کچاؤ ہم شراب پینے اسی جاز میں میں فرشتہ بچھ گیا زراغ چشم  
 مٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ ملکہ کے یہاں میرے یہاں کی شراب  
 جایا کر کے دیکھتے تو کیا ہو مکی بنائی ہے یہ کیا کہا کہ یارو میرا سر بھرتا ہے اب تو سیکوٹ ہو اور ہو  
 کہنے لگے ایک نے کہا ہاڑ ہے دوسرے نے کہا دھنواں اٹھ رہا ہے زراغ چشم نے کہا  
 لگے ابر کے میں لوگوں نے کہا سچ ہے ایک نے کہا زمین ہلتی ہے عرض سو اسو جو اٹھے تھک  
 مار کر گئے اور کیفیت یہ ہوئی ہے کہ سر ہنگ نے ایک سر ہنگی میں اگر کلال بیوش کیا ہو اور  
 آپ کلال بنکر بیٹھا ہے یہ اسی کی عیاری ہے بس سر ہنگ مصری اور شاہ پور کو بھیجے پیچھے  
 آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سر ہنگ واہ کیا کام کیا ہو اور دونوں نے فجر کھینچ کر سب کے سر کاٹ ڈالے



صد اسے دار و گیر ملنے ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور انھوں نے  
 کہا اے سر ہنگ تھے جان بچانی سر ہنگ نے کہا چلو یہاں سے زغادہ نے ایک ساحر کو خبر  
 کے لیے ساتھ کر دیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسے جاکر کہا کہ اے شہر یار زراغ مارا گیا  
 زغادہ کا رنگ سفید ہو گیا کہا اسے مسخرے دیوانہ ہو اسے وہ ایسا کون ہے کہ مسخرے اُسکو  
 مارا تو ساتھ نہیں گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہے اُس نے کہا جی میرے سانسے شراب پلائی اور سر کاٹا  
 میرے ساتھ کسی کو کر دو تو میں دکھا دوں گز ارزین کلاہ نے کہا کہ اسے زغادہ  
 اب ہم سمجھ لینگے اُس نے کہا جو کل پر وہ راج ہے یہ کہہ اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ لیا  
 تو اپنا نام نہ پایا یہاں آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان میں پہنچے وہاں کچھ جادوگر  
 تھے انھوں نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چوٹے حاتے ہیں انکو پکڑ لو یہ کہہ کر ایک ساحر  
 نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک نارنج مارا کہ اُسکا سینہ توڑ گیا وہ مر گیا آفتاب  
 نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سیکو نارنج ترچ مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اشد در در  
 اور ایک طرف سے آیا تیغ اُبدار اُسکے ہاتھ میں تھا اور پکارا کہ اے گنگاراں شاہ کہاں  
 جاؤ گے میرے ہاتھ سے اور اشد در کو اڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل میں چکاریاں پھیل گئیں  
 اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سر ہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہے جو اشد در پر سوار  
 ہو کر آیا غرض اُس نے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار  
 کیا اور ان دونوں کینروں کو بھی پکڑا اور اشد در پر ڈال کر چلا سر ہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے  
 اور یہاں بڑی دھوم سے جم زین کلاہ نے بلخ زرین میں تیاری دعوت مرآت جادو  
 کی ہے طوائف چلے آتے ہیں بیچ ہو رہا ہے کہ خبر ہوئی زغادہ کوک پیشانی حنظل اور آفتاب  
 کو پکڑ لایا ہی غرض زغادہ انکو بلخ میں لایا سلام کیا جم زین کلاہ اور مرآت کو جم زین کلاہ  
 نے کہا اے زغادہ تم نے بڑا کام کیا اُس نے کہا آپ کے اقبال سے میں انکو پکڑ لایا ہوں اور انھوں نے  
 وہ حرکت کی ہے کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائیں جب بھی خون زراغ چشم کا داغ نہ ملے گا  
 مرآت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زراغ چشم لقا کی بہشت میں گیا غرض حکم  
 ہوا کہ جلاو کو بلا لاؤ اور شاپور و سر ہنگ پھر یہاں سے جا کر پہنچے ساحر منکر قلعہ میں گئے



اور اس بلغم میں جا کر یہ بھی پہونچے اور سر تنک نے شا پور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری ہے  
 چاہو تو جو کھم اٹھاؤ شا پور نے کہا کہ میں حاضر ہوں کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنو اور میں جادوگر  
 تو بنا ہوا ہوں ہی تلو میں مرأت کے سامنے یہ جادو نگاہ شا پور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت  
 بنا سر تنک مصری جادو گر کے پشت تارہ باندھ رو انہ ہوا یہاں جلا دون کی فکر ہے دونوں عمر  
 میں جگر سے بیٹھے ہیں زرغادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہیں رکھتے غرض سحر اتار لیا اس میں جلا دے  
 ایک حکم ہو چکا جلا دون نے لیکر گردن پر کھینچی خنظل کہنے لگی کہ اسے پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہے  
 کچھ دل میں آرزو نہیں ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ اور صاحب حق ان کے قدم نہ دیکھے سنانے  
 لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پشت تارہ جادو گر لیے آئے اسے اگر مجبہ ایک جہم زرین کلاہ نے  
 کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا پہلے اسکا سر کاٹو جہم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا پہلے  
 اسکا سر کاٹو جہم زرین کلاہ نے کہا تمنا لڑاکام کیا اجھڑا اور ساہری نے اور پشت تارہ کھولے رکھا  
 مرأت جادو و پچا تتی تھی کسا یہ ایرج سے حکم کیا گردن مارو مرأت جادو نے کہا ہول  
 کیا ہے پڑ تو چکے ہیں پہلے کتاب تو دیکھ لو کتاب سنگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا  
 ہے کہ آج کے دن اگر طلسم میں خون گرا تو طلسم غارت ہو جائے گا خون  
 نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہے یا نہیں مرأت جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب  
 آچکا تھا زعفرانہ نے کہا میں اپنے پاس قید رکھو نگادہ جادو گر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر  
 حکم ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زعفرانہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر ہے صبح کو لے آنا تجکو انعام ہوگا  
 جاگیر لیگی جادو کرنے کا اپنا سحر اتارو تو میں بھاؤں جس کا سحر تھا اسے اتار لیا جادو کرنے جوٹ موٹ ماش  
 کے دانے پڑھ کے ماری آفتاب نے خنظل کو دیکھا کہ ہمارے اٹھ پاؤں کھل گئے پاس جا کر کہا بس خچے چلی چلو میرے  
 سمجھو کہ کو لیچلا جبکہ شب گزر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی ہے کہ آج گردن ماری جا چکی اور جلا دون کو بلایا  
 تمام شہر میں غل ہی ہر ایک دیکھنے کی واسطے آتا ہے ایک بیل ہوتا ہے اور سب نظر پڑھتے ہیں کہ وہ جادو گر اب آتا ہے  
 جبکہ عرصہ گزرا زعفرانہ نے کہا میں اب ڈھونڈنے کو جاتا ہوں قصہ مختصر یہ تلاش کو جلا اور خنظل جادو  
 و آفتاب جادو و دونوں عیار ایک بیان میں پہونچے آفتاب جادو نے کہا خنظل جادو  
 تم ٹھہرو میں ایک بات کہوں خنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہے وہاں بیٹھے ہیں پندوان



جا کے آفتاب جاوونے کہا یہاں کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہیں ہے اور ابھی طلسم ٹوٹتا  
 معلوم نہیں دیتا ہم تم دونوں شریک ہو کے ایک مکان سے کا تیار کر میں بجلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے  
 حنظل نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ حنظل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہو کر نصیب کا  
 کچا سوت مانڈھا کچے ماش کا آٹا لے کے درود پوار بنائے سر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک  
 آنڈھی آئی تیرگی ہو گئی کچھ کھڑا بیٹھ ہوئی بعد چند عرصہ کے آنڈھی برطرف ہوئی ایک اعلاطہ  
 سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ بنا دیتا خوبصورت چار دیواری کو نوں پر چار بیچ بنکے  
 پڑے ہوئے بیچ میں بارہ درسی عالیشان چھت پردہ چلن فرش پلنگ شیشہ آلات  
 سب لگا ہوا جو پڑکی نہریانی سے بھری ہوئی نو آڑے پھوٹتے ہوئے ایک تالاب پختہ گوشت  
 لگے ہوئے شالو رو سرسبز مصری دروازے پر بیٹھے ہوئے آفتاب جادو و حنظل جاو  
 اندر مکان کے گئے ماشیں کے آٹے کے پتھر سو پتلے بنائے سج کر کیا بعد دو گھڑی  
 سکے کچھ لوٹریاں کچھ جادو کر تیار ہوئے آفتاب نے جو باہر آ کے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہیں ہر ایک  
 نے کہا ملک عجیب کا خانہ ہر دم بھر میں مکان بنالیا غرض سب کچھ موجود شہر اب پی کیا ب کھائے  
 شالو رو نے کہا ملک جسوقت ہمارا جی چاہے کہ مکان میں جائیں تو ہم آسکتے ہیں یا نہیں ملک حنظل نے  
 کہا جسوقت تمہارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ رو کھا بعد اُسکے دونوں عیار ایک سمت کو  
 چلے سرسبز مصری کو معلوم دیا **سرسبز مصری بھاگ کے ایک بیابان**  
 میں نکل گیا اور زعفرانہ **خوک** پیشانی تلاش میں اُس  
 جادو گر کی جو پھر تا تھا مرا **ت جادو** کے مکان کا طرف سے نکل کے  
 اس طرف جا پہنچا جب مر قاسم کا پڑا تھا زعفرانہ نے پوچھا یہ  
 کس کا شکر ہے لوگوں نے کہا یہ شکر ملک قاسم لعل خفیانہ خاور سیاہ کا  
 ہے پوچھا ملک قاسم کون ہے کہا باپ ابرج نوجوان کا زعفرانہ نے دل میں کہا ابرج  
 نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے سلطان کا اڑنا  
 ثواب عظیم ہے یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے  
 مرکب مانگا سیارہ بن عمرو نے کہا شہر یاریہ طلسم ہے جتنے ہیں سب جادو گر ہیں آپ



بیٹھے رہیں جانا بہتر نہیں قاسم نے کہا سیارہ بن عمر و تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہے کہ پکڑ لے جاوین  
 سیارہ نے کہا جس طرح مناسب ہو وہ کیجئے اس عرصہ میں قاسم سوار ہوا فیروز خان  
 خاوری و تہمتن خاوری سوار ہو کے باہر آئے زعتادہ نے کہا اسے خدا پرستو ہر کرا از  
 روئے مرگ است باید بیدارن مارے سطر ح تم لڑتے ہو میں بھی لڑتا ہوں سحر نہیں کرتا  
 ہوں بزور لیجاتا ہوں قاسم نے ارادہ کیا فیروز خان خاوری نے کہا پہلے میرا  
 سامنا ہو ڈیجیے دیکھیں کس طرح بر لڑتا ہے قاسم نے قبول کیا فیروز خان نے مرکب دوڑانے ایک  
 تگاور دی زعتادہ نے اوچھڑ ماری فیروز خان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اچٹ گیا مرکب سو کو دپڑا  
 فیروز خان بھی کودا زعتادہ نے کمر بند میں ہاتھ دے کے اٹھ بیٹھ لیا باندھ کے جب دو گروں کے  
 حوالہ کیا تہمتن خان خاوری نکلا اُسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماش خان نکلا اُسکے تلوار ماری  
 اُسے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑانے تگاور دی زعتادہ تیغہ مارا قاسم نے  
 خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے منہ پر پڑی اور جیسے گھن پرست  
 اچٹ جاتی ہے اس طرح سے اچٹ گئی زعتادہ نے مرکب ملا کے کمر بند میں ہاتھ دے کے اٹھنا  
 چاہتا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر بند پر زور کر کے اکھاڑ لیا تھا کہ زعتادہ سحر کیا مانند  
 لٹھے فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زعتادہ نے قاسم کی کمر بند  
 ہاتھ ڈال کے اکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادو گروں کے کیا سیارہ بن عمر و ایک سمت کو  
 بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہو گیا زعتادہ نے کہا ارے جو انہو بادرو میں جانتا ہوں تم  
 نوکر ہورشتہ دار جو تھے میں نے اُنکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہے ہم غلام جمشید و سامری کے  
 ہیں ساحر ہیں یہ قدرت رکھتے ہیں کہ جب کو چاہیں بکری بھیڑ لگائے یا بھی کتابت دین  
 قاسم کو موات بھجو یہ جو بارگاہ ہے لاد کے حمزہ پاس لیجاؤ کہ دنیا کہ ارج اور قاسم مارے گئے  
 آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہیں گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا  
 اور قاسم کو ایک آرا بہ پر ڈال کے ڈال کے داخل طلسم ہوا قضاے کار سیارہ بھی  
 کہیں ملا ہوا داخل ہوا مرآت جادو کو خبر ہوئی کہ زعتادہ خوک خوک پیشانی ملک قاسم کو پکڑ لایا  
 رگنی فریق بھی ہیں مرآت جادو نے کہا ارے کوئی جا کے بلالوے ایک جادو گر گیا اور بلال یا



زعناوہ آیا ملک نے کہا زعناوہ کیا کام کیا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی زبان قاصر ہے بیٹھو زعناوہ  
 نے کہا امیدوار ہوں کہ میرا بیٹا جو تھا وہ جم زین کلاہ کے ساتھ مارا گیا ہے وہیں لہجہ کے گردن ماروں  
 مرا ت جاوونے کہا میری بھی یہی خوشی ہے لیکن شراب تو پھر زعناوہ بیٹھ گیا  
 اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی بارغین ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تے بیٹھ گیا  
 کونے لگی سیٹارہ بن عمر و نے بیہوشی کا بیضہ مارا اسکی صورت آپ کے شراب پلانے لگا  
 لیکن سادی شراب پلائی زعناوہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لایا سیٹارہ ایک جام  
 لبریز کر کے لیکیا اور زعناوہ نے اٹھالیا کہ داہنی طرف سے بچنے لگا پھر لیا زعناوہ نے سیٹارہ  
 کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیٹارہ جست کر کے چلا تھکی سے گئے اڑا چاہتا تھا زعناوہ نے  
 سچو کیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہے اس طرح سے سیٹارہ آ رہا جاو گردوڑے پکڑ لیا کہا اسکو قید کرو  
 قاسم سامنے بیٹھا تھا سیٹارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہو گیا زعناوہ نے کہا  
 میں اسواسطے نہ تھرتا تھا عیاں زبردست ہیں اگر میں غافل ہوتا تو ابھی پیچ پڑچکا تھا اور ارا بے پڑال کے  
 سیٹارہ کو پھلا سیٹارہ نے کہا ارے زعناوہ ہکچھوڑوے اگر زندگی درکار ہے زعناوہ نے  
 کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضاے کار اسی سمت سے نکلا جب دم حنظل جاو کا  
 مکان تھا زعناوہ نے یوچھا ارے یہ مکان کس کا ہے جا کے دریافت کرو اور ہمارے پاس  
 بلا لاؤ جت اپنے لوگ گئے اور حنظل جاو سے کہا ایک جاو گرا آیا ہے اور ملتا ہے حنظل کو زعناوہ  
 کی خبر نہ تھی حنظل جاو باہر نکلی دیکھا کہ زعناوہ خوکیشانی ہے حنظل جاو کی جان  
 نکلتی زعناوہ مرکب پرستے کودا اور کہا ارے جاو گردو جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ سے لڑو میں  
 ایسا نہیں ہوں کہ مارا جاؤں حنظل نے ناریل مارا زعناوہ نے خالی دے کے دو ہتھ زمین پر  
 مارا زمین ترٹی دوہنچے پیدا ہوئے حنظل کے پاتوں پکڑ لیے آفتاب جاو سے کہا  
 ارے نک حرام تو کہان جا نیگا تو نے مہلک کو مارا گھر غارت کیا غرض آفتاب کو  
 بھی پکڑ لیا زعناوہ نے سجدہ کیا کہ اسے جمشید و سامری آج کل دن نہایت نیک تھا اور میں ابھی  
 ساعت گھر سے نکلا تھا کہ سب میرے ہاتھ آئے اب جم زین کلاہ پاس لجاؤ نکلاہ کیلے انکو بھی قید  
 کر کے لیچلا زمین وقت شام کا ہوا جم زین کلاہ ملک یہ نہ پوچھنے پایا کہ رات ہو گئی شب ماہ



تھی فراش باہ نے فرشتے چاندنی کا بچھا یا تھا دس بارہ کو س سے مکان جم زرین کا راہ نظر آتا تھا  
 زغادہ نے کہا اس مقام پر خمیہ کریں صبح کو جائینگے اُسی وقت خیمے استاد ہو گئے زغادہ  
 اُتر اُتھ لیون کو بلایا اور کہا ارے جادوگر و آج کی رات اور تمھاری جیات ہے صبح کو گردن مارو نگا  
 ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ امیرج طلسم توڑیگا اب من ٹکو قتل کر لون تو اُسکی  
 فکر کروں سب نے کہا ارے ہماری قضا آتی ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا اور اگر قضا نہیں ہے تو تیرا کیا  
 مقدور جو ہر مار سکے غرض شراب مانگی پہلے شراب منے لگا اور سر ہنک مصری  
 جو شام کو حنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر بیکریا گیا سنا مار کے آگے چلا بڑھ کے جو  
 دیکھے تو ایک طرف کو کچھ رو شنی سے خیمے استاد ہین سر ہنک مصری نے کہا خدا جھوٹ  
 نہ کرے ہی پکڑ لایا ہے اور سر ہنک مصری ایک جادوگر کی صورت نکلے نگرے کے تلے کھڑا  
 ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروز خان و ہمتی و قیاس و سیارہ و حنظل جادو و  
 آفتاب جادو و اُتھ لیون جیکہ ہر رات گئی زغادہ جو ک پیشانی تے کہا میں پیشاب  
 کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمدان اُٹھا لیا اور سر ہنک مصری نے آفتاب سے لیا زغادہ  
 چلا سر ہنک مصری نے آگے جا کے آفتاب رکھ دیا اور زغادہ جو ک پیشانی چوکی  
 بیٹھا جیکہ پیشاب کر چکا آفتاب اُٹھا کر آبدست کیا چاہتا تھا جیون ہاتھ ڈالا چٹا خا ہوا بچھا کند کاگلے  
 میں پڑ گیا ایک کمر میں ایک ہاتھوں میں جیون چٹانے کی آواز شنی سر ہنک نے کہا  
 حاضر ہو جادوگروں نے کہا ارے تو جو بکتا ہے کب بٹا ہے سر ہنک مصری نے کہا  
 بھائی تے سنا بھی نہیں اپنے کام میں رہتے ہو یہ کہہ کے جاسے ضرور میں گیا دیکھا کہ پھندے  
 پڑے ہوئے ہیں لیکن پیچھے گرہ کھولتے ہیں سر ہنک تو بھاگا اور پنجون نے گرہن کھولیں  
 زغادہ باہر آیا وہ خد متکار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہاں سے آگے بیٹھا  
 کہا ملک قاسم تمھارے عیار نا بکار لگے ہوئے ہیں لیکن ٹکو کب چھوڑتا ہوں ابھی کسی  
 عیار نے کند کے حلقے مارے تھے میں بیخ گیا اور سب بیان کیا سیارہ نے کہا زغادہ کہا مان  
 کوئی جگہ مار لیگا رات یہ نہ گزرے کی اور سر ہنک مصری ایک بیابان میں نکل گیا دل  
 میں کہا ای سر ہنک اگر ایسا ہی بھاگتا تھا تو کیوں آیا تھا چل کچھ عیناری کر یہ سوچ کر وہاں سے



آباد کیا جادو کر رہے ہیں ایک جادوگر کی صورت بن جھڑکے آیا چنانچہ سب کو بلایا گیا سب ہوش  
 ہوئے جمہدار کی صورت بن گئے خیمے کے اندر آیا لوگوں نے کہا جمہدار کیوں آئے کہا بار و عیار لگے ہو ہیں  
 دیکھنے کو خبردار رہنا سامنے زخا وہ بڑا ہے لوگوں نے کہا جمہدار ایک گھونٹ ہو کر بھی دو کہا بھائی  
 ابھی میرا بے ذرا اندھا دوسب نے ایک ایک گھونٹ سب ہوش ہو گئے اس میں  
 سر ہٹاک زخا وہ پاس گیا ہوشی اٹھ پر پڑ گئے اڑا نے لگا دو مرتبہ اڑائی کہ غصے پیدا  
 ہونے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے شانہ پکڑ لیا ایک نے رخ زخا وہ کا شانہ  
 پکڑ کے ہلانے لگا زخا وہ خود کیشانی کی آنکھ کھلی دیکھا تو بخیر ایک جادوگر کو پکڑے ہے  
 پتیلے نے مگر ایک سب حال بیان کیا اسی وقت زخا وہ نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات  
 باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہے صاف روشنی نہیں معلوم ہوئی شبنم  
 پڑتی ہے ہر ایک گھاس پر شبنم کا یہ عالم ہے کہ موتی جڑ دیا ہے چڑیاں بولتی ہیں ڈارین بگوان  
 کے جھیلون پر اترے ہیں مرغابیوں کے غول جا بجا بیٹھے ہوئے ہیں زخا وہ خود کیشانی  
 قید لیے ہوئے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہے ایک مرتبہ آفتاب عالم تاب مرکب پر سوار  
 نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب صاحب قمر ان ہے تو اڑا تھ میں مرکب طلسمی پر سوار قضاے  
 کا روہ اگر بندھا ہوا ہے ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے انھوں نے کہا  
 ایچ نوجوان ہی ہے زخا وہ نے کہا عجیب جکاد ان سے کہ جھکا کھٹکا تھا وہ بھی آپ سے بغیر  
 تجس ہاتھ لگا ایچ نے جو دیکھا کہ قاسم و سر ہٹاک و سیارہ و حظل جادو و  
 آفتاب جادو و سب قید ہیں ایچ نوجوان نے نعرہ کیا ارے خیر سر کجا میری ملازمت  
 سن سیارہ نے قید میں سے کہا وہ مارا زخا وہ نے ایک ناریل ایچ پر مارا بھائی  
 کے آگے گر پڑا تیر و پیکان مارا ایچ کے نہ لگا جب تو بھنچا لاکے زخا وہ نے تلوار ماری ایچ نوجوان  
 نے خالی دسے گے وہ محبوب جادو و والی تلوار مرکب کو چپکا کے برابر آگے ماری مع مرکب  
 چار ٹکڑے ہوئے اندھیری اور تیر کی جھاگئی ایچ نوجوان فوج پر آرا جادو گروں کے مع قاسم  
 اور فیروز خان خاوری و شمس خان خاوری و قیاس خان کے ہاتھ پر ٹٹلے  
 بھڑوان اولوں کو تلواریں پکڑیں اور فوج پر آگے حظل لڑا ایچ بھان اشد فوج ماری پڑی کچھ جھاگ گئی



حنظل جادو نے کہا اے ابرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے  
 وہاں چلے کچھ تدبیر کچھ سب ملے درہ پہاڑ میں چلے اور فوج جو بھاگی طرف تیم زرین کلاہ کے گئی اتر  
 نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیارہ و سر جنگ مصری  
 شاہ پور پہاڑ کے درے میں بیٹھے ہیں قاسم نے کہا نہیں معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو  
 نے کہا جو اتر طلسم کی رہنے والی ہے تھارے ساتھ لڑنا مرنا اختیار کیا اور شکستہ طلسم ابرج  
 نوجوان اسے ملک قاسم تھارا رہنا خوب نہیں ہے میں آفتاب جادو کو آبکی فوج میں  
 ہو چائے دیتی ہوں ایسے دیکھے جادو گر سے لڑتے کو بہت ہے قاسم نے کہا جس طرح  
 تھاری خوشی حنظل جادو و ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیارہ  
 کو بھی لیا آفتاب جادو کو راہ میں تو معلوم تھیں اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ میں ہو چکے  
 حنظل نے کہا اے آفتاب جادو تم اپنے تئیں ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آویں اس وقت  
 ظاہر کرنا اس میں جان رہے یا جائے یہ کہے حنظل جادو و شخصت ہو کے ابرج کے پاس  
 آئی کہا میں پہونچا آئی لیکن اسے ابرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُس نے جادو نہیں کیا  
 یا تیرے اثر نہیں کرتا ابرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُس نے جادو نہیں کیا یا تیرے اثر نہیں  
 کرتا ابرج نے اگ کا احوال نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو کرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے  
 کہا بغیر تدبیر و حنظل کا نام معلوم نہیں دیتا ابرج نوجوان نے کہا اے ملک حنظل اگر مقدر میں ہو تو  
 طلسم توڑتے ہیں یہ کہے مرکب پر سوار ہوا شاہ پور شیدل اور سر جنگ مصری  
 نے عرض کی ہم جان دینے کو حاضر ہیں لیکن جدھر حضور جادو میں وہ سمت معلوم ہووے پھر ہم حاضر  
 ہونگے اور وہ فوج جو بھاگی تھی تیم زرین کلاہ سنائے میں آیا اور کہا ابرج کیونکر مارا گیا ہے لوگوں  
 نے سب حال بیان کیا تب اُس نے کہا اے سیلمان خرس سوار اُجائے خدا پرستوں کا کام  
 تمام کرو وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے میں ابرج تھا اسی طرف راہ تھی ابرج  
 پر مرکب پر سوار حنظل جادو سے باتیں کر رہا ہے سر جنگ مصری اور شاہ پور شیدر  
 دل کھڑے ہیں کہ سامنے ہو گرد و غبار معلوم دیا ابرج نے کہا ملک حنظل جادو و فوج آئی معلوم دیتی ہے  
 حنظل جادو و زکما ہمارے واسطے آئی ہے باتیں تھیں کہ سامنے سے سیلمان خرس سوار نمود ہوا



ابرج نے مرکب حشم کو ڈپٹ کے مغرہ کیا منہ امین نوجوان اور جادو گروں نے نارنج ترنج مارے  
 ابرج وہی تلوار پکڑ کے پانچ سو جادو گروں میں گھر گیا جسکے دوڑ کے ماری دو ٹکڑے کیے چار  
 طرف سے نارنج ترنج پھینکے تھے عجب بڑا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس پچاس جادو  
 مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب جادو گروں  
 کو تو نے ماریا میرا مقابلہ کر اور ایک ناریل مارا ابرج نے خالی دیا تلوار طلسمی جو  
 ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرانام من سیلان خرس سوار جادو بود جتنے جادو کرتے  
 ہمارے جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گز اور زرین تاج بیٹھا تھا  
 کہا ایسے ابے جادو گر مارے جاتے ہیں دیکھیے ہمیشہ و سامری کیا کرتے ہیں امین ایک  
 ابر معلوم دیا ایک تخت پر ایک پر نژاد آٹھ نو سو رتھی دُردر گوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین  
 کلاہ سنے کہا کون آتا ہے کہ وہ تخت ٹھہراتر کے ملک اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا  
 مزاج تو ابھارے عرض کی کہ دعا کرتی ہوں آگے کر ہی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش میں آیا جبکہ  
 نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہ اسے ملکہ امین  
 نوجوان شکنندہ طلسم آیا ہے زغادہ خوک پیشانی اور سیلان سوار مارا گیا کہا اے شہزاد  
 امین اسی واسطے آئی ہوں اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہے اسکو لوح کی فکر میں میرے  
 دو مجکوا احوال معلوم ہے جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کریں پھر تم کیا کرو گے جم زرین کلاہ  
 نے کہا کہ تو وہ احوال کیا ہے ملک اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینا ہے جادو کتنی اُسے  
 اکہ ہمیشہ دیا تھا دسے کے بھول گئی اُسکے باعث کوئی سحر یا تلوار اثر نہیں کرتی جم زرین کلاہ کا  
 رنگ سفید ہو گیا جم زرین کلاہ مع اختر مرآت جادو کے پاس آیا مرآت جادو  
 خود حیران بیٹھی تھی دسدم خبر ابرج کی منگانی تھی کہیں یہ کتنی تھی غضب ہو جاتا ہو وہ مارا جاتا  
 ہے امین جم زرین کلاہ مع اختر کے پوچھا مرآت جادو نے کہا میں نے سنا ہے کہ زغادہ  
 خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملک اختر مرآت سے دریافت کرو ملک نے سب  
 احوال کہا مرآت جادو نے کہا اگر میرے قلعہ میں یا تمہارے قلعہ میں ٹھس آوے تو کوئی سامنا  
 نہیں کر سکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا میں اسکی تدبیر کرتی ہوں اگر ایک سمت کا



مال اسباب مجکو دو چنانچہ زم زمین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھد یا ختر نے  
 کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہے کہ اگر اسباب چادو پاس بھیجو ادو وہ سمجھ لیکے  
 کیکے اختر چادو چلی ایک بیابان میں خیمہ استاد کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین  
 گھڑی کے اختر چادو ماتھ میں جریب سحر کی بکڑ کے اکیلی روانہ ہوئی اور محسوسے دریافت کیا کہ  
 ایرج اس سمت کو ہے اس طرف جا پہونچی نیا پور اور سر سینگ مصری ایک سمت کو خا  
 سے تھے غفل جادو ایرج سے بائیں کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور غفل کو مجرایا اور خا  
 سے دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت میلے کپڑے پہنے ہوئے غفل  
 سے کہا یہ جادو کرنی ہے ایرج نے کہا خدا بچائے والا ہے اختر نے شکر ہے خداوند حمید و  
 سامری کا جسکو میں ڈھونڈ مٹتی تھی بدہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا  
 کہ مالک لوح طلسم آئینہ ہون جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا آنتی ہوں  
 کہ آج وہ مارا گیا اور میں نے خیال کیا کہ آخر شکنندہ طلسم میرے پاس آئیگا اور مجکو مار کے  
 لوح لجا لیاگا پس اس سبب سے میں آپ ہی حاضر ہوئی اسوقت غفل جادو نے ایرج  
 سے کہا کہ ای شہر یار تمہارا نصیب بڑا زبردست ہے اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی  
 یہ غفل نے اختر سے کہا کہ اسے ملکہ اختر میں کوہ زکسین کی رہنے والی ہوں اور غفل  
 میرا نام ہے اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہے اور ملکہ اب جو تم بیان آئی ہو تو بہت  
 چین سے رہو گی اختر نے کہا کہ بیان سے میرا خیمہ قریبے وہاں چلے بیٹھے ایرج اور غفل چلے  
 اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ میں داخل ہوئے اختر چادو اگر تخت پر بیٹھی ان دونوں کو بھی  
 مقام صدر پر بٹھایا کثیرین خدمت کے لیے حاضر ہوئیں اور اختر نے ماتھ باندھ کر کہا کہ اب  
 شہر یار اب مجھ سے وغانہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہیں وغامطلق نہیں جانتے  
 اختر اسوقت اٹھکر حمام میں گئی اور نہادھو کے کپڑے نفیس پہنکر سی کا جل لگا کے  
 آئی اور ایرج کی طرف نظر محبت دیکھنے لگی غفل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو  
 پہنچی ہے اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا اسے شہر یار اب تو میں آپکی کنیز ہوں تمام زمانہ  
 میں دشمن ہوگا اور مراست جادو کو خیر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھیں



کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سوا کر رہے ہیں غفلت نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارے بے رعبے  
 زیادہ بہتر ہو گا غرض بعد کچھ عرصہ کے اختر نے اشارہ کیا کہ الگ جلیے یہ کھڑے ہوئے ہزارہ ابرج کا  
 ماتھہ بکر لکھتے سر سے جوڑ میں مانی غفلت جاوہر بھی کہ اگر یہ غفلت شوق ہو تو آپ سے آپ  
 ابرج دے کہ کیوں آئی اور وہاں شراب کا بیالہ لڑش میں آیا ابرج نے کہا کہ تم سلطان  
 ہو جاؤ تو میں شراب پیوں وہاں کہہ کر اس طرح اس سلام ہوئی اور اس طرح اختلاط کلیہ  
 کہ شرح مدت کے ساتھ شوق ہوئے ہیں بیکار ہو کر شوق ابرج کو بیکار لکھ پڑی  
 اور ایک گلابی ایک کھڑی شراب آپ بلی اور مانی ابرج کہ دی اور کب سے سر کی قسم لی  
 جاوہر ابرج سے وہ بھی بلی ہو گیا شراب ہو اٹھ بند ہو گئی اختر نے معاملہ پا کر بارہ پرستہ وہاں کھول  
 آیا اور پرواز کر کے رہا ہوئی اور غفلت جو الگ بھی تھی اس کے خیال میں ایک اسے غفلت الیسا  
 عشق نہیں دیکھا کہ اتنا جھٹ پٹ ہو جائے یہ سوچ ہی تھی کہ ایک شہنا معلوم ہو غفلت نے  
 جانکر ابرج کو اختر سے جانی ہے لیکن معلوم نہیں کہ ابرج غم میں ہیں نہ کہ کاحال یہ اس کے  
 یقین سے کہ ابرج کو پٹ جانے سے اور وہاں مرآت جاوہر جمہ زرین کلاہ آٹھ سو ہزار  
 سب کو بیوں بیٹے ہیں اور باقی کرتے ہیں کہ اختر آئی ہوگی اور غفلت قریب اختر ہوئی  
 اور کہا کہ یہ وہی روئے تو ہے جب درجہ قریب کیا اختر جو دیکھے کہ غفلت آئی ہے اسے کہا  
 تیرا بے بعد و رعبہ کہ جو تو بیکار ہو کہ یہ مگر بیکار ہی تمام روز ہوئی ہر بار قلعہ کے پوچھی آشت  
 غفلت جاوہر نے اپنے دل میں کہا کہ اسے غفلت تو امیر حمزہ صاحب قرآن کو کیا شہرہ لکھی  
 افسوس کہ ابرج مارا گیا بس دوڑی اور قلعہ میں غل ہوا کہ اختر جاوہر آئی مرآت جاوہر  
 جمہ زرین کلاہ سب آٹھ آٹھ دیکھنے لگے اختر قریب اس میں بل کے پوچھی تھی  
 کیا آئی تھیں مانی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہے اسوقت تو غفلت نے غفلت کے  
 ایک تلوار ماری کہ اس کے دو کمرے ہو کر زمین پر گرے مرآت جاوہر نے کہا فراتہ جز تو لہا  
 پر کیا لڑا کینتر میں دوڑیں غفلت تو اس کو مارنے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی اور ازبک ساخوہ تھی  
 اسوجہ سے کسی اہل قلعہ نے بھی نہیں روکا اور وہاں ایک کینتر آئی اسے جو کھالہ اختر مری پڑی ہو لیکن  
 آٹھ میں اس کے ایک زبرد کا آٹھ ہی اسے بیکار میں رکھ لیا اور کہا میں قرضدار تھی کسی روز یا نہ شکار سے



ملکوت لوگلی آدھا اسکو دونگی آدھامین لوگی اور وہاں سے آ کے مرآت جادو سے کہا کہ اختر  
 ماری گئی جم ترین کلاہ نے حکم دیا کہ لاشس اختر کی پھونک دو اسکو تو پھونک دیا اور حنظل  
 جادو جو بھاگ کے خیمہ میں آئی تو اختر کی کنیزوں کو مار کے اسے بھگا دیا اور اس خیمہ میں جا کے  
 جو دیکھا تو ایرج بہوشش پڑا ہے لاشہ میں چور ہے اسے پانی وغیرہ پھڑک کے اسکو  
 ہوشیار کیا جب ایرج کی آنکھ کھلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ایرج نے بازو پر  
 اکر دیکھا رنگ سفید ہو گیا حنظل نے کہا خیر تو ہے ایرج نے کہا جو کرامات تھی جس کے باعث سے  
 جان بچتی تھی وہی نہیں ہے اور حنظل سے اکر کا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو غیرت  
 پہلے نہ ہم سے کہا ابھا اب چلے اس خیمہ میں بیٹھو ایرج نے کہا کہ کمان تک بیٹھے رہیں گے یہ کہہ کر  
 سر ہو کے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بعد گریہ وزاری و نالہ و بقراری پکارا کہ اے پروردگار عالم  
 واسطہ اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نور کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہے اور جو میرے  
 بھائی ہیں انھوں نے طلسم فتح کیے ہیں میں بھی تیری ہی ذات امیر وار ہوں کہ تو  
 میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پر  
 فضا ہے جہاں گھما سے بو قلمون بیشمار کھلے ہیں اور وہ صحرا تمام نورانی ہے خوشبو آ رہی  
 ہے صدائے صبور قدوس رہنا و رب الملائکہ والروح کی بلند ہے اور ایک مرد پر

وہاں دیکھا کہ ہوں اک صاحب دل	باریش مقدس لباس سبز پہنے ہوئے استادہ ہیں ابیات	
خدا کی یاد میں ہے گرجو شفی	زبان ساکت ہے لب مخموشی	کہ جن سے بات بھی کرنا ہے مشکل
غریبوں کو کرم کی آرزو ہے	کہا اے داروے دہانے خستہ	جسکا تسلیم کو یہ دست بستہ
بہا سے عمر رفتہ اپنی لون میں	کہ چون موئے قدم آنکھیں ملو نہیں	بست مدت سے جھکو جستجو ہے

انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند سو اسے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہیں آتا ہودعا  
 تھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو کے لیکن اس جادو گرنی کے ساتھ سے الگ ہو جاؤ کیسے کہ  
 فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہے جب الگ ہو جاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دیر یا ملیگا  
 تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہو جانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ کے ایرج کی آنکھ کھلی سجدہ  
 شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہ کہو کیا دیکھا انھوں نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے



کہ اگر اب فتح ضرور ہوگی یہ لکھ کر حقل سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور ایک طرف کو  
 چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتا تھا  
 پانی پانی تھا شور سے طوفان اوپر دریا کو سوکھتی تھی جہاں ہر وہ موج سیکڑوں گرداب  
 ساتھ تھے سب تری کو چھتا جزر و مد سب حواس کھوتا تھا خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا  
 ایرج وہاں کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایک طرف سے اس طرف آتی نظر  
 آتی یہاں تک کہ وہ کشتی کنارے پر آگئی ایرج گھوڑا چمکا کر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر  
 چلی دریائین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیما بسم اللہ میرا و مرسانا ان ربنی  
 لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہاں لیکر جاتی ہے چنانچہ وہ  
 کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہونچی وہ درخت جھوم کے گر کشتی میں تھک پڑا غرق ہونے  
 لگی اسوقت دو پیر مرد دریا سے نکلے اور انھوں نے کہا کہ اس سوار کشتی غرق ہوتی ہے تم مرکب  
 اڑا کے نکلی اور ایرج نے اپنے دل میں تصور کیا کہ پیر مرد سچ کہتا ہے لیکن میں گھوڑے کو پیرا کے  
 نکلی اور نگاہ خیال کر کے مرکب کو جو اڑ دی وہ ترار ابھر کے دریائین گرا کر بہت دور گر کر وہاں  
 گھٹنوں گھٹنوں پانی تھا دونوں پیر مرد نے کہا کہ اسے شہر یاں بھول جائیے گا ایرج نے کہا  
 کہ بھائی یہ کام ہمارا نہیں ہے کہ جو یکسی اور تنہائی میں ہمارے کام آوے اسکو بھول جاوین یہ بتیں  
 کرتے ہوئے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور ان دونوں پیر مرد نے  
 کہا کہ اسے ایرج آپ شکنڈہ طلسم میں ہمارے ساتھ آپ چلیں لیکن اس بیابان  
 سے گذر کے ایک باغ ہے کہ اسکو باغ سلیمانی کہتے ہیں جو کوئی راہ بھول جاتا ہے  
 اور روٹی میسر نہیں ہوتی وہ اس باغ میں جاتا ہے اسکو وہاں سب کچھ ملتا ہے آپ  
 بھی جائیے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طے کر کے اس باغ میں آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ بڑا  
 بڑا ہے نسیم مشکبار مردہ جانفز الائی تھی بخواروں دل بہلائی تھی  
 نظر آتے ہیں ہر غریب نیا و صنگ جو دروازہ ہو باغ جانفزا کا  
 طلسمی جانور طاغر میں گویا درو یا قوت سے لبریز ہے جا  
 وہن چنچون کے اک جوبن دکھائیں کہان دنیا میں ایسے بھول پیدا  
 ہوا نہیں سہ د عطر امیر انیس ہزاروں رنگ برنگ گل میں ہوا



بہت سے تھے چمن بھولنے لہریز	بہت دلچسپ خوشبو میں مگر تیسر	نہال و برگ گل تھے اس میں نہا
عنف وہ بارغ تھا سر سبز و شاداب	لبالب آب سے نہر میں تھیں جاری	عجب صورت کی پیدا آبداری
بنی تھی اس جگہ بارہ دری بھی	نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی	کنول روشن درو دیو آرتا بان
مصفا فرش ہر جانب گل بان	نہ پایا صاحب خانہ کو اسجا	بیچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہاں دیکھا ایرج نے دو ہیر مردائے اور انھوں نے کہا اسے ایرج سلام علیک ایرج نے کہا علیکم السلام انھوں نے کہا حضور تشریف لائیں اور بیٹھیں مکان حضور کا ہے ایرج مسند پر آگے بیٹھا اور شراب پیئے لگا اب انکو تو یہاں بٹھا رہے تھے لیکن حال طلم ہوش رہا وافر سیلاب کا سننے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابرق و سرمایہ بروٹ انداز و زنا رجا و وغیرہ سب بیٹھے ہوئے ہیں اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر مارے جانے کا بہت رنج ہے اور دل سے کہتا ہے کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو کسی کو معلوم نہیں اور اسد گنبد جان ناپر قید ہے پھر وہ جو چھوٹیکا اور یہ طلم لٹیکایہ باتیں ہو رہی ہیں کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی میں کیا آیا کہ جو یہاں آیا ہے لیکن اسے چہرے جادو ایک جادو گر عزت دار کو بہر پیشوائی روانہ کرو حیرت نے دو جادو گروں کو روانہ کیا انھوں نے آگے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پر لدا ہوا تھا ہر دار مرکب بردار ہوا پر اڑتے ہوئے باز لٹا ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادو گر اور جادو گر سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہ ہے پر سوار آتا ہے باد لہ کا جھولانے میں پڑا ہے کنڈل کا لون میں کمر میں سونے کی زنجیر موتیوں کے مالے گلے میں پڑے ہیں قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھنور چندن کے بازو وں پر لگے ہیں مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر ہر کان و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہیں غرض دریا سے خون روان تو خشک ہو گیا ہے جہاں وہ دریا تھا وہاں خیمہ استاد کرا کے اُترا اور آپ افراسیاب کے بلوغ مینا نگار کو گایا دیتے اسکے ساتھ تھے اُسے اور ان دونوں نے افراسیاب کو نزدیکی افراسیاب نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گوش میں آیا چسا گھڑی تک



بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بار گاہ مخلی اور باور چنانہ ہمارے یہاں سے  
 جانے حیرت جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ بار گاہ استاد ہو گئی باور چنانہ کی تیاری ہونے لگی خاصہ  
 تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ اسے شہر یار جیسا طاسم ہوش ربا ہے ایسا کوئی  
 طاسم نہیں ہے جو جو عجائبات اور غائبات کہ اسمین میں کہیں نہیں ہیں لیکن بڑا غامض ہے تو کون  
 الامرفوق الادب آپ کو رحم ان نکلے امون پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اس طرح ناچار ہو جا  
 اسے شہر یار یہ ملکوں ملکوں خیر اڑ گئی ہے کہ افراسیاب ناچار ہے ان کو اس طرح قتل  
 کیجئے کہ مایمان دریا و مرغان ہوا انکے حال زار پر روئیں افراسیاب نے کہا کہ میرا جی  
 انکے قتل کرنے کو نہیں چاہتا اسد بن کرب غازی گنبد نو پر قید ہے اب میں اسے قتل  
 کرونگا لیکن یہ جانتا ہوں اور سب جتنے ساحر ہیں وہ میری اطاعت قبول کریں باران  
 نے کہا امیدوار ہوں کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصوہ رجادو سے کہا کہ تم مالک تصویر ہوتے  
 کیون نہ عمر و کا سر کاٹا مصوہ نے کہا وہ میرا سنا نہیں کرتا ملکہ حیرت نے کہا کہ اسے  
 بھائی باران عمر و انکے خیمہ میں آیا اور ان کے گلے سے تصویر لگیا اور انکی جو رو کو قنات  
 میں پھینٹ دیا اور پھر روتے ہوئے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہیں ہیں  
 باران نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجو ایسے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے  
 روز جب وہ زمانہ آیا کہ مثل مرض دن گھٹا اور رد اسے خورشید میل ہوئی

کہ روئے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک تہ سنگ	جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تب ہی	سرسام بکلم باران ناکام نصیر سحر کو دم دیا گیا	یہ خبر مہرخ سحر چشم

کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونوں طرف ہونے لگی لیکن یہاں  
 علامہ شونخ چشم بیٹھا تھا اس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کیلے اسکو ہمراہ  
 لے کے اپنی لشکر میں آباد ہو دیجئے تو ایک بار گاہ مخلی کی استاد ہوا اسنے پوچھا کہ یہ بار گاہ  
 کسکی ہے لوگوں نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بار گاہ اور باور چنانہ تمہارے لیے بھیجا ہے  
 علامہ نے کہا کہ اسے باران افراسیاب جیسی تمہاری خاطر کرتا ہے کسی کی نہیں کرتا اگر  
 تنے کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہاں عمر و نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے



پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہے اُس نے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہے دیکھا چاہیے کہ خدا  
کیا کرتا ہے اب یہاں بنگالی منتر جتر پڑھنے لگے فسوں سازی اور شیعہ بازی مشروع ہوئی  
ایک باری ہونے لگی جوت کے دیے جلانے لگے زرد زردینین اڑانے لگے چار پہر رات  
ہنگامہ شروع فساد برپا رہا جب کوالب جیسے چشم جانان میں اور نظر کی طرح سبکی نظر سے

پہنان ہوئے اشعار  
فلک پر مہر جو بن ٹھن کے چمکا  
ہوا آغاز ہر اک پیش و کم کا  
جمال صبح نے کی بارشیں نور  
جبین خاک چمکی مثل بلور  
صبح کو ملکہ مہر رخ سحر چشم

وہاں رونافران و زلزلہ کئی لاکھ سالہ طائران سحر و تخت با سے سحر پر سوار ہو کر میدان میں  
میں آئے اس طرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ میں آیا سچے  
اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیاں گر کر چھاڑی جھنڈی سی دی  
کٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کر کا کینے لگے ایات

جہان ایک نام سرا ہے عجب	نہیں جاسے پاس اور حجاب	جوانی گئی موسم شیب ہر
شہود ایک دور روز کو عیب ہر	سکون یا نکا دیکھا سر اشتاب	چلے جاتے ہیں کوہ جیسے حباب
نہ جدول رہی نہ سرور دان	گلستا نکو پائینکے ہو کا مکان	جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
یہ منزل نہیں جاسے بود اور ماش	یہ بیٹھے جو ہیں سامنے ہیں کہاں	جہان بلیہ ہے ایک بزم روان
بجا ہی کیا کو کس رحلت مدام	کسی نے نہ اگر کیا بیان تمام	اگر بہادران اب نہ سامری ہر

ہمیشہ ہے آج اور جنگ ہر کچھ اپنے اپنے ہنر اور کرب دکھا اس دنیا میں نام کر جاؤ  
یہ کہہ نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان میں نکلا اور بکارا کہ اسے  
مہر رخ سحر چشم تھاری تو اسی مہر چین الماس پوس مالک طالعہ تھی اور اُس کو سب بجا  
کرتے تھے اور تھاری وہ عزت تھی کہ جو بیسان میں نہیں آتی کوئی شاہ دشمن زادہ سے  
مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تم نے کیسی نمک حرامی کی ہر جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب  
نہیں چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت و رکاز ہے تو افراسیاب پاس چلو میں تھاری خطا  
معاف کر دو گنا مہر رخ نے بکارا کہ کہا کہ اسے باران جاؤ جو کچھ تھاری زبان سے کہہ کر بیکار کیا  
اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ اب ہمارے تمہارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے



کہا کہ میں تیسے کچھ کم نہیں ہوں یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار باش یہ لکھا اور وہ کیا کہ صحت لاش  
 مہر خ پر جا پڑوں اسوقت فہم جاو و اثر در عجب کا کے اسکے پاس آیا اور کہا کہ آیت تمام کے میں  
 میں سب کو مارے یقیناً ہوں بس اسنے لکھا اور دھرت سے مخمور سرخ چشم تخت بنا ڈرا گئے  
 سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے  
 ہو گیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اسنے خالی دیا مخمور نے ایک مارا کہ درد نہ  
 پیدا ہوا وہ اثر در اگر فہم پر حملہ آور ہوا اسنے ہر چند چاہا کہ یہ ہلاک ہو کر مکن نہ ہوا اور اس اثر سے  
 فہم کو تنگ کیا بعد چند عرصہ کے سنے دیکھا کہ اثر تو عتسب ہو گیا مگر نقش فہم کی پڑی ہر اس  
 ماجرے کو دیکھ کر کمان چشم میدان نکلا تا کہ میں لے تھا کہ وہ کمان سو گز کی ہو جاتی تھی  
 بس وہی کمان اسنے مخمور سرخ چشم پر ماری مخمور نے دشتک دی کہ ایک تیر پیدا ہوا  
 فولادی اور اس پتلے نے کمان کو بڑے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ تیر کمان کو لیے چلا گیا  
 پھر زانچہ قیل پیشانی آیا اور اسنے مخمور پر ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اسکو  
 دو ٹکڑے کیا اسوقت دوبار ان نے کہا کہ اسے بڑا غضب کیا کہ تین ساحر مارے  
 یہ لکھا خود میدان میں آیا اور کہا کہ خبردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور سرخ چشم نے  
 انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا  
 نے خالی دیا اب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اڑ گئی مگر تخت  
 تختہ تختہ ہو گیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالا کہ باران سنگ انداز پر لگایا اور کاری  
 کہ اسے ظلم آسمانی لینا پس دھنواں پیدا ہو کر فلک پر گیا اور ابر گھرا آیا پھر بنے لگا  
 دو چار ہزار ساحر اندھے ہو گئے مہر خ سرخ چشم نے کہا کہ اسے مخمور اب تیر چلی او مخمور  
 نے اسوقت زمین پر دو ہتر مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے اسنے کہا کہ تیر  
 روکنا پتلے جو اڑے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے بھر گھا سو سو یوں کا پیرنی سے نکال کر  
 بار اکہ پانچ ہزار ساحر کے سینوں کو ان سو یوں نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سو  
 یاران کے بیٹے کے بھی لگی مگر اسکے شانے کو اسنے توڑا اور اسباب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان  
 فولاد کا بنایا اسنے ایک گولہ فولاد کا زمرہ جادو کے ماتھے بھجا کہ زمرہ جادو نے اگر گولہ



باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اس گولہ کو اس آسمان پر مارو اور آج لڑائی بگڑ گئی ہو کل سمجھ  
 لینا باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا چھوڑنے اُس وقت کہا  
 کہ اسے باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان ٹوٹا اور کسی کا مقدور نہ تھا  
 جو اُسکو توڑتا اور تھکوتہ میں آتی کہ اسے سحر پر راتا ہے باران نے کہا آج تو میں جاتا ہوں کل  
 تم سب کو قتل کروں گا یہ کہنے کے طبل باز نشست ہوا کہ پھر کیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ آپ سے  
 تدبیر بڑی کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجئے پھر لڑائی لڑو گئے غرض یہ بارگاہ میں ہو چکا شراب  
 پینے لگا ہر رخ اپنی بارگاہ میں آئی عمر و نے کہا کہ اسے ہر رخ میں سیر کو جاتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا  
 اور ایک ساحر کی صورت بن کر خیمہ میں باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا وہ  
 بارگاہ میں اکیلا بیٹھا تھا اسے اُسکو ایک گھوری نکال دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہے اور  
 کہا ہے کہ اُسکو کھاؤ تو سہ اثرا نہ کرے گا اس نے جانا کہ بیج ہے پس اُس گھوری کو کھلایا اور بیوٹس ہوا  
 یہاں باران نے کچھ درجے کے بعد کھانا کھا دیا اور کچھ دیر کھانا کھا کر اُسکے ساتھ کھانا  
 پلنگ کے چھا کر آپ اُسکی صورت بن کر باران کی بارگاہ میں آیا اور اُسکے ساتھ کھانا  
 کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامی  
 کو دیکھا تو اُسہیں معلوم ہوا کہ باران کا جو زندگی ہے وہ تو اپنی بارگاہ میں پلنگ کے نیچے لیٹا  
 منڈھا ہوا پڑا ہے اور عمر و عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے افراسیاب نے خیرت  
 سے کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بھاؤ وہ باران کے پاس آئی عمر و نے اسے دل میں  
 کہا کہ خیرت کا اتنا بے سبب نہیں اگر تھکواؤ گئے پھر لیا کہ پھر خیرت شاد شواری ہے پس اُسے  
 باران سے کہا کہ بابا جان افراسیاب کے اچار کیا ہے میں نے جو اچار بنا تھا وہ  
 خوب ہے یہ کہہ کر اٹھا کہ لے آؤں اور اس بارگاہ میں کہ باران کا فرزند بیوٹس پڑا تھا  
 آیا اور اُسکو قتل نہ فرما بیوٹس دیا اور آپ جلد سحر طلب کر کے جادوگر کی صورت بنا اور اُس  
 سے کہ تمہارا باب کھانا کھاتا ہے تم دو یہ اچار رکھو ہو سے ہیں لہجہ اگلا پھلایا کہ ذکر کرنا اگر  
 تمہارا باب پوچھے تو کہنا میں اچار لینے تھا اس نے کہا میں سوچتا تھا کہ کیا معلوم اسے کہ تمہارا باب نے  
 تمہاری صورت صورت کے بیٹے بنا لیے ہیں غرض وہ اچار لے کر آیا اور پھر کھانا کھانے لگا اُس وقت



ملک حیرت جادو آئی اور اُس نے کہا کہ اے زمر و دیگر تو سوے کا دیدہ کبسا بیٹھا کھانا کھا رہا ہے اور  
 اُس کے ہاتھ میں ایک چابک سحر قنادہ چابک اُس نے برابر کر مارا باران جادو کا بیٹھا اور  
 پکارا کہ اے میں برابر ان کے اُس وقت حیرت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے جتنے کیون اُسکو  
 مارا اُسکے برابر تیرا بیٹا نہیں ہے عمرو ہے یہ لگا کر چابک مارتی ہوئی اُسکو لیکر روانہ ہوئی اُس وقت  
 عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ اے باران میں عمرو ہوں پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان  
 کیا جا میری پاپوش کے صدقہ میں اُسکو چھڑالایا لگا کر جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے یہ گلہم اور جتنے  
 غائب ہو گیا اور حیرت نے لگا کر ابران کو شک دیا اور افراسیاب سے کہا کہ اے  
 بار شاہ اسکا سراٹ افراسیاب نے کہا اچھا اور چاہا کہ سرکاؤن اُس وقت باران  
 پہونچا اور کہا اے اے یہ میرا بیٹا ہے ابران جادو جب ہی تو ملک غارت ہو گیا یہی  
 بخیریاں کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہیں عمرو ہے جتنے کتاب میں دیکھا ہے کس  
 پھر کتاب میں دیکھا کہ جو کتاب سنگا کے دیکھا معلوم ہوا کہ اس طرح عمرو اُسکی ہوتی ہے  
 بنا تھا سب حال معلوم کر کے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب میں عمرو کا سر کاٹنے خبر  
 نہ ہو گا یہ لگا کر باران جادو رخصت ہو کر خیمہ میں آیا اور ابران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال  
 تو کو کیا ماجر گذرا اُس نے کہا میں سونا تھا نچو جگا کر اس طرح بھیجا باران کا بھائی  
 طہماس جادو ہے اُسکو خبر ہوئی کہ باران اس طرح گیا ہے اُس نے کہا افسوس کچھ خبر نہ کی  
 یہ لگا کر اسی نوٹے ہزار سال لیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر باران سے ہمارے اُسکا  
 خبر کر وہ ساحر آیا اور اُس نے باران کو سلام کیا اور کہا آپ کے بھائی اُس نے ہن باران  
 پیشوا کی کو گیا طہماس سے ملاقات کی بلکہ مشکوہ کرتے ہوئے خیمہ میں اُس نے باران نے  
 سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست میں باران نے کہا کہ  
 بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ لگا کر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت کو  
 کتا طہماس جادو برا ہے قد مبوس شاہ جادو ان حاضر ہو سے ہیں امیدوار برائی ہیں  
 وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُس نے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب کو کہا افراسیاب  
 نے کہا آئیں اُسکا گھر اور اٹھنوں نے بہت بہتر کیا جو اُسے حیرت نے اُس سے مل کر کہا جا کر



بلال اوہ جادو گر آیا اور کہا افراسیاب نے زیاد کیا ہے باران طہماس کہ ایک آٹھ ماس نے  
 بحر الکاہل زردی خلعت سے سرفراز ہوا ونگل بیٹھنے کو طہماس نے کہا ای شہر یار یہ نام حرام  
 کیونکہ پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک  
 لڑائی غلام بھی اسے افراسیاب نے کہا جس طرح تھرا ہی چاہتے ہیں چکر دیر بیٹھ کر رخصت  
 ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روز نے رد اسے سیاہ شب کو اوڑھنا اور جس طرح آفتاب  
 الموان فلک میں بھگیا ایسا + ہوئی بلی رد اسے نور خورشید + بر آئی عاشقوں کے دل کی امید  
 جمال شمع نے پیدا کیا اور ہر اک پروانہ بولا چشم بدور + فقر سحر کو طہماس نے بجایا  
 خبر طاران سحر نے مہر رخ کو پہونچائی اُس نے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تباری سحر کی ہوئے لگی شکر  
 میں دیے جانے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی مشرون کی باپ ساحر کرنے لگے طول دنیا  
 نہیں چار پہر رات ہی ہنگامہ برپا رہا جب رنگ غب مبدل بنو رہا اور جامہ شب دھویا گیا نظر  
 لگتی شب صبح کا جلوہ عیان ہے + سراپا نور صحن آسمان ہے + گھر بنیم کے پھولوں نے ٹٹائے  
 زمین نے موتیوں کے ڈھیر پائے + تیج کو مہر رخ نامور رخت شاہی پر سوار ہو کر  
 مع مہمور و بہار و ترنزلہ و لرزان و عیدہ شکر شیر ہراہ لے کر میدان کا زار میں  
 آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہو کر چلا باران  
 نے کہا میں بھی چلتا ہوں اُس نے کہا تمہارا چلنا مناسب نہیں تم مگر میں رہو اگر بیچ میں پڑے  
 گا تو آنے کا تمہارا مصافقہ نہیں یہ کہہ کر چالیس ہزار جادو گر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ستر ہزار  
 ساحر باران کے لیکر میدان میں آیا اور ابر سحر برسا کر گرد و غبار صحر اکا بٹھایا صفین آراستہ  
 ہوئیں عمرو نے مہر رخ سے کہا کہ تم اسے کار اوہ نہ کرنا اُس نے کہا کہ میں بھی جانتی ہوں کہ اور  
 ساحر اسے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان میں آیا اور طالب مرد بندہ ہو کر عمرو  
 کو عمرو نے قسم دی کہ تم نہ نکلتا شعلہ چشم جاو و مہر رخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے  
 طہماس کے آکر ایک بیضہ فولادی اُس نے مارا طہماس نے خالی دیکر دستک دی آسمان  
 سے کڑا کا ہوا اور ایک پتہ پیدا ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اُس نے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے  
 دو ٹکڑے ہوئے پھر آخر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُس نے پتلے سے کہا کہ مارا سکوں



اُس نے تلوار باری کہ اختر چشم کا شانہ زخمی ہوا ابکی نفیر جادو نکلا اور برو سے طہماسپ اگر کسی  
 اسے طہماسپ تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہو کہ پتلے کو لڑو اتنا ہر یہ کہ ایک تیر اُس نے مارا طہماسپ  
 نے تیر کو مقراض سحر سے کاٹ ڈیا اور دستک دی کہ وہی تیز پیدا ہوا اور اُس نے جاہل کہ تلوار  
 مارے مہرخ پکاری خبردار اور نفیر جادو و مخمور سرخ چشم اس وقت اڑی اور پتلے کو پکڑ کے آسمان  
 پر اڑ کر علی مخمور نے جو دیکھا کہ تیز جاتا ہی کیونکہ تیز تڑپ کرنا تھ سے چھوٹ گیا تھا بس  
 اُس نے تلوار باری کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے طہماسپ پکارا مخمور سرخ چشم کہ گزاردم کہ  
 از دست من زندہ بردی مخمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے میں تیرے سامنے سے کیا  
 بھاگ گئی مخمور سرخ چشم کو دے کے سامنے آئی طہماسپ بھی کو دا طہماسپ نے گولہ فولادی مارا  
 مخمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا شانے میں طہماسپ کے لگا توڑ کے باز نکلیا طہماسپ  
 نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو مخمور پر گرمی پلٹ کے آسمان پر بجلی  
 مخمور پکاری افسوس ہوئی مہرخ نے کہا اے یہ کیا غصہ ہو اوڑھ کے ایک ناریل مارا  
 ناریل پھٹا چادر آب ہو کے گرمی آتش بجھ گئی لیکن مخمور غش میں ہو گئی اور تمام بدن میں آب  
 پڑ گئے مخمور کو جادو گر اٹھا کے ہمہ میں لیگے طہماسپ نے کہا اگر میں زخمی ہوا تو کیا ہوا جبکا جی  
 چاہے میرا سامنا کرے موجود ہوں اور طہماسپ نے سحر کر کے خون منہ کیا خاک جھسیدی لگائی  
 باران سنک انداز کو خیر ہوئی کہ طہماسپ زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی میں نے سنا تھا ارے  
 دشمن زخمی ہوئے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے میں سچو لگا طہماسپ نے کہا بھائی میں نے لڑائی  
 اٹھائی مہرخ کو لٹکارا مہرخ نے ایک چکر مارا طہماسپ نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ہتھ مار  
 زمین بھٹی اور طہماسپ غرق ہوا تھا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماسپ نے دو ہتھ مار  
 پر مارا مہرخ تاکر غرق ہوئی تھی کہ دو بچے پیدا ہوئے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچ کر  
 پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا کچھا مارا دس بارہ ہزار جادو گر مہرخ کے مر گئے  
 اور زخمی ہوئے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہو گئی دستک دے کے کہا ارے  
 جادو گر کیا دیکھتے ہو چالیس تیز پیدا ہوا کہا منہ غلام بہار جادو پکڑ پکڑ کے تیر و کمان لشکر میں  
 جا رہے تیر و ن کے تمام لشکر کو تیر باران کرو یا نقش پر نقش دھڑ دھڑ مردے پر مردے



گراد یا او ملک بہار سے فرمایا	نفسہ مودتا تیر باران کنیہ	ہو اور اچو ابر بہار ان کنیہ
کمان را بنو کرد و یکسر تیر	کہ یکا نشتر را داده بد ز ہر تیر	ہمین تیر بار بہیمون تر گب
بدین نستان تا ہی گشت گرگ	بہار الماس از تیر و تیغ	ہمین انکشتن از خستہ تیغ
ستانہا سے خشان و تیغ نران	غرائیدن گرز با سے گران	ہو انکشتی از گرز و از آہن ست
زمین یکسر از نعل و از خون است	چو دریا سے خون شد ہر دست تراغ	جہان چون شستہ تیغ ہون تراغ
دل چہن گردان بہر چاک شد	بہر کام غور شید پر خاک شد	چنان شد کہ کس نہ نامون کرد
ز بس گرد گرز زرد کہ بردنید	ز بس نالہ کوس با کر و نالہ	ہمین کس نہ دانست ہر زیا
بران لشکرش تیر باران گرفت	چپ و راست جنگ و اربان گرفت	طعاس سے گھر کے کہا باران

تو نے لڑائی بگاڑ دی بہار جاوے کہا کہ اگر ان چالیس تیلوں سے تم سب کو غارت نہ کرو یا تو نام اپنا پناہ پیرت جاو و بھی او فراسیاب سے اسے لشکر بیان آئی اور ایک ناریل اسے مارا ناریل بچھا جاو و آتش گری وہ چالیسوں تیلے یا تندر کے چھوٹ گئے بہار جاو و نہ کہا اسے حیرت جاو و چوری سے لڑائی لڑتی ہو اگر تم کے لڑو تو حقیقت معلوم ہو جائے حیرت تو جلی گئی طعاس نے کہا باران سے لڑائی بگاڑ دی مہر خ سحر چشم میدان ہر جلی جو دجاو و اگر بنا کھڑا تھا مجھے چلا طعاس نے کہا مہر خ تم کو آئی ہو یا یہ جاو و اگر مہر خ نے جو دیکھا عمر و آتا ہے کہا خواجہ ٹھہر جاو و ایسا ہو کچھ بچ پڑ جاو و سے سحر کی لڑائی ہو عمر و نے کہا تم جلی جاو و میں نہیں آتا مہر خ آگے جلی طعاس نے ناریل مارا اسے خالی دے کے مہر خ نے تلوار ماری پتلہ سپر لیکہ نکلا سپر چار ٹکڑے ہوئی مہر خ نے ناریل مارا طعاس نے خالی دیکے تلوار ماری مہر خ جو لگی وہ جاری ہوا عمر و کی جان ٹکلی مہر خ خنجر کے دوڑی دو نیچے پڑا ہو سے مہر خ کا ناٹھ پڑا یا طعاس دوڑا تلوار پڑا سے عمر و نے کہ برابر ہی تھا کند آصف باصفنا ماری ساتون ندی پھی ہو گئے جھٹکا مار کر گراد یا خیال کیا کسی بہار میں لیجا کے مارڈا الو پیٹھ پڑا کے لے بھاگا باران مع فوج اگر تلوار چلنے لگی تلخ تلخ چلنے لگا مہر خ نے کہا بہار و جو اوجاو و گروٹ باشر باران حیرت جاو و وافر اسباب بٹھے تھے گلگون چشم کھڑی تھی وافر اسباب نے کہا عمر و کہ لا گلگون چشم مجھے جلی برابر ہو چکے آواز دی اسے خواجہ



کہان جاتے ہو عمرو کے خیال میں آیا کہ مہرخ نے کوئی جادو کر لی بھی ہے گلگون چشم نے یہ کہے  
 ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پاؤں کا دم نکلیا پکاری اور دے مارا ایک ایک نک نک  
 ساریاں زاد سے کہان جانیکا غضب کیا لیکن عمرو نے اسی حالت میں کند کے حلقے ڈھیلے  
 کر کے پھینچ لی گلگون چشم دونوں کی کمرہیں بچہ دے کے سے اڑی قضا سے کار مہرخ اپنی  
 فوج کو نکال رہی تھی سنا کہ گویا ہوا گردن اٹھا کے دیکھا ایک سبز بچہ طہماس کو اور عمرو کو یہ جاتا ہے  
 پرواز کر کے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہو گلگون کے دونوں ہاتھ اس کے ہوسے  
 سخت خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑو سے زمین پر گر گیا ٹہی پسلی ایک ہو جائیگی اور عمرو کو چھوڑو یا  
 مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گر گیا تو ٹہی جو چور ہو جائیگی اس واسطے مہرخ نے لاسن روکا  
 ہمارے قریب پہنچ گئی تھی اس نے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے بول مارا گلگون کا ہاتھ  
 لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسائش بجا دو اورانی بیڈ  
 ہو گئی اس واسطے طبل آسائش بجا دو دونوں طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے اور طہماس  
 کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجھ کو سنا جادو کر کے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیکے تھا  
 طہماس نے کہا میں جاتا ہوں ابھی سرکائے لانا ہوں باران نے کہا افراسیاب رو  
 طبل آسائش بجا دیا ہو گلگون جادو کو افراسیاب نے تمہارے چھڑائے کو بھیجا تھا  
 وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہیں مانتا ہوا افراسیاب نے کہا حیرت  
 تمہارے سمجھاؤ حیرت جادو و آئی کہا طہماس جادو و لڑائی تو لگی ہوئی ہو کل سمجھ لیا حیرت  
 نے سمجھایا حکم کیا دونوں لشکروں کے زخمیوں کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو و طہماس کو  
 و باران کو افراسیاب پاس بچلی افراسیاب باغ میں نلج دیکھ رہا تھا طہماس نے  
 اور باران جادو سے منجھرا کیا افراسیاب نے کہا تمہاری فوج اور تم خوب اسے طہماس  
 نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو کیڑ لیکے افراسیاب نے کہا گلگون کی کیا مفت میں قضا  
 آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت سدا کی تھی سب مٹی میں مل گئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب  
 نے کہا کوئی عمرو کے پیچھے نہیں چکا تمہیں دو سامری نے تلو پچا لیا طہماس نے کہا افراسیاب  
 افراسیاب دانہ پانی حرام پر حسب ملک عمرو کو نہ پکڑاؤں حیرت نے کہا تمہارے پاس



ہو کہ پکڑ لائے گا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو بوطہاس نے کہا حرام ہو چکی ہر چند  
 سمجھایا نہانا بار ان نے شراب پی کیا بکھائے رخصت ہو کے خیمہ میں آیا وہاں سے  
 طہاس جو خیمہ میں آیا بار ان نے کہا اب یہاں کھانا کھاؤ کہا میں نے قسم کھائی ہے بار ان  
 تو چران ہر بعض کہتے ہیں اسکی قضا آئی ہر بعض کہتے ہیں عمرو کو پکڑ لایا چنانچہ یکہ و تنہا طہاس  
 چلا لیکن پوشیدہ ہو کے بیان سب بیٹھے ہوئے ہیں مخمور سرخ چشم بیٹی ہے طہاس  
 نے عمرو کے نام پر سو کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا میں ذرا شکر کو دیکھ آؤں مہر خ نے  
 کہا عمرو باہر نکلنا دیکھنے کا کام ایسا کیا ہو کسی بیچ میں نہ آجانا عمرو نے کہا خدا سے ما بزرگ است  
 یہ کہ عمرو باہر نکلا ہر ایک جادو گر کہتا ہے خواجہ سلامت آئے بیٹھے عمرو ایک جادو گر کو پاس  
 بیٹھا تھا طہاس ایک جادو گر کی صورت بن کر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضا سے کار عمرو اٹھ کر  
 فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ میں پکڑ کے لیچلا پہلے خیال میں آیا کہ افراسیاب پاس  
 لیچا پھر دل میں آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی بہار میں لیچل کے  
 مارڈالو یہ سوچ کے ایک درے میں بہار کے اتر اٹھا طہاس نے کہا اے عمرو عیار دیکھا ایک دن  
 تم تکو پکڑ لینگے تھے گلگون کو مارڈالا آخر ہم کو پکڑ لائے ہیں اب تمہارا ہم کام تمام کریں گے عمرو کا  
 نام قرآن حبش کے کان میں گیا اس دروہناڑ میں قرآن پھڑی پکارا تھا نکل کے جو دیے  
 استاد بیٹھے ہیں اس میں طہاس خنجر لیے چلا قرآن حبش سامنے آیا کالی صورت لال لال  
 آنکھیں تھیں طہاس سمجھا کہ کوئی جادو گر ہو چھا او جادو گر تیرا نام کیا ہے کہا سیاہ روکتے ہیں  
 افراسیاب جادو و نے یہاں رکھا ہے مدت سے تعینات ہوں طہاس نے کہا عمرو کو پکڑ لایا  
 ہوں اب مارڈالو نگا قرآن نے کہا سر راہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ میں غار ہے اس میں بارے  
 گرا دیجیے کہ اس کاٹ کے افراسیاب پاس لیچاؤنگا قرآن حبش نے کہا یہ دشمن افراسیاب  
 کا ہے خوب کیا قرآن نے خیال کیا کہ بیوش کرنے اور مارنے میں عرصہ ہوگا ایک بغداد کا ر  
 ساتھ ہی خیال آئے کہ برابر سے ایک بغداد مارا طہاس کے سر کے چار ٹکڑے ہو گئے لے لے لے  
 پکڑنا کی حد بلند ہوئی کہ کس نے مارا نام میں طہاس جادو بود اندھیرا ہو گیا بعد دو گھڑی کے  
 روشنی ہوئی قرآن نے کہا استاد اب بھاگے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گردو غبار معلوم دیا ایک طرف



قرآن حبش گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا موصول قرآن حبش کا یہ ہو کہ ہمراہ نہیں رہتا  
اور کسی عیار کے ہاتھ نہیں لگا لیکن گاہے گاہے ساحر کو لیا گیا تلمس میں کوئی مقام ایسا نہیں  
کہ ساحرون نے طائران بحر سب مقام پر بحر سے بنائے کے بحر کے لیے متعین نہ کیے ہوں نہ پتہ  
باران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اس کے حواس جاتے رہے زار زار بنگاہ ابر بہار خوب رویا  
اور لباس سیاہ بنا اودھرا قرسیاں کہ راتھا کہ طہماس خوب لڑا اس وقت ایک جادوگر  
آیا اُسے کہا کہ اسے بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جانا تھا قرآن حبش پہاڑ کے  
درے میں بیٹھا تھا اُسے ٹکڑا ایک نغہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سن کر نہ  
بچ ہوا اور حیرت نے کہا کہ باران سے کہلا بھیجے کہ وہ نقش طہماس کی جلا دے باران نے  
حسب فحاشی افراسیاب نقش طہماس کی جلا دی اور طہماس کے طائر جو بھاڑا تو ایک ساحر کے  
افسر شعلہ زن پہاڑ میں رہتا ہوا اس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسے کہا کہ کسے مارا کہ کسی جادوگر نے  
مارا لوگوں نے کہا کہ پہلے تو ایسا طرہ کہ مہر خ سحر چشم کو دانت کھٹے کر دیے پھر زمین معلوم کسے مار ڈالا  
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ پر پھر چالیس ہزار کی جمعیت سے  
روانہ ہوا باران جادو کو خبر ہو گئی کہ افسر شعلہ زن اُسے میں سوار ہوئے مشواہی کو گیا  
ملاقات ہوئی گاہے گاہے خوب رویا پھر وہاں سے آ کے خیمہ میں داخل ہوئے افسر نے پوچھا کہ یہ  
کیا مقدمہ درپیش ہوا باران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہاں سے افسر شعلہ زن  
باران افراسیاب کے پاس گئے بحر کیا ندروی دنگل پہنچے خلعت سے سرفراز ہوئے  
افراسیاب نے کہا کہ دنیا میں جو آیا ہو اُسکو لکھنا فنا ہے تلمس  
جسمین رہتے ہیں مسافر بیشمار ایک دن آخر کو سب ٹھ جائیں گے کچھ نہ نیک و بد سوا ایجاٹینگا  
افسر شعلہ زن نے کہا کہ اگر شہر یاریہ تلمس ایسا ہو کہ تو اسے اور رنو کا جسمین گلہ ز سلیمان  
سیرگاہ حبشیدی شاہر محلے ساتھ عقد سے ساتھ بادشاہ زاویان ساتھ بادشاہ ہفت دریا  
ہفت بلخ آپ ایسا شہر یار زبردست پر تعجب ہو کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جاسے لیکن میرے ہاتھ  
سے کہاں جائیگا جسمین حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہر خ کا ذکر عمرو کا نام لینا بہت مشکل  
ہو مصور جادو جو صاحب تصویر ہیں اُسے تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا تم کیسا کر لو گے



افسر شعلہ زن نے کہا اے لکھ جو اپنا دشمن ہوا سکنا نام کیون نہ لہیں حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ  
 زن کی قضا آئی ہے پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہیں لڑائی لیکن جیسا کہ  
 چاہتا ہوں لڑو لگا لیکن جگہ و کاغذ و کاغذ کر دیجیے جی چاہے مار ڈالوں اور جی چاہے حضور  
 میں لے آؤں افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہے میرے بھائی ہی طبیعت پر رکھا عرض کچھ  
 دیرواں بیٹھ کے رخصت ہوئے اور باران و افسر وغیرہ خیمہ میں آئے باران نے کہا  
 کہ کھانا تیار ہو کچھ نوش کر لیجئے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان چھو ایسے میں آتا ہوں یہ کہہ کر اپنے  
 چلا اور پیکان شیر نگر مہر خ کی فوج پڑی ہوئی تھی اسپر جا کے گرا اور بہت آدمیوں کے سینوں کو  
 توڑا پھر بھال بنکرو دوسری طرف گرا بہت جادو گر مارے گئے لشکر میں جلد جلد  
 کمزور ہوئے لگی کر یہ تیسرے غول میں گرا اور قریب سو جادو گر کے وہاں بھی مارے  
 پھر وہاں سے پھر کے اپنے خیمہ میں آیا خون کی چھٹیں پڑی تھیں یہ نہا کے کٹے ہوئے  
 سینہ دور کے ٹکے لگا کے آیا باران نے کہا کہ تم کہاں گئے تھے اسے کہا کہ کہیں نہیں اور  
 وہاں خیر مہر خ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادو گر لشکر کو  
 مارے گئے اور ادمر خیر باران کو بھی ہوئی اسے افسر نے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے  
 افسر نے کہا قسم ہے جی جی کی اگر میں نے انکا دم نہ بند کر دیا تو نام نہ پایا اور یہاں مجھ سے مہر خ  
 چشم سے کہا کہ دیکھو تو میں کیا کرتی ہوں یہ کہہ کر ایک گولہ زمین میں غرق ہو گئی عمر و  
 عیار بھی ایک جادو گر کی صورت بنکر وہاں دسترخوان باران کے یہاں بچھا ہوا افسر  
 اور باران جادو کھانا کھا رہے ہیں کہ یکایک لشکر میں زمین تنق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا  
 عمر و یہاں جادو گر بنا ہوا آیا تھا اسے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اس گولے کے سامروں  
 کی چھاتیان توڑنا شروع کیں جو گرا اسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمر و نے لیکر زمین  
 کی اسی طرح سے منجور نے دوسرے غول میں اور تیسرے غول میں گر کے بہت سے سامر قتل  
 کیے اور پھر کے اپنے خیمہ میں چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہاں چھ سو جادو گر مار گئے لیکن جتنی  
 لاشیں پڑی ہیں پگڑی اور پٹی اور کردھنی کسی کی نہیں ہے اور منجور سرخ چشم خیمہ میں  
 گئی تو مہر خ نے پوچھا اسے سب حال بیان کیا اور عمر و بھی آیا اس سے مہر خ نے کہا



کہ خواجہ تم بھی گئے تھے انھوں نے کہا کہ اگر ملک کبھی مجھ سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی لیکن ابکی میں ایسا  
 مگر ایسا کہ اگر کئے اور پابجاسے اور دھو تیان ساحران ملازم اس کی چھوٹ گئیں اب سے  
 چند روز کے کام نہیں ہو گا اس رنج میں ہم بیمار ہو جائینگے مہر خ نے کہا کہ اسے خواجہ  
 یہ مال سوچا پس روپیہ کا آپ مجھ سے لے لیجئے عرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دو گی جو ہمارا ہر وہ ہمارا ہر  
 جو تمہارا ہر وہ ہمارا ہو ملکہ ہنسی اور کہا کہ اسے بخر جا دو و ہر روپیہ خواجہ کو لاکے دو عرو نے  
 کہا کہ ملکہ میں موز ضعیف تھا لیکن اب ملتی ہو گیا انشاء اللہ آج رات کو کام افسر کا تمام  
 کر دے گا اور وہاں خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اس طرح افسر نے مہر خ کے لشکر میں جا کے  
 جاو گروں کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گولہ شے افسر کے لشکر میں جاو گروں کو مارا لیکن  
 پکڑیاں اور ٹو پیاں اور کر دھنی و غبرہ نہیں معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اسے  
 حیرت تینے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عرو کا ہو اور یہاں جب رنگ  
 خورشید لا جو رہا اور آفتاب شکل چہرہ راز پوشیدہ ہو گیا نظم اٹھا اک ابر تیرہ آسمان پر  
 بسان حسرت عاشق برابر اہو اروسے زمین ظلمت افشان چھپا جس طرح نور روسے جانان

باران نے نفیر سحر کو بجایا مہر خ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجا یا تیار سی سحر و ساحری کی  
 ہونے لگی سپہر اور ستارے پراز آواز نقارہ تھے تلواروں کی چک بھلی گراتی تھی زمین نعل اسپان  
 سے طوق پوش ہوئی تھی نیزوں سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گرز اور ثرو پین اور  
 تیرے روسے زمین مثل دریا سے قیر کے تھا اور منتر و منتر و منتر کی جاپ ہوتی تھی کڑا ہیا  
 چڑھی تھیں موہن بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف ماسے ہوئے دلیران بلند تھی شعلے اٹھ  
 رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر ہی غفلہ برابر واجب وہ زمانہ  
 آیا کہ ستارے جیسے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کو کس طرح چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سقید می تھی سیاہی ہی ہم آنکوش	ہجوم شوق کو ٹھنڈھے ہوئے پوش	اچھے عاصی کہ شر مائیں خدا کو
زبان پر لائیں عرض التجا کو	تھیں کو مہر خ اور بہار لشکر بیکران	لیکریا شب میدان کارزار
روانہ ہوئیں نظم	جو خورشید بر چرخ لشکر کشید	شب تار تاریدہ شد نا پدید
خوشیدن آمد ز پردہ سراے	ہم نالہ کو سس با کرنا سے	ہوا شد ز بس پریشانی و فرس



جو باز حسن سرخ و زرد نقش بر تخت شادان و لشکر جاسے	سیاہی بخت اندران دشت نرم ہوا پر شد از مالہ کرنا سے	کر ایشان زمین آرزو خواست نرم زمین شد بگردار چشم خرم
ز بس رنگ و آرائش نای کوں ز مہر نشانہ بہ تخت اندرون	زیلان نہادند پیچ تخت زدیاسے ز رفعت پیروزہ گون	سر اسر ز دیاسے چنیش تخت پہ ز زمین شام و جناح پانگ
بہ زرین درع و خمر سہا و رنگ یہ لشکر اس کر و فرستے میدان مصافحین	زافسر سر پاسبان پر نگار آیا اسطوف سے باران دافسر شعلہ زن خیل	سر پاک با طوق و بالو شوار دخار سے گزرا تے لشکر ساحر ان بقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم

یہ لشکر اس کر و فرستے میدان مصافحین آیا اسطوف سے باران دافسر شعلہ زن خیل  
دخار سے گزرا تے لشکر ساحر ان بقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم  
گنیم ابرو بر سہا کے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبوں نے کر کاٹنا یا جب کر کیت بھی کر کا کر کیت  
لے اسوقت افسر شعلہ زن میدان میں آیا اور پکارا کہ اسے جادو گر و دینا چند روز سے  
آخر مارے جاؤ گے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا مالک پھر میسر نہ آئیگا اسطوف کو ساحر و  
نے افراسیاب پر اور اسپر لعن و طعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہو اور گتہ کھاتا ہو اور مہر خ نے  
مخمر سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرتا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُس نے کہا کہ مجھ سے  
نہ ہو ہی اور نہ ہو سکیگا اور مجھ کو ایک جادو گر کی صورت بن کر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنا میں  
افسر نے اشارہ کیا کہ خوشخوار جادو نکلا اور مہر خ کی طرف سے ظلمات کا کل کشا نے آکے  
سامنا کیا خوشوار نے ایک مخمر کا مارا کہ ظلمات زخمی ہو گئی پھر سرخ موسے کا کلکشا  
نکلی خوشوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے سان سرخ موسے کی زخمی اسوقت مارا زوریشانی  
جادو نے آکر سامنا کیا خوشوار نے اسپر بھی ایک تیغ مارا مارے خالی دے کر ایک  
تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بن کر گری اور خوشخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو و ٹال  
رہا ہو اور باران کہ رہا ہو کہ تمام زمانہ ہے لیکن عمر و معلوم نہیں دیتا اُس نے کہا کہ بغیر سحر کے  
دریافت نہیں ہوگا عمر و ایسا تھوڑی ہو کہ اُسکو کوئی پکڑے مگر میں نے ایک تدبیر کی ہو کہ  
مقصود جادو کے پاس جا کے دریافت کروں جس صورت پر حضور ہوگا اُسکی تصویر بنانا ہو  
یہ کہے کہنا ہو باران جادو و تم اس لڑائی کو دیکھو میں جاتا ہوں باران و مان میدان میں  
آیا اور افسر مصدور کے پاس گیا مصدور نے کہا کہ افسر آتا ہے صورت نگار کر کہا ذرا تھویر



وکہ لینا ایسا نہ کہ ذات شریف افسر نیکے تشریف لائے ہوں مصور نے تصویر کو دیکھا اور کہا  
 کہ عمرو جادو گر بنا ہوا امید ان جنگ میں کھڑا ہو کہ یہ تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھا دی  
 افسر وہاں سے پھر کر میدان میں آیا اور عمرو کو گھوڑے لگا عمرو نے اپنے دل میں کہہ کر  
 بھرتے یہ لڑتا تھا تو اُسے نہیں دیکھا تھا اب کیا ہی جو گھوڑا ہو ضرور اُسے پہچانا ہی اور افسر  
 نے باران سے کہا میں انگلی سے تو نہ بتاؤنگا وہ جو جادو گر ایسے کہہ سکتے کھڑے ہیں  
 وہی عمرو ہے اور عمرو غائب ہو کے منج کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بکر سامنے  
 کھڑا ہو رہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہیں ہے پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہیں معلوم  
 دیتا ہے مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہی مصور نے تصویر دکھائی اور  
 کہا بھائی تمام عمرو نہیں دور و گے عمرو کو نہ پاؤ گے وہاں سے افسر نے آکے کچھ روپ  
 اشرفیان پھینک دیں کہا یار لوٹ لو دنیا چند روزہ ہے اور اس لڑائی میں ہم جیتے  
 نہیں معلوم دیتے بھلا تم چند روز تو بیٹھ کے کھاؤ گے عمرو کے منہ میں پانی بھرا آیا اور چلا  
 صبح منع کیا جاتھی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہیں ہی اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا  
 کو دے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا گیا کہ کما طبل آسائش بجوادو باران نے طبل  
 آسائش بجوادیا قضاے کار برق قرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ  
 میں جا کے کھانے کو لکڑیوں کے ڈھیر میں دبا دیا آب کباب لگانے لگا آدھا کھا آدھا جاوے  
 آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ میں جا کے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے بلنڈھا  
 خیر اڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سنا کباب چھوڑ کے  
 چلا لوگوں نے کہا میان کبابی کہاں جاتے ہو کہا میں بھی عمرو کو دیکھ آؤں اور میان  
 افسر نے کہا کہ اسے عمرو تو نے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ میں نے طہماس  
 کو نہیں مارا باران جادو نے کہا اسے پھٹے منہ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم  
 بچ کے یہاں سے نہیں جاؤ گے اس عرصہ میں برق نے اگر دیکھا کہ عمرو ستون سے  
 بندھا کھڑا ہی مگر سحر اُس پر نہیں ہے پس اُسے پشت بارگاہ کے نقب کھودنا شروع  
 کی ایک منہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد



عمرو کی رسی کاٹ دی عمرو اور برق دونوں نقب میں کود کے بھاگے افسر جادو و نقب میں  
 کودا وہاں برق نے کند لگائی تھی یہ اُس میں پھنسا اور سکارا کر یار و پچانا اب کوئی نقب میں  
 نہیں کودتا باران کو دابرق و عمرو تو نکل گئے لیکن افسر کو باران باہر نقب سے لایا اور کند  
 کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہے آپکی حالت غیر ہو گئی جمشید و سامری  
 نے پچایا افسر کا رنگ سفید ہو گیا بحالت زندہ آنکھیں کسی سے نہیں ملتا دل میں کہتا ہے  
 کہ جو افراسیاب کتا تھا حقیقت میں عیار طرسے زبردست ہیں خبر افراسیاب کو  
 ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو وائی کہا افسر شعلہ زن  
 افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا کیا احوال گزرا باران نے حال بیان کیا  
 مردہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہو جاتا ہے کچھ مضائقہ نہیں افسر جادو و  
 افراسیاب جھوٹ کتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا بڑا مانا تھا افسر نے کہا ملکہ سج  
 کتنی ہے یا تو ہنسنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہلکا مارا حیرت جادو نے کہا کیوں گھبراتے ہو افسر جادو و گھبرا  
 سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا نہوا تو کیا ہو گا باران نے کہا اگر ہنسنے جادو کروں گا سامنا کیا  
 عمرو تو شریک ہے وہ سامنا نہ کرے گا اس سے عیاروں کا پہلے سامنا کرنا مناسب ہے  
 یہ کہنے حیرت جادو و افسر جادو دونوں افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال  
 پوچھا سب عرض کیا افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہو جائیگی یا چون عیار  
 بچان کھڑی تھیں افراسیاب نے کہا افسر شعلہ زن یہ عیار بچان ہیں انکو دعوے عیاری  
 کا ہے خاک نہیں ہو سکتا عمرو کو بھی نہ پکڑ لائیں نہ مہر خ کو پکڑ لائیں نہ کوئی جادو گر مارا گیا نہ پکڑا  
 کیا صر شمشیر زن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت میں لعنتی ہے کئی بار مہر خ کو پکڑ لائی  
 عمرو کو پکڑ لائی ایسا مقدمہ ہوتا ہے کہ جھوٹ جاتے ہیں آپ گردن نہیں مارتے ہلکے حصو  
 کے کہنے کا کچھ نہ کیا نہیں آپ خاوند ہیں مالک ہیں خفا بھی ہوتے ہیں سرفراز بھی کرتے  
 ہیں خراب لونڈی سے جو ہو سکیگا کوتاہی نہ کر لی صر صبار فتار افسر جادو و رخصت ہو کر  
 اپنے اپنے خیمہ میں آئے صر شمشیر زن و صبار فتار کند انداز قنطورہ زلفتی پتا وہ سقر لائی  
 کند عیاری خیال سے ناخوش و آراستہ ہو کر باران کی باگاہ میں آئیں باران نے کہا یہ بھی کچھ



کم نہیں ہر صرصرے کما کئی مرتبہ عمرو کو مہر خ بکڑ لائی اور سیاب نے زمارا ف جادوئے کہا  
 الرعمرو کو بکڑ لائے تو بہت کچھ انعام دیا اور طالع سمین تیرا نام ہو جائیگا مگر شمشیر زن نے  
 کہا میں لائی یہ کلمہ عمرو کی فکر کو چلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق قرنگی کو گلے سے لگایا برق  
 قرنگی نے کہا حضور میرا کتنا مائین تو عرض کروں عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ  
 نے لپچی سمجھ لیا ہے حضور اس مقدمہ سے باز رہیں عمرو نے کہا بھلا کچھ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے  
 مزاج میں ہی اور ادھر ادھر سے ملاؤں تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہو گے کہ زمیں میں دس دس  
 ہزار روپیہ ہو گا دیکھو تو بیوی کوڑی نہیں ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہیں لیکن حذت سے  
 اس طرف خیال نہ فرمائیے گا یہ باتیں کرتے ہوئے عمرو عیار اور برق قرنگی چلے جاتے تھے  
 کہ سامنے سے مصو جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصو آتا ہوا الگ ہو جائیے عمرو  
 نے کہا اس کے واسطے شہر چھوڑ دوں اور ایک حاجب کے اد کے کی صورت بنے ساتھ مصو  
 کے چلا مصو تو اپنے خیمہ میں داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ میں آتھ تو سوداگر  
 بچھا تھا جادو گر بیٹھے تھے ناچ ہو یا تھا عمرو خد متکار کی صورت بنے اندر آیا دل میں لاکھ لاکھ  
 تدبیریں کرتا کسی تدبیر سے تصور لیجائیے اور سرکاش ڈالیے مصو کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ  
 تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر باقہ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار میں گیا مصو جادو تصویر  
 دیکھ کے چپ ہو رہا مصو نے کھانا مانگا دسترخوان چیا گیا مصو کھانا کھانے لگا عمرو پھر خد متکار  
 کی صورت بن کر بارگاہ میں آیا فکر میں ہی کہ اگر مصو رہا پانی ملے تو خوب شورہ میں جھل کے پلا مصو  
 نے کھانا کھا کے باقہ دعوئے کلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدار خانہ میں  
 گیا اور تھالی جوڑ سر پوش اٹھالیا دس بارہ آدمی آبدار خانہ واسے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو  
 پکڑ لیا کہا اسے میرا آتھ کیون پکڑتے ہو مصو جادو نے آب خاصہ مانگا ہے لوگوں نے کہا  
 تم کو مصو نے سب پتے دے رکھے ہیں عمرو نے اچھل کے ایک پائون مارا موزوں میں کاتے  
 لگے ہوئے تھے ایک کاٹا چھاتی میں لگا جست جو کڑا ہی پکڑی لیکے یہ جاوہ جا آبدار ہلے کر کے  
 بیٹھ گیا دیکھیں تو تھالی جوڑ نہیں ہے کہا یارو پکڑی کو کیا روئے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ  
 جلد آب خاصہ لاؤ آبدار خانہ واسے پانی پانی ہو گئے اس زخمی کو لے کے آئے عمرو جو بھاگتا ہے



ایک دفعہ بہار میں مہنت کی صورت بنے اچھٹھی دہکاکے بیٹھ رہا دل میں کتاب پر کہ مصو ویکھیگا  
تو بہت خوش ہو گا اس میں وہ آبدار آئے کہا اسے کیا ہو لوگوں نے سب مقدمہ بیان کیا  
مصو نے کہا اسے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تعالیٰ جوڑ تھا تم آپ ہی جڑا لے ہو عمرو کا نام لگاتے ہو  
اور مصو نے جادو گزیٹے ہیں چار کوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگوں نے کہا آپ کا  
خدا متگا گیا تھا مصو نے کہا بھلا وہ خدا متگا کسپ بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن  
کے بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصو نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک بہار میں مہنت بنا  
بیٹھا ہو جب دن سے کہ عمرو تصویر لے گیا ہے مصو نے تصویر میں چار کندھ لگا کر چار بجرین  
لگائی ہیں وہ کمز میں بندھی رہتی ہیں اور ڈورا گلے میں رہتا ہے صرصر اور صبر رفتار جو  
عمرو کی فکر میں مہرخ کی بارگاہ میں گئیں عمرو کو نہ پایا صرصر غام شیر دل کی صورت  
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہاں سے آتے ہو استاد کا احوال معلوم نہیں  
نے کہا استاد مقرر مصو کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہو گیا برق نے صرصر کو چانا  
کہا صرصر غام اور بھی کچھ سنا عجیب غریب مقدمہ ہے اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے  
کہا اب کیا ہوتا ہے برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا بہاراں سے لڑائی پڑی ہے صرصر کہتی  
ہے احمق ہو عمرو سے بل نہیں جاتے یہ کہہ کر کہا میں عمرو کو پکڑے لاتی ہوں آگے آگے صرصر  
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے میں صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلتی برق نے  
کہا اسے برق ایسا نہو دے کھڑکیاں لگا گئی ہو تو عیاری سے ماہری برق دیکھتا ہوا چلا  
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال میں آیا بارگاہ خالی ہے عمرو تو مصو کی طرف گیا  
تو مہرخ کو پکڑا اور عمرو کی صورت بنے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا اسے  
عمرو عیار وہ جوتے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اٹھ کے بھاگی  
مہرخ نے کہا اسے لینا صرصر بھاگ کے نکلتی اور ایک جادو گر کی صورت بنکر خیمہ میں  
آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمو ایک انگشتری  
اور ایک اکہ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ ای مہرخ سوا سے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو نہیں  
معلوم اگر کوئی عیار بھی آوے تو اس کے سبب دریافت ہو جائیگی صرصر کھڑی سنتی تھی باہر



جاکے عمروں کے شکل بننے آئی پسینہ پسینہ عرق تو قہار کے کہا ملک صرصر کو خوب پکڑا تھا مہر خ  
نے کہا یا صرصر بھئی یا صرصر قہار بھئی عمروں نے کہا کہ وہ صرصر بھئی کہ جال بازی کرتی تھی اگر  
میں انگشت تری اور اکڑ نہ دے جاتا تو لیکن بھئی ای ملک اب ایک تیا اور دیتا ہوں تمام احصا  
بدن کے دکھاتے ہیں جو ہمارے لوگ ہمارے زمین انکو معلوم ہی اور مہر خ کو لیکے خیمہ میں چلی جاکے  
خیمہ میں آئی برابر سے برضہ مارا تراق چھینک آئی ہوشیار ہو گئی چادر عیاری میں ڈال  
کے صاف بہت کر کے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران میں سے جل اتفاقاً برق فرنگی دانا  
کوہ سے نکلا صرصر کو نہ دیکھا دلمین کتا ہے اسے برق فرنگی صرصر کمان گئی ایک مرتبہ نظر دینے  
غائب ہو گئی ایک آدم کو س پر درخت تھا اڑ میں کھڑا ہوا پانوں کے نشان معلوم دیے  
اسے برق ایسا نو مہر خ کو پکڑ لیا ہے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا اتفاقاً  
مہر خ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک سے  
نکلے برابر سے نعرہ کیا صرصر کمان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر بجاری اور  
جادو گر و جگنو پچالینا میں مہر خ سحر چشم کو لائی ہوں برق فرنگی نے دوڑ کے خیمہ مارا  
صرصر نے خالی دیا غل ہو لینا پکڑنا جب تک جادو گر و زمین صرصر کا پانوں پھسل گیا صرصر  
گر پڑی قضا سے کار پشتارہ کی ایک گرہ کھل گئی جیسے اٹھی پشتارہ گر پڑا جادو گر و پڑے  
برق فرنگی نے سکو مارا کسی کا ہاتھ اڑا دیا کسی کا پانوں اڑا دیا جادو گر و نے کندہ خلق  
مار کے پکڑ لیا کچھ جادو گر پشتارے پر جا کرے پشتارہ کھول کے مہر خ کا ہاتھ رشی سے باندھ لیا  
مہر خ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادو گر ہیں اور جگنو باندھے لیے جاتے ہیں  
مہر خ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اُسکا تھا نو کروں کی کیا حقیقت جو سنا کرتے کہا  
ارے او لطفہ حرامو جادو گر و چھوڑو جادو گر و کے ہاتھ سے رشی چھوٹ گئی ملک نے جوتی میں  
سے ایک گولہ نکال کے مارا جسکی چھاتی میں لگا پار ہو گیا مہر خ نے دوڑ کے اُس جادو گر کو لپٹا  
مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اُس نے چھوڑ دیا مہر خ نے دستک ہی ایک نیچ آسہا پیر مارا  
ساتھ شتر سحر گرے اب تلخ تلخ مہر خ پر پڑنے لگے باران شعلہ زن و افسہ جادو  
و ابران جادو گر پڑے چار طرف سے مہر خ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار اُڑائی



جادو کرنے ماری مہر خ نہی ہو گئی قصاصے کا خیمہ میں خبر ہوئی ہمارے روتا فرمان لشکر  
 کے کردار نہ ہوئیں ایک مرتبہ آگرتن نارخ ترنج آگ دھتورے کے پھل رائی لون کو گلش  
 کا چھتر اچلتے لگا جتناک معلوم ہو گیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسیا  
 لوگ روڑے افراسیاب نے کہا حیرت جادو آئین کسا ابھی نہیں مہر خ کو تخت پر  
 ڈال لیا تھا بھار جادو سے نفیر کی جو انود لیر و جادو کرو مار لیا ہر نہ چھوڑنا سب آکر باران پر گری  
 چتا پختہ فوج جو آ کے گرتی ہے خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ میں جو  
 دیکھا دیکھیں لگن رکابی کفگیر چمچے سوئے روپے کے ہن لوٹ نیسے حیرت جو آئی اُسے  
 یہ رنگ دیکھا افراسیاب کو خردی افراسیاب نے کہا حیرت جادو یہ ناریل باران کے  
 دسے کہ فوج پر مارے قرآن حبش درہ پہاڑ میں سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی بغداد لیکے  
 دوڑ پڑا جسکے بغداد مارا کام تمام کیا قصاصے کا ایک گور کسی جادو گر کا باران کے لگا تخت  
 پر لوگ پہونچے قرآن حبش نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہیں بڑان کی شکل بنکے لڑو  
 لگا حیرت جادو کو دے کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہر  
 ناریل دیا ہر کہ مہر خ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہو جائینگے لیکن حیرت جادو کی  
 قصاصہ تھی اگر قرآن حبش بغداد مارے ٹھے تو کام تمام ہو چکا تھا قرآن کے خیال میں اسوقت  
 نہ آیا قرآن حبش نے ناریل لے لیا اور مہر خ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو  
 نے کہا بس بیان سے ناریل مارا اُسے اپنی فوج میں جلسے کہا منہ قرآن حبش ارے ناریل حکم  
 افراسیاب جادو جو کام ہر دہ کر اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل بیٹھا  
 چنگاریاں پھیل گئیں تمام بیابان گلزار ہو گیا شعلے اُٹھے جادو گر جلنے لگے بارگاہ میں آگ  
 لگ گئی افراسیاب نے کہا اری کبخت لعنت خدا کی پھٹے منہ یہ کیا کیا حیرت نے کہا ہر  
 پاپوشیں جلنے لوتے دیا تھا میں دسے آئی میں آپ جلی جاتی ہوں خدا جانے جھشید بھی ہر  
 یا نہیں اور قرآن نے کہا اب چلو بیان سے افراسیاب نے دو ہتر مارے لگے ابر کا پیدا  
 ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہو گئی مہر خ مع قرآن حبش و  
 برق فرنگی خیمہ میں داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اتر آیا باران کے جادو گر ونگو



جمع کروایا پھونک دیا کہا اب کل سچ لوں گا مہر سحر چشم بھی خیمہ میں گئی سب فوج کو ایک ساتھ  
 انعام دیا سب کہتے ہیں کہ صاحب جو مہر سحر چشم نہایت عقلمند ہے اسی کے ساتھ رفاقت کرنا  
 منافع نہیں ہو کیسی عزت اور حرمت کرتی ہے اور افراسیاب جو شکست کھانے گیا حکم کیا بارگاہ  
 کا اسباب اور جادو سے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آئے استاد ہونے وہ جو زخمی تھے انکا  
 علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلاؤ افسر جادو سے کہا کہ عزت  
 نہ رہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوئے ہر ایک کی آنکھوں میں ذلیل ہو گئے باران  
 نے کہا بھائی ابھی لڑائیاں بہت ہیں کیوں گھر آئے ہو افسر نے کہا ہکو لڑائی سے کچھ مطلب نہیں  
 عروسے کام ہے جس طرح پکڑا جائیگا میں اسکو پکڑوں گا اس میں جادو کر آیا کہا کہ افراسیاب  
 نے یاد کیا ہے باران و ابرار افسر سوار ہوئے چلے افراسیاب مینا میں بیٹھا ہے نالچ  
 ہو رہا ہے افراسیاب وہ چلنا کھڑا ہے کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غور میں کچھ خیال نہیں  
 باران نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہو گا فکر ہو گی آگے جو دیکھا کہ نالچ ہو رہا ہے گیند چلتے ہیں  
 تھکے چلتے ہیں ملکہ حیرت جادو جو فکر مند ہوتی ہے لو کہتا ہوں کہ تم چکی کیوں بیٹھی ہو ایسی لڑائی  
 کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا اوشن شاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہے افراسیاب نے  
 کہا اسے افسر متعلقہ زن ہنسنے ناریں بھیجا تھا عیار کے ساتھ وہ لگ گیا نہیں آج کام تمام تھا  
 افسر نے کہا جگہ نہ لڑنے سے کام ہے نہ مہر سے نہ جگہ تو عروسے کام ہی یا تو میری جان گئی یا میں نے  
 عروسے کو مارا یہ کہہ کر رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ میں آئی اس میں ہر  
 شمشیر زن آئی اور کہا مہر سحر چشم کو میں پکڑ لائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر یہ بھی میری قسمت  
 کا لکھا ہوتا ہر دوا کے چکنے چانے پات افراسیاب کہتا ہے کہ اس سے کچھ ہونہیں سکتا پھر میں  
 کیا کروں یہ باتیں نہیں کہ تصور جادو آیا اور اُسے سارا حال عروسے کا بیان کیا اور کہا کہ  
 چلتے چلتے تھالی جوڑے گیا اس ذکر میں افراسیاب بھی آیا اور اُسے مصورتے کہا کہ بڑا  
 تعجب ہے کہ تم تصور عروسے کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اسکو گرفتار نہیں کر سکتے اُسے کہا کہ میں نے  
 چار تصویریں بنائی ہیں مہر اور عروسے اور برق فرنگی کی اور خواص انکا یہ ہے  
 کہ جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اسکی گردن کٹ جائے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو



باتھ کٹ جائے افراسیاب نے کہا وہ تصویریں کہاں ہیں کہ عاقل جادو میرا استاد ہوا اسکے پاس ہیں جب تک وہ نہیں لڑتا ہے اس میں خیر ہے جسوقت اُسے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہیں کر سکتا حکم ہووے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو ورنے جو دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہو کہا ملکہ مزاج اچھا ہے حیرت لے کہا بھائی یہ میں جانتی ہوں کہ کل جو ناریل میں قرآن کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہیں مصور جادو و تمھارے پاس تصویر عمو کی ہر تم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے دے مکے چلا گیا یہ میں جانتی ہوں کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہے مصور نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہے جو کہتے ہیں جھک مارے ہیں حیرت نے کہا مصور یہ ہم جہانستے ہیں تم کسی کے نوکر جا کر نہیں ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور نے کہا کہ جو سردار ہوتے ہیں انکو لوگ بُرا کہتے ہیں اب میں جا کے طبل جنگ بجواتا ہوں یہ کہنے اپنے خیمہ میں آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لسان نصیب نا تو ان میں کے خورشید پھر محتاج نکلیں ہوا اور داسے تمام جانب زمین بھلی سامان افلاک لگا ہوں

سے پوچھا ہوئے کہ ایات	مثال تنگ ظرف و بے مروت	لکھی اُس روز کی اسد جہت
کہ لاہوکر ملا مضمون لایم	چھپایا انتہا کو ابتر امین	ستر شام مصور نے طبل جنگ
بجایا خبر مہرخ کو ہوئی اُس نے فقیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونوں لشکروں میں آغاز ہوئی	چار ہرات متحرک ہوتے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایاں ہوا اور شب مثل فکر	سخت و سخت گئی کہ اشعرا
کہ وہ شب گھٹکے مثل عمرو غنم	ہوئی جسد مہرخ جہان میں گرم گون	رہا باقی نہ تاریکی کا انجسام
چھپائی چادروں سے زلف کی شام	صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور وارو	وشت مصاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیام مصور نے کوئی زبردست
سحر تیار کیا ہوا اسی کے بھروسے پر لڑتا ہے لیکن کیونکر اُسکا احوال و ریافت ہو ضرغام تیر دل	نے کہا کہ میں جا کے خبر لاتا ہوں اور روانہ ہوا وہاں جا کر جو دیکھا صرصر و صبار فتار خیمہ میں ہیں	اور کوئی نہیں یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنے ایک رومال زرد
منہ پر کھلکھیمہ بن گیا صرصر نے کہا اور شرارہ تو کہاں گئی تھی کل سے نہیں		



دیکھا اُسے کہا اے ملکہ میری آنکھیں دُکھتی تھیں صرصر نے کہا کہ حضور نے چار تصویریں بنائی ہیں مہر خ  
مختور و برق و عمر و کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کاٹ جائیگا اور  
عاقل جادو و مصور جادو کا استاد برائے پاس وہ تصویریں ہیں یہ ستر ہزارہ و امان سحر  
صرصر نے کہا کہاں جاتی ہو اُسے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو ستر ہزارہ اصلی آئی صرصر نے  
کہا کہ تیری آنکھیں اچھی ہو گئیں اُسے کہا کہ میری آنکھوں کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی  
عیار ہو گا جو ابھی آیا تھا اور ضرغام نے جائے عمر و سے سب احوال بیان کیا عمر و بھی وہاں سے  
چلا یہاں آکر جو دیکھا تو خیر کے دروازے میں تکہ لگا ہوا ہوا چو کی پر سے بیٹھے ہیں طائر سحر  
کے اُڑ رہے ہیں عمر و وہاں سے پھر آیا اور مصور جادو میدان جنگ میں ابھی نہیں آیا  
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ آج مہر خ و مختور و برق و عمر و  
کا سر کاٹوں عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب میں ایسی قدرت نہ تھی کہ ہو اُسکو مارتا مصور  
نے کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کر دے اور سیکو غارت کر دے عاقل نے  
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہے جو وہ تمارت نہیں کرتا ہوا تر مصور صراط ہم کہیں وہ کروا کر مہر خ جادو  
تو خیر اور نہیں تم سب ملے افراسیاب پاس چلو اور خوب پختل کر کے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہر خ  
کو سمجھاؤ دھمکاؤ کل ایسا ہی ہو تو قتل کرنا مصور نے کہا استاد آپ سچ فرماتے ہیں اور  
خیمہ میں آکے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادو گر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان بان سحر کے کھلے ہوئے  
گھنٹے گھڑیاں بچتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقیں سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہیں جادو گر کیا  
ساریاں باندھے کانوں میں کنڈل ڈالے ہاتھوں میں سحر میں موتیوں کی بندھی مانگ ہیں  
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا گاتیاں بندھیں طاؤس اور سنس بازو بٹ و غیسر  
سوار ہر سہر کرتی ہاتھی سحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اتر اُڑتے ہوئے ماش کا چھترہ چلتا  
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل آگ و ستورے کے چل اچھلتے  
گوگل کی چرا بند پھیلی ہوئی اس سامان اور تجل سے یہ میدان میں آیا ایک طرف باران  
جادو سے اپنی فوج لے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس دو مائے گڑ گڑانے لگے افراسیاب  
جادو بنگا مینا بجا کر بیٹھا مصور نے جا کر اُسکو بڑا کیا اور پھر واپس آیا مہر خ و نامرمان و ہمارو میدان



اہی چکی تھیں اور عمرو ایک جادوگر کی شکل بن کر ایک غول میں ساحرون کے مصور پر چپ  
 کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ اے مرخ و نافرمان و سب از غیر  
 افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایک دم میں تم سب کو غارت کر دے اس کے حکم میں میں  
 و آسمان کوہ و بیابان میں آؤ میں تمہاری تقصیر معاف کر دوں جادو کروں نے اُدھر سے  
 دوز و مک بتائی اور مرخ نے کہا جب تک دم میں دم ہی ہم اُدھر سے جائینگے مصور جادو کر کہا  
 تو اُدھر سے مقابلہ میں یہ کہے اپنے تخت کو بڑھایا اُدھر سے مرخ بھی تخت بڑھا کر مل مصور  
 نے ایک پتلہ مرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مرخ دیکھ یہ کس کا پتلہ ہے یہ  
 کہے اُس پتلے کے ناخن کاٹے مرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اُس نے کہا دیکھو اب بھی  
 سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہیں گیا ہے افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیاؤ گی یہ کہے عمرو کا  
 پتلہ نکالا اُس کے شانہ میں سوئی جھولی عمرو کے شانہ میں دروہوا عمرو نے ہاتھ دے ملے جو دیکھا  
 کہ سوئی چھپی ہوئی ہے خون نکل آیا ہے اُس نے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لوں مگر نکل  
 سکی مصور نے کہا اے مرخ آج تو میں تلو یہ نمونہ دکھائے جا تا ہوں اگر تیرے نہ مانا تو کل بڑ  
 یرون تلو قتل کرونگا یہ کہے طبل آسا نشن جو اس کے پھر گیا لشکر تو جا کر اتر اور مصور نے افراسیاب کو جا کر  
 تسلیم کی بیان مرخ اپنے خیمہ میں آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا منہ دیکھتی ہر عمرو نے کہا  
 اے مرخ مزاج تو اچھا ہے کسو اسٹے فکر مند ہو وہ خالق لم ہزل کریم و رحیم ہے مرخ نے کہا جب افراسیاب  
 سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہے لیکن عمرو تیرا غم ہے دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اور  
 عمرو خاطر جمع کرنا ہے مصور جادو جو میں پہنچا صورت نکالنے کا عاقل جادو کو بلا کر تصویر  
 حوالے کیجیے اپنے پاس نہ رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلا یا لوگ جا کے بلا لائے جبکہ عاقل  
 آیا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان میں کھڑا ہوا اُس نے ایک انگوٹھی بھینک دی  
 عاقل نے اٹھائی عاقل نے کہا کیا غضب ہے کہ ایک عیار کے سبب آپس میں آزمائش ہوئی  
 ہے مصور نے کہا استاد یہ تصویر لیا ہے عاقل جادو تصویر میں دیکھے اپنے مکان میں آیا اور  
 ایک تکرہ میں رکھ کے بیل میں تکرہ لگا کے بیٹھا اور برق سے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر  
 کی صورت میں آیا اے مصور جادو افراسیاب نے کہا ہے کہ مقرر آج تعاقب کریگا تصویر میں



اپنی جان کے برابر کھنا مصور نے کہا آداب کھنا اور کھنا میں سے اپنے استاد کو دیکھیں لیکن  
 کمر سے رہو دیکھتے جاؤ یہ کہلے عاقل کو جو آیا وہ نہ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا یہ چشم خود  
 دیکھتے جاؤ اگر ایک پاس تصویریں ہیں برق فرنگی سنو گا گو یا اس کیسہ میں تصویریں ہیں  
 عاقل نے جو تھیلی سونگھی سحر سے خبر دی کہ یہ برق فرنگی عاقل نے مانع کا دانہ مارا تھا  
 یہ برق فرنگی ہے مصور نے کہا اس سے تیرا ستیا ناس جاسے اور عیا بد ذات پر کیا جگا رہو  
 برق نے کہا ستیا ناس تو جا چکا ہے لیکن رات تیرے بھی سبق ملتی معلوم دینی اور کہا اسے  
 مصور جادو تصویر تیرے پاس ہی نہیں تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی و کار ہو تو وہی جا  
 یہ سب مختلف ظلم کی تھی ملکی مصور قہر مار کے ہنسیا کہا او بیکر تو کیا گھنڈہ کی ایک شا  
 ہو ایکار کر آہ از دی نہ غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی جو تصویریں لیتے کو آیا ہی  
 عاقل نہ رہا خبردار خبردار چھوڑ نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ قہر و سیامان میں  
 ہے مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس سحر نہ جاؤ میں رہو آٹھ نوکری دیکھ  
 بچے ہوئے تھے برابر سو آگے بکارا منہ قرآن حبش ایک بعد امارا سر کے چار ٹکڑے ہوئے بیٹھا  
 نکل پڑا سیدھا جہنم کو پہنچا لوگ دوڑ پڑے وہ تیکہ گر پڑا قرآن نے اٹھالیب غل جگیا  
 اس میں عمرو بیک طر آ رہا پوچھا تو بارگاہ کے اوپر سے ایک سو ایک حقہ آتش بازی کا مارا پکارا منہ شہ  
 قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قرآن حبش کو لپٹا کہا یارو ان دونوں کو جہنم  
 میں لیے جاتا ہوں مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو سنا مار کر  
 صاف نکلیا اور افراسیاب جادو باغ پنا میں بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہے کہ اب  
 اڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تائیداری کرتے ہیں یا کل ماری جائیگے مصور نے خوب تدریس کی  
 لیکن محب کا مقام ہے کہ باشندگان ظلم جو ہیں انکو ہراس ہو یہ نہیں جانتے کہ افراسیاب  
 مالک ہر چیز ہے جادو نے کہا کہ ناحق گھبراہٹے ہیں کل جیسا ہو گا مصور میں آ جاؤ گا یہ ذکر تھا کہ  
 جوڑی ہر کار سے کی انی عرض کی کہ شہر باروہ جو چاروں تصویریں بنائی تھیں یہ کامیاب ہوئے ہیں  
 حیرت جادو کا دھڑست ہو گیا اور ان ہر کاروں نے کہہ کر عمرو اور برق فرنگی راہ فرار ہوئے  
 آئے اور تصویریں لے گئے اور عاقل جادو کو قرآن حبش نے بعد امارا کہ سر بچھٹایا حیرت



نکلے رونے لگی اور بیان عمرو بارگاہ مہرخ میں آیا اور اس نے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے  
 مصور کو مارڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کرے گا اور وہ تکیہ بحال کے ڈال دیا مہرخ  
 نے کہا کہ خواجہ اسمین جو اہر ہے یا مال ہے یہ کیسا تکیہ ہے عمرو نے وہ چارون تصویریں  
 دکھائیں مہرخ نے قہقہہ مارا کہا خواجہ اسمین تو یوں ہے کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیرا سامنا کر سکے  
 لیکن وہ ساحر ہو اور تم نہیں ہو اسی بات کا خطرہ ہے یہ تصویریں بڑی محنت سے تیار ہوئی ہوگی  
 اور بہت سے روپے عمرو کو دیے برق کو قرآن کو خلعت دیا مصور جادو و افراسیاب  
 پاس گیا سب احوال کہا باران جادو و ابران جادو و افسر جادو بھی گئے عرض کی کہ خضر  
 جادو و بڑے بھائی افسر جادو کے آئے ہیں افراسیاب نے کہا کہ آئے دو جب آئے  
 افراسیاب نے کہا ہنسنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کر کے بیٹھے ہیں افسر جادو نے کہا مجھے بھی  
 ملاقات ترک کی تھی دو سو غلام پاس ہیں وہ پہاڑ جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہیں  
 طحاس جادو کا جو مرنا سنا ہے سو آئے ہیں افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو  
 کو نذر کے اور بارگاہ میں جاوے اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سرخمہ میں آیا  
 لوگوں نے عرض کی کہ آپکے بھائی افراسیاب کے پاس ہیں آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو  
 روانہ ہوا اور افراسیاب جادو و یلغینا میں بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تیکے زمر و کرڑے  
 ہوئے تمام روش پٹری پر تیکے جڑے ہوئے تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا کہ اخضر  
 جادو نے مجھ کیسے کہا مزاج تو اچھا ہے اور جتنے جادو گر تھے تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اخضر جادو نے  
 افراسیاب جادو کو نذر دی ونگل بیٹھنے کو بلا شراب کا پیالہ گردش میں آیا افراسیاب نے کہا تمہارے  
 مزاج میں کیا آیا جو آئے کہ اسنا تھا کہ خدا پرست آئے ہیں عجب احمق ہیں کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہو کر وہ خدا  
 نادر کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا خداوند لقا کے حوالے بندے ہیں انھار ہزار  
 ملک باختر بخش دیے اب ملک غریبہ و شمالیہ رہ گیا ہو اخضر نے کہا جو طلسم میں رہنے والے  
 ہیں اپنے اپنے لڑکوں بالوں کو لیے ہوئے نکلے ہو جاتے ہیں افراسیاب جادو و عمرو جو آیا  
 ہوا ہے اسی کا فتور ہے امیدوار ہوں کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے کہا  
 تم چارے محمان ہو دو چار دن خیاقت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کو بعد اسکے سمجھ لینا



حیرت جادوئے کما کہ صلیح آپ کی مرضی ہوئے وہ کرین اختر نے کہا ایک لڑائی لڑو تو  
 بین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہو کے  
 خیمہ میں آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیاں بھیجیں سب نے ملے کھانا کھا یا پھر  
 پوچھا کہ ظہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مار ڈالا غرض یہ منظر  
 راجب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی اس بات

اسی ۶ صہ میں ہر عالم افزوں کہ تھا جو اس جہان سے ہوا اندوڑا ہوا اطراف مغرب کو روانہ  
 چڑھا تا بان شب کاشاوانا اختر جادوئے جمل جنگ بچا یا تہرے کو خبر ہوئی اُسے بھی

نیر سحر کو دم دیا دونوں لشکروں میں تیاری سحر کی ہوئے لگی لیکن حیرت لے صرصر سے  
 کہا کہ تجا کے اختر کی خبر داری کہ اور ضرغام شیر دل کو خیال گزرا کہ دست سے عیاری نہیں  
 پس اُسے جہان سوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلیں اختر کو پکڑ کے استاد کو دین دونوں مشورہ کر کر  
 چلے جا کے دیکھا کہ لشکر میں جادو گر سحر تیار کر رہے ہیں بعضے کنوین پر نہاتے ہیں چند رمان کو  
 پانی دیتے ہیں بعضے چار طرف کندھے سلگا کے بیچ میں آپ بیٹھے ہیں اور منتر پڑھ رہے ہیں  
 جو کیوں کے کانوں میں کھنڈل پڑے ہیں بنگالی ڈھرو بجا رہے ہیں گھنٹے ناقوس ٹھکتے ہیں جلی  
 شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہر ستارے رالی سرسوں کے دانے نکشان سحر کا جال بڑھ چل یعنی  
 فلک کا جوگی پر بت پر ساتوین آسمان کے تن میں مار کے ساپا ہی ہر طرف ہنگامہ عظیم برپا ہو رہا  
 دونوں ساحر کی صورت بارگاہ میں اختر کی آئے یہاں دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش میں  
 ہے تلخ ہو رہا ہے اس ۶ صہ میں بھان بھی آئیں صرصر شمشیر زن و صبار قتار کندہ انداز  
 نے اگر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پرہ کے لیے ہمیں بھیجا ہے اختر نے رقعہ  
 جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بھان میں اُسے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھے کانہیں  
 ہمیں افسر شعلہ زن نے اخلا سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہو اب آرام کیجئے تو اچھا ہر ملک  
 اختر سیر پوش اٹھا دربار بھی برخاست ہوا اختر بلنگ پر لٹا جا بجا بند و لبست ہو گیا  
 ضرغام شیر دل اور جانشوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چناچہ جانشوز تو اٹھ کے نکلا  
 جھانے لگا اور ضرغام شمع کے گل کرتے لگا صرصر جو پرہ کے لیے آئی ہو اُسے اٹکوپچا نا



اور چہارفتار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹالی تو دیکھتی ہو بس اُسے ملک انصاف سے کہا کہ یہ دونوں  
عیار میں اُسے ضرغام اور جانشوز کی طرف دیکھا اسوقت جانشوز اور ضرغام نے جست کی  
اور بھاگے ملک انصاف نے کچھ سحر کیا کہ جانشوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے  
پورے لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانشوز لوٹ مار کے پلنگ کی بجائے گھس گیا  
لوگوں نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہاں گیا کسی نے کہا کہ یہاں گرا تھا کسی نے کہا نکلیا ہو گا لیکن  
ضرغام کو ستون سے باندھا صحرے کہا بلالون بارگاہ میں رکھنا مناسب نہیں کسی جادوگر  
زبردست کو بلا کے اُسکو حوالے کیجئے انصاف نے ایک جادوگر کو بلا کے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر  
اُتار لیا وہ ساحر اپنا سحر کر کے لیکھا اُسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ سنے پوشاک

نورانی زیب جسم کی تخت سحر ترقی پر آیا **ظہر**  
ہوے قعر و مکان ہر سو منور اور پایا صبح نے صحن چین کو کیا تابندہ خسار میں کو

صبح کو طبل گرا گدا نے گئے مہر و بہار و غنہ گشت ہائے سحر پر غوار ہو کر جانب میدان کارزار  
روانہ ہوئیں تخت طاؤسی پر ملک مہر و خ سوار تھیں اور ملک بہار تخت زر نگار پر بیٹھی تھیں  
گدا اگر دگل سے جو گلزار اوم کو ہنستے رکھے تھے اسی طرح ملک نافرمان و سرخ موسے  
کا کلاکشا و مخمور سرخ چشم و غیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھیں جیانی اسی طرح  
اور تمام لشکر سوار و پیدل کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگ گاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم

دنیامین برپا تھا آیات	زگر و سپہ روشنائی مند	زخو و شید شب را جلالی زمانہ
زینہ زپیکان ہوا ترہ گشت	ہمین آفتاب اندر ان خیر گشت	خروش سواران و اسپان بہ
زبرام و کیوان ہین در گشت	دولت شکر پرواندر آورد رو	زگردان شید پیش ملک جنگجو
بر کوہ لشکر بسیار استند	درفش حجتہ بہر استند	چو بامیسرہ راست تقدیمینہ
ہمہ ساقہ و قلب جاسے ہنہ	برآمد خرو و شیدان گرونا سے	سپہ چون سپہ اندر آمد ز جا

انطرف سے ملک انصاف اور افسر شعلہ زن اسوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوئے  
میدان کارزار میں آئے جانشوز میں قرآن جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے  
چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکلیا عرض صفین آراستہ ہوئیں نقیبوں و نقابت کی



ملک اخضر میدان میں نکلا اور بکار اکیڑ تک حرامو او میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے  
 طولان دراز قدا کے سامنے آیا اخضر نے ایک گز سحر کا اسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہو گیا  
 پھر میدان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے بکار کر مہرخ  
 سے کہا کہ مجھے تھے کام یہ یہ غرق ہونے کے مہرخ میدان میں نکلی اخضر نے گز اسکے بھی لگایا کہ بہت  
 یونہی ہوئی اخضر بکار اکیڑ دم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کر کے زمین توڑ کے نکلی اور  
 جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کر کے وہاں پہونچی اور اسکے مرکب کو بچے کاٹ ڈالے اخضر  
 جو کہوتا ہوا تھا اسے کا گز ہاتھ سے چھوٹ گیا خوشخوار گز انگن مہرخ کا جادو گر کھڑا تھا  
 اُسے دوڑ کر گز اٹھا لیا اخضر نے گز پکڑا آپس میں زور ہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان  
 سے ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گز زمین لپیٹ گئی دونوں کے ہاتھ سے گز نکل گیا صاف آسمان  
 کو وہ زنجیر گز کو لگتی مہرخ نے دوڑ کے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیسے غل ہوا بھو بکر لو  
 کشتی مرانا نام من اخضر جادو ہو دیکھو نے اگر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہر تمام طلسم من تمام ہو گیا  
 سیلاب جادو و اخضر کا غلام تھا اُسے دوڑ کے گولہ مارا مہرخ کے رخسار سے کو جھیلنا ہوا  
 نکل گیا ایک مرتبہ سیلاب جادو و جادو سیلاب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بہوش ہو گئی اور  
 سیلاب جادو و مہرخ کو لے کے بھاگا جہر باران تھا اُدھر چلا اور بکارا من مہرخ کو پکڑ لایا  
 باران بھی طبل آسائش جوا کے پھر گیا اور سیلاب نے فولاد کی زنجیر گلے میں ڈالی اور  
 ایک کمر من باندھ کے بارگاہ کو گیا اور سیلاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیلاب جادو  
 مہرخ کو پکڑ لایا اور سیلاب نے کہا ہمارے پاس لے آؤ میں سرکاٹونکا جادو گر لگے اور  
 پھر الٹا پھر اور سیلاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارو لگا اور ایک کشتی میں خلعت  
 اولاد کشتی میں جو ہرات اور سیلاب نے بھی جادو گردن لے آئے کہا اور سیلاب نے  
 یہ کشتیاں اسکے عنایت کی ہیں جس نے مہرخ کو پکڑا ہے اور سیلاب زنجیر کو پکڑے ہوئے  
 سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیلاب کو خبر ہوئی کہ کشتیاں آئی ہیں مارے خوشی زنجیر چھوڑ کے دوڑا  
 کہ خلعت ہیں کے کچھ جواہر مینا باقی کو کہا تو شک خانہ میں داخل کرو بعد لمحہ کے مہرخ کی  
 آنکھ کھلی جب ملک سیلاب آوے مہرخ نے ایک پانوں تخت پر پارا لوٹ کر سحر کر کے



عرق زمین ہو گئی اور ایک مقام سے نکل کے کہا اے جادوگر و گدازیم کہ از دست من زندہ و سلامت  
 بروید مہرخ کی بغل میں ایک صندوق تھا اسکو کھولا اُس میں سے ایک شیر آتشین مع عوار  
 پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اُس میں عمر و بھی آپو نچا پکارا ملکہ یہ خضہ سوار رکھتی ہوا سکی  
 خبر ہو کہ زمین ہر مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہے افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ نے  
 کہا خواجہ سلامت اس سوار کو افراسیاب مار گیا لیکن ایک چیز ہمارے تھی ہاتھ لگی پس  
 یہاں سے بھاگو عمر و نے کہا ملکہ تم بھاگو میں تماشا دیکھتا ہوں سحر کر کے مہرخ تو عرق زمین  
 ہو گئی اور افراسیاب نے انگشتی پھینکی ایک پھلی بڑے بڑے ٹپکے ٹپکے ہوئے  
 اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوئے بساں برق آیا اور  
 وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کا مر گیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت میں رہ گیا عمر و نے  
 کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمر و نے دوڑ کر  
 تیر درخت سے لگالا اور اپنی پارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو  
 مار گیا اور عمر و تصویریں نے کیا افراسیاب نے کہا جائے مصور جادو کو بلا لائیے  
 ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو بچا لیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہو کے  
 کہا افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویریں کھینچی تھیں لیکن اس طرح پر  
 مقدمہ ہوا نصیباً نکاز بردست معلوم دیتا ہے افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو  
 تصویریں تم سے تھیں یا تم تصویریں سے تھے اُس میں نامہ کمیت فیل دندان کا آیا لکھا تھا  
 کہ غلام کو احوال معلوم ہی جہاں تک مرحلے ہیں جہاں تک شہزادیاں ہیں سب نے  
 آنے کا حضور میں ارادہ کیا ہے غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہوں حیرت  
 جادو نے کہا جتنے جادوگر ہیں سب حاضر ہوں گے وسطے جان تباری کے باران جادو  
 و ابران جادو افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینوں سوار  
 ہو کے چلے میدان میں نکل کے دیکھا کہ کمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر  
 سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار و اثر در سوار و گردن سوار زرین کلاہ  
 زرین پوش چلے آتے ہیں جبکہ نزدیک آپونچے باران سے ملاقات ہوئی کمیت فیل



کہا باران جادو دست ہوئی جس دن کہ نوروز ہوا تھا، سیکہ میں ملاقات ہوئی تھی کہ ہوا کیسے لکھا احوال  
 ہر ٹکڑے امون نے کیا غدر مچا کھا ہر کیا تدبیر کی ہر باران نے سب احوال کہا جس وقت چلے گئے سب  
 فوج تو وہیں چھوڑی چار سو جادو گرد و سو غلام ہمراہ لیکے طلسم میں داخل ہوا بارغ مینا میں جا کے  
 افراسیاب جادو کو بوجھ کیا نذر دے خلعت سے سرفراز کیا ونگل بٹھے کو عنایت کیا کہیت قبل  
 وندان دشمن افراسیاب نے کہا اے کہیت قبل وندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہ  
 او شہ پار میں نے خبر لڑائی کی مٹی اسوجہ سے چلا آیا حیرت جادو نے کہا اگر سچ ہو چھو تو باقی  
 فساد عمر ہو اگر عمر و نتو تو مہر خ کی کچھ حقیقت نہیں غرض افراسیاب نے کہا کہ  
 کہیت قبل وندان کے واسطے بارگاہ استاد کراؤ اور خاصہ و کباب و شراب لیجاؤ بارگاہ استاد  
 ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شہاب و کباب موجود ہوا کہیت قبل وندان خست  
 ہو کر بارگاہ میں آیا شہاب کی کباب کا سہ خاصہ نوش کیا تاج ہونے لگا ایمان مسرخ  
 سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کہیت قبل وندان آیا ہے عمرو نے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہے کس ہاتھی پر  
 سوار ہو کر لڑے گا کہیں لڑے نہیں دیکھا عمرو نے کہا اے مسرخ جی چاہتا ہے کہ اسکو  
 بیکر لالوں میں خستے لگا دے انچکے رہنا اور خرداری سے کام کرنا عمرو یہ نیکے رخصت ہوا اور حیل ملا بہک  
 قریب پہنچا دیکھا کہ برابر خیرہ باران کے کہیت کی بارگاہ استاد سے اور لشکر برابر اترے  
 ہوئے ان مرکب سحر کے ہر ن سحر کے اتر در اور طاؤس سحر کے پھرتے ہیں عمرو ایک فقیر  
 نازکی صورت نکلے سبلی تاکے ٹھنکے منکے سے آراستہ ہوا ہند باندھی شمش لگایا رو مال پھڑکی  
 نامہ میں لی بلبل کا پنجرہ اسے کر صدائیں کہتا ہوا بیت کہتا ہوا میرا سیرایان تیرا کون ہو  
 کوئی دم کا ہو بسیرا پھر آنگون ہو + اس لشکر میں پھر نے لگا جب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت  
 بارگاہ میں جانے کی نہیں پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چیلن بینی گو لیدار پکڑی  
 سر پہ بھی بر کے پانچے کا پانچا مہ پنا بینی پاک کر سے لگایا اور بارگاہ میں کہیت کی آہ کہیت  
 کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رو مال بھل رہا تھا اسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو  
 خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رو مال دے کر چلا گیا اب عمرو رو مال جھٹنے لگا اور  
 مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ او مصور سب دو تم غافل نہ رہا کرو لانگم سے کیا



و مہم تصور دیکھا کہ مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمر و جبل رہا  
ہو وہ تصور صورت نگار کو دکھائی کہ اگر ملکہ دیکھو تو کیا بے کلیجے ہے یہ کہنے اٹھ کھڑا ہوا  
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ میں اکیلے جانا بہتر نہیں ہر کچھ جادو گر ساتھ  
لے لو چنانچہ سو اسو جادو گر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار میں پہنچا ہر کاروں سے خبر کمیت کو دیا  
کہ مصور جادو سو اسو جادو گردوں سے آئے ہیں اور مصور جادو نے کچھ بھڑ بھار ڈھکاٹا  
ساتھ نہیں لیا کہ عمر کو خرچ ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمر و نے ایک خدمتگار سے کہا  
بھائی تم رومال بلاؤ ہم آتے ہیں اسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا  
مصور جادو آیا سب تعلیم کو آٹھے اور مصور نے اس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اسے دزد  
ملک ملک پامین کب چھوڑتا ہوں کمیت فیل و مذاق نے پوچھا مصور جادو کیا ہی  
کما عمر و عیار سو اسپر ایک ماش کادانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحبو تم بھی تصویر دیکھ لو یہ کہ  
جیوں تصویر دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے نجالت سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو  
اور باران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھیں مصور نے کہا یا دوست تم لٹا کی من سے صیوقت  
تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمر و خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل و مذاق  
نے کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھو پکڑے عمر و سنکے بارگاہ کے باہر نکلیا اور بیان مصور  
نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمر و سر اس بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہو کر شکر  
میں پھر رہا ہوا اسنے کمیت سے کہا کہ عمر و کا ہاتھ آنا دشوار ہے عرض مصور تصویر دیر بٹھ کے  
وہاں سے چلا آیا اور عمر و نے صورت اپنی مثل تازین میں جبین کے بنائی کہ زلف رسا آسکی  
شب و بخور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا اگلتی کہکشان  
بھی ایسی نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی خسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دھن  
ستہ دل عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عیب چاند لکڑہ بھی اسکے سامنے مانع صیج صادق کی  
روشنی کا ظہار افق مطلع انوار ابر و طاق خانہ کعبہ تاب قوسین کا انکو حاصل رہے چشم  
فتان تو سن تاز بقی لیل و نہار کا انداز سرمد و نیالہ دار تازیانہ نہیں نہیں تو وہ شاخ آلود خوشن  
منشی قدرت کی صادق کیا بادام کا ایسا رتبہ کہاں تھا یعنی نروبان حسن یا وہ نہ کہ جسپر



شب معراج میں پیغمبر خدا گئے تھے نہیں نہیں یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی  
 نور سے گورے ملائم خمار خشکے بوسہ کی ہوس عمر بھروں سے بچا ہے اُس رخ کو دیکھ کر جو کہ رخ  
 چھوٹے ہیں لب حوض کوثر لب چشمہ حیوان دکھائی دیتے ہیں دندان کے سامنے انجم بالکل  
 بیکار الماس انگشت دندان موتی اُن دانتوں پر قربان دقن کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ سرو میں  
 سبب لگا ہوا ہے یا یہ چاہ کنعان ہے حسین یوسف دل ڈوبا ہوا ہے گردن نہایت مصفا صراحی  
 گلا اوپنے شانوں سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلوریشلی افق نور چھایا تان سینہ رگول  
 گول ابھری کر ڈی نو کیلی ڈبان مجھوں مہی کی گنجینہ حسن شکر لوح حسین نافر گرداب بلا رنگ  
 قمر سامنے شکر کے پھیکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہیں معلوم کاف نافہ آہو قد اسکا سر و لب جو

راہین لبان آئینہ مصفا قدر عسا نخل طوس بنے ایات	مژہ بخت عاشق کی برشتگی
نکد ایک عالم کی سرگشتگی	سہراک موسیب ریح بار یک کا
شکر اس کے کامل کی دام بلا	اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی
مہ نو کی گردن ڈھلک جاتی تھی	خندک اسکی مژگانے سب نشین
آنگھو کی مستی سے اسکو خیر	نگہ دار تھی سرخی اُس چشم کی
طرفدار بھی اپنی ہی چشم تھی	نشانہ نگاہوں کے دل بس گمان
مژہ موجب قتل جمع کشیر	جبین کھول دی اُس پر نرا دے
کہ چیں مانی خوبان نوشاد نے	ہماری تمھاری سبھی کی بلا
اگر چلوہ گروہ و نہخت حرام	ترجم کو پاؤں تلے وہ ملے
ستم اُس کے کوچہ سر پہ کر چلے	تو معلوم ہے اس جہان کا قیام

اسی صورت سے آراستہ ویر ستہ ہو کر لباس و زیور ہنکار ٹھکانی  
 ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی چپ کرن آفتاب کی دریا سے مغرب میں ڈولی اور  
 ہر ایک چہرے عکس سے رنگ کہودی دیا اشعار و جمال شمع نے پیدا کیا نور  
 ہر اک پروانہ بولا چشم بدو: سحاب شام نے عالم کو گھیرا: نگاہوں سے ملا ہر سو اندھیرا  
 رات کو بارگاہ میں شمع و بجار و کنول روشن ہوئے مسند مخرق آراستہ تھی کمیست فیل دندان  
 بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان چرامان چان اُسکی بارگاہ میں آئی یہاں دیکھا تو ایات



چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک ہو | دون میں گھر کرین مانند جاو | کہیں ساقی کہیں طرب کیں سار  
 کہیں منشوق نواز تبس خوش آواز | چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام | حسینان بری پیکر گل اندام  
 یہ شب اس بار گاہ میں حاضر تھے کہ اس ناز میں نے کیت کو اگر ایک نامہ دیا کیت نے  
 جو اس کو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ اسے کیت فیل وند ان اس ناز میں کو جو ہا  
 کے کراتی ہو پہننے تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہو اس سے خدمت لینا اور ہو شیار دینا  
 کیت نے جو اس کی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک نگاہ شیفہ و ارحود  
 رقتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا کے ہاتھ پکڑ کے اس کو اپنے پاس بٹھالیا اور خلیہ کرادیا کسی کو  
 اس جگہ گھر نے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ میں تکر لگا کے یہ مسند پر آ کے بیٹھا اور اس من  
 سے اختلاط کرنے لگا اس ناز میں نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ایلو کنتی کی نشانی نم مجھ کو  
 کیا چھنال یا بیسوا سمجھتے ہو اس نے اس کو گلے سے لگا یا یہ تڑپ کر مسل سیاب کرانگ ہوئی  
 چھوٹے کپڑے ڈھانکتی جاتی تھی دوپٹہ سنبھال سنبھال کرادھرتی تھی وہ سینہ پر کچن کا  
 آنکھارنی بیارد کھاتا تھا اور یہ کتنی تھی کہ جشید کسوں میں رو نے لگوں گی لو صاحب تنہ میری  
 جان ہلکان کر ڈالی شہنشاہ کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہے آنکھوں میں آنسو بھر لائی کیت  
 نے اپنے اٹھ سے آنسو پونچھے اس نے اٹھ سے ایک طہانچہ اسکے منہ پر لگایا اس نے اس کو  
 پھر گلے سے پٹایا یہ مثل برق چمک کر علاوہ ہوئی اور کہا مجھ کو ایسی دل لگی خوش نسین  
 آئی غرض اس نے ناز اور کرشمہ میں کیت کی آنکھ بچا کے گھڑکی میں شراب کی بیوشی اسے  
 بلائی اور ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر تجو نگار میں خوشنایر رکھ کر اس کو دیا یہ کافسہ تو فریفتہ  
 تھا ہی اس جام کو لے کر بے اندیشہ انجام بی گیا پیئے ہی جی گیا پھر اس سے لیٹنے لگا وہ بھکر  
 بھاگی یہ اس کے پیچھے اٹھ کے دوڑا طہانچہ بیوشی کا لگا سر نیچے ٹانگیں اوپر دم سے گرا عمرو  
 نے پیسہ گرم کر کے منہ اس کا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر رہ رہا تھا  
 دارو گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہاں سے نکلا کربھا کا ساحر باہر سے دوڑے آ کر  
 جو دیکھا کیت فیل وند ان مرا پڑا ہے یہ تو سب رو نے پیٹنے اور عمرو جو بے باں سے  
 بھاگا تو عمر کی صورت بنے افسر شعلہ زن اور باران جاو کے پاس کر وہ دونوں



ایک ہی بارگاہ میں تھے اس لیے جا کر ان دونوں سے کہا کہ کمیت قبل وندان مارے گئے  
 میں ابھی وہیں سے آتی ہوں انھوں نے کہا کیونکر مارے گئے اُس نے کہا کہ آپ علیہ چلے  
 تو میں تباہ و تاراج یہ دونوں بارگاہ سے اُٹھ کے باہر آئے دیکھا کہ غل ہو رہا ہے ہر شور کر رہے ہیں  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو الگ لگایا کہ آپ ذرا کمیت قبل وندان  
 کی بارگاہ میں چلے تو پھر میں بتاؤنگی یہ اُس کے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُس نے اُٹھا  
 راہ میں ایک کے منہ پر بیٹھ بیٹھ بیٹھ بیٹھ اور دوسرے کے منہ پر ایک طلاخہ مارا اور یہ اُدھر وہ  
 دونوں بیٹھ بیٹھ ہو کر گر پڑے عمرو نے دونوں کے سرخچے سے کاٹ ڈالے اور وہاں سے بارگاہ  
 میں مہرخ کی آیا اس ہنگامہ میں رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب بیاہم مغرب سے  
 نکلا تھا شعر جب میں صبح سے تھا نور پیدا ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا ہو عمرو نے مہرخ  
 سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجه تم میرے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر ہوئی  
 کہ بابران واقف و کمیت تینوں مارے گئے اُس کو نہایت رنج ہوا ملک حیرت نے لاشیں  
 اُنکی چٹکوا دیں اور سحر تازہ کرنے کی فکر میں مشغول ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری صورت  
 ملک حیرت کی بنا اور بیان سے نکل کر ایک پہاڑ پر جا کے تعویذ کو کب کا دیا ہوا اُس نے  
 زبان کے نیچے رکھا کو کب روشن ضمیر کو از بس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض سے  
 اس وجہ سے وہ خود یہاں آیا اُس کے جو دیکھا تو ملک حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت  
 کو میرا دیا ہوا تعویذ کہاں سے ملا میں اُس نے کہا کہ ای ملک حیرت جادو آپ یہاں کہاں  
 حیرت نے ہنس کر کہا کہ میں افراسیاب سے خفا ہو کر آئی ہوں کو کب نے اپنے دل میں  
 کہا کہ یہ دشمن جانی ہے اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہے کچھ سحر کر کے آزما نا چاہیے کہ یہ  
 ہی یا نہیں میں اُس نے ایک مالا موتیوں کا نکالا اور کہا کہ اے ملک حیرت اس مالا کو لیکر پہنے  
 اور میرے ساتھ میرے ملک میں شریف بچلے عمرو نے اُس مالا کو لیکر حبال الیاسی میں  
 رکھ لیا کو کب تو سمجھا تھا کہ جب یہ مالا پہنے گی تو اس کے بدن میں آبلے پڑ جائیں گے لیکن اب انھوں  
 نے حبال الیاسی میں رکھ لیا تو کو کب کھڑا پھر کو کب نے ایک منجھ سحر کا پند کیا  
 عمرو نے اُس منجھ پر بھی حبال الیاسی مارا کہ وہ منجھ غائب ہو گیا اب تو کو کب کو سنا ہے



درجہ اندیشہ پیدا ہوا اسوقت خواجہ نے ہنس کر کہا کہ اسے کوکب میں حیرت نہیں ہون عمرو  
بن امیہ ضمری ہون اسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تم نے بڑا کمال کیا کہ جو حیرت بنکرائے  
اُسے کہا کہ اب مجھ کو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھا کے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جاو  
رہتا ہے مجھ تکے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اس طرح کے کہ  
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہیں انکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہاں جاؤ گے تو  
عشاق جاو و اوراق سامری و جمشید کو ضرور دیکھے گا اسلئے کہ یہاں وہاں یہ حیرت ہے  
یہاں نہیں پھر تم اسوقت ان ورقوں کو چالاکی سے بدل لینا یہ کلمہ ایک طاؤس آتشین ہے  
بنایا اور اسکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور انکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس  
انکو لے کر گنبد جمشید میں کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا انھوں نے دیکھا کہ اس گنبد  
میں تصویریں شاہان جہان کی نصب ہیں اور شمع لاندیاں جھابے کنول اُس نور کے ہر دہنیے  
مروہ جنبہ تیار اس مقام پر لگے ہیں چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم  
کر کے مسند مفرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگا کہا اے ملکہ کوکب  
یہاں آئیں اُسے کہا کہ استاد میراجی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلئے چلی آئی یہ عشاق  
ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہے لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہیں  
کہہ سکتا تھا اب اُسے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہو اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب ہو عمرو نے  
اُسکی آنکھ کچا کے جام شراب کو گریبان میں انڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتیں کرنے لگا ان  
باتیں کرنے میں اسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو پس اُسے وہ  
صندوق کہ جس میں ورق سامری و جمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اٹھا کر  
لائے عمرو نے دیکھا کہ محل کا شانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہے اور جو اہر اسپر جڑا ہے  
عشاق نے اُس صندوق کے پڑے کو کھولا وہیں ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ میں تو دیکھوں  
یہ کسک اُس صندوق پر چھا گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُس دیکھنے میں سینہ کی آڑ  
تو تھی ہی اُسے وہ ورق کوکب کے دیے ہوئے رکھ دیے اور وہ ورق جو اُس میں رکھے  
تھے نکال لیے اور دوپٹہ میں چھپا کے زنبیل میں رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقوں کو



نکالا اور اس میں دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہے بس اس نے اور کچھ زیادہ نہیں  
 دیکھا پھر ان ورقوں کو صندوق میں رکھ دیا پیلہ وہ صندوق اٹھا کے لیٹے اور عشاق  
 پھر حیرت نقلی سے باتیں کرنے لگا اس باتیں کرنے میں غمرو نے اس کی آنکھ بچا کے بیٹھی  
 شراب میں ملائی و ایک جام اس کا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سنئے کہ  
 وہاں ملکہ حیرت نے کتاب سامری میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ غمرو میری صورت بنے  
 عشاق کے پاس گیا ہے اور اس کو قتل کیا چاہتا ہے پس یہ طاؤس پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوئی  
 اور جیسے ہی اگر گنبد کی دیوار پہنچی غمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا  
 کہ حیرت ارگئی بس گھبرا کے یہ اٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اتری ہے کہ اس نے جال الیسا  
 مارا اور اس کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا عشاق تو نشہ شراب میں بیہوش اور مدہوش  
 تھا اس کو کچھ ٹمٹیک و بد باقی نہیں تھا یہ بھی گھبرا کر اٹھا اور کہا کہ اسے ملکہ حیرت تم کہاں گئی تھیں  
 اس نے کہا کہ میں تو کہیں بھی نہیں گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا و قدم جیسے ہی چلا بیٹھ  
 ہو کر گرا اور از بسکہ یہ ساحر زبردست ہی اوز اکیلا اس گنبد میں رہتا ہی ملازم اس کے سب بیرون گنبد  
 رہتے ہیں غمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اس کو بھی زنبیل میں ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر چڑھ  
 ہو کر کوکب پاس ملک کو کہاں میں آ کے اور وہاں عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان میں  
 اس کی سوزن دیا پھر اس کو ہوشیار کیا اس نے جو دیکھا سانسے کو کبت کو اور ملکہ حیرت تو  
 بیٹھے ہوئے پایا از بسکہ زبان میں سوزن دیے ہوئے تھا اس وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا تھا کوکب  
 نے کہا ای عشاق چشم خود را کن و حال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو  
 کہ کس طرح تجھ کو گرفتار کیا ہے عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر  
 کو اگر آ کے جمع ہو گئے اور اس وقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کر کے جب خوب تیل کڑھا دیا تو  
 عشاق کو اس میں ڈال دیا کہ وہ اس میں تل گیا صدا سے دارو گری ملند ہوئی آنکھیں سیاہ  
 آئین بیرون نے غل مجایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور تیراں جو کشتہ عشاق  
 تھی وہ زندہ ہو گئی لیکن اس نے دنوں تک جو مری پڑی رہی تھی اس وجہ سے آنکھیں مہمان  
 رنگس تھیں رنگ رخ غیر صورت میں نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اسے حمام



کیا اور وہاں ہی سوار ہو کر کوکب کے پاس آئی خواجہ بیان اصلی صورت بنے تھے اسے  
 ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہاں سے رخصت ہو کر مہرخ کی بارگاہ میں آئی اور  
 نے بیان ملک حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان میں اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب  
 جادو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ میں لا کر  
 بانٹھا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے پس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا  
 اور بارگاہ مہرخ پر آئے تھرا یاد دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہوئی اور عمرو کو رُاپر سے  
 کھڑا ہے افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باتش ماہم رسیدیم عمرو نے تو جلد تر گلیں کو اور دھک لیا اور افراسیاب  
 جو کڑا کڑا حیرت کو بچہ میں داب کر لے اڑا جتنے ساحر کو وہاں موجود تھے سب دنگ بیٹھے  
 رہے جب حیرت کو افراسیاب لے گیا اُسے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور بارگاہ  
 میں لا کر پونچایا اور کہا ای ملک تم دیکھنا میں ان بامعیون کو کیونکر قتل کرتا ہوں حیرت رونے  
 رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہ گئی ہے کہ لوگ مجھ کو پکڑے جا رہے ہیں افراسیاب  
 نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہاں بعد لیجانے حیرت کے عمرو و گلیں  
 اتاری اور مہرخ سے کہا ای ملک دیکھتے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن کرے  
 کہ شہزادہ اسد راہون اور افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھ کر تاج دیکھنے لگے انکو  
 اس حال میں رکھے لیکن اور حال سنئے کہ غضنفر بن اسد جو برق بلا افکن کو قتل کر کے  
 چلے تھے تو انکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سبز  
 و شاداب ہے بلبلین وہاں کی باب خیم گلستان کا سبق پڑھتی ہیں فرمان حق سرہ کا دم بھرتی  
 ہیں وخت سب ہم رنگ طوبیہ میں قامت یار کا نقشہ پیدا ہے سنبل تر لعل گرہ گیر عشق  
 کو شرماتی ہو اسد آتی ہے ز گس بعید چشم یار ہو لا بادل داغدار ہے ساغر میو کا لطف لالہ کھاتا  
 جام باوہ تر اوت سے لبریز نظر آتا ہے انکو رکی دار بست کا عجب بندوبست ہے تاک لگائے انکی د  
 پرست ہے ہنرین جاری ہیں گلے اور قرقرے و مرغابی کنارے نہروں کے بیٹھے خوشی سے  
 گلیں کرتے ہیں فوارے سائون بھاؤن کے نام سے چھوٹ رہے ہیں سامنے ایک بلور  
 مصفا بہتر از روئے حور و پری جواہر زبئی تمیر نور کی تصویر یہی پردے زنبوری بندھے ہوئے



ہیں اندر اس بارہ دری کے فرش مصفا بھیا ہر چہ کھٹ مرصع نگا بھیا ہر گدشتے گلزار ارم کو ہستے  
رکتے ہیں کھڑیاں کو نون پر چڑھی ہیں جھار کنول شیشہ آلات تمام آسمین آراستہ ہو کر ایات

زمین کا کرونا وان کی کیا بیان گئی پار سو اسکے بانی کی نہر کہوں کیا میں کیفیت وارہت روشن ہو جا ہر کٹا جیسے سنگ یہ اتھ میں نیچے بالسنین کھلی جاخیر آنکھیں لیجے بکا ان سباجہ گئی ڈھریان کر کے پھول لگے جسمین زرافت کر سائبان کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا کہ نہ کا بندھا جسمین تار نظر سنہری مفرق چھتین سائبان گیا جو گنا لطف آسمین سما رہین تلخ آسمین روشن بدام مکنا تھا اس طرح ہر آن میں	کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان قرینہ سے گرد اسکے سروسی لگائے رہن تاک وان ہو بہت روشن کی صفائی پہ بے اختیار چمن کو لکین دیکھنے بھالین خوشی سے گلون پر سدا بلبلیں پڑے ہر طرف ہوا ہوئے پھول چھتین اور پردے بندھے رنگار کوئی زہ پہ خونی سے لٹکا ہوا صفونکا تاشا تھا آنکھوں کا جال وہ دیوار اور در کی گلکاریاں وہ تخیل کا فرش اسکا ستھ لکیریں معطر شب و روز جس سے مشام صد اور قرون کی لبون کا وہ شور	بنی سنگ مرصع ہو چو پڑ کی نہر کچھ اک دور دور اس سے پید پبی زمرہ کے مانند سبزہ کارنگ گل اشرفی نے کب زرشاہ وہ کیلون کی اور موسیٰ کی چھان تعلیق کی آبسین باتیں کرین عمارت کی خوبی درون کی وہ شان درون پر کھڑی دست بستہ بہار وہ مقیش کی ڈوریاں سرسہر نگو و بان سے گذرنا محال دیے ہر طرف آئینے جو لگا بڑھے جیسے آگے نہ پائے ہوس چھپر کھٹ مرصع کا دالان میں درختوں پہ لگے منڈیرون پور
--	--	---

شہزادہ خفہ خفہ حیران کار کہ اتنی یہ کس بادشاہ کا باغ ہے جسمین خوبی کاروشن چرخ ہر جسم  
سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو آنکھوں نے دیکھا کہ ایک مرد بارہ غزال صحر سے رعنائی طاووس  
دشت زیبائی مانتے پراسکے افشان چنی ہوئی آسمان خوبی کے تار سے چھٹکے ہوئے مسی لبون  
پریش ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھائی لالی اسپر شفق بھولی ہوئی زلف چلیا ناگن آنکھوں  
سے شمس بیمارین بدام بے منزلہ جو آنکھوں میں تیر مژدہ سے دل چھیدا جاتا ہر چہون میں اسکے  
شوخی و فرارست بھری خسارون پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کمان لب پر نزاکت سر رنگ پان لڑن  
دہن تنگ کا چند کھلنا و شوار ہر نکتہ ہو ہوم ہر غنچہ ہر یامیم حسن کا اسرار ہے لب نفیس سے



عقیق بینی خون جگر کھائے غنچ کی زبان انکو دیکھ کر لال ہو جائے کلا نور کے سایہ میں ڈھلا چاہ ذوق  
میں دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اپنے قربان شجر طور پر نور کے پھل جان لے  
دیکھے سے بکھل دریاے حسن کے دو جباب لطافت اور خوبی میں لا جواب زانو اور رانیں

اسکی شاخ طور خوبی سے سراسر مہموش مخمل حسن جہاں کھٹ پاختا لال

اک الف نور کا ہر در و خشان میں کھنچا  
لب ہو وہ لب کہ عقیق بینی خون کھر  
سرو سے قد نے یہ کیا خوب دکھا ہر انار  
وہ نگہ ستہ لب نام و صرے ہن گویا  
یسی رفتار چھلاوی کا بھی دل جاسے کل  
رنگ لانے کی غضب طبع میں رنگی ہی

گو شہ وہ گوش کہ میں کان جو اسے سوا  
دانت وہ دانت کہ ہیر کی کئی خاکرے  
ٹوپیاں باز رہی ہن یا ہر شکار  
منقلب نور کے پا جام و صرے ہن گویا  
نازک ایسی ہر کمر چنے میں سو کھائے بل  
دور ابھی نام خدا دھیان خود بھی ہی

اس طرح چہرہ تابان میں ہر طہ کی دنیا  
آئینہ گرد ہر خسار نے پائی وہ صفا  
جان سو جان سو پھل پستان تہا  
یا ہوسے قمعے و نور کے نقش کلب  
ہر سراپا جو قیامت تو ہر آفت چھل بل  
وہ لگاؤٹ کے ہن انداز دل سونگ  
غصہ نقر اس جو حبت کو دیکھ کر ش

کر گیا اس نازنین نے گلاب اس کے منہ پر چہرہ کا کہ اسکو ہوش آیا اٹھ کر اٹھ پڑیا مسکرا کے ناز و انداز دکھا کے  
کمر کو لے کا عالم دکھائی جلی اور غصہ نقر کو بارہ درسی میں لاکے مسند پر بٹھایا کشتی شرب کی طلب کی  
جام و ارغوان سے بھر اور توجہ خانا کو رشک بچہ آفتاب پر رکھ کر دیا غصہ نقر نے کہا کہ ای ملک بیت الکربا  
ترا آج چہ نام است و گرما ہی ترا منزل کہ نام است اُسے ہنس کر کہا کہ میں ملک سرخ مو سے  
کاکل کشا کی بیٹی ہوں میرا نام سلطان عسبر بن مویہ اور میں بسبب اپنی مان کر مطیع اسلام ہوں  
یہ سننا تھا کہ غصہ نقر نے جام اس کے ہاتھ سے دیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ پیرنگی ابام چل نکلا باتیں محبت  
آئینہ مویہ نے لکین شہزادہ نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور ملک کے بوسہ لیے ملک کا شرم سر عجب حال ہوا پسینہ  
اگیا شہزادہ کر جھکا لیا کنیز بن در در گوش مرصع پوش ومان حاضر تھیں طواغیتیں رشک زہرہ اور خوش  
گلو فن رقص سے ماہر تھیں وہ گانے لکین سانبندہ گیا ملک سلطان عسبر بن مویہ اشکال جادو  
ایک ساحر ہوا اس سے منگنی ہوئی ہر چنانچہ ایک کنیز نے بیان سو جا کر اس کو کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ  
باغ میں ملک سلطان عسبر بن مویہ کے آیا ہے اور چھپاناچ دیکھ رہا ہے اشکال غصہ میں آکر وہاں سے  
چلا اشکال ملک یا قوت رنگ میں رہتا ہے کہ وہ ملک بھی بیان سو چند فرسخ پر چنانچہ وہ بغضب  
تمام بیان اگر پہنچا اور اُسے آئے ہی للکارا کہ باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سو کیوں سرگرم لفظ



غضنفر اس کے للکارنے پر تیغ ٹیک کر اٹھے اُس نے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عثمان بن موکادم  
نکل گیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے اڑ گیا اور غضنفر اس کی فکر میں مرکب کے  
سوار ہو کے چلے لیکن اشکال جادو ملک یاقوت رنگ میں آکر وہ ملک سرخ موسے کا کھٹکشا  
کاہر تمام ساحر جو وہاں رہتے ہیں انکو قتل کرنا شروع کیا دو ساحر وہاں سے بھاگے اور ملک سرخ موسے  
کا کل کشاکشے پاس آئے اُس نے انکو دیکھا کہ اُسے کیا ہوا انھوں نے کہا کہ اسے ملکہ اشکال  
جادو نے تمام ملک تیغ کیا ہے اور آفت برپا کر رکھی ہے چنانچہ منے قلعہ بند کر لیا ہے اب آپ تعریف  
لیچلیں نہیں تو قلعہ لٹ جائے گا سرخ موسے کا کل کشادہاں سے بے قرار ہو کر روانہ ہوئی  
اسکو راہ میں غضنفر نے انکو ہمراہ لیکر چلی انکو تو جانے دیجئے لیکن اور ماجرا کے تازہ سننے  
کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملک یاقوت کلال حشیم کہ جو شاگردہ آفات بہار دست  
ہر اس کے بیان کیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سا مان عیش و نشاط مہیا  
کیا شراب و کباب منگایا سانسے بادشاہ کے نایاب ہونے لگا اور کلال حشیم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج  
کیسا ہے اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ اب آتش و رور تردد میں بسر  
ہوتی ہے آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اس طرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب  
میرے جو آپ کو میری یاد آئی ورنہ آپ نے تو اپنی منی کے لئے ملک لعل سخندان کی خدمت لی اور وہ ملکہ آتشک پہ  
بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت میں مجھے غلطی ہوئی اور ای ملک آج کل حیدر ساحر باغی ہوئے  
ہیں یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہیں ان سب کا نام اسے بتایا پس انکی لڑائی کی وجہ سے مجھ کو خیال  
لعل سخندان کا نہ ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کے بھروسہ پر لڑائی میں افراسیاب  
نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانشین اور ضرغام لشکر اسلام سے یہاں آکر داخل ہوئے  
میں اور شہزادہ اسد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہے یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اسنے  
بیان کیا یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی سی طاقت اور یاقوت ہوئی کہ آپ کو مقابل  
کرتی ہیں افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اب تو بہار نے آفتیں برپا کر رکھی ہیں اسی طرح بہت تعریف  
سحر ہمارے افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اس میں بھی اشتیاق ہو کہ لشکر حیرت  
میں جا کر اُسے مقابلہ کر کے سحر بہار وغیرہ کا دیکھیں القصد بڑی دیر تک افراسیاب وہاں بیٹھا



صحت سے نوشی رہی پھر وہاں سے خصلت ہو کر باغ سیب میں آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو  
 لکھا کہ ملکہ یاقوت گلال خشم شاگردہ آفات چہار دست تمھارے پاس آتی ہیں انکی بھی  
 تعظیم کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھ کر تخت سحر پر سوار  
 ہو کر استقبال کو گئی اور طبل شادمانی بجواتی ہوئی لشکرین آئی اور یاقوت کو بڑی عزت سے  
 لا کر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیان کی  
 اور کہا عیاروں نے تاک میں دم کیا ہے کہ ہر وقت وہ دربار میں رہتے ہیں کوئی فراشر  
 اور کوئی خدمتگار بنے رہتے ہیں اور ساحرون کو قتل کرتے ہیں ملکہ یاقوت گلال خشم نے  
 اسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھ کر دستک دینی لگا کہ وہ  
 حباب بڑھ کر ایک گنبد نکلاں ہو گیا اور اسنے کہا کہ یہ زندان خانہ میں نے لشکر حریف  
 کے لیے بنایا ہے اس میں آن سب کو بند کرونگی پھر ایک سند و قہ اسنے منگایا اور اسے کھولا  
 جو اس میں سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھ کر مثل زن حیدر اور جمیلہ ہو گئی اور اسنے یاقوت  
 کو سلام کیا اور عرض کیا اے ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائیں بحال ہوں یاقوت نے کہا کہ تو ان  
 لوگوں کو جو بیان بیٹھے ہیں یہی سچ ہے اسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سر پر  
 دوز ابریق جو جو کوہاں موجود تھے سب کے نام فردا تباے اتفاقاً برق فرنگی اور جانتوں  
 اور حشر خاتم صورت بدلے ہوئے یسان کھڑے تھے پتلی نے انکا نام بھی بتایا  
 اور کہا کہ فلان فلان عیار یہاں کھڑے ہیں اسوقت برق نے یاقوت کو بڑھ کر سلام  
 کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپ کے حاضر ہوئے ہیں یہ لکھ کر چھو ل اٹھ پر  
 رکھ کر نذر دی اور کہا مصراع

برگ سبزست تحفہ درویش رخ گر قبول افتد زہے عز و شرف یاقوت نے ہنسنے  
 پھول سے لیے قاعدہ ہی کہ جب کوئی پھول پاتا ہو تو اسکو نوکھتا ہے کیونکہ وہ ہیں ہی اسی کام  
 کے پس یاقوت نے بھی اسکو نوکھا اور بیہوش ہو گئی حیرت نے ہوشیار کر دیا  
 نے پھر تسلیم کی اور کہا اے ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہیں وہ آپ کو دکھایا یاقوت نے  
 حتیٰ یا تو اسکی باتوں پر ہنس پڑی اور کہا اسے برق تو نہ بہت خوب عیاری کی جانتا ہے



حال مہر خ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور ان سے کہہ دینا کہ ملک یا قوت گلال چشم آئی میں  
 سب کو اس جناب میں بیہوش کر نیگی برق نے کہا آپ جانے اور ملک مہر خ جانیں  
 لیکن مجھ کو اس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کیلئے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی گرامی  
 بیان آئی تھیں مگر ہر کچھ عنایت نہ فرمایا یا قوت نے پچاس پچاس روپے عیاروں کو  
 انعام میں دیے اور رخصت کیا اور دوسری تیلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اس طرح  
 عورت بنی اور اُس نے بھی حیرت اور یا قوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو میں جا کے  
 کل لشکر مہر خ کا غارت کر دوں یا قوت نے کہا ابھی نہیں کل برسوں میں مجھ کو ادا نہ کر لے  
 بھیجی گئی پھر یا قوت نے تیسری تیلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر مثل زن حسینہ و جمیلہ کے ہو گئی تھی  
 بھی کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں عمر و کو پکڑ لاؤں یا قوت نے کہا کہ ابھی نہیں پھر میں سمجھ لوں گی یہ  
 کیلئے جو تھی تیلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر مثل ایک عورت خوبصورت کر ہو گئی اُس نے حیرت کو  
 سلام کر کے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں طبقہ الٹ دوں غرض کہ میں تیلان یا قوت نے  
 پھر صندوقچہ میں بند کر دیں اور ایک تیلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو  
 کافی ہے پھر برق وغیرہ عیاروں سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہر خ سے کہنا  
 برق وغیرہ عیار بارگاہ مہر خ میں آئے اور بیان طائرانِ سحر نے خبریں مہر خ  
 کو پہنچائی تھیں لشکر میں تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یا قوت گلال چشم آئی تو  
 یہ ساحرہ بڑی زبردست ہو غرض کہ عیار بیان آکر پہنچے اور انھوں نے کل ناچہرا  
 گلال چشم کا مہر خ سے بیان کیا اور روپے بھی انعام کے دکھائے  
 عمر و بیٹھا ہوا تھا اسکے منہ میں پانی بھر آیا اور اُس نے کہا کہ ہمارا حصہ نہیں ہے اب ہم  
 تم سب سے زیادہ لاسے ہیں اور اٹھکر چلا مہر خ نے کہا خواجہ دہان نہ جاؤ وہ بڑی زبردست  
 ہو جیسا اُس نے کہا ہو ہی ہو گا جسے کسی سے کچھ نہوسکے گا اور وہ اُس جناب میں سب کو  
 بند کر لئی کیلئے کہ وہ شاکر وہ آفات چہار دوست کی ہر عمرو سے نکلتا کچھ پروا نہیں  
 میں عمرو دہان کا یہ مکر وادہ ہوسکے بیان یا قوت بیٹھی ہے کہ خواجہ دہان نے  
 ایک کا اونٹ کی شکل اپنی بنائی پا جامہ شروع کا پہنا جامہ گلے میں ڈالا اور ایک ٹوٹک



بیجا سار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت میں آئے در بانوں سے کہا کہ ہماری خبر کرو کہ ایک کلاؤنت آیا ہے انھوں نے جا کے حیرت سے عرض کیا یا قوت نے کہا کہ بلا لو لوگ انکو بلا کے لینگے سب نے دیکھا کہ لباس میں ہونڈ لگے ہیں مشروع کے پاجامہ کا تانا اڑ گیا ہو بانا باقی ہو ڈھولک لگے میں ڈالے ہو کلاؤنت نے اگر سلام کیا اور دعا دی کہ جبرائیل سامری و جبرائیل روشن رہے عالی عالی مراتب ہوں بلکہ نے اس سے کہا کہ اے کلاؤنت ہکو محفوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاؤنت نے کہا کہ حضور یہ ڈھولک بیجا سار کی لکڑی کی ہے میں نے بنائی ہو اور ذی خوب بختی ہو اسکو آپ بجائیں تو میں گاؤں ذرا ملاحظہ فرمائیے ایسی ڈھولکیں بھی کم دیکھنے میں آئی ہوں گی یا قوت نے ڈھولک اس سے لیکر کہ زبان اسکی درست کر کے اسکے پورے پرانہ بجانے کے لیے لگایا جسے ہی ہاتھ لگایا اُس میں سے بیہوشی کا عجز نکلا اور جک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت اور ملک یا قوت کلال چشم اور اور ساحر جو کہ گرد پیش میں قریب تر بھی تھے چھٹکیز مار مار کر بیہوش ہو گئے مگر وہ پہلی جو ملک یا قوت نے نکالی تھی اُس نے یہ ماجرا دیکھا تو اُنھ سے اوفت جو کیا تمام بارگاہ میں اندھیرا ہو گیا عمر و چپکا کھڑا رہا اس عرصہ میں اور ملازم وغیرہ جو آئے اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور پتلی نے وہ تاریکی دفع کی اُس وقت عمر و نے ملک یا قوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملک عالم قدرت دانی حضور کے ہاتھ ہر سچ فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری میں نے کی میرے شاگردوں کو حضور نے انعام دیا اب میں بھی امیدوار ہوں کہ مجھے بھی عنایت فرمائیے یا قوت نے کہا کہ حقیقت میں تم لوگ بڑے زبردست ہو اور عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کمر سوروپے اُسے عمر و کو انعام میں دیے عمر و بھی وہاں سے رخصت ہو کر بارگاہ مہرخ میں آیا لیکن جب وہ زبان آیا کہ آہوے فلک صحرانی آسمان سوغار مغرب میں گیا اور سر اسے مغرب میں ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپاؤں ہر نے رخصت طلب کی	نظر میں پھر گئی تصویر شب کی	جبین شام بھولی ہر طرف سے
چلے مشتاق اپنی اپنی صف سے	ملکہ یا قوت کلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طائران بحر	
ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم		



یا الہی جو یہ تیرا ہر چہ سراغ دولت	تا ابد اس سے نور ہے قندیل ملک	تاقیامت ہو جو دھلاؤں و جنگ
مسند جاہ کی چہرے تیری تو شک	جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر	اسکی مثال کبھی ہونیکے منتک
کاتب دست قضا شکل عدل کی تیر	صفی ہستی ہو چون مرن غلام کوئے	ملکہ یاقوت گلال چشم نے

طلسم ملک بچو ایاتی خیریت ہر یہ خبر سنکے سب عیار تو جنگل کو چلی گئے اور مہرخ سج چشم نے نقشہ کو بچایا طبل اور نقار سے بچنے لگے صد اسے طبل نہ تھی صد اسے کوس رحیل تھی مگر بیک اور اور پتھلے سحر کی تیاریاں کرنے لگے مرتخ سا چادو گر اور زہرہ سی جادو کرنی آج ملک پر کا پتی تھی گلستان سحر بچلا پھولا تھا کڑھائیاں شیخ سدو کی ہوتی تھیں کلاو ابیرون نار سنگھ کی پکار تھی کالی لونہا جاری دھتر وغیرہ کو بھیٹ دیے جاتے تھے سنگالی کا نور و دیس کے ساحر اگیار کر رہے تھے ڈہر بچتا تھا شب بھر ہی غلطہ پر پارا جب وہ زمانہ آ پادرات مثل دہن تنگ سے تھو کے آنکھوں سے پھان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوئے اشعار

کہ جب اس شب نے منہ اپنا چھپایا	دوم آغا ز حسن صبح آیا	وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی	بشکل عکس زلف و نور خسار	بہم ہو کے بڑھی جیسے کبھی مار
کہین پھیلی کہین ہنسی اُبھر کر	کہ جیسے گوشہ دامن دلیر	صبح کو ملکہ مہرخ مسح چشم

اینا لشکر فیکر جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی مگر بڑے بھل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہوا اشعار

زبس تخت فیروزہ بر پشت فیل	درخشان بکروار دریا سے نیل	زیلیان و آرایش تخت عاج
ہمہ یار و افسر ہمہ تخت و تاج	ہمہ افسر و سلبانان و زر	ہمہ طوق و زرین و زرین کر
ہمہ رنگ زرین و زرین جرس	کہ اندر جان آن ندیدت کس	خروشیدن رنگ و ہندی در آ
ہمین دل بر آورو گفتی ز جا سے	پراز خاک شد چشم کام و سپہر	تو گفتی بفر اندر اندو دہ چہر
سپہبد بڑو پاسے روئینہ خم	خروشش آمدہ نالہ گا دؤم	غرض یہ میدان میں جا کے

سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہو کر گھنٹ اور ناقوس بجاتی ہوئی میدان میں آئی فوج نے اسکی بھی پراجایا نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا اس وقت ملک یاقوت گلال چشم نے وہی تیلی جو نکالی تھی اسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہار وغیرہ کو پکڑا



وہ پتلی جھک کر میدان میں آئی اور اُس نے پکارا کہ اے مہرخ میں اور کسی کو نہیں جانتی سوا اسکے کہ تو میرے سامنے اگلے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کر دوں گا تو دم نقاروں کی بلند ہوئی اور مہرخ اپنا تخت بڑھا کر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کر کے پکڑی اُس وقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے ہنسکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی گنبد میں بند کر دیا یعنی باقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُس میں مہرخ کو بند کیا یہ ماجرا دیکھ کر ملک بہار اور باغبان قدرت گلچین یہ تینوں تو اڑ کر کسی طرف کو چلے گئے اور زلزلہ جاوونے زمین میں غرق ہو کر قلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ سخت ہونے لگی زلزلہ ٹپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر گنبد میں بند کر دیا پھر ملک مشکین سو کا کل کشانے اپنی کا کل کو کھولا کہ ستارے اُس میں سے گرے یہ سن پتلی نے آف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہو گئے پھر پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر اُسی گنبد میں بند کیا پھر ہلال سحر اقلن نے طوق اپنا گلیسے پھینکا مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ وہ طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن میں پڑ گیا اُس پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر اُس گنبد میں بند کیا پھر رعد نے آگرنج ماری اور برق جادو چمک کر کڑکڑا کر اُس پر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کو چھیننے کا کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُس کو کاٹ سکی اور اُس نے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُس میں بھنسی اور رعد جادو کی گردن پکڑ کر اُس نے ان دونوں کو اسی گنبد میں بند کیا اب تو جتنے سردار نامی اور نامور تھے وہ سب اسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوئے اُس وقت بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہے اُس میں چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر لیکر پیرین لشکر نے کڑکھولی آسودہ ہوا اور یہ دونوں بارگاہ میں آکر تاج دیکھنے لگیں اور حیرت نے عرضی اس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ باقوت نے سب باغیوں کو گنبد میں بند کیا ہے یہ عرضی ایک پتلی کو دیکھ کر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہیں ملک باقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیاروں کو پکڑ لا تیلی یہاں سے روانہ ہوئی برق اور خضر خام و جانسوز یہ تینوں ایک درہ میں پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آکر ہوئی اور اُس نے کہا کہ اے عیارو چلو کہ کو بہاری ملک باقی ہیں عیاروں سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ میں حیرت کے آئے



تیلی نے ان تینوں کو بھی اسی گنبد میں بند کیا اب یاقوت پھر اس زن عمر کو حکم دیا کہ عمر کو بھی  
جا کے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہاں عمر و نے ایک درہ کوہ میں صورت اپنی لونا چھائی کی ایسی  
بنائی بال سر پر چھار چھنکار آنکھیں لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سو کی لعدو پکا تو تین  
چھڑیاں پڑیں دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوئے تھے تھمد کھاروسے  
کی باندھے چھاتیوں کے ٹکے لٹکتے تھے اینر بڑے ہوئے جیسے بگن ابلاتا ہوا ہر ایک جھولا  
سیاب ساحری کا گلے میں ڈالے یہ وہاں بیٹھا ہڈیوں کھوپریوں کے ماریا زلسن کی گٹھیاں  
گلے میں ڈالے تھا اور مہتر قرآن جوگی ٹکے یعنی ایک لنگوٹ باندھا ہاتھ میں لوبے کا کڑا ادا  
کامنین کتڈل پاؤں میں کھڑاؤں کھنچن کی جسم میں لگا کے سر پر عمر و کے رومال جھٹنے لگا  
اور چالاک بن عمر و کو عمر و کی صورت بنا کے مشکین باندھ کے اسی مقام پر ڈال دیا اس  
عرصہ میں وہ تیلی آئی اور اس نے کہا کہ لاؤ عمر و کو مجھے دو عمر و نے اُس تیلی کو اور ملکہ یاقوت دو  
کو گایان دینا شروع کیں اور کہا کہ اُس قحبہ مال زادی بیسوا چھٹال یاقوت ہو جا کر  
کہدے کہ لونا چھاری آئی میں اور تجھے بلاتی ہیں اُس تیلی نے اسکا کہنا نہ سنا اور عمر و چلے گیا عمر و  
نے منڈھی کو حضرت دینال علیہ السلام کی بحال کر استادہ کیا کہ وہ تیلی اُس منڈھی میں آکر اٹھی  
لٹک گئی جب اُس تیلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری تیلی بھی اُسے آکر جو  
دیکھا تو تیلی کو اٹھا لٹکے ہوئے پایا پس یہ بھی غصہ میں آگئی عمر و پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کو اندر ہوئی  
یہ بھی اٹھی لٹک گئی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم تیسری تیلی کو بھیجا وہ آئی  
اور اُسے ان دونوں تیلوں کو لٹکتے ہوئے دیکھا پس وہ بھی عمر و پر غصہ کر کر چلی جب اندر  
منڈھی کے آئی اٹھی لٹک گئی ابی مرتبہ چوتھی تیلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اٹھی  
منڈھی میں اٹھی آویزان ہوئی اب عمر و نے تخت زیر جہد شاہ کا نکالا اور اُس پر سوار ہوا  
قرآن کو بھی اسی طرح سے اُس پر سوار کر لیا اور چالاک جو عمر و بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا  
اور اُس منڈھی کو تخت پر قائم کرتے تخت کو اڑایا اور سامنے بارگاہ حیرت کے آیا اور نعرہ کیا  
کہ منم لونا چھاری حیرت اور یافت گبر کر رہ نکل آئیں عمر و نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیوں  
او قحبہ کہ تو نے سحر کی تیلیوں کو ہم پر بھیجا تھا اسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہے جواب پر انکو بھیجتی



عمرو نے ایسا اسکو گھر کا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اتارا اور کہا ہمارے پاس آؤ تو ہم کچھ تعلیم کریں اور عمرو کو ہم نے پکڑ لیا ہے دیکھو یہ موجود ہے یا قوت یسٹکے تسلیس کرتی ہوئی اندر منڈھی کے گئی اور اسوقت افراسیاب بھی اور یہ سب پوچھا اسکا کہ یہ ہیں اور یا قوت شاگردہ آفات چہار دست پہ چنانچہ آفات چہار دست از کتاب سامری میں اس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بلا تشبیہ مثل تلاوت قرآن اسکو ثواب سمجھ کر ہر روز پڑھتی ہی چنانچہ آج جو اسنے پڑھا تو اس حال کو دیکھا کہ عمرو لوٹا چاروی بنا ہوا حیرت کے پاس گیا ہے اور اسنے تیلیون کو یا قوت کی گرفتار کر لیا ہے پس اسنے ایک نامہ لکھا ایک شیلے کو دیا کہ وہ لیکر افراسیاب کے پاس آنا نامہ میں مضمون یہ تھا کہ افراسیاب بدان واکاہ باش کہ یہ لوٹا چاروی نہیں ہے یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے خبردار اسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ پتل جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا پس اسنے غمہ کیا کہ نیم عمرو بن امیہ ضمری یا قوت جو منڈھی میں کھڑی تھی اسنے چاہا کہ میں سحر کر کے پکڑ لوں خاصہ مٹی یہ ہے کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُس میں لٹک جاتا ہے پس جب اسنے سحر کا قصد کیا یہ بھی الٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت و سہ ماہیہ و ابرق ساحرون کو لے کر لو لادی مارے آگ برسانی بجلیان گرائیں پتھر بڑے بڑے منڈھی پر گرائے مگر کچھ اثر نہ ہوا اور منڈھی اڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہاں تک کہ درہ کوہ میں آکر عمرو نے یا قوت سے سوال اسلام کیا یعنی کہا کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو شناخت میں یہ روڈ گار عالم کی کیونکہ ایسا یہ روڈ گار وہ ہے کہ جسے صفحہ خاک کو انسانوں میں رونق دی اور ورق افلاک کو ستاروں سے زینت بخشی ابیات

جان اسنے یک کن سے پیدا کیا	مہ و خور کا جلوہ ہو ید اکیا	وہ معبود یکتا خدا ہے جہاں
کہ جس نے کیا گن میں کون و مکان	دیا عقل و ادراک اسنے ہمیں	کیا خاک سے پاک اسنے ہمیں
وہ ہی مالک ملک دنیا و دین	ہی قبضہ میں اسکے زمان از زمین	یا قوت گلال حشر نے کہا کہ

لاکھ جانیں میری نقش پاسے جمشید و سامری پر سے فدا ہیں عمرو نے یہ سنکے اسکو قح کوٹالا خدا سے گیر و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں ملکہ یا قوت گلال حشر جاوے بود مرنے سے اسکے اندمیرا ہو گیا اور وہ گنبد حسمین سب قید میں ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اسکے



قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صد ماجاد و گرون کو قتل کر کے اپنی اپنی جاگہوں  
میں آئے اور وہ لشکر جو قلعہ میں چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آئے اتر اکار سازی لشکر کی  
ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ دیا ہوا کوکب کا زبان کو نیچے رکھا لاکھ  
نیچے پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیا وہاں اس وقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا ہوا اسے کہا کہ لشکر  
امیر میں ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہیں عمرو نے کہا کہ اے جمشید تم مجھ کو بھی لشکر حمزہ میں پونچا دو  
جمشید نے نہ بدست جادو کو حکم دیا کہ انکو لیجاؤ چنانچہ بدست جادو و زر گسن جادو اور  
ہنگامہ پرداز جادو و عمرو کو لیکر روانہ ہوئے اور لالہ لشکر حمزہ صاحبقران میں چھوڑ دیا یہاں  
شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریا کے فلک میں چاب سیارگان ابھرے اور چاند زمین سیاہی شب ہوتی ہوئی

کہ ناگہ حدت خورشید روشن

جو تھی سوئے زمین افتادہ دہن

الگئی جس طرح تقدیر گندگار

بڑھی رعیت میں جسے نظر سہا

شام کو طبل جنگ لقا کے یہاں یہاں جادو نے جو ایام کارون

نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا و عاسے و ثنائے شانہ نشا ہی کو ادا کیا اشعار

مازیر آسمان ہوزمانے میں صبح شام

اپنی ہی پہنچنا اب الہی سے آرزو

روشن ہو تیرے دوست کا شریعہ پیش

بدخواہ کے نصیب نور و روشن گھو

اس وقت طبل جنگ بجای پانی خیریت ہو امیر نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی تقارے پر چوب پڑی صد اسکی تمام عالم میں

پھیلی دربار برخواست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلواریں چرخ پر چڑھائی

کنین کہ عقل پر چرخ میں آئی شجر جانستان کی چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی چار پہر زات

غلقہ اور ہنگامہ برپا ہوا اور عمرو بن امیہ ضمری خدمت والا اسے صاحبقران میں آیا امیر نے

عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ زرنگی

شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشوں میں قدم زن ہوا اشعار

جو خورشید تابان زبالا بکشت

خروش تبیرہ برآمد ز دشت

یہ شہر اندرون کوں با کرنا سے

خوشید بن رنگ و ہندی درآ

سپاہش شستند ریشہ زمین

سر پر زکین ابروان پر ز چین

بیامہ سپہ را بہ ناموں کشید

سر ابروہ و بیل بیرون کشید

سپہ اندر آمد ہمیش سیاہ

شد از گرداموں چو کوہ سیاہ

امیر جلو خانہ شاہنشاهی میں مسجد کرپا سے تشریف لائے



بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوئے ڈنگے پر چوب پٹری صدائے نظر من اشد و فتح قریب کی بلند ہوئی  
سواری بادشاہ کی لبسان بادبھاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اس طرف سے  
تقا فوج بلان ہمدہ لیے میدان کارزار میں آیا بیلہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا تقو  
نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کرکیتوں نے کرکا کا کھاجب کرکا کا کھروہ ہٹ گئے تو  
اس وقت جام جادو اپنے ارد کو اڑا کر سامنے تخت نقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان میں  
جانے کی چاہی نقا نے حکم دیا کہ جا بگو میں نے اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا پس یہ اردو اڑا کر  
میدان میں آئی اور یکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وزیرستان جب کو مرنا منظور ہو وہ آئے میرے سامنے  
یہ نعرہ سنکے شہزادہ نور الدین بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صفت لشکر سے نکالا اور سامنے  
تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کل عفریت رحمت کیا  
خلعت دیا پھر خداے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زینتک درست کر کے  
خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اڑا کر سامنے جام جادو  
کے گئے اُسے کہا کہ ای شہزادہ جس قدر تیرے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب  
جہالت و دورو اور جانب صحر جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادہ نور الدین گھوڑے سے اتر کے تمام  
اسلحہ و زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ فرامرز مغربی آئے  
انکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور مندوئل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ  
صحرا کی طرف ایک کے بعد دوسرے روانہ ہو گئے سو سردار اسطرح جنگل کو گئے قریب غلام بل  
آسایش بجوا کے ملک جام جادو پھری لشکر آسودہ ہوئے سب نے کمر کھولی عمرو بن امیہ ضمری  
نے جب وہ زمانہ آیا کہ جنگی شب نے اس عالم میں قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب  
میں جا کر آرام پذیر ہوا اشعار بہار غلام نے پیدا کیے رنگ ہوئی ظلمت لباس صامتک  
چھپی عریانی جسم پریشان صدائے لگی احسان صد احسان ایک جادوگر کی شکل اپنے  
تین بنایا اور وہاں سے ملک جام جادو کے خیمہ میں آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو  
ہر گاہ لقائیں آئی تھی پھر وہاں سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ میں آئی اور آرام پذیر ہوئی  
عمرو بن امیہ ضمری اس کے پاس آئے وہ پلنگ پریشی ہوئی تھی انکو دیکھ کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا



کہ تم لوں ہو عمر و نے کہا کہ میں طلسم ہوش ریاستے آیا ہوں اور اسباب نے بھیجا ہو تلو و عا کی ہے  
 اور یہ نام دیا ہے یہ کمر ایک خط نکال کر اسکو دیا ہے جو اسکے اتفاق کا منہ جاکر کے  
 جا کہ اس خدا کو نکالوں وہ نہ نکال اسوقت اسنے وہ دون اٹھ سینہ کے نیچے رکھا ایک جھکا  
 دیا کہ بقہ ہوشی اسین سے اڑا اور دماغ میں اسکے غبار ہوشی گیا کہ یہ جھینک مار کر ہوشی  
 اتفاق سے اسوقت اس خیمہ میں کوئی نہ تھا عمر و نے جب یہ ہوش ہوئی تو اسکا سر  
 کاٹ ڈالا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اندھیان سیاہ آئین بیرون نے غل بچا یا عمر و تو کو دیکھا نہ کر  
 بھاگ گیا اور اودھر تختیاں رک نے کہا کہ وہ مارا خداوند وہ آبی بندی گندی ٹانگ ہسار کر  
 جہنم میں پہنچی بیان ملا زمان جام جادو نے لاش اسکی اٹھائی اور پھونکنے ی وہ مرد اور جنگل  
 کو چلے گئے تھے ہوش میں آگئے اسکی اور گھر سے اسکے نوامیر نے اٹھو ایسے تھے اب  
 وہ بھی سب لشکر میں آئے اور حمام کر کے لباس زیب بدن کیا اسی ہنگامہ میں وہ رات  
 بسر ہوئی کہ شب نے نغم جا پیدا کیا اور نوحہ پر دل خلق کا شدید ہوا شمع پھٹیں کچھ کچھ کو اکب  
 کی نگاہیں بہ نظر آئے لگین آنکھوں کو راہیں صبح کو عمر و ملکہ سر و سیمین اپنی زوجہ سے  
 ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کو کب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور اسکو  
 اٹھا لیکھا اور کو کب کے پاس لایا یہ وہاں کچھ دن رہے پھر واپس کو کب نے انکو لشکر  
 مہرح میں بھجوا دیا جب یہ یہاں آکر پہنچے تو ایک روز واسطے بالادوی کے بہت دور  
 نکل گئے دیان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ صہیر درخت بہت گنجان لگے ہن اوچھاڑان  
 بیشمار ہن انھوں نے ان درختوں کو پنجہ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اس محنت کرنے  
 میں پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیان تاک کہ وہ پانی بھی  
 ہو چکا اب عمر و کا عجیب حال ہے اس فکر میں ہن کہ کہیں پانی ملے کہ سامنے سے ایک  
 چشمہ پانی کا نظر آیا اور یہ جلدی سے جا کے چشمہ پر پہنچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر چاہا کہ سین  
 اور اس پانی سے مشکیزہ بھرا کوئی دس قدم چلے ہن کہ پیچھے سے آواز آئی کہ احو عمر و کتا  
 جاتا ہے پس یہ حیران ہوئے کہ یہ آواز کہاں سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی اسے سنتا  
 نہیں اور اس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر ان درختوں پر گری اور چاٹھ



پھیل گئی ہاں درخون سے آگ نکلی اور ان سعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیریں عمرو نے گلیں اور دھلی  
اور پھر اسی چشمہ کے طرف چلا اس چشمہ پانی کو تلاطم ہو رہا تھا اب اُس میں سے ایک ساحر  
نکلا اور انکو ڈھونڈنے لگا یہ گلیں اوڑھتے تھے جب اُس نے پایا تو تاجدار ہو کر پھر اُس وقت عمرو نے  
قریب اس کے گلیں اتاری اور انہو کی باتش او کافر میں آہو بچا جب تک وہ شیشا شیشا  
انہوں نے جھک کر ایک خیمہ مارا کہ سر اس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل و تار کی ہوئی کہ مارا  
اُس شخص کو کہ نام جس کا عفریت جا دو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہو کر اڑ گیا اور نقش اس کی  
بیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طو کیا تو  
دیکھا انہوں نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہو کہ اسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہیں اپنے گلیں  
اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہیں کہ ان میں چار گلدستے رکھے ہیں اور وہ چار  
گلاس چار طرف ہیں اوج میں ایک تخت تکیہ دار جو اہر نگار بچھا ہوا اور گرد اس کے کرسیاں بھی  
ہیں اور اس تخت پر ایک مسند بھی ہے اب ان آدمیوں نے ایک منقل بھا کر سائے  
تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر اک نے دھتورے کے پھل اس تخت  
پر رکھے جب یہ سامان ہو چکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک ادچی رکھا ہوا ہے  
جلدی سے اُس ادچی کو اٹھا کر تخت کے نیچے جاسکے دو سوراخ کر کے دیکھنا شروع کیا  
اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے  
اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے  
جھول گئے ہیں سحر کا پڑا بعلون کے بال بڑے بڑے کان آگے سے شعلے آگ کے نکلتے  
ایک ہاتھ میں ترسول دو سر سے میں ترنج اس ترنج کو اچھا لتا ہوا آیا اور ان آدمیوں نے  
اُسے پوچھا کہ کوئی دشمن تو بیان نہیں آیا انہوں نے عرض کی کہ کوئی بیان نہیں آیا  
اب اُس نے سحر کیا کہ اُن گیلانوں میں سے آگ نکلتا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی  
اور رستہ اُسے روکا یہ ساحر خرس سے اتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آگے اور وہ  
اُس خیمہ میں کرسیوں پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اس پر ایک ساحر قوی بن گیا  
ہوا اتارے کہ بال اس کے اس قدر بڑے ہیں کہ جو تخت کے گرد بڑے ہیں اور بعل کے بال



بھی بہت بڑے بڑے ہیں جھولا سر کا گلے میں پڑا ہے سینہ پر تصویر سو کی بنی ہو مانتا سینہ پر  
 سے رنگا ہویہ بھی آکے یہاں بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہر یہ خراسان جاؤ وہ سبے اور جو اب آیا ہے اسکا  
 نام پیر خود پرست ہے چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن آپ کو بچا اور راہی  
 جاکر پیر خراسان جاؤ وہ نے پھر ان آدمیوں سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہیں انھوں نے عرض  
 کی کہ ہم صوفیوں سے آئے ہیں اسوقت سے تو کوئی نہیں آیا پھر خود پرست نے اپنی  
 ہانک پر انگلی رکھ کر بچا رکھا اور کہا کہ حقیقت میں حریف آیا ہے اسوقت دھیان آیا تو کو  
 اب کچھ عیاری کرنا چاہیے پس آپ اس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوئے نکلے اور الگ  
 جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق دل سودا زوہ قربان ابو لکنا  
 انارستان خال ہند و چشم جادو سید زخندان اشعار

جس میں تھے شکوں کیسو کرتیم	نظر مصروف جلاوی ہر اک دم	غضب ابرو کی چتون کا شمار
بلا لائے ہوئے جس کے نظارے	اداسین دلربائی مثل انداز	نگاہیں تو ظاہر گھات میں ناز
لب گل رنگ خون خاطر چند	نہ چاکل کو کرنے دین جو پیوند	مڑھ کی بر چھیاں نکلتی تھیں دلو
نگاہ مست کے ایما تھے سنبھلے	لیکتی تھی دمکٹ غرض کی ہر سو	نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اس صورت پر تیار ہو کر کے زور زور سے آراستہ ہوئے اور معجزہ سے اونچے ہوئے اور حق  
 آتشیں واسطے کہ آسمین سے آواز تراق تراق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے پس  
 آپ نیچے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جا کے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہے خداوند  
 قہار نے یہ کہ ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے پیر خود پرست  
 نے جو اس کاغذ کو پڑھا تو آسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اس صحرائیں آیا  
 ہے اس کے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھ کے پیر خود پرست اٹھا اور صحرا کی طرف چلا وہ سار  
 جہاں اس کے ساتھ چلے اور یہاں عمر و نے پہلے سے جا کر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اس کے  
 قریب ایک تعریاتی کا تھا وہاں اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھیں چار ہاتھ  
 درست کیے کاسے کوڑیا سے دھامن تاکن مہانب موم کے گلے میں بیٹھے آنکھیں طاس  
 خون کی طرح سرخ تھیں اور نہایت ہیبت زدہ صورت بنا کر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھا



اودھر سے پرخو و پرست جو چلا تو اُس نے اُن ساحروں کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ میں پہلے  
 دیکھ آؤں کہ نائب خداوند کہاں ہیں وہ سب ٹھہر گئے اور یہ چلا اور تھوڑی دور جا کے پکارا  
 کہ اے نائب خداوند آپ کہاں ہیں کیا میں اب جہان میں نہ رہوں مجھے آپ کے بندے سے حق  
 کرتے ہیں اُس وقت عمرو نے پکار کے کہا کہ اودھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اتار کر اسکو دی  
 کہ اس میں جو لکھا ہوا ہے عمل کرنا وہ تختی اسے لیکر آنکھوں سے لگائی اُس تختی میں روغن ہوشی  
 ملا ہوا تھا جب اُس نے آنکھوں سے لگایا تو بواُس کے دماغ میں گئی عمرو تو کلیم اور میکے غائب ہو گیا تھا  
 پرخو و پرست اُسکی بو کے جانے سے بے ہوش ہوا پس اپنے اُسکو اٹھا کے زمیل میں لایا  
 اور اسی کی ایسی صورت بنکر کچھ دور چلے اور ساحروں کو پکارا کہ آؤ وہ چار سو ساحر اُنکے پاس آ کر  
 حاضر ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ تیرے ملاقات ہونی نائب قابیل سے عمرو نے کہا اُن اور  
 یہ تختی مجھے دی ہے اور فرمایا ہو کہ اس تختی کو دھوکے پی لو چنانچہ اس تختی کو دھو کر سب ساحروں کو  
 پانی اسکا پلا دیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہوگی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہوگا یہ سب  
 خوش ہوئے اور اُس پانی کو پیاتے ہی بے ہوش ہو گئے آپ نے خیمے سے سب کے رکات  
 ڈائے اور پرخو و پرست کو زمیل سے نکال کے خیمہ مارا اچٹ گیا آپ نے تھوڑا  
 حضرت داؤد علیہ السلام کا نکال کر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے پس آپ نے جلدی  
 سے کلیم اور علی اور اُن نعشوں میں ایک جگہ ٹھہرے لیکن خراسان جادو جو خیمہ میں بیٹھا ہوا  
 تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہاں سے چلا تو آ کے دیکھا کہ مع پرخو و پرست چار سو ساحر مراڑا ہوا  
 دیکھ کر اُس نے ایک پیچ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب  
 ہو گیا اور ایک برق اُسکے سر سے چمک چمک کر اُن نعشوں پر گرتی تھی اور غائب ہو جاتی  
 تھی کچھ دیر میں وہ برق غائب ہو گئی اور آپ کو بچپن میں چھپر رکھ کر ظاہر ہوئے اور پکارے کہ  
 اوکاؤرے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو بلالوں اُنھوں نے وہ چھپر جو چرخ دیکر مارا تو اسکا  
 سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوئے آگ جو چار طرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ کچھ گئی اپنے کلیم اور علی  
 کی اور دل سے کہتے ہیں کہ دیکھئے گنبد نویر کیو نکر جانا ہوتا ہو کہ اسکو چھوڑا میں کیونکہ وہ افسوس  
 ہو یہ اس فکوتین تھے کہ گنبد نویر کی طرف سے ایک قاز اور اسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت سے







از زمین تا چرخ برین بلند اور پختی اور اس دیوار کے اس طرف پشتہ نور اور کند نور اور شہر ناپرساں  
 دیگر بین قاز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو و مالک گنبد نور اور تین چار لاکھ ساحر اسکے  
 میطیع فرمان ہیں اور حرسان جادو و جادو گیا گونوال تھا گنبد نور کا اور اسکی عزیز تھی قاز جادو  
 غرض اسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اسکے پس پشت بہت سے ساحر اسلئے آئے  
 کہ دیکھیں یہ کیا ہوا اور عمر وقت خدا سے ان ساحر دن کو قتل کر کے چلا اور نور جادو کے  
 ساتھ کے ساحر بیان آئے جب قریب پہونچے تب بان کوئی چیز سفید مثل کہر با کے تھی اور  
 نور جادو اور ان ساحر دن نے قاز جادو کی نعش کو اٹھایا اور عمر و جو چلے تو معجزہ ہوا ایک  
 مقام پر ہوا اونچے ہوئے تو دیکھا انھوں نے کہ ایک سفید ہار ہی مثل موتی گوا سیر ایک دیر نور کا  
 بنا ہوا اور ایک بت ہی فولادی وہ اسکے اندر تخت پر بیٹھا ہے اور ایک ساحر ہے کہ اسکا نام تنزیل  
 جادو ہے اور یہ تنزیل جادو صندل جادو کے ساتھ کامی ایک کرتہ چرمی پہنے اور اسکی سامنے  
 بت اونہ سے پڑے درہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوند اسطہ پونے دو سو خدا کا میری  
 فریاد کو پہونچے اور عمر و نے آکھو اس دیر میں پہونچا یا اور پانی شہر ہمسیدی کا کلمہ اتار کے اسپر  
 چھڑک دیا کہ وہ بہوش ہوئے آسنے اپنے نذر تنزیل کیا اور آپ اسکی صورت بنے اور چھین بارہ  
 لکے پھر وہاں سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اسکی دیوار کے ہر خندہ انھوں نے چاہا کہ میں اس طرف  
 جادو ان مگر ممکن نہونا چار ہو کر یہ وہاں سے چلے اور بہت زمانہ میں لشکر عہد میں آکر پہونچے  
 اب کچھ دیر بیان بٹھ کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہاں  
 دیکھا کہ سامنے سے ایک ابرو دھوان دھارا ایسا تار یک ہے کہ جبکا بیان نہیں اور اس میں برقیں ہزاروں  
 چمکتی ہوئی اسطرف کو آتا ہے جب وہ قریب آیا تو اس میں سے سواری بران شمشیر زن کی نمود  
 ہوئی مرزان وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک  
 یہ مردہ پڑی رہی ہے اسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہے غرض بران کو دیکھ کر عمر و اسکے پاس گیا اسے  
 ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آکا اچھا ہے عمر و نے کہا کہ دعا کرتا ہوں بران ڈکھا  
 خواجہ اس افراسیاب کو جی میں آتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے اور ہرگز پرزور اڑاؤن عمر و نے کہا  
 کہ ای ملک میں تنزیل جادو کو تنزیل میں ڈال لیا ہے تو اسکو نکال کر قتل کرنا چاہیے یہ کہ عمر و نے



تسزیل کو زبیل سے نکالا تو اسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی ذمیرہ شایکو کھینچا اور انھوں نے پٹھر پھیر کے  
دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک کتہہ ہر بالشت بھر کا اور اسمین ایک تیلی ہر طلائی نہایت خوبصورت اور  
تمام جواہر میں غرق ہو وہ کہتی ہے کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں آنو مارا ہی پیر خود پرست اور  
خرسان جادو کو اب تو عمر و گبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤں اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت  
غوردار ہوا کہ اسپر کو کب بیٹھا تھا اور کو کب نے آکر کہا کہ امیر خواجہ عمر و سلام علیک بخون نے  
کہا و علیک السلام یہ کہا اور کلیم کو اوڑھ لیا کو کب نے پکارا کہ خواجہ کہاں جاتے ہو جب بخون نے  
جواب نہ دیا کو کب نے ایک سحر کیا کہ وہ تیلی اور اٹنہ سب دھوان ہو کر جاتا رہا یہ کو کب  
ویران و مرزان افراسیاب و ابرلق و ستر یہ میں در دہان حیرت جادو سوار ہو کر شہر  
ناپرساں کو چلی جب بازار میں پہنچی تو صرصر عیارنی نے عرض کی کہ مصویر جادو و صورت نگار  
جادو نے آپ کو چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہے اور اب وہ کبتہ نور کو پاس جو بلع ہر دہان میں  
اور آپ کو بلاتے ہیں حیرت جادو یہ سنکے اس بلع میں آئی مگر حال سننے کہ برق فرنگی جو کیا تھا  
واسطے دریافت کرنے کے حال لشکر کفار کے اور سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ اسکے پاس ایک چادر ہے  
حمیدی اسکو اوڑھے ہے اور چونکہ دریائے فون روان خشک ہو گیا ہے تو شہر ناپرساں کو دروازہ  
سے داخل ہوا اور بازار میں جب پہنچی تو دیکھا آسنے کہ ایک چوہدار ہوڑا آتا ہے اور ایک مکان میں  
ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہے برق بھی اس چوہدار کو پاس یا اس چوہدار نے اس عورت سے  
کہا کہ چاہو ملک و صورت نگار نے یاد کیا ہے بس اس عورت نے آسنے سامنے رکھ کر سنگار کرنا شروع  
کیا اور کشتی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اسوقت  
برق نے اوڑھ کے چادر ظلمی صورت اپنی ایک جشی کی ایسی بنائی آنکھیں لال لال بال سر کے پچھار  
مڑے ہوئے رنگ سیاہ کر کے یہ تو چلے اور وہ چوہدار اس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اسوقت  
یہ آکر پہنچے اور اس عورت کو سلام کیا اور پاس آسنے بیٹھے اور اپنی مکر سی کچھ سیوہ نکال کر کھانے لگے  
پھر اس مازین سے کہہ کہ تو تم بھی کھاؤ آسنے پہلے تو انکار کیا پھر اسنے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک  
سبب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی برق نے پٹی دارو سے بیہوشی اسکے دماغ پر چڑھا کے  
کپڑے اتار لیے اور اسی چادر میں لپیٹ کر کنوین میں ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بننے میں



اٹنا برہمن ایک چوہدار اور آیا کہا چلو تمہیں بلایا ہر تہنے دیر کی اُس نے کہا میں اپنی سازندہ کو تو اپنے  
 ساتھ لے لوں یہ لگا کر اور دوسرے مکان میں سازندے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور اُس  
 چوہدار کے ساتھ آکر باغ میں پہنچی صورت نگار اور حیرت و ہزیمہ کو سلام کیا صورت نگار  
 نے کہا کہ ای یا سمن تمہنے تو بہت دیر لگائی اُس نے عرض کی کہ کہیں نہاتی تھی اس وجہ سے  
 یہ شاگرد در شیدہ ہر خواجہ عمر و کا اسنے گانا اور ناچنا سنا۔ دروغ کیا اُس وقت آمد ہوئی  
 افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اسین سے بارش مردارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل میں پہنچا  
 مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کر کے تحت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے نشہ تھنے ہی  
 یا سمن کی طرف دیکھا اور نگاہ اول پہچاناکہ یہ عیار ہی بس اسنے ایک سحر جو کیا تو ایک چوکی  
 نور کی ستکے تیار ہوئی اُس وقت اُس نے کہا کہ ای یا سمن تم اس چوکی پر بیٹھ کر گاؤ برق نے  
 جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہے اور کھڑا طلائی لگا ہے اور گہیا محفل کا شانی کا بہت بر قدم بچا ہے  
 یا سمن ناچار ہو کر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی ادبھی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہو گئی اُس وقت  
 افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمہنے پہچانا برق عیار اور وہ چوکی کبھی ہزار کو سس  
 اصر جاتی ہے کبھی ہزار کو س اصر جاتی ہے اور یہ برق اُس پر ناچار بیٹھا ہے بیٹھے بیٹھے افراسیاب  
 ایک سحر جو کیا تو ایک ساحر سیاہ فام آکے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی کہ  
 تمہنے کیا حکم ہے افراسیاب نے فرمایا کہ اے بوزنہ تیرہ روز نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا میں  
 کہا افراسیاب نے کہ تمہنے حکم دیا تمہیں کہ تم جا کر لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کر لاؤ جو کچھ  
 اور طور ہو تو سر حاضر کرو اس وقت بوزنہ تیرہ روز نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا میں  
 آکے پہنچی وہاں پر آکے سحر کیا کہ بند بہت بڑا مثل لشکر کے تھلہ آکر موجود ہوا پھر اُس نے سحر کر  
 دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوک آکر موجود ہوا بوزنہ تیرہ روز نے وہ مٹھائی  
 اور موہن بھوک اس بند کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ سچا س ٹوکری مٹھائی کی اسنے اسکو کھلائیں  
 وہ بند بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہے اُس نے کہا کہ ای بند رخو شی ہر شہنشاہ طلسم کی کہ  
 کچھ نکاح امون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ اُنکو جا کر قتل کرو مجھے وہاں جلد پہنچاؤ  
 بس یہ بند رشتہ کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہنچا اور بوزنہ تیرہ روز کو اپنی پشت پر سوار



کر کے اڑا اور بات کہتے میں لشکر مہرخ کے کنارے پر اتار دیا بوز نہ نے کہا کہ ایسا ملک  
وہ جو آپ کے پاس سینہ درہی طلسمی اسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دیتے مجھے کیسی ہی تکلیف  
آپ کو کیوں نہ ہو کھرا بخائے گامین کام تمام کرتا ہوں اور وہاں افراسیاب کا جب  
بوز نہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اس کے پونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر کے  
موجود ہوا اس سے کہا کہ ای زفران زرد آواز میں نے بھیجا ہی بوز نہ تیرہ رو کو گھر بھی  
جاؤ اگر اس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعدیگر ہو تو تم اسکی مدد کرنا یہ سن کر زفران  
بھی آداب بجالا کر حلال حال اسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سینے کہ جب اس بند نے  
ٹیکا دینے کو کہا تو بوز نہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سینہ درہی نکالی اور ٹیکا  
سینہ درہی کے ماتھے پر دیا اور یہ بند چلا بیان بارگاہ مہرخ میں بہار تخت شاہی پر بھی  
اور سب سردار یعنی نافرمان مشکین مومے کا کل کشا شکیل جادو و رعد جادو و  
برق جادو و طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت کا چیس جادو و غیرہ سب نیٹھے  
ہیں کہ بس اس بند نے چاہا کہ بہار کو آٹھا کر لے چلین تخت بہار کے سامنے  
پہنچے رکھا تھا اسے اٹھا کر مانا کہ بند کے سر پر بڑا کرتا دو ابرو اتر آسکے سر سے دھواں  
پیدا ہوا کہ وہ دھواں جسکی آنکھ میں لگا اندھا ہو گیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر  
میں بڑ گیا اور یہ بند چار طرف لشکر کے دوڑ رہا ہی اور دھواں بھوت بھوت نکل رہا ہی اور  
خلقت اندھی ہوتی جاتی یہ بیان مہرخ معابد ہمیشہ ی میں چلا کھینچنے لگی تھی چنانچہ اس  
معابد میں پہونکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ بیر بنکے مج کو خیر دین  
لشکر اسلام کا جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اچھل کر  
سلے آیا اور پھٹا اسمین سے آواز آئی کہ ای ملک مہرخ صاحب آپ تو بیان بھیجی ہیں اور  
سحر کر رہی ہیں اور وہاں بوز نہ سب کا ہاتھ کر چکا بوز نہ تیرہ رو بھیجا ہوا افراسیاب کا  
بس نے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر بڑھنے لگی اسوقت دوسرا دانہ اڑ کر سلے سے آیا اور شعلہ بنکے  
آواز دی کہ جلد چلیے نہیں ایک کو بھی زندہ نہ پائے گا جب لوگھر اکہ اس معابد سے باہر آئی  
اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال کے موجود ہوا زمین پر زرا سپر کھنچا تھا یہ اسپر سوار ہوتی



اونا اپنے لشکر کی طرف چلی پہر بھر میں آکر سوچی پوز نہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بند راند رستم  
 کر رہا تھا اور اس بند رہنے اور اس پوز نہ تیرہ رو نے ایک لہند بھی دھوین کا بنایا تھا کہ دھول  
 تولاد کھانہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر بس مہر خ قریب آکر سوچی اور اس بند رہنے اس گنبد سے  
 سر نکال چھڑاتھ پانوں سب باہر کیے اور پوز نہ تیرہ رو سے کہا کہ اے ملک میں اگر سب کو قید کر لیا ہو  
 اور سب اندھ میں اب میں سو اسٹے آیا ہوں کہ اگر مجھے حکم کیجئے تو میں خالی سب کے سر  
 آپ کی خدمت میں لا کر حاضر کروں یہ وہ کہی رہا تھا کہ مہر خ جو قریب آکر سوچی پختی ار سے کہا  
 کہ باش او کا قریبان جا ہا میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ آسکتا ہوں سے سر پر کھنڈ سے  
 بس وہ پھر اور اسنے کہا کہ اے مہر خ تیری کیا حقیقت ہے جو تو ہر سے مقابلہ کرے یہ کہہ کر جا ہا  
 کہ ملک باریون خاک سیاہ کر دوں مہر خ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی میں بنائے ہیں ان دالوں کو جوئی  
 سے نکال کے اس بند پر مارے کہ اس میں سے شعلہ آگ کا نکلا وہ پندر کے سر پر آگے پڑا اور آگے  
 سر سے شعلہ آگ کا نکلا کہ وہ پوز نہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونوں جلا کر خاک ہو گئے بس مہر خ چاہتی تھی  
 کہ اندر جاسے کہ نعرہ ہوا کہ او مہر خ غضب کیا تو نے کہ مارا ان شخصوں کو جو اپنا ثانی نہ رکھتے تھے  
 اور کمان جاتی میرے ہاتھ سے بس مہر خ چلی کہ میں اسے بھی مار دوں اسنے جو نعرہ کیا  
 یہ بیہوش ہو کر گری اسنے جلد اسے لیکر زبان میں اسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اسے مار کر نشانہ  
 کے پاس سر لیکر چلین چنانچہ یہ جا کر ایک پہاڑی پر اترا اور چاہا کہ دم لیلون تو مار دوں یہاں جو  
 دیکھا تو ایک چوکی پر اسیر ایک نازنین عورت سوار ہوئی پس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سو  
 عاشق ہوا اور اسنے سو کیا کچھ سنا کیونکہ یہ سحر ہر افراسیاب کا اور یہ وہی جوکی ہر کہ جبرق  
 بیٹھا ہوا ہے اور وہ چوکی ہزار کوں ادھر اور ہزار کوں ادھر جاتی ہے اب اسنے جھنجھلا کر بال اپنے  
 سر کے نوپے اور اپنی انگلی کاٹ کے خون نکالا اور ان بالوں پر ڈال کے بالوں کو چوکی پر  
 پڑھنکا کہ وہ جال بن کر چوکی کو سلسلے لے آئے اسنے کہا کہ اے نازنین تو کون ہو برق نے کہا  
 کہ میان میں ایک طوائف ہوں مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اسکی زوجہ مصور کا  
 نے پھر صورت نگار بنے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہو اور مصور سے کہا کہ کیوں جی تم  
 تمہاری آشتا ہو مصور نے قسین کھائیں مگر اسنے نہ بلانا اب کل کا ذکر ہو کہ میں کمرہ پر بیٹھی تھی



سواری صورت نگار کی ادھر سے نکلی مجھ پر نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میری اور پر سحر کیا کہ میں اس چوکی پر پہنچی ہوں اور یہ مجھے لیے پھرتی ہے صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو بغیر دانہ پانی اس چوکی پر مہربانی پس حقیقت میں کل سے اس وقت تک میرے منہ میں کچھ نہ تھا کہ میں نے کئی زفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نہ کرو میں تمہیں لیو چلتا ہوں شہنشاہ کسانے اسے کہو نگاہ اس طرح صورت نگار تمہاری رعایا کو دق کرتی ہے اور جان مارتی ہے اس نازنین کو کہا کہ میرے صاحب مذاوند سامری تمہارا بھلا کر سے تمہیں مجھے عمر دوبارہ بخشی زفران نے کہا اس نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہے کہ اس میں شراب ناقص ہے اس نازنین نے کہا اویسیان گندم اگر ہم نرسہ جس غنیمت سے اس نے اس بوتل کو اس کے گھنے سے نکالا اس نازنین نے اس بوتل کو لیکر سونکا کھا پھر اسکی آنکھ بچا کر مہوشی ملائی اور کہا میرے پاس ایک قلم شراب کی ہے کہ وہ میں نے تلے وقت لیلی تھی اگر تم کھو تو وہ بھی میں اس میں ملاؤں اس نے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل میں ملا دی اور جام شراب سے بھر کر اسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہے اسکو نوش لیجئے زفران نے بیک جرعہ در کشید کیا کوئی تین جاموں کی نوبت پہنچی ہوگی کہ زفران نے کہا اوی نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہے برق نے کہا اچھے ٹیلے بس یہ اٹھ کر بھلنے لگا کہ مارا طمانچہ مہوشی نے کہ سر تھے ٹانگیں د پر دھم گرا برق نے جگر سے سرکاٹ ڈالا غل و شور کیا رگی ہوا آواز ہوئی کہ ملا اس شخص کو کہ جبکہ تم تھا زفران رعد آواز غل و شور کی برائے تھا کے یعنی بونڈا پکڑ دیتے ہو کجانب فراسیاب روانہ ہوئی یہاں جو بارگاہ مہر خ میں دھو میں سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھوں کو رد کرتے اور سمیع و بصر کو مابود کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو بڑا ہوا اور سب کی آنکھیں اچھی ہوئیں اور برق مہر خ کو لیکر بارگاہ میں آیا یہاں خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی تاج ہونے لگا اور غل و شور زفران رعد آواز بوز نہ تیرہ رو کی شہزادہ سان میں افراسیاب کے پاس آکر پہنچی اور بیرون آواز دی کہ بوز نہ تیرہ رو کو مارا نہی مہر خ فر اور زفران رعد آواز نے مہر خ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اسنے مارا زفران رعد آواز کو یہ حال سننے افراسیاب کو نہایت رنج ہوا ان دونوں کی نشون کو پھکوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کروں مگر



اور کیفیت یہ کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہے کہ اسکا نام ہے موانج جادو واد یہ امون خوب صورت  
 کا پورا جسم خوب صورت قید ہوئی تو اسنے چاہا کہ میں کوئی صورت نکال کے اسکو چھڑاؤں  
 مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اس مقدمہ میں دخل نہ دو سنشاد کو اختیاریہ کہ کیا اسنے  
 جگر کا وہ ٹکڑا نہیں ہے جو کج نے کیا مجھے دیکھا نہیں جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہو لگا حیرت جادو  
 نے اور اسیا سب سے کہہ کر کوہ نار یک کے ملک کی جگہ اسکو دلوائی ہے یہ وہیں رہتا ہے اور بہت سی  
 ساحر اسکی تابعداری میں حاضر رہتے ہیں وریہ کوہ نار یک میں سنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد غبارشکر  
 امیر سے آئی ہیں دریاں طاسم میں بھی ملازمان سنشاد کے حکامی پر کمر باندھ بھی ہو عجب طرح کا  
 مقدمہ درپیش ہے کہ جو سردار جانا ہے وہ مارا جاتا ہے اسنے ارادہ نہیں کیا اسلیے کہ سنشاد مجھے خود  
 بلائینگے جب اسنے دیکھا کہ سنشاد نے نہیں بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو سا حزر ہر دست اسکی ساتھ  
 اور عملہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہے اس ترک سے یہ چلا ہے اور اسکے خیال میں ہے کہ جل کے  
 اس فساد کو دفع کر دے اور ہر طرح جو سالار فوج ہے اسکے باعث سے اس فساد کو ترقی ہوتی  
 جاتی ہے اگر تشکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہو جائے تو یہ فساد جاتا ہے اسکو یہ نہیں  
 معلوم ہے کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لاتی ہے اور دریا سے خون روان بھی  
 خشک ہے اور پل پر یزادان ٹوٹ گیا ہے القصہ جب یہ کبند نور کے قریب پہنچا تو اسکو  
 دیکھا کہ یا کہ تو میں خیمہ کر پس گبند نور سے چار کوس بہت کرا اسنے خیمہ تادہ کرایا اور منتظر اس حال  
 کہ کوئی استقبال کو آئی تو میں چلون چاہیے اسنے جہان خیمہ کیا ہے وہ مقام کوہ ارم ہے کہ جہان  
 بلکہ بہار جادو حاکم ہے لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل پر یزادان کے اور دریا سے خون روان کے  
 خشک ہو جانے سے راستہ کھل گیا ہے یہ مقام نزدیک ہو گیا ہے ورنہ بہت دور تھا اور اب  
 بہان کا سرحد دار تیر جادو ہے پس یہ موانج تو اس فکر میں ہے کہ کوئی استقبال کو آئی خیمہ میں  
 بیٹھا اور اسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی چھوٹی سی ہے کہ طول میں دس کوس در عرض میں پانچ  
 کوس در اسپر ایک بارہ دری بنی ہے کہ جسمیں کوئی دو سو دروازے ہیں ورسب کمرے جدا جدا ہیں  
 اور شبہ آلات بزرگ سی دنگل کوچ وغیرہ سے آراستہ ہے موانج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ میں  
 جادو جو بہان کا حاکم ہے وہ آیا اور آداب بجالایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اس



بارہ دری میں جل کے بیٹھے مولج سفید پوش اٹھا اسکے ساتھ اس بارہ دری میں آیا اور وہ  
 جرج کا درہر اس کے آگے ایک نگہ زرتار کچا ہو یہ اس درمیں بیٹھا اور سب مکر دن میں اور سب  
 سردار بیٹھے مولج نے کہا اوی بھائی منیر تمہیں قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہے  
 یا نہیں غرض بیان نہج ہونے لگا بڑی عیش و عشرت میں یہ اس تمام پر بیٹھا ہو لیکن اب  
 حال بیان کیا جاتا ہے کہ خضر غام شیر دل جو عیار ہر شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت  
 سانب آسنے موسوم سے بنا کر کالے ناگن اور دھامن سرو گلے میں لپٹے اور آپ اکتاہ  
 بچاتے بھجن گاتے چلے رستہ میں برق ملا اس سو انھوں نے سارا حال مولج سفید پوش  
 کے آنے اور کوہ ارم میں اتارنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ جلا مار گا وہ کسی طرف  
 اور بہار سے آکر چکے سے کما غرض کہلے یہ تو چلا گیا اور بہار سے نافرمان سے کہا کہ میر  
 سر میں در در میں جاتی ہوں اپنے خیمہ میں اور یہ آتی کینزدون سے کہا کہ خبردار کوئی آؤ پناؤ  
 اور آپ آکر پلنگ پر لٹی دو بھول گجرے کے توڑ کر خیمہ کی چھت کی طرف مار دو چھت نہ سگافت  
 ہوئی اور یہ مثل برق کے نکل کے چلی وہاں برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا آسنے کہا کہ یہ  
 ملک بہار آب تو بنے ملک ریاقوت کی صورت اور میں صرصر کی صورت بنتا ہوں آپ مجھ کو دہا  
 چھوڑ کر چلی آئیے گا اسوقت بہار سے کچھ بھول گجرے کے توڑ کر آسمان کی طرف مار دو کہ ایک  
 ابر صرخرنگ آکر موجود ہوا اور اس ابر سے تین سو اسیسین جلیسین اور چار ہزار غلے کے لوگ یعنی  
 خادم خدنگار چوبدار وغیرہ موجود ہوئے اسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور  
 بہار جادو بزد سحر یاقوت کی صورت بنی اور اگر سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی  
 اور جب قریب پہنچی تو مولج سے لوگوں نے خبر کی کہ ملک یاقوت وزیر زادی حیرت کی  
 آتی ہے مولج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہنچیں اور  
 بہت جھگڑا کر آداب بجالائیں کیونکہ یہ فرزند ہی ملک حیرت کا مولج نے بہار کا سر چھپاتی سے  
 لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملک حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا  
 ہے کہ میں نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اس صرصر کو اپنے پاس اپنے دیکھئے کیونکہ  
 لشکر اسلام کے عیار بہت بہین صرصر آپ کی نگہبانی کرے گی یہ کہلے کچھ دیر بیٹھی شربت لباب کی



صحبت رہی پھر وہاں سے یہ تو چلی اور صرصرہ گئی مواج بہت خوش ہو اور کہتا ہوں ہر بار  
مینہ جادو سے کہا کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی و سیاہی  
شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشوا زستار دن کی زیب جسم کی اشعار  
لگا ہونے لگا آنکھ میں آرم : چلے سمت مشتاقان خود کام : سیاہی بڑھتے بڑھتے ہو گئی شام  
کہ جیسے مشک گیسوے دل آرم : جب رات ہوئی تو مواج نے کہا کہ بی صرصرہ تھیں کوئی کہانی  
بھی آتی ہو صرصرہ نے کہا کہ سردار صاحب ہاں کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہ لیتی ہوں مگر مجھے ساقی گری  
خوب آتی ہو اسنے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے کچھ قرابے اور شیشے منگا کر اسکے حوالہ کی اسنے ان تیرا ہون  
میں کچھ آٹ پھیر کر کے بیہوشی ملا دی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دنیا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا  
اڑا کر کاک بوتل کا مٹی کا گلوں نکلتی ہے + بشرانی جمع میں ہوتا ہے میں تو اُن پھلتی ہے + اور کبھی شاعر  
ساقیا بر خیز در وہ جام را + خاک بر سر کن عسسم ایام را + کبھی کہتا تھا شاعر ہر بلا ساقی  
شراب ارغوانی + غنیمت ہے بہار زندگانی + اسی طرح سے سب علم کو اور جتنے سردار  
تھے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت زندان ہے اور جہان ہے ہر سستان ہے اس میں  
امیر و غریب کسی کا لحاظ نہیں مواج تو نشہ میں خود ہو رہا تھا اسنے بھی کچھ نہ کہا اور اسے ایسا  
نشہ ہوا کہ جھوٹے لگا اور کہا کہ اے صرصرہ تھیں دیکھا کہ شہنشاہ خود میری طاقت کے لیے  
آئے ہیں اسنے کہا کہ تعظیم کو آجیے یہ گھر اگر اٹھا طمانچہ : را بہوشی اسنے سر سے ہٹا لیا اور  
اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اسنے وہ بھی چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے غرض کل اہل علم  
اور سردار اور مواج سب بیہوش ہوئے ہر طرف مواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا  
اور وہاں سے چلا اب کچھ دیر میں وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات کو وہاں چاہیٹا شفا  
گھر بنیم کی پھوٹوں کو لٹائے : زمین کو موتیوں کو ڈھیر اسنے : جدا پر دانوں سے ہونے لگی شمع  
کم زخمت جو تھا خاموش تھی شمع : افراسیاب نے دیوان کتاب سامری میں دیکھا تو یہ دیکھا  
کہ مواج سفید پوش آکر کوہ ارم میں اتر آئی پس اسنے کہا کہ اے ملکہ حیرت جادو تھا رابٹ  
آیا ہے لور کوہ ارم میں اتر آئی یہ کہہ کر یہ تو چلا گیا قلعہ طلسمی میں اور بیان ملکہ حیرت نے رات کو  
کیاب سامری میں جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہے کہ برق صورت صرصرہ کی بنا ہوا جھری ہوئے



اسکا سر کا پھانسی پس آسنے دونوں ہاتھوں سے سر نپا پیا کہ تلج سر سے گرا مل گیا قوت نے  
 اسکو اٹھا کے سر پر رکھا اور کہا ملکہ حیرت تو ہی آپ تو اس طرح بہ حواس ہو جاتی ہیں کہ یہ تلج سر سے  
 گر پڑا حیرت نے کہا کہ اسے کوئی چاہے اور بجائے میرے بیٹے کو برق کو نام سے غولت ہی  
 ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کینز ہی حیرت کی کہ اسنے حیرت کو پالا ہی اور موج کو بھی دیکھا  
 ایک ہی آسنے کہا کہ میں جاتی ہوں یہ لکڑی وہ چلی اور بیان آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور چون چون سے  
 کالے جاتے میں آدازین مہیب آتی ہیں اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو سا حردن کے  
 سر برق کاٹ چکا اور صبح ہو گئی روشنی ہوئی تو اسوقت ضرغام جو اکتا رہا تھا ہوا جدا تھا بھی  
 آکر وہ تھا اور اس کینز نے لہو کیا کہ لوموے نا عیار تو نے مارا اس شاہزادی کو کہ اپنا ثانی نہ رکھتا تھا  
 یہ لکڑی سو گیا کہ برق کے بانوں زمین کی پکڑ لیے اور اسنے چاہا کہ میں برق کو قتل کروں جسٹین  
 اسکا برق کی طرف تھا مجھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو گیا لہو لکڑی  
 چلے سامنے حیرت کے لاتے اسنے اپنا عجب حال بتا دیا کہ قتل سے سب کچھ گئے تھے وہ بھی آکر  
 ہو چکے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار لیا اسنے لہو اسکی بڑے دھوم سے اٹھوائی اور ان  
 لوگوں سے کہا کہ تم جاؤ بلغ میں یہ کہنے ایک بلغ میں بھجوا دیا اور آپ طلسمی میں آئی  
 وہاں افراسیاب بیٹھا تھا اور ابرلق و سرمایہ و مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھے قوت  
 حیرت نے اپنا گریبان تابہ امن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے بیٹھے لگی اور کہا میری  
 بیٹھ کو اس مو سے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ کوئی ایسا جو جا کر پکڑ لایا برق  
 کو یہ حکم سکر ابرلق کو وہ شگاف دیر اسکا اپنی جگہ پر سے اٹھا اور عرض کی کہ میں جا کر لاتا ہوں  
 افراسیاب نے کہا کہ چھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اڑھ کو کوہ ارم  
 اپنے لشکر کو چلے میں راستہ میں برق نے دیکھا کہ بیان کوئی نہیں ہو پس اسنے چادر طلسمی کو اتار ڈالا  
 اور ابرلق جو چلا تو اسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف عیار جاتی ہیں پس یہ بھی سحر  
 چلا اور جا کے جب قریب برق پہنچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابرلق نہ کہند سحر کی برق پر ماری  
 کہ گے میں جانتا اسکے ہی ہوئے برق اسنے جلدی سے چادر کو لیکر کوسٹ میں رکھا اسوقت ابرلق  
 نے اسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہو گیا یہ گھبرا کر چلا تو راستہ میں قرآن



ملا اس سے ضرغام نے کہا کہ اے خلیفہ بھیا ان لشکر اسلام برق اس طرح قید ہو گیا قرآن نے  
 کہا کہ اچھا تم جاؤ میں سمجھ لوں گا پس یہ گھنٹی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا  
 یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اسے اسی ٹہنی کو تراش کر ایک طاق اس تخت  
 میں بنایا اور ایک چوڑا اس درخت کو تنچے پتھر کا بنا کے ایک لوح کہ اس لوح میں یہ لکھا کہ یہاں  
 اگر سامری و حبشیہ بیٹھے ہیں یہ بڑا معاہدہ ہے اور اس لوح میں غطر بیوشی کا لگایا اور آب علیہ ایک  
 طرف کوٹھے مگر اسے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور ٹہنے دیکر بہت  
 بڑے بڑے دانت بندھے آنکھیں لال لال خون کی طرح سرخ اور شل مشعل کی روشن  
 سر پر بالوں کی جھانپیں ٹھکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابرلق کو وہ شگاف جو برق فرنگی کو لے  
 ہوئے آتا تھا اس مقام پر آکر پہنچا تو دیکھا اسے کہ ایک درخت بنا ہے اور ایسی بوی خوش آتی ہے کہ  
 دماغ جان معطر و منہر ہو جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہے اگر بڑھ کر قریب اس درخت  
 کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا ہے پس اس تختی کو آنکھوں سے  
 لگایا بوسے دیے بیوشی جو دماغ میں گئی بیوشی ہوئے قرآن نے آکر مشکیں برق کی کا  
 دین در ابرلق کی زبان میں سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اس سے کہا کہ مجھے کیا دخل ہے ہمارے  
 کارخانہ میں ہمنے اپنا فرمازل لیا ہے تمام طلمس ہوش رہا پر یہ کہہ جاتا تھا کہ اسکو قتل کرے  
 اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابرلق کو وہ شگاف کو قرآن  
 قتل کیا چاہتا ہے پس یہ وہاں سے بقیہ اسہو کر آگھا اور ابرقیان پہنچا اور پکارا کہ باش لو نا عیار  
 یہ نوعہ سنتم ہی قرآن کے پاس ایک دعا ہے کہ اس کے بڑھنے سے مہر و ق جن اٹھاؤ جانا ہے  
 اور تلج نور البصار بھی اس کے پاس ہے کہ اس کے پن لینے سے غائب ہو جائے ہیں بہ صورت  
 انھوں نے اس دعا کو پڑھا اور تلج نور البصار کو سر پر رکھا کہ غائب ہوئے اور برق نے  
 چادر طلسمی اوڑھ لی افراسیاب ابرلق کو وہ شگاف کو اٹھایا اور برق اور قرآن ہاں سے  
 اپنے لشکر کی طرف آؤ وہاں ابرلق کو وہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اسے کہہ کہ  
 اے شہنشاہ عیار بڑے زبردست ہیں غرض یہ بیٹھ کر تلج دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال  
 سننے کہ باغبان قدرت جو طبع سلام ہو وہ ایک وزوہا میں ہر شکار آیا اور صید غزالان



کرنے لگا وہاں افراسیاب نے کتاب سامری میں دیکھ کر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان  
 قدرت شکار کھیل رہا ہے اسنے فینچی سے دو تیلے کاغذ کاٹے اور سوپر چھکرا نکو مثل انسانوں  
 کے بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو فلاں صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونوں تیلے  
 اور آکر باغبان قدرت کے پٹ گئے اسکو کھینچتے ہوئے سامری بادشاہ کلاڈ بادشاہ  
 اسوقت بلخ سب میں بیٹھا ہوا تھا پس اسنے دستک دی کہ ایک واز ترانہ کی ہوئی اور  
 تار کی ہوگی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جوچھن ہوا سمین بہت سے درخت لگے ہیں اور ایک  
 درخت نارنگی سبز آری کا لگا ہے کہ اسمین سرخ سرخ نارنگیان لگی ہیں چنانچہ افراسیاب نے  
 باغبان قدرت سے کہا کہ اس درخت کی نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آکر اسکی  
 ایک نارنگی توڑنا جو چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد کے ہوا اسنے زور کر کے اسکو توڑا جیسے یہ ٹوٹی دسوی  
 ایک آواز ترانے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہو گیا باغبان بہوش ہو کر گر پڑا اسوقت  
 افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرٹا کر رو سے ہوا پر آیا اور اسمین سے ایک شخص  
 پیدا ہوا سیاہ رنگ اور تر کر سلے افراسیاب کے آکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ مجھے کیا حکم متوا ہے  
 افراسیاب نے کہا کہ اے کشمیر لے اس باغبان قدرت کا سب سا بیلوں سے آکر اس  
 باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اور ہاتھوں کے کرٹے اتار لیو اور سلے افراسیاب سے  
 لا کر حاضر کیے باغبان قدرت کو شنون سے بارہوی کے باندھ دیا پھر اس سے کہا  
 افراسیاب نے کہ توجا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ حکام  
 بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ میں اس کے ایک شیشی پانی کا تھا افراسیاب نے اس سے کہا  
 کہ دے پانی کا چھٹا باغبان کو اسنے پانی کا چھٹا دیا اور غائب ہو گیا باغبان ہوش  
 میں آیا اور اسنے دیکھا کہ مین بندھا ہوں پس سزا افراسیاب سے کہا کہ اے شہنشاہ مین حکم تھا  
 لکرا نے مجھے حکم بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا  
 کہ آنکھ نیچی کیوں نہیں کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہیں کی کہ جس سے  
 مین آنکھ نیچی کروں اسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اچھا لا وہ پھٹا  
 اور آواز ترانے کی ہوئی اور ایک برہم پھر آیا نارنگی ہوگی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی



کا تھا اسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شوق ہوئی اسمین سے بھی پانی نکلنے لگا تھا  
 کہ کچھ دیر میں پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بچہ اس پانی میں بہتا نظر  
 آیا کہ بالکل بچہ کے تھا اور مابھی ڈنڈا پکڑے ہوئے ہیں ادھر سے ادھر کھیتے چلے آتے  
 ہیں جب وہ بچہ اقریب آیا تو اسمین سے دھواں نکلا اور ایک آواز تڑا تو کی ہوئی تھی  
 اسمین سے ایک عورت یہ نام کر یہ منظر تیرہ روتیرہ درون پیاز لسن کی گٹھون کی ہڈیاں  
 کھوپڑیوں مردوں کے ہار گلے میں ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوئے میل  
 انہیں چٹا زرد مثل ہلدی کے تھے ہمد کھاروے کی باندھے چھایتوں کے تلمے لٹکتے سامنے  
 افراسیاب کے آسن بھرے سے نکل کر آئی افراسیاب نے کہا کہ اوقیر جادو دے اس  
 باغیان قدرت کی آنکھ میں سلائی اس کے ہاتھ میں ایک سلائی اور چھوٹی سی سمرہ دانی  
 تھی خباثت اسے سحر جو کیا باغیان بہوش ہو گیا اسے اسکو ستون سے کھول کر چھانی پر چڑھ کے  
 اس سلائی کو تین بار سمرہ دانی سے رگڑ کے باغیان قدرت کی آنکھ میں دیا اسی طرح  
 دوسری آنکھ میں بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغیان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کو  
 اس بچہ پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغیان سے کہا کہ کیوں! تمکلام  
 اب ہو چکا اپنی سزا سے اعمال کو اسنے کہا اب تک تو میں تمکلام نہ تھا مگر اب بیشک افراسیاب  
 اسکو ایک جحر سے بند کیا اور آپ جا کر ایک محل میں سو رہا مگر چالیس ہزار ساحر دن کا ہر تفرقہ  
 کر دیا لیکن خواجہ عمر و جو کلیم اور کرب کو کب تھلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو انھوں نے  
 دیکھا ایک صحرا میں کہ برق چلا آتا ہے اور چادر شیدی اور طے ہے مگر سر کھلا ہے عمر و نے کہا کہ ایف  
 کہاں جاتی ہو برق نے سلام کیا اور کہا اس طرح ابرق کوہ شکاف و زنجیر قید کیا تھا مگر  
 قرآن فرماتے تھے چھڑا یا عمر و نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغیان قدرت کی بھی خبر ہے برق نے  
 کہا نہیں یہ کم عمر و جانب باغ سب روانہ ہوئے راہ میں کچھ ساحر بلے تھے ان سے سنا کہ  
 باغیان قدرت کو افراسیاب نے اس طرح قید کیا ہے اور اب وہ جلا دیا گیا کالیس عمر و نے  
 کو کب کا یا ہوا تو نہ منہ میں کھا کہ ایک تیرا انکو آگرا ٹھاکے گیا جب یہ ہوئے پاس کو کب کو دہائی  
 زمین شوق ہوئی اور ایک پتلی یا قوت نکا بالشت بھر کی زمین کی نکلی دو کاغذ اس کے ہاتھ میں دیے



اور کہا ان کاغذوں کے بموجب کام کیجئے گا بس یہ خوشی خوشی وہاں سے چلے گئے گو کہ ایک ایک  
تخت سویرٹھا کے قریب بلغ سبب ہو چکا دیال ب کیفیت سینے کہ ایک کو تو ال ہو شہر نارساں کا  
اسفل شب گرد و جادو نام لورالیا زبردست کافر ہو کہ صورت اپنی بد لکر نکلتا ہو اور جہان کوئی  
مسلمان ملے تا ہی اسے قید کر کے خوش ہوتا ہو اور کہتا ہو کہ جب میں ہزار مسلمانوں کو مار ڈنگا تب ہی  
شادی کروں گا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر نارساں سے نکل کر بلغ سبب کی طرف آیا ہو وہاں  
عمر و نئے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہو سر سفید بکا پایا مہ سوسی کا گراہین آسمین  
دی ہو میں گارٹھے کی چادر کی چادر ادرٹھے دانت ٹوٹے ہوئے گاؤں میں جھربان پڑی ہو  
کہتی ہوئی کہ خدا رہ کون دن کرے گا جو میں اپنی مکہ مہرخ کے پاس پہنچوں گی پس یہ سکا اسکے  
بدن میں آگ جو لگی تو سر میں جا سکے بھی اور جلا کتا ہوا کہ اوپر طعیا کہاں جاتی ہو میری ہاتھ  
سے اور برابر ہو چکر جاتا تھا کہ مارے ایک لالت کہ بڑھیا کا کام تمام ہو پس اپنے خالی دیکر  
ایک لائی جو ماری تو یہ گرامنہ کے بل آئے جہاں بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہو اپنی دادر  
بیہوشی کی اسکی ناک پر باندھ کر اور لٹو خاں دار اسکے گلے میں اتار کے اب آپ نقب سے  
ہوئے چلے یہاں تک اس حجرہ میں کہ جمین باغبان قدرت قید تھا ہوئے باغبان  
مارے درد کی بیہوش ہو لیا تھا اور اس حجرے میں ایک تخت تھا کہ باغبان ماری درد  
کے اسکے کٹھنہ سے سر لگائے بیہوش پڑا تھا بس آپ نے بیہوشی دیکر اسکو زنبیل میں ڈالا  
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خاں دار تو گلے میں اتار ہی چکے تھے  
اسکو وہاں لٹا دیا اور وہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اسکو ڈکڑ کر چھینکا اور وہاں اسفل کو  
ہوش جو آیا تو اسنے سانس لی تو وہ لٹو خاں دار بھی اتر گیا اسکے صدمہ سے اسکی جان نکل گئی  
اور ادھر اس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر چھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مریم و جان ادم  
وہ مطلب خود زیدیم لشتی مرا کہ نام من باغبان قدرت جادو و بود فعل اور شور اس طرح  
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی فعل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے انھوں  
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا فعل ہوا کہ افراسیاب اپنی محل میں جاگ پڑا  
اور اسکو بھی رنج ہوا باغبان کو مرنے کا خواجہ اس نقب کی راہ سے نکل کے صبح امین آئے



اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب کے نقتارہ  
رخصت کا بجایا اور شل پری زاد کے پردہ عدم میں منہ چھپایا اور

یہاں تک کہ مطلب آتا گوش کہ رخصت کا ہوا اس وقت کو گوش | بشکل قلب عسک تنگ ہو کر  
رخ عشاق سے ہرنگ ہو کر | ارے جسطرح خون تنغ جلا د | چھپے یوں جیسے پردہ میں ہرگز

صبح کو حجرہ کھول کر نقش باغبان کی نکالی اور آسکو پھونک دیا اور یہاں عمر و جب آکر  
ہونچا تو گلچین جیاد و نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ غم و غم نے آکر باغبان کو

نیل سے نکالا اور تخت جو اہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھیں کیونکر اچھی ہوں باغبان  
نے کہا سب سامان عمر کا میرے لیے قبضہ جادو نے کیا ہے مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ

میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہیں ہے اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمر و  
کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہے یہ کہنے کے ایک تعویذ نکال کر دیا اس وقت باغبان

قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ از پی بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کر لی تھیں گلچین نے  
چو کاویک تعویذ عمر و کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اس جو کے میں بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی تب

ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز نہڑاتے کی ہوئی اور روشنی ہو گئی سب کی  
آنکھیں بند ہوئیں اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی تو میں استادہ ہے

اور جو اہر نگار گلچین نے اس سے پوچھا کہ ای طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھیں  
باغبان قدرت کی اچھی ہوئیں اس نے کہا کہ جب تک قہر جادو نہ ماری جائیگی آنکھیں

نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس پس یہ لکاردہ جانور تو غائب ہو گیا اور گلچین نے  
وہ تعویذ اٹھایا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمر و سے کہا کہ بہت مشکل ہے

جانا وہاں عمر و نے کہا خدا میں سب قدرت ہے اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ  
بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اس پر سوار ہوئی یہ تو روئے ہوا پر چلی اور

عمر و سمجھے سمجھے چلے قہر جادو کی فکر میں اور مہر رخ نے کہا کہ میں بھی جاتی ہوں خانہ بھی  
چلی کوہ فنا کے قریب ہے چلی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور بہار بھی  
سیاہ نظر آئی یہ خوش ہوئی اپنے دل میں کہ باغ مینا نظر آیا گے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار



سیاہ اٹھی ہوئی ہر اس کے دوسری طرف ایک پہاڑ ہے جو اس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہاں سے بھی وہی حال  
 نظر آیا عرض ناچار ہو گئے نیچے پہاڑ کے اترے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اس دیوار میں  
 سر جیسے ہیں پیلے جو بیچ ملا وہ بند تھا جب دوسری سر جیسے کے پاس پہنچے وہ بھی بند تھا جب  
 تیسرے بن کے پاس پہنچے تو اس میں جالی بنی تھی اور اس جالی میں انھوں نے جھانک کے  
 دیکھا تو اس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گھاسے بو قلموں کے ہیں جس اور زمزمہ سرائی  
 کر رہے ہیں انواع اقسام کے درخت لگے ہیں سرو اینی اکڑ مر وڑ دکھاتا ہے لال رنگین داغدار  
 نظر آتا ہے کہیں ترگس یا سمن ہے ہزار پروردہ س گاشن کاجو بن ہے سنبل زلف عشوق کو ترانہ  
 ترگس نگاہ باز ہو نظم

نظر ائے سنال سبز شاداب ہوا چلتی تو اک جو بن کھانے کوئی خون جگر کی طرح رنگین کسی میں اک نیا جلوہ ہویدا صدائے غنچے سے نغمے ہویدا تلاویر کسین بجائے آب	کہ جسکے دیدے خاطر ہو تیا ص کوئی گل مثل رو سے ماہ براق کسی میں اور ہی صورت کی ترن تر کی جاگر سب میں نمودار سر پر شاخ سے بارش تھی پیدا وہ سب کو یا بشکل آدمی زاد	غیر خوش رنگ پتے لہلہاتے اد اہٹ میں کوئی مشہور آفاق کسی میں سب طرح کے رنگیں چمک تیون میں جیسے عارض ہار زمین جنبش میں مثل قلبی تیا چمن خندان لب بلبل یہ فواد
--	---	---

علاوہ ان درختوں کے اور اس عجائبات کے ایک درخت ہوتا تھا کہ پتے ہیں مثل شیر کے  
 اور پھل آدمی کے چہرہ کی طرح اب انھوں نے جالی میں جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ وہاں  
 عجیب سیر ہے کہ چٹنے چمن میں انھیں بجائے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہیں آدمی کے ایسے اور کسی  
 جگہ پاؤں ہیں آدمی کے مگر تلوے اور پر ہیں اور ان میں نیچے ہیں خون بھر اور کہیں دھڑ ہیں انھیں یہ  
 یہ معلوم دیتا ہے کہ تازہ خون لگا ہے اور کسی جگہ تازہ سے لگے ہوئے رکھے ہیں اور اس طرف  
 کو روش ہے اس پر بجائے سرخی کے تلوار بن جڑی ہیں یہ جو دیکھا تو گہرا کے عمرو ایک طرف  
 کو بھاگا اس وقت آواز آئی کہ ای عمرو کہاں جاتا ہے ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو نیچے پھر کے دیکھا  
 اور نہ اس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہاں نماز پڑھی اور دعا  
 درگاہ الہی میں انگلی روئے لگا البسار ویا کہ روئے روئے ہوش ہو گیا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگ



فرماتے ہیں اسے عمرو اٹھ تو قیر جاؤ کو مارے گا عمرو کی آنکھ تو یہ اٹھا کر چلے تو دیکھا درختوں نے ہزار  
 درخت ناریل کے لگے ہیں اور آسمان ناریل بھی جیسے کھنٹی اور وہ سب لنگر ہے ہیں یہ دیکھ  
 عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہنچا وہاں دیکھا تو ایک درہ ہے یہ اس درے میں چلے کوئی باؤ کو س  
 پونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے میں لگی تھی یہ اس چٹان کے پاس پونچے تو آواز آئی  
 کہ آئے کیوں نہیں ہو پس یہ گلاؤڑھ کے باہر درے کے نکل آئے اب کوئی چار منہ رار مندر اور لنگور  
 اور درے سے نکلے اور ان درختوں پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور ان کے پتے  
 اپنے گلون میں باندھے اور پھر ان درختوں سے اتر کے اسی درے میں چلے گئے عمرو بھی کلیم  
 اوڑھے ان مندروں کے نیچے اس درے میں چلا اب اس جگہ پونچے کہ جہاں پتھر کی چٹان لگی تھی  
 تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ باہر درے کے نکلے تو ان مندروں نے اس چٹان کو درہ میں پھر  
 لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ بیٹھے بھی اس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹا کے مندر اس طرف آئے  
 تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القشہ عمرو وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا اسنے  
 کہ ایک درخت ہے بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک جوتہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اُس پر ایک ساحر  
 بیٹھا اکتارہ بجائے بھجن گارنا ہے اور جو ہی یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے پھر سے رہے اور عمرو بھی ایک  
 جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھ دیا اور بت کو نکال کر سامنے  
 رکھا اور کچھ جابل سرسوں رائی کے دانے اُس پر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سیدہ کیا اور دیکھا  
 عمرو نے کہ ایک ایک ابر کا لکڑہنی طرف چھایا ہوا ہی غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اٹھا اور چلا  
 جب کوئی آدھ گوس زمین طے کی تو وہاں سوا سے میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر  
 نے وہاں کھڑے ہو کر کچھ دانے سرسوں کے بڑھ کے چار طرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی کہ  
 آنکھیں خیر ہو گئیں اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار میں لگا تھا  
 یہ ساحر چلے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اسنے کچھ بڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر ایک  
 ایک کر اُس دیوار پر جانے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھر نے لگے یہ ساحر اندر اس  
 دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہے سیاہ پانی کا مثل قمر کے اور اُس پر ایک  
 ہی چھایا ہوا اس ساحر نے کچھ پھلے اُس چشمہ میں پاش کے دانہ ڈالے تو ایک چمک اس دیوار پر ہوئی کہ



بجلی چمکتی ہو اور آواز گڑگڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہاں تک بڑھا کہ دریا سے ذخار و  
مٹا رافت زالطہ سبج ہو گیا اپنی بات

خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا	موج اٹھنے لگی جو طوفان زرا
ربلا پانی کا جبکہ آتا تھا	خون سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اس پانی میں ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لگا کر  
گڑگڑاتا ہوا اور بجلی آ آ کر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہو جاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک  
شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لگا کر بھی اس پر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سوائے تاریکی کے  
کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اس میں چمک ہوئی اور ایک درجہ اس کا کھٹلا  
اور اس کے اندر سے ہزار ہا پرزاد نکلے کہ ان کا اوپر کا جسم بری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر  
نکلا کہ وہ سو گڑ کا تھا اور اس پر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اس کا سیاہ تھا تہہ کھارو سے  
کی باندھے کا لون میں مندرست پڑے ہاتھوں میں لوسے کے کرپے اور جھولی جو اہر دوز کا گند  
پر ڈالے مگر پر کا ٹھہر اکھنچا اور اوپر وہ سوار تھی چنانچہ اتر کر کنارے دریا کے ایک ٹیلے پر جا کر گار  
کر اتر مندر پڑی اور وہ پرزادین کہ جن کا بدن مچھلی کا تھا یہ اس کی انیسین جلسین میں القصد جب یہ بیٹھ  
چکی تو وہ ساحرہ تمام اس کا ہوشمند جادو ہے ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اور وہ بندرو  
لنگر چار طرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہیں اور وہ مگر جو جہاز سے اترتا ہے اور اس کی  
سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہے اب غم و غم نے چاہا کہ کوئی تدبیر کروں پس ہاتھوں نے  
اپنے تین پرزاد بنایا پر جو اہر کے گاندے پر لگائے پیشوا زہنی دوپٹے آچل پلو کا اوڑھا اور  
قرغول اور باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پلوں میں باندھ کر اونچے ہوئے اور وہاں  
حق آتشین داغ کر چھینکا تو صدا اتر آتی کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اترے اور ایک خط  
کہ جس پر مہر افراسیاب کی تھی وہ لاکر اس مہر جادو کے ہاتھ میں دیا اور کہا منم فرستادہ  
افراسیاب غرض یہ اٹھی اور آداب بجالائی اور خط ہاتھ میں لیا اسے کھولا تو اس میں لکھا  
تھا کہ اسے مہر جادو یہ ہیں ہے حسین جادو کی جسے ہم نے بھیجا ہے اور یہ نہایت بحر میں حل  
رکھتی ہے پس آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو باغ فنا کے پاس آ کے پہونچا پس عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ اس کی



قہر جاو کو خلیان ہوا یہ اٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر چار پر گیا اور جہاز چل نکلا ہوندا  
 جاو کو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اُس طرف تھا عمر و نے دیکھا کہ قہر جاو کو تو  
 گئی پس انھوں نے خیر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہو غم شد کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا تیری  
 ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہو شمشاد جاو تھا اور قہر جاو جو گئی تو اُس نے  
 ایک جگہ پر ایک خطا فرا سیاب کو جس سے لکھ کر بھیجا انھوں اُسکا یہ تھا کہ اسے شہنشاہ  
 معلوم ہوا کہ عمر و باغ قنات کے قریب ہو چکا ہے اب آپ مہربانی سے دسیدم کی خبر عمر و کی  
 محکمو لکھتے رہتے اور جس پری کو کہ آپ نے بھیجا ہے وہ یہاں آ کے پونجی لیکن من سے  
 کچھ توجہ اُسکے حال پر نہیں کی اور یہاں اب جو دیکھا تو وہ دریا اور یوار سب غائب ہو گئی سو  
 جنگل کے اور کچھ نظر نہ آیا اور عمر و اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کو س بھڑکا ملے  
 انھوں نے طے کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور راستہ گرچی ہوئی کہ  
 بچیں ہو گئے اور پشت کی طرف جو انھوں نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہو کبھی کبھ جاتا ہو کبھی  
 روشن ہے اور جہاں سے کہ یہ آئے ہن وہاں سے یہاں تک برابر جلتا چلا آتا ہو پھر جو دیکھا تو ایک  
 شیر گیارہ ہاتھ کا بہت فربہ اور اسیر کا ٹھہرا کھنچا ہوا اور ایک ساحر سوار ہی اور وہ شیر اسطرح  
 کو آتا ہو اور ایک کھوٹا ہوا سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک شیر کے پر تاب پر آگے  
 چلے تو آواز آئی کہ اے ہر سوار ذرا ادھر دیکھ اُس ہر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک  
 نازین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازین نے کہا کہ اے ہر سوار بہت  
 خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمر و آہو چکا ہو عمر و تو گلہ اوڑھے ہوئے تھے انکو تو اُس نے دیکھا  
 نہیں لیکن آپ ایک کنواں تھا اُسہن کو دیکھا تب ہو گئی اور عمر و آکر اُسی جگہ ٹھہرے  
 اور وہاں ایک ٹیکرا ہو چھوٹا سا اور اُس ٹیکرے پر دس بارہ درخت آگ کے ہن کہ اُنہن  
 سفید چول کھلے ہن کلیان لگی ہن اور کچھ کھل سبز ہن اُس ٹیکرے پر خواجہ عمر و بھی آئے  
 کہ اس ہر سوار نے اُس خیر کو اشارہ کیا کہ آئے وہاں خاک پانوں سے مٹانا شروع کیا  
 اب عمر و حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خاموش ہے غرض ایک پٹان پتھر کی جگہ کو پہنچا  
 تو نکلی اب دیکھا خواجہ عمر و نے کہ ایک تہ خانہ ہی اور اُسہن صندوق اور جامدانی دیکھی اور اُس



سرسوار نے اس صندوق کو کھول کر ایک سائین نکالا اور اس کو بچھا کے مسند زینت پر بچھائی اور توہین  
 شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامہ لانی کھول کے ایک خفان بہشت بچھائی  
 نکال کے پٹی اور ایک منہیل جو اہر نگار پٹی اور ایک صندوق کو لا آئیں جس سے بت جو انکار  
 ملائی و نفرتی پھر کے نکال کے سامنے رکھے پوچھا کرنا شروع کیا اور جان سے یہ آیا تھا وہاں تک کہ او  
 اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اس نے سحر کیا تو اس کے ایک تختہ ال کاروشن معام ہوتا ہی اور تمام  
 صحر الگ کا ہو اور سامنے اس کے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ زمین  
 اس کے دیوار سے کی جگہ تیار ہوئی اور شیر گرد اس کے اس طرح پھر رہی کہ جیسے کوئی پردہ دیتا ہی جب یہ  
 سب اپنی نگہبانی کر چکا کھول اور چاقول بتوں پر چڑھا چکا تو اس نے پھر ایک صندوق نکالا اور  
 اس کے پیر سے کو سحر پڑھ کے نکولا تو اس صندوق کے اندر سے ایک بریزاد قامت رشک شمشاد  
 انگھیں غزال صحر اسے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اس کے پیچ کے پیل کے پچ اس کے  
 سلسلے سے پچ تمام جو اہر کے گئے میں لدی ہوئی پوشاک نفیس و نادر پہنے نکلی اور ایک طنبور کا بہت  
 تحفہ نکالا اور اس ساحر کے ہاتھ میں اس پر سنے دیا اور جام شراب سے بھر کر اس پر پی ڈا آپ  
 بھی پیا اور اسے بھی پلایا اس وقت خواجہ عمر بھی پاس آئے تھے اور اپنے بیوشی شراب میں ملا دی  
 اور اس پر پی کے کان میں کہا کہ ای پرزاد میں ہوں خواجہ عمر کو کہو کہ تمہارا کیا حال کروں وہ پرزاد  
 حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آیا نہیں یہ آواز کہاں سے آتی ہو اس نے اس ساحر سے کہا کہ ای تمہارے  
 تو نے کوئی گستاہی کہ میں ہوں خواجہ عمر و اس نے کہا تو دیوانی ہو عمر و کے آنے کی خبر عیسیٰ ہی اس کا  
 خیال ہی یہ پرزاد چپ ہو رہی اور شراب ان دونوں نے پھرتی کہ آثار بیوشی کے ظاہر ہوئے  
 اور طنبورہ اس کے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اس کے اٹھاتے کو بیوش ہو گیا اور صر وہ خوشمیز وہ اسی  
 ساحر کے سحر کا ہو اس کے بیوش ہوئے وہ بھی چپ ہوا اس وقت خواجہ نے کلمہ کو آتار اور  
 اس پر پی کو ہوسٹیا کیا اور کہا کہ ای ملک تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیونکر اس کا فر کے بس میں  
 آئیں اور تمہارا نام کیا ہو اور زیور میں بھی دیکھا تھا کہ نام اس کا کفد اسے شہیاں  
 میں شہر رخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ میں ہوگی آسمان پر ہی کے اس سبب سے  
 مالک اس نے پوچھا اس پر ہی نے کہا کہ نام میرا وروانہ گوہر پوش ہو اور گوہر نگار جو ملک



وہ میری مان کا ہے شامت اعمال میری کہ شہیال بن شہرخ کا غرس ایک مقام پر ہوتا  
 اور وہاں سب ساکنان کاف جمع ہو جاتے ہیں اور نایاب ہوتا ہے اُس غرس میں میں بھی  
 گئی دیکھا تو یہاں تمام پیرزادین اور جن جمع ہیں میں بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ مقدمہ  
 سرچشمی کی اولاد میں جو دیو ہیں اُس وقت فوج لیے آئے ہیں اور شب خون مار رہے  
 ہیں سب پیرزاد اٹھ اٹھ کے ہر طرف کور وادہ ہو گئے اور میں بھی اپنے تخت پر  
 سوار ہو کر شب تاریک میں چلی تو راستہ بھول کر اس جنگل کی طرف آ نکلی اس  
 ساحر نے مجھ کو دیکھ کر گرفتار کیا اور اسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جاو نام  
 اسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگے اور میں اس کے قید میں آئی اور اسنے لاکھ مجھے  
 اس طرح رکھا کہ جس طرح تنہ مجھے دیکھا اب مجھ کو بارہ برس قید ہوئے گزرے اور یہ سحر  
 عمر و نے کیا کہ تمہیں کچھ حال یہ بھی معلوم ہے کہ قیس حبشہ دو کمان رتی ہوئے کہا کہ دیکھو  
 سامنے وہ کنواں ہے سیاہ اُس کے اندر ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا ہے رازدار حبشہ دو اسلے  
 پاس قیس حبشہ جاو اگر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہو اور کچھ کنیزین ہیں کہ اُنکے پاس جو زیور  
 وہ سحر کا ہے اور ان زیورون میں کسی میں تمھے کتے اور لنگور اور سب کا بنا ہوا سوقت خواجہ  
 عمر و نے ایک کنیز کو صورت نگار کی زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا  
 لیے چھپا پانی کا اُس کے منہ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اسکی صورت درو اندہ پری کی ہو  
 چاہے پس اسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہو گئی اُس سے انھون نے کہا کہ تو جانتی  
 ہے کہ میں تیرے سر پر ہر وقت موجود ہوں ایسا نہ کرنا کہ جو میں تجھ کو قتل کر ڈالوں تجھے چاہیے  
 ہے کہ یہ ساحر کہ نام حبشہ ہے ان پیر سوار ہے اور یہ جو پیرزاد بیٹھی ہے درو اندہ سے اس پیر  
 یہ عاشق ہے پس نام تیرا درو اندہ پری بنے رکھا تو اس ساحر کو جب طرح ہو سکے قتل کر ڈالنا  
 یہ کہلے پیر یاد روئے بہوشی کی اسکو دی اور درو اندہ پری کے کپڑے اُنار کے اسکو  
 پہنائے اور درو اندہ کو داخل زنبیل کیا پھر قتلہ رفع بہوشی پیران پیر سوار کو دیا اور  
 آپ کلیم اور علی پیران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اٹھ بیٹھا اُس وقت کہا نقلی  
 درو اندہ نے کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہے کہ جا کے اور جگہ شراب خواری کرنا ہے اور یہاں پر



ہو ہو کر رہا ہی ہیران ہیر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہے تمہیں اور سامری کی جو میں کہیں جاتا ہوں  
 مجھے فرصت ہی کہاں ہوتی ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کینر سلسلے سے پیدا ہوئی کہ اُس کے  
 گلے میں جو طوق ہے اُس کا منہ کئے کا ہے جیسے چاند وہ کینر سامنے ہیران ہیر سوار کے آئی  
 اور کہا کہ نکو یاد کیا ہر ملک قیر جاوونے اُس وقت ہیران نے گس و روانہ پر نی سے کہ تم  
 ذرا ایمان ٹھہرو میں جانا ہوں اور ابھی آتا ہوں یہ کہے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمر و نے گیم اُتار کے  
 اُس کینر کے جباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری طوق اُس کا اُتار کو گلے میں پہنا اور اُس کی  
 صورت آپ بنے اس غصہ میں ہیران ہیر سوار آیا اور اُسے روانہ نقلی کو تو صندوق میں بٹھایا  
 اور سحر کیا تو پڑا سب ہو گیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونوں ہاتھوں سے سر پر رکھا اور شیر نر ٹیٹھ  
 کے چلا خواجہ جو کینر بنے تھے یہ بھی چلے اور جا کر ہوئے اُس کنوین پر کہ جبکہ روانہ منہ بتایا  
 تھا سب ہیران جہم سے کو دپڑا خواجہ بھی کو دسے غلطان و پچان پچان و غلطان جب  
 تہ پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہے اُس دروازے میں جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہے  
 اور اُس مکان میں ایک تخت بچھا ہے اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جاو و بھیجی  
 اُس ہیران ہیر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملک اسے اپنے پاس رکھ لے مجھے  
 آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہے کیلئے کہ وہ کہتہ دزد آیا ہے رازدار جاو و نے وہ صندوق لیکر  
 ایک الماری اُس مکان میں تھی اُس میں رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور ہیران ہیر سوار  
 نے رازدار جاو و سے کہا کہ اب چلو قیصر جاو و کے پاس اسے کہا اچھا چلو بس  
 اسے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُس پر کچھ سیوہ سٹھائی رکھ لی عمر و نے کہ اس کی بی بی  
 میں میں بھی چلوں کیونکہ اب تو کچھ کام نہیں اسے کہا چلو بس اُس تخت پر بیٹھ کے رخ  
 چار کینروں اور ہیر سوار اُس مکان میں ایک دروازہ ہے اُس کو کھول کے روانہ ہوئی عمر و  
 اپنے دل میں کہتا ہے کہ حقیقت میں کیونکر آتا ہوتا اس جاتک مگر خدا نے پہنچایا اب کچھ دور  
 چلا تھا وہ تخت کہ ایک وھوان معلوم ہوا کہ جیسے رستہ نہیں ہے رازدار نے سحر  
 پڑھا کہ وہ وھوان سق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم  
 ہوئی اُس پر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ میں وہ تخت گیا



پھر ایک میدان میں پہنچی اور وہاں بھی ایک دیوار نظر آئی راز دار جاوے سے سحر پڑھ کے  
 دروازہ اُس میں بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیواروں میں دس دروازے  
 پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیواروں سے نکلی تو کسار سے پرستار  
 کے پہنچی وہاں راز دار جاوے نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ  
 کے دانے سمندر میں پھینکے شعلہ آتش کے نکل نکل کے غائب ہوئے اور کچھ زمانہ گزرا  
 تھا کہ شور و غل سمندر میں پیدا ہوا اور پانی کو اس قدر تلاطم ہوا کہ کشتی اُس میدان  
 اُس میں ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر بہت بڑا کہ وہ جہت کر کے  
 کبھی سیدھا کبھی ترجھا ہوتا ہوا آتا ہے جب وہ آکر کسار سے پر پہنچا تو ایک بجلی جلی اور  
 آواز ہوئی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ایک دیوار آتشیں رنگ تیار ہوئی غم و غم نے ذل  
 میں کہا کہ قدرت ہست راستے لایزال کی ہے کہ جو اُسے مجھ پر ہاتھک پہنچا یا نہیں تو کوئی  
 صورت پہنچنے کی نہیں تھی اور کس قدر اسے اپنی حفاظت کی ہو الحاصل جب دیوار  
 آتشیں بجلی اٹھ چکی تو اُس مگر نے ٹھٹھہ کھولا اور اُس میں سے یہ قدر باد و نکل اس وقت  
 غم و خوف معلوم ہوا اور اسے الگ جاسکے اُس کینز کو زہل سے نکالا کہ جو بلائے بھران ہو  
 کو گئی تھی اسے کٹر پہنا کے اور طوق گئے میں ڈالی کے ہوشیار کر دیا اور آپ کلیم اور  
 لی وہ کینز حیران ہوئی کہ مجھے یہاں کون لایا اور اسی حیرت میں وہاں سے چلی اور کسی کے  
 کچھ نہ کہا اور یہاں سے جاوے نے نہ کیا کہ شعلہ آگ کے گرا کہ بھران میں صوار  
 بیہوش ہوا اور پانچون کنسیزوں پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئیں یہ اسنے  
 اس واسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سنیں جب یہ بیہوش ہو گئیں تو راز دار جاوے  
 جو کھانا اور ٹھکانی لائی تھی وہ اُسے بھی کھائی اور قیہر جاوے نے بھی کھائی جب کھانے  
 سے فرصت ہوئی تو کہا اُسے اسے راز دار جاوے میں پہلے کچھ دن ہوئے ہیں کہ عرس میں  
 خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہیں پوچھا تھا میں  
 چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلائے اور مجھے کچھ کام لے اور میری قدر کرے چنانچہ  
 اُس عرس میں بھی دعائیں نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب



نے اتنا بڑا کام مجھ سے لیا کہ باغبان قدرت پر مجھ کو فوق دیا لیکن عیاروں سے مجھ کو نہایت خیر  
 خصوصاً کہ نہ دزد و عیروں نہ امیہ ضمیری نہ کسی جارح نہیں کرتا اب میں پھر جاؤنگی خداوند قایل  
 کے معابد میں اور دعا کرونگی کہ کوئی شر ایسی مجھ کو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست  
 ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قایل اپنے گنہگار سے نہ فرمائے کہ جاہل  
 تجھ کو یہ شر عنایت کی اس وقت تک میں ہرگز نہ مانوں گی اور وہیں روز کو اپنی جان دوں گی  
 اس میں رازدار جادو نے کہا کہ چند روز بہت خراب ہیں اور حضور کتاب سامری میں ملاحظہ  
 فرمائیں اس میں تو سب کے راس اور دن لکھے ہیں قریحاً دو دنوں کے کہ تھے خوب  
 بتایا یہ کہ کبھی بھولی میں سے اوراق سامری و جمشید کے نکالے اور ان کو دیکھو  
 تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہے اب میں جاتی  
 ہوں خداوند قایل کے معابد پر یہ کہ اسے تخت سحر بنایا اور اس پر بیٹھ  
 بیٹھ کے چلی اور رازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ میں انواع و اقسام  
 طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہیں جھگڑ میں آگ لگا دیتی تھی اور کسی جاموٹی برسائی تھی  
 اس طرح سے جب یہ معابد قایل پر پہنچی تو وہاں دیکھا کہ بہت سے کشیشان اور رہبر  
 آیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہیں اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد  
 اس کے احاطہ کھنسا ہے اس احاطہ میں درخت انواع و اقسام کے ظلمی لگے ہیں کہ ان  
 درختوں میں بھل کی جگہ انسانوں کے سر لگتے ہیں اشعار

کناروں پر کشیدہ خنجر تیز  
 اسے دیکھا تو سارا ہلکا رہا  
 کہا اُس دوسرے نے دور بھی ہو  
 نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ  
 ہمال سبز مثل باغ پیدا  
 کوئی مانند لعل سحر نہ پایا

قریب ایک حوض اس میں خون لبریز  
 کہیں پتھر کے انسان وہ بھی گویا  
 پکارا ایک نے آسٹروٹ کو  
 درخت اکثر مگر سب کا جدارنگ  
 زمین شفاف رسد صاف روا  
 کوئی پتھر زرد سے بھی خوش آید

اس گنبد بلور میں گھنٹے لگے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک پتلہ شیر کا ایک تخت صندلی



رکھا تھا اور چونکہ یوں پر چھوٹے چھوٹے بیت تھے تھیں تار گاسے کا پھر القاسے کا پھر  
 القاسے زرین تن لاثانی منات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شکر  
 ہامان کوٹم لوٹم جھوٹم جھوٹک ادھو پدھو خد او ندینارہ نشین وغیرہ رکھے تھے عمرو  
 نے کہ کلیم اور مھے ہوئے ہیں اُس بیت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہے پیٹھ کے  
 پیچھے اپنے تئیں ہونچایا اور کھڑے رہے اُس وقت قسیر حادو و آئی گھنٹے اور تاوس  
 بنجے جرجر کا کارا ایتھون اور جو گیون نے خد او ند قابیل کے قتل کیا اور ملک قسیر حادو نے  
 جا کر اُس بیت کے بانوں پر سر رکھا اور رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خد او ند قابیل میری فریاد  
 کو پہنچے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالوں گی یہ کہ کفر خیر اسنے نکالا اُس وقت عمرو نے اُس بیت کے  
 منہ سے منہ ملا کے کہا کہ اوجہ یہ ہمارے سامنے مڑھراپن کرتی ہے اسے ماتہ باندھ  
 اور کہا کہ یا خد او ند میں کیا عرض کروں جو میرا حال ہے اُس کہنہ و زند کے بارے  
 میں کہ کوئی چیز ایسی غنا بت کیجیے کہ جس سے میں محفوظ رہوں پس اسنے حقہ آتشین  
 واسغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اور کہا کہ اسے  
 مالزاوی تو اس متابل تھوڑی ہی کہ جو ہم کچھ تکو دین اسنے پھر منہ کی اور سجدہ کیا  
 اُس وقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرست کو تیرے پاس بھیجن گے  
 کہ وہ تیری حفاظت کرے گی قسیر حادو نے کہا کہ یا خد او ند قابیل  
 میں تیرے تصدق بھیجے آپ اُس حور کو اسنے کہا کہ اچھا تو جب میں بھیجتا ہوں  
 پس یہ وہاں سے پھری اور پھرتے وقت اسنے کئی ہزار اشرفیان پائیا  
 بت چڑھا ہائین اور نہایت خوشن اور شاشش ہو کر باہر گنبد کے آئی اُس  
 وقت خواجہ عمر و گنبد کے باہر نکلے اور غلنی رہ جا کر انھوں نے صورت اپنی  
 حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھ کر سجدہ کرے اور حسین رہے  
 خال ہندو چمنستان و خارمین لبان غنچہ گل ہے نہیں نہیں حور کی آنکھ کا قتل ہوا  
 ہندو بھی حافظہ آن ہے روئے کتابی پر وہ تل لعل خوبی منسا یان ہوا  
 پرخشم مرہ نو بین قاب تو سین کا مرتبہ عیان ہوا کشیدہ کمان بھی زلف سرا کو شکر



ختن کھنڈا خطا ہو سنا شتون کی گردن کی زنجیر ہے یلی دل کو مجنون کی طرح  
 اسی کا سودا ہو خسار و لون آئینہ جلیبی ہیں سرمایہ خوبی ہیں دہن تنگ و درج  
 گوہر ہے دندان سنگ مرورید ہر ہرین سینہ صاف پرچون کا انجاریا  
 جوہن اور نئی ہر ہر مسدیں

یلی زلف سے یلی بھی ہر زنجیر بیا  
 سامنا سیرا اسی حسن پر اچھا اچھا  
 آپ بھی اتنے ہوئے واہ خدا کی قدرت  
 لکشان کو ہر نقطہ مانگ کی نسبت کمزور  
 سونگھ کر پڑے مومن کی طرح کیونکر  
 طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن بھو  
 غم میں ڈوبا وہ کیا جس سے کنار اُسے  
 تیغ کے گھاٹ ہزاروں کو اتار اُسے  
 قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے  
 گرمیان شعلہ کی سیلاب کی خصلت اس میں  
 ماہ کنعان میں کہان سب سے جو صباحت اس میں  
 بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کرے

لب شیرین کا وہ عالم ہو کہ شیرین ہر خدا  
 شکل یوسف جو بھی سانسے آئی تو کہا  
 شان اشد کی اشد خدا کی قدرت  
 پریشانی کو دیکھے تو بھلے سر پہ سجود  
 خال ہندو کا ہوا گلشن عارض میں رو  
 آں سیر و سہ کتابی پر نمایان دیکھو  
 دل کب نظر کیا جسکو اشار اُسے  
 سیکردن کو نگارست مارا اُس نے  
 تیغ ہے ابرو سے پڑنم فوڑہ ٹیڑھی ہے  
 برق برق گر اُسے وہ شرارت اس میں  
 نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اس میں  
 گوش چشم فنون ساز غضب چکر دے

اس صورت سے بکر حلقہ سبز ہیں کہ اس حلقہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھوں میں  
 کبھی جاتی تھی اور یہ خاص ماحین کے واسطے ہے کہ یہ زنبیل سے کہ جس میں  
 سات شہر سات بایان اور باغ و دریا ہیں نکال لیتے ہیں بس تخت زبرد  
 شاہ پر سوار ہو کر وہ تخت اُڑتا ہے یہ ملکہ قیصر جاو کے پاس اسی گنبد  
 پور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ منم حور قدرت خداوند قابیل  
 قیصر جاو و انکو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس حور نے کہا کہ ای ملکہ تم اپنی نگاہیں  
 بند کر لو تو میں یہ تخت بچھاؤں راز دار جاو اور قیصر جاو نے



آنکھوں کو بند کیا۔ **عمر** نے تخت کو لڑھکیل میں ڈال کر کہا کہ لو آنکھیں  
 کھول دو غرض قیصر جادو و حور قدرت کو لیکر چلی و تخت اٹھا ہوا  
 چلا حور قدرت کو بھی اپنے پاس تخت پر بٹھالیا اور کنارے سمندر کے راستہ  
 طے کر کے آئی **عمر** و اپنے دل میں بہت ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھ کو سمندر میں  
 بچا لے پس آنکھوں نے کہا کہ اسے ملکہ قیصر جادو و تمہیں اب کب سا غرض ہو کہ تم  
 سمندر میں جاؤ کسی کی کیا طاقت ہو جو تمہاری طرف آگے اٹھائے دیکھتے اس  
 کئے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی **سیدان** پیر سوار اور کنینوں  
 جو دامن بیوشش تمہیں اٹکو بھی ہوشیار کر کے ساتھ لے لیا اور اس مکان میں  
 جہان رازدار **جادو** رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے  
 باہر چو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز قطعہ آگ ہے آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہے  
 اب اسنے چاہا کہ میں تخت پر سے اتروں اس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو  
 گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم بطن کی طرف سے اور ایک آدھر سے  
 جہان پر پل پر زردان تھا اور وہ ابر آئے آئے اس میدان کے روئے ہوا پر آیا  
 قیصر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جادو یافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہیں وہ ساحرہ  
 اڑ کر گئی اور پھر آئی تو اسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زرافشان  
 جادو کو کہ جو وزیر زادی ملکہ طلسمت نور چشم کی ہے بھیجا ہے دوسرا اور بھیجے گا  
 ہیں یہ سنکے اس قیصر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اُسپر پڑھا اور ایک طرف کو  
 ہمیشہ کا کنجلی جلی اور آنکھوں میں ہر ایک کی چکا چونڈہ آئی پھر جو آنکھیں ملکہ دیکھا تو ایک  
 شگہ بنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ میں زرافشان جادو بھی مع ان سرداروں  
 اور حیدر سیاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ اے زرافشان تم اس شگہ میں ہو پھر اسنے  
 کچھ سحر پڑھکے اور ایک پتھر پر دم کر کے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھیں سبکی خیر ہوئیں  
 ایک مجلس اسکی تیار ہوئی پھر اسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکاری کہ چہل ستون  
 بنکر تیار ہوا اسین ان سرداروں کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اُترے اب قیصر جادو



نے حکم کیا کہ ایک چوکا تختوں کا اس میدان میں بچھ گیا اور اُس پر فرشتے بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُس پر  
 قیر جادو بیٹھی اور سامنے وہ چور بیٹھی اور وہ دونوں سر در امع دو سو سا عروان کے آگے بیٹھے  
 اور ان سرداروں نے کہا اسے ملکہ قیر جادو شہنشاہ نے ہلو تھاری حفاظت کے لیے  
 بچھوایا ہے اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہیں گے اور حفاظت کو نیلے القصد اُس چور قدرت نے  
 بین بچانا شروع کی اور کشتیاں شراب کی آئین اُس وقت عجب سماں بندھا پھر اُس چور قدرت  
 نے کہا کہ ای ملکہ جو میں کہوں وہ کیجیے اسنے کہا کہ میں تا بعد اریوں چور نے کہا تو پھر شراب  
 منگوائیے اُس وقت قرابے شراب کے اور گلابیان سے ارغوانی کی موجود ہوئیں خواجہ نے  
 اُس شراب کو کٹر میں اور جام میں اور صراحی میں الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُس الٹ  
 پھیر کرنے میں بیہوشی ملا دی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ میں رکھے اور جام  
 پھر کے قیر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو ملائے بھی زرافشان اور رازدار جادو اور سران  
 پر سوار وغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اسنے ملائے کہ اُس نشہ کی حالت میں کٹر  
 کو تماشہ عجیب و غریب نظر آنے لگا قیر جادو نے کہا کہ خداوند قایل تشریف لائے ہیں  
 حکم دے گا کہ تعظیم کو آئیے یہ گھبرا کے اٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگیں اوپر دھم سے  
 گری اسکے اٹھانے کو جو اٹھا وہ جہان سے اٹھا سب محفل بیہوش ہو گئی اُس وقت خواجہ نے  
 تھوڑا نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قیر جادو کو سید کر کے سنسی سے منہ کھول کر ملا دیا  
 خدا اسے گیر و دار و دار و گیر آنے لگی پھر رشتے کے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا جھکنا مہر قیر  
 جادو تھا نقشبین انکی کچھ بوم شوم آ کے لیگے اور کچھ رکال آتش گند نور کی طرف چلے اور کچھ طلسم  
 کی طرف یہاں افراسیاب تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ کچھ شرار سے باغ فنا کی طرف سے اور  
 میدان آتش خیز کی طرف سے آئے ہیں بس یہ اٹھنے چلا جب پانچ چار کوس نکلے تو  
 وہاں اُسے دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہی بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ رشتے لگا پھر اپنے  
 ہاتھ ملے اور دو انگلیوں کی بیخی بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیرا نظر آیا اُسے اپنی چھٹکلیا کاٹ کے خون  
 نکالا اور اُسکو پھیلی میں ملا اب اسکو صاف نظر آیا دیکھا اسنے کہ قیر جادو مری پڑی ہی اور  
 صدما ساحروں کی نقشبین پڑی ہیں اور ایک نازمین کہ اسکے ہاتھ میں خنجر خون آلود ہر



کھڑی ہو یہ دیکھ کر اسکو غصہ آیا اور چاہا اسنے کہ میں خود جاؤں لیکن چھینک آئی اور تاج سے  
 گر پڑا بدشگون جو ہوئی یہ خود تو نہ گیا مگر اسنے زمین پر دو ہتھ مارا کہ وہ زمین پٹی اور اُسین کے  
 تین ساحر نکالے ایک کا نام مرتخ جادو دوسرے کا طیفور جادو تیسرے کا چار چشم جادو  
 کہ اوسکی دو آنکھیں کنپٹی کے پاس ہیں اور مثل شعلہ کے چمکتی ہیں افراسیاب اسنے  
 اسنے کہا کہ تم تینوں جاؤ اور ان باغبان کو مارو پس یہ تینوں چلے راوی کتا ہر کہ عمرو نے  
 چلتے وقت گلچین جادو کو بھی زنبیل میں ڈال لیا تھا اب عمرو نے چمک پھری نکال کے ایک  
 کاغذ نکالا اور اسکو پیٹ کر جلا یا منہ کے پاس رکھ دیا قیر جادو کے پھر گلچین کو زنبیل سے  
 نکالا اسنے جو دیکھا تو کس خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہے عمرو نے اس سدان  
 میں جہان کنواں تھا اس مقام پر کچھ مکان کچے کچے بنے تھے مگر بسبب عمر کے نظر آتے تھے اب  
 دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جا کے جو ہو پختی تو دیکھا کہ جہنم کا گلاب کا اور ایک تخت  
 اُس جہنم کے بیچ میں لگا ہوا اور اُسین ایک پھول جو گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس جہنم  
 آئی ان درختوں سے آوازیں عجیب غریب آنے لگیں لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو  
 توڑا اور عمرو نے باغبان قدرت کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جھلا کر  
 دھواں اُسکا آنکھوں میں باغبان قدرت کے دیا آنکھوں سے پانی نکلتا شروع ہوا  
 اور عمرو نے ایک کنٹھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنٹھے کو گلے میں باندھا اور گلیم اوڑھے ہوئے  
 یہ سر پر باغبان قدرت کے کمرے میں اب کنٹھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت  
 مرتخ جادو آ کے پہنچا اور اسنے جا کہا کہ میں باغبان قدرت کو پکڑ لوں باغبان قدرت  
 کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں اسنے اٹھ کر ایک تلوار سحر کی جو مرتخ جادو پر ماری تو وہ ٹانگوں  
 کے راستہ سے نکل گئی صدا سے وارو گیر ہوا پھوئی اُسوقت طیفور جادو آ کے پہنچا اور اسنے  
 ایک تیغ سحر کا باغبان قدرت پر مارا لیکن شکر اسلام کی طرف سے ایک ابرمنو وار ہوا اور  
 ملکہ نافرمان جادو اگر ہو پختی باغبان قدرت نے طیفور جادو کے تیغ کو سحر سے کاٹ  
 دیا اور نافرمان جادو نے کچھ داسے سرسوں اور رائی کے طیفور جادو پر مارے اسنے  
 ابھی سحر پر ہلکا شک دی کہ وہ داسے اُسنے پلٹ گئے اور اسنے ایک تیغ نکال کر



بھولی سے نافرمان جادو بہار کے نافرمان جادو بیہوش ہو گئی اسوقت ملکہ بہار جادو  
 بھولی تھی وہ اگر بھولی اور اسنے ایک گجرہ بھولوں کا طیفور جادو بہار کے طیفور جادو ہوش  
 ہو کر گرا بہار جادو نے اسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور اسباب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو سحر  
 زبردست مارے گئے ابریق کو وہ شکاف کو بلایا کہ اسنے اگر ایک صندوق کھولا کہ اس میں  
 ایک جادو اہر کی نکلی اسوقت سرمایہ ہر طرف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہوا اور  
 یہ دونوں کھڑے ہیں افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے کہ وہ اگر موجود ہو  
 اور یہاں چار چشم جادو اور یہاں جادو کا سامنا ہوا اور چار چشم نے چاہا کہ پانچون تخت  
 سے چکر کر کھینچ کر لوں اسوقت بہار نے نیچے اٹھا کر مارا کہ وہ اسنے نادوا برو اتر اور کھلی چکی  
 آنکھیں سب کی خیر ہوئیں اب جو دیکھا تو ایک تیلی ہے ابر میں غرق اور اسنے ماتھ میں  
 ایک آئینہ ہے اس آئینہ کو اس تیلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفیں  
 بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سفوار نے لگی اور یہ چار چشم جادو  
 ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ اونک حرام اب تیری آنکھیں ابھی نہیں  
 یہ کلمے قریب پہنچا اسوقت کلچین جادو نے غصہ کیا کہ او چار چشم جادو کہاں جا گیا  
 میرے ماتھ سے اب چار چشم جادو نے کہا کہ اسے ملکہ تم بھی سننا کہ وہ اپنے ماتھ سے  
 کلچین نے کہا کہ باش کو گذارم تیرا اور اسنے ایک بھول نکال کر اسپر مارا اس بھول سے شہرہ  
 ہو نکلا تو چار چشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جگر خاک ہو گیا عمر و نے بہت تعریف کی کہ اسے ملکہ سبحان اللہ  
 کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی شاخو ان ہوئیں اور یہ سب کجا ہوئے اور شکر اسلام  
 کی طرف چلے قیر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب سیدھا راستہ  
 ہو گیا ہے راستہ میں وہ پتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہیں انکو اسٹے گرفتاری  
 ان لوگوں کے بھیجا تھا وہ انکو شے ان تیلوں پر عمرو بن امیہ ضمیری نے جال الیاسی ارادہ ہے  
 اس جال میں پھنسے انکو زمیل میں ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور یہاں  
 قدرت و کلچین جادو وغیرہ کے یہ روادہ ہوئے اور ایک جگہ پر پہنچے کہ جہان  
 تین پہاڑ ہیں اور تین دائرے ہیں کہ تین طرف کو راستہ گیا ہے ایک تو جانب دریا



ہفت رنگ کہ اودھ طلسم نور افشان قلعہ کو کب روشن فرمایا ہے اور ایک شہر ناپرساں  
 کی طرف اور ایک کوہ گلزار کی طرف کوہ گلزار کے دہان پہنچ کر باغبان قدرت نے  
 ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچا ایک میں گلچین کو بٹھایا اور  
 ایک میں آپ بٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ماتھے میں دیا اور ایک اسم تباہ  
 اسکو باغ ہزار دفعہ پڑھوا اور آپ بھی رانی سرسوں آرد بنوے ماش مٹر کے دانے سنانے  
 رکھ کے تلسی کا مالہ لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب  
 پانچ ہزار بار پوچھا کہ باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھ کر ایک انگلی اپنی ڈوب سے  
 باندھی اور اس انگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ انگلی سیاہ ہوئی اسکو چھری سے کاٹا تو ایک  
 بوند سیاہ خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی  
 کہ جس سے سب کی آنکھیں خیر ہوئیں اسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمر کو کہا کہ آپ  
 نکالے اب ان تیلوں کو غروسے جال میں ماتھے ڈال کر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا کلام  
 ہوتا ہے ایسی کوئی چیز ماتھے میں آگئی لیکن غروسے کھینچ کر باہر ان تیلوں کو ڈالا تو وہ  
 اڑ کر آسمان کی طرف چلے اسوقت باغبان قدرت نے وہ رانی سرسوں مٹرو غزہ کے دانے  
 جو آگے رکھ لیے تھے ان تیلوں پر کھینچ کر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھواں ہوا اور جو چرند  
 کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہے غرض وہ سب تیلے جل کر خاک ہو گئے اندھیرا ہو گیا  
 اور آوازیں عجیب و غریب آنے لگیں کہ افسوس صد ہزار افسوس ہاں ان شخصوں کو کہ جگتا مانی  
 نہ تھا پھر کامل اندھیرا قیامت برپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا ای خواجہ آپ  
 خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک جملہ زنبیل سے نکالا اور فرش کیا پھر ایک ماسر کو بھیجا کہ حساب  
 شراب لائے وہ جا کر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور  
 ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اسے میرے وارث ایکو لازم ہے کہ خواجہ  
 صاحب کی ایسا کچھ بتا دیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہیں یہ کلمہ عمرو کو ناکوار ہوا  
 کیلئے کہ وہ سمجھا کہ یہ دونوں جانتے ہیں کہ عمرو کے کئے کچھ نہیں ہوتا ہے پھر آپ ہی اپنے  
 ولین کہا کہ غور کرنا زیاہن ہے اسکو بتانے تو وہ دیکھو کیا بتاتا ہے یہ سمجھ کر خاموش ہو کر باغبان



گلچین سے کیا کہ تو احمق ہو گئی میں بھلا خواجہ کو کیا تباؤں وہ خود اپنے وقت کے استاد ہیں  
 داستان رنگین و بیان دلنشیں آناستین جادو و لباس پوش آدم خوار و افیر جادو  
 و مردم خوار جادو و شبکو کا اور بیوش کرنا مہر خ و باغبان قدرت و گلچین جادو  
 کو با عانت صر شمشیر زن و صبار قمار عیار نیون کے پھر عیاری عیار ان لشکر  
 اسلام کی اور مارا جانا ان ساحران مذکور کا اور آقا ہمار شعلہ بدن کا اور تنکو اتا  
 لباس طلسمی و اسباب کا اور چاک ہو جانا جادو جمشیدی کا برف کے پاس سے  
 اور مارا جانا تنویر لہن کلاہ کا جانا آفراسیاب کا فرعہ کندم اور نہر حلیمون پر  
 اور ومان جانا قران عصا سے دخت اراک لیکر اور ملاقات ہوتا حوت  
 تاجدار فرزند باہی زمر و زنگ سی اور مارا جانا کرسی نشین جادو و اور مہر جادو  
 کا فرعہ کندم پر اور رمانی پانا کو کب و بران و عمر و کا فرعہ کندم پر  
 سے اور فتح کرنا کو کب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو  
 کو اور ملاقات کرنا بلکہ سلطان عنبرین موسیٰ اور جانا لقا کا جانب زدہ  
 قاف ومان ایک اردو سے کو اڑا دینا مار و دے اور ایک دیونی شے  
 ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر میں آنا المولف

ساقی مرا سے سے ٹھنڈا دے	نہند آتی ہے سے مجھے بلا دے	بے لک کے زندگی ہے دشوار
مے دینے میں کر نہ مجھ سے ٹکرا	خاطر میں ہے میرے جوش ساقی	اس دل کو ہی عزم نوش ساقی
دل کتا ہی لا مجھے بھی دی جام	ساقی ترا نیک ہوے انجام	ہر عزم کہ اڈوں صورت ابر
باقی نہیں دل کو اب میری صبر	دیگر اشعار آبدار	طلب کرتا ہوں دل میرا یہ مستی
بغیر از لک نہ ہی بیکار ہستی	کرین حرا سے مجھے گردن جھکا کر	جھکے تسلیم کو شمشے برابر
نہیں مے پینے سے ہر دل میرا	ہنو شیشے میں قسمت کا پھر	بغیر از مے کو اب ہر زندگی شاق
بہت بیتاب ہے یہ جان شاق	و فور شوق سے بخود ہوا ہون	شراب اک جام بانی سی جیا ہون
خدا را ساقی دی اب مے ناب	کہ اپنی جان مضطر ہو یہ بیتاب	ہنو شید سے سے جاہ رنگین بیان
نویسی کی نغزو نو داستان	شیفتگان کیسوے جانان تقریر دل پذیر خوش بانی	



دو ازفتگان شیرین زبان کلام نکین و مستاق زینت فزایان مجلس سخن رونق دہندگان  
 بزم کلام کمن صدر نشینان انجمن کلام و باریبان دہار سخن ندرت القیام شاہد عاشق  
 خصایں و مستاقان کلام نکین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و عمران و فرائد  
 سحر شہزادہ سخن کو اقلیم مضمون کے تحت پر اس طرح بٹھاتے ہیں اور حکم دریا بہ خوش  
 کلامی یوں فرماتے ہیں کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب میں آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور  
 پرجا کے بٹھا ابریق کوہ شکافت و سرمایہ برت انداز اور ساحران نامی گرامی بیٹھے ہیں اس  
 وقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیر زن اور صبارفتار کند انداز کے آئی ان عیسار  
 بچوں کے پاس منہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہیں کہ جسکی وجہ سے جہان کہیں افراسیاب  
 ہوتا ہے یہ پہنچ جاتی ہیں اس جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے  
 کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکڑ حیرت پہلو سے افراسیاب میں بیٹھی پاندان سوئے کا کھلا  
 ایک گلوری بنا کر شاہ کے منہ میں دی لیکن افراسیاب بسبب ملاک مونسے ساحرا  
 نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیرنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اسوقت ایک برآسمانی  
 سیاہ رنگ اگر چھایا اور اس ابر سے آوازیں عجیب عجیب آنے لگیں پھر آواز آئی کہ مارا ان  
 شخصوں کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج تھی مع تلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تحت پر بادشاہ  
 کے اور سامنے تخت کے گری تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو قولا دی دوسری طلانی  
 تیسری نقرئی چوتھی جو اسہر نگار رکھی تھیں افراسیاب نے وہ خاک چمکی میں اٹھا کر منقل قولا دی  
 پر ماری ایک آواز ابر سے زور سے اٹھنے کی آئی اور منقل میں سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ  
 نے ایک ایک کر کے تیلون کو جال سے نکالا اور اٹک مارا باغیان قدرت نے  
 یہ نکر افراسیاب نے صرصر شمشیر زن و صبارفتار سے کہا کہ تم سے کوئی کام ایسا  
 نہوا کہ جو موجب تمھاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ ہمارے پاس وہ  
 چیزیں نہیں ہیں جو تمہارے پاس ہیں اگر ہمارے پاس بھی ہوں تو آپ دیکھیں کہ ہم کیا کام  
 کرتے ہیں صرصر اپنی ہلکو کوئی ایسی چیز دیے تو ہم میں وغیرہ کو باندھ کر لے آئیں اور  
 کچھ ساخر ہلکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عزیز مارے لگے ہیں انھیں ہلکو سیجیے کہ



کہنوں سے ذلت اٹھائی ہو اور اس سیلاب نے کہا اچھا اور دربار میں چند ساحر حاضر ہیں ان میں سے  
 نفیر جادو کو جسکو چالاک سے ذلت دی تھی بقا کے سامنے اور دوسرے شبنو اور تیسرے  
 نافرمان یہ نافرمان اور سیلاب کی طرف کی ہو اور نفیر جادو نے سوایا تیار کیا ہر اب کوئی  
 اسکا جواب دینے والا نہیں اور تین سردار ہیں نفیر جادو کے ایک کا نام ستین جادو  
 اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینوں  
 سرداروں نے اور نفیر اور نافرمان اور شبنو نے ہر صر سے کہا کہ ہم سب تمہارے ساتھ چلتے  
 کو حاضر ہیں اور میری برف انداز نے کہا کہ میں بھی چلوں گا تمہارے ساتھ اور جہان جو  
 چیز درکار ہوگی مجھ سے طلب کرنا میں موجود کروں گا صر اور صبار قنار ان سب ساحروں کو  
 کے کروانہ ہوئیں مگر یہ سب ساحر الگ الگ چلے اور جس مقام پر پہل پر نیراد ان تھا  
 ہو چکر نفیر جادو نے ایک کاغذ نکال کے آسمان کی طرف اچھال دیا کہ آسمان چمک ہوئی  
 اور شعلہ بنے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑے عرصہ میں پھر اڑتا ہوا آیا تو آسمان نفیر جادو  
 نے لکھا ہوا پایا کہ گلزار میں خیر استاد ہے اور باغبان قدرت اور بہار اور گلشن اور  
 نافرمان میں چند نازنین کے بیٹھے ہیں صر نے کہا اسے نفیر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر ملگوائے  
 کہ وہ کیا کرتی ہیں نفیر نے اسی کاغذ کو کاٹ کے آدھے کو ایک طرف اڑا دیا اور آدھے کو  
 دوسری طرف اچھال دیا وہ دونوں ٹکڑے کاغذ کے شعلہ بنے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے  
 جو آئے تو نفیر نے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال بلوق فلان  
 جادو اور یاقوت زرین نیچو خورشید زرین رباب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے  
 ہمراہ ہیں اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہے اور دوسرے کاغذ میں لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ میں  
 اور لشکر میں اس کے بہت سے ساحر ہیں کہ وہ بھی بیٹھے ہوئے خوشی کر رہے ہیں نفیر  
 نے یہ پڑھ کر ان دونوں پر چون کو چھولی میں ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک  
 جادو نفیری بنے تیار ہوئی اور اس جادو پر صر و صبار قنار اور نفیر بیٹھ کر چلے اور ساحر تو  
 اور طرف سے آتے ہیں لیکن یہ اس طرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوں مہرخ  
 رہی اور اُدھر باغبان قدرت وغیرہ رہے تو ہمارے قنار نے صر شمشیر زن کہا کہ ملکہ



تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور میں مہرخ کی طرف جاتی ہوں پس نفیر جادو اور شیو  
 یہ تو صرصر شمشیر زن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و متین اور پلاس پوش اور آدم  
 خوار یہ سب چلے صبار قمار کے ساتھ اور تھوڑی دور جا کر صبار قمار نے اپنی شکل باغبان  
 قدرت کی بنائی اور متین جادو و بزور سحر ہمار کی صورت بنا اور سب سرداروں کو کہ جو ساتھ میں  
 صبار قمار کے ادھر کے سرداروں کی ایسی شکل پر بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بیہوشی کے  
 بنا کر تخت سحر پر اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہاں تک کہ قریب مہرخ پہنچی اسنے دیکھا کہ  
 باغبان قدرت آتا ہے بس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت دخلت تخت کو نیچے  
 آتا مہرخ نے ٹیٹھ کے لٹھ اسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے لٹھ میں لٹھ ڈال کے اس مقام  
 پر کچھ قرش بچھا اسکے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و ہلال و یاقوت و غیرہ سب سردار یہ بھی  
 انگریزے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ اے ملکہ کیا کام کیا ہے خواجہ صبا نے کہا کہ جاسکے  
 ویر جادو کو مارا یہ ذکر تذکرہ ہو یا تھا کہ کچھ ساحروں نے سحر بھی کیا اور کچھ ان گلدستوں کی خوشبو  
 سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اسنے باغبان قدرت سے کہا کہ بھوک کچھ گرمی معلوم ہوتی ہے باغبان  
 قدرت نے کہا واقعی گرمی ہے مہرخ گھر اگر اٹھی اور اٹھتے ہی گرمی اور سردار بھی گرمے اب متین  
 جادو اور پلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چونتیس ہزار کا لشکر مہرخ  
 کے ہمراہ تھا انیسویں کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر  
 کو بوند پڑی وہ بیہوش ہو گیا یہاں تک کہ سب بیہوش ہو گئے اور وہ بھی تھے اٹھین کیا  
 معلوم کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کر لگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان میں سوزن  
 دیا اور تخت پر ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو توجا منب  
 بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہاں سے چلے تو راستہ میں صرصر شمشیر زن  
 اور نفیر جادو اور شیو یہ انکولین پس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبار قمار  
 نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی  
 غرض یہ سب کے سب صورتیں تبدیل کر کے باغبان قدرت کی طرف چلے جب قریب  
 پہنچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہیں بہار نے کہا کہ



ایو باغبان قدرت آپ جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہے  
 اورین بن ہون چیرت جاوولی لیکن ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہو آپ کو استقبال انکا  
 کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہو کہ قدوسی ملکہ کی کون یہ کہہ کر  
 باغبان اٹھا مہرخ نو قریب آئی چلی تھی یہ جا کر بنگا گیا اور اسنے پاس ملکہ کو بوسہ بھی  
 دیا اب یہ سب اگر خیمہ میں بیٹھے اور شہزادہ وکیاب کا جلسہ ہوا اس عرصہ میں شباب  
 روز تبدیل پیری ہوا اور قیر جاو وے شب داند رانی سرسوں شر کو الگ لیکر عالم میں آئی اسبات  
 کھلا ماتہ گیسو شام کا رنگ نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ | جلا دین مثل عسمر نیم عمل  
 نہ ٹھہرا جس طرح بتابی دل رات کو شمع ہائے موسیٰ و کافور کی ٹککاری کی کہ صبر سے انکو تپا  
 تھا اور زمین بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئیں کہ زمین سے خفیف سا دھنواں نکلا اور بو  
 پیدا ہوئی اور داغ میں وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا بدن بو چھل ہوا  
 جانا ہر ایک میں جاو و جو گھبراہٹ تو اٹھ کر چلی اٹھتے ہی گر پڑی اور ہر سار نے کچھ بھول کر  
 کہے توڑ کر گریبان میں اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چکی بجا لی لیکن سب  
 محفل بیہوش ہو گئی اسوقت متین اور شیوا اور تافان نے اپنے اپنے سر کو زود دیا اور ایسے  
 سر پر سے کہ دس رنگی آدم خوار پیدا ہوئے اور ان رنگیوں سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت  
 کو اٹھا لاؤ وہ رنگی اٹھانے کو جو آئے تو ایک بھول کتاب کا اور سے گرا اور نیکھڑیاں اسکی  
 الگ ہو گئیں اور تیر شہاب نکلا ان دسوں رنگیوں پر سے تو وہ جہاں خاکستر ہوئے  
 اور کچھ رنگی متین نے بنا کر گلی میں کی طرف بھیجے جب وہ رنگی اسکی طرف ہوئے تو ایک بھلی  
 چلی کر گرا بھی جلا کر خاک کیا پھر آدم خوار نے کچھ رنگی بنائے اور انکو ہمارے اٹھانے کے لیے  
 بھیجا کہ ملکہ مہار بھی اسقدر بھاری تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اسنے کچھ اپنے گریبا میں  
 ڈال لیا تھا اب زمین سے شعلے پیدا ہوئے اور ان رنگیوں کو ان شعلوں نے جلا دیا  
 اسوقت صہار قمار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید ویا قوت پران سبکو  
 ڈالو پس باغبان قدرت پر یا قوت زرین سے کو ڈالا بد قدرت خداوند عالم ایک  
 بھول آکر بانوں کے پاس سر ہر کے گرا کر مثل کٹورے کے تمام ہو جست کر کے غایہ



ہوئی اور اس بھول سے شرار سے پیدا ہوئے کہ اوپر سوار تھے اُنکو چلایا اُس وقت سرما یہ  
 برفت انداز اگر ہو چکا لیکن حال سننے کے عمر و اُس مقام پر پہنچیں ہر خواجہ یہاں سے  
 واسطے لینے مہر خ کے گئے تھے اور مہر خ وہاں سے چل چکی تھی جب عمر و لشکر میں جا کر  
 پہونچا تو اُس نے خبر سنی کہ ملکہ مہر خ تو باغبان کی طرف گئی ہیں یہ لشکر میں کچھ دیر ٹھہر کر پھر  
 وہاں سے چلایا تو راستہ میں آتا ہے مگر یہاں سرما یہ برفت انداز جو آیا تو مہر خ پر سوار ہے اور  
 بتیس افسرین جلیسین خوک صحرائی پر سوار ہیں اس سے ہر طرف سے کہا کہ امیر وزیر اعظم شہنشاہ  
 نے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بہوش کر دیا ہے لیکن اب مجھے یہ اٹھ نہیں سکتی ہیں سرما یہ نے  
 اسوقت ایک صندوق منگوا کر کھولا کہ اُس میں سے بجلی بجلی اور تارہ نکلا کر جانب آسمان گئے  
 اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور بھول گئے اب سرما یہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ پوچھ  
 کر آیا ہے اور وہاں عمر و بن امیہ ضمری جو چلے آئے ہیں جب کوئی تیس فرسخ راہ طرکی انکی  
 تودل نے گواہی آگے جانے کی ندی آخر تک پر انگلی رکھ کر تین چکر اُٹھون نے کہ لشکر مہر خ  
 کی طرف نہ اٹھا اٹھ گیا اسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آئے پہونچے تو اُس پہاڑ کے  
 در سے میں قرآن ملا اور اُس نے کہا کہ استاد بڑا غضب ہوا کہ صر و صبار قرارے اگر تیرے  
 قید کیا ہو عمر و نے سب کیفیت سن کر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو میں اس طرف نہیں گیا پھر  
 عمر و جانا ہی پر گمان اتنا ہو کہ پہلے بچے تھے اب ہوشیار ہیں پس قرآن تو اسے حال  
 کیلے چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کیلے اُسکو اپنے ساتھ  
 لیا اس شگامہ میں چشم شاہد شب میں سفیدی آئی اور دیدہ خورشید نور و روشن ہو لفظ

بعد از شب ہوئی جب صبح آواز  
 ہوئی ٹھہرا کہین کوئی کہیں پہا

کھلا عالم پہر سو پردہ را نہ

اسوقت عمر و نے دیکھا کہ لشکر کی طرف ہو گیا اٹھی اور اس گردی

گذر گاہ میں ہو میں روشن رہن رہن

بلور چار و ست خود ار ہوا اور اگر اسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کو کب

روشنی ضمیر آیا ہو کہ ہنسنے تلخ خواجہ عمر و کی اطاعت میں دیا اگر وہ کہیں کہ نفرت کو سلام  
 دے بھی تو سلام کرنا اور دیکھے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے عمر و نے جو اُسے  
 چاہا تو اُس میں سی لکھا تھا کہ اسے عمر و وہاں سرما یہ برفت انداز آیا ہوا ہے اور اس طرح سب



ساحر ہوش میں تو آپ اسکی فکر کر کے باغبان قدرت کو لیکر مارے پاس آئیے اسکو پھر کے  
 عمر نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تین گز تک لینی اور چوڑی  
 ہو تلافی کو یہ لکھ اپنی شکل اور اسیاب کی ایسی بنائی تاج جو اہر نگار سر پر رکھا اور ایک ہر  
 روئی کا بنا کر یعنی اس زوئی کے پہل کو سرخ رنگا ہر اور اس کے بیچ میں کند آصفا ماصفا  
 کو باندھا ہر اور بلور چار دست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بنا کے اور ہوش کو حیرت  
 کی شکل بنا کے اس چٹان پر پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو ہلو میں بٹھایا اور بلور سے ہر  
 رومال کھڑے ہو کر جھلنے لگا اور بلور سے انھوں نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اڑا اور اس کو  
 بھی سر پر پیسے سایہ فلن کر بلور نے چٹان پتھر کی اڑائی اور اس ابر کو بھی سحر سے اڑایا اور  
 اس چٹان پر حقیر کے گلے سے سانسے اور اسیاب کے رکھے ہیں اور وہ چٹان اڑتی ہوئی  
 چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہر خ کو لیکر جان بادشاہ روانہ ہوئے ہیں وہ انکو ملے اور  
 انھوں نے انکو بادشاہ اور اسیاب سمجھ کر سلام کیا عمر نے مہر خ کو چوخت پر ہوش پر  
 دیکھا خیال میں آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچ کے عمر بادشاہ تو نبی ہوا تھا ہی ان  
 ساحرون سے پوچھا کہ تم مہر خ کو کہاں لیے جاتے ہو انھوں نے کہا حضور ہی کے پاس  
 لاتے تھے اور اسیاب نے بلور سے اسارہ کر کے چٹان کو زمین پر اترا دیا وہ تخت پر بھی  
 ساحرون نے اتارا اسوقت اور اسیاب نے بیٹھے کہا کہ تم بڑا کام کیا ہے میں تمکو بہت کچھ  
 دوں گا مگر اسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کیلے دو جام شراب زمیں سے نکال کر انکو  
 دیے کہ انھوں نے پیے بیٹھے ہی کچھ دیر میں ہوش ہو گئے عمر نے ان کے سر کاٹ ڈالے  
 مہر خ ہوشیار ہوئی زبان سے اسکی سوزن نکالا اور اس سے کہا کہ تم یا قوت حاد و جو  
 وزیر زادی حیرت کی ہر سحر کے زور سے اسکی صورت بنو مہر خ یا قوت کی شکل بنکر تیار  
 ہوئی اور اور اسیاب نقلی یعنی عمر کے ساتھ اس چٹان پر کھڑے ہو کر وہ ہوشی اور  
 اب وہ وہاں سے چل کر سرمایہ برف انداز جوہان سحر کر رہا تھا ہوشی سرمایہ فرما ہے  
 کہ اپنی زبان کاٹے اسوقت اور اسیاب نقلی آکر ہوشی اور اس نے کہا کہ اب تک ان کو انکو  
 لیکر کیوں نہ حاضر ہوئی صبر فرما ای شہنشاہ یہ ہلو کو لے آئے تھے پھر اور اسیاب نقلی انکو دیکھ کر



سب کو اٹھا سے دیتا ہوں یہ لکھو بلور سے کہا کہ اُسے صرصر و صبار قنار کو لے لیا اور مہر سپر خ  
 اور بلور نے ملکہ جو سحر کیا تو مہر یا یہ برفت انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب تینوں ذرا فرمان و نفر جو  
 باقی تھیں اور اپنے دل میں حیران تھیں کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہے کہ جو انکو گرفتار کرانا ہو چنانچہ  
 متین و میل اس پوشش و مردم خوارہ سب حیران کا رہے افراسیاب نقلی نے حکم دیا  
 کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف غائب شاہی سے دم نہیں لاتا انکو بھی بلور و مہر خ و غیرہ نے  
 باندھ کر لیا تو تھیں سبکی سوزن دیا اُس وقت عروس نے لہزہ کیا کہ تم عروسی امیہ ضحری اب  
 تو سب گھراٹے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوئے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب  
 سرداروں کو بعتے باغبان و گلچین کو اب سحر حیرتک چھڑک کر ہوشیار کیا اور ان سرداروں کو  
 کہ جنکو قید کیا ہو ہوشش کر دیا اُتیلے کہ کوئی فتور نگین غرض جب سب ہاتھ چلے تو کہا کہ ہمارے  
 رہنا مناسب نہیں جو ہیں اسی وقت خیمہ اٹھاڑ کے عروس نے زنبیل میں ڈالا اور سر راہ  
 اور صرصر و صبار قنار و غلو سا حون کو بھی زنبیل میں ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلے  
 جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہ گیا تو وان جا کر برق سے خبر کی کہ اُستاد اور سب بھارت تھیں  
 بس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر پر اسے استقبال چلے لشکر سے جہان تک کہ  
 باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُس وقت عروس نے کہ  
 کہ جو پیش ہزار کا لشکر چرخ کا بیہوشش پر اسے اور احاطہ سحر کا گرد اس لشکر کے کھنچا ہی کوئی ایسا  
 ہے کہ جو اس لشکر کو ہوشیار کرے اور اس احاطہ سحر کو مٹائے یہ لشکر باغبان قدرت نے  
 دبلو چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے  
 ایک گجرا پھولون کا اس احاطہ پر راکہ وہ دھنواں ہو کر اڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر  
 برسیا کہ جیسو پانی کی بوند میں ڈیریں وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ سب  
 لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہو طبل شاو مانی بجتے ہیں اور یہ طوار کن ہوا  
 افراسیاب کا باغبان قدرت نے اس لیے اشرافیان اور روپے بہت کچھ لٹائے کہ ہوش  
 غنی ہو گئے قصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوئے پڑی شان و شوکت سے اگر بارگاہ میں پہنچے  
 لشکر جو پیش ہزار کا تھا اُس نے تو یا ہی کہ کھولی اور سب لگا لگا سے اور سردار سب لگا لگا سے



یا غلبان قدرت نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھائیے کہ جہاں انکی مرضی کے موافق ہو۔ عسکرو نے  
 کہا کہ میں تجھ کو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیکا طلسم کشا بیٹے شہزادہ اسد فوجوان ہو  
 اُس کے ملاقات ہوگی تو اُس وقت بٹھایا جائیگا مگر طریق ہے صاحبفران کی بارگاہ کا کہ چار طرف  
 کرسیاں و ڈنگل بچھتے ہیں اور بیچ میں بادشاہ کا تخت اسلئے کہ سب پر نگاہ بادشاہ کی پڑے  
 پس تمکو بھی تخت مرخ کے قریب ڈنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہوں یا غلبان نے کہا کہ مجھے سب  
 طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی پس عسکرو نے یا غلبان قدرت کو ڈنگل پر قریب تخت مرخ  
 بٹھایا اور گلچین اُس کے پاس بیٹھی اور مرخ تخت پر شکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ  
 پر ہار و تافران و شکین ہو وغیرہ بیٹھے سابقان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پالہ ہا سے  
 جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدای ہوشا ہوش  
 و نوا نواں بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادہ تاب سے گرم ہوا تو اُس وقت عسکرو نے یا غلبان  
 سے کہا کہ کیا کہتے ہو صرصر و صبار قنار دسرایہ وغیرہ کے مقدمہ میں یا غلبان قدرت نے  
 کہا بہتر ہے کہ انکو زنبیل سے نکال کر باذیہ اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانیں تو قتل کرو اسلئے  
 عسکرو نے ان سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باذیہ اقبلا رفع بیوشی سب کو دیا  
 کہ آنکھ ہر ایک کی کھلی عسکرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہا کہ اسے گرا ہو پروردگار عالم  
 کو وحدہ لا شریک جانو کہ جس نے شجر و حجر راہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن  
 وغیرہ ہر ایک کو پیدا کیا ہوا بیات نہ گوہرین ہے نہ ہے سنگین و لیکن چمکتا ہے ہر رنگ میں  
 وہی ذریعہ سب طرف جلوہ گر اُسی کے یہ ذریعہ ہیں شمس و قمر وہی مالک الملک و نیا دین  
 پر قبضہ ہیں اُسکے زمان اور زمین وہ مبود یکتا خدا ہے جہاں کہ جس نے کیا کُن ہن کوٹ مکان  
 نصیحت نہ کر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے  
 سوزن نکال لو عسکرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُس نے دوڑ کر سوزن زبان سے کھینچ لیا  
 پس اُس نے سحر پڑھا کہ جس کند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُس نے انگڑائی لی تو پڑ پڑ  
 ڈالا عسکرو کو گھور کے دیکھا اور سحر پڑھ کر جو پھونکا تو صرصر و صبار قنار کی بھی کندین جسل گئیں  
 ان کی زبان میں تو سوزن تھا نہیں کس واسطے کہ وہ ساحرہ نہیں ہیں پس یہ چھوٹے ہی



جست کر کے سرنج بارگاہ فراگین اور سرمایہ بھی اڑ کر چلا اور اس طرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چلتی ہو  
 اس وقت گلچین نے کہا کہ کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کھراڑی اور ایک بھول گلاب کا ہستا  
 وہ اسے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چمک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود آکر سرمایہ کے پٹ گئی سرنج  
 نے اپنی جھولی سے ایک تار بج جو مارا تو وہ زنجیر ٹکڑا کر اور دو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گری  
 اس وقت گلچین نے دو پتھر پان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر مارا اس وقت پتھر چمک ہوئی اور  
 وہ دونوں پتھر پان سپر سرمایہ کے پڑیں اور ایک حباب بکریا ہوا اور اس میں سرنج  
 بند ہو گیا بس سرمایہ نے کچھ سرون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب وھوان ہو کر بر طرف  
 ہو گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ اسے بیردخم چالیس ہزار فوج شاہی سے آنے ہو تو کیا کرتے ہو اسے  
 گلچین بر تیر مار و بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند ہوا اس وقت گلچین  
 بادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اس سنگریزے کے ہزاروں ٹکڑے ہوئے اور  
 وہ ٹکڑے تیر شہاب نیکر آن بیرون کے لگے کہ وہ سب جل کر خاک ہو گئے اور پورا بندھی  
 آنے لگی اس وقت ایریق کوہ شکاف وزیر دوم افراسیاب بیان آگیا اور اس نے  
 ایک تریج گلچین پر آکر مارا کہ اس تریج سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے کہ انھوں نے گلچین کے  
 جسم کو جلا یا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار اور بلور بھی بارگاہ سے  
 آشکر آئے نو دیکھا کنارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہو رہی ہے بس یہ بھی آکر لڑنے لگے  
 لیکن گلچین زخمی ہو چکی تھی اور ایریق اور سرمایہ کی مدد کو اور فوج بھی آگئی ادھر سے  
 بھی اور سردار جا کر پونچھے لشکر میں کمر بندی ہونے لگی اس وقت بہار اور باغبان نے  
 دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہے چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکر میں پھر آنے گلچین کے  
 مرحمت لگا یا کہ زخم اس کے اچھے ہوئے باقی سب باعیش و عشرت تمام  
 تمام جیسے بعد کچھ دنوں کے عمرو داسے بالا دوسی کے صحرا میں آیا تو اسے دیکھا کہ طسم نور افشان کی طرف  
 سے ایک چلہ شیردار طلائی آتا ہے اور ایک رفوہ کے ہاتھ میں ہے وہ رفوہ اس نے عمرو کو دیا عمرو  
 نے جوڑھا لکھا تھا کہ اسی خواجہ عمرو بن اسید ضمری بعد سلام مینا ز کے معلوم ہو کہ اسی وقت  
 اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر مارے پاس تشریف لائے ضرور وہاں رہے



کا ارادہ نہ کیجیے گا رقیہ شوق کو کب روشنفکر و مردان سے اُس پتلے کو لے کر بارگاہ میں  
 آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقبہ کو کب روشنفکر نے لکھا ہے اس امر  
 میں تمہاری کیا صلاح ہے باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہے وہی میری  
 صلاح ہے بمصدق مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شہاست۔ عمرو نے کہا میری  
 راجہ تو یہ ہے کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اس وقت اُس پتلے سے کہا کہ ایک  
 چٹان پتھر کی تو ہمیں لاؤ سے اُس نے لاد دی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان گلچین  
 اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے گئے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا  
 اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیرکانوں میں جوڑے چلے آئے ہیں اور مارو مارو  
 کی صدا بلند ہے چنانچہ انھوں نے آگے ایک بار تیروں کی ماری اُس پتلے سے ایک تختی تھی  
 یا قوت رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزار ہا تیر شہاب نکلا اُن ساحرون پر پڑا کہ کچھ ساحر جل کر خاک  
 پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے انھوں نے پھر تیروں کی بار ماری اُس پتلے سے وہی  
 تختی پھر دکھائی کہ وہ تیراز خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر کام نہیں  
 کرتے تو تلواریں کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پہنچے تو اس وقت اُس پتلے سے وہی تختی پھر دکھائی  
 کہ آسمان سے پھر تیر شہاب پیدا ہوئے اور اُن ساحرون کو اُن تیروں نے جلادیا عمرو اور  
 باغبان و گلچین مردان سے چلے وہ چلے شیر سوار ساتھ ہے یہاں تک کہ دریا سے  
 ہفت رنگ پر آکر پہنچے اُس دریا میں سات رنگ کا پانی بہتا ہے اور ہزار ہا لکھوں  
 اور رنگ برنگ کی مچھلیاں نکلا اچھلنے لگیں اسلئے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو افراسیاب  
 کے قبضہ میں ہیں اور ساڑھے تین رنگ کو کب کے قبضہ میں ہیں پس اُن مچھلیوں اور  
 سوس اور گرنے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لیں اور پٹ جائیں اُس وقت اُس  
 پتلے سے وہی تختی یا قوت رنگ جو دکھائی تو پتلے آسمان سے نکلے کہ وہ سب جائز جل کر خاک  
 ہوئے اور صحیح و سلامت اُس طرف روانہ ہوئے یہ تو اُس طرف چلے لیکن حال سنئے افراسیاب  
 کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے کہ ابرین کوہ شکاف اور سرماہ برف انداز اور  
 صرصر و صبار قرار اگر پہنچے تو یہ عرق عرق پسینے میں غرق نہ افراسیاب نے



کہا کہ اسے سراپہ تمہارے کیے کچھ بھی نہواؤ اسے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کر اب  
جائے گا تو حضور کے قدم پر سر نہایت کر گیا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آکر بیان موجود ہو  
لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُس نے جاہا کہ میں خود جا کر کام مہر خ کا تمام کروں  
لیکن جیسے ہی اٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُس نے روکا اور ہاتھوں کو اپنے جو دیچھا تو معلوم  
ہوا کہ اس وقت ساعت بُری ہے میں یہ رنجیدہ ہو کر چپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا  
جب وہ چالیس ہزار ساحر اُس کے سامنے سے چلے گئے تو اُس نے ایک دستک دی اور کہا  
کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شن ہوئی اور پانچ آدمی اُس میں سے نکلے ایک کی تو  
آنکھیں چھوٹی تھیں اور اس قدر سرخ تھیں کہ جیسے خون کبوتر اور دو سرا جو ہے وہ ارزق چشم  
ہے کہ بالکل مثل کمرہ کے اُسکی آنکھیں ہیں اور ایک کے ہاتھ نہیں ہیں گھنٹی سے اور  
چوتھے کے پاؤں نہیں ہیں گھنٹی سے اور پانچویں کی آنکھیں نہیں ہیں لیکن دو سوراخ ہیں  
سولی کے ناکے کے برابر اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہے ایک کا نام ہے قمر نگاہ  
اور دوسرے کا نام ارزق چشم اور تیسرے کا نام ہے فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہے  
باد انگیز اور پانچویں کا نام ہے شورا نگیز چنانچہ ارزق چشم اور قمر نگاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض  
کیا کہ امی شہنشاہ ہلکو کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور باغبان قدرت اور  
گلچین نہیں ہیں تم جا کے لشکر اسلام کو تباہ کرو ان دونوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہلکو  
جو معاہدہ آپ کا ہے اُس میں دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ  
کنے منع کیا ہے یہ دونوں اُس معاہدہ میں آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈھرو بجاتے تھے  
اور بوتلیں شراب کی اگیاری پر لٹکھاتے تھے دو دن یہ وہاں رہے اور بعد دو دن کے  
نکلے تو خدمت افراسیاب میں آئے افراسیاب نے انہیں خلعت دیا اور رخصت  
کیا یہ چلے بعد اُنکے جانے کے اُن تینوں سادروں سے افراسیاب نے کہا کہ تم بھی جساؤ  
انکی حفاظت کو وہ تینوں بھی زمین پر گر کر مائب ہو گئے اور یہ دونوں جب چلے تو جس مقام  
پر دریائے خوزدان تارواں آئے سامنے شہر ناپرساں تھا ان کے جی میں آیا کہ چسکر  
شہر ناپرساں میں حیرت سے ملاقات کریں کہ وہ آج کل وہیں ہے بس یہ آئے



شہزادہ پسان میں ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہرنگاہ اور ازرق چشم آئے ہیں اُس نے اُنکو بلا کر خلعت دیا اور حکم دیا کہ تیاری رہے میں خود جاؤنگی لڑنے کو اور اُس نے کچھ کوچ کو بتا کر کیا اور سوار ہو کر ان دونوں کو لیکر چلی اور اُن دونوں نے دو ابر ہائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ اور اُن ابروؤں کو اڑاتے ہوئے یہ بھی چلے کہ وہ ابرائے سدر پر سایہ ظن سے کنارے پر شہر کے پونچر سوار سی ملکہ حیرت جادو کی تو شہری اور ایک ٹیکر سے پر خیمہ استاد کے دو سحر لگا کے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلا لشکر مہرخ کے پاس آئے اُس وقت وہاں میں مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہار و نافرمان و شکین موسے وغیرہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں کہ جوڑی ہر کار و ن کی گردین آلودہ پسینہ میں غرق مائے

اگر حاضر ہوئی اور دعا و شہاد بادی شاہی بجالائی **نظم**  
 اگر شہم زلف کا تیری چہنیں بیان  
 موجود ہوا کا تیرے ہوا آئینہ بیان  
 عشوہ کرتا ہی زواج کچھ جانکے سر پر  
 ناز نے تیری کیا پامال نہ ہزار ہا دن  
 شہنشاہ کی عمر و داد و شمن کعبہ کا مزاج ناساز ہو قہرنگاہ و ازرق چشم

آئے ہیں فوج کثیر ساتھ لائے ہیں یہ خبر لشکر مہرخ نے نفیر سحر کو دم و با بہار و نافرمان و شکین موسے وغیرہ تمام سردار جہولیان سحر کی لگے میں ڈال کر باز بل فر فر سے قبل آتشیں ہنر آتشیں عتاب تیز پرداز طاؤس زربین بال اثر و خونخوار شہر ثمان بیرومان تخت اسے سحر ہوا ہو کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے شعلے سحر کے اڑتے تھے برقیں سرخ سرخ جلوہ دکھائی دین تارخ ترنج اچھلتے تھے اسی طرح میدان میں پونچر صفت آرائی ہوئی اس طرح قہرنگاہ و ازرق چشم فوج سحر اپنے ساتھ لے کر میدان میں بر سحر بر صافین کچھ گنبن نقیب و چاؤش للکار و سارون کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازاں قہرنگاہ لے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرگڑا کر حک کر برسے لگا سب اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ میں بوند پڑی وہ اندھا ہو گیا اُس وقت بہار نے ایک گلہ ستہ اٹھا کے مارا کہ ابر طلالی آ کے موجود ہوا اور برسے لگا لگا اُس ابر نے قہرنگاہ کے ابر طلالی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُس وقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہرنگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک



کھدستہ اچھال کے مارا کہ آپ تو غائب ہو گئی اور ایک پتلا اسکی شکل کا بنکے تیار ہوا اور تخت پر بیٹھا  
 بانی سب نابینا ہوئے اور لگے ٹوٹنے بس یہ ارزق چشم فرط خوشی سے اچھلنے لگا اور کہا کہ وہ  
 ماما اور قمر نگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گر گڑا یا اور چمک ہوئی اور ایک جباب بکر  
 تیار ہوا اور وہ جباب بکر ہر طرف چھا گیا اور سب سرداروں کے گلے بن ایک ایک سی  
 پڑ گئی اسے یہ ارزق چشم پلا انکو لیکر خوشی خوشی اور دہان سے حیرت بھی خیمہ اکھڑا کے اپنے  
 لشکر میں آئی لیکن ہن فرنگی نکلیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمہ حیرت میں آیا اور اسکو  
 آداب بجالا یا حیرت سے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اُس نے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن برق  
 سمجھا کہ یوں عیاری نہ بنے گی بس یہ خیمہ سے نکلیا اور اُس نے اپنی صورت مثل مصرصر کے  
 بنائی اور ایک فرمان نعلی بنا کر اور اسکی پیشانی پر مہر اسباب کی کر کے خیمہ میں حیرت  
 جادو کے پوسٹا و بان ایک ساحر ہے کہ نام اُس کا دربان جادو ہے اُس نے کہا کہ اسی بجائی  
 قمر نگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اُس نے کہا بہت خوب مصرصر  
 نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہے اُسکو دیا اُس نے جو اُسکو پڑھا تو اُس میں لکھا تھا کہ اسی قمر نگاہ  
 و اسی ارزق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ وہ عیاری مکمل کئے ہیں  
 قرآن اور برق وہ اگر ضرور ان قیدیوں کو چھڑائیں گے بس ہم نے مصرصر کو تمہاری حفاظت کی  
 لچہ بھیجا ہے خبردار اس کے کہنے پر عمل کرنا اور یہ تمہاری بہت خبرداری کرے گی یہ پڑھکر  
 اُس نے کہا کہ اے مصرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھا اور یہ قمر نگاہ ہمیشہ سے اسے پیار کرتا ہے اور اکثر  
 اس سے باتیں محبت آئیں کیا کرتا ہے مگر مصرصر پہ ہورہی ہے اس لیے کہ یہ سردار شاہی ہے کیا  
 ضرور ہے کہ اسکو ناراض کروان غرض اب اندر خیمہ کے اسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیاں  
 وغیرہ اگر موجود ہوئیں اور تاج ہونے لگا برق نے اُلٹ پھیر کر کے شراب میں ڈال دے  
 بیوشی کو ملا یا اور قمر نگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن دہان سینے کے افراسیاب نے کتاب  
 سامری میں یہ حال دیکھا اور مصرصر کو نیچے بھیج کر بلا یا اُس نے کہا کہ جلد تو جابر قمری شکل بنا ہوا قمر نگاہ  
 کو بیوش کیا جاتا ہے یہ شکر مصرصر دہان سے چلی جب یہاں آکر پونجی تو دربان جادو  
 و رازہ پر تھا اُس نے دیکھا کہ ایک مصرصر تو اندر ہے دوسری کیسی آئی معلوم ہوتا



ہے کہ کوئی عیار ہے یہ بھلا اس نے کہا کہ اسکو بین گرفتار کر لوں صرصر نے اسکی نگاہ کو بھاتا  
 اور چاروں طرف چلی اور جا کر پشت خیمہ پر اسنے نقب لگائی لیکن قمرنگاہ کو بیوشی نے تاثیر ہو  
 اور ازرق چشم بھی مجوم رہا ہے اور جام اس کے ہاتھ میں ہے ایک پیاسہ اور ایک نہیں پیاسہ  
 کہ صرصر نے نقب سے منہ نکالا لیکن جہاں اس نے نقب لگائی ہے وہاں قرآن اگر پونچھے بھی  
 اس نقب میں کو کر چلے صرصر اس عرصہ میں باہر نکل آئی تھی کہ قرآن بھی اگر سر نقب پر پونچھے  
 اور یہ ہوشیار و عقلمند ہیں انھوں نے سر نکالا باہر نہیں نکلے لیکن صرصر نے انکا سرو دیکھ لیا  
 یہ تو بھاگی اور وہاں قمرنگاہ اور ازرق چشم دونوں بیوش ہوئے پر تھی و قرآن نے  
 دونوں ساحروں کے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چورٹے غل دار و گیر کا بلند  
 ہوا اندھیرا ہو گیا سواروں نے مارتا شروع کیا مار بج ناریل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے کچھ سوہنے  
 اور ہار مرچونکے پڑتے تھے شعلے اٹھتے تھے اور ہیر غل مچاتے تھے ابر حمر گھر کر کے تھے بارش ہو رہی تھی  
 آگ پھیر رہے تھے اسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اسکو بھی افراسیاب نے بھجوا تھا اور اس نے سحر کیا کہ  
 برف برسنے لگی لیکن خورشید سحر افکن نے ایک تریخ مارا کہ وہ اس کے سیکے پار ہو گیا پھر شور انگیز جادو آیا  
 اور اس نے ایسا سحر کیا کہ سب ساحروں کے پاؤں زمین نے کھڑے اسوقت ہمارا کر پونجی کہ وہ غائب  
 ہو گئی تھی اور اس نے آکر ایک گہرا مارا کہ شور انگیز جادو دے دیوانہ ہو کر اپنا کلا آپ کاٹ ڈالا  
 پھر باد انگیز آیا اور اسکی آنکھ سے شرار سے نکلے کہ وہ سپرٹ ہے اس کو جلا دیا بہت سے آدمی  
 مارے گئے اسوقت مہر خ جو غائب ہو گئی تھی وہ آکر پونجی اور اس نے ایک تریخ باد انگیز  
 کے مارا کہ وہ سینہ کو اس کے نور گیا یہ حال دیکھ کے اور فوج بھی آگئی اور دونوں طرف لڑائی سحر  
 کی ہونے لگی اسوقت ملکہ حیرت جادو نے جبل آسا کش جو ادیاسب طرح قتل و کیم اور لوٹ  
 مار کو کے اپنے اپنے خیموں میں آئے مہر خ تخت پر بیٹھی اور پھر سار و نکل زور میں پر  
 بیان ملکہ حیرت نے ان ساحروں کی نعشوں کو اٹھو کر افراسیاب کے پاس بھجوا اور ایک عریضہ بھی تحریر  
 کر کے روانہ کیا اس عریضہ میں یہ حال لکھا ہے کہ اسے شہنشاہ دوران بادشاہ ظالم  
 جہاں بقی نے صورت صرصر کی نیکر ان ساحروں کو مارا نعشیں ان کی آپ کے پاس پہنچتی  
 ہوں بیان جنگ عظیم ہوئی اب مہر خ قتل و فارت کرنے اپنی بارگاہ میں گئی سرے



باقی خیریت ہے یہ عرضی اور نعشیں جب افراسیاب کے پونچھیں یہ تخت مشاہی پر نہایت خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہیں کام نکر امون کا تمام کر کے آنے ہو گئے جب یہ نعشیں پونچھیں تو یہ آبدیدہ ہوا اور بہت اسے افسوس کیا پھر ان نعشوں کو پھنکوا دیا اور آپ قصہ کیا کہ میں چلکر ہمرخ وغیرہ کو غارت کر دوں بس اپنے ہاتھوں کو اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ساعنین منجم کی بیٹے پانچ گھڑی نہایت بدہن اس کے بعد جہان جی چاہے جانا بس یہ ٹھہر گیا اور پانچ گھڑی کے بعد اس نے انگڑائی لی اور قلعے کی طرح چمک کر قائب ہوا سب اہل دربار کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی تو آنکھوں نے دیکھا کہ افراسیاب نہیں ہے اور فرستیا جا کے ایک ہار ہے کہ نام اس کا گلزار ہے اس پر آترا اور چار طرف اس نے نگاہ کی اُس وقت وہاں آواز آئی کہ اسے شہنشاہ آپ بیان کہان اس نے پکار کر کہا اے گلزار سادو جلد اگر مابردست کی خدمت میں حاضر ہو یہ کہنے ہی ایک ساحر تو جوان سیہ قام تیرہ و تیرہ باطن جھولا سحر کا گلے میں ڈالے ترسول ہاتھ میں لیے سامنے آیا اور آداب بپایا اور کہا کہ اسے شہنشاہ چلیے میرے مکان پر بادشاہ اس کے ساتھ ہوا اس نے کچھ دور چلکر سحر چکرو تنک دی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا جوڑی دروازے کی مثل فیل سست کے جھوم رہی تھی پھون میں جواہرچی کاری کیا ہوا تھا دیوار باغ سے باغ مثل آئینہ کے مصفا بادشاہ اس باغ کے اندر گیا گل دریا چین سے اُس باغ کو ملو پایا روشش پٹری آراستہ چاروں کونوں پر چار بنگلے چین میں سبزہ نو خاستہ مصور و بہار نے تصادیر رنگا رنگ و نقوش بظلموں صنوبر گلشن پر گھینچے تھے اور خوشی بہار نے فقرے رنگین تختہ قرطاس چین پر خرب کیے تھے گلاب کیوڑا نسرين و نسرين کی آن وہاں بہار پر جو ہی کیستی مرن بان شمع بن ہر سوروان بلبل شوریدہ غنہ لوزان سرد مثل قامت بار سبیل کی زلف پیدار ایک سمت لالہ خونی جگر رنگین پیلا انکھور کی دار بست جہر تاک لگا میں ہے پرست زلف پیاز لکلی باغ میں و بچتی چین کی بہار اسیا

ہر شاخ شجر پہ عنادل

طوطی کہیں بولتا ہے طوطی

جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

سرسبز ہے خوشام ہے طوطی

فری ہے وہ جب غور ہو شیدا

رخصت ہے بچہ شاہ منزل

شہزادہ ایک رشک ہے طوطی



ہر پھول نے جان تازہ پائی : ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے : بادِ سحر ہی سچ دم ہے  
 بادشاہ کو اُس باغ میں لاکر چار چمن کے بیج میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کثیر اطلالی اس پر  
 بڑا تھا مسندِ مفرق بھی مٹی اُس پر بٹھایا اور یہ گلزارِ جادو و سانسے دوزخ و بیٹھا اور عرض کی کہ یا شہنشاہ  
 یہ چند مفید لکرام جو جمع ہوئے ہیں میں سنتا ہوں کہ جو ساحر ادھر سے جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اسکا  
 کیا سبب ہے افراسیاب نے کہا کہ ہمارے یہاں کے کچھ لوگ ملکنے ہیں وہ خبریں پوچھتے  
 ہیں اور باقی سامری و جمشید بھی کچھ ہے خفا ہیں ورنہ ان لکڑیوں کی کیا حقیقت تھی ایک  
 دم بھڑپن انکو غارت کرتا گلزارِ جادو نے اتنا پوچھ کر کشنیاں شراب کی قابین کباب کی گزک  
 کے لیے گلہ تہ پھولوں کے ڈالیاں بیودن کی مشکائیں بادشاہ نے شراب پی بیوہ کھایا پھر  
 گلزارِ جادو نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجئے کہ جس مقام پر دریا سے خورِ دان تھا  
 وہاں مکان ان پانچوں ساحروں کے جو مارے گئے ہیں یعنی قہرنگاہ و غیرہ ان مکانوں کو  
 بننے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ اس میں دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ شہر کیجئے گا تو یقین ہے  
 کہ شکرِ مرغ سے کچھ لوگ اُنکے لینے کو آئیں پھر اسوقت آپ ملاحظہ کیجئے گا کہ کیا کچھ ہیں مے کیا  
 افراسیاب نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کیوتر میں انڈھا اور کیوتر سے کہا کہ بال ملک حیرت  
 کو یہ نامہ پوچھا وہ کیوتر سبک پر تیر پڑا زہی کر کے بارگاہِ حیرت میں آیا ملک حیرت نے یا قوت  
 وزیرِ نادہی اپنی سے کہا کہ نامہ اس کیوتر کے پر سے کھول لے اُس نے کہ لکر ملک حیرت کو دیا کیوتر  
 تو اُڑ گیا اور نامہ ملک حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اسے ملا تم ڈھنڈھو پڑا دو کہ قہرنگاہ و غیرہ  
 کے جو مکانات ہیں انکو جسکا جی چاہے لے لے کچھ غرض نہیں ہے : پڑھ کر اُسے نادہی کرنے کیلئے  
 حکم دیا اسی وقت ڈھنڈھو پڑا کہ خلقِ خدا کی ملک بادشاہ کا حکم افراسیاب جادو کا مکانات  
 قہرنگاہ و ارزق چشم و شور انکیز و فتنہ انگیز کے جو ہیں انکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے  
 آواز جو ڈھنڈھو پڑنے کی بہار و مخمور و نا فرمان و غیرہ نے سنی کچھ دیر کے بعد ایک کے پیچھے  
 ایک اٹھ اٹھ کر روانہ ہوئیں اس خیال سے کہ دیکھیں تو وہ مکانات کیسے ہیں بیان نہرِ رخ اور  
 بلور چہار و ست و شکیل و غیرہ چند ساحر تو رہ گئے اور باقی سب چلے گئے جب وہاں جا کے  
 پونچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہیں اور پانچ مجلس ہیں کہ اُس میں بیج اور کمرے تعمیر ہیں : سب



ساحران باخون میں پھرنے لگے دیکھا گلہاسے رنگارنگ و شکو فہاسے بوتلموں کیلے ہیں فاخت  
 سرو پر کو کو کر ہی ہے جانوران باغ زمزمہ پیرا ہن ہرون کے کنارے فوارے نصب  
 ہن ساون بھاو دن کی جھڑی لگی ہے ہرون پر شیشے لگے ہوئے ہیں فوارے اُن پر چوٹ  
 گر گرتے ہیں اُن شیشوں میں تصویریں غوک اور صفیع کی بنی ہیں ہرون میں پھلیاں رنگ  
 رنگ کی ثناوری کر رہی ہیں لب گردانی ہن کی باقوت احر کی بنی ہے بلبل شوریدہ کا شور  
 چمن میں رقصان مور ہوا سے سرو کے جھونکے آتے ہیں دل میکشوں کا بہلاتے ہیں طغرا  
 نویس قدرت نے عشق بیجان کی سیلون کا طغرا لکھا ہے اور کاتب بہار نے چشم زنگیں

کا صاود منتشر باغ پر کیا ہے اب اس

تظارہ ہے بسل چمن زار	چمے جو گرسے ہن جھڑکے ہرجا	کلیا آنکھیں ہوں فیضیاب بار
گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس	ہے افسر گل کہ تاج کاؤس	گلشن میں بچا ہے فرش دیا
خیری سے تمام باغ کی خیر	ہن سرخ جو ہر طرف شقائق	شب کی بہار قابل سیر
		کلیسیہ ہنوں پر ہن دو فائق

غرض ایک باغ میں جو سیر کرتے ہوئے آئے تو دیکھا کہ بارہ درمی صورت میں پری بنی تھی  
 چوتراہ اس بارہ درمی کے آگے بنا ہے گریبان اسپر بھی ہیں اور بارہ درمی میں پردے  
 پر سے ہن آگے چوتراہ کے جو چار چمن لگا ہے چو گلا کلٹا ہزار اس میں کھلا ہے یہ سب درجا کر  
 گریبون پر ٹھیکے گوشہ باغ سے کچھ باغبان بچے ہاتھوں میں لیے سانسے اُنکے آئے آداب  
 بجالائے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہیں قمر نگاہ  
 کے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اس بارہ درمی میں پردے کیوں پر سے ہن اُنھوں نے عرض  
 کی کہ ہمارے مالک نے جان جان سنا کہ جانور آتے ہیں وہاں سے اُنھیں تنگا کے اس  
 بارہ درمی میں رکھا ہے قفس اُنکے اس بارہ درمی میں ہیں اور کچھ جانور چوپا چھوٹے  
 چھوٹے یوں بھی چھوٹے ہوئے ہیں آپ سیر دیکھیں تو ہم دکھائیں یہ لکڑاں باغبانوں نے اس  
 بارہ درمی کے پردے باندھے اب جو اُنھوں نے دیکھا تو ہزار ہا طائر قفس میں بند ہیں اور  
 بہت سے جانور چوپا زمین پر پھر رہے ہیں وہاں تو اگر بلا کو کھلا ڈھیر پاتا تیرا لواتی ہر ایک  
 بیا چر کو اکبوتر طاؤس طوطی بلبل طوطا مینا اگن ہریل ست رنگا وغیرہ پنجسروں میں بند



تھے اور قفس کے بارہ درسی کے قلابے میں آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ ہر سب سے  
تھے اور جتنے کسٹون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساخرون کو دیکھ کر خوش فعلیاں کرنے لگے  
اور ایک لٹاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ بہار اور سب سرداروں کے نام چنے لگا اور  
ایک آئینہ بہت بڑا مثل دیوار کے جو بارہ درسی میں نصب تھا اور چوکھا اُس کا طبع لائی  
تھا وہ اُن آئینہ رویوں کے سامنے باغبانوں نے لاکر لگایا اب یہ سب مجھ ہو کر جھوٹے لگے  
اور اشوار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر زیباغ رفتی و گردید عارض گلہا۔ بزنک چہرہ سلسل ز شرم  
مہمان سرخ۔ کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی افتاد ز عشق تو بدستیم۔ این لالہ بہ از  
آبش و ستار فرستیم۔ کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیرم سحر ز مرغ چمن زاد و قفس۔ تالید نے  
کہ ز لڑا افتاد و قفس۔ کسی نے اس شعر کو در زبان کیا تھا بیت اثرالام آخر بہ قفس آتش ز  
کس چنین نالہ مرغان گرفتار ندید۔ اسی طرح سے سب مجھ ہو کر جھوٹے لگے اور حالت مساری  
میں منہ شاہدار عی کا چومنے لگے اُس وقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ  
کا اُس طرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور کہنے لگا کہ حالت پشیمان کو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نوین بھی آئینہ کو  
دیکھ کے مجھو جیہاں ہو جاؤں بیش وہاں سے بعجلت تمانہ خدمت مہرخ نامور میں آکر حاضر ہوا اور عرض کیا  
کہ اسے ملکہ آپ بہان بھی کیا کرنی ہیں بانع میں قہر نگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار  
میں بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں اور حالت بخودی میں شعر پڑھتے ہیں اب یقین ہے کہ سب قید  
ہو جائیں مہرخ بے شک اٹھی اور بلور چہار دست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال  
بیان کیا اور یہ دونوں اُسی بانع میں آئے اور دور سے کھڑے ہو کر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار  
کرسیوں پر بیٹھے جھوم رہے ہیں بس اُسے سحر پڑھ کر دنگ دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اٹھ گئی بلور  
چہار دست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھی لیکن حیرت جادو نے بھی نہا ہے کہ گلزار  
جادو نے سرداران اسلام کو اس طرح سے قید کیا ہے بس تخت پر سوار ہو کر چلی اور آکر جو پوچھی  
تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ سب سردار بیہوش اور مرہوش ہیں حیرت نے پکارا کہ اسے گلزار  
جادو و تم کمان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت حیرت نے اپنے  
سحر سے تین سوزنگی بنائے اس طرح کہ مٹی گوندہ کر اسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر



زنگی ہو گئے اُن سے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جاؤ کو بلا لاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوئے مہرخ جو  
 پس دیوار بیٹھی تھی اُسے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جگہ خاک ہو گئے حیرت جبران ہوئی  
 کہ یہ ترنج کس نے مارا کیلئے کہ مہرخ نے دیوار میں شکافت کر کے دیکھا بھی تھا اور ترنج بھی لگایا  
 ملک حیرت جاؤ وئے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیوں کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلا لاؤ یہ بھی چلے  
 مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پٹھا اور اُس میں اسے ستر زنگیوں پر پڑے  
 کہ وہ جگہ خاک ہوئے اُس وقت حیرت جاؤ و نہایت پریشان ہوئی اور اُس نے سحر جو کیا تو گلزار  
 جاؤ و ایک کو ٹھہری میں بیٹھا وہاں سحر کر رہا تھا اُس کو اس کے سحر سے بتیابی ہوئی اس کو ٹھہری  
 میں تصویریں باغ و مکان و جانور و ن کی بنی ہیں حیرت کے سحر کرنے سے وہ نکل آیا  
 اور اُس نے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملک آپ نے بڑا غضب کیا کہ میں سحر کو زور  
 دے رہا تھا جو آپ نے بلایا لیکن اب میں ان سب کو دیوانہ کر چکا ہوں اب نہ نہیں  
 قتل کیجئے : تو کھڑا ہوا ملک حیرت سے باتیں کر رہا تھا کہ بلور چار دست نے عین غفلت  
 میں سحر کر کے برق اپنے نہیں بنایا اور چمک کر جو اُس پر گرا تو کاٹ کر ٹانگوں کی راہ سے نکلیا  
 غل و شور و تارکی ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جس کا نام گلزار جاؤ و تھا حیرت جاؤ و  
 تو بھر حیرت میں غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین میں سما گئی بعد کچھ دیر کے  
 زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ و بارہ درمی کہ سحر نمود بے بود تھی غائب ہو گئی لیکن وہ دیوار  
 مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پچھے مہرخ بیٹھی ہوئی ہے پس  
 اُسے اُسکو دیکھ کر ایک ناریل مارا کہ جسکی تاثیر سے ملک مہرخ بیہوش ہو گئی اور حیرت  
 پھر زمین کے نیچے جا کر جتنہ کوزہ میں کے اکیر کر بلند ہوئی اُس وقت بلور چار دست نے  
 دیکھا کہ جتنے ساحر ہیں وہ بیہوش ہیں اور بلور بھی تو اسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت  
 آٹھائے ہوئے ہے اُس وقت دیکھا کہ ایک چاند شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اس پتلے نے آکر بلور  
 چار دست کو ایک شفق دیا کہ لے یہ شفق خاص اور ایک سوتی بھی دیا اور کہا کہ اُس سوتی کو  
 پڑھ کر لوگ کہ جو بیہوش اور سحر ہیں ان پر مارو بلور نے وہ سوتی سحر پڑھ کر جو مارا تو ایک چمک  
 ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہلو حیرت جتنے زمین کا اکیر کر



بے کٹری ہے بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کر کے اڑ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اس وقت  
 حیرت نے طبقہ زمین کو الٹ دیا اور غصہ میں آکر ایک تلوار اس مشیر سوار پہلے پر لگائی اُس نے  
 کہا دیکھئے اچھا نہیں ہے لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہے جب اُس نے تلوار ماری  
 پہلے کے سر سے دھوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک میں گیا اور یہ بیہوشی ہوئی اُدھر افراسیاب  
 کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھ کر اپنے مقام سے چلا اُدھر بلور چار دوست اور وہ قتل مشیر سوار  
 دونوں اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے بیان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت  
 کچھ سمجھا کے بارگاہ میں لاکے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قہار شعلہ بدن  
 نام گلزار جاو کی زوجہ ہے اور اُسکی ایک لڑکی ہے پانچ برس کا اُس کا سن ہے اور یہ اُسکو  
 بہت پیار کرتی ہے اور اُس نے جو سنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہزاد پرسان سے روتی پھرتی روانہ ہوئی  
 اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کرپوہ پہاڑی پر یہ آکر اُتری اُدھر برق جو بالادوسی کو گیا تو اسی  
 پہاڑی پر یہ بھی پوسنچا اور اُس نے اس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کینز میں اس کے ساتھ ہیں ایک  
 لڑکی پانچ برس کی اُس کے ہمراہ ہے برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس  
 پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُس پر بیٹھ کے غم میں اپنے شوہر کے گریہ و زاری کرنے لگی اُس سے اُس  
 لڑکی نے کہا کہ بھوکہ پیٹا ہے لگا ہے دو کینز میں اُس کے ساتھ ہو میں اور پیٹا ہے کرانے لے چلین  
 کچھ دور اُس پہاڑ پر جا کر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم بیان شہر وین کسی گوشہ میں بیٹھ کر پیٹا  
 کروں وہ کینز میں ٹھہریں وہ لڑکی تو جا کے ایک غار میں پیٹا کرنے لگی لیکن برق نے جو  
 دیکھا اس کیفیت کو تو چادر اتار ایک ساحر کی صورت بن کر تیار ہوا اُن کینزوں کے پاس آیا  
 اور انہیں سے ایک کینز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھانا والگ پل تو تجھے ایک بات کہوں وہ بھی  
 کہ نہیں معلوم یہ کون سا حرح ہے مگر جو کھتا ہے وہ سن لینا چاہیے بس ساتھ اُس کے چلی آئی اُس نے  
 الگ یہاں کر جاب بیہوشی اُس کے منہ پر مارا یہ بیہوش ہوئی اُس کے کپڑے اتار لیے اور اپنی صورت  
 اسی کی ریس بنائی اور پیس دارو سے بیہوشی کی اُس کے دماغ پر چڑھا کر ایک گڑھے میں اُس کو ڈال  
 دیا اور آپ وہاں سے اُس دو سری کینز کے پاس آیا اس عرصہ میں وہ لڑکی بھی پیٹا  
 کر کے آئی اُسکو لے کر یہ دونوں کینز میں قہار شعلہ بدن کے پاس لے کر آئیں وہ لڑکی بھی پیٹا



گھسنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہے زمار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہے برق  
جو کنیز بنکے آیا تو اُسے زمار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ اتار دیا ہے مسند پر زمار  
گوہر پوش بیٹھی ہے برق قمرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام ان ملکہ کا بھول  
گئی ہوں اسوقت یاد نہیں آتا ہے تم بتاؤ اُسنے کہا کہ ادنیٰ تم ایسی تھی نادان ہو کہ نام بھول  
جانی ہو ارے یہ بہن ہے قمار شعلہ بدن کی نام اس کا زمار گوہر پوش ہے برق یہ سنکر  
زمار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور درمال میں عطر بوشی لگا کر اُس کے سر پر چھلنے  
لگا خوشبو جو اُسکی ناگ بہن گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیوش ہو گئی اُس نے اور جو دو ایک کنیز بہن  
تھیں ان سے کہا کہ ملکہ سو گئیں بہن اب بیان تخلیہ کرو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی تیند پریشان  
ہو گی وہ کنیز بہن خیمہ سے باہر نکل آئیں اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی بیوشی کی چڑھائی اور  
پیر بہن اُسکا اتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئیں بنایا اور اُسس کو اُس مقام پر ایک  
صندوق میں بند کر کے قفل لگا دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا بیان افراسیاب  
نے ظلمات میں جا کے اثر در چشم جادو ایک ساحر کو بلایا اور اُس کے ساتھ کئی ہزار سال  
نامی کر کے برائے گرفتاری مہر خاں روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت میں اگر پونچا وہ کئی  
ہزار تو ایک مقام پر اترے اور یہ حیرت کی بارگاہ میں بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو اسودہ  
ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم میں جاب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب میں  
سو جزن ہوا شہر جہان گشت چون چہرہ اہرمن کشادہ سپہ مار گردون دہن اثر در چشم  
جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہر کارون نے مہر خاں سحر چشم کو پونچائی کہ اثر در چشم جادو  
نے نفیر سحر بجایا ہے اُسے بھی طبل جنگی کو بجا باتا زبان اب دونوں طرف ہونے لگیں ایک  
طرف ہتھیار مہقل و مصقل کیے جانے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے جھونے تھے  
شتر خیز موہنی چوہنی پڑھی جانی تھیں بیرون کی زبان پرا قلمو جاری تھا کمانیں چلا کر نصر من اشر  
فتح قریب پڑھتی تھیں لب سو فارز بازہ کی صدا دیتی تھی شان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر مہمن  
کرتی تھی چار پہر راست ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ راست آئندہ ہوئی جمال شمع پر اسی  
آئی اور مزاج شب میں بدحواسی پھیلی آیات



چو خورشید ز عکس بر آسمان	پراگند بر لاجورد از غوان	چو خورشید بر زو سہرا زنج کوہ
بیاد سبک مردانوں پرودہ	ملکہ سرخ صبح کو شبستان سے	برآمد ہونی سب ستراروں

سہ ماہی پھر دل و نقارہ بوق و نفیر کشتے اور ناقوس بیتے ہوئے ساحر لڑان سحر پر سوار جھولی سحر کی ہر ایک کے گلوں میں زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گروا کے پاس گلہ شے پنے ہوئے ماسے پراقتان لگی ہونٹوں پر سی عمدہ آراستہ جوڑا ترچھا بندھا ہوا سبزہ رنگ جوانی کی ہمار جوڑا نگے میں حافی اٹھا جو بن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا از غوانی پنے طاؤس ندین بال پر ہوا ایک جانب ملکہ طاؤس جادو کہ جس کے گلے میں موتیوں کا بار پڑا ہوا اسی طرح سرخ مو اور ملکہ مشکین کامل کشادہ غیر بازو بٹ و قرقروں پر سوار سحر ہر ایک کو یاد بشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی شکی دریا سے فلک میں تار سے ڈوبے جانے تھو جھگل میں درخت لہلہاتے تھے شہنا نواز دم بازی کے ساتھ بھیرن بھیرا کی تانیں اڑاتے تھے نوبت کی ٹکڑ جھگل میں ٹھیکا کھاتی تھی شہنا سے یارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان میں اگر ٹھہرا اس طرف سے اثر چشم جہرت جادو کی فوج بشمار ساتھ لیے جنگاہ میں آبا سب ساحر زمین پر اتر آئے اور صفت کشی ہوئی ابر سحر بیا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کرکیتوں نے کرکاکا اور مذست دنیا سے فانی کو زبان پر جاری کیا پکارے اسے نوجوان اس دنیا سے فانی کو شل حباب بھر بھو کشنی عمر کو و نون میں غلاب ہے دیکھو جو لوگ کمر گئے دنیا سے گزر گئے اب انکو کوئی بھی نہیں کتا کہ وہ کدھر گئے اور انکا

بھی یہ حال ہے نظم

سو کیسے سنہ ایک بھی نہ کھوسے	دو لاکھ صد کوئی نہ بوسے	کیا دخل کر کوئی سخن ایک
گھر ایک پسند پیر میں ایک	تقویم کہن تو اسے جسانی	تکرہ کتاب زندگاسنے
سوخت کے بور یا برابر	بیگانہ و آشناسنا برابر	مطلب نہ سرور سے نہ غم سے
کو کام نہ صبح سے نہ دم سے	تربت پہ چڑھا دھل نہیں کیا	ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اسی طرح سے تم بھی ایک روز گزر جاؤ گے آج جاہل لڑائی میں لڑاؤ دوست جان سے کر ستاج نام کو خیر یلوہ کس کرو تو کنار سے ہوئے اثر در چشم جادو جہرت سے



اجازت لیکر میدان میں آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہے اور وہ کالا ہر کہ جسکے کالے کا منتر نہیں  
 کر دھنا سونے کا بانڈھے آنکھیں اڑو ہے کی مگر لال لال دلیں طیش کمال ایک ہونٹہ تیرہ بینی سے  
 گزرا ہوا دوسرا ٹھڈھی سے نیچے اتر ہوا تیرہ زربفت کا بانڈھے ترسول ہاتھ میں لیے اڑو پر سوار  
 شہر تارہ دہنے سے یہ زبائے بودہ و ہنش چو دیکھانے پکارا اے مہر خ ایک ایک سے  
 فردا فردا اڑنے میں بہت طول ہو گا اس سبب سے ہوشیار ہو جاؤ کہ میں تم پر سحر کرتا ہوں یہ کہہ کر  
 اُس نے کچھ سحر چکر و شک دی کہ کئی ہزار چلہ زمین سے زنجیریں فولادی لیے ہوئے پیا  
 ہوا پھر ایک ابر سرخ رنگ آسمان پر گھرا آیا اور اُس میں سے آگ برسنے لگی ترک دھر کا جسم  
 جلنے لگا خانہ دنیا میں آگ لگی وقار بنا عذاب النار عجب آفت کی گھڑی تھی کہ یکا یک ایک طرف  
 دریا سے زخار و قہار طہر سنج آفت زاجوش مارتا ہوا چپدا ہوا تکلیف یہ کہ وہ آگ اُس  
 دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلہ جوالہ سر و فلک کشیدہ تھا ساخران مہر خ نے ہزار ہا  
 سحر چھے کہ اُس آگ کو بجھائیں اور دریا کو خشک کریں مگر ممکن نہوا اب لشکر میں بھگدر پڑی خمیہ  
 اور بارگاہین سب ڈوب گئیں مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ اب تک پانی نہ آیا اور آنکھوں نے  
 سپرین سحر کی آرٹ کین اور نیگلے سحر کے بتائے مگر اسپر ہی پناہ نہ ملنی تھی آخر اُس آتش کے برسنے  
 سے سب بیوش ہو گئے اسوقت ان چلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے فولادی زنجیروں  
 میں بانڈھ لیا اور اڑو در چشم کے سامنے لائے اڑو در چشم نے ہر ایک کو ہوشیار کیا اور  
 اپنی فوج کو اُسی جگہ چھوڑ کر ان سب کو لیے ہوئے شہر نارساں میں آیا اور یا سے خروان کے  
 خشک ہونے سے اور پل پر خروان کے ٹوٹنے سے راستہ کھل گیا ہے اسوجہ سے یہ انکو  
 شہر نارساں میں لایا وہاں ایک باغ ہے اُس میں چار برج ہیں اور بیچ میں اُس باغ کے  
 ایک پہل پستون بہت نادر ہے اقراس باب حیرت جادو کے اُسی باغ میں  
 آیا اور اڑو در چشم ان سب قیدیوں کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر بغل میں بیٹھی اور  
 بادشاہ نے ان قیدیوں کو درخون میں لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھیں تو کھلی ہیں اور زبانیں  
 میں سوزنیں دی ہیں یہ بیچارے آفت کے مارے ٹکے ہوئے ہیں ان کے نزدیک  
 زمانہ برگشتہ ہے انقلاب دنیا کو ہوا ہے آنکھوں سے ہر ایک کی آنسو جاری ہیں بغیر اسی



دلوں پر طاری ہے اور بیان قرسیاب بہل ستون میں جو آکے بیٹھا ہے تو اس نے حیرت  
 جاوے سے کہا کہ اے ملک تنے دیکھا آج تک میں خود نہ چاہتا تھا کہ آنگو غارت کروں اسے آنگو  
 قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلا میں لی کہ اسے بیان میں تیرے صدر سے اب جلدی  
 انکو مار ڈالے اس اثنا میں خبر پونچی کہ ملک قہار شعلہ بدین اور ان کی بہن زنار گوہر پوش  
 اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنا کر آپ کے پاس آتی ہیں ادھر قہار شعلہ بدین اس پناہ  
 پر سے کوچ کر کے جو چلی تو وہ صندوق میں زنار گوہر پوش بند ہے برق نے اپنے  
 ساتھ لے لیا اور یہ آکے خیرنا پرسان میں پونچی جب قریب اس مانع کے کہ جس میں بیٹھا  
 بیٹھا ہے پونچی تو بادشاہ نے سرمایہ برفت انداز سے کہا کہ تم جا کے لے آؤ سرمایہ برفت انداز  
 نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہے اس مانع میں جانیکا مانع ہے افراسیاب نے  
 انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر دی اور کہا کہ لو اس انگوٹھی کو اسے بھی دکھانا اور تم بھی اس  
 حصار سے نکلیاؤ گے سرمایہ برفت انداز اس انگوٹھی کو لے حصار سے باہر نکلا وہاں قہار  
 شعلہ بدین تنگ نکر جو چلی تو اس حصار سے نکل نہ سکی اسکو اس بات کا بہت غلامی  
 اس عرصہ میں سرمایہ پونچا اور اس نے وہ انگوٹھی اسکو دکھائی قہار شعلہ بدین نے کہا کہ اسے  
 سرمایہ برفت انداز ہمارا شوہر تو رفاقت میں شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہم کو بادشاہ نے روکا  
 سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہیں بلکہ بلایا ہے اور سب سفید بھی قید ہو کر آئے اب آپ  
 تشریف لے چلے بس اُس نے سخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اس حصار کے اندر  
 آئی سائے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش  
 بھی مع چند کنیزوں کے آئی غرض سب نکلون پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خود بخود ڈیرا  
 اور افراسیاب کو خلیج ہو اور اس نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا رہے پھر پھر قہار  
 شعلہ بدین کو اور اسکے آدمیوں کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش کو کہ یہ کون ہیں قہار نے  
 کہا کہ یہ میری بہن ہیں ادھر جویر سے چلو میں بھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور یہ جو استادہ ہیں کنیز  
 ہیں اور یہ چند مصاحبین ہیں افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش  
 زہرا آج میں نے آپ کے چہرے کو بھی دیکھا ہے کہ ان کو شہنشاہ نے بہت سے افراسیاب



خاموش رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُس نے کہا کہ اے شہنشاہ میرے دل کا  
 اس وقت عجب حال ہے افراسیاب نے کہا کہ اُو کتاب سامری اب برق گھبراہٹ ضرور  
 خان گھبراہٹ کا بن اُس نے قہار شعلہ برن سے کہا کہ اے بہن مجھے پٹیاب کی احتیاج ہے اُس نے  
 کہا چکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہے پٹیاب کرنے کی جگہ نہیں ہے اُس نے کہا کہ میرا تو عجیب حال ہے  
 حیرت جادو نے اس کا کہنا سن لیا اور کہا اے قہار یہ کیا کہتی ہے اُس نے ہاتھ باندھ کر عرض  
 کی کہ ان کو رفع احتیاج کی ضرورت ہے حیرت نے کہا کیا مضائقہ لیجاؤ ہماری چوکی پر ہیں یہ  
 اپنے مقام سے اٹھی پانچ کینز بن اسکے ساتھ ہوئیں اس چل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہے  
 اسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہے قناتین گھری ہیں چوکی محل کا شانی سے منڈھی ہے قرابہ گلاب  
 و کیوڑے کے منہ کھلے ہوئے رکھے ہیں آئینے قنات میں لگتے ہیں زمار گوہر پوش چوچلی  
 تو اُس نے ایک کینز سے کہا کہ جا بڑا آفتاب ہے آپھر تھوڑی دور چل کر دوسری کینز سے کہا کہ قہار شعلہ  
 برن کو بلا لا اور ان تینوں سے کہا کہ تم ہمیں ٹھہرو وہ ٹھہرین اُس نے چادر حبشیدی اوڑھ لی اور  
 چھپ گیا کینز بن کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئیں اور پکاریں بی بی بی بی ہوں تو بولیں  
 جب جواب نہ پایا تو انھوں نے اندر قناتوں کے جا کر دیکھا کہ وہاں کوئی نہ تھا یہ پھر کرا آئیں اور  
 قہار شعلہ برن سے کہا کہ ملکہ زمار گوہر پوش غائب ہو گئیں قہار گھبراہٹ اور بادشاہ  
 نے کتاب سامری منگا کر دیکھی تو اُس میں معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُس نے ایک کینز کو بیوش کر کے  
 ہمارے پر غار میں ڈال دیا ہے اور زمار کو صندوق میں بند کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے  
 قہار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زمار کو صندوق میں بند کیا ہے بس یہ سن کر  
 قہار تورو نے لگی اور صندوق سے زمار کو نکھوایا اور اُس نے کہا کہ میں اب رخصت  
 ہوتی ہوں افراسیاب نے کہا اچھا جاو اب کچھ کلام تو ہے نہیں یہ تو رخصت ہو کر  
 اور حصار سے نکل کر باہر روانہ ہوئی اور بہان برق فرنگی نے آکر ایک ہپ ملکہ حیرت جادو  
 کے لٹائی کہ تاج جو پہنے ہوئے تھی وہ اُس کے سر سے گر پڑا حیرت گھبراہٹ برق نے ایک لالت  
 کس کے جواری نو بہ گری برق نے ڈوٹہ چین لیا اس وقت حیرت نے کہا کہ میں اپنی جان  
 دے دوں گی اس سے بڑے بڑے مجبوت نہایت ہی ذلیل کہا ہے افراسیاب نے کہا خاطر جمع



رگھوین اسکی تدبیر کرتا ہوں یہ کیکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اس ترنج کو اچھا لایا  
 ایک آوارہ بڑا قے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد و دم اپنی منہن  
 بے ہے برق اس اژدہے سے علیحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہیں جاسکتا ہے  
 اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈھو بجانے لگی اور کچھ بھجن  
 گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز غیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ تخت  
 پر بیٹھے ہوئے بیان کر پونچے افراسیاب نے حصار آتش کر دیا تھا انھوں نے کچھ پڑھ کے  
 پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہو گئی اب سامنے افراسیاب کے آکر انھوں نے سبقت  
 سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مفتی طلسم آپ کا مزاج کیسا ہے  
 انھوں نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان و مال کو دھارنا ہوں فرمائیے مجھے اس وقت کیون طلب  
 کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر حبشیدی جانی رہی ہے وہ ایک عیار برق فرنی  
 کے پاس ہے اور اسے ہلکودق اور پریشان کیا ہے مفتی طلسم نے کہا کہ آپ نے ایک نالائق کو ایسی  
 شے کیون ہی افراسیاب نے کہا کہ میں نے نہیں دی بلکہ ایک ساحر کہ کو مار کے اسے خود ہی مائل  
 کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپ کو سب طرح کا اختیار ہے لیکن یہ سحر پڑھے یہ کمر کچھ سحر تعلیم کیے کہ  
 افراسیاب انکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈھرو بجائے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب  
 کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اس پر ایک ساحر نہایت کریم متظر فرما اندام ایک دست  
 سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر بیان آیا تو آگ کے حصار کے اوپر ایک دانہ رانی کا مارا تو  
 برطرف ہو گئی یعنی دھواں ہو کر غائب ہو گئی اور اس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا اور  
 مفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بقیچہ اس ساحر نے وہ دست بقیچہ  
 جواہر نگار کہ تمام نگینے اس میں یا قوت الماس اور زمرہ کے چڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ  
 نے اسکو کھولا تو اس میں سے بہت سے لباس کار چوبی نکلے اور ایک جامہ اعلیٰ کا نکلا پھر ایک  
 سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ بزرگ شجرنی اور ایک دستار نکلی افراسیاب نے  
 کہا کہ اسے میں پہنوں مفتی طلسم اور اس ساحر نے کہا کہ سوائے آپ کے کسی مجال ہے جو اسکو  
 پہن سکے حبشید نے اس جامہ کو اپنے گلے میں پٹا تھا اور ہزار ہا سپر جو کی پہرے تھے اب



آپ مالک ہیں چاہے پنیے چاہے نہ پنیے افراسیاب نے اس جامہ کو گلے میں پنا اور  
 وشار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دتک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سرین  
 دروہوں نے لگا کہ اسکی جان پرنگی مگر چپکا ایک طرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہے افراسیاب نے  
 پھر کچھ منون پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہرو جانے اور گانے لگی امنون پڑھ کر دتک دی  
 کہ ابکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ کلبا بکا مگر اسنے ضبط کیا اور افراسیاب نے پھر اسم  
 پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی وار نکال کر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہاں بھونکیے اسکو  
 بس اسنے اُس موتی کو منہ سے لگا کے جو دم دیا تو ایک بجلی چکی اور وہ بجلی جامہ افراسیاب  
 پر گری کہ وہ جا بجا سے پرزے پرزے اڑ گیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہے  
 کہ چار طرف سے جسم اسکا ڈھنکا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پرزے  
 پرزے سے ہو کر جہان جہان سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اُس میں لگنی اور یہ برق بالکل برہنہ ہو گیا  
 اب تو حیرت منہ ڈہرو اسنے سر پر مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہو کر اسنے گلے میں پڑ گیا کیرنڈ  
 اُس پاٹ میں جوت بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او سو ٹڈی کاٹے جوتا مرگ اب کہاں جائیگا  
 میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خا مالک ہے اب افراسیاب نے اُس  
 جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں اور اسم جو پڑھا تخت  
 مفتی طلسم کا اڑ کر روانہ ہوا پھر وہ دست بقیہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونوں کے جانے کے بعد  
 طلسم باطن کی طرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوئے اور صدا اڑا کر اسٹ کی آتی اور دیکھا کہ ایک  
 بیضہ ست براڑتا ہوا آتا ہے اور روشنی آسمین ایسی ہے کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہو وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب  
 کے کرا اور پنا جیسے دروازہ کھاتا ہے اتنا بڑا شگاف آسمین پیدا ہوا اور ایک بوم سیاہ رنگ  
 آسمین سے نکلا اور سر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا ای شہنشاہ چلیے طلسم باطن  
 میں تھک لست چادوہین بن صمدیل چادو کی اور بیست سی شہزادیاں جلیل القدر ہاں  
 دشمنی میں اور آپ کو بڑا پاس ہے افراسیاب نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو اُس میں لکھا تھا کہ  
 اے افراسیاب جلد جانوئی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آنا افراسیاب نے حیرت  
 چادو سے کہا اسوقت حیرت منہ وہ جامہ اور چادر جھید کر اپنے پاس پلو میں رکھا اور



افراسیاب بیان سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے گئے جب اسے  
ہفت رنگ پر پونچے آنکھوں نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مرزان جلوس شاہی سے کرا حاضر ہوا  
جو اس نے اگر خواجہ کی تعظیم کر کے عرض کی کہ اسے عمرو حکم شہنشاہ کو کب کا ہے کہ باغبان قدرت  
جا کے قلعہ شیشہ میں ہے اور یہ آپ کی خاطر ہے جو ایسا آنکھوں نے فرمایا ہے ورنہ افراسیاب  
اور شاہان طلسمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور آپ جا بے پاس بران کے  
پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جان پر حکم کو کب ہے جا بے پس یہ تخت پر بیٹھ کے  
مع گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ میں  
قدیم رکھا تو وہ قلعہ آنکھوں سے ناپدید ہو گیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہے یہ جا کر ایک قصر  
شاہی میں اترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مرزان وزیر مع بران  
شمشیر زن کے آگے آگے فرما بھیجی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان باد باری ہمراہ بیابان  
مرد ہے جو ہار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہیں پٹنیں اور رسالے رنگ کے دیکھے بھالے  
ساتھ ساتھ آتے ہیں ڈنکا بجاتا ہوا نقیب آوازین لگانے بڑھے عمرو دولت کی مسدہ میں  
دینے جریب شاہانہ ٹیکتے ہوئے جال ادب پڑتا ہوا ایسات

سوار سی کے آگے پے اہتمام	لیے سونے روپے کے اعضا تاکا	نقیب اور جلو دار اور چوہدار
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار	اُسی اپنے سمول و دستور سے	ادب کے تفاوت سے اور دور سے
یلا نوجوانو بڑھے جاسیو	دو جانب سے باگیں لیے آئو	بڑھے جا میں آگے سے چلتے قدم
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم	عمرو ہلو سے بران شمشیر زن	میں بیٹھا تھا کہ سب کرا غما

کے پاس پونچے اور اس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مروارید میں آئے سامان اور جلوس  
شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اس باغ میں کہ جسکی بہار رشک فردوس برین تھی جو تڑا  
بلور پر فرش بچھو کر بیٹھے اور اس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درخان سایہ دار میں ٹرکی جگہ تو بون  
کے کپتے لگے ہیں ہوا کار شاہکی کرتی ہے کہ شاخوں کو آپس میں ملاتی ہے نسیم عنبر تبسم جو چلتی ہے  
تو بدن میں بان تازہ آتی ہے درخت آپس میں ہم بغل میں اس طرح کہ جس طرح عاشق و معشوق  
پلٹے ہوئے ہیں باغبانان لنگے قیمت کے منگے پہنے بیسے آنکھوں میں بے چمن کو دیکھتی



## بہالتی ہن اساست

شاخین ہن : تازگی سے تمام	ہر جاتی ہن بار رنگ سے خم	ہر گل ہے چمن میں صاحب
ہر برگ زبان شکر داور	ہے ایک سے ایک بڑھکے ترو	چشمک زن لالہ ز گسست
ہفتہ عطرتے بڑھ کے بوسن کی	بوخون میں ناقہ خن کی	آرائش بوستان سے سوسن
لڑ ہے وہ زبان ہے سوسن	ہن امج : تخت جھوٹے ہن	ستی سے درخت جھوٹے ہن

اب بیان شہہ ہو سے عمر کو دس بارہ دن ہو سے ہن کہ دیکھا ایک پتلہ سفیر سوار آکر موجود  
ہوا یہ سب بیٹھے ہو سے تھے کہ اس پتلے نے ایک کاغذ پران کو دیا اس نے جو اسکو پڑھا  
تو لکھا تھا کہ اسے خواجہ میں جو آپ کی ملاقات کو نہیں آیا تو اسکا باعث یہ ہے کہ میری طبیعت  
بہت علیل ہے آپ وہاں کیجیے کہ مجھے جلد شانی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ ہی رہی  
تھی کہ ایک پتلہ اور آکر موجود ہوا اس نے پران تمشیر زن کو نامہ دیا اس نامہ میں لکھا تھا کہ ای  
پران افراسیاب نے ہرخ اور سب سرداروں کو قید کیا ہے اسکی فکر کو لازم ہے  
پس یہ پڑھ کر عمر کو وہ نامہ دیا کہ اس نے پڑھا اور کہا کہ مجھ کو آپ پر ہنچا دیجیے تاکہ میں وہاں جا کے  
کچھ تدبیر کروں پران نے کہا کہ تم غم نہ دیکھو میں اسکی تدبیر کرتی ہوں یہ لکھ کر خود اٹھ کر چلی سب کو  
خبر کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے لکھ کر اسکی ایک انیس ہے کہ وہ عاشق ہے اسکی اسکا نام  
زفران زعفرانی ہن ہے وہ چلی پیچھے پیچھے بیان برق فرنگی سامنے چہرے کے قید  
بیٹھا ہے اور ایک چھڑی جو ہر نگار ہے کہ اس سے وہ مارتی جاتی ہے جان وہ چھڑی پڑ جاتی  
ہے آبلہ پڑ جاتا ہے اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے کہ دوسرے ملکہ بران ریامی ہفت نگ کے  
پار آتھی اور قریب شہر پارساں پونچ کر زمین میں سا گئی اور اسی باغ میں کہ جان سب قید ہیں  
زمین سے نکلی اور ادھر زفران بھی آکر پہنچی پران نے چہرے کو ڈانٹا کہ ادھب تیری بھی  
مہال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہے چہرے اٹھ کر اس سے لڑنے لگی اس نے ایک ترخ چہرے  
کے مانا اسے خالی دیکر ایک ناریل مارا ان دونوں میں تو لڑائی ہونے لگی اور زفران جو آتی تھی  
وہ جا سلا اور چادر جو تخت پر رکھا تھا برق فرنگی کو اٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ چسکی  
کھانسی کل گیا اب چہرے چاہتی ہے کہ کچھ سحر کرے اسوقت ایک آئینہ پران



نے نکال کر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیوش ہو گئی بران نے زعفران پوش سے کہا کہ  
اسکی شکین بامدہ لو آئے اسکی شکین باز حین اور بران نے ہر رخ دوبارہ زعفران  
وغیرہ جتنے سرور تھے لگے انکی زبانوں سے سوزن نکالی اور درختوں سے کھولا اور آئے  
کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ آج آپ ملک حیرت کو کشت سحر پڑاں کر کے زعفران  
زعفران پوش کے اپنے عظیم کی طرف روانہ ہونی یہ تو اُدھر ملی اور بیان افراسیاب سے  
روانہ ہوا تھا تو ایک دریا سے کہ نام اسکا دریا سے گوہر بار ہے اور اس دریا کے اُس پار دو  
ساحر رہتے ہیں کہ نام ایک کا گوہر جاو و اور دوسرے کا نام ناسپ جاو و ہے اور یہ دونوں  
خوبصورت ہیں افراسیاب کے پاس آکر پوچھا بھی وہاں نہیں گیا ہے کہ جہاں اُسکو جانا  
منظور ہے یہ دونوں ساحر اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے افراسیاب کی تعلیم  
کی بٹھایا اسوقت چند ساحر شہر ناپسان سے آئے اور انھوں نے کہا کہ اے شہنشاہ بران  
شمشیر زن نے آکر سب قیدیوں کو چھڑایا اور ملک حیرت کو پکڑ لے گئی افراسیاب نے  
یہ سنا ایک چنچ باری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اسے جہاں کہیں جانا تھا وہاں جانا ہو وقت  
رکھا اور واسطے ربانی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر ہر رخ سحر چشم کا سینے  
کہ یہ جو بیان سے روانہ ہوئے تو پر پرواز پیدا کر کے اُس سے بیان تک کہ اتنا راہ میں آگیا ایک  
بانع ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بارئ سے پہلے پہلے گھما سے بیٹھا رکھے  
شاہد بہار گو یازیر جواہر آگین سے مزین و بجلی سے و شاخ نو ہال پھولی پھلی ہے ہوا میں ہان  
کی خاصیت دم عیسیٰ ہے شعر جان تازہ بدن میں آتی تھی۔ روح بالیدگی سی پانی تھی ایک  
بارہ دوری بزرگ عروس شب اول نبی شہرے پر دے آسمین زنبوری بنو سے فرشتے  
مخل کا شانی کا بچا ہوا بھاڑ کنول شبیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شمس  
بانڈیاں چھابے کنول اس نور کے۔ روشنی حرمہ چہر شاربیع میں ایک تخت جواہر نگار  
گسترہ اور گریبان و نگل یا قوت و مرد کنی بھی ہو میں یہ سب سردار اس بانع میں آکر آتے  
اور ان آکر سیو پیر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملک ہر رخ جلوہ فرما ہونی اُس بانع میں چھڑکاؤ  
عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے و بانع جان معطر و معین ہوتا تھا سب بیٹھے ہوئے ہیں



کہ ناگاہ ملکہ مہر خ کی ایک طرف کو جو بڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہے اور  
 آسمین کچھ لکھا ہے مہر خ نے اس تختی کو لے کر پڑھا تو آسمین لکھا تھا کہ اے سرداران لشکر اسلام  
 حیرت چادو کو تو پران شمشیر زن لیگی اور اسے قید کیا ہے اور باغ شہنشاہ نے راستہ  
 میں بنوادیا ہے آسمین جب تک تھا راجی چاہے رہو باغ کے اندر رہو گے اور پھر کھو گے  
 تو تمکو کوئی نہیں دیکھنے کا ہاں باہر قدم رکھو گے تو تمکو سب بکھین گے جی چاہے ایک دن  
 رہو چاہے برسوں رہو یہ جگہ فنا کی ہے اور جو لشکر میں جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر  
 لکھا ہے پڑھ کر تین مرتبہ دنیا سب سامان آکر حاضر ہو گا اور تمکو لشکر میں بخوبی پونجا دیگا یہ جو  
 مہر خ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہے کہ لشکر ہی میں چلو مہر خ نے کہا بہتر ہے اور صحن  
 میں آکر مہر خ نے اس اسم کو پڑھا جو تختی میں لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت  
 ایک تخت مہر خ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل چادو وغیرہ کے بے  
 آئے کہ سب ان تختوں پر سوار ہو جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہیں کہ کچھ کھوڑے عربی ترکی عراقی  
 و کھنقی کاٹھیاوار ساز و براق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوئے اپنی سب سردار سوار  
 ہوئے اور وہ تختی کہ جس سے اسم پڑھا تھا آسمین آواز ترٹاتے کی ہوئی اور دھوان نکلا اور دھنوسے  
 سے کاغذ نکلا ہر طرف ظلم نور افشان کے اڑتا ہوا چلا گیا جب باغ کے دروازے سے باہر  
 نکلے تو باغ بھی مثل آتش بازی کے جلنے لگا اور دیواروں سے اسکی اتار چھوٹے دیوار  
 اور دروازہ اور وہ باغ و بارہوری سب فائب ہو گیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور بارہ سو  
 فوج جنگی بائیں بیچ میں کچھ سردار چند ہزار آدمیوں کی جمیست سے یہ سب چلے آئے ہیں اور  
 از بسکہ شہر پر سان سے تو یہ آئے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے کہا  
 کہ تو گنبد نور کی طرف آئے اسے ملکہ مہر خ حیرت چادو تو قید ہے اور افراسیاب گیا ہے شہر  
 خالی ہے چلو شہر میں بن پڑے تو ظلم کشاکش کو چھڑالیں مہر خ نے کہا کہ اسے بن یہ تمہارے کہنے  
 کی بات ہے گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہے کہ جان کوئی جاسکے بہار چادو نے کہا چلو تو سی سمجھ لینگے مہر خ نے  
 کہا میلرول نہیں قبول کرتا اب کیفیت سنئے کہ گنبد نور کی چار سمتیں ہیں دو کو س ادھر اور دو کو س  
 ادھر ایک سمت میں ہو کوئی جاتا ہے وہ قید ہوتا ہے ظلم کے زندان میں اور جو دوسری طرف سے



جاتا ہے اسے قتل کرتے ہیں اور جو تیسری طرف جاتا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو چوتھی طرف  
 جاتا ہے تو اس سمت ایک شت ہے اور اس شت میں ایک بانع ہو جاتا ہے اس کو اس  
 بانع میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ تمام عمر خراب رہتا ہے اور ایک حاکم ہوا تو اسیا پ کی طرف سے  
 کہ نام اس کا تو خیرا ہن کلاہ ہے اور مالک کے تمام گنبد کا اور ایک ساحر مجرما جو نام کوہ طسم باطن  
 میں بادشاہ ہوا اس سے اور تو خیرا ہن کلاہ دوستی اور محبت سے تو تو خیرا سبب محبت وہ ہن رہتا ہے  
 اور سحر ساحری کے سوا اور کچھ کام نہیں کرتا ہوا قدرت سے سحر میں مہارت پیدا کی ہو کہ ایک مرتبہ یہ  
 افراسیاب سے بھی لڑ سکتا ہے کبھی کبھی : افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہوا بے جواب نہ دے سکتا کہ طسم  
 میں عذر مجاہد اور آفت برپا ہے تو معزز جاو و کے پاس سے رخصت ہو کر اسے بھی گنبد نور پر  
 اگر رہنا شروع کیا ہو اور گنبد نور سے علیحدہ ہو کر اس پر ایک مینا رہنے لگا پناہ ہے کہ وہ ایک  
 ڈال ہو گا ہے اور اس کے سات درجے ہیں اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم  
 ہوتا ہے معلق مابین زمین و آسمان اُس نے بنا کر قائم کیا ہے کہ اس مکان کے چاروں طرف  
 تین تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ  
 ہے پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کا زیب بدن کے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ ہے  
 نبل بند اس میں کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ علائ شہری رہتا ہوا اندر سے آواز گانے کی آتی  
 ہے اور ایک طرف میدان میں چار چمن ہیں کہ اس میں سہری کٹی ہوئی اور پھولدار درخت لگے ہیں چنانچہ  
 درباران لشکر اسلام اس راوہ کے پائے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑالین چلے تو اگر اسی  
 چمنستان میں پہنچے گنبد نور وہاں سے بہت دور ہے اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہے  
 کہ جب کسی وحشی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہیں آتا ہے الحاصل جب یہ چمنستان بن پونچے ایک بجلی  
 چمک کر اس کے درون پر گری کہ ان لوگوں کی زبانیں بند ہوئیں اور ایک جاب پید ہو کر آنا  
 بڑا ہوا کہ یہ سب آسمین سا گئے اس وقت ایک پر سیاہ طسم نور افشان کی طرف سے پیدا ہوا اور گزرا  
 ہوا اس طرف کو آیا جون جون قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اس چمنستان پر آکر پہنچا تو ایک بجلی  
 چمک کر گری کہ وہ جاب ہنواں ہو کر اڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہے کہیں  
 پر زوین ہیں اور بیچ میں جو دروازہ آسمین ہے اس کے اندر سے مین ہزار ساحر زبردست



حرمیہ ہاتھوں میں لیے نکلے اور اگر چاہتے تھے کہ ان شراروں کو اس میں وہ جو طہسم نور  
 افشان کی طرف سے ابر آیا ہے اس میں سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار و لاوی شیر  
 پر سوار ہاتھ میں ترسول لیے پیدا ہوا اور اسے اگر ایک ترسول کو چھریا پارا کہ اس پھر سے کئی  
 ہزار شرار سے نکلے اور ان ساحرین پر گرسے کہ وہ جگہ خاک ہو گئے پھر دیکھا تو اسی دروازے سے  
 سے چھ ہزار سوار نکلے لیکن اس سوار نے پھر ترسول کو چھریا پارا کہ وہ بھی جگہ خاک ہو گئے  
 اس وقت تو ریاہن کلاہ خود آیا اور اسے کہا کہ او پتلے اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور  
 اسم حرم کا پردہ کے اپنی انگلی کو کاٹا اور تین ہوندرین لو کی اور کچھ دانے سرسوں کے لے کر ان  
 دانوں پر لوٹکا یا اور ان سب دانوں کو جانب قصر معلق اچال دیا کہ اس قصر سے ایک لکڑا  
 مکان کا جدا ہو کر اس پتلے کے سر پر آیا ایک دیوار اسکی اس کے پانوں کے نیچے آگئی اور حیت  
 سر راوریہ دیا اور جتنے سوار ہیں وہ بھی سب قید ہوئے یعنی ایک جاب سے مثل سر پر  
 کے کہ اس میں سب بند ہیں اور کچھ کسی کے کبے سے نہیں ہو سکتا تو ریاہن کلاہ ہنس رہا  
 ہے اس وقت برق چمکی اور پھر طہسم نور افشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت  
 جلد بڑھتے بڑھتے ہان تک آکر پونہا اور اب پے در پے بجلیاں چمکنے لگیں پھر ایک شعلہ  
 نکلا اور وہ ابر اٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اس وقت تو ریاہن کلاہ نے کہا کہ اسے  
 شخص یا کون بات ہے کہ تو چپ کے آیا ہے شعلہ بکے نکلا مرد میدان ہوا سکا یہ کہنا تھا کہ ایک  
 ترافے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریا سے جواہر بال چہرے  
 پر بکھرے ہوئے ماننے پر افشان جنی آسمان حسن بن ستارے نکلے ہوئے نظر  
 پوش عارض رشید تھی عارض کی ضیاء خال کا شہید لے تا جیش تھا شہرانی چاہے غیب کبھی گرد بکھلے بس اسکا  
 عمر بھر چاہے بہت میں سے اسکی چھنا غیب سو فزون سیب فن تھا اسکا شعلہ طور سے کبے بدن تھا اسکا  
 ایک تخت جواہر نگار پر سوار سامنے آکر کجاری کا و تو ریاہن نے کہا کہ مرد میدان نبرد ہوا ہے  
 کو کب و شعلہ یہ بادشاہ جلیل القدر ہے کہ اسکا مثل نہیں ہے اس کے خادم اور کینزین  
 جو چاہیں وہ کرن ہنر سے حق میں سے کہ چل کر خدمت شہنشاہ کو کب میں حاضر ہو  
 کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی ملے نہیں تو کتنے کی بہت مارا جائیگا تو ریاہن نے جھپٹا کر



ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اس نازنین پر کہ اُس میں سے ہزار ہا تار سے پیدا ہوئے  
اور وہ تار سے گرنے لگے لیکن نہ ہنے بائیں گرتے ہیں اس نازنین پر نہیں پڑتے اور نام اُس  
نازنین کا ملک زرافشان بادو ہے بس اس نے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار  
نکالا آسمان کی طرف مارا کہ اُس میں سے ہزار ہا پوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستاروں  
کو دھواں کر کے اُڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ میں آکر ایک ناریل مارا کہ اُس میں سے  
ہزار ہا چھپر پیدا ہوئے اور اس نازنین پر گرنے لگے اس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی  
نکالی اور اُس کو اُس قصر معلق پر کیچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دھواں  
ہو کر اڑ گئے اُس وقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھوں  
پر لے کر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہو کر قریب تھا کہ اُس نازنین پر گرے اُس نے اپنی  
دو زلفوں کو بل ویا کہ اُس میں سے ہزار ہا شرار سے پیدا ہوئے اور اُن شعلوں کو اُن شراروں  
نے شاد دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک چھپر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات  
درجے کا تھا وہ مینار بھی دھواں ہو کر اڑ گیا اُس وقت تنویر غلطک مار کر اڑ دیا اور اُس  
نازنین پر پھینکا رتا ہوا چلا اُس نے ایک ڈبیا نکال کر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشیں بنائے اور  
اُنکے ہاتھوں میں گرز دیے اور کہا مارو اس اثر دہے کو اُن سواروں نے کہیں جو اس اثر دہے  
پر ماریں تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُس وقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا  
تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اسے شخص مارا تو  
اُس کو جو اپنا ثانی ترکشا تھا اس کا دوست معزز بادو طلسم باطن میں بادشاہ ہے وہ ضرور بدلا  
اس کا لیگا اب مہر خد بہار و غیر سب مزارع اُس پتلے کے چھوٹے زرافشان نے  
کہا کہ تم لوگ کیوں دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہیں جب وقت  
آیگا تو آپ ہی اس پر چھوٹ جائیگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت پر  
سپر سوار کر کے اُن کو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر میں آکر پونجی توہیان بسبب سحر اثر و چشم  
کے لشکر بھاگ گیا تھا اب اگر پھر جمع ہوا ہے خمد اور بارگاہین استادہ کرا کے یہ سب کے  
سب اتر سے دھند ہوا پٹوایا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہوں ملک زرافشان



کو سب سرداروں نے نذرین دین اور مہر خ نے کچھ کشتیان جواہر کی سنگا کے چاہا کہ زرافشان کو دین  
 آئے کہا کہ: کبھی ہوگا آپ ہماری مالک ہوں اور یہیں ہر جاہ اختیار ہے کہ جو چاہیں سنگا لین کر  
 آئے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طائی اگر موجود ہو اس میں سے کچھ فوج کشتیان جواہر کی لیے  
 ہوئے نکلی وہ کشتیان زرافشان نے لے کر مہر خ کے سامنے رکھیں اور کہا کہ اسکو  
 قبول کیجئے مہر خ نے کہا کہ جب تم نہیں لیتیں تو ہم بھی ان کو نہیں لین گے غرض بعد محبت  
 بسیار مہر خ نے وہ کشتیان لین اور زرافشان نے ایک سحر جو پڑھا تو وہ فوج اور پتلہ  
 شیر ہوار سب غائب ہو گئے مہر خ نے حکم دیا تلخ ہونے لگا شراب کا پیالہ  
 گردش میں آیا تو بیست و عشرت اس مقام پر ٹپکے ہیں لیکن افراسیاب جادو جو برائے رہائی  
 ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جا کر ایک پاڑ بلند و وسیع پر پہنچا اور اس پاڑ پر بیٹھا اسکی  
 محبت میں سراپہ برفت انداز و غیر چند سردار بھی آکر بیٹھے اسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے  
 ایک ابر پیدا ہوا پڑی چمک دمک سے قریب آکر پہنچا بیٹھا تو دیکھا کہ دو اثر ہے ہیں ست  
 بڑے بڑے ایک اثر ہے پر تخت کھنچا ہے اس پر ملکہ عنقا سے جادو و نام  
 ایک ساحرہ سوار ہے اور یہ ہیں ہے چند دن جادو کی کہ جس کا قتل کرنا جلد اول میں  
 اسی مجلس ہوش ربا کی لکھا گیا ہے آئی وہ سردار و ہا مثل خیر کے اسکے سر پر سیاہ کپے  
 تھا ملکہ عنقا سے جادو پڑی ساحرہ زبردست ہے بعد اسکے دو زبان جادو اور  
 اندر جادو کہ جو اسی پاڑ پر رہتے ہیں امین اور بادشاہ کو ان تینوں نے سلام کیا اور عنقا  
 جادو نے کہا کہ امیر شہنشاہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کرکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ سب  
 تقدیری امور است ہیں ملکہ عنقا سے جادو نے اس اثر ہے کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے  
 پانوں اپنا زمین پر مارا کہ زمین اس جگہ کی شوق ہو گئی اور ہزار ہا غصہ جواہر نگار ساحرے کر  
 نکلے ان جیون کو استاد کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلے بیٹھے ان جیون میں بھراڑ ہے کو اشارہ  
 کیا کہ اس نے زمین پر پانوں مارا ابکی مرتبہ کچھ دکانیں ظلامی و نفرتی بلکہ ہیں اور دوسرے پانوں  
 کے مارنے سے حلوانی نان باقی وغیرہ جتنے پیش در ہوتے ہیں وہ سب موجود ہوئے  
 اور جو پانوں مارنے سے ساحرہ نکل کر سب سے کر یا گیا گما گما



بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجھ کو خود جانا منظور ہے حیرت کے چہرے کو منتقل  
 جاوے گا کہ نہیں دل کسی اور کو بھیجے تو بہتر ہے اس وقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ  
 غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلا ایک برتیا رکھا اور  
 کچھ فوج ساتھ لی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہے غرض ہر سب چلے  
 اور جا کر وہاں ہی ہفت رنگ پر پہنچے تو سارے تین رنگ جو قبضہ میں افراسیاب کے ہیں  
 انکو جب ملے کیا تو اسطرح کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اتر گیا تو ایک ہزار  
 عداوت کا سپر ب فوج کو جو برف کی تھی اتارا اور آپ بھی بیان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہے  
 آگے دیکھے کیا ہو مگر خبر بران شمشیر زن کو پہنچی کہ سرمایہ آتا ہے بران شمشیر زن حیرت  
 کو بیان عمرو کے پاس لاجلی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک پتلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک  
 کاغذ بران کے ہاتھ میں دیا اُسے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے بران سرمایہ برف انداز  
 آیا ہے تمہیں لازم ہے کہ یہی کاغذ جیسے نام لکھا گیا ہے اُس شیر کے ماتھے پر کہ جیسے تیلہ سوکھا لگا دینا  
 اور جو اسم کہ اس میں لکھا ہے اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھ کر شیر کے ماتھے پر لگا دیا آخر  
 مزارید کو بالوں سے نکال کر سات لوہے کی کانٹیں اور اُس چلے پر وہ لوہے مار بن کر سات  
 قانون میں روشن ہو گئیں اور اُس تیلہ سے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روک تیلہ بیان  
 سے چلا سرمایہ وہاں سے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ تیلہ جا کر پونچا اور اُسے للکارا کہ اے  
 سرمایہ کہاں آتا ہے مٹھاسی جگہ سرمایہ نے اُس تیلہ کو دیکھ کر ایک ڈھیلہ برف کا کیچہ مارا کہ وہ  
 ڈھیلہ زمین پر گرا اور ہزار ہا برف کے تیلے نکل پھار ہوئے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسے  
 اپنے ہاتھوں کو اودھنچا کیا کہ پانچ انگلیوں سے پانچ شرار سے نکلے اور اُن پانچ شراروں سے  
 ہزاروں شعلے نکلا اُن برف کے پتلوں پر پڑے کہ وہ سب پھل گئے اس وقت سرمایہ نے  
 جھنجھلا کر اور ایک کمر برف کا اُس تیلے پر مارا کہ وہ آگ کے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا  
 ہوئی کہ جس سے وہ تیلہ جھوٹے لگا اور اُسے ایک ترنج نکال کر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی  
 اور ایک ابر گھرا پھر اُس تیلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھ کر مارا خود ہوا  
 ایک ہزار تھا اُس پر سب فوج سرمایہ کی تھی پس گر کر اہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھرا آیا مٹھاسا



پنچا ہو کر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ سات  
 فائو سین تھین آسمین سے ایک کتہہ بکریاں ہولی اور اُس تیلہ نے سرمایہ کو دوڑ کر لیا اور  
 وہ جو اسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بھی بھاگ  
 گئی اور بیان عرضہ ہوا تو افراسیاب نے دو انگلیوں کی پٹنی بنا کر دیکھا معلوم ہوا کہ سرمایہ  
 بکریا گیا اُسے کہا کہ تیلے کا تو فقط دھوکا ہے پردہ بہ پردہ بران نے کڑا ہے اُسوقت  
 ایریق کوہ شکافت نے کہ یہ وزیر پاپہ سخت سوم ہے اُسے عرض کی کہ مجھے بھیچے فرمایا  
 نے کہا جاؤ یہ اٹھ کر وہاں سے چلا تو اُسے دو پہاڑ بنائے ایک تو چھوٹا ہے کہ اُسپر سب  
 فوج چھری ہے اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہے اُسپر پر یہ خود بیٹھ کر چلا بیان بران  
 کے پاس پہر ایک تیلہ مشیر سوار آیا اور اُسے کاغذ بران کو دیا بران نے اُس کاغذ کو  
 پڑھ کر اپنے گھر سے پھر لوین کاٹ کے اُس تیلے کے بدن میں لگائیں اور کہا جاؤ ایریق  
 آتا ہے اُسے مارو یہ تیلہ روانہ ہوا بیان ایریق جو چلا تھا دریا سے ہفت رنگ کے  
 پار اُتر آیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میلخوت ساحران دریا نے مانا پس جب  
 اُس حد پر پہنچا کہ جان سرمایہ قید ہوگا تو تیلہ اکر پونچا اور اُسے کہا کہ امی ایریق تمہاری  
 بجائی سرمایہ تو قید ہیں اور تمہیں لازم ہے کہ چل کر خواجہ عمرو کی پاؤسی کرو اور دین  
 اسلام ملت برحق کو قبول کرو ایریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ جسپر  
 یہ بیٹھا تھا اُسکا ایک ٹکڑا اعلیٰ رہ ہو کر اُس تیلے کے اوپر آیا اور ہزار ہا پتھر گرنے لگے اس  
 تیلے نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جنبش دی کہ آسمین سے ہزار ہا شر سے پیدا ہو کر ان پتھر پر  
 برسے کہ وہ سب دھنواں ہو کر غائب ہوئے اُسوقت ایریق خود پہاڑ پر سے کود پڑا اور تیلے  
 کی طرف چلا تیلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہو کر  
 چند پتھر ایریق کے سر پر اور چند نیچے پانوں کے آگے اور یہ ایریق بیچ میں اُنکے دبا اور وہ  
 تیلہ آنکھ سے آنکھ ملا کے ایریق سے کہتا ہے اور ایریق بیہوش ہے یعنی آپ میں نہیں ہے  
 اب افراسیاب نے پھر جانے ہاتھوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایریق کوہ شکافت ہی قید  
 ہوا اب اسکو غصہ آیا اور یہ خود اٹھ کے چلا اسکے ساتھ بہت سے ساحرین و عجیب غریب



وہاں سے آتا ہے اور ایک تخت ہے کہ اسکا دور بہشت پہل ہے اور ایک ایک پائے  
 میں چار چار پائے لگے ہیں چار سو پائے سب ہر جانور کی شکل اُن پاؤں میں بنی ہے اور اس کے  
 ساتھ ہے عتقا سے جادو اور سر و اب جادو اور اثر اور جادو اور وزیران جادو وغیرہ  
 اور یہ ساحر بڑے زبردست ہیں اب یہ اُن کے دریا سے ہفت رنگ کے کنارے پر پہنچا  
 وہاں جو اس کے ساحر ملازم ہیں وہ اگر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں سے کسی کا سر سوس  
 کا کسی کا گرا کسی کا ماہی کا ہے اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہیں یہیں ٹھہرنا کیونکہ بھکا دیا  
 اور یہ کہا کہ خبر نہ لےنا خود شہنشاہ کو معلوم ہے کہ بھکا دل دیکھے اسوجہ سے کہ کچھ لوگوں کو جانے  
 دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اس نے ہاتھ بلایا کہ برق چمکی کہا جوں بے منہ سے  
 نکلتا تھا کہ آگ پڑا ہوئی اور ساحر جل گئے اس وقت عتقا سے جادو و سنے کہا کہ اے شہنشاہ  
 غصہ کو جانے دیجئے افراسیاب جب ہوا کشتیاں آکر موجود ہوئیں یہ سوار ہو کر چلے جب  
 اپنے ساتھ تھے تین رنگ لے کر چکا تو اس طرف کے رنگوں کا یہ حال ہوا کہ لاکھوں آدمی شہر سے  
 کود کود کر رہا ہیں آپ سے آپ گریے اور وہاں کے ساحر دریا سے نکل کر لڑنے لگے لیکن  
 یران کا حکم پڑھا کہ انکو منع نہ کرو آنے والے قصہ یہ سب کے سب بوجہ حکم ملکہ یران  
 کے مٹھن ہوئے اور ساحروں نے مڑمت نہ کی تو اُس پار نکل گئے جب اُدھر پہنچے تو دیکھا  
 کہ کچھ درخت ہیں بولسری اور ہمارے کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اس قدر تھی کہ جانتک نگاہ  
 کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آنے لگے سب تھمیں باندھے ہوئے رسول ہاتھ میں لیے تھے  
 وہاں افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اچھالا کہ وہ بارہ گرا دیا  
 ہوا اور چمک ہوئی مگر وہاں ایک دیو رہتا ہی کہ قد اسکا تین سو گز کا ہے اور ایک قرنا اس کے  
 ہاتھ میں ہے کہ وہ بھی تین سو گز کی ہے پس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُس میں سے ذرا ذرا  
 آواز نکلی کہ کچھ آدمی جل کر مرے اس وقت افراسیاب نے عتقا سے جادو و سنے کہا کہ دیکھا  
 تھے اس دیو کی حرکت کو عتقا سے جادو و سنے ایک بیضا نے جوڑے سے نکالا اور اسے  
 آسمان کی طرف مارا کہ وہ جانتک اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوٹا  
 سا کر کے نکالا اُس ہمارا لیکن جب وہ تیر ہمارا پڑا تو اُس میں سے شرارہ نکلا اور



تو غائب ہو کر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہاں غرقا سے جادو اور سب فوج مع انفراسیاب کے چلے گئے پھر گئی اور یہاں انفراسیاب نے کچھ دور جا کے دیکھا کہ ایک پیاز ہے سیاہ رنگ کا اور راستہ نہیں ہے اور ایک دیو اُس پیاز پر کھڑا ہے انفراسیاب نے نکال کر ایک ترنج مارا کہ وہ دیو اور پیاز غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اُس دریا میں ایک مگر سبز نکالے کھڑا ہے اور اُس کے سر پر پانچون رکھے ایک پر پیاز کھڑی ہے انفراسیاب نے وہ سمن جو پوٹیاں کاٹ کے بنائی ہے اب اُس کے دانے پانچون احمد کے ہیں اور سات دانے ہیں چنانچہ ایک دانہ اُسے اُس پری پر کھینچ کر مارا کہ وہ پری اور مگر جل کر خاک ہو گئے اور دریا کا پانی بھی اڑ گیا اسی طرح راستہ میں کسی بلائیں آئیں مگر اُس نے سب دفع کیں اب حال سنئے کہ بران نے حیرت کو لا کر ایک ستون سے کہ پیاز پر چل ستون بنا ہے بازہا اور سر کوہ پر نبرد بست کر دیا ہے اسوقت ایک پتلہ نامہ لیکر کوکب کا آیا کہ اسے بران جاننے کہ انفراسیاب اُس پیاز پر پونچ گیا ہے بران اپنے مقام سے اٹھی اور اُس پیاز پر آئی کرسی بچھا کر سامنے چل ستون کے آبیٹھی اسوقت انفراسیاب جادو جا کر پونچا جو لوگ کہ سر کوہ پر متعلق تھے اُن کو تو اُسے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیر زن نے عجوز جادو کو دیکھا کہ ادا نکھرام تو نے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ انفراسیاب کو لے کر یہاں آیا ہے یہ کہہ کر ایک ہاتھ تلوار کا اٹھ کر جو بار تو عجوز جادو گر ٹپا خواجہ عمرو بھی یہاں آئے ہیں مگر بران سے پوشیدہ کلیم اور ہے ہوئے ہیں انفراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے جلد تر کھولا بران نے ایک نیمہ انفراسیاب کے بھی مارا انفراسیاب نے کچھ پڑھ کر دستک دی کہ کسی ہزار پتلہ پیدا ہوا بران نے اختر مرزا رید کی لوہن کاٹیں اور اُن پتلون کو جلا دیا اسوقت انفراسیاب نے ایک آئینہ نکال کر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش شخص ہوئی عمرو نے جو ہر ماجرا دیکھا تو جال الیا سی نکال کر اور کلیم امار کو جو انفراسیاب پر ہمارا تو مع حیرت انفراسیاب اور تین سو پتلون کو کھینچ کر زمیل میں ڈال لیا لیکن ہسان مرزا نے کچھ فوج سامنے کر غرقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی ناریج ترنج ناریل چلنے لگے کچے سوہون کے اور مرجون کے پڑنے لگے رانی سرسوں اور دھونے



کے دانے جل رہے تھے دھنواں اٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیرغل جاتے تھے ہر طرف آواز  
 ہائے ہرودیون کی بلند تھے مردہ پر مردہ نقش پر نقش گر رہی تھی اسوقت عنقا سے  
 جادو نے کیا کام کیا کہ دونوں ہاتھوں کچھ باش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب  
 ہزاروں سرکٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اسہیج آواز تڑانے کی  
 آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا  
 کہ پانچوں انگلیوں سے پانچ شرارے پیدا ہوئے اور ان پانچوں شراروں سے بہت  
 سے شعلے نکل کر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگرد ہے  
 عنقا سے جادو کا عقاب جادو نام اُسے ایک تیر اور ایک ترنج مارا کہ بران  
 کے بہت سے ساحر ہلاک ہوئے اسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ  
 رنگ پیدا ہوا اُس ابر میں سے یہ آواز آئی کہ اے نکمراہوں مجھے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ ایسا شاہ  
 ظلم ہوش رہا ظلم نور افشان سے رہا ہے خبر بھلایا جا بیگا اور اسوقت ایک دریا سے  
 آتش جوش مار کر پیدا ہوا سب سرداروں عنقا سے جادو اندر جادو دابرین کوہ  
 شکاف و سرمایہ برفت انداز و نیر نے اپنے تئیں اُس دریا سے آتش میں گرا دیا اور  
 وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریا ہی ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ  
 ابر اب کرہ نذر کی طرف جاتا ہے لیکن حال خبیثہ کہ عروج و جال میں حیرت و افراسیاب  
 کو ڈال کر چلے تو ایک ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اُس میں چلے جاتے ہیں کہیں اونچا کہیں نیچا ملتا ہے  
 بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی اسی خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہے  
 سب فوج افراسیاب کو کہ وہ سب بھاگے اور اُنکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہے  
 عمرو نے دیکھا تو کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبز و خیز آنکو نظر  
 آیا کہ کوڑیاں لہر شک لالہ و رنگ کھلا ہے درخت سایہ دار ہیں چشمہ چاہن لبر زویر سے موج  
 خیز کنار سے دریا کے جالور ان آبی کا مجمع ہے ہوا سرد عیسیٰ نفس جل رہی ہے جب جھونکا  
 ہوا کا آتا ہے دمانع جان سبز و معطر ہو جاتا ہوا شکار

آئی ہے ہمارے مرنے گلزار کرتی ہے تو اسی سینہ انگار گل یلہ صبا کی تاک کر ہے



وامان بلند را بر تر ہے | آئی ہے بہار ہر خیابان | ہے لطف ہوا گل ہر امان  
 اور اس صحرائے ہزار باجیے استاد ہیں اور بیچ میں ایک بار گاہ نصیب ہے کہ وہ جواہر نگار ہے  
 اور عجب تزک اس بار گاہ کا ہے جب یہ قریب پہنچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بار گاہ  
 نکلے اور انھوں نے کہا کہ اس بار گاہ میں چلے اب جو یہ بار گاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ گیارہ کشتیاں  
 جواہر سے بھری رکھی ہیں اور تورہ پوش آٹھے ہوئے ہیں ان آدمیوں نے کہا کہ ان کشتیوں  
 کو لیجئے اور لٹائیے یا کسی کو دیکھئے یا آپ لیجئے عمرو نے وہ کشتیاں لے لیں پھر حوہان  
 سے نکل کر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاوطن چور سے چور سے بازو سے ہارناک کان کٹے  
 کاٹھے ہیں بنے کر دھنی بازو سے ایک طرف کھڑے ہیں ان آدمیوں نے کہا کہ یہ اسوٹھے  
 آئے ہیں کہ دشمنوں کو گردن ماریں عمرو و سکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو تالیف  
 ہیں انکے سڑن پر تاج جواہر نگار ہیں اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہے جسم ان کے  
 مزین و مجلے ہیں اور تین سو شانہراویان ہیں کہ انکے بھی سسروں پر اور گلوں میں تاج  
 اور لباس عمدہ مزین و آراستہ ہے اب یہ سب سامنے اس بار گاہ کے آئے اب جو  
 دیکھا تو دیکھت بہت نادار اور گری پاؤت احمد کی بیچ بار گاہ میں بھی ہے اور گری پر ایک  
 شخص بیٹھا ہے کہ عمارت کے سر پر ہے اور کلنی بال ہاکی عمارت میں لگی ہے اور پوشاک بھی  
 پرزور لگے ہیں ہے عمرو کو دیکھا کہ وہ آدمی اٹھا اور قریب آکر آئے عمرو سے کہا کہ آپ کو مبارک  
 ہو کہ فرج افراسیاب نے شکست کھائی اور دن بھر کو کسب و دست خیر کے نکل گئے  
 طبیعت اب انکی اچھی ہے خدائی عسائیت سے بادشاہ مذکور خوشنود ہیں آپ بھی ان میں  
 کو زبیل سے نکالے دیئے دیئے عمر و جا کر تخت پر بیٹھا اور خوشی میں آکر پہلے تو افراسیاب  
 اور حیرت اور خیال چا دو کو زبیل سے نکالا پھر بلیوں کو بھی افراسیاب  
 کی کال کر یا ہر چوڑ دیا اور بران و مجلس اور انکی بہن ان تینوں کو فرما بہت سے رہنے دیا  
 اسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر کلنی تھی اسوقت دل خواجہ کا گھبرا یا اور دیکھا اس شخص  
 کو کہ رنگ رخ سیاہ معلوم ہوتا ہے وہ جو خود پاسکے سرفخی تھی اور وارثی سفید تھی تو وارثی  
 تو لال ہے اور ہاتھ سیاہ فیر ہیں خواجہ یہ دیکھ کر پاسکے تھے کہ گلیم اوڑھ لیں اس وقت



ایک ہونی صراحی دار اس آدمی نے نکالا اور سامنے اپنے اسکو پہنچا کہ یہ بیہوش ہو گئے اور  
 آئے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے میں اور دست و پامین پڑ گئی اور فریاد  
 وحیرت اور خیال جاو و جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوئے اس وقت اس  
 آدمی نے کہا کہ اسی افراسیاب تو نے اپنے تین قمارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند و دیو پور  
 نے اپنی کتاب میں دیکھا اور آئے مجھے بھیجا کہ میں نے اگر تجھ کو چھڑا پاؤں تو اسکو گرفتار کیا اب جلد  
 یہاں سے چل افراسیاب نے کہا کہ میں عمرو کو مار لوں تو چلوں یہ ذکر تھا کہ ایک ابرسیاہ  
 پیدا ہوا اس ابر میں سے ایک کو نکلا اور آئے ایک کاغذ اس کرسی نشین کو دیا اور افراسیاب  
 نے کہا کہ اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے میں نہیں جاؤں گا جب تک عمرو کو نہ مار لوں گا یہ کمر  
 خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعہ نور افشان کی طرف  
 سے پھر نمودار ہوا اس کرسی نشین کا نام تائب راشد الشیاطین ہے غرض جب وہ ابر  
 قریب پہنچا تو اس کو سے لے بازی کرنا شروع کی اور آواز میں تراق تراق آنے لگیں جو جو  
 آواز آتی ہے ہزار ہا کو پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایک کو سے لے سنہ کو لا اسکے سنہ سے ایک پری  
 نکلی چوٹے قد کی اور پاؤں پنجہ پر کو سے کے رکھ کر کھڑی ہوئی اور زبان فصیح افراسیاب  
 سے کہا کہ اموشہ شاہ طیبے آپ کو مرعہ گندیم پر چلنا ہو گا بس یہ کمر آئے ایک قلابازی کمانی  
 اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہے نہ افراسیاب ہے یہ وہ کرسی نشین ہے  
 ایک دیوار سرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اس دیوار کے اوپر میدان ہے  
 کہ اس میں سرہن کٹے ہوئے تازے کے گز بھر زمین کے اونچے استاد ہیں اور ہزاروں ہاتھ اور  
 ہزاروں پاؤں ران سے تازہ کٹے ہوئے زمین پر ہیں اور ہزاروں دھڑہن کہ زمین پر استاد  
 ہیں نون تازہ ان سب سے بتا ہے اس میدان میں اور ایک ابر قلعہ نور افشان  
 کی طرف سے یہاں آیا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاد سوار  
 اور بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مصلح و مکمل تھے پیدا ہوئے اور ایک تخت  
 جو اہرکار پر کو کب روشن سوار ہے پشت پر اسکی ابر طلائی گز گڑا ہوا آتا ہے کو کب  
 کاٹھن سبب بیماری کے نزدیک آئے ایک چمک ہوئی اور ایک براور پشت پر ابر طلائی کے



سفید نمودار ہوا اور اُس پر سے ایک تخت کہ جس میں جواہر تعبیر کیا ہوا تھا نکلا اس تخت پر ایک  
مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ پیش سفید تاج سینہ عمارہ سر پر عبا گلے میں ٹیٹھے خنہ و تخت  
جب قریب تخت کو کب روشن ہوا تو کب نے اٹھ کر اُس پر مرد کی تعلیم کی اور ہاتھوں  
کو بوسہ دیا مرد پیر نور افشان جادو قلم استاد کو کب روشن ہوا تو کب نے اُس پر  
کھڑا ہوا تو کب کو تعلیم کی اس عرصہ میں ایک سوار کبڑہ آغاز آیا اور اس نے کو کب کو سلام  
کر کے پھر اسم تعلیم کی پھر دو ٹون چلے گئے اور کو کب نے اب قصد کیا کہ دشت قبا کو فتح  
کروں اس قصد سے اس نے وہ اسم جو نور افشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا اس وقت  
دہان سے ایک سر ملبد ہوا اور اُن خرس سواروں پر گرا کچھ خون کی بوندیں اُس سر سے  
پٹکیں اور شل تیر شہاب کے وہ بوندیں ہو کر اُن خرس سواروں پر گرین کہ وہ جل کر خاک ہو  
پھر ایک ہاتھ اٹھا کر آواز دہانے کی ہوئی اور ہزاروں بوندیں خون کی تیر شہاب بن کر  
تیر سواروں پر گرین کہ وہ بھی جل کر خاک ہوئے اور خرسوار و نیل گاؤ سوار تلواریں کھینچ کر کو  
کی طرف چلے کو کب اسم پڑھتا تھا کہ ایک بانوں ملبد ہو کر اور اُس میں سے بوندیں خون  
کی نکلا تیر شہاب بن کر خرسواروں پر وہ تیر پڑے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑون سے خون کی بوندیں  
تیر شہاب بن کر نیل گاؤ سواروں پر پڑیں وہ بھی جلے اس وقت کو کب نے کچھ سحر زہر و سنگ  
دی کہ لاکھوں آدمیوں کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جھولیاں سحر کی گلے میں ڈالے  
تھی اور تریخ ناریل نارنج اچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کو کب نے آگے بڑھایا  
تو ایک دیوار پتی ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار میں خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار کے  
قریب پہنچا تو آواز ترلقے کی ہوئی اور بجلی جلی اور اُس دیوار میں درد آواز پیدا ہوا اور کس  
درد آواز سے ایک آدمی نکلا کہ اُس کے تین سراپک گدھے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر  
استغدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اسکی صورت کو دیکھ کر خوف کھاتا ہو گا اسے پانچ ہاتھ  
ہیں ایک ہاتھ میں تلوار ہے ایک میں لکڑاگ کا ایک ہاتھ میں نیزہ ہوا ایک ہاتھ میں پتھر ہے اور ایک  
ہاتھ میں سحر تازہ کتابیں اس نے نکلا کر دروازے سے اس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُس میں  
سے ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر آواز فوج کے ہزاروں آدمی دھڑ دھڑ جل کر خاک ہوئے اور اُس نے



گویا اپنے سفر پر پھیری کہ وہ کسٹ کئے اور زمین پر گر کر گھومنے لگے اور وہ سر جو کہ یہ ہے کلمہ  
 وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکال کر دیکھتا تھا اس وقت کو کب روشنی نہ تھی قلمدان  
 سے ایک کاغذ نکالا اور اس کاغذ پر کچھ رسم بڑھایا اسکے چہرے کے لیے اور ایک کڑا انا اس  
 آدمی پر کہ اسکا ہاتھ کسٹ کر زمین پر گر پڑا بس اُدھر اسکا مار مار کرتا ہوا ہاتھ بھڑکرا سسرتا دوتا  
 اور پیچھے اس کے ایک شیدی ہے کہ وہ جامہ پہنے ہے گزری بانہ سے قلمدان ہاتھ میں لیے ہے  
 کہ اس قلمدان پر بہت سی فریون بھی ہیں وہ بھی آگے آگے دھڑک رہا ہے ایک پرچہ کاغذ اور اس  
 آدمی کے مارا کہ وہ سہرا ہاتھ اسکا کسٹ کر زمین پر گرا پڑا وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ کو کب  
 کے پسٹ جائے کو کب نے وہ چاروں کاغذ مارے کہ وہ جگہ پر کسٹ ہوا اب شیدی نے چاہا  
 کہ میں حریر کوں فرد کاغذ کی اٹھانے نہ پایا تھا کو کب سے وہ ایک پرچہ کاغذ کا باقی جو  
 چہرے میں رکھا ہے اس پر بھی مارا کہ یہ جگہ خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر اس دیوار  
 اور میدان فنا کے سروں اور ہاتھوں پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہو سے بیٹے جگہ خاک  
 ہو گئے اب صحرائے خوفناک رکھیا وہ دیوار خون آلود ہے نہ وہ سر میں "ساحرون کی  
 لاشیں البتہ وہاں بڑی تھیں اس وقت کو کب آگے چلے دشت فنا کو فتح کر کے یا شک کہ وہ  
 پناہ کا انکو بلا اس درے میں بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم دیتا تھا فتح جو کو کب نے  
 بلانی تھی وہ بھی اسکے ساتھ ہے اب کو کب اس درہ میں قدم زن ہوا جب نصف رات  
 ملے کیا تو پکارا کہ اوتھما جا دو یہ کہتا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک ساحر تھا  
 کہ چھوٹی کلمے میں سر کی ڈالے تھا کو کب نے اس کے کہا کہ ہاں روشنی کر قہما نے ایک  
 گویا ہر چھوٹی سے نکال کر سحر بڑھا کہ وہ روشن ہوا اسکو اپنے ایک طرف پھینکا اور وہ درہ سے  
 باہر نکلے نوہ بکھا ہاں بھی انہیں ہے مگر ایک ابرسیاہ رنگ گھرا پا کہ اس میں ہزار ہا چاند ہیں اور  
 ہر چاند میں ایک شعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک شکر ہے کہ ای  
 شکر پر شک ہوئی گنا ہے اور دونوں طرف شکر کے دشت ہیں جو ہی اور کیتلی کی بوی  
 خوش آتی ہے کو کب سیر دیکھتا ہوا چلا وہ پہر کامل سواری اسکی چلی تو ایک درہ پناہ کا  
 بہت بڑا ملا کہ اس میں ہزار ہا غراب بنے تھے اور عین اس درہ کا کوس بھر کا اور طول و کوس کا



اور ہر عذاب میں ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہے پس جیسے ہی سواری اس درہ میں پہنچی وہ  
 موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور مہارنگ لکڑا اس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایک درخت  
 بہت بلند اس مقام پر تھا کہ اس پر ایک چیل بیٹھی تھی اسوقت کو کب نے فقہا جاو سے کہا  
 کہ مار توجہ اپنا بس اُسے نکال کر کچھ داسے ماش کے سحر ٹھکرا رہے کہ اُس چھت میں ہزار ہا چھید  
 پڑے لیکن اس چیل نے ایک آواز میں ہی بہت روز سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ  
 بجلی چلی اور ہزار ہا انکار اُن چھیدوں سے گرنے لگا اور تمام لشکر میں تلاطم ہوا اسوقت  
 کو کب نے آواز دی کہ او گر گس حاضر ہوا داند نے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف  
 سے ایک پرزاد چلی آتی ہے اور آکر سامنے کو کب کے استادہ ہوئی کو کب نے کہا کہ او  
 گر گس طلسمی جا مار تو اس چیل کو یہ حکم سن کر چلا اور کچھ دور چل کر گد بنا اور اُس نے اس چھت کو شل  
 آسمان گھری تھی اپنے پردن کو مارا کہ وہ چھت شکافتہ ہوئی اور یہ گد جا کر قریب چیل کے پونجا  
 چیل نے چاہا کہ میں اُسکو ماروں لیکن گد نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے  
 سے داب دیا تا یہ کی ہو گئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جاو واد نکلیا  
 تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نقش ساحر کی پڑی ہے طوق زمردین گلے میں ہے کو کب  
 نے گر گس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گد نے جا کر وہ طوق لے لیا اسوقت آواز آئی  
 کہار سے یہ اندھیرو بکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پرانے گھر میں آکر خیر کہاں جاؤ گے اب  
 ایک ریمچ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اٹھالے گیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے  
 کہ دیکھا ہزاروں خرس چلے آئے ہیں اور ایک ریمچ پر ایک ساحر سوار ہے اور اُسے  
 آکر فقہا جاو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کو کب نے اسوقت پکار کر کہا کہ اسے ارکان  
 حاضر ہو یہ کنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہے وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا  
 سر چھٹ گیا اور جل کر خاک ہو گیا اب سواری لگے بڑھی کو س بھڑ میں پونچے ہوئے کہ دیکھا ایک  
 شخص قوی ہیکل منہ بند کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہیں وہ آدمی کے سامنے  
 سے آکر پکارا کہ کیوں شامت آئی ہے بہتری ہے کہ پھر جاؤ نہیں تو مارے جاؤ گے پس فقہا  
 مارا دوئے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے جاو رہا ہے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے منہ کے پاس لا کر



کچھ پہنکا تو ایک بجلی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور غبارِ زمین سے آنکھیں شل سرخوش کے  
 بنا اور اُس نے دوسری ٹنھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزاروں بندر چلے آئے ہیں اور  
 بندروں نے صفتِ باندھی اور غلطک کمانی کہ دو دو پہر ہر ایک بندر کے پیدا ہوئے اور سر  
 آدمیوں کے ایسے پیدا ہو گئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب ان بندروں نے قیامت  
 برپا کر دی چار چار پانچ پانچ آدمی فرج کے پکڑے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب  
 ہوئے اسوقت کو کسب نے نورافشان کے قلعہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ آئینہ جمشیدی بیٹے مرآت  
 واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قد آدم لے کر سامنے کو کسب کے حاضر ہوئے  
 کو کسب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کر دیا اُس میں سے ایک پنچہ نکلا کہ شل پنچہ آفتاب  
 کے روشن تھا انگلیاں سُرخ سُرخ گول قلمی پھیلی بھری ہوئی جب وہ پنچہ نکلا کو کسب نے  
 قلم اُس پنچہ کو دیا وادات سامنے رکھی اور بس پنچے کا غذر لکھا کہ وہ موتی جہر سامری نے  
 ہوم کیا تھا تھارے ماسے میں ہے اُسکو توڑ کر اسپر مارو کو کسب نے اُس موتی کو ماسے سے توڑ کر  
 ہاتھ میں لے کر ان بندروں اور ان آدمیوں کے جسکے ہاتھ بندر کے ہیں دکھایا وہ بندر یا توڑ رہے  
 تھے یا بننے آنکھیں بند کر لیں یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر میں فل ہوا کہ بھگوا بھاگا جاتا ہے  
 اسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کو کسب نے تیر مارا کہ وہ اُسکے  
 سینہ پر پڑا اور اُس میں سے شعلے آگ کے نکل کر بندروں پر پڑے کہ وہ سب جل کر بوزنہ جادو  
 کے خاک ہوئے اب تخت کو کسب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کھال شیر کی چالیس گز کی لمبی بھی  
 ہے اور اُس کھال پر ایک چوکی فولادی بھی ہے اور اُس چوکی پر ایک ساحر بیٹھا ہے  
 کہ سب بدن اُس کا سیاہ ہے اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہی جب فوج کو کسب کی وہاں پہنچی تو  
 اُسکے بالوں میں بہت سے آدمی بندہ گئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اسوقت  
 قہقہہ جادو نے کہا کہ ادا بالدار جادو بہتر سے حق میں ہے کہ تو اطماعت شہنشاہ کی قبول کر  
 تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کھان تک لڑیگا اُس نے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو فوج  
 میری دیکھیگا یہ کہہ کر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اسپر افسون پڑھ کر بائیں طرف اُسے پھینکا یہ خاک  
 سفید ہے پھر کچھ آگ زرد اسنے نکالی اور اسپر افسون پڑھ کر وہی طرف پھینکا اور کچھ گولی



سی اس کے ہاتھ میں تھی اسکو کسی طرف پھینکا تو چمک بھئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا  
ہزاروں تپلہ طلائی رنگ کے دہنی طرف آکر صفت کشیدہ ہوئے اور بائیں طرف تقریباً پچاسوں  
کی فوج آکر اسادہ ہوئی اور پشت کی طرف آزد ہے ہزاروں اگر سیاہ رنگ کے موجود ہوئے  
اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہے اور سخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہے اور ان اثر دہوں نے  
منہ کھول کر ہزاروں آدمیوں کو نکالنا شروع کیا اسوقت کو کسب نے آواز دی اے بساط جادو  
جلد حاضر ہو یہ صدا دینا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور گھٹ کر چھوٹا ہوا  
سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہے طلائی اس پر ایک شخص سرخ و سفید جسم قامت چٹ لکڑ  
بانہے جاگیا اپنے جیسے کوئی کثرت کرتا ہے اس بساط پر بیٹھا تھا جوڑہ سر پر بالوں کا  
بندھا تھا وہ قریب کو کسب آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے کو کسب نے کہا کہ  
جاما بالدار جادو کو وہ آداب بجالا کے چلا اور پونچھا قریب بالدار جادو کے اور اسکی  
بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری بہ طاقت ہوئی کہ میری کھال پر اپنی  
بساط کو چڑھایا یہ کھڑکے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اس نے  
تادو ابر دکھانا اور ایک انار چھوٹا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بن گیا اور اس شعلہ میں سے ایک  
پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا کہ اس نے اس آئینہ کو دکھایا کہ آئین  
سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اس کے سر سے جو شعلہ نکلا وہ آکر  
طلائی اور تقریباً فوج اور اثر دہوں پر پڑا کہ یہ سب جل کر خاک ہوئے بس سواری آگے  
بڑھی اسوقت اس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے کو کسب نے کہا کہ جا اپنے مقام  
پر وہ پری سر پہ بساط جادو کے سا گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے چلا گیا  
اور کو کسب بیان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار میں پونچھا اور اس نے حکم  
دیا کہ بیان مقام کیا جادو سے اسوقت ہزار ہائیں دربار گاہیں اسادہ ہو گئیں کو کسب کچھ سرداران  
فوج داخل خیام بارگاہ ہوئے اب یہ تو بیان بیٹھے ہیں لیکن فراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا عمرو  
کو اور کرسی نشین جادو اس کے ساتھ ہے اور سب فوج اسکی یعنی عنقا سے جادو و سرما  
ابرین وغیرہ کو جو دہان سے بھاگ کر چلے ہیں وہ بھی اس طرف کو آئے ہیں اور بیان



ایک پہاڑ ہے سفید اس پہاڑ کے اُس طرف میدان ہے کہ اُس میں ہزار ہا درخت ہیں گندم کے مثل  
ان درختوں کے کہ جوڑے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ایسی بوی خوش اُن میں آتی ہے کہ دماغ جان بھر  
ہوتا ہے اور ایک طرف ایک نہر ہے کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہے اُس میدان کا نام  
کہ جس میں درخت گندم ہیں مزرعہ گندم ہے اور اُس نہر کا نام طلمس ہے اور کچھ تھوڑی سی زمین ہے  
کہ اُس پر ایک دیر بنا ہے فیروزہ کا کہ اُس دیر کے چار دروازے ہیں کہ ہر دروازے کے پٹ یا قوت  
کے ہیں اور چوکھٹ بازو زمرہ کے اور کیلیں طلائی اُس میں جڑی ہیں اب اس نے بیٹے کی کرسی  
نشین نے پکارا کہ لے متیر جا دو آئیے کہ بادشاہ طلمس تشریف لائے ہیں پس اس کا یہ کہنا  
تھا کہ ابراہیم پہاڑ کی طرف سے آٹھا اور سب طرف سے آٹھا اور سب طرف محیط ہو گیا اور دیکھا کہ اس  
پہاڑ میں ہزاروں در سے پیدا ہو گئے اور اُن دروں میں گریبان بھی ہیں اچھج کے درہ میں سر سے پر  
ایک کرسی بھی ہے کہ اُس پر ایک سا جڑ بٹھا ہے رنگ تو اُس کا سفید ہے اور تہہ نیلی بازو ہے عامہ سر پر  
کا لاندھا ہے پس اُس نے اُنکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ اسے  
براہر بادشاہ طلمس تشریف لائے ہیں آپ کی ملاقات کو متیر جا دو نے کچھ تاک سفید نکال کر بیٹھو نہیں  
پھینکی اور تھوڑی سی اُس میدان میں نہر کے پانی کو تلاء تم ہو اور ہزار ہا پھلیاں نکال کر پرزادوں کی شکل  
بنیں اور کچھ پھلیاں جو ان بنو رنگ بنکے تیار ہوئیں تاج مکمل ہو اہر سر و پیر پوشاک نفیس جو اہر دوز  
نگلون میں یہ سب آکر صفت بانہر کھڑی ہوئیں اُس وقت ابراہیم اسیاب کا کرکڑاتا ہوا اور اُس میں  
سے بارش مردار برپا ہوتی ہوئی آیا اور ابراہیم اسیاب بہت خوش ہے اور تخت پر سوار ہے جب  
قریب پہنچا تو وہ پرزاد بن مبارکباد گانے لگیں ابراہیم اسیاب نے اپنے لبوں پر انگلی رکھی کہ غافلو  
رہو اُس وقت کرسی نشین جادو سے متیر جا دو نے کہا کہ ہلو کچھ طوراچھے معلوم نہیں ہوتے  
میں اس بادشاہ نے اپنی حرکتوں سے تمام طلمس میں رخت ڈالا ہے یہ جسا خوشی  
کی ہے یا یہ کہ منع کرتا ہے بادشاہ کہ چپ ہوئے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہو گا کہ باد  
طلمس عاجز ہو گا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون آکر اس نہر طلمس اور مزرعہ گندم میں  
گرے گا پس یہ فکر تھا کہ تخت ابراہیم اسیاب کا نیچے اُترا اور متیر جا دو سے اس نے ملاقات  
کی اور میں سوچا کہ دے ہاتھ ہاتھ کے سامنے کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے اُس کی کہ



بادشاہ اعظم نے کوکب روشن ضمیر کے آگے بالدار جاو وار پوز منہ جاو وار عشق کو باریا  
 اور درخت قما کو فتح کیا اور اب خیر اسکا دست گلزار میں استاد ہے افراسیاب کو جو عصا یا  
 توٹے ایک بکلی خاک کی اٹھا کر ان پر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑ دھڑ جگر خاک ہو گئے  
 اب اور خیر و لدین نے ڈر کر آپس میں کہا کہ ہکو کیا عرض ہے جو ہم خبر میں بادشاہ خود باخبر ہے  
 منیر جاو و نے کرسی نشین جاو و سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اس کا  
 ادبار ہے خبر ہو وہ ہوا اب چکر خداوند سے اپنا حال عرض کریں یہ لکھ دو جو گنبد فیروزہ کا  
 ہے اسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس فولادی بہت بڑا سپر ایک پتلہ فولادی سوار ہے  
 زبان نمنہ سے نکلی ہے باہر کچھ بت ہیں چھوٹے چھوٹے کہ وہ جو کیوں پرستے ہیں سب نے اسکو سجدہ  
 کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اسے غرور آبادل سے کہا کہ میں سجدہ کرتا ہوں خداوند  
 و پھر کو اسکو کیوں سجدہ کروں اسوقت کرسی نشین جاو و سے منیر جاو و نے سر  
 سجدہ سے اٹھا کر کہا کہ اسے برا در معلوم ہوتا ہے کہ زوال سلطنت ہے کہ اس بادشاہ سے جو  
 حرکت ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہ لکھ گنبد کے باہر نکلا اور ہر چلمون کے کنارے آکر آواز  
 دی کہ اسی رازدار جاو و جلد حاضر ہوا اسوقت نر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچلی نکلی کہ گھنٹہ  
 اسکا آدمی کا تھا اور تہہ بانہے ہوئے اور جو اسکا رنگارنگتا اپنے ہوئے اور اُسے آکر کہا  
 مزرعہ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھوٹے لگے اور محو ہوئے اور وہ جو خرس پر سوار  
 وہ اسی طرح غصہ میں بیٹھا ہے اسوقت منیر جاو و نے افراسیاب سے کہا کہ بادشاہ اب  
 کوئی تبریک ہے کہ خداوند خوش ہوں افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم میں آکر عرصہ بے  
 اور مدت مدید سے قید ہوئے ہیں انکو طلب کرنا چاہا پکار کر کہا کہ عیار بار یک رنگ  
 قیدی ہیں طلسم کو لیکر جلد حاضر ہوا اور تاج کو اتار کے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک  
 ابر پیدا ہوا اور آسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہنچا اور نیچے اُترتا تو دیکھا کہ ایک بساط ہے  
 اسپر کچھ قیدی زنجیر زنجیر بندھے ہوئے بیٹھے ہیں بس بسلا دون کو طلب کر کے حکم دیا کہ ان  
 قیدیوں کو قتل کرو جلاو حکم کو چھٹے لگے لیکن ملا بران شمشیر زن اور مجلس جاو و اپنے  
 مقام سے اٹھ کر دونوں چلے گئے اور انہوں نے کہا آج نوجی میں آتا ہے کہ مزرعہ گندم



اور نہر حلیمین پر جلسہ مجلس نے کہا ومان جانا مشکل ہے بران نے کہا چلو تو خدا مالکے  
یہ لکھو دونوں جلسہ میں جب اپنے طالعہ سے نکلا آگے بڑھیں تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی  
کہ اس دیوار پر بہت سی جلسہ میں بھی تھیں وہ انکو دیکھ کر چلنا نہیں بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آکر  
مجلس اور بران پر پڑے کہ انکے جسم میں آبلے پڑ گئے لیکن بران نے آخر مرد و اہل  
بانون سے نکال کے لوہے کی گاڑی اور ان چیلوں پر بارین کہ وہ چیلوں پر چل کر خاک ہو گئیں  
اور وہ دیوار بھی اڑ گئی اب یہ آگے جلسہ میں تو ایک دریا تھا روز خاں ملا کہ جہاں نہ کشتی نہ ڈوٹلی  
نہ ملاح تھا ایک ایک موہ اسکی اٹھ کر سر کوہ تک جاتی تھی بران نے مجلس سے کہا اس  
دریا کے پار کیونکر آئیں اسنے اپنا ڈوٹلی اتار کے دریا میں ڈالا وہ ڈوٹلی کشتی بن گیا یہ دونوں  
اس کشتی پر سوار ہوئیں بران آخر مرد و اہل ہاتھ پر رکھ لیا اب غلغلہ بلند ہوا کہ لیجو لیجو لیجو لیجو  
اور نہر ارون چلایا اور سوس مگر گھڑیاں دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر بسبب  
آخر مرد و اہل کے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونوں صحیح و سلامت پار دریا کے تین  
دریائے ومان سے اڑ کر آگے جلسہ میں تو راہ میں انکو ایک دیوار ملا کہ کئی سو گز کا اسکا قد  
تھا آٹھ بھاڑ سا کھوسے ہاتھ ہر ایک برگد اور پیل کاٹنا تھا ٹانگیں اتنی بڑی بڑی کہ تھورا  
کے محل کی کڑی سینہ چوتراہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونوں پر لیگا مگر بران نے  
آخر مرد و اہل سے لوہے کاٹ کر جو بارین تو وہ دیو جل گیا اب یہ آکر اسی جگہ کہ جہاں  
افرا سیاب ہی پہنچیں راوی کتا ہی کہ عمر و نے حیرت زنبیل سے جو نکالا تھا تو اٹھایا  
مزرعہ گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور بیان بران اور مجلس جو آکر  
پہنچیں تو افرا سیاب اور منیر حادو نے سحر انکے اوپر کیا اور از بسکہ یہ جگہ غیب سے  
منیر حادو نے نہر حلیمین کا پانی لیگر بران اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونوں بہوش  
ہو گئیں انکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و بران کو زیر تیغ بٹھایا اور افرا سیاب نے  
کہا کہ پہلے انھیں کی گردن مارنا چاہیے جلا و قریب بران و مجلس کے تیغ لے کر آیا اور  
جہاں کہ ہاتھ تیغ کا ماروں بران کے بانوں کے نیچے سے ایک پتہ طلائی پیدا ہوا اس پتے  
آکر جلا و کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جواری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہو گیا اور پھر وہ پستلہ



غائب ہو گیا پھر دوسرا چلا چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افسر اسیاب جادو  
کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُس نے اچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھ کر دستک دی اور مینر جادو سے  
کہا کہ تجا کو کچھ طور بُرے معلوم ہوتے ہیں غرض وہ تاج جو اچھالا تھا مثل سر پوش کے  
اگر بران و مجلس و عمو پر ڈب گیا اور افسر اسیاب پہاڑ پر جا کر بیٹھا اور وہاں خون  
خوک سے نہایا اور قید بان طلسم کو اس نے پھر بھجوا دیا کہ لکھو قید کرو اور یہاں حیرت  
جادو اگر بارگاہ میں پہنچی اور اُس نے یہاں یاقوت جادو اپنی وزیر زادی سے کہا  
کہ میں نے سنا ہے کہ کوکب بہت قریب آگیا ہے تو جا کر خبر لا کہ کس جگہ ہو یہ تو خبر کو چاہیے  
مہتر قرآن کا حال سُنئے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ میں رہتے ہیں ایک دن درہ کوہ میں سو رہے  
تھے کہ انھوں نے خواب میں خواجہ عمو کا قید ہونا دیکھا جب انکی آنکھ کھلی تو یہ روئے  
اور پھر دعا پیل کر مانگی اور اُنکے کر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا  
کی طرح سے جلتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ انکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑھ گئے  
چار طرف انھوں نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُس وقت  
انکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہے کہ نیچے کے آدمی  
بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوئے ہیں قرآن نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور  
پکارا کہ خداوند عالم تو میرے حال پر رحم کر میرے استاد کو قید سے نجات دے اور مجھ کو ان کا فزون  
پر تھیاب کر ایسا رو یا کہ تجا کی نذیر لگی اور عیش کر گیا اُس عالم رویا میں بھی یہ ایسا رو یا کہ  
چونک چونک پڑا اور پھر خواب میں دیکھا کہ گنبد لوز کی پشت کی طرف سے ایک ہلال منور ہوا  
ہوا اور بڑھ کر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا اہا تک کہ گنبد نور سے بہت اونچا ہو گیا  
اور کرن اُس میں سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موقی لگے ہیں پھر وہ گنبد نور  
میں آکر سمایا اور اندھیرا ہو گیا عموڑی دیر کے بعد سچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چیل جاتا  
جائے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہنچا اور ایک چوترا اُس ابر کے نیچے دیکھا کہ  
نہایت اُس پر گنبد طور کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے الماس کا ہے یہ جا کر اُس گنبد میں سمایا  
اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھلا اور ایک



مرد لوزانی صورت ریش تار سینہ عمامہ سر پر باندھے عبا گلے میں کفش پاؤں میں عصا ہاتھ میں  
وہ چلے آتے ہیں اور ادا دھر ہی کو آتے ہیں قرآن کے خیال میں گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہے  
نہیں پہنچ سکتا ہوں اور نہ یہ پہنچ سکتے ہیں اس اثنا میں اسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو  
اُس نے پھر کو دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو اُنھیں مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ  
جھک کے آداب بجالایا اور کہا اسے بزرگ آپ میری برائے خدا اعانت کیجئے استاد میرے  
قیمت ہیں وہ کسی طرح رنائی پائین اُن مرد بزرگ نے ایک کاغذ دینے مکتوب خوش اسلوب اسکو  
دیا اور کہا کہ اس کے لکھے کے بموجب کام کرنا یہ لکھا چھک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہیں ہیں مگر  
مکتوب میرے ہاتھ میں ہے اُس مکتوب کو جو کھولا تو اُس میں بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ ہم قطب طلسم  
ہیں اس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گوخوت کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قرآن سے وہ اسم دور  
زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اُس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب  
ختم ہوئی تو دیکھا اسے کہ پہاڑ میں غار ہو اور راستہ نہیں ہے اُس وقت اُس نے پھر مکتوب  
کو دیکھا تو اُس میں لکھا تھا کیلئے ہم دس مرتبہ پڑھو اسے اُس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار  
ہوئی یہ اُس سڑک پر سے چلکر پہاڑ کے نیچے آتا تو ایک جنگل خاردار اسکو ملا جھاڑیاں  
مثل دل بخیل کے تنگ تھیں اور کانٹے برابر اُس کے گتھے ہوئے تھے مگر قرآن اسم پڑھکر اُن  
جھاڑیوں کو طے کر گیا کانٹے نہ چھوئے جب اُن جھاڑیوں سے نکلا تو دیکھا کہ میدان میں ایک  
درخت ہے اور بیچ میں اُس درخت کے درختی ہو اور پتے اُس کے مثال شر کے ہیں اور ہزاروں  
سانپ اُس درخت سے لٹے ہیں اور جو سانپ کہ سُرخ ہیں اُنکی آنکھیں اناس کی ہیں اور  
جو سفید ہیں اُنکی آنکھیں یا قوت کی ہیں اور جو سیاہ ہیں اُنکی آنکھیں زہر کی ہیں اسی طرح  
ہزاروں سانپ زمین میں پھر رہے ہیں اور ہزاروں سر بلند کیے کھڑے ہیں اور قصد کرنے  
ہیں کہ یارین قرآن کو مگر جب چلتے ہیں تو اُسی جا رہا ہے میں اُس وقت قرآن نے بکار کے  
کہا کہ اسے مارا فلن چینی تمھارے حق میں بہتر یہ ہے کہ تم اطاعت خواہ عمر و طلسم کشا کی کو  
اور یہ سب دیکھو میرے پاس موجود ہے اور یہ حکم ہے ماہِ فلک چینی کا جو قطب طلسم ہے کہ  
قرآن سے وہ کاغذ دکھایا اُس وقت چھک ہوئی اور تاریکی ہو گئی اب جو آگے کھلی تو دیکھا کہ اسکا



بالکل غائب ہو گئے اور انکی جگہ پر انسان ہین مسلح اور مکمل اُن آدمیوں سے قرآن نے کہا  
 کہ تمہارا سردار مارافلن چینی کہاں ہے اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہے اسے کہتا تھا  
 کہ ایک جوان رعنا عفتص گردن بلند بالاقوی تن قوی من درشت چنگال قرآن کے سامنے آیا  
 اور کہا میں حاضر ہوں اُسوقت قرآن نے کہا کہ میں تم کو خوب جانتا ہوں تم وہ ہین ہو اور دیکھو  
 پاس یہ سند موجود ہے یہ لکھو وہ کاغذ دکھانا اس کاغذ کا یہ نقشہ ہے کہ جو عالم اُسہین سے نکلتا ہے وہ غائب  
 ہو جاتا ہے اور آگے حرف اُسہین پیدا ہوتے ہین چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت  
 کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ آگے بازو بندھے تھے انکو ٹھیکان فصل والی لباس کی  
 پانچ ہین تھیں اُس نے آکر قرآن کو سلام کیا اور کہا کہ فرمائیے کیا کہتے ہین آپ قرآن نے کہا  
 کہ اب تمہیں لازم ہے کہ دین اسلام قبول کرو مارافلن چینی نے کہا کہ مجھے مناسب ہے کہ جب اسکا  
 طلسم کشا طلسم کشا باکونی سردار و رفیق اُسکا ہے ہمارے متکمان کرنے کا اختیار ہے اُسوقت  
 حضرت قرآن نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھا کہ سب کی بہت کالی  
 ہو گئی اُسوقت مارافلن چینی مہتر قرآن کے قدموں پر گرا مہتر قرآن نے سر اُسکا سینہ  
 سے لگایا مارافلن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہو کہ میں پھر اپنی صورت اصلی پر آجاؤں مہتر قرآن  
 نے کچھ بڑھکا دیا کہ وہ سیاحتی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح غلطکین مار کر سائبین گئے  
 مگر مارافلن بوہین کھڑا رہا اُس سے قرآن نے کہا کہ تو مجھے بچل پاس قطب اعظم کے اسنے  
 کہا چلے اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اس درخت سے آگے بچلے ہوئے کہ نام اُسکا اراک ہے  
 تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہر سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ یہ خانہ ہے اور نہ  
 لگا ہے اُس زینہ سے جو اترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر  
 آیا اُس مکان میں کئی والان تھے اور تخت فولادی ایک والان میں بچھا تھا اسپر ایک مرد مقدس  
 کو دیکھا کہ بیٹھا ہے سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہے اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے  
 ہیں جیسے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اسی جگہ اور لاؤ کاغذ میں قرآن نے وہ کاغذ  
 اُسکے ماتھے میں دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہین وہ سفید ہو جاتا ہے اُسہین لکھا تھا  
 کہ اس طرح خواجہ عمر و قید ہوئے اور یوں بران اسیر ہوئی اور اب سر پر نشان اُسکا ڈھکا ہے



قرآن نے اللہ سے پوچھا کہ اسے قطب اعظم آپ کو غذا کمان ملتی ہو جسے کہا کہ جگر پانچ روٹیاں  
 اور پانچ آٹورہ پانی ملتا ہے اور تیرا کیا مطلب ہوا قرآن میں بھی ایک طرح سے قید ہونا  
 جس میں وہ قید جاتی رہے گی میں چھوٹ جاؤنگا قرآن نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ خواجہ غرو  
 کو چھڑاؤں اس در بزرگ نے کہا اچھا اور یہ لکھ مارا فلن چینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول  
 کرتا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور نا جو تھے دنیا ہو وہ دے اس وقت قرآن نے دیکھا کہ وہ رت  
 اور اکب بولگا ہوا تھا اسکی بڑا اس در بزرگ کے سر پر آگئی اور اس در بزرگ نے اس جگر کو اٹھ کر  
 لکھنی اور کچھ توڑی و ور سے کاٹ کے مہتر قرآن کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ یہ تھا رسک  
 کام آئیگا اس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مارا فلن چینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کو  
 پاس لجاؤ اور اس سے کہنا کہ انکو قطب کو چاک کے پاس پہونچا دے پس یہ سلام کر کے وہ  
 نیکر نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے میں دیکھا کہ ایک جوحض ہے بہشت پہل اور پانی اس میں  
 سیاہ رنگ کا بھر ہی اس جوحض کے کنارے مارا فلن چینی آگے بکارا کہ انکو محیط آہن کلاہ  
 حکم ہو قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کو چاک کے پاس پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اس میں  
 ایک جوش ہوا اور اگلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی ہتی جاتی ہر تیک  
 کہ نظروں سے غائب ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہر سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی  
 ہو کہ ایک آدمی کھڑا ہے وہ اس جوحض میں آئی اور قطب اعظم جو وہ کاغذ مانگ لیا ہو کہ  
 جو خواب میں تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تھا رسک کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب  
 کو چاک کا وہ کاغذ انکے پاس ہے اب مارا فلن چینی نے اللہ سے کہا کہ جانیے آپ کو حذو اعظم  
 کے سپرد کیا قرآن جا کر اس کشتی میں کھڑے ہوئے غصا سے اراک انکے اٹھ میں ہے  
 لکھ کشتی سے عصا اوچھا ہے اسکو ٹیکتے ہیں اسواسطے وہ تو اسیلے ہو کہ جو بلا آئے تو اس سے  
 کام لیں اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آواز میں آنے لگیں کہ یہ کون جاتا ہے عرض جاتا جاتی  
 ایک مہار نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک وہ ایسا ہو کہ یہ کشتی اس میں کئی دھان ہاتھ کو ہاتھ نہیں  
 سو جانی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قرآن نے وہ کاغذ جو کہ اسکو دیا تھا دیکھا اس میں سے  
 ایک آواز تر اسے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ وہ طرف دیوانہ



ہن اور ایک چھت ہے عرض کیا کہ کوئی کوس بھر کا مل وہی حال رہا اب جو اس سے کشتی نکلی  
نویں گیا کہ ایک طالب ہو سنگ بٹھکا نہایت نادرا اور گداؤ اس کے مکان بستہ ہن کہیں بارہوی  
سے کہیں بٹھکا کہیں چاندون اور سامنے ایک برج ہے کہ وہ ایک ڈال یا قوت کا ہو اور دروازہ  
نزدیک ہے مگر جب کشتی قریب پہنچی تو اس کا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت پچھا ہوا ہنگام  
اچھیر ایک مرد بزرگ جیسے کہ اس میں دیکھا تھا وہی صورت اس بزرگ کی ہو پس مختصر  
قرآن سننے سلام کیا اور آخر کے کشتی سے اندر گھبر کے گئے تو اس بزرگ نے کہا کہ تمہاری پاس  
بھلا سے وقت اس کا ہے مختصر قرآن سننے عرض کیا کہ حاضر ہے اس بزرگ نے پکار کے کہا کہ اور  
شیخان حاضر ہو ایک پروردگار حاضر ہوئی اور شاہ اب بجالائی اور عرض کیا کہ ہماری ملک نے  
کناستہ کہ میری بادشاہ کے کام میں ہوں اور مجھے فرصت نہیں ہے اور میں حاضر نہیں ہو سکتی  
ہوں چھپر قطب کے لئے کہا کہ جاؤ اور ایک حاضر ہو پس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی عرض اس طرح  
پھر آئی تھی یہ مرد بزرگ کستا تھا کہ نہیں کہو وہی حاضر ہو پس جب وہ نہیں آئی تو قطب  
نے ہنگام لگا کر کہا کہ تو جہل جا پس وہ جلتی ہوئی بھالی اور ایک مقام پر جا کے گری اور مگر کسی  
پور دیکھا تو ایک سرشت جو ہر نگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا پس تلخ  
جو ہر نگار پر دیکھ کر یہ کہ اس کا رنگ دریا میں عرق خستہ ہوئی ہوئی آکر پہنچی اور بہت جھک  
سکے آداب بجالائی اور کہا کہ تجھ کی طرح فرصت نہ تھی کہ بادشاہ نے چارون طرف  
سند و بست کیا ہے اور اب ہر طرف قدم کہ پہاڑ پیٹھے ہوئے ہم کر رہے ہن اور امیر کو وہ  
شکاکت سرسبز یہ برف انداز منیر جاؤ و عنقا سے جاؤ و یہ سب وہاں حاضر  
ہن اور ہوشیاری ہو رہی ہے آپ کا جو غائب ہوا تو یہ کینز حاضر ہوئی قطب کو حک  
نے کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اور جوہر حفالہ کر دے اب اسکو  
ایک ترو ہو اس وقت قطب کو چاکے کہا کہ کیوں تو بھول گئی ہمارا آداب اسنے مانہ  
بانہ کر عرض کی کہ کینز کو کس طرح عذر نہیں ہے جو آپ کی خوشی ہو یہ کہ اسنے ایک قلاباری  
کھالی اور آواز تراشے کی آئی اور غائب ہوئی بعد پھر دیکھا کہ ایک گن جو سیاہ اور منہ میں اس کے  
ایک دانہ جیسے خول سیاہ کا ہوا ہے وہ اسنے ڈال دیا قطب کو حک نے قرآن سے کہا



کہ تو اٹھائے اسے اور اپنے پاس رکھ اسی ناگن نے غلط کردین بارین اور اسی اچھی صورت پر  
 آئی اور کہا کہ میں طبع اسلام ہوں اور رخصت ہوتی ہوں یہ کہہ کر تخت پر بیٹھ کر رہی گئی اس وقت  
 کو جب کہ نے ایک تصویر نکال کر اپنے پاس سے دی اور قرآن سے کہا کہ اس تصویر کو گنبد پر  
 لے کر قرآن سننے تک قطب کو جب کہ وہ عہد مآل گنبد پر بار اوان و عنوان پیدا ہوا اور اس  
 و مضمون سے ایک پتھر بھلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آئی جو قطب سے کہا کہ اس پتھر پر سوار ہو کر  
 اس پتھر پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گئی پتھر کے پتھر کے ایک ایک مذہب  
 چھو سا ہوا سہم چاروں طرف مکان جو اہر نکار بنے ہیں اور ایک مکان میں ایک کھیت والا  
 ہو کر اس میں ایک تخت بچھا ہوا اور اس پر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہے مگر کچھ اسکی پتھر کا بیج  
 جو اہر نکار پر ہوتوں کے ماسے گلے میں پڑے ہیں اور دونوں طرف ہوا اسی طرح کہ کھیت  
 بھلیوں کے ہیں پس اسکی نظر پڑی قرآن پر وہ غصہ میں آ کر اٹھا اور کہا کہ تو یہ سنا ان کہان  
 آیا قرآن نے کہا کہ میں جو آیا ہوں تمھارے کام کے واسطے آیا ہوں یہ تصویر دیکھ کر کسی  
 یہ کہ وہ تصویر دکھائی وہ قرآن سے پٹ گیا اور کہا کہ تم کیا جانو یہ کسی تصویر ہے  
 اختر بن نسل سہیل کی اور ارحوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عروج میں ہے کہ وہ جاہل  
 تو تمھارے پہلو میں بیٹھیں پس اسے کہا کہ اچھا وہ کیونکر آئیں مگر قرآن نے کہا کہ  
 بران شمشیر اور مجلس جاو وقت میں مزرعہ گندم پر بھی تم وہاں ہو چا دو یہ حوت  
 تاجدار مٹھا ہے ماہی زرد رنگ کا اور وہ بہار ہے اس کے سر میں درد جو کوئی بات  
 کرتا ہو تو ناگوار معلوم ہوتا ہو اور وہ بیان سے کچھ دور پر کہہ کر وہاں ہو حوت تاجدار نے  
 کہا کہ قرآن جلوس میں لے کر آئے کہ قرآن نے کہا جلوس آگے چلا گیا حال کو کب بیان  
 کیا جاتا ہو کہ انھوں نے جو دشت گلزار میں خیمہ کیا تھا دو روز انھوں نے مقام کیا پھر  
 دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہو کر روانہ ہوئی آگے آگے اور پتھر تخت پر اوجھا کر جب  
 سوار ہو کر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہوئے کہ وہی طرف سے عتبار سرخ رنگ اٹھا اور  
 لشکر کو کتب کے پاس آ کر بیٹھا اور اس میں سے ایک لال نکل کر فیلا اسکا زینہ لٹا تھا ایک  
 ہوئی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اب جو آگے کھلی تو دیکھا کہ ایک دیوار سرخ گھڑی ہوئی



چاہت لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ میں ہے اُسوقت کو کب نے کچھ پڑھ کر بھونکا ایک ہفتہ  
 طمانی پیدا ہوا اور وہ ہفتہ شوق ہو کر اُس دیوار کے برابر بیٹھا اور اُسہیں سو ایک لال ٹکڑے فیضان  
 ساتھ ہی اس آواز کے وہ دیوار و صنوان ہو کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نقش ایک ساحری  
 بڑی ہی عجیب فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی بعد اُس زمین کے اور جو زمین ہوا زمین سات  
 رنگ ہیں برابر پس جیسے ہی لشکر و ان پہنچا زمین سو عبا را ادا اقرار کی ہو گئی پھر جو روختی رہا  
 تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہو اور زمین سفید رنگ خالی ہے  
 اور مثل عبا کے ہے اور اُس پر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہے اور تمام سامان سحر ساری  
 آگے رکھا ہے جب یہ سب جا کے وہاں پہنچے تو اُس عورت نے پکار کے دیوار ہفت رنگ  
 کے پاس کہا کہ امی بہا تو شترنگ یہ مرد سحرانی آہو چھا ہو پس وہ دیوار تر تری اور ایک دراز بڑی  
 اور آواز آئی کہ اسے بن تکو لازم ہے کہ کام پر بادشاہ کے مستعد ہو اور جہاں تک ہو سکے لڑائی  
 میں جان لڑاؤ بعد اُس آواز آنے کے وہ دیوار میرا ہو گئی اور یہ فوج قریب اُس عورت کو  
 پہنچی تو اُس نے شتر اٹھا اپنے گلے کے پاس لایا اور جگر سے ناف تک چرڈالا اور خون اپنا  
 دونوں ہاتھوں میں یکا کرنا شروع کیا پس جب اُس خون کی بوتل بڑھ گئی وہ مردہ  
 ہزار سال تھا اُسوقت کو کب نے ہفت کی طرف دیکھا کہ آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا  
 تو تخت پر ایک پری سوار اگر حاضر ہوئی کو کب نے اُس سے کہا کہ جا مارا اس قحبہ کو وہ پری  
 اُسکی طرف چلی اور اُس نے وہی خون اچھا لٹا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندیں اُس پری کے  
 بھی بائیں ہاتھ پر پڑیں کہ ہاتھ میں اُسکے آبلے پڑ گئے اور اُس نے بھی ایک تلوار اُتار اُسکے نای  
 کہ سر پر پڑ کے ٹانگوں کی راہ سے ٹکل گئی غل و شور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو  
 بن تھی خوش رنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ ایک  
 ساحر ہو وہ تخت پر بیٹھا ہو گرد اُسکے چھ سو کر سی دہتے اور چھ سو بائیں پیچھے ہیں اُنہر جوانان  
 تمشق مسلح و مکمل بیٹھے ہیں جب فوج وہاں پہنچی تو یہ خود اٹھا اور جھولی سے نکانے  
 دانے ماش کے لڑنا شروع کیے وہ دانے جیسے پچھلے بدن سے نکلے اور جگر خاک ہوا اب  
 ایک غل و ہنگامہ برپا ہے اُسوقت کو کب نے تخت پر جو سامان اسباب سحر رکھا تھا



اس میں سے ایک فکر اور ایک تھمتی فولادی اٹھا کر تختی پر رکھ اور قلم کو آسمان کی طرست پھیلے پانچواں  
 پیدار ہوئی اور ایک جوان قوی سہل خرس پر سوار نیزہ اٹھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ  
 خوش رنگ جاو کی طرف چلا خوش رنگ جاو و چلا آتا ہی اور جیسو وہ واسنے پڑنے میں وہ  
 سبک خاک ہو جاتا ہے کہ یہ خرس سوار ہو چکا اور اسنے نیزہ سینہ پر مارا کہ توڑ کے پشت کے  
 پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوش رنگ جاو و سر سے کہ اس شعلے کے بارے سو حصے ہوئے اور  
 بارہ سو آدمی وہ جو کہ کر سیون پر بیٹھے ہوئے تھے انہر پڑے کہ وہ سب جا کر خاک ہوئے اب  
 گئے اور رڑے تو دیکھا مزرعہ گندم سامنے سے نظر آتا ہی پس منیر جاو و کہ اسم تیار کر چکا تھا  
 اسنے جو دیکھا کہ فوج آتی ہو تو ایک بال توڑ کر اپنے روت کے پڑھ کر اسپر ہو نکلا اسوقت ہوسخوش  
 و ماغ میں کچھ لوگوں کے آئی اور ہوش ہوئے اور کوکب سنے اپنا تخت بڑھایا اور اسے  
 بھی کچھ نشہ سا ہوا اور منیر جاو و سنے ایک خوش گندم کا توڑ کر اور کچھ اسم پھل کر چھینکا زمین پر  
 کہ اندھیر ہو گیا پھر نور و شمس ہوئی تو دیکھا کہ کچھ تازین درو گوشت مرجم پو کشتیں سہاویا  
 ہوا برہن غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قد و قامت قیامت از سر تا پا وہ شب شمع و چرخ  
 دست و پا میں ہر ایک کے حامل ہوئی ہاتھوں میں ایک ایک کشتی تھلائی تھلے  
 کہ اسمین جواہر اور شیمستان عطر کی رکھی ہوئی تھیں دیکھنا تھا ان تازینوں کا کہ سب شکر کے  
 آدمی فریقہ ہوئے اور جیسے وہ گندم کھاتے پیاس کی شدت ہوئی منیر حلیمون کا بانی جا کر  
 پایا تو سب کو باقی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک تازین قریب کو کب  
 آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعہ گندم سنے ماہر کی کوکب نے ماہد بدقت اٹھا کر  
 تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اسمین سے شعلہ آگ کے نکلے اور وہ آگے ان تازینوں پر پڑے کہ وہ  
 جلنے لگیں اور حجاب ہوئی اور ایک فانوس شیشہ کی کوکب پر آئی کہ یہ اسمین سر گیا اور تمام  
 فوج ہوش ہو گئی اور کوکب فانوس کے اندر ہوش میں ہے اب یہ منیر جاو و فوج غارت  
 جملے لگا اور بادشاہ جاو و ان سے عرض کرنے لگا کہ چلے کوکب کو قتل فرمائیے بلکہ ایک کو  
 بھی زہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کہ اسم بانی تھا اگر وہ اسم جو پور ہو جائے تو بت  
 مشکل ہو خوشی میں آکر اٹھا اور چلا تو زمین طرف چلا اور منیر جاو و دہن طرف اور کسی زمین پر



سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کو کب چپ و راست در و برو سے تشنہ خون و گرسنگی  
 کو کب بین مرقران جو چلے ہیں تو حوت تاجدار کے ساتھ ہر کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک  
 حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قرآن سے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوئے  
 ہیں ایسا ہے حوت تاجدار نے فان پکار کے کہا کہ انہو نوش صحرائی تیرا سردار کہاں ہے  
 اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض میں کودا اور اُس حوض کے  
 پانی کو تلامطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہے  
 حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہے ابا جان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہاں جہاں عمر وادیران  
 قید ہیں اس چوہے نے کچھ تا مل کیا تھا اسوقت حوت نے کہا کیوں قصائی ہو جو میں کھانا  
 ہوں وہ کرا سوقت اس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے وہ  
 سڑکین بلور کی بنگلین بننے لگیں جیسے یہ راستہ ہر قرآن اور حوت تاجدار چلے گئے اور  
 پہونچے تھے دیکھا یہاں ایک دیوار ہے فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ اے ہر قرآن دیکھ  
 کاغذ کو قرآن نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا تڑا اقا ہوا اور اُس دیوار میں ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار  
 بنے کہا کہ اب میں خست ہوتا ہوں آپ جیسے قرآن چلے تو دیکھا سر پر ایک چھت ہوا سے  
 بھی اسم پڑھ کر توڑا اور اسکا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمر و مہوش پڑے ہیں اور برابر ان  
 مہوش پڑی ہو اور سر پوش ڈھنکا ہر قرآن نے عصا سے دخت آراک کو اس سر پوش  
 پر مارا کہ وہ نفع ہوا اور عمر و ویران کو مہوش آیا اور عمر و نے کہا کہ اے قرآن کارے کردی قرآن دیکھا  
 کہ آپکا اقبال ہوا عصا اور کاغذ اور مہرہ نظر کیا اور آخر واریدیران نے اپنی کاکل سے نکالا  
 اور مہرہ کو دم دیا اور قرآن بھی نچہ پڑا کر چلا ایک طرف سے عمر و چلا نعرہ الشداکرت قرآن نے  
 کیا اور ویران نے آخر کو اچھالا اور سیاب تو پہاڑ پر تھا اسوجہ سے دور تھا اب جو  
 صدائے سنی تو گھبرا ایا اور یہاں تلو اچھلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قرآن اور منیب حادو  
 کے بار اوہی عصا کہ سر پہو پڑا اسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اگواڑائی کہ مارا اُس  
 شخص کو جسکا نام مقامیر حادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوچن میں تھیر  
 رکھ کر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اسوقت نہر حلیمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا کہ



عرو نے پھر سے اسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگے اور ہیران آکر سر پر  
 کو کب کے پکاری کہ حضور مویشی میں آئیے وہ تو فانوس میں رہتا تھا قسطنطنیہ  
 نے عصا سے درخت اراک کو مارا کہ وہ فانوس میں دفع ہوئی اور کو کب ہوشیار ہوا  
 اور اسیاب نے کچھ سو کر کے واسنے ماش کے مارے اور اپنے گتھے سے ایک دانہ توڑ کر مارا  
 کو کب نے اسوقت قلم اٹھا کر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنواں ہو کر اڑ گئے افسوس اسیاب  
 نے اسوقت اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پتھر چند ساعتیں بھاری ہیں یہ دیکھ کر اسکو  
 برا بھلا ہوا اور ایک تخت زمرہ کا اسنے بنایا دوپٹے پیرا کر کے اُسپر بٹھاسے اور ہزار بار پتھر پیرا ہونے  
 کہ وہ سب فوج اور سرداروں کو لیکے اسوقت کو کب نے جلدی یاد کیا آئینہ حشیدی  
 کو وہ آیا تو اسنے پتھر لکھا کہ خبردار اب یہاں نہ ٹھہر جا اپنے ملک کی طرف اسوقت  
 کو کب نے ایک قلعہ مارا کہ منہ سے اسنے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط  
 ہے بہت بڑی اُسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہیں غرض کو کب اب وہ سرداران لشکر  
 طرف طلسم نور افشان کے چلے خواجہ عرو و ہیران شمشیر زن و مجلس جاو و بیچھی سب  
 قلعہ ہفت رنگ میں آئیں اور عرو نے کہا کہ اہی ہیران اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسکو چکر  
 گنبد نور سے چھڑالیں ہیران نے کہا جب تمہارا جی چاہے تب چلو میں حاضر ہوں اسوقت  
 قولاد بدن نام ایک ساحری اسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہو اگر چلو گے تو میں بھی چلوں گا عرو قولاد  
 آہن بدن کو اور قلعہ شمشیر سے باعتان قدرت و کھچیں کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر  
 سوار ہو کے دریائے ہفت کے پار اتر کر اپنے لشکر میں آئے اور سب سے یہی دستور  
 کیا کہ اب اسکو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اسوقت ہمارے کہا کہ خواجہ میں ہوا ایسی حال  
 کہ روشنی گنبد نور کی گل کردی اسی طرح سے محمور و زلزلا و لرزان وغیرہ سب  
 ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر انکا بیان ہو گا اور اسیاب یہاں جو آکر  
 سیب میں پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے خواہش میں بیٹھا کچھ دیر میں جب خواہش اسنے  
 ہوئے تو اسنے سب فوج اور سرداروں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور اپنے ہاتھوں کو دیکھا  
 معلوم ہوا کہ جو ساعتیں گزشتہ تھیں اب وہ نکل گئیں یہ دیکھ کر اسنے پرواز پیرا کیے



اور نزعہ گندم اور نزعہ حلیم پر پھر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق پر نہ وہ زیبائش پر اور وہ جو گندم  
 تھا جس میں شبیر خداوند قابیل تھی وہ بھی غائب ہو گیا اسکو بہت ترس اور وحشت ہوا اور  
 چار طرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کو کب روٹھ کر دیکھا نہ وہ جہاں تھا وہاں  
 نہ اس کو ہر راہ اسنے طرکی مگر کہیں نہ آیا کو کب روٹھ کر دیکھا نہ وہ جہاں تھا وہاں  
 بل غریب میں اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کے وہاں حاضر تھے اسنے کہا کہ اس جنگلی شخص  
 کو کب روٹھ کر دیکھا نہ بہت سر اٹھایا ہوا بدولت اسکے ملک ملک پر زبے پر زبے اڑا  
 دیکھے یہ تو یہاں یک جھک رہا ہے مگر طلسم کو کب میں ایک ساحر ہو کہ نام اسکا ہومان روٹھ  
 تن ہو جو وقت کہ خواجہ نے بران شمشیر زن سے براسے رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ  
 اس مقام پر موجود تھا اسکے دل میں بدی آئی اور اسنے اپنے مکان پر جا کر جو لوگ اسکے  
 رشتہ دار ہیں اسنے کہا اسنے کہ تم نے شہزادہ بران کا یہ ارادہ ہو کہ گنبد فوراً جاکے لڑے  
 خیال یہ تم میں سے کوئی ایسا ہو کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجائے ایک  
 بھائی اسنے اسکے کہا کہ لائے میں ہوں گا دون دین اسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اور اسنے لکھا کہ اے  
 شہنشاہ آگاہ ہو جائیے کہ یہاں کو کب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہو اور وہ امرور  
 میں آیا چاہتے ہیں باقی خیریت ہو یہ عرضی اپنے بھائی کو اسنے دی کہ وہ بیکر چلا اور اپنی دولت  
 میں بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا تسلیم کی اور وہ عرضی اسکو دی افراسیاب  
 نے پڑھ کر اسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہومان روٹھ کر اسنے اسے لیے بھیجے اور  
 حیرت سے کہا کہ تم شہزادہ برسان میں وار کھڑی کر آؤ تاکہ میں طلسم کشا کو قتل کر ڈالوں حیرت  
 نے کہا بہت مناسب یہ کہہ کر اٹھی اور جانب شہزادہ برسان روانہ ہوئی اور اسنے با قوت جادو  
 جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو با قوت جادو نے بھی آکر اس سے عرض کی کہ کو کب اپنے  
 ملک میں ہو الفصد خیریت تو شہزادہ برسان میں آئی اور قتل اسد کی تدبیر میں مشغول ہوئی  
 لیکن حال غصہ من اسد کا سننے کہ انکو ملک سرخ موسے کا کلکشا بیکر روانہ ہوئی تو  
 شہزادہ برسان میں آئی یہاں اشکال جادو کے جسکے ساتھ منگنی ملک سلطان غنیمت  
 کی ہوئی تھی وہ موجود ہوا اور ملک سلطان غنیمت جواب بل غ میں ہوش بڑی ہو خوش



حسب شانزادہ غصنفروں اسد ہوا سرخ سرخ سو کے ملک یا قوت رنگ میں پہنچے تو  
 اشکال جاو وانی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا ساہرا قوٹ سے فوج اور ہوا جھولی ہوئی انکے گلے  
 میں زہر تار پھیلائی تاریل ناریج تیغ اچھالتے میدان میں آکر صفت کشدہ ہوئے اور سرخ سرخ کے آنے  
 سے از بسکنا قوت رنگ اسی کا کہ تو جو فوج کہ بیان ہوا یہ سبب اس کے ہونے کے  
 اشکال جاو وانی مطیع ہو گئی تھی اب جو یہ آئی تو وہ سب فوج اس کے پاس چلی آئی اور غصنفروں  
 بن اسد کے پاس انکشتی ہر ماہ اور تیغہ کشی و اسب باد خور جو پس اس فوج کو لیکر یہ بھی میدان  
 میں صفت بستہ ہوئے دو لون طرف دہل اور داسے اور ٹھارے بننے لگے اور بھلیان چلنے لگیں  
 ایک طرف سو اہر اچھالتے ہوئے تھے کہ جو سر زمین جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر  
 آمادہ کھڑے تھے جب صفیں آراستہ ہو چکیں تو قہقہوں نے نقابت کی اور کرگیتوں نے کرگاہ  
 کہا جب کہ کاکر وہ ہٹ گئے اس وقت اشکال جاو وانی میدان میں آیا اس طرف سے  
 غصنفروں اسب باد خور کو اڑا کر سامنے اس کے کیا اینر بسبب انکشتی ہر ماہ کے کوئی ستارہ  
 نہیں کرتا و اشکال جاو وانی نے کئی ناریج اینر لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شوق ہوئے اور  
 اُس میں سے کارہین لو لگیں ہدی کی گہن وغیرہ ادھر ادھر گر پڑیں جیسے کوئی موتی شاکر گہی  
 یہ عالم ہوا اس وقت اشکال جاو وانی لڑی سیاتھی بھی ہی اب اسے نیزہ اٹھا کر بار بار اشارہ کرتا  
 غصنفروں نے نیزہ کو نیزہ کی سان پر گانٹھا نیزہ بازی ہوئے لگی چند ہی طرح رو بدیل ہوئی قہقہوں  
 نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوائی ہوا اس وقت اسے تیرہ اہر کھینچا شانزادہ غصنفروں اس  
 پر لگا یا شانزادہ نے تیغ کو بقوت بازو رو کیا اور آپ تیغہ کش کھینچا خبردار کھڑے لڑنے  
 اندر اگر جگہ سے گھسیٹ کر جوتا تھا اس رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی شاہ کیا سپر کس  
 کاناگ کا لیکا تھا کہ جو سر پر چڑھا تو اس سپر کو کاٹ کے کاشے سر میں در آئی لگے چہرے کو تر کر  
 حرجی گردن سے نکلا صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے اوجھ جھونج گواٹ کر رنگ  
 مرکب رنگ ہو کر زمین پر تلوار سے آکر بوسہ دیا چ راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے آدھی  
 تیرہ و تارک اٹھی اور صدائے حبیب پیدا ہوئیں کہ افسوس مرویم و جان داویم و بطلب  
 خود نہ رسیدیم کشتی مرا کہ نام سن اشکال جاو وانی ہوا اسکا کہ تمام فوج اسکی لینا لینا لکڑ



غضنفر چلی اس طرف سرخ موبھی اپنے لشکر کو لیکر اس فوج پر حملہ آور ہوئی دو دن لشکر  
ملنے اور تلوار چلنے لگی ساحروں میں ناریج تیج ناریل کی مار ہوئی مارو مارو کی پکار ہوئی و صریر  
و حرم مردہ پر مردہ گرنے لگا تیج جان ارزان تھا یہ نو دہ سالہ و کو دک وہ سار کا بھاؤ ایک ہی  
لگا تھا تلوار شل تیج کے روشن تھی پروانہ ہاتھ جان تیار ہوئے تھے رن کے کھیت ہر  
بھر سے تھے تار نفس کو جھوٹے پرست تھے نقیب کوئل کی طرح کوکتے تھے دیراسے خون جاری  
تھا روتن میں جدائی باپ و بیٹے سولائی اشعار

خروش آمد نالہ کرنا سے	بچند چون کوہ لشکر ز جاسے	از آواز اسپان و گرد سپاہ
تنور شیدہ میدان تابدہ ماہ	درخشیدن تیج الماس گون	ستان ہاسے اکار وادہ بخون
یہ گردن درون پنجو ابریر آب	کہ شگرفت پار و برو آفتاب	پراز نالہ کو س شد مغزیج
پراز آب شگرفت شد جان تیج	چکا چاک گز آمد و تیج و تیر	ز خون یلان پشت گشت آکر
زمین شد مکر دار و ریاسے قہر	ہمہ خوش از خور گرز و تیر	آسقد شمشیر زنی ہوئی کہ وہ

فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر جو کہ قلعہ  
یا قوت رنگ میں داخل ہوئے مرنے سے اشکال کے ملکہ سلطان عمنین موبھی ہوشیار  
ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اس کے پاس گئے جلسہ عشرت جمع با عیش و آرام بیٹھے تو یہاں  
با عیش و آرام متمکن ہیں لیکن اب حال بران کا سننے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ میں بھی  
ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اس نے ایک بچی بھیا کہ جا کر عمر کو اٹھا لائے اس نے خواجہ کو خلعت و آؤر  
پھر جلسہ نایح و رنگ کا ہونے لگا اس وقت ایک ابرزد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پچانا کہ یہ آمد  
میرے باب کی ہے یعنی کوکب روشن ہے میرا کہ اس عرصہ میں ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو  
صاحب کوکب روشن ہے آگے بڑھا ہوا ابا کو کہا کہ عمر و کہان ہو کہ اس میں عمر بھی برابر ہوگا  
سحاب جادو نے کہا کہ اگر شاہ عبادان عیار کو کہنے فرما یہ کہ آپ سے ایک کام کریں بعد ازاں  
میں افراسیاب اور حیرت جادو سے کہ لوں گا عمر و نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہو سحاب جادو  
نے کہا کہ کوکب نے کہا ہو کہ اسد بن کرب گنبد جان نا پر قید ہو اسے آپ اول چھڑا دیجیے  
عمر و نے کہا بھائی یہ کام تو بہت مشکل ہے سمجھا جائیگا لیکن ضرر عمر شیر زن عیار پنی کو حیرت



نے بلکہ کہ اسے ضرور دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کر رہے ہیں تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا اور  
 نے کہا کہ کوئٹا آپ کا حکم ہے کہ میں بجا نہیں لائی کوئٹا کام ایسا مشکل ہے کہ کوئٹا میں  
 کر سکتی حیرت نے کہا کہ جا کر بران کو پکڑ لاہر صحرے نے کہا کہ ابھی لائی ہیں کہ کوئٹا میں  
 میں بران کی بارگاہ میں پہنچی اور ایک ساحرہ لونڈی کوئی بران کی جو کام اُسکا تھا چھپم  
 ہے اُسے ایک جا پکڑ کر بیوٹش کیا اور باندھ کر اُسکو ایک غار میں ڈال دیا بعد ازاں آپ  
 اُسکی شکل نیکر بارگاہ میں بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا تب  
 اُسے بران کو بیوٹش کیا سر اچھے قانات کے چاک کر کے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی  
 رہا نہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ میں پہنچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہنچی اُسی وقت  
 ایک بچہ پیدا ہوا کہ صحرے کو مع پشتارہ بران کے پکڑ کر آسمان پر لے گیا وہ بچہ افراسیاب  
 کا بیٹا غرض افراسیاب نے صحرے کو ایک میدان میں اتار کر دیکھا کہ یہ پشتارہ کس کا بیٹا  
 نے ماتم باندھ کر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہے یہ شمشیر زن افراسیاب  
 نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھلوا کے بلکہ بران کو نکالا اور اُسی حالت بیوٹشی میں بران  
 پر خوب سحر کر کے دیکھا کہ بالکل اب بران میں سکت مٹھ لانے کی نہیں رہی تب ہوشیار  
 کیا جیسے ہی بران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قضا برفا و اجل حسین ایک طرف افراسیاب ایک  
 صحرے عیار بھی آخر افراسیاب نے کہا کہ کیوں بران اب کہوں تجھے کس طرح قتل کروں  
 بران نے قلب کو اپنے سمت خدا سے عزوجل متوجہ کر کے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دل ظالم بفکر کشتن با ست	دل مظلوم من بسوے خدا ست	اورین فکر تا بسا چہ کند
من درین فکر تا خدا چہ کند	تجد ازان افراسیاب سے کہا کہ افراسیاب ہو مہی	

خدا کی اور تجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے  
 تو میں تیری تقصیر معاف کر دیتا ہوں بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم میں دم ہے  
 میں شریک عمرو کی ہوں خواہ جون خواہ مروں اُسے افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا  
 باب تجھ سے سمجھ لیا یہ شمشیر زن افراسیاب نہایت جھنجھلا یا اور پکارا کہ اے ذوالحرام حادو  
 وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لجا کر چاہ ظلمات میں قید کر جان برق فوجی



کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور غدر ہو کہ غلام اُس اندھیرے میں کیونکر لیجا دیکھا افراسیاب  
 نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر دی اور کہا کہ اسکی روشنی میں تو چلا جائیو اُس نے انگوٹھی  
 لیکر چلایا غرض افراسیاب نے اپنا سر بران پر سے اتار لیا اور وہ ذوالحرام چادو و مکہ بران  
 کو لیکر بیوی شش کر کے ڈھائی پہر میں اُس چاہہ را تا جان برق قرنگی قید ہو غرض آدھی  
 اُس کنوین میں اترا وہاں برق برنگی کی جو آنکھ کھلائی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی :-  
 اُٹھ بیٹھا اور جی میں اپنے کتا تھا کہ شکر و خدا کا عبادت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق  
 کے خیال میں آیا کہ روز تو دوپہے پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ میں آنچورہ پانی کا ایک کے  
 ہاتھ میں خشک میرے لیے آئی تھی آج یہ کون ہو اور کیسے آیا اس میں ذوالحرام چادو  
 نے پشتارہ بران شمشیر زن کا وہاں لا کر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت  
 افسوس کیا اور کہ برق قرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالحرام کے سر میں گرفتار تھی  
 اس میں برق قرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے ذوالحرام نے کہا مجھے ذوالحرام کہتے  
 ہیں برق نے کہا کہ ای ذوالحرام ہماری تقصیر افراسیاب سے نہاں کرادو برق قرنگی  
 یہ کتا تھا لیکن فکر میں تھا کہ ذوالحرام کو کیونکر ماروں غرض برق کو ایک عیساری سوچیں  
 نے کہا کہ ای ذوالحرام تمہارے ساتھ پیچھے کون ہو جسے ہی ذوالحرام پیچھے پھر کر دیکھنے  
 لگا وہ برق سے کہنے لگا کہ ذوالحرام سانسے چت گرا برق نے خود مارا کہ ذوالحرام کے  
 دو ٹکڑے ہوئے آواز دارو گیر کی بلند ہوئی غرض ذوالحرام کا سر کٹے ہی بران شمشیر زن  
 ہوش میں آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف برق کے دیکھا برق نے مجھ لیا بران بڑی تہنیت  
 برق قرنگی کی کی بعد ازاں برق نے وہ زلمستری افراسیاب والی ذوالحرام کی بخش  
 سے اتار لی بران نہایت خوش ہو کر کہنے لگی کہ تم اس کنوین سے باہر نہ نکل سکو گے میں سنا  
 ہوں میں تلو زور سے چلتی ہوں یہ کہہ کر بران شمشیر زن نے برق قرنگی کو کنوین سے باہر  
 نکالا اور بصورت عقاب بنکر برق قرنگی کو کچھ کر صاف آسمان کی روانہ ہوئی اور یہاں حال  
 بارگاہ بران یہ ہو کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات لیکر لیکھا غرض  
 جو یہ ماجرا سنا نہایت معنوم اور اندوگین ہو کر پچھاڑیں کھاتا تھا اس میں چار گھڑی ن چڑھا تھا



کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دور پڑے ایک  
 ایک ایک ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھ کر سب کے سب خوش ہوئے کیونکہ  
 برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگو رسے پر طلسم کے  
 ٹکٹا تھا عرض معلوم ہوا کہ وہ سر کاٹا گیا تھا عرض ملکہ بران عمر کو لیکر بارگاہ میں آئی برق  
 کو عمر کے گلے سے لگایا دونوں ملکہ خوب روئے تمام فوج میں شادمانی سے بچنے لگا بارگاہ  
 میں ناچ گانا شروع ہوا وہاں افرا سیاب نے سنا کہ دوا الحرام مارا گیا اور بران شمشیر زن  
 برق فرنگی کو لیکٹی نہایت حفا ہو کر حیرت جادو کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا کہ قصہ  
 شمشیر زن نے بڑا کام کیا تھا لیکن دوا الحرام جادو سے فریب کھایا اور مفت مارا گیا  
 لیکن اسے حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہو کہ جیتک میں بران شمشیر زن کا سر کاٹوں یہ  
 کہنے طبل جنگ کا بجوایا یہاں ملکہ بران نے طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افرا سیاب  
 تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اسے نہاتا اور سات لاکھ جادوگر  
 اور لاکھ اسے ابر عجیب عجیب ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیر زن کی فوج پر آیا یہاں ملکہ بران شمشیر زن  
 مع عمر اور ساحروں کے میدان جنگ میں آکر قائم ہوئی افرا سیاب کی طرف سے سہک  
 نکلا سارے طلب کیا تھیں جادو نکلا اور ان دونوں میں سے کسی کی لڑائی ہونے لگی اسوقت سہک  
 نے گولہ فولادی تھمتن جادو کے مارا کہ اسکی چھاتی کے پار نکلیا اسوقت افرا سیاب نے خود  
 ارادہ نہ کرنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکڑا بر پیدا ہوا اس بر میں سے چار ہزار عقاب بزرگ سفید  
 اور آنکھیں انکی مثل باقوت سرخ کے اور سچ میں ایک عقاب بہت خوش رنگ پر ایک ساحر  
 سوار افرا سیاب کے سامنے آیا افرا سیاب نے دیکھا اور بھاناکر کلاب عقاب سوار  
 جادو حجاز راہ بھائی افرا سیاب کا ہر عرض اسے نہی عقاب پر سے اتر کے کلاب نے افرا سیاب  
 کو بھرا کیا افرا سیاب نے گلے لگایا کلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہے  
 پوچھا کہ بھائی صاحب کیا ماجرا ہوا افرا سیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلاً  
 و مشروحاً تمام و کمال بیان کیا کہ پہلے اس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی تھیں  
 قصہ جادو اسکی بیٹی اسپر عاشق ہوئی پھر عمر و آیا اسنے یہ کیا پھر اسدا آیا اسپر پھر اسدا



عاشقی ہوئی اُس نے فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگوں کے ہو گیا ہے  
اور کوکب روشن ضمیر طہدار اُنکا ہر کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کمان پر جو غنڈہ  
طلسم کہلاتا ہے افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید چوتب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر  
اب کیلئے اڑتے ہیں اب چھ مہینے تو ہو چکے ہیں اسد کو چلکر قتل کریں کہ تھکڑا ہی رفع ہو جائے  
جب شگندہ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کرے گا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات  
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تھی مجھے تھلائی غیب خرازا  
نے میں ہر شے بجا کر اپنے لشکر کو پھیرا ادھر ملکہ بران شمشیر زن مع اپنے لشکر کے  
بچے کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہاں جا کر  
مع کلاب جادو بیٹھا اور کہہ رہا تھا کہ رات گزر جائے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازاں تمام  
ساحروں کا مجمع گنبد جہان نما جو ہر تو اسکی دیوار طلسم میں ہے اور ہشت پہل چار در اسکے  
طلسم کے اندر ہیں اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہاں تو اس فکر میں ہیں کہ رات  
گزرے تو صبح کو قتل اسد ہے لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیر زن کو خبر دی کہ افراسیاب  
اور کلاب عقاب سوار اور چند سوار مع فوج و لشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جا کر آتے  
ہیں اور وہاں جادو ساحروں کا ہوتا جائے کل صبح کو اسد کے دشمنوں کے قتل کی فکر ہو  
سکتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت میں رہ گیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور  
کہا کہ نیت شب کی حرام ہے یا تو صبح دم اسد کو میں جا کر چھڑا تا ہوں یا سن لینا کہ عمرو بھی مار گیا  
بران شمشیر زن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی ہو گا  
کہ عمرو بران سے رخصت ہو کر فکر رانی اسد بن کر ب غازی میں روانہ ہوا قرآن حبش  
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھوں نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلیں گے  
ہم سب غلام بھی شریک ہیں عمرو نے ہر چند منع کیا مگر قرآن اور برق نے مانا اور اپنی سطلین  
تبدیل کیے ہوئے ساحر بنے ہوئے گنبد جہان نما کے برابر پہنچے تو دیکھا کہ یہاں جادو گروں  
کا ہے یہ بھی فکر میں ہر طرف پھر سے لگے اب چھوٹا اسد کا انشاء اللہ پانچویں جلد میں یہاں  
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحب قرآن کا سنیں گے



لقائے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے شاہ جادو ان اب ہم مارا حق ہو کر  
 جانب کوستان چلے جائینگے کیونکہ تنہا ہماری خبر نہ لی تمہیں لازم ہو کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد  
 تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھ کر ایک فکر ہوئی اسوقت حکم جادو نامہ پہ  
 ساحرہ بھی بھی بھی اسکو افراسیاب سے ایک خط لکھا دیا کہ تو لیلا ابھی بن نازک چشم کے پاس اور اسی  
 زبانی بھی کہدیا کہ جادو خد او ند لقا کی مدد کو کوہ عقیق میں حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس  
 آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا اور اسکو پڑھا تو اس میں لکھا تھا  
 کہ اے نازک چشم ہم تم سے بہت خوش ہیں اب تم فی الحال خد او ند لقا کی مدد کو جاؤ جب واپس  
 پھر آؤ گی تب ہم تم کو سر فراز کریں گے یہ مضمون پڑھ کر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی  
 انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریاے جواہر میں غرق تھیں سب انیسون سامنے آئے  
 حاضر ہوئیں اب یہ تخت جو اہر نگار پر سوار ہوئی اس تخت کو دو شیر طلائی اٹھا کر تھیلے بعد قطع  
 سنازل و طی مراحل یہ آکر بارگاہ نقائین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اٹھی بجلی چمکی اور بارگاہ  
 میں اتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذردی خلعت و نگل پر بیٹھی تختیار  
 نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کر اسنے کئی روز تک قیہ  
 آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب میں رکھا گیا اور  
 شمع و چراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ میں دن سمٹا ہوا تھا | کہ مشکل ہو گیا آٹل زبان تک | عرض مثل مرض کھٹنے لگا دن  
 چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو طبل جنگ لشکر نقائین بجا ہر کارون نے جا کر بیٹھ کر  
 امیر نامورین بجنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل رزمی بکے  
 ابوالفتح نے نقارخانہ سلیمان میں جا کر طبل اسکندر پر چوب لگائی جبکی صدا سے دینا  
 دل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور عیقل ہونے لگے سلاح خانہ  
 لگے تلواریں کی چاک موج دریا تھی نیز سے راست بازی چھوڑ کر سینہ عدو چھیدنے  
 کے مشتاق تھے چارہر غلغلہ و ہنگامہ دو تون لشکر و نہیں بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رو  
 شب مغراض سحر قطع ہوئی اور جامہ نورانی حنا خورشید کا دن نے پہنا اشعار



حنا سے مہربانی مثل چادر سو مغرب بڑھا خوشید خاور ہو آغ از صبح نو نمودار  
 رہی ہر چشم و اسفروند و دیدار صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر  
 مسجد کربلا سے نکلا جلوہ خانہ شاہنشاہی میں مع سردار نامی کے آئے بادشاہ بھی سو سے  
 سے پر آمد ہوئے سبھوئی نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر میں ہلکا  
 رزمگاہ کی طرف چلے اسوقت نقیبوں کی منقبت خوانی اسلی کی حقا حقا ہو اور چلتی  
 تھی بڑے کڑو فرجاء و چشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اسطرح سرفا با نقیبوں پر تخت  
 کھینچو اگر سوار ہوا اور فوج بشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال میں آیا سواروں کی بڑی  
 بڑی گھوڑے الف ہوئے تھے باہرے جنگی بھتے تھے پیلو کاروں نے بہت و بلند زمین کو  
 ہموار کیا سقون بنے گروہ عیار چھڑ کاؤ کر کے بچھا یا صفوں لشکر سینہ و میسرہ ہر اسٹہ ہوئیں  
 نقیبوں نے نقابت کی اسوقت صفوں پر مثل صف نرگان سٹاٹا آگیا امیر عالیہ قائم  
 سرداری کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر میں قائم ہوا ملکہ نازک چشم تخت پر  
 سوار و شیر طلانی اس تخت کو اٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک زمین خوبصورت جو اہرین عرق  
 تین سو جادو گر بنان جو اسکی انیسمین میں وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہے  
 اسکا نام الماس زبرجد پوشن ہے اور یہ بیٹی ہو نازک چشم کی اسنے اپنی مان سے کہا کہ میں  
 لڑنے کو جاتی ہوں اسنے ہر خید منع کیا مگر اسنے ٹھانا اسوقت نازک چشم نے ایک چھڑی گلاب  
 کی کہ جسکے سر سے ہر بھول گلاب کا لگا ہوا وہ اسکو دی اور کہہ لفتا سے اجازت  
 لیک جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر اجازت لڑائی کی مانگی  
 اسنے کہا کہ اسے بندی قدرت جانتا ہے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانوں کی موت  
 تیرے ہاتھ میں ہے الماس زبرجد پوشن وہ چھڑی لیے ہوئے ناو میدان میں آئی  
 اور نیکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان و امیر زبردستان تم میں سے جو آرزو کرنے کی رکھتا ہو وہ آگے  
 میرے سامنے اسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی نے اپنا  
 گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کود کے اجازت مانگی بادشاہ نے جام  
 کلمہ عفریت اسکو دیا اور خلعت سے مخرج کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب پناہ اگر سامنے



الماس زیر جذب ہوش کے آیا الماس زیر جذب ہوش نے کہا کہ میں تجھ پر کیا وار کروں تو اپنا چوہہ  
 نکال لے میرا وار خدا کا قدر ہے کہ فراموش نہ کرے کہا اپنا معمول پیشدستی کا نہیں ہے تو اپنا وار کر جب  
 ہو کہ خدا چاہے گا تو پھر ہم بھی وار کریں گے اس وقت اس نے ہنسی کر اسی گلاب کی چھڑی کو اُس کے سر  
 مارا اس نے سر کو سامنے کیا مگر سر اُس چھڑی کے پڑنے سے جل گئی اور سر پر وہ چھڑی جو بڑی  
 توانبات اُس کو کھینچا پس ناتنگ آتا تھا کہ توارہ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا فراتر ایک  
 سرباب بہت بڑا اُس کو آکر اٹھا لیکھا اور جو سردار ان نامی و پہلو نامان گرامی تھے ان کا بھی یہی  
 حال ہوا شام تک قریب چار سو سرداروں کے اسی طرح سے مارے پڑے جب شرفات  
 آسمان چشمہ مغرب میں غوطہ زن ہوا اور زانغ شب نے عالم میں آکر تمشیانہ کیا اشعار  
 جو خورشید درجہ سائیلگون : نہان شد چو زنگی شب بدرون : یکے رزم تاشب بر آمد نہ کوہ  
 مکر و نہ نامدول از کین ستوہ : شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر چکر اپنے مقام پر آئے  
 اور آرام پذیر ہوئے بادشاہ اور امیر کو سرداروں کا بہت رنج ہو عیار اس منکر میں پھرتے  
 ہیں کہ حال دریافت کریں سرداروں کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہیں ہوتا ہے اسی  
 تردد میں وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور لہلہ کلان غ شب سے  
 بیفتہ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد : سر پرہ زوز دیبا سے زرد و شمس کو  
 بادشاہ دی تبار دربار میں سر پر جہان بانی پر آکر متمکن ہوئے اور خواجہ زادوں کو بلا کر حال  
 سوا سن دریافت فرمایا اُٹھوں نے قرعہ فقل کو تختہ تفکر پر پھینکا اور اشکال سعد و خس  
 کو ملاحظہ کر کے بعد غرض و غور بسیار اٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعیبہ سحر کا ہی پیرا ہے سردار  
 زندہ ہیں آپ کچھ تردد نہ فرمائیے غرض اسی اندیشہ میں وہ دن تمام ہوا خواجہ زادوں کو تو  
 خلعت دے کر خدمت کیا اور جب مثل مرض دن گھٹا اور طبیب روزگار زنیو بخدا کہلشان لکھا  
 چو شد رو سے گیتی بکروار قیر : نہ تہا ہید پیدا نہ بہرام و تیر : سراز موج ما ہی بر آورد ماہ  
 بد آید تاناف شیر سیاہ : شام کو نازک چشم تے طبل جنگ بجوایا امیر با تو ویر سے آکر  
 ہر کاروں نے بعد از دعا و تہائے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار شت و صفت امیر  
 شہنشاہ میں پڑے اشعار



نوی پروانندہ تاج و تخت	فروغ از تو گیرد جہان را تخت	دل چرخ در بزمک شمشیرت
سپہر زمین و زبان زیرت	ز قلع تو خورشید بران شود	ز گز تو تابید گریان شود
تو پرویز بیکان ملک تو شیر	بر روز ملا گرد از جنگ سیر	نازک چشم سے مہل جنگ

بجایا امیر نے بحکم بادشاہ حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجے یہاں بھی کوس  
 حزلی میر جو بس پڑی شعر ز تالیدان کوس با کرنا سے یہی آسمان اندر آمد ز جا سے  
 تیاری آلات حرب و ضرب ہوئے لگی سناہن چکنے لگین سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی  
 رو سے گیتی کثرت سپاہ سے سپاہ تھارو سے ہوا بیرشون سے زرد و سرخ و سبز ہو گیا تھا  
 خنجر گلو گیر خنجر دشمن تھے نیزے مثل جوانان تھمتن کے سیدھے ہو کر تھمتے تھے کسانین  
 خمیدہ ہو کر ٹیڑھی سیدھی لب سو فارس سے چلا کر سناتی تھمتن چار پیر رات ہنگامہ ہر پار ماجب  
 عقاب آفتاب سے پر پر پرواز عالم میں کھولا اور علیو از شب مثل عنقا معدوم ہوئی اپنی

چو خورشید برخ لشکر کشید	شب تار تازندہ شد ناپید	چو خورشید زویخ بر پشت گاؤ
ز نامون بر آمد خورشش چکاؤ	تبشہ بر آمد ز پردہ سراؤ	برفتند گردان لشکر ز جاؤ
زبانگ ستیزہ زمین و سپہر	بلرزید زیشان برید مہر	امیر با توفیر عبادت آتھی سے

فراغت پاگرا شقر پر سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ میں آئے جب بادشاہ برآمد ہوئے امیر نے  
 مجرا کیا مردانیکار بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران بافتبال نگاہ  
 رو برو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ماتھ اٹھا کر سینہ  
 رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے سواری بادشاہ کی حلقہ میں سرداران تھمتن کے  
 جانب میدان جنگاہ روانہ ہوئی شعر سو دشت شہ کی سواری چلی یہ کہے تو کہ باد  
 بہاری چلی یہ بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوئے اسطون سے لعل مع تارک  
 چشم کے عرصہ بزدگاہ میں آیا فوج ہمارا اپنے ہمراہ لایا اشعار

برآمد ز ہر دو پہر بوق کوس	نماند ایچ راہی فسون قوس	تو گفتی کہ دریا بوج اندرست
عقاب اجل سوی اوچ اندرست	ہمین لرز لرزان شدہ دست کوہ	زمین شد رسم ستوران ستوہ
از ان روئے لندھور بر مہمند	ہمہ فوج او زندہ پیل و تنہ	بر میسر لشکر آرا سے بند



زردار و جنگ رومی پرند	بقلب اندرون جای سلطان سعد	شدہ آسمان نار و جہان زباد
سوسیر مالک باد بود	منقت تیش زیر پولاد بود	ہمین دود آتش برآمد آب
نہ بند چنان جنگ جنگی جواب	چپ صفوت لنگا آراستہ ہو چکین	اسوقت لقیون نقاش
کی اور کراکیتون نے کہہ کا کہا اور شرنکی	دین سے خانی کو تہا تیر جاری کیا	اور پکارنے کہ اسے
بس اور دینا کا یہ حال ہے عظم	روشن ہوش کشہ کی پھر چلائی تو	یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی حال
رکھا ہی پیر غور کو جون نیر بر بلند	جون جادہ خاکسار کو دی پیر نال	آج روز جنگ ہی وقت نام و سنگ
ہر لڑائی میں جان لڑا دو نام اپنا کر جایا	اور بھڑ کر مر جاویہ کر کا کمر ہٹ گئے	ملکہ الماس زربجد
پوش طاؤس زرین بال کو اگر اجازت	لحا سے لیکر میدان ناف میں	اگر ٹھہری اور طالب
مرد بند ہوئی اس طرف سے مندویل	اصفہانی مرکب اپنا اڑا کے	سلیمان بادشاہ
کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے	اسکو خلعت سے سرفراز کر کے	خصت فرمایا
اور یہ سامنے الماس زربجد پوش کے	آیا اسے وہی چھری اسپر لگائی	سر سے تانبہ و شگاف
ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب	اگر اسکی نقش کو اٹھا لیکر اسی طرح	سو میں رزار
سلیمان اس کے آئے اور ہلاک ہوئے	اور وہی سرخاب نقشین اٹھا اٹھا لے	کیا اس وقت
صاحبقران کو تاب نہ رہی اور انھوں نے	اشقر اپنا آگے بڑھایا	نقارے لشکر میں بجنے
لگے کل علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے	تمام سردار یا پیادہ ہو کر دوڑے	امیر نے سب کو بستر و
آسانی رخصت کر کے اشقر کو اڑا	اسے ہونے چلے گھوڑا انکا طر سے	بھرتا ہوا روانہ ہوا
گرد و جان گاہ کو اس کے کہون کیا میں	دماغ	عارض خوابانے خط ہونے سے
چھانکے ہی ہفت آسمان کو جلدی	اسکی ہر قدم	بسکہ عرصہ شش جہت کا اس کے
بلڑا ہی جاتا ہی باتو نہیں جلوینے کے	وقت	نکلا ہی پڑتا ہی رالون سے یہ
اس میں بھی ٹک گرم ہو آیا تو بستر	اڑ گیا	ہی تو گھوڑا ہی یہ کچھ سیاب کا سا ڈھنگ
جب یہ سامنے الماس زربجد پوش کے	پہنچے تو وہی چھری صاحبقران کے	بھی ماری
ابو ایقہ صاحبقران کے ساتھ	آپا تھا اسے لگا یا امیر اسم اعظم	پڑھے امیر نے اسم اعظم
پڑھا کہ وہ چھری خالی گئی	اور امیر نے عقرب سلیمانی	کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑ کے



طاؤس سے نکلیا تاریکی ہو گئی آواز آئی مارا الماس زبرد پوش کو نازک چشم روئے لگی اور  
 اپنا تخت بڑھا کر چلی اُس وقت ایک ابرطلالی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پھٹا گڑا ہت کی صدا  
 پیدا ہوئی اور اُس میں سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُس پر ایک ساحر فرہ اندام جوڑا ہاند سے  
 سامنے امیر کے آیا اور کہا میرا مقابلہ کیجئے امیر نے فرمایا کہ تو اپنا وار کر اُس نے تلوار صاف حقان  
 رنگانی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچ کر جو ہاتھ مارا تو اُس کے سر پر پڑا کہ سر سے اُس کے  
 شعلہ نکلا اور لاٹ اُس شعلہ کی بندھ گئی اور اُس لاٹ سے ایک جانور سونے کا نکلا کہ گرد  
 صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہو گیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد تھا  
 اُس وقت امیر ہوش ہو کر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر چھا ہوا اور اُس میں سے دھنواں نکلا  
 کہ تاریکی ہو گئی امیر اُس تاریکی میں غائب ہو گئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار  
 تالان و گریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کریں لیکن لقمانے طبل آسائش بجا دیا دونوں لشکر  
 پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اور ملک نازک چشم جو چلی تو کوہ عقربیت  
 گلزار سلیمانی میں ایک باغ ہو کہ خلد برین کو جس کے رشک سے دل میں داغ ہے چمنونین  
 و زیت جو ابر نگار لگے ہیں بلبل شلخ گل پر چھے کرنی ہر تختہ گلہاسے بو قلمون کھلے ہیں  
 سورج کبھی کے منہ کو چار چاند لکھ میں اشعار

نسرین و سمن بہار پر ہیں	سرو قد نو خط ان شجر ہیں	مستی سے صبا میں باں جانی
چلتی ہو روشیں پہ لڑکھڑاتی	بلبل کو دماغ باغیان ہے	رشک سید گل آشیان ہے
ہر قہقہہ کیک کا دو چندان	طاؤس روش روش پر قصان	سبز سے چمن کا ہر یہ انداز
معتشوق ہر کوئی سبزہ آغاز	ملکہ نازک چشم اُس باغ میں آئی اس میں ایک بارہ درمی	
ہزار خوبی تعمیر ہے اشعار	وہ قہر کہ رشک و قہر گردون	ششدر ہو جو دیکھ لے غلاطون
ہر گرچہ فلک مکان عسالی	ہو کر سی آستان عالی	کیا نور فضا وہ تازہ گل سے
وہ گھر ہو کہ منزل مقصد ہے	دیکھی نہیں ایسی جاے عالی	ایسی یہ کہاں شائے عالی
نازک چشم اُسی بارہ درمی میں جا کر بیٹھی تاک خفقان میرا رفع ہونا چ کہ حکم دیار قصان ماہ	جبین و زہرہ نگین اگر حاضر ہوئیں اور نا چنے لگیں لیکن دل اُس کا کچھ شلو نہوا اور اس	



اتنا زانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا ترک روز گارینے پنا چشم آفتاب الیٰ نجاب ہو کر بند ہو زمین نظم  
چندین بار شب تیرہ اندر کشیدہ و خشنود خورشید شد نماید و چو آمد شب و روز شد در نہان  
سیاہی گرفتار سراسر جان و کچھ رات گئے چاندنی نے کھیت کیا لکڑیاں کچھ چشم بارہ درسی سے  
اٹھ کر دریا کے کنارے آئی اور ٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی میں ہو رہی تھی لیتا تھا بگلے اور  
سرخاب اور مرغا بیان کنارے دریا کے بیٹھی تھیں پانی کا لہریں لینا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر  
اُتو گیا ہے اور متاب آئینہ کی طرح آسمین جبکہ رہا تو نازک چشم نے دریا میں نشست والی سیر  
شکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اس نے صورت اپنی ایک زن جلیلہ اور حسینہ کی ایسی بنائی  
زلف مسلسل کے پیچ دل عاشق کو پیچ میں لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے نور و شہنائے دہان  
تنگ غنچہ خلد برین لہون پر مستی سے تزمین یہ اشعار اس کے وصف میں کافی ہیں اشعار

ایک ایک کیلے تو رہا ہے وہ یک چند بھیک  
یاد کرتی ہی رہی داسن مرگان کی جھپٹک  
جسطرح ایک کھلونے پہ تھیں دریا لک  
گھر ڈبا دیئے کو عاشق کے دریا پر ایک  
کھیل جاری وہیں کا لاجوڑ سی سکی لٹک  
اُنکے غیب کی خجالت زدہ سونکی ڈلک

حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چار دم  
چہرہ میں ایسی گرمی کہ شب و روز جسے  
زلفین یون جہر پہ کبھی ہوئی مانگو تھیں دل  
بعد وہ فکر کہ بھنسنے میں ہوں جسکے ہر لہر  
باگنی بوج میں آئے کے دماغے پانی  
زنگ خسار سے شرمندہ ہو کنڈن کی دمک

اس شکل سے تیار ہو کر پیر بن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جا بجا سے پھٹا ہوا پس کر کنارے دریا  
کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چھین مار مار کے رونے لگا نازک چشم اٹھ کر اس کے پاس  
آئی اور اس نے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس میں ایک کاسن و سال باحالت پر ملاں بیٹھی  
سو رہی ہے یہ بھی پاس اس کے بیٹھ گئی اور متفہم ہوئی کہ اسے بہن یہ کیا تمہارا حال ہے کوئی صدمہ  
و ملاں ہے جو یوں تم تک پک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اس عیار نے کچھ زخم کے نشان اپنی  
بدن پر باندھے تھے وہ زخم اسکو دکھائے اور کہا شعر جو گویم از سر و سامان خود عمری  
است چون کا کل و سپہ نچم پریشان روزگارم خانہ برد و شتم و مین ایک سوداگر کی بیٹی ہوں  
اسکو فراتون نے آکر مارا خدا کو بھیجنا منظور تھا کہ اسوقت کچھ توج خداوند تعالیٰ دہان آگئی



اُس فوج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نقش مع گماشتوں کے اس  
 دریا میں بہا دی اور مین آکر انھیں کو بار کر کے روٹی ہون نازک چشم نے کہا کہ اسے بہن اب  
 صبر کرو خداوند تعالیٰ جو مرضی انسان مجبور ہے کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ میں جلوہ لکھو  
 منتیں کر کے اُسی باغ میں لائی دوا ایک روز مین زخم اُس کے اچھے ہوئے کیونکہ وہ شعبہ  
 عیاری کا تھا نشان زخم کے اس نے شاڈا لے اسکو تو ملکہ نے باغ میں رہنے دیا اور آپ  
 اکثر بار لقا میں آیا کی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیوں بہن تم کو کچھ کام بھی آتا ہے  
 اس نے کہا کہ محلو گانے سبست شوق ہی ہر چند کہ باپ میرا مر گیا ہی مگر پھر بھی جی گانے کو چاہتا ہی  
 اور سانی گری بھی خوب کرنا جانتی ہوں نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے لو آج تمھیں  
 شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہ کرشتیان شراب کی طلب کین  
 گلابان شراب کی کہ جن کے کھڑے سوئے سے بندھے تھے اس نازک چشم کو دین اس نے  
 اس شراب کو کچھ اکٹ پھر کر کے بیوشی ملائی پھر اینسوں کو اور ہکودہ شراب پلائی اور بیٹھ کے  
 گانے لگی کچھ دیر میں بیوشی نے اڑ گیا نازک چشم اور اسکی اینس میں سب بیوش ہو گئیں اس نے  
 اینسوں کے نو سرکاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خیر مارا تو خیر اُٹ گیا اس نے جانا کہ میں سید  
 گرم کر کے پلا دوں مگر نازک چشم کو نیچے اٹھا لیکر اور بارگاہ لقامین لائے اس وقت عمران  
 خطائی بھی ڈر کر وہاں سے بھاگا کہ مبادا اپنے محلو بھی اٹھا لیجائیں تو بڑا غضب ہو گیا تو بھاگ  
 کر اپنے لشکر میں چلا آیا اور اس ہنگامہ میں وہ رات بھی تمام ہو گئی ابوان دنیا میں سفیدی ضیاء  
 آفتاب کی پھیری گئی اور خشت زرین خورشید قصر ملک میں سمار قدرت سے جڑی اشعار  
 سپیدہ جواذ جالے خود برد سید: بیان شب تیرہ اندر خمید: چرید اشہ چاک روز سفید  
 دربرایہ نمود روز سفید: صبح کو لقا اگر تخت پر میجا بختیارک بھی آیا نازک چشم  
 نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کرو خداوند تعالیٰ  
 کا کہ تم بچ گئیں غرض اُس نے نقشیں اینسوں کی اٹھوائیں اور آپ اپنی اینسوں اور بیٹی کے  
 غم میں کئی روز تک خیمہ میں پڑی رہی اب حال سنئے شکر اسلام کا کہ توریج بن نازک چشم  
 شکار کو گئے تھے راہ میں انھوں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزار ہا سانپ ہیں توریج کو بڑی



حیرت ہوئی کہ ایک جگہ ان سانپوں کا اکٹھا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہو لیکن یہ راہ کترا کے اور طرف  
چلے اور ایک مقام پر خیمہ اٹھا کر اُس کے اترے کچھ لوگ لشکر اسلام کے اسطرن کو آئے اور انھوں  
نے حال لشکر اسلام بیان کیا تو راج نے کیفیت لشکر اسلام کی سکر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا  
اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اس نے عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے  
ہیں کہ اس اسم کو پڑھ تجھ سے اور باران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ بجائے گانج کو  
امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہے اُس تلوار سے قصا  
مازک چشم کی ہے۔ گم کردہ اسم تعلیم کیا آنکھ تو راج کی کھل گئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اس لئے اسکو  
پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سانپ اس کے آیا اور غلط کین مار کر صورت انسان بنا اور اس سے  
کہا کہ فرمائیے مجھ کو کیا حکم ہے تو راج نے کہا مجھ امانت دار چینی کے پاس لیچلو اس نے کہا چلے  
تو راج اس کے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آ کے دیکھا کہ ہزار سانپ اس جگہ تھا باران  
چینی نے اُن سانپوں سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا دو اُس میں سے چند سانپ ایک طرف  
کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک اثر داپید امیر اب روم اثر داپسائے آیا تو وہ بھی آدمی کی شکل  
بنا اور باران چینی سے کہا کہ اے برادر منے مجھے کیوں بلایا اُس نے کہا کہ میں نے نہیں بلایا  
یہ جو میرے ساتھ ہیں انھوں نے طلب کیا ہے اسے امانت دار چینی تم مسلمان ہو چہ  
کہ نفع افراسیاب و لقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے مازک چشم اہل اسلام  
سے اُڑے آئی ہے تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اسکی قصا ہے انکو دو امانت دار چینی نے  
پہلے تو بت کچھ انکار کیا آخر کار ایک صندوق اٹھا کر لایا کہ اُس میں وہ تلوار ابدار قبلی لکھ  
مازک چشم شکافی اُس تیغ کو تو راج کے حوالہ کیا تو راج اس تیغ کو لے کر بہت خوش ہوا  
امانت دار چینی کو تو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغ لے کر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر تو  
چلتے ہیں بھر شکا رکیوں نہ کیلیں اب یہ شکا رکھینا ہوا چلا راہ میں ایک ہرن ملا اس نے  
اُس ہرن کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا اور بہت دور نکل گیا اس کے ساتھ کسے دار بھی سب  
چھوٹ گئے کوئی دوسرا سرخ ہو گیا ہنگام دہان دھماکہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اُس کے  
قرب ایک دیوار اٹھی ہے یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہنچا اسوقت تو راج نے ایک تیر



مارا وہ ہرن گرا تو سرج نے اس پر تکیہ ہو بچائی اور چھا پھری سے رگ نکال کر کتاب لگا لے اور  
 ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کتاب لکھنے لگا اس وقت ایک اربطالی ایک طرف سے  
 اٹھا اور آکر اس جھیل پر اترا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اس میں سے ایک جھک پیدا ہوئی کہ  
 انکسین تو سرج کی بند ہو گئیں اب جو انکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہے اور سامنے اس کے ایک  
 شیشہ رکھا ہے کہ اس شیشہ میں کچھ زرسا چکنا ہے تو سرج کو خیال آیا کہ تمہو ضرور سنی ہے کہ اسم اعظم  
 صاحبقران بند ہوا ضرور اس شیشہ میں اسم اعظم امیر پس سمجھ کر اس نے ایک تبر بھر کمان میں  
 جوڑ کر جو مارا اس شیشہ پر پڑا تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ زورٹ گیا اس ساحر کو پہلے تو خیال  
 تھا کہ یہ جو بیٹھا ہے کوئی آدمی ہو گا لیکن اس جو اس نے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چنچ اس نے ماری  
 اس عرصہ میں سردار بھی تو سرج کے آئے اور اس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہ کر  
 چلا اور آکر سردار دن کو مع تو سرج کھینچ کر لے گیا اس وقت گلسا دغس راقی کہ عیار  
 تو سرج ہر اس نے صورت ایک ساحر کی بنا کے بال اپنے پریشان کئے بیڑیوں کھوپڑیوں کے مار  
 گئے میں ڈالے تھم کھاروے کی باندھی پھٹے پھٹے کانوں میں ترکیان پسمن اور کستی ہوئی چلی  
 ی عری غضب دیکھو کہ نبیرہ حمزہ نے تمام ساحروں کو مارا اس وقت اس ساحر نے اس کو  
 دیکھ کر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہے میرا اس نے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کروں میرے گھر  
 میں چراغ جلائے والا نہیں رہا اب میں اطمینان سے بیٹھوں تو ابنی کیفیت بیان کروں  
 اس ساحر نے کہا کہ تو امیر کے ساتھ چل مگر پہلے ان لوگوں اور اس مقصد کو قتل کر  
 جا یہے گلبا و ساحر بنا ہوا اس کے قریب گیا اور میٹھ کر باتیں کرنے لگا باتیں کرنے کرتے  
 ایک حباب بیہوشی اس کے منہ پر بارا کہ وہ بیہوش ہوا اس نے خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈال غل غل  
 ہوتا رہی ہوئی صدا آئی کہ مارا اس شخص کو جو گلبان اسم اعظم تھا تو سرج اور سب سردار دن  
 رہائی پائی سجدہ شکر کیا اور وہاں سے چلے یہ نوادہ سے چلے ہیں اور وہاں جب عقاب آفتاب  
 آشیاد مغرب میں جا کر بیٹھا اور کوکب انجم رشتہ لکشان میں پروئے گئے شعیر جو خوشید  
 نامندہ نمود پست ہوا شد سیاہ و زمین شد وشت ہر شام نازک چشم نے  
 طبل جنگ بھوایا یہ خبر ہر کاروں نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا



کہ ہمارے بیان بھی طبل جبک بنے یہاں بھی کوس رزمی پرچوب پڑی صدا سے شروفا  
 بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصافحہ  
 ہوئے ہر ایک نے فصل کر کے کفن سر سے لپیٹا اور رشت خاک اٹھا کر میان میں ڈالی کہ اے  
 خاک تو ہی لمحہ ہو جو شب بھر غفلہ دو نون لشکروں میں رہا رہا آخر ستر خواب سے آفتاب  
 اٹھا اور رات نے ستر اپنا پیٹا اشعار

جو خورشید بر زرد سر از نیزہ کوہ | حبان را با نرود و نسر و شکوہ | جو خورشید بر زرد سر از رشت زانغ  
 جہان گشت از و مجو نوروز باغ | صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہو کر آیا ہوا اور کرب  
 خشک سیاہ قیطاسی سوار ہو کر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصافحہ میں آکر اسطریقی تقاسیم نازک چشم  
 کے میدان میں آگامی اور دون نے پری چائے جب میدان پاک و صاف ہو چکا اور تعجب تقاب  
 کر چکے تو نازک چشم تقاسیم سے اجازت لے کر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ اے بادشاہ  
 آپ کا بہت بڑا رتہ ہے آپ کو لازم ہو کہ خداوند تقاسیم کے پاس چلے آئے آپ کے شراب  
 پینے کو کچھ مقرر کرو یا جادو سے اوجھڑے کچھ سرداروں سے لے لکھوڑی بڑھا کر لعن و طعن کیا اور  
 کہا کہ اوجھڑے کیا کہنی ہو اسوقت نازک چشم کو غصہ آیا اور اس نے ایک ترنج جانب آسمان اچھا لیا  
 کوہ ترنج پھٹا اور آسمین سے ایک شعلہ نکل کر آفتاب بنا سکی انگلیں بند ہو گئیں اب جو دیکھا تو  
 آفتاب نکلا ہوا ہر وہ آفتاب اگر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اسوقت مع بادشاہ سبکدوش شد  
 تشکی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدا متکاروں سے پانی سنگا یا خدمتگار گل سون میں پانی  
 لے کر آئے جب اس پانی کو پینا چاہا اور گل سبکدوش لائے وہ پانی شرارہ بکرا اڑ گیا اور گل سب  
 پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زبانیں سب کی منہ کے باہر نکل آئیں یا سس کے مارے سب  
 کا عجیب حال تھا اسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور آسمین نیلی چمکتی ہوئی آہ آہ آیا  
 قریب آکر لشکر اسلام کے شق ہوا اور آسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی ملکہ و مارہ جادو  
 کی پیدا ہوئی اور اس نے آکر بادشاہ کو سلام کیا تذر دسی اور کہا کہ صاحبقران کمان میں  
 بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ اے برق جادو یہ حال صاحبقران و سرداروں کا زلیق  
 نے اپنے جوڑے سے ایک موٹی نکالا وہ موٹی اس آفتاب پر مارا کہ اس آفتاب پر



تیرگی آگئی بیان تک کہ آنکھوں سے ٹاپہ پڑ ہو گیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی پیا  
 اور نازک چشم نے ایک قفقہ مارا اور کہا کہ اور برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہمارے سحر  
 کو رد کرتی ہے مگر ایک ترنج پھر جانب آسمان اچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چپک ہوئی کہ سب کی  
 آنکھیں بند ہو گئیں اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہوا سمین شمع جل رہی ہے اور وہ قندیل گری  
 اگر برق پر اور یہ برق غائب ہو گئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعیں پیدا ہوئیں کہ برق  
 کے ساتھ کچھ انیسین جلیسین تھیں اُنکے گلوں میں وہ شعاعیں پڑیں اور لٹکتی ہوئی چلیں  
 اور وہ قندیل اوپھی ہوئی اور سج آسمان کے جا کر ٹھہری سرداران لشکر اسلام بکا رے کہ او  
 قعبہ تو سحر سے لڑی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ تیرا یہ سحر کب تک چلے گا نازک چشم نے کچھ اس  
 بات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اسپر زین کسا تھا  
 اور ایک جھکی خاک کی نازک چشم نے لیکر اس کرگدن پراری اُس وقت ایک عورت نہایت  
 فوری پہل چوڑہ باندھے زرہ گلے میں کہنے اُس گینڈے پر اگر سوار ہوئی اور میدان میں آکر  
 بکاری کہ اسی سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جانتا کہ صرت ساحر ہوں نہیں بلکہ میں پہلوان بھی  
 ہوں نازک چشم یہ جانتی ہے کہ بری قصا نہیں ہے اس دم سے زیادتیان کرتی ہے الحاصل ابھی  
 کہ لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شہر از دامن دشت عاج اور رنگ + گردی رجا ست  
 تو تیار رنگ + سرگرد با سمان رسیدہ رہا بے گرد زمین دوزیدہ غلطان پچان پچان و غلطان پیدا  
 ہوئی جب ہوانے مارا گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اسمین سے شہزادہ تورج بن ہاشم کرب  
 پھی بکر پر سوار پشت پرانگی سبت سے سردار پیدا ہوئے اور قریب لشکر اسلام آکر بادشاہ  
 کو سلام کر کے اجازت لے کر گھوڑا ڈالا اور سائے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے  
 گینڈے کی نگاہ ردی اسی کا گینڈا پسپا ہوا کچک مار کر اس نے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار  
 اس نے شہزادہ تورج پراری تورج نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت اور  
 گینڈا غائب ہو گئے کیونکہ سحر کے تھے اُس وقت نازک چشم لٹکارتی ہوئی آگے بڑھی اور  
 اس نے آکر ایک ترنج شانہزادہ تورج پر مارا تورج پر سبب اس کے کہ وہ تلوار جس میں اسکی  
 قصا ہے اس کے پاس تھی ترنج لے اتر نہ کیا اور اب تورج نے وہی تلوار اُتار کھینچ کر جو ایک



ماتھ مارا تو سر پڑ کے ٹانگوں کے راستہ سے نکل گئی شور و غل پیدا ہوا آگ پھیل رہی تھی  
لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اس وقت بختیار نے کہا کہ امیر اور گنج  
سردار نہیں ہیں یہی وقت ہوا ان کے مار لینے کا یہ لکڑ سپاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا لکڑ چلی  
تو سچ تلوار پکڑ کر اس دریا سے فوج میں غوطہ زن ہوا اس طرف سے بادشاہ نے بھی  
گھوڑا اٹھا یا اور نعرہ کیا اشعار

سرم شاہ شان فریدون چشم	بہار گلستان کا وس جم	ابن میرسد بازوی بھنی
کہ اسفندیارم برومین تنی	پھر تو اور سرداروں کے نعرے بلند ہوئے آب تن کی طغیانی	
ہولی گشتی حباب بہا و ران طوفانی ہوئی تلواروں کی جھک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر	اسمین مثل حباب تیرنے لھے دھڑ دھڑا دھڑ خون میں غوطہ کھالے لھے کسی مقام پر جو	سرکٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیا سے فانی کا یہی نقشہ ہے
شعر کا سہ چینی پہ ای منعم نہ کرانا غم و درد ہمیں دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فقور کو اشعار	برآمد خروشیدن دار و گیر	در شیدن خجرو زحم و نیر
غمے شد سر از چاک چاک نہر	تو گفتی کہ اے برآمد ز گنج	ز شگرت یزگ ز در ترنج
دو لشکر ہم اندر او سختند	تو گفتی بیک دیگر استخند	چکا چاک گرز آمد تیغ و تبر
ز خون یلان دشت گشت آبگیر	جہان یکسرہ محمود دریا بخود	ننگ اندر و گرز شمشیر بود
سواران چو گشتی روان اندر	برو اندر آورد از کینہ رو	ہمین گرز مار بیدر خود درک
جو باد خزان بار و ازید برگ	فراوان سرافنا و مانند گوی	دل و سینہ با خاک خون بد بجوی

اتھاک فوج تاب نہ لائی آخر اس نے ہبل ان بھوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور  
آسودہ ہوئے اور مارے جانے سے نازک چشم کے امیر اور سردار کہ جو بظاہر ہلاک  
ہو گئے تھے وہ ایک درہ کوہ میں قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور طبیعت  
بشاش ہوئی انھوں نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہاں معین تھے  
انکو انھوں نے قتل کیا اور مع تمام سرداروں کے اس درہ کوہ سے نکل کر اپنے لشکر میں  
آئے ان کے آئے سے یہاں ہبل شادمانی پر چوب پڑی ہر ایک لبان گل شکفتہ خاطر ہوا



اور سب اس کے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس نے برجد ہوش سحر کے زور سے ان سرداروں کو  
تو بکڑ والیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہو جاتے تھے اس وقت  
وہ ایک نپلہ سحر کا مع مرکب قطع کر کے کہ وہ اس نے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان میں  
جھوڑتی تھی اور انھیں کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال گھلگیا اور امیر اپنے لشکر میں  
آگے لیکن تقابیان سے جو اپنی بارگاہ میں گیا تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک آدمی  
سیاہ پیدا ہوئی اور اس آدمی سے دو دیو نکلے اور انھوں نے آکر لقا کو سلام کیا  
اور کہا کہ پردہ تار یک میں قہقہہ سے چشمی کا بیٹا کرتب بن قہقہہ جو ہر اس نے آپ کو بلایا ہر  
لقلے بختیار کت سے کہا بختیار کت نے کہا کہ کیا مصنائت ہے چلیے بختیار کت اپنے دل  
میں کہتا ہے کہ وہاں چل کر اگر ہو سکے تو کچھ دیووں کو لا کر امیر سے لڑو لیکن غرض بختیار کت  
نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہا بیٹھے کہ خداوند کچھ دنوں کے لیے پردہ قات  
جاتے ہیں لقا لے کر کہہ میں نے یہی تقدیر کی بختیار کت نے وسواس و خناس دو عیاروں  
کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے یہ پیغام کہ آؤ وہ دونوں بارگاہ امیر میں آئے  
اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چلا آئے تو کیا مصنائت ہے جانے  
وسواس و خناس لے آکر لقا کو یہ بد عادی نظم

کای سرت سہزاد خندان بچند	تسکت طبل تا سگان ہرند	اگر آتش ہزار رنگا رنگ
بر سر تو سو کلان بہ زلفند	بختیار کت نے کہا بیش بات کو کیا خوشخبری لائے انھوں نے	پیغام امیر کا لقا کو پہنچایا اب ملک بختیار کت اور لقا تخت پر سوار ہوئے اور ان دیووں نے
		تخت اٹھا لیا اور چلے یہاں تک کہ پردہ تار یک میں لا کر پہنچا یا جب وہاں پہنچے تو ایک
		باغ میں اس تخت کو لا کر اتارا اشعار

ریا حین گل اس میں انواع کے	طلسمات گل اس میں انواع کے	طلسمات کے آئین دیوار و در
ندیان کی سی کوٹھی ندیان کو سحر	سلا منقش مشبک تمام	یہ کیا ہو جو ہو دھولکا آئین نام
گری جھنک و ان لطافت بزم حوی	کہ زرد لکا چون عفران ہو کہ وہ	نہ آتش کا خطہ نہ بارش کا ڈر
وہ سوسے نہ گریگا آسین خطہ	زمین انکی ساری جو اہر نگار	ادھر میں چمن اور ہوا میں بہار



تھا اس باغ میں اتر کر تب بن قمر نے آکر ملاقات کی اور اس کی دعوت اور صیافت میں مصروف  
 ہوا کچھ دن یہ بیان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہاں شبیہ ہر خداوند راشد اشیاء طہین کی  
 کہ اس میں خود خداوند شیطان آکر رہتے ہیں چلے اور ان کی زیارت کیجئے لہاں کہہ کہ وہ بھی  
 ہمارا بھائی ہے اور بندہ قدرت ہے اچھا چلو یہ ککر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اس کے لیکر ایک  
 صحرا میں لایا کہ وہاں ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اس پہاڑ کے درہ میں ایک گنبد اس گنبد میں  
 ایک گدھا چمکی پر چھکی بیٹھا تھا اور وہ گدھا بھی سوئے گا تھا اس خدنا شخص یعنی کرتب نے جا کر اس کو  
 سجدہ کیا اور لہاں سامنے کھڑا رہا اس لیے کہ یہ تو خود خداوند ہے یہ کیسے کیوں سجدہ کرنے لگا مگر  
 بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے بعد اس کے کرتب نے کہا کہ میں نے آپ کو  
 اس لیے بلا یا ہے کہ یہاں ایک اردو رہتا ہے جس کے زہر کے اثر سے باغ کو سب تک زمین سہری  
 اس کے مارنے کی کوئی تدبیر تیار کیجئے لہاں بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم  
 تدبیر اس کے قتل کی تیار دینگے تم ہلو وہاں بچلو کرتب انگوٹے کرچا اور ایک پہاڑ پر لایا اس پر  
 پہاڑ سے چند کہ وہ مقام یہاں اردو رہتا ہے دوری لیکن انہوں نے جو قتلہ کوہ پر چڑھ کر نگاہ  
 کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اردو نے سر نکالا سر اسکا بہت بڑا ہمارے کے برابر تھا اور اس پر  
 اردو نے قلاب آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب تنے لگا یہ دیکھ کر بختیارک نے کہا کہ کچھ بار  
 لاؤ کرتب بن قمر نے بارود منگوا لی اس وقت باغ کو سب تک نقب لگا کے بارود کو بھجوا دیا  
 اور اس میں فیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو تباہ کے کہا کہ اس میں آگ لگا دو اگرچہ جاہل  
 تہم جھکو چھوڑ دینگے اس گنہگار نے اس فیلہ میں آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر بچ گیا  
 اور وہ طبقہ زمین کا مع اردو آڑ کر فلک پر پہونچا وہاں سے بختیارک اور لہاں چھہ کر اسی  
 باغ میں آئے ایک روز برائے سیر جانب مہر روانہ ہوئے ایک باغ میں آکر ہوئے اس  
 باغ میں سیوہ کثرت سے پھلا تھا درختوں کے پتے چاندی سوئے سے منڈھے تھے وہاں  
 زمین میں بارہا شجارے جھوم رہی تھیں سندھ شاہ ارض کا چوم رہی تھیں ایک طرف لالہ  
 صورت پیالہ شراب شبنم باگ رہا تھا کہیں زگس کا ویدہ حیران تھا تھا کہیں سبیل کی زلف  
 پریشان تھی کہیں جعد بفتہ عطر آگین تھا سرو لب جو اپنی اکڑ مرد و رد کھاتا تھا شمشاد سے



فات ناز شرمندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بفتہ شک آگین	لتا ہی نہیں دماغ تر مین	عبر سے عیان ہر شان جمید
ہر سر پہ بجا سے چتر خورشید	ہون لوث و خطا سو کفیل پاک	میخوار چہ یائین سایہ تاک
اشجار کی کس قدر ہر کثرت	ہر نخل چہن ہر خوان نعمت	سوجان سو رنگ بویہ ہر بخش
جتنے کہ جہان میں ہیں پر یوش	اس باغ میں ایک بارہ دری بنی تھی نیست آلات سے آرستہ	

تھی فرس عمدہ اس میں بچھا تھا اور تختیار رک اس بارہ دری میں آئے تو وہاں ایک دیو بیٹھی تھی اور اس کے پاس چند دیویاں حاضر تھیں سینگ اس کے سر پر تھے مگر وہ جوان تھی چھاتیان دونوں نسل شک پر آب کے پھولی ہوئی تھیں ایک ساری پر نور باندھے اور کرتی پہنے تخت پر بیٹھی تھی لہا کا قدر بھی ایک سو پچانوے ارنج کا ہے دیوہی کہ قالب انسان میں سما یا ہے اس دیوی کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور وہ دیوی بھی اپنے تمام سوا تھی اس نے کہا کہ اسے بندی قدرت مزاج اچھا ہے اس نے ہنس کے ڈھیلے ہاتھ سے ایک ہلکا پنچ مارا اور کہا کہ مردو سے تھرے کیوں کرتا ہے اس تخت پر بیٹھ تختیار رک نے کہا کہ اب خوب بنے گی غرض لہا کے تخت پر بیٹھا اس نے دیویوں کے کہا کہ اسے شراب لاؤ وہ پینے شراب کے لئے کھڑے ہوئیں اور ایک کا سہ بہت بڑا لائیں اس دیوی نے کہ عفریت مردار خوار اس کا نام ہے لہا اور تختیار رک کو شراب ملائی جب دو دو تین تین جام بے نشہ ہوا اس حالت نشہ میں تختیار رک اور دیویاں چلی گئیں لہا نے اس کے ساتھ اپنا منہ دکھایا کہ پھر اس نے تاج کو حکم دیا کہ کچھ دیویاں پاؤں میں بجاؤ کھنکرو پھر باندھ کے آئیں اور تسلیم کر لیں پھر کچھ اپنی زبان میں گا کہ جبکہ لہا سمجھا کہ کچھ در بیان بیٹھا پھر وہاں سے اٹھ کر جب چلنے لگا تو اس دیوی نے کہا کہ میں تمہاری پاس آیا جا کر دنگی لہا فقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے جانی واسے مایہ عمر و زندگانی اب تم نے احوال میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ میں ابھی نہیں جاسکتی ہوں کس کے کہیں ایک بھائی پر وہ کلمہ آسمان پر سے جو زوجہ امیر صاحب قرآن یعنی بیاباہ میں ان کے لئے لیا گیا ہے وہ آئے تو میں جلن لہا یسکر وہاں سے روانہ ہوا اور کہتے ہیں فقہہ کے پاس آیا کرتے اب دن صحر میں شکار کے لئے لایا وہاں بہت سے



اتر دوشیران ثریان کو قتل کیا اور اُس کے جوڑے تو ایک دریا بل اُس دریا کا پاٹ کی کسی کوس کا  
 تھا اُس وقت کشتیان بڑی بڑی منگا کر سوار ہوئے اور سیر کرنے دریا میں چلے غرض کہی روز ایک  
 اُس دریا میں سیر کرنے پھرے پھر کرتب بن قہقہہ سے لقا کو رخصت کیا اور انکو دیو لیکر چلا رہا  
 میں ایک پہاڑ لگا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد میں ایک مرد رویشی سا تھا کہ وہ  
 خدا پرست تھا لہذا نے دیو دن سے کہا کہ اس گنبد کے قریب مجھے اتنا رو دو دیو دن نے اسکو  
 اتنا را اُس نے جو دیکھا تو بریا سے بریا بچھا دی اور اُس پر ایک مرد صاحب کمان جنگی دار تھی بناف  
 ہوا اور بلکین بڑھکر خسار پر پڑی تھیں عباسی گئے میں اپنے عامہ سر پر باندھے صحفہ ابراہیمی کی  
 تلاوت کر رہے ہیں لقا کے ہاتھوں کی آہٹ پا کے انھوں نے سر اٹھایا اور کہا کہ او لقا تو یہاں  
 کیوں آیا جا یہاں سے لقا بھی اسکو مرد خدا پرست سمجھ کر سخت پر سوار ہو کر اپنے  
 لشکر میں آیا

تمت



## خاتمہ الطبع

بعد حمد و ثناء سے پروردگار سجدہ ہزار عالم و ملت بے انتہا سے خواجہ ہرودس را محبوب  
 کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم شائقین افسانہ و شائقین قصص  
 کو نیکو تازہ و مژدہ بے اندازہ ہو کہ ان ایام فرخندہ و شہ جام میں فسانہ و لا و زرقہ لطف خیمہ  
 ہیئت آمیز دلچسپ و دلربا یعنی جلد چہارم طلسم ہوشربا جس کے مؤلف سخنور و ال  
 پابگاہ شہیرہ روزگار سید محمد حسین چاہ بہن مطبع فلسفی نول کشور واقع شہر  
 کانپور میں بسپرستی ذری الجود و الخزان علی القاب عالیجناب فلسفی ہر ال نرائس  
 صاحب رائے بہادر مالک مطبع و ام اقبالہ باہتمام کامل فلسفی بھگوان قریال صاحب  
 عاقل ایجنٹ باہ جون ۱۹۱۳ء بار اول طبع سے محلی اور زیور الطباع سواراستہ ہوں



اثنی عشری نائب جلی قلم - بالقصور  
 ابن ونگین از مرزا حبیب علی سرور  
 تفصیل ذیل  
 یضاً - متوسط قلم بالقصور  
 یضاً - بار یکا قلم بالقصور  
 روش سخن - بجواب مناسبت  
 سید محمد الدین حسین مودودی  
 سیم حیرت - انسانہ لکچر انشائی  
 مفر علی تخلص شیون  
 لسم وضاحت - قصہ عجیب و غریب  
 رسید محمد حسین جاہ -  
 الیش محفل - قصہ حاتم طائی بالقصور  
 الامید حید زکشت -  
 ستان امیر حمزہ - بالقصور  
 مسلسل بندہ مترجمہ مولوی عبداللہ  
 نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین  
 مقتول حقا - معروف بفسانہ عجم  
 موداز حافظ امیر الدین -  
 وطرز مرصع - از محمد عبود -  
 ستان حکمت - اردو ترجمہ الفار  
 سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان  
 بام سرشار بالقصور - مصنفہ پید  
 تن کاٹھ لکھنوی مشہور مصنف فسانہ  
 زاد و سیر کسار حسین نے ایک دفعہ  
 مالعہ کیا لطف مذاق و خوبی و نگینی

نہ سست کتب  
 مناسبت آزاد - کامل ہر جہاں جلد  
 مصنفہ پند ست رتن نامتہ در  
 کشمیری  
 مناسبت دکنیہ - مصنفہ منشی احمد علی  
 خان نائب دکنیہ فصیح باسج نو طرز  
 مرصع رزم رزم رونون عمدہ  
 مناسبت جیل - مترجمہ منشی حامد حسین  
 قابل دید ہے  
 محمد کی نامہ - ترجمہ جلد اول بوستان  
 خیال مترجمہ مرزا عسکری عرف چھوٹے  
 آغا صاحب دلچسپ احوال اجداد و اولاد  
 صاحبقران شاہ معز الدین لہتی ستان  
 دو حصہ الالبصار - ترجمہ معز الدین نامہ جلد دوم  
 بوستان خیال سہیل شانہ مرزا معز الدین اولاد  
 شمسہ تاجدار اور ملکہ نو بہار کے عشق اور عجب  
 گلگست اور دیوون کی صفت آرائی کا  
 یہ تفصیل تمام ذکر ہے جناب آغا جوح صاحب  
 نے اس ترجمہ میں جیسی دماغ سوزی اور  
 عرق ریزی کی ہے وہ بہ نظر انصاف معلوم  
 ہو سکتی ہے ہاں انوس ہے کہ مترجم  
 علام کا انتقال ہو گیا اور ان کے جین جیا  
 جلد و لکھی نگین کی فہرست نہ آئی تاہم کارخانہ  
 اودہ اخبار سے بہ کمال قدر دانی جاہا کہ  
 ایک با کمال ایس کی خدمت رائیگانہ نو اور اس  
 خیال سے بصرف زر کثیر اسکو مرتب و مکمل کیا



ماہیچ طبع از دولتا محمود علیخان جاگیردار قلعہ ملتان

برین درجہ شاہ شکر علی خان قلعہ

جہانگیر شاہ قلعہ ملتان

اگرچہ سال جاری شہیدان قلعہ

نظامہ کھنڈر

۱۳۳۱